تورج نامہ

جلد دوم

(یعنے دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ)

جسکو شاعر شیرین زبان ناثر خوش بیان منشی پیارے مرزا صاحب نے باعانت داستان گو منشی

شیخ تصدق حسین صاحب تصنیف کیا

اور بار سوم

باہتمام بابو کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوا

اطلاع

مطبع ہذا مین ہر علم و فن کی کتابون کا ذخیرہ عربی فارسی اردو سنسکرت ہندی ۔ بھاشہ گورمکھی وغیرہ مین وقت موجود رہتا ہے جسکی فہرست ایک اطلاعی کارڈ پہونچنے پر فوراً ہر شایق کو روانہ کیجاتی ہے جس فن کی کتاب ہے اسی فن کی چند دیگر کتب کی مختصر ایک فہرست یہان بھی درج کیجاتی ہے تاکہ شائقین کو اسیطرح اطلاع ہو

قیمت	نام کتاب
	کتب داستان و قصہ جات قسم یکم
[illegible]	**داستان امیر حمزہ صاحبقران** ۔ یہ کتاب پہلے دوسری زبان مین تھی بنظر دلچسپی عوام مطبع نے اسکا ترجمہ کرایا اور یہ اسقدر مقبول عام ہوئی کہ ابتک متعدد ایڈیشن اسکے شایع ہوے اور فروخت ہوے مگر خریدارون کا اشتیاق اور اسکی فرمائشین اسی درجہ پر ہین ۔ فی الحقیقت اسقدر رنگین اور اتنی دلچسپ ہے کہ دیکھکر طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے ۔
[illegible]	**نوشیروان نامہ جلد اول** ۔ یہ سب داستانین داستان امیر حمزہ صاحبقران سے متعلق ہین چنانچہ نوشیروان نامہ کے بھی دو حصہ ہین پہلے حصہ مین امیر حمزہ کی پیدائش کا حال پرورش جوانی اور دربار کسری مین عزت پانے کا حال نوشیروان کی لڑکی کا عشق ۔ اور خواجہ کی دائی سعدان بن لندھور سے زبردست لڑائیون اور معرکون کا بیان
[illegible]	**نوشیروان نامہ حصہ دوم** ۔ ملکہ قاف کے امیر اور امیر کے ملکہ رابعہ پلاس پوش کے عشق کی فریاد ۔ داستان فتح اور خواجہ عمرو کی مصیبت ۔ خواجہ کی کشمیر کی جانب رخصت اور ضمن مین بہت سی نادر داستانین ۔
[illegible]	**ہرمز نامہ** ۔ یہ کتاب نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے متعلق ہے ۔ رزم ۔ بزم ۔ عاشقی معشوقی ۔ فتح و شکست وہ عجیب و غریب داستانین جو دلکشی اور دلآویزی مین اپنی آپ ہی نظیر ہین ۔
[illegible]	**ہومان نامہ** ۔ سکندر اعظم کی امداد اور اسکے ساتھ ہومان کی کشتی اور نہایت مضحک اور عجیب داستانین اسکا سلسلہ بھی نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے ملتا ہے
[illegible]	**کوچک باختر** ۔ اس مین عیارون کی عیاریون کی نہایت حیرت انگیز داستانین پڑھکر حیرت ہوتی ہے کہ کیا ایک عیار اپنی عیاری کے ذریعہ سے اسقدر کامیابیان حاصل کر سکتا ہے
[illegible]	**بالا باختر** ۔ فضل بن گیاہ خون آشام کی شجاعت قاسم کی ناراضگی ۔ خواجہ اور عمرو کی خوشی ملکہ خورشید شاہ وریسی وغیرہ کا مارا جانا شاہزادہ ملک قاسم کا ملک کیوان کی دختر سے عشق اور صاحبقران کے معرکے کا حال
[illegible]	**ایرج نامہ** ۔ دیو اور پریون کی لڑائیون کا ایک خوفناک اور بہت خوفناک منظر شکست و فتح کے دلچسپ منظر ۔ لشکر اسلام کی شوکت و عظمت ظلمات اور جادو کے خوفناک راز صاحبقران کی شجاعت کے کارنامے نور الدہر اور شاہزادہ ایرج کی کیفیت ۔
[illegible]	**ایرج نامہ جلد دوم** ۔ خواجہ عمرو کی ملکہ زہرہ کے عجائبات سے حیرانی اور پریشانی فیروزہ بخت کے راز کا انکشاف اور اسکی فتح ۔ دوسرے زبردست شہرون اور زبردست جادوگرون کا حال ساحرون کے سحر اور عمرو عیار کی عیاری کے دلچسپ مقابلے
[illegible]	**طلسم ہوشربا** ۔ داستان امیر حمزہ کے سب دفترون سے یہ دفتر بڑا ہے جسمین عجائبات سحر ۔ اور طلسمات کا عالم مسلمانون کے حفاظت اسلام کے لئے جادوگرون سے مقابلہ اور جال توڑ کوششین ۔ فتح و شکست ۔ جادو و عیاری اسم اعظم کے مقابلہ اور قسم قسم کے مناظر جو سات حصون مین بیان کئے گئے ہین اور ہر ایک حصہ اپنی زینت اور دلکشی کے لحاظ سے نہایت اعلے اور ارفع ہے
[illegible]	جلد اول طلسم ہوشربا
[illegible]	جلد دوم طلسم ہوشربا
[illegible]	جلد سوم طلسم ہوشربا

فہرست نقش کتاب تورج نامہ جلد دوم دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ صاحبقران

صفحہ	مضمون
۲	حمد و نعت -
۳	منقبت -
۴	آغاز داستان
۹	چند کلمہ داستان شوکت بیان روح وروان ایرج نوجوان صفدر یہ دلاور یعنی رستم ثانی نامور کے بیان ہوتے ہیں -
۱۳	داستان عبرت نشان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کی -
۱۸	داستان ضحاک جادو ملک سفیان شاہ کی ،
۱۹	داستان شاہزادہ بدیع الزمان کی
۲۹	داستان شہریار بن پرسیاسے فرنگی -
۳۳	چند کلمے بہرام تیغ زن کے بیان ہوتے ہیں -
۴۰	دو کلمے شہنشاہ گوہر کلاہ کے -
۴۲	داستان صاحبقران امیر حمزہ ثانی -
۷۴	چند کلمے ملک فرنگی کے بیان ہوتے ہیں -
۸۱	دو کلمے داستان لشکر امیر عالی شان کے بیان ہوتے ہیں -
〃	داستان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کی ؛
۸۳	داستان فوج بے افسر لشکر شہریار نامور کے -
۹۳	چند کلمے داستان قلعہ کام تہنگ کی -
۱۰۶	داستان لشکر صاحبقران عالی شان کی -
۱۰۷	داستان جناب امیر حمزہ عالیشان صاحبقران اول کی -
۱۱۷	داستان قلعہ کام نہنگ کی -
۱۲۸	داستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان کی -
۱۲۹	داستان ارچاس مردم دلاور ہمثال مردم وسکج
۱۳۷	داستان انقابار گوہر بلند شش کی -
۱۳۸	داستان شاہزادہ رستم ثانی دلاور کی -
۱۳۹	داستان بدیع الملک نوجوان کی -
۱۴۰	داستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کی -
۱۴۱	داستان جناب حمزہ صاحبقران ثانی کی -
۱۴۲	داستان عمرو بن حمزہ یونانی کی -
۱۴۷	حال گلستان ارم کا -
۱۵۰	داستان نبیرہ قاسم ذیجاہ یادگار علم شاہ شاہزادہ رستم ثانی کی -
〃	بیان حال ملک سلیمانیہ کا -
۱۵۲	احوال شاہزادہ رستم ثانی کا -
۱۶۳	داستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کی -
۱۶۴	داستان حمزہ ثانی عالی شان کی
۱۶۷	کچھ حال تفرقہ اندازی فلک زدال اہل اسلام کا
۱۹۶	داستان امیر ثانی عالی شان کی -
۲۱۸	چند کلمے داستان نصرت نشان زینت بارگاہ سلیمانی رستم ثانی کے بیان ہوتے ہیں -
۲۳۴	دو کلمے داستان سرابہ جادو کے بخدمت ناظرین بیان کیے جاتے ہیں -
〃	پھر حال رستم ثانی کا بیان ہوتا ہے -
۲۵۰	چند کلمے داستان نصرت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں -
۲۵۱	چند کلمے شہر صندل کے بیان کیے جاتے ہیں -
〃	پھر یہاں سے چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہیں -
۲۵۳	دو کلمے داستان صلصال کے بیان ہوتے ہیں -
۲۶۰	لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا رقم کیا جاتا ہے -

صفحہ	مضمون
۲۷۲	داستان پہونچنا لاچور شاہ دصلصال کا قریب شفق کوہ اور پناہ دینا ملک ترسی حاکم شفق کوہ کا اور لڑنا بدیع الملک سے۔
۲۹۵	داستان مقابلہ کرنا شاپور کوہ پیکر و گیو اژدر یا صورت و بہرام قوی بازو فرزند ملک ترسی کا بدیع الملک نوجوان سے مع حالات دیگر متعلق داستان ہذا۔
۳۱۶	مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے۔
۳۱۷	داستان آنا شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا اور مقابلہ کرنا ملک ترسی سے۔
۳۳۱	داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی کا اور لڑنا دلیران لشکر اسلام سے۔
۳۵۰	داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی پلاس پوش کا اور آنا نقابدار گوہر پوش کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۳۷۲	داستان گرنا رستم ثانی کا لب دریا اور کباب اور لیجانا ملکہ آرام بانو کا شہریار کو اپنے باغ میں مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۳۹۵	داستان قید کرنا ماہ طلعت جادو کا بدیع الملک کو اور طالب وصل ہونا شاہزادہ کا انکار کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۴۱۰	مگر اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے۔
۴۱۱	اب بیان سے چند کلمے داستان شجاعت بیان روح رووان گرشاسپ جہان ایرج نوجوان زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہیں۔
۴۱۵	لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان بنات جادو کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۱۷	لیکن اب چند کلمے داستان شجاعت عنوان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۲۰	لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے سرجوش جادو کا کہ جو جراُت کا گرا پہنچنے کو اور گرفتاری طلسم کشا کو چلی ہے۔

صفحہ	مضمون
۴۲۲	لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر شاہزادہ عالیشان کے گزارش کیے جاتے ہیں
۴۲۸	لیکن اب حال شہر خاقانیہ کا گزارش کیا جاتا ہے۔
۴۳۰	لیکن اب چند کلمے داستان شبرنگ بن عمرو کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۳۵	لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ صنم بادلہ پوش کے بیان کیے جاتے ہیں۔
۴۳۷	لیکن اب حال طلسم صندل کا بیان کیا جاتا ہے۔
۴۳۸	لیکن اب پھر داستان عشرت بیان جلسہ خاقان روشن دل کے بیان کی جاتی ہے۔
۴۴۸	لیکن اب چند کلمے داستان نصرت نشان شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۶۵	لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان بادشاہ طلسم ملک صندلان جادو کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۸۲	لیکن اب بیان سے چند کلمے داستان صندلان شاہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں۔
،،	اب پھر چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہیں۔
۴۹۲	لیکن اب چند کلمے داستان عشرت نشان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہیں۔
۴۹۳	لیکن اب حال بارگاہ شاہ جادوان ملک صندلان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے۔
۴۹۴	مگر اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں۔
۵۰۶	لیکن اب حال ان جادون عیارون کا بیان ہوتا ہے جو چار [illegible] چلے ہیں۔

صفحہ	مضمون
۵۰۸	لیکن اب حال سنجر بلخی و ترک خطائی و ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کا گذارش کیا جاتا ہے۔
۵۱۱	لیکن اب حال برق ثانی کا بیان ہوتا ہے۔
۵۱۳	لیکن اب حال شاپور شیر دل کا بیان ہوتا ہے۔
۵۲۶	مگر اب چند کلمے داستان ضلالت نشان شہر شعبدہ کے بیان ہوتے ہیں۔
۵۴۰	اور اب حال لشکر اسلام وغیرہ کا لکھا جاتا ہے۔
۵۶۲	مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے۔
"	لیکن اب حال قہرمان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے۔
۵۶۷	مگر اب حال لشکر قہرمان کا لکھا جاتا ہے۔
۵۷۰	اور اب حال عیاران لشکر جانبین کا تحریر کیا جاتا ہے۔
۵۸۱	لیکن اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے۔
۵۹۹	داستان جانا دیوؤں کا خدمت قہر لشیہ ثانی میں اور بیہوش میں آنا عمر ثانی وغیرہ عیاروں کا کوشش قہر لشیہ ثانی سے پھر رخصت ہونا عیاروں کا اور عیاری کرکے رہا کرنا رستم ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۶۰۳	اور اب حال لشکر امیر ثانی اور عیاران مذکور الصدر کا تحریر کیا جاتا ہے۔
۶۶۵	داستان جانا لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا ہمراہ ملکہ وبیدہ آسمان شکاف کے جانب شہر شعبدہ
۶۷۶	داستان بھیجنا اگر نگ شاہ زرائلی کا نامہ امیر ثانی کو جانب ملک شعبدہ۔
۷۰۲	داستان جانا رستم ثانی کا واسطے شکار کے اور دشت نیرنگ میں ثانی ارسطو سے ملاقات کرنا اور عجائبات دیکھنا۔
۷۳۵	داستان پہونچنا نیرنگ شاہ کا والی ملک شعبدہ میں اور ہلاک کرنا نیچے والے کے ثانی کو مع حال دیگر متضمن داستان ہذا۔
۷۶۹	داستان پہونچنا امیر ثانی کا سرحد ملک کہرانیہ پر اور آنا نقابداران زرد و سرخ پوشش کا اور اسیر کرنا سرداران لشکر امیر کو پھر عیاری کرنا خواجہ عمر ثانی کا اور بعد جنگ فتح پانا امیر یا توقیر کا مع حال دیگر متضمن داستان ہذا۔
۸۰۶	داستان پانا ایک مکتوب کا اور جانا رستم ثانی کا برائے حصول لوح طلسم صندل اور دستیاب ہونا لوح مذکور کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا
۸۳۰	داستان بھیجنا ملکہ رنگین کا کل کشا کا ہمراہ اپنے شاہزادہ عالیجاہ رستم ثانی کو اور فتح کرنا شاہزادہ موصوف کا طلسم رنگین حصار کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۹۱۴	داستان عاشق ہونا خواجہ عمر ثانی وغیرہ عیاروں کا چنچل وغیرہ عیارنہ چپوں پر اور عیاری کرنا عیارہ چپوں کا اور قتل ہونا ابلیس خود پسند کا دست خورشید روشن دل سے اور لڑنا خورشید روشن دل کا ملکہ آتش فروز جادو سے اور قتل ہونا مردار خوار جادو کا دست ساحرہ مذکور سے اور خود بھی اُس کا مرنا مع حال دیگر۔
۹۳۹	داستان جانا شاہزادہ رستم ثانی کا بہدایت لوح طلسم جانب مرحلہ جات طلسم صندل اور فتح کرنا مرحلوں کا اور قتل کرنا ساحروں کا
۱۰۳۲	داستان ناسر روانہ کرنا تمثال آئینہ رو کا چھوڑنا عیار کو اور روانہ ہونا اُس کا مع سپاہ و پہلوانان نامی و تمثیل اسرار باد پا جہاں پاے روزگار کے سمت طلسم صندل اثنا راہ میں اُس کا ملنا رستم ثانی سے گفتگو سے سخت کرنا پھر تو اتر لڑائی جنگ بچہ اکرا لڑنا تمثیل اسرار باد پا عیاران لشکر اسلام کا اور پہ عیاران کرنا آخر کار شکست کھا کر بھاگنا رستم ثانی کا آگے لوگ بتاتے ہیں

صفحہ	مضمون
	جانا مع حالات دیگر۔
۱۰۸۲	لیکن اب چند کلمے داستان تحیر عنوان زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے بیان ہوتے ہین۔
۱۱۰۹	داستان جانا خواجہ عمرو ثانی کا واسطے رہائی درویش ذی کمال ریاضت گزین مسمی رضوان بوریہ نشین کے اور عیاری کرنا۔
۱۱۲۸	داستان حسب الحکم تمثال آئینہ رو عیاری کرنا اسود تیز پا عیار کا اور جنگ ہونا کفار و اہل اسلام کا قتل ہونا اور آنا شاہزادہ رستم ثانی کا۔
۱۱۳۶	لیکن اب احوال جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہے۔
۱۱۴۸	داستان بھیجنا طاؤس شعلہ زن کا ملکہ نازپرور نقلی کو در بردے پدر ملکہ نازپرور و عیاری عمرو ثانی وغیرہ۔
۱۱۵۳	لیکن اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین خواجہ عمرو نامدار بیک طرار ریش تراشندہ کافران دسر برندہ جادوگران کے بیان ہوتے ہین۔
۱۱۷۱	لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان شہر ارغوانیہ کے بیان ہوتے ہین۔
۱۱۷۲	لیکن اب پھر حال خواجہ عمرو ثانی اور طاؤس آتش زن کا بیان ہوتا ہے۔
۱۱۸۹	لیکن اب چند کلمے داستان محبت نشان خواجہ عمرو ثانی کے بیان ہوتے ہین۔
۱۱۹۷	داستان آنا خواجہ نسیم ظلماتی تاجر کا شہر قمریہ سے اور بیان کرنا اسکا وہان کے حالات اور روانہ کرنا امیر ثانی کا اکبر برق رو کو اور قتل ہونا اسکا پھر جانا امیر ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔
۱۲۱۴	داستان آنا قرناسے توق بن کرناسے گرگ اژدر چشم کا اور لڑنا اسکا لشکر امیر ثانی سے و حال جنگ امیر ثانی و ذکر نقابدار گوہر پوش۔
۱۲۸۸	خاتمۃ الطبع۔

تورج نامہ

جلد دوم

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ توسب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جس کی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ برسون ان داستانون کو سنو اور پھر تمام نہون - آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان عزیز الوجود اور ہردل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین -

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

ان داستانون مین سے پوری ساتون جلدین طلسم ہوشربا کی طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی اور جلدین بھی طبع ہوکر ہدیہ ناظرین بالیتقام ہوئی ہین اب طبع ہوکر تورج نامہ جو دو جلدون پر مشتمل ہے اور جسمین نہایت عمدہ و نایاب داستانین اور طلسم عیاریان وغیرہ مندرج ہین انکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب الحکم جناب فیضمآب سرگروہ تاجران ودبار و مصار رئیس الاتیار معدن جود و کرم جناب بابو پراگ نرائن صاحب بھارگو بالک تالیف ترجمہ اردو مین بغایت فصاحت و بلاغت تناسب الفاظ و بندش عمدہ کے ساتھ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۲۷ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام حکیم طلسمات کن | کہ دو حرف میں ہیں ہزاروں سخن
اسے کہتے ہیں سب کریم و کبیر | وہ ہے ناصر و ناہی و بے نظیر
وہ ہے کارساز دو جہان آفریں | وہ ہے نامدار و نشان آفریں
یہ دو حرف ہیں باعث دو جہان | کہیں کہ ہیں یعنی یہ کون و مکان
اسی کن سے پیدا ہوے کائنات | یہی کن ہے وجہ وجود و حیات
اسی کاف سے چنگیے کو ہیں | یہی نون ہے داخل نیز ہیں
یہی کاف آیا ہے تکبیر میں | یہی نون داخل ہے تنویر میں
اسی نون سے نور پیدا ہوا | اسی کاف سے کل ہو پیدا ہوا

واقعی تعریف ایسے خلاق بے نظیر کی احاطہ تحریر سے باہر ہے اور ثنا اُس پروردگار صغیر و کبیر کی رسائی عقل کل سے فزون تر ہے کہ جس نے دو حرفون سے دو عالم کو پیدا کیا اور ایک لفظ کن سے دفتر جہان کو ترتیب دیا بموجب نظم

نہ تھے ماہ و ماہی نہ ارض و سما | بجز ذات باری کہیں کچھ نہ تھا
نہ باطن نہ ظاہر نہ ظلمت نہ نور | نہ وادی ایمن نہ تھا کوہ طور
نہ رطب و نہ یابس نہ بحر و نہ بر | نہ سرد و نہ گرم و نہ خشک و نہ تر
کسی شی کی ہستی نہ تھی بیش و کم | عدم تھا مگر تھا نہ نام عدم
نہ تھے نقش بندی دست قضا | کہ اک لفظ کن سے یہ سب ہو گیا
نشیب و فراز و زمین و زمان | نجوم و سپہر و مکین و مکان
ہوے آشکارا سفید و سیاہ | رہے تا ابد رنگ شام و پگاہ
جدا گانہ ظاہر ہوے چار اثر | کہ پیدا ہوے دشت و در بحر و بر
ہوا باہم اضداد میں یہ تپاک | کہاں آب و آتش کہاں باد و خاک
خوشا قدرت خالق پاک ذات | بنا یوں طلسم حیات و ممات
اثر دو پیکر دون کو کر دے دیا | مقدر کو اس پر بھی حادی کیا
کہ جب ایک عنصر بھی ہو بیش و کم | تو ہو جیتے اہل عالم عدم
ہوا جبکہ آراستہ یہ طلسم | بانواع پیدا ہوے جان و جسم
پری و ملایک جن و انس و حور | چرند و پرند و وحوش و طیور

غرضکہ کیا لوح اور کیا قلم تمام طلسم عالم پروردگار دو جہان خلاق انس و جان نے ایک لفظ کن سے پیدا کیا پس جس وقت یہ دریاے ناپیدا کنار و بحر زخار طوفان خیز و موج انگیز ہوا اور جہاز کشتی کو بلندی پستی نظر آنے لگی اور باد تند جاہلیت اور ہواے مخالف ناواقفیت کے جوش و خروش سے بہتر کشتیان تباہ ہو کر متفرق طور سے ہین پس لازم ہوا خداوند عالم کو کہ ایسے ناخدا کو بھیجے کہ جو ان تباہ کشتیون کو راہ پر لائے اور ساحل عرفان پر لگائے یعنی سرور کائنات باعث کل موجودات معنی لولاک لما خلقت الافلاک رسول پاک احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

وہ خضر راہ طریقت ناخداے کشتی امت شفیع روز جزا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ تھے کہ جنھون نے بحکم کارساز

غرض رسا ہے کہ الحمد للہ والمنہ کہ اس حقیر نے بقدردانی رئیس الابرار منشی نول کشور نامدار ترجمہ ہفت دفتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا بفضل ایزد منان لکھوایا منجملہ ان دفاتر کے جلد دوم تورج نامہ باقی رہگئی تھی کہ منشی صاحب ممدوح نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی لیکن اُنکے جانشین و مسندگزین عزت و شان گوہر یکتائے بحر جود و سخا جوہر بیش بہائے معدن لطف و عطا منبع جود و کرم مظہر فیض اتم قدر افزائے اہل کمال رئیس عدیم المثال مسند نشین ایوان رفعت و مرتبت زینت افزائے بزم قدر و منزلت امیر عالی وقار فخر تاجران دیار و امصار جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام دولتہ و حشمتہ نے بھی اپنی قدردانی سے اس گوشہ نشین و عزلت گزین کو پھر وہی قدر و منزلت عطا فرمائی کہ شکریہ سکا اس ہیچمدان سے ادا نہیں ہوسکتا چنانچہ امتثالاً للحکم یہ ذرہ بیمقدار اس جلد کا ترجمہ بھی لکھکر ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہے امید کہ اپنی قدردانی سے اگر پسند خاطر ہو تو اس عاصی کو دعائے خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر کہیں لغزش ہو تو دامن عفو سے چھپا لیجے گا۔

آغاز داستان و ساقی نامہ

ساقی جو شراب کچھ ہو باقی
ہاں نوش نوش کا ہو پھر غل
پھر دل میں امنگ صفدری ہو
جو لوگ ہیں اپنی انجمن کے

گر شیشہ و جام کو ملا پی
پھر بلبل تمکین ہو تو یہ کا غل
پھر ولولۂ بہادری ہو
مشتاق ہیں سازِ سخن کے

پھر ابر فلک پہ دیکھ چھایا
توفیق جو دور آسمان دے
ہاں شغل سے شیشہ کو لنڈھا دے
پھر ذکر کہن کو لب پہ لاؤں

پھر رنگ بہار نے جمایا
اک جام شراب زعفران دے
اور جام سے جام کو بھڑا دے
باقی ہے جو کچھ وہ کہہ سناؤں

راہروان وادی خوش بیانی و سالکان مسالک نکتہ دانی جویندگان جادۂ سخن و پابندگان گوہر این داستان کہن جواہر بیش بہائے کلام کو سلک بیان میں اسطرح پروتے ہیں کہ جس وقت صلصال بن دال بن دلو بن شمامہ جادو کو حمزہ صاحبقران ثانی نے اسیر کرکے مبتلائے غل و زنجیر کیا اور طلخال بن صلصال کو شاہزادہ زمان بدیع الملک نوجوان نے گرفتار کیا اور لعل بن تورج کو بمقابلہ امیر ثانی سے پنجہ اٹھا کر لے گیا اور پیروز بن ہرمز کو بھی پنجہ لے گیا اہل اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کرکے سب کو پراگندہ کردیا کہ فوج بے سردار کب لڑ سکتی تھی اسی مقام پر جلد اول تورج نامہ کی ختم ہوئی ہے واسطے یاددہانی سامعین با تمکین و ناظرین حقیقت آئین کے یہ دیکر آغاز داستان کی جاتی ہے کہ امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زیب صدولتہ جہانبانی یعنی جناب حمزہ ثانی تو بعد فتح و فیروزی مصروف عیش و نشاط و مشغول طرب و انبساط ہوتے ہیں اور شاہزادہ نامور بدیع الزمان دلاور ملک خروسیہ پر بمقابلہ لشکر کیخسرو شاہ شجر پرست قیام پذیر ہیں اور کرتوس بھی بعد بربادی قلعہ طرف خروسیہ کے جاچکا ہے اور ملکہ آفاق معشوقہ شاہزادہ گوہر کلاہ قلعہ کام ننگ میں ہیں۔ اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مع کیخسرو و ذبیح جاہ طرف ملک خروسیہ کے روانہ ہوئے ہیں۔ اور شاہزادہ رستم ثانی مع فضل بن رستم کے شہر صندل پر چلے ہیں اب انشاء اللہ ذکر ہر ایک داستان کا اُسکے موقع پہ کیا جائیگا لیکن اول صاحب سطوت جہانبانی جناب حمزہ ثانی کا احوال گذارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت جشن فتح و فیروزی سے فراغت حاصل ہوئی تسکین خاطر تردد منزل ہوئی ارشاد فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر صندل کے روانہ ہو حسب الارشاد فیض بنیاد و آرایندہ صاحبقرانی یعنی جناب حمزہ ثانی اسی وقت انتظام سفر ہونے لگا بعد تیاری تیسرے روز امیر کشورگیر نے طرف شہر صندل کے کوچ کیا طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں جب اتفاق اک صحرائے پر فضا وارد ہوئے تنہا میں پہنچے فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ایک دو روز اسی بیابان کی سیر کریں اُسی وقت خیمے برپا ہوگئے چھولداریاں استادہ ہوگئیں

مردان دلاور اپنے اپنے مرکبوں سے اُتر اُتر کر جائے قیام و استراحت ڈھونڈھنے لگے مرکبوں کے شیہوں کی آواز
بلند ہوئی اس آبادی سے شان جنگل کی دوچند ہوئی وہ صحرا عجب بہار دکھلانے لگا گویا جنگل میں منگل نظر آنے لگا غرضکہ
تمام بہادران نامدار و دلاوران شہور شعار نے شب تو بہ راحت و آرام بسر کی صبح کو بعد فراغت فریضہ سحری جس وقت
مہر منور کی جلوہ گری ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے خواب راحت سے بیدار ہو کر آنکھوں کو ملنے لگے طائران
صحرائی کے زمزمہ سرائی عجیب سماں دکھاتی تھی کہ نالۂ عندلیب کو نظروں سے گراتی تھی شعر وہ وقت سحر اور ٹھنڈی ہوا
وہ گلہائے صحرا کی طرفہ فضا غرض ہر ایک صفدر و دلاور حمد و ثنائے خلاق اکبر کرتا ہوا خدمت بابرکت میں حمزہ صاحبقران
ثانی کے حاضر ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہونے لگے ایک آن واحد میں تمام دربار
سرداروں سے مملو ہو گیا جانب دست راست لندھور ثانی و امیر ثانی بدیع الملک دلاور وار ارباب
نامور وغیرہ بائیں جانب مالک ثانی جمہور ثانی ہاشم تیغ زن خورشید صف شکن وغیرہ بیٹھے ہیں ذکر شاہزادہ
رستم ثانی کا ہو رہا ہے امیر باتوقیر فرما رہے ہیں کہ میں نے سنا ہے عزم اُنکا طرف شہر صندل کے ہے اسی وجہ سے
میں نے بھی اُسی طرف کا عزم کیا ہے کہ وہ خفا ہو کر چلا گیا تھا میں اُسے منالاؤں اور نگران حال رہوں یہی ذکر تھا
کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی سامنے سے پیدا ہوئی بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ اس وقت اس
صحرا میں عجب تماشا نظر آیا کہ جسکے دیکھنے سے دل حیرت میں آیا ابھی ایک ہرن چر رہا تھا کہ ایسا آہو یقین ہے چشم
فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اگر رفتار اُسکی دیکھیے تو آہوئے فلک چوکڑی بھولے تمام جسم اُسکا کاسنی اُسپر قرمزی و سُرخ
و سبز گل پڑے ہوئے دو شاخیں سر پر مثل یاقوت سُرخ کے درخشاں اور ایک شاخ بیچ میں مثل کلغی کے زمرد
سبز کی معلوم ہوتی ہے عقب میں اُسکے چالیس ہرن اور مثل تابعداروں فرمانبرداروں کے گرد ڈالے ہوئے
ساتھ ہیں اور اُسی صحرا میں سب آہو مصروف چرا ہیں باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر تمام اہالیان دربار و امیران نامدار
و بادشاہان اسلام و شہنشاہ ذوالکرام سب کو تعجب ہوا لیکن امیر نے فرمایا کہ واقع میں یہ آہو اس لائق تھا کہ عجائب
خانۂ شاہی میں رہتا کوئی دلاور ایسا ہے کہ زندہ اُس آہو کو گرفتار کر کے لائے ہنوز سخن در دہان تھا کہ صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان اپنے دنگل شوکت
پر سے کود پڑے اور دست ادب بستہ عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا یہ کہکر اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر
تیزگام مرکب پر بیٹھکر پتہ اُس صحرا کا پوچھ کر کہ جہاں ہرن چر رہے تھے روانہ ہوئے بعد طے ہونے راہ کے جب
قریب اُس صحرائے پُرفضا کے پہونچے دیکھا ایک جانب چشمۂ شیریں و لطیف خوشگوار ہے ایک طرف بہار صحرا
و سبزہ زار ہے ہرن چوکڑیاں بھر رہے ہیں ایک ہرن نہایت خوشنما کہ جسکا پتہ ہرکاروں کی زبانی سنا تھا دیکھا کہ
جست و خیز کرتا طرف چشمے کے چلا جاتا ہے شاہزادے نے اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا کمند کو ہاتھ میں سنبھالا
لیکن اُس وحشی نے جو آواز سُم مرکب کی سنی کان کھڑے کیے پلٹ کر دیکھا جونہیں لہٰذا اُس شہر یار والا تبار پر بڑی
راہ فرار اختیار کی ادھر شاہزادے نے تعاقب کیا جاتے جاتے کئی کوس نکل گئے جب شاہزادہ بدیع الملک
کمند یار نہ ہو آہو دام میں آتے تو معلوم ہوتا ہے لیکن نکل جاتے نہیں معلوم ہوتا بدیع الملک کو غصہ آیا کہ عجب
طرح کی بات ہے کہ سہ مرتبہ صید دام میں آکر نکل جاتا ہے اب اسے تھکا کر گرفتار کرونگا یہ بات دل میں ٹھانکر
گھوڑے کی باگ اُٹھا دیے ہوئے برابر چلے جاتے ہیں کہ دیکھا سامنے ایک باغ کی چار دیواری معلوم ہوتی ہے بس
فوراً وہ آہو جست کر کے داخل باغ ہوا ساتھ ہی آپنے بھی گھوڑے کو ایڑ کی وہ توسن صبا رفتار برق شعار اسپ جو

چارون پتلیان جوڑ کر اڑتا ہی تو دیوار باغ پھاند کر داخل باغ ہوگیا اب جو بدیع الملک خیال کرتے ہین تو کہین
آنکھ نظر نہین آتا لیکن گلزار ہی کہ شان پروردگار ہی کہین گلون کی بہار کہین نغمۂ ہزار ہی گیاہ پر فرش مخمل کا گمان ہوتا ہی نرگس بیدار
ہی سبزہ سوتا ہی طرۂ سنبل پر جو قطرات شبنم جم گئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطۂ قدرت نے شاہد باغ کے بالون مین
موتی پروئے ہین گلون نے آب شبنم سے چہرے دھوئے ہین مسی لئے لب سوسن پر رنگ چھایا ہی ڈالیون کو کثرت گل نے
خمیدہ تر کر کے عروس بنایا ہی بدیع الملک نے دل مین خیال کیا کہ پروردگار کیا مین بہک کر بہشت شداد مین نکل آیا
ہون کیونکہ دنیا مین ایسا باغ آج تک نہین دیکھا غرضکہ تعریف پروردگار رہین بالب خندان سر کنان چلے جاتے ہین
کہ دیکھا بیچ مین ایک بارہ دری مرصع کار رہا ہی نگار عشرت کا رخ چرخ اخضری رشک فلک نیلوفری تعمیر ہی آگے اسکے
اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا اسپر شامیانہ زربفتی کھنچا ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین مہر تمکین زرد زرکوش مرصع پوش
گلبین بوستان محبوبی در دریاے خوبی بموجب مصرعہ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن * جوانی کی راتین مرادون کے دن
ایک مسند زرین پر بصد کرشمہ و ناز و ہزاران امتیاز گاؤ سے لگی بیٹھی ہی اور چند کنیزان حور جمال پری خصال مشغول
مصاحبون کے سامنے دست ادب بستہ فرد کش ہین شاہزادہ بدیع الملک صورت اس آفت ہوش کی دیکھتے ہی
از خود رفتہ ہوگیا تاب کلام و طاقت قیام نہ باقی رہی غزل حسب مقام ہذا —

مسی آلودہ لب وہ لولون مین یا سوسن پہ بھونرا ہی
دم نظارہ شرم آلودہ نظرین چھپکے بیٹھی ہین
نہین سنگ لحد گویا کہ یہ مدفن پہ مدفن ہی

کسی نا آشنا سے ملکے یون بیٹھو نہ محفل مین
یہ دوہری ادھر مژگان کی ہی یا چلمن پہ چلمن ہی
انھین زلفین بنانے سے نہین کی آرزو ...

ستمگار آفت جوانی قہر ہی جوبن پہ جوبن آ رہا ہی
کبھی زانو پہ زانو ہی کبھی دامن پہ دامن ہی
ہوا تھا دل کبھی مردہ سا ساتھ تیرے رنج و فرقت
طبیعت کو نشیب عدہ بیان الجھن پہ الجھن ہی

لیکن اس نازنین نے جو اک جوان حسین کو سامنے سے آتے دیکھا ادہر گھبرا کر دوپٹہ کا آنچل چہرہ پر رکھا اور ناز و ادا سے
دفعۃً بصد کے ساتھ پکاری کہ ارے یہ کون مرد وا میرے باغ مین گھس آیا ہی جلد اسے گرفتار کرو یہ کہنا تھا کہ وہ عورتین جو
گرد و پیش بیٹھی تھین دوپٹے سنبھال سنبھال کر اٹھین اور اس اسیر دام محبت پر مثل کمند کے دوپٹے مارنے لگین شاہزادہ
بدیع الملک دیکھکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے ملکۂ آفاق اے تمنائے دل مشتاق مین تو اسیر دام الفت و گرفتار کمند حسرت
ہو ہی چکا ہون بموجب شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا * سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے بھلا
یہ عورتین مجھے کیا گرفتار کر سکتی ہین ہان اگر تم اپنے ہاتھ سے مجھے اسیر غل و زنجیر کرو تو یہ گردن طوق آہن کی مشتاق
اور ان پاؤن کو بیڑیون کی زقت مشتاق ہی یہ کہکر دونون ہاتھ آگے بڑھا دیئے اور فرمایا کہ اے ملکہ جہان آرام دل مشتاق
آئیے اور ہتھکڑی انھین ڈال دیجئے اسیر غل و زنجیر کیجئے واقع مین کہ عاشقون کا یہی زیور ہی بموجب شعر
کرتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہی عزت * کیا شان عاشقی کی گر کو یہ نکلے تو جیب بھی نے وادی الفت و دشت محبت
مین قدم رکھا تو ہر طرح کی سختی اٹھائینگے اور ناز برداری سے نہ باز آئینگے اس طرح کے کلمات محبت آیات جو شاہزادہ
زبان بدیع الملک نوجوان سے نکلے اکبارہ دل باناز بصد کرشمہ و ناز اپنے مقام سے اٹھ کر چلی جب قریب شاہزادہ
کے پہونچی سراپا کو دیکھا ہزار جان سے تو یہ خود شیفتہ و فریفتہ ہو چکی تھی تاب ضبط نہ رہی ہنس کر پکاری کہ اے محبوب جفا کش
دای یار جفا دانی یہ ہاتھ اس قابل ہین کہ ہماری گردن مین حمائل ہون قطع ہون وہ ہاتھ جو انھین ہتھکڑی ڈالنے کا
ارادہ کرین یہ کہکر ہاتھ شہزادے کا اپنی گردن مین حمائل کیا لا کر مسند پر بٹھایا باتین راز و نیاز کی ہونے لگین کہ ایک مرتبہ یہ نازنین
کچھ جھجکی اور شاہزادے کے سینہ بے کینہ پر جو نگاہ اسکی پڑی دیکھا کہ ایک ہیکل نہایت خوشنما شاہزادے کے
گلے مین پڑی ہی اور کچھ اسپر کندہ بھی ہی یہ سوچ کر ایک خواص کو پکاری کہ او ... ہماری ہیری لاکی دوہی ہوگی ذرا اسے

سے بدیع الملک نے کہا کیا تم کسی کے ناموس مین داخل ہو جب صاحب اولاد ہو تو شوہر بھی تمھارا ضرور ہوگا اسنے
ایک غمزے کے ساتھ جواب دیا کہ دور پار چھا مین پھوپھین ابھی اُس بیاہی کا کورا پنڈا ہی شادی تک نہین ہوئی کسی مرد
کی نظر تک اس روے درخشان پر نہین پڑی ہی لیتے ہین وہ خواص ایک گلہری کا بچہ لیے ہوئے آئی کہ بہہ طلائی
اُسکی گردن مین پڑا ہوا کلابتونی ڈوری لگی ہوئی ہاتھ سے اُس خواص کے لیکر وہ نازنین اُس بچہ کو پیار کرنے لگی
بعد اسکے بدیع الملک کی گود مین ڈال دیا اور کہا کہ لو اپنی بیٹی کو تم بھی پیار کرو اب بدیع الملک سمجھے کہ یہ اسکا
بیٹی کہتی ہی خاموش ہو رہے لیکن اُس گلہری کے بچے نے گود مین آتے ہی شوخیان کرنا شروع کردین کبھی ہاتھ پر
کبھی شانے پر کبھی سر پر کبھی گردن پر دوڑنا شروع کیا اور ڈوری ہیکل کی کاٹ دی اسطرح کہ شاہزادے کو خبر
بھی نہوئی اور اک نشہ سا آنکھون مین بدیع الملک کے چھا گیا اور اب وہ بچہ گلہری کا ہیکل لیکر بھاگا گویا اپنی
زبان مین اُسنے کہا کہ مین جس کام پر مامور تھا وہ کام تمام ہوا یہ نازنین اُسکے چل چلنے پر بدیع الملک سے
بولی کہ واہ صاحب یہ تمنے کیا کیا شریر میری لڑکی روٹھنے لگی بس لاؤ میری بچی کو مجھے دیدو یہ کہکر گلہری کا بچہ
بدیع الملک سے لے لیا اور اُس خواص کے سپرد کرکے کہا کہ جا اسکی کھلائی کو دے آ کہ وہ بہلا لے وہ خواص تو
اُس بچے کو لیکر اُدھر روانہ ہوئی یہان پھر اختلاط ہونے لگا خواصون نے جو یہ رنگ دیکھا اُٹھ اُٹھ کر کوئی پیشاب کوئی
پاخانے کے بہانے روانہ ہوئین لیکن اُس نازنین نے جام شراب بھر کر سامنے بدیع الملک کے پیش کیا اور
کہا کہ اس جام محبت کو پیو اور ہمیشہ نشۂ محبت سے سرشار رہو شاہزادے کو یہ بھی مطلق خیال نہوا کہ استفسار
مذہب تو کرلین وہ جام لیے اندیشہ انجام ہونٹون سے لگا کر یہ شعر پڑھا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ۲ اور اُس ساغر کو پی گئے بعد اسکے جام لبریز کرکے دیا وہ نازنین پی گئی اب
نشہ شراب نے دونون کی آنکھون کو سرخ کردیا محفل کا رنگ بدل دیا کچھ جوش جوانی کچھ ولولہ شوق کچھ نشہ شراب
سب نے ملکر از خود رفتہ کردیا باہم گردنون مین پڑ گئین اُسی عالم بیخودی مین اکبار اُس نازنین نے منھ قریب منھ کے لاکر
بوسہ لینے کا قصد کیا اب منھ جو اُسکا کھلا یہ معلوم ہوا کہ دروازہ سنڈاس کا وا ہوگیا شاہزادہ لاحول پڑھ کر پیچھے سرکا
دماغ پھٹنے لگا فرمایا ہائین قحبہ تو کون ہی مجھے تو ساحرہ معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا پھر ساحرہ ہونے مین کیا مضائقہ ہی
فرمایا ہم لوگ ساحرہ کی طرف توجہ نہین کرتے ہین تیرے منھ سے غلیظ کی بو آتی ہی یہ تیری بدکرداری تیری گندہ ذہنی
کا باعث ہی اُسنے کہا کہ اگر تو وصل میرا قبول کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مزا موت کا پائیگا فرمایا
او کافرہ تیرے وصال سے انتقال بہتر ہی یہ کہکر اک طمانچہ مارا کہ یہ معلوم ہوا سر گردن سے اُڑ گیا بس ایک مرتبہ
دھڑ زمین پر گر کر پھڑکے جو مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے بدیع الملک نے چاہا کہ تلوار اُٹھا کر وہ لکاٹہ کو دور رکھا کھڑی
ہوئی انھون نے دوڑنے کا ارادہ کیا لیکن ممکن نہوا دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوئے ہی نظر سینہ پر جو کی دیکھا
کہ ہیکل نہین ہی اب یہ اسرار کھلا کہ معلوم ہوتا ہی وہ گلہری کا بچہ بھی سحر کا تھا کہ ہیکل روسحر کی گلے سے اُتار لے گیا
فرمایا خیر او قحبہ اگر تو نے ہیکل کا انتظام کرلیا تو کچھ پروا نہین مین صاحب اسم اعظم بھی ہون وہ ہنسی اور کہا کہ پھر
اسم اعظم پڑھتے کیون نہین بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین تو اسم اعظم بھی فراموش ہی کوئی حرف نہین یاد
آتا پھر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو اب بھی کہنا میرا مان لے وصل میرا قبول کر ارے مین وہ ہون کہ بڑے بڑے
حسینان جہان مجھپر مرتے ہین اور دم دیتے ہین کہین مجھ ایسی کم سن محبوبہ کسی کو نصیب ہوتی ہی لوگ تمنا مین مرتے
ہین اور مین منھ بھی نہین لگاتی رُخ بھی نہین کرتی یہ تیرے نصیب کی خوبی تھی کہ میرا دل تجھپر آگیا جو اس طرح کی

منت اور سماجت کرتی ہون فرمایا او ملعونہ یہ سارا حسن وجمال تیرا سحر کا ہی اور تو یقیناً کوئی بڑھی بیسوا معلوم ہوتی ہی کہ
کہنے لگی کہ تو صورت اصلی میری دیکھے گا یہ کہکر زمین پر غلطک ماری اب جو بدیع الملک نے دیکھا تو اک بڑھیا
کہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سارے بال سر کے سفید اور بیچ سر مین گنج ہی فرمایا تجھے سن تیرا کیا ہوگا
ہنس کر بولی کہ سن میرا کیا ہی ابھی کوئی پونے تیرہ سو برس کا سن ہی بدیع الملک نے تیر کمان مین جوڑا
اور چاہا کہ مارون لیکن اسی وقت جو یہ لکاتہ اک اسم سحر پڑھ کر پھونکتی ہے دیکھا تو کمان ٹوٹ گئی تیر خمیدہ ہو کر مثل
کمان کے ہو گیا اور پکاری کہ او اجل رسیدہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری قضا دامن گیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اور مثل ملکہ خونخوار
جادو کا نعرہ کر کے جھپٹی چاہتی تھی سر پر بدیع الملک پر وار کرے مگر شاہزادے نے بانگ کر دعا کی کہ ای پروردگار
دو جہان ای خالق انس و جان اس حالت تنہائی مین کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے مین اک کافرہ کے ہاتھ سے مارا جاتا
ہون کون غسل دیگا کون کفن پہنا کر دفن کریگا مٹی میری سخت خراب ہوگی تو اپنے بندہ گنہگار کی مدد کر اور اگر پیمانہ عمر میرا
لبریز ہو چکا ہی تو خیر کچھ پروا نہین مگر تو گواہ رہنا کہ مین حق پر ہون اور فعل حرام سے بچنا قبول کرتا ہون جان دینا گوارا
ہی مگر خلاف شریعت کرنا منظور نہین ہنوز دعا نا تمام تھی کہ دریاے اجابت جوش مین آیا دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور
نعرہ ہوا کہ منم ادیوس ثانی او قحبہ کیا کرتی ہی خبردار اجل تیری سر پر آ پہونچی وہ لکاتہ یعنی خونخوار جادو ادیوس
کی طرف متوجہ ہوئی اور پکاری کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا خبردار خبردار یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا اور اک
ترنج سحر ادیوس پر مارا ادیوس پھر غرق زمین ہو گیا ترنج خالی گیا ابھی ادیوس پشت خونخوار جادو کی طرف
نکلا اور اک پتھر کلہ منجنیق مین رکھ کر جو مارتا ہی کئی سو من کا پتھر تھا یہ تو جن تھا ہی ایسے اتنے بڑے پتھر کا اٹھا
لینا کب دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ سنگ گران جو سر پر خونخوار جادو کے پڑا ایک سر کے ہزار ریزہ ہو گئے
بھیجا پاش پاش ہو گیا لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا یکایک تمام باغ مین آگ لگ گئی وہ باغ باغ آتش بازی ہو کر
جلنے لگا جو درخت سیب و رمان کے تھے مانند انار آتش بازی کے شعلہ افشان ہوے جھاڑ مثل گولون کے
پھٹنے لگے اور انہین سے شرر نکل نکل کر اڑنے لگے دیوار باغ قلعہ آتش بہار ہو گئی سرو مانند سرو آتشبازی کے
چھوٹنے لگے آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جب روح نجس اس ساحرہ کے جسم سے نکلی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من خونخوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ
باغ ہی نہ گلزار ہی نہ غنچہ و گل نہ نرگس و سنبل نہ سبزہ پامال اک مقام ہولناک نظر آتا ہی کہ دل دہلا جاتا ہی ہو کا عالم
نظر آتا تھا کوئی داہنے نہ بائین ہو صدا آتی تھی دشت سے سائین سائین ہمہ لاش ایک ساحرہ کی یہ منظر کی پڑی
ہی ادیوس ثانی ہاتھ باندھے کھڑا ہی وہ کنیزین جو مصاحبین اس لکاتہ کی تھین ہاتھ باندھے ہوے سامنے شاہزادہ
بدیع الملک کے حاضر ہوئین اور عرض کی کہ ای شہریار والا تبار آپکے قدم کی برکت سے ہماری رہائی ہوئی
کسی نے کہا کہ مین بیٹی ہون بادشاہ حلب کی کسی نے کہا مین بہن فلان بادشاہ کی کسی نے کہا مین زوجہ ہون فلان
شہریار کی یہ لکاتہ ہم سب کو بزور سحر پکڑ لائی تھی اور مثل کنیزون کے ہمسے کام لیتی تھی شاہزادے نے ادیوس کے
ہاتھون سب کو انکے انکے ملک مین پہونچوا دیا انکے عزیزون سے ملا دیا اور آپ شکریہ پروردگار بجا لاکر ایک
طرف چل نکلا ادیوس یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام کا بہت خیال رکھیے گا اور وقتاً فوقتاً حضور کی خدمت مین حاضر ہوا کرونگا
اب بدیع الملک تو اس صحراے ہولناک وادی بلا انگیز مین گم کردہ راہ ہو کر تباہ و برباد پھرتے ہین کہ انکا
حال وقت پر گذارش کیا جائے گا لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان روح و روان ایرج نوجوان صفدر دلاور سے یعنی رستم ثانی نامور کے بیان ہوتے ہین

کہ قید سحر سے چھوٹنے کے بعد فضل لقا رستم اور شبرنگ عیار کو ہمراہ لیے طرف شہر صندل کے چلے جاتے ہین
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک شہر کے پہونچے کئی دن کے تھکے ہوئے تھے آپ اُسی جا قیام کیا
شبرنگ کو واسطے تلاش آب و طعام و دریافت حال شہر کے روانہ کیا کہ یہ کون سا شہر ہے حاکم یہان کا کون ہے
طریقہ اِن لوگون کا کیا ہے شبرنگ بارے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا جس وقت داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر مین ایک
غلغلہ ہے ہنگامہ عظیم برپا ہے ادھر کے لوگ اُدھر بھاگے جاتے ہین اُدھر کے لوگ اِس طرف آتے ہین بیٹھے آپس مین باتین
کرتے ہین کہ افسوس والی ہمارا ہوشیار تیغ زن شہر مین موجود نہین ہے اور غنیم قلعہ پر چڑھ آیا ہے کوئی امید فتح ہونے
کی نہین معلوم ہوتی ہے دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے شبرنگ سب کیفیت مفصل دریافت کرکے کچھ آب و طعام خرید کے
واپس آیا پہلے خبر نہ بیان کی کیونکہ حال سے رستم ثانی کے خوب آگاہ تھا کہ اگر خبر غدر شہر کی بیان کرونگا تو یہ شہزادہ
خاصہ بھی نہ تناول فرمائے گا اور ضرور بے مدد جائے گا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی اُس وقت شبرنگ
نے عرض کی کہ اِسے شہر یارا اِس ملک پر تباہی آیا چاہتی ہے والی ملک کہین سیر و شکار کے واسطے گیا ہوا ہے اور غنیم ملک پر
چڑھ آیا ہے قریب ہے کہ وہ داخل قلعہ ہو اور شہر مین غدر ہو جائے رستم ثانی نے کہا پہلے تو نے مجھ سے نہ کہا یہ کونسا
نامرد ہے کہ والی ملک موجود نہین اور ملک پر چڑھ آیا ہے ابھی جا کر سزا اسے معقول دیتا ہون یہ کہکر تھام اُٹھا مرکب پر بیٹھکر روانہ
ہوا عیار نے رکاب تھامی فضل لقا رستم نے پیر لو دا باگ کا لیا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ ایک گرز بلند
قامت قوم عاد سے معلوم ہوتا ہے قریب قلعہ کے پہونچ چکا ہے اور قلعہ پر سے توپ گولہ کی مار ہو رہی تھی مگر وہ دیو خصال
ایک نہین مانتا داہنے ہاتھ مین گرز گران سر بائین ہاتھ مین سپر ہے برابر گولون کو خالی دیتا ہوا رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے
اور لب خندق پہونچ چکا ہے قریب ہے کہ پھاٹک قلعہ کا توڑے اور اہل قلعہ مین ہلچل مچی ہوئی ہے بس یہ حال دیکھکر
تاب نہ رہی اور رستم ثانی نے نہایت تیزی سے اپنے تئین پہونچاکر نعرہ کیا کہ باش او گبر نا ہنجار ایمان جاتا ہے خبردار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر آ پہونچی ہے یہ آواز جو نعرہ شیرانہ کی کان مین ہیکلان عاد کے پہونچی وہین سے گرگ دین کو
پھیرا اور نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہے کہ پرائے معاملہ مین دخل دینے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری سب سے تجھے
کھینچ لائی ہے فرمایا او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہے کہ والی ملک موجود نہین اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کر دی مین طرف
شہر صندل کے جاتا تھا راہ مین تیرا حال سنا کہ تو نے ہشیار تیغ زن کے قلعہ پر چڑھائی کی ہے اور وہ کہین گیا
ہوا ہے مین نے دل سے کہا کہ اِس جھگڑے کو بھی فیصل کرتے چلو ہیکلان عاد نے کہا تو کیا دوست ہے ہشیار تیغ زن
کا رستم ثانی نے جواب دیا کہ واللہ مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین لیکن تیری نامردی پر مجھکو غصہ آیا جب مین نے
یہ قصد کیا ہیکلان عاد نے کہا کہ تو اپنے تئین بڑا بہادر گنتا ہے لا حربہ بہادری کا فرمایا ہم لوگ اہل اسلام سے
ہین پیش دستی نہین کرتے پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب پروردگار تیری ضرب سے بچائیگا تو ہم اپنا بھی وار
کرینگے یہ سنکر ہیکلان عاد نے کہا کہ اتنو تیرا قتل اور بھی مجھپر واجب ہوا کہ تو مسلمان ہے اور خبردار خبردار کہکر وہی گرز
جو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے تھا چرخ دیکر سر پر رستم ثانی کے مارا شاہزادے نے کلہ گرز کو پکڑ لیا اور اِس زور سے
جھٹکا دیا کہ ہیکلان عاد اوندھے منھ عیال مرکب پر جھک گیا اور دستہ گرز کا بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ گیا رستم
ثانی نے گرز چھین کر پھینک دیا بس اسنے شرمندہ ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا رستم ثانی نے بھی اُسکا گریبان

پکڑا اور رہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونوں پہلوان گھوڑوں سے کود پڑے مصروف تلاش
ہوئے کشتی ہونے لگی دیکھنے والے کہتے تھے کہ واقع میں انسان اور دیو کا مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن اہل قلعہ آنے
سے رستم ثانی کے نہایت خوش ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ واہ کیسا بہادر ہے کہ دوسروں کے واسطے اپنی جان پر
کھیلے ہوئے ہے اسکا تو کبھی نام بھی نہ سنا تھا خدا اسے بچائے اور ہمارے حال پر ترس کھائے لیکن یہاں خطرا کا کشتی
کا بندھا ہوا تھا جو پیچ کہ ہیکلان عاد باندھتا تھا اُسے رستم ثانی رد کرتا تھا اور جو پیچ شاہزادہ کرتا تھا اُسکا جواب
ہیکلان بتاتا تھا کہ ایک مقام پر ہیکلان نے دونوں بازو پکڑ کر سر سینے سے ملا کر ایسا جو زور کیا تو پانچ قدم رستم کو پلٹ لیا کے
لے گیا جھٹکا جو مارتا ہے تو بایاں گھٹنا زمین سے چھو گیا بس اب رستم کو غیظ آ گیا گھٹنا تو زمین سے لگ ہی چکا تھا
داہنے ہاتھ سے کمر تحریر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچکر اُسکی ٹیکے ہوئے گھٹنے کے سہارے سے ایسا جو جھٹکا
مارا فوراً اُٹھا لیا سر سے بلند کر کے چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر فرمایا کیا کہتا ہے شناخت
مین پروردگار عالم کے اُسنے جواب دیا کہ ہزار جان سے میرے نام پر لات لعلے و منات معلے کے نثار ہیں اور غل و شور کیا
کہ ایسے کیا دیکھتے ہو مار ڈالو اس سرکش کو کہ مجھے ہلاک کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی تمام فوج ہیکلان عاد کی دوڑ پڑی
ادھر فضل بن رستم اور شبرنگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کر جھپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے یہ چالاکی تمام ایک پاؤں
ہیکلان کا پاؤں کے نیچے دبا دیا دوسرا پاؤں ہاتھ میں مضبوط تھام کر ایسا مارا کہ سر سے تا القدم دو حصہ چیر کر پھینک دیا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ جسکا کھٹکا تھا اُسے اس دلیر نے مار لیا اور اُس
فوج سے تو ہم بھی لڑ سکتے ہیں چلکر اپنے مددگار کی مدد کرنا چاہیے یہ خیال کر کے دروازہ قلعہ کا کھولکر سب نکل پڑے
تلواریں کھینچ کھینچ کر آ پڑے تلوار چلنے لگی لیکن رستم ثانی نے آن واحد میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا
دیے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر فضل بن رستم نے ہنگامہ برپا کر دیا ہے ادھر قلعہ سے نکلکر
لشکر ہوشیار شاہ آ پڑا ہے بھلا فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تھی آخر کار راہ فرار اختیار کی آن واحد میں میدان صاف ہو گیا
وزیر ہوشیار شاہ ہوشمند روشن رائے نے آکر رکاب سعادت انتساب رستم ثانی کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اے شہریار
آپ قلعے میں تشریف لے چلیں دعوت قبول فرمائیں قریب ہے والی ملک ہمارا یعنی ہوشیار شاہ تیغزن آتا ہو کیونکہ
میں نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کر دیا تھا کہ غنیم چڑھ آیا ہے لیکن فتح اس لڑائی کی حضور کے نام تھی اگر وہ سلطان والا
شان حضور کو دیکھے گا تو نہایت ممنون احسان ہوگا کیونکہ آپ نے ملک اس کا بچا لیا ورنہ یہ عادی ضرور اب تک قلعہ لے چکا
ہوتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ تمھارا ہوتا اور خود عرض کرتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا اور اب اُسکی عدم موجودگی میں
اُسکے قلعہ میں جانا اور مہمان ہونا میں بہتر نہیں سمجھتا کیونکہ جب صاحب خانہ نہیں تو مہمانی کیسی بس اتنا ہی کافی ہے کہ اگر وہ
شخص یعنی ہوشیار تیغزن بہادر پرست ہے تو احسان مانے گا اور نادیدہ دوست ہو جائیگا ہماری طرف سے
اُسے سلام کہہ دینا ہم رخصت ہوتے ہیں جب ہوشمند روشن رائے نے دیکھا کہ کسی طرح یہ دلیر نہ ٹھہریگا تو عرض کی کہ
آخر حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا میرا قصد شہر صندل پر جانے کا ہے ہوشمند نے کہا کس غرض سے فرمایا ملک گیری
کے ارادے سے اسنے عرض کی کہ لشکر کہاں ہے فرمایا لشکر ہمارا اجابت پروردگار ہے یہ تیغ آبدار ہے یہ کلمہ سنکر ہوشمند کے
ہوش اُڑ گئے عرض کیا کہ حضور کی بہادری میں کوئی شک نہیں آپ رستم وقت ہیں کوئی آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن اے
شہریار یہ تو خیال فرمائیے کہ ملک فتح کرلے کا عزم اور تنہا فرمایا ہمنے اسی طرح اکثر ملک فتح کیے ہیں ابھی یہ تقریر ہوتا تھا
کہ جانب صحرائے مشرق گرد و غبار کا بلند ہوا سب دیکھنے لگے ہوشمند نے کہا یہ ہوشیار تیغزن آ پہونچے

دیکھا کہ آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس سوار آگئے اُنکے آگے ایک مرد جری ایک مرکب باد رفتار پر
بیٹھا ہوا نمایاں ہوئے ہوشمند واسطے استقبال کے روانہ ہوا اور تمام کیفیت پہلوانان عادی کی اور مدد کرنا رستم
ثانی کا بیان کیا ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے ایسے لوگ بھی خداوند عالم نے پیدا کئے ہین اور دہین سے
شاہزادہ رستم ثانی پر سلام کیا لیکن جس وقت آنکھ ہوشیار شاہ کی رستم ثانی سے دوچار ہوئی زہرہ آب ہو گیا
اور دل مین کہا کہ یہ شیر بیشک رستم وقت ہے دل سے غلام ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہریار مین حضور کا نہایت ممنون
احسان ہوا اب یہ ملک گویا آپ ہی نے عطا فرمایا ورنہ میرے ہاتھ سے تو جا چکا تھا جب تک مین آتا آتا وہ عادی
ملک پر قبضہ کر لیتا پھر میرے اُسکے جنگ ہوتی لیکن جنگ دو سردار کیا معلوم کون فتحیاب ہوتا کسکو شکست ہوتی
لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ احسان فرمایا کہ ملک میرا بچایا وہان اتنی عرض اور پذیرا ہو کہ دعوت بھی اس
احسان مند کی قبول فرمایئے رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ تو ممنون ہونے کی بات نہین ہے آدمی سے آدمی کا کام نکل جاتا ہے
اگرچہ پہلے سے تمھارے ملاقات نہ تھی لیکن جس وقت مین نے خبر پائی کہ فوج لیے سردار اپنے چڑھائی کی
ہے مجھسے دیکھا گیا اور بقوت پروردگار مین نے اُسکو واصل جہنم کیا اور ای ہوشیار شاہ برا ماننے کی بات نہین ہے ہم لوگ
خدا پرست ہین ہر گروہ کو اپنے گروہ کے سوا کافر جانتے ہین اور ہمین آب و طعام کافر کے گھر کا کھانا درست نہین ہے
تاوقتیکہ وہ اسلام نہ قبول کرے اُسنے عرض کیا کہ جو آپکا مذہب ہے وہی برحق ہے مین بھی مسلمان ہوتا ہون فرمایا مین اسی
قبول کرنے کو کب قبول کرتا ہون تاوقتیکہ میرے تمھارے بھی آزمایش نہو جاے اُسنے عرض کی کہ میرا دل و جگر یہ نہین
کہ مین آپسے مقابلہ کر سکون دوسرے جو اپنا محسن ہو اُس سے لڑنا یہ فعل بھی تو خلاف شرافت ہے رستم نے کہا
بغیر اسکے مین دعوت نہین قبول کر سکتا اُسنے مجبور ہو کر عرض کیا کہ بہت خوب مین طبل بجواتا ہون لیکن اس مقابلہ کو
یہ ملحوظ فرمایئے گا کہ حکم بجا لاتا ہون یہ کہکر رخصت ہو کر قلعہ مین آیا اور ایک نقارخانہ کچھ فوج چند شمرد اسواسطے شاہزادہ
رستم ثانی کے روانہ کیے الغرض شام کے ہوتے ہی کوس حربی نوازش مین آیا جگر آسمان و زمین دہشت سے
تھرایا جس وقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور نقاب سیاہ روے فلک نیلوفری سے
سرکی شاہزادہ رستم ثانی خواب سے بیدار ہوے فریضۂ سحری کو ادا کر کے میدان کارزار کی راہ لی داہنے
جانب فضل بن رستم پشت پر شیر تنگ عیار عقب مین نورج ہوشیار شاہ جو واسطے زینت میدان کے
آئی تھی صف آرا ہو کر میدان مین قیام کیا اُس طرف ہوشیار شاہ گردن مست پر سوار چند سرداران نامی و
پہلوانان گرامی چالیس نفر جو ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب رہتے ہین ساتھ ساتھ پشت پر فوج بشمار میدان مین
آکر قائم ہوا لیکن یہ خبر جو پھیلی کہ ہوشیار تیغزن سے اور پہلوان زمان رستم ثانی نوجوان سے مقابلہ ہے تو
ایک عالم جمع ہو کہ تماشا دو شیر دن کی لڑائی کا دیکھنا چاہیے لیکن بعد آراستگی صفوف سپاہ بیلداروں نے میدان
کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی شروع کی نقیب نسیب دیکر نکل گئے تھے کہ ہوشیار تیغزن نے دست ادب
بستہ عرض کی کہ ای نور دیدہ صاحبقرانی اے رستم ثانی کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا آج یہی رستہ میدان ہمین است گوئے
ہمارے تمھارے زور کی سب کے سامنے آزمایش ہو جاے اُسنے عرض کیا کہ حاضر اور مرکب کو چمکا کر میدان مین
آیا ادھر سے رستم ثانی نے مرکب اپنا نکالا یا ہم برابر سامنا ہوا رستم نے کہا اب دیر کیا ہے وار کرو ہوشیار تیغزن نے
کہا کیونکر ہاتھ اپنے محسن پر اٹھاؤن رستم ثانی نے کہا کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ جیسے شکل دشمنون کے
مقابلہ کرتے ہو معلوم نہین ہون اور اگر کمی کریگا قسم تجھے عزوجل کہ مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے قتل مین نہ کرونگا

اب ہوشیار تیغ زن نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ اے شہریار اگر قسم دیتے ہیں تو سنبھلیے یہ کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین جو بند ہوشیار تیغ زن باندھتا تھا رستم ثانی کھول دیتے تھے جو بند یہ
باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا یہانتک کہ ردو بدل ہوتے ہوتے ستر طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ رستم ثانی نے خیال
کیا کہ بہت طول کھینچا وہ کشتی گیر بچہ اگر سن لیگا تو طعن کریگا پس ایک مقام پر چھیڑ چھاڑ کر مارا اور نیزہ ہوشیار کا
مثل کاکل محبوب کے اپنے نیزے مین لپیٹ کر اب جو جھٹکا مارا دیکھا ہوشیار نے کہ ہاتھ تھامنے سے اکھڑا جاتا
ہے نیزے کو چھوڑ دیا نہایت خفیف ہوا لیکن چونکہ بہادر پرست تھا شاہزادے کے فن جنگ و زور بازو کی تعریف
کی رستم نے کہا وقت تعریف نہین ہے وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اور کوئی حربہ کرو ہوشیار نے عمود
گران سنگ کو سنبھالا کہ جو سات سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر چلایا تھا کہ رستم نے آواز دی کہ ہوشیار تجھے قسم ہے
اپنے مذہب کی کہ دو دستی ضرب کر اور کسی طرح کی کوتاہی نکرنا اسنے دوبارہ گرز کو چرخ دیکر دو دستی ضرب رستم
ثانی پر لگائی شاہزادہ دلاور نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز بھی ہاتھ سے اسکے نکل گیا اب
ہوشیار نے تلوار سنبھالی اور کہا اے رستم زمان مجھکو ہوشیار تیغ زن کہتے ہین خبردار کہے دیتا ہون فرمایا کچھ پروا نہین
مجھکو بھی رستم صف شکن کہتے ہین یہ کہکر انھون نے بھی تیغہ سنبھالا اسپر کو ہتوا سا کی تلوار چلنے لگی اک مقام پر ہوشیار نے
سر بنا کر کمر کا وار کیا رستم نے اس پھرتی سے ہاتھ اسکا بچا کر شلکی ماری کہ تلوار اسکی قبضہ کے پاس سے کٹکر دور
جا گری پس اپنے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گھوڑے سے کود پڑا رستم ثانی بھی گھوڑے سے اتر پڑے ہاتھ گریبان
مین پڑ گئے کشتی ہونے لگی زور پہلے کشمکش کے ہوا کئے بعد اسکے پیچون کی نوبت آئی دیکھنے والے داد مردی و مردانگی
دے رہے ہین ہوشیار بھی نہایت پہلوان زبردست ہے جب رستم پکڑ لاتے ہین صاف نکل جاتا ہے جب یہ پکڑ لاتا
ہے رستم بھی نکل جاتے ہین یہانتک کہ شام ہوگئی روشنی آگئی سپاہ اور نامدار میدان کارزار مین اپنی اپنی کرسیان نکل
منگوا منگوا کر بیٹھے جاتے ہین سب کی لڑائی ہو رہی ہے کہ دو شیر باہم گتھے ہوئے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہانتک
کہ صبح ہوگئی دن بھر مین بھی فیصلہ نہوا پھر شام ہوگئی اسی عالم مین اب تیسرا دن ہے کہ ہوشیار شاہ نے کہا اے
شہریار یہ تردد آخر ہو یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے ہاتھ سے مضبوط تھام کر سر سینہ سے ملا کر زور کیا کہ پانچ قدم دوڑا
لیگیا اب جو جھٹکا مارتا ہے پاؤن گھٹنا زمین سے لگ نشا ہوگیا اب کہان تاب تھی وہین سے کمر بند کا بند پکڑ کر وہی گھٹنا
ٹیک کر جو جھٹکا مارا زمین سے اٹھا لیا سر سے بلند کر کے پھر آہستہ سے زمین پر رکھ دیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی
ہوشیار شاہ ایک تو پہلے ہی ممنون احسان ہوچکا تھا اب بندہ بیدام ہوگیا عرض کی جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کیجیے
رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ہوشیار شاہ از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی اب تو دعوت اس غلام کی
قبول فرمایئے گا فرمایا اب مضائقہ نہین ہے غرضکہ ہوشیار شاہ رستم ثانی کو شہر ہوشیاریہ مین لیگیا تمام شہر مین آئینہ
بندی کا حکم دیا بڑی دھوم سے چالیس روز کا جشن کیا شاہزادے کی دعوت و مدارات مین مصروف رہا مندرون کو
منہدم کراکر مسجدون کی بنا ڈالی گئی بعد فراغت جشن شاہزادے نے ہوشیار شاہ سے ارشاد کیا کہ اب مجھے ادھر کو کیونکہ
قصد میرا فتح شہر صندل کا ہے کہ اک بزرگ مجھے خواب مین بشارت دے گئے ہین ہوشیار شاہ نے عرض کی کہ مین
بھی ہمراہ رکاب ہون لیکن اے رستم زمان شہر صندل ایسا مقام نہین ہے کہ آپ آسانی سے بزور بازو فتح کر لیجیے کیونکہ
وہان کا والی وہ ابلیس خود پسند کا ہے وہ اک گبر ناہنجار ساحر غدار ہے اگر پہلوانان نامی و گرامی کو آپنے زیر کیا تو ساحرون
سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا فرمایا کچھ پروا نہین خدا کے ہان بزرگ است اگر پروردگار برحق میرا حامی و مددگار ہے تو انشاء اللہ

دیکھ لینا کہ کیونکر شہر صندل کو فتح کرتا ہون ہوشیار شاہ نے بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے عرض کی کہ طلسم صندل کی رہنے والی بنفشہ جادو نام میری دوست صادق ہے اُس سے حضور کو بہت مدد ملتی رہیگی لیکن آج سے تیسرے روز یہان سے کوچ کا قصد فرمائیے تو بہتر ہے کہ مین لشکر اپنا تیار کرلون فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن جب تیسرا روز ہوا اور تمام لشکر تیار ہوا نقارۂ کوچ بجا اٹالہ بارگاہ کا لدنے لگا رستم ثانی مع ہوشیار شاہ و ہوشمند روشن رائے بارگاہ مین فروکش تھے کہ دیکھا ایک برق سی چمکی اب جو خیال کیا تو ایک ناگنی تڑپ کر آسمان سے گری اور آن واحد مین قد اپنا اُسنے دراز کیا اور رستم ثانی کو مع ذنگل لپیٹ کر مثل برق جہندہ پر ردے ہوا چلی گئی کہ راز اسکا وقت پر بیان کیا جائیگا لیکن یہ حادثہ گذرنے کے بعد ہوشیار شاہ نے تاج زمین پر پھینک دیا فضل و شبرنگ نے گریبان پھاڑا خاک سر پر ڈالی حال اپنا تباہ کیا تمام شہر مین اک غوغا ہوگیا فضل و شبرنگ چاہتے تھے کہ آپ کو ہلاک کرین کہ وزیر ہوشمند نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پروردگار سے دعا کرو خود کشی کرنے سے کچھ حاصل نہوگا سبب مجھے علم نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ خانہ حیات برقرار ہے بعد چند روز سختی اُٹھانے کے شاہزادے سے ملاقات ہوگی اب ان سبکو تو چندے نوحہ و ماتم مین چھوڑیے لیکن حباب جادو جو شاہزادے کو ناگن بنکر اُٹھا لائی اِسنے صحرائے محبوبیہ مین ایک دریا سے سحر تیار کیا ہے اندر اُسکے ایک گنبد بنا رکھا ہے کہ اُسے گنبد حباب کہتے ہین خود اکثر نہنگ بنی ہوئی پھرا کرتی ہے رستم ثانی کو اسی گنبد حباب مین لاکر اُتارا آپ غلطک مار کر اک نازنین کی صورت بنی رستم ثانی نے کہا تو کون ہے مجھے یہان کیون اُٹھا لائی اُسنے جواب دیا تو فتاح طلسم صندل ہے اس وجہ سے تجھے قتل کرنے لائی ہون رستم ثانی نے کہا تجھے کیا سلسلہ طلسم صندل سے ہے حباب جادو نے جواب دیا کہ مین بھی اک ملازمہ صندل جادو کی ہون آج کی تاریخ مین دربار شہنشاہ صندل جادو مین حاضر تھی کہ معلم کتابدار وزیر صندل جادو نے روزنامچہ پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ ملک ہوشیاریہ مین فتاح طلسم آپہونچا اور اُس ملک کو اُسنے اپنے قبضہ مین کیا اب ارادہ اس طرف کا رکھتا ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ اسی سال مین طلسم صندل برباد ہوگا اور صورت و سیرت طلسم کشا کی سب کچھ لکھ دی ہے وہ سب علامتین تجھ مین پائی جاتی ہین لہذا مجھکو حکم ہوا کہ جا اور طلسم کشا کو گنبد حباب مین مقید کر یا قتل کرکے سر طلسم کشا کا حاضر کر فرمایا کہ پھر کیا ارادہ ہے اسنے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان قطع ہون وہ ہاتھ جو بہ ارادہ قتل تجھپر اٹھین لیکن اس شرط پر کہ تو وصل میرا قبول کر اگر تجھ ایسا معشوق بغل مین ہو تو خاک ہے سلطنت شہر صندل پر ایک گوشۂ تنہائی زندگی بسر کرنے کو کافی ہے شاہزادے نے فرمایا کہ کیا جھک مارتی ہے تجھے تو ساحرہ ہے مین کبھی وصل تیرا قبول نکرونگا اسنے کہا وصل میرا قبول نکریگا تو قتل کرونگی فرمایا مرنا بہتر ہے اس فعل بد سے حباب جادو کو غصہ آیا کہا تو نمانیگا اور تلوار کھینچکر سر پر آ کھڑی ہوئی لیکن پھر ہاتھ ٹھہرا یا دل بھر آیا کہ ایسے جوان حسین کو اگر قتل کیا تو بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے قید رکھو آخر کار عاجز ہوکر آپ ہی قبول کریگا یہ سوچ کر خنجر نیام مین کیا اور اک قفس آہنین مین بند کرکے درِ گنبد پر لٹکا دیا ۔ ختم

اب چند کلمے داستان عبرت نشان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب بعد وا پلوس ثانی خونخوار جادو کے پنجے سے چھوٹے تو کلمت علی اللہ چل نکلے تمام دن چلے لیکن حد صحرا کی تمام نہوئی شام ہوگئی ایک بوریا پوش زمین پر بچھا کر تکیہ پروردگار پر کرکے سو رہے صبح کو پھر چلے پھر شام ہوگئی اور سواد

کسی شہر کا معلوم نہوا اب بھوک پیاس کی شدت سردی کی حرارت عجب حال پر ملال ہی مگر شکر رب ذو الجلال کر کے
ایک نخل کے نیچے قیام کیا وہ درخت میوہ دار تھا کچھ پھل توڑ کر کھالیے قریب ایک چشمہ معلوم ہوا اُس میں سے پانی
پیا وضو کرکے نماز پڑھی جب صبح ہوئی پھر چلے اب آج تیسرا روز ہی گھوڑے کا بھی عجب حال ہی کہ بغیر دانے کے صرف
گیاہ پر بسر ہوتی ہی بدیع الملک اپنے حال پر ملال پر اشعار عبرت آمیز پڑھتے آگے بڑھتے جاتے ہیں شہر
[illegible] کے کانٹوں سے چلنی سینہ ہی تدبیر ٹوٹ کر ٹکڑوں میں نکلے واہ ری تقدیر پاکر کبھی درگاہ احدیت میں
عرض کرتے ہیں کہ اے کارساز اے رب بے نیاز کیا تقدیر میں اس بندہ عاصی کے یہی تھا کہ اس صحرائے لق و دق میں
ٹھوکریں کھا کھا کے ہلاک ہو جائے خیر جو کچھ تیری مشیت میں آئے افسوس کہ نہ وہ دوست ہیں نہ وہ عزیز ہیں نہ ندیم ہیں
نہ یاران قدیم ہیں کہ اگر قضا کا سامنا ہو تو وصیت لکھا سکے محروم رہے دور ہی لاش کو دفن و کفن کون دیگا ہاں اگر
بادصبا کچھ ترس کھائیگی تو بجائے کفن گرد کی چادر اُڑھائے گی اور قبر کی یہ صورت ہوگی جو [illegible] تربت [illegible] شق
[illegible] سے سنگ [illegible] ڈھونڈلی تربت کے لیے [illegible] پروا نہیں ہی جو تیری مرضی [illegible] سر تیرے [illegible]
پھر [illegible] امید پر [illegible] بالغیب اک الٰہی یہ کلمات حسرت آیات درگاہ قاضی الحاجات میں پہونچا [illegible] نظر کی جانب
مشرق سواد شہر معلوم ہوا تھا اس سے جلد جلد قدم آگے بڑھائے شکر پروردگار بجالائے جس وقت دروازہ شہر پناہ
سے گذر کر داخل شہر ہوئے دیکھا تمام شہر میں اک کہرام مچا ہوا ہی ہر خورد و بزرگ روتا ہی منہ طمانچوں سے دھوتا ہے
گریبان تا بہ دامن چاک ہی بالوں پر خاک ہی ایک آدمی [illegible] اُس سے پوچھا کہ یہ شہر کیوں مصروف
ماتم محو غم و الم ہی لوگوں نے کہا کہ اس ملک کا بادشاہ یعنی ملک محبوب شاہ کہ ایک فرزند جوان رکھتا تھا
حسب اتفاق وہ ہمراہ سواروں کے شکار کو گیا اس شہر سے جو بیس کوس پر ایک کوہ واقع ہے کہ وہ مسکن ہی ایک دیو کا حسب اتفاق
شاہزادہ ایک کرگ کی طرف نکل گیا اُس دیو نے فرزند محبوب شاہ یعنی ملک احتساب کو پکڑ لیا اور اک قفس
میں بند کر رکھا ہی محبوب شاہ نے جب بہت آہ و زاری کی تو یہ فیصلہ ہوا کہ اگر تو بیس انسان روز [illegible] کھانے کے
واسطے بھیجا جائیگا تو میں اسے نہ کھاؤنگا صرف قید رکھونگا اور اگر کسی روز ایک نفر کی بھی کمی ہوگی تو بعوض اسکے
اسی کو کھا جاؤنگا اسی وجہ سے یہ شور تو شہر میں [illegible] ہی [illegible] دل درد مند ہی شاہزادے نے پوچھا کہ اگر بادشاہ
سے ملاقات کرنا چاہیں تو کیونکر ہو [illegible] اُس راہرو نے کہا کہ آج کل دربار عام ہی [illegible] کسی کی ممانعت
نہیں ہی غرضکہ بدیع الملک پتا ایوان شاہی کا پوچھکر داخل ایوان ہوئے دیکھا کہ شاہ بستر خاک پر تکیہ کیے بیٹھا
ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں [illegible] گرد و پیش [illegible] درمال حاضر ہیں [illegible] زانو پیچ
کھینچ رہے ہیں کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی بامید موہوم کسی قدر شاہ کا دل بہلا ہوا ہی کہ یکبار بدیع الملک نے پہونچکر سلام
کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا بدیع الملک نے کہا اے شاہ اگر کوئی تیرے فرزند کو تجھسے ملا دے تو عوض اسکا
تو کیا کریگا بادشاہ نے کہا تا زندگی اطاعت و فرمانبرداری بدیع الملک نے کہا خلاف عہد تو نہوگا محبوب شاہ
نے کہا مجھے اُسکی رہائی کا یقین ہو تو میں کچھ کہوں کسمیں اتنی طاقت ہی کہ انسان ہوکر اُسے دیو کے پنجے سے چھڑا دیگا
بدیع الملک نے کہا پروردگار بڑا قوی و توانا ہی کہ اُسنے ہزار ہا انسان ایسے پیدا کر دیے ہیں کہ دیو کی حقیقت نہیں
سمجھتے اے محبوب شاہ فقط تو ایک آدمی جاننے والا اُس مقام کا کہ جہاں وہ دیو رہتا ہی میرے ساتھ کردے
یا میں دیو کو مار کر تیرے فرزند کو تجھسے ملا دونگا یا اپنی جان بھی گنوا دونگا بادشاہ یہ کلام سنکر بولا اے شخص اگر تو اتنی بڑی
ہمت کرتا ہی کہ میرے واسطے اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہی تو میں بھی تیرا ساتھ نچھوڑونگا یہ کہکر اسی وقت حکم دیا

کہ فوج ہماری تیار ہو کہ ہم طرف کوہ فیل نما کے اپنے فرزند کو چھڑا لے جائیں گے بدیع الملک نے کچھ دیر استراحت کی
جب فوج تیار ہو چکی چوبدار نے آکر عرض کی لشکر تیار ہے اسی وقت محبوب شاہ مع حکیم و دانشور وزیر کے سوار ہوا بدیع الملک
کو ہمراہ لیا طرف کوہ فیل نما کے روانہ ہوا لیکن حکیم و دانشور نے راہ میں بدیع الملک سے کہا کہ اے پہلوان زمان تیرے
یہ تو ہاتھ پاؤں کی توانائی سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تو مرد قوی و بہادر ہے اور بشرہ تیرا جرأت و بہادری پر دال ہے
لیکن یہ سامنے جو صحرا ہے نخل معلوم ہوتا ہے اس تمام صحرا میں بڑے بڑے درخت شمشاد کے لگے ہوئے تھے تمام
درخت اس دیو نے اکھاڑ اکھاڑ کر دارین بناکر کوہ پر رکھ چھوڑے ہیں اور وہی حربہ اسکا ہے تم متحمل نہ ہو سکو گے پہلے
آزمایش اپنے زور کی کر لینا چاہیے یوں لڑنا خلاف عقل ہے یہ سنتا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا سامنے ایک
نخل شمشاد معلوم ہوتا ہے بس دو رگ تنہ اس درخت کا کولے میں لیکر جھٹکا مارا کہ زمین سے اکھڑ کر پھینک دیا
محبوب شاہ یہ قوت دیکھکر ٹھہر گیا اور کہا کہ بیشک یہ اس دیو سے مقابلہ کر سکتا ہے اب فتح و شکست پروردگار
کے اختیار میں ہے اور حکیم و دانشور نے بھی بہت تعریف کی لیکن بعد طے مراحل و قطع منازل جب قریب
کوہ فیل نما کے پہونچے دیکھا تو زیر کوہ اک اور کوہ ہے خیال ہوا تو معلوم ہوا کہ دیو سو رہا ہے حکیم و دانشور
اور محبوب شاہ نے کہا اے پہلوان زمان تو بڑا با اقبال معلوم ہوتا ہے کہ دیو سو رہا ہے جلد کام اس کا
تمام کر بدیع الملک نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا کہ میں حالت خواب میں اسے قتل کروں یہ فعل نامردی کے خلاف
ہے یہ کہکر للکارا اس دیو کو کہا او اجل رسیدہ ہوشیار کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا اور عدو تیرا آپہونچا ہے
یہ آواز جو کان میں دیو شمعون کے پہونچی آنکھیں کھول دیں اٹھ بیٹھا بدیع الملک کو دیکھا سمجھا کہ بادشاہ
نے جو لوگ میرے کھانے کے واسطے معین کیے ہیں وہی سب آئے ہیں یہ جانتا ہے کہ اب زندہ تو بچنے کا نہیں
پھر اس اپنے دل کی نکال رہا ہے پکارا کہ اے لقمہ چرب و خوش گوار میں نہایت تیرا مشتاق تھا آ میرے منہ میں
کود پڑ دانت تک نہ لگاؤں گا تو نہیں پلپلا پلپلا کر کھا جاؤں گا یہ کہکر آنکھیں بند کر لیں اور دہن جو مثل غار عمیق
کے تھا وا کیا بدیع الملک نے اک سنگ گران اٹھا کر اس کے منہ میں ڈال دیا اب جو دیو دانت مارتا ہے
تو پتھر پھر پڑے دیو نے گھبرا کے آنکھیں کھول دیں دیکھا وہ انسان سامنے کھڑا ہے بس پتھر تو منہ سے نکال کر پھینک
دیا اور غصہ سے پکارا کہ ادھر دم سیاہ سفید دندان تو نہ مانے گا اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بدیع الملک کو اٹھا کر منہ
میں رکھ لوں بس بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آرہا اب جو اک گھونسا منہ پر آکے مارا ہاتھ
سارا ہاتھ سر میں در آیا بھیجا پاش پاش ہو گیا دیو کمین حکر ہو گیا آتشبازی کا دیو معلوم ہونے لگا خشکی پھڑک
پھڑک کر واصل جہنم ہوا محبوب شاہ پہلے تو ڈرا تھا کہ بڑا جاہل یہ انسان ہے کہ حریف کو غافل پاکر چھوڑ دیا اگر
دیو کے ہاتھ سے یہ مارا گیا تو آج ہی ہم سب کا بھی مع احباب شاہ خاتمہ ہے دیو کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن
جب دیو کو بدیع الملک نے اس آن بان سے مارا کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے احباب شاہ شکر
خدا بجا لایا بدیع الملک نے قفس سے اسکو رہا کیا لاکر محبوب شاہ کے سپرد کیا سب خوش و خرم
شادیانے بجاتے ہوئے صحرا سے پلٹے محبوب شاہ نے بدیع الملک اور اپنے فرزند پر سے تا ایوان شاہی
زر لٹایا اور اپنے پاس تخت پر بٹھایا وہ لباس غم مبدل بخوشی ہوا جشن کی تیاری ہونے لگی محبوب شاہ
نے کہا کہ اب یہ تخت سلطنت حاضر ہے بدیع الملک نے کہا مجھے سلطنت کی خواہش نہیں تمہارا ملک تمہیں مبارک
رہے لیکن چونکہ تمہاری سلطنت میں ایک دولت کی کمی ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس دولت سے کبھی

غنی ہوجاؤ محبوب شاہ نے کہا وہ کون سی دولت ہی بدیع الملک نے جواب دیا وہ دولت دولت اسلام ہی کہ اگر
تم دین اسلام اختیار کرو تو دولت عقبیٰ بھی ملے اور یہ دولت دنیا کوئی چیز نہیں ہی جب دنیا کو خود ثبات نہیں تو دولت
دنیا کو کب ثبات ہو سکتا ہی بموجب شعر رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی ٭ یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی ٭
سواے ذات پروردگار کسی کو بقا نہین ہی القصہ کچھ ایسے کلمات عبرت انگیز شاہزادہ بدیع الملک نے زبان پر جاری
کیے اور ثناے پروردگار کرکے خوف دوزخ دلاکر نعمات جنت کا متمنی بنایا کہ محبوب شاہ و حکیم وا تشور
و احساب بن محبوب از سر صدق مسلمان ہوے اور تمام فوج و رعایا پر وعظ و پند کرکے سبکو مسلمان بنایا مندر
منہدم ہوے مسجدون کی بنا پڑی جن گلیون مین سنکھ پھونکا کرتے تھے آج اُنسے اللہ اکبر کی صدا چلی آتی ہی محبوب شاہ
نے چالیس روز کا جشن کیا جب فراغت حاصل ہوئی بدیع الملک نے رخصت چاہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار
اب کس طرف کا ارادہ ہی فرمایا دل سے تو قصد شہر صندل کا ہی آگے گردش تقدیر جدھر چاہے لیجائے محبوب شاہ
مع فرزند و وزیر تھوڑی سپاہ ہمراہ لیکر پہونچانے چلے شہر سے نکلکر صحرا مین پہونچے جب صحرا کو بھی طے کیا ایک دریا
نظر آیا دیکھا کنارے دریا کے ایک مرد فقیر با حالت تغیر بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے ایک ندی آنسوؤن کی جاری
چہرے پر اثر رنج و الم طاری ہی چہرے کی زردی سے دق کے آثار ہویدا آنکھون کے حلقون سے حسرت
دیدار پیدا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرقت مین کسی محبوب جانی یار جادو وانی کے اسنے اپنی حالت خراب کی ہی ایک چھپر یا
اس طرح کی پڑی ہوئی ہی جس سے صاف ہویدا ہی کہ لوگون نے ترس کھاکر دھوپ اور اوس سے بچنے کے
واسطے ڈال دی ہی بدیع الملک نے پوچھا کہ یہ درویش کون ہی اور کیسے یہان بیٹھا ہی احساب بن محبوب
نے جواب دیا کہ ای شہریار ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ درویش سوداگر گران مایہ تھا اسنے کئی لاکھ روپیہ کو ایک تصویر
مول لی تھی حسب اتفاق اس شہر کی طرف آتا تھا کہ دریا مین تلاطم پیدا ہوا کہ ایک نہنگ نے دُم ماری کہ جہاز
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ صندوق کہ جسمین وہ تصویر تھی نہنگ اُسے نگل کر غائب ہوگیا یہ ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر
نکلا جب سے یہین رہتا ہی اور غم مین اُسی تصویر کے رات دن رویا کرتا ہی ہر چند اسے سمجھایا کوئی نصیحت کارگر
نہوئی بدیع الملک نے کہا کچھ معلوم ہی کہ وہ تصویر کسکی تھی احساب بن محبوب نے کہا کہ نام اُس محبوب کا نہین بتاتا
کہ جسکی تصویر تھی بدیع الملک نے کہا اب آگے بڑھنا مجھپر حرام ہی جبتک کہ کام اُس درویش کا انجام کو نہ پہونچے گا
یہان سے نجاؤنگا یہ فرماکر اُسی جا اُتر پڑے خیمہ برپا ہوا پاس اُس درویش کے آئے حال پوچھا کچھ جواب نہ ملا
فرمایا خیر ہم خود تدبیر کرلینگے یہ فرماکر حکم دیا کہ چھولداری علیحدہ استادہ ہو حسب الحکم اُسی وقت سب سے علیحدہ ایک لگی
برپا ہوئی شاہزادہ بعد فراغت امور ضروری اُس بارگی مین آیا وضو کیا فریضہ کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت پڑھی
اور درگاہ احدیت مین مصروف مناجات ہوے کہ ای کس بیکسان وای یاور غریبان ای کارساز عالم ای بے نیاز
اکرم بحق نبی الورا بحق اشرف انبیا بحق حیدر کرار غضنفر وار بحرمت صدیقۂ کبریٰ دختر محمد مصطفےٰ بہ تصدق جمیع معصومین
صلواۃ اللہ سلامہ علیہم اجمعین اس مرد غریب پر رحم کر کہ اسکے حال زار پر ترس آتا ہی دل اُسکی جوانی پر دُکھا جاتا ہی
اس بندہ خاکسار کو باعث اسکے رفع رنج و ملال کا متعین فرماوے کیا عجب ہی کہ جب اُمید اسکی بر آئے تو گمراہی کفر سے
راہ پر آئے یہی دعا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی دیکھا بدیع الملک نے کہ زلزلہ قاف کو چکب
سلیمان لیے جناب حمزہ صاحبقران عالی شان تشریف لاے ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو مترد د نہو یہ
دریا دریاے سحر ہی مقام سکونت شباب جادو یہی ہی اور تیرا ستم ثانی کلکی یہین قید ہی تجھے لازم ہے

کہ جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہو دریا میں پھاند پڑے تجھے ایک نہنگ نگل جائیگا وہی حباب جادو ہے تامل
نکرنا فوراً خنجر سے شکم اُس نہنگ کا چاک کر ڈالنا اُسکے مرتے ہی آن واحد میں دریا نیست و نابود ہو جائیگا صاف
میدان نظر آنے لگا بدیع الملک چاہتے تھے کچھ اور پوچھوں کہ امیر نظروں سے پنہان ہوگئے آنکھ کھل گئی دیکھا
کہ تمام خیمہ معطر ہو رہا ہے خوشبوے مشک و عنبر و عود پھیلی ہوئی ہے اُسی وقت سجدہ شکر بجالائے وقت نماز سحر کا قریب
تھا اُٹھ کر وضو کرکے وظیفہ سحری کو ادا کیا تسبیح پڑھتے ہوئے باہر نکلے محبوب شاہ اور اطلس بن محبوب
وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت خواب بیان کی اور وقت کے منتظر ہوکر بیٹھے جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت آیا
بدیع الملک دریا میں پھاند پڑے دیکھا تو واقع میں ایک نہنگ پیدا ہوا اور بدیع الملک کو نگل گیا گو کہ
حال خواب کا محبوب شاہ وغیرہ سن چکے تھے لیکن بسبب بشریت اور شاہزادے کی محبت کے دل مضطرب
ہوگیا مگر بدیع الملک نے شکم نہنگ میں پہونچتے ہی خنجر مارا کہ پیٹ اُسکا چاک ہوا بس نہنگ کا مرنا تھا کہ دریا
متلاطم ہوا پانی کے بدلے خاک اُڑتے نظر آنے لگی مچھلیاں پرکالہ آتش بن بن کر جل گئیں جب وہ شور و غوغا برطرف
ہوا دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہے کہ سن کوئی ساڑھے نو سے برس کا ہوگا بر اُسکے غل مچا رہے ہیں کہ کشتی مر
نام من حباب جادو و لوبھیت مردم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم باقی میدان نظر آتا ہے باقی تھا کہیں نام و
نشان تک نہیں ایک طرف قفس آہن میں رستم ثانی بیٹھے ہیں ایک جانب ایک صندوق رکھا ہوا ہے بدیع الملک قریب
قفس رستم ثانی کے آئے رستم ثانی نے جو صورت بدیع الملک کی دیکھی دل میں کہا افسوس رہائی کبھی ہوئی تو اسکے
ہاتھ سے کہ اس رہائی سے قید بہتر تھی اور اس جانبری سے مرنا خوب تر تھا ناچار ہو کر گردن جھکا لی سلام تک
نہ کیا بدیع الملک نے کہا کیوں اے رستم کس دریاے مصیبت سے تجھے نکالا ورنہ کشتی عمر طوفانی ہوا چاہتی تھی
دیکھ ہم اپنے ملازموں کا کسقدر خیال رکھتے ہیں کہ یہاں آکر تجھے رہا کیا رستم ثانی نے کہا تجھے تو میرا حال تک بھی معلوم
ہوگا یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ تو آیا نہیں معلوم کس کام کیلئے آیا تھا یہاں تقدیر نے مجھے ذلیل کردیا خیر ابھی تک کوئی
پروا نہیں کہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا جو میں تجھے دام مصیبت سے رہا کر چکا ہوں یہ اُسکا عوض ہوگیا مگر اے پروردگار
آئندہ تیرے احسان سے بچائے یہ کہکر قفس آہن کو توڑ کر باہر نکلے اب بدیع الملک اُس صندوق کی طرف متوجہ ہوئے
اتنے میں محبوب شاہ وغیرہ بھی قریب آگئے کیونکہ اب دریا تو حائل نہیں ہے غرضکہ صندوق اُٹھوا کر رستم ثانی
کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے وہاں آئے کہ جہاں وہ درویش بدنصیب بیٹھا تھا صندوق اُس کے سپرد کیا
اور فرمایا لے اب تو تمنا تیری برآئی درویش قدموں سے لپٹ گیا اور کہا کہ بندہ بے دام ہوں فرمایا اے سوداگر یہ
شان و شوکت ہماری یہ برکت دین اسلام ہے تجھے لازم ہے کہ تو بھی اس مذہب کو اختیار کر کیونکہ پروردگار عالم نے
مراد تیری پوری کی سوداگر از سر صدق مسلمان ہوا لیکن دل جو شوق میں اُس تصویر کے بیتاب تھا کہ جسکی یاد نے
اسے ساکت کردیا تھا جلدی سے صندوق کھولکر نکالی مگر جیسے ہی نظر اُسکی اُس تصویر پر پڑی ایک آہ سرد
کھینچی اور گر پڑا محبوب شاہ وغیرہ نے ہر چند آواز دی جواب نہ آیا دیکھا تو نبضیں ساقط ہیں چہرے پر نشیبہ موت کا جاری
ہے بدیع الملک نے اُس تازہ مسلمان کے واسطے نہایت افسوس کیا اور اُسے دفن کرادیا اب اُس تصویر کو جو
ہاتھ میں لیکر دیکھا کہ آراستہ پر لکھا تھا کہ آفت جان و ہوش ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر ملک شہدالان شاہ بدیع الملک
کی بھی یہ حالت ہوئی کہ دیکھتے ہی اُس تصویر کے تاب و توان نے رخصت مانگی چہرہ پر آثار عشق طاری ہونے لگے
رستم ثانی نے جو یہ رنگ دیکھا کہا اچھا کیا خوش نصیب ہو جہان جاتے ہو ایک نہ ایک تو جھگڑا ایسا ہی حسال حل ہی جاتی

ہے ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ تمھاری قسمت کی ہے بھلا سوداگر بیچارے کی ایسی تقدیر کہاں آخر کار جان بحق
تسلیم ہو گیا بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز جیسی تیری نیت ہے تو اسی طرح مجکو بھی تصور کرتا ہوں واللہ اگر وہ سوداگر
زندہ رہتا بھی تو ملکہ نوبہار گوہر پوش کو جہان سے بنتا لا کر اسی کے سپرد کرتا رستم نے کہا خیر وہ زندہ ہی کیوں
رہتا تمھاری نظر ایسی تھوڑی تھی کہ اُسے زندہ رہنے دیتی اور اب تو کوئی کھٹکا نہیں ہے بدیع الملک نے
کہا میں خوشی تمھیں دیتا ہوں رستم ثانی نے کہا یہ مردے کا مال آپ ہی کو مبارک رہے میں باز آیا تصویر کی تو یہ
نحوست تھی کہ پہلے مال و دولت اُس بیچارے کا تباہ ہوا بعد کو جان گئی صاحب تصویر کیا سبز قدم ہوگا خدا اپنی پناہ
میں رکھے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ اب قصد کیا ہے رستم نے جواب دیا کہ آپ کو میرے قصد سے
کیا مطلب ہے میرا جہاں جی چاہے گا چلا جاؤنگا میرا تمھارا کون ساتھ بدیع الملک نے گلے سے لگایا اور کہا اے
رستم جو ملال تمھارے دل میں ہو اب اُس سے درگذر کرو بہتر ہے کہ ہم بہت دنوں کے چھوٹے ہوئے ملے ہیں چندے تو ساتھ
رہیں جو کام ہو ہم تم ملکر کریں تو اور جلد انجام کو پہونچیگا بموجب اس شعر دو دل یکی شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد
انبوہ را غرضکہ چچا بھتیجوں میں صفائی ہوئی رستم نے کہا میرا قصد ہے کہ شہر صندل پر چڑھائی کروں لشکر ملک
ہوشیار یہ میں تیار ہے میں سامان کوچ کر چکا تھا کہ صہباب جادو مجھے لے آئی ہے وہاں فضل و قنبر نکیسا کی نہیں
معلوم کیا حالت ہوگی بدیع الملک نے کہا میں بھی ساتھ چلونگا غرضکہ ایک روز قیام کیا دوسرے روز رستم و بدیع الملک
مع اصحاب بن محسوب تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیکر طرف ملک ہوشیار یہ کے روانہ ہوے اور محسوب شاہ کو
برائے انتظام ملک میں چھوڑا دیکھیے اب یہ کس وقت شہر ہوشیار یہ میں پہونچتے ہیں لیکن صاحب صولت
جہانبانی جناب حمزہ ثانی بعد روانہ ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے منتظر بیٹھے ہیں کہ شاہزادہ برائے
گرفتاری آہو گیا ہوا ہے بہ خیر و عافیت آئے تو آگے چلنے کا ارادہ کیا جائے لیکن جب تین چار روز گذر گئے اور
کچھ خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی امیر کو نہایت تردد ہوا ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا مگر کچھ پتا نہ ملا
آخر کار مجبور و ناچار ہو کر سپرد پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے تن تنہا بذات واحد کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان فرحت بیان ضحاک جادو و ملک سفیان شاہ کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ جو شکست خوردہ ہزیمت بردہ ہاتھ سے بدیع الملک کے بھاگا حوالی شہر صندل میں آ کر قیام کیا بعد کچھ روز کے
خبر پہونچی کہ شہر ہوشیار یہ رستم ثانی نے لے لیا اور اہل شہر مع بادشاہ مسلمان ہو گئے پس اسی وقت شہر
صندل کی طرف مع فوج ساحران روانہ ہوا یہاں قلعہ ہوشیار یہ میں ماتم رستم ثانی کا برپا ہے تمام شہر سیاہ پوش
ہے کہ دیکھا جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر رنگا رنگ نظر آئے جس وقت وہ ابر قریب پہونچے دیکھا کہ ہزارہا ساحر
کوئی باز کوہی بحری کوئی قرقرے پر سوار ترسول پنج سول بلند ڈمرو بجتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے دو ساحر
ایک تخت سحر پر سوار سروں پر رکھے تاج جواہر نگار بلائے بد آفت کے پر کالے جھولیاں مغرق کاندھوں پر
ڈالے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی دونوں بادشاہ اس لشکر کے ہیں آن واحد میں بالائے ہوا سے اُتر کر زمین پر
آئے کہ تمام صحرائے ہوشیار یہ مملو ہو گیا ہرکاروں نے آکر ملک ہوشیار شیفرن کو خبر دی کہ ضحاک شاہ
جادو اور ملک سفیان جادو دو لاکھ ساحروں کی جمعیت سے آئے ہیں قصد مقابلہ رکھتے ہیں ہوشیار شاہ بہت
بہت گھبرایا اور ہوشمند روشن رائے اور فضل بن رستم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے ہوشمند و فضل نے
بالاتفاق کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم سب کا لبریز ہو چکا ہے پہلے بد اقبالی وہ تھی کہ شاہزادہ رستم ثانی کا سایہ ہمارے

سر سے اٹھ گیا اب جو آفت نہ آئے وہ تھوڑی ہی لیکن اگر اجل ہی آ چکی ہی تو کیا چارہ ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہمت کو نہ ہارنا
چاہیے پروردگار عالم کو پکارنا چاہیے اگر مدد غیب ہو تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر مارے گئے تو یاد پروردگار میں
دم نکلا انجام بخیر ہوا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی ایلچی ملک ضحاک شاہ جادو کا اجازت
آنے کی مانگتا ہی فضیل نے کہا آنے دو جس وقت ساحر اندر آیا کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے جام شراب حسب دستور
روزگار پیش کیا سرجنگ جادو نے دو ایک جام پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ بر
و منم نامہ دار ہوشیار شاہ نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملک ہوشیار
تیغ زن میں نے سنا ہی کہ تمنے پرستش لات اعلی و منات معلی کی ترک کی اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا دین قدیم کو
چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا بس بہتر یہ ہی کہ پھر اپنے مذہب قدیم پر آؤ دوستی سے ان خدا پرستوں کی ہاتھ اُٹھاؤ
ورنہ قسم ہے سامری و جمشید کی کہ ایک آن واحد میں شہر ہوشیاریہ کو غارت کر دونگا اور تجھے اس طرح
مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت مضمون نامے کا تمام ہوا ہوشیار
شاہ نے ہوشمند روشن رائے کی طرف دیکھا ہوشمند نے کہا اے شہریار جواب نامے کا یہی لکھ دیجیے کہ اب ہم
محکوم دوسرے شخص کے ہیں اور شہریار ہمارا گم ہی جس وقت وہ آئے گا اُس وقت چاہے آغاز جنگ کرنا چاہے
صلح کر لینا جیسا اُسے منظور ہوگا ویسا جواب وہ لکھیگا ہم اُسکے صدمے میں بیٹھے ہیں ہم میں تاب کلام و قوت
انتقام کچھ نہیں ہی اور مذہب لات اعلی پر تو ہمنے بیشک لات ماردی اب یہ ذکر بیکار ہی کیونکہ مثل مشہور ہی چھوڑ کے
لگاؤں کا تاتا کیا پاؤں کی اُتری ہوئی پاپوش پھر نہیں پہنی جاتی ہوشیار شاہ نے اسی مضمون کا نامہ لکھوا کر نامہ دار
کے سپرد کیا نامہ دار رخصت ہوا اور جواب لیے ہوئے پاس ضحاک جادو کے پہونچا لیکن ضحاک جادو نے
جو مضمون نامے کا پڑھا نہایت برہم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے معًا نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی اور آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر ہوشیار تیغ زن کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہیں خدائے بزرگ پشت پناہ ہمارا ہے یہاں بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا کہ دل آسمان و زمین کا
تھرایا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی وہاں لشکر کفار میں ساحران بدکردار جا بجا چوکے دے دیکر اپنے
اپنے سحر جگانے لگے ہر طرف شور یا سامری یا جمشید بلند ہوا گیاربان روشن ہوئیں ڈیرو بجنے لگے ادھر
اہل اسلام میں یا حی و یا قدیر کا غلغلہ برپا رہا ایک سے ایک گلے ملتا تھا کہتا تھا یہ کل ان کافران بیحیا سے
مقابلہ ہی وہ ساحر ہم غیر ساحر دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی سوا پروردگار کے اس وقت ہم میں کوئی مددگار نظر
نہیں آتا اس طرح باہم رخصت ہوتے تھے اپنے اپنے حال زار پر روتے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
کہ اگر تجھیں پروردگار اس شور و شر سے بچائے راہ نجات ہاتھ آئے تو شاہزادہ رستم ثانی سے ہماری تسلیم
کہنا اور کہنا کہ غلام آپکا کام آیا بعض دلاور ایسے بھی تھے کہ اُنپر مطلق ہراس طاری نہ تھا تلواروں پر صیقل
کرتے تھے چلۂ کمان کو چست و درست کرتے تھے نیزوں اور تیروں کے بھالوں کو زنگ سے صاف کرکے کہتے
تھے کہ انشاء اللہ بقوت پروردگار کل ان ساحروں کی گردنیں ہیں اور ہماری تلواریں ہیں غرضکہ اسی ہنگام
میں سپر شب چہرۂ گردون سے ہٹی و لوز تیغ سحر سے وہ تیرگی کٹی شاہنشاہ خاور بصد کر و فر چرخ اخضر پر تاج
مرصع بر سر چار قب شاہنشاہی در بر چترۂ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا غازیان دیندار و دلاوران
شور شعار مرکبوں پر سوار ہو ہو کر جانب میدان کارزار متوجہ ہوئے اُدھر کفار بد انجام ناواقف حلال و حرام آکر

صف آرا ہوے کہ آگے آگے تخت جواہر نگار مرصع کار پر ضحاک جادو اور سفیان جادو بیٹھے ہین اور جالوزان سحر پر
تمام ساحر سوار جس وقت نقیب نہیب دیگر نکل گئے تو ضحاک جادو نے جانب دست راست دیکھا پس اشارہ
پاتا تھا کہ تلاطم جادو نے اپنے فیل سحر کو آگے بڑھایا میدان کار زار مین آیا اور پکارا باش اے گروہ خدا پرستان
جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے اس طرف سے طفیل تبر زن نے ہمت مردانہ کی اور ہوشیار
شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور وار تبر کا کیا تلاطم جادو نے ایک انگلی سے اشارہ کیا دیکھا کہ تبر از خود
دور ہوکے زمین پر گر پڑا طفیل نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا چاہتا تھا کہ وار کرے تلاطم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
پھونکا ہاتھ پاؤن سے حس و حرکت بالکل جاتی رہی اور طفیل بیہوش ہوکر زمین پر گرا تلاطم جادو نے کمند سحر
سے باندھکر اپنے لشکر مین بھیج دیا اسنے پھر مبارز طلب کیا لیکن فضل بن رستم نے جو دیکھا تو کشیر تگ
بن عمر کا کہین پتا نہین معلوم ہوتا نہین تردد ہوا کہ کہین کوئی ساحر تو نہین گرفتار کرلے گیا غرضکہ بعد گرفتاری
طفیل تبر زن اب کسی کی جرأت نہین پڑتی کہ میدان مین نکلے پس اسنے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان
اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ سخن سن کے فضل کو تاب نرہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے تلاطم
جادو کے آئے اور کہا کیا جھک مارتا ہے لاحر یہ بہادری کا تلاطم جادو ہنسا اور کہا ابھی تو نے حال نہین دیکھا
طفیل کا کہ مین نے یہ طفیل ساہرہی جمشید اُسے کیونکر گرفتار کیا تو بھی ہوس اپنی نکال لے فضل نے کہا
ہم پیشدستی نکرینگے تلاطم جادو نے کمند سحر مارکر اُنھین بھی گرفتار کر لیا اب قصد ہوشیار تیغ زن کا کہ خود
اُسکے مقابلہ کو نکلون کیونکہ جب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو میدان کارزار کی موت گوشۂ عافیت کی قضا سے بہتر ہے پس دیکھا
تو آسمان پر ابر. بجلی چمکی اور چھماک گراب جو گرتی ہے تو تلاطم جادو کے دو ٹکڑے ہوے اور نعرہ ہو انہم محروق
جادو ضحاک جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے آکر تلاطم جادو کو مارا یہ بھی پکارا او محروق غضب کیا تو نے کہ ایسے
زبردست کو مارا لیکن تو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا تخت سحر سے اُترکر مرکب سحر پر
سوار ہوا اور بمقابلہ محروق جادو آکر ترنج سحر مارا تو سینہ پر محروق کے پڑا لیکن محروق نے ایسا اسم سحر پڑھکر
پھونکا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک پھول سینہ پر لگا اور کچھ مطلق اثر نہوا بعد اُسکے محروق نے گولۂ سحر کا وار ضحاک جادو
نے خالی دیا اب اسیطرح ردوبدل ہو رہی ہے دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین اہل اسلام محروق پر آفرین کر رہے
ہین اور درگاہ پروردگار مین دعا کرتے ہین کہ خداوندا یہ مددگار ابھی تازہ وارد ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہین ہین
تو اسکی مدد کر لیکن محروق اور ضحاک مین ردوبدل ہوتے ہوتے ایک مرتبہ ضحاک جادو نے تمغۂ ملک
مارکر صورت اپنی مار سیاہ کی بنائی اور چلا طرف محروق کے محروق جادو نے بھی صورت اپنی سانپ کی بنائی اب پھر دونون
گتھ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا پھر غلطان پیچان ہوکر بصورت اصلی لڑنے لگے طمانچے چلنے لگا اسی حالت مین شام ہوئی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے محروق و ضحاک بھی جُدا ہوے ہوشیار شاہ محروق پر سے زر نثار
کرتا ہوا پھر داخل بارگاہ ہوا اسنے لباس رزم دور کیا پوشاک بزم پہنی و تکیون پر بیٹھے محروق جادو کا حال ہوشیار
شاہ نے پوچھا محروق نے بیان کیا کہ مین فرستادہ شاہزادہ بدیع الملک ہون پاس شہریار رستم ثانی نامدار کے
جاتا تھا یہان آکر یہ حال دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ سب مطیعان رستم ثانی مین سے ہین اس وجہ
سے مین نے اعانت آپ کی اپنے اوپر واجب جانی ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ ادا کیا لیکن گرفتاری
فضل بن رستم و طفیل تبر زن اپنے سردار کی وجہ سے سخت تردد مین تھا ہوشمند اور دشمن ڈالے سے

کہا کہ شبرنگ بن عمر کا کل سے پتا نہیں خدا جانے اُس پر کیا گذری اگر شاہزادہ رستم ثانی سے ملاقات ہوگی تو اُن کیا
جواب دونگا ہنوز یہی ذکر تھا کہ دروازہ بارگاہ سے شبرنگ بن عمر مع فضل بن رستم و طفیل تیرزن پہونچا
ہوشیار شاہ کو سلام کیا ہوشیار شاہ نے پوچھا اے طرۂ دستار عیاری آپ کہاں تھے شبرنگ نے کہا ساحر مجھے
خوب پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سرپرندہ جادوگران کا بیٹا ہے اسنے بھی سیکڑوں ساحر کو مارا ہے وہ پہلے میری ہی
فکر کرینگے اس وجہ سے آمد ساحران کی علامت دیکھکر میں پہلے ہی صحرا میں جاکر پوشیدہ ہو رہا اور شب کو عیاری
کر کے داروغہ زندان کو مار کر ان دونوں صاحبوں کو رہا کیا اور اب پھر اُٹھہرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے میں جاتا
ہوں یہ کہکر شبرنگ پھر چلا گیا فضل بن رستم و طفیل تیرزن اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھے پھر خبر نقارہ رزمی کی
پہونچی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا جوانان آزمودہ کار اسلحہ حرب و ضرب درست کرنے لگے کفار سحر جنگ نے
میں مصروف ہوئے لیکن ضحاک شاہ کو خبر پہونچی کہ کوئی شخص داروغہ زندان کو مار کر دونوں اسیروں کو رہا
کر لیگیا اسنے کہا خیر کچھ پروا نہیں صبح کو میدان حرب میں پھر گرفتار کر لونگا بلکہ آج کل گرفتار نکرونگا سوا قتل کے مگر
یہ کام کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے ہوشیاری مقدم ہے بس اسنے اُسی وقت ایک اسم سحر کا پڑھ کر اپنی سروں کے دامنوں پر
دم کیا اور گرد خیمہ کے چھڑکوا دیا کہ کوئی عیار نہ آسکے اور آگیاری روشن کر کے سحر جنگ لیے میں مصروف ہوا شبرنگ نے
ہر چند کوشش کی کہ آج شب کو ضحاک کا خاتمہ کر دوں کسی طرح ممکن نہوا آخر کار جانب صحرا نکل گیا یہاں تک کہ بیچتے بیچتے
زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خیمہ سیاہ شب سے صبح برآمد ہوئی کچھ ہونکے نسیم بہار کے چلے فوج کفار سے سنکھ
کی صدا بلند ہوئی لشکر اسلام میں آواز اللہ اکبر سے نشان اسلام دو چند ہوئی غرضکہ دونوں لشکر میدان جدال
و قتال میں آکر صف آرا ہوئے نقیبوں نے نہیب دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلاوران شور شعار یہی روز نام و ننگ
ہے ہر شخص پر عرصہ زیست کا تنگ ہے لیجئے اپنے بزرگوں کا نام روشن کرو اور ذکر رستم و سام کا مثل حرف غلط کے
اس صفحہ ہستی سے مٹادو اے دلاورو اگر آج مر گئے تو قیامت تک نام رہا اور جو بھاگ کر بچ بھی گیا وہ ابد تک
ناکام رہا ۔ شعر ۔ رستم زابلی بچا نہ بہرام رہ گیا ۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ نقیب یہ نہیب
دیکر ہٹے تھے کہ بہادروں کے دل میں ولولۂ جانبازی دوچند ہوگیا خون رگوں میں دوڑنے لگا ضحاک شاہ نے
عجب سحر کو اشارہ کیا کہ وہ چمک کر میدان میں آیا اسنے نعرہ کیا کہ اے محروق جادو خبر کل تو میرے ہاتھ سے
بچ کر نکل گیا آج کہاں جائیگا ابھی میدان ہی میں گوہر محروق ہوشیار شاہ کے سامنے اجازت طلب کر رہا تھا
کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد تحقیق سا بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک
ساحر زبردست فیل مست پر سوار جھولی سحر کی لگی ہوئی سونڈ خرطوم سے شرارے گرتے ہوئے چلا آتا ہے ہر ایک
اس خیال میں تھا کہ یہ کون ہے اور کسکی طرف سے برائے مدد آتا ہے لیکن جس وقت وہ ساحر قریب پہونچا
نعرہ کیا کہ منم سرجوش جادو فرستادہ خداوند افلاک اتنے میں سب گھبرا گئے کہ یہ خداوند افلاک کون ہیں اور یہ
کس واسطے آیا ہے کیا پیغام خداوند کا لایا ہے ضحاک جادو نے کہا کہ یہ نام تو آج سنا اے برادر سرجوش جادو یہ
کون سے خداوند ہیں اور کہاں ہیں سرجوش نے کہا میرے قریب آ تو بتاؤں اور خداوند سے آگاہ کروں ضحاک
جادو قریب آیا سرجوش جادو نے ایک تصویر نکالکر ہاتھ میں ضحاک کے دی اور کہا دیکھ زیارت کر خداوند
کی ضحاک نے دیکھا کہ تمام تصویر گرد سے بھری ہوئی ہے کہا اے سرجوش تو مقرب خداوند ہو کر اسقدر بے تمیز ہے کہ
تصویر خداوند پر خاک جمی ہوئی ہے اس بے احتیاطی سے تو نے رکھا سرجوش نے کہا کہ بیوقوف گرد سے تو کیوں ہو

روکنا خداوند نے خود کیون اس خاک کو اپنی تصویر بنکا آنے دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خداوند کو ہر مخلوق
سے محبت ہے کہ خاک تک سے دل مین کدورت نہین رکھتے ہین الحاصل ضحاک جادو نے اس گرد کو پھونکا کہ تصویر
صاف دکھائی دے لیکن وہ خاک جو اُڑ کر اسکے منہ پر آئی ہے ایک چکر سا آیا اور چھینک مارکر بیہوش ہوگیا سر جوش
جادو نے غور کیا کہ منم شہرنگ بن عمر باش اوجہرہ سراب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے یہ کہکر وار تیغ آبدار
کا سر نحس ضحاک نابکار پر کیا کہ اک سر کے دو ہوگئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی بیرون سے
اسکے شور کیا کہ کشتی مرا نام من ضحاک جادو بود لیکن کفار نے جو یہ رنگ دیکھا تمام ساحر یورش کرکے طرف شہرنگ
کے چلے شہرنگ بھاگا مگر ملک سفیان شاہ جادو نے تعاقب کیا اور کہا او عیار بلا کا فریب کیا تو نے اور ایسے
ساحر زبردست کو مارا کہ جسکا نظیر نہ تھا لیکن محروق جادو نے جو سفیان کو شہرنگ کی طرف آتے دیکھا وہین سے
ترکیب سحر کو جھکا کر سامنے سفیان کے آیا سفیان نے ترنج سحر مارا محروق خالی دیکر بلند ہوا اور وہین سے جو برق نکلکر گرتا
ہے سفیان کے دو ٹکڑے ہوے لیکن اور بھی ساحر آپڑے تھے تمُ نے جنگ ہونے لگی ادھر سے محروق کے ساحر بھی
آپڑے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا تیغ وناوک چل رہے تھے قیامت کبری برپا تھی ساحرون کے مرنے سے آندھیان
چل رہی تھین ساحر غل مچارہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود وفلان بود لیکن فوج بے سردار کہاتک لڑے آخر
پاؤن لشکر کفار کے اکھڑ گئے اور فرار برقرار لیا ضحاک جادو کے دو بھائی کہ نام ایک کا ماران جادو اور دوسرے کا
ثعبان جادو تھا چلتے وقت ایک نے ہوشیار شاہ کو اور دوسرے نے شہرنگ بن عمر کو اُٹھا لیا اور
گریزان ہوے یہان طبل شادمانی بجا سب خوش ہوے کہ پروردگار نے فتح عطا کی مگر اب جو خیال کرتے ہین
تو بادشاہ لشکر کا کہین نشان نہین ملتا نہ شہرنگ بن عمر نظر آتا ہے سب سر پیٹنے لگے وہ خوشی پھر مبدل بغم ہوگئی
واقع ہے کہ دنیا مین ابھی شادی تھی ابھی غم ہوگیا ایک ساعت بھی رنگ زمانہ کو قیام نہین کبھی دن کبھی رات کبھی صبح کبھی
شام سہر دل کبھی شاد کام کبھی ناکام ہے یہ سب تو پھر مصروف ماتم ہوتے ہین لیکن اب ماران جادو اور ثعبان جادو کا
حال گذارش کیا جاتا ہے کہ عقاب بنکر پنجون مین دبا کر ہوشیار شاہ اور شہرنگ بن عمر کو لے اڑے تھے آخر تھکے ایک
کوہ کے اُترے اور بصورت انسان بنکر باہم مشورت کی کہ نہایت دل دکھایا ہے ان خدا پرستون نے لہذا انہین ولازم ہے
کہ ان دونون کے کباب لگانا چاہیے تا کی دل کی بجھانا چاہیے کہ جگر غم مین ضحاک جادو کے ہمین رہا ہے دھوان دیتی
اُٹھ رہا ہے یہ مشورہ کرکے جھولیون سے سیخین آہنین نکالین اور چقماق سے آگ روشن کی نمک مرچ چھری کٹاری وغیرہ نکالکر
سب سامان درست کیا ہنوز ذبح نہین کرنے پائے تھے کہ دیکھا پشت کی جانب سے ایک درویش نظر آیا اور پکارا
بابا بھلا کر بھلا ہوگا ماران جادو اور ثعبان جادو نے کہا شاہ جی یہان ہم تمکو کیا دین ہم تو خود اپنی مصیبت مین مبتلا ہین
کہ بھائی ہمارا ضحاک جادو ان سلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا لشکر نے شکست کھائی ہمسے جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو ان
دونون کو کہ ایک بیٹا عمرو کا قاتل ضحاک اور دوسرا بادشاہ لشکر ملک ہوشیار شاہ ہے انکو ہم گرفتار کرلائے اب
کباب انکے بناکر کھاینگے فقیر نے جواب دیا کہ بابا مجھے بھی داخل ثواب کرو کیون اس نعمت عظمی سے محروم رکھتے ہو ساحرون
کی قسم ان خدا پرستون کو تو کچا چبا جاے بھونا کیا انھون نے سیکڑون خداوندیان برباد کری ہین ماران و ثعبان
نے کہا آؤ بیٹھو کیا ہے تم تو ہمارے ہم مشرب معلوم ہوتے ہو شاہ جی نے کہا بابا تم کیون تکلیف کرو اپنی زحمت
اُٹھاے ہو ہم سے آئے ہو لاؤ مین کباب لگا دون یہ کہکر لکڑیان پھونکنا شروع کیا اور ماران و ثعبان کی آنکھ
بچا کر ایک لکڑی اپنی جھولی سے نکالکر آگ مین ڈال دی کہ اسکے جلنے سے عجیب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی اور دھوان پھیلا دیکر

ہلا ماران و ثعبان نے کہا یہ خوشبو کیسی آتی ہے شاہ جی نے جواب دیا کہ بابا یہ جنگل کا واسطہ ہے یہان سب طرح کی
لکڑیان ہوتی ہین ہر قسم کے درخت لگے ہین کچھ تعجب کس بات کا ہے کہ دیکھا یکایک دونون جادوگر جھومے اور
جھوم کر چھینک ماری بیہوش ہو کر گر گئے اسوقت فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساقان منم لعل بن مرجان غلام
شاہزادہ بدیع الملک کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اور کھینچکر خنجر دونون کو ذبح کر ڈالا
انکا مرنا تھا کہ شور و غوغا بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ثعبان جادو و ماران جادو بود دیست مردیم و جان
دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم جس وقت روح نجس ان کافرون کے جسم سے نکل گئی اور خاک اڑنا موقوف
ہوئی بیر غل مچا کر سر اپنا پیٹ کر چلے گئے لعل بن مرجان نے ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو کہ متوجہ ہوا
سے بیہوش ہوئے تھے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مزاج پوچھا ہوشیار شاہ تو سمجھا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین
آنکھیں بند کر لین لیکن شبرنگ بن عمرو نے لعل کو پہچانا کہا اے برادر تم کہان لعل نے بیان کیا کہ ہم تلاش مین
اپنے شہریار بدیع الملک نامدار کے نکلے تھے کہ وہ شکار پر سے غائب ہو گئے ہین اب خبر پائی تھی کہ ملک
محسوبیہ سے اپنے بھتیجے رستم ثانی کو چھڑا کر طرف شہر ہوشیاریہ کے جاتے ہین ہم انکی خدمت مین جاتے
تھے راہ مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحر دو آدمیون کو لا کر کباب لگانے کا قصد کر رہے ہین خیال ہوا کہ مبادا کوئی
مسلمان ہو وہی ہوا کہ تم ان کافرون کے پنجہ مین نظر آئے شبرنگ کو حال رستم ثانی کا سنکر تسکین ہوئی اور
لعل بن مرجان سے کہا کہ چلو ہم بھی چلتے ہین اب ہوشیار شاہ کے بھی ہوش و حواس درست ہوئے
یہ بھی ہمراہ ہوا خدمت مین رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوئے راہ مین آمد لشکر کے آثار
ہویدا ہوئے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ظفر موج شاہزادہ بدیع الملک کی ہے ایک مقام پر ٹھہر کر
انتظار کیا جس وقت چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کے گذر گئے تو سوار و پیادے جانے لگے بعد اسکے
بڑی دھوم دھام سے سواری شاہزادون کی نمودار ہوئی اس طرح کہ ایک مرکب پر بدیع الملک سوار دوسرے
گھوڑے پر رستم ثانی نامدار ایک توسن پر احساب بن محسوب نہایت ادب سے باگ گھوڑے کی روکے ہوئے
لیکن نظر رستم ثانی کی جو اس طرف پھری کہ جدھر ہوشیار شاہ مع شبرنگ بن عمرو و لعل بن مرجان کھڑے
تھے ہوشیار شاہ نے جلدی سے سلام کیا دونون عیار بھی بہر تسلیم خم ہوئے رستم نے گھوڑے کو روکا پوچھا
تم لوگ یہان کہان کیا ملک ہوشیاریہ بہت قریب ہے ہم سمجھتے تھے کہ خبر آمد سنکر یہ برائے استقبال آیا ہے
ہوشیار شاہ نے عرض کی اے شہریار نامدار آپکی فرقت ہماری بد اقبالی کی علامت تھی جو جو مصیبت ہم پر گذری
وہ اس قابل نہین ہے کہ اس وقت بیان ہو سکے جب آپ تشریف لے چلیے تو عرض کرونگا چونکہ ہوشیار شاہ
پیدل تھا رستم ثانی نے مرکب عنایت کیا ہوشیار شاہ بھی سوار ہو کر ساتھ ہوا بدیع الملک نے پوچھا
کہ یہ کون شخص ہے رستم نے کہا میرا دوست ہے ملک ہوشیار [illegible] اسی کا نام ہے بادشاہ شہر ہوشیاریہ ہے جہان آپ
چلتے ہین ہوشیار شاہ نے بدیع الملک کو بھی سلام کیا رستم ثانی سے اشارے مین پوچھا کہ یہ کون ہین رستم نے
کہا میرے چچا ہوتے ہین لعل بن مرجان و شبرنگ بھی قدمبوس ہوئے بدیع الملک نے کیفیت
لعل پوچھی اور حال حمزہ صاحبقران ثانی کا دریافت کیا انہنے عرض کیا کہ بعد حضور کے تشریف
لیجانے کے نہایت تردد رہا آخر کار امیر نامدار آپ کو حوالہ پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے ہین
غلام تلاش مین آتا تھا کہ راہ مین دو ساحر [illegible] دونون کو ذبح کیا اور تقدیر نے آپکا دیدار دکھا دیا

شمیر تگ و ہوشیار شاہ نے لعل کا شکریہ ادا کیا غرضکہ اب سب ملکر شہر ہوشیاریہ کے قریب پہونچے یہ خبر ہوشمند روشن رائے کو ہوئی مع لشکر کے برائے استقبال شہر سے باہر آیا اور قدمبوسی دونوں شاہزادون کی حاصل کی فضل بن رستم اور عمرو ق جادو سے بھی ملاقات ہوئی چندے قیام رہا کہ زحمت سفر اُٹھائے ہوئے آئے تھے ہوشیار شاہ نے بڑی دھوم سے مع لشکر دعوت کی ایک مہینہ صحبت رقص و غنا رہی بعد اسکے طرف ملک جمند ل کے راہی ہوے کہ حال انکا وقت پر گذارش کیا جائے گا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کے گذارش کیے جاتے ہین

پھر کہ لشکر انکا بمقابلہ سپہ فقا ہے فرنگی و کمبخت شاہ شجر پرست اُترا ہوا ہے اور کمبخت شاہ بخوف بدیع الزمان قلعہ خرد سیر پر سے واپس آکر یہ نتیجہ کیسے بیٹھا ہے کہ پہلے ان خدا پرست سے سمجھ لینا چاہیے لہذا سکے اہل فرنگ کا علاج کیا جائے گا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر شجر پرستان مین طبل جنگی بجا ہے بدیع الزمان نے حکم دیا کہ یہان بھی کوس حربی بجے حسب الحکم ادھر بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی مردان آزمودہ سلاح سجوک درست کر ہمت کو چست کرنے لگے یہان تک کہ وقت آمد شہنشاہ خاور کا ہوا فوج انجم پسپا ہوکر دامن کہکشان مین پنہان ہوئی اور علم زر فشان نصرت عنوان آفتاب جہاں تاب نے بلند کیا ماہ کو چادر نور مین پنہان کرکے درد مند کیا فوج اسلام کے جوان فریضہ سحری سے فارغ ہوکر شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین تسلیمین بجا لائے وہ بہادر و دلاور یعنے بدیع الزمان نامور مرکب گلگون یا خنری پر سوار طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا دیکھا کہ شجر پرستون نے بھی صف آرائی کی ہے کمبخت شاہ تخت پر بیٹھا ہے آگے آگے بہرام تیغزن و قرطاس بن افلاک مرکبون پر سوار آلات حرب و ضرب سے درست کمر ہمت چست باندھے ہوے کھڑے ہین یکایک دونون لشکرون سے نکلکر بیلدارون نے زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھا دیا جس وقت میدان جنگ تیار ہو چکا اور نقیب بھی نہیب دیکر نکل گئے بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے کمبخت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کمبخت شاہ نے کہا اے نہال تمنا سے بدلا تجھکو خداوند نخل سر سبز کے سپرد کیا بہرام سلام کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا پہلے خوب سلح شوری کی سرا پا میدان کا دکھا یا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا اک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ او پسر حمزہ مین نے سنا ہے کہ تجھے لوگ سر فتنہ ملک باختر کہتے ہین تو نے بڑے بڑے کارنمایان کیے ہین دیکھون تو تو کیسا بہادر و دلاور ہے کہ سامنے میری تیغزنی کے ٹھہر جاتا ہے آ بھی گو ہے یہی میدان ہے بس یہ کلمہ منہ زبان سے نکلکر تمام ہونے پایا تھا کہ بدیع الزمان نے باگ کو گلگون یا خنری کی جنبش دی اور مرکب نے طرارہ بھرا اُدھر سے بہرام بقصد نگاورزی چلا جب دونون برابر ہو پہنچے سینہ سے سینہ سر سے سپر لڑی تراقہ ہوا مرکب بہرام کا سات قدم بڑھا اور گھوڑا بدیع الزمان کا حسب عادت پانچ قدم پیچھے ہٹا بہرام نے نیزے کا وار کیا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین نیزے بنیزے ملنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو اژدر زبانین نکالکر باہم گتھ گئے ہین لیکن کوئی چالیس طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ بدیع الزمان نے ایک مقام پر سنان کو سنان پر لگا کر جو جھٹکا مارا اُس سے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بہرام کو خفت ہوئی تیغ آبدار

نیام سے کھینچ لی اور خبردار خبردار کہکر سر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا
بہرام بھی تیغ زنی مین اپنا جواب نہین رکھتا ہی اسقدر تلوار چلی کہ پہر بہر کامل ہنگامہ جنگ باہم گرم رہا لیکن شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے ایک بار جھپٹ کر جو سر پہ بہرام کے وار کیا
اسنے پھر برابر سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کی لیکن تلوار جو پڑتی ہی سپر کو مثل قرص پنیر کاٹتی ہوئی خود سے گذرتی
ہوئی سر پر پہونچی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی بہرام نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی بہرام پر غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لیجاؤ اس کو ہم لوگ
زخمی کو قتل نہین کرتے ہین لوگ آکر بہرام کو لے گئے مگر یہ رنگ دیکھکر کمبخت شاہ کی آنکھون مین جہان اندھیر ہو
ہوگیا پکارا ارے کیا دیکھتے ہو اس خدا پرست کو مار لو غضب کیا اسنے کہ فرزند دلبند کو اس شخص نے زخمی
کیا پس یہ سنتا تھا کہ تمام لشکر بدیع الزمان پر چلا ادھر سے شاہزادے کے لوگ بھی آپڑے جنگ مغلوبہ ہوا
ہوئی تلوار چلنے لگی شجر پر ستون کے نخل حیات پر خزان آئی سپرون کے پھول کمھلائے تلوارون کے پھل
بے آب نظر آئے کشت حیات پامال خون سے مثل گل ارغوان لال موج ہوا سے شمشیر بدیع الزمان سے
یہ حالت تھی کہ سر مثل ثمر خزان دیدہ ہر نخل تن سے کٹ کٹکر گر رہے تھے عین گرمی جنگ مین قرطاس بن
افلاک کا اور بدیع الزمان کا سامنا ہوا قرطاس نے وار تیغ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے سپر کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا دھار تلوار کی بچا کر چاہتے تھے کہ بند دست پر ہاتھ ڈالیں دون حسب
اتفاق پاؤن گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار قرطاس کی سر پر آئی
جھنک سنبھلتے سنبھلتے قرطاس جھٹکا جو مارتا ہی تیغ تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اس عالم
زخمداری مین خبردار خبردار کہکر اب جو ایک ہاتھ تیغ طہمورث دیوبند کا مارا قرطاس نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر اس تلوار سے کہان پناہ ملتی ہی سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر سے تا دو ابرو اتر آئی اسنے بھی
دستانہ مارا تیغ تو جھنا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی تو غشی طاری ہوئی گھوڑے کی گردن
مین ہاتھ ڈال دیے گھوڑا قرطاس کو لے نکلا ادھر بدیع الزمان کی بھی یہی حالت ہوئی کہ سنبھلنے کی
طاقت نہ رہی مرکب گاگون باخبری لئے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی اپنے سوار کو لیکر نکل گیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اب تجسس و تفحص سردارون کا ہونے لگا عیار کمبخت شاہ مہتر
لعلان نے کہا کہ قرطاس بن افلاک کا پتا نہین ملتا نہ زندون مین نہ مردون مین نہ زخمیون مین کمبخت شاہ نے حکم دیا
کہ تلاش کرو اور عیار واسطے جستجو کے چار طرف روانہ ہوے ادھر لشکر اسلام مین شاہزادہ انجم گروہ کی تلاش
ہونے لگی لیکن کہین پتہ نہ ملا آخر کار یہان سے بھی عیار برائے جستجو روانہ ہوئے اول ذکر کیا جاتا ہی مہتر لعلان کا
کہ یہ جستجو مین قرطاس بن افلاک کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک جھیل کے پہونچا دیکھا کہ ایک مرکب کوتل
کھڑا ہوا ہی اور سوار نیچے پڑا ہی جلدی سے قریب آیا غور کرکے جو دیکھا تو بدیع الزمان دلاور ہین اسنے دل مین
کہا کہ یہ تو اور بھی بہتر ہوا پس اسی وقت پشتارہ باندھکر سیدھا خدمت مین کمبخت شاہ کی روانہ ہوا لیکن اسیم
پہلتن جو تلاش بدیع الزمان مین چلا تھا اسنے ایک درخت کے نیچے ایک مرکب کو استادہ دیکھا اپنے ملک کو سمجھکر قریب
آیا تو قرطاس بن افلاک کو پایا غنیمت سمجھکر کہ دشمن کو چھوڑ دینا اچھا نہین ہے لشکر اسلام کے سپرد کرنا چاہیے
پھر شاہزادہ بدیع الزمان کی تلاش کرینگے اٹھا لیجائے گی پشتارہ قرطاس کا پشت پر لگا کر یہ بھی چل نکلا حسب اتفاق اور ہ

اور عیاران لشکر کفار جو برائے جستجوئے قرطاس نکلے تھے اور اسطرف سے آتے تھے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
چلا آتا ہے سمجھے کہ مہتر لعلان ہوگا قریب آکر جو دیکھا تو امیہ کو پایا زیب سوا سو کے سب عیار تھے امیہ کو گھیر لیا
کمندین پکڑ پکڑ کے اور خنجر کھینچ کھینچ کر چلے امیہ نے دیکھا کہ چارون طرف سے نرغہ ہو گیا ہے اور اتنا بڑا بوجھ اٹھائے
ہوئے ہے بس بار گران کو پھینک چلکر اپنے شہریار کی تلاش کر بس پشتارہ قرطاس کا پھینک دیا اور خنجر
کھینچکر مصروف جنگ ہوا دو چار کو مارا ایک آدھ کو زخمی کیا لیکن نکلنے کا رستہ نہ پایا بس اسنے دو ایک حقے آتشبازی کے
مارے کہ دھوان اٹھا جو پھیلا تیرگی چھائی بس ایک طرف سے لڑتا ہوا نکل گیا جب وہ دھوان برطرف ہوا عیارون نے
دیکھا کہ پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہے اور امیہ کا کہین پتا نہین غنیمت سمجھے کہ جان بچی پشتارہ اٹھا کر روانہ
ہوئے اول مہتر لعلان پشتارہ بدیع الزمان کا لیے ہوئے پاس کیمخت شاہ شجر پرست کے پہونچا عرض کیا اے
شہریار آپکے اقبال سے دشمن ہاتھ آگیا اب برائے تلاش قرطاس جاتا ہون ہنوز پشتارہ رکھکر پیچھے پلٹنے پایا تھا کہ
سب عیار پشتارہ قرطاس کا لیے ہوے پہونچے اور تمام ماجرا بیان کیا کہ اسکو امیہ پہلوان لیے جاتا تھا ہم لڑ کر
چھین لائے کہ وہ تنہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگ گیا اسپر بھی بہتون کو اسنے مارا اکثرون کو زخمی کیا کیمخت شاہ نہایت خوش
ہوا اور سب کو خلعت عنایت کئے مہتر لعلان کا مرتبہ افزون کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کراکر زندان
خانہ مین بھیج دیا اور ایک جراح کو واسطے علاج کے معین کیا دل مین اسکے یہ تھا کہ بدیع الزمان اگر خداوند نخل
سحر سعید پر ایمان لایا تو بہت قوت رواج دین مین حاصل ہو جائیگی لیکن مہتر لعلان کے دل مین یہ خلش پیدا
ہوئی کہ امیہ ضرور بدیع الزمان کو رہا کر کے لیجائیگا اس لئے کیمخت شاہ سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ چاہتے
ہین کہ اسیر حمزہ آپکی قید سے نچھوٹے تو جبتک اسکا عیار گرفتار نہوگا اسوقت تک امن پانا دشوار ہے کیمخت شاہ نے
کہا پھر تمہی کوئی فکر کرو مہتر لعلان نے کہا کہ بہت خوب اور اپنے ایک شاگرد کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اور صورت اپنی بشکل
بدیع الزمان بنائی اور شاگرد کو اپنے کہ نام اسکا مہتر تندرو تھا اپنی صورت سے مشابہ کیا اور حلقہائے کمند اپنے ہاتھ مین لیکر
کہا تو میرا پشتارہ باندھ کر لیچل جہان تجھکو امیہ ملے وہین مجھے پھینک کر بھاگ جانا مہتر تندرو نے پشتارہ لعلان کا اپنی پشت
پر لگایا اور چلا جاتے جاتے دیکھا کہ ایک شخص نخل سایہ دار کے نیچے بیٹھے ہوئے خون پونچھ رہا ہے وہ امیہ پہلوان تھا امیہ نے جو دیکھا
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے سمجھا کہ ضرور یہ پشتارہ بدیع الزمان کا ہوگا وہین سے للکار کر پیچھا عیاری پھینکر چھیٹا
مارا بانس او خیرہ سر کہان جاتا ہے مہتر تندرو کہ جو بشکل مہتر لعلان بنا ہوا تھا پشتارہ پھینک کر بھاگا اسکو تو
پشتارہ سے غرض تھی جیسے ہی چاہا کہ جھک کر پشتارہ اٹھائے کہ مہتر لعلان نے کمند ماری کہ ساتون حلقے امیہ کی
گردن مین پڑے یہ بھی تو عمرو کا بیٹا ہے فن عیاری مین جواب نہین رکھتا ہے فوراً حباب بیہوشی مارا کہ ادھر تو یہ خود کمند مین الجھ کر
گرا ادھر مہتر لعلان بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا لیکن چونکہ امیہ حلقہائے کمند مین الجھا ہوا تھا وہ بیہوشی سے بچ نہ سکا
اپنا حربہ اپنے اوپر ہی کام کر گیا کہ حباب بیہوشی جو پھٹے اور دھوان بلند ہوا امیہ خود بھی الجھکر گرا دونون بیہوش
ہو گئے مہتر تندرو نے جو یہ ہوا دیکھا کہ تدبیر استاد کی پورے طور سے کارگر ہوئی جھپٹ کر قریب آیا لعلان کو
ہوشیار کیا امیہ کو تھوڑی بیہوشی اور سنگھا دی مہتر لعلان نے گلے سے لگایا اور کہا اے تندرو کیا کام کیا تو نے
پشتارہ باندھکر امیہ کا پشت پر لگا کر چلے اور لاکر سامنے کیمخت شاہ شجر پرست کے ڈال دیا اور کہا اب کوئی
کھٹکا نہین ہے امیہ کو بھی اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانہ مین بھیج دیا بہرام و قرطاس کا علاج ہونے لگا جب بعد چند
روز کے صحت حاصل ہوئی پوچھا اسنے حال بدیع الزمان کا کیمخت شاہ نے کہا وہ قید ہے ہمارے پاس بہرام نے کہا

بلوائیے اسکو کیمخت شاہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا داروغۂ زندان قید شاہزادے کو لیے ہوئے حاضر ہوا
بدیع الزمان نے کہا جو کوئی پروردگار عالم کو خدائے برحق جانتا ہو اور جناب محمد مصطفےٰ کو رسول مطلق مانتا ہو سلام
میرا اس شخص پر کیمخت شاہ نے کہا او خدا پرست ابھی بل تیرا نہین نکلا اس حال پرطال سے ہی کہ اگر چاہے تو اک زن
ضعیف تجھکو قتل کر ڈالے مگر پھر تو وہی بے ادبانہ کلام کیے جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ خداوند مخل سرسبد کو سجدہ کر تو مین
تجھکو بڑا مرتبہ عطا کرون اور اپنا سپہ سالار قرار دون اور اگر خلاف اسکے کریگا تو مفت ذلیل و خوار طوق و زنجیر مین گرفتار
اک زندان تاریک مین عمر بھر پڑا رہیگا یا اگر مابدولت واقبال کو زیادہ غصہ آیا تو مفت مارا جائیگا بدیع الزمان نے
فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا مجھکو کسی نے بھردی زیر کیا ہی جو مین دبون اور بہادر مرنے سے نہین ڈرتے ہین قید ہونے کو
فخر تصور کرتے ہین طوق و زنجیر زیور مردانگی ہی اور اگر پروردگار عالم مہتر و برحق ہی تو دیکھ لینا کہ پھر اک روز رہا ہو جاینگے
کیمخت شاہ نے کہا یہ نمانیگا اسے لیجاؤ اور قید رکھو اور بہرام سے کہا کہ جاؤ اور لشکر کو خدا پرستون کے
تباہ و برباد کرو بہرام اسی وقت طبل جنگ بجوا کر دو لاکھ سوار کی جمعیت سے لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا بیچارے
بے گناہ قتل ہونے لگے ایک تو سردار کے قید ہو جانے سے یون ہی دل شکستہ ہو رہے تھے اب جو یہ آفت ناگہانی
بلائے آسمانی سر پر آپڑی جان بچانا دشوار ہوگیا جسکا جدھر منھ پڑا وہ اُدھر بھاگ نکلا ساری جمعیت پراگندہ
ہوگئی مال و اسباب خیمے ڈیرے سب چھوٹ گئے کفار نے غارت پر کمر باندھی لوٹنا شروع کیا جب سب مال و
اسباب اہل اسلام کا قبضہ مین آیا طبل شادمانی بجاتے ہوے پلٹے کیمخت شاہ نے اپنے فرزند سے زر نثار کیا
بدیع الزمان کو زندان مین یہ خبر پہونچی بہت روئے اپنے رفقاے قدیم و سپاہ کی تباہی کا نہایت صدمہ ہوا خدا کو
یاد کرکے خاموش ہو رہے لیکن بہرام تیغ زن جس وقت داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہن کر
بیٹھا طایفے حاضر ہوے شغل رقص و غنا ہونے لگا جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا جس وقت بہرام نے دو چار جام
پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل ان فرنگیون کا بھی قصہ پاک
کرونگا حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر پرسیپاسے
فرنگی کے پاس آئے بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کیا کہ کل قصد ہی بہرام تیغ زن کا کہ قلعہ پر یورش کرکے غارت کرے
ملک پرسیپا نہایت پریشان ہوا لیکن نجومی اُسکو خبر دے چکے تھے کہ کل کا دن اُس قلعہ کے فتح کا نہین ہی جو حریف
آئیگا بے نیل مقصود واپس جائیگا پرسیپاسے فرنگی نے بھی طبل بجوایا اہل قلعہ مین بند و بست جنگ ہونے لگا
ماننے کا متوالا کرٹک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار ہوئین گولندازون نے توپون کو چڑھا چڑھا
صاف کیا نہایت انتظام سے منتظر وقت بیٹھے کہ یکایک رنگ فلک دگرگون ہوا سیاہی مانند ارکے پھٹ کر طرف مغرب کے
چلی روشنی مہر جہانتاب کی مانند برق کے پھیلنے لگی شفق صبح نے رنگ کشت و خون ظاہر کیا بہرام تیغ زن مرکب پر
سوار ہوکر مع فوج ظفر موج میدان مین آیا اور پلٹ کر کیمخت شاہ سے کہا کہ دیکھیے یون قلعہ لیتے
ہین یہ کہکر گرز ایک ہاتھ مین سنبھالا دوسرے مین سپر کو ہتولا اور گھوڑے کو ایڑ کی مرکب تڑپ کر
مانند برق جہندہ کے چلا پلٹ کر فوج کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس طرف آنے کا قصد نکرے لیکن اہل قلعہ نے
جو اسکو آتے دیکھا مار گولے توپ کی ہونے لگی فرنگیون نے اتنے گولے مارے کہ تمام صحرا کو دھوان دھار
کر دیا لیکن بہرام تیغ زن گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی مطلق خوف و ہراس نہین جو گولا سامنے آیا اُسے ضرب
گرز سے اُسی طرف پھیر دیا جو ذرا داہنے جانب دیا ہوا آیا تو بائین جانب ہٹ کر خالی دیا اگر بائین جانب سے

نکلا تو داہنی جانب سمٹ کر بچے اسی حالت سے لڑتا بھڑتا برلب خندق جا پہونچا گردون کی زد سے نکل گیا اور
آواز دی ای لعین اب کہان جاؤ گے بچکر میرے ہاتھ سے اور چاہتا تھا کہ مرکب اڑا کر دروازہ قلعہ پر پہونچکر
پھاٹک قلعہ کا توڑون کہ اہل قلعہ نے دعا کی کہ پروردگارا بچا ہاتھ سے اس شعبدہ پرست کے کہ یکایک از پردہ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ بہرام نے
باگ مرکب کی روکی اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو
علم نشان و دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور ایک جوان قوی ہیکل مرکب تیز رفتار پر سوار نمایان ہوا لیکن اس نے
جو دیکھا کہ قلعہ پہ یورش ہے بس دہن سے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر کہان جاتا ہے
ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا تجھے شرم نہین آتی کہ فوج لیے سردار پر حملہ آور ہوتا ہے بہرام نے باگ مرکب
کی پھیری اور کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہے کرتوس نے نعرہ کیا کہ آگاہ باش
کہ منم کرتوس بن قرطوس تیر زن مین ایک غلام ہون شہریار عالی وقار کا بہرام نے کہا تجھے بھی قضا کھینچ لائی ہے
یہ کہکر جھپٹ کر نیزے کا وار کیا کرتوس نے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی یہان تک نیزہ بازی ہوئی
کہ سنانین سنانون سے بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی جب چھڑین بھی ٹوٹ گئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارون
کے قبضون پر ہاتھ ڈال دیے بہرام نے آواز دی کہ اے کرتوس یہ نیزہ بازی یا اور کسی حربے کی لڑائی نہوئی آ
تلوار کا سامنا ہے ذرا آنکھ نہ جھپکے کرتوس نے کہا کیون نہین وار کرتا دیکھون تو تو کیسا تیغ زن ہے بہرام نے وار تیغ
آبدار کا کیا کرتوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو بہرام کی پڑتی ہے تو واقعی مثل برق چمک کر سپر کو
مثل قرص پنیر کاٹ کر خود میں بیٹھی جھٹکا جو مارتا ہے تا دو ابرو اتر گئی کرتوس نے دستانہ مارا تیغ جھڑا کر سر سے
نکلا چادر خون کی باہر آئی لیکن جس وقت کرتوس ہٹ کر بہرام کے مقابل ہوا ہے تو یہ پسپا ہے فرنگی نے اپنے
مددگار کو دیکھکر دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا تھا اور مع لشکر یہ بھی باہر آگیا تھا جو یہ رنگ دیکھا کہ کرتوس ہاتھ
سے بہرام کے زخمی ہے پکارا کہ اب مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے ادھر کرتوس کی فوج آپڑی اس طرف
سے پھر سپاہ فرنگی کا لشکر آگرا یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ نے بھی اپنے لشکر کو حکم کیا شعبدہ پرست بھی جھپٹ
پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا چہار طرف تیغون کی بجلیان چمک رہی تھین سرون کے ابر جا بجا پھٹ رہے تھے
بارش سرون کی ہو رہی تھی عجب قیامت کبری برپا ہے کرتوس نے بھی اپنا زخم سر باندھا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
لڑنے لگا یہ بھی پہلوان زبردست ہے ہزارہا شعبدہ پرستون کے نخل حیات کو اس نے قطع کیا کشتون کی کشت حسرت شمشیر
شعلہ بار سے اسکی جل کر خاک سیاہ ہوگئی اور بہرام تیغ زن نے تو واقع مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے میدان کو بھر دیا اسی عالم مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے سپاہ
فرنگی نے کرتوس بن قرطوس سے ملاقات کی اور اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا اور پھر دروازہ قلعہ کا
بند کر لیا ادھر بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا کیمخت شاہ کی یہ حالت ہے
کہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے زرنثار کرتا ہوا میدان سے لایا ہے طائفہ حاضر ہوے ہین مجرے ہو رہے ہین
ابن ساقی کو حکم ملا ہے جام بادہ گلرنگ کو گردش ہے قرطاس بن افلاک اتنا بڑا سردار ہو کر خود تعریفین بہرام
کی کر رہا ہے یکایک اسنے جو دو چار جام پیے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا کہا کہ مجھے دلیل جنگی
آج یہ فرنگی بسبب کرتوس تیر زن کے بچ گئے کل کہان جائینگے میرے ہاتھ سے غرضکہ اسی وقت حسب الحکم

بہرام کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبر وحشت اثر سنکر اہل قلعہ کا دم بھر آیا مجبوری پریسیا سے فرنگی نے بھی نقارہ
رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات لشکر کیمخت شاہ مین طلایہ کا گشت پھر اکیا سپاہی آلات حرب وضرب
کی درستی پیوستی مین مصروف رہے جس وقت اسپ نیلی فلک پر خورشید درخشان نیزہ خط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے
نمودار ہوا تمام عالم خواب غفلت سے بیدار ہوا بہرام تیغزن نے آلات حرب وضرب جا تن پر آراستہ کیے رُخ
میدان کارزار کا کیا ساتھ قرطاس بن افلاک پشت پر کیمخت شاہ فوج گران لیے ہوئے اب
یہ تو قلعہ فرنگ پر دھاوا کرتا ہے دیکھیے نتیجہ کیا ہو

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہریار بن پریسیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اپنے عشق ملکہ ہاجرہ دختر نیک اختر جناب حمزہ ثانی کا ظاہر کیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ
برہم ہوئے اور کہا کہ نکل جا ہماری بارگاہ سے اسی مین خیریت ہے پس اُسی وقت شہریار بارگاہ سے
باہر آیا اور اُس وقت ہول خیز صحرائے وحشت انگیز سے ایک طرف کا راستہ لیا کبھی اپنے حال زار پر روتا ہے کبھی
یاد مین ملکہ ہاجرہ کے اشکبار ہوتا ہے کبھی یہ شعر وردِ زبان ہوتا ہے شعر زیخ کے کانٹون سے چلے گی ہمسے یہ تدبیر پا
گر کھڑے تلوون مین نکلے واہ رہی تقدیر پا غرض جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا دیکھا ایک فقیر دھونی رمائے
بیٹھا ہے شہریار نے شاہ صاحب کو سلام کیا فقیر نے کہا بابا سلامت رہو کہان سے آنا ہوتا ہے یہ وادی وحشت ناک
مین تو کہان یہ تو درندون کا مسکن وحشیون کا مدفن فقیرون کا سجادہ دیوانگان محبت کا جادہ ہے شہریار نے ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آثار عشق چہرہ پر طاری ہوئے کہا شاہ صاحب کیا
دیوانون کے سر پر سینگ ہوتا ہے جسکی حرکتین دیوانے پن کی ہوتی ہین وہی دیوانہ ہے مین بھی اک بادیہ پیمائے محبت
و راہ نورد الفت ہون کیا اپنا حال زار بیان کرون ملک چھوٹا مال چھوٹا کوہ الم شیشہ دل پر ٹوٹا اضطراب
شوق نے متاع تاب و توان کو لوٹا ہے بقول شعر - جہان مین آئے تو دل سے بھی ہاتھ اٹھا کے چلے تہ یہ عشق کرکے
ملا پھل کہ کچھ گنوا کے چلے پر شاہ جی نے کہا آخر نام اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا ہے شہریار نے
کہا ملکہ ہاجرہ دختر جناب حمزہ صاحبقران ثانی شاہ جی نے کہا اچھا مین ایک تعویذ دیتا ہون کہ وہ ابھی اسی
جگہ آئی جاتی ہین شہریار خوش ہوگیا اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم شاہ صاحب نے ایک تعویذ نکالکر
دیا اور کہا اسے زمین پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دباؤ اور ایک پڑیا دی کہ یہ بخور اسکا ہے سامنے
انگیاری روشن ہے اسے سلگاتے جاؤ شہریار تعویذ و بخور فقیر سے لیکر قریب انگیاری کے آیا تعویذ کو انگوٹھے
دبایا پڑیا بخور کی انگیاری مین ڈال دی بخور جلنے لگا ایک عجیب خوشبو پھیلی کہ شہریار جھومنے لگا فقیر نے نعرہ کیا
کہ باتش او فرنگی سنجیے تیرا بھی یہ منہ ہے کہ تو نام ہماری خوزادی ملکہ ہاجرہ کا اس بے ادبی سے لے منم رضوان
بن عمر شہریار گھبرا کر اٹھا اور طرف رضوان کے دوڑنے کا قصد کیا لیکن ہوا جو لگی ہے تر اق سے چھینک
آئی سر نیچے ٹانگین اوپر بیہوش ہوکر گرا رضوان نے جلدی سے چادر عیاری مین پشتارہ اسکا باندھا اور
چل نکلا چونکہ یہ سب عیار لشکر اسلام سے برائے تلاش بدیع الملک نکلے ہین اور متفرق طور سے شہر صندل
کی طرف جاتے ہین رضوان نے اس صحرا مین آکر شہریار کو دیکھا گرفتار کرلیا لیکن رضوان پاسے شاطری مارتا ہوا چلا
جاتا ہے جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچا پیاسا تھا پشتارہ کاندھے سے اُتار کر زمین پر رکھا آپ ساحل پر
گیا ہاتھ منہ دھویا پانی پیا قضائے کار اتفاقات روزگار کہ فیروزہ دیوانہ جو بعد زخمی ہونے نقابدار گوہر پوش کے

چھوٹ کر چلا تھا اپنے شہر یار کو تلاش کرتا روان دوان نہایت پریشان چلا آتا تھا قریب اُسی دریا کے پہونچا
دیکھا کہ اک شخص بصورت فقیر منھ ہاتھ دھو رہا ہی بعد ایک مدت کے جو اپنے ہمجنس کو دیکھا قریب آیا سلام کیا
رضوان نے جواب سلام دیا پوچھا اے شخص تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی فیروزہ نے تمام ماجرا بیان کیا رضوان
نے دل مین کہا کہ یک نہ شد دو شد خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو کو اگر ظاہر ہو گیا کہ تو پشتارہ شہر یار کا
لیے ہی تو یہ دیوانہ ابھی مار ڈالے گا اسے بھی کسی ترکیب سے بیہوش کرنا چاہیے یہ ہنوز اسی فکر مین تھا کہ دیکھا
سامنے سے دریا مین اک کشتی بہتی چلی آتی ہی چند نازنین مہ تمکین نہایت حسین دُر در گوش مرصع پوش دریا سے
جواہر مین غوطہ مارے سوار ہین وہ کشتی دریا مین پڑی ہوئی ہین آپس مین ایک دوسرے کو ستاتی ہوئی
چہلین کرتی ہوئی ادہر کوئی مچھلی پھنسی سب دوڑ پڑتی ہین ایک دوسرے سے چھینتی ہی اسی چھینا جھپٹی مین کوئی
مچھلی مرجاتی ہی کوئی تڑپ کر پھر اسی دریا مین جا رہتی ہی اور ایک آفت جان دشمن دین و ایمان جو اُن سب کی
افسر معلوم ہوتی ہی ایک ایک پر خفا ہوتی ہی کبھی تازیانہ لیکر اُٹھتی ہی اور کہتی ہے کہ اری حرامزادیو کچھ ہمارا
بھی پاس و لحاظ نہین ہم اپنے حال مین مبتلا ہین تمہین یہ چہلین سوجھتی ہین نگاہون سے اُس ماہ جبین کی حسرت
چتون سے آثار محبت ہویدا ہین ماتھے کی شکن دل کی اُلجھن پر دال ہی ہاتھ پاؤن اسکے دل مین درد رضوان بن
عمرو اور فیروزہ دیوانہ اُس پری وش کی یہ ادا ہی دلکش دیکھکر تصویر حیرت ہو کر رہ گئے لیکن نظر اُس نازنین کی جوانان
دونون پر پڑی بس فوراً ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیکھا اور ایک سہیلی سے کہا کہ دیکھ خلاف علامتین اور مقام کہ ہمارے
محبوب جانی اور یار جادو دانی کے ملنے کی واسطے تحریر کرکے دی تھین وہ یہی ہین لیکن خیر نام بھی پوچھ لو کہ یہ دونون کون
ہین اُس سہیلی نے پکار کر آواز دی کہ نام تم دونون کے کیا ہین ہماری ملکہ پوچھتی ہین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ مین
رفیق شہر یار فیروزہ دیوانہ ہون اور رضوان بن عمرو نے اپنا نام اصلی نہ بتایا اور کہا کہ مین تو فقیر ہون مجھکو سلطان
صحرا نورد کہتے ہین اسی جنگل مین رہتا ہون بس یہ سننا تھا کہ وہ نازنین قہقہہ مار کر ہنسی اور پکاری کہ او سارہ بان
بچے تو مجھسے بھی فریب کی باتین کرتا ہی ارے تو عمرو کا بیٹا ہی نام تیرا رضوان ہی باقی او وزد مکار کہان جاتا ہی
پکڑ میرے ہاتھ سے ہم ملکہ بہار گلپوش جادو ارے غضب کیا تھا تو نے کہ جسکی فرقت مین ہم اشک بہاتے
ہین خون جگر کھاتے ہین تو اُسے قید کرکے لیچلا ہی رضوان بھاگا بہار گلپوش نے جھولی سے تین سنہرے طلائی
نکالکر پھینکے کہ مثل برق کے کڑاک کڑاک کر چلے ایک رضوان پر گرا ایک نے پشتارہ شہر یار کا لیا ایک فیروزہ
دیوانہ کو اٹھا کر لیچلا تینون تیر جب اُن تینون آدمیون کو سامنے ملکہ بہار گلپوش کے لائے ملکہ نے
رضوان کو تو اسیر سحر کرکے ایک سہیلی کے سپرد کیا اور پشتارہ شہر یار کا کھول کر ہوشیار کیا اور پکاری کہ او بیوفا
او محبوب دلربا ہم تو یون تیری محبت مین اپنا گھر بار چھوڑ کر دریا در یا تباہ پھر ہین اور تو دوسرون کے واسطے دشت
و صحرا کی خاک چھانتا ہی شہر یار نے قصد کیا تھا کہ کچھ کہون کہ فیروزہ دیوانہ نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا اور کہا کہ اے
شہر یار یہ موقع اسکا ہی کہ آپ بھی اظہار محبت کیجیے آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا کیونکہ اس وقت یہ مجسمہ ہی کہ دشمن کے
پنجہ سے اپنے چھڑایا ہی شہر یار نے موافق رائے فیروزہ کے خود بھی دلبستگیان ظاہر کیا ملکہ بہار گلپوش نے کہا
مین نے خاصکر تیرے واسطے جو باغ تیار کیا ہی وہان لیے چلتی ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر دم کیا کہ دیکھا ایکبار
کشتی نے چرخ مارا اور غرق دریا ہو گئی اب جو آنکھ کھلتی ہی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا چمن دلکشا مین پایا
کہ بہار باغ جنت اُسکے سامنے مانند اک گلدستہ پژمردہ کے نظر آئے اور بہشت شداد رشک سے خوار کھائے

قا

وہ بلبلون کی نغمہ سرائی وہ طوطیون کی خوشنوائی وہ کلیون کا مثل آغوش تمنا کھلنا وہ ڈالیون کا فرط مسرت سے جھوم جھوم کر گلے ملنا وہ ہر نخل کی شادابی وہ بیلون کی خوش آبی جو انگور ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیشہ بلوریا جام دل ما صبور بادۂ مسرت سے پر ہی ہر قطرہ شبنم آب وتاب مین مثل دُر ہی لب معوض پر رنگ مستی ہویدا نرگس بچشم نظارہ شیدا غرضکہ دونون عاشق ومعشوق مع فیروزہ دیوانہ و رضوان بن عمر داور کچھ خواصین ملکہ کی یہ سب سیر کنان بالب خندان قریب ایک قصر جواہر نگار جسکا رخ مثل رخ خضری رنگت مثل نیلوفری کے پہونچے دیکھا کہ مسند لگی ہوئی ہی اوپر شامیانہ کار چوبی کھنچا ہوا ہی سامان عیش وطرب مہیا ہی کچھ گائین بیٹھی ساز ملا رہی ہین اک نازنین ماہ جبین بقصد ساقی گری صراحی جواہر نگار جام مرصع کار ہاتھ مین لیے منتظر کھڑی ہی ملکہ مع شہریار کے مسند پر جلوہ گر ہوئی فیروزہ دیوانہ ادب سے ہاتھ باندھ کر سامنے بیٹھا اور کنیزین گرد وپیش آکر جمع ہوئین جام شراب ناب گردش مین آیا اثر مسرت دونون پر چھایا بہار رضوان بن عمرو کو بہار گل پوش نے سنبلان جادو کے سپرد کیا اور کہا اسے لیجا کر قتل کر یا مقید رکھ تجھے اختیار ہی سنبلان جادو رضوان کو لیکر اپنے حجرے مین آئی اور کہا اے رضوان سُنا تو نے کہ ملکہ نے تیری نسبت کیا حکم فرمایا ہی لیکن مجھے تیرے شباب اور اپنی جوانی پر رحم آتا ہی تجھے مین قتل تو نکرون گی بلکہ اگر تو بھی مجھے خوش رکھیگا تو تیری الفت کا دم بھرونگی کیونکہ جیسے ہین ملکہ بہار گلپوش کی نوکری کی مرد کی صورت کو ترس گئی آپ تو مزے کرتی ہی جسے چاہتی ہی پکڑ لاتی ہی اپنا منھ کالا کرواتی ہی ہم لوگ بھی آخر دل رکھتے ہین مگر ہمین کسی سے بات تک نہین کرنے دیتی ہی رضوان نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم بھی عاشق مزاج ہین مرتے پر مرتے ہین بیوی راہ چلتے پر کوئی نہین مرتا لیکن مجھے قید سحر تو دفع کر دے سنبلان جادو نے ایک اسم سحر پڑھ کر پھونکا کہ وہ طوق وزنجیر ہتکڑی بیڑی مانند تار عنکبوت کے ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئین سنبلان جادو لپٹنے لگی رضوان نے کہا ملکہ تم کتنی بے مزا ہو ارے ایک آدھ جام شراب کا پیو اور میرے پاس بہت ہی عمدہ عطر عنبر ہی اس سے لباس کو بساؤ پھر لذت وصل بھی اٹھانا کہ چوگنا لطف ہوگا سنبلان نے کہا اچھا اور علیحدہ ہوئی رضوان نے جیب سے ایک شیشی نکالی کہ سرخ کاغذ اسکے منھ پر بندھا ہوا تھا سنبلان جادو سے کہا کہ یہ عطر خاص حمزہ صاحبقران ثانی کے لگانے کا ہی مین نے چرا لیا تھا سنبلان جادو نے خوش ہوکر شیشی ہاتھ مین لی اور کاگ اسکا کھولا ناک کے قریب لاکر سونگھا اور پکاری ارے یہ عنبر کا عطر ہی یا سنڈاس کی کیچڑ اسمین بھری ہوئی ہی رضوان نے کہا حرامزادی تو اسی عطر کے لائق ہی سنبلان پکاری او مردے یا تو یہ محبت آمیز باتین کرتا تھا یا یہ جلی کٹی کرنے لگا رضوان نے کہا کیا لنترانی مارے ہوئے تجھے چھوڑتا بھی ہون یہ سننا تھا کہ سنبلان جادو جھلا کر مٹھی تازیانہ سحر ہاتھ مین اُٹھایا پکاری کہ شامتین تو نہین آئی ہین لیکن اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گری رضوان نے خنجر کھینچا چاہا کہ مار ڈالون ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ یہ ساحرہ ہی اسکے مرنے سے علامتین ضرور ظاہر ہونگی پھر تو گرفتار ہو جائیگا بلکہ ایکی مرتبہ وہ نکانہ یعنے بہار گلپوش جادو تجھے زندہ کبھی نچھوڑے گی پس فوراً زبان پر اسکے ٹکیہ سوزن کردیا اور دونون ہاتھ پس پشت باندھ کر ایک گڑھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا اور آپ اُسی کی شکل بنکر حجرے سے نکلا اور سوچا کہ تو چلا کس واسطے تھا اور یہان کن کن بلاؤن مین پھنسا تجھے شہریار کی گرفتاری سے کیا مطلب اب چلکر بدیع الملک کا پتہ لگاؤ یہ خیال کرکے باغ سے نکل کر راہی ہوا یہان صحبت راز ونیاز گرم ہی ملکہ جام بھر بھر کر شہریار کو دیتی ہی شہریار کا انکار ملکہ کا اصرار عجیب لطف دے رہا ہے بموجب شعر انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا ؎ چھاتی پر اسنے چڑھ کے خم کو پلا دیا ؎ کبھی شہریار

جام بھر کر دیتا ہی ملکہ لبون سے لگا کر یہ شعر پڑھتی ہے۔ کیونکر نہ ہوون مین کہ یہ ہی جام محبت جو دے زہر بھی معشوق تو منہ بڑھ نہیں سکتا ہو عجب لطف اور عجب سامان ہے بموجب شعر مے و معشوق و مغنی و گلستان و بہار ہو جمع سامان مسرت ہمین سبھی خاطر خواہ + آنکھین نشہ سے سرخ ہو چلی ہین ادھر اک پری جمال سننے یہ غزل شروع کی ہے تو سماں بندھا ہوا ہے غزل

ہانکو جبتک ہے کھلی دا باب میخانہ رہے
یون نگہ بدلو کہ باقی ناز مستانہ رہے
باتین قاصد کی خوش آئین پند ناصح ناگوار
عہد جب ٹوٹے تو سالم خاک پیمانہ رہے
خاک کر دے کاش ہمکو غیرت رشک رقیب
عشق کا چرچا جہان ہو اپنا افسانہ رہے
ہون پامالی ہی سبزہ کی طرح اس بزم مین
شمع اک روشن کرے گر سوز پروانہ رہے
اے ہجوم یاس میری بیکسی کی شرم کر
ہان در مسجد سے ملحق باب میخانہ رہے
او لیلے کی اگر رسم وفا جاری کرے
شمع روشن ہو نہ کیونکر در پروانہ رہے
آرزو وحشت ہے میری بسکہ تنہائی پسند

پھرتی رہے جبتک نظر گردش مین پیمانہ رہے
صورت مجنون انا لیلی پکارے عشق مین
دوست سے ہو دشمنی دشمن سے یارانہ رہے
انقلاب جوش وحشت کی بھی دنیا ہے نئی
غیر کا شیدا وہ ہو دل جسکا دیوانہ رہے
ہے جفاکاری مین تیری جانفزائی کونسی
لطف کیا ہے جس چمن مین ہو کہ بیگانہ رہے
مثل گوہر گر قناعت ہو تو ہے رزق اپنے ساتھ
اتنی بستی دل مین ہو اور گھر مین ویرانہ رہے
جان لیتی ہے یہ کہکر ہمت اہل عشق مین
سر بگولا نام کا مجنون کیسے دیوانہ رہے
لذت دیوانگی کو آسکے دل سے پوچھیے
مین رہون باہر اسا یہ ایک دیوانہ رہے

پھر بھی پردے کی ہو ظاہر مین یارانہ رہے
ہے یہ ہشیاری کہ اپنا آپ دیوانہ رہے
میکشی توبہ شکن ہے پند واعظ و شکن
وحشت مین بستی بسے اور گھر مین ویرانہ رہے
بات اتنی ہے جو مٹتے ہین ہم اہل وفا
شمع کی صورت جلے دل آنکھ پروانہ رہے
دل ہو مائل اپنی جانب آنکھ خود بینی کرے
آب ہو دانے مین پنہان آب مین دانہ رہے
جانیوالے اسطرف تجھکو تو پھینکینگے ادھر
کام وہ کر جا کہ بعد مرگ افسانہ رہے
آتش دیدار سے بڑھنے لگے گرمی شوق
محو جسکی بیخودی پرتا ثر جانا نہ رہے
ہو نگہ وہ نازنین ایسا کہ اہل بزم

جھومنے لگے ملکہ بھی بیخود ہو کر بار بار شہریار سے لپٹ جاتی تھی رنگ صحبت دگرگون ہوا چاہتا تھا کنیزین پیشاب پا جانہ کے بہانے کھسک کر جانے لگین لیکن فیروزہ دیوانہ کو شہریار نے اشارہ کیا کہ تو نہ ہٹنا مجھے وصل اس قسم کا منظور نہین یہ ساحرہ ہے سارا رنگ و روغن سحر کا معلوم ہوتا ہے لیکن طرفہ ماجرا سنئے کہ پہلے بہار گلپوش جادو قہرمان دیوانہ پر عاشق تھی اور بخاطر اسی کے طلسم صندل سے اگر یہ باغ تعمیر کیا تھا لیکن جبسے شہریار پر عاشق ہوئی دیوانے سے بیرخی کرنے لگی وہ بھی اس سے خفا رہتا ہے کبھی کبھی چلا آتا ہے حسب اتفاق قہرمان سیر و شکار سے پلٹ کر آتا تھا قریب باغ جو پہونچا آواز سرود و ستار کان مین آئی سمجھا کہ وہ یار جانی محبوب جادوانی باغ مین فردکش ہے اندر باغ کے آیا جب قریب قصر پہونچا دیکھا کہ اک جوان رعنا پہلو مین مسند پر بیٹھا ہے بکمال اختلاط مصروف انبساط ہے یہ حال دیکھکر آتش رشک و حسد بھڑکی واقعی محبت کا کوچہ بھی کیا برا ہوتا ہے علی الخصوص رشک رقیب کا صدمہ کہ اس سے زیادہ سخت و صعب چیز کون سی ہوگی بموجب شعر غضب ہے رشک کیا الفت مین چوٹ اف یارب جو یہ امر اگر شدنی ہے تو ہو ہمارے بعد + دیوانے کی آنکھون مین خون اتر آیا پکارا باش اے خیرہ سر تو کون ہے کہ میرے ناموس سے مصروف راز و نیاز ہے ادھر نظر شہریار کی دیوانے پر پڑی کہ یہ غیر شخص کون چلا آیا دل مین سوچا کہ یہ ادھر در پیچا ہی لیکن تو بے قصور ہے کہ یہ تجھے گرفتار سحر کرکے لے آئی ہے قہرمان سے کہا اے برادر مین خود یہان نہین آیا ہون بلکہ یہ عورت خود مجھے لے آئی مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ تمہارا ناموس ہے قہرمان ملکہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کیون صاحب اسی باعث سے تم کئی روز سے ہم سے اکھڑی اکھڑی رہتی تھین یہ پوشیدہ دوسرون سے دل لگایا ہے کہ وہ وقت پھر آیا ہے ملکہ نے کہا تو نے

کیون میری ایک کنیز کو آوارہ کیا یہ اُسکا عوض ہی مثل مشہور ہی کہ تمنے کی رام جنی ہمنے کیا رام جنا پھر اسمین کسی کا کیا
اجارہ ہی شہریار نے کہا او بیسوا مین ایسی چھنالون سے دل نہین لگاتا یہ کہکر پہلو سے اُٹھا ملکہ نے دامن پکڑا
کہ یکایک بجلی کڑکی اور نعرہ ہوا کہ منم ابلیس خود پسند او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ اسی باعث سے تو اسقدر
صندل سے بھاگ بھاگ آتی تھی یہان تو نے یہ رنگ پھیلا رکھا ہی ہمین اسکی خبر نہ تھی یہ کہکر زنجیر کا بند
پکڑکر بہار گلپوش کو لیکر مسند سے بالا سے ہوا روانہ ہوگیا قہرمان دیوانہ نے جو یہ رنگ دیکھا رونے لگا اور بہ
جو بدست گران پکڑ کر شہریار کی طرف چلا کہ تیرے ہی وجہ سے میری معشوق گئی اب باپ اُسکا کاہے کو
آنے دیگا تو ایسا سبز قدم اس باغ مین آیا کہ ساری بہار و رونق اس باغ کی اُٹھ گئی اب مین تجھے کب زندہ
جانے دیتا ہون یہ کہکر وار جو بدست کا شہریار پر کیا چاہتا تھا کہ فیروزہ دیوانہ دوڑ کر دیوانے سے لپٹ پڑا
اور ایک چکمت ہاتھ پر اس زور سے ماری کہ دیوانے نے بیتاب ہوکر جو بدست چھوڑ دی اور خود بھی لپٹ پڑا
اور دل مین سوچا کہ یہ بھی کوئی پری ہمجنس معلوم ہوتا ہی خوب چکمت لگاتا ہی اب شہریار تو الگ کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہی اور یہان دیوانون مین چکمت چل رہی ہی یہانتک کہ دونون کے جسم سے خون جاری ہوا آدمیون کی
لڑائی نہ ہوئی پہلوانون کی لڑائی ہو گئی لیکن ایک چکمت قہرمان نے فیروزہ کے سینہ پر اس زور سے لگائی کہ
چیخ اُٹھا اس شہریار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ زنجیر مین فیروزہ کی ڈالا اور دوسرا ہاتھ قہرمان کی کمر مین
استوار کیا اور جھٹکا دیکر علیحدہ کر دیا فیروزہ سے کہا تو علیحدہ رہ مین اس سے سمجھ لونگا قہرمان شہریار
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی جب دیوانہ چکمت مارنے کا قصد کرتا ہی شہریار کلے پر گھونسا مارتا ہی یہانتک کہ
پیچ کشتی مین شہریار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر جا بیٹھا اور کہا کیا کتنا ہی دیو تھا لکھہ بار سے مین دیوانہ پکارا کہ زندہ ہم بندہ ہم
شہریار سینے سے اُتر پڑا دیوانہ اُٹھ کر قدمون سے لپٹا شہریار نے دست مرحمت پشت پر رکھا اور فیروزہ سے گلے
ملوایا اب شہریار نے کہا ای قہرمان میرا قصد ہی کہ قلعہ خردسیہ پر جاؤن نہین معلوم بہرام نامدار کے ساتھ سیستانیا سے فرنگی پر
کیا گذری کہ مسلمانون کا پرورش تھا اسنے عرض کی غلام بھی ہمراہ ہی غرضکہ شہریار مع ان دونون دیوانون کے باغ
سے باہر آیا قہرمان نے ایک قہقہ ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے غول کے غول دیوانونکے
چلے آتے ہین گھر کا ہیبت زنجیر دن کی بلند ہی اس دیوانے نے چالیس ہزار اپنے ہمجنس جمع
کیے مین آن واحد مین سب جمع ہو گئے قہرمان نے شہریار کو اشارہ سے بتا کر کہا کہ مین نے غلامی اس
بہادر کی اختیار کی ہی جسکو میرا نسا تم دنیا ہو وہ اسکو اپنا مالک سمجھے سب نے عرض کی کہ جب مالک مطیع ہوا
تو ہمین کیا عذر ہی یہ کہکر سب قدمبوس ہوئے شہریار نے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی اور سبکو
ہمراہ لیکر طرف قلعہ خردسیہ کے روانہ ہوئے دیکھیے یہ قافلہ کب پہنچتا ہی

اب یہان چند سطر بہرام تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

کہ بطل بجواکر قلعہ کی جانب چل چکا ہی اُدھر اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کیا ہی آنے کا منتظر لاکرکے کا
ہنستا یا نیل کا گرز ہلاؤ سب حربے قریب کے تیار رہین کہ اگر بہرام گویون سے بچکر یہان تک پہونچ گیا تو ان
حربونات سے کام لینگے گولنداز مہتابین روشن باہتوت مین لیے توپون پر مستعد ہین کہ یکایک بہرام نے مرکب
کو چھیڑا اور رخ قلعہ کا کیا فوج بھی قریب ایک لاکھ سوار کے ہمراہ چلی جسوقت کہ گولنداز دان نے دیکھا کہ اب

شجر پرست زد پر آ گئے ہیں تو پولن پر بتی رکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر زمین کا شق ہو گیا ہزار ہا شجر پرست اُڑ گئے لیکن
بہرام تیغ زن کے کوئی گولا قضا کا نہ لگا پلٹ کر ساتھ والوں کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی اس طرف آنے کا قصد
نکرے میں اکیلا اس قلعہ کو فتح کرونگا اور دیکھ لینا کہ اگر میں نے اس قلعہ کو نہ لے لیا تو نام اپنا بہرام تیغ زن
نہ پایا ہوگا یہ کہکر گرد اگرد بو دا باگ کا لیا ادھر سے بہ بار توپ گولے کی ہونے لگی لیکن بہرام کی یہ حالت ہے کہ گولون
کو رد کرتا ہوا خالی دیتا چلا آتا ہے کوئی گولہ قضا کا نہیں لگتا یہان تک کہ بہرام برلب خندق جا پہونچا قلعہ پر سے
ہاتھی کا متوالا کہیں کا پولا بارود کی ہنڈ یا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین پھینکی گئین لیکن اسنے سب کو رد کیا قصد کر رہا ہے
کہ خندق کو پھاند کر پھاٹک کو گرز سے شکست کرون اُدھر فرنگیون کی یہ حالت کہ بلبلا بلبلا کر دعا کرنا شروع کی کہ یکایک
از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد نیزہ نیزہ وجیرہ جیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ و پاسے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گردے نے مارا ہوا کہ دامن گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار دلوا سے نتے
زنجیرین کھڑکھڑاتے شور و غل مچاتے پیدا ہوئے آگے آگے شہریار بن پرسیپا ایک پہلو مین فیروزہ دیوانہ دوسرے
پہلو مین قہرمان دیوانہ بہرام بھی یہ رنگ دیکھکر ٹھہرا لیکن شہریار نے جو دیکھا کہ بہرام لب خندق کھڑا ہے اہل قلعہ
مضطرب ہوکر مسیح کو پکار رہے ہیں بس وہین سے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ باش او نامرد کہان جاتا ہے
خبردار ہوشیار باش کہ منم شہریار بن پرسیپا نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اُدھر بھیجا فوج
بے سردار پر یورش کرتے تجھے شرم نہ آئی بہرام تیغ زن کو بھلا اس لفظ کے سننے کی کب تاب تھی وہین سے
مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور سینہ شہریار پر نیزہ کا وار کیا شہریار نے نیزہ کو نیزے سے برگا نٹھا طعنین چلنے لگین انی
سے انی لڑکر جو شرارے نکلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم مصروف جنگ ہین کوئی ساعت طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ اک مقام پر شہریار نے نیزے کو نیزے سے برگا نٹھا اور مانند کاکل محبوبان پیچیدہ کرکے اب جو
جھٹکا مارا بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بس خفیف ہوکر تلوار پر ہاتھ ڈالا پکارا او فرنگی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
اس شخص کے نکال دیا کہ جسکے مقابلے میں بہرام فلک بھی تھر تھراتے اور تاب مقاومت نہ لائے خیر کچھ پروا
نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو جلال شوکلا ت جہان کہتے ہیں یہ کہکر جھپٹ کر
سر شہریار پر وار کیا شہریار نے تلوار کو اسکی رد کرکے آواز دی کہ تو ضرب زدی ضرب مالوس شکن کہ ہم
ہمچنا نہ زدی از دل فراموش کن یہ کہکر جو ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے بھی برابر سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو پڑتی ہے تو بھلا کب رکتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی
بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو بہرام پر غشی طاری
ہوئی سنبھلنے کی طاقت نہ رہی شہریار نے آواز دی بچاؤ کہ ہم ایسے زخمی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے کہ یہ فعل شایان
مردی و مردانگی کے خلاف ہی ہوگا اگر بہرام کو لے گئے لیکن قرطاس بن افلاک نے جو یہ حال دیکھا وہین سے
گرد اگرد بو دا باگ کا لیا پکارا غضب کیا تو نے کہ بہرام ایسے شخص کو زخمی کیا لیکن کہان جاتا ہے یہ کہکر میرے
ہاتھ سے یہ کہکر تیغ بدار کا وار اُس بہادر نامدار پر کیا شہریار نے بھی سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن قضائی کار
اتفاقات روزگار کہ مرکب نے سکندری کھائی خود سر سے نیچے گرا جبتک سنبھلے سنبھلے تلوار سر پر بیٹھی چار انگل کا
زخم ہی تو آیا تھا کہ شہریار نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی گر وہین سے سنبھلکر
آواز دی کہ کہان جاتا ہے تو بھی تو لیتا جا یہ کہکر جو تلوار ماری قرطاس کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا زخمی حملہ کر بیٹھیگا تلوار جو سر پر

بیٹھی خود کو کاٹ کرتا ہوا بُرد اُتر گئی اسنے بھی دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی کیمخت شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تمام
فوج کو حکم دیا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس فرنگی کو غضب کیا اسنے کہ ایسے دو بہادروں کو زخمی کیا کہ جنکا مثل و نظیر
نہ تھا یہ سننا تھا کہ تمام فوج ٹوٹ پڑی اُدھر دیوانوں نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا زخمی بھی ہوا اور یورش بھی تمام فوج
کا ہوا ہے سب کے سب داریں اور چوبدستیں پکڑ پکڑ کر غل مچاتے زنجیریں کھڑکھڑاتے دوڑے فوج سے غلط ہوگئے ہنگامہ
گیرودار برپا ہوا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے شجر پرستوں سے بھڑ پڑے تلوار چلنے لگی دریا خون کا
بہنے لگا سر مانند حباب کے ہر طرف تیرتے پھرتے تھے برق شمشیر کڑک کڑک کر گر رہی تھی خرمن حیات شجر پرستوں کے
جل رہے تھے قہرمان دیوانہ اور فیروزہ دیوانہ نے کشتوں کے پشتے لگا دیے جسے چوبدست ماردی پر اٹھا
ہوکر رہگیا شہریار بھی زخم سر باندھے ہوے شجر پرستوں کے نخل حیات کو قطع کر رہا تھا کہ توس بن قربوس
بھی باوجودیکہ زخمی تھا لیکن تلوار کھینچکر آپڑا ہی بے خوف و خطر لڑ رہا ہی اس زور شور سے تمام تک تلوار چلی کہ
ہزارہا شجر پرست صدہا فرنگی مارے گئے آخرکار شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوے کیمخت شاہ
اپنی بارگاہ میں آیا بہرام و قرطاس کے زخم سر میں ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اُدھر شہریار پر پرسیپاے
فرنگی زر نثار کرتا ہوا داخل قلعہ ہوا کرتوس سے ملاقات ہوئی اُسکے بھی زخم سر کا علاج ہونے لگا قہرمان دیوانہ
اور فیروزہ دیوانہ نے نہایت تعریف کی اپنے آقا کی اور کہا کہ کیا کام کیا ہی حضور نے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ حالت
زخمداری میں ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکو بھی بیکار کر دیا غرضکہ آٹھ روز تک سلسلہ لڑائی کا بند رہا علاج دونو طرف ہوا کیے
لیکن بعد آٹھ روز کے بہرام و قرطاس نے غسل صحت کی صحبت عیش برپا ہوئی کہ جام بادہ ناب گردش میں آیا جس وقت
دماغ بہرام کا گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے سے کی گرگی
ہرکاروں نے یہ خبر ملکہ پرسیپاے فرنگی کو پہونچائی کہ لشکر شجر پرستاں میں کوس حربی بجا ہی پرسیپاے فرنگی
بہت گھبرایا ہوا تھا کہ قلعہ میں چلا جاؤں کیونکہ شہریار کا زخم بھی اچھا نہیں ہونے پایا تھا مگر شہریار نے حکم دیا کہ خبردار
جبتک میرے دم میں دم ہی کوئی قلعہ میں جانے کا ارادہ نکرے اگرچہ میں زخمی ہوں لیکن کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اور حکم
دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہاں بھی بجے ہر چند پرسیپاے فرنگی نے سمجھایا لیکن شہریار نے ایک بھی نہ سنی
غرضکہ یہاں سے بھی طبل بجا تیاری جنگ ہونے لگی فرنگیوں کو نہایت انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی جسکا
سردار ہی وہی زخمی ہی لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخسارۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے لوگ اپنے اپنے بستر خواب سے اُٹھکر جسکا جو طریقہ تھا اُس طور سے بندگی معبود کی بجالائے
کیمخت شاہ مع لشکر میدان کارزار میں آیا داہنی جانب تخت کے بہرام تیغ زن بائیں جانب قرطاس بن
افلاک اُس طرف تخت پر ملکہ پرسیپاے فرنگی مرکب پر شہریار سوار اس حالت سے کہ زخم سر بندھا
ہوا ایک طرف کرتوس بن قربوس اُسکی بھی یہی کیفیت الا فیروزہ و قہرمان یہ دونوں دیوانے زخمی
نہ تھے کہ یکایک بہرام تیغ زن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت کیمخت شاہ کے آیا اجازت میدان
چاہی کیمخت شاہ نے آستین مرحمت جھاڑی اور کہا ای فرزند تجھکو سایہ میں دیا خداوند نخل مراد کے
بہرام بار دگر مرکب پر سوار ہوا باپ کو سلام کیا اور رخ میدان کارزار کا کیا پہلے مرا پا میدان کا دکھایا پھر
نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ بافہمی اے قوم دانا اور آگاہ ہو کہ میں بہرام تیغ زن یا نوشہ ہب
شجر پرستی اختیار کرو ورنہ جسکو تمنا مرگ ہوا ہو لیے میرے مقابلے کو اور شہریار کی طرف دیکھکر کہا کہ اس روز

میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا لیکن تو بھی قرطاس کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ فضل خداوند تحمل رسید کا
ہمارے حال پر ہوا کہ ہم اچھے ہوگئے اور تو اُسی حال میں مبتلا ہے یہ سنتا تھا کہ شہریار نے پیچ و تاب کھا کر نکلنے کا
قصد کیا تھا کہ فیروزہ فرخ لقا نے عرض کی اے آقاے نامدار ہم غلام کس دن کے لیے ہیں یہ کہکر مرکب کی باگ کو
جنبش دی گھوڑا تڑپ کر چلا ہنوز فیروزہ قریب بہرام پہونچ کر سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ بہرام نے تیغہ مارا سپر
فیروزہ کا مجروح ہوا بہرام چاہتا تھا کہ کام فیروزہ کا تمام کرے کہ قہرمان دیوانہ جھپٹ پڑا فیروزہ کو اُٹھا کر
جو دست ماری بہرام نے چوب اُسکی سپر پر روکی اور تیغہ خون آلود مارا کہ سر قہرمان کا بھی زخمی ہوا بہرام قہرمان کو قتل
کیا چاہتا تھا کہ شہریار للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کیا کرتا ہے ایسے زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے وہ احسان فراموش
کیا کہ میں نے تجھے زخمی کرکے پھر ہاتھ نہ اُٹھایا تجھکو چھوڑ دیا تو میرے سامنے میرے رفیق پر یہ بدعت کرتا ہے
ابھی شہریار قریب بہرام کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے تیغ گرد و غبار بلند ہوا اور آگے آگے اُس
گرد کے ایک بونڈا چرخ مارتا ہوا نمودار ہوا سب نگران تھے یہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچ کر وہ گرد
شق ہوئی اور دل گردے چالیس ہزار سوار پیدا ہوئے آگے آگے اُن سب کے نقابدار گوہر پوش
مرکب اُسکا جولانیاں کرتا ہوا لیکن نقابدار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ شہریار زخمی بہرام کے مقابلے کو جاتا ہے دیکھا
للکارا کہ باش اے بہرام خبردار ہوشیار باش کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدر روی چنانچہ نقابدار قریب پہونچا تھا کہ بہرام نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لگایا تھا ابھی طعن علانے
کوئی ہتھ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے ہوائی کردیا ادھر شہریار نے جو نقابدار
کو آتے دیکھا تھا سکتے میں ہوگیا تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے فیروزہ سے کہا کہ بھائی تو نے بھی نقابدار
کو ہو نہو یہ وہی آفت روزگار دشمن تاب و توان ہو کہ ہم جسکی قید میں تھے افسوس یہ ظلم کبھی اُسی بہرام نے کیا
کہ نہ نقابدار سے لڑکر اسے زخمی کرتا نہ ہم اسکی قید سے چھوٹتے ارے اس رہائی سے تو وہ قیدی اچھی تھی
کہ دل کو اطمینان تھا کہ ہم آواز تو اپنے یار جانی محبوب جاودانی کی سن لیا کرتے تھے فیروزہ نے کہا ہاں حضور
یہ تو وہی نقابدار معلوم ہوتا ہے لیکن جسوقت کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکالا شہریار نے بے اختیار
ہو کر تعریف کی کہ صدقے اس زور بازو کے اور نثار اس واہ واہ پر لیکن نقابدار نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون تعریف
کرتا ہے لیکن بہرام نے غصے میں آکر آواز دی کہ او نقابدار از اجل رسیدہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکال دیا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی رستم بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہیں نام ہیں وہی بہرام ہوں جسکے ہاتھ سے تو ایکبار شکست اُٹھا چکا ہے یہ کہکر
سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تلوار اسکی سپر پر روکی اور آواز دی کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا
تیغ زنی اسکو کہتے ہیں اور ملاکر رکب سے مرکب کو لپٹکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا بہرام نے برابر اُٹھا کر سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نقابدار کی سپر کو کاٹتی ہوئی مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی
خود سے مانند شراب تند و تیز کے گذر کر سر پر پہنچی نقابدار نے جھٹکا جو مارا تلوار دو ابرو تک اتر گئی بہرام نے
دستانہ مارا تلوار تو بچ کر سر سے نکلی لیکن چادر نوات کی جو سر سے باہر آئی غشی بہرام پر طاری ہوئی
طاقت سنبھلنے کی نہ رہی نقابدار نے پکار کر کہا کہ باش اے گروہ فتنہ پرستان لے جاؤ اس مردہ
صد سالہ کو اور بھیجو کسی اور کو ادھر قرطاس بن افلاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ پڑا اور پھرا میدان سے

بہرام کو اور آپ مقابل ہوا لیکن شہریار نے آواز دی کہ اے نقابدار گوہر پوش کیا کہنا کیون تہو توکس خاندان سے ہی
اس وقت مین مجھپر وہ احسان کیا ہی کہ تا زندگی مین تلافی نہین کرسکتا بلکہ بہتر یہ ہی کہ مجھے ہر وقت اپنی غلامی مین رکھ تو نے
جان بخشی کی ہی اس سے زیادہ اور احسان کیا ہو سکتا ہی بموجب شعر مصرع کے تجھے احسان سے بچا دینا تو نہین سے نے
بر دریا ہی نہین دوا دینا ہو شہریار تو نقابدار کو دیکھکر از خود رفتہ ہو رہا ہی اس راز سے سوا دلوانہ فیروزہ کے دوسرا
آگاہ نہین سب حیرت مین ہین کہ اس وقت شہریار کو کیا ہو گیا ہی لیکن قرطاس بن افلاک جو سامنے نقابدار
کے پہونچا نعرہ کیا کہ او گوہر پوش غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کا چراغ زندگی گل کر دیا ہوتا لیکن کہان جا لیگا بچکر
میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے آتی تلوار جبال مین کرکے جھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی جھپ
سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منھ عیال مرکب پر آ رہا لبس وہین سے دوسرا
ہاتھ زنجیر مین ڈالکر زین سے اٹھا لیا لشکر شہریار و نقابدار مین واہ واہ سبحان اللہ کی صدا بلند ہوئی لیکن بہمن شاہ
نے جو یہ حال دیکھا چلایا کیا دیکھتے ہو ارے مار لو اس نقابدار کو جانے نپائے غضب کیا اسنے کہ اتنے بڑے
جوان کو یون اٹھا لیا اور کام اسکا تمام کیا چاہتا ہی یہ سننا تھا کہ ساری فوج یلغار کرکے نقابدار کی طرف چلی ادہر
فوج نقابدار آ پڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شہریار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ دلاوران شجر پرستون کو
قرنگی بھی تلوار علم کرکے آ پڑے تلوارین بلند ہوئین باو صرصر کے چلنے سے سر شجر پرستون کے مانند برگ خزان
دیدہ گرنے لگے جا بجا خون کے تھالے بھر گئے بجا لاون کے لالے پڑ گئے بموجب شعر جفا چاق خنجر بگردون رسید
زمین خون شد و خون بجیحون رسید ہر چہار طرف ڈھالون کا ابر چھایا ہوا تھا خون کا مینھ برس رہا تھا برق شمشیر
کڑک کڑک کر گر رہی تھی جس جگہ بازو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جبال مین پھڑک
رہی ہی کوسون تک زمین پر شفق کا سمان نظر آتا تھا لالہ کوہی کا رنگ شرماتا تھا شجر پرستون نے جو دیکھا کہ
ہر طرف سے آثار شکست معلوم ہوتے ہین اور ابتک قرطاس بن افلاک کی رہائی نہوئی کہ ہاتھ سے
نقابدار کے بلند ہی سینے تاکہ نقابدار پہ پورش کیا اسمٰعیل شجر پرست کہ نہایت زبردست ہی قریب نقابدار کے
پہونچا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار نے بجائے سپر قرطاس کو سامنے کر دیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو کمر پر
قرطاس کے پڑتا ہی زنجیر کمر کٹی قرطاس ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹکر بھاگا لیکن نقابدار نے جو ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا اسمٰعیل نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہی سپر کو کاٹکر خود آہنین پر بیٹھی آہن
لوہے کو بھی موم کرتی ہوئی خود و زرہ بلغہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹکر صراحی گردن سے مانند قطرہ مے کے گذرتی
ہوئی صندوق سینہ مین دل و جگر کو دو کرتی ہوئی زین پر بیٹھی اور زین سے زمین پر پہونچی ایک ہی ہاتھ مین راکب و
مرکب کے چار ٹکڑے ہو سے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا آسمان تھرا یا شجر پرستون نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا
نقابدار نے ہاتھ روکا مگر ہونٹ کاٹتا ہوا پلٹا بارگاہ پر آکر کے ٹھہرا ادہر شہریار مع لشکر کے پلٹکر اپنی فرودگاہ پر آیا
لیکن نقابدار کے واسطے بیتاب تھا کہ کیا کرون خود چلا جاؤن ایسا نہو کہ نقابدار خفا ہو اگر بلواؤن تو وہ کیون
آنے لگا اُسے کیا غرض ہی غرضمند تو ہم ہین بموجب شعر کیا غرضمندی بری شی ہی کہ عشق دو دست مند کہ نماز بیجا
خواہش دل ہمسے اٹھوا لینے لگے + آخرکار جرأت کرکے فیروزہ دلوانہ سے کہا کہ تو جا اور میری طرف سے عرض
کرنا کہ اے نقابدار بہادر ہم نہایت مشتاق ہین آپ کی ملاقات کے کہ آپ ہمارے محسن ہین اور ایسے وقت
مین آکر آپ نے مدد کی ہی کہ ہم ہین نہ کسی سردار ہین ہمارے لڑنے کی طاقت باقی تھی امیدوار ہون دعوت کو قبول کیجیگا

فیروزہ پیام شہریار کا لیکر چلا جس وقت لشکر نقابدار مین پہونچا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا لیکن عیار نقابدار نے جو فیروزہ
کو آتے دیکھا خدمت مین نقابدار کے آیا وہ وقت ہی کہ نقابدار لباس رزم اتار کر پوشاک بزم پہن رہا ہے سنکر
عیار نے پہونچکر عرض کی کہ حضور فیروزہ دیوانہ آتا ہی نقابدار نے سکوت کیا کہ اگر اسکو آنے دون تو خلاف مروت
و حمیت عرب ہی اور اگر آنے دیتا ہون تو بدنامی و رسوائی کا خیال ہی کیا کرون کیا نکرون یہی سوچ رہا تھا کہ چوبدار نے
پہونچکر عرض کیا کہ حضور فیروزہ دیوانہ حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی نقابدار نے کہا اُس سے کہدو کہ ابھی وہین ٹھہر
رہے اور جلدی سے پوشاک پہنکر اپنے دنگل پر متمکن ہوکر حکم دیا کہ فیروزہ دیوانہ کو بلالو اور ایک کرسی اُسکے
واسطے بچھوا دی جس وقت فیروزہ سامنے آیا نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیکر اشارہ کیا
کرسی پر بیٹھنے کو دیوانہ سلام کرکے بیٹھا نقابدار نے کہا کس ارادہ سے آنا ہوا فیروزہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ شہریار نامدار نے عرض کرا بھیجا ہی کہ یا تو میری دعوت قبول کیجیے اور مجھکو ممتاز و سرفراز فرمائیے کیونکہ
آپ میرے محسن ہین اور سچ ہی آپ کو نہ خیال ہوتا تو کسکو ہوتا جو میری مدد کو آتا یا مجھے اجازت ہو کہ حاضر خدمت
ہون نقابدار کو سنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ شاید پھر شامتین آئی ہین اس فرنگی بچے کی بھول گیا اُس قید کو
اپنی کہدینا ہماری طرف سے کہ ہم تیرے دوست نہین ہین بلکہ دشمن ہین اور ہم وہی ہین کہ جسنے تجھے قید کیا تھا اگر ہم
زخمی نہوتے بہرام کے ہاتھ سے اور لشکر ہمارا نہ تباہ ہوتا تو عمر بھر رہائی ہونا دشوار تھی اور ہم کافر کی دعوت قبول
نہین کرتے اور وہ یہان آنے کا بھی خبردار خبردار قصد نکرے ورنہ اچھا نہوگا بین مطلق اسکا خیال نکرونگا کہ وہ میرے
گھر آیا ہی بری طرح پیش آؤنگا اور اے فیروزہ اب کوئی پیام لیکر تو بھی نہ آنا ورنہ ذلت اُٹھائیگا اور اندر بارگاہ
کبھی نہ آنے پائیگا یہ فرماکر فیروزہ کو خلعت دیکر رخصت کیا فیروزہ یہ جواب صاف لیے ہوئے خدمت مین شہریار
کے آیا شہریار فیروزہ کو بھیجکر دروازۂ بارگاہ پر ٹہل رہا تھا ہرچند کہ زخم سر مین ایذا از حد تھی اور اسی حالت مین
ساتھ نقابدار کے تیغ پرستون سے جنگ بھی کرچکا ہی لیکن اس اُمید پر کہ دیکھون فیروزہ کیا جواب لاتا ہے
کچھ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہین تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے شعر دیکھین آئے جواب خط کہ نہ آئے
کون تقدیر کا لکھا جانے ✦ یہ اسی حال مین مبتلا و مبہوت ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے فیروزہ دکھائی دیا شہریار دوڑ کر
فیروزہ سے لپٹ گیا اور پوچھا کہ اے ہمراز عاشقان و ہمدم دردمندان کیا کہا اُس مطلوب و محبوب نے فیروزہ نے
عرض کی کہ اے شہریار پہلے تو نقابدار بے تعلق پیش آیا لیکن جب مین نے پیام آپکا بیان کیا تو نہایت برہم ہوکر
فرمایا کہ نہ مین آؤنگا نہ وہ آنے کا قصد کرے اور بلکہ مجھے بھی تاکید کی کہ اب تو بھی نہ آنا ورنہ سزا پائیگا
اور یہ خلعت جو کہ مین پہنے ہون عنایت فرمایا شہریار اس عنایت پر نقابدار کے بہت خوش ہوا لیکن اپنے سوال کا
جواب جو خلاف طبیعت پایا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے فیروزہ مجھے قرار نہ آئیگا
تو پھر جا اور نقابدار سے کہنا کہ اگر میرے آنے سے رسوائی کا خیال ہی تو مجھسے صحرا مین ملاقات کیجیے فیروزہ نے
کہا اے شہریار اب مین نہ جاؤنگا کیونکہ نقابدار نہایت برہم ہی اور مجھسے کہہ چکا ہی کہ اب اگر تو آئیگا تو سزا اسکے
مقول پائیگا اے شہریار مین نجاؤنگا کسی اور کو بھیجیے شہریار نے قہرمان دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور نقابدار سے
یہ پیام کہنا کہ شہریار چاہتا ہی کہ کسی طرح ہو مجھسے ملاقات کیجیے اگر کچھ خیال رسوائی ہو تو صحرا مین ملیے قہرمان رخصت
ہوا اور دروازۂ بارگاہ نقابدار پر آیا چوبدار سے عرض کرا بھیجا کہ قہرمان دیوانہ حاضر ہی چوبدار نے نقابدار
سے عرض کی نقابدار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ پیام آیا ہی فیروزہ تو مارے ڈر کے نہ آیا اب اُس نے

دوسرے دیوانے کو بھیجا ہی کہا پوچھو اُس سے کہ کیون آیا ہی کیا کام ہی چوبدار نے قہرمان سے کہا کہ نقابدار نے
پوچھا ہی کہ تو کس واسطے آیا ہی اسنے کہا کہدو کہ عرض دارم نقابدار نے مجبور ہوکر بلا لیا کہ یہ تو او شخص ہی نہین معلوم
کیون آیا ہی ایسا نہو بدنام کرے کہ نقابدار بڑا بیمروت ہی لیکن قہرمان جو سامنے آیا مجرا گاہ پرسے مجرا کیا نقابدار
نے بیٹھنے کی اجازت ندی اور پوچھا کہ چہ عرض داری قہرمان نے کہا ای نقابدار بہادر میرا آقاے باوقار شہریار
نامدار نہایت مضطرب و بیقرار ہی کہ اگر آپ مجھسے بارگاہ مین نہین مل سکتے تو صحرا مین ملاقات کیجیے بس اتنا سننا تھا کہ
نقابدار نے اُٹھ کر ایک تھپڑ مارا کہ دیوانہ چرخ کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حکم دیا نقابدار نے کہ اُسکے دونون
ہاتھ پس پشت سے باندھ دو اور منھ کالا کرکے نکال دو ہماری بارگاہ سے ملازمین نے ہمراہ ویسا ہی کیا قہرمان اس
حال پُر ملال سے خدمت شہریار مین روانہ ہوا وہان شہریار دیوانہ فیروزہ سے کہہ رہا تھا کہ یقین تو ہی کہ نقابدار نے
صحرا کی ملاقات تو منظور کرلی ہوگی فیروزہ نے عرض کیا کہ خدا ایسا کرے ہمین تو یقین نہین اگر قہرمان ہی بخیر و عافیت
پلٹ کر آجائے تو بڑی بات ہی اتنے مین قہرمان سامنے سے فریاد کنان نمودار ہوا شہریار نے دیکھا کہ اک زنگی
فریاد کنان چلا آتا ہی گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی جب قہرمان قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ قہرمان ہی لیکن قہرمان چلایا
کہ ای شہریار آپ نے مجھے ذلیل کروایا دیکھیے نقابدار نے میری یہ حالت کی ایک تھپڑ مارا کہ مین بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا تو ہاتھ اپنے پس پشت سے بندھے ہوے پاے اور چہرہ سیاہ دیکھا شہریار نے کہا ای قہرمان
نقابدار وہ شخص ہی کہ اگر میرا بھی یہ حال کرتا تو بھی مجھے ملال نہوتا یہ کوئی ذلت کی بات نہین عاشقون کے لیا مولنا
کی اس سے زیادہ بری حالت ہوتی ہی قہرمان چپ ہورہا شہریار نے اسکا منھ دھلایا ہاتھ کھولے لیکن
شجر پرستون مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ یہ نقابدار بلاے بے درمان ہی اسکے ہاتھ سے بچنا غیر ممکن ہی شب پردہ
پوش عالم ہی دوسرے پسر حمزہ بدیع الزمان ہماری قید مین ہی شاید کہ نقابدار اُسکے حال سے بیخبر ہی ورنہ بغیر
چھڑائے بدیع الزمان کے دم نہ لیتا اُسی وقت کمبخت شاہ مع پسر و لشکر طرف ملک صندل کے روانہ
ہوا یہان صبح کو لشکر نقابدار مین خبر پہونچی کہ شجر پرست بھاگ گئے اور قید بدیع الزمان کی اُنکے ہمراہ ہی
نقابدار نے پوچھا کس طرف گئے لوگون نے عرض کی کہ طرف شہر صندل کے گئے ہین نقابدار بھی اُسی وقت
کوچ کرکے طرف شہر صندل کے روانہ ہوا یہان شہریار کو رات بھر آہین بھرتے گذری جب صبح ہوئی ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ شجر پرست طرف شہر صندل کے گئے اور نقابدار گوہر پوش بھی اُنکی تعاقب مین روانہ ہوا
یہ سنکر شہریار سن سے ہوگیا کہ افسوس وہ یار جانی و محبوب جاودانی چلا گیا اور ملاقات تک نہ کی سچ ہے
معشوقون کا شیوہ بیوفائی ہی کسی سے دل لگانا جان کا عذاب مین پھنسانا ہی لیکن دل لگانا بھی تو کوئی اختیاری
فعل نہین ہی بموجب شعر یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا تو نادان ہو تم عشق کسی سے نہین ہوتا تو اُسی وقت
حکم دیا کہ ہم بھی شہر صندل پر جائینگے پیش خیمہ ہمارا بھی روانہ ہو شہر تتاری سے بھی وہین فیصلہ ہوجائے گا
سنا ہی کہ امیر بھی اُسی طرف کو روانہ ہوے ہین پر سپہسالار فرنگی نے کہا ای فرزند دلاور زخم سر اچھا ہونے بعد
غسل صحت حاصل کرنیکے چلنا شہریار نے نہ مانا اور کہا بالفعل ہوا ترکستان کی خراب ہی صحرا کی آب و
ہوا اچھی ہوتی ہی جابجا قیام کرتے چلے جائینگے راہ مین زخم سر اچھا ہوجائے گا یہ کہکر تیاری کیجیے تیسرے روز
شہریار بھی مع گرلوس تیرزن و شمائیل خان و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ روانہ شہر صندل ہوا لیکن
یہ تو سیر و شکار کرتے چلے آتے ہین دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین

اب دو کلمے شہنشاہ گوہر کلاہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ کیخسرو نامدار کو ہمراہ لیکر طرف ملک خروسیہ کے چلے تھے سیر و شکار کرتے چلے آتے تھے کہ ایک روز
دیکھا کچھ لوگ سامنے سے خاک اڑاتے چلے آتے ہیں جس وقت قریب پہونچے تو شہنشاہ نے پہچانا کہ رفقائے
بدیع الزمان ہیں پوچھا خیر تو ہے دادا میاں کہاں ہیں انہوں نے سب ماجرا مقابلہ بہرام و قرطاش کا بیان
کیا اور قید ہوجانا بدیع الزمان اور امیہ کا اور شبخون مارکر تباہ کردینا فوج کو سب عالم شجرپرستوں کے لیے
اسی وقت شہنشاہ بعجلت تمام طرف خروسیہ کے چلے لیکن راہ چھوڑکر بسبب عجلت کے بھٹک کر گمراہ پر
جارہے تباہ ہوکر کہاں کے کہاں نکل گئے یہ دشت و صحرا میں تباہ پھر رہے تھے کہ دیکھا جانب بیابان سے
تیرہ گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے لیکن وہ گرد قریب آکر جو شق ہوتی ہے تو دیکھا
آگے آگے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھر ہر دو پر علموں کے تعریف خداوند نخل سرسبز بخت پھر ہرکاروں نے
عرض کی کہ ای شہنشاہ یہ لشکر کجبخت شاہ شجرپرست کا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ قباد آپکے جد بزرگوار
بدیع الزمان نامدار کی ہمراہ ہے اور یہ سب ہاتھ سے ایک نقابدار گوہر پوش کے تنگ آکر بھاگے ہیں سننا
سننا تھا کہ اسی وقت شہنشاہ نے مرکب طلب کیا اور آلات حرب سے تن پر آراستہ کرکے مع کیخسرو نامدار و
معروف بن اسد بعزم مقابلہ روانہ ہوئے غضب میں آنکے کچھ وہ لوگ جو لشکر بدیع الزمان کے تباہ
ہوکر آئے تھے باقی کیخسرو کی فوج شہنشاہ کا لشکر سب چلے لیکن اول آتے ہی شہنشاہ نعرہ کرکے گرجے
کہ باش ای گروہ شجرپرستان ہوشیار باشید کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
یعنی شہنشاہ گوہر کلاہ ذی شان کی گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رو۔ روی بعد انکے کیخسرو اور معروف
بن اسد وغیرہ کے نرے ہوئے شجرپرستوں پر صحرا میں تازہ خزاں آئی تلواریں مانند باد صرصر کے چلنے لگیں نخل
حیات قطع ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آن واحد میں ان دلاوران نامدار نے ستھراؤ کردیا کشتوں کے پشتے
لاشوں کے انبار ہوگئے دوپہر کامل اسی زور شور سے تلوار چلی کہ ہزارہا شجرپرست مارے گئے
زمین صحرا جو سبزی سے زمرد بنا ہورہی تھی یاقوت سرخ کی معلوم ہونے لگی دریائے خون رواں ہوا سر مانند
حبابوں کے تیرتے نظر آتے تھے لاشیں گرگرکر زمین پر پھڑک رہی تھیں اک قیامت کبری برپا تھی قریب
تھا کہ پاؤں شجرپرستوں کے اٹھ جائیں یہ سب دعائیں کررہے تھے کہ ای خداوند نخل سرسبز بھیج کسی کو ہماری
مدد کے واسطے کہ ہم وقت تنگ ہی جانتے بچنے کی نظر نہیں آتی کیا ہمارا نخل حیات یہیں منقطع ہوگا تیر اجل کا
چلے گا چونکہ ابھی وقت انکی قضا کا نہ تھا جنگی مرگ کا زمانہ تھا وہ مارے جاچکے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد
برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے
کہ کسکی کمک آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم
نشانہ دو لاکھ سوار کا پھر ہر دو پر علموں کے تعریف نخل سرسبز بخت بر آگے آگے دو گر شیران صحرائی پر سوار نہایت
زبردست روزگار یہ دونوں بھائی واسطے مدد کجبخت شاہ کے طرف خروسیہ جاتے تھے کہ نام ایک کا تجنیل ببر
سوار اور دوسرے کا تجبیل پیر سوار یہی راہ میں خبر پائی کہ شجرپرستوں اور خداپرستوں سے اس صحرا میں تلوار
چل رہی ہے وہیں سے باگیں مرکبوں کی پھیریں اور رخ میدان کارزار کا کیا تلواریں کھینچ کھینچ کر مع
لشکر آپڑے یہ سب تازہ دم تھے خداپرست دوپہر سے لڑ رہے تھے اب جو گرتے ہیں تو کشتوں کے

کشتے لاشوں کے انبار لگادیے میدان جنگ کو لاشوں سے بھر دیا ہزارہا خدا پرست بھی کام آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
و کیخسرو نامدار و معروف بن اسد تو بڑی جرأت و بہادری سے کام لے رہے تھے مگر فوج کی یہ حالت تھی کہ جیسے طوفان
میں جہاز ہوتا ہے اب خدا پرستوں نے بلک بلک کر دعائیں مانگنا شروع کیں کہ اے رب بے نیاز و اے مالک کارساز یہ
جہاز تباہ ہوا جاتا ہے بیڑا ہمارا پار لگا کسی بندہ خاص کو اپنے واسطے مدد کے پہونچا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے دو سر اتنی گرد بلند ہوا دیکھا تو وہ گرد اس تیزی سے چلی آتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے
آندھی آتی ہے آن واحد میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور نقابدار گوہر پوش مع فوج بسیار پہونچا اور شیر پرستوں پر تیغ (?)
کرکے گرا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی پھر خدا پرستوں کی قوت بڑھی لیکن شیر پرستوں کا لشکر بہت ہے کہاں تک قتل کریں
مرتے جاتے ہیں اور زمین سے پیدا ہوتے جاتے ہیں زخموں کی یہ بہار ہے تمام صحرا لالہ زار ہے فلک اس دریائے خون میں
پانی حباب نظر آتا ہے جگر زمین مرکب کے سموں سے شکستہ ہے بہادروں کے ہاتھ میں تلواروں کے قبضے گدائی (?) ہیں
کہنیوں سے خون جاری ہے رن بول رہا ہے بازار موت گرم ہے جانوں کی خریداری ہے ملک الموت دوڑے دوڑے
پھرتے ہیں کس کس کی قبض روح کریں ایک ایک بار ہزار ہزار لاشیں زمین پر گرتی ہیں جن مرکبوں کے سوار مارے گئے ہیں
وہ کوتل دوڑتے پھرتے ہیں اک قیامت کبریٰ برپا ہے حسب اتفاق یہاں گرز جنگ میں کہ اب کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا
کہ تنجیل سپہ سوار کا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا سامنا ہوا تنجیل پکارا او خدا پرست تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ
اتنے بڑے لشکر میں اس طرح لڑ رہا ہے فوجوں کو پسپا کر رہا ہے لیکن میرا نام تنجیل سپہ سوار ہے میں قیصر شجاعی (?)
مرکب کا کام لیتا ہوں بہتر یہ ہے کہ اطاعت میری اختیار کریں تجھکو اپنی فوج کا سپہ سالار کر دونگا شہنشاہ نے کہا کیا
جھک مارتا ہے اگر تو مجھ پر غالب آئے گا تو میں بیشک تیری اطاعت قبول کرونگا مردان دلاور یہ زمانے کسی کو نہیں
مانتے ہیں یہ سنتا تھا کہ تنجیل نے نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ اسکا تیغ سے قلم کیا تنجیل نے آواز دی کہ تو بڑا تیز دست معلوم
ہوتا ہے لیکن دیکھوں کہ تو اس تیغ آبدار سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر بالشت بھر کا چوڑا تیغہ ساڑھے چار سو من کی ضرب کا
خبردار خبردار کہکر سر شہنشاہ پر وار کیا شہنشاہ نے تلوار کو ضامن دیکر سپر بلند کی تیغہ جو ٹوٹا ہے سپر کی گرہ سے خدا نے
بچایا شہنشاہ نے آواز دی کہ بس اسی زور و قوت پر نازاں تھا دیکھ تلوار یوں لگاتے ہیں یہ کہکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تنجیل نے بھی برابر اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تلوار کو بیچ میں ضامن دیا لیکن یہ تلوار شہنشاہ گوہر کلاہ کی تھی
اور غصہ میں آکر ہاتھ مارا ہے بھلا کب رکتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر یا گردہ نان کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی پھسل تلوار سوا
قلم کرتی ہوئی خود سنگین پر بیٹھی کوئی چار انگل خود کاٹ کر ٹھہری ہوگی کہ شہنشاہ نے جھٹکا مارا چار انگل کا زخم
سر میں تنجیل کے آیا گھر آکر دستانہ مارا تلوار کھینچنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے بہا آئی تیغ میں اور لوگ
آگئے تنجیل کو علیحدہ کیا تنجیل نے اپنا زخم سر باندھا پھر لڑنے لگا ادھر سنجیل برادر تنجیل سے اور وہ خسرو
نامدار سے سامنا ہوا سنجیل نے خبردار خبردار کہکر اڑہ پشت نہنگ مارا کیخسرو نے اڑہ کو تیغ سے قلم کیا
اور ہاتھ تلوار کا مار کر قرشاہ (?) سنجیل کا نشانہ ہوا لوگ ایسے بھی بچا لیے گئے بہرام تیغزن میں تو جان لٹ تھا لیکے (?)
کی نہیں تھی کیونکہ وہ نقابدار گوہر پوش کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا لیکن قرطاس بن افلاک زخمی نہ تھا یہ
سامنے نقابدار گوہر پوش کے آیا اور وار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی
زخمی ہوا ادھر معروف بن اسد لڑتا ہوا قریب اس اژدہا کے پہونچا جسپر بدیع الزمان مسلسل و مطوق سوار ہے
لوگوں کو قتل کرکے پاس بدیع الزمان کے آکر آواز دی کہ میں آپہونچا بدیع الزمان نے خیال کیا کہ یہ

غضب کی بات ہے کہ یہ چھوکرا اگر قید کاٹے تو چھوٹیں وا من آرزو میں اب جو چرخ مارتے ہیں قیدآہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا معروف نے اُمیہ کو شناڑی بڑی کاٹ کر رہا کیا یہ بھی لڑنے لگا بدیع الزمان نے وہی آرایہ پکڑ کر لڑنا شروع کیا ایک آدھ سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا قبضہ میں لائے اسی ہنگامہ گیرودار میں شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ پہلوان تہمتن پیتے بدیع الزمان گرد لشکر شکن قریب علمدار فوج کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ کہا اور تلوار سے علم کو قلم کیا علم فوج کا سرنگون ہونا تھا کہ شہر پرستون پرکوہ الم گرا یا دل لشکر کے اُکھڑ گئے پھر کوئی نہ ٹھہر سکا جسکا جدھر رُخ پڑا وہ اُدھر کو بھاگ نکلا آن واحد میں سناٹا ہو گیا خدا پرست با فتح و فیروزی ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے نقارۂ فتح بجا شہنشاہ گوہر کو بدیع الزمان نے گلے سے لگا یا معروف بن اسد کو بہت پیار کیا اور تعریف فرمائی اب سبکے سب با فتح و فیروزی بارگاہ میں آئے نقابدار کوہر پوش ایک طرف مع فوج نکلا چلا گیا ہے جہاں شہنشاہ وغیرہ نے بکارا سے کچھ ساعت نہ کی شہنشاہ تین روز تک اس صحرا میں مقیم رہے بعد تین روز کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جائے گا

اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان زیب و زینت دنگل صاحبقران جناب امیر حمزہ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جب تین روز تک خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی تو حسب رائے خواجہ زادگان مثل خواجہ دریا دل وغیرہ کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے چلے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو چکی تھی بارگاہ استادہ ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سب سردار موافق معمول اپنے اپنے دنگل شوکت پہ متمکن ہوئے ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہونے لگا کہ لندھور ثانی نے کہا کیا عرض کیا جائے ہمارے تو وہ مرشد زادے ہیں کیا مجال ہے کہ شان میں اُنکی کچھ کہیں زبان جل جائے لیکن وہ شاہزادہ والا اور بدیع الملک نامور سے ضرور چشمک رکھتے ہیں یہاں تک کہ اپنے دلو لے ہیں کچھ امیر عالیوقار کا بھی پاس و لحاظ نہیں کرتے نہیں معلوم کہاں ہیں اور کس حال پر ملال سے ہونگے یہ سُنا تھا کہ مالک ثانی کے تیور بدل ہوئے کہا او ہندی تجھے تیری یہی یہ مجال ہوئی کہ تو شاہزادہ کے معاملات میں دخل در معقولات کرنے لگا اور وہ بدیع الملک سے چشمک رکھتے ہیں تو کیا تم میں کسی طرح خبردار اب کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالنا لندھور نے کہا ای مرد بہر وقت میں نے کیا ایسا کہا کہ تو بگڑا مالک نے جواب دیا کہ تو کیا کہیگا اگر کہیگا تو منہ بگاڑ دیا جائے گا لندھور نے کہا تو منہ بگاڑنے والا نظر آتا ہی مالک نے کہا اگر کچھ تجھے دعوے ہو سمجھ لے میں ہر طرح موجود ہوں امیر نے دیکھا کہ ان دونوں میں فساد ہوا چاہتا ہے منع فرمایا لیکن یہ دونوں آپس میں چشمکیں رکھتے ہیں اُس وقت خاموش ہو رہے جب دربار برخاست ہوا اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے مالک لندھور بھی اپنی اپنی بارگاہ میں آئے مالک نے عیار کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تو امیر کے سامنے بہت چین چین کیا کرتا ہے اگر کچھ دعوی بہادری کا ہو بھلا چل اسی کوہ پر جو سامنے معلوم ہوتا ہے میرے تیرے فیصلہ ہو جائے معلوم ہو جائے کہ کون زبردست ہے کون کمزور ہی عیار یہ پیام لیکر لندھور کے خیمے میں آیا لندھور سمجھ گئے کہ کچھ فساد یہ عرب برپا کیا چاہتا ہے پوچھا عیار سے کہ کس ارادے سے آنا ہوا عیار نے پیام مالک کا بیان کیا لندھور چپ ہوا کہ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ عرب زور سمجھیگا اگر جاتا ہوں تو امیر کے خلاف ہوگا لیکن ناچار ایک بارگاہ کے بیٹھنے والے برابر کا عہدہ انکار کیونکر کر سکتے تھے کہا بہتر ہے میں موجود ہوں عیار نے آکر مالک سے بیان کیا اُسی وقت مالک ثانی لشت مرکب پر بیٹھکر طرف

کوہ کے روانہ ہوئے ادھر لندھور ثانی بھی مرکب پر بیٹھے اور طرف کوہ کے چلے جیسے ہی سامنا ہوا مالک نے آواز
دی کہ بھی گو یہی میدان ہی دیکھوں تو میں کہ تو کیسا طرفدار بدیع الملک کا ہی اور مجھکو بھی دیکھ کہ میں کیسا طرفدار رستم
ثانی کا ہوں وہاں بہت تو بڑ بڑایا کرتا ہی لندھور نے کہا بسم اللہ میں موجود ہوں کچھ پروا نہیں میں خود بھی چاہتا ہوں کہ
میرے تیرے فیصلہ ہو جائے یہ جھگڑا کسی طرح مٹ جائے مالک نے کہا پھر دیر کیوں کرتا ہی اٹھا نیزہ لندھور نے کہا
تو جانتا ہی کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے مالک نے جھلا کر کہا او ہندی بہتی غرور تجھے کا زیبا تا ہی آپ مسلمان
بنتا ہی تیری سزا یہی ہی کہ خیر پہلے میں ہی وار کرتا ہوں مگر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزہ مارا
لندھور نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی سنہ طعن کی نوبت آئی ہو گی ایک مرتبہ مالک
نے جھپٹ پر پھر ماری کہ نیزہ مالک نے لندھور کے نیزے کو شل مار سیاہ کے لپیٹا اور ایسا جو مارا جھٹکا تو سن
نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا مالک قہقہہ مار کر ہنسے اور لندھور کو خفت ہوئی کیونکہ مالک صاحبقران
نیزہ ہی لیکن لندھور بھی صاحبقران گزیدہ چپٹکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چھ کرہ … کی
کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر مالک پر وار کیا مالک نے وار لندھور کا اپنے گرز پر لیا لیکن گرز
جو گرز پر پڑتا ہی زلزلے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب کی ٹوٹی مالک کے سر مونہہ سے پسینہ جاری
ہوا غش سا طاری ہوا عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا مالک بیہوش پڑا ہے
لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں منہ پر پانی کا چھینٹا دیا مالک کو ہوشیار کیا چاہا مالک نے کہ مرکب
کو نکالوں دیکھا تو مرکب کی … تھا جان باقی نہ تھی بس وہیں سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا او ہندی
تو نے کہ میرے مرکب کو مارا کب چھوڑتا ہوں تجھکو بنا رے گھوڑے کے بدلے ہزاروں کو ذبح کروں گا لندھور نے جو مالک
کو آتے دیکھا مرکب سے کود کر آواز دی کہ یہ نیزہ بازی نہ گرز کا روکنا گرتے ہوئے آسمان کا سنبھالنا ہی لیکن
مالک جو قریب پہونچا پھینک کر سپر تلوار ہاتھ سے لندھور سے لپٹ پڑا لندھور نے بھی سپر تلوار پھینکا دونوں زور
مصروف تلاش ہوا لگی کشتی ہونے اب دونوں کے عیار کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے عیار مالک نے کہا واہ شہریار
کیا کہنا ہی اٹھا لیجیے لندھور کو عیار لندھور نے کہا او بیہودہ سوا امیر کے کسی کی مجال ہی کہ لنگر لندھور کا توڑ سکے دیکھ
تھوڑی دیر میں معلوم ہوتا ہی کہ کون زبر ہوا اور کون زیر ہوا عیار مالک نے کہا کچھ مجھے بھی ہو تو تو بھی سمجھ لے عیار
لندھور نے کہا کہ وزیر کے … شہریار سے چنان … جیسے بد دماغ مالک ہوتے ہیں ایسے ہی ان کو ملازم بھی ملتے
ہیں ہم سنتا تھا کہ عیار مالک نے پکارا کہ او بیہودہ زیادہ گوئی کرتا ہی اب مالکوں کا نام لینے لگا اور پتھر مارا کہ
پتھر پھسلتا ہوا سنسناتے ہوئے عیار لندھور کے پڑا تھوڑی چوٹ بھی آئی عیار لندھور نے خنجر کھینچا اور آ پڑا عیار
مالک نے بھی خنجر کھینچا لگی رد و بدل ہونے ادھر تو وہ دونوں شیرستان شجاعت پلنگ وادی جرأت معروف
حرب و پیکار تھے ادھر دونوں کے ملازم لڑ رہے تھے حسب اتفاق اس طرف سے عمر ثانی جو واسطے بالا و دی کے
نکلے تھے چلے آتے تھے دور سے دیکھا کہ زیر کوہ دو آدمیوں میں خنجر چل رہا ہی اور کشتی لڑ رہے ہیں
سوچے کہ یارب یہ کیا معرکہ ہی یہ تو کچھ آپس کی لڑائی کا تماشا معلوم ہوتا ہی وہیں سے للکارا کہ باش خبردار
وہوشیار باشید کہ منم ما ما منزل عیاری و مہر سپہر خنجر گذاری جالینوس خواجہ تا وقار عمر ثانی ابدار ہر چند ان دونوں
نے … کیا لیکن کچھ ساعت عیاروں نے نہ کی خواجہ نے قریب آکر ایک ہاتھ سے عیار مالک پر حساب بیہوشی پھینکا
اور دوسرے ہاتھ سے عیار لندھور پر کہ یہ دونوں بیہوش ہوئے وہاں سے دونوں کے

بشتا رہے باندھکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام ماجرا بیان کیا کہ یہ اس طرح لڑرہے تھے ہمنے
ہر چند منع کیا نہ مانا آخر ہمین بیہوش کرکے گرفتار کرلیا لیکن مین افسر عیاران ہون تو افسر پہلوانان ہی جلد چل کے
چھوڑا لندھور و مالک کو ورنہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا امیر اسی وقت مرکب پر سوار ہوکر طرف کوہ کے آئے
دیکھا کہ لندھور و مالک مصروف تلاش ہین زور کشاکش کے ہو رہے ہین وہین سے امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر
نہ شیر غرندہ کارزار کہ منم حمزہ ثانیہ عالمدار + کیون ای مالک ولندھور یہ کیا حرکت تھی ہمنے وہان منع کیا تو تم
یہان آکر لڑنے لگے یہ کہکر دا ہنا ہاتھ کمر زنجیر مین لندھور کے ڈالا اور بائین ہاتھ مین زنجیر کمر مالک کی تھامی دونون
کو علیحدہ کرکے اُٹھا لیا پھر زمین پر چھوڑ دیا اور سمجھاتے ہوے ہمراہ اپنے لیے ہوے میدان کارزار سے پھر
خیمہ مین آئے رات تھوڑی باقی رہگئی تھی باتون مین ختم ہوگئی یکایک سفیدہ سحری جانب مشرق سے نمایان
ہوا اور سیاہی شب مانند سرمہ چشم معشوق بیدار کے کنارہ جانب مشرق چلی موذنون نے لشکر اسلام کے
خیمہ جس مین اذان کہی امیر نے سجادہ بچھوایا وضو کیا نماز پڑھی لندھور و مالک نے بھی ہمراہ امیر کشور گیر کے
فریضہ سحری کو ادا کیا لیکن عمر ثانی نے عیاران مالک ولندھور کو رہا نہ کیا تھا کیونکہ خواجہ نے پچاس پچاس
روپیہ دونون پر جرمانہ کے باندھے تھے فرماتے تھے کہ جرمانہ ادا کرو تو چھوڑون گا ورنہ دو دو سو کوڑے مارون گا
عیار کہتے تھے کہ خواجہ روپیہ ہم کہان سے لائین لیکن جسوقت نماز صبح کا ہنگام ہوا دونون کو ستونون سے باندھکر
آپ نماز پڑھنے چلے اُنھون نے واویلا اور وامصیبتا کی آواز بلند کی امیر نے پلٹ کر دیکھا عیارون نے کہا
دیکھیے حضور خواجہ نماز بھی نہین پڑھنے دیتے امیر نے فرمایا او دزد مکار اسے یہ کیا حرکت ہی عمر نے کہا
آپ کو ہمارے امور مین کیا دخل ہی ہمین انکو سزاے معقول دونگا کہ آیندہ سے ایسی حرکت نکرین آپس مین
نہ لڑین امیر نے فرمایا ارسے نماز تو پڑھ لینے دے عمر نے کہا یہ چھوٹ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہی امیر
نے کہا اگر تو نماز کے واسطے انھین نہ چھوڑے گا تو مین خود انکے کھول دونگا عمر نے کہا مین آپ سے جرمانہ لے
لونگا ورنہ مالک لندھور سے عوض اسکا کرونگا کہ یا جرمانہ لونگا یا باندھکر دو دو سو کوڑے مارونگا لیکن
مالک ولندھور نے خواجہ سے اشارہ کیا کہ ہم روپیہ دینگے آپ عیارون کو چھوڑ دین اُسوقت خواجہ
نے عیارون کو رہا کیا غرضکہ بعد از فراغت فریضہ سحری امیر باتوقیر مع لندھور و مالک خیمہ مین تشریف لیجا
فرما تھے جانب صحرا کے پردے بندھے ہوے ہوا سرد چلی آتی تھی طیور نغمہ سرائی کرتے ہوے ادھر سے اُڑکر ادھر
جاتے تھے اُدھر سے اُڑکر ادھر آتے تھے کسی طرف گوڑ بالا پھولا ہوا تھا کہین لالہ کوہی کی بہار تھی جس سے سُرخی
شفق داغدار تھی عجیب وقت وعجب سمان تھا کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک از رہ بیابان گرد سے برخاست
ہوکر گرد تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
سب طور آمد لشکر کے معلوم ہوے کہ یکایک ہوا نے مار گرد کو گردنے مارا ہو تو دامن گرد کا فتنگا فتنہ ہوا اور دل
گرد مین سو علم زرفشان کہ پھریرے اُنکے سُرخ سُرخ یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین آگ لگ گئی یا یون کہیے
کہ یہ بیابان بیابان چنار ہوگیا اور پھر پھر دل پر علمون کے تو یف خدا وند تعالی آیتہ رد تحریر آگے آتے
تھے اسپ پاشی کرتے ہوے لوگو ہمانے ہوے آسی صحرا مین ایک طرف قائم ہوے اور پیچھے پھر
جھولدار یان پر پا ہونے لگین بعد اسکے آمد لشکر فیصر مع ہوئی اول قیماس بلند آواز پہنچے کر گردن مست پر
سوار ایک جانب اُترا بعد اسکے ارجاس ہردم در پہونچا اور بعد اسکے تمثال ہردم در پہونچا کہ یہ بھائی اسکا ہی

یہ تینون سردار ایک ایک لاکھ کے افسر ہین بعد ان سب کے گذر جانے کے جلوس شاہی گذرنا شروع ہوا چوبدار برچھی بردار
بلم بردار جب یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت جواہر نگار پر سوار آگے آگے اس تخت کے ایک پہلوان
تہمتن نہایت زبردست روزگار رشک بہمن و اسفندیار انتظام کرتا ہوا نمودار ہوا کہ نام اسکا قیلوس بلند بالا ہے
اور افسر ہی کل فوج کا جس طرف کہ بارگاہ شاہی برپا ہوئی تھی اس جگہ تخت اترا بادشاہ داخل بارگاہ ہوا
ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہوئے تھے آکر خدمت امیر باتوقیر مین عرض رسا ہوئے کہ ارغوان شاہ بن لعلان شاہ
شہر لعلانیہ سے طرف کوہ بیضا کے جاتا ہی سنا ہی کہ وہان میلا ہی باقی خیر و عافیت لیکن امیر نے قیلوس بلند بالا
کو دیکھکر بہت پسند فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ دیکھو بھئی لندھور ثانی کیا اچھا جوان ہی لندھور نے بھی اسکے
دست و بازو و صدر و سینہ کی تعریف کی تھی لیکن ارغوان شاہ نے جو دیکھا کہ ایک لشکر گران اور بھی اس
صحرا مین مقیم ہی اپنے عیار مہتر سوفار سے کہا کہ جا اور خبر تو لا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور عزم کس طرف کا رکھتا ہی مہتر سوفار
مانند تیر آیا اور خبر دریافت کرکے ارغوان شاہ کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ وہ جو کل رات سے نام صاحبقران
زمان امیر حمزہ عالی شان کا سنتے آتے تھے یہ لشکر انکا ہی ارغوان شاہ کو قدمبوسی صاحبقران کا نہایت اشتیاق
ہوا اور قیماس بلند آواز کی طرف دیکھکر کہا کہ تو جا اور خدمت امیر باتوقیر مین میری طرف سے عرض کر کہ مجھے نہایت
اشتیاق ہی آپ کی زیارت کا لیکن کیونکر نصیب ہو اور جواب اسکا حمزہ ثانی نامدار سے لا قیماس اسی وقت روانہ
ہوا جس وقت قریب لشکر اسلام پہونچا اور ہرکارون نے خبر امیر کو دی کہ قیماس آتا ہی اب وہ وقت ہی کہ امیر بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین مجمع سب سردارون کا ہی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہین کہ یکایک قیماس داخل
بارگاہ ہوا بادشاہی مجرا کیا امیر کو تسلیم بجا لایا اور کچھ ٹھٹکا امیر نے اشارہ سے ڈنگل پر بیٹھنے کو فرمایا کہ قبل سے جو
آمد سنکر اسکے واسطے فرش مکلف بچھوا دیا گیا تھا یہ سلام کرکے ڈنگل پر بیٹھا ساقی کو حکم ملا اسنے جام شراب پیش
کیا قیماس نے ایک آدھ جام پیا پوچھا امیر باتوقیر نے کہ کس ارادے سے آنا ہوا اسنے عرض کی کہ بادشاہ
ہمارا ملک ارغوان شاہ حاکم شہر لعلانیہ حضور کی زیارت کا نہایت مشتاق ہی مجھکو اسی واسطے بھیجا ہی کہ یہ تمنا اسکے
دل کی کیونکر پوری ہو امیر نے فرمایا جس طرح انکی خوشی ہو مجھے منظور ہی مین خود چلون اسنے عرض کیا یہ مین کیونکر
عرض کرون مبادا مجھپر عتاب آئے کہ تونے اتنے بڑے عالیجاہ کو کیون تکلیف دی امیر نے فرمایا کہ اچھا سہ پہر
کو سیر شکار پر ملاقات ہوگی اور خلعت قیماس کو عطا کرکے رخصت کیا قیماس سخاوت و مروت امیر کی تعریف
کرتا ہوا ارغوان شاہ کی خدمت مین پہونچا اور کہا ای شاہ کیا تعریف ہو سکے جمیعت و مروت صاحبقران کی میری
یہ عزت کی اور یہ حرمت کی اور خلعت عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین خود چلون مین یہ سوچا کہ مبادا آپ کے خلاف مزاج ہو
کہ کیون تکلیف دی تو نے اتنے بڑے شخص کو لہذا اب ارشاد فرمایا ہی کہ سہ پہر کو سیر شکار پر ملاقات ہوگی ارغوان
شاہ نہایت خوش ہوا اور منتظر وقت ہوکر بیٹھا ادھر بعد جانے قیماس کے صاحبقران نے بادشاہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ بادشاہ نہایت خلیق معلوم ہوتا ہی اور پہلوان بھی اچھے اچھے ساتھ ہین بادشاہ نے بھی تائید
قول کی غرضکہ جب وقت سہ پہر کا ہوا امیر نے لندھور و مالک و مقبول بن مقبل کو ہمراہ لیا اور طرف صحرا کے روانہ
ہوے دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہی مقبول تیر کمان مین پیوستہ کرکے چاہتا تھا کہ مارے ساتھ ہی
گرد اڑی اور قیماس بلند آواز پیدا ہوا امیر نے مقبول کو منع کیا لیکن قیماس نے جو امیر کو دیکھا تسلیم بجا لایا اور
صید کو چھوڑکر واپس گیا ارغوان شاہ سے عرض کیا کہ وہ سامنے جو چپر درخت شہنشاہ معلوم ہوتے ہین امیر کشور گیر

مع تین سرداروں کے وہاں کھڑے ہیں چلیے ارغوان شاہ کے ہمراہ بھی قیلوس بلند بالا ارجاسپ مردم در اور
تمثال مردم در یہ تینوں سردار ہیں غرضکہ ارغوان شاہ مع سرداروں کے نمودار ہوا امیر نے لندھور و مالک و
مقبول کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار استقبال کرکے لائے دیکھا امیر نے ارغوان شاہ کو عمر ثانی سے
فرمایا کہ گویہ ابھی کافر ہے لیکن مرد معقول معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا ہاں حمزہ لیکن تو اسکا دشمن ہے لیکن یہ ارجاسپ
و تمثال دونوں سردار جو ہیں یہ مفسدہ پرداز معلوم ہوتے ہیں اتنے میں ارغوان شاہ قریب امیر کے آیا سلام کیا
امیر نے مزاج پرسی کی اسنے عرض کیا کہ حضور اسنے کی ملاقات بھی کوئی ملاقات ہے حضور نے مجھے وہیں حاضر ہونے کی کیوں
نہ اجازت دی امیر نے فرمایا اے برادر حمزہ ایک مرد فقیر ہے کیا ضرورت تھی کہ وہ کسی بادشاہ سے لوگوں کی لیتا اور اپنے
گھر پر بلاتا میں خود آنے کو تو موجود تھا یہ فرما کر کہا چلو اور ہمراہ ارغوان شاہ کے اسکی بارگاہ میں آئے ارغوان شاہ
سامنے امیر کے تخت پر نہ بیٹھتا تھا امیر نے خود ہاتھ پکڑ کر اسکو تخت پر بٹھلایا آپ اوپر شوکت پر متمکن ہوئے سردار
امیر کے لندھور ثانی مالک ثانی مقبول بن مقبل زبردست امیر کے پیچھے پشت پر کھڑے ہو کر مورچھل جنبانی کرنے لگا
پوچھا ارغوان شاہ نے کہ قصد آپ کا کس طرف جانے کا ہے امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ طرف شہر صندل کے
جاؤں کیونکہ مجھے ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ رستم ثانی اور بدیع الملک باہم طرف شہر صندل کے چلے ہیں
اور وہ دونوں آشفتہ ہیں لہذا دیکھیے کیا انجام کار ہو دشمنوں کا مالک اور باہم کا نفاق اچھی بات نہیں ہے ارغوان
شاہ نے عرض کیا کہ میں بھی اسی طرف جاتا ہوں راستے میں شہر صندل کے ایک صحرائے عجیب و غریب واقع ہے
وسط صحرا میں ایک دریا ہے اور وسط دریا میں اک کوہ سفید ہے اسی وجہ سے لوگ اسے کوہ بیضا کہتے ہیں بعد سال بھر کے
وہاں میلا ہوتا ہے ہم سب جایا کرتے ہیں اور اسی طرف سے راستہ شہر صندل کا ہے اب امیر نے حال اُس کوہ کا پوچھا کہ
مالک وہاں کا کون ہے اور یہ میلا کون کرتا ہے ارغوان شاہ نے عرض کی کہ اک خداوند ہے کہ نام اسکا فہم سمیتن ہے وہ اس
کوہ پر مقیم ہے سال بھر تک خاموش مانند تصویر کے بیٹھا رہتا ہے اور بعد سال بھر کے اُس روز کہ جو دن میلے کا مقرر ہے گویا ہوتا ہے
جو لوگ دور دور سے آتے ہیں وہ اپنی اپنی تقدیر بدلوا لیتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں جو جو حالات پوچھنا ہوتے ہیں
دریافت کرتے ہیں امیر نے یہ سنکر لاحول پڑھی اور فرمایا کہ تم لوگ کیسے پست عقیدت ہو نہیں معلوم کونسا ساحر ہے اسنے
تمہیں بہکا دیا ہے دانا اور آگاہ ہو کہ پروردگار یکتا کسی کو نظر نہیں آتا وہ ایک ہے دوسرا اُسکا شریک نہیں اُس کو
کسی نے پیدا نہیں کیا ہے اور اُسنے سبکو پیدا کیا ہے ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ یا امیر اگر آپ اُس طرف تشریف لیجائینگے
تو یقین ہے کہ خدائے نادیدہ کی پرستش چھوڑ دینگے وہ عجب طرح کا خداوند ہے امیر نے فرمایا بخدائے عزوجل واجب
ہوا مجھ پہلے کوہ بیضا کو غارت کروں اور اُس مرتد کو کہ جو خداوند بنکر بیٹھا ہے سزا دے معقول دوں ارغوان شاہ
نے عرض کیا کہ بیشک بہ شجاعت آپ کے دلوے کا کیا کہنا مگر وہ ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں زور بازو سے کام نکلے
اور اگر واقع میں فہم سمیتن کا راز آپ فاش کرینگے اُسکی خداوندی کو مٹا دینگے تو میں ضرور دین اسلام اختیار
کرونگا یہ وعدہ امیر سے اور ارغوان شاہ سے ہوا بعد اسکے امیر رخصت ہوئے ارغوان شاہ مع سرداران
عالی جاہ تا حد لشکر امیر پہونچانے آیا بعد اسکے رخصت ہوا امیر نے آکر سب حال کوہ بیضا کا بادشاہ اسلام سے
بیان کیا لیکن جب دوسرا دن ہوا حکم دیا ارغوان شاہ نے کہ پیش خیمہ ہمارا طرف کوہ بیضا کے روانہ ہو تیاری ہونے
لگی کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ گرد برطرف ہوئی اور دل گرد
سے تین چار لاکھ فوج کی جمعیت نظر آئی آگے آگے علم پھریرے اُن پر پھیٹیں جھنڈا کی پڑی ہوئی سپاہی تلواریں علم کیے ہوئے

پس پشت مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے چار پہلوان مرکبوں پر سوار زخم سر بندھے ہوئے تخت پر اک بادشاہ ہرکاروں
کو واسطے خبر کے روانہ کیا بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ کیمخت شاہ تیغ برست ہاتھ سے نقابدار گوہر پوش
و شہنشاہ گوہر پوش کے شکست کھاکر بھاگا آتا ہے اسکا لشکر تین روز سے بھاگتے چلے آتے ہیں کہیں قیام نہیں
کیا ہے ادھر امیر کو حال کیمخت کی خبر پہونچی لیکن امیر نام نقابدار سنکر متعجب تھے کہ یہ کون شخص ہے مگر کیمخت شاہ
نے جو دیکھا کہ یہاں بھی لشکر پڑے ہوئے ہیں مہتر نعلان سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کس کس کی فوج پڑی ہے
نعلان نے بعد دریافت عرض کیا کہ وہ لشکر جو کوہ کی طرف ہے سرگروہ مسلمانان حمزہ ثانی عالی شان کا ہے اور دوسری
طرف جو فوج شمال کی جانب اتری ہوئی ہے وہ آپکے دوست صادق یار موافق ملک ارغوان شاہ کی ہے کیمخت شاہ
ڈرا تھا کہ یہاں بھی وہی آفت ہے کہ لشکر حمزہ اترا ہوا ہے اس صحرا سے بھی گریز کرنا چاہیے لیکن چونکہ ارغوان شاہ
سے اور کیمخت شاہ سے دوستی تھی یہ حال کیمخت شاہ کا دیکھکر ارغوان شاہ نے اپنے سرداروں کو بھیجا کہ جاکر
کیمخت شاہ کو یہاں لے آؤ اور کہنا کہ تم کچھ اندیشہ لشکر امیر سے نہ کرو امیر ایک مرد بامروت و حمیت ہیں تا خود پیشدستی
نکرینگے اور اگر خلاف اسکے ہوا تو میں تمہارا شریک ہوں بلکہ تم یہ ہزیمت اٹھائے ہوئے آئے ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے
سرداران ارغوان شاہ فنل قلبوس بلند بالا و قیاس بلند آواز و ارجاس مردم در و قتال مردم در گئے اور
کیمخت شاہ کو بہت تسلی اور دلاسا دیکر لے آئے کیمخت شاہ کی جان میں جان آئی ارغوان شاہ بھی دربارگاہ
تک واسطے استقبال کے آیا تھا لیجاکر کیمخت شاہ کو برابر اپنے تخت پر بٹھایا سرداران زخمی مثل بہرام تیغ زن پسر
کیمخت شاہ و قرطاس بن افلاک و تجبل بر سوار و سنجیل بر سواران سبکے زخموں میں ٹانکے دلوائے
پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں سامان دعوت مہیا ہوا آج کا روز تو سب نے بہ آسائش گذارا جب دوسرا دن ہوا تو
ارغوان شاہ نے حال جنگ کا پوچھا کہ یہ اتنے اتنے بڑے سردار کیونکر زخمی ہوے کیا افتاد پڑی کیمخت شاہ
نے سب سرگذشت بیان کی کہ یکایک بجانب صحرا سے تو گرد و غبار بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ
نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہے کیمخت شاہ کا دل تھرایا کہا ای ارغوان شاہ
اسنے بہرام کو زخمی کیا ہے اور چند کس سے اتنی بڑی فوج کو شکست دی ہے لیکن نقابدار نے جو دیکھا کہ لشکر
کیمخت شاہ اترا ہوا ہے قصد کیا کہ روز غون مار دوں ساتھ ہی عیار نقابدار نے کہ اسکے منھ پر بھی نقاب پڑی
ہوئی ہے کان میں نقابدار کے کہا کہ سامنے لشکر امیر بھی کوہ کی طرف اترا ہوا ہے ایسا نہو کہ یہ فعل اسکے خلاف مزاج
گذرے ایسی جگہ ٹھہرنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا نقابدار گوہر پوش کو رائے عیار کی پسند آئی اور جانب
جنوب مرکب کو اڑائے مع چالیس ہزار سوار کے نکلا چلا گیا لیکن امیر نے جو نقابدار کو جاتے دیکھا خون نے
رگوں میں جوش مارا فرمایا واللہ یہ نقابدار ضرور کوئی یگانہ ہے بیگانہ نہیں معلوم ہوتا عمرو ثانی سے کہا کہ جاؤ اور اس
نقابدار سے کہو کہ حمزہ مشتاق ملاقات ہے عمرو نے کہا میں نقابداروں سے بہت ڈرتا ہوں جب انھوں نے
برقع بیحیائی اوڑھ لیا اور منھ اپنا چھپا لیا پھر کسی کی مروت نہیں دیکھ حمزہ یہ نقابدار کبھی تجھسے ملاقات نکرے گا
جواب صاف دیدے گا امیر نے کہا میرے سر کی قسم خواجہ تم ضرور جاؤ اور پیغام میرا نقابدار کو پہونچاؤ عمرو
حسب ارشاد صاحبقران روانہ ہوا جب قریب نقابدار پہونچا سلام کیا نقابدار نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے پیغام
امیر کا بیان کیا کہ نہایت مشتاق ہیں ملاقات کے نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ جاؤ ہماری طرف سے امیر کو
تسلیم کہنا اور کہنا کہ میری ملاقات کیا چہرہ میرا آپ دیکھ نہیں سکتے ہیں اور اب انشاء اللہ جس روز صاحبقرانی

آپ سے لونگا اُسی دن ملاقات بھی کرونگا عمرو نے یہ سوچکر اصرار کیا کہ اگر نقابدار چلے گا تو حمزہ خوش ہوکر منہ مانگا
انعام عطا کریگا لیکن نقابدار نے عمرو کی خوشامد پر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ تیوریان چڑھا کر کہا کہ خواجہ بس اب
چلے جاو اسی مین بہتری ہی عمرو نے کہا اگر مین بغیر آپکے لیے جاونگا تو حمزہ نکال دیگا پھر مین کہان مارا مارا پھرونگا
اچھا آپ ہی نوکر رکھ لیجیے مین حمزہ کے پاس بھی نہ جاؤن نقابدار ہنسا اور کہا او دزد مکار مین تجھے خوب جانتا ہون
تو مجھسے بھی فریب آمیز باتین کرتا ہی بہتری کیا خطا ہی جو امیر تجھے نکال دینگے یہ کہکر مرکب آگے بڑھایا عمرو ساتھ
ساتھ چلا نقابدار نے تیر کمان مین پیوستہ کیا کہ تو بچانے گا اب آگے بڑھا تو لاشہ زمین پر پھڑکتا نظر آئے گا اب تو خواجہ
سر پر پاؤن رکھکے بھاگے نقابدار اُدھر روانہ ہوا عمرو نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا کہ حمزہ مین نہ کہتا تھا کہ
نقابدار بڑے بےمروت ہوتے ہین اُسنے جواب صاف دیا کہ مین نہ آؤنگا امیر نے فرمایا تو نے کچھ سازش کر لی
ہوگی نقابدار سے عمرو نے کہا لیجیے یک نشد دو شد وہان وہ تیر مارے دیتا تھا یہان یہ تہمت ہم پر ہوتی ہے مین کہا حمزہ
وہ کہہ گیا ہی کہ جس دن صاحبقرانی چھینونگا اُس دن ملاقات کرونگا اور میری صورت امیر دیکھ نہین سکتے
پھر اس ملاقات سے کیا فائدہ امیر چپ ہو رہے کہ یکایک اور نتق گرد جانب صحرا سے بلند ہوا پھر ہرکارے
دونون طرف سے واسطے خبر دریافت کرنے کے روانہ ہوئے جب دامن گرد و غبار چاک ہوا دل گرد سے
علمہاے سبز نظر آئے کہ پھریرے پر ہر علم کی تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی ہرکارون نے خبر دی
امیر کو کہ یہ لشکر شہنشاہ گوہرکلاہ کا آتا ہی اور شاہزادہ کیخسرو ذیشان و بدیع الزمان دلاور بھی ہمراہ ہین امیر
نے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور شاہان ہفت کشور برائے استقبال گئے اِدھر شہنشاہ کو خبر ہوئی کہ اس صحرا
مین لشکر امیر اُترا ہوا ہی یہ بھی اشتیاق قدمبوسی مین اپنی فوج کو قیام دیکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوے راہ مین سردارون
سے ملاقات ہوئی بخدمت بابرکت حمزہ صاحبقران ثانی مین حاضر ہوے لشکر انکا لشکر امیر سے آکر ملحق ہوا اور
کیفیت فتاہ نے حال شہنشاہ گوہرکلاہ کا لینے راہ مین چھین لینا قید بدیع الزمان کی سب بیان کیا آمد مین
شہنشاہ گوہرکلاہ کے شام ہوگئی تھی جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام بارگاہ مین آئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن
ہوے سب سردار آ آ کر دنگلون کرسیون پر حسب مراتب بیٹھے ذکر بدیع الملک و رستم ثانی کا ہونے لگا
جس وقت دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون کی جانب چلنے لگے شہنشاہ گوہرکلاہ نے
امیر عالیجاہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ حضور سے التماس کرنا ہی مگر تنہائی چاہتا ہون فرمایا امیر نے کہ آؤ اور ہاتھ
شہنشاہ کا پکڑے ہوے اپنے خیمے مین لائے کہ یکایک پھر جانب صحرا سے نتق گرد عظیم بلند ہوا امیر اس طرف
متوجہ ہوگئے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے امیر بھی ہاتھ شہنشاہ کا پکڑے ہوئے خیمے سے باہر آئے
جانب گرد دیکھنے لگے کہ دیکھا ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا عجب تماشا دیکھا کہ ایک جانب
دو سو علمہاے سبز دوسری جانب نشانہاے سرخ پھریرہ پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم امیر نے
متحیر ہوکر شہنشاہ سے کہا کہ آج تو نیا تماشا نظر آتا ہی کبھی یہ دونون رنگ ہمنے متفق نہین دیکھے اتنے مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ یہ دو لشکر متفق ہین ایک شاہزادہ رستم ثانی اور دوسرا بدیع الملک کا ہی آپس مین بالفعل
نہایت اتفاق ہی طرف شہر صندل کے جاتے ہین امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسا کبھی والد ماجد کے زمانے مین بھی نہوا
تھا کہ قاسم اور بدیع الزمان مین میل ہوتا لیکن یہ بھی ایک عنایت ایزدی ہی کہ جو مین دیکھ رہا ہون سردارون کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا لیکن وہان شاہزادہ کان والا تبار بدیع الملک و رستم نامدار نے جو یہ سنا کہ لشکر

امیر با توقیر کا اُترا ہوا ہے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ امیر سے ملنے جانا ضرور ہے کیونکہ صاحبقران
بہت پریشان تھے تمہارے واسطے اور میری بھی انھین خبر نہین ملی تھی کیونکہ مین شکارگاہ سے غائب ہوگیا تھا دام مین ایک
ساحرہ کے پھنس گیا تھا رستم ثانی نے کہا آپ جائیے مین یہین اترونگا ان لوگون سے کنارہ کشی ہی بہتر ہی بدیع الملک
نے کہا ای رستم وہ افسر ہم سب کے ہین کسی وقت سرتابی نہ چاہئیے وہ خفا رہین یا خوش رہین رستم نے کہا مین ہرگز
نجاؤنگا بدیع الملک نے کہا اچھا بغیر میرے آئے آگے بڑھنے کا قصد بھی نکرنا رستم نے کہا ہان یہ ہوسکتا ہے
بدیع الملک نے کہا قسم کھاؤ رستم نے روح علم شاہ کی قسم کھائی اور رو دیا کہ وہ شیر بیشہ صفدری نہنگ بحر دلاوری
یاد آگیا تھا بدیع الملک بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئے اور رستم کی تشفی کی گلے لگایا کہ بھائی مرضی خدا
مین کیا چارہ ہے وہ ہمارے تمہارے دونون کے بزرگ تھے اور ای رستم تجھ ایسا پوتا اُنکا موجود ہی اب خدا
نام کو آپکے روشن رکھے یہ کہکر رستم سے رخصت ہوکر چلے راہ مین سردارون سے ملاقات ہوئی مالک ثانی اور
ہاشم تیغزن قہور بن جہور وغیرہ نے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین بدیع الملک نے کہا وہ نہ آئینگے جبتک امیر خود
نہ لینے جائینگے مالک وغیرہ افسردہ ہوئے کہ ہمارا شہریار جب نہ آیا تو ہم عبث آئے ہمین کوئی استقبال بدیع
الملک کی ضرورت تھی لیکن لندھور ثانی داراب کشور کشا قورالدسر وغیرہ بہت خوش ہوئے اور ہمراہ اپنے
شاہزادے کو لیے ہوئے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین حاضر ہوئے بدیع الملک تسلیم بجا لائے شہنشاہ کو سر کلاہ کو
پاس امیر با توقیر کے دیکھا نہایت خوش ہوئے شہنشاہ نے جھک کر سلام کیا امیر نے بدیع الملک کو گلے
سے لگایا مزاج پوچھا بدیع الملک نے شہنشاہ کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا امیر نے پوچھا کہ میرا بگڑا ہوا شیر
یعنے رستم ثانی کہان ہے بدیع الملک نے عرض کیا کہ حضور واقعی وہ بہت رنجیدہ ہین اور بغیر حضور کے
تکلیف کیے ہوئے نہ آئینگے جب مین نے قسم لے لی ہی کہ یہان سے جانا نہین جب رکے ہین ورنہ وہین
ہی کہ وہ چلے جاتے امیر نے فرمایا واللہ مین ضرور جاؤنگا اور اپنے روٹھے ہوئے کو خود منا کر لاؤنگا یہ فرما کر اُسی وقت
اپنے مرکب سمندی پر بیٹھکر طرف خیمہ رستم کے چلے ایسکی چال تھی کہ نجا تا تمام سرداران دست راست و دلاوران
دست چپ ہمراہ امیر کے اُٹھ کھڑے ہوئے ایرج نوجوان اس عنایت و شفقت پر امیر کی نہایت مسرور
ہوا لیکن جسوقت قریب خیمہ رستم پہونچے دیکھا کہ کوئی برائے استقبال بھی نہین آیا امیر سمجھے کہ رستم بسبب
رنجیدگی کے نہین آیا اور سردارون کو اس بات کا ملال ہوا کہ جب صاحبقران خود تشریف لائے تو پھر اب
یہ بیرخی رستم کی بالکل خلاف تھی مگر دیکھا کہ سامنے سے ہوشیار شاہ اور اصحاب بن محبوب نمودار ہوئے
فضل بن رستم و شبرنگ بن عمر بھی ہمراہ تھے امیر کو سلام کیا پوچھا صاحبقران نے کہ یہ دونون بادشاہ کہان
کے ہین بدیع الملک نے عرض کیا کہ ایک میرا رفیق اور ایک رستم کا رفیق ہے ملک محبوبیہ و ہوشیاریہ کے
حاکم ہین امیر نے شبرنگ سے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین مزاج کیسا ہے شبرنگ نے عرض کیا کہ جب سے
شاہزادہ بدیع الملک آپ کی خدمت مین روانہ ہوئے ہین اُس وقت سے ایک تنہا خیمہ مین بیٹھے رو رہے
ہین کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے اسی وجہ سے حضور کی تشریف آوری کی خبر بھی نہ دیسکے امیر نے فرمایا خیر کوئی
مضائقہ نہین وہ فرزند ہمارا ہی یہ کہکر جب خیمہ مین کہ رستم ثانی تھے امیر تشریف لائے دیکھا کہ واقع مین رستم
زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہا ہی آنسو گریبان تک جاری ہین سر زانوے غم پر خم ہے ابتک رستم کو خبر
نہین کہ کون آیا ہی کہ یکایک امیر نے آواز دی کہ کیون اے رستم مزاج کیسا ہی کیا حالت ہی آواز صاحبقران

جو رستم کے گوش زد ہوئی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے دیکھا کہ امیر دروازہ خیمہ سے چلے آتے ہیں مع بدیع الملک
ساتھ ساتھ ہیں تسلیم بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور نے کہاں تکلیف فرمائی امیر نے ارشاد کیا کہ آپ کو لینے آیا
ہوں کیوں رستم تم مجھ سے خفا تھے بھئی اب رنج و ملال اپنے دل سے دور کرو رستم نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ کیا مجال ہے میری کہ میں آپ سے رنجیدہ ہوں لیکن آنسو آنکھ سے رستم کے نہیں تھمتا فرمایا امیر نے
کہ بابا جو کچھ گریہ کا سبب تو بیان کرو رستم ثانی اور زیادہ بیقرار و اشکبار ہوئے کہ تاب کلام نہ رہی ایرج کا بھی
دل بھر آیا فرزند کو گلے سے لگایا لیکن بدیع الملک نے امیر سے اشک آنکھوں میں بھر کر عرض کی کہ حضور
جب یہ میرے ساتھ آپ کی خدمت میں نہ چلے اور مجھے گمان گذرا کہ ایسا نہو بعد میرے جانے کے کہیں چلے
جائیں تو میں نے اپنے روح علم شاہ کی قسم لی اُس وقت سے انکی یہ حالت ہے میں بھی رو یا کیا امیر نے بھی
نام اپنے بھائی کا سنکر اک نعرہ آہ کا مارا تصویر علم شاہ کی نظروں میں پھر گئی سب سردار اُس بہادر نامدار کو یاد
کرکے رونے لگے اک کہرام برپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی اس گھر سے جنازہ نکلا گیا ہے اور رستم تو پچھاڑیں
کھا رہا تھا لیکن بدیع الزمان جہاں ایک نعرہ آہ کا نام علم شاہ لیکر مارتے تھے وہاں ساتھ ہی نام قاسم کا
بھی زبان پر جاری ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ اے موت جسکا ایسا بھتیجا شیر جوان دنیا سے اٹھ جائے وہ ابتک زندہ
بیٹھا رہے پروردگارا حکم کر ملک الموت کو کہ روح میری بھی قبض کریں کہ اب فرقت قاسم کی مجھے شاق ہے کہانتک
بیان کروں اگر یہ حالت نالہ و بکا تحریر کی جائے تو اک دفتر عظیم ہوگا الحاصل جب جوش ذرا کم ہوا حمزہ
صاحبقران ثانی رستم کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے لشکر انکا فوج امیر سے آکر ملحق ہوا
اب دربار مملو ہوگیا سب سردار اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہیں بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ گر ہیں
آج پھر بارگاہ حشامی رونق پر ہے حسب معمول اپنے وقت پر دربار برخاست ہوا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیموں میں آئے کھانا نوش کر کے آرام کیا جب صبح ہوئی پھر سب ادب سے فریضہ سحری ادا کرکے خدمت
بادشاہ اسلام میں حاضر ہونے لگے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج مع سب صاحبوں کے
جو کوہ سامنے معلوم ہوتا ہے اسکی سیر کریں امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے بہت مناسب ہے غرضکہ بادشاہ اسلام
مع سرداران عالی مقام کوہ پر تشریف لائے تخت شاہی وسط دامن کوہ پر رکھا گیا اور سرداران نامدار کے
دنگل بھی لا کر گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق بچھائے گئے عجب وقت عجب سماں تھا کہ اودی اودی
گھٹائیں اٹھ اٹھ کر ادھر سے ادھر چلی جاتی ہیں تمازت مہر مطلق نہ تھی ہوا سرد چل رہی تھی طیور صحرائی
کی خوشنوائی غیرت نغمہ بلبل تھی ایک طرف کوہ پالے کی بہار یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوہ سون تا تختہ سنگ مرمر بچھا ہوا ہے
کہیں لالہ کوہی مانند جام شراب ارغوانی اپنی بہار دکھا رہا تھا سب سردار مع امیر نامدار مصروف سیر تھے کہ دیکھا
جانب مغرب کچھ سیاہی معلوم ہوتی ہے سب اسی طرف نگراں تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
کہ گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ اب ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ یہ
کون آتا ہے یگانوں میں سے تو سب موجود ہیں لیکن دیکھا چاہیے کہ بیگانوں میں سے یہ کون شخص ہے کسکا لشکر ہے کہ ہوائی
بارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد تنگ افتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوا
کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت لطف مسیحائی مرقوم تھی بعد اسکے لشکر فرنگستان غول کے غول غٹ کے غٹ
پرے کے پرے قشون کے قشون باجے بجاتے ہوئے پاؤں قواعد سے اٹھاتے ہوئے آکر ایک طرف

جمع ہونے لگے بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے
چلے آتے ہین پھر جلوس شاہی گذرنے لگا اس طرح برچھی بردار علم بردار چوبدار ایک نقیب نقابت کرتا ہوا ملک
پرسیلیا سے فرنگی تخت پر اور ایک شہریار نامدار مرکب صبا رفتار پر کج بیٹھا ہے آگے آگے تخت کے پہلو مین ایک
طرف قتمائل خان بن عبدائل خان و قہرمان دیوانہ دوسری جانب کرتوس بن قرلوس و فیروزہ دیوانہ اس
عظمت و قسان سے آکر ایک طرف قائم ہوئے بارگاہ پہلے سے برپا ہو چکی تھی بادشاہ مع سرداروں کے اترکر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ یہ لشکر شہریار بن پرسیلیا کا ہے طرف شہر صندل کے جاتا تھا
آج کے روز یہین مقام ہو گیا امیر نے شہریار کے بانکپن اور رفیع کو دیکھا کہ بہت مشابہ ہے سرداران دست چپ
سے لیکن آمد مین ان سب کے شام ہو گئی تھی امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران ذوالکرام کے کوہ سے اترکر جانب
بارگاہ چلے ادھر شہریار بھی اپنی بارگاہ مین آیا شب تو بہ آسایش بسر کی جب صبح ہوئی اور دربار ملک پرسیلیا ئے
فرنگی کا آراستہ ہوا سرداران گروہ پیش آکر جمع ہوئے جام بادۂ ناب گردش مین آیا شہریار نے چار جام پیئے جب دماغ
اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پرسیلیا سے فرنگی کی طرف دیکھکر پکارا کہ اب آگے جائینگی کیا ضرورت ہے شنیدہ کہ مطلب
امیر سے تھا وہ یہین موجود ہین اور کیمخت شجر پرست بھی اسی صحرا مین اترا ہوا ہے ارغوان شاہ بھی مع اپنے
پہلوانون کے قیام پذیر ہے اتنا بڑا مجمع ہے اس سے بہتر کونسا وقت مقابلے کا ہوگا بہتر ہو کہ مین امیر سے فیصلہ
صاحبقرانی کرلون اور جس وقت مین نے امیر کو زیر کر لیا تو سب مطیع میرے ہو جائینگے ملکہ حاجرہ سے
عقد ہو جانا بھی کوئی امر دشوار نہین ہے پرسیلیا سے فرنگی نے کہا بہتر ہے جب لڑنا ہی ہے تو جیسے کل ویسے آج دیر
کرنے سے کیا فائدہ ہے مگر اے فرزند نامدار تو نے شہریار میرے نزدیک بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کام ان شجر
پرستون کا تمام کر کہ تیری شوکت و عظمت دل صاحبقران کو اندیشہ مین ڈالے شہریار نے کہا بہت بہتر اور
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہو گئے
جگر زمین مین ہول سے تھرتھری پیدا ہوئی ہرکارے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور بعد دعای و ثنای
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فوج فرنگستان مین بحکم شہریار طبل بجا ہے امیر نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ خانہ رعد نشان نوازش مین آیا ادھر فوج ارغوان
شاہ و لشکر کیمخت شاہ مین خبر پہونچی یہان بھی طبل بجا کیونکہ اب سرداران زخمی بھی اچھے ہو چکے ہین اور بہرام
کو بھی مقابلہ شہریار کی پھر ہوس ہوئی ہے لیکن کیمخت شاہ اور ارغوان شاہ مین باہم یہ مشورت ہوئی کہ ہمارا
تمہارا لشکر ایک ہو کر لڑے تو بہت خوب ہے غرضکہ ہر چہار طرف طبل بج رہا ہے تمام صحرا کی یہ حالت ہے کہ گونج
رہا ہے جنگل مین منگل کا سماں نظر آتا ہے بہادران نامدار و دلاوران تہور شعار آلات حرب و ضرب کو درست کرکر
چستی کر رہے ہین کہ کل روز نام و ننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے بقول شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
گردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا ہر شخص ایک دن موت کی ایذا ضرور سہیگا پھر
چند روز کے لیے مرنے سے منھ چھپانا جان بچانا کیا ضرور ہے مگر وہ لوگ کہ جو کم ہمت تھے ایک ایک کے گلے
ملکر روتے تھے منھ آنسوون سے دھوتے تھے کوئی کہتا تھا اس سپہگری کی نوکری سے باز آئے بھی آپ زندہ جہان
زندہ آپ مردہ جہان مردہ ایسی نوکری کو چھوڑ و کہین نکل چلو خدا نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی ضرور آتا رہے کوئی اور
پیشہ کرینگے شکم کو بھرینگے جان ہے تو جہان ہے اگر خدانکردہ مارے گئے تو کوئی جلانے تھوڑی ہی آئیگا الغرض

اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور علامات سحر ظاہر ہونے لگے نظم موافق مقامہ

وہ دور دور ہوا ختم رات کا ناگاہ
سفیدۂ سحری شرق سے گرا شجون
عمل جمانے لگا اپنا نور روز افزون
طلوع خسرو خاور ہوا جہان افروز
شکست کھا کے چلی فوج تیرگی سوء غرب
سحر الٹ کے نکل آئی پردۂ نیلگون

واقع مین یہ وقت بھی عجب وقت ہوتا وہ ہواؤن کی خنکی وہ شبنمون کا جھلملانا وہ تارون کا ڈوبتے جانا وہ نمالون کا جھومنا وہ نمازیون کا جھک جھک کر سجدہ گاہون کو چومنا وہ سوئی ہوئی آنکھون کا خمار وہ شب کی لٹی ہوئی بہار آسمان پہ بہار شفق چاند کا چہرہ فق باغ مین بلبلون کی نغمہ سرائی ۔ طائران صحرا کی طرفہ خوشنوائی ۔ نظم بہاریہ

زمین سے دور ہی بیگانہ دار چرخ کہن
گلون نے اوس ہین اپنی بھگوئی ہین دامن
ثمر ہین سینۂ یکسن کی طرح گدرائے
نگاہ کہتی ہی پلکون سے چھوڑ دو چلمن
یہ نامیہ کی ہی قوت کہ جلد سے مانند
نمک فشان ہی غزل خوانی طیور چمن
بہار ہین ہین سبزہ میان صحن چمن
نہ ہو بہار اثر جسکا سنگ مین پہونچا
ابھار پر ہی حسینان باغ کا جوبن
کہین جگہ نہین ملتی گلون کی کثرت سے
بدن مین جزو بدن ہو گئے ہین پیراہن
لگا دے آگ نہ گرمی حسن اس ڈر سے
عقیق تک شجری ہو گیا میان یمن
نار کا خوف ہوا افزائش بہار سے ہی
چلا ہی عکس شفق سے سپہر چرخ کہن
یہ سب ہی خیر مگر زخم عشق ہی دل مین

کہانتک تعریف بہار سحر ہو سکے اب وہ وقت ہی کہ لشکر اسلام مین ہر طرف نعرہ اللہ اکبر بلند ہی دل ہر عارف کا خوف معبود مین دردمند ہی ادھر شجر پرست اپنے طور پر صنم پرست اپنے طریقہ پر غفار لیے اپنے مذہب کے موافق مصروف پرستش ہین یکایک میدان کارزار مین آمد لشکروں کی شروع ہوئی لشکر ارغوان شاہ ایک طرف اس عنوان سے کہ تخت پر ارغوان شاہ دس وار گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق سرداران نامی و گرامی مرکبون کی جھینیان چتونون کا بانکپن دکھاتے ہوئے آگے تخت کے قیلوس بلند بالا داہنے جانب ارجاس مردم در بایئن جانب تمثال مردم در قیماس بلند آواز لشکر کا انتظام کرتا ہوا پرے جماتا ہوا برابر اس کے لشکر کثیف شاہ شجر پرست کا اس طرح آگے آگے تخت شاہی کے مہسام تیغ زن لیپ کثیف شاہ میمنہ فوج پر تخجیل پر سوار میسرہ پر تخجیل پر سوار قلب و جناح فوج کا بہرام افسر ساقہ و کمینگاہ قرطاس بن افلاک کے حوالے اس عظمت و شان سے نمودار ہوئے ادھر لشکر اسلام کی صفین آراستہ ہونے لگین داہنے جانب فوج لندھور بعد اسکے لشکر بدیع الملک پھر لشکر نور الدہر پھر سپاہ بدیع الزمان و داراب کشور کشا وغیرہ بایئن جانب فوج مالک سپاہ رستم ثانی لشکر ایرج نوجوان گردہ قہوڑ دیو بردر و دیگر سرداران نامی و گرامی دونون پھریرے سبز و سرخ ہوا سے اڑتے ہوئے اک عجب سمان دکھاتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک طرف باغ شمشاد لگا ہوا ہی اور دوسری جانب نخلستان خیار ہی سب سردار اپنی اپنی لشکر سے دس دس قدم آگے بمرتبہ افسری قائم ہوے صدر مین تخت شاہی چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی جناب حمزۂ ثانی مرکب سہ شیمی پر سوار مقبول بن مقبل جلو مین عمر وقت ثانی رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوئے سر پہ علم اژدہا پیکر کھلا ہوا پھریرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند کہ دیکھا سامنے سے فوج پر سلیمان سے فرنگی نمودار ہوئی اس عنوان سے کہ صدر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنے جانب تخت کے فیروزہ دلوانہ و قہرمان دلوانہ بایئن جانب تمائل خان بن جدائل خان ہندی و کرتوس بن قرنوس تیغ زن آگے آگے تخت کے داہنا پہلو دبائے تیس قدم آگے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار خود سر پر کج رکھا ہوا خود مرکب پر ترچھا بیٹھا ہوا اترتا ہوا آکر قائم ہوا امیر نے بغور سراپا سے شہریار پر نظر کی

کہ عجب آن بان کا جوان ہے خدا کی شان ہے سینہ چوڑا بازو بھرے بھرے شانے گول لیکن جس وقت ہر لشکر کی صفیں آراستہ ہو چکیں جلیدار نکل نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی کرنے لگے آن واحد میں زمین کو ہموار کر کے مانند آئینہ کے کر دیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبان بلند آواز نے صدا سنائی کہ اے بہادران تہور شعار و اے دلاوران نامدار یہ روز روز کارزار ہے مردانگی یہی ہے کہ تمام عالم جمع ہے کون اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرتا ہے اور نام رستم و سام کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہے ایک روز مرنا ضرور ہے یا آج یا کل لیکن تلوار کی موت نام ہے کہ مردوں کا یہی کام ہے شہرہ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا نام مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا بس جس وقت کہ نقیب نہیب دیکر نکل گئے ہر بہادر ہر دلاور کی رگوں میں خون نے جوش مارا اور ولولہ شجاعت دونا ہو گیا اول قصد میدان کیا اس شخص نے کہ نام جسکا قرطاس بن افلاک ہے سامنے تخت بہمن شاہ کے آیا اور اجازت میدان چاہی بہمن شاہ نے کہا حوالے کیا تجکو خداوند نخل سرسبز کے وہی تیرا حافظ و نگہبان ہے قرطاس نے سلام کیا اور سوار ہو کر مرکب پر بیٹھ کر میدان کارزار کا رخ کیا اسپ نگران ہیں کہ دیکھئے کسے پکارتا ہے کسے ٹوکتا ہے لیکن قرطاس نے میدان میں آکر خوب سنلخ شوری کی سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے بعض وقت خوب عرق عرق ہو گیا قائم کر کے مرکب کو دم آراستہ کیا اور پکارا کہ باش اے گروہ نصاری جسکو تمنا ہے مرگ اور آرزو ہے قضا ہو نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شیر بیشہ ہندوستان یعنے شمائل خان بن جنائل خان نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ملکہ رسیا سے فرنگی کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ حوالہ کیا تجھکو مسیح گردون سیر کے شمائل خان سلام کر کے باگ مرکب کی پھیر کر میدان میں آیا اول تکاور سے چلے کہ مرکب برابر سے لپٹا ہوئے قرطاس نے جھپٹ کر نیزہ مارا شمائل خان نے نیزے سے نیزہ روکا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی دو سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر مارا اور مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قرطاس کے نکل گیا زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا قرطاس نے جھپٹ کر اپنے پر سے گرز لیا اور سر پہ چرخ دیتا ہوا خبردار خبردار کہتا دوڑا جب قریب پہونچا سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان نے وار گرز کا بدست پر روکا اور خبردار خبردار کہکر اپنا وار کیا قرطاس نے بھی گرز کو بلند کیا لیکن جب شمائل خان کی جو گرز پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تمام صحرا گونج اٹھا گھوڑا قرطاس کا زمین میں سما گیا شق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا شمائل خان نے کہ رزم ولیت کردم لو خبر اس ضرب سے بچے کی کہ کل مراد اسکا بے برو ہو گیا نخل حیات پر خزاں آئی عیار جھپٹ کر آیا گرد کے چرخ مار کر اندر غبار کے در آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ قرطاس کے سر میں جو دو سر تو سے پسینہ جاری غشی طاری ہے عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا کہ قرطاس کو ہوش آیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب کی تھا بس وہیں سے کود کر گرز کو تو ہاتھ سے پھینک دیا کھینچ کر تیغ آبدار پکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا کب چھوڑتا ہوں تیرے بھی مرکب کو شمائل خان نے دیکھا کہ یہ مرکب کو بیکار جانتا ہے کود پڑوں گھوڑے سے قرطاس نے جھپٹ کر وار تیغ آبدار کا کیا شمائل خان نے یہ سمجھ کر کہ یہ بعزم رستم آتا ہے سپر تلوار ہاتھ سے پھینک دی تھی لیکن اب جو تلوار فرمائشی پہلوان کی خود پر پڑتی ہے بھلا ایک خود سے رکتی ہے خود آہن کو مانند کلاہ کاغذی کے کاٹتی چلی سر پر پہنچی اتنی جلدی کا مارا کہ ادا ہوا اتر گئی شمائل خان نے دستانہ مارا اور توڑنا کہ سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی شمائل خان پر غشی طاری ہوئی طاقت کھلی

کی نہی قرطاس یہ سوچا کہ اگر اسے قتل کرتا ہون تو جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ نشان دی بھی دکھاؤ
آواز دی کہ بہاؤ اس زخمی کو اب ایسے بودے سردار کو نہ بھیجنا لیکن یہ صدا جو کان مین لندھاوا ابن لندھور کے پہونچی رنگ
رو متغیر ہو گیا قصد نکلنے کا کیا حسب اتفاق نظر صاحبقران ثانی کی لندھاوا پر پڑی فرمایا کیون کیا ارادہ ہے لندھاوا
نے عرض کی کہ آپ دیکھتے ہین کہ کیا کلمات لاطائل یہ نامرد اپنی زبان پر جاری کر رہا ہے اسنے شمائل خان کو نہین کہا
بلکہ ہمین کہا کیونکہ ہم اور وہ کہین جدا ہین گو اس وقت شمائل خان گمراہ ہے لیکن ہمارے ہی گوشت پوست سے ہے
تو اسکا گوشت پوست بھی ہے ہم اسے جیسی چاہے ذلت دین لیکن بمقابل دوسرون کے تھوڑی توہین اسکی گوارا
ہوگی کیونکہ جب باپ نے اسکے یعنی جندائل خان نے زیادہ سرکشیان کرنا شروع کین تو پدر بزرگوار اپنے لندھور
نامدار نے اسکو مع فیل اٹھا کر مارا کہ پیوست زمین ہو گیا ہم بھی خود اسے سزا دینگے اگر راہ راست پر نہ آیا دوسرون کا
کہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے یہ کہکر مرکب کو نکالا چاہتا تھا کہ جاکر قرطاس سے مقابلہ کرون کہ صاحبقران نے اپنے
سر کی قسم دیکر روکا اور فرمایا کہ ای لندھاوا مقابلہ دوسرے سے ہے تمہین مناسب نہین ہے کہ نکلو لندھاوا ہونٹ کاٹکر
رہ گیا ادہر صاحبقران نے عزم اپنا فسخ کیا لیکن لوگ فوج شہریار کے آکر شمائل خان کو لے گئے شام ہو چکی تھی
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادہر شہریار نامدار ادہر بہرام تیغزن باہم شکایتین کرتے رہ گئے
کہ وقت مقابلہ کا باقی تھا کمبخت شاہ قرطاس پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا امیر بھی اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے لشکر شہریار کے تہور اور بانکپن کی تعریف کرتے ہوئے کہ گو خود مقابلے کو نہ نکلا تھا مگر عزم جنگ اسکا چہرے
سے ہویدا انکھون سے پیدا تھا ادہر شہریار شمائل خان کو لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوا اونٹ سے اتار کے لٹایا
مرہم بہایا شمائل خان کے زخم سر پر ٹانکے اپنے ہاتھ سے لگا کے پٹی مرہم کی چڑھائی اور آپ ہی طبیبین ہین حکم دیا کہ
بجے طبل جنگی حسب الحکم نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی سپہر تک رسے خبرین لیکر روانہ ہوئے
ان لشکرون مین بھی پھر کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے بہادرون نے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کرکے رخ میدان کارزار کا کیا آفتاب نکلتے نکلتے سب فوجین میدان مین صف آرا ہوئین اس صحرا مین کہ جہان
ہرسون شکل انسان نظر نہ آتی تھی آج انبوہ کے انبوہ پرے کے پرے قشون کے قشون غول کے غول ڈٹے
کے غٹ جمع ہین امیر کشور گیر صاحب جہان شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کو بھی شہریار
کے مقابلے کا نہایت اشتیاق ہے سب لشکرون سے پہلے لشکر اسلام میدان مین صف آرا ہو گیا ہے کہ یکایک
سامنے سے فوج شہریار نمودار ہوئی اور شہریار مرکب پر سوار برچھا آڑا ابھال مرکب پر رکھا ہوا مرکب کو جولان
کرتا ہوا آکر میدان مین قائم ہوا بہرام تیغزن سے آنکھ ملی قصد کیا بہرام نے کہ نکلوں مگر قرطاس اجل رسیدہ کہ جام
عمر اسکا لبریز ہو چکا ہے جام زندگی بھر چکا ہے اس تیزی کے ساتھ صف سے نکلا بہرام کے دل کی ہوس دل ہی مین رہ گئی
اور قرطاس اجازت حرب و پیکار لیکر میدان مین آگیا پکارا کہ او فرنگی بچے کیا ہوا اپنے اپنے ویسے سردارونکو بھیجکر
انکی جان مفت تلف و برباد کرتا ہے آپ کبتک جان چھپا سے بیٹھا رہیگا انجام کار تجھے بھی لڑنا پڑیگا تنہا
یا چھپ کر بھاگنا پڑے گا بس یہ سننا تھا کہ آتش قہر و غضب بھڑکی بھلا شہریار سا بہادر دلاور ایسے کلمے کہان
سن سکتا ہے اسی وقت کڑکڑا کر لو دا باگ کا لیا بادشاہ سے اجازت نہ لی آتے ہی نکا در زن ہوا کہ قرطاس
کو گرد برد کر دیا امیر اسکی اس ہمت پر بھی پر حسد کرنے لگے لیکن قرطاس نے مرکب کو پھیر کر پھر سامنا کیا اور

دار نیزہ خونخوار کا کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعن چلنے کی نوبت بھی نہ آئی وہین سے پیچیدہ کر کے
جھٹکا مارا کہ تین جگہ سے نیزہ اسکا ٹوٹ گیا ہر چہار طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی قرطاس نے حقیقت
ہو گرز برکا وار کیا شہریار نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر چاہا کہ گرز چھین کر پھینک دے پایا [illegible] ایرج نوجوان
اس ولولہ پر پھڑک گیا لیکن دیکھا افسر نے کہ رستم ثانی کے تیور بدلے ہین ہر بار قصد کرتا ہے کہ جا پڑون اور رکھ دون کہ اگر
تو گرز مارے تو مین تیر اگر زیلوت ہی ہاتھ مروڑ کر چھین لون لیکن ایرج ہر بار روکتا ہے کہ اے فرزند دیکھا جائے گا
جلدی کسی کام مین اچھی نہین ہوتی دوسرے صاحبقران کے خلاف گذرے گا رستم نے کہا اے پدر بزرگوار آپ
دیکھتے ہین کہ یہ فرنگی بچہ شہریار پلٹ کر میری طرف دیکھتا ہے ایرج نے کہا اگر وہ ٹوکے تو کل کھڑے ہونا پھر
کوئی نہ روکے گا لیکن ادھر قرطاس نے آواز دی کہ او فرنگی بڑا تو شہرہ ور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح گرز میرا چھین لیا
اور ساتھ مردان عالم کے مجھکو ذلیل کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جالا بازی تیغ بازی راست
بازی جسکو جلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر لپیٹ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال
مین کر کے دھار کو بچا کر بند دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منہ عیال مرکب پر آرہا گھوڑے
لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے قرطاس سنبھلکر گھوڑے سے کود پڑا شہریار بھی مرکب سے اتر آگیا دونون
مین ہاتھ پڑ گئے زور کشاکش سے ہونے لگے سردار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے کشتی کا تماشا دیکھنے
لگے پہر بھر کامل کشتی رہی قرطاس نے بھی آج جان لڑا دی ہے کوئی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
قرطاس کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہے دین نصاری سے بیزار ہے مین قرطاس نے
کہا ہزار جان سے یہ بیزار ہون تو نام خداوند مخلق سہر سپہر کے نثار ہے مین اگر تو مجھکو مار ڈالے گا تو انکی خداوندی مجھے ایسا
شہرہ پیدا کرے گا کہ مین تیری ہڈیان پسلیان چور چور کر دونگا یہ سنکر شہریار کو نہایت غصہ آیا اہل اسلام
اسکی لاطائل تقریر پر ہنس پڑے بس شہریار نے ایک پاؤن اسکا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا پاؤن اپنے پاؤن
سے دبا کر جو جھٹکا مارا قرطاس کو مانند کاغذ بوسیدہ کے چیر کر پھینک دیا دلاوران لشکر ارغوان شاہ و مجاہدان
لشکر اسلام وجد کرنے لگے پرستان فرنگی تخت پر اچھل پڑا ہر طرف سے تحسین و آفرین بلند ہوا
شہریار اسکو مار کر پھر [illegible] سے آنکھ ملاتا ہوا اٹھا صفت شاہ ٹھہر گیا شام ہو چکی تھی طبل باز گشت بجا دونون
لشکر میدان سے پھرے امیر حمزہ کی مقام شہریار کے دلاورون کی تعریف کرتے ہوئے اپنی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے
شجر پرست لاش قرطاس کی لیکر روتے پیٹتے ہوئے پلٹے اسکو جلایا ہوگا ملک پرستان فرنگی شہریار
پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا دنگل شوکت پر متمکن ہوا ساقیان
سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کا لئے ہوئے حاضر ہوئے پیمانہ کا دور ہوا لطیفے حاضر ہو کر مجرا کرنے لگے
کیسی خوشی ہے کہ شہریار نے اتنے بڑے پہلوان کو اتنے عرصے مین زیر کر کے یون چیر کر پھینک دیا شمائل خان
تو زور بازو پر نثار ہو رہا ہے قیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ و کرلوس بن قرلوس ہاتھ چوم رہے ہین تعریفین ہو رہی ہین
لیکن جب دو وقت شہریار نے دو تین جام پئے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت
کوس حربی نوازش مین آیا زمین ہلی آسمان تھرایا ہرکارون نے لشکر [illegible] کو چہار طرف مثل کمیت سے شاہ و ارغوان
شاہ و سعد بن قباد عالی جاہ کی بارگاہ مین خبر پہنچائی یہان بھی طبل بجے تیاری حرب و پیکار ہونے لگی رات کا
گشت پھرنے لگا ہر طرف ہوشیار و بیدار باش کی صدا بلند ہوئی جوانان آزمودہ کار اول شب سو رہے آخر شب

سے اٹھ کر صلح سنجوگ درست کرکے کمرون کو چست کرکے عازم میدان کارزار ہوکر بیٹھے کہ یکایک سفیدۂ سحری
چرخ پر نمودار ہوا تمام عالم مطلع انوار ہوا لشکر اسلام کے نمازی و غازی نمازین پڑھ پڑھ کر عازم میدان قتال و
جدال ہوئے ہنوز روشنی نیر اعظم بام فلک سے اتر کر روئے زمین پر نہ پہونچی تھی کہ دونون لشکر انبوہ انبوہ گروہ
گروہ کرکے میدان حرب و ضرب مین پہونچ گئے صفین آراستہ ہوگئین ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھئے آج
کس سے مقابلہ ہوتا ہے کہ یکایک سنجیل پر سوار اپنے شیر کو بڑھا کر سامنے تخت بخت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا جا تجھے بھی سپرد کیا خداوند کو سنجیل شیر بیشہ سنجیل سلام کرکے بار دگر پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین
آیا بعد تسلیم شوری آواز دی کہ ای شہریار آ بھی گو ہے اور یہی میدان ہے ادھر شہریار گھوڑا اڑا کر سامنے تخت پرسیپای
فرنگی کے آیا اجازت حرب و پیکار چاہی پرسیپا سے فرنگی نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور کہا اے فرزند
جا اے برکیا تجھکو خدا سے الٰہ اور مسیح عالی جاہ کے شہریار سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا اور
پکارا او سنجیل تو کیون آیا نہین دیکھا تو نے کہ قرطاس کس طرح زیر ہوکر مارا گیا سنجیل نے کہا مین قرطاس
نہین ہون شہریار نے کہا اگر تو یہ گھمنڈ کرتا ہے تو اگر اس سے زیادہ ذلیل کرکے تجھے نہ مارا تو نام اپنا شہریار نہ پایا
لاہزپ بہادری کی یہ سنکر سنجیل نے ارہ پشت نہنگ کا وار سر شہریار پر کیا شہریار نے ارہ کو تیغ سے قلم
کیا وہ آدھا ٹکڑا جو ہاتھ مین سنجیل کے باقی رہگیا تھا کھینچ مارا شہریار نے اُسے بھی روکا سنجیل نے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر لپٹ کر ہاتھ مارا شہریار نے دھار تلوار کی بچا کر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سنجیل آگے کو
جھکا بس دوسرا ہاتھ بند کمر مین ڈالکر زین سے اٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہے شناخت دین ہماری مین اُسنے
انکار کیا شہریار نے اسے اچھال دیا کہ گیارہ ہاتھ بلند ہوا گرتے وقت چونکہ سواری کا تاپہ دیکھتا تھا کہ سنجیل پھر سوار
ہر اور سنجیل کو تاب نہ رہی وہین سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ ایسے شیر میدان کارزار کو
یون مارا لیکن کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب شہریار پہونچ تیغ مارا شہریار نے وار اسکا
روک کے آواز دی شعر تو ضرب بے نردی ضرب مانوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ باش خبردار ہوشیار
یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سنجیل نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار
مانند برق چمکی سپر کو مانند گردۂ نان کے دو کرتی ہوئی پیانہ خود سے مثل قطرۂ آب گذرتی ہوئی خود و بلوق چین
زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی زین تک پہونچی زین سے زمین پر پہونچی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوگئے سنجیل
کا مارا جانا تھا کہ شہر پر ستون کے ہاتھ پاؤن مین مثل بید کے تھرتھری پڑگئی بخت شاہ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا ادھر لشکر ارغوان شاہ پلٹا ادھر لشکر اسلام اپنی فرودگاہ پر آیا شہریار اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا پرسیپا سے فرنگی نے کہا کہ کل بہرام کا بھی قصہ پاک ہوجائے تو بس حمزہ سے صاحبقرانی کا فیصلہ
بھی کر لینا چاہیے شہریار نے کہا میرا بھی یہی قصد ہے کیونکہ فرقت ملکہ ماچہرہ دختر امیر کی مجھے نہایت شاق ہے یہ کہکر
یاد ملکہ مین رونے لگا پرسیپا سے فرنگی نے اسکا دل بہلنے کے واسطے ایک آدہ طائفہ کو حکم دیا صحبت
رقص و غنا گرم ہوئی اسی ہنگام مین خبر پہنچی کہ آج بہرام تیغ زن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اسکا
ارادہ ہے کہ کل خود مقابلہ کرے شہریار نے کہا ہم خود چاہتے ہین کہ جلد فیصلہ ہو جائے کہدو کہ ہمارے یہان بھی
طبل جنگ بے درنگ بجے یہان کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارے گڑگڑا اسے
بموجب شعر ز نقارہ آواز آمد برون ۔ کہ گردون دون است گردون دون ۔ پھر تمام رات تیاری جنگ

نظم

مین بسر ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوئے
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
چھپا نور مین جادۂ کہکشان
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
رخ شمع مائل بزردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم روان
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

غرضکہ ہر شخص اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت کرکے عازم میدان کارزار ہوا ایک طرف سے فرنگیون کے غول باجے بجاتے ہوئے قواعد سے قدم اُٹھاتے ہوئے آکر میدان کارزار مین صف آرا ہونے لگے ایک جانب لشکر ارغوان شاہ پرے کے پرے علمہای سُرخ کو جلوہ ملتا ہوا عجب شان و شوکت سے آکر صفوف آراے میدان قتال ہوئے ایک سمت لشکر شجر پرستان پژمردگی چہرون سے عیان دشت کارزار مین صف خیدیان کرنے لگے ادھر لشکر اسلام گروہ گروہ چلا آتا ہی آن واحد مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا آج صاحبقران کو بہت بڑا اشتیاق ہی کہ دیکھا چاہئیے بہرام اور شہریار کی کیسی ٹھہرتی ہی کیونکہ سُنا ہی بہرام بھی زبردستان روزگار سے ہی لیکن شب کو ارغوان شاہ نے کیخسرو شاہ سے کہلا بھیجا تھا کہ نہایت صدمہ ہوا تمھارے سردارون کے مارے جانے کا اور شہریار نہایت زبردست روزگار معلوم ہوتا ہی اگر تمھاری راے ہو تو میرے تمھارے کچھ غیریت نہین ہی یہ لشکر بھی تمھارا ہی کل کے روز قیلوس بلند بالا احمق مقابلہ کرے کہ اُسکو بھی نہایت ولولہ ہی شہریار سے مقابلہ کا کیخسرو شاہ نے کہا آپکو اختیار ہے آج کے روز ارغوان شاہ اور کیخسرو شاہ ایک ہی تخت پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آئے ہین تخت کے داہنے جانب فوج کیخسرو شاہ ہی اور بائین سمت لشکر ارغوان شاہ یہ لوگ اپنی قوت دوئی کرکے میدان مین آتے ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلچہ کار برق رفتار صفون سے نکل کر میدان مین آئے اور میدان کارزار کی درستی بعد تیردستی کرنے لگے آن واحد مین میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کر دیا نقیبان بلند آواز نے سرود مستانہ چھیڑکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کئے۔

اشعار

تحمل ماتم ہے ہر شجر اسکا
جو بہار آج ہی خزان ہی وہ گل
کہہ رہے عبرت کی جا یہ دار فنا
کھل کھلا کر ہنسا سحر کو جو گل
شام تک ہو گیا چراغ کا گل
کتنے ہی باغ ہو گئے جنگل
جنکا مشہور ہے جہان مین حشم
سر پہ پھرتا تھا چتر جنکے تاج
خاک مین مل گئے سکندر و جم
ایسی دولہا بنے ہوئے تھے جو گل
انکے ہمخواب ہے عروس اجل
شامیانہ نہین ہی قبہ یہ آج
کہ اُٹھا لے گئے انھین کے پھول
رہتے تھے جو غبار و گرد سے پاک
ابھی جنکے ملے نہین تھے پھول
جسم انھین کے ہین اور بستر خاک

کڑکیتون نے کڑکا کہا کہ۔ رومی مصری کھادری کہرمانی سب جوان ۴ آج ڈٹ کر رن زچ خوب کرو گھمسان جو تلوارون کے تلے جو ہیں تو شہید کہلا گئے ۴ جو جنگ مین جیتا بچے وہ گا جی کہا جاے شعر بیاہ لیجاؤ عروس تک دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ۴ کچھ ایسے سرون مین یہ اشعار بدرانقیبون کی زبانون پر جاری ہوئے کہ تمام صحرا مین ایک سناٹا پڑ گیا ہر شخص کی آنکھ سے اشک جاری تھے بہادرون کو ولولہ جنگ نا مرد جان سے تنگ اُسی عالم مین مرکب اپنا قیلوس بلند بالا نے پرے سے نکالا اور سامنے تخت ارغوان شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لیکن یہ امر بہرام کے خلاف گذرا کہ طبل مین اپنے نام پر بجوا چکا ہون اور لڑنے یہ نکل کھڑا ہوا لوگ مجھ پر طعنہ زن ہونگے اور حریف بھی بودا سمجھے گا پکار کر آواز دی کہ اے قیلوس تو نے اچھا نہ کیا جو صف سے نکلا کیا تجھے خبر نہ تھی کہ مین نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی قیلوس نے کہا ایسین کوئی طعنہ زن

نہین ہوسکتا کیونکہ صرف آپ ہی کے لشکر مین طبل نہین بجا ہی بلکہ ہر لشکر مین طبل بجا ہی ہر شخص میدان مین نکل سکتا ہی
دوسرے آپ ہی نے کیون جلدی کی مجھسے پیشتر نکل کھڑے ہوئے اور اپنو نکل چکا کیہمنت شاہ کو خود یہ
منظور تھا کہ کسی طرح بہرام نہ مقابلے کو جاے ایسا نہو کہ ہاتھ سے شہریار کے مارا جائے اور چراغ سلطنت گل ہوجائے
تو اور بھی غضب ہو کیونکہ وہ ایسے ایسے سردارون کو اس ذلت و خواری سے مار چکا ہے کہ جنکا زیر ہونا ممکن نہ تھا
بہرام کو آواز دی کہ اے فرزند اسی کو جانے دو دوست کی خاطر شکنی کرنا نہ چاہیئے وہ تمہاری ہی طرف سے تو جاتا ہے
بہرام چپ ہو رہا لیکن قیلوس بلند بالا کہ قد اسکا گیارہ انچ کا ہی اسی سے اسکو بلند بالا کا خطاب ملا ہی اجازت
حرب لیکے میدان مین آیا ہرا یا میدان کا اس زور شور سے دیکھا کہ دشت کارزار تھرایا خوب پسینہ مین غرق
ہوگیا ٹھہر کر ایک مقام پر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے گروہ نصاری خبردار ہوشیار باشید کہ منم
قیلوس بلند بالا جسکو تمنائے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ کرتوس
بن قرتوس نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت پر پیلساے کے آیا پیادہ ہوکر اجازت میدان
مانگی پرپیلساے فرنگی نے کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار جہان اور مسیح دوران کے کرتوس بارہ دگر مرکب پر
بیٹھکر میدان مین آیا قیلوس نے جو کرتوس کو آتے دیکھا مرکب اپنا ابلق رنگ کا ورزنی جولان کیا ادھر کرتوس
نے سپر ہاتھ مین سنبھالی اور رنگ توسن برق رفتار کی لی یہ معلوم ہوا کہ دو کلہ ابر آکر مل گئے بلکہ دو کوہ گران ٹکرا گئے
کہ سینے سے سینہ مل گیا اڑانے کی صدا سیرون سے بلند ہوئی مرکب کرتوس کا سات قدم اور گھوڑا قیلوس کا
پانچ قدم پیچھے ہٹا کرتوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا قیلوس نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین گتھ گئے طعنین چلاتے چلاتے کوئی اسی یا بجا اتنی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ قیلوس
نے نیزہ کرتوس کا ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا کرتوس نے زین سے تیر اپنا نکالا اور آواز
دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کیا خیر کہان جاے گا بچکر نیزہ بازی خلال بازی تیر بازی کا ادا
بازی کہ جس سے نخل حیات پر خزان آتی ہی یہ کہکر خبردار کہکر وار تیر کا کیا قیلوس نے برابر اٹھا کر سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا یہ تیر بھی ساٹھ سے چار سو من کا ہی چار انگل سپر کٹی لیکن قیلوس کو کوئی گزند نہ پہنچا پس وار اسکا
رد کرکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کرتوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ قیلوس کا
جو پڑتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود پر پہونچا ہوگا کہ جھٹکا مارا قیلوس نے تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا کرتوس نے
تیغہ کو بمشکل سر سے نکالا چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی نعرہ کیا قیلوس نے کہ لے جاؤ اس زخمی کو
اور بھیجو کسی اور اجل رسیدہ کو یہ سننا تھا کہ قہرمان دیوانہ شہریار سے رخصت طلب کرکے میدان مین آیا کرتوس
کو علیحدہ کرکے آپ سامنا کیا قیلوس پکارا او دیوانے کیا تیری بھی اجل آئی لاضرب بہادری کی قہرمان نے
پکار کر کہا اے گھمنڈی تجھکو اپنی سپہگری کا زخمی ہوجانے سے کوئی طاقت و جرأت بہادری کی نہین جاتی رہتی جو تو طعن
کرتا ہی کرتوس کیا ہی بس خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر چوب دست گران سنگ ماری قیلوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب کے پڑتے ہی تڑکنے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا شق گرد غبار بلند ہوا جگر زمین
ہول سے شق ہوگیا مرکب قیلوس کا گھٹنون تک زمین مین سما گیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ زدم و دست کردم لیکن
قیلوس بلاے بے درمان آفت جہان ہی فوراً اپنے مرکب کو زمین سے نکالا اور گرد سے باہر آکر گرز مارا
دیوانے نے چوب بلند کی لیکن گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب نے دیوانے کے ایک

ایک چیخ ماری اور مرکب کی شکستہ ہوئی تنگ گرد بلند ہوا اور گرز جو پڑا تو ہاتھ دونون قہرمان کے تھرائے گرز چوب سے
اُچٹ کر شانے پر پڑا کہ شانہ دلوانے کا نشانہ ہوا ضرب شدید پہونچی بیہوش ہوگیا آواز دی قیلوس نے کہ زدہم و بست
کردم تو خبر اسکی عیار قہرمان کا جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا تو قہرمان کو بیہوش پایا پانی چہرہ پر
چھڑکنے لگا لیکن اُدھر فیروزہ دیوانہ ایک تیغ مار کر دوڑا کہ او قیلوس غضب کیا تو نے کہ میرے ہمجنس کا
یہ حال کیا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے اُدھر عیار قہرمان کو میدان سے اپنے پر لاد کر لشکر کے سمت
لیگیا علاج اُسکا ہونے لگا لیکن فیروزہ نے قریب پہونچتے ہی زنجیر ماری قیلوس نے وار اسکا رد کر کے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ فیروزہ بھی زخمی ہوا اودھر نعرہ کیا اُسنے کہ او شہریار کیا کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی اور ان بیچارون کو زخمی
کرا رہا ہی آج خود میدان مین نہین آتا کہ داد مردی و مردانگی کی لے بس سننا تھا کہ شہریار مانند شیر کالہ آتش کی مرکب
تڑپا کر سامنے تخت ملک پرسلیپاسے فرنگی کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا ای فرزند سپرد کیا تجھکو پروردگار عالم
و مسیح مکرم کے شہریار نے سلام کیا بار دگر مرکب پر سوار ہوکر اس تیزی سے گھوڑے کو اڑا کر طرف قیلوس کو چلا کہ جیسے
شیر گرسنہ جانب شکار جاتا ہی امیر عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار قیلوس کی جرأت و بہادری کی تعریف فرما رہے تھے
اور بدیع الملک سے کہ رہے تھے کہ بھئی دیکھو کیا اچھا جوان ہی مگر نہین معلوم کسکی قسمت کا ہی کہ شہریار کو جو اسیا
ہاہی سے قیلوس کی طرف آتے دیکھا فرمایا تیور اچھے نہین ہین اب خیر قیلوس کی نہین معلوم ہوتی اگرچہ وہ بھی مرد کا
زبردست روزگار ہی مگر شہریار تو اس وقت اس آن بان سے جاتا ہی کہ مجھکو شبہ شہزادہ ملک قاسم کا یاد آتا
ہی بالکل اطوار اسکے مثل ہم لوگون کے ہین لیکن شہریار نامدار جس وقت قریب قیلوس پہونچا نعرہ کیا کہ باش
او خیرہ سر آ پہونچا ملک الموت تیری جان کا لا ضرب بہادری کی قیلوس نے کہا پہلے تو اپنا چہرہ نکال سے ورنہ
ہوس ہی باقی رہجائیگی شہریار نے کہا نہین جانتا تو مجھکو کہ مین دعوے صاحبقرانی کا رکھتا ہون اور یہ اوشان
صاحبقرانی سے بعید ہی کہ پیشدستی کرون قیلوس نے کہا تو خبردار رہ یہ کہتا کہ خبردار رہ گیا تھا اور وار نیزے کا
سینہ بے کینہ پر شہریار کے کیا شہریار نے پھرتی سے کج ہو کر ہاتھ بلند کر دیا نیزہ زیر بغل آ گیا ہر ایک کو یقین ہوا
کہ نیزہ جگر کے پار ہوگیا اور شہریار مارا گیا قریب تھا کہ پرسلیپاسے فرنگی تاج سر پر سے پھینک دے اور
اہل فوج گریبان چاک کرین اور لشکر ارغوان شاہ اور کنجت شاہ مین شور واہ واہ بلند ہوا تھا لیکن نیزہ جو
شہریار کے زیر بغل آیا بس وہین سے بجلدی تمام داب کر نیزے کو بغل مین اب جو کس کے جھٹکا مارا تو بیچ سے
دو ٹکڑے ہوئے نیزے کے یہ دیکھنا تھا کہ پرسلیپاسے فرنگی اچھل پڑا تمام لشکر کے لوگ حسب دستور
فرنگ تالیان بجانے لگے اس حرکت پر امیر کشور گیر مسکرائے لیکن ہمہمہ شہریار کی نہایت تعریف فرمائی
لشکر ارغوان شاہ کے لوگ حیرت مین آ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا انہین یقین ہو چکا تھا کہ شہریار مارا گیا لیکن
قیلوس کہ بڑا زبردست پہلوان ہی افسر ہی کل فوج ملک ارغوان شاہ کا خفیف ہوا اور غصہ مین گرز وار کیا گرز
گران بار کا شہریار نے نہ سپر بلند کی نہ گرز اٹھایا دونون ہاتھ کلہ گرز مین ڈالکر اس زور سے جھٹکا مارا
کہ قیلوس عیار مرکب پر جھک پڑا اور گرز ہاتھ سے نکل گیا شہریار نے گرز اسکا چھین کر پھینکدیا ستر قدم
کے فاصلہ پر جا کر گرا لیکن قیلوس نے آواز دی کہ او فرنگی بچے غضب کیا تو نے کہ سر میدان مجھکو ذلیل کیا
بڑا تو سرکش معلوم ہوتا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہی اور وار تیغ آبدار کا کیا شہریار نے تلوار کمر
سے کھینچی سپر نہ بلند کی آئی تلوار خیال مین کر کے وار کو بچا کر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے

لگے گربانون مین ہاتھ پڑ گئے گھوڑے دنگی جانون پر بنی ہوئی تھی کہ ایسے ایسے کوہ پیکرونکا بوجھ سنبھالے ہوئے لنگر
روکے رہے تھے شہریار نے خیال کیا کہ یہ پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اگر کشتی کی نوبت آئی تو ضرور عرصہ لگیگا
پھر آج بہرام کا مقابلہ رہجائیگا یہ سوچ کر عجب گھات کی کہ قصداً اپنا گھوڑے سے کودنے کا دکھایا مگر رکیب پر بیٹھا
رہا قیلوس سمجھا کہ شہریار گھوڑے سے کودا چاہتا ہے بس ساتھ ہی اسنے بھی زین خالی کیا گھوڑے کی پیٹھ سے
تو جدا ہو چکا تھا شہریار نے وہین لنگر اپنا روکا اور قائم کرکے اب جو ہکا مارا اسن سے اٹھا لیا بس چہار طرف سے
ایک غلغلہ تحسین و مرحبا بلند ہوا سرداران لشکر اسلام اس گھات پر اچھل پڑے اور فرنگیسون مین تو ٹوپیان
اچھلنے لگین لشکر ارغوان شاہ کے پہلوان کے رنگ اڑ گئے چہرے زرد پڑ گئے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری
پڑگئی لیکن شہریار نے قیلوس کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا کہ نام عیار کا مہتر
غفور شیر دل ہے اور آپ آواز دی بہرام کو کہ او شجر پرست بس اب زمانہ تیرے پھولنے پھلنے کا گیا باد خزان نے
باغ حسرت کو تیری تاک لیا آہی گو کہ وہی میدان ہے مین چاہتا ہوں جلد میرے تیرے فیصلہ ہوجائے تو پھر امیر
عالی وقار حمزہ ثانی نامدار سے واسطے صاحبقرانی ہوں یہ سنتا تھا کہ بہرام تیغ زن نے گرگدن ابلق کو اپنے
بڑھایا اور سامنے تخت کیخست شاہ کے آیا پیادہ ہوکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت جنگ چاہی کیخست شاہ
نے کہا مین اجازت جانے کی ہرگز نہ دونگا دیکھ چکا ہون کہ اس بہادر نے ایسے ایسے دلاورون اور بہادرون
کو کس کس آسانی سے زیر کر لیا اور مثل کرپاس کہنہ کے قرطاس سے زبردست کو بھی پٹک دیا قیلوس
ایسے دیو خصال اہرمن مثال کو یون گرفتار کر لے گیا اگر خدانخواستہ تجھکو کسی طرح کا چشم زخم پہونچا تو چراغ میری
سلطنت کا گل ہوجائیگا کہ سوا تیرے دوسرا فرزند نہین رکھتا ہون اور فرزند بھی تجھسا زبردست روزگار بہرام نے جواب
دیا کہ اے پدر نامدار خاک ہے ہماری زندگی پر اگر رسوا ہوکر جیئے تمام عالم یہی کہے گا کہ بہرام نے اپنے نام پر طبل بجوایا
دوسرون کو لڑوایا اور مارے خوف کے خود مقابلہ نکیا سامنے سے شہریار کے بھاگ گیا مین یہان سے جبکہ
کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا دوسرے یہ کہ حریف لوگ ہے ہی بس اپنے روئیے اور مجھسے ہاتھ اٹھائیے
خداوند تعالی سے صدق دل سے مصروف دعا ہوجیئے وہ مجھکو فتح یاب کرین اور اگر پیمانہ عمر میرا لبریز ہوچکا ہے اور ہاتھ
سے اسی کے قضا میری ہے تو کوئی چارہ نہین ورنہ مین بھی ایسا موم نہین ہون یا لقمہ چرب نہین ہون کہ کوئی مجھکو کھا
لے گا کیخست شاہ نے مجبور ہوکر اجازت دی بہرام بار دیگر رکیب پر سوار ہوا اور رخ میدان کارزار کا کیا جس وقت
سامنا شہریار کا ہوا لیفزم نکالا وزنی گرگدن مست کو جولان کیا شہریار نامدار نہایت ہوشیار ہے خود ہر رکیب پر سوار ہے
حریف گینڈے پر ہر رکیب اور گینڈے کی نگاہ کہان چل سکتی ہے داہنی جانب باگ گھوڑے کی دبا دی یہ ادھر نکلا چلا گیا
وہ اس طرف نکل گیا پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگو کے نیزہ لیا بہرام نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ پھینکا کینہ شہریار پر پیارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن پھینکنے لگین بند بند سے چھٹنے
لگے اور بھاگنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو افعی زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو اژدہا مونہ کھولے آپس مین ہم لعل ہو رہے
ہین یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ نوبت ڈھائی سو طعن کی پہونچ گئی ہوگی آج کے مقابلے مین بہرام نے
بھی کوئی بات اٹھا نہین رکھی ہے سارا فن سپہگری جسقدر جانتا تھا ختم کر دیا شہریار بھی ٹالتا ہے کہ یہ کہانتک
ہے بس ایک مقام پر عجب ہاتھ بہرام کا سست پڑنے لگا شہریار نے اس پھرتی سے بند باندھا کہ بہرام کو
ثبوت بھی نہوا نیزے کو مانند کاکل محبوبان کے پیچیدہ کرکے اس زور سے جھٹکا مارا کہ اگر بہرام ہاتھ سے چھوڑ نہ دیتے

تو یقین ہے کہ ہاتھ شانے سے اُکھڑ جائے نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوا ہر طرف واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین امیر کشور گیر نے بھی تعریف کی کہ شہریار نہایت تیز دست معلوم ہوتا ہی لیکن نیزہ جو ہاتھ سے بہرام کے نکلتا ہے جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا کہ سامنے ہزارون بہادر ونکے مجھے ذلت ہوئی پکارا اے شہریار غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے اُس شخص کے ہوائی کیا کہ بہرام گردون بھی جسکی دہشت سے زندہ درگور ہونا قبول کرے لیکن مقابلہ کرے خیر کہان جاتا ہی بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہکر جھپٹ کر آرا بے سے جو یہ دست گران سنگ آسمان رنگ برچہ کوہ گیارہ سے من کی ضرب اُٹھا کر سپر پر تیغ دیکر شہریار پر وار کیا کہ یہ طمانچہ اجل کا ہی شہریار نے برابر سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو سپر پر پڑتی ہی اک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد و غبار بلند ہوا کہ شہریار گرد مین چھپ گیا نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری اسنے آواز دی کہ زود دم و لیست کردم پر سپیا سے فرنگی نہایت مضطر ہوا اور طیفور شیر دل کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور چھاگل پانی کی ہاتھ مین لئے ہوئے قریب آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار کے ہر سر موین مو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین طیفور پکارا ای شہریار ہوشیار ہو جیئے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی شہریار نے چاہا مرکب کو زین سے نکالون دیکھا مرکب گلی ہی کمر مرکب کی شکستہ ہی اور جابجا سے زخمی ہو چکا ہی پس وہین سے تیغ کھینچکر جھپٹا کہ او بہرام غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا اب چھوڑتا ہون تجھکو لیکن جس وقت قریب گردن بہرام کے پہونچا تیغ نیام مین کر لی اور جھپکر سر شکم گردن مین اُڑا کر دونون ہاتھون سے چارون پاؤن گینڈے کے پکڑ کر ہمکا مارا کہ لنگر مرکب کا ٹوٹا پاؤن زمین سے اونچے ہوگئے مع راکب و مرکب اُٹھا لیا اور لے چلا طرف خندق کے کہ جو اُسی صحرا مین واقع تھی اور قصد کیا اُردن اسی خندق مین کہ یہ زندہ درگور ہو جائے لیکن شہریار کے اس زور پر فرنگی تالیان بجانے لگے شجہ پرستون کے چہرے مانند گل پژمردہ کمھلا گئے ارغوان شاہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا لشکر اسلام سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی امیر نے انگشت حیرت دانتون مین دبائی رستم ثانی نے بے اختیار ہو کر فرمایا کہ واقع مین کیا قوت دکھائی ہی شہریار نے اتنے مین امیر کشور گیر نے بدیع الملک سے فرمایا کہ اس وقت مجھکو منجھلے بھائی صاحب یعنے شاہزادہ عالم شاہ رومی یاد آ گئے اگرچہ اتنا نہ سہی لیکن شہریار بھی مرد شہ زور معلوم ہوتا ہی ہر کس و ناکس اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ کلمہ امیر کی زبانی سنکر شاہزادہ رستم ثانی لندھادہ بن لندھور کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مین نے سنا ہی کہ دادا جان نے تمہارے باپ لندھور بن سعدان کو مع فیل اُٹھا لیا تھا اگرچہ اُس زمانے مین تم مین پیدا ہوا تھا نہ تم پیدا ہوئے تھے لیکن سنا گیا ہی کہ یہ خبر نہایت صحیح ہی اُس انداز کا زور اس فرنگی نے بھی کیا ہی تو سہی نام میرا رستم کہ اگر مجھسے مقابلہ ہوا تو شہریار کو مع مرکب اُٹھا لونگا بُرا زور اسنے دکھایا ہی لندھادہ خفیف ہوا لیکن جواب دیا کہ آپنے یہ بھی تو سنا ہوگا کہ اُس وقت مین لندھور پدر بزرگوار عشق مین ملکہ مہران فیل زور کے مبہوت ہو رہے تھے ورنہ ممکن تھا کہ پردہ دنیا پر کوئی بھی اُنکو مع فیل اُٹھا لیتا جس شخص نے سات روز امیر کشور گیر سے زور کیا ہو مجال تھی کسی کی کہ اُسے مع فیل اُٹھا لیتا وہ اک وقت ہو گیا رستم نے کہا بھئی ہم لوگ تو صاف گو ہین اسی سے بُری ہین ہمین خوشامد تو آتی نہین ہم تو تلوار کی زور سے بادشاہ کے دل مین گھر کرتے ہین خوشامد سے نہین دل مین جگہ کرتے یہ نہین لوگون کو مبارک ہو جو خوشامد کے عادی ہین اگرچہ لندھور عشق ملکہ مہران فیل زور مین چور تھے لیکن سترہ سو من کا گرز از ین قبیل کل اسلحہ بھر لندھور کا لنگر اُسپر طرہ فیل کا بار عظیم کیا عشق نے اس بوجھ کو بھی ہلکا کر دیا تھا لیکن

شہریار نامدار بہرام کو مع گرگدن اٹھائے ہوئے جو طرف خندق کے چلا کوئی بیس قدم گیا ہوگا بہرام نے دیکھا جان
بچتی ہوئی نہین معلوم ہوتی اگر اسنے خندق مین پھینکا تو جانبر ہونا دشوار ہے وہین سے جست کرکے مرکب سے علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچکر شہریار پر جھپٹ پڑا شہریار نے اسی گرگدن کو بہرام پر کھینچ مارا بہرام نے دیکھا کہ یہ پہاڑ سر پر گرا چاہتا ہے
وہی تلوار جو ہاتھ مین اُسکے کھینچی ہوئی تھی ایک ہاتھ مار کر گرگدن کے دو ٹکڑے ہوئے شہریار نے کہا کیا خوب
یہ وہی مثل ہے کہ کون ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے لیکن بہرام مرکب کو اپنے مار کر پشیمان بھی ہوا کہ ایسا گرگدن اب
ملنا دشوار ہے لیکن اگر اُسے نہ مارتا تو اپنی جان جاتی تھی غرض سرے سے ہنسنے کی ہائی ہوئی نہ اُگلتے بنے نہ نگلتے اُس غصے
اور پشیمانی مین شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھ دیکھ کر
افسران فوج مرکبون کو اُڑا اُڑا کر قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے اُدھر کیخت شاہ ارغوان شاہ قیماس بلند آواز
ارجاس مردم در تمثال مردم در ادھر سیاسے فرنگی شمائل خان بن جذائل خان فیروزہ دیوانہ قہرمان دیوانہ
باوجودیکہ زخم سر پر پٹیان چڑھی ہوئی ہین مگر جانین لڑی ہوئی ہین امیر نے جو یہ رنگ دیکھا عمرو سے فرمایا خواجہ
جی چاہتا تھا کہ مین بھی قریب سے تماشا اس کشتی کا دیکھون لیکن کیا کرون لڑائی کافرون سے ہے ایسا نہ ہو وہ لوگ
میرے جانے سے کچھ برہم ہون انکی زیادتی میری سمجھی جائے عمرو نے کہا یا امیر آپکے تشریف لیجانے سے
سب خوش ہونگے کوئی برا نہین مانے گا بلکہ پہلوانون کے زور وجرأت کی آپ سے داد ملیگی امیر بھی مع جوانان
لشکر اسلام قریب سے آکر تماشا دیکھنے لگے لیکن دونون پہلوان مانند شیر باہم مصروف تلاش تھے جھگڑا انکا کشتی کا
بندھا ہوا پیچ بند ہو رہے تھے زور کشمکش کے ہو رہے تھے اسی حالت مین وہ وقت آگیا کہ صحرائے فلک مین خیمہ
سیاہ شب برپا ہوا چراغان انجم کی روشنی پھیلی مشعل ماہ کو جلوہ ملا جتنے سردار تھے ہر فوج کے سب کی چھولداریان
نمگیرے آراستہ ہونے سے امیر کشورگیر کا بھی نمگیرہ کارچوبی جواہر نگار آراستہ ہوا میدان جنگ مین
عجب سمان نظر آتا تھا کہ اُدھر سرداران زخمی شہریار کے مانند شمائل خان بن جذائل خان وکرتوس بن قرتوس
تیرزن وقہرمان دیوانہ وفیروزہ دیوانہ چھوٹے چھوٹے نمگیرون کے نیچے دنگل بچھائے بیٹھے ہوئے ہین بیچ مین
تخت ملک پر سیاسے فرنگی اُدھر ایک تخت پر ارغوان شاہ وکیخت شاہ پدر بہرام ارجاس مردم در
تمثال مردم در قیماس بلند آواز یہ سب سردار قیام پذیر ہین آنکھین لڑی ہوئی بلکہ جانین لڑی ہوئی ہین
کہ دو افسر فوج لڑ رہے ہین دیکھئے کیا ہوتا ہے امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زیب وزینت بارگاہ سلیمان
جناب حمزۂ ثانی ایک نمگیرے کے نیچے شاہزادہ بدیع الملک شہنشاہ گوہر کلاہ لندھور ثانی فرامرز
عاد مغربی کرب دلاور نورالدہر بن بدیع الزمان داراب کشورکشا داہنی جانب بائین سمت رستم ثانی
مالک ثانی جمہور جہان سوز تیرزن گنجخسرو نامدار ایرج عالی وقار قہور دلیر روبرو یہ کیسے کیسے سردار بیٹھے ہوئے
تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یکایک بہرام نے کہا اے شہریار شب واسطے آسایش کے ہے مین تجھے مہلت دیتا ہون
کہ اس وقت جنگ موقوف کرو ہم تم دونون راحت سے بسر کرین صبح کو پھر لڑلینا شہریار نے کہا اے بہرام مجھے
دعوی صاحبقرانی کا ہے اور صاحبقران کا یہ دستور نہین کہ بغیر معاملہ یکسو کئے ہوئے میدان سے پھرین مین نے
سنا ہے کہ صاحبقران اول کا بھی یہی دستور تھا اور صاحبقران ثانی جو سامنے دنگل شوکت پر متمکن ہین اُنکا بھی
یہی آئین ہے مین بھی اسی قاعدے کا پابند ہون غرضکہ دونون طرف سے حسب دستور ایک ایک کاسہ
شیر آیا دونون پہلوانون نے پیا پھر مصروف تلاش ہوئے آن واحد مین زور کرکے سب پسینہ مین نکال دیا

کہانتک بیان کیا جائے کہ شام کو بھی جھگڑا یکسو نہوا اُسی طرح زور صبح تک ہوا کئے صبح کو پھر ایک ایک کا شیر پیا
اور مصروف کشتی میں ہوئے یہانتک کہ دن بھی تمام ہوا لیکن وہی حالت ہے کہ شہریار بہرام کو سینے پکڑلاتا ہے تو بہرام
زور کرکے نکل جاتا ہے بہرام پکڑلاتا ہے تو شہریار نکل جاتا ہے کوئی کسی سے دبتا نہیں دلاوران نامدار زوروں کی داد دیے
رہے ہیں اسی حالت میں تیسرا دن ہوا اب یہ حالت ہے کہ آنکھیں دیکھنے والوں کی جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہیں
جب بہرام زور کرتے کرتے سو جاتا ہے تو شہریار چونکا دیتا ہے کہ ای پہلوان یہ میدان جنگ ہے خوابگاہ نہیں ہے یکایک
بہرام کے ایک ہاتھ شہریار کا گردن پر زور سے پڑگیا کہ بہرام کو ناگوار خاطر گذرا بس دونوں بازو شہریار
کے مضبوط پکڑکر سر سینہ سے ملا کر او یا خداوند مُحَلّ سرسید کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے پانچ قدم دوڑا لیگیا
اور جھٹکا مارا کہ بایاں گھٹنا آشنا زمین ہوگیا مگر زنجیر کا بند ہاتھ میں پکڑ کر چاہا اُٹھا لوں اور ہکا مارا کوئی بالشت بھر زمین
سے بلند کرلیا طیفور شیردل عیار شہریار نے آواز دی کہ واقع میں جب وقت بد انسان پر آتا ہے تو آسمان زمین
دشمن ہوجاتے ہیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت زمین آپ کو اُچھالے دیتی ہے پاؤں جمتے نہیں وہ لنگر صاحبقرانی
کہاں ہے بس یہ آواز جو کان میں شہریار کے پہونچی اور اپنے کو زمین سے بلند پایا غیرت میں آکر جو ہکا مارا بہرام
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کمر تک غرق زمین ہوگیا اور وہیں سے بازو بہرام کے تھامے سر سینہ سے ملایا اور صبح
دوران کا نعرہ کرکے جو زور کرتا ہے تو نو قدم دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے بہرام کے زمین سے آشنا ہوگئے
بس اب جو ہکا مارتا ہے تو سنے دیکھا کہ گھٹنے بہرام کے زمین سے مل گئے لیکن اب جو خیال کیا تو سر پر بلند
پایا اس پھرتی سے شہریار نے اُسکو ہاتھ پر اُٹھا لیا کہ معلوم نہوا ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی قرنگی
تالیاں بجانے لگے نقارہ فتح پر چوب پڑی شہریار نے سر پر چرخ دیکر ارادہ کیا کہ ماروں زمین پر کہ استخوان پارہ پارہ
ہوجائیں بہرام نے کہا امان فرمایا بشرطِ ایمان بہرام نے قبول کیا شہریار نے آہستہ سے زمین پر اُتار دیا اور
کہا کہ ای بہرام پھر جا اپنے لشکر میں کل ہم دربار عام کرینگے تو مع فوج و لشکر آنا پادری صاحب سچ کہتے ہیں اگر
تمہیں دین نصاریٰ حق معلوم ہو تو ایمان لانا بہرام نے کہا اگر میں اپنے لشکر میں جاکر آپ سے دغا کروں فرمایا
تو دغا کریگا تو سزا پائے گا پھر خداوند عالم تجکو گرفتار کرا دے گا بہرام شہریار کی اس جرأت و نوازش کا
غلام ہوگیا اور آکر کیمخت شاہ و ارغوان شاہ سے ملا اِس شہریار اُدھر اپنے لشکر کی طرف چلا امیر عالی مقام
شہریار کی تعریف کرتے ہوئے طرف بارگاہ سلیمانی کے تشریف لائے شب سرداروں نے بہ راحت و آرام
بسر کی جب صبح ہوئی پھر دربار معمور ہوا بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے
سب سردار اپنے اپنے منصب کے موافق آکر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھے امیر نے خواجہ سے
فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آج لشکر شہریار میں جشن کا سامان ہے اور کوئی پادری بطور وعظ و پند اسپیچ کہے گا کیوں
خواجہ بارگاہ غیر ہے لیکن قابل دید و سیر ہے عمرو نے کہا حمزہ اگر شہریار کو تیرا حال معلوم ہوگیا تو ایک
فساد عظیم برپا ہوگا اور تو ایک نامی شخص ہے تیرا جانا چھپ نہیں سکتا امیر نے فرمایا کوئی تدبیر تو بتا عمرو نے کہا
ہاں تدبیر ہے لیکن تم لوگ اُسے منظور کیوں کرنے لگے کہ روپیہ کا صرف ہے بارہ ہزار روپیہ میں ایک روغن
تیار ہوتا ہے کہ جسکے منہ پر مل دیا جائے اگر سانولا رنگ ہے تو گورا ہوجائے گا اگر گورا رنگ ہے تو سانولا ہوجائے گا
امیر نے فرمایا او دزد ابن دزد تو کچھ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ دوسرا درجہ بھی ہے کچھ تیری طبیعت
کا رنگ کچھ تیرے باپ کا اثر دونی قوت ہوئی تیرا لالچ تجھے ایک دن بہت خراب کرے گا یہ فرما کر

کوڑا پکڑ کر اُٹھے عمرو نے دیکھا تیور بڑے ہین کہا حمزہ مین تجھسے ہنستا تھا مین ابھی تدبیر کئے دیتا ہون وہ روغن
میرے پاس تیار ہی سردست روپیہ تھوڑا صرف ہوگا جب تیرا جی چاہے مجھے دیدینا امیر نے فرمایا واللہ ایک
جہ ندونگا عمرو نے جلدی سے ایک شیشی زنبیل سے نکال کر پیش کی کہ اچھا نہ دوگے تو کیا یہ مال کسکا ہی تیرے ہی
سرکار سے پیدا کیا ہی تیرے ہی کام مین آجائیگا بموجب مشہور کہ عطاے تو بہ لقائے تو امیر نے فرمایا کہ احسان
بھی رکھتا ہی اور وہ شیشی ہاتھ سے لے لی جبکہ شام کا وقت ہوا امیر مع عمرو و چند سرداران نامی مثل بدیع الملک
و رستم ثانی و نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان و مقبول بن مقبل و معروف بن اسد شہنشاہ گوہر
کلاہ وغیرہ اندر خیمہ کے آئے اور وہ روغن سب کے منہ پر ملا دیکھا کہ واقع مین جسکا سانولا رنگ تھا وہ گورا ہو گیا
جسکا گورا رنگ تھا وہ سانولا معلوم ہونے لگا عجب طرح کا روغن تھا اب امیر نے فرمایا کہ چلو لشکر شہریار
مین یہان تو چلنے کے سامان ہین لیکن وہان شہریار نامدار نے بہت بڑا جشن عام کیا ہی گرمی کی فصل ہی شب ماہ
ہی صحرائی ہوا اور فضا تمام صحرا مین چراغان ہوا ہی درخت تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلین آویزان ہین بادلے
کی جھالرین آفتاب کی کرن کا لطف دکھاتی ہین بلکہ شعاع مہر کو نظرون سے گراتی ہین فرش بارہ کوس تک
ہوا ہی کہ زمین سفید سنگ مرمر کی معلوم ہوتی ہی دس مقام پر صحبت رقص و غنا ہی جابجا مجرے ہو رہے ہین نازنینان ماہ
پیکر زہرہ خصال ناچ رہی ہین مقام صدر پر تخت طاؤس بنا ہے فرنگی کا لگا ہی سردار گرد و پیش جمع ہین شہریار
زنگی صاحبقرانی پر متمکن ہی سامنے ایک حور جمال پری تمثال عجب کرشمہ و ناز سے گا رہی ہے دل ہر کس و ناکس
کا لبھا رہی ہی جام بادہ گلنار گردش مین ہی ساقیان سیمین ساق جام مرصع کا ہاتھ مین لیے صراحی جواہر نگار سے
مے گلنار انڈیل انڈیل کر دے رہے ہین اور مشتاقان دختر رز آغوش تمنا پھیلائے یہ شعر ورد زبان کرتے
ہین شعر بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ٭ رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ٭ اک عجیب
عالم ہی ہر طرف آواز ہو شاہوش نوشا نوش کی بلند ہی لیکن یہان سے کچھ حال بہرام تیغ زن کا بیان کیا جاتا ہی جو
اسپر پنجۂ تقدیر ہو کر ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر اپنے باپ سے ملا ہی دم محبت شہریار کا بھر رہا ہی اور کہتا ہے
کہ ای پدر نامدار مجھے آج تک ایسا شہریار جوانمرد و صف شکن نظر نہین آیا کوئی بھی ایسا کرے گا کہ دشمن کو زیر کرکے پھر
اس طرح چھوڑ دے اسکو ایسا بھروسا اپنے خدا پر ہی جیسی خدا اسکی مدد کرتا ہی بیشک دین اسکا برحق ہی اور مذہب
ہمارا ہیچ ہی کیسا کیسا ہمنے خداوند زحل سر سبز کو پکارا لیکن خداوند کو زحل تصویر ہو کر رہ گئے کچھ خبر ہماری نہ لی معلوم
ہوتا ہی کہ خداوند مین کچھ طاقت ہی نہین واقعی مین کہ ایسی شئے کو خداوند کہنا بالکل عقل کے خلاف ہی کہ جسکے پھل کھائین
لکڑیان جلائین مین تو اس دین پر لعنت کرتا ہون اور دین شہریار اختیار کرتا ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے
اور ساتھ میرے غلامی شہریار کی اختیار کرے اور جسکو نہ منظور ہو وہ چلا جائے اُسنے مجھے کس دن سے زیر
کرکے یون چھوڑ دیا اب مین اُسکے قدمون کو کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُسی وقت اُٹھا اور طرف لشکر شہریار کے
چلا سبنے کہا ہم آپکے ساتھ ہین کیمخت شاہ بھی ساتھ ہوا ارغوان شاہ بھی برائے جشن شہریار ہمراہ
بہرام روانہ ہوا ہرکارون نے شہریار کو خبر دی شہریار نے قمائل خان بن خنداکل خان و قہرمان دیوانہ
دفیروزہ دیوانہ سب کو واسطے استقبال کے روانہ کیا یہ سب گئے اور شہریار کی نوازش کا حال بیان کیا بہرام
بہت خوش ہوا اور کیمخت شاہ سے کہا ملاحظہ کیا حضور نے یہ اخلاق و مروت تو صاحبقران مین بھی شاید ہو
لائق صاحبقرانی یہی شہریار ہی اور دیکھ لیجئے گا جس دن سامنا ہوگا اور مقابلہ پڑے گا اُس دن حال معلوم ہوگا

امیر کو ساری صاحبقرانی معلوم ہو جائیگی غرضکہ تعریفین کرتا ہوا داخل جلسہ ہوا شہریار نے جو مقام کہ اُسکے واسطے معین کر رکھا تھا وہان جگہ دی کیخسرت شاہ وارغوان شاہ تخت پہ بیٹھے سردار ان کے مثل قیماس بلند آواز وارجاسپ مردم ور وتمثال مردم در اپنے ڈنگلون پہ بیٹھے بہرام کا ڈنگل ان سب سے بالا دست بچھوا رکھا تھا بہرام اپنے ڈنگل پر بیٹھا اسی وقت شہریار نے قید فلیوس بلند بالا کی طلب کی اور ہاتھوں سے اپنے ہتھکڑیان بیڑیان اسکی کاٹ کر خلعت دیکر اسکے بیٹھنے کو بھی ڈنگل عنایت کیا فلیوس اس نوازش پر اور بھی بندہ بے دام ہوا اور زیر تو پہلے ہی ہو چکا تھا اب انتظار ہی شہریار کو یہ امیر با توقیر بھی شاید آجائیں تو اپنے ڈنگل سے بالا دست چند ڈنگل اسنے بچھوا رکھے ہین لیکن پرپیلاس فرنگی نے کہا ای فرزند بھلا حمزہ کا یہ دماغ ہی کہ وہ یہان آئے گا ہان بعد مسیح جس روز تو اسے زیر کریگا لائیگا اُس دن وہ بیشک آئیگا لیکن ہرکارون نے خبر امیر کشور گیر کو پہونچائی کہ جلسہ ہو رہا ہی مگر ابھی اسپیچ نہین شروع ہوئی سنا ہی کہ بارہ بجے شب کو اسپیچ ہوگی اور دس بج چکے ہین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ وہانتک پہونچنے مین بھی کچھ عرصہ ضرور ہی گذریگا لہذا اب چلنا چاہیے کیونکہ ہمین بڑا اشتیاق ہی سب نے ہاتھ جوڑ کے کہا بسم اللہ غرضکہ امیر عالی مقام مع سرداران ذوالکرام بہ لباس معمولی رنگ رو تبدیل کیے ہوئے طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے جس وقت قریب پہونچے دیکھا کہ جابجا ناچ ہو رہا ہی آواز ساز سے تمام صحرا گونج رہا ہی سمان بندھا ہوا ہی ایک نازنین بادہ جبین یہ غزل گا رہی ہی

غزل

کھلا کاہیکو خود بیٹھے ہین سر نیم کمر باندھے
نہین جب سلسلہ باقی تو اب وفا ہی کا ہیکا
بندھی ہین جہاد کی مشکین اگر بلبل کے پر باندھے
شب فرقت کی تاریکی بیان اکم کس طرح ہوتی
لگائے تیر کیجیون نشانہ کیا نظر باندھے
اتی جیسیر کرنا کس سے بگڑ جائے کسکی موت آئے
نوافی کو کہتے خوب کرنا سر یہ باندھے
حیا نے وصل ہی دل ناز برداری کی خواہان ہی
مگر بیٹھے ہین ہم امید پہ عزم سفر باندھے

نظم دشمن ہین گیسو اُسکے بکھر لئے تو مین جانون
عبث اڑ بیان نہ آنکھون کی ہو بادی چشم تر باندھے
نہین پاتا کی وقت امر صبر و تحمل ہین
سر شام اسنے جب کھولے نہ گیسو رات بھر باندھے
امید قتل پر نہین یارب پر اب کیا ہے
کہ نکلے ہین وہ گھر سے آج شمشیر و سپر باندھے
بڑھی الجھن مین بیتابی تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے
وہ آنکھین کھول دینگے ہاتھ کوئی بیشتر باندھے

ہے لے خون اپنے سر قاتل نہ شمشیر و سپر باندھے
ابھی سے کیون ہوائین باندھی ہی آہ بے اثر باندھے
جہان ممکن صبر [illegible] خالی جا نہین سکتا
وہ چھیلے داغ دل جگر [illegible] اب زخم جگر باندھے
قرار اگر جا نہین [illegible] قاتل [illegible]
کفن پہنے ہین [illegible]
ہے چھوٹا عاشق کا ہی [illegible] افتادین گذر [illegible]
سمجھ کر آج پٹی زخم دل پر چارہ گر باندھے
طلب کرتا نہین گو آرزو وہ [illegible] پر دل [illegible]

اس مزے سے وہ نازنین اس غزل کو گاتی کہ مست کر دیا سب جو بیٹھے تھے امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر مثل عوام الناس کے تماشائیون مین ملکر کھڑے ہوئے یہ سب تماشے دیکھ رہے تھے مگر عمر عیار انکو عالم محویت مین چھوڑ کر غائب ہوگیا لیکن دیکھا امیر نے کہ بارہ بجے شب کے صحبت رقص وغنا برخاست ہوئی طائفے رخصت ہوئے پادری صاحب کی آمد کا غل ہوا وسط جلسہ مین نہایت بلند کرکے اک تخت نصب کیا گیا اتنے مین دیکھا کہ اک مرد ضعیف باریش سفید لوگ انکی بغلون مین ہاتھ دیے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا پرپیلاس فرنگی اور تمام سردار مع شہریار با وقار واسطے پیشوائی کے چلے استقبال کرکے لائے تخت پر بٹھایا پادری صاحب نے کھڑے ہوکر اسپیچ شروع کی پہلے بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بعد اسکے مدح جناب عیسیٰ اسکے بعد کچھ نصائح بیان کیے عالم سے مبالغت ترقی قوم کی صورتین کہ یکایک جانب فلک سے روشنی نمودار ہوئی اک برق سی چمکی سب گھبرا گئے دیکھنے لگے اک تخت نظر آیا کہ اوپر اسکے ایک مختصر شامیانہ کھنچا ہوا آگے اسکے گیلاس سبز و سرخ روشن اور ایک شخص بڑے قد و قامت کا باریش دراز و سرخ

دون اک خبر تازہ پہلے سن لیجیے کہ آپ صاحبقرانی سے معزول کیے گئے اور اب شہریار کی صاحبقرانی کو زمانہ
ہوگا یہ کہکر جانب پشت اشارہ کیا کہ لاؤ دیکھا کہ کشتی ہاتھ پر نمودار ہوئی اسی طرح سات کشتیان گردان گردون
نشین کے ہاتھون پر نمایان ہوتی نظر آئین وہ کشتیان شہریار کو مرحمت ہوئین اور فرمایا کہ اسمین اسباب
صاحبقرانی ہین جو تمکو مسیح کی جانب سے عنایت ہوتے ہین اس وقت بارہ ہزار فرشتے میرے ہمراہ ہین یہ اسباب
انھین کے پاس تھا تم لوگون کو وہ نظر نہین آسکتے کیونکہ جسم انکے لطیف و نورانی ہین اس واقعہ پر واقعی سب
امیر کو حیرت ہی تصویر بنے بیٹھے ہین لیکن شہریار کی یہ کیفیت ہی کہ جامے سے نہین سماتا ہی فرنگیون کے اعتقاد افزون
ہوتے چلے جاتے ہین ہر سپاہ سے فرنگی منتین اور خوشامدین نائب عیسی کی کر رہا ہی لیکن جس وقت کشتی
پوش ہٹائے گئے دیکھا کہ ایک کشتی مین خود دو بلغہ عرقچین زرہ ٹوپ وغیرہ رکھا ہی دوسری کشتی مین
داستانے زرہ موزے وغیرہ ہین تیسری کشتی مین گردہ سپر رکھا ہوا ہی چوتھی کشتی مین شمشیر آبدار پانچوین کشتی مین گرز
گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب چھٹی کشتی مین کمان و ترکش ساتوین کشتی مین
خنجر کٹار وغیرہ یہ سب چیزین ہین اور نام ہر شے پر شہریار کا کندہ ہی گردان گردون نشین نے کہا کہ یہ باتین تمکو مسیح نے عنایت
فرمائے ہین اور ارشاد کیا ہی کہ انھین کو زیب جسم کرکے امیر ثانی سے مقابلہ کرنا اور ادھر آؤ کہ ہم تمکو نظر کردہ کرین
شہریار دوڑکر قریب تخت آیا گردان گردون نشین نے دست مرحمت رکھا اور کہا جاؤ اب پشت تمھاری زمین کو نہ
لگے گی شہریار سلام کرکے پھر اپنے ذنگل پر آکر بیٹھا اسباب صاحبقرانی رکھوا لیا اور ان کشتیون کو زر و جواہر
سے پر کرکے نائب عیسی کی خدمت مین پیش کیا نائب نے سب کشتیان لیکر بالاے ہوا غائب کین اور کہا کہ فرشتو یہ کشتی جواہر جو
مسیح مین پیش کرکے کہدینا کہ یہ نذر ہی اسے آپ قبول فرمائین بعد اسکے ہر شخص نے حسب لیاقت نذر گذراننا شروع کی یعنی پہلے سپاہ فرنگی
و کمبخت شاہ بہر لعم و جملہ سرداران نامی وغیرہ نے تاج ارغوان شاہی پایمان لایا اور مذہب صنم پرستی کو تبدیل کیا اور نذر گذرانی
بعد اسکے معمولی لوگون نے بھی حسب حیثیت نذر دی جب نذرین گذر چکین تو گردان گردون نشین نظر امیر پا توجہ کرکے مخاطب
ہوئے اور فرمایا کہ بہتر و لازم یہ ہی کہ آپ بھی مذہب اپنا تبدیل کر ڈالیے دیکھیے مذہب عیسوی کیسا مذہب ہی اگر آپ
اس آئین کو جاری کرینگے تو صاحبقرانی آپ کی بھی قائم رہجائیگی لیکن صاحبقران کوچک کہلائیے گا اور
صاحبقران اعظم شہریار نامدار کہلائے گا یہ کہکر فرمایا کہ ہمارے آپ کے مذہب مین کچھ ایسا فرق نہین کیونکہ خدا کو
ہم آپ دونون برحق جانتے ہین لیکن نبی آپ کے اور ہمارے اور ہین مگر ہمارے نبی وہ ہین کہ جو بغیر باپ کے پیدا
ہوئے ہین پس کیسے پاک و طاہر ہوئے آپ کے نبی مین یہ بات نہین ہے امیر نے فرمایا آپ مجھے نصیحت
نکیجیے آپ شہریار سے صاحبقرانی میری چھنوا دیجیے مجھے منظور ہی گردان گردون نشین نے کہا افسوس
آپ کے والد ماجد بھی نہایت ہٹ دھرم تھے ویسا ہی مزاج آپ کا بھی معلوم ہوتا ہی انھون نے بھی پناہ عیاران
عیار بیک طرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار سے شخص سے کہ لقب شاہزادہ ولایت دل کا اسی کے واسطے زیب
تھا رنگکا ظالم کیسی کیسی زحمتین اٹھائین اور ایک ادنی سے کافر کی ناک کاٹ لینے پر اسکے ساتھ کیا کیا ظلم کیے کہ بیان
کے در ہو گئے اگر وہ شخص نہوتا تو صاحبقرانی نہ قائم رہتی اسی طرح آپ کا مزاج بھی نہایت ہٹ دھرمی
کا معلوم ہوتا ہی آپ بھی خواجہ عمرو نامدار کے فرزند دلبند سے اکثر بے ترکیبی کی باتین کیا کرتے ہین کبھی اس کو قید
[illegible] کبھی ساربان بچہ کہکر یاد فرماتے ہین یہ حرکات آپ کے اچھے نہین [illegible]
[illegible] آپ کے جد بزرگوار کو [illegible] ایک [illegible] تھا ور خانہ کعبہ تھے پروردگار عالم نے مرتبہ صاحبقرانی [illegible]

لیکن انسان کو وقت اپنا بھولنا نہ چاہیے لہذا میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بھی اگر عمرو ثانی سے بگاڑیے گا تو
بہت زحمتیں اٹھائیے گا اس تقریر پر شہریار تو وجد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضور کرامت کو نائب صاحب کی
ملاحظہ فرما رہے ہیں لیکن امیر کے چہرے پہ ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا سرداران میر دست بقبضہ ہوئے دیکھا
امیر نے کہ بارگاہ غیر ہے ایسا نہ ہو کوئی فساد برپا ہو اور بدنامی ہو کہ امیر گھر چڑھ کے لڑنے آئے ہیں یہ سوچ کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے گردان گردون نشین مجھے پاس ہے شہریار کا ورنہ اس ریدہ دہنی کا جواب
تجھے دیتا خیر دیکھا جائے گا یہ فرما کر چلے گردان گردون نشین نے ایک پرچہ جیب سے نکال کر دیا اور کہا
خیر اسے اپنی بارگاہ میں پہونچ کر ملاحظہ فرمالیجیے گا امیر نے پرچہ لیکر جیب میں رکھ لیا اور روانہ ہوئے شہریار مع سرداران
تا مدار تا در بارگاہ پہونچانے آیا بعد جانے امیر کے گردان گردون نشین بھی نظروں سے غائب ہو گئے لیکن
امیر با توقیر لاحول پڑھتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے منہ ہاتھ دھو کر لباس نفیس پہنکر دنگل شوکت پر متمکن
ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے ابھی تک یہی سردار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہیں کہ ہمراہ امیر کے
تھے سوا یگانوں کے کوئی بیگانہ نہیں ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ میں جو اس فرحنور سے کچھ عرض کروالا
تھا اتنے میں لشکر کی آمد شروع ہو گئی وہ تذکرہ رہ گیا پھر اتنی فرصت اور تخلیہ کا موقع نہ ملا کہ عرض کرتا امیر نے فرمایا ہاں
مجھے بھی یاد آیا بیان کرو شہنشاہ نے عرض کیا کہ شہریار ایک ساحرہ کے پھندے میں گرفتار تھا حسب اتفاق اس
صحرا میں میرا پہونچنا ہوا میں نے اسے رہا کیا اور مارا اس ساحرہ کو جسوقت یہ بارگاہ میں بیٹھا اسنے عجیب طرح کا کلمہ منہ
سے نکالا امیر نے فرمایا وہ کیا عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ ماہ چہرہ یا تو کسی صحرا میں واسطے شکار کے تشریف لے گئیں
یہ میں نہیں معلوم کیونکر نقاب چہرے سے ہٹ گئی اور اس کمبخت نے دیکھ لیا جب سے عشق کا دم بھرتا ہے میں نے
اسی سبب سے قتل نہیں کیا کہ کچھ نشانیاں اسمیں اولاد ابراہیم علیہ السلام کی پائی جاتی ہیں لیکن بارگاہ سے
اپنی نکال دیا یہ سنکر رنگ روے مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں جلد فیصلہ اس فرنگی بچے سے
ہو جائے لیکن پہلے طبل بجوانا ہے آئین کے خلاف ہے کیا کروں اور کیا نہ کروں لیکن ہے کوئی ایسا کہ جائے اور
سر اس گیسو بریدہ کا لائے وہ کیوں واسطے شکار کے اس بے انتظامی سے گئی کہ اسنے دیکھ لیا بدیع الملک نے
جواب دیا کہ حضور یہ امر علیحدہ کا نہیں دیکھا جائیگا سبھی شاہزادیاں سیر و شکار کرتی ہیں یہ کہکر بات کو ٹالنے کے
واسطے امیر سے کہا وہ پرچہ جو حضور کو گردان گردون نشین نے دیا تھا ذرا اسے تو ملاحظہ فرمائیے امیر نے
کہا ہاں بھئی خوب یاد دلایا اور کاغذ کو جیب سے نکال کر ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا منم خواجہ عمرو ثانی کیوں حمزہ رہزنی
کی نحوست کا نتیجہ دیکھا کہ ہم کس مرتبہ پر تھے اور آپ کہاں تھے لیکن حمزہ تجھے قسم ہے جناب حمزہ صاحبقران کی کہ
مجھسے خفا ہوتا اگر میں ایسا نہ کرتا تو تجھے اسقدر زر و جواہر کہاں سے ملتا تیری جوتیوں کے صدقے میں میں نے
اس ترکیب سے پیدا کر لیا امیر اس حرکت پر قہقہہ مار کر ہنسے اور سرداروں سے کہا کہ دیکھیں حرکتیں تمنے اس فرزند
کی کیا دھوکا دیا ہے ان فرنگیوں کو اور کس ترکیب سے اپنا مرید بھی کیا روپیہ بھی لیے سو دیکھتے لگے اتنے میں آواز
زنگل کی بلند ہوئی دیکھا کہ دروازہ بارگاہ سے عمرو ثانی چلے آتے ہیں امیر نے فرمایا او دغاباز ارے تو آسمان
پر سے اترتا ہوا کیونکر آیا کیا تو نے کچھ سحر بھی یاد کر لیا کہا حمزہ تو بھی کیسا بھولا ہوا ہے میرے پاس منڈھی حضرت
داؤد علیہ السلام کی ہے وہ ایسے تحفے کی چیز ہے کہ جسوقت میں چاہتا ہوں وہ ہو جاتی ہے اور بالاے ہوا مانند
تخت سلیمانی کے اڑتی ہے اور فرشتے کیسے میرا ہر کشتی ایک چالاکی کے ساتھ زنبیل سے نکالتا تھا اور زندہ بھی

مع کشتیون کے داخل زنبیل کرتا تھا لیکن کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہ اپنے ہاتھ کی چالاکی تھی اور حمزہ تو بہت کہا
کرتا تھا کہ تمہارے باپ نے صاحبقران اول کے ساتھ فلان عیاری کی اور فلان کام کیا مین نے کہا مین بھی ایک نمونہ
تجھے دکھادون امیر نے فرمایا واقعی مین خواجہ اول نے بھی ایسی عیاری کبھی نہ کی ہوگی بیان تو یہ رنگ تھا لیکن حال عمرو عیار سنئے فرنگی
کا سنئے کہ بعد جانے مردان گردون نشین کے جلسہ برخاست ہوا بارگاہ آراستہ ہوئی یہ دو لون بادشاہ یعنی کیخت شاہ بغیر پرست
والا عنوان شاہ بھی ایمان لائے اور شریک ہوئے شہریار کی صاحبقرانی قائم کی گئی بہرام تیغزن کو شہریار نے
خلعت دیکر سپہ سالار مقرر فرمایا اب فرنگیون کی گنی قوت ہوئی کہ دو بادشاہ مع سرداران نامدار اور شریک
ہوگئے ہین بڑی جمعیت کثیر ہے غرض کہ جب دوسرا دن ہوا شہریار نے دربار آراستہ کرکے باتھاے
صاحبقرانی طلب کئے اور جسوقت سب اسباب سلاح خانے سے آیا شہریار نے تن پر آراستہ کیا لیکن اتنا
بحملہ رکھا تھا کہ جسوقت گردان گردون نشین نے یہ کشتیان نکالی ہین تو ایک کشتی عیار شہریار مہتر طیفور شہریار
کو بھجوادی تھی کہ اسمین باتھاے عیاری مثل گلیم و خنجر و زنبیل و زنگلہ وغیرہ کے سب چیزین تھین اور کہدیا تھا کہ بعد
چندروز کے اس زنبیل سے مثل زنبیل عمرو کے گلیم عیاری وغیرہ اور جاجہ چیزین نکلا کرینگی اور تجھے ہم نے مہتر عیاران کیا کہ تو
بھی عمرو ثانی پر غالب آئیگا قلندر طیفور بھی باتہائے تن پر آراستہ کرکے ایک کرسی پر بیٹھا ہے لیکن جس وقت کلاہ عیاری
سر پر رکھی عجب سامان نظر آنے لگے کہ ڈیڑھ ہاتھ کی اونچی ٹوپی اوپر اسمین مور کا پر لگا ہوا گھنگرو ٹکے ہوئے طیفور بھی
بیوقوفون کی طرح کرسی پر بیٹھا اسوقت ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے اور جام بادۂ ناب گردش مین آیا جس وقت
شہریار نے دو چار جام پئے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم صاحبقران اعظم بہرام تیغزن نے عرض کی
کہ اس مین شک کیا ہے شہریار نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی شخص ایلچی بنکر جائے اور جواب نامہ امیر ثانی
سے لائے یہ کہکر دبیر کیطرف مخاطب ہوا اور فرمایا لکھ نامہ حمزہ صاحبقران ثانی کے نام اس مضمون کا کہ یا دین
عیسوی کو قبول فرمائیے ورنہ مجھ سے مقابلہ کیجئے کہ مجھے خود دعوے صاحبقرانی کا ہے کل اپنے ملاحظہ کیا کہ
نائب عیسی تشریف لاکر مجھے نذر کردہ کر گئے اور باتہائے صاحبقرانی عنایت فرما گئے اب کون ایسا ہے کہ
پشت میری زمین کو لگاوے یا فن سپہ گری مین کوئی سبقت لیجائے دبیر نے اسی وقت نامہ لکھکر تیار کیا شہریار
نے مہر اپنی ثبت کی اور ایک جام بھرواکر رکھا کہ فوراً بہرام تیغزن بے اندیشہ انجام اپنے دنگل پر سے کود پڑا ساغر
ہونٹون سے لگایا نامہ شہریار سے سے باندھا اور نکل کر بارگاہ سے بارہ ہزار جوان چھانٹے کہ جن کی دروبیان سرپنج
ہفتین خاص شہریار دلاور کے اردلی کے لوگ تھے اور بعظم وشان سے طرف لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت قریب
لشکر پہونچا سرکارے افتان وخیزان خدمت بادشاہ اسلام شہنشاہ فدو الکرام مین حاضر ہوئے دعا وثنای شاہی اس
طرح بجالائے شعر رہے تا ابد شاد عالی وقار ٭ باقبال و دولت بعز و وقار ٭ بعد اس کے عرض کی کہ بہرام تیغزن سپہ سالار
لشکر شہریار بقصد ایلچی گری آتا ہے امیر نے اسی وقت بخاطر شہریار ایک دنگل اس کے واسطے بچھوادیا اور فرمایا
کہ شاہان ہفت ملک برائے استقبال جائین اور بحرمت تمام لائین اسی وقت حسب ارشاد شاہان
ہفت ملک گئے اور بعد عزت بہرام تیغزن کو لائے بہرام نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا گاہ پر سے مجرا کیا
امیر کیتی ستان کی خدمت مین تسلیم بجالایا حکم ہوا کہ بیٹھو بہرام سلام کرکے دنگل پر متمکن ہوا ساقی کو اشارہ ہوا
اس نے کئی جام ابر بہار کے دیے بہرام نے امیر کو سلام کرکے پیے صاحبقران نے بتحلق تمام مزاج شہریار عالی مقام کا
پوچھا بہرام نے عرض کی کہ اچھے ہین فرمایا کس مقصد وارادے سے اس وقت تمھارا آنا ہوا بہرام نے کہا منم نامہ دار کا

بادشاہ اسلام داخل محل ہوئے امیر باتوقیر اپنے آرامگاہ میں آئے اور سرداران رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمہ
میں داخل ہوئے سہروں پر لیٹ لیٹ کر عروس خواب سے واصل ہوئے لیکن مقبل وفادار یادگار امیر
عالی وقار کے خیمہ کے گرد تیر کمان ہاتھ میں لیے پھرنے لگا دریائے محافظت میں تیرنے لگا ہر طرف لشکروں
میں طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز ہشیار باش کی بلند تھی جوانان آزمودہ کار سلاح حرب و پیکار کی چستی و
درستی میں مصروف تھے کوئی تیر ترکش میں بھرتا تھا کوئی چلہ کمان کو درست کرتا تھا کوئی تلوار کی دھار کو دیکھتا
تھا کوئی کٹار کو سنبھالتا تھا کوئی زبان نیزہ کو تیز کرتا تھا کوئی حلقہ کمند کو سلجھاتا تھا مردان دلاور میں یہاں
جنگ تھا بودوں کا مارے دہشت کے قافیہ تنگ تھا کسی کو ولولہ تیز کسی کو خیال گریز کوئی آمادہ پیکار کوئی بھاگ
جانے پر تیار کسی کو فکر نام و نشان کسی کو کوشش امن و امان کہاں تک گذارش کیا جائے کہ اسی کیفیت میں وہ
وقت آ پہونچا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اظہار صبح ہر طرف ہونے لگا ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر سنکر
دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور پہنکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری سے
چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند بند نقاب کے بیجا سبب ہو کر
دور کیا دیکھا کہ تاج زریں بسر و چار قبہ شاہنشاہی در بر اس کروفر سے در مشرق آسمان سے ظہور کیا تمام عالم
کو نور سے معمور کیا اگر ماہتاباں آمد مہر درخشاں سے بشکل حیران بے سر و سامان رواں دواں ہو کر دامن کہکشاں
میں پنہاں ہوا ہیبت آفتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے کہ پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ادھر حمزہ صاحبقران
بمنزلہ قاف ثانی سلیمان بعادت معہود بہر طاعت رب ودود اٹھے اور بعد رفع احتیاجات مشتاق عبادت
وضو بصد آرزو کر کے مسجد کرپاس میں قدم دھر کے نماز رب بے نیاز پڑھنے لگے کہ اتنے میں عمر ثانی حاضر
ہوا تسلیم بجا لایا امیر نے بعد ختم وظائف بصد لطائف گلستان رنگین بیانی کو یوں آراستہ و پیراستہ کیا کہ ای
ہدہد فرخندہ فال و ای طوطی شیریں مقال بادشاہ اسلام کی خبر لے کر آ وہ حسب الارشاد ہدایت بنیاد
در شاہی پر بڑی جانکاہی سے پہونچا دربان و محلدار سے جاسوسی و چاپلوسی کرنے لگا کہ ظل اللہ کے آنے میں
کیا دیر ہے کہ بغیر آئے جلوہ بارگاہ سلیمانی اندھیر ہے آخر الامر یہ مژدہ جانفزا سنا کہ اب آپ آتے ہیں بہت جلد تشریف
لاتے ہیں اس خبر فرحت اثر کو سنکر بخدمت امیر میں آیا اور حقیقت حال کو راست راست بے کم و کاست

کہہ سنایا قلم ...
کھینچنے لگا تیشہ وہ بہشتی
نور اسکا لب بام مہر چمکا
کفار کا جسنے سینہ تاکا
راستے رات کو بہت پا میں
مہر کی ذکر سے تھا اک بیر

کھولنے جب میں سنا خبر کو
داکر دی زندہ گلیم میں ڈالی
پہلوؤں میں سپاہی کی تھی
تلوار لگی ہوئی کمر میں
وہ مرکب خوش خرام کیا تھا
جلد اسکی مثلی ہوا تھا شکل فانوس

کہنے لگے مرحبا عمر کو
پگاہ کی طرز بیٹھا لی
سو اپشت پہ لگی ہوئی تھی
وہ گھوڑا سیاہی خوشنما نظر میں
چلنے میں غیرت صبا تھا
پاکر کے گلوں سے تھا وہ بوس

... تھی سلاح کی کشتی
... سر پر رکھ کے
... اقبال میں تھا وہ ...
دستار تیغ دست خوشنما میں
... ڈالتا تھا وہ فلک سیر
جس ... زیب بارگاہ

سلیمانی زینت و تجمل صاحبقرانی سلاح حرب و پیکار سے آراستہ ہوا اور سرداران عالی مقام کی شمع جمع ہونے لگی
ناگاہ سواری لندھور ثانی کی مانند مہر درخشاں کے طلوع ہوئی وہ جوان بصد آن بان عازم میدان کارزار
اس فیل طویل پر سوار جس سے جاہ و جلال آشکار خواصی میں گرز گرانبار زیب جسم تمام ہتھیار اس قطار
سے نمایاں ہوا پشت پر فوج ظفر موج مانند بحر زخار بصد وقار آگے آگے فیل مست جسکی بلندی سے

نظم

کوہ پست مانند ابر وسحاب جھومتا ہوا
اسکے تیغ نگاہ کی اطڑ سے پھرے پھنفا
اسکے دانتوں کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیر کار

شان وشوکت کو کہوں کیا ہیں تیرہ ہاتھی کی
کہکشان جوں شب بار الہیں عیاں سو فلک
لیکے خرطوم میں زنجیر ہلاسے وہ اگر

چرخ پر جوں مہ نو ہاتھیے یہ ہوں اسکی گجگ
ہاتھ نیلی نے نکالے ہیں سپہر شیشے سے
بنے مجنوں کی رسن سلسلہ لیلی کی جھنک

دانتوں پر فیل کے پلہ چڑھے جواہر نگار چڑھے ہوے مانند آغوش تمنا دشمن کے واسطے اپنی حملہ سے بڑھے ہوئے جس وقت سامنا امیر باتوقیر کا ہوا اشہد جمہور تسلیم بجا لایا جانب دست راست حسب دستور قدیم مقام پایا تب تین سواری مانند باد بہاری پہلوان زمان صاحب نیزہ دو زبان رفیق وفادار مالک ثانی نام دار کی بصد عزو وقار نمایان ہوئی نیزہ عیال مرکب پیچ وخم ہوا اول ولولہ جنگ سے بھرا ہوا کلاہ کج بانکی پیچ وخم اور بکری راہوار زیر ران بیچ ایستیاں کرتا تہ اس کے چھریا ہمنود اریہوا **نظم** صفت اسپ کس طرح تیزی رفتار دکھائے راہوار نہ آنکھوں میں وسعت میدان جہان ہی کوتاہ ہے جتنے عرصہ میں اٹھے دیکھنے وا لے کی انظر جا کے پھر آئے کبھی بار وہ ہذا نگاہ دو سپاہ و کہ دم صبح جو سبزے پہ چلے کو فیل شبنم سے نہ ہو نیل سے شبنم آگاہ ہو آگئے آ گے مالک عالی وقار پشت پر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار اس شان وشوکت سے بصد تجملات خدمت بابرکت امیر کشورگیر میں حاضر ہوکر تسلیم کو گردن جھکائی کرم صاحبقرانی سے جانب دست چپ جگہ پائی بعد انکے روح و روان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک نوجوان بصد عظم وشان مانند مہر درخشان حاضر حضور پرنور ہوے اور اپنے عہدے پہ مامور ہوے پھر چشم وچراغ شاہزادہ ایرج نوجوان امیرہ لعل خفتان یعنے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان بصد شوکت وشان مانند ماہ تابان ہمراہ فوج گران مانند سیارگان ہمراہ لیے خدمت صاحبقران جہان میں حاضر ہوے اپنے منصب سے باہر ہوے اسی طرح ہر سردار نامدار با فوج بسیار بصد عز ووقار خدمت حمزہ عالی وقار میں حاضر ہوا یگان یگان مانند نور الدہر و بدیع الزمان و داراب کشور کشاد تورج با خدا افرامرز بعادمغربی شاہزادہ بہارستان عرب سب کے سب عازم حرب داہنی صف میں ملے اور کیخسرو نامدار ایرج عالی وقار قہرمان دیو پرور جمہور دلاور بائیں صف میں ملحق ہوے جس وقت اس ماہ برج صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کے گرد و پیش مجمع غازیان و قائدین کا ہو گیا جانب ایوان شاہی طرف دروازہ جہان پناہی روانہ ہوے ناگاہ تخت بادشاہ عالی جاہ سکا کہاریان کاندھوں پہ اٹھائے قدم بڑھاے جانب در روانہ ہوئیں یکایک پردا اٹھا پرخی پر کھینچا اور ظل اللہ سعد بن قباد شہریار برآمد ہوے اول سلام امیر باتوقیر کا ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا مراد اس سے یہ تھی کہ تمہاری طرف سے ہمارے دل میں جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں نے گردنیں خم کیں آداب شاہی بجا لائے لیکن کہاروں نے دوڑ کر تخت شاہی کاندھوں پہ لیا کہاریاں پھر داخل محل ہوگئیں اور شاہ کی سواری مانند باد بہاری مع صاحبقران نامدار و سرداران والا تبار طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی وسط لشکر میں تخت شاہی قائم ہوا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ آراستہ ہونے لگا داہنی جانب علمہاے سبزہ کو جلوہ ملا یہ معلوم ہوا کہ اک باغ تازہ آراستہ ہوگیا بائیں جانب نشان ہاے سرخ غیظ وغضب کی علامت مانند پرکالہاے آتش کے ضو دینے لگے سرداران نامدار و دلاوران مشہور شعار توسن ہاے بادرفتار پر سوار صفوں سے دس دس قدم آگے بڑھ کر بتیہ سرداری کھڑے ہوے اور امیر ابن امیر صاحب چہار شمشیر زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ ثانی جانب تیم لشکر سے آگے بڑھ کر بتیہ صاحبقرانی قائم ہوے سر پہ

علم اژدہا پیکر کھلا ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران دے رہا ہی عمر ثانی رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہاتھ سے
ارادہ مالک پر نظر کیے کھڑا ہی اس طرف لشکر فرنگستان کے جوان عجب آن بان سے باجے بجاتے قدم قواعد سے
اٹھاتے گروہ گروہ جوق جوق انبوہ انبوہ آکر صف آرائی کر رہے ہین شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار ہمراہ
عیار طرار میدان گیرودار مین اسی طرح چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی استادہ ہوا آج بانہ ہاے صاحبقرانی
کی گرانی جسم کو بھلی معلوم ہوتی ہی آج تین لشکرون کا ایک لشکر ہو گیا ہی عجیب نظارہ دکھایا ہی کہ وسط فوج مین فوج فرنگستان اور
تخت پر مالک پرسپاسے فرنگی ہی میمنے کے سمت لشکر کمبخت شاہ شجر پرست افسر فوج صہرام ساز پرست بادشاہ
لشکر کمبخت شاہ ہی میسرہ کی طرف لشکر ارغوان شاہ افسر لشکر قبلہ پوس بلند بالا اور سردار صفون سے آگے
قدم بڑھائے اپنی اپنی فوج کے پرے جمائے کھڑے ہین شہریار نے کل فوج کی وردیان اپنی فوج کے توشہ
خانہ سے نکلوا کر تقسیم کی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کل فوج فرنگستان کی ہی وہ وردیان زرق برق جنکی خوبی مین ذرا
فرق نہین عجب بہار دکھاتی ہین یکایک ابلہ ارسبق رفتار پرون سے نکل نکلکر میدان کی درستی بقصد تیز دستی کرنے
لگے آن واحد مین صفحۂ صحرا کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا اس آئینہ کو غبار
سے پاک کر دکھایا وہ تازی تازی زمین صحرا کی جو جابجا سے کھود دی گئی ہی اور آبپاشی ہوئی ہی تو عجب طرح کی
سوندھی سوندھی خوشبو نکل رہی ہی نکہت گلہاے صحرا اس شمیم سے ملاقی ہو کر اپنا رنگ بدل رہی ہی جو انان فوج ہر
فوج مست کھڑے جھوم رہے ہین تلوارون کے قبضون کو چوم رہے ہین ناگاہ نقیب نامردون کے پرے
پھرون کے قریب آکر یون نقابت کرنے لگے نظم

نام کر جاؤ جان پر کھیلو	واد لینا اگر ہی تو لے لو
زال باقی نہ اب تہمتن ہی	نہ تو گودرز ہی نہ بہمن ہی
سیکڑون کو کیا جنھون نے ہلاک	آج سوتے ہین وہ پڑے تہ خاک
تم بھی جانین لڑاؤ صف شکنو	تیغ کے گھاٹ جاؤ تیغ زنو
ہان یہی ہیگا دکھو دادی جنگ	ہو مدار روزگار سیب ہی ننگ
ایسا نہ رہے گا جہان مین نہ رہا سلام	گور کبھی تو نہین کہان بہرام
نہ ہین گرگین و طوس گودرزی	مدت عمر ہو گئی سب کی
گر نہ مدفن نہ شمع مدفن ہی	نام بانشان شہر ہی روشن ہی
آج مرنے مین ہی ابدتک نام	جنگ سے ننگ دکھا نہین انجام

جسوقت نقیب یہ نہیب دیکر ہٹ گئے جوانان جنگ آزما کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا ہر ایک نے
آغوش تمنا پھیلا کر عروس اجل کو پکارا شہریار نامدار نے ایک انگڑائی لی کہ دونون تسمے رکابون کے ٹوٹ گئے اس
ولولے کو دیکھکر بہادرون کے جی چھوٹ گئے لیکن طفیفور شیر دل نے اور رسائی لاکر مرکب کو پھیرے آراستہ کیا
شہریار گھوڑا اڑا کر سامنے تخت مالک پرسپاسے فرنگی کے آیا پیادہ ہو کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کیا کہ آج
امیدوار دعا ہون کیونکہ سامنا اس شخص کا ہی جسنے تمام عالم کو اپنا مطیع و فرمانبردار کیا ہی بہادرون نے اسکی اطاعت
کا جام پیا ہی آج کے مقابلے مین اگر مسیح نے مدد کی اور اسکو زیر کیا تو گویا تمام عالم کو اسیر کیا پرسپاسے فرنگی نے
آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جا ہی فرزند سپرد کیا تجھے پروردگار عالم و مسیح مکرم کے تو تو نذر کردہ مسیح ہی اب
کون تیری پشت زمین کو لگا سکتا ہی کب حمزہ تاب مقاومت لا سکتا ہی شہریار سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر چاہتا ہی کہ
میدان مین جاکے ہنر جنگ دکھائے کہ یکایک جانب شمال سے تتق گرد خفیف نمودار ہوا یہ معلوم ہوا کہ بونڈر لا گرد کا چرخ
مارتا چلا آتا ہی شہریار منتظر ہو کر کھڑا ہو رہا کہ اسے دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہی کیا خبر لاتا ہی کہ یکایک آن واحد مین
وہ گرد قریب آکر فرد ہوئی اور ایک سانڈنی سوار برق رفتار نظر آیا دیکھا کہ جانب لشکر پرسپاسے فرنگی آتا ہی
معلوم ہوا کہ کوئی نامہ دار ہی لیکن اس شتر سوار نے جو شہریار نامدار کو عازم کارزار دیکھا جلدی سے اونٹ کو بڑھاکر

قریب آیا اور پکارا ای شہریار توقف فرمایئے شہریار نے کہا خیر باشد کیا ہی اُسنے پگڑی سے خط نکالکر ہاتھ مین دیا اور
زبانی بھی بیان کیا کہ آپ کے ملک پر شادمان شاہ ملک شادیانہ کا رہنے والا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے چڑھ آیا ہی اپنی حد سے بڑھ آیا ہے ملک پر تباہی آیا چاہتی ہی فوج آپ جو واسطے حفاظت کے چھوڑ آئے
تھے قلعہ بند ہی سمار فرنگی جو آپ کی طرف سے حاکم تھا لڑکر زخمی ہوا وہ پہلوان رستم زمان افراسیاب وقت اُسکے
ہمراہ ہین شہریار رمع سانڈنی سوار جو نامہ لیے ہوئے خدمت امیر کشورگیر مین آیا تمام ماجرا کہہ سنایا اور خط بھی دکھایا
صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ ای بہادر اگرچہ مجھے تیرے مقابلہ کا بہت بڑا اشتیاق ہی جانا تیرا اسوقت دل کو
شاق ہی لیکن یہ وقت نہایت نازک ہی کیونکہ قلعہ مین ناموس بھی ہونگے اور معاملہ ناموس کا نہایت نازک ہوتا ہی
اگر حیات مستعار باقی ہی تو انشاء اللہ پھر آزمائش ہو جائیگی ای شہریار تو بھی دوسرے کی ناموس کا بہت خیال
رکھنا یہ نصیحت یاد رہے دشمن جان سے جان کی دشمنی چاہیے ناموس کی بے پردگی آبروریزی کا باعث ہی ان
نصیحتون مین امیر کے جو اشارے تھے یقین ہی کہ ناظرین بالتمکین سمجھ گئے ہونگے چونکہ امیر بالتجربہ ظاہر
ہوچکا ہی کہ شہریار نام ملکہ جاجرہ بانو کا بے ادبی کے ساتھ لیا کرتا ہی دم محبت کا بھرتا ہی لہذا صاحبقران نے رواداری
کو نصیحت دلاکر بیان کیا کہ پھر دل مین پشیمان ہو غرضکہ شہریار نامدار امیر عالی وقار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
وہ خط ملکہ سپہ سالار فرنگی کو دکھایا اور آپ اسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا
امیر کشورگیر بھی مجبور و ناچار میدان کارزار سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے

اب چند کلمے ملک فرنگی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد کوچ کرنے شہریار عالی وقار کے یہ خبر شادمان شاہ کو پہونچی کہ ملک فرنگ بالکل خالی ہی فقط ایک سردار
سمار فرنگی نام چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے واسطے محافظت و انتظام ملک قلعہ مین ہی میدان خالی پاکر سوچا
کہ اس سے بڑھکر موقع فرنگستان کے لے لینے کا ہاتھ نہ آئے گا یہ خیال کرکے سہراب مناره گردن فیل پیکر کو حکم
دیا کہ بیشتر ہمارا طرف ملک فرنگ کے روانہ ہو اگرچہ باخداوند تعالی اکیلہ رہ لے تو ہم بھی پہونچین گے بلکہ اے
سہراب مناره گردن اگر موقع پانا تو ملک پر قبضہ کر لینا ہمارے آنے کا خیال نکرنا سہراب مناره گردن یہ
حکم پاکر اسی وقت تیاری کرکے طرف فرنگستان کے روانہ ہوا تیسرے روز شادمان شاہ نے بھی کوچ
کیا کہ ساتھ اُسکے دو پہلوان زبردست نام ایک کا بابان ہیمون چشم اور دوسرے کا شیرزاد شیر چشم
ہی یہ دونون پہلوان رشک سام بن نریمان ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائے گا لیکن سہراب جو دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے پہلے چل چکا ہی صحرائے فرنگستان مین پہونچا خیمہ برپا کیا سمار فرنگی کو خبر پہونچی اُسکے پاس
اگرچہ فوج قلیل تھی لیکن یہ بہادر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت سہراب مناره گردن نے دیکھا
کہ سمار فرنگی آمادہ پیکار ہی ایک شخص کو نامہ دیکر روانہ کیا خبر سمار فرنگی کو ہوئی کہ نامہ دار آتا ہی کہا بلالو جس وقت
وہ نامہ بر سامنے آیا مضمون نامہ زبانی بھی کہہ سنایا کہ بہتر یہی امر ہی کہ قلعہ فرنگستان خالی کردو ورنہ مفت مین
جان و مال پر تباہی آنے کی سلطنت بھی جائیگی جان بھی جائیگی سمار نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا لیکن لیجا
کے جو نامہ لاکر سہراب کو دیا نہایت برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی گرجی ہرکارون نے سمار فرنگی کو خبر دی یہاں بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ بیدرنگ ہونے لگی تمام
رات جوانون کو سلح سنجوگ درست کرنے مین گذری لیکن جس وقت تیرگی شب مانند سیاہی چشم کور

معدوم ہوئی اور سفیدہ سحری بسان بیاض ید بیضا نمودار ہوا ہر شخص خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے اپنے دین
ومذہب کے موافق عبادت پروردگار بجا لاکر عازم میدان قتال ہوا آفتاب نکلتے نکلتے فوجین میدان مین صف آرا
ہوگئین بیلداروں نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو برابر کرکے مثل آئینہ کے ہموار کردیا
سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نہیب دینے لگے ہان اے بہادرو دلاورو اسی دن کے
لیے بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج وہ وقت آیا ہے کہ چاہیے حق نمک ادا کرو دل مین مالک کے جاکر و جسوقت
نقیب و نہیب پھر علیحدہ ہوئے سہراب منارہ گردن فیل پیکر نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان
کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ باشاہ ای گروہ نصاری جسکو تمنا ہے مرگ و آرزو ہے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے
کو یہ سنکر سمار فرنگی میدان مین آیا بعد گفتگو ہے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ سمار نے نیزہ سہراب کا ہوائی کیا سہراب نے غصہ مین آکر ایسی ضرب ماری کہ سمار کا زخمی ہوا سمار نے
زخم سر باندھکر وار تیغ آبدار کا کیا کہ شانہ سہراب کا بھی نشانہ ہوا دونوں طرف کے لشکر دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ
ہوگئی تلوار چلنے لگی واقع مین عجب تاثیر ہے زمین قلعہ فرنگ کی کہ خون انسان کی پیاسی رہتی ہے کتنی میدان
داریاں ابھی ہو چکی ہین کسقدر کشت و خون ہو چکا ہے کہ لہو تک اچھی طرح نہ سوکھا ہو گا لیکن فوج سہراب
کی تعداد دو لاکھ کی ہے اور فوج سمار فرنگی کی کل چالیس ہزار شکست ہوا چاہتی تھی کہ حسب اتفاق پشت لشکر
سمار کی جانب سے ایک آندھی اٹھی کہ آن واحد مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فوج سہراب کی آنکھوں مین خاک
نے گھر کیا کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا فرنگیوں کی بن پڑی تھوڑا سا فاصلہ دیکر تیر و تبر پر دھر لیا جو تیر جاتا تھا دو دو تین
تین کو گرا دیتا تھا ایک تو کمان کا زور دوسرے ہوا کی قوت تو تیر کا چوگنا ہو گیا تھا سہراب کے لشکری جو
تیر مارتے تھے ہوا کی تیزی سے وہ تیر پلٹ پڑتے تھے آپ نشانہ اجل ہوتے اپنے وار اپنے ہی اوپر
چل رہے تھے رنج تھا مین روشن نہ ہو سکتی تھین کہ تاریکی کو برطرف کرتین تین پہر کامل جنگ ہی جسوقت آندھی
برطرف ہوئی دیکھا تو ہزارہا آدمی فوج سہراب کے مارے گئے ہین اور دو چار سو لشکر سمار کے بھی قتل ہوے
بلکہ یہ کشتے وہی ہین جو قبل آندھی کے مارے گئے تھے بعد آندھی آنے کے ایک متنفس بھی فوج سمار کا ہلاک نہین ہوا
چونکہ سردار فوج دونوں طرف کے زخمی تھے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے سمار فرنگی شکر پروردگا
کرتا ہوا اپنے خیمے مین داخل ہوا زخم سر مین ٹانکے لگائے گئے پٹی مرہم کی چڑھی وہان سہراب منارہ گردن میدان
سے لاشے اٹھواتے اٹھواتے پریشان ہو گیا شام ہو گئی لیکن لاشین نصف سے زیادہ باقی رہ گئین شام کو یہ بھی
داخل خیمہ ہوا علاج سر مین مصروف ہوا جب دوسرا دن ہوا پھر دن بھر لاشین اٹھا کین اب لڑائی موقوف ہے
کیونکہ دونوں کے سر زخمی ہین تیسرے روز سمار فرنگی علیحدہ خیمہ سے ایک راوٹی مین بیٹھا سیر صحرا کر رہا تھا کہ جانب بیابان
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا سمار سمجھا کہ پھر کوئی آندھی آتی ہے لیکن وہ جسوقت گرد قریب پہونچی ہوا نے مار اگرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد فتنہ کا فتنہ ہوا اول گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھر ہرے ہر ہر علم
کے تعریف خدا و تمثال آئینہ رو تحریر تھی عقب مین فوج جرار پیچھے پیدل آگے سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ
آگے آگے دو پہلوان مرکبوں پر سوار گھوڑے ہوا سے سیر دستے جنگل کی بجنپیاں کرتے طرارے بھرتے
نمودار ہوے سوار مرکبوں کو چمکارتے سنوارتے چلے آتے ہین ہرکارے دونوں لشکروں سے واسطے
خبر کے روانہ ہوے تھے سمار فرنگی سے آکر بیان کیا کہ بادشاہ ملک شادمانیہ ملک شادمان شاہ

چار لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے اور قصد اسکا قلعہ فرنگ کے لینے کا ہے سہراب ستارہ گردن جس سے
جنگ ہو چکی ہے یہ اسی کا ملازم ہے یہ سننا تھا کہ سمار فرنگی نہایت پریشان ہوا اور سانڈنی سوار کو تو خط دیکر طرف
شہریار کے روانہ کیا آپ اسی وقت مع فوج داخل قلعہ ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا توپخانہ کا انتظام درست
و چست کیا اور اہل فوج سے کہا کہ تم سب پریشان نہ ہونا کیونکہ مین نامہ شہریار عالی وقار کو لکھ چکا ہون تا انتظار اسکے
جانین لڑو اور ملک و ناموس کو بچاؤ کہ یہی دن نمک حلالی کا ہے لیکن سہراب کو جو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ آ گیا نہایت
خوش ہو کر واسطے استقبال کے روانہ ہوا بارگاہ شاہی تو پہلے ہی سے آراستہ ہو چکی تھی شادیان شاہ
مع فوج آکر صحرا مین اترا دونون پہلوان ساتھ ساتھ داخل بارگاہ ہوئے اور فوج و لشکر کے لوگ بھی اتر اتر کر سکون
سے قیام پذیر ہوئے آن واحد مین تمام صحرا معمور ہو گیا لیکن سہراب نے حال جنگ شادیان شاہ سے بیان
کیا کہ ای شہریار مین نے آتے ہی سمار فرنگی سے مقابلہ کر کے اسے زخمی کیا لیکن نہین معلوم کیا ستارہ میرا
گردش مین تھا کہ مین بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا جنگ مغلوبہ ہو گئی اور ایک آندھی تو ایسی آئی کہ جس نے
خاک صحرا اڑا دی ساری محنت ہماری مٹی مین مل گئی فلک نے یہ غبار ہمین سے نکالا ہوا کا رخ ایسا برا پڑا کہ ان کے
تیر پھیر پڑتے تھے ہمارے تیر خطا کرتے تھے بلکہ اپنا وار اپنا ہی جسم تاکتا تھا انجام کار ایک لاکھ سوار کام آئے
کہ دو روز فقط لاشین اٹھانے مین گذرے شادیان شاہ نہایت برہم ہوا کہ تو نے اتنی فوج کٹوا دی اور ذلیل
امان نہ جو ایا سہراب نے آنکھ نیچی کر لی کہ بیشک غلطی ہوئی لیکن ہامان میمون چشم گراز دندان نے کہا خیر
کچھ پروا نہین حکم دیجیے کہ بجے طبل جنگی کل خالی کرا لونگا اس قلعہ کو بموجب حکم ہامان ناموس حربی پر چوب لگی اور
آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر قلعہ مین آئے اہل قلعہ کو ارادہ ہامان سے آگاہ کیا سمار فرنگی
نے بھی بمجبوری حکم دیا طبل جنگ کو ادھر بھی طبل جنگی بجا اور آواز نقارون کی بلند ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی
اہل قلعہ نے بھی نہایت بندوبست کیا بالٹے کا استو الاکرٹک کا پولا بارود کی ہنڈے یا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار
کین کہ یکایک زمانہ شب کا گذرا فوج انجم شکست خوردہ افتان و خیزان قلعہ نیلی حصار فلک مین پنہان
ہوئی شہنشاہ خاور کا عمل ہوا روشنی پھیلی شادیان شاہ مع فوج و سپاہ عازم میدان کارزار ہوا جسوقت
سامنے قلعہ کے پہونچا ہامان نے اجازت لی اور رخ قلعہ کا کیا چالیس ہزار سوار ساتھ اسکے چلے جسوقت
اہل قلعہ نے دیکھا کہ دھاوا ہو گیا اور ایک ساگر گرگ دن سست پر سوار ہے ساتھ مین چالیس ہزار سوار لیے آتا ہے گولندازون
نے نشانہ باندھا اور توپون پر قائم ہوئے جسوقت دیکھا کہ اب دشمن زد پر آ گئے ہین بس فوراً توپون کو
آگ بتائی ہونے دو سو توپون کا فیر ہوا یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین اڑ گیا یا آسمان پھٹ پڑا یہ قلعہ فرنگستان
نہایت مستحکم بنا ہوا ہے باقاعدہ انتظام ہے وہ چالیس ہزار سوار معلوم بھی نہ ہوئے کہ کیا ہو گئے دھوئین سے
میدان تیرہ و تار ہو گیا تھا جسوقت روشنی ہوئی دیکھا کہ زمین جا بجا سے شق ہو گئی ہے درخت جھلس کر سیکڑون پیڑ
خاک مانند خاکستر گرم ہو رہی ہے لاشون کے چیتھڑے اڑ گئے کہین ران کہین سر کہین ہاتھ کہین دھڑ کٹے
ہوئے پڑے ہین اہل قلعہ نے نقارہ فتح بجانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ہامان میمون چشم و گراز دندان لب
خندق پر کھڑا نعرہ زن ہے اس ملعون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا سب آفتون سے بچا قلعہ پر کے قریب کے حربے
بھی یعنی بالٹے کا استو الاکرٹک کا پولا بارود کی ہنڈے یا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین پھینکی گئین مگر ہامان سب حربون
کو رد کر کے چاہتا ہے کہ دروازہ قلعہ کا توڑون گرز ہاتھ مین اسکے بلند ہے لیکن دل اہل قلعہ کا دردمند ہے

دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار جہان بتصدق مسیح ذی شان اس آفت ناگہانی سے نجات دے اس وقت
ہم لوگ بے وارث و والی ہو رہے ہین ناموس شاہی بھی اسی قلعہ مین ہین ہنوز سخن ناتمام تھا کہ از پردۂ بیابان
گرد سے برخواست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے
ہوا نے مار اگر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار
کا پھریرون پر جنکے حمد الٰہی مدحت مسیحائی تحریر تھی آگے آگے ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار نمودار
ہوا ہامان سمجھا تھا کہ یہ کون آتا ہے لیکن اس بہادر نے جو دیکھا کہ ایک گبر قلعہ لیا چاہتا ہے ملک فرنگ پر قبضہ
کیا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار باش شہید کہ منم شہریار نامدار کے گذار ہم کہ از دست من زندہ
و سلامت رہی یہ کہکر وہین سے مرکب کی باگ لی اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر اہل قلعہ مین جان آئی لالی
رخون پر چھائی نقارۂ شادمانی بجنے لگا لیکن شہریار نے ہامان کا سامنا کیا اور کہا او بے دست فوج بے سردار پر
حملہ کرتا ہے تجھے شرم نہین آئی ہامان نے کہا کیون اپنا ملک چھوڑ کر تو کہین جاتا ہے بادشاہون اور بہادرون کا شیوہ
ملک گیری ہے جب ہمین ملک لینا ہے تو ہم تیرے آنے کا رستہ کہانتک دیکھین اب تو آگیا ہے تو دیر کیون کرتا ہے
لا ضرب بہادری کی شہریار نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی کرنا میرا شیوہ نہین جب خدا تیرے
حربے سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ ہامان نے خبردار کہکر نیزہ مارا شہریار نیزہ اس کا نیزہ پر
کاٹنے لگا نیزہ بازی ہوئی انتی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہریار نے نیزہ ہامان کا ہوائی کیا نیزہ تو مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا لیکن ہامان کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا پکارا انفضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا
کہان بچائیگا جبکہ اس تلوار سے یہ کہکر ہلا کر ذیب کو ہاتھ میں آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار سپر مین کرکے دو ہاتھ
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا ہامان نے چاہا جھٹکا دیکر چھڑا اون ممکن نہوا زور ہونے لگے گریبانون مین ہاتھ پڑ گئے
گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے ہامان نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دامن زرہ کا گردان کر شہریار سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شہریار نے بہ خشم و سہراب ستارہ گردون و شادیان شاہ فرسب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے ادھر فیروزہ دیوانہ کہ ہمراہ شہریار کے آیا تھا قریب آگیا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے
چھوٹے چھوٹے بڑے استادہ ہوگئے سرداروں کے ڈنکل بجنے لگے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون
جوان مصروف تلاش ہین زور کشمکش کے ہو رہے ہین پیچ بند ہو رہے ہین اسی حالت مین وقت سہم ہو پہنچا
کہ بادشاہ خاور براے ملک گیری باختر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے ملک مشرق پر قبضہ کیا طائر اپنے
اپنے آشیانون مین مقیم ہوئے ہامان نے شہریار سے کہا کہ ای بہادر وقت شب واسطے راحت کے قرار ہین
تجھے مہلت دیتا ہون شب کو بہ عیش و آرام بسر کر صبح کو سمجھا جائے گا شہریار نے جواب دیا کہ میرا آئین
نہین کہ اپنے مقابلے کو بے سیدان سے پھیرون کیونکہ مین نے طریقے صاحبقرانی کے اختیار کیے ہین بلکہ چلا آتا ہون
مقابلہ صاحبقران ثانی سے افسوس کہ ایسے مقابلہ تیرے ہی بدولت رہگیا یہ کہکر زور کرنے لگا ہامان نے کہا کہ تو
اپنے کو بڑا شہزور سمجھتا ہے دوسرا کیا موم ہے یہ کہکر ہامان بھی جم جم کر زور کرنے لگا جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہے چالیس
سردارون کی لڑی ہوئی ہین کہانتک بیان کیا جائے کہ شب کو بھی فیصلہ نہوا اسی عالم مین دوسرا دن ہوا دیکھا تو وہی
عالم ہے کہ اگر شہریار پکڑ لاتا ہے ہامان کو تو ہامان نکلجاتا ہے اور اگر ہامان پکڑ لاتا ہے شہریار کو تو شہریار نکل جاتا ہے
اسی عالم مین دوپہر دن آیا ہوگا کہ ایک مقام پر ہامان نے سر سینہ مین دیکر دونون بازو شہریار کے مضبوط

تھامے اور یا خداوند تمثال کہکر زور کیا چار قدم دوڑا لے گیا ہکا مارا کہ پایان گھٹنا آشنا بزمین ہو گیا چاہا کہ اٹھاؤن
ممکن نہوا ایک شہریار نے لنگر جو مارا تو کمر تک غرق زمین ہو گیا اور وہین سے بازو پایان کے مضبوط تھامے اور
سر سینہ سے ملا دیا کڑکڑا کر زور کیا دس قدم دوڑا لے گیا اب جو ہکا مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوتے ہی تھے
کہ پھر جو نظر کی سر پر بلند پایا واقع مین کہ یہ زور شہریار ہی کے واسطے ہے کہ اس پھرتی سے پہلوان کو اٹھا لیتا ہے کہ
معلوم نہین ہوتا غرضکہ سر سے بلند کر کے چرخ دیکر چاہتا ہے زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین
کہ پایان پکارا امان فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شہریار نے چھوڑ دیا اور میدان سے پھرا پایان کو ساتھ
لے لیا لیکن شادمان شاہ نہایت پریشان کہ اتنا بڑا سردار زیر ہو گیا اور مجھسے پھر گیا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا اس وقت
داخل بارگاہ ہوا اگرچہ شیرزادی شیرخشم نے کہ بہت بڑا جوان ہے کہ کوئی حقیقت اپنی سامنے پایان کے نہین سمجھتا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ میرے نام پر کل اس فرنگی سے مین مقابلہ کرونگا دیکھون مجھسے یہ کیونکر لڑتا ہے اسی وقت کوس حربی پر چوب
پڑی اور آواز نقارے کی گرجی شہریار نامدار پایان کو اپنے ساتھ لیے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا سپاہ
فرنگی نے قدمبوسی حاصل کی تمام ماجرائے جنگ زخمی ہونا اپنا ہاتھ سے سہراب ستارہ گردن کے اور پھر زخمی
کرنا اسکو بھی سب بیان کیا اور آنا آندھی کا بن پڑنا جنگ کا پھر آمد شادمان شاہ سے بخیال ناموس قلعہ بند ہونا
سب کہا شہریار نے آفرین کی پایان کی پوشاک اتروائی حمام کرا کر خلعت مرحمت کیا پایان ممنون چشم بندہ بے دام
ہوا کہ یکایک خبر کوس حربی کی پہنچی شہریار نے کہا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے انشاء اللہ کل جو کوئی نکلیگا
اُسے بھی دیکھ بھال لینگے پایان نے کہا اے شہریار نامدار شیرزادی شیرخشم واقعی مین زبردست جوان ہے سوا
اسکے ایک حربہ باندھتا ہے جسکا نام چادر ظلم رکھا ہے خود اسی کا ایجاد ہے کمند مین گرہ تیر خنجر کٹار یہ چیزین سب لگی ہوئی ہین
ایک ایک چیز ضرر جسم انسان کو صدمہ پہنچا کر بیکار کر دیتی ہے ذرا بہت ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا شہریار نے
کہا اے برادر اگر پروردگار عالم کو میری حیات لکھنا ہے تو وہ مجھے بچا لے گا اور مین امید کرتا ہون کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ
ابھی مجھے بڑے بڑے مرحلے جھیلنا ہین نائب حضرت مسیح میرے پاس آکر مجھے بامہا صاحبقرانی دے گئے ہین اور
نظر کرده گئے ہین یہ کہکر سب ماجرا گردان گردون نشین کا بیان کیا اور طبل بجتا مقابلہ میرے کہ سنا پایان
کا اعتقاد مذہب کی جانب اور بھی پختہ ہوا غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا سامان بیکار ہر طرف ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے غنچہ دل بہادرون کے کھلے آلات حرب و ضرب تنون پر آراستہ کر کے میدان کارزار
مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب پکر نکل گئے تھے کہ دیکھا مرکب اپنا شیرزادی
شیرخشم نے پویہ سے نکالا سامنے تخت شادمان شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا خداوند
تمثال آنکر روبرو شیرزادی شیرخشم نے سلام کیا رخ طرف میدان انتقام کیا جسوقت بیچ دشت مین پہونچا سرچا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین غرق غرق ہو گیا رک کر ایک مقام پر مرکب کو دم دیا
کر کے نیزہ زمین پر گاڑ کے نعرہ کیا کہ باشد اے گروہ نصاری خبردار و ہوشیار باشید کہ منم شیرزادی شیرخشم
جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ شہریار نے مرکب اپنا جولان کیا اور
سامنے شیرزاد کے آیا چونکہ شیرزادی شیرخشم کرگدن پر سوار ہوتا ہے اور گھوڑے اور گینڈے سے لگا کرتے نہین
جاتی ہے یا گھین تبھی کر کے نکل گئے پھیر پھیر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیرزاد پکارا اے شہریار
مجھے رحم آتا ہے تیرے حسن و شباب پر اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھے افسوس ہوگا لہذا بہتر یہ ہے کہ دین تمثالیہ اختیار کر

مین تجھسے تعرض نکرونگا بلکہ شادمان شاہ کو بھی یہان سے بھیجدونگا شہریار نے کہا ای پہلوان مین نہین سمجھ سکتا
کہ تمثال آئینہ رو کون گیدی ہی مین پروردگار عالم کو برحق سمجھتا ہون اور یہ میدان کارزار ہی صحبت وعظ و پند نہین
ہی لا حربہ بہادری کا دیکہون کرتا ہی شیرزاد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی جو ایسی باتین کرتا ہے
تیر لے اسے یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزے کا وار سینہ بے کینہ شہریار پر کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعن چلنے لگین سنان سے سنان جو لڑ جاتی تھی تو شرارے نکلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ لڑتے
ہین بن اگلتے جاتے ہین شیرزاد بھی نہایت ہوشیار ہی جو بند شہریار باندھتا ہی اسے کھول دیتا ہی اور جو بند شیرزاد
باندھتا ہی اسے شہریار رکھوتا ہی کہانتک گذارش کیا جاے کہ نوبت ڈیڑھ سو طعن کی آگئی طیفور شیر دل
عیار شہریار پکارا کہ ای آقاے نامدار بڑی دیر ہو گئی ہی آپ اسوقت کہان ہین بس یہ سننا تھا کہ شہریار نے غیرت مین
آکر ایک بند ایسی پھرتی سے باندھا کہ سمجھ مین شیرزاد کے نہ آیا اب جو دیکھا تو مانند تیر شہاب تیزہ ہوا پر پہونچ لشکر شہریار
مین ادواہ کی صدا بلند ہوئی شیرزاد کی غیرت خشم کو غصہ آگیا اور وہی چادر قلم جسکا ذکر ہو چکا ہی شہریار پر ماری شہریار
نے دیکھا کہ حربہ سپر سے رد ہونے کا نہین ہی جست کرکے زین مرکب کو خالی کیا لیکن چادر آکر مرکب پر پڑی کہین
خنجر کہین کٹار کہین تلوار کہین تیر اور گرز سر مرکب پر پڑا گھوڑا تو اسی دم پھڑک کر تمام ہو گیا لیکن شہریار کو
مرکب کے مارے جانے کا صدمہ ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اسکی گردن کو بھی پکڑ لاون شیرزاد نے جو یہ ارادہ شہریار
کا دیکھا مرکب سے کود کر دامن زرہ گردان کر مصروف تلاش ہوا شہریار بھی تلوار ہاتھ سے پھینک کر لپٹ پڑا
لگی کشتی ہونے سرداران فوج جھپٹ جھپٹ کر قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یا مان فکر پروردگار
بچا لایا کہ اب شہریار سمجھ لیگا ایسے حریف سے بچنا مشکل تھا اسکو شہریار نے رد کیا اسکا کیا ہی بیانتک کہ اسی
کشتی مین ڈھائی روز کا عرصہ گذر گیا بس ایک مقام پر شیرزاد نے جو زور کیا پانچ قدم دوڑا اسے کیا شہریار کو
اگر پیچھے ہو سکا ایسی زمین پکڑی شہریار نے کہ ایک گام پیچھے نہ سرکا جب شیرزاد زور کرکے تھکا شہریار نے
کہا اب میری باری ہی ہے خبردار و ہوشیار رہنا یہ کہکر بازو پکڑکے سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم سپاہ
کیا ہلکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بزمین ہو گئے اب جو دیکھا سر بلند پایا سر پر چرخ دیکر آواز دی کہ کیا کہتا
ہی بندہ سیہ کے بارے مین شیرزاد نے کہا تا زندہ ام بندہ ام شہریار نے چپکے سے زمین پر اتار دیا اور بہرا دیکر
نقارہ خوشی بجاتا ہوا میدان سے پھرا یا مان ہم بغل ہوا شیرزاد سے کہ الحمد للہ کہ ہم تم دونون اب بھی یکجا ہی
بارگاہ مین ہین لیکن شادمان شاہ ناشاد و نامراد میدان جنگ سے اپنی بارگاہ مین آیا اور سہراب تیارد
گردن کو بلوایا جب وہ سامنے آیا پوچھا کہ اب زخم تیرا کیسا ہی سہراب نے کہا اچھا ہون شادمان شاہ
نے کہا اگر کل تو مقابلہ کرے تو کیسا سہراب نے کہا کہ بادشاہ کا کھاتا ہون جانبازی کا پیشہ کیا ہے عذر
کیا ہی مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ شہریار سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی جب ایسے دو پہلوانون کو کہ رکن سلطنت سے تھے
اسنے زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت ہی یہان کسی مکر و حیلہ سے شہریار کو گرفتار کیجیے تو بہتر مین سمجھونگا شادمان شاہ
کا عیار بہمن خندان تیز رو سامنے کھڑا تھا ہنسا اور کہا ای شہریار اگر حکم دیجیے تو آج ہی شہریار کو مع اسکے سرداران
اور اسکے سردارون کے گرفتار کرلاؤن شادمان شاہ نے کہا اگر یہ کام تو کرے تو پہلے سال کا خراج ملک فرنگ کا
مین تجھی کو دیدالونگا بہمن خندان نے کہا بہت خوب اور اسیوقت چند عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا
مگر شب نے لباس سیاہ ... شب کو جا پہونچی خندان نے لباس شب رنگ تن پر آراستہ کیا سیاہ دوشالے کا ...

بارگاہ لشکر شہریار مین داخل ہوا دیکھا کہ طلایہ گشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان
نگاہین گشت والون کی بچاتا ہوا تا خیمہ شہریار پہونچا اور پشت پر سے قنات چاک کر کے جھانکا دیکھا
کہ ایک آدھ شمع جھلملا رہی ہے اور نفیر خواب شہریار بلند ہے پس بیخوف و خطر داخل خیمہ ہوا اور
کچھ عیاری مین بیہوشی لیکر قریب دماغ کے لایا اوپر کی سانس جو کھینچتی ہے تمام بیہوشی دماغ مین سرایت
کر گئی پس اسی وقت اسنے پشتارہ باندھا اور پشت سے لگا کر نکلا صحرا مین آکر اپنے عیارون کے
سپرد کیا اور آپ پھر واسطے گرفتاری شیرزادی شیر خشم و ہامان میمون چشم کے روانہ ہوا یہ دونون ایک ہی خیمہ
مین تھے اب اسنے صورت اپنی شہریار کی بنائی اور در خیمہ پر آیا دربانون نے دیکھا کہ شہریار نمودار ہے اٹھ اٹھ کر
سلام کیے اور کہا اس وقت کیون تشریف لانا ہوا پلٹ کر جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل
ہے بس خاموش ہو رہے کہ افسر کے منہ کون لگے لیکن مہتر خندان بصورت شہریار داخل خیمہ ہوا
دیکھا کہ ہامان اور شیرزادی دونون سو رہے ہین ہمراہ خندان کے ایک عیار اور بھی پشت خیمہ کی جانب
کھڑا ہوا تھا مہتر خندان نے اسے بھی قنات چاک کر کے اندر بلا لیا اور ان دونون کو بیہوش کر کے پشتارہ
بدوش ہو کر نکلے صبح قریب تھی کہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے بادشاہ کی نیند فکر مین اڑی ہوئی تھی کہ ہرکارون
نے خبر دی حضور مہتر خندان شہریار کو مع ہامان میمون چشم و شیرزادی شیر خشم گرفتار کر لایا فرمایا بلاؤ مہتر
خندان تینون پشتارے لیے ہوئے سامنے آیا شادمان شاہ نے کہا اگر انکو ہوش آگیا تو قیامت کبریٰ برپا کرینگے
جلد آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے مین بھیج دو حسب الحکم ویسا ہی کیا گیا اب شادمان شاہ
نے سہراب ستارہ گردون سے کہا کہ یہی وقت ہے قلعہ لینے کا پھر وقت ہاتھ نہ آئیگا اور ہزارون جانین تلف و برباد
ہونگی سہراب ستارہ گردون سوار ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا یہان لوگ آرام سے
سو رہے تھے طلایہ کا گشت پھر رہا تھا کسیکو کیا خبر کہ دنیا کا رنگ زمانہ دگرگون ہو گیا گردش فلک نے دوا ل
بدل گئی جسکا چرخ و سپہر تھا وہ دام مصیبت مین پھنس گیا لیکن سہراب ستارہ گردون نے پہونچتے ہی چوکیون کو مارا
اور لوگ قتل ہونے لگے ادھر ان چالیس ہزار سوارون نے کشت و خون شروع کیا سہراب راہ لوٹتے کرتے
پھاٹک پر پہونچا گرز مار کر دروازے کو شکستہ کیا اتنے مین شادمان شاہ پانچ لاکھ کی جمعیت سے آپڑا
کیا حقیقت تھی چند کس کی کیونکہ چالیس ہزار سوار شہریار کے ہمراہ آئے تھے اور چالیس ہزار سوار سمار
فرنگی کے تھے سب کشتہ ہو گئے جو بچے وہ بھاگ نکلے لیکن فیروزہ دیوانہ اور سمار فرنگی یہ دونون
گرفتاری سے بچے تھے بہت مردانہ دکھا رہے تھے مانند شیر اس دریائے فوج کو پھیر رہے تھے لیکن
فوج شادمان شاہ کے لوگ قلعہ مین داخل ہو گئے کشت و خون کرنا شروع کیا یہ خبر محل مین پہونچی شہزادیان
جسکو سوار ہو ہو کر چور دروازے سے نکلکر طرف صحرا کے راہی ہوئین سمار فرنگی کا پاؤن رکاب مین
الجھا اور یہ گرا اوپر سے لوگ ٹوٹ پڑے اتفاق سے وہ غول کمند اندازون کا تھا صدہا حلقے گلے مین پڑ گئے اور
یہ بیکس جلال گرفتار ہو گیا فیروزہ دیوانہ لڑتے لڑتے نہایت زخمی ہو گیا مرکب اسکو جانب صحرا لے نکلا کہ اسکا
حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن یہان شادمان شاہ نے قلعہ پر قبضہ کر کے نقارہ شادمانی
بجایا ملک قبضہ مین آیا صبح کو دربار کیا رؤسا شہر گرفتار ہو ہو کر آنے لگے جو مطیع ہوا وہ بچا جسنے سرتابی کی
مارا گیا ایک ہنگامہ برپا ہے واقعی مین کہ جب تقدیر بگڑتی ہے کوئی تدبیر کام نہین دیتی ایسا زبردست باتوقیر یون

اسیر پنجۂ تقدیر ہو جائے کہ ملک غیر کے قبضہ مین فوج پناہ ناموس سرگردان نہایت متردد و متحیر و متفکر و پریشان دشت
بیابان کی خاک چھانتے پھرتے ہین لیکن مہتر طیفور کو اور کچھ نہ بن پڑی روتا پیٹتا طرف لشکر ملک پرسیپال کے
فرنگی کے روانہ ہوا کیونکہ جب شہریار کھڑوہ صاحبقران نامدار سے رخصت ہوا تھا تو ملک پرسیپال فرنگی
کو مع سرداران نامدار و فوج جرار وہین چھوڑا تھا اور امیر سے عرض کر دیا تھا کہ غلام اس مہم کو طے کر کے بہت جلد
حاضر ہوتا ہے آپ کسی طرف کا عزم نفرمائیے میرے منتظر رہیے گا ہم اور آپ ملکر آگے چلینگے ایک فیروزہ دیواسہ اور چالیس ہزار
سوار اپنے ساتھ لے لیے تھے یہان آکر یہ اُفتاد پڑی کہ گرفتار ہو گیا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان لشکر امیر عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ رات دن آرام سے بسر ہوتی ہے نہ کہین آنا ہے نہ جانا ہے کبھی سیر و شکار ہے کبھی شہریار کا انتظار ہے سب لگائے
پاس ہین بیگانے کے نام سبزہ تک نہین جسے پامال کرین اسی عالم مین ایک روز صبح کا وقت ہے منھ ہاتھ دھونے سے
فراغت کر کے امیر با توقیر تنہا کرسی بچھائے ہوئے بیٹھے ہین سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ دیکھا لوگ شور و غوغا
کرتے ہوئے آئے پوچھا امیر نے کہ خیریت ہے انھون نے عرض کی کہ سوا شر کے خیر کہان آج شب کو صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال بن صلصال دونون زندان خانہ سے غائب ہین ہر چند لوگ
خیال کرتے ہین نہ پتہ کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے نہ کہین نشان نقب محسوس ہوتا ہے آج اتنا ضرور ہوا تھا کہ ہوا سے
سرد جو چلی تو دربانون کی آنکھ لگ گئی تھی عجب نہین جو کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہو امیر نے فرمایا خیر جو ہوا
وہ ہوا اب پھر یہ ملعون سرکشی کرینگے یہ وقت اور یہ ایام گرفتاری بہت جلد بھول جائینگے ذرا سی شکست مین بھول
جائینگے وہان لشکر ملک پرسیپال فرنگی مین انتظار آمد شہریار کا ہر کارے کوسون واسطے خبر کے تیار و متعین ہین
آخر کار طیفور شیر دل روتا پیٹتا پہونچا اور تمام ماجرا بیان کیا پرسیپال فرنگی نے ایک نامہ لکھوا کر بہرام تیغزن
کو دیا کہ تو باریاب خدمت ہو بھی چکا ہے جا اور امیر سے عرض کر کہ اب انشاء اللہ سیپال و رمقام پر شہریار سے اور
آپ سے ملاقات ہو جائیگی اب آپ انتظار نفرمائین کیونکہ وہ رونق بہارستان فرنگ اسیر پنجۂ تقدیر ہو گیا ہم لوگ
اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین اور آپ سے بھی دعا کے امیدوار ہین بہرام اسیوقت یہ نامہ لیے خدمت
بابرکت صاحبقران ثانی مین آیا عمرو نے امیر سے اطلاع کی کہ بہرام آتا ہے فرمایا بلا لو کیونکہ تنہا امیر بیٹھے
ہوے تھے ایک کرسی اسواسطے بہرام کے بچھوا دی گئی لیکن جسوقت بہرام سامنے آیا نامہ پرسیپال فرنگی
کا ہاتھ مین دیا امیر نے مضمون پڑھا اور نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ واللہ مین بہادر کا دوست ہون مجھے نہایت
صدمہ گرفتاری شہریار کا ہے یہ فرما کر عمرو سے کہا خلعت لاؤ خواجہ نے کشتیان حاضر کین امیر نے دوبارہ بہرام کو
خلعت دیا بہرام رخصت ہوا اور خدمت پرسیپال فرنگی مین آیا نوازش و الطاف امیر کا حال بیان کیا
پرسیپال فرنگی اسیوقت مع کیفیت شاہ و ارغوان شاہ و سرداران ذیجاہ کوچ کر کے طرف ملک فرنگ
کے روانہ ہوا کہ حال اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب اسکی گرفتاری کی خبر شمامہ جادو کو پہونچی تھی پہلے تو کہا کہ خوب ہوا جو سخت گرفتار ہو گیا وہ لایق اسی سزا کے
تھا مینے اسکو کس ناز و نعمت سے پالا پرورش کیا جب یہ نالایق جوان ہوا تو اوردن کو تکنے لگا نہین معلوم
کس کس سے دل لگایا ہمکو جلایا واضح رہے ناظرین با تمکین پر کہ شمامہ جادو پردادی ہے صلصال کی لیکن

باہم سلسلۂ آشنائی بھی ہوگیا ہے یہ وجہ اسکے جلنے کی ہے لیکن ایک روز کچھ جی اسکا گھبرایا خیال صلصال کا آیا
کہا اے شمامہ جادو معشوق تو ہمیشہ سے جفاکار ہوتے ہیں ہمیشہ تم بیوفائی ہوتے ہیں یہ شرط محبت نہیں کہ وہ قید میں گرفتار
ہے اس وقت مین تو اس سے بیزار ہے اگر کوئی افتاد پڑ گئی اور اسکے دشمنون کو خداپرستون نے مار ڈالا تو سوا افسوس کے
کچھ نہ ہاتھ آئیگا لہذا اسے قید سے چھڑا کر اپنے قید مین رکھنا چاہیے مزا وصال کا چکھنا چاہیے اس وقت بدین
جو تو کام آئیگی تو اسے اورون کی یاد ضرور بھول جائیگی یہ سوچ کر پرواز پیدا کرکے اڑی اور طرف لشکر امیر
کشورگیر کے روانہ ہوئی جب وقت شب کا ہوا کچھ اسم پڑھکر اسنے دم کیا کہ ہوا سے سرد چلی دربان
سو گئے پس یہ جاکر صلصال و غلغال کو اٹھا لائی دونون متوجہ ہو اسے بیہوش ہوگئے تھے جب منہ پر پانی
کے چھینٹے دیے اور دونون ہوش مین آئے شمامہ جادو نے صلصال سے شکوے اور شکایت
کی باتین کرنا شروع کین کہ کیون بے مروت اس وقت بدین کوئی آشنا تیرے کام نہ آئی جاکر زندان سے
چھڑا نہ لائی صلصال نے سر جھکا لیا اور کہا دادی امان بیشک مجھسے قصور ہوا جو اورون سے دل لگایا اب
مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی دوسرون کو پاس تھوڑی تھی کہ کوئی چھڑانے جاتا یہ شفقت اپنے بزرگون ہی پر ختم
ہے غرضکہ شمامہ جادو نے صلصال کو غسل کروایا لباس نفیس پہنوا کر خلوت مین لائی اور مصروف
اختلاط ہوئی دونون نے اپنا اپنا منہ کالا کیا جب فراغت ہوئی صلصال رونے لگا اور کہا کہ دیکھا آپنے
کہ کس قدر زور ان خداپرستون کا بڑھ گیا ہے کہ غار افراسیاب کو بھی فتح کر لیا اب ہمارے بیٹھنے کا ٹھکانا نہ
رہا شمامہ جادو نے کہا تو نہ گھبرا مین تدبیر بتلائے دیتی ہون اگر سامری و جمشید چاہینگے تو سب خداپرست
بہت جلد غارت ہو جائینگے کیونکہ مجھسے اور ابلیس خودپسند سے نہایت ملاقات ہے کہ وہ بادشاہ ہے طلسم
صندل کا اور یہ خداپرست اس طرف بھی ضرور جائینگے کیونکہ شہر صندل جو متعلق طلسم ہے ایک مرتبہ شیرویہ
بن حمزہ نے فتح کر لیا تھا اور وہ ملک قبضہ مین خداپرستون کے آگیا تھا اب پھر اہل طلسم نے اسکو آباد کیا ہے وہان
کے خداپرستون کو برباد کیا ہے انحضرت نے خبر حمزہ ثانی کو دی ہوگی یقین ہے کہ چڑھائی ملک صندل پر ہو
تجھے بھی ایک تحفہ بتا دونگی کہ تمام عالم مین کوئی تجھپر غالب نہو سکے تو بھی جاکر ابلیس خودپسند کا شریک ہونا
اور کام ان خداپرستون کا سر میدان تمام کرنا کہ باعث ناموری ہے اور موجب ثواب ہے سردست لاجورد شاہ بن
زبرجد شاہ نے خروج کیا ہے ہمراہ اسکے فوج بسیار ہے اور سرداران زبردست و نامی ہین اور زبرجد شاہ دختر
پرسیاس فرنگی پر عاشق ہے سنا ہے کہ خداپرستون نے اسے لیجا کر قلعہ کام نہنگان مین رکھا ہے لاجورد شاہ
اس طرف جانے والا ہے مگر کسی کے انتظار مین دشت سنگسار ہے کہ یہان سے پندرہ کوس پر ہے مقیم ہے مین
تجھے وہان پہونچائے دیتی ہون وہ تیری بہت عزت کریگا کیونکہ وہ ایک رشتہ سے بھانجا میرا ہوتا ہے اسکا
باپ زبرجد شاہ سے اور اس شخص کی بہن ملکہ دمامہ جادو سے تعلق آشنائی تھا لاجورد شاہ مجھکو بہت
مانتا ہے یہ کہکر کچھ سامان مہیا کرکے صلصال کو طرف دشت سنگسار کے روانہ کیا اور کہا دیکھ خبردار
خبردار اب کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ورنہ ابکی مین خود تجھے گرفتار کر رکھونگی اور مین
سردست چلہ کھینچکر تیرے واسطے ہیکل جمشیدی تیار کرتی ہون اور ہر وقت تیری خبرگیر رہونگی اور ایک نامہ
دیا کہ یہ لاجورد شاہ کو دینا غرضکہ آپ تو چاہ بابل مین مقیم رہی اور صلصال طرف دشت سنگسار کے
روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر لاجورد شاہ پہونچا ہرکارون نے خبر لاجورد شاہ کو پہونچائی کہ یا خداوند

صلصال بن وال بن ہیو بن شمامہ جادو آتا ہے لاجورد شاہ نے کہا وہ میرا عزیز ہوتا ہی اور سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور صلصال کو استقبال کر کے لائے خان اعظم یعنے صلصال نے لاجورد شاہ کو سلام کیا اور نامہ شمامہ جادو کا دیا لاجورد شاہ نے پوچھا کہ خالا امان اچھی تو ہین صلصال نے کہا عنایت خداوند سے بہت اچھی ہین غرضکہ لاجورد شاہ نے خان اعظم کو دنگل عنایت کیا صلصال دنگل پر بیٹھا اب لاجورد شاہ نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند صلصال کو مین تمھارے پاس بھیجتی ہون تم اسکا خیال رکھنا یعنی تمھارا خیال رکھونگی خداوند سامری تمکو خداوندی مبارک کرے اور ترقی دے باقی دعا لاجورد شاہ نے صلصال سے اہل اسلام کا حال پوچھا صلصال نے کہا بہت سر اٹھایا ہی ان لوگون نے اور سردست طرف کوہ ... جانتے ہین لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم میرا قصد ہی کہ پہلے تو قلعہ کام نہنگان پر جاؤن اور ... کو اپنے قبضۂ قدرت مین لاؤن کیونکہ مرتا ہون مدت سے اس پاری جانی محبوب جادوانی پر بغیر اسکے ... قرار ایک دم نہین ہی لیکن سردست انتظار ہی خونخوار ستارہ پیشانی کا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب بیابان سے گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ دو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھر ہر دن پر علمون کے تعریف اعلیٰ اور منات معلی ہر قوم تھی بعد اسکے دو لاکھ سوار پرے جمائے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خونخوار ستارہ پیشانی آپہونچا یہان سے لوگ واسطے استقبال کے روانہ ہوے اور خونخوار کو استقبال کر کے لائے دیکھا صلصال نے کہ بہت بڑا جوان ہی کہ اسکو شباب ... بن سو کیا سے طوقانی کا یاد آگیا ہو سردار کہ دقانی بارگاہ مین ایک تھا ذکر اسکی جنگ کا باالا باختصر ... غرضکہ بعد آنے خونخوار ستارہ پیشانی کے تین روز کا جشن کیا لاجورد شاہ نے اسکے بعد طرف قلعہ کام نہنگان کے روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان عبرت عنوان فوج سے افسر لشکر شہریار نامور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ پرسپاسے فرنگی دو دو منزلون کی ایک ایک منزل کرتا چلا جاتا ہی کہ کسی طرح جلد پہونچون ایسا نہ ہو کہ دشمن کام شہریار کا تمام کرے لیکن شادمان شاہ خرم و شادان قلعہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہی سہراب منارہ گردن کو خلعت وزارت بھی عنایت ہوا ہی کہ اسی کی دانائی سے قلعہ قبضہ مین آیا تھا خندان ہنس رہا ہی اور کہہ رہا ہی ای شاہ تیرا اقبال تھا لیکن میرا کمال تھا کہ ان سرکشون کو ہاتھ بھی نہ ہلانے دیا اور گرفتار کر لیا اور شہریار نامدار ذلیل و خوار ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے ہوے زندان ستم مین مبتلا ہی کہہ رہا ہی کہ ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز کونسا ایسا قصور مجھسے ہوا تھا کہ جسکی باعث سے نوبت میری یہانتک پہونچی کہ نہ مونس و غمخوار نہ یار نہ مددگار یہ زندان تیرہ و تار ہی خیر میرے واسطے تو جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا ہائے وہ دل تازہ نہال یعنی شہزادی شیخ شمشیر و ہاپال اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے بیچارے اسیری تھتے ہونگے اب سو قت بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی نام... شاہی پر نہین معلوم کیا تباہی آئی کہ سب رعایا ... دشت و بیابان کی جھیلتے ہونگے واقعی ہین کہ انسان جاہ و منصب دنیا پہ کبھی مغرور نہ کرے کہ اسکا کوئی اعتبار نہین ہی کہ آج اسکے پیچھے ہی تو کل ہمارے پیچھے ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا ... مقام ہی ا

آرام کے ساتھی تجھے کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین | ساتھی دست ہین ... دنیا مین ... کا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہے یا ہم حیرت میں ہیں دل آنکھیں ہیں نم | یاد آتے ہیں اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہیں
ہیں او سپہر مکانوں والے بیٹھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے | رہتے تھے یہاں ہر دم جلسے اب دیکھو تو اسکا کوئی نہیں
بیٹھے ہیں کہاں اہل مسند آغاز دیکھو انجام تو بد | یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہیں
جو باغ تھا گل پھولوں سے بھرا آسیب سے اسکے چلتی صبا | اب بلبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اسکا کوئی نہیں
یہ شکل جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں بھر قد ان کے | یاں مرنے والے لاکھوں تھے پر رونے والا کوئی نہیں
ہے آرزو اسکا فخر بحر گو شعر ہے کافی نازک تر | اس کام میں کیوں کی عمر بسر جب کا کہ نتیجہ کوئی نہیں

واقع میں کہاں وہ جاہ و جلال کہاں یہ وقت زوال کہ زندان کی تاریکی قبر کا مزا دکھاتی ہے بلکہ کالے کی دکھائی ہے کبھی ہاتھوں کی ہتھکڑیوں پر نظر ہے کبھی پاؤں کی بیڑیوں پر ہے اس حالت میں یاد بلکہ ہائے چہرہ بانو کی اور پھر کرتی ہے زخم محبت پر نمک چھڑکتی ہے ہر بار یہی خیال آتا ہے کہ اگر اسے محبوب جانی یار جاودانی کو اس حال پر ملال کی خبر ہوتی تو ضرور رہائی ہو جاتی کیونکہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ایک بار زنار دار کو سرپوش بکر بہرام سے مقابلہ کیا تھا ہائے افسوس کہ کوئی اتنا بھی نہیں کہ جا کر پیغام دے آئے شعر نہ قاصد ہے کہ نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے کیسے زلیخی باتیں بد خبر ہے کبھی حالت اضطرار میں یہ اشعار ورد زبان ہوتے ہیں نظم

رو کے باد صبا سے کہتا تھا | خاک کو بعد مرگ لے جا کر
کہ ہو اخواہ عاشق شیدا | کوچۂ یار میں اڑا دینا
مر گئے ہیں ہم ترے بھروسے پر | مٹ گیا کوئی یہ بتا دینا

شہریار کی یہ حالت ہے مگر شادیان شاہ خرم و شادان اندرون قلعہ حکومت کر رہا ہے دربار آراستہ ہے سہراب مینارہ گردن سا پہلوان و تگل شوکت پر متمکن ہے جام بادۂ گلنار کا دور ہے ساقیان سیمین ساق جام بدست صراحی بہ بغل حاضر ہیں آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی بلند ہے نازنینان زہرہ خصال حور جمال مصروف رقص و غنا ہیں کہ یکایک ایک چوبدار ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق آکر پہونچی بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ بہرام تیغ زن پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے رہائی شہریار آتا ہے شادیان شاہ نہایت گھبرایا لیکن سہراب مینارہ گردن نے عرض کی کہ آپ کیوں متردد ہوتے ہیں اگر آئے گا تو سوا ازم کے کیا پائے گا غرضکہ صحبت عیش و طرب برخاست ہوئی ہے اسے سہر شادیان شاہ اور سہراب آکر فیل دروازے پر بیٹھے کہ دیکھیں بہرام کیسا جوان ہے کہ یکایک پردۂ بیابان سے تیغ گرد عظیم بلند ہوا اور آہستے آہستے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایاں ہوا پھر ہر ایک … خدا اور مدح سپہ گرتے بھی پیدا اسکے فوج و لشکر گذرنے لگا آخر میں ایک جوان کو دیکھا کہ گرگ گردن مست پر سوار برچھا ہاتھ میں لیے آن بان کے ساتھ چلا آتا ہے سہراب نے اسکو دیکھ کر کہا اور کہا شادیان شاہ سے کہ اگر اس سے مقابلہ ہوگا آپکو مجھ سے بھی زور و طاقت کا مزا معلوم ہو جائے گا لیکن بہرام جب پھر ایسی از بارگاہ پر پاکر کہا اندر بارگاہ کے آیا … نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ ای اہالیان قلعہ آگاہ ہو کہ وہ شخص … قلعہ خالی کرا لینگا … بہتر یہ ہے کہ شہریار زنار دار کو رہا کرو اور اپنے قصور کی ندامت ظاہر کرو … اور اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہے پروردگار جہان اور تسبیح گردون مکان کی کہ آن واحد میں قلعہ لوٹ لونگا اور اسی ذلت و خواری سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت … یہ نامہ لکھکر تمام کیا بہرام نامہ ہاتھ سے … کے لیکر بیرون بارگاہ آیا اور مرکب پر سوار ہو کر طرف قلعہ کے

چلا قریب پہونچکر تیر پہنی باندھکر پھینکا جس وقت وہ تیر قلعہ میں پہونچا شادمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا
پوچھا سہراب ستارہ گردون سے کہ کیا راے ہے سہراب نے عرض کی کہ اول تو میں اُس سے مقابلہ کرونگا
جب عہدہ برائی ہو گی تو دیکھا جاے گا شادمان شاہ نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ کیا اچھا ستارہ ہے اگر کچھ دعوی
شجاعت ہے تو بجوا طبل جنگ اور پھر نامہ تیر میں باندھ کر پھینک دیا بہرام تو منتظر جواب کھڑا ہی ہوا تھا جیسے ہی
تیر آکر گرا اُٹھا کر نامہ پڑھا آگ ہو گیا پلٹ کر بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح روز کام ان
تمثال پرستون کا تمام کرونگا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو
ہوئی سہراب نے شادمان شاہ سے کہا کہ آپ قلعہ میں تشریف رکھیں میں بیرون قلعہ خیمہ برپا کرتا ہوں اگر
لڑائی بن پڑی تو فبہا اگر کچھ بگاڑ پڑا تو آپ کی حفاظت تو رہے گی یہ کہکر اپنے دو لاکھ سواروں سے بیرون قلعہ آیا
اور خیمہ برپا کر کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا طیاری جنگ ہونے لگی تمام رات
تیاری رہی جس وقت شاہ خاور نے قلعہ نیلی حصار فلک پر علم کھینچا اور ماہ تابان شکست کھا کر برج اوج
انجم فلک مغرب میں آیا لوگ بیدار ہو کر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات سے
فراغت حاصل کر کے طرف میدان کارزار کے چلے قبل از طلوع مہر میدان فوجوں سے مملو ہو گیا بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال بیلداروں نے نکل نکلکر بلندی و پستی زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی
کر کے انتظام گرد و غبار کیا نقیبوں نے نہیب دی کہ اے بہادرو صف شکنو بادشاہ آج ہی کے روز کے
واسطے زندگی بھر تمکو مثل اولاد کے پالتے ہیں تمکو بھی لائق و لازم ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ زندگی میں غازی
ہو سکو یا شہید کہلاؤ جو مرد ہیں وہ نام پر مرتے ہیں آپ سر زیر تیغ دھرتے ہیں بموجب مثل مصرعہ
اے زر ستم و سام باقی ہے کہ الخ فقط نام ہی نام باقی ہو گا جس وقت نقیب لوگوں کا دل بڑھا کر ہٹ گئے
جوانان فوج سامنے تلواروں کے ڈٹ گئے کوئی قبضہ شمشیر چومنے لگا کوئی جوش شجاعت میں جھومنے لگا
لیکن بہرام شہزور نے کرگدن اپنا جولان کیا شور یکہ جری دکھاتا ہوا وسط میدان میں نیزے کو زمین پر
گاڑا اور روک کر باگ مرکب کی آواز دی کہ او تمثال پرست نامرد ایلی کوئی ایسا بہادر ہے کہ سامنا ایسا
بھی کرتا ہے کہ انکو عیار سے گرفتار کرا کے قید رکھتا ہے فقط یہ منصب وہ مال پہ جو ہے سو آئی ہاتھ آئی ہر دو نکا
شیوہ یہی ہے کہ جسے زیر کیا اسے اپنا مطیع کیا جس سے زیر ہو گئے اسکی اطاعت خود اختیار کی میں جب تک
شہریار سے زیر نہیں ہوا تھا کیسے کیسے مقابلہ میں نے کیے جیسے اُسنے نشیب و فراز دیکھا تجھے دکھایا
میں شیوہ ہے دام ہٹ گیا سہراب پکارا کیا فضول گوئی کرتا ہے دشمن پر قبضہ پاکے چھوڑ دینا بیوقوفوں کا کام ہے
کیسا نام اور کیسی بدنامی جس طرح ہو سکے عدو کو پست کرے اپنا کام نکالے بہرام نے کہا لعنت ہے تجھ پر نکل
میدان میں وہیں میں آتا ہوں یہ سنکر سہراب نے بھی کرگدن اپنا صف سے نکالا اور سامنے بہرام
کے آیا اور نیزے کا وار کیا بہرام نے نیزہ اُسکا نیزے پہ لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی اتنی طعن کی نوبت
آئی ہو گی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے ہوائی کیا بس جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا جھٹ سے
ساریق کا وار کیا یہ عجیب طرح کا حربہ ہے کہ دوسری ضرب رکھتا ہے اگر ایک کو رد کرے دوسری ضرب کام تمام
کرتی ہے پر چونکہ بہرام نے سپر کو اٹھا کر سر کی پناہ کیا لیکن ساریق جو پڑتی ہے ایک گولہ تو سپر پر لگ گیا دوسرا
گولہ شانہ پر بہرام کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا اسپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی لیکن بہرام نے ایسا

دفور نور ہوا دیکھا کہ میدان صاف ہے اہل قلعہ خوش ہوئے کہ مار لیا حریف کو یکہ و تنہا کیا کر سکتا تھا مثل مشہور ہے
کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا لیکن بہرام کی جرأت و بہادری کو ملاحظہ کیجیے کہ سب لوگوں کو روک کے لب خندق
جا پہونچا اور للکارا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ منم بہرام تیغ زن ابھی پھاٹک قلعہ کا کھول دو ورنہ یہ سمجھ لو کہ
ملک الموت تمہاری جان کا سر پر آ پہونچا ہے نعرۂ بہرام کی آواز سنکر اہل قلعہ کا دم نکل گیا لیکن سہراب نے
تیر کمان میں جوڑ کر بہرام کا گلا تاکا مگر حسب اتفاق چلہ جو زور سے کھینچا کمان ٹوٹ گئی مگر بہرام خندق پھاند کر زیر
دیوار قلعہ آگیا ادھر سے لوگوں نے ہاتھے کا ستون الا کر ٹک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہا سب چیزیں پھینکی بہرام
نے سب کو خالی دیا اور کہا قریب تھا کہ پھاٹک کو گرز مار کر شکستہ کرے سہراب سے اور تو کچھ نہ بن پڑی شہر یار
کو لا کر زیر دیوار بٹھا دیا اور پکار کر آواز دی کہ ای بہرام اگر اندر قلعہ کے آنے کا قصد کیا تو ہم اسے مار ڈالینگے
اب بہرام نے دیکھا کہ واقعی میں شہر یار نامدار زیر دیوار بیٹھا ہوا ہے خیال کیا کہ ای بہرام جسکے لیے یہ جانفشانی کی
جب وہ مار ڈالا گیا تو کیا حاصل ہوا یہ سوچ شہر یار کو سلام کیا اور اشارہ سے کہا کہ غلام نے اپنی سی بہت کچھ
تدبیر کی لیکن اب مجبور ہے اور جاتا ہے یہ کہکر قلعہ کی طرف سے روگردانی کی اور رخ اپنے لشکر کا کیا کہ یکایک از
پردہ بیابان گردے برخواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
بہرام نے اپنے لشکر میں آکے ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون آتا ہے ہرکارے گئے اور
مانند برق خیال خبر لیکر پھرے اور عرض کی کہ ملک سپیباسے فرنگی پدر نامدار شہر یار عالی وقار تشریف
لاتے ہیں بہرام برائے استقبال روانہ ہوا ادھر اہل قلعہ بھی متردد تھے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک دستہ گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گردے سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا اور پھر ہر سے پاپہ ہر علم کے تو لعنت پروردگار روح مسیح گردون
وقار بحق بعد اسکے فوجیں نظر آنے لگیں فرنگستان کے لوگ کیسی زرق برق وردیاں پہنے باجے بجاتے
ہوے ادھر لشکر ارغوان شاہ غول کے غول پرے کے پرے غٹ کے غٹ انبوہ کے انبوہ جوق جوق
گروہ گروہ دستے کے دستے آنا شروع ہوئے آن واحد میں تمام صحرا ملو ہو گیا بارگاہ بپا ہوئی بہرام نے جا کر
قدم بوسی کی سپیباسے فرنگی مع کیخسرو شاہ و ارغوان شاہ و دیگر پہلوانان ذیجاہ داخل بارگاہ ہوئے
اور بہرام سے پوچھا کہ تم جو پیشتر سے آئے تھے کیا انتظام کیا بہرام رونے لگا اور تمام ماجرا مقابلہ سہراب کا اور
زخمی ہو کر زخمی کرنا اسے پھر اسے جانا عیار کا پھر بعد دلیقور پہونچنا سب حال بیان کیا اور کہا کہ ابھی ابھی میں
قلعہ پر سے پھرا ہوا آتا ہوں جب میں خندق کو پھاند کر زیر دیوار پہونچا اور چاہا کہ دروازہ توڑ کر قلعہ میں داخل
ہوں ان نامردوں نے شہر یار عالی وقار کو زیر دیوار بٹھا دیا میں مجبور ہو کر پلٹ آیا سپیباسے فرنگی نے
بہرام کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اگر اقبال شہر یار کا یاور ہے تو چھوٹ جائیگا ورنہ جو پروردگار عالم کو
منظور ہوگا وہ پیش آئیگا اب لشکر کشی سے کام نہیں نکلیگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ کہکر شب کو بہ
راحت بسر کی لیکن جب دوسرا دن ہوا سپیباسے فرنگی تخت پر بیٹھا ارغوان شاہ و کیخسرو شاہ پائین
تخت دہنے بائیں جانب آکر متمکن ہوئے اور سردار مانند شمائل خان بن جبرائیل خان و کرکوس تیر زن
و فیروز دیوانہ و قہرمان دیوانہ و فیلوس بلند بالا و قیماس بلند آواز و ازدر جاسی عمرو بے دریدہ شال ہر دم
وغیرہ بیٹھے ہیں بہرام سب سے بالا دست بیٹھا ہوا ہے صلاح رہائی شہر یار کی ہو رہی ہے کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر
چھڑانا چاہیے اگر یورش کرینگے جس وقت زیر قلعہ پہونچینگے وہ لوگ پھر شہر یار کو زیر دیوار بٹھا دینگے بہرام

نے کہا کہ طیفور سے حکم دیجیے اور سختی کیجیے اگر کچھ ہوگی تو اسی سے ہوگی پر سیاسے فرنگی نے کہا ای طیفور یہی منھ
ہی عمرو سے مقابلہ کرنے کا ایک تو یہ کہ تیری موجودگی میں غبار آئے اور شہریار کو چرا لے جاے دوسرے یہ کہ
تو تھا اور تیرے کیے کچھ نہو سکا اگر کوئی فکر تو نے آٹھ روز میں نہ نکالی تو تجھے قتل کرونگا طیفور یہ سنکر بہت گھبرایا
اور پندرہ روز کی مہلت لیکر براے فکر رہائی شہریار روانہ ہوا اور صحرا میں قیام اختیار کیا ہر روز قلعہ میں جانیکی فکر
کرتا تھا لیکن ممکن نہوتا تھا یہانتک کہ بارہ روز گذر گئے اور اب تین دن باقی ہیں بس اپنے بلک کر دعا کی کہ ای
پروردگار عالم وای سمیع بکرم مدد کیجیے کہ اب کوئی چارہ نہیں جان بھی جاتی ہی اور بات میں بھی فرق آتا ہی طیفور
اس حال پر ملال میں ہی کہ حسب اتفاق ادھر سے ایک قافلہ سوداگرون کا آتا تھا بس اسی وقت طیفور
نے رنگ و روغن عیاری منھ پر ملکر لباس نفیس پہنکر صورت اپنی اک نازنین ماہ جبین آفت ہوش کی بنائی
اور اک درخت سے لپٹ کر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اہل قافلہ جو قریب سے گذرے اور
دیکھا کہ اک زن حورجمال اس صحراے لق و دق میں اس حال پر ملال سے کھڑی گریہ وزاری نالہ و بیقراری
کر رہی ہی جاکر مالک قافلہ خواجہ تمکین سے بیان کیا اسے بھی اشتیاق ہوا قریب آیا دیکھا کہ واقع میں ایک
ایسی حسین مہ جبین تیرہ چودہ برس کا سن جوش شباب کے دن رشک لیلی ماہ لقا کھڑی اس درد سے رو رہی ہی
کہ صدا مانند تیر کے کلیجون سے پار ہوئی جاتی ہی خواجہ تمکین نے کہا کہ یارب یہ کیا معاملہ ہی ایسی حسین یہ سن اور
یہ صحرا پوچھا کہ ای زن حورجمال یہان تیرا کیونکر آنا ہوا اور تجھپر کیا گذری کہ اس طرح زار و قطار رو رہی ہی اس عورت
نے کہا میں فلک رسیدہ کیا حال اپنا بیان کرون میں وہ عورت ہون کہ کبھی اس چہرے پر نظر سوا اپنے محرمون
کے کسی کی نہ پڑی تھی آج گردش تقدیر نے یہ رنگ دکھایا کہ اہل قافلہ کھڑے ہوے مجھے دیکھ رہے
ہیں میں دختر ہون خواجہ اقبال کی لیکن ایسی بد اقبال تھی کہ اس حال خراب کو پہونچی اپنے باپ کے ساتھ
تھی حسب اتفاق اس صحرا میں گذر ہوا قافلہ نے مقام کیا شب کے وقت آمد قطاع الطریق کی معلوم ہوئی
میں خوف کے مارے پیچھے ایک درخت کے چھپ رہی لیکن قزاقون نے آکر تمام قافلہ کو لوٹا کچھ لوگ بھاگ گئے
کچھ مارے گئے میں بدنصیب بچ گئی آج تیسرا روز اس واقعہ کو گذرا ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی
خواجہ تمکین کو حالت پر اسکی رحم آیا اسے اٹھوا کر اپنے خیمہ میں لایا منھ پر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا جب
اس نازنین کو ہوش آیا اپنے کو خواجہ کے خیمے میں پایا خواجہ کو بیٹھے ہوے دیکھا کہا ای خواجہ گو اس وقت
لاوارث ہون مگر میں بھی آبرو دار کی بیٹی ہون اگر کوئی بے عنوانی میرے ساتھ کروگے تو ابھی اپنی جان دیدونگی
یہ کہکر انگوٹھی الماس کی جو اسکے ہاتھ میں تھی قریب منھ کے لائی خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای جان جہان آرام
دل مشتاقان اگر تم جان پر کھیلوگی تو میں بھی جان اپنی دیدونگا وہ نازنین بولی کہ پھر مجھسے علیحدہ بیٹھو ہان یہ ہو سکتا
ہی کہ جب رنج و الم میرا برطرف ہوگا اور تمھین زندگی بھر میرا ساتھ دینا ہوگا تو خیر مضائقہ نہیں ہی عقد کر لینا لیکن شرط
ہی کہ پھر دوسری عورت زندگی میں نکرنا ایسا نہو کہ تم لوگون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج اپنے مطلب کی خوشامد
کرکے کل بیرخی کرو خواجہ تمکین نے کہا تا زندہ ام بندہ ام غرضکہ خواجہ تمکین نے غسل کروا کر لباس عمدہ اس
عورت کو پہنایا انواع اقسام کے گہنے مرصع کار جواہر نگار دیے اور وہ عورتین جو قافلے کے ہمراہ تھین انکے
سپرد کیا جب صبح ہوئی کوچ کر کے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا جس وقت قریب قلعہ پہونچا
نامہ تیر میں باندھ کر اندر قلعہ کے پھینکا جب وہ تیر صحن قلعہ میں گرا لوگ اٹھا کر شادمان شاہ کے پاس

لے گئے شادمان شاہ نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ نام میرا خواجہ تمکین ہے ہر سال ملک شادمانیہ میں حاضر ہوا کرتا
تھا اشیا سوداگری سرکار میں فروخت کیا کرتا تھا امسال جو شہر شادمانیہ گیا سناٹا پایا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ حضور یہاں تشریف رکھتے ہیں لہذا امیدوار باریابی ہوں کہ بہت دور و دراز سے اسی امید پر آس لگائے
ہوئے آیا ہوں شادمان شاہ نے سہراب ستارہ گردن سے کہا کہ تم خود جاؤ اور باہتمام خواجہ تمکین کو اندر
قلعے لیتے آؤ کیونکہ تم دوست دشمن کو خوب پہچانتے ہو دیکھو خواجہ تمکین کے ساتھ میں کوئی غیر نہ چلا آئے سہراب بموجب
حسب الحکم شاہی کچھ لوگ ہمراہ لیے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھلوا کر باہر آیا خندق پر اب تختی اسپر تختے رکھوائے
خواجہ تو منتظر ہی کھڑا ہوا تھا ہمراہ سہراب کے داخل قلعہ ہوا سہراب نے پھر تختے اٹھوا کے پھاٹک قلعہ کا بند
کروا دیا اور خواجہ کو لیے ہوئے خدمت میں شادمان شاہ کے حاضر ہوا خواجہ تمکین نے سلام کیا کرسی بیٹھنے
کو ملی خواجہ تمکین سلام کر کے بیٹھ گیا پہلے فتح قلعہ فرہنگ کی مبارکباد دی بعد اسکے اشیا تحفہ و نادرہ ہر ملک
کی پیش کیں شادمان شاہ نے کل چیزیں خرید لیں اور کہا کہ خواجہ تمکین بڑی مسافت طے کر کے آئے ہو ایک ہفتہ
آدھ روز قیام کرو پھر چلے جانا خواجہ تمکین بادشاہ کی اس نوازش و عنایت کا بہت شکر گذار ہوا اور اسی گھڑی
اور خوشی میں عرض کی کہ ایک ایسا تحفہ حضور کے واسطے لایا ہوں کہ آپ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے کہا
وہ تحفہ کیا ہے خواجہ تمکین نے عرض کی کہ ایک کنیز ہے کہ حسن اسکا روئے زمین پر خاک ڈالتا ہے چہرہ مہر کو مات کرتا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت دربار برخاست کر کے خلوت میں آیا خواجہ تمکین سے کہا بلوا کر اس
نازنین کو خواجہ تمکین نے عرض کی کہ ابھی اور اسی وقت اس نازنین کو کہ جسے صحرا میں پایا تھا لاکر پیش کیا بادشاہ
صورت اس آفت ہوش کی دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا خواجہ تمکین کو بہت کچھ خلعت و انعام عطا کر کے رخصت کیا
ایک مکان خواجہ تمکین کے رہنے کو دیا لیکن آپ اس نازنین سے گرم بیان کرنے لگا اس آفت جان شکن
دین و ایمان نے کہا کہ اے بادشاہ اتنے میں تیری کنیزی میں آگئی اسقدر تعجیل کیوں ہے کچھ تجھے خدا کا خوف نہیں
ہوا ابھی تو میں آفت کی ماری آئی ہوں نہ میں تیری خو بو سے آگاہ نہ تو میری خصلت سے واقف جب ساتھ
ساتھ رہیگا اور دل ملیگا تو دیکھا جائے گا موجب شعر ہے اگر منظور راز دل تجھکو الفت کا نباہ کچھ آشنا
ہونا کسی دیرینہ آشنا کو دیکھکر تو بادشاہ دل میں سوچا کہ سچ کہتی ہے ابھی اسکا ستانا اچھا نہیں کیونکہ سن اسکا
کم ہے کچھ رقت ہے ابھی لذت وصل سے آگاہ نہیں پھر دیکھا جائے گا ایسا نہ ہو یہ بے مزہ ہو جائے تو پھر کوئی لطف
نہیں جبتک کہ دونوں جانب اشتیاق نہ ہو کوئی لطف نہیں ہے بموجب شعر الفت کا یہ مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن جس وقت ملا سکا شب کے گیسوؤں
کو سنوار اور مشاطہ قدرت نے عروس شام کو زیور انجم سے آراستہ و پیراستہ کیا آئینہ ماہ منور سے دوچار ہو کر
شوق خود بینی و خود نمائی افزوں ہوا دل شادمان شاہ کا اشتیاق وصال میں ایسا بیتاب تھا ایکدم فراق اس
نازنین ماہ جبین کا گوارا نہ تھا صبر کا یارا نہ تھا وقت گذرنا شاق تھا جبتک شام نہیں ہوئی تھی بار بار یہ شعر ورد
زبان ہوتا تھا شعر شام کیا روز جدائی کی نہیں ہوتی ہے دھوپ پھیلی ہے جو دیوار و شجر پر ڈھل گیا شام کیا
دلربائی کی امید لیے آئی خلوت کی آراستگی کا حکم دیا مشاطہ شاہی سے پیراستگی عروس کو ارشاد کیا غرضکہ خلوت آراستہ ہوئی
آئینہ بادشاہ داخل خلوت ہوا عروس کو آراستہ کر کے لاکر بٹھایا اب شادمان شاہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اس
ماہ جبین کی یہ حالت تھی کہ جاتی تھی ہر بار بار یہ حرف زبان پر لاتی ہے کہ آج تو تم کچھ نئی نئی باتیں کر رہے ہو کیا درد

عورتون کو یون ستاتے ہین ہین نگوڑی یہ بھی نہین جانتی کہ دنیا مین ہوتا کیا ہی مردسے کیونکر بات کرتے ہین لیکن
شادبان شاہ کی یہ حالت ہی کہ اسکی بھولی بھولی باتون پر اور بھی فدا ہوا جاتا ہی آخر کار وہ آفت جان دشمن ایمان
بولی کہ مین نے سنا ہی کہ نشۂ شراب مین ایذا کم معلوم ہوتی ہی شادبان شاہ نے صراحی ہاتھ مین اٹھائی جام
بھرنے لگا اور ساغر لبریز کرکے کہا کہ لو یہ موجب مشہور شعر شراب شوق سے بست ڈر رنگیلے ہاتھ خدا زرد کے
تیغ کر مین ہی چھینکے پی لے تو وہ نازنین بعد کرشمہ و ناز بولی کہ مین تمہارے ہاتھ کی شراب نہ پیونگی اگر تمنے کچھ ملا
دیا ہو شادبان شاہ نے کہا بھلا مین کوئی چیز کیون ملانے لگا کیا تمہارا دشمن ہون نازنین نے کہا اچھا یہ جام
تم پی لو ہم اپنے ہاتھ سے جام بھرکر پینگے یہ کہکر ساغر و صراحی ہاتھ مین لیکر جام بھرکر آپ پیا دوسرا جام لبریز کرکے
شادبان شاہ کو دیا بادشاہ نے بھی ساغر مئے ناب ہونٹون سے لگایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر ہون مین
یا ہون راست کیا ہی اے واعظ تو دوا اپنے ہاتھ سے جام شراب دین جو تجھے ؎ اور جام سے اندیشہ انجام
پی گیا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ بیخودی طاری ہوئی اس نازنین سے لپٹنے لگا وہ ہاتھ جھٹک کر اٹھی سامنے سے
ہٹ گئی اور کہا کہ تم تو بلا ہوکے پیچھے پڑ گئے ہین نگوڑی ان باتون کو کیا جانو شادبان شاہ اٹھکر پیچھے دوڑا
اور پکارا شعر لیے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا ؎ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا لیکن اٹھتا تھا کہ
تڑاق سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ہو گیا اور دھم سے گرا نازنین نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ باش او
گرفتار سمجھ ہم طیفور رشید دل ہین پلٹ کر لباس عروسی کو دور کیا شادبان شاہ کے کپڑے اتارے صورت
اپنی شادبان شاہ اور رنگ و روغن عیاری ملکر شادبان شاہ کو اپنی صورت بنا کر تھوڑی بیہوشی اور دماغ
مین پھونک کر اسکو وہین چھوڑا آپ تاج مرصع سر پر رکھ کر حجرے سے باہر آ کر دروازے مین قفل لگا دیا دیوانے
دربار مین آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ اس سوداگر کو کہ کہان سے عورت پکڑ لایا تھا حجرے مین مل گئی تھی یا دریا سے
ہاتھ لگ گئی تھی سوداگر سے لوگون نے جاکر کہا کہ بے سمجھے ہوئے عورت تم نے بادشاہ کے نذر کر دی وہ عورت
نہ تھی بلکہ بھوت تھا سوداگر کانپتا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے بہت عتاب کیا بعد اسکے حکم دیا کہ لاؤ قیدی شہریار کی
سپہر اسپ مینارہ گردن ایک جانب دنگل پر بیٹھا ہی لیکن جسوقت قیدی شہریار کی سامنے آئی کہا کیون او سرکش
ہی شرط کہ تجھے قتل کر ڈالون تیرے سردار یورش کرکے قلعہ پر آئے ہین اہل قلعہ کا دل دہلاتے ہین شہریار
سنکر سامنے بیٹھا ہی آنکھ اونچی نہین کرتا طیفور اس فکر مین ہی کہ یہ آنکھ اونچی کرے نظر ملے تو مین اشارہ کر دون
کہ قید تو ڑ کے بہانا تک کہ اسقدر عرصہ گذر ا کہ وہان شادبان شاہ کی بیہوشی دفع ہوئی خلوت مین سامنے آئینہ
لگا ہوا تھا نظر جو آئینہ پر پڑی تو اپنے کو عورت کی شکل پایا لباس عروسی زیب جسم دیکھا اس نازنین کا کہین
نشانہ پایا دروازہ کھولکر باہر جاؤن دروازہ بند پایا چلانا شروع کیا کہ ارے نمک حرامون وہ عورت نہ تھی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا مجھے عورت کی شکل بنا کر ڈال گیا لوگون نے دیکھا کہ حجرے مین سے کوئی چلا رہا ہی قریب
آئے قفل کھولکر دیکھا تو بادشاہ کو اس حال خراب سے پایا پوچھا یہ کیا ماجرا ہی کہا کہتے ہین مین شادبان
شاہ ہون اور ایک شادبان شاہ دربار کر رہے ہین بادشاہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ عیار شہریار
ہی اسی حال خراب سے شمشیر کف طرف دربار کے چلا چوبدار نے شادبان شاہ نقلی سے کہا کہ وہ عورت
دوڑتی آتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شادبان شاہ ہون طیفور رشید دل نے دیکھا کہ اب رنگ اچھا نہین ہی
سپہر اسپ مینارہ گردن سے کہا کہ رو کو جا کر وہین ایسا نہو وہ یہان آجائے تو تجھے پریشان کرے وہ عورت

نہیں کوئی بلا ہی سہراب شمشیر بکف اٹھا باہر بارگاہ کے آیا یہاں جو طیفور نے میدان صاف پایا پکارا کہ شہریار
ہوشیار ہو جیسے کہ منم مہتر طیفور شیر دل غلام آپ کا آ پہونچا اب غضب ہوا چاہتا ہے ایسا نہو کہ یہ راز کھل جائے کہا
میں اٹھ کر قید کا توڑ ن لگیں یہ سنا تھا کہ شہریار نے دامن آرزو میں آکر اب جو چرخ مارا قید آہن کو مانند تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا وہاں شادمان شاہ جو عورت کی صورت بنا ہوا آتا تھا دروازہ بارگاہ
پر دربانوں نے روکا اور کہا ہم کیونکر سمجھیں کہ آپ بادشاہ ہیں ایک بادشاہ تو تخت سلطنت پہ بیٹھا ہے
اور آپ کے آنے کی ممانعت کر رہا ہے بغیر سمجھے ہوئے ہم آپ کو جانے نہ دینگے شادمان شاہ نے پانی مانگا اور
منہ دھویا تو رنگ و روغن عیاری دور ہوا کہا وہ عیار ہے اسنے میری یہ شکل بنائی اور آپ میری صورت بنکر
دربار کر رہا ہے اب سہراب بھی پہونچ گیا یہ بھی اس راز سے آگاہ ہوا شادمان شاہ نے سہراب سے کہا جلد جلکر
کوئی تدبیر کرو ورنہ اگر شہریار قید سے چھوٹ گیا تو کچھ بنائے نہ بنیگی جان بھی جائیگی سلطنت بھی تباہی آ جائیگی
سہراب و شادمان شاہ جلدی سے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ شہریار آ رہا ہے سہراب نے نعرہ کیا کہ باش
او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ آکر سرکش کو رہا کر دیا مگر کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا
شہریار نامدار پر کیا شہریار نے ابھی قید توڑی ہے نہ سپر پاس ہے نہ تلوار نہ لباس جنگ لیکن بہ جرأت مردانہ بازو
شیر فرزانہ ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار سہراب پر ماری سہراب نے
اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو پڑتا ہے یا سر جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مانند خیار تراشیدہ جسم
فربہ کے دو ٹکڑے ہوئے شادمان شاہ اس جرأت و قوت پہ تھرا گیا شہریار نے جھپٹ کر چاہا کہ شادمان شاہ کو
بھی مارو ں یہ دوڑ کر قدموں پہ گر پڑا اور کہا تا زندہ ہوں بندہ ہوں بیشک دیں آپکا یہ حق ہے کہ ایسی قید سے یوں چھوٹ
جانا بغیر مدد باری ممکن نہیں از سر صدق شادمان شاہ مطیع ہوا شہریار نے قید شیر زالی شیر خشم اور ہامان
میمون چشم کی کاٹی اسی وقت پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور ہامان کو اسے اطلاع اپنے لشکر میں روانہ کیا یہاں
پرسیاسے فرنگی تخت پہ بیٹھا تھا سردار دہنے بائیں دنگلوں پر فروکش تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آج بند رہوان
روز ہے لیکن طیفور نے کچھ فکر رہائی شہریار نہ کی اور فقرہ دیکر بھاگ گیا کہ اتنے میں ہرکاروں نے آکر عرض
کی کہ آج پھاٹک قلعہ کا کھلا ہے اور ہامان میمون چشم آتا ہے پرسیاسے فرنگی متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن جو
جاننے والے اس بھید کے تھے انھوں نے بیان کیا کہ شہریار نامدار نے اس پہلوان کو زیر کیا تھا اور یہ مطیع ہو گیا
تھا اسی باعث سے ہمراہ شہریار یہ بھی قید تھا لیکن یہ تعجب ہے کہ کیونکر چھوٹا اتنے میں ہامان دربارگاہ پہونچا چوبدار
نے آکر عرض کی کہ اجازت باریابی چاہتا ہے پرسیاسے فرنگی نے مہرام کی طرف دیکھا مہرام نے کہا بلا لیجئے معلوم
ہوا کہ یہ تو غلام شہریار ہے اگر بارادہ فساد آتا ہوگا تو سمجھا جائے گا چوبدار نے اندر بارگاہ کے بلا لیا ہامان نے
آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو آپکو شہریار نامدار نے رہائی پائی مہتر طیفور شیر دل نے عورت بنکر
بادشاہ کو بیہوش کیا اور سب ماجرا بیان کیا اسی وقت ان مردہ دلوں کے چہروں پر بحالی آگئی عارضوں پر لالی
آگئی پرسیاسے فرنگی مع سرداران نامدار فوج جرار ہامان کے ہمراہ طرف قلعہ کے چلا شہریار آمد
خبر ملکر پرسیاسے فرنگی سنکر بیرون قلعہ تک برائے استقبال آیا پرسیاسے فرنگی نے شہریار کو گلے سے
لگایا اب سب ملکر داخل قلعہ ہوئے دربار آراستہ ہوا نقارہ شادمانی نوازش میں آیا یہ خبر اڑتی اڑتی صحرا
صحرا ملک ملک پہونچی فیروزہ دیوانہ جو زخمی ہو کر نکل گیا تھا اسنے صحرا میں کچھ عورتوں کو بھاگتے دیکھا دریافت

کہ ان تک گذارش کیا جائے کہ تین روز تک برابر لشکر آیا کیا بعد ان سب کے اب جو دیکھا تو قیطول ہوا پر اڑتے ہوئے زیر قیطول سرداران نامی وگرامی و پہلوانان نامور مثل صلصال بن دال بن دیو بن نشا سجاد مرکب پر سوار و خلخال بن صلصال و خونخوار ستارہ پیشانی و قلماق اژدر خوار و فرزیل عقرب چشم و سمات پیل گردان و سیلاب خون آشام وغیرہ اور دیگر پہلوان مرکبوں پر سوار قیطول بالائے ہوا صحرا میں قائم ہوئے بارگاہیں برپا ہوئیں سردار اترنے لگے نہنگ طوفانی نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا کہ یہ مرد و دکس ارادے سے یہاں ٹھہرا ہے ہرکارے واسطے تفحص کے روانہ ہوئے اور بطور دریافت حال آکر عرض کیا کہ لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ اس ارادے سے آیا ہے کہ ملکہ مہرناز پری ور کو اپنے قبضے میں لائے بس یہ سننا تھا کہ نہنگ طوفانی بہت گھبرایا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ ایسا کچھ سنا گیا ہے ہم جان نثار جانبازی کے واسطے موجود ہیں لیکن ایک کی دو دو کی دو چار کب تک لڑینگے اور کیا کرینگے انجام کار قلعہ قبضے سے جاتا رہیگا ملکہ سے جس وقت محلدار نے آکر بیان کیا ایک تو اسکا دل خود ہی دھڑکا تھا جس وقت محلدار نے یہ ماجرا بیان کیا کہ لاجور دشاہ آپ کی فکر میں آیا ہے ملکہ یہ سنکر بہت گھبرائی آنکھوں میں آنسو بھر لائی محلدار سے کہا کہ جاکر نہنگ طوفانی سے کہدو کہ کوئی قاصد خدمت میں امیر با توقیر کے روانہ کرے کہ اب اس وقت میں اگر آپ خبرگیری نہ کرینگے تو بہت بڑی رسوائی ہوگی بھلا وہ مردود مجھے تو کیا پائے گا اگر قلعہ میں آگیا تو میرا جنازہ البتہ لیکر جائے گا ہاں بعد مرنے کے مٹی میری خراب ہوگی کہ یہ کافر نہیں معلوم میرا کیا انجام کرے ملکہ نے ایک خط اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھکر اس محلدار کو دیا کہ نہنگ سے کہنا کہ اسے خدمت فیض درجت میں جناب امیر کشور گیر کے روانہ کردے محلدار نے ایک خط لاکر نہنگ طوفانی کو دیا نہنگ طوفانی نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ وہ خط خدمت میں امیر با توقیر کے روانہ کردیا دیکھا چاہیے اب وہ نامہ برکس وقت وہاں پہونچتا ہے لیکن یہاں لاجور دشاہ نے سیلاب خون آشام سے کہا کہ جا اور حاکم قلعہ سے یہ کہدینا کہ ملکہ کو لیکر بہت جلد حاضر خدمت خداوندی ہو ورنہ تیری شامت آجائیگی سزائے معقول پائے گا بیٹھے بٹھائے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا مفت میں اپنی جان کو ہاتھ سے کھوئیگا سیلاب یہ حکم پاتے ہی اسی وقت طرف قلعے کے فی الفور روانہ ہوا جس وقت یہ خبر وحشت اثر نہنگ طوفانی کے کان تک پہونچی سقف قلعہ پر آکر آواز دی کہ اے شخص تو یہاں کس مقصد سے اس طرف آیا ہے وہیں سے مطلب اپنا مجھسے شتاب بیان کر سیلاب نے نہنگ طوفانی کو جواب دیا کہ اے شخص تو کیسا بے مروت و بے حمیت ہے کہ ہم تیرے گھر پر آئے ہیں اور تو کہتا ہے کہ وہیں سے اپنا مطلب بیان کر و یہاں پر نہ آؤ اگر کوئی راز کی بات ہو تو یوں کیونکر اعلان کے ساتھ میں بیان کی جائے نہنگ طوفانی نے کہا کہ راز اس شخص سے بیان ہوتا ہے جو دوست اور راز دار اپنا ہو نہ کہ میں تمہاری صورت سے بھی آگاہ نہیں میرے تمہارے کونسی رازداری ہے سیلاب نے کہا اے برادر من دوستی تو پیدا کیے سے پیدا ہوتی ہے یا کوئی ازل سے دوستی لیکر آتا ہے نہنگ طوفانی نے کہا مجھے تمہاری دوستی کی ضرورت نہیں ہے جب سیلاب نے دیکھا کہ خوشامد سے کام نہیں نکلتا ہے پکارا اے نہنگ طوفانی آگاہ ہو کہ خداوند لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ نے کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ مہرناز پری ور کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت خداوندی میں حاضر ہو تیرا رتبہ خداوند بڑھائیگا ملکہ کو اپنے تصرف میں لائیگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خداوند آن واحد میں تجھکو مٹا دیگا اور اگر

خداوند نے زمین سے کام لیا تو ایک ایک غلام اسکا ایسا ہے کہ دم بھر مین قلعہ چھین لے گا نہنگ طوفانی نے
کہا کیون مردود بس یہی راز تجھکو بیان کرنا تھا دور ہو یہان سے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا گیدی ہے وہ وقت بھول
گیا کہ اسکے باپ زبرجد شاہ کو امیر نامدار نے کس ذلت و خواری سے مارا تھا حالانکہ صرف اتنی خطا اسکی تھی کہ لقا سے
بے تھا ذمرد شاہ کو اسنے پناہ دی تھی اور کسی طرح کی بے عنوانی امیر کے سامنے نہ کی تھی نہ یہ کہ ملعون انکی والا
کی ناموس کے ساتھ ایسی بے ادبی اور گستاخی کا ارادہ رکھتا ہے اب اگر امیر نہین تو اسکا جانشین صاحبقران
ثانی کہ جسنے ہزارون ساحرون کو مار الکتی خداوندیان بگاڑ دین اس وقت مین دنیا مین جادو سی ساحرہ موجود تھی
مگر کس طرح ماری گئی اسکے ساتھ تو کوئی ویسی ساحرہ یا ساحر بھی نہین معلوم ہوتا کہدینا اپنے خداوند سے کہ اگر خیریت
چاہتا ہے تو چلا جائے یہان سے ورنہ ساری خداوندی تشریف لی جائیگی سیلاب جواب صاف سنکر پلٹا سے
خدمت لاجورد شاہ مین آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لاجورد شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فتح اس
قلعہ کی ہمنے نام سیلاب خون آشام کے تحریر کر دی اور یہی تقدیر کی کہ قلعہ ہاتھ سے سیلاب کے
فتح ہو حسب الحکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی لیکن صدائے طبل سنکر اہل
قلعہ دہل گئے ملکہ کا دل دھڑکنے لگا اور کلمات شکایت آمیز شہنشاہ کی نسبت زبان پر جاری ہوئے
بموجب شعر خبر نہتی کہ وہ دل ہیکے بیوفا ہو گا ۔ یہ اب ہے سوچ کہ یارب مآل کیا ہو گا ۔ کبھی یون کہتی تھی
دوہا ۔ جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے ۔ نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریئے کوئے ۔ افسوس
صد ہزار افسوس عجب بیوفا ذات ہے ان مردون کی پہلے محبت بڑھاتے ہین پھر خبر بھی نہین لیتے کہ کیا
گذرتی ہے ایسے ہی موقعون پر عورتون کا پاؤن اونچا نیچا پڑ جاتا ہے مگر خدا نہ کرے دور پار چھائین پھوٹین یہ
انھین کو مبارک جو ایسا کرتی ہین کمین اصل نسل کی درست بھی ایسی متبذل باتون کو گوارا کرتی ہین
جان دیتی ہین مگر پردہ عصمت کو فاش نہین کرتین یہ نہین لوگون کے جگرے ہین کہ مرتے ہین اور
دم بھرتے ہین یہ تو اس طرح کی شکایت آمیز باتون سے بھڑاس دل کی نکال رہی ہے غم کو ٹال رہی ہے
لیکن نہنگ طوفانی نے یہ انتظام کیا کہ خندق کو پر آب کر چکا تھا پل تختہ اٹھوا لیا تھا توپون کی رستی
لگے ہوئے یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی
سیلاب خون آشام مرکب پر سوار ہو کر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے چلا
نہنگ طوفانی اگر فصیل بند دروازے پر بیٹھا گولنداز توپون پر مسلط ہوئے دوربینین لگائے ہوئے
دیکھ رہے تھے کہ حریف زد پر آئے تو حملہ کرین کہ یکایک سیلاب خون آشام نے یلغار کیا اور سپر
گرز ہاتھ مین سنبھال کر پویہ مرکب کا لیا دیکھا اہل قلعہ نے کہ اب سیلاب خون آشام زد پر آ گیا ہے
توپون کو آگ بتائی یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان لرز گئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا جو سوار زد پر
آ گئے تھے اڑ گئے زمین جا بجا سے شق ہو گئی درخت جل جل کر اکھڑ اکھڑ کر گرے ایک قیامت کبریٰ
برپا ہوئی تمام صحرا مین سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا زیر آسمان اک فلک دخانی قائم ہوا تھا اہل قلعہ
سمجھے کہ مار لیا حریف کو طبل شادیانی بجانے لگے لیکن جس وقت ہوا سے دھوان منتشر ہوا مثل ابر کے چھٹ چھٹکر
چہار طرف پھیل گیا تیرگی دفع ہوئی روشنی نظر آئی اب جو دیکھا تو واقع مین یہ حال ہے کہ کفار کے لاشے
بچھے ہوئے پڑے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سموم قضا نے آ کر ان سبکا استغراق کر دیا ہے مگر اب جو دیکھا تو

سیلاب کی دیکھی دل مین تو خفیف ہوا لیکن کہدیا کہ بروز نوروز اسے ہم پھر اس سے زیادہ زبردست کر کے پیدا کرین گے
اس نے وہان جا کر غرور کیا ہم نے اسے گویون کی زد سے بچا پایا تا بقلعہ پہونچا پا لیکن اس نے وہان بیہودہ پیچ کر تکبر
کیا ہم نے اسے غارت کر دیا سے جاؤ اور لاش اس کی کسی دریا مین بہا دو کل سمجھا جائے گا اور اسی وقت حکم دیا
کہ بجے طبل جنگی کل کے روز دست خداوندی یعنی قلماق اژدرخوار اس قلعہ کو فتح کرے گا حسب الحکم
لاچور دشاہ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی یہان مہتنگ طوفانی جو بار کر سیلاب کو
قلعہ مین آیا اہل قلعہ خوش و خورم بیٹھے تھے بلکہ خبر فتح سنکر سجدہ شکر مین گئی تھی کہ یکایک آواز طبل جنگ
کان مین آئی پروردگار عالم پر توکل کر کے یہان بھی طبل بجوا دیا گیا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر لاچور دشاہ
مین طلایہ گشت پھر رہا تھا او از بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی کہ جس وقت زلف لیلا ے
شب کمر تک پہونچی فوج مین ایک غدر نظر آیا شبخون کا شور مچا جو سپاہی فوج کے سو رہے تھے اب جو اس
غدر مین ہوشیار ہوے ہین سپر تلوار ہاتھ مین اٹھالی جو سامنے آ گیا اسپر حملہ کر بیٹھے اپنا بیگانہ کچھ سوجھتا
تھا ایک تو سیاہی شب کا پردہ حائل تھا دوسرے نیند کا خمار تیسرے گھبراہٹ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا بیٹے کو
باپ مارے ڈالتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا اسی عالم مین تلوار چلتے چلتے وہ وقت آ پایا کہ پہلوان خاور یکہ و فر
تیغ شعاع بمصدار تفاع ہاتھ مین لیے ہوے نمودار ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم درخشان لرزان ترسان گریختہ
مغرب مین پنہان ہوا جس وقت روشنی پھیلی اور اپنے پرائے کی شناخت ہوئی سپاہیون نے جنگ سے ہاتھ
روکا خیال کر کے جو دیکھا تو کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کشتہ ہوا ہے یہ خبر لاچور دشاہ کو دی کہ شبخون ہوا ہم کو ایسا
بندہ سرکش آیا جسنے تمام فوج کا یہ نقشہ بنایا لاچور دشاہ بھی حیرت مین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن قلماق اژدر
خوار کہ اپنے تمام پر طبل جنگ بجوا چکا تھا صبح کو دو لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے روانہ ہوا خبر مہتنگ
طوفانی کو ہوئی کہ آج قلماق اژدرخوار بقصد رزم و پیکار آتا ہے مہتنگ نے کہا کچھ پرواہ نہین پروردگار عالم
ہر وقت مین معین و مددگار ہے جبتک یہ نفس چند باقی ہین اور ہاتھ پاؤن کو جنبش ہے اسوقت تک اتنی مجال کسکی
نہین ہے کہ قلعہ پر قبضہ کر سکے آج بجز وہی انتظام مہتنگ نے کیا ہے کہ آپ فصیل دروازے پر آکر بیٹھا ہے گرز بدست اور
حسب معمول توپون پر مسلط ہین منتظر بیٹھے ہین کہ حریف کا سامنا ہوا اور فیر کرین لیکن قلماق اژدرخوار
چاہتا ہے کہ پورا پا گستا کالے کہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اس طرف نگران ہوے یکایک ہوا نے
تازیانہ کو گرد سے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار کی
جمعیت سے نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر نابکار خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار کہ سر پوش گجے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی ارے میرے ہوتے تو قلعہ کی طرف جاتا ہے نہین جانتا کہ ہم باس ہین شہنشاہ
گوہر کلاہ کا اور قلماق اژدرخوار کا سامنا کیا وہان جو لشکر میں نازبردار تھے سنا کہ کوئی نقابدار گوہر پوش
ہماری مدد کے لیے آیا ہے لیکن فوج قلیل اسکے ساتھ ہے مصروف دعا ہوئی کہ خداوندا اس تھوڑی فوج کو
غالب کر اس فوج کثیر پر کہ یہ اس حال پر ملال مین معاون ہوا ہے ہم بیکسون کا لیکن وہان قلماق اژدرخوار
نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تو کہان سے آیا ہے بہتر ہے کہ چلا جا یہان سے ورنہ مفت مارا جائیگا
سوا پشیمانی کے کچھ نہ ہاتھ آئے گا نقابدار نے کہا یہ میدان جنگ ہے صحبت وعظ و پند نہین ہے انسے بہادری
کی قلماق اژدرخوار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو تیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند ہوئے

لگے کھلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو واقعی زبانیں نکال کر لڑ رہے ہیں کوئی ایسی ملعون کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے
نے چھٹ پٹ بارہی نیزے سے اپنے قلماق کے رچھے کو پیچیدہ کرکے جو ہکا مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے
قلماق کے نکل گیا نیزے کا نکلنا تھا کہ جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا آواز دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ پھیرا
حوالی کیا لیکن کہاں جائے گا بچ کر اس تلوار سے کہ یاد رہے اسکی دھار ایسی پھر فنا کا او ضرب دار ضرب دار کہکر سر نقابدار پر وار
کیا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا کر یہ شعر پڑھا شعر تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ۔ ما
یہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہکر وہ شمشیر آبدار کا کیا قلماق نے اٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو نقابدار کی پڑتی ہو تو سپر کو قلم کرکے خود پر پہنچی نقابدار نے جھٹکا مارا قلماق کے سر سے
کھینچا کوئی دو انگل کا زخم سر میں آیا اور تلوار سر سے نکلکر جو گردن مرکب پر آئی سر گردن سے کا قلم ہوا
راکب و مرکب دونوں غلطاں زمین پر گرے لوگوں نے قلماق کے جو یہ رنگ دیکھا اور بڑی فوج ادھر سے
نقابدار کی آپڑی تلوار چلنے لگی قلماق کو لوگ اسکے اٹھا کر سیدھے پر ڈال کر لے گئے سب سے گرنے میں
کولا اسکا شکست ہوگیا تھا بیہوش تھا لیکن نقابدار نے لوگوں کو اسکے قتل کرنا شروع کیا فوج کے سردار
کہا شکست کھا آخر کو طبل رہان بجا کر میدان سے پھر گئے نقابدار نے خیمہ اپنا نہ پایا اور جانب صحرا
روانہ ہوگیا ملکہ مہر نازی ور نقابدار کو دعائیں دے رہی تھی اور شکریہ پروردگار بجا لا رہی تھی لیکن
جب دوسرے سردار بھی اس حال پر ملال سے سامنے لاجوردشاہ کے پہونچا لاجوردشاہ نے کہا کل بابدولت
خود سیر جنگ دیکھیں گے اور طرف قلعہ کے چلینگے کہدو کہ طبل جنگ ابھی وقت کوس حربی نوازش میں
آیا خبر قلعہ میں پہونچی یہاں بھی نقارہ توکلت علی اللہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن وقت شب کا ہے دربار
لاجوردشاہ کا آراستہ ہے پہلوں پالانے قبطول رہتا ہے اور رہتے ہیں دربار بھی کرتا ہے سب پہلوان معین ہیں
کہ وقت دربار ہر سردار کو آکر سجاتے ہیں کہ حال انکا وقت پر ظاہر ہوگا یا یہ کہ قبطول جو ہوا پر معلق ہے اسکا
راز بھی کسی وقت کھل جائیگا لیکن اس وقت بیان کی حاجت نہیں ہے لاجوردشاہ تخت خداوندی پر
تنہا بیٹھ کر اپنے جانب خوشنو ارستارہ پیشانی سب سے بالادست دنگل پر متمکن ہے بعد اسکے فرزیل
[illegible] جشم سیاہ پیل گرد ان عزاب کوہ پیکر عمراب پیچ گردن بائیں جانب سے فتح اختر جشم ابر لو کماندار
فیلو رنجیر تن لیکن سب سے بالادست دنگل اس صف میں صلصال بن دال بن دیو پیکر تہا سجاد و کامہ
تعال بن صلصال بہادر میں اپنے باپ کے بیٹھا ہے لاجوردشاہ نے کہا ای بندگان من وہ بلائے آسمانی جو
شب کو نازل ہوا کرتی ہے کوئی اسکی فکر کرنا ضرور ہے سب نے عرض کیا کہ ہمیں جیسا حکم ہو ہم موجود ہیں لیکن
شمزاد نے وہ بلا اپنے بندوں پر کیوں مسلط کی ہے لاجوردشاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تم لوگوں کو
کس رو سے خداوندی پر کیا دخل ہے نہیں معلوم خداوند کیا بہتری سمجھتا ہے جو بلائی دکھاتا ہے سب خاموش ہو گئے
کہ ہمیں کیا چاہیے خداوند اپنے بندوں سے جیسی چاہے ویسی الٹی اپنے حق میں کرا لے ہم کون لیکن
فتح اشقر شنگ پیشانی نے کہا کہ خداوندا کل تماشا میری لڑائی کا دیکھیے کہ کیونکر قلعہ لیتا ہوں غرضکہ
باقی رات کو غنیمت جان کر وقت راحت و آسایش کا ہے لاجوردشاہ نے بھی دربار برخاست کیا خواب
گاہ میں گیا ہوا اور سردار بھی اپنے خیموں میں آکر سو رہے ہوا نا ان فوج سلح سنجوگ درست کرنے میں
جب حسن لیلی شب کا کمال پر پہونچا اور سیاہی کاکل نے اسکے تمام عالم کو گلیم سیاہ ازدہا کی

ہر طرف تیرگی چھائی شمال کی طرف سے شور ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہے لوگ ایک روز ایسی آفت اٹھا چکے
تھے تھکے تھے نیند تک نہ آئی گھبرا گھبرا کر اٹھے لیکن اسقدر شور و غوغا بلند ہوا کہ لاجورد شاہ کی آنکھ کھل گئی
خواب سے چونک پڑا کہا کیسا یہ غل ہے جو ایک دہ باری دار حاضر تھا اسنے عرض کیا کہ وہی بلا نازل ہوئی ہے
جو کل شب کو نازل ہوئی تھی لاجورد شاہ نے اپنی معشوقہ ملکہ ناہید اختر چشم سے کہا کہ تمنے بھی اسکی کوئی تدبیر
نہ کی ناہید نے کہا میں ابھی جاتی ہوں اور اس سرکش کو بسزا پہونچاتی ہوں ناہید اختر چشم بصورت [illegible]
شاہ پر لاجورد شاہ کی بھی رہ چکی ہے جبتک وہ زندہ رہا اس سے ہمبستر ہوا کی بعدہ لاجورد شاہ
کی خدمت میں آئی یہ پاس لاجورد شاہ کے موجود تھی لیکن بحکم لاجورد شاہ اسی وقت غلطک مار کر پروانہ
پیدا کر کے اڑی اور طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور جس مقام پہنچا کہ گیر و دار برپا تھا بالا سے ہوا قائم
ہو کر دیکھنے لگی کیا دیکھتی ہے کہ اک طفل حسین سر برہنہ بھورے بھورے بال مرکب تیز رو پر سوار ساتھ
اسکے اسی سن و سال کے چالیس ہزار لڑکے تمام فوج کو پامال کر رہے ہیں وہ لڑکا سب کا افسر معلوم ہوتا ہے
اور منہ اکبر برق رو کا نعرہ کر کے مانند صاعقہ کے کوندتا پھرتا ہے ناہید اختر چشم نے جو صورت اس
طفل کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور سوچی کہ یہ بہتر ہے یا لاجورد شاہ اگر یہ یا کرو وصل میرا قبول کرے
تو اس سے بہتر ہے یہ خیال کر کے منتظر بالا سے ہوا قائم رہی جب اکبر برق رو نے دیکھا کہ اب لوگ زیادہ آتے
جاتے ہیں اور روشنی ہوا چاہتی ہے بوق پھونکی کہ اے یاران بدر رو پیدا کہ ہنگام زدن و کشتن گذشت یہ
کہکر ایک طرف مرکب کو دابا اور اس فوج کو جو مانند دریا کے موجزن تھی مثل پیاک کے طے کرتا ہوا اپنا
سب لڑکوں نے بھی عقب میں اسکے گھوڑے ڈالے اور بار سے پیٹتے صاف نکلے چلے گئے یہاں فوج
آپس میں تلوار چلنے لگی فوج لاجورد شاہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے باپ بیٹے
کو حریف سمجھکر تلوار مار رہا تھا بیٹا باپ کو دشمن جان کر قتل کیے ڈالتا تھا ایک قیامت برپا تھی لیکن
اکبر برق رو جو فوج سے نکلا طرف ایک صحرا کے چلا یکایک زمین میں زلزلہ پیدا ہوا جابجا سے زمین شق ہو گئی
سوار مع مرکب زمین میں نصف غرق ہو گئے اکبر برق رو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ سحر ناہید کا تھا
جسکی تاثیر سے ان لوگوں کی یہ حالت ہوئی تھی لیکن ناہید اختر چشم بصورت ایک نازنین ماہ جبین کی
بلکہ سامنے اکبر برق رو کے آئی اور پکاری او ظالم یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہزار ہا بندگان ساحری
و جمشید کا خون کیا لشکر لاجورد شاہ میں تہلکہ ڈال دیا ارے تو کون ہے اور کیا عداوت ہے تجھے
اس سے اکبر برق رو نے جو صورت اس ساحرہ کی دیکھی شیفتہ ہو گیا لیکن پھر خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہے ساری یہ
رنگ آمیزی سحر کی ہو گی یہ صورت اس کی اصلی نہیں معلوم ہوتی مگر مصلحت وقت جانکر کہا کہ سحری اور لاجورد شاہ
کی تو آبائی عداوت ہے لیکن تجھ میں مجھے کہاں کی عداوت ہے جو تمنے حال میرے رفیقوں کا یہ کیا ہے کہ زندہ
درگور ہوئے جاتے ہیں زمین نگلے لیتی ہے ناہید اختر چشم نے کہا جان من اگر میں اس طرح نہ روکتی تو بھلا
تم یہاں ٹھہرنے والے تھے حالانکہ میں بحکم لاجورد شاہ تمہاری گرفتاری و قتل کے واسطے آئی تھی مگر اب
مجھے صورت و سن پر تیرے رحم آتا ہے دل پاؤں پر تیرے پسا جاتا ہے ہاتھ نہیں اٹھتا اس سے اتنی فرصت
ملی کہ تو مجھ سے بات کر رہا ہے اکبر برق رو سوچا کہ بے سمجھے بغیر فقرہ کیے رہائی دشوار ہے کہا اے محبوبہ جانی
میری تو یہی خواہش ہے کہ تو مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر خوشا وہ سر جو زیر تیغ دلبر ہو خوشا وہ دل جو فدائے یار

ناہید اختر چشم ہنسی اور سحران سب پرسے اتار لیا کہا اچھا خیر اب مین جاتی ہون لیکن خبردار ایسی حرکت نکرنا اگر ابکی شبخون مارا تو کام تیرا تمام کرونگی اکبر برق رو نے کہا کہ اگر جاتی ہو تو تم مجھے قتل کرتی جاؤ مجھے بغیر تمھارے اب زندگی دشوار ہے دل شوق ہم آغوشی مین بیقرار ہے ناہید کی تو تمنا سے دلی یہی تھی لڑکا بجھ کرنا تجربہ کار جانکر اپنے نزدیک دل لبھا رہی تھی بیرخی جتا جتا کر شوق بڑھا رہی تھی پاس اکبر برق رو کے آئی اور پکاری کہ اگر تو میرا عاشق ہے تو مین بھی تیری عاشق ہون مثل مشہور ہے شعر

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از روے کینہ کینہ وازروے مہر مہر ٭

لیکن اتنا اقرار تجھ سے ضرور لونگی کہ خبردار ایسا کبھی نہ کرنا کہ میری موجودگی مین کسی دوسری عورت کی طرف تو نظر کرے ورنہ دم بھر مین خاک سیاہ کر دونگی نام و نشان تیرا مثل حرف غلط کے دنیا سے مٹا دونگی اور مجھے دیکھ کر لاجورد شاہ سے بادشاہ کو کہ جو اس وقت خداوندی کا دعوی رکھتا ہے کتنی بڑی فوج کا مالک ہے کیسے کیسے سردار اس وقت مین اسکے محکوم و تابع فرمان ہین بینا ان سب پر لعنت کرکے گویا سلطنت پہ لات مار کر تجھ ڈاکو ہلاکو سیہ کار بدکار کا ساتھ دیتی ہون اگر تو میرے موافق رہیگا اور طبیعت کو میری خوش رکھیگا گا تو مین قسم کھا کر سامری و جمشید کی تجھسے کہے دیتی ہون کہ تجھے لاجورد شاہ سے زیادہ صاحب حشمت بنا دونگی اکبر برق رو نے کہا بھلا میری کیا شامت ہے کہ تجھ ایسی نازنین ماہ جبین کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کی طرف توجہ کرونگا لیکن ابی بہتر و مناسب وقت یہی ہے کہ وہ کوہ جو سامنے معلوم ہوتا ہے وہین چلا ہو میرے لشکر کا جو بارگاہ بپا ہے جیسے تا وہین وہین تم بھی چلو ناہید نے قبول کیا اور طاؤس کی شکل بنکر ہمراہ اکبر برق رو کے اڑ کر چلی اسوقت اکبر برق رو کوہ پر پہنچا داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند پر بیٹھا ہاتھ مارا ناہید اختر چشم جادو کا پڑ گرا ہنس ہنس تماشہ کھینچا سب سامان عیش و نشاط مہیا تھے ملکہ جس وقت پہلو بہ پہلو اکبر برق رو کے بیٹھی شرم سے گردن جھکائے ہوئے تھی اشارہ سے اپنی بیچیون سے کہا کہ کشتی مے ہمارے معشوق وفادار کے سامنے لاؤ اور شغل مے نوشی شروع کرو بیچیون نے فوراً حکم کے پاتے ہی کشتی مے حاضر کی ملکہ نے کشتی سے ایک کنٹر گلابی اور دو تین جام بلوریں اٹھا لئے چاہا تھا کہ کاگ کنٹر کھول کر جام شراب پر کرے مگر پھر ہاتھ روک لیا اور یہ کہا کہ کچھ یہان گزک بھی موجود ہے یا نہین اگر نہو تو وہ بھی موجود کرو اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی حکم دیا کہ کچھ اسوقت جلسہ رقص و سرود کا بھی ہونا چاہیے کیونکہ بہت دنون سے ایسا موقع نہین ملا ہے کہ شغل شراب بھی ہو اور جلسہ رقص و سرود بھی ہو آج بفضل سامری و جمشید ایسا موقع ہاتھ آیا ہے تو پھر کیون ارمان دل نہ پورے کرون ہمنشینون نے یہ ارشاد پاتے ہی ایک نازنین مہ جبین حور جمال پری تمثال کو مع سازندون کے سامنے ملکہ کے پیش کیا نازنین دست بستہ آداب بجالائی ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا اور یہ کہا کہ تمکو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ مدت سے گانا وغیرہ نہین سنا ہے حسب اتفاق موقع ملا ہے آج اپنے گانے سے ہماری طبیعت کو محظوظ کرو نازنین نے فوراً ہی اپنے سازندون کو حکم دیا کہ بہت جلد ساز درست کرو جلدی سے دو چار چیزین کہین اور چلین کیونکہ رات تھوڑی باقی آئی ہے سازندون نے کہا بہت اچھا ابھی ساز درست ہوا جاتا ہے جب سازندون نے درستی ساز کر لی نازنین اٹھی پہنکر گت ناچنے لگی جب دو چار ٹکڑے گت کے ناچ چکی تو نہایت ناز و نخرے سے یہ غزل امیر کی شروع کی

بجا ہے آنکھون سے گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈھل رہے ہین ٭ لگی ہے ایسی آگ سینے دل مین بدن سے شعلے نکل رہے ہین

کنارے دریا پہونچ کے پانی نہین پیا ایک بوند اسپر چڑھی ہی موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین
ریاض عالم مین جلوہ گر ہی عجیب نیرنگ بے ثباتی ہوا سے ہلتے نہین ہین پتے درخت ہاتھون کو مل رہے ہین
کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو کہ جابجا پڑ رہی ہین ناندین ہوا سے منڈھے اچھل رہے ہین
کہین ہین بھٹکے جو جوش وحشت مین شب کو رستہ تمھارے وحشی تمام صحرا مین روشنی ہی چراغ غولون کے جل رہے ہین
جنازہ میرا گلی مین انکی جو پہونچے ٹھہرا کے اتنا کہنا اُٹھانیوالے ہوے ہین ماندے سو تھک کے کاندھا بدل رہے ہین
کہین کے نقطے اگر کہین ہین ہمارے دیوان مین کیا عجب ہی طیور معنی مین ہی جو الفت بہم یہ دانہ بدل رہے ہین
یقین ہی ہمکو اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سے اپنے کڑی ہی منزل جو ہمکو چلنی مکان سے کچھ دور چل رہے ہین
خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہم سے احوال جوش رقت کنوئین ہین دو اپنے دیدۂ تر کہ دونو یکسان اُبل رہے ہین
محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے اگر عدم کا حباب ہوتے نہین ہین پیدا یہ انکے خیمے نکل رہے ہین
بدن سے میرے جدا کیا ہی جو آج مقتل مین میرے سر کو ہوے ہین کچھ شاد شاد ایسے کہ بستر سے وہ بدل رہے ہین
یقین ہی خفت فشار مین ہو تہ زمین بعد مرگ اُن پر یہان مین مصحف رخون سے بیسون جو لوگ بستے بغل رہے ہین
لحد پر آکر ذرا خبر لو کہ بیقرار انکا حال کیا ہے تمام اعضا پڑے ہین بیحس مگر دل انکے اچھل رہے ہین
تمھاری محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا اگرچہ پہونچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین
خجل ہی گرمی سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچائین عرق عرق ہی پرون سے اپنے ہزار پنکھے یہ جھل رہے ہین
نہین ہی تیرا الم جدائی یہ مرگ ہی بہر اہل عالم [illegible] جہان فانی گذران سے مرد نکل رہے ہین
سفر سے وہ شمع رو پھر آیا ہوئین مرادین جہان کی حاصل اسیر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہے ہین

جب یہ غزل گا چکی اکبر برق رو نے نازنین کے گانے اور بتانے کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی بلکہ اپنی جیب مین ہاتھ ڈال کر دو تین اشرفیان نکالکر بطور انعام اس نازنین حور طلعت کو عنایت کین اور بعد ملکہ ناہید کی طرف متوجہ ہوا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کر کے ناہید کو دیا ناہید نے جام لے لیا اور یہ شعر زبان پر لائی کہ مصرعہ

لطف مے کیا بتاؤن اے زاہد ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین ٭ یہانتک کہ باہم اختلاط بڑھتے بڑھتے اکبر برق رو نے ہاتھ گردن مین ملکہ کے ڈالے اور آغوش مین کھینچا ناہید سمجھی کہ اب یہ نہایت مخمور ہی ناز و کرشمے کرنے لگی اور یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی آجائے تو اور بدنام ہو جاؤن لیکن اکبر برق رو نے وہی ہاتھ جو گردن مین ناہید کے حائل تھے گلا پکڑ کر دبایا پہلے تو یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی مساس ہوگا لیکن جب گلا زیادہ دبا تو قصد کیا کہ چلاؤن یا کچھ اسم سحر پڑھون لیکن اکبر برق رو نے مہلت نہ دی اور گلا اس زور سے گھونٹا کہ طائر روح ناہید کا قفس جسم مین پھڑکا جب نکلنے کا راستہ نہ پایا راہ نشیب سے نکلکر روانہ ہوا الغرض زمین پر پھڑک کر رہگیا لیکن مرنے سے اس ساحرہ کے جہان تیرہ و تار ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی برق باری و آتشباری ہونے لگی یہ غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من ناہید ساحرہ چشم جادو بود حیف عمر دیگرم و جان دادم و بہ صد الم خود نفرسپردم لیکن جس وقت علامات سحر دور ہوچکین نہایت روشنی ہوئی دیکھا کہ لاش ایک نہایت کریہ صورت کی بڑھیا کی ہے اور دو دانت لمبے لمبے باہر نکلے ہوے رنگ چہرے کا سیاہ اُسپر چیچک کے داغ چار چار انگل بال سر کے وہ بھی سفید بس کوئی ساڑھے سات سو برس کا سن اکبر برق رو لاش اُس مردار کی دیکھکر ڈر گیا کہ اللہ اکبر یہ بی بی اسکا یہ صورت اصلی اور کیسی بنی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گیارہ برس کی ہی غرض کہ لاش اُسکی [illegible]

اور آپ مصروف استراحت ہوا کہ رات بھر کا جاگا اور تھکا ہوا تھا لیکن وہاں لشکر لاجورد شاہ میں تلوار چلتے چلتے زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی گردون پیر نے چہرہ پر سے گلیم سیاہ کو دور کیا روشنی پھیلی
ایک کو ایک کی صورت نظر آئی اب کوئی تو رو رہا ہے کہ اس شخص نے اپنے چچا کو آپ مار ڈالا کوئی سر پیٹ
رہا ہے کہ ہائے بازو ٹوٹ گیا بھائی کا ساتھ چھوٹ گیا ہے کوئی کہتا تھا کہ افسوس دو بیٹوں کو اپنے آپ ہلاک
کیا سینہ چاک کیا بعض جادو آدمی باہم مصروف جنگ تھے جب ایک کو دوسرے نے پہچانا آواز دی کہ ارے
اپنوں سے لڑتے ہو دشمن کو نہیں مارتے یہ اسے الزام دیتا ہے وہ اسے الزام دیتا ہے کہاں تک گذارش کیا جائے
کہ سب کے سب فریادکنان پاس لاجورد شاہ کے چلے یہاں لاجورد شاہ بعد جانے ناہید خسرو چشم کے منتظر
اپنی معشوقہ کا بیٹھا تھا شمع حیات اسکے سامنے جل رہی تھی جو سحر سے ناہید نے تیار کی تھی کہ اگر شمع جھلملائے تو دلیل
بیماری و پریشانی ہے اور گل ہو جائے تو دلیل مرگ ہے اور بھڑک اٹھے تو علامت غصہ کی ہے لاجورد شاہ مانند
پروانہ آنکھ اس شمع سے ملائے لو لگائے سوز فرقت میں جل رہا ہے اشک بہ رہے تھے دمبدم پگھلا جاتا تھا
کہ دیکھتے دیکھتے وہ محبوب دلربا آگئے کہ یکایک قریب صبح ایک تھپیڑا باد سحر نے مارا کہ شمع گل ہو گئی لاجورد
شاہ منہ پیٹنے لگا گریبان کو چاک کر ڈالا خاک اڑانے لگا سرداروں نے پوچھا یا خداوند آج آپ کا کیا حال ہے کہ
وہ حرکتیں جو شایان خداوندی سے بعید ہیں ظہور میں آئیں لاجورد شاہ نے کہا کہ معشوقہ قدرت ہاتھ سے اس
خونی کے ماری گئی جینے دو روز سے لشکر پر میرے شبخون مار رکھے ہیں شمع حیات گل ہو گئی وہ لوگ جو فریادکنان
آئے تھے خداوند کی یہ حالت دیکھکر خاموش ہو رہے کہ جب خداوند کو اپنی معشوقہ کے قتل ہونے کا اس قدر
صدمہ ہوا لیکن بندگان پر ادب سے کچھ نہ بولے [illegible] آسمان کو نہ حکم کیا کہ پھٹ پڑے زمین کو نہ
اجازت دی کہ نگل جائے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں لیکن مخاطب ہوا طرف [illegible] تنگ پیشانی کے کہ اب
اوسکے بھی دل میں اگر آئے گا [illegible] آئے گا کہ ایک [illegible] تھا وہ بھی جاتا رہا جلد ملکہ مہر ناز پرور کے لانے میں کوشش کر
اور جانیں نے تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کی اور تقدیر فتح اس قلعہ کی تیرے نام کر دی یہ کہکر خود بھی
تخت پر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا پچیس لاکھ فوج کا یورش یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر موجیں
مارتا ہوا آیا ہے قلعہ کی حقیقت سامنے اس فوج کے مثل حباب کے معلوم ہوتی تھی زنگ طوفانی نے جو یہ معرکہ
دیکھا ملکہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت دعا کا ہے لاجورد شاہ کی معشوقہ مار ڈالی گئی اسی طیش میں مع کل فوج پچیس لاکھ
کے اس قلعہ کی طرف آتا ہے ملکہ یہ سنتے ہی دہل گئی بال سر کے کھول دیے جام زہر تیار کرکے سامنے رکھ لیا اور
درگاہ رب بے نیاز میں یوں عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و اے یاور بے یاران اس وقت مشکل میں سوا
تیرے کون مددگار ہے عورت کے لیے اس سے بدتر کوئی بات نہیں ہے کہ ایک کا منہ دیکھکر دوسرے کی صورت
دیکھے اگر یہ کافر داخل قلعہ ہوا تو میں خودکشی کروں گی پھر تو مجھے روز قیامت سزا اسے خودکشی نہ دینا ورنہ حمایت کر
میری اور بھیج کسی اپنے بندۂ خاص کو جو آکر ایسے وقت میں ہمیں اس بلا سے بچائے افسوس صد افسوس
کہ اتنے [illegible] صاحبقران ثانی نے [illegible] میری خبر نہ لی خدا جانے نامہ ان تک پہونچا یا نہیں بموجب [illegible]
یا اب تو خبر کرنا قاصد نے دیر کی ہو یا پہنچ کر گیا کچھ یا راہ پھیر کی ہے اور شہنشاہ کو [illegible] مجھے بڑا تعجب ہے کہ
کیا انکو خبر نہ ہوئی ہوگی اور اگر خبر پہونچی ہوگی تو کیوں ایسی بھی غفلت اپنی ناموس سے کہ [illegible] ہے کہ
ذات ان کی [illegible] کا بیٹا ہے [illegible] اس حال پر ملول میں ہی [illegible] شاہ [illegible] جنگ [illegible]

آکر قایم ہوا صف بندیاں ہونے لگیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال قشقاش تنگ پیشانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا زمین
عبودیت کو بوسہ دیکر اجازت چاہی لاجورد شاہ نے اجازت دی کہ تجھے سپرد کیا اپنے دست قدرت کی جا
اور قلعہ کو فتح کرکے معشوقۂ قدرت کو حاضر کر قشقاش بعد سجدہ کرنے کے مرکب پر بار دگر سوار عازم میدان
کارزار ہوا قلعہ پر سے مار گولے کی شروع ہوئی لیکن قشقاش نے گرز گاوسر داہنے ہاتھ میں سنبھالا بائیں ہاتھ
میں گردہ سپر کا لیا عنان مرکب کو چھیڑا جو گولہ سامنے آیا کسی کو گرز مار دیا کسی کو سپر سے رد کیا کسی کو خالی دیا
اسی طور سے چلا جاتا ہے لیکن رسی اسکی دراز تھی کوئی گولہ قضا کا ایسے نہ لگا آن واحد میں میدان کو طے کرکے
برلب خندق پہونچ گیا اہل قلعہ مضطرب ہوئے قصد کیا کہ پھاٹک کھول کر نکل پڑیں اس گبر کو روکیں جب
ہر طرح مرنا ہے تو کونے میں بیٹھکر کیوں مریں سر میدان نکلکر نہ جان دیں کہ شہید کہلائیں دلاوروں میں نام ہو لیکن وقت
تو اس قلعہ کی فتح کا ابھی نہیں ہے دفعۃً جانب بیابان سے تق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ گرد کیا آئی ہے آندھی
آتی ہے سب نگران تھے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے نقابدار
گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا لوگوں نے لاجورد شاہ سے کہا اسی نقابدار نے کل مارا تھا
قلماق اژدر خوار کو قشقاش کی زندگی پہلے سے بڑھا دیجئے ایسا نہو کہ مارا جائے ہاتھ سے نقابدار کے
لاجورد شاہ نے کہا ہم تم سے بہتر جانتے ہیں ہم نے پہلے ہی عمر اُسکی بڑھا دی ہے لیکن نقابدار نے للکارا
قشقاش تنگ پیشانی کو کہ او نامرد کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا قشقاش پلٹا
اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہاں سے آ جاتا ہے راہ روکنے کے لیے کل تو نے قلماق اژدر خوار کو زخمی کیا آج
میرا سد راہ ہوا ہے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر نیزہ سینہ بکینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین
چلنے لگیں کوئی نوے طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ قشقاش کے ہاتھ سے ہوائی کیا سر چھپا تو مانند
تیر شہاب کے بلند ہوا لیکن قشقاش نیزہ بھر آب خجالت میں غرق ہو گیا اور کھینچکر تیغہ آبدار دوڑا نقابدار
کی طرف نقابدار نے وار اسکا پشت سپر پر روک کے جو ہاتھ کمر کا مارا قشقاش کے دو ٹکڑے ہوئے
یہ معلوم ہوا کہ ایک بینا بیچ سے دو ہو کر گر پڑا بہت بڑے قد کا جوان تھا قشقاش فوج نقابدار میں اللہ اکبر کے
نعرے بلند ہوئے لاجورد شاہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا لیکن زرتاش بن قشقاش کو یہ دیکھکر تاب نہ آئی
وہیں سے تلوار کھینچکر دوڑا اجازت بھی نہ لی کہ آنکھوں میں اسکے جہان تیرہ تھا قریب نقابدار کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ باش او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ایسے رستم وقت افراسیاب زمان کو مارا کہ زیر فلک جسکا نظیر نہ تھا لیکن کہاں
جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نقابدار کے پہونچکر تیغہ مارا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر
جو ہاتھ جنبیہ کا مارا دو ٹکڑے ہوئے لیکن مریخ ستارہ پیشانی پھول گیا اور مرکب اپنا اڑایا سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی پھر اس بے غیرت نے وہی کلمہ کہا کہ سپرد کیا تجکو اپنے دست قدرت کے
مریخ بار دگر مرکب پر بیٹھکر آستان عبودیت کو بوسہ دیکر سامنے نقابدار کے آیا اور نعرہ مارا کہ او نقابدار مفلوک
روزگار غضب کیا تو نے کہ ایسے ایسے دو جوانوں کو مارا لیکن تجھے مثل اُنکے نہ سمجھنا الا ضرب سپاہ گری کی
حوصلہ اپنا نکال لے ورنہ دل کی دل ہی میں رہجائیگی نقابدار نے کہا کیا جھک مارتا ہے تیری بھی وہی حالت
ہوگی جو اُن دونوں کی ہو چکی ہے تو وار اپنا کر جب پروردگار ضرب سے تیری بچائے گا تو دیکھا جائے گا

نہین جانتا آئین ہم اہل اسلام کا کہ پیش دستی نہین کرتے مریخ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیرے سر پر کھیل رہی
ہی اچھا ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم
کیا اتنے میں بھی مریخ کو غصہ آگیا اسی وقت ساطور گران اُٹھایا ساڑھے چھ سو من کی ضرب سر پر چرخ دے کر
طرف نقابدار کے چلا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرۂ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
وپاے گرد در زمین پیچیدہ دیکھا کہ وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو سب نگران تھے کہ
یہ کون آیا کس کی تک آئی کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے پر
ہر علم کے نعت الٰہی مدح مسیحائی تحریر ہرکارے قلعہ کی طرف سے روانہ ہوئے تھے اور لشکر لاجورد شاہ کے لوگ
بھی گئے ہوئے تھے مانند پیک نظر جا کر ٹھہرے اور آکر بیان کیا کہ یہ لشکر شہریار ہی ملکہ پرسیسیا سے فرنگی
بارہ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی یہانتک کہ لشکر ایک جانب صحرا مین قائم ہوا بعد اس کے تخت ملکہ
پرسیسیا سے فرنگی کا عجب جاہ و حشمت سے نمودار ہوا کہ تین بادشاہ ملک کیمخت شاہ و ارغوان شاہ و
شادمان شاہ گرد و پیش باادب آگے آگے جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن مثل بہرام تیغ زن فیلوس
بلند بالا و قیاس بلند آوازہ ارجاسپ پردم ہرد تمثال ضرغام دردم و شمائل خان بن حیدر خان و کرتوس
بن فرطوس تیرزن و دیوانہ فیروز و دیوانہ قہرمان یہ سب کے سب سج دھج بانکپنے کی دکھاتے ہوئے مرکبون کو
چمکاتے ہوئے اکڑتے پر بیٹے سواری شاہ کا انتظام کرتے ہوئے آکر قایم ہوئے صفین آراستہ کین بعد سب
کے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار مانند برق آتشبار گھوڑے کو چمکاتا ہوا نمودار ہوا کیونکہ یہ سیر و
شکار کرتا آتا تھا اس وجہ سے بعد کو نظر آیا لیکن اپنے لشکر کے آگے یہ مرتبۂ افسری صاحبقرانی آکر قایم ہوا
دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش سے اور ایک گبر سے مقابلہ ہو رہا ہی لیکن مریخ ستارہ پیشانی نے ساطور سر پہ
چرخ دیکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ اس طرح کا ضرب ہی کہ سپر سے
نہین رکتا ساطور کا پھل آکر سپر پہ بیٹھا ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر تین انگل سر مین اُتر گیا
نقابدار نے دستانہ مارا ساطور چھپا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی چاہتا ہی مریخ کہ دوسرا وار
کر کے کام نقابدار کا تمام کرے شہریار نے گڑگڑا کر پودا باگ کا لیا اور آکر نقابدار کو ہٹا کر سامنا کیا مریخ نے
وہی ساطور سر شہریار پہ مارا شہریار نے بھی مرکب سے مرکب ملا دیا اور پھل بچا کر دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا
اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ مریخ اوندھے منھ ایال مرکب پر آرہا بس وہین سے بایان ہاتھ کمر مین ڈالکر جو ہکا
مارا زین سے اُٹھا لیا اور بالاے ہوا اچھال دیا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی کاٹا یہ رنگ دیکھکر کفار کے
دل تھرا گئے لاجورد شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ مار لو اسے جانے نپاے یہ حکم پاتا تھا کہ پچیس لاکھ فوج
جھمٹ کر کے شہریار پر چلی یہ رنگ دیکھکر ملکہ پرسیسیا سے فرنگی نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا یہان سے
بھی سرداران لشکر مع لشکر تلوارین پکڑ پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا موجین مارتے
ہوئے آکر مل گئے اُدھر نقابدار گوہر پوش کے لوگ بھی آپڑے نقابدار نے زخم سر باندھا اور لڑنا شروع
کیا جس سوار پہ ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر شہریار باوقار لڑتا جاتا ہی اور ہر طرف
تماشہ نقابدار گوہر پوش کی جنگ کا بھی دیکھتا جاتا ہی اور پکار پکار کر نقابدار کی تعریف کر رہا ہی کہ یہ شخص کیا
خوش نصیب ہی کہ جان جاتا ہی اس مطلوب جانی کا دیدار بھی ضرور نظر آجاتا ہی اگرچہ روے زیبا پر اسکے نقاب

پڑی ہوئی ہے لیکن بموجب شعر گو پڑی ہے اُس صنم کے رو سے تابان پر نقاب ؎ شمع چھپ سکتی نہین ہے پردۂ فانوس مین لیکن افسوس کہ یہ محبوب جانی مجھے نہین قبول کرتا مگر اے دل انصاف یہ ہے کہ اگر مجھے بیخودی مین کچھ نہین سوجھتا لیکن اسے تو شرم دنیا دامن گیر ہے اتنے بڑے شخص کی دختر ہے کیونکر ایسے امر کو گوارا کر لے مگر ہم کیا کرین کہ یہان تو اب صدمہ فراق اٹھ نہین سکتا اس طرح کی دل سے باتین کرتا جاتا ہے اور لڑتا جاتا ہے اُدھر سرداران لشکر شہریار نے قیامت کبریٰ برپا کر دی ہے ایک طرف شمائل خان بن جذائل خان کہ جس کو چو بدست گران سنگ اُٹھا کے مارے ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب ہے کس سے رک سکتی ہے جس پر وار ہوا نقش زمین ہو گیا اُدھر کرتوس بن قرلوس تیر زن نخل حیات کو کفار کو قطع کر رہا ہے اُدھر فیروز دیوانہ مانند بلائے بیدرمان کے ہر صف پر جاتا ہے وار کرتا ہے اور خود ہی شور مچاتا ہے اکثر دیوانہ قہرمان سے آنکھ ملاتا ہے کہ یون لڑتے ہین اُدھر قہرمان بھی جان لڑائے ہے چوبدست اُٹھائے صفون کو توڑ رہا ہے بہرام تیغ زن جس کو شہریار نامدار نے سرداری لشکر کا عہدہ سپرد کیا ہے تیغ زن تو اُس کا لقب ہی ہے تلوار کا دھنی ہے ہر طرف مانند شیر ببر کے جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہے جسکی کمر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے جس کے سر پر ہاتھ مارا مع توسن چار ٹکڑے کیے داد مردی و مردانگی دیتا چلا آتا ہے تازہ شریک شہریار کے مانند ہامان ہیمون حشم و شمزا سے شیر حشم کی یہ دونون بہادر و دلاور بھی جانین لڑا رہے ہین لاشین گرا رہے ہین اُدھر اعوان شاہ کے سردار زبردست روزگار مانند قیاس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و اجاس مردم ورد و تمثال مردم در جدا لڑ رہے ہین اک قیامت برپا ہے ہنگامہ دار و گیر بلند ہے خون کی ندیان بہ رہی ہین سر مانند حبابون کے تیر رہے ہین تلوارین مانند موج بحر فنا کے کشتی حیات کو طوفانی کر رہی ہین سپر حق مین اجل رسیدون کے گرداب بلا ہو گئی ہے نیزے زبانین نکالے امان امان پکار رہے ہین تیرون کے چلنے مین سناٹے کی آواز پیدا ہے خوف جان ہویدا ہے عمو و گران سر مرض سر گرانی ظاہر کر کے گردنین ڈالے دیتے ہین کمند عجب الجھن مین پڑی ہے آپ دام تحیر مین پھنسی ہوئی ہے ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہین لیکن عین گرمی جنگ مین قرزیل عقرب چشم اور شہریار نامدار کا سامنا ہو گیا قرزیل نے کہا او سرکش تو جو تمام فوج کو پامال کر رہا ہے تو اس لقا بدار کا کون ہے جو اُس کی طرف سے لڑنے آیا شہریار نے کہا ہم لوگ محسن کش نہین ہین احسان مانتے ہین بموجب شعر جسنے کچھ احسان کیا اک بوجھ ہم پر رکھ دیا ؎ سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھ دیا بڑے حیف کی بات ہے کہ لقا بدار نامدار تو ہماری طرف سے مقابلہ کرے اور زخمی ہو ہم اُس کی مدد نہ کرین یہ لڑائی تو اصل مین ہماری ہے قرزیل نے کہا پھر تیرا فخر ہے اگر مین تیری خدمت خداوند مین آئے بس یہ سنا تھا کہ شہریار کو تاب نہ رہی اِس وقت آئین صاحبقرانی کا بھی دھیان نہ رہا جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا سر قرزیل پر مارا کہ او بے ادب ہمارے سامنے یہ گستاخانہ کلام کیا جھوٹ مارتا ہے وہ تیرا خداوند کیا گیدی ہے قرزیل نے تلوار شہریار کی سپر پر رد کی اور اپنا وار کیا شہریار نے اسکی تلوار پر تلوار ماری کہ تیغہ اُس کا قلم ہو گیا سر کفر ختم ہوا قرزیل نے وہ ٹکڑا جو ہاتھ مین اُس کے تھا منہ پر شہریار کے کھینچ مارا شہریار نے خالی دیا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا قرزیل نے سپر بلند کی تلوار نے شہریار کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا خود پہ بیٹھی اُدھر تو شہریار نامدار نے چھلانگ مارا اُدھر قرزیل نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا سر مین بھی زخم آیا اور تلوار سر سے نکل کر ایال مرکب پر آئی مرکب کی گردن قلم ہوئی مرکب تو چرخ کھا کر مانند مرکب آتشبازی کے ہو گیا اور قرزیل بھی زخم سر سے بیحال ہوا اور اگرچہ مرکب شہریار بیجان زمین پر گرے لوگ بیچ مین آ کر حائل ہو گئے قرزیل کو تو بچا یا لیکن پچیس لاکھ فوج لاجورد شاہ کی بار

لاکھ فوج ملک پر سیپاسے فرنگی کی لاشون سے میدان جنگ پٹ گیا گھوڑون کے گھٹنون گھٹنون خون تھا لاشے پھڑک رہے تھے ملک الموت کا انتظار تک رہے تھے بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی آن واحد مین دو دو ہزار لاش گرتی تھی ملک الموت میدان جنگ مین دوڑتے پھرتے تھے کس کس کی قبض روح کرتے کہانتک گذارش کیا جائے کہ اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ کاہکشان نے دامن ہلایا نقارچیون نے طبل امان بجایا بادشاہ خاور مع سپاہ نور خیمہ سیاہ مغرب مین پوشیدہ ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم سبزہ زار فلک نیلی پر قیام پذیر ہوا دونون لشکر علیحدہ ہوے لاجور دشاہ نہایت پریشان و حیران قیطول پر چلا آیا سپاہ اپنی فرودگاہ پر آئی شہریار با دوقار مع جملہ فوج و سرداران صحرا مین آکر بارگاہ برپا کرکے رونق افروز ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا اب خیال آیا کہ نہین معلوم نقابدار گوہر پوش کہین چلا گیا ہے طیفور شیر دل سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ نقابدار گوہر پوش کدھر چلا گیا ہے طیفور نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ نقابدار گوہر پوش مع لشکر بعد ختم جنگ طرف شمال کے روانہ ہوگیا شہریار نے آہ کا نعرہ مارا دونون طرف کی لاشین تین تین روز تک اٹھائی گئین اس قدر لوگ مارے گئے تھے اکثرین تو اسی حال مین چھوڑ دئیے

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان لشکر صاحبقران عالیشان گذارش کئے جاتے ہین

کہ بعد روانگی پریسیپاسے فرنگی جانب بہارستان فرنگ قصد ہوا امیر کشور گیر کا کہ طرف کوہ بیضا کے روانہ ہون کیونکہ زبانی ارغوان شاہ کے حال وہان کا شنکر اشتیاق پیدا ہوا تھا لیکن بسبب علالت شاہزادہ بدیع الملک چندے اور قیام کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو تپ لاحق ہو گئی تھی بعد ایک ماہ کے غسل سے فراغت حاصل کی صحت کا جشن ہوا اب مصمم قصد ہوا امیر کا کہ کوچ کرین دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہین امیر با توقیر دنگل صاحبقرانی پر رونق افروز ہین سرداران دست راست و چپ کا دوجانب مجمع ہے کہ ایکا یک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک ناقہ سوار حاضر ہے باریابی کا امیدوار ہے کسی کا خط لایا ہے امیر نے فرمایا کہ بلالو ناقہ سوار نے آکر سلام کیا خط پگڑی سے نکالکر دیا امیر نے پڑھا ملکہ مہر ناز پری رو کی طرف سے تحریر تھا کہ مین قلعہ کام ہونگ مین محصور ہوگئی ہون لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ روسیاہ نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اگر حضور کو اس کنیز کی خبر لینا ہے تو جلد تشریف لائیے ورنہ وہ مجکو زندہ نہ چھوڑیگا الہی جنازہ میرا الٹیگا جائیگا مٹی میری خراب ہوگی دفن و کفن بھی نصیب نہو گا خط کو دیکھکر امیر نے جام کا لبریز رکھا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی سردار طرف قلعہ کام ہونگ کے جائے کہ لاجور دشاہ نے خدا پرستون کو پریشان کر رکھا ہے بس قلعہ کام ہونگ کا نام سننا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑے اور جام کو پی کر طرف قلعہ کے اسیوقت روانہ ہوے فقط عیار سے لشکر مین اطلاع کرادی اور تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر پوادا یکی کا لیا لیکن بعد روانہ ہونے شہنشاہ گوہر کلاہ کے امیر با توقیر نے دوسرا جام رکھوایا اور فرمایا کہ ابھی مجھے اطمینان نہین ہوا کیونکہ اس کافر کے ساتھ فوج کثیر ہوگی ایک شہنشاہ گوہر کلاہ کس کس سے لڑین گے لہذا مین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی جائے ابھی بدیع الملک نے دنگل خالی کیا اور جام کو چکھکر عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجالائیگا اس کافر کو بہ سزا پہونچائیگا امیر نے فرمایا امانت پروردگار مین دیا بدیع الملک سلام کرکے بیرون بارگاہ آئے اور لشکر کا انتظام کرکے طرف قلعہ کے روانہ ہوے پھر امیر نے تیسرا جام رکھوایا اور ارشاد فرمایا کہ اب بھی مجھے تسکین نہین ہوئی مین چاہتا ہون کہ کوئی اور جائے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اپنے دنگل سے اٹھے

اور جام کو چکھ کر باہر آئے لشکر اپنا لیکر طرف قلعہ کام شہنگ کے روانہ ہوئے کہ ذکر اُنکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان عبرت بیان جناب امیر حمزہ عالی شان صاحبقران اول کے بیان ہوتے ہین

کہ جو ترک جاہ و حشمت کرکے خانہ کعبہ کو چلے گئے ہین عبادت خدا مین زندگی بسر کر رہے ہین واضح راے ناظرین باتمکین ہو کہ یہ وہ داستانین ہین جنکی ہوا بھی نہین لگی ہے اور یہ اُٹھا رکھی گئی تھین واسطے قدر دانان سخن سنج و عالی دماغ کے اس محل پر گذارش کی جاتی ہین اور یقین ہے کہ شنی گئین ہون گی کہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے دنیا کو ترک کیا ہے رات دن عبادت پروردگار مین مصروف رہتے ہین حسب اتفاق یہ خبر فولاد حبشی و بہزاد حبشی کو پہونچی کہ امیر نے دنیا کو ترک کیا اور آکر خانہ کعبہ مین گوشہ نشین ہوے ہین اب نہ وہ فوج ہمراہ ہے نہ سردار ہین نہ اسلحہ ہے نہ ہاتھ پیر رہین بالکل بیدست و پا ہو کر بیٹھے ہین ان دونون نے باہم صلاح کی کہ اس سے بہتر موقع انکے قتل کا نہ ہاتھ آئے گا اور سبب کینہ یہ تھا کہ باپ ان دونون کا شداد حبشی کہ جب اس نے چڑھائی کی ہے خانہ کعبہ پر اور قصد کیا ہے کہ ڈھا دے بنیاد خانہ کعبہ کو اور مجاوران مکہ نے آکر اطلاع دی تھی امیر کو کہ اے صاحبقران آکر خبر لیجیے ورنہ بنیاد خانہ کعبہ نیست و نابود ہوا چاہتی ہے تو امیر باتوقیر نے آکر بڑے عظیم و شان سے مارا تھا شداد حبشی کو اب اسوقت دونون بیٹون نے اس کے موقع پایا باہم صلاح کرکے ایک نامہ اس مضمون کا امیر کشورگیر کو لکھا کہ اے حمزہ ہوشیار رہنا ہم آتے ہین یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا تو نے مارا ہمارے پدر نامدار یعنی شداد شاہ کو ہمین اس کا خون تنہا تجھسے لینا ہے اور ایلچی کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا یہان امیر باتوقیر حسب اتفاق ایک باغ شہر مین تشریف رکھتے تھے عمرو حاضر خدمت تھا امیر باتین حسرت آمیز کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیون خواجہ اب تو وہ باتین خواب معلوم ہوتی ہین کہان ملک آسمان پری کہان دیو عفریت جنگ کا مقابلہ کہان وہ ولولہ صاحبقرانی کہان ہم ہمہ کشورستانی اے عمرو اس وقت تو ہم تم باتین کر رہے ہین کل یہ بھی نہ ہوگا اک گوشہ تنہائی ہوگا بجاے روشنی تیرگی قبر ہوگی ہان نام ہمارا تمھارا البتہ زندہ رہیگا لوگ ذکر کیا کرینگے جن گذشتگان کے حال زار پر ہم تو نوحہ و فغان کرتے ہین اسی طرح ہمارے تمھارے حال پُرملال پر اور لوگ نوحہ و بکا کرینگے ابھی کل کی بات ہے کہ ملکہ مہرنگار کہ جنکی تصویر آنکھون کے سامنے پھرتی ہے زیر خاک کس سن مین پنہان ہو گئین یا قباد شہریار کہ کل کیا جاہ و حشم تھا تخت و تاج فوج و علم تھا آج تنہا زیر خاک سو رہے ہین عمرو کا دل بھر آیا رونے لگا امیر کشورگیر بھی گریان اور دونون باہم اُس تکیہ پر آئے کہ جہان تربت ملکہ مہرنگار کی تھی اور مرقد قباد شہریار کا تھا فاتحہ پڑھکر بہت روئے یکایک سامنے سے ایک ناقہ سوار نظر آیا امیر نے فرمایا خواجہ یہ تو کسی کا قاصد معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا حمزہ ہوگا لیکن وہ سانڈنی سوار پاس امیر کے آیا پوچھا حمزہ صاحبقران کہان ہین امیر نے فرمایا کیون بھائی کیا کام ہے حمزہ سے اُس نے جواب دیا کہ خط لایا ہون امیر نے فرمایا لاؤ کس کا خط ہے حمزہ میرا ہی نام ہے اُس نے خط نکالکر دیا امیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھا وہی مضمون تحریر تھا جیسے سابق مین عرض کر چکا ہون کہ ہوشیار ہو جاؤ ہم عوض خون شداد لینے آتے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا جواب اس کا تحریر کرون عمرو نے کہا حمزہ جیسا تو نے کیا ہے ویسا تیرے سامنے پیش آرہا ہے لوگون کو مارتا پیٹتا نہ یہ انجام ہوتا کہ اب کونے مین بیٹھنا بھی دشوار ہو گیا ہے امیر نے جواب تحریر فرمایا کہ مین اب ضعیف ہو

گوشہ نشینی اختیار کی اگر کچھ تمھین جرأت وبہادری کا دعویٰ ہے تو اِس وقت فرزند دلبند میرا صاحبقران ثانی
میرے عہدے پر ہے جا کر اُس سے مقابلہ کرو حمزہ مین اب تاب مقاومت نہین ہے لیکن وہ نامہ جسوقت
فولاد حبشی اور بہزاد حبشی کو پہونچا پھر اُنھون نے جواب لکھا کہ شداد حبشی کو جس نے قتل کیا ہمین تو اُسی کا
عوض خون شداد کا لینا ہے خواہ تم ہو خواہ کوئی ہو ہمین کسی کی صاحبقرانی سے بحث نہین ہے پھر ہم کہے دیتے ہین
کہ خبردار رہنا آج خانۂ کعبہ کی بنیاد کو ہم مٹا دینگے جب بھی تو اسی بنا پر تمنے شداد کو قتل کیا تھا اب ہم اُسی ارادے
سے آئے ہین ہمین کبھی رد کو یہ خط اُس وقت امیر کے پاس پہونچا کہ صاحبقران زمان اہل مکہ سے ہم صحبت
تھے لوگ جمع تھے جس وقت خط امیر نے پڑھا اور اہل مکہ آگاہ ہوے اُنھون نے کہا کہ حمزہ تمھاری ذات
سے یقین ہے کہ اب خانہ کعبہ بھی نہ رہنے پائیگی کاش تم یہان سے کہین اور چلے جاؤ امیر نے فرمایا اگر
پروردگار عالم کو خانہ کعبہ کا رکھنا منظور ہے تو کسی کو واسطے مدد کے بھیجیگا قاصد سے کہا اُسے اختیار ہے لیکن بعد
جانے نامہ بر کے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جلد طرف ہندوستان کے کوچ کرو اور ہمارے دوست صادق
لندھور بن سعدان کردسے کہو کہ حمزہ پر وقت سخت آگیا ہے اگر تمسے ہوسکے تو اے لندھور اس وقت مین
خبر لو حمزہ کو اپنے مرنے کا غم نہین ہے نہ حمزہ موت سے ڈرتا ہے لیکن خیال اتنا ہے کہ مٹی نہ برباد ہو اور بنائے خانہ کعبہ
نہ لوٹ جائے سوا اسکے اور کوئی اندیشہ اپنی جان کا نہین ہے عمرو اُسی وقت رخصت ہوکر روانہ ہوا لیکن لندھور کا
حال سنئے کہ جبسے لندھور قدوم میمنت لزوم صاحبقران سے جدا ہوے اور بود وباش اپنے وطن قدیم کی اختیار
کی اکثر یاد صاحبقران مین رویا کرتے تھے ایک روز باغ مین بیٹھے تھے دل نہایت گھبرا رہا تھا خود بخود کلیجہ منھ کو
آرہا تھا کہ یکایک نعمان شہزادہ نے آکر عرض کی کہ خواجہ نامدار عمرو بن امیہ با وقار تشریف لائے ہین لندھور
یہ خبر سُنکر اُٹھ کھڑے ہوے اور براے پیشوائی دروازۂ باغ تک آئے عمرو سے ملاقات ہوئی لندھور
گلے سے خواجہ کے لپٹ گئے اور رونے لگے عمرو بھی رونے لگا وہ روزمرہ کی صحبتین یاد آئین آنکھین ڈبڈبا آئین
لندھور نے کہا خواجہ ہمارے قبلہ وکعبہ پیر مرشد جناب حمزہ صاحبقران کا مزاج مبارک کیسا ہے عمرو نے
کہا اے دلاور اے ہند کیا پوچھتے ہو حال حمزہ کا ایک تو ترک وجاہ وحشمت کا تعب خود بخود اکثر جی گھبراتا ہے وہ جلیس
احباب یاد آتا ہے اُس پر طرہ یہ کہ فلک ایک کونے مین بھی امن سے بیٹھنے نہین دیتا ہے اب فولاد حبشی اور بہزاد حبشی
کا یورش ہے خانہ کعبہ پر حمزہ نے ناچار ہو کر تمھین کہلا بھیجا ہے کہ اس وقت مین آکر اس غریب کے شریک
حال ہو اور نامۂ صاحبقران ہاتھ مین لندھور کے دیا لندھور نے نامۂ صاحبقران کو آنکھون سے لگا
سر پر رکھا مضمون نامہ وہی تھا جو ذکر ہوچکا ہے لندھور نے اسی وقت آراستگی لشکر کا حکم دیا اور تیاری کرکے طرف
خانۂ کعبہ کے روانہ ہوے دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین لیکن یہان امیر با توقیر عمرو کو بھیج کر بہت روے اور باربار
فلک کو دیکھکر فرماتے تھے کہ افسوس مین کہان ہون وہ یار وفادار کدھر ہے وہ بیٹے پوتے کہ جو ہر وقت جان نثاری
کو ساتھ رہتے تھے کہان ہے بارگاہ سلیمانی کس طرف ہے اسباب صاحبقرانی کہان کی ثروت بعد مرگ جانی
ہم زندگی ہی سے معزول ہوگئے خیر اب وہ منصب وجاہ نشان وسپاہ جسکے لئے ہی خدا اُسے مبارک کرے
ایک روز امیر قبر ملکہ مہرنگار مرقد قباد شہریار کے درمیان بیٹھے ہوے بنگاہ حسرت گاہ اس تربت کو گاہ اُس
مرقد کو دیکھتے تھے کہ افسوس تمنے چندروز بھی ہمارا ساتھ نہ دیا ہم بھی تو اس سراے فانی مین مسافر تھے ہمیشہ رہنے کو
نہین آئے تھے مگر ہمسے منھ موڑا خیر زمانہ فرقت کا گذر گیا اب انشاءاللہ بہت جلد ہم بھی آکر تمسے ملاقی ہوتے ہین

ایسی ایسی باتین کرکے امیر اس قدر روئے کہ غش کر گئے لیکن جب ہوش آیا اپنے کو زندہ پایا اس زندگی کو بدتر از
موت جانا بموجب مصرع جینے کی کیا خوشی جسے مرنے کا غم نہین + امیر با توقیر اس حال پر ملال مین تھے کہ یکایک از
پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ
ہوا نے مار گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو فیل مانند نخل بلند جھومتے
ہوئے سونڈون پر انکے سفید پڑھی ہوئین پیٹھ پر نہایت تیار نمودار ہوئے اور دیکھا کہ رخ ان سب
فیلون کا خانہ کعبہ کی طرف ہے امیر پہلے تو نہایت متردد ہوئے کہ جو مقام قبلہ گاہ جہان کا ہے اسکے ساتھ بے ادبی
لیکن ساتھ ہی خیال گذرا کہ حمزہ جسکے نام سے یہ گھر منسوب ہے کیا اسکو خیال نہوگا اب تمام اہل مکہ مین ایک ہنگامہ
کے آثار نمودار ہوئے بعض زیادہ منچلے جانین دینے پر آمادہ ہوئے کہ ہم ان ہاتھیون کے ہاتھ سے تو
اپنی زندگی مین خانہ کعبہ کو گرنے نہ دینگے امیر نے بالحاح و زاری جناب باری مین مناجات شروع کی کہ اے
کس بیکسان دادرس والی غریبان آج حرمت تیرے گھر کی برباد ہوا چاہتی ہے بھیج کسی فرشتہ مقرب کو کہ اس
بلا کو دفع کرے یا کوئی بلا ان فیلون اور کافرون پر نازل کر کہ یہ سب کے سب اسی نیت بڑے امر عظیم سے
کمر باندھکر آئے ہین آیندہ تجھے اختیار ہے جو تیری مصلحت ہو کسی کو تیری مشیت مین دخل نہین ہے ہنوز سخن ناتمام
تھا کہ دوسری جانب سے ایک اور گرد ظلم بلند ہوئی اور آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا پندرہ سو فیل جنگی
نظر آئے عقب مین انکے اور سوار و پیادے ادھر جو بارہ سو فیل فولاد حبشی کے آئے تھے ان فیلون
کو دیکھکر چلے فولاد حبشی نے للکارا کہ ان جانے نپائے ادھر نعرہ ہوا نعرہ جنہیرہ پاسے دریا تا گرفتم
تا بہ ہندوستان + اگر نامم نہ میدانی اسمم لندھور بن سعدان + لندھور کا نعرہ سنکر امیر کشور گیر
خوش ہوگئے ادھر فیل لندھور کے فولاد حبشی کے فیلون پر آپڑے پٹے کے ہاتھ چلنے لگے دو ہزار سات سو
ہاتھیون کی لڑائی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین ہزارہا کوہ ٹکرا رہے ہین وہ صحرا جنگل بن نظر آتا ہے
کسی ہاتھی کی سونڈ کسی کی مستک پر زخم آیا کسی کا پاؤن قلم ہوگیا ہاتھیون مین سونڈین چل رہی ہین کبھی ایسی
لڑائی زیر فلک کاہے کو ہوئی ہوگی تمام صحرائے مکہ کی زمین خون سے لال ہوگئی ہزارون کی کشت حسرت
پامال ہوگئی گویا دریائے خون بہتا ہوا نمودار ہوئے ہین ادھر تو یہ ہاتھی لڑ رہے ہین ادھر فولاد حبشی
نے للکارا کہ او ہندی تو یہان بھی آپہونچا لڑائی اصل مین حمزہ سے تھی تو دخل در معقولات کی طرح بیچ مین کود
پڑا لندھور نے جواب دیا کہ ہم غلام صاحبقران ہین اور غلام کس دن اور کس وقت کے لیے ہوتے
ہین فولاد نے کہا اگر ایسا کرتے ہین تو سزا ابھی پاتے ہین فولاد حبشی بھی پندرہ سو من کی چوب دست مانند
اولاد صاحبقران کے باندھتا ہی فیل اپنا طرف فیل لندھور کے بڑھایا اور چلایا کہ لا ضرب بہادری کی لندھور
نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین جس وقت خدا تیرے حربے سے بچا لے گا تو سمجھا جائیگا
فولاد نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اجل نے تیرا گریبان تھام لیا ہے خیر اگر تو وار نہین کرتا تو مین وار کرتا ہون یہ کہکر
وہی چوب دست جو ہاتھ مین اسکے بلند تھی سر پر جنبش دیکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے گرز کو اپنے اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب جو آکر گرز پر پڑی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تھوڑی گرد بلند ہوا لیکن
چوب کلہ عمود پیشہ جدا ہوتی ہی تو فیل لندھور کے مستک پر پڑی سر پاش پاش ہوگیا ہاتھی نے چرخ
مارا اور مانند فیل آتشبازی کے ہوگیا لندھور بن سعدان ایک زمانہ دیکھے ہوئے تھا سیکڑون لڑائیان

تھی ہوسے بے جلدی سے جست کرکے زمین پر آئے فیل لندھور تو چکر کھا کر زمین پر گرا اور فوراً اُسی وقت تمام
ہوگیا لیکن لندھور نے جھپٹ کر فیل فولاد حبشی کے شکم مین سر ڈال دیا اور دونون پانون کو ہاتھون کا سہارا
دیکر جسم کو سادھ کر جو جھٹکا مارا تو مع فیل اُٹھا لیا امیر یہ زور دیکھکر لندھور کا وحید کرتے تھے اور فرمایا کہ واہ ای برادر
کیون نہو اور عمرو سے کہا کہ اس وقت لندھور نے علمشاہ کو یاد دلوا دیا کیون خواجہ میری اولاد بھر مین اُسکے
دلوے کا کوئی بھی ہی عمرو نے کہا حمزہ بیشک علمشاہ رستم وقت تھا اور لندھور نے بھی آج ویسا ہی زور دکھا دیا
کہ اتنے بڑے جوان کو مع فیل اُٹھا لیا جسکا گرز پندرہ سو من کا مثل نیزے وغیرہ کے ہی لیکن لندھور نے جو
فولاد کو اُٹھایا طرف ایک خندق کے لیکر چلے اور سر پر پھرا کر زور سے دے مارا کہ راکب نیچے مرکب اوپر فولاد
حبشی کی پسلیاں چورا ہوگئین فوج لندھوری آواز اللہ اکبر بلند ہوئی فوج فولاد کی دردمند ہوئی لندھور فولاد
کو مار کر پلٹے لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ فیل لندھور جو مار آگیا ہی کوئی دوسرا فیل تھا فیل میمون مبارک نہ تھا
لیکن بہزاد حبشی نے جو دیکھا کہ بھائی اُس شخص کا اس ذلت وخواری سے مارا گیا دل مین خیال کیا کہ جسنے مع
فیل اتنے بڑے جوان کو اُٹھا لیا اُسکے آگے تیری کیا حقیقت ہی بھاگ چل مگر ساتھ ہی اسکے شیطان نے اغوا
کیا کہ ای بہزاد حیف کی جا ہی کہ تجھسا شیر سا بھائی یون آنکھون کے سامنے مارا جائے وہ حریف کو زندہ چھوڑکر
چلا جائے مگر بانی اس لڑائی کا حمزہ ہی اُسی کا کام نہ تمام کر دے یہ دل مین خیال کرکے امیر کشورگیر کی طرف چلا
عمرو نے کہا حمزہ سنبھل اب خیر نہین معلوم ہوتی امیر نے فرمایا خواجہ ہر چہ باداباد آخر مین کیا سنبھلون اور کیا
کرون عمرو نے کہا بھاگ جا جلدی سے مین لندھور کو آواز دیتا ہون وہ اسکا بھی کام تمام کر دیگا امیر نے فرمایا
او سارہ بان بیچارے مین بھاگ جاؤن سامنے سے عمرو نے کہا میان تم تو خفا ہوتے ہو مین اسی مارے
کوئی صلاح تم کو نہین بتاتا ہون چاہے مانو چاہے نہ مانو مین تو یہ سمجھتا ہون کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ لیکن بہزاد حبشی قریب امیر باتوقیر کے آگیا اب امیر کھڑے کس شان سے ہین کہ کفش پاؤن مین
تسبیح ہاتھ مین ڈھیلا ڈھالا جامہ لانبا کرتا سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی کچھ وظائف پڑھ رہے ہین بہزاد نے
قریب پہونچتے ہی کہا او عرب تیری بدولت دنیا مین کیا کیا فسادات برپا ہوئے تو نے کتنے شہر اُجاڑے
کتنی بستیان برباد کر دین اب تسبیح لیکر خانہ کعبہ مین آکے بیٹھا ہی وہی مثل ہی کہ نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو
چلی مگر مین کب چھوڑتا ہون سمجھین یہ کہکر تیغہ مارا امیر کے پاس نہ سپر ہی نہ خود ہی نہ تلوار نہ زرہ نہ بکتر
نہ چار آئینہ حیران و ششدر رہکر وہ جریب جو ہاتھ مین لیے ہوئے تھے بلند کر دی بھلا اتنے بڑے جوان کی تیغ
کہین لکڑی سے رکتی ہی لکڑی مانند خیار تر باریک کے دو کر کے سر پر پہنچی تا دو ابرو اُترگئی امیر نے
کلائیان مارین تلوار تو سر سے نکلی مگر ہاتھ بھی مجروح ہوئے اب بہزاد نے چاہا تھا کہ پلٹ کر ایک ہاتھ
اور ماردون اور کام امیر کا تمام کر دون کہ سامنے سے لندھور نے دیکھا اور پکار کر نعرہ کیا کہ او بہزاد او تیرہ
روزگار کیا غضب کرتا ہی مین آپہونچا بہزاد نے دیکھا کہ اب تیری جان کی تو خیریت نہین ہی تو ایسے کیون زندہ
چھوڑ یہ تصور کرکے صاحبقران پر دوسرا وار کیا امیر نے دھار تلوار کی بچا کر اُسی زخمی کلائی سے کلائی بہزاد
کی تھام لی یہ معلوم ہوا کہ بہزاد کو کہ ہاتھ پنجۂ اجل مین آگیا ہر چند جھٹکے مارے کچھ نہ ہو سکا اب امیر نے دست
تدبیر سے ایک تھپڑ مارا یہ معلوم ہوا بہزاد کو کہ ملک الموت نے طمانچہ مارا عجب نقشہ ہو گیا بہزاد کا کہ آگے
کا منہ پیچھے ہو گیا گردن گھوم گئی پھڑک کر مر گیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لندھور نے آواز نہ

دہی کہ ماشاء اللہ اس زور و جرأت کے صدقے ایسے ہوتے تو صاحبقرانی کیا کر سکتے تھے امیر نے فرمایا میرا
زور کیا اور میں کیا اے لندھور جس آن بان سے تم نے فولاد حبشی کو مارا ہے میرا ہی دل جانتا ہے گو وہ پہلوان
نہایت زبردست تھا اور راستے تو میں نے ایک تھپڑ ماردیا تھا ہاتھی اُسکی مرگیا لیکن وہ فیل جو باہم سنگتے ہوئے
تھے کھسونڈے سے چل رہے تھے سیکڑوں کشتہ ہوئے لندھور کے فیل نہایت تیار رہتے تھے آخرکار فوج فولاد
کی فیلوں نے شکست کھائی اور بھاگے عقب میں ہاتھیوں کے سوار اُنکے پیچھے پیدل تھے فیل سواروں
پر جا رہے سوار پیدلوں کو پامال کرنے لگے یہاں وہ مثل اصل ہوگئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے
قاعدہ ہاتھی کا یہ ہوتا ہے کہ جب یہ لڑائی سے بھاگتا ہے تو لڑانے والے کا دشمن ہوجاتا ہے سواران فوج کو چیر چیر
کر پھینکنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر باقی سوار بھاگے پھر پھر کر بھاگے پیدل بچا رے کچلنے لگے فوج لندھور
کے لوگ تماشا دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے بلکہ اپنے فیلوں کو للکار دیا تھا یہ اور بھی لپا کرتے
چلے جاتے تھے کہانتک گزارش کیا جائے کہ جیتے جدھر کا رُخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے
یا ہم کہاں جاتے ہیں انجام کار آن واحد میں تمام صحرا صاف ہوگیا البتہ کشتہ لشکر کفار کے پڑے ہوئے
تھے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ اُن لاشوں کو دفن کرتا یا اٹھا لیجاتا امیر کشورگیر نے ترس کھاکر فرمایا کہ اگرچہ یہ
کافر تھے لیکن لاشیں انکی دفن کرواد و تین چار روز تک فقط لاشیں اٹھائیں کیونکہ انسانوں کے
علاوہ فیل اس قدر مارے گئے تھے کہ سرزمین صحرا کوہستان معلوم ہونے لگی تھی الغرض بعد
فتح و فیروزی امیر کشورگیر نے لندھور بن سعدان کرد کی دعوت کی لیکن یہ دعوت کسطرح کی پاک دعوت
تھی کہ نہ تو شغل سرود و ستار نہ صحبت رقص و غنا نہ دورہ شراب ناب کیونکہ حوالی خانہ کعبہ میں اُترے ہوئے
تھے تیسرے روز وہ جشن عام تو موقوف ہوا لیکن لندھور اور امیر کو ایک مدت کے چھوٹے ہوئے ملے
تھے ایک تو لندھور کا خود جانے کو جی نہ چاہتا تھا دوسرے امیر کے اصرار سے نہ گئے لیکن ایک
چالیس ہزار جوان رہنے دیئے باقی فوج کو طرف ہندوستان کے روانہ کردیا کہ تم چلو بعد کچھ روز کے
جب قبلہ و کعبہ بخوشی اجازت دینگے تو میں بھی آؤنگا لشکر لندھور طرف ہندوستان کے روانہ ہوا لیکن
ایک روز امیر بانوقیر مع عمر و لندھور ٹہلتے ہوئے طرف صحرا کے گئے کیونکہ جی گھبرا رہا تھا باتیں کرتے
چلے جاتے ہیں گذشتہ باتیں یاد آرہی ہیں کبھی ذکر زمانہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کا ہوتا ہے
معاملات عشق ملکہ مہرنگار یاد آئے امیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہیں فرماتے ہیں کہ آہ آج وہ جسم نازک
زیر خاک پنہاں ہے کبھی معرکے پرستان کے حال مقابلہ دیو قہقہہ دمشق آسمان پری کا مذکور ہوتا ہے فرقت کا
داغ تازہ ہوتا ہے کہ یکایک سامنے سے ایک سانڈنی سوار نمایان ہوا اور قریب امیر کے آکر سلام
کیا پوچھا امیر نے کہ کہاں سے آتا ہے اُس نے عرض کیا کہ ایلچی ہوں ملکہ گلشن آرا بانو کا ملک یونان
سے آتا ہوں اور ایک خط پگڑی سے نکال کر امیر بانوقیر کو دیا صاحبقران نے لفافے کو چاک کیا خط
کو پڑھا تحریر یہ تھا کہ یا امیر شباب تو جس طرح گذرا خیر شکر ہے خدا کا آپ کو ہر روز نئے نئے محاربات کرنے یہ
کام تھا ہماری خبر کیوں لیتے خیر تسلی آپ کی فرزند ارجمند آپ کا عمرو بن حمزہ کبھی کبھی صورت اپنی دکھا جاتا تھا
خیر و عافیت آپ کی سُنا جاتا تھا اب تم بھی ضعیف ہوئے ہم بھی وقت آخر ہوا اب یہ تمنا ہے کہ بہتی ہے میری
تمہارے ہاتھ سے سوارت ہوجائے پائینتی ملکہ مہرنگار کے مجھے بھی دفن کردینا کہ اگر کبھی بھی فاتحہ

پڑھنے کو آؤ گے تو شرماشرمی اس قبر پر بھی فاتحہ پڑھ دو گے زندگی پھر تو جدائی مین گذری اب وقت آخر ہے
یہ نفس چند تمھارے ہی خدمت مین گذر جائین تو بہت خوب ہی شعر تمھین لحد مین اتارو تمھین پڑھو تلقین
کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے مضمون نامہ پڑھکر امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے لندھور نے پوچھا
کیون حضور خیر و عافیت تو ہی امیر نے فرمایا ہان خیریت ہی ملکہ گلشن آرا بانو اور عمرو بن حمزہ سے کچھ
ایسے کلمات حسرت آیات اس خط مین لکھے تھے کہ میرا دل بھر آیا تاب ضبط نہ لایا لندھور نے عرض
کی کہ پھر جیسا ارشاد ہو اگر فرمایئے تو یہ خادم جائے اور اپنی خورزادی کو لے آئے امیر نے ابھی کچھ فرمایا نہ
تھا اور ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا آمد لشکر کے طور ظاہر ہوئے امیر
لندھور عمرو سب دیکھنے لگے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پہلوان عادی چالیس ہزار
سوار کی جمعیت سے پہونچے قدمبوسی امیر کی حاصل کی فرمایا امیر نے کہ کیونکر آنا ہوا عادی نے کہا کہ بھائی
مین نے سنا تھا کہ شداد حبشی کے دونون بیٹے تمپر لشکر کشی کر کے آئے ہین اسی وجہ سے مین نے یہ تھوڑی سی
فوج ساتھ لے لی تھی امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ہان وہ دونون آئے تو ضرور تھے مگر اب گئے عادی نے
کہا کیا بھاگ گئے امیر نے فرمایا کہ ایسا بھاگے کہ سرحد دنیا سے نکل گئے عادی نے کہا الحمد للہ لیکن
میرا آنا ہیچ ہوا امیر نے فرمایا ہیچ کیون ہوا ہمنے تمکو دیکھا تمنے ہمکو دیکھا غرضکہ امیر کشور گیر لندھور
اور پہلوان عادی اور ناقہ سوار سب کو ہمراہ لیے ہوئے صحرا سے پھرے ایک باغ مین بارگاہ لندھور کی
نصب تھی وہین قیام پذیر ہوئے دو روز تک پہلوان عادی کی دعوت رہی مدت کے بعد یہ امیر کی خدمت
مین آئے اور برادر امیر کہلاتے ہین کھانا تکلف کا انکے واسطے تیار ہوتا ہی اور نہایت افراط کے ساتھ
لیکن یہ اتنے بڑے کھانے والے ہین کہ جو کچھ سامنے آیا کبھی پھر کر نہین گیا عمرو نے کہا حمزہ اب کعبہ مین قحط
ہوا چاہتا ہی بھائی صاحب آپ کیا آئے کہ ٹڈی دل آ گیا مجھے یہ ڈر ہی کہ کہین یہ ہمین تمھین نہ کھا لین
امیر نے فرمایا خواجہ چپ رہو ایسا نہو عادی سن لیگا تو دل مین ناراض ہوگا کہ ہم تو برائے جانبازی سے اور
حمزہ کو چار دن کھانا کھلانا بھی شاق گذرا عمرو نے کہا بس ایک دن کا مہمان دو دن کا پشیمان تیسرے دن کا
بے ایمان لیکن عمرو نے کہا حمزہ وہ شتر سوار جو ہے اب نامہ طلب کرتا ہی اور کہتا ہی کہ ملکہ گلشن آرا بانو نے کہا
تھا کہ جلد آنا ایسا نہ ہو وہ مجھسے ناراض ہون یہ باتین اس طرح کہین کہ پہلوان عادی نے بھی سنین کہا بھائی
حمزہ اگر حکم ہو تو مین جا کر ملکہ کو لے آؤن امیر نے گردن نیچی کر لی اور کہا بھائی کیونکر کہون کہ تم جاؤ مگر مجبور رہون
کہ کوئی اور جانے والا بھی نہین ہی لندھور ہین تو انسے دو گھڑی میرا غم غلط ہوتا ہی پہلوان عادی نے
کہا بھائی اور ہم کس کام کے ہین جائے تاسف ہی کہ غیر تو جائین اور ہم نہ جائین یہ ناموس کا مقدمہ ہی غیر کے
جانے سے میرا جانا ہر طرح بہتر ہی امیر نے فرمایا اختیار ہی پہلوان عادی اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے امیر
نے عادی کو گلے سے لگایا پہلوان عادی رخصت ہوئے اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لے کر طرف ملک
یونان کے روانہ ہوئے جس وقت قریب شہر پہنچے اور خبر ملکہ گلشن آرا بانو کو ہوئی لوگون کو برائے استقبال
عادی بھیجا لوگ پہلوان عادی کو استقبال کر کے قلعہ مین لائے اوٹ درمیان مین لا کر رکھا گیا تشریف
اوٹ سے ملکہ گلشن آرا بیٹھی ادھر پہلوان عادی گردن نیچی کر کے نہایت ادب سے بیٹھے اور ملکہ کی خدمت
مین تسلیم بجا لائے ملکہ نے دعا کی اور مزاج پوچھا صاحبقران کی خیر و عافیت دریافت کی عادی نے سب حال بیان

گیا کہ اس طرح دو حبشی بچے کئی لاکھ سوار سے چڑھ آئے تھے لیکن بھائی نے میرے مار اُن سرکشوں کو ملک میں بھی
اصل میں ہمارے مدد آیا تھا لیکن اُس وقت پہونچا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی اب بفضلہ کوئی اندیشہ نہیں ہے اور میں تمھیں لینے
آیا ہوں ملکہ نے کئی روز عادی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی عادی نے عمدہ عمدہ کھانے کھا کر ملکہ کی
بہت تعریف کی کہ واقع میں جب تم ایسی لائق تھیں تو خدا نے اولاد میں بھی تاثیر دی تمھارا فرزند ارجمند یعنی عمر بن حمزہ
بھی ایسا لائق ہے کہ امیر کی اولاد میں کوئی اُسکے مقابلے کا کسی طرح نہیں وہ جس وقت چاہتا امیر سے صاحبقرانی
چھین لیتا مگر کبھی ہوس بھی نہ ہوئی ملکہ نے کہا بھائی میں کیا ہوں مجھے نصیب کیا ہے ہاں یہ لڑکا بیشک تم لوگوں کی
تعلیم کے اثر سے بہت نیک ہوا یہ خوش نصیبی میری اور امیر کی دونوں کی تھی الحاصل محافہ تیار ہوا اور ملکہ
محافہ میں سوار ہوئیں چند کنیزیں کہاریاں ہمراہ لے لیں اور ہمراہ پہلوان عادی کے روانہ ہوئیں عادی طے مراحل
و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ قریب خانہ کعبہ پہونچ گئے کوئی دس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا
ہوگا کہ شام ہو گئی تھی پہلوان عادی نے خیمہ برپا کیا اسی صحرا میں اُتر پڑے ایک خیمہ میں ملکہ گلشن آرا بانو کو
اُتارا رات آرام سے بسر کی جب وہ وقت آیا کہ ماہ شب زندہ دار عبادت پروردگار سے فراغت کر کے آرامگاہ مغرب
میں پنہاں ہوا اور سلطان خاور بعد کروفر تخت گاہ مشرق سے نمایاں ہوا پہلوان عادی فریضہ سحری کو ادا
کر کے ہمت کو بعزم خانہ کعبہ چست باندھنے لگے لشکر میں تیاری کوچ کی ہونے لگی کوس رحلت بجا قافلہ تیار ہوا
ملکہ گلشن آرا بانو نہایت مسرور و شاداں ہیں کہ اب یقین ہے کہ بہت جلد امیر با توقیر سے ملاقات حاصل
ہوگی تسکین دل تردد منزل ہوگی ملکہ کی وہ حالت ہے کہ اگر خانہ کعبہ سامنے بھی نظر آجائے تو اُسکی نگاہ جستجو اور آگے
بڑھ جائے بموجب شعر میں گم کردہ رہ شوق کی بیخودی کا ہا کہیں بڑھ گیا اپنی منزل سے آگے ہنوز قافلہ چلنے
نہیں پایا ہے کہ از پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پا سے
گرد در زمین پیچیدہ پہلوان عادی نے ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون ہے کس طرف جاتا ہے
کہاں سے آتا ہے پیک نیچے واسطے خبر کے روانہ ہوئے آن واحد میں آکر گذارش حال کی کہ وہاں کوہ سم
یا پنج لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ جاتا تھا اُس نے خبر پائی کہ ناموس امیر
با توقیر طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہے تو بعزم بربادی اس طرف پھر پڑا ہے پہلوان عادی یہ سنکر بہت گھبرائے کہ میرے
پاس فوج کم ہے مرنے کا تو غم نہیں لیکن یہ مقدمہ ناموس امیر کا ہے درگاہ معبود میں عرض کی کہ پروردگارا اُس
آخر وقت میں جب بال سفید ہو چکے تو ایسا نہو کہ منہ میں کالک لگے آبرو تیرے ہاتھ ہے اور سارا ماجرا قریب
محافہ ملکہ کے آکر بیان کیا ملکہ نے کہا اے برادر اس وقت سپاہ گری سے زیادہ کام نہ لینا اُس سے منت کرنا
کہ ہمیں چلے جانے دے اگر وہ اس پر بھی سد راہ ہو تو پھر خدا جو کچھ دکھائے لڑے تو لڑ لینا جائے تو جانے
دینا اس سے تم مطمئن رہو کہ مجھے اس بیہوشی وقت میں وہ کیا لے جائیگا میں جام زہر تیار رکھتی ہوں اگر خدا نخواستہ
لڑائی کا رنگ دگرگوں دیکھوں گی تو جام تلخ انجام پی لونگی اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کر دونگی مجھے یہ نہ معلوم
تھا کہ قضا کھینچکر اس صحرا میں لائی ہے آثار ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں کہ میری موت بھی مثل ملکہ مہر نگار کے ہوگی
مگر کچھ غم نہیں کیونکہ یہ خوش نصیبی عورت کی ہے کہ مرد کے سامنے دنیا سے اُٹھ جائے لیکن اے بھائی عادی بہتر تھا
یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو برائے اطلاع پاس امیر کے روانہ کرو پہلوان عادی نے کہا البتہ اُسی وقت ایک سانڈنی
نہایت تیز چھانٹ کر ایک شخص کو نامہ دیکر خدمت امیر میں روانہ کر دیا وہ سانڈنی سوار ناقہ کو مانند باد صرصر کے اُڑا

ہوے چلا جاتا ہی لیکن کہان تک جلدی کرے کیونکہ بیوپنچ پہر بھر دن آگیا ہوگا کہ ناقہ سوار خدمت امیر نامدار مین
پہونچا امیر نے پوچھا کہ خیر و عافیت اُسنے عرض کی کہ حضور عافیت کہان ہی پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن
آرا بانو کا لیئے ہوے آتے تھے قریب پہونچ چکے تھے کہ اُدھر سے کوئی ملعون کوہان کوہ سر ہی ہمراہ اسکے مدد
لاجور دشاہ جاتا تھا راہ مین حال سواری ملکہ ذیجاہ کا سنکر پلٹ پڑا پہلوان عادی معہ محافہ ملکہ گھر گئے ہین کسیکو
براے اعانت روانہ فرمائیے امیر نہایت متردد ہوے اور لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے عرض کی کہ ابھی
خادم جاتا ہو اور اُس ملعون کو سزا پہونچاتا ہی یہ کہکر [illegible] چالیس ہزار جوانون سے جو رکھ لیئے تھے طرف صحراے
جنگ کے روانہ ہوے لیکن یہان پہلوان عادی نے یہ انتظام کیا کہ چالیس ہزار سوار اپنے اس طرح تقسیم کیے
تھے کہ دس ہزار جانب پشت محافہ ملکہ متعین فرمائے تھے اور دس ہزار اس پہلو مین دس ہزار اُس پہلو مین دس
ہزار سوار سے خود آگے محافہ ملکہ کے کھڑے ہو رہے تھے لیکن ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور پھر ہر دن یہ ملعون کے تعریف زیر چتر شاہ و
لاجور دشاہ تھا پیچھے اور ایک گبر نا ہنجار گیلن سیاہ پر سوار چوب دست گران سنگ باندھے ہوے نمودار ہوا لیکن
جس وقت قریب پہونچا پہلوان عادی کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو سامنے کھڑا ہے دل مین خائف
ہوا کہ اتنے بڑے قد کا جوان کمر کا اتنا پتلا ایسا ہے کہ تنہ درخت بلند سے زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن کوہان کوہ سر
بھی بہت بڑا سردار ہے کہ پانچ لاکھ سوار پر تنہا حکومت کرتا ہی عادی نے جو اُس کو دیکھا للکارا کہ پلٹ جا اسی طرف ادھر
کہان آتا ہے نہین جانتا کہ ناموس اُس شخص کا میرے ہمراہ ہی کہ نام جسکا حلقہ فلک گوش گردن کشان صاحبقران
سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ عالی شان ہی کوہان کوہ سر نے کہا مین اسی لیے تو آیا ہون کہ نام
و ناموس اُس کے رسواے عالم کرون اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر تو جہان چاہے چلا جا
عادی نے کہا کیا جھک مارتا ہے اب ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا ورنہ اس دریدہ دہنی کی سزا پائیگا کہ کلے پھاڑ ڈالے جائینگے
کوہان کوہ سر ہنسا اور کہا یہی چند نفر جو تیرے ہمراہ ہین [illegible] کے بھروسے پر کہتا ہے ان سے بھلا کبھی تو فوج
کا [illegible] سکیگا پہلے ہی حملے مین پامال ہو جائینگے پہلوان عادی نے باوصفیکہ نہ اجازت امیر باتوقیر ہے
نہ آئین اہل اسلام سے ہے کہ پیش دستی کرین یہ خیال کرکے کہ تم ضعیف ہو گئے کیا معلوم اسکے حربہ سے جانبری ہو یا نہ
تو دل کی ہوس دل ہی مین رہجائیگی تباہی کی صورت نظر آئیگی یا یہ سمجھے کہ ناموس امیر کی نسبت بے ادبانہ کلام زبان
سے نکالے پیش دستی کا قصد کیا اور اُٹھا کر تخت شدادی سر کوہان کوہ سر پر وار کیا کوہان نے تخت کو خالی دیا اور چوب دست
کا وار سر عادی پر کیا عادی نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ عادی اس مین پنہان ہو گئے کوہان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
ساتھ والے پہلوان عادی کے یہ سمجھے کہ عادی مارے گئے سب کے سب تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے
اُدھر سے کوہان کوہ سر نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کوہان کی فوج مانند دریا کے اُمنڈ کر چلی اور چار طرف سے محاصرہ
کر لیا کوہان نے چوب دست ہاتھ سے چھوڑ دی تلوار کھینچی کیونکہ جنگ مغلوبہ مین ایسے حربون سے کم کام لیا جاتا ہے
لڑنا شروع کیا وہ لوگ جو گرد محافہ کے متعین تھے جانین لڑانے لگے ہرچند کہ کجا چالیس ہزار اور کجا پانچ لاکھ لیے
مین فوج کے دبے جاتے تھے لیکن جانین لڑا لڑا کے داد مردی و مردانگی دیے رہے تھے ناموس آقا کا خیال
اپنی عزت کا پاس خوف رسوائی کا ملال لیکن پہلوان عادی ضرب چوب دست سے بیہوش ہو گئے عیار نے

بجلدی تمام آکر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا مرکب عادی کا غرق زمین تھا چاہا کہ زمین سے نکالوں ممکن نہوا
اُسے وہین چھوڑا تلوار کھینچکر چلے لڑنا شروع کیا بڑی مصیبت یہ تھی کہ اور مرکب اُنکو سواری بھی نہین دلیسکتا تھا
کہ کسی سوار کو مارکر اُسکا مرکب لے لیتے پیدل لڑ رہے تھے لیکن دیکھا عادی نے کہ کوہان کوہ سر قریب محافہ
ملکہ پہونچ گیا ہے وہین سے للکارہ کہ باش او بے ادب کہان جاتا ہے ادھر آکہ ابھی حریف تیرا زندہ ہے کوہان پلٹا
اور کہا اگر زندہ ہے تو اب تجھے مارے ڈالتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا کیا عادی نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن تلوار کوہان کی پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھی کوئی چار انگل کا زخم سر مین آیا عادی نے دستانہ
مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے عادی کے ہوش و حواس درست نہ رہے
لیکن واہ ری جرأت زخم سر بھی نہ باندھا اُسی عالم مین ہاتھ تلوار کا کوہان پر مارا کوہان جوان زبردست ہے
نہایت ہوشیار عادی زخم سر سے بیحواس ایک تو ہاتھ ہی بہکا ہوا پڑا تھا کوہان نے وار خالی دیا آج حقیقت مین
پہلوان عادی وہ جرأتین دکھا رہے ہین کہ روح رستم و سام بھی اگر نگران حال ہوتی تو پھڑک جاتی شباب
کا لطف اس ضعیفی کی جنگ نے نظرون سے گرا دیا ہے بموجب شعر جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے پہلوان عادی کو یقین مرگ تو ہو ہی چکا تھا لیکن یہ فکر تھی کہ کسی طرح
قریب محافہ ملکہ کے پہونچ جاؤن تاکہ یہ خبر چار ہے کہ عادی نے جان دی مگر آستان آقا کو نچھوڑا عزت و ناموس امیر
کی مرتے دم تک نبھا نے دی تمنا نے دی بار بار آواز دیتی تھی شعر دم نکلتا ہے پہونچ کر ترے در پر سے نکلے
دل مین اک بات رہی جاتی ہے کیونکر نکلے لیکن اسی رد و بدل مین عادی نے اپنے کو قریب محافہ ملکہ گلشن آرا بانو
کے پہونچایا ملکہ بھی چلمن سے یہ سب حال معائنہ کر رہی تھی جام زہر ہاتھ مین لئے منتظر وقت بیٹھی تھی لیکن خون جو
سر سے پہلوان عادی کے زیادہ نکل گیا ضعیفی کا زمانہ ہے بھوکے ایام نہین غش طاری ہو گیا بس کوہان کوہ سر
کو موقع ہاتھ آگیا جھپٹ کر جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا عادی سے سپر بھی نہ اُٹھ سکی اتنے جلدی جوان کا ہاتھ
پورا بیٹھا بدھی زخم کی گلے مین پڑی گویا باشتیاق عروس مرگ دولھا بنے تھے کوہان سپہ رو نے جھپٹ کر
وہین سے دوسرا ہاتھ کھنڈا رے کا مارا کہ کام عادی کا تمام ہوا لاش زمین پر گری ملکہ نے یہ رنگ دیکھکر
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور جام زہر ہونٹون سے لگا کر درگاہ رب بے نیاز مین عرض کی کہ اے پروردگار عالم تو گواہ
و شاہد رہنا کہ مین بپاس آبرو مجبور ہو کر جان دیتی ہون یہ گناہ خودکشی مجھپر نہو اور دین اسلام پر اب تک مین قائم ہون
افسوس کہ دیدار آخر بھی نصیب نہوا کہ اس وقت مین صورت امیر با توقیر کی ایک بار دیکھ لیتی میر ابھی وا اقبال ملکہ
ہم لگا رہے ملگیا نہ اُس فرزند ارجمند کو ایک نظر دیکھ سکی یہ اشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کی طرف تھا
غرضکہ کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جام زہر نوش کر لیا وہان لوہا رے جانے پہلوان عادی کے لشکر کا دل ٹوٹ
گیا گیا حقیقت تھی چالیس ہزار سوار کی لیکن ایسے قدم جائے تھے کہ جبتک دم مین دم رہا اور ہاتھ پاؤن قابو مین
رہے کسی کو تا بہ محافہ آنے نہ دیا چند کس باقی ہین اور کوہان کوہ سر قریب محافہ کے پہونچ چکا ہے چاہتا ہے
کہ پردہ اُٹھائے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب پہونچکر
شق ہوئی اور نعرہ ہوا کہ جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان ہا اگرنا منم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان
گھبرا کر کوہان کوہ سر نے دیکھا کہ یہ کون آگیا وہین سے باگ کر گردن کی پھیری اور لندھور کا سامنا کیا
لندھور نے دیکھا کہ خدا پرست ہزار ہا کٹے ہوئے پڑے ہین اور گرد ملکہ کے محافہ کے کفار کا ہجوم ہے

نعرہ کیا خبردار او بے ادب مین آپہونچا لیکن کوہان کوہ سر نے چہ پست اٹھا کر لندھور پر ماری لندھور نے گرز کو بلا
کیا سٹاقے کی صدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا لیکن کوئی گزند لندھور کو نہ پہونچا لیکن وہین سے خبردار
خبردار کہکر ستر ہ سے من کی ضرب اٹھا کر نعرہ کیا شعر تو ہمہ بے زدی ضرب با لوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
سر لنگر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جو کوہ ستر ہ سے من کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیگر کوہان کوہ سر پر
وار کیا کوہان نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا کھلا گرز لندھور کہین سپر سے رکتا ہے اب جو گرز پڑتا ہے
سٹاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دونون تھرائے شعلہ فلک کو نکل گیا فتوق گرد و غبار بلند ہوا اگر زمین کا ہول و
ہیبت سے شق ہوا لنگر گرز کا نہ سنبھلا ہاتھ شانون سے نکل گئے گرز مع سپر خود پر آیا خود سر مین سر
گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم رانون مین رانین مرکب مین مرکب زمین مین سب آمیز ہو کر خون
کا تھل تھلہ ہو کر رہ گیا لندھور نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم او خبر اس مردہ صد سالہ کی لیجاؤ لاش کو آگ
اور ایک کونے مین صف ماتم بچھا کر روؤ یہ سنکر تمام فوج دوڑ پڑی لندھور پر لندھور کے ساتھ والے
بھی آپڑے اگرچہ ساتھ لندھور کے بھی کل چالیس ہزار سوار ہین مگر اکثر زبردست سردار ہین سلطان
بہلی ایک طرف تلوار کھینچکر دس ہزار سوار سے جا پڑے اہرمن مارڈ والا ایک سمت مع دس ہزار سوار
کے مصروف جنگ ہوئے ریون راے اُدے پور کسی سمت لڑنے لگے یہ تمام پہلوانان ہندوستان
کی تلوارین کھینچ کھینچ کر گرتے ہین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے لندھور نے جب گرز مارا جنبش زمین
کر دیا اگرچہ وہ پانچ لاکھ تھے لیکن لندھور کے ساتھ والون نے ایک پہر بھر کے عرصہ مین تعداد اُن کی نصف کو
درجہ پر پہونچا دی آخر کار تاب مقاومت نہ لا کے جسنے جدہر کا رخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا لاش تک اُسپنے
سردار کی نہ اٹھائی میدان صاف ہوگیا اب لندھور طرف محافہ کے چلے کہ ملکہ کی مزاج پرسی کرنا چاہیے
قریب محافہ پہونچے تھے کہ لاش پہلوان عادی کی نظر پڑی لندھور نے اپنے کو فیل پر سے گرا دیا اور لاش
سے لپٹ کر بہت روئے اب طرف محافہ ملکہ کے چلے وہ ایک آدکنیز جو ہمراہ ملکہ آئی تھی محافے کے پاس
اُسے پچھاڑین کہاتے دیکھا پوچھا لندھور نے کہ کچھ بیان تو کر اُس نے عرض کی کہ بعد قتل ہونے پہلوان
عادی کے جب دیکھا ملکہ نے کہ اب کوہان کوہ سر قریب محافہ کے آگیا ہے بس جام زہر کہ پہلے سے تیار کر رکھا
تھا کلمہ شہادت پڑھ کر نوش کر گئین لندھور نے یہ سنکر گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا یہ حالت
لندھور کی دیکھکر سب ساتھ والے بھی ماتم مین شریک ہوئے لیکن بعض اُن لوگون نے کہ جو ساتھ لندھور
کے نہایت ہوشیار تھے عرض کی کہ حضور میت کے دفن ہونے مین عرصہ ہوگا یہان سے یہ لاشین پاس
امیر کے لیچلئے دفن و کفن سے فراغت کر کے خوب سا روئیے گا لندھور نے منظور کیا لاش پہلوان
عادی کی منگوائی اور مسلمانون کو گنج شہیدان کے طور پر دفن کر دیا اور محافہ ملکہ کا اٹھوا کر طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوئے لیکن ادہر جانے لندھور کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ خود بخود دل بہر آتا ہے جی چاہتا ہے
کہ چیخین مار کر روؤن خدا انجام بخیر کرے عمرو نے کہا حمزہ تجھے اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے اس عارضہ کا
یہی خاصہ ہے امیر نے فرمایا خواجہ یہ وقت تمسخر نہین ہے تم بھی جاؤ اور قصبل پہونچنے لندھور کے مجھے
خیر و عافیت سے آگاہ کرنا عمرو حسب ارشاد فیض بنیاد روانہ ہوا [illegible] روانہ ہو گیا تھا اسوقت
پہونچا کہ لندھور پچھاڑین کھا رہے تھے سمجھ گیا کہ ملکہ نے انتقال کیا [illegible] پاس شاہزادی [illegible] ہو ا

لش شن کرتا امیر پاتو قیری خدمت مین آیا امیر نے فرمایا خیریت تو ہی عمرو نے کہا حمزہ اب سوا شر کے خیر کہان ہی
پہلوان عادی ہاتھ سے کوہان کے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر پی کر جان دی لندھور نے جا کر کوہان
کو مارا فوج کو اسکی شکست دی اب لاشون کو لیئے ہوئے آتے ہین اگر کچھ دیر پیشتر بھی لندھور پہونچ جاتے
تو یہ سانحے نہ پیش آتے امیر نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ کیا لندھور قضا کو بھی روک لیتے امیر اور
عمرو مصروف شیون و بکا ہوئے اہل مکہ نے آکر گھیر لیا اور ہمراہ امیر کے ماتم مین شریک ہوئے اتنے مین لندھور
بن سعدان گرد مع لاش پہلوان عادی و جنازہ ملکہ گلشن آرا بانو پہونچے بیچ مین محافہ ملکہ کا رکھا ہوا تھا
گرد ہجوم اہل مکہ کا تھا اور لوگ مصروف ماتم داری تھے صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا تھا عمرو سر مبارک
امیر زانو پر لیئے ہوئے ہوا دامن کی دیتا جاتا تھا کبھی گلاب منہ پر چھڑکتا تھا بعد کچھ دیر کے صاحبقران
عالی شان کو ہوش آیا عمرو نے سمجھایا کہ حمزہ رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ انھین دفن
و کفن کرکے قرآن انکے نام پر پڑھو کہ ثواب روح کو پہونچے منزل قبر و برزخ آسان ہو امیر نے جگہ قبر ملکہ
گلشن آرا بانو کی پہلوے ملکہ مہر نگار مین متعین فرمائی اور سامان دفن ہونے لگا لیکن کچھ لوگ بعد مارے
جانے پہلوان عادی کے بھاگ کر طرف قلعہ تنگ روا حل کے گئے تھے انھون نے قلعہ مین عادی
کے بھائیون کو اطلاع کی کہ پہلوان عادی شہید ہوئے وہ لوگ اسی وقت مع سپاہ جل کھڑے ہوئے اور
اُس صحرا مین گئے کہ جہان جنگ ہوئی تھی جب وہان کسی کو نپایا لاشین کفار کی پڑی ہوئی دیکھین پلٹ کر طرف
خانہ کعبہ کے گئے یہ وہ وقت تھا کہ امیر نے پہلوان عادی کے لئے قبر کھدوا کر دفن کا ارادہ کیا تھا کہ ذو السحار
عاد و بجر عاد وغیرہ چالیسون بھائی عادی کے پہونچے اور کہا یا امیر اگر اجازت ہو تو ہم لاش اپنے بھائی کی
لیکر طرف قلعہ کے کوچ کرین اور جو قدیمی ہڑواڑہ ہمارے خاندان کی ہی وہین دفن کرین امیر نے ہر چند
اُنسے کہا کہ اُنھون نے تا زندگی میرا ساتھ دیا مین چاہتا ہون کہ مرنے پر بھی ہم او رہ وہ جدا نہون لیکن بھائیون
نے عادی کے منظور نہ کیا ناچار امیر نے لاش عادی کی اُنکے سپرد کرکے رخصت کر دیا بھائی عادی کے
تو لاش لیکر روتے پیٹتے قلعہ تنگ روا حل مین آئے اور دفن کیا یہان امیر نے ملکہ گلشن آرا بانو کو دفن
کیا اب یہ تو سوگ مین یہان بیٹھے ہین۔

اب چند کلمے داستان قلعہ کام نہنگ کے بیان کئے جاتے ہین

کہ بعد جنگ مسلوبہ چونکہ بہت بڑا کشت و خون ہوا تھا تین چار روز تک لاشین میدان سے اٹھائین اور
نقابدار گوہر پوش بسبب زخمی ہونے کے چلا گیا اکبر برق رو بعد مارے نا ہید اختر چشم جادو کے لاش اُسکی
ہزبلے پر پھکوا کر یہ بھی فکر مین بیٹھا ہی کہ اگر موقع ملے تو ملکہ کو لیکر طرف لشکر اسلام کے راہی ہون شہریار نامدار
اس خیال مین ہی کہ کسی طرح قلعہ کو فتح کرکے بہن کو اپنی طرف فرنگستان کے روانہ کرون لیکن بعد مین چار روز
کے جب لاشین اُٹھنے سے فراغت حاصل ہوئی شہریار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ آج شہریار نے طبل جنگ بجوایا ہی کل اُس کا
ارادہ ہی کہ قلعہ پر دھاوا کرے یہان بھی طبل بجا لیکن اب ملکہ مہر ناز پرور اور بھی متردد ہوئی کہ اسکا آنا غیر
کے آنے سے بدتر ہی ایک تو یہ کہ مین آنکھ کیونکر چار کرونگی دوسرے یہ کہ اگر بجبر کسی کے ساتھ عقد کر دے تو
کیا میرا بس ہی اگرچہ ہر طرح سوا جان دینے کے چارہ نہین ہی لیکن اسطرح کی موت بیشیانی اور ذلت کا پہلو لئے ہوئے ہی

مجبور و ناچار درگاہ پروردگار مین دعا کرنے لگی اور کیا بس تھا وہان لاجورد شاہ کو معلوم ہوا کہ کل شہریار قلعہ پر
دھاوا کریگا یہ نہایت غصہ مین آیا کہ یک نشد دو شد ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پہلے ہمارے اور شہریار
کے فیصلہ ہو جائے پھر دیکھا جائیگا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر طرف تیاری
جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ کار و دلاوران تہور شعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے یہانتک کہ تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور وہ وقت پہونچا کہ شہنشاہ خاور بصد کر و فر تاج زرین بسر و چارقب شاہنشاہی بر
کئے ہوئے جانب مشرق آسمان سے برآمد ہوا اور رونق بخش تخت گاہ چرخ زبرجد ہوا انجم مارے خوف کے تاب دید
نہ لاسکے آنکھین اپنی اپنی بند کرکے نظرون سے پنہان ہو گئے ذرے مانند قسمت اہل زر کے درخشان ہو گئے
اہل قلعہ درست و چست ہو کر بیٹھے سہنگ طوفانی تیر کمان ہاتھ مین لئے آکر فیل بند دروازے پر متمکن ہوا
گولنداز توپون پر مسلط ہوئے منتظر بیٹھے ہین کہ حریف زد پر آئے اور توپون کو آگ بتائین ادھر لشکر شہریار نامدار
میدان کارزار مین آکر صف آرا ہونے لگا ایک جانب لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع لشکر و سپاہ میدان جنگگاہ مین
آکر قایم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدار برق رفتار نکلے اور میدان جنگ کی درستی بصد تیزدستی کرکے چلے
گئے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کردیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا وہ تازی تازی مٹی کھدی
ہوئی اس پر پانی جو چھڑکا گیا تو عجب طرح کی سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ کو معطر کردیا نقیبان بلند آواز
نمازیون کے ہمراہ سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے ہر شخص چاہتا تھا کہ میدان مین نکلکر نام کرین
کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ملک پرسیپا سے فرنگی کے آیا
اجازت چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار عالم اور مسیح مکرم کے بہرام نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر
میدان مین آیا سراپا میدان کا دیکھا جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر نگاہ کر نیزہ کو دم آراستہ
کیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ کفار آگاہ ہو کہ مین برائے فتح قلعہ کام سہنگ چاہتا ہون اگر کسی کو سد راہ ہونا ہو تو
آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اور اگر قلعہ سے اسکو کوئی بحث نہو تو تماشہ میری جنگ کا دیکھے کہ کیونکر قلعہ کو لئے لیتا ہون
بس یہ سننا تھا کہ لاجورد شاہ نے اپنے لشکر کے سردارون کی طرف دیکھا کہ یکایک عفریت زحل پیشانی اپنے
کرگدن مست کو اڑا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اور سخن اجازت خواہی زبان پر لایا لاجورد شاہ نے کہا
جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے عفریت بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور عازم میدان کارزار ہوا بہرام نے جو اسکو
بعزم مقابلہ آتے دیکھا کہا تجھکو کیا بحث ہے قلعہ کے باب مین جو تو مجھسے مقابلہ کرنے نکلا عفریت نے کہا او بےخبر تو
نہین جانتا کہ معشوقۂ قدرت ملکہ مہر ناز پرور اس قلعہ مین ہے یہ حق ہمارا ہے کہ قلعہ کو فتح کرین اور ملکہ کو قبضے مین کرکے
خداوند کی نذر کرین تجھکو کیا منصب ہے جو تو اس ارادے سے چلا ہے بہرام پکار اٹھا کیا تھک مارتا ہے خبردار اب
نام ملکہ کا زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ اس دریدہ دہنی کے عوض مین گلے پھاڑ ڈالے جائینگے منہ کی کھائے گا
تیرا خداوند کیا گیدی ہے اور تو کیا غیرتا مستحق ہے ملکہ مہر ناز پرور بہن ہے اس شخص کی کہ جسکو سرکار مسیح سے
صاحبقران اعظم کا خطاب ملا ہے اور تو اسکا نام اس بے ادبی سے لیتا ہے یہ منصب ہمارا ہی ہے کہ اسے خداپرستون
کے پھندے سے چھڑائین کہ ہم اسکے بھائی کے نمکخوار ہین عفریت نے کہا غضب کیا تو نے کہ خداوند کو گیدی
کہا کہان جائیگا بچکر غضب خداوند سے اور اٹھا کر ارہ پشت سہنگ سر بہرام پر وار کیا بہرام نے اٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن ارہ جو پڑتا ہے یہ حربہ سپر سے نہین رکتا اگر تلوار بیچ مین ضامن نہوتی تو

بہرام کا کام تمام کر چکا تھا لیکن کسیقدر انگلیان بہرام کے بائین ہاتھ کی زخمی ہوئین بہرام نے وار اسکا رد کر کے جھپٹ
کر تلوار ماری عفریت نے بھی اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر تیغزن کے لقب سے ملقب ہوا ہی سپر کو تلوار نے
اُسکی مانند قرص پنیر یا گردۂ نان کے دو کیا خود کو مانند کاسۂ کاغذی کے دو کر کے تا دو ابرو اُتر گئی جب تک عفریت
وستانہ مارے مارے بہرام نے جھٹکا جو مارا تلوار تا جگرگاہ اُتر گئی عفریت تڑپ کر زمین پر گرا اور داخل جہنم ہوا
بہرام نے نعرہ کیا اور کہا جسے تمنائے مرگ ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سنتا تھا کہ افراط بن طفر لیط فیل پیکر
لاجورد شاہ سے اجازت لیکر مقابل بہرام ہوا اور پکارا کہ تو عفریت کو مار کر بڑا ناز کرتا ہی لا ضرب بہادری کی
بہرام نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے بڑے غرور سے سامنے آیا ہی ایسا نہو کہ دل کی دل ہی مین رہ جاسے
یہ تلوار رہنمائے وشت عدم ہی آب اسکی کف مار کا اثر رکھتی ہی افراط فیل پیکر نے کہا مین بھی یہی خیال کرتا ہون
کہ ایسا نہو تجھے تمنا رہجائے کہ مین نے وار نہ کیا ورنہ مین ابھی اسے مار لیتا بہرام نے کہا تو اپنی تمنا نکال میرے
حوصلے کو رہنے دے مین جب تیرا وار رد کر لونگا تو ولولہ اپنے وار کرنے کا ہوگا ابھی مجھے تیرے حرب کا اشتیاق
ہی افراط نے نیزہ سینۂ بہرام پر مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار ان
طویل قد آپس مین مصروف تلاش ہین تا دیر نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر کار نیزے ہاتھ سے پھینک پھینک
دئے کہ سنانین بھالین بیکار ہو گئین ہین نوبت گرز کی پہونچی افراط نے گرز اپنا بہرام پر مارا کہ گیارہ سو من
کی ضرب تھی بہرام نے چوب بدست کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو چوب پر پڑتا ہی تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا بہرام گرد مین پنہان ہو گیا افراط نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عیار بہرام مہتر
لعلان پانی کی چھاگل ہاتھ مین لیے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بہرام کے سر سے مو
بسر مو سے پسینہ جاری ہی حالت بیخودی طاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین لعلان نے منھ پر
پانی کا چھینٹا دیا گھبرا کر بہرام نے آنکھین کھول دین عیار نے کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیئے کہ حریف لاف و گزاف
کر رہا ہی بہرام نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے مرکب کی طاقت اُسمین باقی نہ تھی بہرام وہین سے کود کر
مرکب سے علیحدہ ہو کر تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو افراط کے پے کروں افراط یزدی تمام گھوڑے سے کود
پڑا اور پکارا کہ اے بہرام گھوڑے کی کیا خطا ہی ارے میرا غصہ اُسپر نکالتا ہی مین تو موجود ہون یہ کہکر مرکب سے
کود پڑا بہرام نے چوب بدست گران سنگ گیارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر افراط پر مارا افراط نے
اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کی لیکن چوب جو پڑتی ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جب گرز
زمین ہول سے شق ہو گیا افراط تا بہ کمر زمین مین سما گیا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عیاران لشکر
کفار آئے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھا یا دیکھا تو جو حالت ضرب افراط سے بہرام کی ہوئی تھی وہی صورت ضرب
بہرام سے افراط کی بھی ہو گئی عیار نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا افراط کو ہوش آیا حریف کو نعرہ زن پایا بس
گرز کو ہاتھ سے پھینک کر بہرام سے لپٹ پڑا بہرام نے بھی چوب ہاتھ سے علیحدہ کی اور گریبان مین افراط
کے ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر سرداران لشکر لاجورد شاہ و شہریار عالی وقار مع دلاوران نامدار
کے آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش تھے زور کشمکش ہو رہے تھے کبھی افراط
بہرام کو نیچے پکڑ لاتا ہی بہرام صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا
صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا صاف نکل جاتا ہی جھگڑا کا

کشتی کا بندھا ہوا ہی جو ترشد بیچون سے ختم ہو رہے ہین اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے گیسوؤن کو بکھرایا
اور غم قیس پوزرین خیمہ سیاہ برپا کیا دونون لشکرون سے واسطے سرداران فوج کے راؤٹیان سنگین ایستادہ
ہوگئے وہین سب سامان عیش و نشاط مہیا ہوگیا لیکن بہرام و افراط بن تفریط مین ایک حالت ہے
کہ نہ یہ اُسپر غالب ہوتا ہی نہ وہ اُسپر غالب آتا ہی الحاصل شب گذری فیصلہ نہوا دن بھر زور رہے پھر کوئی
نتیجہ نہ نکلا دوسری رات ہوئی یہانتک کہ تیسرا دن ہوا اب یہ کیفیت ہی دونون کی کہ لڑکھڑا رہے ہین کبھی افراط
بہرام کو تین چار قدم دوڑا لیگیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جھٹکا مارا ایک گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا کبھی بہرام افراط
کو دوڑا لیگیا اور یہی مارا وہی صورت اُسکی بھی ہوئی نیند کے جھونکے آرہے ہین سنبھل سنبھل کے لڑ رہے ہین کہانتک
گذارش کیا جائے کہ دیکھا افراط نے یہ معاملہ یکسو نہوگا لیں ایک گھونسا بہرام کی کوکھ پر مارا کہ بہرام بیہوش ہوگیا
چاہتا تھا افراط کہ بہرام کو باندھ کر لیجاوے کہ شہریار کود پڑا اور ایک تھپیڑا افراط کو مارا کہ نامردی کی لڑائی
لڑتا ہی بہرام کو علیحدہ کردیا افراط کو یہ معلوم ہوا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا حواس بجا نہ رہے لیکن پہلوانان
لاجورد شاہ شہریار پر آپڑے کہ جنگ دوسرے سے تھی تو کون دخل دینے والا تھا اُدھر سے شہریار
کے لوگ آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی چونکہ لشکر کسی قدر فاصلے سے ہوتے ہین وہ سردار جو کشتی کا تماشا
دیکھ رہے تھے اُٹھ اُٹھ کر لڑنے لگے شمائل خان بن خدائل خان کا قلماق اژدر خوار کا سامنا ہوا قلماق نے میل
فولادی شمائل خان پر مارا شمائل خان نے اُٹھا سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن میل جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا میل جو سپر پر سے پھسل کے گرتا ہی تو شانہ شمائل خان کا نشانہ ہوا ہاتھ جھول
گیا مگر شمائل خان نے بھی داہنے ہاتھ سے گرز مارا کہ قلماق نے گرز میل پر روکا لیکن تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی ہاتھ قلماق کے تھرا اسے گرز اُچٹ کر میل پر سے قلماق کے کاندھے پر گرا ایک ہاتھ اسکا بھی جھول
گیا دونون زخمی ہوے اُدھر فرزیل عقرب چشم اور کرتوس تبرزن کا سامنا ہوا فرزیل نے ساطور مارا کرتوس
نے اُٹھا کر سپر کو پھیر کی پناہ کیا یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہی مانند گردہ نان کے ڈھال کو دو کر کے خود پر بیٹھا
فرزیل نے جھٹکا مارا کہ سر کرتوس کا زخمی ہوا اُسی عالم زخمداری مین کرتوس نے وار تبر کا کیا کہ سپر فرزیل
کو دو کر کے سر فرزیل کا زخمی کیا فرزیل نے دستانہ مارا تبر سینے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے
دونون کو غشی طاری ہوئی جھومنے لگے سیماب سپل گردان نے گولہ فولادی منجنیق مین رکھ کر چرخ دیکر جو مارا
چھیلتا ہوا سر قیلوس بلند بالا کے پڑا سر قیلوس کا زخمی ہوا یہ حربہ دو دو رکا تھا قیلوس نے تیر چلہ کمان مین پیوستہ
کر کے جو مارا بازو سیماب کا زخمی ہوا یہ دونون بھی بیکار ہوگئے مریخ اختر چشم نے تلوار قیاس بلند آواز پیاری پھر
قیاس نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو سر مین در آئی قیاس نے دستانہ مارا تلوار سر سے
نکلی اور جھپٹکر ہاتھ تیغہ آبدار کا اس چالاکی سے مارا کہ سپر نہ اُٹھنے دی سر مریخ کا بھی زخمی ہوا مندویل گردن نے
ہامان میمون چشم کو لٹکا ہامان نے ارہ پشت نہنگ مارا مندویل نے چاہا خالی دون لیکن اچھا سا زخم ران پر آیا
پلٹ کر اسنے بھی ساریق ماری کہ کولا میمون کا بھی شکستہ ہوا شیرزاد سے خیر چشم سے اور پلنگ شیر سر سے سامنا
ہوا پلنگ نے نیزہ مارا کہ زرہ کو شیرزاد کی توڑ کر نکل گیا چاہا پلنگ نیزے کو اُٹھاؤن شیرزاد سیر چشم نے بڑی جرأت سے
کام لیا کہ تلوار سے نیزے کو قلم کر کے وار تلوار کا کیا کہ سر پلنگ کا مجروح ہوا افراط آدم خوار نے جو فیروزہ دیوانہ کو دیکھا
جھپٹ کر بغل سے فیروزہ پر مارا کر زرہ کو نوچ لیگیا سینہ زخمی ہوا ناخون مین گوشت تک کھینچ کر چلا گیا فیروزہ نے ایک تیغ

ماری اور جھپٹ کر چکت ماری کہ گوشت شانے کا قیراط کے اُڑ الیگیا قہرمان دیوانہ سے اور ہومان دیوانہ سے سامنا ہوا ہومان نے قہرمان کا مُنہ چڑھا دیا قہرمان نے ہومان کا منہ چڑھایا ہومان دوڑ کر قہرمان سے لپٹ پڑا اور چکت شانے پر ماری قہرمان نے ہومان کو کاٹنا شروع کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سگ دیوانہ مصروف جنگ ہین ارجاس مردم در سے اور مقصود مردم در سے مقابلہ ہوا چنگل چلنے لگے کہا نتک گذارش کیا جائے کہ کل سردار شہریار کے اور اکثر سردار لاجورد شاہ کے زخمی ہوے یہ رنگ دیکھکر لاجورد شاہ نے فوج کو اشارہ کیا کہ اریوان فرنگیون کو جانے نپائین فوج لاجورد شاہ مانند سمندر کے موج مار کر چلی اُدھر سپہ سالار فرنگی نے اپنے لشکر کو حکم دیا ادھر سے بھی لوگ باجے جنگی بجاتے ہوے شان قواعد دکھاتے ہوے چلے پہلے تو اپنی اپنی طرف کے سردارون کو میدان سے اُٹھایا کہ کوئی غش مین تھا کوئی نیم بسمل تھا کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ نشانہ تیر ہوا بعد اُسکے باہم مصروف جنگ پیکار ہوے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا سے زخار موجین مار کر یکجا ہوگئے کہین تیغ زنون مین شور بگیر و بزن بلند تھا کوئی فتح یاب کوئی دردمند تھا ہر ایک کا دم بند تھا لاشین مانند جادہ راہ عدم کے نمایان تھین چمک خرمن جان کے واسطے برق جہندہ کی تاثیر رکھتی تھی جرأت کا یہ پھل تھا کہ سر تنون سے اُڑ اُڑ کر مانند ثمر پختہ گر رہے تھے آپ آہن مین کشتی عمر طوفانی ہو ئی تھی لیکن کشیدہ خاطری کج ادائی کسی طرح نہ جاتی تھی کسی کے تیر اندازانہ فاصلہ دیتے ہوے روح ارجن کو شرمندہ کر رہے تھے جسم کو ترکش سمجھ کر تیر بھر رہے تھے آواز پر تیر سے صدائے فنا فنا چلی آتی تھی کمانون کی کڑک سے زمین تھراتی تھی کوئی کسی طرف سہا ہوا تھا کوئی کہین گوشۂ عافیت ڈھونڈھ رہا تھا کہ اب کسی معبدگاہ مین بیٹھکر چلہ کشی کرینگے مگر نوکری فوج مین ہم نکرینگے کسی جا نیزہ باز عجب عجب انداز سے لڑ رہے تھے لڑائی کو طول دے رکھا تھا جنگ سے ہاتھ نہ کھینچتے تھے ایک ایک اپنے کو گیو و گودرز سے کم نہ جانتا تھا اُس غول مین نیستان کا سمان نظر آتا تھا ان لوگون کی موت بھی پروردگار نے عجب طرح کی معین کی تھی کہ نہ زمین مین نہ آسمان مین بالائے ہوا پھڑک پھڑک مرتے تھے لاش زمین پر بیشک آتی تھی گویا موت اُنکو نشیب و فراز دنیا دکھاتی تھی گرز بازون مین زدم بست کر دم کے نعرے بلند تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ کٹ رہے ہین آسمان پھٹ رہے ہین ہر طرف تڑ تڑ اُٹھنے کی صدا بلند مرکبون کے دل دردمند کسی طرف تبر بردار ایک دوسرے کے نخل حیات کو قطع کر رہے تھے جنہم کو اُن کندون سے بھر رہے تھے کسی جانب کمند انداز جعل ساز باہم اُلجھے ہوے تھے تقدیر کے دام مین پھنس گئے تھے طائر روح قفس جسم مین زلیست سے بیزار ایک دوسرے سے ہوشیار تھا کہا نتک بیان کیا جاے اتنی بڑی فوج کی لڑائی آن واحد مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے ندیان خون کی بہ گئین کتنون کی تمنائین دلون مین رہگئین ملک الموت کو قبض روح کرنے مین کیا کیا وقت پڑ رہی تھی عین گرمی جنگ مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا اور شہریار کا سامنا ہوا صلصال نے کہا او طفل بہتا سر اُٹھا یہی تو نے بہتر ہی کہ پھر جا میدان جنگ سے یہ معلوم ہوا کہ ہان تو جری اور بہادر ہی لیکن ابھی ناتجربہ کار ہی سب سردار تیرے زخمی ہوچکے لیکن طبل بازگشت نہین بجواتا شہریار نے کہا تیرے لشکر کے سردار بھی تو زخمی ہین تو ہی طبل امان بجوا دے صلصال نے کہا چھوٹا منھ بڑی بات ہم تیرے مقابلے مین طبل امان بجوائین گے شہریار نے کہا اگر طبل نہین بجواتا تو لا ضرب بہادری کی معلوم ہوا کہ تیری قضا دامنگیر ہی شہریار نے کہا نہین جانتا تو مجکو کہ مین صاحبقران اعظم ہون اور یہ امر شان صاحبقران کے خلاف ہی کہ مین پیشدستی کرون صلصال نے کہا تجھکو بھی پہچانتا

شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طنین کی ہوا لگ گئی خیر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینۂ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طنین
کی ہوا لگ گئی خیر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا
چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی بند بند چھنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو تیر شہاب برابر سے
چلے ہین کہانتک بیان کرون کوئی تین سو طعن کی نوبت پہونچ گئی ہوگی کہ طیفور شیر دل نے آواز دی کہ ای شہریار رسل ہی
شہر یزدی صاحبقران اعظم ہو نیکا ہی کہ ہاتھ سے اک گبر کے نیزہ ابتک نہ ہوائی کیا شہریار کو غیرت آئی خون شجاعت نے
جوش مارا آواز دی کہ او صلصال اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک نیزہ اس پھرتی سے باندھا کہ صلصال کی سمجھ مین نہ آیا
نیزہ مانند تیر شہاب کے شن سے نکل گیا لشکر شہریار مین واہ واہ کی صدا بلند ہوئی صلصال نہایت خفیف ہوا اور پکارا کہ نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر وار تیغۂ آبدار کا سر
شہریار پر کیا شہریار نے پشت شمشیر پر وار صلصال کی روک کر اپنا وار کیا صلصال نے بھی وار شہریار کا رد کیا
تین چار ہاتھ چلنے پائے تھے کہ کڑک کر دو نیچے گرے اور صلصال و شہریار کو اٹھا لے گئے شام ہو چکی تھی طبل
امان بجا دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سپہ سالار فرنگی مع سرداران زخمی داخل بارگاہ ہوا
زخمیون کے ٹانکے لگوائے جانے لگے علاج ہونے لگا لیکن شہریار کے غائب ہو جانے سے سخت تردد تھا عیارون
کو واسطے تفحص کے روانہ کیا ادھر لاجورد شاہ مع اہل سپاہ پلٹا آپ بالائے قیطول گیا سرداروں کا معالجہ شروع
ہوا لیکن وہ پنجے جو شہریار و صلصال کو اٹھا کر لے گئے تھے ایک صحرا مین اتارا دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے
تھے جس وقت ہوائے سرد صحرا کی لگی ہوش آیا ایک نے دوسرے کو دیکھا پھر لڑنے کا قصد کیا تھا کہ نعرے کی صدا
پیدا ہوئی کہ منم ملکہ شمامہ جادو دونون نے گھبرا کر شمامہ کی طرف دیکھا شہریار نے تو نہایت غصہ سے کہا تو کون ہی اور
کیون یہان اٹھا لائی لیکن صلصال نہایت خوش ہوا شمامہ نے شہریار سے کہا کہ ای صاحبقران اعظم یہ ہمنے
مانا کہ تم صاحبقران ہو اور امیر ثانی سے بھی زور و طاقت مین چاہے زیادہ کیون نہو لیکن مثل مشہور ہی کہ اکیلا
چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہی حمزہ کو پھر دیکھو کہ کبھی خود بھی مقابلہ کر لیتے ہین ورنہ اور سردار لڑا کرتے ہین کسی کو بہ جلد کہان
تابع کیا کسی کو بزور صاحبقرانی فرمانبردار کیا یہانتک کہ اتنی بڑی ثروت پیدا کی کہ اب ہر کوئی انکا مقابلہ کو جاتے
تھرا آتا ہی تم دونون ابھی نہ لڑو بلکہ پہلے خدا پرستون سے لڑکر ملکہ کو چھین لو بعد اسکے آپس مین سمجھ لینا یہ نہین خیال
کرتے ہو کہ اب وہ ناموس امیر بیاد داخل ہو چکی ہے جس وقت یہ خبر پہونچی کہ قلعہ کا نام نہنگ ہی یورش ہی تمام خدا پرست
تو یہین ہونگے انسے جان بچانا دشوار ہو جائیگی نہ کہ آپس مین لڑکر اپنی اپنی قوت کو گھٹا سے دیتے ہو خبردار اب
آپس ہی مین لڑنے کا قصد نہ کرنا یہ صلاح شمامہ جادو کی شہریار کو بھی پسند آئی اور صلصال نے بھی قبول کیا لیکن
شہریار نے کہا کہ مین نے تو قلعہ پر یورش کرنے کو طبل بجوایا تھا لاجورد شاہ خود سد راہ ہوا شمامہ جادو نے کہا اس نے
بہت بڑی غلطی کی اب مین خود جا کر اسکو سمجھاتی ہون اور تم اپنے لشکر مین جا کر سرداران زخمی کا علاج کرکے تیار رہو
جسطرح ہو ملکہ کو قبضہ مین لاؤ ورنہ یہ خوب سمجھ رکھو کہ حال اس جنگ کا طشت از بام ہو گیا ہی یقین ہی کہ حمزۂ ثانی تک
خبر پہونچ گئی ہوگی خدا پرست چل چکے ہونگے راستے ہی مین ہونگے یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے دستک دی کہ اک مرکب سحر پیدا ہوا شہریار
سے کہا کہ اپنے لشکر مین جاؤ یہ مرکب تمہین پہونچا دیگا شہریار اسپر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے آیا شمامہ جادو صلصال کو
لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے روانہ ہوئی یہان لاجورد شاہ تخت پر بیٹھا ہی صحبت تخلیہ ہی کسی کے آنے کی اجازت
نہین ہی چار جادوگر نیان سامنے حاضر ہین جنپر دار و مدار سامان خداوندی کا ہی نام ایک کا توسن جادو ہی کہ جو مرکب پرند
بنکر سردارون کو بالائے قیطول لاتی ہی اور نام دوسری کا گردونہ جادو ہی کہ جسکے سحر سے قیطول اڑ کر چلتے

ہین اور نام تیسری کا حسام جادو اور چوتھی کا صمصام جادو ہی کہ یہ دونون حسن انتظام پر تعینات ہین بوقت مقابلہ
لشکر امیر گذارش کیا جائیگا لاجورد شاہ اُن ساحرات سے ساعات نیک دکھلوا رہا ہی کہ کس وقت جنگ آغاز
کرون جو فتح پاؤن کہ یکایک اک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو دیکھا تو شمامہ جادو مع صلصال
تخت سحر پر سوار موجود ہی لاجورد شاہ نے کہا ای خالا سے قدرت تسلیم شمامہ ہنسی اور دعا دیکر کہا کہ جسطرح تیرے
باپ کے دماغ مین خلل تھا اُسی طرح اب تجھکو بھی خبط ہوگیا ہی ارے بیوقوف ابھی خداوندی کرنیکے طریقے تو سیکھ پایا
کہ منم خداوند منم خداوند پکارنا شروع کردیا لاجورد شاہ نے کہا پھر جیسا آپ فرمائین شمامہ جادو نے کہا کہ مین نے
شہریار کو سمجھا دیا ہی اب وہ تم سے نہین لڑیگا اگر اُسنے قلعہ پر حملہ کیا تھا تو تمھین سد راہ ہونیکی کیا ضرورت تھی کیونکہ
وہ استحقاق اُسکی سزا و جزا کا رکھتا ہی کہ ملکہ بہن ہی اُسکی اگر تمھین عشق چرایا ہوا تھا تو اتنا صبر کرتے کہ وہ کمینے سے
تمہارے ہتھے نکل آتی پھر دیکھا جاتا اگر شہریار کے قبضہ مین وہ آجاتی تو کوئی شک کی جگہ بھی نہین تھی کسی طرح کی بدگمانی بھی
نہین ہوسکتی کہ شہریار بھائی اُس کا اور ملکہ بہن اُسکی ہی بلکہ یقین ہی کہ تیری یہ جاہ و حشمت کہ دعوی خداوندی کا
کرتا ہی تو پیغام اپنا بھیجتا تو باپ اُسکا خود بخوشی منظور کرلیتا لاجورد شاہ نے کہا خالہ جان بیشک مجھسے غلطی ہوئی اب
مین بھی تقدیر کرتا ہون کہ جیسا آپ ارشاد کرتی ہین شہریار سے ہرگز مزاحم نہونگا بعد اُسکے شمامہ جادو نے وہ ہیکل جو
واسطے صلصال کے تیار کی تھی گلے مین صلصال کے پہنادی اور کہا کہ اب اطمینان رکھ نہ تلوار تجھپر اثر کریگی
نہ تو کسی سے زیر ہوگا مگر خبردار جہانتک ہوسکے گھات سے لڑنا اس ہیکل سے بہت ہوشیار رہنا بعد اُسکے کہا کہ
اب مین طرف چاہ بابل کے جاتی ہون کہ دن مجھپر سخت ہین اور اُسی وقت بیٹھے بیٹھے نظرون سے غائب ہوگئی واضح
رہے ناظرین ہو کہ یہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ ہی یہان دمامہ جادو نے امیر سے مقابلہ کیا تھا جسکا ذکر ایرج نامہ
جلد دوم مین ہوچکا ہی اور ایک لاجورد شاہ بن لاہوت شاہ بن زمرد شاہ ہی جسے زمرد ثانی بھی کہتے ہین وہ لقا کے
بیٹے رقا کا پوتا ہی لیکن شہریار نامدار جو مرکب پر سوار اپنے لشکر مین پہونچا جو اہل لشکر کو ہوئی کہ آقا ہمارا آتا
ہی واسطے استقبال کے گئے اور شہریار کو پیشوائی کرکے بارگاہ مین لاے شہریار دنگل پر بیٹھا ملک پرسیا سے
فرنگی نے پوچھا کہ ای فرزند تم کہان گئے تھے شہریار نے سارا حال شمامہ جادو کا بیان کیا اور کہا کہ اب لاجورد شاہ
در انداز نہوگا کل مین دھاوا کرکے ملکہ کو لے آونگا لیکن مہتر طیفور شیردل سامنے حاضر تھا عرض کی کہ ای شہریار
اگر مجھے حکم ہو تو جا کر ملکہ کو جڑ الاؤن سارا جھگڑا فیصل ہوجاے شہریار نے کہا تجھے اختیار ہی مہتر طیفور شیردل
اُسی وقت بانہاے عیاری تن پر آراستہ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوا لیکن یہان ملکہ مہرناز پروردہ نے
نہنگ طوفانی کو طلب کیا اور کہا ای نہنگ ابھی تک تو پروردگار عالم نے بچایا کہ جسنے قلعہ پر دھاوا کیا
ایک نہ ایک بلاے آسمانی اُسپر نازل ہوئی لیکن اب ال میرا یا دہ دھڑک رہا ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی
اور نامہ بر اتنیک جواب خط پاس سے امیر حمزہ ثانی کے لیکر نہین پھرا نہین معلوم راہ مین کیا افتاد گذری
ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ خط پہونچتا اور امیر نہ تشریف لاتے یا کسی کو براے مدد روانہ نہ کرتے لہذا میرے نزدیک
بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی اور کو خط دیکر روانہ کرد نہنگ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسی وقت
ایک خط ملکہ کی جانب سے تحریر کرکے پاس امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے چور دروازے سے روانہ کیا
نامہ بر خط پگڑی مین باندھکر قلعہ سے نکلکر چلا حسب اتفاق جس راستے سے یہ قاصد چلا ہی اُسی طرف مہتر طیفور
شیردل بھی اس فکر مین ٹہل رہا تھا کہ کیا کرون کیونکر قلعہ مین جاؤن کہ یکایک جانب قلعہ سے اک سانڈنی سوار کو آتے

دیکھا سمجھا کہ کچھ اسرار ضرور ہی ایک درخت پر جو اثنائے راہ مین واقع تھا چڑھ گیا اور منتظر بیٹھا جیسے ہی ناقہ سوار زیر درخت ہوکر گذرا طیفور نے حلقہ کمند گلے مین اُسکے ڈال دیا ناقہ سوار بیگناہ بیچارہ گھبرایا کہ یہ آسمان پر سے کیسے پھانسی لٹکائی نکلا اسکا گھٹنے لگا ادھر طیفور نے ایک سر کمند کا درخت مین باندھ دیا ایک سر اگردن مین ناقہ سوار کی پھنسا اونٹ اسکا نہایت اصیل تھا فوراً رک گیا طیفور نے شتر کو تازیانہ مارا کہ وہ بلبلا کر بھاگا شتر سوار لٹک کر رہ گیا دم بھر مین پھڑک کر مر گیا اب طیفور نے سر کمند کا جو درخت سے بندھا ہوا تھا کھول دیا کہ لاش اُس بیگناہ کی زمین پر گری آپ بھی درخت پر سے اُترا اور پگڑی سے شتر سوار کی خط نکالا کھولکر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران ثانی بڑے تعجب کی بات ہی کہ اب یہ کنیز ناموس مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے داخل ہوچکی ہی اگر کسی طرح کی تو مین میری ہوئی تو میری آبرو ریزی آپکی آبرو ریزی ہی یہان بجز کفار کا نرغہ ہی علاوہ اسکے بھائی میر اشہر یار بھی بہادر قادر دھاوے کر رہا ہی تو کیسے شان پروردگار تھی کہ وہان لشکر لاجورد شاہ اور لشکر شہریار مین جنگ ہونے لگی ورنہ ابتک نہین معلوم کیا انجام ہوتا اگر کوئی داخل قلعہ ہوجاتا تو مین ابتک ملک ہستی سے جانب عدم کوچ کر گئی ہوتی ایک عریضہ قبل اسکے روانہ کر چکی ہون نہین معلوم حضور کو پہونچا یا نہین پہونچا مضمون نامہ دیکھکر طیفور شیردل نے صورت اپنی اس ناقہ سوار کی بنائی اور مکر دل مین تجویز کر کے طرف قلعہ کے آیا رومال ہلایا نگہبان جو دروازے کے متعین ہین اس امر پر جو کوئی یہان سے جاتا ہی تو جب تک پلٹ کر نہ آئے وہ دیکھتے رہتے ہین دیکھا نگہبانون نے کہ ابھی ناقہ سوار گیا تھا ابھی پھر پلٹ آیا یہ کیا معاملہ ہی دروازہ کھولکر اسکو بلا لیا جس وقت قاصد نقلی اندر قلعہ کے گیا نہنگ طوفانی سے کہا کہ راہ مین قزاقون نے اونٹ میرا چھین لیا بمشکل اپنی جان بچا کر مین واپس آیا ہون اب میرا قصد ہی کہ جب تھوڑی رات باقی رہیگی اُس وقت یہان سے جاؤن نہنگ طوفانی نے کہا بہتر ہی قاصد نقلی نے وہین قیام کیا لیکن جس وقت زلف لیلائے شب کمر سے بھی گذر گئی طیفور شیردل جو بشکل قاصد بنا ہوا تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور طرف دولتسرائے ملکہ مہر ناز پری رو کے چلا دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین ہر طرف نقیر خواب بلند ہی گلیون مین سناٹا ہی کوئی آئندہ و روندہ نہین معلوم ہوتا ہی طیفور راہ طے کر کے جب قریب محل پہونچا ادھر اُدھر دیکھکر دیوار پر کمند ماری اور چڑھ کر سلسلہ کمند سے اندر محل کے اُترا ایک کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا حسب اتفاق سامنے سے اک کنیز بڑبڑاتی چلی آتی تھی کہ ہم باز آئے ایسی نوکری سے کہ نہ دن کو چین ہی نہ رات کو آرام ان امیرون کا یہی کارخانہ ہی کہ رات دن جاگا کرتے ہین نہ انکو نیند آتی ہی نہ بھوک لگتی ہی ہم لوگ محنت مشقت اسی لئے کرتے ہین کہ دو گھڑی آرام سے بیٹھین بی بی ہماری تمام رات جاگا کرتی ہین اپنے ساتھ اورون کو بھی جگاتی ہین اس طرح کی باتین کرتی ہوئی ہوا سے ٹکی ٹلی آتی تھی طیفور نے جو اُسکو دیکھا آڑ مین ہو رہا جیسے ہی وہ عورت نکلی ہی ہو سے کر کے سامنے آگیا اُسنے ایک چیخ ماری بس طیفور نے جلدی سے آنکھون حباب منہ پر کھینچ مارے وہ بڑھیا تو بیہوش ہوئی لیکن اسکی چیخ کی آواز جو ملکہ کے کان مین پہونچی خواصون سے کہا کہ دیکھو تو شاید صنوبر ڈر گئی اور باری دارین جو حاضر تھین یہ سنکر دوڑین یہان طیفور نے جلدی سے اس عورت کو تو ایک کونے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر زمین مین اس انداز سے لیٹ رہا کہ جو دیکھے یہ سمجھے کہ بیہوش ہی لیکن وہ عورتین جو دوڑتی ہوئی آئین دیکھا کہ ساتھ والی زمین مین پڑی ہی لوا صنوبر لو اصنوبر کہہ کہکے کئی بار پکارا کچھ جواب نہ آیا خواصون نے باہم یہ صلاح کی کہ اسے سامنے ملکہ کے لیچلو یہ مشورہ کر کے اُٹھا کر صنوبر نقلی کو سامنے ملکہ کے لائین دیکھا ملکہ نے کہ دانت بیٹھ گئے ہین صنوبر بیہوش پڑی ہوئی ہی یہ حال دیکھکر حکم دیا کہ

کیوڑہ گلاب اسکے منھ پر چھڑکو کہ اسے ہوش آسئے اب کوئی کنیز کیوڑے کا قرابہ لیے چلی آتی منھ پر کیوڑا چھڑک رہی ہے
کوئی لخلخہ سنگھا رہی ہی کوئی بازو کسکر باندھتی ہی بعد کچھ دیر کے ایک مرتبہ صنوبر نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر دیکھا
ملکہ نے پوچھا او صنوبر کیسی ہو یہ کیا کیفیت ہوئی صنوبر نے جلدی سے پھر آنکھیں بند کرلین پھر ملکہ نے پکارا
کہ اری مین تیرے پاس بیٹھی ہون اور تو نے آنکھیں کھولکر پھر بند کرلین اب صنوبر نے ملکہ کو دیکھا جلدی
سے اٹھ کر بیٹھی ملکہ نے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا حالت گذری تو نے کچھ دیکھا تو نہین صنوبر نے کہا بی بی کیا کہون
جیسے ہی مین مولسری کے درخت کے نیچے پہونچی مین بہت دنون سے سنتی تھی کہ اس درخت پر کچھ آسیب ہی رات
زیادہ گئی تھی دیکھا مین نے کہ ایک مرد اکالا کالا دو دانت بڑے بڑے آگے نکلے ہوے درخت تلے ننگا ناچ
رہا ہی بس مین نے ایک چیخ ماری پھر مجھے خبر نہین کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا دیکھو تلاش کرو کہ وہ کون ہی عورتون
نے عرض کیا کہ بی بی یہ رات کا وقت درخت کا معاملہ اس طرح کی باتو نمین نہین پڑتے ہین ایسے ہین لوگون کا جیا
ہوجاتا ہی ہمارا تو وہان جاتے دل تھراتا ہی خدا بچاے خدا جانے کیا اسرار کون آسیب تھا خاموش ہو رہیے
ملکہ بھی چپ ہو رہی حسب اتفاق شمعون کے گل بڑھے ہوے تھے ملکہ نے کہا صنوبر ذرا گل لیلو صنوبر بولی کہ بہت
خوب اور گلگیر لیکر شمعون کے گل کترنا شروع کئے اور نگاہین بچا بچا کر پروانہ مین بیہوشی اڑائی فتیلہ رفع بیہوشی
اپنے دماغ پر پہلے ہی سے چڑھا لیا تھا اب جو پروانے جلتے ہین اور دھوان انکا منتشر ہوتا ہی ہر ایک پر غلبہ نیند کا
طاری ہوا ملکہ تو گاؤ تکیہ پر سر رکھکے پہلے ہی سے سو گئی بعد کو اور سب خواصین بھی لیٹ رہین اب دیکھا طیفور نے
کہ میدان صاف ہی بس اسی وقت پشتارہ ملکہ مہرناز پرور کا پشت سے لگایا اور کمند پار کر دیوار پر چڑھا اور اتر کر
دیوار محل سے چلا آتے آتے قریب اس چور دروازے کے پہونچا دیکھا کہ دربان بیٹھے اونگھ رہے ہین دروازے
مین قفل دیا ہوا ہی طیفور نے رخ ہوا کا دیکھکر تھوڑی بیہوشی اڑادی کہ وہ دربان اور بھی بیہوش ہوگئے آپ
وہان سے قریب آیا اور قفل کو توڑ کر دروازہ کھولکر مع پشتارہ ملکہ کے صاف نکلا چلا گیا کوئی چار گھڑی رات
باقی ہوگی کہ لشکر مین اپنے پہونچ گیا اب اسنے یہ خیال کیا کہ اگر سامنے شہریار کے لیے جاتا ہون تو ایسا
نہو وہ غصہ مین آکر ملکہ کو قتل کرڈالے اس سے بہتر یہ ہی کہ پاس ملک پرسیسا ے فرنگی کے لیچلون سیدھا
خیمہ ملک پرسیسا ے فرنگی مین آیا بادشاہ کو سوتے سے جگایا اور کہا کہ لیجیے یہ دختر بلند اختر آپ کی موجود ہے
ملک پرسیسا ے فرنگی نے جو ملکہ مہرناز پرور کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے طیفور میری یہ رائے
ہی کہ اسکو اسی وقت اسیر کرکے چند سردار تھوڑی فوج ساتھ کرکے طرف فرنگستان کے روانہ کردون
طیفور نے عرض کیا کہ رائے شہریار کی بھی لے لیجیے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے تو الزام آپ کے سر رہے گا
ایسی حالت مین دوسرے کی رائے شریک کرلینا مناسب ہی پرسیسا نے حکم دیا کہ اچھا جا کر شہریار کو
بلا لو طیفور اسی وقت خوابگاہ شہریار مین آیا پاؤن دبا کر جگایا جب شہریار خواب غفلت سے ہوشیار ہوا طیفور
کو پاؤن دباتے دیکھا پوچھا اس وقت تو یہان کہان طیفور نے عرض کیا ای شہریار آپ کو آپ کے والد
ماجد بلاتے ہین اور مین آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ مہرناز پرور کو لے آیا شہریار اسی وقت ساتھ طیفور کے
خیمہ ملک پرسیسا مین آیا باپ کو سلام کیا اور تلوار کھینچکر طرف ملکہ کے دوڑا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ کیا حرکت
تھی تیری ملک پرسیسا ے فرنگی نے ہاتھ شہریار کا پکڑ لیا اور کہا ای فرزند اسکی سزا یہی کافی ہی کہ اسے مقید
کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے بھیج دیا جائے کیونکہ اگرچہ یہ ساتھ شہنشاہ کو ہر کلاہ کے بھاگ گئی تھی

مگر ابھی تک کوئی فرق عصمت مین اُسکی نہین آیا ہی کیونکہ ان مسلمانون کا قاعدہ ہی کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین کسی کی
آبرو نہین لیتے ہین شہریار باپ کے لحاظ سے خاموش رہا اور اسی وقت جو بیڑیان ہتکڑیان طوق اسیری ملکہ کے
واسطے بنوا رکھا تھا ملکہ کو پہنا کر ایک محافہ مین بٹھا کر ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کو دو لاکھ سوار کی جمعیت
سے ساتھ کیا کہ اسے قلعہ بہارستان فرنگ مین پہونچا کر نگران حال رہنا اگر یورش مسلمانون کا ہویا اور کوئی غنیم چڑھ
آئے تو ہمین اطلاع کرنا کیونکہ یہان رکھنا اس کا اب مناسب نہین ہی اُدھر تو لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اسکی
فکر مین ہی اُدھر مسلمان آتے ہونگے ارجاس مردم در اور تمثال مردم در اسی وقت کوچ کر کے طرف قلعہ
بہارستان فرنگ کے روانہ ہوے کہ انکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن اول حال قلعہ کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جب وہ وقت آیا کہ روشنی ستارونکی کم ہونے لگی چہرہ مہتاب جہانتاب کا فق ہوا بلکہ داغ بہ دل فراق لیلی شب مین
عازم گوشہ مغرب ہوا چراغ نفس سرد بجھ بجھ کر مانند شعلہ آہ بے اثر بھڑک بھڑک کر خاموش ہو رہے نسیم
صبح گاہی نے سوتے ہوؤن کو چھیڑ چھیڑ کر جگانا شروع کیا شاہ خاور نے جانب مشرق آسمان سے طلوع کیا اہل
قلعہ ہوشیار ہوے تاکہ صبح سے فراغت کی وہ کنیزین ملکہ کی جو بیہوش پڑی ہوئی تھین اثر بیہوشی دفع ہونے کی
وجہ سے چونکین ایک نے دوسری کو دیکھا اور کہا کہ رنڈی تو کیسی بیہوش سوتی ہی تو کری نہوئی خالہ جی کا گھر ہوا
ابھی ملکہ اُٹھ بیٹھین اور تمکو سوتے دیکھین تو کیا کہین اُسنے جلکر جواب دیا کہ ہان تو کہتی ہو تم کیا جاگ رہی تھین
ایکا ایک دونے ملکہ کی مسہری کیطرف دیکھا ناک پر اُنگلی رکھکر حیرت کی ادا دکھا کر بولی کہ اری بوا غضب ہوا معلوم
ہوتا ہی ملکہ حوائج ضروری سے فراغت کرنے اکیلی چلی گئین دیکھو مسہری پر کہان ہین لو سچ تو ہی ایک سرے سے
سب سو گئے آج ملکہ بہت خفا ہونگی خدا اُنھین زندہ و سالم رکھے کہ ہماری تکلیف کا خیال کیا کسی کو جگایا نہین ایسے
مالک ہوتے کا ہے کو ہین مگر جب مالک ایسا خیال کرے تو ہم لوگونکو بھی اُسکا خیال ویسا ہی کرنا چاہیے ایک نے
کہا چلو خیر جو ہوا وہ ہوا دیکھو تو ملکہ ہین کہان ہاتھ منھ دھلائین اگر کچھ اُنکے دل مین کدورت ہوگی بھی تو دفع ہو جائیگی
کوئی لوٹا لیکر بیت الخلا کی طرف دوڑی کسی نے سنگاردان جلدی سے لاکر تخت پر رکھا کوئی بچھونا جھاڑنے لگی باسی
پھول چن چن کر بستر سے علیحدہ کیے ایک قریب بیت الخلا کے پہونچکر بی بی بی بی کہکر پکارنے لگی جب کچھ
جواب نہ آیا سمجھی کہ ایسی جگہ بیٹھکر تمیزدار لوگ منھ نہین کھولتے بات نہین کرتے ہین منتظر ہو کر کھڑی ہو رہی لیکن
ایک آدھ اُدھر بھی نکلی کہ جہان صنوبر دوسلی بیہوش پڑی تھی اُسکا بھی اثر بیہوشی دفع ہو چکا تھا مگر چونکہ سن رسیدہ تھی
سہمی پڑی تھی پکار اُٹھی کہ بوا صنوبر اری تم یہان کہان پڑی ہو ابھی رات کو تمہین اُٹھا کر لے گئی ہو شیار کیا اسوقت
پھر تم اُسی حال سے یہان پڑی ہو کیا تم پھر ڈر گئین ایکبار تو یہ کیفیت گذر ہی چکی تھی تمہین پھر یہان آنا کون
فرض تھا وہ گھبرا کر اُٹھی اور کہا کہ مین رات سے یہین پڑی ہون میری کسی نے خبر بھی نہ لی یہان تو سب عورتین
ناقص العقل ہین یہ آپس مین باتین کر رہی ہین اتنا ہوش کسیکو نہین کہ بھلا شاہزادی اکیلی کیا جا سکتی ہی
امیرون کی عادتین خراب ہو جاتی ہین اُنسے کہان ممکن ہی کہ لوٹا ہاتھ مین لیکر بیت الخلا جائین جب سیکڑون
آدمی خدمت کو موجود ہین تو کیا ایسی پڑی ہی کہ وہ تنہا جائینگی آخرکار یہ بیرون فاش ہوا کہ طیفور کمند اپنی
دیوار ہی پر چھوڑ تا گیا تھا اور سے یہ کہ نور دروازہ کے نگہبان جو ہوشیار ہوے دروازے کو کھلا پایا دوڑتے
ہوے خدمت مین تہنگ طوفانی کے آئے کہ معلوم ہوتا ہی وہ شتر سوار جو رات کو آیا تھا وہ دروازہ کھول کر
چلا گیا اگر ہم لوگ ہوشیار رہتے تو جگا لیا ہوتا ایک آدمی نے جو دروازہ محل پر کمند آویزان دیکھی یہ ماجرا بھی

نہنگ طوفانی سے بیان کیا اتنا نہنگ طوفانی گھبرایا اور کہا حال ملکۂ عالم کا تو دریافت کرو قرینے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ شتر سوار نہ تھا بلکہ کوئی عیار مکار تھا ایک خدمتگار نے دروازۂ محل پر آ کر محلدار کو پکارا اور کہا ملکہ سے
کچھ عرض کرنا ہی کہدو نہنگ طوفانی امیدوار باریابی ہی محلدار نے کہا سب عورتین تمام گھر کے جالے لیتی پھرتی ہین
کونا کونا ڈھونڈھ مارا لیکن کہین ملکہ کا پتہ نہین لگتا اُس ملازم نے آ کر نہنگ طوفانی سے بیان کیا نہنگ کو
یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ کو چرا لے گیا نہنگ سر پیٹنے لگا کہ افسوس اب مین شہنشاہ گوہر کلاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا
اور قصد کیا کہ تلوار کھینچکر اپنے کو ہلاک کرون ایک آدمشیر نے سمجھایا کہ اے نہنگ اس سے کیا حاصل ہوگا کوئی
ملکہ تو ہاتھ نہ لگ جائیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہرکارون کو واسطے تفحص کے روانہ کرو کہ کون لیگیا ہی کسکے قبضہ
مین ہی اگر شہریار کا عیار لیگیا ہی تو کوئی مضائقہ نہین ہی زیادہ تردد کی جگہ نہین کیونکہ وہ اُسکا بھائی ہی جس وقت شہنشاہ
گوہر کلاہ یا امیر عالیجاہ آئینگے پھر لڑ کر چھین لینگے ہان اطلاع دینا خدمت امیر مین ضروری ہی اور اگر
عیار زبرجد شاہ لے گیا ہی تو کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھکر نام خدا کا لیکر پچیس لاکھ فوج پر جا پڑو کہ اس مین
بھی نام ہی علاوہ اسکے وہ بہن ہی شہریار کی کیا اُسے غیرت نہین ہی جس وقت یہ راز اُسپر ظاہر ہوگا کہ اب الیاس قلعہ
کام نہنگ برائے رہائی ملکہ لاجوردشاہ سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ یہ لشکر آ پڑیگا پھر برابر کی جنگ
ہوگی کہ ہم تم موقع پائینگے تو ملکہ کو لیکر اُسی طرف سے خدمت امیر باتوقیر مین چلے جائینگے نہنگ طوفانی کو
یہ رائے پسند آئی اور ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ آ کر نہنگ طوفانی سے بیان
کیا کہ طیفور شیردل عیار شہریار نامدار ملکہ کو چرا لیگیا تھا اب پرسیاہ فرنگی نے اُسکو اسیر کرکے دو سردار زبردست
دو لاکھ فوج کی جمعیت ساتھ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ کر دیے ہین نہنگ طوفانی نے اُسی وقت
چوردروازے کو وا کیا اور مع فوج نکلکر تعاقب مین ارجاس ہر دم در اور تمثال مردم در کے روانہ ہوا آزادیں
وہین لڑ بھڑ کر یا تو ملکہ کو چھین لائے یا اپنی بھی جان دی دیکھئے کس وقت پہونچتا ہی لیکن یہان صبح کو لاجوردشاہ
بن زبرجد شاہ تخت خداوندی پر بیٹھا تھا سرداران زخمی کا علاج ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی کہ رات کو عیار شہریار ملکہ کو گرفتار کر لایا اور اب اُسکو اسیر کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے
روانہ کیا ہی یہ سُنکر لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ نے صلصال سے کہا کہ اے خان اعظم اگر اُن لوگون سے خدا پرستون
نے پھر چھین لیا ملکہ کو تو ہاتھ آنا دشوار ہی میری یہ رائے ہوتی ہی کہ مین بھی کسی سردار زبردست کو تعاقب مین
روانہ کرون کہ اگر خدا پرست ملکہ کو چھین لینے کا قصد کرین تو وہ اُن سے مقابلہ کرے اور اگر کوئی اور نہو تو یہ فرار
شہریار لڑ کر ملکہ کو چھین لین صلصال نے کہا بہت مناسب ہی میری بھی یہی رائے ہی یہ سُنکر لاجوردشاہ نے آواز دی کہ اے
بندگان من جسکو خداوند کو اپنے خوش کرنا منظور ہو اور یہ چاہتا ہی کہ خداوند عمر کو اُسکی دراز کر دے تقدیر اُسکی بھی اچھی کر دے وہ اس
کار نیک پر کمر ہمت کو چست باندھے یہ سننا تھا کہ تو بخ ازرہ پیشانی کہ زخمی ہوا اور بہت بڑا سردار ہی ساڑھے تیرہ سو من کی
باندھتا ہی اپنے دنگل سے کود پڑا اور کہا کہ یہ بندہ گنہگار اس خدمت کو بجا لائیگا اور تجھ سے ایسے خداوند سے
مرتبہ عالی پائیگا اور اُسی وقت آستان معبودیت کو چوم کر توسن پرآن پر سوار ہو کر قلعہ اول سے
اُتر اپنے لشکر مین آیا اور پانچ لاکھ فوج جرار کی جمعیت سے طرف بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا اگر
دیکھئے یہ کب پہونچتا ہی اُدھر اکیسہ برق رو کوہ بالا سے کوہ مقیم تھا حال ملکہ سے آگاہی ہوئی یہ بھی
اپنے بارہ ہزار قزاقون سے کوچ کرکے چلا ہی

اب یہان سے چند کلمے داستان سطوت بیان شوکت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد انتقال ملکہ گلشن آرا بانو اکثر بیٹھے کلام مجید و فرقان حمید کی تلاوت کیا کرتے ہین کبھی ثواب اسکا روح
ملکہ مہر نگار کو کبھی روح گلشن آرا بانو کو کبھی نام قباد و شہریار کو بخشتے ہین کبھی انجام دنیا پر نظر کرکے رو یا
کرتے ہین لندھور بن سعدان کی یہ حالت ہی کہ واسطے دل بہلانے کے ادھر ادھر کی باتین کیا کرتے غم امیر کا
ٹالتے ہین اکثر کلمہ زبان پر لاتے ہین کہ واقع مین فقیری مین جو لطف ہی بادشاہی مین وہ مزا نہین ہی کہ نہ غم دزد
نہ غم کالا میرا جی چاہتا ہی کہ سلطنت ہندوستان پر خاک ڈالون اور ہر وقت خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرون
امیر فرماتے ہین کہ واقع ہین ای لندھور اگر غور کرکے دیکھو تو یہ ایک سرا ہی اگر ہزار برس بھی یہان رہے تو پھر ایک
روز کوچ کرنا ضرور ہی اگر تمام عمر فرش قاقم و سنجاب زیر قدم رہا ہی تو پھر ایک روز بستر خاک پر لیٹنا ہوگا
اگر ہر وقت صدہا ہزارہا آدمی خدمت مین فرمانبردار رہ چکے ہین لیکن انجام یہی ہی کہ گوشۂ قبر ہوگا اور تنہا ہونگے
جو لوگ بہت تم سے پیشتر گذر چکے ہین اُنپر غور کرو کہ کیسے کیسے جاہ و جلال سے عمر بسر کی لیکن اب نشان قبر پر
کوئی فاتحہ پڑھنے بھی نہین جاتا وہ وہ متکبر کہ جنھون نے کبھی خدا کے آگے بھی سر نہین جھکایا اُن کو خاک مین
ملا ہوا پایا بموجب شعر پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے ٭ کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے
یہان یہی باتین تھین کہ اکبارہ ہوا سے تند چلی اور ایک لکۂ ابر خفیف نظر آیا دیکھا کہ آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا
روبرو نہین پر آیا اب جو غور سے دیکھا امیر نے تو ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ ایک خط ہاتھ مین لیے سامنے
قریب آکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ ای ملعون خیریت تو ہی اس وقت کیونکر
آنا ہوا اور مزاج ملکہ آسمان پری کا کیسا ہی ملعون نے عرض کیا کہ جیسا کچھ ہی اس خط کے ملاحظہ فرمانے
سے معلوم ہو جائیگا امیر نے خط اپنے ہاتھ مین لیا اور لفافے کو چاک کیا بعد القاب و آداب مناسب
یہ تحریر تھا کہ او آدم زاد بے مروت تو تو خانۂ کعبہ مین اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہی ہم تیرے ساتھ نکاح
کرکے زندگی بھر کے واسطے مصیبت مین پھنس گئے اپنی ہم قومون سے عداوت مول لی سچ کہا ہی کہ آدمزاد
بڑے بے مروت ہوتے ہین تین ماہ کا زمانہ ہوا کہ فرزند تمھارا سلیمان اعظم بیمار ہی عجیب طرح کی تپ ہی کہ عبد الرحمٰن
جنی علاج کرتے کرتے عاجز آگئے لیکن کوئی دوا تاثیر نہین دکھاتی بیماری روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اب
سوا پروردگار عالم کے کوئی بھروسا نہین ہی ہم تو اس حال پر ملال مین مبتلا ہین اور دیو کرار و قرار پسران گرہیت
ین قہقہہ پانچ لاکھ دیون سے چڑھ آئے ہین قرلیشہ نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوئی اب قریب ہے لشکر
شکست کھائے اگر تجھکو کچھ غیرت ناموس ہی تو آکر ہماری خبر لے ورنہ انجام کار یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہماری
جان کا جانا تمھارے ہاتھ سے بدا ہی خیر جو کچھ تقدیر مین ہو جس وقت امیر مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور
سے فرمایا کہ دیکھتے ہو اس عورت کی تند مزاجی کہ انداز تحریر سے بگاڑ ٹپک رہا ہی اور خط پڑھکر لندھور کو سنایا
بعد اسکے فرمایا کہ اس گوشے کو گوشۂ عافیت سمجھکر پناہ لی تھی مگر نہین معلوم کہ خاک ہماری کہان کی ہی کہ یہان
بھی بیٹھنا نہین ملتا اب ایسے وقت مین کس طرح روگردانی کرون اور کیونکر برائے مدد نجاؤن لندھور نے
عرض کی کہ حضور بھلا کہین ہو سکتا ہی غیرت کب اس امر کی متقاضی ہی کہ ملکہ آسمان پری ایسی آفت مین مبتلا
ہون اور آپ خبر نہ لین جبکہ حضور نے قربتہً للہ غیرون کے واسطے جان لڑا دی ہی تو یہ معاملہ تو اپنا ہی

اور ناموس کا معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ اے تندک مین چلنے کو موجود ہون لیکن کوئی سواری بھی ہے اسنے عرض کیا
کہ حضور سواری مین ہمراہ لیتا آیا ہون ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب فلک سے ایک تخت پیدا ہوا کہ چار دیو
اس کو اٹھائے ہوئے تھے امیر مع لندھور تخت پر بیٹھے لیکن عمرو نے کہا حمزہ مین اپنے فرزند کے ساتھ
چلونگا یہ کہکر تندک سے فرمایا کہ بیٹا تو مجھے گردن پر سوار کرلے تندک نے خواجہ کو اپنی گردن پر بٹھایا اور
یہ سب طرف پرستان کے روانہ ہوئے دیکھا چاہیے کہ کب پہونچتے ہین

اب دو کلمے داستان ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ دونون قید ملکہ مہر ناز پروری ایکطرف قلعہ بہارستان فرنگ کے چلے تھے کوچ اور مقام کرتے ہوئے
برابر چلے جاتے تھے ملکہ کی یہ حالت نہ وہ جسم نازک کہ جسکو بسبب فرط نزاکت تسمے ہولے تند ناگوار گذرتی
تھی اگر کبھی بے اختیاری کے ساتھ زلف چھوتا کھا کر لٹک پڑتی تھی تو اثر اسکا کمر تک پہونچتا تھا کہ کمر تک
بل کھا جاتی تھی بموجب شعر کمر تک جو زلف چلیا گئی ٭ نزاکت پکاری بلا آگئی ٭ آج اسی جسم نازک پر
قید کا بار ہے اگرچہ طوق جو گلے مین ملکہ کے ڈالا گیا ہے طوق آہنی نہین ہے نہ خاردار ہے مگر وہ نازک گلا کہ جس سے
سرخی خون کی ہویدا از رنگ نزاکت پیدا ہے اس سے اس طوق کا بار بھی کب سنبھل سکتا ہے گردن جھکی ہوئی بلکہ درد گلو
کی شکایت پیدا ہو گئی بموجب شعر کہ - اسیری بلا عشق کو منظور تھی میری لڑکپن ہین ٭ پہنائے طوق منت کے
پہلنے میری گردن مین ہا یا وہ ہاتھ کہ جسمین اگر کبھی ہار پھولون کے لپیٹ لین تو یہ معلوم ہوا کہ سر رشتہ اسیری رسن کا
سامنا ہے آج یہ ظلم بہم پہونچا ہے کہ اسمین ہتکڑی ہے ساعت کڑی ہے سخت گھڑی ہے وہ پاؤن جنکو زیور معمولی بھی قید
شدید ہے کندن سی نرم چیز حدید معلوم ہوتی تھی آج کچھ وزن بڑھا کر جو بیڑیان پہنا دیگئی ہین تو پاؤن کا پھیلانا اور سمیٹنا
ناگوار گذرتا ہے بھلا چلنے کو کون کہے ملکہ بار بار جانب فلک دیکھتی ہے اور کہتی ہے حقیقت مین محبت کا انجام
یہی ہے نہ کسی سے دل لگاتی نہ جان آفت مین پھنساتی دو ہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کئے دکھ ہوے ٭
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نہ کوے ہا مگر اب تو جو کیا وہ کیا جان سے جائینگے مگر الفت سے ہاتھ
نہ اٹھائینگے کبھی یاد مین شہنشاہ گوہر کلاہ کی یہ اشعار حسب حالی زبان پر لاتی ہے دل کو سمجھاتی ہے غزل

ظالم آپ نے نہ چرخ ستمگار نے کیا
سایہ ترے مکان کی دیوار نے کیا
مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی
احسان وہ ہم پہ آپکی تلوار نے کیا
دل بھی کشیدہ کھینچنے ہی الفت مین آرزو

جو کچھ کیا وہ میرے دل زار نے کیا
پھوٹے جدائی چرخ سب سے لگے آبلے
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا
آنکھون مین رک رہی نکلتے نکلتے دم
جینہ اُسیکا میرے حرف دار نے کیا

چلتے ہوئے یہ وہ سخن آیا ترے کیسے
نشتر کا کام مرہم زنگار نے کیا
سر جھکے بار سے نہ اب اٹھیگا تا بہ حشر
اچھا سلوک حسرت دیدار نے کیا

اس اس طرح کے اشعار عشق آمیز
جنون انگیز دل ہی دل مین پڑھتی ہے اور اپنی بے بسی پر مجبور ہو کر روتی ہے کہ کوئی اتنا بھی نہین کہ اس شہریار
عالی وقار سے میرے حال پر ملال کی اطلاع کرے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بری ٭ کسنے بیکسی ماسنی بری
خبری ٭ الحاصل طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ملکہ کو ہمراہ لئے ہوئے یہ دونون سردار ملازمان شہریار
طرف ملک فرنگ کے چلے جاتے ہین ناگہان وہ وقت بہم پہونچا کہ قافلہ نور نے دنیا سے کوچ کیا
اور کاروان ظلمت نے خیمہ سنبر مین آکر آرام کیا فوج انجم سبزہ زار فلک پر قیام پذیر ہوئی ارجاس مردم
در و تمثال مردم در نے ایک صحرا مین پہونچکر خیمہ برپا کئے رات بہ آسائش تمام بسر کی لیکن جب وہ وقت آیا کہ

ماہ تابان نے خیمہ شب اکھڑوا کر طرف مغرب کے کوچ کیا ارجاس مردم در اور تمثال مردم در نے بھی فوج کو حکم دیا
کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ ہو سب مسلح و مکمل ہو کر عازم سفر ہوئے ہنوز کوس رحلت پر چوب نہین لگی تھی کہ یکایک
پردۂ بیابان سے تتق گرد خفیف بلند ہوا آن واحد مین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور آواز بوق پیدا ہوئی اور نعرہ
ہوا کہ منم اکبر برق رو بن اسد دلاور کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یلغزہ کر کے بارہ ہزار
قزاقون کے فوج پر آ پڑے اور آواز دی کہ اے یاران بزنید و بہ بندید و بکشید یہ سننا تھا کہ تمام قزاق لوٹ
پڑے اور قتل کرنا شروع کیا عجب طرح کی لڑائی ان سب کی ہے کہ جہان کسی زبردست سے سامنا پڑا اور انھون
نے بوق کو دم دیا گھوڑا اس کا بدلگام ہوا ذرا سی جگہ پائی اور تلوار ماردی غضب کے گٹھیلے ہین کہ وار خالی ہی نہین
جاتا ان کے گھوڑے عادی ہین ایک نہین ہزار لو قلین تجین لیکن کنوتی تک نہین بدلتے لیکن عین گرمی جنگ مین
اکبر برق رو کا اور ارجاس مردم در کا سامنا ہوا ارجاس نے تلوار ماری اکبر برق رو نے خالی دیکر تلوار مرکب
ارجاس پر ماری گردن مرکب کی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا مرکب آتشبازی ہو گیا ارجاس مع توسن زمین پر
غلطان و پیچان گرتے گرتے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تمثال مردم در نے کہا او دیوانے غضب کیا
تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر مثل فولاد کی اکبر برق رو پر مارا اکبر نے
وار اس کا بھی خالی دیکر کمر کو بتا کر جو سر کا ہاتھ مارا تلوار تا دو ابرو اتر گئی اپنے دستانہ مارا تلوار تو چھٹنا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی لیکن اکبر برق رو پس پڑا آن واحد مین کئی زخم
تمثال کے بھی آئے اہل فوج درمیان مین آ گئے مالک کو اپنے بچا لے گئے اب اکبر برق رو طرف محافہ
ملکہ کے چلا کہ کسی طرح لیکر محافہ کو نکل جاؤن لیکن دو لاکھ سوار کا یورش ہے جان بچانا تنہا نکل جانا تو ممکن نہین
نہ کہ محافہ کو قبضہ مین کرنا کہان ممکن ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر
گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کون آیا اور کسکی مدد کو آیا کہ یکایک ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ
پھریرے پر ہر علم کے تعریف لاجوردیشاہ بن زبرجد شاہ مرقوم تھی آگے آگے فوج کے ایک پہلوان زبردست
گرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ مین تانے ہوئے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہے عقب مین فوج دریا موج فرد فرد زوج
زوج گھوڑون پر کوڑے توڑتے چلے آتے ہین لیکن اس گبر نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان
ہوشیار باشید کہ منم خونخوار مریخ پلشتالی برا ظلم نمنے کر رکھا ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور آ پڑا قزاقون کو قتل کرنا
شروع کیا اس ملعون کو تو یہی حکم دیا تھا لاجوردیشاہ نے کہ اگر مسلمان آ جائین تو انسے مقابلہ کرنا ورنہ فرنگیون سے
لڑ کر ملکہ کو چھین لانا جب دیکھا اسنے کہ جنگ مسلمانون سے ہو رہی ہے بس نعرہ کر کے آ پڑا اور لڑنے لگا قضاے کار
اکبر برق رو اور اسکا سامنا ہو گیا اکبر برق رو نے تلوار ماری خونخوار نے وار اکبر کا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا اکبر برق رو نے اٹھا کر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ خونخوار کا پانچ سو من کی ضرب تھی کہین اس
سپر سے رکتا ہے سپر کو دو کر کے خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا اکبر برق رو نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل
سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے عجب حال ہوا تمام جسم خون سے لال ہوا اب بلک بلک کر
قزاقون نے کہ ابھی سب کمسن ہین اور اکبر برق رو بھی بچہ ہے مگر چونکہ شیر کا بچہ ہے اس وجہ سے نہین ڈرتا
ہے ہر ایک پر جا پڑتا ہے اب وقت سخت جو آ پڑا پروردگار عالم کی طرف رجوع کی اور بلک بلک کر دعا کرنا

شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے کارساز اے بے نیاز اس وقت بمشکل ہین مدد کر ہماری ہنوز دعا نا تمام تھی
کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور نہنگ طوفانی چالیس ہزار سوار سے پہونچا دیکھا
کہ اک لڑا کا فوج مین گھرا ہوا ہے چند لڑکے اور اُسکے ساتھ والے بھی پھنس گئے ہین فوج کے ریلے سے بچنا دشوار
ہوتا ہے نکل نہین سکتے لبٹرے ہے اور وضع سے پہچانا کہ یہ سب خداپرست ہین بس یہ بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا
شروع کیا اگرچہ اسکے ساتھ بھی چند کس تھے مگر سب تازہ دم تھے کہ اک بارا و رتتق گرد بلند ہوا پھر سب نگران
ہوے کہ اب کسکی کمک آئی لیکن جس وقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار فرنگی جمعیت
سے آتا ہے نقابدار بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا شروع کیا اب قریب ایک لاکھ کے مسلمان بھی ہین اور ساٹھ
لاکھ کفار کے لوگ ہین جسمین دو لاکھ فرنگی اور پانچ لاکھ لاجورد پرست لیکن گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے
خوب تلوار چل رہی ہے ہر طرف سے آوازین تکبیر و بزن کی بلند ہین لیکن بعد روانہ ہونے خونخوار رخ پیشانی
کے جب خبر شہر یار کو ہوئی ہے تو شہریار نے بھی شمائل خان بن جذائل خان کو کہ یہ کم زخمی تھا بلکہ شفا پا سکا
قریب بصحت تھا دوسرے روز روانہ کیا تھا کہ اسکا بھی کب وقت ہوگا یہان تلوار چل رہی تھی نقابدار گوہر پوش
نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار کر دیے اُدھر نہنگ طوفانی نے اس دریاے آہن مین مانند شناور
کے پیرنا شروع کیا مگر ساٹھ لاکھ فوج ہے کہان تک قتل کرین لیکن خونخوار ستارہ پیشانی نے اپنے سپہسالار
کیوان تیرہ رو سے کہا کہ تو ملکہ کا محافہ لیکر آگے نکل چل مین یہان ان لوگون کو روکے ہوے ہون کیوان اشارہ خونخوار
کا پا کر تیغ بکف طرف محافہ ملکہ کے چلا پہلے تو لوگون نے فرنگستان کے اسے نہ ٹوکا کیونکہ یہ تو آہن کی طرف سے
مقابلہ خداپرستان جنگ کر رہا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اور ارادے سے آتا ہے لیکن جب قریب محافہ کے پہنچ گیا
تو ملازمان تمثال مردم درندے روکا کیوان نے دو چار کو قتل کیا اور محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے
چل نکلا یہان ساٹھ لاکھ فوج کی جمعیت کسی کو کیا معلوم کہ محافہ ملکہ کا کب نکل گیا سب جنگ کر رہے ہین اور نقابدار
گوہر پوش ہر طرف نظر دوڑاتا ہے مگر کسی طرف پتا نہین پاتا ہے یہان تو سب اس رنگ مین ہین لیکن کیوان محافہ
ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہے اور اُس طرف سے شمائل خان بن جذائل خان آتا ہے تتق گرد جو نظر آیا شمائل خان
نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا عیار گیا اور بعد کچھ دیر کے آکر عرض کیا کہ کیوان تیرہ رو محافہ ملکہ کا لئے ہوے
طرف لشکر لاجورد شاہ کے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ اس نے کہا یک لخت دوشد اور اُسی وقت بڑھکر سد راہ ہوا
اور پکارا او کیوان کہان جاتا ہے ٹھہر بس اب قدم آگے نہ بڑھانا لا محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر اور چلا جا سامنے
سے میرے کیوان پکار اکیا جھک مارتا ہے اگر کچھ دعوی بہادری کا ہے تو محافہ ملکہ کا چھین لے مجھسے یہ کہکر محافہ
ملکہ کا میدان مین رکھوا دیا اور خود مقابل ہوا شمائل خان نے کہا لا ضرب بہادری کی کیوان نے نیزہ مارا شمائل خان
نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین برچھون کے پھلون سے چنگاریان نکلنے لگین کوئی پیاسی طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ شمائل خان نے نیزہ ہاتھ سے کیوان کے ہوائی کیا کیوان پکارا او ہندی غضب کیا تو نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر جھپٹ کر تیغ آبدار سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان نے وار اسکا رد
کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا کیوان نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ لنگر دار تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
اور چار اُنگل کا زخم سر مین آیا کیوان نے دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکلا غشی طاری ہوئی یہ حال دیکھکر لوگ

کیوان کے ٹوٹ پڑے اپنی جانین دین لیکن کیوان کو بچایا طاقت کیوان مین لڑنے کی نہتی اُسکو اُٹھا پڑا
لیا اور بھاگے ہوے پاس خونخوار ستارہ پیشانی کے آئے کہ یہان لڑ رہا تھا سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ
جلد چلئے ورنہ رفیق شہریار ملکہ کو لیکر خدمت مین شہریار کے پہونچ جائیگا محافہ اُسنے چھین لیا ہی یہ سنتا تھا کہ اُسیوقت
خونخوار نے گھوڑا باگ کا لیا اور صفون کو پھاڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا نقابدار گوہر پوش نے دیکھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے ضرور اسمین کوئی بھید ہے ساتھ ہی نقابدار نے بھی اپنا گھوڑا اُسی طرف اُڑایا لیکن اُسکو
لشکر سے نکلنے مین کسی قدر عرصہ ہوا کیونکہ سامنے اسکے صفین لشکر کفار کی زیادہ حائل ہین لیکن اول خونخوار
ستارہ پیشانی پہونچا دیکھا کہ شمائل خان محافہ ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہی بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار
رہو ہوشیار باش او ہندی کہان جاتا ہی کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا شمائل خان نے پلٹ کر آواز دی
کہ اگر تو آیا ہے تو کیا کریگا آہین است میدان ہین است گوئے ہا خونخوار نے کہا اے شمائل خان اگر
جان کی خیریت چاہتا ہی تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کردے اور چلا جا ورنہ نہین جانتا تو مجھکو کہ مین کون ہون
مفت مارا جائیگا میرے ہاتھ سے سوا جان دینے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شمائل خان نے کہا کیا جھک
مارتا ہی لاضرب بہادری کی خونخوار نے پیٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے وار خونخوار کا سپر
پر روکا اور تیغ کو درمیان مین ضامن دیا تلوار نے خونخوار کی سپر کو قلم کیا لیکن تیغہ پر رکی شمائل خان نے بھی
وار اُس کا روک کر کے ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے وہ وار بچا کر بند دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا شمائل خان نے بھی کمر
مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونیلگی یہ دونون تو
مصروف تلاش تھے لیکن فوج ہمراہ خونخوار کی زیادہ تھی کیوان نے پھر محافہ پر قبضہ کیا اور لیکر راہی ہوا
شمائل خان مصروف تلاش تھا ہر چند چاہتا تھا کہ خونخوار سے جھگڑا یکسو ہو تو جاکر محافہ چھینون لیکن خونخوار
کہین کم تھوڑے پڑتا ہے اگر شمائل خان اُسے چار قدم دوڑا لے جاتا ہے تو خونخوار بھی اسی قدر دوڑا
لے جاتا ہے یہ دونون تو یہان لڑ رہے ہین لیکن کیوان ملکہ کو لئے ہوے چلا جاتا ہی لیکن بعد آنے خونخوار
ستارہ پیشانی کے لشکر مین غل ہو گیا تھا کہ محافہ ملکہ کا یہان نہین ہے سب نے حمک سے ہاتھ اُٹھایا
اور تعاقب مین خونخوار اور نقابدار گوہر پوش کے روانہ ہوے تھے اول تمثال مردم در قریب پہونچا
دیکھا کہ کیوان محافہ ملکہ کا لئے ہوے بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ باش او بے ایمان کہان جاتا ہے بڑا
تو جعل ساز ہی اور بغیر اخداوند بھی ایسا ہی کچھ ہے جسنے تجھے اس امر کی اجازت دی کہ پرائے ناموس کو فریب دیکر
لے آ اب کب چھوڑتا ہون تجھکو کیوان نے پلٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری تجھکو یہان تک کھینچ
لائی ہے پلٹ جا اُسی طرف ورنہ پچھتائیگا تمثال نے کہا کیا جھک مارتا ہے دونون کی یہ حالت ہی کہ زخم سر
تو بندھے ہوے ہین قابل لڑنے کے نہین ہین مگر مجبور و ناچار ایک نے دوسرے پر وار کیا رد و بدل ہونیلگی
یہ تو اس طرف مصروف جنگ ہین کہ اُدھر یکایک سے گرد اُڑی اور نعرہ نقابدار گوہر پوش کا ہوا نقابدار
نے آتے ہی لوگون کو قتل کرنا شروع کیا تہلکہ ڈالدیا اور قریب محافہ کے پہونچ گئے محافہ اپنے ہمراہ لیا اور
طرف صحرا کے چلا لوگون نے شور کیا کہ نقابدار محافہ لئے جاتا ہے خونخوار ستارہ پیشانی نے شمائل خان
سے کہا کہ اب ہم تم عبث لڑتے ہین جو ہونا تھا ہو چکا ہمارے تمہارے جنگ کی تھی اب وہ دوسرے سے آپڑی
پہلے نقابدار سے فیصلہ کر لینا چاہئے پھر دیکھا جائیگا شمائل خان نے کہا بہتر دونون علیحدہ ہوے

اور طرف نقابدار کے چلے اول شمائل خان قریب نقابدار کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار کہاں جاتا ہے خبردار
وہوشیار کہ مین آپہونچا نقابدار نے پلٹ کر جواب دیا کہ اگر آیا ہے تو کیا کریگا لا ضرب بہادری کی شمائل خان نے
تلوار ماری نقابدار نے وار شمائل خان کا پشت شمشیر پر روکا اور آواز دی شعر تو ضرب بے زوری ضرب ما نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ہا اور لپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تلوار کو بیچ مین ضامن دیا یہان تو یہ رد و بدل ہو رہی ہے لیکن خونخوار ستارہ پیشانی کو فرصت ملی اسنے آتے ہی
لوگون کو نقابدار کے قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا قریب محافہ کے پہونچا اور ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا ملکہ
دل مین کہتی ہے کہ عجب کشمکش مین جان پڑی ہے پروردگار یہ کونسا چکر میری تقدیر کا ہے اس سے تو حکم کر ملک الموت
کو کہ آکر قبض روح میری کرلین اُدھر وہ کہار بیچارے جو محافہ ملکہ کا اٹھائے ہوئے تھے مصیبت مین
مبتلا تھے کہ کبھی اُدھر بھاگنا پڑتا ہے کبھی اُدھر جانا پڑتا ہے جان مصیبت مین ہے جو آتا ہے تلوار دکھاتا ہے اگر حکم کے
خلاف کرین تو جان کا دھڑکا ہے لیکن اکبر برق رو بہ زیادہ زخمی ہوچکا تھا اپنے قزاقون سے نکل کر طرف کوہ کے
روانہ ہوا اور نہنگ طوفانی برابر تعاقب مین چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ خونخوار لئے جاتا ہے محافہ ملکہ کا دہین سے
نعرہ کیا کہ باش خبردار وہوشیار کہ مین آپہونچا خونخوار نے پلٹ کر دیکھا نہنگ کو پہچانا کہا تو کس دن سے
مرد ہوگیا کہ مجھے ٹوکتا ہے اُس وقت کہ ملکہ قلعہ مین تھی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا گیا نہنگ طوفانی نے کہا کب
تو نے مجھکو ٹوکا تھا اور مین مقابلہ کو نہ نکلا تھا وہ وقت نازک تھا ناموس کا معاملہ تھا اگر مین زخمی ہوتا یا مارا جاتا
تو ملکہ کی محافظت کون کرتا مین سنبھال ناموس صاحبقران قلعہ مین بیٹھا رہا یا تجھسے ڈر گیا تھا خونخوار نے کہا
لا ضرب بہادری کی دیکھون کہ تو کیسا سپاہی ہے نہنگ نے کہا نہین جانتا ہے اہل اسلام کا پیشہ سبقت نہین کرتے
ہین خونخوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری نہنگ نے وار اُس کا سپر پر روکا لیکن یہ تلوار کہیلن سپر سے نکلنے
والی ہے ڈھال کو مانند گردہ نان کے دو کرکے خود پر بیٹھی خونخوار نے جھٹکا مارا تلوار اور اُتر گئی نہنگ طوفانی
نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ
دوڑ پڑے نہنگ کو بچایا خونخوار پھر محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے چلا لیکن یہان نقابدار
گوہر پوش اور شمائل خان سے رد و بدل ہو رہی تھی کہ لڑکا ایک فوج نے شمائل خان و نقابدار
کے شغل کیا کہ خونخوار محافہ لیکر بھاگا جاتا ہے شمائل نے نقابدار سے کہا کہ اب لڑنا ہمارا اور آپکا بیکار ہے
جو بنائے خصومت تھی وہ دوسرے سے آپڑی دیکھئے خونخوار محافہ لئے جاتا ہے نقابدار گوہر پوش
نے بھی ہاتھ جنگ سے روکا اور دونون طرف خونخوار کے چلے نقابدار و خونخوار سے مقابلہ ہونے لگا شمائل خان
کو موقع ہاتھ آیا یہ محافہ لیکر روانہ ہوا پھر خونخوار و نقابدار علیحدہ ہو رہے اسی حالت سے لڑتے بھڑتے
چلے جاتے ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گر دگو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہو دل گرد سے
شہنشاہ گوہر کلاہ مع سپاہ میدان جنگگاہ مین پہونچے عجب معرکہ دیکھا کہ جب شمائل خان و نقابدار لڑنے
لگتے ہین تو اک گبر ہی کہ نام خونخوار ستارہ پیشانی کا نعرہ کرکے محافہ کو لے بھاگتا ہے یہ رنگ دیکھکر
دو لون اُسکا تعاقب کرتے ہین جب کوئی خونخوار سے مصروف پیکار ہوتا ہے تو دوسرا فرصت پاکر محافہ لیجاتا
ہے یہ حال دیکھکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ مین آپہونچا یہ وہ وقت تھا کہ

کہ خونخوار و لقابدار مصروف پیکار تھے اور شمائل خان قریب محافہ کے پہونچ گیا تھا شہنشاہ کے نعرے
کی صدا سنکر ٹھہرا لیکن لڑتے بھڑتے سب کے سب اسقدر قریب آپہنچے اپنے پڑاو کے آپہنچے ہین کہ سواد لشکر
یہان سے معلوم ہوتا ہے اس ہنگامہ کی خبر سنکر شہریار نامدار بافوج بسیار چل چکا ہے اور لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
نے بھی اور سرداروں کو واسطے کمک کے روانہ کر دیا ہے یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور شمائل خان
کا سامنا ہوا شمائل خان نے تلوار ماری شہنشاہ نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو
دو کرکے تلوار جو بیچ مین ضامن تھی اُسے بھی قلم کیا خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو تیغہ اُتر گیا شمائل خان
نے سر نیچے کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی کہ سر مرکب کا قلم ہوا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی ہوگیا
شمائل خان مع مرکب زمین پر غلطان ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ نے محافہ اپنے ساتھ لیا چلنے کا قصد کیا تھا کہ
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ ایسا کون آتا ہے یکایک دامن گرد چاک ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
افراط بن تفریط ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے یہ بھی پہونچا ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نعرہ بہرام
تیغ زن کا ہوا تیسری گرد اڑی اور نعرہ فرتوط نیزہ وار کا ہوا چوتھی گرد اڑی اور نعرہ شہریار نامدار کا ہوا لیکن
بہرام نے جو افراط بن تفریط کو دیکھا للکارا کہ باش او گیدی کس ارادے سے آیا ہے جواب دیا کہ تو خوب جانتا
ہوگا جبل ارادے پر ایکبار تجھسے جنگ ہو چکی ہے بہرام نے کہا ادھر آ کہان جاتا ہے اُس طرف معلوم ہوا
کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہے جو از خود زندگی کی باتین کرتا ہے افراط نے کہا بھول گیا اُس وقت کو کہ ایک ہی گھونسے
مین کیا حال ہوا تھا تیرا بہرام نے کہا او نامرد اتنی بڑی نامردی کی حرکت کی کہ کود کر گھونسا مار دیا اور اُسکا
سر میدان فخریہ بیان کرتا ہے آنکھ نیچی کرکے گریبان مین منھ ڈال کیا سنا ہوگا تو نے کہ صاحبقران اول کے زمانے
مین جب لندھور رفیق و جانشین امیر سے اور ملک قہرش بن سوکیا طوفانی سے ملک سیلان مین
مقابلہ ہوا ہے سات روز تک کشتی رہی جب لندھور کسی طرح غالب ہو سکے کہ قہرش بھی ثانی لندھور تھا ایسی طرح
پایہ بھی کا نہ رکھتا تھا یہی حرکت لندھور نے بھی کی تھی جب امیر عالی وقار حمزہ صاحبقران نامدار نے لندھور
کو ذلیل کرکے بارگاہ سے نکال دیا تھا اُس حرکت کو تو اچھا جان کر بیان کرتا ہے بس اگر تجھے دعوی مردی و مردانگی
کا ہے تو لا ضرب بہادری کی افراط نے تلوار ماری بہرام نے وار افراط کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تیغ زن تو اسکا لقب ہی ہے دوسرے جلا ہوا تھا اسکی حرکت سے تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم
کیا خود پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بہرام نے ہاتھ روک کر آواز دی کہ دیکھا تو نے تیغ زنی اسکا نام ہے اب
کیا باقی ہے تجھ مین ایک ہاتھ کا درمحتاج ہے لیکن ہم زخمی پر ہاتھ نہین اُٹھاتے لوگ افراط کو آکر سامنے
سے ہٹا لے گئے لیکن فرتوط نیزہ باز نے جو یہ معاملہ دیکھا آپڑا بہرام پر اول نیزہ بازی ہوئی فرتوط
نے سنان نیزہ بہرام کی نکال دی بہرام نے غصہ مین آکر جھپٹ پر جھپٹ ماری کہ نیزہ فرتوط کا بھی بیکار ہوا
انجام کار نوبت تلوار کی پہونچی فرتوط بھی ہاتھ سے بہرام کے زخمی ہوا اب بہرام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
کا سامنا کیا اور آواز دی کہ آپ سے بہت بعید یہ امر ہے کہ پرائی بہو بیٹی کو نگاہ بد سے دیکھے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے للکارا کہ او مردود نہین جانتا تو کہ یہ میری ناموس مین داخل ہو چکی ہے اب تو کس ارادے
سے اُسکو لینے آیا ہے بہرام نے کہا مین ملازم شہریار رہون اور ملکہ بہن ہے اُسکی ملکہ کو پاس شہریار

کے پہونچاؤنگا شہنشاہ نے کہا کہ اب شہریار کو کیا حق ہے جب عورت سن تمیز کو پہونچی جس کا ہاتھ اُسنے پکڑ لیا
وہ اسکی ملک ہوگئی اور یہ ہوتا ہی چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسیکا بیٹا یونہین عقد ہوتے ہین اسی طرح نسل پھیلتی ہے
بہرام نے کہا کیا خوب والدین کی رضامندی سے عقد و نکاح ہوتا ہے یا یونہین ہوجاتا ہے شہنشاہ نے کہا کہ جس سے
مطلب ہے وہ راضی ہو مان باپ کی رضامندی سن طفولیت تک لی جاتی ہے جب انسان جوان ہوا پھر چند لڑکی بیان
بھی وہ اپنے فعل کا مختار ہے اور اب اگر تو ملکہ کو لے جائیگا تو کیا کرے گا شہریار ملکہ کا اچار ڈالیگا
وہ اب اُس کے کس کام کی رہی بہرام نے کہا کسی عالی نسب شاہزادے کے ساتھ عقد کر دیا جائیگا یہ سنتا
تھا کہ جہان نظرون مین شہنشاہ گوہر کلاہ کی تیرہ و تار ہوگیا فرمایا بس اب بیہودہ نہ بکو لا ضرب بہادری
کی دیکھون کہ تو کیسا ہے اور کیونکر ملکہ کو میرے قبضہ سے بچاتا ہے بہرام نے وار تیغ آبدار کا کیا شہنشاہ
نے تلوار اُسکی رد کرکے اپنا وار کیا یہان تو ردوبدل ہونے لگی لیکن دوسری طرف نقابدار گوہر پوش اور خونخوار
ستارہ پیشانی سے بڑی دیر سے تلوار چل رہی تھی لیکن کوئی زخمی نہین ہوتا تھا نہایت ہوشیاری
کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ یکایک تیغ گرد بلند ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم شہریار عالی وقار عیار نقابدار نے
آواز دی کہ اب کہانتک لڑائی کو طول دیجئے گا نیچے شہریار آپہونچا اب یقین ہے کہ محافہ ملکہ کا لیکر صاف نکلا
چلا جائیگا شہنشاہ گوہر کلاہ بہرام سے لڑ رہے ہین یہ سنتا تھا کہ نقابدار کی رگون مین خون شجاعت
نے جوش مارا اور خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ سپر اُٹھانا دشوار ہوگئی تیغہ جو سر پر خونخوار
کے پڑتا ہے تا دو ابرو اُتر گیا خونخوار نے جلدی سے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی
کہ سر مرکب کا قلم ہوگیا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی بن گیا خونخوار غلطان و پیچان زمین پر آیا شہریار
نے یہ حال خونخوار کا جو دست نقابدار گوہر پوش سے دیکھا اُچھل پڑا اور تعریفین کرنے لگا جان تازہ
بدن مین آگئی کہ یہ نقابدار وہی آفت ہوش ہے لیکن نقابدار نے فرصت پاکر قریب محافہ کے اپنے کو پہونچایا ایک
مرکب ساتھ لے لیا تھا بس پردہ محافہ کا اُٹھا کر ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر کھینچا ملکہ پیچھے ہٹنے لگی کہ نہین معلوم کون
کھینچتا ہے نقابدار نے آواز دی کہ مین فرستادہ ہون شہنشاہ گوہر کلاہ کا کوئی غیر نہین ہون اور کھینچکر
ملکہ کو مرکب پر بٹھایا اور ساتھ اپنے لیکر صفون کو چیرتا لوگون کو قتل کرتا صاف نکلا چلا گیا لشکر مین
غل ہوا کہ نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لئے جاتا ہے پلٹ کر شہنشاہ گوہر کلاہ نے دیکھا کہ سرداران لشکر کفار
زخمی تھے کسمین اتنی حالت باقی تھی کہ تعاقب نقابدار کا کرتا یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور بہرام مین تلوار
چل رہی تھی لیکن عجب طرح کی بات ہوئی کہ شہنشاہ کو بھی ملکہ کے جانے کا کچھ ملال نہین اور شہریار بھی جانتا ہے
کہ یہ عورت ہے یعنے وہی محبوب جانی یار جادو دانی ہے اس سے کیا کھٹکا ہے عورت کے ساتھ اگر عورت
رہے تو کوئی دھبا اُسکی عصمت مین نہین آسکتا ادھر شہنشاہ کو بھی اطمینان ہوا کہ نقابدار نے بارہا مدد کی
ہے یہ کوئی دوست ولیگانہ ہے کہ اسکی حرکتون سے بوے اولاد اپنی آتی ہے شام ہو چکی تھی شہریار کو
خیال گذرا کہ ایسا نہو بہرام ہاتھ سے شہنشاہ کے زخمی ہو یا مارا جائے جس امر کی کھٹک تھی وہ جھگڑا
فیصل ہی ہوگیا بس اسیوقت طبل بازگشت بجوا دیا بہرام و شہنشاہ نے مقابلہ سے ہاتھ روکا تمثال مردم دار
اور شمائل خان ہندی اور بہرام آکر شہریار سے ملے تمثال نے حال مارے جانے ارجاسپ کا
بیان کیا شہریار مع سرداران زخمی پلٹ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور سرداران لاجور دشاہ و زرجان شاہ

مثل خونخوار ستارہ پیشانی و کیوان تیرہ رو و افراط بن تفریط و فرطوط نیزہ دار یہ سب مع لشکر طرف لشکر
لاجورد شاہ کے روانہ ہوئے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ خیال کیا کہ یہ معاملہ عورت کا ہے جاکر دیکھنا چاہیے کہ یہ
لقا بدار ملکہ کو کہاں جاتا ہے اور کس ارادے سے لیگیا ہے لیکن نہنگ طوفانی تیغ کہ یہ بھی زخمی تھا آکر شہزادہ کی قدم
بوسی حاصل کی اور عرض کی کہ غلام بھی چلے شہنشاہ نے کہا تم جاؤ میں تعاقب میں نقابدار کے جاؤنگا لیکن شہریار کو
جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اسی وقت جاتے ہیں خیال گذرا کہ ایسا نہو یہ نقابدار گوہر پوش کے سرداروں میں
ہوں اور ملکہ کو اُس سے چھین لیں مع سرداران لشکر برائے استقبال آیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ شب یہیں بسر
کیجئے صبح کو تشریف لیجائیےگا شہنشاہ گوہر کلاہ نے ہر چند عذر کیا لیکن اصرار شہریار سے مجبور ہو کر ساتھ
ہوئے شہریار شہنشاہ کو لئے ہوئے اپنی بارگاہ خاص میں آیا جا بجا مناسب پر جگہ دی اور کہا کہ اگر
آپ یہ خیال کرتے ہوں کہ کوئی غیر شخص ملکہ کو لے گیا ہے تو میں کب گوارا کر سکتا تھا آنکھوں سے دیکھا
کرتا اور اُسے لیجانے دیتا آپ اطمینان رکھئے کل میرا بھی قصد ہے کہ یہاں سے کوچ کروں اور طرف
لشکر صاحبقران ثانی کے روانہ ہوں شہنشاہ بھی چپ ہو رہے کہ واقع میں اگر ملکہ میری ناموس میں داخل
ہے تو اسکی بہن ہے مگر یہ بات حیرت کی تھی کہ نقابدار گوہر پوش مسلمان اور طرفدار اہل اسلام کیونکر اعتبار ہو الغرض
اس کے شہریار نے کہا کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ وہ وقت آپ کو یاد ہے جب میں نے آپ کے خیمہ میں نام ملکہ
ماہچہرہ بانو دختر بلند اختر صاحبقران ثانی کا لیا تھا گو آپ سے اور ملکہ ماہچہرہ سے اتنا قریب کا رشتہ تھا
کہ سمجھتا ہوں ایسا قریبی سمجھے اور پھر ناز پدر سے ہے لیکن آپ نے مجھے بارگاہ میں ٹھہرنے دیا اور اس قدر
برخاستہ خاطر تھے کہ یقین ہے اگر میں خود نکل کر نہ چلا جاتا تو وہیں کشت و خون کی نوبت آجاتی مجھے بھی اسکی شرم
تھی کہ میں احسانمند ہو چکا تھا کہ آپ نے مجھے اُس ساحرہ کے دام سے چھڑایا تھا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموشی
کے کوئی جواب نہیں پڑا الغرض کچھ دیر کے شہریار نے کہا کہ اب میں اپنے خیمہ میں جاتا ہوں صبح کو انشاء اللہ
ہم تم ساتھ یہاں سے چلیں گے ہر چند شہریار مصر ہوا کہ یہیں آرام فرمائیے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے پذیرا
نہ کیا اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے لشکر میں آئے شہریار تا در بارگاہ پہونچانے آیا القصہ شب تو بہ راحت بسر
کی صبح کو شہنشاہ اور شہریار دونوں کوچ کر کے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت
لاجورد شاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شہریار لشکر امیر ثانی پر گیا ہے قصد کیا تھا اس نے کہ میں بھی کوچ
کر کے بمقابلہ امیر ثانی جاؤں کہ یکایک خبر پہونچی کہ ایک نامہ دار حاضر ہے حکم ہوا کہ بلا لو جس وقت ایلچی بلا لئے
قبول کیا بعد آداب خداوندی بجالانے کے نامہ پیش کیا اسمیں تحریر تھا کہ یا خداوندا ابھی آپ کہیں تشریف
لیجانیکا ارادہ نہ کیجئے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کو معاونہ کرنا خداوند اول کے خون کا مسلمانوں سے
منظور ہے تو میں نے بھی قصد کیا کہ چلکر شریک ہوں لیکن بسبب چند وجوہ کے ابھی حاضری سے قاصر
ہوں لہذا گذارش ہے کہ اگر وہیں قیام منظور ہو تو مجھے اطلاع ہو کہ میں خود حاضر ہو کر ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہوں ورنہ اگر حکمت خداوندی کے خلاف نہو تو اسی شہر کو خداوند اپنے جلوے سے منور و معمور کریں
اگر خداوند کو یاد ہوگا کہ آپ نے اپنا ایک بندہ افلاک رویں تن کہ جو میرا سالار میرا ہے ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ
کل مسلمانوں کے واسطے کافی ہے آج کل وہ اپنے ملک میں گیا ہوا ہے اُس کا بھی انتظار ہے جس وقت اس
نامہ سے شنگار وہ آہن کلاہ کے لاجورد شاہ آگاہ ہوا اُسی وقت کہا کہ ہم نے تقدیر کوچ کی طرف

ملک شنشگاوہ کے اور اُسی وقت مع لشکر کے روانہ ہوا

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان جرأت نشان نقابداران گوہر پوش کے بیان ہوتے ہیں

کہ کس بہادری کے ساتھ لڑ کر فتح کی اور ستارہ پیشانی کو زخمی کر کے ملکہ مہرناز پرور کو گھوڑے پر بٹھا کر
لے بھاگا ہے لیکن جاتے جاتے لشکر امیر کشور گیر میں داخل ہوا صاحبقران عالی شان کو خبر ہوئی
کہ دو نقابدار چالیس ہزار فوج سے آتے ہیں فوج کو صحرا میں چھوڑا اور آپ لشکر ظفر اثر میں حضور کے داخل ہو گئے ہیں
امیر نے فرمایا آنے دو اور کچھ سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اتنے میں ہرکاروں نے آ کر دوسری
خبر دی کہ دونوں نقابدار ایک گوہر پوش دوسرا یاقوت پوش تھا دراز محل سرا میں چلے گئے
دربانوں نے ہر چند روکا نہ مانا اور جس کو کہ تھپڑ مار دیا بیہوش ہو گیا یہ سن کر چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہو گیا
اور غضب سے سنبھالی پکڑ کر اٹھے کہ یہ کون ہے بے ادب نقابداران عمر ثانی ہمراہ ہوا امیر دروازہ محل سرا
پر تشریف لائے دیکھا کہ ایک آدھ دربان بیہوش پڑا ہے کوئی گلے پر ہاتھ دھرے رو رہا ہے گھوڑے نقابداروں
کے باہر کھڑے ہیں امیر دراز داخل محل ہوئے لیکن جس وقت نقابدار داخل محل ہوئے تھے تو ایک شور محل
میں ہو گیا تھا کہ امیر کی موجودگی میں یہ آفت ہے کہ لوگ گھر میں چلے آتے ہیں ملکہ گردیہ بانو و ملکہ ... سب مع
شمشیر کھلو اور ... پکڑ کر آ گئی تھیں کہ قتل کریں نقابداروں کو لیکن نقابداروں نے برابر سے نقابیں چہرے سے دور کیں
دیکھا ملکہ گردیہ بانو وغیرہ نے کہ ایک تو ماہچہرہ بانو دختر امیر ثانی ہیں اور دوسری کوئی اور نازنین ہے پشیمان ہو کر
تلواریں نیاموں میں کیں ماہچہرہ بانو کو گلے سے لگایا بلائیں لیں پوچھا ماں جی کہ کہاں تھیں اور یہ کون
ہے ماہچہرہ بانو نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہ ناموس ہیں آپ کے پوتے شہنشاہ گوہر کلاہ کی بہن شہریار کی
دختر ملکہ سیاہ فرنگی کی شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام شہنگ میں بھیج دیا تھا وہاں سرغہ ہوا اس کے
باپ بھائی کا اور لاجورد شاہ بن زرجمہد شاہ ملعون واسطے خواستگاری کے آیا تھا لیکن پروردگار نے
عصمت اسکی اور عزت شہنشاہ کی بچائی مجھسے تدبیر بن آئی کہ جنگ مغلوب سے اسکو نکالی گردیہ بانو
نے اس کو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا دونوں کو لا کر بٹھایا گرد مجمع ناموس صاحبقران
کا ہوا اسی ہنگام میں امیر با توقیر شمشیر بکف پہنچے کہ کہاں ہیں وہ نقابدار ملکہ گردیہ بانو نے جو امیر کشور گیر
کو بحالت غیظ و غضب آتے دیکھا فرمایا بیٹا کچھ خبر ہے مجال تھی کسی نامحرم کی کہ یہاں چلا آتا وہ نقابدار تمہاری دختر
تھی اور نقابدار ثانی تمہاری بہو معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہے امیر نے ماہچہرہ بانو کو دیکھا ماہچہرہ نے
سلام کیا گردن نیچی کر لی اور ملکہ مہرناز پرور نے بھی تسلیم عرض کی اور سر جھکا کر سامنے باادب بیٹھی امیر بھی
تشریف فرما ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران ثانی نے ملکہ ماہچہرہ بانو سے تو کچھ نہیں کہا الا ملکہ گردیہ بانو سے
عرض کی کہ اب یہ چھوکری نکلنے نہ پائے ذرا خیال رکھیے گا کہ میری ناموسی کا باعث ہے ہم لوگ لڑنے بھڑنے کو
کیا کم ہیں یہ عورت ہو کر ہر جنگ میں شریک ہو جاتی ہے اگر کسی مقام پر پردہ فاش ہو گیا تو کیسی ذلت کی بات
ہے اور مہرناز پرور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو انشاءاللہ بہت جلد تم عقد
تمہارا شہنشاہ کے ساتھ کر دینگے اُس نے شرم سے اور گردن جھکا لی بعد اسکے امیر کشور گیر محل سے باہر آئے

پندرہ بیس قدم کا فاصلہ ہی دیکھا جب گھوڑے کو اس حیرت میں آکر روکا کہ یا الٰہی میں اسقدر دور نکل آیا لیکن ابھی تک
اتنا ہی فاصلہ اس سے باقی ہے یہ کیا اسرار ہے اور بظاہر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ بھاگ رہا ہے لیکن ادھر کب
رستم ثانی کا رکا اور پیچھے آواز دی کہ بس اسی حوصلہ پر آئے تھے مقابلہ کرنے آگے بڑھو تو معلوم ہو رستم ثانی
اگرچہ ان کیفیتوں کو دیکھکر سمجھ گئے ہیں کہ یہ انسان نہیں واقع میں کوئی بلا ہے مگر آگے بڑھتے ہی
چلے جاتے ہیں کہ دیکھوں تو یہ کہاں تک کھینچے بھاگے گا جہاں پاجاؤنگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا لیکن وہ
غول صحرائی رستم کو لگائے ہوئے اسقدر دور نکل گیا کہ رستم اہل لشکر کی نظروں سے پنہان ہو گئے دیکھیے
اس کا کیا انجام ہوتا ہے اور رستم ثانی کہاں پہونچتے ہیں

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان بدیع الملک نوجوان کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ یہ بھی بعد شہنشاہ گوہر کلاہ کے طرف قلعہ کام ہنگ کے چلے تھے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے
تھے راہ میں خبر پائی کہ عیار شہریار مہتر طیفور شیردل ملکہ مہر ناز پری کو چرا لیگیا تھا [illegible] نے
اسے قید کر کے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کیا تھا راہ میں بہت بڑا کشت و خون ہوا آخر
کار نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لیگیا یہ خبر سنکر بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب جانا بیکار ہے قلعہ کام ہنگ
کے بیچ ہی اور اسی وقت طرف لشکر امیر با توقیر کے مراجعت فرمائی طی مراحل کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا
سامنے سے شیر ہنگ بن عمرو روتا پیٹتا چلا آتا ہے پوچھا بدیع الملک نے کہ کیوں روتا ہے شاہزادہ رستم
کہاں ہیں شیر ہنگ نے تمام ماجرا بیان کیا کہ بعد تشریف لیجانے حضور کے امیر نے ان کو بھی ادھر
روانہ کیا تھا انجام یہ ہوا کہ راستے میں انھیں ایک غول بیابانی لگا کہ معلوم کہاں لیگیا شاہزادے کا [illegible]
ہر چند تفحص کیا مگر پتہ نہ ملا بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا وہ شہریار با اقبال ہے
حامی اسکا ہر مقام پر رب ذو الجلال ہے اور شیر ہنگ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ راہ طی کی تھی کہ لشکر
رستم ثانی دکھائی دیا اہل لشکر بھی اپنے آقا کے واسطے پریشان تھے ہوشیار شاہ [illegible] بدیع الملک
نے سب کو اپنے ہمراہ لیا اور طرف لشکر امیر کشور گیر کے روانہ ہوئے بیان امیر با توقیر کا [illegible]
ہیں کہ بدیع الملک و رستم ثانی آلیں تو طرف کوہ [illegible] کے کوچ ہوکر یکایک ایک گرد ناپیدا بیابان گرد
برخاست [illegible] گرد تیرہ و غبار تیرہ [illegible] بر اسمان رسیدہ [illegible] گزرا [illegible] ہرکاروں نے آکر
خبر امیر کشور گیر کو دی کہ اک لشکر جرار فوج بسیار کی معلوم ہوتی ہے امیر مع سرداران ذیشان و پہلوانان عالیشان
ایک بلندی پر آکر کھڑے ہوئے اور گرد کی طرف نگران ہوئے یکایک ہوا اٹھی اور گرد کو [illegible]
ہوا کو دامن گرد [illegible] شگافتہ ہوا اول گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ [illegible] ہر علم
کے تعریف خداوند و نعت مسیحا تحریر تھی امیر سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ لشکر شہریار ہے دوسری جانب دیکھا کہ تین
علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پھر پھر ہرے علموں کے سبز اور پھر پھر ہرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم
ہے ہرکاروں نے خبر دی کہ یہ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ سپہ بدیع الملک ذیجاہ کی ہے غرض کہ لشکر شہریار
بمقابلہ لشکر امیر اتر پڑا اور لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ آکر لشکر امیر سے ملحق ہوا شہنشاہ نے ملازمت
و قدمبوسی امیر با توقیر کی حاصل کی شام تک لشکر شہریار صحرا میں اترا کیا جس وقت وہ زمانہ آیا کہ روشنی

پرستان کے راستے میں ملتے جاتے تھے صاحبقران لندھور کو بتے دیتے جاتے تھے کہ یہ فلاں جگہ ہے یہ فلاں
مقام ہے عمرو تندرک کی گردن پر سوار جس وقت پرواز اسکی تیز ہو جاتی ہے خواجہ سلامت کان اینٹھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ
پرواز کر آخر کار بساط ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گلستان ارم میں پہونچا خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی
برائے استقبال آکر امیر کو لے گئی مسند پر بٹھایا امیر نے حال سلیمان اعظم کا پوچھا آسمان پری نے کہا کہ چلکر
دیکھ لیجیے امیر قریب مسہری کے آئے دیکھا کہ سلیمان اعظم شدت تپ سے بیہوش ہیں ہاتھ جسم پر رکھنا ناگوار
گذرتا ہے امیر نے بازو پکڑ کر دعا پڑھی سلیمان بیہوش تھے انتہا کی غفلت طاری تھی وہاں سے اٹھ کر ظہیر امیر
باتوقیر آکر مسند پر متمکن ہوئے آسمان پری نے کہا کہ اے بیمروت آدمزاد ہم اس حال پر ملال میں
مبتلا ہیں اور تم خبر بھی نہ لو سبب تمنے شادی ملکہ قریشیہ سلطان کی سلیمان ثانی کے ساتھ کر دی اُس وقت
سے تمنے لڑنا بھڑنا موقوف کر دیا یہ لڑکا سلیمان اعظم اس حال میں مبتلا ہے سنا ہے دیو کرکرہ صرصرہ لیم
گزیدہ میں قہقہہ بہت قریب آ چکے ہیں امیر نے فرمایا اے آسمان پری تمنے مجھے ناحق ستایا میں نے تو صاحبقرانی
کو ترک کیا اس وقت جو صاحبقران ہے یعنے فرزند دلبند میرا اس سے اعانت طلب کی ہوتی آسمان
پری نے عرض کیا کہ ہونے کو سلامتی سے سب ہیں تمھارے بیٹے پوتے ماشاءاللہ بہت سے ہیں مگر مجھے
تو تمھیں سے سروکار ہے اگر تم ایسا ہی کہتے ہو تو خیر میں نامہ بھیجتی ہوں اور اسی وقت دیو تندرک سے
حکم کیا کہ تو لشکر حمزہ ثانی میں جاکر یہ نامہ میرا دے آ نا بلکہ جواب خط بھی لیتا آنا یہ کہکر نامہ تحریر کیا اور تندرک
کو دیکر روانہ کیا یہ تو اس طرف روانہ ہوا لیکن امیر باتوقیر قبر شہپال بن شاہرخ پدر آسمان پری پر تشریف
لائے فاتحہ پڑھا اشکبار ہوئے اپنی ضعیفی پر خیال کیا شباب کا زمانہ یاد آیا لندھور سے فرمایا اے برادر اسکا
ایک روز یہی انجام سب کے واسطے ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ہم تم جوان تھے ولولہ شباب تھا کیسے کیسے
کار نمایاں بفضل خلاق انس و جان سے کئے کہ وہم میں بھی نہیں آسکتے تھے آج یہ کیفیت ہے کہ نہ وہ ولولہ ہے
نہ امنگ ہے اگر کسی حسین ماہ جبین پر نظر بھی پڑتی ہے تو اپنا سن دیکھکر اس سے بات کرتے شرم معلوم ہوتی ہے
آنکھ ملاتے حجاب آتا ہے یا ایک وہ زمانہ تھا کہ بموجب شعر سرد مہر ہے او جیا سے خود کچھ نہ ہیں حجاب تھا
عشق کے بعد یہ کھلا ہم وہ نہ تھے شباب تھا یا اب یہ کیفیت ہے جب بالوں کی سفیدی پر نظر پڑتی ہے سفیدہ صبح
مشغل کا آنکھوں کے نیچے پھر جاتا ہے دل افکار انجام میں گھر جاتا ہے بموجب شعر ہوئے گلشن زیست سے نا امید
کہ نرگس ہوئی زرد سنبل سفید لندھور کی یہ کیفیت ہے کہ بیان صاحبقران پہ سکوت کا عالم ہے دل پر
ہجوم غم ہے عرض کرتے ہیں کہ حضور یہاں سے چلکر میرا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ سلطنت کو ترک کر کے یہ
نفس چند گدایانہ طور پر حضور کے ہمراہ عبادت الٰہی میں بسر کروں حقیقت میں یہ جاہ و حشم طبل و علم دنیا
تک ہیں قبر میں سوا دو گز کفن کے کوئی شی مال دنیا سے ساتھ نجائے گی لہذا جس چیز کو ثبات نہیں
اسکی ہوس بیکار ہے حمزہ صاحبقران مع لندھور بن سعدان تو اس حالت عبرت مآل میں ہیں

اب دو کلمے داستان ہیبت نشان صاحب صولت جہانبانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ لشکر امیر باتوقیر کا صحرا میں مقیم ہے ارادہ کوہ بیضا کی طرف چلنے کا ہوا تھا لیکن عجب سخت تر ہیں اس
صحرا کی طرح کہ پاؤں پکڑتی تھی جانے نہ دیتی تھی ایک ایک مرحلہ ایسا درپیش ہو جاتا تھا سفر معطل

رہتا تھا ویسا ہی اتفاق گذرا کہ اول تو شہریار بن ملک سیپیا سے فرنگی نے آکر بمقابلہ لشکر امیر فوج کو
تیار کیا بعد ازان مشہور شیل ببک نند دو شد لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ بھی آپہونچا لیکن یہ ملعون عجب شان وشکوہ
کے ساتھ آیا ہے کہ تیس لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہے سردار نہایت زبردست زبردست ساتھ ہین جنمین ایک ایک
کو یہ دعوی ہے کہ ہم امیر سے مقابلہ کرینگے قیطول اُسکے بالاے ہوا اڑتے آتے ہین کہ حال ان قیطولون
کا اپنے وقت پسند کو رہوگا لیکن لاجورد شاہ نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی سرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے
بعد دعا وثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دل زمین ہول
سے تھرایا اُدھر لشکر شہریار نابکار مین بھی طبل جنگ بجا تینون لشکرون مین تیاری ہونے لگی جوانان
آزمودہ کار ڈھال اور انکے ہتھیار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان پر لگا کر باڑھ دیکھ رہا تھا کوئی
تیر کے پھل کو اور آبدار کر رہا تھا کوئی کمند کے سلجھانے مین الجھا ہوا تھا کوئی زرہ کے جال مین پھنسا ہوا
تھا عجب عالم تھا کہ جوانمردون کے چہرون پر بشاشی چھائی ہوئی سرخی چہرون پر آئی ہوئی تھی کہ کل روز نام
وننگ ہے ایسی حرب کرنا چاہیے کہ نام رستم وسام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹ جائے جو بزدلے
تھے وہ چھپ چھپ کر سر شب کو غنیمت جان کر نکل نکل گئے تھے بعضے بہانے کر کر کے ٹل گئے کہان تک
گذارش کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور خزانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم
بہار کے چلے صاحبقران ثانی عبادت سبحانی سے فراغت کر کے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرنے لگے
کہ اتنے مین خبر آئی سلطان شامی وغیرہ بادشاہ اسلام کی ہوئی امیر با توقیر مع سرداران نامی وگرامی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا بعد امیر کے اور سرداران کے سلام ہوے
بادشاہ آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے ہوے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے صدر مین تخت
شاہی قائم ہوا داہنی جانب فوج دست راست اور اُنکے سردار علمہاے سبز کھولے ہوے بائین
جانب سرداران دست چپ مع فوج ظفر موج اور علمہاے سُرخ جلوہ نما یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طرف
باغ کھلا ہوا ہے ایک طرف لالہ پھولا ہوا ہے امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی مرکب چینی
پر سوار آکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر سر پر کھلا اور طبل سہرے سے آواز صاحبقران یا صاحبقران
پیدا ہوئی اور سردار دس دس قدم صف سے آگے بمرتبہ سرداری قائم ہوے اُدھر دیکھا تو ایک
جانب لشکر لاجورد شاہ صف بندیان کر رہا ہے وسط لشکر مین قیطول بالاے ہوا قائم ہین سردار
صفون کی درستیان کر رہے ہین ایک جانب شہریار نابکار اپنا لشکر آراستہ کر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
لشکر سے چالیس قدم آگے اپنا مرکب بڑھا کر کھڑا ہوا ہے اسکو دعوی ہے کہ مین صاحبقرانی امیر سے
چھین لونگا یعنی آپ صاحبقران ہون مشہور دلیر وشیر دل رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوے
کھڑا ہے کہ یکایک سپہدار برق رفتار صفون سے نکل نکل کر میدان جنگ کی درستی بعد تیز دستی کرنے لگے
اور آن واحد مین جھاڑی جھنکاڑی کاٹ کر میدان کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا بعد اس کے سقون نے آبپاشی کی
گرد کے گرد کو بٹھایا تازی رکھ دی ہوئی مٹی پہ جو پانی پڑا عجب سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ جان

کو تر و تازہ کر دیا نقیبان بلند آواز ساز ملا ملا کر بزم سروں میں اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے اشعار

ہیں کہاں آج رستم و بہرام　　جنکا زیر فلک بلند ہے نام　　ملتی تھی جنکی تیغ سے نہ پناہ
کشتۂ تیغ مرگ ہو گئے آہ　　کرتے تھے کام نہنگ جو چاک　　دل شگاف اب پڑے ہیں زیر خاک
صفدرو آج کام تم بھی کرو　　نام کا دن ہے نام تم بھی کرو　　جس وقت نقیب یہ بیت دیکر نکل

گئے بہادروں کی رگوں میں خون شجاعت نے جوش مارا تلوار دلوں کے قبضوں پر ہاتھ جا پڑے تیغیں نیاموں سے اُگلنے لگیں مرکب تر ران جنبیاں کرنے لگے کہ یکا یک بارق بن سارق مرکب اچھا چمکا کر سامنے قیطول لاجور دشاہ کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اجازت چاہی لاجور دشاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے بارق بار دگر مرکب پر بیٹھا اور رُخ میدان کارزار کا کیا اب اُدھر تو لشکر اسلام منتظر ہے کہ دیکھئے کیسے یہ ٹوکتا ہے کیسے ارادہ پیکار رکھتا ہے یا فرنگیوں سے عزم مقابلہ رکھتا ہے لیکن بارق نے میدان میں پہونچ کر پہلے خوب سیر شوری کی مہرا میدان کا دکھایا جب خوب پسینہ میں غرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے پہنبی ی کہ باش اسے گروہ خدا پرستان جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور اگر جان اپنی پیاری ہو تو آ کر خداوند لاجور دشاہ کو سجدہ کرے کہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے جب جی چاہے اپنے خداوند کی زیارت کر لے اب بھی پرستش سے خدائے نادیدہ کے باز آؤ تم لوگوں کی عجب عقل ہے کہ جسکو دیکھا نہیں اُسکو خدا مان لیا یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام میں جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ کیخسرو نامدار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آ کے اجازت حرب و پیکار چاہی بادشاہ نے فرزند کو نگاہ حسرت سے دیکھا گردن نیچی کر لی اس سے یہ پیدا تھا کہ تمہیں پر آئے مقابلہ جانے کی کیا ضرورت تھی لیکن مجبوری فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا کیخسرو نامدار مرکب پر سوار متوجہ میدان کارزار ہوئے اور للکارا بارق کو کیا جھک مارتا تھا نہیں جانتا تو اس پروردگار کو جسکو خدائے نادیدہ کہتا ہے وہ ایسا ہے کہ کل موجودات کو اُسنے پیدا کیا ہے اُسکو نہیں کسی نے پیدا کیا ہے اُسکی شان ہی نرالی ہے ذات اُسکی قدیم ہے اور یہ خرنا مشخص کہ تو جسکو خداوند خداوند کہہ کر پکارا رہا ہے باپ اسکا جس ذلت و خواری سے مارا گیا تمام عالم پر روشن ہے اگر خداوند تھا تو کوئی قدرت دکھائی نہ کی اسی طرح ایک روز لاجور دشاہ بھی کتے کی موت مارڈالا جائیگا تجھ ہی ظفر ہوئے گا یہ سننا تھا کہ بارق پکارا او خدا پرست تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہے لاضرب بہادری کی کیخسرو نے کہا نہیں جانتا آئین اہل اسلام کا کہ ہم لوگ پیش دستی نہیں کرتے جب پروردگار تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر بارق نے نیزہ کا وار کیا کیخسرو نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ باہم پیچیدہ ہو گئے طعن پر طعن چلنے لگی بند بند چھٹنے لگے اور کھلنے لگے کوئی بچا سی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ کیخسرو نامدار نے پھیر پھیر مار ماری اور نیزے کو بارق کے مانند کاکل محبوبا پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا نیزہ مانند تیر شہاب کے سن سے فلک کو نکل گیا بارق نیزہ گنوا کر آب خجالت میں غرق ہو گیا لیکن خفیف ہو کر گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر کیخسرو پر وار کیا کیخسرو نے گرز عمود کو مثل خیار تر کے قلم کیا بارق پکارا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا سر کیخسرو عالی وقار پر کیا کیخسرو نے وار اُسکا بپشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوگئے اہل فوج لاجوردشاہ تھرا گئے شہریار بن
پرسیبیا نے بھی غور سے دیکھا جوانان لشکر اسلام نے تعریف کی لیکن لشکر کفار سے کذاب کوہی نے گرز
اپنا نکالا لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا کہا غضب کیا ایسے زبردست کو ایک ضرب مین مار ڈالا تو
زبردست ہی نہین جانتا مجھکو کہ مین کون ہون منم کذاب کوہی کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت رود یہ کہکر اژدہ پشت نہنگ
کیخسرو نامدار پر مارا کیخسرو نے اژدہ کو بھی تیغ سے قلم کیا اور وار شمشیر کا کیا کذاب نے سپر کو اُٹھا کر چھری کی پناہ کیا تلوار کو صحن خامن دیا لیکن تیغ
کیخسرو کا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کرتا ہوا اسل تلوار کا تراشتا ہوا خود پر بیٹھا کذاب ہوشیار ہو مرد جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ
چشیدہ ہی سر اپنے پیچھے کھینچا کوئی تین انگل کا زخم سر مین آیا تیغہ سر سے نکلکر گردن مرکب پر بیٹھا گردن گھوڑے کی قلم ہوئی مرکب
آتشبازی کے مانند چرخ مارنے لگا راکب و مرکب دونون غلطان و پیچان زمین پر آئے کیخسرو نے نعرہ کیا کہ لیجاؤ اسے میدان
سے کہ مُردے سے بدتر ہے جسکو کسی اور کو لوگ لشکر لاجوردشاہ سے آئے اور کذاب کوہی کو زیردستی ہی اُٹھا لیگئے کہانتک بیان
کیا جائے کہ کیخسرو نے آج کی میدان داری مین سات سردار لشکر کفار کے زخمی کئے اور تین سردار
جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے شہریار جدا اپنی فوج و سپاہ کو لئے ہوئے میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا لیکن چونکہ یہ بھی
بہادر پرست ہے تعریف جنگ کیخسرو کی کرتا تھا کہ کیا بہادر ہے اور کس آن بان سے لڑا ہے اُدھر
لاجوردشاہ نے لاشین اپنی فوج والون کی جلوا دین اُنکے عزیزون کو تسکین دی کہ ابکی بروز جشن
خداوندی ان سبکو ہم پھر زندہ کر دینگے اس طرف امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ
فرزند پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سب سردارون نے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم
پہنکر بیٹھے جام بادۂ ناب گردش مین آیا یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک دیو سر جھاڑ منھ
پہاڑ کھڑا ہوا اجازت باریابی مانگ رہا ہے فرمایا امیر نے کہ آنے دو جس وقت دیو اندر بارگاہ کے
آیا دیکھا امیر باتوقیر نے کہ تندک دیو ہے پوچھا کہ خیر و عافیت تو ہے مادر مہربان کا مزاج مبارک کیسا ہے تندک
نے بعد خیر و عافیت بیان کرنے کے عرض کیا کہ یہ نامہ لایا ہون امیر نے نامہ ہاتھ سے دیو کے لیا پڑھا
تحریر تھا کہ اے فرزند دیو کرکرہ اور رہر مرہ پسران کرزمیت بن قہقہہ کئی لاکھ دیوون سے برائے غارت گلستان ارم
چلے ہین اور دہائی تمھارا سلیمان اعظم نہایت علیل ہے پہلے مین نے اضطراب مین تمھارے باپ کو بلا
بھیجا لیکن وہ جنگ و جدل سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین نے صاحبقرانی کو ترک کیا اب حمزہ
ثانی ہے تو لہذا تمکو اطلاع دی گئی امیر ثانی نے نامہ تندک کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ میری
طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین خود یہان لشکر لاجوردشاہ مین گھرا ہوا ہون اُدھر شہریار بن پرسیبیا
برائے مقابلہ آیا ہوا ہے اور وہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے رستم ثانی کا کہین پتا نہین اگر اس وقت مین پرستان
چلتا ہون یہان لشکر پر نہین معلوم کیا گذر جائیگی لہذا مین مجبور رہون گا تندک یہ جواب صاف سنکر دم پھر
نہ نکالا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا لیکن بعد جانے تندک کے یہان پھر خبر آئی کہ لشکر لاجوردشاہ
مین کوس حربی بجا ہے امیر نے فرمایا خدا رے جا بزرگ است یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی اُسی وقت نقارہ خانہ سلیمانی نوازش مین آیا طیاری جنگ و جدال ہونے لگی یہانتک کہ آمد

شہنشاہ خاور سے فوج انجم گریزان ہوئی علم کا ہکشان سرنگون نظر آیا سواد شب نے خیمہ سیاہ اپنا اُٹھایا
لوگ اپنے اپنے خوابگاہ سے اُٹھے اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت
کرکے اسلحہ حرب کو تن پر درست و چست کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے
چڑھتے تمام میدان فوجوں سے مملو ہوگیا ایک جانب شہریار نامدار با فوج بسیار و سرداران عالی وقار مانند
شمائل خان بن جذائل خان و بہرام تیغزن و قہرمان دیوانہ و فیروزہ دیوانہ و کرکس تیرزن و
قیماس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و شیرزا سے کشیر حشم و ہامان میمون حشم عجب عدم و شان سے صف آرای
میدان کارزار ہوئے ایک طرف لشکر لاجور دشاہ کے سرداران ذیجاہ میدان جنگ میں صف بندیاں کرنے لگے اس طرف
کے داہنے جانب خونخوار برج حشم سیماب تند گردان پلنگ شیر سر افراط بن تفریط قلماق اژدر خوار
جانب دست چپ مریخ ستارہ حشم مندویل فیل گردن قیراط آدمخوار ہو مان دیوانہ مفقود مرم در
وغیرہ افسر فوج شنگاوہ آہن کلاہ اور کسا ہے اسکے افلاک روئین تن ساپہلوان تہمتن بہ صلصال
پاس لاجور دشاہ کے بالا سے فیلوں ہیں اس طرف امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زینت بارگاہ سلیمانی
جناب حمزہ صاحبقران ثانی مع فوج کثیر جم غفیر صفوں کو آراستہ کئے ہوئے منتظر جنگ کھڑے ہیں
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقیب دیکر نکل گئے تھے کہ عاد شتر گردن نے گرگدن اپنا
صف سے نکالا اور لاجور دشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور لہراسلحہ شوری بسیار نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ خدا پرستان جسکو تمنا سے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن در دہان
تھا کہ جانب دست چپ سے علم جلوہ گری پر آئے اور پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اُترکر اجازت حرب چاہی
فرمایا امانت پروردگار میں دیا ہے بدیع الزمان بار دگر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوئے
عاد شتر گردن نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا دہیں سے تیر کمان میں جوڑا او رتاک کر سینہ بدیع الزمان
پر مارا بدیع الزمان نے تیر اسکا تیغ سے قلم کیا اور مرکب کو اُڑاکر قریب جا پہونچے عاد نے نیزہ مارا
بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا گی نیزہ بازی ہونے کو لی بیاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بدیع الزمان
نے نیزہ عاد کا ہوائی کیا عاد نے غصہ میں آکر دار چوبدست کا کیا بدیع الزمان نے چوب اسکی سپر پہ
روکی اور ہاتھ کمر کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے فوج اسلام سے صداے آفرین و مرحبا بلند ہوئی فوج
کفار کر شکستہ و دردمند ہوئی لیکن معاد شتر لب نے جو یہ حال دیکھا وہیں سے تلوار کھینچکر چلایا کہ غضب کیا
تو نے کہ بھائی کو میرے مارا بازو میرا شکستہ کیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہتا ہوا قریب بدیع الزمان
کے پہونچا اور وار تیغہ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے تلوار اُسکی لیشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ پیش
دیو پر کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر افراط بن تفریط نے رخ میدان کا کیا اور کہا کہ
واقع میں تو بڑا ہی سرکش ہے جو تجھے لوگ سر فتنہ ملک با خبر کہتے ہیں لیکن کسی سخت سے ابھی پالا نہیں
ہوا ہے یہ کہکر وار ارہ لیشت نہنگ کا کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو
اُٹھایا تلوار سپر کو قلم کرتے خود میں پہنچی جھٹکا جو مارا تا دوابرو اُتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی بہت باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لے جاؤ اسے

اسی آدم زاد لقمہ چرب کو کہ جسکا گوشت نہایت مزے کا ہوگا سیامک نے کہا کیا جھک مارتا ہے یہ میدان
جنگ ہے بزم تمسخر نہیں ہے یہ سنکر دیو کرکرہ نے ساریق ماری کہ نشانہ سیامک کا نشانہ ہوا ہاتھ شانے
سے جھول گیا چاہا دیو کرکرہ نے کہ دوسرا وار کرکے کام اسکا تمام کرون کہ سیاہ قبا جھپٹ پڑا اور آواز دی
کہ کیا کرتا ہے ابھی ملک الموت تیری جان کا مین موجود ہون کرکرہ نے وہی ساریق سیاہ قبا پر ماری اسکا
سر زخمی ہوا چاہتا تھا دیو کرکرہ کہ سر دونون کے کاٹ لون کہ لندھور نے امیر سے اجازت لیکر نعرہ کیا
کہ باش اوقمساق کیا کرتا ہے ادھر آ کرکرہ لندھور کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا او آدمزاد کیا تو دیوون سے
زیادہ طاقت وقوت رکھتا ہے جو یہ ارادہ جنگ آیا ہے نہیں دیکھا تو نے کہ کیا حال کیا مین نے ان دولون کا
سے مین منھ کھولتا ہون تو کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ دبلیا لیلا کر کھا جاؤن گا بہتر ہے تو لقمہ چرب
ہے یہ کہکر آنکھین بند کرلین اور منھ کھول دیا لندھور نے ایک سنگ گران اٹھا کر اوس کے حلق مین ڈال
دیا دیو کے دانت جو چار انگل تھے پڑا کھڑ کر آنکھین کھول دین لندھور کو سامنے کھڑا پایا پکارا او آدمزاد
تو بڑا مکار معلوم ہوتا ہے لندھور نے آواز دی کہ مردود تو مجھے لقمہ چرب کہتا ہے نہین جانتا کہ مین
لقمہ سخت ہون دانت توڑنے والا غصہ مین آکر لندھور پر بھی وار ساریق کا کیا لندھور نے ایک گولہ ساریق
کا سپر پر روکا دوسرا تیغ سے قلم کیا لیں دیو نے کہا او آدمزاد تو بڑا تیزدست ہے لیکن کہان
جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے باش خبردار وہوشیار رہ کہتا کہ خبردار نہ کیا تھا منھ دیو کرکرہ یہ نعرہ کرکے
سر پہنچا گیا اور گردن کو پکڑ بکمال طاقت لندھور کے اس ارادے سے چلا کہ شاخون پر لندھور کو اٹھالون
لندھور نے پیترا بدل کر شاخ کو خالی دیا دیو اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر آیا اب لندھور نے
مہلت پائی شاخ اسکی پکڑ لی چاہا دیو نے کہ اٹھا لون لیکن لندھور نے اپنے پاؤن جمائے زمین پر
کہ ممکن نہوا جو دیو اٹھا لیتا اوس وقت دیو پریشان ہوا اور قصد کیا کہ شاخ چھڑا کر بھاگون لیکن شاخ
پنجہ اجل مین آچکی ہے کب چھٹ سکتا چلنے لگا یہان تو یہ حالت ہے لیکن دیو ہمرہ نے دیکھا کہ جان میرے
بھائی کی بچتی نہین معلوم ہوتی وہان سے میل فولادی پکڑ کر جھپٹا کہ او آدمزاد بڑا تو سرکش معلوم
ہوتا ہے لیکن امیر یہ حال دیکھکر نہایت مضطرب ہوئے کہ لندھور ایک سے لڑ رہا ہے دوسرے
سے کیونکر مقابلہ کریگا ایسا نہو کہ ہاتھ سے دیو ہمرہ کے مارا جائے کہ یکایک ایک لکہ ابر نگاہ آسمان
پر نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یہ ابر بے فصل کا کیسا ہے لیکن وہ لکہ ابر مانند پرکالہ آتش کے زمین پر
آیا اور نعرہ عمرو بن حمزہ یونانی کا ہوا امیر کی جان مین جان آگئی دیو ہمرہ قریب لندھور کے پہونچ
چکا تھا کہ عمرو بن حمزہ نے آواز دی کہ او مردود کہان جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین ہون دیو ہمرہ
نے کہا کہ او آدمزاد اجل رسیدہ تو کہان سے آگیا یہ کہکر وہی میل فولادی عمرو بن حمزہ پر مارا عمرو
بن حمزہ نے اس خیال سے کہ ایسا نہو گردن میری دیو کے لشکر سے میل کے ٹوٹ جائے میل کو خالی
دیا لیکن جس وقت میل زمین پر پڑا آتش گرد بلند ہوا کہ عمرو بن حمزہ بیچ شدک گرد مین چھپ گئے
اس کو گمان ہوا کہ عمرو بن حمزہ ہلاک ہوسے دیو ہمرہ نے نعرہ کیا کہ افسوس اے آدمزاد
گوشت تیرا گرا ہوگیا ہوگا تجھ ایسا لقمہ چرب ہاتھ آ کر یون خاک مین مل گیا لیکن امیر نے عمرو کو واسطے
دریافت حال کے روانہ کیا تھا کہ خواجہ دیکھو تو کہ میرے فرزند پر کیا گذری کہ دھنک سے ضرب میل کے

سپر ادل دھڑک اُٹھا یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے خواجہ پراسے تفحص چلے تھے ہنوز راہ میں تھے کہ عمرو
بن حمزہ نے گرد سے نکل کر نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کیا جھک مارتا ہے میں لقمہ سخت ہوں لقمہ چرب نہیں
ہوں جسے تو کھا سکے یہ کہکر دستہ میل پر ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے دیکھا دیو نے کہ میرا
سر ہوتا مشکل ہے گردن پھیر کر جانب فوج دیکھا دیو اشارہ پاکر دوڑے یہ حال دیکھکر امیر نے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا آپ بھی مجبور ہوکر تلوار کھینچی سلیمان اعظم ہرچند ابھی پورے طور سے اچھے بھی نہیں ہوئے
ہیں لیکن تلوار کھینچکر جا پڑے دونوں فوجیں غڈ بڈ ہوگئیں دیووں میں وار چلنے لگے جو لاش گرتی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ پھٹ کر گرا ہر طرف صدائے گیر و بزن بلند تھی داریں چل رہی تھیں کہ خدا کی
پناہ آوازہ تڑاقوں کی چلی آتی تھی زمین تھرتھراتی تھی کسی جانب ارہ پشت شہنگ مانند ارہ خزان کے
دیووں کے نخل حیات پر کھینچ رہا تھا جو ہاتھ کٹ کر گرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شہر بلند کا ٹھٹا پھٹ پڑا
سر زمین پر جو کٹ کٹ کر گرتے تھے تو لطف کہسار کا حاصل ہوتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں
ہیں یا ایک مقام پر بہت سے گنبد بنا دیے ہیں دریائے خون ہر جانب رواں تھا کشتی عمر ہر ایک کی طوفانی
تھی آب شمشیر کی طغیانی سے پانی تلوار کا گلو سے گذر کر غرق کر رہا تھا ایک عجب ہنگامہ قیامت خیز
برپا تھا لیکن لندھور ادھر داؤ کرکرہ سے زور ہو رہے تھے دیو ہرچند زور کر رہا تھا لیکن لندھور شاخ اُسکی
نہ چھوڑتے تھے یکایک دیو کرکرہ لندھور کو سر سے ریل کر لیچلا اور کوئی آٹھ قدم دوڑا لیگیا ہوگا وہیں
سے شاخ کو کن دیکر جو جھٹکا مارا لندھور جا بجا سنبھلیں سنبھلیں پاؤں زمین سے اُٹھ گئے چاہا دیو نے
کہ اُٹھا کر لندھور کو سے کھا گون کوئی گز بھر پاؤں زمین سے بلند ہو گئے ہونگے کہ یکایک تڑپ
کر ایسا جھٹکا مارا لندھور نے شاخ دیو کی توڑی اور خون سر سے جاری ہوا دیو سامنے سے لندھور
کے بھاگا لندھور نے تعاقب کیا لیکن ادھر عمرو بن حمزہ یونانی سے اور دیو مرمرہ سے زد و خورد ہو رہی
ہیں تماشائی تماشا دیکھ رہے ہیں آپس میں خوب زد و کد کر رہے ہیں عمرو بن حمزہ یونانی نے میل ہاتھ سے دیو
کے پاؤں پر پھینک دیا دیو نے چاہا کہ شانوں پر اٹھا لوں لیکن عمرو بن حمزہ نے آٹھ سیر ہو کر وار کو خالی
دیا جیسے ہی دیو اپنے زور میں زمین پر آیا جھپٹ کر ایک پاؤں اسکی شاخ پر رکھ دیا اور دوسرا پاؤں
زمین پر قائم رکھا اور ہاتھ سے شاخ سر پکڑ کر جو جھٹکا مارا سر سے شاخ کھینچ لی دیو کے زخم سر سے ایک
پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر سامنے سے بھاگا عمرو بن حمزہ نے تعاقب کیا لیکن قضا سے کار
اتفاقات روزگار ایک آندھی سیاہ جو آئی ہے تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پھر کہ سورج درخشاں نہاں ہو کے پنہان
ہو گیا شب یلدا کا سماں نظر آنے لگا گویا وہ طبقہ ظلمات سے میدان ہو گیا اب یہ کیفیت ہوئی کہ اپنا پرایا
کچھ نہیں سوجھتا فوج کہرکرہ کے لوگ جدا آپس میں لڑنے لگے اور فوج آسمان پری کے دیو الگ
مصروف جنگ ہوئے باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی چچا کو بھتیجا بھتیجے کو چچا مارے ڈالتا ہے
عجب ہنگامہ تھا یہی عالم تا دیر رہا جس وقت وہ سیاہی برطرف ہوئی کچھ کچھ روشنی نظر آنے لگی جب نے
بعد ہر کارہ استرصافت دیکھا اسی طرف روانہ ہوا یہانتک کہ فوج کہرکرہ کے لوگ روشنی ہوتے ہوتے
سب چلے گئے لاشیں تک اپنے ساتھ والوں کی وہ اُٹھائیں نہیں امیر بانوتیز نے جو خیال کیا تو عمرو
بن حمزہ یونانی اور لندھور اور سلیمان اعظم کسی کا پتا نہیں ہے ایسا امیر نہایت متردد ہوئے لاشوں میں

تلاش کیا کہین پتا نہ ملا متردد و متفکر میدان جنگ سے پھر بارگاہ مین آئے اسیوقت ملکہ آسمان پری نے
عبدالرحمن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نہین معلوم کونسا ستارہ بدی پر ہے پروردگار عالم نے فتحیاب کیا تو اب
یہ آفت پیش آئی کہ لندھور اور سلیمان اعظم اور عمرو بن حمزہ میدان جنگ سے غائب ہو گئے ہین دیکھو
تو کہ کہان گئے اور کیسے ہین عبدالرحمن جنی نے زائچہ کر کے عرض کیا کہ ابھی تک خانہ حیات برقرار ہے تینون صاحب
زندہ ہین لیکن کسی طلسم مین پھنس گئے ہین اب امیر نے فرمایا کہ یہ خیال کیجئے کہ وہ طلسم کس طرف اور فتاحی اُس طلسم کی کسکے
نام معلوم ہوتی ہے عبدالرحمن جنی نے بعد غور و تامل کے عرض کیا کہ یہانسے وہ طلسم جانب شمال ہے اور فتاحی اُس طلسم کی شاید کہ اس زمانہ مین آپ ہی کے
نام ہو امیر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور دوسرے روز مع عمرو کوچ کر کے بتلاش طلسم اوج طلسم روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑ کے

اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان شہر کامسم ذیجاہ یادگار تکلم شاہ زیبا و
زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کئے جاتے ہین

رہروان دشت سخن و نخل بندان این چمن صحرا نوردان رنگین بیانی و سالکان مسلک شیرین زبانی
گم کردہ راہی و تباہی اس طرح جادۂ تقریر پر آتے ہین کہ روح و روان ایرج نوجوان یعنی رستم ثانی تو پشان
کر انکو غول صحرائی اپنے ساتھ لگا کر لے گیا تھا جاتے جاتے استقدر دور نکل گئے کہ اہل لشکر کی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے اور لشکر کے قیامگاہ کی انہین خبر نہ رہی جب چند قدم آگے بڑھ کر رکتے تھے وہ غول پلٹ
کر توکتا تھا کہ ڈر گیا بس اسی دل گردے پر میرے مقابلہ کو آیا تھا آگے بڑھ تو معلوم ہو غرض رستم
ثانی غصہ کرتے ہوے بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ تمام رات ہی عالم مین گذری جس وقت سفیدۂ سحری
کی پشت اخضری پر جلوہ گری ہوئی سیاہی شب کی مانند زلف پری انتشری ہوئی وہ غول نظرون سے پنہان
ہو گیا رستم ثانی لاحول پڑھنے لگے کہ یہ مین کہان نکل آیا کس قصد سے چلا تھا اور کس آفت مین مبتلا ہوا
حیران و سرگردان بیابان در بیابان پھرنے لگے دیکھئے کہانتک گردش تقدیر انکو پھراتی ہے اور کس وقت
گردش طالع راہ پر لاتی ہے

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک سلیمانیہ کا تحریر کیا جاتا ہے

کہ یہ ملک صحرائی شہر صندل مین واقع ہے بادشاہ یہان کا سلیمان شاہ ہے ایک پسر اسکا نام اس کا شاہین
بن سلیمان ہے نہایت جوان حسین مرد شجاع عشق آئین ہے حسب اتفاق ایک روز اپنے باپ سے اجازت
شکار لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا کہ ایک ہی فرزند دلبند تھا سپہر سلطنت
کا خورشید آفتاب طالع امید تھا چند مرد دیرینہ اسکے ہمراہ کر دئے تھے کہ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ کرتے
رہین قدم راہ ناشناسی کی طرف نہ اُٹھنے دین سبب اسکا آگے بڑھ کر سب لوگون پر کھل جائیگا مقدر
کا لکھا ضرور پیش آئیگا غرضکہ شاہین بن سلیمان کچھ فوج و سپاہ ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا
بیرون شہر جا کر جا بجا سکونت غزالان دریافت کر کے ایک صحرا مین خیمہ برپا کیا شام ہو گئی تھی شب
تو بہ استراحت بسر کی جس وقت صبح ہوئی قراولون کو ہمراہ لیا مرکب پر سوار صید و شکار کرتا ہوا روانہ
ہوا جاتے جاتے ایک جھیل نظر آئی دیکھا کہ کنارہ آب چند آہو مصروف چرا ہین شاہین نے تیر کمان
مین پیوستہ کرنے کا ارادہ کیا آہو استقدر وحشی تھے کہ آواز پر سنکر مانند تیر کے بھاگے شاہین نے تعاقب کیا
دو چار رفیقون نے ساتھ ہی گھوڑے اڑا دئے لیکن وہ آہو اس طرح آڑا ترچھا بھاگتا چلا جاتا ہے کہ نشانہ

نہین بند ہو سکتا شاہین نے ایک اور تیر مارا خالی گیا لیکن وہ آہو آگے آگے قریب ایک عمارت
عالی شان عرش مکان کے پہونچا دیوارین اس عمارت کی نہایت بلند تھین جست کرکے پھاند نہ سکا
لیکن دیکھا کہ بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دروازے پاٹون پاٹ کھلے ہوے ہین اوپر دو پریان
بنی ہوئی ہین کہ اُنپر جوڑا بطہ دریائی کا بیٹھا ہی وہ آہو مقام امن سمجھ کر چوکڑیان بھرتا ہوا اندر اُس
پھاٹک کے چلا گیا شاہین خود بھی پیچھے اُس آہو کے چلا ساتھ والون نے منع کیا کہ ای شہریار یہ
مقام مخدوش ہی آٹھوین روز یہ پھاٹک کھلتا ہی دن بھر وا رہتا ہی شام کو دروازہ عمارت سب چیزین
غائب ہو جاتی ہین اور جو کوئی اندر اس دروازے کے جاتا ہی پھر پلٹ کر نہین آتا شاہین نے کہا کیا خوب
سامنے دروازہ کھلا ہوا موجود ہی کوئی روکنے والا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہی دیکھو تم ابھی جاتے
ہین اور ابھی چلے آتے ہین یہ کہکر باگ گھوڑے کی لی ہر چند لوگ منع کیا کیے لیکن نہ مانا جب قریب
قریب پھاٹک کے پہونچا ایک بط اُڑی اور پکار رہی خبردار ای شخص اندر جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ تا دامن
حیات باہر دروازے کے نہ آ سکیگا مر کر جنازہ بھی باہر نہ نکالا جائیگا شاہین نے کچھ سماعت نہ کی اور دروازہ اندر
پھاٹک کے چلا گیا جیسے ہی شاہین داخل دروازہ ہوا دوسری بط اُڑی اور پکار رہی کہ افسوس صد افسوس
شاہزادہ ملک سلیمانیہ شاہین نام پسر سلیمان شاہ گرفتار ہوا اب رہا ہونا دشوار ہی شام ہوگئی تھی یکایک
تڑاقے کی صدا آئی برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین ابھی جو آنکھ کھلتی ہی تو نہ وہ عمارت ہی نہ وہ پھاٹک
نہ جوڑا بطین کا ایک بیابان لق و دق دشت میدان ہر طرف سائین سائین کی صدا آرہی ہی وہ لوگ روتے
پیٹتے لشکر شاہین مین آئے اور اہل لشکر سے سب کیفیت بیان کی صدائے شیون و فریاد بلند ہوئی آخر کار
مجبور ہوکر خدمت مین سلیمان شاہ کے روانہ ہوے یہ خبر قبل پہونچنے ان لوگون کے بادشاہ کو پہونچ گئی
تھی اُسنے گریبان اپنا چاک کیا سر پہ خاک ڈالی جانب آسمان دیکھا اور کہا ای سپہر کج رفتار ای گردون
دون کہ صرف ایک چراغ میری سلطنت کا تھا اُسے بھی تو نے گل کر دیا ایک کلی بھی میرے باغ تمنا کا
کھلا رہنا تجھکو ناگوار گذرا اور قصد کیا سلیمان شاہ نے کہ آپکو ہلاک کرون وزرا امرا نے منع کیا ہاتھ
پکڑ لیا اور عرض کی کہ جسنے وہ فرزند عطا کیا تھا کیا وہ اور نہین دے سکتا ہی یا اُسی کو نہین ملا دے سکتا ہی ای
شہریار اگر اپنے کو دشمنون نے ہلاک کیا اور بعد چندے وہ شاہزادہ گردش تقدیر سے
رہا ہو کر اپنے ملک کی طرف متوجہ ہوا اور یہان اور کا قبضہ پایا تو اُسکے دل پر کیا گذریگی اس سے
بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر و کوشش کرنا چاہیے بموجب مصرع مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود بہت سے شاہزادون شہریارون پر مصیبتین پڑ گئی ہین اور پھر
حافظ حقیقی نے نجات دی ہی کاہنون منجمون کو بلوائیے اُنسے حالات دریافت کیجیے بادشاہ نے کہا
جو کچھ تمسے ہو سکے وہ کرو مین کیا منع کرتا ہون وزیر سلیمان شاہ کا فہیم روشن رائے نہایت مرد عاقل ہی
اور کاہن بے نظیر ہی اُسی وقت اپنے بچار کیا بارہ خانے تو تارون سے حساب لگا کر عرض کی کہ حضور [illegible]
خانۂ حیات شاہزادے کا نہایت مستحکم ہی ہان یہ ضرور ہی کہ قید طلسم مین پھنس گیا ہی بادشاہ نے پوچھا آخر
رہائی کی کوئی صورت بھی ہی فہیم روشن رائے نے پھر غور کیا اور کہا کہ بعد پندرہ یوم کے ایک شخص تنہا اس شہر مین
وارد ہوگا کہ نہایت خاندان عالی سے ہوگا ہر چند اُس سے نام و نشان پوچھینگے نہ بتائیگا اگر [illegible] کریگا

اور اُس کمان کو توڑ ڈالیگا اور تمام کشتی گیرون کو چیر پھینک دیگا وہی فتاح طلسم ہی اور رہائی شاہزادے
کی اُسی کے آنے پر موقوف ہی آپکو چاہیے کہ آج کے پندرھوین روز جو دن اُسکے آنے کا ہی ایک میلا
قرار دیجیے کہ ایک جگہ اکھاڑا ہو وہان کشتیان ہوتی ہون ایک مقام پر وہ کمان رکھوا دیجیے جو آپکے
یہان ہی کہ آج تک کسی سے دو گوشے بھی اسکے نہین کھنچے ہین ایک طرف شغل پھری تکّے کا ہو ایک
جانب پٹا ایک سمت بانا ایک مقام پر تیر اندازی کہ اگر وہ ادھر آ نکلے تو یہان اُسکا دل لگے کیونکہ مرد
بہادر ہی اور سپاہیون کا ایسی ہی باتون مین دل لگتا ہی پادشاہ کو رائے فہیم کی پسند آئی چارحی کو حکم
ملا کہ فلان روز بادشاہ نے میلا قرار دیا ہی لہذا جس شخص کو جس جس فن مین کمال ہو وہ آکر اپنا اپنا ہنر
دکھاے حسب لیاقت منصب و انعام پائیگا چارحی نے اُسیوقت چارچ دیا شہر بھر مین غل ہو گیا جا بجا
کمالات کی مشق ہونے لگی ہر شخص تیغ ہنر پر چلا دیتا تھا کمالات کو اپنے درجہ ترقی پر پہونچانے کی کوشش مین
مصروف تھا یہانتک کہ جب دو روز جو انتظار کے تھے بمشکل گذرے اور دن میلے کا آیا سما قنون اور
تنبولنون کے تخت سر راہ آکر بچھنے لگے کھلونے والون مٹھائی والون کی دوکانین آراستہ ہونے
لگین کسی جا چرخ پوجا استادہ ہوا یہ میلا عجیب انتظام سے قرار پایا ہی کہ چار در استونون پر دوکانین
ہر قسم کی آراستہ ہین اور وسط چوک مین صدر قرار پایا ہی یہین تخت شاہی استادہ ہوا ہی نہایت بلند
ایک چبوترہ بنا کر اُس پر تخت رکھا گیا ہی پادشاہ تاج بر سر و چار قب شاہی در بر کرکے بیٹھا ہی
پہلو مین فہیم روشن راے ہی اور ملازمان جلیل القدر حسب مراتب گرد و پیش مقام مناسب پر حسب
مراتب کرسیان و بنگل بچھاے بیٹھے ہین میلے کا جماؤ ہو رہا ہی کٹورے بجتے اور ڈھول بجتے ہین نوبت کا ہنگامہ (نقارہ ہی بازار)

لیکن اب احوال فرخندہ مآل زور ربا زورے صاحبقران شاہزادہ رستم ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی

سر غول سے بچھڑ کے گردش فلک کے ستائے تناک دشت و بیابان چھانتے پھرتے ہین دن بھر صورت
گردباد صحرا مین پھرتے ہین شام کو کسی درخت کے نیچے تھک کر بیٹھ رہتے ہین نہ کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار نہ
مددگار رفیقا سایہ ہمدردگار رہ با وطن و سایہ اپنی رفیقا ہر سر پر جب بہت زیادہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہی کچھ پھل پھلاری
درختون کے کھا لیتے ہین پیاس مین کسی چشمے کا پانی پی لیتے ہین شب کو بسبب خوف جانوران گزندہ
درندہ کے جاگتے جاگتے آنکھین ورم کر آئی ہین پاؤن مین پھرتے پھرتے آبلے پڑ گئے ہین کوئی اتنا
بھی نہین ہی کہ تلوون سے خار کھینچے پاؤن تک سے ہین خار کھٹک رہے ہین بموجب شعر
رہ نوردی مین پاؤن چل اٹھے ؛ آنکھ چھالون مین ہی کہ پانی ہی ؛ لباس کی یہ حالت کہ مانند
دشمنون کے جفا سے خار بیابان صحرا سے پارہ پارہ ہو گیا ہی بموجب شعر خار صحرا کو تھے کوتہ ہی مگر ہمت دراز ؛
دشمنون کو اوس دستے کھینچ لے گئے گریبان ؛ ابتدا مین اکثر انکو روشنی دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید قریب کوئی
بستی ہی تلوار ہاتھ مین سنبھالکر جلد نکلے جاتے جاتے صبح ہو گئی اب جو خیال کیا تو پھر وہی صحرا ہی
اسی حال پر ملال سے حیران و سرگردان پندرھوین روز قریب ایک قصبہ کے پہونچے دیکھا
تو لوگ وہان کے جوق در جوق نکل نکل کر کپڑے بدل بدل کر شہر کی طرف جا رہے ہین ایک شخص سے پوچھا
کہ آج کوئی دن عید کا ہی یا اور کوئی خوشی کا روز ہی یہ لوگ کہان جاتے ہین اہل قصبہ نے بیان کیا کہ یہان تک

قریب ملک سلیمانیہ ہی وہان کے بادشاہ سلیمان شاہ نے آج بہت بڑا میلہ کیا ہی ہم سب لوگ وہین جاتے ہین کیونکہ اُسکے قلمرو مین بستے ہین بادشاہ کی نہایت تاکید ہی کہ ہماری عملداری مین جسقدر لوگ بستے ہین کوئی باقی نہ رہجائے کہ جو آکر میلے مین نہ شریک ہو رستم ثانی نے ایک شخص سے کہا کہ ہمین راہ ملک سلیمانیہ کی معلوم نہین ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین اُس شخص نے کہ مرد شریف تھا کہا کہ اے شخص تو گرد باد صحرائی معلوم ہوتا ہی جسم پر خاک اس قدر جمی ہوئی ہی ناخن اور بال بڑھے ہوے ہین اگرچہ تکلیف نہو تو میرے گھر موجود ہی چلکر غسل کیجئے لباس بدلئے خط بنوائیے میرا کوئی نقصان آپکے لیجانے مین نہین ہی لیکن اس ہیئت سے جانا میری صلاح نہین کیونکہ دن میلے کا ہی ہر شخص حسب حیثیت لباس نفیس پہنکر آیا ہوگا آپ جو اس شکل سے چلینگے تو کوئی ہنسے گا کوئی پھبتی کہے گا آپکو برا معلوم ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر ہنسینگے لوگ تو مجھپر کوئی آپ کو تو کچھ نہ کہیگا جیسا سوال ویسا جواب جو ہمکو زبان سے کہیگا ہم اُسے ہاتھ سے جواب دینگے اب تو یہ شخص گھبرایا کہ اسکے ساتھ چلتے ہین تو یقین ہی کہ جوتیان کھانا پڑینگی یہ مزاج کے بیڈھب معلوم ہوتے ہین اب اس نے واسطے ڈرانے کے کہا کہ اگر عتاب شاہی ہو کہ تم کیون اس صورت سے میلے مین آئے تو کیا کیجئے گا فرمایا بادشاہ ہمارا کیا کریگا اگر کوئی کلمہ خلاف شان کہیگا سزا پائیگا اگر دوسرے کی قتل کی فکر کریگا خود بھی مارا جائے گا ہم لوگ سپاہی ہین جب گھر سے نکلتے ہین موت کو پہلے تین بار پکار لیتے ہین اُس شخص نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ اسکے دماغ مین خلل ہی انکا ساتھ اچھا نہین ہی سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب دیتے ہین رستم ثانی نے کہا مین خود اب تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا مین ایسے بودے کا ساتھ پسند نہین کرتا کہ بادشاہ کا نام آیا اور ڈر گئے جو مرتا ہی وہ ڈرتا نہین اُسنے کہا بہتر ہی نہایت مناسب ہی جو آپ کسی اور کے ساتھ یا تنہا تشریف لے جائین غرضکہ رستم ثانی وہان تنہا روانہ ہوے جا بجا پتا پوچھتے راہ دریافت کرتے داخل شہر سلیمانیہ ہوے دیکھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ چلے آتے ہین تمام شہر اور ہر گلی کوچے مین میلہ لگا ہوا ہی اس ناکے سے لیکر اُس ناکے تک دورویہ دوکانین لگی ہوئی ہین کہین مٹی کے کھلونے بک رہے ہین کمہارون نے عجیب عجیب صنعتین دکھائی ہین جس تصویر مین خندہ دندان نما کی ہیئت دکھائی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ واقع مین کوئی ہنس رہا ہی تصویرین منہ سے بولا چاہتی ہین جس پھل یا پھول کی شبیہ بنا دی ہی اسقدر تازگی اُس سے ظاہر ہی کہ معلوم ہوتا ہی ابھی درخت سے ٹوٹ کر آیا ہی جس مٹھائی کی تصویر بنائی ہی شیرینی اُس سے ٹپک رہی ہی زبان پر دیکھنے سے ذائقہ آتا ہی کہین کنجڑیون نے عجب تکلف سے دوکان کو سجا ہی ڈالیون مین میوے ترکاریان اس حسن سے لگائی ہین کہ بغیر خواہش بھی لینے کو جی چاہتا ہی مٹھائی والون کے خوانچون پر خریدارون کی کیفیت ہی کہ مانند مور و مگس گرے پڑتے ہین کسی جانب گنڈیریان کیوڑے سے بسی ہوئی چن رکھی ہین تمام کوچہ معطر ہو رہا ہی بیچنے والے عجب عجب لطیفہ پیدا کر رہے ہین باتون مین مزا بھر رہے ہین کوئی کہتا ہی - ع دام مٹھے کہ مال میٹھا ہی کسی طرف سے صدا آتی ہی ع نہ کچھ شک کر کہ عمدہ ہے شکر ہی کوئی آواز لگاتا ہی مزہ انگور کا ہی رنگترے مین کسی سمت پان گلوری والونکی ہی ساقی کے حقے مہکتے ہوے نیچون پر ہار لپیٹے لئے کھڑے ہین لب معشوق کی صدا لگا رہے ہین بلکہ یون کہئے کہ دھوئین اُڑا رہے ہین تماشہ بین ادھر اُدھر کی سیر کرکے آتے ہین پان کھا جاتے ہین گلوری والیون سے دو چار جگت چل جاتے ہین دلون کے حوصلے

ہاتون مین نکل جاتے ہین کہیں طرف سوانگون کے تخت اڑے ہوسے ہین مقابلے پڑے ہوسے ہین لاگون پر لاگین ہو رہی ہین ایک نے چھری نگل لی تو دوسرے نے پیٹ مین تلوار اُتار لی کوئی پانی پیکر جون اُگلتا ہے کوئی آہنین گولہ نگلتا ہی نظربندیون کے سحر چلتے ہین طایر عقل کے پر جلتے ہین دکانون کی پشت پر جو بعض بعض جا کچھ کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہی وہان چرخ پوجے والون نے اپنا رنگ جمایا ہی لڑکونکو چکر مین پھنسایا ہی گویا گردش گردون کو اسی پردے مین ختم کئے دیتے ہین بعض مقام پر مداری سانپ نیولے کا تماشا کر رہے ہین ان دونون موذیون کی لڑائی قابل دید ہی عجیب عجیب گھاتین ہوتی ہین کوئی جھولی سے انڈا غائب کرکے پھر لا لیتا ہی کوئی پیسا یہان چھپا کر وہان سے نکالتا ہی کوئی روپیہ نگل کر اشرفی اُگلتا ہی رستم ثانی سیر و تماشا دیکھتے ہوسے چوک مین پہونچے کہ جو مقام صدر قرار پایا ہی دیکھا کہ جابجا طوایفین کمرون پر انوکھے سنگار کئے ہوسے بیٹھی ہین کسی کمرے پر تعلیم ہو رہی ہی مجیرے کی ٹھنک دل کے پار ہوئی جاتی ہے طبلے کی گمک کلیجے کی خبر لاتی ہی سارنگی کے سُر کانون کو اپنی طرف متوجہ کئے لیتے ہین سازون کی آواز عاشقانہ مزاجون کی طبیعت کو ناساز کئے دیتی ہی گھنگرو کی صدا تو بنا بر مشہور قیامت ہی برپا کرتی ہی بموجب مصرع گیا سینہ چھن گیا دل بھی چھن چھن بولے چھن تیرے گھونگرو ❊ کوئی مجرا سننے کے شوق مین کمرے پر چڑھا چلا جاتا ہی کوئی کوٹھے سے اتر رہا ہی کسی جگہ کوئی پری تمثال زہرہ خصال جو سُریلی صداؤن مین کوئی غزل گا رہی ہی تو کمرے کے نیچے ٹھٹ لگ گیا ہی لوگ اڑے ہوسے ہین راستہ مسدود ہی کندھے سے کندھا چھل رہا ہی ریلے چل رہے ہین جو لوگ اور بھی آتے جاتے ہین وہ بھی اسی جگہ جمتے جاتے ہین کان آواز کی طرف لگے ہوسے ہین غزل

اور نا تیر پلٹ جانے مین کیا ہوتا ہی
تیر اخنجر جو نکلے دل سے جدا ہوتا ہی
در پرا گنبد سے جبین سا ہین مسلمان ہوکر
کوئی در پردہ اشارون مین خفا ہوتا ہی
ضبط مین درد جگر کی ہی ترقی ہر دم
وہ جھجک کر مرے پہلو سے جدا ہوتا ہی
نامہ شوق کو کر دیتے ہین آنسو مشکوک
کھول کر بال کوئی محو دعا ہوتا ہی
اب نہ کہنا کہ کسیکو نہین مرتے دیکھا
شامت آئی ہی کہ پابند وفا ہوتا ہی
نخوت عشق ہو نہین مست مئے حسن ہین وہ
شرم دنیا کی نہ کچھ خوف خدا ہوتا ہی

کیا محبت کا جتانا بھی برا ہوتا ہی
بات اچھی بھی جو کہیے تو برا ہوتا ہی
گھر سے نکلے ہین وہ پھر گیسوئے پیچان بکھر
جو مقدر کا لکھا ہی وہ ادا ہوتا ہے
اچھے ہوتے ہین کہین تیغ جنون کے گھائل
کچھ جو کہتا ہون زبان سے تو گلا ہوتا ہی
نالے کرتا ہون تو ہوتا ہی پریشان وہ مسیح
کہین مٹتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے
شکوہ جور بتان اور گلے مین زنار
جان پر کھیلنے والا بھی برا ہوتا ہی
بیڑی منت کی سنا ہی کہ بڑھا ہیگی وہ آج
ہوش دونون کو نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی

منتین کرتے ہین ہم اور وہ خفا ہوتا ہی
درد فرقت اسی باعث سے سوا ہوتا ہی
دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی
بزم اغیار ہی رسوا نہ کرائے نالۂ دل
کونپلین پھوٹی ہین زخم ہرا ہوتا ہے
درد الفت کی چمک ہی کہ تڑپ بجلی کی
ضبط کرتا ہون تو کچھ درد سوا ہوتا ہی
بیخودی مین کہین بیمار محبت مر جائے
کہین الیسون کا طرفدار خدا ہوتا ہی
دم بہان محبت یہ پکارا انجام
دیکھیے کون تصدق مین بہا ہوتا ہے
آرزو دیتی ہین جس وقت پہ ہت کوئی فریب

یہان سے آگے بڑھکر جو دیکھا تو وہ نازنین جنگی رمنگ کا زمانہ ہے ابتدائی شباب ہی نئی جوانی ہی بموجب شاعر کیدن چاہین تنگ جوانی مین نہ صورت والے سر اٹھاتے ہین بہت کچھ نئی دولت والے ❊ تو تماشائیون کا شوق بڑھانے کو اپنے کو ہزار طرح سے آراستہ کرکے کرسیون پر آ بیٹھی ہین تازہ تازہ کرشمے نئی نئی ادائین پیدا کرکے دل لبھا رہی ہین دام مین پھنسا رہی ہین جب کسی آشنا سے آنکھ ملگئی

اشارون مین باتین ہوگئین نگاہون نے زبانون کا کام کیا جو اچھی طبیعت کے لوگ ہین وہ اپنے مذاق کے
موافق چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین کسی نے پان مانگا کوئی کسی کو دیکھکر مسکرایا جواب مین کسی نے مُنھ چڑھا دیا کسی
نے انگوٹھا دکھا دیا کسی کمرے پر جو کوئی نامی حسین رشک لیلی و شیرین ایک طرف انداز سے بصد کرشمہ و
ناز بیٹھی ہی چاہنے والون کی یہ حالت ہی کہ دل دست نگاہ پر رکھے ہوے کھڑے ہین وہ رُخ بھی نہین
کرتی کسی نے شعر ع دنیا پر خواہش دلکو فوق دے دیا ہی بموجب شعر کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہے
عزت ؛ کیا شان عاشقی کی گر کو بکو نہ نکلے ؛ کسی نے پاؤن ایسے جمائے ہین کہ یہ دل مین عہد کرلیا ہی
کہ زندگی کا لطف تو اسی جا ہی اب کہان جائین بموجب شعر کوچہ جانان مین جانا ہوگیا ؛ مرنے جینے کا ٹھکانا ہوگیا
پابندی محبت نے پاؤن مین وہ زنجیر ڈالی ہی کہ قید آہن سے بھی سخت ہی دل سے مشورے ہو رہے ہین
زبان پر یہ شعر ہی بدنام نہ ہم نام وفا کر کے اُٹھینگے ؛ بیٹھے ہین تو اب در سے ترے مر کے اُٹھینگے ؛ بعض لوگون
کو ساتھ بیتابی دل کی کچھ حیا بھی دامنگیر ہی وہ دیکھتے ہوے آنکھین سینکتے ہوے ادھر سے اُدھر چلے جاتے
ہین اُدھر سے ادھر چلے آتے ہین بموجب شعر جلوہ گہ سے ترے جو لوگ گذر جاتے ہین ؛ کس لیے پھر وہ ادھر
آتے ہین اُدھر جاتے ہین ؛ اگر حسب اتفاق کسی سے آنکھ مل گئی کلی باغ تمنا کی کھل گئی اسی امید پر
کہ شاید پھر ادھر دیکھے پاؤن جما دیتے ہین کبھی بیتابی مین یہ شعر زبان پر آجاتا ہی شعر ادھر ایک وار
تیغ ابرو کا ؛ ادھر جھٹکا کمند گیسو کا ؛ لیکن وہ ماہ پیکر التفات بھی نہین کرتی مڑکر بھی نہین دیکھتی کسی کی کیا
حالت ہی کسی کو شوق نظارہ کسی کو درد محبت ہی بموجب شعر نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ؛ تڑپتے رہے
نیم بسمل کیسے کیسے ؛ اگر حسب اتفاق اس نے کسی آشنا سا کا مزاج پوچھا بات کی ہزارون کو رشک
کی چھری نے ذبح کر ڈالا چاہیے پاک آشنائی کیون نہو لیکن شعر عشق است و ہزار بدگمانی ؛ اگر کسی کو
پان دے دیا سیکڑون کا دل خون ہو گیا بمشکل اس راہ کو بھی طی کرکے جو آگے بڑھے دیکھا کہ جا بجا دوکانون
مین کہین دھوبی اڑے ہوے ہین جا و بہت بڑے ہوے ہین گھمنڈ گا رہے ہین لیکن کہارون
کا ہڑک کانون کو پریشان کیے دیتا ہی کسی جا کنجڑے کبڑیے قصاب وغیرہ اپنے اپنے خیال مین شاہ مدار
رنگ سے بھی کچھ بڑھے ہوے خیالون کے بام بلند پر چڑھے ہوے ہین چوٹین چل رہی ہین طنطنے
اور کلغی کی لڑائی ہی غرضکہ چھوٹی قوم والے بھی سب اپنے اپنے رنگ مین مست ہین کسی جگہ تمبولن حلقے
مین گھیرے ہوے ناچ رہی ہین غزل گانے کا شوق اور زبان کچی استغاثہ کی ٹانگین توڑ رہی ہین افعلون
مین نئی شان طرفہ آن بان پیدا کر رہی ہین انکے سُننے والے بھی ویسے ہی ہین وہ اسی پر مرے جاتے
ہین کسی جا نشہ بازون کا مجمع ہی کلوار کی دوکان سبیل ہوگئی ہی جام ارغوانی کا دور ہی اس صحبت
کا رنگ ہی اور ہی کسی کی ورد زبان یہ شعر ہی بہار آئی ہی بھر دے بادہ گلگون سے پیمانہ ؛ رہے
لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ؛ کوئی کہتا ہی شعر ساقیا آ شراب دے دے ؛ باقی ساقی
جو کچھ ہو سو لے ؛ جو دو چار آپس کے یار مل کر بیٹھے ہین تو عجب لطف ہی کہ ایک بھر کر دوسرے کو
دیتا ہی وہ نزاکت کے ساتھ انکار کرتا ہی وہ پھر اصرار کرتا ہی ع سب جام پلا نزاکت تو میرا لہو پیو ؛ کسی کی
زبان پر جوش مستی کے شوق مین یہ شعر جاری ہی ع آئی جوبن گھٹا تو شراب پینگے ہی ؛ کوچہ مین مے فروش کے
اکمل کو تان سکے ؛ غرضکہ آوازہ ستا ہوش و نوش بلند ہی کوئی واسطے تیری تشنگی کے جاتا ہی

ساغر سے ساغر لڑا دیتا ہے کہ یہ شگون میخوارون کا ہے کوئی جو زیادہ پی کر بہک رہا ہے ساتھ والے اُسے سنبھالے ہوئے ہین ہر گام پہ پاؤن لغزش کرتے ہین نشہ کی دھن مین اگر کسی جا دل لگ گیا کھڑے ہو رہے تو ہلنے کا نام نہین لیتے لڑکون کی طرح مچل رہے ہین ساتھ والے بعض مرتبہ عاجز آ کر کہہ بیٹھتے ہین کہ انسان کو اپنے ظرف کے موافق پینا چاہیے جب مزے مین بے مزگی ہوئی تو اس پینے کا کیا لطف ہم تو چار پیالین پی گئے مگر ابتک تیور وہی ہین کہ جیسے پی ہی نہین کوئی تیزی نشہ مین جامے سے باہر ہی برہنہ ہو گیا ہے لیکن بڑ مار رہا ہے کوئی ڈنڈ پر ہنس رہا ہے اپنی خبر نہین جن سنجیدون کی طبیعت یہ رنگ دیکھکر ذرا بگڑی تھی وہ انجام دیکھکر غور کرنے لگے کہ لعنت ہے اس نشہ پر ہوشمندی کو چھوڑ کر بیہوشی اختیار کرنا یہ کونسا فعل ہے اگر کسی شرابی نے اس کلمے کو سُن لیا پلٹ کر جواب دیا شعر لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ❊ ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین ❊ کوئی کہتا ہے کہ میان ہر وقت ڈر تو یہ باز ہی رحمت رب سے نیاز ہی ہم گناہ اپنے پروردگار کا کرتے ہین وہ غفور الرحیم ہے بخش دیگا بموجب شعر صبر سے زاہد نا فہم نہ میخوار و نکا ❊ بخشنے والا ابھی دیکھا ہی گنہگار و نکا اور اگر یہ بھی نہ سہی تو جب ضعیفی کا زمانہ مرنے کے دن قریب آئین گے تو یہ کر لینگے ابھی تو شام شباب آنکھون مین دنیا اندھیر کئے ہوئے ہے رات سے صبح کی فکر یہ ہمارا کام نہین شام کی بات شام کے ساتھ صبح کی بات صبح کے ہاتھ شعر رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی ❊ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی ❊ اس گروہ سے نکلکر جو دیکھا تو وسط چوک مین نہایت مقام وسیع ہے بیچ مین تخت شاہی استادہ ہے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہے وزرا امرا حسب مراتب ادب سے بیٹھے ہین سر پر بادشاہ کے چتر پھر رہا ہے تاج مرصع بر سر چارقب شاہنشاہی در بر لیکن رنگ رو متغیر اور چہار طرف اگرچہ میدان وسیع ہے لیکن لوگونکی کثرت سے تل دھرنے کی جگہ نہین تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے زمین پر نہ آئے لیکن کسی طرف تڑ تڑ پھریری لگنے کی آوازین بلند ہین کسی جانب کشتی کے خمون کی صدا آ رہی ہے کہین بانا ہل رہا ہے کہین پٹے کے ہاتھ نکل رہے ہین کہین تیر و تفنگ کے نشانے چل رہے ہین بادشاہ بار بار فہیم روشن رائے سے کہ رہا ہے کہ ای وزیر خوش تدبیر ابھی تک تو وہ شخص نظر آیا کہ جسکے واسطے یہ سب سامان مہیا کیا گیا ہے وزیر دست بستہ عرض کر رہا ہے کہ حضور وقت برابر آ چکا ہے یقین ہے کہ وہ اس مجمع مین کہین نہ کہین ضرور ہو گا استنے بڑے انبوہ مین اُسے کیونکر دیکھ سکین لیکن پہلا ثبوت اُسکا یقین ہے کہ کمان کیانی پر ہو گا بہت جلد اب حال اُسکا ظاہر ہوا چاہتا ہے بادشاہ بحسرت کہتا تھا کہ دیکھئے لیکن رستم ثانی سیر کرتے ہوئے ہر مقام کی اُس جگہ پہونچے کہ جہان کمان کیانی لٹکی ہوئی تھی گرد کمان کے لوگون کا ہجوم تھا اور وہین ایک بدرہ اشرفیون سے بھرا ہوا رکھا تھا یہ شرط تھی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لے وہ یہ بدرہ اُٹھا لے لوگ جو برسون سے مشقین کر رہے تھے کوتین بڑھا رہے تھے خاص آج کے روز کے واسطے کہ اگر کمان کو کھینچ لیا تو خلق مین نام ہو گا بادشاہ کی ملازمت حاصل ہو گی سب کے بعد دیگرے کمان پر زور کر رہے ہین لیکن کسی سے ایک گوشہ کھنچکر رہ گیا کسی سے دونو گوشہ دو گوشون سے زیادہ کسی سے نہ کھنچتے تھے اور ایک شخص مفلوک الحال کھڑا ہوا کبھی بنگاہ حسرت اُس بدرے کو اشرفیون سے دیکھتا تھا کبھی ادھر اُدھر تکتا تھا اور کہتا تھا کہ یا اللہ کیا ثواب میرا دریغ ہے مجھسے تو اک بزرگ فرما گئے ہین کہ ایک شخص آکر اس کمان پر زور کرے گا اور

کمان کو توڑ کر پھینک دیگا بدرہ اشرفیون کا تجھے دیگا تو اپنی لڑکیون کی شادی کر دینا لیکن ابھی تک کوئی ایسا نظر نہین آیا بعض لوگ بازاری اُسکی اس تقریر پر ہنستے تھے کہ کیا خوب جواب بھی ہوا تو اسنے یہی مطلب کی کہتا ہے کچھ تجھے خلل دماغ ہے اول تو کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ اس کمان کو کھینچ لے نہ کہ توڑ ڈالنا علاوہ اسکے اگر کمان ٹوٹ بھی گئی تو جو کمان توڑے گا اور دور کرے گا وہ اشرفیان آپ لے لیگا یا تجھے دیدیگا لیکن شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان جو قریب سے اُس شخص کے گذرے اور یہ آواز اُسکی کان مین گئی دل سے کہا کہ پہلے اس غریب کی حاجت روائی کرنا چاہیئے اور قریب کمان کے گئے لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص مفلوک روزگار ناخن بڑھے ہوئے کپڑے پھٹے ہوئے بحال خراب اتنے بڑے ارادے سے آیا ہے کوئی تو ہنسا کسی نے کہا کہ یہ جنگلی کہان سے نکل آیا کوئی خدا ترس بولا کہ میان چپ رہو بری بات ہے کسی پر ہنسنا نہ چاہیئے ایسا نہو خدا کو برا معلوم ہو اگرچہ وہ اس حال خراب سے ہے لیکن چہرہ تو دیکھو کہ گرد غبار مین اٹا ہوا ہے لیکن مانند شمع فانوس کے ضو دے رہا ہے چراغ تہ داماں کا لطف دکھا رہا ہے نہین معلوم یونکر خدائی خراب ہوا بشرے سے امیرزادہ معلوم ہوتا ہے چاند پر خاک پڑنے سے چھپتا نہین لیکن رستم نے آتے ہی کمان کو ہاتھ مین اُٹھایا اور پیترا بدل کر جو زور کیا ساتون گوشے کھینچ لئے اور اب جو کن دیکھکر جھٹکا مارا کمان کے دو ٹکڑے ہوئے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ اتفاق سے دوسری طرف متوجہ تھا لیکن کمان کے ٹوٹنے کی صدا جو کان مین گئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص گرد و غبار مین آلودہ لباس بوسیدہ جسم مین پہنے بال اور ناخن بڑھے ہوئے لیکن نوجوان کھڑا ہوا ہے لوگ اُس کے زور بازو کی تعریف کر رہے ہین کمان ٹوٹی پڑی ہے اتنے مین اُس شخص نے ایک اور آدمی کو کہ جو مرد ضعیف پریشان حال تھا قریب بلایا اور کہا یہ توڑہ اشرفیون کا بیچارہ تو خوشی خوشی توڑہ لیکر دعائین دیتا ہوا روانہ ہوا لیکن بادشاہ سے فہیم روشن رائے نے عرض کی کہ حضور وہ شخص یہی معلوم ہوتا ہے لیکن رستم ثانی وہان سے ہٹکر قریب دوسرے مجمع کے پہونچے کہ جہان کشتیان ہو رہی تھین آوازین خم پڑنے کی پہلوانون کی بلند تھین ظلام بن اظلم کشتی گیر نعرے مار رہا تھا کہ کہان ہے رستم کہان ہین سام بن نریمان کہان ہین حمزہ صاحبقران کدھر ہین علمشاہ نوجوان آئین اور حلقہ غلامی کان مین ڈالین کیونکہ سنا تھا کہ رستم ثانی کو کب تاب رہتی ہے دادا اور پردادا کا نام کس توہین کے ساتھ سنا وہین سے للکار کر آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہے مرے ہوؤن کا نام لیتا ہے حمزہ صاحبقران کو خدا زندہ و سلامت رکھے کہ صاحبقرانی ترک کرکے خانہ کعبہ مین قیام پذیر ہین اگر یہی دعوے تھا تجھے تو اُنسے جا کر مقابلہ نکیا کہ حال معلوم ہوتا ظلام پکارا تو بڑا طرفدار بنتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے پٹا ہے جبھی تو اُنکا مانے ہوئے ہے اگر تجھے کچھ گھمنڈ ہے تو آ زور کرکے اپنی آزمائش کر لے بھلا انکو کب تاب تھی آ کا منھ سے نکلنا تھا کہ کود کر اکھاڑے مین سر ظلام کے پہونچ گئے ظلام پکارا کپڑے اُتار دو جیٹ لنگوٹ کس لو جو طریقہ کشتی کا ہے اگر لنگوٹ تمھین نہین میسر ہے تو مین کسی سے لیکر دئیے دیتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا کہ اب تجھی سے جیٹ لنگوٹ لینگے تو باندھینگے ظلام بن اظلم نے کہا کہ مین تو دینے کو کہتا ہون رستم ثانی نے کہا پہلوان ہو کر بات کو نہین سمجھتا ہم تیرا جیٹ لنگوٹ لینے کو آئے ہین ظلام نے کہا یہ خیالات دل سے دور رکھو ہان خیرات مانگو تو دیتا ہون رستم ثانی نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ مارا اگر ظلام خالی سے

تو نہین معلوم کیا انجام ہو لیکن ظلام کو بھی غصہ آگیا کہ یہ تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہی رستم ثانی سے لپٹ پڑا
اُدھر ہونے لگی لوگ حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے اُسکی کمان کو مثل کمان تصور کے توڑ کر پھینکدیا اب یہ حوصلہ
کیا کہ اتنے بڑے پہلوان سے زبان لڑا کر یون چار پڑا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فلک رسیدہ ہی جان سے عاجز
ہے لیکن رستم ثانی نے دیکھا کہ کپڑے پارہ پارہ ہوگئے ہین ایسا نہو کہ ننگی پر لوگ ہنسین تب ایک مقام
نہین معلوم کیا پیچ کیا کہ ظلام ایسا فیل پیکر قلا بازی کھاتا ہوا سیدھے ٹانگین اوپر ہو کے چارون شانے چت گرا رستم
ثانی کود کر چھاتی پر سوار ہوگئے اور چپکے سے کہا کیا کہتا ہی مذہب کے بارے مین اُسنے کہا کہ ہزار ہزار
جانین ہون تو فدا کرون خدا و مذہب دو رنگ پیدا و قصد کیا کہ پکار کر سب سے کہدون کے ارے مار ڈالا اسکو
یہ خدا پرست ہی کہ رستم نے منہ و باد یا مٹی اٹھا کے حلق مین ٹھونس دی بعد اُسکے ایک ہاتھ ٹھوڑی مین
دیا دوسرا گردن تلے رکھکر جو ہچکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا شاگردون نے ظلام کے رستم سے بچو
گیا سب ایک بارگی لپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے جھپٹ کے ڈنڈا لے دیا اُسکا ڈھل گیا جسکو گھونسا مارا
بیدم ہو گیا جسپر ٹانگ رکھدی ہل نہ سکا آخر کار وہ لوگ جو ظلم سے ظلام کے نہایت تنگ رہتے تھے
ایکا کر کے کود پڑے اور رستم ثانی کی طرف سے شاگردان ظلام کو مارنا شروع کیا لوگ بیچ مین آ گئے
فساد موقوف ہوا عزیز و اقارب ظلام کے لاش اُسکی اُٹھا کر سامنے بادشاہ کے لائے فریادی بادشاہ
سے فہیم روشن رای نے کہا کہ یہ دوسری علامت ظاہر ہوئی بادشاہ نے اُن لوگون کو کہا کہ کشتی
کی سزا یہی ہے ہم کچھ نہین جانتے وہ لوگ لاش اسکی لئے ہوئے روتے پیٹتے اپنے مکان کی طرف راہی
ہوئے لیکن رستم ثانی قریب مجمع شارع کے پہونچے کہ ایک ہر سیٹر ایلی رہا ہے ایک شخص تنہا چکین پکڑا ہے
اسکے ہاتھ نکال رہا ہے سو آدمی چار طرف سے گھیرے کھڑے ہیں تکبیر کہتے ہیں اُنھون مین ایک وار
وار کرتے ہین لیکن وہ چوٹ نہین لگتا جب تک جاتا ہی سیف کو ٹیک کر اُٹھا دیتا ہی سیکڑون کو چھیلا کر دیا شخص
اگر سیف اصلی ہوتی تو کتنون ہی کے سر قلم ہو چکے تھے لکڑی کی بنی ہوئی سیف پر ڈالی ہی کپڑا کچا لگا ہوا
اُسپر بندھا ہوا تھا کہ جسپر ہاتھ پڑجائے نشان بن جائے جو چھیلا ہو جاتا ہی علاحدہ ہو جاتا ہی یہانتک کہ آن
واحد مین اُسنے سب کو زخمی کرکے نعرہ کیا کہ ہی کوئی میرا ثانی لوگ کہنے لگے آپکا مثل کا ہے کو ہی ایک
شاگرد نے کہا کہ اگر آپ دعوی صاحبقرانی کا کرے تو بجا تھا یقین ہی کہ حمزہ ثانی بھی آج کے یہانسے
کعبہ مین چھپکر بیٹھ رہتے تب امیر کا نام سنتے ہی رستم ثانی کو طیش آیا کہا او مردود بزرگان دین کا نام
اس بے ادبی سے لیتا ہے کیا اسکو آتا ہے جسپر اسقدر ناز کرتا ہے سیف ہلانے مین اپنے جسم تک سے بیخبر
رہتا ہے ہر جگہ کھلا رہتا ہے جہان چاہے تھے چوٹ دیجائے سفاک سیف دست پکارا کہ صاحبزادے
تمھین کیا نشان دوسرے کی بات کا اُس وقت جواب دے اور اعتراض کرے جب خود اُس سے
اچھا کرکے دکھا دے اگر مین کھلا رہتا ہون تو قسم ہے تمھارے اپنے دین و مذہب کی کہ تلوار سے چوٹ
دے دو اور مین بھی اصلی سیف آہنی سے پر چڑھاتا ہون یہ کہکر سیف آہنی ہاتھ پر چڑھائی اور کہا کہ لے
آئیے اور ہاتھ سیف کے نکالتا ہوا رستم ثانی کی طرف چلا رستم نے وار اُسکا پشت شمشیر پر لگا نچھکر دکھایا
بعد اُسکے جس جگہ سے کھلا وہین جرکا دے دیا ہتھیلی مار کر قبضہ سے سیف کو قلم کر دیا ہاتھ سفاک کا جھا بچا
دیا یہ کمال دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے اور سفاک قدمون پر گر پڑا اور پکارا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع

ہیں کہ آپکا مثل و نظیر نہیں ہے یہ مع شاگردوں کے مطیع ہوا فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور یہ تیسری علامت ہے لیکن رستم ثانی اب اوس گروہ کی طرف آئے کہ جہاں تیر اندازی کی مشق ہو رہی تھی بسبب کثرت کے میدان نہیں تھا کہ سامنے نشانہ لگایا جائے لہذا ایک ستون بلند گاڑ دیا ہو اوسپر ایک چاند نصب کیا ہے چاند کے اندر ستارے بنائے ہیں لوگ تیر لگا رہے ہیں جو بڑے تیر انداز ہیں اونکا تیر حلقہ قمر میں سے گذر جاتا ہی لیکن اوس ستارے پر نہیں پڑتا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر دوش سے کمان اوتاری اور ترکش سے کھینچا تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کر کے جو مارا ستارہ اوڑ گیا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ علامت آخری ہی بیشک یہ وہی شخص ہے جو آپکے فرزند کو آپسے ملا دے گا بادشاہ مع وزرا اور امرا تخت سے اوٹھا لوگوں سے حکم کیا کہ اس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ چوبدار نے آکر رستم ثانی سے عرض کی کہ آپکو بادشاہ یاد کرتے ہیں جواب دیا کہ بادشاہ مجھے کیا جانیں کہ میں کون ہوں اور وہ مجھے کیوں یاد کرنے لگا چوبدار نے عرض کی کہ نہیں آپہی کو طلب کرتے ہیں جواب دیا کہ میں بادشاہ کا نوکر نہیں مجھے جانے کی کیا ضرورت کوئی غرض بادشاہ سے نہیں اگر بادشاہ مجھے یاد کرتا تو میں اوسے نہیں یاد کرتا چوبدار نے کہا کہ وہ حاکم یہاں کا ہے تمکو اون کچھ خوف اوس سے نہیں جواب دیا کہ ہم سوا پروردگار عالم کے کسی سے خوف نہیں کرتے چوبدار پلٹ آیا اور بادشاہ سے آکر عرض کی کہ وہ شخص نہایت متکبر ہے نہیں آتا بادشاہ نے خیال کیا کہ واقع میں غرضمند تو میں ہوں مجھے اوسکے پاس چلنا چاہئے اوسے میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال کر کے بادشاہ خود مع رؤسا و امرا سوار ہو کر چلا انبوہ عظیم تھا جگہ نہ ملتی تھی ملازمین شاہی لوگوں کو ہٹاتے ہوئے دھکے دیتے ہوئے چلے حسب الاتفاق جس غول میں رستم ثانی تھے وہاں بھی کشمکش ہوئی چنانچہ ایک شخص نے مفلوک الحال سمجھکر ایک کہنی ماری ایسا ہونا گوارا طبع ہوتا ہے تو جھلا کر تھپڑ مارا کہ منھ پھر گیا کلہ ٹیڑھا کیا پھڑک کر دم نکل گیا وہ جوان فوجی تھا ملازم سرکاری کا یہ حال دیکھکر لوگوں نے رستم ثانی پر یورش کیا اتنے میں بادشاہ کی سواری قریب آگئی یہ رنگ دیکھکر بادشاہ نے اپنے ملازموں کو منع فرمایا کہ الٹے نہ بولو نہیں جانتے تم کہ یہ کون شخص ہیں لوگ رک گئے کہ بادشاہ طرفداری کرتا ہے ایسا نہ ہو خلاف طبع بادشاہ ہو مستوجب عتاب آئے علیحدہ ہو گئے بادشاہ نے رستم ثانی سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لانا ہوا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر اپنی فوج کو حکم فرمائیے تو معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں بادشاہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ آپ بہادر ہیں لیکن نام نامی و اسم گرامی کیا ہے رستم ثانی نے کہا کہ اس حال پر ملال میں کیا نام و نسب اپنے تمھیں آگاہ کروں بموجب اشعار حسب مقام نہا

اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ میں
پوچھو کہ ہوں سمو ہوں عرض آفت رسیدہ ہوں

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں
بچھڑا ہوں کاروان سے مسافر جدا ہوں

میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا [illegible]

اوس وقت بادشاہ تخت پر سے اتر پڑا اور قریب رستم ثانی کے آکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ قصر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست غرضکہ اوس شیر کو بہلاتا ہوا باتوں میں لگاتا ہوا اپنے ساتھ لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا آن راہ کو قطع کر کے داخل بارگاہ ہوا ارکین دولت و مشیران مملکت حاضر ہوئے بادشاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل فرمائیے لباس بدلئے رستم ثانی نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ

بیان کیجیے کہ آپ مجھے یہان لائے کس واسطے ہین بادشاہ نے پھر پوچھا کہ آپ بھی تو ارشاد فرمائین کہ آپ
کا آنا کہان سے ہوا جواب دیا کہ مین پہلے ہی کہہ چکا کہ تمھین میرے نام و نشان سے کیا کام ہے اپنا
مطلب بیان کرو کیونکہ چہرے پر تمھارے آثار غم پیدا ہین عنوان پریشانی ہویدا ہین گلے مین ایک رومال
سیاہ جو بندھا ہوا ہے اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسیکا غم ہے چشم پر نم ہی بادشاہ نے ایک آہ جگرخراش
کھینچی اور عرض کیا کہ مین اسیر پنجہ تقدیر کیا اپنا حال پر ملال عرض کرون کہ ایک فقر تازہ ہی لیکن آپ کو دیکھکر سب
غم غلط ہوگیا جی یہی چاہتا ہے کہ اب آپ سے نہ بیان کرون کیونکہ دلوے آپ کے امکان بشری سے بھی کچھ
بڑھے ہوے ہین ایسا نہو کہ ایک آفت تو ناگہانی تھی دوسری آفت آسمانی آجائے دشمن آپکے بھی اُسی بلا مین
مبتلا ہوجائین رستم ثانی نے کہا اب مجھے بغیر سنے قرار نہ آئیگا بادشاہ نے اُس عالم مجبوری مین کہا کہ گو ہم مشکل گر
نگوئیم مشکل یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے * دو عملے مین ہمارا آشیان ہے رستم ثانی نے
کہا کہ اگر مطلب اپنا نہ بیان کروگے تو مین چلا جاؤنگا کیونکہ پھر میرے یہان لانیکا کیا نتیجہ یہ کہکر اُٹھنے کا قصد
کیا تھا کہ بادشاہ نے مجبور ہوکر عرض کیا کہ مین اکثر نجومیون اور کاہنون کی زبانی سنا کرتا تھا کہ اس جوار مین کوئی
طلسم ہے کہ نام اُسکا طلسم صندل ہی یہ کہتے تھے کہ باعث دفع دردسر ہوگا یہ نہ معلوم تھا کہ درد جگر ہوگا
رستم ثانی نے کہا وہ درد جگر کیسا بادشاہ نے بیان کیا کہ میرے شہر سے نکلکر جانب شمال جو صحرا ہے وسیع
واقع ہے اُسمین دو پہاڑ سیاہ مانند قلعہ کے معلوم ہوتی ہی لیکن کبھی کوئی اُسطرف جانے کا ارادہ نہین
کرتا کہ وہ مقام نہایت ہولناک ہے دن کو ڈر معلوم ہوتا ہی صحرا بھیا ڈراونا لگتا ہی آٹھوین روز ایک دروازہ بلند ہوا
ہوتا ہے پھاٹک خود بخود وا ہو جاتا ہی دن بھر کھلا رہتا ہی بالاے دردو سمجھان چھوٹی چھوٹی ہین اُنپر جوڑا بط
دریائی کا بیٹھا رہتا ہے جو کوئی اُسطرف جانے کا قصد کرتا ہی تو اُنمین سے ایک بط منع کرتی ہے کہ اے شخص
اس طرف نہ آ ورنہ آفت مین پھنس جائیگا تا زندگی رہائی نہ پائیگا حسب اتفاق میرا ایک فرزند تھا کہ نام
اُسکا شاہین تاجدار تھا ایکروز مجھسے اجازت صید و شکار لیکر جانب صحرا روانہ ہوا ازبسکہ مزاج اُسکا سپاہیانہ تھا
بلکہ جاہلانہ تھا مین نے چند رفیق دیرینہ اپنے بھی ساتھ کر دیے تھے کہ اگر شاہین اُسطرف جاے تو منع کرین
لیکن جب بات سے دل دھڑک جاتا ہے وہ ضرور پیش آتی ہے ایک آہو شاہین تاجدار کو لگا کر اُسی قلعہ کی
طرف لیگیا آہو تو غائب ہوگیا لیکن یہ بدنصیب قریب اُس پھاٹک کے پہونچ چکا تھا رفقا نے منع کیا
کہ اے شہریار اُسطرف نہ جائیے کہ وہ مقام مخدوش ہے والد ماجد نے آپ کے منع فرمایا ہی بلکہ ہمین اسی سے
ساتھ کردیا ہے یہ کلمہ سنکر اُسے ضد آگئی کہ مردون کے لیے کہین خدشہ نہین ہی ایک دروازہ کھلا ہوا ہی جسکا جی
چاہے جاے اور چلا آئے زیادہ یہ ہین اگر کوئی مزاحم ہوگا اُس سے لڑینگے میرے رفیقون نے کہا کہ ابھی
آپ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہین ہین آدمی سے لڑتے ہین یا ہوا سے یہان تو یہ گفتگو تھی و دھر ایک
بط نے آواز دی کہ ای شخص خبردار اسطرف آنے کا قصد نکرنا ورنہ مبتلاے بلا ہوجائیگا سوا ے پشیمانی
کچھ ہاتھ نہ آئیگا افسوس کہ اُس جاہل نے نہ مانا اور کہا دیکھو ہم ابھی جاتے ہین اور ابھی چلے آتے ہین
یہ کہکر اندر دروازے کے چلا گیا یکایک دوسری بط نے آواز دی کہ فلان کا بیٹا فلان کا پوتا یہ نام
اسیر پنجہ تقدیر ہوا غنیمت ہین اُس فرزند دلبند کی نعش رفقا اُسکے اور یہ ندامت ہین اسکی کہ بادشاہ کو
کیا منھ دکھائینگے میرے رفیقان دیرینہ اندر اُس پھاٹک کے چلے گئے کہ جو کچھ شاہزادے پر گذرے گی

وہ پھر بھی گذر یگی لیکن ساتھ چھوڑ دینگے کیونکہ اگر بادشاہ پوچھیگا کہ شاہین تاجدار کو کہان چھوڑ آئے تو ہم کیا جواب دینگے جس وقت شام ہوئی وہ دروازہ نظرون سے غائب ہوگیا اور مجھپر کچھ موقوف نہین اس دریا مین بہت سے مبتلا ہین کہ کسیکا بھائی کسیکا بیٹا کسیکا بھتیجا کسیکا عزیز کسیکا دوست جو اندر اس مکان کے گیا آج تک پلٹ کر نہ آیا نہ کچھ خبر اسکی معلوم ہوئی کہ وہان پہونچکر کیا گذری سب زندہ ہین یا مر گئے اور مین تو کس حسال مین ہون لہذا اسی نظر سے مین آپ کو لایا تھا کہ شاید ہم دردمندون کے مسیحائی آپ ہی کے ہاتھ ہو اس مشکل کو آپ ہی آسان کرین تو کیا عجب ہے کیونکہ مین نے نجومیون اور رمالون کی زبانی سنا تھا کہ فلان روز فلان وقت اس شکل و شمائل کا ایک شخص اس شہر مین وارد ہوگا اور کمان کیانی کو شکستہ کریگا طلسم آدم بن اطلم سے پہلوان کو ماریگا سفاک سیف دست کو فرمانبردار کریگا اور جو جو علامتین بتائی ہین سب آپ مین پائی گئین کسی بات مین ذرا سا فرق نہین نکلا لہذا اب امیدوار ہون کہ آپ غسل فرمائین پوشاک بدلین رستم ثانی نے کہا کہ میرے تمہارے مذہب کا فرق ہے مین ہر چیز تمہارے یہان کی نجس و حرام جانتا ہون اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ یا میرے ساتھ چلکر وہ قلعہ مجھے دکھا دو یا پتا بتا دو کہ مین جاکر رہائی شاہین تاجدار کی کرون شاید کہ پروردگار عالم کو رہائی اسکی میرے ہی ہاتھ سے منظور ہو جب مصر تم شاید کہ ہمین سینہ برآر دیر دیال ہو بادشاہ نے کہا اے مسیحاے دردمندان ابھی پانچ روز اس دن کے باقی ہین کہ جس روز وہ پھاٹک کھلتا ہے کیا آپ پانچ روز اسی حال پر ملال سے رہینگے مجھپر نہایت شاق ہوگا اور مین مطیع اسلام بلکہ مسلمان ہوتا ہون اگر آپ مجھے نجس سمجھتے ہین تو طاہر کر لیجیے رستم ثانی نے کہا ہمارا یہ آئین نہین ہے کہ بغیر زیر کیے ہوئے یا مطلب برآری لیے ہوئے کسی کو مسلمان کرین یہ جو لوگ کرتے ہین خدا انہین کو مبارک کرے بادشاہ نے پھر کہا کہ اچھا مین مطیع اسلام ہوتا ہون جس وقت آپ مطلب دلی میرا پورا کیجیے گا اسی وقت سہی لیکن مین دل سے مسلمان ہوچکا انجام کار رستم ثانی نے یہی خیال کیا کہ پندرہ روز کی مسافت اٹھاتے ہوئے چلے آئے ہو ابھی پانچ روز اس قلعہ کے کھلنے مین باقی ہین پھر وہان جاکر نہین معلوم کیا گذرے اس حالت سے کیونکر رہو گے یہ خیال کرکے نئے لباس کی طیاری کو حکم دیا اور کنارہ دریا پر آکر غسل کرکے لباس پہنا اور پھر آکر ایوان شاہی مین بیٹھے اب جس شخص نے صورت دیکھی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا بھلا انکے حسن و جمال کا کیا پوچھنا ہے الغرض اب انتظار اس روز کا ہونے لگا کہ جس دن دروازہ قلعہ کا نمودار ہوتا ہے لیکن جب وہ رات آئی کہ جسکے دوسرے روز طرف قلعہ کے چلنا ہوگا رستم ثانی کو اشتیاق مین نیند آئی تمام رات اختر شماری مین گذری ہر بار صحن مین آکر سپیدہ سحری کو دیکھتے تھے کبھی ادھر ادھر ٹہلنے لگتے تھے یہانتک کہ بمشکل وہ رات آخر ہوئی اور سفیدی مشرق سے ظاہر ہوئی تمام جمعیت ستارگان گلشن آسمان پر برہم ہوئی یعنی گلبن خاور کی جھلک سے یک بیک شکستہ ہوکے پردۂ الماس پر زنگاری کے ملک مین منہ چھپانے لگے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگے جھونکے نسیم سحری کے باغ جنت النعیم سے آنے لگے ہر دماغ جان کو بسانے لگے شعر جھونکا جو درختون کو لگا سرد ہوا کا [illegible] ذکر خدا کا شاہزادہ رستم ثانی دلاور نے فریضہ سحری کو ادا کیا ہنوز محو وظائف تھے کہ [illegible] سلیمان شاہ حاضر ہوا رستم ثانی نے جس وقت اوراد و وظائف سے فراغت پائی سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ سواری تیار ہے اگر مناسب ہو تو سویرے سے چلیے کیونکہ فصل گرمی کی ہے اگر دن چڑھ جائیگا تو تمازت آفتاب

نہایت پریشان کر یگی رستم ثانی نے کہا بہتر ہی سلیمان شاہ نے پلٹ کر دیکھا ملازمان وابستہ نے عرض کی کہ سواری کی تیاری پیشتر سے ہی مرکب پیشتر سے مثل پری کے آراستہ کھڑا ہی شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ سلیمان شاہ کے اُس ہلکی ہلکی سرد روشنی میں چلے جو بسبب تھوڑی تھوڑی سیاہی شب باقی ہونے کے ساتھ پھیلی تھی تا در بارگاہ آئے دیکھا کہ مرکب دروازے پر کھڑا ہوا ہنہنا رہا ہی رستم ثانی نے جلدی سے گھوڑے کو پہتران کیا شعر ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑے پر ٭ قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر ٭ اُدھر سلیمان شاہ اپنے مرکب پر بیٹھا تمام اراکین سلطنت و مشیران مملکت و منہمان بلند خیال ہمراہ رکاب ہوئے فوج و لشکر کو بھی ہمراہ لے لیا تھا علاوہ سپاہ کے یہ خبر جو منتشر ہوئی تھی کہ ایک شخص نہین معلوم کہان سے آیا ہی اور وہ ارادہ فتاحی طلسم صندل جاتا ہی جوق جوق گروہ گروہ لوگ شہر کے ساتھ چلے سواری مثل باد بہاری روانہ ہوئی کوئی دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے شہر سے نکلکر اُس صحرا و سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا بیابان ہے بیابان کا ہیکو رشک گلستان ہی ہر جگہ پر نہالان شمشاد برابر سے لگے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوقان طناز بہ صد کرشمہ و ناز صف باندھے کھڑے ہین کسی جا درختان صنوبر کا غنچہ ہے گویا چند سبز پوشون نے اپنی بزم الگ آراستہ کی ہی کسی جانب کو سون تک کوڑیالا اس طرح پھولا ہوا ہی کہ زمین سفید ہو رہی ہی چاندنی کا فرش بچھا ہوا معلوم ہوتا ہی کہین سبزہ لہلہا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کہین لالہ کوہی رنگ لایا ہی گویا روح فرہاد نے بھیس بدل کر داغ دل دکھایا ہی وہ نہالان صحرائی کہ جو نظر سے کم گزرے ہین عجب عجب طرح کے پھول اُنمین کھلے ہوئے ہین خوشبو سب پھولون سے علحدہ مشام جان کو معطر کرتی ہی طبیعت مین جنون خیزی بھرتی ہے طیور صحرائی دنیا سے نرالے زمزمہ پیرائی دل مین عاشق مزاجون کے گدگداہٹ پیدا کرتی تھی غرض خداوند قدرت نے اُس صحرا کو مثل باغ کے آراستہ کیا تھا راہ صحرا طے کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ نمودار ہوا دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا ہی کوئی نہ آدمی نہ پرندہ نہ وحوش نہ طیور سوائے اُن دو لعبتون کے کہ جو برجون پر اور پھاٹک کے بیٹھی ہوئی ہین سلیمان شاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ وہ مقام خطرناک یہی ہے رستم ثانی نے کہا کہ مین جاتا ہون سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ برائے خدا آخر کوئی تدبیر کوئی فکر یاد ہین۔ رستم ثانی نے جواب دیا کہ اب وہین جاکر فکر کرینگے سلیمان شاہ رونے لگا اور کہا اس وقت تک آپنے اپنا نام نامی و اسم گرامی بھی نہ ظاہر کیا شاہزادہ رستم ثانی کو بھی یہ خیال گذرا کہ واسطے طلسم کا ہے کیا جانے کیا معرکہ پڑے کون کون سی اُفتادین پیش آئین کہا اے سلیمان شاہ تو نے نام حمزہ ثانی کا سُنا ہے سلیمان شاہ نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہے کہ وہ صاحبقران ہین پھر پوچھا کہ علمشاہ نوجوان سے بھی آگاہ ہے اُسنے عرض کیا وہ ثانی صاحبقران تھے اگر دعوے صاحبقرانی کا کرتے تو بہت بجا تھا فرمایا کہ ہان وہ سپاہی منش تھے اُنھین جاہ و منصب سے غرض نہ تھی خیر اتنا مین تبائے دیتا ہون کہ مین بیٹا ہون ایرج نوجوان روح و روان قاسم بلند مکان پسر علمشاہ نوجوان کا تو نے شاید میرا بھی نام سُنا ہوگا سلیمان شاہ نے کہا آپ کیا کسی کے پایہ کمی کا رکھتے ہین کہا خیر اگر ہمارے یگانون مین سے کوئی اس طرف کبھی آ نکلے تو کہدینا کہ رستم ثانی طلسم صندل مین ہی اور تم ہما الیس روز تک یہان میرا انتظار کرنا یا تو مین تمسے آکر ملونگا ورنہ یہ سمجھ لینا کہ رستم بھی مارا گیا یہ فرماکر سلیمان شاہ کی بہت کچھ تسلی کی اور فرمایا پروردگار عالم سب کا محافظ ہی اگر رہائی تمہارے فرزند کی میرے ہی ہاتھون ہی تو انشاءاللہ بہت جلد تم اُس سے ملوگے ورنہ جو تقدیر کا لکھا یہ فرماکر باگ توسن برق رفتار کی لی سلیمان شاہ

نگاہ حسرت رستم ثانی کی طرف دیکھ رہا ہی لیکن رستم ثانی جس وقت پھاٹک کے قریب ہوئے دیکھا ایک بط نے آواز دی کہ اے شخص کہاں آتا ہے دیکھ پلٹ جا ورنہ گرفتار بلا ہوجائے گا کچھ ہاتھ نہ آئے گا رستم ثانی نے کہا کیا جھک مارتی ہے گرفتار بلا تو ہو گی ہم طلسم کو توڑینگے بط قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بہت سے اس تمنا میں ادھر آئے لیکن آج تک پھنسے ہوئے ہیں جو چھیڑا اسنے آیا وہ بھی اسیر ہوا رستم ثانی ایک سماعت نہیں کرتے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں ایک بط نے دوسری سے کہا بوا دیکھتی ہو نگوڑے کو کہ ڈرتا ہی نہیں چلا ہی آتا ہے اسنے اپنی بولی میں یہ جواب دیا کہ جو آگ کھائے گا وہ انگارے ہگے گا جو ہمارا کام تھا وہ ہمنے کیا بتا دیا کہ ادھر نہ آوہ نہیں مانتا گرفتار بلا ہوگا رستم ثانی کے کان میں جو آواز گئی للکارا کہ او حرام زادی نگوڑی تو تیرے ہوتے سوتے ابھی تیر مار دونگا کہ پھڑک کر رہجائیگی بط پکاری بڑے تیر انداز معلوم ہوتے ہو ایسی خطا نہ کرنا ورنہ مفت نشانہ تیر قضا ہوگے یا کسی گوشہ میں اسیری کی چلہ کشی کرنا ہوگی رستم ثانی نے کہا تو بڑی دریدہ ذہن معلوم ہوتی ہے جگت بازیاں کرتی ہے جبتک سزا نہ پائیگی نہ مانیگی یہ فرما کر تیر ترکش سے کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ کر کے مارا لیکن جیسے ہی تیر قریب پہونچا بط نے منقار کھولکر اُف کی ایک شعلہ نکلا کہ تیر جل گیا سلیمان شاہ تو یہ رنگ دیکھکر تھرا گیا فہیم روشن راے سے کہا دیکھتے ہو کیا بھولی بھولی باتیں ہیں کہ بط سے لڑ رہے ہیں فہیم نے کہا اے شاہ اس جرأت کو تو ملاحظہ فرمائیے کہ سوا آگے بڑھنے کے قدم پیچھے نہیں سرکتا دوسرا ہوتا تو جس وقت بط نے بطور انسان گفتگو کی تھی مارے خوف کے گر پڑتا ورنہ جب تیر جل گیا اور حربہ بھی خالی گیا پھر جرأت آگے بڑھنے کی نہ کرتا یہ بطیں نہیں ہیں خدا جانے کون بلائیں ہیں لیکن رستم ثانی کو جو غصہ آیا دوسرا تیر مارا وہ بھی جل گیا تیسرا تیر مارا یہانتک کہ ترکش خالی ہوگیا بط قہقہہ مار کر بولی کہ اب کہو جاؤ اور تیر لے آؤ رستم ثانی نے کہا اب یہاں سے کہاں جائینگے جبتک اس کام کو نہ کرلینگے کہ جس لیے آئے ہیں دوسری بط نے آواز دی کہ پھر جس کام کو آئے ہو جاؤ ہمسے کیوں لڑ رہے ہو ہمیں کیا ہم تمہارے ہی واسطے کہتے تھے آگے بڑھ کر معلوم ہوجائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ مردار ہمسے نہ بولتی تو ہم کیوں تیر مارتے مردوں کو ٹوکتی ہے بدشگون کرتی ہو بط نے کہا کہ پھر تیر مارا تو کیا بنالیا رستم ثانی کو اور غصہ آیا اور فرمایا کہ اب تجھے تلوار سے ذبح کرینگے یہ کہکر قریب پھاٹک کے آگئے اور قصد کیا کہ گرز مار کر پھاٹک کو گرادوں لیکن جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا پھاٹک نظروں سے پنہاں ہوگیا پشت پر دیوار دیکھی ایک صحراے لق و دق نظر آیا تو اس وادی ہولناک میں پھنسے لیکن انکے پھنستے ہی دوسری بط نے آواز دی کہ افسوس نہ مانا کہنا اور اپنے ہاتھ سے آپکو گرفتار بلا کیا اور سارا حسب نامہ رستم ثانی کا بیان کردیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں کا پوتا فلاں کا پرپوتا یہ نام اسیر پنجہ تقدیر ہوا یہاں سلیمان شاہ نے بھی رستم ثانی کو اندر پھاٹک کے قدم رکھتے دیکھا پھر نہ معلوم ہوا کہ رستم کہاں گئے دل میں کہا کہ افسوس یہ بھی جاہل المزاج معلوم ہوتے ہیں اپنے کو یوں گرفتار بلا کیا کہنا نہ مانا غرضکہ سلیمان شاہ کو بحالت انتظار چھوڑ دیجیے

اور اب چند کلمے داستان سطوت بیان سلطان سلاطین حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب حمزہ صاحبقران عالیشان کے سماعت فرمائیے کہ امیر باتوقیر بتلاش عمرو بن حمزہ و لندھور و سلیمان اعظم طرف طلسم قلزم کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو

بن اُمیہ حمزہ سا رفیق قدیم ساتھ ہے گو اکثر ایسا ہوا ہے کہ امیر و عمرو تنہا کسی صحرا و کوہ میں تباہ رہے ہیں لیکن وہ وقت
اور تھا کہ صاحبقران بھی جوان تھے عمرو بھی جوان تھا انکے پاس اسباب صاحبقرانی انکے پاس بانہائے عیاری
سب سامان ہر طرح کے مہیا تھے اب وہ وقت ہے کہ عالم ضعیفی کے دلولے پست گوشہ نشینی کا زمانہ راحت پرستی
کے ایام لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتی اب امیر اس لائق ہیں کہ تنہا صحرا صحرا
پھریں کہانتک بیان کیا جائے کہ قریب پہر دن رہے سے ایک وادی پُرہول میں پہونچے دیکھا کہ کوسوں
تک درخت نظر نہیں آتا زمین پر گیاہ کا نام نہیں لیکن توکلت علی اللہ چلے جاتے ہیں جاتے جاتے جب وسط صحرا میں پہونچے
دیکھا کہ درمیان میں ایک دریا حائل ہے امیر قریب اس دریا کے آئے چاہا کہ چُلّو میں پانی لیکر چہرہ پر ڈالیں جب
ہاتھ قریب لائے تو بجائے آب ریگ دیکھی معلوم ہوا کہ یہ دریائے ریگ ہے نہایت تردد و انتشار ہوا کہ اب
کیا کریں کہاں جائیں بغیر منزل مقصود تک پہونچے پلٹنا آئین صاحبقرانی کے خلاف ہے اور آگے راستہ نہیں
دریائے ریگ حائل ہے جائیں تو کہاں جائیں قیام کریں تو کہاں کریں کوئی درخت تک نہیں ہر طرف لقِ و دق
میدان نظر آتا ہے جو جو وقت شام کا قریب ہوتا جاتا ہے صحرا سائیں سائیں کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درندوں تک کو
اس صحرا نے پھاڑ کھایا ہے اسی حالت میں وہ وقت ہو گیا کہ قافلہ انجم نے سبزہ زار فلک پر پہونچکر مقام کیا اور خیمہ
سیاہ شب برپا ہوا مشعل ماہ فروزاں ہوئی امیر با توقیر نے عمرو سے فرمایا کہ کیوں خواجہ اب کیا کریں عمرو
نے عرض کی کہ آپ جانتے ہیں میں کیا بتاؤں کیوں اس صحرا میں آئے اپنے ساتھ مجھکو بھی خراب کیا اور اب
وہ سامان بھی میرے پاس کہاں کہ جہاں تمنے کہا وہیں خیمہ ڈیرہ کھانا پینا سب کچھ مہیا ہو گیا خدا بر آگ سے اس ناشدنی
عمرو ثانی کا کہ میری عمر بھر کی کمائی سب مجھسے لی ہاتھ پاؤں میرے کٹ گئے اب اگر کوئی افتاد پڑی میرے
دشمنوں پر پڑے تو کچھ نہیں کر سکتا ہزاروں میرے دشمن اور یہ بے سر و سامانی اور اے حمزہ تو تو بڑھاپے
میں کچھ سٹھیا گیا ہے کہ طلسم کشائی کے شوق میں چلا ہے جسپر جیسی پڑیگی جھیل لیگا یہاں آپ زندہ جہاں زندہ
آپ مردہ جہاں مردہ علاوہ اسکے تیری اولاد جہاں جائیگی دوست ہو یا دشمن شان و شوکت کے ساتھ
جائے یا اسیر بلا ہو کر جائے ہر جگہ پروردگار عالم مدد کرتا ہے حافظ حقیقی بچا تا ہے اگر انکی تقدیر میں رہائی ہے خود
چھوٹ جائیں گے شان و شوکت کے ساتھ آئیں گے اگر قسمت میں اسیر رہنا یا قتل ہونا ہے تو آپ جا کر کیا
کر لینگے کا عمرو بیٹا حمزہ کچھ تجھے کسی طرح یا یہ کسی کا نہیں رکھتا لڑنے بھڑنے کو کافی ہے امیر نے فرمایا او بیمروت
و بےحمیت ایک بات کا تجھے جواب سمجھے طویل تقریر نہیں اچھی معلوم ہوتی تو اگر تجھے اپنی جان پیاری ہی ہے
چلا جا عمرو نے کہا تو یہ خوب جانتا ہے کہ میں تجھے تنہا چھوڑ کر نجاؤنگا اسی سے ایسی باتیں کرتا ہے امیر نے فرمایا
واللہ میں نہیں چاہتا کہ میرے باعث سے تو کسی آفت میں پھنسے میں خوشی سے کہتا ہوں کہ تو چلا جا عمرو نے کہا
حمزہ زندگی بھر تو ساتھ دیا اب اسوقت کسی وقت میں کیا چھوڑ دونگا اپنے کو رسوائے عالم کرونگا عمرو کی یہی تمنا ہے کہ دنیا
سے بھی ساتھ اٹھیں الحاصل وہ شب کا تھا وہ صحرائے لق و دق ہوا کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا لیکن
پروردگار عالم نے ہر جگہ کے سامان سے رکھے ہیں اگر گھر میں وا سطے استراحت کے پلنگ اور مسہری ہے تو جنگل
میں بستر خاک ہی کافی ہے اگر سر پر سایہ سقف نہو تو سایہ آسمان ہی بہت ہے گھر میں روشن شمع و چراغ ہوتے ہیں
صحرا میں کرم شب تاب یا مشعل ماہ یا چراغ ہائے شعلہ غول بموجب شعر مشہور ہیں روشنی کے وادی وحشت میں چراغ
شب ہوئی اور مشعلیں لاکھوں فروزاں ہو گئیں امیر با توقیر نے تکیہ بر خدا زمین پر ٹیک کر بسم اللہ سے نماز مغرب ادا

ادا کی بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکے درگاہ آلہی مین مصروف دعا ہوے کہ اے رب پاک ذات اے
خالق کائنات اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوائے تیرے کون مددگار و معاون
ہے جبتک تیرا حکم ہوا ہفت اقلیم مین صاحبقرانی کی اب حکم تیرا گوشہ نشینی کو ہوا اُس جاہ و منزلت کو ترک کرکے
فقیری اختیار کی لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین نہین لینے دیتی اس اپنے بندہ عاجز کی مدد کر
اور میرے بچھڑے ہوے دوست لندھور اور دونون فرزند و نبیسے مجھکو ملا دے بیڑا اس دریائے وقت سے پار
لگا دے یہ دعا کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے عمرو پشت پر کھڑا ہوا آمین کہہ رہا تھا اور آنسو خواجہ کی آنکھون
سے بھی جاری تھے چہرے پر آثار پریشانی طاری تھے جب امیر نے مناجات سے فراغت پائی سو رہے یہ
گئے دنیا خسارہ خاک پر رکھ دیا لیکن جھونکا ہوا سے سرد کا جو آیا امیر و عمرو دونون سو گئے اللہ اکبر
عجب گردش ہے اس فلک کج رفتار کی یہ وہی صاحبقران ہین کہ جنکے حکم سے سرکشان و بادشاہان ہفت
اقلیم مین آج بستر خاک ہے اور وہ جسم پاک ہے لیکن جب سو گئے تو کچھ خبر نہین کہ زیر سر تکیہ ہے یا زانوی
محبوب ہے یا سنگ خارا ہے حقیقت مین جو مشہور ہے کہ ہو یا مردار ہے اگر خاک سے اچھا ہے
اچھا نہین کیونکہ ع آغاز ہی خاک ہے انجام ہی ہے + ہر شخص ابتدا خاک سے پیدا ہوا اور آخر
خاک ہو جائیگا شعر خاک کا پتلا بنا اور خاک کی تصویر ہے تو خاک مین مل جائیگا اور خاک
دامنگیر ہے الغرض لیکن جسوقت امیر عالم رویا مین پہونچے دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو پریشان نہو کہ اولاد تیری بخیر و عافیت ہے اور تجھ سے ملیگی یہ بھی ایک مصلحت ایزدی ہے کیونکہ عمرو
حبشی کا کام مرنا چاہتا ہے سن اُسکا کئی سو برس کا ہو چکا ہے اب زمانہ اُسکے انتقال کا قریب ہے اور قسمت مین
اُسکی مٹی تیرے ہاتھ کی بدی ہے اگر یہ افتاد نہ پڑتی تو اس طرف تو کیونکر آسکتا اور تجھے کیا ضرورت تھی لہذا
یہ انگشتری لے اور اسے پہن کر اسی دریائے ریگ مین کود پڑ منزل مقصود پر تو پہونچ جائیگا اپنے بچھڑے ہوؤن
کو پائیگا چاہتے تھے امیر کچھ اور پوچھین کہ حضرت نظرون سے غائب ہو گئے جسوقت ہنگام سحر قریب ہوا اور روز
انجم نے رخت سفر باندھ کر کوچ طرف مغرب کے کیا خیمہ سیاہ شب اکھڑا امیر بانو خواب سے بیدار
ہوے عمرو کی بھی آنکھ کھلی امیر نے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی تمام صحرا کو معطر پایا عمرو سے خواب اپنا بیان کیا
عمرو نے کہا حمزہ انگوٹھی دینے کے بھروسے نہ رہنا ایسا نہو کسی نے دھوکا دیا ہو کیونکہ جب تجھے صاحبقرانی
سے سروکار نرہا تو حضرت پہلے مدد کیون آنے لگے اگر تو تیرے بیٹے پوتون کی اعانت سے کب فرصت تھی کہ
جو تیری خبر کو آئین اب جو لوگ راہ خدا مین لڑ رہے ہین وہ اُنکی خبر لینگے یا تجھے پوچھینگے افسوس کہ ای
حمزہ اگر تو صاحبقرانی کو نہ ترک کرتا تو اب تک تمام عالم مین دین اسلام پھیل گیا ہوتا بھلا ان بچون
سے کیا ہوتا ہے جیسے حمزہ ثانی تیرا فرزند ہوا یا عمرو ثانی خدا اسکو غارت کرے میرا بیٹا ہے یہ سب لیاقتین
ہین خالی زور و طاقت کے بل پر تھوڑی صاحبقرانی ہوتی ہے یا سامان عیاری کے ہونے سے کیا کوئی عیار
ہو جاتا ہے خیر جو گذشت گذشت ای حمزہ تیرے ہی بدولت میری بھی زنبیل و گلیم وغیرہ میری زندگی بھر
کی کمائی سب گئی اگر تو بانٹے صاحبقرانی کے نہ دیتا تو مین بھی زنبیل و گلیم وغیرہ کبھی نہ دیتا امیر نے فرمایا اے
مرد عزیز یہ سب سامان جبتک ہماری تمہاری تقدیر کے تھے ہمارے تمہارے پاس رہے اب جنکی قسمت کے
ہین اونکے پاس ہین چند دن اور زندگی ہے کسی طرح بسر ہو جائے گی بہتر ہوا کہ اپنی اپنی حیات مین جو چیز

جس کے لائق تھی اُسے سپرد کر چکے یہان اگر مر جاتے تو کیا چھاتی پر رکھکر لیجاتے فکر کرو یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ اولاد میراث والدین کے لائق ہوئی الحاصل وقت تنگ رہ گیا تھا امیر نے مع عمرو تیتم کے ساتھ فریضۂ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجالائے اور قریب دریائے ریگ کے آئے عمرو سے کہا خواجہ چلتے ہو ہمارے ساتھ عمرو نے کہا مجھے خبط نہین ہے کہ اپنے پاؤن سے قبر مین اُترون زندہ درگور ہون تم ابھی جان سے تنگ ہو جاؤ مین فاتحہ پڑھے دیتا ہون امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور بسم اللہ کہکر اُس دریا مین کود پڑے دیکھا عمرو نے کہ امیر غرق ہو گئے عمرو نے نکالا افسوس کہنا نہ مانا لیکن امیر کے پاؤن جو زمین پر آشنا ہوے اپنے کو ایک صحرا کے دلکشا میدان وسیع مین پایا لباس مین کہین خاک کا دھبا تک نہ تھا انگشتری کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ دہنی جانب جاؤ ایک حجرہ ملیگا وہان محمود حبشی سے ملاقات ہوگی بس کام انجام کو پہونچ جائیگا یہ پڑھتے ہی انگوٹھی ہاتھ سے ناپدید ہو گئی امیر داہنے جانب چل نکلے جاتے جاتے وہان پہونچے کہ جہان وہ حجرہ بنا ہوا تھا دیکھا تو دروازہ حجرے کا وا ہے اور ایک مرد پیر کہن سال با ریش سفید بیٹھا ہوا ہے ہاتھ پاؤن بوجہ ضعیفی کے رعشہ پیدا ہو گیا ہے امیر کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا السلام علیک یا حمزہ صاحبقران عالی شان امیر نے جواب سلام دیا کہ علیک السلام اور اندر حجرے کے تشریف لے گئے محمود حبشی نے معانقہ کیا جائے عمدہ پر بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ آج میری سعادت ہوئی یا امیر مین خدمت مین آپ کے جد بزرگوار کے رہچکا ہون اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا کہ خوشا نصیب تیرے کہ دفن و کفن تیرا میرے فرزند حمزہ کے ہاتھ سے ہوگا اور فلان زمانہ تیرے انتقال کا ہے اور آخر وقت مین تو قیام اپنا طلسم قلزم مین رکھنا کہ وہین وہ آئیگا امیر نے یہ سنکر کہ یہ مصاحب خاص میرے جد بزرگوار کا ہے محمود حبشی کے ہاتھ چومے اور کہا خوشا نصیب میرے کہ مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ آپ ہم صحبت ایسے خدا رسیدہ کے ہین مجھے بھی عالم رویا مین جد نامدار رسالت سے آپکے آگاہ کر گئے تھے لیکن محمود حبشی نے پوچھا کہ آپ کا دوست صادق یار موافق کہان ہے امیر سمجھ گئے کہ عمرو کو پوچھتے ہین فرمایا وہ بڑا ڈرپوک ہے کنارے دریاے ریگ تک میرے ساتھ آیا پھر وہین ٹھہر گیا لیکن میری فرقت مین نہین معلوم اُسپر کیا گذر رہی ہوگی بعد اسکے محمود حبشی نے احمد حبشی سے کہ ملازم اُسکا تھا کہا کہ جاکر قلزم شاہ کو اطلاع کر کہ حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین احمد حبشی براے اطلاع روانہ ہوا امیر نے پوچھا کہ میرے دو فرزند اور ایک رفیق میدان جنگ سے غائب ہو گئے تھے اُنھیں کی تلاش مین مین نکلا تھا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ اسی طلسم مین ہین محمود حبشی نے کہا کہ قلزم شاہ کے آنے پر یہ معلوم ہو سکتا ہے لیکن احمد حبشی نے قلزم شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ صاحبقران عالی شان داخل طلسم ہوے قلزم شاہ نے حیرت سے پوچھا کہ کیونکر احمد حبشی نے یہ کہا کہ مین نہین جانتا قلزم شاہ نے طوفان جادو سے کہا کہ کیا تیرے آنکھ نہ تھی کہ یہان سرحد طلسم سے بغیر تیری اجازت کے کوئی آ نہین سکتا پھر امیر یا تو پیغمبر ہے یا کوئی اہل طلسم ہو غرضکہ قلزم شاہ اُسی وقت سوار ہو کر خدمت صاحبقران عالیشان مین حاضر ہوا اُنکی تسلیم بجالایا چلتے ہی عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لائے امیر نے تعریف کی اور فرمایا کہ اے قلزم شاہ تو [illegible] مین [illegible] بھی [illegible] معاملات مین کسی کو دخل نہ [illegible] میرے فرزند [illegible] کچھ خبر ہے مجھے معلوم ہوا [illegible]

ساحر تمہارے طلسم کا اُنہین اُٹھا لایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین یکا دوست لندھور بن سعدان
کرد اور دونون فرزند آپ کے مع دشمنان طلسم کے موجود ہین دیوؤن کو مین نے قید کرا دیا ہے فرزند رفیق آپکے آرام
سے ہین امیر نے فرمایا بلاؤ اُنکو قلزم شاہ نے عرض کی کہ اگر مناسب جانئے تو اس خیمہ کے کلبہ احزان کو منور فرمائیے
فرمائیے جہان حضور نے یہانتک آنے کی زحمت کی اتنی تکلیف اور گوارا فرمائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے لیکن پہلے
میرے رفیق خاص یار وفادار عمرو بن امیہ نابکار کو کہ کنارے دریا کے سنگ پر بین اُسے چھوڑ آیا ہون بلوا لو پھر مین
چلونگا قلزم شاہ نے طوفان جادو کی طرف اشارہ کیا طوفان اُسی وقت تبلاش عمرو روانہ ہوا یہان خواجہ
فرقت صاحبقران زبان مین رو رہے تھے بلک بلک کر دعا کر رہے تھے کہ اے رب پاک ذات اے خالق
کائنات اے حافظ حقیقی والے رب حقیقی تو حمزہ کا معین و مددگار رہنا میری کیا شامت تھی کہا تھا حمزہ کے چلا
گیا اگر خدا نخواستہ اُسپر کوئی آفت پڑی تو مین یہان سے جا کر خلق کو کیا منھ دکھاؤنگا اُسکی اولاد سے کیونکر
سامنا کرونگا عمر بھر کی محنت جانبازی خاک مین ملجائیگی سب یہی کہین گے کہ عمرو کو اپنی جان پیاری ہوئی اور
وقت آخر مین صاحبقران کا ساتھ چھوڑ دیا ادھر تو یہ خیالات اُدھر بھوک کی شدت پیاس کا غلبہ تیار رہے
نہ مددگار رہے کہ یکایک ایک برق چمکی اور نیچہ کڑک کر گرا کمر زنجیر کا نیچہ پکڑ کر بالائے ہوا لے چلا عمرو چلایا ارے
ظالم تو کون ہے تو جسے سمجھا ہے مین وہ نہین ہون ارے دوست دشمن کو پہچان لے اگر تو حمزہ کا دشمن ہے تو مجھے
اُس سے کوئی سروکار نہین اسنے صاحبقرانی کی سیکڑون ساحرون سرکشون کو مارا مین بیچارہ تین پیسہ کا پیادہ
جو کام ملازمون کے ہوا کرتے ہین وہ کیا کیا لیکن نیچہ نے ایک سماعت نہ کی بلکہ اُنکی باتون پر بار بار آواز
قہقہہ کی آتی تھی عمرو کی جان نکلی جاتی تھی طوفان جادو باتون پر خواجہ کی ہنسنا ہوا عمرو کو لئے ہوئے سامنے
قلزم شاہ اور صاحبقران ذیجاہ کے آیا خواجہ کو زمین پر اُتارا عمرو متوجہ ہوا بیہوش ہو گیا تھا امیر نے
پانی منھ پر چھڑکا اپنے دامن سے ہوا دیکر ہوشیار کیا عمرو نے جو آنکھ کھولی امیر کو دیکھا پھر آنکھ بند کر لی
امیر نے فرمایا او مکار یہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اب مجھے تیری صورت اچھی نہین معلوم ہوتی تو اپنی اور میری
دونون کی جان کا دشمن ہے آپ بلا مین پھنسا تھا تو مجھکو بھی یہان بلا بھیجا امیر نے فرمایا اُٹھئے یا اچھی طرح
اُٹھاؤن عمرو ڈرا کہ ایسا نہو گھونسا ماردین تو کام ہی تمام ہوجائیگا جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کس خطا کے
پھندے مین پھنسے کس بیدرد کی نوکری کی لیکن محمود حبشی نے کہا خواجہ سلام علیک مزاج شریف عمرو نے
جواب سلام دیا اور کہا الحمد للہ لیکن مین نے آپ کو نہین پہچانا امیر نے حال محمود حبشی کا بیان کیا کہ یہ ایسے مرد
بزرگ ہین خواجہ نے بھی جھک کر مصافحہ کیا لیکن امیر سے بہت شکایت کی عمرو نے کہا کہ حمزہ اب وہ خطا
ہوائی کہان گئی کہ جسے چاہا نیچہ نشکر چور کی طرح عمرو کو اٹھا لیا ارے کوئی اپنے چاہنے والے اور دوست کو یون نہین
بلاتا ہے قلزم شاہ سمجھا کہ خواجہ کو تکلیف ہوئی طوفان جادو پر نہایت خفا ہوا کہ تعظیم و تکریم کے ساتھ نہ لایا
اور کوڑا لیکر مارنے کو اٹھا لیکن امیر با توقیر نے سعی فرمائی اب قلزم شاہ امیر و عمرو و محمود حبشی کو اپنے ہمراہ
لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا وہان خبر لندھور و سلطان اعظم و عمرو بن حمزہ کو ہوئی کہ صاحبقران بھی
داخل طلسم ہوئے قلزم شاہ برائے استقبال گیا تھا امیر کو ساتھ لئے ہوئے آتا ہے یہ بھی خوش ہو ہو کر برائے
استقبال چلے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی ان تینون آدمیون نے صاحبقران کو سلام
کیا امیر نے دعا دی غرضکہ قلزم شاہ سبکو ساتھ لئے ہوئے قصر شاہی مین آیا مقام آئی پر امیر کو جگہ دی اور جاسے

مناسب پر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو بٹھایا محمود حبشی ایک سمت آکر بیٹھا امیر نے فرمایا اے قلزم
شاہ تمنے ان تینوں آدمیوں کو کس غرض سے بلوایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ غلام مدت سے سنتا آتا
تھا کہ صاحبقران اور نیز انکی اولاد و رفیقوں مین ایسے ایسے زبردست و بہادر ہین کہ دیوؤں کو مار ڈالتے ہین
چنانچہ دیو ہزار دست کا واقعہ دیو خرچنگ آہن شاخ کا قصہ اور آپکے ہاتھ سے دونوں کا مارا جانا یہ سب
مین نے سنا تھا نہایت اشتیاق تھا کہ مین ایسی جنگ کو کیونکر دیکھوں فی الحال مجھے خبر پہونچی ہے کہ
گلستان ارم مین دو دیو چڑھ کر آئے ہین اور مقابلہ ہو رہا ہے مینے طوفان جادو سے کہا کہ تو جا کر دیوؤں
کو مع اولاد امیر اوٹھا لا کہ تماشاے جنگ دیکھوں امیر نے فرمایا خود کیوں نہ چلے آئے قلزم شاہ نے
عرض کی کہ یہ امر آئین طلسم کے خلاف تھا اہل طلسم کو سوائے سرحد ملک کے حکم نہین کہ بیرون طلسم جائین اور
پھر آئین اس سبب سے یہ قصور سرزد ہوا امیر نے فرمایا کہ پھر تماشا جنگ کا دیکھا قلزم شاہ نے کہا کہ ابھی نہین
مینے دیوؤں کو قید کر کے پہلے شاہزادوں سے اپنا قصور بیان کر کے بخشوایا پھر خدمت و ضیافت مین مصروف
رہا امیر نے فرمایا کہ اچھا اب دیکھو بلواؤ ان دیوؤں کو قلزم شاہ نے داروغہ زندان سے کہا کہ لاؤ قیدیوں
کو نگہبان زندان اوسی وقت دیو کرکرہ اور دیو مرمرہ کو لیکر حاضر ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے خود اوٹھ کر
ہتکڑیان بیڑیان حریفوں کی کاٹ دین دیو کرکرہ نے رہائی پاتے ہی لندھور پر حملہ کیا لندھور بھی لپٹ
پڑے کشتی ہونے لگی اودھر سلیمان اعظم دیو مرمرہ پر جا پڑے دیو ان سے لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے امیر نے
قلزم شاہ سے کہا کہ تماشا دیکھو اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی اپنے برادر خرد کا زور دیکھنے لگے لیکن کرکرہ نے
دیکھا کہ وہی آدمزاد بلائے بے درمان ہے اس سے جانبری دشوار ہے گھونسا لندھور کو مارا بس گھونسا
کھاتے ہی یہ معلوم ہوا لندھور کو کہ پسلیان چور ہو گئین کہان دیو کہان انسان لیکن یہ بھی ایسے انسان
ہین کہ دیووں سے کلہ بکلہ لڑتے ہین بس طیش کھا کر اب جو زور کرتے ہین دیو کو قدم جمانا دشوار ہو گیا بس اوٹھی
ہو کر جو جھٹکا مارا دیو پہلو کے بل زمین پر آ رہا لندھور نے آتے آتے چت کر لیا اور کود کر چھاتی پر آواز دی کہ
او مردود دیکھا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین دیو نے کہا لاکھ جانین ہون تو نام پر خداوند طلبیس
کے نثار ہین بس لندھور نے ایک ہاتھ زیر زنخدان دیا اور دوسرا ہاتھ جانب قفا دراز کر کے
پیچ دیا اور جھٹکا مار کر دھڑ سے سر کھینچ لیا لاشہ دیو کا زمین پر پھڑکنے لگا قلزم شاہ کے ہاتھ پاؤں مین
تھرتھری پڑ گئی کہ اللہ رے زور پھر یا توقیر نے تعریف کی لندھور اپنے دنگل شوکت پر آکر متمکن ہوئے
ادھر سلیمان اعظم کہ دیو مرمرہ سے مصروف تلاش تھے دیو اور انسان کی لڑائی کیا جب دیو سیدھا ہو
جاتا ہے گردن تو کجا کمر تک بھی ہاتھ نہین پہونچتا اڑنگے لگا کر اسکو گراتے ہین پھر گرفت نہین بن پڑتی دیو
نکل جاتا ہے اسکے موٹے موٹے بازو ہاتھ مین بھی نہین آتے کہ روکین لیکن جیسے ہی انھون نے دیکھا کہ لندھور
نے دیو کرکرہ کو چت کیا اور دھڑ پر سے سر کھینچ لیا ساتھی انھون نے بھی اڑنگا لگا کر دیو کو گرایا اب جو دیو نے
اوٹھنے کا قصد کیا شاخ اسکی پکڑ لی ہر چند دیو نے زور کیا نہ شاخ چھوٹی نہ اوٹھ سکا بلکہ ایک گھونسا جو گردن
پر مارا دیو چیخ مار کر گر پڑا اسکے چلانے سے یہ معلوم ہوا کہ پردے کان کے پھٹ گئے سلیمان اعظم نے نعرہ
کیا کہ اب بھی لعنت کر ابلیس پر تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا مرنا بہتر اور دین تمہارا اختیار کرنا نہین بہتر
ہے سلیمان اعظم نے ایک لات سر پر دیو کے اس زور سے ماری کہ سر پاش پاش ہو گیا اور دیو پھڑک کر مر گیا جس وقت

بھی خراب ہوتی ہے دو دو دن مردہ پڑا رہتا ہے غرضکہ یہاں سے بھی آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مینار بلند ہے کلس پر اسکی ایک
طاؤس رقص کر رہا ہے اور بیرون سے اسکے گلہائے بوقلموں گر رہے ہیں اور ہر پھول ایک طرفہ عجائب نرالی خوشبو
کا ہے اسکے بعد ایک گنبد نظر پڑا کہ بالائے ہوا چرخ مار رہا تھا دیکھا یک بعد ایک ساعت کے گنبد نظروں سے پنہاں
ہو گیا پھر بعد کچھ ساعتوں کے بالائے ہوا اسی مقام پر کہ جہاں تھا معلوم ہونے لگا کہ یا تماشا گذارش کیا جائے
کہاں روز سیر چمن رہا اور تینوں دن امیر کو قلزم شاہ نے نئے تماشے مثل اسکے کہ جیسا بیان ہو چکا ہے
دکھلائے امیر نے بہت تعریف کی کہ تمہارا طلسم نیرنجات سے مملو ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ تم [illegible]
ہو قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا امیر یہ کام نیرنجات اور حکمیہ سے ہیں میرے طلسم میں جو جادو و ساحری کا کام ہے
آپ یہ نہ خیال فرمائیگا کہ یہ سب چیزیں سحر کی بنی ہوئی ہیں بلکہ بانی اس طلسم کے کمال ہیں امیر نے اسکی اور
زیادہ تعریف کی قلزم شاہ نے عرض کی کہ ایک مقام اس طلسم میں نہایت متبرک ہے کہ اگر اس جگہ کو آپ
دیکھینگے تو نہایت مسرور ہونگے اور صاحبقران کو ہمراہ لیکر ایک احاطہ میں آیا جس وقت امیر داخل احاطہ
ہوئے دیکھا کہ فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک صحبت آراستہ ہے امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ محفل کس کی ہے قلزم شاہ
نے عرض کی کہ اسکو بزم خاموشان کہتے ہیں یہ اہل صحبت باہم کلام نہیں کرتے فقط زبان حال سے باتیں ہوتی
ہیں گویا ایک کا دوسرے سے یہ اشارہ ہے کہ مجبور ہیں زبان اختیار میں نہیں ہاتھ پاؤں و پائے شکستہ کام
لینے کے قابل نہیں یاں کسی وقت میں مثل اور لوگوں کے صاحب قوت لسانی و طاقت بیانی تھے اور حس
حرکت جسمانی بھی باقی نہیں لیکن جسوقت امیر باتوقیر اس محفل میں پہونچے کسی نے سلام کیا نہ تعظیم دی نہ
مزاج پوچھا بلکہ امیر نے انہیں سلام کیا جب بھی جواب سلام نہ آیا قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
جسم انکے اصلی نہیں ہیں بلکہ اجساد نقلی ہیں یہ سب تصویریں پتھر کی ہیں لیکن مصور انکا ایسا تھا کہ فقط جان
ڈالنے کی کمی رہ گئی ہے ورنہ وہی صورت وہی ہیئت ہے امیر نے فرمایا یہ تصویریں کن لوگوں کی ہیں قلزم شاہ نے
عرض کی کہ وہ سامنے جو تصویر کلاں ہے جناب آدم علیہ السلام کی ہے پہلو میں انکے شبیہ حضرت ہابیل کی ہے برابر آپکے حضرت
شیث کی تصویر ہے بعد انکے حضرت نوح یہانتک کہ تین ہزار پیغمبروں کی تصویریں ہیں اور آگے ہر تصویر کے ایک ایک
لوح رکھی ہے کہ اسپر نام صاحب تصویر کا کندہ ہے امیر یہ سنکر بہت روئے اور انجام پر خیال ہوا کہ افسوس جب
ایسے ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ رہے تو ہمارا کیا ذکر ہے حقیقت میں کل نفس ذائقہ الموت سوا ذات معبود کے کسی کو
بقا نہیں ہے بموجب شعر ذات معبود جاودانی ہے ۔ باقی جو کچھ ہے وہ فانی ہے ۔ امیر اسی عالم میں اسقدر روئے کہ آنسو
گریبان تک جاری ہوئے تمام پیغمبروں کے لئے فاتحہ پڑھنا شروع کیا تین روز امیر کو یہیں گذرے چوتھے
دن احمد حبشی گھبرایا ہوا پہونچا اور عرض کی کہ محمود حبشی کا غیر حال ہے امیر مع قلزم شاہ و لندھور و [illegible]
سلیمان اعظم و عمرو احاطہ سے باہر آئے اور خیمہ محمود حبشی کی طرف چلے اتنے میں کچھ اور لوگ آئے اور انہوں نے
عرض کی کہ محمود حبشی نے انتقال کیا امیر نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور سامان تجہیز و تکفین کرکے محمود حبشی
کو دفن کیا تلقین خود پڑھی روئے بعد اسکے قلزم شاہ سے فرمایا کہ اب مجھے گلستان ارم میں پہونچا دو کیونکہ
آسمان پری مادر سلیمان اعظم بہت پریشان ہوگی قلزم شاہ نے ایک بساط بسیط منگوا کر امیر کو مع
فرزندان و رفیق تخت پر سوار کرکے طوفان جادو سے کہا کہ تو ساتھ جا اور صاحبقران
کو بخیر و عافیت پہونچا آ طوفان جادو نے بساط کو اشارہ کیا بساط بالائے ہوا اڑکر روانہ ہوئی

لیکن یہان گلستان ارم مین بعد جانے امیر کشورگیر کے ملکہ آسمان پری چشم انتظار وا کرکے بیٹھی ہے روز عبدالرحمن جنی طلب ہوتے ہین اُنسے پوچھا جاتا ہے کہ اب امیر مع فرزندان باتوقیر کب آئینگے عبدالرحمن جنی عرض کرتے ہین کہ ملکہ آفاق آپ اطمینان رکھیے صاحبقران اور آپکا فرزند سب بخیریت ہین دوست کے گھر مہمان ہین جب دعوت ضیافت سے فرصت ہوگی تو آئینگے ادھر معشوقہ لندھور ما درا پریشیون دل مین دعائین کرتی ہین کہ پروردگارا شاہزادہ ہندوستان کو تیری امان مین دیا ہے تو ہی ہر جگہ نگہبان ہے ادھر معشوقہ عمرو بلبلا بلبلا کر دعائین کرتی ہے ایک روز ملکہ آسمان پری بالاخانہ پر جلوہ افروز ہین گرد و پیش پریون کا مجمع ہے باغ حسن کھلا ہوا ہے ملکہ فرشتہ سلطان پہلو مین بیٹھی ہے یکایک جانب آسمان سے ایک تکہ ابر جنوب نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک وہ ابر قریب آیا دیکھا تو امیر باتوقیر مع فرزندان ورفیقان تخت پر جلوہ افروز ہین ملکہ آسمان پری بارے تعظیم اٹھ کھڑی ہوئی لیکن تخت امیر نے زیر بام اتروا دیا اور آکر آسمان پری سے ملے ملکہ آسمان پری نے بڑی خوشی کا جشن کیا لندھور اپنی معشوقہ سے ملے اور عمرو اپنی معشوقہ سے ملے بعد مدت کے تمنائین نکلین مرادین برآئین دوسرے روز امیر آسمان پری سے کہا کہ اب مجھے خانہ کعبہ پہونچا دو آسمان پری رونے لگی اور کہا ای آدمزاد بیمروت اسکا فکر اپنی عمر یہین بسر کر جیسے خانہ کعبہ مین رہے ویسے یہان امیر نے فرمایا اطاعت معبود مین فرق آئیگا جب ہر وقت تمھارا ساتھ رہا تو بندگی بے نیاز کہان اور ادھر عمرو اپنی معشوقہ سے ملکر روئے لندھور اپنی مطلوبہ سے رخصت ہوئے سلیمان اعظم نے امیر سے عرض کی کہ انشاء اللہ غلام بھی حاضر ہوگا مگر وقت خدمت امیر پرستان مین ایک ہنگامہ برپا تھا کہ دیکھیے اب قدوم میمنت لزوم امیر کے پھر کبھی اسطرف آتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ ای آسمان پری اب وقت ہمارا آخر سمجھو کوئی امید زندگی نہین اس نفس کا کیا اعتبار آیا یا نہ آیا اب وہ حال ہے شعر چراغ صبح گاہی ہے مری زیست ہر نفس فرقت مین جھونکے ہین ہوا کے غرضکہ بعد گریہ بسیار امیر رخصت ہوکر مع عمرو لندھور و عمرو بن حمزہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے اور پہونچکر سرزمین مکہ مین قیام کیا کہ اب انکا حال پھر کسی وقت گذارش کیا جائیگا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان جانشین کوچک سلیمان حمزہ ثانی عالی شان بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان طبل جنگ بج رہا ہے لشکر مین ہنگامہ ہے کہ کل کے روز کوئی ملعون افلاک رو بین تن ہے وہ مقابلہ کریگا تیاری جنگ و جدال ہو رہی ہے کوئی بہادر جوہر ہاے جنگ کو دیکھ رہا ہے تلوارون پر صیقلین ہو رہی ہین پھل برچھیون کے آبدار کیے جا رہے ہین سرپان تیرون کی باڑھ دار کی جا رہی ہین جو قدر انداز نہایت آزمودہ کار ہین تیرون کے خم نکال کر درست کر رہے ہین لشکرون مین طلایہ کا گشت پھر رہا ہے آواز ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہے کہانتک گذارش کیا جائے کہ یکایک زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور وفور نور برطرف ہونے لگا سیاہی شب مانند سپہر کٹنے لگی خطوط شعاع شمشیر آبدار کا کام کر رہے تھے ماہ تاباں مع فوج انجم شکست خوردہ و ہزیمت پردہ جانب مغرب روانہ ہوا شاہ خاور مشرق سے تاج زرین پر سر شمشیرہاے خط شعاعی کھینچے ہوے برآمد ہوا ادھر اہل اسلام نے جلد جلد فریضہ سحری کو ادا کیا ادھر لشکر کفار نے اپنے طور پر پرستش سے فراغت کی اب لشکر جانب میدان روانہ ہوے دو گھڑی

دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا ایک جانب جناب حمزہ صاحبقران ثانی باشوکت خسروانی مع لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہو کر آپ چالیس قدم مرکب اپنا آگے صفوں سے بڑھا کر زینت صاحبقرانی ہوئے داہنی جانب لندھور ثانی با فوج ہندوستانی بدیع الملک دلاور مع لشکر ظفر اثر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران اسی طرح سرداران دست راست مانند بدیع الزمان فرامرز عاد مغربی داراب کشور کشا شہنشاہ گوہر کلاہ تورج نامور کرب ولاور بائیں سمت مالک ثانی جرأت عرب کی نشانی کیخسرو نامدار فرزند بادشاہ عالی وقار ایرج نوجوان بادشاہ علمشاہ عالی مکان جمہور جہانسوز تیر زن بہادر شاہزادہ طرطوس جمہور دیو سرو رعد رشید نامدار وغیرہ اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کر کے منتظر وقت کھڑے ہوئے کہ دیکھنا چاہیے افلاک رویین تن کیسا جوان ہے اور کیا ٹھہرتی ہے ادھر شہریار نامدار مع فوج بسیار کہ اسکو بھی دعوی صاحبقرانی ہے اسی واسطے ملک فرنگ سے آیا ہے کہ امیر ثانی سے صاحبقرانی لینا چاہیے بڑے جاہ و تجمل سے فوج فرنگ لیے ہوئے با ارادہ جنگ کھڑا ہے وسط لشکر میں تخت ملک پر سیہ سالار فرنگی کا آگے لشکر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی قائم طیقور شیر دل ساعی یار رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے ادھر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع سپاہ میدان جنگ میں آکر قائم ہوا آج یہ ملعون تخت پر سوار ہے نہایت اشتیاق ہے جنگ افلاک رویین کا سردار لشکر شہ کا وہ آہن کلاہ کو کیا ہے فوج ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک ابر محیط چھایا ہوا ہے سمندر موجیں مار رہا ہے سب سردار صف آرائی میں مصروف ہیں داہنی جانب مریخ ستارہ چشم قزل عقرب چشم قلماق اژدر سر تو اراقراط بن تقریط افسر سمنہ صلصال بن وال بن دیلہ جادو داکن جانب خونخوار مریخ پیشانی مندیل فیل گردن سالا سپیل گردان تیریق بن ابیق تقریط بن اقراط وغیرہ قنبر بلیسر طلخال بن صلصال ہے لیکن جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں سپاہیان روم نے میدان کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا آن واحد میں میدان جنگ کو مثل آئینہ کے ہموار کر دکھایا نقیب بہادروں کے دوست نامردوں کے رقیب پیروں کے قریب قریب آکر یوں نہیب دینے لگے کہ ہاں بہادر یہی روز نام و ننگ ہے آج دیکھنا چاہیے کہ کون نام اپنے باپ دادا کا روشن کر کے نام رستم و سہراب اسکو صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہے کون بفتح و فیروزی پھرتا ہے کون کام آتا ہے بستر کا ہم اختر کی طرح دہر تک تابندہ رہے تیغ کی موت جو مر جائے وہی زندہ رہے جس وقت نقیب نہیب دیکر نکلے بہادروں کے خون نے جوش مارا بے اختیار تلواروں کے قبضوں کی طرف ہاتھ جانے لگے بعضے قدم اپنی حد سے آگے بڑھانے لگے افسران فوج نے بڑھ بڑھ کر روکا اسی ہنگام میں افلاک رویین تن نے ایک انگڑائی لی اور گرز گران کو اپنے اٹھا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا مرکب سے اتر کر آستان عبودیت پر پیشانی رگڑی اور اجازت جنگ چاہی لاجورد شاہ نے کہا میں نے تیری موت نہیں پیدا کی ہے بلکہ تجھی کو ان خدا پرستوں کے لئے ملک الموت قرار دیا ہے جا اور ہنر اپنا دکھا یہ سننا تھا کہ افلاک رویین تن نہایت شاد ہوا اور رہوار دگر گرگ پیکر پر سوار عازم میدان قتال ہوا پہلے نوبت سلح شوری کی تیری کے ہاتھ لگے جب بیابان میں غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ و آرزو نے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو اتنا آگاہ سے کیے دیتا ہوں

کہ خداوند نے تمہاری موت میرے ہاتھ سے معین کی ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ ابھی آکر خداوند کو سجدہ کرو ورنہ
ہاتھ سے میرے امان نہ ملیگی یہ سنتا تھا کہ نہایت غصہ آیا اُس شخص کو کہ نام جسکا شاہزادہ جمہور جہانگیر
تیرزن ہے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکے گھوڑے سے اُترکر دست ادب باندہ کر اجازت
حرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے جمہور پھر دوبارہ مرکب پر سوار ہوئے بادشاہ کو سلام کرکے
میدان کارزار روانہ ہوئے افلاک نے جو جمہور کو آتے دیکھا وہیں سے مرکب کو بارادہ [illegible] زنی
دوڑایا لیکن یہ جوں کرگدن پر سوار ہے جمہور گھوڑے پر ہیں جس وقت دونوں قریب ہوئے پہنچے جمہور نے نیزہ کا وار کو
خالی دیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے میں ٹکا و نہیں چلتی ہے کرگدن افلاک کے زور میں دور نکلا چلا گیا
لیکن افلاک نے باگ پھیری اور آکر سامنا کیا جمہور کا جمہور نے نعرہ کیا کہ او قرمساق [illegible]
مار رہا تھا لا ضرب بہادری کی افلاک نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ اجل ہے وار میرا
خالی نہیں جاتا جمہور نے کہا ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں وقت پروردگار تیری ضرب
بچا لیگا اسی وقت اپنا وار کرینگے افلاک نے خبردار ہو کہکر نیزے کا وار سینہ سکندری جمہور پر مارا
جمہور نے نیزہ افلاک کا نیزے پر لیا القصہ نیزے چلنے لگے نیزہ بازی ہونے لگی اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو مچھلیاں گوندھ رہی ہیں سنانیں نیزوں کی جو لڑ جاتی تھیں تو چنگاریاں نکلنے لگتی تھیں سب
تماشائی جنگ دیکھ رہے تھے کوئی ڈہائی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر جمہور نے چکر دیکر
کو بازی نیزہ اپنا لچکا کر نیزہ افلاک کو مانند گیسوے محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے افلاک
کے نکل گیا لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی افلاک نہایت خفیف ہوا اور جھپٹ کر گرز اپنا
اپنے پر سے لیا اور سپر پر خرج دیکر سر جمہور پر وار کیا جمہور نے گرز اپنا بلند کیا لیکن گرز پر جو گرز پڑتا ہے
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوا آتش گرز بلند ہوا کہ جمہور اس
گرد میں پوشیدہ ہو گئے افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم جمہور نے جلدی سے مرکب اپنا گرد سے نکالا
اور آواز دی شعر تو ضرب بے زوری ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + اور گرز اپنا سنبھالا
اور سر افلاک پر وار کیا افلاک نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہے سپر کو مانند قرص پنیر
ریزہ کیا خود کو کاٹا لیکن سر پر مطلق اثر نہوا افلاک نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار نیام سے کھینچ لی
جمہور سے کہا کہ یہ موج بحر فنا ہے آب اسکی سم قاتل کا اثر رکھتی ہے کشتی حیات کو طوفانی کر دیتی ہے زندگی سے
کنارہ کرنا پڑتا ہے خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور تیغ آبدار کا وار کیا جمہور نے دیکھا کہ اس دو
بدل میں سوا زخمی ہونے کے کوئی نتیجہ نہیں ہے کیونکہ یہ مردود رویین تن آہنی بدن ہے مرکب کو داہنی جانب
بڑھایا اور قصد کیا کہ بند دست پکڑوں جسمیں نوبت کشتی کی آجائے پھر زیر کر لینا اسکا مشکل نہیں ہے لیکن قضا
کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی جمہور عیال مرکب پر آرہے جبتک سنبھلیں [illegible]
یہ سوچ چکا تھا خود نیچے کر چکا تھا چار انگل کا زخم سر میں آیا وہیں سے و سنانے تیغ تو جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن
چار انگل کی جو سر سے باہر آئی ہے غشی طاری ہوئی یہ حال جمہور کا دیکھکر فرامرز عاد مغربی شاہزادہ
بہارستان مغرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر جلد پٹ پڑے افلاک نے قصد کیا تھا کہ سر جمہور کا کاٹے
ہوں جو فرامرز نے نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہے خبردار ہوشیار باش کہ منم شاہزادہ بہارستان مغرب فرامرز عاد مغربی تو

کیسا نامرد ہے کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے ادھر آ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا ہے افلاک پکارا اگر آیا ہے
تو یہی انجام تیرا بھی ہوگا بلکہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اُسکی یہی حالت ہوگی کیونکہ خداوند نے موت قتل مسلمانوں کی
میرے ہاتھ سے معین کی ہے فرامرز نے پکارا او بیوقوف تیرا خداوند کیا کیدی ہے اور تو کیا مسخرا ہے لا ضرب بہادری
کی لیکن عیار جمہور اور رفیقان جمہور آکر جمہور کو میدان جنگ سے پھیر لے گئے یہاں افلاک نے فرامرز
پر وار کیا فرامرز نے پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا افلاک نے سر آگے بڑھا دیا تلوار نے فرامرز کی
مطلق اثر نکیا افلاک پکارا دیکھا تو نے خداوند نے میری موت ہی نہیں پیدا کی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
فرامرز نے پھر بڑی جرات و ہمت کے ساتھ وار اسکا رد کیا لیکن بار بار رد و بدل ہوئے دیکھا فرامرز نے کہ تلوار
اس ملعون پر اثر نہیں کرتی انجام یہی ہوتا ہے کہ آخر کار تو بھی زخمی ہو جائیگا یہ خیال کر کے ایک ہاتھ تلوار کا
افلاک کے مارا فرامرز نے مرکب سے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند و بست پکڑ لیں پاؤں گھوڑے کا موش خانہ
میں جا رہا غو وسہ سے گر آیا تلوار افلاک کی سر پہ پہنچی تا خود آبرو اتر گئی وہیں سے دستانہ مارا تلوار ٹوٹ گیا کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے تمام پوشاک رنگین ہو گئی عیار اُنکا جھپٹ کر آیا فرامرز کو
پھیر لیگیا ادھر لاجوردشاہ نے آواز دی کہ اتنی تو قدرت چاہیے آفرین افلاک رومین تن پلٹ گیا لیکن
بعد اسکے واپس جانے کے لشکر کفار سے خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شماسم جادو میدان
میں آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرکب و آرزوئے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے
یہ سننا تھا کہ عدیل بن عادی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان میں آئے رد و گفتگو کے نیزہ
بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے ببرکت اسلام ہوائی کیا صلصال نے کہا نیزہ
بازی تو تم لوگوں سے کرنا بیکار ہے لیکن ہاں اب سامنا تلوار کا ہے یہ کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا عدیل نے سپر
چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ تیغہ لنگر دار تھا سپر سے نہ رکا خود و سپر کو کاٹ کر تا دوا بروا اتر گیا عدیل نے
دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی بعد عدیل کے جمہور بن جمہور نے سامنا کیا اُنکی بھی وہی حالت ہوئی
یہانتک کہ شام تک سات سردار ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوئے دو سردار جان سے مارے گئے شام کو
طبل بازگشت بجا تینوں لشکر میدان حرب گاہ سے پھر کر اپنے فرودگاہ پر آئے لاجوردشاہ افلاک
رومین تن اور صلصال پر سے نثار کرتا ہوا بالائے قیطول آیا شہریار نامدار نہایت بددل کہ
یہ افلاک ملعون عجب طرح کا آدمی ہے کہ تلوار اسپر اثر نہیں کرتی ملک پریسیمائے فرنگی سے کہا کہ خدا
پرستوں پر وقت سخت ہے اور یہ اکثر میرے بھی کام آئے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ کل میں افلاک سے مقابلہ
کروں اور میدان اسکی ٹانگیں چیر کر پھینک دوں پریسیمائے فرنگی نے کہا کہ تمہیں کیا کام ہے جان
اگر وہ لوٹے تو بیشک مقابلہ کرنا ضرور ہے شہریار نے کہا میرا دل نہیں مانتا میں نہ وہ اُسے ٹکڑے کر ڈالونگا
لیکن ادھر زینت بارگاہ سلیمانی یعنی امیر ثانی جو با چشم گریان و دل بریان بارگاہ سلیمانی میں مع
رفقا جمع ہوئے امیر نے فرمایا کہ بڑے تردد کی بات ہے کہ تلوار اس ملعون پر اثر نہیں کرتی پھر کیا کیا جائے
کیسے کیسے سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوئے بدیع الملک نے عرض کی کہ انشاء اللہ کل کے رزم
پیتا لعل ار میدان کارزار میں نکلیگا امیر ثانی نے فرمایا اے بدیع الملک کیا افلاک کے واسطے شاہزادہ طرطوس بہادر جمہور
جہان سوز تیغ زن یا فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب نہیں کافی تھے مگر اُسے کیا کیا جائے کہ جو یہ اپنا

کام نہیں کرتا ہنوز یہی باتیں تھیں کہ جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق سامنے سے
نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر لاجوردشاہ میں پھر طبل جنگ بجا ہے
نے فرمایا شعر بہ تبسم کرتا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی طبل
جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا ادھر لشکر شہریار میں بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے
لگی آخر کار طبل جنگ بیدرنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ہر شخص نے
اپنے اپنے دین و مذہب کے موافق عبادت الٰہی سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا
دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا وہ پیادوں کی ہلچل سواروں کی تگ و پو کہ زمین
کو تزلزل آئے اُس وقت نقیبوں کی نقابت سے ہر طرف سناٹا سا ہوگیا ابھی تہ کام میں افلاک وثین
تن لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا باش اے گروہ خدا پرستان دیکھا تم نے کہ کل
کیا حال کیا تھا میں نے اب بھی دین خدا پرستی سے باز آؤ خداوند رحم دل کو نہ ستاؤ ورنہ یہ سمجھ لو کہ میں تم
خداوند ہوں ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا لیکن افلاک نے دیکھا کہ شہریار کے تیور بد معلوم ہوتے ہیں مرکب
جنبیاں کر رہا ہے اسنے آواز دی کہ میں خاص کسیکا نام نہیں لیتا نہ خدا پرستوں پر ختم نہ تکیوں پر موقوف
ہے جو خداوند لاجوردشاہ سے خلاف ہو وہ آئے اور ہمارا مقابلہ کرے بس یہ سننا تھا کہ شہریار نامدار نے
مرکب کو اڑایا سامنے تخت ملک پر سلام کرنے آیا اجازت جنگ چاہی کہا جا تجھکو امان الٰہی اور شفقت سے بجا
میں دیا شہریار بادگیر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا اور پکارا کہ باش او کیدی کیا جھک مارتا ہے لاف
بہادری کی افلاک نے کہا بہتر ہے کہ لاجوردشاہ کو خدا کہتی جہت کا خداوند ہے سامنے موجود ہے
سجدہ کر ورنہ مارا جائیگا نہیں دیکھا تو نے کہ کل کیا حال ہوا اہل اسلام کا شہریار نے کہا او ملعون جسے
تو خداوند کہتا ہے کیا مسخرہ ہے افلاک کو غصہ آیا کہ ہائیں تو خداوند کو مسخرہ بناتا ہے جھپٹ کر نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے بہت تھوڑے عرصے کے گذرنے میں نکال لیا افلاک نے غیظ و غضب میں
آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پیچ کو سر پر پہنچ دیکھ سر شہریار پہ مارا شہریار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن گرز افلاک کا جو پڑتا ہے تو زور سے کی صدا بلند ہوئی شعلہ خاک کو نکل گیا جگر زمین ہل
سے شق ہوگیا ستون گرد اٹھا کہ مرکب شہریار کی ٹوٹی افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
لیکن شہریار نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب گلی ہو گیا ہے جلدی سے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ اژدی و کرا پست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں اور جھپٹ کر گردن افلاک کے
تسمہ میں سر اڑا اور دونوں ہاتھوں سے ٹانگیں گینڈے کی پکڑ کر جو زور کیا مع کر گردن اٹھا لیا اور سر پر
پیچ دیکر زمین پر مارا افلاک گینڈے سے کود کر علیحدہ ہوا لیکن مرکب جو زمین پر گرتا ہے ہڈیاں چور ہوگئیں
شہریار نے چاہا کہ جھپٹ کر افلاک کو اٹھا لوں ساتھ ہی آگ برق چمکی اور نیچے ہو کر ٹک کر کرتا ہے
افلاک کو اٹھا لیا شہریار ہاتھ مل کر رہ گیا اہل کفار نمایان ہوئے لشکر اسلام میں زور و جرات شہریار
کی نہایت تعریف ہوئی غرض کہ طبل بازگشت کا بجا دونوں لشکر میدان جنگ سے اپنے اپنے فرودگاہ
پر آئے اب کفار کو تلاش افلاک روئیں تن چھوڑا جاتا ہے بند طبل جنگ بجنا موقوف ہے باقی آئندہ
احوال کسی موقع پر بخدمت ناظرین تذکرہ کیا جائیگا

منھ بنا کر کہتی ہو کہ ہوا تو کیسی بیدرد ہی دیکھ ہیرے چوٹ لگی نیل پڑ گیا یہ نگوڑا پھول تھا جیسے کسی نے ڈھیلا مار دیا بلکہ کبھی اسپر خفا ہوتی ہی کبھی اُسے ڈانٹ دیتی ہی یہ رنگ دیکھ کر عمر و ثانی نقش دیوار ہو کر رہگیا سکتے کا عالم تھا پاؤں تھرائے قریب تھا کہ دیوار پر سے گر پڑے لیکن یہ مرد فہمیدہ و ہوشیار عیار طرار یادگار خواجہ عمرو نامدار ہی اپنکو سنبھالا بجو دی کو ٹالا سنبھلکر دیوار پر سے اُتر آیا لیکن عقب باغ سمجھا کہ اگر باغ میں اُتر تا ہوں اور مبادا کسی نے دیکھ لیا تو بڑا غضب ہو جائیگا پھر کوئی فکر نہ بن پڑیگی لیکن یہ فکر کہ کیونکر شریک جلسہ ہوں کسطرح اس بزم میں جاؤں اسی خیال میں ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ بھر ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہوے انھیں سے ایک کو تجویز کر رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک نازنین کی بنائی گیروے کپڑے پہنے کانوں میں مُندرے ڈالے پیشانی پر قشقہ کھینچا ایک بین اٹھا کر کاندھے پر رکھی چہرے پر بھبھوت ملا صورت اپنی ایک جوگن کی بنا کر دروازہ باغ کی طرف آکر اُن دربانوں سے کہا کہ ملکہ عالم سے اطلاع کرو کہ ایک کلاونت بھی حاضر ہی اگر ارشاد ہو تو اکر کچھ ہنر اپنا دکھائے دو چار چیزیں سنائے دربانوں نے جو اس جوگن کو دیکھا جوانوں کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ نقد دل ہاتھوں پر لیے ایک پیش کرنے لگے جو لوگ ضعیف تھے انھوں نے اپنے اپنے شباب کو یاد کیا اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اتنے میں ایک محلدار دروازے پر آئی جوگن نے محلدار سے کہا کہ ملکہ عالم سے عرض کرو کہ ایک کلاونت بھی حاضر ہے محلدار نے جا کر ملکہ سے عرض کی حکم ہوا کہ بلا لو جوگن اندر باغ کے گئی جس وقت اُس بزم طرب وانبساط میں پہونچی نظر ملکہ کی اُسپر پڑی جوگن نے سلام کیا ملکہ نے بیٹھنے کی اجازت دی جوگن مؤدب ہو کر سامنے بیٹھی قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی نیا آدمی کسی صحبت میں بے تکلف میں آجاتا ہے تو اہل صحبت کو تکلف ہوتا ہی وہ نازنین جو آپس میں خوشیاں کر رہی تھیں اس جوگن کو دیکھ کر تھمیں ملکہ نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی یہاں تک کیونکر آنا ہوا اس سن میں کہ ابھی پوری جوان بھی نہیں ہو اس جوگ لینے کی کیا وجہ بیان کیا کہ نام ہے کمنا موں کا کیا سوا اسکے کہ گرد باد صحرا ہیے لیکن کبھی ماں باپ پیار سے چنچل پکارا کرتے تھے کیونکہ میں بچپن میں شوخ بہت تھی ملکہ نے مسکرا کر کہا جوگن نے آہ سرد بھری اور یہ غزل درد زبان کی غزل

نہ چھوٹا کا ابتک اس دشمن کو اہ آہ
ہوا ادبی درد ہیٹ جانا بیان سے
جلال اسکی دعا تو پہلے سن لو

کوئی یہ پوچھ دیکھے درد نہاں سے
ذرا سے کیا ملتی تو آسمان سے
جگر میں اسکے کیا جانے ہو جیسکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

مجھے دل ڈھونڈھ لایا ہی کہاں سے
جگہ کرتی ہی یاد دوست دل میں
نکلتی اُف نہو جبس ناتوان سے
آنسو آنکھوں سے جاری ہوے

چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں رقت کو ضبط کر کے دل کو سنبھال کر کہنے لگی کہ ای ملکہ آفاق آپنے میرا حال پوچھ کر دل دکھا دیا تمام زخم کہنہ تازے ہو گئے میں ابھی کیا حال بیان کروں کہ یہ کنیز دختر ہے شاہ ان جنگ نواز کی باپ اُس شخص کا حقیقت میں اسم با مسمی تھا اپنی زندگی اُسنے بڑے عیش و سرور سے بسر کی لیکن میں بدنصیب ایسی پیدا ہوئی کہ نو برس کی تھی کہ باپ مر گیا گیارھویں برس ماں نے انتقال کیا عزیزوں نے مجھے لاوارث پاکر بڑی بیعت کی ہر طرف سے عاجز تھی لیکن ملک شعشہ کا شاہزادہ مجھپر عاشق تھا کیونکہ میں ایک بار اپنی خالہ کے ساتھ اسکے یہاں گئی تھی وہ مجھے دیکھ کر شیفتہ ہوا تھا اور میں بھی اسکی عاشق تھی لیکن بسبب کمسنی اور خوف والدین کے اسکی جرأت نہوئی کہ کچھ اظہار کرتا آخرکار دایہ کو پیغام سلام کر ملک سے ہاتھ اٹھایا ماں باپ کو چھوڑا کچھ مال و اسباب ساتھ لیکر مجھے اپنے ہمراہ لیا اور راہ صحرا

اختیار کی چندے کوہ و بیابان مین بسر کی وہ مجھے دیکھکر جیتا تھا مین اُسے دیکھکر جیتی تھی یہ فلک تفرقہ پرداز
کسی کا عیش دیکھ نہین سکتا اُس صحرا مین کچھ قطاع الطریق آ گئے اُس شہریار عالی وقار کو مار ڈالا اسباب مال و
اسباب لوٹ لے گئے مین سخت جان زندہ بچ گئی جب سے اُسی یار جانی کی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہون اس
درد سے جوگن نے یہ حال پُر ملال اپنا بیان کیا کہ ملکہ کا دل بھر آیا اور سہیلیان رونے لگین ملکہ نے کہا تو بڑی
سحر بیان ہے خیر اے چنچل اُس رونے سے کیا حاصل ہے صبر کر اب کچھ اپنا ہنر دکھا جس واسطے تو آئی
ہے جوگن نے آنسو اپنے پونچھے اور بین کو چھیڑا یہ غزل گانا شروع کی

تارے وہ چرخ سے ہو گئے ہم تھے فلک نے جو دیے
جتنے کہ ہنس کے بات کی ہم کبھی لپٹ کے رو دیے

طالب دل ہی کم تو تھے بیٹھے ستمگر بھی کر دیا
اب کہو چاہتے ہو کیا ایک کے بدلے دو دیے

ہین نہ وہ ٹھنڈی سانسین اب اور نہ جلی ہوئی فغان
عشق کے سرد و گرم عشق ایک ہی جا مین سمو دیے

کونسی ہے وہ سر زمین مزرعہ یاس جو نہین
بیٹھ گئے جہان کہین دانہ اشک بو دیے

آپ کا رحم آپ پر میرے لیے ستم ہوا
آنسوون سے لہو کے داغ تیغ ادا سے دھو دیے

دل جو بھر آیا بحر مین پی گئے آنسوون کو ہم
نکلے جہان سے جو کہ پھر اُسی جا وہ بو دیے

میرے مسیح دہر کی چارہ گری ستم کی ہے
دیکھا جو ایک آبلہ نیش کبھی چبھو دیے

ہوش و حواس و عقل و صبر تاب توان و جان و دل
ہمکو خدا سے جو ملے ہمنے وہ آپ کو دیے

جنکی صفا و آب و تاب مخزن بحر حسن ہے
سالک بیابان مین آرزو کے وہ در تر ڈبو دیے

کچھ ایسے سرون مین یہ غزل وہ نازنین گاتی کہ سمان باندھ دیا قریب تھا کہ چشم انجم سے بھی آنسو ٹپک
پڑے فلک سا سنگدل بھی پردہ شبنم مین رونے لگا شمعون پر افسردگی طاری ہوئی کنول جھلملانے
لگے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا آنکھین چنچل کی طرف لگی ہوئی تھین کانون مین سرون کی
صدا بھری ہوئی تھی شہر خموشان کا عالم تھا ہر ایک تصویر بنی ہو رہی تھی چنچل نے بین ہاتھ سے رکھدی
ملکہ نے کہا اے چنچل ہماری نوکری کیجو جی چاہتا ہے کہ تجھے کوئی آن جدا نکرین کیا خوب تونے اپنے
فن کو حاصل کیا ہے اور کیا اچھا بتایا ہے چنچل نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کی قدردانی ہے
ورنہ کنیز کو آتا ہی کیا ہے ابھی کے دن سیکھا تھا یہ کہکر طالب رخصت ہوئی ملکہ نے کہا اے چنچل
میرا جی نہین چاہتا کہ تو جا چنچل نے عرض کیا کہ لونڈی پھر حاضر ہوگی ملکہ نے کہا پھر ہماری نوکری نکروگی
چنچل نے سکوت کیا اور عرض کی کہ اگر حضور یہین تشریف رکھین گی تو کنیز روز حاضر ہوگی ورنہ مجبور ہے
ملکہ نے کہا یہ کیا کہا اُس قبر کو زندگی مین نہین چھوڑ سکتی کہ جسمین وہ عاشق زار بیداد فن ہو ملکہ
نے چلتے وقت بہت کچھ خلعت و انعام عطا فرمایا چنچل کا بھی جی چاہتا تھا مگر بخوف امیر ثانی کہ یہ
اُسی شخص کا بیٹا ہے جسنے تیرے باپ سے کیسی روگردانی کی تھی ایسا نہو خلاف مزاج ہو جائے تو
غضب ہو دل پر جبر کرکے اُس بزم سے اٹھا اور باغ سے نکلکر چلا ہر چند کہ ہوش و حواس بجا نہ تھے
بموجب شعر لاکھ اُٹھتے ہین ہم اپنے دلکو سمجھاتے ہوئے پر پاؤن اُس در سے نہین اُٹھتا دھر آلے ہو گئے
کچھ رات باقی تھی کہ داخل لشکر ہوا اور اپنے خیمے مین جاکر قصد کیا کہ سو رہے لیکن نیند نہین آتی ہر جب
شعر و حسیان جستجو کا کہتا رہتا ہو گا کب اُن آنکھون نہین نیند آتی ہے کروٹین لیتے لیتے آدھی رات وہ بھی

تمام ہو گئی صبح کو خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا لیکن امیر با توقیر نے جو آج صورت عمرو کی دیکھی کہ رنگ چہرے کا فق منھ اداس آنکھون مین عالم یاس آثار عشق چہرے پر ہویدا ہین کچھ سمجھے اور فرمایا کہ جبھی آپ کا پتہ ہمین نہین ملتا اور اکثر غائب رہتے ہو ہمتو اس مصیبت مین مبتلا ہین کہ افلاک روئین تن و صلصال سے مقابلے ہو رہے ہین تلوار اُن سخت جانون پر اثر نہین کرتی سرداران نامی و گرامی زخمی ہو رہے ہین تجھے عشق و عاشقی سوجھی ہے معلوم ہوتا ہے شامت آئی ہے اے عمرو انجام ان حرکات کا اچھا نہوگا عمرو ثانی نے جواب دیا کہ اے بیمروت اول تو ایسا ہی نہین رات کو خبرداری لشکر مین مصروف رہنا ہوتا ہے جاگنا پڑتا ہے دن کو تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون مجھے اتنی فرصت کہان کہ عشق و عاشقی کرنے جاؤن دوسرے اس صحرا مین معشوق کہان کوئی شہر و دیار نہین بسیرے کیون حمزہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت دل کسی کا اختیار ہے عشق کوئی جان کے کرتا ہے جب دل کسی پر آگیا وہی عشق ہے آپ اپنے وقت کو یاد کیجیے کہ جبسے عاشق ہوے نہ وقعت صاحبقرانی کا خیال رہا نہ مال پر نظر ہوئی اے حمزہ مجھے خود تیری بدمزاجی سے خوف معلوم ہوتا ہے آج کل ستارہ تیرا تیری دشمنی کا آگیا ہے خدا بخیر و عافیت یہ دن گذار دے تو شکر ہے ورنہ انجام اچھے نہین معلوم ہوتے امیر نے فرمایا خاموش زیادہ زبان لڑانا اچھا نہین عمرو ڈر کے چپ ہو رہا لیکن وہ دن گذارنا دشوار ہو گیا ہے یار آسمان کو دیکھتا تھا کبھی آفتاب سے باتین کرتا کہ آج تو نے بھی سیر دنیا مین دل لگا دیا ہے تیرا جی نہین چاہتا کہ مغرب مین جا کے نہا کہ تجھے بھی مجھسے رقابت کرنا منظور ہے اسی یار جانی کو دیکھکر تیرا جی نہین چاہتا کہ بام فلک کو چھوڑے کبھی یہ شعر زبان پر آتا تھا۔ شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہے محبوب جب دیکھیے موجود ہے دیوارون پر الغرض خدا خدا کر کے دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے گیسو دن کو سنوارا ستارون سے مانگ بھری چاند سی قمر کی ماتھے پر لگائی شمع حسن سے جہان کو منور کیا عمرو ثانی منتظر وقت ہے کہ امیر دربار برخواست کرین تو مین جاؤن حسب اتفاق صاحبقران کے سر مین درد تھا دربار برخواست ہوا عمرو تا در خیمہ امیر کو پہونچا کر رخصت ہوا اور جلدی سے لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے قطورہ زربفتی پاتابہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر خیمے سے نکلکر پاسے شاطری مارتا ہوا سمن سمن جانب باغ امید روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت قریب باغ پہونچا ٹھہر کر اک مقام پر ادھر ادھر دیکھ کر صورت اپنی اُسی جوگن کی سی بنائی بین ہاتھ مین اُٹھائی دروازے کی طرف آکر ٹھٹھکی کہ اطلاع ہو لے تو جاؤن ملکہ کو جیسے اُس سے ایسی محبت ہو گئی ہے کہ پہلے سے دربانون کو حکم دے رکھا تھا کہ خبردار اگر جوگن آئے تو نہ روکنا دربانون نے اُسکے ٹھٹھکتے ہی کہا کہ جائیے جائیے آپ کے روکنے کا حکم نہین ہے جوگن داخل باغ ہوئی ملکہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے چنچل تو بڑی بیمروت ہے اس قدر رات گنوا کر آئی جوگن نے عرض کی کہ حاضر تو ہون لیکن مجبور تھی کہ آج جمعرات کا دن تھا اپنے محبوب کے فاتحہ خوانی مین اتنا وقت صرف ہو گیا کل سے سویرے آؤن گی ملکہ نے کہا خیر بیٹھو جوگن سلام کر کے بیٹھ گئی آج پھر اُسی طرح صحبت رقص و غنا برپا ہوئی جوگن نے بین کو چھیڑا اشر ٹھیک کر کے یہ غزل گانا شروع کی غزل موافق مضمون ہذا۔

یاری تجھسے کیا کی پیدا ہر ایک سے پیار اچھوٹا ‏ ‏ احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانا چھوٹا
غم نوش جدائی جبسے ہوے لے غم کھا کے پلے خون پیئے جیسے ‏ ‏ کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ ملی ہے جو پیے کیفیت مے کی
مشرب نہ ہمارا رندی تھا نہ مذہب بادہ پرستی تھا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا دین اُٹھا لیا
پڑی جو تری منت کی پڑھی پہونچا اثر اسکا اُس جا تھی
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اُسپر بھی تھی محویت طاری
تھا سوز جدائی تو جیسا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
ای آرزو اب کیا فکر اسکا جس دل نے ہمکو چھوڑ دیا

اس ہاتھ سے تو بل چھوٹ پڑی اور اُس سے پیالہ چھوٹا
جس دن سے چھٹا اک متوالا اُسدن سے میخانہ چھوٹا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
وہ قید جنون اُسنے توڑی وہ بیداد لیا نہ چھوٹا
اُس لطف میں نہ تھی یاد نہیں کس جا سے وہ فیلا چھوٹا
کیون آگ میں اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اور دن میں ایسا ربط بڑھا مدت کا یارانہ چھوٹا

یہ غزل حسب حال جوگن اس طرح گائی کہ ملکہ اشک آنکھوں میں بھر لائی زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی جوگن نے بین ہاتھ سے رکھ دی اور کہا اری آپ کے رونے کا کیا سبب یہ اثر تو اُن لوگون کے دلوں پر ہوتا ہی جو چوٹ کھائے ہوئے دل لگائے ہوئے ہیں آپ کو ابھی نصیب دشمنان کسکا خیال ہی ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای چنچل مجھے دو ہی روز میں تیری ایسی محبت ہو گئی ہی کہ تجھسے جدا رہنے کو جی نہیں چاہتا چنچل نے کہا پھر یہ ایسی کونسی بات ہی جسکے واسطے آپ روتی ہیں لونڈی ہر وقت حاضر حضور رہیگی دو گھڑی کو چلی جایا کریگی ملکہ نے کہا تم ساتھ میرے چلنے کو نہیں کہتی ہو اور یہان اب میں رہ نہیں سکتی کیونکہ میرا چچا زاد بھائی یعنی شہریار عالی وقار کہ وہ ملک پر سپہ سالار فرنگی کا بیٹا ہی اور میں ملک ایسا کے فرنگی کی بیٹی ہون اُسنے حکم کیا ہی کہ کل تم جانب قلعہ بہارستان فرنگ چلی جاؤ یہان رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہی مجھے اس بات کا صدمہ ہی چنچل نے کہا ای ملکہ آفاق اگر آپ مجھسے قسم اس بات کی کھائیں کہ میں تجھے عمر بھر نہ چھوڑونگی اور کسی بات کا مجھسے پردہ نہ رکھونگی تو میں کوئی قسم کھاتی ہون کہ خلاف حکم نہ کرونگی ملکہ نے کہا ای چنچل قسم ہی پروردگار عالم اور مسیح مکرم کی کہ جو تو کہیگی وہی کرونگی بس یہ سُننا تھا کہ چنچل دل میں خوش ہوئی کہ اب مار لیا ہی عرض کی ای ملکہ میں چاہتی ہون میرے ساتھ تنہائی میں کچھ باتیں ہون کیونکہ ایک راز اپنا میں اور بیان کرنا چاہتی ہون اور کسی کے سامنے کہنے کا نہیں ملکہ نے کہا اچھی اور اسی وقت حکم دیا کہ سب یہان سے چلے جائیں جسوقت تخلیہ ہو گیا عمرو فنائی قدموں پر ملکہ کے گر پڑا اور عرض کیا کہ ای ملکہ خطا کو میری معاف کرنا میں تمھارا عاشق عمرو فنائی ہون تمھاری محبت میں یہ صورت بنائی ہے ورنہ تم تک رسائی ناممکن تھی ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا او مکار عیار غضب کیا تو نے کہ مجھسے قسم لے لی اب میں کیا کرون عمرو فنائی نے ہاتھ منھ پر پھیرا اور صورت اصلی ظاہر کی ملکہ نے صورت عمرو کی دیکھکر گردن نیچی کر لی اور دل میں خیال کیا کہ اگرچہ بہت خوبصورت نہیں ہی لیکن گریا کریم باتیں تو بین نگا نابجا نافہمیا مفت کا ہی دل بہلانے کے سب سامان ہیں لیکن میں شاہزادی یہ ایک عیار مگر عیار بھی کس شخص کا ہی دوسرے باپ اسکا سنا ہی کہ شاہزادہ ولایت اول کہلاتا ہی کہا ای عمرو غضب کیا تو نے یہ بتا کہ میں تجھ تک کیونکر آ سکتی ہون اور تو میرے پاس کیونکر رہ سکتا ہے اگر ظاہر ہو گیا تو میری بھی رسوائی ہی تیری بھی جان نہیں بچنے کی شہریار بلا نہیں اگر مار ڈالے گا عمرو نے کہا یہ میرا ذمہ تم اپنی رضامندی ظاہر کرو اور آمادہ ہو اگر حلقہ آہن میں ملکہ کی گردن ڈال لیجاؤنگا اور شہریار مجھے کیا مار سکتا ہی ایک بھائی کو بدلا ور میرا ایسا ہے کہ صاحبقران بھی اسکا کچھ نہیں کر سکتے شہریار کیا چیز ہے علاوہ اسکے میں خود شہریار کے لیے کیا کم ہون اگر ایک حباب بیہوشی مارونگا بیہوش ہو جائیگا رات

کہ مالک کے سامنے ننگے جائین اور مالک بھی عورت مرد نہین سخت عذاب ہوگا لیکن ایک آدہ کہاری جو ملکہ کے ہمراہ آئی تھی وہ جو ہوشیار رہتی ہی اپنے اوپر نظر ڈری دیکھا کہ نہ لہنگا ہی نہ دوپٹہ بلکہ کرتی تک ندارد ہی یہ اور سب سے زیادہ شرمندہ ہونے لگی اُدھر سب مرد برہنہ ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے دھرے ہوئے کھڑے ہین ادھر کہاریون کی یہ کیفیت ہی لیکن انھین کہاریون مین سے ایک دو نے جرأت کی اور قریب محافے کے آکر پردہ کے چاک مین سے جھانکا منھ پیٹنے لگی کہ ملکہ تو محافہ مین نہین کسی نے کہا وہ برہمن نہین معلوم ہوتا جسنے ہم سب کو پانی دیا تھا معلوم ہوتا ہی وہ کوئی عیار مکار تھا برہمن نہ تھا غرضکہ سب کے سب باحال خراب وہان سے اُلٹے پیرون پلٹے اور طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے یہان شہریار دنگل شوکت پر بیٹھا ہے ملک پرسیبا سے فرنگی تخت شاہی تیرگی پر بیٹھا ہی کیمخت شاہ دارغوان شاہ و شاد مان شاہ یہ سب کے سب حاضر ہین سرداران نامی و گرامی مثل بہرام سنعز ن شمائل خان ابن جدائل خان فولاد زرد لوانہ قہرمان دیوانہ قیماس بلند آواز قیلوس بلند بالا شیر الا سپاہی شیر جشم پالان میمون حبشم یہ سب کے سب حاضر ہین ذکر ملکہ مہرنگار پیرو ریکا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم نقابدار گوہر لوش اسکو کہان لے گیا لیکن شہریار کہتا ہی کہ مجھے نقابدار پر اطمینان ہی نقابدار سے خوب واقف ہون کہ یکایک ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ وہ لوگ جو محافہ ملکہ پاہ سپہر کا لیکر طرف بہارستان فرنگ کے روانہ ہوئے تھے سب کے سب برہنہ باحال پریشان آتے ہین شہریار نے کہا ہائین یہ کیا معرکہ ہے کیا کوئی افتاد ملکہ بھی تری ملکہ ہی یا نہین شہریار اُٹھا تھا کہ ایکبار وہ سب عریان ذلت باحال پریشان حاضر ہوئے تمام ماجرا بیان کیا شہریار نے مہتر طیفور شیر دل کی طرف دیکھا اور کہا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ فعل کسکا ہی طیفور اسی وقت روانہ ہوا اول اسی کنوین پر پہونچا کہ جہان یہ ماجرا گذرا تھا تیرے کا نشان دیکھتا ہوا چلا آتے آتے داخل لشکر اسلام ہوا صورت اپنی فقیرانہ پہونچکر تبدیل کر لی تھی فقیر بنا ہوا صدا لگاتا لیکن نظر نشان پا پر آتے آتے قریب خیمہ عمرو ثانی کے پہونچا دیکھا کہ اُس جگہ پیر اتمام ہوا ہی دروازہ خیمہ پر صدا لگائی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا ملکہ نے جو آواز فقیر کی سنی عمرو ثانی سے کہا کہ کچھ خیرات کرنا چاہیے پروردگار عالم نے بڑی بلا سے نجات دی ہی اگر شہریار کو معلوم ہو جاتا تو یہانتک آنا دشوار تھا عمرو ثانی نے کہا ایسے ایسے فقیر بہت سے دیکھ ڈالے ہین مین کس کس کو دیا کرونگا ملکہ نے کہا ای شخص تو عجب حریص ہی یہ کہکر ہاتھ سے کنگن اتار کر دی عمرو ثانی نے کہا کہ سچ ہے تو داخل زنبیل کر لیا اور ایک نقلی کنگن نقل سے زنبیل سے نکال کر طیفور کو ایک سنگ نکل کی اسی وقت دعائین دیتا ہوا طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا اُسی وقت بارگاہ مین پہونچا تمام ماجرا بیان کیا کہ وہ خیمہ عمرو ثانی مین موجود ہے مین نے صدا لگائی تھی تو یہ کنگن کی مجھے دی ہے بس یہ سننا تھا شہریار کو نہایت طیش آیا اور کنگن دیکھکر فرمایا کہ عمرو ثانی کو دیکھو قلم دوات کاغذ لیکر موجود ہوا شہریار نے مضمون بیان کیا کہ یا عمرو ثانی بھلا [illegible] گوہر نقاب کا آپکو معلوم ہوگا وہ سرا یہ واقعہ ہوا اگر اب عیاری کی [illegible] ہین کہ تنہا ادہر لوگ لے جاتے ہین آپ کے دور سے مین ظلم ہو رہا ہی تنہا ان اما جنتا [illegible] عمرو ثانی اور ملکہ ماہ سپہر دختر ایسیا سے فرنگی تھا کوئی مناسب ہی [illegible] ملکہ کو جو [illegible] آپکے خیمہ مین موجود ہی لہٰذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ یا تو اُسے باندھ کر بھیج دو ملکہ کے میرے پاس روانہ کیجئے

ورنہ دعوے صاحبقرانی سے باز آئیے چوڑیاں پہنکر بیٹھیے میں خود اسکا تدارک کرلونگا دبیر نے نامہ لکھکر تمام
کیا شہریار نے بہرام تیغزن سے کہا کہ تو یہ نامہ لیکر جا بہرام اُسی وقت نامہ سر سے باندھ کر خدمت امیر ثانی
میں روانہ ہوا یہاں خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ بہرام تیغزن نامہ شہریار لیے ہوے آتا ہی امیر بہت خوش ہوئے
کہ معلوم ہوتا ہی قصد مقابلہ ہی میرا خود جی چاہتا ہی کہ جلد میرے اُسکے فیصلہ ہوجاے کیونکہ یہ مرد بہادر ہی اور
میں بہادر دوست ہوں حکم دیا کہ کوئی بہرام کو نہ روکے اور پہلے سے ایک دنگل اُسکے واسطے بچھوا دیا جس
وقت بہرام داخل بارگاہ ہوا امیر کو سلام کیا صاحبقران نے کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا بہرام سلام کرکے
کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا بہرام نے دو چار جام پیے جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا انکار اسم
نامہ دار امیر نے نامہ لیا اور خود پڑھا تو عجب مضمون تھا جو کچھ سمجھے تھے اُسکے بالکل خلاف تھا نہ کہیں اشتیاق
جنگ نہ ذکر مقابلہ تمام شکایت عمرو ثانی کی تحریر تھی یہ لکھا ہوا دیکھنا تھا کہ چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا
مقبول بن مقبل کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جاؤ اور پکڑ لاؤ عمرو کو مقبول اُسی وقت روانہ ہوا اور در خیمہ پر آواز
دی کہ اے عمرو امیر نے یاد فرمایا ہی خواجہ یہاں مصروف عیش ہیں تمام خیمہ کو مثل عروس شب اول کے سجا رہے
عجائب عجائب چیزیں زنبیل سے نکالکر رکھی ہیں گلدستہ پرستان رکھے ہیں کہ طرفہ بہار دے رہے ہیں ایک
جانب کنول انواع اقسام کے واسطے شب کی روشنی کے قرینے سے لگے ہوے ہیں ایک سمت چھپر کھٹ
لگا ہوا ہی ایک جانب جو کہ تختوں کا اُسپر مسند لگی ہوئی ہی ملکہ بیٹھی ہی خود بھی بیٹھے ہیں جام محبت گردش میں ہی
جیسے ہی آواز مقبول بن مقبل کی سُنی کچھ نشہ عشق کچھ نشہ شراب یہ بھی نہ سمجھ میں آیا کہ کون بلاتا ہی کہا جاکر کہدو کہ
مزاج ہمارا ناساز ہی مقبول نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم نشہ میں آگئے ہیں چلتا ہی یا وہیں آؤں اتنے میں عمرو گھبرایا کہا تو کون
ہی یہاں آنے والا اچھا تجھسے کہتے ہیں جاکر کہدے مقبول نے آکر یہ مزاجی عمرو کی بیان کی امیر اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے اور آپ خیمہ عمرو کے دروازے پر آئے پردہ ہٹاکر اندر داخل ہوے دیکھا کہ عجب لطف ہے
خواجہ مسند پر بیٹھے ہیں اور ایک نازنین سامنے جلوہ گر ہی باتیں چاہ پیار کی ہو رہی ہیں عمرو نے جو صورت
امیر کی دیکھی دم نکل گیا لیکن امیر نے آواز دی کہ او دزد او دزد ابن دزد او مکار یہ کیا حرکت ہی تو مجھے رسوائے
عالم کریگا تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ شاہزادیوں کو نکال لایا اور ایسی یہ بد دماغی کہ بلاتے ہیں اور
نہیں آتا یہ فرماکر بازو عمرو کا پکڑا اور مقبول بن مقبل کو آواز دی کہ محافہ منگواؤ مقبول نے اُسی وقت
محافہ حاضر کیا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ سوار ہو تجھے شرم نہ آئی کہ تکلے کے پیادے کے ساتھ بھاگ کر
آئی ملکہ کا رنگ فق ہوگیا ناچار محافہ میں بیٹھی امیر نے مشکیں عمرو کی باندھیں اور ساتھ لیے ہوے
بارگاہ میں آئے اور بہرام کے حوالے کیا اور فرمایا کہ شہریار سے کہنا کہ تم کچھ میرا پاس و لحاظ اس معاملہ
میں نہ کرنا کیونکہ یہ مقدمہ ناموس کا ہی یہ مجرم تمہارا حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے قید رکھو مجھے کچھ
اس سے سروکار نہیں ہی بہرام تو عطاے صاحبقرانی اور مروت امیر پر وجد کرتا تھا لیکن عمرو نے کہا کہ
کیوں حمزہ یہ ویسی ہی حرکت ہی جیسی میرے باپ نے تمہارے ساتھ تمہارے والد یا عبد نے کی تھی انجام اسکا اچھا ہوگا
میں مجرم کاہے سے ٹھہرا اگر میں مجرم ہوں تو شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مجرم ہیں انہیں بھی باندھ کر بھیجدو اسکی لڑ
کی وہ ہیں جیسے وہ لے آئے ہیں امیر نے فرمایا بس زیادہ بیہودہ گوئی نہ کرنا اور شہنشاہ گوہر کلاہ برابر نہیں ہیں
تو بھی شاہزادونکی برابری کرنے لگا اپنی حقیقت کو بھول گیا عمرو ثانی نے کہا بیٹھ حمزہ نتیجہ اسکا اچھا نہوگا عمرو کے

واسطے سب پریشان تھے لیکن حکم صاحبقرانی سے کسکا زور چل سکتا تھا وہ بخود چلے ہیں بہرام عمرو کو لیکر مروت
صاحبقرانی کا شکریہ ادا کرتا ہوا مع محافہ ملکہ ماہ سیمبر طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا یہ خبر شہریار کو پہونچی کہ امیر
نے محافہ میں ملکہ کو بٹھا کر اور عمرو کو اسیر کر کے ہمراہ کر دیا ہی بہرام دونوں کو لیے آتا ہے غرض کہ جس وقت
بہرام بارگاہ میں پہونچا عمرو کو پیش کیا شہریار نے کہا کیوں خواجہ یہ کیا حرکت تھی اور اس مروت
صاحبقرانی پر وجد کرنے لگا کہ کیا کہنا عدالت امیر کا کہ ایک حرکت ناشائستہ پر کچھ پاس و لحاظ
عمرو کا نکیا اور دشمن از در میں بھیج دیا کیا صاحبقران یہ تھوڑی سمجھے ہونگے کہ میں اسے زندہ چھوڑونگا اور
حقیقت میں کبھی زندہ نچھوڑتا لیکن اب مجھے شرم آتی ہی اس بات پر کہ جب امیر نے میرے ساتھ اس مروت
کو کام فرمایا کہ اپنے ایسے رفیق کو مع ملکہ کے بھیج دیا تو مجھے بھی لازم نہیں ہی کہ اسے قتل کروں اور عمرو کو خلعت
دیکر چھوڑ دیا کہا کہ خواجہ اب آئندہ ایسی حرکت نکرنا عمرو نے خلعت تو نہ لیا لیکن بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا
کے روانہ ہوا دل میں کہتا تھا کہ آخر وہی حرکت اس عرب نے میرے ساتھ بھی کی جو امیر اول نے والزنا مدار
کے ساتھ کی تھی مگر اب شرمندہ احسان شہریار کا ہو چکا ہوں یہ فعل نا سزا ہی کہ امیر ملکہ کو لیکر بھاگوں لیکن اے
عمرو اب بہتر یہ ہے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ نہ لشکر امیر میں جانا ملکہ سے سروکار رکھنا [illegible] اس آفت جان و
ہوش سے فقیر ہو کر بیٹھ رہو یہی خوب بات ہی یہ دل سے تجویز کر کے ایک جانب روانہ ہوا یہاں حال عمرو
کی خبر امیر کو پہونچی کہ شہریار نے خلعت دیکر رہا کیا قتل نہیں کیا نہ قید رکھا مگر عمرو نے خلعت نہیں لیا امیر اس
حرکت پر شہریار کی بہت خوش ہوئے کہ نہایت پاس اسنے کیا ہمارے نام کا اور عمرو کے باب میں [illegible] کچھ
نہ پوچھا کہ کہاں گیا لیکن شہریار نے ایلیاس فرنگی سے کہا کہ شادی اسکی بہرام کے ساتھ کر دیجیے کہ ملکہ بے کسی
کے ناموس میں ہونا داخل ہو کی ہزار آفتیں اسکی اور زن شوہر دار سے یہ خدا پرست سروکار نہیں رکھتے [illegible]
ایلیاس فرنگی نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اسی وقت بطور اہل فرنگ سامان کر کے تھے بہرام کا ساتھ
ملکہ ماہ سیمبر کے کر دیا گیا زیادہ طول اس شادی کو اس وجہ سے نہیں دیا گیا کہ ایسا نہو اس [illegible] خبر کے
مشتہر ہونے سے کوئی اور فساد پیدا ہو لیکن جس وقت بہرام ملکہ کو محافہ میں سوار کر کے اپنی بارگاہ میں آیا
نہایت خوش و مسرور ہوا کہ وہ شخص شہریار عالیجاہ کا بنوئی قرار پایا ہے اب جو محافہ بارگاہ شہریار
میں میرا ہوگا وہ دوسرے کا نہوگا محل اندر لیکر گیا اور سے اتارنے کا قصد کیا دیکھا تو جسم ملکہ کا نیلا ہو گیا
ہی جسم جس سے سر پیٹنے لگی بہرام نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا اسنے کہا کیا عرض کروں ملکہ دنیا سے سدھار گئی
بہرام سر پیٹنے لگا یہانتک یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ خبر شہریار نامدار کو پہونچی شہریار گھبرایا ہوا قریب محافہ کے
آیا پردہ ہٹا کر جو دیکھا تو جسم تڑپ رہا ہے شہریار کی آنکھوں سے اشک گرنے لگے اور جسم [illegible] حال [illegible] میں [illegible] حالت
دیدہ بینے پر اشک نکل پڑے کہا خیر دفن کر دو لاش اسکی کچھ میں زیادہ رسوائی ہوگی غرضکہ اسی وقت سامان
کر کے جنازہ ملکہ کا اٹھایا اور لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے حسب اتفاق عمرو تنہائی یاد میں ملکہ ماہ
سیمبر کے رو رہا تھا کہ یا اللہ کیا تدبیر کروں کیونکر ملکہ کو پاؤں کس طرح اس تک جاؤں کہ دیکھا
سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے ایک جنازہ لیے چلے آتے ہیں عمرو نے کہا خدا خیر کرے اس جنگل
میں یہ جنازہ کیسا آتا ہے اور جنازہ بھی کسی صاحب جاہ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوپر شامیانہ زربفت
کھچا ہوا ہے منقل میں عود و عنبر سلگ رہا ہے تابوت پر سہرا بندھا ہوا ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے

کسی نامراد کی لاش ہی گھبراکر قریب آیا ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون مرگیا کسکا جنازہ ہی اُن
لوگون نے کہا ہمین حکم نہین ہی کہ حال اِس میت کا بیان کرین اب عمرو اور پریشان ہوا سیکڑون خیال دل
مین آنے لگے یہ بھی گمان گذرا کہ ایسا نہو اُسی محبوب جانی یار جادو دانی کو شہریار نے قتل کرڈالا ہو اگر ایسا
ہوا تو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ شہریار کو بھی بغیر مارے نچھوڑونگا حمزہ سے تو بگڑ ہی چکی ہی اب مجھے ڈر
کسکا ہی لیکن جنازے کے ہمراہ ہوا لوگون نے جو ایک شخص اجنبی کو دیکھا کہ چلا آتا ہی منع کیا عمرو نے نمانا ایک
آدمی نے کہا رہنے بھی دو یہ مرد صحرائی سا معلوم ہوتا ہے یہ اگر جان بھی جائیگا تو کیا غرضکہ غسل و کفن تو دے ہی
چکے تھے جو مقام واسطے دفن کے تجویز ہوا تھا وہان لائے قبر پہلے سے کھدی ہوئی تیار تھی ملکہ کو سپرد زمین کیا اور
پلٹ کر راہی ہوئے اب عمرو پھر صورت بدلکر اُسی غول مین مل گیا وہ لوگ آپس مین کہنے لگے کہ افسوس
ماہ سیمبر کے مرنے کے دن نہ تھے ہائے کیا غیرت دار شاہزادی تھی باوجودیکہ اُسکے دامن عصمت مین کسیطرح کا
داغ نہ لگا تھا مگر صرف اتنی بات پر کہ عمرو اُسے بیہوش کرکے لیگیا تھا اپنی جان دیدی یہ سنکر ایک آدمی نے
کہا کہ یہان افسوس گھر پر چل کے کرلینا ایسا نہو کوئی غیر سنتا ہو اُنھون نے جواب دیا کہ یہان سوا اپنون
کے بیگانہ کون ہے ایک آدمی مرد ہوشیار نے کہا در و دیوار ہم گوش دارد بات منھ سے نکلی اور پرائی ہوئی
کسی نے کہا بھلا یہ امر ایسا ہے جو چھپ جائے آج نہین کل نہین پرسون ضرور ظاہر ہو جائیگا بڑون کے
گھر کی بات جلد ہی مشہور ہوتی ہے یہ ہم غریب تھوڑے ہین کہ کوئی اچھے کا پوچھنے والا ہے نہ برے کا
ان لوگون مین تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عمرو نے جو سنا کہ ملکہ نے انتقال کیا اور یہ جنازہ اُسکا تھا بس ہائے
کا نعرہ مارا اور ایک گھونسہ چھاتی پر اس زور سے مارا کہ بیہوش ہو گیا لوگون نے دیکھا کہ یہ کون شخص
ہمارے غول مین ہی جسنے ہائے کی عمرو صورت مہتر بادرو عیار کی بنا ہوا تھا جو کہ کوکا ملکہ ماہ سیمبر کا تھا لوگون
نے دیکھا کہ مہتر بادرو بیہوش پڑا ہی سمجھے کہ بسبب محبت کے اُسکی یہ حالت ہوئی اسے انتہا کا رنج ہے اُٹھا لیا
اور خیمہ شہریار مین آئے مہتر بادرو نقلی کو پیش کیا شہریار نے جو بادرو کو دیکھا کہا پنکھا جھلو ہوشیار کرو
کوئی کیوڑہ لیے چلا آتا ہی کوئی لخلخہ سنگھا رہا ہے مگر بادرو کو ہوش نہین آتا اُس عالم بیقراری مین نہین معلوم
کس جگہ گھونسا پڑ گیا کہ جسکے صدمہ سے عمرو بیہوش ہو گیا تھا جسوقت یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ بادرو کی غم
مین ملکہ کے یہ حالت ہی یہانتک کہ یہ خبر بادرو اصلی کے کان مین بھی پہونچی گھبرایا کہ یہ کونسا بادرو ہی دوڑا ہوا آیا شہریار
کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار بادرو تو مین ہون یہ میری صورت بنا ہوا کوئی اور شخص ہی شہریار بھی متحیر ہوا
کہ یہ دو ایک صورت کے کہان سے پیدا ہو گئے بادرو سے کہا اسے ہوشیار تو کر بادرو نے گرم پانی سے منھ دھویا
کچھ مفرح لخلخہ سنگھائے کہ عمرو ثانی کی صورت اصلی بھی نظر آئی اور ہوش بھی آیا جب شہریار نے عمرو کو پہچانا
کہا کیون اے شخص ایکبار مین نے تجھے رہا کیا اب یہ کیا حرکت تھی کہ تو بادرو کی صورت بنا ہوا پھر رہا
تھا عمرو ثانی نے کہا اے شہریار اس رہائی سے قید بہتر تھی کاش تو مجھے قید رکھتا یا قتل کرڈالتا تو بہتر
تھا کہ مجھے یہ روز سیاہ نہ دکھائی دیتا یہ کہکر خنجر کھینچا اور اپنے سینے پر مارنے کا قصد کیا شہریار نے
دیکھا کہ یہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہے اور رفیق خاص ہے امیر ثانی کا اگر یہ مرگیا تو امیر کو بڑا صدمہ
ہوگا جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکت کرتا ہے اگر تجھے جان دینا ہے تو اپنے لشکر مین جاکر
جان دے یہان مرنا میری بدنامی کا باعث ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ مین ہرگز لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا اور نہ

اُسے منہ دکھاؤنگا لیکن شہریار نامدار نے عمرو ثانی کو اپنے چند رفیقان خاص کے ہمراہ خدمت میں حمزۂ
ثانی نامدار کے روانہ کیا وہاں امیر توقیر جہان ستان وجہانگیر ذیشان شوکت پناہ تمکین میں سرداروں کا مجمع ہے لندھور
ثانی نے عرض کیا کہ حضور کچھ حال خواجہ سلامت کا نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے امیر نے فرمایا کہ اے
لندھور اگر تم دوست عمرو کے ہو تو نکل جاؤ میری بارگاہ سے ورنہ اب اُسکا ذکر نہ کرنا لندھور ڈر کر خاموش
ہو رہے کہ یہ کیا کام ہے لیکن دل میں سوچے کہ انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا امیر بگاڑ رہے ہیں عمرو ثانی کو
ایسا نہو ویسے ہی نتیجے ظہور میں آئیں جیسا کچھ امیر اول کے زمانے میں ہو چکا ہے اتنے میں خبر انتقال ملکہ ماہ سیمبر کی
پہونچی امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسی عورتوں کا مرجانا ہی بہتر ہے جو ننگ خاندان ہوں بعض رحم دلوں کو جوانی
ملکہ کا افسوس ہوا لیکن پاس امیر سے کچھ نہ کہہ سکے جو بعض لوگ زمانہ امیر اول کا دیکھے ہوئے تھے اور حال
عمرو و امیر سے آگاہ تھے انھوں نے کہا کہ خدا خیر کرے انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا صاحبقران حد کی
ناانصافی کر رہے ہیں ایسا نہو عمرو ثانی بھی بگڑ جاوے تو قیامت ہو جائیگی ابھی اسی ملکہ ماہ سیمبر کی بہن
مہرناز پرور معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہمراہ نقابدار گوہر پوش کے اگر داخل ناموس بھی ہو گئی اسمیں
کوئی عیب نہیں نکالا گیا اور ماہ سیمبر کے بارے میں فرماتے ہیں ایسی عورتوں کا مرجانا بہتر ہے جس وقت
یہ کلمہ عمرو ثانی کے گوش زد ہوگا تو دل پر اُسکے کیا گذرے گی محبت ایسی چیز ہے کہ والدین تک کو تو
چھڑوا دیتی ہے نوکری کیا چیز ہے اور عمرو ثانی سا ہر دل عزیز شخص اُسے کیا پروا ہے جہاں جائیگا
اُسکے واسطے کمی نہیں ہے اصل یوں ہے کہ رکن صاحبقرانی وہ شخص ہے یہاں یہ کیفیت تھی لیکن بہرام تیغزن و
فیروزہ دیوانہ وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوئے حاضر ہوئے چوبدار نے اطلاع کی امیر ثانی نے اپنے سامنے
طلب کیا جس وقت بہرام وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے امیر کو سلام کیا اور عرض کی
کہ خواجہ آپکو ہلاک کیے ڈالتے تھے لہذا شہریار نامدار نے برائے حفاظت ہمکو ساتھ کرکے آپکی خدمت
بابرکت میں روانہ کیا ہے کہ یہ بدنامی ہمارے سر نہو اب یہ جانے اور حضور جانیں امیر نے فرمایا مرجانے دیا
ہوتا مجھے کچھ شکایت شہریار سے ہوتی اور میں نے تو یہ سمجھ کر بھیجدیا تھا کہ شہریار اسے قتل کرڈالے گا
میں یہ جانتا تھا کہ وہ چھوڑ دیگا میرا خیال اس بارے میں مطلق نہ کیا ہوتا میں تو اُسکا ساتھی نہیں بہرام وغیرہ
تو عمرو ثانی کو سپرد امیر کرکے رخصت ہوئے لیکن عمرو ثانی نے کہا کہ یا امیر خون ملکہ ماہ سیمبر کا
آپکی گردن پر ہوا اور اگر میں نے جان دیدی ہوتی تو میرا بھی خون آپ ہی پر ہوتا کیونکہ نہ آپ اُسکو مجھسے
جدا کرتے نہ وہ جان دیتی امیر نے فرمایا یاد و رہو میرے سامنے سے کوئی اپنا گلا کاٹے اور خون مجھپر
ہو اُسکا خون اُسی پر ہوا اور تیرا خون بھی تجھی پر ہوتا ایک تو ایسی ایسی نالائق حرکتیں کرتا ہے دوسرے
یہ گستاخی کے کلمات زبان پر لاتا ہے نکل جا یہاں سے کہ تو لائق میری بارگاہ کے نہیں ہے عمرو
ثانی نے کہا او عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار تو اپنی حقیقت کو بھول گیا آج صاحبقران بنکر
بیٹھا ہے دیکھوں تو اب کیونکر صاحبقرانی کرتا ہے بہت ہوشیار رہنا مجھسے اگر زندہ بچ گیا میں اس صدمہ
سے تو زندگی تیری بھی دشوار نہ کردی ہو تو نام اپنا عمرو ثانی نہ پایا ہوگا آخر کار وہی کہا تو نے کہ جس بات کا مجھے تیری
خصلت و طبیعت سے خوف تھا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نکلکر دروازہ بارگاہ سے طرف صحرا کے روانہ ہوا
یہاں بعد جانے عمرو ثانی کے تمام لشکر میں کھچڑیاں پکنے لگیں عیار الگ دم بخود تھے سردار جدا حیران تھے

کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دشمنون ہی سے کہان نجات تھی کہ امیر نے ایسے دوست کو کہ جو زور رضا جعفرانی
تھا اس ذلت سے نکالکر دشمن بنایا اچھا کیا بادشاہ اسلام بھی بلحاظ امیر عالی مقام سے کچھ نہ فرما سکے
لیکن سبکو قلق ہی کہ افسوس بڑا امدادگار لشکر اسلام کا چلا گیا یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہی لیکن عمرو جو لشکر
امیر سے نکلا راہ صحرا کی اختیار کی اول قبر پر ملکہ ماہ سیمبر کی آیا تربت کو کلیجے سے لگایا بار بار یہ کلمہ زبان پر
لایا کہ ای ملکہ ہنوز وصل بھی نصیب نہوا تھا کوئی تمناے دلی بھی نہ برآئی تھی کہ ایسی جدائی ہوگئی کہ تا قیامت ملاقات
ہونا غیر ممکن ہے اور بار بار خاک تربت کو سونگھتا تھا اور کہتا تھا اب بھی کیا سوندھی سوندھی بو آتی ہے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ بو تمھارے جسم کی اس خاک مین بہت جلد بس گئی عمرو ثانی تو عالم بیقراری مین اس طرح
کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتا تھا اور ملکہ بزبان خاموش و بیان حال یون کہتی تھی شعر جہان سے
حسرت دیدار یار لیکے چلے ٭ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے ٭ یا یون کہے شعر پوچھتا جا مری تربت سے
گذرنے والے ٭ کیا گذرتی ہے تری جان پہ مرنے والے ٭ یعنی ہمارا حال نہین پوچھتے کہ تجھپر کیا گذر گئی اور
کیا گذر رہی ہے اپنا رونا رو رہے ہو ہائے وہ آغاز الفت ہمارا یہ موت کا بہانہ ہو گیا دل لگانے کا انجام
خاک مین ملنا ٹھہر گیا یاد وہ بزم عشرت ہائی کہ مسند زر تکیے ہوئی تھی تم پاندان کا لطف تھا ناز ہونے کا مجمع [illegible] مشغل رقص و
تھا آج بستر خاک ہے اور ہم مین تیر کی قبر ہے اور یہ آنکھین ہین یا تجھ کو دیکھی ہے اور دل ہے خاموشی ہے اور زبان ہے
سنتا ہی اور کان ہین خیر ای عمرو ثانی مقدر مین یہی تھا کہ ہم تا کام [illegible] تمھاری شکایت ہے نہ امیر کا گلہ ہے لیکن اتنا
خیال رہے کہ اگر کبھی ہو سکے تو اس بدنصیب کو یاد کرنا تو سورہ فاتحہ پڑھکر ثواب اس گنہگار کی روح
کو بخش دینا کہ قبر کی سختی مین آسانی ہوگی عمرو ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین
ملکہ کو دیکھا کہ زانو پر سر لیے ہوئے کہتی ہے کہ ای عمرو اب اس جان کھونے سے کیا فائدہ ہوگا دشمن تمھارے بہت
ہین تم اپنے ہوش مین نہین ہو ایسا نہو کہ کوئی تمھارا عدو جانی وقت و موقع پا کر تمھارا [illegible] دشمنون کو ہلاک
کرنے کی بس یہ ترکیب ہے کہ صبر کرو دل پر جبر کرو یاد ہماری دل سے بھلا دو کسی اور سے دل کو لگا لو عمرو نے
کہا کہ ای ملکہ یہ کلمات تسکین اور [illegible] مشغول ہو اگر تم ایسی باتین کرو گی تو یہ نہ ہوگا تو مر جاؤنگا کیا
دل اختیار مین ہے ملکہ نے کہا اگر ہمکو چاہتے ہو تو تمھین قسم ہے ہماری روح کی کہ اپنا حال خراب نہ کرنا یہ کہکر
نظرون سے غائب ہو گئی عمرو ثانی کی آنکھ کھل گئی جی چاہا کہ خنجر مارکر اپنا بھی کام تمام کرو ہر چند یہ جب صبر
ملکہ صبر کرتا ہے مگر دل نہین مانتا ہو جب شعر جب ہو سکے تو [illegible] دل کو یونہی مار سکے ٭ دل مین آتا ہے کہ
دیدون جان خنجر مار سکے ٭ الحاصل یہ خیال کیا کہ جب تک اس قبر پر بیٹھے رہو گے غم و الم بڑھتا جائیگا ہر وقت
یہی خیال اسکا بہتر یہ ہو کہ جسنے تمھارا دل دکھایا ہے اسکو بھی ایذا و صدمہ پہونچا و یہ خیال کرکے ہوش و حواس درست
کرکے ایک جانب روانہ ہوا ان تمھے جانے دور نکل گیا راہ گم کی تمام دن پھرا لیکن کہین سواد کسی شہر یا قصبہ
کا نہ معلوم ہوا رات ہو گئی بخوف درندون کے ایک درخت پر بیٹھکر رات گذاری جس وقت صبح ہوئی
پھر ایک طرف چل نکلا صحرو سبزہ رو لیکن پھر شام ہو گئی اور بعد جستجو راستہ نہ نکلا کہانتک گذارش کی
جائے تین روز یہی حالت رہی چوتھے دن ایک قافلہ سوداگرون کا جانب جنوب سے نمودار ہوا اور
دیکھا کہ لوگ طرف مغرب کے جاتے ہین عمرو غنیمت سمجھکر کہ انسے راہ تو معلوم ہو جائیگی نہین دن سے تو
اس صحرا مین تباہ ہے نہ ہمدم نہ خضر راہ ہے درختون کے پھلون پر اوقات بسر ہوتی ہے اب ملکہ یہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ

کہ یہ قافلہ کس طرف جاتا ہے اور کہان سے آتا ہے یہ خیال کر کے صورت اپنی اس لحاظ سے تبدیل کر ڈالی کہ
نہین معلوم کسکا قافلہ ہے دشمن ہون یا دوست ہون تو کوئی پہچان نہ سکے صورت اپنی ایک مرد مسافر
کی بنائی لٹھیا ڈوری کاندھے پر رکھکر قافلہ مین آکے پوچھا یہ قافلہ کس طرف جائیگا اور مالک قافلہ کون ہے
اُن لوگون نے بیان کیا کہ مالک قافلہ کا نام خواجہ نافع ہے اور ہم سب طرف شہر لونہالیہ کے جاتے ہین
وہ ملک نہایت آباد و شاد ہے کچھ سودا بیچین گے نفع اُٹھا کر اپنے گھر واپس جائینگے عمرو نے کہا مین بھی
شہر لونہالیہ کو جاتا تھا لیکن راستہ بھول گیا تھا بسبب تنہائی کے اور بھی پریشان تھا اب مین بھی تم سبکے
ہمراہ چلا جاؤنگا اُن لوگون نے ترس کھا کر کہا کیا مضائقہ ہے عمرو ثانی بھی قافلہ کے ساتھ ہو لیا جاتے
جاتے جس وقت قافلہ قریب شہر لونہالیہ کے پہونچا ہنوز ناکے تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ شام ہوگئی
قافلہ نے مقام کیا اہل قافلہ کھانا پکانے مین مصروف ہوئے کنوان تلاش کرنے لگے لیکن سب سے
پہلے عمرو ثانی کنوین پر پہونچے اور سوا سیر بیہوشی اُس چاہ مین چھوڑ دی کچھ پانی پہلے اپنے واسطے علیحدہ
بھر لیا تھا لیکن اہل قافلہ بیچارے اُسی کنوین سے پانی بھر بھر کر لائے پیا بھی کھانا بھی اُسی سے پکا کر کھایا
سبکو اسطرح سوئے کہ کچھ خبر نہ رہی عمرو ثانی نے جتنا مال قافلہ کا تھا لوٹ لیا یہانتک کہ ایک کپڑا بھی کسی
کے جسم پر باقی نہ رکھا اور کچھ رات رہے سے طرف شہر لونہالیہ کے روانہ ہوئے یہان جس وقت ہوا سے
سردے کے جھونکے آئے ہنگام سحر ہوا اثر بیہوشی دماغون سے دور ہوا لوگ بستر خواب سے اُٹھے خواجہ
نافع نے دیکھا کہ جتنے قافلے والے ہین سب برہنہ پڑے ہین آواز دی کہ بے غیرتو یہ کیا حرکت ہے
جسکی آنکھ کھلی اپنے جسم پر کپڑا نہ دیکھا پریشان ہوا سب کو کہتے سنکر خواجہ نافع اپنی طرف جو نگاہ کرتا ہے
وہی حالت اپنی بھی ہے سخت پشیمان ہوا اور دل مین یہی کہتا ہے کہ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا بیدار ہون
خداوندا یہ کیا معرکہ ہے جو ہر برہنہ نظر آتا ہے اتنے مین ایکدم کو اسباب کا خیال آیا اب جو دیکھا تو اسباب
بھی نہین خیمون کے پردے تک غائب ہین کسی شئی کا پتا نہین سب سر پیٹنے لگے خواجہ نافع تو سنتے ہی
مر گیا لیکن حیران و سرگردان کیا کرین کیا نکرین طرف شہر کے روانہ ہوئے جس وقت داخل شہر ہوئے تمام شہر
مین ایک غلغلہ ہوا کہ نہین معلوم انکے صحرائی شہر مین چلے آئے ہین کہ سب برہنہ ہین کسی کے جسم پر کپڑا تک نہین بیچارے
مجبور و عاجز کہ پاس پیسہ تک باقی نہ رہا جو اور کپڑا خرید کر ستر چھپاتے آخر کار بادشاہ کو پرچہ لگا کوتوال شہر
کو حکم ملا کہ نکال دو ان پھر انہون کو ایسا نہو کہ شہر کو لوٹ لین کوتوال لوگون کو لیے ہوئے آیا اور چاہا کہ ان
بیچارون پر بدعت کرے کہ خواجہ نافع نے کہا ہم جانتے تھے کہ بادشاہ اس ملک کا عادل ہے مگر معلوم
ہوا کہ بڑا ظالم ہے یہ نہ پوچھا کہ تم لوگون پر کیا گذری اور آئے کہان سے کوتوال کو خیال ہوا کہ ایسا نہو بادشاہ کو
یہ لوگ بدنام کرین مجھپر عتاب شاہی نازل ہو تو کرتا بھی جائے پوچھا کہ آخر بیان کرو خواجہ نافع
نے سب کیفیت بیان کی کہ ہم اس طرح سے بادشاہ سے فریاد کرنے آئے ہین کہ آپکے شہر مین آکر ہماری
یہ حالت ہوئی عوض نفع کے نقصان مال و آبرو ہوا کوتوال نے یہ معرکہ بادشاہ سے بیان کیا لونہال شاہ
نے کہا بالکل یہ امر خلاف عقل ہے کہ ایک آدمی تمام قافلہ لوٹ لیجائیگا اور ان سب کو ایسا خواب غفلت
آجائے کہ کوئی ہوشیار نہو اس غفلت کی سزا یہی تھی جیسا کچھ ہوا نکال دو ان لوگون کو میرے شہر سے کوتوال
نے عرض کی کہ حضور اگرچہ یہ بات نہو لیکن فریاد ان لوگون کی ضرور سننا چاہیے ایسا نہو کہ دوسرے شہر مین جا کر

پذنام کرین نونہال شاہ کو راے کوتوال کی پسند آئی اور حکم دیا کہ خیر حسب لیاقت کچھ انکو خزانہ سے دلوادو
کوتوال نے حسب الارشاد پانچ ہزار روپیہ خواجہ نافع کو دلوادیا خواجہ دعائین دیتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا
لیکن خواجہ عمرو ثانی جو داخل شہر ہوے تھے دل مین کہتے تھے کہ شگون تو اچھا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ اس
شہر سے منفعت کثیر حاصل ہو یہ خیال کرتے ہوے شہر کی سیر کرتے چلے جاتے تھے شہر نہایت آباد و شاد تھا
کہین کوئی فقیر تک نہین ملتا تھا بازارین نہایت آراستہ مکانات معمولی بھی نہایت بلند و وسیع ہر طرف
مثل چوک کے گلدورہ کھنک رہا ہی عمرو ثانی سیر کنان چاندنی چوک کی طرف جو نکلے منھ مین پانی بھر آیا
جوہری کی دکان پر مثل فلفل سُرخ و سبز و زرد کے یاقوت و پکھراج کے ڈھیر لگے ہوے تھے گہنے جواہر نگار
انواع اقسام کے عمرو کو زیور دیکھ کر خیال ملکہ ماہ سیمبر کا آیا کہ اگر ہاے وہ محبوبہ جانی زندہ ہوتی تو یہ زیور جو
محض الماس نگار ہی لا کو اُسکے تھا ایک گوشہ مین بیٹھکر رونے لگا لوگون نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی
کہان سے آیا ہی کیون روتا ہی عمرو ثانی نے جواب دیا شعر کیا پوچھتے ہو یار و مجھ جسم ناتوان کی ہر رگ رگ
مین بلبلِ غم ہی کہے کہان کہان کی ہو کیا کہین نام و نشان اپنا بتاؤن یہ سمجھلو کہ ایک مسافر ہون غریب الوطن
ہون رہنے کی جگہ تلاش کرتا ہون تلاش روزگار مین نکلا تھا راہ مین ایسی افتاد پڑی کہ جو رفیق تھے سب مر گئے
اُنھین کے واسطے روتا ہون ایک آدمی نے ترس کھا کے کہا کہ آؤ یہان مسافر ہمارے یہان رہو جب روزگار
تمھارا کہین لگ جاے پھر اختیار ہی لیکن تمھین دخل کس فن مین ہی خواجہ عمرو ثانی نے بیان کیا کہ جس فن کو
کہیے وہی فن دکھاؤن اُس شخص نے کہا اتنے بڑے صاحب کمال ہو کر یون ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہو خواجہ عمرو ثانی
نے کہا آزمایش کر دیکھیے اُس شخص نے کہا خیر جانیے آپ صاحب کمال ہون یا نہون ہمین اس سے تو
کچھ سروکار نہین ہی از راہ مسافر نوازی ہم یہ کہتے ہین کہ مکان ہمارا موجود ہی عمرو ثانی اُسکے ساتھ ہو لیے وہ
شخص خواجہ کو لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا دعوت و ضیافت کی خواجہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان کا بادشاہ
کیسا ہے کیا نام ہے اور آئین و دین یہان کے لوگون کا کیا ہی اُس میزبان نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ
کا نونہال شاہ ہی اور ہم سب خداوند نخل سبز کو مانتے ہین مذہب شجر پرستی رکھتے ہین یہ شہر معدر ہے
اور پرستش گاہ ہی شجر پرستون کی عمرو ثانی نے کہا وہ پرستش گاہ کہان ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ شہر سے
نکلکر بہت تھوڑی دور بجانب مشرق ایک صحراے دلچسپ ہی ایک کوہ اُس صحرا مین واقع ہی اور قلہ کوہ
پر ایک قصر بنا ہوا ہی اور اُس قصر مین ایک درخت ہی کہ ایسا درخت کسی نے آجتک نہین دیکھا نہ کبھی کوئی پتا اُسکا خشک
ہو کر گرتا ہی نہ اُس درخت مین کبھی نئی کونپل پھوٹتی ہے نہ پھول لگتے ہین نہ پھل آتے ہین مثل نخل تصویر کے
ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے اور بعد ایک ماہ کے تمام خلقت جمع ہو کر جاتی ہی اُس درخت مین سے
آواز پیدا ہوتی ہی خداوند خود اپنے بندون کو اپنی آواز سُناتا ہی کسی کی نذر قبول کرتا ہی کسی کو اولاد دیتا ہی جو مراد
مانگو وہ حاصل ہوتی ہی عمرو ثانی یہ سُنکر نہایت خوش ہوئے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی خبیث اُس
نخل مین سما گیا ہی اُس شخص سے کہا کہ اگرچہ مین بُت پرست ہون لیکن یہ مذہب مجھے نہایت عمدہ معلوم
ہوتا ہی ایکی میلے مین مین بھی لیچلنا اُس شخص نے کہا مین ضرور لیچلونگا بعد اسکے عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ کے
یہان کچھ پہلوان زبردست بھی ہین اُس شخص نے کہا ہان دو سردار ایسے ہین کہ جنکا مثل روے زمین پر
نہوگا قد اُنکے دیوون سے زیادہ بلند ہین ایک کا نام عوق بن بروج اور دوسرے کا عنق بن بروج ہی

چوب دستین باندھتے ہین کہ وزن جنکا ساڑھے تین ہزار من کا ہی یہ سنکر عمرو ثانی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ بھلا حمزہ کیا
مقابلہ کر سکتا ہی ان سردارون سے کیونکہ گرز حمزہ کا صرف اٹھارہ سو من کا ہی بعد اسکے نام بروج بن عمرو کو بھی یاد
آیا کہ صندلی نامہ مین بروج بن عروج بن اوج بن عنق جو آیا تھا کہ ضرب اسکی پانچ ہزار من کی تھی جسکی جھک
سے تمام سردار بیہوش ہو ہوگئے تھے یہ دونو اسی کے بیٹے معلوم ہوتے ہین یہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اُسے
تو مین نے اپنی حکمت عملی سے مارا اب دیکھون لوکہ انھین کون مارتا ہی یہ خیال کرکے اُس روز کا منتظر
رہا کہ جو روز میلے کا تھا اب عمرو روز برائے سیر ملک نوشالیہ کے نکلتے ہین یہ شغلہ ہے کہ کسی کے جیب
مین اگر تنکنک روپیہ اشرفی کی دیکھی نکال لیا کسی کی گرہ کاٹی آخر جی مین آیا کہ شہر کو لوٹ لو مگر ساتھ ہی
یہ خیال ہوا کہ ای عمرو ابھی سنچر پرستون سے بڑے بڑے کام لینا ہین ایسا نہو کہ حال بیرا کھل جاے لہذا
بس کھانے بھر کا پیدا کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے یہانتک کہ وہ روز آیا کہ جو
دن میلے کا تھا اس شخص نے کہا کہ چلیے آج آپکو زیارت خداوند کی کرا لائین بلکہ چاہیے تقدیر بدلوا
لیجیے کہ جتنی برائی مقدر مین ہوگی وہ نکل جائیگی خداوند ایسا خلیق و رحیم دل ہی کہ خود اپنے ہر بندے
سے باتین کرتا ہی عمرو ثانی نے کہا کہ چلو مین موجود ہون وہ شخص انکو اپنے ہمراہ لیے ہوے روانہ
ہوا دیکھا عمرو نے کہ ہر گلی کوچہ سے صدہا آدمی اُجلے کپڑے پہنے ہوے عطر ملے ہوے چیزین نذر کی مثل
حلوے مٹھائی وغیرہ کے ہمراہ غول کے غول غٹ کے غٹ چلے جاتے ہین آج کے روز واقع ہین کہ
تمام شہر خالی ہوا جاتا ہی لیکن جسوقت کہ عمرو ثانی ساتھ اُس شخص کے بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ مجمع
خلائق سے تمام کوہ مملو ہی گھاٹیان عجیب عجیب اندر سے بنی ہوئی ہین پہاڑ کو سنگ تراشون نے اس
انداز سے تراشا ہی کہ جابجا درجے نکالے ہین مکان قائم کیے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہر سنگ تراش یہان کا
شاگرد فرہاد کیا بلکہ استاد فرہاد تھا عمرو اس کشمکش کو جھیلتے ہوے سیر کرتے ہوے طرف قصر کے چلے دیکھا کہ
برابر قصر کے ایک تالاب ہی جو چیزین لوگ نذر کے واسطے لائے ہین اسی مین پھینکتے جاتے ہین بعض بسبب کشمکش
کے اندر قصر کے تو جا نہین سکتے دروازے ہی پر سے دعا کرکے پلٹ آتے ہین بعضے تالاب پر نذر چڑھا کر
دعا مانگ کر چلے آتے ہین بعض جو زیادہ حاجتمند ہین جان پر کھیل کے اندر قصر کے جاتے ہین اور اُس رخت
سے کے بعد دیگرے کلام کرتے ہین حاجت اپنی اپنی بیان کرتے ہین عمرو ثانی نے اپنے ہمراہی سے کہا
کہ شور و غل مین خداوند سے کیونکر کلام ہو سکتا ہی اُسنے کہا کہ یہ میلا نہین رہ ور ہنا ہے آج کا روز جشن
عام کا ہی کل کا روز اور پرسون کا دن جشن خاص کا ہی کل صرف وہ لوگ مرادین مانگینگے اور نذرین
چڑھائینگے جو خداوند سے یہ اقرار کرتے ہین کہ بعد مراد آنے کے پندرہ برس کا لڑکا حسین نذر چڑھائینگے
اور پرسون عورتین آتی ہین اور ایک عورت باکرہ نہایت حسین تلاش کرکے نذر خداوند کر دی جاتی
ہی عمرو ثانی نے کہا وہ عورت پھر پلٹ کر بھی آتی ہی اُس شخص نے کہا وہ عورت آتی تو نہین لیکن حال اُسکا
معلوم ہوتا رہتا ہی اکثر جو خداوند سے پوچھا تو آواز آئی کہ وہ عورت ساتھ حورون کے جنت مین کھیل رہی ہی
اور لڑکے جن رہی ہی عمرو ثانی یہ باتین سنکر اس فکر مین ہوے کہ کسی ترکیب سے اس خبیث کو مارو یا اپنے
قبضہ مین لاؤ تو کام چلیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا ہم بھی کل ہی مراد مانگین گے اور ایک مٹھائی مین اگر قیام
لیا وہ دن تمام ہوا شب ہوئی رات کو چراغان کا انتظام کیا گیا علاوہ قصر و کوہ کے صحرا تک جگر جگر ہو رہا تھا

جنگل میں منگل ہو رہا تھا درختوں میں قندیلیں آویزاں تھیں فرشی گلاسوں سے زمین میں پاؤں رکھنے کی
جگہ نہ تھی جس طرف دیکھو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے ہر محل سرو چراغاں کی بہار دکھاتا تھا جا بجا صحبت
رقص و غنا برپا تھی گانا سننا اس مذہب میں نہایت ثواب ہے رات بھر عجب لطف رہا جسوقت آثار سحر
نمودار ہوئے بہار شب پر خزاں آئی چراغ بھڑک بھڑک کے خاموش ہونے لگے ستارے چرخ اخضری پر روپوش
ہونے لگے گلوں کے چہروں پر شگفتگی ظاہر ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے جو لوگ رات بھر کے جاگے ہوئے
تھے وہ سو گئے جو سوتے تھے وہ خواب سے چونکے اب دیکھا تو کوئی بارہ چودہ لڑکے کمسن
نہایت حسین زیور سے آراستہ کیے ہوئے کچھ لوگ انکو لائے تھے عمرو ثانی نے دل میں کہا یہ دیکھنا
چاہیے کہ انجام انکا کیا ہوتا ہے لیکن دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غار بنا ہوا ہے اگر جھانک کر دیکھو تو اس غار
میں روشنی معلوم ہوتی ہے پاس اس غار کے لوگ ان لڑکوں کو لائے دیکھا کہ اس وقت ایک لڑکے
کو دو چار آدمی قریب غار کے لائے اور پکارے یا خداوند فلاں منت ہماری پوری ہو مراد بر آئے
ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ایک حسین لڑکا چڑھاوینگے لہذا یہ نذر قبول کیجیے یہ کہکر اس لڑکے کو اندر غار کے
لے گئے عمرو کو اس طفل کے حال پر نہایت افسوس ہوا اور دل میں خیال کیا کہ بڑا ظلم ہوتا ہے یہاں لیکن اس
شخص نے کہ جو ساتھ عمرو کے گیا تھا بیان کیا کہ جو کوئی غار میں گرتا ہے زمین تک نہیں پہونچنے پاتا کہ خداوند اسے
اپنے دست قدرت سے روک لیتا ہے اور طرف بہشت کے پھینک دیتا ہے اسی طرح وہ جتنے لڑکے کہ ساتھ
آئے تھے بعد دیگرے سب کو دھکیل دیا ہر چند انھوں نے شور کیا کہ ہم خداوند پاس جاتے ہیں باز آئیے لیکن
کسی نے سماعت نہ کی اور ان بیگناہوں کو زندہ درگور کر دیا عمرو سے اس شخص نے کہا کہ تمھیں بھی جو کوئی مراد مانگنا
ہو وہ مان لو کہ یہ دن پھر نہیں مہینہ بھر کے بعد آئیگا عمرو نے کہا میرے دل میں کوئی تمنا نہیں سب چیزیں
پوری ہو چکی ہیں لیکن اب جو پوچھے تو کہا کہ کل اسکے میلے کی سیر کرنا ابھی منظور ہے اس شخص نے کہا کل سے روز
خاص عورتوں کا میلا ہے کوئی مرد یہاں رہ نہیں سکتا عمرو نے کہا میں نے چاہا دری دروازہ خداوند کی خیال
کی اور دربان کسی وقت دروازے سے جاتی ہے یہ نہیں ہو سکتا اسنے کہا ایسا ہوا نہیں کہ یہاں کسی وقت
میں کوئی دربان رکھا جاتا ہے ہمیشہ دروازہ اس قصر کا خود بخود بند ہو جاتا ہے اور آپ سے آپ کھل جاتا ہے
جب دن اسکے کھلنے کا آتا ہے عمرو نے کہا تم لوگوں کو اسمیں کیا دخل ہے اگر خداوند ممانعت کریں تو مجھے
ہٹا دیں ورنہ اس دروازے سے میں اب نہ ہلونگا بھلا خداوند کا دروازہ چھوڑ کر کیسے دریہ جاؤں وہ شخص
جو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ تو علیحدہ ہوا کہ یہ شخص کہنا نہیں مانتا ایسا نہو کہ عتاب خداوندی میں مبتلا ہونا پڑے
باعتاب تنہا ہی آئے کیونکہ یہ اک نئی بات کرنے کو کہتا ہے اور عمرو ثانی دروازہ قصر میں آکر بیٹھے وہ لوگ جو
نونہال شہنشاہ کی طرف سے انتظام پر معین تھے انھوں نے جو عمرو ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا اے شخص تو
کون ہے کیا آئین سے یہاں کے ناواقف ہے عمرو ثانی نے کہا میں مسافر ہوں اور تازہ شہر پر ہمت ہاروں میں
دروازہ خداوند کو کبھی نہ چھوڑونگا انھوں نے سمجھا کہ یہاں کا یہ دستور نہیں ہے عمرو نے نہ مانا ان لوگوں نے
دل میں کہا کہ اگر یہ اپنے اعتقاد سے بیٹھا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ایک آدمی نے کہا کہ اطلاع اسکی خداوند
سے کر دینا ضرور ہے اگر مصلحت ہو رہنے دو ورنہ لعنت ہو مار کر ہٹا دو یہ سوچکر قریب اس محل کے آئے کہ ذکر
جسکا ہو چکا ہے پکار کر کہا کہ یا خداوند محل مسرت ایک بندہ آپکا دروازے پر آکر بیٹھا ہے اور کہتا ہے

کہ مین آستان خداوند کو نچھوڑونگا کیا حکم اُسکی نسبت ہوتا ہی آیا مار کر اُسے نکال دین یا رہنے دین تخت سے
آواز آئی کہ ہم اُس بندے سے اپنے نہایت خوش ہین تم لوگ نہین جانتے ہو اگر وہ نہین جاتا تو رہنے
دو ہمنے اُسے کلید بردار اپنے مکان کا قرار دیا اُن لوگون نے آکر عمرو ثانی کے ہاتھ چومے آنکھون سے
لگائے باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ مقبول بندہ خداوند کا ہی جو بات کسی کے واسطے نہوئی تھی
اُسکے لیے ہوئی غرضکہ وہ دن بھی تمام ہوا شب ہو گئی اب یہ رات بادشاہ کے آنے کی ہی ہر چہار طرف انتظام
ہوا عوام الناس چلے چلے گئے سواری شاہنشاہ کی دھوم ہوئی کوہ سے لیکر تا بہ شہر دو رستہ ٹٹیان
گڑ ین چراغان کا انتظام ہوا ہر چہار طرف فوجی آدمی مسلح و مکمل ہو کر کھڑے ہوے یکایک سواری مانند باد
بہاری نمودار ہوئی دیکھا عمرو ثانی نے کہ ایک بادشاہ تاج بسر و چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت مرصع کار
جواہر نگار پر سوار آگے آگے دو آدمی نہایت بلند قامت انتظام سواری کرتے ہوے لیے چوبدستین کاندھون پر
دھرے ہوے چلے آتے ہین صورتین دیکھ کر خوف معلوم ہوتا ہی عمرو نے دل مین کہا کہ یہی زور اُس سرکشی کا
ڈھاتین گے غرضکہ بادشاہ جو دروازہ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے بیان
کیا کہ اس شخص کو خداوند نے کلید بردار اُس قصر کا قرار دیا ہی بادشاہ چپ ہو رہا اور داخل قصر ہوا وہ دونون
پہلوان باہر کھڑے رہے اور وہین سے سجدہ کر کر کے دعا مانگنے لگے بادشاہ نے آکر دو گلدستے
کہ ایک زمرد اور ایک یاقوت کا تھا اُس قصر مین چڑھا دیے یہی معمول اُسکا ہی صدہا گلدستے قصر مین
رکھے ہوے ہین بادشاہ نے عرض کی کہ یا خداوند کمبخت شاہ بندہ آپ کا جسکو رواج دین کے
واسطے بھیجا تھا نصرانیون مین مل گیا اور اپنا مذہب بھی اُسنے تبدیل کر ڈالا اور بیٹا اُسکا بہرام بھی نصرانی
ہو گیا سُنا ہی کوئی شخص شہریار ہی اُسنے فرنگستان سے خروج کیا ہی اور ملک گیری کرتا چلا آتا ہی اندر
سے آواز آئی کہ چندے صبر کر ہمین سب حال کمبخت شاہ کا معلوم ہی تم سے بہتر جانتے ہین بادشاہ
خاموش ہو رہا اور نذر وغیرہ چڑھا کر وہان سے پلٹا اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو ثانی نے دل مین
کہا کہ اب معلوم ہوا کمبخت شاہ یہین سے آیا تھا اکثر گلدستون کی طرف دیکھ کر منھ مین پانی بھر آتا تھا کہ لاکھون
روپیہ کا مال ہی مگر مصلحت وقت کے خلاف سمجھکر دل کو سمجھاتے ہین طبیعت کو روکتے ہین یہانتک کہ
تیسرا دن ہوا اب دیکھا تو صدہا عورتین چلی آتی ہین تھالیون مین حلوہ بنا ہوا نہایت تکلف کے ساتھ
رکھا ہی کچھ ہار کچھ پھول آکر حلوہ اندر تالاب کے پھینکنا شروع کیا ہار پھول کچھ درخت پر چڑھا دیے
کچھ تالاب مین ڈال دیے دعائین مانگنا شروع کین کوئی کہتی ہی یا خداوند مجھے بیٹا دو کوئی کہتی تھی
اُس عورت کے مردوے نے سوت کو سر پر لا کر رکھا ہی روٹی نہین دیتا ہی ہمین جلاتا ہی اُسکو خوش
کرتا ہی اُسے تو غارت کر دے کوئی کہتی ہی یا خداوند اس کنیز کی چار لڑکیان ہین اگر انکی شادی کا
سامان ہو جاے تو ایک لڑکی مین نذر کرون آواز آئی کہ کام تیرا ہو جائیگا اور چار لڑکیان نہایت حسین
اُسکے ہمراہ ہین جنمین ایک کی صورت نہایت مشابہ تھی ملکہ ماہ طلعت سے عمرو ثانی اُسکو دیکھکر شگفتہ ہوا
دل مین سوچا کہ اگر کسی طور سے یہ ہاتھ لگتی تو کیا اچھی بات تھی اسیطرح تمام عورتین مرادین مان کر
چلی گئین وہ دن بھی تمام ہوا شام کے وقت ایک زن جمیلہ کو لیکر کچھ عورتین آئین اور سواری اُسکی وہان
رکھکر چلی گئین دیکھا عمرو نے کہ پہاڑ کی جانب سے کچھ جنت بالکل برہنہ نمودار ہوے اور ایک جانب

لیکر چلے عمرو سوچا کہ اگر یون اُنکے تعاقب مین جاتا ہون تو شاید مجکو دیکھ لین جلدی سے گلیم اوڑھ کر ہمراہ ہو لیا دیکھا کہ وہ جِنّت سواری اُس حسینہ کی ہمراہ لیے ہوے ایک کھوہ کی طرف چلے اور اُسمین اُتر اُتر کر غائب ہو گئے عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھے ہوے اندر داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک دیو مہیب تخت پر بیٹھا ہی اُن جِنّتون نے اُس حسینہ کو لیجا کر اُسکے سامنے پیش کیا اور خود ایک جانب چلے گئے دیو نے اُس مہ جبین کو گلے سے لگایا مصروف اختلاط ہوا یہانتک کہ آمادہ ہوا امر خاص پر بھلا عورت کم سن دیو کی تاب کہان سے لاسکتی ہی پھڑک پھڑک کر مرگئی جس وقت وہ سرد ہوگئی دیو نے اُسکو کھا لیا عمرو ٹھہر گیا کہ بڑا ظلم اس ملک مین ہوتا ہی خیر سمجھا جائیگا اور وہان سے پلٹ کر پھر دروازہ قصر پر آکر بیٹھ رہا ایام گذاری کرنا شروع کی یہانتک کہ بعد مہینہ بھر کے پھر وہی روز آیا اسی طرح میلا لگا نذرین چڑھنے لگین یہانتک کہ تیسرے دن وہی ضعیفہ آئی کہ جسنے لڑکیون کی شادی کی مراد مانگی تھی آکر بہت خوش ہوئی سامنے محل کے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تو نے اپنا وعدہ پورا کیا اب مین اپنا وعدہ پورا کرنے آئی ہون اُنمین سے جو دختر پسند خاطر ہو اُسے حاضر کرون اندر سے درخت سے آواز آئی کہ سمن اندام کو ہماری خدمت مین روانہ کرو اُسنے جلدی سے تین لڑکیونکو علحدہ کر کے سمن اندام کو آراستہ کرنا شروع کیا عمرو نے دیکھا یہ وہی ہی جو مشابہ ہی صورت مین ملکہ ماہ سیمبر سے دل مین کہا کہ یہ تو بڑا غضب ہوا چاہتا ہی وہ دیو ملعون اسے بھی کھا لیگا اب عمرو نے فکر کی کہ کیا کرنا چاہیے یہانتک کہ جب شام ہوئی سب عورتین چلی چلی گئین فقط سمن اندام رہ گئی عمرو نے جلدی سے صورت اپنی سمن اندام کی بنائی اور اُسے بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا آپ اُسکی جگہ پر بیٹھ رہا اتنے مین وہی جِنّت پیدا ہوے اور آکر سمن اندام نقلی کو لے چلے سامنے دیو کے لائے اور علحدہ ہو گئے جسوقت تخلیہ ہوا دیو حسب معمول وہی اختلاط کرنے لگا سمن اندام نے کہا یا خداوند مین ایک تحفہ اپنی طرف سے آپکے واسطے لیتی آئی ہون دیو نے کہا کیا سمن اندام نقلی نے ایک تھیلی جیب سے نکالی اُسمین حلوہ رکھا ہوا تھا کہا یہ مین نے اپنے ہاتھ سے پکایا تھا اس نیت سے کہ اگر خداوند تک پہونچون گی تو یہ نذر مین پیش کرونگی عجب عجب تاثیرین یہ حلوہ رکھتا ہی دیو نے لقمہ چرب سمجھکر کھا لیا بس حلوے کا کھانا تھا کہ دیو لگا ناچنے اور کہا کیا چیز تو نے خداوند کو اپنے کھلائی ہی کہ آج تک مین نے نہ کھائی تھی بعد اسکے پھر اختلاط کرنے لگا سمن اندام سامنے سے بھاگی دیو پیچھے دوڑا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا بس اُسکا گرنا تھا کہ عمرو نے پلٹنے پلٹنے چال ایسی مارا اور دیو کو داخل زنبیل کیا اور جلدی سے شجرہ طلب کیا کہ صورت وقد و قامت میری اُس دیو کے مانند ہو جاے اُسی وقت عمرو کی وہی ہیئت ہوگئی اتنے مین وہی جِنّت جو خدمت مین دیو کی رہتے تھے پلٹ کر حاضر ہوے سمجھ گئے کہ اُس نازنین کو کھا لیا ہوگا دیو نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ اب آسمان پر چلے جائین لہذا جو کچھ آجتک نذر خداوند ہوا وہ حاضر کرو کہ سب خزانہ قدرت مین داخل کر دیا جاے وہ جِنّت گئے اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لانا شروع کیا سوا روپیہ اشرفی جواہر کے اور کیا تھا تین روز تک مال ڈھویا گیا عمرو نے اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کرنا شروع کیا یہانتک کہ کل مال داخل زنبیل کر لیا اُسکے بعد وہ طفلان حسین جو واسطے نذر کے لوگ لایا کرتے تھے ایک مکان مین بند کر دیے جاتے تھے دو طفل روز حاضر کیے جاتے تھے اُنکے ساتھ بھی

وہ دونوں فعل ناجائز کرکے مارڈالتا تھا بعد اُسکے کھالیتا تھا حسب معمول مفتنون نے سامنے عمرو ثانی
کے بھی وہ طفل حاضر کیے عمرو نے وقت تخلیہ اُنکو نذر زنبیل کرلیا وہ مفتنت یہ سمجھے کہ کھالیا ہوگا
یہانتک بعد ایک ماہ کے پھر وہ روز آیا کہ جس دن خلقت جمع ہوتی تھی اور نذریں گذرتی تھیں
آج جتنی نذریں گذرتی ہیں سب غائب ہوتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ جب وقت بادشاہ کی آمد کا ہوا اور
نونہال شاہ حاضر ہوا اندر سے درخت کے آواز آئی کہ ای نونہال شاہ تمہیں لازم ہے کہ اندر پندرہ
یوم کے لشکر درست کر رکھو کیونکہ اب ہم طرف آسمان کے جاتے ہیں آج سے پندرھویں روز
نائب ہمارا بیابان جنوب کی طرف نمودار ہوگا تمہیں لازم ہے کہ اُسکی اطاعت کرنا اور جو کچھ وہ
کہے اُسپر عمل کرنا اور عبادت بھی میری تمنے اُس وقت تک کے واسطے معاف کی کہ جبتک تمام
عالم میں دین ہمارا نہ پھیلا لوگے اور سب سے پہلے خدا پرستوں کا استیصال کرنا نونہال شاہ
نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت وہاں سے پلٹ کر جو شہر میں آیا آراستگی لشکر کا حکم دیدیا تمام شہر
میں ایک غل ہوا کہ آج سے پندرھویں روز نائب خداوندی کی زیارت ہوگی یہاں تو یہ ہنگامہ برپا ہی تیاری
ہو رہی ہے اور انتظار وقت ہے لیکن عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور نظروں سے غائب ہوگئے وہ مفتنت شور
مچانے لگے کہ ہائے خداوند وائے خداوند کونسی ایسی خطا ہم سے ہوئی کہ جسکی وجہ سے ہمپر یہ عتاب ہوا لیکن
عمرو نے باہر نکلکر قصر میں جتنے گلدستے جواہر نگار رکھے تھے جال الیاس مار کر سبکو نذر زنبیل کیا
اور آپ طرف بیابان جنوب کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت وہ دن آیا کہ جسکا پتا پتھر پرستوں
کو خداوند نے دیا تھا اور کہا تھا کہ نائب ہمارا آئیگا تمام خلقت مع بادشاہ و لشکر کے طرف بیابان جنوب
برائے استقبال روانہ ہوئی پہر دن چڑھے جتنے تمام صحرا مملو ہوگیا اب سبکو انتظار ہے کہ دیکھیں نائب
خداوند کیونکر تشریف لاتے ہیں اور صورت اُنکی کیسی ہے کہ یکایک ایک جانب سے ایک حباب سفید اُڑتا ہوا
نظر آیا سبکی آنکھیں اُسی طرف لگی ہوئی تھیں کہ یکایک وہ حباب بالائے آسمان سے جانب زمین
اُترنے لگا اب جو خیال کرکے دیکھا تو ایک تخت ہے کہ اُسپر ایک مرد پیر باریش دراز و سفید بیٹھا
ہوا ہے اور شامیانہ سفید کھنچا ہوا ہے آگے چند درختان کوتاہ رکھے ہوئے ہیں کوئی درخت نارنگی کا ہے
مگر پھل نیبو کے لگے ہوئے ہیں کوئی درخت آم کا ہے جسمیں امرود لگے ہوئے ہیں کوئی نخل
انار کا ہے اسمیں سیب لگے ہوئے ہیں کوئی شجر سیب کا ہے لیکن انگور پھلے ہوئے ہیں سب دیکھکر
نہایت متعجب ہوئے ایک آدہ نے سجدے کو جھکنے کا ارادہ کیا لیکن نائب خداوند مخل سے بلند
نے نعرہ کیا کہ خبردار سجدہ کرنے کا قصد نہ کرنا یہ خاص واسطے خداوند کے ہے اور میں نائب خداوند ہوں
ہاں نذریں گذرا تو اُسے میں قبول کرونگا اول نذر بادشاہ کی گذری بہت سے جواہر کے بنے ہوئے
گلدستے اور طرہ نائب صاحب نے لیکر زیر بغل لیجا کر آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب یہ نذر بادشاہ
کی ہے لیجاو اور خداوند کی خدمت میں پہونچادو وہ گلدستے زیر بغل جاتے تو معلوم ہوتے پھر پتا نہ لگا کہ کیا ہوئے
بعد اُسکے اور اُمرا و روسا کی نذریں حسب حیثیت گذرنے لگیں نائب صاحب نذریں لیکر غائب کرتے
جاتے ہیں بعد اُسکے عام نذریں گذرنے لگیں یہانتک کہ نائب صاحب نے پیسا اور کوڑیاں تک [illegible]
جسوقت نذریں گذر چکیں اب نائب صاحب نے وعظ بیان کرنا شروع کی کہ اے بندگان خداوند مخل سے بلند

آگاہ ہو کہ یہ ادنی قدرت خداوند کی ہے کہ دیکھو نارنگی کے درخت میں شریفہ انار کے درخت میں سیب سیب کے درخت میں انگور لگے ہوئے ہیں سب کہنے لگے کہ آمنا و صدقنا ہمیں یقین ہے خداوند کی قدرت اس سے بھی بڑھکر ہے اگر خداوند چاہے تو ببول کے درخت میں اناس پیدا ہو بعد اسکے نائب صاحب نے کہا کہ جانتے ہو تمھیں خداوند نے کس واسطے بھیجا ہے سب نے کہا بغیر ارشاد کیے ہوئے کیونکر جان سکتے ہیں آلا اتنا ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ ایک یہ بھی خوش نصیبی ہماری ہے جو حضور نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمکو ممتاز و سرفراز فرمایا نائب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حکم خداوند ہے کہ اے بندگان خوش اعتقاد تم خروج کرو اور دین ہمارا تمام عالم رائج کرو اور سب سے اول خدا پرستوں کا استیصال کرو کہ انھوں نے بہت سر اٹھایا ہے اور ہمکو بھیجا ہے کہ تم برائے برکت ساتھ رہو اور نونہال شاہ کو طرہ پھیری دیا ہے یہ کہکر ایک پھول مقیشی نکالکر تاج میں نونہال شاہ کے آویزان کر دیا نونہال شاہ نہایت خوش ہوا اسکے بعد وہ درخت جو سامنے رکھے ہوئے تھے انمیں سے ایک پھل توڑ کر نونہال شاہ کو دیا اور کہا کہ اگر اسے کھالو گے تو قیامت تک تمھارے شجر حیات پر خزان نہ آئیگی ہمیشہ پھولے پھلے رہو گے اور ایک پھل عوق بن بروج کو دیا اور ایک پھل عنق بن بروج کو دیا اور کہا کہ چلکر حمزہ سے لڑو اور اس پھل کو کھالو کہ کشت تمنا تمھاری سرسبز ہو اور باغ فتح و فیروزی بہرہ ور نونہال شاہ نے اور عوق بن بروج و عنق بن بروج نے وہ پھل کھالیے اور اطمینان ہوا کہ اب ہم کبھی نہ مرینگے لیکن نونہال شاہ نے نائب صاحب سے کہا کہ کونسا روز خروج کا معین کیا جاے نائب خداوند نے کہا کہ اول سامان میری سواری کا کرو یہ سواری جسپر میں بیٹھا ہوں یہ خداوند کی جانب سے یہانتک آنے کو ملی تھی اب یہ سواری لوٹ جائیگی لیکن اور سواری تیار کی جائے اس طور سے کہ ایک تخت جواہر نگار بنے اور ایک تاج اس انداز کا کہ ہر گوشے پر اسکے ایک ایک گلدستہ قائم کیا جاے وہ بھی جواہر کا بیچ میں بجاے کلغی ایک درخت زمردی بصورت سرو بناکر لگایا جاے وقت خروج وہ تاج ہم اپنے سر پر رکھینگے اور اُس تخت پر بیٹھینگے حسب الحکم تیاری ہونے لگی ایک پندرہ روز میں تخت و تاج بنکر تیار ہوا اور وہ تخت و تاج جو سر پر تھا اور وہ تخت جسپر نائب صاحب تشریف فرماتے تھے نظروں سے زیر بغل جاکر غائب ہو گیا اعتقاد شجر پرستوں کے جو گنے ہوتے چلے جاتے ہیں کہانتک بیان کیا جاے کہ آخر کار نائب صاحب نے نام اپنا بہاران چمن قبا مشہور کیا اور ایک لمبا سا جبہ نکالکر پہنا کہ جسمیں بڑے بڑے گلبوٹے زردوزی بنے ہوے تھے اور وہ تاج جو فرمائش کرکے تیار کرایا تھا سر پر رکھا اور اُس تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور نونہال شاہ کو ساتھ لیکر مع لشکر و سرداران نامی و گرامی کہ جنکے نام وقت پہنچے جا بیٹھنے ہمراہ لیا اور طرف بیابان مثلث کے براے رزم و پیکار روانہ ہوتے ہیں کہ ذکر اُنکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

لیکن اب چند کلمے داستان حیرت بیان جانشین زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحب گرز سام بن نریمان امیر ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں۔

کہ بعد جانے عمرو ثانی کے امیر نے رضوان بن عمرو کو خلعت سرداری دیکر کرسی ہدہد پر بٹھایا اور فرمایا کہ تمکو چالاک کی نمک حلالی کا حال معلوم ہو گا کہ جسوقت پدر نامدار سے اور تمھارے دادا سے بگڑی تھی تو سب عیار عمرو کی طرف ہو گئے تھے سوا چالاک کے کہ ایک یہی صاحبقران کا شریک رہا ویسی ہی نمک حلالی تمکو بھی چاہیے رضوان نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھ لیجیے گا وہاں شہریار نامدار

نے مالک پرسیسا سے فرنگی سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جلد میرے اور امیر ثانی کے فیصلہ ہو جاے
تو بہتر ہے کیونکہ اب فراق ملکہ ہاجرہ بانو کا مجھ پر شاق ہے دوسرے یہ کہ ملکہ مہر نازپرور کو نقاب دار گوہر
پوش لیگیا ہے اور وہ خدا پرست ہے ایسا نہو وہ ملکہ کو خدا پرستون کے سپرد کر دے اگر مین نے امیر کو زیر کر لیا
اور وہ میرے مطیع ہوے دین عیسوی اختیار کیا تو مسیح اللہ اس سے کیا بہتر ہے اسکے ساتھ سب ہی
دین اختیار کرینگے پھر مین بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کے ساتھ ملکہ کا عقد کر دینے مین کوئی عذر نہوگا اور
امیر کو ملکہ ہاجرہ کا عقد ہمارے ساتھ کرنے مین تکلف نہوگا اور اگر مین زیر ہوا جب بھی یہی انجام ہے
پر سیپاسے فرنگی نے کہا پھر تمھین اختیار ہے کیون عرصہ کرتے ہو شہریار نے ایک نامہ امیر کے نام لکھا
مضمون اسکا یہ تھا کہ مین چاہتا ہون میرے آپ کے اب جلد فیصلہ ہو جاے اور وہ نامہ بہرام تیغزن کو
دیا بہرام نامہ لیکر روانہ ہوا ایہان امیر ثانی دنگل نادعنبر پر فروکش ہین بادشاہ اسلام کا تخت پر جلوس ہے شہزادگان
دست راست وچپ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین تمام دربار رہا ہے ذکر افلاک روئین تن کا ہو رہا ہے
کہ شہریار نے تو کام اسکا تمام کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا اسکی نہ تھی جو بچ گیا لیکن جیسے چال نہ معلوم ہوا کہ وہ ملعون
کہان گیا کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ بہرام تیغزن فرستادہ شہریار صف شکن حاضر ہے امیدوار
باریابی کا منتظر ہے امیر نے ٹھہرایا بلوا اور ایک دنگل بہرام کے واسطے بچھوا دیا بہرام نے آکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا
بیٹھنے کو ارشاد ہوا بہرام سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا ساقی نے دو چار جام دیے جب دماغ بہرام بادہ ناب
سے گرم ہوا پکار اٹھا نامہ دار امیر نے نامہ بہرام کے ہاتھ سے لیا اور مضمون نامہ پڑھ کر پشت پر اپنے ہاتھ
سے جواب جنگ تحریر فرما دیا اور ارشاد کیا کہ مین بھی مقابلہ شہریار کا نہایت مشتاق ہون اور بہرام کو
خلعت دیکر رخصت فرمایا بہرام خدمت شہریار مین آیا اور نامہ مع جواب پیش کیا شہریار نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی وردیان نئی سی جانے لگین تمغے سردارون کے بدلے گئے قواعد
ہونے لگی آٹھ روز تیاری رہی جب آٹھوان دن گذر کر وہ وقت پہونچا کہ مرغ زرین بال پرواز کنان
جانب آشیانہ مغرب روانہ ہوا اور شب زندہ دار آسمان یعنی ماہ تابان سجادہ کہکشان بچھا کر مشغول
عبادت رب بے نیاز ہوا جماعت انجم پیچھے صف بستہ ہوئی یہان لشکر اسلام مین مغرب کی اذان
ہوئی جابجا نمازین ہونے لگین نمازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مصروف عبادت پروردگار ہوئے
جس وقت بعد نماز اور وظائف سے فراغت ہوئی بارگاہ سلیمانی تخت شاہی پر بادشاہ
اسلام کا جلوس ہوا امیر دنگل نادعنبر پر فروکش ہوے سرداران آکر جمع ہونے لگے کہ یکایک ہرکارون نے
آکر دعا وثناے شاہی بجا لا کر عرض کی کہ لشکر شہریار مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت بجاے عمرو رضوان بن عمرو نقارخانہ سلیمانی
مین آیا اور نقارہ پر چوب لگائی قلاب چلپی اور کباب چلپی نے نذ دی اور شہنائیون نے سر ملا کر وقت
کے موافق چیزین بجانا شروع کین نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا ادھر اور لشکرون مین مثل لشکر ایرج و
نور الدہر و بدیع الملک وقہور وغیرہ سب کے یہان طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا تمام سرداران نامی
وگرامی کو اشتیاق ہے شہریار کے مقابلے کا ہر ایک یہ قصد کر رہا ہے کہ کل ہم مقابلہ کرینگے لشکر مین تیاری جنگ ہونے
لگی بادشاہ اسلام نے بھی دربار سویرے سے برخاست کیا امیر بھی اپنی بارگاہ مین تشریف لائے یہانتک کہ جس

بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور رخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ناگاہ فراش سپہر چتر آمد مہر گستر
دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدہ سحری بصد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری سے
چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند بند
نقاب کے بیحجاب ہو کر دور کیا دیکھا کہ تاج زریں برسر و چتر قبہ نما شہنشاہی در برانس کر و فر سے در مشرق
استان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے مستقل حیران
بے سروسامان روان دوان ہو کر دامن کہکشان میں پنہان ہوا ادھر کو حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف
ثانی سلیمان عبادت معبود بہر طاعت رب ودود اُٹھے بعد رفع اجابت مشتاق عبادت وضو بصد
آرزو کر کے مسجد کریاس میں قدم دھر کے نماز بصد نیاز پڑھنے لگے بعد از انفراغ فریضہ سحری محو وظائف
تھے کہ آمد سرداران ذیشان کی شروع ہو گئی لندھور مالک فراز جمہور بدیع الملک نور الدہر ایرج
بدیع الزمان کشمیر و ذیشان و ارباب مشورہ گشتاسپ مہور و ادپرور سب حاضر ہوئے حسب وقت ہجوم سرداران
کا ہو گیا اور زہیر وزد میمنت آسود بادشاہ اسلام ہوئی امیر مع سرداران باتوقیر خدمت سلطانی میں حاضر ہوئے
اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ دل میں جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں کے
سلام ہوئے بادشاہ جم جاہ آنکھ کے اشارے سے سب کے سلام لیتے ہوئے طرف میدان کارزار
کے متوجہ ہوئے وسط میں تخت شاہی قائم ہوا صف بندیاں ہونے لگیں اُدھر آمد لشکر شہریار کی ہوئی
پہ سپاہ سے فوجیں بڑے جاہ و حشم سے تخت پر سوار آئے وردیاں تمام لشکر کی نئی ہیں نئے افسروں کے
خالی پھرتے بلے میں گھوڑوں کے ساز کی جدا تیاری ہے بہرام تیغزن لشکر کا انتظام کرتا ہوا افسری لشکر کا
اپنے عہدہ ملا ہے سب سردار لشکر کی درستی میں مصروف ہیں ایک جانب شمائل خان بن جدائل ایک جانب
گرگوس بن فرگوس ایک جانب قیلوس بلند بالا قیپاس بلند آواز ایک طرف شہزادے شیر شکم
ایک سمت ہامان ہمون حشم ایک طرف فیروز دیوانہ و قہرمان دیوانہ اپنے اپنے دیوانوں کا لشکر لیے ہوئے
عجیب آن بان سے کھڑے ہیں کوئی سر برہنہ ہے کسی کا گریبان چاک ہے ناخن بڑھے ہوئے کوئی آپ ہی آپ ہنس رہا ہے
کوئی اپنے سایہ سے لڑ رہا ہے کہ تو میرے ساتھ کہاں چلا آتا ہے یہ میدان جنگ ہے ایسا نہ ہو مارا جائے کوئی اپنے
آپ منہ بنا رہا ہے دوسروں کو ہنسا رہا ہے زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ سے تمام صحرا گونج رہا ہے لیکن قہرمان و فیروز د
ہر وقت جو صحبت شہریار میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انہیں کسی قدر انسانیت آگئی ہے اپنے ساتھ والوں کو
ڈانٹے جاتے ہیں منع کرتے جاتے ہیں کبھی افسر کے خوف سے چپ ہو رہتے ہیں ادھر آنکھ بچی پھر ایک نے
دوسرے کا منہ چڑھا دیا اپنے ہاتھ سے چونچ بنا کر دکھا دی ان دیوانوں کے لشکر کی طرف جس کی نظر
پڑ جاتی ہے مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہے غرضکہ آن واحد میں ہر طرف صف بندیاں لشکر کی ہو گئیں اور
قشون ماتحت تار سوار کے راست و درست ہو گئیں لیکن لاجورد شاہ ملعون نے جو سنا ہے کہ
امیر اور شہریار سے مقابلہ ہو گا ہمارے تماشا یہ کبھی آیا ہے ایک جانب لشکر اسکا بھی قائم ہے طبل و
اسکا پایاں سے مطلا اترتا ہوا آیا ہے لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال تماشا سے بلند آواز بصد سوز و
ساز ملا کمر باریک شعروں میں اشعار عبرت آمیز شجاعت انگیز پڑھنے لگے

اشعار

یارو سرائے فانی سمجھو کہ کیا جہاں ہے ❊ جو ہے غرور و رنج کلفت کچھ بھی ملا نہیں ہے ❊ عبرت یہ جا ہے دیکھو بہرام و سام کی گور [illegible]

جز نام بڑیون سے کا مطلق پتا نہیں ہے	لے جا نے نیک نامی بدنامی چاہئے جا	وہ کونسا بشر ہے جسکی قضا نہیں ہے

کچھ اس لہجہ مین نقیبون نے نقابت کی کہ دلاورون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا تلوارین نیامون سے
نکلنے لگین تیوریان بدلنے لگین بعضے جوش شجاعت مین صفون سے آگے بڑھ آئے افسرون نے روکا
کہ یکایک لشکر فرنگستان سے کل علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے یو دا باگ کا لیا مرکب
کو چمکا کر سامنے تخت ملک پرسیسا کے فرنگی کے آیا گھوڑے سے اُترا اجازت حرب چاہی
پرسیسا سے فرنگی نے کہا ای فرزند جا تجکو امان پروردگار و ضمانت مسیح عالی وقار مین دیا شہریار
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کین آیا پہلے خوب سلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا
دکھا یا جسوقت پسینے مین غرق ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ
خدا پرستان جسکا جی چاہے نکلے میرے مقابلہ کو یہ سُننا تھا کہ جانب دست راست کے علم جلوہ گری
پر آئے اور تورج یزدان پرست نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
آئے اُتر کر گھوڑے سے اجازت حرب چاہی فرمایا سپرد پروردگار کیا تورج بار دیگر مرکب پہ چڑھ کر میدان
مین آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی ڈھائی سو طعن کی نوبت آئی کام نہ نکلا آخرکار سنانین
بنالین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی نیزون کے بند بند جدا ہو گئے نیزون کو بیکار سمجھ کر ہاتھ سے
پھینک دیا اور جھپٹ کر شہریار نے گرز اپنا اپنے پرے سے اُٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ ای تورج خبردار رہنا یہ طمانچہ
اجل کا ہی اِس سے بچنا دشوار ہی یہ کہکر سر پر کھینچ دیکر جو مارا تورج نے اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا گرز جو
پڑا تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مگر مرکب تورج کی ٹوٹی شہریار نے نعرہ کیا کز دم و بیت
گردم عیار تورج کا جھپٹ کر آیا گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر ہٹایا دیکھا کہ تورج بیہوش پڑا ہی اور سر سے خون ہو کے
سینہ جاری ہی عیار نے آواز دی کہ ای شہریار یہ میدان جنگ ہی خواب گاہ نہین ہی آنکھ کھولکر دیکھیے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہی تورج نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا کہ گھوڑا مر کر گلی ہو چکا ہی تورج
نے زین کو خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب شہریار کو پی کرے شہریار بھی مرکب سے کود پڑا تورج نے
تلوار پھینک دی شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی افسران فوج
قریب آ گئے تماشاے جنگ دیکھنے لگے لیکن یہان بجز اکا کشتی کا بندھا ہوا ہی پیچ ہو رہے ہین یہانتک
کہ دن تمام ہو گیا رات ہوئی دونون جانب سے روشنی آئی اور ایک ایک کاسہ دودھ کا لایا دونون
جوانون نے پیا اور پھر زور ہونے لگے پہر بھر مین پسینے کے راستے بہا دیا یہانتک کہ پھر صبح ہوئی اور
دونون علحدہ نہوئے کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ قضا سے کار اتفاقات روزگار پانون تورج کا موش
جانے مین جا رہا شہریار پسپا کر کے لیجاتا تھا لنگر نہ قائم رہ سکا ٹخنے کا جوڑ اُکھڑ گیا رنگ تورج کا متغیر ہو گیا
بلکہ صدمے سے بیہوش ہو گیا بیرنگ دیکھ کر شہریار نے تورج کو چھوڑ دیا اور کہا بیجا واسطے اہل اسلام
اُٹھا کر لائے تورج کو دیکھا کہ ٹخنے کا جوڑ اُکھڑ گیا ہی شہریار میدان سے پلٹ کر اپنی فوج مین آیا
طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اُدھر اسیر یا تو تورج کو لیے ہوئے میدان سے پھر کے
داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تورج کا تو علاج ہونے لگا اور شہریار نامدار میدان جنگ سے
پھر ایک روز استراحت کی دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا خبر اُس کشور گیر کو ہوئی یہان

بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو پھر دونوں لشکر معرکہ آرائے
میدان قتال ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال شہریار نامدار نے باگ مرکب تیز پا کی لی وار
میدان میں آکر نعرہ زن ہوا کہ جو اپنے کو زبردست جانتا ہو وہ نکلے یہ سخن سننا تھا کہ داراب کشور کشا
نے اپنے توسن کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آئے باادب ہو کر اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ
امان پروردگار میں دیا داراب بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آئے بعد از نگاورزی نوبت نیزہ بازی
کی پہونچی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب نہ حاصل ہوا سنانیں بنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں خالی
خالی چھڑوں کو ہاتھوں سے پھینک پھینک کر تلواریں کھینچ لیں یہ رنگ دیکھ کر امیر کشور گیر دست بدعا
ہوئے کہ پروردگار بچانا داراب کو شہریار کے ہاتھ سے اور شہریار کو داراب کے وار سے کیونکہ
دونوں زبردست ہیں اگر شہریار مسلمان ہو گیا بہت طراز و ردین اسلام کو ہو جائیگا ایک جماعت کثیر
اسلام لائیگی لیکن وہاں دونوں تلوار چل رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے دو بجلیاں کوند رہی ہیں قضا سے کار مرکب
داراب نے سکندری کھائی اور تلوار شہریار کی سر پر آ پہونچی سنبھلنا دشوار ہو گیا تیغہ جو سر پر پڑتا ہے
تا دو ابرو اتر گیا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
داراب نے زخم سر باندھنے کا قصد کیا شہریار نے کہا میں زخمی سے نہیں لڑتا آپ تشریف لیجائیے
جب علاج اپنا کر لیجئے گا تو مجھ سے پھر مقابلہ کر لیجئے گا زخمی ہونا بہادر کے واسطے عیب نہیں ہے ادھر بدیع الزمان
وغیرہ پہونچ گئے اور داراب کو میدان جنگ سے پھیر لائے شہریار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
عین الزمان پسر بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور میدان میں آئے نیزہ بازی
ہوئی شہریار نے نیزہ ہاتھ سے عین الزمان کے نکال دیا بس جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا
جھپٹ کر گرز اپنا اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر بارا شہریار نے گرز عین الزمان کا سپر پر روکا اور
دوسرا ہاتھ کلائی پر اس ارادے سے ڈالا کہ مروڑ کر ہاتھ سے گرز چھین لوں مگر ممکن نہ ہوا زور ہونے لگے
مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں دلیر مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی کوئی
دو پہر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ شہریار نے لنگر عین الزمان کا توڑا اور باندھ کر لیگیا بدیع الزمان
کو نہایت صدمہ ہوا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو صف آرائی ہوئی آج نور الزمان نے قصد کیا
بدیع الزمان نے ہرچند منع کیا لیکن نہ مانا آخر کار مثل عین الزمان کے یہ بھی اسیر ہوئے پھر طبل بجا آج
مسیحا ابن قاسم نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت چاہی فرمایا
تمہیں نکلنے کی کیا ضرورت تھی دیکھتے ہو کہ شہریار نے عین الزمان اور نور الزمان کا کیا حال کیا عرض
کی جو تقدیر میں ہوگا وہ ضرور ہوگا اور اب تو میں نکل چکا اگر مقابلہ نہ کرونگا تو اور بھی ذلت کی بات ہے
بادشاہ نے مجبور ہو کر فرمایا خیر جاؤ سپرد پروردگار کیا بس مسیحا ابن قاسم مرکب کو چمکا کر سامنے شہریار
کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا حرب بہادری کی شہریار نے کہا خدا کی شان یہ ہمسے بلند ہستی کو کہتے ہیں آواز
دی کہ تم نہیں جانتے مجھکو کہ میں کون ہوں تم صاحبقران اعظم بن قاسم وہ ہنسا اور کہا کہ جو آتا ہے وہ
صاحبقرانی ہی کا دعویٰ کرتا ہوا آتا ہے شہریار نے کہا دیکھ تجھے شک ہے تم نے دیکھا نہیں کہ تیرے سرداران امیر کا
کیا حال کیا تجھکو بھی اسی طرح باندھ لیجاؤنگا بس مسیحا ابن قاسم نے کہا کہ پھر کیوں نہیں

نہین اقرار کرتا شہریار نے پھر کہا کہ مین پیش دستی نکرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون الحاصل بعد گفتگوے بسیار
نیزہ بازی شروع ہوئی یہانتک کہ شہریار نے نیزہ ہاتھ سے لیس بن قاسم کے ہوائی کیا نیزے کا ہاتھ سے
نکلنا تھا کہ دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہوگئی نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہوگیا کھینچکر تلوار نعرہ کیا کہ نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حلال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر بلا کر
مرکب سے مرکب کو دار تیغۂ آبدار کا کیا شہریار نے آئی تلوار خیال مین کر کے تھپلی دی کہ تلوار پٹ پڑی
جھپ سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے انجام کار شہریار نے لیس کو بھی اسیر کیا بعد اسکے
قیس بن قاسم نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر پنجہ تقدیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے فرودگاہ پر آئے لیکن امیر حمزہ کو اپنے دونون بھائیون کی گرفتاری کا نہایت صدمہ ہوا ناچار داخل
بارگاہ ہوے یہ دل مین تصور کیا کہ کل مین خود نکلکر مقابلہ کرون لیکن وہان شہریار نے اپنی بارگاہ
مین پہونچکر پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند عزت پر جلوہ گر ہوا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
ناب کو گردش ہوئی جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش
مین آیا خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی آج حکم بادشاہ اسلام کا اہل
لشکر کو ہوا ہے کہ کل کے روز جو کوئی برائے مقابلہ شہریار نکلے ذرا خوب سمجھ بوجھ کر نکلے کہ وہ رستم وقت
ہے الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح برآمد ہوئی غازیان دیندار
و مجاہدان ابرار نمازون سے فراغت کر کے آلات حرب و ضرب کو پھر درست و چست کر کے عازم
میدان قتال ہوئے ادھر غداران بدکردار یعنی لشکر بادشاہ کے لوگ میدان جنگاہ مین ہو پہنچے
ایک طرف سے سپاہ شہریار ذیجاہ نمودار ہوئی جس وقت نقیب نقیب بکر نکل گئے شہریار نے میدان
مین آیا مبارز طلب کیا آج لشکر اسلام مین سپاہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے علم جلوہ گری پر آئے شہنشاہ
نے مرکب اپنا صف سے نکالا اسلئے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ امان الہی و حمایت
رسالت پناہی مین دیا شہنشاہ نے تسلیم کی بارہ گر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین تشریف لائے بعد گاو
زرفی نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب حل نہوا نیزون کی سنانین بنانین بیکار ہوگئین ڈانڈ طین ہاتھون سے پٹک
پٹک دین شہریار دلاور نے گرز اپنا آرا بہ پر سے لیا اور سر پر چرخ دے کر مارا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا شعلہ فلک کو نکل گیا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا شہریار نے نعرہ کیا کہ زخم دلپست کر دم عیار شہنشاہ
جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو شہنشاہ کے ہر بن مو سے سر سے پسینہ
جاری ہے لیکن ہاتھ دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا دیا اور آواز دی
کہ ہوشیار ہوجیے حریف لاف وگذاف کر رہا ہے شہنشاہ نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالین
دیکھا تو مرکب گل ہو چکا ہے کود کر گھوڑے سے تلوار کھینچکر جھپٹے شہریار نے دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو پے
کیا چاہتے ہین کود کر گھوڑے سے چھٹا شہنشاہ نے تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال
دیا کشتی ہونے لگی افسران لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے جا بجا نکل کر میان بچ گئے گرد
لوگ تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے مگر یہ دونون صفدر وحشت نشان [?] جھگڑا کا کشتی کا بند ہوا تھا اور

زور کشمکش کے ہو رہے تھے یہانتک کہ شام ہو گئی دونون جانب سے روشنی آ گئی اور ایک ایک کاسہ شیر کا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے دم بھر مین دود ھ پسینہ ہو کر نکل گیا دیکھنے والونکی جانین لڑی ہوی ہین کہ دو شیر اس طرح لڑ رہے ہین دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب آئے کون مغلوب ہو لیکن تمام رات کشتی رہی مطلب حل نہوا یہانتک کہ صبح ہو گئی پھر ایک ایک کاسہ شیر کا دونون جانب سے آیا دونون نے پیا اور مصروف تلاش ہوے کہانتک بیان کیا جائے کہ چار شبانہ روز کشتی رہی قضاے کار اتفاقات روزگار پانچوین دن دونون بازو شہریار نے شہنشاہ کے پکڑے سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور پسپا کر کے لیچلا تھا شہنشاہ نے سر چند لنگر قائم کیا لیکن قائم نرہ سکے اور پاؤن موش خانہ مین چار انگول اتر گیا چہرے پر زردی ظاہر ہوی رنگ ایسا متغیر ہو گیا ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے شہریار نے چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور پوچھا کہ مزاج کیسا ہے شہنشاہ نے کہا کچھ نہین اچھا ہون شہریار نے کہا مین نے تو نگاہ اُس وقت دیکھا کہ پاؤن کانپ رہا ہے امیر نے فرمایا اے شہنشاہ یہ کوئی بہادری نہین ہے کہ پاؤن بیکار ہو چکا اور پھر لڑنے سے باز نہین آتے ہو اور اپنے ہمراہ لیکر میدان سے پھرے اُدھر شہریار مع فوج جرار پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا سرداران تعریفین کرتے ہوے کہ بیشک آپ صاحبقران اعظم ہین اگر چاہو ہر دو گانہ جہان اور مسیح دوران نے تو اسی طرح حمزہ ثانی کو بھی زیر کر لیجیے گا وہان امیر باتوقیر شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے علاج ہونے لگا شہریار نے اُس روز تو راحت و آرام سے بسر کی دوسرے دن حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش مین آیا خبر امیر ثانی کو ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور کس کس سے مقابلہ ہوتا ہے

مگر اب یہان سے چند کلمے داستان افلاک و بہن تن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو جو بیہوش اُٹھا کر لے گیا تھا وہ شمامہ جادو تھی دیکھا اپنے کہ کام افلاک کا تمام ہوا چاہتا ہے بحیلہ جنگ اُٹھا کر لے گئی اور لا کر ایک مقام پر اُتارا افلاک متوجہ ہوا اسے بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار کیا افلاک نے جو سامنے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا آپ کون ہین جو ایسے وقت سخت مین کام آئین شمامہ جادو نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نے جب سے تجھے دیکھا ہے تجھپر عاشق ہون اگر تو کام دل میرا بر لایا تو ہمیشہ تیری نگران حال رہونگی اور یہ مین بچا بچا لیا کروں گی افلاک کی طبیعت باوصفیکہ کراہت کرتی تھی لیکن مجبوری منظور کیا اور شمامہ جادو کے ساتھ منہ کالا کیا شمامہ جادو نے فریب سینہ بھر کے افلاک کو مہمان رکھا بعد اُسکے افلاک نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے طرف لشکر خداوند کے پہونچا دو نہین معلوم لشکر پر کیا گذری ہوگی شمامہ جادو نے کہا مجھے سب حال معلوم ہے لڑائی موقوف ہے اور شہریار سے خدا پرست لڑ رہے ہین لیکن اب جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے افلاک نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے تو بہتر ہے شمامہ جادو نے چالیس ہزار سوار ہمراہ کر کے افلاک اور بہن تن کو طرف بیابان جنگ مثلث کے روانہ کیا دیکھیے کس وقت پہونچتا ہے لیکن یہان لشکر امیر مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا ہر طرف ہوا سیاہی شب مانند تیرگی سرمہ چشم معشوق کے وقت صبح ہر طرف ہوئی اور سفیدہ سحری نے جلوہ گری کی جھونکے نسیم بہار کے چلے خدا پرستون نے نماز سحر سے فراغ حاصل کر کے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا استنے مین تخت بادشاہ دسلامی کا بر آمد ہوا امیر ثانی مع سرداران نامی حاضر خدمت

بادشاہی ہوئے تسلیم بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا بعد اسکے اور سرداروں کے سلام ہوئے
بادشاہ تو آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے طرف میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئے اور تخت شاہی
مقام صدر میں قائم ہوا امیر لشکر سے آگے چالیس قدم پر طرتہ صاحبقرانی آکر قائم ہوئے سر پر علم
اژدہا پیکر سیاہ افگن ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران سے تمام صحرا گونج رہا ہے اس طرف لشکر شہریار
صف آرا ہے ایک جانب لاجور شاہ مع سپاہ کھڑا ہے تقدیریں الٹی سیدھی دکھا رہا ہے کہ کالک شہریار نامدار
نے مرکب اپنا نکالا اور سپہسالار فرنگی سے اجازت لیکر میدان میں آیا پہلے خوب تمرا یا میدان
کا دکھایا بعد اسکے ایک مقام پر ٹھہرا دم کو آراستہ کیا اتنے میں طیفور شیر دل سے نے دو دست فیل
لاکر چھوڑ دیے انھوں نے آپس میں لڑنا شروع کیا شہریار نے مرکب اپنا چمکایا اور درمیان دونوں
ہاتھیوں کے آکر دونوں کو علیحدہ کر دیا نیزہ داروں نے پھر فیلوں کو دوسرے جاکر چھوڑا اور وہ ایک
دوسرے کی طرف چلے قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شہریار نے درمیان میں پہونچکر ایک ہاتھ
سے اسے روکا دوسرے ہاتھ سے اسے دونوں نے ہاتھ شہریار کے سونڈوں میں لپیٹ لیے
باہم کھینچنا شروع کیا مگر شہریار کو جنبش بھی نہ ہوئی آخر کار شہریار نامدار نے دونوں کی خرطوم میں
سر و انسے کھینچکر پھینک دیں اور فیل ہلاک کر دیے گئے ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی اس وقت امیر ثانی پر زور شہریار کا حال کھلا دل میں فرماتے تھے کہ واقع میں یہ طاقتور دست
ہے کسی سے یا یہ کسی کا نہیں رکھتا ہے قصد کیا تھا صاحبقران نے مبالغت فرمادیں کہ کوئی
مقابلہ شہریار کو نہ نکلے لیکن شہریار نے خود بھی خیال کیا کہ امیر کے لشکر میں پانچ ہزار پانچ سو
پچیس پہلوان ہیں تو کہانتک لڑیگا برسوں گذر جائینگے اس سے بہتر یہی ہے کہ افسر فوج سے مقابلہ
کرے اگر امیر کو زیر کر لیا تو سبکو زیر کر لیا یہ خیال کرکے نعرہ کیا کہ یا حمزہ صاحبقران میں چاہتا
ہوں کہ اب میرے ہی آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ حال زور کا کھل جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی
کا ہے اور آپ تو صاحبقران مشہور ہی ہیں اور کسی سے لڑنا میں نہیں چاہتا بس یہ سننا تھا کہ
رضوان بن عمرو نے جو بجائے عمر ثانی امیر کی رفاقت میں ہے اپنی کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا
یعنی اب برابر مقابلہ کوئی نہ نکلے تمام لشکر میں چرچا ہوا کہ اب امیر یا تو قسمت خود مقابلہ کرینگے
تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے یکایک امیر اپنے مرکب حبشی کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے
آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ نے آستین مرصع پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ سپرد بپروردگار
کیا امیر عالی شان نے رخ میدان کا لہذا رکا کیا امیر کو آتے دیکھکر شہریار رد لا اور بعزم تکاور زنی
جھپٹا ادھر سے امیر نے مرکب کو جولان کیا وسط میدان میں تکاور ملے کہ سپر سے سپر سلسلہ سے سینہ
مل گیا تراقے کی صدا بلند ہوئی دونوں شیر اس طرح لڑتے ہیں کہ جیسے دو لکہ ابر بلکہ گرج گئے سات
قدم مرکب شہریار کا اور پانچ قدم گھوڑا امیر ثانی کا پسپا ہوا باگوں کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد گفتگو بسیار شہریار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے پر رد کیا رد و بدل ہونے لگی
یعنی بند بند ملنے لگے اور کھلنے لگے دونوں نیزے بزبان بے زبانی گفتگوئے جنگ میں مصروف تھے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم لڑ رہے ہیں یا آہن دو مظلوموں کی تلاش اثر در وازہ اجابت پر

ٹکرا رہی ہیں یا دو تیر شہاب آسمان پر سے برابر زمین پر آئے ہیں کہاں تک بیان کیا جائے کہ ساڑھے تین سو
طعن کی نوبت باہم پہونچی آخر کار ایک مقام پر امیر با توقیر نے چھڑ پر چھڑ ماری اور نیزہ شہریار کو اپنے نیزے
سے پیچید کر کے جو جھٹکا مارا قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل جائے مگر شہریار بھی استاد لا اور ہوشیار تھا
کہ نیزہ ہاتھ سے چھوڑا مگر سنان نیزہ نکل گئی یہ معلوم ہوا کہ دہن مار سے شعلۂ آتش نکل گیا یا آہ مظلوم سے اثر
جدا ہوا اڑ انڈ کو فضول جانکر شہریار نے پھینک دیا اور غیظ و غضب میں آ کر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو جیسے کوہ پندرہ سو من کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیگر خبردار خبردار کہتا ہوا جھپٹا اور سر صاحبقران
ذیشان پر وار کیا امیر نے بھی گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر گرز شہریار جو گرز پر
پڑتا ہے العظمت للہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب
غرق زمین ہو گیا امیر کے پسینہ تا بہ سینہ آ گیا مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم رہے شہریار نے نعرہ
کیا کہ زد سر و پست کردم لو خبر امیر کی دیکھو تو کیا گذری مہتر رضوان بن عمرو جلدی سے قریب گرد کے
آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو آنکھیں بند ہیں صاحبقران کی اور ہر بن
سر مو سے پسینہ نکل رہا ہے مگر زبان پر واہ واہ کا کلمہ جاری ہے ضرب شہریار کی تعریف فرما رہے ہیں رضوان نے
آواز دی یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے ادھر لاجورد شاہ نے کہا
من چہ تقدیر کردم ای بندگان من شناسید اب میں شہریار کو صاحبقران بناؤنگا اور نقارہ شادمانی کو
حکم دیدیا ادھر لشکر لاجورد شاہ میں طبل شادمانی بجنے لگا اور غل ہو گیا کہ خداوند کہتا ہے میں نے شہریار کو
امیر پر غالب کیا یعنی امیر مارے گئے لیکن ادھر تو اہل فرنگ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے لڑائی ہم سے
ہو رہی ہے لوگ کیوں خوش ہو رہے ہیں ادھر اہل اسلام متحیر تھے کہ کفار میں کس بات کی خوشی ہے لیکن امیر نے گرد
سے نکل کر آواز دی کہ گیرا زدی و گیرا لیست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں اور گرز سام بن نریمان
اٹھارہ سو من کی ضرب اٹھا کر آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب بانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن +
یہ فرما کر حمو گران سر کو سر پر چرخ دیگر سر شہریار پر وار کیا شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ
کیا لیکن گرز جو امیر کا سر گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پر کوہ پھٹ پڑا تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب شہریار کی ٹوٹی پسینے میں غرق
ہو گیا مارے دہشت کے مثال بید کے تھر تھر کانپتا تھا امیر نے نعرہ کیا کہ زدم کردم لو خبر اس کی دیکھو
کہ کیا گذری طیفور شیر دل جھپٹ کر آیا چھاگل پانی کی ہاتھ میں تھی چھینٹے دے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا
کہ شہریار آنکھیں بند کئے ہوئے بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے طیفور نے آواز دی
او شہریار ہوشیار ہو جیے مگر کچھ آواز نہ آئی ادھر لشکر لاجورد شاہ میں جو طبل شادیانی بجتا تھا
اس کی صدا موقوف ہو گئی لوگ پوچھنے لگے یا خداوند اتنی جلدی آپ نے تقدیر پلٹ دی یہ کیا بھید
ہے کہا خداوند کسی کو خوش کسی کو ناخوش کرتا ہے یہ کھیل ہیں قدرت کے تمھیں اس میں کیا دخل ہے سب
خداوند [illegible] رہا ہے لیکن جو اہل فہم سے تھے ان کے اعتقاد برگشتہ ہو گئے کہ عجب طرح کا گدھا خداوند
ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ بکنے لگتا ہے یہ محض خر یا شخص ہے خاص مسند کا گدھا ہے جو چاہتا ہے بکتا ہے
اہل فرنگ سمجھ گئے کہ لاجورد شاہ ہمارا طرف دار ہے اور اہل اسلام پر بھی راز کھل گیا الحاصل تھم

طیفور شیر دل نے شہریار کو پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا پوچھا مزاج کیسا ہے شہریار نے کہا واقع مین امیر کی قوت و طاقت کا جواب نہین ہے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا تو مرکب کلی ہو چکا ہے شہریار نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ امیر کے مرکب کو بھی پی کر ڈالون صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ارادہ فاسد آتا ہے کود پڑے توسن سے شہریار نے تلوار سپر ہاتھ سے رکھ دی اور امیر سے لپٹ پڑا امیر نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی اُدھر سپہ سالار فرنگی مع سرداران نامی و گرامی قریب آگیا تخت رکھوا دیا خیمہ برپا کروا کر تماشائے تلاش مین مصروف ہوا اُدھر سرداران امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام پاس سے تماشا دیکھنے لگے چھولداریان اور خیمے ایستادہ ہو گئے دنگل اور کرسیان بچھ گئین اُدھر لاجورد شاہ اپنے سردارون سمیت آکر تماشا دیکھنے لگا سبکو یقین ہے کہ اس کشتی کا فیصلہ جلد ہونا دشوار ہے کیونکہ دو شیران ببر کی جنگ ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے لیکن وہ دونون شیر گتھے ہوے ہین کلہ بکلہ زور ہو رہے ہین اگر امیر شہریار کو بگڑاتے ہین تو شہریار یدم بھر نیچے نہین ٹھہرتا صاف نکل جاتا ہے اگر شہریار امیر کو بگڑاتا ہے امیر بھی صاف نکل جاتے ہین جھگڑا کیچڑون کا بندھا ہوا ہے دیکھنے والے وجد کر رہے ہین آنکھین لڑ رہی ہین دونون لڑ رہے ہوے ہین اسی ہنگام مین وہ وقت آکر پہونچا کہ خیمہ سپہر گردون مین چراغ کواکب کا انتظام ہوا مشعل ماہ فروزان ہوئی دونون طرف سے میدان جنگ مین روشنی آئی ایک ایک کاسہ شیر کا آیا امیر باتوقیر و شہریار نامدار نے دودھ پیا اور پھر زور ہونے لگے دم بھر مین سب دودھ پسینہ کر کے بہ گیا دیکھنے والون کی پلک نہین جھپکتی آنکھین لڑی ہوئی ہین اور وہ دونون دلیر مصروف زورآزمائی ہین اس طرح لڑ رہے ہین کہ معلوم ہوتا ہے ابھی کشتی شروع ہوئی ہے نہ اُدھر تو یہ بے بل ہین نہ ادھر وہ بل شکن ہے اسی ہنگام مین صبح ہو گئی دیو سفید سحر زنگی شب پر غالب آیا مگر یہان کشتی کا رنگ بدستور ہے کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا بالکل بے پروا دونون جنگ آزما لڑ رہے ہین یہانتک کہ یہ دن بھی تمام ہوا اور وقت شب کا سہم پہونچا کہانتک بیان کیا جاوے کہ چھ شبانہ روز کشتی رہی اب ساتوان دن ہے کشتی ہو رہی ہے مگر دیکھنے والون کی یہ کیفیت ہے کہ آنکھین آشوب کر آئی ہین جاگتے جاگتے عجب حال ہو گیا ہے ورم چہرے پر آ گیا ہے امیر کی یہ کیفیت ہے کہ لڑتے لڑتے پلک سے پلک بند ہوئی جاتی ہے چھ راتین گذر چکی ہین کہ سوا کاسہ شیر پینے کے دم لینے کی فرصت نہین ملی ہے شہریار آواز دیتا ہے کہ یا امیر یہ میدان جنگ ہے خوابگاہ نہین ہے ہوشیار ہو جیے امیر چونک کر پھر زور کرنے لگتے ہین کبھی شہریار زور کرتے کرتے کاندھے پر صاحبقران کے سر رکھکر سو جاتا ہے امیر بآواز بلند چونکاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہریار مجھپر طعنہ زن ہوا تھا اپنی خبر تو لے کہ سویا جاتا ہے یہ میدان رزم و پیکار ہے نہ کہ آغوش دلدار شہریار چونک کر زور کرنے لگتا ہے بموجب مصرع لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہے ہکو دونون کو خمار شجاعت جدا ہے چھ روز سے برابر جاگ رہے ہین اب ساتوان دن شروع ہوا ہے کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ شہریار نامدار نے امیر سے کہا کہ یا امیر یہ زور آخر ہے ہوشیار رہیے گا اور دونون بازو امیر باتوقیر کے استوار کئے اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا ہے سات قدم امیر کو دوڑا لے گیا جھٹکا جو مارا دھنا گھٹنا امیر کا آشنا زمین ہو گیا بس کمر زنجیر کا پٹکا اب جھٹکا مارتا ہے لنگر صاحبقران کا توڑ کوئی دو بالشت امیر زمین سے بلند ہوے کہ لشکر فرنگستان مین غلغل

ظفر بجنے لگا لوگ خوش ہوئے کہ شہریار نے امیر کو اٹھا لیا لیکن رضوان بن عمرو پکارا کہ واقع میں
یا صاحبقران بروقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا زمین بھی انسان کو چاہتی ہے کہ اپنی پشت پر نہ رہنے دون
سچ ہے آپ ضعیف ہین حریف جوان ہے اب شہریار امیر کو تا بہ کمر لے آیا ہے چاہتا ہے زور کر کے سر سے
بلند کر کے زمین پر مارون لیکن صاحبقران نے غیرت مین آ کر جو لنگر مارا ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر
کمر تک غرق زمین ہو گئے اب امیر نے بازو شہریار کے تھامے اور سر سینے سے ملا کر فرمایا کہ مین بھی اب
زور آخر کرتا ہون ای شہریار ہوشیار ہو جا اگر اس زور مین ہم نے تمھین نہ زیر کیا تو بغیر زیر ہوئے تیری
اطاعت اختیار کرتا ہون شہریار نے کہا بسم اللہ ہوس دل مین نہ باقی رہ جائے اور لنگر قائم کر کے
کھڑا ہوا لیکن امیر نے جو زور کیا لنگر نہ اُسکا قایم ہو سکا اور صاحبقران شہریار کو نو قدم دوڑا لے گئے
اور اب جو پٹکا با راہ وکون گھٹنے تک شہریار زمین ہوئے بس وہین سے کمر زرتجیر کا بند پکڑ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچ جو زور کیا تا بہ کمر اٹھا لائے طیفور نے آواز دی ای شہریار دلاور ابھی تک تو امیر کو آپ پر
فوقیت نہین ہے کہ کمر تک آپ نے بھی اٹھا لیا تھا کمر تک امیر بھی اٹھا لائے ہین مگر ہان اب آگے
نہ بڑھنے دیجیے گا شہریار نے بلبلا کر لنگر مارا مگر امیر کب چھوڑتے ہین ہاتھ کو وہین روکا اور فرمایا کہ ابھی
طرح تڑپ لے ہر چند شہریار نے لنگر مارے کچھ نہ ہو سکا اب جو زور کیا امیر نے توقیر نے تو تا بہ سینہ
لائے پھر شہریار تڑپا کہ کسی طرح ہاتھ سے چھوٹ جاؤن ممکن نہ ہوا تیسرے زور مین امیر نے سر سے بلند
کر کے زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین رضوان بن عمرو کے سپرد کیا اور بافتح و فیروزی طبل شادمانی بجاتے ہوئے
طرف بارگاہ سلیمانی کے پھرے اُدھر سپاہ فرنگی نہایت حیران و پریشان محزون و دردناک اپنی
بارگاہ مین آیا لاچور شاہ مامون اپنے لشکر سمیت اپنے فرودگاہ پر گیا امیر نے شہریار کو زندان خانے مین
بھیج دیا آپ لباس رزم کو دور کر کے غسل فرمایا خاصہ تناول فرما کر سو رہے جب دوسرا دن ہوا بارگاہ
مین تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرما ہوئے سردار دنگلون کرسیون پر بیٹھے جب
تمام دربار مملو ہو گیا امیر نے کہا کہ لاؤ شہریار کو داروغہ زندان شہریار کو اسیر غل و زنجیر سامنے
امیر کے لایا پوچھا امیر نے کہ مین نے تمھین کیونکر زیر کیا شہریار نے کہا جس طرح بہادر بہادر کو
زیر کرتے ہین فرمایا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین شہریار نے کہا ایک عرض ہے فرمایا وہ کیا
عرض کی کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کو میرے ساتھ تنہائی مین بھیج دیجیے تو عرض کرون امیر نے
بدیع الملک کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جاؤ دیکھو کہ کیا کہتا ہے بدیع الملک شہریار کو لیے ہوئے اپنے
خیمہ مین آئے اور تخلیہ کر کے پوچھا شہریار رونے لگا اور کہا کہ اگر امیر یا تو قیر اپنی دختر بلند اختر کا عقد میرے
ساتھ کر دین تو مجھے بھی کوئی عذر نہین ہے اور یقین ہے کہ ملکہ مہ جبرہ بانو میرے ساتھ عقد ہونے مین انکار
نہ کرینگی کیونکہ انھون نے نقاب دار کو بھیس بدل کر اکثر وقت سخت مین میری مدد بھی کی ہے اور مین شکار ہو جا کر
تیر عشق کا شکار ہوا اور سب ماجرا مفصل بیان کیا بدیع الملک نے گردن نیچی کر لی اور دل مین خیال کیا کہ
امیر غیر خاندان والے کے ساتھ عقد کرنا کب منظور کرینگے افسوس کہ شہریار مفت مارا جائیگا کہا ای برادر مین
سعی و کوشش کرونگا مگر امید نہین کہ امیر ایسے امر کو گوارا کرین کیونکہ تم اُس خاندان سے اور اولاد
ابراہیم سے نہین ہو شہریار نے کہا اگر امیر یہ منظور کرینگے تو مجھکو مر جانا گوارا ہے اور یہ داغ دل پہ

لیکن زندگی منظور نہیں ہے بدیع الملک ذیجاہ نے آکر تمام ماجرا بیان کیا بس یہ سننا تھا کہ چہرہ
امیر با توقیر کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اب میں شہریار کو مع ماجرہ بانو کے قتل کرونگا چارجی
سے کہو جا پکار دے کہ جسے بچانا ہو آکر بچائے کل شہریار قتل ہوگا یہ سننا تھا کہ تمام اہل دربار کے جسم
میں تھرتھری پڑ گئی کہ غضب ہوا امیر کو غصہ آگیا اب شہریار ضرور قتل ہوگا اور ساتھ اُسکے
ملکہ ماجرہ بانو جدا بیقصور قتل ہوگی افسوس ہر شخص دل میں دعا کرنے لگا کہ پروردگارا تو رحم کر حال پہ
ملکہ ماجرہ بانو کے لیکن یہ خبریں دم بدم ملک پر سیما سے فرنگی کو پہونچتی رہتی تھیں کہ درپارہ
شہریار کیا ہو رہا ہے جس وقت قتل شہریار کی خبر پہونچی پر سیما سے فرنگی رونے لگا بہادران ہم صف شکن
آمادہ ہوئے کہ ہم جائیں پہنچیں اور اپنے آقا کو چھڑا کر چھڑا لائینگے لیکن پر سیما سے فرنگی نے کہا
کیا ہو سکتا ہے امیر کی اتنی بڑی فوج جہاں پانچ ہزار پانچ سو چھپن افسر ہیں اور ایک ایک رستم
زمانہ افراسیاب وقت ہے تم سب مارے جاؤگے اور کچھ نہو سکیگا لیکن مہتر طیفور شیر دل نے کہا کہ
اے بادشاہ آج شب کو میں جا کر شہریار کو لے آؤنگا یہ تو اس فکر میں ہے وہاں چارجی نے پکار دیا
کہ کل شہریار قتل ہوگا تمام لشکر اسلام و سپاہ لاجورد شاہ و فوج ملک پر سیما سے فرنگی میں تہلکہ
پڑ گیا کہ ایسا بہادر قتل ہو جائیگا اب وہ وقت آیا کہ آسمان پر سیاہی شب دوڑنے لگی گویا فلک نے بارے
شرمندگی کے نقاب اپنے چہرے پر ڈالی کہ ایسا بہادر تیرے دور میں قتل ہو جائیگا یا یوں کہیے کہ پہلے سے
لیلی شب نے غم میں بال اپنے بکھرا دیے ہر طرف لشکروں میں روشنی ہوئی طلایہ گشت پھرنے لگا
آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئی شہریار کو پھر زندان خانہ میں بھیج دیا تھا لیکن وہاں ملکہ
ماجرہ بانو نے جو خبر شہریار اور اپنے مرنے کی سنی تھی اُسنے ایک حجرے میں بیٹھکر بال سر کے
بکھرا دیے اور رونا شروع کیا اور درگاہ رب بے نیاز میں دعا کرنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے
یاور غریبان مجکو نہ اپنے قتل ہونے کا غم ہے نہ شہریار کے مرنے کا صدمہ ہے الا اپنی رسوائی کا خیال ہے
جس وقت دنیا میں یہ خبر مشہور ہوگی کہ امیر نے ماجرہ کو قتل کر ڈالا ہے کوئی تو سمجھیگا کہ شہریار اسپہ
عاشق تھا تو ماجرہ کی کیا خطا تھی تمام عالم یہی کہیگا کہ ماجرہ بھی اسپر عاشق ہوگی ورنہ امیر قتل
کرتے پروردگارا تو بہتر و برحق جانتا ہے کہ ابتک میرے دامن عصمت میں کسی طرح کا داغ نہیں لگا ہے یہاں یہ
تو اسی عالم میں ہے وہاں مہتر طیفور شیر دل برائے رہائی شہریار لباس شب روی تن پر آراستہ کرکے
چل چکا ہے جس وقت زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی طیفور لشکر امیر میں صورت عمرو ثانی کی بنکر داخل
ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہے اہل لشکر میں جسنے دیکھا کہا آئیں خواجہ آپ کہاں تھے عمرو نقلی نے کہا
چپ رہو اگر حمزہ سنیگا کہ نکلوا دیگا یا قتل کر ڈالیگا صحرا صحرا پھرا کرتا ہوں لیکن تم لوگوں کی محبت یہاں
یہانتک کھینچ لائی سب کو دیکھ بھالکر چلا جاؤنگا لوگ چپ ہو رہتے ہیں طیفور اس طرح سیر کرتا
ہوا دروازہ زندان پر پہونچا داروغہ زندان نے جو عمرو کو دیکھا کہا خواجہ آپکے نہونے سے عیار
بہت پریشان ہیں سب کا دھیان آپ میں لگا ہوا ہے امیر ثانی سے سب بددل ہو رہے ہیں طیفور
نے کہ جو صورت عمرو کی بنا ہوا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ دیکھی بیمروتی تمنے اس عرب کی
داروغہ زندان نے کہا خواجہ ہم کیا کہیں مالک ہیں انکو کچھ کہہ سکتے ہیں عمرو نے کچھ پھل جنگلی جیب سے

نکالکر دیے کہ اتنا تو انھین پر گذرا ہوتا ہے بیکسی کے نوکر ہین نہ چاکر ہین اپنے خدا کے ملازم ہین یہی کفر ہے یہی ہدیہ ہے
داروغہ زندان نے کہا کہ سر آنکھون پر ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست تو یہ کہکر عمرو سے وہ پھل لے
لیے عجب طرح کی خوشبو اُن پھلون مین سے آتی تھی داروغہ زندان نے ایک ایک پھل اور دربانون
کو بھی تقسیم کر دیا باقی پھل آپ کھا لیے یہ نہ سمجھے کہ ثمر اسکا اچھا نہین ہے سوا تلخ کامی کے کوئی لذت حاصل
نہوگی یکایک اُن پھلون نے گرمی کی داروغہ زندان نے کہا خواجہ مزاج ان اثمار کا نہایت گرم معلوم
ہوتا ہے عمرو نے کہا بیشک گرم تو ضرور ہین مگر انتہائی بیچینی ہے داروغہ زندان واسطے پانی پینے کے اٹھا
تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چرخ کھا کر زمین پر گرا لوگ سنبھالنے کے واسطے دوڑے مگر جو اٹھا
وہ بیہوش ہو کر گرا طیفور اندر زندان کے آیا فتیلہ عیاری روشن کر کے شہریار کو سلام کیا اور کہا
کہ غلام جان پر کھیل کر آیا ہے چلیے شہریار نے کہا اے طیفور تو نے بڑی نمکحلالی کی لیکن مین نجاؤنگا اگر
یہان سے نکل کر بھاگ جاؤن تو خلقت خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا طیفور نے کہا کل قتل ہو جائیگا شہریار نے
کہا جسطرح ایک دن مرنا ہے تو جیسے آج ویسے کل ماسوا اسکے اگر مین یہان سے بھاگ ہی گیا تو ملکہ
کا چہرہ تو کس طرح پاؤنگا لہذا اس زندگی سے موت بہتر کہ اُسی کے باپ کے ہاتھ سے مین قتل
ہوتا ہون جس وقت وہ سُنیگی اُنکو یہ تو معلوم ہو گا کہ شہریار ہماری محبت مین مارا گیا جان دی مگر الفت
سے نہ باز آیا اگر مین بھاگ کر چلا گیا تو وہ بھی یہ خیال کریگی کہ شہریار کو ہمارا خیال نہ تھا جو یہان سے جان بچا کر
بھاگ گیا اے طیفور اگر کہین ملکہ سے ملاقات ہو جائے تو ہماری طرف سے کہہ دینا کہ تمہاری محبت
مین شہریار قتل ہو گیا مگر ترک الفت کو گوارا نکیا یہ کہکر رونے لگا طیفور نے دیکھا کہ یہ نجائیگا اور
انجام کار صبح کو قتل ہو جائیگا رومال سے آنسو شہریار کے پونچھنا شروع کیے شہریار نے کہا اے
طیفور عطر اس رومال مین ملا ہوا ہے اور تو اسی سے آنسو پاک کر رہا ہے اگر آنکھ مین ہاتھ لگ گیا تو یہ
آنسو اور نہ بہینگے مگر خوشبو عطر کی جو ناک مین جاتی ہے شہریار چھینک مار کر بیہوش ہو گیا طیفور نے
جلدی سے ہتکڑیان بیڑیان شہریار کی کاٹین اور پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا زندان خانہ سے نکلکر روانہ
ہوا جہان کہین ذرا کھٹکا ہوتا تھا طیفور مع پشتارہ شہریار چھپتا دبکتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ جب لشکر
سے نکل گیا سیدھا خدمت مین ملک پریسیاسے فرنگی کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا پریسیاسے
فرنگی نے کہا کھولو پشتارے کو اور ہوشیار کرو شہریار کو جسوقت پشتارہ کھولکر شہریار کو ہوشیار
کیا دیکھا شہریار نے کہ یہ تو مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہون جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی طیفور
نے عرض کی یا الٰہی شہریار یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے آپ اپنی بارگاہ مین ہین مین آپ کو بیہوش کر کے
لے آیا ہون بس یہ سُننا تھا کہ شہریار نے اُٹھ کر پہلے ہاتھ طیفور کا پکڑا اور کہا غضب کیا تو نے کہ
مجھکو رسوائے عالم کیا اب یہی سمجھینگے کہ شہریار بخوف جان سے بھاگ گیا لہذا تجھکو بھی سزا دلواؤنگا
کہ قصور اسکا ہے میرا نہین ہے یہی مجھکو بیہوش کر کے زندانخانہ سے لے گیا تھا اور خود پھر ہتکڑی بیڑی
پہن لونگا پریسیاسے فرنگی نے سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند بغیر تیرے میری زندگی کیونکر ہو گی شہریار
نے کہا ایسا فرزند ننگ خاندان خدا کسی کو نہ دے جب مین زیر ہو گیا امیر سے تو پھر میرا زندہ رہنا
مر جانے سے بدتر ہے آپ سمجھیے گا کہ شہریار پیدا ہی نہین ہوا تھا اور مین وصیت کیے جاتا ہون کہ بعد

میرے آپ اطاعت امیر ثانی کی قبول کیجیے گا وہ مرتبہ اعلیٰ کو پہونچائینگے اور میرے ایمان لانے مین لوگ
یہ کہینگے کہ شہریار بخوف جان مسلمان ہوگیا یہ کہکر ہاتھ طیفور کا پکڑے ہوے پیدل اسی وقت طرف لشکر
امیر با توقیر کے روانہ ہوا یہان امیر ثانی جو صبح کو بیدار ہوے فریضہ سحری سے فراغت کرکے خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوے اور بادشاہ کے ساتھ میدان خونی مین تشریف لائے دیکھا کہ چبوترہ ریت کا
بنا ہوا تیار ہے دار بین استادہ ہین جلاد تلوارین برہنہ لیے ہوے استادہ ہین تمام سرداران لشکر اسلام تماشے
مین جوانی شہریار پر افسوس کر رہے ہین بعضے نرم دل منہ پھیر پھیر کر رو رہے ہین لیکن لشکر ملک
پر سیلسا سے فرنگی سے کوئی بعزم محاورہ نہین آیا ہے سب کو حیرت تھی کہ افسر لشکر قتل ہو اور کوئی خبر تک نہ لے
بعضے کہتے تھے کہ ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے کس کے واسطے کون مرتا ہے اتنے مین داروغہ زندان
روتا پیٹتا پہونچا کہ رات کو کوئی عیار خواجہ عمرو ثانی کی صورت بنکر ہمکو بیہوش کرکے شہریار کو لے گیا امیر
کو پہلے تو یہ گمان گذرا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کام اسی فرزند ابن درد کا ہے دوسرے کا یہ جگر نہین ہے جو اتنے بڑے
لشکر مین آکر ایسا کام کر جاے داروغہ زندان پر عتاب ہوا کہ جب عمرو بصورت اصلی آیا تھا تو تمنے اُسے
کیون نہ گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے تم عمرو سے میل رکھتے ہو اُسی وقت داروغۂ زندان کو قید شدید کا حکم
ملا داروغہ بیگناہ قید مین بھیجا گیا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یا امیر بیشتر طیفور شیردل عیار شہریار
کو اُسکو رہا کر لیگیا تھا لیکن شہریار ایسا بہادر دل اور ہے کہ اس حرکت پر اُسنے اپنے عیار کو بھی اسیر کیا اور
اُسے لیے ہوے آتا ہے یکایک سامنے سے شہریار نمودار ہوا اور سامنے امیر کے آکر عرض کی کہ یہ بیحیا
مجھکو بیہوش کرکے زندان سے لے گیا تھا مین خود سے نہین گیا تھا مین اسے بھی لیتا آیا ہون جیسی چاہیے
سزا طیفور کو دیجیے اور آپ جاکر چبوترے پر ریت کے بیٹھ گیا گردن جھکائی اور کہا حکم دیجیے جلاد کو
کہ مجھے قتل کرے اس جرأت پر شہریار کی سب وجد کرنے لگے امیر کو بھی شرم آئی کہ ایسے بہادر کو
کیا قتل کرون مگر جب خیال ملکہ ہاجرہ کا آتا تھا منہ غصہ سے لال ہو جاتا تھا امیر سر جھکائے کھڑے ہین کچھ
بھی بن نہین پڑتا لیکن عیار کو تو امیر نے اسی وقت رہا کر دیا اور فرمایا خبردار اے طیفور اب ایسی حرکت
نکرنا طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران میرا منصب یہی تھا کہ جو کیا مین نے کیا اور اب بھی آپ رہا
کر دیجیے گا تو مین پھر ایسا ہی کرونگا جہانتک ہو سکیگا اپنے مالک کو بچاؤنگا چاہے آپ قتل کر ڈالیے
جب مالک کا وقت آخر ہے تو ہم کس امید پر اپنی جان بچائین بہتر ہے کہ طرف ملک عدم کے ساتھ جائین
کہ دیکھنے والون کو یہ افسانہ یاد رہے کہ دنیا مین نمک حلال بھی ہوتے ہین سب نمک حرام ہی نہین
ہوتے ہین یہ کہکر رونے لگا اور شہریار بار بار یہہ رہا ہے کہ یا امیر اب یہ ذلت و خواری میرے واسطے
کبتک رہیگی کہ گردن جھکائے بیٹھا رہون جلد حکم میرے قتل کا دیجیے امیر کو کچھ نہین پڑتا ہے کہ یکایک
جانب آسمان سے کچھ ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے اور آواز نقارون کے بجنے کی آئی سب جانب آسمان
دیکھنے لگے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے دیکھا کہ سلیمان اعظم مرکب پر سوار اور لاکھ دیو مرکب
کو اُنکے اُٹھائے ہوے اور بہت سے آدمزاد دیوون پر سوار چلے آتے ہین لیکن سلیمان اعظم
نے امیر با توقیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے کون قتل ہوتا ہے امیر نے ماجرا شہریار کا بیان
کیا سلیمان اعظم جرأت شہریار پر وجد کرنے لگے اور دل مین سوچے کہ اگر یہ بچگیا تو ہماری صف مین

تم ہمہ اندھا نواب تا وقتیکہ یہ امر مثل آفتاب کے ہر شخص پر روشن نہو جائیگا میں کچھ نہ کہونگا اور جیسا کچھ ہمیں
بھی ظاہر ہوا جاتا ہے اتنے میں دیو تندک نے پیرسپاسے فرنگی کو لا کر حاضر کیا پیرسپاسے فرنگی کا بند بند
مارے خوف کے کانپ رہا تھا امیر سے کہا یا صاحبقران مجکو کس لیے یاد فرمایا ہے امیر نے ارشاد کیا میں نے
تجھے اس واسطے بلوایا ہے کہ سچ سچ حال شہریار کا بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہے اور تو نے اسے کیونکر پایا پیرسپاسے
فرنگی نے کہا یا صاحبقران بڑے غضب کی بات ہے کہ میرا بیٹا اور آپ مجھی سے پوچھتے ہیں کہ یہ کسکا
بیٹا ہے امیر نے فرمایا دیو تندک سے کہ یہ یون نہ بتائیگا اسے لیجا کر بلندی آسمان پر سے پھینکدے
اگر بتانے کا اقرار کرے تو نہ پھینکنا ورنہ اس طرح پھینکنا کہ زمین تک آتے آتے اسکا کام تمام ہو جائے
دیو پیرسپاسے فرنگی کو لیکر اڑا پیرسپاسے فرنگی نے دیکھا کہ اب اگر راست راست بیان
کرتا ہوں تو جان نہیں بچتی معلوم ہوتی تندک سے کہا کہ میں سچ سچ بیان کرونگا مجھکو نیچے لے چل دیو تندک نے
پیرسپاسے فرنگی کو ایک دم میں زمین پر لایا امیر نے فرمایا بیان کر پیرسپاسے فرنگی نے عرض کی کہ یا
امیر یقیناً میں فرماتا آپکا بہت درست ہے کہ شہریار میرا فرزند نہیں ہے مگر بہر فرزند ہوں تو اے امیر
شکار میں میں شکار کو گیا ہوا تھا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے وہ لڑکا ایک گہوارہ
میں پڑا ہے میں نے اٹھا لیا اور ایک پرچہ اسمیں لکھا ہوا رکھا تھا کہ یہ لڑکا بہت عالی خاندان سے
ہے جو کوئی اسکو پرورش کریگا مرتبہ عالی کو پہنچیگا امیر نے فرمایا وہ رقعہ تمہارے پاس ہے پیرسپاسے
فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر ہے تو مگر فرنگستان میں ہے امیر نے فرمایا کہ اس دیو کی گردن پر سوار ہو کر جاؤ
اور ابھی وہ رقعہ لا دو اور وہ کپڑا جسمیں یہ لڑکا لپٹا ہوا تھا وہ بھی لیتے آؤ پیرسپاسے فرنگی
پشت تندک پر بیٹھکر طرف فرنگستان کے روانہ ہوا امیر نے شہریار کی طرف دیکھکر فرمایا اے
شہریار اب پیرسپاسے فرنگی کے بیٹے تو نہیں باقی جسکی اولاد میں ہو اسکا حال بھی آتے
دیکھ لیگا شہریار نے گردن نیچی کر لی لیکن پیرسپاسے فرنگی ایران شاہی میں جا کر اسکو
حیرت ہوئی کہ یہ بادشاہ کہاں آسمان پر سے اترا یہ کیا معاملہ ہوا کہ کسی نے پوچھا پیرسپاسے
فرنگی نے کہا اتنی فرصت نہیں ہے کچھ بیان کروں اور تو شتا خانہ کھول کر صندوق میں کپڑے
شہریار کے رکھے تھے نکالے اسمیں سے وہ کاغذ کو پاس لیا اور پھر گردن تندک پر بیٹھکر خدمت
امیر میں فوراً حاضر ہوا اور رقعہ پیش کیا امیر نے خط ملکہ گوہر تاج کا پہچانا اور اس رقعہ اور کپڑے کو
محل میں بھیج دیا بیان ہے جس وقت سے دخل شہریار کی خبر پھیلی تھی ملکہ گوہر تاج کا کلیجا منہ کو آیا جاتا تھا
خود بخود یہی چاہتا تھا کہ روئے لیکن دم بخود تھی دل میں کہتی تھی کہ یہ روزگار کیا ماجرا ہے کہ قتل
شہریار کی خبر سے کلیجے کے واسطے کیوں کھڑی ہوتی ہے شہریار تو کوئی عزیز قریب کیا دور کا رشتہ دار
بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہا فرنگی زادہ کہا ہم لوگ کہ اتنے میں محل اور رقعہ اور کپڑا لیے ہوئے بیوی
اور ملکہ گرد بیابانو سے عرض کی کہ یہ کپڑا امیر نے بھیجا ہے اور رقعہ بھیجا ہے کسکا خط ہے پہلے وہ رقعہ ملکہ
گرد بیابانو نے دیکھا پھر اسی طرح کے بعد دیگرے جہان افروز وغیرہ سب نے دیکھا اور
انکار کیا کہ ہمارا خط نہیں ہے سب کے بعد نوبت ملکہ گوہر تاج کی آئی ملکہ گوہر تاج اس رقعہ کو دیکھکر رونے لگیں
پوچھا ملکہ گرد بیابانو نے کہ کیا سبب تمہارے رونے کا ہے ملکہ گوہر تاج نے کہا کہ جب لشکر پر تباہی

بیٹی ہی ہو تو میں اور میری وزیرزادی دونوں محل سے بحقیقن پاس آبرو کے واسطے گھوڑوں پہ بیٹھ بیٹھ کر
طرف صحرا کے نکل گئے تھے راہ میں دو لڑکے پیدا ہوے دونوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ اور یہ
رقعہ لکھکر رکھدیا تھا نہیں معلوم اُن لڑکوں پر کیا گذری محلدار رقعہ لیے ہوئے باہر آئی اور تمام ماجرا
امیر با توقیر سے بیان کیا اُس وقت امیر نے ہنس کر شہریار سے فرمایا کہ اب تو ظاہر ہوگیا کہ تم ایرج
نوجوان کے فرزند ہو شہریار کب انکار کر سکتا تھا گردن نیچی کر لی ایرج نوجوان کے چہرے سے یہ
بشاشت ظاہر ہوئی تمام اہل دربار خوش ہوے لیکن امیر نے اُسی وقت شہریار کو حمام بھیجا
غسل کروایا پوشاک بدلوائی ساتھ اپنے لیے ہوے داخل محل معلی ہوے اور ایک ایک کو بتاتے
ہوے کہ یہ تمھاری پھوپھی یہ ماں یہ دادی یہ پردادی ہیں اُدھر مخدرات عصمت و طہارت کو حال شہریار
سے آگاہی ہوئی ایک ایک نے گلے سے لگایا ملکہ گوہر تاج سے امیر با توقیر نے فرمایا کہ شہریار فرزند
تمھارا ہے ملکہ گوہر تاج نہایت خوش ہوئی اور جوش محبت سے سینے میں دودھ اتر آیا پھر امیر شہریار
کو لیے ہوے دربار میں آئے اور دنگل علم شاہ رومی کا عنایت ہوا شہریار اپنے پردادا کی جگہ پہ
بیٹھا اب پیرسیپاسے فرنگی سے امیر نے فرمایا کہ اگر تمکو ساتھ شہریار کا دینا ہے تو دین اسلام کو اختیار کرو ورنہ
جہاں چاہیے چلے جاؤ پیرسیپاسے فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر با توقیر میں شہریار کے ساتھ ہوں
لیکن بغیر شہریار کے چلے ہوے اہل لشکر مطیع ہونگے اور شہریار بھی اجازت خواہ ہوا کہ اگر حکم
ہو تو اپنے لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کروں جو مسلمان ہو اُسے رہنے دوں جو نہ مانے اُسے برطرف
کردوں امیر نے فرمایا کہ یہ امر جملہ واجبات سے ہے شہریار اُسی وقت مع پیرسیپاسے فرنگی کے طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوا یہ خبر شاہان لشکر اور سرداران فوج کو ہوئی برائے استقبال شہریار آئے
شہریار داخل بارگاہ ہوا اور سب سرداروں سے بیان کیا کہ میں تم سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے
دین اسلام اختیار کیا اور پدر نامدار میرے ایرج نوجوان ہیں جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین
خدا پرستی اختیار کرے ورنہ جہاں چاہے چلا جاے اول بہرام تیغزن نے عرض کی اے شہریار
نامدار ہم تو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں آپ کو ہر طرح اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں جس دین کو آپ
نے اچھا سمجھا وہی دین برحق ہے بعد اُس کے اور سردار مثل کرتوس بن قرقوس ہامان میمون حشتم
و شہرزاد سے شیر خشم و قماس بلند آواز و فیلوس بلند بالا و فیروزہ دلوانہ و قہرمان دلواتم کے سب
ایمان لائے سوا شمائل خان بن جنداثل خان کے کہ یہ قبل آنے شہریار کے صرف یہ خبر سنکر کہ شہریار
نے دین اسلام اختیار کیا لشکر سے علیحدہ ہو کر لاجورد شاہ کا شریک ہوگیا بعد اُسکے شہریار نے
ہر سردار سے فرمایا کہ جاؤ اپنے اپنے لشکر میں اور اہل لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرو جو مانے اسے
رہنے دو جو نہ مانے اُسے نکال دو حسب الارشاد فیض بنیاد سرداروں نے اپنے اپنے اہل لشکر کو
جمع کر کے وعظ و پند کی سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور جو لوگ سیہ قلب تھے وہ لشکر سے
نکلکر چلے گئے الحاصل شہریار نامدار مع کل فوج کے مسلمان ہو کر شریک لشکر صاحبقران عالیشان ہوا
لیکن شمائل خان بن جنداثل خان جو لشکر شہریار سے علیحدہ ہو کر طرف لشکر کفار کے گیا یہ خبر
لاجورد شاہ کو پہنچی کہ شمائل خان ہندی لندھور کا نواسا شہریار سے بگڑ کر آتا ہے سرداروں کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ استقبال کرکے شمائل خان کو پاس لاجورد شاہ کے لے گئے لاجورد شاہ نے شمائل خان کی بہت عزت کی شمائل خان نے لاجورد شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیں میں ان خدا پرستوں سے مقابلہ کروں گا لاجورد شاہ نے کہا کہ مجھے انتظار افلاک روئین تن کا ہے جس وقت تک کچھ خبر افلاک کی نہیں دریافت ہوتی اس وقت تک لڑائی موقوف رہیگی شمائل خان خاموش ہو رہا اب انکو تو با انتظار افلاک روئین تن چھوڑ دیجیے لیکن امیر با توقیر نے بادشاہ اسلام سے مشورت کی کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ عقد ہاجرہ بانو کا شہریار کے ساتھ کر دوں کیونکہ یہ سچا عاشق ہے اور بیگانہ ہے کوئی بیگانہ نہیں اور نکاح ملکہ مہر ناز پری رو دختر پیسیابے فرنگی کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ اور عقد ملکہ جہان افروز دختر ہرمز بدیع الملک کے ساتھ ایک ہی جلسہ میں یہ تینوں عقد ہو جائیں بادشاہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے غرضکہ اسی وقت سے تیاری عقد ہونے لگی شاہزادہ ایرج نوجوان شہریار کو مع لشکر لیکے لشکر امیر سے علیحدہ ہوا شاپور شیر دل نے اپنے فرزند طیفور شیر دل کو گلے سے لگایا اور اپنے خیمہ میں لایا اب نصف لشکر تو ایرج نوجوان کے لشکر سے ملحق ہوا جتنے دست چپ تھے سب بیٹے والوں کی طرف ہو گئے دست راستی امیر کشور گیر کی طرف رہے چالیس روز کا جشن قرار پایا پہلے مانجھا بڑی دھوم سے امیر کی طرف سے گیا بعد اسکے ساچق ہوئی مہندی ہوئی اب شب عروسی آئی ایرج نے کل لشکر کی مع بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام دعوت کی امیر تو بعد نوش کرنے طعام کے ایرج سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آئے اور انتظام رخصتی میں مصروف ہوئے ادھر سرداران لشکر ایرج مثل مالک ثانی ہاشم شیر زن کیخسرو دلاور شاہزادہ طرطوس بہادر مہوس لو پیر ورخور شید تاجدار وغیرہ سب طعام دعوت نوش کرکر کے اس جگہ آئے کہ جہاں جلسہ تھا ایک طائفوں کو حکم ہوا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی رقاصان پری طلعت ناہید صورت آکر مجرا کرنے لگیں ایک نازنین ماہ جبین نے یہ غزل شروع کی

عیاں نا جو گھر غیر کے آپ نے کم کر دیا
آتش رخس کو مگر تم نے بہم کر دیا
محو کچھ ایسے ہوئے راز دلی کہہ گئے
اسمیں لگا دی ایک آگ اور اسے کم کر دیا
ہمنشیں میرے شوق کی بو سنیں جو بھولی
کو لسنی تھی گستاخ سر ہم کو سر کر دیا

ہمنے بھی کچھ روز سے دور یہ غم کر دیا
پچھلے پہر چھڑی ہی نفس زندگی
بیخودی ہی شوق نے کیا ہی ستم کر دیا
ملکے مگر آپ سے ہم نہ کہیں کے رہے
ہونٹھوں پہ جان آگئی لب جو بہم کر دیا

غم تو ہیں دو گے اگر کیوں نہ جلیگا جگر
آمد و شد نے ترے ناک میں دم کر دیا
رکھتی تھی فرقت کی جا اگر نہ دل سے ہوا لگا
حوصلے جب بڑھ چلے ربط کو کم کر دیا
یہ سخن اے آرزو عشق کا بار ہے تو

ادھر تو لطف رقص و غنا ادھر چراغان کی بہار خیموں اور شگیر دولت کی سجاوٹ شاہانہ فلک پیر چشمک زن تھی تمام صحرا کے درختوں کو تمامی سے منڈھوا یا تھا قندیلیں آویزان کی گئیں تھیں صحرا جگر جگر کر رہا تھا ہر طرف دور سے دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے چراغان بہار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمان زمین پر اتر آیا ہے جا بجا طبلوں کی گمک مجیروں کی ٹھنک سریلے ساز بار یک آواز کے سوز و گداز سے تمام جنگل گونج رہا تھا ہر طرف ایک ہنگامہ عشرت برپا تھا شادی بہت بڑی ہوئی کہ اگر خلاصہ طور سے لکھی جاتی تو ایک دفتر اور ہوتا لیکن مختصر یہ ہے کہ تینی خزانے طلسم افراسیاب کے جو شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنی شاہزادہ ملک قاسم سے درۃ میں ایرج کو ملے تھے وہ صرف ہوئے اور تہمتن علم شاہ صفت شکن مرحوم کی دولت اور کمائی بہت کچھ

صرف ہوئی جا بجا متفرق جلسے اس انداز سے تھے کہ ہر جلسے مین ایک مرتبے کے لوگ جمع کیے تھے
اور اسی کے موافق سامان رقص مہیا کیا گیا تھا عزیزا ایک خیمہ مین بڑے ایک بارگاہ مین چھوٹے ایک
نمگیرے کے نیچے برابر والے ایک جانب تاکہ باہم ایک کو دوسرے کا لحاظ ہو القصہ صبح تک یہ جلسہ رہا صبح کو
برات کی تیاری ہوئی شہریار کو دولہا بنایا ہاتھی پہ سوار کیا سب براتی ساتھ ہوئے آگے آگے جلوس باجا
بجتا ہوا طرف مکان عروس کے روانہ ہوئے شہریار کے دل کی یہ حالت ہے کہ مارے خوشی کے
شادی مرگ کی نوبت ہے دلیر تمناؤن کا ہجوم ہے ارمانون کا مجمع ہے اب شہریار کو معلوم ہوا کہ ملکہ مہر ناز پرور
بھی ناموس مین داخل ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہاجرہ بانو نقابدار گوہر پوش بنکر جو عرصہ کارزار سے نکلی تھین
تو ناموس امیر ہی مین چلی آئی تھین لیکن وہان برات بیٹھنے کے واسطے بارگاہ حشامی آراستہ ہوئی ہے اور
بارگاہ سلیمانی مین عروس ہے عورتون کا مجمع ہے انتظار برات کا ہو رہا ہے سب سردار مثل ملازمون کے کام
کر رہے ہین کہ یکایک آواز بانسری کی بلند ہوئی اور سامنے سے ہاتھی نشان کا نمودار ہوا آگے آگے
نوبت خانہ بعد اسکے ماہی مراتب اسکے بعد فیل آنے کا جو سلسلہ بندھا تو تمام صحن محل مین نظر آنے لگا بعد اسکے
شتران جلوس گذرنا شروع ہوئے ایک قطار بندھ گئی اسکے بعد بادبہاری کے گھوڑے کیسے کیسے
لطف سے باجے بجتے ہوئے فرنگستان کے لوگ اپنے اپنے کام مین نہایت چست و چالاک بعد ان سب کے
گذر جانے کے جھنڈیان مختلف رنگ کی گذرنا شروع ہوئین کہان تک بیان کیا جائے کہ آخر مین دولہا کی
سواری گذری براتی بارگاہ حشامی مین تشریف لائے دولہا کو مسند پر بٹھایا خواجہ زادون نے عقد پڑھا
طائفون نے مبارکباد گانا شروع کیا بعد اسکے ریت رسم کے واسطے دولہا محل سرا مین طلب ہوئے
ملکہ مہر ناز پرور نے سر پر آنچل ڈالا آج اتنے دنون کے بعد ملکہ کا اور شہریار کا سامنا ہوا شہریار سر
جھکائے بیٹھا ہے رسوم ادا ہو رہی ہین نوبت آرسی مصحف کی آئی اس وقت دولہن دولہا کا سامنا ہوا
شہریار دل مین کہتا ہے کہ پروردگار اس وقت مین کہان ہون کجا ملکہ ہاجرہ بانو کجا مین واقع مین بغیر
دولت اسلام یہ دولت بھی ملنا ناممکن تھی ادھر ملکہ ہاجرہ بانو شکر پروردگار بجا لاتی ہے اور دل مین
کہتی ہے کہ الحمد للہ آبرو بھی رہی اور کام بھی نکلا یہ سب باتین اسی کی جانب سے ہین غرضکہ دولہا دولہن
کو لیکر باہر آیا محافہ مین سوار کیا برات رخصت ہوئی جہیز امیر نے اسقدر دیا تھا کہ مکان عروس سے
تا بہ لشکر نوشاہ مزدورون کی قطار بندھ گئی تھی اسی شب ملکہ ہاجرہ حاملہ ہوئی ہے اور لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ
بعد بلوغ کے اسکا لعل نامہ مین آتا ہے بعد اسکے پرسیلا سے فرنگی نے امیر کشورگیر سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو
ملکہ مہر ناز پرور کو مجھے عنایت کر دیجیے اور آپ اسی طرح شہنشاہ گوہر کلاہ کو دولہا بنا کر برات لیکر
تشریف لائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے اور مہر ناز پرور کو پرسیلا سے فرنگی کے سپرد کیا
دوسری شادی کا انتظام ہوا اور عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا مہر ناز پرور کیساتھ پڑھا گیا مدتون کی
آرزوئین جو دل مین تڑپ رہی تھین بر آئین بعد اسکے عقد بدیع الملک کا جہان افروز کے ساتھ
ہوا طیفور شیردل کا عقد بھی ملکہ ہاجرہ کی وزیرزادی کے ساتھ ہوا یہ سب حاملہ ہوئی ہین اور لڑکے
انسے پیدا ہوتے ہین کہ ذکر انکا لعل نامہ مین ہوتا ہے جس وقت ان شادیون سے فراغت ہوئی
کفار بدکردار اور بھی جلے یہانتک کہ لاجورد شاہ نے بغیظ و غضب حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ اسی وقت

کوس حربی نوازش مین آیا خبر امیر با توقیر کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی تیاری
ربانی ہے طبل جنگی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے غازیان دیندار نے
نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور آلات حرب تن پر کس کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اور
کفار بدکردار نے بھی بت پرستی سے فراغت کی اور معرکہ آرائے کارزار ہوے آفتاب نکلتے نکلتے تمام
صحرا فوجون سے مملو ہوگیا اس طرف امیر کشورگیر مع سرداران با توقیر و فوج کثیر صف آرائے میدان
کارزار ہین اس طرف لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگ مین صفوف آرا ہے تھے یکایک بیلدار برق
رفتار صفون سے نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی کرکے چلے گئے نقیب بہادرون کے دوست
نامردون کے رقیب پرون کے قریب قریب آکر سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار آبدار عبرت آثار بلند
سُرون مین پڑھنے لگے کہ بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا اور شمائل خان بن جندائل خان
نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تم کو
سپرد کیا خداوند بہت بزرگ کے شمائل خان فیل اپنا جھکا کر میدان مین آیا اور بعد سلحشوری بلند
آواز دی کہ باش ای گروہ خداپرستان بہتے بڑے ظلم پر کمر باندھی صدہا مذہبون کو نیست و نابود کردیا
ہے جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ لندھور بن
لندھور نے مرکب اپنا جولان کیا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکے اجازت چاہی فرمایا جاؤ پیر پروردگار
کیا لندھور سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھ کر چلنے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین نمیدہ سب دیکھنے لگے کہ آمد لشکر
عظیم کی معلوم ہوتی ہے یہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا
گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند تحمل سمر سیاہ
تحریر تھی اور تعریف بہادران چمن قبا لنسطیر تھی امیر متحیر تھے کہ یہ خداوند تحمل سمر سیاہ کون ہے اور بہادران
چمن قبا کیا چیز ہے لیکن کیمخت شاہ کے اندام مین رعشہ پڑ گیا قریب شہریار دلاور کے آکر عرض کی
کہ ای نامدار بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر نونہال شاہ ہے شہریار نے کہا پھر کیا ہے کیمخت شاہ
نے عرض کی کہ اسکے ساتھ دو اژدر دمان ہین کہ انسان تو کیا دیو بھی مقابلہ انکا نہین کرسکتا کہ سات
تین ہزار من کی جو بدست باندھتے ہین نام ایک کا عوق بن برقج دوسرے کا عوق بن برقج ہے اور
اوج بن عنق کے پوتے ہین شہریار بھی وزن ضرب سنکر متفکر ہوا تھا لیکن خدا کو یاد کیا اور کہا اے
کیمخت شاہ پروردگار عالم سے زیادہ کوئی توانا نہین ہے اگر ہم حق پر ہین تو وہ ضرور ہمکو فتح یاب
کریگا لیکن تمام ماجرا آکر خدمت امیر کشورگیر مین عرض کیا امیر نے کہا ای شہریار خداے ما
بزرگ است لیکن وہ نو لاکھ کا لشکر ایک جانب آکر صف آرا ہوا بعد آمد لشکر کے دیکھا کہ جلوس
سواری گذرنے لگا عصا بردار علم بردار برچھی بردار جب یہ سب نکل گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت
جواہر نگار پر سوار ایک بہت بڑا تاج سر پر رکھے ہوے اور دوسرا بادشاہ آگے دست ادب بستہ
بیٹھا ہے پشت پر کچھ لوگ ایک ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوے سر و پیر جھکائے والے اور لوبان

دبے ہوئے کھڑے ہیں یہ لوگ جس کام پر معین ہیں انشاء اللہ بر وقت معلوم ہو جائیگا اور آگے تخت کے
دو جوان انتظام کرتے ہوئے کہ قد اُنکے دیو سے کہیں بلند چوب دستیں کاندھوں پر رکھے ہوئے پیادہ پا
چلے آتے ہیں کیونکہ مرکب اُنکے سواری کے لائق دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا ہے اسی لشکر کی آمد میں شام
ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ نے جاتے ہی حکم دیدیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا ادھر لشکر امیر میں بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا ادھر لشکر
سحر پرستان میں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تینوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال ہونے لگی تمام رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ہر سہ لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نقیب دیگر چلے گئے تھے کہ پھر شمائل خان لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا
مبارز طلب کیا اس طرف سے لندھاوہ بن لندھور نکلے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تھا
کہ شمائل خان نے گرز مارا لندھاوہ نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا مگر مرکب لندھاوہ کی ٹوٹی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد نکے چرخ مار کر اندر گر گئے دیکھا تو لندھاوہ
بیہوش کھڑے ہیں ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے عیار نے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھایا لندھاوہ کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ دوسرا مرکب لاؤ یہ مرکب بیکار ہو گیا ہے یہ کہکر زین فرس کو خالی کیا عیار گھوڑا لینے کے
واسطے روانہ ہوا لیکن شمائل خان نے جو دیکھا کہ مرکب لندھاوہ کا مارا گیا اور دوسرا گھوڑا اسنے
طلب کیا ہے اتنی بڑی ضرب سے بچ گیا جھپٹ کر دوسرا وار کیا لندھاوہ کا بُرا حال ہو گیا تاب کمر غرق زمین
ہو گیا اور گرز جو پھسلا ہے شانے پر گرا ضرب شدید آئی لندھاوہ بیہوش ہو گئے شمائل خان نے سر کاٹنے
کا قصد کیا تھا کہ ارشیون بن شیرزاد نے مرکب اپنا جولان کیا آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے خبردار
ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا شمائل خان نے آواز دی کہ آتا ہے تو آ کیا کریگا اور وہی گرز ارشیون پر
مارا ارشیون نے بھی اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ارشیون کی بھی وہی حالت ہوئی مرکب
مارا گیا گرز پھسل کر ران پر گرا یوں ارشیون کا بھی مجروح ہوا یہ حال دیکھکر فرہاد خان یک ضربی نے
فیل اپنا نکالا اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او خیرہ سر تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی پہ ہاتھ اٹھاتا ہے
شمائل خان نے فرہاد یک ضربی پر وار کیا فرہاد خان نے وار اسکا رد کرکے چوبدست ماری کہ
گرد برد کر دیا لیکن شمائل خان نے نکلکر گرد سے تلوار کھینچی فرہاد خان نے بھی تیغ سنبھالا
رد و بدل ہونے لگی شام تک ان دونوں میں تلوار چلی شام کو دونوں زخمی ہوئے طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر میدان سے پھرے علاج زخمیوں کا ہونے لگا امیر عالی وقار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی آج مریخ ستارہ چشم میدان میں آیا مبارز
طلب کیا لشکر امیر یا تو خیر سے بہرام تیغ زن نے مقابلہ کیا مریخ زخمی ہوا کہ یکایک پردہ بیابان سے
شق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ یکایک گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ افلاک روئین تن جاں نثار
سوار کی جمعیت سے آتا ہے لیکن افلاک نے جو بہرام کو نبرد زن دیکھا وہیں سے مرکب کو جھکا کر
سامنے آیا اور آواز دی کہ ہمارے ہونے سے تم لوگوں نے بڑی آفتیں برپا کر رکھی ہیں لا ضرب
بہادری کی بہرام نے کہا نہیں جانتا تو کہ ہم لوگ خدا پرست ہیں بت پرستی کرنا ہمارا شیوہ نہیں افلاک نے

خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں ردوبدل ہونے لگی کوئی ستر
طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و
تار ہوگیا کھینچکر تلوار آواز دی کہ خبردار تجھ پر وہین نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی جال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر بالا کر مرکب کو بہرام پر وار کیا بہرام نے وار اس کا
سپر پر روکا تلوار درمیان مین ضامن دی افلاک کا نیمچہ لنگردار یہ جوان بھی زبردست ہی تیغہ چوٹ ماری
سپر کو قلم کیا لیکن پشت شمشیر پر رکا انجام کار تین چار وار کی ردوبدل ہوئی افلاک ناپاک روئین تن تھا ہر ضرب
وار بہرام کا سر پر روکتا تھا آخرکار بہرام ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر قماس بلند آواز
نعرہ کرکے جھپٹا تمام صحرا آواز سے اسکی گونج گیا لیکن یہ بھی ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا کہانتک بیان
کیا جائے کہ شام تک بارہ سردار افلاک نے زخمی کیے دو ایک ضعیف جان سے بھی مارے
گئے درجہ شہادت پر پہونچے شام کو طبل بازگشت بجا ہر ایک لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے
لاجور و شاہ افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا لیٹا تین میدان داریون مین افلاک نے ستھراؤ کردیا
ستر یا پچھتر سردار لشکر اسلام کے زخمی کیے اور پندرہ کے قریب جان سے مارے گئے امیر با توقیر
نہایت پریشان ہین یہ شخص جنگ افلاک سے پہلوتہی کرتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن ہے حربہ اس پر
کارگر نہین ہوتا پھر کیونکر مقابلہ کیجیے اسی انتشار مین پھر خبر طبل جنگ بجنے کی ہوئی امیر نے فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دنبا سید ربانی بجے طبل اسی وقت یہان بھی نقارخانہ سلیمانی پر نوبت آن
آیا تیاری جنگ ہونے لگی ناگاہ فلک نے چادر سیاہ شب دور کی اور لباس سفید سحری زیب جسم کیا
بزم سیارگان مین ابتری ہوئی شہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی پنجہ زرین مین لیے ہوئے نمودار ہوا دونون
لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے ایک جانب لشکر لاجور و شاہ مثل سمندر کے موجین مارتا ہوا
ایک سمت سپاہ شہر پرستان اور وہ دونون پہلوان زبردست کہ جن کی صورتین دیکھ دیکھکر زہرے
آب ہوئے جاتے تھے ایک طرف لشکر اسلام مع امیر عالی مقام میدان جنگ مین قیام پذیر ہوا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال ترتیب نشیب وے کر نکل گئے تھے کہ افلاک روئین تن نے
کرگدن اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجور و شاہ کے آیا پیادہ پا ہوکر اجازت جنگ مانگی لاجور و
شاہ نے کہا جا میں دیکھا تجکو اپنے ید قدرت سے تیری موت کو خداوند نے پہلے ہی نہین کیا تو ہمیشہ زندہ
رہیگا سب کو قتل کریگا لیکن تو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا افلاک کا دل قوی ہوا پھر کرگدن پر
بیٹھکر عازم میدان کارزار ہوا جس وقت بیچ میدان مین پہونچا اپنے سلاح شوری لیا نعرہ کیا کہ باشخص
ای گروہ خداپرستان جس کو تمنائے مرگ و آرزو سے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن
در دہان تھا کہ لشکر اسلام مین جانب دست چپ علم سرخ جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار
نے پوداباگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اترکر مرکب سے اجازت جنگ مانگی بادشاہ
نے فرمایا جا تجھے پروردگار کو سپرد کیا شہریار دلاور پار دگر مرکب پر بیٹھکر بادشاہ کو سلام کرکے میدان مین
مقابل افلاک بد روئین تن آیا افلاک نے کہا ای شہریار کیا نہین دیکھا تو نے کہ مین نے
کن کن سردارون کو زخمی کیا کس کس کو جان سے مارا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہ آیا جو میرے

مقابلے کو نکلا شہریار نے کہا کیا بھول گیا اسوقت کو جب مع کرگدن تجکو اٹھا لیا تھا اگر پنجہ گرگر نہ لیجاتا
تو معلوم ہوتا تجکو خیر لاضرب بہادری کی افلاک نے نیزہ مارا شہریار نے نیزہ نیزے پر لیا ستر طعن مین
نیزہ ہاتھ سے افلاک کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے افلاک کے نکالکر بلند ہوا۔ لیکن
خود نیزہ بہر آب خجالت مین غرق ہوگیا آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر کھینچکر تلوار سر شہریار پر وار کیا شہریار نے ملا کر مرکب کو
دھار تلوار کی بچاکر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا افلاک نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور ہونے لگے
مرکب لنگردن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود کر عازم کشتی ہوے دستی زبردستی
کھینچنے لگے پیچون کے جھڑ بندھ گئے پہلوانان لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشائی جنگ
دیکھنے لگے جب شہریار نامدار افلاک کو پکڑ لاتا ہے افلاک نکل جاتا ہے اور جب افلاک شہریار کو پکڑ
لاتا ہے شہریار نکل جاتا ہے یہانتک کہ دن قریب ختم ہوتا طیفور شیر دل نے کہا اے شہریار یہ آج کیا ہے بہت
عرصہ ہوگیا بس اسی وقت شہریار نے دونون بازو افلاک رویین تن کے پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم
لے گیا ہھکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے وہین کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہھکا مارا سر سے
اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت
پروردگار عالم مین افلاک نے کہا اول تو میری موت ہی نہین مین ڈرون تجھ سے کیون زیر ہوجانا اور
بات ہے دوسرے اگر ہزار جانین ہون تو تمام برائش خداوند کے نثار ہین کہ جو سامنے کھڑا ہوا تماشا اپنے
بندے کی جانبازی کا دیکھ رہا ہے بس شہریار نامدار نے ایک پاؤن افلاک کا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا
پاؤن قدم کے نیچے دبایا اور کہا یکلخت خداوند کو دیکھون تو کیونکر تیرا خداوند تجھکو بچا لیتا ہے اور آگاہ ہوجا کہ
اس طرح آتی ہے یہ کہکر جو زور کیا افلاک رویین تن کو چیر کر پھینک دیا تمام اہل لشکر لاجورد شاہ کانپ
اٹھے اور سمجھا وہ تو سر پیٹنے لگا لیکن شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
ادھر سحر پرست بھی اپنے لشکر سمیت اپنی فرودگاہ پر گئے لاجورد شاہ تو نہایت غمگین و پریشان
اپنی فوج کو لیے ہوے ہے اور امیر باتوقیر شہریار پر سے زر نثار کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین تشریف
لائے اور فرمایا کہ نہین معلوم یہ سحر پرست کس ارادے سے آئے ہین اور کس سے مقابلہ کرین گے
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ طور تو ایسے پائے جاتے ہین کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہو

اب چند کلمے داستان نصرت نشان زینت بارگاہ سلیمانی رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ ملک سلیمانیہ سے واسطے رہائی شاہین بن سلیمان کے چلے تھے جسوقت سرحد طلسم پر پہونچے
مثل شاہین کے یہ بھی پھاٹک کے اندر جاتے ہی غائب ہوگئے سلیمان شاہ بانتظار تھا لشکر بہم
صحرا مین مقیم رہے لیکن رستم ثانی جو داخل دروازہ ہوے اب جو دیکھا تو ایک صحرا ہے وسیع
ہے کہ کوسون کوئی درخت بلند نظر نہین آتا اور پلٹ کر جو دیکھا تو دروازہ نظرون سے ناپدید ہے بس
اسی وقت توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے دیکھا کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ چلا آتا ہے رستم ثانی
نے اُس کو تیر مار کر صید کیا دیکھا کہ عقب مین اُس کے ایک جوان زبردست مرکب کو اڑائے

مانند بلاے بیدرمان کے چلا آتا ہی رستم ثانی نے بھی باگ اپنے مرکب کی روک لی لیکن اُس جوان
نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر تو نے میرے آہو کو کیون صید کیا رستم ثانی نے کہا تیر نے
تیرے خطا کی تھی ہمنے تجھے دکھا دیا کہ یون تیر لگاتے ہین ابھی سے تجھے تیر لگانا نہین آیا کچھ دنون تحصیل
علم تیر کر یہ سنکر اُسنے کہا کہ تو بڑا تیر انداز معلوم ہوتا ہی کچھ علم نیزہ و شمشیر مین بھی دخل ہی یا خالی تیر
اندازی ہی آتی ہی رستم ثانی نے کہا جس فن مین تیرا جی چاہے آزمایش کر لے اُس جوان نے کہا تو خبردار
ہو جا یہ کہکر نیزہ سینہ مسکینہ رستم ثانی پر مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین کوئی
اپنی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ رستم ثانی نے نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے ہوائی کیا بس دستا لگا ہون
مین نیزہ و تبر ہو گئی جھپٹ کر تلوار ماری رستم ثانی نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا زور ہونے
لگے گھوڑے لنگرون تھے تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی کوئی دو پہر کامل کشتی رہی
آخر کار رستم نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت زمین پر گرا
رستم نے آواز دی دیکھا تو سر اُسکو اپنی ہو گیا یا ابھی نہین بیٹھا تھا کہ اُس جوان نے خنجر کھینچکر اپنے
سینہ پر مارنے کا قصد کیا رستم نے دیکھا کہ یہ غیرت دار معلوم ہوتا ہی اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہی جلد اُسکا
سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیا کرتا ہی کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی دنیا مین ایسا ہی ہوا کرتا ہی کہ ایک
کو دوسرا زیر کرتا ہی لہذا جو جسکو زیر کرتا ہی اُسے اپنی اطاعت مین رکھتا ہی تو جان اپنی کیون دیتا ہی اُسنے
کہا ای شخص اس ذلت کے جینے سے مرنا بہتر ہی رستم ثانی نے کہا کہ اب تک کیا تو یہ خیال کرتا تھا کہ مجھسے زیادہ
پردۂ دنیا پر کوئی زبردست نہین ہی اب اُسنے گردن نیچی کی اور رونے لگا رستم ثانی نے کہا رونے کا
کیا سبب ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ مجھ پر ایک مصیبت عظیم پڑ گئی ہی جس وقت مجھے اُس کا خیال
آ جاتا ہی بیساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین لیکن تم سے کیا بیان کرون رستم ثانی نے کہا
ای شخص کیا مضائقہ ہی بیان کرنے مین شاید تیرا کام ہمین سے نکل جاے اُس نے کہا میرے چچا
کی بیٹی ملکہ ماہ ناز آفرین نام بچپن سے میرے ساتھ منسوب کر دی گئی تھی جب وہ بھی سن تمیز
کو پہونچی اور مین بھی جوان ہوا ہنوز ماں باپ نے اُس کے رخصت نہین کیا تھا حسب اتفاق
صحن خانہ مین کھڑی ہوئی بال خشک کر رہی تھی کہ یکایک جانب آسمان سے ایک پنجہ گرا اور اُس کو
اُٹھا لے گیا مین اُسی کے فراق مین دن رات رویا کرتا ہون ایک روز مین نے خودکشی کرنے کا قصد
کیا تھا لیکن پھر میرے جی مین آئی کہ آج تمام زمانے کے خداوندون کو پکارون اگر کوئی خدا سے
برحق بھی ہی تو ضرور سنیگا یہ خیال کر کے لات و منات و لوشک لوتا جھٹک چھوٹا دوم خلیل سبکو
پکارا لیکن کچھ نہ ہوا جب تمام زمانے کے خداوندون کو پکار چکا تو آخر مین مسلمانون کے خداے نادیدہ کو
پکارا اُسی ہنگام مین آنکھ میری لگ گئی عالم رویا مین دیکھا مین نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین
اور فرماتے ہین کہ ای اسفندیار صحرائی اطمینان رکھ کہ اسی طلسم مین بہت جلد ایک شخص داخل ہونیوالا
ہی کہ وہ مراد تیری پوری کر دیگا اور اُسی کے ہاتھ سے تو زیر بھی ہوگا اور وہ خاندان حضرت ابراہیم
سے ہوگا نام اُسکا رستم ثانی ہوگا مین نے اُس روز سے پیروی دین اسلام کی اختیار کی تھی اور جو کوئی اسیر
طلسم ہوتا تھا اُس سے مقابلہ کر کے اُسے زیر کرتا تھا جب وہ زیر ہو کر مطیع ہوتا تھا تو اُسکو اپنا

ملازم کر لیتا تھا کیونکہ مین حاکم اس نواح کا ہون مگر افسوس کہ اتبک سب آئے وہ شخص طلسم مین داخل نہوا کہ جسکا پتا وہ بزرگ دیگئے تھے اور مین تیرے ہاتھ سے ذلیل ہوا یہ سنکر رستم ثانی نے کہا اے اسفندیار صحرائی مین ہی رستم ثانی ہون اور تو اپنے کو ہلاک نکر اپنے مکان پھر مین تیری ناموس کو تجھے دلا دونگا لیکن یہ بتا کہ نام اس طلسم کا کیا ہے اور لوح اسکی کہان ہے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ اے شہریار لوح کا حال مجھے نہین معلوم الا نام اس طلسم کا صندل سے منسوب ہے اور بادشاہ طلسم صندلان شاہ ہے اور خداوند اس طلسم مین تمثال آئینہ رو ہے رستم ثانی نے کہا کہ کچھ حال شاہین بن سلیمان شاہ کا بھی تمھین معلوم ہے اسفندیار نے عرض کی کہ وہ آپ کے اس غلام کا مہمان ہے رستم ثانی نے کہا کہ چلو مجھے اسکے پاس لیچلو اسفندیار صحرائی شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف اپنے قصر کے چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ چلے آتے ہین اسفندیار کو دیکھا کہ رکاب سعادت انتساب پر رستم ثانی کے ہاتھ دھرے چلا آتا ہے ان لوگون نے کہا اے افسر ہمارے یہ کیا فعل ہے کہ آج تو مانند محکومون کے ساتھ اس قیدی تازہ کے چلا آتا ہے اسفندیار نے کہا خاموش ہو خبردار کوئی کلمہ خلاف شان زبان پہ نہ جاری ہو یہ شہریار نامدار زینت بارگاہ سلیمانی زور بازو حمزہ ثانی ہے اس نے مجھے زیر کیا مین مطیع ہوا اور ایک شاہزادہ کو کہ نہایت بانکے تیور کا تھا دیکھکر رستم ثانی سے عرض کیا کہ یہی شاہین بن سلیمان شاہ ہے رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے کہا کہ اصل مین اسی کے لیئے کو مین آیا تھا لہذا اب بغیر تمھاری مشکل آسان کیے تو جانے کا نہین لہذا تمکو مناسب ہے کہ اسے باہر طلسم کے اسکے باپ کے پاس بھیج دو اسفندیار نے عرض کی کہ اے شہریار یہ امر میرے مکان سے باہر ہے کیونکہ میرا اختیار اسی قدر ہے کہ جو کوئی وارد طلسم ہو اسے یہان کے نیک و بد سے آگاہ کردون اور اپنے پاس بطور ملازمون کے رکھون مین خود بھی باہر طلسم کے جا نہین سکتا اور جو شخص کہ داخل طلسم ہو گیا پھر وہ نکل نہین سکتا رستم ثانی نے کہا خیر تو انشاء اللہ اب اس طلسم کو توڑ ہی کے نکلین گے اسفندیار صحرائی نے شاہزادہ رستم ثانی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی اور شاہین بن سلیمان نے بھی ملازمت شاہزادے کی محفل کی شغل سرود و ستار ہونے لگا نازنینان ماہ پیکر حاضر ہوئین مجرا کرنے لگین آواز ساز سے ناہید گردون کے ہوش اڑے جنگ نواز ہی بھول گئی سر رقص مین پاؤن بہکنے لگے بار بار جھک کر جانب زمین چشم تحیر سے دیکھتی تھی کہ یہ کون گا رہا ہے اور کہان گانا ہو رہا ہے یہان صحبت عیش آراستہ ہے جام شراب ناب کو گردش ہے اسفندیار صحرائی سا بادشاہ مطیع ہوا ہے تمام بارگاہ مین وہ آرائش ہے کہ کبھی چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی چھاڑ اس انداز سے روشن ہین کہ جن کو دیکھکر ثریا سے گردون شرمائی ہے چراغان کہکشان پہ اوس پڑی جاتی ہے ایک تو تازہ مہمان کی خاطر دوسرے اسفندیار کو بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ اب وہ مسیحا آگیا ہے جو دوا سے درد فرقت دیتا ہے ایک حور دش سے فرمائش کرکے یہ غزل گوائی

غزل

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
خط مین لکھوا کر جو بھیجا ہے مطلع درد کا
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

برق مضطر تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
دیکھکر قاتل کو کھڑا [illegible] ولیکن خون
درد دل اپنا بتانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
کیا ہوا ہے ذوق [illegible] ہم رو [illegible]

تیر و پیکان [illegible] تھے دل مین ہی ہم نے نکال
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
شیخ تو [illegible] بڑی [illegible] ہم آئے
لیکن [illegible] نہین سہنا کوئی ہم سے سیکھ جائے

غرضکہ دل تو اسفندیار کا یاد مین ملکہ ماہ ناز آفرین کے بھرا ہوا تھا خوب رویا صبح کو وہ بہار خزان ہوئی رنگ
فلک دگرگون ہوا چراغ جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئے کنول مثل دل عاشق بجھ کر رہ گئے پھول اُن بستروں
کے کمھلا سے ہوئے تھے کہ شبکو رات بھر کسی گلبدن نے لیبا یا تھا اب اُس سے فرقت ہو گئی اور درد ہجران
نصیب عاشق مجنون نے تڑپ تڑپ کر شب فرقت بسر کی تھی وہ تکئیے بستر کی برابر کر رہے تھے جانب در
آنکھ لگی ہوئی تھی بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہی ✲ صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا ✲
الغرض جو رات بھر کے جاگے ہوئے تھے سب سو رہے بعد دوپہر کے اُٹھکر کچھ خاصہ رستم ثانی نے تناول
فرمایا اسفندیار حاضر خدمت ہی اور شاہزادے شہریار زادے مثل شاہین بن سلیمان کے جو بیچ
طلسم ہین حاضر خدمت ہین سب متحیر ہو کر رہے ہین کہ شاہزادی شہریار نامدار کی بدولت رہائی حاصل ہوئی
لیکن رستم ثانی نے اسفندیار سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص داخل طلسم ہونا چاہے تو کیونکر جاوے
اسفندیار نے عرض کی کہ حضور اس اراد سے باز رہین کیونکہ کوئی شخص زندہ داخل طلسم نہین
ہوتا تا بہ طلسم پہونچنے سے عدم روانہ ہو جاتا ہی رستم ثانی نے کہا کہ کیا وجہ ہی اسفندیار
صحرائی نے عرض کی یہان سے چالیس قدم پر ایک حمام جانب جنوب واقع ہی کہ کئی حوض بنے ہوئے ہین
اور برابر ان حوضون کے ایک کنواں ہی اُس کنوین پر دو پرچیان چھوٹی چھوٹی بنی ہوئی ہین اور جو
انسان قریب اس حمام کے پہونچا اور دروازہ قفل سا کھٹکا کنوین اور حوضون سے ایک طوفان پانی کے
ساتھ پانی اُبلتا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی دریا آگیا پھر انسان لاکھ بھاگے لیکن وہ پانی پیچھا نہین چھوڑتا ہے
تا وقتیکہ غرق آب نہ ہو جاوے بعد اسکے ایک شنگ پیدا ہوتا ہی کہ وہ انسان کو نگل کر اُسی کنوین مین
اُتر جاتا ہی یہ سنکر رستم ثانی نے کہا کہ مین ضرور قریب اُس حمام کے جاؤنگا اور اُس طائر کو تیر سے مار دونگا
اسفندیار نے عرض کی اے شہریار مین آپ کو ہرگز راستہ اُدھر کا نہ بتلاؤنگا اور نہ جانے دونگا بغیر
کسی تدبیر کے چلے جانا آپ کو ہلاکت مین پھنسانا ہی رستم ثانی نے کہا جو کچھ ہی بغیر دیکھے ہوے تسکین
نہ ملیگی اسفندیار نے عرض کی کہ قربان اس جرأت کے لیکن جب خود عقل کے نہ لوح کی مل
سکتی ہی رستم ثانی نے کہا خدا مالک ہی اسفندیار نے عرض کی ہان خوب یاد آیا اسی صحرا مین ایک
حوض اور بنی ہی کہ بعد مہینہ بھر کے تمام طلسم کے لوگ وہان جاتے ہین کوئی جام زہر بھر کر اُس حوض مین ڈالتا
ہی کوئی ساغر مے اندیل دیتا ہی کوئی کوزہ شربت خالی کرتا ہی کوئی کاسہ شیر لاکر اُس حوض مین اندیل
دیتا ہی پھر ہر شخص اپنا کوزہ بھرتا ہی اسکے کوزے مین وہی شے بھر آتی ہی کہ جو اُسنے حوض مین اندیلی تھی
یہ سنکر رستم کو نہایت تعجب ہوا کہا ہم وہان ضرور جاوینگے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ بانیان طلسم نے
ایک علامت کم آپ طلسم کشائی لکھ گئے ہین کہ جس دن یہ طلسمی حوض شکست ہوا اور قفل اسکا ٹوٹا وہی روز زوال طلسم
طلسم کشا کا ہی لہذا آج کے آٹھوین روز وہ دن ہی سب چلین گے آپ بھی تشریف لیچلیے گا رستم نے کہا بہتر
اور منتظر وقت ہو کر بیٹھے یہانتک کہ وہ روز معین آیا اسفندیار صحرائی رستم ثانی کو مع اور دیگر ملازمین کے لیے
ہوئے طرف اُس حوض کے روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب اُس حوض کے پہونچے دیکھا
کہ خلقت خدا جمع ہی اور سب جام لبریز کر کر کے اُس حوض مین ڈال رہے ہین یہانتک کہ قریب شام وہ
حوض پر ہو گیا اب جسنے جسنے اپنا کوزہ بھرا ہوا وہ شربت وغیرہ ڈالا تھا اُسنے جام لیا لیکن یہ حوض کا طلسم

آج کے روز انجام اچھا نہین ہی زہر وغیرہ جدا نہو سکا ہر چیز مخلوط ہو گئی جسنے جام پیا زبان اینٹھ گئی دم بھر مین کام
تمام ہو گیا یہ رنگ دیکھا تھا کہ نبات جادو جو منتظم اس حوض کا صندلان شاہ کی طرف سے ہی ادھر آ دھمکا اسفندیار
صحرائی کی طرف مخاطب ہوا اور بغیظ وغضب چلایا کہ ای اسفندیار سچ بتا کہ تازہ قیدی کون ہی اسفندیار نے کہا اگر
بتا دے دیتا ہون تو یہ شہریار عالی وقار قید ہوا جاتا ہی اور نہین بتاتا ہون تو مجھپر عتاب بادشاہ طلسم کا آتا ہی گو ہم مشکل گرنہ
گو ہم مشکل لیکن وہ شیر غرندہ نیستان شجاعت یعنی رستم ثانی ذی شوکت خود پکارا کہ تاش او وفاق قیدی کیسا قیدی
تو ہوگا ہم تو آزاد ہین لیکن تازہ وارد اس مقام پر پہلی ہین کیا کہتا ہی نبات جادو نے کہا کہ بیشک تو ہی فتاح
طلسم ہی بانیان طلسم یہ بھی لکھ گئے ہین کہ وہ بڑا دلیر و سرکش ہوگا آپ کو خود ظاہر کر کے گرفتار کرا دیگا یہ کہکر کچھ
اسم سحر پڑھنا شروع کیا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر تلوار کھینچی اور چاہا بڑے جیسے ہی قریب نبات جادو کے
پہونچے اسنے ایک دو پتھر مار کر گیری آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھ بے قابو ہو گیا تلوار کھینچی رہگئی وار ہوسکا
نبات جادو نے مشکین رستم ثانی کی رسن سحر سے باندھین اور پر پرواز پیدا کر کے رستم کو لیے ہوئے اڑا ہوا
طرف طلسم کے روانہ ہوا یہان بعد اسکے جانے کے اسفندیار صحرائی افسوس کنان گریہ وزاری کرتا
ہوا پھر کر داخل قلعہ ہوا اور یاد مین شاہزادہ رستم ثانی کے دن رات رویا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس
اس صاحب اقبال نے اپنی جہالت مین آپ کو گرفتار کرایا و ام مصیبت مین پھنسایا اب یہان کون ایسا دوست
رفیق ہی کہ جو رہائی کی فکر کریگا سب دشمن بادشاہ طلسم خود عدو ے جان ہی یقین ہی کہ ایک دن روز مین
قتل ہو جائیگا اسکو دفن و کفن بھی نصیب نہوگا اودھر شاہین بن سلیمان نے جیسے شاہزادے کو دیکھا تھا
دل کو ڈھارس تھی کہ یہ فتاح طلسم ہی اور بتیر الحسن ہی کہ اپنی جان پر کھیل کر تیری رہائی کو آیا ہی اسکی
بھی آس ٹوٹی مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا ان دردمندون کو تو اس حالت مین چھوڑا جاتا ہی لیکن
اب حال نبات جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ قید شاہزادہ رستم ثانی نامور کی لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا
شاہزادے کو قید کیا اور آپ خدمت مین صندلان شاہ کی روانہ ہوا وہان صندلان شاہ تخت حکومت
پر جلوہ افروز ہی گرد و پیش اراکین سلطنت کا مجمع ہی وزرا امرا بہ ادب اپنے اپنے منصب کے موافق جاے
مناسب پر بیٹھے ہین معلم ستابدار ایک کتاب کھولے ہوئے دیکھ رہا ہی اور کہرہا ہی کہ ای بادشاہ یہ سال اس
طلسم پر نہایت سخت ہی فتاح طلسم اس سال مین داخل طلسم ہوگا بلکہ وہ خود بھی بڑی ساعت سے نکلا ہی داخل
طلسم ہوتے ہی گرفتار ہو جائیگا لیکن اگر زندہ بچکر رہا ہو گیا اور پھر طلسم مین آیا تو مرحلہ شکست کرتا ہوا
بڑے شد و مد سے آئیگا لہذا اگر پہلے ہی گرفتاری مین قتل ہو گیا تو بہتر ہی ورنہ انجام اچھا نہین ہی ہنوز یہی
ذکر تھا کہ نبات جادو پہونچا اور تسلیم بجالایا صندلان شاہ نے پوچھا ای نبات جادو خیریت ہی تو
اپنی سرحد کو چھوڑکر ایسے نازک وقت مین کیون آیا کہ برابر کتاب زردشتی سے ظاہر ہورہا ہی کہ فتاح
طلسم داخل طلسم ہو چکا ہی اور بعد ربط جادو کے مرحلہ بیتر ای نبات جادو نے عرض کی کہ ای شاہ تیرے
اقبال سے مین نے فتاح طلسم کو گرفتار کیا اور قید کرلایا ہون اگر حکم ہو تو بیرون طلسم لیجا کر قتل کرڈالون
کیونکہ رکھنا ایسے شخص کا بہتر نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑے تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہی اور اندر طلسم کے شرط ہی
کہ چالیس روز قید رکھا جاے بعد اسکے قتل کیا جاے صندلان شاہ نے کہا بہت مناسب ہی تو لیجا اور
باہر طلسم کے میدان خونی تیار کر کے آج کے تیسرے روز طلسم کشا کو قتل کر اور ہم اسی روز جشن قرار دینگے

تا کہ ایک عالم قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھ کر عبرت کرے اور اہل طلسم کی بہت بڑی خوشی کی بات ہے کہ دشمن انکا
قتل ہوگا نبات جادو تو حکم قتل لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان صندلان شاہ جادو نے تصویر طلسم کشا کی مع
پروانہ کے روانہ کی کہ تمام اہالیان طلسم صندل صورت طلسم کشا کی پہچان لین اور سیاد طلسم سے ہس تین روز کے
عرصے مین طلسم کشا رہا ہوجاے تو اُسے جہان پائین گرفتار کر لین اور بروز قتل بیابان خونریز مین حاضر ہوکر
تماشاے قتل دیکھین اسی وقت ساحر پروانے لیکر طرف عہدہ داران طلسم کے روانہ ہوے کہ چند نام
اس وقت تحریر کیے جاتے ہین باقی بر وقت ضرورت چنانچہ ایک نامہ مع تصویر پاس ارژنگ دیو بند کے پہونچا
ایک نامہ پاس جذایل دشنگ زن کے گیا ایک پروانہ پاس نقاش حیرت نما کے پہونچا ایک خط پاس دیدئہ
آسمان تنگاف کے پہونچا ایک حکم نامہ پاس ملکہ کلم جادو کے پہونچا ایک پروانہ پاس ملکہ جلال محشر خرام
کے اور اسی طرح متفرق نامے حاکمان ملک و مالکان مراحل کو پہونچے کہ جنکا ذکر انکے وقت پر آے گا لیکن یہ
سب نامے تقسیم ہونے کے بعد اب تیسرے روز کا انتظار ہے حسب اتفاق ایک تصویر صندلان شاہ نے
اپنے پاس رہنے دی تھی شب کو جو ایوان شاہی مین آکر سویا تصویر گلے سے اُتار کر سرہانے رکھ دی تھی
صبح کو بھول کر اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر چلا آیا حسب اتفاق وہ تصویر ایک پیش خدمت کے ہاتھ لگی ایسے
جوان حسین کی تصویر دیکھکر پاس ملکہ صنم بادلہ پوش دختر کوچک صندلان شاہ کی آئی اور عرض کیا کہ ملکہ دیکھو
تو کیا پیاری صورت ہے اسکی صنم بادلہ پوش نے کہا یہ کسکی تصویر ہے اُسنے عرض کی کہ بی بی یہ مین نہین
جانتی ہون تمھارے والد ماجد کے بستر پر سے پائی ہے اسپر کچھ لکھا ہے دیکھ کر پڑھ لو معلوم ہوجاے گا صنم
بادلہ پوش نے بغرض نام پڑھنے کے تصویر ہاتھ مین لی دیکھا تو لکھا ہے کہ یہ تصویر فتاح طلسم رستم ثانی کی
ہے ادھر تو نام طلسم کشا پر نظر پڑتے ہی دل تھرایا غیظ آیا کہ یہ باعث بربادی ہمارے ملک کا ہے لیکن ساتھ ہی
صورت زیبا پر جو نظر پڑتی ہے وہ دشمنی مبدل بہ دوستی ہوگئی ہزار جان سے عاشق ہوگئی رنگ رو متغیر ہوا
اس عورت سے کہا اب کسی سے اس تصویر کا ذکر نہ کرنا اگر باباجان بھی پوچھین تو نہ بتانا یہ تصویر مجھکو دیدے
اور کچھ اشرفیان اسکو دیکر تصویر لے لی پاس اپنے چھپا لی اپنے مین کچھ سہیلیان دوڑی ہوئی آئین
اور انھون نے کہا اے ملکہ آپ کی والدہ ماجدہ نے حکم فرمایا ہے کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا لہذا ہم سب کو
خوشی کرنا چاہیے یقینی لازم ہے کہ کوئی سامان تازہ عیش و طرب کا مہیا کرو یہ سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ
اُڑ گیا ایک آہ بھر کے کہا اے ملکہ عالم مین اس وقت ایک نئی بات دیکھتی ہون کہ اتنی بڑی خوشی کی خبر سنکر
آپ کچھ خوش نہوئین بلکہ رنگ رو متغیر ہوگیا ملکہ نے کہا چپ رہو اور میرے باغ مین آؤ تو بیان کرون
مجھے کچھ اور خیال تھا اتنے مین سامنے سے ملکہ زرینہ المانش پوش آئی اور کہا کیون بی بی
مزاج کیسا ہے رنگ رو متغیر ہے منہ اُترا ہوا ہے صنم بادلہ پوش نے گردن نیچی کر لی ملکہ نے خود کہا کہ تجھے
تمنے سنا کل فتاح طلسم قتل ہوگا یہ بھی عنایت خداوند تعالی آئینہ رو کی تھی کہ وہ خود بسمل ہوگیا ورنہ یہ
سال نہایت سخت تھا طلسم کے یہ سنکر اور بلکہ کا چہرہ کمھلا گیا اتنو زرینہ المانس پوش نے پوچھا کہ لڑکی یہ کیسی
بات ہے کہ تو خوشی کی خبر سنکر رنجیدہ ہوتی ہے کیا طلسم کشا تیرا کوئی عزیز ہے صنم بادلہ پوش نے عرض کی
کہ امان جان میری نظر انجام پر ہے جو میری یہ حالت ہوئی جاتی ہے مین نے سنا ہے کہ اگر فتاح طلسم چھوٹ
گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہین ایسا نہو کہ وہ چھوٹ جاے ملکہ زرینہ

نے کہا لڑکی تو کیسی نادان ہے کیوں فال بد زبان سے نکالتی ہے ارے یہ طلسم صندل ہے یہاں سوا دشمنوں کے اسکا کون دوست ہے جو بچایگا اسکو جو پائیگا خون بہائیگا اس سے تو اطمینان رکھ اگر کوئی دوست اسکا یہاں آنے کا قصد بھی کریگا تو بغیر گرفتار ہوے داخل طلسم ہو نہیں سکتا یہ سنکر ملکہ نے کہا تو بہتر ہے ہمیں سے باغ طرب انگیز میں جاتی ہوں اور سامان عیش و طرب مہیا کرلی ہوں یہ کہکر بات کو ٹال کر مع سہیلیوں کے طرف باغ طرب انگیز کے روانہ ہوئی جسوقت باغ میں پہونچی ادہر اودہر ٹہلی مگر کہیں دل نہ لگا آخر کار قصر یاقوت نگار میں آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی سہیلیوں نے کہا اے ملکہ عالم کچھ تو بیان کیجیے یہ حالت آپکی کیا ہوئی جاتی ہے ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر ورد زبان کیا شعر فرقت کی مصیبتوں میں بھی بے ساختہ یاد آ رہے قابو میں جب نہیں تو کیسے اختیار دل ٭ ملکہ سحر دانہ جادو کہ صنم یا ولہ پوش کی وزیرزادی ہے نہایت تجربہ کار تھی ہو ہلا یا مگر لیکر بولی کہ اے ملکہ میں صدقے جو تجھے چھپائیگا تو کس سے کہیگا یہ عاشقانہ شعر پڑھنا علامت سے خالی نہیں ہے کہیں دل آیا کسی محبوب سے تسلیل تیا یا ملکہ نے کہا کہ اے سحر دانہ واقع میں وہ ایسی کونسی بات میری ہے جو تجھسے پوشیدہ ہے اور کونسی تیری بات ہے جو ہم پر ظاہر نہیں ہے لیکن اپنا حال تو موجب

ان اشعار کے ہی جو اکثر اس غزل میں ہیں غزل
کہا ہے کہ اپنے زخم جگر کے مرہم نگار رہی ہے
پر حیدر سے ہیں وہ بیہوشی کے رقت ہمپر طاری ہے
نالہ و شیون شب کو اگر ہے دن کو آہ و فرازی ہے
اشک کو اپنے یو ندیہ سمجھو جلتی ہوئی جو جگا رہی ہے
دیکھتا ہوں میں جو یہ آنکھیں خواب ہے یا بیداری ہے
صاح نظر آئیگی نہ ہرگز رات یہ ہمپر بھاری ہے
قیس سے رسم چاک گریبان ابتک ہم میں جاری ہے
مرتے ہیں لیکن کچھ نہیں سکتے ہم کو کیا بیماری ہے
آفت جان میں آنکھیں اور اس پہ دولت حسن کی یاری ہے

چارہ گردن کی کوشش راحت جرح کی دل آزاری ہے
حال کہا جائے اب کس سے دل تو ٹھہرا ہی آتا ہے
جو کہ میں مارے درد و الم کے غم ہی سے دل بہلاتے ہیں
پانی کو بھی آگ بنا یا سوز نہان کی گرمی نے
وہ میرے گھر میں آئے ہوئے ہیں یا پھر ہم ہیں لیت و لعل بھی
آنکھ میں ہے اندھیر زمانہ یا دھجہ ہے قول نہ لعقوں کی
جتنے تجربہ کار جنون میں ایک طریقہ رکھتے ہیں
دل کا دھڑکنا چہرے کی زردی کچھ نہیں خالی علالت سے
اثر ہے اسکو ہم کہا جائے گزری ہے جسے الفت سے پوچھو
عجب ملکہ نے یہ اشعار سنے حال یہ آواز درد ناک

پڑھے بیساختہ سحر دانہ کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے ملکہ کے قدموں سے لپٹ گئی اور کہا اگر بتائیگا تو ابھی اپنے کو ہلاک کرونگی اُس وقت ملکہ صنم یا ولہ پوش نے محرم سے تصویر شاہزادہ رستم ثانی کی نکال کر پیش کی اور کہا اے سحر دانہ کیا پوچھتی ہے جو یہاں قاتل باعث بربادی سلطنت ہے وہی محبوب جانی بھی ہے سحر دانہ تصویر دیکھ بہت دنگ ہوگئی کہ کیا کہوں لیکن عرض کی کہ اے ملکہ ایسے دشمن جانی کو دل دیے ہوے کچھ تردد ہوا اور سبقا یہ ہو ملکہ نے کہا اگر سے تو میں بیان نہیں کرتی تھی سحر دانہ نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ وہ سیات جادو کی قید میں ہے وہ ہوا میر کیا کر سکتا ہے ابھی جا کر لے آؤں لیکن یہ راز چھپ نہیں سکتا جسوقت ظاہر ہوگیا تو آپکی رسوائی جدا ہے بادشاہ طلسم الگ دشمن ہوجائیگا میری زندگی تو دشوار ہے مگر مجھے اپنی جان کا خیال نہیں ایسی ایسی لاکھ جائیں آپ پر سے نثار یکن غمخوار ہونے ہی کس دن کے واسطے ہیں مگر آپکی رسوائی بھی ہوگی اور پھر کوئی نتیجہ نکلیگا طلسم کشا پھر گرفتار ہوکر قتل ہوجائیگا ملکہ صنم یا ولہ پوش نے کہا اے سحر دانہ کسی طور سے اُسے چھڑا لائیں اسی بیرون طلسم چھپا دو نگی نہ طلسم میں ہوگا نہ قتل ہوگا نہ میری رسوائی ہوگی لیکن تو کس طور سے

لاکہ تیر الاناطاہر نہ ہوا اور اگر ایکی بار طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر گرفتار نہین ہو سکتا ہین سمجھ چکی ہون کہ اگر ایکی بار
وہ چھوٹ کر داخل طلسم ہوا تو مرحلے شکست کرتا ہوا آئیگا سرداپہ نے کہا تو آپ نہ گھبرائین یہ کام میرا ہے آج ہی
شب کو مین اُسے لے آؤنگی لیکن وقت شب کا ہونے دیجیے ملکہ نے کہا اگرچہ ایک ایک پل ایک
ایک برس ہے مگر مصلحت وقت یہ ہے خیر جیسا تم مناسب جانو یہ کہکر خاموش ہو رہی ملکہ نے واسطے دل بہلانے
کے گانیون کو طلب کیا او شغل رقص و غنا ہونے لگا نازنینین بصد ناز و انداز کوئی غزل کوئی ٹھمری کوئی
ٹپہ کوئی خیال گا رہی ہین لیکن ملکہ کا دل نہین لگتا تھا بار بار صحن خانہ کی طرف دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتی تھی
شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہے ؛ دھوپ جب تک ہے موجود ہے دیوارون پر ؛ کبھی انگڑائی لے کر
سرداپہ سے کہتی ہے کہ ان گانیون کو رخصت کرو طبلے کی گمک سے دل دھڑکتا ہے سر مین درد ہوتا ہے
سارنگی کی آواز کانون کے پار ہوئی جاتی ہے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا سرداپہ نے گانیون کو کچھ انعام دیکر
رخصت کر دیا اور ملکہ سے کہا اے حور جمال یہی تمثال انتظار معشوق کا دریہ پریشان حالی جس وقت وہ
آکر دیکھیگا اور گھر کی حیثیت معمولی روز مرہ کے موافق دیکھیگا تو کیونکر سمجھیگا کہ یہ ہماری عاشق ہین لہذا
بناؤ سنگار کیجیے قصر کو آراستہ کیجیے کچھ ساز و سامان تو مہیا کیجیے کہ آمین ایک نتیجہ دو کاج مین دل بھی
آپکا بہلیگا اور معشوق بھی آئیگا تو دیکھکر خوش ہوگا ملکہ نے کہا مجھسے کچھ نہین ہو سکتا تو انتظام کر سرداپہ
نے اسی وقت آراستگی باغ و سامان چراغان کا حکم دیا مسند جواہر نگار جو ملکہ نے نئی بنوا کر رکھی تھی نکلوا کر
بچھائی اور ہر بات کو ملکہ کا دل بہلنے کے واسطے مکرر سہ کرر پوچھتی بھی جاتی تھی یہانتک کہ بمشکل وہ وقت آیا
کہ لیلی شب نے گیسوئے چین کو سنوار استارون سے مانگ بھری قمری چاند ٹیکی ماتھے پر لگائی اطلس
سرخ شفق تنگ کا جوڑا زیب جسم کیا یہان چراغان ہونے لگا ملکہ نے سرداپہ سے کہا کہ اب سب انتظام
مین کرونگی تو جا سرداپہ اسیوقت پر پرواز پیدا کر کے طرف شہر بنابتیہ کے روانہ ہوئی یہان ملکہ آپ خود
انتظام مین مصروف ہے روشنی کروا رہی ہے مسند قرینے سے بچھوالی جب سب ان امور سے فراغت ہوئی تو
آئینہ سامنے رکھکر بالون مین کنگھی کی جوڑا ہیئت ہماری بنا مثل عروس شب اول کے آپ کو آراستہ کیا
منتظر بیٹھی ہے جانب فلک دیکھ رہی ہے لیکن وہان سرداپہ جادو جو زندان خانہ بنابتیہ پہونچی دیکھا کہ بنات
جادو بار بار آتا ہے اور محافظان زندان پر تاکید کرجاتا ہے کہ دیکھو خبردار ہوشیار رہنا کہ یہ شب آخر ہے ایسا نہو
کوئی افتاد پڑے اگر آج شب بھر کی تکلیف گوارا کروگے تو زندگی بھر راحت سے سوؤگے اور اگر آج تم نے
غفلت کی تو تا بہ حیات آرام نہ پاؤگے زندان بان آنکھوں مین پانی لگاتے ہین باہم ایک دوسرے کو جگاتے ہین
اول تو خود مارے خوف کے نیند کہان یہ رنگ دیکھکر سرداپہ جادو نے بالائے ہوا سے ایک اسم سحر
پڑھ کر دم کیا کہ جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پاسبانون کی آنکھین بند ہونے لگین نیند پر سے جانین قربان کر
کرکے یہ شعر پڑھ پڑھ کر سو رہے شعر یاد مژگان مین مری آنکھ لگی جاتی ہے ؛ لوگ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی
ہے ؛ دیکھا ملکہ سرداپہ نے کہ سب اس طرح سو رہے ہین جیسے سانپ سونگھ گیا بس اسی وقت بالائے ہوا
سے اُتر کر زندانخانہ مین آئی اور ایک اسم پڑھا کہ ہتکڑی بیڑی دست و پا چوم چوم کر علیحدہ ہوگئی بازو رستم
ثانی کا پکڑا اسی وقت پرواز کر کے بالائے ہوا آئی ساتھ ہی خیال گذرا کہ اے سرداپہ ملکہ کا معشوق اور
اس طرح مثل چور کے لٹکا ہوا جائے ملکہ دیکھکر کیا کہیگی اسی وقت رستم ثانی کو لیے ہوئے ایک کوہ پر

آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ چار تیلیان ایک تخت سحر لیے ہوے زمین سے نکلیں سرو ابہ جادو نے رستم ثانی کو تخت پر ڈالا اور ایکطرف ملکہ کے روانہ ہوئی یہان ملکہ دیدۂ انتظار وا کئے ہوے دیکھ رہی ہی سرو ابہ کا انتظار ہی کہ جب شعر وقت تکتے ہیں ترے آنیکا ہم ؛ گہ نظر در پہ ہی گہ دیوار پر ؛ کہ یکایک الا سے ہوا تخت اڑتا ہوا نمودار ہوا ملکہ یا تو سہری پر پڑی ہوئی تھی کنیزین گردپیش بیٹھی ہوئی دل بہلا رہی تھیں یا اٹھ بیٹھی اتنے مین تخت نیچے اترا سرو ابہ نے کہا لیجیے آپکا یار جانی محبوب جاودانی حاضر ہی اور سحر اپنا رستم ثانی پر سے اتار لیا نیند بر طرف ہوئی رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو عجب عالم دیکھا کہ یا تو وہ زندان تیرہ تھا یا ایک باغ دکھتا ہی ایک حور وش پری جمال آفت ہوش بادلہ پوش سامنے بیٹھی ہی ایک نازنین ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہی اور نسرین گردپیش مجمع کیے ہوے ہین رستم نے دل مین خیال کیا کہ مین کہان اور یہ سامان کہان معلوم ہوتا ہی کہ وقت آخر مین قضا یہ سامان دکھا رہی ہی بیداری نہیں ہی بلکہ عالم رویا کی سیر ہی یہ سمجھکر آنکھین بند کرلین اسپر صنم بادلہ پوش کو تاب نہ رہی سر زانو پہ رکھ لیا اور کہا اے دشمن دین و ایمان اے آفت جان و تاب و توان یہ خواب نہیں ہی بلکہ عین بیداری ہی تو نے آنکھ کیون بند کرلی رستم ثانی نے پھر آنکھ کھولکر دیکھا سر اپنا زانوے محبوبہ پر پایا نظر جو رستم ثانی کی ملکہ صنم بادلہ پوش کے جمال بیمثال پر پڑتی ہی ہوش باختہ ہوے سکتے کا عالم ہوگیا ملکہ نے کہا کیون مزاج کیسا ہی رستم ثانی نے یہ شعر ورد زبان کیا اور اٹھ بیٹھے شعر خبر آکہا تھی اس کی یہی عیش کی گھڑی تھی ؛ انھین جتنی دیر گذری سمجھے ہوشیار کرتے ؛ بعد اسکے پوچھا کہ آپ کون ہین نام آپ کا کیا ہی ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام و نشان سے کیا مطلب ایک خادمہ ہون رستم ثانی نے کہا اگر یہ احسان کیا ہی کہ مجکو اس قید شدید سے بچایا ہی تو نام بھی بتلا دیجیے ملکہ نے کہا نام بتانے مین تو کوئی مضائقہ نہین ہی لیکن کیا اپنے باپ دادا کا نام رسوا کرون مین بدنصیب ایسی نکلی کہ اپنے خاندان مین داغ لگایا تجھ ایسے غیر شخص دشمن جان پر عاشق ہوئی رستم ثانی نے سنکر جواب دیا کہ عاشقون کا یہی شیوہ ہی کہ نام بھی نہین بتلاتے اگر تم عاشق ہماری ہو تو کبتک ہم سے چھپاؤ گی صنم بادلہ پوش نے کہا بس اتنی عاشق ہون کہ قتل آپکا گوارا نہوا زندان سے رہا کر دیا اب آپکو بیرون طلسم بھجوا دیتی ہون آپ اپنے گھر کی راہ لیجیے ہمپر جو گذرے گی جھیل لینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ دل سے اس دورافتادہ کو نبھلانا رستم ثانی نے کہا مجھے تو اب بغیر تمھارے ایک آن بھی قرار نہ آئیگا مین تمھین چھوڑکر نجاؤنگا تم کیسی عاشق ہو کہ جدائی میری گوارا کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ اگر جدائی تمھاری نہ گوارا کرونگی تو تمھارے سر مین جدائی ہوجائے گی مین رسواے عالم ہون گی اور آخرکار مجھے بھی جان پر کھیلنا پڑے گا رستم ثانی نے کہا جبتک نہ بتاؤ گی مین نہ مانونگا اور تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی اتنے ملکہ سہم گئی مجبور ہوکر کہا اے لاطلسم کشا مین دختر ہون بادشاہ طلسم کی نام میرا صنم بادلہ پوش ہی تصویر تمھاری دیکھکر عاشق ہوگئی سرو ابہ جادو اپنی دنیزادی کو بھیجکر تمھین بلوا لیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ مین سرو ابہ کو ساتھ کرتی ہون وہ تمھین ابھی بیرون طلسم پہونچا آئیگی اب اس طلسم کی طرف آنے کا قصد نکرنا کہ یہ مقام نہایت سخت ہی ہمتا زندگی تمھاری یاد مین تڑپینگے تم ہمین صبر کرو اور ہمین تو صبر کہان بموجب شعر قرار در کف آزادگان نگیرد مال ؛ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ؛ رستم ثانی نے کہا ملکہ عورتون کے دل سخت ہوتے ہین مردون کے دل ایسے نہین کہ حسن سے محبت کی بغیر اسکے دم بھر بھی قرار ہو اب تم کاہو کی بھی تو مین نجاؤنگا ملکہ نے

کہا حاصل کیا ہوگا یہ راز چھپ سکتا ہین اگر صبح ہوگئی تو معلم کتا بدار فورًا بتا دیگا کہ طلسم کشا فلان مقام پر ہے لہذا تمھارا رہنا کسی طرح یہان بہتر نہین ہے مفت مین میری رسوائی ہوگی تم بھی گرفتار ہو کر قتل ہو جاؤگے رستم ثانی نے کہا جب عاشق ہوے تو کیا مرنے سے ڈر جائینگے بموجب مطلع نجم ہجر کیون نہ ہو جا تو گو اگر وہ دلربا مری جان ہو جان جہان سے مجھکو کھینچ لیے جان لیجئے جان اگر تو جہان ہو ملکہ نے دیکھا کہ یہ کہنا نہ مانیگا سر جھکا لیا کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے سمر داہیہ نے کہا اے ملکہ وقت کو غنیمت جانو صبح کو جو ہوگا وہ ہوگا اتنی رات تو راحت سے بسر کرو یہ کہکر سامان طرب و عیش کیا رستم کو پاس ملکہ کے مسند پر بٹھایا جام شراب لبریز کرکے حاضر کیا رستم ثانی سے ماجرا سب تمھارا کیا ہے ملکہ نے کہا عاشق رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تو ہم جانتے ہین لیکن قبل اسکے کیا دین و آئین تھا ملکہ نے کہا اہل طلسم صندل خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے ہین رستم ثانی نے لاحول پڑھکر فرمایا کہ یہ کونسا مذہب ہے تم پر ملکہ نے کہا ہاں ہم خداوند کو ایسا کہتے ہو رستم ثانی نے کہا اگر تم ایسے مسخرے خداوند کو مانتی ہو تو مین تمھاری محبت سے باز آیا ایسے بہت سے خداوند پیدا ہو سکے اور بڑی بڑی سرکشیان کین صدہا بندگان خدا کو گمراہ کیا انجام سب کا نیست و نابود ہو گئے اب ہمارا قدم اس طلسم مین آیا ہے دیکھ لینا کہ اسکی خداوندی کی بھی قلعی کھل جائیگی اور کچھ تعریفین پروردگار عالم کی بیان کین کہ ملکہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوا کہا اے شہریار یہ واقع مین یہ کوئی ساحر زبردست ہے خداوند بن بیٹھا ہے جس طرح سامری و جمشید کی خداوندی ہوگئی ایسی ہی کچھ خداوندی اسکی بھی ہے جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کیجے رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ملکہ مع سہیلیون کے از سر صدق مسلمان ہوئی جو ساحرہ تھین وہ مطیع اسلام ہوئین اور عرض کیا کہ ابھی ہم سحر سے توبہ نہین کر سکتے اگر پروردگار عالم وہ دن دکھائیگا کہ خوف ساحران زبردست کا ہمسے دور ہوگا اُسوقت توبہ کر لینگے پہلے برکت طلسم صندل مین قدم رستم ثانی کی یہ ظاہر ہوئی کہ ملکہ مع ہمجولیون کے مسلمان ہوئی اب جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا رقاصان پری خصال ماہ جمال مصروف رقص و غنا ہوئین ایک نازنین پری تمثال نے یہ غزل شروع کی

فرض کیا جو آئیگا جان ہی لیکے جائیگا	جانتے ہو تم اگر تو جاؤ دل کو سنبھال لینگے ہم	یار اگر نہ آئیگا ہجر کا غم ستائیگا
تجھسے یہ ہمین کہ تا بہ زیست جیتے سہا کیے ستم	خود دلگی کریگا نازدہ جو تیر ناز اُٹھائیگا	دوگے تسلیان اگر پھر نہ قرار آئیگا
یہ بھی بنا لے رکھتے ہین کہتے ہین منانہ جائیگا	گو کہ ہو اپنا ہی ضرر کھینچے ہین اس سے آرزو	پوچھتے ہو ہمین تو خیر کہتے ہین قصہ فراق
		جان ہماری جائیگی بانکپنا کہا سے گا

اسی ہنگامہ طرب مین وہ وقت آیا کہ آسمان پر بزم انجم مین برہمی پیدا ہوئی مشعل ماہ کا نور زائل ہوا چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعین جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگین نسیم سحری نے سوتے ہوؤن کو ٹھوکر مار کر جگا یا جاگے ہوؤن کو تھپک تھپک کر سلایا مثنوی وصل دلبر سے جو رہا تھا شاد ٭ اب وہ کمبخت ہوگیا ناشاد جی بچا ہجر مین جو مرمر کے ٭ وہ اُٹھا شکر حق ادا کرکے ٭ لیکن جون جون سفیدۂ سحری کی جلوہ گری چرخ اخضری پر ہوتی جاتی تھی رنگ روے ملکہ صنم بادلہ پوش متغیر ہوتا جاتا تھا لیکن سمر داہیہ جادو نے بغیر استفسار ملکہ مصلحت وقت جانکر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کے زانو پر سر رکھکر سوگیا بس اُسی وقت اُسنے دست ادب بستہ ملکہ سے عرض کی کہ اے شاہزادی یہ وقت صبر ہے دلبر تیغ بستہ ہے اور مجھے حکم دیجیے کہ مین طلسم کشا کو باہر طلسم کے پہونچا آؤن صنم بادلہ پوش کا یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ روح قفس جسم سے پھڑک کر نکل جاسے لیکن مجبور کر سکا تو کیا کرے سر جھکا لیا اور کہا اے سمر اب یہ تیرا خیال تھا کہ ایسا

سو جب آنکھ اسکی کھلے اور اس صحبت کو نہ پانے تو آپ کو ہلاک کرنیکا قصد کرے سرداپہ نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے ایسا نہوگا یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو ڈالا اور تخت اڑا کر سن سن کرتی ہوئی ایک راہ پوشیدہ سے روانہ ہوئی یہان ملکہ نے اپنی غیر حالت کی کبھی بستر کے باسی پھول اٹھا کر سونگھتی تھی کبھی آنکھون سے لگاتی تھی کہتی تھی کہ اتبک بو اس گلبدن کی میرے دماغ مین بسی ہوئی ہے ہائے ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا کچھ اعتبار گردش فلک دوار کا نہین ملکہ کا حال بموجب اس شعر کے تھا ؎ شعر ؎ شب وصال وہ سر رکھکے جنپہ سوتے تھے ؏ تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگائے ہوئے ؛؛ ملکہ کو تو اس حال پر ملال سے چھوڑا جاتا ہے لیکن اب حال سرداپہ جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ رستم ثانی کو لیے ہوئے مراحل طلسم سے بچتی ہوئی سن سن تخت اڑاتی ہوئی حد طلسم سے دور نکلکر قریب اس کوہ کے آئی کہ جہان لشکر سلیمان شاہ پڑا ہوا ہے رستم ثانی کو بالائے کوہ اتارا ہے ایک گھاٹی مین پنہان ہورہی اور اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ ہوا چلی آنکھ شاہزادے کی کھلی اب جو دیکھا تو وہ باغ باغ خیال نظر آتا ہے کہ تصور کیجیے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہین ہے ایک کوہ بلند ہے چارطرف کف دست میدان نظر آتا ہے رستم ثانی نے ہائے ملکہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس نہین معلوم کس دشمن نے مجھے یہان پھینکا اگر پاؤن تو مار ہی ڈالون دل سے کہا کہ جو یہان لایا ہے ضرور یہین کہین ہوگا یہ خیال کرکے چہارطرف دیکھنے لگا کبھی ادھر دوڑ جاتا تھا کبھی اس طرف نکل جاتا تھا جب کسی کو نہ پایا آکر اسی تخت کو کہ جسپر سوار تھا تلوارون کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سرداپہ نے یہ رنگ دیکھکر دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ مجھے پا جاتا تو ضرور مار ڈالتا لیکن رستم ثانی اسی وقت کوہ سے اترکر سیر صحرا کی کرتے ہوئے چلے سرداپہ نے قیام اپنا اسی کوہ پر اختیار کیا لیکن رستم جو گنان ہائے واے کے نعرے مارتے ہوئے چلے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر معلوم ہوتا ہے خیال کیا کہ کہین بادشاہ طلسم کا لشکر نہ ہو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے چلے جس وقت قریب پہونچے تو پہچانا کہ یہ فوج سلیمان شاہ ہے ادھر لوگون نے سلیمان شاہ کو خبر دی کہ رستم ثانی نامور آتے ہین سلیمان شاہ برائے استقبال آیا سلام کیا رستم ثانی نے جواب سلام دیا سلیمان شاہ نے دیکھا کہ آنکھین سرخ رنگ زرد چہرہ پر پریشانی حضرت عشق کی نشانی ہویدا ہے عرض کی اے شہریار عالی وقار کہان سے تشریف لانا ہوا کیونکر آنا ہوا طلسم سے کیونکر رہائی ہوئی رستم ثانی ساتھ سلیمان شاہ کے باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے اور سب ماجرا ملاقات شاہین اور مقابلہ اسفندیار اور اسیری اپنی پھر رہائی اور حال ملکہ صنم بادلہ پوش کا سب بیان کیا سلیمان شاہ نے کہا اے شہریار سو آپ کے آج تک کوئی اس بلا مین پھنسکر پھر رہا نہین ہوا رستم ثانی نے کہا اے سلیمان شاہ انشاء اللہ بقوت پروردگار توڑونگا اس طلسم کو ضرور شکست کرونگا سلیمان شاہ نے عرض کی آخر کوئی راہ کوئی طریقہ بھی طلسم کشائی کا ہے یا اسیطرح جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے رستم ثانی نے ہنس کر کہا کہ انشاء اللہ دیکھ لینا اب انکو تو ایک آدھ روز کے واسطے حالت استراحت مین چھوڑا جاتا ہے بعد کو بخدمت ناظرین عرض ہوگا — لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان ملکہ صنم بادلہ پوش کے معرض بیان مین لائے جاتے ہین کہ بعد روانہ ہونے شاہزادہ رستم ثانی اور سرداپہ جادو کے یہ نہایت مضطر و پریشان کبھی مسہری پر پڑ رہتی ہے کبھی سیر باغ مین مصروف ہوتی ہے ایک ایک گل کے پاس جا کر بیان کرتی ہے کہ مجھے تیرا کھلکھلا کر ہنسنا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ میرا گل خندان نظرون سے پوشیدہ ہے کبھی جو کسی پھول کی سونگھ کر کہتی تھی کہ وہ خوشبو اور ہے یہ بو اور ہے کیونکہ جیسے شعر مین عطر ملنے کو مانع ہون اس سے روز وصال ؏ کہ عبیر کی نہ ترے پیرہن سے بو آئے

کبھی زلف سنبل دیکھکر طبیعت کو پیچ وتاب ہوتا تھا وہ زلفین خلیلی یاد آتی تھین گھٹائین غم کی دل پر چھا جاتی تھین
کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا کہ شعر تیرا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین ٭ نہالون سے گلے مل مل کے
ہم فریاد کرتے ہین ٭ یہ تو اسی حال پر ملال مین ہے لیکن وہان وقت صبح ہوتے ہی دیکھا نیات جادو نے کہ
آمد ساحرون کی شروع ہوگئی یکایک ابر زعفرانی فلک پر نمودار ہوا آواز قہقہہ بلند ہوئی یکایک وہ ابر قریب آکر شق
ہوا دیکھا ملکہ کم کم جادو زعفرانی جوڑا پہنے ہوے جوڑا کج باندھے تخت سحر پر سوار ایک طرۂ مقیشی
جوڑے مین لگا ہوا کہ یہی سحر اس کا ہے انشاء اللہ حال اس کا بروقت مقابلہ ظاہر ہوجاے گا پشت پر چالیس
ہزار نازنین ڈر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے سب کے گلون مین جوڑے زعفرانی
اس شان وشوکت کے ساتھ ملکہ کم کم جادو آکر ایک جانب خیمہ برپا کرکے ٹھہری بعد اسکے اور ایک ابر سیاہ
رنگ نمودار ہوا اور ابلیس خود پسند مع ملکہ نسیم گلپوش ایک لاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
جھبولیان جھبولیان کاندھون پر ڈالے ہوے ایک جانب صحراے خون ریز مین قیام پذیر ہوا نیات
جادو ان سب کے واسطے حسب مراتب اترنے کی جگہ بتاتا جاتا ہے بعد اس کے اور ایک ابر ہفت رنگ نمودار
ہوا جس وقت وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ نقاش حیرت نمائین لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
آیا بعد اس کے جلاجل دستک زن بڑے شد ومد سے یکایک ایک ابر طاؤسی پر نمودار ہوا آواز
گرجنے کی پیدا ہول وہیبت طاری جسوقت یہ ابر شق ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شگافہ پانچ لاکھ ساحران غدار
سے پہونچی بعد اس کے ملکہ خلخال محشر خرام مانند فتنۂ محشر کے نمودار ہوئی اسیطرح اور مالکان وزیر و بادشاہان
ہر ملک متعلق طلسم صندل سب یکے بعد دیگرے آکر پہونچے اب آمد بادشاہ طلسم صندل شاہ جادو کی ہوئی کہ
ابر کے ٹکڑے رنگ برنگ کے لیتے ہوے ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا قریب آکر ابر شق
ہوا اور صندل شاہ جادو تاج مرصع سر پر رکھے ہوے چار قب شاہنشاہی در بر کیے ہوے فرق ورتبہ دنیا
کا یہ مقابل اور ساحرون کے ادنی سایہ تھا کہ صندل شاہ کبھی سحر کا نہین لگاتا تھا بلکہ بروقت ضرورت کشتیان
اسباب سحر کی خود بخود سامنے اسکے پیدا ہوجاتی ہین اور وزرا امرا گرد وپیش پشت پر لشکر فراوان بڑے شد ومد
سے آکر پہونچا بارگاہ سحر جو تحفہ جات طلسمی سے ہے برپا ہوئی صندل شاہ داخل بارگاہ ہوا اور کہا نیات جادو سے
کہ لاؤ طلسم کشا کو نیات جادو زندان خانے کی طرف متوجہ ہوا اب جو آکر دیکھتا ہے تو تمام نگہبان سورہے
ہین گھبرا کر یہ کہا مگر کہ ہے ابھی پچھلی رات تک تو مین خود تاکید کر آیا ہون معلوم ہوتا ہے شب بھر جاگے ہون گے قریب
صبح سو گئے ایک آدھ کو ٹھوکر لگا دی کہ کم بختو یہ وقت سونے کا ہے لیکن جواب نہ آیا خیال کیا کہ کیا انکو سانپ
سونگھ گیا ہے جو ہوشیار نہین ہوتے یہ ماجرا کیا ہے گھبرا کر زندان خانے مین آیا اب جو دیکھتا ہے تو قیدی کا پتہ
نہین سر پیٹ لیا پھر پلٹ کر ان نگہبانون کو ہوشیار کرنا چاہا کسی نے جواب نہ دیا وہ ہوشیار کیا ہوتے بلکہ پھر ایسے
جادو کے سحر مین مبتلا تھے وہ جلدی مین سحر اتارنا بھول گئی تھی اور سحر بھی ایسا جادو کا سحر ایسا دلیا تو ممکن تھا
نہین کہ جیسے نیات جادو اتار سکتا غصہ مین آکر ایک آدھ کو قتل کر ڈالا پھر یہ خیال گذرا کہ ہے بریت بہتری کا
ورنہ عتاب شاہی مین پھنس جاؤنگا ایک آدھ بیہوش کو اٹھا لیا سر پیٹتا ہوا سامنے بادشاہ طلسم کے آکر
عرض کی کہ دیکھیے سب نگہبان ایسے سوتے ہین کہ کسی طرح جاگتے نہین یہ نہین معلوم کون ظالم ان کو سلا کر
طلسم کشا کو لے گیا اور وہ ایسا ہی کوئی زبردست تھا کہ جس نے میرا سحر طلسم کشا پر سے اتارا یہ سنتا تھا کہ

صندل لال شاہ جادو نے کہا دیکھو ہم ابھی پوچھے لیتے ہین جسکا سحر ہے وہ بتائے دیتا ہے یہ کہکر تازیانہ سحر اٹھایا اور
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس مرد بیہوش پر مارا اور آواز دی کہ گویا ہو تو کسکا سحر ہے دیکھا کہ تازیانہ پڑتے ہی ایک دھوان
سا جسم سے اُس غلمان کے اٹھا اور آواز آئی کہ اے شاہ جادوان مین سحر ہون ملکہ سحر زادہ جادو دختر چقماق
جادو کا جو وزیر زادی آپکی ہے بادشاہ نے پلٹ کر چقماق جادو کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا آتش فروزی کی اس
دختر نے تمہاری چقماق نے گردن نیچی کر لی اور دست ادب بستہ عرض کی کہ میرا اس مین کیا قصور اگر ارشاد ہو تو اس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو یہان ابھی گرفتار کر لاؤن اور خدمت بادشاہی مین لا کر حاضر کرون جہان پناہ کو اختیار ہے
جو سزا چاہیے اُسکے واسطے معین کرین بموجب شعر ؎ سر منی تیغم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من با نصیب *
لیکن اے شاہ اتنا تو دریافت فرمائیے کہ وہ لیکر طلسم کشا کو کہان گئی ہے کہ مجھے تلاش کرنے مین سہولت ہو
بادشاہ نے پھر ایک تازیانہ مارا اور کہا بتا سحر زادہ کہان گئی ہے اور طلسم کشا کو کس غرض سے لیگئی ہے کیا اسپر
عاشق ہوئی ہے سحر نے جواب دیا کہ اے شاہ جادوان سحر زادہ بحکم ملکہ صنم بادلہ پوش طلسم کشا کو پہلے باغ
طرب انگیز مین لیگئی بعد اُسکے باہوائے ملکہ بیرون طلسم چلی گئی اور اب فلان کوہ پر قیام پذیر ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ
غیرت مین آکر از سرتا پا پسینہ مین غرق ہو گیا لیکن چقماق جادو بتلاش سحر زادہ روانہ ہوا اور بادشاہ نے
غصہ مین آکر سحر ملکہ سحر زادہ کا جلا دیا اور اسی وقت ناظران طلسم کو رخصت کر کے آپ ایوان شاہی کی طرف غصہ مین
روانہ ہوا کہ چلکر صنم بادلہ پوش کو اسی وقت قتل کرون یہ ناظران طلسم جو یہان سے اپنے اپنے ملک و محل
کی طرف چلے دل مین کہا کہ اب خیر طلسم صندلی کی نہین معلوم ہوتی غضب ہے کہ دختر بادشاہ اور طلسم کشا پر عاشق
ہو کچھ پاس ننگ و ناموس نہین بموجب مثل کے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے انجام اچھا نہین ہو یہان یہ چرچے ہونے لگے
لیکن بادشاہ تازیانہ بکف غصہ مین جو داخل محل ہوتا ہے پوچھا کہ وہ چھوکری شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان ہے ملکہ
بادلہ پوش نے کہا مردوے حواس ٹھکانے ہین یا نہین میری بچی نے کیا کیا جو تو گیسو بریدہ کہتا ہے خدا اُس کی
زلفون کو دراز کرے اُسکی شام جوانی کو ترقی دے بادشاہ نے کہا تم کیا جانو جو کچھ کرشمے اسنے اتنے سے
سن مین پھیلائے ہین کہ ابھی پوری چودہ برس کی نہین اسپر یہ حالت اور یہ حوصلے ملکہ نے کہا آخر کچھ کہو
تو سہی بادشاہ نے کہا کہون کیا باعث بربادی طلسم و ملک و مال بھی ہوئی اس کمبخت نے طلسم کشا کو زندان سے
نکلوا کر پہلے اپنے باغ مین بلایا پھر سحر زادہ جادو کے ہاتھ بیرون طلسم بھجوا دیا کہ قتل نہو کیا نہین جانتی
تھی کہ اگر ابکی طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہے بلکہ طلسم کا بچنا مشکل ہے زریشم نے کہا تو صاحب غصہ
کو تھامو نعوذ باللہ یہ کیا بات منہ سے نکالتا ہے کوئی بت بنا ہے کنواری لڑکی کو اس طرح منہ کہہ بیٹھا ہے
اگر اولاد سے کوئی فعل کرے تو کبھی اسپر خاک ڈالتے ہین اُسے سمجھاتے ہین کہ آئندہ وہ ایسی حرکت نکرے
یا خود ڈھنڈورا پیٹنے لگتے ہین کہو ابھی دیر مین اسنے کیا کر لیا اگر اُسکے دشمنون کی نیت بد ہوتی تو وہ
ساتھ طلسم کشا کے خود بھی طلسم سے نہ نکل جاتی کچھ نہین یہ ساری باتین سحر زادہ جادو کی ہین وہ ہمیشہ کی چنچل
ہے مجھے اُس چھوکری کے دیدے سے ہمیشہ سے ڈر معلوم ہوتا تھا اسی سبب سے مین اکثر اُسکی ہمنشینی کی روادار نتھی
لیکن کیا کہون کہ صنم بادلہ پوش کو بھی اس سے ساتھ کھیلنے کی کچھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ کچھ کہہ نسکتی تھی اے بادشاہ
خبردار اب میری بچی کا نام اس طرح نہ لینا اگر دشمنون نے اُسکے غیرت مین آ کر اپنی لال سی جان کو تلف و برباد کیا تو
کیا ہوگا یا خدا ایسا نہو تو یہ سہاگ گوہر پوش بڑی ہے اس کی ہے یا یہ ایک دختر ہے ایک آنکھ کی روشنی دل کی

ہو جائیگی اگر ایسا ہی ہے تو خیر مین دریافت کرونگی نگران حال ہونگی تم جاؤ طلسم کشا کی کوئی فکر کرو یا چپلے گھر ہی اپنے
آگ لگانے کو چلے کیجہ اس طرح کی باتین ملکہ زرینہ نے کہین کہ بادشاہ کو سودا پلٹ جانے کے کچھ بن پڑی اور دربار
مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر زبردست بیرون طلسم جاکر سکونت اختیار کرے اور جب طلسم کشا یہان آنے کا قصد
کرے وہین اُسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے یا اگر فوج و لشکر رستم کے ساتھ ہو تو بادشاہت کو اطلاع دے کر
بیرون طلسم جنگ شروع کر دے تاکہ یہ زمانہ جو گذر رہا ہے برطرف ہو یہ سنکر تفتیش جادو بتلاش طلسم کشا باہر طلسم
روانہ ہوا اسکا حال وقت پر تحریر کیا جائیگا یہان ملکہ زرینہ بعد رخصت کرنے اور غصہ فرو کرنے کے تھوڑی دیر بعد ملکہ
کے پاس ملکہ صنم بادلہ پوش کے آئی دیکھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ فق جیسے تپ چڑھا ہو چہرے پر
ہلکی ہلکی حرارت و دھڑکن کی شدت آنکھین ستوالی ہوش گم بال پریشان یہ کیفیت دیکھکر ملکہ نے کہا کیون صنم
یہ کیا حالت ہے ملکہ نے جھک کر تسلیم کی اور کہا اماں جان رات سے دردِ سر مین مبتلا ہون کیونکہ طلسم کشا
قتل ہوا ملکہ نے کہا لو اور سنو طلسم کشا کو سودا ہے تمھین نے سنکو الیاس مجھے پوچھتی ہو ملکہ نے کہا اور
اماں جان کوئی اور ہوتا تو مین پوچھتی کہان کا تنفس تھا کا عداوت ختم کی آپکو کیا جو اب دے سکتی ہون طلسم کشا کا ہم پر
تھا یا مجھے اُس سے کیا تعلق تھا مین صورت سے بھی اُسکی آگاہ نہین مُسکی فریب آمیز باتون پر ملکہ زرینہ
کو بھی دھوکا دیا کہا مجھے یہ تو پہلے ہی سمجھی تھی لیکن تمھارے والد صاحب یہی کہتے ہوئے بگڑ رہے تھے کہ قتل کیا
آمادہ تھے یہ کچھ مین نے خفا ہو کر سمجھا دیا کہ کیسی ہو مین تو پہلے ہی سمجھی تھی کہ کہان میری بچی کہان طلسم کشا لیکن
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا اماں جان اب مجھے زہر دیکر سلا دیجیے مین اس بدنامی سے مر جانا بہتر سمجھتی ہون
غضب خدا کا حبیب والد صاحب یہ فرمائیں اور غیرون کو کہتے ہوئے کیا پاک ہوگا مین اس زندگی سے باز آئی
عالم ہو کر ہی تو کیا تھی تو کیا بلکہ اس جینے سے مرنا بہتر ہے یہ کہکر خنجر کھینچا اپنے کو ہلاک کیا چاہتی تھی کہ ملکہ نے دوڑ کر
خنجر ہاتھ سے چھین لیا گلے سے لگایا ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی ملکہ زرینہ الماس پوش آنسو پونچھتی
جاتی تھی سمجھاتی جاتی تھی لیکن تار اشکون کا نہین ٹوٹتا تھا پھر ملکہ زرینہ نے پوچھا کہ سحرا ابرو کہان ہے
بیان کیا کہ وہ کل سے گئی ہوئی ہے اُسکا پتہ نہین ملکہ نے کہا اب سحر ابرو یہان نہ آنے پائے اگر
آئے تو مجھے اطلاع کرنا مین گرفتار کر کے خدمت بادشاہ مین بھیج دونگی تو صاحب آج کو میری لڑکی ہوگی یا
کیا کل کو ہیچ جیسی وہ آپ آوارہ ہے اُسے بھی بدنام کر کے گی مین ایسے کی صحبت سے درگذری اور ملکہ کو
سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ لائی ہر وقت نگران حال رہتی تھی لیکن دل کا صنم بادلہ پوش کے خدا ہی جانتا تھا ہر چند
سنتی تھی کہ تلاش سحر ابرو جادو اور رستم ثانی کی ہو رہی ہے دم نکلا جاتا تھا کہ خدا اُن دونون کو بچائے

لیکن اب حال شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ بعد دو روز آرام لینے کے اُنھون نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ ایک راوی لشکر سے علیحدہ خیمہ ایستادہ
کراؤ کہ آج شب کو ہم تنہا اُسمین رہینگے حسب الحکم شاہزادہ نوجوان اُسی وقت علیحدہ لشکر سے بارگاہ بپا کر دی گئی
جس وقت شام ہوئی رستم ثانی نے غسل کیا وضو سے فراغت کی اور اندر بارگاہ کے آکر فریضہ مغرب کو ادا کیا
بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر درگاہ رب بے نیاز مین بصد التجا عرض کرنا شروع کیا کہ اے خالق دو عالم
اے بیکسان و بے والی غریبان شعر ندارم غیر از تو فریاد رس، توئی عاصیان را خطا بخش و بس
بینا پنجتن پاک حق و وسیلی مطلق کے میری مدد کر کہ مین طلسم صندل کو فتح کرون اور کفر و ضلالت کو مٹا دون

جاری کرون بس اتفاقاً کرتے کرتے شاہزادے کی آنکھ لگ گئی دیکھا عالم رویا مین کہ جناب سلیمان علی نبینا و
آلہ وعلیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای رستم فتح اس طلسم کی تیرے ہی نام ہے لیکن یہ مکتوب
مین دیے جاتا ہون موافق اسکے عمل مین لانا یہ فرماکر مرقع حضرت کا نظرون سے پنہان ہوگیا رستم ثانی کی آنکھ جو
کھلتی ہے تمام خیمہ کو خوشبو سے معطر پایا مکتوب سرہانے رکھے ہوے دیکھا آنکھون سے لگایا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای رستم
یہان سے دس کوس پر جانب بیابان ایک تکیہ ہے کہ شب کو مردے نکل نکل کر درختون پر بیٹھکر آپسمین باتین کرتے
ہین اور رنج بیان کرتے ہین تو وہان جا جو کچھ اُنسے سننا پھر مکتوب کو دیکھ لینا اور اسکے موافق عمل مین لانا رستم نے
مکتوب لپیٹ کر پاس رکھا اور بارگی سے نکلکر وظیفہ پڑھتے ہوے چلے یہان سلیمان شاہ بھی نماز صبح سے فراغت
کرکے براے دیدار رستم ثانی چلے تھا راہ مین ملاقات ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ ای سلیمان شاہ مجھے پتا لوح طلسم کا
ملگیا اب مین جاتا ہون خدا حافظ رب المشارق جب لوح ہاتھ آجائیگی تو تمسے ملاقات ہوگی یہ کہکر کچھ خاصہ تناول فرمایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر تنہا چل نکلے سلیمان شاہ نے عرض کی ای شہریار آخر کچھ لشکر ہمراہ لے لیجیے رستم نے کہا کوئی
لشکر و سپاہ کی ضرورت نہین ہے فوج حمایت پروردگار کافی ہے یہ کہکر روانہ ہوے سلیمان شاہ حیرت کرتا شاہزادے
کی دہ جلد کرتا تھا لیکن رستم ثانی طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب اُس تکیہ کے
پہونچے دیکھا کہ بہت بڑا تکیہ ہے کہ حضرت آدم کے وقت کا معلوم ہوتا ہے صدہا قبرین شکستہ اور استخوان پوسیدہ
پڑے ہین اور زبان حال سے بیان کررہے ہین شعر پاؤن تھرّاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے * کاسہ سر انکے
دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے * ایک مقام ہو نظر آتا ہے ہر قبر پر ایک درخت املی یا برگد یا پیپل وغیرہ کا لگا ہوا ہے وسط
تکیہ مین ایک قبر بہت بڑی ہے اور ایک درخت مولسری کا اُسپر لگا ہوا ہے جابجا درختون پر بوم صحرائی بیٹھے ہین
عجب مقام ہول خیز وحشت انگیز ہے شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب کو وہین چھوڑا آپ پیادہ پا ہوکر ایک درخت
کے نیچے آئے جو قبرون سے علیحدہ کنارے پر تکیہ کے لگا ہوا تھا مکتوب کو دیکھا اور درخت پر چڑھ کر
بیٹھ رہے ناگاہ روشنی دن کی کافور ہونے لگی اور شب تیرہ کا دور ہوا جانب مغرب سے سیاہی شب نے
مشک افشانی شروع کی بیابان مین ہر طرف سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا سناٹے سے صحرا کے دل تھرّاتا تھا پھر
نیستان شجاعت پروردگار عالم پر تکیہ کیے بیٹھا ہے کچھ خوف و ہراس نہین ہے عجب مقام ہے کہ اس صحرا مین غول بیابانی
تک مارے خوف کے نہین رہتے کسی درخت پر کرمک شبتاب بھی نہین معلوم ہوتے سوا آنکھون کے کسی چیز
کی روشنی نہین نظر آتی نگاہ بھی خیرگی کرتی جاتی ہے کہانتک بیان کیا جاے کہ یکایک شام ہوتے ہی
دیکھا کہ برابر قبرین شق ہونا شروع ہوئین اور مردے نکل نکل کر درختون پر مثل بندرونکے چڑھ گئے اور ایک
مردہ بہت بڑا اُسی قبر کلان مین سے نکلکر درخت پر چڑھ کر بیٹھا ادھر ادھر دیکھا جھنجھنا کر پکارا کہ آدمی بو سے
غیر آتی ہے نہین معلوم کون یہان آیا ہے پھر آپسمین باتین کرنے لگے کوئی کہتا تھا انسان ہیر ہوا [illegible] تو ہو کوئی
کہتا تھا [illegible] ان وفائی تمھارا مزاج کیسا ہے اتفاقیہ ہر دون مین سب طرح کے لوگ ہین بارہ ہزار مردہ ہے
شب کو ایک آبادی اس تکیہ پر معلوم ہوتی ہے دن کو سنسناٹا ہوجاتا ہے لیکن ان مردون نے آپسمین اپنے
حال بیان سے کوئی کہتا تھا کہ ہمین ہم فلان ملک کے شاہزادے تھے [illegible] شکار کے [illegible] لیکن اس صحرا
مین آکر اجل کے شکار ہوے مٹی یہان کی تھی یہان کھینچ لائی کوئی کہتا تھا کہ ہم سوداگر تھے ہمارا تباہ ہوا
اسی صحرا مین آکر کنارے پر لگا ٹکڑے ٹکڑے [illegible] کھاتے خاک چھانتے اس صحرا مین آکر یہان پیوند زمین ہوئی

افسوس کہ اہل وطن کو ہماری خبر نہیں کوئی کہتا تھا ہم تلاش معاش میں نکلے تھے لیکن اس سرزمین نے ہمیں تو کھا لیا
کسی نے کہا کہ ہم اپنی گذری کس سے کہیں کہ ایک نازنین کے عشق میں مانند مجنون کے خاک چھانتے ہوئے بادیہ پیمائی
کرتے ہوئے یہاں آئے یہاں آکر دست جنون پنجۂ اجل بنکر گریبان گیر ہوا اب روح بھی تا قیامت یاد میں آتش
محبوب کے بچھڑ کا کر یگی اور وہ کبھی ہمارے حال سے بیخبر ہو کسی کا بیان تھا کہ ہمیں قطاع الطریق نے مار
کر مال و اسباب بھی چھین لیا اور لاشے کو یہیں چھوڑ کر چلے گئے الحاصل ہر مردہ اپنی اپنی کیفیت بیان کرتا
تھا رستم ثانی دل میں کہتے تھے کہ یہ نئی دنیا ہو اور نیا تماشا ہو آجتک مردوں کو باتیں کرتے نہ دیکھا تھا اور نہ
سُنا تھا لیکن وہ مردہ کلان چلایا کہ یارو آجتک تو جو گذری وہ گذری اتنے دنوں سے زندہ ہو دن بھر قبر میں آرام
کرتے ہو رات کو آپس میں ایک دوسرے سے کلام کر کے دل بہلاتے ہو اب بھی اس مرنے پر زندگی کا مزا حاصل
ہو لیکن آج کچھ خوف بخود دروں میں کھٹکے ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہو کہ وہ دشمن جانی آپہونچا جس کی بدولت
قبر میں بھی رہنے نہ پائیں گے رستم ثانی نے جلدی سے مکتوب کو ہاتھ میں اٹھایا اب کوئی وقت بارہ بجے شب کا ہو
ہلکی ہلکی چاندنی بھی صحرا میں پھیل چلی ہو ماہ تابان نے فلک پر جلوہ کیا ہو اسی چاندنی میں مکتوب کو پڑھا لکھا تھا کہ اے
رستم ثانی جسوقت یہ مردہ کلان قبر میں کود نے لگے تمہیں لازم ہو کہ ساتھ ہی اُسکے تم بھی قبر میں اُسکی کود پڑنا ہرگز ہرگز
نہ چھوڑنا اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تا قیامت یہ قبریں نہ کھلیں گی نہ کوئی مردہ باہر آئیگا نہ لوح طلسم ہاتھ آئیگی تمہیں
لازم ہو کہ جلدی اُسے چیر کر پھینک دو اور ران اسکی چاک کر کے لوح نکال لو رستم ثانی مکتوب کو دیکھکر
درخت پر سے آہستہ آہستہ اُترے اور مردوں کی نظر بچاتے ہوئے اپنے کو چھپاتے ہوئے قریب اُسی
درخت کلان و قبر دراز کے پہونچے جسپر وہ بڑا مردہ بیٹھا باتیں کر رہا تھا رستم ثانی کے پہونچتے ہی اُسی مردے
نے کہا بھائیو اب ہماری صلاح یہ ہو کہ اپنے اپنے گھر کو آباد کرو نیا دہ سیر اچھی نہیں ہوتی ایسا ہو جسکا ڈر ہو
وہ آکر ایذا پہونچائے اور ہمیں تکلیف ستائے ادھر تو اسنے یہ کہا ادھر رستم ثانی نے آواز دی کہ ارے کیا بکتا ہو جسنے
دماغ پریشان کر دیا اتر درخت پر سے نہیں تو ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا مردہ یہ سنکر پکارا او غضب ہوا آج ہی وہ آپہونچا
بھاگو کا غل کر کے دھم سے کود اسا تھ ہی اور بھی مردے دھما دھم کودنے لگے اس مردے نے چاہا کہ قبر میں کود
رستم ثانی نے کمر پکڑ لی اب یہ چلایا کہ ارے بچاؤ یہ سرکش مارے ڈالتا ہو تمام مردے آکر لپٹے تھے
بہت سے اپنی قبروں میں یہ کہکر چلے گئے کہ ارے میاں آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان
مردہ بعض لپٹ پڑے کہ کیوں افسر کی جان کے ساتھ ہماری بھی جان ہو لیکن رستم ثانی نے جسکو گھونسا مار دیا
وہ چیخ مار کر بھاگ گیا عجب طرح کی بات ہو کہ مردے زندے سے لپٹے ہوئے ہیں پیچھا نہیں چھوڑتے مگر رستم
ثانی نے اس مردہ کلان کو نہ چھوڑا یہانتک کہ وہ قبریں کھاند پڑے اساتھ ہی رستم بھی کودے اور مُردے بھاگ
گئے قبریں بند ہو گئیں لیکن رستم سے کشتی ہوتے ہوتے آخر کار رستم نے اس مُردے کو پچھاڑا اور ایک پاؤں
اپنے قدم کے نیچے دبایا دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کر چھر سے چیر کر پھینک دیا اور ران کو چاک کر کے لوح
نکال لی دیکھا کہ ایک تختی سرے کی ہشت پہل ہو لیکن وہ مردہ تو ہو کر زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی
وہ قبریں تمام شق ہو گئیں درخت اُکھڑ اُکھڑ کے گرنے لگے جبتک وہ مردہ تڑپا کیا یہی حالت رہی جب سرد ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن مردار خوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ہزار خاک
اُڑا کے غل مچا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوتی ہو تو دیکھا کہ نہ قبریں ہیں نہ وہ درخت ہیں ایک میدان ہو

بجائے ہر قبر کے ایک گڑھا ہے اور کچھ استخوان بوسیدہ ہر گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ہر جادوگر نے بہت سے
مردوں کو تابع کیا تھا تسلط شیاطین کے یہ سبب تھے اب رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تو بالکل صاف ہے کچھ خبر نہیں
دیتی اٹھا کر مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ اے رستم اگر لوح تیرے ہاتھ آئے بس بیکار ہے لوح جب تک تم اسکو
دریائے موج نسیم میں غوطہ نہ دیا جائے اور محافظ دریائے موج نسیم کا اہرمن جادو ہے جس وقت وہ سامنے تیرے
آکر حملہ کرے تجھے لازم ہے تیر و شمشیر سے کام نہ لینا کیونکہ اگر ایک قطرہ خون اسکا زمین پر گرا تو دوسرا اہرمن
پیدا ہوگا اسی طرح جتنے قطرے خون کے زمین پر گرتے جائیں گے اتنے ہی دیو پیدا ہوتے جائینگے تجھے جان
بچانا دشوار ہوجائیگی پس تجھکو لازم ہے کہ سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدے یہ حال دیکھکر رستم ثانی نے پتا
دریائے موج نسیم کا دریافت کیا اور اسی سمت چل نکلے اب دیکھیے کہ کس وقت پہونچتے ہیں اپنے مقام مقصود پر

اب دو کلمے داستان سرداب جادو کے بخدمت ناظرین بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ رستم ثانی کو بالائے کوہ پہونچا کر آپ پوشیدہ ہوگئی تھی جس وقت رستم ثانی غصہ کرکے کوہ سے اترکر
لشکر سلیمان شاہ میں آئے یہاں اسنے خیال کیا کہ ضرور حال تیرا بادشاہ پر کھل گیا ہوگا لہذا اب جانا اندر طلسم
کے بہتر نہیں یہ خیال کرکے اسی کوہ پر ایک حصار سحر تیار کرکے قیام پذیر ہوئی کہ دفعتہً اسکے بیرون نے خبر دی
کہ اے ملکہ سرداب سحر خواب آپ کا شہنشاہ جادوان مالک صندل شاہ نے بلا دیا ملکہ سرداب جادو بہت
پریشان ہوئی لیکن اس کے یہ بھی حیلہ کشی میں مصروف ہوئی اور چقماق جادو وزیر صندل شاہ آپ ملکہ
سرداب جادو کا جو تلاش اپنی دختر کے چلا تھا ہر چہار طرف ڈھونڈھ مارا کہیں پتا نہ پایا کیونکہ ملکہ سرداب جادو
سحر و ساحری میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے سحر غائب کرکے نظروں سے پنہاں ہوگئی تھی اب جب تک سر سے
سامری کوئی آنکھوں میں نہ لگائے سرداب جادو کو نہیں دیکھ سکتا آخر کار مجبور ہوکر چقماق جادو نے طلسم میں
بے نیل مقصود جانا مناسب نہ سمجھا صحرا میں قیام اسنے بھی اختیار کیا کہ حال اسکا بھی وقت پر گزارش کیا جائیگا۔

لیکن پھر حال رستم ثانی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا دریا ہے موجیں مختلف الوان کی آتی ہیں کوئی سرخ موج آگئی کوئی سبز کوئی زرد سطح آب قوس قزح کا رنگ
دکھاتا ہے پس چاہا تھا کہ لوح کو غوطہ دیں یکایک پشت پر سے آواز آئی کہ باش او خیرہ سر کیا کرتا ہے
خبردار ہوشیار باش کہ منم اہرمن جادو پلٹ کر دیکھا رستم ثانی نے کہ ایک دیو چلا آتا ہے رستم ثانی نے بھی نعرہ
کیا کہ او گرگ صحرائی کیا جھک مارتا ہے لیکن دیو نے آتے ہی وار شمشاد ماری رستم ثانی نے وار کو خالی دیا دیو اپنے
زور میں اوندھے منھ زمین پر آ رہا ایک تق گرد دار کے پڑنے سے بلند ہوا دیو نے آواز دی کہ افسوس
اے آدمزاد گوشت تیرا اگر کھا لیا ہوگا ہوگا اب تیرے کھانے کا مزا جاتا رہا لیکن جیسے ہی دیو آگے کو جھکا رستم ثانی
نے شاخ اسکی پکڑ لی اور آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہے میں حریف تیرا موجود ہوں دیو نے دیکھا کہ شاخ
سینہ پکڑ لی ہے زور کرنے لگا چاہتا ہے کہ شاخ پر ہم اٹھا لوں لیکن جب رستم ثانی لنگر مارتے تھے دیو کو معلوم
ہوتا تھا کہ شاخ ٹوٹ گئی یا گردن اکھڑ گئی جلدی سے سر نیچا کر دیتا تھا رستم ثانی نے تا دیر اسے خوب اونچا
نیچا دکھایا پینگ چلایا کیے انجام کار جب دیو تھکا رستم ثانی نے دونوں شاخیں اسکی ہاتھوں سے مضبوط تھام کر
دونوں پیر کاندھے پر ہیں لگا کر نعرہ اللہ اکبر کھینچکر جو جھٹکا مارا سر دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا پس دیو کا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اڑی

بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم و بمطلب خود نرسیدیم اب تو کیا رستم ثانی
نے کہ لاش ایک مرد کی یہ منظر کی پڑی ہے اور دریا لہریں مار رہا ہے جلدی سے لوح کو اسمیں غوطہ دیا اور گلے میں
پہن لیا اور ایک جانب توکلت علی اللہ چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درگاہ کے پہونچے
دیکھا کہ ایک فقیر بیٹھا ہے فقیر نے رستم ثانی کو دیکھتے ہی سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کی راہ پر دو رستم ثانی نے جیب سے
کچھ اشرفیاں نکالکر فقیر کو دیں تو اسنے کہا کیا بابا ایسی چیز دے کہ میں تا زندگی کھاؤں اور میرے بال بچے بھی چین
کریں رستم ثانی نے کہا شاہ جی میں خود مسافر ہوں جو کچھ میرے پاس تھا حاضر کیا شاہ جی نے کہا جو تیرے پاس ہے وہی
لونگا رستم ثانی نے کہا کیا فقیر نے کہا پہلے اقرار کر تو پھر بیان کروں رستم ثانی نے اقرار کر لیا اب اُس مکار نے کہا کہ یہ تختی
جو تیرے گلے میں پڑی ہے مجھے دے ڈال رستم ثانی نے کہا شاہ صاحب یہ تختی ہیرے کی نہیں ہے نہ آپکے کام کی ہے فقیر نے
کہا مرد کا قول ایک ہے یا دو تجھے کیا چاہیے میرے کام کی ہو یا نہو مجھے دیدے رستم ثانی نے مجبور ہو کر تختی گلے سے اتار کر فقیر کو دیدی
بس تختی کا ہاتھ میں آنا تھا کہ اُس فقیر نے نعرہ کیا کہ باش ای طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح طلسمی بھی لے آیا تھا اگر اب
کہاں جاتا ہے بچکر میرے ہاتھ سے میں ہوں تفتیش جادو یہ کہکر بچہ بنکر بگڑ کر زنجیر رستم ثانی کی پکڑ کر لیچلا وہاں سرو آبہ جادو نے خیال
ملکہ صنم یا دلہ پوش کے بار بار اپنے بیرون سے کبھی خبر طلسم کبھی خبر رستم کی منگاتی تھی بیر بار بار ہر جگہ کی خبر
دیتے تھے یہاں تک کہ لوح ملنے کی خبر بھی دی اب سرو آبہ جادو کو اطمینان ہوا لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ شاہزادہ
یہاں کی راہوں سے واقف نہیں ہے مبادا کوئی افتاد پڑی تو غضب ہو جائیگا پھر حال دریافت کیا اب کی مرتبہ
بیرون نے یہ عجب خبر وحشت انگیز سنائی کہ ای ملکہ لوح چھن گئی اور تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے جاتا ہے بس
اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے تفتیش جادو کے تعاقب میں روانہ ہوئی ادھر چقماق جادو بھی برابر خبر دریافت
کر رہا تھا جس وقت آگاہی ہوئی اسکو کہ تفتیش جادو نے لوح قبضے میں کی رستم ثانی کو پکڑ کر لیچلا ہے یہ بھی
روانہ ہوا تھا لیکن تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے ہوئے اڑا چلا جاتا ہے ہنوز داخل طلسم نہیں ہونے پایا ہے
کہ یکایک ایک برق چمکی اور چمک کر جو گرتی ہے تفتیش جادو کے دو ٹکڑے ہوئے رستم ہاتھ سے تفتیش کے
چھوٹ کر بالائے ہوا سے طرف روے زمین کے چلے تھے کہ ملکہ سرو آبہ جادو نے راہ میں روکا اور
زمین پر اتارا اُدھر لاش تفتیش جادو کی قلابازی کھاتی ہوئی زمین پر گری آندھی چلی خاک اڑی
بیرون نے غل کیا کہ کشتی مرا نام من تفتیش جادو بود جس وقت لاش اسکی زمین پر گری دیکھا کہ لوح کا پتا نہیں ہے
ملکہ سرو آبہ نے بیرون سے پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ ای ملکہ آپ اتنی بڑی ہوشیار ہو کر ایسی نادانی کی بات
کہتی ہیں اور سمجھتی نہیں کہ اگر لوح اس کے پاس ہوتی تو یہ سحر کر سکتا تھا یا آپکا سحر اسپر کارگر ہوتا ملکہ نے
کہا کہ پھر لوح کہاں ہے بیرون نے کہا کہ یہ مردود لوح کو ایک تالاب میں پھینک آیا تھا اور شاہزادہ رستم ثانی
کو گرفتار کر کے لیچلا تھا اب قریب ہے کہ باپ آپ کے چقماق آتش فروز جادو لوح کو تالاب سے نکالیں
ملکہ نے رستم ثانی سے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا چاہتا ہے جلد چلیے یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو بٹھایا اور
طرف تالاب کے روانہ ہوئی لیکن وہاں چقماق جادو نے تالاب میں غوطہ مارا اور لوح کو لیکر ہنوز ابھرا نہ تھا
کہ سرو آبہ جادو نے عرض کی ای شہریار جب تک یہ ساحر تالاب میں ہے اور پانی تالاب کا لوح سے مس ہو چکا ہے
اُس وقت تک اسے سحر فراموش ہے اُدھر یہ تالاب سے نکلا پھر ہاتھ آنا لوح کا دشوار ہے یہ شخص باپ ہے میرا
اور وزیر ہے شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ کا سحر و ساحری میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ہے لہذا اللہ تالاب کے

سے کود کر بڑ ور صاحبقرانی اسے زیر کرکے لوح چھین لیجیے رستم ثانی یا بہانے ملکہ سر داپہ جادو تالاب مین
سے پھاند پڑے جیسے ہی چقماق جادو لوح لیکر اٹھا رستم ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا چقماق نے گھبرا کر کہا تو کون
رستم ثانی نے کہا ملک الموت چقماق جادو نے چاہا ہاتھ چھڑا اون ممکن نہوا رستم ثانی نے ہاتھ مروڑ کر لوح چھین لی
چقماق نے دیکھا کہ اگر اس سے لڑتا ہوں تو مفت مارا جاؤنگا کوئی سحر کام نہ دیگا اور دل مین خیال کیا کہ واقع مین
یہ فتاح طلسم ہی یہ اقبال مندی ہی کہ قبضہ سے چھوٹا لوح قبضے مین کی پھر لوح چھینی پھر اسکے ہاتھ لگ گئی اب اسکی
اطاعت بہتر ہی ادھر رستم ثانی نے تالاب سے نکلکر لوح قبضہ مین کرکے آواز دی کہ ای چقماق آتش افروز بہتر
یہ ہی کہ مطیع اسلام ہو تمثال آئینہ رو پر لعنت کرو ورنہ دین دونیا دونون خراب ہونگی سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
چقماق آتش افروز از سر صدق مطیع اسلام ہوا اب سر داپہ بھی سامنے آئی جھک کر سلام کیا باپ سے
ملی اور عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار مین نے برفاقت ملکہ صنم بادلہ پوش یہ حرکت کی تھی ورنہ اس شہریار کو اپنا
مالک و آقا سمجھتی ہون ادھر رستم ثانی نے کہا کہ ای چقماق جادو واقع مین تمھاری دختر نہایت پارسا ہی مین اسکو
مثل ہمشیر کے سمجھتا ہون چقماق آتش افروز جادو نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار یہ کنیز ہی
آپکی مجھے کسی طرح کا گمان نہین غرضکہ ایک طرف چقماق جادو ایک جانب سر داپہ جادو بیچ مین رستم ثانی اب ثبات
دریافت کرکے طرف لشکر سلیمان شاہ کے روانہ ہوئے جس وقت قریب لشکر ہو پہنچے خبر سلیمان شاہ کو ہوئی
برائے استقبال آیا پیشوائی کرکے بارگاہ مین لایا مزاج پرسی کی رستم ثانی نے حال سر داپہ جادو و چقماق
آتش افروز کا بیان کیا اور کہا ای سلیمان شاہ کل ان لوگون کا حال تم پر ظاہر ہو جائیگا کہ کیونکر اطاعت پر آمادہ ہوت

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر گشتہ ہوتے افلاک روئین تن کے امیر کشور گیر طبل شادمانی بجاتے ہوئے شہریار نامدار پر سے زر نثار کرتے
ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لیکن کفار بدکردار کے دل تھرا گئے کہ ایسا جوان زبردست و روئین تن
اسفندیار زمین یون مارا گیا تو اب کون مقابلہ کرے یہ تو ماتم مین افلاک کے بیٹھے ہین مگر نونہال شاہ شجر
پرست جو نو لاکھ کی جمعیت سے آیا ہی یا یا سے بہاران چمن قبا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے سے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے بعد دعاء ثنائے
شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ شجر پرستون کے لشکر مین کوس حربی بجا ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ جسکا خروج
ہوتا ہی ہمین بیمبر ہوتا ہی خیر کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان
بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ تمام رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے بیلدارون نے نکلکر مانند بلندی و پستی زمین کو
برابر کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر نکل گئے تھے کہ یکایک
عوق بن بروج نے سامنے تخت بہاران چمن قبا کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ اور جو ملے اسے
زندہ پکڑ لاؤ خبردار قتل نکرنا یہ سنکر عوق بن بروج میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ یا شی ای گروہ خداپرستان یا تو
دین خداپرستی کو چھوڑ دو اور مذہب شجر پرستی اختیار کرو اطاعت بہاران چمن قبا نائب خداوند نخل سر سبز کی قبول
کرو یا مجھسے مقابلہ کرو دیکھا امیر کشور گیر نے کہ ایک منار بلند میدان مین ایستادہ ہی بلکہ جو بیت اسکی منار سے کم
نہین ہی انسان تو کیا دیو بھی اتنے بڑے قد کا نہین دیکھا کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ مقابلہ کو جائے لیکن بہرام تیغ زن نے

مرکب اپنا صف سے نکالا آگے تخت شاہی کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ سپرد بپروردگار کیا بہرام بار دگر مرکب
پر بیٹھکر سامنے عوق بن بروج کے آیا اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق ہنسا اور کہا تو اپنا حوصلہ نکال
لے میری ضرب طمانچہ ہی اجل کا بہرام نے کہا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین یہ سنکر عوق
نے چوب ماری بہرام نے چوب کو خالی دیا اور کلائی سے عوق کی لپیٹ گیا عوق نے دوسرے ہاتھ سے
اٹھاکر بہرام کو بغل مین داب لیا اور لشکر مین اپنے چلا آیا بند کر مشکین عیار کے حوالے کیا بعد اسکے
عنق بن بروج میدان مین آیا ایک مرتبہ کرنوس بن قرنوس نے نکلکر مقابلہ کیا عنق اسے بھی بغل مین
دبا لیگیا آج شام تک سرداران لشکر شہریار گرفتار ہوے عوق و عنق ہر ایک کو اٹھاکر بغل مین دبا
لیے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لشکر شہریار مین طبل شادمانی
بجا اور خدا پرستون کی سپاہ مین ہر ایک محزون و غمگین امیر بھی نہایت متردد کہ اس بلا کی کہان پناہ
ہی کون ان مردودون سے مقابلہ کریگا جو ایسے ایسے زبردستون کو یون اٹھا لیجاتے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ ہماری صاحبقرانی کی حد تمام ہو گئی اب سامنا قضا کا ہی لیکن پروردگار عزت سے اٹھالے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن شہریار نابکار کو
نہایت صدمہ ہی کہ سب سردار اسی طرح تو اسیر ہوے ہین ارادہ ہی کہ کل کے روز خود مقابلہ کرونگا اور چوب دست
اسکی ہاتھون پر روکونگا یا تو مقتول جاندار علمشاہ عالی وقار کے ایسے داوں سے اسکو مارا ہوگا کہ تمام عالم داد
مردی دیگا یا اپنی جان شیرین تلف و برباد ہوگی شہریار یہ عزم بالجزم کیے بیٹھا ہی انتظار صبح مین اسے نیند
نہین آتی ہی بار بار اٹھکر زیر آسمان آتا ہی ستارون کو خیال کرتا ہی لیکن حسب اتفاق کہ قریب صبح سردی
سی معلوم ہوئی اور اس شدت کی تپ ہو آئی کہ شہریار پر غفلت طاری ہوئی یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب
کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے بانو قیصر فریضہ سحری کو ادا کرکے خدمت
شاہی مین آئے سب سردار ہمراہ تھے لیکن شہریار نامدار کو جو نہ پایا فرمایا کہ آج شہریار کیون نہ آئے تہمر طیفور
شیردل حاضر تھا تمام ماجرا علالت شہریار کا بیان کیا امیر خاموش رہے غرضکہ بادشاہ اسلام میدان کارزار مین
تشریف لائے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال عوق پھر میدان مین آیا اور نعرہ کیا آج کے دن ثمود و عاد
رفیق نورالدہر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا عوق ثمود و عاد کو بھی بغل مین دابکر میدان سے
لیے ہوے چلا گیا اتنا بڑا سردار ہی کہ تین روز مین نورالدہر نے اسے زیر کیا تھا بعد اسکے عاد بن ثمود میدان
مین آیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی آج شام تک مین کل سرداران زبردست لشکر نورالدہر کے اسیر بلا ہوے
پھر شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام انتہا کے پریشان ہین آج
نورالدہر کا بھی ارادہ ہوا ہی کہ کل مین مقابلہ کرونگا لیکن چونکہ نیت شب حرام کہلاتی ہی صبح کو انہین بھی
تپ شدید ہو آئی خبر امیر کو پہونچی کہ نورالدہر بھی مبتلا بخار ہین فرمایا پروردگار شفا عاجل عطا کرے
لیکن آج پھر صف آرائی ہوئی آج عوجیان دریا بار ہی اور فرحات دریا بار ہی اور ویلم شاطر زنگی اور شباط
بن ویلیان زنگی رفقاے ایرج نوجوان یہ سب اسیر ہوے اور شاہ ایرج بھی علیل ہو گئے غضب طرح کی آب
و ہوا اس صحرا کی خراب ہو گئی ہی کہ سرداران لشکر امیر بیمار ہوتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سرداران لشکر
بدیع الزمان و سرداران فوج داراب کشور کشا و افسران سپاہ قہور دیو پر دو سات آٹھ روز کے عرصے

ہین سب گرفتار بلا ہوگئے اب نہایت انتشار ہے طبل جنگ روز بجتا ہے اور صبح کو سرداران لشکر گرفتار ہوجاتے ہین آج
بارھوان دن ہے کہ بسبب اتفاق شب کے وقت عوق بن بروج و عنق بن بروج انکو بھی تپ نے گھیر لیا صبح کو یہ خبر بہاران
چمن قبا کو پہونچی کہ دونون سردار جنبردار و مددگار تھا بیمار ہوگئے بہاران چمن قبا نے کہا کہ خیر آج تکی میدان داری اور
سردار کرنین شام کو دیکھا جائیگا غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بحکم بہاران چمن قبا لشکر شجر پرستان
مین سے عاد شجر پرست میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قہور بن جمہور نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگوے
بسیار نیزہ بازی ہوئی قہور نے نیزہ ہاتھ سے عاد شجر پرست کے ہوائی کیا عاد نے تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد
کرکے جو ہاتھ مارا سپر و خود کو کاٹ کر تیغہ تا جگرگاہ اتر گیا عاد مارا گیا بعد مرنے عاد کے معاد شجر پرست میدان مین آیا
تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ کمر کا مارا معاد شجر پرست کے دو ٹکڑے ہوے لیکن امیر گیتی گیر
نے متحیر ہوکر پوچھا کہ آج وہ دونون بلائین کہان ہین زبانی عیارون کے معلوم ہوا کہ وہ دونون بھی بیمار ہین
غرضکہ شام تک قہور نے سترہ شجر پرست مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
بہاران چمن قبا نے حکم دیا کہ تا وقتیکہ عوق و عنق غسل صحت نکرین جنگ موقوف رہے لیکن ادھر لشکر لاجورد
شاہ مین یہ مشورہ ہوا کہ اسوقت حالت خداپرستون کی اچھی نہین ہے یہی موقع ہے کہ انکو دم لینے کی فرصت نہ دی جاے
اگر شجر پرستون مین طبل نہین بجا ہے تو ہم بجوادین یہ مشورہ کرکے لاجورد شاہ نے طبل جنگ بہار رنگ بجوا دیا ادھر لشکر
اسلام نے خیال کیا تھا کہ خیر جبتک دونون ملعون بیمار ہین اسیوقت تک امن مین رہینگے ہی کہ یکا یک آواز
طبل کانون مین پہونچی باہم چرچا کرنے لگے کہ یہ طبل کہان بجا ہے کہ یکا یک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مین کوس حربی بجا ہے امیر با توقیر نے بھی فرمایا کہ جو مرضی پروردگار کہدو کہ یہان بھی
نقارہ رزمی بجے اسی وقت طبل جنگ بجنے لگا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے
کارزار ہوے ہنوز صف بندیان ہورہی ہین کوئی میدان مین نہین نکلا ہے کہ یکا یک از پردہ بیابان گردے
برخاست تگرگ تیرہ نیزہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ اب کون آتا
ہے یکا یک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات
لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے اُنکے سیاہ تھے اور ہر پھریرے پر تعریف تمثال آئینہ رو تحریر تھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوچکے تھے آکر عرض کی کہ حامس بن دجال ساتھ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوئی ملعون تمثال آئینہ رو
دعوی خداوندی کا کرتا ہے اُسکا دین رائج کرنے کی غرض سے آتا ہے اور ساتھ اُسکے ایک جوان ہے کہ نام اُسکا کیوان
بن اکوان چہار دست ہے امیر نے فرمایا کہ اپنا حال آج کل بموجب اشعار انوری ہے قطعہ ہر بلا سے کز آسمان آید گرچہ
بر دیگران روا باشد ۔ بر زمین نارسیدہ می پرسد ۔ خانہ انوری کجا باشد ۔ ضرور ہے کہ پہلا حملہ انکا بھی ہمین پر ہوگا خیر کچھ پروا
نہین خداے ما بزرگ است لیکن حامس بن دجال نے آتے ہی ایک جانب لشکر اپنا قائم کیا اور ہرکارون سے خبر
منگائی کہ یہ صف آرائی کن لشکرون مین ہے ہرکارون نے بیان کیا کہ لاجورد پرست اور خداپرست مصروف جنگ و
جدال ہوا چاہتے ہین اس نے کیوان چہار دست کو اشارہ کیا کیوان مرکب اپنا چمکا کر میدان مین
آیا ادھر لشکر لاجورد شاہ سے قیراط کج گردن نکل چکا تھا کیوان نے میدان مین پہونچکر آواز دی کہ ہم کیوان
چہار دست نمونہ قدرت خداوند تمثال آئینہ رو باش ہین گروہ خداپرستان و ای جمیع شجر پرستان و ای انبوہ لاجورد
پرستان خبردار و ہوشیار ہوجاو کہ اب اس خداوند کا دور ہے جو خداوندی اختیار و برحق ہے اور زمین فرستادہ

اُسکا واسطے فہمایش تم لوگون کے آیا ہون دیکھو قدرت خداوندکو کہ تم سب کو دو دو ہاتھ عطا کیے اور مین اسکا
ایسا پیارا بندہ ہون کہ مجھکو چار ہاتھ عنایت فرمائے تاکہ تم مین سے کوئی میرا مقابلہ نکرسکے اور اگر سامنے آئے تو
مارا جائے بس یہ سننا تھا کہ قیراطیخ گردن نے آواز دی کہ تیرے چار ہاتھ ہین تو کیا ہین ہمارے دو ہاتھون مین
خداوند لاجورد شاہ نے اسقدر طاقت دی ہی کہ تیرے چار ہاتھون سے زیادہ ہی یہ کہکر مرکب کو جھپکا کر سامنے آیا
کیوان پر نیزے کا وار کیا کیوان نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا اور تلوار ماری کہ سر قیراط کا قلم ہوا لاش زمین پر گری
کیوان نے آواز دی کہ ای لاجورد شاہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے سامنے تیرا بندہ قتل ہوگیا اور تو نہ بچا سکا پہنچنا
تھا کہ خرسبل تنگ پیشانی کو جوش نہایت ہوا اور گرگدن اپنا جھپکا کر سامنے آیا اور آواز دی کہ ای سردار تیرے قتل سے
اسقدر تجھے غرور ہوگیا لا ضرب بہادری کی کیوان ہنسا اور کہا کہ چار چیزین تجھے کیونکر زندہ رکھینگی خرسبل نے کہا اپنی
تیری کوئی ضرب نرو کونگا اگر خداوند مین کچھ قدرت ہی تو وہ مجھے بچا لیگا یہ سنکر کیوان نے چارون چیزین برابر کین کہ
نیزہ سینہ پر مارا گرز سر پر تلوار کمر پر تیر سر گردن پہ خرسبل جبکا کھڑا دیکھا کیا کہ نیزہ سینہ سے پار ہوگیا سر چور چور ہوگیا
کمر کے دو ٹکڑے ہوے گردن کر گدن قلم ہوئی کیوان نے نعرہ کیا کہ باطل پرستی کی سزا پائی یہانتک کہ شام تک
لاجورد شاہ کے بارہ سردار کیوان نے جان سے مارے جو اُسکے مقابلے کو گیا زندہ پلٹکر نہ آیا قریب شام
شنگاوہ آہن کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد
شاہ نے کہا ای شنگاوہ مین تقدیر کرتے آج کے دن ڈرتا ہون بہتر یہ ہی کہ تم اپنا مقابلہ دوسرے دن پر موقوف
رکھو شنگاوہ نے کہا خداوندا ابتو مین نکل چکا اگر مقابلے سے منھ موڑونگا تو مردان عالم مجکو کیا کہینگے مین ضرور
کیوان سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے مجبور ہوکر اجازت دی شنگاوہ مرکب کو جھپکا کر سامنے کیوان
کے آیا آواز دی کہ دیکھون تو چار ہر لیے تو کیونکر کرتا ہی کیوان نے کہا کیا تیری بھی شامتین آئی ہین تو جوان
زبردست ہی مجھے حال پر تیرے رحم آتا ہی ای شنگاوہ اب بھی باز آ اپنے ارادے سے خداوند تعالی پیغمبر رو
کو سجدہ کر مین تجھے اپنے ساتھ لیچلونگا خداوند کی زیارت سے مشرف کراؤنگا عمر تیری بڑھوا دونگا شنگاوہ نے
کہا کیا جھک مارتا ہی غرضکہ بعد گفتگو بسیار شنگاوہ نے تلوار ماری کہ سپر کیوان کی قلم ہوئی لیکن تلوار
پشت شمشیر پہ رکی کیوان نے خبردار خبردار کہکر چارون وار کیے شنگاوہ نے تلوار پشت پر شمشیر کے روکی گرز سپر پہ
روکا نیزہ زیر بغل خالی دیا لیکن تیر جو سر گردن پر پڑتا ہی سر گردن کا قلم ہوا شنگاوہ غلطان پیچان زمین پر
گرا تھا کیوان دوسرا وار کیا چاہتا تھا کہ لوگ فوج لاجورد شاہ کے دوڑ پڑے ادھر حام بن دجال نے اشارہ اپنی
فوج کو کیا تمثال پرست تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شنگاوہ کا کو لاش لوٹ گیا تھا اسے
تو لوگ اٹھالے گئے لیکن اور سردار لشکر لاجورد شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچ کر لڑنے لگے ادھر کیوان
چہار دست جا پڑا جدھر کا رخ کیا صفا ہوگیا صفین مثل بادل کے پھٹنے لگین اہل اسلام اور شہزادہ سب
دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ الحاصل شام
تو قریب ہی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے لاشین میدان جنگ سے اٹھائی گئین لاجورد
شاہ شنگاوہ آہن کلاہ کو لیے ہوے میدان سے پھرا اصلصال جرات شنگاوہ کی تعریف کرتا تھا اور بہرام
داد مردی و مردانگی دے رہے تھے لیکن ادھر کیوان چہار دست جو داخل بارگاہ ہوا تو شاہ کسے زرنگار زین لے
بزم مین بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا سامنے رقاصان پری جمال مصروف رقص ہوئین آواز سازنگی بلند ہوئی

جب کیوان نے دو چار جام پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل شجر پرستون
کی باری ہی اور پرسون لشکر اسلام سے سمجھونگا بموجب حکم اُسی وقت کوس حربی بجا ہرکارون نے خبر بہاران چمن
قبا کو دی کہ کل کے روز آپ کے لشکر سے مقابلہ ہی کیوان کہتا ہی کہ ایک ایک میدان داری ہر لشکر سے
کرونگا اور سب کو سزا ے معقول دونگا یہ سنکر بہاران چمن قبا کا جثہ ڈھیلا ہو گیا لیکن چار و ناچار حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا فوج لاجورد شاہ مین بھی
طبل بجا کیوان نے آتے ہی تہلکہ ڈال دیا ہی شجر پرستون کی تو یہ کیفیت ہی کہ مرجھا ے جاتے ہین ہر نفس مانند
باد خزان کے ہو گیا ہی چہرے مانند برگ خزان دیدہ کے زرد پڑے ہوے ہین غنچۂ خاطر پر پژمردگی ظاہر
ہی شاخ تمنا پھولی نہین نظر آتی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نخل کہکشان پر
آثار پژمردگی ظاہر ہوئے انجم مانند گل چاندنی کے مرجھا کر رہ گئے سبزہ فلک گلشن انجم سے بیگانہ وار علیحدہ نظر
آنے لگا مطلع صاف ہو گیا ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فارغ
کامل کرکے میدان جنگگاہ مین آکر صف آرائیان کرنے لگے آفتاب نکلتے نکلتے تمام میدان فوجون سے
مملو ہو گیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسب دیکر نکل گئے تھے کہ کیوان چہار دست جام
بن وجال سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر نونہال شاہ سے سر شاخ بلند بالا میدان مین آیا
کیوان نے کہا تم لوگ سب سے زیادہ بیوقوف ہو کہ درختون کو سجدہ کرتے ہو درخت وہ چیز ہی کہ جسے ہم بوتے
ہین تو اُگتا ہی جسقدر اُسکی داشت کرتے ہین اُسی قدر وہ پھیلتا ہی پھل اُسکے کھاتے ہین لکڑیان جلاتے ہین
مکان مین لگاتے ہین سر شاخ بلند بالا نے جواب دیا کہ ای شخص اگر درخت نہ پیدا ہوتا تو کوئی دنیا مین زندہ
رہ سکتا جتنی چیزون کے کھانے پر زندگی کا دار و مدار ہی مثل گیہون چانول وغیرہ کے کل درخت پیدا ہوتے
ہین پس جو شی باعث زندگی کی ہو وہی ہمارا خدا ہی جب جانین کہ بغیر کھائے پئے کوئی زندہ رہے کیوان نے
کہا کہ تم لوگون کی عقل اوندھی ہی تمسے بحث فضول ہی یہ کیا ضرور ہی کہ جس چیز کو کھا کر ہم زندگی بسر کرتے ہین اُسے
خدا کہین مانا کہ خداوند نے جہان اور اسباب ضروری انسان کے واسطے پیدا کیے ہین وہان درخت کو بھی
پیدا کیا کہ ہم لوگ کھائین اور شکر خداوندی بجا لائین پس بہتر و لازم ہی کہ خداوند تمثال کو سجدہ کرو ورنہ
مقابلہ کرو سر شاخ نے تمثال آئینہ رو کو برا بھلا کہا کیوان نے غصہ مین آکر چارون حربے کیے سر شاخ نے دو
حربون کو رد کیا لیکن دو حربے نہ روک سکے آخر کار ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کیوان نے پھر نعرہ کیا اور مبارز
طلب کیا اشجار شجر پرست اس کے مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے بیچارہ بھی ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کہانتک
بیان کیا جاے کہ سیزدہ شجر پرست ہاتھ سے کیوان کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرا
آج لشکر خدا پرستان کی طرف دیکھکر کہتا گیا ہی کہ کل باری تم لوگون کی ہی غرضکہ آتے ہی اس نے طبل
جنگ بجوا دیا اور کچھ زہر مار کرکے آپ سو رہا پھر چارون لشکرون مین رات بھر نقارے سر پٹیا کیے صبح کو
دونون لشکر معرکہ آرا ے نبرد ہوے کیوان نے نکل کر رخ خدا پرستون کی طرف کیا اور آواز دی کہ اے گروہ
خدا پرستان تم عجب طرح کا مذہب رکھتے ہو کہ خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہو جسکو دیکھا تک نہین ایسی بے بنیاد
ہی کو سجدہ کرنا تمہارا ہی کام ہی پس یا تو تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو ورنہ مجھ سے مقابلہ کرو یہ سنتا تھا کہ ارباب
باقرہ رفیق شاہزادہ بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے کیوان

بازآ اس باطل پرستی سے جسکو تو خداوند بتلاتا ہے وہ کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا کیوان نے کہا میرا خداوند ایسا ہے
کہ اگر کوئی صورت اسکی دیکھ لے تو بیہوش ہو جاسے تاب نظارہ نہ لائے یہ سنکر ارباب باختری نے کہا کہ اس نے
اپنے کو طلسم بند کیا ہوگا کیوان نے کہا تم لوگون کا وہم حد سے گذرا ہوا ہے جس کسی مین کوئی کرامات دیکھی اسے
سحر کہدیا پھر تم بھی سحر یاد کرکے خداوند بن بیٹھو ارباب باختری نے لاحول پڑھا اور کہا کہ ہم لعنت کرتے ہین
ایسی خداوندی پر بس یہ سننا تھا کہ کیوان پر جوش غضب طاری ہوا اور آواز دی کہ تو ہمارے خداوند کو شیطان
بناتا ہے اسپر لاحول بھیجتا ہے بس اب زیادہ زبان درازی نہ کرنا لا ضرب بہادری کی ارباب باختری نے کہا
ہم لوگ خداپرست پیشدستی نہین کرتے ضرب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ
کیوان نے چارون تلوارین ارباب باختری پر مارین ارباب نے دو تلوارین روکین ایک خالی دی گرچہ
شمشیر قضا کی تھی وہ کمر پر پڑی کہ ارباب باختری دو ہو کے مرکب سے گرا اور درجہ شہادت پر فائز ہوا اور
بدیع الزمان اپنے رفیق قدیم کے واسطے رونے لگے بعد ارباب باختری کے ورقا سے زنجیرہ خوار میدان مین
آیا بڑا جوان زبردست ہے رفیقان خاص بدیع الزمان سے ہے انتہا سے جرأت اسکی یہ ہے کہ ملک سیستان
مین جب بدیع الزمان قلعہ چار باغ مین بہت زخمی ہو گئے تھے گھوڑا میدان جنگ سے نکال لگیا تھا اور
باپ نے ورقا سے زنجیرہ خوار کے قلعہ چار باغ پر بلغار کیا تھا ورقا سے زنجیرہ خوار نے منع کیا جب نہ مانا تو باپ
سے لڑا اور اسے قتل کر ڈالا کہ جب افسر فوج نہین ہے تو اس سے لڑنا نہ چاہیے بعد اسکے خود مقابلہ کیا
بدیع الزمان سے زیر ہو کر مطیع ہوا اس بہادر کے جانے سے بدیع الزمان کو نہایت تشویش ہے کہ خدا اسے
بچاے لیکن ورقا سے زنجیرہ خوار نے آتے ہی کیوان کو آواز دی کہ او نامرد تو چار حربے رکھتا ہے چار ہاتھ
تیرے ہین یا ہم لوگ دو ہاتھ رکھتے ہین چار حربے کیونکر ایکبار رد کر سکتے ہین اگر ان دو ہاتھ سے مقابلہ
کر تو معلوم ہو کیوان نے کہا جب خداوند نے مجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین تو مین دو ہاتھون سے کیونکر
لڑون حق ناحق بھی ثابت ہو گیا یہ سنکر ورقا سے زنجیرہ خوار کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون جس نے
تجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین وہ اور ہے اور جسے تو خداوند کہتا ہے وہ اور ہے کیوان نے کہا بس زیادہ گفتگو
سے کچھ حاصل نہین ہے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر چارون وار ورقا سے زنجیرہ خوار پر
کیے ورقا نے ایک تلوار پشت شمشیر پر روکی ایک سپر پر تھکی ایک خالی دی ایک سر کو گذرتی ہوئی مرکب
ورقا کا مارا گیا ورقا غلطان و پیچان زمین پر گرا ایک دو چھینٹے اور ورقا سے زنجیرہ خوار کو بہت سی
چوٹ اسکے آگئی لائق مقابلہ نہ تھا کہانتک بیان کیا جاسے کہ شام تک مین بارہ خداپرست درجہ شہادت
پر فائز ہوے زخمی ہین کچھ رفقاسے بدیع الزمان کچھ سرداران ایرج نوجوان تھے کیوان شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور کہدیا کہ کل پھر باری لاہوری پرستون کی ہے لیکن امیر باتوقر لاشہاے خداپرستون
کے میدان سے اٹھوا کر خود پھرے سب کے واسطے بہت افسوس کیا لاشون کو دفن کروا دیا آپ بارگاہ سلیمانی
مین ونگل شوکت پر متمکن ہوے رضوان بن عمرو کرسی پر بیٹھا امیر نے فرمایا کہ افسوس یہ وقت سخت ہے اور
بچون کا دوست عمرو ثانی تک پاس نہین کہ اس وقت آخر نہین اسسے ایک آنکھ دیکھ لیتے صد حیف نہ معلوم کہ
وہ کن جنگلون مین تباہ ہوگا یہ فرما کر صاحبقران رونے لگے رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو
تو والد ماجد کی تلاش کی جاسے فرمایا کہ ہان میرا جی چاہتا ہے کہ میرے اسکے فائدہ ہوتا ہے جو چاہے سو دیکھو

مین رہے یا چلا جائے کیونکہ قصد میرا یہی ہی اور انصاف کا مقتضا بھی یہی ہی کہ مین اپنی خطا اس سے بخشواؤن
رضوان نے عرض کی کہ حضور یہ کیا ارشاد کرتے ہین وہ خود دست بستہ حاضر ہونگے غرضکہ حسب الارشاد عیار اسیوقت
سے تلاش مین روانہ ہوے بعضون نے کہا کہ حضور بغیر آپ کے دیکھے کہین انھین قرار آسکتا ہی جائینگے
کہان یہین کہین ہونگے الحاصل عیار تو تلاش خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوے مین اہبر کو دو روز کا اطمینان بھی
ہی کہ اب کل مقابلہ کیوان کا لاجورد پرستون سے ہی یہا تک کہ طبل بجتے بجتے پھر وقت صبح کا نمودار ہوا ستارہ
سحری چمکا روشنی مہر جہانتاب کی ہر چہار طرف پھیلی جوانان صف شکن وپہلوانان تہمتن آلات حرب تن پر درست
وچست کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف بندیان ہونے لگین نقیب نہیب دیکر نکل گئے کیوان
چہار دست حام بن وجال سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ لاجوردپرستان دیکھا
تمنے کہ مجھ اکیلے نے تینون لشکرون کا کیا حال کردیا کہ تہلکہ برپا ہوگیا لہذا پھر مین سمجھاتا ہون کہ آؤ اور سجدہ کرو خداوند
تمثال آئینہ رو کو یہ کلام سنکر لشکر لاجورد شاہ سے سہمان منارہ گردن نکلا لیکن ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا منذر ولد
فیل پیکر نکلا اس کی بھی وہی حالت ہوئی شام تک سترہ سردار مارے گئے کیوان نے فوج کا ستھراؤ کردیا
شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز نخل پرستون پر خزان آگئی کئی درخت
قلم ہوے تیر قضا کا چل گیا میدان رزم مین پھولنا پھلنا نصیب ہوا بہاران چمن قبا بھی نہایت متردد مین ملکہ تین
روز سے گلیم روڑدہ کر غائب ہوگئے ہین اور فرما گئے ہین کہ مین خداوند سے مدد مانگنے جاتا ہون در پردہ سب تماشے
دیکھ رہے ہین اب تیسرا روز ہوا مقابلہ خدا پرستان کا دن آیا آج بڑے بڑے سرداروں نے کہ جو سب یگانے
صاحبقران کے ہین عزم بالجزم کیا ہی کہ ہم مقابلہ کرینگے چنانچہ جیسے ہی کیوان نے میدان مین پہونچکر نعرہ کیا دیکھا
کہ داہنی صف سے نور الدہر بن بدیع الزمان اور بائین صف سے ایرج نوجوان دونون نے ساتھ ہی مرکب
اپنے جولان کیے سامنے تخت بادشاہی کے پہونچکر مجرا کیا اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے نیکبخت
اسلام آپ لوگون نے بدل دیا ہی کہ ایک کے مقابلہ کو دو جاتے ہین ہان سچ ہی وہ چہار دست ہی اس وجہ
سے یہ سنکر نور الدہر نے عرض کی کہ مین صف سے مشورہ کرکے تو نکلا نہ تھا کہ ابھی ایرج ہم تم کیوان
سے مقابلہ کرین یہ مین نہ جانتا تھا کہ میرے ساتھ ہی یہ بھی عزم کرینگے لیکن ایرج نوجوان نے عرض کی کہ کیا مین
آپ کو دیکھکر نکلا ہون میرا خود ارادہ پیشتر سے تھا اور اگر اے شاہ آپ یہ فرماتے ہین کہ وہ چہار دست ہی اسوجہ
سے ہم دو آدمی نکلے ہو تو ایک ہاتھ میرا باندھ دیجیے اگر اسکے چار ہاتھ ہین تو مین ایک ہی ہاتھ سے مقابلہ کرونگا
آپ تماشا میری جنگ کا دیکھ لیجیے بادشاہ نے فرمایا اب مین چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحبون مین سے کوئی
ٹہر جائے کوئی اور مقابلہ کریگا شاہزادہ بدیع الملک یہ تماشا دیکھ رہے تھے سمجھے کہ ان دونون مین سے
تو کوئی جانے نہ پائیگا ایسا ہو تو بعد رنگے پلٹنے کے کوئی اور نکل پڑے جلدی سے مرکب چمکا کر سامنے تخت شاہی کے
آکر پیادہ پا ہو کر عرض کیا کہ حضور تامل نہ فرمائین یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک کے مقابلے کو دو جائین یا ایک صاحب جائین
ایک نہ جائین تو جنکو روکا جائیگا انکی خلافت ہوگا لہذا اسین آپ دونون صاحبونکا خرد ہون مجھے اجازت ہو مین مقابلے کو
جاؤن بادشاہ نے رائے بدیع الملک کی پسند کی نور الدہر و ایرج کو اپنی صف مین بھیجا بدیع الملک
کو اجازت دی بدیع الملک مرکب کو چمکا کر سامنے کیوان کے آئے اور نعرہ کیا کہ الاضرب بہادری کی کیوان
نے کہا تو کون ہی جو اس بہادری کے ساتھ میدان مین آیا تجھے خوف اپنی جان کا نہ آیا بدیع الملک نے آواز

دی ہیں ملک الموت تیری جان کا ہوں میں وہی شخص ہوں کہ جسکے باپ نے تیرے باپ کو مارا تھا اب تو میرا شکار
ہی یہ سنکر کیوان نے کہا مجھے خود یہ اشتیاق تھا کہ مجھسے یا تیرے باپ سے مقابلہ ہو تو بہتر ہی کہ عوض بیٹے باپ کے
خون کا تجھسے لوں بدیع الملک نے کہا پھر عرصہ کیوں کرتا ہی کیوان نے چاروں گرز ہیں بدیع الملک پر کئین
بدیع الملک نے آڑے ہو کر جو ہاتھ مارا چاروں ہاتھ کیوان کے قلم ہوے بیدست ہو کر آواز دی اپنی فوج
کو کہا رے مار لو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ چاروں ہاتھ میرے کاٹ ڈالے اور مجھے بیکار کر دیا
یہ سنا تھا کہ تمام فوج دوڑ پڑی ادھر بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا دونوں فوجیں غٹ پٹ ہو گئیں
تلوار چلنے لگی شجر پرست اور لاجورد پرست تو پہلے ہی سے جلے ہوے تھے لشکر بھی کہ خوب ہوا یہ مارا گیا دونوں
لشکر کھڑے تماشا دیکھا کیے اور فوج اسلام سے اور تمثال پرستوں سے تلوار چلنے لگی صداے تکبیر و نیزن بلند
ہوئی دریاے خون رواں ہوا سر مانند حباب کے تیرتے نظر آنے لگے ہر طرف برق شمشیر کا کوندا لپک رہا تھا ڈھالوں
کا ابر چھایا ہوا تھا بارش خون ہو رہی تھی بازو و زرہ پوشوں کے چوکٹ کٹ کر گرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
مچھلیاں جال میں پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہیں کہاں تک بیان کیا جاے کہ شام تک تلوار چلی عین گرمی جنگ میں
حاصم بن دجال اور کیخسرو تاجدار کا سامنا ہوا حاصم نے تلوار ماری شاہزادہ کیخسرو نے پشت شمشیر سپر روک کر جو ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا خود و بلتہ غرق جبین اور زرہ ٹوپ کو کاٹتا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار تو جھکا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی حاصم نے طبل امان بجوایا دونوں لشکر علیحدہ ہوے لیکن حاصم اسی وقت کوچ
کرکے طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہوا لاش کیوان چہار دست کی اٹھالی اور لاشیں وہیں چھوڑ دیں کسی کو
دفن بھی نہیں کیا کہ اب جا کر خداوند سے فریاد کرینگے اور کہیں گے اس بندے نے تیرے بہت سے لوگ قتل کیے لیکن
کیوان ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا تو پھر اسے زندہ کر دے لیکن یہاں امیر با توقیر بلشکر بارگاہ سلیمانی
میں داخل ہوے تعریف شاہزادہ بدیع الملک کی کرتے ہوے لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھے کہ
پھر خبر پہونچی کہ لشکر شجر پرستان میں طبل جنگ بجا ہی امیر نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہہ دو یہاں بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا لیکن صفوان بن عمرو نے امیر با توقیر
سے عرض کی کہ مجھے شبہہ ہوتا ہی کہ یہ بہاران چمن قبا شجر پرستوں کے پیر جو بنے ہوے ہیں یہ الد جن ہیں کیونکہ
اول تو یہ ملاحظہ فرمائیے کہ جتنے سردار ہمارے مقابلے گئے سوا اسیر ہونے کے کوئی قتل نہیں ہوا اور ابتک قید
ہیں یہ فعل سوا دوست کے دشمن کا نہیں ہو سکتا امیر نے فرمایا کہ پھر یہ راز کیونکر افشا ہو صفوان نے عرض کی
کہ غلام آج ہی شب کو فکر کرتا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور برق ثانی اور چالاک ثانی و قران ثانی وغیرہ ان
سب عیاران نامی کو جمع کیا اور کہا یہ تو میں نے پہچان لیا کہ بہاران چمن قبا جو بنے ہوے ہیں سوا الدحد کے
کوئی دوسرا نہیں ہی لیکن اب انکی گرفتاری کی تدبیر کرنا چاہیے کہ امیر با توقیر سے ملاپ ہو جاے تو بہتر ہی آج کل
مزاج صاحبقران کا انکی جانب سے صلاح پر ہی سب عیاروں نے کہا کہ کیا فکر کرنا چاہیے صفوان نے کہا میری
یہ راے ہوتی ہی کہ بھائی برق ثانی تمھارے باپ نے بھی سنا ہی کہ عورت کی عیاری خوب کی لہذا تم کو چاہیے
کہ تم معشوقہ ملکہ ماہ سیمبر کی شکل بنو اور ہم سب فرشتے بنیں اسکے بعد خواجہ کو دھوکا دیکر گرفتار کریں
سب نے اس راے کو پسند کیا کہ واقعی میں خواجہ مبہوت ہو رہے ہیں ضرور دھوکا کھا جائینگے یہ صلاح کرکے
سب عیار جانب صحرا روانہ ہوے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر برق ثانی نے صورت اپنی ملکہ ماہ سیمبر

کی بنائی اور قبر پر ملکہ کی بیٹھا قران ثانی و چالاک ثانی وغیرہ نے صورتیں اپنی فرشتونکی بنائیں اور رضوان بن
عمرو ایک فرشتے کی شکل بنکر طرف بارگاہ بہاران چمن قبا کے روانہ ہوا اسوقت زلف لیلائے شب تا بہ کمر
پہونچی طبل جنگ بج رہا تھا گشت طلایہ کا پھر رہا تھا چہار طرف آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند تھی رضوان
بن عمرو نگاہبانوں سے بچتا ہوا اپنے کو چھپاتا ہوا تا بہ خیمہ بہاران چمن قبا پہونچا پشت خیمہ کی چاک کر کے دیکھا
کہ خیمہ میں کافوری روشن ہیں بالکل تخلیہ ہے اور بہاران چمن قبا اک تصویر اپنے سینے سے لگائے ہوئے
رو رہے ہیں رضوان نے کہا کہ بیشک یہ قبلہ و کعبہ ہیں اور تصویر ملکہ ماہ سیمبر کی ہے پس پلٹ کر دروازہ بارگاہ کی
طرف آیا اور رخ ہوا کا دیکھ کر بیہوشی اڑائی کہ دربان جھومنے لگے خفیف سی بیہوشی طاری ہوئی رضوان جھک کر داخل
خیمہ ہوا اور سامنے پہونچ کر السلام علیک کی آواز دی بہاران چمن قبا نے گھبرا کر دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
پر دونوں بازوؤں پر سامنے کھڑا ہے کہا تو کون جواب دیا کہ منم فرشتہ برزخ پوچھا کہ پھر میں تو زندہ ہوں میرے
پاس تمھارا کیا کام ہے جواب دیا کہ ایک پیغام لایا ہوں اسکو سنئے کہا کیا رضوان نے اک رقعہ پیش کیا بہاران چمن قبا اٹھ
بیٹھے رقعہ کو پڑھا ملکہ ماہ سیمبر کی طرف سے لکھا ہوا تھا کہ اے عمرو ثانی جبسے تمسے جدا ہوئی جو کچھ مجھپر گذر گئی سنا ہی
ہوگا قبر میں سما گئی چاہیں سے اس دل بیقرار نے سونے نہ دیا بموجب شعر نہ چلا کے رو قبر پر رونے والے :: بدلنے
لگے کروٹیں سونے والے :: افسوس کہ تمنے رسم فاتحہ خوانی بھی اٹھا دی اس اندھیری قبر میں ہر وقت
دم گھٹا کرتا ہے تم یہاں بہاران چمن قبا بنے بیٹھے ہو ہم ایذائے قبر جھیل رہے ہیں بشکل فرشتگان اعمال سے
اجازت لیکر آج بالائے قبر آئے ہیں اگر بموجب مشہور کہ بات نظر سے خوش گذرے منظور ہو تو یہیں آ کر دیکھ جاؤ
یہ عشق کیا بدبلا ہے عقل پر کیسے پردے ڈال دیتا ہے کہ عمرو ثانی ایسا مرد ہوشیار عیار طرار اور دھوکا کھا گیا یہ سمجھ
میں نہ آیا کہ فرشتگان اعمال کیسے ہیں کہیں فرشتے سامنے آتے ہیں کہا کہ اے فرشتہ اعمال مجھے پاس ملکہ کے
لے چل رضوان نے کہا بہتر ہے اور آیا میں کس لیے ہوں چلیے عمرو ثانی ساتھ رضوان کے چلے جیتے پوچھا کہ اے
نائب خداوند آپ کہاں جاتے ہیں بہاران چمن قبا نے کہا مجھکو فرشتہ قدرت ہے فرشتہ قدرت میرے پاس آیا ہے
خداوند تخلیل ہمرسبد نے بلایا ہے میں آتا ہوں کسی نے کہا کہ ہماری یہاں اولاد کیوں نہیں ہوتی ہماری طرف سے خداوند سے
سعی کیجیئے گا کوئی کہتا تھا کہ ہمارے یہاں لڑکا ہوتا ہے مگر جیتا نہیں بہاران چمن قبا ہر ایک سے کہتے ہوئے
کہ اچھا تم اطمینان رکھو مطلب تمھارا ہو جائیگا ساتھ رضوان بن عمرو کے جو صورت فرشتہ قدرت کی بنا ہوا ہے
صحرا میں قبر پر آئے دیکھا کہ واقع میں ملکہ ماہ سیمبر کفن پہنے ہوئے بیٹھی ہے کچھ فرشتے گرد و پیش جمع ہیں کہتے
ہیں کہ بس بہت دیر ہوئی اب چلو ملکہ ایک ایک کی منت کرنے لگی کہ کچھ دیر اور انتظار کر لو شاید وہ اب بھی
آ جائیں یہ رنگ دیکھکر عمرو کا دل بھر آیا دوڑ کر ملکہ سے لپٹکر رونے لگے چالاک ثانی کو دل لگی سوجھی کہا بس
بیٹھے یہ اجازت نہیں ہے کہ ملکہ سے لپٹے عمرو ثانی ایک ایک کی منت کرتا ہے یہانتک کہ فرشتوں نے عمرو ثانی
کو کشتی باندھا اور کہا تمھیں زندہ درگور کر دینگے جو مردے سے لپٹے اسکی یہی سزا ہے عمرو ثانی کہتا ہے کہ مجھے دل
سے منظور ہے اب اس زندگی سے مرنا بہتر ہے مگر ملکہ کی جدائی اب شاق ہے بموجب شعر یہ قصد ہے کہ چھپا تا گور میں
عشق سے روز جزا :: مرا تو ہو کہیں حشر سے اگر خدا امیرا :: ان باتوں پر عمرو کی تاب نہ آئی آخر کار سب عیار ہنس
پڑے اور منھ سے نقاب ہٹا ادھر چالاک ثانی نے نام لوبیا ظاہر کیا ادھر قران ثانی نے کہا خلیفہ جی
یہ آپ کو کیا سودا تھا کہ امیر کو ایسے وقت میں چھوڑ کر چلے گئے ادھر ملکہ ماہ سیمبر نے نعرہ کیا کہ منم برق

ثانی اٹھو عمرو ثانی کے آتے ہوش گم ہوئے دل مین نہایت شرمندہ ہوے کہ عیارون نے مجھسے بڑی مکاری
کی کہا یارو دیکھی تمنے نا انصافی امیر کی سب نے کہا کہ اب امیر کو آپ کی فرقت کا نہایت صدمہ ہی
عمرو ثانی نے کہا تو کیا مجھے باندھکر لے چلوگے سب نے کہا کہ کیا مجال ہمارے آپ افسر ہین لیکن یہ ضرور ہی
کہ جس طرح چلیے گا اسی طرح لے چلینگے عمرو ثانی نے کہا کہ تم لوگون نے سنا ہوگا کہ جب والدماجد سے اور
صاحبقران اول سے بگڑی ہی تو سب عیار والدماجد کی طرف تھے مین نے آپ صاحبون کو تکلیف نہین
دی اکیلے جو مین پڑا وہ کیا اب آپ لوگون کو یہ مناسب نہین ہی کہ مجھے اسیر کرکے اس ذلت و خواری سے
لے چلیے سب نے کہا کہ ہم امیر سے جاکر عرض کرتے ہین کوئی پہر رات اب باقی ہوگی کہ صفوان بن عمرو
خدمت امیر ثانی مین آیا اور عرض کی کہ اقبال صاحبقرانی سے پتا خواجہ کا لگا پایا عیاری کرا کے صحرا مین
گرفتار کیا ہی مگر وہ کہتے ہین کہ جس دربار سے اس ذلت و خواری سے نکالے گئے اب کیا منھ لیکے جائین امیر ثانی نے
فرمایا کہ اپنے دوست کو لینے مین خود چلونگا دریاے عنایت و مروت جوش پر آیا اور ہمراہ صفوان کے صحرا مین
آئے عمرو ثانی نے جو امیر ثانی کو آتے دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹا رونے لگا امیر نے سر سینے سے لگا لیا
اور خود بھی رونے لگے اور فرمایا کہ خواجہ تم بھی معاف کرنا مین تمھین نکالکر نہایت پشیمان ہوا عمرو ثانی نے عرض
کی کہ کیا مضائقہ ہی اکثر مالکون کا عتاب ملازمون پر ہوا کیا کرتا ہی لیکن اے شہریار آئندہ سے خیال رہے
امیر نے فرمایا خواجہ تمھین مین برادر اور اپنا قوت بازو سمجھتا ہون کیا کہا ہون کھائیون مین ہوتے بدمزاجی نہین
ہوجاتی ہی عمرو ثانی نے عرض کی کہ آپ آقا ہین غرضکہ امیر نے عمرو سے کہا کہ اب لشکر مین چلو عمرو ثانی نے
عرض کی کہ اے شہریار اگر ارشاد ہو تو مین اپنا مال و اسباب بھی ان شہر پہلوانون مین سے جاکر لے آؤن ورنہ
جس وقت یہ حال کھلا کہ بہاران چمن تھا عمرو تھا مال میرا ضبط کرلینگے پھر ملنا دشوار ہی امیر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ
اے عمرو بیٹھے نہ رہنا مجھسے دغا نہ کرنا عمرو ثانی نے عرض کی کہ سوا اسکے آپ کے سردار جو قید مین ہین انہین بھی چھڑا لاتا
ہون امیر نے فرمایا بہتر ہی جاؤ غرضکہ امیر تو صحرا سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے عمرو اپنی بارگاہ مین آیا
جال الیاسی مار کر تخت و تاج اور کل سامان شیشہ آلات وغیرہ سب اندر زنبیل کیا زندان خانہ مین جاکر سب
سردارون کو مع ہتکڑی بیڑی اندر زنبیل کرلیا اور نکلکر لشکر سے طرف فوج امیر کشورگیر کے روانہ ہوا یہان امیر منتظر
بیٹھے تھے کہ عمرو آکر پہونچا سردارون کو زنبیل سے نکال نکال کر قید سے رہا کیا ہر ایک نے امیر کو سلام کیا عمرو کو بھائی
معلوم ہوا کہ بہاران چمن تھا خواجہ سلامت بنے ہوے تھے امیر نے کہا اے مرد عزیز اتنی بڑی بلا تو نے لا کر
مجھپر چھوڑی ہی کہ جسکا دفعیہ مشکل ہوگیا ہی عمرو نے عرض کی کہ یا امیر یہ لوگ اسی طرف آنے والے تھے مین عیاری
کرکے انکے ساتھ ہولیا اتنا قصوروار ہون لیکن طبل تو بج ہی رہا تھا طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا عمرو کو ساتھ
لیے ہوے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے بادشاہ نے جو عمرو کو دیکھا متحیر ہوکر فرمایا کہ ہائین خواجہ تم کہان
گئے تھے اور کب آئے عمرو نے عرض کی یہین حاضر تھا لیکن امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اے شہنشاہ بہاران چمن تھا آپ
ہی سا تھے یہ سنکر بادشاہ نے مسند پر رومال رکھا مسکراے اور فرمایا کہ قید مین کیا کیا عمرو نے عرض کی کہ ہاتھون پیرسے
سب آئے ہین اتنے مین سب سردار بھی پیچھے بعد دیگرے حاضر حضور فیض گنجور ہونے لگے سردار امیر کے ایرج
سے ملے نور الدہر کے افسران لشکر نور الدہر سے ملے اسی طرح ہر ملازم اپنے اپنے آقا سے ملا اب یہ سب

میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے وہاں صبح کو خبر نونہال شاہ کو ہوئی کہ رات کو بہاران چمن قبا مع تخت و
تاج غائب ہوگئے بارگاہ لٹی پڑی ہے بلکہ قیدی تک زندان سے غائب ہیں نونہال شاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے
کوئی بے ادبی ہم لوگوں سے ہوئی وہ خفا ہو کر خداوند کے پاس چلے گئے لیکن ایک آدھ شیر وزیر نے کہا کہ
نہیں اگر خفا ہو کر جاتے تو قیدیوں کو کیوں لیجاتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند پاس قیدیوں کو لے گئے ہیں
اور ہم سب کی طرف سے سعی بھی کرنے گئے ہیں کہ آپ کے بندوں نے یہ کام کیے جب اُن کا جی چاہے گا
پھر آجائینگے نونہال شاہ خاموش ہو رہا چونکہ طبل بج چکا تھا صبح کو مع لشکر میدان میں آیا آراستگی صفوف قتال و
جدال ہونے لگی لیکن نظر نونہال شاہ کی عوجان دریا باری مرجان دریا باری وغیرہ پر پڑی متحیر ہو کر کہا کہ
ہائیں قیدی تو سب آزاد ہیں اپنے لشکر میں موجود ہیں یہ کیا امر ہے مہتر شمیم اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو
مہتر شمیم برائے دریافت حال روانہ ہوا یہ خبر پہلے ہی منتشر ہو چکی تھی شمیم نے کہہ دریافت جا کر عرض کی کہ بہاران
چمن قبا کو امیر کا عیار عمرو ثانی اٹھا لے گیا سب قیدیوں کو لیکر خدمت امیر با توقیر میں روانہ ہو گیا پہلے کچھ بگڑی ہوئی
تھی اب سنا ہے کہ ملاپ ہو گیا ہے یہ سنکر عوق بن پرورج کہ کسی قدر تپ اسکی کم ہوتی تھی بعد بیمار ہونے کے آج
پہلے پہل پھر میدان کارزار میں آیا ہے اسنے کہا کہ کیا پروا ہے میں پھر سب کو اسیر کرونگا اور نونہال شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان معلوم ہوا کہ تم لوگ بڑے مکار ہو عیاروں سے
دوسروں کو ذلیل کرواتے ہو دیکھو تو کیسا عوض لیتا ہوں اس امر کا جسکو تمنا ہے مرگ و آرزو ہے قضا ہو وہ
نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی فرمایا سپرد بپروردگار کیا لیکن شہریار
کا نکلنا تھا کہ رنگ زرد ایرج نوجوان کا متغیر ہو گیا کہ خدا بچائے اسکی ضرب سے شہریار کو کیونکہ ساڑھے تین ہزار
من کی چوب باندھتا ہے اہل اسلام مصروف دعا ہیں لیکن شہریار گھوڑا دوڑا کر سامنے عوق کے آیا آواز دی
کہ باش او کبر لا ضرب بہادری کی دیکھوں تو میں بھی کہ تیری چوب کیسی ہے عوق نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے
شہریار نے کہا اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں یہ سنکر عوق نے چوب دست گران اٹھا کر تین بار سر پر چرخ دیکر وار کیا
شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایرج نوجوان نے خدا کو یاد کیا فلک کو دیکھا سب کے منہ سے
یہی نکلا کہ خدا بچائے لیکن چوب دست جو آکر پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا شہریار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا کمر مرکب کی ٹوٹی
شہریار تا بہ کمر زمین میں غرق ہو گیا یا ایمان کو شکست ہوا ہر ایک یہ سمجھا کہ شہریار مارا گیا طیفور شیر دل جھپٹ کر
قریب گرد کے آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھا یا دیکھا کہ شہریار
بیہوش ہے رنگ رو متغیر ہے اور حریف یہ ارادہ قتل کھڑا ہے چاہا طیفور نے کہ مالک کو اپنے اٹھا کر میدان سے
پھرے کہ عوق نے چوب دست سیدھی کی طیفور نے حقہ آتشبازی کھینچ مارا عوق چلا کر بھاگا طیفور شہریار کو
لیے ہوئے میدان سے پھر الشکر امیر میں آیا شہریار کا یہ حال دیکھ کر ہر ایک پر انتشار طاری ہوا ایرج نوجوان
کہنے لگے آنے مشکل ہوئے ابھی تک بہت سے سردار علیل ہیں صرف دو ایک سردار باقی ہیں جو میدان جنگ میں
آئے ہیں لیکن عوق نے پھر نعرہ کیا کہ ہے کوئی اور اب اگر نکلے اور مجھسے مقابلہ کرے کہ یکایک جانب دست راست
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے

اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ امان الٰہی و ضمانت رسالت پناہی ہیں دبا شہنشاہ گوہر کلاہ بار دگر پشت مرکب پر
بیٹھ کر سلام کرکے میدان میں آئے عوق نے کہا کہ دیکھا تمنے کیا حال کیا میں نے ایک فرزند شہریار کا شہنشاہ
نے کہا بچہ کیا ہوا زخمی ہونا مرد کے واسطے عیب نہیں لا ضرب بہادری کی عوق نے اُنپر بھی چوب ماری شہنشاہ
گوہر کلاہ نے بھی گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ تمام میدان جنگ تھرا گیا شہنشاہ کا دل
ہلگیا کلیجے پر صدمہ پہونچا بیہوش ہوگئے اسنے آواز دی کہ نردم و پیست کردم عیار جھپٹ کر آیا عوق نے دوسری چوب
اُٹھائی اُسنے بھی حقہ آتشبازی مارا کہ عوق بھاگا سامنے سے عیار شہنشاہ کو لیکر لشکر میں آیا القصہ یہ کیفیت ہے کہ تمام فوج
میں ایک تہلکہ عظیم برپا ہے ایسے ایسے سرداروں کی یہ کیفیت ہوتی جاتی ہے کہ جو زور صاحبقرانی ہیں سبکا دل ٹوٹ گیا کسی کی جرأت
نہیں پڑتی کہ یکایک پھر جانب دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت مانگی فرمایا ہے بدیع الملک دیکھ رہے ہو کہ کیا حال تمہارے فرزند کا ہوا
اور شہریار سا زبردست لیکن ایک ضرب نہ اُٹھا سکا بیہوش ہوگیا بدیع الملک نے عرض کی کہ اگر اقبال بادشاہی
اوج پر ہے تو مارونگا اس ملعون کو اور اگر قضا ہے تو مارا جاؤنگا فرمایا خیر جاؤ سپرد خدا کیا بدیع الملک میدان میں
آئے عوق نے بعد لاف زنی چوب ماری بدیع الملک نے چوب اسکی گرز پر رد کی لیکن چوب جو گرز پر پڑتی ہے
معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا مرکب بدیع الملک کا مارا گیا ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا آنکھیں بند ہوگئیں
شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے بدیع الملک کی آنکھ کھلی للکر
گرد سے آواز دی کہ شعر تو ضربے زدی ضرب با نوش کن ۞ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۞ یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان
رنگ ہشت پہلو پر جو کہ پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر لئے بار چرخ دیکر وار کیا بھلا اُٹھا کر زہر عوق تک تو کہاں تاب کرسی
نہ ہوتا عوق نے ہر چند گرز کو چوب سپر روکا لیکن گرز تھپتھپاتا ہوا آکر پاؤں پر پڑا کہ عوق لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے
چوب بدست ماری بدیع الملک نے پھر گرز پہ وار روکا لیکن ٹھہر سکا ہاتھ میں گرز جو ٹیڑھا ہوتا ہے چوب گرز سے پھسل کر زمین
پر گری دھماکا ہوا کہ صدمہ قلب پر پہونچا بدیع الملک بیہوش ہوگئے شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا بدیع الملک
کو بغل میں ڈال کر لشکر میں لایا اودھر عوق بھی بیکار ہوچکا تھا کہ ضرب شدید عمود بدیع الملک کی اسکے پاؤں
میں پہونچی تھی اتنا کہکر میدان سے پھر گیا کہ بالفعل میرے بھی ضرب آگئی ہے اب بعد صحت تم سب سے سمجھونگا پھر میدان
جنگ سے طبل بازگشت بجا کر پھر گیا ادھر امیر کشور گیر میدان جنگ سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے حکما کو
طلب کیا علاج شہریار و شہنشاہ و بدیع الملک کا ہونے لگا شب کو دربار برخاست ہوا جسوقت صبح ہوئی
بادشاہ اسلام دربار میں آکر تخت پر متمکن ہوے اب انتظار صاحبقران نامدار کا ہے لیکن جو وقت حاضری
صاحبقران کا متعین تھا اس سے کئی ساعتیں زیادہ گذر گئیں لیکن امیر نہ آئے بلکہ سوا الاک ثانی و الندھور
ثانی کے کوئی سردار تک نہیں آیا اب بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی عیاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا
چالاک ثانی خدمت امیر با توقیر میں حاضر ہوا دیکھا کہ امیر خیمے میں بیہوش ہیں عمرو ثانی ہر وقت جنبانی کر رہا ہے
مقبول بن مقبل تلوے سہلا رہا ہے یہ ماجرا چالاک ثانی نے بادشاہ اسلام سے بیان کیا اسی طرح جتنے عیار جس
جس سردار کے خیمے میں گئے اسکو شدت تپ میں بیہوش پایا عجب طرح کی یہ ہوا چلی کہ دشمن قوی سے سامنا
اور ہر سردار پر مرض کا غلبہ نہایت بے لطفی پیدا ہی ہے متواتر خبریں خدمت شاہی میں چلی آتی ہیں کسی عیار نے آکر عرض
کی کہ ہم نے سب ڈالا اور دیکھتے ہوئے چلے آتے ہیں بالکل یا ہاتھ پاؤں سرد ہیں نہایت [illegible] غفلت طاری ہے

کسی نے آکر بیان کیا کہ ایرج نوجوان تپ محرقہ مین گرفتار ہین کسی نے کہا کہ نور الدہر درد گردہ مین مبتلا ہین اسی طرح ہر سردار کے مریض ہونے کی خبر آئی بادشاہ اسلام نے دربار خلاف وقت برخاست کر دیا جب یہی لوگ نہین کہ جیسے دربار ہی تو دربار کیسا عجیب طرح کا وقت پریشانی آپڑا ہی کہ پانچ ہزار پانچ سو چھپن تلوریا سردار ہی اور فوجون کے ہجوم مین لشکرون کی کثرت ہی کفار باہم مشورہ کر رہے ہین کہ اس سے بڑھکر موقع نہ ملیگا لیکن بادشاہ اسلام برائے عیادت امیر عالی مقام تشریف لائے اسوقت امیر کو کچھ ہوش آیا ہی بادشاہ نے مزاج پرسی کی امیر اُٹھ بیٹھے اور عرض کی کہ اقبال شاہی سے اچھا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ دشمنون کی چڑھائی اور تمام لشکر کی یہ حالت آپکی یہ کیفیت اگر لاجور دشاہ یا نوبہال شاہ کسی نے طبل جنگ بجوا دیا تو کیا ہوگا کون مقابلہ کریگا امیر نے فرمایا کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو اسی حالت مین مارونگا اور قتل کرونگا کفار کو اور اگر مدت عمر تمام ہوچکی ہی اور انتہا میری صاحبقرانی کی یہین تک ہی تو خیر جو مرضی پروردگار بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوتی ہی کہ ایک نامہ امیر باتوقیر صاحبقران اول اپنے والد ماجد کو تحریر فرمائیے کہ یہان یہ کیفیت ہی ہین اس صاحبقرانی سے باز آیا بعد آپکے تشریف لیجانے کے وہ مصیبتین ہمپر پڑ رہی ہین کہ بیان سے باہر ہی امیر نے رائے پسند کی اور دبیر کو بلوا کر اُسی وقت نامہ تحریر کیا اور عمرو ثانی کو دیکر ارشاد کیا کہ خواجہ اگرچہ اسوقت مین فرقت تمھاری ہمکو نہایت شاق ہی لیکن سوا تمھارے یہ کام دوسرا نہین کرسکتا سنا ہی کہ تمھارے والد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بیابان جبل القمر کی راہ کو جو انتہا کی مخدوش تھی کوئی سال بھر سے کم مین نہ طے کرسکتا تھا اُسے ایکماہ مین اُنھون نے طے کیا تھا اور گاودنگی گاو سوار سے شرط جیتی تھی لہذا یہ وقت تمھاری تیزروی کے امتحان کا ہی عمرو ثانی نے عرض کی کہ اے آقائے تاجدار بسر و چشم آنکھون سے یہ خدمت بجالاؤنگا اور نامہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے یہان شام کو کفار نے مشورہ کرکے طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ لشکر لاجور دشاہ مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کہ رضینا بالقضا اور خود بھی طبل جنگ بجوا دیا اب ساری بارگاہ سلیمانی خالی ہی دنگلون پر سردارون کی جگہ غاشیے پڑے ہوئے ہین ایک سناٹا ہی تخت پر بادشاہ اسلام ہین داہنی جانب تمام صف خالی فقط لندھور ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے ہین بائین جانب کی بھی پوری صف خالی ہی صرف مالک ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے ہین بارہ بجے شب کو دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرامگاہ مین تشریف لائے چھپر کھٹ پر لیٹے مگر نیند کہان آتی ہی انتہا کی تشویش ہی اختر شماری کر رہے ہین کروٹین بدل رہے ہین کہ یکایک سفیدہ سحری نمایان ہوا بادشاہ اسلام نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا تخت شاہی برآمد ہوا دیکھا کہ لندھور و مالک حاضر ہین بادشاہ اسلام پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون مین آج دو سوارون کو لیکر میدان مین تشریف لائے ہین گو فوج فراوان ہمراہ ہی لیکن کس طرح کہ لشکر نور الدہر مگر سردار لشکر نہین فوج بدیع الزمان کی مگر خود بدیع الزمان نہین سپاہ ایرج نوجوان ہی مگر بغیر ایرج دل اہل لشکر کے ٹوٹے ہوئے ہین آج ساری فوج کا انتظام دو سپہ سالارون پر موقوف ہی اُدھر لاجور دشاہ تخت پر سوار ہوکر میدان مین آیا ہی اسکے ساتھ تیس لاکھ سوار اور پیادون کی جمعیت تھی اور وہ آہن کلاہ سپاہ سردار ساتھ صلصال بن دال بن دیو بن ہمامہ جادو و صلصال بن صلصال و مریخ ستارہ چشم و خونخوار مریخ پیشانی اور سرداران نامی وگرامی ہمراہ ہین فوج مانند سمندر کے موجین مارتی ہوئی آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئی کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و چکر چلے گئے ہین کہ یکایک مریخ ستارہ چشم گرگران اپنا بڑھا کر سامنے تخت لاجور دشاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی

کہا جاؤ میں نے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا مریخ ستارہ حشم بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا
اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے کہ خداوند نے تمھیں کیسی بلاے عظیم میں مبتلا کیا لہذا اب بھی بہتر و مناسب
یہی ہے کہ حاضر خدمت خداوندی ہو کر سجدہ کرو ورنہ اس مرض سے اول تو نجات پانا دشوار ہے ورنہ میرے ہاتھ
سے مارے جاؤ گے یہ سنتا تھا کہ مالک ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا حافظ حقیقی تمھیں
با فتح و فیروزی واپس لائے مالک ثانی سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے مریخ کے آیا مریخ نے نیزہ مارا
مالک نے چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے مریخ کے نکال دیا مریخ نے غصہ میں آکر تلوار ماری مالک نے
وار اس کا سپر پر روکا اور اپنا وار کیا مریخ نے بھی سپر کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار جو مالک کی پڑتی
ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خانہ خود سے گذرتی ہوئی سر پر پہنچی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اتر گئی دشنانہ مارا
تلوار کو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے غشی طاری ہوئی مالک نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے
اور کسی کو بھیجو لوگ مریخ کو اٹھا کر لیگئے یہ حال دیکھکر خونخوار مریخ پیشانی لاجور دشاہ سے اجازت لیکر میدان
جنگاہ میں آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مالک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا خونخوار نے تلوار ماری مالک
نے چاہا کہ دھار بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیجیے کہ حسب اتفاق گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ خونخوار کا سر پر بیٹھا
تا دو ابرو اتر گیا مالک نے دشنانہ مارا تیغ جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن واہ ری جرأت مالک کی کہ وہیں سنبھلکر
جو تیغہ مارا خونخوار نے بھی سپر بلند کی لیکن یہ سپر مانند گردہ نان کے کٹی اور سر پہ خونخوار کے بھی جا کر کلگی کا جسم
آیا یہ پہلوان بھی زبردست ہے دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی اور جھپٹ کر ہاتھ جنیو کا مارا مالک نے سپر سے وار
اسکا رد کیا لیکن ادھیا سا زخم آگیا بس وہیں سے پلٹ کر کمر کا ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر
اسلام سے آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مالک میدان سے پھرے کفار طبل بازگشت بجواکر لاش خونخوار کی لیکر
میدان سے پھر گئے بادشاہ اسلام مالک پر سے زر نثار کرتے ہوئے پلٹے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی یہاں بھی کوس حربی بجا رات بیداری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ
میں آکر صف آرا ہوئے آج شنگاوہ آہن کلاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا فوج اسلام سے جانشین امیر ثانی
یعنی لندھاوہ بن لندھور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل شنگاوہ ہوے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی لندھاوہ نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے ڈیڑھ سو طعن میں نکالا اس شنگاوہ پر غیظ و غضب طاری ہوا
آواز دی کہ او مہدی عضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر میں نے سنا ہے کہ تو لشکر امیر میں صاحبقران
گرز کہلاتا ہے یہ کہکر گرز گران سنگ مہر پہ چرخ دیکر وار کیا لندھور ثانی نے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن
گرز شنگاوہ جو سر گرز لندھاوہ پر پڑا تا بہ تر ڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہو گیا شق گرد بلند ہوا شنگاوہ نہایت زبردست پہلوان ہے بہت بڑا گرز باندھتا ہے نعرہ کیا کہ زردم نسبت
گردم یہ صدا کان میں لندھاوہ کے پہونچی نکلکر گرد سے آواز دی کہ ارے دیکر اسے دیکر حریف تیرا میں
موجود ہوں یہ سنتا تھا کہ جھپٹ کر شنگاوہ نے دوسرا وار کیا لندھاوہ نے پھر گرز پر روکا یہانتک کہ تیسرے
وار میں کمر مرکب لندھاوہ کی شکستہ ہوئی لندھاوہ گھوڑے سے کود کر تلوار کھینچکر جھپٹے کہ میں بھی مرکب کو اسکے
پی کر ڈالوں کہ یکایک شنگاوہ گھوڑے سے کود پڑا لندھاوہ تلوار پھینک کر شنگاوہ سے لپٹ پڑا گریبانوں

مین ہاتھ پڑ گئے کشتی ہونے لگی سرداران فوج کفار قریب سے تماشا دیکھنے لگے ادھر تخت بادشاہ اسلام کا قریب
لا کر رکھا گیا کشتی ہو رہی ہے جب شنگاوہ لندھاوہ کو پکڑلاتا ہے لندھاوہ نکل جاتے ہین اور جب لندھاوہ
شنگاوہ کو پکڑلاتے ہین یہ بھی صاف نکل جاتا ہے کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا ہی ہنگام مین شام ہوگئی دونون
طرف سے دو کاسۂ شیر آئے دونون نے پیے روشنی لا کر رکھی گئی پھر دونون مصروف تلاش ہوئے وہ دودھ
پسینے کے راستے بہا بہا دیا صبح ہوگئی اور فیصلہ نہوا پھر دن تمام ہوا لیکن دونون کی وہی کیفیت ہے کہ تیسرا
روز ہے حسب اتفاق لندھاوہ شنگاوہ کو ریلتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ پانون شنگاوہ کا موشخانہ مین جا رہا
اوپر سے لندھاوہ نے بہکا جو مارا جیتی گھٹنے کی اکھڑ گئی شنگاوہ کا رنگ زرد ہوگیا لندھاوہ نے کہا ہے پہلوان
یہ کیا حالت ہے شنگاوہ نے کہا ہے لندھاوہ میرا گھٹنا ٹوٹ گیا ہے لندھاوہ نے شنگاوہ کو چھوڑ دیا کفار
شنگاوہ کو اٹھا کر میدان سے پھرے ادھر بادشاہ با کوفہ و جہانگیر تیغ لندھاوہ میدان جنگ سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے وہان کفار شنگاوہ کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین پہونچے لیکن آج صلصال نے کہا
کہ خداوند آخر مین کس واسطے ہون کل میرے نام پر طبل جنگ بجے اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر با توقیر مع عمرو بن حمزہ یونانی و لندھور و خواجہ عمرو گورستان ملکہ مین بیٹھے ہین قبرون پر فاتحہ پڑھ
رہے ہین کہ یکایک سامنے سے عمرو ثانی بھی نمودار ہوا امیر کو اور عمرو کو جھک جھک کر مجرا کیا عمرو بن حمزہ
اور لندھور کی خدمت مین تسلیم بجا لایا امیر نے پوچھا کہ لشکر مین خیریت تو ہے عمرو ثانی نے نامہ
نکال کر دیا اور عرض کیا کہ اس خط کے دیکھنے سے سب حال حضور پر روشن ہوجائیگا امیر نے نامہ پڑھا تحریر
تھا امیر ثانی کی طرف سے کہ اے قبلۂ دینی و کعبۂ دنیوی واقع مین صاحبقرانی وہ بار عظیم ہے کہ جسکا اٹھانا آپ
ہی کا کام تھا جب سے آپ خانۂ کعبہ مین جا کر قیام پذیر ہوئے انواع اقسام کی مصیبتین درپیش ہوئین سب کو
اس خادم نے انگیز کیا لیکن ایسا وقت کبھی نہ پڑا تھا کہ جو کیفیت آجکل گذر رہی ہے لاجوردشاہ بن زرجمہرشاہ
نے خروج کیا ہے ساتھ اُسکے بہت سے پہلوان اور کئی ساحر بھی ہین لیکن ابھی تک تو جنگ پہلوانون سے ہو رہی ہے
ساحرون کی نوبت نہین آئی ہے ادھر تو یہ حال ہے شاہ سنجر سرمست آیا ہوا ہے کہ اُسکے ساتھ دو سردار عوق بن
براج و عنق بن برروج ہین کہ ساڑھے تین ہزار من کی چوبدست باندھتے ہین رستم ثانی کا پتہ نہین
بدیع الملک بیابہادر تاب ضرب نہ لا سکا اور ایک ہی دار ردگئے مین بیہوش ہوگیا مجکو تپ نے گھیرا ہے
اور پانچ ہزار پانچسو چھپن سردار بیمار ہین کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہے اور کفار برابر طبل جنگ بجوا لیے جاتے
ہین لہذا ہین اس صاحبقرانی سے باز آیا یا تو آپ آ کر عہدۂ صاحبقرانی مجھ سے نکال لیجیے یا کسی کو برائے
اعانت روانہ فرمایئے ورنہ ایک ہی آدھ روز مین کام لشکر کا تمام ہوا چاہتا ہے اور دین خدا پرستی نیست و
نابود ہوا چاہتا ہے عوق بن براج و عنق بن برروج کے بھی بیمار ہوجانے کی وجہ سے فراغت ہے اگر یہ دونون
تندرستی صحت پا گئے تو فقین ہے ایک ہی روز مین ہم گروہ عرصۂ حیات کو تنگ کر دینگے نامہ جو امیر نے پڑھا
لندھور اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ غلام کس واسطے ہین امیر نے فرمایا کہ ایسے وقت
مین میرا چلنا ہی ضرور ہے یہ فرما کر صاحبقران عالیشان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت کوچ کر سکے

طرف بیابان جنگ کے روانہ ہوے ساتھ امیر کے کچھ فوج عمرو بن حمزہ کی اور کچھ لشکر لندھور کا ہے اب دیکھیے یہ کسوقت پہونچتے ہین

اب چند کلمے شہر صندل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعض راویون نے خبر دی ہے کہ یہ شہر صندل وہی ہے جسکو شیرویہ بن حمزہ نے آکر خالی کیا تھا لیکن بعد مارے جانے صندل شاہ اور رواج پانے دین خدا پرستی کے یہ خبر صندلان شاہ جادو مالک طلسم صندل کو پہونچی اپنے ابلیس خود پسند کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا و اور شہر صندل کو خدا پرستون سے چھین کر دین تمتالیہ کو رواج دو ابلیس خود پسند بموجب حکم صندلان شاہ ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا اور آکر حاکم شہر کو اسنے قتل کیا اور خدا پرستونکو جان سے مار شہر سے نکال دیا مسجدین ڈھا دین تنجا نون کی بنا ڈالی کافور شاہ کو یہان کا بادشاہ کیا اور چند ساحرونکو چھوڑ کر طرف طلسم صندل کے روانہ ہو گیا تھا لیکن جسوقت داخلہ رستم ثانی کا طلسم صندل مین ہوا اور حالت یہانکی مخدوش ہوئی تو اسنے ایک نامہ گرشاسپ گرد کو لکھا کہ تمھین لازم ہے کہ سکونت اپنے قصبہ کی چھوڑ کر رہنا شہر صندل مین اختیار کرو کہ حکم بادشاہ کا یہی ہے اور اگر کوئی غنیم چڑھ آئے تو اس سے مقابلہ کرنا اور ایک نامہ اسی مضمون کا فیروزہ تیغزن کو کہ شہنشاہ مازندران کہلاتا ہے تحریر کیا کہ تم بھی سکونت شہر مازندران کو ترک کرو اور رہنا شہر صندل کا اختیار کرو فیروزہ تیغزن پسر شیرویہ بن حمزہ ہے نہایت زبردست ہے لیکن اس نے پرورش جو کفار مین پائی ہے تو اپنے باپ دادا کے دین و مذہب سے آگاہ نہین ہے اور ایک نامہ سہراب بن لندھور کو تحریر کیا جس زمانے مین دیولی لندھور پر عاشق ہوئی ہے اور وصل اُس سے ہوا تو سہراب پیدا ہوا اسنے بھی بسبب اس کے کہ پرورش کفار مین پائی ہے یہی کافر ہے ان سب کا حال بر وقت گذارش کیا جاے گا اور ایک نامہ ابلیس خود پسند نے بنام لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ مین نے سنا ہے آپ لوگ خدا پرستون سے جنگ کر رہے ہین لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم آپ ملکر لڑین تو اور بہتر ہوگا آپ طرف شہر صندل کے چلے آیئے اگر خدا پرستون کو آپ سے دشمنی ہے اور وہ تعاقب کرینگے تو یہان آکر سمجھا جائیگا اب دیکھا چاہیے کہ یہ نامہ کسوقت پہونچتا ہے

لیکن پھر یہانسے چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صلصال نے طبل اپنے نام پر بجوایا تھا جب صبح ہوئی اور دونون لشکر معرکہ آرا ہے نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب ہیبت نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے صلصال نے مرکب اپنا نکالا اور لاجورد شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام نہایت متردد تھے کہ اب سوا لندھاوہ کے اور کوئی نہین ہے جو لڑنے جاے مالک بھی زخمی ہو چکے ہین مگر یہی زخم سر پر چڑھی ہوئی ساتھ بادشاہ کے میدان مین آئے ہین اس طرف سے لندھور ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ جاؤ امان پروردگار مین دیا ہے لندھور سلام کر کے بارد گر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے صلصال نے نیزہ مارا لندھور نے چند طعون مین نیزہ ہاتھ سے صلصال کے نکال دیا صلصال نے خفیف ہو کر آواز دی کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا خبر کچھ ہے جائین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جوال بازی تیغ بازی اور کشت بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا صلصال نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو لندھور کی پڑتی ہی سپر کو مانند گردہ نان کے دو کرتی ہوئی خود پر بیٹھی جھٹکا مارا خود کٹا لیکن سر پر خط بھی نہ پڑا لندھور متعجب ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی صلصال نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور دوسرا وار کیا لندھور نے وہ بھی وار رو کر کے کمر کا ہاتھ مارا کہ پورا بیٹھا بند کمر کٹا لیکن جسم پر خط تک نہ پڑا تو لندھور کے حواس باختہ ہوے کہ پروردگار یہ کیا معاملہ ہی کیا صلصال بھی مثل افلاک کے رویئن تن ہوگیا کہ تلوار کام نہین کرتی کہانتک بیان کیا جائے کہ تا بہ شام جنگ رہی آخر کار لندھور ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوے شام ہوچکی تھی دن نہ تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے بادشاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوے صلصال نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا پھر دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی آج بادشاہ اسلام کو نہایت تردد ہی کہ کل کون مقابلہ کریگا لیکن تکیہ پروردگار پر کرکے دربار برخاست کیا آرام گاہ مین آکر سو رہے جسوقت سیاہی شب دور ہوئی اور سفیدی سحر نمودار ہوئی وقت نماز سحر تھا بادشاہ اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہوے یہ خبر امیر کشورگیر کو پہونچی کہ آج تنہا بادشاہ میدان جنگ کو تشریف لیگئے ہین امیر اسی حالت مین مرکب سبز چشمی اپنا طلب کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوے یہان صف بندیان ہورہی ہین کہ امیر پہونچے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ اس حال سے کیون تشریف لائے فرمایا امیر نے کہ مین نے سنا ہی کہ آپ تنہا تشریف لائے ہین اسوجہ سے مین خود چلا آیا لیکن امیر کے پہونچنے کی خبر جو پھیلی ہی جتنے سردار مبتلاے تپ تھے سب نے مرکب طلب کیے اور مرکب پر بیٹھ بیٹھ کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اب جو دیکھا بادشاہ اسلام نے تو سردار آنے لگے نور الدہر و ایرج و قمھور و تورج و خورشید یہانتک کہ کوئی ڈیڑھ ہزار سردار جنھین ہوش تھا وہ سب آکر حاضر ہوے اور جنپر غفلت طاری تھی وہ نہ آئے بادشاہ اسلام ایک ایک کو منع فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین میدان جنگ مین آنا خلاف عقل و مصلحت ہی لیکن کوئی نہین مانتا ہر ایک یہ عرض کرتا ہی کہ اے شاہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہماری زندگی مین آپ تنہا میدان کارزار مین تشریف لائین اور خود مقابلہ سیجیے عجب تماشا برپا تھا کہ یکایک صلصال نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت لاجوردشاہ کے آکر اجازت جنگ مانگی لاجوردشاہ نے کہا اے خان اعظم اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ یہ سب مبتلاے بلا ہین کوئی اس لائق نہین ہی کہ مقابلہ کرسکے جو آئیگا یا گرفتار ہوگا یا مارا جائیگا صلصال بعد اجازت لینے کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف شاہزادہ ایرج نوجوان نے مرکب کی باگ لی تمام علم لشکر ایرج نوجوان کے جلوہ گری پر آئے ایرج گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے گرشاسپ جہان کیونکر تمھین اجازت دون اس علالت مین کیونکر مقابلہ کروگے دوسرے یہ کہ صلصال نہین معلوم رویئین تن ہوگیا ہی کیا آفت ہی کہ کل کے مقابلہ مین لندھور نے اسکے بار ڈالنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر تلوار نے بال بھر بھی نہ کاٹا مان شاید اگر نوبت کشتی کی آجائے تو کچھ کام چلے ایرج نے عرض کی کہ انشاء اللہ اقبال شاہی سے جاکر ابھی باندھے لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ حقیقی

نگہبان ہے ایرج نوجوان بار دگر مرکب پہ سوار ہوکر میدان مین آئے بعزم جنگ آور زنی مرکب کو جولان کیا ادھر
صلصال نے اپنے گھوڑے کی باگ لی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو ابر گرجنے لگے لیکن مرکب
صلصال سات قدم اور مرکب ایرج ساڑھے تین قدم حسب عادت پیچھے ہٹا صلصال نے کہا کہ
نیزہ بازی تو تم خداپرستون سے بیکار رہی لیکن ہان تلوار کے گھاٹ سب برابر ہین یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی
اور سر ایرج پر وار کیا ایرج نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تلوار کا مارا صلصال نے سپر کو
اُٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار ایرج کی برق تابندہ سی سپر کو دو کر کے پیمانہ خود سے مثل بادہ تند کے
گذرتی ہوئی سر پہ پہنچی مگر رک گئی آگے نہ بڑھی ایرج نے جھٹکا مارا تلوار چھن سے نکل آئی مگر خط تک سر
صلصال پر نہ پڑا ایرج نے دل مین خیال کیا کہ اتنا بڑا ہاتھ تلوار کا تو نے مارا اور پھر یہ ملعون بچ گیا زخمی
تک نہوا بیشک کوئی اسرار ہے لیکن صلصال نے دوسرا وار کیا ابکی بار ایرج نے دھار تلوار کی بچا کر بند
دست پکڑ لیا صلصال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے
بیٹھ بیٹھ گئے دونون مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر افسران فوج گھوڑے دوڑا دوڑا کر قریب
آ گئے تماشائی زور کشمکش دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش ہین جب ایرج نوجوان صلصال کے
بازو پکڑکر دوڑا لیجاتا ہے اور جھٹکا مارتا ہے دونون گھٹنے زمین سے ملجاتے ہین مگر جو چاہے کہ اٹھا لے ممکن نہین
بلکہ جتنا ایرج دوڑا لیجاتے ہین اتنا ہی صلصال بھی دوڑا لیجاتا ہے ایرج کو سنبھلنا دشوار ہوجاتا ہے یہ
حال دیکھکر سب متحیر ہین کہ کیا قوت بھی اسکی بڑھ گئی ہے لیکن نظر شالور شیر دل کی ہیکل پر پڑی سامنے ایرج
کے آکر اشارہ کیا کہ ای شہریار ہیکل گلے سے کھینچ لیجے ایرج سمجھ گیا کہ یہ کچھ فقط اسی ہیکل کا معلوم ہوتا ہے
بس اُسی وقت ہیکل پکڑکر جو جھٹکا مارا ڈورا ہیکل کا ٹوٹ گیا ایرج نے ہیکل تو جلد پھینکدی اور کمربند
کا بند پکڑکر اب جو جھٹکا مارا اسن سے اُٹھا لیا مگر ساتھ ہی بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے صلصال اور
ہیکل کو لیے ہوے بالا ہوا روانہ ہوگئی ایرج دیکھ کر رہگیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے لیکن اس علالت مین جو آج ان سب نے میدان جنگ مین آنے کی زحمت کی شب کو پھر سب
سردار مع امیر ثانی نامدار تپ شدید مین مبتلا ہوگئے بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین لاجورد شاہ
نے تو آج طبل جنگ نہین بجوایا ہے تو بانتظار صلصال بیٹھا ہے لیکن عوق بن بردج نے غسل صحت کیا اور
عنق کھانی اسکا بھی اچھا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا تو نہال شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجایئے اگرچہ خداوند مخلل
سرسبد نے توکل ہے ان خداپرستون کا کام تمام کردینگے اسی وقت نہال شاہ نے طبل جنگ بجوا دیا نقارہ
رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین
حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ کیا کرین کیا کرین مجبور و ناچار تکیہ
اعانت پروردگار پہ کرکے ارشاد کیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دستیاب ہیں ربانی طبل جنگی بجے شیدوفت

نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑی تیاری جنگ ہونے لگی

لیکن اب دو کلمے داستان صلصال کے بیان ہوتے ہین

کہ اسکو جو بجلی لیکر اُڑا ایک کوہ پر لاکر اُتارا آنکھ کھلی سامنے شمامہ جادو کو دیکھا کہا اور ضعف مین وادی مان آپ
بہت خیال ہمارا رکھتی ہین اگر اسوقت مین خبر نہ لیتین تو ایرج نے کام ہمارا تمام کر دیا ہوتا ہیکل جسنے کھینچ لی تھی

لی تھی شمامہ جادو نے کہا کہ بیوقوف ایسی چیز کو کوئی اس طرح پہنتا ہے کہ دشمن دیکھے زنجیر فولادی مین یہ ہیکل گندھوا کر پہن اور اوپر سے اسکے زرہ چار آئنہ وغیرہ لگالے کہ ہاتھ دشمن کا نہ پہونچ سکے صاصال نے کہا اب ایسا ہی ہوگا شمامہ جادو نے کہا کہ بہت دن ہوے کہ تو نے وصل سے دل میرا شاد نہین کیا ہے لہذا تین چار روز میرے پاس رہ بعد اسکے چلا جانا اور یہ دو ایک روز تجھ پر سخت بھی ہین اگر جائیگا تو پھر کسی نہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیگا یہ کہکر صاصال کو ہمراہ لیے ہوے چاہ بابل پر آئی اپنے مکان لائی صحبت عیش آراستہ کی جام شراب ناب گردش مین آیا شب کو شمامہ جادو نے صاصال سے منہ کالا کروایا اور بعد تین چار روز کے کچھ لوگ ساتھ کرکے طرف بیابان جنگ شتاشت کے روانہ کردیا اب دیکھنا چاہیے کہ کسوقت پہنچتا ہے

لیکن پھر داستان جنگ عوق بن برج با لشکر اسلام بیان کی جاتی ہے

کہ طبل جنگ بج رہا ہے یہانتک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخسار شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لوگ انگڑائیاں لے لیکر اپنے اپنے بستر خواب سے اٹھے اہل اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا کفار سنکھ پھونکتے ہوے ڈھول بجاتے ہوے بت پرستی کے رسوم ادا کرکے میدان جنگ مین آئے صف بندیان ہونے لگین ایک طرف لاچور شاہ مع سرداران ذیجاہ و سپاہ میدان جنگگاہ مین صف آرا ہے ایک سمت نونہال شاہ مع لشکر بسیار و فوج جرار معرکہ آرا ہے بتر دیو عوق و عنق ایسے سردار ساتھ ہین کہ جنکے سر آسمان سے ملے ہوئے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو بغل مین داب کرکے کھا گئے ہین اس طرف صرف بادشاہ اسلام تخت پر ہین اور کوئی سردار گرد و پیش نہین ہے ہان فوج تو بے انتہا ساتھ ہے مگر اس قابل کون ہے کہ عوق سے مقابلہ کرے یکایک عوق بن برج سامنے تخت نونہال شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی نونہال شاہ نے کہا جایا تجھے سپرد کیا خداوند زحل پرست کے عوق میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ آج تم سب کو مٹانے آیا ہون جسکو تمنا ہے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو اور جسے خوف جان ہو وہ چلا جائے اور اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ کہکر آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ بادشاہ اسلام نے تخت زمین پر رکھوا دیا مرکب طلب کیا آج سردارون کو اتنا ہوش بھی نہین ہے کہ میدان جنگ مین کیا ہو رہا ہے ادھر مخدرات عصمت مین یہ خبر پہنچی ہے کہ سب سردار مع امیر علیہ تار بیمار ہین اور دشمنون کی چڑھائی ہے آخر کو مجبور ہوکر بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ جاتے ہین عورتون مین حشر برپا ہے بالون کو کھولے صحن خانہ مین کھڑی دعا کر رہی ہین کہ اے بیکسان وای والی غریبان اے دادرس ہماری داد کو پہونچ وہان بادشاہ اسلام مرکب طلب کرکے چاہتے ہین کہ تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہون فوج مین تہلکہ پڑا ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران ہوے کہ کون آتا ہے کسکی کمک آتی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اتنی علم نشانہ اتنی ہزار سوار کا پیدا ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جسوقت علمہاے سبز و سرخ قریب آئے دیکھا کہ پھریرے پر علم کے تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم ہے ادھر عیارون نے خبر دی کہ عوق میدان مین کھڑا نعرے مار رہا ہے اور لشکر اسلام مین کسی سردار کو اتنا ہوش نہین کہ کچھ سن سکے یا کہہ سکے بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ لندھور نے فیل اپنا بڑھایا یہ فیل ہمت مبارک نہین ہے بلکہ کوئی دوسرا

فیل ہر کیونکہ جیسے لندھور امیر سے رخصت ہو کر ہندوستان میں تشریف لیگئے فیل ہون مبارک پر
سوار ہونا چھوڑ دیا۔ ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران عالیشان تشریف لاتے بادشاہ برائے استقبال کسکو روانہ کرتے صرف شاہان ہفت کشور پیشوائی
کو گئے اور امیر کو لیکر خدمت بادشاہ میں آئے لیکن لندھور پہلے ہی ارادہ میدان کا کر چکے تھے سامنے
عوق کے آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے کہا کہ واقع میں ہاتھ پاؤن تیرے ان سب سے
زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر تو اپنا حوصلہ نکال لے لندھور نے کہا کہ نہیں جانتا کہ یہ دستور اہل اسلام
کا نہیں ہے ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے ہیں عوق نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے بھی تیری اجل یہانتک کھینچ کر
لائی تیری تقدیر میں مرنا ہے کے ساتھ بد انتہا یہ کہکر چوبدست اٹھائی اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہہ
کر وار کیا لندھور نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اور قد و قامت کو
عوق کے خیال کیا جی میں کہا کہ خدا بچائے لندھور کو مگر ضرب چوب جو گرز پر پڑی ہے تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا فیل لندھور کا مارا گیا لندھور نے چوب
روک تو لی مگر دھمک سینہ پر پہونچی اور لندھور بیہوش ہو گئے ہاتھ کا نیچے چوبدست گرز سے پھسل کر کولے
پر آئی کولہ لندھور کا شکستہ ہو گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دوست کی اپنے خبر لو دیکھو تو کیا حال ہوا
لندھور کا ادھر عوق نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم عمرو روانہ ہوے اور گرد کے چرخ مار کر اندر گرد
کے در آئے پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا لندھور کو بیہوش پایا عمرو نے اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ عوق چوب
پکڑ کر جھپٹا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا عوق بھاگا عمرو نے لندھور کو اٹھایا لیکن عمرو بن حمزہ یونانی
نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ اب مجھے بھی اجازت ہو بادشاہ اسلام نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہر وہی فتحیاب
کرے عمرو بن حمزہ مرکب کو جھمکا کر میدان میں آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے جھپٹ کر
چوب ماری عمرو بن حمزہ نے برابر پہونچکر دستۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ عوق بن برفوج
آگے کو جھکا عمرو بن حمزہ نے ایک ایسا پیچ کیا کہ عوق زمین پر گرا بس کود کر چھاتی پر سر گردن سے
کھینچ لیا ہر طرف سے صدائے مرحبا بلند ہوئی سلیمان اعظم کو اسوقت کسی قدرت نے مہلت دی تھی
کہ یہ بھی میدان میں کھڑے تھے جسوقت دیکھا انھون نے کس جرأت کے ساتھ عمرو بن حمزہ نے
عوق کی چوبدست ہاتھون پر روکی اور جست کر کے دھڑ سے سر کھینچ لیا جوش محبت میں دوڑ پڑے لیکن
قریب ہو چکر جو دیکھا عمرو بن حمزہ کو خون کی قے آئی اور سر سینہ پر عوق کے رکھدیا سلیمان اعظم سر پیٹنے
لگے لیکن عشق نے جو دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا چوبدست پکڑ کر دوڑا کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کر دون
بلکہ قریب پہونچکر چوبدست اٹھائی کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کرون کہ سلیمان اعظم قریب کھڑے تھے جھپٹ
کر تلوار ماری کہ عشق کے دو ٹکڑے ہوے لاش جو گری یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کھٹ پڑا لیکن حال
عمرو بن حمزہ کا غیر ہو گیا یہ حال دیکھ کر امیر دوڑ پڑے آکر عمرو بن حمزہ کو اٹھایا دیکھا کہ رمقے جان
باقی ہے کر روتے ہوے میدان سے پھرے ادھر نوبہال شاہ جرأت عمرو بن حمزہ پر وجد کرتا تھا
یہان تک کہ مع فوج مسلمان ہوا اور آکر شریک اسلام ہوا لیکن عمرو بن حمزہ کے ہاتھون پر جو آتی
بڑی چوبدست روکی گردے سے چپٹ گئے ہی ایسے بہادر تھے کہ آتی عالم میں عوق کا زور توڑ گرا گئے

لیگئے لشکر تک آتے آتے روح جسم سے مفارقت کر گئی امیر نے گریبان چاک کیا بالون پر خاک ڈالی
تمام سردار سر پیٹنے لگے ایک کہرام برپا ہوا اسپہر کا وقت تھا امیر ثانی کو کسی قدر تخفیف ہوئی تھی تپ
کی شدت کم ہوئی تھی ہوش آیا تھا حال جنگ پوچھ رہے تھے کہ یکایک انتقال عمرو بن حمزہ کی خبر پہونچی
حمزہ ثانی بھی سر پیٹنے لگے گریبان چاک کیا اور کہنے لگے کہ واللہ اگر زور صاحبقرانی تھا تو بڑے بھائی
صاحب مین تھا لائق صاحبقرانی وہی تھے اگر وہ دعوی کرتے تو میری مجال نہ تھی کہ مین صاحبقران
ہو سکتا اسی طرح ہر سردار کے خیمے مین خبر پہونچی سب نے حال اپنا غیر کیا خبر ناموس صاحبقران مین
پہونچی ملکہ گردیہ بانو نے بال سر کے کھول دئیے ہائے فرزند ہائے فرزند کہتی ہوئی قریب تھا کہ خیمے سے
نکل پڑین رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی کہتی تھین کہ میرے نزدیک آج علمشاہ نے دنیا سے
رحلت کی مخدرات عالیہ مین ایک کہرام برپا تھا سب سر پیٹ رہے تھے ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا لاش
عمرو بن حمزہ کی لیے ہوے امیر داخل ناموس ہوے گرد لاش کے مان بہنون کا مجمع ہوا سب سر پیٹ
رہی ہین انجام کار امیر نے دیکھا اور ایک آدھ ہلاک ہوا چاہتا ہے لاش اٹھالی سب سے
رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو اسی وقت طرف خانۂ کعبہ کے روانہ ہوے اور آ کر پائنتی ملکہ گلشن آرا بانو
اور عمرو بن حمزہ کے انکو دفن کیا ہر وقت صاحبقران کو سوا رونے کے دوسرا کام نہ تھا فرماتے
تھے کہ اے فرزند ہم جانتے تھے کہ بعد ہمارے تم اپنے چھوٹے بھائی امیر ثانی کے نگران حال رہوگے
اور خوردون کی سرپرستی کروگے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہم سے پہلے کوچ کر کے طرف ملک بقا کے چلے جاؤگے
اب امیر کو ماتم عمرو بن حمزہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان بعد جانے لاش عمرو بن حمزۂ یونانی
کے چالیس روز تک ماتم برپا رہا تمام سردار مع صاحبقران سیہ پوش رہے صف ماتم بچھی رہی ہنوز
چہلم بھی نہوئے پایا تھا کہ لاجوردشاہ ملعون نے یہ صلاح کی کہ اسوقت خداپرست دل شکستہ ہو رہے ہین
اس سے بہتر وقت نہ ہاتھ آئے گا اور جسکا خوف تھا یعنی امیر وہ خانۂ کعبہ کو چلے گئے اسی وقت حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ
اسلام کے آئے بعد دعا وثنا سے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ پھر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے اب
امیر ثانی مع جملہ سردارون کے مرض سے صحت حاصل کر چکے ہین مگر ہنوز پرہیز ہی علاج ہوتے جاتا ہے
غسل صحت کی نوبت نہین آئی دوسرے غم مین عمرو بن حمزہ کے دل شکستہ ہو رہے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنکر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیدیا کہ ہمارے یہان بھی بقوت خالق توانا طبل جنگ بجے نقارخانۂ سلیمانی آواز
مین آیا تیاری جنگ و جدل ہونے لگی جوانان آزمودہ کار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان
پہ لگاتا تھا کوئی برچھی کی انی کو آبدار کرتا تھا کوئی تیرون کی کجی دور کرتا تھا کہ نشانہ پر خطا نہ کرین کوئی
چلہ کمان کو درست و چست کر رہا تھا یہی عالم تا بہ صبح رہا جسوقت آثار سحر نمودار ہوے ظلمت شب
دور ہوئی غازیان لشکر اسلام عبادت رب انام سے فراغت حاصل کر کے میدان کارزار مین آئے
صف آرا ہوے ادھر لشکر کفار سے لوگ جوق جوق گروہ گروہ حربگاہ مین آ کر صف آرا ہوے جسوقت
نقیب نہیب دیکر نکل گئے آج پھر ششنگا وہ آہن کلاہ لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
خوب سلحشوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہوگیا ٹھہر کر ایک مقام پہ نیزے کو زمین

ہرگاڑ کر نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو وہ نکلے ہمارے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ قمہور دیو پیر درہ
مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اتر کر اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار
کیا قمہور پا رو گر مرکب پر بیٹھکر و عمدہ گاہ مصاف میں سامنے شنگاوہ کے آئے شنگاوہ نے نیزہ مارا
قمہور نے نیزے کو نیزے سے پھیرلیا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی انتی یا چالیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ناگاہ تمام
پر قمہور دیو پیرور نے خنجر کو خنجر پیر مارا اور نیزہ شنگاوہ کو مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا
نیزہ شنگاوہ کے ہاتھ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے بلند ہوا شنگاوہ نے غصہ میں آکر تلوار ماری قمہور
نے مرکب کو آگے بڑھا کر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالدوں کہ قضا سے کا رنگ پڑ سے نے سکندری کہائی
تیغہ شنگاوہ کا سر قمہور پر بیٹھا تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو
سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی شنگاوہ نے نعرہ کیا کہ بھیجو کسی اور کو لوگ آکر قمہور دیو پیرور
کو لے گئے شنگاوہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا دوسرے روز طبل بجوا کر پھر میدان میں آیا
مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب آسمان سے آواز نقارے کی آئی سب
دیکھنے لگے کہ یہ کیا اسرار ہے کہ دیکھا ایک مرد کریہ منظر ایک عقاب پر سوار آگے نقارہ رکھا ہوا بجاتا چلا آتا ہے
اور کہتا ہے کہ باش اے گروہ خدا پرستان وای فرقہ لاجورد پرستان خبردار و آگاہ ہو کہ حکم خداوند تمثال
آئینہ رو کا ہے کہ اس بیابان ظاہر کو کہ جسے ہمنے واسطے میدان حشر بنانے کے پیدا کیا تھا تم لوگون
نے یہان بھی آکر کشت و خون کر کے اس وادی کو بھی خراب کر دیا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ خیر آجتک جو ہوا ہو
ہوا مگر اب اپنے ارادے سے باز آؤ اس میدان سے چلے جاؤ بلکہ خداوند نے کوہ سیمیا پر سیلہ
قرار دیا ہے کہ جو آج کے ستر ہوین روز ہوگا آکر میلے میں شریک ہو اور پہچانو اپنے خداوند کو کہ آجتک تمھین
نہین معلوم تھا کہ خداوند ہمارا کون ہے تم سب بچکے ہو اور اگر خلاف اسکے کر و گے تو سزا سے معقول
پاؤگے یہ نقارہ نواز تو نقارہ پیٹ کر چلا گیا خدا پرستون میں چرچا اس بات کا ہوا کہ دیکھا چاہیے یہ
کون گبر ہے جسنے دعوی خدائی کا کیا ہے لیکن لاجورد پرست کچھ دل مین ڈرے اور آکر لاجورد شاہ
سے پوچھا کہ کیا یہ خداوند کی ہے لاجورد شاہ نے کہا تمھین جو حکم ہم دین اسکے موافق عمل مین لاؤ
جنگ سے نہ باز آؤ تمثال آئینہ رو کیا گیدی ہے جس وقت سامنا ہوگا تو سارا ہی خداوندی بھلا دونگا دیکھا
کہ ایک ہی تو تقدیر ایسی کرونگا کہ برسون اپنی قسمت کو رو یگا بعضون نے تو سجدے کیے کہ واقع مین تو ایسا ہی
خداوند ہے اور بعضون نے دل مین کہا کہ جسوقت دونون خداوند لڑین جو غالب آئے وہی خداوند ٹھیک
ہے الحاصل کسی نے کچھ سماعت نہ کی یہانتک کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے پھر نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان
و اے فرقہ مسلمانان ہے کوئی تم مین ایسا جو نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے یہ سنتا تھا کہ جانب دست
راست سے داراب کشور کشا نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی فرمایا جاؤ تم کو سپرد پروردگار کیا داراب سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے شنگاوہ
کے آئے شنگاوہ نے تلوار ماری داراب نے بھی وہی حرکت کی کہ جو قمہور نے کی تھی حسب اتفاق
انکے مرکب نے بھی سکندری کھائی یہ بھی ہاتھ سے شنگاوہ کے زخمی ہوے شنگاوہ نے پھر مبارز
طلب کیا اب کی مرتبہ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے پیادہ ہو کر

اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ امانت الٰہی مین دیا بدیع الملک بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے شنگاوہ
کے آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے نکالدیا شنگاوہ
نے غصے مین آکر تلوار ماری بدیع الملک نے تبند دست پکڑکر جھٹکا مارا زور ہونے لگے شنگاوہ نے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے بدیع الملک و شنگاوہ
گھوڑون سے کودکر مصروف تلاش ہوے لشکری تماشا دیکھنے کی غرض سے آگے بڑھ آئے یہانتک کہ
شام ہوگئی اور معاملہ یکسو نہوا اب ہر دو جانب سے روشنی آگئی ایک ایک کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا پھر
زور ہونے لگے دودھ پسینے کے رستے دم بھر مین نکلگیا سردارون کے لیے چھولداریان کھڑی ہوگئین
دنگل گرد و پیش بچھ گئے سب تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ادھر تو بدیع الملک صاحبقران وقت ہین ادھر
شنگاوہ آہن کلاہ بھی بارگاہ لاجورد شاہ مین ایک ہی پہلوان ہے یہ کب دبتا ہے اگر بدیع الملک
اسے پکڑ لاتے ہین تو فوراً تڑپ کر نکل جاتا ہے اور یہ بھی بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہے بدیع الملک بھی معاً
نکلجاتے ہین دم بھر نیچے نہین ٹھہرتے کہانتک بیان کیا جائے کہ رات تمام ہوگئی دن ہوا پھر دیکھا تو دونون اسی طرح لڑ
رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی زور شروع ہوا ہے وہ دن بھی تمام ہوا رات ہوگئی وہ رات بھی تمام ہوکر دن ہوا
زور ہو رہے ہین اب تیسرا روز ہے لوگون کی جاگتے جاگتے آنکھین سوج گئی ہین شنگاوہ کی یہ کیفیت ہے کہ زور
کرتے کرتے آنکھین بند کرلیتا ہے لڑکھڑانے لگتا ہے بدیع الملک کہتے ہین اے پہلوان یہ خوابگاہ نہین ہے بلکہ جنگگاہ
ہے ہوشیار ہوکر زور کر انجام کار کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے بدیع الملک سے کہا کہ یہ زور
آخر ہے ہوشیار رہنا بدیع الملک نے کہا ہم ہوشیار ہین تو زور کر شنگاوہ نے دونون بازو بدیع الملک
کے پکڑکر سر سینہ سے ملاکر جو زور کیا تو قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا مگر
زنجیر کا بند پکڑکر چاہا کہ لنگر توڑکر زمین سے اٹھاؤن ممکن نہوا بدیع الملک نے کہا اے شنگاوہ مین بھی زور آخر
کرتا ہون اگر اس زور مین مین نے تجھے نہ اٹھالیا تو بغیر زیر ہوے نہ سمجھونگا کہ تو مجھپر غالب ہوا یہ کہکر دونون
بازو شنگاوہ کے پکڑکر سر سینے سے ملاکر جو بدیع الملک نے زور کیا تیرہ قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا
دونون گھٹنے زمین سے لگگئے بس وہین سے کمر زنجیر کا بند پکڑکر اب جو جھٹکا مارا سر سے اٹھالیا اور آواز دی کہ
کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین شنگاوہ نے کہا بیشک دین آپکا برحق ہے یہ عجب خداوند ہے کہ سامنے دیکھو ہم
کہ بندہ ہمارا اسیر ہوا جاتا ہے ہماری راہ پر لڑ رہا ہے اور پھر اسکے لیے کچھ نہین ہو سکتا لہذا یہ ہرگز خداوند نہین ہے
جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہے بدیع الملک نے شنگاوہ کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا
کہ اے شنگاوہ جاؤ اپنے لشکر سمیت آنا شنگاوہ نے عرض کی کہ اگر مین گریز کر جاؤن بدیع الملک نے
کہا آپ بدنام و رسوا ہو گئے شنگاوہ سلام کرکے رخصت ہوا اور آکر اپنے لشکر کو فوج لاجورد شاہ سے علیحدہ
کرکے صبح کو خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوا جسوقت آمد شنگاوہ کی خبر بادشاہ نے سنی چند سردارون کو
برائے استقبال روانہ کیا شنگاوہ کو عزت سے بٹھایا امیر ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا شنگاوہ مع لشکر از سر
صدق مسلمان ہوا اور اطاعت بدیع الملک کی اختیار کی لیکن لاجورد شاہ کو شریک ہوجانے شنگاوہ
کا بہت بڑا ملال ہوا اور یہ کہکر میدان سے پھر گیا تھا کہ کل نقارۂ قہر بجواؤنگا اور اپنی بارگاہ مین جاکر جلسہ
کیا از دو پہر سے ایک تعویذ کھولکر آگ کو دکھایا اسیوقت ایک دیو سامنے حاضر ہوا اس نے کہا کہ جاکر ملکہ سرکا لاجاؤ

سے کہنا کہ خوب آپ نے خبر ہماری لی اب اگر آپکو کچھ محبت اپنے فرزند کی ہے تو براے مدد آج ہی پہونچیے ورنہ میری
شان خداوندی میں فرق آیا چاہتا ہے دیو اُسیوقت روانہ ہوا اور جاکر پیرکالہ جادو سے بیان کیا پیرکالہ جادو
اُسیوقت روانہ ہوئی اور پوشیدہ آکر بالاے کوہ اُتری اور بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اُسی کے خون سے شہائی چوکہ دیکر
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا تیار کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی سہرسون کے اُسپر مارنا شروع کیے کہ یکایک
اُس پتلے کو جنبش ہوئی اور اُسنے قد وشکل انسان کے پیدا کیا اور اُٹھ بیٹھا پیرکالہ جادو سے کہا کیا حکم ہوتا
ہے پیرکالہ جادو نے کہا کہ صبح کو تو میدان جنگ میں منم قہر خداوند کا نعرہ کرکے جانا اور جو تجھ سے
مقابلہ کرے اسے گرفتار کرکے لشکر لاجورد شاہ کے سپرد کرنا اور ایک مرکب سحر سے اس پتلے کو پیرکالہ
جادو نے تیار کر دیا یہاں لشکر اسلام ولشکر کفار میں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا و نور نور سحر
ہر طرف ہوا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام وسرداران ذوی الاکرام میدان انتقام میں تشریف لاکر صف آرا
ہوے اُدھر لاجورد شاہ مع سپاہ وعدہ گاہ مصاف میں صف آرا ہوا اہل اسلام انتظار میں ہیں کہ دیکھیے برا
مقابلہ کون نکلتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے تق گرد خفیف بلند ہوا جیسے کہ ایک سوار کی آمد ہوتی ہے یکایک قریب
آکر وہ بگولہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا اُسنے کہ منم قہر خداوند لاجورد
شاہ اے گروہ خداپرستان جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سنتا تھا کہ لشکر اسلام
سے عدیل بن عادی اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی فرمایا جا سپرد
پروردگار کیا عدیل سلام کرکے میدان میں آئے اور نعرہ کیا کہ دیکھوں تو کہ تو کیسا قہر خداوند ہے وہ سوار
ہنسا اور کہا تو کیا تیرے مقابلے کو آیا ہے امیر سے کہہ کہ وہ آئیں تو بیشک لطف بھی ہے عدیل نے کہا کیا جھک
مارتا ہے پتلے نے تلوار ماری عدیل نے سپر پہ وار اُسکا رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ عدیل اوندھے منھ قریب تھا مرکب پر جا رہے پس اُس سوار نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
عدیل کو خانہ زین سے اُٹھا کر بالاے زمین پھینکا اور کود کر توسن سے مشکیں باندھ کر لشکر لاجورد شاہ کی طرف
لے گیا لوگ آئے سوار نے عدیل کو سپرد کیا اور مرکب پہ بیٹھ کر پھر نعرہ کیا امیر ثانی وغیرہ سب متحیر تھے کہ ایک
حقیر سا آدمی اتنے بڑے پہلوان زبردست کو کہ یکایک امیر بھی زیر نہیں کر سکتے یوں اُٹھا لیا جیسے کوئی درخت
سے پتا توڑ لیتا ہے یہ کون شخص ہے لیکن اب جو اُسنے نعرہ کیا تو معروف بن اسد بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان میں آیا بعد گفتگو سے بسیار کئی تلوارین ماریں لیکن سوار پر کچھ اثر نہوا آخرکار بند دست پکڑ کر
سوار نے معروف بن اسد کو بھی باندھ لیا یہانتک کہ شام تک میں دس بارہ سردار لشکر اسلام کے اسنے گرفتار
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ منم خداوند منم خداوند کے نعرے کرتا ہوا
اُلٹی سیدھی تقدیرین بگھارتا ہوا بالاے قیطول آیا سرداران لشکر امیر کو اسیر غل وزنجیر کرکے زندانخانہ
میں بھیجدیا یہاں امیر باتوقیر نہایت پریشان کمال اُداس کہ عجیب عجیب طرح کی بلاؤن کا سامنا ہوتا ہے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور فرمارہے تھے کہ کوئی خبر لائے کہ یہ سوار کہاں رہتا ہے اور کون ہے یہ اسرار سمجھ میں نہیں
آتا کہ اکیلا صحرا سے آتا ہے اسکے ساتھ کچھ فوج بھی ہے یا نہیں ہنوز یہی ذکر تھا کہ نقارہ بجنے کی خبر ہوئی یہان بھی
طبل جنگ بیدرنگ بجا عیار براے تفحص روانہ ہوے صبح کو پلٹ آئے پتہ نہ لگا امیر کشورگیر نے فرمایا کہ اے
عمرو ثانی آج جس وقت میدان داری کرکے یہ سوار جانے لگے اسوقت اسکے عقب میں جانا عمرو ثانی نے کہا

کہ وہ اگر مجھے دیکھ کر پکڑ لے امیر نے فرمایا او مکار تجھے بھی کوئی گرفتار کر سکتا ہے ایسی مکاری کی باتیں نکر دیکھ تو
یہ کیسا ظلم ہو رہا ہے کہ کون کون سے سردار کس طرح اپنے اسیر کیے ہیں عمرو ثانی نے کہا انشاء اللہ بر وقت دیکھا
جائیگا یہاں طبل بجتے بجتے پھر صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب نے پکر چلے شروع کئے کہ دیکھا جانب صحرا سے پھر گرد اڑی اور وہی سوار پیدا ہوا میدان میں آکر بھر بہ تم قہر
خداوند لاجورد شاہ کا نعرہ کر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان اب بھی اطاعت خداوند اختیار کرو ورنہ
سب کو اسیطرح گرفتار کر لیجاونگا آخر میں سب اسطرح سے قتل کیے جاؤ گے کہ امیان دریا اور عرفان ہوا تمہارے
حال پہ گریہ وزاری کرینگے روگردانی اپنے خداوند سے اچھی بات نہیں یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ طرطوس بہادر بیٹے
جمہور جہانسوز تیغ زن بہادر مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار کیا جمہور سلام کر کے سامنے اس سوار کے آئے اور نعرہ کیا کہ کیا
بیہودہ بکتا ہے لاضرب بہادری کی سوار نے نیزہ مارا جمہور نے نیزہ اسکا نیزہ سے قلم کیا سوار کو نہایت
غصہ آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری جمہور نے تیغہ اسکا سپر پر روکا اور ہاتھ تیغ کا مارا سوار نے بند دست
پکڑ لیا بار ور ہونے لگے مرکب لنگر دن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں کو پڑے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ تا شام
کشتی رہی قریب شام سوار نے لنگ جمہور کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا او مشکیں باندھ کر فوج لاجورد
شاہ کے سپرد کیا اور آپ گھوڑا اڑا کر جانب صحرا روانہ ہو گیا ساتھ ہی اسکے عمرو ثانی بھی گلیم عیاری اوڑھ
کر روانہ ہوئے یہاں شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان جنگ سے پھر کر اپنی اپنی فرودگاہ پر
آئے امیر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے نہایت حیرت میں تھے کہ شاہزادہ طرطوس سا پہلوان زبردست
اور یوں گرفتار ہو جائے یہ اسرار کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہے یہاں سب دستور طبل جنگ بجا لیکن حال
عمرو ثانی کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ جو عقب میں اُس سوار کے روانہ ہوئے تھے آگے آگے سوار چلا جاتا ہے
پیچھے پیچھے اُس کے عمرو ثانی جاتے ہیں یہانتک کہ وہ سوار آتے آتے بالاے کوہ پہونچا دیکھا عمرو ثانی
نے کہ ایک بلا سے سیاہ پہنے ایک زن سیاہ فام بڑے بڑے بال چہرے پر پھیلائے داغ ایک
مونڈھا کٹا ہوا بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہے جیسے ہی یہ سوار سامنے آیا کہا کیا آج تو نے اسنے بیان کیا کہ میں نے
جمہور جہانسوز تیغ زن کو گرفتار کیا اس عورت نے پوچھا اس کہاں ہے یہ سنتا تھا کہ اسے نہایت طیش آیا
اور کہا کہ مردے میدان جنگ میں کھیلنے جاتا ہے یا مقابلہ کرنے اگر ایک ایک دن میں ایک ایک کو گرفتار کریگا
تو پانچ ہزار پانسو پچیس سرداران لشکر اسلام کتنے دنوں میں گرفتار ہونگے خبردار خبردار کل ایسا ہو سوار نے کہا
اے ملکہ وہ شخص نہایت زبردست تھا کشتی میں عرصہ ہو گیا ملکہ نے کہا کہ آ میں قوت تیری بڑھا دوں یہ کہکر کچھ
اسم سحر دم کر کے بایاں انگوٹھا اپنا چاک کیا اور خون حلق میں سوار کے ٹپکا دیا اور کہا خبردار کل دس سرداروں
سے کم نہ اسیر کرنا ورنہ جلا کر خاک کردونگی سوار نے عرض کی کہ بہت خوب اور سامنے گھوڑے سے اتر کر بیٹھ
گیا عمرو ثانی نے یہ ماجرا دیکھ کر ارادہ کیا کہ جلد امیر ثانی سے بیان کروں پھر خیال کیا کہ اب بغیر مارے
اسکے یہاں سے جانا بیکار ہے یہ خیال کر کے صورت اپنی ایک لڑکے کی بنائی اور زیر کوہ اُترا چلا چلا کر رونا
شروع کیا آواز رونے کی جو ساحرہ کا لہ جادو کے کان میں آئی دل ہل گیا پھر سے نیچے اُتر کے دیکھا
کہ ایک بچہ کوئی گیارہ برس کا آستین سے آنسو پوچھتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے اسنے آواز دی کہ ارے لڑکے

تو کون ہی اور کیوں روتا ہی لڑکے نے کہا کہ ہم اپنے ابا کو یاد کرکے روتے ہین پہر کالہ جادو نے پوچھا باپ
تیرا کیا ہوا کہا مجھے یہین بٹھلا کر آپ اسی صحرا مین پانی لینے کو گئے تھے کھانا میرے پاس رکھ گئے تھے شام
ابھی تک نہین آئے پوچھا تو رہنے والا کہان کا ہی اسنے بیان کیا کہ مین لشکر شنگاوہ آہن کلاہ مین تھا باپ
میرا کھانا پکانے مین نوکر تھا شنگاوہ مسلمان ہوگیا باپ نے میرے اپنے مذہب قدیم کو نہ ترک کیا نوکری چھوڑ دی
اپنے گھر جاتے تھے شام ہوگئی یہان زیر کوہ قیام کیا پہر کالہ جادو نے کہا کہ اچھا لاے کو تو چل میرے پاس
رہ شب صبح کو تیرا باپ آجائیگا اسوقت تجھے اسکے ساتھ کرکے روانہ کردینگے لڑکے نے کہا بہت خوب اور
پہر کالہ جادو کے ساتھ ہوا پہر کالہ جادو نے دیکھا کہ لڑکا نہایت حسین ہی گوشوارے کانون مین پڑے ہوے
غضب کا حسن دے رہے ہین قیامت کی آب و تاب دکھا رہے ہین جی مین کہا کہ خداوند سامری و جمشید نے
معشوق تیرے واسطے اپنی قدرت سے یہان بھیج دیا ورنہ یہ صحرا کہان اور یہ لڑکا کہان اپنے بستر پر لائی پاس
بٹھایا لڑکے کی روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی تھی پہر کالہ جادو نے بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگر باپ
تمھارا نہ آئیگا تو تم ہمارے پاس رہنا اسنے کہا جی مین یہی چاہتا بھی تھا اچھا ہوا باپ ہوا تو کیا نہوا تو کیا
کہ اس صحراے ہولناک مین مجھے تنہا چھوڑکر چلا گیا اگر مجھے کوئی درندہ آکر پھاڑ کھاتا تو کیا ہوتا پہر کالہ
نے کہا سچ ہی تم ہمارے پاس رہو لڑکے نے کہا مجھے بھوک لگی ہی کھانا تو میرے پاس ہی مگر پانی نہین ہی
پہر کالہ جادو نے کہا کہ پانی ہم سے لو اور پانی گھڑے سے انڈیل کر دیا لڑکے نے دسترخوان کھولا اور کہا
ملکہ آپئے نوش فرمائیے پہر کالہ جادو نے کہا جانی تم کھاؤ لڑکے نے کہا جانی کسکو کہتے ہین پہر کالہ ہنسی اور
کہا بڑا تو نادان ہی جانی اولاد کو اور معشوق کو بھی کہتے ہین لڑکے نے کہا تو مین آپکا کون ہون پہر کالہ جادو
نے کہا تم ہمارے معشوق ہو لڑکے نے کہا معشوق کسے کہتے ہین پہر کالہ نے کہا سوتے وقت بتا دینگے کہ وہ کسے
کہتے ہین لڑکا خاموش ہو رہا پہر کالہ جادو دل مین کہتی ہی کہ کیسا بھولا لڑکا ہی کہ کچھ سمجھتا ہی نہین آجکل
کے لڑکے تو پیدا ہوتے ہی ادھر ادھر کی باتین کرنے لگے اور سب کچھ انسے پوچھ لیجیے تو بتا دینگے لیکن لڑکے
نے کہا کہ آپ بھی نوش کیجیے پہر کالہ نے کہا کہ اچھا اور اپنا کھانا ماش کی کھچڑی نکالکر بیٹھی لڑکے نے کہا ہمارے
ساتھ کھائیے پہر کالہ نے کہا یہ کھانا ہم نہین کھاتے ہین ہم لوگ وہ کھانا کھاتے ہین جسمین ماش کی شرکت
ہو لڑکے نے کہا باپ نے اس شخص کے آج دھوئی ماش کی دال نہایت عمدہ پکائی تھی آپ نوش تو کیجیے
یہ کہکر ایک تشتری دسترخوان سے نکالکر سامنے کی پہر کالہ جادو نے اسکے اصرار پر کچھ کھانا کھا لیا اور پانی
پیالیس پانی کا پینا تھا کہ اسے چکر سا آیا سر پکڑ لیا تڑاق سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا پہر کالہ
جادو دہم سے گری عمرو ثانی نے نعرہ کیا کہ آتش او مردانہ ہم عمرو ثانی جانستان رستم تراشندۂ کلہ زنان
و سر برندۂ جادوگران اور خنجر لیکر اسے ذبح کر ڈالا بس مرنا تھا اسکا کہ آندھی چلی خاک اڑنے لگی آتشباری
برفباری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا ادھر اس تیلے مین جو کہ روز میدان جنگ مین جاکر سرداران کو گرفتار
کیا کرتا تھا آگ لگ گئی خود بخود جل کر خاک ہوگیا بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین پہر کالہ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہی تو دیکھا عمرو نے کہ لاش اس
مردار کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر اسکا کاٹ لیا اور سر لیکر خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوے
یہان قریب ہی کہ دربار برخاست ہو ذکر ہو رہا ہی امیر ثانی فرما رہے ہین کہ میرا یار وفا شعار تعاقب

مین اُس سوار کے گیا ہوا ہی ابھی تک آیا نہین خدا جانے اُسپر کیا گذری مجھے نہایت تردد ہی کہ یکایک دروازہ
بارگاہ پر آواز زنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی آتے ہین فرمایا خواجہ کہان سے آتے ہو عرض کی
کہ حمزہ تیرے اقبال سے مارا مین نے پر کالہ جادو کو یہ سوار جو روز آکر مقابلہ کیا کرتا تھا انشاءاللہ
آج صبح کو نہ آئیگا یہ کہکر سر پر کالہ جادو کا آگے امیر کے ڈالدیا امیر نے اُسی وقت خلعت منگا کر عمرو
کو عنایت فرمایا اور دربار برخاست کردیا جاکر آرام گاہ مین سو رہے جسوقت صبح ہوئی پھر دونون لشکر معرکہ
آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین کفار منتظر ہین کہ گرد اُٹھیگی اور سوار آئیگا یہ نہین معلوم کہ رات کو موت
اُسپر سوار ہوگئی دشت عدم کی طرف باگ لی تا دیر منتظر رہے جسوقت کوئی نہ آیا لاجورد شاہ نے کہا یہ کیا ہے کہ
ہیں آواز دی کہ اے قہر خداوند نازل ہو کیون اسقدر دیر لگا رکھی ہی عمرو ثانی نے وہ سر میدان جنگ مین پھینکدیا
اور کہا کہ جو بڑی تیری حمایتی تھی یہ اُسکا سر ہے آج تیرا قہر تیری ہی جان پر ٹوٹے گا لاجورد شاہ نے سر
پر کالہ جادو کا پہچانا آواز دی کہ ارے غضب کیا اِن خدا پرستون نے کہ اُسے مارا جو قوت خداوندی تھی اور
زور خداوندی اسی کے دم سے تھا پر کالہ جادو اُس شخص کی مان تھی اور کبھی کبھی زوجہ کا کام بھی دے جاتی تھی
ارے مارلو انکو جانے نہ پائین یہ سنتا تھا کہ تمام کفار ایکہی باریورش کرکے لشکر اسلام کی طرف چلے یہ معلوم
ہوا کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہی ایکبار کئی ہزار تلوارین علم ہوگئین ادھر غازیان اسلام نے بھی تلوارین
کھینچین اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو ابر جھیلا آکر ملگئے ہیں برق شمشیر
کا کوندا چمکنے لگا بارش خون شروع ہو گئی سنگ اندازون نے بارش تگرگ کا لطف دکھا دیا ہر طرف دھما دھم
کی آوازین آرہی تھین سیکڑون کے سر پھٹے ہزارون کے ہاتھ ٹوٹے تیر اندازون نے تیرون کا مینھ برسایا
ہی تڑاکے کی صدا بلند ہی جب تیر چلتے ہین زمین پر سایہ ہو جاتا ہی نیزہ بازون مین الگ جنگ ہو رہی ہی
انیان کلیجون کے پار ہو رہی ہین تیغ زنون مین جدا جنگ ہی عرصہ حیات ہر شخص پر تنگ ہی صدائے تکبیر و زن
بلند ہی دم بدم ہی یکایک جانب بیابان سے ایک گرد بلند ہوا اور صلصال چالیس ہزار سوار سے ہو پہنچا دیکھا
کہ لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی یہ بھی نعرہ کرکے مسلمانون کو قتل کرنے لگا یہ بہت بڑی جنگ ہوئی ہی
کہ اگر حال اسکا مفصل لکھا جائے تو نہایت طول ہوگا الحاصل شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ
ہوے دونون طرف لاشین اُٹھانا دشوار تھین اسقدر لوگ مارے گئے تھے کہ تین روز تک جنگ موقوف
رہی برابر لاشین اُٹھا کین چوتھے روز لاجورد شاہ دربار مین بیٹھا ہوا خداوندی بگھار رہا ہی کہ جانب
آسمان سے ایک کبوتر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا آکر ہاتھ پر لاجورد شاہ کے
بیٹھا لاجورد شاہ نے نامہ گلے سے اُسکے کھولا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے لاجورد شاہ واضح خاطر اعظم ہوے
صلصال بن ذال بن دیو بن شمامہ جادو مین آپ لوگون سے اطلاع کرتا ہون کہ مین نے شہر
صندل کو کہ جسمین خدا پرستون کا چندروز سے قبضہ تھا پھر لے لیا ہی اور انتظام تازہ کیا ہی کچھ پہلوان بھی
مہیا کیے ہین اور ساحر تو بہت ہین اب یہ ملک نہایت مستحکم ہی مین نے سُنا ہی کہ آپ لوگ لشکر اسلام سے گرفتار ہے ہین
ہماری یہ رائے ہی کہ اب ہم اور آپ شریک ہوکر خدا پرستون سے مقابلہ ومجادلہ کرین کینہ دیرینہ دلون
سے نکالین اہل اسلام کو تہ تیغ تیز کرین کسی خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑین برائے نام بھی نشان انکا باقی نہ رکھین
بالکل صفحہ دنیا سے نام و نشان ان مسلمانون کا مانند حرف غلط کے مٹادین اور ممالک مقبوضہ متفرقہ اہل اسلام

کو مانند شہر صندل کے اپنے تصرف مین لائین زمین کو خار وخس اہل اسلام سے جلد تر پاک وصاف کردین
سیوف آبدار سے خون نجس وناپاک ان لوگون کا زمین پر گرائین اعضا کو انکے تیغون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرین سر مسلمانون کی تلوارون سے کاٹ کر نیزون پر بلند کرکے شہر بشہر مجھ پاس اسواسطے روانہ کرین کہ خلق
خاص وعام خائف وترسان ہون اور کوئی مسلمان ہونے کا اور شریک انکے ہونے کا ارادہ نہ کرے
لاشے انکے پامال ہم ایسا کرین کہ بخوبی توہین انکی ہو اور دل ہمارا شادمان ہو یہ وہ مسلمان ہین کہ انہون نے
اکثر خداوندون اور انکے تابعین کو انواع واقسام کے صدمے پہونچائے ہین اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے
مذاہب قدیم ان بدذاتون نے مٹائے ہین اب انکو اپنی جمعیت کثیر اور اپنی شجاعت پر از حد ناز ہوا اپنے آگے
کسی کی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین نہایت سرکشی وخود بینی پر کمر باندھی ہے ظلم وجفا مردمان غیر مذہب پر
روا رکھا ہے اپنے خدائے نادیدہ کی پرستش کو کہتے ہین جو انکے دام فریب مین آکے کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاتا
ہے وہ تو جانبر ہوتا ہے اور جو مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہے یہ لوگ اسکو قتل کرتے ہین ذرا بھی رحم نہین کرتے
ہین اور قتل کرنا مردمان غیر مذہب کا ثواب عظیم جانتے ہین جیسے ان ستمگارون نے جمعیت
وسرکشی کی ہے اُس زمانہ سے اتنک ہزارون بلکہ لاکھون مردمان غیر مذہب کو انہون نے تہ تیغ کیا ہے اکثر
چراغ خداوندون کی خدائی کے بجھائے ہین روز بروز اہل اسلام کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور مذاہب دیگر کو
ضعف ہوتا جاتا ہے اگر نظر غور سے دیکھیے تو بہت کم مردم مذاہب قدیم پر نظر آتے ہین ہر طرف مجمع اہل اسلام
ہی دکھائی دیتا ہے اگر چندے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے اور فکر مٹانے کی نہ کیجائے تو اچھا نہ ہوگا یہ گروہ
روز بروز ترقی پذیر ہوگا دین اسلام ربع مسکون مین جاری ہو جائیگا کوئی مذہب دنیا مین باقی نہ رہے گا
بس ایسے دشمنان جان وایمان کو مہلت نہ دینی چاہیے قبل اسکے کہ تمامی دنیا اسلام آباد ہو انھین کو نیست و
نابود کر دینا چاہیے عاقل وہ ہے کہ اپنے دشمن سے غافل نہ رہے ہر وقت اُسکے ہلاک کرنے کی تدبیر مین
مصروف رہے کبھی عدو کو ذلیل وخوار نہ جانے ڈرتا ہی رہے اور اُسکے دفع کرنے کی کوشش کرے بلکہ
حتی الامکان اُسے ہلاک ہی کر ڈالے تاکہ بیخوف وخطر وباطمینان خاطر زندگی اپنی بسر کرے ابھی ان
مسلمانون نے تمامی عالم اپنے قبضہ مین نہین کیا ہے اور دین اسلام کو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے
شمال تک نہین پھیلایا ہے اکثر مردم مذاہب سابقہ اطراف وجوانب مین پائے جاتے ہین از انجملہ ایک ہم ہین
کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ ایک روشن خداوند ہین مانتے ہین اور بدل صاف اُنکی پرستش کرتے ہین
دوسرے آپ خداوند لاجورد ہین آپ کی ذات سے لاجورد پرستی دنیا مین ہے اسی طرح بہت سے مذاہب
اور بھی ہین کہ انکے اظہار حال سے یہ نامہ طولانی ہو جائیگا اور ہم مطلب دلی کی تحریر سے قاصر ہو جائینگے اسوجہ
سے انکا ذکر ترک کیا جاتا ہے اور مدعاے دل لکھا جاتا ہے کہ آپ حضرت صحراے مثلث مین مسلمانون سے
مجادلہ ومقابلہ کرین کیونکہ وہ صحرا نہایت پاک وصاف ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اس صحرا کو برائے
مجمع خلائق خلق کیا ہے بے شائبہ نظر میدان حشر تصور کیا ہے ایک روز اسی صحرا مین اپنے تابعین
کو محشور کرینگے ہر ایک کے اعمال نیک وبد پر نظر کرینگے جو بوجہ اعمال بد کے لائق بخشش نہوگا اُسے داخل
جہنم کرینگے اور جو شخص نیک اعمال ہوگا اُسے داخل بہشت کرینگے لہذا ایسے بیابان والا ہر مین خونریزی نہ
کیجیے ہمارے خداوند کو ملال نہ دیجیے باہم دو خداوندون مین اگر فساد ہوگا نہین معلوم کہ انجام کیا ہو کون

خداوند غالب ہوا اور کون مغلوب ہو بظاہر ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو قوی ہیں وہی غالب ہونگے
ہر چند کہ آپ بھی خداوند لاجورد ہیں اور سخت تر ہیں تا لعین آپ کے آپ کو بجائے خود مثل جواہر گران
بہا سمجھے جاتے ہیں اور قدر منزلت بہت کرتے ہیں لیکن آپ آپ ہی ہیں اور ہمارے خداوند جو ہیں وہ
اور ہی مرتبہ پر فائز ہیں پس یہاں منظور نہیں کہ انہیں اور آپ میں باہم ملال ہو وہ بات نہ کیجیے کہ جسمیں کشت و
خون ہو سوا اسکے سنا گیا ہے کہ آپ اہل اسلام سے جنگ میں عاجز ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز
مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا یا شکست فاش کھا کر کسی طرف کھا گیے گا اہل اسلام تعاقب کرینگے
جس طرف جائیگا وہ بھی مانند ملک الموت برائے قبض روح آئیں گے اور بغیر قتل کیے باز نہ آئینگے پس مناسب
وقت یہی ہے کہ آپ مع صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو ہمراہی فوج باقی ماندہ جانب شہر صندل
چلے آئیے یا تنہا تشریف لائیے صلصال کو ساتھ نہ لائیے آپ کو اختیار ہے یہاں سامان جنگ بہت ہے ساحر
لاتعد ولاتحصے ہیں اکثر ایسے ساحران زبردست ہیں کہ اگر وہ ایک ادنی سحر کرینگے لشکر اہل اسلام کا نام و نشان
بھی نہ رکھیں گے سوا اسکے چند پہلوان نامی و نامور غیر ساحر ایسے یہاں ہیں کہ رشک رستم و اسفندیار
ہیں شیر کو روباہ جانتے ہیں اور فیل مست کو ایک پشہ تصور کرتے ہیں دیو اور جن بھی انسے
مقابلہ کر نہیں سکتے اہل اسلام اگر آپ کے تعاقب میں یہاں آئیں گے تو ان پہلوانوں سے کیا مقابلہ کرینگے
ان بہادروں سے کیا لڑینگے علاوہ پہلوانان مذکور کے فوج ظفر موج ساحروں اور غیر ساحروں کی بحد بیحد
اسباب جنگ و جدال بہت مہیا ہے ہم صرف آپ کے اور اہل اسلام کے یہاں آنے کے منتظر ہیں جلد تر
اس طرف تشریف لائیے اور جواب نامہ کا تحریر کیجیے تاکہ موافق تحریر سامان کیا جائے خداوند لاجورد
نے جو اس نامہ کو حرف بحرف خود پڑھا پہلے تو دل میں خداوند تمثال آئینہ رو کو سخت و سست کہا اور
ابلیس خود پسند کے اس تحریر کرنے پر بہت غصہ آیا کہ اگر صحرائے مثلث میں کشت و خون ہوگا تو ہمارے
خداوند برہم ہونگے اور ایسا ملال ہوگا کہ لڑائی ہوگی ضرور خداوند تمثال غالب ہونگے پھر غصہ کو ضبط کرکے
خیال کیا کہ یقینی ایک روز یہاں سے بھاگوں گا اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکونگا پس مصلحت وقت یہی ہے کہ جانب
شہر صندل روانہ ہوں بظاہر ابلیس خود پسند کی اطاعت کروں خلاف اس کے لکھنے کے عمل نہ کروں
باطنا دشمن جان رہوں وہاں پہونچکر جس وقت قابو پاؤں خداوند تمثال آئینہ رو کو اٹھا کر بصد
غضب اس طرح زمین پر پٹکوں کہ اعضا اس کے مانند آئینہ کے شکستہ ہو جائیں اسکو صورت تمثال آئینہ رو کی
اچھی نظر نہ آئے میری خداوندی ہے ایک دیکھنے والے پیمانہ آئینہ کے روشن ہو جائیگے یہ ناپکار مرد زشت خو
تمثال آئینہ رو دعوی خدائی کرتا ہے نابدولت کی خداوندی کا قائل نہیں ہے ہمارے زمانہ خداوندی میں
حرامزادہ بھی دعوی خدائی کرتا ہے ہماری پرستش کرنے والوں کو گمراہ کرتا ہے الٹا ہے بجائے خود اپنے تئیں
خدا سمجھتا ہے ہمارے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا ہے ادنی ہو کر اعلی بنتا ہے ہماری برابری کرتا ہے محض نالائق
و نادان ہے کہ ہماری ہمسری کرتا ہے کوئی اہل نظر و منصف آگے نابدولت کے خداوندی کا قائل ہوگا کیونکہ وہ
ادنی بمنزلہ ایک شیشہ کم قیمت کے ہے اور مرتبہ نابدولت کا مثل جواہر گران بہا کے زیادہ ہے اور ابلیس خود پسند
بھی ایک شیطان مجسم ہے ہمکو سجدہ نہیں کرتا ہے بندہ نافرمان ہے لائق قہر و غضب نابدولت ہے ہم ایک دن اسپر
بھی قہر و غضب نازل کرینگے بالفعل دشمنی و عداوت کو ظاہر نہ کرینگے یہ خیال کرکے خود ہی اپنے ہاتھ سے جواب

نامہ کا بعد لکھنے القاب کے یہ لکھا کہ نامہ تمھارا ہمکو پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی تم بخوبی آگاہ ہو کہ ہم خداوند
ہین گو ہمین قدرت ہے کہ اسی صحرا سے مثلث مین ان مسلمانون کو اپنے قہر و غضب سے ایکدم مین نیست و نابود
کردین لیکن تمھارے کہنے سے ہم بہت جلد جانب شہر صندل مع فوج و لشکر آتے ہین تمھاری خوشی بدل منظور
ہے ورنہ ان مسلمانون کے سامنے سے نہ ہٹتے یہ عبارت لکھکر نامہ کو تمام کیا اور لفافہ مین رکھکر سر نامہ پر
اپنی مہر کرکے کبوتر کے حوالے کیا وہ طائر سحر نامہ مذکور منقار مین دبا کر جانب ابلیس خود پسند روانہ ہوا
بعد قطع راہ نامہ ابلیس خود پسند کو دیا اُسنے جواب نامہ پر نظر کرکے اور شادمان ہوکے کافور شاہ کو
لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے اطلاع دی اور تاکید حکم کیا کہ جسوقت وہ یہان آئے بعزت و حرمت
اُسے دار الامارۂ شاہی مین جگہ دینا اور سردارون کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کرنا خود بھی تا لب
زمین اُسکا استقبال کرنا دعوت و ضیافت مین نہایت تکلف کرنا عجب نہین ہے کہ ہم بھی برائے ملاقات لاجورد
شاہ آئین اور صندلان شاہ بھی اُس سے ملاقات کرین کافور شاہ بادشاہ شہر صندل نے
حکم ابلیس خود پسند سے آگاہ ہوکر ہرکارون کو حکم کیا کہ لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے ہمین آگاہ کرو
خبردار غفلت نہ کرنا ہرکارون نے عرض کی کیا مجال خادمون کی کہ حکم بادشاہ بجا نہ لائین یہ کہکر اُسی وقت
جانب سرحد شہر صندل روانہ ہوئے اُدھر کافور شاہ سامان دعوت و آراستگی عمارات عالیہ مین مصروف ہوا
یہان تک کافور شاہ سامان ضیافت مین مشغول ہے اُسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لاجورد
شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد روانہ کرنے کبوتر مذکور کے فکر مین سر بزانو بیٹھا اہل دربار نے عرض کیا اے خداوند
یہ کبوتر کسکا نامہ لیکر آیا تھا کہ آپ نے میر منشی کے حوالہ نہ کیا خود ہی پڑھا اور خود ہی جواب لکھا اور اسوقت
کچھ چہرۂ خداوندی پر آثار فکر پائے جاتے ہین آیا کیا تردد ہے کوئی تقدیر تازہ کرنے کا قصد فرمایا ہے یا کوئی
اور سبب ہے اگر مناسب ہو تو ہم بندون پر ظاہر فرمایئے لاجورد شاہ نے اُنسے مخاطب ہوکر کہا اے بندگان
خاص مین آگاہ ہو کہ وہ نامہ ہمارے ایک بندہ نے ہمکو لکھا تھا اور مضمون اُسکا ایسا تھا کہ ما بدولت نے
خود ہی پڑھا اور اپنے دست قدرت سے جواب لکھا محض اس خیال سے کہ اگر کوئی ہرکارہ لشکر اہل اسلام کا
ہمارے دربار در بار قدرت آثار مین موجود ہو تو وہ راز خداوندی سے آگاہ نہو اور جو اسوقت ما بدولت کو
فکر ہے وہ یہ ہے کہ آج کی شب واسطے ان مسلمانون کے ایسی تقدیر کیجائے کہ کچھ دنون تو یاد کرین یہ کہکر
کچھ آہستہ افسران فوج سے کہا اُنھون نے عرض کیا بہت بہتر لاجورد شاہ نے اہل دربار سے ہمسخن ہوکر
دربار برخاست کیا افسران فوج موافق حکم لاجورد شاہ انصرام کار مین مصروف ہوئے جب وہ دن
گذرا اور زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی لاجورد شاہ اپنی بارگاہ سے مثل سگ سیاہ نکلا دیکھا کہ افسران
فوج مع پانچ لاکھ سوارون کے مسلح مرکبون پر سوار صف آرا ہین یہ دیکھتے ہی خوش ہوکر خود بھی مرکب تیز رو
پر سوار ہوا اور جملہ اپنے افسران فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکر بارادۂ شبخون جانب لشکرگاہ اہل اسلام بتعجیل
روانہ ہوا اُدھر لشکر اسلام کا یہ حال ہے کہ تمام لشکر اپنے اپنے بستر پر بوجہ خستگی متواتر جنگ و جدال غافل سو
رہے ہین اور ہزار ہا سوار و پیادہ شدت تپ سے بیہوش پڑے ہین اگر کسی کو کچھ ہوش آتا ہے بے اختیار
ایذائے تپ دور دور سے آہ کرتا ہے اور پھر بیہوش ہو جاتا ہے کوئی مریض تپ لرزہ سے مانند دست رعشہ دار
کانپ رہا ہے ہر چند لحاف اوڑھے ہے مگر سردی سے کانپ رہا ہے اور بازو دردناک و ضعیف [illegible]

کہتا ہی یارو مجھپر رحم کرو کچھ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہو آج نہایت تپ شدید ہی بند بند ٹوٹا جاتا ہی سردی
کی کثرت سے سخت ایذا ہی برا ے خدا اور کوئی شی قسم لحاف ورزائی سے مجھپر ڈال دو یا گرد میرے آگ
کی انگیٹھیان رکھدو تاکہ گرمی سے یہ سردی دفع ہو اور روح کو کچھ راحت ہو کوئی صاحب تپ فریاد وآہ کر
رہا ہی اور ایذا ے تپ سے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کر برجوع قلب خدا سے یہ دعا کرتا ہی کہ ای حکیم
مطلق اگر مصلحت ہو تو جلد مجھکو شفا دے ورنہ اب ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو جلد حکم
کر کہ وہ میری قبض روح کرین اس قید تکلیف سے رہا کردین یہ دعا کرتے کرتے غش آجاتا ہی اسطرح تمام
لشکر مین ہزارہا مردم مبتلاے تپ ہین کراہ رہے ہین فریاد وآہ کر رہے ہین کبھی ہوشیار ہوتے ہین گاہ غافل
ہوتے ہین جو صحیح وتندرست ہین وہ براحت سور ہے ہین جملہ افسران سپاہ بھی شہر اعدا اور ظلم فلک جفاجو
سے اصلاح بے اندیشہ وتردد سور ہے ہین کہ کچھ بھی خیال مرگ نہین ہی کوئی سردار شجاعت شعار بادہ نوم
جوانی سے ایسا سرشار ہی کہ مطلق فکر دین ودنیا کی نہین ہی کوئی دلادر اپنی بارگاہ مین بہزار رحت وآرام
ہم آغوش شاہد خواب ہی الغرض اسی طرح تمامی سردار ولشکری اپنے اپنے بستر پر راحت وتکلیف سے لیٹے
ہین آنکھین بند ہین صدا ے نفس بلند ہی کہین تو راحت ہی کہین غشی ہی صرف دیوانہ فیروزہ ہوا خواہ شہریار
بسر ایرج ہمراہ پانچسو سوارون کے واسطے حفاظت لشکر کے گرد سپاہ کے پھر رہا ہی سواران ہمراہی آواز
بلند کر رہے ہین اے جوانو ہوشیار رہو بہت سونا اچھا نہین ہی خوف دزد وخطر دشمن ضرور ہی مردم ہمراہ دیوانہ
مذکور کے جو مشعلین لیے ہین جابجا روشن ہین رات کا وقت ہی ہوا ے سرد چل رہی ہی شمع و
چراغ گل ہو رہے ہین تاریکی شب سے ظلمت پردہ ظلمات بھی خجل ہی وہ سناٹا ہی کہ صحراے مثلث بیابان
جان ستان بنگیا ہی درختان بیابان کی ایسی ہوا سے تیز وتند ہی کہ انکی صورت پرخطر سے قلوب شب بیدارون
کے دہلتے ہین ایسی تاریکی شب مین فیروزہ تینوں طایہ لشکر سے کسل مند ہوکر اپنے خیمے کے در پر ایک کرسی بچھا کر
بیٹھا اور اپنے سواران ہمراہی سے کہا جلد ہمارے واسطے کشتی شراب کی لاؤ انہین سے ایک سوار کشتی
بادہ گلنار مع ساغر بلورین دوڑ کر لایا دیوانہ مذکور شراب پینے لگا اور سواران ہمراہی بھی حسب ایما ے
دیوانہ مذکور شراب لے آئے اور مصروف بادہ خواری ہوے فیروزہ تیغزن نے انسے کہا تم لوگ
شراب پی چکے ہو بیٹھے نہ رہو حفاظت لشکر سے غفلت نہ کرو انھون نے عرض کیا ای خداوند نعمت آپ کے
حکم سے تو مجبور ہین ورنہ حفاظت سپاہ کی کیا ضرورت ہی کیونکہ آپ ایسا بہادر یگانۂ آفاق کہ جو فنون جنگ
مین طاق اور شجاعت مین شہرۂ آفاق ہی مسلح کرسی پر جلوہ گر ہی کس اجل رسیدہ کی طاقت ہی کہ اس طرف بخیال
دشمنی نظر کر سکے اور کس دشمن کی یہ مجال ہی کہ اس لشکر کی جانب قدم اٹھا سکے آپ کے رعب سے بڑے بڑے
شجاعان جہان ترسان ولرزان ہین دزد ودیگر دشمن کی کیا حقیقت ہی دیوانہ نے عالم نشہ شراب مین
خوش ہوکر جواب دیا تم لوگ سچ کہتے ہو کہ اس طرف کوئی دشمن نابکار ارادہ آنے کا نہ کریگا لیکن بمقتضاے
عقل یہ ہی کہ دشمن سے غفلت نہ کرے اور عدو سے غافل نہ رہے مناسب یہی ہی کہ پھر اٹھکر چہار طرف لشکر کے
پھرین بخوبی نگہبانی اس لشکر ظفر اثر کی کرین بادہ کشی مین مصروف نہ رہین مبادا کوئی عیار لشکر عدو سے آ کے
اور کسی سردار کو لیجائے یا اور کوئی فتنہ وفساد ہو تو باعث الزام کا ہوگا بادشاہ لشکر اسلام اور مہر ثانی سے
خجالت ہوگی تم سب تو چندان معتوب نہوگے جسقدر کہ ہم عتاب شاہی ہوگا یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ کرسی سے

اُٹھکر سواروں کو ہمراہ لیکر برائے طلایہ لشکر روانہ ہوا کہ یکایک سامنے سے لاجورد شاہ مجمعیت افواج روسیاہ
بنا آندھی کیطرح پیدا ہوا فیروزہ تیغزن نے گھبرا کر کہا یارو دیکھو غضب ہوا دشمن مجمعیت فوج کثیر بارادہ
شبخون شاید اس طرف آتا ہے ہوشیار ہوجاؤ جلد لشکریوں کو جگاؤ آمادۂ پیکار ہو جاؤ کسی کو آگے بڑھنے نہ
دو دلیرانہ دشمنوں کو رد کو ہم بھی تھا رے ساتھ جنگ رستمانہ کرینگے کچھ خوف نکرنا مرنے سے نہ ڈرنا آخر
ایک روز مرنا ضرور ہے اجل سے بھاگنا جان بچانا محض نادانی ہے یہ تقریر کرکے کرسی سے اُٹھا سوار
ہوئی فی الفور سبو وخم وجام کو چھوڑ کر اُٹھے پہلے فیروزہ نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ کون اجل رسیدہ اس طرف
آتا ہے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے ورنہ پچھتا ئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہنوز فیروزہ دیوانہ کہہ
رہا تھا کہ لاجورد شاہ مع سپاہ آکر لشکر امیر ثانی پر گرا بیچارے لشکریوں کو کہ غافل سو رہے تھے تہ تیغ کرنا
شروع کیا دیوانہ مذکور آپہنچے ہمراہی سواروں کی جمعیت قلیل سے فوج عدو پہ حملہ ور ہوا اعدا کو قتل
کرنے لگا داد مردی وبہادری کی سوار ان لشکر اسلام دینے لگے ہر چند فیروزہ تیغزن نے بہت سے
کفار تہ تیغ آبدار کیے لیکن ہجوم سپاہ کم نہ ہوا سواران ہمراہی بھی جنگ میں کام آئے اب لاجورد شاہ
دلیرانہ ہر ایک بارگاہ وخیام پر گر کر سواروں اور پیادوں کو بخوف قتل کرنے لگا اُسوقت کئی ناریوں نے
حکم لاجورد شاہ سے چند خیام وبارگاہ میں آگ لگا دی جب شعلۂ آتش بلند ہوئے اور شور وغل مانند شور
اہل محشر کے بلند ہوا اسوقت دلاوران اہل اسلام خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ جابجا خیام جل رہے ہیں غنیم فوج
کثیر سے گر آیا ہے اہل اسلام قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھ کر دلیرانہ بستر خواب سے اُٹھے جلد جلد سلاح تن پر
آراستہ کرکے مرکبوں پر سوار ہوکر انبوہ فوج پر گرے اور شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا اسی طرح شہزادۂ
بدیع الملک اور امیر ثانی اور ایرج اور شہر یار پسر ایرج اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
فوج اسلام خواب سے بیدار ہوگئے اور سلاح جنگ جلد تر تنوں پر آراستہ کرکے اپنی اپنی فوج کے اُن سواروں
اور پیادوں کو جو بیدار ہو کے مسلح ہوے تھے انھیں کو ہمراہ لیکر روشنی بھی ساتھ نہ لیکر بصد عجلت فوج پر گرے
اور لڑنا شروع کیا اُسی تاریکی شب اور گھبراہٹ میں اسد بن کرب نے مع اپنی فوج کے سپاہ شہر یار
پسر ایرج نامدار پر حملہ کیا اور اُس کی فوج کو سپاہ دشمن کی تصور کرکے قتل کرنا شروع کیا شہریار بھی
دلیرانہ مع اپنی سپاہ کے لڑنے لگا جانبین کے سوار قتل ہونے لگے تلوار چلنے لگی تیر پہلو وجگر کو توڑ توڑ کر گذرنے
لگے گرز گران سر پہلوانوں کے بہادروں کے سروں پر یوں پڑنے لگے گویا پہاڑ سر پر پھٹ پڑا ان گرزہاے
گران کی ضرب سے کاسہ سرہاے دلیران چور چور ہونے لگے مغز سر کا پتہ بھی نہ ملتا تھا ارواحیں مقتولوں
کی سوے جنت وجہنم بہ کثرت چلی جاتی تھیں بسمل فریاد کرتے تھے زخمی خاک پر مانند مرغ بسمل یا ماہی بی آب
کے تڑپتے تھے کوئی زخمی بصد منت حالت تشنگی میں پانی طلب کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ میں کوئی اُسے پانی
نہ پلاتا تھا بلکہ شور وغل میں اسکی آواز بھی کسی کے کان تک نہ پہونچتی تھی کوئی جری نیزہ جگر پر کھائے ہوئے
کلیجے کو ہاتھوں سے پکڑے ہوے زمین پر طپان تھا اور کہتا تھا افسوس جلد اجل آئی ابھی باغ جوانی اچھی
طرح پھولا پھلا بھی نہ تھا کہ درخت زندگانی پر خزان آئی بعوض ثمر نخل شادمانی پھل نیزہ کا کھایا اسی طرح
زخمیوں میں شور فریاد وآہ قتل گاہ میں بلند تھا کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُسوقت گھبراہٹ میں
واسطے مقابلہ دشمن کے سوار اپنے مرکبوں کو آگے بڑھاتے تھے لاشے اُن زخمیوں کے پامال سم اسپان

ہوجاتے تھے پدر اپنے فرزند کو اور پسر اپنے پدر کو تاریکی شب میں اور گھبراہٹ میں قتل کرتا تھا اور ناشائستہ
پائمال کرتا تھا کچھ افسوس نہ کرتا تھا ایک طرف تیرانداز تیراندازی پر لیس تھے جو غول انکے سامنے آتا تھا
اُسپر بارش تیر سے پراگندہ و زخمی کرتے تھے کہیں تلوار چلتی تھی برق شمشیر چمکتی تھی کسی انبوہ میں نیزہ دار
سرگرم پیکار تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خونریزی کفار و اہل اسلام کی ہو رہی تھی نعرے کر رہے تھے
نصیبان خوش آواز دلاوروں کے دل بڑھا رہے تھے جو لوگ مبتلاے تپ تھے یا غافل سوتے تھے
انکو یہ جگا کر کہتے تھے یارو کیا سوتے ہو ہوشیار ہو کوئی دشمن سپاہ لیکر بارادۂ شبخون آیا ہے لشکر اسلام
پر گرا ہے غضب کی لڑائی ہو رہی ہے افسوس صدہا اہل اسلام قتل ہو رہے ہیں تمھاری نیند بھی عجب نیند ہے
کہ ایسے ہنگامۂ گیر و دار میں فرط خواب سے آنکھ نہیں کھلتی ہے یہ تمھارا خواب ہے یا خواب اجل ہے براے خدا
جلد اٹھو سلاح زیب تن کرو دشمنوں سے لڑو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو اگر مر بھی گئے تو دنیا سے سرخرو
جاؤ کافروں کے ہاتھ سے قتل ہو شہادت کا رتبہ پاؤ وہ سوار نقبا کی یہ گفتار سنکے فی الفور گھبرا کر فرش
خواب سے اٹھکر زرہ الٹی گھبراہٹ میں پہنتے تھے جب زرہ اس طرح پہنی نجاتی تھے بجاے خود کہتے تھے
آج کیا سبب ہے کہ زرہ ہمارے تن پر درست نہیں ہے نہایت تنگ ہے پہنی نہیں جاتی ہے کیا ہم آجکل فربہ
ہوگئے ہیں کہ زرہ تنگ ہوگئی ہے دوسرے سوار اُسکو جواب دیتے ہیں تم تو آجکل لوجہ تپ کے لاغر ہوگئے
ہو ذرا غور سے دیکھو کہیں زرہ الٹی تو نہیں ہے کہ بدن میں نہیں آتی ہے وہ سوار یہ سنکے کہتا تھا واقعی
تم سچ کہتے ہو گھبراہٹ میں سیدھی الٹی کا خیال نہ رہا اسی طرح اکثر سوار اور پیادے خواب سے بیدار
ہوکر ہتھیار لگاتے تھے جلدی اور گھبراہٹ میں تیر نیام میں اور ترکش میں تلوار رکھتے تھے اکثر صاحبان تپ
باوجود اس شور و غل اور جنگ و جدل کے کثرت و شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے اگر کسی کو کچھ بھی
ہوش آتا تھا تو شور و غل سنکے پوچھتا تھا یارو اسوقت یہ شور و غل کیسا ہے ہم کہاں ہیں کیا یہ صحراے محشر ہے اور
آج روز قیامت ہے تمام خلائق جمع ہوئی ہے مردم نفسی نفسی پکار رہے ہیں ہر ایک شخص کا حال متغیر ہے اعمال
نیک و بد کا حساب ہو رہا ہے خداوند عالم عدالت فرما رہا ہے خاصان خدا بھی خائف و ترسان ہیں اپنی بخشش
کے خواہاں ہیں دوزخ کس طرف شعلہ زن ہے جنت کدھر ہے ہمارے نبی و پیمبر حضرت ابراھیم
علیہ السلام کہاں تشریف رکھتے ہیں براے خدا ہمیں اسی جگہ لیچلو جس جگہ وہ جناب تشریف فرما ہیں اگر یہ امر
ممکن نہو تو ہماری طرف سے اُن جناب سے جاکر عرض کرو کہ فلاں ابن فلاں جو آپکی شریعت پر ثابت قدم
ہے وہ عرض کرتا ہے کہ آج کے روز اس فدوی کو فراموش نہ فرمایئے گا گنہگار ہوں شفاعت میری خدا سے
ضرور کرکے میرے گناہ عفو کراکے اپنے ہمراہ جنت میں لیجایئے گا یہ تقریر اُسکی سنکے لشکری جواب دیتے
تھے اے برادر تم کو تپ شدید ہے شدت مرض سے ہذیان و محض کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہے ہو
ذرا اچھی طرح ہوش میں آؤ آنکھیں کھولو حواس درست کرو ممکن ہو تو اٹھو سلاح جنگ تن پر آراستہ
کرو غنیم فوج کثیر لیکر بارادۂ شبخون آیا ہے لڑائی ہو رہی ہے تلوار بڑے زور سے چل رہی ہے لاش پر لاش گر
رہی ہے دلاور نعرے کر رہے ہیں صداے تکبیر و تہلیل بلند ہے زخمی کراہ رہے ہیں نالہ و فریاد بلند کر رہے
ہیں یہی سبب شور و غل کا ہے یہ وہی صحراے مثنات ہے جسمیں ہم اور تم قیام پذیر ہوے ہیں صحراے محشر نہیں
ہے نہ آج روز قیامت ہے مگر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے دیکھو یہ شب تاریک ہے یا روز روشن ہے اگر روز قیامت

ہوتا تو آفتاب بقدر رسوا نیزے سر ہائے مردم پر آجاتا تیغ اُسکا اس طرف ہوتا میزان عدل کھڑی ہوتی
اعمال نیک و بد تولے جاتے کوئی شئی مال دنیا سے پاس نہوتی سوائے اعمال نیک و بد کے کوئی چیز ساتھ
نہوتی اس طرح تم اپنے بستر پر لیٹے ہوتے اور ہم تمسے اسطرح ہم سخن ہوتے لیکن حال میں خود مبتلا ہوتے
وہ سوار بیمار یہ گفتگو اپنے بیٹے کے سواروں سے سنکے کہتا تھا خداوندعالم اس تپ کو دفع کرے یہی
کے سبب سے ہمنے ایسے کلام زبان پر جاری کیے اب تمسے معلوم ہوا کہ دشمن بارادہ شبخون آیا ہی لڑائی ہو رہی ہے کہا
کہین ہمسے تو اُٹھا نہین جاتا ہی تم ہمکو کسی طرح اُٹھا کر مرکب پر سوار کر کے اپنے ہمراہ جنگگاہ میں لیچلو آخر تو شدت تپ
سے نوبت بہلاکت ہی دنیا مین چند روز کے مہمان ہین کفار سے لڑکر اُنکے ہاتھ سے قتل ہو جاینگے تو اب
شہادت پاینگے ایذائے مرض سے بچین گے بعد قتل ہو جانے کے دل کو چین روح کو راحت ملیگی تم
بھائیون سے امید ہی کہ ہمکو غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین دفن کر دوگے اور تربت پر فاتحہ پڑھکر
ثواب اُسکا ہماری روح کو بخشوگے وہ جواب دیتے تھے ہمکو اسوقت اتنی مہلت کہان کہ ہم ایسے بیمار کو اُٹھا کر
جنگگاہ مین لیچلین اور یہ اندیشہ ہی کہ اس لڑائی مین دشمنون کے ہاتھ سے نہ مارے جاوین تم اپنے بستر
پر اسی طرح لیٹے رہو یا خود بھی ہماری طرح مسلح ہو کر میدان جنگ مین آؤ ہم تو جاتے ہین زیادہ ٹھہرنا اور ایسے
وقت مین باتین کرنا خوب نہین ہین اول تو دلیری و شرافت کے خلاف ہی کہ ایسے وقت مین اپنے آقا اور
مالک کے شریک حال نہونا اور نمک حرامی کرنا دوسرے رسالہ دار صاحب کے عتاب کا خیال ہی یہ کہکر
وہ سب سوار تو جاکر شریک جنگ ہوے تھے یہان یہ سوار بیمار نمک حلال ہزار دشواری سر بالش سے اُٹھاتا
تھا بہمت و جرأت بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھاتے تھے وہ کانپتے ہوے ہاتھون سے لیکر بصد دقت
سلاح جنگ حالت تپ مین تن پر آراستہ کر کے باعانت سائیس مرکب پر سوار ہو کر جانب جنگگاہ روانہ
ہوتا تھا اسی طور سے ہر ایک بیمار پیادہ و سوار بصد دشواری بستر سے اُٹھ اُٹھکر شریک جنگ ہوتا تھا تاریکی
شب مین جو سامنے آتا تھا نیزہ مارتا تھا اگر وہ ہلاک ہو جاتا تھا تو یہ بیمار دوسرے شخص سے ہم نبرد ہوتا
تھا اور اگر وار اسکا خالی جاتا تھا تو وہ اسکو اپنا دشمن جان کر بضرب شمشیر قتل کرتا تھا چونکہ شب تار تھی اور
ہوا سے تند و تیز چل رہی ہی اگر روشنی کی بھی جاتی ہی تو بجھی جاتی ہی ایسے مشعلین اور ہر ان میں شمعدان و غیرہ
گل ہو جاتے تھے جب اندھیرا ہو جاتا تھا کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا اور حریف اپنا جان کر قتل کرتا تھا ان
نعرون سے معلوم ہوتا تھا کہ اس غول مین اسد بن کرب لڑ رہا ہی اور اس انبوہ مین شہریار بن ابیرنج
اور اُس سمت بہرام سقرن مصروف جنگ ہی اسی طرح ہر ایک سردار اور فوج کے لفرہ و شور سے سننے والون
کو ثابت ہوتا تھا کہ ادھر فلان بہادر سرگرم نبرد ہی اور بغیر نعرے کے کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا بھائی کو بھائی فرزند پدر کو
پدر فرزند کو حریف اپنا جانکر قتل کرتا تھا لاش پر لاش ہر مرکب پر مرکب بار گرگر پڑتے تھے ہر طرف جوئی خون رواں
تھی دلاور بہادر لڑتے تھے چقا چاق خنجر اور جھنکار تلوارون کی اور نالہ و آہ زخمیون کی اور نعرے بہادرون
کے اور کڑکنا کمانون کا اور صدائے سم سمندان اور ضربہائے گرز گران اسقدر صحرائے مشلث مین بلند تھی کہ تا
گردون دون آواز جاتی تھی یہ جنگ ایسی ہوئی کہ قلم دو زبان مفصل بیان نہین کر سکتا کہ بمقتضائے ابن ابیات ہو اکتفا

لکھے کیا قلم اس لڑائی کا حال	کہ ایسے ہوئی کم جہان مین جدال	ہر اک جا پہ لاشون کا انبار تھا
اُٹھائے زمین بار دشوار تھا	نہ تھی کشت و خون سے زمین لالہ گون	روان تھا بیابان مین دریائے خون

دو جانب کے اسوار وقعت شمار | ہوئے قتل دو لاکھ اسی ہزار | راوی ناقل ہے کہ عین گرمی جنگ

میں یکایک لاجورد شاہ کی سپاہ ہزیمت اثر میں باجے جنگی بجے شور طبل و نقارہ بلند ہوا لاجورد پرست سمجھے کہ ہمارے افسر ولّت بحکم خداوند ہمسے یہی کہا تھا کہ جب جنگی باجے ہمارے لشکر میں بجیں لڑائی موقوف کرکے تم سب لوگ فلان مقام پر جمع ہونا لبس اب تعمیل حکم کرنا ضرور ہی یہ خیال کرکے ہر طرف سے یعنے ہر ایک غول اور انبوہ سے نکل نکل کر ایک جگہ جمع ہوئے پھر ہمراہ لاجورد شاہ کے بوقت آخر شب سوے شہر صندل روانہ ہوئے ہنوز لاجورد شاہ نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو بھی مع اپنی سپاہ کے قریب آیا اور لاجورد شاہ سے پوچھا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا حسب الطلب ابلیس خود پسند کے اہل اسلام پر شبخون مار کر سوے شہر صندل جاتا ہون صلصال نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا یہ کہکر ہمراہ لاجورد شاہ کے چلا اب یہ دونون سگ و خوک صحراے ضلالت و گمراہی طرف شہر صندل کے جاتے ہیں انشاء اللہ احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا۔

لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا رقم کیا جاتا ہے

کہ جب لاجورد شاہ تاریکی شب اور عین گرمی جنگ میں مع فوج جنگاہ سے چلا اُس تاریکی شب اور لڑائی میں کسی نے اُسے جاتے نہ دیکھا جملہ مسلمان اُسی طرح مصروف جنگ رہے اور یہی اندازہ میں تھا کہ فوج کفار ابھی تک شکست نہیں کھائی ہے بہ ثبات قدمی ہمسے مقابلہ کر رہی ہے یہ تصور کرکے اسی طرح مشغول جنگ رہے باہم اہل اسلام تا طلوع سحر خوب جنگ آزما ہوئے ہر ایک دلیر و بہادر نے ہزاروں سواروں اور سیکڑون پیادوں کو قتل کیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے جب وہ وقت آیا تاریکی شب کہ اکثر بلاے سیاہ تھی برطرف عابدان شب بیداران تمامی جہان سے دفع ہوئی اور سفیدۂ سحر کاشف نور دل عاشقان جانب مشرق سے نکل کر فلک پر نمایان ہوا موذنوں نے صداے تکبیر بلند کی اور مرغان خوش الحان اپنے آشیانوں سے نکل کر حمد خدا میں مصروف ہوئے ہر ایک طائر خوش الحان نغمہ سرا ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں فوج مخالف کا نام و نشان کہیں نہیں ہے یہاں لشکریان سپاہ لاجورد شاہ صدہا خاک و خون میں آغشتہ مردہ پڑے ہیں یہ دیکھ کر ہر ایک نے شرمندہ اور منفعل ہوکر لڑنے سے ہاتھ روکا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے لاشہاے اہل اسلام پر نظر کرکے بہت افسوس کیا بعد صد ہزار افسوس معلوم ہوا کہ اہل اسلام کفار سے زیادہ تر قتل ہوئے ہیں اور بہت سے لاور زخمی ہیں امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام حکم کیا لاشے ہماری فوج کے جوانون کے بموافق حکم شارع دفن کیے جائیں اور چند ہرکارے واسطے تفحص کرنے اس حال کے ہر طرف جائیں کہ لاجورد شاہ اور صلصال بد آئین و بد افعال کہاں اور کس طرف بھاگ کر گئے ہیں بموجب حکم لاشے مردم اہل اسلام کے مقتل سے اُٹھنے لگے اور کئی ہرکارے بھی بہ سمت روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر جو زخمی نہ تھے وہ بھی داخل بارگاہ مذکور ہوئے اور جو سوار اور سردار زخمی تھے حکم امیر سے علاج انکا ہونے لگا جراحوں نے زخموں کو خون سے صاف کرکے سی دیا اور پٹیاں مرہم کی زخموں پر چڑھا دیں یہان تو جراحان نیک دست زخمیوں کے علاج میں مصروف ہیں کچھ جراح پٹیاں مرہم کی زخموں پہ چڑھا چکے ہیں اور کچھ چارہ گری زخمہاے کاری میں مشغول ہیں

انکو

تو اسی کام مین چھوڑ دیا جاتا ہی مگر اب حال دربار در بار ظل اللہ دین پناہ حارث بن سعد کا کہ یہی باقی تھا فوج اسلام مین لکھا جاتا ہی کہ جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سرداران لشکر بھی داخل بارگاہ ہو کر اپنے دنگل پر بصد ادب رعب بادشاہ سے بیٹھے اور دربار بخوبی آراستہ ہو چکا بادشاہ موصوف نے امیر ثانی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ اس لڑائی مین بہت سے اہل اسلام کام آئے افسوس اہل اسلام نے اہل اسلام کو قتل کیا لہذا یہ معلوم ہوتا ہی کہ لاجورد شاہ نے ہنگام شب کھوڑے سے اہل اسلام کو قتل کر کے تاریکی شب مین کسی طرف نکل گیا ہم مین سے کسی کو اوسکا جانا معلوم ہوا اسی وجہ سے باہم لڑ گئے بہا سے عجیب ہی کہ لاجورد شاہ بیحیا و بدکردار نے دعوے خداوندی کر کے یہ نامردی کی کہ اہل اسلام کو غفلت خواب مین قتل کیا اور جب اہل اسلام بیدار ہو کر مقابل ہوے تو بھاگ گیا کچھ شرم نہ آئی امیر ثانی نے بصد ادب عرض کیا وہ ایک بیحیا و نالائق ہی اور نہایت نامرد و بزدل ہی کہ اسنے شبخون مارا اگر مرد ہوتا تو ایسا نہ کرتا خیر دیکھا جائیگا ہرکارے واسطے دریافت خبر کے گئے ہین یقین ہی کہ جلد ہرکارون سے حال اوسکا معلوم ہو یہ عرض کر کے امیر خاموش ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے بوجہ خستہ ہونے کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گیا اور راحت پذیر ہوا الغرض کئی روز کے وہ ہرکارے جو برائے دریافت خبر روانہ ہوے تھے مفصل خبر دریافت کر کے اوس وقت دربار گاہ سلیمانی پر آئے کہ حسب دستور بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ عالم پناہ بارگاہ مذکور مین تخت پر رونق افزا تھے اور جملہ سرداران سپاہ دنگلون پر بیٹھے تھے بادشاہ موصوف امیر ثانی سے فرما رہے تھے کہ ابھی تک ہرکارے نہین آئے لاجورد شاہ روسیاہ کی کچھ خبر نہ لائے کہ ناگاہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوے اور پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کے سطرح دعا و ثنا سے بادشاہ لشکر اسلام زبان پر لائے کہ موافق نظم ہو لطف

ہو فتہ ذی وقار و خوش اقبال	روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
ڈھونڈھتے ہین حسود جائے پناہ	خوف سے تیرے اے شہنشہ ذی جاہ

حسب الحکم پھر بدستور اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارون سے معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ خاطی و گمراہ و صلصال بد اعمال دونون مع سپاہ جانب شہر صندل گئے ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا ہی کہ ابھی تک داخل شہر صندل نہین ہوے ہین اثنائے راہ مین ہین عجب نہین کہ عنقریب شہر مذکور مین داخل ہون وہان کا حاکم مسمی کافور شاہ کہ نہایت بیدین و بدآئین ہی اور فی زمانہ اسنے سپاہ اور پہلوان نامی فراہم کیے ہین ہر وقت بادہ نخوت سے مست رہتا ہی ان بھاگے ہوؤن کے حال پر رحم کر کے پناہ دے ہرکارے یہ عرض کر کے بارگاہ سلیمانی کے باہر گئے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر ثانی دیکھا امیر نے ایما و مافی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہو کر فی الفور خادمون کو حکم کیا کہ موافق قاعدہ لشکر اسلام سر دربار چوکی پر ایک جام شربت سے بھر کر رکھو جب خدام نے حکم کی تعمیل کی امیر نے جملہ سردارون کی طرف دیکھ کر باواز بلند یہ فرمایا کہ اے بہادران بیمثال و اے دلیران رستم خصال تم سب مین کون ایسا شجاع و بہادر ہی کہ جانب شہر صندل جائے اور لاجورد شاہ گمراہ کو ہدایت کر کے براہ راست پر لائے یا سر اوسکا تیغ تیز سے قلم کرے اس طرح جا کر مستقیم کرے یہ فرما کر خاموش ہوے اول سب بہادرون سے بدیع الملک نے اپنے دنگل سے اٹھ کر جام کلاہ عفونت سے کچھ شربت پیکر عرض کیا یہ فدوی جائیگا اور حکم بجا لائیگا امیر ثانی نے فرمایا جاؤ تم کو حوالہ خدا کیا بدیع الملک اجازت حاصل کر کے

و فرحان بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور اپنے افسران لشکر کو حکم دیا جلد ہماری فوج کے جوان مسلح ہون حسب الحکم
جلد تر تمام لشکری مسلح ہوکر مرکبون کے قریب آکر کھڑے ہوے جب بدیع الملک اپنے اسپ صبا دم
پر سوار ہوے جملہ سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ہوے اور بدیع الملک کے ہمراہ
سوے شہر صندل روانہ ہوے جب وہ دن گذرا شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے عالم خواب مین
دیکھا کہ بدیع الملک بن نورالدہر ہر ایک دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہے یہ خواب پریشان دیکھکر
صبح کو بادشاہ موصوف نے سر دربار امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کرکے فرمایا کہ ضرور ہے کہ کسی
بہادر کو براے شرکت و مدد بدیع الملک روانہ کیا جاے امیر ثانی نے اسی وقت حسب قاعدہ
اسی طور سے سر دربار جام مماثل کلاہ عفریت مین شربت رکھوا کر جملہ بہادرون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا تم مین
کون ایسا دلیر ہے کہ واسطے شرکت و خبر گیری بدیع الملک کے جاے اور وہ جس بلا مین مبتلا ہوا اس
آفت سے اسے بچاے اور شریک اسکا ہوکر اعدا سے مقابلہ کرے یہ کلام امیر ثانی سن کے شہریار
ملقب بہ رستم ثانی پسر ایرج اپنے ذنگل سے اٹھا اور عرض کیا اس حکم کو مین بجا لاؤنگا امیر نے اجازت
دی شہریار یعنے رستم ثانی مع اپنی سپاہ کے شربت نوش کرکے اسی وقت سوے شہر صندل روانہ
ہوا بعد گذرنے اس روز کے پھر شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے خواب مین دیکھا کہ شہریار مبتلاے
بلا ہے اور کہتا ہے اے بادشاہ لشکر اسلام جلد میری خبر لیجیے یہ خواب ہولناک دیکھکر حارث بن سعد کی
آنکھ کھلی نہایت تردد ہوا صبح کو دربار مین آکر امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کیا اور کہا ہم کو سخت
تشویش ہے کہ فرزند ہمارا ہمکو مبتلاے آفت و بلا نظر آیا ہے اسکی اعانت کیواسطے کسی سردار کو روانہ کرنا لازم ہے
ناظرین پر واضح ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام نے اس سبب سے شہریار کو اپنا فرزند ظاہر کیا کہ دختر انکی اسسے
منسوب ہے وہ داماد بادشاہ حارث بن سعد کا ہے الحاصل آمدم بر سر مطلب امیر ثانی نے فی الفور
موافق قاعدہ اسی طور سے اسی جام مین جو مانند کلاہ عفریت کے تھا شربت طلب کرکے سر دربار چوکی پر رکھوا
کر فرمایا ہے بہادرو بادشاہ ممجاہ نے اپنے فرزند کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا ہے پس کون
تم مین ایسا بہادر ہے کہ پاس اس صف شکن شہزادے کے جاکر شریک ہوا اور اس کی بلا کو اس سے دفع کرے
ہنوز امیر ثانی یہ فرماکر چپ ہوے تھے کہ سب سے پہلے کرب غازی اپنے ذنگل سے اٹھا اور روبرو جاکر
عرض کیا کہ اس حکم کو یہ فدوی بجا لائیگا امیر ثانی نے اجازت دی کرب غازی نے خوش ہوکر جام مندرجہ
بالا سے تھوڑا شربت پیا اور ارادہ جانے کا کیا بادشاہ لشکر اسلام نے جو اپنے داماد کو عالم خواب
مین مبتلاے بلا دیکھا دل سینہ مین از حد بے چین تھا اسوجہ سے امیر ثانی سے باشارہ ارشاد کیا کہ اس بہادر سے
کہو کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جانب شہر صندل روانہ ہو کیونکہ ہم بھی بعد چند روز کے یہاں سے جانب شہر صندل روانہ
ہونگے امیر ثانی نے حکم سے کرب کو آگاہ کیا وہ بہادر اٹالہ بارگاہ سلیمانی اور دیگر اسباب چھکڑون پر بار کراکے شربت
پی کے اور خلعت رخصت لیکے مع چالیس ہزار قزاقون کے سمت شہر صندل روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی
کے امیر ثانی و جملہ سرداران صف شکن مع تمامی فوج تیسرے روز ہمراہ رکاب بادشاہ فوج اسلام طرف
شہر صندل روانہ ہوے

داستان پہونچنا لاچور دشاہ و صلصال کا قریب شفق کوہ اور سپاہ دنیا ملک ترسی

یہ دل چاہتا ہے کہ آج اسی جگہ مقام کیجیے یہان کی سیر سے کچھ لطف زندگی اُٹھائیے ہرچند کہ مسلمانون سے مقابلہ کر کے وہ صدمے اُٹھائے ہین اور ایسی آبروریزی ہوئی ہے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا مین خداوند ہو کے بھاگا سامنے بندون کے ذلیل ہوا پہلوان نامی قتل ہوے لشکر تباہ ہوا صدمہ پر صدمہ اُٹھایا ہے لیکن اس سبزہ زار کی سیر کا مشتاق ہون یہانسے اسوقت آگے نہ جاؤنگا صلصال نے جواب دیا ابھی ہم تو اہل اسلام کی طرف سے خطر ہے یہ کوئی جا ے پناہ نہین ہے کہ یہان ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہونگے اس سبزہ زار کی سیر سے کیا فائدہ ہوگا آگے بڑھیے ابھی دن ہے شب کو کسی درہ کوہ مین ہو کر قیام کرینگے لاجورد شاہ نے جواب دیا مین تو یہانسے نہ جاؤنگا اگرچہ مسلمان مجھے آکر قتل بھی کر ڈالین یہ کہکر مرکب سے کود کر سیر سبزہ زار کی کرنے لگا جب لاجورد شاہ مرکب سے اُترا اُسوقت صلصال وغیرہ جملہ سردار مرکبون سے اُترے جلد خیام و بارگاہ برپا کیے سرداران لشکر اسلام کو بھی ارابے سے کشان کشان اُتارا یہ وہ سردار ہین جن کو سوار قہر خداوندی وغیرہ نے وقت مقابلہ اسیر کیا تھا غرض جب خیام و بارگاہ خدام برپا کر چکے لاجورد شاہ مع صلصال داخل بارگاہ ہوا پردے بارگاہ کے اُٹھادیے یہ دونون نابکار کرسیون پر بیٹھ کر سیر سبزہ زار کرنے لگے سواران ہمراہی بھی خیام مین اور اکثر فرش سبزہ پر بیٹھ کر راحت پذیر ہوے ہر ایک سوار نے پوشاک اور سلاح جنگ تن سے اُتارا ہنوز شام ہوئی تھی لاجورد شاہ مع صلصال سیر کر رہا تھا ناگاہ دست راست سے بہت دور سرخی ایسی نظر آئی کہ جیسے وقت شام جانب مغرب سرخی ہوتی ہے لاجورد شاہ نے اُس سرخی پر نظر کر کے متحیر ہو کر صلصال سے کہا دیکھو تو اس جانب یہ سرخی کیسی ہے گویا شفق ہے اُسنے جواب دیا شاہا بطرف کوہ شفق سرخ ہے کہ شعاع آفتاب سے سرخی اُس کوہ کی نظر آتی ہے یا کچھ اور ہے یہان تو یہ دونون بادیہ پیمایے منازل ضلالت و نحوست بارگاہ مین بیٹھے ہوے سیر سبزہ زار کر رہے ہین باہم باتین کر رہے ہین لشکر اُترا ہے لشکری سامان اکل و شرب کا کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال شفق کوہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ دونون نابکار اس سبزہ زار مین مقیم ہوے تھے حسب اتفاق چند ہرکارے حاکم کوہ شفق کے سبزہ زار کو رمین برا ے ہواخوری و بالا دوی آئے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ لشکر اُترا ہے بارگاہ و خیام برپا ہین دل مین خیال کیا شاید کوئی بادشاہ براے مقابلہ حاکم کوہ شفق آیا ہے پس لشکر مین چلکر حال بخشہ دریافت کر کے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرنا چاہیے یہ تدبیر ذہن نشین کر کے داخل لشکر ہو کر سوارون سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہے کہانسے آیا ہے کہان جائیگا اُنھون نے تمام حال صحیح صحیح بیان کیا ہرکارے تمام حال سنکے بقصد عجلت راہ طی کر کے اسوقت کوہ شفق پر پہونچے کہ حاکم کوہ شفق سے یعنی ملک بہرسی دربار مین تخت پر بصد نخوت بیٹھا تھا دربار آراستہ تھا امرا و وزرا و گردان قوی تن و سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے تھے حاکم مذکور نے براے بادہ خواری ساقیان خوبرو سے کشتیان شراب ناب کی طلب کی تھین ہنوز ساقیان سیمین ساق کشتیان مے گلرنگ کی نہ لائے تھے ناگاہ وہ ہرکارے لرزان و خیزان داخل دربار ہوے پھر پایہ تخت کو بوسہ دیکے اُن کا فرون نے اپنے حاکم اکفر کی اس طرح ثنا و دعا زبان پر جاری کی کہ بمقتضاے نظم

حامی کفر ہی تیری ذات رہے
اہل اسلام کا رہا بدخواہ

اے شہنشاہ بحر و کوہ شفق
جب تلک دن رہے یہ رات رہے
دین اسلام سے کیا انکار

تجھکو جز عیش ہو نہ کوئی قلق
تو نے طے کی ازل سے کفر کی راہ
بت پرستی مین تو رہا طیار

ملک ترسی نے خوش ہوکر پوچھا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا خداوند لاجوردشاہ
مع سپاہ بہمراہی صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو سبزہ زار فرحت افزا میں آکر مقیم ہوے ہین
حضور کی عملداری مین تشریف لائے ہین مسلمانون سے رنجیدہ ہوکر یہان آئے ہین ملک ترسی یہ خبر سنکے
نہایت خوش ہوکر وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اسوقت ان ہرکارون نے مابدولت کی ثنا معقول کی ہے
اور دعا بھی مابدولت کو بہت خوب دی ہے اور خبر ہمارے خداوند کے آنے کی اچھی دی ہے بہت ہمکو خوش
کیا ہے لہذا انعام مین انکو خلعت و زر کثیر ہمارے خزانۂ عامرہ سے دینا چاہیے وزرا نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی جب ہرکارے خلعت و انعام پاکر دربار سے چلے گئے ملک ترسی نے اپنے وزرا اور جملہ افسران
سپاہ سے مخاطب ہوکر کہا وقت سحر سبزہ زار فرحت افزا مین جاکر ہمارے خداوند کو باعزاز تمام استقبال
کرکے یہان لانا خوشا مقدر مابدولت کا کہ خداوند جن کے دیدار کے ہم بہت مشتاق تھے تشریف لائے
ہین سب نے عرض کیا جو حکم ہم نمکخوارون کو ہوگا ضرور بجا لائینگے جب وہ شب گذری وزرا و امرا
اور تمامی افسران سپاہ حسب الحکم حاکم کوہ شفق برائے استقبال لاجوردشاہ روانہ ہوئے اور بعد قطع
راہ اُسوقت سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے کہ لاجوردشاہ نے ارادہ کوچ کا جانب شہر صندل کیا
تھا ناگاہ وزرائے حاکم ترسی نے بصد ادب لاجوردشاہ کو سلام کیا اور خداوند اپنا جانکر قدم پر
اُسکے سر جھکایا اسی طرح ہر ایک گمراہ نے اُس گمراہ کو سجدہ کیا بعد سجدہ کرنے کے وزرا نے دست بستہ
عرض کیا اس وقت ہمکو ہمارے بادشاہ حاکم شفق کوہ نے حضور کے آنے کی خبر سنکے برائے استقبال
روانہ کیا ہے کیا عجب ہے کہ خود بھی تشریف لائین لاجوردشاہ نے اُنکی تقریر سنکے دل مین خیال کیا کہ بالفعل
کوہ شفق پر جاکر پناہ لینا چاہیے بعد بربادی کوہ شفق سوئے شہر صندل عزم کیا جائیگا یہ خیال
کرکے وزرا سے کہا مابدولت تو سوے شہر صندل جاتے تھے ہمارے بندۂ خاص وہان بھی ہین
لیکن اب نہ جائینگے کیونکہ ملک ترسی بھی ایک ہمارا بندہ خاص ہے اور تم سب بھی مابدولت کو بدل خداوند
جانتے ہو یہ کہکر ساتھ وزرائے مذکور کے طرف شفق کوہ مع صلصال وغیرہ کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
جب قریب کوہ پہونچا دیکھا عجب کوہ ہے کثرت لالۂ نعمان سے رشک لعل بدخشان ہے دامن کوہ بھی نہایت
پربہار ہے تعریف کوہ مذکور اگر اچھی طرح لکھی جائے تو ناظرین اختصار پسند کو ناگوار ہوگی لہذا باین خیال صفت
کوہ شفق مختصر رقم کیجاتی ہے نظم

لالہ کھولا تھا اور نافرمان
فاختہ کا تھا نالہ گوکو
اُڑ رہی ہے کہین سے صوت ہزار
آرہی تھی کہین ہواے سرد
لیکے آب اُسکی نہر سے رضوان
فرحت افزا ہر ایک نغمہ ساز
اک طرف چشم نرگس کہسار
نغمہ آموز عندلیب جنان

تھا نہ آسمان عجب وہ کوہ
اُس کی بوٹا تھا تابع فرمان
کہین رفتار کبک جلوہ کنان
کہین پھولی ہوئی گلون کی بہار
چشمے اس کوہ پر تھے وہ پرتاب
سینچتا تھا ریاض باغ جنان
ہر شجر اُس کا نخل گلشن طور
دیدۂ مست کی طرح سرشار

جانور اُسپہ تھے گروہ گروہ
آبشارین تھین وان ہر سو
کہین خنیاگری طاؤسان
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
موجزن مثل چشمۂ سیماب
دلربا آب ستار کی آواز
ہر ثمر رشک سیب عارض حور
وہ درختون پہ مرغ خوش الحان

ابھی لاجوردشاہ سیر دامن کوہ کر رہا تھا ساکنان شفق کوہ

دست بستہ عرض کررہے تھے اے خداوند یہ سب جلوہ آپ ہی کی قدرت کا ہے لاجورد شاہ خوش ہوکر
کہتا تھا اے بندگان میں سچ کہتے ہو ناگاہ ملک ترسی کو مشفق سے ہمراہی چند ارکان دولت اُترکر تیب
لاجورد شاہ برائے استقبال آیا لعبہ بجالانے شرائط عبودیت کے اور سجدہ کرنے کے لاجورد شاہ کو بصد اعزاز
کو مشفق پر لیگیا اور اپنے تخت حکومت پر بٹھایا خود بھی گوشۂ تخت پر باادب تمام بیٹھا اہل دربار بھی دربار میں اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہوگیا ملک ترسی نے ساقیان گلرخسار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتیاں شراب ناب
کی لائے اور بابا یے ملک ترسی لاجورد شاہ کو جام پہ جام شراب بھرکر دینے لگے جسوقت لاجورد شاہ کئی جام شراب
کے پی چکا اور صلصال اور ملک ترسی وغیرہ میکشی سے فارغ ہوے تو لاجورد شاہ کو نشہ شراب کا ہوا ملک ترسی
نے دست بستہ پوچھا اے خداوند اس طرف آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا لاجورد شاہ نے کہا بدولت
کے کچھ بندگان خرابی ہیں وہ بابدولت سے منکر ہیں خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہیں ہم بنفس نفیس
اُن بندگان جاہل کی ہدایت کو گئے تھے ہر چند اُنکو ہدایت کی لیکن اُنھوں نے بابدولت کو نہ پہچانا
بلکہ آمادہ جنگ ہوے بابدولت کو سخن بد کہے لیکن بابدولت کو غصہ آیا بندے جان کر رحم کیا آخرکار
وہ بندگان جاہل اسقدر ایذا رسان ہوے کہ بابدولت کو اُن سے بظاہر لڑنا پڑا چند سے اُنسے خوب
لڑائی ہوئی سوار قدرت نے بابدولت کے چند در چند اُن اہل اسلام کو جو قوت و شجاعت میں تمام برآوردہ
تھے ایک دم میں گرفتار کر لیا چنانچہ وہ سب اب تک بابدولت کے ہمراہ ہیں یہ کہکر اُن دلاوروں کو طلب کرکے
ملک ترسی کو دکھایا اُنھوں نے دربار میں آکر بطریق اہل اسلام اُنکافروں پر سلام کیا کسی نے جواب نہ
دیا ملک ترسی نے برہم ہوکر کہا جلد ان مسلمانوں کو دربار سے لیجاؤ کہ ہمیں ان کی صورتیں اور انکی آواز
بُری معلوم ہوتی ہے ملازم اُنکو جسطرح طوق و زنجیر میں گرفتار کیے لائے تھے اُسی طرح دربار سے لیگئے بعد جانے
اُن دلاوروں کے ملک ترسی نے پوچھا اے خداوند بعد گرفتار کرلے ان مسلمانوں کے پھر کیا ہوا اتنہو
لاجورد شاہ نے آنسو بہاکر اور آہ سرد بھرکے کہا اب آگے کیا بیان کریں یہ قصہ طویل ہے اور نہایت
پُرغم ہے مختصر یہ ہے کہ اہل اسلام نے رنج پر رنج دیے بابدولت نے قہر اپنا اُنپر نازل نہ کیا بندگان
جاہل جان کر چھوڑ دیا اور اب تک رحم کیا آخر ہدایت کرنے سے ہاتھ اُٹھاکر اس طرف کا عزم کیا دیکھیے
اہل اسلام یہاں بھی بابدولت کو براحت و آرام رہنے دیتے ہیں یا نہیں یہ کہکر زار زار رونے لگا
ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند آپ شکیبا رہیں آپ کے رحم و کرم نے اہل اسلام کو دلیر کردیا ہے
اگر یہاں اہل اسلام آئینگے تو یہ بندہ خاص آپ کا اُنکو قتل کر ڈالیگا ملک ترسی ابھی یہ کہ رہا تھا کہ چند
ہرکارے رفتان و خیزان گھبرائے ہوے دربار میں آئے اور مجرا گاہ سے حسب قاعدہ شرائط آداب
و تسلیم بادشاہی بجا لاکر بعد اداے ثنا و دعاے ملک ترسی یوں عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک جاہ
مقام تیرہ دہر کہ ایک شخص مسمی بدیع الملک بجمعیت چالیس ہزار سواران زمرد پوش کے دو کوس اس کوہ
قاف شکوہ سے ہٹ کر میدان وسیع میں قیام پذیر ہوا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سردار مذکور
مع اپنے لشکر کے مسلمان ہے اور برائے تعاقب ہمارے خداوند کے آیا ہے ہرکارے یہ خبر دے کر
دربار سے چلے گئے یہاں دربار میں لاجورد شاہ بالاے تخت شادمان بیٹھا تھا ہاتھ میں جام شراب
تھا چاہتا تھا کہ شراب پیے ناگاہ ہرکاروں سے بدیع الملک کے آنے کی خبر سنکے ایسا خائف و ترسان ہوا

اور اس درجہ خوف سے کانپا کہ ہاتھ سے ساغر می چھوٹ گیا تخت پہ گرا ملک ترسی نے پوچھا ای خداوندنام
بدیع الملک سنکے آپ کے ہاتھ سے جام مے کیون گرا لاجوردشاہ نے جواب دیا ای بندۂ خاص ہمارے
آگاہ ہو کہ میکشی ہنگام عیش و راحت اور بوقت شگفتگی دل مناسب ہی نہ ہنگام رنج و ملال چونکہ بدیع الملک
ایک سردار زبردست ہی اور ہمسے منحرف ہی بلکہ بوجہ جاہل ہونے کے ہم ایسے خداوند کا حریف آتا ہی
اسکے آنے کی خبر سنکے عیش مایہ دولت کا مبدل بہ الم ہوگیا اسوجہ سے جام مے ہاتھ سے گرادیا ہی ملک ترسی
نے عرض کیا ای خداوند آپ تصور کرکے اپنے بدخواہ کو ابھی نیست و نابود کردیجیے اپنے عیش کو
مبدل بہ غم نہ کیجیے لاجوردشاہ نے جواب دیا تجکو ہماری مصلحت سے آگاہی نہین ہی ہم خداوند ہین ہمنے
ایسے بھی بندگان جاہل کو پیدا کیا ہی خلاف ہمارے رحم اور خداوندی کے ہی کہ ہم اپنے بندون کو اپنے
قہر و غضب سے ہلاک کرین ہان اسوقت یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے بدیع الملک وغیرہ کو قتل
کرا ینگے دنیا مین اس کار نمایان سے عزت و آبرو تیری بڑھا ینگے ملک ترسی نے یہ کلام سنکے از حد
شادمان ہوکر ایک سردار مسمی بہرام فیل پیکر کو حکم کیا کہ اسی وقت اٹالہ ہماری بارگاہ فلک فرسا کا
لیکر جانب بدیع الملک روانہ ہو بعد تیرے جانے کے ہم بھی مع سپاہ بمقابلہ بدیع الملک آ ینگے
سردار مذکور حسب الحکم اٹالہ بارگاہ کا ہمراہ لیکر مع اسی ہزار سواروں کے کوہ معلق سے اترکر بمقابلہ
بدیع الملک آکر قیام پذیر ہوا بدیع الملک نے اس سردار کو دیکھکر دل مین کہا کہ یہ نابکار بہت قوی
ہیکل سردار ہی دیو قامت فیل پیکر سپاہ تو قوی بازو نظر آتا ہی نہین معلوم کس حاکم کی فوج کا سردار ہی
مجھ سے یہ جو کیون برسر کاوش ہی مین تو جانب شہر صندل لاجوردشاہ گمراہ کے تعاقب مین جاتا
ہون یہ نالائق کیون لڑنے آیا ہی ابھی بدیع الملک اپنے دل مین یہ کہ رہے تھے کہ سامنے سے ملک
ترسی اور لاجوردشاہ اور صلصال شت مرکب پر سوار کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے نظر آئے
حملہ نشان ہاے لشکر ضلالت اثر سپاہ باطلے بدیع الملک نے لاجوردشاہ اور صلصال کو دیکھ کر
مسکرا کر بے اختیار فرمایا کہ ہم جسکے تعاقب مین جاتے تھے وہ خودہی ہمراہ اپنے معین کے آتا ہی الحمد للہ
کہ شہر صندل تک نہ گئے تھے کہ در مطلب اثناے راہ مین ہاتھ آیا ہم نہ جانتے تھے کہ اس نابکار نے
یہان کے بادشاہ سے پناہ چاہی ہی اور اسنے اسے پناہ دی ہی اور قضا اسکی دامن گیر ہی کیونکہ خود مقابلے
پہ آتا ہی خیر آتا ہی تو آئے خداوند عالم ہمارا مددگار ہی غرضکہ بدیع الملک زمرد پوستون سے یہ تقریر
کررہے تھے کہ ملک ترسی اور لاجوردشاہ وغیرہ مقابلہ لشکر ظفر اثر مین آکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام
مین فروکش ہوے جب وہ دن کچھ باقی رہا ایک نامہ ملک ترسی نے بدیع الملک کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بدیع الملک جہالت اچھی نہین ہی اب یہی بہتر و مناسب تمھارے حق مین ہی
کہ اپنے خداوند پیدا کرنیوالے کو یعنی خداوند لاجوردشاہ کو پہچانو خداوند اپنا جانو بس سرکشی ناحق کی
اب سجدہ کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ تمھارے قصور ماضی خداوند سے عرض کرکے عفو کرادینگے اور اگر
خلاف اس تحریر کے کروگے بہت پچھتاؤگے یہان سے زندہ نہ جاؤگے میرے ہاتھ سے قتل ہوگے مین
وہ بادشاہ قوی بازو ہون کہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین خداوند لاجوردشاہ
کی عنایت و کرم سے سپاہ بہت رکھتا ہون پہلوان بھی چند ایسے ہین کہ جریدۂ روزگار مین فرزانہ بھی اور

رکھتا ہون مجھ سے تم کیا لڑوگے ایک ادنے میرے لشکر کا سردار تمھارے قتل کرنے کو کافی ہی جب ملک ترسی یہ عبارت لکھوا چکا ملفوف کر کے سرنامہ پر اپنی مہر کر کے ایک عیار مسمی صبا قدم کو دیا اور کہا جلد اس نامہ کو بدیع الملک کے پاس لیجا اور جواب اسکا لا وہ حسب الحکم نامہ مذکور بدیع الملک کے پاس لایا اس بہادر نے اُسے پڑھکر جواب مین بعد القاب لکھا کہ اے ملک ترسی آگاہ ہو کہ لاجوردشاہ ہرگز ہرگز لائق پرستش نہین ہی کیونکہ وہ بھی ایک بشر ہی اور کچھ بھی قدرت کسی امر پر نہین رکھتا ہی محتاج و عاجز ہی اگر کچھ قدرت رکھتا تو صحرائے مثلث سے بھاگ کر تمھارے دامن پناہ مین آکر نہ چھپتا بس اب اس باب مین ذرا فکر و غور کرو تمکو اُسکی پرستش کیواسطے کیا لکھتے ہو تم بھی اُسکی پرستش نکرو کیونکہ وہ مثل شیطان کے بندگان خدا کو بہکاتا ہی خود بھی گمراہ ہی اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہی لہذا تمکو مناسب یہی ہی کہ ایسے مردود کو پناہ نہ دو ہمارے حوالے کردو کہ ہم اُسکو قتل کرین اور تم اپنا دین باطل چھوڑ و دائرۂ دین اسلام مین آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جہالت سے باز آؤ اپنے معبود حقیقی کی پرستش کرو تا کہ انجام بخیر ہو اور کثرت فوج پر مغرور نہو کہ غرور کرنا اچھا نہین ہی اگر خلاف اسکے کروگے تو بہت پچھتاؤگے تم اور تمھارا تمام لشکر میرے ہاتھ سے قتل ہوگا دیکھو لاجوردشاہ کی پرستش سے باز آؤ میرے کہنے پر عمل کرو اپنے خالق کو پہچانو اُسکی پرستش کرو قابل پرستش اور لائق حمد وہ معبود لایزال ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے کون و مکان اور مافیہا کو پیدا کیا ہی کہ بمقتضاے این نظم

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب جس نے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
مزہ دیتی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا نشان بے نشان کا
سبا یا خاک ویرانہ کسی کو
دکھالے جلوہ ہائے حسن خوبان
مشائین صورتین کیا کیا بنا کے
کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ

بنایا جسنے کن سے دوجہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
غرض جس رنگ مین ہی خوب ہی وہ

اے ملک ترسی یہ ادنی قدرت پروردگار تیری کی ہی وہ بہت بڑا قادر ہی تجکو مکرر لکھا جاتا ہی کہ معبود حقیقی ولایزال کو سجدہ کر لاجوردشاہ پر اور اپنے خداوندون پر لعنت کر ہماری ہدایت قبول کر کہ تیرے حق مین خوب ہی آیندہ تجکو اختیار رہی یہ عبارت بجواب نامہ رقم کر کے عیار مذکور کو نامہ سربمہر دیا وہ لیکر روانہ ہوا اور ملک ترسی کو دیا اُسنے تمام و کمال عبارت پڑھکر از حد غیظ و غضب مین آکر کچھ کلمات نامناسب بدیع الملک کو کہکر حکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہم صبح کو ان خداپرستون سے مقابلہ کر کے سب کو تہ تیغ کرینگے حسب الحکم خدام نے طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل جنگی لشکر حریف مین بلند ہوئی ہرکارون نے خدمت بدیع الملک مین حاضر ہوکر بعد آداب و شرائط فدویت و ثنا و دعا یون عرض کرنے لگے کہ موافق نظم

ہو ہزیمت سدا عدو کو نصیب
اے قوی شاہزادۂ ذی جاہ
فتح ہو تجھ سے نیکخو کو نصیب
دے عدو پر تجھے ظفر اللہ
اسوقت ملک ترسی نابکار

نے جواب نامہ سے مطلع ہوکر از حد برہم ہوکر طبل رزمی بجوایا ہی ارادہ اُس بیدین کا یہ ہی کہ ہنگام سحر

میدان کارزار مین آکر خدام و لشکریان حضور سے کارزار و ستیز کرے باقی خیر و عافیت ہی ہر کارے تو یہ خبر دے کر چلے گئے بدیع الملک نے اعانت مددگار انس و جان معبود قوی و ناتوان پر بھروسا کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بامید مددگاری پروردگار عالم نقارۂ رزمی بجایا جائے خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب دونون لشکرون مین صدائے طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہر ایک سپاہی و لشکری کو معلوم ہوا کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین حریفون سے لڑنا ہوگا پس آلات حرب و ضرب کو صاف و درست کرنے مین مصروف ہوے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیر انداز نے اپنی ہر ایک کمان اور تیرون کو درست کیا جو لشکری نمک حلال و جری تھے وہ تو خوش ہوکر باہم یہ کہہ رہے تھے کہ وقت سحر سامنا دشمنون سے ہوگا بڑھ بڑھ کر لڑینگے اعدا کو دلیرانہ قتل کرینگے نعرے شیرانہ کرینگے حق نمک اپنے آقا و مالک کا ادا کرینگے جان دیدینگے مگر میدان جنگ سے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے سرخرو ہوکر دنیا سے جائینگے بہادرون کی فرد مین نام اپنے درج کیے جائینگے اگر اعدا کو بھگا کر زندہ رہینگے تو ہمارا مالک و آقا ہمارے عہدے بڑھائیگا خوش ہوکر انعام دیگا سوا اسکے تمام لشکر بلکہ دنیا مین بہادر مشہور ہونگے دلیران جہان مین محسوب ہونگے اور جو لوگ لاجورد شاہ اور ملک ترسی کی سپاہ مین نامرد و بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جسوقت سے طبل جنگی اور نقارۂ رزمی دونون لشکرون مین بجے تھے بہت گھبرائے تھے چہرے زرد تھے حواس باختہ تھے خیال جنگ سے اسقدر خائف تھے کہ دست و پا کانپتے تھے بعضون کو خوف جنگ و کشت و خون سے تپ آگئی تھی اکثرون کو دست آنے لگے تھے بزدل نامردون سے کہتے تھے بھائیو ہمکو اس روز بد کا مطلق خیال نہ تھا ورنہ ہم نوکری نہ کرتے ہرگز فوج مین چہرہ نہ لکھواتے تلوار سپر نہ باندھتے بھیک مانگتے کوئی محنت و مزدوری کرتے دو چار روپیہ مہینے مین پیدا کرتے اہل و عیال تنگی و پریشان حالی سے بسر کرتے اب سخت مشکل درپیش ہے بتاؤ کیا کرین صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا مشہور ہے کہ دشمن دشمنی ضرور کرتا ہے اور کبھی رحم نہین کرتا ہے وہ کا ہیکو ہمین چھوڑ دیگا تیغ و تیر یا اور کسی آلہ ضرب سے ہلاک کر ڈالیگا جو رہ بچے ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے ملک ترسی اور لاجورد شاہ کو کچھ ہمارے مرجانے اور قتل ہونے کا ملال نہوگا پس ہم تو صاف صاف کہتے ہین کہ صبح تک اس لشکر ہی مین نہ رہینگے نہ یہان ہونگے نہ میدان جنگ مین جائینگے نہ حریف ہمکو قتل کرینگے نامرد بزدلون کی گفتگو سنکے کہنے لگے تمھاری رائے کو ہم پسند کرتے ہین جو کچھ کہا سچ ہے ہم بھی ایسے ہی خیال کر رہے تھے کیونکہ ہمنے دس روپیہ کے لالچ سے رسالہ مین نوکری کر لی تھی نہ یہ سمجھ کے ملازمت اختیار کی تھی کہ اپنے مالک کی طرف سے مالک کے دشمنون سے لڑینگے اگر یہ امر ذہن نشین ہوتا تو کبھی نوکری نہ کرتے کیونکہ ہمکو آج تک تلوار لگانا بھی نہین آتا اور نہ کبھی کسی نے بتایا نہ خود کسی سے فن سپاہ گری حاصل کیا ہم نے بڑے ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے بزرگون نے سدا ہمارے ناز اٹھائے ہین ہائے اُن بزرگون کی شفقتین یاد آتی ہین اسقدر ہمکو چاہتے تھے اور اسدرجہ پیار کرتے تھے کہ مکان سے باہر نکلنے نہ دیتے تھے اور کبھی چاقو چھری قینچی کبیل یہانتک کہ قسم لوہے سے سوئی تک بھی ہمکو نہ دیتے تھے اور نہ کبھی چاقو وغیرہ کے قریب جانے دیتے تھے اگر کوئی فصد لیتا تھا یا کوئی چوپایہ مانند بھیڑ بکری کے کہین

ذبح کیا جاتا تھا تو وہان ہم کو نہ جانے دیتے تھے تاکہ ہم خون نہ دیکھین وہ زمانہ تو گیا بزرگ بھی مر گئے
اب یہ زمانہ آیا ہی کہ میدان جنگ مین کشتے خاک و خون مین بھرے ہوے دیکھین زخمیون کی فریادین کے
تلوار اور نیزہ اٹھا کر لڑین زخم تلوارون کے اس تن نازک و آرام طلب پر کھائین افسوس ہزار افسوس
کیا انقلاب ہی یہ پیر فلک نہایت ستم شعار ہی اور ساحر نیرنگ ساز شعبدہ پرداز ہی کسی کا راحت و
آرام سے بسر کرنا اسے ناگوار ہی ہر دم یہ جفا کار درپے آزار ہی خصوصاً ہم الیسون پر ظلم زیادہ کرتا ہی
جو ناز و نعمت سے پلے ہین حیف اس ستم ایجاد کو یہ منظور نہوا کہ ہم لوگ بخوف و خطر نوکر رہین تنخواہ
ماہ بماہ پایا کرین پلنگ پر پڑے رہا کرین غذاے مرغن کھایا کرین خبر جو خوشی فلک کی کوئی اب
ہم تدبیر کرینگے ایسی ہی نوکری اور ڈھونڈھین گے یہان کی نوکری چھوڑ دینگے کیونکہ فلک کو با آرام
رسالہ مین ہمارا رہنا منظور نہین ہی اور ہم کو بھی ایسی نوکری منظور نہین ہی ہمین جان جانے ہم اسی وقت
جاتے ہین یہ کہکر وہ تاریکی شب مین سب اٹھ کر چلے بزدل انکے ساتھ لشکر سے نکل گئے الحاصل بہادر
لشکر مین رہگئے اور بزدلان نمک حرام پوشیدہ ہوکر بھاگ گئے جب وہ شب بسر ہوئی اور آمد آمد شاہ خاور
کی جانب مشرق سے بہ نیزۂ خطوط شعاع ثابت ہوئی اور ادھر بدیع الملک نماز سحر پڑھکر دعا فتح و ظفر کرکے
ہمراہ اپنے لشکر کے جانب نبرد گاہ روانہ ہوے اُدھر سے مالک ترسی بہ ہمراہی صلصال و لاجورد
شاہ روسیاہ لشکر کثیر سے عرصۂ کارزار مین آیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اور دونون
لشکرون سے بیلدار اور سیلچہ بردارون نے نکل کر میدان جنگ کی بلندی و پستی کو دیکھ کر زمین کو ہموار کیا
جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک نبرد گاہ سے دور کرکے چلے گئے اُس وقت بابا سے بدیع الملک و
مالک ترسی بعد صف آرائی کے نقباے خوش گفتار اور کرکیت چیدہ روزگار لشکرون سے نکل کر
درمیان دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے کہ اے
دلاوران چیدہ روزگار و اے بہادران شجاعت شعار یہ وقت دلیری کا ہی حریفون کا سامنا ہی دیکھو
خوف جان سے نہ بھاگنا اپنے اور اپنے آبا و اجداد کی ذلت و بیعزتی گوارا نہ کرنا اپنے مالک و آقا سے
بیوفائی نہ کرنا نمک حرامی نہ کرنا دلیرانہ دشمنون سے لڑنا ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ عزت
و آبرو غلط جائیگی سر میدان جنگ سامنے والا درون کے ذلیل ہوگے بھاگ کر کب تک زندہ رہو گے
آخر ایک روز مرنا ہی خیال کرو تمھارے آبا و اجداد اور وہ بادشاہان خوش نہاد جنکے حالات
کتب مین موجود ہین اب کہان ہین اور وہ بہادران نامی و نامور کہ جو بیمثل و بے نظیر تھے اس وقت
کہان ہین ہاے ان سب کا موت سے بس نہ چلا دنیا سے چلے گئے ذکر انکی خوبی خوش سیرتی کا اب تک
زبان زد خلق ہی سراے دنیا اک گذرگاہ ہی ہر شخص کو اس دنیا سے گذرنا ہی کوئی زندہ نہ رہیگا ہر مخلوق
کو فنا ہی بس ایسی دنیاے ناپایدار مین رسوا و ذلیل ہوکر چندے زندہ رہنا ہرگز قبول نہ کرنا با آبرو
مرجانا گوارا کرنا اگر عاقل ہو تو یہ دل مین خیال نہ کرنا کہ میدان جنگ سے بھاگ کر دنیا مین ضرور عیش
و آرام بدام رہینگے تم تو کیا ہو جو لوگ نامی و نامور اور اہل زر تھے وہ ہمیشہ زندہ نرہے اور نہ کسی
طرح بھی انکی زندگی بسر ہوئی ذرا غور کرو دنیا مقام عبرت ہی ہر شخص کی جدا جدا حالت ہی کہ بمقتضاے این نظم

کوئی آغوش دلبر مین تھا مدہوش	کنار قبر سے کوئی ہم آغوش	کوئی ہی بادشہ مصر و ختن کا

کوئی محتاج ہی گور و کفن کا
کسی کے بزم مین ہی شادمانی
کہین تابوت اور ماتم سرا ہی
کسی کے واسطے دفن و کفن ہی
کسی کا جسم مٹی مین دبا ہے
کوئی بے جستجو کے زر لٹائے
شکستہ ہی کسی بیکس کا مدفن
کسی کا فرش ہی دیبا و کمخواب
کسی کو سنگریزون پر ہی آرام
کوئی کرتا ہی سیر باغ و گلزار
کوئی ہی چھانتا خاک بیابان
کوئی وارفتہ عیش و غنا ہی
کسی کی گود مین ہی لاش فرزند
کوئی ہی خرمی سے قہقہہ زن
نہ چھوڑا کامگار اسنے نہ ناکام

کہین ہی ساز و برگ غسل صحت
مکان مین ہی کسی کے نوحہ خوانی
کوئی ہاتھون کو کرتا ہی حنا بند
کوئی تن طعمۂ زاغ و زغن ہی
کوئی صہبائے عشرت سے ہی مخمور
کوئی کوشش سے بھی اک جو نپائے
سنہانی ایک کے تن مین قبا ہی
کوئی کرتا ہی فرش خاک پر خواب
کوئی ہی زندگی سے اپنی خورسند
کسی کی آنکھ مین گلزار ہی خار
کوئی ہی عیش اور عشرت سے دلشاد
کوئی دل رفتۂ فقر و فنا ہی
کوئی تخت عروسی پر ہی دلشاد
کسی کا آنسوؤن سے تر ہی دامن
پلایا اسنے سب کو زہر قاتل

کہین ہی غسل میت کی مصیبت
کسی جا تخت کا رخ خوشنما ہے
حنوط مردہ مین ہی کوئی پابند
کسی کے عطر اعضا مین ملا ہی
کوئی ہی زہر غم سے زندہ در گور
کسی کا قصر زرین ہی نشیمن
کہین خاکستری تن پر ردا ہی
کسی کو مسند مخمل سے ہی کام
کوئی ہی اس اجل کا آرزومند
کوئی ہی صحن گلشن مین خرامان
کوئی کرتا ہی غم سے آہ و فریاد
کسی کی گود مین دولہ ہی خورسند
کوئی تابوت پر کرتا ہی فریاد
نہین اسپر بھی اس دنیا مین آرام
چہ نادان وچہ ہشیار وہ غافل

پس عاقلون کو لازم ہی کہ دنیائے عبرت نشان کو محض جائے عیش و عشرت تصور نکرین اور وہ امور زندگانی چند روزہ مین نہ کرین جو باعث ننگ خاندان ہون چونکہ تم سب بہادر بھی شرفا و فہیم ہو ہم امید رکھتے ہین کہ تم ہمارے سخنان پند آمیز کو سنکے ہمارے کہنے پر عمل کروگے آج میدان کارزار مین خوب لڑوگے بھاگنا اور پیچھے ہٹنا کیسا خیال بھی بھاگنے کا نکروگے جب نقبا اور ترکیت جوانان ہر دو لشکر کو اسطرح آمادۂ جنگ کر گئے پیچھے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ سخن نقبائے خوش تقریر اور نصیحت ترکیتون کی سنکے اکثر جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ واسطے اظہار بہادری و دلاوری کے زرہ اور بکتر اور آئینہ اپنے تنون سے دور کر کے تلوارین نیامون سے کھینچکر نیام توڑکر پھینک دیتے تھے اور باربار یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے حریفون پر جا گرین اور انکو دلیرانہ تہ تیغ کرین خود بھی انکے دار اپنے سینون پر روکین سر میدان خاص و عام کو اپنی شجاعت دکھائین خصوصًا جوانان زمرد پوش برائے جنگ و جدال نہایت بیقرار رکھتے ہر چند ہمت دنجابت اُن کی اُن کو یہ اشارہ کرتی تھی کہ اب توقف بیکار ہی مثل شیران گرسنہ و غضبناک کے گلۂ اعداء بزدلان پر جلد تر گرد بخوبی تمام شکار کرو لیکن رعب بدیع الملک اور قاعدۂ لشکر اسلام انکو روکے تھا اسوجہ سے کوئی زمرد پوش لڑنے مین سبقت نہ کرتا تھا اور ہر ایک منتظر اس امر کا تھا کہ لشکر حریف سے کوئی اجل رسیدہ میدان جنگ مین آئے اور مبارز طلب کرے تو ہم بلا توقف اسکے مقابلہ کو جائین ہنوز بہادران موصوف انتظار آمد حریف کر رہے تھے کہ ناگاہ صف لشکر ضلالت اثر ملک ترسی سے ایک سردار نہایت قوی و خونخوار مانند فیل مست یا مثل دیو سیاہ یا بطرز بلائے عظیم نکلا پہلے اپنے گینڈے کو رو برو سے ملک ترسی اور لاجورد شاہ کے لیجا کر گینڈے سے اُتر کر اجازت میدان جنگ طلب کرنے لگا ملک ترسی

نے کہا اے بہادر ہمنے تجکو اجازت حرب دی جا سر بدیع الملک کا تیغ تیز سے کاٹ کر لے آ اور تمام لشکر کو
اُسکے پراگندہ و تباہ کر دے سردار مذکور نے اجازت جنگ حاصل کر کے جانب لاجورد شاہ دیکھکر دست
بستہ عرض کیا خداوند میرے بارے مین کیا حکم کرتے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا جا میدان مصاف مین
بدیع الملک سے مقابلہ کر جیسی جو تقدیر تیرے بارے مین کی ہے ظاہر ہو جائیگی سردار مذکور سمجھا یقیناً خداوند
نے میرے بارے مین یہی تقدیر کی ہوگی کہ بلا تردد زرد پوشون کو قتل کرون تو بدیع الملک کو تہ تیغ کر کے سر کاٹ
کے لے آؤن یہ تصور کر کے نہایت شادمان ہو کر گینڈے پر سوار ہوا اور میدان جنگ کے درمیان مین آیا گینڈے
کو روک کر جانب لشکر اسلام نظر کرتا رہتا دیکھنے لگا ادھر زرد پوشون نے اُسے دیکھ کر متحیر ہو کر باہم آہستہ
آہستہ اسطرح تقریر کی کہ یہ جو ہے اسکا کسقدر قوی الجثہ ہے کہ آجتک ایسا قوی ہیکل نہین دیکھا پہلوان عادی
ہر چند قوی ہیکل تھے مگر وہ بھی اسقدر تنومند نہ تھے کسی زرد پوش نے کہا اگر ہمارے نزدیک یہ قسم انسان سے نہین
ہے بلکہ وہ قامت کا دیو سیاہ ہے یہ شاخ کا کسی نے کہا یہ جسامت مین مانند فیل مست کے ہے کسی نے کہا یہ
نابکار گینڈے پر اسطرح سوار ہے گویا پہاڑی پر دیو سیاہ ہے کسی نے کہا یہ نسل آدم سے ہے عوج بن عنق
کا یادگار ہے ابھی سب زرد پوش ایک دوسرے سے ہمکلام تھے کہ اس سردار خطرات شعار نے اپنے گینڈے
کو مانند مرکب کے کاوے دیئے اور فنون سپہگری جوانان لشکر کو دکھانے لگا ادھر بدیع الملک اس کے
فنون سپہگری کے عجیب ملاحظہ کر کے مسکرانے لگے ادھر لاجورد شاہ وغیرہ بے اختیار تعریفیں اسکے
کمال کی کرنے لگے جب سردار مذکور تا دیر فنون سپہگری دکھا چکا اور بہت [illegible] گینڈا [illegible]
گرما چکا اسوقت گینڈے کو دو چار قدم اور بڑھا کر مانند فیل مست کے یون چنگھاڑا کہ اے فرقہ خدا پرستان
و اے گروہ زرد پوشان تم سب مین جو سیر عدم کا مشتاق ہو وہ آ کر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کوئی نحیف و ناتوان
نہ آئے کہ اوس سے لڑنا اپنی عزت کھونا ہے یہ کہکر خاموش ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے مرکب کو سوئے حریف
بڑھایا دیکھنے والون نے دیکھا کہ اس وقت علمہائے لشکر زرد پوشان کو کھولا اور [illegible] شہزادہ
بدیع الملک مرکب کو جولان کر کے حریف مذکور کے سامنے پہنچے اسنے بنظر تند دیکھکر پوچھا اے جوان تیرا کیا
نام ہے تعجب ہے کہ تو میرے مقابلے کو آیا ہے کیا تیرا ارادہ مجھ ایسے فیل زور سے لڑنے کا کیا ہے مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہے کیونکہ ایسا جوان نازنین ایک میرے اوچھے سے وار مین پیوند خاک ہو جائیگا بدیع الملک
نے نعرۂ شیرانہ کر کے جواب دیا اے مغرور کیا سمجھا ہے مجھکو نحیف و ناتوان جا تکرار چھوڑ کہ جس حربہ پر تجکو بہت
ناز ہو دکھا تیرے مقدمہ پر اگر خداوند عالم مجکو تیری ضرب سے بچا لیگا اور اگر میرا نام پوچھتا ہے تو آگاہ ہو کہ نام
میرا بدیع الملک ہے مین فرزند نور الدہر کا ہون دادا میرے مشہور جہان بدیع الزمان گرد لشکر شکن
ہین شجاعت مجکو میراث مین ملی ہے ابھی تو میری قوت و زور سے ناواقف ہے مین وہ شجاع ہون کہ فیل کو ہنگام
جنگ ایک ہاتھ سے اور شیر نر کو ایک ادنیٰ بات جانتا ہون تجھ ایسے فربہ جسم پہلوانون کی میرے روبرو کیا
حقیقت ہے بڑے بڑے نامی و نامور سورمون کو مین نے باعانت خدائے کون و مکان قتل کیا ہے مین خود تیرے
حال پر رحم کر کے چاہتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہو اگر تو اپنے مذہب باطل سے اجتناب کر کے دین
اسلام اختیار کرے تو مین تجکو پناہ دون سردار مذکور یہ سنکے قہقہہ مار کر ہنسا اور قہقہے کے سبب تمام میدان
نبرد اُسکی صدائے قہقہہ سے لرز گیا بعد ہنسنے کے اُس سردار نے کہا اے جوان شاید تو دیوانہ ہے جو ایسی باتین

زبان پہ لاتا ہی یا میرے حال سے اور نام سے واقف نہین ہی اگر تجکو میرے نام اور میری قوت و شجاعت سے
آگاہی نہین ہی تو مین آگاہ کرتا ہون غور سے سن نام میرا بہرام فیل پیکر ہی مشہور جہان ہی شجاعان دنیا میرے
نام سے کانپتے ہین نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو بھی مثل موم یا پنیر کے کاٹتا ہی
گرز میرا وہ گرانبار ہی کہ اگر سر کوہ پہ ماردون مانند کاسۂ سر مردم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاے اگر دیو کو طمانچہ
ماردون تو اُسے غش آ جاے بلکہ صدمہ سے روح اسکی تن سے نکل جاے اگر قوت بازو سے قوی ہیکل اٹھاؤن
کوہ گران کو ہٹا دون اگر نعرہ کرون شیران دشت و جبال ڈر کر کوسون بھاگ جاوین پس تجھ ایسے قوی تاکی
پہلوان سے نہ لڑ چل ہمارے خداوند لاجوردشاہ کو سجدہ کر اپنی جوانی پہ رحم کر بدیع الملک نے
برہم ہو کر جواب دیا او نابکار رکھ اپنا یہ دعوی و گفتگو ہی ہرگز قوی ایسا نہین ہی کہ جیسا تو نے اپنے تئین ظاہر کیا
اور سجدہ کرنے کے بارے مین جو کہا جواب اسکا یہ ہی کہ مین معبود حقیقی کو سجدہ کرتا ہون اور لاجوردشاہ
پر لعنت کرتا ہون کہ وہ ایسا بندہ گمراہ ہی اور بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہی بلکہ تجھ سے احمق نے گمراہ کیا ہی بہرام
فیل پیکر نے یہ تقریر سنکے اور بہت غصہ ہو کے نیزہ اٹھا کر کہا اے جوان ضعیف انصاف کر اب تو
ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آ پہنچی یہ کہکر نیزہ سینے کو ایسے پہ ڈالا کہ نیزے سے اگر کوہ ہوتا تو بیکار ہو جاتا
شاہزادہ بدیع الملک پہلوان اگرچہ ہوشیار ہو چکا تھا اپنے نیزہ کی ڈال جکا تھا نیزہ ہاتھ
مین اٹھا چکا تھا جب بہرام نے نیزہ لگایا اس دلیر نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر ایسی خوبی سے
سے روکا کہ تمام زرہ پوش بلکہ متعجب ہوئے نیزہ وران لشکر بھی تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے نیزے کو روکا
ہی بعد روکنے ضرب نیزے کے بدیع الملک نے بھی نیزہ وار کیا اسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر روکا سنانین جو باہم ٹکرائین شعلے ایسے پیدا ہوے کہ گویا دن کو ستارے
ٹوٹ کر برسنے لگے اور بعد مدت ہو گئے بدیع الملک اور بہرام جنگ مین مصروف تھے
جوان ہر دو لشکر یہ نظارہ دیکھ رہے تھے متعجب ہو کر داد دیتے تھے جب تا دو پہر جنگ ہوئی اور چالیس
طعن نیزہ تک نوبت پہونچی بدیع الملک نے بہرام فیل پیکر سے کہا او نابکار اب کی مرتبہ ہوشیار رہنا
ایسا بند باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جاے گی صرف ڈانڈا ہاتھ مین رہ جائیگا بہرام قہقہہ مار کر
ہنسکے کہنے لگا مین بڑے بڑے استادون سے لڑا ہون سنان نیزہ کبھی نہ اسکے ہاتھ سے نکالدی آج تک
کسی نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نہین نکالی ہی بھلا تم کیا ہو جو میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکالدوگے
مین ہوشیار ہون تم بند باندھو دیکھنا کس خوبی سے روکتا ہون کیونکہ فن نیزہ بازی و سپہگری مین کامل
اور شہرۂ آفاق ہون بدیع الملک نے اسکی گفتگو سنکے ایک بند ایسا جوانی باندھا اور کرب کو کچھ بڑھا کر
ایسی حرکت بزور قوت بازو دی کہ سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکل کر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر
گری زرہ پوشون مین شور شرا بلند ہوا کفار بھی تعریف کرنے لگے لاجوردشاہ وغیرہ دنگ ہو گئے بہرام
فیل پیکر کو خجالت سے پسینہ آ گیا گویا ایک دریا مین غرق ہو گیا بعد ایک لحظہ کے برہم ہو کر شہزادہ
بدیع الملک سے کہنے لگا اے جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے کامل فن کے ہاتھ سے نیزہ نکالا اب مین اسکے
عوض مین تیرے تن نازک سے تیری روح نکالے دیتا ہون یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام سر
بدیع الملک پہ لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا اسنے خجل ہو کر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر

تیغہ گرانبار نہایت آبدار نیام سے کھینچا اور کہا ای جوان کہنے والون نے کہا ہی کہ نیزہ بازی خلال بازی
تیغ بازی راست بازی شاید اسکا یہ مطلب ہی کہ نیزہ بازی کچھ نہین تلوار خوب ہی کہ ہنگام جنگ دو چار ہاتھ مین
حریف کا رشتۂ حیات قطع کر دیتی ہی برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کر دیتی ہی پس مین نے اسی خیال سے
تلوار کو کھینچا ہی تیر و گرز وغیرہ سے لڑنا موقوف رکھا ہی ذرا ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغۂ آبدار گرانبار ہی کہ آجتک
کسی دلیر کے سر پر نہین رکا ہی جب وار کیا ہی سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر کاسۂ سر کی سیر کر کے مانند قطرۂ آب
کے صراحی گردن مین جا کر صندوق سینہ کو اچھی طرح دیکھ کر شکم و کمر سے بڑھ کر مرکب پر پہونچ کر اُس کے
دو ٹکڑے کر کے خاک پر پہونچتا ہی اور زمین مین در آتا ہی حریف کو مع مرکب کے چار ٹکڑے کرتا ہی شہزادہ
بدیع الملک نے جواب دیا او دروغگو تجکو اپنی نیزہ بازی پر دعویٰ تھا وہ دعویٰ تو باطل ہوا اب یہ دعوی
کرتا ہی انشاء اللہ اس دعوی مین بھی سچا نہوگا بہرام فیل پیکر یہ سُنکے برہم ہوا اور تیغہ گرانبار اٹھا کر مرکب
کو جانب راست لا کر بقوت تمامتر سر بدیع الملک پر لگایا ادھر اس شاہزادۂ ذیجاہ نے بفن سپہگری
نہایت چالاکی سے وار تیغہ تیز و گرانبار کا سپر فراخ دامن پر روکا اور بہرام سے کہا او نابکار دیکھ یون
وار روکتے ہین ابھی تو کہتا تھا کہ میرا وار رک نہین سکتا کیا جلد تیرے غرور نے تجھے ذلیل کیا یہ کہکر خود شمشیر
لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الملک نے تلوار اپنی دست راست
سے دست چپ مین لیکر انتظار اسکا کیا کہ حریف تیغہ لگاے جب اُس نے وار کیا اس بہادر نے بارڈھ پر
تیغہ کی نظر کر کے مرکب کو آگے بڑھا کے تیغہ قریب سر آتے ہی اُس کے بند دست پر ہاتھ کو ڈال دیا پھر ہاتھ
کبھی زور کرنے لگا انجام کار شاہزادۂ موصوف نے کلائی اس کی مروڑ کر تیغہ چھین لیا اور حلقۂ زنجیر کمر
عدو مین ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا کر رکابون سے قدم اُس کے جدا ہوے پھر نعرۂ اللہ اکبر کر کے زین فرس
سے اُسے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر پوچھا ای نابکار حال در شناخت پروردگار عالم چہ
میگوئی اُس بد انجام نے جواب دیا اگر ہزار جان ہون تو بھی فداے خداوند لاجورد شاہ کردن مگر
خداے نادیدہ کو سجدہ نکرون بدیع الملک نے یہ سُن کے اُسے اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ اعضا اُسکے
بالکل شکستہ ہو گئے اور روح اُسکی اس افتاد سخت کے صدمے سے تن سے نکل کر جانب سقر روانہ ہو گئی اور
بعضے داستان گویان خوش تقریر نے یون بیان کیا ہی کہ بہرام فیل پیکر کو قاش زین سے اٹھا کر شہزادۂ
بدیع الملک نے مانند گیند کے سوے فلک اچھالا جب وہ سوے زمین آنے لگا ایسی شمشیر لگائی کہ
اُسے چورنگ کیا غرض بہرطور بہرام فیل پیکر مارا گیا زرہ پوشون نے بے اختیار بلند آواز سے اپنے
آقا کی تعریف کی جملہ کفار بہرام کے قتل ہونے سے متحیر ہوے ملک ترسی دنگ ہو گیا تا دیر اُسکو
سکوت رہا بعد ازان محزون ہو کر جانب دست راست دیکھا فی الفور ایک سردار قوی بازو و جرأت
شعار مسمی فرخ کج کلاہ زشت خو و رو سیاہ دبدبہ گیو قوت پہلوان زبردست لاجورد پرست
صف لشکر سے مانند فیل مست نکل کر روبروے ملک ترسی ولاجورد شاہ آیا اور اجازت میدان نبرد کا
خواستگار ہوا ملک ترسی نے کہا ای بہادر شہرۂ آفاق حریف زبردست ہی دیکھا کسطرح بہرام
فیل پیکر کو ہلاک کیا ہی اُسکے ہلاک ہونے سے میسرہ لشکر ہمارا بے رونق و بے زینت ہو گیا ہی تمھین کیا اجازت
دون ایسا نہو کہ میمنہ لشکر بھی مانند میسرۂ لشکر کے بے قوت و بے افسر کلان ہو جائے تم رونق لشکر ہو تمھین

اجازت جنگ نہ دینگے ہمارے لشکر مین بہت سے دلاور ہین خصوصاً گرگ تیز دندان اسد نعرہ زن
وغیرہ ان مین کوئی جا کر بدیع الملک سے مقابلہ کریگا عوض خون بہرام کا اس جوان زرہ پوش سے
لیگا فرخ نے عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ تیرے اقبال سے حریف پر فتحیاب ہونگا گو بہرام قوی بازو
تھا مگر مجھ سے بدرجہا قوت و سپہ گری مین کم تھا یقین ہے کہ مین حضور کے اقبال اور خداوند کی تقدیر کرنے
سے سر اس بدخواہ کا تن سے کاٹ کر لاؤنگا مالک ترسی نے خداوند کی طرف دیکھا لاجورد نے سر ہلایا
باشارہ کہا اجازت دیدو ہم تقدیر سے معقول کرینگے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا مالک ترسی نے لاجورد
کے کہنے سے مجبور ہو کر اُسے اجازت جنگ دی وہ سلام کر کے خلعت رخصت لیکر مرکب دوڑاکر یہ سوار
ہو کر دلیرانہ جانب بدیع الملک چلا جب قریب شاہزادہ موصوف پہونچا مرکب کو روک کر بنظر قہر و غضب
بدیع الملک کو دیکھ کر دل مین لینے کینہ لگا اے فرخ کج کلاہ نو پہلوان زبردست ہو مرکب تیرا نہایت
تنومند ہے مناسب وقت یہ ہے کہ تو اور باہم زور آزمائی کے حیلے سے اس جوان کو قتل کر تاکہ میدان نبرد
کرد سے یہ فکر کر کے مرکب اپنا قریب گفتگو سے لیا بڑھا کر سپر فولادی مستحکم ہاتھ مین لیکر برابر سے زور آزمائی
مرکب کو بڑھایا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار رہا اسوقت باہم دونون سوارون نے اپنا سپ نیزہ دیکھا انکے قدم
مرکب فرخ کج کلاہ پسپا ہوا اور گھوڑا بدیع الملک نوجوان کا اپنی جگہ پر ایسا استوار تھا کہ دیکھنے والون
کو ثبات انکا ثابت ہوا فرخ اپنے مرکب کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا گھوڑے کو زانو مین دباکر
آگے بڑھا کر پکارا اے جوان تیری قوت و طاقت مین کچھ فرق نہین ہے جانور اچھا ہٹ گیا اب معلوم کیا
سبب ہوا مرکب تیرا نہین ہٹا معلوم کس قوم کا ہے تجھے نہ پہچانا مین نے شاید تیرا مرکب طلسمی ہے اسپ نہین ہے
گھوڑا طلسمی تو نہین ہے بدیع الملک نے جواب دیا اس تقریر سے کیا فائدہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا دیکھنے
والون نے دیکھ لیا اب اس امر مین کچھ تقریر نہ کر کیونکہ یہ میدان جنگ ہے یہ مقام تقریر کا نہین وار کر فنون جنگ
دکھا ہمارے آگے جو ہنر ہے دیکھو فرخ نے کہا پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو پھر ضرب لگانا ہوگا لیکن تو ہین لیکن
تم ہلاک کر دونگا شاہزادے نے جواب دیا یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین بلکہ
یہ طریقہ مقرر اختیار کیا ہے کہ جب حریف کی ضرب کو روک لیتے ہین اسوقت اسپر وار کرتے ہین موافق قاعدہ
مقررہ جنگ مین سبقت کر کہ جب تیرا تیری ضرب سے ہم بچ جائینگے اسوقت ہم بھی وار کرینگے فرخ نے
یہ سنکے نیزہ اٹھاکر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے سینہ پر شاہزادہ
موصوف کے مارا شاہزادہ نے بقوت الٰہی اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون
جولڑ مین شعلہ آتش پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی کہ واہ واہ کس خوبی سے بچا لیا کی سنان
نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اسکے سینہ کو تاک کر نیزہ
مارا فرخ نے بھی اپنی سپہ گری و ہوشیاری کی طرح سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اس مرتبہ بھی
منصفان کامل فن نے داد دی بازی داوری سے تا دیر باہم لڑائی ہوئی اور نوبت باہم ساکنان بدل
بدل نیزہ کی پہونچی بدیع الملک نے عین جنگ مین دلمین کہا یہ جوان بہ نسبت بہرام قزلباش کے فن نیزہ
بازی مین کامل ہے اور قوت مین بھی اس سے زیادہ ہے اگرچہ جوان راہ راست پر آتا تو بہتر ہوتا اچھا تھا گویا بہت
سیاہ قلب ہے دین اسلام قبول نہ کریگا یہ باتین دل مین کر کے فرخ سے کہا اے جوان ہوشیار رہنا اب وہ

بند صاحبقرانی باندھو نگا کہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی یا نیزہ تیرا ٹوٹ جائیگا اُسنے مسکرا کر جواب دیا ممکن نہیں کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلجائے میں ہوشیار ہوں بند صاحبقرانی باندھو دیکھیں تو کیونکر نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیتے ہو میں جنگ آزمودہ ہوں اور تم ابھی نوجوان تعلیم طلب ہو بدیع الملک اُسکی تقریر سنکے برہم ہوے اور چاہا کہ اُس کے نسبت بھی کوئی کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا جائے لیکن حلم نے کلام ہرزہ زبان پر لانے نہ دیا آخر غصہ کو ضبط کیا جب فرخ نے پہلو پر بقوت بازو نیزہ مارا شاہزادہ نے موافق کہنے کے بند صاحبقرانی باندھا ہر چند فرخ نے کوشش کی لیکن کھولنا اُس بند کا دشوار ہوا گھبرا گیا آخر مجبور ہو کر یہ فکر کی کہ سنان نیزہ سے نکل نہ جائے ورنہ سر میدان ذلت ہوگی جب زور باہم کرنے لگے جھٹکے کے صدمے سے ڈانڈا نیزہ فرخ کی ٹوٹ گئی اہل اسلام خوش ہوے کفار کو رنج ہوا خصوصاً ملک ترسی نے دل میں کہا دیکھیے کیا ہوتا ہے آثار شکست نمود ہیں انجام جنگ معلوم ہوتا ہے کہ حریف میرے سردار کا زبردست ہے اسکو بھی مانند بہرام کے تہ تیغ کریگا یہ باتیں دل ہی میں کرکے لاجوردشاہ سے کہنے لگا اے خداوند آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نیزہ میرے سردار لشکر کا حالت جنگ میں ابھی ٹوٹ گیا ہے نشان گویا مغلوب ہونے کا ہے آپ خداوند ہیں اسوقت کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ سردار لشکر میرا کسی طرح اپنے عدو پر غالب ہو میرے دل کو خوشی ہو کیونکہ یہ سردار سپاہ مجکو بہت عزیز ہے میرے لشکر کی زینت ہے لاجوردشاہ نے کہا تمنے سردست یہی تقدیر کی کہ نیزہ فرخ کج کلاہ کا ہنگام مقابلہ حریف ٹوٹ جائے اور سنان نیزہ فرخ مانند سنان نیزہ بہرام کے نہ نکلے باعث ذلت کا نہوا اب بھی کوئی تقدیر کریں گے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سخن لاجوردشاہ کا سنکے خاموش ہو رہا ادھر فرخ نے نیزہ شکستہ اپنا ہاتھ سے پھینک کر تیغہ آبدار وگرانبار نیام سے کھینچ کر کہا اے جوان آگاہ ہو **نظم مؤلف**

تری تیغ گویا ہے تیغ قضا	ہزاروں سر اس سے ہوئے ہیں جدا
نہیں ملتی اس سے عدو کو پناہ	عدم کی دکھاتی ہے اک دم میں راہ

بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے دلاور نیزہ کا سر نیزے سے تو کچھ بھی نہو سکا اب تیغہ آبدار سے بھی آزما کر حوصلہ دل کا نکال لے تیری ضرب تیغ سے کیا اندیشہ ہے کہ بجائے سپر سپر حفظ الٰہی ہے اُسنے یہ سخن سنکے نہایت برہم ہو کے خبردار خبردار کہکے سر پر تیغہ لگایا ادھر شاہزادہ نے سپر اٹھا کر ضرب تیغ بالا سے سپر روکی لیکن روکنے ضرب مذکور کے فرمایا اے دلیر اب تو بھی دار ہماری شمشیر آبدار کا روک اُسنے دلیرانہ کہا اچھا وار کر دوسری تلوار لگائی اُسنے بھی بہادرانہ ضرب شمشیر سپر پر روکی غرض اسی طور سے تا دیر دونوں دلیر سرگرم جنگ رہے جوانان ہر دو لشکر بنظر غور یہ جنگ دیکھا کیے اور ہر ضرب پہ ہر دلیر کی تعریف کیا کیے خصوصاً ملک ترسی اپنے سردار لشکر کی ضرب شمشیر پر بے اختیار صف لشکر سے بڑھ کر باواز بلند تعریف کرتا تھا اور دل اُسکا بڑھاتا تھا سردار مذکور بھی مالک کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر کارنمایاں کر رہا تھا دلیرانہ مانند رستم و سام لڑ رہا تھا چونکہ یہ جنگ قابل دیدنی تھی اس سبب سے صلصال بد اقبال اور لاجوردشاہ و جملہ کفار دیندار غور سے دیکھ رہے تھے علی الخصوص ملک ترسی بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور جب فرخ کج کلاہ وار کرتا تھا اُس کو یقین ہوتا تھا کہ اس ضرب تیغ سے میری سپاہ کا سردار اپنے حریف کو دو نیم کریگا اور جس وقت بدیع الملک اُس پر تلوار لگاتے تھے کلیجہ پکڑ لیتا تھا کیونکہ اس سردار کو مانند اپنے فرزند کے عزیز رکھتا تھا راوی کہتا ہے کہ قریب

دوپہر بہ جنگ ہوئی کوئی دلیر کسی کے ہاتھ سے زخمی نہوا اسپ و مرکب پسینے مین تر ہو گئے ہر ایک کی قوت
مین کمی ہونے لگی مرکب تھک کر بیٹھنے لگے ایسے وقت مین بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے اسطرح
شمشیر آبدار کا وار کیا کہ فرخ تیغ کلاہ سمجھا تلوار سر پر آتی ہے اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا ناگاہ تلوار
مانند برق جہندہ کے اُسکی کمر پر گری اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کر کے گذر گئی سردار مذکور دو ٹکڑے
ہو کر مرکب سے بالاے زمین اسطرح گرا گویا ایک پہاڑ دو ٹکڑے ہو کر بالاے خاک گرا اُسکے گرنے
سے زمین بھرائی غبار اول تو پہلے ہی سے بلند تھا اب زیادہ بلند ہوا مردان پشتون نے از حد خوش ہو کر
کلیا رنگی شور و غوغا بلند کیا کفار کو نہایت رنج ہوا چہرہ ہر ایک کا حیرت و صدمہ سے متغیر و زرد ہو گیا
رعب بدیع الملک سے ہر ایک نابکار کا پتہ پھٹنے لگا اور ایک کافر دوسرے کافر سے کہنے لگا کہ جب
فرخ تیغ کلاہ کو بدیع الملک نے قتل کیا تو ہم کیا ہین اس جوان سے کوئی پیش نہ پائیگا جو لڑنے
اس سے جائیگا مارا جائیگا لشکری تو نہایت بیدل ہو کر باہم سخنان یاس کر رہے تھے ملک ترسی اپنے
لشکر کو بیدل دیکھ کر صدمۂ قتل فرخ سے محزون و ملول ہو کر لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند
اس سردار کے قتل ہونے کا مجکو رنج زیادہ ہوا آپ نے کوئی تقدیر معقول نہ کی یہانتک تقدیر کرنے
مین تامل کیا کہ میرا سردار شجاعت شعار قتل ہو گیا لاجورد شاہ نے جواب دیا ہمنے تقدیر کر کے پلٹ
دی تیرے سردار سپاہ نے اتنی دیر حریف سے لڑکر غرور کیا ہم کو ناگوار ہوا اسی وجہ سے قصد سزا اُسے
قتل دی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک کرا ڈالا اگر وہ غرور نہ کرتا تو ہم اُسکے ہاتھ سے بدیع الملک
کو قتل کرا دیتے اور یہی تقدیر معقول کی گئی تھی ملک ترسی یہ سنکے خاموش رہا اور دل مین کہنے لگا اب مین
خود جا کر بدیع الملک سے مقابلہ کرون اپنے سرداران لشکر کا عوض لون افسران سپاہ بیدل
ہین انکو براے جنگ بھیجنا صلاح وقت نہین ہے یہ باتین دل مین کر کے لاجورد شاہ سے کہنے لگا
اب مین بمقابلہ بدیع الملک جاتا ہون ابھی سے آپ میرے واسطے تقدیر معقول کر دیجیے مین ہرگز
غرور نہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا جا ہمنے یہ تقدیر کر دی کہ تو بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا ملک
ترسی یہ سنکے خوش ہوا لشکر سے نکلکر ارادہ جانے کا کیا سرداران لشکر مانند گرگ تیز دندان
و اسد نعرہ زنان دگیبو قوی بازو وغیرہ نے ملک ترسی کو روک کر عرض کیا ابھی تو ہم نمک خوار
براے جان نثاری موجود ہین ہم جا کر حریف سے مقابلہ کرتے ہین بعد ہمارے حضور کو اختیار ہے ملک ترسی
نے جواب دیا تم لائق مقابلہ حریف نہین ہو عدو نہایت زبردست ہے بہرام فیل پیکر و فرخ تیغ کلاہ ایسے
زبردستان روزگار کو وہ ابھی قتل کر چکا ہے تم اُس سے کیا لڑوگے اسلیے تم میری جنگ دیکھو ہان جسوقت مجھپر
کوئی آفت آتے دیکھنا اسدم البتہ میری مدد کو پہونچنا اور یہ مین نے احتیاطاً کہا ہے ورنہ خداوند نے تو تقدیر
معقول کر دی ہے مین حریف کو جا کر ضرور قتل کرونگا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا دلیرانہ سامنے بدیع الملک
کے پہونچا گھوڑے کو روک کر کہا اے جوان تو نے ہرچند میرے افسران سپاہ کو قتل کیا ہے لیکن اب بھی اگر
خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے تو مین تیری خونریزی سے باز آؤن مرتبہ تیرا زیادہ کر دون تمامی
اپنی سپاہ کا تجھے سردار کرون بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جنگ سے باز آ اپنی جوانی پر رحم کر سن
شباب مین میرے ہاتھ سے قتل نہو مجکو مثل میرے سرداران سپاہ کے نہ خیال کر مین ملک ترسی ہون

کھلے گل جو بے حکم پروردگار
نہیں تاب پھر شمع اسکو جلائیے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائیے
زہے رحمت پاک رب جلیل
مسیحا کا بھی وہ مسیحا ہوا
وہی جان و تن کا نگہدار ہے
وہی سب کا خلاق و معبود ہے
بشر کیا لکھے اور اسکی صفات

تو ہو شاخ پر بار مانند خار
دکھائے اگر وہ بہم لطف و قہر
وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہی ہست کرتا ہے نابود کو
ہوئی آگ گلزار بہر خلیل
اسی کے لیے ہے ہمیشہ بقا
وہی ہر بشر کا مددگار ہے
وہی سب کا مالک ہے وہی سب کا شاہ
کہ ہے وحدہ لاشریک اسکی ذات

اگر حکم سے اسکے پروانہ آسکے
تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے
وہی نیست کرتا ہے موجود کو
بنا کشتی نوح کا ناخدا
سوا اسکے اک دن ہے سب کو فنا
اسی کی ہے محکوم ہر ایک شجر
وہی سب کا ملجا وہی ہے پناہ
اور جو اسقدر تو نے قال کہی

قوت و شجاعت کا اظہار کیا ہے سراسر تجھوٹ ہے اور تو نہایت جاہل و گمراہ ہے کہ اپنی تعریف آپ کرتا ہے اور لاجورد شاہ کی پرستش کرتا ہے جو مثل تیرے وہ بھی ایک بشر ہے اور مغرور اسقدر نہ ہو ورنہ کر دروغگوئی سے باز آ باتیں فضول اور بیہودہ منھ سے نکالنا خوب نہیں ہے تو جناب حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان داداجان سے کیا لڑتا اور انکے دشمنوں کو قتل کرتا پہلے انکے پوتوں سے اور فرزندوں کے فرزندوں سے تو مقابلہ کر لے پھر انسے مقابلہ کی تمنا کر انکے خادم ایسے قوی و بہادر ہیں کہ تجھکو اور تیرے تمامی لشکر کو ایک دم میں قتل و تباہ کر دیں اور اویدر بان مجبور اس سے ہوں کہ طریقہ اور قاعدہ ہم اہل اسلام میں شیوا کا نہیں ہے ورنہ اس سخت کلامی کی تجھے سزا دیتا زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لیتا ملک ترسی نے جواب دندان شکن پاکر از حد غیظ و غضب میں آکے نیزہ اٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے سینہ شاہزادہ کو تاک کر خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ادھر اس بہادر نے چالاکی و ہوشیاری سے موافق قاعدہ سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا نوکیں انیوں کی لڑیں اور رگڑنے سے شعلہ سنان کے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدہوں کے دہن سے شعلے پیدا ہوئے بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اسکے سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی بفن سپہ گری اسیطرح ضرب نیزہ کو روکا اسی طور سے نوبت اسی طعن نیزہ کی پہونچی باہم خوب جنگ ہوئی اس کی سنان نیزہ کو اس بہادر نے روکا اور اس دلاور کی ضرب نیزہ سر تیز کو اسنے بچیدہ کر روکا کوئی کسی پر غالب نہ ہوا بعد دسی طعن نیزہ کے شاہزادۂ موصوف نے کہا ای ملک ترسی اس مرتبہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا خبردار رہنا اسنے جواب دیا میرے ہاتھ سے نیزہ کا نکال لینا امر محال ہے شاہزادے نے جواب دیا جبر تیرے نیزہ کا نکالنا ممکن ہے اور میرے نیزہ کا نیزہ نکال لینا آسان ہے بعد اس گفتگو کے جب حریف نے وار کیا بدیع الملک نے ایسا ایک بند تاردار باندھا جسکو ملک ترسی کھول نہ سکا آخر کشاکش و زور لگانے سے سنان نیزہ ملک ترسی سے یوں نکل کر دور جا کر گری جیسے تیر شہاب بلندی سے سوے زمین آتا ہے اہل اسلام سنان نیزہ دشمن نکلنے سے بہت خوش ہوئے جملہ زمرد یوسف شاہزادۂ ذیجاہ کے ثناخوان ہوئے کفار کو رنج ہوا عالم شفق کو وہ سنان نیزہ نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ہمہ تن عرق انفعال میں تر ہو گیا اور دریائے خجالت میں ایک نیزہ غرق ہو گیا تا دیر متحیر رہا سر نہ اٹھایا بعدہ برہم ہو کر کہا او شہزادے بہت غضب کیا تو نے کہ

میرے ہاتھ سے نیزہ کی سنان نکالی اب مین تیرے کانسہ سر سے مغز کو نکالتا ہون اگر بہادر ہے اور جان بچانا
منظور ہے تو اس ضرب کو روک ورنہ اس ضرب کو طمانچہ اجل کا تصور کر یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی فرق پر شاہزادے
کے لگائی ادھر بدیع الملک نے بعجلت تمام ڈانڈ کو ڈانڈ پر نیزے کی یون روکا کہ ڈانڈ نیزہ ملک ترسی
کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے یہ حال ڈانڈ کا مشاہدہ کرکے خفیف ہوکر بلکہ سر دست ایک قسم کی شکست پاکر
سر میدان جنگ ذلیل ہوکر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بروے زمین پھینک کے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال
کے تلوار علم کرکے کہنے لگا کہ اے بدیع الملک نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی خوب ہے کیونکہ تلوار بیچ
مین وو دلیران جنگ کے جو پڑتی ہے ایک دم مین فیصلہ کردیتی ہے لہذا اس شمشیر آبدار سے اب لڑونگا شہزادہ
بدیع الملک نے منظور کرکے خود بھی شمشیر برق مثال کو یون نیام سے نکالا کہ جیسے آرزو کو کوئی اپنے دل
سے نکالتا ہے جب شمشیر کھینچ چکا حاکم شفق کوہ نے مرکب کو بڑھاکر تلوار سر پر لگائی اور شاہزادے نے
سپر پر تلوار کو روکا بعد اسکے خود وار تلوار کا کیا اسنے بھی ضرب شمشیر سپر پر روکی اسی طرح تا دیر دونون
مصروف جنگ رہے انجام کار یہ ہوا کہ شاہزادہ نامدار نے مرکب کو جانب دست راست حریف بڑھاکے
نعرہ کرکے تلوار اس کے سر پر لگائی ملک ترسی نے گھبراکر سپر اٹھاکر چاہا کہ ضرب شمشیر بالاے سپر
روکون لیکن تلوار بدیع الملک کی جو مانند برق جہندہ کے اسکے سر آئی سپر کو کاٹ کر ہنوز سر دشمن تک
نہ پہونچی تھی کہ ملک ترسی خوف جان سے زین فرس سے مرکب کی پیٹھ سے سرک گیا تلوار گردن پر
گھوڑے کے پڑی وہ دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرنے لگا اسوقت ملک ترسی فی الفور مرکب مقتول کی
پشت سے کود کر بالاے زمین آیا اور حالت غضب مین ارادہ کیا کہ بدیع الملک کے مرکب کو جو گردن
اٹھی اسنے تلوار پاے فرس بدیع الملک پر نہ لگائی تھی کہ شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود کر بالاے
زمین آیا حاکم شفق کوہ نے برہم ہوکر ہاتھ اپنا حلقہ زنجیر کمر شاہزادہ فی بچاہ مین ڈالدیا اور چاہا کہ لنگر
توڑکر اس جوان کو زمین سے بلند کرکے خاک پر اس طرح پٹکون کہ استخوان سرمہ سا ہوجاوین بدیع الملک
نے بھی اسی حالت مین اسکی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنا شروع کیا افسران ہر دو سپاہ واسطے کشتی
دیکھنے کے قریب آگئے لاجورد شاہ اور صلصال بھی قریب آئے بارگاہ برپا کرا کے کرسیون پر بارگاہ
مین بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوادیے اسیطرح جوانان ہر دو لشکر مرکبون سے اترکر سطح زمین پر زین پوش
بچھاکر بیٹھے سرداران سپاہ خیام مین کرسیون پر بیٹھکر پردے خیمون کے اٹھواکر دیکھنے لگے کہ ہر دو دلیر
مانند شیر غضبناک کشتی لڑ رہے تھے دامن قبا گردانے تھے آلات حرب وضرب مانند شمشیر وسپر و نیزہ و
کمان جسم سے جدا کر ڈالے اس طرح باہم لڑ رہے تھے کہ دو فیل مست یا دو شیر غضبناک باہم کشتی لڑتے
اور زور آزمائی کر رہے ہین زمین زور آوری دلیران سے ایسی بیتاب و دردمند تھی کہ تاب تحمل بار
دلیران نہ لاکر پاؤن کے نیچے سے سرکی جاتی تھی غبار خوف پامالی بہادران مذکور سے زمین پر بپا تھا
دیکھکر سوے فلک گریزان تھا زمین بار بار دھمک سے پاے پہلوانان مندرجہ بالا کے دہلتی تھی برابر کشتی
ہو رہی تھی کوئی دلیر کسی سے پیچ مین سبقت نہین لیجاتا تھا اگر ملک ترسی بقوت بازو چند قدم شاہزادہ
کو دباکر اور ریل کے پیچھے ہٹا دیتا ہے تو شاہزادہ بھی اسے اتنے ہی قدم پسپا کردیتا ہے سعی وکوشش بخوبی تمام
دونون جانب سے ہو رہی ہے توڑ ہر پیچ کے دونون لیکر رہے ہین یہ کشتی ایسی ہو رہی تھی کہ ہر ایک کشتی گیر

کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا تھا جب کوئی دونون مین سے کوئی پینچ کرتا تھا ماہران فن کشتی کہتے تھے کہ واہ
واہ اس جگہ یہ پینچ خوب کیا اور جب دوسرا اپنے حریف کے پینچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی وہی لوگ باواز
بلند یہ تعریف اُسکی کرتے تھے کہ اس پینچ کا ٹھیک یہی توڑ تھا اس جوان نے کس حسن سے یہ توڑ کیا ہے ورنہ
پینچ سے بچنا محال تھا ضرور ہی گر جاتا یا پشت زمین آشنا ہو جاتی یا کھوا خاک سے بھر جاتا کشتی ہو جاتی حال
غالب و مغلوب کا ظاہر ہو جاتا لیکن یہ کسی اچھے اُستاد کا بتایا ہوا ہے داؤن خوب کرتا ہے کل پیچ بھی اچھی
جانتا ہے بیٹھکون سے اسکی رانین بھی خوب ہی تیار ہین ٹانگ اچھی کرتا ہے ڈنٹرون سے سینہ تیار ہے شانہ و
بازو بھرے بھرے ہین معلوم ہوتا ہے کہ لنگوٹ بند ہے اگر چھوٹ کرتا تو اسقدر تیار رہتا گردن پر گوشت ہو کر
شانون کی فربہی سے نہ ملجاتی مچھلیان رانون اور بازوؤن کی نہ بھری ہوتین ابتک ضرور دم آجاتا تھل بھینے
کے ہانپنے لگتا پیٹ مین سانس اچھی طرح نہ سماتی پسینہ بہنے لگتا پنڈا اسقدر گرم ہوتا ابھی تک کس عمدگی سے
گتھم گتھا کر لڑ رہا ہے کہ کیا بیخوف ہو کر تڑ تڑ داؤن پینچ کرتا ہے اپنے جوڑ کو فرصت داؤن کرنے کی نہین
دیتا ہے طرار اسکو بچنا ہی ہے اُسکے داؤن سے مشکل ہے وہ لوگ جو فن کشتی سے چندان آگاہ نہ تھے اُنکو جواب دیتے
تھے کہ ملک ترسی کیا اس جوان سے کچھ کم ہے جوڑ کانٹے کی تلی ہوئی ہے کوئی ان مین سے اونیس بیس
نہین ہے اسنے بھی خوب محنت کی ہے اکھاڑے مین دو دو پہر اپنے پٹھون سے لڑا ہے اُنکو زور کراتا ہے جب
اُنکے دم آجاتے ہین اُسوقت یہ اکھاڑے سے باہر آتا ہے مہینون بلکہ برسون یہی حال اسکا دیکھا ہے کبھی اپنے
محنت اور زور کرنا ترک نہین کیا ہے ہمیشہ واسطے دم بڑھانے کے کوسون دوڑ لگاتا ہے شیشا رہ ایک کا کہ دس
من سے زیادہ وزن مین ہوگا دوش پر دوڑنے مین رکھتا ہے کلمۂ انصاف یہ ہے کہ اسکی بھی محنت بنی ہوئی
ہے کچھ لوٹتا ہوا نہین ہے حاکم کو وہ شفق کہ غذاے نفیس و لطیف شب و روز کئی مرتبہ بکثرت کھاتا ہے
فواکہات سے بھی مانند انار ولایتی اور انگور و بادام وغیرہ سے منہ نہین پھیرتا ہے جب ہمنے دیکھا ہے اسے
مصروف اکل و شرب ہی پایا ہے بیشتر یہ کباب آہو کے کھاتا ہے گوشت سے کبھی کارہ نہین ہوتا کئی آہو
ہر روز شکاری لاتے ہین یہ گوشت اُسکا نیم پخت کیا ہوا شب و روز مین بخوبی کھا کر ہضم کرتا ہے جب ہی
تو اس جوان زمرد پوش سے دلیرانہ لڑ رہا ہے کچھ سہل نہین ہے ایسے پینچ اور توڑ کرتا ہے کہ دل کو لطف
بحد ملتا ہے اور ایسے جوان قوی بازو سے لڑتا ہے جسنے بہرام فیل پیکر اور فرخ کلاہ ایسے نامی و نامور
اور قوی و دلاور سرداران کو بہت جلد قتل کیا ہے ہمارے نزدیک گمان کرتا ہے بلکہ کار رستمانہ کر رہا ہے
اپنے حریف کو تھکا رہا ہے گھات کر رہا ہے ہمین یقین ہے کہ پہر چار گھڑی مین اپنے حریف پر غالب آئیگا لنگر
اسکا اُکھیڑ لیگا اور اُٹھا کر زمین پر پٹکے گا اور سینہ پر سوار ہو کر خنجر کمر سے کھینچ کر سر کاٹ لیگا ابھی حریف
اسکا تھکا نہین ہے اسوجہ سے یہ اسکو چت نہین کرتا ہے وقت کا منتظر ہے دیکھنا جب قابو پائیگا اس جوان
زمرد پوش کو یون چت کر لیگا کہ زمرد پوشون کے چہرے کثرت رنج سے زرد ہو جائینگے تم اسوقت اس
جوان زمرد پوش کی بہت تعریف کرتے ہو اُسدم متحیر ہو جاؤ گے ساری پہلوانی اور کشتی لڑنا اور توڑ
اور داؤن کا جاننا بھول جاؤ گے بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ ملک ترسی کیا بڑا لڑ رہا ہے جو یہ کہتے ہو کہ
جوان زمرد پوش سے اسکو اپنے تئین بچانا مشکل ہے پہلے تو ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی کچھ جانتے ہو تمھارے شاگرد
فن کشتی مین چند لڑکے ہین مگر ایسے کلمات بیوقوفی و نادانی کے کہتے ہو کہ جس سے یہ ثابت ہوا کہ تم کچھ بھی

نہین جانتے ہو خالی از کمال ہو اسی نادانی پر اُستادی کا دعوی کیا ہی اُستاد اپنے کو مشہور کرایا ہی لڑکون کو لڑا
کے اُستاد بنگئے ہو کاملون مین محسوب ہوا چاہتے ہو نادان ہو کر عاقل بنتے ہو ذرۂ خاک ہو کر آفتاب عالمتاب
اپنے تئین بنایا ہی لڑکون سے کہتے ہو ہمین اُستاد کہا کرو نام لیکر ہمین نہ پکارا کرو واہ اچھی اُستادی کرتے ہو
دنیا مین اپنی ناموری چاہتے ہو اپنی آبرو و عزت خود بڑھاتے ہو تمھین ذرا بھی شرم نہین آتی ہی بڑھے ہو کر
ایسی باتین کرتے ہو کچھ کسی کا خیال نہین جو چاہتے ہو جہالت سے منھ سے نکالتے ہو دیکھو برا کرتے ہو کوئی کسی
روز تمھین درست کر دیگا ساری اُستادی بھول جاؤ گے اگر غیرت وار ہو تو اب ایسی تقریر کسی اکھاڑے
پر کسی کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ اکھاڑے ہی مین تم کو رگڑ ڈالیگا یہ ہاتھ پاؤن تمھارے مانند ہیزم خشک کے
توڑ ڈالے گا اپاہج ہو جاؤ گے اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گے ہمنے نادانون اور جاہلون کو بہت دیکھا ہی مگر
مثل تمھارے کوئی نادان و جاہل نظر سے نہین گذرا کیونکہ اول تو تم اپنے کو بڑا جانتے ہو انسان ہو لیکن
جانور سے بدتر آنکھین رکھتے ہو مگر اندھون سے سوا ہے بہرے گو کچھ خواندہ ہو لیکن سراسر جاہل ہر چند ہوشیار
ہو مگر بیہ تر از غافل ضعیف ہو کر باتین نادانون کی سی کرتے ہو اب تک تمھین کچھ نہین ملک ترسی کو اس
جوان زمرد پوش سے داؤن اور زور مین کم جانتے ہو دوسرے یہ کہ اسقدر بیوقوف ہو کہ تم سا شاید کوئی نہو گا
کیونکہ جس بادشاہ کی عملداری مین رہتے ہو اور جس حاکم کی رعیت مین داخل ہو جسکا تمنے نمک کھایا ہی
جس شہنشاہ سے زر و جواہر اکثر انعام مین پایا ہی جو تمھارا خداوند نعمت ہی اُسی کی شان مین ایسے کلمات
توہین زبان پر لاتے ہو ملک ترسی ہمارا اور تمھارا بادشاہ محسن ہی اُسکے دامن دولت مین براحت و آرام
بسر کرتے ہین فوج مین نوکر ہین تنخواہ ماہ بماہ پاتے ہین نمک اُسکا کھاتے ہین اُسی کی خدمت سے
ہماری اور تمھاری عزت و آبرو ہی بس ایسے مالک و آقا و محسن کو مجمع عام مین ذلیل کرتے ہو اسکے دشمن کی
ثنا کرتے ہو ایہی برادر عقلمندی و دانائی یہ ہی کہ انسان کبھی جادۂ خردمندی سے قدم علیحدہ نہ رکھے جو مناسب وقت
ہو ویسی بات کرے اپنی عزت و جان و آبرو کا خیال رکھے ڈرتا رہے کہ کہین جان اور آبرو ضائع و برباد
نہو جائے بقول ہے مصرعہ ہر سخن موقعی و ہر نکتہ مقامی دارد اپنا ہم وطن یا عزیز یا مالک کیسا ہی بد ہو
عاقل اُسے برا نہین کہتے ہین حتی الامکان اُسے اچھا ہی کہتے ہین تم کس درجہ بیوقوف ہو کہ اپنے ولی نعمت
اور ہم مذہب و ہم ملت کو بوجہ محض جھوٹ غیر سے برا جانتے ہو اور غیر بھی وہ غیر کہ غیر مذہب اور دشمن
جان و ایمان تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا ہی بلکہ ہم سب ساکنان کوہ شفق کا دشمن ہی یہ جوان زمرد پوش اگر
اسوقت ہمارے آقا و مالک سے فن کشتی زیادہ جانتا ہوتا یا قوت مین سوا ہوتا تو بھی بخیال نمک خواری اور
پاس دین کے ہم کو یہی چاہیے تھا کہ ملک ترسی کو اس جوان کشتی گیر سے اچھا جانتے اور دعا کرتے کہ
ہمارا مالک دشمن پر فتح پائے تم برعکس اس کے کہ رہے ہو اور سراسر جھوٹ کہتے ہو کیونکہ ابھی تک برابر
کشتی ہو رہی ہی کوئی ذرا بھی دونون مین غالب و مغلوب پایا نہین جاتا ہی اگر ہم تمھارے نزدیک اپنی
سخن پروری کرتے ہین تو اورون سے پوچھ دیکھو وہ کیا کہتے ہین تمکو قائل کرتے ہین یا ہمکو جھوٹا کہتے ہین
ماہران فن کشتی مذکوران لوگون کی تقریر طولانی سنکے نہایت برہم ہو گئے کہنے لگے کہ تمھین فن کشتی مین کیا
دخل اچھا اور برا لڑنا تم کیا جانو ہم اُستاد اس فن کے خوب جانتے ہین اور کلمۂ حق زبان پر جاری کرتے ہین خیال
اپنے مالک اور ہم مذہب ہونے کا اور خطر عتاب بادشاہ کا کچھ نہین کرتے ہین جھوٹ بولنا اچھا نہین جانتے

ہین اور تمکو جھوٹا اور بے ایمان اور نادان جانتے ہین کیونکہ تم سخن ناحق زبان پر جاری کرتے ہو محقق یہ
خیال غمخواری بادشاہ کوہ شفق جھوٹ بولتے ہو ہم اب بھی یہی کہتے ہین کہ یہ جوان زمرد پوش فن کشتی مین کامل ہے
اور بادشاہ ہمارا فن کشتی مین ناقص ہے اور قوت مین بھی اس جوان سے کم ہے ذرا غور سے دیکھو حال کھل جائے وہ
لوگ انکی گفتگو سنکے آمادہ جنگ ہوے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالکر اٹھ کھڑے ہوے چاہا تھا کہ تلوارین
علم کرکے ان ماہران کشتی کو ہلاک کرین کہ ناگاہ افسران سپاہ نے اٹھکر کہا تم سب باہم کیون لڑتے ہو گروہ
ماہران فن کشتی نے پہلے اپنی تقریر سے آگاہ کیا پھر ان لوگون سے پوچھا انھون نے اپنا مطلب اظہار کیا
اور لڑنا بیان کیا سرداران سپاہ نے کہا تم دونون گروہ آپسمین نہ لڑو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دونون
مین کوئی غالب ہوگا کوئی مغلوب ہوگا اسوقت دو شخص کشتی لڑ رہے ہین شور و غل نہ کرو بیٹھ جاؤ کشتی دیکھو
جب افسران سپاہ نے یہ کہا ماہران فن کشتی اور وہ لوگ کہ جو چندان فن کشتی سے آگاہ نہ تھے اپنی اپنی جگہ
پر خاموش بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے منصف دونون دلیران مذکور کو ہر ایک بند اور توڑ پر داد دینے لگے راوی
بیان کرتا ہے کہ دوپہر باہم خوب کشتی ہوئی ہر چند کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا لیکن اسقدر ضرور ہوا کہ
قوت بدیع الملک کی دوپہر لڑنے پر بھی بدستور اول رہی ذرا بھی پسینہ نہ آیا جسم بھی نہ گرمایا اور ملک
ترسی اسقدر لڑنے سے کچھ تھکا کر ہانپنے لگا پسینہ مین تر ہونے لگا قوت گھٹنے لگی تھی ضعف بڑھنے لگا
تھا یکا یک کشتی لڑتے لڑتے وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب بسیر اس کشتی کی دیکھکر سوے مغرب جاکر بخوف
دلیران کشتی گیر مذکور پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ مع فوج کواکب براے دید کشتی دلیران بالاے فلک برآمد
ہوا یعنی آفتاب نہان ہوا دن گذرا شام ہوئی ماہ انور مع ستارون کے آسمان کے اوپر ظاہر ہوا ملک ترسی
نے بدیع الملک کو روک کر کہا ہان اے جوان شاباش تو مجھ ایسے قوی سے خوب لڑا مجھے یہ امید نہ تھی کہ
تو اسقدر دم رکھتا ہے اب کشتی موقوف کر کیونکہ زمانہ شب کا ہے رات واسطے آرام و راحت کے ہے اور دن
واسطے محنت و مشقت کے شب کو استراحت و آرام سے بسر کر صبح کو میدان جنگ مین آ نا مجھ سے کشتی لڑنا
بدیع الملک نے جواب دیا اے ملک ترسی ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ بغیر حریف کو زیر کیے کشتی موقوف
نہین کرتے ہین اگر تاریکی شب کا خیال ہے تو شاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب تار کو بہ از
روز روشن کر دینا کچھ مشکل نہین ہے حاکم کوہ شفق نے کہا مجھے تمھارے قاعدے سے غرض نہین مجھے
اپنی راحت سے کام ہے مجھ کو اپنے قاعدہ کا پابند نہ کرین ہمیشہ سے اپنی خوشی خاطر کا پابند ہون اسوقت
تو کبھی نہ لڑونگا یہ کہکر بدیع الملک سے علحدہ ہوکر مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین گیا ادھر بدیع الملک
اسکے دل ہارنے اور چلے جانے پر مسکرائے اور اسکو بھی ایک قسم فتح جان کے خرم و خندان داخل لشکر ہوے
اہل اسلام اس فتح سے خوش ہوے کوس شادمانی بجاے ہنوز لشکر اہل اسلام مین صداے نقارۂ خوشی کی
بلند تھی کہ ملک ترسی ہمراہ لاجورد شاہ اور صلصال اور جملہ اپنی سپاہ کے میدان جنگ سے جانب
قیامگاہ سپاہ روانہ ہوا اس طرف بدیع الملک بھی بفتح و فیروزی اپنے لشکرگاہ کی طرف مع اپنی فوج
ظفر موج کے روانہ ہوے اور راہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی سلاح جنگ
تنون سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوے ادھر ملک ترسی اپنے قیامگاہ سپاہ پہونچکر
بارگاہ مین داخل ہوکے بالاے تخت بیٹھا سرداران سپاہ و امرا وزرا اہل دربار بھی دربار مین آئے حسب درتبار

آراستہ ہوا ملک ترسی نے ساقیان خوبرو سے کشتی مے طلب کی ساقی فی الفور حکم بجا لائے ملک ترسی کو جام
پر جام مے ناب کے دینے لگے وہ شراب پینے لگا جب خوب شراب پی چکا اشارہ کیا اب اہل دربار کو شراب
پلاؤ ساقی حسب الحکم اہل دربار کو جام مے ناب سے بھر کر دینے لگے وہ نابکار بھی شراب پینے لگے جس وقت
ساقیان گلرخسار جملہ اہل دربار کو شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اٹھا کے دربار سے چلے گئے ادھر اہل دربار
اور ملک ترسی کو نشہ شراب ناب کا ہوا دماغ ہر ایک کا بادۂ تند سے گرم ہوا اسوقت گرگ تیز دندان
اور اسد نعرہ زن اور شاپور کوہ پیکر و گیو اژدہا صورت وغیرہ سرداران سپاہ نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت
بادشاہ سے حال زور بدیع الملک دریافت کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے شاپور کوہ پیکر نے
اپنے دنگل سے اٹھ کے دست بستہ ملک ترسی سے پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ یہ جان نثار امیدوار
ہے کہ اسوقت حضور کچھ حال قوت بدیع الملک بیان فرمائیں شاہ مذکور نے چہار جانب دربار میں دیکھ کر
دربار کو خداوند او رصلصال اور اغیار سے خالی پا کر کہا اے شاپور کوہ پیکر ہرچند کہ ظاہر کرنا اس حال کا اچھا
نہیں ہے مگر اپنے خیر خواہوں سے نہ چھپاؤنگا صاف صاف کہدونگا میں بدیع الملک کو ایسا قوی و کامل
الفن نہ جانتا تھا ہنگام مقابلہ اسکی قوت بازو مجھپر ظاہر ہوئی میں ہی ایسا تھا کہ اسکے ہاتھ سے جانبر ہو سالم
ہونے کا حیلہ کرکے چلا آیا اگر میرے مقام پر اور کوئی دیر اس سے لڑتا تو وہ کبھی جانبر نہو تا اب مجکو یہ فکر
ہے کہ کیا کروں طبل جنگ بجوا کر پھر مقابلہ کروں یا قلعہ بند ہوں حریف نہایت زبردست ہے لڑنا اس سے
کچھ آسان نہیں ہے نہایت مشکل ہے خوف جان ہے میں تشریف آوری خداوند لاجورد شاہ سے مبتلائے فکر
ہو گیا کیا جانتا تھا کہ خداوند کو کوہ شفق پر بلا کر اس بلا میں مبتلا ہونگا خداوند تقدیر معقول نہیں کرتے
ہیں نہیں معلوم کیا مصلحت ہے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ افسران سپاہ قتل ہو گئے خداوند نے
مدد نہ کی میں بدیع الملک سے لڑا فتحیاب ہوا اگر خداوند نے تقدیر کی مگر مقصد ہاتھ نہ آیا نہیں
معلوم کیا سبب ہوا یہ کہکر آبدیدہ ہوا عالم نشہ شراب میں رونے لگا شاپور کوہ پیکر نے عرض کیا اے بادشاہ
عالیجاہ گو حریف زبردست سے مقابلہ ہے دو سردار قتل ہو چکے ہیں خداوند لاجورد شاہ کسی مصلحت سے
تقدیر حسب دلخواہ نہیں کرتے ہیں حضور کچھ فکر و تردد نہ کریں مطلق رنج و ملال کو دل عشرت منزل میں
جگہ نہ دیں ہرگز قلعہ بند نہوں کہ باعث ذلت و بزدلی کا ہے ہم سرفروش برائے جان نثاری موجود ہیں
آج کی شب اس غلام کے نام طبل جنگ بجوایئے صبح کو میری جنگ میدان میں ملاحظہ فرمایئے عجب نہیں
کہ حضور کے اقبال سے بدیع الملک پر فتحیاب ہوں سر عدو تیغ سرتیز سے کاٹ لاؤں حق نمک خواری
ادا کروں سرکار والا اعتبار سے خلعت و انعام پاؤں سامنے بہادروں کے سرخرو ہوں دنیا میں قاتل
بدیع الملک مشہور ہوں اور اگر ہاتھ سے عدوئے مذکور کے قتل ہو جاؤنگا تو بھی دنیا سے سوئے عدم
سرخرو جاؤنگا اہل دنیا مجکو خیر خواہ و نمک حلال کہیں گے ملک ترسی نے اسکے نام پر طبل جنگ بجوانے میں تامل
کیا وزرا امرا و دیگر افسران سپاہ نے متفق الرائے ہو کر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ شاپور کوہ پیکر
سردار لشکر حضور ہے زبردستان روزگار سے ہے بڑے بڑے بہادروں سے لڑا ہے جنگ آزمودہ ہے اطراف
و جوانب میں مثل و نظیر اسکا کوئی دلیر نہیں ہے اگر ہمسر اس بہادر کے ہیں تو حضور ہی کے ملازم ہیں یا ہند
گرگ تیز دندان و اسد نعرہ زن و گیو اژدہا صورت کے سوا سے ان میں دلاوروں سے

اور کوئی اسکا ہمتا نظر نہین آتا ہی اسکی دلاوری مین کچھ شک نہین ہی برسون سے یہ نمک خوار ہی آج پیش
ایک کار سرکار ہی ہمین امید ہی کہ یہ دلیر اس مہم کو سر کریگا بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا لہذا اسکے نام پر
طبل جنگ بجوائیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے ملک ترسی نے جواب دیا التماس تمھاری قبول ہی بالفعل طبل جنگ نہ
بجواؤنگا کاہنون اور منجمون سے ستارے اور دن دریافت کر کے طبل جنگ بجواؤنگا بظاہر معلوم ہوتا ہی
کہ یہ دن مجھپر سخت ہین یہ کہکے کاہن اور منجم طلب کیے جب وہ حاضر ہوے حاکم کوہ شفق نے پوچھا تم لوگ
اپنے قاعدہ علم کے ذریعہ سے بتاؤ کہ مین بدیع الملک پر کب فتحیاب ہونگا یا ہونگا فی زمانہ طبل جنگ
بجواکر اس سے مقابلہ کرنا اچھا ہی یا نہین ان مخلوق نے سوال بادشاہ کو سنکے بعد فکر بسیار اپنے علم کے ذریعہ
سے یہ حال دریافت کر کے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ یہ دن تو حضور پر کچھ ایسے سخت نہین ہین
کیونکہ سرکار دولتمدار کی زندگی معلوم ہوتی ہی صاحب اس سے ثابت ہوتا ہی کہ بالفعل جان کی خیر ہی
آئندہ کے باب مین ابھی دیکھا نہین طبل جنگ بجوانا اور بدیع الملک سے لڑنا اچھا ہی نہ برا ہی فی الحال
کشت و خون زیادہ ہوگا اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ حضور کو بہت خوشی ہوگی کیا عجب ہی کہ کچھ اہل اسلام کو گرفتار
کیجیے یا قتل کیجیے اور دل خوش ہو یا اور کوئی سبب خوشی کا ہو اس حکم کو ہمارے کہ دیجیے یہ کہکے خاموش
ہوے حاکم کوہ شفق نے علی قدر مراتب انکو انعام دیکر رخصت کیا بعد دربار برخاست ہوا

داستان مقابلہ کرنا شاپور کوہ پیکر و گیو اژدہا صورت و بہرام قوی بازو و فرزند ملک ترسی کا بدیع الملک نوجوان سے مع حالات دیگر متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اب ملہو شراب تند کا دور	دوسری جنگ کا فروشیہ ہی اور	کھول سی کر شراب یاقوت مین
گل مضمون بیان لگاؤن مین	گرم بازار پھر فنا کا ہو	جان کا کافرون کی سودا ہو
خوب گھمسان کی لڑائی ہو	دیکھین کس سمت کی صفائی ہو	

محرران اخبار جدال و راقمان
حال گرفتاری و ملال اس طرح درج کرتے ہین کہ جب ملک ترسی بدیع الملک سے کشتی لڑکر وقت
شام کشتی موقوف کر کے اپنے لشکر مین چلا آیا تھا اور شاپور کوہ پیکر نے اُسے ملول دیکھکر اپنے نام پر
طبل جنگ بجوانے کو کہا تھا حاکم کوہ شفق نے تامل کر کے منجمون اور کاہنون سے نسبت جنگ و جدال
پوچھا تھا اور ان لوگون نے موافق اپنے علم نجوم اور کہانت کے قاعدہ سے حکم لگایا تھا اس روز سے کئی روز
تک جنگ موقوف رہی ایک روز شاپور کوہ پیکر نے پھر عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ حضور کو مقابلہ
لشکر اسلام مع لشکر کب تک قیام پذیر رہیگا اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا اہل اسلام نہین معلوم دل مین
کیا کہین گے ملک ترسی نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام شاپور کوہ پیکر طبل جنگ
بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا ہر کارے لشکر اسلام کے خدمت عالی منزلت شہریار معدلت
نیک خصلت نور دیدہ مومنان بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان مین حاضر ہوے اور
شرائط فدویت و مراسم عبودیت بجا لا کر بعد ادائے ثنا و دعا کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ
ذیجاہ اسوقت ملک ترسی روسیاہ نے بنام شاپور کوہ پیکر کہ اسکا ایک سردار لشکر نہایت زبردست ہی اور
ہی بجوایا ہی اور سردار مذکور نے حاکم کوہ شفق سے مکرر کہکے اپنے نام پر بامید فتحیابی خود طبل جنگ بجوایا
ہی کہ ضروری دشمنان حضور کو تہ تیغ کر ڈالونگا پس دیکھا چاہیے روز و شب گذار کر صبح کو میدان آرائی آتش جنگ کو

مشتعل کریگا باقی خیریت ہی بدیع الملک نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگ و نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے حق تعالی معین و مددگار ہی اگرچہ دشمن بقول تمھارے
شجاعت شعار و خونخوار ہی ہرکارون نے حسب الحکم اُسی وقت بارگاہ سے باہر نکلکر ملازمون سے کہا انھون
نے نقارۂ رزمی بجایا جب دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ رزمی بجائے گئے اور صدا اُنکی بلند ہوئی جوانان
ہر دو لشکر آگاہ ہوے کہ لڑائی ہوگی پس ہر ایک جوان درستی آلات حرب وضرب اُسی وقت سے
کرنے لگا اہل اسلام بخوشی و خورمی سامان جنگ مین مصروف ہوے باہم کہنے لگے کہ جب سے اس
سرزمین پر آئے ہین آجتک جنگ مغلوبہ نہین ہوئی حسرت ہی کہ جنگ مغلوبہ ہو ہم بھی لشکریان ملک
تبرستی سے لڑین دلیرانہ نعرے کرین گھوڑے دریاے لشکر عدو مین ڈال دین تیغ و تیر و نیزہ و گرز
سے دشمنون کو ہلاک کرین خود بھی زخمی ہون لہو مین نہائین اپنے مالک سے سرخرو ہون یا دست عدا
سے قتل ہون شہادت کا مرتبہ پائین یاران کافرون کو قضا کے گھاٹ اُتارین روانی آب شمشیر دکھائین
دل کو فرحت ہو ورطۂ الم سے نکلین جوے خون کفار میدان کارزار مین نظر آئے اُس مین سرہاے کفار
مانند حباب دکھائی دین لاشے اُنکے مانند کشتی بہتی روان دیکھین موج موج دل اپنا شادمان ہو کہین
جلد طوفان جنگ مغلوبہ کا ظہور ہو آنکھین مشتاق دید ہین دل آرزومند ہی کہ ہم نہنگانہ بحر مواج
و متلاطم فوج کفار مین گرین اور مانند شناورون کے ہاتھ تلوارون کے لگا کر ایک کنارۂ لشکر عدو سے
دوسرے کنارہ سپاہ تک جائین سب کو تلوارین ہماری دریاے مذکور مین مانند مچھلیون کے ڈوبتی اور
اُبھرتی نظر آئین اُدھر سواران لشکر کفار بھی مشغول درستی تیغ و تیر وغیرہ ہوے جو بہادر تھے وہ تو طبل
جنگ سننے سے خوش تھے اور ہر ایک بہادر دوسرے بہادر سے کہتا تھا خوب ہوا طبل جنگ بجا امید
دلی برآئی کئی روز سے طبل رزمی نہ بجا تھا دل پریشان تھا آج صداے طبل جنگی مثل مژدہ جان بخش
کے سنائی دی ہی کیا اچھا ہو کہ ہر روز اسی طرح طبل جنگی بجا کرے لڑائی ہوا کرے تلوار چلا کرے اور جو لوگ
فوج کفار مین بزدل تھے وہ آواز طبل جنگی سنکے تھرا گئے دل سینون مین طپان ہوے حواس خمسہ مین خلل
پیدا ہوے دیوانہ وار پھرنے لگے سواران دلاور اُنھین مختل الحواس دیکھکر پوچھنے لگے کہ جو الو آج تمھارا
کیسا مزاج ہی چہرے کیون اُترے ہین بیتابی و پریشان خاطری کا کیا سبب ہی وہ کہتے تھے باعث
اضطراب یہ ہی کہ طبل جنگ بجا ہی فکر ہی کہ جلد درستی آلات حرب وضرب کرین دشمنون سے لڑنا ہی وقت جنگ
تلوار صاف ہو تا کہ حریف کے دو ٹکڑے کرین زنگ آلودہ نہ ہو کہ نہ کاٹے چونکہ آلات حرب وضرب
ہمارے کسی قدر زنگ آلودہ ہین صیقل کرنے کی تشویش ہی صیقل گر کی جستجو ہی وہ سوار سنکر یہ جواب
دیتے تھے کہ نہین اضطراب سے تمھارے دل مین شک پیدا ہوتا ہی بلکہ صاف یقین ہوتا ہی کہ خوف جان
سے گھبرائے ہو نہین طور بے طور نظر آتے ہین دیکھو نمک حرامی پیشہ کرنا مانند شفا اپنے آقا سے ایسے وقت مین
بیوفائی نہ کرنا لشکر سے چھپکر چلے نجانا ہنگام جنگ مغلوبہ خوف جان سے نہ بھاگنا ہمارے ساتھ رہنا وہ
کہتے ہین یہ خیال خام تمھارا ہی ہم نامرد نہین ہین کہ بھاگ جائین یہ کہکر دل مین اپنے کہتے تھے یہ سوار
ہزار سمجھاوین پند کرتے ہین لیکن ہم لشکر مین نہ رہین گے جان اپنی نہ دینگے وقت شب تاریکی مین لشکر سے نکل
جائینگے چار روپیہ کے واسطے تیر تیغ و نیزہ و تیر و شمشیر نہ کھائینگے یہی باتین دل مین کرتے تھے جب

شب تار ہوئی ہر حیلہ و بہانہ سے اُٹھ کر لشکر سے نکل کر اپنے مکانوں کی طرف راہی ہوئے پیادے رہ گئے
سواران بزدل فوج سے نکل گئے الغرض جب وہ شب بہادران ہر دو لشکر نے درستی آلات حرب و ضرب و
اشتیاق مصاف میں بسر کی اور وہ زمانہ آیا کہ بمصداق نظم مؤلف

زمانہ ہوا شب کا یکسر بسر — نظر آیا گردون پہ نور سحر
لگے بولنے طائر خوش نوا — موذن نے اللہ اکبر کہا

ادھر اہل اسلام خصوصاً بدیع الملک نے خواب سے بیدار ہوکر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ادائے
نماز ہاتھ سوئے فلک واسطے دعا کے بلند کرکے پروردگار عالم سے واسطے اپنی فتح و ظفر کے دعا کی زمرد
پوشون نے ہنگام دعا لفظ آمین مکرر زبان پر جاری کیا جب بدیع الملک نماز و دعا سے فراغت کرکے
سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے برآمد ہوئے چالیس ہزار زمرد پوش کہ مسلح کھڑے تھے سب نے
سر اپنے واسطے سلام کے جھکائے بدیع الملک نے سب کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر عزم نبرد گاہ کیا
زمرد پوش پس پشت ہمراہ رکاب اپنے مالک و آقا کے خراماں خراماں مرکبوں کو تیز روی سے روکے
ہوئے جانب جنگاہ چلے اُسوقت جانا زمرد پوشوں کا اور ظاہر ہونا سفیدۂ سحر کا اور نشان پڑنا کوکب ماہ کا
قابل دید تھا وہ وقت صبح نسیم سحر کا چلنا غنچوں کا چٹک کر کھلنا میدان میں سبزۂ شبنم آلود کا لہکنا گل خودرو کا
صحرا میں شگفتہ نظر آنا کوثریا ایسی کی بہار جابجا بلبل بولتے تھے یا وہ بہار سبزہ زار وہ طائران خوش الحان کا
بولنا اپنی زبان میں معبود کی حمد و ثنا کرنا وہ زمرد پوشوں کی میدان میں قطار وہ جا بجا فضائے سبزہ زار وہ فلک
پر نور سحر کا دمبدم بڑھنا وہ آمد آمد شاہ خاور وہ صدائے مرغان سحر وہ موذنوں کا اذان دینا صبا کو اپنی
آواز مرغوب سنا کر دل لے لینا وہ اشجار کا ہوائے سرد سے بار بار ہلنا وہ ہر ایک جا غنچہ سربستہ کا کھلنا
اہل دل کو وجد میں لاتا تھا اہل نظر کو قدرت پروردگار نقش میدان سبزہ زار سے بہار میں نظر آتی تھی
اہل اسلام خدمت صناعی باغبان جہان پر نظر کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کئے ہوئے تھے
جب میدان کارزار میں پہونچے مرکبوں کو روکا بدیع الملک چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے بعہدہ
سرداری کھڑے ہوئے اور انتظار ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ طرف سے
ملک ترسی بھی ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال مع سپاہ کثیر عرصۂ رزم میں آیا حسب دستور اپنے درستی
میدان رزم کر کے کیت اور نقیبان خوش تقریر دونوں لشکروں سے نکل کر بیچ میں دونوں لشکروں کے
کھڑے ہوکر کے کیت اپنے لشکر کے جوانوں سے مخاطب ہوکر اس طرح کہنے لگے کہ اے جوانان جنگ جو و اے
دلیران تند خو آج بھی سامنا اور مقابلہ مسلمانوں سے ہے یہ لوگ دشمنان جان و ایمان ہیں اور تم سب بہادر
ہو باپ دادا تمھارے شجاع و بہادر تھے دیکھو جنگ میں ثابت قدم رہنا اعدا سے دلیرانہ لڑنا خوف سے
جان سے نہ بھاگنا ذلت گوارا نہ کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا ان مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا انکی خونریزی کا
بہت ثواب ہے رحم کرنا ان خدا پرستوں پہ باعث عذاب ہے نقیبان خوش آواز و خوش تقریر جوانان
لشکر اسلام سے مخاطب ہوکر اس طرح بہ آواز بلند کہتے تھے کہ اے نبرد آزمایان بیشۂ شجاعت و اے رہ نوردان
منازل جرأت و ہمت بگوش ہوش سنو کہ یہ دنیا سے دون ناپائدار ہے یہ وہ باغ ہے کہ چند روز اسکی بہار ہے
ایکدن حکم خدا سے معدوم ہو جائیگی یقیناً گلشن جہان پر خزان آئیگی جو سامان حدیقۂ دہر میں ہے اسکے لئے
بھی فنا ہے سوائے ذات خدا کسی کو بقا ہے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہیگا ہر ایک صدمہ جدائی جیتا دل پہ سہے گا

یہ گلشن عالم اک مقام عبرت ہے نہ جائے بے فکری و غفلت ہے خیال کرو تمھارے آبا و اجداد کیا در و خوش نہاد اسوقت کہاں ہین آنکھین انکو ڈھونڈھتی ہین وہ زیر خاک بحیس بباعث خواب گران ہین وہ کبھی تم تک آ نہین سکتے تم کبھی انکے پاس جا نہین سکتے قبرین بھی انکی ظاہر نہین کوئی انکے حال سے ماہر نہین نہین معلوم انکا کیا حال ہے راحت مین ہین یا کہ ایذا بدرجہ کمال ہے اگر کچھ ہین تو قبرین انکی بےچراغ دیکھتے ہین بیکسی و حسرت انکی ہمجا و رہے اہل قبور محتاج ثواب سورۂ فاتحہ نظا ہر ہین سوا اپنے بزرگون کے اور بادشاہون کو یاد کرو کہ ملک و مال نہایت کوشش سے حاصل کر کر کے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے سوا سے نیک و بد کچھ بھی ساتھ نہ لے گئے زندگی مین گرد و غبار سے اپنے تئین بچاتے تھے اب قبرون مین سو رہے ہین سیکڑون من مٹی انپر پڑی ہے خاک مین سر سے قدم تک دبے ہوے پڑے ہین زندگی مین انکو بغیر روشنی شمع مومی و کافوری کے نیند نہ آتی تھی دل تاریکی سے گھبراتا تھا اب اندھیری قبر مین لیٹے ہین وہان روشنی چراغ بھی نہین ہان خوش اعمالی سے اگر انکی قبرون مین برحمت الٰہی روشنی ہو تو اسے آگاہی نہین لظاہر اکثر قبور سلاطین جہان بےچراغ دگل ہین گنبد قبور شکستہ ہین طائرون کے مسکن ہین کوئی انکے قبور پر جز بیکسی شب و روز نہین رہتا انھین بادشاہان گذشتہ سے ایک افراسیاب ہے کہ جو شہریار ترکستان تھا زندگی بعیش و راحت بسر کرتا تھا عمدہ عمارات مین رہتا تھا بعد مرنے کے اسکے قبور کے گنبدون کا یہ حال ہے

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

افسوس ہزار افسوس کیسے کیسے شاہان اولوالعزم اور پہلوانان لاجواب اس دنیا سے جانب ملک بقا چلے گئے کہ بمصداق نظم

کہان ہین کیقباد و قیصر روم
گئے اسفندیار و زال و بہرام
سکندر کے نہ لشکر کام آیا
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی
ہوا گو درز سا مرد دلاور

گئے عیش و طرب سے ہو کے محروم
ارم کے باغ کی حسرت مین شداد
سبھون نے خاک مین آرام پایا
ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
اجل کی تیغ سے اک دم مین بیپیر

نہ کیکاؤس نے بھی پایا آرام
ہوا کس طرح سے آخر کو برباد
بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
کیا سر ٹکڑون سے سب نے پامال

علاوہ بادشاہان مذکور پہلوانان نامی و مشہور و مسطور کے خاصان معبود خاص و عام یعنی پیغمبر و امام سلامتیہ اس سرائے فانی مین نہ رہے تو اور کوئی کیا رہیگا جب یہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہو گیا کہ دنیا اور اہل دنیا اور تمامی مخلوقات کو ایک روز مرنا ہے اور دنیا سے سوے عدم جانا ہے تو انسان کہ اشرف المخلوقات ہے اسکو اسباب راحت سفر عدم مہیا کرنا چاہیے ایک دم اس سے غافل ہونا چاہیے تاکہ بوجہ اسباب و مال کے سفر عدم مین راحت پائے وہ اسباب و مال کیا ہے اعمال خوب و نیک ہین اور وہ سب مثل نماز و روزہ جھوٹ نہ بولنا غیبت کسی مرد مومن کی نہ کرنا راہ خدا مین اپنا مال و اسباب صرف کرنا غربا و فقراے مستحقین کی حاجتین برلانا اور سوا انکے بہت سے اعمال حسنہ اور بھی ہین کہ باعث راحت عقبیٰ ہین اور سبب مرتبۂ اعلی پانے کے ہین ازانجملہ ایک عمل خیر جہاد ہے کہ کافرون پر کیا جائے جب وہ بیدین دین اسلام قبول نکرین بس آج مقابلہ نور و نار کا ہے تم سب اہل اسلام ہو اور یہ حریف تمھارے کافر ہین رہنمائی سے بھی راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے معبود حقیقی کو نہین پہچانتے پرستش اسکی نہین کرتے ہین اپنی تجویز سے بہت سے گمراہون کو اپنا معبود جانتے ہین انکی پرستش کرتے ہین ازانجملہ ایک انکا خداوند لاچوردشاہ بھی ہے لہذا انسے لڑنا اور انپر جہاد

کرنا ضرور ہی اگر انکو قتل کروگے ثواب پاؤگے اور اگر انکے ہاتھ سے قتل ہوگے مرتبہ شہادت کا ملیگا شہیدون
کا وہ رتبہ ہی کہ بعد شہادت کے زندہ رہتے ہین بظاہر نظر نہین آتے ہین اور مرجاتے ہین اور وہ اہل
جنت سے ہین اے جوانو دیکھو جنس شہادت کی بازار جنگ مین جستجو کرنا حتی الامکان نقد جان دیکر خریدنا اہر
عمل خیر سے کنارہ نمونا اور کافرون کے قتل سے باز نہ آنا میدان جنگ سے بخوف جان نہ بھاگنا ورنہ
سر میدان جنگ ولاورون کے آگے ذلیل ہوگے اور جو کوئی حال تمھارے بھاگنے کا سنیگا وہ تمکو نامرد
وبزدل کہیگا ہمنے تم کو اتنی دیر ہدایت کی ہر راہ راست دکھائی ہے تمھاری بہتری کی بات ایسی تمکو بتائی ہی
کہ جس سے دونون جہان مین تم کو نفع ہو اب ماننے اور نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی ہمارا جو کام تھا وہ ہم کر چکے مصرعہ
بر رسولان بلاغ باشد و بس، راوی اخبار جنگ کہتا ہی کہ جسوقت دونون لشکر میدان مین صف آرا تھے
علم ہاے لشکر کھلے تھے کرنائیت اور نقبا دونون سمت کے جوانون کو لڑنے پر آمادہ کر رہے تھے سب خاموش
تھے باوجود لاکھون سوارون کا مجمع تھا لیکن سناٹا تھا ہر ایک جوان بگوش ہوش کڑکیتون کا کڑکا اور
نقیبون کی نصیحت سن رہا تھا ہر ایک اس امر مین اسے کہتا تھا واقعی دنیا ایک سرا ہی اور ہم مسافرانہ
یہان قیام پذیر ہین سفر کرنا یہانسے ضرور ہی زاد راہ اعمال نیک مہیا کرنا چاہیے تا بعد مرگ راحت سے
زمانہ برزخ بسر کرین روز قیامت داخل جنت ہون اہل اسلام اپنے اپنے دل مین حال بے ثباتی جہان
و اہل جہان نقیبان خوش مقال سے سنکے محکم کمر لڑنے اور مرنے پر باندھے کھڑے تھے اپنے اپنے
حریف کو ہر ایک زمرد پوش تجویز کر چکا تھا ناگاہ نقبا اور کرنائیت میدان سے چلے گئے سواران ہر دو
لشکر وافسران سپاہ جانبین نے شوق جنگ وجدال مین آگے بڑھنے کا ارادہ کیا علمدارون نے قصد
بڑھنے کا کیا باجے والون نے اسی اثنا مین جنگی باجے بجائے جوانان ہر دو سپاہ اپنے اپنے لشکر کا جنگی باجا سنکے
وجد مین آکے مانند بادہ کشون کے نشۂ شراب شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر کو چومنے لگے گو
قصد ہر ایک جوان کا یہ تھا کہ صف لشکر سے نکل کر مین اپنے حریف کو طلب کر کے سر میدان اس سے لڑون
لیکن سب کے پہلے شاپور کوہ پیکر کہ اسی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا صف لشکر سے نکلا اور پیش ملک
ترسی اور لاجورد شاہ کے جاکر بعد سجدہ کرنے لاجورد شاہ کو حاکم کوہ شفق سے طالب اجازت جنگ ہوا
ملک ترسی نے خلعت رخصت دیکر کہا خداوند سے اپنی تقدیر خوش کرالے اگر خداوند تقدیر نیک کر دیگا فتح
ہوگا بدیع الملک پر فتحیاب ضرور ہوگا اسنے موافق کہنے بادشاہ مذکور کے لاجورد شاہ سے دست بستہ کہا کہ اے
خداوند مین براے مقابلہ بدیع الملک جاتا ہون میری تقدیر ایسی کر دیجیے کہ جاتے ہی بدیع الملک پر فتح پاؤن
سر اسکا تیغ تیز سے کاٹ لاؤن اسکے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن خداوند مذکور نے اسکی تقریر سنکے ہاتھ اپنا اسکی
پشت پر رکھا اور کہا اب ہمنے تیری تقدیر تیرے حسب دلخواہ کر دی لیکن ہنگام جنگ غرور نہ کرنا ورنہ ہم
تقدیر پلٹ دینگے شاپور کوہ پیکر نے ہاتھ باندھکر گڑگڑا کر عرض کیا اے خداوند مین ہرگز غرور کو دل مین آنے
نہ دونگا لیکن آپ تقدیر نہ پلٹ دیجیے گا لاجورد شاہ نے کہا خیر دیکھا جائیگا شاپور کوہ پیکر لاجورد
شاہ سے تقدیر نیک کرا کے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر سے بلاے بے درماں یا فیل مست یا کفر مجسم ہو کر میدان
کارزار مین آیا پہلے گینڈے کو روک کے جانب لشکر شاہزادہ بدیع الملک دیکھا پھر باواز مہیب پکار کر
کہا اے مسلمانون تم سب مین جس کو تمناے سیر عالم عدم ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز شاپور کوہ پیکر

مبارز طلب کرکے خاموش ہوا تھا کہ اس طرف سے بدیع الملک نے بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب کو بڑھایا اُسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ علمہاے لشکر ظفر اثر کو علمداروں نے بطرز احسن جلوہ دیا شاہزادہ موصوف بعد قطع راہ سامنے اپنے حریف کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہرا اُسوقت شاپور اپنی زبان پر یہ اشعار واسطے اپنی فتح اور اظہار شجاعت کے رجز آسا زبان پر لایا اشعار مؤلف

مرے ڈر سے رستم بھی زیر کفن
اٹھاؤں اگر نیزہ جان ستان
تو اعدا سے ملک ہو میدان صاف
کوئی مثل رستم ہو یا مثل زال

کروں نعرہ میدان میں گر مثل گیو
کہے الاماں ڈر سے کوہ گران
مری تیغ مانند تیغ دودم
لڑے مجھ سے میدان میں کیا مجال

جہان میں ہوں وہ گرد لشکر شکن
نہاں ڈر سے ہو قاف میں جا کے دیو
علم گر کروں تیغ خارا شگاف
دکھاتی ہے دشمن کو راہ عدم

بدیع الملک نے جواب دیا

اے جوان مغرور و خود پسند جھوٹ نہ بول یہ دروغگوئی تیری اور یہ غرور تیرا کہیں تجھکو پست و ذلیل نہ کردے تو نے شاید سامنا بہادروں سے کبھی نہیں کیا ہے نامردوں اور بزدلوں سے لڑا ہے مخلفین کو قتل کرکے یا بھگا کے دعویٰ دلیری کرتا ہے اجل رسیدہ آگاہ ہو کہ میں شجاع ہوں کہ تجھ ایسے ہزاروں کو قتل کیا ہے چند روز گذرے ہیں کہ سامنے تیرے لشکر کے دو پہلوان نامی مسمی بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ کو قتل کرچکا ہوں آج تجھکو بھی بید دگیر یا قتل کرونگا اگر تجھکو جان اپنی عزیز ہے تو مجھ سے مقابلہ نہ کر میری اطاعت اختیار کر باطل پرستی سے باز آ خدا پرستی قبول کر اور کونین کی عزت و آبرو حاصل کر شاپور کوہ پیکر نے گفتگو سے بدیع الملک کے برہم ہو کے نیزہ اٹھانے گیندڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے سینہ شاہزادہ بدیع الملک پر مارا اُدھر شاہزادے نے سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا ایسا جو لڑیں شرارے پیدا ہوئیں نیزہ بازان منصف نے بے اختیار کہا واہ کیا خوب ضرب نیزہ روکی ہے اُدھر اہل اسلام نے تعریف کی بدیع الملک نے بعد روکنے ضرب نیزے کے خود بھی نیزے کا وار کیا اسنے بھی چالاکی سے اپنی سنان نیزہ پر سنان نیزہ کو روکا اسی طرح چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخر کار بدیع الملک نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال لیا سنان نیزہ مانند تیر شہاب کے دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہو کر پکار کے باواز بلند اپنے مالک کی تعریف کی اُدھر ملک تہمسی وغیرہ کو نیزہ کے نکلنے کا ملال ہوا شاپور کوہ پیکر نے خجل ہو کر سر جھکا لیا شرم کے مارے پسینہ آگیا بعد ایک لمحہ کے سر اٹھا کر بدیع الملک سے کہا شاید سنان نیزہ بوسیدہ تھی مستحکم نہ تھی کہ نیزہ سے یوں نکل گئی خطا تیری نہیں ہے میں کامل فن ہوں قوت میں بھی کم نہیں ہے بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا یہ تیرے غرور نے تجھکو سر میدان ذلیل کیا اب اور کوئی وار کر قوت تیری ظاہر ہوگئی دعویٰ تیرا باطل ہوگیا شاپور نے گرز گران سپارا سے لیکر گیندڑے کی پشت پر بلند ہو کے پاؤں رکابوں میں مستحکم رکھ کے گرز گران کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سر شاہزادے پہ مارا اُدھر اس شیر بیشہ ہمت و شجاعت نے اپنے کا گرز زیر دلیرانہ ضرب گرز کو روکا شاپور نے ضرب گرز لگا کے نعرہ کیا نہ دم و پست کردم حریف را اور یہ نعرہ اس وجہ سے کیا تھا کہ جب ضرب گرز لگائی تھی اور گرز بالا سے گرز کے چلا تھا ایسی آواز پیدا ہوئی تھی کہ زمین ہل گئی تھی فلک پر چکر آیا تھا گھوڑے سواران ہر دو لشکر کے بھڑکے تھے غبار بلند ہوا تھا بدیع الملک غبار میں نہاں ہوا تھا ہنوز شاپور نعرہ کرکے خوش ہو رہا تھا ناگاہ شاہزادہ بدیع الملک نے اس غبار سے نکل کے کہا او دروغگو کسکو تو نے ہلاک کیا ہے بیجا خوش ہو کر نعرہ زن ہے اب اپنی فکر جان کر کیونکہ موافق شعر

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن

ادھر شاپور کوہ پیکر بدیع الملک کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوکر دل مین کہنے لگا کہ یہ نوجوان کیونکر بچ گیا
آجتک میری ضرب گرز سے تو کوئی حریف جانبر نہوا تھا خداوند خیر کرین یہ حریف زبردست نہایت ہے جان
بچانا اس سے مشکل ہے انسان نہین ہے کوئی بلاے عظیم ہے کہ میری ضرب گرز سے ہلاک نہوا اور کچھ بھی اسکو صدمہ
نہ پہونچا ادھر اس شیر بیشۂ صحراے جوانمردی نے گرز گران سر کو موافق قاعدۂ دلیران کے گردش دے کے
قدم رکابون مین جما کے پشت فرس سے بلند ہوکے نعرۂ کوہ شگاف کرکے مرکب کو آگے بڑھا کے سر عدو پہ
مارا اُسنے اپنے گرز کو بطور سپر کے اپنے سر کی پناہ کیا حسب ضرب بالاے گرز پڑی ہاتھ اسکا کثرت صدمہ درد
سے تھرایا شانہ و بازو کو سخت صدمہ پہونچا ہاتھ قائم نہ رہا ضرب گرز بخوبی نہ رکی گرز بدیع الملک کو شہ
گرز شاپور کوہ پیکر پہ پڑکے اُسکے سر پر آیا ہرچند اُسنے ہٹنے اور کود پڑنے کا ارادہ کیا لیکن قضا نے
کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ کرنے دی گرز نہ کو رکھ بخوبی تمام سر پر پڑہی گیا کاسۂ سر مع خود چور چور ہوگیا مغز سر
دماغ پر غرور سے نکلکر زمین پر گرا سر سینہ مین اور سینہ شکم و کمر سے ملکر بصورت مضغۂ گوشت ہو گیا گھوڑا
بھی شمول راکب ہوگیا کیونکہ وفادار تھا بعد مرنے کے بھی اپنے راکب سے جدا نہوا دنیا سے سوئے عدم
ساتھ گیا اہل اسلام ضرب گرز مذکور پر نظر کرکے اور شاپور کوہ پیکر کو پیوند خاک دیکھ کے اس قدر
شادمان ہوے کہ بے اختیار بآواز بلند بدیع الملک کی تعریف کرنے لگے کفار نابکار شاپور کوہ پیکر
کا یہ حال دیکھکر دنگ ہوگئے چہرے زرد ہوگئے خوف سے دست و پا کانپنے لگے حوصلہ لڑائی کا دل سے دور
ہوا بھاگنے کا ارادہ کیا ملک ترسی نے شاپور کو پیوند خاک دیکھ کے پہلے ایک آہ سرد کی بعدہ لشکریون
کو بیدل دیکھکر کہا یارو تم کیون اسقدر پریشان خاطر و پراگندہ حواس ہو کیون میدان جنگ سے بھاگنے
کا ارادہ کرتے ہو کیا ضرب گرز بدیع الملک تمھارے سرون پر پڑا چاہتی ہے کہ خوف جان سے تمھارا
یہ حال ہے اگر شاپور ہلاک ہوگیا ہے تو ثابت قدم رہو کوئی دلیر ہمارے لشکر سے نکلکر ابھی اس سے مقابلہ
کریگا یہ کہکے جانب گیو اژدہا صورت نظر کی چونکہ یہ سردار زبردستان روزگار سے ہے فی الفور ملک
ترسی کے دیکھنے سے سمجھ گیا کہ مجھ سے سرعدو کا طلبگار ہے یہ سمجھکر بے تامل صف لشکر سے نکلکر سامنے
لاجوردشاہ کے آکے طالب اجازت میدان کارزار ہوا لاجوردشاہ نے اجازت دے کے کہا تو
غرور نہ کرنا ورنہ حال تیرا بھی مثل شاپور کوہ پیکر کے ہوگا گیو اژدہا صورت نے عرض کیا اے خداوند
کیا مجال میری کہ جو مین ذرا بھی غرور کرون یہ کہکے ملک ترسی سے خواستگار اجازت حرب ہوا اُسنے اجازت
دیکر کہا اے گیو اگر تو سر بدیع الملک کا لے آئیگا تو وہ انعام کثیر دونگا کہ کسی بادشاہ نے کبھی کسی کو نہ دیا
ہوگا گیو اژدہا صورت نے بل کرکے عرض کیا حضور کے اقبال سے جاکر ابھی سر حریف تن سے جدا
کرکے لاتا ہون مین شاپور کوہ پیکر نہین ہون کہ ایک ضرب گرز نہ روک سکون مانند نامردون کے مارا
جاؤن یہ عرض کرکے مرکب دور رکابہ طلب کیا پھر ایک اور زرہ بالاے زرہ پہنکر زنجیر آہنی سے کمر کسکے
مرکب دور رکابہ پر سوار ہوکے صرف ایک تیغۂ آبدار و گرانبار ہمراہ لیکر جانب شاہزادہ ذیجاہ روانہ
ہوا جب قریب شاہزادہ موصوف کے پہونچا مرکب کو روک کر بدیع الملک سے کہنے لگا اے جوان آگاہ
ہو کہ نام میرا گیو اژدہا صورت ہے میرے شعلۂ آتش قہر و غضب سے اکثر سلاطین جہان ڈرتے
ہین بڑے بڑے نامی پہلوان واسطے مقابلے کے سامنے میرے نہین آتے ہین کیونکہ تیغہ میرا وہ دم دار

تو آبدار ہی کہ حریف کو مانند اژدہے کے نگل جاتا ہی یعنے کام حریف کا ایک دم مین تمام کرتا ہی مین وہ شعلہ خو
ہون کہ جب کسی شہر و صحرا مین بجیان بربادی کیا آتش قہر سے اوسے ایک دم مین جلا کر خاک کر دیا میرے آگے
سنگ گران و دیو و انسان کی کیا حقیقت ہی تیغہ میرا سپ کا ایک لقمہ کرتا ہی اور شکم اسکا نہین بھرتا ہی یہ وہ
مار سیاہ ہی کہ جس عدو کو کاٹتا ہی کسی تدبیر و دوا و علاج سے زہر اسکا دفع نہین ہوتا ہی اور کبھی زخم اُس
کالے کے کاٹے کا کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی صرف میرے دم سے بادشاہت و حکومت ملک ترسی
کی قلعہ کوہ ششفق وغیرہ مین ہی مین مثل ان بزدلون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہی مین وہ ہون کہ
بغیر لڑے کام دشمن کا تمام کرتا ہون جسکو چشم زہر آلود سے دیکھتا ہون یہ اثر ہوتا ہی کہ زہرہ اسکا آب
آب ہو جاتا ہی کیسا ہی فولاد دل کیون نہو پانی پانی ہو جاتا ہی چونکہ ابھی تیرا سبزہ خط نکلا ہی اور تو جوان
خوبرو ہی اسوجہ سے تیرے حال پر مجھے رحم آتا ہی خونریزی تیری اس سن و سال مین نہین چاہتا ہون کہ
تجھے قتل کرون مین بھی صاحب اولاد ہون کسی نوجوان کو حتی الامکان قتل نہین کرتا ہون لہذا مجھ سے
آمادہ جنگ نہو کہ میری ضرب کی پناہ نہین ہی بہتر و مناسب تیرے حق مین یہ ہی کہ میرے ساتھ خدمت
خداوند لاجورد شاہ اور ملک ترسی مین چل خداوند موصوف کو سجدہ کر ملک ترسی سے عذر جرم کر مین بھی
تیری شفاعت کرونگا قصور عفو کرا دونگا ملک ترسی سے خلعت دلوا دونگا رتبہ تیرا بڑھوا دونگا
ماتحت اپنے لشکر کا تجھے افسر مقرر کرونگا بدیع الملک نے تمام تقریر اسکی سنکے جواب دیا او نابکار اگر
نام تیرا گیو اژدہا صورت ہی تو کیا خوف ہی خدا حامی و مددگار ہی وہی مجکو تیری ایذا رسانی سے بچائیگا
او مغرور اسقدر بل نہ کر دیکھ کسی پیچ مین آ جائیگا یہ شعلہ خوئی آتش بیانی تیرے حق مین سم افعی ہی دلاورون
کے سامنے ایسی تقریر کرنا خوب نہین ہی ایسا نہو کہ سر تیرا سنگین گرز سے دیکر پاش پاش ہو جاوے
مثل شاپور کے تو بھی سوے عدم جائے سارا غرور تیرا نکل جائے او بزدل تو میرے حال پر مہربان نہو
مجھ سے مقابلہ کر مین دلاور ہون مجھے نہ ڈرا دیکھنا ہنگام جنگ ایک دم مین تجھے مارونگا سر تیرا مانند سانپ
کے سر کے کچلونگا دم تیرا نکالونگا اگر تو مرد ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اگر نامرد ہی تو دم دبا کر میدان
جنگ سے بھاگے گا مین تجھے ڈھونڈھکر مارونگا او گیو اژدہا صورت تو کہان جائیگا اور تیرے کاٹنے سے کیا
ہوگا تیغہ تیرا بھی مانند مار سیاہ کے کیا کاٹ سکیگا مین ماہر فن سپہگری ہون تو مجھے زخمی نہ کر سکے گا تو اور
تیغہ تیرا مشتاق زخم رسانی رہیگا ہان یہ شمشیر آبدار میری مانند ناگن کے تجھ ایسے اژدہے اور افعی چشم
کو ایک دم مین نگل جائیگی تھوڑی دیر مین تیرا نشان بھی نہ معلوم ہوگا او نابکار و گمراہ تو مجھے کیا بہکاتا ہے
اور ڈراتا ہی لیکن ہرگز تیرے ڈرانے سے نہ ڈرونگا لاجورد شاہ کو گر کر سجدہ نہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے
ہدایت کرکے مسلمان کرونگا ورنہ سر اسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر خدمت امیر ثانی مین لے جاؤنگا اور
اسی طرح ملک ترسی سے بھی پیش آؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل کریگا یعنے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کریگا اور
میری اطاعت اختیار کریگا تو فہو المراد ورنہ تجکو بھی مانند بہرام فیل پیکر کے چورنگ کرونگا او جاہل اب
بھی جہالت سے باز آ مذہب باطل سے کنارہ ہو لاجورد شاہ پر لعنت کر وہ مانند شیطان کے تجھے بہکاتا
ہی اور تو اسکے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو گیا ہی غور سے دیکھ تجھ مین اور اسمین کیا فرق ہی جو اعضا اسکے ہین
وہی اعضا تیرے بھی ہین وہ کھاتا پیتا ہی سوتا جاگتا ہی اور جسطرح دیگر حوائج ضروری کی اسکو ضرورت

ہوتی ہی اسی طرح تجکو بھی احتیاج ہوتی ہی ہمارا خدا جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہی کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا نہ کسی نے اسکو دیکھا ہی اور نہ کبھی کوئی اسے دیکھیگا تیرا خداوند کیسا نالائق و بے قدرت خداوند ہی کچھ بھی قدرت نہین دکھاتا بلکہ ترسی سے یہان آکر پناہ چاہی ہی صحرائے مثلث سے بھاگ کر آیا ہی بہرام اولاسد نعرہ زن اور شاپور قتل ہوے کسی کو زندہ نہ کر سکا نہ یہ کیا کہ مجبور انکو فتحیاب کرتا اپنے دعوی خدائی ایک ساحرہ کے بھروسے پر کیا تھا اسکو عمرو ثانی نے ہلاک کیا ہی اب یہ نابکار مجبور و لاچار ہی کوئی شعبدہ دکھا نہین سکتا ہی اور معبود ہمارا ایسا قادر و توانا ہی کہ بمصداق اسکے **نظم**

کیا خلق اک کن سے کون و مکان	کیا اپنی قدرت سے اُسنے عیان	سوائے خداوند ارض و سما
نہین کوئی شایان حمد و ثنا	زبان تر زبان اسکی تعریف سے	قلم خوش رقم اسکی توصیف سے
ہوے عندلیب ایسے رنگین بیان	کیا اُسنے طوطی کو شیرین زبان	کسی کا ہنو اسکے شائق کو شوق
کہ ہی شوق مین اسکے بیمثل فروق	وہ دل ہو گیا روشن کوہ طور	بھرا جسمین اسکی محبت کا نور
جہان مین اسی کا ہی جلوہ عیان	دل آشنا پر نہین کچھ نہان	اسی کی تو بو سے مہکتا ہی گل
کہ جس پر یہ بلبل مچاتا ہی غل	عیان شمع مین بھی اسی کا ہی نور	کہ ہی حق پروانہ مین کو وہ طور
تماشائے قدرت تو ہر شے مین ہی	دف و چنگ و سارنگی و نے مین ہی	عذار گل و شور بلبل مین ہی
قد سرو و کوکوے قلقل مین ہی	لب و ابروے عشوہ کاران مین ہی	تپ و نالۂ اشکباران مین ہی
ثنا ہو سکے اسکی کیونکر ادا	نہ کلک روان ہی نہ فکر رسا	زبان قلم ہوگئی ہے قلم
فنا ہو گئی ہی توان رقم	رہ فکر مین ہی رسائی نہین	مگر حمد کی حد نہ پائی کہین
جو ہو عقل کو کچھ رسائی یہان	کرے حمد بے کیف و کم کچھ بیان	

پس ایسے معبود برحق و حکیم مطلق کی پرستش کر کہ جسکی کچھ حمد و ثنا تیرے روبرو کی گئی ہی گیو اژدہا صورت نے برہم ہو کر جواب دیا او جوان زمرد پوش جو کچھ تونے کہا میری سمجھ مین نہین آیا سوائے اسکے کہ تونے ہمارے خداوند کو برا کہا خیر تونے میرے کہنے پر عمل نہ کیا برا کیا یہ کہکر قبضہ تیغ پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام سے اس طرح نکلا جیسے غبار سے اژدہا نکلتا ہی گیو نے تیغہ علم کر کے میلے برائے زور آزمائی سپر کو ہاتھ مین لیکر مرکب کو جولان کیا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہو کر اسنے بھی سپر دوش سے دست چپ مین لیکر مرکب کو جولان کیا جسوقت دو و سپرین دونون بہادرون کی باہم لڑین دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب گیو اژدہا صورت کا پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا بدیع الملک کا اپنی جگہ پر قائم رہا اگر کچھ ہٹا بھی تو اسکا ہٹنا ثابت نہو اگیو مذکور زور آزمائی مین گھوڑے کے ہٹنے سے بہت برہم ہوا پھر مرکب کو رانون مین داب کر آگے بڑھایا اور کہا اے جوان مرکب میرا ہٹ گیا مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا دیکھ اسی جگہ ہون یہ کہکے تیغہ چمکا کر خبردار خبردار کہکے مرکب کو جانب دست راست لیجا کر شاہزادہ ذیجاہ پر لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اٹھائی وار تیغہ کا بالائے سپر روکا بعد اسکے خود شمشیر آبدار اس نابکار پر لگائی اُسنے بھی تلوار بالائے سپر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی دیکھنے والے اپنے اپنے دل مین کہتے تھے کہ یہ جنگ بھی لائق اسکے ہی کہ ایک دفتر مین تحریر کیجائے اور صفحہ سینہ پر لکھ لیجائے اگر رستم اور اسفندیار باہم شمشیر آبدار سے لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے یہ دونون فن سپہ گری مین کامل ہین کوئی کہین جو کہتا نہین جھوٹ نہین کہتا

زخمی نہین ہوتا ایک کی آنکھین جنگ مین دوسرے سے لڑی ہین تلوارین برق آسا کبھی اسکے سر پر آتی ہین اور کبھی اسکی کمر پر جاتی ہین سپرون پر کس خوبی وحسن سے وار روکتے ہین گھوڑے اشارے مین مانند کلون کے پھرتے ہین ہنوز دیکھنے والے اس جنگ کے دلون مین یہ کہہ رہے تھے اور بنظر غور دیکھ رہے تھے خصوصًا ملک ترسی آگے بڑھا ہوا لڑائی دیکھ رہا تھا اور اپنے فرزند مسمی بہرام قوی بازو سے کہہ رہا تھا دیکھو اے فرزند کیا خوب گیو لڑ رہا ہے مجھے امید قوی ہے کہ بدیع الملک کو تھکا کر تیغ کریگا سر کاٹ کر لا دیگا کہ ناگاہ بدیع الملک نے نعرہ کیا اے گیو ہوشیار ہو جا کہ اس وار سے بچنا تیرا دشوار ہے گیو نے جواب دیا مین ایک گرگ باران دیدہ جوان جنگ آزمودہ ہون ہوشیار و خبردار ہون تو وار کر شاہزادہ نے تقریر اسکی سنکے شمشیر آبدار چمکائی اسنے سپر اٹھائی تلوار مانند برق کے سپر پر گری اسکے دو ٹکڑے کرکے خود پر آئی اس کے بھی دو ٹکڑے کرکے سر پر غفور گیو مین در آکے مانند قطرہ آب صراحی گردن مین آئی پھر صندوق صدر کو دیکھتی ہوئی اسکے خم شکم پر از شراب پر رندانہ آئی بعدہ کمر کو مانند خیار تر کاٹ کر زین فرس پر آئی اور ذرا دم لیکے وہان سے بھی یون چلی کہ اسپ کو بھی دو ٹکڑے کرکے ایک وجب زمین مین اتر گئی راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے دیکھنے والون کو حیرت ہوئی جسوقت راکب و مرکب مذکور چار ٹکڑے ہوکے بالائے خاک گرے زمین اُنکے لنگر سے تھرائی ادھر اہل اسلام نے خوش ہوکے بآواز بلند اپنے آقا کی تعریف کی کفار لاشہ گیو پر نظر کرکے مغموم ہوئے خصوصًا ملک ترسی گیو اژدہا صورت کو یون ہلاک ہوتے دیکھکر نہایت محزون ہوا اور کہنے لگا عجب سردار شجاعت شعار اس جوان ستم شعار خونخوار کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کہ مجھکو اسکے بھی قتل ہونے کا صدمہ ہوا اب کوئی دلیر ایسا نظر نہین آتا کہ اس جوان سے خون بہرام فیل پیکر اور شاپور کوہ پیکر اور گیو اژدہا صورت وغیرہ کا عوض لے سر کاٹ کر میرے روبرو لے آکے مجھکو خوش کرے

بہرام قوی بازو نے تقریر اپنے پدر کی سنکے اور آبدیدہ اُسے دیکھکے کہا آپ کیون غمگین و نا امید ہوئے ہین آپ کے لشکر مین ابھی اکثر دلیر ایسے ہین کہ اس جوان زہر دیوش سے جاکر لڑین از انجملہ یہ فرزند آپکا ہے کہ قوت و زور مین مانند فیل مست کے ہے اور دلاوری مین مثل شیر غضبناک کے یہ جوان تو کیا ہے اگر دیو ساکن قاف ہوتا تو بھی مین اس سے مقابلہ کرتا تیغ آبدار سے سر اسکا کاٹ کرکے آتا آپکی آنکھون کو پر نم نہ دیکھ سکتا اور کلمہ یاس و نا امیدی کبھی نہ سنتا آپ مجھکو اجازت جنگ دین مین ابھی اس جوان کا سر تن سے جدا کرکے لیے آتا ہون

ملک ترسی نے اپنے فرزند کو سینہ سے لگا کر پیار کرکے کہا مین تجھکو ایسے حریف زبردست کے مقابلے کے لیے اجازت نہ دونگا تو ایک ہی میرا نور نظر پارہ جگر ہے تو ہی باعث قوت قلب و جگر ہے تو ہی سبب شادی نور بصر ہے تو ہی میرے شجر باغ زندگانی کا تازہ و تر ثمر ہے اگر تجھکو ہاتھ سے حریف کے کچھ صدمہ پہونچا مین تو بے تلوار قتل ہو جاؤنگا غم مین تجھ ایسے فرزند سعید و قوی و نوجوان کے مر جاؤنگا یکدم زندہ نہ رہونگا داغ فرزند عجب داغ ہوتا ہے اور غم پسر عجب الم جانکاہ ہوتا ہے خداوند اس غم سے ہر ایک دل پدر کو محفوظ رکھے کیونکہ جدائی و مرگ فرزند مین پدر و مادر فرط الم سے روتے روتے نابینا ہو جاتے ہین دل و جگر داغ پا جاتے ہین لطف زندگانی جاتا رہتا ہے اول تو کثرت رنج سے جلد تر مر جاتے ہین اور اگر زندہ رہتے ہین تو بدتر از مردہ کچھ بھی انکو لطف حیات نہین ہوتا ہے لہذا مین دیدہ و دانستہ تجھکو سامنے ایسے حریف کے جانے نہ دونگا کہ تو جاکر اس سے لڑے ابھی دو سردار میرے لشکر کے اسنے قتل کیے ہین انکا تو صدمہ اٹھایا ہے

تیرا صدمہ اٹھایا نہ جائیگا اور کوئی دلیر واسطے اسکے مقابلہ کے جائیگا یا مین طبل بازگشت بجوا دونگا آج مقابلہ
نکرونگا پھر دیکھا جائیگا بہرام قوی بازو نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نکرین مجکو اجازت دین مین جاکر
ابھی تو سر اس جوان کا کاٹ کر لے آؤن کا ملک ترسی نے جواب دیا دل میرا گوارا نہین کرتا کہ تجکو اجازت
حرب دون بہرام نے طلب اجازت مین اصرار کیا لاجورد شاہ نے ملک ترسی سے کہا اے بندۂ خاص
من اپنے فرزند کو جانے دے اجازت حرب دے ہمنے تقدیر کی ہے کہ یہ بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا
بشرطیکہ ہنگام مقابلہ غرور نہ کرے لاجورد شاہ یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی نے موافق کہنے خداوند
اپنے کے مجبور ہو کر اپنے دلبند کو اجازت جنگ دی وہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب دورکا پر
سوار ہو کے نہایت کبر و غرور سے میدان جنگ مین آیا اور سامنے بدیع الملک کے آکے مرکب کو روکا
کے فنون سپہ گری دکھا کے اس طرح کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا بہرام قوی بازو ہے
مین فرزند ملک ترسی حاکم کوہ شفق کا ہون قوت و شجاعت مین یگانۂ آفاق ہون فنون سپہ گری مین
طاق ہون واسطے حریف اپنے کے گویا ملک الموت ہون میرے پنجۂ سخت سے دشمن کو رہائی ممکن نہین
بغیر قتل کیے میدان سے جاتا نہین ہون مین نے ہزارون دلاورون کو تہ تیغ کیا ہے گو سن کم ہے لیکن لڑا ئیان
بہت لڑا ہون آج تجھ سے مقابلہ کو آیا ہون تجھے بھی قتل کرونگا لشکر کو تیرے تباہ و برباد کرونگا اگر تجکو
اپنی جان عزیز ہو تو میرے ہمراہ چل خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر سرکشی سے باز آ مین اقرار کرتا
ہون کہ جرائم تیرے عفو کرا دونگا خداوند میرے کہنے سے تیری خطائین معاف کر دینگے اور والد بھی تیرے
خون سے درگذر کرینگے تجکو لازم ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر اور یہ مین نے اسوجہ سے کہا کہ مجکو تیری جوانی پر رحم
آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان بہادر میرے ہاتھ سے قتل نہو بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے جوان مجکو بھی تیری
جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہے چاہتا ہون کہ تو اس سن و سال مین باغ دنیا سے جانب ملک عدم نہ جائے لہذا تجکو
ہدایت کرتا ہون کہ لاجورد شاہ گمراہ کنندہ پر لعنت کر اسکی پرستش نہ کر کہ وہ بمنزلہ ابلیس کے ہے بجائے اسکی
پرستش اس معبود حقیقی کی اختیار کر جو معبود کون و مکان خالق زمین و آسمان و مافیہا ہے وہی لائق حمد ہے اسکو
سجدہ کرنا لازم ہے سوا اسکے کسی کو سجدۂ معبودیت جائز نہین ہے جو لوگ سوائے کبریائے اور کسی کو سجدہ
معبودیت کرتے ہین وہ کافر ہین ناری و جہنمی ہین مین اپنے پروردگار کو سجدہ کرتا ہون لاجورد شاہ کو
ہرگز سجدہ نہ کرونگا تجکو بھی مناسب ہے کہ تو بھی اسے سجدہ نہ کر نار دوزخ مین مدام رہنا اختیار نہ کر دین اسلام
مین آ کلمہ پڑھ میرے پروردگار عالم کو سجدہ کر دیکھ قابل سجدہ و لائق پرستش وہی رب العالمین ہے کہ موافق نظم

جو ہی رب کونین و ہر خاص و عام
علیم و وحید و قدیر و قدیم
پرستش کے قابل نہین ہی کوئی
وہ ہی مالک و کارساز جہان
جہان مین ہر ایک چیز کی آشکار
دیا فہم و ادراک انسان کو

کیے کن سے خلق اسنے عالم تمام
ہے قبضے مین اسکے زمین و زمان
وہی ہی وہی ہی وہی ہے وہی
وہ معبود ہی عبد ہین سب تمام
ہوا اسکی صنعت پہ ہر اک نثار

خداوند عالم غفور الرحیم
وہ رزاق مطلق ہی روزی رسان
وہ ہی داور و کارساز جہان
نہین اس جگہ فکر کا کچھ مقام
کیا خاک سے پاک انسان کو

تو بھی صاحب فہم و ادراک ہے غور کر سوا اے خدا ے لایزال کے کوئی
لائق سجدہ و پرستش نہین ہے لاجورد شاہ کیا نابکار ہے کہ اسکو سجدہ کیا جائے اے جوان میری ہدایت

قبول کر مجھ سے آمادۂ جنگ نہو ورنہ بچتا پھیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا بہرام قوی بازو گفتگو سے
بدیع الملک سنکے پہلے تو غصہ سے کانپنے لگا چہرہ کثرت قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھیں بھی مانند بادہ کشون
کے نشۂ شراب غیظ سے سرخ ہوگئیں کثرت برہمی سے ہونٹھ چبانے لگا کف دہن مین بھر آیا باچھون سے
ظاہر ہوا پھر اسی عالم غیظ و غضب مین نیزہ اٹھا کر کہا او جوان مین مجبور ہون تیری قضا ہی تیری دامنگیر ہے
ہوشیار ہوجا کہ وار نیزہ کا کرتا ہون یہ نیزہ میرا ملقب بہ اجل ہے جس حریف کے قریب صدر و گلو جاتا ہے وہ
آگاہ ہوجاتا ہے کہ اجل قریب آگئی موت کا سامنا ہوا اب زندگی آخر ہوئی یہ کہکے نیزہ کو گردش دیکے گھوڑے
کو کاوے پہ ڈال کے سینۂ شاہزادہ کو تاک کے نیزۂ مذکور کا وار کیا ادھر بدیع الملک نے نیزہ اٹھا کر
نہایت خوبی و چالاکی سے اسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا منصفان ہر دو لشکر نے بے اختیار
بآواز بلند تعریف کی دشمن نا منصف ناخوش ہوے کہنے لگے نیزہ کچھ اچھی طرح نہین روکا لوگ تعریف بیکار کرتے
ہین اچھی دوست و دشمن تعریف و مذمت کر رہے تھے کہ شاہزادے نے بہرام پر نیزہ لگایا اسنے بھی چالاکی سے
نیزہ پر نیزہ روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی ساٹھ ستر طعن نیزہ کی نوبت پہونچی ہر دو راکب و مرکب پسینے مین
تر ہوگئے مرکبون کی گردش سے غبار اٹھا ہاتھ بہرام قوی بازو کا تھکنے لگا قوت مین کمی ہونے لگی بدیع الملک
نوجوان کے زور بازو مین فرق نہوا یہ حال دیکھکر فرزند ملک ترسی پسپا ہوکر لڑنے لگا اسی حالت مین
بدیع الملک نے نعرہ کرکے کہا اے نوجوان ہوشیار ہوجا کہ اب قضا تیری قریب آگئی ہے یہ نعرہ کرکے سینۂ
پر کینہ پر اسکے نیزہ کا وار کیا کہ نیزہ بہرام قوی بازو سے رک نہ سکا اور سینہ مین اسکے در آیا شاہزادے
نے مرکب کو اپنے آگے بڑھاکے نیزے کو تکان دے کے ایسا جھٹکا دیا کہ پانوں بہرام کے رکابون سے
جدا ہوے تسمہ رکابون کے ٹوٹے نیزہ پشت سے گذرا بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت سے
اسے اٹھاکے اپنے سر سے بلند کرکے گردش دے کے پوچھا اے جوان حالا درست شناخت پروردگار
عالم چہ میگوئی - ہرچند کہ بہرام قوی بازو درد سینہ سے جان بلب تھا لیکن ایسا سیاہ قلب تھا کہ ایسی
حالت مین بھی اسنے خدا پرستی سے انکار کیا بدیع الملک نے برہم ہوکر اسطرح خاک پر اسے ٹپکا کہ
استخوان اسکے چور چور ہوگئے روح تن سے نکل کر سوے جہنم روان ہوئی جوانان لشکر اسلام بہرام
قوی بازو کے ہلاک ہونے سے بہت خوش ہوے اپنے آقا و مالک کی شجاعت زور بازو کی تعریف
کرنے لگے نقارہ شادمانی بجانے لگے کفار یہ حال پر ملال دیکھکر اشکبار ہوے کثرت غم سے نالان ہوے
خصوصا ملک ترسی اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکر سینہ و سر پیٹنے لگا بے اختیار نالہ و فریاد کرنے لگا اور لاجورد
شاہ سے اسی حالت صدمہ و ملال مین کہنے لگا اے خداوند آپ ہی کے کہنے سے مین نے اپنے فرزند کو اجازت
جنگ دی تھی آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ فرزند میرا تنہا سب ہوا حریف کے ہاتھ سے مارا گیا لاجورد شاہ
نے جواب دیا اے ملک ترسی ہمنے پہلے ہی کہدیا تھا کہ غرور نہ کرنا اسنے ہنگام جنگ غرور کیا ہمکو ناگوار ہوا
ہمنے بدیع الملک کے ہاتھ سے قتل کرا دیا اب گریہ و زاری نہ کر روز نوروز قریب ہے تیرے فرزند
کو جلا دینگے تجکو تیرے پسر سے ملا دینگے کچھ دنون کی البتہ مفارقت ہے صبر کر ملک ترسی اسی حالت
مین خداوند مذکور کو اپنے دل مین کچھ سخت و سست کہا اور خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے
اپنے تئین ہلاک کرے بعد ایسے فرزند کے زندہ نہ رہے سرداران سپاہ اور صلصال بن ذال بن دیوبن

شمامہ جادو فی الفور دوڑکر ملک ترسی سے لپٹ گئے خنجر اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہنے لگے اے بادشاہ صبر
کر حالانکہ غم فرزند جانکاہ ہے اور بعد مرگ فرزند سعید جینا ناگوار طبع ہے لیکن خودکشی اچھی نہیں ہے خداوند نے
ارشاد کیا ہے کہ روز نوروز تیرے فرزند کو زندہ کردیگے ملک ترسی نے سرداران سپاہ خصوصاً گرگ
تیز دندان سے مخاطب ہوکر کہا اگر تو چاہتا ہے کہ میں اپنے تئیں ہلاک نہ کروں تو سر بدیع الملک کا تیغ
سے جدا کرکے لے آ تنہا لڑنے کو نہ جا میری تمامی فوج سے اسپر حملہ آور ہو گرگ تیز دندان نے عرض کیا یہ
خادم ابھی تعمیل حکم کرتا ہے یہ کہکر اور افسران سپاہ سے کہا یارو دلیرانہ تم سب بھی مع فوج بدیع الملک پر
حملہ کرو جس طرح ممکن ہو سر بدیع الملک کا تیغ آبدار سے کاٹ لو انھوں نے کہا ہم تابع حکم ہیں جان سے
ہم بھی موجود ہیں یہ کہکر وہ سب ہمراہ گرگ تیز دندان کئی لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر بدیع الملک پر
حملہ آور ہوئے ادھر سے اہل اسلام بڑھے جب دونوں فوجیں کہ مانند دو دریاے موجزن کے تھیں
مل گئیں تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی راوی بیان کرتا ہے کہ دو لشکر باہم نہیں ملے تھے تلوار نہیں چلتی
تھی بلکہ وہ دو ابر تھے کہ ملے ہوئے تھے اور وہ تلواریں چلتی نہ تھیں بلکہ ہر جگہ ابر میں برق چمکتی تھی بارش
خون دلیران جنگ جوکی ہو رہی تھی زمین بارش خون سے سیراب ہو رہی تھی دلیر رعد آسا نعرہ کرتے تھے
کمانیں مانند بجلی کے کڑکتی تھیں بارش تیر زور و شور سے ہو رہی تھی سر دلاوروں کے تلواروں سے
کٹ کٹکر مانند اولوں کے زمین پر گر رہے تھے خون کافروں کا میدان جنگ میں پانی کی طرح بہ رہا تھا ہر لشکر
ہوئے خون جاری تھی سپریں سیاہ یوں اٹھی ہوئی تھیں جیسے کالی گھٹا اٹھتی ہے ہواے تیز برابر سے
چلتی تھی غرض اس جنگ مغلوبہ میں لطف زمانہ برشکال و بارش کا دیکھنے والوں کو ملتا تھا کیونکہ کثرت خون
سے مجروح اس طرح گر رہے تھے جس طرح برسات کی کیچڑ میں مردم کے پاؤں پھسل جاتے ہیں اور پھر
گرتے ہیں کفار ہر چند کہ اہل اسلام سے بکثرت افزوں تھے لیکن بدیع الملک اور حملہ زمرد پوشوں سے ہراساں
و ترساں اسقدر تھے کہ قریب جانے سے ڈرتے تھے جہانتک ممکن ہوتا تھا دور ہی رہتے تھے اور جب
بدیع الملک حملہ کرتے تھے مانند بھیڑوں کے بھاگتے تھے چونکہ خوف بدیع الملک کا دل میں سما
گیا تھا ہنگام جنگ ہوش و حواس درست نہ تھے اگر کوئی لشکریان بدیع الملک سے مجمع کفار
میں گھر جاتا تھا کفار اسے بدیع الملک جان کر پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے وہ لشکری بڑھکر
انکو تہ تیغ کرتا تھا اور کفار خوف سے ہاتھ بھی نہ اٹھا سکتے تھے بعض زمرد پوش سوار کو اپنی طرف تیغ بکف
آتے دیکھکر بدیع الملک کا یقین کرکے اور گرگ درندہ و ایذا رسان اسکو تصور کرکے مانند کبوتروں کے
آنکھیں اپنی بند کر لیتے تھے اسی وجہ سے اہل اسلام قلیل تھے کافروں کو تہ تیغ کرتے تھے آگے
بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہوتے جاتے تھے لاش پر لاش کافروں کی گر رہی تھی جابجا انبار کشتوں کے
لگے تھے مجروح زمین پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے کثرت زخمہاے کاری سے نالہ و فریاد کرتے تھے
کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچتا تھا حالت تشنگی میں پانی مانگتے تھے کوئی پانی نہ دیتا تھا کیونکہ میدان جنگ
میں بجز آب شمشیر پانی نہ تھا آخر پیاسے ہی مرتے تھے لاشے انکے پامال سم اسپان ہو رہے تھے نعرہ تکبیر
کی صدا بلند تھی اہل اسلام شیر آسا نعرے کرتے تھے کفار روباہوں کے مانند بھاگتے تھے لیکن بھاگ نہ سکتے
تھے اہل اسلام چار طرف سے گھیرے تھے اگر یہ جنگ مفصل تحریر کیجائے تو چند اوراق یہ مؤلف سیاہ کرے

چونکہ ناظرین مختصر پسند طول تحریر کو اچھا نہیں جانتے ہین اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی اور صرف خلاصہ
اسقدر لکھا جاتا ہے کہ یہ جنگ عظیم تا شام ہوئی بعضون نے لکھا ہی کہ تین شبانہ روز ہوئی غرض بہر طور حساب کفار نابکار
ہزار ہا قتل ہوے اور تاب مقابلہ انکو باقی نہ رہی بھاگنے لگے یہ حال دیکھکر ملک ترسی نے طبل بازگشت
بجوایا جب صدائے طبل بازگشت لشکر کفار سے بلند ہوئی اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام
سے کسی حریف کا تیغ سے سر جدا کر رہا تھا اُسنے آواز طبل بازگشت سنکے سر اُسکا جدا نہ کیا تلوار اس کی
گردن پیسے اٹھا لی اور یہ کہکر اُسے چھوڑ دیا کہ او نابکار مجبور ہون کہ طبل بازگشت تیرے حاکم نامرد نے
بجوا دیا ہے اور ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ جب لشکر حریف مین طبل بازگشت و آسائش بجتا ہے
تو ہم لوگ لڑنے سے ہاتھ روک لیتے ہین اگر مین پابند قاعدہ کا نہوتا تو کبھی تجھکو زندہ نہ چھوڑتا
سر تیرا ضرور ہی کاٹتا یہ کہکر اس سے علیحدہ ہوتا تھا کفار امان پاکر خوش ہوتے تھے جان انکی بچتی تھی
الحاصل بعد بجنے طبل بازگشت کے اہل اسلام کفار سے اور کفار اہل اسلام سے علیحدہ ہوے اور
گرگ تیز دندان جانب لشکر گاہ مع سپاہ ہزیمت خوردہ روانہ ہوا ادھر بدیع الملک مظفر و
منصور ہوکر شادان و فرحان اپنی قیام گاہ سپاہ کی طرف مع اپنی فوج ظفر موج کے چلے اور بعد قطع راہ
لشکر گاہ پر پہونچکر مرکب سے اترکر داخل بارگاہ ہوے جوانان زہرہ پوش بھی اپنے گھوڑون سے
اتر اترکر داخل خیام ہوکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے فرش پر راحت پذیر ہوے یہان تو بدیع
الملک داخل بارگاہ ہوے ہین سلاح جنگ تن سے علیحدہ کر رہے ہین اپنے عیار سے کہہ رہے ہین
کہ خداوند عالم نے آج بھی کفار پر مجھکو فتحیاب کیا اسکا شکر کیا زبان سے کرون کہ زبان میری اسکے شکر
مین قاصر ہی بلکہ بقول مشہور اگر ہر موے تن باشد زبانم + نہ نتوانم کہ توصیفش برانم عیار عرض کرتا
ہے واقعی حضور سچ فرماتے ہین لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب گرگ تیز دندان
مع سپاہ باقی ماندہ و ہزیمت خوردہ پاس ملک ترسی کے پہونچا حاکم کوہ شفق نے کہا او نابکار
اسقدر فوج ہمراہ لیکر گیا اور سر بدیع الملک کا نہ لایا اُسنے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ فوج
بے دلی سے آگے نہ بڑھتی تھی دلیرانہ نہ لڑتی تھی مجھ سے سامنا بدیع الملک کا نہین ہوا ورنہ
مین قتل کرتا خیر آج تو جو ہوا وہ ہوا آئندہ دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سنکے روتا ہوا لشکر گاہ سے
ہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سمت لشکر گاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ نالان و گریان داخل بارگاہ
ہوا مردان لشکر کفار نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیام مین استراحت پذیر ہوے لاجورد شاہ
اپنی بارگاہ مین صلصال اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور راحت پذیر ہوا لیکن ملک ترسی نے جو
قبل اسکے داخل بارگاہ ہوا تھا غم فرزند نوجوان مین اسکو قرار نہ تھا کیا استراحت پذیر ہوتا مبتلائے
غم تھا فریاد بکا سے اسے کام تھا فرش پر مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا زندگی سے بیزار تھا اسی
حالت مین ملک ترسی نے اپنے عیار مسمی ملک اردوان کوہی کو تنہائی مین اپنے پاس طلب
کیا یہ عیار فن عیاری مین کامل ہے اور سوا اسکے فن پہلوانی سے بھی آگاہ ہے قوی بازو و قوی ہیکل و
خوشرو ہی اور ملک ترسی کی دختر پریچہ نام اسکا ملکہ طلعت ہے اسکا وہی عاشق ہی اور اسکے شمع جمال کا پروانہ
ہے جب ملک ترسی کی دختر سے یہ طالب وصل ہوتا ہے وہ منظور نہین کرتی اور بوجہ اپنے حسن و جمال

وشاہزادی ہونے کے یہ جواب سخت دیتی ہے کہ او نمک حرام چار روپیہ کے پیادے تو مجھ سے طالب وصل
ہے اپنی لیاقت اور میری امارت پر نظر نہین کرتا ہے اگر تو مر بھی جائیگا تو بھی مجکو رنج نہوگا یاد رکھ کبھی وصل
میرا تجکو نصیب نہوگا عیار مذکور جواب صاف پاکر خاموش رہتا ہے ملک ترسی بھی اپنے عیار کے عشق
سے آگاہ ہے المدعا جب ملک ارروان کوہی حسب الطلب خدمت ملک ترسی مین حاضر ہوا بعد
سلام عرض کیا کیا حکم ہے فدوی کو کیون طلب کیا ہے ملک ترسی نے کہا اے ملک ارروان کوہی تونے
نمک مابدولت کا کھایا ہے اور فی زمانہ جو جو صدمہ میرے دل پر گذرا ہے اس سے تو آگاہ ہے حاجت اظہار نہین
ہے اور لازم نمک حلال وہ ہے کہ وقت بہ بین اپنے آقا و مالک کا خیرخواہ رہے جان و مال اپنے آقا کی بجالے
جس صدمہ و رنج مین اپنے آقا کو مبتلا دیکھے اسکے دفع کرنے کی تدبیر کرے لہذا ایسے وقت بدمین تو بھی ہمسے نیکی
کر حق نمک ادا کر ہمارے دل کو خوش کر ہم بھی تجھسے ایسی نیکی کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا آرزوے دلی
بر آئیگی ذرہ ہوکر آفتاب بنجائیگا ذلیل ہوکے جلیل ہوجائیگا اپنے ہمچشمون مین مفتخر کریگا عیار مذکور نے عرض
کیا اے بادشاہ ذیجاہ یہ نمک خوار تابع فرمان ہے جو کچھ ارشاد ہو تو یہ فدوی جلد بجالائے اور یہ بھی ظاہر فرمائیے
کہ وہ نیکی جو حضور میرے ساتھ کرینگے کیا ہے ملک ترسی نے کہا اگر تو بدیع الملک میرے سرداران لشکر
اور میرے فرزند کے قاتل کو کسی طرح خواہ بعیاری خواہ بدلاوری اسیر کرکے مابدولت کے روبرو لے آئیگا
تو مابدولت اپنی دختر نیک اختر کو جسپر تو ایک مدت سے فریفتہ ہے تجھے دینگے تیرے ساتھ اسکی شادی کردینگے
عیار مذکور یہ خوشخبری سنکے اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائے اسی حالت خوشی مین عیار
نے عرض کیا جو حضور نے ارشاد کیا ہے فکر اسکی آجکی شب کیجائیگی یہ عرض کرکے بارگاہ سے باہر آکر کئی سو
اپنے شاگردون کو جمع کرکے ایک خیمہ وسیع مین بیٹھکر پوشیدہ اُنسے کچھ باتین کہین انھون نے موافق کہنے
اپنے استاد کے سامان کرنا شروع کیا جب وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی ملک ارادون کوہی
بانہاے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے سب شاگردون کو ہمراہ لیکر چلا بجا تھوڑے تھوڑے شاگردون
کو جھاڑی جھنڈیون مین چھپاکر صرف چند شاگردون کو ساتھ لیکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوا جب
قریب لشکرگاہ کے پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہوکر دیکھا کہ ایک سردار کئی سو سوار ہمراہ لیے ہوے لشکر کی
حفاظت کررہا ہے سوار پہرہ دی ہوشیار باش و خبردار باش باواز بلند کہہ رہے ہین چو رجھتا بین در
ن مہتابین روشن ہین بارگاہ فلک فرسا بدیع الملک کی درمیان لشکر ہین ہر چہار جانب خیام لشکریون
کے ہین دربارگاہ پر ایک عیار نہایت چست و چالاک بانے عیاری کے زیب تن کیے ہوے ایک کرسی
پر بیٹھا ہے جو سردار حفاظت لشکر کی کررہا ہے اس سے یہ کہہ رہا ہے کہ بہت ہوشیار و خبردار رہنا طلایہ لشکر سے
غفلت نہ کرنا آج مجکو کچھ کھٹکا اور شبہہ ہوا ہے ابھی لشکر اعدا کی طرف سے چند آدمی سیاہ لباس پہنے ہوے ادھر آتے
نظر آئے تھے دفعۃً نظر سے غائب ہوگئے ہین چونکہ آج ہمارے آقا نے بہرام قوی بازو سپہ سالار کوہ شفق کو ہلاک
کیا ہے عجب نہین کہ وہ نابکار اپنے عیار کو براے دزدی شاہزادہ تاجدار روانہ کرے اور اس فریب و
مکاری سے ہمارے آقا کو گرفتار کراکے اسیر کرے اور بعوض خون بہرام قوی بازو وغیرہ ہمارے
مالک کو ضرر پہونچاے حالانکہ مین بھی ہوشیار بیٹھا ہون کیا مجال کسی عیار نابکار کی جو لشکر مین قدم بھی رکھ
سکے لیکن تم بھی بہت ہوشیار رہنا سردار اسکو جواب مین کہتا ہے اے رضوان بن عمرو مین بخوبی ہوشیاری

وخبرداری مین مصروف ہون تم میری جانب سے مطمئن رہو کیا طاقت کسی دزد کی جو یہان آسکے اور مدعائے
دلی حاصل کرسکے وہ تیر تاک کر مارون کہ واسطے اسکے تیر قضا ہوجائے ملک اردوان کو بھی یہ حفاظت
وہوشیاری دیکھکر اور باتین رضوان بن عمرو کی اور سردار مذکور کی سنکے اپنے ہمراہی شاگردون سے
کہنے لگا سوائے اسی عیاری کے جو ہم نے تجویز کی ہے اور کسی مکاری وعیاری سے کچھ کام نہ نکلے گا در
مطلب ہاتھ نہ آئیگا چلو وہی تدبیر کرو یہ کہکر جھاڑی سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف چلا اثنا سے راہ مین جہان جہان
اسکے شاگرد جھاڑی جھنڈیون مین پوشیدہ تھے ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر ایک سمت روانہ ہوا ادھر
رضوان بن عمرو اور وہ سردار مع سواران ہمراہی مصروف حفاظت تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جانب سے
کئی سو آدمی نہایت خوشی مین دہل اور تاشے اور جھانجھ بجاتے اور گاتے ادھر آتے ہین ان مین ایک
دولہا ہے سر پر اسکے سہرا بندھا ہے ایک کوہی ٹانگن پر سوار ہے لباس عروسی پہنے ہے گرد اسکے پیادہ بہت
سے آدمی ہین جابجا وہ لوگ ٹھہر جاتے ہین کوہی زبان مین گیت گاتے ہین باجا بجانے والے باجے
بجاتے ہین اور جہان ٹھہر کر گاتے ہین وہان کچھ انار یا مہتاب یا کوئی چرخی آتشبازی کی چھوڑاتے ہین پھر
شور وغل کرتے ہوئے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے ہین ہنوز رضوان اور وہ سردار مع اپنے سوارون
کے اسی طرف دیکھ رہے تھے رضوان بن عمرو کہتا تھا آدھی رات سے زیادہ گذری ہے اس وقت
یہ کیسی برات آتی ہے یقین ہے کہ کچھ اسمین فتور ہے سردار مذکور کہتا تھا اگر کوئی عیار واسطے عیاری کے آتا تو
اسطرح نہ آتا رضوان بن عمرو اسکے جواب مین کہتا تھا تم عیارون کی عیاری سے اچھی طرح آگاہ
نہین ہو عجب نہین کہ یہ لوگ عیار ہون اس طور سے واسطے عیاری کے آئے ہون ہنوز باہم یہ گفتگو
ہورہی تھی کہ برات مذکور قریب آئی رضوان نے بڑھکر باواز بلند کہا کون اسطرف آتا ہے خبردار
اس طرف آنیکا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ لشکرگاہ شاہزادہ فیجاہ بدیع الملک بن نورالدہر ہے شاہزادہ
ہمارا خواب راحت مین ہے تم لوگ دف ودفی وغیرہ بجاتے گاتے ہوئے آتے ہو تمہارے شور وغل سے
ہمارے مالک کے خواب مین خلل آئیگا لہذا بہتر ومناسب یہ ہے کہ اس طرف نہ آؤ اس جانب سے
چلے جاؤ اور اگر ادھر آؤگے تو سزا پاؤگے جسوقت رضوان بن عمرو نے یہ کہا ان براتیون مین سے
چند کس آگے بڑھے انمین ایک بڈھا بھی تھا اور وہ بڈھا دولہا کا بزرگ یا باپ معلوم ہوتا تھا اسنے
قریب رضوان کے آکے نہایت عجز وانکساری سے کہا ہم لوگ کوہی ہین اور ہمارے لڑکے کی آج
برات ہے ہم اپنے لڑکے کو بیاہنے جاتے ہین اور دلھن کے مکان کی طرف جانے کی یہی راہ ہے اور
دوسرے ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شادی ہوتی ہے تو اسی راہ سے جاتے ہین اور اس
راہ سے جانا ہمکو مبارک ہوتا ہے اگر ہم اور کسی راہ سے جائین تو شگون بد ہوگا لیس ہمکو نہ روکیے جانے
دیجیے سردار مذکور اور رضوان نے جواب دیا ہم ہرگز اس طرف سے برات نہ جانے دینگے اسی
گفتگو مین سب برات والے اور دولھا وغیرہ بھی وہان آگئے برات کے ساتھیون نے کہا ہم تو اسی
جانب سے جائینگے رضوان اور اس سردار نے جواب دیا ہم تو نہ جانے دینگے جب باہم تکرار وحجت
زیادہ ہوئی شور وغل اسقدر ہوا کہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی پہلے رضوان کو پکارا جب وہ
نہ بولا تو پھر خادمان بارگاہ کو پکارا انھون نے داخل بارگاہ ہوکر عرض کیا کیا حکم ہے فدویون کو کیون طلب کیا

ہی بدیع الملک نے پوچھا یہ شور وغل کیسا ہے انھون نے عرض کیا حضور ایک برات عجیب و غریب
آئی ہی جسے تو کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کبھی کسی سے سنی تھی لائق حضور کے دیکھنے اور ہنسنے کے ہی اس برات کو
رضوان بن عمرو اور فلان سردار لشکر حضور نے روکا ہے برات کے ساتھی کہتے ہین کہ ہم اسی راہ سے
جائینگے اور رضوان کہتا ہے کہ ہم تو ادھر سے نہ جانے دینگے اسی وجہ سے باہم تکرار ہو رہی ہی یہی
باعث شور و غل کا ہے بدیع الملک تمام و کمال حال سے آگاہ ہو کر مسہری سے اٹھکر باشتیاق دید بارگاہ
برآئے ایک خادم نے کرسی جواہرنگار رکھدی شاہزادہ موصوف نے کرسی پر بیٹھکر پردے بارگاہ کے خدام
سے اٹھوا کر کہا برات کے ساتھیون کو مع دولھا کے ہمارے سامنے لاؤ تاکہ دیکھین ہم کہ برات کیسی ہی خدام
حسب الحکم گئے اور ان سب کو ہمراہ لیکر بدیع الملک کے پاس آئے شاہزادہ نے دولھا اور برات
کے ساتھیون پر نظر کر کے بے اختیار ہنسکے پوچھا تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو برات کہان لیے جاتے
ہو شور و غل کیون کرتے ہو انھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم لوگ کوہی ہین برات کے ساتھ جاتے
ہین دلھن کا مکان اسی طرف ہی یہان سے تھوڑی دور ہے ہمیشہ اسی طرف سے جاتے ہین آج ملازمان
حضور ہمین اسطرف سے جانے کو مانع ہین ہم ابھی جانین دینگے شادی کو مبدل بغم کرینگے مگر اسی طرف سے
جائینگے شگون مین فرق نہونے دینگے کیونکہ اسطرف سے جانا واسطے ہمارے شگون مبارک ہوتا ہی دولھا
دلھن مین اتفاق رہتا ہی اور اگر کبھی اور طرف سے جاتے ہین تو شگون بد ہوتا ہی یا تو دولھا شب عروسی
مر جاتا ہی یا دلھن مر جاتی ہے اسی سبب سے خاصکر اسی راہ سے برات لیجاتے ہین بدیع الملک نے
انکی گفتگو سنکے اور انکے سراپا پر نظر کر کے رضوان بن عمرو سے کہا انکو نہ روکو اسی طرف سے جانے دو
مین نہین چاہتا کہ ان لوگون کے شگون مین فرق ہو اور اے رضوان جو تمکو خیال ہے وہ خیال غلط
ہی یہ لوگ واقعی کوہی ہین ان کی پوشاک اور زبان سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ غریب آدمی ہین عیار
مکار نہین ہین جو تمکو شک ہی وہ بیجا ہے رضوان نے عرض کیا مجھے انھین لوگون پر عیارون کا شک ہوا
تھا اسوجہ سے روکا تھا اب حضور کے ارشاد سے اور انکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ عیار مکار نہین ہین
اب نہ روکونگا دولھا کا باپ یہ سب باتین سنکے خوش ہوا اور باجے والون سے کہنے لگا دیکھو یہ شاہزادہ
عالیوقار بیٹھے ہین ذرا انکے سامنے باجا بجاؤ اور گانے والون سے کہا کہ تم بھی ان میان کے سامنے اچھے
اچھے گیت گاؤ اور دولھا سے کہا اپنے صاحب کو سلام کرو کہ انھون نے ادھر سے جانے کو حکم دیا ہے ورنہ
تو اس طرف سے نہ جانے پاتا دولھا جو بنا تھا اسنے سلام کیا اس اثنا مین مردم نے دف و نے اور
ڈھول اور تاشے اور جھانجھ بیہودہ طور سے بجانا شروع کیے کچھ لوگ سامنے دولھا اور بدیع الملک
کے اپنی زبان کوہی مین گیت گانے لگے بدیع الملک ان باجون کی صدا اور ان گانے والون کی
آوازین اور گیت بے تکے سنکے بے اختیار ہنسنے لگے جب شور ڈھول وغیرہ کا ہوا اکثر سرداران لشکر
اور سواران سپاہ جو بیدار ہو رہے تھے قریب آکر اور علے قدر مراتب بیٹھکے گانا سننے لگے اور جو لشکری
سوتے تھے وہ بدستور سویا کیے غرضکہ تا دیر اس جگہ خوب ان کوہیون نے گیت گائے ہر ایک کو خوب
ہنسایا کیے خصوصًا بدیع الملک کو از حد خوش کیا کیے بعد لڑکے کے باپ نے اپنے ساتھ کے آدمیون
سے کہا بھائیو وہ آتشبازی کہان ہے جو دلھن کے گھر لیجانے کو ہمراہ لائے تھے اسے جلد لاؤ اسکا

تھوڑی سی آتشبازی ایسے شاہزادہ خوش مزاج کے روبرو چھڑاؤ کہ جسنے ہمپر از راہ غریب نوازی عنایت کی ہے یعنے ہمکو اس طرف سے جانیکی اجازت دی ہے ہمراہی مذکور جلد ترکئی ٹوکرے آتشبازی سے بھرے ہوے لائے اور سامنے شاہزادہ کے وہ آتشبازی چھڑانے لگے کبھی ایسی مہتاب چھڑائی کہ اسکی روشنی سے شب تاریک مبدل بہ روشنی سحر ہوگئی کبھی سرخ مہتاب چھڑائی کہ جسکی روشنی سے تمام میدان سرخ ہوگیا کبھی ایسی چرخیاں چھڑائین کہ جنھون نے کئی کئی رنگ بدلنے زمانہ کا رنگ دکھایا پھول اور آدرنے انمین سے رنگارنگ نکلے کبھی انار اور پھولجھڑیاں وغیرہ چھڑائین یہانتک کہ وہ سب آتشبازی چھڑائی ہر ایک نے خوش ہوکر اس آتشبازی کو دیکھا خصوصاً بدیع الملک سیر اس آتشبازی کی کرکے بہت خوش ہوے اور ملازمون سے فرمایا یہ لوگ غریب و محتاج ہین انھون نے اسقدر آتشبازی ہمارے روبرو چھڑائی ہے ہمکو خوش کیا ہے ابھی تک سکا یا کیسے ہین نقصان انکا منظور نہین ہے بلکہ انعام دینا منظور ہے لہذا چار ہزار روپیہ انکو ہماری سرکار سے دیے جائین حسب الحکم بدیع الملک چند ملازمون نے اٹھنے اور روپیہ کے لانے کا ارادہ کیا تھا چونکہ اس آتشبازی سے دھوان بکثرت نکلا تھا اور جانب بدیع الملک وغیرہ سے وہ دھوان گذرا تھا کیونکہ ہوا اس طرف کی تھی اس سبب سے جسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہوا اور جسنے اٹھنے کا ارادہ کیا کچھ اٹھکر لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا بدیع الملک اور رضوان بن عمرو بھی بیہوش ہوے غرض جسقدر آدمی وہان بیٹھے تھے اور جسکی ناک مین وہ دھوان گیا وہ بیہوش ہوگیا جب سب بیہوش ہوگئے دولہا کے باپ یعنے ملک اردوان کوہی نے نعرہ کیا منم عیار ملک ترسی کون ہوشیار تھا جو سنتا اور اسکو گرفتار کرتا اسنے نعرہ کرکے چادر عیاری بچھاکے بدیع الملک کو اس مین باندھکے ڈھائی گرہ عیاری کی لگاکے پشتارہ دوش پر اٹھایا اور جاتے کے وقت ایک پرچہ کاغذ کا اسپر یہ عبارت لکھی تھی رضوان کے گلے مین ڈورے سے باندھدیا کہ ای پسر رضوان بن عمرو ہمنے سنا تھا کہ تم بڑے نامی عیار ہو اور عمرو کے فرزندون مین تم سب سے بہتر ہو لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ابھی عیاری نہین جانتے ہو عیاری بہت مشکل ہے باوجود اسکے کہ تمکو ہم سب لوگون پر عیارون کا شک ہوا تھا اسپر بھی تمنے روئی اپنی ناک اور کان مین نہ رکھی تاکہ دھوئین سے بیہوشی اسیر نکرتے اور بیہوش نہوتے تمنے سخت نادانی کی آخر نادان تھے چوک گئے خیر تم تو نادان ہو اگر تمھاری جگہ خواجہ عمرو یا عمرو ثانی بھی ہوتے تو وہ بھی دھوکا کھاتے مین وہ عیار بلا ہے درمان ہون کہ میری عیاری سے عمرو و عمرو ثانی بھی پناہ مانگتے القصہ بعد باندھنے کاغذ مذکور کے ملک اردوان کوہی پشتارہ بدوش جانب لشکر ملک ترسی چلا شاگرد ہمراہ ہوے اثناے راہ مین شاگردون نے کہا استاد پشتارہ ہمین دیجیے ہم دوش پر رکھکر لے چلین اسنے کہا اگر رضوان ہوشیار ہوکر آجائیگا تو تمسے بخوبی بھاگا نہ جائیگا اور حفاظت اس پشتارے کی نکرسکوگے وہ تمسے لیجائیگا شاگرد یہ سنکے چپ ہورہے تھے اکثر شاگرد اسکی عیاری کی تعریف کرتے جاتے تھے کہ واہ استاد کیا عیاری تجویز کی تھی کہ جس سے در مطلب ہاتھ آگیا رضوان نے بھی دھوکا کھایا ملک اردوان کوہی ہنسکر جواب دیتا تھا کہ تمنے عمدہ عیاریان ابھی ہماری نہین دیکھی ہین کسی مقام و موقع پر عیاریان نازک دکھائینگی یہ باتین کرتا ہوا قریب صبح داخل لشکر ہوا جب صبح ہوئی ملک ترسی خواب سے بیدار ہوا ملک اردوان کوہی نے جاکر سلام کیا اور عرض کیا یہ تحفہ خواہ شہزادہ

بدیع الملک کو بیہوش کرکے لے آیا ہی ملک ترسی نے خوش ہوکر کہا میرے فرزند کے قاتل کو اپنے پاس رکھیں دربار میں میرے سامنے لانا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور دوسری بارگاہ میں جو محض اسواسطے دربار کے مقرر رکھی گئی پھر بالاے تخت بیٹھا امرا وزرا بھی بارگاہ مذکور میں حاضر ہوے لاجورد شاہ بھی اس وزیر زادہ صلصال کے بارگاہ ملک ترسی میں آیا حاکم کوہ شفق وغیرہ جملہ کبار و صغار واسطے اسکی تعظیم کے کھڑے ہوے ملک ترسی نے اپنے تخت پر اسے بٹھایا خود زیر تخت بیٹھا اسی اثنا میں ملک الردوان کو ہی پشتارہ بدوش دربار میں آیا ملک ترسی نے کہا بدیع الملک کو بیلے طوق و زنجیر وغیرہ میں بخوبی گرفتار کرلے پھر ہوشیار کر اسنے حکم کی تعمیل کی جب شاہزادہ قضیہ رفع بیہوشی سے ہوشیار ہوا دیکھا طوق و سلاسل میں گرفتار ہون دربار ملک ترسی میں یہ حال اپنا دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا سلام ہے اس شخص پر جو خداوند عالم کو وحدہ لاشریک بدل جانتا ہو اور اسکے خلیل کو یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر بدل سمجھتا ہو جسوقت شاہزادہ نے اسطرح سلام کیا درباری نام خدا سنکے برہم ہوے کانون میں انگلیاں رکھنے لگے تاکہ نام خدا سے زمین و آسمان واہم معبود زمین و زمان نہ سنین خصوصًا صلصال اور ملک ترسی کفار ان نابکار ازحد غضبناک ہوکر کہنے لگے او اسیر کیا غضب کیا تو نے کہ نام اپنے معبود کا سر دربار لیا آواز ہمارے کانون میں آئی دیکھا تو نے کہ ہمارے خداوند نے تیری سرکشی سے یہ عتاب تجھپر کیا کہ تو اسیر ہوکر سر دربار آیا خداوند لاجورد شاہ سے منحرف ہونا باعث تیری قید کا ہوا اگر اب بھی ہمارے خداوند کو بدل سجدہ کرکے تو رہائی ہوجائے شاہزادہ نے جواب دیا تم لوگ کافر ہو اور لاجورد شاہ گمراہ کنندہ تمہارا ہی مانند شیطان کے تم کو بہکاتا ہے تمھیں لازم ہو کہ ایسے ثانی شیطان کی پرستش نہ کرو تم مجھکو کیا سجدہ کرنے کو کہتے ہو تم خود اس نابکار و مردود خدا کو سجدہ نہ کرو بلکہ عوض سجدہ اسپر لعنت کرو اور آگاہ ہو کہ وہ خدا قابل سجدہ ہی اور لائق پرستش ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر و حجر شہر و صحرا بحر و بر انسان و حیوان زمین و آسمان گل و بلبل آفتاب مہتاب نجوم درخشان برق و سحاب وغیرہ کو پیدا کیا ہی اسکی حمد و ثنا میں زبان فصاحت بیان اور کلک دو زبان معذور و مجبور ہین کہ بمصداق نظم۔

سپاس و شکر ہی جز جبہہ سائی
بیان خود ہی غریق بحر حیرت
کہان وہ اور کہان ہم تودہ خاک
وہان لازم ہین ضبط نفس ہی
پریشان عقل ہی حیران ملک ہی
وہان پر فکر ہو کیو نکر قدم زن

تعالے اللہ زہے خلاق عالم
قلم کیا کرسکے دستان سرائی
اگر ہر موے تن اپنا زبان ہو
ثناے حق ہی اور دعوائی ادراک
ہوس کا بایکوشش ہی یہان لنگ
زبان بیہوش سرگردان فلک ہی

ثنا میں اسکی بارے کیا کوئی دم
زبان کو کب ہی یارائے طلاقت
نہیں ممکن کہ حمد اسکی بیان ہو
رسولون کی جہان قاصر ہوس ہو
خرد در ربقہ چون و چرا تنگ
حجاب غیب ہو جسکا تقدیر ہو

ملک ترسی نے بدیع الملک سے یہ تقریر سنکے ازحد غضبناک ہوکے باشارہ لاجورد شاہ نابکار حکم کیا جلد اس زبان دراز و منحرف خداوند کو بیرون بارگاہ لیجا کر جلاد کو بلاؤ وہ جلد اسکو قتل کرے سر اسکا کاٹکر ہمارے روبرو لے آئے ملازم حاکم کوہ شفق شاہزادہ فلک شکوہ کو کشان کشان بیرون بارگاہ لیگئے جلاد حسب الحکم آیا ہاتھ شاہزادہ موصوف کا پکڑکر ایک جانب لیگیا شکل جلاد خونخوار کیا لکھی جائے کہ قلم حلیہ نویسی سے ڈرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہ کہین بجرم خطا محض حلیہ نویسی

سے سر میرا ابھی قلم نہو جائے وہ صورت اسکی مہیب کہ جسے دیکھکر جلاد فلک بھی خائف ہو وہ دست و پا اسکے قوی و زبردست کہ دیو بھی اپنے دست و پا کو اسکے دست و پا سے لاغر تصور کرے وہ آنکھیں اسکی سرخ و خونفشاں کہ چشم مریخ فلک بھی انسے شرمائے وہ سینہ پر کینہ وہ دل بیرحم اسکا وہ تیغہ آبدار اسکا چار انگل کا چوڑا وہ رومال خون آلود دوش پر اسکے کہ جس سے بوئے خون بیگناہان آتی تھی غرض جلاد مذکور نے ایک گوشہ میں ریت کا چبوترہ بنا یا بعد یا پلاس کا اسپر بچھایا بعدہ بدیع الملک کو اسپر بٹھایا گردن پر کھڑے کا خط کھینچ کہا ای اجل رسیدہ جو کچھ کھانا ہو کھالے اور پینا ہو پی لے آرزو ے دل نکال لے کہ اب کوئی دم میں رشتہ حیات تیرا قطع ہو جائیگا میں حکم حاکم سے قتل کرتا ہوں بازو قوی رکھتا ہوں مجھپر کچھ الزام نہیں در نہوں تیرا میری گردن پر خون ہی بقول شخصے بیت قتل حاکم میکند پس شکوہ جلاد چیست مرغ را دانہ بلا پیش طعمہ بر صیاد نیست بدیع الملک نے جواب دیا ای جلاد آب و غذا کی خواہش نہیں ہو زخم سے سیر ہوں خون دل سے سیراب ہوں تجھکو جو حکم تیرے حاکم کا ہو بجالا یہ کہکر سوئے آسمان سر بلند کرکے برجوع قلب اسطرح دلسے اپنی رہائی کی جناب باری کے درگاہ میں دعا کرنے لگے مصرع دعا ہو جو سکے کہ بہتمنائے لطف

بہر اس کے دال سے تو ہی ہو ماہر	الٰہی قریاد رس ہو عاجزون کا	خدا وندا تو ہی ہو حقیقی ہو قادر
مصیبت میں تو ہی ہو سب کا حامی	تو ہی ہو تا ہر سب کی شکستہ کا فی	معاون ہے تو ہی دانا تدبیر کا
بچا ان کافرون کے ہاتھ سے اب	یہ ہو ز بدیع الملک نچشم اشکبار دعا اسنے پروردگار سے کر رہے	میرے حال پر کر رحم یا رب

تھے جلاد سر پر تیغ بکف کھڑا انتظار اشارہ ملکہ زمرد پوش کا تھا کہ ملکہ زمرد پوش نے پہلا حکم جلاد کو واسطے قتل شہزادہ بدیع الملک کے دیا جلاد مذکور اول حکم پاکر اور دوسرے حکمون کا منتظر رہا یہان تو جلاد دوسرے حکمون کا منتظر ہی بدیع الملک زیر تیغ سر جھکائے بیٹھے ہین جلاد تیغ بکف کھڑا ہی تماشائیون کا ہجوم ہی کوئی سنگدل کہتا ہی خوب ہوا یہ جوان زمرد پوش اسیر ہوکر زیر تیغ بٹھایا گیا کوئی کہتا ہی گو یہ جوان ہم مذہب نہین ہی لیکن اسکی جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہی افسوس تھوڑی دیر میں اسکے سر و تن میں جدائی ہو جائیگی کوئی سخت قلب بدیع الملک کو زیر تیغ بیٹھا دیکھکر ہنستا ہی اور کوئی نرم دل شاہزادہ کو دیکھکر بحال گردن زدنی روتا ہی ان سب کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دختر ملکہ زمرد پوش یعنی ملکہ ماہ طلعت جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ دختر مذکور چودہ پندرہ برس کا سن رکھتی تھی حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی سحر و ساحری میں نہایت طاق تھی چالیس ہزار ساحر اسکے ملازم تھے چند اشیائے نادر سحر کی اسکے پاس تھیں نہایت کوشش و سعی سے فراہم کی تھیں شب و روز شغل سحر و ساحری میں رہتی تھی بارہا کوہ شفق سے برائے تماشای سحر و سیر صحرائے سبزہ زار نکلکر سبزہ زار میں چلی جاتی تھی تعریف اسکے حسن کی مفصل تو دشوار ہی لیکن مختصر یہ ہے کہ نظم

ماہر و مشکبو بت طناز	آفت ہر جان اہل نیاز	گروہ از حسن خوبی و انداز
دررفتہ بر دستہ عالم باز	پردہ در صبح راصباحت او	نمک زخم دل ملاحت او
کام آرام از خرام تمام	قامت او بلائے قامت تام	فی الحال نازنین مذکور برائے

سیر و تماشای سحر ایک سبزہ زار کی طرف آگئی تھی اسی جگہ اسنے سنا کہ لشکر مسلمانون کا برائے تسخیر کوہ شفق آیا ہی جنگ ہو رہی ہی اسی لڑائی میں بہرام قوی بازو بھی مارا گیا ہی چونکہ ماہ طلعت جادو اپنے بھائی بہرام قوی بازو سے محبت زیادہ رکھتی تھی یہ خبر پر ملال سنکے نالان و گریان پہلے کوہ شفق پر آئی بعد زیارت کوہ

مذکور اپنے پدر کے پاس روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ اور خداوند لاجورد شاہ کو سلام و سجدہ کرکے پہلوے خداوند میں بیٹھ گئی خداوند مذکور اسکے حسن پر نظر کرکے دست قدرت اپنا اسکی پشت و دیگر اعضا پر پھیرنے لگا خیال وصل دل میں لانے لگا نازنین جانب خداوند دیکھکر پہلے تو شرم سے کچھ نہ بولی اور چاہا کہ کلمات سخت زبان پر جاری کرے پھر خاموش رہی کہ یہ خداوند میں دست شفقت مجھ اپنی بندی پر پھیرتے ہیں اور کسی طرح اور خیال سے اس سبب سے سمجھکا کر بیٹھی رہی ابھی وہ نازنین بیٹھی ہوئی اپنے بھائی کے غم میں رو رہی تھی اور حالات جنگ اپنے باپ سے مفصل پوچھ رہی تھی ناگاہ بیرون بارگاہ شور و غل ہوا ماہ طلعت جادو نے سبب شور و غل دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا آپ کے بھائی کا قاتل قتل ہوتا ہے جلاد تیغہ برہنہ سر پر اسکے لیے کھڑا ہے سارا انسان قلعہ کو شفق گروہ گروہ برائے سیر آتے ہیں وہی اسکے قتل ہونے کی خوشی کرتے ہیں ہنوز ملازم مذکور یہ عرض کر رہے تھے کہ ملکہ تہمی نے دوبارہ حکم واسطے قتل بدیع الملک کے جلاد کو دیا نازنین مذکور نے تمام حال ملازمون سے سنکے اپنے پدر سے کہا ذرا اسے بھائی کے قیدی کو یہان بلا لیجے تاکہ مین بھی اسے دیکھون اور کچھ عوض اپنے بھائی کے خون کا اس سے اون ملکہ تہمی نے اپنی دختر کے کہنے سے حکم کیا جلاد سے کہو بدیع الملک کو دربار مین لے آئے ملازم حسب الحکم آگے جلاد کے گئے اور حکم شاہ سے اسے آگاہ کیا وہ سرا نرمی کا پکڑکر بدیع الملک کے وہان سے لیکر چلا بدیع الملک نے پھر شکر خدا کا کیا کہ یقینی دعا میری مستجاب ہوئی پروردگار عالم کے کوئی سبب میری جانبری کا اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہو جبھی تو جلاد دربار مین لیے جاتا ہی بدیع الملک تو اپنے دل مین ایسے ہی خیال کرتے تھے جلاد کشان کشان لیے جاتا تھا جب جلاد مذکور بدیع الملک کو روبرو اس نازنین کے لے گیا اوس نے بدیع الملک کے حسن عدیم المثال پر نظر کرکے تیر عشق کا اپنے دل پر کھایا انی الفور بے اختیار آہ کی ملکہ تہمی و تمامی اہل دربار سمجھے کہ ماہ طلعت جادو نے جو اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھا ہے اپنا بھائی اسے یاد آگیا ہو اسی وجہ سے آہ سرد دل پر درد سے کی ہو اور کسی نے نہ سمجھا کہ حضرت عشق کا خیال جس دل مین گذر تا ہو وہ دل نالہ و آہ کرتا ہو کہ بموافق این ابیات

کردیا اسنے گھر کے گھر خالی
اسنے جس سے ذرا تپاک کیا

کہین آنسو کی یہ سرایت ہے
سب سے پہلے اسے ہلاک کیا

عشق سے کون ہو تو بھر خالی
کہین یہ نوچکا [illegible] سکا ہے بہ

الغرض نازنین مذکورہ نے

شاہزادہ بدیع الملک پر عاشق ہو کے اپنے باپ سے مخاطب ہو کے کہا ای پدر عالی جاہ آپ آگاہ ہین کہ جسقدر مجکو اپنے بھائی سے الفت تھی یہ قاتل اُسی کا ہے مجھے یہ منظور نہین کہ ایک وار مین اسکا سر تن سے جدا ہو جائے اور بعد ایک دم کی ایذا کے اسکی روح کو راحت پہونچے بسند میری خاطر سے اسے قتل نہ کرائیے میرے حوالے کیجیے مین اسکو شب و روز ایسی ایسی ایذائین اور تکلیفین دونگی کہ وہ سختی مرگ سے بدتر ہونگی عذاب الیم سے اسکو ہلاک کرونگی اس طرح عوض خون برادر کے اپنے دل کو تسکین دونگی اور جبتک یہ زندہ رہیگا اسکو بقید سخت رکھونگی ملکہ تہمی نے بعد فکر کہا ای دختر نیک اختر اس دشمن جان و ایمان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے ملکہ اردوان کو ہی ایک محبوبہ کے ملنے کے لالچ سے ایسی عیاری کرکے ہزار مشکل لایا ہے عیار اس نامدار کا رضوان بن عمرو موجود ہے لشکر بھی فرو کش ہی

مجکو عیار مذکور اور اسکے لشکریون سے خوف ہی وہ اسکو قید سے رہا کر لیجائینگے جنگ و جدال کرینگے آفتین برپا کرینگے لہذا اسکو زندہ رکھنا خلاف عقل ہی ای دختر مین اسوقت یہی غور رہا ہون کہ رضوان عیار کہین صورت بدل کر یہان نہ آئے اور تیرے بھائی کے قاتل کو رہا کر کے نہ لیجائے مجکو حیرت ہی کہ وہ ابتک یہان کیون نہ آیا ملک اردوان کوہی نے عرض کیا حضور وہ ابھی مع سیکڑون آدمیون کے بیہوش پڑا ہوگا بیہوشی دفع نہوئی ہوگی ورنہ وہ ضرور آتا رہائی بدیع الملک کی تدبیر کرتا مگر تدبیر اسکی بکار آمد نہ ہوتی کیونکہ مجکو یہان دیکھتا بھاگ جاتا یہ کہکر اپنی معشوقہ کیطرف دیکھنے لگا اور ملک ترسی سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ جس انعام کا وعدہ کیا ہی وہ انعام جلد تر دیجیے گا فدوی بقرار ہی ملک ترسی نے بھی در پردہ یون جواب دیا کہ ای ملک اردوان صبر کر جو وعدہ کیا ہی ایفا کیا جائیگا مگر ابھی نہین ادہر ملک اردوان کوہی ملک ترسی کی تقریر کو سمجھا ادہر ماہ طلعت سمجھ گئی کہ مجکو میرا باپ اس عیار کے حوالے کردیگا یہی انعام اسکو دیگا اسی انعام کا وعدہ کیا ہوگا یہ سمجھکر اپنے باپ سے مخاطب ہوکر کہا آپ کچھ اندیشہ عیار نابکار رضوان بن عمرو کا نہ کیجیے اور نہ کچھ خوف لشکر عدو کا کیجیے مین ساحرہ ہون میرے سحر کی بنیاد نہین ہی اس شخص کو قید سحر مین رکھونگی حصار سحر مین جو کوئی جائیگا وہ بھی مبتلائے سحر ہوگا رضوان ہو یا اور کوئی ہو اور بربادی لشکر کی یہ تدبیر ہے کہ میرے پاس ایک خفتان سحر ہے اور وہ نادرات عجائبات سحر سے ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ وہ جس کسی کے پاس ہو وہ سب پر غالب ہو کسی سے مغلوب نہو مین وہی خفتان حاضر کرونگی جسکو مناسب جانیے گا دیجیے گا سوائے خفتان مذکور کے اگر مین چاہونگی تو ایک سوار سحر سے تمام لشکر مسلمانون کا قتل کرادونگی علاوہ اسکے اور چیزین بھی نادرات سحر سے میرے پاس ہین آپ کچھ خوف نہ کیجیے ملک ترسی نے یہ تقریر سنکے کہا اچھا مین نے اس مجرم کو تیرے حوالے کیا تجھے اختیار ہی جسطرح مناسب جانتا اسکو ہلاک کرنا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی دختر سے کہا اب یہان تیرا ٹھہرنا اور بدیع الملک کا یہان رہنا اچھا نہین ہی جلد اسکو یہان سے لیجا مجکو رضوان کی طرف سے بہت اندیشہ ہی اور اہل اسلام کیجانب سے نہایت ہی خطرہ ہی مبادا وہ سب یکبارگی حملہ ور ہون اور لڑ بھڑ کر بدیع الملک کو رہا کر لیجائین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ گفتگو سنکے در مدعا پا کے دل مین خوش ہوکے اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے زمین پر لوٹ کے بصورت عقاب بنی اور پنجہ مین بدیع الملک کو دبا کر اڑی اور بہت بلند ہوکے ایک سمت روانہ ہوئی دیکھیے یہ ساحرہ بدیع الملک کو کہان لیجاتی ہی انشاء اللہ حال انکا آینده بمقام مناسب لکھا جائیگا

مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی

کہ جب ملک اردوان کوہی عیاری کرکے رضوان بن عمرو وغیرہ کو بیہوش کرکے بدیع الملک کو چادر عیاری مین باندھ کرکے لے آیا تھا وہ سب بیہوش پڑے تھے جب ملکہ ماہ طلعت جادو شہزادہ بدیع الملک کو لیگئی اسوقت ان بیہوشون کو ہوش آیا رضوان بن عمرو نے بارگاہ مین بدیع الملک کو نہ پایا پتہ ملک اردوان کوہی کا زمین پر پاکر سمجھ گیا کہ شب کو وہی مع اپنے شاگردون کے برات لیکر آیا تھا یہ عیاری برات کی کرکے آتشبازی بیہوشی آمیز کی دھوئین سے ہم سب کو بیہوش کرکے ہمارے آقا اور مالک کو لیگیا ہی یہ سمجھکے سرداران لشکر سے تمام حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا سرداران لشکر اور جملہ لشکری محزون ہوئے رضوان نے کہا تم سب بدستور خیام مین رہو کچھ رنج وغم نہ کرو مین ابھی جاتا ہون

اور اپنے آقا کی خبر لاتا ہون یہ کہکے بصورت مبدل دربار ملک ترسی مین گیا وہان دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدیع الملک کو ملکہ طلعت جادو کہین لیگئی ہے رضوان بن عمرو یہ حال سنکے اپنے لشکر مین آیا اور سرداران سپاہ سے کہا جبتک مقام قید آقا نہ معلوم ہوگا مین کیا کرسکتا ہون گو عیار ہون لیکن اسجگہ اس باب مین مجبور ہون سرداروں نے کہا یہان قیام پذیر رہنا اب مناسب نہین ہے کہین آقا کی جستجو کرینگے حق خادمی و نمک خواری ادا کرینگے رضوان بن عمرو نے کہا مین تمھاری رائے کو پسند کرتا ہون سرداران لشکر نے اسی وقت سوارون کو مسلح ہونے کا حکم دیا جب سب مسلح ہوے سرداران سپاہ مرکبون پر سوار ہوے اور تمامی لشکر کو ہمراہ لیکر مع رضوان بن عمرو ایک جانب بتلاش بدیع الملک روانہ ہوے

داستان آنا شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا اور مقابلہ کرنا ملک ترسی سے ساقی نامہ

ساقیا جلد آ بہار آئی
وقت دورِ ایاغ ہے ساقی
دل کو ابر اٹھ رہی ہے سوتی جھیل
یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہین حسینان لکھنؤ کے چھاؤ
چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزۂ شاداب
شاخ اٹھاتی نہین ہے بار ثمر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
چشم نرگس غضب ہے متوالی
مے سے گر بھرکے دے مجھے ساغر
تجھسے اور ناظرون سے داد لیون
ہٹ و برم کرے ہی دل کو تاب نہ آگے

ساعت جشن بادہ خوار آئی
دھوم سے آئی ہے بہار چمن
اب گوہر ہے آب بے تاویل
جانون کی سڑک پہ چوبین ہے
قہر کے ٹھاٹھ ہین غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا
جھومتا ہے برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے اور فصل بہار
کار مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل مین رونق گل ہے
پھر تو اے ساقی تجھے یہ
مضمون کی تو سب پہ داد رہے
واہ بے ساختہ زبان پہ لاکے

ابر ہے عیش باغ ہے ساقی
ہین ترنم سرا ہزار چمن
آج تو دن ہے بادہ خواری کا
کیا ہوا سرد شفق مین سے ہے
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت اُدھر
موج صہبا ہے صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہال خمیدہ
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین
لب گل پہ ہے قہر کی لالی
شانہ کش بال و پر ہے بلبل بھی
نقشہ مین پھر وہ داستان لکھون
اور شجاعون کو شغل آدرہے

راویان سحر بیان و ساحران چیدہ زبان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ جب رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر بلاے مخزون و مضطر لشکر گاہ سے ایک جانب روانہ ہوا تھا اثنائے راہ مین ہر ایک سے پوچھتا تھا تم کو معلوم ہے کہ ملکہ طلعت جادو کہان رہتی ہے اور شاہزادہ بدیع الملک کو اسنے کس جگہ قید کیا ہے وہ کہتے تھے ہمین نہین معلوم ملکہ طلعت جادو کون ہے اور بدیع الملک کے قیدخانہ سے بھی آگاہی نہین ہے رضوان بن عمرو یہ جواب اپنے سوال کا انسے سنکے نشان در مطلب نہ پاکے افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا ہے کوئی شخص اس ساحرہ کے مسکن سے آگاہ نہین کرتا ہے کہ مین وہان جاؤن اسکو قتل یا اسیر کرکے اپنے آقا و مالک کو قید سے چھڑاؤن اسی طرح دشت و بیابان و جبل مین تلاش کنان جاتا تھا کوچ و مقام صبح و شام کرتا تھا لشکری اسیری بدیع الملک سے پریشان خاطر آبدیدہ تھے کسی کو طاقت عیاشی نہ تھی ایک روز رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر کے بتلاش بدیع الملک چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے ایک لشکر گران [illegible] اودھر سے دیکھا [illegible] سمجھا کہ شاید [illegible] کے قتل کرنے کو آتا ہے یہ سمجھکے سرداران

سپاہ سے کہنے لگا یارو ہوشیار ہو جاؤ دشمن بفوج گران آتا ہی ہرچند کہ ابھی دور ہی لیکن تم ہوشیار ہو کر صف آرا ہو جاؤ خبردار ہنگام مقابلہ بیدل ہو کر پسپا نہو نا لڑ بھڑ کر اسی صحرا مین مرجانا مین بھی لڑ کر مرجاؤنگا بعد اسیری آقاے قدردان زندہ نہ رہونگا ابھی رضوان سرداران سپاہ سے یہ کہہ رہا تھا سردار لشکر صف آرائی مین مصروف ہوے تھے ناگاہ ہواے گرد و غبار ہر طرف ہوا لشکر عظیم قریب آیا غور سے جو دیکھا تو فوج ظفر موج شہریار ملقب برستم ثانی کی نظر آئی دل مین خوش ہوا تردد دفع ہوا بعدہ فی الفور آگے بڑھکر خدمت شہریار پسر ایرج نامدار مین پہونچا سلام کیا شاہزادہ موصوف نے اُسے پریشان خاطر دیکھکر پوچھا کہ ای رضوان بن عمرو باعث تیری پریشان خاطری کا کیا ہی اُسنے تمام حال جنگ و عیاری و اسیری بدیع الملک کا بیان کر کے عرض کیا اب مین مع لشکر واسطے تلاش بدیع الملک کے صحرا صحرا کوہ کوہ پھر رہا ہون شہریار نے جواب دیا ای رضوان اس صحرا نوردی سے کچھ فائدہ نہوگا تم مع لشکر اسی جگہ چلو جس جگہ قیام پذیر تھے اور بدیع الملک کو عیار حاکم کوہ شفق کا بعیاری بیہوش کر کے لیگیا تھا مین ملک ترسی نابکار کو ہنگام جنگ گرفتار کر کے تمام حال تمھارے آقا کا دریافت کر لونگا بلکہ اس سے کہونگا کہ او نابکار اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دائرۂ دین اسلام مین آ اور بدیع الملک کو ابھی دفتر سے طلب کر کے ہمارے حوالے کر رضوان نے عرض کیا بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر ہمراہ رکاب ہوا لشکر بدیع الملک بھی شہریار کے ساتھ ہوا اس جگہ سے بعد کئی کوچ اور مقام کے ایک روز قریب شام شہریار بن ایرج اسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے ملک اردوان کو بھی بدیع الملک کو عیاری و مکاری سے لیگیا تھا رضوان بن عمرو نے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیجاہ یہ وہی مقام ہی جس جگہ خیام لشکر تھے شہریار نے سنکے فرمایا ہمارے بھی اسی جگہ خیام فیروزی فرجام دربارگاہ فلک فرسا ایستادہ ہو حسب الحکم اسی جگہ بارگاہ و خیام خدام نے ایستادہ کیے شہریار مرکب سے اتر کر خیام مین داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی مرکبون سے اتر کر خیام مین داخل ہوے ہنوز شہریار نامدار یہان فروکش ہوا تھا کہ یہان دربار ضلالت آثار مین روبروے ملک ترسی چند ہرکارے گئے اور بموافق قاعدہ سلام کر کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ بمصداق **قطعہ مؤلف**

ای شہنشاہ لاجورد پرست
سر بسر مضطر و پریشان ہو
ساتھ فوج گران کے آیا ہے
ہی شجاع و دلیر و عالیجاہ

دشمنون کو مدام دے تو شکست
آج یان اک جوان سرخ لباس
سبز پوشون کو بھی وہ لایا ہے
بر سر جنگ وہ دلیر ہے اب

تیرے ڈر سے عدو گریزان ہو
جسکو مطلق نہ خوف ہی نہ ہراس
نام اسکا ہی شہریار اے شاہ
رستم ثانی ہے اسی کا لقب

ملک ترسی نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے کہا کہ دو ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجایا جائے جس طرح زمرد پوش کو اسیر کیا ہی اسی طرح بقوت بازو اس سرخ پوش کو بھی اسیر کرونگا ہرکارون نے حسب الحکم طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے فی الفور خبر طبل جنگی کے بجنے کی لیکر بارگاہ فلک پناہ شہریار بن ایرج نامدار مین آئے اور بعد زمین ادب بوسی کے یون بعد ثنا و دعاے دولت و اقبال کے عرض کرنے لگے کہ موافق **نظم مؤلف**

تو بہادر وہ ہی اسد صولت
وہ بہادر ہی تو بفضل اللہ

ای جری شاہزادۂ ذیجاہ
ڈر سے اعدا کی زرد ہی رنگت
جب تلک ہین یہ آسمان و زمین

تیرا دشمن رہے جہان مین تباہ
تیری تلوار کی نہین ہی پناہ
امن پائے تیرا عدو نہ کہین

اسوقت ملک ترسی حاکم کوہ شفق نے خبر تشریف آوری حضور منکی بعد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ
اس بیدین و نابکار کا یہ ہے کہ تیغ کو بجمعیت سپاہ گران میدان جنگ مین آئے اور فدویان و فاداران حضور سے
آمادہ جنگ و فساد ہو باقی خیریت ہے شہریار کو یہ خبر سنکے پہلے تو نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت قہر و غضب سے
سرخ ہوگیا بعدہ انھین ہرکارون سے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی طبل جنگی پر چوب لگائی جاے
اور نقارہ جنگی بجایا جاے کہ انشاء اللہ صبح کو میدان جنگ مین جاکر ملک ترسی نابکار کو اور اسکے تمامی لشکر
کو قتل و تباہ کردونگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ جاکر نقارہ نوازون کو حکم شاہزادہ والا سے
سے آگاہ کیا انھون نے فی الفور بسم اللہ کہکر چوب اٹھا کر نقارہ رزمی پر چوب لگائی ایسی صدا اسے مہیب
نقارہ جنگی سے نکلی کہ پیر فلک سنکے دہل گیا زمین کانپی جانوران صحرائی چرند و پرند آواز نقارہ جنگ سنکر لرزنے
خوف سے آشیانون اور مسکنون سے نکلکر ہر طرف بھاگے جوانان مرد و لشکر آواز طبل جنگی و نقارہ رزمی
سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے لشکریان ملک ترسی مین جو نامرد و بزدل تھے وہ سب
بروقت طبل جنگی بجنے کے اکٹھا ہوے اور کہنے لگے اے بھائیو قبل اسکے بدیع الملک جوان زمرد نگار
سے میدان کارزار مین مقابلہ ہوا تھا اُسنے لشکر کو آدھا کردیا تھا نامی پہلوانون کو قتل کیا تھا ہمکو امید نہ
تھی کہ اُسکے ہاتھ سے جانبر ہونگے لیکن خداوند لاجورد شاہ ملک اردوان کوہی کو ہمیشہ سلامت رکھین
اُسنے بڑا کام کیا بدیع الملک کو بعیاری بیہوش کرکے لے آیا اب یہ اسکا عزیز جوان سرخ پوش تنہا
جوش و خروش سے لشکر کثیر لیکر آیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے ہمیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان شیر خو جنگجو از حد
غضبناک و تندخو ہے اور شجاعت و بہادری مین جوان زمرد نگار سے بڑھا ہوا ہے یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
سب کو تہ تیغ کریگا اسکی تلوار کی پناہ نہوگی کوئی میدان مین اس سے مقابلہ نہ کرسکیگا کیونکہ اب لشکر مین کوئی
ایسا دلاور نہین ہے کہ جو نامی ہو جو سرداران نامی و نامور تھے وہ دست بدیع الملک سے قتل ہوگئے
اگرچہ کہو کہ گرگ تیز دندان وغیرہ سردار موجود ہین تو ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سردار اگرچہ ایسے قوی و زبردست
نہین ہین اس جوان سرخ پوش سے کیا مقابلہ کرینگے لڑنا تو بہت مشکل ہے جب وہ بہادر مانند شیر نر نعرہ کریگا
یہ اسکے نعرہ ہی سے ایسے مضطرب الحواس ہونگے کہ دہل کر گھوڑے سے خاک پر گر پڑینگے اور خوف سے
تڑپ کر مر جاینگے کوئی زخم تیر و نیزہ و شمشیر بھی تن پر نہ کھائینگے جب انکا یہ حال ہوگا تو سرداران لشکر کس
شمار مین ہین اور ہم اور تم کس قطار مین ہین ہم سب تو مانند گوسفند کے ہین جب وہ شیر صولت نعرہ کرکے حملہ آور
ہوگا دیکھ لینا بھاگنے مین بسبب اضطراب کے راہ نہ سوجھے گی اہل اسلام میدان جنگ کو قربانی گاہ تصور کرکے
ہم سب کو تیغ آبدار سے ذبح کرینگے اور خوش ہونگے اور ذبح کرنا ہمارا باعث ثواب اور اپنے خدا کا حکم جانکر
عرصہ جنگ کو کثرت خونریزی سے مقام منا بنا دینگے ملک ترسی کا بھی یہی حال کرینگے بھلا تم ہی بتا دو ایسی
موت کیونکر گوارا کرین جان عزیز کا خیال کرین یا عزت و آبرو پر نظر کرین ہم تو اپنی جان پر عزت و آبرو کو
ترجیح نہ دینگے زندگی عجب نعمت ہے کوئی شے اس سے بہتر و خوشتر نہین ہے یہ وہ میوہ شیرین و خوش ذائقہ ہے کہ
قدردان اسکے ہمیشہ اسکی خواہش کرتے ہین نہایت اسکی قدر کرتے ہین اور کسی چیز کو اس سے بہتر نہین جانتے ہین اور
ان لوگون کا ذکر نہین ہے کہ تارک دنیا ہین ہزار اپنے معبود کی بندگی و اطاعت مین مصروف رہتے ہین انکو
زندگی کی ہنسان قدر نہین ہے بلکہ وہ مردار دنیا سے سوئے عدم جانا اچھا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا ایک

سراے فانی ہو اسمین چندروز قیام کرکے سفر ملک عدم کرینگے کہ ملک عدم ہمیشہ رہنے کا مقام ہو اسکے سوا
وہ لوگ حشر و نشر کے قائل ہین دوزخ وجنت کا اعتقاد رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو گنہگار ہین پروردگار عالم کے
ہونگے خصوصًا جنھین کفار کہتے ہین داخل نار جہنم ہونگے اور جو بندہ خاص مطیع خدا ہونگے وہ جنت مین جاینگے
وہان ہمیشہ رہین گے نعمت ہاے جنت سے لطف اٹھائین گے حورین انکو ملین گی انسے وصل ہوگا ہم ان
لوگون کے خلاف زندگانی دنیا کو عقبا سے اچھا جانتے ہین عزت وآبرو کو زندگی پرسے ہزار بار بلکہ لاکھ
بار نثار کرتے ہین ہمکو شمشیر و تیر سے مرنا دکھ اٹھا کر زخم کھا کر خاک پر ایڑیان رگڑ رگڑ کر گھوڑون کی ٹاپون سے
پامال ہو کر مرنا کسی طرح گوارا نہین ہمتو لشکر مین نہ رہین گے قبل صبح لشکر سے نکل جائین گے اپنے اہل وعیال
مین عشرت بسر کرینگے زندہ تو رہین گے ایسی عشرت کو سلام ہے کہ جسمین جان کا خوف ہے یہی نا اہل
لشکر کہین گے کہ یہ لوگ نامرد وبزدل تھے بھاگ گئے سواے اسکے اور کیا کہین گے اس کہنے سے انکا
ہمارا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر وہ سب نامرد و بزدل ہر حیلہ و بہانہ سے تاریکی شب مین لشکر سے نکل جاتے
تھے اور جو مرد تھے وہ بقلب مطمئن اپنی تلوارون کو صیقل کرتے تھے اور باہم کہتے تھے ہمنے حاکم کو دمشق
کا لکھا پایا ہی صبح کو اسکے دشمن سے اور اس سے مقابلہ ہے ہم وقت جنگ جان اپنی عزیز نہ کرین گے
اسکے دشمنون کو قتل کرکے مر جائین گے ادھر اہل اسلام کا یہ حال تھا کہ جب سے نقارہ جنگی بجایا گیا تھا
نہایت خوش تھے ایک جری دوسرے دلاور سے کہتا تھا اے برادر تلوار پر ایسی صیقل کرو کہ مانند آئینہ کے
صاف ہوجاے دشمن کو اسمین صورت موت نظر آئے جب کسی کافر پر تلوار پڑے اسکے دوہی ٹکڑے ہوجائین
شمشیر لگا نہ رہے ہم بھی ایسی ہی شمشیر آبدار کر رہے ہین خدا نے یہ دن دکھایا کہ صداے نقارہ جنگی
کان مین آئی دل خوش ہوا اس روز کے مشتاق تھے پروردگار سے دعا کرتے تھے کہ کہین کافرون سے
لڑائی ہو تلوار چلے حوصلہ دل کا نکالین بڑھ بڑھ کر تلوارین مارین نعرہ مانند شیر کے کرین دشمنون کو قتل
کرین زخمی ہون خون مین نہائین خلعت خون زخم تن پر آراستہ کرین سرکار بہادر سے یہ خلعت سرخ
پائین بہادران عالم مین سرخرو ہون الحمد للہ کہ دعا ہماری درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی تقدیر یہان لیکر آئی
بعد ایک زمانہ کے صبح کو یہان لڑینگے کفار کو تہ تیغ کرینگے یہان تو اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف تھے
اور باہم اشتیاق جنگ وحوصلۂ دل ظاہر کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال لشکر
ملک ترسی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بوقت شام ملک ترسی طبل جنگ بجوا کر دربار مین آکر زیر تخت بیٹھا اور بالاے
تخت لاجورد شاہ کو بٹھایا اہل دربار بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہنوز دربار آراستہ ہوا تھا
ملک ترسی اپنے خداوند سے کہہ رہا تھا مجکو یقین کامل تھا کہ کوئی معین و مددگار بدیع الملک کا ضرور
آئیگا آمادہ جنگ ہوگا اسی وجہ سے مین یہان قیام پذیر رہا تھا اور قلعہ کو دمشق مین نہین گیا تھا چنانچہ
جس بات کا یقین تھا اسی کا ظہور ہوا شہریار ملقب برستم ثانی عزیز قریب بدیع الملک مع لشکر
کثیر یہان آیا ہے مین نے طبل جنگ بجوایا ہے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے دختر نیک اختر میری یہان نہین ہے
ورنہ مین اس سے کہتا [illegible] کہا تھا کہ ایک نقصان [illegible] کردہ ایسی ہے کہ وہ جب کسی کے پاس [illegible]
[illegible] دختران [illegible] اور [illegible] وعدہ کرتا کہ اسکو اپنے پاس [illegible]
[illegible] شاہ [illegible] آسمان ایک لکڑ [illegible]

انھین برق کی سی تڑپ اور رعد کی سی آواز تھی کبھی اس ابر سے پانی برستا تھا گاہ پھول برستے تھے جب وہ
پارۂ ابر قریب آکر درمیان سے پھٹا اہل دربار نے دیکھا کہ بیچ مین سے اس ابر کے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر
ایک عورت ادھیڑ چیچک رو سیاہ قلب بصد نخوت و غرور بیٹھی ہے پیشواز سب کمر تک پہنے تھے کہ وہ تخت علی الفور برابر
آیا اُن مذکور تخت سے اتر کر دوڑ کے ملک ترسی و خداوند لاجورد شاہ کے آگے پہلے خداوند مذکور کو
سلام و سجدہ کرکے ملک ترسی کو سلام کیا اور عرض کیا چونکہ حضور کی دختر نیک اختر کو معلوم ہوا ہے
کہ شہریار ملقب برستم ثانی پسر ایرج لشکر کثیر لیکر آیا ہے اور حضور نے طبل جنگ بجوایا ہے لیکن جب
اقرار یہ خفقان کہ بمثل تاثیر مین ہے اور عجب نادر چیز ہے آپکی خدمت مین بھیجا ہے یا تمھارا سال کی ہے عرض
کرکے وہ خفقان پیشکش کی ملک ترسی نے خوش ہوکر خفقان مذکور اسکے ہاتھ سے لیکر اسی وقت
اپنے تن پر آراستہ کی مگر زیر لباس بعدہ اس ساحرہ سے مخاطب ہوکر کہا اے سحر خواب جا اور دایۂ دختر
من نامدار سے بطور ضمانت بعد دعا کے کہنا کہ ملکہ بدیع الملک سے بہت ہشیار و خبردار رہنا اور اگر مناسب
ہو تو اسے ہلاک کرنا زندہ نہ رکھنا سحر خواب جادو نے جھکے سلام کرکے اسی تخت پر سوار ہوئی اسما سے
ورد زبان کیسے تخت بلند ہوا ساحرہ نام پردہ بالا ایک سمت روانہ ہوئی بعد جانے ساحرہ مذکور کے ملازمان
کو حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کو بلاؤ کشتیاں شراب کی لیکر آئین ہاتھ اور اہل دربار کو شراب پلائین اور چند
نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے دربار مین آئین رقص و نغمہ کرین کہ اسوقت دل ہمارا بہت
خوش ہے ارادہ ہے کہ یہ شب عیش و عشرت مین بسر کرکے صبح کو میدان جنگ مین جاکر شہریار سے مقابلہ
کرونگا ملازم مذکور نے ساقیان گلرخسار و نازنینان مہ رخسار کو حکم ملک ترسی سے آگاہ کیا وہ سب بالحکم
حاضر دربار ہوئے ساقیان خوبرو نے مے ناب جام بلورین مین بھر بھرکے بادشاہ لاجورد شاہ کو دیا
جب وہ کئی جام شراب ناب کے پی چکا پھر ملک ترسی و جملہ اہل دربار بادہ کشی سے فارغ ہوئے اور
بالاے مے گزک سے لطف مے کشی اٹھا چکے ساقیان خوبصورت و خوبرو کشتیان شراب کی اٹھا کر لیگئے بعد
جانے ساقیان سیمبر کے نازنینان خوبرو و خوش گلو مین جو نازنین سب سے خوبرو و خوش گلو تھی یکتا تھی
وہی ہمراہ اپنے سازندون کے سامنے ملک ترسی کے کھڑی ہوکر رقص کرنے لگی اہل دربار
دیکھنے لگے خصوصاً لاجورد شاہ اور صلصال اور ملک ترسی رقص دیکھنے مین بدل مصروف تھے
اور بجائے خود اسکی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر سب نے یہ غزل شروع کی غزل

ہو شب وصل کے راضی نہ کیون ہون پھر دلبر سے ۔۔ اعتبار اٹھ گیا تقدیر پہ ہے میرے مقدر سے
تمھارا شکر کرنے کو دہان زخم کتنے ہین ۔۔ گھڑی ہی بھر کے لیے سب نے زبان مانگی ہے خنجر سے
پڑی ہے روز تو ان سے جو بس اسے دیوار یا اگر ۔۔ مری تربت کو تو بھی کم نہین پھولون کی چادر سے
وہ میکش ہون جو ساقی کچھ بھی کم دیتا ہے مجھکو ۔۔ تو کر لیتا ہون مین لبریز اپنے دیدۂ تر سے
ہمارا دم نکلنے کو ہے جب تم بھی چلے آنا ۔۔ وفا ہون عاشق و معشوق کے وعدے برابر سے
ارے واعظ لکھی ہے میکشی رندون کی قسمت مین ۔۔ مٹا پیشانی کی قسمت ہے خط ساغر سے
دنا سے یاد بادہ پاسی ہار تیرے مجھکو تربت مین ۔۔ خدا سمجھے گا مجھ سے چھائی ہوئی پھولون کی چادر سے
وہ مجھکو ذبح کرکے رو رہے ہین میری میت پر ۔۔ لہو چھڑکا ہے اپنے لبون میرے تا ہونٹ خنجر سے

مکان ہمنے بنایا ہے مشابہ غیر کے گھر سے	یقین ہے اے مسیحا تو وہ بھولے سے چلے آئیں

جب یہ غزل وہ نازنین سیمین بدن داؤدی گاتی تھی اور ون کا تو کیا ذکر ہے لاجورد شاہ روسیاہ اور
صلصال بدافعال و ملک ترسی نابکار بار بار خوش ہو کر اسکی تعریف کرتے تھے جب وہ غزل مسطور تمام
کر چکی ملک ترسی نے انعام اسکو دیا وہ انعام لیکر دربار سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی بعد جانے
اس نازنین عدیم المثال و خوش جمال کے ہر ایک نازنین یکے بعد دیگرے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش
کرتی رہین یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ زہرۂ فلک و ماہ تابان و جملہ کواکب درخشان رقص و نغمہ نازنینان
مذکور کا دیکھکر کثرت شرم و فرط حیا سے چادر نیلی فلک مین ہر ایک نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب
مشرق سے مشتاق دید بزم طرب ہو کر عیان ہونے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوشنوا بولنے لگے باغ جہان
مین غنچے متبسم ہو کر شگفتہ ہونے لگے شمع پروانون سے رخصت ہونے لگی موذن نے کلمۂ اللہ اکبر باواز
بلند زبان پر جاری کیا بتخانون مین گھنٹے اور ناقوس اصنام پرست بجانے لگے ملک ترسی آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزم طرب سے اٹھا محفل عشرت برخاست ہوئی ہر ایک نازنین انعام لیکر اپنے اپنے مکان کیطرف
گئی حاکم کوہ شفق نے دربار سے اٹھکر افسران سپاہ کو حکم کمربندی کا دیا سرداران سپاہ نے دربار سے
اٹھکر سواران لشکر سے کہا جلد مسلح ہو لشکری حسب الحکم سلاح جنگ اپنے تن پر لگانے لگے یہان تو سپاہ کفار
مین کمربندی ہو رہی ہے ہر ایک لشکری و سردار مسلح ہو رہا ہے ملک ترسی بارگاہ دیگر مین گیا ہے مسلح ہو رہا ہے
ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لشکر شہریار بن ایرج کا لکھا جاتا ہے کہ جب
آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے شہریار نے بیدار ہو کر بعد وضو کرنے کے نماز سحر برجوع قلب پڑھی
اسی طرح ہر ایک لشکری نے نماز سحر جلد تر پڑھی پھر بحکم افسران سپاہ ہر ایک لشکری مسلح ہو کر اپنے اپنے خیمہ
سے باہر آیا سائیسون نے مرکب زین و لجام سے آراستہ کیے ناگاہ شہریار باوقار بعد ادائے نماز سحر و
تعقیب سحر مسلح ہو کر بارگاہ سے برآمد ہوا ہر ایک سردار و لشکری نے صف باندھکر باادب تمام سلام کیا
شہریار نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا اور سبکو مستعد و مسلح دیکھکر خوش ہو کر مرکب طلب کیا جب ملازم مرکب
باد رفتار لیکر آئے بسم اللہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا بعد سوار ہونے شہریار کے ہر ایک سردار لشکر اور
لشکری مرکبون پر سوار ہوئے شہریار نے مرکب اپنا جانب رزمگاہ بڑھایا لشکر بقاعدہ احسن ہمراہ
رکاب ہوا سواران زمرد پوش بھی ہمراہ ہوئے اسوقت لشکرون کا جانب عرصۂ کارزار خراماں
خراماں جانا ایک جانب سواران سبزپوش کی بہار ایک طرف سواران زمرد پوش قطار در قطار وہ صبح کا وقت
وہ ہوائے سرد کا چلنا وہ طائران سحر کا بولنا وہ زمین پر سبزہ شاداب و شبنم افتادہ کی لٹک وہ گل خودرو
کی مہک وہ آسمان پر جانب شرق شفق کا ظاہر ہونا وہ آفتاب عالمتاب کی آمد وہ تاریکی شب کا دمبدم
گھٹنا وہ نور سحر کا آناً فاناً بڑھنا نظارگیان قدرت خدا کو وجد مین لاتا تھا راوی ناقل ہے کہ آفتاب برآمد
ہوا تھا کہ شہریار بن ایرج نامدار میدان کارزار مین پہونچا اور مرکب کو روکا جملہ سواران لشکر نے
بھی گھوڑون کو روکا شہریار انتظار ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگا ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کو گذرا تھا
اور آفتاب نکلا تھا کہ اس طرف سے آثار آمد لشکر ضلالت اثر کے نمایان ہوئے سب اہل اسلام نے
دیکھا کہ ملک ترسی مسلح مرکب پر سوار ہے ہمراہ اسکے لاجورد شاہ و صلصال کے عقب مین سپاہ

تو ہر ایک بعجلت تمام سوے میدان کارزار آتا ہی غبار تا گنبد دوار بلند ہی شور سم اسپان بلند ہی ابھی سب
اہل اسلام دیکھ رہے تھے کہ ملک ترسی سامنے شہریار کے آیا کچھ فاصلے سے ٹھہر کر مرکب کو روکا اسکے
ٹھہرنے سے تمام سپاہ ارکی جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے ادھر سے باشارہ ملک ترسی اور
ادھر سے بایمائے شہریار بیلچہ برداروا سطے درستی میدان کار زار کے نکلے پھر انھون نے جلد تر جھاڑی
جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کر کے زمین پست و بلند کو ہموار کیا بعدہ سقون نے دونون لشکرونسے
نکلکر اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار بخوبی تر ہو گیا غبار بیٹھ گیا جب اس طرح درستی میدان نبرد ہو چکی
دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
و بطرز اسلوب درست ہوا شہریار بعہدۂ سالاری سپاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم آگے کھڑا ہوا علمداران
لشکر نے علم کھولے پھر دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا باشارہ ملک
ترسی اس طرف سے کرکیت اور بایمائے شہریار اس جانب سے نقیبان خوش گلو نکلے اور درمیان
مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہوکر آمادۂ جنگ و جدال کرنے
لگے کرکیت آواز بلند کہتے تھے ای دلاوران نامدار و ای جوانان شجاعت شعار دیکھو اسوقت سامنا اہل اسلام
کا ہی یہ لوگ غیر مذہب ہین خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین ہمارے خداوند سے منحرف ہین لاجورد پرستون
کے دشمن جان و ایمان ہین خبردار انسے لڑنے مین کوتاہی نہ کرنا بڑھکر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا نعرے
شیرانہ کرنا دلیرانہ ان مسلمانون کو قتل کرنا ہرگز رحم نہ کرنا انکے ہلاک کرنے سے خداوند تمسے خوش ہونگے
سوا اسکے سرمیدان جنگ روبرو دو سرون کے سرخرو ہوگے بہادران عالم مین محسوب ہوگے اگر بھاگوگے
آبرو جاتی رہیگی دنیا مین نامرد مشہور ہوگے کسی بہادر کے آگے تمہاری عزت و آبرو کچھ نہ رہیگی جبتک زندہ
رہوگے ساتھ ذلت و رسوائی کے حیات اپنی بسر کروگے قہر خداوند مین مبتلا ہوگے تباہ و برباد ہو جاوگے
نقیبان خوش تقریر جوانان رستم و اسفندیار نظیر سے مخاطب ہوکے کہتے تھے کہ ای جوانان وفاشعار و ای بہادران
نامدار آگاہ ہو کہ دنیا منزلۂ سرا ہی اور انسان وغیرہ مانند مسافرون کے ہین کوچ کا یقین ہی قیام کی تعداد
معلوم نہین واللہ اعلم کس وقت کوچ ہو کیونکہ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہے نہین معلوم کسوقت اجل
آجائے اور امور نیک کرنے کی مہلت نہ دے پس عاقل کو لازم ہی کہ اس دو روزہ زندگی مین جہانتک
ممکن ہو کار خیر کرے زاد آخرت مہیا کرے کہ سفر دور و دراز درپیش ہی کسی کو قضا سے امان نہین ہی کتب
معتبرہ سے باسناد معتبر ثابت ہوا ہی کہ جب سن انسان کا چالیس برس کا ہوتا ہی ایک منادی آسمان سے
اسے ندا کرتا ہی کہ زمانہ تیرے کوچ کا قریب آیا ہی زاد راہ مہیا کر اور یہ بھی ہادیان راہ دین سے منقول
کہ جب انسان کا آخر روز دنیا کا اور اول روز آخرت کا ہوتا ہی تین صورتین اسکے سامنے آتی ہین اہل
و عیال کی اور مال کی اور بعد اعمال کی اسوقت مال کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور کہتا ہی قسم خدا کی مین نے
تجھکو کوشش سے فراہم کیا ہی ہمیشہ تیری زیادتی کا حریص تھا اور بخیل تھا تیرے صرف کرنے مین کہ آج
تو میری کچھ مدد کریگا یا نہین وہ صورت مال جواب دیتی ہی کہ صرف اپنا کفن مجھسے لے اور کیا مین تیری
مدد کرون یہ سنکے وہ شخص اسکے جانب سے منہ پھیر لیتا ہی اور صورت اہل و عیال کیطرف نظر حسرت
سے دیکھکر کہتا ہی کہ واللہ مین تمسے بہت محبت رکھتا تھا تمہارے حق مین بہتری چاہتا تھا آج تم میرے

واسطے کیا کرسکتے ہو وہ صورت جواب دیتی ہی کہ ہم تجکو قبر تک پہونچا دینگے خاک مین چھپا دینگے وہ پرسش کے
تیسری صورت کی جانب متوجہ ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ قسم بخدائے عزوجل مین تمھارا خواہان نہ تھا تم مجھپر گران و دشوار
تھے آج حالت عاجزی و ماندگی مین میری کیا مدد کرسکتے ہو صورت اعمال جواب مین اس کے کہتی ہے
کہ ہم تیرے ساتھ ہین تیرے قبر مین جب قیامت کا دن ہوگا تیرے ساتھ صحرائے محشر مین چلینگے یہانتک
کہ تجھے اور ہمین روبرو خدا کے لیجائین پیش داگر دوست خدا ہی تو ایک شخص نہایت خوشرو و خوشبو بحالت
نظافت مین اسکے سامنے آتا ہی لباس فاخرہ پہنے ہوئے اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھے بہ نسیم گلہائے بہشت
و نعمت ابدی خوش آمدی یہ اس سے پوچھتا ہی تو کون ہی وہ جواب دیتا ہی کہ تیرا عمل صالح ہون اب جو تو
دنیا سے جاتا ہی خبر دیتا ہون کہ تیرا مقام بہشت ہی اور یہ بھی ہمارے ایک ہادی براہ دین سے مروی
ہے کہ قبر ہر روز آدمی کو پکارتی ہی اور کہتی ہی کہ مین ہون خانہ غربت مین ہون خانہ تنہائی و وحشت مین
ہون گھر کیڑون کا اور جانورون کا مین ہون قبر کہ ایک باغ ہون باغہائے بہشت سے یا ایک
پہاڑ ہون کوہہائے جہنم سے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قبر ندا کرتی ہی پانچ کلمون سے کہتی ہی کہ مین خانہ فقیر ہون
لا میری فرش مال اور خزانہ یعنی خالی ہاتھ نہ آنا مین خانہ تاریکی ہون مجھ مین چراغ لا مین خانہ تنہائی ہون
مجھ مین انیس لا مین خانہ سنگ پر خاک ہون مجھ مین بچھونا لا مین گھر ہون سانپ بچھوؤن کا مجھ مین تریاق لا تریاق
صدقہ ہی فرش عمل صالح ہی انیس تلاوت صحائف و کلام الٰہی ہی اور چراغ نماز شب اور خزانہ کلمہ شہادت
ہی لہذا عاقلون کو لازم ہی کہ فرش قبر یعنے عمل صالح کی فکر کرین اور دیگر اعمال نیک بھی جو بیان ہوئے مین
حتی الامکان ضرور کرین تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت ہو منجملہ اعمال خیر کے ہمارے نزدیک یہ ہی کہ کافرون کو
خدا پرستی کی ہدایت کرے اگر وہ قبول نہ کرین اور آمادہ جنگ ہون اُنکے دفع شر کی فکر کرے جب وہ قتل
کرین تو انکو خود بھی قتل کرے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹائے اگرچہ زخمہائے کاری سے مرکب سے
گر کے ہلاک ہو جائے یون مرنا حیات ابدی ہی شہیدان راہ خدا کا بڑا مرتبہ ہی قبر مین راحت حشر مین باعزت
بہشت مین ہر قسم کی نعمت سے لطف اٹھائینگے خدا اور پیغمبر اُنسے راضی و خوش ہونگے پس ای جوانو تم سب
مسلمان ہو اور یہ حریف تمھارے کافر اجور د پرست ہین دین اسلام قبول کرلینے سے انکار کرکے تمھارے قتل
پر آمادہ ہوئے ہین وقت جنگ تم بھی ان بیدینون سے خوب لڑنا جنگ مین کمی نہ کرنا انکا قتل کرنا خالی
از ثواب نہین ہی اگر تم انکے ہاتھ سے قتل ہوگے دنیا سے سرخرو سوئے عدم جاؤگے حق نمک اپنے
مالک و آقا کا ادا کر جاؤگے دنیا مین بہادر مشہور ہوگے مرتبہ شہیدان راہ خدا کا پاؤگے قبر مین عجب راحت
پاؤگے روز حشر جنت مین جاؤگے جب کرٹکیت اور نقیبان ہر دو سپاہ کو پند و نصیحت سے آمادہ جنگ
کرچکے اور ہر دو سپاہ سے چلے گئے اسوقت بہادران ہر دو سپاہ کا عجب حال تھا چہرے کثرت شجاعت سے
سرخ تھے تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ تھے زندگی ناگوار تھی عروس اجل کے طالب تھے اکثر دلاورون نے
تلوارین کھینچ کر نیام توڑ کر پھینک دیے تھے بہت سے جوانان شجاعت شعار نے زرہ جوشن بکتر وخود چار آئینہ وغیرہ لباس
دارائے حفاظت تن جسم سے دور کرکے بند قبا کھول دیے تھے سینے نظر آتے تھے اگر کوئی اُنسے پوچھتا تھا
کہ سینہ کیون کھول لیا ہی وہ جواب دیتے تھے تا تمنائے فرط شجاعت یہ ہی کہ اس طرح سینون پہ تیر و نیزہ و شمشیر
کھائین کبھی چہرہ و سینہ پر نہ لائین قدم جنگگاہ سے نہ ہٹائین ابھی بہادران لشکر اسلام باہم ہم سخن تھے اپنی

شجاعت ظاہر کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی خفتان سندر جیا لاکہ ملکہ ماہ طلعت جادو نے بدست اپنی
دایہ شہپاز جادو کے ارسال کی تھی اپنے تن پر زیر لباس آراستہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور بیچ میں
میدان مصاف کے آکر مرکب کو روک کر پکارا اے فرقہ اہل اسلام تم میں شہر یار ملقب بہ رستم ثانی کون ہے
تعریف اسکی شجاعت کی سنی ہے چاہتا ہوں کہ اسی سے جنگ آزما ہوں اگر وہ مرد میدان نبرد ہے تو یقینی جلد
آکر مجھ سے مقابلہ کریگا چونکہ قاعدہ لشکر اسلام کا یہی ہے کہ حریف جسکو طلب کرتا ہے وہی اسکے مقابلہ کو جاتا ہے
اسوجہ سے جملہ دلیران لشکر اسلام مجبور ہو کر کھڑے رہے ملک ترسی کے مقابلہ کو نہ گئے کیونکہ اُسنے شہر یار
بن ایرج ہی کو طلب کیا تھا غرضکہ جب حریف مذکور نے شہر یار کو طلب کیا فی الفور یا ہیں لا دو نے ارادہ
جانے کا کیا علمہاے سرخ لشکر شہر یار جلوہ گری پر آئے شہر یار نے مرکب کو جانب حریف جولان کیا جب سامنے
اسکے پہونچا مرکب کو روکا ملک ترسی نے سراپاے شہر یار پر نظر کرکے کہا اے جوان کیا تیرا نام ہے شہر یار بن
تو ہی پسر ایرج نوجوان ہے شاہزادہ نے اقرار کیا اُسنے کہا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے چاہتا ہوں کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا نہ جائے اور میدان میں صد ہا بندگان خداوند کی خونریزی نہو لہذا میرے ساتھ میرے لشکر
میں چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر خداوند پیدا قدرت تیری پشت پر رکھیں گے اپنے بندگان
خاص میں تجکو محسوب کرینگے زندگی و دولت اقبال میں زیادتی کر دینگے اور میں تجکو تمام اپنی سپاہ کا سردار
کر دونگا عزت تیری بڑھاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا اور سرکشی کریگا تو اچھا نہو گا ابھی میرے ہاتھ
سے قتل ہوگا یا مانند بدیع الملک تو بھی قید خانہ میں قید ہوگا تیرا سر میدان جنگ بذریعہ کمند اسیر کرلینا
نزدیک میرے کچھ دشوار نہیں ہے میں وہ دلاور ہوں کہ پہلوانان جہان مجھ سے ڈرتے ہیں میں ہنگام جنگ
شیر کو روباہ اور فیل مست کو ایک پشہ جانتا ہوں خداوند نے وہ قوت مجھکو دی ہے کہ اگر کوہ پر نظر کروں
تو اسکو بھی اسکی جگہ سے ہٹا دوں شہر یار بن ایرج نامدار اس ناہنجار کی گفتار سنکے نہایت برہم ہوا اور
چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھیں فرط غیظ سے مانند ریشم کے سرخ و گلنار ہوگئیں لیکن غصہ کو
کچھ ضبط کرکے کہا او نابکار اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو لاجورد پرستی سے باز آ خدا پرستی اختیار کر خون اپنے
اور اپنے مردان سپاہ کی خونریزی نہ چاہ او نامرد تو نے ہمارے بزرگ بدیع الملک کو [illegible] ان ہی
عیار اپنے سے بعیاری بیہوش کرا کر گرفتار کیا ہے اسی کا فخر کرتا ہے اگر تو مرد ہوتا تو سر میدان جنگ اسیر کرتا
جب تو ایسا نامرد ہے تو پھر مجھکو کیا قتل و اسیر کریگا ملک ترسی یہ کلمات شہر یار سے سنکر نہایت برہم ہوا اور
کہنے لگا معلوم ہوا تجکو قضا یہاں لائی ہے یہ کہکے نیزہ اٹھا کے اور گھوڑے کو کاوے دیکے ڈال کے نیزہ کو گردش
دیکر خبردار خبردار کہکے سینۂ بے کینۂ شہر یار پر نیزہ لگایا ادھر اس شاہزادہ ذیوقار نے اُسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر ایسی خوبی سے روکا کہ علاوہ اہل اسلام کے کفاران سخت مزاج بھی تعریف کرنے لگے
شور ثنا و تعریف دونوں لشکروں سے بلند ہوا شہر یار نے بعد روکنے وار کے خود بھی نیزہ اسکے پہلو
پر لگایا اسنے بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی ستر اسی طعن نیزہ کی نوبت
پہونچی آخر یہ ہوا کہ دونوں دلیروں کے نیزے ٹوٹ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا اہل اسلام یہ حال دیکھکر متحیر
ہوئے کہنے لگے کہ شہر یار ایسے کامل الفن کا نیزہ ٹوٹ جائے اور حریف پر زخم بھی نہ آئے بسا تعجب ہے ابھی اہل اسلام
باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے اور شہر یار نے نیزوں کو بیکار جانکر خاک پر پھینک دیا بعدہ

ملک ترسی نے تیغہ نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای شہریار آگاہ ہو یہ وہ تیغۂ آبدار و گرانبار ہی کہ جسنے ہزار ہا سرکشون
کا لہو چاٹا ہی آج یہ تیغۂ تیز تیرے رشتۂ حیات کو بھی قطع کریگا رگ جان کو کاٹیگا شہریار نے جواب دیا او نابکار
بیہودہ نہ بک نامرد ہو کر دعوی مردی نہ کر یہ مقام بزم نہین ہی سخن کوتاہ کر ضرب تیغۂ تیز لگا خداوند عالم مالک
و مختار ہی جو اسکو منظور ہوگا وہ ظاہر ہوگا دیکھنے والے دیکھ لینگے جوہر تیغ ظاہر ہو جائینگے حریف نے
یہ سنکے اپنے مرکب کو سوے دست راست شہریار ہنگام کارزار لاکر سر پر تیغ لگایا شہریار نے ضرب بالاے
سپر روکی بعدہ خود بھی وار شمشیر آبدار کا اسیر کیا اسنے بھی سپر پر تلوار روکی اسی طور سے تا دیر جنگ ہوئی
آخر کار ملک ترسی نابکار نے ایک وار تیغۂ تیز کا ایسا کیا کہ سپر و خود شہریار کو کاٹ کر چار انگل سر مین
در آیا شاہزادہ ذیجاہ و بہادر نے ایسی حالت مین یہ جرأت کی کہ دستانہ مار تیغۂ تیز تو سر سے نکل گیا لیکن چادر
خون کی یکبارگی سر سے پیدا ہوئی شہریار بہ تن خون مین نہا گیا غش آنے لگا ضعف سے آنکھین بند
ہونے لگین لیکن باوجود ایسے زخم کاری اور ضعف کے شہریار شجاع یکتاے روزگار نے زخم سر کو رومال
سے باندھکر بصد قہر و غضب اس طرح سر ملک ترسی پر تلوار لگائی کہ اگر سر کوہ پر پڑتی تو اسکے بھی ٹکڑے
کرتی لیکن تلوار نے ذرا بھی کام نہ کیا مانند چوب خشک کے اسکے سر پر پڑی اور اچٹ گئی ملک ترسی نے
مسکراکر کہا داد کیا تلوار لگائی کہ جسنے کچھ بھی کام نہ کیا اسی قوت و بازو و پنجہ و دعواے شجاعت تھا یہ کہکر اپنے ہمراہان
سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا ای سرداران لشکر بادولت جلد آؤ اور اس زخم خوردہ کو اسیر کرو ملک الیہ و دوان کو بھی
کو روانہ کرو کہ وہ اسکو اسیر کرے مجکو منظور ہی کہ اسے قتل نکرون شاید خداوند کو سجدہ کرے سرداران مذکور
حسب الطلب حاکم کوہ شفق مع سپاہ بڑھے الرد و ان کو بھی ایک کمند لیکر براے اسیری شاہزادہ کے سوے
بڑھا یہان شاہزادہ کو کثرت ضعف سے بیٹھنا پشت فرس پر مشکل تھا خون زخم سے برابر جاری تھا سبب فوج
عدو براے گرفتاری بڑھی ہر چند شاہزادہ زخمی تھا لیکن اپنے لشکر سے کسی کو خود براے مدد طلب نہ کیا اور
خود تلوار پکڑکر ارادہ آگے بڑھنے کا کیا سرداران لشکر اسلام یہ حال مشاہدہ کرکے تمام فوج کو ہمراہ لیکر ادھر
سے بڑھے جب دونون فوجین باہم مانند دو دریا کے مل گئین دلاورون نے تلوارین نیام سے لین ایک
دوسرے کو للکار تیغہ سر پر مارا سپرین بلند ہوئین وار تیغون کے چلنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی
شہریار بھی اسی عالم مین دلیرانہ سواران لشکر حریف کو قتل کرنے لگا بار بار نعرہ اللہ اکبر کا کرنے لگا سرداران
لشکر اسلام و سواران سپاہ شہریار بھی اپنے حریفون کو قتل کرنے لگے اور خود بھی انکے ہاتھ سے زخمی و قتل
ہونے لگے جانبین کے سوار کام آنے لگے سوار گھوڑون سے زخمی ہو کر گرنے لگے خاک پر مانند ماہیان
بے آب کے تڑپنے لگے کوتل گھوڑے سوارون سے چھوٹ کر لشکر مین جابجا دوڑنے لگے گرد و غبار
بلند ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے صداے بزن و بگیر دلیران
سے میدان مصاف گویا میدان حشر ہو گیا وہ تلوارون کی چمک برق آسا وہ سپرون کی سیاہی گھٹا
کے مانند وہ کمانون کا کڑکنا وہ تیرون کا مینھ برسنا وہ چقاچاق خنجر بران وہ اجسام دلیران پر زخم
خندان وہ زخمیون کی فریاد مانند مہجور و نامراد وہ کشتون کا سم اسپان سے پامال ہونا وہ سواران جنگجو کا
جنگ مغلوبہ مین قتل ہونا وہ دھڑ اور دھڑ لاشون کا زمین پر گرنا وہ خون بہادرون کا زمین پر مانند جو کے
بہنا یاد ندارست خدا کبھی ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی تھی یہ کشت و خون کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا ہر گروہ ان کی

چشمۂ آفتاب کے ذریعہ اچھی طرح یہ جنگ عظیم و خونریزی دیکھتا تھا اپنی جفاکاری و ستم ایجادی پر کہ اپنا زمان
تھا جوانان عدیم المثال و دلیران خوش خصال کو خاک و خون مین غلطان دیکھکر خوش ہوتا تھا زمین کثرت بار
کشتگان سے دبی جاتی تھی اور غبار کے پردے مین تاب تحمل نہ لاکر سوے آسمان اڑی جاتی تھی میدان
جنگ مین کثرت گرد و غبار سے روز روشن پر تاریکی شب کا دھوکا تھا اچھی طرح کوئی کسی کو نظر نہ آتا تھا ایک
تاریکی دوسرے گھبراہٹ مین جو کوئی کسی کے سامنے آتا تھا وہ اسکو اپنا دشمن جان کر نیزہ و شمشیر سے ہلاک
کرتا تھا دشمن و دوست کی تمیز نہ تھی بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا باپ بیٹے کو پسر پدر کو تہ تیغ کرکے خوش ہوتا تھا
اور بجاے خود کہتا تھا اسوقت حریف خوب زد پر آیا کہ مین نے ہلاک کیا غرض کہانتک احوال اس جنگ
مغلوبہ کا لکھا جائے کہ سینۂ قلم کا اس جنگ مغلوبہ و شمشیر چلنے کے تصور مین شق ہے اور طول تحریر ناظرین اختصار
پسند کو مرغوب نہین ہے لہذا یہ مؤلف ہیچمدان اس جنگ مغلوبہ کو مفصل کیا لکھے خلاصہ جنگ یہ ہے کہ صبح سے
تا غروب آفتاب خوب لڑائی ہوئی کا فروں دیندار ہزار ہا قتل ہوئے سیکڑوں سواران جانبین زخمی ہوئے
ملک ترسی بوجہ خفتان سحر کے کہ اسکے پاس تھی تیغ و تیر و نیزہ کسی کا اسپر کارگر نہوتا تھا اسوجہ سے
بیخوف ہوکر اہل اسلام کو قتل کر رہا تھا اور اسی خفتان کے سبب سے شہریار کے ہاتھ سے ہنگام جنگ
بچا تھا ورنہ شہریار ملقب بہ رستم ثانی کے ہاتھ سے کبھی جاں بر نہوتا جب آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ
چار پہر تک دیکھا کیا دل مین دلیران جنگجو سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ جانب مغرب جا کر چھپا اور شہریار
ملقب بہ رستم ثانی کا عالم زخمداری مین لڑتے لڑتے یہ ضعف بڑھا کہ مرکب پر بیٹھا نہ گیا مجبور ہوکر ہاتھ مرکب
اصیل کی گردن مین ڈالکر تلوار نیام مین رکھکر کہا کہ ای راہوار مجکو اس جنگ مغلوبہ سے کسی سمت سے نکال
ایسا نہو کہ دشمن کوئی ایسی حالت مین مجھے تہ تیغ کرے اسپ وفادار اپنے راکب مجروح کے زخمکاری
پر نظر کرکے فی الفور عین گرمی جنگ مین جنگگاہ سے نکلکر سوے خیمہ روانہ ہوا کسی نے اسکو جاتے نہ دیکھا
دلیران لشکر اسلام نے بوجہ نہ سننے نعرۂ شہریار مین اپنے تاجدار کے یقین کیا کہ وہ دست کفار سے قتل ہو گیا
اس سبب سے سب اہل اسلام بیدل و غمگین ہوکر پسپا ہونے لگے کفار بڑھنے لگے مسلمان ہٹنے لگے اور سبب
پسپا ہونیکا ایک یہ بھی تھا کہ ملک ترسی کے پاس خفتان سحر تھی تاثیر اسکی یہ تھی کہ جسکے پاس ہو کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہو
اور لشکر اسکا شکست نہ کھائے اور جو اس لشکر سے لڑے وہ مغلوب ہو پس مسلمان اسوجہ سے کہ قریب
اپنے لشکرگاہ کے آگئے ملک ترسی نے اتنے غلبہ کو بھی اپنی فتح جانکر اور تاریکی شب پر نظر کرکے طبل
شادمانی و آسائش بجوادیا اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا اور بجنا طبل آسائش کا لشکر حریف مین
انکو باعث جان بری کا ہوا کفار حرم و شادان ہمراہ ملک ترسی اور خداوند لاجورد شاہ کے میدان
جنگ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ قیامگاہ پر پہونچے لاجورد شاہ تخت سے اترا
ملک ترسی اور صلصال بن دال بن دیو بن شماس جادو بھی مرکبون سے اترے اور اپنی بارگاہ
مین داخل ہوئے پھر سرداران و سواران روسیاہ بھی اپنے اپنے مرکب سے اترکر خیام مین جاکر سلاح جنگ
تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوئے ادھر اہل اسلام اپنے لشکرگاہ پر آئے شہریار مین اپنے تاجدار کو نہ پاکر
بسیار نہ دیکھکر بہت غمگین و مضطر و بیدل ہوئے اکثر سوار و سردار زار زار روئے سرداران سپاہ نے
سوارون کو حکم دیا کہ سب اہل اسلام کے کشتون کو دفن کروا دو اور لاشون مین ہمارے آقا و مالک کے

لاشہ کو تلاش کرو سواروں نے مقتل میں آکے لاشوں میں ہرچند غور سے دیکھا مگر کہیں لاشہ شہریار بن ایرج کا نہ پایا عقل سے دریافت کیا شاید عین گرمی جنگ میں مرکب ہمارے شہزادہ مجروح کو کسی طرف لشکر سے نکال کر لیگیا ہے شکر ہے خدا کا کہ دست اعدا سے قتل نہیں ہوا ابھی امید ہمکو اسکے ملنے کی ہے یہ باتیں اپنے دل میں کرکے جملہ اہل اسلام کے لاشوں کو موافق حکم شریعت دفن کیا اور سرداران سپاہ سے جاکر کہا لاشہ ہمارے آقا و مالک کا مقتل میں نہیں ہے وہ اس خبر کو سنکے کونہ خوش ہوے پھر جملہ سواروں سے مخاطب ہوکر کہنے لگے یارو اب اس جگہ قیام کرنا کئی وجہ سے اچھا نہیں ہے اول تو ہمارا آقا ہمسے جدا ہوگیا ہے اسکی جستجو ضرور ہے دوسرے یہ کہ ملک ترسی ہم سب اہل اسلام کا دشمن جان ہے شہریار لشکر میں نہیں ہیں اس سے مقابلہ کرنا مشکل ہے اگر تم سب کی راے ہو یہاں سے بتلاش شہریار روانہ ہوں ورنہ اسی جگہ قیام پذیر رہیں ملک ترسی سے جسطرح ممکن ہو لڑیں سب نے عرض کیا بغیر شہزادہ ذیجاہ شہریار شجاعت دستگاہ کفار سے مقابلہ کرنا بظاہر خوب نہیں ہے مناسب وقت یہی ہے کہ اب یہاں سے کوچ کریں واسطے تلاش آقا کے روانہ ہوں سرداران سپاہ نے موافق راے جملہ لشکریوں کے اسی وقت وہانسے بتلاش شہریار کوچ کیا یہ خبر ملک ترسی کو بذریعہ ہرکاروں کے پہونچی وہ بہت خوش ہوا اور ملازموں کو اسی حالت شادمانی میں حکم دیا جلد بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوبرو و خوش گلو و ساقیان ماہرو کو طلب کرو سامان جشن نہایت تکلف سے کرو کیونکہ ہمنے دشمن کو شکست دی ہے اعدا پر فتح پائی ہے دل نہایت خوش ہے چاہتا ہوں کہ اس خوشی کو ظاہر کروں ملازموں نے حسب الحکم بزم طرب نہایت خوبی سے آراستہ کی ملک ترسی و لاچور دستاد و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و جملہ اہل دربار بزم عشرت میں جاکر علی قدر مراتب بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی لیکر حاضر بزم ہوے شراب جامہاے بلورین میں بھر بھر کر ملک ترسی وغیرہ کو دے دیکر پلانے لگے بیت خوش باد کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند + جملہ کبار و صغار بادہ کشی میں مصروف ہوے بالاے شراب گزک سے لطف بیحد اٹھانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی اٹھا کر لے گئے بعد جانے ساقیان مذکور کے ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے بزم طرب میں بصد ناز و انداز حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے روبرو ملک ترسی پشواس پوش کے بقصد رقص کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز ملائے بعدہ گت بجانے لگے نازنین مذکور ناچنے لگی اہل دربار عالم نشہ شراب ناب میں بنظر غور رقص دیکھنے لگے اور خیالات بوس و کنار کرنے لگے خصوصاً لاچور دستاد اور ملک ترسی اس نازنین کو دیکھکر بار بار عالم نشہ میں چاہتے تھے کہ مطلب دل اس سے حاصل کریں لیکن بخیال اہل دربار و باعث رسوائی خاص دربار میں مدعاے حصول دلی سے باز رہتے تھے وہ نازنین ملک ترسی و لاچور دستاد کو اپنا مائل جان کے اس طرح خوشی سے

[illegible] تھی کہ تقاضاے ابرو تھا
[illegible] نظر میں کو سارہی تھی
[illegible] ون کی بھی آفت تھی

جب چمک کر بیاکوئی توڑا
جاے سبزہ دلوں کو روندتی تھی
جتنو میں وہ حلال کرتی تھیں

شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پائمال کرتی تھیں

[illegible] ملک ترسی خوش ہوکر آہستہ بار بار انعام دیتا تھا اشارہ سے کہتا تھا وہ ایما اسکا سمجھکر ناز سے انکار کرتی

اسکو قتل کرڈالون خداوند نے جواب دیا یہ تقدیر اسوقت ہو نہین سکتی وقت و ساعت پر موقوف ہے بالفعل سامان جنگ کر اپنے مددگارون اور دوستون کو برائے مدد طلب کر طبل جنگ بجوا مقابلہ کر با دولت بخت فیروز کرینگے ملک ترسی نے گفتگوے خداوندسے حسب الحکم خداوند جفن کو موقوف کیا اور میر منشی کو طلب کرکے کئی شاہون اور دلیرون کو نامے لکھوائے مضمون ہر ایک نامے کا یہ تھا کہ جلد مع فوج یہان آویے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے ایسے وقت مین ہماری شرکت کرو جب نامے تیار ہوے انھین ملفوف کرکے نامون پر مہر کرکے ملک ترسی نے اپنے قاصدون کے حوالے کیے وہ ہر طرف روانہ ہوے نام ان شاہان بیدین کے بروقت انکے آنے کے ظاہر کیے جائینگے الحاصل بعد روانہ کرنے قاصدون کے ملک ترسی نے خفتان سحر کے بھروسے پر بےخوف و اندیشہ ملازمون کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگی بجایا جائے ملازمون نے حسب الحکم لشکر مین طبل حربی بجوایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر تھے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے سپاہیوا فق قاعدہ ہمراکاہ سے مجرا کرکے اور پایۂ تخت بادشاہ لشکر اسلام کو بقصد ادب بوسہ دے کے دست بستہ بطرح ثنا و دعاے ترقی و دولت و اقبال بادشاہ لشکر اسلام زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے کہ ہموافق نظم

ای شہ ذیوقار و کشور گیر	حاکم بر و بحر و خوش تقدیر	تو ہی وہ بادشاہ دین پرور
زیر گردون نہین ترا ہمسر	رعب سے تیرے ای شہ ذیجاہ	مہین ملتی کہین عدو کو پناہ
تیغ کھینچے جو تو سر میدان	دم مین ہون سیکڑون علے بیجان	تو دکھاے جو قوت بازو
صید ہو شیر صورت آہو	جب تلک آب پر زمین ہو مقیم	تو ہو فرما نرواے ہفت اقلیم

اسوقت ملک ترسی نے غرور و لشکر ظفر اثر حضور پرنور سے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان رزم مین آکے مقابلہ نمک خوار ان حضور سے کرے باقی خیر و عافیت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر ثانی نے حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ہرکارون سے فرمایا کہدو نقارہ نوازون سے کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سلیمانی بجائین اور چوب باسید اعانت الٰہی نقارۂ جنگی پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ نوازون سے حکم امیر ثانی بیان کیا انھون نے عمرو ثانی کو مثل خواجہ عمرو کے پہلے چند اشرفیان نذر دین پھر چوب اٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی آواز مہیب نقارۂ جنگی سے ایسی پیدا ہوئی کہ زمین کانپی فلک پیر آواز نقارہ مذکور سنکے تھرایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل و نقارہ رزمی بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوے ادھر ملک ترسی طبل جنگی بجوا کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل بارگاہ ہوا لاجور دشاہ اور صلصال وغیرہ اہل بزم عشرت بھی محفل طرب سے اٹھکر اپنی بارگاہ و خیام مین براے استراحت داخل ہوے ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا اور خود بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوے بہادران لشکر جانبین سامان جنگ و جدال مین جا لگا کیے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی نے اپنی کمان کو درست کرکے تیرون کو ترکش مین بھر لیا کسی دلاور نے یا مقوا اپنے جانب آسمان بلند کرکے درگاہ خدا مین یہ دعا کی کہ ای خالق کون و مکان ای معبود زمین و آسمان صبح کو سامنا کفار سے ہو تو سب کو ثبات قدمی کی توفیق دیجیو تاکہ میری عزت و آبرو ضائع

ویربار ہو دلیرانہ کافرون سے بڑھ بڑھکر لڑین قدم پیچھے نہ ہٹے نمک حرام نہ کہلاؤن دلیرون مین بدنام
ہوون اگر زندگی ہو تو فہو المراد ورنہ دلیرانہ دشمنون سے لڑکر قتل ہو جاؤن دنیا سے سوے عدم سفر نہ
بھاگنے مین دست اعدا سے نہ مارا جاؤن کوئی صف شکن تلوار کو اپنی آبدار کرتا تھا اور اپنے ساتھی جوان
سے کہتا تھا انشاء اللہ صبح کو دیکھ لینا یہ تلوار مانند برق سر اعدا پر چمکیگی اور خرمن ہستی بدخواہون کو جلا کر
خاک کریگی اکثر بہادران لشکر اسلام حیات مستعار کا اعتبار نہ کرکے اس شب کو شب آخر حیات جان کے
غسل کرکے زیر لباس کفن بالاے تن نہان کرکے جوانان لشکر سے بغلگیر ہو کر کہتے تھے ای برادران دینی
کل سامنا اور مقابلہ کافران جنگجو سے ہے نہین معلوم ہنگام جنگ ہم زندہ رہین یا نہ رہین لہذا اسی وقت ہم
تمھارے سامنے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرتے ہین تم شاہد
رہنا اور ہمنے جو کچھ تمھاری خطا و تقصیر عمداً و سہواً کی ہو اسے عفو کردو تاکہ مواخذہ اسکا روز حشر نہو
وہ جواب دیتے تھے ای بہادر توبہ کرنا گناہون سے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرنا واقعی خوب
ہے لیکن قبل از وقوع واقعہ تمنے اپنے تئین مردہ تصور کرکے کفن سے ہم آغوشی اختیار کیون کی تمھین
کیونکر معلوم ہوا کہ ہم ضروری قتل ہو جائینگے زندہ نہ رہینگے خدا معلوم کون زندہ رہیگا اور کون قتل ہو
خیر تمھارے کہنے سے ہم تمھاری توبہ اور کلمۂ شہادت کے گواہ ہین تمنے بظاہر اتنے زمانہ مین کوئی خطا ہماری
نہین کی اگر کی ہو تو ہمنے معاف کی تم بھی ہمارے قصورون کو عفو کرو ادھر تو جوانان لشکر اسلام کا یہ حال
ہے جو لکھا گیا اُدھر دلیران جنگجو سرشت خونخوار ہی جنگ مین مصروف ہین تلوارین آبدار کرکے مردم سپاہ
سے کہتے تھے کل اس شمشیر آبدار سے مسلمانون کو قتل کرینگے سر انکے تنون سے کاٹ کر ثواب مین داخل ہونگے
کیونکہ اہل اسلام کی خونریزی باعث حصول ثواب ہے یہ لوگ ہمارے خداؤن سے منحرف ہین برا کہتے ہین
خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین انپر رحم کرنا اور انکے قتل سے ہاتھ اٹھانا ہمارے مذہب مین جائز نہین
ہے یارو تم بھی اہل اسلام سے بڑھ بڑھکر لڑنا جنگ مین قصور نہ کرنا خداوند کے روبرو دلیرانہ لڑنا قدم
پیچھے نہ ہٹانا ورنہ خداوند تقدیر کرکے غارت کردینگے وہ جواب دیتے تھے ذرا صبح تو ہو دیکھنا کیونکر لڑتے
ہین اور جو لوگ سپاہ کفار مین بزدل تھے جیسے طبل جنگ بجا تھا انکا خوف سے عجب حال تھا رنگ
رخ فق تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے منہ سے کہنا کچھ چاہتے تھے نکلتا کچھ تھا دل سینہ مین ہر ایک بزدل کا کثرت
خوف سے دھڑکتا تھا کسی کو خیال جنگ سے تپ آگئی تھی کسی کو دست آتے تھے بار بار بیت الخلا میں جاتا
تھا اور وہانسے آکر اپنے ساتھی بزدلون سے کہتا تھا بھائیو ہمنے تو آج مسہل لیا ہے طبیعت ہماری ناساز ہے
ہمسے تو میدان نبرد مین نہ جایا جائیگا ہنگام سحر دشمنون سے نہ لڑا جائیگا مجبور و لاچار ہین وہ کہتے تھے ہم بھی
بیمار ہین دیکھو نبض ہماری نہایت سریع ہے تپ بخوبی موجود ہے سردی معلوم ہوتی ہے سر مین درد ہو رہا
ہے دل چاہتا ہے کہ لشکر سے جا کر اپنے گھر مین براحت و آرام شب بسر کرین بعض بعض نامرد طبل جنگی بجنے سے
ایسے گھبرائے ہوے تھے کہ موت انکو نظر آتی تھی باہم کہتے تھے کہ ناحق ہمنے فوج مین نوکری کی یہان موت کا سامنا
ہے کل میدان جنگ مین تلوار چلیگی کشت و خون ہوگا لاش پر لاش گریگی نہر مین پرخون مانند آب بہیگا کشتون
کے جابجا انبار ہونگے مجروح گھوڑون سے گرینگے خاک پر تڑپینگے خاک و خون مین بھر جائینگے کوئی انکو نہ اٹھائیگا
مرتے وقت ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پلائیگا گھوڑے سوارون کے انکو گرمی جنگ مین پامال کرینگے یہ رنگ ہرگز

ہرگز ہمسے دیکھا نہ جائیگا ہم نہایت رحم دل ہیں ہمنے کبھی کسی جانور کو حلال ہوتے نہیں دیکھا خون ہمارا بہت پتلا ہی
اگر کوئی فصد لیتا ہی اور اتفاق سے جیسے ہی ہم خون نکلتے دیکھہ لیتے ہیں تو ہمیں غش آجاتا ہی ہمنے اپنے والدین کی
زندگی میں کبھی تلوار ڈھال نہیں باندھی بلکہ چاقو اور چھری بھی کبھی پاس نہیں رکھی ہم کیا جانیں کہ تلوار حریف پر کیونکر
لگاتے ہیں بازو ہمارے نازک ہیں دبلے پتلے آدمی ہیں کم خوراک ہیں ہمیشہ ناز نعمت سے زندگی بسر کی تھی
ہم میں اتنی قوت کہاں ہی کہ حریفوں سے بہ تیغ و گرز گرانبار مقابلہ کریں اور ایسی ہمت نہیں کہ تن نازک پر
زخم تیغ و نیزہ کھائیں ہم تو وہ ہیں کہ اگر کبھی پھانس لگ گئی بھی تو اسکے صدمہ سے کئی دن تک تپ میں مبتلا
رہتے ہیں اور درد کی ٹھسک سے نیند نہیں آتی ہی درد سے مانند ماہی بے آب کے تڑپتے ہیں جب وہ پھانس
نہیں بیہوش کر کے کسی بیدرد نے نکال بھی لی تب ہمکو راحت ملتی ہی لہذا ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم سے میدان
جنگ میں نہ لڑا جائیگا مسلمان لوگ بڑے بیدرد اور بہادر ہیں وہ لاچور دبے ستوں کے دشمن جان ہیں انکے
ہاتھ سے بچنا محال ہی اور لڑنا تو درکنار ہمسے جنگگاہ میں جایا ہی نہ جائیگا ہم وہاں ایک دم ٹھہر کر لڑائی بھی نہ
دیکھہ سکینگے کیونکہ وہاں جانبین کے سوار قتل ہونگے گھوڑوں سے گرینگے خون انکے زخموں سے بہیگا ہم کو
فی الفور غش آجائیگا لہذا ہم ایسی نوکری سے دست بردار ہوتے ہیں کہ جس نوکری میں سراسر جان کا خوف
ہی ہمکو تو جان پیاری ہی جان ہی تو جہان ہی یہ مثل مشہور ہی اگر جان نہ رہے اور عزت لیے تو کس کام کی
وہ لوگ جو عزت و آبرو کا خیال کر کے جانیں اپنی دیدیتے ہیں وہ نہایت نادان ہیں سخت بیوقوف ہیں
انکو زندگی کی قدر نہیں خدا نے انکو یہ عقل نہیں دی کہ جان کا خیال کریں لڑائی کی جگہ سے فرار ہوں دیدہ و
دانستہ اپنے تئیں مبتلاے بلاے مرگ نہ کریں یہ باتیں کر کے سائیسوں سے کہتے تھے جلد ہمارے گھوڑے
کسکر لاؤ وہ پوچھتے تھے حضور اس تاریکی شب میں کہاں جائیے گا اب تو دو پہر رات سے زیادہ گذری ہوگی
اتنی رات تیاری جنگ میں بسر کیجیے صبح کو مسلمانوں سے لڑنا ہوگا تلواریں صیقل سے صاف کیجیے اور دیگر
آلات حرب و ضرب کے درست کیجیے وہ ان بیچاروں کو جواب دیتے تھے کہ تم ہمارے محکوم ہو کچھ حاکم
نہیں ہو جو ہمسے ایسی باتیں کرتے ہو پس جو ہم کہتے ہیں حکم ہمارا بجا لاؤ چون و چرا سے باز آؤ ہم اسوقت
براے ہوا خوری جاتے ہیں قریب صبح تک لشکر میں آجائینگے وہ غریب انکے ماتحت ہونے کی وجہ سے انکے
کہنے پر عمل کرتے تھے جب وہ سوار ہو کر لشکر سے جانے لگتے تھے سائیس کہتے تھے صاحب ہم جانتے ہیں کہ اب
آپ نہ آئیے گا اور اگر آئیے گا تو اسوقت آئیے گا کہ جب لڑائی موقوف ہو جائیگی بزدل انکو کلمات سخت
کہکر لشکر سے نکلکر اپنے اہل و عیال کیطرف چلے جاتے تھے الغرض وہ رات بہادروں کو شوق جنگ و جدال
میں اور تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور بزدل و نامرد تمام شب ہر حیلہ و بہانہ سے جایا کیے جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف و خیال آمد شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب نہاں ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق
سے دمبدم عیاں ہونے لگا سفیدۂ سحر خبر آمد شاہ خاور اہل جہان کو دینے لگا اور ماہ شب افروز جسے شاہ
انجم سپاہ کہتے ہیں خوف و خطر شاہ خاور سے سپہر فلک سے پناہ لینے لگا مرغان خوش الحان آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزبان بے زبانی حمد اپنے معبود کی کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی غنچے گلشن میں چٹک کر گل ہونے لگے آواز
موذن آنے لگی صداے اللہ اکبر سنکے عباد براے عبادت الٰہی و اداے نماز سحر خواب سے بیدار ہو کر اٹھنے
لگے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام بھی براے نماز سحر خواب سے بیدار ہوے خادموں نے براے

وضو بانی حاضر کیا سجادہ بچھایا بادشاہ موصوف و امیر ثانی نے بعد وضو کرنے کے نماز سحر پڑھی بعد نماز درگاہ
خدا مین واسطے بہبودی امور دینی و دنیوی کے دعا کی پھر جانماز سے اٹھے لباس و سلاح جنگ سے تنون کو
زیب و زینت دی پہلے امیر ثانی مسلح ہوکر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے کہ منتظر تشریف
آوری امیر ثانی دربارگاہ پر مسلح و مکمل موجود تھے بصد ادب جھک جھک کر سلام کیا امیر ثانی نے
سب سرداروں کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر در بارگاہ بادشاہ فلک جاہ پر مع جملہ سرداروں کے
گئے اور صف باندھکر کھڑے ہوئے ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ عمارش بن سعد تخت پر سوار کہار
تخت دوش پر رکھے ہوئے تا در بارگاہ لائے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ نے واسطے سلام کے سر
جھکائے نقبا نے باواز بلند کہا اے ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے دیکھا سلام ہر ایک
کا باشارہ لیکر سب کو مسلح دیکھکر خوش ہوئے پھر تخت شاہی کے گرد و پیش سرداران لشکر ہوئے بعض سردارون
نے واسطے اپنے فخر و امتحان کے چاہا کہ ہم بجائے کہارون کے تخت کو دوش پر رکھکر میدان کارزار کی طرف
بادشاہ موصوف کو لیجاوین شاہ موصوف نے منع کیا کہ اب مرکبون پر سوار ہوکر جانب عرصۂ نبرد چلو اب تو
حریف میدان رزم مین مع سپاہ آگیا ہوا اور ہم سب کا انتظار کرتا ہوگا دیر نہ لگاؤ جلد چلو موافق حکم پہلے
امیر ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سرداران سپاہ مرکبون پر جلد جلد سوار ہوکر جملہ سپاہ
کو ساتھ قاعدہ کے ہمراہ لیکر بادشاہ لشکر کے ہمراہ رکاب و ہم با قدم چلے اسوقت بادشاہ کی سواری مثل دبہار
کے جانب گلشن میدان کارزار کے جاتی تھی سقے زمین پر ابر آب پاشی کرتے جاتے تھے تاکہ گرد و غبار
نہ اٹھے نقبا یہ صدا دیتے جاتے تھے کہ سواری بادشاہ جمجاہ کی ہے ادب قاعدے سے رہو ادب قدم بڑھاؤ
اسدم وہ شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام کی وہ لشکر اسلام کا اوج وہ مانند موج دریا کے زخار لشکر کا
برابر جانا وہ نسیم سحر کا چلنا وہ تارون کا دمبدم پنہان ہونا وہ تاریکی شب کا گھٹنا وہ سفیدۂ سحر کا دمبدم بڑھنا
وہ شبنم افتادہ سبزہ کا لٹکنا وہ میدان میں جابجا گل خود رو کی بہار وہ کوہ شفق کی کیفیت لا کچھ تھی جب
سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے مرکب کو روکا بادشاہ دور
امیر ثانی ملک ترسی کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس طرف سے
ملک ترسی روسیاہ بجمعیت سپاہ مع لاجور دشاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شماما جادو عرصۂ
نبرد مین آیا بادشاہ لشکر اسلام و کثرت فوج اہل اسلام کو دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا اہل اسلام نے
اسقدر ترقی کی ہے کہ حد سے زیادہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لشکر اسلام ہی نظر آتا ہے ہنوز یہ باتین کررہا تھا کہ خیال
درستی میدان کارزار کا آیا فی الفور اشارہ کیا بیلدار لشکر سے نکلے ادھر سے بھی مجرد ایک بادشاہ و امیر
بیلچہ بردار بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے لشکر ظفر اثر سے نکلے درستی میدان کارزار کی کرنے لگے جھاڑی
جھنڈی کاٹ کر زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے اور خس و
خاشاک کو دور کرچکے میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اسوقت سقون نے دونون لشکرون سے نکلکر مانند
ابر باران کے کثرت آب پاشی سے زمین عرصۂ رزم کو سیراب و تر کر دیا جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے
میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت سپاہ کفار سے کڑکیت اور فوج اہل اسلام سے نقبا سے خوش تقریر نکلکر
بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوئے پہلے کڑکیت جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہوکے باواز

بلند پکارے کہ ای جوانان شمشیر زن و ای دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ دنیا گذرگاہ ہی ایک دن یہان سے گذرنا ضرور
ہی یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو جو بہادر اور تنہا ہزارون دشمنون سے لڑتے تھے کچھ خوف نکرتے تھے وہ اسوقت
کہان ہین اجل سے مجبور ہو کر تہ خاک نہان ہین خاک مین خاک انکی ملگئی ہی استخوان بھی انکے ہونگے ہرچند کہ وہ
خاک ہو گئے لیکن بوجہ بہادر ہونے کے ابتک ذکر انکا زبان پر جاری ہی اور جبتک یہ دنیا باقی ہی نامورون کو
اہل جہان یاد کرینگے جو لوگ بہادر ہونگے وہ انکی دلاوری کا ذکر کرینگے اگر غور سے دیکھو تو وہ صف شکن بعد
مرنے کے بھی زندہ ہین نام انکے اور ذکر انکے اہل جہان کی زبان پر باقی ہین جب وہ لوگ کہ جو مشہور و نامور
تھے باقی نرہے تو ہم اور تم کیا سدا زندہ رہین گے ایک دن آخر کار مر جائین گے حکم خداوند سے سوے
عدم جائین گے لہذا تم کو لازم ہی کہ تم بھی مانند اپنے بزرگون کے نام پیدا کرو دلیرانہ لڑو دیکھو آج بہادران
اہل اسلام سے مقابلہ ہی یہ وہ لوگ ہین کہ خداوند ہمارے انسے ناراض ہین اور یہ خداوند سے منحرف ہین انکا
قتل کرنا باعث خوشنودی خداوند ہی خبردار ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹنا تا آبرو اپنی بڑھا
سکے نہ گھٹنا سر میدان سامنے لاکھون دلیرون کے ذلت اپنی گوارا نہ کرنا ذلیل ہو کر زندہ رہنا اختیار نہ
کرنا بھاگنا میدان مصاف سے قبول نہ کرنا مانند اپنے بزرگون کے لڑنا تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر سے ہرگز منہ
نہ موڑنا بڑھ بڑھکر زخم سنان و نیزہ و تیغ تیز سر و سینہ پر کھانا دلاوری اپنی سب کو دکھانا جہانتک ممکن ہو
سپر نہ اٹھانا وار شمشیر کا بالاے سپر نہ روکنا اپنے سینون کو بجاے سپر تصور کرنا ضرب تیغ اعدا سینون پر روکنا
تم بہادر ہو دلاوری ظاہر کرنا اگر لڑائی مین سیکڑون مسلمانون کو تہ تیغ کر کے زندہ رہے تو ملک شہ سعی
خوش ہو کر عہدے بڑھائیگا انعام کثیر دیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہو کر تمہاری بڑھاوینگے تقدیر
مقبول کر دینگے دنیا مین عزت و آبرو حاصل ہوگی اگر زخمی ہو جاؤ گے تو بھی بہادرون مین سند یافتہ ہو جاؤ گے
جو کوئی زخمہاے کاری تمہارے تنون پر دیکھیگا یہی کہیگا کہ بیشک تم بہادر ہو یہ زخم کاری تمہاری
بہادری کی گواہی دیتے ہین اگر دست اہل اسلام سے قتل ہو جاؤ گے تو بھی اچھے رہو گے دلاورون مین
محسوب ہو گے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤ گے نمک حلالون مین شامل ہو گے دنیا مین ذکر تمہاری
بہادری کا ہمیشہ رہیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہونگے کیا عجب کہ تقدیر مقبول کرین پھر تمہارے زندہ
کرنے کی فکر کرین گے اور یوم روز بھی قریب ہی یارو اگر عاقل بہادر ہو تو ہمارے کہنے پر عمل کرنا برعکس ہماری
تقریر کے نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے ذلت اٹھاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مارے جاؤ گے اپنے مالک و
آقا کی نظر سے گر جاؤ گے بھاگنے سے عجب عجب ذلتین اٹھاؤ گے اور زندہ بھی نہ رہو گے اہل اسلام شیرانہ
بڑھکر تمھین قتل کر ڈالین گے بھاگنے مین عوض نفع کے نقصان جان و آبرو ہوگا نقیباے خوش گلو و خوش
تقریر جوانان اہل اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلیران
ہمت و شجاعت شعار ذرا گوش ہوش سے ہماری تقریر سنو اور تھوڑی دیر ہماری طرف متوجہ رہو کہ ہم
تمہارے نفع کو دین کے مقدمہ مین کچھ تمسے کہتے ہین ہرچند کہ ہم عالم و فاضل نہین ہین کہ وعظ مثل انکے
کرین لیکن ہمارا کام یہی ہی کہ ہم جاہل ہو کر اہل خرد کو خاص ایسے وقت مین ہدایت کرین یارو آگاہ ہو
کہ یہ سراے دہر ایک مقام عبرت ہی ہمنے اپنی زندگی مین عجب عجب انقلاب دیکھے ہین اور تم سب نے بھی
اکثر انقلاب دیکھے ہونگے یہ فلک جفا جو ہر ایک کا درپے آزار رہتا ہی فکر بربادی و تباہی مین ہر شب و روز

عرصہ کارزار پہونچو ببصرت مالک و آقا سے وفا کرنا وہ اسوقت معلوم ہوگا میدان جنگ واسطے سپاہی کے گویا
ایک کسوٹی ہی کھوٹا کھرا اسی جگہ معلوم ہوجاتا ہی نمک حلال و نمک حرام جری و بزدل شریف و غیر شریف کی اسی جگہ
تمیز ہوجاتی ہی خبردار میدان جنگ سے قدم پیچھے نہ ہٹے اگرچہ سر کٹ جائے نقشا جب اس طور سے اور ترکیب
جب جوانان لشکر جانبین کو اچھی طرح آمادہ جنگ کرچکے میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہر ایک بہادر شوق جنگ مین گویا ازخود رفتہ تھا ارادہ ہر ایک کا یہ تھا کہ بخوف لشکر حریف مین گھوڑا
ڈالدیجیے جہانتک ممکن ہو کفار کو قتل کیجیے بعد ازان بصد شوق سینہ پر زخم نیزہ و تیر و شمشیر کھاکر جان دیدیجیے
مرکر حیات ابدی پائیے اس عبرت سرای مین نام کرجائیے آخر تو چندروزہ زندگی ہی پھر مرجانا ہی آج ہی مرجائین
سرخرو ہوکر دنیا سے جائین ہنوز بہادران لشکر کا یہ حال تھا ناگاہ حکم شاہان سپاہ سے صفوف میدان جنگ مین
آراستہ ہوئے یعنی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان قوی بازو سے آراستہ
ہوا ادھر امیر ثانی سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے
شقہ علم اژدہا پیکر کھولدیا اسکی ہیبت سے بوے مشک و عنبر تمام میدان میں ایسی پھیلی کہ دماغ ہر ایک کا اوسکے
خوشبو سے معطر ہوگیا اہل اسلام بہ خوش ہوکے آنحضرت صلعم پر درود پڑھنے لگے اوس علم اژدہا پیکر سے یا
امیر ثانی یا امیر ثانی کی تکرار آواز آنے لگی کفار متحیر ہوکے باہم کہنے لگے یہ علم عجیب علم ہی کہ ہمنے کبھی نہین
دیکھا تھا نہ ایسے علم کا علم تھا ابھی کفار متحیر تھے کہ ملک قرسی کی طرف بھی صف آرائی ہوگئی اسوقت پہلے
ملک قرسی اپنی فوج سے نکلکر اپنے حضار و تدلاجہ بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پھر مرکب
کو رقص دیکے باواز بلند کہنے لگا اے امیر ثانی اپنے لشکر سے کسی قوی بازو کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو
سہو کہ ابھی میری شمشیر خون حریف پینے کو پیاسی ہو بہ تشنگی کے نہایت بیتاب و بیقرار ہی امیر ثانی نے اس کی
گفتگو سنکے جانب دست چپ دیکھا الغور شیر دی بن شیر رہ صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر اسلام
اور امیر ثانی سے اجازت جنگ لیکر سامنے ملک قرسی کے پاس پوش عالم کو شفق کے گیا اسنے سراپا پر
نظر کرکے کہا اے جوان کیا تو اپنی زندگی سے بہت بیزار تھا کہ مجھ سے لڑنے آیا جلد جان دینے کا ارادہ کیا ہی تو
جتا کہ تیرا نام کیا ہی اس بہادر نے جواب دیا اے ملک قرسی آگاہ ہوکہ نام میرا شیر دی ہے میں بیٹا
شیر رہ کا ہون قوی پنجہ و قوی بازو ہون تیری جان کے لیے ملک الموت ہون واسطے قبض روح کے سبب
جلد تر آیا ہون ملک قرسی نے برہم ہوکر تیغ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر مرکب کو اپنے دست
راست پھرایا کر ضرب تیغ تیز سر شیر دی پر لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی وار تیغ کا سپر پر روکا بعد روکنے
ضرب مذکور کے خود بھی اس بہادر نے تلوار اسکے سر پر پھر وہ پر لگائی اسنے بھی بچالی سپر پر تلوار کو روکا
یون ہی تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار شیر دی بدست ملک قرسی سے ایسا زخمی ہوا کہ حالت پشت فرس پر
بیٹھنے کی باقی نہ رہی سر چار انگل ضرب تیغ سے شگافتہ ہوا بیہوشی سے سر ہر سنے پر رکھدیا خون مین نہاگیا
ملک قرسی نے چاہا تھا کہ جھککر سر تیغ سے جدا کرلے ناگاہ امیر ثانی نے مڑکر اشارہ کیا قمہور بن جمہور
نے بعد اجازت جلد تر ہوشیار نعرہ کیا اور پکار خبردار سر شیر دی نہ کاٹنا میں دشمن جان تیرا آپہونچا مجھ سے
سمجھ لے پھر ملک قرسی اس شاہزادے کے آنے سے سر شیر دی کا نہ کاٹ سکا قمہور نے شیر دی کو لشکر
مین بھیجدیا یہان اسکا علاج ہونے لگا وہان ملک قرسی نے برہم ہوکر کہا اے جوان غضب کیا تو نے کہ میرے

حریف زخم خوردہ کو میرے ہاتھ سے بچا دیا مجھکو سر اسکا جدا کرنے دیا خیر اب اسکے عوض سر تیرا اکاٹونگا
یہ کہکر وہی تیغہ خونچکان جھپٹ کر سر پر لگایا ادھر قمہور نے ضرب تیغ بالائے سپر روکی پھر بقہر و غضب
شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی اسنے بھی تیغ بالائے سپر روکی اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخرکار قمہور
نے نہایت برہم ہو کر کہا او نابکار ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ابکی وہ ضرب لگاؤنگا کہ تجھکو مع تیرے مرکب
کے چار ٹکڑے کرونگا اسنے ہنسکر جواب دیا اچھا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے قمہور نے نہایت قوت سے
سر پر اسکے تلوار لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی چار ٹکڑے ہا اسپ و مرکب کا ہونا تو کجا سپر پر ذرا خط بھی نہ
پڑا قمہور حیران ہوا جملہ اہل اسلام بھی متفکر ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ قمہور ایسے بہادر نے اس طرح
تلوار لگائی اور حریف کو کچھ بھی ضرر نہوا اہل اسلام متردد تھے کہ ادھر ملک ترسی نے نعرہ کرکے کہا او
قمہور اب میری ضرب شمشیر کو روک یہ کہکر تلوار لگائی ادھر قمہور نے سپر اٹھائی تلوار اسکی سپر کے دو ٹکڑے
کرکے خود پر آئی اسکو بھی کاٹ کے کاسۂ سر میں در آئی پیشانی تک اتر آئی ادھر اس دلیر نے دستانہ مارا
تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن خون میں سراسر تر ہوگیا ضعف سے غش آنے لگا جو اس کا یہ دیکھا سپر سے
بازوؤں میں قوت نہ رہی اسی حالت میں ملک ترسی نے بڑھکر ہاتھ اپنا ہاتھ زنجیر کمر میں ڈال کر پشت فرس سے
اٹھا کر ملک اردوان کوہی اپنے عیار کے حوالہ کیا وہ حسب الحکم اسکو طوق و سلاسل میں گرفتار
کرکے لیگیا اہل اسلام کو صدمہ ہوا ملک ترسی نے بعد گرفتار کرنے قمہور کے باواز بلند کہا او امیر ثانی
اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کر امیر ثانی سے تم لڑ کر دیکھا فوراً مقبول
بن عادی نے دلیرانہ اسپ اپنا صف لشکر سے نکالا اور بادشاہ و امیر سے اجازت لی پھر سامنے حریف کے
جا کر کہا او نابکار تلوار لگا فنون سپہ گری دکھا اسنے ادھر تھوڑی دیر میں اسکو بھی زخمی کیا اور چاہا کہ مانند
قمہور کے اسکو بھی گرفتار کرے ناگاہ باشارۂ امیر ثانی ابراہیم بن مالک اشتر نے مرکب جولان کرکے
مقبول بن عادی کو شر حریف سے بچا کر لشکر میں بھیجا ملک ترسی نے برہم ہو کر تلوار لگائی اس
جری نے تلوار اسکی اوپر سپر کے روک کے خود بھی شمشیر آبدار لگائی اسنے بھی تلوار ابراہیم کی سپر پر
روکی دو گھڑی تک برابر لڑائی ہوئی جوانان مرد و لشکر لڑائی دیکھا کیے انجام کار ملک ترسی نے تیغہ خونچکان
کو چمکا کر کہا اے جوان ابکی مرتبہ وہ ضرب لگاؤنگا کہ تیرا بچنا غیر ممکن دشوار ہوگا ابراہیم نے جواب دیا او نادان
حقیقی ہے وہی مجھکو تیرے شر سے بچائیگا تو بلا تامل وار کر اسنے نام خدا کو سنکے نہایت برہم ہو کے اسطرح تیغہ آبدار
و گرانبار لگایا کہ سپر کے دو ٹکڑے کرکے خود کو کاٹ کے سر پر پہونچا وہانسے تا جبین اترا آگے بڑھنے کا ارادہ
کیا تھا کہ ابراہیم نے دلیرانہ ہیچ اس منہ کو دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے تو نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے
ہویدا ہوئی سر شق ہو گیا ابراہیم نے سر کو باندھ کر حالت زخمداری میں یہ بہادری کی کہ ایک شمشیر آبدار
لگائی اسنے سنکر اس تلوار کو بالائے سپر روک لیا ادھر ابراہیم کو بوجہ ضعف سے غش آنے لگا ادھر
ملک ترسی نے ملک اردوان کوہی وغیرہ سے باشارہ کہا اس جوان کو مانند قمہور کے گرفتار کرو یہ کہا کہ
زین فرس سے اٹھائے لیتا ہوں یہ اشارہ کرکے آگے بڑھا ادھر سے گرگ تیز دندان مع تھوڑے سے
سواروں کے ہمراہ مع ملک اردوان کوہی عیار کے آگے بڑھا یہ حال دیکھ کر ادھر سے بھی باشارۂ امیر
ثانی چند سرداران سپاہ آگے بڑھے اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم ہنوز ملک ترسی

نے ابراہیم کو زین فرس سے نہ اٹھایا تھا کہ ادھر سے سرداران مذکور اور ادھر سے ملک
اردوان کوہی اور گرگ تیز دندان وغیرہ پہونچے اور چاہا کہ ابراہیم کو گھوڑے سے کھینچکر گرفتار
کریں سرداران لشکر اسلام سد راہ و مانع ہوے گرگ تیز دندان غضب سے ہونٹھ چباکر اونپر حملہ ور ہوا
تلوار سر پر ایک سردار کے لگائی اسنے روک کر اسکو شمشیر سے زخمی کیا سواروں نے گرگ کو زخمی دیکھکر یکبارگی
حملہ کیا اور ان سرداروں کو گھیر لیا چاہا کہ قتل کیجے ادھر سے بحکم امیر ثانی کچھ سوار اور ایک سردار انکی مدد کو
روانہ ہوے ملک ترسی نے یہ حال دیکھکر اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ ابراہیم اور ان چند سرداروں کو قتل
کرو سر انکے کاٹ کر بادولت کے روبرو لے آؤ فوج ضلالت اثر مانند طوفان عظیم کے جانب ابراہیم
بن مالک آئی یہ دیکھکر امیر ثانی نے بھی اپنے تمام لشکر کو آگے بڑھنے کو فرمایا سب لشکر ظفر اثر بڑھا
جب دونوں لشکر مانند دو دریاؤں کے ساتھ جوش و خروش کے باہم مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی ابراہیم بن مالک کو بین گرمی جنگ ابن عیار جنگاہ سے قیامگاہ سپاہ پر لے گیا اور گھوڑے
سے اتار کر خیمے میں لیجا کر فرش پر لٹایا پھر جراحوں کو بلا کر کہا انکا علاج بخوبی کرو وہ سرگرم علاج ہوئے
یہاں تو ابراہیم و شمشیر دی اور بہلول بن عادی کا علاج ہو رہا ہے مگر اب حال میدان جنگ کا لکھا جاتا
ہے کہ جب تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کشت و خون بکثرت ہونے لگا جوے
خون عرصہ جنگ میں رواں ہوئی دلیران جنگجو زخم شمشیر آسا کرنے لگے کمانیں کڑکنے لگیں تیروں کا مینھ
برسنے لگا برق شمشیر ہر طرف میدان جنگ میں چمکنے لگی ڈھالیں مانند سیاہ گھٹا کے بلند ہوئیں زمین پر زخمہاے
اجسام دلیران سے بارش خون ہونے لگی کثرت صداے بزن و بگیر دلیران سے شور و غل ہوا گھوڑوں
کے دوڑنے سے زمین میدان رزم کی ہلنے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہر چند سیکڑوں سوار جانبین کے قتل ہوے
لیکن کوئی لشکر کسی سپاہ سے پسپا نہ ہوا ملک ترسی نے حرارت آفتاب سے پریشان ہو کر دوپہر تک جنگ
کرکے طبل آسائش بجوا دیا جب صداے طبل بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا ملک کفار ہمراہ
ملک ترسی پلا سا اپنے لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوے ادھر تمام اہل اسلام جنگاہ سے ہمراہ رکاب دلشاد
اسلام و امیر ثانی بجانب مقام فرودگاہ سپاہ چلے آئے پہلے ایک اٹھے ادنیٰ مرکبوں سے اتر کر سلاح جنگ اتار
دور کیے بارگاہ و خیام میں استراحت پذیر ہوا اس جنگ مغلوبہ میں دس ہزار سوار دونوں طرف سے
قتل ہوے اور بہت سے زخمی ہوے ادھر حکم ملک ترسی سے لاشے کفار کے اٹھنے لگے ادھر فرمان
امیر ثانی سے خدام لاشہ اہل اسلام کے شہیداں کا زار سے اٹھا اٹھا کے موافق حکم شریعت غسل و کفن
دیکے دفن کرنے لگے تا شام لاشے دفن ہوے جب شاہ انجم سپاہ تخت لاجورد فلک پر جلوہ گر ہوا اور
آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف دلیران جنگجو سے لرزاں و ترساں جانب مغرب جا کر پنہاں
ہوا ملک ترسی نے دربار میں تخت پر بیٹھکر بادہ تند پیکر عالم نشہ میں کہا اے ملازمان بادولت ہمارے
لشکر فیروزی اثر میں طبل جنگ بجوا دو آج کو تین سرداران لشکر امیر ثانی کو ایسا زخمی کیا ہے کہ وہ جانبر نہ ہونگے
اور ایک سردار کو زخمی کر کے اسیر کیا ہے کل قیامت برپا کرونگا چیدہ و منتخب سرداران لشکر امیر ثانی
کو قتل و اسیر کرونگا صبح سے تا شام لڑا دونگا یہ حکم دیکر خاموش ہوا ملازموں نے فی الفور طبل جنگ بجوایا
جب لشکر میں صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی متعین و مقرر تھے

وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین پلند پاکے فوراً خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے اور زمین ادبکو بوسہ دے کے عرض کیا اسوقت ملک ترسی پلاس پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اس بد اندیش کا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے آتش جنگ کو شعلہ ور کرے سواے اس شر کے خیریت ہے امیر ثانی نے باہماے بادشاہ لشکر اسلام حکم دیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی باسید اعانت خداوند عالم نقارہ جنگی بجایا جائے جو بہبودی وخرابی کاتب قدرت نے لوح پیشانی پر تحریر کی ہی وہی پیش آنی ہے ہرکارون نے بارگاہ کے باہر جاکر نقارہ نوازون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا انھون نے حسب قاعدہ عمرو ثانی کو چند اشرفیان نذر دے کے چوب اٹھاکے نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارہ جنگی اسقدر بلند ہوئی کہ تا گنبد آسمان گئی کفار واہل اسلام طبل ونقارہ جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوے کہ پھر صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی دلیران کفار یہ خیال کرکے اپنے اپنے آلات حرب کی درستی کرنے لگے اور جو لوگ لشکر ملک ترسی مین بزدل و نامرد تھے اور وقت جنگ لشکر سے چلے جاتے تھے اور بعد جنگ پھر چلے آتے تھے انکا یہ حال ہوا کہ طبل جنگ بجتے ہی خوف جان سے ازحد پریشان خاطر ہوے دست وپا مانند صاحب مرض رعشہ کے کانپنے چہرے ہرنگ زعفران خوف سے زرد ہوگئے کوئی بزدل کسی نامرد سے کہنے لگا یارا در کل وقت سحر پھر دشمنون سے مقابلہ ہوگا میدان مین تلوار چلے گی کشت وخون بہت ہوگا لاش پر لاش لشکریون کی گر پڑیگی زمین عرصہ جنگ خون کشتگان سے گلرنگ ہوگی بلکہ جوے خون میدان مصاف مین بہے گی اکثر مقتولون کے سروتن مین جدائی ہوگی تن بے سر خاک پر پڑے رہینگے ہنگام جنگ مغلوبہ پامال سم اسپان ہونگے بہت سے کاسہ سر دلیرون کے گھوڑون کے سمون اور پیدلون کی ٹھوکرون مین آئینگے عجب انقلاب ہوگا کہ پاؤن سے سر شکستہ وپامال ہونگے ان مقتولون کے سرون پر کوئی رحم نہ کریگا کوئی کشتون کو غسل وکفن دیکے دفن بھی نہ کریگا جانوران صحرا گوشت ان بیچارون کا خوب کھائینگے ہڈیان چبائینگے افسوس ہزار افسوس ان جوانان مقتول پر کوئی نہ روئیگا کسی کو انکے جوان قتل ہونیکا ذرا بھی صدمہ نہوگا جوانی انکی خاک مین ملجائیگی جان جائیگی کسی کو کچھ خیال بھی نہوگا لہذا ہم تو ہرگز ہرگز میدان جنگ مین نہ جائینگے حریفون سے مقابلہ نہ کرینگے نوکری ہمنے اسواسطے نہین کی ہی کہ واسطے چار روپیہ کے جان عزیز اپنی دیدین اور گلشن دنیا کو چھوڑ کر سوے عدم جائین دیدہ ودانستہ خاک وخون مین ملجائین اہل وعیال سے چھوٹ جائین وہ ہمارے ماتم مین روئین صف ماتم بچھائین ہمنے تو محض اس خیال سے نوکری کی تھی اور ڈھال تلوار باندھی تھی کہ ہر مہینے تنخواہ پاکر اہل وعیال مین اپنے جاکر بعیش وراحت زندگی بسر کرینگے یہان کل خوف جان جانے کا ہی ایسی نوکری کو سلام ہے ہم اسی وقت سے اپنے اہل وعیال مین جاتے ہین باز آئے ایسی نوکری سے کہ جس نوکری سے جان جائے جسم نازک پر زخم تیر وخنجر وشمشیر کھائین آہ آہ خیال ذکر زخمہاے کاری ومرگ سے دل بیتاب ہوگیا دیکھو دست وپا مانند صاحب تپ لرزہ کے کانپتے ہین بے اختیار ہم گرے پڑتے ہین ذرا ہمکو سنبھالو فرش پر لٹادو سینہ گھبراتا ہی پنکھے سے ہوا دو تاکہ غش نہ آجائے سوا اسکے اور کچھ ایسی باتین کرو کہ خیال جنگ ومرگ دل سے نکل جائے موت کو بھول جائین حالات جنگ وجدال کو فراموش کرین ہم وہ ہین کہ ہمارے والدین نے ہمکو نہایت ناز ونعمت سے پرورش کیا ہی یہ زندگی ہمنے ناچ دیکھنے اور عیاشی کرنے اور نشہ مین اور سیر وتماشہ مین بسر کی ہے

کبھی فنون جنگ کسی سے نہیں سیکھے کبھی کسی پر تلوار نہیں لگائی خونریزی پر طبیعت مائل نہوئی کیونکہ قتل کرنا کسی کا
اچھا نہ سمجھے بلکہ گناہ کبیرہ سمجھے اگر کسی نے ہزار جوتیاں بھی گن کے لگائیں تو سر جھکا کے کھڑے رہے اور یہی اپنے ذہن میں
کہا ہے کہ اور جوتیاں لگا لے ہم تجھسے نہ بولینگے ہرگز نہ لڑینگے کیونکہ خونریزی کا کام جلادونکا ہے ہم جلاد اور پاجی نہین
ہین قوم شریف سے ہین لڑنا حجت و تکرار کرنا مارنا پیٹنا برا جانتے ہین مار کھانیکو اپنا فخر سمجھتے ہین ای برادران ہمنے کبھی فصد
تک فساد کے سبب خوف کے نہین کھلوائی بلکہ کسی نے فصد لی ہے تو ہمنے منہ پھیر لیا ہے اور خون نکلتے نہین دیکھا ہے
کیونکہ خون ہمارا بہت پتلا ہے اگر کسی جانور کو اتفاق سے ذبح ہوتے دیکھ لیا ہے تو ہمکو غش آ گیا ہے جب یہ رنگ نزاکت ہمارا ہے
تو ہم میدان جنگ مین کیا جائین لاشونکو تڑپتا ہوا کیونکر دیکھین حربیون سے کیا خاک لڑین وہ نامرد اسکی تقریر سنکے کہتا
تھا تم بیشک سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے جو تمنے بیان کیا ہم بھی تمھارے ساتھ اس لشکر سے نکلکے اپنے اہل و عیال مین جائینگے
اسیطرح سب بزدل و نامرد ایسی ہی باتین کرکے تاریکی شب مین لشکر سے نکلکر جانے لگے ادھر اہل اسلام کہ سب دلیر و بہادر
تھے سامان جنگ کرتے جاتے تھے تلوارونکو صیقل سے آبدار کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ شب نہین معلوم شب آخر
حیات ہے یا ابھی ہماری زندگی باقی ہے غنیمت جانو اس رات کو نہین معلوم صبح کو کیا ہو کفار سے لڑائی ہوگی جنگ عظیم ہوگی
زندہ رہین یا نہ رہین جو کچھ باتین کرنا ہون کر لو ہمسے بغلگیر ہو ہماری خطا و تقصیر کو عفو کرو یہ کہکر باہم گلے مل کے
ہر ایک اپنی خطا دوسرے سے عفو کراتا تھا اور کہتا تھا واقعی صبح کو حربیون سے لڑنا ہے جنگ دو سردار و
مشہور سے نہین معلوم کیا ہو مگر یہ ہم کہتے ہین کہ ہم بھاگنے سے جنگاہ مین قتل ہو جانے کو اچھا جانتے ہین عزت
و آبرو مرد سپاہی کی اسی مین ہے کہ جنگاہ سے قدم پیچھے نہ ہٹائے حریف کو پشت نہ دکھلائے زخم سنان و خنجر و
شمشیر و تیر کھائے کبھی نہ گھبرائے خیال بھاگنے کا کبھی دل مین نہ لائے لہذا ہم تو دلیرانہ لڑینگے تم بھی مانند ہمارے
لڑنا و بھاگنا کو تیغ کرنا ہنگام جنگ قدم آگے بڑھانے کے پیچھے نہ ہٹانا الحاصل انھین باتون مین اور تیاری جنگ مین
شب بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ سفیدۂ سحر جانب مشرق سے فلک پر نمایان ہوا اندھیرا شب کا غایب نور
سحر سے پوشیدہ و پنہان ہونے لگا ستارے دریائے فلک مین ڈوبنے لگے رخ ماہ پر سفیدی ظاہر ہونے لگی
طائران خوش الحان آشیانون سے نکل کر حمد و ثنائے الہی کہنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے
جملہ اہل اسلام نے بعد وضو بخضوع و خشوع نماز سحر پڑھکے درگاہ الہی مین اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی
کے واسطے دعا کی پھر مسلح و مکمل ہوکے دربارگاہ امیر ثانی پر آئے ناگاہ امیر ثانی مثل آفتاب کے
مشرق بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے موافق قاعدہ سلام کیا امیر ثانی نے
سب کو جواب سلام کا دیکر اور انکو ہمراہ لیکر دربارگاہ فلک جاہ بادشاہ لشکر اسلام پر گئے اور انتظار
تشریف آوری بادشاہ موصوف کا کرنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ جہانپناہ تخت پر سوار کہاران
خوبرو رنگین لباس دوش پر تخت اٹھائے ہوئے تا دربارگاہ لائین وہانسے کہاروں نے تخت
کو لیکر اپنے دوش پہ مثل بار اعمال نیکی کے رکھا نقیبون نے بعد ادائے ثنا و دعا آداب بزبان کہا شہنشاہ
نگاہ روبرو ہوشیار شہ پہ مہربان نے ملاحظہ فرمایا امیر ثانی اور جملہ سرداروں وغیرہ نے موافق قاعدہ
جنگ جہانگ کے سلام کیا بادشاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا علی قدر مراتب لیکر اشارہ جانب رزمگاہ
کے چلنے کا کیا سواری بڑھی جملہ سرداران و سپاہ سواری چلے شاہ موصوف نے فرمایا ای امیر ثانی
مرکب پر سوار ہو جیے پیادہ نہ چلیے حسب الارشاد بادشاہ امیر ثانی مرکب پر سوار ہوئے پھر جملہ سردا

مرکبون پر سوار ہو کر ہمراہ اپنے اپنے لشکر کے دلیرانہ چلے فوج ظفر موج سوے جنگگاہ ہمراہ رکاب بادشاہ چلی بعد قطع راہ سواری بادشاہ رزمگاہ مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے اپنے مرکب کو روکا بادشاہ اور امیر ثانی انتظار ملک ترسی پلاس پوش کا کرنے لگے ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کا نہ گذرا تھا کا ادھر سے ملک ترسی پلاس پوش نہایت کبر و نخوت سے مع لشکر کثیر میدان مصاف مین آیا پہلے موافق دستور درستی میدان جنگ ہوئی پھر دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی بعدہ کرکیت اور زنقباد دونون لشکرون سے نکل کر درمیان دونون فوجون کے کھڑے ہوے پہلے کرکیتون نے جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہو کر باواز بلند یون کہا کہ ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلاوران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ے دون مقام گذر جانے کا ہی یاد کرو تم اپنے رفقا اور ساتھیون کو جو کل تمھارے ساتھ تھے اور میدان تمھا سے ساتھ اہل اسلام سے لڑے تھے آج وہ کہان ہین نام انکے یاد ہین صورتین انکی نظر سے نہان ہین کیا وہ لوگ بہادر تھے کہ اس میدان مین دشمنون سے لڑ کر سرخرو ہو کر دنیا سے چلے گئے آج تم اتنا ہمتین بہادرون کے اہل اسلام سے لڑنا دیکھو ارادہ کر یہ کہ نا عزت و آبرو اپنی خاک مین ملا دینا بعد انکے زنقباد جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بے اعتباری حیات اور بے ثباتی دنیا ے فانی مین یہ اشعار عبرت آمیز با واز بلند زبان پر لاکے انکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے (قصیدہ)

بس اعتماد برین پنج روزہ فانی نیست
گلست خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
طمع مکن کہ در و بوی مہربانی نیست
چہ حاجتست بیان را باستماع و بیان
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
دل ای رفیق برین کاروانسرای مبند

درخت قد صنوبر خرام انسان را
ولی امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل ہوش سر دو پیا
کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
کہ خانہ ساختن آئین کاروانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادہ جوانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
کہ مدام باد بہاری وزید در آفاق
بہای دولت یکروزہ زندگانی نیست
لہذا ای جوانان بہتر ہے اے دلاورانِ نامدار اپنی عزت و آبرو کا خیال کرو [illegible] مرنا ہی آج ہی دشمنون سے جنگ رستمانہ کر کے

مرجاو دنیا مین نام کر جاؤ دیکھو اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو نہ کھوتا قدم بڑھا کر پیچھے پانون نہ ہٹانا سپاہی بہادر کا اصل یہی ہی کہ اپنے حریفون سے لڑ بھڑ کر زخمہاے کاری کھاکر حق نمک اپنے مالک کا ادا کر کے دنیا سے جائے سبب کرکیت اور زنقبا جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ دلاوران ہر دو سپاہ شوق عروس جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے بار بار چاہتے تھے کہ مرکبون کو جولان کر کے لشکر حریف پر گر کے دشمنون کو تہ تیغ کریں جلد لڑ بھڑ کر مر جائین دنیا مین کچھ نام کر جائین غرض دلاوران ہر دو سپاہ لڑنے اور مرنے پر آمادہ تھے ناگاہ ملک ترسی پلاس پوش اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکر میدان کارزار مین آیا اور سبا و از بلند کہنے لگا ای امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کو بھیجو امیر ثانی نے اسکی تقریر سنکر مڑ کے دیکھا فی الفور صف لشکر سے ایک دلیر سمی خوزریز آہن کلاہ نکلا اور بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی سے اذن جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش کے گیا اُسنے پوچھا ای اجل رسیدہ کیا نام ہی اسنے اپنا نام بتایا اُسنے کہا کیا تو بیخوف و خطر میرے مقابلہ کو چلا آیا کچھ مجھ سے خوف نہ کیا اس بہادر نے جواب دیا تو کیا ہی جو مین تجھ سے ڈرتا تجھ جیسون کو مین نے بارہا قتل کیا ہی آج تجکو بھی قتل

کرونگا خالی ہاتھ میدان جنگ سے نہ جاؤنگا اگر خدا نے چاہا تو تیرا سر کاٹ کر میدان جنگ سے پھاؤنگا ملک ترسی اسکی گفتگو سنکے نہایت برہم ہوا اور بے تامل تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر پر اس بہادر کے لگایا اُسنے سپر اٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود آہنی پر آیا اُسکے بھی دو ٹکڑے کرکے کاسۂ سر مین در آیا وہانسے آگے بڑھکر تا پیشانی آیا تھا کہ خونریز نے دستانہ مار اتیغ تو سر سے نکل گیا لیکن سر دو پارہ ہوگیا خون سر سے مانند آب جاری کے بہنے لگا ہمہ تن خون مین تر ہوگیا سر گردن پر فرس کے رکھدیا جبتک اس طرف سے کوئی سردار جائے اُسنے بڑھکر حلقۂ زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دے کے پشت فرس سے اٹھا لیا خونریز بوجہ زخم کاری کے بیہوش ہوگیا تھا ملک ترسی نے اپنے عیار کے حوالے کیا اُسنے لیجاکر طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور جس جگہ قہور بن جمہور تھا اسی جگہ اسکو بھی قید کیا بعد گرفتار ہونے خونریز آہن کلاہ کے ملک ترسی نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک اور سردار نامی اسکے مقابلہ کو گیا ملک ترسی نے اسکو بھی زخمی کیا اور مرکب سے اٹھا کر ملک اژدوان کوہی کے سپرد کیا اسی طرح تا شام بیس سردارون کو زخمی اور اسیر کیا دوسرے روز پھر میدان مین آکر چند سردارون کو زخمی اور اسیر کرکے طبل بازگشت بجوا کے میدان سے چلا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ سات روز کے زمانہ مین قریب ساٹھ سرداران نامی کے ملک ترسی نے زخمی اور اسیر کیے بعد سات روز لڑنے کے آٹھوین روز ملک ترسی نے طبل جنگ نہ بجوایا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج شب کو ایسی بزم طرب آراستہ کرو کہ جو بزم جمشید سے بھی اکثر تکلفات و خوبیون مین بہتر ہو کیونکہ ہم بادہ خواری سے لطف اٹھائینگے اور رقص و نغمہ نازنینان سے حظ حاصل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم اسیطور سے بزم طرب آراستہ کی اس بزم عیش و عشرت کی مفصل تعریف تو ممکن نہین لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضائے

نظم

وہ زمرد کے خوبصورت جام
عطر دانون مین عطر مشک تتار
روشنی سے تھی بزم چرخ خجل
میوہ میوہ تھا باغ جنت کا
تھے وہ گلدستون کے حباب کہین
ماہ کو بھی ہوا تھا لیس سکتا

کوندے الماس کی وہ نور انگیز
جنکو بیٹیاے چرخ تاک کے بدام
اوسط جھولون کی تھی جو چھپر نہالکہ
نور سے بھر گئی تھی وہ محفل
تھالیان لعلون کی وہ نادر کار
وہ ظروف پر آب و تاب کہین
چاندنی شرمسار ہوتی تھی

آب یاقوت رنگ سے لبریز
کشتیون مین گلوریون کی بہار
حسن سے وہ ہوا کے رخنہ لگائے
ڈالیان میوؤن کی تھین وہ بجا
کہین سیخین کباب کی تیار
یہ قرینہ جو اس جگہ پہ ہوا
صدقے فصل بہار ہوتی تھی

جب اس طرح بزم عشرت آراستہ ہوئی ملک ترسی پلاس پوش ہنگام شب بزم مذکور مین آکر بالائے تخت بیٹھا لاجورد شاہ بھی آکر دوسرے تخت پر بیٹھا صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو بھی بصد ناز بزم طرب مین متمکن ہوا سوائے ان بیدینون کے جملہ اہل دربار علی قدر مراتب آکے دربار مین بیٹھے لاجورد شاہ نے چار طرف بزم طرب کو خوب آراستہ دیکھکر تعریف کی ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند چونکہ مجکو سرداران لشکر اسلام کی اسیری و گرفتاری سے بدرجہ کمال خوشی کرنا منظور تھا اسوجہ سے یہ بزم طرب اس عنوان سے آراستہ کرائی گئی ہے اب جس روز حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کو زخمی و اسیر کرلونگا اس سے بہتر جشن کرونگا یہ کہکر ساقیون کو طلب کیا حسب الحکم ساقیان خوبرو حاضر ہوئے شیشہ و صراحی و اٹھا کر جام یاقوت و بلورین مین ہر ایک اعلیٰ ادنی کو شراب پلانے لگے ملک ترسی نے

شراب پی کر ساقیون سے کہا یہ شراب اچھی تو ہی مگر بہت تیز نہین ہی ہمین شراب تیز پلاؤ ساقیون نے عرض کیا
کہ شراب دو آتشہ میخانہ مین ہی اور میخانہ بیرون بزم عشرت ہی فدوی جاکر ابھی لاتے ہین یہ عرض کر کے دو تین ساقی
تو بزم طرب مین موجود رہے اور ایک ساقی کو مانند شراب تند کے تیز تر جانب میخانہ مذکور حکم حاکم
کھینچ لیگیا حال اس ساقی کا تو آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال بارگاہ امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جس روز ملک
ترسی نے بزم عشرت آراستہ کی تھی اس طرف بادشاہ لشکر اسلام دربار مین بعد فراغ نماز مغرب مین تشریف
لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوے تھے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر موجود تھے بصد ادب اپنے
اپنے زنگل پر بیٹھے تھے عیاران لشکر اسلام بھی علی قدر مراتب استادہ تھے عمرو ثانی کرسی ... پر بیٹھے
تھے یکایک بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے فرمایا ہرکارون سے معلوم ہوا ہے کہ
آج ملک ترسی نابکار نے بزم عشرت آراستہ کی ہی خوشی اسکی یہ ہی کہ قریب ساٹھ سردار ومنتخب زخمی اور
اسیر کیے ہین اور اکثر سرداران لشکر اسلام چیدہ ومنتخب اسیر وزخمی ہوے ہین نہین معلوم کس سبب ایسے
نامی سردار اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی واسیر ہوے یہ وہ سردار ہین کہ ملک ترسی کی کیا حقیقت
ہی بظاہر اک حقیر وکم قوت ہی اگر عفریت بھی ان سے مقابل ہوتا تو اسکو بھی یہ سردار شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے
کرتے یہ سرداران نامدار ایسے نہ تھے کہ ملک ترسی ایسے حقیر شخص سے یون زخمی واسیر ہوتے ہمنے غور
سے ہر ایک سردار کو اس سے لڑتے ہوے دیکھا جب ہمارے لشکر کے سردار نے بقوت تمامتر تلوار اسکے
سر پر لگائی ذرا بھی تلوار نے نہ کاٹا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شئے ایسی ملک ترسی کے پاس
ہی کہ وہ ایسے ایسے نامی سردارون پر غالب ہوا اور کسی سے مغلوب نہوا اسسبب ہم چاہتے ہین کہ ہمارے
لشکر سے کوئی عیار جائے اور کسی تدبیر سے دریافت کر آئے کہ ملک ترسی کے پاس کیا چیز ہی کہ اسکے سبب سے
وہ اتنی لڑائیون مین غالب رہا ہر لڑائی مین چند سرداران نامی زخمی کر گیا ہی یا انھین اسیر کر کے لیگیا ہو یہ فرماکر
خاموش ہوے امیر ثانی نے عیارون کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تمنے سنا جو ظل اللہ جہان پناہ نے فرمایا
پس تم مین کون ایسا عیار فن عیاری مین کامل واکمل ہی کہ بفن عیاری اس شئے سے آگاہ کرے یا اسے ملک
ترسی سے لے آئے جسکی وجہ سے وہ ہمارے سردارون پر بوقت جنگ غالب ہوا ہی ہنوز امیر ثانی یہ فرماکر
خاموش ہوے تھے کہ اپنی جگہ سے چالاک ثانی اور رضوان بن عمرو وغیرہ چند عیار دست بستہ آگے بڑھکر
عرض کرنے لگے ای امیر یا تو قیر ہم جاتے ہین اور اس عقدۂ لاحل کو حل کر کے ابھی آتے ہین امیر ثانی نے
فرمایا تم مین سے جو کوئی عیار اس شئے کے حال سے ہمین آگاہ کریگا یا اس شئے کو ملک ترسی سے کسی عنوان سے
لے آئیگا ہم اسے انعام کثیر دینگے مالا مال کر دینگے عمرو ثانی نے جو ذکر انعام ومال کثیر کا سنا منہ مین لالچ سے پانی بھر آیا
بیتاب ہوکر کرسی مذکور سے اٹھکر باادب تمام عرض کرنے لگا ای امیر ثانی ان عیاران نالائق سے ہرگز اس
کام کا انصرام ہوگا یہ نادان جھوٹ کرتے ہین انکو اس عیاری مین مطلق تمیز نہین ہی وہان یہ جاکر کیا کارنمایان
کرینگے سوا اسکے میرے اور کوئی عیار اس کار دشوار کا انصرام کر نہین سکتا لہذا مجھکو ایک شب کی مہلت دیجیا
اور زر انعام جو تجویز کیا ہو یا تو ابھی سرکار سے مرحمت ہو یا جمع کر دیا جائے امیر ثانی نے جواب دیا قبل انصرام کار
انعام نہ دیا جائیگا ہان زر انعام جمع کر دیا جائیگا عمرو ثانی یہ سنکے خوش ہوا چالاک ثانی وغیرہ عیار
طرار گفتگو سے عمرو ثانی سنکے کچھ عیار بخوف ولحاظ بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی اپنے دل مین اور بجلہ ہستہ

آہستہ کہنے لگا کہ ہمکو نادان اور چھوکرے کہتے ہیں عیاری میں مقابلہ کریں تو حال کھل جائے مشہور ہی اونچی دوکان
پھیکا پکوان عیاران لشکر تو باہم یہ گفتگو کرکے اپنی اپنی جگہ پر کروٹ رہے لیکن عمرو ثانی بارگاہ سلیمانی سے نکل کے
جانب لشکر ملک ترسی بشکل قلندر روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا دیکھتا بھالتا اہل لشکر سے ہمکلام ہوتا ہوا سمت
میخانہ گیا ہر چند چاہا کہ در میخانہ پر بیٹھے اور منتظمان میخانہ کو کسی طور سے بیہوش کرے لیکن ممکن نہوا کسی نے باوجود
طلب ساغر مے ایک قطرہ بھی شراب کا نہ دیا اور قریب میخانہ بھی بیٹھنے نہ دیا کیونکہ وہاں انتظام عیار ملک
اردوان کوہی کا تھا عمرو ثانی مجبور ہوکر وہاں سے پلٹا تھا کہ اثنائے راہ میں دیکھا ایک ساقی
ایک کشتی مے جسمین کئی صراحیاں اور شیشہ مے مع جام و ساغر یاقوت والماس نہایت عجلت سے لیے ہوئے
جانب بزم عشرت جاتا ہے بہت گھبرایا ہوا ہے خود بھی کہتا جاتا ہے دیر زیادہ ہوئی ہے دیکھیے ملک ترسی خفا
ہوتا ہے یا کوئی سزائے سخت دیتا ہے عمرو ثانی نے اسے آتے دیکھکر سیدان میں اور کسی کو نہ پاکر ٹھہر گیا جب
وہ قریب آیا پوچھا بابا یہ کشتی مے کہاں لیے جاتا ہے کچھ شراب اسمین سے ہم فقیروں کو بھی دیگا تیرا بھلا ہوگا
اسنے جواب دیا ای قلندر یہ شراب نہایت تند و تیز ہے ملک ترسی کیواسطے حسب الطلب لیے جاتا ہوں اسمین سے
تو نہ دونگا لیکن اور شراب وہانسے واپس آکے ضرور دونگا تم میرے واسطے دعا کرو کہ بادشاہ مجھپر عنایت
کرے کیونکہ بادشاہ نے مے تند طلب کی تھی اور مجھکو دیر بہت لینے میں ہوئی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے قلندر نے جواب
دیا بابا کیوں عتاب بادشاہ سے خائف ہے میں تجکو ایسی ایک شے دیتا ہوں کہ اسکی وجہ سے بادشاہ تیرا تجھ
سے ہرگز ناراض نہو گا بلکہ خوش ہوکر انعام کثیر دیگا اسنے خوش ہوکر کہا شاہ جی معلوم ہوا کہ تم صاحب کمال ہو
وہ شے مجھے دو جس سے عتاب بادشاہ کو سیدل بمہربانی کر دے جلد مجھے دو اسکے عوض میں ایسی شراب پلاؤنگا کہ تمنے اپنی
زندگی میں کبھی نہ پی ہوگی اور جو انعام سرکار شاہی سے مجھے ملیگا اسمین سے بھی میں کچھ پیش کرونگا قلندر مذکور
نے یہ سنکے ایک چھوٹی سی شیشی اپنی جھولی سے نکالی اور کہا بابا دیکھو اسمین عطر ہے اس عطر کی یہ خاصیت ہے اور اسمین
یہ اثر ہے کہ اگر بو اسکی مشام دشمن تک بھی پہونچے تو وہ دوست دلی ہوجائے آ میں تیرے لباس میں تھوڑا سا
لگا دوں جب وہ قریب آیا قلندر نے عطر مذکور کسی قدر اسکے لباس میں لگا کر شیشی عطر مذکور کی اسے سنگھوا دی
چونکہ وہ عطر بیہوشی آمیز تھا فی الفور ساقی بیہوش ہوا قلندر نے اسکو تو ایک جھاڑی میں ڈالدیا اور رنگ
و روغن سے اسکی شکل بنکر اسی کا لباس پہنکر کشتی مے لیکر جلد ترسوے بزم طرب روانہ ہوا بعد قطع راہ
داخل بزم ہوا دیکھا عجب تکلف سے بزم آراستہ ہے کہ لائق تعریف کے ہے غرضکہ بزم طرب پر نظر کرتا ہوا اہل بزم کو
دیکھتا ہوا اور کشتی سے ایک شیشہ و ساغر لیکر شراب کو حسب دلخواہ بیہوشی آمیز کرکے کسی پر کچھ ظاہر
نہوا کہ اس ساقی نے شیشہ مے میں کیا شے شامل کی ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا ناز و انداز سے آگے
قدم بڑھاتا ہوا سامنے ملک ترسی کے پہونچا پھر شیشہ سے ساغر میں شراب تند انڈیل کر ہاتھوں
پر ساغر رکھکر ملک ترسی کو دیا اسنے ساغر لیکر شراب ناب پیکر کہا ہاں یہ شراب تند اچھی ہے یہی شراب
اہل بزم کو بھی پلا ساقی نے عرض کیا فدوی حاکم بجا لائیگا جب ساقی مذکور شاہ مذکور کو کئی جام شراب سے بھر کر
دیچکا اور وہ شراب پی چکا حسب الحکم اہل بزم کو بھی وہی شراب بیہوشی آمیز پلانے لگا تھوڑی دیر میں کل اہل
بزم کو وہ شراب پلائی یہانتک کہ لاہور و شاہ و اور صاحبان کو بھی وہی شراب پلائی اب صرف تشنگان
میکدہ باقی رہگیا جسوقت ساقی مذکور جام مے لیکر اسکے سامنے گیا اسنے سراپا پر نظر کرکے آہستہ کہا مجھے تو

معاف فرمائیے شراب نہ پلائیے مین آپ سے آگاہ ہو گیا آپ کچھ اندیشہ مجھ سے نہ کیجیے گا مین خلل انداز عیاری نہ ہونگا جو کچھ آپ نے چاہا وہ کیا اور جواب مناسب ہو کیجیے مین دخل نہ دونگا حال آپ کا کسی پر ظاہر نہ کرونگا اچھا ہوا آپ تشریف لائے بہت دنون سے مین نے آپ کو نہ دیکھا تھا اسوقت مشرف بزیارت ہوا عمرو ثانی نے کہا ای بجنگان جب سے تم ہمراہ لاجورد شاہ کے ہو آجتک تمنے ہزارون شرارتین کین مین تمھاری بات کا اعتبار نہین ہی ضرور اسوقت بھی تم کوئی شرارت کروگے بہتر یہ ہی کہ شراب پی لو یہ کہکر خنجر کی جانب دیکھا اور چاہا کہ خنجر کھینچکر نوک خنجر سے اذیت پہونچائے بجنگان سمجھ گیا کہ عمرو ثانی کے خلاف عمل کرنا اچھا نہین ہی یہ خنجر سے ضرور صدمہ پہونچائینگے یہ سمجھکر نہایت عجز سے کہنے لگا اگر مناسب ہو تو شراب نہ پلائیے اسکے عوض جو اشرفیان مین نے واسطے نذر حضور کے جمع کی ہین وہ لے لیجیے نذر قبول کیجیے عمرو ثانی نے کہا نذر ہم قبول کرینگے اشرفیان لاؤ اور یہ بتاؤ کہ ملک ترسی کے پاس کیا شی ہی کہ اسکے سبب سے سرداران اہل اسلام پر غالب آتا ہی اگر نہ بتاؤ گے اور جھوٹھ کچھ بھی کہوگے تو ابھی اسی خنجر سے تمکو ہلاک کرکے چلا جاؤنگا بجنگان نے خیال کیا کہ اسوقت عمرو ثانی تو بدرجہ کمال غصہ ہوا اگر تو جھوٹ بولا یا کوئی شرارت کریگا تو ضرور یہ تجھکو مار ڈالین گے جان تیری مفت جائیگی مناسب وقت یہی ہی کہ سچ بول کوئی شرارت نہ کر حال انکے اتنکا کسی پر ظاہر نہ کر جو یہ پوچھتے ہین صاف صاف انسے بتا دے انکے ہاتھ سے جان اپنی بچا ورنہ یہ ضرور تجھکو مار ڈالین گے انکے نزدیک مار ڈالنا تیرا سہل ہی یہ باتین دل مین کرکے کہنے لگا اگر مین بتادون پھر تو مجھے قتل نہ کیجیے گا عمرو ثانی نے کہا پھر تمھین قتل نہ کرونگا اسنے کہا ملک ترسی کے پاس ایک خفتان سحر ہی وہ اسوقت بھی زیر لباس پہنے ہی اسی کی وجہ سے ہنگام جنگ اہل اسلام پر غالب آتا ہی یہ خفتان اسکی دختر دا طلعت جادو نے اسکو دی ہی لیجیے اب مین نے صاف صاف کہدیا اب آپکو جو مناسب ہو کیجیے عمرو ثانی نے تمام حال اس سے دریافت کرکے اور اشرفیان سب کی آنکو چاپ کے اس سے لیکر کہا اب یہ جام شراب ہمارے ہاتھ سے لیکر پی لو اسی مین ہماری خوشی ہی بجنگان نے مجبور ہو کر جام لیکر شراب پی لی ابھی ہنوز بجنگان شراب پی نہ چکا تھا کہ ملک اردوان کو بھی عیار ملک ترسی بھی انتظام میخانہ کا کرکے عیاران لشکر اسلام کی عیاری کرنے کے خیال سے شراب میخانہ کو دیکھ بھال کر بزم عشرت مین آیا ملک ترسی کو دیکھا کہ نشہ مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے یہ اسے سلام کرکے اپنی جگہ پر بیٹھے جو کرسی واسطے اس کے مقرر تھی بیٹھا عمرو ثانی کہ بصورت ساقی تھا شیشہ و ساغر لیکر اس کے بھی سامنے گیا پہلے شراب سادہ کا جام دیا اسنے شراب کو دیکھکر بیہوشی سے صاف و پاک پاکر شراب پی پھر اور جام شراب ساقی سے طلب کیا اب کی مرتبہ ساقی مذکور نے شراب بیہوشی آمیز ساغر مین بھرکر سامنے ملک اردوان کوہی کے پیش کی اسنے اب کی مرتبہ کچھ بھی غور و فکر نہ کی اور بیخوف و خطر ساغر لیکر شراب پی لی بعد اسکے جو ساقی اور دیگر ملازم دربزم بر بادہ کشی سے محروم رہے تھے انکو بھی یہ کہکر دہی شراب پلائی کہ یارو آج شب عشرت ہی بزم طرب آراستہ ہی سب بادہ کشی مین مصروف ہین تم بھی شراب پیو شراب کی کشید مین ملک ترسی کا روپیہ صرف ہوا ہی ہمارا کیا نقصان ہی کہ ہم تمکو نہ دین اور بادہ کشی سے محروم رکھین انھون نے پینے کی اسکی تعریف کی کہ تم نہایت نیک ہو الغرض جسوقت جملہ اہل بزم وغیرہ شراب پی چکے اور انکو نشہ ہوا باہم بحث و تکرار کرنے لگے کسی نے کسی سے کہا کہ دیکھو یہ ساقی دربار مین ہی پر کس خوبی سے آتا ہے اور شراب پلاتا ہی اسنے اسکو جواب دیا کہ تو نہایت بیعقل و نالائق ہی ارے یہان دربار کہان ہی فرش سفید نفیس بچھا

گمان آب دریا کرتا ہی کیا دیوانہ ہی اسکی تقریر سنکے اُسنے کلمات سخت کہے اسی طرح کسی نے کسی کو دیکھکر کہا واہ
واہ تم بیٹھے ہو اور تمھاری مونچھون پر دو کوے بیٹھے ہوے کربال کر رہے ہین تسپے یہ بھی نہین ہوتا کہ اُنھین
ہکا دو یہ کہکر ہاتھ بڑھا کے مونچھین اسکی پکڑ کے زور سے نوچ لین اُسے غصہ آیا اُسنے اُسے ایک طمانچہ مارا اور
کہا او ر نالائق یہ کیا حرکت بیہودہ کی ہماری مونچھین نوچ لین سر بزم ہمین ذلیل کیا مطلق ہمسے خوف نہ کیا ہم وہ
ہین کہ بہادران عالم مین ہمارا مثل نہین ہم اسنے کہا نیکی برباد گنہ لازم واہ ہمنے تو کوے ہکا دیے تم ناراض
ہوتے ہو اور اپنی دلاوری ظاہر کرتے ہو بس چپکے بیٹھے رہو ور نہ پچتاؤگے ہین بھی کچھ ایسا کمزور نہین ہون کہ
تمسے دبون ابھی ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤنگا تمھارے سر و تن ہین جدائی ہو جائیگی ساری دلاوری و بیہودہ
گوئی بھول جاؤگے سیدھے سوے عدم چلے جاؤگے وہ یہ کلمات سنکے نہایت برہم ہو کے آمادہ جنگ ہوتا
تھا اسی طور سے ہر ایک نابکار ہر ایک کافر سے عالم نشۂ شراب بیہوشی آمیز مین بیہودہ کلمات کہتا تھا
حجت و تکرار ہوتی تھی آخر کار بعد تکرار بسیار وہ نابکار واسطے کارزار کے اٹھے ملک اردوان کوہی یہ
حال دیکھکر واسطے ان کے منع کرنے کے اپنی جگہ سے اٹھا ادھر یہ اٹھا ادھر وہ لوگ اٹھے لغزش پا کے سبب
سے گرے اور بیہوش ہوے ملک اردوان کوہی نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ دوڑ کر انھین اٹھائے ہنوز
ایک یا دو قدم بڑھائے تھے کہ وہ بھی لڑکھڑا کر فرش پر گر کے بیہوش ہوا جب اہل بزم کا یہ حال ہوا
صلصال و لاجورد شاہ و ملک ترسی بختگان بھی اپنی اپنی جگہ سے باین خیال اُٹھے کہ ان سب کو دیکھین
کہ یہ لوگ کیون اٹھکر گر پڑے انکا اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے انکو ایسا طمانچہ مارا کہ چکر کھا کر یہ سب بھی گرے
اور بیہوش ہو گئے جب کل اہل بزم بیہوش ہو چکے ساقی بذلہ سنج نے نعرہ کیا کہ منم عمرو ثانی اے کافران
نابکار اب دیکھو کہ مین تمھارا کیا حال کرتا ہون یہ نعرہ کرکے رنگ و روغن نکالکر جلد جلد اہل بزم کی صورتین
تبدیل کین کسی کی صورت کو مانند بندر کے بنایا کسی کو بشکل خنزیر بنایا کسی کا کالا منھ کیا کسی کی ڈاڑھی مونچھین
مونڈین اور سب کے کپڑے اتار لیے صرف پھٹے پرانے کپڑے کی لنگوٹیان باندھ دین بعد اسکے تمام بزم
عشرت کو لوٹ لیا کوئی شی وہان باقی نہ رکھی ہر ایک چیز اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کی ملک ترسی کی پوشاک
بھی اتار لی اور وہ خفتان سحر بھی اُسکے منھ اسکا کالا کرکے اسکے پہلو مین ملک اردوان کوہی کو ایک
زن خوبرو کی صورت بنا کر لٹا دیا اور ایک پرچہ اس مضمون کا لکھا کہ اے ملک اردوان کوہی آگاہ ہو
کہ منم عمرو ثانی دیکھ یون عیاری کرتے ہین اور بزم عشرت کو یون تباہ و برباد کرتے ہین اور تجھ ایسے
نادان و نالائق عیار کو یون بیہوش کرکے اپنا مطلب دلی حاصل کرکے یعنے خفتان سحر لیکے چلے جاتے ہین
اور تجکو ایک نادان و احمق عیار جانکے تیرے حال پر رحم کھاتے ہین ورنہ خنجر آبدار سے سر تیرا کاٹ لیتے
پس اس احسان کے عوض مین تجھکو لازم ہی کہ ملک ترسی سے کہدینا کہ اے ملک ترسی کفر سے باز
آ دین اسلام اختیار کر اطاعت و فرمانبرداری بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی قبول کر ورنہ
پچتائیگا اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سوا اسکے اے ملک اردوان کوہی تو بھی کفر سے باز آ میری
شاگردی اختیار کر کچھ عیاریان مجھ سے سیکھ لے ورنہ تو بھی پچتائیگا پھر اس پرچہ مذکور کو اردوان کوہی
کے گلے مین ایک ڈورے سے باندھ دیا بعد اسکے بختگان کو بصورت ایک نازنین بنا کے لاجورد شاہ
کے پہلو مین لٹا دیا بعد ازان بیرون بزم آکر بچوقت و خطر اپنے لشکر کیطرف چلا بعد قطع راہ اسوقت دربارگاہ

سلیمانی پر پہونچا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست نہ کیا تھا کہ عمرو ثانی اندر بارگاہ سلیمانی کے گیا امیر ثانی
نے پوچھا اے خواجہ کہو کچھ حال دریافت کرکے آئے یا غوث ملک اردوان کوہی سے بے نیل و مرام چلے آئے خواجہ
عمرو ثانی نے عرض کیا یہ خاکسار گیا تھا عیاری کرکے اہل بزم کو بیہوش کرکے ملک ترسی سے خفتان لے کر اور ملک
اردوان کوہی کو بعد بیہوش کرنے کے بصورت زن خوبرو بناکے پہلوے ملک ترسی مین لٹا کے خدمت
عالی مین حاضر ہوا ہے وہ عیار نابکار کیا ہے کہ جو مین اُس سے خائف ہوتا اور بے عیاری کئے واپس آتا
یہ عرض کرکے وہ خفتان سحر نکال کر روبرو امیر ثانی لگیا امیر ثانی نے خوش ہوکر خفتان مذکور لیکر انعام کثیر دیا
بادشاہ لشکر اسلام بھی خفتان مذکور کے آنے سے عمرو ثانی سے خوش ہوئے اور اُسی وقت دربار برخاست کیا
جملہ اہل دربار عمرو ثانی کی تعریف کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین گئے جب وہ
شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی ٹھنڈی ہوا سے ملک ترسی کو کسی قدر ہوش آیا اپنے پہلو
مین زن خوبرو کو پاکر اسے اپنی جانب لقصد ہمبستری کھینچا وہ زن خوبرو یعنے ملک اردوان کوہی بھی
ہوشیار ہو اتھا بیہوشی دفع ہو چکی تھی اُسنے آنکھ کھولکر عجب حال دیکھا نہایت شرمندہ اور خجل ہوکے ملک ترسی
کے پہلو سے اُٹھنے لگا شاہ مذکور نے کہا اے جان من اس وقت میرے پہلو سے اُٹھکر کہان جاتی ہے اسنے کہا اے بادشاہ
غضب ہوا ذرا ہوشیار ہوکر رنگ بزم دیکھئے معلوم ہوتا ہے کوئی عیار لشکر اسلام کا یہان آیا تھا اسنے عیاری کرکے بزم
طرب کو درہم برہم کیا سب کو ننگا کیا کپڑے اُتار لئے لنگوٹیان باندھ دین رنگ و روغن سے سب کے منہ
کالے اور سرخ کر دئیے ہین مجکو زن خوبرو خیال کیجئے مین ملک اردوان کوہی ہون مجکو بھی وہ نالائق بیہوش
کرکے بصورت زن خوبرو بناکے چلا گیا ہے آپ کو بھی ننگا کر گیا ہے ذرا آئینہ مین اپنی صورت دیکھئے عجیب صورت
آپکی بنی ہے ملک ترسی یہ سن کے بخوبی ہوش مین آکے اُٹھا اور اپنا حال اور تمامی اہل بزم کی صورتین دیکھکر
پہلے تو بے اختیار ہنسا بعدہ برہم ہوکر کہنے لگا او ناعیار تو موجود تھا اور عیار لشکر اسلام کا یہان آیا اور سب کو
اس نے بیہوش کیا اور یہ صورتین سب کی بناکے بزم کو لوٹ کے لے گیا تجھ سے کچھ نہو سکا تو کیسا عیار ہے دعوای عیاری
کا کرتا ہے ابھی ملک ترسی یہ کہہ رہا تھا کہ نجھنگا من شیطان بارگاہ خداوند لاجوردشاہ ہوشیار ہوکے اٹھا اپنے
تئین زندہ پاکر کہنے لگا خیر ان جناب نے یہ صورت بناکے مجھ پر رحم کیا قتل نہین کیا یہ کہکر ملک ترسی سے
کہا اے بادشاہ ملک اردوان کوہی پر کیون اسقدر عتاب ہے یہ ہرچند عیار ہے مگر عمرو ثانی کا کیا مقابلہ
کرسکتا ہے انکو یہ بیچارہ کیا روک سکتا ہے وہی اس جگہ تشریف لائے تھے عیاری کرکے سب کو بیہوش کرکے چلے گئے
ہین اور دیکھیے ایک پرچہ کاغذ کا اُس پر کچھ لکھا ہوا ہے آپکے عیار ملک اردوان کوہی کی گردن
مین باندھ گئے ہین ملک ترسی نے ادھر ان کوہی کی طرف غور سے دیکھکر کہا دیکھو تو اس پرچہ مین کیا لکھا
ہے اسنے حرف بحرف پڑھکے سنایا بعدہ کہا خیر اسکا عوض لونگا اگر بدلا اس کا نہ لیا اور عمرو ثانی کو اپنا کمال
نہ دکھایا تو مین عیار نہین ملک ترسی نے اُسکی تقریر سنکے اپنے سراپا پر نظر کی اور نہایت شرمندہ ہوکر کہا افسوس
اس عیار نے مجکو بھی برہنہ کر دیا تاج و لباس اور خفتان لے گیا ہائے مجکو صدمہ خفتان کے لیجانے کا
ہوا کاش کہ وہ یہان آیا تھا تمام بزم کو لوٹ لیتا مگر خفتان نہ لیجاتا کیونکہ خفتان مذکور گویا ایک تعویذ تھا میری
حفاظت جان کا اب اہل اسلام سے دیکھیے کیونکر بچتا ہون یہ کہکر مغموم ہوا اس اثنا مین لاجوردشاہ اور
صلصال وغیرہ جملہ اہل بزم ہوشیار ہوئے سب نے اپنا اپنا حال خراب دیکھا بہت شرمندہ ہوئے

ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ کیا آفت آئی خداوند نے یہ کیسی تقدیر نامعقول کی ہم کو ننگا کر دیا رنگ و روغن سے
کالا منھ کر دیا کچھ کفار نے جواب دیا ہاں ہاں خداوند کو کچھ نہ کہو یہ تقدیر اُنھوں نے نہ کی ہوگی پہلے دریافت تو کر لو کہ یہ کیا
واقعہ ہوا ہے پھر کچھ کہنا جب معلوم ہوا کہ عمرو ثانی نے عیاری کی ہے اور یہ حال بنایا ہے ہر ایک منفعل ہوا اور ریجا
خود کہنے لگا ہم نے خداوند کو ناحق برا بھلا کہا یہ لوگ تو شرمندہ و منفعل تھے لیکن وہ نازنینان خوبرو جو واسطے
رقص و نغمہ کرنے کے مع اپنے سازندوں کے دربار میں آئی تھیں جب وہ ہوشیار ہوئیں اور اُنھوں نے اپنے تئیں
لنگوٹی باندھا ہوا دیکھا حیا سے سر جھکا لیا شرم سے پسینہ آگیا بعد اس کے اپنے سازندوں سے کہا
نہیں معلوم کون موا موندی کاٹا تھا کہ اسنے ہمارا یہ حال کیا ہے ہائے پشواز اور پائجامہ اور انگیا کرتی تک ہماری
اُتار لے گیا ہمیں بیہوش کر کے چلا گیا نہیں معلوم بعد بیہوش کرنے کے اسنے کیا کیا فعل کیا ہوگا کس عضو کو چھوا ہوگا ننگا
کھلا دیکھا ہوگا سازندوں نے جواب دیا بیوی جو ہونا تھا وہ ہوا اب کچھ رنج برہنہ ہونے کا نہ کرو تم یہ خیال کرو
کہ جیسے تمھارے عشاق نے تمکو ننگا کھلا دیکھا ہے اور جا بجا اعضا پر ہاتھ لگایا ہے اُسی طور سے ایک اسنے بھی دیکھ
بھال لیا ہوگا اسکے اس فعل سے تمھارا کیا نقصان ہو گیا اگر اسنے کوئی فعل بھی کیا ہوگا تو کچھ اسی کا نقصان ہوا ہوگا
رنڈیاں اپنے سازندوں سے یہ تقریر سنکے خاموش ہوئیں ہنوز جملہ اہل بزم بیہوشی سے ہوشیار ہو کے اور
اپنی برہنگی پر نظر کر کے افسوس کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ جلد تر واسطے ہمارے
اور خداوند کے اور تمامی اہل بزم کے واسطے پوشاک و لباس ملے قدر مراتب لاؤ چنانچہ بمجرد حکم خدام گئے اور
پوشاک و لباس موافق ہر ایک مرد و زن کے لے کر آئے پہلے لاجور دشاہ اور ملک ترسی اور صلصال اور
ملک ارووان کو ہی اور رنجگان نے پوشاک و لباس بعد دور کرنے رنگ و روغن کے پہنا بعدہ
پھر ایک اہل بزم نے کپڑے پہنے رنگ و روغن چہرے سے دور کیا نازنینان خوبرو کپڑے پہن کے اور
انعام سے بھی دست بردار ہو کے جان بچی اس کو غنیمت جان کر مع اپنے سازندوں کے عیاری کرنیوالے کو گالیاں
کوسنے دیتی ہوئی بزم سے چلی گئیں ملک ترسی اور لاجور دشاہ وغیرہ بھی بزم سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ
و خیام میں گئے جب آفتاب نہاں ہوا اور ماہ بالائے فلک عیاں ہوا ملک ترسی بارگاہ سے برآمد
ہو کر دربار میں بالائے تخت حکومت آ کے بیٹھا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوئے لاجور دشاہ اور رنجگان
بھی آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہو چکا ملک ترسی نے ملک ارووان کو ہی
کو طلب کیا جبدم وہ آیا ملک ترسی نے اس سے کہا او نمک حرام اتنے دنوں سے تو ہمارا نمک کھاتا ہے
اور کچھ خیال ہماری جان و آبرو کا نہیں کرتا ہے شب گذشتہ عیار نے آ کے ہمارا اور تیرا مع جملہ اہل بزم کے کیا حال کیا
اگر وہ چاہتا تو سب کو قتل کرتا تو کیسا عیار ہے اسی نادانی و غافل ہونے پر دعوای عیاری کا کرتا ہے اپنی حفاظت جان و
آبرو تو نہ کر سکا اوروں کی کیا حفاظت کرتا اور اب کیا کرے گا جا دور ہو میرے سامنے سے آجتک میں تجکو عیار کامل سمجھا کیا اس وقت
سے عیار ناقص بلکہ ناعیار جانتا ہوں تیری حفاظت نہ کرنے سے میری آبروریزی ہوئی بزم کو عیار نے آ کے لوٹ لیا تجکو بھی
اپنی عیاری کا کمال دکھا گیا کپڑے تیرے بھی اتار کر عورت کی صورت بنا کے میرے پہلو میں لٹا گیا اگر تو کچھ شرم و غیرت رکھتا
تو اسوقت زندہ نہ رہتا اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کرتا ذلیل و خوار ہو کر عیار کے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا اور زندہ
بھی رہتا تو جو منھ سے کہا تھا اس کے ایفائے وعدہ میں کوشش کرتا عمرو ثانی کی عیاری کے جواب
میں تو بھی کوئی نادر عیاری کرتا سرداران لشکر اسلام کو جا کر بیہوش کر کے لے آتا کچھ تو اپنے کمال

کو ظاہر کرتا ملک اردوان کوہی نے سر جھکا کر دست بستہ عرض کیا واقعی جو حضور نے ارشاد فرمایا درست ہے
مجھ سے غفلت ہوئی بیشک مین نے دھوکا کھایا عمرو ثانی میرے دھوکا کھانے سے عیاری کر گیا مجکو اس کی
عیاری کر جانے کا اور اپنے دھوکا کھانے کا چندان ملال نہین ہے کیونکہ بڑے بڑے کامل اپنے اپنے فن مین
بعض اوقات دھوکا کھا جاتے ہین نامی و نامور بہادر لڑکون کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہو جاتے ہین اگر مین
مین بھی دھوکا کھا گیا تو کیا ہوا اس دھوکا کھانے کا اور عمرو ثانی کی عیاری کرنے کا کچھ ایسا صدمہ نہین ہے
جو حضور سے کہا ہے وہ ضرور کرونگا آج کی شب دیکھیے کیا کرتا ہون ملک ترسی تو اپنے عیار کی تقریر
سنکر خاموش ہو رہا لیکن لاجور دشاہ نے گفتگوے عیار مذکور سنکے کہا اے ملک ترسی اے بندہ خاص
من آگاہ ہو کہ کل ہمنے وہ تقدیر کی تھی کہ عمرو ثانی کے ہاتھ سے اہل بزم کو ننگا کرا دیا تھا اور خود بھی شمول حال
اہل بزم ہو گئے تھے آج یہ تقدیر کی ہے کہ ملک اردوان کوہی سرداران اہل اسلام کو بیہوش کر کے
متواتر لے آئے گا اسکو خلعت دینا چاہیئے اسپر غصہ بیکار ہے اسکی کیا خطا ہے ملک ترسی نے پوچھا اے
خداوند ایسی تقدیر آپ نے کیون کی کہ جس سے ہم سب کی اور آپکی بھی آبروریزی ہوئی لاجور دشاہ نے جواب
دیا تجکو ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جو مناسب جانتے ہین کرتے ہین یہ کہکر نشستگان کی جانب دیکھا وہ
سمجھ گیا کہ لاجور دشاہ یہ چاہتا ہے کہ مین اسوقت اسکے سخن کو اپنی تقریر سے رونق دون یہ سمجھکر ملک ترسی
سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شاہ واقعی اسکے امور مین کسی کو کیا دخل ہے دیکھیے ساتھ اہل بزم کے خود بھی
برہنہ ہو جانا گوارا کیا عمرو ثانی نے منھ کالا کیا اسے بھی منظور کیا اس نے مجکو عورت بنا کے اسکے پہلو مین
لٹا دیا اسکو بھی انھون نے پسند کیا کل اہل بزم کو عمرو ثانی نے لوٹ لیا آپ کا لباس اور تاج مع خفتان
اتار لے لیا یہ بھی ان کو برا نہ معلوم ہوا بلکہ کسی وجہ اور کسی مصلحت سے اُس کو مین نہین جانتا یہ سب امور
کئے ملک ترسی تو سنکے خاموش ہو رہا اہل دربار مین سے بعض بعض نے اپنے دل مین کہا عجب بیہودہ خداوند
ہے کہ ایسے ایسے امور کرتا ہے کہ اورون کے ساتھ اپنی بھی ذلت و توہین گوارہ کرتا ہے جب کرتا ہے
ایسی ہی نالائق تقدیر کرتا ہے مسلمانون سے بھاگتا پھرتا ہے نہین معلوم کتنی جگہ سے بھاگ کر یہان آیا ہے
حاکم کوہ شفق سے پناہ لی ہے باتین واہیات کرتا ہے امور نازیبا اس سے وقوع مین آتے ہین کچھ قدرت
و طاقت نہین رکھتا ہے اگر کچھ قدرت رکھتا ہوتا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست پے در پے کھا کر کیون
یہان آتا سب کو غارت کر دیتا اگر یہ کہیے کہ اہل اسلام پر رحم کرتا ہے بندہ جاہل جان کر اُن پر غضب و قہر نازل نہین
کرتا ہے تو یہ بھی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو شخص قدرت رکھتا ہو وہ یون اپنے دشمنون پر رحم کرے ذلت اٹھا کے
بھاگتا پھرے ہمکو تو اسکی خداوندی مین شک ہے چندے اور دیکھتے ہین اگر اسنے کوئی تقدیر معقول کی
تو خیر ورنہ ہم تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائینگے اس حرام زادے پر لعنت کرینگے اور بقول اہل اسلام کے
اس کو ایک شیطان گمراہ کنندہ جانینگے پہلے اہل اسلام کا یہ کہنا کہ لاجور دشاہ بھی ایک بندۂ خدا ہے اور
مانند شیطان کے مردم کو بہکاتا ہے ہمکو برا معلوم ہوتا تھا اب ہمین یقین ہے کہ وہ سچ کہتے ہین کہ یہ کیسا خداوند ہے
کہ مانند ہمارے کھاتا ہے اور پیتا ہے اور جاگتا ہے اور سوتا ہے بول و براز کی اس کو احتیاج ہوتی ہے کسی امر پر
قادر نہین ہے خلاف خداوندی ایسے امور ظاہر ہوتے ہین غرض کچھ نہ کچھ بات ہے ہمکو اسکی خداوندی مین شک
آ گیا ہے چند روز اور دیکھتے ہین بعدہ مسلمان ہو جائینگے دین اہل اسلام کا ہمین نہایت اچھا

معلوم ہوتا ہے ان کا خدا بھی لائق سجدہ اور پرستش ہے ہر حال مین خدا انکی مدد اور اعانت کرتا ہے روز بروز دین اسلام کو
ترقی ہوتی جاتی ہے دوسرے دین گھٹتے جاتے ہین خصوصاً دین لاجورد پرستی کو ضعف ہوگیا ہے آج
کل خدا کے اہل اسلام کا زور بڑھا ہوا ہے بقول اہل اسلام اسنے آسمان و زمین و آفتاب و ما فیہا کو خلق کیا ہے انکی
یہ لوگ پرستش کرتے ہین اور اسی کے حکم سے نماز پڑھتے ہین کس خوبی سے طاعت کرتے ہین بے اختیار دل یہی چاہتا ہے کہ ہم
بھی انھین مین شامل ہو جائین دین لاجورد پرستی کو ترک کرین مسلمان ہو جائین لیکن ابھی نہین کچھ دنون اور
لاجورد شاہ کو دیکھین کہ کیسی کیسی تقدیرین کرتا ہے بعدہ اس دین سے ہاتھ اٹھائینگے بعض اہل دربار کا
تو یہ عزم ہے جو لکھا گیا لیکن ملک اردوان کوہی تقریر لاجورد شاہ اور ملک ترسی پلاس پوش
سنکے عرض کرنے لگا یہ نمک خوار اسی وقت جاتا ہے تدبیر عیاری کی کرتا ہے یہ عرض کرکے بیرون بارگاہ آیا اور
شاگردون کو جمع کیا آہستہ انسے کچھ باتین کین انھون نے عرض کیا ہم حاضر ہین جو ارشاد ہوا ہے ایسا ہی کرینگے ملک
اردوان کوہی شاگردون کو کچھ سمجھا کے اُن کی طرف سے مطمئن ہوکے اپنے خیمے مین مع اپنے شاگردون
کے بیٹھا جب زمانہ وہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی بانے عیاری سے
اپنے تن پر آراستہ کرکے لباس سیاہ پہن کے چند شاگردون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر اسلام نہایت
ہوشیاری سے روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہوکے دیکھا کہ لشکر دور تک فروکش
ہے بارگاہین اور خیام برپا ہین چو رمہتابین اور رن مہتابین روشن ہین ایک سردار کئی سو سوارون کے
کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اہل لشکر سو رہے ہین یہ حال دیکھکر جھاڑی مین تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا
جب وہ سردار ایک سمت براے حفاظت لشکر روانہ ہوا ملک اردوان کوہی نے جلد تر
جھاڑی سے نکلکر پس پشت ایک خیمے کے جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے غور سے دیکھا کہ ایک سردار
لشکر غافل سو رہا ہے کئی شمعین مومی روشن ہین یہ حال دیکھکر دلیرانہ اندر خیمہ کے گیا اور قریب اس سردار کے
بیٹھکر کفچۂ بیہوشی مین تھوڑی بیہوشی رکھکر اسکے نتھنون کے پاس لے گیا جب اس نے اوپر کی سانس لی کچھ
مذکور سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچی فوراً اسکو چھینک آئی ملک اردوان سمجھ گیا کہ یہ بیہوش ہوگیا
فی الفور چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ عیاری کی لگا پشتارہ اٹھا کر پشت خیمہ کی طرف گیا
اور ایک اپنے شاگرد سے کہا یہ پشتارہ لے کر اسطرف سے کہ سناٹا ہے اپنے لشکر مین چلا جا وہ پشتارہ لیکر موافق
اُسکے کہنے کے روانہ ہوا جس سردار کو بیہوش کیا تھا اسکا عیار در خیمہ پر بیٹھا رہا اسکو کچھ خبر بھی نہوئی جب
ملک اردوان کوہی سردار مذکور کو بیہوش کرکے پشتارہ اسکا بدست شاگرد روانہ کر چکا دوسرے
سردار کے خیمے مین گیا اُسکو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے ایک اپنے شاگرد کے حوالے کیا شاگرد
مذکور پشتارہ مسطور اپنے لشکر کی طرف لے گیا اسی طرح اس شب مین دس سردار لشکر اسلام کے بیہوش
کئے قریب صبح اردوان کوہی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا صبح کو امیر ثانی کو اور بادشاہ لشکر
اسلام کو معلوم ہوا کہ عیار ملک ترسی کا دس سردارون کو بیہوش کرکے لے گیا امیر ثانی کو کمال رنج
ہوا عیارون پر عتاب کیا دوسرے روز وقت نصف شب پھر ملک اردوان کوہی لشکر اسلام مین آیا اور
باوجود نہایت ہوشیاری و خبرداری کے پانچ سردارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے اپنے لشکر
کی طرف چلا گیا اسی طرح سات شبون مین ساٹھ ستر سردارون کو بیہوش کرکے لے گیا اور ایک پرچہ کاغذ پر

یہ عبارت لکھکر چھوڑ گیا کہ اے عمرو ثانی تمنے فقط ایک عیاری میری غفلت میں کی تھی اسپر تم نے بہت ناز کیا تھا
اور مجکو نادان عیار بنایا تھا شاگرد کرنے کو لکھا تھا اب تمہیں انصاف کرو کہ تم لائق شاگردی ہو یا میں ہون
میں نے تو متواتر عیاریاں کیں اور تمنے بیچ اپنے شاگردون کے اور تمامی عیارون کے کہ ایک لاکھ اسی ہزار
ہیں حفاظت بخوبی کی اور میں نے اسی حفاظت میں عیاری کی اور سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا تم سے
بدرجہا بڑھ گیا لہذا تمکو لازم ہے کہ اب حلقہ شاگردی میرا اپنے گوش میں ڈالو مجھے استاد کہو میں عیاری میں کامل
بلکہ اکمل ہون تم ایسے چھوکرے میں نے بہت بنا کر چھوڑ دیے ہیں میرے شاگرد تمسے بہتر ہیں اب عیاری کا
دعوی نکرنا کبھی غرور نہ کرنا اپنے تئین عیار یکتا و بیمثل خیال کرنا صبح کو واسطے شاگرد ہونے کے کچھ مٹھائی
لیکے میرے پاس چلے آنا میں تمکو اپنا شاگرد کرکے عیاریاں بتادونگا اور اگر یہ منظور نہو تو ان عیاریونکا
جواب بتا زیادہ کیا کہا جائے جب صبح ہوئی وہ پرچہ عمرو ثانی کو ایک سوار نے اٹھاکے دیا اور کہا یہ کاغذ
درمیان لشکر میں ایک خیمہ کے قنات میں تاگے سے بندھا ہوا تھا میں نے لا دیا دیکھیے اسمیں کیا لکھا ہے عمرو
ثانی نے اسے پڑھا نہایت غصہ آیا کاغذ کو غصہ میں پھاڑ ڈالا اور کہا دیکھا جائیگا ان عیاریون کا جواب دیا
جائیگا لشکر اسلام میں تو بسبب گم ہوجانے سردارون کے سناٹا ہے امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو انکے
اسیر ہوجانے کا اور اردوان کے لیجانیکا ملال ہے لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملک اردوان
سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کے لیگیا اور سامنے ملک ترسی پلاس پوش
کے انکو لیگیا اسنے خیال کیا کہ یہاں ان سردارون کا رکھنا خلاف عقل ہے عیاران لشکر اسلام ضرور انکو
ایک نہ ایک روز رہا کرکے لیجائینگے پھر انکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا کیونکہ میں اب ایسے سردارون کو ہنگام
جنگ گرفتار کرنہ سکونگا خصوصاً سحر عمرو ثانی عیاری کرکے لیجا چکا ہے اسی خصوص سے میں بخوف تھا بار بار
طبل جنگ بجواتا تھا اور سردارونکو زخمی و اسیر کرتا تھا اب کس بھروسے پر طبل جنگ بجواؤنگا اور سردارونکو
زخمی و اسیر کرونگا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ ان سب سردارون کو اپنی دختر کے پاس روانہ کردون وہان
کوئی عیار نہ جا سکیگا اگر جائیگا گرفتار ہو جائیگا یہان ہر روز و شب عیاران لشکر اسلام واسطے رہائی سرداران
آتے ہیں ایسا ہی انتظام ساتھ ہوشیاری و خبرداری کے اتنک ہوا کہ ان سردارونکو کوئی عیار لشکر
اسلام کا رہا کرکے نہیں لیگیا ایسی ہوشیاری کہانتک رہیگی کسی روز نگہبان زندان ضرور غافل ہوجائینگے
عیاران لشکر اسلام اپنے لشکر کے سردارون کو رہا کرکے لیجائینگے یہ سوچکر فیروز گرد کو طلب کیا اور کہا
تو اپنے ساتھ جملہ سرداران لشکر اسلام کو لیکر میری دختر کے پاس جا اسکو جملہ سردار سپرد کرکے چلا آ فیروز گرد
کہ ہم عیار و ہم دلاور ہے اور شاگرد رشید ملک اردوان کوہی کا ہے حسب الحکم ملک ترسی کے ہنگام نصف
شب سب سردارون کو ارابون پر ڈال کر کئی سو سوارون کو بھی واسطے حفاظت کے بحکم بادشاہ مذکور
ساتھ لیکر قلعہ کوہ شفق کی طرف روانہ ہوا یہ تو جابجا مقام کرتا ہوا جاتا ہے ذکر اسکا بمقام مناسب آئندہ
آئیگا مگر اب کچھ حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز امیر ثانی نے عمرو ثانی و دیگر عیاران لشکر اسلام سے
کہا کہ ملک اردوان کوہی ہمارے لشکر کے سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا ہے تمسے نہیں ہوسکتا کہ ان
سردارون کو جاکر عیاری رہا کرکے لے آؤ سب نے عرض کیا حسب روز سے ملک ترسی سردارونکو لیگیا
ہے ہم ہر شب واسطے رہائی سردارون کے جاتے ہیں مگر نگہبانان زندان کو ہوشیار پاتے ہیں وہ اپنے

قریب بھی ہمین آنے نہین دیتے ہین شہارے کسی دام مکر مین گرفتار ہوتے ہین آخر ہم مجبور ہو کے چلے آتے
ہین آج پھر جائینگے اگر قابو پائینگے تو سردارون کو جس طرح ہوگا رہا کر لائینگے امیر اسکی تقریر سنکے
خاموش ہو رہے جب شب ہوئی عمر ثانی مع چند عیارون کے بصورت مبدل لشکر ملک ترسی مین گیا تمام
لشکر مین پھرا لیکن کہین سرداران لشکر اسلام کا نشان بھی نہ پایا مجبور ہو کے دو چار آدمیون کو لشکر کفار سے
بیہوش کیا اور انکو صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا اور بہت ڈرا کر اُنسے پوچھا سچ بتاؤ کہ سرداران لشکر اسلام کو ملک
ترسی نے کہان قید کیا ہی انھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان روانہ کیا ہی لشکر مین تو نہین ہین ہمنے سچ کہا
ہی اب آگے تم مختار ہو چاہو ہمین چھوڑ دو یا قتل کرو عیارون نے انھین راستگو اور بیخطا جانکر چھوڑ دیا
اور اپنے لشکر مین آکے ہنگام صبح امیر ثانی سے عرض کیا ہمنے شب گذشتہ لشکر حریف مین جاکر سرداران لشکر
منصور کو بہت تلاش کیا لیکن انھین کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر چلے آئے معلوم ہوتا ہی کہ ملک ترسی نے کہین
ان سردارون کو لشکر سے روانہ کر دیا ہی تاوقتیکہ کسی شخص سے مفصل حال دریافت نہوگا ہم کیا کر سکتے ہین امیر
انکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے یہان لشکر کفار مین ملک اردوان کو بھی یہ خیال ہوا کہ مین نے متواتر
کار نمایان کیے ہین آج پھر ملک ترسی سے کہونگا کہ اب ایفاے وعدہ کیجیے دختر اپنی میرے حوالے کیجیے یہ خیال
کر کے جسوقت حاکم کوہ شقاق دربار مین آکے بالاے تخت سلطنت بیٹھا اور جملہ اہل دربار علی قدر مراتب اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اور ملک ترسی بادہ خواری مین مصروف ہوا اردوان سے ضبط نہوسکا حاضر دربار مین پہونچا پہلے ملک
ترسی کو سلام کیا بعدہ دست بستہ سر دربار باآواز بلند عرض کیا اے بادشاہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر بدیع الملک
کو بیہوش کر کے پشتارہ اسکا اگر میرے حوالے کریگا تو مین اس کار نمایان کے عوض مین تجھے اپنی دختر دونگا جسپر
اسی وقت سے شگفتہ ہی یہ مژدہ جانبخش سنکے یہ نمک خوار شوق وصل یار مین ایسا بیتاب ہوا تھا کہ بے تامل
اپنی شب کو بھی اپنی جان کا خیال نکر کے لشکر اسلام مین گیا تھا اور عیاری کی تھی بدیع الملک کو بیہوش
کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر لے آیا تھا اور تیرے حوالے کیا تھا تو نے اسکو جلاد کے حوالے کیا
تھا اسنے زیر تیغ اُسے بٹھایا تھا ناگاہ محبوبہ میری یعنی ملکہ ماہ طلعت جادو یہان آئی اُسنے اسے قتل
ہونے سے باز رکھکر اپنے ساتھ لیگئی تھی بعد اسکے لیجانے کے اے بادشاہ یاد کر کہ مین نے تجھسے عرض کیا
تھا کہ ایفاے وعدہ کر تو نے کہا تھا ابھی صبر کر مین نے تیرے حکم سے صبر کیا تھا بعد اُسکے عمر ثانی نے تیری
بزم مین آکے عیاری کی بزم کو لوٹ لیا تیرے تن سے خفتان اتار کے مع لباس کے لیگیا تھا تو مجھپر خفا
ہوا تھا مین نے تیرے خفا ہونے سے لشکر امیر ثانی مین جاکر متواتر عیاریان کین اہل اسلام سے نہ ڈرا
جان کا کچھ خیال نہ کیا عیاران لشکر اسلام سے نہ خوف کیا سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کر کے تیرے حوالے
کیا اسی امید پر کہ تو اپنی دختر مجھے دیگا پس اب ایفاے وعدہ کر دیر نہ کر کیونکہ اب طاقت صبر نہین ہی فراق
محبوب مذکور مین ایک لمحہ مجھکو برابر ایک سال کے ہی اور ایک دن برابر ہزار سال کے ہی زندگی مجھکو بغیر
اسکے بدتر موت سے ہی بے اسکے لطف حیات نہین ہی جسوقت اسکا خیال آتا ہی دل پہلو مین مانند سیماب
کے تڑپتا ہی یا مانند ماہی بے آب کے طپان ہوتا ہی خواب و خور مجھپر حرام ہی آنکھین اسکے جمال کے دیکھنے کی
مشتاق ہین اور کان میرے اسکی صداے خوش کے شائق ہین دل بیتاب اسکے وصل کا آرزومند ہی
لہذا اب میرے حال زار پر رحم کر آج ہی اپنی دختر کو جس طرح تجھے منظور ہو میرے حوالے کر خواہ شادی کر دے

خواہ یون ہی مجھے دیدے تجھے اختیار ہے یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی پلاس پوش نے اسکی تقریر سن کے
نہایت غضبناک ہوکے کہا او نابکار تونے مجکو سر دربار ذلیل و رسوا کیا وہ بات ظاہر کی کہ جس سے سر دربار مین
ذلیل ہوا تونے میری عزت و حرمت خاک مین ملادی کچھ پاس و لحاظ تو نے اپنے بادشاہ کی عزت کا اور اپنی
نمک خواری کا نہ کیا بیباکانہ میری دختر کی یون خواستگاری کی مجکو سخت صدمہ دیا کیا کرون تو ملازم قدیم ہے
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا اسوقت کی تیری تقریر کی تجھے سزا دیتا اب صرف یہی سزا دیتا ہون کہ باوجود اقرار
کرنے کے تجھے اپنی دختر نہ دونگا ہرچند کہ مین نے تجھ سے وعدہ کیا تھا اگر اب ہرگز ہرگز ایفاے وعدہ نہ کرونگا
کیونکہ اول تو تونے صبر نہ کیا سر دربار مجھے ذلیل کیا دوسرے تو اپنی لیاقت پر نظر کر اور ہماری عزت پر نظر کر
تو ایک ذرہ ہے اور ہم بمنزلہ آفتاب کے ہین نہین ہوسکتا کہ تجھ ایسے ذلیل و ادنی کو ہم اپنی دختر حوالے
کرین تیسرے یہ کہ مجھے مقدور دختر مین بخوبی دخل نہین ہے وہ خود مختار ہے جسکو وہ چاہے قبول کرے اور
جس شخص سے چاہے ہم بستر ہو بس اب زبان دراز دور ہو میرے سامنے سے مدعا تیرا بر نہ آئیگا ملک اردوان
نے برہم ہوکے کہا اے بادشاہ دروغگو و اے شاہ نامنصف تونے اقرار کرکے انکار کیا اچھا نہ کیا مجھ ایسے اپنے دوست
کو اپنا دشمن بنایا برا کیا دیکھو اب بھی ایفاے وعدہ کر خلاف اقرار نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے ملک ترسی نے بغیظ و غضب
کہا او نشہ شراب مین ہوا ہے یا او نمک حرام و بیحیا تیری آبرو و عزت پیش مین نے اقرار کیا تھا لیکن مصلحتاً اقرار
کیا تھا اور وہ مصلحت وقت یہ تھی کہ تو وصل با وطلعت کے لائق [illegible] دربار [illegible] کو [illegible]
کرکے لے آئیگا اچھا اگر ایسا ہی ہوا مطلب میرا بالکل گیا وہ وقت گیا وہ بات گئی اگر تو میرا دشمن ہو جاے گا تو
کیا کر لیگا مین ہرگز اپنی دختر کو تجھکو نہ دونگا یہ کہکر ملازمون سے کہا اس نابکار کو یہان سے گردن اسکی
پکڑ کے یہان سے دربار سے نکالدو ملازمون نے حسب الحکم ملک اردوان کو دھکے دیکر نہایت
ذلت سے دربار سے نکالدیا وہ آبدیدہ ہوکر ملک ترسی کو کلمات سخت کہتا ہوا اپنے خیمہ کیطرف گیا جب
خیمہ مین پہونچا تا دیر سر بزانو بیٹھا رہا فکر مین غوطہ زن ہوا فکر کرتا رہا کہ اب کیا تدبیر کرون کہ در آرزو با محبوبہ
لینے لگا با وطلعت سے وصل ہو اور ملک ترسی کے شر سے محفوظ رہون کہ یہ دشمن ہوگیا ہے بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہے اور یہ لوگ بھی اچھے ہین کیونکہ اکثر سنا ہے اور دیکھا ہے کہ
مسلمان راست گو ہین اور اہل کمال کے قدردان ہین اپنے محسن سے ہمیشہ پیش آتے ہین لہذا انکے ساتھ نیکی
کرنا چاہیے اور ایسا احسان کرنا چاہیے کہ امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام اس احسان کے عوض مین میری محبوبہ
کو حتی الامکان مجھ سے ملادین اور خطا میری معاف کرین مجھ سے خوش ہون یہ خیال کرکے ایک نامہ
جانب ملک ترسی پلاس پوش سے فیروز گرد اپنے شاگرد رشید کو اس مضمون کا لکھا کہ اے فیروز گرد
تو اکیلا سرداران لشکر اسلام کی حفاظت و حراست نہ کرسکے گا عیاران لشکر اسلام یہان سے روانہ
ہوے ہین وہ تجھ سے جس طرح ممکن ہوگا سردارون کو چھین لینگے یا عیاری کرکے تجکو قتل کرکے سردارون کو
رہا کرکے لیجاوینگے لہذا تجکو لازم ہے کہ جسوقت یہ نامہ تیرے پاس پہونچے خبردار آگے نہ جانا سردارون کی
بخوبی حفاظت کرنا ہم تیرے استاد ملک اردوان کو بھی روانہ کرتے ہین جب وہ تجھ تک پہونچے تب
آگے روانہ ہونا تو ہرچند ہوشیار ہے لیکن استاد تیرا اگر تیرے ہمراہ ہوگا تو عیاران لشکر اسلام عیاری کر
سکینگے سردارون کو رہا کرکے لے نہ جاسکینگے جب اس مضمون کا نامہ لکھ چکا سرنامہ پر مہر ملک

ترسی کی مہر کرکے اپنے ایک شاگرد مسمی نسیم تیز رو کے حوالے کیا اور کہا یہ نامہ جلد لیجا نا اثناے راہ مین کہین توقف نہ کرنا جس جگہ فیروزگرد سے ملاقات ہو یہ نامہ اُسے دیدینا اور کہنا کہ یہ نامہ مجھے ملک ترسی نے دیا ہی سواے اسکے کچھ نہ کہنا اسنے عرض کیا استاد ایسا ہی ہوگا جو آپ نے ارشاد کیا ہی وہی کرونگا یہ کہکر وہ روانہ ہوا ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ ملک اردوان کوہی نے جو مہر سر نامہ پر ملک ترسی کی کردی یہ مقام اعتراض نہین ہی کہ اسکے پاس مہر بادشاہ کہان تھی قاعدہ عیارون کا ہی کہ مہرین بادشاہون کے نامون پر دیکھکر انکو دوسرے کاغذ پر اتار لیتے ہین اور ویسی ہی مہر تیار کرلیتے ہین بوقت ضرورت انھین مہرون سے کام نکالتے ہین عیاری کرتے ہین اگر ملک اردوان نے بھی بطریق و بطرز عیاران مہر ملک ترسی کی بھی کسی طور سے مہیا کرکے نامۂ مذکور پر کردی تو کیا جاے تعجب ہی الغرض آمدم بر سر مطلب جب ملک اردوان کوہی اپنے شاگرد کو نامہ دیکر سوے فیروزگرد روانہ کرچکا دوسرے روز خود بھی اسیطرف روانہ ہوا پہلے نسیم تیز رو پاس فیروزگرد کے پہونچا نامہ اسے دیا اسنے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اسی جگہ قیام کیا بعد دو روز کے ملک اردوان کوہی بھی پاس فیروزگرد کے پہونچا فیروزگرد نے کہا استاد مین تو آپکے آنے کا منتظر تھا نامہ بادشاہ کو دستفق کا نسیم تیز رو نے مجھے لاکے دیا تھا اب وقت شام کا ہی اسوقت یہان سے کیا کوچ کرونگ صبح کو یہان سے کوچ کرونگا آپ تشریف لاے خوب ہوا اب خوف عیاران لشکر اسلام کا نہ رہا یہ کہکر خاموش ہوا ملک اردوان نے کہا آجکی شب بہت ہوشیار رہنا مین بھی خبردار رہونگا ہمراہ سوارون کے حفاظت ان سردارون کی کرونگا تو بھی میرے ہمراہ رہنا سنا ہی کہ بہت سے عیاران لشکر اسلام واسطے رہا کرنے ان سردارون کے اس طرف آئے ہین اسنے کہا مین ضرور ہمراہ آپکے حفاظت ان سردارون کی کرونگا کیا مجال عیاران لشکر اسلام کی کہ میری اور آپکی موجودگی مین وہ یہان آکر عیاری کرین اور ان سردارون کو رہا کرکے لیجائین غرض انھین باتون مین اور کھانے پینے مین اور زیادہ کوشش مین ایک پاس سے زیادہ شب گذری ملک اردوان فیروزگرد کو ساتھ لیکے واسطے حفاظت سرداران مذکور کے اٹھا ان دونون کے ہمراہ تھوڑے سوار بھی ہوے باقی سوار اپنے فرش خواب پر سو رہے ملک اردوان گرد ان سردارون کے تا دیر پھرا کیا بعدہ سوارون سے کہا تم ان سردارون کی حفاظت کرو ہم مع اپنے شاگرد کے اس طرف براے سیر جاتے ہین تھوڑی دیر مین آتے ہین یہ کہکے فیروزگرد کو ہمراہ لیکے جانب صحرا گیا جب ان سوارون سے دور نکل گیا ایک درخت کے نیچے بیٹھا فیروز بھی بیٹھ گیا ملک اردوان کوہی نے کہا اے فیروزگرد تجھ سے اسوقت ایک بات کہین اگر تو منظور کرے تو خوب ہی مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اُسنے کہا استاد کہو وہ بات کیا ہی ملک اردوان نے کہا ای فیروز آگاہ ہو کہ ملک ترسی نہایت نالائق بادشاہ ہی ہماری قدر نہین کرتا ہی کیسی کیسی ہم اور تم عیاریان کرتے ہین انعام نہین دیتا ہی سوا اسکے اسکا دین بھی اچھا نہین ہی افسوس ہم آجتک گمراہ رہے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ نہ کیا اب خیال آیا کہ دین اہل اسلام کا اچھا ہی اور یہ مسلمان اہل کمال کے قدردان ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ تو ان سردارون کو رہا کردے اور انکے ساتھ اور میرے ہمراہ لشکر اسلام مین چل وہان پہونچکر دین اسلام سے مشرف ہو امیر ثانی تجھ سے اور مجھسے بہت خوش ہونگے انعام کثیر دینگے علاوہ انعام کے دولت دین حاصل ہوگی اس تدبیر سے اور اس عمل سے دولت دنیا و عقبیٰ دونون تجکو اور ہمکو حاصل

ہوگی اُسنے جواب دیا اُستاد ہرچند مین آپکا شاگرد ہون لیکن خلاف حکم ملک ترسی پلاس پوش ہرگز نہ کرونگا
آپکے نزدیک وہ نالائق ہے اور دین اسکا بہت برا ہی آپکے نزدیک دین مسلمانون کا بہتر ہے
میرے نزدیک سب دینون سے بہتر ہی آپ کہتے ہین کہ بادشاہ کو وہ شفیق قدردان نہین ہی اہل اسلام قدردان ہین
مین آپکے قول کے برعکس جانتاہون مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ مین سردارون کو رہا کردون اور دین اسلام
قبول کرون لشکر مین اہل اسلام کے جاؤن اپنے مالک و آقا سے منحرف ہون نمک حرامی اختیار کرون آپ
بھی اس ارادے سے باز آئیے ورنہ پچھتائیےگا اپنے دین سے بھی بیدین ہوجیےگا اور کچھ دولت
دنیا نہ ملےگی ای استاد اگر اور کوئی بات ہوتی تو مین قبول کرتا یہ بات تو ہرگز قبول نہ کرونگا خواہ
آپکو مجھسے ملال ہو ملک اردوان نے کہا او نالائق تجکو ہمارے کہنے کا کچھ خیال نہ ہوا کچھ پاس
و لحاظ ہمارا نہ کیا شاگرد ہوکر استاد سے اپنے سرکشی کی پس خلاف شرافت یہ فعل تجھسے ظاہر ہوا مجکو تجھسے
صدمہ پہونچا اسوقت دل یہ چاہتا ہی کہ تجھے قتل کرون اُسنے برہم ہوکے جواب دیا استاد بس چپ رہو زیادہ
کلام سخت نہ کہو ورنہ مین بھی کہونگا تم مجکو کیا قتل کروگے کیا مین تم سے نرم ہون یہ کہہ کر اٹھا اور خنجر
کمر سے کھینچکر کہنے لگا بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ نہ چلو اسی وقت سمت لشکر بادشاہ یا جانب سپاہ امیر تازی
چلے جاؤ ورنہ اسی خنجر سے تمکو قتل کرونگا اگر تم میرے ساتھ ہمراہ سردارون کے چلوگے یقین ہی کہ اثنا سے
راہ مین مجھے غافل دیکھکر یا مجھے بیہوش کرکے سرداران لشکر اسلام کو رہا کردوگے اب مین تمکو اپنا دشمن
اور اپنے بادشاہ کا بدخواہ جانتاہون ملک اردوان کو بھی اسکی گفتگوے سخت سنکے اور نہایت برہم
ہوکے خنجر کمر سے کھینچکر اٹھا اور کہا او نابکار ہوشیار ہوجا کہ اسی خنجر سے تجھے قتل کرونگا وہ بھی برہم ہوکے
آمادہ جنگ ہوا خنجر چلنے لگا تا دیر استاد و شاگرد لڑے آخرکار ملک اردوان نے اُسے زخمی کیا وہ
بوجہ زخم کاری کے زمین پر گرا ملک اردوان نے اسکے سینہ پر چڑھکر خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا پھر سر
اور لاش اسکی ایک جھنڈی مین ڈالکر جانب سرداران محبوس روانہ ہوا جب وہان پہونچا سوارون نے
پوچھا فیروزگرد کہان گیا ملک اردوان نے جواب دیا ہمنے اسے جانب لشکر ملک ترسی بغرض بندوبست
روانہ کردیا ہی سوار یہ سنکے خاموش ہورہے بعد تھوڑی دیر کے ملک اردوان نے ان سے کہا تم لوگ
دیر سے حفاظت کررہے ہو اب سو رہو مین جاگتا ہون حفاظت کرونگا وہ سوار خوش ہوکے اپنے
بسترون پر جاکر سو رہے ملک اردوان نے سب سوارون کو غافل دیکھکر جملہ سردارون کو قید سلاسل
سے رہا کردیا بیڑیان اور طوق و زنجیر وغیرہ انکے تنون سے دور کرکے دست بستہ سب سے کہا اب آپ
اپنے لشکر کیطرف چلیے مین ہمراہ رکاب ہون سرداران مذکور از حد خوش ہوکر چاہتے ہین کہ اپنے لشکر
کیطرف روانہ ہون ناگاہ تھوڑے سوار بیدار ہوئے انھون نے سردارون کو رہا دیکھکر ملک اردوان
سے پوچھا کہ ان سردارون کو کس نے رہا کردیا اُسنے جواب دیا ہمنے رہا کیا ہی اب تمکو چاہیے کہ آمادہ جنگ
نہو انکی اطاعت اختیار کرو وہ برہم ہوکے بسترون سے اٹھکے تلوارین علم کرکے آمادہ جنگ ہوئے سرداران
لشکر اسلام نے انکو برسر فساد دیکھکر انھین سواران صف آرا کی تلوارین اٹھا کے نعرے شیر آسا کرکے کہا
اے سواران نابکار دیکھو آمادہ کارزار نہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگے انھون نے کہا ہم تمکو زندہ
جانے نہ دینگے یہ کہہ کر حملہ ور ہوئے اس طرف سے جملہ سردار مشہور شکار بڑھے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین بہت

سے سواروں کو قتل کیا آخرکار باقی ماندہ سوار طالب امان ہوے سرداروں نے جنگ سے ہاتھوں کو روکا وہ سب سوار دست بستہ حاضر خدمت ہوے اور کہا ہماری خطا عفو کیجیے اور ہمیں مسلمان کیجیے ہمکو تحقیق ہوا کہ دین آپ صاحبون کا اچھا ہے خدا آپ کا آپ کی مشکل مین مدد کرتا ہے دشمن کو دوست بنا دیتا ہے ملک اردوان آپ صاحبون کو بیہوش کرکے لایا تھا اب اسی نے بحکم آپ کے خدا کے رہا بھی کر دیا سرداروں نے خوش ہوکے ان سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور کچھ عقائد دین تعلیم کیے بعد اسکے ملک اردوان کوہی نے بھی عرض کیا مجھے بھی دولت دین سے مالامال کر دیجیے سرداران مذکور نے اسکو کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے کے عیاران مذکور نے عرض کیا اب آپ اپنے لشکر میں تشریف لیچلیے سرداران مذکور اسکی راے پسند کرکے مقتول سواروں کے مرکبوں پر سوار ہوکے ملک اردوان کوہی اور سواروں کے ساتھ جانب لشکر امیر چلے

داستان طبل جنگ بچوانا ملک ترسی پلاس پوش کا اور آنا نقابدار گوہر پوش کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
خون سے آئے نظر زمین گلگون
مین دکھاؤن جو معجز تقریر
نہ رہے ہوش دھرم کی ہٹ [illegible]
ہند مین ہون مین زمزمہ پرداز
اب دکھاتا ہون اپنی جانبازی

تا لکھون نشہ مین مین حال جنگ
پڑھنے والا بھی سنکے دنگ رہے
جان پڑ جائے بول اٹھے تصویر
نہ رہے سنکے بلبلون کو ہوش
صدقے ہو روح بلبل شیراز

وہ سناؤن تجھے نئے مضمون
انوری کے بھی منہ پہ رنگ رہے
مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
شمع طور کلیم ہو خاموش
نہین آتی تجھے سخن سازی

کاتبان حال جنگ وجدال و مجران حالات میدان قتال اس داستان عدیم المثال کو اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ جب ملک ترسی پلاس پوش ان سرداران لشکر اسلام کو جنکو ہنگام جنگ اسیر کیا تھا اور ان بہادران نامی کو جنھیں ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کرکے لایا تھا ہمراہ فیروز گرد کے سمت مسکن ملکہ ماہ طلعت جادو روانہ کرچکا اور ملک اردوان کوہی کو بسبب اسکی تقریر ناخوش کے اپنے دربار سے بصد ذلت نکلوا چکا اور یہ خبر ہرکاروں سے سن چکا کہ ملک اردوان کوہی دربار سے نکلکر کسی طرف چلا گیا ہے ایک روز عالم نشہ شراب مین سر دربار کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عمرو ثانی عیاری کرکے خفتان لیگیا ہے اگر نہ لیجاتا تو مین بخوف وخطر طبل جنگ بجوا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرتا سرداران لشکر اسلام کو قتل و زخمی کرتا اکثر دلیرون کو اسیر کرتا اگر حمزۂ ثانی یعنی امیر ثانی بھی مجھ سے مقابلہ کرتے تو انکو بھی زخمی کرکے اسیر کرتا بادشاہ لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا لشکر اسلام کو تباہ و برباد کر دیتا چراغ لشکر اسلام کا گل کر دیتا خداوند کو خوش کرتا جو صلہ دل کا نکالتا مسلمانون کو تیغ الم سے قتل کرتا اب بخوف ہوکے طبل جنگ بجوا نہین سکتا نامی پہلوان جنگ مین کام آچکے دختر میری اپنے قصر کیطرف بدیع الملک کو لیکر جا چکی ہے اگر وہ مہمان ہوتی تو اس سے اور کوئی شے بابت خفتان مذکور کے بالا طلب کرتا بعدہ طبل جنگ بجوا تا اسلامانان قوی بازو سے سر دست ڈرتا دل بہت چاہتا ہے کہ طبل جنگ بجوایئے مگر ڈرتا ہون کہ کہین میرے لشکر کو شکست نہو یہ کہکر خاموش ہوا اگرگ تیز دندان کہ زخم سر اسکا اچھا ہو چکا ہے اپنے دنگل سے اٹھکے کہنے لگا اے بادشاہ فلک جاہ اگر بہت لڑنے کو دل چاہتا ہے تو میرے نام پر طبل جنگ

بجو یئے تماشا سیر لڑائی کا دیکھیے مین نے بھی حضور کا نمک کھایا ہی حق نمک ادا کرون دشمنون سے حضور کے لڑون انھین قتل کرون ملک ترسی نے خوش ہوکر اپنے ملازمون سے کہا ابھی بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم مع فوج گران میدان مین جائینگے گرگ تیز دندان دلیرانہ لڑیگا اسکی جنگ دیکھینگے ملازمون نے حسب الحکم اسی وقت طبل جنگ لشکر ضلالت نشان مین بجوایا جسوقت آواز طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے صدائے طبل جنگی سن کے فی الفور اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور لشکر مین اسوقت پہونچے کہ بادشاہ حارث بن سعد بالاے تخت حکومت جلوہ فرما تھے امیر اپنے دنگل پر مانند شیر غضبناک کے بیٹھے ہوے تھے سرداران لشکر بھی اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب بیٹھے تھے دربار بخوبی تمام آراستہ تھا جو سردار لشکر مین نہ تھے انکے دنگلون پر غاشیے پڑے تھے عیاران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھا ہوا تھا بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرما رہے تھے کہ ملک ترسی نابکار نے نہین معلوم ہما سے لشکر کے سردارون کو عیارون سے بیہوش کراکے اور کچھ سردارون کو زخمی و اسیر کرکے کہان روانہ کردیا ہی کچھ حال انکا معلوم نہین ہوتا کہ انکی رہائی کے باب مین کوشش کیجائے یا تو کوئی سردار مع فوج گران جاوے یا کوئی عیار براے رہائی روانہ ہو افسوس دنگل ان دلاورون کے خالی ہین نہین معلوم وہ قتل ہوگئے یا کہین اسیر ہین کیونکر انکا حال دریافت ہو ملک ترسی نے بعد اسیر و زخمی کرنے چند سردارون کے طبل جنگ بھی نہین بجوایا ہی شاید نقصان سحر کے ہونے سے طبل رزمی نہین بجوایا ہی دل گھبراتا ہی ہنوز امیر ثانی نے کچھ بھی جواب بادشاہ موصوف عرض نکیا تھا ناگاہ چند ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے انھون نے پہلے مجرا آگاہ سے بصد ادب مجرا کرکے زمین ادب کو بوسہ دے کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر جاری کی کہ بمصداق نظم

ترا حبل متین است اعتصام چہ باک
کز آفتاب چو پروانہ خواہد از وی نور
فراست تو چو افگند نور در عالم
ز عجز ضعف چو تیہو شد و بل عصفور

اگر گسستہ شود رشتہ سنین و شہور
نہال جاہ تو زان حوض یافت نما
نماند در تتق غیب ہم سر مستور
ہمیشہ تا نتوان کرد حصر دور فلک

چراغ بخت تو زان شمع بر فروختہ اند
کہ از ترشح او جا صل آید ست بکدر
ہمای ہمت تو گر بسان گردون را
ترا چو دور فلک باد عمر نامحصور

بعدہ اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت ملک ترسی نابکار نے بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ کل صبح کو میدان جنگ مین آ کے خدام سرکار دولت مدار سے مقابلہ کرے سواے اس خبر بشر کے خیریت ہی بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جواب امیر دیکھا امیر ثانی نے مافی الضمیر بادشاہ موصوف سے آگاہ ہوکے ہرکارون سے فرمایا نقارہ نوازون سے کہدو کہ باسید عنایت و مدد الٰہی چوب نقارہ رزمی پر لگائین وہ ہرکارے ہمراہ عمرو ثانی نقارہ نوازون کے پاس گئے حکم امیر ثانی سے انھین آگاہ کیا انھون نے حسب دستور لشکر اسلام کچھ اشرفیان عمرو ثانی کو نذر دین بعدہ بسم اللہ کہکے چوب اٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ رزمی سے ایسی نکلی کہ زمین مانند زلزلے کے جنبش مین آئی گنبد فلک تھرایا جانوران صحرا خوف سے بھاگے لشکریان ہر دو سپاہ صداے طبل و آواز نقارہ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل صبح کو پھر میدان مین حریفون سے لڑائی ہوگی سپاہ کے جو جو بہادر تھے وہ تو اسوقت سے سامان و تیاری جنگ مین مصروف و مشغول ہوے کوئی دلاور اپنی تلوار کو صیقل

سے زیادہ آبدار وصاف کرنے لگا کوئی اہل اسلام سے اپنے نیزہ کو درست کرنے لگا کوئی جری اپنی کمان کو درست
کرکے تیرون کو ترکش مین بھرنے لگا کوئی شجاع اپنی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر کسی جری سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
یہ وہ تلوار ہی کہ جب سر دشمن پر مانند برق کے گرتی ہی جس ہستی بدخواہ کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور یہ وہ تلوار
مانند آئینہ کے صاف ہی کہ اسمین عدو کو چہرۂ عروس اجل نظر آتا ہی دیکھنا اسی تلوار سے کافران نابکار کو ہم کیونکر
قتل کرتے ہین کوئی دلاور کسی صف شکن سے کہتا تھا کہ للّٰہ الحمد والمنہ صدائے نقارہ جنگی کان مین آئی چند روز
سے لڑائی موقوف تھی کیا دل بیتاب تھا اب امید ہی آئی صبح کو حریفون سے دلیرانہ لڑینگے بڑھ بڑھ کر دشمنون کو
قتل کرینگے بار بار نعرے شیر کے مانند کرینگے قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹائین گے خوشی سے زخم تیغ و تیر
صدر سینہ پر کھائین گے زخمی ہونگے لہو مین نہائین گے اگر زندہ رہے تو فہو المراد ورنہ سرخرو ہوکے دنیا
سے جائین گے حق نمک اپنے مالک آقا کا ادا کر جائین گے اگرچہ ہم لڑ کر کافرون سے مر جائین گے مگر یوجہ
اسکے کہ لوگ ہماری شجاعت کا چرچا کرینگے گویا زندہ رہین گے وہ صف شکن اس سے کہتا تھا بھائی ہاں بھی اور
دعا کرنا چاہیے کہ خدا ہمکو اور تمکو ہنگام جنگ ثابت قدم رکھے تلوار کی آنچ نہایت تیز ہی وہ لوگ بڑے
بہادر ہین جو اسکی آنچ سے متحمل ہوتے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہین گرمی بازار جنگ سے نہین ڈرتے ہین
ثبات قدمی اختیار کرتے ہین کوئی جری کسی دلاور سے اسطرح کہتا تھا دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہی مشہور
ہی جنگ دو سر دارد کس کی فتح ہوتی ہی کس کو شکست حاصل ہوتی ہی کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا ہی
کون زندہ رہتا ہی کون قتل ہوتا ہی مقام تردد ہی خداوند عالم ہم اہل اسلام کو کفار پر فتحیاب کرے دین اسلام
کو ترقی ہو کفر کو زوال ہو کفار دین اسلام قبول کرین یا قتل ہون کوئی دینداری کسی عارف سے کہتا تھا اے
برادر کل ہنگام سحر کفار سے لڑائی ہوگی تیاری جنگ تو کر چکے ہین تلوار کو صیقل کر چکے ہین زندگی کا اعتبار نہین ہی
کیا معلوم کل ہنگام جنگ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہونگے یا زندہ رہین گے سب بہتر و مناسب یہ ہی کہ شب
یاد الٰہی مین بسر کرین توبہ و استغفار کرین واسطے مغفرت کے خدا سے دعا کرین زاد راہ عدم کچھ تو مہیا کر لین
عارف مذکور جواب دیتا تھا جزاک اللہ مرد عاقل کو ایسا ہی خیال کرنا لازم ہی دنیا مین تو چند روز رہنا ہی اسکی
کیا محبت ہان جہان مدام رہنا ہی وہاں کی البتہ فکر چاہیے دنیا سے کچھ ایسے اسباب راحت وہان لیکر جانا چاہیے
کہ جس سے وہان آرام سے بسر ہو لشکر اہل اسلام مین تو مجبور بہادر درد مند ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور اکثر
ذکر خدا مین تر زبان تھے لیکن اب لشکر کفار ضلالت آثار کا احوال لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے طبل جنگ بجایا
گیا تھا جو لوگ بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین بشوق مصروف تھے باہم کہتے تھے کہ ہمکو اہل اسلام سے
بہت تعصب ہی یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انکو قتل کرنا ثواب عظیم ہی اور انپر رحم کرنا اور زندہ چھوڑنا
گناہ ہی ہم انکو ہنگام مقابلہ اس طرح قتل کرینگے کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی اگر انکے حال کو دیکھین گے
تو افسوس کرینگے بعد قتل کرنے کے بھی انکی روح اور انکے جسمون کو صدمہ پہونچائین گے انکے سامنے سے
پیچھے نہ ہٹین گے اگرچہ زخمی ہون یا قتل ہون اور جو لوگ بزدل تھے وہ باہم کہتے تھے ہمتو فوج مین نوکری
کرنے سے بہت پچھتاتے ہین ہر وقت یہان سامنا اجل کا ہی روز سامان جنگ ہوتا ہی طبل جنگی بجایا جاتا ہے
سامنا دشمنون سے ہوتا ہی تلوار چلتی ہی کشت و خون ہوتا ہی گرمی بازار اجل سے دل گھبراتا ہی خیال قتل و
مرگ سے خون تن مین خشک ہوا جاتا ہی مرنے سے ڈرتے ہین ہمتو زندگی کو پسند کرتے ہین یہ لوگ نہایت

جاہل ہین کہ آبرو و عزت پر نظر کرکے مرجانا قبول کرتے ہین ہم جاہل نہین ہین کہ دیدہ و دانستہ جان عزیز کا خیال نہ کرین آبرو پر نظر کرین ہمارے نزدیک عزت و آبرو کیا چیز ہے جو کچھ ہے وہ جان ہے اگر جان نہین تو کچھ بھی نہین لہذا ایسی نوکری سے باز آئے اتنک جو ہوا ہوا فوج مین رہے تلوار سپر باندھی گھوڑے پر سوار ہوے اب محنت مزدوری کرکے زندگی بسر کرینگے یہ باتین کرکے لشکر سے ہر حیلہ و بہانہ سے نکل نکل کر اپنے اہل و عیال کیطرف جاتے تھے جو لوگ بہادر تھے انھین جاتے ہوے دیکھکے پوچھتے تھے اسوقت کہان جاتے ہو وہ کہتے تھے ہم ابھی آتے ہین براے سیر جاتے ہین بہادران لشکر جواب دیتے تھے اب تم کیا آؤ گے معلوم ہوگیا بزدل ہو خوف جان سے لشکر مین نہ ٹھہرے وقت امتحان بھاگ نکلے نمک حرام ہوگئے اپنے آقا و مالک سے بیوفائی کی جان کا خیال کیا کچھ آبرو و عزت کا لحاظ نہ کیا افسوس تم سب نے بہت برا کیا اپنے ساتھ اورون کو بھی بدنام کیا کہنے والے یہی کہین گے کہ مردمان لشکر ملک ترسی بزدل ہین شب تاریک مین خوف سے جان لیکے بھاگے جاتے ہین خیر ہم تمکو روکتے نہین ہین اگر جاتے ہو تو جاؤ تمھارا جانا ہی اچھا ہے اگر تم نہ جاتے اور وقت جنگ سامنے سے حریفون کے بھاگتے تو یقینا تمکو دیکھکر بہادرون کے بھی پانون اٹھ جاتے تم اپنے ساتھ لشکر اور اہل لشکر کو بھاگنے پر آمادہ کردیتے یہ کہکر خاموش ہوے بزدل انکی تقریر سنکے کچھ مرد نہوے اپنے مکانون کی طرف چلے گئے الغرض دونون لشکرون مین بہادرون نے تیاری جنگ مین شب بسر کی بزدل خوف جان سے لشکر سے نکل گئے بہادر رہگئے جب وہ وقت آیا کہ بمقتضاے این قطعہ

سفیدی نے دھولا سیاہی کا رنگ	ہوا چرخ پر جبکہ دور شراب	فلک نے لیا ساغر آفتاب
سحر نے پڑھا سورۂ فجر کو	بنا ملک زنگی کا ملک فرنگ	ورق الٹا واللیل کا شاد ہو
وہ کوئل کی کوکو وہ قمری کا شور	لگی چلنے باد صبا دمبدم	لگے بولنے جانور بھی بہم
لگے تو کہ مخمل پہ موتی جڑے	وہ بلبل کے نغمے پپیہے کا زور	وہ سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے
	وہ صحرا کا لطف اور چمن کی فضا	درختون کا وہ وجد مین جھومنا

جملہ اہل اسلام فریضۂ سحری سے فارغ ہوکے مسلح و مکمل ہوے پھر ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جانب نبردگاہ بقصد اشتیاق جنگ روانہ ہوے بعد قطع راہ نبردگاہ پر پہونچے سواری بادشاہ کی رکی جملہ اہل اسلام ٹھہر گئے بادشاہ و امیر ثانی انتظار ملک ترسی کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ بیدین و بدیقین بھی ہمراہ اپنے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال نابکار کے بجمعیت فوج کثیر میدان رزم مین آیا اسوقت دونون لشکرون سے باشارہ دونون بادشاہان سپاہ کے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوے نکلے اور درمیان مین دونون فوجون کے جاکر جھاڑی جھنڈی خار و خس پھاوڑون اور بیلچون سے دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام عرصۂ کارزار کو صاف و درست کرچکے وہان سے ہٹ گئے بعدہ سقے دونون طرف سے مشکین پانی سے بھری ہوئی لیکر نکلے انھون نے مثل ابر باران کے بارش آب سے میدان کارزار کو تر و سرد کردیا گرد و غبار کو دفع کیا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہوچکی اور سقے بھی میدان جنگ سے چلے گئے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا اہل اران ہر دو لشکر نے علم کھولے امیر ثانی چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بعہدۂ سپہ سالاری کھڑے

ہوے علمدار نے سایۂ علم اژدہاپیکر کا سر پر کیا اس علم سے آواز متواتر یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے
لگی سوا اسکے پھریرے سے بوے مشک و عنبر اس درجہ نکلی کہ سارا میدان خوشبو سے بس گیا دماغ
ہر ایک کا بوے خوش سے معطر ہوگیا اہل اسلام اس بوے خوش کے آنے سے درود پڑھنے لگے ہنوز
اہل اسلام بوے خوش سے درود پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ دونون لشکرون سے کڑکیت از رنقبا
نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جا کے ٹھہرے کڑکیت اپنے جوانان لشکر کیطرف مخاطب ہوکے باواز
بلند اُنسے کہنے لگے اے جوانان لشکر شکن و اے دلیران شمشیرزن آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہے کسی کو اس
جگہ ثبات نہین ہمیشہ کسی کی حیات نہین کونسا گل کھلا جسکو ظلم خزان سے ضرر نہ پہونچا کونسا درخت پیدا ہوا
جو مدام سرسبز رہا فصل خزان اور جفاے تیشہ سے محفوظ رہا کون بشر دنیا مین خلق ہوا کہ جو موت سے بچا
خیال کرو سلاطین نامی و نامور دارا و اسکندر و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو و کیکاؤس جمشید و
فریدون وغیرہ اسوقت کہان ہین وہ انکی حکومت وہ سلطنت وہ انکا لشکر دریا موج وہ انکا خزانہ
وہ جاہ حشم انکا انھین کے ساتھ تھا اب نہ وہ ہین اور نہ وہ سامان ہین باوجود اس ملک و مال کے
وہ اسی اجل سے مجبور و ناچار ہوے کہ دنیا سے سوے عدم چلے گئے حکماے حاذق علاج سے اور
خراج ملک و مال و زر و جواہر کے صرف کرنے سے بھی پنجۂ گرگ اجل سے نہ بچے آخر شکار گرگ اجل ہوگئے
ملک و مال خزانہ بیشمار چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی نہ لے گئے
زندگی مین فرش نرم و نازک پر خواب کرتے تھے شمعہاے مومی و کافوری کی روشنی مین شب بسر کرتے تھے
اندھیرے مین گھبراتے تھے گرد و غبار سے بچتے تھے بعد مرگ وہی زیر خاک نہان ہوے ہزارون من
مٹی انکے عزیزون اور دوستون نے اُنپر ڈالدی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ شاہان اولوالعزم و نازک مزاج اپنا
گرد و غبار سے انکے اجسام کو بچاتے تھے خاک مین انکو نہ چھپائین ہاے وہ عزیزہ احباب انکے کیونکر ایسا نہ کرتے
کہ حکم براے میت یہی ہے کہ بعد مرگ خاک مین چھپا دو گوشۂ قبر مین میت کو لٹا دو تختے لگا کے قبر بند کر دو وہانسے
ہٹ جاؤ بس انھون نے بھی ایسا ہی کیا انکو موافق حکم قبر مین نہان کر دیا نشان قبر بنا دیا اب انکی قبر بھی
نہین ظاہر ہین نشان قبرون کے مٹ گئے ہین اگر کسی بادشاہ کی قبر کہین ہے تو اسے دیکھکر چشم پرنم ہوتی ہے
دل انکے حکومت و جاہ و حشم کا خیال کرکے غمگین ہوتا ہے کیونکہ قبر سراسر شکست نظر آتی ہے چادر گل ادھر
شمع فروزان سے خالی پائی جاتی ہے کوئی دلسوز مانند شمع اس قبر پر دل بھی نہین جلاتا ہے کوئی صاحب قبر کو
بادشاہ جان کے تحفہ ثواب بھی نہین دیتا ہے وہ باوجود بادشاہ روے زمین ہونیکے بعد مرگ محتاج ثواب ہین
اپنے اعزا اور احباب سے طالب خیر و ثواب ہین ایسی جگہ جا کر سکونت پذیر ہوے ہین کہ وہان خود کوئی کار
خیر نہین کر سکتے اپنے امراض انواع و اقسام عصیان کا کچھ علاج نہین کر سکتے زیر خاک پڑے ہین کسی کو
اپنے پاس بلا نہین سکتے اور کوئی فرد بشر سے انکے پاس جا نہین سکتا کسی سے وہ کلام کر نہین سکتے نہ کوئی
انکی تقریر سن سکتا ہے ایسے خواب مین ہین کہ کوئی بشر انکو جگا نہین سکتا اور نہ وہ خود جاگ سکتے ہین افسوس
ہزار افسوس وہ قبور مین کیسے مجبور و ناچار ہین کیڑے انکے گوشت و پوست کو کھاتے ہین وہ انھین دور بھی
کر نہین سکتے جس کروٹ لیٹے ہین سواے اسی کروٹ کے برعکس اسکے کروٹ بدل نہین سکتے ہرچند کوئی
انکو پکارے جواب نہین دیتے لاکھ کوئی رو مرے اور اپنا حال بھی کرے انکو خبر بھی نہین ہوتی کہ کون ہماری

تو یہ آیا ہی کون ہین یاد کرکے روتا ہی سواے ان بادشاہان گذشتہ کے کہ زورآوران روے زمین پہلوانان
قوی فشنگین کو یاد کرو کہ وہ کہان ہین رستم و اسفندیار سہراب دبرزو و فرامرز گیو بیژن وغیرہ
دلیران ایران کے کچھ کہین نشان ہین ہان نام انکے بوجہ انکی شجاعت و بہادری کے زبان زد خلق ہین لیکن
قبرون کا نشان بھی نہین ہی زندگی مین زور آزما تھے کسی کو دباتے تھے بعد مرگ خاک سے دب گئے
کچھ بس نہ چلا ذرا بھی قوت و شجاعت کام نہ آئی زندگی مین در قلعہ توڑتے تھے بعد فنا قبر کے تختے بھی نہ ہٹا سکے
علاوہ انکے تم اپنے بزرگون کو یاد کرو اسوقت تمھارے آبا و اجداد جو نامی و گرامی تھے اور جن کی
دلاوری و شجاعت مثل آفتاب عالمتاب روشن تھی کہان ہین تمکو چھوڑ کر مجبوری سے چلے گئے اور
ایسی جگہ گئے کہ جہان سے اب آ نہین سکتے نہ تم انکو دیکھ سکتے ہو نہ وہ تمکو دیکھ سکتے ہین اجل سے ایسے بیحس
و حرکت زیر زمین پڑے ہین کہ مطلق حرکت بھی کر نہین سکتے جنکو محبت دوست رکھتے تھے اب انکا خیال بھی نہین
کرتے ہین مقراض موت نے رشتہ محبت کو بھی ہمراہ رشتہ جان کے قطع کر دیا ہی کبھی وہ کسی کو یاد بھی نہین کرتے
ہین جس طرح وہ کسیکو اپنے اعزا و احبا مین سے یاد نہین کرتے اسی طرح کوئی انکو بھی دنیا مین یاد نہین کرتا چونکہ
وہ بہادر تھے اکثر دلاوری و بہادری انسے ظہور مین آئی تھی اسی سبب سے ہم اور اکثر مردم انکو یاد کرتے ہین تعریف
انکی شجاعت و بہادری کی کرتے ہین اگر وہ اس کشت زار یعنے دنیاے ناپائیدار مین تخم شجاعت و بہادری
نہ بو جاتے تو کبھی شجر بار آوری پیدا نہوتا اور ثمر خوبی نہ دیتا بس تمکو لازم و مناسب ہی کہ گذشتہ کا خیال کرکے
اور موت کے آنے کا یقین کرکے اپنے آبا و اجداد کیطرح اس دنیا مین امور نیک کرو تا کہ بعد مرگ تمکو بھی اہل
جہان ساتھ نیکی کے یاد کرین فرزند سعید وہی فرزند ہی جو قدم بقدم امور خیر مین اپنے پدر کے ہو تمھارے
آبا نے اکثر لڑائیون مین حریفون کو دلیرانہ تہ تیغ کیا ہی قدم جنگگاہ مین بڑھاکر نہین ہٹایا ہی تلوار کی آنچ سے
کبھی نہین گھبرائے ہین سراپا زخمہاے کاری کھائے ہین خون مین نہائے ہین نمک حلالی ظاہر کی ہی
عوض مین اپنے مالک و آقا و ولی نعمت کے جان اپنی دی ہی عزت و آبرو کا خیال کیا ہی جان دیدینا میدان
نبرد مین گوارا کیا ہی دشمن کو پشت نہین دکھائی ہی تم بھی انھین کے فرزند ارجمند ہو لہذا آج تم بھی مانند
انھین کے اپنے حریفون سے لڑنا اور مثل اپنے آبا و اجداد کے میدان رزم مین اپنی بہادری ہر ایک
کو دکھانا جہانتک ممکن ہو قدم آگے ہی بڑھانا بڑھ بڑھکے دشمنون کو قتل کرنا نعرے شیر آسا کرنا
حتی الامکان صفین لشکر اعدا کی درہم و برہم کر دینا سردارون کو چن چن کے قتل کرنا بلکہ بہتر و مناسب
یہی ہی کہ جہانتک ممکن ہو بادشاہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرنا جب بادشاہ ہی نہوگا اہل لشکر کیا لڑینگے میدان
جنگ سے بھاگ جائینگے انکا مال و اسباب لوٹنا سر بادشاہ کا تیغ سے جدا کرکے اپنے بادشاہ کو نذر دینا
عوض مین اس دلاوری کے خلعت و جاگیر و انعام وافر لینا اور اگر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہو جاؤگے
تو بھی اچھا ہی بہادرون مین محسوب ہوگے مانند اپنے آبا و اجداد کے دلاور و نمک حلال مشہور ہوگے
لوگ تمکو بھی انھین کیطرح یاد کرینگے مانند رستم و اسفندیار کے تمھاری بھی دلاوری کا ذکر کرینگے دیکھو
لڑنے سے اور زخم نیزہ و شمشیر و سنان کھانے سے خوف نہ کرنا آخر ایک روز مرنا ہی آج ہی مر جانا جس طرح
سے پہلے بادشاہون اور نامی پہلوانون وغیرہ کے حالات بیان کیے ہین اسی طور سے ایک دن سبکو
دنیا سے جانا ہی زیر خاک مقیم ہونا ہی تم کبتک اپنی جانون کی حفاظت کروگے عبث پیمانہ عمر لبریز ہوگا

دنیا سے سوے عدم چلے جاؤ گے بھاگنے سے بچ نہ جاؤ گے قضا سد راہ ہوگی زمین پانون پکڑ لیگی بھاگنے
ندیگی حریف تعاقب کرینگے ذلت سے قتل ہو گے جان ساتھ بیغیرتی و بیحرمتی کے جائیگی اہل جہان تمکو نامرد و
بزدل کہینگے اس صورت مین کوئی بہادر و مادر دلاور نہ کہے گا آگے تمکو اختیار ہے ہمنے نیک بد سے آگاہ کر دیا
تم عاقل و ہوشیار ہو کچھ نادان و نافہم نہین ہماری جنس بے بہاے تقریر کو میزان عقل مین تول لو ذرا فکر و غور
سے خیال کرو کہ ہم سچ کہتے ہین یا جھوٹ کہتے ہین نقباے خوش آواز خوش گلو و خوش تقریر جدا نا ن اہل
اسلام سے مخاطب ہو کے باآواز بلند کہتے تھے کہ اے دلیران عرب و اے بہادران عالی حسب و نسب آگاہ ہو
کہ تم سب بہترین اقوام ہو مانند تمھارے کوئی قوم و قبیلہ شجاع و بہادر نہین ہے تم مین دو طرح کی قوتین ہین
ایک تو قوت ظاہری دوسری قوت باطنی قوت ظاہری تو یہ ہے کہ عنایت خدا سے تم قوم عرب ہو تمامی قومون
سے قوی تر ہو شجاعت تمھاری مشہور آفاق ہے تلوار تمھاری وہ تلوار ہے کہ جسکا لوہا ہر ایک قوم مانے ہوے
ہے دوسری قوت قوت دین اسلام ہے تمسا دنیا مین کون بہادر ہے بار ہا تمھین نے کافرون کو شکست دی ہے
جب کفار سے لڑائی ہوئی ہے غلبہ اہل دین کو ہوا ہے کفار کو شکست ہوئی ہے کفار رسہا ن مانند لات و ہبل وغیرہ
سنہ کے بھل زمین پر گرے ہین کتنے ادر تمھارے آبا و اجداد نے سر انکے لاتون سے توڑے اور کچلے ہین
آج کے دن بھی سامنا کفار سے ہے دیکھو مانند اپنے بزرگون کے اس میدان جنگ مین لڑنا کفار کو تہ تیغ
کرنا گرزہاے گران انکے سر پر غرور پر مارنا کاسہ سر انکے مانند سر ہاے اصنام کے چور چور کرنا نیزہ و تیر
انکے قلوب و سینہ پر کینہ پر لگانا یہ سیاہ قلب ہین نور ایمان و اسلام انکے درون مین نہین ہے کوئی کور چشم
ہوتا ہے یہ لوگ کور باطن ہین خداے کون و مکان و خالق زمین و آسمان کی پرستش نہین کرتے ہین باوجود
ہدایت کرنے کے راہ کفر سے نہین پھرتے ہین ایک شیطان مجسم ملک لاجورد شاہ کو اپنا خداوند جانتے
ہین اسکی پرستش کرتے ہین انکا قتل کرنا ضرور ہے یہ لوگ نہایت گمراہ ہین انپر رحم کرنا اور انکو زندہ چھوڑ
دینا ہمارے نزدیک ایک گناہ ہے لہذا وہ کام کیون کرو کہ جس سے داخل گناہ ہو ہنگام جنگ ہرگز انپر
رحم نہ کرنا دلیرانہ انھین قتل کرنا اگر یہ نابکار ارادہ بھاگنے کا کرین تو انکو بھاگنے نہ دینا چارون طرف
سے گھیر کر قتل کرنا آج ہی اپنی شجاعت و بہادری کو ظاہر کر دینا دیکھین آج کیونکر لڑتے ہو کس کا فرونکو
تہ تیغ کرتے ہو کسکو نشانہ کو تیر کرتے ہو کسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگاتے ہو کس پر گرز گران مارتے ہو اور پیوند
خاک کرتے ہو کسکی رگ جان کو خنجر آبدار سے کاٹتے ہو کیونکر بڑھ بڑھ کے لڑتے ہو کیونکر نعرے کرتے
ہو کیا خوب ہو کہ اگر آج لاجورد شاہ تمھارے ہاتھ آجاے اور تم اسے چورنگ کرو اور کیا اچھا
ہو کہ ملک ترسی نابکار کو قتل کرو سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کرو لشکر کو اسکے تباہ و قتل کرو
کوہ شفق پر بہا نے لڑتے ہوے چلے چلو قلعہ پر قبضہ کرو زر و مال ملک ترسی کا لوٹو بتکدون کو
منہدم کرو یہ سب باتین امداد خدا سے کچھ مشکل نہین ہین انسان قصد کار خیر کا کرے خداوند عالم مدد
کرتا ہے وہ قادر ہے ہر شے پر فتحیاب ہوگے اگر خدا چاہیگا تو امید دلی بر آئیگی دل قوی رکھو اعانت
عنایت خدا پر نظر رکھو تم شیران بیشہ شجاعت دلاوری ہو اگر وہ چاہے تو مور کو فیل پر غالب کرے
اسکے قبضہ قدرت مین کیا نہین ہے سب چیز پر اسی کی قدرت ہے دیکھو لڑائی مین کوتاہی نہ کرنا خوف
جان سے پسپا نہ ہونا آخر ایک دن مرنا ضرور ہے ہمیشہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا سب کو فنا ہے سواے

خدا کے کسی کو بقا نہین ہی خیال کرو جو سلاطین و پہلوانان نامی و گرامی تمسے قبل تھے اب وہ کہان ہین زر کثیر و قوت زور سے کچھ انکو ہنگام مرگ مدد نہ ملی رو پیہ نے اور قوت بازو نے انکو مرنے سے بچا نہ دیا اور کسی دوائیون سے انکے مرض کو دفع نہ کر دیا جسوقت انکا پیمانہ عمر بھر گیا کسی کے بنائے کچھ نہ بن پڑا اسپ حکیم و طبیب بالین سر بیٹھے رہے ملک الموت علیہ السلام نے روحین بحکم خدا قبض کر لین ہر ایک انکا عزیز و دوست عاجز ہوکے بیٹھا ہوا دیکھا کیا جب وہ مر گئے انکے رنج و غم مین رو کر انھین دفن کر دیا مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہے کہ قضا سے کسی کو گریز نہین ہی جسکی قضا آئی ہی اُسے کوئی روک نہین سکتا کیا مجال کہ کوئی حکیم یا طبیب ایسے بیمار کو دوا سے یا کسی تدبیر سے شفا دے کہ جسکی عمر تمام ہو چکی ہو بس اگر تم سب بہادرون کی زندگی ہی تو یہ کفار کیا ہین اگر تمام عالم کے انسان اور جملہ جن اور دیو اور تمامی مخلوق خدا انکو ہلاک کرنا چاہین تو بھی تم کسی کے ہاتھ سے ہلاک و قتل نہوگے اور اگر خدانخواستہ تم لوگون کو ان کافرون کے ہاتھ سے قتل ہی ہونا ہی تو ضرور قتل ہوگے کوئی تمکو انکے ہاتھ سے بچا نہ سکے گا اگر بھاگو گے بھی تو بھی انکے ہاتھ سے نہ بچوگے بس اب تم کو لازم ہی کہ بمقتضائے این نظم

نظم

نہ میدان خبردار تم چھوڑنا — کڑی کیسی ہی ہو نہ منہ موڑنا
یہ لشکر ہی کیا تم جنون سے لڑاو — رکھو دل پہ گر آگ مین جا پڑو
تمھارا تو شہرہ بہت دور ہی — لڑائی تمھاری تو مشہور ہی
نقیبون سے بس سنکے یہ چار سو — ہوا غل کہ ہان اٹھو اٹھو

جب کرکیتون اور نقیبان نے اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کیا اور درمیان سے لشکرون کے چلے گئے اسوقت ہر ایک بہادر دلاور کا یہ حال تھا کہ شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھا چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین مرکب کو جولان کرکے مبارز طلب کرے ہنوز لشکر اسلام سے کوئی دلیر برائے جنگ نکلا نہ تھا ناگاہ صف لشکر ہلاک ترسی سے گرگ تیز دندان اپنے بادشاہ اور اپنے خداوند سے اجازت جنگ حاصل کرکے نکلا پھر مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آکے مرکب کو روک کے جانب لشکر اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا حال اسکی صورت و قامت کا مفصل تو کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ کہ

نظم

طویل اسکا وہ قامت بدنما — اور اسپر گرانبار سر کوہ سا — وہ صورت مہیب اسکی اور خشمگین
ہوے دیکھکر لوگ جسکو حزین — لکھون کیا صفت ناک کے حال کی — وہ گویا تھی بندوق دو نال کی
نہین اس کے کانون کا ہوتا بیان — کہا چاہیے انکو ہاتھی کے کان — عجب طرح سے گال وہ پھول کر
بنے تھے وہ دو گنبد پر خطر — نکیلے کئی دانت نکلے ہوے — درندہ جیسے دیکھے تو ڈر سے
ہوئی حال ہونٹون کا اسکے رقم — وہ گویا لب ناقہ تھے و بہم — اہل اسلام اس کی صورت

دیکھکے ناد علی پڑھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ انسان ہی یا دیو ہی اُسنے جواب دیا ہمارے نزدیک یہ ایک بلا ہے بد ہی خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے الغرض اہل اسلام اُسے دیکھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ خداوند عالم اس زشت رو کے شر و فساد سے بچائے ناگاہ وہ نابکار مانند فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا باآواز بلند یون کہنے لگا کہ ای امیر ثانی مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی پردہ دنیا پر نہین ہی انسان کی کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے دیو و جن بھی خوف سے میرے روبرو نہین آتے ہین مین تنہا ہزار ہا سواران آزمودہ کار کے ہون لہذا کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیو اسطے بھیجو اور ایسے کسی دلیر کو بھیجو کہ وہ کچھ تو مجھ سے لڑے اور کسی ضرب تو میری روک سکے امیر ثانی نے اسکی تقریر بیہودہ سنکے اپنے لشکر کی طرف تبسم

بیٹھا تھا کہ یکایک جانب بیابان سے ایک بگولا گرد کا پیدا ہوا تمامی اہل اسلام اور گرگ تیز دندان
و ملک ترسی وغیرہ سب کافر و دیندار اسی طرف دیکھنے لگے ابھی بہادران لشکر اسلام نے ارادہ صف لشکر
سے نکلنے کا کیا تھا مگر کوئی دلیر نکلا نہ تھا کہ اس بگولے سے ایک نقابدار گوہر پوش بصد جوش وخروش
مرکب پر سوار نیزہ بدست پیدا ہوا اور درمیان میں دونوں لشکروں کے آگے اور دونوں لشکروں کو دیکھ
کے لشکر کفار و فوج اہل اسلام کو خوب پہچان کے گرگ تیز دندان سے کہنے لگا او نابکار تو مجھ سے مقابلہ کر
اسنے جواب دیا او اجل رسیدہ تو کون مجھ سے لڑتا ہے اور اپنی زندگی سے بیزار ہے جا سامنے سے دور ہو
میں تجھ روپوش سے کہ خاصیت عورتوں کی رکھتا ہے کیا لڑوں میں مردوں سے مقابلہ کرتا ہوں ابھی میں نے
ہم نبرد اپنا طلب کیا ہے لشکر امیر ثانی سے کوئی دلیر نکل کے مجھ سے لڑیگا تو جس طرف سے آیا ہے اسی جانب
چلا جا بیکار مجھ سے لڑکے قتل نہو نقابدار سنکے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار پہلے مجھ سے مقابلہ کرلے
بعدہ دلیران لشکر اسلام سے لڑنا تو مجھکو بنظر حقارت نہ دیکھ میں تیرے حق میں ملک الموت ہوں واسطے تیری قبض
روح تجھ کے آیا ہوں یہ کہکر وہ امیر ثانی مخاطب ہوکے کہا ای امیر یا تو پھر آپ کسی دلیر کو اس
نابکار کے مقابلہ کیواسطے نہ بھیجئے کہ میں اس سے مقابلہ کرونگا امیر ثانی گفتگو سے نقابدار سن کے دل میں
کہنے لگے نہیں معلوم یہ نقابدار کون ہے نام اسکا کیا ہے ہماری طرف سے لڑتا دلیل اسکی ہے کہ ہمارا
کوئی دوست ہے ابھی امیر ثانی اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ گرگ تیز دندان نے گفتگو سے نقابدار
سنکے از حد برہم ہوکے کہا اگر تو نہیں مانتا تو ہوشیار ہو جا یہ کہکے سپر اپنے ہاتھ میں لیکے مرکب کو براے
زور آزمائی دوڑا آیا ادھر نقابدار بھی با خبر ہوا جب دونوں شیر باہم لڑے میں دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ ہنگام لگاو رزنی پانچ قدم مرکب گرگ تیز دندان کا اور دو قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا گرگ
نامور نے منفعل و خجل ہوکر بصد غضب گھوڑے کو رانوں میں داب کے آگے بڑھا کے کہا او نقابدار میں
اپنی جگہ سے نہیں ہٹا کیونکہ نہایت قوی ہوں پہچان نہیں ہے ہم کسی ہو سے تجھے زیادہ ہٹ گیا فقط
اسکی یہ نقابدار نے جواب دیا اگر مرد ہے تو اب تجھے نہ ہٹنا سنے نقابدار نے سنکے نیزہ اٹھا کے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سینہ نقابدار پر نیزہ لگایا ادھر
اس دلاور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا جب دونوں سنانیں باہم لڑیں چنگاریاں پیدا ہوئیں
بعد رد کرنے ضرب نیزہ کے نقابدار نے بھی اسکے پہلو پر نیزہ لگایا اسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نقابدار نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اسکے
ہاتھ سے نکال لی سب نے دیکھا وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا گری اہل اسلام خوش ہوکے
نقابدار کی تعریف کرنے لگے خصوصا امیر ثانی نے اپنے دل میں کہا واقعی اس نقابدار نے کیا اچھا
بند نیزہ کا باندھا تھا اور کس خوبی سے سنان نیزہ حریف نکال لی ہے ادھر تو امیر ثانی وغیرہ نقابدار کی
کی تعریف کر رہے تھے ادھر گرگ تیز دندان سنان نیزہ کے نکل جانے سے بہت خجل تھا غیرت سے
پسینہ آگیا تھا عرق خجالت میں ایک نیزہ گویا غرق ہو گیا تھا ملک ترسی یہ جنگ دیکھ کے حیرت میں تھا دل
میں کہتا تھا حریف میرے سردار لشکر کا زبردست معلوم ہوتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار انجام اس
لڑائی کا بد نظر آتا ہے ابھی ملک ترسی اپنے دل میں خیال مذکور کر رہا تھا ناگاہ گرگ تیز دندان

نے برہم ہوکے ڈانڈ نیزہ کی فرق نقابدار پر لگائی نقابدار نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر یون روکا
کہ ڈانڈ گرگ تیز دندان کی کئی ٹکڑے ہوگئی گرگ مذکور نے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے قبضۂ تیغۂ
آبدار و گرانبار پر ہاتھ ڈال کر تیغ برق نظر علم کرکے کہا ای نقابدار نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی
خوب ہے یہ وہ ہے کہ بیچ مین دو دلیران جنگجو کے پڑکے مانند منصف کے برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ
کردیتی ہے یہ کہکے خبردار خبردار کہکے وار تیغۂ آبدار کا سر نقابدار پر کیا ادھر نقابدار نے تیغہ اسکا بالاے
سپر روکا پھر اسپر تلوار لگائی اسنے بھی پھرتی سے سپر پر روکی اسیطور سے تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی
آخرکار نقابدار نے گرگ تیز دندان سے کہا او نابکار اگر اگلی مرتبہ وار میری شمشیر آبدار کا روک
لے تو جانون کہ مرد ہو اُسنے قہقہہ مار کر کہا او نقابدار جو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ابھی روکے [illegible]
شمشیر کہ مین بھی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ جس سے تو کسی طرح جانبر نہوگا نقابدار نے تقریر اسکی سنکے تلوار
جھکا کر خبردار خبردار کہکر تلوار سر پر اسکے لپیٹ کے دھوکا دیکے اسطرح کمر پر وار کیا کہ وہ نابکار مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر پشت فرس سے یون بالاے خاک گرا گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے زمین پر گرے
گاؤ زمین اُسکے لنگر سے دب کے تھرائی غبار بلند ہوا اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند تعریف کی
امیر ثانی بھی ضرب شمشیر نقابدار کو دیکھکر پھڑک گئے نہایت خوش ہوے دل مین کہنے لگے بطور اللہ یہ شخص
کا تو ہمارے ہی خاندان مین ہے اسکو ایسی شمشیر لگانا کسنے بتایا ہے امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے
تھے اہل اسلام اسکے قتل ہونے سے خوش تھے کفار غمگین و حزین تھے ناگاہ ملک ترسی اپنے لشکر
کے سردار کو دو نیم ہوتے دیکھکر برہم ہوکے اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکے سامنے نقابدار
کے آیا اور رکاب کو روک کے کہا او نقابدار غضب کیا تونے کہ میری سپاہ کے نامی سردار کو قتل کیا
مجھکو صدمہ دیا مگر اب اسکے قتل کرنے کا عوض تجھسے لیتا ہون ابھی تجھکو قتل کرتا ہون نقابدار نے جواب
دیا او رسیہ رو تو مجھکو کیا قتل کر سکیگا خود ہی میرے ہاتھ سے مانند گرگ تیز دندان کے قتل ہوگا تو تو
میرے سامنے نہین آیا ہے قضا تیری تجھکو کھینچ کر میرے سامنے لائی ہے ملک ترسی یہ باتیں سنکے
بصد جوش و خروش ضرب بدعا کر تیغۂ آبدار علم کرکے پکارا خبردار ہوکہ اس ضرب سے جانبر ہونا دشوار
ہے بلکہ ممکن نہین کہ حریف کسی تدبیر سے جان اپنی بچاسکے یہ کہکے بالاے سر نقابدار لگایا ادھر نقابدار
نے بفن سپاہگری تیغۂ مذکور کو اپنی سپر پر روکا اور کہا او نابکار تو نے کیا کہا تھا اور کیا ہوا دعوی تیرا
باطل ہوا یہ کہکے آپ بھی اسکے سر پر غرور پر شمشیر لگائی اسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر یونہی لڑائی
ہوئی ہر دو لشکر جانبین بنظر غور یہ لڑائی دیکھ رہے تھے کوئی کسی کے ہاتھ سے زخمی نہوتا تھا ہر ایک
ہوشیاری سے لڑتا تھا ادھر لاجورد شاہ بھی غور سے دیکھتا تھا بختکان سے کہتا تھا کہ دیکھتے ہو کہ ہمارا [illegible]
کس خوبی سے لڑ رہا ہے بختک نے اسکو یہ خوشامد کی ہے وہ پوچھتا تھا یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کیا تقدیر کی ہے ملک
ترسی نقابدار پر غالب ہوگا یا نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا لاجورد شاہ اسکو جواب
دیتا تھا ابھی تقدیر کچھ بھی نہین کی ہے بعد تھوڑی دیر کے جو کچھ تقدیر کرونگا وہ تو کہہ ہی دیگا بختکان کہتا
تھا ذرا تقدیر ابھی کیجیے گا سوچ سمجھ کے ورنہ اچھا نہوگا کہا ہے آپکو یہ گمان کتنا ہوا اسلامیان بھی تعاقب کرینگے
لاجورد شاہ برہم ہوکے جواب دیتا تھا تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہے جو ہم مناسب جانینگے

رہی کرینگے ادھر تو لاجور دشاہ بختگان اپنے شیطان بارگاہ سے ہمسخن تھا ادھر نقابدار نے متواتر اسکے
راہ روک کے نعرہ کیا کہ او نابکار اب ہوشیار ہوجا کہ تلوار میری مانند برق کے تجھپر گریگی اور خرمن ہستی کو
جلا کر خاک مین ملادیگی اُسنے جواب دیا مین ہوشیار ہون تلوار لگا نقابدار نے مرکب کو اسکے دست
راست کی طرف لیجاکے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس طرح شمشیر بالاے سر لگائی کہ اسکے سپر وخود کو کاٹکر
کاسۂ سر مین در آئی پھر وہانسے مانند قطرۂ آب کے گلو مین اترکر سینہ مین فرادم پہلے شکم وکمر سے گذر کر پشت
فرس پر آئی بعدہ اسکے بھی دو ٹکڑے کرکے بالاے خاک پہونچی راکب ومرکب چار ٹکڑے ہوکر بالاے
زمین گرے اہل اسلام از حد خوش ہوکے بآواز بلند نقابدار کی تعریف وثنا کرنے لگے امیر ثانی
بھی خوش ہوکے نقابدار کی ثنا بالاے زبان لائے جب ملک ترسی قتل ہوا اور شور وغل
اہل اسلام نے خوش ہوکے کیا جملہ کفار نہایت غمگین ومحزون ہوے ہرایک حاکم کو وہ تشفق کے
قتل ہونے سے بیدل ہوگیا اسوقت لاجور دشاہ نے اور صلصال بن وال بن دیو بن سنام
جادو نے اپنی اپنی سپاہ و آدمیون اور ملک ترسی کے لشکر کے سپاہیون سے بآواز بلند کہا کیا
کھڑے دیکھ رہے ہو جلد یکبارگی اس نقابدار پر حملہ ور ہو اس نے ملک ترسی کو قتل کیا ہے تم سب
مل کے چہار طرف سے اسے گھیر کے قتل کرو سر اسکا تن سے جدا کرکے ہمارے سامنے لے آؤ راوی بیان کرتا
ہی کہ جب لاجور دشاہ اور صلصال بن وال نے حملہ کفار سے اس طرح کہا سب یکبارگی یون بڑھے جیسے
سیاہی کفر باغواے شیطان بڑھتی ہو اور جانب لشکر اسلام وہ سب بدانجام یون آئے جس طرح زور
شور سے سیاہ آندھی آتی ہو جب یہ حال امیر ثانی خوشحال نے ملاحظہ فرمایا اپنے بھی تمامی لشکر کو آگے
بڑھنے کا حکم دیا ادھر سے اہل اسلام اور ادھر سے کفار بڑھکے آخرکار شامل ہوے دلیران جنگجو
نے تلوارین نیام سے کھینچین نیزہ اٹھائے گرزگران سر بلند کیے کمانداروں نے تیر جلد کمان مین ترکش
سے نکال نکال کے رکھے اعدا کے سینہ کو تاک کے کمانین کھینچین تیر مانند تیر اجل کے چلے جسکے سینہ
وجگر پر وہ تیر پڑا نشانۂ اجل ہوگیا جسکے سر پر تلوار کسی جری کی پڑی اس کو فی الفور راہ عدم
نظر آئی جسکا گرزگران سر کسی کے سر پر پڑا پیوند خاک ہوگیا جس بہادر کا نیزہ سینۂ حریف پر لگا پشت
سے گذر گیا نقابدار گو سرپوش بھی جنگ رستمانہ کرتا تھا جو کافر اسکے سامنے آتا تھا اسکو تہ تیغ کرتا
تھا امیر ثانی بھی مصروف جنگ تھے انکی لڑائی کا کیا حال لکھا جائے جس انبوہ اور جس غول پر
مرکب کو بڑھا کر نعرۂ شیرانہ کرکے گرتے تھے کفار مانند بھیڑیون کے بھاگتے تھے امیر ثانی ان کو قتل
کرتے تھے اسی طرح ہرایک سردار لشکر اسلام کا دلیرانہ مشغول جنگ تھا تلوار چل رہی تھی تیرون کا مینھ
برس رہا تھا سپرین مانند گھٹا کے اٹھی تھین نعرے بہادرون کے دلون کو ہلاتے تھے گھوڑون کے
دوڑنے سے گرد وغبار بلند تھا باوجود روز روشن کے میدان جنگ مین اندھیرا تھا اچھی طرح کسی کو کچھ
نظر نہ آتا تھا وہ اسکو اپنا حریف سمجھ کے قتل کرتا تھا بھائی اپنے برادر حقیقی کو قتل کرتا تھا فرزند اپنے
پدر کو ہلاک کرتا تھا گھبراہٹ اور اضطراب اور اندھیرے مین کچھ تمیز بخوبی نہوتی تھی لاش پر لاش گر رہی
تھی کفار واہل اسلام قتل ہو رہے تھے زخمی برابر گھوڑون سے گر رہے تھے انکی نالہ وآہ وفریاد کو
کوئی نہ سنتا تھا اور کوئی انپر رحم نہ کرتا تھا بلکہ حالت اضطراب مین انپر سے گھوڑے گذر جاتے تھے

وہ پامال سم اسپان ہو جاتے تھے مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق نظم

کوئی تیغ بران لگانے لگا | کوئی اپنا نیزہ ہلانے لگا | چلا کوئی گرز گران تان کر
کسی نے فقط لی تیغ و سپر | کسی نے کیا بڑھ کے خنجر کا وار | لگائی کسی نے چھری اور کٹار
کوئی نعرہ کرتا تھا یون زور مین | کہ رستم بھی بیچین ہو گور مین | کسی کے پڑی سر پہ شمشیر تیز
کسی نے کیا رن سے قصد گریز | کوئی ہو گیا نصف دھڑ سے قلم | کسی کو نظر آئی راہ عدم
کسی جا برستا تھا باران تیغ | جلاتی تھی بجلی کہین بے دریغ | دو پارہ تھا کافر کوئی تا کمر
قلم کرتا تھا کوئی دشمن کا سر | تھے کفار اسوقت یون بدحواس | نہ کچھ سوجھتا تھا انھین وقت یاس
کوئی تیغ کی جا سپر تھا لیئے | سپر تھا کمر سے لگائے ہوئے | ہنوز لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل

رہی تھی سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے جا بجا لاشون کے انبار لگے ہوئے تھے عرصہ جنگ مین دریائے خون کشتگان جاری ہوا تھا ناگاہ وہ سب سرداران لشکر اسلام جنکو ملک ترسی اور ملک اردوان کوہی نے اسیر کیا تھا اور ملک اردوان نے فیروز گرد کو قتل کرکے انھین رہا کیا تھا اور وہ سب جانب لشکر اسلام چلے تھے پس پشت کفار وقت کارزار پہونچے انھون نے اس جنگ مغلوبہ کو دیکھکر فوراً تلوارین نیام سے کھینچین اور نعرے کرکے لشکر کفار پر گرے ہر ایک کافر کو گھیر کر قتل کرنے لگے جسکے سر پر تلوار لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا جسپر نیزہ لگایا وہ راہی ملک عدم ہوا اب کفار درمیان مین لشکر اسلام کے جو آگئے سخت گھبرائے بدحواس ہو گئے تاب تحمل باقی نہ رہی کفار کے پاؤن اٹھ گئے علمدارون نے نشان ہاتھ سے چھوڑ دیے لاجوردشاہ اور صلصال یہ حال جدال وقتال دیکھکر بہت گھبرائے خصوصاً لاجوردشاہ سخت گھبرایا تخجنگان سے کہنے لگا اے شیطان درگاہ من اسوقت حواس بجا نہین ہین سرداران لشکر اسلام لڑتے لڑتے میرے قریب آگئے ہین جلد بتا حالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا اسوقت تقدیر گریز کیجئے اہل اسلام سے جان بچائیے اب یہان توقف نہ کیجئے اُسنے کہا اچھا اسوقت تیرے کہنے پر عمل کرتا ہون لے مین نے تقدیر گریز کی اب اُسی طرف سے گریز کرنا چاہیے کہ جس طرف سے بھاگنا چندان دشوار نہو تخجنگان نے جواب دیا اُسطرف سے بھاگنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ تھوڑے سے سرداران اہل اسلام ہین انسے لڑتے ہوئے نکل جا سکتے ہین لاجوردشاہ نے اُسی طرف رخ کیا فوج اُسکی اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اور ملک ترسی پلاس پوش کی اُسی جانب سے بھاگی ادہر سے امیر ثانی مع لشکر کثیر اُنکے تعاقب مین آگے بڑھے اُدہر سے سرداران لشکر اسلام نے انھین روکا اور قتل کرنا شروع کیا اس جگہ کفار دست اہل اسلام سے بیشمار قتل ہوئے جا بجا لاشون کے انبار ہو گئے لیکن بوجہ کثرت کے اُسی طرف سے ہمراہ لاجوردشاہ کے بھاگے امیر ثانی نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر دور تر نکل گئے اور جو کفار ہمراہ لاجوردشاہ کے نہ جا سکے اور وہ امان طلب ہوئے امیر نے اُنکو امان دے کے مرکب کو روکا اور سب کو لڑنے سے منع کیا ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا پھر خیمہ و خرگاہ اور تمامی مال و اسباب ملک ترسی اور لاجوردشاہ اور صلصال کا اہل اسلام نے لوٹ لیا امیر ثانی نے اُن سب سرداروں کو جو ہمراہ ملک اردوان کوہی آئے تھے اُنکو بصد شوق و شفقت بزرگانہ

سینے سے لگا یا احوال پوچھا اُنھون نے تمام حال اپنے رہا ہونے کا اور ملک اردوان کوہی کے سلوک
نیک کرنے کا ظاہر کیا امیر ثانی نے جانب ملک اردوان کوہی دیکھا اُسنے بصد ادب سلام کیا
امیر نے فرمایا تمنے نیکی کی ہے انشاء اللہ تمھارے ساتھ بھی حسب دلخواہ نیکی کیجائیگی اُسنے عرض کی مین خادم
ہون بامید ایک حاجت کے اپنے ولی نعمت سے بگڑ کر حاضر ہوا ہون دین آبائی بھی چھوڑا ہے دین
اسلام اختیار کیا ہے اُس حاجت کو کسی وقت عرض کرونگا امیر ثانی اسکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے
بعدہ جملہ اہل اسلام کو ہمراہ لیکر ہمراہ رکاب بادشاہ نہایت خرم وخندان جانب فرودگاہ سپاہ چلے
جب قیام گاہ سپاہ پر پہونچے حکم امیر ثانی سے جملہ سواران لشکر نے مرکبون سے اُتر کر اپنے خیام مین جاکر
سلاح جنگ تن سے جدا کیے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر اسلام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے حسب دستور بادشاہ بالائے تخت حکومت اور جملہ سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ
لشکر اسلام نے تخت پر بیٹھکر اُن سردارون کی طرف دیکھا جنکو ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کرکے
لیگیا تھا اور ملک ترسی نے وقت جنگ حالت زخمداری وبیہوشی مین اسیر کیا تھا اُنھون نے قبل ہی
بصد ادب سلام کیا تھا اور اب بھی اپنے اپنے دنگل سے اٹھ کے موافق قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے
سلام لیکر نہایت خوش ہوکر اشارہ سے فرمایا بیٹھو وہ حسب الحکم سلام کرکے بیٹھے امیر ثانی نے اپنے دنگل
سے اُٹھ کے بادشاہ سے عرض کیا ان سردارون پر ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی نے
ایک احسان کیا ہے اور وہ انکے ہمراہ آیا ہے مسلمان بھی ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا وہ کہان ہے اُسے ہمارے
روبرو طلب کیجیے امیر ثانی نے خدام سے ارشاد کیا ملازم اُسے بارگاہ مین لے آئے اُسنے بارگاہ مین آکر
حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے اُسے دیکھکر امیر ثانی سے فرمایا اس سے بھی نیکی کیجائیگی امیر
نے اُسی وقت اُسکو ملازمون سے کشتی خلعت طلب کرکے خلعت و انعام دیا اور فرمایا کہ بالفعل یہ انعام دیا گیا
ہے آیندہ اور کچھ نیکی تجھ سے کیجائیگی اُسنے بہت خوش ہوکے سلام بادشاہ اور امیر کو کرکے خلعت و انعام لیا
عمرو ثانی اور جملہ عیار آئے اور کہا اب تو داخل دائرۂ اسلام ہوا ہمارا برادر دینی ہوا ہم تجھ سے خوش ہوے
بعد اسکے عمرو ثانی نے پھر اُسکے خلعت و انعام پر نظر کرکے کہا اے ملک اردوان کوہی یہ خلعت و انعام
اگر اپنے پاس رکھوگے تو کوئی دزد لیجائیگا یا خلعت خراب ہو جائیگا لہذا اسے میرے پاس امانتاً رکھو مین
بخوبی اسکی حفاظت کرونگا بلکہ زنبیل مین رکھونگا چونکہ وہ جانتا تھا کہ عمرو ثانی خواجہ عمرو کے فرزند ہین
جیسے وہ طامع تھے ویسے یہ بھی حریص مال واسباب ہین اسوجہ سے اُسنے کہا یہ خلعت و انعام حاضر ہے
آپ ہی لے لیجیے اب مین داخل لشکر اسلام ہوا ہون مجھے آپسے سرکشی مطلوب نہین ہے بلکہ اطاعت آپ کی
مدنظر ہے عمرو ثانی نے بیرون بارگاہ سلیمانی اُس سے سب مال وخلعت لیکر خوش ہوکر داخل زنبیل کیا
یہ خبر امیر ثانی کو معلوم ہوئی کہ عمرو ثانی نے ملک اردوان کوہی سے خلعت وزر و انعام لے لیا
اور داخل زنبیل کر لیا اس خبر کو سنکے عمرو ثانی کے طامع ہونے پر مسکرائے بعدہ ملک اردوان کوہی
کو اور خلعت طلب کرکے دیا اور انعام دیگر کہا اے ملک اردوان اب یہ خلعت وانعام کسی کو نہ دینا
اُسنے سلام کرکے لیلیا عمرو ثانی مجبور ہوکے دیکھا کیا بعد دینے دوبارہ خلعت و انعام کے امیر ثانی
نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو حکم دیا پہلے ہمارے لشکر کے کشتون کو دفن کرو بعدہ اسباب نشاط

حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں ساقیان گلرخسار بادۂ گلنار کشتیون مین لا کر جامہاے بلورین و زمردین مین شراب ناب پلائین بزم عیش نہایت خوبی سے آراستہ کرین کیونکہ اس فتحیابی کا ہمین جشن منظور ہے ملازم حسب الحکم کاربند ہوے کچھ ملازم تو دفن کشتگان مین مشغول ہوے تعداد کشتگان اہل اسلام کی بعد شمار دریافت ہوئی کہ چھ ہزار سواران اہل اسلام قتل ہوے اور قریب ایک لاکھ سوارون کے کفار قتل ہوے اور کچھ اہل اسلام تیاری بزم عشرت مین مصروف ہوے بعضے داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ جشن بارگاہ سلیمانی مین ہوا اور اکثر کا قول یہ ہے کہ بارگاہ حشامی مین بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی غرض ہر طور جب بزم عیش و عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ ہو چکی اور بادشاہ و امیر ثانی اور جملہ سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے تخت و کرسی پر بیٹھ چکے پہلے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لاے اور جامہاے زمردین مین شراب ناب بادشاہ و امیر ثانی کو پلا کر ساغرہاے بلورین مین جملہ اہل بزم کو شراب ناب دینے لگے ہر ایک نہایت خوشی سے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے گلنار کی اُٹھا کر بزم طرب سے لیکے بعد جانے ساقیان سیمین تن کے ایک رقاصہ نہایت خوبصورت و خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم مذکور مین عجب ناز و انداز سے حاضر ہوئی کہ اہل بزم اُسکے ناز و انداز کو دیکھکر اور اُسکے جمال بے مثال پر نظر کرکے مائل ہوے تعریف اُسکی خوبی کی کرنے لگے پہلے رقاصہ مذکور نے بادشاہ اور امیر ثانی کو بناز و انداز سلام کیا بعدہ کھڑے ہو کے بعد درستی ساز ہاے سازندگان ہمراہی رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم طرب اُسکے رقص کو دیکھنے لگے اکثر جوانان بزم عیش آہستہ آہستہ اُسکی تعریف کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین اس خوبی سے ناچتی تھی کہ دیکھنے والون کے دلون کو پامال کرتی تھی جب وہ رقص کر چکی کچھ ٹھہر کر سوچکر بلحن داؤدی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

سخت پچتائے ہم بہت چھو کے
ایک ہی وار مین تمام کیا
شانے نے عقدے کھولے گیسو کے
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تکیے متصل ہین میرے پہلو کے
انکو جنت سے کام کیا اے حور
خون الٰہی ہمیشہ وہ کھو کے
رخ رنگین کے عندلیب ہین ہم
نشے ہوتے ہرن ہین آہو کے
اوج پر ہے ستارہ اے اختر

نہ ابھی جاؤ سیر ہو لے وو
پیچھے دو غضب تھے ابرو کے
ٹیک تھا دل یہ بد مزاج ہوا
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
ہاتھ ملوائی ہے مجھے حیرت
رہنے والے ہین جو ترے کو کے
آرزو ہے کبھی تو تکیہ کی جا
قمری ہین اسکے قد دلجو کے
اس فسون ساز چشم سے تیری
رہتے ہو ساتھ یار مہ رو کے

ہو کے دیوانہ اُس پریرو کے
آپ کے حسن کے ہین ہم بھوکے
دل صد چاک تجھ پہ پیچ پڑا
ناز اُٹھانے سے یار بدخو کے
ہجر کی شب مین پھونکے دیتے ہین
دیکھکر آئینے وہ زانو کے
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہوا
سیر زانو ہو پیچھے زانو کے
سنکے خوش چشمی کا ترے شہرہ
سیکھین ساحر طریق جادو کے

اہل بزم غزل مندرجہ کے ہر شعر کو مطرب سے سنکے نہایت خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ مہجبین نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کرتی تھی یہان تو نازنین رقص و نغمہ کرتی ہے اُدھر لاجور دشاہ میدان جنگ سے جو بھاگا تھا پہلے تو بے اختیار بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا بعدہ صحرا مین قریب ایک دریاے ذخار کے ٹھہر کر بچے کھچے ملازمان سے پوچھنے لگا اے سلطان درگاہ من حالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ راہ خشکی چھوڑ کر راہ تری

اختیار کیجیے اہل اسلام سے غافل نہوجیے عجب نہین کہ بحکم امیر ثانی کوئی سردار ہمراہ سپاہ کثیر لیکے تعاقب مین آتا ہو اگر خشکی کی راہ اختیار کیجیے گا تو اچھا نہوگا سردار مذکور یہان آکے سد راہ ہوگا جنگ عظیم ہوگی نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو آپ زخمی ہون یا قتل ہون لہذا راہ تری خوب تر ہے اگر کوئی سردار آئیگا بھی تو ہمکو اور آپ کو راہ تری سے جاتے دیکھکر مجبور رہجائیگا ایسے بحر ذخار مین گھوڑے نہ ڈال سکے گا لاجورد شاہ نے کہا مین نے یہی تقدیر کی جلد ناخدا و کشتیبان کو بلاؤ بختگان نے انکو طلب کیا پھر جہازون اور کشتیون پر لاجورد شاہ اور صلصال اور بختگان مع اپنے ہمراہی فوج کے سوار ہوکے ایک جانب روانہ ہوے احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان گرنا رستم ثانی کا لب دریا مرکب سے اور لیجانا ملکہ آرام بانو کا شہریار کو اپنے باغ مین مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ بتلازمہ گنجفہ

ساقیا بدمزاج ہو نہ ذرا
یاد ہے عشق کا ہمین تو مزا
شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے
یہ گدا کو امیر کرتا ہے
نقش اسکا جگر پہ آفت ہے
دو دلون کے لئے قیامت ہے
تاج شاہون کا ہے ٹپک دیتا
ملک دل ہے خراج مین لیتا
رنگ اسمین سفید ہوتا ہے
دل بہت ناامید ہوتا ہے
تیغ ابرو سے بس اسے ہے کام
رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
بھاتا تھا جنکے دل کو چنگ و رباب
دل جلا کر کیا ہے اُن کا کباب
سرخ غصہ مین رہتے تھے جو سدا
عشق مین پھیکا رنگ اُنکا ہوا
شب گیسو تو رات ہے اسکی
کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
بدقماشون سے بازی کھلوا کر
ہمکو دیتا ہے گردشین در در
ہم تو انکو بس اپنے فن مین ہین
نذر سر مفت میر کو کیون دین
اسکی باتون نے دل کو دہلایا
مجکو دریاے غم مین نہلایا
چھوٹے جاتے ہین بس مرے چھکے
حضرت عشق ہین بہت پکے
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے
یہ فسون مجھپہ ماہتاب کا ہے
کیا ڈری اور کیا تری سمجھے
بات اس عشق کی گری سمجھے
پانچ اور سات کیا کرین دلمین
آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
دولت عشق سے ہین مالامال
سب کو دیتے ہین ہم دو دستہ خلال
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جب مین
رنج سہتا ہون دل ہی پر سب مین
کاٹ دیتا ہے یہ ورق دل کا
سامنے دل ہے اُسکے اک چھکا
کیا زبردست سے بھلا جا رہ
زیردستون کا دل ہے آوارہ
چکمہ کھاتا ہے ہر گھڑی مُنھ پر
ضرب لگتی ہے یہ بڑی مُنھ پر
عشق کا حکم عشق کی ہے بات
چہ رہم ہین ہمین نہین ہے ثبات
ہم تو نادار اور ہے وہ شاہ
ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب
دل جلاتا ہے سب کا مثل کباب
اتر اب ہم ہوے نہین ہے شعور
اپنے دل مین ہے عشق ہی کا وفور
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے
ورق دل خراب جاتا ہے
نگارندۂ دفتر عشق اب
رقم کرتا ہے داستان عجب

کہ جب شہریار یعنی رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کو مرکب جنگاہ سے نکالکر دشمنون سے بچا کر جانب صحرا روانہ ہوا یہ جاتے جاتے ایک سبزہ زار پُربہار مین قریب کنارہ دریا پہونچا پانی کو دیکھکر ٹھہر گیا چونکہ دو روز برابر رہروی کرنے سے گرسنہ و تشنہ بہت تھا آب جاری دیکھکر بے اختیار گھوڑے سے کود کر منھ پانی پر جھکا دیا جب خوب پانی پی چکا موافق قاعدہ چوپاؤن کے بھر بھری لی رستم ثانی کو مرکب سے

لاجوردی تھا وہ گل خیرو
پی کہان پی کہان سناتی تھی
سیوتی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اسکی ہو
کہین نرگس کہین یہ داؤدی
کرون کیا مین بیان اب انکو

سرو پر قمری کرتی تھی کوکو
تا بنڑے کا گل فرنگ جو تھا
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن راے بیل اور نسرین
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی

یار کو اپنے وہ بلاتی تھی
آنکھون مین وہ ہر ایک کے کھٹکا
تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو
باغ مین انکا تھا حد آئین
تھے درخت اور میوے کے جو جو

ایسے باغ پر بہار مین وہ نازنین مہ جبین رشک حور و پری بصد جلوہ گری مصروف سیر و تماشا تھی اس جگہ تعریف اسکے حسن و جمال کی تحریر کیجاتی ہے نظم در صفت حسن و لباس و زیور ملکہ آرام بانو کہ مصداق

زلفین بل کھاتی تھین جو جبین پر
عکس انکے زمین پر پڑتے تھے
پلکین سینے پہ نوک نشتر تھین
جیسے سیارے صبح پر پڑ دین
کاجل آنکھون مین تھی وہ نور کا تھا
قتل عشاق پر تھی بستہ کمر
شوخ کیا رنگ دست زنگین تھا
گھات مین نقد دل کے صبح و مسا
تھی وہ اس جامہ زیب کی پوشاک
جسکا تار شعاع تھا ہر تار
جلوہ اسکا جو دیکھے حور جنان
تتلیان ہین چڑھی ہوئی پر زر
پائجامہ وہ تھا زرد اطلس کا
کہیے کان جواہر اس گل کو
ٹیکا مانند کوکب تابان
بزم انجم مین زہرہ رقصان ہے
گرم تھے انکے نور کے وہ گہر
عقد پروین تھا گوش زہرا مین
حلقہ گوش ہار سان پرتاب
دل عروس چمن کا جسپہ نثار
جوشن ایک ایک نجم آسا تھا
اسکے تھے بزم حسن مین روشن
دست بند اسکے دو عزا اکستہ زا

چہرہ معلوم ہوتا تھا اس طرح
تھا گہن چاند پر لگا یکسر
مے خوبی سے آنکھین تھین لبریز
کرکے کھٹکتی وہ دل کے اندر تھین
نور مین شام زلف پر افشان
صاف وہ دو چراغ طور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
رنگ لایا تھا رخ پہ کیا غازہ
گرد تھی جسکے اطلس افلاک
کرتی انگیا کی تھی عجب تیاری
خلق غالب ہے ہوا ہے یہ گمان
نازکی اسکی کیا بیان مین آئے
اطلس طور سے چپک مین سوا
سر کا جھپکا بنا تھا سایہ فگن
زیب صبح جبین پر افشان
زیب گوش اسکے وہ مرصع کان
اشک تھے شمع طور کے وہ گہر
بجلیان کانون مین وہ تابندہ
ماہی دل کے واسطے قلاب
دو بگدگی یون شکم پہ جلوہ کنان
لاجورد فلک کا مینا تھا
پہونچیان وہ جو دست رس تھے
شاخ گل مین تھا سو سبا جھولا

ماہ کامل کی ہو جھلک جس طرح
لب نازک سے پھول جھڑتے تھے
بہر عشاق جام زہر آمیز
وہ پر افشان جبین نور آگین
شب انجم سے بھی سوا تابان
چاند کر سنگ سرمہ تیغ نظر
جس طرح پھولتی ہے شام مین
دزد بر کف چراغ دزد حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زرتار
کسقدر وہ کٹوریان بھاری
تار جنت پہ بہر حفظ نظر
جو کہ دست خیال سے بچاے
کیا رقم اب ثناے زیور ہو
سنبلتان پہ موتیے کا چمن
وقت جنبش کہین تو شایان ہے
صدف گوش تھے کہ ہیرے کے کان
بالیان کب تھین گوش زیبا مین
برق تابان ہو جنسے شرمندہ
اور چنپا کلی کی اس پہ بہار
فلک حسن پر سہا تھا عیان
انگون پر بازوون کے وہ جو بنا
صاف دزد حنا چرا لیجاے
وہ طلائی حسین بند اس کا

دل عالم شہید ہو جس کا
کیا طلائی تھے زیب یا وہ چھڑے
اور پھولون کے گہنے کی وہ بہار
جب انگیا مین سینہ کا وہ ابھار
تنگ تنگ اونچی اونچی وہ کرتی

دست رنگین وہ انسے کب تھا عیان
موجۂ آب زر تھی یا وہ چھڑے
وہ نقاہت وہ تمکنت وہ شباب
اس خداداد حسن پہ یہ نکھار

آب زر مین تھا پنجۂ مرجان
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار
وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب
وہ گدازی بدن کی وہ پھرتی

واقعی نازنین مذکور حسن و لباس و زیور سے ایسی بے عدیل و نظیر تھی کہ اگر اسکو حور جنت بھی دیکھ لیتی تو اپنا حسن و جمال آگے اس کے حسن کے کم جانتی عجب اسکا حسن دلفریب و دلربا کشش تھا انسان کی تو کیا حقیقت ہے اگر فرشتہ بھی دیکھ لیتا باوجود بے نفس ہونے کے اسکو ہوس وصل ہوتی باغ اس گل تازہ بہار سے رونق افزا تھا گویا وہ بہار باغ تھی حلقے مین اپنی ہمجولیون اور جلیسون کے کبھی ادھر سے ادھر کبھی ادھر سے ادھر سیر کنان آتی تھی سہلیان چہلین کرتی جاتی تھین کیونکہ وہ سب نوجوان نوجوانین تھین کہ بمصداق این

نظم در تعریف نازنینان

ایسی دیکھی نہ آنکھ سے وسنی
ایسی بیجین ایسی گرما گرم
رشک وہ حور و غیرت بلقیس
کوئی گوری تو سانولی کوئی
اور وہ اٹھتی جوانی کے عالم
دل لبھانے کی یاد سب گاتین
ترچھی انداز چال مین چھل بل
پٹیان اپنی کوئی نکالے ہوے
کیچلی مین ہو جس طرح سے مار
مطلع صبح وہ گریبان سے تھے
نقرئی تھے ٹلکے ہوے چمکے
تھے دوپٹے سفید سب ساڈے
تھے کرن کی جگہ یہ موتی ٹکے
کانچ کی پہنے تھی کوئی محرم
جس بنگلہ بنا تھا چٹکی کا
ایک طرف محو سیر باغ کوئی
کوئی دم عاشقی کا بھرتی ہوئی
خندہ زن کوئی کوئی روتی ہوئی
وہ کمر کا کبھی لچک جانا
پھول بالے مین اک پروتی تھی
پینگ شوخی سے دے رہی تھی کوئی

وہ امنگین بلا جوانی کی
برق سیماب کو بھی آئے شرم
پھر رہی راہ بار رہ مستی مین
حور تھی کوئی تو پری کوئی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین
وہ ہر ایک شوخ چشم چابک و چست
سرخ سوہاٹ کوئی ڈانٹے ہوے
اودی اودی وہ مسی کی دھڑیان
شفق شام سی وہان سے تھی
انکی سندر بنوشیان روپہلی تھین
تھے روپہلے لگے ہوے ٹکے
تھین جو زیور مین سب کے سب نقرئی
ہاتھ جس سے کہین نہو محروم
پور پور انگلیون مین تھے چھلے
کو رنگین تو بد داغ کوئی
چال مین وہ قیامت الھڑپن
پھرکی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہوئی
توڑتی تھی پری کوئی گل کو
پانی سے کوئی منھ کو دھوتی تھی
گاتی تھی کوئی اس طرح سے خیال

ایک ایک انمین شوخ دیدہ تھی
وہ ترنگین جدا جوانی کی
نور کی صورتین مزاج نفیس
محو بیہوش خود پرستی مین
اک اک انمین قاتل عالم
وہ ستم شوخی و غرور و حیا
وہ چھلاوے کی طرح سے چنچل
کنگھی چوٹی کیے ہوئے وابستہ
چٹکیون مین لپیٹے تھین لون بال
اور وہ خوبرو رنگ سرخی پان
پائجامے تھے انکے اس سج کے
اور سوہاست مین تھین کلیان کئین
نقرئی جوتے پانون مین ایسے
ہاتھ اٹھے جس طرف تو گرگٹ سے برق
کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
جسکو دکھلائے دل وہین چھل لے
چہلین آپس مین کوئی کرتی ہوئی
وضع البیلی سحر کا جوبن
کبھی ہیکل کا کوٹھے پر آنا
مار دیتی تھی جان بلبل کو
کہین جھولے مین جھولتی تھی کوئی
راگ کو مشغلہ فی آئے خیال

ہنس دیے جلیس مذکور نے بہت برہم ہوکے پوچھا سچ کہو کیوں ہنسیں تھیں انھوں نے کہا ہم سے اگر آپ سچ
پوچھتی ہیں تو باعث ہمارے ہنسنے کا یہ تھا کہ آپ نے اس جوان کی نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا ہم نے
دور سے آمد و شد نفس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ جوان حسین زندہ ہے آپ کا مدعا ہے دل نکلنے کا انسے
کہا نہیں تم سب جھوٹی ہو اور کسی وجہ سے ہنسیں تھیں خیر نہ بتاؤ میں سمجھ گئی یہ کہکر ان سب کنیزوں سے کہا میں
یہاں بیٹھی ہوں تم جلد خدمت ملکۂ عالم میں جاؤ جو کچھ یہاں دیکھا ہے انسے عرض کرو اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور
تکلیف فرماکے یہاں تشریف لائیں تو بہتر ہے کیونکہ حضور نے ایسے جوان خوبرو کو اور ایسے زخمی کو نہ دیکھا
ہوگا کنیزیں تو اس طرف موافق اسکے کہنے کے روانہ ہوئیں ادھر جلیس مذکورہ نے بحالت غشی رستم
ثانی کو پیار کیا بے اختیار لپٹ کے سینہ سے سینہ ملایا زار زار روکے سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور
کہا اے جوان واسطہ تجکو اپنے دین و مذہب کا ہوشیار ہو آنکھیں کھول میری طرف نظر کر کچھ باتیں کر میرے
حال زار پر نظر کر تا کہ کچھ تسکین خاطر ہو یہاں تو وہ شیفتہ سر رستم ثانی کا اپنے زانو پر رکھے ہوئے فرط
محبت و کثرت عشق سے سخنان مندرجہ بالا کر رہی تھی اسکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور
اب حال ان کنیزوں کا سنیے کہ جب وہ خدمت ملکہ میں پہونچیں ہر چند رعب و داب ملکہ آرام بانو
سے چاہا کہ نہ ہنسیں لیکن ہنسی کب رکتی ہے بے اختیار ہنسنے لگیں ملکہ نے پوچھا کہ کیوں ہنستی ہو
کچھ کہو تو کیا دیکھ آئی ہو اور وہ میری جلیس کہاں ہے یہ سنکے وہ اور بیقرار ہوکے ہنسیں یہاں تک کہ ہنستے
ہنستے گر پڑیں اتنے میں ملکہ آرام بانو کو غصہ آیا اور بڑا اطلاع کر کے چاہا کہ انکو ہنسنے کی سزا دے کنیزیں خوف سے
اٹھیں ہنسی کو ضبط کر کے دست بستہ عرض کرنے لگیں حضور باعث ہماری اس گستاخی و بے ادبی کا یہ
ہے کہ ہم حضور کی جلیس کے ہمراہ گئے تھے عقب باغ کنارہ دریا جب پہونچے دیکھا کہ ایک جوان نہایت
خوبرو خوبصورت موٹا تازہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے زرہ اور جوشن و بکتر سلاح جنگ تن پر آراستہ
کیے زخمی پڑا ہے سر اسکا شق ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی بادشاہ یا شاہزادہ ہے اسی کے سر سے خون
جاری ہے اور وہ تختے خون کے جو پانی میں بہکر آئے تھے اسی کے خون زخم سر کے تھے جو حضور نے
ملاحظہ فرمائے تھے غرض جب ہم قریب پہونچے حضور کی جلیسہ نے اس جوان کو دیکھکر یہ باتیں
کہیں بعدہ چاہا کہ فرط محبت سے سر اسکا اٹھا کے اپنے زانو پر رکھکے پیار کریں ہم انکے ارادہ سے باخبر ہو
بے اختیار ہنسے وہ ہم پر خفا ہوئیں بعد بہت باتوں کے انھوں نے ہمکو آپکی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ کہلا
بھیجا ہے کہ اگر تکلیف نہ ہو تو یہاں آئیے ایسے خوبصورت جوان کو اور ایسے زخمی کو دیکھیے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا
لہذا اگر مناسب ہو تو حضور چلیں اس جوان کو بھی دیکھیں اور اپنی ہم جلیس کے حال سے بخوبی آگاہ ہوں کیا
عجب کہ وہ اب اس جوان کے سر کو اپنے زانو پر رکھے ہوئے رو رہی ہوں پیار کر رہی ہوں درد دل
سے آگاہ کر رہی ہوں شعر پڑھ رہی ہو عشق اپنا ظاہر کر رہی ہوں غش سے اسکے ہوش میں
لا رہی ہوں ملکہ آرام بانو کنیزوں سے تمام حال سنکے بیاختیار مسکرائی اور اپنی ہم جلیسوں سے کہنے
لگی کہ اس بیوقوف و نالائق کو کچھ شرم نہ آئی کنوارے پن میں ایسی دل لگی کرتی ہے اور ایسی باتیں کہیں جسکے
سننے سے بوجہ حیا و شرم کے ہمیں پسینہ آگیا ہے چلو خود چلیں تمام حال دیکھیں شاید یہ کنیزیں جھوٹ
کہتی ہوں یا ذرا سی بات کو بڑھا کر کہتی ہوں سبھوں نے عرض کیا حضور تشریف لے چلیں یہ سنکے ملکہ آرام بانو

اٹھی ہمراہ اسکے جملہ عورتین اوٹھین وہ کنیزین جو رستم ثانی کو دیکھ کر آئی تھین راہی ہوئین ملکہ درمیان مین
اپنی ہم جلیسون اور انیسون کے آہستہ آہستہ قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی جلیسون کی باتون پر مسکراتی ہوئی
چلی اسوقت جانا ملکہ آرام بانو کا ہمراہ اپنی ہم نشینون اور کنیزون کے دیکھنے والون کو اس طرح ثابت
ہوتا تھا کہ ماہ تابان ہمراہ کواکب و سیارگان کے جنبش و حرکت مین ہے یا پریان پرستان کی ہمراہ اپنی
مالکہ کے جاتی ہین چرخ ان نازنینون اور ملکہ آرام بانو کی رفتار دلربا پر نظر کرکے اپنی چال اور
گردش بھول گیا تھا بنظر حسرت دیکھتا تھا زمین آسمان پہ فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر بالا ے
فلک ماہ و کواکب ہین تو کیا ہین مجھپر وہ حسین و خوبرو نازنینان خوش جمال خرامان ہین کہ یہ حسن صورت
ماہ و ثوابت و سیارگان کو نصیب نہین ہے الحاصل جب ملکہ آرام بانو کثرت نزاکت اور بوجہ درستی و جمال سے
بہ ہزار دشواری تھوڑی راہ طے کرکے ہر ایک جگہ نزاکت سے ٹھہر ٹھہر کے قریب رستم ثانی پہونچی دیکھا
تو واقعی وہ جلیس رو رہی ہے سر زانو پر رکھے ہے خود بخود کچھ باتین کر رہی ہے ملکہ اپنی جلیس کو دیکھ کر بے اختیار
خندہ زن ہوئی ساتھ اسکے جملہ عورتین قہقہہ مار کر ہنسین اس جلیس نے سب کو آتے دیکھا اور آواز
انکے قہقہون کی سنکے سر رستم ثانی مجبور ہوکے زمین پر رکھ دیا اور علیحدہ ہوکر کھڑی ہوئی ملکہ نے
قریب تر ہوکر پوچھا ای تو گرفتار عشق اسوقت کس شغل مین مصروف تھین ہمارا آنا تمھارے
حق مین برا ہوا ہم خلل انداز عیش و راحت ہوے کیونکہ تم سر اس جوان کا اپنے زانو پر رکھے تھین پیار
کر رہی تھین ہوش مین لا رہی تھین عشق اپنا ظاہر کر رہی تھین ہمین آتے ہوے دیکھکر الگ کھڑی
ہوگئین اگر ہم پہلے سے یہ جانتے کہ تم اس شغل مین مصروف ہو تو ہم یہان نہ آتے خیر اب یہان آگئے
تو یہان توقف نہ کرینگے ابھی اپنے باغ مین چلے جائینگے تمکو یہان چھوڑ جائینگے تم اپنے کام مین
مشغول ہونا جو دل چاہے اس جوان مرغوب دل سے حرکت کرنا لطف جوانی اٹھانا دل لگا تا حسرتین
قلب مضطر سے نکالنا زندگی عیش و عشرت مین بسر کرنا کچھ شرم و حیا نہ کرنا کیونکہ جس مرد پر دل آجاے
نا ممکن کوئی سمجھاے اسے چھوڑ نا اور عزت و آبرو کا خیال کرنا شرم و حیا اختیار کرنا کیا ضرور یہی عاشق
بات وہی کرے جو اسکا دل کہے اب یہ جوان رعنا تمکو مبارک ہو اسکو اپنے ساتھ لیجاؤ علاج کرو جب
اچھا ہو جاے جو آرزو ے دلی ہو بر لاؤ شکر کرو کہ خداوند نے گھر بیٹھے تمھین ایسا جوان دیا کہ لائق تمھارے
ہو اسکے ساتھ چین کرو خوشی سے زندگی بسر کرو اس جلیس نے نہایت شرمندہ و خجل ہوکے کثرت حیا
سے سر جھکا کے عرق خجالت مین سرتا پا غرق ہوکے دست بستہ عرض کیا ای ملکہ عالم یہ آپ کیا فرماتی
ہین مین تو الگ اس جوان سے بیٹھی تھی حضور کو آتے دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی مجھے اس سے کیا مطلب
و غرض کہ مین سر اسکا اپنے زانو پر رکھون آنسو بہاؤن پیار کرون کوئی مین اس کی شناسا نہین ہون کوئی
میرا عزیز دوست نہین نہ یہ میرا عاشق ہے نہ مین اسکی عاشق ہون مجھے کیا غرض کہ مین اسکو اٹھا کر
اپنے گھر لیجاؤن اور علاج کرون وہ مطلب دلی کیا ہے جسکا آپ نے ذکر کیا مین نہین سمجھی حضور کی ہمراہی
مین زندگی میری عیش و آرام سے گذرتی ہے اس مرد سے مجھے کیا لطف ملیگا جو عیش و عشرت حیات
میسر ہوگی خداوند کا شکر کرتی ہون کہ اب تک کوئی رنج و غم نہین ہوا کسی مرد سے نگوڑے کو سواے
اسکے نہین دیکھا مین کو جبر عشق عاشق سے کیا ہے نہین کیا جانون عشق کسکو کہتے ہین مرد کس کام سے

عورت کو خوش رکھتا ہے زن وشوہر مین کیا ہوتا ہے عاشق ومعشوق مین کیا باتین ہوتی ہین عاشق اپنی معشوقہ پر کیون جان دیتا ہے کس شئے کی ہوس رکھتا ہے کس چیز کا طالب ہوتا ہے کیا چاہتا ہے معشوق کیون اپنے عاشق سے ناز کرتا ہے اسکے کہنے کو نہین مانتا ہے یہ باتین مجکو نہین معلوم ہین تو حضور کی خدمت مین رہتی ہون مین عورتون اور مردون سے بھاگتی ہون انکی صحبت سے کنارہ ہون اسوجہ سے آشنا کسی سے ایسی باتین نہین سنین سوا اسوقت کے کہ حضور نے ایسی باتین کین کیا کہون تمکو ارہون اگر سوا حضور کے اور کوئی ایسی باتین میرے تئین کہتا تو آسے مین بھی کہتی یہ عرض کرکے رونے لگی ملکہ نے ہنسکر جواب دیا ابھی کیون روتی ہو اب خوش ہو مراد بر آئی بھولی نہ ہو سب کچھ جانتی ہو تمام وفور شوق وعاشقی کا چاٹ لگے بیٹھی ہو دنیا کی باتین جانتی ہو پکار مجھ سے انکار کرتی ہو بات بناتی ہو خیر اگر تم کو میرے اس کہنے سے رنج ہو تو مین اب کچھ نہ کہونگی جو تم کہتی ہو اچھا ایسا ہی ہوگا تم بہت بھولی بھالی نادان ہو کچھ بھی نہین جانتی ہو سہی جھوٹ کہتے ہین تم بڑی پاک دامن ہو جب ملکہ نے یہ تقریر کی حلیہ نور رخ مالا جلیس کو دیکھکر قہقہہ مار کر ہنسین وہ پھر نہایت خجل وشرمندہ ہوئی آخرکار سب عورتون کے ٹھٹھے اور ہنسنے سے وہان سے ہٹ گئی دور جاکر کھڑی ہوئی جب ہنسی دل لگی موقوف ہوئی ملکہ نے غور سے قریب رستم ثانی جاکر چہرہ پر نظر کی اور بیک نظر ہزار جان سے شیفتہ وفریفتہ ہوئی کیونکہ حسن وجمال رستم ثانی کا ایسا تھا کہ مصداق این اشعار تھا

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین	اسکے عارض سے مہر نے کھایا داغ	خوبصورت جو تھا جوان وہ چنین
تیغ ابروے تھا جہان بسمل	ایک عالم کا بس تھا وہ قاتل	انکھڑیون سے آہو ختن نے پایا داغ
گل گلزار کامرانی تھا	جوش پر تھا بہار حسن شباب	شجر باغ نوجوانی تھا
صفت شعلہ تھا سراپا نور	شمع قامت مین تھی تجلی طور	گل رنگ تھا شگفتہ وشاداب
موے سر رشک دود شعلۂ طور	نور عارض تھا برق خرمن ہوش	تھی جبین آفتاب صبح بلور
شمع حسنی عیان تھی جبین سے	سحر کرتا تھا چشم پرفن سے	زلف دام بلا سے تھی بدتر

ملکہ آرام بانو ایسے جوان حسین کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوکر چاہتی تھی کہ رستم ثانی سے لپٹ جائے لیکن شرم وحیا نے منع کیا پھر ایسی عورتون کا بھی خیال آیا کہ یہ سب کیا کہینگی خصوصاً اسی جلیس کا خیال کیا کہ جسکو بہت چھیڑا تھا اور وہ شرماکر دور جاکر کھڑی ہوئی تھی ہر چند خیالات مندرجۂ بالا سے ملکہ آرام بانو نے اپنے تئین بہت سنبھالا اور لپٹ جانے سے باز رہی مگر رنگ رخ اثر عشق سے اور درد محبت سے متغیر ہوگیا دل پہلو مین بیتاب وبیقرار ہوگیا اشک کچھ کچھ آنکھون مین بھر آئے دست وپا مین رعشہ ہوا قوت وطاقت نے حضرت عشق کے آتے ہی جواب دیا آہ پر درد لب پر آنے لگی نالہ جانکاہ آشنا لب ہونیکو آمادہ ہوا غرور اپنے حسن کا جاتا رہا لڑکھڑا کر گرنے لگی جلیسون اور کنیزون نے دوڑکر سنبھالا مزاج پوچھا ملکہ نے جواب دیا کچھ نہین میرا مزاج اچھا ہے اس غریب مجروح کے زخم سر کو اور خون سر سے بہتے ہوے دیکھکر مجھے چکر آگیا تھا اسی وجہ سے گری پڑتی تھی آگاہ ہو کہ خون میرا ہلکا ہے سوا اسکے کبھی مین نے کسی شخص کو آجتک زخمی نہین دیکھا نہ کسی کے سر سے خون جاری ہوتے دیکھا تھا آج اس مصیبت زدہ شخص کو زخمی دیکھکر میرا یہ حال ہوگیا اسکی مصیبت وتکلیف پر نظر کرکے میری آنکھین پرآب

ہوگئین کیونکہ ہمیشہ سے مین رحیم المزاج ہون افسوس ہزار افسوس اس غریب کو کسنے ایسا زخمی کیا
کہ سر دوپارہ ہوگیا ہی غش آگیا ہی نہین معلوم کب سے اس جگہ پڑا ہی کون اسکا قاتل ہی یہ کہانکا رہنے والا
ہی بظاہر شریف قوم معلوم ہوتا ہی ہم شاہزادی ہین پدر عالی مقدار ہمارے بادشاہ عادل ہین نہ تو وہ کسی
پر ظلم کرتے ہین نہ کسی کو کسی پر ظلم و جفا کرنے دیتے ہین انکے خوف سے شیر اور بکری دونون ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین کیا مجال ہی شیر کی کہ بکری کو ایذا پہونچائے جانتا ہی کہ اس سرزمین پر حکومت سعدان شاہ
کج کلاہ کی ہی اسی طرح کوئی انسان کسی بشر پر ظلم و بدعت نہین کرتا ہی ہر وقت ڈرتا ہی کہ بادشاہ یہان کا
عادل ہی ضرور عدل کریگا ہم اگر کسی پر ظلم کرینگے بادشاہ ہمکو سزاے سخت دیگا لیکن تعجب ہی کہ باوجود
مشہور ہونے عدل و انصاف پدر ذیوقار کے میرے باغ کے قریب اس غریب کو کسی نے زخمی کیا ہے
شاید مال و اسباب اسکا لوٹ لیا ہی اسکو یہان پر ڈالدیا ہی مین بیٹی بادشاہ عادل کی ہون ضرور اس
جوان غریب کا علاج کراکے بعد صحت پوچھونگی کہ تجکو کس ظالم نے زخمی کیا ہی کیا اس شخص کو تجھ سے عداوت
تھی جسنے یہ حال تیرا کیا جب یہ شخص بیان کریگا مین اپنے والد سے کہونگی کہ آپ کیا حکومت کرتے ہین اور
کیا آپکا رعب و دبدبہ ہے کوئی آپکے رعب و خوف سے نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے
غریب و مسافر کو لوگ لوٹ لیتے ہین آلات حرب و ضرب سے زخمی کرکے زر و مال چھین کے مسافر کو
خاک پر ڈالکر چلے جاتے ہین ذرا بندوبست کیجیے ڈاکو لٹیرے راہزن اور چورون کو تلاش کر کے
سخت سزا دیجیے اس غریب کے ایذا رسان لوگون کو بھی سزاے معقول دیجیے اچھی طرح عدالت کیجیے
عادل ہوکر عدالت سے ہاتھ نہ اٹھائیے سلطنت و حکومت ہوشیار ہوکر کیجیے امور مالی و ملکی سے غافل نہ
ہوجیے ورنہ انجام برا ہوگا سلطنت مین فتور واقع ہوگا رعایا کے دلون سے خوف جاتا رہیگا ہر ایک
قوی کمزور پر دست تعدی دراز کریگا جو دل چاہیگا کریگا جس طرح اس غریب مسافر نوجوان وطن آوارہ غربت زدہ
پر کسی نے ظلم کیا ہی اسی طرح ہر شخص ہر ایک پر ظلم کرنا اختیار کریگا جب یہ تقریر ملکہ آرام بانو سنے کی
زبانی ہر ایک ہمجلیس و انیس کہنے لگی واقعی حضور سچ فرماتی ہین بیشک حضور رحم دل ہین اسوجہ
سے اس غریب پر حضور کو رحم آگیا ہی اور بسبب بہجانے خون ہونے کے اور زخمی کو بھی نہ دیکھنے سے حضور
کا یہ حال ہوگیا ہی دشمن حضور کے اسوقت قریب بہ ہلاکت ہین بہت مناسب ہی کہ اس شخص کو یہانسے
اٹھاکر کسی مکان مین رکھا جائے اور جراحون سے اسکا علاج کرایا جائے امید ہی کہ چندروز مین اچھا
ہوجائیگا حضور کی جان و مال کو دعا دیگا جب اپنے قاتل و ایذا رسان کو سزایاب دیکھیگا عدل و انصاف
حضور اور آپکے والد عالی قدر کا معترف ہوکر ممنون و مرہون منت ہوگا جس شہر مین یہان سے
جائیگا آپکی نیکی و رحمدلی و مسافر نوازی اور آپکے والد کی عدالت و انصاف کا حال ہر شخص سے ظاہر
کریگا اور یہ باتین [illegible] ہماری فلان ہمجلیس پر بہت ہنسی تھین اسسے بناتی تھین وہ بیچاری شرمندہ
و خجل ہوتی تھی غرضکہ بہانے سے اسکو چھیڑا اور ستایا کہ وہ مجبور ہوکر کثرت شرم سے آنکھ
[illegible] اسکی لگی ہی اب خود بھی اس جوان کو دیکھکر بیقرار ہین عاشق ہوگئی ہین آنکھون
مین آنسو بھر لائی [illegible] اس سے لپٹنے کو بیچین ہین مجسے بہانہ کرتی ہین کہ مین خون اسکا
جاری دیکھکے غش کھاکر گر پڑی تھی یہ نہین کہتین کہ عاشق و شیفتہ و فریفتہ ہوکر اس جوان پر گر پڑی تھی

تھین اور یہ بھی ایک حیلہ اور بات کا بنانا ہے کہ ہم رحمدل ہین ہمین اس غریب پر رحم آیا ہے اسکے قاتل کی تلاش
کرینگے عدل و انصاف کرینگے مطلب دلی تو یہ ہے کہ یہ جوان پسند آگیا ہے چاہتی ہین کہ اسکو اپنے باغ مین لیجائین
جب یہ اچھا ہوا اس سے ہم بستر ہون لطف زندگی اٹھائین ہمنے اس زندگی مین بہت سی آنکھین دیکھی ہین
بہت سی باتین سنی ہین ہم کچھ نادان نہین ہین سب جانتے ہین بلکہ تو کیا ہین بڑے بڑے عاقلون کی باتون
کو سمجھ لیتے ہین یہ ہمسے کیا اڑتی ہین ہم تو اڑتی چڑیا کو پہچان لیتے ہین ہمنے اس سن و سال مین کیا کچھ نہین کیا
ہے ہر ایک لذت سے آگاہ ہین عشق کی لذت سے ماہر ہین فراق کے درد سے آگاہ ہین وصل کے
ذائقہ سے باخبر ہین کسی نے کتابون مین یہ باتین دیکھی ہونگی یا کسی سے سنی ہونگی ہمپر یہ سب باتین گذر چکی ہین
ہم وہ ہین کہ چہرہ پر نظر کرکے دل کے حال سے آگاہ ہو جاتے ہین ہمسے بلکہ عالم بیکار چھپاتی ہین انسان بات
اس سے چھپائے جو آگاہ نہو سکے ہم تو قیافہ شناس ہین ہمسے پوشیدہ کرنا محض نادانی ہے خیر اچھا چھپا لین تو
چھپائین کب تک چھپائینگی آخر ایک روز ظاہر اچھی طرح ہو جائیگا اسوقت بی ملکہ صاحبہ کو جھک کے سلام کرین گے
اور کہین گے حضور نے ہم سے کیا کہا تھا اور کیا کیا آپ کو تو ایسا کرنا لازم نہ تھا ابھی انیسین اور جلیسین اپنے
دل مین یہ باتین کر رہی تھین کہ ملکہ آرام بانو نے کنیزون سے مخاطب ہوکر کہا اس جوان کو یہان
سے اٹھا کر ہمارے باغ مین لیچلو بارہ دری مین فرش نرم و نازک پر لٹا دو کنیزین حسب الحکم
اٹھانے کو بڑھین ناگاہ گھوڑا رستم ثانی کا مانند رستم دستان کے اپنی زبان مین نعرہ کرکے بڑھا
قبل اسکے واسطے گھاس کھانے کے دور نکل گیا تھا جب ادھر سے اس طرف آیا اپنے مالک و راکب
کے قریب کھڑا دیکھکر اور راکب کو اپنے بیہوش پڑا دیکھ باد پا نے نعرہ کرکے مچلا مچلا کے کہا کہ کنیزین اور
جو عورتین اسے آتے دیکھکر ڈر کے بھاگین گھوڑا اپنے راکب کے قریب آکر منھ اپنا رکھ کے رستم
ثانی پر جھکا کر بوسہ دینے لگا ملکہ آرام بانو نے جب دیکھا کہ مرکب اس سوار کا وفادار ہے کہ قریب
اپنے راکب کے کسی کو آنے نہین دیتا ہے خود بڑھکر اسکی پشت پر شفقت ہاتھ رکھا اور کہا ای مرکب وفادار
ہم تیرے راکب کو بدشمنی یہان سے نہین لیے جاتے ہین بلکہ بدوستی لیے جاتے ہین تجکو لازم ہے کہ یونہی کھڑا
رہ دمین اور پنک سے ہم لوگون کو ایذا نہ دے چونکہ حیوان بھی اپنے دوست اور مالک کے دشمن کو خوب
پہچانتے ہین اور باتین موافق اپنی عقل کے سمجھ لیتے ہین اسب گھوڑا رستم ثانی کا بھی سمجھ گیا کہ یہ سب عورتین
میرے راکب کی دوست ہین دشمن نہین ہین انکو ہلاک کرنا مناسب نہین ہے یہ سمجھ کے گردن جھکا دی اور
اس سر و گردن جھکا دینے سے اس بیزبان نے اس مطلب کو ادا کیا کہ اگر تم سب ہمارے راکب کی
دوست ہو تو مین تمکو ایذا نہ دونگا ملکہ آرام بانو نے بفراست دریافت کرکے کنیزون سے کہا اب یہ گھوڑا
شوخی و ایذا رسانی سے باز رہیگا اسکے راکب کو بیخوف و اندیشہ اٹھا کے لیچلو کنیزین حسب الحکم ڈرتی ہوئی
قریب رستم ثانی کے آئین اور بعد ان شائستہ شاہزادہ کو اٹھا کر سوے باغ روانہ ہوئین ایک کنیز حسب الحکم ملکہ
کے مرکب کی باگ پکڑ کے لے چلی سوے باغ پیچھے ملکہ آرام بانو بھی ہمراہ اپنی جملہ انیسون وغیرہ کے جانب
باغ چلی دل مین کہتی جاتی تھی کہ ای ملکہ آرام بانو خوبی تقدیر سے تجھے یہ جوان تو اچھا ملا ہے کہ سیکڑون
بلکہ ہزارون جوانون مین چیدہ و منتخب ہے لیکن جرح بہت ہے اگر یہ علاج سے اچھا ہوگیا تو فہو المراد ورنہ
تو اسکی تربت یا میت پر اسقدر رونا کہ ہلاک ہو جانا اور گریہ و زاری مین بھی تن سے روح مفارقت

نکرے تو ہیرے کی انگوٹھی جو میری انگشت مین ہے اسکے نگینہ کو پیسکر کھا لینا اس طور سے جان دیدینا بعد ایسے جوان خوبرو کے زندہ نہ رہنا یہ خیالات کرتی ہوئی اور دعاے صحت رستم ثانی کی کرتی ہوئی باغ مین پہونچی کنیزون نے حسب الحکم بارہ دری مین سنہری پر فرش نرم و نازک بچھا کر رستم ثانی کو اسپر لٹا دیا پھر حکم ملکہ سے کنیزون نے جراحون کو طلب کیا انھون نے آکر زخم سر کو دیکھکر ملکہ سے عرض کی کہ حضور ہر چند یہ زخم نہایت کاری ہے لیکن ہم حضور کے یاوری اقبال سے ایک ماہ کی مدت مین اچھا کر دینگے ملکہ نے کنیزون سے کہا کہدو انسے کہ اگر تم اس جوان کے زخم سر کو جلد اچھا کر دوگے تو ہماری سرکار سے خلعت و انعام پاؤگے کنیزون نے انسے کہا انھون نے اسیوقت بطمع مال دنیا زخم سر کو شراب سے دھوکر ٹانکے لگا کر مرہم کا پھایا رکھکر پٹی باندھی ملکہ نے کچھ زر و جواہر انکو دیکر رخصت کیا دوسرے روز پھر صبح کو جراح مذکور آئے پٹی کھول کر زخم کو دیکھا پھایا کچھ سمجھ کے بدلا اسی طرح تین روز زخم سر کو دیکھ دیکھ کے پھاہے بدلتے رہے تیسرے روز وقت شام رستم ثانی کو غش سے افاقہ ہوا آنکھ کھولی سامنے اپنے ایک نازنین نہایت خوبرو کو حلقہ نازنینان مین پایا حیرت سے در و بام و سقف و نازنینان مذکور پر نظر کر کے دل مین کہا مین یہان کیونکر آیا کون مجھے یہان لایا ہنوز رستم ثانی یہ خیال کر رہا تھا کہ ملکہ آرام بانو رستم ثانی کی آنکھین کھولنے سے از حد خوش ہو کر مسکرا رہی تھی اور جملہ عورتین جو اسوقت وہان موجود تھین وہ بھی خوش ہو کر ملکہ سے عرض کر رہی تھین کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو کہ آج اس جوان نے آنکھین کھولین غش سے افاقہ ہوا ہے اب امید قوی ہے کہ جلد تر اس شخص کو صحت ہو ملکہ ان کی تقریر کو بگوش سن رہی تھی اور فرط شرم و حیا سے سر جھکا کے حلقہ نازنینان مین بیٹھی تھی چاہتی تھی کہ نقاب اپنے روے روشن پر ڈالے رستم ثانی سے حجاب کرے یکایک فرط ضعف سے شہریار یعنے لہراسپ نامدار نے آنکھین بند کر لین اس ارشاد سے موافق کہنے جراحون کے کنیزون نے شوربا مرغ رستم ثانی کے حلق مین ٹپکانا شروع کیا بعد چند روز کے کچھ قوت آئی زخم سر بھی کسیقدر رو باصلاح ہوا ملکہ کو خوشی زیادہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ قریب ایک ماہ کے زخم سر رستم ثانی بخوبی اچھا ہو گیا جراحون نے غسل صحت کرا دیا ملکہ آرام بانو نے اس خوشی مین کہ میرے محبوب کو صحت ہوئی ہے حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ ہو نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکے اپنی رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کرین اسکے دور جام می بھی ہو کنیزون وغیرہ نے حسب الحکم اسی باغ مین بزم طرب آراستہ کی ملکہ آرام بانو اور رستم ثانی دونون عاشق و معشوق ایک مسند پر زر پر پہلو بہ پہلو بیٹھے کیونکہ اتنے دنون مین وہ شرم و حجاب ملکہ کا باقی نہ رہا تھا رستم ثانی بھی اسکے شمع جمال کو دیکھکر مائل ہوا تھا مگر ہم بستر ہونے سے باز رہا تھا کیونکہ قاعدہ حیلہ جوانان لشکر اسلام کا یہ ہے کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین مباشرت نہین کرتے ہین الحاصل آمدم بر سر مطلب جب وہ آفتاب و ماہتاب اکٹھا بیٹھے اور جملہ انیسین اور جلیسین مانند کواکب ثوابت کے بزم عشرت مین گرد مہر و ماہ مذکور کے قیام پذیر ہوئین کنیزین کشتیان شراب ناب کی لائین اور جام یاقوت مین مے گلگون بھر کر روبرو ملکہ کے لیگئین ملکہ نے باشارہ چشم کہا پہلے اس جوان کو شراب پلاؤ ایک کنیز نے حسب الحکم چاہا تھا کہ جام مے ناب رستم ثانی کو دے ناگاہ ایک ہم جلیس ملکہ نے اٹھکر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور آج دن نہایت خوشی کا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ از راہ مہمان نوازی انکو شراب اپنے ہاتھ سے پلائیے

ملکہ نے بعد انکار و عذر ظاہری کے موافق کہنے اس جلیس کے کنیز کے ہاتھ سے جام مے لیکر نہایت ناز و ادا سے
ہاتھ اپنا جانب رستم ثانی بڑھا کر شرم سے منہ پھیر کر کہا جسکا دل چاہے وہ ہمارے ہاتھ سے جام مے
لیکر شراب پیے رستم ثانی نے مسکرا کر جام مے اس نازنین کے ہاتھ سے لیکر شراب پینے میں تامل کیا
ملکہ آرام بانو نے اسی اپنی ہم جلیس کی جانب دیکھکر اشارہ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ شراب کیوں
نہیں پیتے اوسنے رستم ثانی سے پوچھا اے جوان بعجب ہے کہ ہماری ملکۂ عالم نے کیسی تہہ سے ساتھ نیکی
کی ہے کہ گویا تجھے مردہ سے زندہ کیا ہے اعجاز عیسی دکھایا ہے آج تیری صحت پانے کی خوشی کی اسنے بزم عشرت
آراستہ کی ہے اور ہمارے کہنے سے تجھے اپنے ہاتھ سے جام مے دیا ہے کیا باعث ہے کہ تو شراب نہیں پیتا ہے
جلد ظاہر کر رستم ثانی نے جواب دیا اے نازنین آگاہ ہو کہ میں مسلمان ہوں نام میرا شہریار ہے لقب
میرا رستم ثانی ہے میں فرزند ہوں شاہزادۂ ایرج نوجوان کا عزیز قریب ہوں حمزہ صاحبقران کا
و امیر ثانی کا میں نے لشکر ملک ترسی و حاکم کوہ شفق سے مقابلہ کیا تھا زخمی ہو کر اتفاق سے
مرکب مجکو ادھر لے آیا تمھاری ملکہ نے واقعی عنایت کی میرا علاج کرایا میرے صحیح ہونے کی خوشی
میں بزم عیش آراستہ کی ہر چند جام مے ازراہ محبت و عنایت مجھے دیا ہے مگر میں بغیر استفسار حالات
شراب پی نہیں سکتا اب تک مجھے نہیں معلوم ہوا کہ انکا دین و مذہب کیا ہے یہ کس کی دختر ہیں ساحرہ
ہیں یا غیر ساحرہ ہیں اگر مسلمان ہیں تو مجھے شراب پینے میں کچھ عذر نہیں ہے اور اگر مسلمان نہیں ہیں تو جب تک دین
اسلام اختیار نہ کرینگی میں ہرگز شراب نہ پیونگا اور آجتک جو یہاں اکل و شرب میں نے کیا ہے وہ حالت غفلت میں
کیا ہے اب فضل خدا سے بخوبی ہوشیار ہوا ہوں جو اس خمسہ درست ہوے ہیں نیک و بد میں تمیز ہو گئی ہے بیہوشی و
غفلت دور ہوئی ہے ممکن نہیں کہ اب بے استفسار حالات مذکورہ بالا شراب پیوں ملکہ آرام بانو یہ تقریر
رستم ثانی کی سنکر آگاہ ہوکے کہنے لگی ہاے غضب دل اپنا کسپر آیا ہے کہ جو ظالم خلاف مذہب ہے
اور چاہتا ہے کہ ہمکو اپنے دین میں لائے ادھر تو ملکہ اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھی ادھر اس ہمجلیس نے رستم
ثانی سے مخاطب ہوکر کہا آپ کی تقریر سے اب معلوم ہوا کہ آپ شاہزادہ ہیں اور مذہب آپکا وہ ہے
کہ جو ہمارے دین سے خلاف ہے ہماری ملکہ تو خداوند لاجورد شاہ کو اپنا خدا و نیز بڑا جانتی ہیں اور سوا
انکے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے خداوندوں کی پرستش کرتی ہیں ملکہ ہماری دختر نیک اختر سعدان
شاہ کج کلاہ کی ہیں جو اس زمانہ میں بادشاہ اولوالعزم ہے اور عملداری اسکی دور تک ہے شہنشاہ بروبحر
مشہور ہے کئی بادشاہ اسے خراج دیتے ہیں فوج بے شمار رکھتا ہے پہلوان و دلاور اسکے نمکخوار ہیں پس ملکہ
ہماری شاہزادی ہیں کوئی غریب و محتاج عوام سے نہیں ہیں نام نامی انکا ملکہ آرام بانو ہے ہمیشہ راحت آرام
سے زندگی بسر کرتی ہیں شکر ہے خداوندوں کا کہ آپ بھی شاہزادۂ ذیجاہ ہیں جیسی یہ ذی عزت ہیں ویسے
ہی آپ بھی ذی حرمت ہیں جوڑا اچھا ہے آپ انکو زیب ہیں یہ آپکو زیب ہیں اگر آپ ماہتاب ہیں تو
یہ آفتاب حسن و خوبی ہیں دونوں لاجواب ہیں اب رہا یہ جھگڑا کہ انکا دین اور ہے اور آپکا مذہب
اور ہے اس بارے میں ہماری تو یہی راے ہے کہ آپ ہماری ملکہ کو کہ بہت نازک مزاج ہیں انکار سے
رنج نہ دیجیے شراب پی لیجیے دیکھیے ہمارا کہا مانیے ورنہ ہماری ملکۂ عالم کو رنج ہوگا ابھی ابھی گل سا چہرہ
فرط رنج سے زعفرانی ہو جائیگا اور شیشۂ دل سنگ صدمہ سے چور ہو جائیگا لطف عیش باقی نہ رہیگا

یہ بزم عشرت محفل غم ہو جائیگی ہمکو اور جملہ اہل بزم کو بھی صدمہ ہوگا آئندہ آپ کو اختیار ہے رستم ثانی
نے جواب دیا ای نازنین مین تیرے کہنے پر ضرور عمل کرتا اگر مین مجبور ہون خلاف طریقہ آبا و اجداد کر نہین
سکتا اگر تمکو ہماری ناخوشی ہوگی تو مین چلا جاؤنگا وہ ہم جلیس ملکہ آرام بانو یہ تقریر شہریار کی سنکے
جانب ملکہ آرام بانو دیکھنے لگی ملکہ موصوفہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت مسلمان نہین ہوتی ہون
اور مین اپنے دین سے منحرف نہین ہوتی ہون تو یہ شاہزادہ کہ نہایت غصہ ور ہے ضرور خفا ہو کے
یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلا جائیگا مین اسکے فراق مین مبتلا ہو کر جلد مر جاؤنگی حسرتین دل مین لے کر
دنیا سے جاؤنگی ناشاد و نامراد کہلاؤنگی علاوہ اسکے اس شاہزادے سے جدا ہو کر جبتک زندہ رہونگی
سب یہ انیسین جلیسین میری مجھے طعنہ دینگی اور کہینگی کہ ای ملکہ آپ نے کوچہ عشق مین قدم تو رکھا مگر راہ عشق طے
نکر سکین نادان تھین ایسے جوان بے مثل کو ہاتھ سے کھو بیٹھین اگر ہم آپ کی جگہ ہوتے تو کبھی ایسی نادانی نکرتے کوچہ
عشق مین قدم رکھکر نام پیدا کرتے مدعائے دل حاصل کرتے حسرتین دل کی نکالتے شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرتے مبتلا
فراق یار نہ ہوتے نالہ و فریاد نہ کرتے تڑپ تڑپکر زندگی بسر نہ کرتے اپنے معشوق کو ناراض نکرتے بقول شاعر ہم عشق کے
بندے ہین مذہب سے نہین واقف گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ مین اس شاہزادے
کی خوشی خاطر پر نظر کرون جو یہ کہتا ہے اسے منظور کرون اپنے حال زار پر خود رحم کرون بلا سے دین آبائی
سے پھرتی ہون تو پھرون اسکی محبت و الفت سے ہمیشہ محظوظ ہون جبکہ دوستی کا قصد کر لیا ہے تو دین بھی اسکی نذر
کر دون اسکو یہان سے جانے نہ دون یہ خیالات کر کے اسنے اپنی ہم جلیس سے باشارہ چشم و ابرو کہا ذرا اُنسے پوچھو تو
صاحب اگر کوئی تمہارے دین مین آنا چاہے تو کیا کرے کیونکر مسلمان ہو اسنے پایا سے ملکہ موصوفہ
رستم ثانی نے مسکرا کر پوچھا ای شاہزادی کیا ارادہ ہے تو معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو
کتنی مدت مین مسلمان ہو سکتا ہے اور کیونکر مسلمان ہوتا ہے کیا کیا دقتین مسلمان ہونے مین ہوتی ہین شاہزادہ
نے ہنسکر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو ابھی ہو سکتا ہے صرف کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے
اُسنے پوچھا وہ کلمہ کیا ہے ذرا ہمکو بھی بتائیے شہریار نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا ملکہ نے
اُسے سنکے ناز سے تتلا تتلا کے ٹھہر ٹھہر کے ایکبار پوچھ پوچھ کے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا بعدہ
ملکہ کے کہنے سے جملہ انیسین اور جلیسین اور کنیزین مثل ملکہ آرام بانو کے کلمہ پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوئین رستم ثانی نے ملکہ وغیرہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہو کر وہی جام شراب کہ ہاتھ مین تھا
لبون سے لگا کر شراب پی لی پھر شیشہ و ساغر طلب کر کے جام مین شراب بھر کے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا اُسنے
بعد ناز و انکار بسیار کے جام مذکور لیکر شراب پی لی جب اسی طرح چند جام شاہزادے نے ملکہ کو دیے
اور ملکہ نے شاہزادے کو دیے جب ہر ایک نے شراب پی لی جام ہو ہاتھ سے رکھدیا اسوقت کنیزون
نے جملہ انیسون اور جلیسون کو حکم ملکہ سے شراب پلائی جسوقت سب اہل بزم پی چکے کنیزین گلفامیان شراب
کی اٹھا کر لیگئین بعد اسکے جانے کے ایک رقاصہ نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے
کہ وہ بھی عورتین تھین حاضر بزم ہو کر روبرو ملکہ اور رستم ثانی کے ناچنے لگی ہمراہ اُسکے جو عورتین تھین وہ
ساز بجانے لگین ملکہ اور شہریار وغیرہ رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اس رقاصہ کی تعریف
کرنے لگین ملکہ آرام بانو بھی خوش ہو کر بار بار زر و جواہر انعام مین دینے لگی حسب دم وہ

نازنین رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر یہ غزل بہ لحن داؤدی گانے لگی غزل

کیا تپاک آئی میرے شیون سے
درد الفت جو کھیلتا ہوں میں
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے
اسکا جینا ہوگا سوزن سے

آنسو سوزش سے عشق کی ہیں رواں
ہار رہا تا ہوں یار پرفن سے
دل خم زلف میں لٹکتا ہے
کم نہیں زخم دل یہ روزن سے

کیوں اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہیں
پیچ کھایا ہے ہمنے ناگن سے
چاک دل کی دوا کہاں اختر

اہل بزم اشعار غزل سنکے خوش ہونے لگے خصوصًا ملکہ آرام بانو بہت خوش ہوکر تعریف کرکے متواتر زر و جواہر مطربہ کو انعام دینے لگی انیسین جلیسین ملکہ کی حالت نشۂ شراب میں اشعار غزل مندرجہ سن سنکے عالم وجد میں مانند رندان مست کے یا مانند صوفیان بدمست کے سر ہلانے لگین اسوقت اس طور سے وہ مطربہ گاتی تھی کہ سماں بندھا تھا اور یہ حال تھا کہ مصداق اشعار

سننے والوں کے تھے کلیجہ پہ ہاتھ
بوسے لیتا تھا پاؤں کے لب فرش
بزم انسان میں حور رقصان ہے
جس طرف دیکھو رقص بسمل تھا

زم پھر کتا تھا ہر اپچ کے ساتھ
دیکھکر اسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے

واہ واہ کہہ رہے تھے ساکن عرش
ساکن خلد کہتے ہیں باہم
وہ سماں دیکھنے کے قابل تھا

جب وہ نازنین بخوبی تمام رقص کر چکی اور غزل مطلع سے تا مقطع گا چکی ملکہ نے اُسے زر کثیر انعام میں دیکر رخصت کیا پھر حکم دیا اور کوئی رقاصہ ہمارے سامنے آکے رقص و نغمہ کرے حسب الحکم اسی وقت ایک اور رقاصہ حاضر بزم عیش ہوکر بعد سلام کرنے کے کھڑی ہوئی جب اسکی ہمراہی عورتون نے اپنے اپنے ساز کو مانند طبع ناساز کے اپنی اپنی تدبیر سے سر درست حسب دلخواہ درست کیا اور اپنی شوخی سے انھیں چھیڑا رقاصہ رقص کرنے لگی تمام اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اسکے ناچنے کی تمنا کرنے لگین جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

کھلے داغ جگر نظارہ برگ گل تر سے
شکار اُسنے کیا ہے انکو دلکو یقین آیا
حلاوت ٹپکتی اشعار کی قند تر سے
ہیں وہ مست شراب الفت ساقی بہوش ہوں
ہماری خاک کو کیا فائدہ پھولوں کی چادر سے

نہ لیجائیگا اب ہدہد بھی نامہ جانکے ڈر سے
وگرنہ باز کو کیا نقص تھا میرے کبوتر سے
دلائیں یاد نرگس نے کسی سفاک کی آنکھیں
ہوا بیخودی زائل نہوگی مرکے بھی سر سے
مدد اے بیگار رہائی دست ٹے زور زمانہ سے

جنون پیدا ہوا پھر سایۂ نخل صنوبر سے
جواب خط لکھا ہے یار نے خون کبوتر سے
ہوئی تکرار مضمون لب شیرین کی سخن سے
کسی گلرو کا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے
عبث ہے قبر کی زینت بدن جب خاک اٹھی
محبت ہے جو صادق کا دنی نزد کبوتر سے

تمام عورتین اور رستم ثانی اشعار غزل مندرجہ کو سن سنکے بجائے خود تعریف بعض بعض شعر کی کرنے لگے ملکہ آرام بانو بھی شادمان ہوکے پے در پے انعام اسے دینے لگی مطربہ زر و جواہر لینے لگی یہان تو رقاصہ مذکور اپنے رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کر رہی ہے بلکہ اور رستم ثانی بے خوف و خطر بیٹھے ہوے کمال امن سے ہیں عیش و عشرت سے زندگی بسر ہو رہی ہے حالت نشہ میں عاشق و معشوق ایکجا کس راحت و آرام سے بیٹھے ہیں یہ فلک جفا جو نظروں سے دیکھ رہا ہے انکو تو اسی حالت میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر رقم کیا جاتا ہے کہ جب زمانہ قریب ایک ماہ کے گذرا اور ملکہ آرام بانو اپنے باغ سے پاس اپنے پدر کے نگئی سعدان کج کلاہ کو تردد ہوا کیا سے خود کہنے لگا کہ میری دختر مجھ سے اجازت لیکر واسطے سیر باغ کے گئی تھی نہایت معلوم کیا باعث ہوا کہ اتبک نہیں آئی ضرور کوئی امر ایسا ہے کہ اسکا آنا

انکی وجہ سے نہین ہوا ہی ورنہ وہ اتنے روز اپنے باغ مین نہ رہتی تھی جلد سیر کر کے چلی آتی تھی لہذا مناسب
وقت یہ ہی کہ سبب انکے نہ آنیکا دریافت کرون یہ خیال ذہن نشین کر کے چند ہرکارون کو حکم کیا کہ ابھی جانب
باغ فرحت افزا روانہ ہون وہان جاکر پوشیدہ طور سے حال میری دختر کا دریافت کر کے مجھ سے آکے
بیان کرین ہرکارے حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت سمت باغ روانہ ہوئے جب عنقریب باغ پہونچے
بصورت مبدل زیر دیوار باغ مذکور جاکر ملازمان در باغ سے پوچھنے لگے یہ باغ کسکا ہی اسمین کون رہتا ہے
اسمین آج کوئی بزم طرب کسی نے آراستہ کی ہی کہ آواز نغمۂ نازنینان کی چلی آتی ہی ملازمان در باغ نے پوچھا تم
لوگ کون ہو جو ایسی باتین دریافت کرتے ہو تمھارا منشا اس دریافت کرنے سے کیا ہی انھون نے جواب دیا
ہم لوگ مسافر ہین یہ باغ نہایت وسیع و نادر زمانہ دیکھکر تم سے دریافت کیا ہی ورنہ ہمین کیا ضرورت تھی
کہ ہم لوگ پوچھتے یہ باغ کسکا ہی ملازمان مذکور نے انکو مسافر جان کر صاف صاف بے خوف و خطر کہدیا کہ یہ باغ
ملکہ آرام بانو دختر نیک اختر سعدان شاہ کج کلاہ کا ہی فی الحال ملکہ موصوفہ اسی باغ مین تشریف
رکھتی ہین اور ایک جوان مسمی شہریار ملقب رستم ثانی سے سرگرم عیش ہین بزم طرب آراستہ کی ہی نازنینان
خوبرو رقص و نغمہ کر رہی ہین ہرکارے جو بصورت مبدل مسافر بنکر آئے تھے یہ خبر دریافت کر کے جانب
سعدان شاہ جلد تر روانہ ہوئے بعد قطع راہ اسوقت پہونچے کہ سعدان شاہ دربار مین بالاے
تخت حکومت بصد غرور و نخوت بیٹھا ہوا تھا امرا و وزرا و ندما و حکما و پہلوانان نامی و نامور سرداران لشکر
نجومی و رمال وغیرہ جملہ اہل دربار حسب قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے دربار بخوبی آراستہ تھا ہرکارون
نے حسب قاعدہ مجرا آگاہ سے بادشاہ مذکور کو مجرا کر کے اور رسم اداے عبودیت بجا لا کے دست بستہ عرض
کیا ای بادشاہ جمجاہ ہم حسب الحکم گئے تھے جو کچھ دریافت کر کے آئے ہین سر دربار اسے عرض نہین کر سکتے
ہین امیدوار ہین کہ تنہائی مین حضور سے عرض کرین یا بذریعہ تحریر اُس سے حضور کو آگاہ کرین
سعدان شاہ کج کلاہ انکی تقریر سے سمجھ گیا کہ یہ لوگ اسرار میری آبرو ریزی کے خواہان مین ہین ایسی
ہی کوئی بات ہی کہ اسے سر دربار ظاہر نہین کرتے ہین یہ سمجھکر حکم دیا کہ بذریعہ تحریر اسی وقت ہمکو اس
حال سے جسکو ظاہر کرنا چاہتے ہو اطلاع دو ہرکارون نے حکم کی تعمیل کی سعدان شاہ اپنی دختر کے
حال سے باخبر ہوکے نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرط غیظ و غضب سے دست و پا مین
رعشہ سا پیدا ہوا آنکھین کثرت قہر و غصہ سے سرخ ہوگئین وزرا نے جسارت کر کے دست بستہ پوچھا ای
بادشاہ گیہان پناہ اسوقت سبب غیظ و غضب کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم خادمون پر ظاہر فرمائیے تاکہ
دفع غیظ و غضب حضور کی تدبیر کیجائے اگر کوئی دشمن نے سرکشی کی ہی تو ہم غلامون کو حکم ہو ہمراہ سپاہ
کے جا کر اسکا سر تیغ آبدار سے کاٹ کر لے آئین بادشاہ نے حالت غصہ مین جواب دیا جس وجہ سے
ہمکو غصہ ہی وہ امر تمپر ظاہر ہو جائیگا بالفعل اسکا ظاہر کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ جو خبر ہرکارون
نے دی ہی معلوم ہوتی ہی نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ ہی یہ کہکر فی الفور تخت سے اٹھا بعدہ وزرا امرا کو ہمراہ
لیکر اور کئی ہزار جوانان جنگ آزمودہ کو اپنے ساتھ لیکر مرکب پر سوار ہوکر سوے باغ فرحت افزا روانہ
ہوا بعد قطع راہ دراز قریب باغ مذکور پہونچا دربانان باغ اپنے بادشاہ کو مع سپاہ آتے دیکھکر
گھبرا گئے جلد اٹھکر باواز بلند کنیزون کو پکار کر انسے کہا کہ ہماری طرف سے خدمت ملکہ مین جلد جاکر عرض

کرو کہ حضور غافل کیا بیٹھی ہیں آپ کے والد کیجبت سپاہ کشیر شاید واسطے گرفتاری رستم ثانی کے آئے ہیں کیونکہ آثار غیظ و غضب انکے چہرہ سے آشکارا ہیں لہذا جلد رستم ثانی کو کسی گوشہ باغ میں نہان کیجیئے کنیز دانا نے جلد جاکر ملکہ آرام بانو سے جو کچھ دربانون سے سنا تھا عرض کیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی نہایت پریشان خاطر ہوگی جو اس باختہ ہوسے رنگ رخ متغیر ہوگیا نشہ اتر گیا خوف سے بدن کانپنے لگی اور کہنے لگی ہاے کیا کرون غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہی کیونکر میری اور انکی جان بچتی ہی رستم ثانی نے پوچھا اے ملکہ کیا آج تم کیون پریشان خاطر ہو کچھ حال تو بیان کرو کہ باعث اس اضطراب و بیتابی کا کیا ہے ملکہ نے جواب دیا کیون نہ مضطرب و پریشان خاطر ہوں کہ میرے والد با جد فوج کثیر لیکر در باغ تک آ پہنچے ہیں شاید کسی نے یہان کے حال سے انھیں آگاہ کر دیا ہو دیکھیے تمھاری اور میری جان کیونکر بچتی ہی یقین ہی کہ والد میرے مجھے اور تمھیں ضرور قتل کر ڈالینگے رستم ثانی نے ہنسکر جواب دیا بس اسی وجہ سے تم پریشان خاطر ہو اگر تمھارے والد بارادہ گرفتاری و قتل میرے یہان آئے ہیں تو تم نے کچھ اندیشہ نہ کرو جسوقت وہ یہان آئینگے دیکھ لیا جائیگا اس نازنین مطربہ سے کہو اسی طرح رقص و نغمہ کرے تمام عورتیں اسی طرح سے باطمینان خاطر بیٹھی رہیں منتشر نہو اس اور مترددہوں شور و غل نہ کرین گریہ و زاری سے باز رہیں اس بزم عشرت کو مبدل بصحبت الم نہ کرین ملکہ نے کہا صاحب کیا کہتے ہو کیونکر اندیشہ نہ کرون کہ تم تن تنہا ہو اکیلے کیا کروگے میرے باپ کے ہمراہ لشکر کثیر ہی اور وہ خود بھی مانند رستم پہلوان کے قوی بازو ہی کس کس سے لڑوگے کیونکر اپنی جان انکے اور دشمنون سے بچاؤگے افسوس ہزار افسوس اس فلک جفا کار مردم آزار کو ہمارا عیش سے بسر کرنا ناگوار ہوا آخر کار درپے آزار ہو کر ایسا ظلم کیا چاہتا ہی کہ ہمارے اور تمھارے جدائی تا قیامت ہو جائیگی میں قتل ہو جاؤنگی نہیں معلوم تم دشمنون کے ہاتھ سے زندہ بچو یا نہ بچو اگر بعد اسکے شر دشمنان سے جانبر ہونا تو اے شہزادہ فیروز وقار یہ وصیت میری یاد رکھنا کہ کبھی کبھی میری تربت پر براے فاتحہ خوانی آیا کرنا روح کو میری شاد مان کرکے چلے جایا کرنا یاد ہماری اپنے دل سے دور نہ کرنا یہ کہکر آبدیدہ ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

کبھی آجائے گر طبیعت پر	پڑھنا قرآن میری تربت پر	کچھ دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا	جا کے رہنا اس جگہ سے دور	ہم جو مرجائیں تیری جان سے دور
یہ موم کشتگی کی گم نہ پائے گی	ڈھونڈھنے کس طرف کو جائیگی	رستم ثانی نے تقریر ملکہ کی سنکر

جواب دیا اے ملکہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ میں زندہ ہوں اور تم نہو کیا مجال تمھارے باپ کی یا اور کسی نابکار کی کہ تمھیں میرے سامنے میری زندگی میں قتل کرے اگر لاکھوں سوار و پیدل تمھارے باپ کے ساتھ ہیں تو ہوا کرین میرا پروردگار میرا حامی و مددگار ہی ہرچند تنہا ہوں مگر دیکھ لینا کہ کیا کرتا ہوں اس باغ میں لاشون کے انبار لگا دونگا دریاے خون دشمنان بہا دونگا تمکو ہمارے سر کی قسم پریشان خاطر نہو اسی طرح بیٹھی رہو دیکھو تو کیا ہوتا ہی اور کون غالب ہوتا ہی ابھی رستم ثانی شمشیر بکف بیٹھا ہوا تھا ملکہ سے گفتگو کر رہا تھا جملہ عورتیں درگاہ خدا میں بگریہ و زاری دعا کر رہی تھیں کوئی سر کے بال کھولکر ہاتھوں کو سوے آسمان بلند کرکے آبدیدہ ہوکے بہ تضرع قلب اس طرح دعا کرتی تھی کہ اے خالق زمین و آسمان و اے مددگار انس و جان ہم سب تازہ مسلمانون پر رحم و کرم کر

دشمنوں کے ہاتھ سے ہم سب کو بچا اپنی قدرت دکھا اعتقاد ہمارا بڑھا رستم ثانی اور ہماری ملکہ وغیرہ کو سعدان شاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرا اسی طرح ہر ایک عورت دعا کرتی تھی ملکہ بھی اپنے دل میں برجوع قلب اس طرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرتی تھی

مناجات

مرصع ساز سطح بام افلاک
بساط آرائے سطح عالم خاک
شفیق جان زار نیم بسمل
دوائے درد وقت غمگسارے
انیس منزل طاعت گذاران
نضارت بخش خاطرہائے غمگین
چراغ افروز کاخ ماہ انور
چمن پیرائے چرخ چارم تاک
عصائے دست درشبہائے تاریک
شکیب دل بوقت آہ زارے
گنہ آمرز رندان زیان کار
بصارت بخش چشم کور و نابین
نہیں کچھ شک تو ہی ہے ایزد پاک
ضیا اندوز چشم مہر خاور
رفیق غربت درماندہ منزل
گرہ بکشائے غم در کار باریک
جلیس محفل شب زندہ داران
خطا بخش سیہ مستان سیہ کار
بہت مضطر ہے دل میرا غموں سے
بچا ہم سب کو یارب دشمنوں سے

ہنوز ملکہ مصروف مناجات تھی اور دیگر عورتیں بھی مشغول دعا تھیں ناگاہ سعدان شاہ کج کلاہ تمام سواران ہمراہی کو گرد دیوار باغ کے مقرر کر کے وزرا امرا کو بھی بیرون باغ چھوڑ کے تنہا مرکب سے اُتر کر اندر باغ کے آیا دور سے دیکھا کہ بزم طرب آراستہ ہے نازنینان خوبرو بیٹھی ہیں اور تمام عورتیں بھی بزم میں موجود ہیں ملکہ آرام بانو پہلوئے رستم ثانی میں بیٹھی ہے مگر سب عورتیں پریشان خاطر و آبدیدہ ہیں ہاتھوں کو جانب آسمان بلند کیے کچھ کہہ رہی ہیں بزم طرب درہم و برہم ہے یہ حال دیکھکر نہایت غصہ میں آ کر آگے بڑھا پھر نعرہ کیا او نوجوان ہوشیار ہو جا کہ میں آ پہونچا میرا آنا گویا تیری قضا کا آنا ہے ارے غضب کیا تو نے کہ میری دختر کے پاس بیٹھا ہے کچھ خوف و اندیشہ مجھ سے نہ کیا میری عزت و آبرو خاک میں ملا دی یہ کہکر جانب ملکہ آرام بانو دیکھکر کہا او گیسو بریدہ تو نے یہاں آ کے خوب گل کھلایا خوب سیر باغ کی اپنی آبرو کے ساتھ میری عزت بھی برباد و ضائع کی دیکھ تو سہی کہ آج تجکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہوں یہ نعرہ کر کے اور آگے بڑھا ملکہ اور جملہ عورتیں بے اختیار کھڑی ہو کر شور و غل کرنے لگیں رونے پیٹنے لگیں اکثر عورتیں ہاتھ باندھکر آگے بڑھکر سعدان شاہ سے بمنت و عاجزی عرض کرنے لگیں ای بادشاہ فلک جاہ ہماری ملکہ عالم کی خطا معاف فرمائیے اُنکے خون سے درگذر کیجیے اگر غصہ زیادہ ہے تو انکے عوض ہمیں قتل کیجیے ہماری ملکہ کی کچھ خطا نہیں ہے نہ اس جوان کی کوئی تقصیر ہے ہمیں قسم لیجیے کہ ابھی تک ملکہ ساتھ عزت و آبرو کے ہیں در ناسفتہ ابھی تک سوزن الماس سے محفوظ ہے آشنائے سوزن الماس نہیں ہوا ہے دیکھیے ہماری عرض کو قبول کیجیے خون ناحق ملکہ اور اس جوان کا اپنی گردن پر نہ لیجیے سعدان شاہ نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر واسطے ڈرانے کے انپر حملہ کیا وہ بخوف جان سے بھاگیں سعدان شاہ نے قریب آ کے نعرہ کر کے تیغ آبدار سر پر شہریار کے لگائی شاہزادے نے مسند پر سے اٹھکر تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب شمشیر قریب سر آئی چالاکی سے بند دست سعدان شاہ پہ ہاتھ اپنا ڈال کے کلائی مروڑ کے تلوار چھین لی اور کہا او نابکار دور ہو گیا تجھے شمشیر آبدار سے ہلاک کروں کہ تجکو ملکہ کے بیچ کا خیال ہے سعدان شاہ ہ سنکے ایسا برہم ہوا کہ دوڑ کر کمر سے لپٹ کر زور کرنے لگا ادھر شاہزادہ بھی اس سے لپٹ کر زور کرنے لگا پھر دیر تک باہم کشتی ہوئی آخرکار رستم ثانی نے نعرہ

کوہ شگاف کرکے اسکو زمین سے دو تین زوروں میں اپنے سر سے بلند کیا اور گردش دیکر چاہا کہ بروے خاک اس طرح پٹکے کہ استخوان سرمہ سا ہو جائیں اسوقت سعدان شاہ امان طلب ہوا شاہزادے نے فرمایا امان تجکو بشرط قبول دین اسلام دیجائیگی اُسنے قبول کیا شاہزادۂ موصوف نے آہستہ اسکو بالاے فرش بٹھا دیا وہ شاہزادہ سے زیر ہوکر اور اسکی قوت و شجاعت پر نظر کرکے چاہتا تھا کہ قدم پر گرے شاہزادہ مانع ہوا اور کہا آپ بزرگ ہیں میں آپ کا خورد ہوں سمجھ لیجیے جو کچھ کہتا ہوں آپ کو مناسب نہیں ہی کہ میرے قدم پر گریں سعدان شاہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا ای جوان پہلے تو مجھے مسلمان کر بعدہ اپنے نام اور حسب و نسب سے آگاہ کر شہریار نے پہلے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعدہ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا وہ حسب و نسب سے ماہر ہوکے بہت خوش ہوا اور دل میں کہنے لگا شکر ہی خدا کا کہ موافق میری آرزو کے مجھے داماد ملا بعد شکر کے رستم ثانی کو مانند اپنے فرزندوں کے سمجھ کے سینہ سے لگایا اور کہا ای فرزند بالاے مسند بیٹھو اب کچھ اندیشہ نکرو پھر ایک کنیز کی طرف دیکھکر کہا ملکہ آرام بانو کہاں ہی اُسے بلا لا اس سے کہنا کہ اب کچھ خوف نکرے وہ کنیز گئی اور جس جگہ ملکہ آرام بانو چھپی ہوئی زار زار رو رہی تھی دعا کر رہی تھی کنیز مذکور نے پہونچکر تمام حال ملکہ سے بیان کیا اور کہا چلیے آپ کے والد آپکو بلاتے ہیں ملکہ ڈرتی ہوئی مع اپنی انیسوں اور جلیسوں کے نقاب اپنے رخ پر ڈال کے آگے بڑھی پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گئی سعدان شاہ خود وہان گیا اُسنے سلام کیا سعدان شاہ نے اپنی دختر کو اپنے سینہ سے لگایا اور کہا ای دختر نیک اختر اب کچھ اندیشہ نکر میں مسلمان ہو گیا ہوں پہلے دشمن تھا اب دوست ہوں نازنینوں سے کہہ کہ رقص و نغمہ کریں تم بھی اسوقت شریک بزم عشرت ہونگے کیونکہ ہمکو دولت ایمان و اسلام کے ملنے کی اور شاہزادہ رستم ثانی کے یہاں آنے کی بہت خوشی ہی یہ کہکر وہاں سے آکر بالاے مسند بیٹھ گیا رستم ثانی کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا ملکہ آرام بانو اپنے باپ کے لحاظ سے علیحدہ بیٹھی جملہ انیسیں اور جلیسیں بھی ملکہ کی حاضر بزم ہوئیں ایک قاصہ روبروے سعدان شاہ کھڑی ہوکے رقص کرنے لگی مغنیہ تین جو اُسکے ہمراہ تھیں وہ ساز بجانے لگیں پھر بزم طرب میں آثار خوشی نمایان ہوئے ہر ایک رقص رقاصہ دیکھنے لگا جب وہ رقص کر چکی اُسنے بہ لحن داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

کہ جگنو بنکے سب چنگاریاں نکلیں گی پتھر سے	مریض عشق اٹھیں کس طرح تجھ بِچھڑے در سے
فروغ عشق کی مجکو خلش ہی تو بہتر تھا	نئی کی دشمنی ناوک نکالا قلب مضطر سے
سنبھالا ہوں لپٹا کر دسیدم قاتل کے خنجر سے	بنایا رشک صحرا آگیا ست باغ جنت کو
بڑی صاحب فراشی اس مرتبہ فرقت کیا دیتے ہیں	کہ دریا کو حجاب ہوئی ہی ہر تارِ بستر سے
کہ سب احباب کہتے ہیں بچیں یا اللہ سو گھر سے	رقم ہی اسقدر احوال شاہ ہیں سرد آہوں نکا
دبوچا کون ہی بے خانمان بیٹھا ہی کچھ میں	صدا دیکے دھڑکنے کی چلی آتی ہی پیامبر سے

فقط مردے نہ زندہ ہونگے اس کی اعجاز
کہ تن میں جان آئی ہر مسیحا کو ہے لب سے
تجھے کڑی ترپھے ہے کہیں اسکو نہ رستم آسمان سے
حرارت داغ دل کی بڑھ گئی خورشید محشر سے
صنم کے در سے اٹھکے ہو گیا تھا حال یہ اپنا
ہوا اٹھنا بھی نکلی ہی پر و بال کبوتر سے

اہل بزم اشعار غزل مذکور سنکر رقص کرنے لگے خصوصاً رستم ثانی اور سعدان شاہ بگوش سننے لگے جب وہ مطربہ غزل تمام کر چکی سعدان شاہ نے اُسے زر کثیر انعام میں دیکر کہا اب جلسہ عشرت برخاست ہو موافق حکم شاہ جلسہ مذکور برخاست ہوا اسوقت سعدان شاہ اپنی دختر اور رستم ثانی وغیرہ کو بعزت و حرمت اپنے ساتھ لیکر اپنے دارالامارۃ کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ جب دارالامارۃ شاہی پر پہونچا ملکہ آرام بانو اور اسکی ہمراہی سب عورتیں لو

سواریون سے اترکر داخل محلسرا ہوئین سعدان شاہ رستم ثانی کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا اور تخت شاہی پر بیٹھنے کو کہا شاہزادہ نے انکار کیا اور کہا یہ تخت و تاج آپ کا آپکو مبارک رہے مجکو ہوس تخت نشینی و حکومت نہین ہے یہ کہکے سعدان شاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھادیا اور خود متصل تخت ایک دنگل پر بیٹھا سعدان شاہ نے تخت پر بیٹھکر جملہ اہل دربار کی طرف نظر کرکے باواز بلند کہا ای ملازمان من آگاہ ہو کہ مجکو اس شاہزادہ ذیوقار نے زیر کرکے مسلمان کیا ہے کلمہ شہادتین مین نے بصدق اپنی زبان پر جاری کیا ہے لہذا تم سب کو بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور جملہ اپنے خداوندون پر لعنت کرو سب نے حکم بادشاہ سے کلمہ شہادتین سعدان شاہ سے دریافت کرکے اپنی زبان پر جاری کیا پھر حکم بادشاہ سے منادی نے شہر مین ندا دی کہ حکم سعدان شاہ کج کلاہ کا یہ ہے کہ تمام رعایا ہماری دین اسلام اختیار کرے جو حکم سے سرکشی کریگا قتل کیا جائیگا جب یہ حکم بادشاہ ہر ایک صغیر و کبیر نے سنا سب نے دین اسلام اختیار کیا پھر حکم سے بادشاہ موصوف کے دیرا در بتکدے منہدم کیے مساجد بنانے کی فکر کی یہان سعدان شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت تکلف وخوبی سے آراستہ ہو سامان دعوت و ضیافت شاہزادہ ذیجاہ نہایت تکلف سے کیا جائے نازنینان خوبرو و خوش گلو اور ساقیان مہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر بزم عشرت ہون ملازم کاربند ہوے بزم طرب آراستہ ہوئی جملہ اہل دربار حاضر بزم طرب ہوے سعدان شاہ شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر داخل بزم عشرت ہوکر رونق افزاے محفل عشرت ہوا ساقیان گلرو نے جام یاقوت و بلورین مین مے ناب بھر کر سعدان شاہ کج کلاہ اور شاہزادہ رستم ثانی کو دینا شروع کیا جب شاہزادہ اور شاہ مذکور خوب شراب پی چکے پھر ساقیون نے اہل بزم کو ساغر مے دیے ان سب نے بھی خوب شراب پی بعدہ گزک سے ہر ایک نے لطف اٹھایا بعد اسکے ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے شاہ شہریار کو سلام کیا بعدہ سازندون سے کہا سازون کو درست کرو جب انھون نے حسب فرمودہ سازون کو درست کیا وہ نازنین رقص کرنے لگی تعریف اسکے رقص کی مفصل کیا کیجائے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضاے نظم ۔

ناچ اس گل کا لاکھ انگڑائے پری	یہ وہ چتون کہان سے لائے پری	کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غمزہ سے مسکرا دینا	کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک	ابھرے سینے کی بھی وہ قدر سبک	مثل طاؤس مست ایسی تنی
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اسکی	حلقہ دست حبیب ہوا ہالا	بنگیا گرد ماہ کے ہالا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	ناز سے سر پہ جبکہ اٹھ گیا ہاتھ
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ	ہاتھ دونون جو تا کمر آئے	دو ہلال ایک جا نظر آئے
پہ تو نین وہ حلال کرتی تھین	ٹھوکرین پائمال کرتی تھین	اہل محفل بجاے خود اسکی تعریف

ناچنے کی کرتے تھے خصوصا سعدان شاہ نہایت تعریف کرکے بار بار اسے انعام مین زر و جواہر دیتا تھا جب وہ حسینہ بخوبی رقص کر چکی ٹھہر کر رنگ محفل دیکھکر پھر کچھ سوچکر یہ غزل گانے لگی غزل

سہے ہم دم فیض ساقی احسان کشتر	ہماری گردش قسمت عیان ہے دو ساغر	عطائی اسکو وسعت اسلیے اللہ ری شاری

چھپا لیں نہ گنہگار اپنے منہ داماں محشر سے
جنوں میں پاؤں پھیلائے ہیں ایسے چاک جیب کے
ہوا چلاکر اڑاتی ہے جو پر صیاد کے گھر سے
مضامیں ضعف کے لکھکر عنبت نالے کو باندھا
نہ کیوں محروم ہو گر دیا یاں ایک چادر سے

نزاکت انکی سن سن سخت جانی قہر ڈھاتی ہے
گریباں کی طرح ہیں گوشیاں داماں محشر سے
پریشاں ہو کے زلفیں گلرخ مہوش کی آج نکلی ہے
کھٹا ہیں پر اڑا جاتا نہیں لیکن کبوتر سے
بہت جذب شہادت بسمل لاغر کے کام آیا

نہ تیغ اٹھتی ہے ہاتھوں سے نہ سر کٹتا ہے خنجر سے
اسیروں کی نظر میں حسرت پرواز پھرتی ہے
خبر کوئی نہ کوئی تو اڑی صیاد کے گھر سے
پڑی ہے بیت ابرو وحشی آوارہ مقدر کی
رگیں لپٹی رہیں جو ہر صفت قاتل کے خنجر سے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سن سنکے کہتے تھے کیا اچھے اچھے شعر کسی شاعر نے کہے اور یہ نازنین بھی کس خوبی سے ان اشعار کو گاتی ہے راوی کہتا ہے کہ بزم عشرت سات روز تک شب و روز برابر آراستہ رہی بعد سات روز کے جشن مذکور ختم ہوا سعدان شاہ نے زمانہ جشن میں رستم ثانی کی نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی شہر کو آراستہ کرایا بعد ختم ہونے جشن کے رستم ثانی نے سعدان شاہ سے کہا اب مجھکو رخصت کیجیے کیونکہ میں میدان جنگ میں دست حریف سے زخمی ہوا تھا مرکب مجھکو جنگ مغلوبہ سے نکالکر اتفاق سے آپکی سرحد میں لے آیا تھا یہاں آ کے اتنی مدت بعیش و عشرت زندگی بسر کی زخم سر بھی اچھا ہوگیا قوت بھی آگئی آپکی عنایت و مہربانی سے شب و روز بہت راحت پائی اب دل چاہتا ہے کہ اپنے لشکر میں جائیے نہیں معلوم ہمارے لشکر کا کیا حال ہوگا اہل لشکر کو تردد ہوگا سعدان شاہ یہ سنکے کہنے لگا میں تو رخصت نہ کرونگا مجھ سے صدمہ مفارقت نہ اٹھ سکے گا سوا اسکے آپکے جانے سے اور بھی ایک خرابی ہے لہذا جانا یہاں سے بہتر نہیں ہے لشکر کو اپنے یہیں بلوا لیجیے یہ تاج و تخت و حکومت موجود ہی بجائے میرے خود یہاں کی حکومت کیجیے یہ کہکر اپنے ایک وزیر سے کچھ آہستہ کہا اسنے دوسرے روز رستم ثانی سے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار و نامدار آپکا تشریف لیجانا کسی طرح اس خاکسار کے نزدیک مناسب نہیں ہے کیونکہ بادشاہ فلک بارگاہ کل مجھ سے فرماتے تھے کہ سامان شادی ملکہ آرام بانو کا جلد کر مجھے تعجیل منظور ہے لہذا آپ حضور یہاں اپنی شادی کیجیے تخت حکومت پر جلوس فرمائیے سعدان شاہ کی خوشی کیجیے رستم ثانی نے جواب دیا اے وزیر خوش تدبیر بالفعل میں یہاں کسی طرح قیام پذیر ہو نہیں سکتا میری طرف سے اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ آپ اس مقدمہ میں اصرار نہ کیجیے بخوشی مجھے رخصت کیجیے اگر خدا چاہیگا تو جلد اپنے لشکر سے ہوکر یہاں آؤنگا وزیر مذکور نے خدمت سعدان شاہ میں جاکر جو کچھ رستم ثانی سے سنا تھا عرض کیا بادشاہ کو رستم ثانی کے کہنا نہ ماننے کا کو نہ صدمہ ہوا جب یہ خبر محلسرا میں پہونچی کہ شاہزادہ شہریار اب سعدان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر میں جانیکو ہے ملکہ آرام بانو یہ خبر سنکر بے چین و بے آرام ہوئی خیال مفارقت کا نشتر جان ہونے لگا چہرہ کثرت رنج سے زعفرانی ہونے لگا خواب و خور میں خلل آنے لگا راحت و آرام نے سلام رخصتی کیا غم و الم ہمدم و رفیق ہوئے آہ و نالہ سے کام ہوا وہ ہنسنا ہم جلیسوں سے موقوف ہوا دو ہی دن میں صورت بدل گئی جو کوئی اسے دیکھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ملکہ برسوں سے بیمار ہے جب یہ حال ملکہ مذکور کا ہوا جو عورتیں مس تھیں مانند دایہ ملکہ مذکورہ انکو مادر ملکہ آرام بانو نے طلب کرکے کہا تم لوگ ذرا جاکر میری دختر کو سمجھاؤ اور پوچھو کہ ملکہ کیوں اسقدر رنج کرتی ہو یہ رنج و غم اچھا نہیں ہے سوا اسکے اور جو تمھیں مناسب ہو اس سے کہنا کہ تم ہشن ہو میں

اسکی مادر یون ایسی باتین ہین اس سے کہ نہیں سکتی زبان سُن حسب الحکم زوجۂ سعدان شاہ ملکہ آرام بانو کی خدمت مین گئین دیکھا کہ وہ مانند بیمار ون کے مسہری پر خاموش لیٹی ہے آثار حزن و ملال رخ سے آشکار ہین چشم پر نم ہے استخوان تپ سے مانند شمع کافوری کے جل رہے ہین یہ حال دیکھکر وہ سب سلام کرکے بالین سر بیٹھ گئین اور یون کہنے لگین بمصداق این نظم

کلفت کھانے سے راحت کے حصول
سنیے تو عقل ہے بہت حیران
چار دن بھی نہیں ہوئی صحبت
ہوش کی اپنے کچھ دوا کیجے
آدمی سیکھتا ہے عقل و شعور
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
انتہا کا جدا ہی عاقبت ہے
اتنی اچھی نہیں ہے شوخ دکانی
کسو نسی بات دل مین آئی ہے

کیون جوانی مین گھن لگائی ہو
ابھی سے روز کے کھڑی مری جان
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچ کر کہا کیجے
تم ابھی تک ہو ویسی ہی نادان
روز یہان سامنا ہے آفت کا
ای پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی
یہی حالت ہو صبح شام ہی

کتنا دیتی ہو تھوڑی سی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
ایک دن دیکھی یار کی صورت
عشق و لطف شباب کھونے لگا
دن بدن ای مہ سپہر غرور
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی درپے
تاکہ سنکر نہ کوئی نام دھرے
تمکو کیا جانے کیا سمائی ہے
کا سہلو دشمنون کی جان بچی

ای ملکہ صبر کرو اور شاہزادہ پر اسے چند روز جاتا ہے تو کیا مضائقہ ہے تھوڑے دنون کے پھر آئیگا انشاء اللہ پھر سامان شادی و خوشی ہو جائیگا چند روز کی مفارقت کوئی مفارقت نہیں ہے عشاق تو برسون بلکہ مدام مبتلا سے فراق محبوب رہتے ہین اور امید وصل یار کے سہارے پر زندہ رہتے ہین یہان تو ابھی فراق نہیں ہے شاہزادہ موجود ہے ہان ارادہ اسکے جانے کا ہے اچھا اگر جائیگا تو پھر چلا آئیگا تم ابھی سے مبتلا سے غم و الم ہو کچھ یہ بات اچھی نہیں ہے ہمنے ایک زمانہ دیکھا ہے یہ بال دھوپ مین سفید نہیں کیے ہین دنیا کے عجب عجب رنگ دیکھے ہین کتابین قصے کی بھی سنی ہین اکثر عاشق و معشوق کو دیکھا ہے لیکن مثل تمھارے ہمنے کسی کو نہیں دیکھا تم دنیا سے انوکھی باتین کرتی ہو ہمنے تمھین اپنی گود یون مین پرورش کیا ہے ہمکو تمسے نہایت الفت ہے سوا اسکے تمھارا ہمنے نمک کھایا ہے از راہ خیر خواہی نصیحت کرتے ہین اگر مانوگی تو فہو المراد ورنہ ای ملکہ پچھتا ؤگی دشمنون کا انجام اچھا نہو گا یہ کہکر وہ سب عورتین خاموش ہوئین ملکہ آرام بانو انکی تقریر سنکر شرم سے کسی کو جواب نہ دیا بلکہ حیا سے منھ ڈھانپ لیا وہ عورتین آخر کار تکتے تکتے وہان سے اٹھکر خدمت مادر ملکہ آرام بانو مین گئین اور عرض کیا حضور ہمنے جاکر بہت سمجھایا ہے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا سمجھانا مفید مطلب نہیں ہوا بلکہ باعث ملال ملکہ ہوا کیونکہ شاید انھون نے غصہ سے منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا ہماری طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی کچھ حال اپنے دل کا ظاہر نہیں کیا مطلق ہمسے کلام نہ کیا شاید ہمکو بسن اور دایہ اپنی جانکر شرم و حیا سے کچھ بات نہین کی اگر مناسب ہو تو وزیر زادی کو طلب فرمایئے کہ وہ ملکہ سے نہایت محبت رکھتی ہے اور ہر دم خدمت گزاری ملکہ مین سرگرم رہتی ہے ملکہ بھی اس سے بہت خوش رہتی ہین اور اپنے دل کے حالات اسپر ظاہر کرتی ہین تخلیہ مین اس سے تادیر باتین کرتی ہین اگر وہ حضور کے حکم سے ملکہ آرام بانو کو سمجھائیگی تو عجب نہیں کہ اسکے سمجھانے سے ملکہ سمجھین اور اپنا حال ظاہر کرین مادر

ملکہ آرام بانو ان عورتون کی گفتگو کو سنکے کہنے لگی واقعی تم سچ کہتی ہو اگر پہلے سے تم مجکو یہی راے دیتین تو بیٹا ہرگز تمکو نہ بھیجتی خیر اب وزیر زادی مہوش گل اندام کو واسطے سمجھانے اپنی دختر کے بھیجونگی ضرور ہے کہ اسکے سمجھانے سے کچھ نہ کچھ اثر ہوگا یہ کہکر مہوش گل اندام کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی مادر گرامی قدر ملکہ آرام بانو نے اس سے کہا اے مہوش تو میری دختر کی ہمدم و ہم راز ہے لہذا تجھ سے بہ تاکید اکید کہا جاتا ہے کہ میری دختر کو جاکر یہ سمجھا کہ اگر شاہزادہ شہریار براے چندے جانے پر آمادہ و تیار ہے تو اسکا کچھ رنج نہ کر اس نے عرض کیا حضور سمجھانا میرا کام ہے ماننا نہ ماننا انکے اختیار ہے یہ کہکے بعد سلام رخصت ہوکے قصر ملکہ آرام بانو مین آئی دیکھا کہ وہ نازنین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور انیسون سے یہ کہہ رہی ہے کہ بمقتضاے اپنا ~~نظم~~

کیسا جا کر پھنسا یہ دل کمبخت
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جسمین بچتے نہین یہی ہے وہ شب
ہے شب اول ہزار یہی
گاہ کہتی تھی وہ شکستہ جگر
بعد ہوتی ہے ہجر کی بیداد
کیا بلا آسمان اندھا ہے
بولی وہ تم یہ پوچھو مت ڈالو
نہ تو دل کو قرار آتا ہے
کچھ تو ہے سچ کچھ پشیمان ہون
نہ تو بیخود ہے دل نہ ہوش مین ہے
تو بہت بیقرار باقی ہون
جیب و دامن کے ہاتھ سالم ہین
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہے
گریہ طوفان اٹھایا چاہتا ہے
درد دل سینہ زوری کرتا ہے
درد سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر بہنو ہے ارمان
دل اشتیاق سیر ویرانہ
کنج کرہ ہے بدتر از محبس
دل مجھکو لانے بہتیں خواہش نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہے
دل لگانے مین یہ بھی ہوتا ہے
کونسی فتح ہے کیا بلا ہے عشق

کیونکر آسان ہو گی مشکل سخت
جان لیتا ہے کام اسی شب کا
شب بیمار ہے اسی کا لقب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
ہمتو سنتے تھے سب سے یہ اکثر
سو یہان وصل تو نصیب کہان
ظلم مین بھی نہین سلیقا ہے
تمھین بتلا دکھاؤن کیا کھانا
نہ وہ اس جانگار آتا ہے
کچھ ہے اپنے کیے کی لاج مجھے
یہ مجی شوق دید جوش مین ہے
صبر دل طالب اجازت ہے
پانون وارفتگی پہ مائل ہین
رات دن چشم منتظر وا ہے
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہے
ہے بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہے
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہے
بھاتا ہے وحشیون سے پالا نہ
رونا آتا ہے خندہ گل پہ
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
گاہ کہتی تھی وہ گل رعنا
اپنی ہی جان آپ کھوتا ہے
بولی یہ سنکے مہوش دل جو

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
شام بلبل ہے نام اسی شب کا
ہے بلاے فراق یار یہی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی
پہلے ہوتے ہین وصل یار سے شاد
دیکھنے کا بھی رہگیا ارمان
جب کسی نے کہا کہ کچھ کھا لو
ہے حرام اب تو آب اور دانا
اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
کچھ نہین سوجھتا علاج مجھے
دل کو جو طاقت آزمائی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہے
ٹھنڈی سانسون سے ربط بھاتا ہے
طائر خواب شکل عنقا ہے
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
کم نصیحت نہین ہے گالی سے
وحشت دل ہے سلسلہ جنبان
گھر نہیں کا لاجبل خانہ ہے
مرغ جان کو ہے خانہ باغ قفس
چلکی لگتی ہے شور بلبل پر
تمسے مجکو جدا ندامت ہے
لو گو بتلاؤ از براے خدا
ہمتو واقف نہ تھے کہ کیا ہے عشق
بی تمھاری تو کچھ عجب ہے خو

کتنا دیتی ہو تھوڑی سی بات کو طول
ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہے

کوفت کھانے سے رات دن کے حصول
بارے مہوش نے خوب سمجھایا

دل اگر خوش ہو تو یہ سب کچھ ہے
دل کو اس غمزدہ کے بہلایا

اور اس امر پر بھی ہزار خرابی و دشواری راضی کیا کہ شاہزادہ کے فراق میں اسقدر بیتاب ہو نا بعد
چندروز کے شہریار یہان پھر آئینگے تمھارے ارمان دل پر آئینگے غرض مہوش گل اندام
ملکہ آرام بانو کو سمجھا کر شاہزادے کے جانے پر راضی کر چکی ہی لیکن جس روز شہریار نے اپنے لشکر کیطرف
عزم جانے کا مقرر کیا اس روز پوشیدہ سعدان شاہ سے ملکہ آرام بانو نے رستم ثانی کو ایک
مکان مین بلایا بعدہ جلسۂ عشرت آراستہ کیا اور خود بھی ہمراہ مہوش گل اندام کے اس جگہ آئی بعد ختم
جلسہ وہ رستم ثانی کا اس سے رخصت ہونا وہ اسکا بیتاب ہوکر رونا اور شاہزادے سے پھر آنے کا
اقرار کرانا قسم لینا شہریار کا اسطرح اقرار کرنا کہ اگر خدا چاہیگا تو ضرور یہان آؤنگا مہوش کا یون دست
بستہ شاہزادے سے عرض کرنا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار انکو بھول نہ جائیگا جہان تک ممکن ہو ضرور ضرور آئیگا
ورنہ حال انکے دشمنون کا ابتر ہوگا شاہزادہ کا مکرر کہنا کہ اگر پروردگار عالم نے چاہا تو مین جلد آؤنگا
تم انکو سمجھا کر ہمارے جانے کا رنج زیادہ نہ کرنے دینا یہ کہکر شاہزادہ جانب ملکہ آرام بانو بڑھا وہ بھی
بصد شوق بڑھی عاشق و معشوق باہم گلے ملے ہنگام رخصت دونون آبدیدہ ہوے پھر ایک نے دوسرے
کو حوالۂ خدا و رسول کیا جب شاہزادہ روتا ہوا چلا ملکہ آرام بانو بھی گریہ کنان سوار ہوکر ایسے ایک
مکان مین گئی جس طرف سے ارادہ شاہزادے کے جانے کا تھا جب یہ خبر سعدان شاہ کو معلوم ہوئی
کہ اسوقت شاہزادہ اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی یہ سنکے ملول ہوا پھر بمجبوری اُسکے جانے پر راضی ہو کے
تمام اپنے ارکان سلطنت کو اپنے ہمراہ لیکر اور کئی ہزار سواران دلاور بھی اپنے ساتھ لیکر شاہزادے کے
ہمراہ ہوا تھوڑی دور تک پہونچا کے سواران مذکور سے کہا تم بھی اس شاہزادۂ ذیجاہ کے ہمراہ رکاب
جاؤ خیر و عافیت سے اسکو لشکر مین پہونچا دو انھون نے عرض کیا ہم سب تعمیل حکم کرینگے جب شاہزادہ جانے
لگا سعدان شاہ نے خلعت رخصت دیا اور امام ضامن بازو پر باندھا اور کہا اے شاہزادۂ ذیجاہ
حواس میرے درست نہ تھے ورنہ قبل اسکے امام ضامن باندھنا چاہیے تھا غرض شاہزادہ موصوف
وہانسے ہمراہ سوارون کے آگے بڑھا سعدان شاہ آبدیدہ اپنے دارالعمارہ کیطرف روانہ ہوا یہ
قول ایک راوی معتبر کا لکھا گیا ہی اور ایک راوی ضعیف یون بیان کرتا ہی کہ جب رستم ثانی نے ملکہ
آرام بانو اور سعدان شاہ سے واسطے رخصت ہونے کے کہا کسی نے اجازت جانے کی نہ دی
مجبور ہوکر شاہزادہ قیام پذیر ہوا سعدان شاہ دعوت و ضیافت مین سرگرم رہا چونکہ یہ راوی
ضعیف ہی لہذا بیان پہلے راوی کا معتبر ہی اور نزدیک اس مؤلف کے بھی یہی ہی کہ شاہزادہ بعد ختم
جشن ملکہ آرام بانو اور سعدان شاہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سواران مذکورہ بالا کے اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملکہ آرام بانو جس قصر پر سر راہ بیٹھی تھی شاہزادہ کا گذر ہوا
کنیزون نے حکم ملکہ سے شاہزادہ کو بلایا رستم ثانی ان کنیزون کو پہچان کر مرکب سے اتر کر داخل قصر
ہوا ملکہ آرام بانو دوبارہ شاہزادے سے رخصت ہوئی اگر ہنگام رخصت جو اسکا حال ہوا لکھا جائے
تو ناظرین کو رنج ہوگا لہذا اُسے اسی وجہ سے ترک کیا اور اسی قدر لکھا کہ دوبارہ ملکہ سے شہریار رخصت

ہوکر اپنے لشکر ظفر اثر کیطرف روانہ ہوا دیکھیے یہ شاہزادۂ دیجاہ کب تک اور کسوقت اپنے لشکر مین پہونچتا ہے

داستان قید کرنا ماہ طلعت جادو کا بدیع الملک کو اور طالب وصل ہونا شاہزادہ کا انکار کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی بھردے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
انھون نے بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزا آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دلبند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

محرران اخبار الفت وکاتبان دفتر احوال محبت اس داستان کو اسطرح سے درج کرتے ہین ناظرین دفتر کو معلوم ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ماہ طلعت جادو دختر ملک ترشتی پلاس پوش سحر سے بصورت عقاب بنکے بدیع الملک کو پنجہ مین دبا کے ایک طرف روانہ ہوئی تھی اسکو راہ مین چھوڑ دیا عقاب اسکا احوال لکھا جاتا ہے کہ جب وہ ساحرہ شاہزادۂ دیجاہ کو لیکر لشکر سے اپنے پدر کے پرپرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی اثناے راہ مین سوچی کہ پہلے اس جوان خوبرو کو قید کرنا چاہیے اور مصائب زندان مین مبتلا کرنا چاہیے بعدہ اسکو راحت و آرام دیکر اپنا مدعاے دل اسپر ظاہر کرنا چاہیے یقین ہے اس تدبیر سے یہ جوان تیرا تابع فرمان ہوجائیگا جو تو کہے گی اُسے قبول کریگا یہ تدبیر سوچکر خود ہی اپنی تدبیر مذکورہ پر معترض ہوئی کہ اے ماہ طلعت کیا تو دیوانی ہوگئی ہے ہوش وحواس تیرے بجا نہین ہین جو ایسی تدبیر کہ ضرر رسان اور کاہش جان ہے بلکہ اسمین خوف جان کا ہے واسطے اسکے دلربا کی تجویز کی ہے اگر ایسا کریگی تو بہت پچتائیگی کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ پروردۂ نازونعمت ہے اور مشغول عشرت و آرام ہے شدائد ومصائب زندان کا متحمل نہوگا جلد مر جائیگا پھر مدعاے دل تیرا کس طرح بر آئیگا دوسرے یہ کہ اگر تو نے اسے قید کیا اور طرح طرح کی تکلیف و اذیت دی اور یہ زندہ بھی رہا تو راحت و آرام دینے سے کچھ نہوگا دل اسکا تجھسے صاف نہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ پہلے اسے قید نکر دوستی ومحبت اسپر ظاہر کرکے طالب وصل ہو اگر کہنا تیرا قبول کرے تو فہو المراد ورنہ قید کر اور ایسی جگہ قید کر کہ عیاران لشکر اسلام اور کوئی سردار لشکر امیر ثانی کا وہان نہ جاسکے کیونکہ بیشتر اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ جب کسی ساحر یا ساحرہ یا اور کسی حریف نے مسلمانون مین سے کسی اہل لشکر کو قید کیا ہے تو عیاران لشکر اسلام تجسس کنان پہونچے ہین اور ساحرون کو بعیاری ومکاری قتل کرکے اپنے ہم مذہب کو قید سے چھڑا کے لیگئے ہین عیاران لشکر اسلام بلاکے عیار ہین لاکھ کوئی اپنی جان کی حفاظت کرے یہ اسکو کسی نہ کسی تدبیر سے ضرور ہی مار ڈالتے ہین اپنے ہم مذہب کے نہایت خیر خواہ وجان نثار ہین اپنے لشکر کے ادنی ادنی شخص کے واسطے بیجان دینے پر آمادہ ہوجاتے ہین صورتین بدل کر واسطے رہائی اپنے اہل لشکر کے سپاہ دشمن مین جاتے ہین کچھ خوف جان کے جانے کا نہین کرتے ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی ساحر بنتے ہین کبھی فقیر کبھی پیر صد سالہ وغیرہ بنکے عیاری کرتے ہین بڑے بڑے عاقل و ہوشیار ساحر وغیر ساحر انکے دام مکر وفریب مین گرفتار ہوجاتے ہین بھلا تیری کیا حقیقت ہے تجکو یہ کب زندہ چھوڑینگے اور تو انکو کیا پہچانیگی بڑے بڑے عقیل و فہیم تو انکو پہچان نسکے انکے دام فریب مین آہی گئے اور قتل ہوگئے یا اسیر ہوے افراسیاب جادو اور مصور جادو وغیرہ ساحران نامی وشاہان اولو العزم نے عیارون سے دہوکے کھاے ان ساحرون

آگے تیری کیا حقیقت ہے جب وہ انسے عاجز آئے تو بھی ضرور عاجز ہوگی لہذا بہتر یہ ہے کہ اس شاہزادے کو ایسی جگہ لیجا کہ عیار کا فرشتہ بھی نہ پہونچ سکے یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی دور تر چلی گئی بعد ازان ایک باغ کو خالی انس و جن سے دیکھکر اسمین اتری دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ بمقتضائے این نظم

انمین انواع قسم کے تھے درخت
ایستادہ تھی سرو ہوکے کرخت

انمین گیندے لگے ہوئے تھے زرد
یار کے رخ کے عکس سے پر درد

سیوتی کی بہار ایک طرف
کیتکی کی قطار ایک طرف

تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
کیا بیان آب و تاب اسکی ہو

نسترن رائے بیل اور نسرین
باغ مین انکا تھا جدا آئین

کہین نرگس کہین پہ داؤدی
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی

تھے درخت اور میوؤن کے جو جو
کرون کیا مین بیان اب انکو

تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
جنکے سایے مین عشق ہو مرغوب

باغ وہ گلشن تجلی تھا
ہر چمن معدن تجلی تھا

بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صحن گلشن سب ہرا سا تھا

نخل وان وہ تمام الماسی
صاف ترشے ہوئے الماسی

یون تھی کھتاون کی انمین جلوہ گری
جس طرح سے نگینۂ شجری

بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
وہ تمامی کی تھالیون مین قمر

یون شگفتہ تھا موتیے کا چمن
جس طرح سے گر میان عدن

نہرین اسطرح کی بنائی تھین
دل مین آنکھون مین جو سمائی تھین

تھی بلبل گلاب سے ہر ہر
جوش سے پانی مارتا تھا لہر

نہر پانی کی باندھتی تھی دل
دیکھکر قلب ہوتا تھا بسمل

موجزن مثل چشمۂ خورشید
صاف پانی تھا آب مروارید

نہر کو دیکھکر یہ لہر آئے
منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے

دل تسنیم و سلسبیل و لبن
ہو دل اسیر کمند نہر چمن

دیکھکر آب و تاب پانی کی
پانی پانی ہو آب گوہر بھی

کیا صفائی خدا نے بخشی تھی
دہان لطافت بھی پانی بھرتی تھی

قرب موج حباب تھے اسطرح
چشم و ابرو مین متصل جسطرح

ہر حباب انکا رشک غنچۂ گل
گیسوے موج طرۂ سنبل

فخر کرتی تھی تیغ مہر خوش آب
دمبدم ہوتے تھے شکستہ حباب

دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب
شوخی چشم گلرخان کا جواب

تھا بڑا قصر اس مین بیناکار
تھی جواہر سے سب بھری دیوار

طاق کسری سے حسن مین وہ چند
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند

چار سو ایک چبوترہ پر نور
صاف مانند لوح سینۂ حور

سائبان وہ ہر ایک زردوزی
غیرت افزاے ابر نوروزی

شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
صبح جنت بھی جس سے نور لے وام

آئینہ ایک ایک برق نسب
رشک رخسار شاہدان حلب

جھاڑ کو دیکھکر ہوا ثابت
سبع سیارے ہو گئے ثابت

زور دیوارگیر لو پیہ بہار
کہیے پستان شاہد دیوار

وہ دو شاخے کنول تھے دست بہا
صاف صبح اجابت آئینہ تھا

وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
مہروش ماہ پارہ برق نظیر

رنگ تصویر رنگ روے بہار
رنگ گلگونہ گل رخسار

رنگ روے شفق کا تھا بہزاد
پاکہ رنگ طبیعت بہزاد

صدر مین ایک مسند پر زر
مہر جیسے بساط گردون پر

پردے زربفت کے بہت بھاری
شیر ماہی کی وہ چھتین ساری

کشتیون مین وہ نور کے کنٹھر
شیشۂ آسمان سے بھی خوشتر

جلوہ آرا وہ بادۂ سرجوش
جسکی ہر موج دام طائر ہوش

غم ربا عیش وصل یار صفت   روح بخش آب خضر کی صورت   ملکہ ماہ طلعت جادو بہت
خوش ہو کر دل میں کہنے لگی نہیں معلوم یہ باغ کس بادشاہ عیش پسند کا ہے کہ تمام سامان عشرت مہیا و موجود
ہیں لیکن عجب یہ ہے کہ باغ میں کوئی نہیں ہے شاید یہ باغ جنون یا پریزادون کا ہے شب کو وہ اس باغ
میں آکے لطف سیر و بادہ کشی اٹھاتے ہونگے اتفاق سے اسوقت میں یہان آگئی ایسے باغ کو دیکھا کہ کبھی
نہ دیکھا تھا وہ پریزاد شب کو یہان جشن کرتے ہونگے میں اسوقت یہان اپنے محبوب سے اپنا دل خوش
کرون اگر کوئی یہان آئیگا دیکھ لیا جائیگا ایک سحر میں اسکا خاتمہ کر دیا جائیگا مجھ سے کون لڑ سکیگا یہ باتین
کر کے کچھ اسمائے سحر پڑھ کے سبزۂ شاداب چمن پر پھونکی بعد ایک لحظے کے بصورت اصلی ہو کر بدیع الملک
کو اٹھا کے زرنگیرہ بچھا کر مسند زرین پر رکھا پھر خود بھی وہان بیٹھکر دم سحر ایسا کیا کہ بدیع الملک
کو ہوش آیا مگر دست و پا بیکار رہے بدیع الملک نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ میں بالائے مسند زرین
زرنگیرہ ایک باغ پر بہار میں بیٹھا ہوا ہون پہلو میں ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش جمال بیٹھی ہے
کشتیان شراب ناب کی ساتھ قرینے کے سامنے رکھی ہین شاہزادہ موصوف گھبرا گیا اور متحیر ہو کے
آنکھین ملکر غور سے چہار طرف دیکھنے لگا دل میں کہنے لگا اے بدیع الملک تم یہ باغ و سامان عیش
خواب میں دیکھ رہے ہو شاید عالم رویا میں تمھاری روح کا گذر بہشت میں ہوا ہے یہ باغ باغہائے
بہشت سے ہے اور یہ خوبرو جو تمھارے پہلو میں ہے ایک حور ہے شکر ہے خداوند عالم کا کہ جینے زندگی
میں سیر بہشت عنبر سرشت کی کرا دی مقام میرے رہنے کا مجھکو دکھا دیا جو حور مجھے بعد فنا عطا
فرمائیگا اسکا جمال بھی دکھا دیا بلکہ اسے پہلو میں میرے بٹھا دیا اور یہ سب سامان عشرت و آرام بھی
دکھا دیئے کہ بعد مرنے کے واسطے تیرے یہان یہ سامان راحت و آرام ہونگے اے بدیع الملک
یہ کشتیون میں جو شیشہ پُر از مے رکھے ہین انمین شراب طہورا ہو گی بھلا اس شراب کا کیا کہنا دنیا کی
شراب سے اسے کیا نسبت یہ وہ شراب ہے کہ خاصان خدا اس شراب ناب کے مشتاق ہین سکنان
دہر کو یہ شراب میسر نہین اور کسی بادشاہ و شہریار کو سیر ایسے باغ کی ممکن نہین کوئی شہنشاہ دہر ایسا
باغ پُر بہار تیار نہین کر سکتا سوائے شہنشاہ کون و مکان کے اسی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنی
رنگ اپنی قدرت کا یہ بھی دکھایا ہے بہشت کو پیدا کیا ہے یہ کہکر حمد خدا میں اشعار پڑھنے لگے بعد آنکھین
اپنی بند کر لین بایں خیال کہ میں خواب میں ہون ماہ طلعت جادو بدیع الملک کی طرف
دیکھکر اسکی آنکھین کھولنے اور بند کرنے پر نظر کر کے اور خوب ہنس کے کہنے لگی کہ اے بدیع الملک
کس حال میں ہو ذرا آنکھین کھولکر بخوبی ہوشیار ہو کے میری طرف نظر کرو اپنے تئین بیدار جانو
خواب کا خیال نہ کرو باغ کی سیر کرو بادہ کشی سے لطف اٹھاؤ غمزہ و ناز کر دیکھ تمکو مجھ ایسی نازنین
رشک پری اور غیرت حور ملگئی شاہان اولوالعزم سے تمھاری تقدیر بڑھ گئی مجھکو میرے والد نے
کسی بادشاہ و شہریار کو زوجیت میں نہین دیا کسی شہنشاہ کو دامادی مین قبول نہین کیا سیکڑون شاہ و
وزیر مجھ بے مثل و بے نظیر کے خواستگار ہین مانند مجنون اور فرہاد کے میرے عاشق و شیفتہ ہین تصویرین
میری دیکھا کرتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین سینے پر رکھتے ہین شب و روز رویا کرتے ہین ایک دم
میری تصویرون کو وہ اپنے پاس سے جدا نہین کرتے ہین دیکھنا میری تصویرون کو باعث اپنی تسکین

قلب و زندگی کا جانتے ہین سوا انکے سیکڑون بلکہ ہزارون لاکھون جوانان خوبرو شہرہ میرے حسن جمال کا سنکے بے دیکھے مجھے عاشق ہین جان نثاری کو موجود ہین صدہا فقیر بنکر میرے شہر مین آئے ہین گرد میرے قصر کے پھرا کرتے ہین سائل وصل ہین بہت سے دعوی رما سے بیٹھے ہین دین و دنیا سے کچھ بھی تعلق نہین رکھتے ہین سوا میری یاد کے انھین کوئی فکر نہین ہے اکثر عشاق میری بادۂ محبت سے مست و مدہوش ہین کوئی عاشق میرے عشق مین دیوانہ ہو کر چاک گریبان ہے کوئی خاک صحرا پر پڑا ہے کوئی میری جستجو مین صحرانورد ہے کوئی مجھ گل رعنا کے عشق مین مانند بلبل شیدا کے نعرہ زن ہے شور و شیون سے اسے دمبدم کام ہے کوئی مانند قمری کے مجھ سرو قد کی چاہ مین عشق کا دم بھرتا ہے کوئی بے صبر کہتا ہے اے ملکہ ماہ طلعت اب تو تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہے کہ جان زار لب پر آئی ہے دیکھو تمھارے عشق نے یہ صورت میری بنائی ہے سر و پا کا ہوش نہین ہے لباس تن پارہ پارہ ہے آب و غذا اشک خون جگر ہے آنکھین تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہے چاہتا ہے کہ تمکو اپنے پہلو مین بٹھا دیکھے لہذا اے ملکہ واسطہ تم کو غرور و ناز کا اور واسطہ تمکو اپنے حسن و جمال کا مجھ نیم جان کو ایک نظر اپنی صورت زیبا دکھا دو اب یہ عاشق تمھارا سوے عدم جاتا ہے دنیا سے اب نہ آئیگا اگر محروم دیدار سے ہو کر مر جائیگا تا قیامت روح بھٹکتی رہیگی کوئی فریفتہ مجھ خوش جمال کا کہتا ہے اے حضرت عشق جب سے آپ نے مجھپر عنایت کی ہے کیا کیا رنج کیسے کیسے مین نے صدمے اٹھائے ہین اب تو میرے حال پر رحم کیجے کچھ تو میری مدد کیجے در بدر تو پھرا چکے خاک صحرا کی چھنوا چکے عزیز و اقارب سے چھڑا چکے آوارۂ دشت بدنامی کر چکے نالے کرا چکے شب و روز خوب رلا چکے مانند ماہی بے آب کے تڑپا چکے ظلم و جفاے فلک خوب اٹھوا چکے اب رنگ دیگر بدلیے معشوق کو میرے حال پر مہربان کیجے میرے حال زار پر رحم کیجے اگر رحم نہ کیجے گا تو مر جاؤنگا غرض کہانتک ہر ایک کا بیان کیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ میرے عشق مین ہزارہا جوانان خوبرو کا یہ حال ہے کہ مصداق نظم

	بلند آوازه آه عاشقان ست	بهر سو سیل اشک شان روان ست
ز دید چشم شان آئینه حیران	ز جر اشک شان ترا بر نیسان	بلبها نالہ گرم گر مجو ست
بلبها آه در سر دی فرو شی	ز گریه یم بیم هر سو بجوش ست	ز سوزش دل بدل ربط خروش ست
ز سوز سینها آتش فروزان	ز آب دیده ها سیلے لبسیلان	بخاک خاکساری شان قراری
بوا داری ہواے سازکاری	شده این هر چهار اسرع عناصر	وجود عشق مے گردد بدیدار ہا

شاہزادہ بدیع الملک کو اسکی تقریر سنکے آنکھین کھولکر ہوشیار تحوبی ہو کر اپنے تئین بیدار جان کر اسکی طرف دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کیونکہ وہ مہ جبین و خوبرو ایسی تھی کہ بمقتضاے این نظم

جمال جہانگیر مین بے عدیل	نہایت حسین اور نہایت جمیل	عجب شکل اسکی دل آویز تھی
بنا ساعد اسکے بلاخیز تھی	قد ناز کا سرو طوبی غلام	نسیم چمن پا کمال خرام
وہ گیسوے مشکین و شکین کمند	وہ سر حسن کا آسمان بلند	وہ معشوق میان سروستان
کہون راہ ظلمات یا کہکشان	جبین بدر تھی اور ابرو ہلال	پر چشم تھی اور رم دم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر	مژه تیر و بینی چو پیکان تیر	وہ چہرہ بہار چمن تھا یا آتشین
وہ خال اسپہ مشکین تھا یا عنبرین	دہن درج یاقوت دندان گہر	زبان پارۂ لعل دکان گہر

لب لعل حلوا اے قوت روان
بہین تر ترنج و بہی سے کہین
وہ غبغب کہ تھی نہر کوثر کی لہر
گلاس گلو از مے حسن پُر
بغل تھی وہ یا طبلۂ عود خام
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
وہ پنجہ جو کرتا تھا خون بہار
سر ناخن اُسکے تھے مثل ہلال
وہ آئینہ پشت کی آبرو
کمر وہ نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ لوح شکم صبح امید تھی
کہ جسکے تصور مین ہر شاب تھا
وہ پاے نگارین تھے جون موج گل
نبات سخن لذت آمود تھی
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا

دم خندہ گلہاے رنگین فشان
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان
کہان وہ کہان آب حیوان کی نہر
وہ گردن کہ جون دستۂ عاج تھی
وہ تھے دوش یا برج بالاے بام
وہ دست حنائی جو برگ چنار
کیا اُسنے مرجان کا پنجہ فگار
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شباب
دکھاے رخ شاہد آرزو
وہ کوہ سرین قبۂ نور وار
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
وہ زرین ستون تھے وہ دو شاخ ران
کف پاے رنگین تھے جون برگ گل
جو گل خندہ و قہقہہ مثل کبک
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

ذقن اسکے سیب بہشت برین
کسی حور کے دانت کا تھا نشان
صدف گوش تھے اور بنا گوش دُر
صراحی کی گردن سے بے باج تھی
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
کف دست پہلاے ترنشار
وہ ناخن تھے بدر سپہر جمال
وہ پستان اسی بحر کے دو حباب
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
بزنگ خم بادۂ نشہ دار
اب آگے تو بس اسکے گرداب تھی
وہ زانو تھے دو قبۂ سیمیان
وہ آواز خوش لحن داؤد تھی
تبسم سے ہر غنچہ مقتول رشک

بعد حیرت بسیار کے اسکی طرف جانب بارہ دری و باغ دیکھا اور دلمین کہا ای بدیع الملک تو کہان ہی کیا شان پروردگار عالم ہی کیا اسکی قدرت ہی کہ انسان کو کہان سے کہان پہونچا دیتا ہی کہان مین زیر تیغ بیٹھا تھا جلاد تیغ بکف طیار کھڑا تھا دربار ملک ترسی کا تھا کہان یہان آ پہونچا وہان سامنا اجل کا تھا یہان سامان عیش و راحت ہین باغ ایسا ہی کہ کوئی باغ ایسا روے زمین پر نہوگا محبوب پہلو مین ایسا حسین کہ رشک حور جنان ہی بیشک خداوند عالم ہر شئی پر قادر ہی اُسنے اپنی قدرت سے مجھے دست دشمن سے بچا کر یہان پہونچایا اسکی حمد و ثنا مین زبان قاصر ہی کیونکہ بتقاضاے نظم

محبت سے ہی بلبل گل کا دمساز
ہر اک شئی مین ہی شان اسکی ہویدا
ہر اک بندہ کا وہ حاجت روا ہی
کہ ہی مشکل کشائی کام اس کا

تماشا اسکی قدرت کا عیان ہی
ہی قمری عاشق سرو سرافراز
کسی کو حسن مین رتبہ دیا ہی
مریض غم کو نام اسکا دوا ہی

کہ ہر بوٹی مین رنگ بوستان ہی
کیے ہین جن و انسان اُسنے پیدا
کسی کو عشق مین نامی کیا ہی
عجب حاجت روا ہی نام اسکا

ابھی شاہزادہ حمد خدا کر رہا تھا ناگاہ ماہ طلعت جادو نے کہا ای شاہزادہ ذیوقار کیا ادھر اُدھر دیکھتے ہو مجھ سے کچھ باتین کرو بدیع الملک نے پوچھا ای نازنین تو کون ہی نام تیرا کیا ہی مجھے یہان کون لایا ہی اُسنے مسکرا کر جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ مین دختر نیک اختر ملک ترسی پلاس پوش حاکم کوہ شفق کی ہون نام میرا ماہ طلعت ہی تم زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوے تھے باپ میرا دو حکم واسطے تمہارے قتل کے جلاد کو دے چکا تھا ہنوز تیسرا حکم نہین دیا تھا کہ مین دربار مین اپنے باپ کے گئی تھی پاس خداوند لاجورد شاہ کے بیٹھی تھی شور و غل سنکے متردد ہوئی تھی جب سبب شور و غل پوچھا معلوم ہوا کہ تم قتل ہوتے ہو مین نے

تمکو طلب کرکے دیکھا تمھارا دل مین محبت پیدا ہوئی تھی اس سبب سے اپنے باپ سے تمھارے حق مین کچھ
باتین کرکے انکی اجازت سے تمھین یہان لے آئی ہون مین تمھاری محسنہ ہون اور عاشق بھی ہون مین
نے تمھاری جان بچائی ہی تم بھی میرے ساتھ نیکی کرو جو مین کہون اسپر عمل کرو دیکھو یہ باغ پُر بہار
ہی جملہ سامان عیش و راحت کے یہان موجود ہین تخلیہ ہی کوئی اپنا بیگانہ یہان نہین ہی کشتیان شراب
ناب کی مع جام و ساغر بلورین رکھی ہین قابین کباب کی بہ اقسام گزک بھی موجود ہین لہذا شراب پیو اور
مجکو بھی پلاؤ بعد ازان سہری جواہر نگار پر میرے ساتھ آرام کرو لطف زندگی اٹھاؤ میرے دل کو خوش
کرو شکر کرو کہ مین ایسی حسین و جمیل کہ جسپر ایک عالم فریفتہ ہی جیسا کہ قبل اسکے مین نے اپنے عشاق کا کچھ حال
بیان کیا ہی تمپر دفعتًا مائل ہوئی اور خود طالب وصل ہوئی مناسب وقت یہ ہی کہ انکار نہ کرو میرے کہنے
پر عمل کرو مجھ ایسا کوئی محبوب خوبرو دنیا مین نہ پاؤگے اگر میرے کہنے پر عمل کروگے وہ رتبہ تمھارا
ہو جائیگا کہ کم کسی کا ہوا ہوگا شہنشاہ ہفت اقلیم کا کروگے کوئی تم سے لڑ نہ سکیگا ہر ایک بادشاہ روے
زمین تمھارا مطیع و فرمانبردار ہو جائیگا یہ کہکر کشتی شراب کی آگے اپنے کھینچکر شیشہ و ساغر اٹھا کر شراب
ناب ساغر بلورین مین بھرکر کہا اے شاہزادے لو اس جام شراب کو پیو اور فخر کرو کہ مین اپنے ہاتھ سے
تمھین شراب دیتی ہون آجتک کسی کو یہ مرتبہ اور رتبہ حاصل نہوا تھا جو اسوقت تمھین حاصل ہوا ہے
شاہزادۂ موصوف نے جام مے تو اسکے ہاتھ سے لیلیا لیکن شراب نہ پی اور منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا کیونکہ
اسکے دہن سے ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوگیا جب شاہزادے نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا
ماہ طلعت نے متحیر ہوکے سبب بیزاری دریافت کیا بدیع الملک نے کہا اے نازنین واقعی تو نے
مجھپر احسان کیا ہی کہ مجمع دشمنان خونخوار سے تو یہان لائی ہی اور تیری خوبروئی مین بھی کلام نہین ہی لیکن
تیرے منھ سے بوے بد آتی ہی یقین ہی کہ تو ساحرہ ہی علاوہ ساحرہ ہونے کے تو لاجور دشاہ کی
پرستش کرتی ہی تیری تقریر سے خود ایسی ظاہر ہوا ہی کہ تو لاجور دشاہ کو اپنا خداوند جانتی ہی اور مین
مسلمان ہون سواے دست مسلمان کے جام شراب لیکر کبھی نہین پیتا ہون تم کافرہ ہو ہرگز تمھارے
ہاتھ سے جام لیکر شراب نہ پیونگا اگر تمکو شراب پلانا اور مجکو خوش کرنا منظور ہی تو اپنے خداوند پر لعنت
کرو اپنے دین باطل سے بیزار ہو کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرو مسلمان ہو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو
سجدہ اس معبود حقیقی کو کرو جسنے تمکو اور تمامی کون و مکان اور ما فیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا
ہی لاجور دشاہ جسکو تم اپنا خداوند جانتی ہو وہ بھی خداوند عالم کا ایک بندۂ گنہگار ہے کیونکہ دعوی
خدائی کا کرتا ہی ہمسری خدا سے کرتا ہی لوگون کو مانند ابلیس کے بہکاتا ہی افعال زشت کراتا ہے ایسے
گمراہ کنندہ پر لعنت کرو ذرا غور سے خیال کرو کہ مردم مین اور اسمین کیا فرق ہے جو دو ہاتھ اور دو
پاؤن آدمیون کے ہین ویسے ہی اسکے بھی ہین سواے اسکے حرکات اور خصائل اور اکل و شرب
وغیرہ جو انسان کے ہین وہی اسمین بھی ہین وہ کونسی بات ہی کہ جس سے وہ سب سے اپنے تئین بہتر
جانکر اپنے تئین خدا جانتا ہی اور لوگ اسکو اپنا خداوند سمجھتے ہین اور تم بھی اسکو اپنا خداوند جانتی ہو
یہ تمھاری عقل کا قصور ہی وہ ہرگز ہرگز خدا نہین ہی اور لائق پرستش نہین ہی سواے لاجور دشاہ
کے اصنام وغیرہ کو جو لوگ پوجتے ہین وہ بھی برا کرتے ہین سجدہ اور پرستش اسکی کرنا چاہیے جو معبود

نظم

لایزال و خالق ذوالجلال ہے جو
سرمدی دولت اپنی یاد کی دی
نہ کیا کور دل ہمارے تئین

ہے سزاوار حمد وہ تحقیق
آگہی مبدأ و معاد کی دی
تا معارف کو دین کے پہچانا

جسنے دی ہمکو دانش و توفیق
دل کو روشن کیا بنور یقین
اہل حق کا طریق حق جانا

ای ماہ **طلعت** تو بھی اُسی پروردگار کو سجدہ کر اس اپنے دین باطل سے بیزاری اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو دیکھ عنایات و الطاف خداوند عالم کو کہ تجکو اُسنے کیا حُسن و جمال دیا ہی سوا اُس معبود حقیقی کے کون ایسا ہی کہ تجھ ایسا محبوب خوش جمال کو خلق کرے ماہ **طلعت** نے برہم ہو کر کہا وہ سوال دیگر جواب دیگر خیر ای شاہزادہ سرکش و مغرور تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا بہت بُرا کیا اب تم ایسا پچتاؤ گے کہ کبھی کوئی اس طرح نہ پچتایا ہوگا میرا یہ تجویز کرنا تمہارے حق مین سم قاتل ہو گیا تمنے میرے خداوند کو میرے سامنے بُرا کہا اپنے خدا ے نادیدہ کی تعریف کی سخت صدمہ دیا اب اسکے عوض مین تمکو قید کرونگی تا زندگی رہا نہ کرونگی ایسی تکلیف دونگی کہ تم بھی یاد کروگے یہ کہکر کچھ الفاظ سحر اپنی زبان پر آہستہ آہستہ جاری کرکے فرش پہ مانند مرغ بسمل کے لوٹی اور فی الفور بشکل عقاب صورت پیدا کرکے **بدیع الملک** کو بصد غضب پنجہ مین دبا کر ایک جانب اُڑی بعد تھوڑی دیر کے کوہستان مین پہونچی وہان ایک چاہ تیرہ و تاریک ایسا تھا مانند کور باطن کے اندھا تھا تاریکی اُسکی سیاہی دل کافران بد باطن سے بڑھی ہوئی تھی یا تیرگی اُسکی پردۂ ظلمات سے بھی گوے سبقت لیگئی تھی غرض اُس چاہ کلان و تاریک کو دیکھکے واسطے قید شہزادہ تجویز کر کے بلندی سے بصورت زمین آئی چونکہ شاہزادہ کو غش ہوا سے عالم غشی مین تھا اُسی صورت سے شاہزادے کو اندر چاہ مذکور کے لیگئی اور جسطرح خواہران یوسف نے چاہ مین اُس یوسف کو قید کیا تھا ان چاہ سے نکلکر درۂ کوہ مین آکے مقیم ہوئی اور بعضے داستان گویان خوش تقریر یون بیان کرتے ہین کہ اُس کنوئین مین قید کرکے جانب کوہ شفق روانہ ہوئی بعد قطع راہ داخل قلعۂ کوہ شفق ہوئی غرض جبکہ شاہزادے کو قید کیا بعد قید کرنے کے اپنی بدقسمتی پر آبدیدہ ہوئی دل مین کہنے لگی ای ماہ **طلعت** ہم بھی کیا بدنصیب ہین کہ دل بھی ہمارا آیا تو ایسے جوان سرکش و مغرور پر آیا کہ جو ہمین نا شنو کیسا کیسا اُسے سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اب ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجل ہماری قریب آئی ہے کیونکہ **بدیع الملک** بسبب تاریکی چاہ کے گھبرائیگا ضرور ہے کہ ایک روز مر جائیگا جب محبوب ہلاک ہوگا ہمکو بھی مرنا ہوگا ہم بھی صدمۂ مفارقت مین مبتلا ہو کے جلد مر جائینگے ہاے افسوس آرزوے دل بر نہ آئی حسرت دل کی دل ہی مین رہی غنچۂ دل اپنا ہواے عشرت سے شگفتہ نہوا اور پہلوے محبوب سے گرم نہوا حیف لطف زندگی حاصل نہوا ہمین امید عیش و راحت کی تھی فلک نے ظلم کیا مبتلا کے غم و الم کیا بعد کرنے اس گفتگو کے زار زار روتی تھی گاہ قریب چاہ جا کر بیٹھتی تھی کبھی کنوئین مین جھانک کر **بدیع الملک** کو دیکھنا چاہتی تھی چونکہ چاہ مذکور نہایت عمیق و تاریک تھا کچھ اسکو نظر نہ آتا تھا بیتاب ہو کے بزور سحر اندر چاہ کے جاکر کسی گوشۂ چاہ مین مار سیاہ بنکر ٹھہرتی تھی اور وہان سے رُخ **بدیع الملک** پر نظر کرتی تھی جب اچھی طرح دیکھ چکتی تھی بزور سحر باہر کنوئین کے چلی آتی تھی اور جب صبح ہوتی تھی ایک نان جو اور ایک کوزۂ آب خود کنوئین مین لیجا کر **بدیع الملک** کو دیتی تھی اور بیتابی دل سے شاہزادہ کو آگاہ کر کے کہتی تھی اے شاہزادہ دیکھو اب بھی خیر ہے میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچتاؤ گے دیکھو مجھسا دوست اور مجھ ایسی کوئی

نازنین مہ جبین حسین تمکو کبھی نہ ملیگی ہین باوجود اس حسن وجمال کے اور معشوق خوبرو ہونے کے
تمہاری اطاعت وفرمانبرداری کرونگی سوا اسکے مسلمان ہونے کے جو کچھ کہوگے کرونگی شاہزادہ جواب
دیتا تھا اے ماہ طلعت مجھے اس چاہ تاریک مین مرجانا قبول ہے لیکن تیرا کہنا ماننا منظور نہین ہے ہرگز
مین ساحرہ وکافرہ سے ہم صحبت نہونگا تیرے ہاتھ سے جام مے لیکر شراب پیونگا ساحرہ مذکورہ جواب
صاف پاکے روتی ہوئی چاہ سے نکل آتی تھی اور گرد چاہ حصار سحر کردیتی تھی تاکہ کوئی بدیع الملک
کو یہانسے نہ لیجا سکے اسی طرح چندے ماہ طلعت جادو آب وطعام شہزادہ بدیع الملک کو چاہ مذکور
مین پہونچاتی تھی طالب وصل ہوتی شاہزادے نے کہنا اسکا نمانا آخرکار ایک روز ماہ طلعت جادو
نے بدیع الملک کو چاہ تاریک سے نکالا اور قریب اُس کنوین کے فرش بچھا کر کہا اے شاہزادہ نکو نگاہ
اگر اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو تو فبہا ورنہ آج تمکو قتل کرکے خود بھی ہلاک ہوجاؤنگی بدیع الملک نے
جواب دیا اے ماہ طلعت بار بار تیرا کہنا بیکار ہے ہرگز مین تجھ ساحرہ سے ہمبستر نہونگا اگرچہ قتل ہوجاؤن
ماہ طلعت نے گفتگوے بدیع الملک سنکے نہایت برہم ہوکے کارد نکال کے چاہا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کے حلق پر رواں کرے اور شاہزادے نے جانب فلک دیکھکر برجوع قلب خداوند عالم
سے دعا کی تھی ناگاہ ایک تیر جانب آسمان سے آکر ساحرہ مذکورہ کے سینہ پر کچھ اس طرح پڑا کہ پشت
سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر تڑپ کے ہلاک ہوئی اُسکے مرجانے کے بعد آندھی سیاہ آئی ابر بروے
ہوا نمایان ہوا برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی ساحرہ مذکورہ کے سحر کے
پیرون نے اُسی کے نام سے اس طرح صدادی افسوس مردیم وجان دادیم ومطلب خود نرسیدیم
سحر کے یہ صدا دیکے ایک جانب چلے گئے بدیع الملک پر سے سحر دفع ہوگیا کیونکہ قاعدہ ہے
کہ جب ساحر یا ساحرہ مرتی ہو تو اشیاے سحر اسکے مانند قلعہ ومکان وغیرہ کے نیست ونابود ہوجاتے ہین
اور جس کسی پر اُس ساحر یا ساحرہ کا سحر ہوتا ہے خود اتر جاتا ہے باقی نہین رہتا ہے بس ماہ طلعت
کے مرتے ہی بدیع الملک کے دست وپا قابو مین آئے شاہزادے نے شکر خداوند عالم کا کیا ہنوز
شاہزادہ شکر خدا کا کررہا تھا یکایک جانب آسمان سے ایک نقاب دار گوہر پوش کہ ایک جامہ
جواہر نگار زیب تن کیے تھا تخت سے اُترکر قریب بدیع الملک کے آیا اور سلام کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جواب سلام دیکر پوچھا اے نقاب دار تو کون ہے کہان آیا ہے اُسنے کہا آپ نے
مجھے نہ پہچانا مین نقاب دار گوہر پوش ہون اسوقت اس طرف سے سیر کنان جاتا تھا ناگاہ دیکھا
کہ یہ ساحرہ آپ کو قتل کیا چاہتی ہے مین نے تاک کر ایسا ایک تیر اسکے سینے پر مارا کہ یہ ہلاک ہوئی شہزادہ
نے اُسے پہچان کر اور خوش ہوکر پوچھا یہ جامہ تمہارے تن مین کیسا ہے کہ اسپر تلوار نہین ٹھہرتی ہے اور
وہ ہر [illegible] بدلتا ہے اُسنے کہا یہ جامہ وہ ہے کہ جب طلسم حیران کو فتح کیا تھا تو مال و اسباب طلسم سے
ایک صندوق مجھکو ملا تھا اسمین سے یہ جامہ نکلا تھا اس جامے کے خواص کئی ہین کیونکہ یہ جامہ طلسمی ہے
یہ سنکے خاموش ہوا بعد ایک لمحے کے کہا اگر آپکو منظور ہو تو میرے تخت پر بیٹھکر تشریف لے چلیے مین بہت
جلد آپکو آپ کے لشکر مین پہونچادون بدیع الملک نے جواب دیا مین یہانسے سیر کرتا ہوا جابجا
مقام کرتا ہوا اپنے لشکر مین جاؤنگا ہرچند تنہا ہون لیکن خوف نہین ہے خداوند عالم حامی مددگار و حافظ

جان ہر دیکھو اسوقت اُسی نے مجکو پنجۂ دشمن سے بچایا بیشک میری مدد کو بھیجا تمنے بیربار کر اُس ساحرہ کو
ہلاک کیا اس طرح وہ کارساز و مسبب الاسباب ہر ایک جگہ تا بقاے حیات ہر دشمن سے مجھے بچاے گا
نقابدار نے کہا واقعی خداوند عالم حافظ حقیقی اور مسبب الاسباب ہے مین اسوقت اس طرف سے
نہ جاتا آبادی کیطرف سے جاتا لیکن کچھ دل مین ایسا آیا کہ اسی طرف مین آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی
شکر ہے پروردگار عالم کا کہ اچھے وقت پر ادھر آیا کہ ساحرہ آپ کے قتل پر آمادہ ہوئی تھی آپ کے
دشمنون کو قتل کرنے نہ پائی تھی یہ کہکے تخت پر بیٹھا اور سلام کر کے تخت کو بلند کر کے سوے کوہ
قاف روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کو ہر نوش کے بدیع الملک اُس جگہ سے ایک سمت
چلے چونکہ راستہ نہ معلوم تھا اپنے لشکر کیطرف نہ گئے بلکہ جانب کوہ قاف روانہ ہوئے جب
وہ روز رہروی مین بسر ہوا شام کو ایک درۂ کوہ مین قیام کیا کچھ اثمار اشجار کھا کے اور پانی کہ پہاڑ
سے جاری تھا پی کے شب اُسی جگہ بسر کی صبح کو وہانسے آگے روانہ ہوئے اسی طرح چلے جاتے
ایک دن قریب شام ایک دریا کے کنارے پہونچے وہ دریا نہایت مہیب و خوفناک تھا دیکھنے سے
اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا و ہلاطم آب کہ بناہ بخدا شہزادہ بدیع الملک اُس بحر ناپیدا کنار کو دیکھکر دریا
فکر مین غوطہ زن ہوے تدبیر اُس دریا سے گذرنے کی سوچنے لگے اور فکر کی کوئی تدبیر ذہن مین نہ آئی
کسی جہاز اور کشتی کو اُس بحر ذخار مین نہ دیکھا کیونکہ وہ دریا ے ناپیدا کنار ایسا مہیب و خوفناک تھا
کہ بمقتضاے این نظم

اُسکی ہر ایک موج تھی طوفان	کشتی کب کوئی اُسمین جاتی تھی	کشتی عمر غوطے کھاتی تھی
گھاٹ اُسکا تھا یا کہ موت کا گھاٹ	نجل اُس سے تھا قلزم عمان	نظر آتا تھا اُسکا کوسون پاٹ
کس قدر وہ مہیب دریا تھا	ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز	اُسکی ہر موج تھی قیامت خیز
	ساتھ بیٹھے کے دل اچھلتا تھا	

بدیع الملک دریاے
مذکور کی روانی اور جوش و خروش کو دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ خالق بحر و بر نے اپنی قدرت کاملہ سے
کیا کیا اشیا کو خلق کیا ہے اپنی قدرت دکھائی ہے اس کی ثنا مین زبان قاصر ہے اور کلک بھی عاجز ہے
یہ ولین کہکے مجبور ہو کے اُسی دریا کے کنارے قیام کیا ہنگام شب اُس دریا مین عجائب و غرائب اشیا و
جانوران بحری کو دیکھا جنکے دیکھنے سے تمام شب نیند نہ آئی شاہزادہ دعائین پڑھتا رہا جب صبح ہوئی
وہ عجائب و غرائب مفقود نظر سے ہوے بدیع الملک نے اُس دریا کو چھوڑ کر راہ خشکی کی اختیار
کی صحرا نوردی سے گل سے تلوے خار دشت سے فگار ہوے گرد و غبار دشت پر خار و ہولناک
سے رنگ و لباس و تن مانند مٹی کے ہو گیا تھا چہرہ حرارت آفتاب سے متغیر ہو گیا تھا وہ صحرا نمونہ
صحراے محشر تھا انتہا اُسکی ادراک عقل سے باہر تھی طول مین مانند عمر خضر علیہ السلام کے تھا اور عرض
مین عرصۂ تصور سے زیادہ تھا حرارت آفتاب سے ہر ایک ذرہ ریگ بیابان گویا ایک شعلۂ
آتش تھا ہواے گرم اُس صحراے قیامت خیز مین ایسی چلتی تھی کہ لو بھی اُسکے آگے ایک ہوا سرد
و خشک تھی کوئی طائر اور کوئی چرند بسبب حرارت آفتاب و ہواے گرم کے خوف سے اپنے آشیانہ و مسکن
سے باہر نہ آتا تھا اگر کوئی پرندہ اتفاق سے براے تلاش آب و دانہ نکل آتا تھا تو سموم گرم ہوا سے
مانند کباب کے بریان ہو جاتا تھا روح اُسکی سوے عدم پرواز کرتی تھی اور اگر کوئی چوپایہ اپنے

مسکن سے باہر آتا تھا کثرت حرارت مہر تابان سے شکار پنجۂ گرگ اجل ہو جاتا تھا پانی اُس صحرا مین کمیاب
بلکہ نایاب تھا کوئی چاہ و چشمہ نہ تھا صرف ایک کوہ سے کچھ پانی نکلکر بالاے زمین گرتا تھا زمین گرم اچھی
طرح اُسے بہنے بھی نہ دیتی تھی کثرت تشنگی سے خود جذب کر لیتی تھی تابش آفتاب اس حد پر تھی کہ رات
کا تو کیا ذکر ہے اگر کوئی چاہتا تو اُسکے شعلون سے دن کو شمع روشن کر لیتا اور ایسی وہان ہواے گرم چلتی
تھی کہ اُسکی لپک سے شیر فلک بھی کانپتا تھا اور کہتا تھا پناہ بذات خدا اسقدر ہواے گرم و تیز تھی
کہ یہانتک آتی ہے مجھے جلاے دیتی ہے اس صحرا کی تو ہوا ایسی گرم ہے صحراے محشر کی ہوا کیسی ہوگی کہ روز
قیامت آفتاب بہت نیچا ہوگا اُس حرارت کا کون متحمل ہوگا زمین کیسی جلتی ہوگی ہوا کیسی گرم ہوگی اہل
محشر کا کیا حال ہوگا حرارت آفتاب سے تو اسقدر گرمی ہوا مین ہے اس جہنم سے تیز ہوگی شیر فلک تو
بالاے فلک لرزان و ترسان بالاے زمین مرغ صحرا اسقدر کثرت گرمی سے دھلتے تھے و مدام سیخ
موج ہواے گرم پر جلتے تھے سنگریزے اُس دشت کے رشک اخگر تھے جو نخل تھا اُس صحرا کا گویا آگ
کا شجر تھا مانند سرو آتشبازی کے جلتا ہوا نظر آتا تھا اور جو ٹکڑا پتھر کا دامن کوہ مین تھا وہ پتھر کیک دری
انگارہ تھا زمین کثرت حرارت آفتاب عالمتاب سے اسقدر جلتی تھی کہ نظر بھی خس خانہ مژہ سے
اور پردہ ہاے چشم سے بخوف جلنے کے باہر نہ نکلتی تھی اور اگر اتفاق سے نظر گوشۂ چشم سے براے
دید صحراے مذکور نکل آتی تھی تو فی الفور پاے نظر مین چھالا پڑجاتا تھا حال منظر کا متغیر ہوتا تھا
مردم چشم اُسکے حال پر روتے تھے وہ عرصۂ صحرا التوجہ مہر سے اسقدر گرم تھا کہ اُسمین قدم رکھنا دشوار
تھا راہ چلنا تو بہت ہی مشکل تھا کیا مجال کسی کی کہ اُس صحرا کی زمین گرم پر کوئی ٹھہر سکے اگر کوئی ارادہ
ٹھہرنے کا کرے اور ایک گھنٹہ بلکہ کم اس سے اُس زمین آتش خو پر ٹھہرے تو مانند پارہ کے اڑ
جاے سایہ نہالان بیابان کا مانند بیمارون کے اُس سرزمین پر ایڑیان رگڑتا تھا جن اور دیو
بھی باوجود آتشی ہونے کے اس صحرا سے راہ نہ چلتے تھے اُس صحرا کی حد کو چھوڑکر گذر کرتے تھے
پر سیمرغ بھی حرارت آفتاب سے مانند شمع کے جلتے تھے جب غبار اُس صحرا سے مانند شعلہ کے
بلند ہوکر سوے فلک جاتا تھا اُسکی گرمی سے فلک بھی چرخ کھاکر مانند طلا کے نظر آتا تھا اور
ہواے گرم کا جھونکا گویا رشک شعلۂ آتش دوزخ تھا جسوقت سر پر کسی شجر کے آفتاب آتا تھا سایہ اُسکا
خوف ہلاکت سے اسی شجر مین لپٹ جاتا تھا درخت ہر ایک اُس صحرا کا مانند چوب خشک کے خشک
تھا برگ و بار کا کیا ذکر ہے چوب اشجار صحرا مین ذرا بھی تری نہ تھی اگر اُس صحراے وحشتناک
و شعلہ خیز کو حضرت قیس کہین دیکھ لیتے تو ساری دشت نوردی بھول جاتے وحشت تشریف لیجاتی
عشق سے لیلی کے باز آتے اُس صحراے بلا خیز کو آلام و مصیبت مین کوچۂ عشق سے بڑھا ہوا جانتے کوچۂ
عشق مین قدم رکھا تھا اس صحرا مین ہرگز قدم نہ رکھتے فرہاد باوجود اسکے کہ اُسنے سختی ہجر شیرین بہت
اُٹھائی انجام کار سختی فراق شیرین سے تلخ کام ہوکے جان دی اگر وہ بھی اس صحرا مین قدم رکھتا
تو ایک قدم اُٹھانا اُسکو پہاڑ ہو جاتا اور اگر رستم و اسفندیار بھی اس صحرا مین قدم رکھتے تو
ساری بہادری و دلاوری بھول جاتے ہر چند ہفتخوان کو کہ پر بلا تھے طے کر سکے تھے مگر اس صحرا کو ہرگز
طے نہ کر سکتے کیونکہ اس صحرا مین حرارت آفتاب اور نایابی آب اور ہواے گرم اور نایابی غذا

اور جلنا زمین صحرا کا یہ چند بلائیں ایسی ہین کہ پہلوانان مذکوران بلاؤں سے خوفناک ہو سکے مانند بزدلون کے بھاگ جانے کچھ قوت ہمت کام نہ آئی گو بھی رہروی مین عاجز ہوتا حال اُس صحرائے آفت زا کا مفصل لکھنا تو بہت دشوار ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ **نظم**

کہ وہ تھا وادی قیامت زا
جب اڑاتی تھی باد تند غبار
منزلوں تک تمام ریگستان
ہر گڑھے مین تنور سی حدت
صورت ابر صحرا آتش بار
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
متلاشی آب پیکان تھا

آسمان اُسکا ایک تھالا تھا
کالی آندھی کے علامت تھے آثار
شرر افشان چنار سا ہر سو
ہر بگولا الاؤ کی صورت
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
بجز اک آب گوہر دندان
تابش ایسی کہ شب تو گیا دن کو

بس وہ ایسا تھا دشت آفت زا
طول مین عمر خضر جادہ تھا
وہ حرارت وہ دخل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پہ سحاب غبار
تحلی آب سے دھرتی تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلوں سے شمع روشن ہو

بدیع الملک ایسے صحرا مین رہ نورد تھے سختی راہ اور تابش حرارت آفتاب سے مبتلائے رنج و تکلیف تھے تشنگی سے دہان مین کانٹے پڑے تھے زبان تالو مین لپٹی جاتی تھی تری مین آتی تھی وہان سے ناکام ہو کے ہونٹھوں پر تری ڈھونڈتی تھی وہان بھی سوائے خشکی کے کچھ نہ پاتی تھی گرسنگی سے لبون پر جان تھی زمین پر قدم نہ رکھا جاتا تھا ہر ذرہ اُس صحرا کی ریگ کا مانند شعلہ کے کف پا کو جلائے دیتا تھا لباس تن صحرا کے کانٹون سے پارہ پارہ تھا چھالے کف پا مین پڑے تھے اکثر چھالے پھوٹ پھوٹ کر بہتے راہ صحرا سے ایذا پا کر روتے تھے قدم رہروی سے عاجز تھے دل دردمند تھا کوئی دوست برائے دستگیری نظر نہ آتا تھا شاہزادہ نہایت بیتاب ہو کے درگاہ خدا مین دعا کرتا تھا کہ پروردگارا مجھے اس صحرائے ریگستان اور اس دشت جان ستان سے بسلامتی جان نکالکر کسی آبادی مین پہونچا کہ اب مین بہت پریشان خاطر ہون یہ دعا کرتا تھا اور اعانت و مددگاری خدا پر نظر کرکے قدم آگے بڑھاتا تھا جب حالت رفتار جواب دیتی تھی بے اختیار بیٹھ جاتا تھا پھر تکلیف گرمی زمین سے بیتاب ہو کے کھڑا ہو جاتا تھا کوئی شجر سایہ دار بھی نہ تھا کہ اسکے سایہ مین دم بھر بیٹھے نہ کوئی درہ کوہ تھا کہ اسمین جاکر قیام دراحت پذیر ہو غرض حال شاہزادے کا لائق تاسف اور قابل افسوس کرنے کے تھا کہ بمقتضائے این **نظم**

پاؤن شاہزادے کے و نازک تر نرم
جبر سے جب قدم اٹھاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیان لیکر
آسمان سے کبھی محا تمسد تھا
پوچھ تو قہر خدا سے و ظالم
اب نہین رستہ بتلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہون مین

نہ تو رہبر نہ راستا معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھامے تھے تا زمین رخسار
پاؤن مین باندھتا تھا وہ اکثر
ای فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اس قدر تو ستم شعار ظالم
طاقت پا جواب دی ہے
ہو چکا ہون بلا مین

وہ گرمی دھوپ وہ ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام
دل سے تلوے تھے خار سے فگار
کبریا سے مدد کا طالب تھا
ہمسے پالے سبب تھے کہ دہی
اے آہ باقی عناد و جفا
قوت تاب ہاتھ کھینچ لیتی ہے
القصہ بدیع الملک صحرا

مذکور سے بصد دشواری و بہزار خرابی کئی روز کے بعد نکلے ایک جگہ کچھ اثمار اشجار اور پانی دکھائی دیا اسکے دیکھتے ہی جان تازہ تن مین آگئی پانی پیا پھل درختون کے کثرت گرسنگی مین کھائے تھوڑی دیر زیر سایۂ شجر سایہ دار بیٹھ کے راحت پائی خدا کا شکر کیا کچھ قوت و طاقت تن مین آئی حواس خمسہ درست ہوے ہوا سے سرو سے دل کو فرحت ہوئی نیند آنے لگی ہر چند چاہا کہ یہانسے اٹھکر آگے چلیے لیکن نیند آہی گئی بدیع الملک زیر شجر سو گئے بعد دو پہر کے خواب سے بیدار ہوے وہ کسل کسیقدر زائل ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے پھر شکر خدا کیا اور وہانسے اٹھکر قدم آگے بڑھایا بعد رہروی بسیار کے قریب شام ایک ایسے شہر مین پہونچے کہ وہ نہایت وسیع تھا عمارات و مکانات تمام اس شہر کے پختہ و بلند لیکن سب پختہ خس و خاشاک سے صاف و پاک دکانین ہر قسم جنس و اشیاے نادر کی کھلی ہوئین ہر قسم کی چیزین دکانون مین رکھی ہوئین جوہری بازار مین دکانین جوہریون کی کھلی اسی طور سے کھلی ہوئین روپیہ اشرفی جواہر رنگارنگ کے ڈھیر لگے ہوے نظر آتے تھے کہین دو دکان مین زیور رکھے ہوے طلائی بکثرت رکھے ہوے دیکھا کسی بازار مین دوکانین تاجرون کی کہ اسباب تجارت سے مملو تھین کھلی ہوئی پائین اسی طرح جس بازار مین بدیع الملک کا گذر ہوا ہر طرح کے اشیاء و ہر نوع جنس کی دکانین کھلی ہوئی دیکھین اور تمام اشیاے قیمتی اور غیر قیمتی کو دوکانون پر رکھے ہوے پایا لیکن کسی دکاندار کو دوکان پر نہ دیکھا نہ اہل شہر کو کسی جگہ پایا شاہزادہ کو نہایت حیرت ہوئی کہ یہ شہر کیسا ہے جملہ شہرون میں سب چیزین تو موجود ہین دوکانین کھلی ہین مگر دوکاندار نہین ہین اور نہ کوئی امیر و غریب ساکنان شہر سے دکھائی دیتا ہے ہنوز شاہزادہ متردد و حیران تھا ہر طرف نگران تھا ناگاہ ایک جگہ ایک گوشہ مین ایک بڈھے کو دیکھا کہ وہ اپنے بستر پر پڑا ہوا آہ آہ دمبدم کرتا ہے کبھی مانند مرغ نیم بسمل کے فرش خواب پر تڑپتا ہے کبھی شدت مرض سے نالہ و فغان کرتا ہے گاہ سختی مرض سے اسپر حالت غشی کی طاری ہوتی ہے خاموش ہو کر آنکھین بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خداوند ابتو تھارے اس بندے سے تکلیف مرض کی نہین اٹھائی جاتی دست و پا مین قوت باقی نہین ہے بصارت مین کمی ہو گئی ہے ضعیف ہو گیا مرض قوی ہو گیا طاقت نشست و خاست بھی جاتی رہی دست و پا بیکار ہو گئے سن بھی زیادہ ہو گیا بال بھی سفید ہو گئے سرد و گرم زمانہ کو بھی خوب دیکھ چکا راحت خوب اٹھا چکا اب مجھے طلب کیجیے دنیا سے اٹھا لیجیے پاس اپنے بلا لیجیے اب زندگی ناگوار ہے مرگ کا اشتیاق ہے نیم جان ہو کر زندہ رہنا اچھا نہین ہے جلد تجھ پر رحم کیجیے خدمت مین اپنی بلا لیجیے عرض میری قبول کیجیے بدیع الملک آواز اسکی سنکے قریب اسکے گئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت کبیر السن نہایت نزار و ناتوان و علیل بستر پر پڑا ہوا ہے شاہزادے نے اس سے پوچھا اے شیخ اس شہر کا کچھ حال بیان کر بادشاہ اس ملک کا کون ہے اور باعث ویرانی ملک کیا ہے اسنے آواز شاہزادۂ موصوف کی سنکے اور بغور دیکھ کے کہا اے جوان معلوم ہوتا ہے کہ شاید تو اس ملک مین مسافر آیا ہے اس شہر کا رہنے والا نہین ہے آگاہ ہو کہ حاکم اس ملک کا ملک بہمن ہے یہ شہر تمامی شہرون مین نہایت آباد تھا مثل اسکے کوئی ملک روے زمین پر آباد نہ تھا اب ہوا ایسی یہان کی خوب تھی ہر ایک شخص بصد راحت و آرام یہان رہتا تھا کوئی رنج و ملال کسی کو نہ تھا اتفاق سے ایک دیو سامنے نام کا اس ملک

میں گذر ہوا اُسنے کثرت مردم پر نظر کرکے مردم آزاری شروع کی بلکہ آدمیوں کو کھانا شروع کیا ہر چند ملک
بہمن قوت و دلاوری پر ناز کرتا تھا اور دو سردار نہایت شجاع و بہادر رکھتا تھا اور سپاہ بھی کثیر
رکھتا تھا لیکن اُس دیو سے وقت جنگ مغلوب ہوکر یہاں سے بھاگ گیا ہے لاکھوں آدمی اس شہر کے
باشندے اُسکے ساتھ چلے گئے ہیں اپنے مکانات و مال و اسباب کو چھوڑ گئے ہیں جان کے خوف سے
نکل گئے ہیں ملک بہمن کوہستان میں جاکر قیام پذیر ہوا ہے دیو نے کہ ہزارہا مردم کو یہاں کے ہلاک
کیا ہے میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ ہر ایک انسان کو اُٹھا کے یوں کھاتا تھا جیسے کوئی لقمہ فرو کیا جاتا ہے
اب بھی وہ دیو گاہ گاہ یہاں آتا ہے اگر کوئی انسان یا حیوان ملتا تو اُسے کھا کر چلا جاتا ہے قد اُسکا بہت
طویل ہے دست و پا اُسکے بہت قوی و فربہ ہیں شکل اُسکی نہایت بُری رنگ رخ اُسکا ایسا سیاہ ہے کہ تیرگی
شب یلدا اُسکے رنگ چہرے سے شرماتی ہے بلکہ تاریکی پردۂ ظلمات بھی اگر اُسکے رنگ چہرہ سے مقابل آئے
تو وہ بھی اُسکے سامنے منفعل ہو آواز اُسکی ایسی مہیب ہے کہ جس وقت وہ اپنی زبان میں آہستہ بھی کچھ کلام کرتا
ہے تو پردۂ گوش مردم کو سخت صدمہ پہونچتا ہے نعرہ اُسکا تو قیامت ہے زمین تھراتی ہے زہرہ انسان آب
ہوجاتا ہے ایک چوب دست یا درخت شمشاد وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ چوب اسقدر طویل و گرانبار ہے کہ
اُسکو وہی اُٹھا سکتا ہے کیا مجال کسی بشر کی جو اُسے جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو محال ہے جس وقت ملک
بہمن برہم ہوکے اُس سے آمادۂ جنگ ہوا تھا اور میدان میں اُسنے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کی تھیں
دیو سطور نے اُسی چوبدست سے ایک لمحہ میں ہزاروں سواروں کو پیوند خاک کر دیا تھا کسی کا نیزہ و تیر
و شمشیر اُسپر کارگر نہوتا تھا لڑائی اُسکی ایک قیامت تھی جو نامی و نامور بہادر تھے وہ اُس کے
سامنے سے مانند نامردوں اور بزدلوں کے بھاگ گئے تھے وہ دیو ڈھونڈتا جاتا تھا اور مردم کو اُٹھا اُٹھا کے
کھاتا جاتا تھا کہہ سکتا ہوں کہ آدھے آدمی اس شہر کے وہ کھا گیا ہے آدھے باشندے یہاں کے اور ملک
بہمن تاب جنگ نہ لا کر یہاں سے بھاگ گئے ہیں جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے مگر تجھکو یہاں کے حال سے
اطلاع نہ تھی اسوجہ سے تو یہاں آیا خیر بہتر ہے کہ جلد بھاگ جا ایسا نہو کہ وہ دیو یہاں آجائے اور
تجھکو کھا جائے مجھے تیری جوانی اور تیرے حال پر رحم آتا ہے اسوجہ سے تجھکو سمجھاتا ہوں ورنہ تجھکو اختیار ہے
خواہ یہاں سے جا یا نہ جا اگر نہ جائیگا تو پچتائیگا ایک لحظہ میں دیو کا لقمہ ہو جائیگا جان جائیگی اور میں اسوجہ سے
یہاں سے نہیں گیا کہ بسبب امراض و مرض کے مجھ سے اُٹھا بھی نہیں جاتا ہے خود چاہتا ہوں کہ جلد موت
آجائے وہ دیو مجھے بھی کھا جائے تو ان امراض کی سختی سے چھوٹ کر بے تکلیفی سے عالم برزخ کی راحت
پاؤں بدیع الملک نے جواب دیا میں تو یہاں سے نہ جاؤنگا اگر وہ دیو آجائیگا تو دیکھا جائیگا اُس سے
مقابلہ کرونگا انشاء اللہ بہنگام مقابلہ اُسے قتل کرونگا وہ پیر یہ گفتگو بدیع الملک کی سنکے اُس
حالت کرب و درد میں بے اختیار ہنسا اور کہا اے جوان تیری باتوں سے ثابت ہوا کہ تو دیوانہ ہے
ضعیف الحسنہ ہوکے دیو سے مقابلہ کرنیکو کہتا ہے تو اُس سے کیا لڑیگا اور کیونکر قتل کریگا بس زیادہ باتیں
نہ کر یہاں سے چلا جا مجھ سے زیادہ تقریر ہو نہیں سکتی اسقدر میں نے باتیں کیں سانس چڑھنے لگی سینہ
کو صدمہ پہونچا مگر تھوڑی خوشی بھی ہوئی کہ بعد ایک مدت کے صورت و قیافہ انسانی نظر آئی تجھسے یہ
اور باتیں کیں تو نے وہ تقریر کی کہ مجھکو بے اختیار ہنسی آگئی ہنوز وہ ضعیف بدیع الملک سے ہمکلام

تھا کہ وہ دیو وارثمشاد دوش پر رکھے ہوئے ایک طرف سے نمایاں ہوا بڈھے نے اُسے آتے ہوئے
دیکھ کے کہا اے جوان غضب ہوا دیکھ وہ دیو جسکا ذکر میں نے کیا ہے آپہونچا اب اسکے ہاتھ سے تیری
جان اور میری جان ہرگز نہ بچیگی مجھے تو اپنے ہلاک ہونے کا مطلق غم نہیں ہے بلکہ اپنے ہلاک ہونے
کی آرزو ہے لیکن تیرے قتل و ہلاک ہونے کا البتہ صدمہ ہے کہ اب تجھ ایسا جوان اسکے ہاتھ سے ہلاک
ہو جائیگا ضرب وارثمشاد سے پیوند خاک ہو جائیگا یہ دیو بغیر ہلاک و قتل کرنے کے تجھے چٹکی سے پکڑکر
منہ میں اپنے رکھ لیگا بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سنکے جانب دیو سیاہ دیکھا ناگاہ مانند بلائے عظیم
کے وہ دیو قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھ کے خوش ہوا قہقہہ مارکر ہنسا اُسکے ہنسنے سے در و دیوار لرز
گئے اور ہنسنے کے دشمن دیو نے ہاتھ اپنا جانب بدیع الملک بڑھایا شاہزادے نے نعرہ کوہ شگاف
کرکے کہا او نابکار دست خود را نگہدار یہ کہکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر آمادہ جنگ ہوا دیو نعرہ
شاہزادے سے ٹھہر کر ایسا ہو کر ہاتھ اپنا کھینچکر دل میں کہنے لگا بنی آدم کیسا ہے کہ مجھ سے تنہا آمادہ
جنگ ہے اور نعرہ بھی اسکا ایسا ہے کہ مجھ ایسے دیو قوی کا دل دہل گیا ہے آج تک ایسا بنی آدم کبھی نہ دیکھا
تھا غرض اسکے قریب نہ جانا چاہیے دور سے اسپر وارثمشاد لگا کر اسے پیوند خاک کرنا چاہیے یہ باتیں
اپنے دل میں کرکے وارثمشاد کو گردش دیکے اپنی زبان میں خبردار خبردار کہکے سر شاہزادے
پر لگائی شاہزادے نے وارثمشاد پر نظر کی جب وہ قریب سر آئی دلیرانہ اسے روکنا چاہا اُس بڈھے
نے بیتاب ہوکے آواز بلند کہا اے جوان ضرب وارثمشاد کو واسطے تیغ کے اپنے پیدا کرنے والے کا نہ روک
ورنہ ہلاک ہو جائیگا بدیع الملک نے بسبب اسکے کہنے کے ضرب وارثمشاد کو نہ روکا داہنی
جانب اُس دیو کے قدم بڑھایا وار مذکور زمین پر پڑی زمین شق ہوئی ایک غار عظیم ضرب وار سے
زمین میں ہو گیا جبتک وہ دیو وار کو اٹھائے بدیع الملک شمشیر لیکر قریب اسکے پہونچے اُسنے
وار کو چھوڑکر بدیع الملک کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ اسے اٹھا کے منہ میں رکھ لوں ہرچند
زور کرکے اٹھانا چاہا لیکن نہ اٹھا سکا اور شاہزادے نے بھی اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا
دیو بھی بدیع الملک سے زور کرنے لگا پیرمرد نظر حیرت سے دیکھنے لگا دل میں کہنے لگا عجب
جوان ہے کہ ایسے دیو سے زور کر رہا ہے اُدھر تو پیرمرد متحیر ہوکر کشتی دیکھ رہا تھا ادھر دیو بدیع الملک
سے مصروف زور آزمائی تھا بار بار بقوت تمام زور کرتا تھا لیکن کچھ نہو سکتا تھا شاہزادے پر غالب
نہو تا تھا بلکہ جب شاہزادہ زور کرتا تھا ایسا ہوتا تھا اور کہتا ہے کہ وہ دیو قریب دو پہر یا دو پہر تک
خوب کشتی لڑا اور اُسنے زور بخوبی کیا آخر کار تھک گیا پسینہ اُسکے تن سے مانند سیل کے رواں ہوا
سانس جلد جلد لینے لگا کمزور ہو کر پیچھے پلٹنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے نعرہ کرکے بقوت بازو
اُسے اٹھا کے زمین پر پٹک کے سینہ پر سوار ہوکے کہا اے دیو روسیاہ حال اور شناخت پروردگار عالم
پہچانی اُسنے برہم ہوکر کلمات سخت کہے شاہزادے نے غضبناک ہوکے ایک ہاتھ اپنا زیر رخسار
دیو رکھا اور دوسرا ہاتھ بالائے رخسار دیگر رکھکر اس طرح زور کیا کہ سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا لاشہ
اُس دیو کا زمین پر تڑپ کے سرد ہو گیا ہر چند اُس پیرمرد سے اٹھا نہ جاتا تھا مگر جس وقت شاہزادہ
بدیع الملک نے اُس دیو کو ہلاک کیا وہ اپنے بستر سے اٹھ کے قدم بدیع الملک پر گرا اور

کہا ای جوان مین تجکو ایسا شجاع و بہادر نہ جانتا تھا تو نے کام رستم پہلیتن کیا کہ ایسے دیو کو ہلاک کیا تیرے باعث سے یہ بلا رد ہوئی اہل شہر پر تو نے بڑا احسان کیا کیا مذہب رکھتا ہی بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہون دین و مذہب میرا اسلام ہی اُسنے تمام تقریر سنکے کہا تمھارا دین اچھا ہی چاہتا ہون کہ مجکو اپنے دین مین لاؤ شاہزادے نے اُسے کلمہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد ازان شاہزادے کو اپنا مہمان کیا آب و طعام پیش کیا شاہزادہ نے کئی روز کے بعد کھانا کھایا شکر خدا کا کیا بعد چند روز کے ملک بہمن کو یہ خبر کسی نے دی کہ جس دیو کے خوف سے حضور شہر کو چھوڑ کر کوہستان مین آئے ہین اُس دیو کو ایک جوان نے آکے ہلاک کیا ہی اور ابھی تک وہ جوان حضور ہی کے شہر مین موجود ہی ملک بہمن یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور جملہ اپنے لشکریون اور مردم رعایا کو اپنے ساتھ لیکر کوہستان سے اپنے شہر مین آیا پھر بدیع الملک سے ملاقات کرکے قدم پر گرا شاہزادے نے سر اُس کا اپنے قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اُس نے بعد بہت شکرگذاری کے عرض کیا کہ آپ اپنے اسم گرامی اور اپنے دین سے آگاہ کیجیے اور اب مجکو اپنا ایک مطیع و فرمانبردار جانیے بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور دین اپنے سے اُسے آگاہ کیا جب اُسکو معلوم ہوا کہ نام اس جوان کا بدیع الملک ہی اور یہ شاہزادہ ہی دین اسلام رکھتا ہی بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ یہان حکومت و سلطنت کیجیے کیونکہ آپ ہی کے سبب سے دوبارہ یہ شہر آباد ہوا ہی شاہزادے نے جواب دیا مجکو ہوس حکمرانی نہین ہی یہ تخت و تاج تمکو مبارک ہو مین صرف یہ چاہتا ہون کہ تم مع اہل شہر کے دین اسلام کو اختیار کرو اُسنے قبول کیا اژدر پرستی اور دیگر اصنام کی پرستش سے منحرف ہوا بعد مسلمان ہونے کے اُسنے حکم دیا کہ تمام باشندے اس شہر کے مسلمان ہون کلمہ پڑھین دین اسلام مین آئین اصنام پرستی اور اژدر پرستی کو چھوڑ دین اگر کوئی خلاف اس حکم کے کریگا قتل کیا جائیگا جب اہل شہر کو حکم ملک بہمن سے آگاہی ہوئی سب اہل شہر مسلمان ہوئے پھر حکم شاہ سے بتکدون کو منہدم کیا مساجد کے بنانے مین مصروف ہوئے سوا اسکے ہر ایک اپنے اپنے کاروبار مین سرگرم ہوا اور دعاے خیر شاہزادہ بدیع الملک کو دینے لگا ملک بہمن نے بعد مسلمان ہونے کے بدیع الملک کی دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کی اور ایک بزم عشرت آراستہ کرائی پھر اُس بزم مین ہمراہ بدیع الملک اور اپنے ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے جاکر بیٹھا ساقیان گلرخسار اُسکے حکم سے کشتیان شراب ناب کی لائے اور ساغر بلورین مین بھر کر ہر ایک اعلی و ادنی کو شراب پلانے لگے جب سب اہل بزم شراب پی چکے اور گزک سے لطف اُٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا چکے اُسوقت حکم ملک بہمن سے ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین بصد ناز و انداز حاضر ہوئی اور شاہ و شاہزادے کو سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ ناچنے لگی ناز و ادا سے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھکر خوش ہونے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

جو دیدار تیرا صنم دیکھتے ہین	وہ عشق کو خدا کی قسم دیکھتے ہین	جگر مین جگر مین زمین و زمان مین
ترا نور ہر شے مین ہم دیکھتے ہین	تری تیغ کے اک اشارہ سے قاتل	ہزار اپنے عدو کے سر ہم قلم دیکھتے ہین

دل عاشقان پیچ میں کیون نہ آوے وہی سیر باغ ارم دیکھتے ہین	تیری زلف مین جبکہ خم دیکھتے ہین ہوا نعت احمد سے دل میرا روشن	جو رہتے ہین ہر دم گلی مین تمہاری حبیب خدا کا کرم دیکھتے ہین

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوے تعریف اشعار اور ثنا اُسکے گانے کی کرنے لگے جب وہ غزل گا چکی اور جیبہ دوسری غزل بھی گا چکی انعام کشیر شاہ سے لیکر بزم عشرت سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے نازنینان خوبرو سات شبانہ روز رقص و نغمہ مین سرگرم رہین جب سات روز گذر گئے جشن موقوف ہوا بدیع الملک نے ملک بہمن سے کہا اب مجکو رخصت کرو نہین معلوم میرے لشکر کا کیا حال ہوگا پہلے تو اُسنے رخصت کرنے سے انکار کیا بعدہ شاہزادے کے اصرار سے مجبور ہوکر کہا مین بھی آپکے ہمراہ رکاب چلتا ہون شاہزادے نے کہا تم یہان سلطنت کرو کیون میرے ساتھ چلتے ہو اُسنے شاہزادے کے کہنے سے اپنا ہمراہ چلنا ترک کیا اور بعوض اپنے دو سپہ سالار دلاور کہ نامی و نامور اور نہایت شجاع و بہادر تھے قریب دس ہزار سوار دیکے شاہزادے کے ہمراہ کیے نام اُن سرداروں کے یہ ہین ایک کا نام قہرمان شیر سوار تھا اور دوسرے سردار کا نام ہوبان شیرزن تھا الغرض جب بدیع الملک ہمراہ سرداران مذکور کے مع لشکر چلے ملک بہمن بھی اپنے ملک کی سرحد تک ہمراہ آیا بعدہ شاہزادے سے رخصت ہوکر اپنے شہر کیطرف گیا بدیع الملک اپنے لشکر کی طرف بخدم وحشم روانہ ہوے اب ان لوگون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

مگر اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے

کہ امیر ثانی نے بعد قتل ہونے ملک شرجی کے جشن کیا تھا اور ہرکارون کو واسطے دریافت حال لاجوردشاہ کے روانہ کیا تھا ہنوز جشن ختم نہوا تھا بادشاہ اور امیر ثانی وغیرہ سرداران لشکر بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ناچ نازنینون کا دیکھ رہے تھے کہ ایکبار وہ ہرکارے آئے اور موافق قاعدہ شرائط عبودیت بجا لاکے عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ لاجوردشاہ جانب صحرا شاہ فلک اور سمت کوہ بیضا کہ وہان خداوند تمثال آہنر روح کے حکم سے میلہ ہونے والا ہی بھاگ کر گیا ہی ابھی بادشاہ اور امیر ثانی اُنکی تقریر سنکے کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ چند ہرکارے نہایت خوش و شادمان بارگاہ مین آئے اور بعد مجرا کرنے کے اور شرائط عبودیت بجا لانے کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے امیر ثانی مبارک ہو کہ بدیع الملک بخدم وحشم ادھر آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی یہ خبر فرحت اثر سنکے بہت خوش ہوگئے پھر اُسی وقت بہت سے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ برائے استقبال جائین سرداران کو حسب الحکم گئے اور بدیع الملک کا استقبال کرکے اُنکو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے بدیع الملک نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو سلام کیا امیر نے خوش ہوکر سینہ سے لگایا احوال پوچھا شاہزادے نے جو کچھ حال گذرا تھا سب بیان کیا امیر نے تمام حال سنکے اُسی وقت جشن کو موقوف کیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو ہم یہان سے جانب کوہ بیضا روانہ ہونگے کیونکہ لاجوردشاہ اُسی طرف بھاگ کر گیا ہی اُسکا تعاقب منظور ہی سوا اسکے ہمکو میلہ مین بھی شریک ہونا ہی کیفیت میلہ کی دیکھنا ہی یہ کہکے خاموش ہوئے بمجرد حکم بادشاہ جملہ اہل لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام اُٹھکر تخت پر سوار ہوے امیر اپنے مرکب پر

نمودار ہوا تمامی عالم مطلع انوار ہوا طلسم سب شکست ہوا چرخ اپنی فسونسازی بھول کر پست ہوا شاہزادہ والاتبار رستم ثانی نامدار نے تیاری چلنے کی کی داہنی جانب سلیمان شاہ ہی بائین جانب ملکہ سردابیہ جادو و چقماق آتش افروز دنیہ صندلان شاہ پدر ملکہ سردابیہ ہی مشورہ ہو رہا ہی سردابیہ جادو اور چقماق جادو کہتے ہین کہ ہم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین شاہزادۂ والاتبار فرماتے ہین کہ مجھے صرف اعانت پروردگار درکار ہی مین کسی کی مدد نہین چاہتا تم سب یہین رہو مین جس وقت اِس مرحلے کو شکست کرونگا اور تمھین بلا بھیجونگا اُسوقت آنا کبھی سلیمان شاہ کو تسکین دیتے ہین کہ تم گھبراؤ تمھارا فرزند جلد تمسے ملیگا کیونکہ بعد اس مرحلہ کے شکست ہونے کے اُس سے ملاقات ہوجائیگی ہنوز یہی باتین تھین کہ جانب آسمان سے ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور آن واحد مین وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک ساحر سرخابیہ آتشین پر سوار پشت پر ساحران غدار بلاسے بد آفت کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے چلے آتے ہین جسوقت قریب پہونچے افسر فوج نے سلام کیا رستم ثانی نے محروق جادو کو پہچانا جواب سلام دیا پوچھا ای محروق کیونکر آنا ہوا محروق نے عرض کیا کہ غلام کو خبر معلوم ہوئی کہ حضور برائے فتاحی طلسم جاتے ہین لوح دستیاب ہوچکی ہی مین نے سوچا کہ چلکر قدمبوسی حاصل کرون رستم ثانی نے کہا کہ اگر صرف بہر ملاقات آئے تو اچھا کیا اور اگر بغرض اعانت آئے ہو تو ابھی چلے جاؤ مجھے کسی کی مدد سوائے پروردگار منظور نہین محروق جادو نے عرض کی کہ ای رستم ثانی تیری جرأت و بہادری مین کسکو کلام ہی لیکن یہ جنگ ساحرون کی ہے معاملہ طلسم کا ہی یہان زور و قوت بیرسے کام لینا چاہیے قوت صاحبقرانی کی ضرورت نہین ہی مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ سرحد طلسم صندل سے ملا ہوا ایک ملک ہی کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے ہین مالک وہان کا خاقان روشن دل ہی کہ فن سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی نہایت مرد معقول ہی اگر وہ حضور کا شریک ہوجائیگا تو اُس سے اکثر بھید اس طلسم کے معلوم ہوتے رہینگے اور طلسم کے فتح کرنے مین آسانی ہوگی کیونکہ وہ رہنے والا یہین کا ہی اور روشن دل لقب اُسکا ہی جس بات کا وہ خیال کرتا ہی سامنے اُس کے مثل آئینہ کے نظر آجاتی ہی رستم ثانی نے کہا ای محروق اُسے کیا غرض جو وہ ہمارا شریک ہوگا محروق جادو نے عرض کی کہ کاہنون نے اُسے خبر دی ہی کہ ایک شخص اِس شکل و شمائل کا فلان خاندان سے فلان زمانے مین برائے فتاحی طلسم صندل آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا اگر تو اُسکا شریک ہوگا۔ تو مرتبہ اعلے کو پہونچیگا وہ وقت اور ساعتین دیکھ رہا ہی آپکا یہ حال اُسکا بروقت ظاہر ہوجائیگا اور مین اب رخصت ہوتا ہون اور طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کے قدم چومے اور اُسی وقت مع فوج طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوا کہ اِس کا حال بروقت تحریر ہوگا لیکن شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو یہ معاملہ طلسم کا ہی ہر قدم پر ہزارہا افتادین درپیش ہونگی میرے پاس لوح طلسمی ہی مین ہر طرح بچ سکتا ہون اور تم کسی طرح جانبر نہو سکوگے انشاءاللہ یہ پہلا ہی مرحلہ شکست ہونے کے بعد تمھارا فرزند تمسے خدا چاہتا ہی تو آج ہی ملجائیگا سردابیہ جادو اور چقماق آتش افروز جادو سے کہا کہ تم بھی یہین رہو سردابیہ جادو نے عرض کی کہ ای شہریار

ہم تابع فرمان ہین مگر اب بعد اس مرحلے کے شکست ہونے کے آگے جانے کا قصد بغیر اس کنیز کے آئے ہوئے
نہ فرمایئے گا یہ نہ خیال کیجئے گا کہ لوح طلسمی ہمارے پاس ہے فریب دینے والے اور لوح لے لینے والے
بہت ہین اگرچہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتا لیکن تمام طلسم کی جان اسی لوح سے وابستہ ہی غرضکہ شہزادہ
سب سے رخصت ہوکر جانب طلسم روانہ ہوا یکایک سامنے سے وہی دروازہ مثل آغوش تمنا کے
کھلا ہوا نظر آیا اور جوڑا بطون کا دونون برجین پر بیٹھا تھا جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا
آواز دی کہ لو یہین ملک الموت ہماری تمھاری جان کا آپہونچا ارے یہ طلسم سے کیونکر چھوٹ گیا اور
اب لوح طلسمی بھی اسکے پاس ہی ادھر رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم جسوقت تو
سامنے دروازۂ طلسم کے پہونچے اور بط آواز دے خاموش رہنا لیکن جسوقت دوسری بط اسے جواب
دینے لگے تو تجھے لازم ہی کہ منقار کھلتے ہی ایسا تیر مارنا کہ حلق کے پار ہوجائے اگر نشانہ نے خطا کی تو آپ تو اجل
کا نشانہ ہوگا بس فوراً رستم ثانی نے تیر ترکش سے کھینچا کمان دوش سے لی اور تیر کو چلۂ کمان مین پیوستہ کیا جیسے
ہی وہ بط خاموش ہوئی اور دوسری بط نے منقار واسطے جواب کلام کے کھولی تھی کہ رستم ثانی نے تیر
مارا تیر مانند پیکان قضا کے حلق سے گذرا بط مانند بط آتشبازی کے ہوگئی اور شعلہ بنکر دوسری بط کیطرف
چلی کہ ہین زندگی مین ساتھ رہا مرے پر بھی ساتھ نہ چھوٹے اسنے ہرچند چاہا بچون ممکن نہوا مانند پرکالہ
آتش کے ایک بط دوسری پر گری دونون جلکر خاک ہوگئین پھاٹک نظر دینے ناپدید ہوگیا میدان
نظر آنے لگا لیکن کوئی اور علامت مثل آندھی چلنے یا خاک اڑنے کی نہ ظاہر ہوئی جو ساحر کے مرنے مین
نمودار ہوتی ہی کیونکہ یہ بطین اور پھاٹک سحر نبات جادو مالک سرحد طلسم سے تھین لہذا ببرکت لوح
سحر باطل ہوگیا اب رستم ثانی سیر کنان آگے چلے وہان یہ خبر اسفندیار صحرائی کو پہونچی کہ رستم ثانی
قید سے چھوٹ کر لوح کو پیدا کرکے بارادۂ طلسم کشائی آتے ہین بلکہ پہلا مرحلہ شکست ہوا اسفندیار
صحرائی خوشی کے مارے بیخود ہوگیا تصویر حیرت بنگیا کہ قید طلسم سے چھوٹنا کہان ممکن بالفرض اگر رہا
بھی ہوجائے تو لوح کیونکر دستیاب ہوسکتی ہی اسے یقین نہین آتا لیکن شاہین بن سلیمان نے اسفندیار
سے کہا کہ چلکر دیکھ نہ لیجئے لوگ یہ بھی تو بیان کرتے ہین کہ بطین جلکر خاک ہوئین راہ طلسم وا ہوگئی چند
قدم چلنے مین معلوم ہوجائیگا یہ سنکر اسفندیار صحرائی مع شاہین بن سلیمان اور قیدیان طلسمی سبکو
ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے شاہزادہ رستم ثانی چلے
آتے ہین اسفندیار گھوڑے سے کود پڑا اسکے اترتے ہی سب گھوڑون سے اتر پڑے اور
شاہزادہ رستم ثانی کی رکاب سعادت انتساب سے آکر لپٹے رستم ثانی نے اسفندیار کو گلے
سے لگایا شاہین بن سلیمان کی پشت پر دست شفقت رکھا اسفندیار شاہزادے کو ہمراہ لئے
ہوئے قلعے مین آیا جائے صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا رستم ثانی نے کہا کہ صحرا مین لشکر
سلیمان شاہ پدر شاہین کا اترا ہوا ہی جاکر خبر کردو کہ مرحلہ شکست ہوا انکو شاہزادے نے یاد
کیا ہی اور اپنے فرزند کو لو حسب الحکم اسی وقت اسفندیار نے اپنے عیار کو طرف سلیمان شاہ
کے روانہ کیا عیار نے جاکر سلیمان شاہ کو خبر دی یہان سلیمان شاہ بھی طلب کا منتظر تھا کہ
بغیر اجازت جانے مین ایسا نہو مزاج کے خلاف گذرے کیونکہ طبیعت شناس ہوچکا ہی ورنہ دانستہ

تو اُن بطون کے فنا ہوتے ہی کھل گیا تھا قلعۂ اسفندیار بھی نظر آیا تھا سلیمان شاہ مع سردابر جادو و چقماق آتش افروز جادو بلکہ مع کل لشکر طرف قلعۂ آہن حصار کے روانہ ہوا جسوقت آمد سلیمان شاہ کی خبر پہونچی رستم ثانی نے اسفندیار اور دیگر سردارون کو مع شاہین بن سلیمان انکے واسطے استقبال کے روانہ کیا جسوقت سلیمان شاہ داخل قلعۂ آہن حصار ہوا اور خدمت مین رستم ثانی کے پہونچا رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان کو اُس کے باپ سے ملایا دونون کو انتہا کی خوشی ہوئی خوب گلے ملکر ایام فرقت یاد کرکر کے روئے بعد اس کے سلیمان شاہ حسب وعدہ مسلمان ہوا اسفندیار صحرائی نے بہت بڑا جشن کیا تمام صحرا کو آراستہ کیا درخت تمامی سے منڈھے گئے بادلہ کتر کر درختون پر ڈالا گیا قندیلین آویزان ہوئین قلعہ مین بارگاہ استادہ ہوئی اُسکی تیاریان بیان سے باہر ہین کہ جتنے جھاڑ کنول تھے سب یاقوت سرخ کے تھے اور بارگاہ بھی مخمل سرخ کی زردوزی کا کام جابجا بنا ہوا اجرام نصب جسوقت خیمۂ چرخ نیلی مین چراغان کواکب کو جلوہ ملا مشعل ماہ فروزان ہوئی یہان بھی روشنی کی گئی اول دعوت وضیافت ہوئی بعد اُسکے شاہزادہ رستم ثانی نامدار مسند عزت پر جلوہ گر ہوئے گرد وپیش رفقا جمع ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہ تابان کے ستارون کا جھرمٹ ہے جسکی نظر بارگاہ پر پڑتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک شعلہ بلند ہے کہ بالائے زمین قائم ہے تمام بارگاہ جگر جگر کر رہی تھی لیکا یک رقاصان ناہید خصال کو حکم ملا کہ شغل سرود ستار شروع ہو جام بادۂ احمر گردش مین آئے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کار صراحی جواہر نگار لیکر ہر طرف آدا از انتراپوا دیے رہے تھے ادھر نشہ شباب آدھر بیخودی شراب ڈورے آنکھون کے سرخ ہو رہے تھے خون رگون مین دوڑ رہا تھا بلکہ جوش مین چہرون سے ٹپکا پڑتا تھا عجب رنگ محفل تھا اُدھر سماجیون نے ساز جو ملائے تمام بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک تصویر حیرت بنا ہوا بیٹھا تھا اور ایک پری دش یہ غزل بصد کرشمہ وناز گا رہی تھی کہ دل ہر شخص کا لبھا رہی تھی

غزل

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
منہ مین گر پانی چوا ئے یار اپنے ہاتھ سے
جسکی سختی مین دوا کے لفظ کو صحت نہین
خاک ہوکر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہین
ایک دل اور اُسپہ اتنے بار غم اللہ رے دل
کوئی صورت اپنے صورتگر کی ہمصورت نہین

اس گلستان جہان مین سیر کی فرصت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجالائے نہ شکر
ایک ساعت بھی مثال شیشۂ ساعت نہین
میری وحشت پانون پھیلا تو پھر دونون جہان
اور اس طاقت پر ایسا کوئی بیطاقت نہین

سیر کے قابل ہے پر سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
ہوتا دادا ئے کشور واویلا واحسرت نہین
ہم نوشتے مین تیرے بیمار کی صحت کہان
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
ہون اگر ایک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
ذوق اس عہر تکدین مین ہزارون صورتین

کچھ ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ ہر شخص جھوم رہا تھا کسی کو سکوت تھا کسی کی آنکھ سے آنسو جاری تھے یہانتک کہ بموجب مصرع ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان ہے وہ رات تمام ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوئے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوئے قندیلین گل ہو گئین بوئے گل پریشان ہوکر بزم عشرت سے نکلی وقت نماز سحر تھا رستم ثانی

دلاور مع رفقا اُٹھکر مصروف عبادت رب بے نیاز معبود کارساز ہوئے جسوقت فریضۂ سحری
سے فراغت ہوئی وہ روز بآسائش تمام بسر کیا جب دوسرا دن ہوا سلیمان شاہ نے عرض کی کہ
اے شہریار مین اب نہین عرض کرتا کہ آپ آگے جانے کا قصد کرین کیونکہ میری شرط پوری ہوگئی
کہ بچھڑا ہوا فرزند آپکی بدولت مجھ سے ملا رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ اب بغیر اِس طلسم کو اسلام سے
آباد کیئے ہوئے مین کب پھرتا ہون اگر تمھارا جی چاہے تو اپنے لشکر مین چلے جاؤ چاہے میرے ہمراہ رہو
تمھین اختیار ہی سلیمان شاہ نے عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین اب آپ کو کہان چھوڑ سکتے ہین
رستم ثانی نے اسفندیار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اب ہم طرف اُس حمام کے جاتے ہین کہ جہان سے
نہنگ پیدا ہوتا ہی بعد اس مرحلے کے شکستہ ہونے کے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا ابھی تم لوگ یہین قیام کرو
یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر روانہ ہوئے ہرچند لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا
مگر رستم ثانی نے اُن سبھون کو منع فرمایا یہانتک کہ آتے آتے قریب اُس حمام کے پہونچے دیکھا
کہ طائر نے چہچہہ کیا اور پانی حوضون سے اُبل کر چلا رستم ثانی نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم
تجھے لازم تھا کہ قبل چہکنے طائر کے لوح کو دیکھے مگر تو نے غلطی کی اگر تو پہلے اس طائر کو تسخیر کرتا تو پانی
جوش مین نہ آتا لیکن اب تجھے لازم ہی کہ یہ اسم جو کنارۂ لوح پر مرقوم ہی کسی برگ سبز پر دم کرکے
اُسے پانی مین ڈالدے کہ وہ مثل کشتی کے ہوجائیگا تو اُسپر بیٹھ جانا جسوقت نہنگ تجھے نگلنے کو آئے
دوسرا اسم جو مقابل مین اُسکے لکھا ہی پڑھکر سر نہنگ پر خنجر مار کہ کام نہنگ جادو کا تمام ہوجائیگا
اور یہ طائر جل جائیگا رستم ثانی نے ویسا ہی کیا کہ جلدی سے ایک برگ درخت سے توڑکر وہی
اسم پڑھکر پانی مین ڈالدیا کہ وہ برگ مانند کشتی کے ہوگیا رستم ثانی اُس کشتی پر بیٹھ گئے دیکھا وہ
طائر برابر چہکار رہا ہی اور پانی کو طغیانی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سیل آگئی تلاطم عظیم برپا ہی آن واحد
مین بانسون زمین سے پانی اونچا ہوگیا کہ یکایک نہنگ نظر آیا اور منھ کھولکر طرف کشتی کے چلا
جیسے ہی قریب کشتی پہونچا رستم ثانی نے دوسرا اسم پڑھکر خنجر نہنگ پر مارا خون سر سے مانند
شعلۂ جوالہ کے نکلا اور نہنگ جلکر خاک ہوگیا ایک شعلہ چمک کر اُس طائر پر گرا کہ طائر بھی جلکر
خاک ہوا حمام کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام
من نہنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد آتشباری اور
برف باری کے اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کریہ منظر سیاہ رو کی پڑی ہوئی
ہی نہ حمام ہی نہ چاہ ہی اور سامنے راہ معلوم ہوتی ہی رستم ثانی وہان سے آگے روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان نبات جادو کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سحر اسکا باطل ہوا یعنی مرحلۂ اول شکست ہوا نبات جادو بیمار ہوگیا بعد تین روز کے
جب ذرا صحت حاصل ہوئی سر پٹیتا ہوا خدمت مین صندلان شاہ بادشاہ طلسم کے روانہ
ہوا جسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ تمام دربار ساحران نامی و افسونگران گرامی سے معمور ہی بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہی معلم کتاب بدار سا کاہن زیر دست قوانین کتاب زردشتی لیئے حاضر ہی ذکر طلسم کشا
کا ہو رہا ہی کہ نبات جادو پہونچا نہایت حال خراب سے گھبرایا ہوا صندلان شاہ نے کہا

کیون ای ناظم سرحد خیر تو ہی نبات جادو نے عرض کی کہ حضور خیر کہان سوا شر کے اور کچھ بھی نہین
ہی فتاح طلسم نے لوح پائی مرحلۂ اول شکست ہوا سحر میرا باطل ہوا نہنگ جادو مارا گیا تمام نیست
و نابود ہو گیا اب طلسم کشا قلعۂ رخشانیہ کیطرف چلا ہی صندلان شاہ یہ سنکر گھبرا گیا اور معلم کتا پلار
کی طرف دیکھکر کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے معلم کتا پلار نے کہا کہ ساحرون اور عیارون کو روانہ کیجیے
کہ کسی طرح لوح طلسم کشا سے لیکر قبضے مین کرین ورنہ کیا ہو سکتا ہی نہین معلوم لوح اس کے ہاتھ کیونکر
آئی ایسا سخت مرحلہ ہمین مردار خوار جادو کا کیونکر طی ہوا پھر بھی لوح بیکار تھی نہین معلوم اس کو
دریاے موج تمیم کا کنے پتا دیا اور پھر اہرمن جادو سے کیونکر مقابلہ کیا عقل نہین کام کرتی
غرضکہ یہان سرجوش جادو بیڑا اس بات کا اٹھا کر کہ مین لوح لاتی ہون اور طلسم کشا
کو بھی گرفتار کیے لاتی ہون طرف قلعہ رخشانیہ کے روانہ ہوئی کہ اس کا حال بھی وقت پر
تحریر ہوگا مگر حالت ملکہ صنم بادلہ پوش کی فرقت رستم ثانی مین یہ ہو گئی ہی کہ چہرہ زرد دل مین
درد جان بے آرام روح بچین دن بدن مانند شمع سوزان کے گھلتی چلی جاتی ہی تنہائی مین
بیٹھکر جسوقت جی بھر آتا ہی رو دیتی ہی جو ایک راز دار تھی یعنی ملکہ سرداب جادو وہ بھی بخوف
شہنشاہ طلسم پاس نہین آسکتی نہ کوئی آنیوالا ہی کہ جس سے خیر و عافیت یار جانی کی معلوم ہو نہ جانیوالا
ہی کہ جس سے کوئی پیغام کہا جاے بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبا سے نہ مرغ نامہ برے + کسے
نہ میبرد ز منے برد خبرے + اور کبھی یہ غزل حسب حال ورد زبان ہوتی ہی غزل

یہ نتیجے ہین دل لگانے کے
تو نہین وہ یقین لانے کے
دل پہ لون یا جگر پہ تیر نگاہ
سو بہانے ہین موت آنے کے
جانتے ہین فلک ہی برگشتہ
داغ الفت نہین مٹانے کے
دل میرا توڑ نے لگے اس طرح
منتظر ہین قضا کے آنے کے
ان کو یا بندی جفا بھی نہین
صدقے اس منہ چھپا کے جانیکے
آرزو توڑ سنگ صبر سے دل

گر اٹھاتے ہین دکھ زمانے کے
ہین ہون جنکے عروج کا خواہان
دو نون پہلو ہین ظلم اٹھانے کے
زندگی تلخ ہی جدائی مین
ہم نہین قسمت آزمانے کے
سر اٹھایا یہ ظلم نے اس کے
رہے قابل یہ ناز اٹھانے کے
حلقہ پھانسی کا ہی خم گیسو
حوصلے کیا ہون ظلم اٹھانے کے
انکا آنچل سے پونچھنا آنسو
کہ فساد اسمین ہین زمانے کے

حال قابل بھی ہو سنانے کے
وہ ہین در پے مرے مٹانے کے
جان پر اپنی کوئی کھیلے تو
اب ارادے ہین زہر کھانے کے
آپ مٹ جائین گے مگر دل سے
حوصلے پست ہین زمانے کے
اسکے آنے کی تو امید نہین
ہم نہین خود گلا پھنسانے کے
جیسے ہم صورت آشنا ہی نہین
اور سامان ہین رلانے کے
کبھی اپنے دل کی شکایت

تفرقہ پردازی گردون کا شکوہ کہ ہاے پوری ایک شب بھی با ہم بیٹھکر بسر نہ کر سکی ہاے میری
کیا شامت تھی کہ مین نے اس تصویر کو خواص سے لیکر دیکھا مین نگوڑی یہ کیا جانتی تھی کہ تصویر کے
دیکھنے کا انجام یہ ہوگا کہ سکوت اختیار کرنا پڑیگا جان تن سے کھنچنے لگے گی دست و پا مانند تصویر
کئی سکے بیحس و حرکت ہو جاوین گے مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا انجام دیکھیے اس محبت کا کیا ہوتا
ہی اسکو شب و روز اسی طرح گذرتی تھی کہ حسب اتفاق جب نبات جادو آیا اور حال شکست

مرحلہ جات کا بیان کیا اور پھر اندر محل کے پہونچی قاعدے کی بات ہی کہ لازمین کو مالک کی خوشی سے خوشی اور مالک کے رنج سے رنج ہوتا ہی ایسی مین چرچا ہونے لگا کوئی کہتی تھی کہ لو وہ مرد وا اٹھے غضب کا نکلا کچھ اور بھی تمنے سنا ابھی کل کی بات ہی کہ کیسی ذلت سے گرفتار ہو کر یہان آیا پھر خدا جانے کیونکر رہا ہو گیا لوگ ہماری شاہزادی ملکہ صنم بادلہ پوش کو بدنام کرتے ہین مگر صاحب ہمین تو یقین نہین کہ انھون نے رہا کرا دیا ہو کوئی بھی دنیا مین ایسا کریگا کہ اپنے گھر کے برباد کرنے والے پر ترس کھائیگا اور اپنا ملک و مال لٹائیگا اب کیا ایسی ننھی نادان ہین کہ اونچ نیچ دنیا کا نہین سمجھتی ہین خدا رکھے تیرھوان سال ہی ابتداے شباب ہی علاوہ اسکے رنگا یہ جبھہ کہان جھونٹے جھونٹے کی بلی ہین ایسی باتین کیا جانین لوگ خدا سے نہین ڈرتے ہمتو یہ کہین گے کہ ہماری شاہزادی کبھی ایسی نہین ہی کسی نے کہا دیکھو تو سہی کہ چند ہی روز مین اسکی حالت کیا ہو گئی ہی سچ ہی جسپر اتنا بڑا طوفان لیا جائیگا اسکی جو کچھ حالت ہو وہ تھوڑی ہے مثل مشہور ہی کہ عزت والے کھائے آپکو بعزت کھائے دوسرے کو کسی ادنے پر تہمت رکھو تو اسے کیسا غصہ آتا ہی نہ کہ وہ تو اتنی بڑی شاہزادی اسکے ضبط کو دیکھیے پھر جو حالت ہو وہ بجا ہی اور سنا ہی کہ وہ اب مرحلے شکست کرتا ہوا چلا آتا ہی طلسم مین ہلچل مچی ہوئی ہی خود شہنشاہ طلسم پریشان ہین کوئی بات بن نہین پڑتی ہی حسب اتفاق یہ خبر اڑتے اڑتے ملکہ صنم بادلہ پوش کے کان تک پہونچی کہ وہ اختر آسمان محبوبی مرحلہ جات کو شکست کرتا ہوا قریب قلعہ رخشانیہ کے آپہونچا ہی لوح اسکے پاس ہی بس یہ سنا تھا کہ چہرے پر ملکہ کے آثار خوشی ہویدا ہوے درد دل مین کمی نظر آئی شوق دل نے ترقی پائی دل نا امید کو تسلی ہوئی کہ اگر وہ محبوب جانی قلعہ رخشانیہ تک آگیا اور لوح طلسمی اسکے ہاتھ لگ گئی ہی تو کبھی ہم تک بھی پہونچ ہی جائیگا یہ تو بانتظار و اشتیاق شاہزادہ رستم ثانی نامدار یہان بیٹھی ہے

لیکن اب چند کلمے داستان شجاعت عنوان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت طلسم خام شکست ہوا اور سہناک جادو مارا گیا اور قلعہ رخشانیہ کی راہ ملی شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر سامنے قلعہ رخشانیہ کے پہونچے خیمہ برپا کیا رات باستراحت بسر کی صبح کو سرواپہ جادو سے پوچھا کہ یقین ہی کہ تم حال سے اس قلعہ کے آگاہ ہوگی کہو یہان کارخانہ سحر کا ہی کوئی پہلوان زبردست ہی کیا معاملہ ہی سرواپہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ مالک قلعہ رخشان جادو ساحرہ بے نظیر ہی سحر اسکا یہ ہی کہ جسکی طرف دیکھکر وہ ہنس دیتی ہی بجلیان برقین چمک کر گرتی ہین اور جلا کر خاک کر دیتی ہین مگر اسکا مقابلہ ابھی دور ہی پہلا مرحلہ دلدل کا ہی کہ جب اسے طی کرے تو قلعہ تک پہونچے اور یہ دلدل سحر کی نہین ہی کہ لوح طلسمی کام دے سکے رستم ثانی نے کہا کہ پھر اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی سرواپہ نے عرض کی اس سے یہ کنیز آگاہ نہین ہی اب رستم ثانی نے اسفندیار سحر الی سے فرمایا کہ کسی گناہگار کو بلواؤ کہ جسے بھیجکر حال اس دلدل کا دریافت کرین اسفندیار نے اسی وقت حسب الحکم ایک گناہگار کو طلب کیا جسوقت وہ سامنے آیا اشارہ کیا کہ جا اور دیوار قلعہ رخشانیہ کو چھو آ تو تجھے رہا کر دین وہ شامت زدہ یہ سمجھا کہ سامنے تو قلعہ معلوم ہوتا ہی ابھی جاؤنگا ابھی چھو کر چلا آؤنگا مدت سے قید ہون رہائی حاصل

ہو گی گھر جا کر اپنے اہل و عیال سے ملونگا یہ گناہگار خونی تھا اِسنے ایک بیگناہ کو قتل کر ڈالا تھا جسوقت
چھٹ کر طرف قلعۂ رخشانیہ کے چلا جاتے جاتے جیسے ہی قریب ولدل کے پہونچا سمجھا کہ شاید اسطرف
پانی برسا تھا اُسی سے کیچڑ ہو گئی ہے زیادہ سے زیادہ گھٹنوں گھٹنوں ہو گی اس ولدل میں اُتر کر چلا لیکن
جیسے ہی دونوں پاؤں کیچڑ میں گئے جاتے ہی غرق زمین ہو گیا بالکل دھنس گیا گویا زندہ در گور ہو گیا
یہ رنگ دیکھکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوے کہ پروردگار اب کیا کروں اگر پہلوان ہوتا اُس سے
لڑتا اگر دیو ہوتا اُس سے مقابلہ کرتا سحر ہوتا لوح سے کام لوں اس ولدل کے رفع کرنے کی کیا فکر
کی جاے ہنوز اسی تردد میں تھے کہ جانب فلک سے ایک ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور محروق جادو
پہونچا بعد تسلیم بجا لانے کے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خاقان روشن دل حضور کی قدمبوسی
کا نہایت مشتاق ہے لیکن چونکہ آجکل ستارہ نحس ہے اور اسوقت کی ملاقات بہتر نہیں اسوجہ سے حاضر
حضور نہیں ہوا انشاء اللہ بروقت ضرورت حاضر ہوگا اسوقت میں بارگاہ خاقان میں موجود تھا
اور خاقان روشن دل آنکھیں بند کیے ہوے حالات آپ کے چشم غور سے مشاہدہ کر رہا تھا
بعد کچھ دیر کے آنکھیں کھولکر مجھ سے بیان فرمایا کہ اے محروق جادو جلد جا کر اسوقت وہ
شہریار عالیوقار نہایت پریشان ہے مرحلہ قلعۂ رخشانیہ کا درپیش ہے اور ہر چہار طرف قلعہ کے دلدل
کا حصار ہے کوئی قریب قلعہ کے جا نہیں سکتا لہذا تم جا کر اُس قوت صاحبقرانی زینت بارگاہ سلیمانی کو
راستے سے آگاہ کرو پس اے شہریار جانب مغرب جو وہ کوہ تاریک واقع ہے اُسمیں ایک درہ ہے
اُس درے سے نکلکر ایک بیابان ہے اُس سے صاف راہ دروازہ قلعہ کی کھلی ہوئی ہے رستم ثانی
نے کہا میں نہایت ممنون ہوا اس احسان خاقان روشن دل کا اے محروق اب تم میرے
لشکر میں قیام کرو اور میں طرف قلعہ کے جاتا ہوں یہ فرما کر باگ گھوڑے کی لی اور جانب کوہ روانہ
ہوے یہاں اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ پروردگار فتحیاب کرنا ہمارے شہریار کو وہاں
رستم ثانی قریب کوہ کے پہونچے دیکھا کہ درہ مانند دہن اژدر کے کھلا ہوا ہے تاریکی اسقدر ہے کہ
راہ نہیں معلوم ہوتی مگر وہ شیر بیشۂ شجاعت بسم اللہ کہکر درے میں داخل ہوا لوح طلسمی کی روشنی میں
راہ کو طے کرتا ہوا چلا وہ مقام ہیبتناک سوا رستم ثانی کے دوسرے کا کلیجہ نہ تھا کہ اُس راہ سے
گذرتا لیکن شاہزادے نے مثل سکندر اس ظلمات کو طے کیا سامنے بیابان نظر آیا دیکھا کہ راہ
سیدھی قلعہ کو گئی ہے شاہزادے نے گھوڑے کی باگ لی لیکن آواز سم مرکب جو قلعہ میں پہونچی اور
مالکۂ قلعہ کو اُسکے بیرون سے آگاہ کیا مانند برق جہندہ تڑپ کر بالاخانہ پر آئی دیکھا رستم ثانی نے
کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش مرصع پوش کوئی تیرہ برس کا سن ابتداے شباب کے دن
رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ محو جمال بیمثال ہو گئے لیکن اُس آفت ہوش نے جو رستم ثانی کو
دیکھا آواز دی کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان اللہ اکبر اب بھی آئے تو مہربانی کی بموجب
شعر دم آخر میں ہمیں جام دیا او ساقی ❊ ہزار صد شکر کہ اب بھی میں تجھے یاد آیا ❊ ہماری تو
یہ حالت ہے کہ جب سے تصویر بے نظیر آپکی دیکھی ہے جان کشمکش فراق میں پڑی ہے چہرے کا رنگ اُڑ گیا
ہے دست و پا بیحرکت ہوے جاتے ہیں سکتے کا عالم رہتا ہے آپکی یہ کیفیت کہ مانند کمان کے کھنچے

رہتے ہین کیون نہو دنیا کا قاعدہ یہی ہی کہ چاہنے والے سے سبھی بھاگتے ہین رستم ثانی ایک تو محو خیال
ہو ہی رہے تھے یہ دلفریب باتین جو اُس آفت ہوش نے کہین اور بھی محو ہو گئے جلد قدم آگے بڑھایا
لیکن پہلا ہی قدم اُٹھایا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی رستم کو خیال گذرا کہ شگون بد ہی ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے جلدی سے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اگر تو کوہ تاریک سے گذر کر سامنے قلعہ کے پہونچے
تجھے رخشان جادو نظر آئیگی بس تجھے لازم ہی کہ فریب مین اُسکے نہ آنا اُسکی باتون پر نہ جانا فوراً یہ اسم پڑھکر
تیر مارنا کہ سینے کے پار دل سے دوسار ہوا ورنہ اگر تو نے توقف کیا اور تجھ سے ہمکلام ہوئی تجھے باتون مین
لگایا تو یہ سمجھ لے کہ ادھر اُسنے قہقہہ مارا اور دانت رخشان جادو کے چمکے بجلیاں تڑپ کر گرینگی
تجھے جلا کر خاک سیاہ کر دینگی لیکن بانیان طلسم نے ایک انتظام یہ کر رکھا ہی کہ مبادا تو چوک گیا تو آئینہ دار
جادو کو یہ اسم پڑھکر یاد کرنا وہ آکر مدد دیگا یہ دیکھکر رستم ثانی نے جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر تمام
کیا لیکن اُس نازنین نے کہ جو اصل مین رخشان جادو تھی سن اسکا پونے پانچسو برس کا ہی بزور
سحر تیرہ برس کی بنی ہوئی ہی جیسے ہی دیکھا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہی آواز دی کہ او ظالم ہم تو تجھ سے
اشتیاق و انتظار مین مرتے ہین تو لوح کو دیکھ رہا ہی ارے کہین لوح چلی جاتی ہی یا تو چلا جاتا ہی دیکھ لینا اگر
مجھ سے تجھے کچھ کھٹکا ہی تو تیرے پاس لوح ہی مین تیرا کیا کر سکتی ہون ہر چند یہ چاہتی ہی کہ کسی طرح رستم ثانی
اس طرف دیکھ لے تو ایک ہی قہقہہ مین کام تمام کرون مگر رستم ثانی کب دیکھتے ہین اُس اسم کو
پڑھکر تمام کیا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک برق سی چمکی اور ایک ساحر تخت سحر پر سوار آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوے نمودار ہوا رستم ثانی کو سلام کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیکر کہا کہ جسوقت رخشان
جادو قہقہہ مارے یہ آئینہ طلسمی سامنے کر دینا رستم ثانی نے آئینہ ہاتھ مین لیا اور آگے بڑھکر آواز
دی کہ ای مردار اب کیا کہتی ہی رخشان جادو نے کہا کہ او ناقدر شناس مجھ ایسی معشوقہ کو مردار
کہنا یہ بھی تیرا ہی کام ہی رستم ثانی نے کہا خوب خدا نے تیرے شر سے بچایا ورنہ مین تو تیرے دام مین
آ ہی چکا تھا رخشان جادو نے کہا کہ خیر اگر تو آگاہ ہوگیا تو کیا کریگا اب مین بھی اپنے کو ظاہر کیے
دیتی ہون مین ملکہ رخشان جادو یہ لوح بیکار ہی میرا سحر رد نہین ہو سکتا ہے آگاہ ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار
نہ کیا تھا رستم ثانی نے کہا کہ مین تو مشتاق ہون تیرے ہنسنے کا دیکھون تو کہ تو کیونکر ہنستی ہی رخشان
جادو نے کہا جسنے میری ہنسی دیکھی اُسے رونے بھی نہ بن پڑا تو کیا میری ہنسی دیکھیگا خیر معلوم ہوا
کہ تیری شامتین آگئی ہین یہ کہکر اُسنے قہقہہ مارا اور دانتون سے بجلیاں ہزارون تڑپ کر چلین رستم ثانی
نے جلدی سے آئینہ سامنے کر دیا برقون کو اپنی صورت آئینہ مین نظر آئی سحر پلٹا ہمجنس ہمجنس پر بوجہ
حملہ نہین کرتا ہی نہ سحر خالی جاتا ہی اگر دشمن کو نہین پاتا تو ساحرہ کا کام تمام کرتا ہی بس وہی برقین پلٹ کر
اب جو سر رخشان جادو پر گری ہین بس ٹکڑے ٹکڑے ہوکے بس مرنا تھا رخشان جادو کا کہ ایک
شور و غوغا بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی ابر خاک اُٹھا اندھیرے لگے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ حیف
مردکم وجا مارا وہم بمطلب خود نرسید کم مارا جوان کشتی کہ نام من رخشان جادو بود بس مرنا تھا
رخشان جادو کا کہ آئینہ دار جادو تو آئینہ طلسمی لیکر چلا گیا لیکن قلعہ رخشانیہ سے فوج رخشان
جادو کی چلی اور چہار جانب سے آکر رستم ثانی کو گھیر لیا ہر طرف سے ترنج و نارنج سحر چلنے لگے

رستم ثانی نے بھی تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو گولہ سحر کا قریب اُنکے آتا ہی لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر باطل ہو جاتا ہی جسپر ہاتھ تلوار کا مارا دو پرکالے ہوئے لیکن جسوقت یہ حال چقماق جادو نے دیکھا محروق جادو اور سردابہ جادو سے کہا کہ اب یہ وقت کمک کا ہے اگر وہ شہریار باوقار تنہا ساحرون مین گھرا ہوا ہی دشمنون کا نرغہ ہی جسکا خوف تھا وہ قتل ہو گئی یہ صلاح کرکے ہر ایک ترنج و ناریج سحر کھینچکر چلا اگر فوج رخشانیہ پر گرے قتل عام ہونے لگا ساحرون کے مرنے سے ایک تلاطم عظیم برپا تھا خاک اُڑ رہی تھی آتش بارہی ہو رہی غبار ہی ہو رہی تھی آوازین آرہی تھین کہ کشتی مرا نام من فلان جادو بود پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صدہا ساحر رستم ثانی نے قتل کیے بیسون کو سردابہ جادو نے مارا کتنے ہی محروق جادو کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے سیکڑون چقماق جادو کے ہاتھ سے مارے گئے آخرکار فوج بے سردار کب لڑ سکتی ہی تاب مقاومت نہ لا سکی سب بھاگ کھڑے ہوئے اہل قلعہ نے امان مانگی اب فوج سلیمان شاہ و لشکر اسفندیار بھی آیا قلعہ رخشانیہ پر قبضہ کیا جو ساحر و غیر ساحر وہان رہتے تھے وہ مطیع و فرمانبردار ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے تبکدے منہدم کرا دیے مسجدون کی بنا ڈالی ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا جو غیر ساحر تھے وہ مسلمان ہوئے جو ساحر تھے انھون نے عرض کی کہ اے شہریار ہم مطیع اسلام تو ہو چکے اگر مسلمان ہو جائیگے کا سحر سے تو بہ کرنا پڑیگی اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مرحلون کا سامنا ہوگا لہذا اگر خدا وہ دن دکھائیگا کل طلسم آپ فتح کر لینگے اور کوئی خدشہ نہ باقی رہجائیگا تو ہم سب مسلمان ہونگے رستم ثانی بھی مصلحت وقت جانکر خاموش ہو رہے

لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے سرجوش جادو کا کہ جو بیڑا اٹھا کر لوح لینے کو اور گرفتاری طلسم کشا کو چلی تھی

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان حیرت بیان کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ جسوقت سرجوش جادو قریب قلعہ رخشانیہ کے پہونچی دیکھا کہ کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین اپنے لوگون سے کہا کہ بلاؤ انکو کچھ حال قلعہ رخشانیہ کا دریافت ہو یہ لوگ ہاتھ سے رستم ثانی کے شکست کھا کر بھاگے تھے اور فریاد کنان لاش رخشان جادو کی لیے ہوئے خدمت صندلان شاہ مین جاتے تھے جسوقت سرجوش جادو نے انکو سامنے طلب کیا اور یہ حاضر ہوئے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کس طرف جاتے ہو انھون نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ ہم لاش اپنے سردار کی لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین جاتے ہین سرجوش جادو نے لاش رخشان جادو کی دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا کہ خیر تم سب تو جاؤ مین جاکر تدبیر کرتی ہون یہ کہکر طرف صحرائے رخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر خیمہ برپا کیا اور سحر سے دو سو تصویرین رستم ثانی کی بناکر تمام بارگاہ مین نصب کین اور صورت اپنی ایک نازنین مہ جبین کی بناکر منتظر وقت ہو کر بیٹھی حسب اتفاق جب قلعہ رخشانیہ پر قبضہ ہو گیا اور انتظام ہو چکا دل کو اطمینان ہوا اور آگے چلنے کا قصد ہی ابھی پورے طور سے یہ نہین معلوم کہ آگے کون مرحلہ ہی وہان کیا کیا بلائین درپیش ہونگی کس کس مصیبت کا سامنا ہوگا کہ اُسکی تدبیر سوچی جائے ایک روز بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا اسفندیار صحرائی و سلیمان شاہ

سے فرمایا کہ میرا قصد ہی کہ اگر حوالی شہر رخشانیہ مین کوئی صحرا قابل شکار ہو تو مین ایک آدھ روز سیر و
شکار مین دل بہلاؤن اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ سنا گیا ہی جانب مشرق ایک صحرا نہایت سرسبز
شاداب ہی آہو بھی بہت ہین مگر مصلحت وقت نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہ اسے ملک پر نیا نیا قبضہ کیا ہی ہزارون
دشمن پوشیدہ لگے ہوے ہونگے رستم ثانی نے کہا کچھ پروا نہین جس خدا نے سرسبیدان فتح عطا کی وہی ہر
مقام پر بچائیگا سب نے گردنین اپنی کرلین کہ آپ مالک و مختار ہین شاہزادۂ والا تبار نے اُسی وقت
سامان صید و شکار کر کے طرف بیابان کے کوچ کیا کچھ تھوڑی سی فوج ہمراہ لی افسران فوج کو قلعہ
مین چھوڑا آپ سیر کرتے ہوے طرف بیابان کے روانہ ہوے دیکھا کہ عجب صحرا ہے پر فضا بیابان
خوشنما ہی کوسون کوڑیالہ پھولا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سنگ مرمر کا فرش ہی کسی طرف سبزہ فرش
مخمل کا لطف دکھا رہا ہی ایک جانب ایک جھیل ہی چند آہو مصروف چرا ہین یکایک شاہزادہ
رستم ثانی نے باگ مرکب کی اُسی جانب پھیری آہوون کے کان مین جو آواز سم مرکب کی پہونچی
سب کے سب چراغ پا ہوے اور متفرق ہوکر بھاگے رستم ثانی نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا
اور وہ ہرن مانند تکوسے کے بھاگا شاہزادہ رستم ثانی نے تعاقب کیا وہ آہو تو بعد کچھ دیر کے
نظرون سے پنہان ہوگیا اور رستم ثانی نے راہ گم کی پھر کامل اُس صحرا مین تباہ رہے کہین
سے کہین نکل گئے جاتے جاتے ایک جانب کچھ سیاہی سی معلوم ہوئی رستم ثانی کو خیال ہوا کہ
شاید کوئی قصبہ یا دیہ ہو تو چلکر راہ دریافت کرین گے رات استراحت سے بسر کرینگے یہ خیال کر کے
روانہ ہوے لیکن جب قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی کچھ حاجب و دربان بیٹھے
ہوے ہین اور ایک تصویر دروازۂ بارگاہ پر نصب ہی جیسے ہی رستم ثانی کو آتے دیکھا جلدی سے
ایک محلدار جو دروازے پر مثل منتظرون کے کھڑی ہوئی تھی جلدی سے اندر بارگاہ کے گئی
اور جاکر ملکہ سے کہا کہ جنکا آپ انتظار کر رہی ہین وہ آپہونچے بس یہ سُنا تھا کہ ملکہ آپ دروازۂ
بارگاہ تک آئی اتنے مین قریب دروازۂ بارگاہ پہونچکر رستم ثانی نے دربانون سے پوچھا کہ
اس صحرا مین یہ کسکی بارگاہ برپا ہی محلدار نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ ہی کی بارگاہ ہی رستم ثانی
نے دیکھا کہ تصویر میری دروازۂ بارگاہ پر لگی ہوئی ہی متحیر ہو کر فرمایا کہ مین تو آگاہ بھی نہین اتنے مین
پردے سے آواز آئی کہ ہان صاحب چاہنے والون کو سبھی بھول جاتے ہین یہ سُنکر رستم ثانی
اور بھی متعجب ہوئے لیکن اُس محلدار نے عرض کی کہ اے شہریار اندر تشریف لائیے آپ کو ملکہ یاد
فرماتی ہین رستم ثانی نے کہا کون ملکہ کچھ نام کچھ نشان اُسنے عرض کی کہ نام و نشان بتا کر کیا کرون
صورت دیکھکر آپ خود نہ پہچان لیجیے رستم ثانی نہایت متعجب تھے کہ جان نہ پہچان اور اسقدر تواضع
یہ بھی افضال الٰہی ہی بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوے جیسے ہی پردہ اٹھا کر اندر تشریف لیگئے دیکھا کہ
ایک آفت جان و ایمان دشمن دل و جان چودہ برس کا سن دُر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر
مین غوطہ مارے کھڑی ہی رستم ثانی کو سکتہ سا ہوگیا لیکن اُسنے ایک عجب انداز دلفریب سے کہا کہ آئیے تشریف
لائیے قدم رنجہ فرمائیے اللہ اللہ یہ رکھائیان یہ بے اعتنائیان رستم ثانی حیرت زدہ ہوکر صورت
اُس نازنین کی دیکھتے ہین غرضکہ اُسنے ہاتھ پکڑ کر انکو مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط ساز طرب و

انبساط مہیا کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ تمام بارگاہ تصویروں سے لپی ہوئی ہے ہر در و دیوار میں اپنی ہی تصویرین نصب پائیں دل میں کہا اللہ رے عشق کہ اسنے ہر طرف میری تصویرین لگائی ہیں پوچھا یہ تصویرین کیسی ہیں اور کیوں لگائی ہیں اگر بارگاہ کا سجنا مد نظر تھا تو مختلف تصویروں سے سجا ہوتا اُس مہ جبین نے عرض کی کہ یہیں جو تصویریں تھی اُسی سے تمام بارگاہ کو زینت دی جسکی نظروں میں سوا ایک صورت کے دوسری اچھی نہ معلوم ہو وہ کیونکر اور صورتوں کو اپنے دل میں جگہ دے اے شہریار مجھے سوا آپ کی صورت کے کسی دوسری شئی کیطرف نظر کرتا اچھا نہیں معلوم ہوتا لہذا میں نے چاہا جدہر دیکھوں آپ ہی آپ نظر آئیں رستم ثانی دل میں کہتے ہیں کہ یہ حسن و جمال اُسپر یہ عاشق مزاجی واقع میں کہ طلسم صندل میں عجب عجب صورتین صناع قدرت نے خلق کی ہیں الحاصل گائنین ہر کر حاضر ہوئیں صحبت رقص و غنا گرم ہوئی ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل لبھا لیتی ہے چتون اُسکی شرمائی ہوئی
حسن میں پھرتی ہیں کیوں سینہ میں ٹھہرائی ہوئی
باغ عالم میں شگفتہ کیا ہوں ہم پژمردہ دل
جان اٹک کر آنکھ میں کسکی تماشائی ہوئی
دیکھکر میں خواب میں اُسکو نہ جو لکا عمر بھر
جب کھڑی ہے میرے بالین پر قضا آئی ہوئی
ملگیا دل خاک میں کسکی ہے اب تکو تلاش
رنج و غم کی تیرگی ہے اسقدر چھائی ہوئی
ناامیدی نے کیا ہے آسکے ولتنگ اسقدر
اب کہو کسکے سبب عالم میں رسوائی ہوئی

شوخیاں کرتی ہے آنکھ میں حیا آئی ہوئی
دم نکلتے ہی ملی آزار الفت سے نجات
وہ کہیں کھلتی ہیں جو کلیاں ہیں مرجھائی ہوئی
پاس رندوں کے کھڑی ہوتی نہیں تو بہ کبھی
روح یہ حسن خیالی کی تماشائی ہوئی
حسن دونا ہو گیا ہے زلف کے شانہ
ڈھونڈھتی کیا ہیں نگاہیں اسکی شرمائی ہوئی
وقت خواب ناز آنکھوں میں جو انکی ہم بازؔ
کچھ تمنا میں رہا کرتی ہے گھبرائی ہوئی
پاس سے اے آرزو جاتے رہے ہیں ہوش و حواس

ہے یہ دل کسکے لئے ایسی گھبرائی ہوئی
اُسکی جلادی میرے حق میں سچائی ہوئی
سیر گھر نہیں ہوا آکر خلل انداز کون
یہ بھی ہے کچھ حضرت واعظ کی بہکائی ہوئی
فرش غم پر یوں پڑا ہوں سایۂ لنگر گویا نہیں
سو جگہ سے ہے کمر اُسکی جو بل کھائی ہوئی
صبح میری شام فرقت کی نظر آتی نہیں
نیند بیٹھی ہے یہ کس گوشہ میں شرمائی ہوئی
تم چھپے مجھ سے سوا ہو نیلگا میر اخون
اسطرح کی ہم نے خلوت ایسی تنہائی ہوئی

تادیر صحبت رقص و غنا گرم رہی جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ملکہ نے صحبت برخاست کی بارگاہ میں تخلیہ ہو گیا ساز و سامان عیش و عشرت موجود تھا سوا اُن تصویروں کے کوئی صحبت میں موجود نہ تھا ملکہ نے جام شراب لبریز کر کے اور ایک ہاتھ گردن میں رستم ثانی کے ڈالکر دوسرے ہاتھ پر جام پیش کیا رستم ثانی نے جام ہاتھ سے لیکر فرمایا کہ اے ملکہ تم جانتی ہو کہ میں مذہب اسلام رکھتا ہوں تمہارے ہاتھ کی شراب کیونکر پی سکتا ہوں اسنے عرض کی کہ اے شہریار میں تو مسلمان ہوں مجھ سے کیوں پرہیز ہے شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا کسنے تمکو مسلمان کیا نازنین نے جواب دیا کہ آپ ہی تو خواب میں آکر آئین دین تعلیم کر گئے تھے رستم ثانی نے مسلمان سمجھکر جام شراب پیا خود ایک جام بھر کر اسکو دیا اسنے بھی پیا اب نشۂ شراب نے دماغ میں گرمی پہونچائی سرخی آنکھوں میں آئی گلوں میں ہاتھ پڑ گئے اُسی عالم بیخودی و بیہوشی میں سر جوش جادو نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا لوح گلے سے نکلکر گر پڑی ایک خواص نے کہ نام اُسکا بینا سے جادو تھا لوح اُٹھاکر قبضے میں کی تصویروں نے قہقہہ مارا رستم ثانی نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ کون ہنسا دیکھا تو تصویرین ہنس رہی ہیں کہا اے ملکہ تصویرین بھی ہنستی ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ جب آپ ایسا علیمؔ مان موجود

ہو تو جسم بے جان مین جان آجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہی رستم ثانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم ساحرہ ہو اسپر سرجوش جادو کا مطلب تو حاصل ہو ہی چکا تھا صاف کہدیا کہ بیشک مین ساحرہ تو ہون پھر رستم ثانی نے کہا تو مجھ سے علیحدہ رہو ہم لوگ ساحرہ سے توسل نہین رکھتے سرجوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا نہ قبول کروگے تو مارے جاؤگے ذلتین پاؤگے رستم ثانی نے کہا کیا جھک مارتی ہی تصویر لوح نے پھر قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ جسکے گھمنڈ پر بھولے ہین وہ چیز قبضے سے نکل گئی اب رستم ثانی کو لوح کا خیال آیا سینہ پر جو نظر کرتے ہین تو لوح نہین یہ دیکھکر بہت گھبرائے غصہ مین آکر آواز دی کہ کیا تو نے سرجوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا قبول کرو تو مین لوح تجھے دیدون رستم ثانی نے کہا کہ تو صورت اصلی اپنی دکھا تو شاید وصل تیرا مین قبول کرلون یہ سنکر سرجوش جادو نے غلاف اتاری اب جو دیکھا تو بھوت سی بھتنی بیچا سی ڈرونی چڑیلے کی سی لونی مانو تیل مین رنگائی ہی یہ صورت نحس اس ملعونہ کی دیکھکر رستم ثانی کے رونگٹے کھڑے ہوگئے پوچھا تیرا سن کیا ہوگا سرجوش جادو نے کہا ارے سن میرا ابھی کیا ہی کل پونے گیارہ سو برس کا تو سن ہی رستم ثانی نے کہا تجھہ دور ہو میرے سامنے سے اسی منھ پر شوق وصال رکھتی ہی سرجوش جادو نے کہا یہ وہ صورت ہی جسپر ہزارون کی جانین گئین سیکڑون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کاٹ کر مر گئے تو میری صورت کو برا کہتا ہی تیری صورت کونسی اچھی ہی تو شکر نہین کرتا کہ مجھ ایسی پری جمال کا دل تجھپر آگیا ہی جو تیری گرویدہ ہون اور تو مجھ سے انکار کرتا ہی رستم ثانی نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا مردار تجھے ایسی باتین کرتے شرم بھی نہین آتی یہ کہکر چاہتے تھے کہ وار کرین سرجوش جادو نے کر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور گیر کی آواز دی ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھون کی حرکت زائل ہوگئی سرجوش جادو نے نعرہ کیا کہ بانی او فتاح طلسم اس دن کی تجھے خبر نہ تھی لوح پاکر بڑی سرکشی پر کمر باندھی تھی رخشان جادو ایسی ساحرہ زبردست کو مارا اتھنک جادو کا کام تمام کیا راہ طلسم کی کھولدی مجھے جوانی پر تیری ترس آتا تھا اس وجہ سے مین چاہتی تھی کہ تو وصل میرا قبول کرلے تو تجھے چھوڑ دون مگر اب سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگی وہ جیسا چاہیگا تیرے حق مین کریگا یہ کہکر مینا سے جادو سے کہا کہ تو لوح لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین چل مین اسے لیکر آتی ہون مینا سے جادو تو اس طرف روانہ ہوئی بعد جانے مینا سے جادو کے سرجوش جادو نے رستم ثانی کو حباب سحر مین بند کیا اور آپ بھی طرف بارگاہ شہنشاہ جادوان کے روانہ ہوئی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر شاہزادہ عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جو لوگ ساتھ رستم ثانی کے صحرا مین برائے شکار آئے تھے انھون نے ہر چہار طرف شاہزادے کو تلاش کیا تین روز تک صحرا مین سرگردان رہے مگر کہین پتہ نہ ملا آخر کار روتے پیٹتے طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوئے جسوقت خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی وغیرہ کو ہوئی برائے پیشوائی آئے یہان دیکھا کہ لوگ گریبان چاک سر پر خاک اڑاتے چلے آتے

ہین پوچھا خیر تو ہی اُنھون نے رو رو کر بیان کیا کہ خیر کہان شاہزادہ ہمارا گم ہو گیا ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا پھر پتہ نہ لگا کہ کہان تشریف لیگئے ہم لوگون نے تمام صحرا چھان ڈالا زمین کے گڑھے ہوگئے
مگر اُس دشت مین اپنے شیر بیشۂ جرأت و شجاعت کو نہ پایا یہ لوگ بھی رونے پیٹنے لگے شور گریہ بلند ہوا ہر ایک
کا دل درمند ہوا لیکن چقماق جادو نے محروق جادو سے کہا کہ ای برادر یہ ہنگام گریہ و زاری
نہین ہی رونے پیٹنے سے کیا حاصل ہوگا دشمن سنینگے تو خوش ہونگے دوستون کے دل پر ابر غم چھائیگا سیلاب
اشک جوش پر آئیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرو محروق جادو نے کہا کہ ہم کیا تدبیر کر سکتے
ہین جو تدبیر آپ بتائین وہ کرین چقماق جادو نے کہا کہ شہر رخشانیہ سے جانب تختگاہ سوا
ایک راہ کے دوسری راہ نہین گئی ہی لہذا درمیان راہ مین چلکر منتظر رہنا چاہیے اگر کوئی دشمن اسیر
کرکے لیچلا ہی تو اُسی طرف سے جائیگا محروق نے اس رائے کو پسند کیا لیکن چقماق جادو نے
کہا کہ ای محروق تم سامنا ساحران طلسم صندل کا کر نہین سکتے لہذا مین سحر دابہ جادو کو روانہ
کرتا ہون عقب مین ملکہ سحر دابہ جادو کے تم بھی جانا اور مین نگہبانی لشکر کی کرونگا یہ سنکر اُسی وقت
ملکہ سحر دابہ جادو بیٹھکر طاؤس سحر پر ناکے کی طرف روانہ ہوئی عقب مین اسکے محروق جادو
بھی چلا لیکن اول سحر دابہ پہونچی دیکھا کہ ایک ساحرہ کوئی شئے ہاتھ مین لیے ہوئے چلی جاتی ہے
سحر دابہ جادو نے ٹوکا کہ تو کون ہی اور کہان جاتی ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم مینائے جادو سحر دابہ
نے للکارا کہ او قحبہ ہمارے سامنے نعرہ کرتی ہی مینائے جادو نے کہا کہ تم مر گیا کرلو گی سحر دابہ
نے کہا کہ پھر دکھا دون مینائے جادو نے کہا کہ دیر کیون کرتی ہو سحر دابہ کو غصہ آیا کہ مین وزیر
شاہ چقماق آتش فروز سے شخص کی دختر اور یہ ایک کنیز سحر جوش جادو کی مجھ سے ہمسری
کرتی ہی نکالا کہ گولہ فولادی جھولی سے سینۂ مینا پر مارا مینائے جادو نے لوح کا پر توڑا الا گولہ زمین
پر گر پڑا سحر باطل ہوا ادھر تو سحر دابہ جادو اُدھر مینائے جادو دونون بیہوش ہو کر گرین کہ
اتنے مین محروق جادو بھی آپہونچا یہ ماجرا دیکھکر لوح کو قبضے مین کیا سحر دابہ کو ہوشیار کیا
اور طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے ادھر سحر دابہ جادو کو جو ہوش آیا مینائے جادو
کی مشکین رسن سحر سے باندھین کہ اسکو سزائے معقول دیکر قتل کرونگی اور لیکر اسکو بتلاش شہزادہ
رستم ثانی روانہ ہوئی ہر چہار طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی کبھی زمین مین مانند قطرۂ باران کے اتر
جاتی ہے ساتون طبقے چھان آتی ہی کبھی بالائے ہوا تا آسمان دیکھ آتی ہی ایک بجلی ہی کہ تڑپتی پھرتی ہی
یکایک سامنے سے اور ایک شعلہ سا چمکا سحر دابہ نے ٹھہر کر سکوت کیا کہ یہ کون ہی یکایک وہ
شعلہ سامنے آیا اور ایک چہرہ اُسی شعلہ مین سے نمودار ہوا سحر دابہ جادو کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پڑ گیا لیکن آواز دی کہ آپ کون ہین چہرے نے جواب دیا کہ تم کون ہو سحر دابہ جادو نے کہا کہ
منم ملکہ سحر دابہ جادو شعلہ نے کہا ہان مین سمجھا کہ تم بھی دوستون مین سے ہو سحر دابہ کی عقل حیران
ہی کہ یہ کون ہی کہا اگر آپ دوست سمجھتے ہین تو کیون ظاہر نہین ہوتے جواب دیا کہ منم الشہاب جادو
وزیر خاص خاقان روشن دل ای لڑکی اسوقت ہمارے شہنشاہ کا حکم ہوا کہ سحر جوش جادو
شاہزادۂ رستم ثانی کو اسیر کرکے طرف صندلان شاہ کے لیے جاتی ہی لہذا تم جاؤ اور اسے چھڑا

لاؤ لہذا مین بقصد رہائی شاہزادہ رستم ثانی جاتا ہون سردابہ جادو نے کہا مین بھی اُسی شہزادہ کو تلاش
کررہی ہون التہاب جادو نے کہا کہ تم اب تلاش نہ کرو جاکر قلعۂ زخشانیہ مین آرام لو مین جاتا ہون
اور ابھی اُس شہریار عالیوقار کو لاتا ہون لیکن میناے جادو کو کہ جو کنیز سرجوش جادو کی تمھارے
ساتھ ہے مجھے دیدو سرداہ نے کہا کہ لیجیے مگر بے سزا دیے نہ چھوڑ دیجیے گا التہاب جادو نے کہا مین
کیا اسے سزا دونگا انشاء اللہ اسے سزا اسی کے مالک کے ہاتھ سے ملجائیگی غرضکہ سرداہ تو مطمئن
ہوکر طرف قلعۂ زخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر تمام حال محروق جادو وچماق جادو وغیرہ سے بیان
کیا محروق جادو نے کہا کہ اگر التہاب جادو آیا ہے تو طلسم صندل مین ہلچل ڈال دیگا وہ کسی طرح
پایہ کمی کا کسی سے نہین رکھتا وزیراعظم خاقان ہی لیکن التہاب جادو میناے جادو کو لیکر
روانہ ہوا اور سحر پنہان کرکے نظرون سے غائب ہوکر تلاش کرنے لگا دیکھا کہ ایک لکۂ ابر زرنگار بہتا
چلا آتا ہے جسوقت وہ لکۂ ابر قریب سے گذرا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ زرنگاری کھنچا ہوا ہے اور
شامیانہ مین حباب آویزان ہین وسط مین ایک حباب کلان ہی کہ اسمین کچھ سیاہی سی معلوم ہوتی ہی
التہاب نے خیال کیا کہ اسمین شاہزادہ رستم ثانی ہی بس اسی وقت بزور سحر ویساہی حباب بنا رکھا اور
اُس حباب مین میناے جادو کو بشکل رستم ثانی بنا کر بند کیا ٹیکا سحر کا زبان پر دیدیا تھا کہ کسی
وقت کوئی پوچھے تو یہ حال نہ بیان کرسکے اور اسطرح اُس حباب کو بدل لیا کہ مطلق خبر نہوئی سرجوش
جادو مست بیٹھی ہی جام وصراحی آگے رکھی ہی ساغر لبریز کرکرکے پیتی جاتی ہے سیر صحرا کرتی ہوئی تخت
سحر اڑاتی ہوئی طرف بارگاہ صندل شاہ کے چلی جاتی ہے یہ تو دیکھیے کب پہونچتی ہی لیکن التہاب جادو
شاہزادہ رستم ثانی کو لیے ہوئے طرف شہر خاقانیہ کے بخدمت خاقان روشن دل روانہ ہوا
دل حال سرجوش جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تخت سحر اڑاتی ہوئی قریب بارگاہ
صندلان شاہ کے پہونچی اور خبر صندلان شاہ کو ہوئی کہ سرجوش جادو طلسم کشا کو
گرفتار کرلائی ساحرون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ سرجوش جادو کو استقبال کرکے اندر بارگاہ
کے لائے سرجوش جادو نے وہ حباب آگے صندلان شاہ کے پیش کیا صندلان شاہ نے خلعت
دیا اور کہا کہ اے سرجوش کیا کام کیا ہی سرجوش جادو نے پوچھا کہ میناے جادو کے ہاتھ
مین نے لوح طلسمی روانہ کی تھی وہ حضور کو پہونچی یا نہین صندلان شاہ نے کہا کہ میناے جادو
تو مجھ تک نہین آئی معلوم ہوتا ہی کہ لوح آپکے پاس تھی راہ مین کوئی آفت پڑی پھر سرجوش جادو
نے کہا اگر لوح چھین لی گئی ہوگی تو بیکار ہی کیونکہ طلسم کشا تو اسیر ہے دوسرا اُس لوح سے کام نہین
لے سکتا صندلان شاہ نے بھی خیال کیا کہ واقع مین یہ سچ کہتی ہے نہ لوح بغیر طلسم کشا کام دیسکتی
ہی نہ طلسم کشا بغیر لوح کچھ کرسکتا ہی لہذا اب زندہ رکھنا اسکا بہتر نہین ہے اُسیوقت حکم دیا کہ
طلسم کشا کو قتل کرو مغلم کتا بدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ آئین طلسم کے خلاف کوئی فعل کرنا
اچھا نہین ایسا نہو کوئی فساد عظیم برپا ہو بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ قیدی کو بغیر چالیس روز گذرے قتل کرنا
نہ چاہیے اور وہ کبھی بیرون سرحد طلسم اندر طلسم کے اگر خون طلسم کشا کا گریگا تو تمام طلسم برباد ہوجائیگا
صندلان شاہ نے کہا اگر قید رکھوگے ایسا نہو پھر رہا ہوجائے مغلم کتابدار نے کہا آپ کو اختیار

ہے لیکن اچھا نہین صندلان شاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور اُسیوقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا میدان
خونی تیار ہوا چارجی نے چارج دیا کہ آج طلسم کشا قریب شام قتل ہوگا جسکو تماشاے قتل دیکھنا ہو آے
یا جسکو چھڑانا ہو چھڑا لیجاے ایسا انتظام ہوا کہ آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین منتشر ہوئی اور ساحران
نامی دگرامی جمع ہونے لگے میدان خونی کی تیاری ہوئی چبوترہ ریت کا بنایا گیا دارین استادہ ہوئین
اہل طلسم مین ایک ہلچل مچگئی جو ساحران اولوالعزم تھے اُنھون نے اسمین تامل کیا اور دلمین کہا کہ بادشاہ
آئین طلسم کے خلاف کرتا ہے اسکا انجام اچھا نہوگا کوئی نہ کوئی زک پہونچیگی یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہے
الحاصل یہ خبر اُڑتے اُڑتے لشکر سلیمان شاہ مین بھی پہونچی کہ وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتا ہے سب جانین
دینے پر آمادہ ہوے اور شہر خشانیہ سے چلنے کا قصد کیا چقماق جادو بھی بدحواس ہوگیا سرداب جادو
کا رنگ متغیر ہوگیا محروق جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے التہاب جادو سے کچھ نہوسکا ان سب نے
جانین دینے کا قصد کیا کفن سر سے باندھے ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ جہان وہ شہریار عالیوقار اس دار
ناپائدار سے جاتا ہے وہین ہم بھی جاوینگے افسوس ہے کہ ایسا سردار تو زندہ نہ رہے اور ہم روسیاہ زندہ
رہین کوئی گریبان چاک کرتا ہے کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے مگر محروق جادو نے کہا کہ التہاب جادو ایسا
ساحر زبردست کبھی خالی نہین پھر سکتا ای ملکہ سرداب جادو اسمین نہین معلوم کیا راز ہے مین پاس
شہنشاہ خاقان روشن دل کے جاتا ہون اور خبر راست بہمرا آتا ہون سرداب جادو نے کہا
کہ جبتک تم جاکر شہر خاقانیہ سے واپس آوگے اُسوقت تک یہان کام اُس شہریار عالیوقار کا تمام
ہوجائیگا پھر اس جانے سے اور آنے سے کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ آگرگود مین
محروق جادو کے گرا اُٹھا کر جو دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ اے محروق جادو تم لوگ پریشان
نہو اطمینان رکھو مین شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون اور وہ رستم
جسکے قتل کا شور ہے وہ رستم نقلی ہے از التہاب جادو یہ دیکھکر محروق جادو اُچھل پڑا اور پرچہ
سامنے چقماق جادو اور سرداب جادو کے رکھدیا اور کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ التہاب جادو ایسا شخص
نہین ہے جو بغیر اپنا کام کیے خالی واپس آے چقماق جادو نے اُس رقعے کو پڑھا اور افسران لشکر کو مثل
سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی و شاہین بن سلیمان وغیرہ کے سب کو سنایا اب یہان تو
اطمینان ہوا لیکن وہان تیاری قتل ہورہی ہے ساحران عالم کا مجمع ہے ایک جانب ملکہ کم جادو
مع لشکر کے اُتری ہوئی ہے ایک سمت ملکہ خلخال محشر خرام ایک سمت ابلیس خود پسند ایک طرف
جلاجل و ستک زن ایک سمت الکن جادو و ملکن جادو ایک طرف سیلاب جادو و حباب جادو
ایک سمت معظم کتابدار ایک طرف مقام صدر پر خود صندلان شاہ بساط سحر پر سوار گرد و پیش زمرۂ
نامدار ساحران غدار کا مجمع ہے وقت کے منتظر ہین سر چشمہ جادو قید طلسم کشا لیے ہوے ایک طرف
کھڑی ہے مگر یہ خبر وحشت اثر جو ملکہ صنم بادلہ پوش کے گوش زد ہوئی ہے تو چہرے پر مردنی چھاگئی ہے
موت کی لذت زبان پر آگئی ہے بیخودی بڑھتی جاتی ہے دست غم نے پردہ حیا کو اُٹھا دیا ہے اُسیوقت اسنے
حکم دیا کہ جلد جام زہر تیار کرو انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آفاق یہ آپکو کیا ہوا ہے کوئی
بھی مرنے کے ساتھ مرتا ہے جسکی قضا پہلے آگئی کیا چارہ ہے اگر خدا نکردہ حضور کے دشمنون کیواسطے یہ امر پیش ہوتا ہے

وہ بھی جان دیتی ملکہ نے کہا کہ شرط وفا یہ نہیں ہے کہ بعد اُس شہریار عالی وقار کے مین زندہ رہون اب
سب سمجھا رہے ہین کوئی کہنے پر ملکہ صنم بادلہ پوش کے عمل نہین کرتا اُسوقت ملکہ نے عاجز ہو کر خنجر
اُٹھایا اور چاہتی تھی کہ آپ کو ہلاک کرے کہ اتنے مین سہانی سی ملکہ نوبہار گوہر پوش نمودار ہوئی اور
یہ کیفیت دیکھکر پکاری کہ ہائین او چھوکری کیا کرتی ہے ملکہ اپنی بڑی بہن کو دیکھکر گھبرا گئی خنجر ہاتھ سے رکھدیا
نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر یہ معرکہ کیا ہے کچھ مین بھی تو سنون ملکہ خاموش کنیزین دم بخود کہین تو کیا کہین
مگر ملکہ نوبہار دل مین سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ عشق طلسم کشا مین اپنی جان دیتی ہے سابق مین بھی ایک
بدنامی اسکی ہو چکی ہے اب اُسکے قتل کی خبر پائی ہے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے شرم نہین آتی ہے ایک وہ بدنامی
ہو چکی ہے کہ تو نے طلسم کشا کو رہا کروا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مرحلے شکست ہوے کہنک جادو سا ساحر مارا
گیا رخشان جادو سی ساحرہ کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا جان بحق تسلیم ہوئی اب کس مشکلون سے وہ پھر گرفتار ہوا
اُسکے قتل کی خوشی کرنا چاہیے یا جان دینا چاہیے اری کمبخت کوئی دشمن سے محبت کرتا ہے جو اپنے گھر بار ملک و
مال کا دشمن ہو آپ اُسکی عاشق ہو یہ کونسی عاشقی ہے صنم بادلہ پوش نے دیکھا کہ یہ راز سے آگاہ ہو گئی ہین اب
چھپانا بیکار ہے گردن نیچی کرلی اور کہا خیر باجی اماں اب تو آپ پر یہ امر ظاہر ہی ہو گیا پھر ہر طرح مرجانا ہی بہتر ہے
یہ کہکر پھر خنجر اُٹھایا نوبہار گوہر پوش نے خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور ایک طمانچہ مارا کہ چھوکری اسطرح کا
مرنا اور باعث ناموسی کا ہے اگر تجھے مرنا تھا پہلے سے زہر کھا کر سو رہی ہوتی صنم بادلہ پوش زار و قطار رونے
لگی منہ آنسوؤن سے دھونے لگی روتے روتے ہچکی بندھ گئی مگر نوبہار گوہر پوش انتہا کی محبت اپنی
چھوٹی بہن سے رکھتی تھی طمانچہ تو مار دیا لیکن اسقدر قلق ہوا کہ خود بھی رونے لگی ضبط نہو سکا صنم بادلہ پوش
کو گلے سے لپٹا لیا پیار کیا کہا کہ بیٹا میری خطا کو معاف کر خدا کے لیے لیکن تو اپنی جان پر نہ کھیل جانا مین نے جوش غیرت
و محبت مین تجھے مارا اب یا اسی خنجر سے مجھے ذبح کر ڈال یا خطا میری عفو کر صنم بادلہ پوش نے کہا میری مجال ہے کہ
مین آپ سے خفا ہونگی آپ بڑی بہن مان کی جگہ ہین یہ میری تقدیر کی خوبی ہے یہ کہکر اور چیخین مار مار کر
رونے لگی نوبہار نے کہا کہ بیٹا تجھے اپنی رسوائی کا بھی خیال نہین ہماری جان کی قسم اب نہ رو صنم بادلہ پوش
نے کہا کہ اب زندہ رہنا تو میرا غیر ممکن ہے لیکن جو امر چاہتی تھی وہ ہوا کہ مین خود اُس سے پہلے دنیا سے اُٹھ جاتی
کہ پردہ رہجاتا اگر بعد طلسم کشا کے جان اپنی دونگی اور بھی باعث رسوائی ہے لوگ یہی کہین گے کہ صنم بادلہ پوش
نے محبت طلسم کشا مین جان دی اسوقت کوئی یہ نہین کہ سکتا نوبہار نہایت پریشان ہے کہ کیا کرون کیا نہ
کرون یہ چھوکری کسیطرح کہنا نہین مانتی آخرکار مجبور و ناچار یہ خیال کیا کہ مین گھڑی بھر اس سے جدا
نہون ایسے ہلاک ہونیکی مہلت ہی نہ دون یہ خیال کرکے وہین بیٹھ رہی صنم بادلہ پوش پریشان ہے کہ
کیا کرون کیونکر اُنھین ٹالون سو رہونگی ارادہ وقت نہ دکھاتا کہ وہ خبر بد میرے سننے مین آئے لیکن وہان
میدان خونی تیار تھا ساحران نامی و گرامی کا مجمع تھا ایک شور تھا کہ طلسم کشا قتل ہوا چاہتا ہے افسوس یہ
جوانی اسکی یہ حسن خدا کہاں سے کہان کھینچ کر لائی بموجب شعر گو دلا دانہ کسی مکان کی ہو خاک پہنچا ہی دیگی
جہان کی ہو غرضکہ جیسے ہی چار بجے صندلان شاہ نے حکم دیا کہ قتل کرو طلسم کشا کو سرجوش جادو
چبوترے پر آئی سحر دور کیا آواز دی کہ ای طلسم کشا جو کچھ کہنا ہو کہہ لے جو وصیت کرنا ہو وصیت کرلے
جو پیغام جسے دینا ہو دے لے طلسم کشا نقلی جو اصل مین مینا سے جادو ہے ہر چہار جانب نگاہ

حسرت سے دیکھتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی مین نے کیا گناہ کیا جو میرے قتل کا سامان ہی چاہتی ہی کہ کچھ زبان سے کہے زبان یاری نہین دیتی عجب بیکسی و بےبسی ہی کہ ایکبار سرجوش جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ نا شاد و نامراد تجھے دنیا سے جانا منظور ہی کوئی حسرت نہین بیان کرتا یہانتک کہ تیسرا حکم ہوچکا سرجوش جادو نے تیغہ سحر اٹھا کر گردن پر مارا سر جدا ہوا بس سر کٹنا تھا کہ ایکبار آندھی چلی خاک اڑی جب سب علامتین برطرف ہوئین آواز آئی کہ حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من بیناے جادو بود یہ سنا تھا کہ سرجوش جادو نے تو سر پیٹ لیا بادشاہ طلسم تلوار کھینچکر سرجوش جادو کے سر پر آیا کہ او مردار یہ کیا حرکت تھی اپنی ناموری کے لیے تو نے اس بیچاری کی مفت جان لی بصورت طلسم کشا بنا کر اسے قتل کیا کیا نہ جانتی تھی کہ بعد مرنے کے حال اسکا کھل جائیگا بیر شور کرنیکے لوگ تیرے پکڑ سے ہاتھ کانون پر دھر بیٹھے سرجوش جادو حیران ہی کہ اے شہنشاہ جادوان قسم ہی خداوند تمثال آئینہ رو کی کہ مین نے خود صحراے رخشانیہ مین طلسم کشا کے گلے سے لوح اتاری اور اسی بیناے جادو کے ہاتھ آپکی خدمت مین روانہ کی خود طلسم کشا کو اسیر کرکے چلی ہون نہین سمجھ سکتی کہ راہ مین کیا افتاد پڑی پہلے آپ معلم کتابدار سے حال میرا دریافت فرمائین بعدہ آپکو اختیار ہی جیسی چاہیے سزا دیجئےگا صندلان شاہ نے معلم کتابدار کی طرف دیکھا اور کہا آپ حال اسکا کتاب زردشتی سے صاف صاف بیان کیجیے معلم نے کتاب دیکھکر بیان کیا کہ واقع مین سرجوش جادو سچی ہی اسنے طلسم کشا کو ضرور گرفتار کیا مگر راہ مین کوئی افتاد پڑی اور یہ کام کسی بڑے شخص کا ہی کہ ایسی ساحرہ زبردست غافل رہی اور وہ طلسم کشا کو لے بھی گیا اور بجاے طلسم کشا بیناے جادو سے لوح لیکر اور بصورت طلسم کشا بنا کر قید کرگیا صندلان شاہ نے ہاتھ ملکا اور کہا اچھا اسکا حال دیکھیے اور نام بتائیے کہ وہ کون شخص تھا جو لیگیا معلم نے پھر کتاب دیکھی اور یہ عرض کی کہ اے شہنشاہ جادو حیرت ہی کچھ بن نہین آتا نہ اس کتاب کو غلط کہہ سکتا ہون نہ اس شخص پر گمان ہوسکتا ہی جسکا نام نکلتا ہی صندلان شاہ نے کہا آپ نام تو بتائیے معلم نے عرض کی کہ وزیر خاقان روشندل ملک الشہاب جادو بس یہ سنا تھا کہ صندلان شاہ سر سے پیر تک مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جب اپنے ہم مذہب دوسرون کے شریک ہوجا بینگے اور یہ آفتین مچا بینگے تو کیونکر طلسم پر بربادی نہ آئیگی اور خاقان روشندل کی شامتین آئی ہین معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ جادوان آئین طلسم کے خلاف کرنے مین ضرور زک دھری ہوئی ہی دیکھا انجام آپ نے صندلان شاہ نے کہا کہ اگر چالیس روز قید رہتی تو کیا طلسم کشا ہو جاتی معلم نے عرض کی کہ طلسم کشا تو نہ بنجاتی لیکن یہ راز کھل جاتا حال طلسم کشا کا ظاہر ہوجاتا بیناے جادو بھی قتل سے بچ جاتی اسکی جان بھی مفت نہ جاتی اب یہ ہوا کہ نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ دشمن کیسے قہقہہ لگا بینگے خوشی مچا بینگے یہ سنکر صندلان شاہ سیلاب خونریز جادو کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو طرف ملک خاقانیہ کے جا اور ہمارا پیام خاقان روشن دل سے کہنا کہ یہ کیا حرکت تھی کہ تمنے ہمارے دشمن کو رہا کیا لہذا بہتر یہ ہے کہ اُسے اسیوقت ہماری خدمت مین حاضر کرو ورنہ انجام اسکا اچھا نہوگا تمام شہر خاقانیہ کو ہلا دونگا ساری سحر و ساحری بھلا دونگا یہ اسیوقت مع فوج جانب خاقانیہ روانہ ہوا

لیکن اب حال شہر خاقانیہ کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ خاقان روشن دل تخت سلطنت پر بیٹھا ہی گرد و پیش ارکین سلطنت کا ہجوم ہی انتظار ہی خاقان روشن دل

کو التہاب جادو کا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ چمک کر زمین پر آیا دیکھا کہ شعلہ شق ہوا اور التہاب جادو
مع شاہزادہ رستم ثانی نمودار ہوا راہ مین حباب سے نکالکر التہاب جادو نے رستم کو ہوشیار کر لیا تھا یہ
دیکھکر خاقان روشن دل تخت سے اتر پڑا سب اہل دربار پیشوائی کو بڑھے خاقان نے سلام کیا رستم ثانی
نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی خاقان نے عرض کی کہ یہ تخت و تاج حاضر ہو لائق اسکے حضور ہی ہین مین
آپ کے سامنے تخت پر نہین بیٹھ سکتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ مجھے خواہش تاج و تخت نہین ہین ایک مرد سپاہی
ہون اور ای خاقان اگر پروردگار عالم نے چاہا تو یہ تخت و تاج کیا ہی تمھین طلسم صندل کا تخت نشین کرونگا
یہ فرماکر بازو خاقان کا پکڑا اور فرمایا ہمارے سر کی قسم تم تخت پر بیٹھو میرے واسطے ڈنگل بچھوا دو خاقان
نے ڈنگل یاقوت نگار منگوایا اور رستم ثانی کو ڈنگل پر بٹھایا رستم ثانی نے کہا اے خاقان مین تمھارا نہایت
ممنون احسان ہون کہ تمنے میری وجہ سے سیکڑون کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ طلسم صندل سے بگاڑی خاقان نے
عرض کی کہ اگر جان میری آپکے کام آجائے تو جانون کہ خیر آج کچھ کام ہوا ورنہ مین تو نہین عرض کر سکتا کہ مین نے
کوئی کام کیا خیر اگر آیندہ انشاء اللہ جو سخت مرحلے ہین وہ درپیش ہونگے تو آپکو میری جان نثاری کا حال معلوم ہو جائیگا
غرضکہ تا دیر باتین رہین خاقان روشن دل نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی اور ایک ایک نامہ پاس سرداران
جادو و محروق جادو و ملک چقماق آتش فروز جادو کے روانہ کیا کہ جشن رہائی شاہزادہ زمان رستم ثانی
نوجوان کی خوشی کا جشن کیا ہی لہذا آپ لوگ بھی اگر شریک جشن ہون ایلچی نامہ لیکر طرف قلعہ رخشانیہ کے روانہ
ہوا لیکن رستم ثانی نے ایک آہ سرد کھینچی خاقان نے عرض کی ای شہریار سبب آہ کھینچنے کا نہ کھلا رستم ثانی
نے کہا ای خاقان مجھے اسوقت ایک تو خیال اپنے رفیق قدیم شبرنگ بن عمرو کا آیا کہ وہ بغیر میرے
نہایت پریشان ہوگا دوسری یاد ملکہ صنم بادلہ پوش کی آئی کہ پہلی بار جب مین اسیر ہو گیا ہون تو
اُس یار وفاشعار نے مجھے رہا کروایا اپنے باغ مین بلایا کچھ دیر کی صحبت رہی بعد اسکے سرداربہ جادو
کے ہاتھ مجھے بیرون طلسم بھجوا دیا مین نہین جاتا تھا اُس یار جانی نے میری محبت مین غم فرقت اٹھانا
قبول کیا میرا مارا جانا قبول نہ کیا اب نہین معلوم کہ یہ راز فاش ہونے کے بعد اُسپر کیا گذری بادشاہ طلسم
نے اُسے قید کر لیا یا اُسکے دشمنون کو ہلاک کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار آپ نہ گھبرائین
انشاء اللہ مین دونون فکرین کرتا ہون مہتر شبرنگ کو بھی بلوائے لیتا ہون اور صنم بادلہ پوش کی
حفاظت کی بھی فکر کرتا ہون یہ تو معلوم ہی کہ صنم بادلہ پوش ابھی تک خیر و عافیت سے ہین نگہبان اپنا
ستارہ ناقص آگیا ہی میرا ایک دوست باشندگان طلسم صندل سے ہی کہ نام اُسکا سعید ساالک ہی مرد دیندار
اور خداپرست ہی لیکن راز اُسکا ہر کسی پر ظاہر نہین ہی آپسے آشنا مجھے دین اسلام کیطرف متوجہ کیا لیکن میرے
ہون جان کے منظور نہ کیا دل سے مطیع اسلام رہا کیونکہ اگر مسلمان ہو جاتا تو شہر ترک کر دینا ہوتا اور جب شہر ترک
کر دیتا تو شاہ طلسم صندل میرا ملک بھی چھین لیتے اور مجھے قتل کر ڈالتے اب یہ ارادہ رکھتا ہون کہ جب پروردگار
عالم آپکو اس طلسم پر فتح دیگا اور کوئی خدشہ باقی نہ رہجائیگا اسوقت بالاعلان مذہب اسلام کو اختیار کرونگا
الحاصل مین ایک نامہ سعید ساالک کے نام لکھتا ہون اگر کوئی وقت سخت وہ دیکھین گے تو یقین ہی کہ بادشاہ
طلسم سے ملکہ کو چھین لین گے اور بادشاہ طلسم انکا کچھ کر نہین سکتا ہی یہ کہکر ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے
لکھکر پاس سعید ساالک کے روانہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ آپکو بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ طلسم کشا

اپہونچا اور کبھی مرحلے اُسنے شکست کیے بالفعل وہ میرا مہمان ہو لیکن معشوقہ اُسکی دختر صندلان شاہ نہین معلوم
کس حال پر ملال مین ہو لہذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہو کہ از راہ عنایت فدیا نہ دختر صندلان شاہ کو میری
دختر تصور فرمایئن اور اُسکا خیال رکھیے گا راقم خاقان روشن دل ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف سعید سپالک
کے روانہ ہوا اور ایک ساحر کو کہ نام اسکا طیران جادو تھا حکم دیا کہ تو جا اور شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ
رستم ثانی ہووے آ طیران اُسیوقت پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوا

لیکن اب چند کلمے داستان شبرنگ بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کو غول بھگا کر لیگیا تھا اور شاہزادہ گم ہوا تھا فرقت مین شاہزادہ
والا تبار کے دن رات رونے سے کام تھا لیکن دل نہ لگتا تھا آخرکار ایک روز جو زیادہ جی گھبرایا لشکر سے تنہا نکلکر
صورت اپنی ایک درویش کی بنائی اور صحرانوردی اختیار کی کبھی کسی کوہ پر بسر کردی کبھی کسی صحرا مین پھرکر گذار دی
جب شب ہوگئی درخت پر مچان باندھکر آرام کیا صبح کو پھر معروف صحرانوردی ہوا اسی حال پر ملال مین اسکو پھرتے
پھرتے عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا حسب اتفاق ایک صحرا مین جاتے جاتے ایک چشمہ نظر آیا اُسپر بیٹھکر پانی پیا ہاتھ
منہ دھویا کہ یکایک ایک ہوا سے تند چلی اور ایک دیو منہ پھاڑ منہ پھاڑ سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور آواز دی کہ
ای آدمزاد کیا تو نہین جانتا تھا کہ یہ مسکن ہمارا ہو پھر کیا سمجھ کر ادھر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ مجھے نہین معلوم
تھا اب کبھی ادھر نہ اونگا دیو نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون بہت بھوکا ہون مین آنکھین بند کرکے
منہ کھولے دیتا ہون تو آ اور منہ مین میرے کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ پلپلا پلپلا کر کھا جاؤنگا شبرنگ
ہر چند منتین کرتا ہو مگر دیو نہین مانتا اب شبرنگ نے بلک کر دعا کی کہ اے کس بیکسان وای دادی
غریبان ای داد رس ای فریاد رس اس حال پر ملال مین اسوقت سوا تیرے کون مددگار ہو کہ یکایک ایک
برق سی چمکی اور ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اٹھا کر لیچلا دیو نے آواز دی کہ او سرکش تو کون ہو جو مجھے غصہ
دلاکر چلا میرے سامنے سے میرے شکار کو لیے جاتا ہو آواز آئی کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ مفت میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا دیو نے برا بھلا کہنا شروع کیا پس اُسیوقت ایک برق چمک کر گری کہ دیو کے ٹکڑے
ہوے اور آواز آئی کہ منم طیران جادو فرستادہ خاقان روشن دل لیکن شبرنگ حیران ہو کہ یہ کون شخص
ہو مین تو اسے پہچانتا نہین لیکن پنجے نے لاکر ایک کوہ پر اتارا شبرنگ متوحش ہوا اسے بیہوش ہوگیا تھا جو
آنکھ کھلی سامنے ایک ساحر کو دیکھا کہ جھولی سحر کی زربفتی لگی ہوئی ہو گلے مین مالا مونگے کا پڑا ہوا ہو پیشانی پر قشقہ
کھنچا ہوا ہو شبرنگ دل مین سوچا کہ یہ سب علامتین کفر کی ہین معلوم ہوتا ہو کہ یہ بھی کوئی دشمن ہو کافر ہمارا
کیون دوست ہونے لگا شاید فتنا مین کچھ عرصہ تھا کہ اسوقت دیو سے اسنے بچایا لیکن سوا پروردگار کے کون
بچانیوالا ہو طیران جادو نے کہا کہ نام آپ کا کیا ہو شبرنگ نے کہا مجھے درویش صحرانورد کہتے ہین طیران جادو
ہنسا اور کہا آپ مجھ سے کیون خوف کرتے ہین مین دشمنون مین سے نہین ہون مجھے آپکے آقا رستم ثانی
نے آپکے تجسس کے لیے روانہ کیا تھا اگر مہتر شبرنگ بن عمرو آپ ہی ہین تو چلیے کہ اُس شہریار عالی تبار
نے آپکو یاد کیا ہو جسوقت شبرنگ پر یہ راز ظاہر ہوا اُسوقت دوڑ کر طیران جادو کے گلے لپٹ گیا
اور کہا اے برادر ہان میرا نام شبرنگ ہو مجھے نہ معلوم تھا کہ تم دوستون مین سے ہو کیونکہ طریقہ تمہارا
کفار سے ملتا ہوا ہو اور ہم لوگ اہل اسلام ہین اور کفار اہل اسلام مین دوستی ہو نہین سکتی طیران جادو

نے کہا کہ بیشک مین مسلمان تو نہین ہون لیکن جب میرا آقا ولی نعمت یعنی شہنشاہ خاقان روشن دل مطیع اسلام ہوا اور غلامی رستم ثانی کی منظور کی تو مجھے کہان عذر ہوسکتا ہے بہ فقرہ سنکر بعد بغلگیر ہونے کے طیران جادو نے کہا کہ تمھارا آقا اسیر ہوکر جاتا تھا التہاب جادو وزیر خاقان روشن دل نے اُسے قید سے چھڑایا اب اسی خوشی کا جلسہ ہے اور کل سے وہ جلسہ شروع ہوگا اور تین روز تک جشن رہیگا لہذا مین چاہتا ہون کہ کچھ کھانے پینے کا انتظام کرون تو آپ کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہون یہ کہکر طیران جادو تو کھانا پکانے مین مصروف ہوا شبرنگ بن عمرو سیر صحرا کرنے لگا حسب اتفاق اس طرف سے بدخشان جادو خواہر رخشان جادو کا تخت سحر اڑا ہوا جاتا تھا جیسے ہی رخشان جادو ماری گئی اِسنے دیکھا کہ اہل طلسم پر تارہ سخت ہے یہ طلسم صندل سے نکلکر واسطے جلوہ کشی کے اپنے ملک شہر بدخشانیہ کو جاتی تھی چند اینسین طلسی سالمہ تھین ایسین باتین ہونی جاتی تھین کوئی کہتی تھی سنا ہے خاقان روشن دل طلسم کشا کا شریک ہوگیا بڑا غضب ہوا کیونکہ خاقان ہمپایہ صندل ان شاہ ہے کسیطرح سحر و ساحری مین کم نہین ہے کسی نے کہا کہ ہان سنتے تو ایسا ہی ہین مگر کیا معلوم جب سامنا ہو تو حال کھلے کہ کون زبردست اور کون کمزور ہے کہ یکایک نظر بدخشان جادو کی کوہ پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا چولہ دے رہا ہے بدخشان جادو نے تخت کو اتار تخت بالائے کوہ آیا پوچھا بدخشان جادو نے کہ تو کون ہے طیران جادو کہ یہ بھی ملازم خاقان ہے بھلا یہ کسی کی کیا حقیقت سمجھتا ہے جواب دیا کہ تو کون ہے بدخشان جادو نے کہا شامتین آئی ہین جو مجھ سے تو انکار کرتا ہے طیران جادو نے کہا پہلے تو نے مجھے سخت کہا یا مین نے بدخشان جادو نے کہا کہ تو میرا ہمسر بنتا ہے طیران نے کہا کہ ہمسر تیرے نارغ دزغن ہونگے مین کیون ہونے لگا تو اپنی شکل تو دیکھ بدخشان جادو نے غصہ مین آکر گولہ فولادی مارا طیران نے اسم سحر پڑھکر سپر اٹھائی گولہ رد ہوا طیران نے ترنج سحر مارا بدخشان نے چاہا رد کرون ممکن نہوا بازو پر زخم آیا آواز دی کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ مجھ ایسی ساحرہ کو زخمی کیا طیران نے کہا مین غلام خاص ہون شہنشاہ خاقان روشن دل کا تیری حقیقت کب سمجھتا ہون بس یہ سننا تھا کہ بدخشان جادو نے کہا کہ مین کب چھوڑتی ہون تجکو اگر تو رفیق خاقان ہے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگی کیونکہ وہ شریک طلسم کشا ہوا ہے اور ہم لوگون کا دشمن ہے یہ کہکر کمند سحر نکالی یہ کمند پاس بدخشان جادو کے تحفہ جات طلسمی سے ہے ساحر اس کمند کو توڑ نہین سکتا اور یا سامری کا نعرہ کرکے طیران جادو پر ماری طیران یہ نہ سمجھا تھا کہ کمند تحفہ جات طلسمی سے ہے نام اس کمند کا کمند جمشیدی ہے جانا تھا کہ بزور سحر کمند کو توڑ ڈالونگا لیکن حلقے کمند کے ڈالکر گلے مین پیوست ہوتے ہین لاکھ زور کیا ہزار سحر پڑھا کچھ نہو سکا کسی افسون نے کام نہ کیا بدخشان جادو نے نعرہ کرکے مشکین طیران کی باندھ لین شام ہوچکی تھی انیسون جلیسون نے کہا کہ ای ملکہ عالم فضا اس بیابان کی اچھی معلوم ہوتی ہے یہ کوہ بھی نہایت خوشنما ہے اگر مناسب ہو تو چندے یہین سکونت اختیار کیجے بدخشان جادو نے منظور کیا بارگاہ برپا ہوئی جام بادۂ ناب گردش مین آیا اب شام ہوچکی تھی جلوہ لیلی شب کا دیکھکر سپہر گردون مجنون وار گرد پھر رہا تھا طائر اپنے اپنے آشیانون پر جا کر پنہان ہوے صحرا مین سناٹا ہوا ہول و ہیبت بڑھنے لگی شبرنگ سیر صحرا کرکے پھرا یہ سب تماشے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا تھا جو نہ دیکھا کہ طیران جادو گرفتار ہوگیا نہایت پریشان ہوا لیکن ایک مکر دل مین تجویز کرکے صورت اپنی بالطفل حبشی کی بنائی اور گویون کیطرح چنگ ہاتھ مین لیا اور زیر کوہ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان بدخشان

نے گرفتاری طیران کی خوشی مین بزم عیش آراستہ کی ہی جام شراب ناب کو گردش ہی طیران جادو ستون سے
بندھا ہوا ہی بدخشان جادو شراب پیتی ہی اور طیران بہ بیکسی ہی طیران نگاہ یاس سے دیکھکر رہجاتا ہی
دل مین کہتا ہی کہ پروردگار یہ مین کس بلا مین پھنس گیا اس حال پر ملال کی کسکو خبر ہی کوئی اتنا بھی تو نہین
کہ جاکر میرے شہنشاہ سے خبر کرے لیکن سب سامان تو بدخشان جادو نے مہیا کر لیے تھے کوئی گانیوالا اچھا
نہ تھا جو اسکے ساتھ والیان تھین وہی ڈھولک پیٹ رہی تھین گانی کیا تھین اپنی جان کو رو رہی تھین کہ
یکایک جانب صحرا سے آواز گانے کی آئی بدخشان جادو نے کان کھڑے کیے کہ اس صحرا مین کون گانیوالا
آنکلا کیسی اچھی سریلی آواز ہی ایک کنیز سے کہا کہ اری جا تو سہی دیکھ یہ کون گا رہا ہی ہمارے پاس لے آ خداوند
تمثال آئینہ رو نے مہربانی کی کہ میری محفل سونی تھی اپنی قدرت سے اسی صحرا مین سے ایسی گانے والی کو بھیجدیا
ایک کنیز اٹھکر زیر کوہ آئی دیکھا کہ ایک طفل ماہ جبین نہایت حسین گوشوارے کانون مین پڑے ہوے وہ بھی
عجیب حسن دے رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب کے گرد دو ستارے چمک رہے ہین چنگ بجا بجا کر
جھوم جھوم کر گا رہا ہی تمام صحرا مین سناٹا پڑا ہی دشت و در سے آواز ساز چلی آتی ہی کنیز نے سامنے آتے ہی
کہا اے لڑکے تیرا کیا نام ہی تو کہان سے آتا ہی چل تجھے ہماری ملکہ بلاتی ہین یہ لڑکا اٹھکر ساتھ ہوا کنیز ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئی لڑکے نے جو بدخشان جادو کو مسند پر جلوہ گر دیکھا سلام کیا ہاتھ اٹھا کر بطور گویون کے دعا
دی کہ اعلے اعلے مراتب رہین بدخشان نے جو صورت دیکھی ہزار جان سے عاشق ہو گئی سن اس بچہ کا ڈھائی
سو برس کا ہی یہ بچہ پندرہ برس کا پوچھا کیا نام تمھارا ہی لڑکے نے جواب دیا کہ مجھے شیپور چنگ نواز کہتے ہین
بدخشان جادو نے کہا اس صحرا مین کیونکر آنا ہوا شیپور نے کہا اسے نہ پوچھیے اگر کہونگا تو خلاف ادب ہوگا
بدخشان نے کہا ہم اجازت دیتے ہین تو کہہ شیپور نے کہا کہ ہان اس شخص کی ناہید چنگ نواز ہی اسکی
صورت سے حضور کی صورت نہایت مشابہ ہی مین اسی کے ساتھ اس صحرا مین آیا تھا وہ مجھے ایک درخت کے
تلے بٹھا کر پانی پینے کو گئی تھی پھر پلٹ کر نہ آئی تین روز سے مین اسی صحرا مین تباہ ہون درختون کی پتی کھا کر بسر کرتا
ہون چشمے سے پانی پی لیتا ہون نہ تو راہ معلوم ہی کہ اپنے وطن کو جاؤن نہ یار ہے اور نہ مددگار ہے اسوقت کچھ جی گھبرایا
تو اپنے حال زار پر رو رہا تھا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ ساز سے بھی آواز فغان نکل رہی تھی بدخشان جادو نے کہا
تو نے اس سن مین ایسا کمال کیونکر حاصل کیا شیپور چنگ نواز نے عرض کی کہ حضور یہ تو ہماری گھٹی مین پڑا
ہوا ہی آبائی پیشہ ہی ہماری تو ہڈی بولتی ہی اور جو کچھ آپ نے تماشہ دیکھا کیا تھا رونا تھا ہان اگر دل ٹھکانے ہو تو پیٹ
بدخشان جادو نے کہا کہ تو مجھی کو ماں سمجھ بلکہ چاہیے تو دو ہزار نشتر جوڑے کہ اور محبت دونی ہو جاے قند مکرر کا
لطف دکھائے شیپور نے کہا ایسا ہی ہوتا ہی بہت اچھا تو مین آپکو جو ماں کہا کرون بدخشان جادو نے
ہنسکر اپنی جلیسون سے کہا کہ دیکھنی ہی کیسی بھولی بھولی باتین کرتا ہی کہ دل لیا جاتا ہی غرضکہ بدخشان جادو نے
کہا اے شیپور کچھ گاؤ شیپور نے عرض کی بہت خوب چنگ کو درست کرکے ایک غزل موافق وقت
گانی شروع کی

غزل

جستجو مین دل کی اپنی ابھی کھوتے ہین ہم
بھٹکتے ہین ہر دم بیکار تو پہرون بیٹھکر روتے ہین ہم
پوچھنا خود حال کرنا اور نہ پھر لانا یقین

دل دیا تھا یون اسے جب بیکل ہوتے ہین ہم
ہاتھ اب دونو نفس سے عشق مین دھوتے ہین ہم
ہوا ہین اپنا آنکھ دل مین کر لیتے ہین دو دیان
ذکر آجاتا ہی جب کیا کیا خجل ہوتے ہین ہم

ہاتھ سر پر دھر کے پہرون سوچ مین ہوتے ہین
رات کب ہی غم کدہ مین دیکھ کوئی خوشی
اور تھوڑا سا جگا کر بخت کو سوتے ہین ہم
اپنی حسرت پر رلایا ہی کسی سفاک کو

اُسکے دامن سے لہو کا داغ خود دھوتے ہین ہم
اشک بھی بہتے نہین کیونکر لگی دل کی بجھے
کچھ سمجھ کر اسکو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہین ہم
ہاتھ ملتا ہون جو وہ دست حنائی کر سکے یاد
نیند بھر جاے تو اُٹھینگے ابھی سوتے ہین ہم

بار بار اُٹھ اُٹھ کے اُسکے بزم سے ای اضطراب
دل جلاتا ہی جو وہ تقدیر کو روتے ہین ہم
دیدہ گریان ہمارے آبلون سے کم نہین
جیتنی ہین دل کی امیدین لہو ہوتے ہین ہم
اشک پیدا ہو نخل مراد ای آرزو

غیر کیا خود اپنی نظرون مین سبک ہوتے ہین ہم
پاس جب دل ہی نہو گالیٔ پہونچین کیسے
چھیڑ دیتا ہی جو کوئی پھوٹکر روتے ہین ہم
ہجر کی راتون کے جاگے ہین ہم ای شور فغان
اتنو دانے اشک کے امید پر بوتے ہین ہم

کچھ اس سوز و گداز سے یہ غزل شیپور نے گایا کہ بدخشان جادو جھومنے لگی سب انیسین جلیسین بیخود تھین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی بارگاہ بھر مین سناٹا تھا طیران جادو جو ستون سے بندھا کھڑا تھا کہ رہا تھا کہ اس سن مین یہ کمال بڑا طبیعت دار لڑکا ہی لیکن شیپور نے چنگ ہاتھ سے رکھکر پوچھا کہ ای ملکہ آفاق یہ کون شخص ہی جو مجرمون کیطرح ستون سے بندھا ہوا ہی بدخشان جادو نے کہا تجھ سے کیا بیان کرون تو کیا جانے کہ یہ کون ہی اور مین کون ہون شیپور نے عرض کی کہ اگرچہ نہین جانتا ہون جب آپ بتا دینگی تو جان جاؤنگا بدخشان جادو کو اس سے محبت ہوگئی ہی دل مین اسکے خدا جانے کیا کیا تمنائین بھری ہوئی ہین انیسون جلیسون کو اشارہ کیا وہ تو اٹھ اٹھکر کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پائخانے کے بہانے کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی فقرے سے اٹھکر راہی ہوئین ایک علیحدہ خیمہ تھا اسمین جاکر قیام کیا لیکن بدخشان جادو نے تخلیہ پاکر شیپور چنگ نواز کو قریب بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا پوچھ کیا پوچھتا ہی شیپور نے کہا کہ مجھے اسکی حقیقت سنیے اور اپنے حال سے آگاہ کیجیے بدخشان جادو نے کہا کہ نام اسکا طیران جادو ہی ملازم ہی خاقان روشن دل کا اور خاقان روشن دل سے اور ہمارے بادشاہ صندلان شاہ جادو سے دشمنی ہوگئی ہے خاقان شریک ہوا ہے طلسم کشا کا یہی وجہ سے ہمنے اسے گرفتار کیا ہی شیپور نے کہا کہ دشمن کو گرفتار رکھنا کونسی عقل ہے اگر کوئی چھڑا لیجاے اسے قتل کیون نہ کرڈالا بدخشان جادو نے کہا تونے بڑی مشکل کی بات پوچھی وجہ اسکی یہ ہی کہ یہ ساحر نہایت زبردست ہی مین اسے قتل کر نہین سکتی اور نہ یہ گرفتار ہو سکتا تھا اگر کمند جمشید کی میرے پاس نہوتی تو یہ گرفتار نہوتا اب نہ اسکا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ یہ کمند سے نکلے نہ میرا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ اسے قتل کرون کیونکہ کمند درمیان مین حائل ہی ہان کوئی غیر ساحر ہو تو اسے قتل کرے شیپور نے کہا کہ پھر مین قتل کر ڈالون بدخشان جادو نے کہا تجھے اختیار ہی شیپور نے کہا کہ اچھا خیر دیکھا جائیگا صبح کو قتل کیجیےگا بدخشان جادو نے کہا تم جانو یہ نکلکر تو کہین جا نہین سکتا نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی کیونکہ یہ کمند اس سے بغیر میرے حکم کے علیحدہ نہین ہو سکتی شیپور نے کہا کہ جب یہ تحفہ طلسمی ہی تو آپ کے محکوم ہونیکی کیا وجہ بدخشان جادو نے کہا اسمین ایک راز ہی اسے نہ پوچھو شیپور نے تیوریان چڑھائین اور کہا کہ کیا آپ مجھے دشمن جانتی ہین جو نہین بیان کرتین بدخشان جادو نے دیکھا کہ یہ رنجیدہ ہوتا ہی دل سے مرتی ہی کہا ای جان جہان تجھسے مین نہین چھپاتی لیکن جب مین تجھسے بیان کیا تو یہ بھی سنیگا شیپور نے کہا سنیگا تو کیا کر سکتا ہی صبح کو تو قتل ہو جائیگا نہ چھوٹ سکتا ہی نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی بدخشان جادو نے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے قتل کرے اور کلیجہ میرا نکالکر جمشید کی نذر دے اور اس کمند مین اس کلیجے کو ملکر جلا کر اسی کا بخور دے تو یہ کمند اسکے تابع ہو سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہی یہ سنکر شیپور دل مین نہایت خوش ہوا لیکن بدخشان جادو نے بیتاب ہوکر شیپور کو اپنی آغوش مین کھینچا بوسہ لینے کا قصد کیا

یہ معلوم ہوا کہ ذہن کیا کھلا گویا سدّ اس کا دروازہ کھل گیا شیپور کا دماغ پھٹنے لگا کہا اے ملکہ ان ٹھنڈھی
گرمیوں سے کیا فائدہ کوئی لطف نہیں دو ایک جام شراب کے نوش کیجیے پھر دیکھا جائیگا میں ساقی گری خوب
کرتا ہوں بدخشان جادو نے کہا کہ سب سامان مہیا ہے پھر کیا عرصہ ہے شیپور اُٹھکر قریب جام و صراحی
کے آیا جام بادۂ گلرنگ سے لبریز کیا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ناچتا ہوا کبھی جام سر پر رکھا کبھی شانے
پر کبھی ہاتھ پر لیلیا اسطور سے سامنے بدخشان جادو کے آیا جام پیش کیا بدخشان جادو نہایت خوش
ہے کہ ایسا معشوق طرحدار ملا کہ گانا بھی خوب جانتا ہے ساقی گری بھی اچھی کرتا ہے صورت بھی ایسی ہے کہ بائد
اور شاید خوش ہوکر جام ہاتھ سے لیکر پیا اور بریز کی آواز دی شیپور نے دوسرا جام لبریز کیا اور آنکھ بچا کر نمک
سرکا ہری آمیز کر دیا اور پھر اسیطرح ادا ئین ساقی گری کی دکھاتا ہوا رنگ نشہ کا جماتا ہوا سامنے آیا جام دیا
اسیطرح کئی جام بدخشان جادو کو دیے اور اُس بدمست نے بے اندیشہ انجام پیے اب شیپور سے کہا
کہ تو بھی پی شیپور نے کہا اچھا میں بھی پیتا ہوں طران یہ کرشمے دیکھ رہا تھا دل مین کہتا تھا کہ کس بلا مین کھنس
یہ بیچیا ایسی بیہودگی کر رہی ہے اور مجھے مجبوری سے دیکھنا پڑتا ہے یہ کلاونت بچہ نہیں معلوم شامت کا مارا کہان سے
آنکلا چند ہی روز مین یہ نجیبہ اسے چوس لیگی لیکن شیپور نے کہا اے بدخشان جادو تو نے مجھے پہچانا بدخشان
نے کہا مین نشہ مین ایسی بیخود نہیں ہوئی ہون کہ بھول جاؤن تو یار جانی محبوب جادوانی شیپور جنگ نواز ہے
شیپور نے کہا مین شیپور نہیں ہون مین ملک الموت تیری جان کا ہون بدخشان جادو نے کہا معشوق جتنے ہیں
سب ملک الموت ہوتے ہین شیپور نے کہا او مردار خوار تو اپنی شکل تو دیکھ مین تیرا معشوق نہیں بنتا مین اب
اپنے گھر جاتا ہون تیری صحبت سے تنہائی صحرا بہتر یہ کہکر بھاگا بدخشان جادو اُٹھکر واسطے پکڑنے کے
دوڑی مین اُٹھنا تھا کہ جھونکا ہوا رکا جو لگتا ہے بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر بیہوش ہوکر گری
لڑکے نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو کہ گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود ی
یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچا اور بدخشان جادو کو ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ عیاذ باللہ یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین
پر زلزلہ آگیا بارگاہ مین آگ لگ گئی خاک اُڑی آندھی چلی بجلیاں چمکیں آتشبازی و پر تیاری ہوئی بعد کچھ دیر
کے پھر اسکے خاک اُڑاکر شور مچا کر چلے گئے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بدخشان جادو بود حیف صد حیف وجانانم
و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے جو روشنی ہوئی ہے دیکھا کہ نہ بارگاہ ہے نہ وہ انیسین جلیسین ہین لاش ایک
ڈھائی سو برس کی بڑھیا کی پڑی ہوئی ہے چہرے کا رنگ سیاہ منھ پر سیلا کیے داغ آنکھیں گڑہلے میں گھسی ہوئین
طران جادو کمند سے بندھا ہوا بے بس پڑا ہے شبرنگ نے جلدی سے سینہ بدخشان جادو کا چاک کیا
اور کلیجہ نکالکر کمند مین ملدیا اور کہا اے کمند علیحدہ ہوجا طران سے کمند فوراً علیحدہ ہوئی شبرنگ نے آتش
افروزی کرکے کلیجہ اسکا جلاکر کمند کو بخور دیا اور قبضے مین کیا طران جادو لپٹ گیا اور کہا اے برادر کیا کام
کیا ہے اگر آپ نہوتے تو جانبری مشکل تھی واقعی مین کہ پروردگار نے جامہ عیاری کا آپ ہی کے جسم کیواسطے
قطع کیا تھا شبرنگ نے کہا یہ کیا عیاری تھی اب انشاءاللہ تمہارے ساتھ ہی چلتے ہین طلسم صندل
مین ہماری عیاریوں کا مزا دیکھنا غرضکہ طران جادو نے بساط سحر تیار کیا اور بٹھا کر شبرنگ بن عمرو کو روانہ
ہوا وہان بارگاہ خاقان مین صبح کا وقت ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین لہ رستم ثانی ذنگل صاحبقرانی
پر متمکن ہین اور ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے تیاری جشن ہو رہی ہے آج شام سے جشن شروع ہوگا

کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ ابر اُتر کر صحن بارگاہ مین آیا دیکھا کہ طیران جادو ہے اور پہلو مین کوئی اور شخص ہے خاقان سمجھا کہ رفیق شاہزادہ رستم ثانی یہی شخص ہوگا لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دربار عالیشان ہے ایک بادشاہ جلیل القدر تخت شوکت پر متمکن ہے وزرا امرا گرد و پیش جمع ہین دنگل صاحبقرانی پر بھی آفتاب نامدار جلوہ افروز ہے شبرنگ نے پہلے رستم ثانی کو سلام کیا پھر خاقان روشن دل کو تسلیم بجالایا اور لوگون پر عام سلام کیا رستم ثانی نے اُٹھکر شبرنگ کو گلے سے لگایا طیران جادو نے تمام معرکہ دیو کا بیان کیا اور گرفتار ہونا اپنا اور عیاری شبرنگ کی اور پھر چھوٹنا ہاتھ سے بدخشان جادو کے سب بیان کیا خاقان روشندل نہایت مسرور ہوا غرضکہ شام ہوئی بارگاہ جو واسطے جشن کے آراستہ کی گئی تھی اسمین روشنی ہونے لگی خاقان روشن دل مع شاہزادہ رستم ثانی و دیگر امراے سلطنت مع التہاب جادو و سکان فلک رفعت وغیرہ آکر بیٹھے بلور آسمان شنگاف پسر خاقان منتظم ہوا اتنے مین ملکہ ناہید سیمتن کی سواری آئی یہ دختر ہے خاقان روشن دل کی جیسے ہی نظر رستم ثانی کی ناہید پر پڑی دیکھا کہ ایک آفتاب مختصر نمودار ہے مگر رستم ثانی نے نگاہ نیچی کر لی کہ خاقان دوست ہے یہ اسکی بیٹی ہے ایسے چشم غور سے دیکھنا ٹھیک نہین مبادا طبیعت لپٹ ترکیب ہو جائے دل پر کسیکا اختیار نہین ہے ادھر ناہید نے جو رستم کو دیکھا کہ ایک جوان معقول و حسین ہے محبت نے رستم کی اسکے دل مین گھر کیا مگر کسی اور طرح کا لگاؤ طبیعت مین انہین آیا کیونکہ انتہا کی باعصمت و عزت ہے اسنے بھی آنکھ اپنی نیچی کر لی خاقان نے دختر کو گلے سے لگایا پاس اپنے بٹھایا رستم ثانی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ انکو سلام کرو ناہید جھک کر تسلیم بجالائی رستم ثانی نے دعا دی خاقان نے بیٹھنے کی اجازت دی ناہید سلام کرکے بیٹھ گئی اب ایک پہلو مین شاہزادہ رستم ثانی کے خاقان روشن دل ہے بعد اسکے ناہید بیٹھی ہے دوسرے پہلو مین بلور آسمان شنگاف پسر خاقان ہے کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ محروق جادو حاضر ہین اور امیدوار باریابی ہین خاقان نے وزیر جادو ساحر دن کو واسطے استقبال کے روانہ کیا شعل التہاب جادو وغیرہ کے یہ سب گئے اور محروق جادو کو لائے محروق نے خاقان کو سلام کیا رستم ثانی کی قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے خبر آئی کہ ملکہ نیسر وا یہ جنا ادر جتاق جادو آئی ہوئی خاقان نے سکان فلک رفعت کو برائے استقبال بھیجا سکان بھی وزرا اعظم خاقان ہے اور جتاق جادو وزیر صندلان شاہ ہے دونون ہمراہ ہین سکان گئے اور جتاق جادو و نیسر وا یہ جادو کو استقبال کرکے لائے اور جاے مناسب پر بٹھایا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی اب محفل عیش گرم ہوئی صحبت رقص و نغمہ شروع ہوئی غرضکہ یہ جلسہ قریب صبح تمام ہوا دن کو سب نے استراحت کی رات کو پھر جلسہ شروع ہوا انکو تو اسی ہنگامہ عیش و عشرت مین چھوڑیے

لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ صنم بادلہ پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسنے خبر قتل رستم ثانی کی سنکر اپنی حالت تباہ کی تھی اور بوجہ راز عشق ملکہ کو بھاگ کہ پھر لوگ پر ظاہر ہو گیا تھا یہ پانون سے پانون باندھکر بیٹھی تھی جہان صنم بادلہ پوش اُٹھنے کا قصد کرتی تھی ساتھ ہی لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوتی تھی لیکن ملکہ اپنی جان سے تنگ تھی دل مین سمجھتی تھی کہ پروردگارا تو خبر دے اس شہریار عالیہ قدر کی مجھے نہ سنانا ہاے کیا بے بسی ہے کہ جان بھی نہین دے سکتی ہر بار کہتی ہے کہ باجی جان

جب مجھے مرنا ہر طرح منظور ہی تو آپ کبتک میری نگہبانی کیجیے گا یہانتک کہ جب قریب شام بعد سر نے
مینائے جادو کے راز فاش ہوا اور خبر مشتہر ہوئی کہ طلسم کشا کو وزیر خاقان روشن دل نکال لیگیا
اور بالعوض اُسکے مینائے جادو قتل ہوئی اُسوقت صنم بادلہ پوش نے سجدہ شکر کیا نو بہار گوہر پوش
بھی پاس سے صنم بادلہ پوش کے اُٹھی صنم بادلہ پوش قدمون سے لپٹ گئی کہ باجی امان اس راز
کو اپنے ہی تک رکھیے گا ایسا نہو یہ خبر والدماجد تک پہونچ جائے تو قیامت برپا ہو نو بہار گوہر پوش
نے کہا کہ چھوکری کیا مجھے تو اپنا دشمن جانتی ہی لیکن حسب اتفاق دنیا مین ہر شخص کے دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین ایک سوتیلی بہن صنم بادلہ پوش کی کہ نام اُسکا ملکہ اختر ماہ اندام تھا اس راز سے آگاہ ہوگئی
جلیسے ہی صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا اُسنے ایک گوشے مین بیٹھکر رونا شروع کیا صندلان
شاہ نے جو دختر کو روتے دیکھا دل بیچین ہوگیا سبب گریہ پوچھا اختر ماہ اندام اور زار زار رونے لگی
صندلان شاہ نے گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند آخر کچھ بیان تو کر اختر ماہ اندام نے کہا کیا بیان کرون
مین دیکھتی ہون کہ گھر کے چراغ سے آگ لگا چاہتی ہی جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو ہی جائیگا مین کیون بیان
کر کے اپنے سر بدنامی لون لوگون کو دشمن بناؤن صندلان شاہ نے کہا کوئی دشمن ہوگا تو تیرا کیا
کریگا تو بیان کر ماہ اندام نے سارا حال پوست کندہ ملکہ صنم بادلہ پوش کا عشق رستم ثانی
کے ساتھ بیان کر دیا بس یہ سننا تھا کہ آتش غضب برافروختہ ہوئی اور وہانسے اُٹھکر سیدھا باغ ملکہ مین
آیا دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہاتھون مین مہندی مل رہی ہی صنم بادلہ پوش نے جسوقت سے سنا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی
زندہ ہین دلمین اپنے خوشی کی تھی ظاہری سامان بسبب خوف دشمنان کے کسیطرح کا نہین کیا تھا بس یہ دیکھتے
ہی صندلان شاہ نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ جو ہمارا دشمن جانی ہو اُسے
تو دل سے دوست رکھتی ہی کچھ اپنی اور ہماری رسوائی کا خیال نہین خیر دیکھ تو کیسی سزائے معقول
دیتا ہون۔ یہ کہکر رسن سحر سے مشکین صنم بادلہ پوش کی باندھین اور کھینچتا ہوا لیچلا یہ خبر مادر ملکہ کو
ہوئی وہ روتی پیٹتی دوڑی ادھر نو بہار گوہر پوش کلیجا تھامے ہوے آئی کہ بڑا غضب ہوا
رسوائی بھی ہوئی اور جان بھی اسکی مفت گئی لیکن صندلان شاہ نے کسی کی سماعت نہ کی ہر چند مادر
ملکہ کہا کی کہ میری لڑکی ایسی نہین ہی دشمنون نے تہمت رکھی ہی لیکن اختر ماہ اندام نے ایسا پھیر دیا
تھا کہ بادشاہ کو کسی کے کہنے کا یقین نہوا سب روتے پیٹتے رہگئے اور صندلان شاہ صنم بادلہ پوش
کو لیے ہوے ایوان شاہی مین آیا اور سیلان خونریز جادو کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد میدان
خونی تیار کرو اور اس ننگ خاندان کو قتل کرو خبردار عرصہ نکرنا مین تینون حکمون کا ایک حکم دیتا
ہون کیونکہ شاید الفت پدری جوش کرے اور مجھے حال پر اُسکے رحم آجائے تو غضب ہوگا زندہ
رہنا اسکا بہتر نہین ہی بادشاہ کے گھر کی بات اور بادشاہ بھی اتنا بڑا آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین
پھیل گئی کہ شاہزادی جرم عشق پر قتل ہوتی ہی کوئی تو حال پر ملکہ کے افسوس کرتا تھا کوئی کہتا تھا
کہ یہ ابتدائے شباب یہ حسن قاتل کا ہاتھ کیونکر اُٹھیگا کوئی کہتا تھا کہ ایسی ننگ خاندان کا مرنا ہی
بہتر ہی الغرض یہان تو ہلچل مچی ہوئی ہی تمام طلسم مین تہلکہ پڑا ہی ہر شخص افسوس و حسرت کے
کلمات زبان پر لاتا ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی۔

لیکن اب چند کلمے نامہ دار شہنشاہ خاقان روشن دل کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ نامہ لیے ہوئے پاس سعید سالک کے آیا سلام کیا سعید سالک سجادۂ عبادت پہ بیٹھے تھے کہ الکن جادو نامہ لیے ہوئے پہونچا سلام کیا نامہ دیا سعید سالک نے کہا بادشاہ کا مزاج تو اچھا ہے خیریت سے ہیں الکن جادو نے عرض کی کہ حضور ہاں آپکی دعا سے خیریت ہے سعید سالک نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ آپکو میں اپنا بزرگ جانتا ہوں لہذا از راہ شفقت قدیمانہ میرے حال پہ ہمیشہ نظر توجہ چاہیے فی الحال شاہزادہ رستم ثانی زینت بارگاہ سلیمانی حضور نے بھی سنا ہوگا کہ داخل طلسم صندل ہوئے تھے بالفعل میرے یہاں مہمان ہیں لہذا امیدوار ہوں کہ قبل میں جو حضور مجھے تلقین دین اسلام فرمایا کرتے تھے لہذا وقت اسکا قریب آپہونچا جسوقت شاہزادہ زمان طلسم پر فتحیاب ہونگے اُسوقت میں دین خدا پرستی اختیار کرونگا اسوقت یہ غرض درپیش ہے کہ ملکہ صنم بادلہ پوش دختر ملک صندلان شاہ معشوق شاہزادہ رستم ثانی ہے اگر اُسکا راز عشق افشا ہو جاے یا کسی طرح کی اثنا اسپر پڑے تو اُمیدوار ہوں کہ آپ بہت خیال رکھیے گا اور اگر مناسب و ممکن ہو تو اُسے قبضہ میں کرکے طلسم صندل کی سکونت کو ترک کرکے میرے ملک میں تشریف لے آئیے سعید سالک نامہ پڑھکر بہت ہنسے اور الکن جادو کو جواب نامہ شوق کا تحریر کرکے دیا کہ تم اطمینان رکھو تم بھی میرے بجاے فرزند کے ہو اور صنم بادلہ پوش بھی آج سے بجاے دختر ہے اگر جا یا پروردگار نے تو میں اُسے لیکر بہت جلد آتا ہوں الکن جادو تو جواب نامہ کا لیکر اُس طرف روانہ ہوا اور سعید سالک نے ایک پتلہ کاغذ کا کترا اور اسپر کچھ نقش لکھا کہ وہ پتلہ اڑکر نظروں سے غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے سعید سالک نے بوریا بدھنا سمیٹا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئے کہ انکا بھی ذکر وقت پہ کیا جائیگا

لیکن پھر اب حال طلسم صندل کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا سیلان خونریز قینچی ملکہ صنم بادلہ پوش کی لیے ہوئے میدان خون میں آیا اور ہاتھ تلوار کا سر صنم بادلہ پوش پہ مارا کہ گردن کٹکر علیحدہ ہوئی بس گردن کا کٹنا تھا کہ فوارہ خون کا نکلا ایک شعلہ جوالا بنکر سر سیلان خونریز پہ گرا کہ سیلان جلکر خاک ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم دیکھا سب خودنرسیدیم یہ دیکھنا تھا کہ سب متحیر ہوئے کیونکہ ملکہ علم سحر و ساحری مطلق نہ جانتی تھی پھر کیا وجہ کہ خون ملکہ کا شعلہ بنکر گرا اور قاتل کو جلاکر خاک کر دیا کوئی تو کہتا تھا کہ یہ خون ناحق تھا بلکہ ہرگز خطاوار نہ تھی کسی نے کہا کہ اس طلسم میں خونریزی کی سخت ممانعت تھی بادشاہ نے یہ ظلم روا رکھا یہ سبب ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا سب اپنی اپنی راے کے موافق بیان کرتے تھے لیکن معلم کتابدار نے کتاب زردشتی دیکھکر بیان کیا کہ اے بادشاہ صنم بادلہ پوش قتل نہیں ہوئی یہ کرشمہ سعید سالک کا تھا وہ صنم بادلہ پوش کو لیکر طلسم سے نکل گئے اور یہ پتلہ نقلی تھا جو قتل ہوا اور یہ کرامات بھی انہیں کی تھی کہ خون شعلہ بنکر نکلا اور قاتل کو جلاکر خاک کر دیا بادشاہ نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ یہی علامت بربادی طلسم کی ہے کہ سعید سالک ایسا شخص شریک طلسم کشا ہوا خیر کہاں جائیگا بلکہ میرے ہاتھ سے دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے نہایت محزون و دردناک منفعل سے پھر لیکن جسوقت خبر قتل صنم بادلہ پوش اندر محل کے پہونچی مادر ملکہ نے خنجر

کھینچا آپ کو ہلاک کیا چاہتی تھی لوگ لپیٹے ہوئے تھے ہاتھ پکڑ لیا تھا ادھر ملکہ نوبہار گوہر پوش آپکو ہلاک
کیے ڈالتی تھی ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا نالۂ ظلم تھا ملکہ کی ماں نے چوڑیاں توڑ ڈالی تھیں کہ ایکبار خبر پہونچی کہ ملکہ
قتل ہوگئی مگر معلم کشا پدار کہتے ہیں کہ ملکہ کو سعید سالک لیکر شہر خاقانیہ چلے گئے تصویر نقلی قتل ہوئی
ملکہ حفاظت سے ہے نوبہار گوہر پوش کو یقین نہیں آتا ادھر مادر ملکہ کہتی ہے کہ تم لوگ یہ سب باتیں میری
تسلی کیواسطے کہتے ہو بھلا سعید سالک کو کیا غرض تھی کہ وہ میری بچی کو بچالیتے اور بادشاہ کو اپنا دشمن بناتے
اتنے میں صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا یہ حالت زوجہ اور دختر کی دیکھکر محبت پدری نے جوش
مارا خود بھی صنم بادلہ پوش کو یاد کرکے رونے لگا مادر ملکہ نے کہا اے بادشاہ نکل جا اسوقت محل سے
ورنہ میں اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی تو باپ کا ہیکو ٹھہرا اولاد کا قاتل دشمن جان ٹھہرا ایک کو تو قتل
کیا اب دوسری پہ بھی کوئی تہمت لگائیگا صندلان شاہ نے کہا اے ملکہ صنم بادلہ پوش زندہ ہے تمہاری
جان کی قسم قتل نہیں ہوئی سعید سالک اسکو لیکر طلسم سے نکل گئے غرضکہ بمشکل تمام ملکہ کو یقین آیا
اُسپر یہ جواب دیا کہ اگرچہ وہ زندہ ہے خدا اسکو زندہ رکھے لیکن تم تو اُسے قتل کرچکے تھے وہ اپنی زندگی سے
بچ گئی رسوائی بھی ہوگئی اور اب اُسی شخص کے پاس پہونچ گئی جس سے بدنام کیا تھا اب کہو کیسی رسوائی ہوئی
سمجھے مانا کہ طلسم کشا پہ عاشق بھی تھی تو کوئی جانتا تو نہ تھا یوں اپنے ہاتھ سے رسوائی کی غرضکہ ملکہ کو صبر آیا نوبہار
گوہر پوش کو بھی اطمینان ہوا بادشاہ ایوان شاہی میں آیا تخت حکومت پر بیٹھا ناظمان طلسم کو پروانے اس
مضمون کے روانہ ہوئے کہ اپنی اپنی سرحد سے نہایت ہوشیار رہنا کیونکہ خاقان روشن دل طلسم کشا
کا شریک ہوگیا ہے علاوہ اسکے نوح بھی طلسم کشا کے پاس ہے جہانتک ہوسکے مکر و فریب سے کام لینا
اسکو تو اس کیفیت میں چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب پھر داستان عشرت بیان جلسۂ خاقان روشن دل کی بیان کیجاتی ہے

کہ اب تیسرا روز جلسے کا ہے آج بڑی تیاری ہورہی ہے ناگاہ وہ وقت آیا کہ سبزہ زار گردون میں خیمہ لیلائے شب
برپا ہوا اور چراغان کواکب کی روشنی ہر طرف پھیلی مشعل ماہ روشن ہوئی کہکشان نے لطف سرو چراغان دکھایا گلستان
شب بہار پر آیا یہاں تمام شہر میں خاقان شاہ نے چراغان کروایا ہے شہر کو آئینہ بند کیا ہے ہر گلی و کوچے میں [illegible]
ہر بازار میں جابجا تمگیرے کھچے ہوئے ہیں ناچ ہورہا ہے اول شاہزادہ رستم ثانی کو سوار کیا خود بھی مع امرائے
سلطنت سوار ہوکر ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا کہیں دیکھا کہ اندر سبھا کا ناچ ہورہا ہے زنان حور خصال پری
جمال روپ پریوں کا بھرے ہوئے ناز و انداز دکھا رہی ہیں دل دیکھنے والوں کا لبھا رہی ہیں پرستان کا
سمان معلوم ہوتا ہے کسی جگہ بھیر ابھی کہیں طوائفوں کا جمگھٹا ہے کسی مقام پر کشمیری بھانڈ لطف دکھا رہے ہیں
انواع اقسام کی نقلیں کرکے ہنسا رہے ہیں دو رستہ دوکانیں لگی ہوئی ہیں کھلونے مٹھائی پان قرابا سارے
ہیں خریدار ٹوٹے پڑتے ہیں کہیں سازندوں نغمہ سنجوں کی دوکانوں پر جو الوان سے مجمع ہیں جگت بازیاں
ہورہی ہیں غرضکہ پہر دن سے دو پہر رات تو شہر کا لطف دیکھنے میں گذری جب زلف لیلائے شب کمر تک
پہونچی سیر سے فراغت ہوئی خاقان روشن دل مع شہزادہ رستم ثانی و دیگر سرداران نامی
و گرامی پلٹ کر خیمہ میں تشریف لائے خاصہ تناول فرمایا پھر اس کے بارگاہ میں تشریف لائے
ساقیان سیمین ساق جام بلورین و صراحی مع گلابی [illegible]

پیش کرنا شروع کیے آواز ہو نشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جو نفت دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے خاقان نے طائفوں کو حکم دیا مجرے ہونے لگے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل ہی میں نہیں سوز ٹپکتا ہے جگر بھی
کہتی ہے خموشی کہ کوئی داد ادھر بھی
تو یہ اثر سوز محبت کا بڑھا ہے
مشعل زر گل ہاتھ میں ہے زاد سفر بھی
ہو جاتا ہے یہ راز خموشی ہی میں ظاہر
اسیر یہ قیامت کہ لگاوٹ کی نظر بھی
اللہ ری جنون خیز ہوا موسم گل کی
خاموش تو ہم ہونگے جو کٹ جائیگا سر بھی
وہ پوچھتے ہیں حال چڑھا ہوئے تیوری
جاتی ہیں جدھر وہ کھنچی جاتی ہے نظر بھی

ہے ایک ہی چھالا کہ ادھر بھی ہے ادھر بھی
رسوائیوں کا گھر ہے محبت کا اثر بھی
گرم اشک بہاتے ہیں مرے دیدۂ تر بھی
کیا اور جو پروانوں کے جل بجھنے کا غم ہے
گویا کہ زبان رکھتی ہے الفت کی نظر بھی
اتنی جو نزاکت تھی تو جلا دیتے کیوں
ہر جھونکے میں اڑ جاتے ہیں کتنے ہوئے پر بھی
کیوں نزع میں تم دیکھ کے خاموش کھڑے ہو
کہتے نہیں بنتا ہے کہ الفت بھی ہے ڈر بھی
اے آرزو اس لب کی جائیگی نہ الفت

کچھ شوق تو کچھ دل کو ہے سفاک کا ڈر بھی
رنگ اڑتا ہے چہرے کا تو اڑتی ہے خبر بھی
یوں سیر کو دیر میں آئے تو ہے کچھ لطف
افسردہ ہوئی جاتی ہے کچھ شمع سحر بھی
دلکش ہے یوں ہی حسن خداداد تو ان کا
دیکھو تو کلائی بھی لچکتی ہے کمر بھی
اس بزم میں اور شمع صفت پر ہے باقی
اے کاش یہی کہدو کہ جلدی کہیں شب بھی
کچھ میل طبیعت ہے تو کچھ حسن کشش ہے
غافل کہیں ایسی شام کی دیکھی ہے سحر بھی

ناگاہ بزم انجمن میں ابتری نظر آئی چراغان ماہ تابان پر اداسی چھائی لیلی شب نے اپنا خیمہ سیاہ اکھاڑا اپنا ڈیرا لگا کر اٹھا جو رات بھر کے جاگے ہوئے تھے بستر خواب پر آئے دن کو شب سمجھکر سو رہے وہ جلسہ برہم ہوا غرضکہ ایک روز سب نے آرام لیا اب دوسرا دن ہوا کہ خاقان روشن دل آکر تخت حکومت پر بیٹھا امرائے سلطنت آ آکر اپنے اپنے منصب کے موافق جائے مناسب و معین پر بیٹھنے لگے شاہزادہ رستم ثانی زنگل صاحبقرانی پر جلوہ افروز ہیں داہنی جانب زاق جادو بائیں طرف محروق جادو وسرواسہ جادو ہیں تخت خاقان کے چاروں پایوں پر ساحران فلک رفعت الشہاب جادو و آفتاب جادو یہ سب حاضر ہیں اور بہت سے ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے کہ انشاء اللہ نام آنکے بروقت ضرورت لکھے جائینگے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اے خاقان بس مہمانی ہو چکی اب میں جس کام کے لیے آیا ہوں مجھے وہاں جانے دو خاقان نے عرض کی کہ بالفعل ساعتیں ابھی نہیں ہیں آپ ایک دو روز توقف فرمائیں رستم ثانی نے کہا کہ اگر ساعتیں اچھی بری ہیں تو تمہارے واسطے میرے لیے سب ساعتیں برابر ہیں خاقان نے عرض کی کہ میں حضور کو روک تو سکتا نہیں لیکن بالتجا عرض کرتا ہوں کہ ایک دو روز اور قیام فرمائیے رستم ثانی نے کہا کہ دو تین روز تو اب نہ ٹھہرونگا مگر تمہاری خاطر سے آجکے روز سفر اپنا میں نے ملتوی کیا ہنوز یہی باتیں تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سپالان خونریز جادو فرستادۂ ملک صندلان شاہ حاضر ہے خاقان روشن دل نے کہا بلاؤ سپالان خونریز اندر بارگاہ کے آیا دیکھا رستم ثانی نے کہ بہت بڑے قد کا جوان ہے جھولی زنبیل لگی ہوئی ہے سامان سحر مہیا ہے دو راتشین کو باہر چھوڑ آپ اندر آیا پہلے خاقان کو سلام کیا بعد اس کے نامہ صندلان شاہ کا دیا خاقان نے پڑھا تحریر یہ تھا کہ اے خاقان تمنے شرکت دل ملسم کشائی کی اور کچھ پاس برادری وہم مذہبی نہ کیا تم اتنی بات پر پھولے ہو کہ اسکے پاس لوح ہے کیا حقیقت ہے لوح کی اول تو جب چاہوں لوح اگر چھین لیجاؤں دوسرے یہ کہ بہت سے مرحلے ایسے پڑینگے جہاں لوح بیکار پڑ جائیگی ہم کیا نادان تھے کہ لوح کو جانتے تھے اور طلسم کا بندوبست نہ کرتے اسی خیال سے ہم نے سیادا

لوح کسی کے ہاتھ آگئی تو چند آفتین ہمنے ایسی بنا رکھی ہین کہ جہان لوح کچھ کام نہین دیسکتی جسوقت طلسم کشا
بیابان آفات تک پہونچیگا اسوقت حال لوح کا معلوم ہوجائیگا اور اے خاقان مجھے خوب پہچانتے ہو اور نہ پہچانتے
ہو تو پہچان لو کہ اگر مجھے غصہ آگیا تو تمام شہر خاقانیہ کو درہم برہم کر دونگا خاقان نامہ دیکھکر غصے مین آیا لیکن
ضبط کیا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ اے صندلان شاہ بیشک مین طلسم کشا کا شریک ہوا ہون اُسکے مذہب کو
برحق جانتا ہون اور معاملات دین مین برادری کا خیال نہین کیا جاتا ہی لہذا تمکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اگر تم
بھی اس دین کو ترک کرو اور دین خداپرستی اختیار کرو تو بہتر ہی طلسم کشا تمسے متعرض نہوگا تمھارا ملک
تمکو بخشیگا بلکہ اور ملک عطا کریگا اور اگر نہ مانوگے تو بیشک مین پورے طور سے شرکت طلسم کشا کی کرونگا
اور تمھارا جس طرح جی چاہے مجھ سے سمجھ لو مین کسیطرح تمسے باہر نہین ہون یہ نامہ لکھکر سیلان خونریز کو دیا
سیلان خونریز جادو نے نامہ لیکر دیکھا اور نامہ کو چاک کر ڈالا اور کہا کہ تمھارا ابھی یہ منھ ہی کہ ہمارے
بادشاہ سے مقابلہ کروگے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالکر خاقان پر مارا رستم ثانی نے جو یہ کیفیت
دیکھی لوح کا پرتو ڈالا گولہ توزہ مین پہ گرا کھینچکر تلوار سر پہ آ پہونچے کہ او ملعون ایلچی ہوکر آیا ہی اور یہ سرکشی دکھاتا
ہی سیلان خونریز نے کمند سحر رستم پر ماری کہ سارے فساد تیرے ہین تجھی کو نہ پکڑ لیجاؤن رستم ثانی نے
لوح کا عکس ڈالکر حلقہاے کمند کو تیغ سے قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سیلان خونریز کے دو ٹکڑے ہوے لاش
اسکی زمین پر گری رستم ثانی نے لاش اسکی لشکر مین سیلان کے بھجوادی وہ سب لاش لیے ہوئے
روتے پیٹتے طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوے یہان بعد روانہ ہونے لاش کے دروازہ
بارگاہ سے آکر چوبدار نے عرض کی کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہی جسے ہم نہین جانتے وہ بیان کرتا ہے
کہ مین فرستادہ سعید سالک ہون خاقان نے کہا بلالو ایک شخص سامنے سے آیا اور نامہ ہاتھ
مین خاقان کے دیا خاقان نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ اے فرزند خاقان روشن دل مین
صنم بادلہ پوش کو لے آیا لیکن مین ایک مرد فقیر ہون میرے پاس اتنا سامان کہان کہ اس
شاہزادی کی سواری لیکر آؤن مین صحراے خاقانیہ مین مقیم ہون یہ نامہ پڑھکر خاقان روشن
دل نے رستم ثانی کو دیا رستم ثانی نے نامہ پڑھا غرضکہ خود رستم ثانی اور خاقان روشن دل
و ملکہ سرواہ جادو و دختر ملک الق جادو وغیرہ سب شہر سے نکلکر صحراے ملک خاقانیہ مین
پہونچے دیکھا کہ سعید سالک ایک کنوئین کی جگت پر سجادہ بچھاے بیٹھے ہین اور ایک برقع پوش
پاس بیٹھی ہی سواری خاقان روشن دل کے ہمراہ تھی ملکہ ناہید سیمتن نے آتے ہی ملکہ صنم
بادلہ پوش کو محافے مین سوار کیا خاقان نے سعید سالک کی ملازمت حاصل کی سعید سالک
نے رستم ثانی کے ہاتھ آنکھون سے لگائے سب ملکر شہر خاقانیہ مین آئے ناہید سیمتن ملکہ کو اپنے باغ مین لائی
خلوتگاہ آراستہ ہوئی شاہزادہ رستم ثانی کا بھی دل بیتاب ہی مگر لحاظ خاقان سے کچھ کہ نہین سکتے سرواہ
جادو آئی اور چپکے سے عرض کی کہ اے شہریار ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی درد سر کی شکایت ہی آپکو
مناسب ہی کہ چلکر دیکھ آئیے رستم ثانی نے کہا اے سرواہ کیا میرا جی نہین چاہتا ہی کہ ملکہ کو دیکھون
مگر ایک بے شرمی کی بات ہی مکان غیر مین دختر خاقان کی ہی پھر مین کیونکر چل سکتا ہون جبتک کہ
خاقان خود نہ کہے سرواہ جادو نے جاکر یہ حال ناہید سیمتن سے کہا ناہید نے کہا مین تدبیر کرتی ہون اور

اور اپنی ایک کنیز کے ہاتھ پاس خاقان روشن دل کے کہلا بھیجا کہ صنم بادلہ پوش کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے
اگر مناسب جانیے تو شاہزادہ رستم ثانی کو پاس ملکہ کے بھیج دیجیے وہی آ نکلے سمجھا ہین جیسا مناسب سمجھین گے
علاج کرینگے کنیز نے آکر چپکے سے کان مین خاقان روشن دل کے کہا خاقان کو بھی خیال ہوا کہ واقع مین
ایک دوسرے کا عاشق اور پھر جدائی مین کیونکر دلون کو قرار آئے اور اپنی دختر نیک اختر سے نہایت خوش
ہوئے کہ واقع مین یہ نہایت سلیم الطبع دور اندیش ہے شاہزادہ رستم ثانی سے فرمایا کہ آپ باغ مین تشریف
لیجائین سنا ہے کہ کچھ طبیعت ملکہ کے دشمنون کی ناساز ہوگئی ہے رستم ثانی تو بہانہ ڈھونڈھہی رہے تھے اسیوقت
اٹھے سمرو ایرچ جادو کے ساتھ ہی باغ مین تشریف لائے جسوقت اس قصر مین پہونچے کہ جہان ملکہ تھی اور نظر
ملکہ کی رستم ثانی پر پڑی اٹھ کھڑی ہوئی عاشق و معشوق باہم ہوئے گلے اور شکوون کے دروازے کھل گئے
اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی بعد اسکے لپٹ کر خوب روئے غرض کہتا وہ صحبت رہی اب رستم
ثانی نے کہا کہ ای ملکہ میرا قصد ہے کہ پہلے شہر رخشانیہ مین جاؤن بعد اسکے طرف شہر نباتیہ کا قصد کرون
تم اگر میرے ساتھ چلنا قبول کرو تو ساتھ رہو اور اگر یہین رہنا قبول کرو تو یہان رہو ملکہ نے کہا مین کنیز ہون
جہان آپ مناسب جانین لیکن جی تو یہی چاہتا ہے کہ ہمراہ آپ کے رہین اتنا تو ہوگا کہ کبھی کبھی دیکھ لیا
کرینگے رستم ثانی نے کہا ای ملکہ میرے ساتھ مین ہر طرح کی افتادین ہین مین مرحلہ جات طلسمی شکست کرتا
ہوا جاؤنگا ہر وقت دشمنون کا سامنا تمھارا مقدمہ نازک نہین معلوم کیسی بنے کیسی نہ بنے لہذا میرے نزدیک
تمھارا یہین رہنا مناسب ہے ملکہ رونے لگی اور کہا وہ پیٹھ میت لگاکے دوردیس مت جاؤ + بسو ہماری
ناگری ہم مانگین تم کھاؤ + کیون صاحب شرط محبت یہی ہے کہ ہم تو آپ کیواسطے رسوائے عالم ہون گھر چھوڑین بار
چھوڑین واسطون کو دشمن بنائین آپکی یہ حالت ہے کہ کچھ پروا نہین سچ ہے آپ کو کیون پروا ہونے لگی آپ
جہان جائیے گا آپ کے چاہنے والے ملجائینگے یہ ہمارے ہی واسطے ہے کہ مرنا اور پھرنا تمھین سے مطلب
ہے بموجب شعر تمھین لکھا ہین اتارو تمھین پہ مشتاق ہین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہوجائے + کبھی رکھائی کی ادا دکھا
یون کہتی تھی دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے + نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے + رستم
ثانی کا بھی دل بھر آیا بہت روئے اور ملکہ کو گلے سے لگا کر سمجھایا کہ ای باعث بیقراری دل اسوقت کی راحت
سے آیندہ تکلیف ہے اور اتنی تکلیف اٹھانے مین تاحیات راحت ہے چندے صبر کرو کہ مین طلسم فتح کرلون
اور تمکو لیکر اپنے لشکر مین جاکر اپنے عزیزون سے ملون اسوقت امیر ثانی خود عقد پڑھوادینگے پھر ہم تم
راحت سے زندگی بسر کرینگے آج کا عقد کرلینا اچھا نہین ایک تو اپنے عزیز طعنہ زن ہونگے مرا یاس کی شکایت
ہوگی کہ ہمین نہ شریک کیا الحاصل رستم ثانی نے ملکہ کو سمجھا بوجھا کر تا بسیاہ سیمین کی سپرد کی ہین وہکر باہر
آئے خاقان روشن دل سے کہا کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ پہلے اپنے لشکر مین جاون کہ سلیمان شاہ
و اسفندیار صحرائی وغیرہ بہت پریشان ہونگے بعد اسکے سنا ہے کہ شہر رخشانیہ سے آگے ملک نباتیہ
ملتا ہے اور وہ مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہے لہذا جلد جاکر اسے بھی شکست کرون خاقان روشن دل
نے کہا حضور کو اختیار ہے اور بلور آسمان شکاف نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ تم اپنا لشکر لیکر ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہو بلور نے اسیوقت حکم تیاری دیا اور پانچ لاکھ ساحران نامدار کی جمعیت
سے تیار ہوا رستم ثانی نے بلور کو لشکر ساحران کا بادشاہ کیا چقماق جادو اور سمرو ایرچ جادو

کو عہدۂ وزارت دیا اور سعید سالک سے فرمایا کہ ملکہ کو آپکی نگہبانی مین دیتا ہون یہ فرمایا کہ داخل باغ ہوئے ناہید سیمتن نے امام ضامن باندھا ضیغم یا دلہ پوش نے بھی امام ضامن باندھا گلے لپٹ کر رونے لگی کہ ہمین بھول نہ جائیے گا جلد خبر لیجیے گا رستم ثانی کا بھی دل بھر آیا اور یہ اشعار زبان پر لائے اشعار

یہان سے یا تو اپنی جا نکلے
مگر امید حق سے رکھنا ہم

یا خدا اس کا تو آئین سے
ہی تمہارا تو کیسہ یا حافظ

کیا بتائین حواس اپنے ہین گم
تو بس اب جاتے ہین خدا حافظ

یہ کلمات حسرت آیات شیرون کے دل ٹکڑے کیے دیتے تھے یاس سے اس محبوب جانی کے اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا جب قصد بھی کرتے تھے ملکہ دامن پکڑ لیتی تھی غرضکہ بہت سی تسلی و تشفی کر کے ملکہ کا ہاتھ ناہید سیمتن کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ اے ناہید یہ تمہارے حوالے ہین دل انکا مضمحل ہو رہا ہے اپنے عزیزون سے چھٹی ہوئی ہین آزردہ ہین ذرا دلجوئی کا خیال رکھنا ناہید نے عرض کی کہ اے شہریار سوا اسکے کہ آپ کو تو ہر وقت نہین دکھا سکتی علاوہ اسکے مثل کنیزون کے ہر طرح سے راحت دونگی تکلیف کسی طرح کی ہونے پائیگی غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی باغ سے نکلے چلے مگر حالت یہ تھی کہ شعر لاکھ اٹھتے ہین ہم اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے ٭ پاؤن اس در سے نہین اٹھتا ادھر آتے ہوئے ٭ جسوقت اپنے لشکر مین پہونچے سب کو تیار پایا شاہزادہ رستم ثانی پشت مرکب پہ بیٹھے لوح گلے مین ڈالی خاقان روشن دل سر حد شہر خاقانیہ تک پہونچانے آیا بعد اسکے رستم ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا خاقان نے عرض کی کہ اے شہریار انشاء اللہ بوقت ضرورت یہ حاضر ہوا کرونگا اور ہر وقت میرا ہمراہ رکاب رہنا بھی مناسب نہین ہے غرضکہ خاقان رخصت ہوا اور رستم ثانی با شکوہ و شان صاحبقرانی شہر خاقانیہ سے کوچ کر کے طرف قلعہ رخشانیہ کے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر رخشانیہ کے پہونچے یہ خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی کو ہوئی یہ دونون بادشاہ برائے استقبال روانہ ہوئے صحرا مین آکر ملاقات ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شکوہ و شان سے تشریف لاتے ہین کہ پشت پر پانچ لاکھ ساحر ہین تخت پہ فرزند خاقان روشن دل ملک بلور آسمان شگاف چقماق جادو طمروق جادو و سروانہ جادو ولیعہدۂ وزارت آگے آگے مرکب پر وہ شہسوار عرصۂ دلاوری ہے سلیمان شاہ نے قدمبوسی حاصل کی اور داخلہ رستم ثانی کا قلعۂ رخشانیہ مین ہوا تین روز رستم ثانی نے یہان قیام کیا بعد اسکے قلعۂ رخشانیہ مین اسفندیار صحرائی و سروانہ جادو کو چھوڑا کہ حفاظت و انتظام ملک مین مصروف رہین اور آپ مع فوج ساحران طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوئے جسوقت قریب شہر کے پہونچے اور خبر نبات جادو کو ہوئی نہایت مضطر ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ تو متردد و متفکر ہی لیکن شاہزادہ رستم ثانی جسوقت شہر سرحد نباتیہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک دیوار مثل سد سکندری کے کھنچی ہوئی ہے کہ گذر دشوار ہے دروازہ کہین معلوم نہین ہوتا اسیوقت حکم دیا بیلدارون کو کہ کھود ڈالو اس دیوار کو چقماق جادو نے عرض کی کہ اے شہریار یہ دیوار نہ کھدیگی یہ دیوار طلسمی ہے شاید لوح کام دے جائے ورنہ لون لوٹنا اس دیوار کا ناممکن ہے رستم ثانی نے لوح کا عکس ڈالا مطلق اثر نہوا اسوقت غصہ مین آکر جھپٹ کر گرز مارے لیکن دیوار پر مطلق اثر نہوا بلور آسمان شگاف نے عرض کی کہ آج کے روز یہین بارگاہ برپا کیجیے کل کوئی تدبیر کیجائیگی رستم ثانی نے منظور کیا اور صحرائے نباتیہ مین خیمہ برپا کیا لیکن اتنا

گذارش کرنا رہ گیا تھا کہ چلتے وقت خاقان نے ایک بارگاہ اپنے فرزند کے ساتھ کر دی ہے کہ نام اس بارگاہ
کا افسون حصار ہے کہ کسی دوسرے ساحر کا سحر یہاں کام نہیں کر سکتا اگر کوئی ساحر چاہے کہ ہم غیر ساحر کو بھی بارگاہ
کے اندر آکر گرفتار کر لیجائیں تو ممکن نہیں غرضکہ بارگاہ بپا ہوئی شب تو اس میں بسر کی صبح کے وقت
حسب اتفاق شہرنگ سیر صحرا کی کرتا ہوا طرف ایک تالاب کے جا نکلا دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے لیکن
نظر اس ساحر کی شہرنگ پر پڑی تھی شہرنگ نے رخ ہوا کا دیکھ کر بیہوشی اڑانا شروع کی یہ ساحر بیہوش ہو کر
زمین پر گرا وہاں سے لنڈھک کر تالاب میں گرا غرق ہو کر مر گیا پھر خاک اڑ کر چلے گئے پانی تالاب کا بالشتوں اچھلا مگر
چونکہ اپنے کسی نے قتل نہیں کیا تھا اس وجہ سے بیرون نے نام کسی کا نہیں لیا تھا شہرنگ وہاں سے بھاگ کر بدولت
میں اپنے آقا کے نامدار رستم ثانی کے آیا اور تمام ماجرا بیان کیا چقماق جادو نے رستم ثانی سے کہا کہ ای شہریار
میں نے سنا تھا کہ حصار شہر بنا ہے ایک ساحر رہتا ہے کہ نام اسکا ترات جادو ہے اگر حال اسکے مسکن کا
کسیکو معلوم نہیں اگر کوئی ترات جادو کو فتح کرے اور پھر اسکا اس دیوار پر کھینچ مارے تو یہ دیوار ٹوٹ جائیگی لہذا
شاید یہ ساحر وہی تھا شہرنگ سنتے ہی پھر روانہ ہوا اسکو عرصہ کوئی دو پہر کا گذرا ہوگا کہ لاش ترات جادو
کی پھول کر اوپر آئی تھی شہرنگ نے کٹیا ڈالکر لاش اسکی تالاب سے باہر کھینچی اور سر کاٹکر خدمت رستم ثانی
میں آیا رستم ثانی قریب دیوار کے آئے اور شہرنگ کو اشارہ کیا شہرنگ نے سر ترات جادو کا دیوار
پر کھینچ مارا سر کا دیوار پر پڑنا تھا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام دیوار میں لرزہ سا پیدا ہوا اور اڑا اڑا کر گری رستہ
کھل گیا لیکن یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ ترات جادو مارا گیا اور حصار برطرف ہوا بس یہ سنکر نبات
جادو بہت گھبرایا اور تو سے کچھ نہ بن پڑی وہاں سے ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر خدمت میں رستم ثانی کے
حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور وقت آشتی ہے آشتی وقت جنگ جنگ اگرچہ میں آپکا دوست نہیں ہوں لیکن اتنی
مہلت مانگتا ہوں کہ دختر میری نہایت علیل ہے وہ اچھی ہو لے پھر میں مقابلہ کو موجود ہوں بلکہ صحت اسکی آپکے
اختیار میں ہے اگر آپ چاہیں گے تو ایک ہی گھڑی میں وہ اچھی ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا کہ اگر میرے
چاہنے پر صحت اسکی موقوف ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی وہ اچھی ہو جائے کل میرے تمہارے جنگ شروع ہو
نبات جادو نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہے کہ آپ یہاں سے تنہا تشریف لیچلیں وہ میرے باغ میں ہے حالت
اسکی نہایت سقیم ہے اگر آپ پانی لوح کا اسے پلا دینگے تو اسیوقت صحت حاصل ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا بہتر
ابھی چلتا ہوں چقماق جادو مخروق جادو وغیرہ نے ساتھ چلنے کا قصد کیا نبات جادو نے کہا آپ لوگ
تکلیف نہ فرمائیں دختر میری پردہ دار ہے اور اس شہریار عالی تبار سے کیا پردہ طبیب سے پردہ نا ممکن ہے
چقماق جادو نے کہا ای شہریار دشمن کے گھر میں چلا جانا خلاف عقل ہے میری رائے نہیں کہ حضور باغ میں اسکے
تشریف لیجائیں رستم ثانی نے کہا ای چقماق جادو جو حافظ حقیقی یہاں بچانیوالا ہے وہی وہاں بھی بچائیگا
نبات جادو نے کہا حضور یہ نئے مسلمان ہیں ابھی پورے طور سے خدا کو نہیں جانتے غرضکہ ہرچند
سب منع کرتے رہے رستم ثانی نے کسی کی سماعت نہ کی اور ساتھ نبات جادو کے روانہ ہوئے یہاں
سب متردد تھے کہ خدا بخیر و عافیت اس شہریار کو واپس لائے نبات جادو ایک مکار ہے خدا اسکے فریب
سے بچائے افسوس کہ یہ شہریار اپنے عزم میں لحاظ انجام نہیں کرتا یہاں تو سب دعائیں کر رہے ہیں لیکن شاہزادہ
رستم ثانی نبات جادو کے ہمراہ در دروازہ باغ پر پہونچے نبات جادو نے کہا کہ اندر تشریف لیچلیے

آپ سے کیا پردہ ہے شاہزادہ رستم ثانی اندر باغ کے داخل ہوئے پشت پر سے آواز قہقہہ آئی پلٹ کر دیکھا
تو دروازہ باغ کا نظروں سے پوشیدہ ہو گیا نبات جادو سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے نبات جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار یہ معاملات طلسمی ہیں اس سے آپ آگاہ نہیں ہیں قاعدہ اس باغ کا یہ ہے کہ جب آپکا
قصد کیجیے دروازہ نظر آتا ہے جب داخل ہو جائیے دروازہ نظروں سے پنہاں ہو جاتا ہے اب جو وقت حضور پھر کو
دیکھا چاہیں گے پھر وہ دروازہ نمودار ہو جائیگا رستم ثانی خاموش ہو رہے لیکن باغ کو جو ملاحظہ فرماتے ہیں تو عجب
طرح کا باغ ہے کہ ہر نخل و شجر دنیا سے نرالا ہے کیلے کے درخت میں لوکی لگی ہوئی ہے انگور کی بیل میں سیب لٹک رہے ہیں
درخت سیب میں انار کے پھل نظر آتے ہیں ارنڈ کے درخت میں خربزہ لگے ہوئے ہیں سرکنڈے کے درخت سے
کشمش گر رہی ہے عقل انسانی کام نہیں کرتی اور کچھ درخت ایسے ہیں کہ جنکی صورت آجتک نہ دیکھی تھی پھل نہایت
خوشنما لیکن نئے صورت کے پھول دنیا سے نرالے خوشبو قت نسیم اپنے دامن میں شمیم گلہائے بوقلمون کی لا لا
کے دماغ جان کو بساتی ہے یہ خوشبو بھی سب پھولوں سے علیحدہ نبات جادو نے عرض کی حضور ذرا پھل ان گلوں
کی صورت کو ملاحظہ فرمائیے جسمیں یہاں کے باغبانوں نے اپنی لیاقت صرف کی ہے یہ کہکر ایک پھول
گلاب کا توڑ کر سنگھایا رستم ثانی کو معلوم ہوا کہ جوہی کے پھول کی خوشبو آتی ہے پھر جوہی کا پھول توڑا
اسمیں سے گلاب کی خوشبو آئی چنبیلی میں سے موتیے کی مہک موتیے سے کیوڑے کی نکہت محسوس
ہوئی رستم ثانی نہایت تعریف باغ کی کرتے ہوئے سیر کنان آگے بڑھے عجب تماشا دیکھا کہ جانور بھی
عجیب الخلقت ہیں کسی جگہ عندلیب سرخ بیٹھی چہچہے کر رہی ہے کہیں طاؤس زرین مصروف رقص ہیں کبک
برنگ طاؤس مصروف خرام ہیں جو جانور ہے اسی طرح کا ہے کہ صورت اور رنگ اور ہے اور شکل اسیطرح سیر کنان
اس مقام پر پہونچے کہ دیکھا ایک پلنگ بچھا ہوا ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے ڈالیاں اس درخت کی قریب
پلنگ کے جھکی ہوئی ہیں اور ایک نازنین مہ جبین آفت ہوش دردگوش مرصع پوش ایک بیکسی کی ادا سے اسی
پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے چہرے سے کرب ہویدا درد پیدا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نگاہ یاس سے ادھر ادھر دیکھ
رہی ہے تکیہ پر سر دھن رہی ہے رستم ثانی اسکی صورت دیکھکر بیچین ہو گئے اور ایک فصادہ کٹاستی پلنگ کی پٹی کے پاس
بیٹھی ہے نشتر ہاتھ میں لیے ہوئے رگ دیکھ رہی ہے ایک حکیم صاحب باریش سفید دوراز قریب پلنگ کے کرسی
بچھائے بیٹھے ہیں اس نازنین نے جو رستم ثانی کو دیکھا پکاری اے شہریار مجھے بچائیے دیکھیے یہ فصادہ
ظلم کرنے پر آمادہ ہے نشتر دیکر میرا خون بہایا چاہتی ہے رستم ثانی ایسے بیخود ہو گئے تھے کہ فصادہ کو منع کیا فصادہ
ہنسی اور کہا کہ کیسا تعجب ہے کہ آپ ایسا کلمہ ارشاد کرتے ہیں جیسا مرض ہوتا ہے ویسا ہی اسکا علاج
کیا جاتا ہے کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ملکہ اسی درد میں مبتلا رہیں فرمایا اسکے درد کی دوا ہمارے پاس ہے فصادہ
کہا بہتر ہے مطلب تو صحت سے ہے جس علاج سے ہو آپ تشریف لائیے میں ہٹی جاتی ہوں رستم ثانی آگے
بڑھے لیکن شاخیں درخت کی اسقدر جھکی ہوئی تھیں کہ گردن نیچی کر کے جانا ہوا بس جیسے ہی رستم ثانی
گردن نیچی کر کے چلے ایک شاخ لوح کے ڈورے میں آکر پڑی اور بلند جو ہوئی ہے تو لوح گلے سے نکل گئی
رستم ثانی نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو لوح شاخ درخت میں لٹک رہی ہے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اتار لوں شاخ
اونچی ہو گئی اب اُنھوں نے جست کی ہاتھ قریب لوح پہونچا تھا کہ شاخ اور اونچی ہو گئی اسکے اچھلنے پر اور
لوح نہ پانے پر فصادہ اور حکیم صاحب نے قہقہہ مارا کہ علاج کرنے تو آئے تھے مگر لوح ہی کھو دیا رستم ثانی

نے کہا یہ عجب طرح کا درخت ہی کہ شاخین خود بخود بلند ہوتی جاتی ہین اُس نازنین نے کہا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ ہوا لوح
سے ہاتھ اُٹھائیے معلوم ہوا کہ میری تقدیر مین ابھی صحت نہین ہی خیر جو میرے مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اب آپ
تشریف لیجائین رستم ثانی نے دیکھا تو اب نبات جادو کا کہین پتہ نہین غصہ مین آکر کہا کہ یہ کہان چلا گیا اور
نازنین سے کہا کہ تم گھبراتی کیون ہو لوح درخت ہی پر تو ہی مین ابھی اُتارے لیتا ہون فصاوہ نے طعن سے کہا
کہ اب لوح یون تو ہاتھ نہین آتی ہان بانس لگے کا کام ہی رستم ثانی نے جوابدیا کہ بغیر بانس کے لوح نہ اُتارون
تو جبکی سند یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر جھپٹ کر ایک ہاتھ تنۂ درخت پر مارا اور درخت کٹکر گرا لیکن لوح کو دوسرے
درخت کی شاخ نے لیلیا اور درخت کے کٹتے ہی دڑبڑا خون کا درخت سے جاری ہوا ملکہ نے کہا غضب کیا آپ نے
کہ اپنی بھی جان لی اور میری بھی جان لی اب اِس خون سے نکلنا دشوار ہی یہ خون ناحق ہمین اور آپکو
دونون کو غرق کریگا رستم ثانی نے غصہ مین آکر اور پانچ چار تلوارین مارین جتنے ٹکڑے اُس درخت کے
ہوئے اُتنے ہی پرنالے خون کے جاری ہوئے یہانتک کہ آن واحد مین اِس قدر خون بہا کہ تمام باغ مین
گھٹنون گھٹنون خون ہو گیا نازنین نے کہا اب بتائیے کیا کیا جائیے رستم ثانی تو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا
تھا اُس پر چڑھ گئے لیکن خون کی یہ کیفیت ہی کہ جوش مارتا چلا ہی آتا ہی یہانتک کہ پلنگ ملکہ کا ڈوبنے لگا
ملکہ نے نگاہ یاس سے رستم ثانی کیطرف دیکھا کہ ہمین ڈوبتے دیکھتے ہو اور آکر نکالتے نہین رستم ثانی چبوترے
پر کودے لیکن کودنا تھا کہ دیکھا صورت اپنی نہنگ کی سی معلوم ہوتی ہی اِتنے عرصہ مین کچھ خون ملکہ کے پلنگ
پر آگیا ملکہ بھی ایک ماہی سرخ کی صورت ہو کر تڑپی فصاوہ بھی مینڈک کی نکلی حکیم صاحب ایک مگرمچھ کی صورت ہو گئے
نازنین نے غرق ہوتے وقت اپنی آواز دی کہ واہ صاحب کیا اچھا سلوک کیا کہ آپ بھی مبتلا بلا ہوئے دوسرے
کو بھی آفت مین پھنسایا یہانتک تو نوبت آگئی کہ آدمی سے جانور کی صورت ہو گئے ذرا اپنی شکل و شمائل کو غور فرمائیے
اور میری صورت تو پیش نظر ہی یکایک وہ خون سر سے بلند ہوا نازنین ماہی سرخ بنی ہوئی تڑپکر غرق دریائے
خونی ہوئی حکیم صاحب بھی مگرمچھ بنے ہوئے دریائے خونی مین پھرنے لگے رستم ثانی بھی بصورت نہنگ اُسی بحر
خونی مین شناوری کرنے لگے آن واحد مین تمام باغ بصورت دریائے خونی ہو کر رہگیا نہ وہ نخل تھے
نہ سبزہ زار تھا نبات جادو نے پورا پورا باغ سبز دکھا کر رستم ثانی کو گرفتار کیا لیکن بعد غرق ہونے
کے اب جو آنکھ رستم ثانی کی کھلی ہی تو اپنے کو ایک پنجرہ تاریک مین عجب حال خراب سے دیکھا کہ ہاتھون مین
ہتھکڑیان ہی پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ہی اپنے حال پر نہایت افسوس کیا دلمین کہتے تھے کہ اے رستم ثانی
اصل یون ہی کہ تو لائق فتاحی طلسم کے نہین تھا وہ خواب جو تونے دیکھا تھا بزرگان دین نے تیرے ولولون پر ترس
کھا کر پتہ لوح کا بتایا تھا یہ تو وہ جانتے ہی تھے کہ انجام جو کچھ ہونا ہی کبھی اپنی ناوانی پر اور رفقا کے سمجھانے پر خیال
کرکے کہتے تھے کہ اے رستم واقع مین کتنی بڑی حماقت کی بات ہی کہ جسکو یقینی دشمن جانتے ہین اور خود بھی اپنے کو
دشمن ظاہر کر رہا ہی پھر اُسکے کہنے مین آکر کچھ انجام پر نظر نہ کی یہ بھی نہ خیال ہوا کہ مبادا یہ دغا کرے اِس اِس
طرح کی باتین دل سے کرتے تھے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ ایکبار طلسم بادلہ پوش کی بدولت رہائی پائی دوسری
مرتبہ خاقان روشن دل کے باعث سے رہائی پائی اب یہ تیسری خطا ہی کتنی بڑی کا ہی جو ہر مرتبہ چھڑانے آئیگا اور
کتنی بڑی غیرت کی جگہ ہی کہ چھوٹے اور گرفتار ہوئے باوجودیکہ لوح پاس ہی لیکن کچھ نہین ہو سکتا ہی تو اِس
حالت افسوس مین بیٹھے ہین لیکن نبات جادو نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے ایک نامہ اِس مضمون

کا بادشاہ طلسم کو تحریر کیا کہ ای خسرو خسروان و ای شہنشاہ افسون گران دام اقبالکم حضور کے اقبال سے ہمنے
طلسم کشا کو مع لوح گرفتار کیا لیکن ساتھ اُسکے پانچ لاکھ ساحرون کی فوج آئی ہی اور بادشاہ لشکر ملو بسر خاقان
ہی کہ ہم اُسکا مقابلہ کسیطرح نہین کر سکتے اگر طلسم کشا کو قتل کرنیکا قصد کرینگے تو وہ آکر رہا کر لیجائیگا اگر گرفتار کر کے
حضور کی خدمت مین روانہ کرتے ہین تو مبادا ارادہ مین کوئی افتاد نہ پڑے اِسکا بھی خیال ہی کہ اگر طلسم کشا آپ تک
پہونچ بھی گیا تو اہل طلسم کے خلاف ہی آپ بھی اُسے قتل نہین کر سکتے قید رکھنے مین یہ خیال ہوتا ہی کہ پھر ایسا نہو کوئی
رہا کر لیجائے کیونکہ ستارہ اہل طلسم پر سخت آیا ہوا ہی زمین و آسمان سے دوست طلسم کشا کے ہمارے دشمن پیدا
ہو جاتے ہین جلنے کیسی کیسی امیدین تھین اُنکے افعال دشمنی کے ظہور مین آئے خاقان روشن دل سا شخص
شریک ہو گیا سعید سالک ایسا مرد درویش عاقبت اندیش اُسکا شریک ہو گیا جیسا ہمین حکم ہو ویسا
عمل مین لایا جائے جسوقت مضمون عرضی تمام ہوا ملفوف کر کے ایک ساحر کے ہاتھ خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کیا

لیکن اب چند کلمے داستان صندلان شاہ کے بیان ہوتے ہین پہونچنا لاش سیلان خونریز
کا غصہ کرنا بادشاہ کا لیکن ستارے نحس دیکھکر تامل کرنا اُسکے بعد عرضی پہونچنا نیات جادو کی

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صندلان شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہی معلم کتابدار
حاضر ہی ابلیس خود پسند سپہ سالار بھی موجود ہی اور دیگر ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہی ذکر خاقان کی
بے اقتنائی کا ہو رہا ہی صندلان شاہ کہتا ہی کہ مجھے خاقان سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے دشمن کا شریک
ہو کر ہمارے لہو کا پیاسا ہو جائیگا دیکھیے مین نے نامہ سیلان خونریز کے ہاتھ بھیجا ہی اُسکا کیا جواب آتا ہی پھر
ابلیس خود پسند نے کہا کہ حضور اگر اُنکو آپکی دوستی کا خیال ہوتا تو وہ طلسم کشا کے شریک کیون ہوتے نامہ
بھی آپ نے فضول بھیجا اگر میری موجودگی مین یہ نامہ لکھا جاتا تو مین ہرگز بھیجنے نہ دیتا کہ آپ نامہ بھیجیے بلکہ
موقوف نامہ کے پیغام جنگ بھیجنا مناسب تھا بلکہ لشکر کشی کر دینا بہتر تھا کہ خاقان کو بھی معلوم ہوتا کہ بغاوت
کا یہ پھل ہوتا ہی مجھے تو امید نہین کہ سیلان خونریز وہانسے زندہ بھی واپس آئے کیونکہ خاقان اُنکو آپکا پاس
دوستی اب نہین ہی اور سیلان خونریز نمک حلال ہی وہ بھی کسیطرح دبنے نہین رہیگا پھر سیلان کی لیاقت
نہین ہی کہ خاقان روشن دل سے مقابلہ کر سکے اگرچہ خاقان روشن دل ملک و مال مین
آپ سے بہت کم ہی مگر کمال افسونگری مین وہ آپ سے ہمسری کا دعوی رکھتا ہی ہنوز یہی باتین تھین کہ آسمان
پر سے ابر خونی نمودار ہوا گویا بادل لہو کے اشک رو تا چلا آتا تھا ابلیس خود پسند نے کہا کہ بادشاہ خیر فوج سیلان
خونریز کی آ پہونچی لیکن اس ابر سے اُداسی برس رہی ہی خداوند تمثال آئینہ روخیر خبر سنائین یکایک وہ ابر
پھٹا ہوا اور آواز ماتم اس ابر سے آئی دیکھا کہ ترسول پنج سول سرخ ہو رہے ہین پیر دانیا سر پیٹ رہے ہین
سنکھ نا لے کر رہا ہی ساحر ارتھی اُٹھائے ہوئے سر پیٹتے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ارتھی سامنے صندلان شاہ
کے رکھدی صندلان شاہ نے کہا یہ کیا ہوا اُنھون نے عرض کی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ظہور مین آیا اور
تمام ماجرا لوست کندہ بیان کیا کہ سیلان خونریز نے یہ نمک حلالی کی یون گفتگو کی آخرکار ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا گیا ہم سب لاش اپنے مالک کی لیکر بھاگے صندلان شاہ نے ہاتھ زانو پہ مارا اور کہا
ای ابلیس تم سچ کہتے تھے اِس سے مین نامہ نہ بھیجتا تو بہتر تھا خیر لاش اِسکی خدمت مین خداوند کے روانہ
کر دو کہ اِسنے بڑی خیرخواہی و جانفشانی کی ہی لہذا خداوند اِسے پھر زندہ کر دین یہ سنکر ساحر لوروتے

بیٹی اُس ارتقی کو اٹھا کر طرف شہر تمثالیہ کے بخدمت تمثال آئینہ رو روانہ ہوے لیکن صندلان شاہ نے غصہ مین آکر کہا کہ مین خود مع فوج چلتا ہون اب طلسم کشا سے پہلے قتل کرنا خاقان کا مجھپر واجب ہوا معلوم کتابدار نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا کہ ای شہریار آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی ہم منع نہین کر سکتے لیکن بالفعل ستارہ نحس ہی آپ ہرگز طلسم صندل کے باہر قدم رکھنے کا قصد نہ فرمائین آجکل زمین و آسمان دشمن ہو رہا ہی اور ہمنے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا سال بھر پیشتر سے خبر دیدی تھی کہ آئندہ سال طلسم پر نہایت سخت ہی وہی سب آثار ظاہر ہو رہے ہین ہین ایسا کچھ معلوم کتابدار نہین صندلان شاہ کو ایسا خوف دلایا کہ پھر صندلان شاہ نے سکوت اختیار کیا لیکن بموجب مثل کہ یار کا غصہ بھتار پر اُسیوقت حکم دیا کہ چماق جادو کی کل فوج اور اہل و عیال کو اُسکے طلسم صندل سے نکالدو کہ یہ نمکحرام سیہانسے اپنی دختر کی گرفتاری کیواسطے گیا تھا وہان جاکر یہ بھی طلسم کشا کا شریک ہوگیا سارے فتنہ و فساد اسی کی ذات سے برپا ہوے اگر اسکی دختر طلسم کشا کو رہا کر دیتی تو ابتک مدت کا طلسم کشا قتل ہوگیا تھا بیٹی نے یہ حرکت کی خود بھی جاکر دشمن سے ملگیا ہے لنی ہو گیا اور عیال جو اسکے ہین ایسا اُنکو اسیوقت اُسکے بھی دغا پہونچے بموجب شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود * گرچہ با آدمی بزرگ شود * یہ خبر قبل حکم سلطانی پہونچنے کے ملکہ عالم افروز جادو زوجہ چماق جادو کو پہونچی اسنے اُسیوقت تیاری سفر کی اور اپنا مال و اسباب فوج و سپاہ ہمراہ لی ایک فرزند اسکا نہایت کمسن تہا سات برس کا سن ہوگا اُسے بھی ساتھ لیکر کوچ کرکے طلسم صندل سے جانب صحرا کے نباتیہ روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ عالم افروز جادو مع اپنے پسر و فوج کے طلسم سے نکل گئی بادشاہ نے کہا اگر وہ خود نہ جاتی تو مین نکلوا دیتا ایسون کا چلا جانا ہی بہتر ہی خس کم جہان پاک بعد کچھ روز کے نامہ نبات جادو کا پہونچا بادشاہ نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ ای شہنشاہ مین نے آپکے اقبال سے طلسم کشا کو اسیر کرلیا آئندہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے بادشاہ نامہ دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت احمر جادو کو دو لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور نبات جادو کے شریک ہو اور ایک نامہ اس مضمون کا لکھوا کر دیا کہ ای نبات جادو ہم تجسے نہایت خوش ہوے کہ تمنے حق نمک ادا کیا خیر خواہان دولت کو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ جیسا تمنے کیا اگر تمکو ہین لایق و لازم یہ ہی کہ لوح کو اسطرح پوشیدہ رکھو کہ حال لوح کا کسی پر ظاہر ہونے نہ پائے اور رستم ثانی کو قتل کر ڈالو سر اُسکا شہر نباتیہ مین دروازہ شہر پناہ پر آویزان کردو تاکہ دیکھنے والون کو عبرت ہوا اور دلین ڈرین کہ بادشاہون پر خروج کرنیکا یہ انجام ہوتا ہے اور دو ساحرون کو تمھاری مدد کیواسطے روانہ کیا جاتا ہی لیکن حسب اتفاق جسوقت یہ نامہ نبات جادو کا آیا ہی اور حال گرفتاری طلسم کشا کی خبر منتشر ہوئی ہی بادشاہ نے جشن خوشی کا حکم دیا ہی اندر محل کے بھی یہ خبر پہونچی تو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے ماہ ناز آفرین اپنی جلیس خاص سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لا شاید کچھ حال ملکہ صنم بادلہ پوش کا بھی تحریر ہو ماہ ناز آفرین دروازہ محلسرا پر کھڑی ہوئی سب سن رہی تھی تمام ماجرا آکر ملکہ نوبہار گوہر پوش سے بیان کیا نوبہار گوہر پوش نے کہا افسوس صد افسوس صنم بادلہ پوش ایسی عورت جسکو مرد کے نام سے کراہت جانے عورت تھی کہ بار بار باپ شادی کرنے کا ذکر کرتا تھا تو پہروں بیٹھکر رویا کرتی تھی یا ایسی طبیعت بے قابو ہوگئی کہ یار کی محبت مین گھر بار چھوڑا ہم سب سے منھ موڑا سچ ہی کہ عورت کی ناک نہ ہو تو گو کھائے یہ سننا تھا کہ ماہ ناز آفرین نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ ایسی بات نہین

دوسرے کو نام نہ رکھنا چاہیے جو اپنے مین موجود ہو تو بہار گوہر پوش نے کہا مجھ مین کیا بات ہی جو تو کہتی ہے
ماہ ناز آفرین نے کہا وہ زمانہ آپ کو یاد ہی جب لشکر خداپرستان کی جرائت و شجاعت کا ذکر اس طلسم مین آیا ہی
اور آپ کے والد ماجد کو دیکھنے کا اُن لوگون کے اشتیاق ہوا ہی اور تصویرین خداپرستون کی مصورون کو بھیجکر
منگائی ہین مصور تصویرین کثرت سے کھینچ لائے تھے ایک ایک شخص کی دو دو تین تین سو تصویرین سے کم نہ تھی اور تمام
طلسم مین وہ تصویرین بکین تھین تو آپ نے بھی ایک تصویر اپنے باپ سے یہ کہکر مانگ لی تھی کہ یہ تصویر کس شخص
کی ہی نہایت سرکشی اس سے ظاہر ہوتی ہی لہذا اگر مجھکو عنایت ہو تو مین سو کوڑے روز درخت مین لٹکا کر مارا کرون
لیکن جسوقت آپ اس تصویر کو لائین تو بالعوض کوڑے مارنے کے اپنے گلے سے لگائی سر پر رکھی اکثر تنہائی مین آپ
اُس تصویر سے باتین کیا کرتی تھین جو مین نے بھی چھپ کر سنی ہین کبھی یہ کہنا کہ شعر کہتا ہون تو سے سیکھے مین
تصویر یار سے کچھ بول او کٹھ سیکھے بھی اگر ناگوار ہو تو کبھی یہ کہنا کہ شعر ہین ہون مشتاق سخن اور اسمین
گویائی نہین + اسلیے تصویر جانان ہمنے کھینچوائی نہین + مگر کیا کرین کہ کھینچی کھینچائی تصویر ہاتھ لگ گئی ہی
بحیرت یہ کہنا کہ اے تصویر وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ صاحب تیرا مجھ سے آکر ملیگا غنچہ خاطر کھلیگا یہ باتین جو ماہ ناز آفرین
نے کہین بہار گوہر پوش سپید ہو گئی گردن نیچی کر لی اور کہا سچ ہی اے ماہ ناز آفرین لیکن مین نے کیسا آتش
عشق کو فرو رکھا کہ سوا تیرے کسی نے نہین جانا رسوائی سے بچی رہی ماہ ناز آفرین نے جواب دیا کہ
رسوائی تو اسوقت ہوتی ہی جب انسان اپنے مطلوب و محبوب سے ملتا ہی جب آپکو اُنکی خبر تک نہین ملی
تو رسوائی کیونکر ہو سکتی ہی اے ملکہ اگر بدیع الملک مثل رستم ثانی کے داخل طلسم ہو جاتے اور رسائی
آپکی اُن تک ممکن ہوتی اور آپ نہ ملتین تو ہم جانتے کہ بیشک ضبط سے کام لیا یہ سنکر آتش عشق اور بھڑکی
اور ساتھ ہی دل مین خیال آیا کہ اے نوبہار اگر کسی وقت سامنا تیرا اور بدیع الملک کا ہو گیا اور انھون
نے مجھ سے شکایت کی کہ تمھاری موجودگی مین کھینچا ہمارا قتل ہو گیا اور تمنے بچانے کی کوشش نہ کی تو مین کیا
جواب دونگی ماہ ناز آفرین سے کہا کہ للہ با واجان کی خدمت مین ایک عرضی میری طرف سے پیش کرو
اس مضمون کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین بھی شہر نباتیہ کی سیر کو جاؤن اور قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھون کہ بہت
بڑی خوشی کی بات ہی دوسرے اسوقت تک تو خداوند نے ہر قسم کے گناہ سے بچایا ہی اور یہ کام ثواب
کا ہی لہذا یہ ثواب کیون چھوڑون مین بھی قتل طلسم کشا مین شریک ہون ماہ ناز آفرین نے حسب
ارشاد ملکہ عرضی اس مضمون کی لکھکر خدمت مین ملک صندلان شاہ کے پیش کی اور زبانی بھی بیان کیا
صندلان شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تین لاکھ ساحران غدار کو ہمراہ کے محافظت ملکہ معین کیا ملکہ یہ
خبر سنکر اُسی وقت تیاری سفر کی کرکے محافہ مین بیٹھکر ہمراہ خضر جادو و اخضر جادو کے طرف شہر نباتیہ کے
روانہ ہوتی ہی دیکھیے کہ کب پہونچتی ہی

بیان اب چند کلمے داستان نصرت نشان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ انھین دنرات سوا سر پٹکنے کے کیا مشغلہ تھا کبھی اپنی بیکسی و بیکسی پر رونا کبھی پروردگار عالم سے یہ دعا
کرنا کہ بار الہا صدقہ اپنی وحدانیت کا کہ یا تو مجھے اس قید سے نجات دے اور یا موت میری آ گئی ہی تو تلوار
کی موت عنایت کر اس زندان تاریک مین مرنا مجھے پسند نہین اگر اپنے بھی ہاتھ پانون چلتے ہون تلوار کا
قبضہ ہاتھ مین ہو کہنیون سے خون جاری ہو تو مرنے کا لطف ہی کبھی شہزادی بادلہ پوش کو یاد کرتے تھے

کہ افسوس وہ یار جانی وہان پھڑک رہی ہوگی میری گرفتاری کی خبر نادان دوستون نے اُس تک بھی ضرور پہونچادی
ہوگی ایسا نہو کہ وہ صدمے مین آپ کو ہلاک کر لے لیکن بعد گرفتاری کرنے شہزادۂ رستم ثانی کے نبات
جادو نے سامنے لشکر اسلام کے اپنا لشکر اُتارا خیمہ برپا کیا اور پاس بلور آسمان شگاف کے کہلا بھیجا تم
لوگ جسکے بوتے پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرنے چلے تھے وہ اسیر ہو گیا لوح بھی چھن گئی اب اگر جان سے
ابھی عاجز ہو تو مقابلہ کرو ورنہ یہانسے چلے جاؤ جواب اسکا بلور آسمان شگاف نے جنگ کہلا بھیجا
نبات جادو نے طبل جنگ کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر
اسلام مین ہوئی کہ کفار بدکردار نے کوس حربی بجوایا ہے یہان بھی طبل بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ
ہونے لگی ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے جابجا انگاریان روشن ہوئین آواز یا سامری یا جمشید بلند ہوئی
عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا سنکھ پھنک رہے تھے ڈہرو بج رہے تھے کہ ناگہان بزم ثوابت و سیارگان مین بیہی پیدا
ہوئی افسون سازی گردش فلکی سے رنگ عالم مبدل ہوا ظلمت شب کافور ہوئی آمد آفتاب عالمتاب سے تمام
دنیا پر نور ہوئی نبات جادو مع لشکر ساحران میدان مین آیا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت اسکے بھی ساتھ ہے
ایک ایک اپنے کو سامری وقت جمشید عصر کہتا ہے اُدھر بلور آسمان شگاف مع فوج افسون گران صف آرای
میدان کارزار ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال اژدر جادو سپہ سالار نبات جادو
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر بلور آسمان شگاف سے محروق جادو نے اپنے سرخاب آتشین
کو نکالا سامنے تخت بادشاہ کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ امانت پروردگار مین دیا ہے محروق
نے سلام کیا بار دگر بپشت سرخاب پر بیٹھکر میدان مین آیا اژدر جادو ہنسا اور کہا اے محروق یہ جرأت
ہوئی تیری کہ ساحران طلسم صندل سے مقابلہ کو نکلا خبردار و ہوشیار رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر
گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور اسم پڑھکر اژدر جادو نے وار کیا محروق جادو نے سپر سحر اُٹھائی گولہ
سپر پر رُک تو گیا لیکن اب جو گولہ پھٹتا ہے اندر سے گولہ کے چار شعلے نکلے اور چارون طرف سے محروق
کو گھیر لیا محروق سحر بھولگیا اژدر جادو نے آواز دی کہ بس اسی سحر پر مقابلے کو نکلا تھا غرضکہ قریب آکر مشکین
محروق جادو کی کمند سحر سے باندھکر میدان سے پھرا قید محروق کی ساحرون کے سپرد کی خود میدان
مین آیا اور آواز دی کہ دیکھا تمنے کیونکر اسیر کیا مین نے محروق کو پھر سمجھاتا ہون کہ آؤ اور اطاعت
بادشاہ طلسم صندل کی اختیار کرو ورنہ سب کو اسی طرح گرفتار کر لیجاؤنگا اور اب طلسم کشا کے
چھوٹنے کی اُمید اُٹھا دو یہ سنتا تھا کہ بیران جادو رفیق بلور آسمان شگاف بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہے اژدر جادو نے وہی گولہ فولادی مارا بیران جادو نے
کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ گولہ آتے آتے پھٹا اور شعلے مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگئے بیران نے
آواز دی کہ بس اسی سحر پر پھولا ہوا تھا سحر اسکا نام ہے یہ کہکر ایک ٹکڑا نیلے سوت کا جھولی سے نکالا کچھ اسم
سحر پڑھکر دم کیا اور اژدر جادو کی طرف پھینکا وہ ڈوراسی بنکر چلا ہر چند اژدر جادو نے سحر پڑھے دفعیہ
کے مگر کچھ نہو سکا رسن جاکر بازوؤن مین لپٹ گئی بیران نے انگلی سے اشارہ کیا اژدر جادو کھنچتا
ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا گیا کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے نبات جادو
پریشان ہوکر کیا کرون کیا نہ کرون اگر طلسم کشا کو قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب جا نبر رہینگے اور

عجب نہین ہو کہ اور کمک ملک **خاقانیہ** سے آجائے ہمارے بادشاہ نے ابھی تک کسیکو براے مدد روانہ نہین
کیا اور اگر نہین قبل کرتا ہون تو بھی قباحت ہی یہ روز کی جنگ مین کہانتک کر سکتا ہون مبادا کسی روز شکست
ہو گی اور **طلسم کشا** چھوٹ گیا تو پھر آفتین برپا کریگا یہ اسی تردد مین ہو لیکن آج **نبات جادو** نے خود طبل نہین
بجوایا کہ اگر اہل اسلام کوس حربی بجوا ئینگے تو دیکھا جائیگا اور جبتک کمک آئے یون ہی ایام گذاری کرنا یہ خیال کرکے **نبات**
جادو نے سکوت اختیار کیا ہی وہان اہل اسلام منتظر ہین کہ لشکر کفار مین طبل بجے تو ہم بھی طبل جنگ بجوائین جب پہر رات
گئی اور طبل جنگی نہ بجا **چقماق جادو** نے کہا کہ اگر **نبات جادو** نے طبل نہین بجوایا ہی تو ہم اب کیون نہ نقارہ رزمی
بجوائین **بلور آسمان شگاف** نے کہا ای **چقماق جادو** صرف خیال یہ ہو کہ اُس شہریار عالیوقار کے خلاف مزاج
ہوگا جسوقت وہ سنیگا کہ پہلے طبل ہمارے لشکر مین بجا ہی نہایت اُسکی ناخوشی ہوگی کیونکہ جسوقت اُسنے مجھے
بادشاہ لشکر کیا ہی تو چند قاعدے تعلیم کردیے تھے منجملہ اُسکے یہ بھی تھا کہ خود نقارہ رزمی پہلے نہ بجوانا نہ حریف
پر پیشدستی کرنا اور ای **چقماق جادو** اگر یون لڑوگے بھی تو کیا نتیجہ ہوگا جسوقت وہ لوگ شکست کھا ئینگے طلسم کشا
پر غصہ اتارینگے اُسکے دشمنون کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر یہ ہو کہ سکوت اختیار کرو دیکھو خدا کیا دکھاتا ہی ہنوز
یہی باتین ہوتین تھین کہ ایک پرچہ سقف بارگاہ سے **بلور آسمان شگاف** کی گود مین گرا اُسمین تحریر تھا کہ ای فرزند تم
خاموشی اختیار کرو جنگ کی ابتدا نہ کرنا ہان اگر حریف منھ چڑھے تو جواب دینا خود پیشدستی نہ کرنا عجب طرح کا
ستارہ آیا ہوا ہو کہ جو ابتدا کریگا وہ شکست اُٹھائیگا بعد چند روز کے خدا چاہیگا تو وہ شہریار عالیوقار یعنے
رستم ثانی نامدار بمدد غیبی سے چھوٹ جائیگا دشمنون مین سے دوست پیدا ہوجائینگے راقم **خاقان روشن**
دل بلور نے نامہ آنکھون سے لگایا مضمون اہل دربار کو سنایا سب مطمئن ہوکر بیٹھے رات باستراحت بسر کی صبح کو اُٹھکر
ہاتھ منھ دھوکر بادشاہ لشکر اسلام یعنی ملک بلور **آسمان شگاف** تخت شاہی پر متمکن ہوا گروہ پیش ساحران نامی
وگرامی جمع ہوئے کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ آمد فوج ساحران کی علامت معلوم ہوتی ہے
اور رخ اسیطرف کا ہو سب بارگاہ سے نکلے اپنی فوج کو بھی تیاری کا حکم دیا خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن ہو
یا دوست اور دوست تو کہان سوا دشمنون کے دیکھا کہ جانب صحرا سے ابر سفید مائل بہ سبزی جا بجا اُس ابر مین
رنگ شفق کا جلوہ گر گرجنے کی صدا بجلیون کی چمک ہوتی اُس ابر سے برستے ہوے آتے آتے قریب پہونچکر وہ
ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک زن جمیلہ طاؤس سحر پر سوار ہلکا پیازی رنگ کا لباس جوڑا کج بندھا ہوا پہلو مین ایک
لڑکا مانند ستارے کے چہرہ چمکتا ہوا بر سحر پہ سوار **چقماق جادو** نے کہا یہ زوجہ ہی اُس شخص کی معلوم ہوتا ہی کہ
میری محبت مین سکونت **طلسم صندل** کو اسنے بھی ترک کیا **بلور آسمان شگاف** نے افسران فوج کو براے
استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ملکہ **عالم افروز جادو** کو استقبال کرکے لائے **بلور** نے بڑی حرمت کی
کیونکہ یہ وزیر **طلسم صندل** کی زوجہ ہی ملکہ بارگاہ مین تشریف لائین یہ لشکر بھی لشکر **بلور** سے ملحق ہوا اب دس
لاکھ ساحرون کی جمیعت ہوگئی لیکن **چقماق جادو** نے حال پوچھا **عالم افروز جادو** نے سب ماجرا بیان کیا
کہ یون بادشاہ کا غضب ہوا لوگ میرے نکالنے کو ہنوز چلنے بھی نہین پائے تھے کہ مین خود کوچ کرکے چلی آئی
ہون **چقماق جادو** نے کہا تمنے بہت خوب کیا جو چلی آئین اور لڑکے کو اپنی گود مین لیکر پیار کیا گلے سے لگایا اور
کہا بیٹا تمنے تو اطاعت **طلسم کشا** کی اختیار کی تم بھی اب اپنا بادشاہ **طلسم کشا** کو سمجھو بادشاہ **طلسم صندل** کو دشمن
جانو **خورشید جادو** نے کہا کہ اگر فرمایئے تو ابھی سحر کرکے **صندلان شاہ** کو پکڑ لاؤن یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا

حقاق جادو ہنسنے لگا اور کہا ای فرزند اس کام کی جرأت کرنا چاہیے جو اپنے سے ہو سکے بھلا تمہارا سحر کہین بادشاہ طلسم کے سحر پر غالب آسکتا ہی لیکن اسکے دلولے پر بہت خوش ہوا اور شاہزادہ رستم ثانی کو یاد کیا کہ اگر اسکی جرأت وہ شہریار دیکھتا تو اس سے بہت خوش ہوتا یہ لڑکا انکی طبیعت کے موافق ہی حقاق جادو نے کہا دختر تمھاری ملکہ سمرداب جادو قلعۂ رخشانیہ مین ہی تمھارا جی چاہے اسکے پاس چلی جاؤ اور اگر زیارت طلسم کشائی کرنا ہو تو یہین رہو بالفعل وہ شہریار اسیر ہی عالم افروز جادو نے کہا کہ جسکی بدولت گھر بار ملک و مال چھوٹا اُسے دیکھنے سے بھی گئی اول تو مین یہ کہتی ہون کہ اگر تم اجازت دو تو آج طلسم کشا کو چھڑا لاؤن تمام شہر نبانیہ کو الٹ پلٹ کر دون پھر دے نبات جادو کی بھی یہ حقیقت ہی کہ وہ مجھسے مقابلہ کریگا پھر حقاق جادو نے کہا ابھی مناسب نہین ہی باسوا اسکے وہ شہریار عالیوقار راضی ہوگا اسکا آئین یہ نہین ہی کہ دشمن پر پوشیدہ تین کرے عالم افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن جسوقت یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ زوجۂ حقاق ملکہ عالم افروز آکر شریک لشکر طلسم کشا ہوئی ہی تھر تھرانے لگا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کے اطمینان کو دیکھو کہ اسوقت تک کمک نہ روانہ کی اگر یہ لوگ یکایک آپڑے تو کیا ہو سکتا ہی طلسم کشا کو چھین لیجائینگے نبات جادو پریشان ہو رہا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے دو ابر نمودار ہوئے ایک ابر سرخ رنگ دوسرا ابر سبز رنگ اور جانب صحرا سے زیبا برق گرد بلند ہوا آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئی نبات جادو مع افسران لشکر برائے استقبال آگے بڑھا راہ مین خبر پائی کہ خود ملکہ نوبہار گوہر پوش برائے تماشائے قتل طلسم کشا تشریف لاتی ہین اور اخضر جادو و احمر جادو ایک ایک لاکھ ساحر غدار کی جمعیت سے آتے ہین نبات جادو گیا اور ملکہ کو استقبال کرکے لایا باغ مین اتارا زوجہ و دختر نبات جادو کی باغ باغ ہوگئین مثل کنیزون کے خدمتگذاری ملکہ مین موجود تھین کہتی تھین کہ یہ بھی خداوند کی مہربانی ہی کہ بادشاہ طلسم صندل کی دختر اور ہمارے یہان آئے لیکن نبات جادو اخضر جادو اور احمر جادو کو استقبال کرکے شہر مین لایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اخضر جادو نے نامہ بادشاہ کا دیا نبات جادو نے نامہ آنکھون سے لگایا اور پڑھا تحریر تھا کہ ای خیرخواہ دولت و اقبال بڑا کام کیا تمنے لیکن اب تمکو لازم ہی کہ اپنے امکان بھر طلسم کشا کو ایک آن زندہ نہ رکھو وہین قتل کر ڈالو اور لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا اخضر جادو اور احمر جادو کو تمھاری کمک کیواسطے روانہ کیا جاتا ہی نبات جادو نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوا اوسیوقت حکم دیا کہ چارجی چارج دے کہ آج ہی کے روز طلسم کشا قتل کیا جائیگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آئے اور چشم عبرت وا کرے اُسیوقت چارجی نے چارج دیا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بلور آسمان شگاف نے ایک نامہ خدمت مین خاقان روشن دل کے روانہ کیا کہ فلان روز اُس شہریار کے قتل کا معین ہوا ہی دو ساحر صندلان شاہ کیطرف سے برائے مدد آئے ہین اور یقین ہی کہ اور کمک آئے لہذا مجھکو کیا ارشاد ہوتا ہی ایک ساحر یہ نامہ لیکر خدمت مین شہنشاہ خاقان روشن دل کے روانہ ہوا جسوقت دربار خاقان مین پہونچا نامہ پیش کیا خاقان نے جواب نامہ تحریر کیا کہ ای فرزند جو روز قتل معین ہوا ہی اُسی روز تم بھی تیاری کرکے لشکر پر گرنا امید ہے کہ طلسم کشا رہائی پائے اور مین بھی خیال رکھونگا اگر وقت سخت پڑیگا تو کسیکو برائے کمک روانہ کرونگا ایلچی جواب نامہ لیکر خدمت مین بلور کے آیا بلور نے سکوت کیا منتظر وقت ہوکر بیٹھا لیکن ملکہ عالم افروز جادو نے کہا کہ ای بادشاہ اگر مجھے حکم ہو جائے تو دکھا دون تماشا ابھی جاکر طلسم کشا کو لے آؤن یہ دونون مونڈی کاٹے کیا لیے

جو آئے ہین تو کیا کر سکتے ہین مگر ہان خیال اتنا ہوتا ہی کہ مبادا رستے مین کسی نے روکا اور مقابلے کی ٹھہری اتنے
عرصے مین کفار نے اُس شہریار کو قتل کر ڈالا اور مار پیچھے سوار ہوئی تو کیا پلور آسمان تمنگاف نے کہا
کہ اب جو کچھ ہوگا ایک ہی روز ہو جائیگا جو روز قتل طلسم کشا کا معین ہوا ہی روز سہ شنبہ جلاد فلک کا دن ہے
ہمین یقین ہو کہ خوب تلوار بریگی اچھی طرح خونریزی ہوگی یہ سب تو منتظر وقت ہو کر بیٹھتے ہین لیکن شبرنگ بن عمرو
اپنے آقاے نامدار کے لیے بیتاب و بیقرار پھرتا تھا کبھی گھسیارے کی صورت بنکر شہر بناتیہ مین داخل ہوا ہر
چہار طرف تلاش کی مگر پتہ زندان کا نہ ملا واپس چلا آیا کبھی مسافر بنکر کبھی سوداگر بنکر صدہا بھیس بدل ڈالے
خاک شہر بناتیہ کی چھان ڈالی مگر کہین پتہ شاہزادہ رستم ثانی کا نہ پایا ایک روز جانب صحرا نکل گیا زیر درخت
بیٹھکر فلک کو دیکھکر رونے لگا کہ ای چرخ کج مدار و ای گردون غدار تو عجب طرح کا تفرقہ پرداز ہو کہ مجھے ملاتے اور
چھڑاتے کچھ دیر بھی نہین لگتی ہی کس مدت کے بعد تو اپنے آقا سے ملے تھے لیکن تو نہ دیکھ سکا اتنی جلد اُس شہریار
عالیوقار سے جدا کر دیا یہ اسی خیال مین تھا کہ دیکھا اپنے سامنے سے ایک خواجہ سرا ایک آدمی پر آہو تر خوردہ
لدوائے ہوئے لالو لالو پکارتا چلا آتا ہی لالو کا کہین پتہ نہین ہر بار غصہ ہو کر کہتا ہی کہ کمبخت کہان مر گیا
حقہ بھرنے گیا تھا ابتک نہین واپس آیا مین نے اس شکار کے پیچھے آج صبح سے حقہ نہین پیا پیٹ مین نفخ ہو رہا ہی
ہلکا ہلکا درد ہوتا ہی عرق مین غرق ہانپتے ہوے چلتے ہین تونڈ تھل تھل کرتی ہوئی یہ خواجہ سرا ملکہ نوبہار
گوہر پوش کے ساتھ آیا ہی میان تراب اسکا نام ہی آج صبح کو انکا جی گھبرایا تھا تو براے شکار نکلے تھے
آہو صید کر کے پھرے لیکن مرد ضعیف ہین پست ہو گئے شبرنگ نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے
پر ملکر صورت اپنی ایک ساقی بچے کی بنائی سامنے جھیل تھی اُس سے حقہ تازہ کیا چلم بھری وہین سے دوڑ کر
سامنے میان تراب کے آیا حقہ پیش کیا اور کہا کہ غلام کو آپ نے کیون نہ یاد فرمایا مین تو اسی صحرا مین رہتا
ہون جو رئیس امیر براے صید و شکار ادھر نکل آتا ہی اُسکی خدمت کرتا ہون میان تراب نے حقہ پینا شروع
کیا تین چار دم لگائے ہونگے کہ یہ معلوم ہونے لگا تمام صحرا چکر مار رہا ہی پانون زمین سے اونچے ہوے جاتے
ہین میان تراب نے کہا یہ کیسا حقہ تو نے پلایا کہ سر گھومنے لگا ساقی بچے نے کہا حضور مسافت راہ طی کیے
ہوے آتے تھے حقہ کھینچ کر پی لیا اسوجہ سے سر گھومنے لگا ہوگا ذرا ٹہلیے کہ ہوا لگے میان تراب کو چھینک آئی
بیہوش ہو کر گرے وہ آدمی جو آہو کو لادے ہوے ساتھ تھا کچھ دھوان اُسکے بھی ناک مین گیا تھا وہ بھی بیہوش
ہوا شبرنگ نے جلدی سے میان تراب کو تہ و لپیٹا کر ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور آپ صورت میان
تراب کی بنکر پھر وہین آیا اُس آدمی کو ہوشیار کیا اتنے مین اور لوگ میان تراب کے [illegible]
ڈھونڈتے ہوے پہونچے کہا میان آپ نے بہت دیر کی ملکہ پریشان ہو رہی ہونگی غیر کے گھر مین مہمان ہین
اگرچہ وہ بھی سب ملازم ہین لیکن آپکی گودیون کی کھلائی ہوئی ہین ہر طرح کی بے تکلفی ہی بیچاری اب سے حال
ہے میان تراب نے کہا کہ کباب اس آہو کے ملکہ کیواسطے لگا لون تو لیکر چلون خالی ہاتھ کیا جاؤن اگر وہ
پوچھینگی کہ اتنی دیر کہان گذاری تو کیا جواب دونگا لوگون نے کہا آپکو اختیار ہی مختصر کہ میان تراب
نے آہو کے کباب لگائے اور کباب اپنے ہمراہ لیکر طرف باغ فرحت افزا آئے کہ جہان ملکہ نوبہار گوہر پوش
مقیم تھی گئے جسوقت داخل باغ ہوے اور نظر ملکہ نوبہار پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ایسی صورتین بھی خدا نے
پیدا کی ہین لیکن نوبہار گوہر پوش نے جو میان تراب کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہان گئے تھے جواب دیا کہ بابا

تمہارے واسطے شکار کرنے گیا تھا نہایت پریشان رہا آخر ایک آہو صید کیا یہ کباب لایا ہون ملکہ نے کہا کہ ہمتو
یہان تنہا گھبرا رہے تھے ایک ماہ ناز آفرین ہے تو وہ بھی عورت مین بھی عورت اگرچہ کوئی خوف کا مقام نہین
ہے تاہم نئی جگہ ہے جی گھبرا اُٹھتا ہے میان تراب نے کہا اچھا با خطا میری معاف کرو اب کہین نہ جاؤنگا جب وقت
قریب پہونچے ملکہ برائے تعظیم اُٹھی کیونکہ میان تراب نے اسے گودیون مین کھلایا ہے غرضکہ دسترخوان بچھا ملکہ
نے خاصہ تناول فرمایا میان تراب مگس رانی کیا کئے جب ملکہ خاصہ نوش فرما چکین میان تراب نے بھی
کھانا کھایا ہاتھ منھ دھو کر بیٹھے لیکن یہ میان تراب تو ہین نہین یہ تو شبرنگ عیار ہے کہ جسنے دنیا دیکھ ڈالی ایک
زمانہ تک شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ رہا ہے اب شاہزادہ رستم ثانی سے اسے ایسی محبت ہوگئی ہے
کہ نور الدہر کا ساتھ چھوڑا اِن کے ہمراہ رہتا ہے دیکھا شبرنگ نے کہ چہرہ ملکہ کا متغیر ہے بیٹھے بیٹھے ٹھنڈی
سانس بھرتی ہے دلکی اُلجھن باتون سے نمایان ہے تمناے دیدار آنکھون سے ٹپکی پڑتی ہے چہرے کا رنگ زرد
دل پر درد ہے ہر انداز سے حالت عشق ہویدا نشان از خود رفتگی پیدا ہین شبرنگ دل مین سمجھا کہ ضرور کسی کی
فریفتہ ہوئی سوا رستم ثانی کے یہان اور ایسا کون ہے معلوم ہوتا ہے شاید اس نے کہین دیکھ لیا ہے چلو خوب ہوا
اسی سے اُسکا پتہ بھی ملجائیگا سمجھکر کہا صاحبزادی اسوقت مین کچھ عجب بات دیکھ رہا ہون کیا کہون نہ کہتے بنتا
ہے اور نہ کہتے بنتا ہے نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر کیا بات آپ نے دیکھی ہے کچھ بیان تو فرمایئے میان
تراب نے کہا مجھے چہرے کے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے عشق مین سرشار ہوتا ہے خدا
کیواسطے صاحبزادی کچھ بیان تو کرو مرد ہو یا عورت جوان آدمی کیواسطے یہ آزار برا ہوتا ہے اس آزار کا
چھپانا اس درد کا زبان پر نہ لانا بہت برا ہوتا ہے مجھسے تو کہو کہ اگر تدبیر ممکن ہو تو مین کوئی تدارک کرون
نوبہار گوہر پوش نے گردن نیچی کر لی اور کہا آپ بجاے عمو ہین آپ کے آگے ایسی بات کہنا بھی بیجا ہے مگر نہ
کہنے مین بھی برائی ہے مگر اب آپ خود پوچھتے ہین تو عرض کرتی ہون کہ عجب طرح کا وقت نازک آپڑا ہے کہ کچھ سمجھ مین
نہین پڑتی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ صنم بادلہ پوش کی کیسی رسوائی ہوئی لیکن خداوند عالم نے اُسکی جان
بچائی ایسا باپ بھی جلاد نہین دیکھا کہ بخوف و خطر دختر کے قتل کا حکم دیدیا دل مین ذرا رحم نہ آیا میرا اس سے برا
نتیجہ ہوگا مگر دل سے مجبور ہون آپکو یاد ہوگا کہ جس زمانہ مین تصویرین خداپرستون کی آئی ہین اور ایک تصویر
بدیع الملک کی مین نے اس بہانے سے پدر بزرگوار سے مانگ لی تھی کہ مین درخت مین لٹکا کر اسے سو کوڑے
روز مارا کرونگی لیکن یہ تو سب بہانہ تھا اُس روز سے وہی تصویر باعث زندگی ہے سنا ہے مین نے کہ یہ شخص جسکا نام
رستم ثانی ہے اُسکا بھتیجا ہے اور اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہے مین اس تردد مین ہون کہ اگر کبھی وہ دن تقدیر نے
دکھایا کہ ہمارا اور اُس یار جانی کا سامنا ہوا تو یہ منھ دکھانے کے قابل نہ رہیگا کہ ہم موجود رہون اور بھتیجا اُسکا
قتل ہو جاے دوسری بات یہ ہے کہ جس سے دل سے ملے جو اُسکی خوشی وہی اپنی خوشی اُسکا ملال اپنا ملال ہے جیسے
رستم ثانی اُنکا بھتیجا ویسے میرا بھتیجا اگر آپ نے شفقت بزرگانہ فرمائی ہے تو کوئی تدبیر نکالیئے میان تراب
جو اصل مین شبرنگ بن عمرو ہین کہا کہ اچھا صاحبزادی تمنے بھی خوب پیٹ سے پاؤن نکالے مان باپ کا
نام روشن کروگی مجھے تو فقط دل لیکر دریافت کر لینا تھا ابھی تو بادشاہ کو مطلع کرتا ہون یہ سُنکر نوبہار
گوہر پوش کا رنگ اُڑ گیا لیکن دل مین سوچی کہ خیر اب تو جو کچھ ہو گا وہ ہوگا دشمن کو تو کیون چھوڑتی ہے یہ خیال
کر کے تلوار کھینچی اپنی کنیزون سے کہا کہ گرفتار کر لو اس خواجہ سرا کو جو مجھپر تہمت رکھتا ہے یہ سُننا تھا کہ تمام کنیزین دوڑ

رہین میان تراب کو کوئی گھونسہ کوئی لات کوئی تھپیڑ مارتی تھی شبرنگ نے دل مین کہا کہ مفت کی جوتیان
کھاتے ہین بہتو نکھار تے تھے کہ دیکھین عشق اسکا صادق ہی یا نہین واقعی ہین یہ اپنے عشق کی سچی معلوم ہوتی ہے
میان تراب نے بھی ادہر ادہر ہاتھ مارنا شروع کیے کسی کی ناک تک ہاتھ انکا پہونچا چھینک مار کر بیہوش
ہوئی آن واحد مین حباب مار مار کر شبرنگ نے سب کو بیہوش کیا اب ملکہ سے مخاطب ہوا کہ اے ملکۂ عالم
آپ نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون مین شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ کاردان رستم ثانی نوجوان
ہمیری بے ادبی معاف ہو اور آپ نہ گھبرائیے مین اسی تدبیر مین آیا ہون کہ اس شہریار عالیوقار کو اس قید ستم
سے رہا کرون الحمدللہ کہ یہان آکر ملازمت حضور کی حاصل کی یہ کہکر مسخرہ منھ دھو ڈالا اور صورت اصلی اپنی ملکہ کو
دکھائی ملکہ دم بخود تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے شبرنگ سے کہا اے مہر جہاران یہ تو بتاؤ کہ شیشہ سے خواجہ سرا کو کیا کیا شبرنگ
نے کہا خواجہ سرا ستم پیشہ وہ اس قابل نہ تھا جیسا آپ نے مجھ سے بیان کیا اگر اس سے یہان کی خبر لیتا تو یہ
معلوم کیا قصہ در پیش ہوتا مین نے اسے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا یقین ہے کہ وہ عدم آباد کو پہونچ گیا ہوگا
ملکہ نے کہا وقت کم ہے کام زیادہ ہے اے شبرنگ اپنے آقا کی رہائی کی فکر کیون نہین کرتے شبرنگ نے کہا کہ
مجھے ابھی تک پتہ ٹھیک نہین ملا ہے کہ وہ شہریار عالیوقار کہان قید ہین بہار کو جب ہوش آیا کہا مین
بتاتی ہون اسی باغ کی پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا ہے کہ اس سے کوئی آگاہ نہین ہے گلشن سے ثانی کی نقل
ہین مقید ہے اور اصل مین جو رستم ثانی ہے وہ بھی قید ہے بالکل تمھارا کام ہے شبرنگ نے کہا اے ملکہ
شام ہونے دیجئے ابھی بقدرت پروردگار اپنے آقا سے دوچار ہوتا ہون غرضکہ جب دن تمام ہوا شبرنگ
نے گوشہ باغ مین جاکر نقب لگانا شروع کی کوئی بارہ ہاتھ کی نقب کا گوشہ زندان مین وا ہوا آہستہ
سے گردن نکالکر دیکھا تو اپنے آقا کو مسلسل و مطوق پایا اور دیکھا کہ چار ساحران غدار اسباب سحر آراستہ
کیے ہوئے گرد شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے ہین شبرنگ نے جلدی سے سر اپنا نقب مین کر لیا اور سوچا کہ
اب کس طرح اس شہریار کو چھڑاؤن دل سے ایک مکر تجویز کر کے رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت اپنی ایک زن کہنہ
سیہ فام کی بنائی اور ایک پٹارا اٹھا کر ایک پٹاری پر ہاتھ رکھکر چلا کی کے ساتھ نقب سے نکل کر نعرہ کیا کہ
سکھیا ہماری یہ آواز سنتے ہی وہ ساحر جو ہر وقت حفاظت کے لیے رہتے ہین نیند مین آ چلے تھے گھبرا کر جو تک سا پڑے
کہ یہ سکھیا ہماری چماری کون ہین اب جو دیکھا تو ہشیار ہوگئے دیکھا کہ ایک عورت سیہ فام منھ پر سیتلا کے داغ ہین
دو دانت آگے نکلے ہوئے گھبرا کر کہا آپ کون ہین کہا مین جو ہون لونا چماری کی پاس سے خداوند کے آئی ہون کچھ پیغام اس
شخص پاس لائی ہون لہذا تم لوگ تھوڑی دیر کیواسطے ہٹ جاؤ یہ سننا تھا کہ وہ سب ڈنڈوت کرنے لگے اور اسیوقت حجرہ
کے باہر چلے گئے اب اس نے آواز دی کہ کیون اے گستاخ تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی کہ طلسم صندل کو برباد کرنے آیا چل تجھے
خداوند نے یاد کیا ہے رستم ثانی نے جواب دیا لاحول پڑھکر منھ کو پھیر لیا کہا چپ دور ہو یہان سے ہنسکر جواب دیا خدا
کی شان مجھ ایسی نازنین مہجبین سے تو کراہت کرتا ہے ارے اسی صورت پہ سیکڑون کی جانین اور
ہزارون کے خون ہوئے بعد اسکے شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ جھانکتے ہون تو کام نہ بن پڑے گا
ایک آواز دی کہ کیون موئی کالون سنتے تمھین یہان سے تو ہٹا دیا اب تم دروازے سے لپٹے ہوئے باتین
ہماری سنتے ہو ابھی جاکر خاک سیاہ کردونگی یہ سننا تھا کہ ان لوگون نے کہا بھئی یہان سے ہٹ چلو ایسا نہو
کہ غصہ آجائے دیکھو تو کیسی صاحب کمال ہین کہ انھین سب حال روشن ہے کیون نہو کسکی ہو ہین لونا چماری

ابھی تو یونے دو سو خداوندون مین داخل ہین غرضکہ وہ لوگ ڈر کر ہٹ گئے یہان سکھیا چماری نے شہزادہ
رستم ثانی سے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام مشتاقان اگر تو میرا وصل قبول کرتو ابھی لوح تجھکو دلوا دون
طلسم فتح کروا دون اگرچہ جانب خداوند سے تیرے قتل کو آئی تھی لیکن وہان جا کر کوئی بہانہ کر دون گی یا نہ
جاؤنگی جب تجھ ایسا یار جانی جو لطف زندگی ہے بغل مین ہوگا تو کہین جا کر کیا کرونگی رستم ثانی نے کہا
کہ مردار دور ہو یہان سے مجھے مرنا قبول ہے اور تجھ سے ہمکلام ہونا نہین قبول سکھیا چماری نے کہا ارے
ایسی میری صورت بری ہے بھلا ایک آئینہ مین میری اور اپنی صورت ملا کر دیکھ تو یہ کہکر منہ قریب منہ کے
لائی تھی کہ رستم ثانی نے ہاتھ مع ہتھکڑی بلند کیا کہ قریب آئے اور سر پہ مارون کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے
ہون اب اسنے قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار نہ پہچانا آپ نے مین ہون غلام آپکا شبرنگ بن عمرو شہزادہ
رستم ثانی نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ صورت تو نے کیسی بنائی ہے شبرنگ نے کہا عیاری کی ہزار صورتین
ہین لیکن اب چلیے رستم ثانی نے کہا کس طرف سے چلون شبرنگ نے کہا اٹھیے تو سہی اگر قید سخت ہے
تو کہیے کاٹ دون سوہن وغیرہ پیشتر سے لیتا آیا ہون کہ شاید آپ قید مین ناتوان ہو گئے ہون اور قید
نہ توڑ سکین یہ طعنہ سنتے کی ایکفین کب تاب ہے کہا اے شبرنگ اگر قریب مرگ بھی ہون تو ایسی ایسی ہزار
قیدین توڑ کر پھینک دون یہ کہکر دامن آرزو مین آکر اب جو جھٹکے مارتے ہین قید کو مانند تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کر کے پھینک دیا شبرنگ اپنے ساتھ لیکر نقب کے رستے سے چلا اور دہنہ نقب کا بند کیا ان
ساحرون کو آواز دی کہ ہم طلسم کشا کو پاس خداوند کے لئے جاتے ہین تم لوگ پریشان نہونا تلاش
کرنا خداوند کو منظور ہے کہ طلسم صندل پر یاد نہو اسوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس طلب کر لیا کہ نہ یہ یہان ہو
نہ یگانہ طلسم ٹوٹیگا یہ کہکر دہنہ نقب کا بند کر کے روانہ ہوے جسوقت باغ مین نکلے دیکھا رستم ثانی نے
کہ عجیب باغ ہے کس لطف کی چمن بندی ہے کیا اچھے طریقہ سے روش بٹری قائم کی ہے گلہاے الوان کھلے
ہوے ہین طائر چہچہے کر رہے ہین وسط باغ مین جو نہر ہے ہر نہر اسکی آغوش تمنا معلوم ہوتی ہے حباب بشکل دیدہ
مشتاق ابھر ابھر کر ہر سو نگران ہوتے ہین لیکن جس چیز کو دیکھتے ہین اپنے سے دور پاتے ہین ایکدم مین
پھوٹ پھوٹ کر رہ جاتے ہین مچھلیان سبز و سرخ پانی مین سیر کرتی پھرتی ہین اگر کوئی غول مچھلیون کا سنکر نکل
آتا ہے عجیب لطف دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میان آب پیکار آتش صف قلن ہو جا بجا چھوٹے چھوٹے بحر
بڑے ہین گرد نہر کے جو ناتے سے جواہر نگار رکھے ہین انکین چھوٹے چھوٹے درخت سر سے پانون تک
پھولون مین لدے ہوے گلدستہ کاغذی کا لطف دکھا رہے ہین نہین نہین گلدستہ کاغذی مین یہ لطف
کہان نقل کو اصل سے کیا نسبت ہے بہر گلدستہ کو گلدستہ جنت کہنا چاہیے رستم ثانی سیر کنان قریب قصر پہنچے
یہان ملکہ نوبہار گوہر پوش مصروف دعا تھی کہ پروردگار تو مجھے بدیع الملک سے سرخرو کر نا رستم ثانی
کی جان کا تو ہی حافظ ہے کہ یکایک سامنے سے رستم ثانی نمودار ہوے ملکہ ماہ ناز آفرین پڑھنے کہا کہ سجدہ شکر
بجالاییے اے ملکہ عالم مراد آپکی پوری ہوئی لیجیے وہ تشریف لائے نوبہار گوہر پوش نے کبھی رستم ثانی کو
دیکھا لیکن نظر رستم ثانی کی جو نوبہار گوہر پوش پر پڑی شبرنگ سے پوچھا یہ کون ہین کسیقدر صورت انکی
صنم بادلہ پوش سے مشابہ ہے شبرنگ نے کہا یہ بڑی بہن انکی ہین اور عاشق ہین شاہزادہ بدیع الملک
پر رستم ثانی نے جھک کر سلام کیا کیونکہ دونون رشتون سے ملکہ بڑی ہوتی تھین ملکہ نے دعا دی گلے سے لگا لیا

پاس اپنے بٹھایا ہنسکر فرمایا کہ کسیقدر آپ لوگونکی صورتین ملتی جلتی ہین یہ کہکر تصویر نکال کر ملائی اور کہا ان
مین کا تو فرق بیشک معلوم ہوتا ہے ورنہ جو صورت وہ ہے وہ صورت یہ ہے کسیطرح کا فرق نہین اب شبرنگ
نے تمام ماجرا اور رہنا میان تراب کا اور انکین بیہوش کرکے پہونچنا باغ مین ملازمت ملکہ کی اور تاکید رہائی
آپکی سب بیان کیا رستم ثانی نے دل مین سوچا کہ یہ اچھا موقع احسان کرنے کا ہے کسیطرح تو بہار گوہر پوش
کو یہان سے پہچانا چاہیے شبرنگ سے کہا کیونکر بچی جان کو یہان سے لیچلین شبرنگ نے کہا یہ ہو سکتا
ہے کہ سب کو بیہوش کر کرکے پشتارے باندھ باندھکر لے آئے تو مین پہونچا آؤن رستم ثانی نے کہا کہ مین
اپنی موجودگی مین تو اس طرح نہ لیجانے دونگا شبرنگ سے کہا کہ آپ خود کبھی سوا اس تدبیر کے کسی طرح
نکل نہین سکتے رستم ثانی نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ فعل دوسرا تھا کہ کوئی عالم بیہوشی مین جسطرح
چاہتا لیجاتا اب تو مین اسطرح کبھی نہ جاؤنگا شبرنگ نے کہا کہ اچھا مین جاکر لشکر مین اطلاع کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ
تو اسی پردہ شب مین نکل کر روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی کو ملکہ نے نہلوایا پوشاک بدلوائی ایک حجرے
مین بٹھایا چوکی پہرے کا خوب بندوبست کردیا جو وقت دختر نبات جادو ملکہ خندان شکرلب کے آنیکا
معین تھا اسوقت باغ مین نکلکر ٹہلنے لگی جسوقت خندان شکرلب آئی دو چار باتین کرکے اُسے
رخصت کردیا لیکن جب صبح ہوئی زندانبان خدمت مین نبات جادو کے آئے اور عرض کی کہ رات کو
عجب کرامت خداوندی ظہور مین آئی ہے کہ زندگی بھر کا اطمینان ہوگیا اب کوئی کھٹکا باقی نہین رہا نبات جادو
نے کہا کیا ہوا انہون نے بیان کیا کہ ہم حسب منصب اپنی مگرانی طلسم کشا مین مصروف تھے دروازہ زندان
کا بند تھا کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی گھبراکر جو لوگون نے دیکھا تو سکھیا چماری بہو لونا چماری
کی کوٹھری مین صورت پڑا نکی ایسا دبدبہ تھا کہ پیشاب ہم لوگون کے خطا ہوئے جاتے تھے سحر بھولے جاتے تھے
نہ انکو زمین سے نکلتے دیکھا نہ آسمان سے آتے دیکھا نہین معلوم یکایک زندان مین کہان سے پیدا ہوگئین
اور ہمسے کہا کہ تم لوگ باہر زندان کے چلے جاؤ ہمنے ویسا ہی کیا کہ زندان سے باہر چلے آئے کان لگاکر سننے
لگے کہ کیا باتین طلسم کشا سے ہوتی ہین انھون نے پہلے تو کہا کہ چل اے طلسم کشا تجھے خداوند نے یاد کیا ہے
پھر ہم لوگون کو ڈانٹا کہ تم کیا سن رہے ہو دروازے کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسی صاحب کمال ہین کہ انھین
معلوم ہوگیا کہ ہم لوگ پاس دروازے کے کھڑے سن رہے ہین ہم لوگ ڈر کر ہٹ گئے پھر ہمین
نہین معلوم کہ انسے اور طلسم کشا سے کیا باتین ہوئین لیکن جاتے وقت وہ اتنا سنا گئین کہ مین طلسم کشا
کو پاس خداوند کے لیے جاتی ہون اب تم لوگ اطمینان سے بیٹھو نہ طلسم کشا وہان سے آئیگا نہ طلسم
کو ڈر ہوگا بعد اس آواز کے ہمنے جو دروازہ حجرے کا کھولکر دیکھا تو نہ طلسم کشا کو پایا نہ انکین دیکھا نہ کوئی راہ آمد ورفت
دکھائی دی یہ سنکر نبات جادو نہایت متردد ہوا کہ یہ کیا امر ہے احمر جادو و اخضر جادو سے بیان کیا انھون
نے کہا کہ خداوند ہمارا رحیم ہے کیا عجب ہے کہ اسے بربادی طلسم منظور نہو اسیوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس بلالیا
ہو لیکن اس حال کی اطلاع خدمت بادشاہ مین کرنا ضروری ہے نبات جادو نے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور
خدمتمین صندلان شاہ کے روانہ کی جسوقت عرضی بادشاہ کو پہونچی اور صندلان شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا
کہ اسیطرح طلسم کشا زندانخانہ سے غائب ہوگیا اسوقت معلم کتابدار سے کہا کہ یہ کیا راز ہے معلم کتابدار نے کتاب
زر رشتی کو کھولا اور بعد دریافت عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار یہ زمانہ ادبار کا ہے وہ وہ باتین ظہور مین

آتی ہین کہ جنکا وہم وگمان بھی نہین ہوتا ہو شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا آیا پہلے تو اُسنے میان تراب
کو صحرا مین حقہ پلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے صورت میان تراب کی بنکر اندر باغ کے پاس بڑی صاحبزادی
ملکہ نوبہار گوہر پوش کے آیا ملکہ کو ایسا باتون مین لگایا کہ نوبہار گوہر پوش نے بھی راز دلی بیان کر دیا
یعنے عشق بدیع الملک ظاہر کیا اور کہا کہ کسیطرح رہائی طلسم کشا کی فکر کرو جب معلوم ہوا کہ ملکہ دوستی
طلسم کشا کا دم بھرتی ہین تو شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کر دیا اور صورت سکھیا چماری کی بنکر زندان مین گیا
اور اپنے آقا کو قید سے چھڑا لایا زندانبانون کو بہکا آیا اب ملکہ نوبہار اور رستم ثانی دونون باغ مین نبات
جادو کے موجود ہین عیار طلسم کشا اُسکے لشکر مین خبر کرنے گیا ہوا ہی اگر وہان سے لوگ آگئے تو فوراً
رہا کر لیجائینگے اور طلسم کشا بسبب لوح نہونے کے مجبور ہی اگر لوح اُسکے ہاتھ لگ گئی ہوتی تو ابتک وہ کام
نبات جادو کا تمام کر چکا ہوتا نبات جادو کی آنکھون پر پردے غفلت کے پڑے ہوئے ہین یہی علامتین
بربادی طلسم کی ہین صندلان شاہ جادو نے جو یہ باتین سُنین اور حقیقت حال سے آگاہ ہوا سامنے شرارہ
روئین تن کہ نہایت ساحر زبردست ساحری عصر ہو موجود تھا کہا اے شرارہ حکومت ملک نباتیہ
مین نے تیرے نام کی جا اور نبات جادو کو سزا سے معقول دے کر شہر نباتیہ سے نکال دے اور سر طلسم کشا
کا مع سر نوبہار خدمت مین بابدولت کی روانہ کر اور ایک نامہ نبات جادو کے نام اس مضمون کا تحریر
کیا کہ اسی مسند پر یہ دعوی تھا کہ ہمنے طلسم کشا کو اسیر کیا تو لائق اعتماد کرنے کے نہین ہو لہذا تجکو اطلاع
دیجاتی ہو کہ حکومت شہر نباتیہ سے دست بردار ہو اور شرارہ روئین تن کے سپرد کر کے جہان تیرا جی
چاہی وہان چلا جا ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے شرارہ روئین تن پانچ لاکھ
ساحران غدار کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوا دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہی
لیکن اب حال شبرنگ بن عمرو کا سنئے کہ یہ باغ سے نکلکر پیچ لشکر اسلام کا دیکھکر پاسے شاطری مارتا ہوا روانہ
ہوا بھورات باقی تھی تمام ہو کر صحرا مین نکل گیا راہ گم کی تین روز تک راستہ لشکر کا نہ ملا حیران سرگردان کبھی یہ
خیال کہ نہین معلوم کہ اُس شہریار عالیمقدار پر کیا گذری دشمنون مین اُسے چھوڑ آئے ہین لوح پاس نہین ہو
اسی حال پر ملال مین تیسرے روز دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا جاتا ہو خود بھی صورت ایک مسافر کی بنکر
شریک قافلہ ہوا ایک آدمی سے پوچھا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر نباتیہ
کو جاتے ہین شبرنگ نے کہا مین بھی چلتا ہون تین روز سے اسی صحرا مین تباہ ہون راہ بھول گیا ہون
غرضکہ ساتھ قافلے والون کے شہر نباتیہ کے قریب آیا پہلے دریافت کیا کہ کوئی غدر تو نہین شہر مین واقع
ہوا جب معلوم ہوا اسطرح کا کوئی ہنگامہ تازہ نہین برپا ہوا دلکو اطمینان ہوا کہ معلوم ہوتا ہی ابھی تک راز
اُس شہریار عالیمقدار کا فاش نہین ہوا لیکن افسوس کہ اگر مین نے راہ نہ گم کی ہوتی تو ابتک آکر اپنے آقاے
نامدار کو لیجاتے مگر راہ راست دریافت کر کے جلد جلد طے منازل کرتا ہوا داخل لشکر ہوا یہان سب امرا
ورؤسا دربار مین موجود تھے بلور آسمان شگاف تخت حکومت پر جلوہ افروز تھا ذکر ہو رہا تھا کہ کیا تدبیر
رہائی شاہزادہ رستم ثانی کی کرین حکم سے خاقان روشن دل کے مجبور ہین ورنہ جاکر لڑ جاتے جانین
اپنی نثار کرتے مگر اُس آقاے نامدار کو چھڑا کر لاتے کہ ایکبار دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ پیدا ہوئی
اور شبرنگ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا بلور آسمان شگاف نے کہا اے مہتر مہتران ہم کہان

تھے تمھارے گم ہوجانے سے اور رعد و افرودن ہوگیا تھا شہرنگ نے کہا آپ یہان بیٹھے کیا کر رہے ہین
جو میرا کام تھا وہ کر آیا اس شہریار کو قید سے رہا کیا اب وہ باغ نباتت جادو مین مقیم ہین اور سارا ماجرا
جو کچھ گزرا تھا مفصل بیان کرکے کہا اب یہ آپ لوگون کا کام ہے چلیئے اور اپنے آقا کو لے آیئے یہ
سنکر بلور آسمان شگاف تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی
عالم افروز جادو اور شقاق جادو وغیرہ نے اپنے اپنے لشکر کو حکم دیا آن واحد مین تمام لشکر تیار ہوگیا
کیونکہ ہر افسر کو حکم تاکیدی پہونچا تھا جو جہان جس حالت سے بیٹھا تھا اسی طرح اٹھ کھڑا ہوا فقط
اسباب جنگ تو لے لیا جھولی سحر کی لگا لی باقی ہر چیز کو جو جہان تھی وہین چھوڑا کوئی کھانا کھانے
بیٹھا تھا کوئی دستر خوان بچھا رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ لشکر مین چلا آیا اور کوئی کھانا پکا رہا تھا وہ اسی طرح
چولھے سے اٹھ کھڑا ہوا کوئی نہانے بیٹھا تھا تو آدھا نہایا اور آدھا بے نہایا کمر ہمت کو چست باندھکر
روانہ ہوا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ یہ وقت جانبازی ہنگامہ امتحان افسون سازی ہے چلو اور اپنے
آقا و ولی نعمت پر جانین نثار کرو غرض بلور آسمان شگاف مع فوج ظفر موج چڑھائی کرکے ملک
نباتیہ پر جاتا ہے دیکھیئے کس وقت پہونچتا ہے لیکن اول حال شہزادہ روئین تن کا سنیئے کہ یہ طے مراحل
و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے اول نامہ وار صندلان شاہ کا پاس نباتت جادو کے پہونچا اور نامہ دیا
نباتت جادو نے نامہ لیکر پڑھا تھر تھر کانپنے لگا مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی رنگ چہرے کا اڑ گیا
اور قصد کیا کہ قبل آنے شہزادہ روئین تن کے مین ملک نباتیہ سے چلا جاؤن مگر جاؤن تو کہان
جاؤن یہ اسی فکر و تردد مین تھا لیکن شہزادہ روئین تن نے آتے ہی پہلے باغ ملکہ کو گھیر لیا دیکھا
کہ شاہزادہ رستم ثانی بادلِ پر سامنے بیٹھے ہین اور ملکہ نوبہار گوہر پوش مسند پر جلوہ افروز ہین ماہ ناز آفرین
پاس بیٹھی ہے بس اسنے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ شاہزادون کو آوارہ کیا طلسم مین ہلچل
ڈالدی آبرو پادشاہ طلسم کی خاک مین ملا دی لیکن اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے منہ شہزادہ روئین
تن سے گزارے ہم کرا ز دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر جھولی سحری ہاتھ ڈالا اور ایک پنجہ نکالکر
کچھ پڑھنے کا قصد کیا رستم ثانی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے چلے کہ او ملعون کیا بکتا ہے شہزادہ
نے آواز دی کہ مجھے مثل اوروں کے نہ سمجھنا یہ کہکر کڑکی آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھ پاؤن بھی
حرکت سے گئے اس نے کچھ پڑھکر دہشت سنبل کیطرف اشارہ کیا کہ تین زنجیرین پیدا ہوکر چلین ایک رستم ثانی
کے بازوؤن مین لپٹ گئی ایک نے نوبہار گوہر پوش کی مشکین باندھین ایک ماہ ناز آفرین کے ہاتھون
مین لپٹ گئی کیا تفرقہ پردازی گردون سفلہ پرور ہے کہ ابھی تو کس اطمینان سے بیٹھے تھے کیا باتین ہورہی
تھین اسلیئے دل کی بڑھ رہی تھین اب دو تین روز مین ذرا اچھا سبھی باہم ہوا تھا ملکہ حالات لشکر اسلام
پوچھتی تھی شاہزادہ رستم ثانی بیان فرماتے تھے کبھی جمشید بادہ پوش کا ذکر ہوتا تھا رستم ثانی کہتے تھے کہ
وہ سفر شاقانیہ مین ہین آنکھ بھی انکی ہے پاس بھیجدونگا آن واحد مین یہ حالت ہوئی کہ امید زندگی اٹھ
گئی اجل کے پنجے مین آگئے سب خیالات خواب پریشان ہوگئے ایک ادنی ملازم نے آکر مشکین باندھین
نوبہار گوہر پوش ملکہ دیکھکر رہ جاتی ہے لیکن شہزادہ روئین تن نے کہا کہ پہلے اس نمک حرام دولت یعنی
نباتت جادو کو سزا پہونچاؤن تو آکر بھیجون پادشاہ کا حکم ہے کہ سر دونون کے ہمارے پاس بھیجدو

جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابر پھٹ گیا اسکا سحر کسی سے رد نہین ہو سکتا قریب باغ پہونچ چکے ہین یہ رنگ
شزارہ روئین تن نے جو دیکھا کہ اہل اسلام قریب باغ پہونچ گئے ہین سب کے سحر کا تو مین جواب دے سکتا
ہون لیکن بلور آسمان شگاف کا سحر نہین رک سکتا اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالون سارا
قصہ فیصل ہو جائیگا ان سب کے دل ٹوٹ جائینگے بھاگ کھڑے ہونگے اور اسے شزارہ بڑی غلطی کی تو نے
جو طلسم کشا کو مہلت دی یہ خیال کر کے احمر جادو و اخضر جادو سے کہا کہ ان ہی وقت جانثاری ہے اگر
تم ان لوگون کو تھوڑی دیر بھی روک لو گے تو مین جا کر طلسم کشا کو قتل کر ڈالونگا احمر جادو نے
کہا ہم ہوشیار ہین تھوڑی دیر کیسا کہ جبتک جان تن مین باقی ہی کسیکو آگے نہ بڑھنے دینگے آپ جائین شزارہ
نے رخ میدان جنگ سے موڑا اور طرف باغ کے چلا ادھر نبات جادو نے جا کر محروق جادو کو رہا
کر دیا اور کہا کہ چلو ہم تم شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کر لیچلین تمہارا لشکر بھی آگیا ہی شزارہ روئین تن سے
جنگ ہو رہی ہی ہنگامہ جنگ برپا ہی لیکن شاہزادہ باغ مین ہی یہی موقع ہی چلو ہم تم اس شہریار
عالیوقار کو لیکر نکل چلین ادھر محروق جادو باغ کیطرف آتا ہی ادھر شزارہ روئین تن نے بھی باغ کیطرف
رخ کیا ہی نبات جادو نے محروق جادو کو رہا کر کے اپنے لشکر مین آ کر آواز دی کہ ایسا شہریار بہادر نیا پو [uncertain]
لگے اور بادشاہ طلسم کی ناقدری ظاہر ہو چکی ہی لہذا مین نے تو غلامی اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی سبکو میرا ساتھ
دینا ہوگا وہ شریک لشکر اسلام ہو کر شزارہ روئین تن سے لڑے اور لوح بھی اپنی طلسم کشا کو دیدی سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین ہم بادشاہ طلسم کو کیا جانین ہم آپ کے نمک خوار ہین نبات جادو بھی مع لشکر آ کر
لشکر شزارہ روئین تن پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا لیکن شزارہ روئین تن بلاے بد آفت کا پرکالہ ہی
کسی کے سحر کو کب مانتا ہی برابر رد کرتا چلا جاتا ہی قضاے کار اتفاقات روزگار ادھر سے محروق جادو
آتا ہی اسطرف سے شزارہ روئین تن جاتا ہی اسکا ارادہ ہی کہ مین طلسم کشا کو نکال لیجاؤن شزارہ
بارادۂ قتل آتا ہی دونون کا سامنا ہوا شزارہ نے جو محروق کو دیکھا آواز دی کہ تو کون ہی کیونکہ محروق
جادو ساحران طلسم صندل سے تو ہی نہین کوئی اسے پہچانتا نہین محروق جادو نے نعرہ کیا کہ ہم
محروق جادو تو کون ہی شزارہ روئین تن نے کہا کس ارادے سے آتا ہی محروق جادو نے کہا
کہ طلسم کشا کو رہا کرنے آتا ہون یہ سننا تھا کہ شزارہ جادو نے تیغ سحر مارا اگرچہ محروق کا زخمی
ہوا جھوم کر چلا رستم ثانی نے جو اپنے رفیق کو دیکھا کہ قتل ہوا چاہتا ہی شزارہ تلوار کھینچکر چلا ہی کہ محروق کو
قتل کردن رستم ثانی نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہی شزارہ نے آواز دی کہ تجھے کسنے رہا کیا رستم ثانی
نے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے مجھے رہا کیا شزارہ نے کہا کہ کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اسے
قتل کر لون تو تیرا بھی کام تمام کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ محروق کو قتل کرے محروق جادو بے بس پڑا ہوا
تھا رستم ثانی سے ابھی کچھ فاصلہ تھا جلدی سے عکس لوح کا محروق پر ڈالا محروق جادو کو ہوش آیا
سر پہ جلاد کو دیکھا جست کر کے علحدہ ہوا رستم ثانی نے نعرہ کیا او شزارہ روئین تن ادھر آ کہ ملک الموت
تیری جان کا سر پر آپہونچا شزارہ نے تیغہ سحر مارا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا اور تیغہ پھیر سے رد
کیا شزارہ کی نظر جو لوح پر پڑی سحر کیا اور اڑکر چلا کہ اب سواے قتل کوئی چارہ نہین ہی لوح اسکے
ہاتھ لگ گئی سحر تیرا کارگر نہوگا جیسے ہی اڑکر چلا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا شزارہ زمین پر

آیا رستم ثانی جھپٹ کر قریب آئے شہزادہ نے آواز دی کہ مین فقط ساحر نہین ہون اگر تجھے دعوی سپہ گری
کا ہی تو لڑ لے یہ کہکر خبردار خبردار کہکر تلوار ماری رستم ثانی نے بند دست پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا لیکن ٹھوکر
کھائی تلوار سر پہ بیٹھی چار انگل کا زخم سر مین آیا دستانہ نہ تھا کلائیان مارین تلوار سر سے نکلی لیکن
دونون کلائیان زخمی ہوئین اب لوح کا عکس برابر پڑ رہا ہی سحر شہزادہ کا کام نہین کرتا اُسی زخمی ہاتھ سے
وار تیغ آبدار کا کیا تلوار اُسکے سر پر پڑی مگر اُچٹ گئی کارگر نہوئی کیونکہ شہزادہ روئین تن ہی پھر اُسنے
جھٹکہ وار کیا رستم ثانی نے اُسی جرأت و ہمت کے ساتھ بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار
چھین لی زور ہونے لگے لیکن رگین ہاتھون کی جو کشمکش مین کھنچین زخم مین درد ہوا رستم ثانی کو غصہ آیا
جھٹکا مارا کہ شہزادہ روئین تن اوندھے منھ زمین پر آیا دوسرے ہاتھ سے بند کمر مضبوط تھام کر جو جھٹکا مارا
بالائے خاک سے برروے ہوا اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
چڑھا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین شہزادہ ہنسا اور کہا کہ تو مجھے کیونکر قتل کریگا خداوند نے
مجھے پیدا کیا اور میری موت کا پیدا کرنا بھول گیا تلوار مجھپر اثر نہین کرتی پھر ایسے خداوند کو چھوڑ کر مین خدا
نادیدہ کو سجدہ کرون کہان ہوسکتا ہی یہ سنکر رستم ثانی کو غصہ آیا اور ایک پاؤن اسکا پاؤن کے نیچے
دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ مین لیکر جھٹکا مارا اور چیر کر پھینکدیا شہزادہ کا مرنا تھا کہ قیامت کبری برپا ہوئی
تمام باغ مین آگ لگ گئی آتش گل بھڑک اُٹھی عندلیبون کے سوز جگر سے دھوان اُٹھا شعلۂ لالہ بھڑک
اُٹھا ہر درخت مانند چنار کے جلنے لگا بلکہ تمام وہ طبقہ جلنے لگا جبتک لاش شہزادہ جادو کی پھڑکا کی ایک
زلزلہ برپا رہا جب روح شہزادہ کی تن نجس سے نکل کر دوزخ کی سمت راہی ہوئی ایک آواز آئی کہ
کشتی مرا نام مین شہزادہ جادو بود حیف مردیم و جا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب علامات سحر برطرف
ہوئی محروق جادو اپنے آقا پر بلا گردان ہوا ادھر ازان رستم ثانی اُسی عالم زخمداری مین مرکب پر سوار ہوے
لوح گلے مین عجب جلوہ دے رہی تھی ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ادھر بالاے ہوا سے ساحرون کی لاشین
گر رہی تھین ہنگامہ گیرو دار بلند تھا میدان جنگ مین کوسون خون کی شفق پھولی ہوئی تھی زمین رونق آسمان
کو بھولی ہوئی تھی رستم ثانی نے جسپر عکس لوح کا ڈالا سحر بھولا گولہ ترنج نارنج مارا کام نہ نکلا جسپر ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا دو پرکالے ہوے ادھر یہ قتل کرتے ہوے چلے جاتے ہین اُدھر نبات جادو نے آفتین برپا
کردی ہین گولہ ترنج و نارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے سے وہ وہ علامتین پیدا ہوتی ہین کہ
عیاذاً باللہ نبات جادو اور عالم افروز جادو کا سامنا ہوا یہ لوگ ابھی حال سے نبات جادو کے آگاہ
نہین ہین قصد کیا تھا عالم افروز جادو نے کہ گولہ سحر کا نبات جادو پر مارون نبات جادو نے
آواز دی کہ ملکہ کیا کرتی ہو مین تو غلام طلسم کشا ہون لوح مین نے طلسم کشا کو دیدی شہزادہ جادو
مارا گیا عالم افروز جادو نے ہاتھ اپنا روکا لیکن احمر جادو کا اور چقماق جادو کا سامنا ہوا احمر جادو
نے ترنج سحر مارا کہ شانہ چقماق جادو کا زخمی ہوا فوارہ خون کا جاری ہوا پس چقماق آتش افروز جادو
نے وہی خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر احمر جادو پہ کھینچ مارا خون شعلہ بنکر احمر جادو پر گرا تن
بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگا دوسرا سحر پڑھا لیکن سحر چقماق جادو نہ اترا جلکر خاک ہو گیا اُدھر اخضر جادو نے
عالم افروز جادو پر نارنج سحر مارا عالم افروز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر نارنج ہاتھ مین پکڑ لیا اور وہی نارنج

اخضر جادو پر مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا لاشے ان دونون کے زمین پر گر کر پھڑکنے لگے کہ تمام عرصۂ کارزار
متزلزل ہوا بیرون سے جب کچھ نہو سکا غل مچا کر خاک اڑا کر چلے گئے آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من
احمر جادو و اخضر جادو بود فوج بے سردار کہا تنک لڑتی آخر کار لاشین اپنے اپنے افسرون کی اٹھالین اور میدان
جنگ سے نکلکر راہ فرار اختیار کی جو لوگ حلقے مین پھنس گئے تھے نکلنے کا رستہ نہ ملا انھون نے امان مانگی مطیع
اسلام ہوے شاہزادۂ رستم ثانی نے ہاتھ روکا سب نے ہاتھ روک لیے بلور آسمان شگاف آکر رستم ثانی
سے ملا نبات جادو نے قدمبوسی حاصل کی رستم ثانی نے بلور سے دوستی نبات جادو کا حال بیان کیا
اب سب مجتمع ہوکر قلعۂ نباتیہ مین آئے ایک روایت مین ہی کہ رستم ثانی نے سلیمان شاہ کو قلعۂ
رخشانیہ کا بادشاہ کیا تھا اور اسفندیار صحرائی کو بادشاہ لشکر کرکے اپنے ساتھ رکھا ہی اس بنا پر
اسفندیار بھی ساتھ ہی یہ بھی قلعہ مین آیا ہر طرف امن و امان ہوئی شاہزادۂ رستم ثانی نے نبات جادو
کو پھر سے اپنی طرف سے تاج بخشا نبات جادو نے بڑی دھوم سے سبکی دعوت کی شہر آئینہ بند ہوا تنکدے
منہدم کرا دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا تمام شہر مین چراغان ہوا
جراح طلب ہوے شاہزادۂ رستم ثانی اور چقماق جادو کا علاج ہونے لگا اب اژدر جادو کو طلب کیا
کہ یہ ہاتھ سے چقماق جادو کے گرفتار ہوا تھا جسوقت اژدر جادو سامنے آیا نبات جادو نے کہا کہ
مین نے غلامی اس شہریار با وقار کی اختیار کی ہی تو کیا کہتا ہی اژدر جادو نے کہا کہ ہم تو مطیع آپکے ہین جسکی
اطاعت آپنے اختیار کی ہمنے پہلے اختیار کی رستم ثانی نے اژدر جادو کو رہا کیا خلعت فاخرہ بخشا اسکا
عہدہ اسے دیا لشکر نبات جادو کا یہ سپہ سالار رہا لیکن جس روز رستم ثانی نے غسل صحت کیا نبات جادو
نے خوشی کا جشن کیا رستم ثانی بعد غسل صحت کرنے کے پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے واسطے سلام کے
آئے ملکہ نے دعا دی پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی منگا کر نثار کین ملکہ نے ہنس کر پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ تمھارے
لشکر مین اسفندیار صحرائی بھی ہی رستم ثانی نے کہا کہ جی ہان مین نے اُسے بادشاہ لشکر کیا ہی غیر ساحر لوگون
کی فوج کا وہ افسر ہی لیکن آپ نے کیون اُسکا نام لیا ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا کہ یہ میری مصاحب
ہی ماہ ناز آفرین اسکا نام ہی کہ اُسکے چچا کی بیٹی ہی شادی اسکی اُسکے ساتھ ہوئی تھی یہ اسیر عاشق تھی
وہ اسیر عاشق تھا لیکن خدا غارت کرے ابلیس خود پسند کو کہ جو سالار لشکر میرے باپ کا ہی مواسی قابل نہین ہی لیکن
ہوس اسقدر ہی کہ جو خوبصورت عورت جہان دیکھتا ہی اٹھا لاتا ہی وہ اُسکی جان کو زندگی بھر رویا کرتی ہی اسے بھی
اٹھا لایا تھا ایک روز یہ میرے یہان مہمان آئی اور سب حالات اپنے اس طرح بیان کیے تو مین نے اسے اپنے پاس سے
جانے نہین دیا اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے اسفندیار سے ملا دونگی الحمد للہ کہ پروردگار نے غیب
سے ایسا سامان کر دیا کہ اب یہ اپنے شوہر سے ملجائیگی رستم ثانی یہ سنکر نہایت خوش ہوے اور شبرنگ ہمراہ تھا
اُسے پاس اسفندیار کے روانہ کیا اسفندیار صحرائی خیمہ مین بیٹھا رو رہا تھا کہ افسوس اتنک ہمارے
یار جانی کا پتہ بھی نہین ملا کہان ہی اور کس حال مین ہی کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا
تھا شعر نہین تاثیر الفت مین تو پھر بیچین ہم کیون ہین ۞ جو دل سے آہ نکلیگی کہانتک بے اثر ہوگی ۞ ناگاہ شبرنگ
دروازۂ خیمہ پر پہونچا دربانون نے ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت تخلیہ ہی کسی کے جانے کا حکم نہین ہی لیکن ہماری
کیا مجال ہی کہ آپکو منع کرین شبرنگ نے کہا کہ تخلیہ مین کوئی اور بھی ہی شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا کوئی معشوق

پاس بیٹھا ہو انھون نے کہا کہ اور تو کوئی بھی نہین ہے لیکن کسی تردد مین ہین شبرنگ سبب واقعہ تو ملکہ کی
زبانی سنکے آیا ہی تھا سمجھ گیا کہ یاد مین ماہ ناز آفرین کے بیٹھا ہوگا سچ ہے عشق کیا بُری چیز ہے کہ سوا تکلیف
کے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے عقل خبط ہو جاتی ہے اگرچہ شبرنگ کو کون روک سکتا تھا تاہم شبرنگ نے
لحاظ کیا کہ یہ بھی تو بادشاہ ہے ایک دربان سے کہا کہ ہمارے آنے کی اطلاع کردو دربان نے جاکر عرض کی
اسفندیار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جیسے ہی نام شبرنگ کا سُنا آنسو رومال سے پاک کیے کہا کہ
اُنھین کیون روکا دربان نے عرض کی کہ ہمنے صرف اُنسے بیان کر دیا تھا کہ تخلیہ ہے وہ خود تشریف نہین لائے
لیکن کوئی کار ضروری تھا فرمایا کہ اطلاع کردو غرضکہ شبرنگ اندر آیا سلام کیا دیکھا کہ آنکھین اسفندیار کی
سرخ ہو رہی ہین درد پیدا آثار عشق ہویدا ہین شبرنگ نے مزاج پرسی کی اسفندیار نے کہا شکر ہے خدا کا
اے مہتر مہتران اسوقت کہان آنا ہوا شبرنگ نے مسکرا کر کہا کہ آپکو شاہزادہ رستم ثانی نے یاد فرمایا ہے
اسفندیار اُٹھکر ساتھ ہوا شبرنگ اسفندیار کو لیئے ہوے دروازہ باغ پر آیا اطلاع کی ملکہ نے اورنگ
آگے اپنے رکھوا لیا اور کہا کہ بلا لو اسفندیار اندر باغ کے آیا شاہزادے کو سلام کیا ملکہ کی خدمت مین تسلیم بجا لا کے
پاس رستم ثانی نے بٹھا لیا اسفندیار نے گھبرا کر پوچھا کہ اسوقت یاد فرمانے کا کیا سبب ہے رستم ثانی نے کہا سبب تو
مین پھر بیان کرونگا لیکن اسوقت تم گھبرائے کیون ہو اسفندیار نے عرض کی کہ اے شہریار ملکہ عالم سامنے تشریف فرما
ہین اور آپ اپنے سر کی قسم دیتے ہین گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اسوقت مجھے یاد ملکہ ماہ ناز آفرین کی آئی
اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا دل سے باتین کر رہا تھا اور اُسی کو یاد کرکے رو رہا تھا رستم ثانی ہنسنے لگا سپر نو بہار
کے بیٹھی تھی اسکا بھی دل بھر آیا جی چاہا پکار کر رونے لگے لیکن ضبط کیا پاس ادب رستم ثانی اور ملکہ نو بہار
گوہر پوش کا مانع ہوا ضبط کرکے رہگئی لیکن رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے دل مین خیال کیا
کہ یہ اور ظلم ہے کہ دونون قریب بیٹھے ہین اور ایک دوسرے سے بات نہین کر سکتا اُٹھکر پاس ماہ ناز آفرین
کے تشریف لائے اور ہاتھ پکڑ کر اُٹھا لیا اور سامنے اسفندیار کے لاکر ارشاد کیا کہ دیکھو اس عورت کو پہچانا تو کہ
یہ کون ہے اسفندیار نے جو صورت ماہ ناز آفرین کی دیکھی سکتے کے عالم مین ہوگیا شادی مرگ کی نوبت تھی
ادھر ماہ ناز آفرین گردن نیچی کیے کھڑی تھی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اے اسفندیار اتنا صبر کرو
دل پر جبر کرو کہ جب طلسم فتح ہوجائے تو تمھارا عقد اسکے ساتھ کر دیا جائیگا اسوقت تردد کی حالت ہے جیسے
دیکھو کہ ملکہ صنم بادلہ پوش شہر خاقانیہ مین ہین اور ہم یہان لیکن کیا کرین مجبور ہین اب انشاء اللہ جس روز
ہمارا عقد صنم بادلہ پوش کے ساتھ ہوگا اُس روز تمھارا بھی عقد اسکے ساتھ ہوجائیگا تم ہمارے ساتھ ہو یہ
صنم بادلہ پوش اور چچی جان ملکہ نو بہار گوہر پوش جو اس طرف اورٹ کے تشریف رکھتی ہین انکے ساتھ
رہینگی اسفندیار نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے مجھے تو انکی خیر و عافیت سے غرض تھی اب دل کو اطمینان
ہوگیا لیکن رستم ثانی کو خیال ہوا کہ انصاف کے لحاظ سے یہ دونون آپسمین ہمکلام بھی نہین ہوئے دل کی شکایت
دل ہی مین رہین اس سے مناسب یہ ہے کہ اُنکو بھی تخلیہ گاہ مین بھیجدین کہ جو لوگون کے بخار جو دل مین رہ گئے
ہین وہ نکل جائین یہ خیال کرکے ایک علیحدہ کمرہ تھا وہان پہلے ماہ ناز آفرین کو بیجا کر بٹھا دیا بعد
اسکے اسفندیار کو اپنے سر کی قسمین دیکر بھیجا عاشق و معشوق یکجا ہوے اسفندیار ماہ ناز آفرین
لپٹ کر رونے لگا اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ہر چند جدا ہونے کو جی نہین چاہتا تھا لیکن بلحاظ ملکہ

نوبہار گوہر پوش و بیاس شاہزادہ رستم ثانی ملکہ ماہ ناز آفرین نے اسفندیار سے کہا کہ جلد یہان سے
جاکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہو ایسا نہو کہ لوگ مجھپر طعنہ زن ہون کسی اور طرح کا گمان کرین اسفندیار نگاہ
حسرت سے ملکہ کو دیکھتا ہوا باہر سب کے آیا پاس شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہو اگردن جھکائے ہوے سر نیچا کیے
ہوے اتنے مین شہر تنگ نے آکر عرض کی کہ ای شہریار نبات جادو نے کہلا بھیجا ہی کہ جلسہ آراستہ ہی آپکا انتظار ہی
حضور تشریف لائین تو شغل رقص و غنا شروع ہو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا ای فرزند مین نے بھی تمھارے غسل
صحت کی خوشی کی ہی کچھ دیر یہان شریک رہنا کچھ دیر وہان رہنا اور اسفندیار سے کہا کہ میرا پردہ تجھسے
آنکھ کا پردہ ہی اور زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ جو میرا مختار و مالک ہی وہ یہان موجود نہین ہی بغیر اُسکی اجازت کے مین
سامنے نہین ہو سکتی اسفندیار نے عرض کی کہ ہم غلام آپ شاہزادی آپکا پردے ہی مین رہنا مناسب ہی میری
مجال ہی کہ مین شکایت کر سکون غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ سے وعدہ کرکے رخصت ہوے کہ مین بارہ بجے
شب کے پھر حاضر ہونگا اور مع اسفندیار و شہر تنگ داخل بارگاہ ہوے وقت شام کا تھا ہر طرف چراغان
کی بہار تھی سیر کرتے ہوے آئے دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی طائفے حاضر ہین شاہزادہ
رستم ثانی آکر مسند پر جلوہ گر ہوے طائفون نے مبارکباد شروع کی سب نے حسب لیاقت انعام دیا کہ طائفے
مالا مال ہوگئے اب ایک ایک طوائف مجرا کرتی ہی اور چلی جاتی ہی کسی نے کوئی ٹھمری گائی کسی نے خیال کسی نے
ٹپہ کسی نے کوئی غزل گائی دس بجے تک صحبت رقص و غنا گرم رہی بعد اُسکے دوسرے خیمہ مین دسترخوان
بچھا نبات جادو نے نہایت شیرین زبانی سے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش فرمائین شاہزادۂ رستم ثانی
کو خوشی میزبان کی ہر طرح منظور تھی مع رفقا اُٹھ کھڑے ہوے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے نبات جادو
سے ارشاد کیا کہ اب تم میرا راستہ نہ دیکھنا رقص و غنا کا شغل جاری رکھنا مین باغ مین جاتا ہون یہ فرماکر مع
شہر تنگ باغ مین تشریف لائے یہان ملکہ نے تیاری جشن کی کی تھی ملکہ خندان شکرلب دختر نبات جادو مصروف
اہتمام تھی نازنینون کا مجمع تھا پرستان کا سمان نظر آتا تھا ہر نخل باغ کا لطف چراغان سے سرو چراغان ہوگیا تھا
رستم ثانی پاس ملکہ کے باادب آکر بیٹھے گائنون نے ساز ملائے گانا شروع کیا غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی
کچھ دیر یہان بھی بیٹھے بعد اُسکے پھر جلسہ مین تشریف لائے سات روز تک یہ جشن رہا بعد اُسکے تین روز
آرام لیا اب شاہزادۂ رستم ثانی پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے تشریف لائے اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب
جانین تو طرف شہر خاقانیہ کے کہ وہ مقام امن ہی پاس اپنی چھوٹی بہن کے تشریف بیجائین نوبہار گوہر پوش
نے کہا ای فرزند جو تمھاری خوشی ہو جیسا تم مناسب جانو مجھے کیا عذر ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے اسیوقت
تیاری کرکے ملکہ کو سوار کیا اور چقماق جادو اور عالم افروز جادو کو بڑے محافظت ساتھ کیا اور ایک نامہ خاقان
روشن دل کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر کلان صندل لان شاہ کی
آتی ہین اُنھین اُنکے پاس پہونچا دیجیے گا اور اُنکا خیال صنم بادلہ پوش سے زیادہ کرنا چاہیے کہ
رشتے مین میری چچی ہوتی ہین غرضکہ اُسیوقت سواری مثل بادبہاری طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئی
اور یہان شہزادۂ رستم ثانی نے درستی لشکر کا حکم دیا اور نبات جادو سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ جبتک
چقماق جادو ملکہ کو پہونچا کر واپس آئین اُسوقت تک یہان لشکر آراستہ ہو رہے بعد اُسکے یہانسے آگے
جو ملک ہی وہان چلون نبات جادو نے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوج آراستہ ہونے لگی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان بادشاہ طلسم ملک صندلان جادو کے بیان ہوتے ہین
کہ یہ منتظر بیٹھا ہی کہ شہزادہ روئین تن سر ملکہ نوبہار گوہر پوش و طلسم کشا لاتا ہوگا جس وقت سے یہ خبر
اندر محل کے گئی ہی اور خبر مادر ملکہ نوبہار کو ہوئی ہی اس نے رو رو کر اپنی آنکھین سوجالی ہین سر پر ہاتھ اٹھا
اٹھا کر کوستی ہی کہ خدا صندلان جادو کو غارت کرے یہ کیسا سنگدل ہی کہ اپنی اولاد کی مطلق محبت نہین پہلے اس
لڑکی پر تہمت رکھی اسکو قتل کرنے چلا اسے اللہ نے بچایا سعید سالک لیگئے آخر کار جو تہمت لگائی تھی
وہی ہوا کہ وہ طلسم کشا کے قابو مین آگئی نہ یہ اسے قتل کرتا نہ یہ انجام ہوتا خود کردہ را علاج نیست اپنی
خطا اور یہ الزام اب نوبہار گوہر پوش سے تسکین خاطر تھی اسکو بھی قتل کرواتا ہی ابھی تو اس امید پر ہین
جیتی ہون کہ شاید خدا اسے بھی مثل صنم بادلہ پوش کے بچالے کوئی صورت نکل آئے جس دن خدا نہ کردہ
ان بندی کے قتل کی خبر سنونگی اپنی بھی جان دیدونگی صندلان شاہ کو بھی زہر دے کے مارونگی جب چراغ
سلطنت گل ہوگیا تو زندگی کا کیا لطف رہا یہ تو اس حال پر ملال مین ہی لیکن آج تیسرا دن ہی کہ صندلان شاہ
نے معلم کتابدار سے کہا کہ ابتک شہزادہ روئین تن نہ پھرا یہ کیا آفت ہی کہ جو یہانسے جاتا ہی کاہل ہو جاتا
ہی یہی سبب خرابیون کے ہین کہ یکایک دیکھا کہ کچھ ساحر روتے پیٹتے لاشین لیے ہوے چلے آتے ہین
صندلان جادو نے کہا کہ کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ نبات جادو طلسم کشا کا شریک ہوگیا لوح طلسمی
اسے دیدی شہزادہ روئین تن پر تلوار نے کام نہ کیا لیکن طلسم کشا بلاے بد آفت روزگار ہی اسنے
چیر کر پھینک دیا یہ کہکر دونون ٹکڑے لاش کے آگے صندلان جادو کے ڈالدیے بعد اسکے اخضر جادو
احمر جادو کے رفیقون نے ان دونون لاشون کو رکھدیا اور کہا کہ آپکے وزیر چھماق جادو نے
احمر جادو کو مارا اور عالم افروز جادو نے اخضر جادو کا کام تمام کیا صندلان شاہ نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ مین نہ سمجھتا تھا کہ چھماق جادو دشمن ہوگیا ہی مجھے خیال تھا کہ کنارہ کشی اختیار کی اپنی جان
بچاکر چلا گیا خیر سمجھا جائیگا کہان جاتے ہین یہ سب نمکحرام جس روز مجھے غصہ آیا آن واحد مین سب کو مٹادونگا
یہ کہکر ابلیس خود پسند کیطرف دیکھا اور کہا کہ اب طلسم کشا کے پاس بھی جمعیت کثیر ہوگئی ہی ایک دو ساحر
کے جانے سے کام نہین نکلے گا لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ فوج شاہی اپنے ہمراہ لیکر شہر نباتیہ کے جانب
روانہ ہو لیکن پہلے انتظام لوح کر لینا یہ حکم پاکر ابلیس خود پسند نے تیاری لشکر کا حکم دیا فوج مین کمر
بندیان ہونے لگین افسران جنگ مصروف اہتمام ہوے تیسرے روز ابلیس تیس لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
طرف ملک نباتیہ کے روانہ ہوا سرحد پر پہونچکر خیمہ برپا کیا قبل اپنے چلنے کے ایک نامہ کافور بن صندل کے
نام اس مضمون کا رقم کیا تھا کہ چار دن پہلوانون کو جو رستم وقت ہین طرف شہر نباتیہ کے برے مقابلہ
طلسم کشا روانہ کرو وہ بھی چل چکے ہین لیکن ابلیس خود پسند نے خیمہ برپا کیا ہی تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت
ہی ابلیس کو بھی انتظار ہی پہلوانون کا کہ وہ آلین تو جنگ آغاز کرون جانتا ہی کہ لوح طلسم کشا کے قبضہ مین
ہی بدون کوئی چارہ نہوگا اسی سے اس نے تامل کیا ہی لیکن یہ خبر شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچی کہ ابلیس خود پسند
تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آپ پر چڑھ آیا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارا لشکر
بھی شہر سے باہر نکل کر بارگاہ برپا کرے اسیوقت بارگاہ افسون حصار بیرون شہر نباتیہ برپا ہوئی
بلور تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا سب سردار مثل محروق جادو نبات جادو اژدر جادو چھماق جادو

عالم افروز جادو اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے شاہزادہ رستم ثانی ذیگل شوکت پر متمکن ہوئے اب انتظار
اسکا ہے کہ لشکر کفار میں طبل بج لے تو یہاں بھی بجے کہ یکایک از پرکوہ بیابان گردی برخاست تیرہ تیرہ
وخیرہ وخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہے یکایک ہوائے فولاد گرد کو گرد
کے پارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تین علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر ہر ایک پر علم کے تعریف
تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی رنگ فیروزی تھے ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ لشکر فیروزہ مازندرانی کا آتا ہے
لیکن یہ لشکر آکر لشکر ابلیس خود پسند سے ملحق ہوا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جلوس سواری گذرا ماہی مراتب
برچھی بردار علم بردار عصا بردار ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج مرصع
بسر جامۂ شاہنشاہی در بر آگے آگے ایک جوان نہایت حسین مرکب تیز رفتار پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
ہرکاروں نے شاہزادہ رستم ثانی کو آکر اطلاع دی کہ یہ ساحر نہیں ہے بلکہ اسے اپنی زور و طاقت پر گھمنڈ ہے
اور آپ سے مقابلہ کرنے کے ارادے سے آیا ہے نام اسکا فیروزہ مازندرانی ہے غرضکہ ابلیس خود پسند نے
سرداران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آکر فیروزہ مازندرانی کو لیگئے سامان دعوت و ضیافت
ہوا آج بوقت شام ابلیس خود پسند نے پاس شاہزادہ رستم ثانی کے کہلا بھیجا کہ اگر تمھیں اپنے زور
و طاقت پر گھمنڈ ہے اور سحر و ساحری نہیں جانتے ہو تو ہمیں خود تمسے لڑنے سے عار آتی ہے ہمارے لشکر میں پہلوان بھی ایسے
ایسے ہیں رستم زمان اسفندیار دوران موجود ہیں ابھی تو فقط فیروزہ مازندرانی آیا ہے یہ ایکساہی سردار
ایسا ہے کہ تم کیا ہو لشکر امیر بھر کو کافی ہے لیکن آج ہی کل میں تین پہلوان اور ایسے آیا چاہتے ہیں کہ وقت مقابلہ جنکو
دیکھکر زہرہ شیر کا آب ہو جائے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان نے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ آئیں اس سے مقابلہ
ہو جائے اگر انتظار کروگے تو عمر بسر ہوگا لوگ آتے جاتے ہیں شکار ہوتے جاتے ہیں جسوقت یہ پیام ابلیس خود پسند کو
پہونچا خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا لیکن جب دوسرا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوئے آن واحد میں دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا
نمایان ہوا اور پھر ہر ایک پر علم کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو کی مرقوم تھی ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ گرشاسپ
گرد آتا ہے ابلیس خود پسند نے فیروزہ مازندرانی کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دیکھا شاہزادہ رستم ثانی
نے کہ ایک جوان معقول مرکب پر بیٹھا ہوا عقب میں کچھ سامان جلوس بعد اسکے تخت شاہی یہ بھی آکر شریک
کفار کا ہوا پھر شام ہوئی ہنوز طبل نہیں بجا ہے ابلیس خود پسند ہر ایک کی دعوت و ضیافت میں مصروف
ہے کہ تیسرا دن ہوا کہ یکایک باز از پردہ دشت تتق گرد برخاست و دامن گرد از ناخن موج نسیم شگافتہ
شد دیکھا کہ ڈیڑھ سو علم نشان ڈیڑھ لاکھ سوار کا اور ایک جوان پیل مست پر گرز گران سنگ ہاتھ میں لیے
نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یہ جوان سہراب بن لندھور دیونی کی بطن سے پیدا ہوا ہے اور چونکہ پرورش
اسنے کفار میں پائی ہے اس وجہ سے اسکا بھی عقیدہ مثل انھیں لوگوں کے ہے غرضکہ یہ بھی شریک لشکر
ابلیس ہوا کفار میں کیسی خوشی ہے تین سردار زبردست روزگار آچکے ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ طلسم کشا کس کس
لڑیگا اس مقام پر لوح بیکار ہے یہ موقع نزول کا زمانی کا ہے اسی حرج میں شام ہوئی ہر ایک اپنے اپنے امور
ضروری سے فراغت حاصل کرکے سو رہا جب چوتھا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ
ہوا تو پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر ہرے علموں کے نارنجی تھے اور ہر علم کے پھریرے

پر تعریف تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی ابلیس نے تین سردار جو آچکے ہین اور دیگر سرداران فوج ساحران کو
برائے استقبال روانہ کیا لیکن یہان شاہزادۂ رستم ثانی کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ ضیغم شیر شکار
نہایت زبردست روزگار پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی رستم ثانی نے کہا کوئی آئے ہملین کیا جو
آئیگا ہمارے ہی خون کا پیاسا آئیگا وہان کفاران بدکردار ضیغم شیر شکار کو استقبال کرکے لے گئے ابلیس
نے بڑی دھوم سے ضیغم کی دعوت کی رات کو جلسۂ رقص وغنا کیا جب یہ لوگ دو تین روز مین آسودہ ہوچکے
تھکن سفر کی دور ہوئی ابلیس خودپسند نے دربار مین سب کو طلب کیا اور بیان کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہی
کہ یہ شخص رستم ثانی ایک سردار امیر ثانی کا آکر طلسم صندل مین تہلکہ ڈالدے اور کوئی اُسکا مقابلہ کرنیوالا
زور وطاقت کا اُسکے جواب دینے والا اتنی بڑی سلطنت مین نہ نکلے ہم ساحر وہ غیر ساحر ہملین خود اُس سے
مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی کہ جیسے ایک چیونٹی کو مار ڈالا ویسے اُسے قتل کیا ہم اُس سے کیا لڑین ہان چند
ساحر اُسکے شریک ہوگئے ہین اس وجہ سے اُسکے مقابلہ کو بھی آئے ورنہ قبل اسکے کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون
آیا ہی اتفاق سے لوح طلسمی اُسکے ہاتھ لگ گئی ہی اس بناپر وہ اور سرکشی کرتا ہی ساحرون سے مطلق نہین
ڈرتا ہی اور حقیقت مین لوح وہ چیز ہی کہ جسکی وجہ سے بادشاہ طلسم بھی اُسکا سامنا نہین کرسکتا شہزادہ
روئین تن ساحر کس ذلت وخواری کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ سنکر عبرت ہوتی ہی اُسنے جبر کرکے پھینک دیا
ایک سحر نہ چل سکا اسیطرح جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس ہی ہم مین سے کوئی اُسکا کچھ نہین کرسکتا لہذا آپ لوگون کو
اسی غرض سے تکلیف دی گئی ہی کہ اُسے بھی اپنی قوت وجرأت پر گھمنڈ ہی اور آپ لوگون کو بھی اپنی طاقت کا فخر ہے اور یہی
یہی وقت امتحان ہی اگر اُس پر آپ غالب آئے تو کچھ بات نہین ہی لوح چھین لیجیے گو یا تمام طلسم کی جان بچی
یہانتک کہ بادشاہ بھی ممنون احسان ہوگا اور لوح آپکا کچھ کر نہین سکتی تو آپکی گھٹا نہین سکتی اگر یہ طاقت
اُسکی بزور سحر ہوتی تو البتہ مشکل تھی مثل ہمارے آپ بھی تھے یہ کلمہ سنکر ضیغم شیر شکار نے کہا کہ پھر دیر کیا ہی
حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے لیکن فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ یون طبل جنگ بجوا دینا اور حق ناحق مقابلہ کرنا
خلاف ہمت مردی ومروت ہی پہلے اُسے سمجھا لینا چاہیے اگر وہ یون راہ راست پر آجائے تو کیا ضرورت ہے
ورنہ لڑین گے ضیغم کو بھی یہ رائے فیروزہ مازندرانی کی پسند آئی فیروزہ نے اُسیوقت اپنی طرف سے ایک نامہ
بنام شاہزادۂ رستم ثانی تحریر کیا اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای رستم زمان واسفندیار دوران ہملین
حال آپکی جرأت وطاقت کا معلوم ہوا آپکا کیا کہنا کس خاندان سے ہین کیون نہو لیکن ای بہادر مرد اسقدر بھی
گھمنڈ نہ کرے کہ سوا ہمارے دنیا مین کوئی اور زبردست بہادر نہین ہی خداوند عالم نے ایک سے بہتر
ایک کو پیدا کیا ہی جنگ دوسروار جبوقت میدان جنگ مین سامنا ہوا سوقت نہین معلوم آپ ہمپر غالب
آئین یا ہم آپ پر غالب آئین غرضکہ جو زیر ہوا وہ سامنے سب کے سبک ہوا لہذا ہم از راہ دوستی سمجھاتے
ہین کہ ایک کی دو اور دو کی دو اور چار آپ تنہا ہین اور یہان چار پہلوان زبردست متعین ہین ہر ایک کو دعوی
صاحبقرانی وکشورستانی ہی اگر آپ ایک پر غالب ہوے دوسرے سے زیر ہوجیے گا اگر دو پر غالب ہوے
تیسرے سے پست ہونا پڑیگا اگر تین پر غالب ہوے چوتھے سے شکست پایئے گا زحمت اُٹھایئے گا ابھی تک
پھر بات بنی ہوئی ہی اور علاوہ اسکے ایسا خداوند یعنی تمثال آئینہ رو کہ جسکی قدرت تمام عالم پر آشکار
ہی اُس سے آپ رو گردانی کیے ہین بلکہ اُس خداوند کو بُرا کہتے ہین غور تو کیجیے کہ وہ کیسا رحمدل خداوند ہی کہ باوجود

اس قدرت کے کہ اگر جلوہ دکھا دے تو تمام عالم بیہوش ہو جائے آپ لوگون کی بے ادبی پر کچھ نظر نہین کرتا اپنے
ترحم سے کام لیتا ہی اگر دریاے غضب جوش پر آگیا تو یہ ساری شوکت آن واحد مین خاک ہو جائیگی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ ایسے خداوند کو چھوڑ کر آپ ایک خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اور لفخر یہ بیان کرتے ہین کہ
وہ ایک ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی بھلا اکیلا دو سے مقابلہ کر نہین سکتا نہ کہ پورے دو سو خداوندون کی کرامات نہین
جمع ہوئی سے آپ نہین مانتے بلکہ وہ خداوند جو گذر گئے اُنمین کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ تھا جو اس خداوند کو ہی لقا کی خدائی بے لقاتھی کہ
چار روز مین غارت ہو گئی لیکن اس خداوند کی خداوندی نہایت زبردست ہی لہذا آپ کو ہدایت کیجاتی ہی کہ اپنے ارادے
سے توبہ کرکے ہاتھ رومال سے باندھکر لوح طلسمی بطور نذر لیکر چلے آیئے کہ ہم بادشاہ طلسم صندلان شاہ سے
خطا معاف کرا دینگے خداوند سے بھی ملا دینگے وہ آپکے زور و طاقت مین اور ترقی عطا کریگا جب اسوقت
مین کہ تم لوگ خداوند سے برخلاف ہو اُسپر اُسنے تمھین ایسی زور و طاقت عطا کی تو اُسوقت کہ تم لوگ اطاعت
اختیار کروگے خداوند کسقدر زیادہ مہربان ہوگا نائب کرکے مرتبۂ پیغمبری کا دیدے تو کوئی تعجب نہین یہ نامہ
طوماس منارہ گردن کو دیا طوماس نے نامہ سر سے باندھا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
شاہزادہ رستم ثانی کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ ساحران مین تشریف رکھتے تھے کہ
ہرکارون نے آمد طوماس کی خبر دی شاہزادہ رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان وغیرہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور آپ بارگاہ اسفندیار صحرائی مین تشریف لائے اس خیال سے کہ وہ پہلوان ہی ساحر نہین ہی
لہذا اُس سے ایسے ہی مقام پر ملاقات کرنا چاہیے کہ جہان ساحر نہون غرضکہ طوماس منارہ گردن اندر بارگاہ
کے اکڑتا ہوا بلا کرتا ہوا آیا شاہزادہ رستم ثانی نے واسطے اُسکے ایک دنگل فولادی پہلے سے بچھوا رکھا تھا
بیٹھنے کو اشارہ فرمایا طوماس دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام شراب پیش کیا طوماس نے دو چار جام پیے
جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دارم منم نامہ دار شاہزادہ نے نامہ لیکر پڑھا جسوقت
مضمون سے آگاہی ہوئی شاہزادہ رستم ثانی سننے اور اسفندیار کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کیا جواب اسکا
مین لکھون مجھے عقل سے فیروزہ مازندرانی کے عجب معلوم ہوتا ہی کہ ایسا مرد معقول اور ایک خر نامشخص کو
خداوند کہے تمثال آیئنہ رو نہین معلوم کون شخص شعبدہ باز و افسون ساز ہی کہ اسنے ایک عالم کو برگشتہ
کر رکھا ہی اپنے کو خدا کہلواتا ہی پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اور لکھ دیا کہ جسوقت تم مجھے زیر کر لوگے تم و عظ
پند کرنا یا مین تمھین زیر کر لونگا تو مین تمھین تلقین دین اسلام کرونگا اور ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ طوماس کو یہ
یہ کلام سنکر نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ او سرکش بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہی اتنا تجھ میرے آقا نے تجکو
لکھا لیکن تیرا قلب ایسا سیاہ ہی کہ کچھ اثر نہوا پہلو مین اسکے اسفندیار صحرائی بیٹھا تھا ایک تھپڑ مارا کہ ملعون
ہمارے آقا سے بے ادبانہ کلام کرتا ہی تھپڑ پڑنا تھا کہ طوماس چرخ کھا کر بیہوش ہو گیا اسفندیار ایسا پہلوان
زبردست اور غصہ کا ہاتھ طوماس کے ہواس جاتے رہے اسفندیار نے ٹھوکر مار کر اسے چت کر دیا اور نامہ سینے پر اسکے
رکھ دیا اور لوگون سے طوماس کے کہا کہ اسیطرح اُٹھا کر اسے فیروزہ پاس لیجاؤ لوگ مجبور ہو ناچار اسی حیثیت سے طوماس کو اُٹھائے
ہوئے لیکر روانہ ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ارتھی جاتی ہی اور اسی حال خراب سے سامنے فیروزہ مازندرانی کے لیجا کر ڈالدیا
اور سب کیفیت زبانی طوماس کی بیان کی اب طوماس کو بھی ہوش آگیا ہی تمام دربار ابلیس خود پسند کا بھرا ہوا ہی
سردار کبھی ساحر بھی سب جمع ہین اور اتنی بڑی ذلت ہوئی فیروزہ تھر تھر کانپ رہا ہی آواز دی طوماس کو کہ تو زندہ

پھر کر کیوں آیا اول تو خود زیادتی کی اور کلمات سخت کہے جب طمانچہ کھایا تو چپکا چلا آیا اگر بگاڑ ہی تھی تو وہیں لڑ مرا ہوتا لعنت ہے تیری نامردی پر یہ کہکر ایک ہاتھ مارا کہ طوماس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن فیروزہ کے دلوں پر ابلیس خود پسند کا نپ اٹھا اور دل میں کہا کہ یہ سچ ہی تو ہے انھیں لوگون کی واسطے ہم حقیقت میں سرگرمی جہالت کی ہے اگر ہم اس مقام پر ہوتے تو کبھی اپنے رفیق کو قتل نہ کرتے یہی خیال ہے تاکہ وہ تنہا تھا اپنی جان بچاتی لیکن فیروزہ کو افسوس یہی ہوا کہ اپنا رفیق اپنے ہاتھ سے مارا گیا اسی طیش میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جس طرح میں نے طوماس کو مارا ہے اسی طرح اس طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا تو مجھے صبر آئیگا کہ میرا ایسا رفیق اسکی وجہ سے یوں مارا گیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقاروں کی گرج رہی تھی بہادروں کے جانے طوماس کے شاہزادہ رستم ثانی نے نشست بارگاہ بلور آسمان شگاف کی ترک کی اور فرمایا کہ جسوقت ساحروں سے سامنا ہوگا اسوقت بارگاہ بلور میں بیٹھونگا اور جب تک ساحروں سے مقابلہ ہوگا تو بارگاہ اسفندیار میں رہونگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی نے دربار برخاست کیا ہے کہ ہرکارے گرد میں اٹے ہوئے پسینے میں غرق آکر پہونچے اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فیروزہ نازنین ادائی نے اپنے ہاں طبل جنگ بجوایا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہیں خدا کے بزرگ سے کہدو کہ انشاء اللہ تعالی ہم بھی جواب دینگے ربانی طبل جنگ بجے یہاں بھی کوس حربی پر ضرب آیا تیاری جنگ ہونے لگی بہت دنوں کے بعد شاہزادہ رستم ثانی کو اس مقابلہ کا اتفاق ہوتا ہے بہت خوشی ہے شاہزادہ رستم ثانی کو اگر یہ شخص یعنے فیروزہ نازنین ادائی مجھسے زیر ہوا تو اسکے سپہ سالار کو دیکھونگا یہ تو نہایت مرد جری و بہادر معلوم ہوتا ہے غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے وہ وقت آکر پہونچا کہ بمقتضاے این نظم

نظم

چھپا نور میں جادہ کہکشان
مسیحا نفس تھی نسیم روان
رخ صبح مائل بہ زردی ہوا
اٹھے لوگ سونے سے انگڑائیاں
لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں
لباس فلک لاجوردی ہوا

بیان شاہزادہ بزبان رستم ثانی

نوجوان نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے محو ظالان ہیں کہ سامنے سے محروق جادو حاضر ہوا اور عرض کی کہ بلور آسمان شگاف نے استفسار کیا ہے کہ میں کیا حکم ہوتا ہے آیا میدان جنگ میں جاؤں یا نہیں شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اتنا انتظار کریں کہ لشکر کفار میدان میں آجائے اگر لشکر فیروزہ کے ساتھ ابلیس خود پسند کا لشکر بھی آئے تو آپ بھی اسی قاعدے سے اپنی فوج لیکر میدان کارزار میں تشریف لائیں اور اگر فیروزہ صرف لشکر غیر ساحران لیکر آئے تو آپ بھی ہرگز قصد نہ فرمایئے گا محروق یہ پیام لیکر خدمت میں بلور آسمان شگاف کے آیا اور عرض کیا کہ ایسا حکم شاہزادہ رستم ثانی نے ارشاد فرمایا ہے بلور نے خبر میدان جنگ منگائی تھی زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ فیروزہ نازنین ادائی نے ابلیس خود پسند کو میدان جنگ میں آنے سے روکا تھا مگر ابلیس نے کہا کہ ہمیں تماشاے جنگ دیکھنا منظور ہے اسوقت فیروزہ نے کہا کہ آپ بلور کے لشکر [illegible] کے اپنے لشکر کو ہم لوگوں کی فوج سے علیحدہ رکھیےگا ورنہ فیصلے ہمارے جنگ سحر و ساحری موقوف رکھیے ابلیس خود پسند نے اسے منظور کیا ہے اور اب لشکر طرفین میدان میں صف آرا ہو چکے ہیں یہ خبر پاکر بلور نے محروق جادو سے کہا کہ ہم بھی اسیطرح اپنا لشکر لیکر علیحدہ کھڑے ہو جائینگے یہ فرمایا کہ تخت پر سوار ہوئے اور رعد چقماق جادو و ملکہ عالم افروز جادو و خورشید جادو و نبات جادو و اژدر جادو وغیرہ ساحروں کو ہمراہ لیے ہوئے وعدہ گاہ مصاف میں آکر لشکر شاہزادہ رستم ثانی سے علیحدہ قائم ہوئے دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی اور لشکر شاہی سے [illegible]

مع فوج پہونچا اور ایک جانب قائم ہوا پھر گرد اُڑی اور سہراب بن لندھور پہونچا پھر گرد اُڑی ضیغم شیر شکار
پہونچا اسی طرح یکے بعد دیگرے جب سردار آچکے اب آمد ساحرون کی شروع ہوئی ان واحا بین تمام صحرا فوجون سے
مملو ہوگیا لیکن ابلیس خود پسند فوج ساحران فوج فیروزہ سے علیحدہ لیکر میدان مین قائم ہوا ادھر لشکر
شہزادہ رستم ثانی کا جسمین دو لاکھ سوار ہین میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
بیلداران فوج نے کنگر پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نقیب دیکر نکل گئے تھے کہ
فیروزہ مازندرانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور ابلیس خودپسند سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پہلے خوبیا
سلح شوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہوگیا ایک مقام پر مرکب کو قائم کیا نیزہ زمین پر گاڑ
دیا دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی مین چاہتا ہون کہ آج میرے تمھارے زور کا امتحان ہو جائے تمام
عالم جمع ہے داد مردی و مردانگی ملنے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہوگا اگرچہ مجکو تمنا مقابلہ امیر ثانی کی تھی مگر تمھارے
زور و طاقت کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا مجھے نہایت اشتیاق تھا یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب
اپنا بڑھایا اور بلور آسمان شگاف سے اجازت جنگ چاہی بلور کو شرم آئی کہ جو تاج بخش ہو اور جسکی بدولت
مین سلطنت کرون وہ مجھ سے اجازت پوچھے تخت رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد بپروردگار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے
مرکب کی باگ پھیری اور سامنے فیروزہ کے آئے اب دونون لشکر تماشا دیکھتے ہین فیروزہ مازندرانی
بھی پہلوان زبردست ہے اور شاہزادہ رستم ثانی کا تو ذکر ہی کیا ان ساحرون نے ایسے لوگون کے مقابلے
کہان دیکھے تھے سب نگران ہین ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دد اژدہون کا سامنا ہے دیکھیے کون فتحیاب ہو کسے شکست
حاصل ہو لیکن فیروزہ نے کہا اے رستم ثانی کیا کیا کچھ مین نے تمکو نہین لکھا لیکن تمپر کچھ اثر اس تحریر کا نہوا رستم ثانی
نے کہا اے بہادر مجھے تیری عقل و شعور سے وہ تحریر بالکل باہر معلوم ہوتی تھی مین کیا جواب اسکا
جنگ لکھتا اول ہمارے تمھارے زور و جرأت کا امتحان ہو جائے یہی امتحان مذہب بھی ہے جسکا مذہب حق
ہوگا خداوند عالم اُسے فتحیاب کریگا فیروزہ نے کہا پھر عرصہ کیا ہے رستم ثانی نے کہا مین تو موجود ہون
فیروزہ نے کہا وار کرو رستم ثانی نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین کہ ہم لوگ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے
مین فیروزہ نے کہا کہ مجھے بھی دعوی صاحبقرانی کا ہے اور آئین صاحبقرانی مین یہ بات بھی شامل ہے کہ حریف پر
پیش دستی نہ کرین رستم ثانی نے کہا کہ پھر فیصلہ کیونکر ہو فیروزہ نے کہا کہ تم وار کرو رستم ثانی نے کہا کہ تم حملہ کرو اسی
گفتگو مین رستم ثانی نے کہا کہ یہ آئین نکالا ہوا ہمارے بزرگون کا ہے اسکی پابندی ہمپر واجب ہے تمپر واجب نہین ہے ہان جسوقت تم مذہب
اسلام مین آجاؤ یا صاحبقرانی امیر ثانی سے لیلو اُسوقت یہ گفتگو روا ہے۔ فیروزہ نے قائل ہوکر نیزہ ہاتھ مین
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا
طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگے جو بند فیروزہ باندھتا ہے شاہزادہ رستم ثانی اُسے کھول دیتے ہین اور
جو بند یہ باندھتے ہین اُسے فیروزہ کھول دیتا ہے یہانتک کہ رد و بدل ہوتے ہوتے نوبت ساڑھے تین سو طعن کی
پہونچی کہ شبرنگ بن عمرو نے آواز دی اے رستم ثانی بس اسی منہ پر فتاحی طلسم صندل کا دعوی تھا کہ
ایک سردار کا نیزہ ابتک ہوا نہ کیا گیا بس یہ سننا تھا کہ رستم ثانی کو غیرت آئی اور غصہ مین آکر عجب طرح
سے ایک بند باندھا کہ فیروزہ مازندرانی کی سمجھ مین نہ آیا بس نیزے سے اپنے نیزہ فیروزہ کو مانند کاکل
محبوبکے پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا تو نیزہ ہاتھ سے فیروزہ مازندرانی کے نکل گیا بس نیزہ ہاتھ سے

نکلنا تھا کہ جہان نگاہوں مین تاریک نظر آنے لگا آواز دی کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکالا یا خیر کچھ پروا نہیں بس اس ضرب سے بچنا محال ہی گرز میرا طمانچہ اجل کا ہی یہ کہکر گرز اپنا اپنے پر سے
اٹھایا اور سپر چرخ دیکر چلا ادھر رستم ثانی نے بھی اپنا گرز بلند کیا فیروزہ نے قریب پہونچکر گرز مارا لیکن گرز جو گرز
پر پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب رستم ثانی
کی شکستہ ہوئی فیروزہ نے نعرہ کیا کہ دم و بست کردم ساحران لشکر ابلیس تالیان بجانے لگے ہر ایک کو یقین ہوا کہ
طلسم کشا مارا گیا لیکن شیر نگ بن عمر و جھپٹکر قریب گرد کے آیا گرد کے گرد چرخ مارکر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سینہ
تا سینہ ہی شیر نگ نے آواز دی کہ ای شہریار استقدر عرصہ کہ حریف لا فرلی کر رہا ہی رستم ثانی نے چاہا مرکب کو زین
سے الگ دیکھا تو گھوڑا مرکب گلی ہو گیا ہی کود کر پشت مرکب سے علیحدہ ہو تلوار کھینچکر قریب فیروزہ کے چاہا کہ مرکب کو قریب
کرون فیروزہ مازندرانی گھوڑے سے کود پڑا گرز ہاتھ سے رکھدیا اور رستم ثانی سے لپٹ پڑا ادھر رستم ثانی بھی
تلوار و سپر پھینک کر دامن زرہ کوہ کو گردان کر مصروف کشتی ہو افسران لشکر قریب آکر تماشائے جنگ
دیکھنے لگے لیکن فیروزہ اور رستم ثانی مین زور ہونے لگے جھگڑا کا کشتی کا بندھا یہ کیفیت ہی کہ اگر رستم ثانی
فیروزہ کو پکڑ لاتے ہین تو فیروزہ صاف نکل جاتا ہی اور اگر فیروزہ رستم ثانی کو پکڑ لاتا ہی تو رستم ثانی
دم بھر دم نہین لیتے یہانتک کہ اسی ہنگام مین شام ہو گئی فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ اے رستم ثانی واقعی
مین تو مرد دلاور و بہادر ہی تیری جرات مین شک نہین لیکن شب واسطے راحت کے ہی اب تو بھی اپنے خیمہ
مین جا مین بھی جاکر آرام کرون کل پھر ہمارے تمہارے زور ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ
بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے پھرون اب یا مین تجھے باندھکر لیجاؤن اسکا یا تو مجھے باندھکر لیجا تا میدان جنگ
سے خالی پھرنا شرم کی بات ہی فیروزہ نے کہا بہتر ہی غرضکہ دونون جانب سے ایک ایک کا لشکر آگیا دونون پہلوانون
نے پیا پھر زور ہونے لگے آن واحد مین وہ دودھ پسینے کے رستے بہ گیا دونون جانب سے روشنی آگئی سرداران
کے خیمے قریب برپا ہو گئے دنگل بچھ گئے سرداران فوج دنگلون پر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے جانین
سب کی لڑی ہوئی ہین دو شیر ہین کہ لڑ رہے ہین ہر ایک کو خیال ہی کہ دیکھیے کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا
ہی لیکن دونون کلہ بکلہ لڑ رہے ہین زور ہو رہے ہین ادھر ابلیس خود لیٹا اگرچہ ساحر زبردست افسر فوج
صندلان شاہ ہی مگر ایسے پہلوانون کی کشتی کبھی کا ہیکو دیکھی تھی متحیر ہو ہو کر کہتا ہی کہ واقعی مین یہ انھین لوگون کا
کام ہی ادھر بلور آسمان شکاف ہر بار پروردگار عالم کیطرف نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی اور کہتا ہی کہ
پروردگار تو ہی مستجاب کرے گا تو کام نکلے گا ورنہ فیروزہ بھی کسی طرح کم نہین معلوم ہوتا ہی غرضکہ اسی ہنگام مین
وہ وقت آپہونچا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو زیر کیا لیکن ان دونون میں فیصلہ نہوا اسیطرح کشتی ہو رہی ہی
کسی طرح کا فرق نہین ہی یہ معلوم ہوتا ہی ابھی لڑنے کو اترے ہین غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ پھر شام ہوئی رات
بھی اسیطرح گذری کام نہ نکلا یہانتک کہ اب تیسرا دن ہی کوئی دوپہر دن چڑھا ہوگا اب کیفیت فیروزہ مازندرانی کی
یہ ہی کہ اگر یہ رستم ثانی کو چار قدم دوڑا لیجاتا ہی تو رستم ثانی بھی فیروزہ کو پانچ قدم دوڑا لیجاتے ہین مگر ابھی
اتنا فرق نہین ہوا کہ یہ سمجھا جائے کہ رستم ثانی فیروزہ کو زیر کر لین گے کہ یکایک کڑکے سے بجلی چمکی اور کڑک کر
ابر جو گرتا ہی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند فیروزہ کا پکڑ کر اٹھائے لیے چلا گیا یہ منہ دیکھکر رہ گئے نتیجہ نہ نکلا
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے تین روز کے تھکے ہوئے تھے ایکبار روز طبل نہین بجا سب نے آرام کیا

لوگ ابلیس خود لپنا لے برائے تلاش فیروزہ روانہ کیے کہ کون لے گیا اور کہاں لے گیا لیکن تیسرے روز گرشاسپ گرد
نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقاروں کی گرجی خبر لشکر اسلام
میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا پھر دونوں جانب تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری میں
بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونوں لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے گرشاسپ گرد کر گردن اپنا جھکا کر سامنے تخت
ابلیس کے آیا اجازت حرب جاہی ابلیس نے کہا کہ جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے گرشاسپ میدان
میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ رستم ثانی بلوہ آسمان شگاف سے اجازت لیکر میدان میں
آئے بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی رستم ثانی نے نیزہ گرشاسپ کا ہوائی کیا گرشاسپ نے
خفیف ہو کر ساطور اپنا اٹھایا اور سر پہ چرخ دیکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نہایت ہوشیاری
و باخواسی سے کام لیا کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالا اور زور ہونے لگے مرکب لنگڑا کر ان کی تاب نہ لا سکے بیٹھ
گئے دونوں جوان کود پڑے کشتی ہونے لگی شام ہوگئی وہی حالت رہی دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی
گرشاسپ کو ریل کر پیچھے حسب اتفاق پاؤں گرشاسپ گرد کا موش کھانہ میں جا رہا اور سے زور پڑا
پاؤں چیخ پر سے اکھڑ گیا رنگت چہرہ گرشاسپ کی زرد ہوگئی تھر تھر کانپنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے یہ
حالت گرشاسپ کی دیکھکر فرمایا کہ اے پہلوان کیا حال ہے گرشاسپ نے کہا کہ پاؤں میرا ٹوٹ گیا ہے رستم
چھوڑ کر علیحدہ ہو بیٹھے اور فرمایا کہ جاؤ جب صحت ہو جائیگی اسوقت پھر مقابلہ کر لینا اور لوگوں نے گرشاسپ
کے آواز دیکر کہا کہ آؤ اور پالکی کو بیٹے لیجاؤ لوگ آکر گرشاسپ گرد کو لے گئے اور شادی کی میدان سے
پھرے ادھر شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر میدان سے پھرے وطن سہراب بن لندھور کو جوش شجاعت ہوا
اور حکم دیا کہ آج ہمارے نام پر طبل جنگ بجے یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے شبرنگ
بن عمرو سے کہا کہ یہ کس لندھور کا بیٹا ہے سنا ہے کہ صورت تو بالکل مثل ہمارے دادا صاحب کے رفیق کے ہے
لیکن وہ مسلمان تھے یہ کافر ہے شبرنگ نے کہا کیا عجب ہے کہ انہیں کا بیٹا ہو اکثر آپ کے عزیزوں نے
پرورش دوسرے مقام پر پائی ہے مذہب انکے موافق رہا جب لشکر میں آئے تو مسلمان ہوئے کہ ناگاہ ایک آواز
طبل جنگ کی کان میں آئی شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل
جنگی بجے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ
کار سلاح جنگ درست کرنے لگے بہتیرا دونوں سے کوئی لڑائی اسطرح کی دیکھی نہیں ہوتی تھی کوئی حلقہ ہائے
کمند کی درستی میں الجھا ہوا ہے کسی کا شوق آبداری شمشیر گلوگیر ہے کوئی تیروں کو ترکش میں اسطرح بھر رہا ہے جیسے
مژگان معشوق دلہن جگہ کرتی ہیں کوئی حلقہ کمان کی خانہ بردستی کو سیدھ کرتا ہے کوئی پہلوی دکھانے کیلئے
نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے تمام لشکر میں جاگ ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے ہر طرف آواز ہوشیار باش و بیدار
باش بلند ہے اسی ہنگام میں وہ وقت آ کر پہونچا کہ تاجدار شاہ خاور سے فوج انجم میں ابتری پڑی جادہ امن
کہکشاں نظروں سے پنہان ہوا بھاگنے کی راہ نہ ملی آخر مجبور و ناچار بحر زخار فلک میں ڈوبنے لگے اور
ماہ تاباں نہایت پریشان منہ اداس چہرے پر یاس جانب گوشہ مغرب روانہ ہوا لوگ اپنے اپنے بستروں
سے اٹھے عبادت پروردگار اپنے اپنے آئین کے موافق بجا لانے میں مصروف ہوئے فوج ساحران میں آواز
سنکھ بلند ہوئی اور لشکر اسلام کی رونق صدائے اذان سے دوچند ہوئی خلقت عبادت معبود سے بہرہ مند

ہوئی یہان شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان نے درد و ظائف سے فراغت حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پہ طرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے اب دونون لشکر صف آرائی کرنے لگے آن واحد مین صفین آراستہ ہوگئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے خوشنویس کے ہاتھ کی سطرین برابر کی لکھی ہوئی ہین لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیبون نے ساز طلا ملا کر سر بلی صداؤن مین اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے جوانون کی یہ کیفیت ہوئی کہ خون شجاعت نے رگون مین جوش مارا تلوارین نیامون سے نکلی آتی ہین ہر شخص چاہتا تھا کہ پہلے ہمین نکلین اور ہنر جنگ دکھائین یا مارے جائین یا فتحیاب ہون تو غازی کہلائین کہ یکایک سہراب نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس خودپسند کے آکر اجازت جنگ چاہی ابلیس نے کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے یہ سنکر سہراب سلام کرکے میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای رستم ثانی تم میرے حسب و نسب سے خوب آگاہ ہو کہ مین کون ہون مین بیٹا ہون اس شخص کا کہ نام جسکا لندھور بن سعدان گرد ہے جو رفیق خاص تمھارے پردادا صاحب یعنے امیر اول کے ہین مگر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ شاہزادۂ ہندوستان ہوکر ایک مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کے مطیع ہوے خیر یہ فعل انکا تھا کہ اپنے دین قدیم سے بھی حمزہ کی محبت مین دست بردار ہوے جسوقت میرا انکا سامنا ہوگا تو سمجھا جائیگا لیکن تمھین سمجھاتا ہون کہ تم آؤ اور میری اطاعت منظور کرو دین خداوند تمثال آئینہ رو کو اختیار کرو ورنہ سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ ای سہراب وہی نتیجہ یہان بھی ہونا ہے کہ باپ کو تمھارے امیر اول نے زیر کرکے مطیع کیا مین تجھے زیر کرونگا اگر تو نے بھی مثل انکے اطاعت میری اختیار کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ہرگز رعایت لندھور کی نہ کرونگا اور اگر دین تمھارا برحق ہے تو فرق حق باطل میدان جنگ مین معلوم ہوجائیگا یہ فرماکر مرکب صف سے نکالا سامنے تخت بلور آسمان ششکاف کے آکر اجازت مانگی بلور آسمان ششکاف نے کہا سپرد بپروردگار عالم کیا رستم ثانی مرکب کو چمکاکر سامنے سہراب کے آئے سہراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین ایک ٹھاٹھ تھا کہ بندھا ہوا تھا جو بند سہراب باندھتا تھا رستم ثانی کھولدیتے تھے جو بند رستم ثانی باندھتے تھے سہراب کھولدیتا تھا یہانتک کہ طعنین چلتے چلتے ایک مقام پر رستم نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلکر بررو سے ہوا گیا لیکن سہراب نیزہ بہر آب خجالت مین غرق ہوگیا اور گرز اپنا اٹھاکر آواز دی کہ ای رستم غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا لیکن یہ طمانچہ ملک الموت کا ہے بچ اس سے یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیتا ہوا جھپٹا اور سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے گرز اپنا اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر گراں ٹڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تنق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا مگر مرکب رستم ثانی کی ٹوٹی سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم و بیست کردم شہر نگ بن عمرو دوسرا مرتبہ لیکر جھپٹا اور قریب گرد کے پہونچکر آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار رہو جیسے کہ حریف لاف وگزاف کررہا ہے رستم ثانی نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ کر ازدی دکر ا پست کردی حریف تیرا ہمین موجود ہون یہ فی المفور مرکب پر سوار ہوے اور گرز اپنا اراجے پر سے اٹھایا اور آواز دی شعر تو ضربی زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ خاوری از دل فراموش کن ٭ اور پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سہراب پر وار کیا سہراب

نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل نے ایک فیق ماری کر فیل کی شکست
ہوئی کو لہ سہراب کا ٹوٹا لنگر نہ سنبھل سکا لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہے رستم ثانی نے نعرہ
کیا کہ زدم و پست کردم خبر لو آکر سہراب کی عیار سہراب کا جھپٹکر آیا اور گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ
سہراب کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے مُنھ پر پانی کا چھینٹا
مارکر ہوشیار کیا اور کہا کہ حریف لافزنی کر رہا ہی سہراب نے کہا کہ مین مجبور ہون اور رستم ثانی کو آواز دی
کہ ای رستم آؤ اور سر میرا کاٹ لیجاؤ کیونکہ مین لڑنے کے قابل نہین ہون دہنا کولا میرا بیکار ہو چکا ہی رستم ثانی
نے کہا زخمی پر ہاتھ اُٹھانا خلاف شان مردی و مردانگی ہی جب اچھے ہو لوگے اُسوقت لڑ لینا لوگ آئے اور
سہراب کو لیکر میدان سے پھرے ابلیس خود پسند نہایت غمگین و پریشان میدان جنگ سے پھرا دل مین کہتا تھا
کہ یہ خدا پرست بلاے بد آفت روزگار ہی کہ دو سرداریون زخمی ہوے ایک کو پنجہ لے گیا اب ایک اور باقی ہی
اُس سے دیکھیے کیا ظہور مین آتا ہی معلوم ہوا کہ ستارہ ہم لوگون کا گردش مین ہی ادھر بلور آسمان شگاف
شاہزادہ رستم ثانی پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا لیکن ضیغم شیر شکار جو میدان سے پھر کر بارگاہ مین آیا
پوشاک رزم اُتار کے لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب کو گردش ہوئی ضیغم نے دو چار جام پیے جب دماغ اسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض
کی کہ آج ضیغم شیر شکار نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی حکم ملا اور نقارے بجے تیاری جنگ ہونے
لگی بلور آسمان شگاف نے کہا ای زینت بارگاہ سلیمانی و ای زور بازوے صاحبقرانی پروردگار عالم نے
تین مقابلون مین تو سرسبز کیا اب یہ مرحلہ آخری باقی ہی رستم ثانی نے کہا کہ وہی حافظ حقیقی نگہبان ہی اگر
تقدیر مین میری فتاحی طلسم صندل ہی تو اُسے بھی زخمی کرونگا یا زیر کرونگا اور اگر پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی تو ہاتھ
سے اسکے مارا جاؤنگا لیکن ای شاہ اتنا سن رکھیے کہ یہ سردار یعنے ضیغم شیر شکار مثل سہراب و گرشاسپ کے
نہین معلوم ہوتا ہی اس سے کلفت مقابلہ آئے گا غرضکہ جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی شاہزادہ رستم ثانی
نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ مین آکر آرام کیا لیکن طبل بجتے بجتے جب وہ وقت آیا کہ حور سحر نے
نقاب سیاہ کو اپنے چہرۂ منور سے دور کیا اور جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو معمور کیا جھونکے نسیم بہار کے چلے
طائر اپنے اپنے نشیمن سے نکلکر شاخ درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے غنچہاے نرگس و نسرین نے خمار آلودہ آنکھ
کو وا کیا لوگ انگڑائیان لیکر اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور عبادت رب بے نیاز سے فراغت حاصل
کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے ادھر شاہزادہ رستم ثانی بھی مرکب پری پیکر پر بیٹھکر طرف
وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے گھڑی بھر دن نہ چڑھنے پایا ہوگا کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ضیغم شیر شکار نے مرکب اپنا بڑھایا
سامنے تخت ابلیس خود پسند کے آیا اجازت جنگ مانگی ابلیس نے کہا سپرد خداوند سمال الکبیر کیا ضیغم شیر
شکار مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سر تا پا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلیح شوری جب پسینے مین غرق
ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزے کو زمین پر گاڑ کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای رستم ثانی یہی گو ہی اور یہی
میدان ہی اگر کچھ دعوی قوت و جرات ہی تو مجھ سے بھی مقابلہ کر لیکن بہت ہوشیار رہنا اور مجھے مثل دیگران

سمجھنا رستم ثانی نے یہ سنتے ہی مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ لشکر سے اجازت لیکر رخ میدان کارزار کا کیا ضیغم نے جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا مرکب بہ ترتم تگاورد دوڑا یا ادھر رستم ثانی نے گھوڑے کی باگ لی وسط میدان مین تگاور چلی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو لکۂ ابر ملکر گرجنے لگے لیکن چار قدم مرکب رستم ثانی کا پسپا ہوا اور پانچ قدم گھوڑا ضیغم شیر شکار کا پیچھے ہٹا لیکن اس فرق کا دیکھنے والا یہان کون تھا اسفند یار صحرائی نے آواز دی کہ ای شہریار حریف کی قوت ہمپر روشن ہوگئی انشاء اللہ مارلیا ہی جاتا کہان ہی لیکن ضیغم نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ شاہزادۂ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین لڑنے لگے یا دو تیر شہاب آکر مل گئے یا دو آہین مظلومون کی ایک وقت مین باب اجابت پر سر ٹکرانے لگین لیکن دیکھیے کون رسا ہی اور کون نارسا ہی مگر نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے چار سو طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ شیر نگ نے آواز دی ای شہریار سست ہوگئے ضیغم شیر شکار کو غصہ آیا اور کہا او نابعیار تو کیا تجکو بھی مثل دیگران سمجھا ہی نیزہ میرے ہاتھ سے نکال لینا دل لگی بازی نہین ہی رستم ثانی نے کہا کہ اگر تجھے ہوشیار کر کے نیزہ ہاتھ سے نہ نکالا ہوگا تو نام اپنا رستم ثانی نہ پایا ہوگا اور کہا کہ پانچ طعن کے اندر نیزہ نکال دونگا اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند باندھا کہ ضیغم کی سمجھ مین نہ آیا اور جھٹکا دیا کہ ضیغم نے دیکھا نیزہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہی ضیغم نے بقوت تمام نیزے کو تو دوسرا ہاتھ شریک کر کے روک لیا لیکن سنان نیزہ مانند شرر کے بالا ہوا چکی بس خفیف ہوکر ضیغم نے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا اور تلوار نیام سے کھینچکر سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے سپر کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہی سپر مین چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے بلچک دی تلوار ٹوٹ گئی ضیغم نے قبضہ منھ پر کھینچ مارا شاہزادۂ رستم ثانی نے خالی دیا لیکن ضیغم نے کاٹھی سے دوسری تلوار کھینچ لی اور پھر وار کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہی تلوار کی لڑائی سے کام نہ نکلے گا علاوہ اسکے ایسا سردار زبردست اگر مارا گیا تو بھی افسوس ہوگا لہذا اسے کشتی مین زیر کرنا چاہیے یہ خیال کر کے ایکی جو ضیغم نے وار کیا رستم ثانی نے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدون قضائے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی خود سرسے گرا تلوار رستم ثانی کی سر پر بیٹھی چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے وہین سے سنبھلکر دستانہ مارا تلوار تو جھناکر سر سے نکلی چادر خون کی جو سر سے آئی ہی غشی طاری ہوئی مگر اسی عالم زخمداری مین جو خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ضیغم کو بھی سنبھلنا دشوار ہوگیا جلدی سے سپر کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا مگر یہ تلوار کہین سپر سے رکتی ہی ڈھال کو مانند قرص پنیر کے دو کرتی ہوئی سر پر بیٹھی جھٹکا مارا اسکے تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہی غشی طاری ہوئی ابلیس خود پسند نے یہ خیال کیا کہ اب تو دونون زخمی ہین لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا سنے فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے لوگ جھپٹ پڑے ادھر بلوہ آسمان شگاف نے فوج کو اشارہ کیا دونو لشکر آکر غتط بٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا لیکن شاہزادۂ رستم ثانی نے زخم سر باندھا اور لڑنا شروع کیا نائرہ جدال و قتال مشتعل ہوا برق شمشیر چمک چمک کر گرنے لگی کشتی حیات ہر شخص کی طوفانی نظر آنے لگی دریائے خون رواں ہوا لیکن ضیغم شیر شکار مین طاقت سنبھلنے کی نہ تھی با ہین گردن مین گھوڑے

کے ڈالدین وہ مرکب اصیل تھا سوار کو ایک سمت لے نکلا لیکن یہاں شام تک قیامت کبریٰ برپا رہی اس قیامت کی تلوار چلی کہ تمام صحرا لہو سے سرخ ہوگیا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے ایک روز کامل دونوں طرف کی لاشیں اُٹھانے میں گذر گیا سردار بھی دونوں جانب کے زخمی ہیں جنگ موقوف ہے لیکن ابلیس خودپسند نے اپنے عیار مہتر کذاب رو ورفت کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے نام عیاری کا بالکل ڈبو دیا اتنا نہ ہوسکا کہ لوح طلسم کشما سے لے آتا مہتر کذاب نے کہا کہ مجھے کب حکم ملا تھا اُسیوقت چند عیار اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا یہاں شاہزادہ رستم ثانی کے زخم سر میں ٹانکے دیے گئے پٹی مرہم کی چڑھی آج تیسرا دن ہے کیفیت زخم سر اندمال پر آچلا ہے کیونکہ زخم اوچھا تھا اسفندیار صحرائی ہر وقت حاضر خدمت رہتا ہے اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے دل بہلایا کرتا ہے کبھی ذکر ملکہ صنم بادلہ پوش کا آجاتا ہے شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کیواسطے بیچین ہوجاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے اسفندیار یہ بھی فلک کی تفرقہ پردازی ہے کہ بموجب شعر کسی کا اُسے عیش بھاتا نہیں ٭ یہ دو دل کو اکجا ٹھاتا نہیں باوجودیکہ کوئی منع کرنیوالا اور کہنے والا نہیں مگر دو گھڑی پاس اُس محبوب جانی کے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا ادھر وہ تڑپتی ہوگی اِدھر اپنا یہ حال ہے کسی پہلو قرار نہیں ہے بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے ٭ صبح کیوقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا ٭ اسی قسم کے تذکرے رہتے ہیں بارہ بجے شب کے اسفندیار اپنے خیمے میں چلا جاتا ہے شاہزادہ آرام فرماتا ہے آج وہ وقت ہے کہ اسفندیار پاس سے شاہزادہ رستم ثانی کے اُٹھکر گیا ہے اور شاہزادہ پلنگ پر لیٹا ہے کہ ایک شخص بصورت ایلچی دروازہ خیمہ پر آیا دربانوں سے اندر جانے کی اجازت مانگی دربانوں نے منع کیا کہ یہ وقت ملاقات نہیں اُس نے کہا کہ اچھا ہماری اطلاع کردو اشد ضرورت ہے میں پیام بر ایک شخص کا ہوں اور اگر اطلاع نہ دوگے تو میں نہیں جانتا جو تمپر عتاب آئے یہ سنکر دربان خدمت میں شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہوئے اور عرض حال کی شاہزادے نے فرمایا بلالو جسوقت وہ شخص اجنبی خیمہ میں آیا سلام کیا ایک خط پیش کیا شاہزادے نے پڑھا تحریر تھا کہ اے مرد بیمروت اللہ اکبر یہ غفلت شعاری کہ ہمتو دن رات فراق میں تڑپیں اور آپ مصروف جنگ رہیں ہماری کچھ خبر نہ لیں سچ ہے کہ مردوں کی ذات بیوفا ہوتی ہے یہ ہمیں لوگ ہیں کہ جس سے محبت کی اُسکے نام پر بیٹھکر زندگی بسر کردی مرنا اور جینا اگر خلاف شان اقدس نہو تو دو گھڑی کو اس غمکدے میں آکر جلوہ افروز ہوجیے اور اپنے چاہنے والے کو پہچان لیجیے شاید آئندہ کچھ خیال ہو رستم ثانی نے جو یہ مضمون پڑھا گھبرا کر اُس شخص کیطرف دیکھا اور کہا کہ میں نہیں جانتا تو کون ہے اُسنے عرض کی کہ چلکر دیکھ لیجیے پہچان لیجیے ہمیں اجازت نام بتانے کی نہیں ہے ورنہ عرض کردیتے اور وجہ پوشیدگی کی یہ ہے کہ ملکہ ہماری فرماتی ہیں کہ نام ہمارے بزرگوں کا بدنام ہوگا لہذا مجھکو گمنام سمجھیے شاہزادہ رستم ثانی کا بھی جی گھبرا رہا تھا نیند نہیں آتی تھی یہ خیال کیا کہ چلو جی دو گھڑی دل ہی بہلے گا یہ خیال کرکے اُٹھے اور اُس شخص کے ساتھ ہوئے اُسنے عرض کی کہ کسی کو ہمراہ نہ لیجیے گا نہ کبھی ذکر کسی سے کیجیے گا کیونکہ ملکہ نے کہدیا تھا کہ میری رسوائی کا خیال ہے رستم ثانی تنہا ساتھ اُس شخص کے روانہ ہوئے ہر چند دربانوں نے استفسار کیا کہ حضور تنہا اور شخص اجنبی کے ساتھ جانا مناسب نہیں معلوم ہوتا آئندہ جیسا رائے عالی میں آئے رستم ثانی نے جواب دیا کہ تم لوگوں کو ہمارے امور میں کیا دخل ہے میں تنہا ہوں تو کیا ہے کوئی میرا کیا کرسکتا ہے غرضکہ ساتھ اُس شخص کے روانہ ہوئے چلتے چلتے حد لشکر سے نکل گئے

صحرا مین پہونچے اُس شخص سے فرمایا کہ کہانتک لیجائیگا اُسنے عرض کی کہ سامنے چلیے تھوڑی دور اور ہی تھوڑی دور اور ہی یہانتک کہ اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی قریب دو کوس کے نکل گئے آپ سامنے سے کچھ روشنی نظر آئی اُس شخص نے کہا کہ وہ بارگاہ برپا ہی جسوقت شاہزادہ رستم ثانی قریب بارگاہ پہونچے اُسی خادم نے اندر اطلاع کی ملکہ تادر بارگاہ لینے کو آئی شاہزادہ رستم ثانی داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ ایک آفت ہوش پندرہ سولہ برس کا سن خاص ولولۂ شباب کے دن دروازۂ بارگاہ سے لپٹی کھڑی ہی شاہزادے کو دیکھتے ہی ہاتھ پکڑ لیا پھر کچھ خود ہی شرما گئی اور لا کر مسند پر بٹھایا گردن نیچی کرلی شاہزادہ رستم ثانی نے نام پوچھا کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہی مین ننگ خاندان کیا نام اپنے بزرگون کا بدنام کرون شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کہ تمھارا نام معلوم ہونے سے بزرگون کا نام کیونکر معلوم ہو سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ اگر کسیدن وقت آیے میرا نام ساتھ میرے والدین کے سنیے گا اُسوقت آپ پر ظاہر ہوجائیگا رستم ثانی نے کہا کہ مجھے آپنے کس لیے یاد فرمایا ہی ملکہ نے کہا کہ ذرا تشریف رکھیے میری تو یہ کیفیت ہی کہ شعر یہ کہتے یہ کہتے جو آجاتا ہی سب کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نہ کہا جاتا ہی ذرا دل ٹھکانے ہولے حواس درست ہولین تو بیان کرون رستم ثانی نے کہا اگر کسی کے خوف مین دل ٹھکانے نہین ہی تو بیان کرو ابھی جاکر مار دون نام اسکا تمام کرون ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ مین جانتی ہون آپ ایسے ہی ہین مگر یہ بات نہین ہی جو کچھ کیفیت ہی آپ ہی کے خوف سے ہی شہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین تمھارا دشمن نہین تمسے آگاہ بھی نہین کچھ مجھ سے کیا ہی کا خوف نازنین نے کہا خوف بیوفائی رستم ثانی نے جواب دیا کہ اسوقت تو مین پاس آپکے موجود ہون وقت خوشی غم کرنا بالکل بدشگونی ہی غرضکہ ملکہ ایسی ہی گول گول باتین کیا کی کچھ مفصل بیان نہ کیا اور گائنون کو طلب کر حکم ناچنے کا دیا وہیں اکا سناٹا اُسمین ایک بارگاہ برپا ہی سازندون نے ساز ملا ملا کر جو وقت کی چیز تھی بجانا شروع کی سمان بندھ گیا اور ایک نازنین ماہ تمکین نے یہ غزل شروع کی غزل

اُسوقت مین جانون کہ مری جیب پہ اثر ہی
بیٹھے ہین گلستان مین ادھر وہ گل اودھر ہی
جب عالم پر ہول مین شب ہی نہ سحر ہی
روشن جو ہوے دیکھتے ہی دیدۂ یعقوب
خاموش جو بیٹھے ہین یہ اللہ کا ڈر ہی
جب حد سے بڑھا عشق نتیجہ نہ رہا کچھ
ہی دونون طرف پھر نہ ادھر ہی نہ ادھر ہی
ادنی سی یہ ہی تفرقہ پردازی گردون
ہر صبح وہان شام ہی ہر شام سحر ہی
ہاتھ آئی زمین ہیچ الفیس کیا دولت فارو
خاموش ادھر مین ہون ادھر شمع سحر ہی
کرتا ہی جفا اور جھجکتا بھی ہی ظالم
بیٹھا ہی جو پردے مین وہی پیش نظر ہی

محویت دل کا مرے ادنی یہ اثر ہی
اب دیکھیے بلبل کی نظر کو کہ کدھر ہی
دم تیغ ادا کا مین بھرے جاؤنگا قاتل
ضو چہرۂ یوسف کی مگر نور نظر ہی
کیا اڑون جو گر یہان ابھی تو ہوتی نہین ظاہر
تیرا ہی نہ اب ہوش نہ اپنی ہی خبر ہے
پوچھیگا نہ پھر لطف سے احوال مسیحا
نالون سے جدائی مین تری دور اثر ہی
دل آکے یہ کہتا ہی نہ جائیگی تری جان
دل تنگ سے غنچون کا کفن دست مین زر ہی
ہر چیز مین دیکھا اثر الفت کی لگی کا
کچھ دل مین شرارت ہی کچھ اللہ کا ڈر ہی
ایام جوانی کی ابھی رات ہی چھوٹی

جب خود وہ کہین حال یہ کیونکر عدو کا ہی
خود آنکھ سے پوشیدہ ہون پیش نظر ہی
پہونچی جو وہان لیکے زخود رفتگی عشق
یہ جان ہے جبتک کہ مرے جسم یہ سر ہی
سجدہ جو کرے کوئی تو خوش ہوتی ہین کیا
رقت کی سحر ہی کہ قیامت کی سحر ہی
مجھ پر نہ محبت مین کھلی دل کی حقیقت
صحبت کا مین ہرگز نہین خواہان کہ خبر ہی
ٹالتا ہی یون ہی روز مرے وصل کا وعدہ
کل ہوگا جو کچھ آج ہی سے اُسکی خبر ہی
چھائی ہی کچھ ایسی ترے جانے سے ادا
بس حد ہی یہ تصویر مین بھی پوشیدہ نظر ہی
دیکھے تو کوئی میرے تصور کی کرامت
گیسو ترا اے لیلی ادا تا بہ کمر ہی

کم روز قیامت سے نہیں ہجر کی بھی رات	اسدن کی رہی فکر نہ اس شب کی سحر کی
جو آہ رکی دل نے کہا سینے میں اثر ہے	ای آرزو اک یہ بھی ہے گر اپنی قسمت

وہ نازنین تو یہ غزل گا رہی تھی اور ملکہ کی آنکھ سے آنسو جاری تھے شہزادہ رستم ثانی کا دل پسا جاتا تھا ہر بار یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ کون عورت ہے اشارے سے گانے کو منع فرمایا وہ چپ ہوئی ملکہ کے آنسو رومال سے پاک کیے اور کہا کہ لللہ کچھ بیان تو کرو آخر یہ رونے کا کیا سبب ہے اس نازنین نے کہا کہ رونا تقدیر کا ہے کہ دل بھی لگا تو کیسے شخص سے کہ جو سوا تلوار کے کسی کا آشنا نہیں دوسرے آپ کہاں کے رہنے والے ہیں آپ کے ساتھ بھاگ کر جا نہیں سکتے کہ رسوائی کا خیال ہے آپ کو کیا غرض ہے جو میرے واسطے یہاں رہیے گا سچ کہا ہے شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پریت ❊ مثل ہے یہ جوگی ہوے کسکے میت ❊ مگر دل سے مجبور ہیں شاہزادہ رستم ثانی پر اسقدر محبت اسنے ظاہر کی کہ الفت ملکہ صنم یا دل پوش کو بھلا دیا بعد اسکے ایک جام شراب ارغوانی بھرکر پیش کیا تھا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے نازنین نے جواب دیا کہ مذہب الفت جیسے چاہا جو اسکا مذہب وہی اپنا مذہب شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اس نازنین نے کلمہ پڑھا شاہزادے نے جام لے اندیشہ انجام پیا پھر خود جام بھرکر دیا اس نازنین نے بھی اسیطرح پیا جب دو چار جاموں کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی شراب تھی کہ مجھ کو گرمی معلوم ہوتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ او نادان یہ جام قضا تھا جو تو نے پی لیا یہ کہکر پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ یہ جام قضا کیسا ملکہ نے نعرہ کیا کہ مہتر کذاب زود رقت عیار ابلیس خودپسند او طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح پاتے ہی آفتین برپا کر رکھی تھیں اب کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے رستم ثانی نے دل میں کہا کہ بڑی نادانی کی اور غصہ میں تلوار کھینچکر جھپٹے پس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چراغ سے چھینک آئی اور سر نیچے جا لگیں اور پر گرتے گرتا تھا کہ مہتر کذاب نے لوح تو گلے سے اتار کر ایک عیار کے سپرد کی اور خود پشتارہ رستم ثانی کا باندھا اور پشت پر لگا کر طرف لشکر ابلیس خودپسند کے روانہ ہوا لیکن حال مہتر شبرنگسا بن عمرو کا سنیے کہ یہ واسطے خبر لینے کے لشکر کفار میں گیا ہوا تھا کہ سردار تو سب جمع ہوے اب ان کفار کی کیا صلاح ہوتی ہے اور کیا ٹھہرتی ہے جسوقت یہ معلوم ہوا کہ کل سے مہتر کذاب پیدا ہوا ہے کہ رستم طلسم کشا کو اسیر کر لاوے گا شبرنگسا نہایت پریشان ہوا اسیوقت پلٹا کہ چلکر خبر لینا چاہیے وہ شہریار عالی وقار کیسے رستم ثانی نامدار جیسا بہادر ہے ظاہر ہے ابھی کل کی بات ہے کہ غولوں سے لڑتے ہوے اور باتیں کرتے ہوے ملک سلیمانیہ تک نکل گئے جسکی وجہ سے اس طلسم تک آنا ہوا ایسا نہو کہ کذاب مکر سے گرفتار کرے یہ خیال کرکے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا پہلے خیمہ شاہزادہ رستم ثانی کے جانب آیا اندر خیمے کے جانے کا ارادہ کیا دربانوں نے کہا کہ وہ شہریار کہیں تشریف لے گیا ہے ایک شخص اجنبی آیا تھا اسی کے ہمراہ چلے گئے سنتا تھا کہ شبرنگسا نے کہا غضب ہوا اور کچھ عیاروں کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا جب حد لشکر سے نکلکر صحرا میں پہونچا عیاروں کو متفرق کرکے برائے تلاش روانہ کیا ایک جانب آپ بھی روانہ ہوا اب وہ وقت ہے کہ کچھ تھوڑی سی رات باقی ہے سفیدی صبح کاذب آسمان پر نمودار ہو چلی ہے ستاروں کی روشنی مانند چراغ سحری کے ہو رہی ہے کہ یکایک دور سے سیاہی نمودار ہوئی شبرنگ نے تعاقب کیا اور آواز دی کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے مہتر کذاب نے دیکھا کہ آفت سر پر آگئی اب جان بچانا دشوار ہے اپنے عیاروں کو آواز دی کہ لینا اسے اور آپ پشتارہ بدوش بھاگا عیار جھپٹے شبرنگ پر زغہ کیا خنجر کھینچ لیے لیکن ہنگامہ جو بپا ہے

عیاران شبرنگ بھی آگئے اب ان عیارون سے تو خنجر چلنے لگا لیکن شبرنگ نے ایک آدھ کو مار کر پھر
کذاب کا تعاقب کیا کذاب نے دیکھا کہ اب چارہ نہیں ہی لپشتارہ زمین پر رکھدیا تلوار کھینچ لی دو بدل
ہونے لگی خنجر چلتے چلتے ایک مقام پر کذاب نے خنجر مارا شبرنگ نے پینترا بدلکر خالی دیا وہان ایک چھاپی
تھی الجھکر گرا گرتا تھا کہ کذاب نے کمند ماری شبرنگ نے کمند کو قلم کیا اور منھ پر کذاب کے حباب بیہوشی
کھینچ مارا کذاب فتیلہ رفع بیہوشی اسوقت سے چڑھائے ہوے تھا کہ جب نازنین بنا ہوا رستم ثانی کے
ساتھ شراب پی رہا تھا ورنہ یہ بھی بیہوش ہوجاتا کذاب نے کمند قلم ہوتے ہی جھپٹ کر خنجر مارا شبرنگ
خالی نہ دے سکا ہاتھ پکڑ لیا دونون مین کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے پاؤن کذاب کا موشخانہ مین جا رہا
اور الجھکر گرا شبرنگ نے گرتے گرتے خنجر مار کر کام کذاب کا تمام کیا اور سر اس ملعون کا کاٹ لیا بعد
اسکے لپشتارہ کھولکر شاہزادہ رستم ثانی کو ہوشیار کیا اور کہا ای شہریار دشمنون کا محاصرہ اور ایک شخص
اجنبی کے ساتھ چلے جانا یہ آپ ہی کا کام تھا رستم ثانی دل مین نہایت پشیمان ہوے اور شبرنگ کی بہت
تعریف کی غرضکہ شبرنگ رستم ثانی کو لیکر صحرا سے پھرا اور عیار لاش کذاب کی اٹھا کر طرف ابلیس خودپسند
کے روانہ ہوے صبح ہو چکی تھی ابلیس خودپسند حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ مین
آکر تخت پر بیٹھا ساحر آکر جمع ہونے لگے سوفار جادو صمصام جادو جلاجل و سنگ زن شہناسے
جادو صہبا سے جادو وغیرہ یہ تمام ساحر آکر جمع ہوے ایمین سے ہر ایک لاکھ لاکھ دو دو لاکھ ساحرون
کا افسر ہی ابلیس خودپسند نے کہا کہ پرسون سے کذاب زود رفت برای گرفتاری طلسم کشا گیا ہوا
ہی ابھی تک نہین پھرا معلوم ہوتا ہی کہ بھاگ گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ایک عیار پیدا ہوا کہ نام اسکا
کاذب بن کذاب ہی اور لوح طلسمی لاکر سامنے ابلیس خودپسند کے ڈالدی اور عرض کی کہ والد ماجد
نے طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لیا ہی لوح میرے ہاتھ روانہ کردی ہی اور خود یقین ہی کہ لپشتارہ طلسم کشا کا
لیے ہوے آتے ہونگے یہی ذکر تھا کہ بعد کچھ عرصہ کے چند عیار سر پہ خاک اڑاتے روتے پیٹتے نمودار ہوے
ابلیس خودپسند نے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن وہ عیار سامنے ابلیس کے آئے اور لاش کذاب کی آگے
رکھدی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ یون طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لیکر چلے تھے عیار طلسم کشا مہتر شبرنگ
بن عمرو پہونچگیا اسکے ہاتھ سے یہ مارے گئے اور وہ اکیلا طلسم کشا کو چھڑا کر لیگیا ابلیس خودپسند کو یہ سنکر
اپنے عیار کا نہایت صدمہ ہوا اور کاذب بن کذاب کو اسکی جگہ پر تعین کیا لیکن اطمینان ہوا کہ لوح
طلسمی تو ہاتھ آگئی اب اگر طلسم کشا رہا بھی رہے گا تو کیا کر سکتا ہی ایک ادنی ساحر چاہے تو اسے مار ڈالے
غرضکہ ابلیس خودپسند نے لوح طلسمی خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کی کہ اسکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا
مگر یہان یہ خبر گرشاسپ گرد اور سہراب بن لندھور کو پہونچی کہ اس طرح عیار گیا اور طلسم کشا کو چرا کر
لیچلا تھا لیکن عیار طلسم کشا نے کذاب کو مارا اپنے آقا کو چھڑا لیا ان دونون نے کہا کہ خوب ہوا ایسے
بہادرون کو جو یہ مکر گرفتار کرنا چاہے اسکی یہی سزا ہی اور پاس ابلیس خودپسند کے کہلا بھیجا کہ اگر آپکو ساحرون
اور عیارون سے کام لینا تھا تو ہماری کیا ضرورت تھی ہمین بیکار بلا بھیجا اور ابھی تو ہم زیر نہین ہوے
ہین نہ مر گئے ہین ہان جسوقت ہمارا اور طلسم کشا کا معاملہ یکسو ہو جائے اسوقت آپکو اختیار ہی لیکن ہماری
موجودگی مین ایسے امور سرزد ہونا ہماری سپہ گری مین داغ لگاتے ہین طلسم کشا کے انصاف کو دیکھیے

کہ ہم لوگ زخمی تھے تو اُس نے طبل نہیں بجوایا مہلت دی جسوقت یہ پیام ابلیس خود پسند پاس پہونچا ابلیس نے
کہلا بھیجا کہ یہ فعل اُس عیار کا تھا میرے حکم سے اُس نے ایسا نہیں کیا تھا ورنہ ساحر مدد کو ضرور جاتے لہذا
اُس نے جیسا کیا ویسا پایا اب آپ اطمینان رکھیں جسوقت تک آپ کی جنگ کا فیصلہ ہوئے گا اُسوقت تک
کوئی ساحر دخل نہ دیگا نہ کوئی عیار دری ہوگا الحاصل بعد ہفتہ عشرہ کے جب ان دونوں نے غسل صحت
کیا دربار میں آئے ابلیس نے انکی صحت کا جشن کیا جام شراب ناب گردش میں آیا ساقیان سیمین ساق جام
بلورین و صراحی جواہر نگار لیکر حاضر ہوے ہر طرف آواز ہو شا ہوش نوشا نوش بلند ہوئی لیکن جسوقت
دماغ گرشاسپ گرد کا نشۂ شراب سے گرم ہوا اُسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پہ
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوے یہاں بھی یہ رنگ ہے
کہ دربار جمع ہے بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر بیٹھا ہے گرد و پیش ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے داہنی
جانب چقماق آتش افروز جادو و ملکہ عالم افروز جادو بائیں جانب محروق جادو و اژدر جادو
اور دیگر ساحران ملک خاقانیہ جو ہمراہ بلور آسمان شگاف کے آئے ہیں موجود ہیں شاہزادہ رستم ثانی
دنگل صاحبقرانی پر جلوہ افروز ہیں ایک پہلو میں اسفندیار صحرائی دوسری جانب شاہین بن
سلیمان بیٹھے ہیں کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق حاضر ہوئی بعد دعا
و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار میں بنام گرشاسپ گرد طبل جنگ بجا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کہ کہدو ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اُسیوقت حسب الحکم
یہاں بھی کوس حربی بجا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی بلور آسمان شگاف نے دربار
سویرے برخاست کیا سب امیر و وزیر رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے آرام گاہ میں آئے لباس شب خوابی
پہن پہنکر اپنے اپنے بستر راحت پر مصروف استراحت ہوے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لوگ انگڑائیاں لے لے کے اپنے اپنے بستر خواب
سے اُٹھے اہل اسلام نے نمازیں پڑھیں دعاے شہادت مانگی اور لباس رزم پہنکر آلات حرب و ضرب
تن پر چست باندھ کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر کفار بدکار مرکبوں پر سوار ہو ہو کر
وعدہ گاہ مصاف میں آکر صف آرا ہوے آن واحد میں تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا لیکن بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال نقیب نسب دیگر نکل گئے تھے کہ یکایک گرشاسپ گرد نے مرکب اپنا جھکا کر سامنے
تخت ابلیس کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تمہیں سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو گرشاسپ
بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے
میں عرق ہوگیا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے رستم ثانی اُس روز ساعت بد تھی
کہ میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا پاؤں میرا موسخا نہ میں جارہا لیکن آج کا دن اور ہے اگر تو جان سے اپنی
عاجز ہے تو نکل میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت بلور آسمان شگاف کے آیا بادشاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد پروردگار کیا
رستم ثانی بار دگر مرکب پر سوار ہوکر عازم میدان کارزار ہوے اُدھر گرشاسپ گرد نے گرد اپنا
جولان کیا رستم ثانی نے قریب پہونچکر باگ مرکب کی کج کردی یہ اپنے زور میں اُسطرف نکلگیا شاہزادہ

دوسری جانب نکلا چلا گیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین تگا ور نہین چلتی ہی پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے
کا سامنا کیا گرشاسپ گرد نے کہا ای رستم ثانی نیزے کی لڑائی تم لوگون سے بیکار ہی یہ مین خوب جانتا
ہون کہ فن نیزہ بازی تم خدا پرستون پر ختم ہی ایک ادنی ادنے بھی بڑے بڑون کا نیزہ نکال دیتا ہی لیکن
ہان یہ ساطور میرا طمانچہ اجل ہی بچو اس سے یہ کہکر ساطور گران ساڑھے آٹھ سو من کی ضرب اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر
خبردار خبردار کہکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے مرکب آگے بڑھایا اور آتی ہوئی ضرب کو خیال مین
کرکے دھار بچا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے
دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے گرشاسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑ دیا اور دامن زرہ گردان کر
رستم ثانی سے لپٹ گیا رستم ثانی نے بھی ساطور کو چھین کر پھینک دیا اور مصروف تلاش ہوے کشتی ہونے
لگی پھر اکا بندھ گیا جو پیچ گرشاسپ باندھتا ہی رستم ثانی کھولدیتے ہین جو پیچ رستم ثانی کیے ہین
گرشاسپ جواب دیتا ہی اُس پیچ کا توڑ کرتا ہی جوڑ بند تمام ہو رہے ہین لیکن یہ رنگ دیکھکر افسران لشکر کفار
و سرداران لشکر اسلام قریب آگئے جانبین اور آنکھین سب کی لڑ بن ہو گئی ہین کہ دیکھیے کون غالب آتا ہی کون پست ہوتا
ہی دو شیر ہین کہ لڑ رہے ہین یہانتک کہ وہ وقت آگیا کہ دیو سیاہ شب نے دیو سفید روز کو زیر کیا خسرو روز نے
شکست کھائی فوج انجم کا غلبہ ہوا ماہ تابان تخت نیلی فلک پر حکمرانی کرنے لگا لیکن ان دونون پہلوانون کی وہی حالت
ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی لڑنے کھڑے ہوے ہین نہ کسی کا دم آتا ہی نہ سانس پھولتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ دو پتلے
کل کے بنے ہوے لڑ رہے ہین لیکن شام ہوتے ہی دونون جانب سے روشنی آگئی جیسے ڈیرے سردارون کے
استادہ ہو گئے دنگل کرسیان بچھ گئین دو کاسہ شیر آئے دونون نے پیے پھر مصروف تلاش ہوے آن واحد مین
وہ شیر بیسینہ ہوکر نکل گیا دیکھنے والون کی آنکھین اُسی طرف ہین گھنٹہ بڑھ دیکھ رہے ہین فتح و شکست
کا اندازہ کر رہے ہین مگر کون سمجھ سکتا ہی گرشاسپ گرد بھی بلائے بے درمان ہی کہین ہاتھ تھوڑی سی ادھر
رستم ثانی پکڑ لائے پھر صاف نکل گیا وہی حالت رستم ثانی کی ہی کہ جہان گرشاسپ گرد نے کوئی پیچ کیا
اور نیچے پکڑ لایا صاف نکل گئے اسطرح کہ معلوم بھی نہوا اسی ہنگام مین زمانہ شب بھی برطرف ہوا آنکھین
ستارون کی دیکھتے دیکھتے پتھرا کر بے نور ہو گئین ان دونون کو نہ بھوک معلوم ہوتی ہی نہ نیند آتی ہی دیکھنے والے
داد مردی و مردانگی دے رہے ہین حسب معمول صبح کو بھی ایک کاسہ شیر آیا دونون نے پیا زور ہونے لگے کہانتک
بیان کیا جائے کہ اسی عالم مین دو دن اور دو راتین گذر گئین اب تیسرا روز ہی دیکھنے والون کی آنکھین آشوب کر
آئی ہین بیٹھے بیٹھے پاؤن رہ گئے ہین جسکو بھوک لگی وہین منگا کر کھا لیا کچھ پانی پی لیا اب تیسرا روز ہی کوئی
پہرون چڑھا ہوگا کہ ایکبار گرشاسپ گرد نے دونون بازو رستم ثانی کے تھامے اور یا خداوند کمتال آئینہ
کہکر جو زور کیا تو قدم دوڑا ٹیک گیا اب جو جھٹکا مارتا ہی بازو گھٹنا اُٹھا تا ہی یقین ہوا تھا کہ رستم ثانی نے نہایت
چالاکی کے ساتھ اُسی لگے ہوے گھٹنے کے سہارے سے بند کمر پکڑ کر جو ہکا مارا سن سے اُٹھا لیا اور سر پر بلند کیا کفار
کے چہرون کے رنگ اُڑ گئے لشکر اسلام مین باجے فتح کے بجنے لگے بلور آسمان شگاف تخت پر اُچھل پڑا
اسفندیار صحرائی اپنے آقا کے گرد پھرنے لگا لیکن رستم ثانی گرشاسپ کو اسیطرح ہاتھ پر بلند کیے
ہوے میدان جنگ سے پھرے کفار نہایت محزون و شرمسار اہل اسلام شادیانے بجاتے ہوے پلٹ کر بارگاہ
مین آئے رستم ثانی نے گرشاسپ کو شبرنگ کے سپرد کیا شبرنگ نے اسے تو زندان خانے بھیجدیا

شاہزادۂ رستم ثانی تین روز کے جاگے اور تھکے ہوے تھے لباس رزم اُتارا جامہ شب خوابی پہنکر آرام فرمایا لیکن ابلیس خود پسند نہایت محزون و غمگین میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا برائے نام دربار کیا شب کو سو رہا تین روز لڑائی موقوف رہی لوگ منتظر تھے فیروزہ ماز ندرانی و ضیغم شیر شکار جو روانہ ہوچکے تھے ہنوز واپس بھی نہیں آئے تھے اسکا بھی انتظار تھا لیکن آج سہراب بن لندھور کو جوش ہوا دو چار جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت میں شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے خبر طبل جنگ بجنے کی سنائی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی انکو تو اسی حال میں چھوڑیے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان صندلان شاہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد روانہ کرنے ابلیس خود پسند کے صندلان شاہ معلم کتابدار سے مخاطب ہوا کہ یہ دیکھو کہ ستارہ طلسم کشا کا ان پہلوانوں پر غالب ہے یا انمیں سے کوئی طلسم کشا پر غالب ہے معلم نے بعد دریافت حال عرض کیا کہ اے شہنشاہ جادو دان طلسم کشا کا ستارہ ان سب پر غالب ہے اور فیروزہ مازندرانی نہایت مرد زبردست ہے لیکن طلسم کشا سے زیر ہوکر اسی کا طرفدار ہوجائیگا اور ضیغم شیر شکار بھی ہزیمت اُٹھائیگا یہ سنکر صندلان شاہ نے پنجۂ طلائی جھولی سے نکالکر پھینکا اور اپنے سحر سے حکم کیا کہ اگر فیروزہ کو زیر ہوتے دیکھنا تو اُٹھا لانا اور بیابان خاکستر میں پھینک آنا اور ضیغم شیر شکار کو در بند لعل شیہ میں پھینک آنا پنجہ کڑک کر روانہ ہوا اب صندلان شاہ منتظر وقت بیٹھا ہے اور انتظام باطن میں مصروف ہوتا ہے کہ بعد چند روز کے پنجہ واپس آیا اور تمام خبر بیان کی اسکے بعد ہر ہر جادو نامہ ابلیس خود پسند کا لیے ہوئے پہونچا اور لوح طلسمی حاضر کی اب صندلان شاہ لوح کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اراکین دولت سے مشورت کی کہ اب لوح کو کہاں رکھوں سلطان پری چہرہ وزیر صندلان شاہ جادو کا ساحر زبردست سامری عصر ہے اسنے عرض کی کہ اے شاہ لوح میرے سپرد کیجیے بہتر و مناسب یہ ہے کہ راز اسکا کسی پر ظاہر نہوے لیے جہاں مناسب جانونگا وہاں رکھونگا صندلان شاہ خاموش ہو رہا اور سلطان پری چہرہ لوح لیکر کسی طرف روانہ ہوگیا کہ حال اس کا ابھی نہیں کھلتا ہے اور خبر لوح کی پوشیدہ رہتی ہے لیکن صندلان شاہ جادو نے ایک حکمنامہ ابلیس خود پسند کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے خیر خواہ دولت تمکو لازم ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار بلا کرکے جلد قتل کر ڈالو یا کسی مقام مستحکم پر مقید رکھو خداوند تمثال آئینہ رو کی عنایت سے جسکا ڈر تھا وہ شئے ہاتھ لگ گئی اب طلسم کشا بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہے اسکا گرفتار کرنا کوئی مشکل نہیں ہے رہی یہ بات کہ چند نمک حرام اسکے شریک ہوگئے ہیں انہیں کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہارا مقابلہ کرسکے لہذا اب موقع بیرون طلسم لڑنے کا نہیں ہے دالیا پردوں ستاسے تسخیر کرتے چلے آتے ہیں دل ٹھہراتے ہیں بعد فتح کے تم دربندوں کا انتظام کرکے اندرون طلسم چلے آؤ ساحر یہ حکمنامہ لیکر خدمت میں ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا

اب کچھ چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہاں طبل فوج بجا تھا جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی طلسم نشین تیر کی کے چلے لا کر اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر نیرنگ سحر سازی باغبان قضا و قدر کا تماشا دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے

غنچوں نے آنکھیں کھولکر رونق باغ پر نظر کی ہر بزم میں شمعیں جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئیں محفل انجم برخاست ہوئی مشعل ماہ کی روشنی میں فرق آیا بموجب شعر کمی بر وقت آخر حدت داغ جگر ہوگئی + ضیاے شمع میں فرق آئیگا جبدم سحر ہوگی + غرضکہ مردان دلاور و اہل لشکر اپنے اپنے بستر خواب چھوڑ چھوڑ کر اٹھے اور طاعت معبود سے فراغت حاصل کرکے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرنے لگے بعد تیاری اپنے اپنے افسر کی خدمت میں آکر ساتھ اسکے طرف میدان جنگاہ کے روانہ ہوئے آن واحد میں تمام میدان فوجوں سے بھر گیا ادھر بلور آسمان شگاف فرزند خاقان روشن دل اُس طرف ابلیس خود پسند سپہ سالار صندلان شاہ سحر دین کی فوجیں دریاے افسون کی موجیں تر سول پنج سول بلند ڈیرو بجتے ہوئے جھولیاں بھری لگا سے جانوران سحر پر سوار لیکن ایک طرف فوج فیروزہ نازندرانی مگر بے سردار نہایت پریشان ایک طرف لشکر گرشاسپ گرد ایک سمت سپاہ ضیغم شیر شکار ایک جانب لشکر سہراب بن لندھور سہراب نیل مست پر سوار عقب میں فوج بسیار بلکہ اب تمام فوج کا افسر سہراب ہی ہے ادھر شاہزادہ رستم ثانی مرکب پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا دبدبہ رستمی چہرے سے ہویدا شان صاحبقرانی پیدا پشت پر اسفندیار صحرائی بمرتبہ سپہ سالاری دس قدم لشکر سے آگے اور شاہزادہ رستم ثانی تیس قدم اسفندیار سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی ایستادہ ہے کہ یکایک لشکر سہراب کے علم جلوہ گری پر آئے اور سہراب نے نیل مست اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس کے آکر اجازت مانگی ابلیس خود پسند نے کہا کہ سپرد خدا و ند شمال آئینہ رو کیا سہراب بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان جنگاہ کا کیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ ای رستم ثانی واقعی میں تو مرد سپاہی و زبردست ہے تیری جرأت میں شک نہیں کہ گرشاسپ جیسے پہلوان کو تو نے اس طرح بمردی زیر کیا تیرا ہی کام تھا لیکن مجھے گرشاسپ نہ سمجھنا بلکہ تجھے سمجھاتا ہوں کہ چلا آ اور لڑنے سے ہاتھ اٹھا ورنہ مفت مارا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میدان جنگ ہے محفل وعظ نہیں ہے تو مجھے نصیحت کرتا ہے ہر شخص اپنے نشیب و فراز کو خود خوب سمجھ لیتا ہے میں تجھ سے لڑنے میں عاجز نہیں ہوں یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور بلور آسمان شگاف سے آکر اجازت لی بلور نے کہا سپرد خدا کیا رستم ثانی میدان میں آئے سہراب نے نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر کاٹا رد و بدل ہونے لگی طعنیں چلنے لگیں یہ دونوں سردار گرد و مار سیاہ آپس میں لڑ رہے ہیں لیکن نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے دو سو طعن کی نوبت آئی آخر کو شہزادہ رستم ثانی نے چھڑ پر چھڑ ماری اور نیزہ اپنا نیزہ سہراب سے مثل زلف معشوقہ کے لپیٹ کر جو جھٹکا مارا سے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا نیزہ تو ادھر مانند تیر شہاب کے روانہ ہوا لیکن سہراب اپنا نیزہ کھوکر خجالت میں غرق ہوگیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی لیکن سہراب نے خفت اٹھا کر خواصی سے گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیتا ہوا چلا اور برابر رستم ثانی کے پہونچکر وار کیا رستم ثانی نے گرز سہراب کا اپنے گرز پر روکا لیکن دو دستی ضرب سہراب نے لگائی ہر گرز جو گرز پر پڑتا ہے تو ایسی صدا بلند ہوئی کہ جگر زمین ہول سے تھرا گیا شعلہ فلک کو نکل گیا تنق گرد ایسا بلند ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی اس گرد میں پنہان ہوگئے سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی مارے گئے یہانتک کہ کفار نے طبل شادمانی بجا دیا بلور آسمان شگاف تھر تھرا نے

لگا اسفندیار کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا قریب تھا کہ اہل اسلام لشکر کفار پر جا پڑین لیکن شاہزادہ
رستم وہ بہادر ہی کب مانتا ہی جیسے ہی نعرہ سہراب کی آواز سنی چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب
قریب ہلاکی ہو چکا ہی بس مانند برق تڑپ کر گردے نکلا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہی منم رستم ثانی کرازدے وگراپست
کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور فوراً یہ خیال ہوا کہ اے رستم تو پوتا اُس شخص کا ہی کہ جسنے اسکے باپ کو
مع فیل اُٹھا لیا تھا واے ہو تجھ پر جو تو بھی ایسے نہ اُٹھالے یہ خیال کرکے سہراب کو آواز دی کہ دیکھ زور
اسے کہتے ہین اور یون ہی شاہزادہ علمشاہ نوجوان نے اپنے زمانے مین تیرے باپ لندھور کو اُٹھا لیا
تھا اگر مین اولاد مین اُسکی ہون تو تجھے بھی دکھائے دیتا ہون یہ فرماکر گردن اپنی شکم فیل سے ملاکر دونون
ہاتھ کا سہارا دیکر جو زور کیا سہراب کو بھی مع فیل اُٹھا لیا اور طرف ایک نشیب کے چلے کہ مارون اور پست
کرون یہ زور دیکھکر کفار کے چہرون پر مردنی چھا گئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا ابلیس خود پسند دل مین
کہتا تھا کہ حقیقت مین ان لوگون سے کون مقابلہ کر سکتا ہی وہان بلور اسمان شگاف نے بے اختیار ہوکر
آواز دی کہ اے زینت بارگاہ سلیمانی واہ رے زور بازوے صاحبقرانی کیا کہنا ہی ہان اسی طرح پٹکیے کہ استخوان
اسکے چورا ہو جاوین فرار دنیا تو دیکھا نشیب قبر بھی دیکھ لے لیکن سہراب نے جو دیکھا کہ لنگر اُکھڑ گیا نہایت خفیف ہوا
جست کرکے فیل سے نیچے آیا رستم ثانی نے فیل کو سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے اپنی جان بچانے کیواسطے فیل کو
چورنگ ہوائی کیا لیکن پھر صدمہ ہوا کہ اب ایسا فیل مشکل سے ملیگا جو تجھے سواری دے سکے اور غصہ مین تلوار کھینچکر رستم
ثانی سے لپٹ پڑا رستم ثانی نے بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور سہراب سے لپٹ پڑے چہرا اکا کشتی کا بندھا سرداران
فوج برائے تماشا قریب آگئے دنگل کرسیان بچھ گئین لیکن ان دونون مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہوگیا
شام ہوگئی حسب معمول قدیم وہی کاسہ شیر آیا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے آن واحد مین پسینے سے
راستے بہا دیا رات بھی تمام ہوگئی صبح کو بھی وہی عالم رہا کہ زور کشمکش کے ہو رہے ہین پیچ بندلا رہے
ہین کھل رہے ہین دونون اسطرح لڑ رہے ہین کہ مطلق یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ دو دن سے لڑ رہے ہین بلکہ
یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہی کہانتک بیان کیا جائے کہ اب وہی تیسرا دن ہی اور دو پہر
بچ گئی ہی مگر معاملہ یکسو ہوتے نظر نہین آتا یہانتک کہ اب کوئی چار گھڑی دن باقی رہگیا سہراب نے
آواز دی کہ او طلسم کشا تو بلا سے بدتر ہے نہ تجھے نیند آتی ہی نہ بھوک لگتی ہی تین دن تمام ہو چکے ہین
اب چوتھی شب ہوا چاہتی ہی جا مین تجھے مہلت دیتا ہون ایک روز تو بھی آرام لے مین بھی راحت سے
بسر کرون کل دیکھا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ بغیر فیصلہ ہوے میدان جنگ سے
پھرون سہراب کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تو یہ سمجھتا ہی کہ سہراب تھک گیا ہی اب مین اسے زیر
کرونگا یہ خیال دل سے دور رکھ وہ بات دوسری تھی جو تو نے مجکو مع فیل اُٹھا لیا اب کیون تین روز
کشتی مین گذر گئے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے بوجھ اُٹھانے کی بہت مشق کی ہی باربرداری اور شے ہے
اور پہلوانی اور چیز ہی یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے پکڑے اور سر سینے سے ملاکر اب جو زور کیا گیارہ
قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا رستم ثانی کا آشناے زمین ہوا بس وہین سے رستم ثانی نے
بھی لنگر قائم کیا اور وہین سے سنبھلکر دونون بازو سہراب کے تھامے اور سر سینے سے ملاکر آواز دی کہ اے
سہراب ہوشیار رہنا کہے دیتا ہون کہ اگر مین نے تجھے اس زور مین زیر کیا تو بغیر زیر کیے ہوے گویا

تو نے مجھے زیر کر لیا سہراب نے کہا اب تو مجھے کیا زیر کر سکتا ہی جب کہدیا اور حریف ہوشیار ہو گیا تو ایک زور کو ہزار پہلوون سے روک سکتا ہی یہ کہکر آڑا ہو گیا لیکن رستم ثانی نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تیرہ قدم سہراب کو دوڑاے گئے اور اب جو جھٹکا مارا تو دونون گھٹنے زمین سے لگ گئے لبس کمر و بخیہ کا بند پکڑکر جو جھٹکا مارا سینے تک اٹھا لائے سہراب نے تڑپ کر لنگر مارا رستم ثانی نے ہاتھ کو وہین قائم کرکے اوا اڑوی کر حوصلہ نکال لے اور اچھی طرح پھڑک لے ہرچند سہراب نے لنگر مارے کچھ نہوا رستم ثانی نے دوسرے زور مین سر سے بلند کرکے زمین پہ مارا کہ چارون شانے چت گرا اور مشکین باندھکر شیر فگ کے حوالے کیا اور نقارہ فتح بجوا کر میدان سے پھرے داخل بارگاہ ہوے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا طوائفین آکر مصروف رقص و غنا ہوئین چونکہ شاہزادہ رستم ثانی چار روز کے جاگے ہوے تھے سویرے سے دربار برخاست کیا اور کچھ خاصہ تناول فرماکر آرام فرمایا جسوقت صبح کو بیدار ہوے حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ مین تشریف لائے دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوے بطور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اسفندیار صحرائی آکر پہلو مین بیٹھا اور سب ساحر بھی مثل تپاق آتش افروز جادو اور ملکہ عالم افروز جادو اژدر جادو وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہین تعریف زور بازوے رستم ثانی کی ہو رہی ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ لاؤ قیدیون کو داروغۂ زندان پہلے گرشاسپ گرد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے ساقی کو اشارہ فرمایا ساقی نے جام پیش کیا گرشاسپ نے رستم ثانی کو سلام کرکے جام پیا جب یہ آسودہ ہولیا اسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین نے کیونکر زیر کیا تھا کو گرشاسپ نے کہا کہ جس طرح مرد مردون کو زیر کیا کرتے ہین شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ پھر اب دین خدا پرستی اختیار کرنے مین کیا عذر ہی گرشاسپ نے عرض کی کہ مین غلام ہون اور جو مذہب آقا کا وہی غلام کا شاہزادہ رستم ثانی نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے قید کاٹی کلمہ تلقین فرمایا اور حمام مین بھیج دیا پھر اسکے فرمایا کہ لاؤ سہراب کو داروغۂ زندان نے سہراب کو حاضر کیا شاہزادہ رستم ثانی نے بعد مرحمت جام اس سے بھی اسیطرح استفسار فرمایا کہ کیونکہ تم زیر ہوے سہراب نے کہا کہ جس طرح مرد مردون سے زیر ہوتے ہین بلکہ جس طرح لندھور علمشاہ سے زیر ہوے رستم ثانی نے کہا یہ نہ کہو لندھور میرے بھی بزرگ ہین وہ زیر نہین ہوے بلکہ صرف مع فیل انھین علمشاہ رومی نے اٹھا لیا تھا سہراب نے کہا کہ جب فیل اٹھا لیا اور لنگر زمین سے توڑ لیا تو زیر کر لیا شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اب دین خدا پرستی اختیار کرنے مین کیا عذر ہی سہراب نے کہا کچھ عذر نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اور سہراب بھی از سر صدق مسلمان ہوا شہزادہ نے قید دور کی اور سہراب کو بھی حمام مین بھیجدیا اور دونون کو خلعت عنایت ہوا لیے جسوقت یہ دونون غسل کرکے خلعت پہن پہن کر آئے شاہزادہ رستم ثانی نے ایک دنگل دہنی جانب ایک بائین جانب بچھوا دیا اور فرمایا کہ جسکو جو جگہ پسند ہو وہ وہان بیٹھے رستم ثانی کے اس کلام پر سہراب نے مسکراکر عرض کی کہ حضور تو جانتے ہی ہین کہ ہم لوگ دہنی صف کے ہین اگرچہ آپ کے مطیع ہوے لیکن یہان دہنی صف مین بیٹھینگے اور وہان بائین صف مین رستم ثانی نے بھی مسکرا کر فرمایا کہ بہتر جو جگہ پسند ہو لیکن گرشاسپ گرد نے عرض کی کہ اگرچہ مین طہماس بن عنقول دیو سپید کا بیٹا ہون اور بارگاہ صاحبقرانی مین انکی جگہ بھی دہنی صف مین تھی مگر مین مطیع آپ کا ہون لہذا قریب آپکی چاہتا ہون یہ کہکر سلام کرکے بائین

جانب بیٹھ گیا اب گو یا دو سردار زبردست روزگار دہنے اور بائین جانب بیٹھے افسر دست راست سہراب سردار دست چپ گرشاسپ گرد ہوا اور اسفندیار و شاہین رفیق خاص ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے ان دونون سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل لشکر کو ہدایت کرو جو تمہارا ساتھ دے اسے لے آؤ جو نہ ساتھ دے اُسے برطرف کرو سہراب نے عرض کی کہ بہت خوب اور اسیوقت سوار ہوکر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا بعد سہراب کے گرشاسپ گرد نے بھی مرکب پر سوار ہو کے رُخ اپنے لشکر کا کیا لیکن دونون کے عیارون نے جو واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے جا جا کر لشکرون مین اطلاع کی اہل لشکر خبر اپنے افسرون کے آنے کی پاکر برائے پیشوائی روانہ ہوئے راہ مین ملاقات کی سہراب و گرشاسپ نے اپنے اپنے اہل لشکر سے بیان کیا کہ ہمنے ساتھ دیا طلسم کشا کا اور مذہب خدا پرستی کو برحق جان کر اختیار کیا تم مین سے جسے ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت مین اُس شہریار باوقار کے چلے اور جسکو نہ ساتھ دینا ہو اُسکے لئے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی کہ ہم آپ کے تابع فرمان ہین جسکے پیرو آپ ہوئے ہم اُسکے پیرو ہوئے ہمین کیا عذر ہی سہراب و گرشاسپ نے مرحبا کہا اور سب کو ہمراہ لیکر خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے ان دونون کے مسلمان ہونے کی خوشی مین جشن ہفت روزہ معین فرمایا اور پاس ابلیس خود پسند کے کہلا بھیجا کہ اگر تمہین جنگ در پیش کرنا ہو تو ہم جشن کو معطل کر دین ورنہ اگر جشن شروع ہو جائیگا تو اُسکے بعد تمکو مناسب یہ ہی کہ بعد اتمام جشن طبل جنگ بجوانا ابلیس خود پسند نے منظور کیا یہان شاہزادہ رستم ثانی نے حکم تیاری جشن کا دیا لیکن بلور آسمان شگاف نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار باوقار ابلیس کو آپ ابلیس ہی تصور فرمایئے گا یہ نہ جانیئے گا کہ اُس نے جیسا کہا ہی ویسا ہی کریگا وہ ایک مکار ہی مین اُسے خوب جانتا ہون اور لوح طلسمی ہاتھ سے جا چکی ہی لہذا اگر مناسب جانیئے تو صحبت جشن بارگاہ افسون حصار مین مقرر فرمایئے شہزادہ رستم ثانی نے کہلا بھیجا کہ مین آپکی اس دور اندیشی کا ممنون ہوا لیکن اب مجھے یہ خیال ہوتا ہی کہ ابلیس خود پسند نے جسوقت یہ خبر پائی کہ جشن بارگاہ افسون حصار مین معین ہوا ہی ضرور طعنہ زن ہوگا کہ ہمارے خوف سے یہ انتظام ہوا ہی اور جرأت اُسکی زیادہ ہوگی رعب مین میرے فرق آئیگا حالانکہ جو حافظ حقیقی وہان بچانے والا ہی وہی یہان بھی بچانے والا ہی ہان اگر آپکو اپنی جان شیرین عزیز ہو تو مین جشن مین شریک ہونے کی تاکید نہین کرتا اگر مزاج مین آئے شریک ہو جیے نہ مزاج مین آئے نہ شریک ہو جیے جسوقت یہ پیام رستم ثانی کا پاس بلور آسمان شگاف کے پہونچا گردن جھکی کرنی چقماق جادو و نبات جادو بغداق جادو وغیرہ کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ دلوے جاتے شہریار کے دیکھیے کیا انجام دکھاتے ہین اسکا انجام یہ ہوگا کہ خدا نکردہ دشمن اُنکے بھی گرفتار ہو جائینگے ہزارہا خدا پرستون کا خون ہوگا ہر بیت اُٹھا نا پڑیگی خبر نہین کیا اُنکو اختیار ہی بموجب شعر سرخی پیچم رشتہ شیب ۰۰ ہر چہ آید بر سر من بانصیب لیکن یہ جشن مرگ انبوہ کا معلوم ہوتا ہی چقماق جادو کہ وزیر اعظم صندلان شاہ کا نہایت مرد فہمیدہ ہی اُسنے عرض کی کہ میری خاطر سے ایک پیام اس مضمون کا اور کہلا بھیجیے کہ آپ معروف جشن رہین اور ہم جان نثار برائے حفاظت ہر چہار جانب نگران رہین کہ مبادا کوئی حریف آ پڑے تو اسکو جواب دین غفلت مین گرفتار نہو جائین جشن بارگاہ افسون حصار مین کیجیے تو یہی قبول فرمایئے بلور آسمان شگاف نے کہا کہ تمہین اختیار ہی یہ بھی کہلا بھیجو مجھے یقین نہین کہ وہ قبول فرمائین غرضکہ چقماق جادو یہ پیام لیکر خود

خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوا اور عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا تمہارا حفاظت کرنا حفاظت پروردگار سے زیادہ ہی اور مین تو پہلے ہی کہہ چکا کہ جن صاحب کو خوف اپنی جان کا ہو وہ نہ تشریف لائین اور بارگاہ ہمایون حصار مین فروکش رہین چقماق جادو اسکا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہو کر پاس بلور آسمان شگاف کے آکر عرض کی کہ وہ شہریار باوقار کسی طرح نہین مانتا بلور نے کہا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ جو انکی بات مین دخل دیگا اور ضد بڑھ جائیگی خیر اب توجہ کچھ ہو لیکن جب اسقدر بہبود ما ہمدان پر ہو تو کیونکر وہ مدد نہ کرے ان لوگون کو انکا عقیدہ بچاتا ہی ورنہ اپنے پاؤن سے دہہنا اجل مین جاتے ہین لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے عجب طرح کا یہ جشن معین فرمایا ہی کہ ایک بارگاہ نئی اس ترکیب کی بنوائی ہی کہ نصف سرخ ہی اور نصف سبز ہی اور اسی ترکیب سے آسے سجایا بھی ہی کہ ایک جانب جتنی چیزین آراستگی کی ہین مثل فانوس مردنگ، جھاڑ کنول مسند وغیرہ کے سب سرخ ہین اور دوسری جانب سبز ہین اور وسط بارگاہ مین ایک مسند بچھوائی ہی کہ وہ نصف سبز ہی اور نصف سرخ ہی ایک حصہ اسکا ادھر شامل ہی اور ایک حصہ اسکا سرخ ہی وہ دوسری جانب ملحق ہی جب سب سامان درست ہو چکا اور وہ وقت آ کر بہم ہوچکا کہ خیمہ گردون گردان مین چراغان کواکب کی روشنی ہوئی مشعل ماہ قریب جادہ کہکشان برائے آئندگان و روندگان فروزان ہوئی حکم فرمایا کہ روشنی ہو آن واحد مین حسب الحکم تمام بارگاہ مین کیا کہ تمام لشکر مین بلکہ کل صحرا مین جہانتک نظر کام کرتی تھی ہر نخل مثل چنار ہر سرو سرو چراغان معلوم ہوتا تھا ایک آگ لگی ہوئی تھی قندیلین عجب بہار دکھا رہی تھین جنگل مین منگل نظر آتا تھا بعض طائر شب کو دن سمجھکر گھبرا گھبرا کر آشیانون سے نکل آئے تھے شاخہائے درخت پر چہک رہے تھے دل مین متحیر تھے کہ ابھی شام ہوئی اور ابھی صبح ہو گئی درندے مارے خوف کے بھاگ بھاگ کر کھوہون مین چھپ رہے تھے عجب ہنگامہ تھا افسرون نے بھی اپنے حسب لیاقت خیمون کو آراستہ کیا تھا طائفے حاضر تھے ناچ و راگ رنگ کی صحبت تھی شراب ناب کے جام چل رہے تھے خاص بارگاہ مین جسکو شاہزادہ رستم ثانی نے تیار کروایا تھا عجب سمان تھا کہ دہنی جانب سرداران دست راست لباس سبز پہنے ہوئے بیٹھے تھے بائین جانب افسران دست چپ لباس سرخ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے ایک جانب یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہی ایک طرف سرسبزی باغ کا لطف تھا دونون روشنیون کے پرتو جو بیچ مین پڑتے تھے تو عجب رنگ کی چھاؤن نظر آتی تھی کہ کبھی سرخی سبزی پر غالب کبھی سبزی سرخی پر چھائی ہوئی لیکن کسی رنگ کو قیام نہین جسکی کیفیت تھی گویا دو رنگی زمانے کو ایکجا کر کے دکھایا تھا کہ مقتضائے این اشعار قصیدہ

ظاہر ہی جرم ابلق ایام کا دو رنگ
توام ہین اسکے شادی و غم باغ دہر مین
اس دور مین ہی شیشہ مے کی صدا دو رنگ
پیش آنے والے تھے جو سیاہ و سپید دہر
دیکھے ہر اسم خلقت آہ رسا دو رنگ
خوف خزان اگر تو امید بہار ہی
رکھتی ہی ہر حسین کی زلف دوتا دو رنگ

تیرہ کبھی ہے ابر سے روشن وہ ماہ سے
ہر برگ گل بنا نکلا ہی مثل حنا دو رنگ
غنچے جو کھل رہے ہین تو گل ہو رہے ہین
عاق اس سبب سے دیدہ بینا ہوا دو رنگ
آغاز کار کرتے ہین انجام کے لیے
ہر باغ شوق کا ہی گل مدعا دو رنگ
کہتے ہین ہو گیا ہی جہان کا لہو سفید

کیونکر نہو زمانہ ناآشنا دو رنگ
پکڑ لگا ۔ رو کے کبھی تو ہنسا دو رنگ
ہچکی بجھ رہا ہی کوئی کوئی قہقہہ
اک وقت بن رہا ہی اپنے اثر سے ہوا دو رنگ
مظلوم کی یہ دوست تو ظالم کی ہی عدو
کیا ذکر انتہا کہ ہی ہوا ابتدا دو رنگ
شب عیش کی کبھی تو کبھی ہی بلا سے جدا
بیگانگی سے رنگ ہی ہمزبان ہوا دو رنگ

کیا گیا ہے لیکن یہ لوگ تو عیش مین مصروف ہین جام شراب ناب کو گردش ہے صحبت رقص وغنا گرم ہے مگر
ابلیس خود پسند کو یہ رنگ دیکھکر بہت ناگوار گذرا کہ خدا پرست جشن کر رہے ہین اتنی بڑی خفت ہوئی کہ
ایسے دو سردار زیر ہو کر شریک ہو گئے اسیوقت اسنے چند ساحران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیا اور
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور چند ساحرون کو اس راز سے باخبر کر کے یہ کہدیا کہ جب وقت ہنگامہ گرم
ہو تو تمام لشکر کو آگاہ کر دینا اور اسوقت کے ظاہر کرنے کا نتیجہ اچھا نہین ہے کیونکہ اہل اسلام بھی باخبر
ہو جائینگے تو سخت لڑائی ہو گی اور چقماق جادو اور بلور آسمان شگاف ایسے نہین ہین کہ کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہون پس یہ لوگ غفلت کے عالم مین زحمت اٹھا جائینگے یہ باتین سمجھا کر آپ ایک کوہ کی جانب روانہ
ہوا اور ریختہ خوک کو جھٹکا کر کے جو کہ دیا خون سے اسکے نہایا چند پہل روانی کے کچھ اسم سحر دم کر کے بالائے ہوا اڑانا
شروع کیے تو وہ ابر بنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور خود بھی ایک ٹکڑے ابر پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا یہان جشن ہو رہا تھا جام چل رہا تھا آواز ہوشا ہوش بڑے نام بلند تھی ورنہ ہوش کسی کو
نہ تھا جام بے اندیشہ انجام پی رہے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی اور جانب مغرب سے کچھ ٹکڑے ابر سیاہ
نمودار ہونے لگے تھوڑی تھوڑی کو تندے کی لپک بجلی کی چمک رعد کی گڑگڑاہٹ ہویدا ہوئی چقماق جادو نے
کہا کہ یہ بے فصل کا ابر کیسا بعضون نے جواب دیا کہ اکثر ایسا ہوجاتا ہے اسمین تردد کیا ہے لیکن وہ ابر محیط ہونے
لگا اور وہ ٹکڑے ابر کے بڑھتے بڑھتے تمام آسمان پر پھیل گئے اور ترشح شروع ہو گیا اور بجلی تیزی سے چمکنے
لگی رعد کی گرج مین اسقدر ترقی ہوئی کہ کلیجے شق ہونے لگے یکایک بلور آسمان شگاف نے رستم ثانی
کیطرف دیکھکر عرض کیا کہ غضب ہو گیا جس بات کو مین نے عرض کیا تھا وہ پیش آ گئی یہ ابر ابر سحر ہے
اور اب ہم سب حصار سحر مین آ گئے نکلنا دشوار ہے خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہین ورنہ ممکن نہین کہ اس ابر سے
نکل سکین کہ یکایک ایک پنجہ کڑاک کر گرا اور رستم ثانی کو لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ سہراب بن لندهور پر گرا اور
ایک پنجہ گرشاسپ گرد پر گرا ایک اسفندیار صحرائی اور ایک شاہین بن سلیمان کو لیکر روانہ ہوا اور
چند پنجے ہاتھون مین کمند بنے ہوے ساحرون کیطرف چلے اور تمام لوگون کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ جس پر
ایک قطرہ بھی اس ابر سے گرا وہ پانی ہو کر بہہ گیا سحر کی تاثیر دکھائی لیکن وہ پنجے جو ساحران نامی کے قریب آئے
اور انکی گرفتاری کا قصد کیا بلور آسمان شگاف نے بھی جھولی سے کچھ پنجے طلائی اور نقرئی اسم سحر پڑھ پڑھ کر
پھینکنا شروع کیے وہ ان پنجون سے ہم پنجہ ہوے سحر کو روکا مگر نکلنے کا رستہ نہین پاتے جائین تو کیونکر جائین
جو بلائین سر پر آجاتی ہین انھین دفع کرتے جاتے ہین عجب رنگ ہے زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
یا وہ صحبت جشن بزم عیش و نشاط یا یہ ہنگامہ ہو رہا تھا کہ جدھر دیکھیے قیامت کبری برپا ہے اور ساحر جو ابلیس
خود پسند کے ساتھ روانہ ہوے تھے انھون نے لچھا سوئیون کا گچھا پیکانون کا گولہ فولادی ترنج نارنج اسم سحر دم کر
کے جو مارنا شروع کیے پناہ مشکل ہو گئی ساحران لشکر بلور کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ابلیس
خود پسند نے ابر کو محیط کر کے سب کو سحر بند کر دیا تھا کسی کو سحر فراموش ہو گیا تھا جسے یاد بھی تھا تو بے تاثیر تھا
فوج ابلیس کے لوگ بیخوف و خطر ان بیگناہ بہادرون کو قتل کر رہے تھے ابلیس بار بار نعرے مارتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ہان مار لینا کوئی آج زندہ نہ بچنے پائے ان نمک حرامون نے شاہ جادوان سے برگشتگی اختیار
کی طلسم کشا کے شریک ہوے انکی سزا یہی ہے کہ اس ذلت و خواری سے مارے جائین بار بار بلور جانب

فلک دیکھکر رہجاتا ہی مگر کوئی چارہ نہین کیا کرے اور کیا نہ کرے ہر طرف سے گرنے ترنج نارنج کی مار ہو رہی
ہی جسوقت کوئی ضرب قریب بلور کے آتا ہی سپر بنا ہر حفاظت پیدا ہو جاتی ہین یہی حالت بقاق جادو
عالم افروز جادو نبات جادو اژدر جادو وغیرہ کی ہی جو ساحر اپنی حفاظت خود کر سکتے ہین وہ خود
آپکو بچا رہے ہین جو خود نہین بچ سکتے ہین انکو بلور آسمان شگاف بقاق جادو عالم افروز جادو
وغیرہ بچا لیتے ہین خود بھی بچتے جاتے ہین مگر کس کس کو بچائین لشکر کا ستھراؤ ہو رہا ہی لاشون پر لاشین
گر رہی ہین دریائے خون رواں ہی حباب سرون کے تیرتے پھرتے ہین برق سحر ہر طرف چمک چمک
کر گر رہی ہی ہر خانہ تن کو جلا رہی ہی آگ لگا رہی ہی خدا پرست دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے ہوئے کون بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ ای بیکسان داہی والی غریبان اسوقت بجز تیرے
مولا تیرے کون مددگار ہی ہمیں اس بلا کو رد کر ہم تیرے بھروسے پر رستم ثانی کے شریک ہوئے تھے ادھر
ابلیس خود پسند بار بار بلور آسمان شگاف اور بقاق جادو وغیرہ کو غیرت دلاتا تھا کہ اگر کچھ
زور و طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ اس ابر سے غرض یہ تھی کہ یون تو یہ لوگ گرفتار ہونگے اسطرح
شاید کوئی نکلنے کا قصد کرے تو گنبد سحر مین پھنسے بلور آسمان شگاف نے جواب دیا کہ او ابلیس تو
بڑا عہد شکن ہی تو نے دھوکا دیکر دغا کی ہم غفلت مین تیرے جبر مین پھنس چکے ہین اگر بچا پروردگار
تو تجھے جواب دینگا ابلیس خود پسند نے کہا کہ اگر زندگی بھر تڑپو گے تو اس قید سے نہ نکل سکو گے
مطلب میرا حاصل ہی کہ تم لوگ مرے سے بدتر ہو گئے یہ کہکر ابر سحر کو اشارہ کیا اور جانب طلسم صندل
روانہ ہوا اور اب وہ ابر سمٹ کر مانند ایک گنبد کے ہو گیا اور ان ساحران نامی کو لیکر مثل قیدیون کے
چلا بقاق جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ ای بادشاہ ہمین آپ کے والد ماجد سے یہ امید نہ
تھی کہ وہ اسقدر غفلت فرمائینگے افسوس کہ دل کی دل ہی مین رہی کوئی زور سحر و ساحری نہ دکھا
سکے اور مانند مور و ملخ کے قبضہ دشمن مین آ گئے اگر ابلیس خود پسند داخل طلسم ہو گیا تو رہا ہونا ممکن
نہین بلکہ کسی کو خبر تک نہ ہوگی کہ ہم لوگ زندہ ہین یا مر گئے اور افسوس کہ اس شہریار عالی وقار یعنی رستم ثانی
نامدار پر نہین معلوم کیا گذری غرضکہ سب نے دعا کرنا شروع کی از بسکہ یہ لوگ حق پرست تھے اور وقت
مصیبت مین دل سے پروردگار عالم کی جانب رجوع ہوئے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور
اس ابر مین ایک شعلہ چمکا اور ابر شق ہوا اور اس شعلے سے چہرہ انسان کا نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
التہاب جادو ابر کا پھٹنا تھا کہ ان لوگون پر سے قید دفع ہوئی اور اسم سحر دم کر کر کے اس ابر سے نکلے
اور لڑنا شروع کیا لوٹے کر کے فوج کفار پر گرے گو ترنج نارنج پھیا سوئیون کا گچھا پیکا لون کا چلنے
لگا منھ منھ کے لوٹے ہوئے لیکن التہاب جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ ستارہ نہایت
سخت ہی بس اب لڑتے بھڑتے نکل چلیے یہی مناسب ہے بلور آسمان شگاف بھی سحر کرتا ہوا اٹھا
ہوا چلا التہاب جادو نے تو آفتین برپا کر دین جس طرف دیکھکر اسنے شعلہ کا لہر کر کر اجلا کر
خاک سیاہ کر دیا وہ پیرون کا غل مچانا ساحرون کا ہائے جانا آندھی کا زور پانی کا شور ابلیس نے
دیکھا کہ اب قبضہ جاتا رہا اور یہ لوگ بھی کسی طرح پاپہ کبھی کا نہین رکھتے ہین مگر اب بھاگنا بھی مناسب
نہین ہی علاوہ اسکے ابلیس خود بھی ساحر زبردست افسر لشکر بادشاہ صندلان شاہ جادو ہی بڑا پیر

لڑ رہا ہے سب کو جواب دے رہا ہے اور ساحر اسکے مثل جلاجل دستک زن کے کہ یہ ایک جانب کھڑا
تالیاں بجا رہا ہے جسکے کان میں اسکی دستک کی صدا جاتی ہے پھر اسے کچھ سنائی نہیں دیتا صمصام جادو
جدا برق شمشیر چمکا رہا ہے خرمن ہستی کو جلا رہا ہے سرفیل جادو مہلیل جادو زنگار اشتار جادو شار
جادو سہمان جادو چوپان جادو یہ سب ساحر بلائے آفت روزگار ہیں قیامتیں برپا کر رہے ہیں کہاں تک
گذارش کیا جائے کہ شام تک یہی قتل عام رہا جسوقت خسرو خاور بے سپاہ و لشکر شکست خوردہ
ہزیمت چردہ جانب مغرب گریزان ہوا کہکشان نے چادر ملائی امان کی صورت نظر آئی دونوں لشکروں میں
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان جنگ سے پھرے لشکر اسلام کئی لاکھ کی تعداد میں چند ہزار آدمی
باقی رہگئے تھے لاشیں دفن کرنا بھی ممکن نہ تھا بس یہ ساحران نامی جو عہدہ دار و سردار فوج تھے بچ
گئے تھے باقی سب مارے گئے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا لیکن لشکر جدا ہونے وقت ابلیس ملعون نے عجب
حرکت کی کہ ایک ترنج سحر نکالکر خون انگشت سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر بالوے آسمان فسونگار ت
کی جانب کھینچ مارا بطور غافل تھا اگر اتنا تو طبل امان بج چکا ہے لیکن وہ ترنج سحر آکر شانے پر پڑا کہ شانہ شانہ
ہوا خون جاری ہوا وہیں سے پلٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کونسی حرکت تھی اور ایک نارنج سحر اٹھاکر مارا
ابلیس نے چاہا خالی دون ممکن نہوا نارنج بازو پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا ادھر النہاب جادو قریب سے
جلاجل دستک زن کے نکلا جلاجل نے تفنگ سحر مارا کہ پاؤں پر النہاب کے پڑا پاؤں زخمی ہوا
لیکن خون مانند شعلہ جوالہ کے نکلکر جلاجل پر گرا ہر چند جلاجل نے روکنا چاہا ممکن نہوا تمام جسم میں چھالے
پڑگئے ادھر صمصام جادو نے جانب پشت سے شمشیر سرتپاق جادو پر ماری کہ سر تپاق کا زخمی ہوا
تپاق جادو نے پلٹ کر وہی خون سر لیکر صمصام پر کھینچ مارا کہ صمصام کو جلاکر خاک کر دیا ہومان
جادو نے گولہ فولادی عالم افروز جادو پر مارا ثبات جادو نے دستک دی سپر سحر آکر درمیان میں
حائل ہوگئی گولہ اسپر رکا عالم افروز نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ اے دغاباز تو آپ ہی طبل امان
بجوایا اور پھر دھوکا دے دیکر لڑتے ہو کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر تار زلف
توڑ کر کچھ اسم سحر دم کرکے ہومان جادو پر کھینچ مارا کہ وہ اژدہا بنکر ہومان پر چلا اور دم کشی کرکے ہومان کو
نگل گیا لیکن بھائی ہومان کا چوپان جادو پشت پر ثبات جادو کے تھا ایک تیر سحر مارا کہ ران
ثبات جادو کی زخمی ہوئی ثبات جادو نے پلٹ کر گولہ فولادی مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا
سہمان جادو نے قریب اژدر جادو کے پہونچکر تیغہ سحر مارا کہ سر اژدر جادو کا زخمی
ہوا اژدر جادو نے پلٹ کر نیزہ سحر مارا کہ بازو سہمان جادو کا زخمی ہوا مقیم جادو نے
گھما بیکانون کا محروق جادو پر کھینچ مارا کہ محروق جادو بھی زخمی ہوا محروق جادو نے ترنج
سحر مارا کہ مقیم جادو بھی زخمی ہوا الحاصل جتنے افسران لشکر اسلام تھے اس دھوکے سے زخمی
ہوگئے اور کچھ مارے گئے آخر فرار پر قرار کیا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئے ابلیس جو دو لیشہ
مع لشکر اسی وقت کوچ کرکے اندر طرف طلسم صندل کے داخل ہوا اور انتظام دربندوں کا
کرنے لگا سرحد طلسم پر اپنی فوج اتاری اور قید شاہزادہ رستم ثانی کی اپنے قبضہ میں رکھی اور
قید گرشاسپ گردکشی دربند بدخشانیہ کی جانب روانہ کی اور قید سہراب بن لندھور

کی طرف دربند مرجانیہ کے بھیجی اور قید اسفندیار و شاہین بن سلیمان کی دربند لعلانیہ کے سمت روانہ کر دی اور آپ ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کرکے خدمت شاہ جادوان ملک صندلان شاہ میں روانہ کی کہ اے ساحری زمان جمشید دوران یادگار خداوندان فخر ساحران آپ کے اقبال سے اس کمخوار قدم نے کل لشکر اسلام کو شکست دی طلسم کشا کو گرفتار کر لیا وہ میری قید میں موجود ہے اور میں بالفعل بیابان خونریز میں مقیم ہوں کہ جو خاص سرحد ہے طلسم صندل کی اب جیسا حکم ہوا ویسا کیا جائے ہرمز جادو نامہ لیکر طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے

لیکن اب چند کلمے داستان عشرت نشان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اتنی بڑی شکست کھائی کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہو گیا چند ساحران نامی بچ گئے باقی سب مارے گئے خیمے ڈیرے تک چھوٹ گئے لاشوں کو بھی دفن نہ کر سکتے مسلمان بے گور و کفن پڑے رہ گئے صرف بارگاہ افسون حصار تو بچائی کہ تحفہ جات طلسمی سے تھی اور نایاب شے تھی باقی مال دنیا سے سب چیزیں چھوٹ گئیں افسر لشکر کا پتا نہیں غرضکہ سب افتان و خیزان شہر خاقانیہ میں پہونچے بلور آسمان شگاف اور التہاب جادو اور نبات جادو و محروق جادو و اژدر جادو و چقماق آتش افروز جادو ملکہ عالم افروز جادو و خورشید جادو و سب کے سب بحال خراب خدمت میں خاقان روشن دل کے پہونچے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ افسر لشکر کا ہمارے پتا نہیں خاقان نے جواب دیا کہ وہ شہریار قید ہو گیا اور بہت جلد اُسکے قتل کا سامان ہوا چاہتا ہے اور ساعتیں ایسی خراب ہو رہی ہیں کہ کسی ساحر کا جانا بہتر نہیں معلوم ہوتا ہے جو جائیگا مارا جائیگا مگر وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتے بھی نہیں معلوم ہوتا امید پروردگار سے ہے کہ اُسے بہت جلد رہائی حاصل ہوگی غرضکہ یہ سب تو معالجے میں مصروف ہوتے ہیں مگر جس وقت ان لوگوں کے آنے کی خبر محلسرا میں پہونچی اور ملکہ صنم بادلہ پوش کو معلوم ہوا ناہید سیمتن سے کہا کہ دریافت تو کر کہ وہ زینت بارگاہ بیوفائی بھی تشریف لائے یا نہیں ناہید سب حال سے آگاہ تھی کیا بیان کرتی کہا کہ ابھی آئے تو نہیں ہیں مگر آتے ہونگے راہ میں ہیں صنم بادلہ پوش نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ہاں صاحب اب اُنھیں کیا فکر ہے وہ کیوں آنے لگے ہماری تو وہ حالت ہے شعر دل اک امید ہے اُس بت کو دیکر ✽ کوئی خوش ہے کوئی پچھتا رہا ہے ✽ شعر خبر نہ تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا ✽ یہ اب ہے سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا ✽ لیکن اُڑتے اُڑتے یہ خبر ملکہ کے کان تک پہونچ گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی گرفتار ہو گئے اور اُنکے قتل کا سامان ہے تمام فوج قتل ہو گئی تھوڑے سے آدمی بچکر آئے ہیں باقی مارے گئے یہ سننا تھا کہ چہرے پر صنم بادلہ پوش کے مردنی چھا گئی وہ پھول سے عارض پژمردہ ہو گئے دل میں درد اُٹھا چہرہ زرد ہو گیا اشک حسرت آنکھ سے جاری ہوئے آثار غم و الم طاری ہوئے بیقراری افزوں ہوئی توانائی نے ساتھ چھوڑا شکیبائی نے منہ موڑا حالت ملکہ کی غیر ہونے لگی ایک کہرام محل میں برپا ہوا یہ خبر سعید سالک کو ہوئی سعید پاس ملکہ کے آئے اور کہا اے ملکہ عالم اگرچہ محل تردد ہے لیکن ایسے وقت میں اسقدر بیتابی و بیقراری سے اور نتیجہ خراب نکلتا ہے یہ باتیں خلاف عقل ہیں انسان کو چاہیے کہ استقلال سے کام لے وقت مشکل میں حافظ حقیقی کا نام لے وہی ہر مشکل کو آسان کرتا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے قتل ہو جانے میں کیا عرصہ تھا کون بچانیوالا تھا لیکن حافظ حقیقی نے بچایا اسیطرح اُس شہریار کو بھی خدا

بچائیگا جب با نیان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم ہی تو اُسے کون قتل کرسکتا ہی وہ کہین مرسکتا ہی اب
یہ فرمایئے کہ جب آپکی یہ حالت ہی تو ہم لوگ آپکی خبرگیری کرین یا اُس شہریار کی رہائی کی فکر کرین یہ آپ
اپنے حق مین اور اُس شہریار کے حق مین دونون کے لیے بُرا کرتی ہین اور اگر وہ شہریار بہ حمایت
پروردگار رہا ہوا اور آپ نے اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالا تو اُسپر کیا گذریگی بغیر آپ کے کیونکر زندہ
رہ سکتا ہی دونون خون آپ ہی کی گردن پر ہونگے غرضکہ کچھ ایسا سعید سا تلک نے سمجھایا کہ ملکہ کو
صبر دل پر جبر کرنا پڑا

لیکن اب حال بارگاہ شاہ جادوان ملک صندلان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ صندلان شاہ بعد لوح روانہ کرنے کے منتظر وقت بیٹھا ہی کہ اب گرفتاری طلسم کشا کی خبر آتی ہے کیونکہ
لوح اُسکے پاس نہین ہی کیا کرسکتا ہی چند ساحر ہین کہ اُنسے مقابلہ پڑیگا ابلیس ایسا مرد ہوشیار افسر
لشکر ہی اُنکو بھی گرفتار کرلیگا اُسکے نزدیک کوئی ایسا امر اہم نہین ہی کہ یکایک ہرکارہ جادو نامہ لیے ہوے
پہونچا عرضی پیش کی صندلان شاہ نے حال گرفتاری طلسم کشا اہل دربار کے سامنے باآواز بلند
پڑھا سب نہایت خوش ہوے بادشاہ کو مبارکبادی صندلان شاہ نے خوشی کا جشن مقرر کیا
اور جواب عرضی کا یہ تحریر کیا کہ ای خیر خواہ دولت تمنے بڑا کام کیا لیکن تمکو لازم ہی کہ قتل طلسم کشا مین
عرصہ نہ کرو کیونکہ تمکو بہت بڑا خوف ہی خاقان روشن دل سے کہ وہ ضرور اُسکے رہائی کو رستم ثانی
آئیگا اور اُسکا جواب دینے والا سوا میرے دوسرا نہین ہی اور مابدولت و اقبال کو تکلیف کرنا پڑیگی
لیکن معلم کتابدار نے منع کیا اور کہا ای شاہ دو مرتبہ آپ نے شرط طلسم کے خلاف کیا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ
طلسم کشا رہا ہو گیا پھر آپ شرط طلسم کے خلاف کرتے ہین اچھا نہین کرتے میرے نزدیک بہتر و مناسب
یہی ہی کہ چالیس روز اُسے قید رکھیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی ورنہ کتاب زردشتی سے صاف ظاہر ہے کہ
طلسم کشا قتل نہوگا صندلان شاہ نے کہا کہ مین خلاف عقل کبھی نہ کرونگا اگر روح سامری و جمشید
بھی آکر منع کریگی تو سماعت نہ کرونگا کیونکہ اگر زندگی طلسم کشا کی ہی تو ہر طرح چھوٹ جائیگا اور اگر قضا آکے
برابر پہونچ گئی ہی تو مارا جائیگا اور کام مین عرصہ کرنا اچھا نہین معلم کتابدار تو خاموش ہو رہا مگر دل مین
کہا کہ شامت انسان کی آتی ہی تو کہا نہین آتی ہی یہی باتین بربادی طلسم کا باعث ہونگی لیکن ہرکارہ جادو
نامہ لیکر اودھر روانہ ہوا یہان تیاری جشن ہوئی تمام طلسم مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی صحبت رقص
و غنا برپا ہوئی جام شراب خوشگوار گردش مین آیا یہان تو دن عید رات شب برات ہو رہی ہی وہان ہرکارہ
جادو نامہ شاہی لیے ہوے پاس ابلیس خود پسند کے آیا حکمنامہ دکھایا اُس وقت ابلیس خود پسند
نے کہا کہ جارچی سے کہو جار دے کہ آج کے تیسرے روز طلسم کشا قتل ہوگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا
کا دیکھنا ہو وہ آئے ہر طرف یہ خبر پھیلی یہان قتل رستم ثانی کا سامان ہونے لگا یہانتک کہ شہر
خاقانیہ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ پرسون رستم ثانی قتل کیا جائیگا خاقان روشن دل نے سکوت اختیار
کیا تھا کہ اتنے مین ملکہ سروا نہ جادو دختر آتش افروز جادو قلعہ زرخشانیہ سے یہ خبر وحشت اثر سنکر
پاس خاقان کے پہونچی اور کہا ای شاہ اب اور کونسا وقت سخت ہوگا جو آپکی دوستی کام آئیگی خاقان نے
کہا ای سروانہ تو میرے فرزند کی جگہ ہی تجھے کیا جواب دون مگر یہ سمجھ لے کہ جیسا مین خیال کرتا ہون تماشا کے تم دیکھنا

ہوں صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جادو نگار دھوکا اُٹھاؤ نگا اور طلسم کشا قتل ہوتے معلوم نہین ہوتا پھر کوئی
مدد غیبی ہوگی دو مرتبہ قبل اسکے جو وہ اسیر ہوئے تو ہم مین سے کس نے چھڑایا ہر مرتبہ ایک صورت تو پیدا
ہوئی ابھی بھی حافظ حقیقی بچلیئے گا اِس جہاز کو طوفان سے پار لگائے گا بس اب سپرد خدا کرکے مصروف
دعا رہو اُس با اقبال کو کوئی قتل نہین کر سکتا ہے سرداپہ بھی خاموش ہورہی اور ساحر بھی چپکے بیٹھے
ہین لیکن سرداپہ کو دل مین یہ خیال گذرا کہ شاید خاقان روشن دل صندلان شاہ کی دوستی مین یہ
غفلت کر رہا ہے دوستی بلکہ دشمنی پر آمادہ ہے چپکے سے چقماق جادو سے بیان کیا چقماق جادو نے محروق
جادو سے کہا یہ سب کے سب ملکر دربار سے اُٹھے اور قصد کیا کہ ہملوگ تنہا محض اعانت پروردگار پر
بھروسا کرکے ساحرون سے لڑین اپنے آقا کو چھڑا لائین یا اپنی جانین بھی نثار کرین خاقان نے جو تیور ان
لوگون کے بد دیکھے منع کیا اور کہا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم لوگ جس طرح چاہے مجھسے قصاص لینا
مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مین بدل دوست ہون رستم ثانی کا اور بلور آسمان شگاف کو
گرفتار کرکے ان لوگون کے سپرد کیا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم اسے قتل کر ڈالنا ابھی اپنی قید مین
رکھو اس کلام پر خاقان روشن دل کے رفقائے رستم ثانی کو گونہ تسکین ہوئی اور ابلیس نے قتل
رستم ثانی کا سامان کیا میدان خوبی آراستہ ہوا انھین تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے

مگر اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد فتح کوہ شفق خود بھی جانب کوہ بیضا روانہ ہوئے ہین لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ کا تعاقب
بھی منظور ہے اور اشتیاق میلے کا بھی ہے لیکن اول حال لاجورد شاہ و صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
لوگ افتان و خیزان جاتے جاتے اُسی بیابان جنگ مثلث مین پہونچے کہ جہان اول جنگ امیر ثانی
درپیش ہوئی تھی کئی روز سے بھاگا بھاگ چلے آتے تھے تھکے ہوئے مرکبون مین جان سوارون مین تاب
و توان باقی نہ تھی اُس بیابان مین قیام کیا خیمے ڈیرے بر پا ہوگئے جسوقت شب ہوئی لاجورد
شاہ بارگاہ مین آکر پہونچا اور سردار جو باقی رہگئے تھے وہ جمع ہوئے مشورہ ہونے لگا کہ اب کہان
چلنا چاہیے صلصال نے بیان کیا کہ چاہیے کوہ بیضا کیطرف چلیے کہ وہان میلا بھی ہے کوئی شخص تمثال
آئینہ رو ہے کہ وہ بھی دعوی خداوندی کا رکھتا ہے جب ایسا ہی سامان فراہم بہم پہونچایا ہے جب تو خداوند بنکر بیٹھا
ہے پہلوان و ساحر بھی ہونگے ان خدا پرستون سے پھر معرکہ کرینگے اور سیر میلے کی بھی ہوگی عجائبات دیکھنے مین آئینگے
اور اگر اسطرف چلنے کو نہ جی چاہے تو نانا ابلیس خود پسند کا آچکا ہے طرف شہر صندل کے چلیے وہان قیام
کیجے لاجورد شاہ نے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا غرضکہ شب کو تو یہ کفار بد کردار بستر اجل پر گرکر خواب مرگ مین
بسر کی جب صبح ہوئی تیاری کوچ کی ہونے لگی بارگاہین لدنے لگین اب راے طرف کوہ بیضا کے چلنے
کی قرار پائی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست مگر گرد بنرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہے کہان جاتا ہے دل تھرا رہے تھے کہ یکایک
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا
پیدا ہوا ہر ہر سے سو علمون کے سرخ اور سو کے سبز اور سو کے سفید اور سو کے سیاہ تھے اور ہر علم کے پھریرے پر لو لعینا

خداوند تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی اور آگے آگے اُن سب کے چار نقابدار ایک سرخ پوش ایک سبز پوش ایک
سفید پوش ایک سیاہ پوش مرکبوں پر سوار نمایاں ہوئے عقب میں اُنکے چار لاکھ سوار وہ بھی اسی
ترتیب سے ایک لاکھ سوار سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تختہ لالہ کا کھلا ہوا ہے یا بیابان میں شفق پھولی ہوئی
ہے یا صحرا میں آگ لگ گئی ہے ایک لاکھ سوار سبز پوش ایک لاکھ سفید پوش ایک لاکھ سیاہ پوش ہرکاروں کو واسطے
خبر کے روانہ کیا کہ یہ کس غرض سے آتے ہیں کس طرف جائیں گے لیکن اُن نقابداروں نے جو اور ایک لشکر کو دیکھا
مقابل میں آکر ٹھہرے لیکن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یہ چاروں نقابدار نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور
تمثال آئینہ رو کی جانب سے برائے گرفتاری و فہمائش آپ سبکی آتے ہیں یہ سنکر لاجورد شاہ بہت
گھبرایا قصد گریز کیا لیکن صلصال کی یہ رائے ہوئی کہ بھاگنا مناسب نہیں ہے بلکہ ان نقابداروں سے
آشتی پیدا کرکے خداپرستوں سے لڑوانا چاہیے یہ صلاح سب کو پسند آئی لیکن اُدھر نقابداروں نے جو سُنا
کہ لاجورد شاہ وغیرہ ہاتھ سے خداپرستوں کے شکست اُٹھا کر آتے ہیں فوج کو حکم دیا کہ چار جانب
محاصرہ کرلو کسی طرف جانے نہ پائیں اول انکو میلہ میں بھیجنا چاہیے بعد اسکے خدمت خداوندی میں
لے چلیں گے یہ سننا تھا کہ سرخ پوشوں کا گروہ ایک جانب چلا سبز پوشوں کا گروہ ایک سمت چلا سیاہ
پوشوں کے غول نے ایک طرف سے گھیرا سفید پوش ایک جانب سے آئے ہر چار جانب سے محاصرہ کرلیا اب دیکھا ان
لوگوں نے کہ کسی طرف بھاگ کر جا نہیں سکتے اُسی جگہ پہ اُتر پڑے بارگاہ برپا کی لیکن خان اعظم یعنے صلصال
بن دال بن دیو بن قشامہ جادو پاس نقابداروں کے آیا اور کہا کہ آپ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں
اور ہمیں کیوں گھیرا ہے نقابداروں نے کہا کہ ہم لوگ نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور خداوند تمثال
آئینہ رو کی جانب سے اسواسطے آئے ہیں کہ جو اطاعت خداوند کی اختیار کرے اُسے خدمت خداوندی میں
لے چلیں دیدار خداوند سے مشرف کریں اور جو انکار کرے اُسے راہ دوزخ کا بتائیں یہ سنکر صلصال
نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو خود ہی مشتاق دیدار خداوندی تھے اور اُسی جانب جاتے تھے نقابداروں نے
کہا کہ پھر ہمارے ہی ساتھ چلو کہ تمہاری حفاظت رہیگی صلصال نے کہا ہم موجود ہیں غرضکہ یہ سب
ہمراہ نقابداروں کے طرف کوہ بیضا کے روانہ ہوئے لیکن جسوقت بیابان طرفا میں پہونچے تین
نقابداروں نے وہیں قیام کیا اور ایک جانب کوہ بیضا روانہ ہوا خبر حاکم کوہ بیضا کو ہوئی کہ نیرنگ
قدرت کچھ لوگوں کو لیکر آتے ہیں ضحاک ریش دراز حاکم کوہ بیضا نے کچھ لوگوں کو برائے استقبال
روانہ کیا لوگ آئے اور لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو لیکر طرف قلعہ ضحاکیہ کے روانہ ہوئے اور
چاروں نقابدار رخصت ہوئے یہ کہکر کہ میلے سے تین روز پیشتر حسب معمول قدیم ہم پھر آجائینگے
لیکن بالفعل ہمیں خبر دینا آمد لاجورد شاہ سے خداوند کو ضرور ہے لہذا ہم جاتے ہیں یہ کہکر چاروں
رخصت ہوکر جانب شہر تمثالیہ روانہ ہوئے یہاں قلعہ ضحاکیہ میں ان لوگوں نے قیام کیا ضحاک
ریش دراز نے حالات جنگ خداپرستان کا تذکرہ چھیڑا صلصال نے اول سے سب کیفیت مع خروج حمزہ
صاحبقران اول تا ابتدام سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب بھی خداپرست ہمارے تعاقب سے باز نہ آئینگے
بلکہ سب آتے ہونگے اگر تم میں طاقت خداپرستوں سے مقابلہ کرنے کی ہو تو ہمیں پناہ دو ورنہ جانے دو ضحاک
ریش دراز ہنسا اور کہا کہ اے صلصال یہ وہ مقام نہیں ہے کہ جہانتک بغیر ہماری اجازت کے خداپرست

آ بھی سکین اگر ہم نہ اجازت دین تو زندگی بھر ٹلپتے ٹلپتے مرجائین لیکن راہ آنے کی نہ پائین مگر ہان
ہمکو اطلاع کرنا خدمت خداوند مین ضرور ہی یہ کہکر اسیوقت عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ یا خداوند
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ جو شہر زبرجد نگار کا خداوند کہلاتا تھا وہ ہاتھ سے خداپرستون کے تنگ
آکر یہان دامن پناہ کا لینے آیا ہی اور یقین ہی کہ خداپرست اُسکے تعاقب مین ضرور آئینگے لہذا ہمین کیا حکم
ہوتا ہی اور یہ عرضی پاس تمثال آتش بیند روکے روانہ کی دوسرے روز خبر پائی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کا
قریب آپہونچا ہی یقین ہی کہ کل وہ لوگ بیابان صفا مین داخل ہو جائین اب ضحاک ریش دراز کو
بہت تردد ہوا کہ تو عرضی خدمت خداوند مین بھیج چکا ہی نہین معلوم وہانسے کیا جواب آئے خداوندی کیا
مصلحت ہو میری رائے اگر اُسکے خلاف ہوئی تو اچھا نہوگا یہ اسی فکر مین تھا کہ طائر جادو نامہ کا جواب
لیے ہوئے پہونچا صاف تحریر تھا کہ ای ضحاک ریش دراز یہ خداپرست ہمارے بہت پیارے بندے
ہین اگرچہ یہ تمسے ابھی برخلاف ہین لیکن جسوقت تماشاے قدرت دیکھینگے سب مطیع و فرمانبردار
ہوجائینگے لہذا جسوقت امیر ثانی قریب پہونچین اُنکو اطلاع دینا کہ آپ آئیے اول تماشاے عجائبات
قدرت کا دیکھیے میلے کی سیر کیجیے جب یہ زمانہ متبرک گذر جائیگا تو ہمارے آپکے خواہ صلح خواہ جنگ جیسا کچھ
ہوگا ظہور مین آئیگا ضحاک ریش دراز از خود خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوا یہان
لشکر امیر کا بیابان خرم مین اُترا ہوا ہی بارگاہ سلیمانی برپا ہی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز
ہین امیر ثانی دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہین اور سردار مثل بدیع الملک نور الدہر بدیع الزمان
داراب فرامرز اسد دلاور معروف بن اسد کرب لندھور ثانی تورج یزدان پرست وغیرہ
جانب دست راست اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین جانب دست چپ مالک ثانی جمہور جہانسوز تیغزن
قاسم نوجوان قمہور دیو پرور خورشید ہاشم تیغزن وغیرہ سب اپنی اپنی جاے معین پر فروکش ہین تمام دربار کج
ہزار پا بہشت چمکین تلوریون سے معمور ہی سواے رستم ثانی و شہریار نامدار کے کوئی ایسا نہین ہی جو بارگاہ مین
موجود نہو امیر ثانی بادشاہ اسلام سے مشورت کررہے ہین کہ کیونکر اس میلے کی سیر ہو سنا ہی کہ غیر شخص اس
میلے مین نہین جانے پاتا ہی سوا اُن لوگون کے کہ جو تمثال پرست ہین کسیکی اجازت نہین اور اگر زبردستی
جاتے ہین تو یہ ایک خلاف امر ہی لوگ روکینگے جنگ ہوگی میلا خراب ہوگا پھر جس لیے یہ سب جھگڑے کیے
جب وہی نہوا تو کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ دروازۂ بارگاہ سے جوڑی ہرکارون کی گردمین آلودہ
عرق مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ ضحاک ریش دراز حاکم کوہ صفا
حاضر خدمت ہونیوالا ہی امیر ثانی نے بادشاہان ہفت کشور کو براے استقبال روانہ کیا وہان ضحاک
ریش دراز راہ ہی مین تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی اسنے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہی ہرکارون نے اسکو
بھی خبر دی کہ امیر باتوقیر نے آپکی پیشوائی کے واسطے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا ہی ضحاک ریش دراز
یہ مروت صاحبقرانی دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہا کہ انھین باتون نے ان بندون کی خداوند کو
اچھا کر رکھا ہی جب تو خداوند نے انکو اسقدر مرتبہ عنایت کیا ہی غرضکہ ضحاک ریش دراز ہمراہ شاہان
ہفت ملک کے خدمت بابرکت صاحبقرانی مین حاضر ہوا امیر نے جگہ اسکے بیٹھنے کی پہلے سے معین فرما رکھی تھی
اسی جگہ ضحاک کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیے ضحاک نے پیے اب امیر نے سبب آنے کا

پوچھا ضحاک نے بیان کیا کہ جسوقت آپ نے اپنے دل مین قصد اس طرف آنے کا کیا خداوند پر روشن ہوگیا ہمکو حکم ملا کہ جاؤ اور ہماری جانب سے پیام مہمانی دو اور انھین میلے مین شریک کرو اگرچہ آج تک یہ بات کبھی نہوئی تھی کہ غیر شخص اس میلے مین شریک ہوسکتا مگر نہین معلوم کیا عنایت خداوند کی آپ لوگون پر ہوئی ہے کہ ایسا حکمنامہ میرے پاس آیا لہذا اسواسطے مین برائے اطلاع حاضر ہوا ہون کہ آپ بے اندیشے تشریف لائین اور میلے کی سیر کرین لیکن اتنا خیال رہے کہ مین نے سنا ہے آپ کے ساتھ عیار رہتے ہین اور وہ جس ملک مین جاتے ہین اسے لوٹتے ہین لہذا از راہ دوستی مین یہ عرض کرتا ہون کہ عیارون پر اس امر کی تاکید فرماوین کہ میلا لوٹنے کا قصد نہ کرین ورنہ گرفتار بلا ہونگے اور پھر آپکی سعی بھی نہ سنی جائیگی امیر ثانی نے فرمایا کہ واللہ مین خود سعی نکرونگا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اور نیز عیارون پر بھی تاکید کرونگا غرضکہ ضحاک ریش دراز تو رخصت ہوا اور یہان امیر ثانی نے عدیل بن عادی کو بلاکر حکم دیا کہ کل پیش خیمہ ہمارا بیابان صفا کیطرف روانہ ہو تمام لشکر مین خبر ہوگئی کہ کل کوچ ہوگا سب تیاریان کرنے لگے وہان ضحاک ریش دراز قلعہ مین پہونچا لیکن صلصال نے کہا کہ ای ضحاک یہ اچھا نہوا کہ دشمنون کو دل مین جگہ دی فقط عیار لشکر اسلام کے اس میلے کے لوٹ لینے کو کافی ہین ضحاک یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ ای خان اعظم یہ مقام مثل اور مقامون کے نہین ہے یہان کا ذرہ ذرہ تابع حکم خداوند تمثال آئینہ رو ہے یہ مثل لقا وغیرہ کے خداوندی کے نہ سمجھنا اور دیکھ لینا کہ جس روز کوئی فساد ان لوگون سے ہوا اسدن اسی بیابان سے کہ جو کف دست میدان نظر آتا ہے کیسی کیسی عمارتین اور کیسی کیسی بلائین اور کس کس قسم کے عجائبات ظہور مین آتے ہین صلصال خاموش ہو رہا اب شام ہوئی سبنے کھانا کھایا کچھ دیر دربار رہا بعد اسکے سب سو رہے لیکن جسوقت سفیدہ سحری نمایان ہوا ضحاک ریش دراز اٹھا اور بالائے قلعہ آکر بیٹھا صلصال خلخال لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ یہ سب کے سب آکر بیٹھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ ضحاک ریش دراز نے کہا کہ آمد لشکر امیر کی معلوم ہوتی ہے صلصال نے کہا کہ مجھے تو اس صحرا مین اتنی وسعت بھی نہین معلوم ہوتی ہے کہ لشکر امیر سما سکے یہ میلے کے لوگ کہان آئینگے ضحاک ریش دراز نے کہا کہ یہ بیابان وادی قدرت ہے مقام متبرک ہے یہان کرامتین خداوند کی ایک ایک ذرہ مین پوشیدہ ہین جیسا وقت پڑتا ہے تو ظاہر ہو جاتی ہین تمھین آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے عدیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوئے تمام بھائی انکے ساتھ تھے اور فوج بھی ہمراہ تھی آکر ایک مقام مناسب تجویز کر کے بارگاہ سلیمانی کے برپا کرنے مین مصروف ہوئے کہ یکایک دوسری گرد اڑی اور بڑی شوکت کے ساتھ کرب دلاور پہونچے ایک جانب خیمہ اپنا برپا کیا یکایک تیسری گرد اڑی اور لندھور ثانی اپنے فیل پر سوار ساتھ انکے ارتیشون پری زاد فرہاد خان ملک صرنی پیچھے نو لاکھ سوار سے علم کھلے ہوئے پھریرون پر لوث آلہی منقبت رسالت پناہی مرقوم لندھور ثانی اس شان و شوکت کے ساتھ پہونچے کہ ضحاک ریش دراز گھبرا گیا اور سوچا کہ اللہ اکبر واقع مین امیر ثانی کا مثل نہین ہے جسکے رفیق اس شان و شوکت سے چلے آتے ہین غرضکہ ان تینون آدمیون کی آمد مین آج کا دن تمام ہوگیا جسوقت شب ہوئی ضحاک ریش دراز و صلصال وغیرہ سو رہے

پھر دوسرے دن صبح کو آکر بالائے تخت بیٹھے وہاں عدیل بن عادی نے بارگاہ سلیمانی آراستہ کردی
لندھور نے ایک جانب اپنا خیمہ برپا کیا کرب دلاور نے اپنی بارگاہ ایک سمت آراستہ کی اب یہ سب بھی
منتظر آمد لشکر کے ہیں جو جسکا دوست ہے اُسکے لیے پہلے سے جگہ تجویز کر رہا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ گردون مانند شیشۂ ساعت کے نظر آنے لگا جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا کہ اسی علم نشانِ اسی ہزار سوار کے نمایان ہوئے علمون کو جلوہ ملتا ہوا اور مالک ثانی سب کے آگے
آگے ضحاک ریش دراز صلصال سے ایک ایک کو پوچھتا جاتا ہے کہ یہ کون آیا اور یہ کون آیا اور صلصال
حال ایک ایک کا بتاتا جاتا ہے جسوقت مالک ثانی کو دیکھا ضحاک نے پوچھا صلصال نے بیان
کیا کہ یہ بھی رفیق خاص ہے امیر ثانی کا افسر ہے میسرۂ لشکر کا اور وہ شخص جسکا نام لندھور ثانی ہے
وہ میمنۂ لشکر کا سردار ہے مالک نے بھی بارگاہ سلیمانی کے بائین جانب خیمہ اپنا برپا کیا کہ یکایک پھر گرد
اُڑی اور طوق حران گرد اور ابو المعدن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوئے پہونچے پھر گرد اُڑی اور بہرام
گرد بن خاقان چین اپنی فوج بسیار کو لیے ہوئے پہونچے ضحاک ریش دراز سے بیان کیا کہ یہ مرد
ضعیف جو بیٹھا ہے خاقان چین اور رفیق قدیم ہے امیر اول کا حمزہ ثانی تک اسکی بزرگی مانتے ہین
غرضکہ پھر شام ہوگئی جب دوسرا دن ہوا ضحاک پھر منتظر ہوکر بیٹھا کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ضحاک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے امیر ثانی مع کل فوج آگئے صلصال ہنسا اور
کہا اے ضحاک تم وہان گئے بھی لیکن فوج کا اندازہ نہ کرسکے ابھی دیکھو تو سہی کہ کتنے دنون تک لشکر آیا کرتا
ہے لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ دل گرد سے صدہا علم نشانِ شنگی کمرون کی فوج کا نمایان ہوا
ہے پھر ہرے علمون کے سبز نشانون کو جلوہ ملتا ہوا اور ہر پھریرے پر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت
پناہی مرقوم جسوقت یہ سب گذر گئے اب فوج جوق جوق گروہ دستے کے دستے قشون کے قشون غول کے
غول غٹ کے غٹ جانا شروع ہوئے جسوقت یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ کچھ جلوس سواری گذرا خاص
بردار برچھی بردار علم بردار ان سب کے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جوان مرکب پر کج بیٹھا ہوا زیور جنگ
تن پر آراستہ کیے ہوئے اگرچہ اب سن زیادہ ہو آیا ہے لیکن چہرے سے علامات نوجوانی دبدبۂ
جہان ستانی آشکار ہے صلصال سے پوچھا یہ کون ہے صلصال نے کہا یہ وہ شخص ہے جسکو سرفتنۂ
ملک باختر کہتے ہین نام اسکا شاہزادہ بدیع الزمان ہے اسنے تنہا جاکر ملک باختر کو فتح کیا اور ملک
گوہر ملک کو لیگیا نہ خداوند لقا کے کیے کچھ ہو سکا نہ گنجاب بن گنجور بن ملک حران دیو کش جا
بڑے پیغمبر خداوند کے تھے اُنکے بنائے بھی کچھ نہ بنا آخر کار شکست کھا کر ملک و مال چھوڑ کر لیے بھاگے
کہ سبائل میں آکر دم لیا ضحاک ریش دراز نے یہ سنکر بڑا تعجب کیا کہ یکایک دوسری گرد اُڑی وہ
اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اس سے زیادہ شان
و شوکت کے ساتھ ایک لشکر عظیم آتا ہے پھر ہرے علمون کے سبز ہین لوگ اس لشکر کے جوان ہین بعد
سب کے دیکھا کہ ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار چہرے سے شان شہر یاری آشکار صلصال نے ضحاک سے
بیان کیا کہ یہ بیٹا بدیع الزمان کا گوہر ملک کے بطن سے نواسا گنجاب کا ہے نام اسکا شاہزادہ
نور الدہر ہے ملک سبائل میں اسنے آفتین برپا کردین لقا کی خداوندی مین تزلزل ڈال دیا ضحاک

نے غور سے نورالدہر کی جانب دیکھا لیکن نورالدہر بھی آکر مع لشکر اُترے بارگاہ برپا کی کہ پھر گرد
اُڑی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل لشکر نورالدہر کے پیدا ہوا
علموں کے پھریرے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھر ضحاک نے پوچھا کہ یہ کون آتا ہے صلصال نے کہا یہ اُس
شخص کا لشکر ہے جو صاحبقرانی کر رہا ہے بیٹا ہے نورالدہر کا نام اسکا بدیع الملک ہے صاحبقران ثانی
تو برائے نام صاحبقران ہیں مگر یہ ایسے صاحبقرانی بھی کر رہا ہے کہ اتنے میں لشکر گذر گر سواری مانند
باد بہاری کے پیدا ہوئی اور یہ لشکر بھی آکر متصل لشکر نورالدہر قائم ہوا بارگاہ برپا ہوئی شام ہوگئی
ضحاک ریش دراز دل میں کہتا تھا کہ بڑی جمعیت امیر ثانی نے پیدا کی ہے حقیقت میں کہ ان لوگوں سے مرد میدان
بنکر کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا سوائے ساحر غیر ساحر کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کیوان
چہار دست بھی بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اتنے میں ایک ساحر نامہ لیے ہوئے پہونچا
ضحاک کو سلام کیا نامہ پیش کیا ضحاک نے پڑھا تمثال آئینہ رو کی جانب سے تحریر تھا کہ اے ضحاک تمہیں
معلوم ہوا کہ آمد لشکر حمزہ دیکھکر نہایت پریشان ہو لہذا ہم تخیل رازدان کو نائب قدرت کر کے بھیجتے ہیں وہ
انتظام میلے کا کریگا اور خدا پرستوں کو راستی پر لے آئیگا جو برخلاف ہوگا وہ سزائے مقتول کو پہونچیگا
یہ سنکر ضحاک ریش دراز نہایت خوش ہوا اور یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر ہفت رنگ
نمایاں ہوا اور لکہ ابر قریب آکر پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ ہفت رنگ جواہر نگار کھنچا ہوا ہے
اور ایک شخص نہایت مہیب صورت آنکھیں زرد بال کھولے یک چشم سینے پلا کے داغ منہ پر چہرہ سیاہ
نہایت متکبر نمایاں ہوا اور نعرہ کیا کہ منم نائب قدرت یعنے تخیل رازدان ضحاک اٹھ کھڑا ہوا تخیل
رازدان کا تخت بالائے ہوا سے نیچے اُترا پوچھا اے ضحاک ریش دراز کسقدر لشکر آیا ضحاک نے بیان کیا کہ
زبانی خان اعظم یعنے صلصال کے معلوم ہوا ہے کہ ابھی ربع لشکر بھی نہیں آیا ہے لیکن کئی کرور کے قریب فوج
آچکی ہے تین روز سے برابر لشکر آرہا ہے کل صبح سے آپ بھی تماشا دیکھیے گا غرضکہ شب کو لوگ سو رہے
جسوقت صبح ہوئی اور خسرو خاور فوج شعاع لیے ہوئے بیابان فلک پر نمودار ہوا تخیل رازدان اب سے
بیدار اور ہمراہ ضحاک ریش دراز کے آکر بالاخانہ پر متمکن ہوا اتنے میں لاجورد شاہ آیا صلصال دجال
وغیرہ بھی ہمراہ تھے تخیل نے حال لاجورد شاہ کا دریافت کیا ضحاک نے صلصال کی طرف
اشارہ کر کے کہا کہ آپ خوب بیان کرینگے اور حال صلصال کا خود بیان کیا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین پیچیدہ یہ آئے
اور یہ آئے آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم نشانے جمعیت لشکر کے پیدا
ہوئے پھریرے علموں کے سرخ اور ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور
تمام جوان لشکر دن کے سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا میں آگ لگی ہوئی ہے یا یہ کہیے کہ تمام
صحرا میں شفق پھولی ہوئی ہے یہانتک کہ دستے کے دستے پرے کے پرے قشونوں کے قشون گروہ کے گروہ
انبوہ کے انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ گذرنا شروع ہوئے اور بائیں جانب بارگاہ سلیمانی
کے اُترنے لگے جسوقت اہل فوج گذر گئے تو جلوس سواری گذرنے لگا خاص بردار چوبدار برچھی بردار علمدار
بلمدار سکے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھلاتے ہوئے انگیٹھیاں روشن عود و عنبر سلگتا ہوا اور ایک جوان مرصع

پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا چہرے سے رعب وجلالت آشکار تنجیل راز دان نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے صلصال
نے بیان کیا کہ نام اسکا ملک قاسم ہے لعل خفتان خونریز خاوری بھی کہتے ہین پوتا ہے امیر اول کا بیٹا
ہے علمشاہ رومی کا اسنے سات برس کے سن مین طلسم افراسیاب کو توڑا اترک توسن بلیتاقی کو مارا اور
زمانہ شباب مین تو قیامتین برپا کین لقا کی خداوندی مین رخنہ ڈالدیا نور چکیدۂ قدرت یعنی ملکہ گیتی افروز
کو باغ شبستان سے نکال لیگیا اور جو نسٹھ شبخون فوج لقا پر مارے جسمین ایسے ایسے سردار مارے گئے
کہ ایک ایک برابر ہزار ہزار دو دو ہزار کے گنا جاتا تھا تنجیل نے کہا کہ واقعی مین صورت سے اسکی خونخواری
ٹپک رہی ہے لیکن قاسم بھی مع فوج آکر اترے بارگاہ افراسیابی برپا ہوئی کہ یکایک دوسری گرد بلند
ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو علم کہ پھریرے ان
علمون کے سرخ تھے نمودار ہوے یہ لشکر لشکر قاسم سے بھی زیادہ تھا صلصال نے بیان کیا کہ عجب
نہین ہے جو یہ فوج ایرج کی ہو لیکن جسوقت لشکر آچکا اور جلوس سواری گذر گیا تو سواری شاہزادہ
گرشاسپ دوران ایرج نوجوان کی نمودار ہوئی تنجیل نے کہا کہ یہ کون ہے صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہے قاسم کا بطن سے ملکہ گیتی افروز کے نواسا ہے زمردشاہ باختری کا لقا پرست
اسکو نبیرہ قدرت کہتے تھے اس نے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی ہے لشکر ایرج کے آنے
مین کچھ شام ہوگئی کیونکہ علاوہ لشکر ایرج کے فوج رستم ثانی کی بھی ساتھ ہے جب سے شاہزادہ رستم ثانی
طلسم صندل مین گئے ہین جب سے فوج انکی ایرج کی فوج سے ملحق ہوگئی ہے غرضکہ شام کو تنجیل راز دان
نے کثرت فوج دیکھکر نحاک ریش دراز سے کہا کہ بڑی جمعیت ہے ان خدا پرستون کی مگر یہان انکو
قضا انکی کھینچ لائی ہے نہ یہ اپنی سرکشی سے باز آئینگے نہ بچینگے کیونکہ یہ سب غیر ساحر ہین ہمارا کیا
مقابلہ کرسکتے ہین اگرچہ انھون نے ساحرون کو بھی مارا ہے ساحر ششمشتر کو دریا سے نکالکر مارا دمامہ جادو
کو چاہ الماس مین کودکر ہلاک کیا بڑے بڑے طلسم برباد کردیے مگر یہ مقام ایسا نہین ہے جہان
سے سلامت چلے جائین فقط حکم خداوند کی دیر ہے غرضکہ پھر شب بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کرکے منتظر ہوکر بیٹھے سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد
وغبار بلند ہوا اور آتے آتے گرد شق ہوئی دل گرد سے کئی سو علم نشانات کئی لاکھ سوار کے نمایان ہوے
اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جسوقت لشکر گذر کر جلوس بھی گذرا
اور سواری کا تند باد بہاری نمودار ہوئی دیکھا کہ ایک جوان بہت بڑے قد کا مرکب پر سوار رعب
چہرے سے آشکار تنجیل راز دان نے پوچھا کہ یہ دیو صورت کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ
بہارستان مغرب ہے نام اسکا فرامرز رعاد مغربی ہے پسر خواندہ امیر اول کا نہایت مرد زبردست
وجری ہے غرضکہ فوج فرامرز ایک طرف آکر قائم ہوئی خیمہ برپا ہوا کہ یکایک پھر تتق گرد بلند ہوا اور
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے اور ایک فوج مانند لشکر اول کے مثل دریا کے موجین مارتی ہوئی
پیدا ہوئی اور ایک جوان مرکب پر سوار کج بیٹھا ہوا چہرے سے بانکپن پیدا رعب وجلالت ہویدا اثر باندھے
ہوئے نمایان ہوا صلصال نے تنجیل سے کہا کہ یہ دوسرا پسر خواندہ امیر کا ہے نام اسکا جمہور جہانسوز
تیغ زن ہے اور شاہزادہ طلطوس بہادر بھی کہلاتا ہے بعد لشکر جمہور اترنے کے اور گرد اڑی اور دل گرد سے ایکبا

لشکر مانند سیل کے سر جھلن مارتا ہوا نمایاں ہوا بعد لشکریوں کے گذر جانے کے اور ایک جوان پرہیبت بشوکت نظر
آیا پوچھا تخیل نے صلصال نے کہا یہ بیٹا ہے امیر اول کا بھائی ہے حمزہ ثانی کا نام اسکا داراب کشور کشا
ہے بڑے عزم و شان کے ساتھ داراب کشور کشا بھی آ کر اُترے بارگاہ برپا ہونے لگی کہ پھر گرد اڑی
اور دل گرد سے اور ایک فوج کثیر و جرار پیدا ہوئی اور ایک جوان نہایت بانکپن سے مرکب پر سوار ہوا و کوس
پربل پڑے ہوئے صلصال نے کہا یہ دوسرا بیٹا ہے امیر اول کا نام اسکا جمہور ولیعہد پروردہ نہایت زبردست
ہے لیے دیوتی نے پالا کہا تھا ان بدن پر اسکے بال تھے بات کسی کی نہیں سمجھتا تھا نہ اسکی بات فہم میں آتی تھی جب
تعلیم کی گئی تو یہ انسان ہوا بڑے بڑے سرداروں کو اسنے زیر و زخمی کیا آخر کار امیر کے ہاتھ سے زیر ہو کر
مسلمان ہوا جب حال اسکے نسب کا دریافت ہوا اتنے میں شام ہو گئی تخیل رازداں و ضحاک ریش فرزانہ
و صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ سب آ کر اپنی خوابگاہ میں سو رہے جب صبح کو بیدار ہوئے پھر مقام
بلند پر منتظر بیٹھے کہ جانب صحرا ایک گرد بلند ہوا معروف دامنہ گرد کا اسکا فتح ہوا اول گرد سے فوج زرد پوش
پرست پیدا ہوئے صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھی نواسا لقا کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا بطن سے ملکہ
جہاں افروز کے جو بیٹی تھی زمرد شاہ باختری کی ہیں بعد اسکے پھر گرد اڑی اور خورشید پیدا ہوا
فوج کثیر بھی انکے ہمراہ تھی صلصال نے حال خورشید کا بھی زمانہ ستارہ پرستی سے لیکر تا زمان اسلام
بیان کیا بعد اسکے پھر گرد اڑی اور ہاشم شمشیرزن پہونچے پھر گرد اڑی اور اسفندیار گیلانی آئے
پھر گرد اٹھی اس گرد سے آوازیں لوقوں کی بلند تھیں تخیل نے گھبرا کر پوچھا یہ کون آتا ہے صلصال
نے کہا یہ بلائیں ہیں آفتیں نہ یہ پری نہ یہ ساحر کی حقیقت سمجھتے ہیں نہ پہلوان کو خاطر میں نہ عیار کو خیال میں لاتے
ہیں یہ سب قزاق ہیں افسر انکا عمرو و قاب بن اسد ہے پوتا ہے کرب کا نبیرہ زادہ ہے حمزہ صاحبقران
کا یہ لوگ عیار بھی ہیں پہلوان بھی ہیں غرضکہ اسی طرح پانچ ہزار پانچ سو پہلوان جلو ریز آئے کہ تمام صحرا
فوجوں سے بھر گیا ٹیلے کی گنجایش نہ رہی ضحاک ریش دراز نے کہا کہ اب ٹیلہ کہاں ہو گا یہ تمام بیابان تو ان
فوجوں سے مملو ہو گیا تخیل ہنسا اور کہا ہے ضحاک امیر کو بھی تو آ لینے دو پھر تماشا قدرت خداوندی
دکھاؤں گا دیکھو اسی صحرا کو کس قدر وسعت ہو جاتی ہے اب خبر آمد امیر ثانی کی ہے سب کو اشتیاق ہو رہا
بدقت تمام کی ہے صبح کو پھر بالائے قلعہ آ کر بیٹھے ہیں کہ یکایک از سر دو بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ
و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ شہر رستم ستمگران درآں پوشیدہ زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت + یکایک ہوا نے مار اگرد کو گرد تنے تاراج ہوا کو دامنہ گرد کا اسکا فتح ہوا اول گرد سے ایک ہزار
علم نشانی دس لاکھ سوار کی نمایاں ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی کے
بعد یا صاحبقران تحریر تھا بیرا ان سب کے گذر جانے کے تمام سوار زرین پوش گذرے اسکے بعد جلوس
سواری گذرا یعنی مراتب جھنڈی بردار بجھی بردار چوبدار علم بردار اسکے بعد دیکھا کہ سقے آبپاشی کرتے
ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیوں میں عود و عنبر سلگتا ہوا نقیب نقابت کرتے ہوئے بعد اسکے دیکھا
کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار صاحبقران عالیشان ہمراہ تخت شاہی شاہزادہ تہمینہ بانو شہریار شاہزادہ
دارا ہے بن داراب سیمین زرہ شہنشاہ گوہر کلاہ و مقبول میر تخیل انتظام سواری کرتے
ہوئے اس عزم و شان سے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی کل سردار مثل ہند و ہور ثانی دا ثانی

فرامرز عادل مغربی جمہور جہانسوز تیغ زن بہادر بدیع الزمان ہاشم تیغ زن نور الدہر ایرج شہزادہ
بدیع الملک دل بیاب کشور کشا قمہور دیو پیر ورخورشید تورج وغیرہ سب براے استقبال چلے اور
بادشاہ اسلام کی سواری بڑی دھوم سے آکر بارگاہ سلیمانی میں اتری سلامی کی توپیں چھوٹیں نقارہ شادیانی
پر چوب لگی بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تخت پر جلوس فرمایا سب سرداران اپنے اپنے ڈنگلوں پر
آکر متمکن رہے کچھ دیر دربار رہا بعد اسکے سب تھکے ہوئے آئے تھے آرام پایا یہان تخیل رازدان
کے اوپر اثر ہوگئے دل میں خیال کیا کہ ان لوگون سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ضرور خداوند کو تکلیف کرنا ہوگا
اور ان شہدون کے تیور ایسے نہیں معلوم ہوتے کہ یہ خداوند کو سجدہ کرین غرضکہ یہان تخیل
رازدان بھی خواب اجل میں گرفتار رہوا الاجور و شاہ او صلصال کی بلندیاں اُڑ گئی حواس
جاتے رہے دل میں سوچتے تھے کہ دیکھیے میلے کا کیا انجام ہوتا ہے ضحاک ریش ڈر اٹھنے پہ
اچھا کیا جو ان لوگون کو اتنا قریب بلا لیا خیر ہو جب شہر سر کی پیچ زن شمشیر جیسے [illegible] آیا پر بس نہین
پالنفسیبا [illegible] اب تو جو کچھ ہوگا ضرور رہی پیش آئیگا لیکن قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خداوندی کا بہت جلد برباد
ہوجائیگی خیر یہ بھی کہا غرضکہ جب صبح ہوئی تخیل رازدان آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور ضحاک ریش وزیر
سے حکم دیا کہ جاری ہے کہ سوچا جاتا ہے کہ کل نائب خداوند کچھ نئی قدرت کے دکھائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ
سامنے کوہ بیضا مر کے آئے حسب الحکم اسی وقت جاری نے تمام بیابان میں کہ جو اسوقت شہر سے زیادہ
لبسیہا میلے کے آیا [illegible] تھا جاسوس دیا خبر بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کو بھی ہوئی فرمایا بادشاہ اسلام
نے کہ ہم بھی تماشا دیکھین گے کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ شب بھر اشتیاق رہا جسوقت صبح ہوئی دیکھا کہ لوگ جوق
جوق گروہ گروہ ہر جانب کوہ کے آکر منتظر کھڑے ہوے کہ کیا قدرت نمائی ہوتی ہے یہان ضحاک
ریش وزیر نے امیر کشور گیر سے کہلا بھیجا کہ اگر حضور کو بھی تماشا دیکھنا ہو تو تشریف لائین آپ کے واسطے
سامنے کوہ کے جو ایک بلندی واقع ہوئی ہے اُسے عامۂ خلائق سے محفوظ رکھا ہے امیر عالی مقام مع بادشاہ
اسلام و سرداران عالیمقام کے تشریف لائے تخت بادشاہ اسلام کا جائے بلند پر نصب ہوا سرداران کے ڈنگل بچھے
یکایک تخیل رازدان نے داہنی جانب ہاتھ اُٹھایا اور آواز دی کہ ای نیرنگ قدرت ای قطب
شمالی بیابان آواز کا دینا تھا کہ جانب صحرا سے یہ معلوم ہوا کہ آندھی سرخ رنگ کی اُٹھی سب نگران تھے کہ
قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سرخ پوش ایک لاکھ سواران سرخ پوش
کی جمعیت سے نمودار ہوا اور سرحد شمالیہ روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے بائین جانب ہاتھ
اٹھایا اور آواز دی کہ ای نیرنگ قدرت ای قطب جنوبی بیابان [illegible] سے تتق گرد اخضری بلند ہوا اور
آن واحد میں قریب ہو کر دامن گرد شگافتہ ہوا اور ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے نقابدار سبز پوش
پیدا ہوا اور سرحد جنوبی روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے جانب پشت طرف مشرق نگاہ کرکے
آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت ای اشقی سفید پوش بیابانی آواز منہ سے نکلنا تھی کہ فوراً تتق گرد
بلند ہوا اور ایک لاکھ سفید پوشون کی جمعیت سے نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آکر سرحد مشرقی روک کر
خیمہ برپا کیا بعد اسکے تخیل رازدان نے جانب غرب ہاتھ اُٹھایا اور اسی طرح آواز دی کہ ای نیرنگ
قدرت ای نقابدار سیاہ پوش اسود مغربی بیابانی ہنوز سخن ناتمام تھا کہ یہ معلوم ہوا ایک آندھی سیاہ

اٹھتی آن واحد میں دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش ایک لاکھ سیاہ پوشونکی جمعیت
سے نمودار ہوا اور سرحد عربی روک کر خیمہ بپا کیا جسوقت یہ چارون نقابدار اس شان وشوکت سے آئے
تخیل راز دان نے کھڑے ہوکر آواز دی کہ منم نائب قدرت ایہا الناس میرا راز دان اسوجہ سے
سے لقب ہی کہ مین خداوند تمثال آئینہ رو کے راز قدرت سے آگاہ ہون بلکہ نمونہ اُسکی قدرت کا دکھا
بھی دیتا ہون جسنے نہ دیکھا ہو دیکھے یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا اور تخت اُڑکر بالائے ہوا بلند ہوا اسیا
تخیل راز دان نے طرف کوہ کے رخ کیا یہ کوہ وسط بیابان مین واقع ہی گرد اسکے پانی ہی بیچ مین مثل حباب
کے یہ کوہ ہی اور صورت اسکی سپید وسیاہ ہی اسی سے اسکو کوہ سپیدا کہتے ہین جسوقت تخت تخیل راز دان
کا سامنے کوہ کے پہونچا تخیل راز دان نے دستک دی بس دستک کا دینا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی اور ہر چہار جانب کوہ کے دریچیان پیدا ہوگئین اور ایک طائر ہفت رنگ بیچ کی دریچی سے
نکلکر کوہ پر سایہ فگن ہوگیا لیکن وہ سات دریچیان جو کوہ مین پیدا ہوگئین مین بیچ کی دریچی مین ایک پردہ
نظر آیا کہ اسکا راز وقت پر ظاہر ہوگا غرضکہ وہ دریچیان جو خالی ہین انہین سے ایک دریچی مین تخیل
راز دان جا کر مقیم ہوا اور وہ طائر ہفت رنگ جو بالائے کوہ سایہ فگن تھا پرواز کر کے تمام بیابان مین چکر لگانے لگا
جسوقت ایک دورہ ختم ہوا ایک حجرہ پیدا ہوا جب وہ دوسرا چکر تمام ہوا دوسرا حجرہ نمایان ہوا اسی طرح سات حجرے
اُس بیابان مین پیدا ہوگئے جنکے بعد ایک مقام پر کوئی شئی نظر آئی اُس طائر کے پاس وہ چیز چھوڑ کر تین
پر آئی ایک تڑاقا پیدا ہوا اور ایک تالاب نمایان ہوا وسط تالاب مین ایک تصویر نظر آئی اور طائر پھر
پرواز کر کے جانب کوہ سپیدا آکر سایہ افگن ہوا یہ کرشمہ دیکھ کر جتنے تمثال پرست تھے سب اس تصویر
کو سجدے کیے اب ڈھنڈھورا پٹا کہ پرسون سے میلہ شروع ہوگا اور ضحاک ابلیس وراثت نے پھر امیر
کشور گیر کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا عیارون پر تاکید رکھیے گا کہ ایسا نہو کوئی بے ترکیبی اُنسے ظہور مین آئے
اور باعث ناراضی خداوند کا ہو اور خداوند بھی انکو کوئی سزا دے تو باعث آپکی ناخوشی کا ہوگا امیر ثانی
نے جسوقت یہ پیام سنا سب عیارون کو بلاکر فرمایا کہ اگر تم لوگ کوئی بے عنوانی کروگے اور کسی بلا مین گرفتار
ہو جاؤگے تو مجھ سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین ہرگز دخل نہ دونگا سب عیارون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے
ہماری اور پاس ضحاک کے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی عیار خلاف حرکت کرے تو مجھے اُس سے کوئی سروکار
نہین ہی مین ہرگز دخل نہ دونگا غرضکہ اب تیاری میلہ کی ہونے لگی اور ہر چہار جانب سے لوگ آنے لگے
جو لوگ دور دور کے تھے وہ پہلے ہی سے آکر جمع ہوگئے تھے جو حوالی ملک خمیدہ اور دیگر شہرون کے لوگ
تھے وہ اب آنے لگے گردین اُڑنے لگین کوئی بادشاہ دس لاکھ سوار سے پہونچا کوئی بیس لاکھ سوار سے
آیا کوئی ایک کروڑ کی فوج سے پہونچا یہانتک کہ اس تین روز کے عرصے مین صدہا بادشاہ اور پہلوان کہ نام
اُن کے وقت پر ظاہر ہونگے جو تمثال آئینہ رو کے ماننے والے تھے آکر پہونچے لیکن عمرو ثانی نے
امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو ذرا مین بھی ہر چہار جانب کی سیر کرون مقامات
اور عجائبات کو سمجھ رکھون کہ جب وقت جنگ کا آئیگا تو سہولت پڑے گی اور یا امیر یہ مقام سحر وساحری
سے کچھ معلوم ہوتا ہی پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا یہان کا نیرنگ وافسون سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہی امیر ثانی نے
فرمایا کہ اے عمرو اتنا تو سمجھ لے کہ جو بات حمزہ کی زبان سے نکل جاتی ہی اُسکی پابندی بھی حمزہ پہ واجب

ہو جاتی ہو اگر تو نے لوٹنے پر کمر باندھی یا کسی کے ساتھ دغا بازی مثل اپنے باپ کے کی تو مین تیرا احسان نہین
ہون بلکہ اگر بھاگ کر میرے پاس آیا تو واللہ ہی کہ باندھکر بھیجدونگا آئندہ سے تجھے اختیار ہی عمرو ثانی نے
کہا اے عرب بے مروت نیکی کا ثمرہ بدی ہی ہم تو انجام پر نظر کرکے جاتے ہین اور تو ایسی باتین کرتا ہی کہ جیسے
ہین کسی کا لوٹنے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے سب عیار ایک مقام پر جمع تھے
خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر عالیشان سے اجازت لیکر برائے سیر روانہ ہوئے ہین آپس مین صلاح کی کہ چلو
ہم تم سب بھی چلین یہ مشورہ کرکے چالاک ثانی چند عیار اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب روانہ ہوا اور سیارہ
ثانی چند عیارون سے ایک طرف چلا اور مشرق ثانی ایک سمت متوجہ ہوا اور ابو الفتح اصفہانی
اور سنجر بلخی اور بیکس ختائی وغیرہ یہ چند عیار ایک طرف متوجہ ہوئے الحاصل اول خواجہ عمرو ثانی
سیر کرتے ہوئے تمام مقامات دیکھتے ہوئے تالاب اور چشمون وغیرہ سے گذرتے ہوئے قصبہ تمام بیابان
کی خاک چھانتے چلے تو طرف صحرا کے روانہ ہوئے جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے سے ایک گرد بلند ہوا جیسے کہ
سوار آتا ہی آپ اس وقت صورت ایک نٹنی کی بنے ہوئے تھے جسوقت وہ بگولہ گرد کا قریب پہونچا دیکھا کہ
کوئی شاہزادہ ہے کمان دوش پر ترکش مین تیر لگے ہوئے معلوم ہوا کہ شکار کھیلتا ہوا اس طرف نکل آیا ہی
جیسے ہی نظر اس شاہزادے کی پڑی آپ نے جھک کر سلام کیا اسنے جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہو گیا
کہا اے جان جہان تم کون ہو اور اس صحرا مین یہان تنہا کیونکر آئین کہا کہ مین جو کچھ ہون سو ہون لیکن آپکو
ایسی باتین کرنا نہ چاہیے جو آپکے خلاف شان ہون کہان آپ کہان مین کہان اسپر آپ ایسی باتین کرتے
ہین جیسے کوئی برابر والون سے کلام کرتا ہی مین مصیبت کی ماری اپنا حال کیا کہون ایک نگوڑے مارے مجھے اپنے ساتھ
لگا لایا ان باپ سے چھڑایا بدنام کرایا اس صحرا مین ہو مجھکو سب مال و اسباب میرا چھین لیا اور کسی طرف
چلا گیا اس شاہزادے نے کہا کہ اگر تمھین مال و اسباب کا رنج ہی تو مین تجھے اسقدر زیور دونگا کہ تم سے
اٹھ نہ سکیگا اور محبت مین شان و شوکت کو کیا دخل ہی جب شعر کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہی سودائی
محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی اس نٹنی نے جواب دیا کہ اچھا آپ اپنا نام تو بتایئے شہزادے
نے کہا میرا نام نوذر بن طوس ہی نٹنی نے کہا کہ لشکر آپ کا کہان ہی جواب دیا کہ شب غضب مین آتے ہین مین
شکار کھیلتا ہوا آگے بڑھ آیا اب یہین ٹھہرتا ہون جب وہ لوگ بھی آلین گے تو آگے بڑھونگا نٹنی نے
پوچھا کہان کا ارادہ ہے نوذر نے جواب دیا کہ جانب کوہ سیتھیا جانے کا قصد ہی آج کے دوسرے روز
سے میلا شروع ہو گا لہذا مین بھی جاؤنگا قصر خداوند کی زیارت سے مشرف ہونگا تجکو بھی لیچلونگا لیکن
تم ذرا اسی درخت کی آڑ مین ہو جاؤ جسوقت لوگ میرے نزدیک آجائینگے اسوقت مین تمھین مخافہ مین سوار
کرا دونگا لحاظ اس بات کا ہی کہ باپ میرا طوس با زرین تاج ہمراہ ہی ایسا نہو کہ اسکو معلوم ہو جائے
یہ سنکر نٹنی ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہی یکایک سامنے سے گرد اٹھی اور کچھ رفیق نوذر کجکلاہ کے
پہونچے نوذر نے ان سے راز بیان کیا انھون نے اسیوقت مخافہ منگایا نٹنی کو سوار کیا بلکہ اسی مقام پر خیمہ
برپا کردیا انھین اتار دیا اتنے مین گرد اٹھی اور طوس زرین تاج تین لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت
سے پہونچا نوذر سے کہا کہ اے فرزند شب قریب ہی لہذا رات یہین بسر کرو سنا ہی کہ اب کوہ سیتھیا بہت قریب
ہے کل سویرے سے چل کھڑے ہونگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے پہونچ جائینگے نوذر کجکلاہ کی نوٹنا سے

اور زنبیل میں ڈال لیا آپ وہی لباس پہن کر رنگ و روغن عیاری لگا کر نوذر کی صورت بنکر باطمینان
تمام چھپرکھٹ پر سو رہے جسوقت کہ صبح ہوئی مقام تخلیہ کا بخار چکے سے وضو کرکے نماز صبح باطمینان تمام پڑھی
اب دربار تھا حاضر ہونے لگے مزاج پوچھنے لگے آپ نے ہر ایک سے بیان کیا کہ میاں خدا کے بچا با شکر ہے اُس کا
یہ کہو ایسے مقام متبرک کی طرف چلے تھے اُس کی برکت سے بچ گئے ورنہ نہیں معلوم کیا ہوتا وہ تھی تو کوئی بلا
تھی ہم نے بڑی حماقت کی تھی کہ صحرا سے اکیلی عورت کو لے آئے تھے نہیں معلوم کون بلا تھی باتیں کرتے کرتے
سامنے سے غائب ہوگئی کسی نے کہا کہ یہ بیابان ملا ہوا ہے بیابان صفا سے کیا عجب ہے کہ وہ کوئی حور ہو یا
پری ہو جو بصورت زنی کے آگئی تھی بعضوں نے کہا کہ وہ حور قدرت تھی آپ نے اُس سے بے تیر کسی کا قصد کیا
ہوگا وہ چلی گئی غرضکہ اب آپ نے صندوقچے طلب کیے جواہر اشرفی روپیہ سب نکال لیا کنگر تھیلیاں بھر کر
قفل لگا کر مہر کر دیے اتنے میں چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کو جہان پناہ نے یاد کیا ہے یہ سنکر آپ خدمت
شاہ میں روانہ ہوے طوس زرین تاج نے کہا کہ اے فرزند اب چلنا چاہیے کہا جب مزاج عالی میں آئے
دل میں کہا کہ تم خود ہمارے فرزندوں کے فرزند ہو غرضکہ اسی وقت خیمہ اکھڑ کر بار ہوے اور عمرو بصورت
نوذر کج کلاہ طرف بیابان صفا کے روانہ ہوے کہ اب ان کا حال بر وقت گذارش کیا جاے گا

لیکن اب حال ان چاروں عیاروں کا بیان ہوتا ہے جو چار سمت سے چلے ہیں

اول حال چالاک ثانی کا سنیے کہ چند عیار اپنے ہمراہ لیے ہوے سیلے کی سیر کرتے ہوے جانب مغرب روانہ
ہوے جسوقت لشکر نقابدار سیاہ پوش کے قریب پہونچے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت
اپنی کالا نوت بچی کی بنائی اور عیاروں نے بھی شکل اپنی مثل ساجیوں کے بنائی اور داخل لشکر نقابدار
ہوے ایک آدمی سے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ یہ لشکر کس بادشاہ کا ہے لوگوں نے کہا تم لوگ کیا نہیں
جانتے ہو یہ فوج نیرنگ قدرت نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی کی ہے چالاک نے بیان کیا ہم لوگ
سیاہ جائیں تباہی کے مارے اس حال میں آکر یہاں پہونچے ہیں گویے ہیں اس امید پر آتے ہیں کہ اگر
ہماری رسائی ہو جائیگی گا بجا بجائینگے مالک کو خوش کرینگے جو کچھ تقدیر کا ہوگا ملجائیگا یہاں سے جا کر اپنے بال
بچوں میں ملینگے آپ لوگوں کو دعا دینگے اہل لشکر نے جواب دیا کہ ہم لوگ آجکل کسی کی سعی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ
زمانہ بہت نازک ہے عیاران لشکر اسلام کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ حد کے مکار ہیں اور سب کے سب یہاں
موجود ہیں مبادا کوئی افتاد پڑے تو سعی کرنیوالا پہلے دھرا جائیگا اتنے میں ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا
کہ نقاب سیاہ اسکے بھی چہرے پر پڑی ہوئی تھی رفیق تھا نقابدار سیاہ پوش کا اُسنے دیکھا کہ چند کلانوت
بیچ اہل لشکر سے باتیں کر رہے ہیں قریب آکر پوچھا کہ آپ لوگوں کو کچھ گانے بجانے میں دخل ہے چالاک
نے بڑھکر عرض کی کہ حضور روٹی اسی کی کھاتے ہیں غلام نے جب سے آنکھ کھولکر دیکھا تو یہی کو دیکھا یہی سیکھا
نقابدار نے کہا چلو ہمارے آقا کی خدمت میں وہاں گاؤ بجاؤ اگر وہ خوش ہوگا تو بہت کچھ دیگا چالاک
نے کہا کہ اسکے امیدوار ہوں قدردان ایسے ہی ہوتے ہیں چلیے دیکھیے تو کیسا خوش کرتا ہوں نقابدار
سیاہ پوش ان سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے دربار گاہ میں آیا ان سب کو نہیں ٹھہرایا اور جا کر نقابدار
سیاہ پوش مغربی سے عرض کی کہ حسب الارشاد میں تلاش میں گویوں کے نکلا تھا اور کچھ گویے آپکے لشکر
میں آچکے تھے انکو میں ہمراہ اپنے لیتا آیا ہوں مزاج عالی میں آئے تو سنیے اسود سیاہ پوش نے کہا بلا

نقابدار آکر ان سب کو بلا لیگیا چالاک نے جھک کر مجرا کیا کان مین اسکے بند اپڑا ہوا جوڑی نے کی باتھین اسود سیاہ پوش مغربی نے پوچھا کہ مکان تم لوگون کا کہان ہے جواب دیا کہ ہم لوگ ہندو اسے ملک مبابل کے ہین نقابدار نے پوچھا کہ یہان تک کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ باپ دادا ہمارے لقا کی خداوندی مین بڑا نامی و نامور تھے بہت کچھ کمایا ہم لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوے کہ لقا کی خداوندی برباد ہوچکی تھی خدا برا کرے ان خدا پرستون کا وہ کچھ گانے بجانے پر زیادہ رغبت نہین رکھتے بلکہ برا کہتے ہین دوسرے ایسے تنگ دل ہین کہ ہزار جان توڑ توڑ کر گاؤ مگر اتنا بھی نہین دیتے کہ اچھی طرح بسر اوقات ہوسکے آخر کا تباہی کے مارے یہان تک آکر پہونچے سنا کہ خداوند تمثال آئینہ روکی برٹھی یکی خداوندی ہے وہان یہ خدا پرست کچھ نہین کرسکتے لہذا ہم لوگ اس طرف آئے اول حضور کی خدمت مین آنا نصیب ہوا تقدیر راہ پر تولائی ہے دیکھیے آگے کیا رنگ ہوتا ہے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ تم خاندانی گویے ہو ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ حضور مین الحان نے نواز کہلاتا ہون باپ اس شخص کا مردان جنگ نواز کے نام سے مشہور تھا دادا شادان جنگ نواز پر دادا خندان نی نواز اسی طرح سات پشت تک نام بتا دیے نقابدار اسود مغربی اس کی باتون پر بہت ہنسا اور کہا ای الحان نے نواز ہم تمسے بہت راضی ہوے گانے سے تو زیادہ تمھاری باتون مین مزا ہے الحان نی نواز نے کہا یہ حضور کی قدردانی ہے ورنہ مین کیا ہون میری کیا حقیقت ہے نقابدار اسود مغربی نے کہا کہ ہان کچھ شغل شروع ہو چالاک ثانی نے اپنے ساتھ والون کی طرف دیکھا انھون نے ساز ملائے الحان نے جوڑی نی کی منھ سے لگائی اور بجانا شروع کیا ایسا بجایا ایسا بجایا کہ اسود مغربی کو محو کر دیا اب اسود مغربی نے فرمائش کی کہ تمھین کوئی غزل عاشقانہ بھی یاد ہے عرض کی کہ حضور ایک دو کیسی سیکڑون غزلین یاد ہین یہ کہکر یہ غزل بلحن داؤدی گانے لگے غزل

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہین گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمین غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو یا شیخ بتکدے سے
نہین ہیون مینا خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھو گی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمھارے باعث
اوٹھا گئے کیا کیا غم و الم ہم تمھاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال زنگو اپنا یہ فرقتی الفت کا امتحان ہے
کہ ہو گی الفت تو دیکھ لینگے ہوئی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گردانیاں کا سا نہین ہے پاس اپنے فال نامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کے فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پہ اگر ہے منظور عید ہم کو
تو اسکی تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاونگا تو کہین گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جنبش کیا ہے آشنا نے یہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

تجھے یقین یا ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
رواں مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت نہونگے واقف تپ درون سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

خطا نکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسیکا بھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا میری عبارت نہ دیکھ لینگے

جسوقت یہ غزل تمام ہوئی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی جھومنے لگا اور کہا اے الحان نی نواز تیری خوش الحانی کا کیا کہنا مگر تجھے ساقی کی کمی بھی آتی ہے الحان نے عرض کی کہ حضور الیسی [illegible] کو جی کرتا ہو کہ دین دنیا کو فراموش کرا دیتا ہون ایک جام پی لے تو زندگی بھر ہوش نہ آئے اسود مغربی نے کہا

یہ کیا جواب دیا کہ اپنا اپنا کمال ہے وہ لطف ہی شراب کا حاصل نہ ہوگا کسی کے ہاتھ سے پھر شراب مزا ہی نہ دیگی
اسود مغربی کو نہایت اشتیاق ہوا اور کہا کہ جام و صراحی موجود ہے پلا دو لحان نے نوازنے اپنی قیمت
جام ہاتھ میں لیا سر سے دوپٹہ اوڑھا اور جام لبریز کرکے گاتا ہوا اور ناچتا ہوا قریب اسود کے
گیا اسود نے جام لے کر بے اندیشہ انجام پی لیا یہ جام سادہ تھا اب کی چالاک ثانی نے چالاکی کے
ساتھ تھوڑا سا نمک سمر کا رکھی بھی آمیز کر دیا اور اسی طرح گاتا بجاتا سامنے نقابدار کے پہونچا جیسے نقابدار
نے جام ہاتھ سے لیا قصد پینے کا کیا تھا کہ سامنے در میں ایک پنجرا لٹکا ہوا تھا ایک کلنجنگا اس میں بند تھا فوراً
اس نے آواز دی کہ اے اسود مغربی یہ بیہوشی کہ دوست دشمن کو نہیں پہچانتا الہی غفلت کے پردے آنکھوں پر
پڑ گئے ارے اس جام میں بیہوشی ملی ہوئی ہے نقابدار نے جھپک کر پیالہ منہ سے دور کیا اور کہا کہ اب
کہتا ہے جب ایک جام میں پی چکا جانور نے آواز دی کہ اس جام میں بیہوشی نہ تھی وہ سادہ تھا نقابدار نے
کہا کہ یہ کون لوگ ہیں بیان کر کلنجنگے نے ایک ایک کو نام بنام بتایا کہ یہ لحان فی نواز جو بنا ہوا ہے چالاک
ثانی عیار عمرو کا پوتا ہے اور سب عیاروں کے نام سے آگاہ کیا عیاروں کے تو ہوش اڑ گئے قصد بھاگنے کا کیا
مگر کہاں بھاگ سکتے تھے زمین سے پاؤں پکڑ لیے نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے
چند نقابدار ملازمان اسود سے اندر بارگاہ کے آئے کہا ان سب کو گرفتار کرو یہ عیاران لشکر اسلام
ہیں اور عیاروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اتنا تم سے منع کر دیا اور سمجھا دیا تھا کہ اس مقام
کو مثل اور مقامات کے نہ سمجھنا لیکن تم نے نہ مانا اب اس حرکت کی سزا یہ ہے کہ تمھیں نائب قدرت تخیل
رازدان کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے وہ جیسا تمھارے حق میں بہتر سمجھیں گے وہ کریں گے عیاروں نے
جس وقت دیکھا کہ ہم گرفتار بلا ہوے دل میں کہا افسوس اب امیر ثانی کو بھی ہماری خبر نہ ملیں گے کیونکہ انھوں
نے تو پہلے ہی منع فرما دیا تھا یہ کہنا نہ ماننے کی سزا ہے بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے
نہ ادھر کے رہے پھنس گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے نقابدار
کے آگے بہت منت و سماجت کی کہ اب ایسی خطا کبھی نہ ہوگی کوئی مقام نرم یا سخت جیسا ہو پیشتر آزما کے دیکھ لینا
چاہیے اب معلوم ہو گیا کہ جیسی آپ لوگوں کی تعریف سنی تھی آپ ویسے ہی ہیں اب ہماری کیا شامت آ
کر ادھر آ نکلے ہر چند معذرت کی نقابدار نے نہ مانا اور کہا کہ خداوند تم لوگوں کے بارے میں پہلے ہی ارشاد
کر چکا ہے کہ مگر میں ان لوگوں کے بند آنا پہلے آگاہ کر دینا جب نہ مانیں تو گرفتار کر لینا اسے جیسا تمھارے حق میں
ہوگا تخیل رازدان کریں گے یہ کہہ کر اسی وقت سب کو اسیر غل و زنجیر کرا کے خدمت میں تخیل رازدان
کے روانہ کیا یہ سب لوگ گرفتار ہو کر اس طرف جاتے ہیں

بیان احوال بہمن بلخی و بیزک خطائی و ابوالفتح اصفہانی وغیرہ کا گذارش کیا جاتا ہے

انھوں نے رخ مشرق کا کیا تھا ہر جمع سے گذرتے ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں جا بجا صورتیں بھی
لباس وقت اور موقع کی تبدیل کرتے جاتے ہیں کہیں فقیر بنکر اور صدا لگانے کی آوازیں بناتے چلے
جاتے ہیں جو کچھ مل گیا لیا یہاں تک کہ تمام بیابان کو طے کیا ایک روز مشورہ کیا کہ چلو نقابدار سفید پوش کے خیمے
کی سیر کریں دیکھیے وہاں کیا رنگ ہے اور یہ نقابدار کون ہے عورت ہے یا مرد ساحر ہے یا غیر ساحر صورت اس کی
کیسی ہے اس وقت سے یہ باتیں دریافت کر لیتے میں آئندہ سہولت پڑے گی شاید انھیں نقابداروں سے اور

لشکر اسلام سے مقابلہ پڑے تو اسوقت یہ لوگ ہوشیار ہونگے رسائی مشکل ہوئی ایسے میں غفلت کی حالت میلے کا ہلڑ ہی لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب سے چلے آتے ہیں سب کی رائے ہوئی کہ بہتر ہے لیکن پزک خطائی نے کہا کہ یہ حیلہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ صورت اپنی بھانڈون کی بنائین اور جلکر شور وغل مچائین نقابدار کو ہنسائین دل مین گھسکر سب حال دریافت ہوجائیگا سب نے اسی رائے کو پسند کیا اور صورت اپنی بھانڈون کی بناکر کسی نے ڈھولک گلے مین ڈالی کسی نے سارنگی ہاتھ مین لی بڑی بڑی جٹین سر سے لپیٹین گانے بجاتے لشکر نقابدار مین داخل ہوے ہر خیمے کے قریب پہونچکر شور وغل مچایا شروع کیا یہانتک کہ خیمہ نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار اس وقت سو رہا تھا دربانون نے منع کیا اور کہا کہ اسوقت مالک ہمارا آرام مین ہی کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی تم لوگ چلے جاؤ انھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ خالی کبھی نہین پھرتے جو کچھ تمھارا مالک ہمین دیگا اُسقدر تمھین دیدو ہم چلے جائین انھون نے کہا کہ ہمین کیا غرض ہی ہم کیون دین اگر نہ جاؤ گے کھڑے رہو گے سب نے جواب دیا کہ ہم اپنی خبر آپ کر لینگے یہ کہکر ایک شخص نے چلا چلا کر گانا شروع کیا دربان غصہ کر کے اُٹھے کہ تم لوگ نہین مانتے ہو بڑے سرکش ہو اگر آنکھ نقابدار کی کھل جائیگی تو ہم پر بھی عتاب آئیگا اور تم لوگون کا نہین معلوم کیا انجام ہوگا سب نے کہا کہ انجام یہ ہوگا کہ روپیے ملین گے اور ہم سب چلے جائینگے یہ کہکے تالیان بجا بجا کر ڈھولک پیٹ پیٹ کر گانا شروع کیا ایک دربان نے آکر منھ پر ہاتھ دھر دیا کہ آواز نہ نکلے ایک کا منھ دبا یا گیا دوسرا گاتا ہوا آگے بڑھا دوسرے نے دوسرے کا منھ دبایا تیسرا گاتا ہوا آگے چلا چوتھے نے گانا شروع کیا اربیٹ بھی نہین کر سکتے یہی انجام آپکا بھی دھرا ہوا ہی کہ شور وغوغا ہوگا نقابدار کی آنکھ کھل جائے گی آفت ہمارے سر آئیگی کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا رین کیا نہ کرین انجام کار اسقدر شور وغوغا ہوا کہ آنکھ نقابدار کی کھل گئی گھبرا کے باہر نکل آیا اور کہا یہ شور کیسا ہی دربانون نے کہا کہ دیکھیے یہ لوگ نہین معلوم کہانسے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم گانا ضرور سنائین گے اگر مالک قدردان ہی خود بلائیگا ہم ہر چند منع کرتے ہین نہین مانتے نقابدار ان لوگون کی طرف متوجہ ہوا سب نے کہا خدا سلامت رکھے بول بالا رہے یہ کیسے لوگ ہین کہ منھ مین قفل دیتے ہین ہم لوگونکا کام گانا بجانا مالک کو رجھانا اپنا مطلب نکالنا یہ ہماری روزی مین خلل ڈالتے ہین منع کرتے ہین بھلا ہم ایسے سخی کے دروازے سے کیونکر محروم جائین نقابدار کو ان لوگون کے مسخرے پن اور نڈری پر نہایت ہنسی آئی اور دربانونکو منع کیا سب کو اندر بلا لیا آپ دنگل پر بیٹھا ان لوگون سے کہا کہ اگرچہ تمنے میری نیند مین خلل ڈالا مگر خیر اپنا ہنر دکھاؤ کچھ گاؤ بجاؤ ایک شخص نے یہ سنکر گانا شروع کیا سب تالیان بجاتے جاتے ہوحق مچاتے جاتے ہین غزل

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کے درم اور زیادہ
تیز اُسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہوئے قلم اور زیادہ
دیتا ہی وہ دمباز جو دم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ
لذت سی محبت کی ہی ہر زخم جگر کو

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہی اب فوج الم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ
کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کیونکر نہ وہ دین داغ الم اور زیادہ
کرتو کبھی بلند آہ علم اور زیادہ
ہم کشتگی سرافراز ہی اپنا ہم اور زیادہ
ہو جائے انکی حبیب قلم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہوگئے الم آنکھوں سے
اُٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ
کرنے کو سینہ زدن جھنجھ کو آ دل

نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
سیدھی ہی تو ایک اس مین ہے خم اور زیادہ
اس زلف سے ماری کی اگر خاک کو چاٹے
ہے زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دلکو چرا کر جو لگے آنکھ چُراتے
کیونکر نہ اٹھائے وہ قدم اور زیادہ
ہے روغن بقط اب اثر گریہ مینا اے چشم
آتا ہی مری ناک مین دم اور زیادہ
ہم پر سر خار سے نکلا سر صحرا
ہیجون فنا مین اب حسید حرم اور زیادہ
اُری خنجر خونخوار تو پھر ش مین کمی کر
اتنا ہی اسے چاہین گے ہم اور زیادہ
سرعت ہی ابھی نبض مین جن صبح دم برق
اُس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
کہتا ہی گلے لگ کے سرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہو آنکھ پہ ورم اور زیادہ
ہے باغ جہان مین مجھی گر ہمت عالی
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

کیا ہو ویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
ہو جسکو بس رگ بھی یا دہن تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہی ایسا
یا رو ن کا گیا اپنا بھرم اور زیادہ
دکھلانے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
بھڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
جو پیدا کے ملکے ہین بچے بات کب لینے
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
گر بیمہ کرے خاک خرابات کو صوفی
ہان تجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہوگا جو ہوگی تب غم او زیادہ
کیون مین لکھا تجھسا خدائی مین نہین اور
نے عشق کا بھر اُسکے تو دم اور زیادہ ق
بیٹھے سر لبستر پہ پڑا پانون کہان تک
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
دشمن کی نہ جا سید ھی نگاہ ہو تیغ کہ جون تیغ
تنگ اسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
ابھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہو سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
ہو آ ہو رم دیدہ کو رم اور زیادہ
ہی نکہت ریحان کا دماغ اب کسے تجھ بن
رو کین تو ابھر جائے تبسم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
سوجھین اُسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
کیا فخر ہی چلنا کہ وہ چاہت سے رکے ہر
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کہتا ہی مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
سعزور ہو اب وہ صنم اور زیادہ
اس عاشق بیچارہ کا ہی آج برا حال
بس پانون نہ پھیلا شب غم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر دار جھکا کر
ہی ذوق برابر اُنکھین کم اور زیادہ

تا ور ہو حق گانا بجانا رہا انواع اقسام کی نقلین کین نقابدار نے بہت کچھ انعام دیا لیکن ایک ننگا نقابدار کا پالو تھا تمام بارگاہ مین اِدھر سے اُدھر دوڑتا پھرتا تھا اُسنے جو یہ شور وغل دیکھا بطور انسانون کے گویا ہوا اور نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ اے نادان اسی منھ پر نیرنگ قدرت بنکر بیٹھا ہی تجھے شرم نہین آتی ہی ارے یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین تجھے دھوکا دیکر گرفتار کرنے کی فکر مین ہین اب بھی ہوشیار ہو فلان مسخرہ بلخی ہی اور فلان برق خطائی ہی فلان ابو الفتح اصفہانی ہی نام بنام ہر عیار کا بتا بتا کر آگاہ کردیا عیار لوگ گھبرا کے بھاگنے کا قصد کیا اب جو دیکھا تو دروازہ نہین ملتا تھا قصد کیا کہ قنات چاک کرکے نکل جائین خنجر گرگیا قنات لوہے کی ہوگئی نقابدار ہنسا اور کہا کیون جو لوگ تمسے اتنا منع کر دیا تھا پھر تمنے نہ مانا اور وہی حرکت کی کیا یہ بھی مسائل سمجھے ہو یا مثل اور مقامات کے تصور کرتے ہو کوئی ہی یہ سنتا تھا کہ چند نقابداران سفید پوش اندر بارگاہ کے آکے کہا باندھلوان سب کو سب نے ہر چند منت و خوشامد کی نقابدار ابیض سفید پوش شرقی نے ایک ساعت نہ کی اور کہا کہ تم لوگ جبتک سزا نہ پاؤ گے نہ مانو گے اور اسیوقت آہنگر ذنکو طلب کیا کہا کہ ڈالدو ہتھکڑیان بیڑیان اور سب کو مسلسل و مطوق کرکے پاس تخیل رازدان کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ انھون نے ہمین دھوکا دینے کی فکر کی تھی لیکن ہم کب ایسے تھے کہ انکے فریب مین آجاتے لہذا

یہ حاضر خدمت کیے جاتے ہین جیسا انکے حق مین بہتر و مناسب سمجھا جائے دیا کیا جاے لوگ ان عیارونکو لیکر جانب
کوہ سیفیا پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوے

لیکن اب حال برق ثانی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ جانب شمال روانہ ہوا ہے چند عیار اسکے بھی ہمراہ ہین سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین ہر طرف آراستگی میلے کی
ہو رہی ہے ہنڈولے گڑ رہے ہین تخت ساقنون تنبولنون کے لگائے جا رہے ہین جابجا رنڈیون کے ڈیرے اُترے
ہین برق ثانی سیر کرتا ہوا میلے کی حد سے نکلا اور قریب لشکر نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کے پہونچا اب
لشکر قریب ایک میل کے رہ گیا عیارون نے صلاح کی کہ ملکر چلنا ٹھیک نہین ہے خدا جانے کیا افتاد پڑے اس سے
علحدہ رہنا بہتر ہے کہ اگر ایک گرفتار بلا ہوگا تو دوسرا بچا لیگا یا یہ کہ جب ایک کی عیاری بن پڑیگی تو سب نگران
حال رہین گے یا آکر شریک ہو جائینگے بہر طور حال دریافت کرنا اس نقابدار کا ضرور ہے کہ کیا طلسم ہے صورت
کو اپنی اسنے کیون چھپایا ہے یہ خیال کرکے سب عیار علحدہ علحدہ ہو ہو کر چلے جسوقت برق ثانی چند قدم آگے بڑھا
دیکھا کہ ایک رنڈی ڈیرے دار چلی جاتی ہے عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرا کرنے کی غرض سے لشکر نقابدار مین جاتی ہوگی
فقیر بنکر رتھ کے ساتھ ہو لیا ایک مقام پہ وہ عورت برائے رفع احتیاج لوٹا ہاتھ مین لیکر رتھ کو ٹھہرا کر ایک
جھاڑی کی طرف چلی آپ وہان سے کترا کر علحدہ ہوے وہ عورت جھاڑی کی آڑ مین بیٹھ گئی برق ثانی بھی دوسری
جانب سے قریب پہونچے چپکے سے آواز دی کہ ذرا ادھر تو دیکھو اُسنے گھبرا کر دیکھا ایک مرد کو برہنہ سامنے ایستادہ پایا
کہا تو کون کہا خاموش رہ مین فرشتہ نگہبان صحرا تو نے ایک تو اس مقام متبرک کو نجس کیا کہ یہان موتا اور کہتی ہے
کون وہ عورت گڑگڑانے لگی کہ مین نہ جانتی تھی کہ یہان اسکی ممانعت ہے اب تو خطا ہو گئی کہا خیر اگر خطا ہو گئی ہے تو
خداوند معاف کر دیگا لیکن اب عوض اسکا یہ ہے کہ اس زمین کو دھو کر پاک کر یہ کہکر ایک چٹکی خاک کی دی اور
کہا اسے زمین پر ڈال کے پانی سے لیپ دے کہ بغیر اسکے یہ جگہ طاہر نہین ہو سکتی عورت کا دل کتنا خوف کھا گئی
اور چٹکی خاک کی لیکر زمین لیپنے لگی لیکن پانی پڑتے ہی عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی کہا دیکھا تو نے یہ خاک خاص جنت
کی تھی بغیر اسکی شرکت کے یہ زمین طاہر نہین ہو سکتی تھی اب یہ زمین پاک ہو گئی نجاست اس کی اڑ گئی اسے بتکلف
سونگھ عورت جیسے ہی ہاتھ قریب ناک کے لائی سونگھنے لگی چھینک مار کر بیہوش ہوئی برق ثانی نے اسکو تو
وہین چھوڑا آپ اُسکی صورت بنکر کپڑے اُسکے اُتار کر زیب جسم کیے اور لوٹا ہاتھ مین لیکر چھم چھم کرتے ہوے جہان
رتھ کھڑی تھی وہان آئے سماجیون نے کہا بندا جان بڑی دیر لگائی یہ سنکر جواب دیا کہ جب اتنی دیر لگا دینگے
تو رنڈی بنا کیا خاک کرینگے چارون مین انگلی پر ڈالنے کے قابل ہو جائینگے نائکہ بولی ہان یہی بات ہے مگر موقع
محل دیکھ کے مقام قریب ہے اور بند رنگ قدرت کے لشکر مین چلنا ہے کہا آتی تو ہون آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک
کنوئین پر کچھ برہمن پانی بھر رہے ہین سماجیون نے کہا کہ بی بی ذرا پانی پی لین تو چلتے ہین بندا جان نے کہا کہ وہین
نہ کہا تھے پانی پیا یا تھا تم پی لیتے سب منہ دیکھ کر رہ گئے کہ تکو بڑی تیزی ہو گئی ہے ایک آدھ نے دل مین کہا کہ رنڈی پرتی سوار
ہر کئی دن سے کوئی جوا آیا گیا نہین ہے تو دماغ مین گرمی بڑھ گئی ہے غرضکہ سب کنوئین پہ آئے پانی پیا ایک برہمن نے کہا
بی بی صاحب آپ بھی پی لیجیے جوانون کو تو پیاس زیادہ ہوتی ہے برق ثانی سمجھ گئے کہ یہ سب عیار ہین جواب
سنگت پوری ہو گئی برہمنون سے ہنسکر کہا کہ جو کام تمہارا وہ کام ہمارا تم بھی پیاس بجھاتے ہو ہم بھی تشنگی کم کرتے
ہین اس آوازے کو عیارون نے کچھ سمجھا لیکن وہ لوگ جنھون نے پانی پیا تھا ذرا ہوا جو لگتی ہے ناک بھیم زمین پر تھا

شروع ہوئی اور چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوئے سب عیار منم منم کے نعرے کر کے پہلے سب کے کپڑے لیتے اُتار لیے یوہیں برہنہ چھوڑ دیا اب اس نازنین کی طرف چلے اور کہا کہ بی بی خیر ہے رعایت کرتے ہیں اور کچھ نہ بولیں گے لیکن یہ گہنا زیور تار دو بلکہ ایک آدھ نے سینے پر ہاتھ بھی ڈالدیا نازنین جھجکی اور کہا بھیا ذرا شایستگانہ بیجان کے ایسا نہ ہو کہیں تمھارے ہی کوئی ہوں اور منم برق شامی کا نعرہ کیا سب عیار خوش ہوئے اور کہا کہ اب چلنا چاہئے یہ اچھی ترکیب ہاتھ لگی چلو طائفے کا طائفہ چلے رنڈی کا نام برا ہوتا ہے نہیں کھلی سننا ہوتا ہے تو آنکھیں ہی سینکنے کو لوگ بلا لیتے ہیں غرضکہ رتھ کو آگے بڑھایا اور داخل لشکر نقابدار سرخ پوش ہوئے خبر نقابدار کو ہوئی کہ جب طوائف کو حضور نے طلب کیا تھا وہ حاضر ہے نقابدار نے حکم دیا کہ بلالو سیندا جان عجب ناز و کرشمے کے ساتھ داخل بارگاہ نقابدار ہوئیں ساتھ والے بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوئے سیندا جان نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے بیٹھنے کو حکم کیا سب سلام کر کر کے بیٹھ بیٹھ گئے بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ تمھاری بڑی تعریف سنی ہے سیندا جان نے کہا کہ ساری تعریف یہ ہے کہ اگر آپ کو پسند آجاؤں نقابدار مسکرایا غرضکہ جب کچھ رات گئی نقابدار احمر سرخ پوش شامی اٹھ کر دوسرے خیمے میں آیا کھانا کھایا ان لوگوں کیواسطے بھی کھانا بھیجا ان سب نے کبھی مال مفت دل بیرحم سمجھ کر خوب خوشحال کیا جب نقابدار کھانے پینے سے فراغت کر کے آیا ناچ گانے کو حکم دیا سیندا جان کا مجرا شروع ہوا پہلے خوب ناچ ہوا ہاتھ چمکائے ہر حرکت کے انداز دکھائے سیکڑوں کرشمے دل لبھانے کے آفت میں پھنسانے کے ابرو کا چڑھنا پانوں کا تال سے آگے بڑھنا آنکھوں کے اشارے افشاں کے ستارے زلف کا لٹکنا کمر کا لچکنا نقابدار کی یہ حالت ہے کہ بہر ادا پر بسمل ہوا جاتا ہے سماجی تعریف کرتے جاتے ہیں انعام لیتے جاتے ہیں اب نازنین مذکور نے غزل شروع کی غزل

چھپایا یار انہ کو تاب ضبط لا نہ سکے
اکیلا پا کے بھی لیکن گلے لگا نہ سکے
خوشی میں دیکھ کے قاصد کو ہم بہک سے گئے
یہیں گدگداؤں بھی اُنکو جو تو ہنسا نہ سکے
سوا اسکے بھی تو آنکھوں میں اشک بھر آئے
کہ اپنے روٹھنے والے کو ہم منا نہ سکے
لگائے بیٹھے ندامت میں اسلئے لوٹے
جو کچھ گذر گئی دلبر اُسے بتا نہ سکے
ہمارے ساتھ ہی قاتل کا نام بھی کھدوا
یہ انتہا بھی کہ ہم ابتدا بتا نہ سکے
گلہ بھی تھا در دل کا جب تک وہ چپکا سنتا تھا
کہ دونوں ہاتھوں سے پہلو بھی ہم دبا نہ سکے
خلاف پاس محبت ہی غیر سے ہنسنا
کبھی تم اپنی طبیعت کی ضد کو پا نہ سکے

بچھڑ کے اس رو کے نکالی جو لب ہلا نہ سکے
یہ انقلاب ہوا زور ناتوانی سے
پیام دیا لیکن بتا بتا نہ سکے
کسی کے جلوے نے آنکھوں میں گھر کیا ایسا
خوشی کے پردے میں بھی رنج ہم چھپا نہ سکے
یہ کیا کہا کہ محبت کا بوجھ ہی کیا ہے
کہ تیری آتش قہر و غضب جلا نہ سکے
کسی کے کوچے میں کیا ایڑیاں رگڑ کے ملا
کہ لوح دیکھ کے تربت کوئی مٹا نہ سکے
کراہت آئی یہ الفت میں دی ہوئی کس نے
کہاں ہے اُسنے جو پوچھا تو کچھ بتا نہ سکے
پڑا ہوں کوچے میں اُسکے مثال نقش قدم
وہ ناز ہم نہ کرد جو کوئی اُٹھا نہ سکے

کہ آنکھیں تصور صادق سے کب بلا نہ سکے
ہم آپ اٹھ گئے جب بار غم اٹھا نہ سکے
یہ چھیڑا اور رلا نیگی غم نصیبوں کو
گئے جو اس تو پھر یہاں ہم آ نہ سکے
ستم یہ کر گئیں کچھ بدگمانیاں دل کی
یہ ایسا بار تھا جسکو کہ آپ اٹھا نہ سکے
کبھی جو کہا کہ ترس کھائی آپنے پوچھا بھی
لحد بھی حسرت مردہ کی ہم بنا نہ سکے
کسی نے ہمسے اگر وقت بیخودی پوچھا
پڑا ہوا تھا مگر دل کو ہم اٹھا نہ سکے
بڑھا یہ سوز نہاں وقت بیقراری دل
کہ اب میں آپ مٹونگا جو وہ مٹا نہ سکے
کوئی غزل نہ کہی ارزو بلفظ تمام

یہ غزل سیندا جان اسطرح گائی کہ محو کر دیا نقابدار ہر بار قصد کرتا تھا کہ گلے سے لپٹ جاؤں آخرکار گانا بجانا موقوف کیا اور تخلیہ کا حکم دیا سماجیوں کو رخصت کیا اب بارگاہ میں سوا

نقابدار اور سنبد اجان سے کوئی دو بدن باتین ہو نقابدار نے ہاتھ گلے مین ڈالے بوسہ لینے کا قصد کیا سنبد اجان
نے کہا کہ ایسی گرمیان ابھی نہین معلوم ہوتین مین کہین بھاگی تو جاتی نہین ہادن ہر بات وقت کے ساتھ اچھی معلوم
ہوتی ہے بیٹھے کچھ دیر شراب و کباب کا شغل رہے جب خوب نشہ ہو گا تو دیکھا جائیگا ابھی پہلا و اسطہ بھی طرح بجا نہیں ہوسکیگی
کوئی لطف حاصل ہو گا نقابدار نے جام و صراحی آگے بڑھا دی سنبد اجان نے جام لبریز کیا اور نقابدار
کے سامنے پیش کیا نقابدار چاہتا تھا کہ پیے لیکن دربارگاہ مین ایک پنجرہ لعل کا لٹکا ہوا تھا آخر آواز دی
کہ ای نقابدار کے شعور کیا کرتا ہے خبردار جام نہ پینا ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا اسکے جام مین بیہوشی جام زہری اور
نازنین نہین ہے بلکہ برق ثانی عیار ہے اور ساتھ والے اسکے سب عیار ہین نقابدار کے ہاتھ سے پیالہ شراب
کا چھوٹ پڑا متحیر ہو گیا پکارا کہ ارے کوئی حاضر ہو فوراً ایک نقابدار اور آیا اور اس نے کہا کہ مشکین اسکی
باندھ لو برق ثانی نے بھاگنے کا قصد کیا لیکن مارے خوف کے قدم نہ اٹھ سکا برق ثانی دل مین کہتا تھا کہ
افسوس ساری محنت رائگان ہوئی پہلے سے اس لعل کی خبر نہ تھی ورنہ اسی کی گردن مروڑ کے بڑی تعلّی کی
اب دیکھیے یہ کیا کرتا ہے لیکن اس سرخ پوش نے آتے ہی مشکین برق ثانی کی باندھیں نقابدار احمر سرخ پوش
شمالی نے کہا کہ اسکے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لینا وہ سب عیار ہین سرخ پوش نے برق ثانی کو لے
زندان مین بھیج دیا اور آپ رسن لیے ہوے اس خیمے مین آیا جہان یہ سب عیار سازندوں کی شکل بنے بیٹھے تھے آواز
دی کہ اچھے آ کر پھنسے پھانسنے آئے تھے مگر یہ خبر نہ تھی کہ یہان بھی دام بچھا ہوا ہے عیاروں نے گھبرا کر سرخ پوش
کی طرف دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہے سرخ پوش نے رسن پھینکی کہ اسنے ان سب کو لپیٹ لیا سرخ پوش نے آواز دی
کہ وہ تمھارا افسر پہلے گرفتار ہوا اُسی سے یہ حال کھلا کہ تم سب بھی عیار ہو عیاروں مین نہایت پریشانی پیدا
ہوئی مگر سرخ پوش نے سب کو گرفتار کر کے زندان خانہ بھیج دیا اُنھین وہ سب دیسرے دار جو بیہوش پڑے ہوے
تھے اُنھین ہوش آیا اپنے کو برہنہ پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے دھرے ہوے ہین کہان جائین کیا کرین
رنڈی کا پتا نہین ادھر رنڈی پر سے بیہوشی دفع ہوئی وہ جھاڑی مین پڑی چلا رہی ہے کہ ارے کوئی پکڑ لاؤ معلوم
ہوا کہ فرشتہ نگہبان نہین تھا بلکہ کوئی چور تھا مال و اسباب سب لے گیا مجھے برہنہ کر گیا دوہائی شور و غل
مچا رہی ہے لشکر نقابدار کے کچھ لوگ اس طرف آنے تھے یہ حال دیکھکر کچھ کپڑے لا کر ان لوگون کو دیے اور
سب کو ہمراہ لیے ہوے پاس نقابدار کے پہونچے رنڈی نے فریاد کی کہ خوب آپ نے بلا کر ہمین لٹوایا نقابدار
نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ مین نے تمھارے چورون کو گرفتار کیا ہے اور حکم دیا کہ ان سب کو زندان سے
لیکر حاضر ہو اب جو دیکھا تو ایک ایک شکل کے دو دو آدمی ہین سنبد اجان نے اپنی صورت کی ایک اور عورت
دیکھی یہ سب تو حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہے لیکن نقابدار احمر سرخ پوش شمالی نے کہا کہ یہ سب عیار ہین تم لوگون
کو سب کو بیہوش کر کے تمھاری صورت بنکر مجھے دھوکا دینے آئے تھے مین نے ان سب کو گرفتار کیا غرضکہ نقابدار
نے ان سب عیارون کو پاس تخیل ازدان کے روانہ کیا

لیکن اب حال شاپور شیر دل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ بھی اپنے چند عیارون ہمیشہ جنوب کی طرف سیر کنان چلے جاتے ہین صورت اپنی ایک مرد فقیر کی بنائی ہے اور
سب عیار بالکے بنے ہین شاہ صاحب بنگئے آگے آگے بیٹھے ہوے سونٹا ہاتھ مین کچھ پڑھتے ہوے چلے جاتے ہین
کسی مقام پر خود ٹھہر جاتے ہین بالکون سے اشارہ کر دیتے ہین وہ صدا لگانے لگتے ہین سنتے سب انجھی پورا

بنے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب لشکر نقابدار اخضر پوش جنوبی کے پہونچے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہ فوج
کسکی ہے انھون نے بیان کیا کہ یہ شیر رنگ قدرت ملک اخضر سبز پوش جنوبی کی فوج ہے شاہ صاحب داخل
لشکر ہوئے ہر طرف سیر کرتے ہوئے بازارون کو دیکھتے ہوئے قریب خیمۂ نقابدار کے پہونچے حسب اتفاق اسوقت
نقابدار خیمہ سے نکل رہا تھا جیسے ہی نظر نقابدار کی ان لوگون پر پڑی دیکھا کہ بہت سے فقیر سر منڈے ہوئے کنٹھے
ہاتھون مین لیے ہوئے جھومتے چلے آتے ہین گھبرا گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ سب کون لوگ ہین لیکن مہتر شاپور
شیردل نے جو صورت نقابدار کی دیکھی یعنے انداز روش پر نظر کی تو کچھ گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ کیا آواز
دی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا نقابدار نے کہا کیونکر سمجھین کہ بھلا ہوگا بہت سے فقیرون کو دیا سوا کچھ دکھ دینے کے
کوئی نفع نظر آیا دل کو بھی راحت سے نہ پایا اس طرح کے کلام جب نقابدار نے کیے شاپور شیردل سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے نقابدار کسی پر عاشق ہے کہا کہ بابا جو کچھ تجھپر گذرتی ہے سب فقیر پر روشن ہے کسی نے تیرے دل کو دکھ دے
رکھا ہے جان کو ستا رکھا ہے خدمت فقیر کی کر مطلب تیرا حاصل ہو جائیگا ایک تعویذ مین وہ ابھی ابھی تیرے پاس
دوڑی ہوئی چلی آئیگی یہ بات تھی کہ جو فقیر نے کہی نقابدار کا عقیدہ فقیر کیطرف جما اندر بارگاہ کے بلالیا کچھ لوگ اور
آگئے فقیر نے کہا کہ بابا زیادہ دنیاداروں کو ہمارے پاس نہ جمع کرو انکے سایہ مین شیطان چھپا رہتا ہے دل ان لوگون
کے صاف نہین ہین انکے سامنے دعا تاثیر نہین کرتی ہے اور اگر انھون نے کوئی تاثیر دیکھ لی تو بلا ہوکر فقیر کے پیچھے
لپٹ جاتے ہین جان چھڑانا مشکل پڑجاتی ہے نقابدار نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی یہان نہ آئے سب بخوف نقابدار
باہر چلے گئے اور اندر آنے کا قصد نہ کیا اور اب اندر بارگاہ کے صرف اخضر سبز پوش ہے اور شاہ صاحب ہین
اور انکے بالکے ہین نقابدار نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہے فقیر نے جواب دیا کہ بابا لیے ٹھکانون کا ہر جگہ مکان ہے
بموجب شعر فقیرون کا کیا کوچ اور کیا مقام + جگہ جس جگہ بلکھی رہے ؛ آج یہان کل وہان نقابدار نے کہا آخر
ولادت کا وطن کہین ہوگی کہا ہان ملک ملکیہ مین پیدا ہوا لیکن جیسے ایک مرشد کامل کے مرید ہوئے گھر چھوڑا بار
چھوڑا ترک دنیا کیا اب وطن اور اہل وطن سے کیا مطلب رہا اخضر سبز پوش نے کہا کہ اسم مبارک فقیر نے کہا
مجھکو سالک حق شناس کہتے ہین اخضر نے کہا کہ آپ تو خود روشن ضمیر ہین مجھپر آپ سے حال دل بیان کرنا بیکار ہے
لیکن ایسا کوئی تدبیر اس معشوق بیوفا کے ملنے کی کیجیے شاہ صاحب نے کہا اچھا تھوڑی آگ اور لوبان اور گوگل
وغیرہ مجوزات کی چیزین منگواؤ نقابدار نے اسی وقت سب اشیا مہیا کین شاہ جی نے بالکون کو بھی پاس سے بٹھا
دیا اور بخور روشن کر کے تعویذ لکھا اور آگ مین ڈالا کہا کہ بابا اسکی دھونی مین بیٹھ کر دھوان تمھارے جسم مین لگے
جیسے ہی اخضر سبز پوش آگے بڑھا ایک طوطا دربارگاہ مین لٹکا ہوا تھا اس نے آواز دی کہ اے اخضر سبز پوش
ارے کیا کرتا ہے ایسا عشق مین مبہوت ہوگیا کہ دوست دشمن کی شناخت جاتی رہی ارے یہ عیار ہے نام اسکا
شاپور شیردل ہے اگر اس دھونی کے قریب جائیگا بیہوش ہو جائیگا یہ راز تیرا دریافت کرنے آیا ہے یہ سنا تھا
کہ نقابدار چونکا اور کہا کیون مکار ہمارے ساتھ بھی فریب شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا کہ اب تو راز فاش ہو چکا ایسے
مار کر نکل چلو لیکن جیسے ہی خنجر کھینچا نقابدار نے قہقہہ مارا شاپور کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جو سوچا
اور عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا دروازہ نظر نہ آیا ہر طرف تاریکی معلوم ہوئی اخضر سبز پوش نے آواز دی
کہ ہے کوئی ہے۔ کچھ سبز پوش دوڑ کر حاضر ہوئے کہا ان سب کو گرفتار کرو انھون نے ان عیارون کی مشکین
باندھین نقابدار نے کہا کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو اتنا تمھین منع کر دیا تھا پھر کہنا نہ مانا آخر گرفتار بلا ہوئے

ہر چند شاپور نے اور سب عیارون نے کہا کہ ہم نہ جانتے تھے کہ آپ ایسے ہین ورنہ کبھی نہ آتے اور قسم ہے سر
حمزۂ صاحبقران کی کہ ہم بارادۂ قتل نہین آئے تھے آقائی ہماری ممانعت تھی مگر ہان یہ ضرور ہے کہ پیشہ ہمارا
مکاری ہے عادت فریب کی پڑگئی ہے کچھ آپ سے لے دیکے چلے جاتے نقابدار نے ایک سماعت نہ کی اور کہا
کہ ان سب کو ابھی نائب قدرت یعنی تخیل رازدان کی خدمت مین روانہ کرو لوگ انکو مسلسل و مطوق کرکے
لیکر پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوے لیکن اول قبید چالاک ثانی کی جو پہلے آئی تھی کا حال بیان ہوتا
ہے کہ ملازمان نقابدار اسود مغربی قیدان عیارون کی لیے ہوے چلے جاتے ہین اور دربان تخیل رازدان
دربچی مین بیٹھا ہوا ہے میلہ جمع ہورہا ہے لوگ ہر طرف سے چلے آتے ہین کہ دیکھا سامنے سے کچھ سیاہ پوش چند قیدیون
کو لیے ہوے چلے آتے ہین کنارے پہ تالاب کے پہونچکر اُنھون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت یہ عیاران لشکر اسلام
نیرنگ قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش مغربی کو فریب دینے آئے تھے اُنھون نے ان کو گرفتار کرکے خدمت
عالی مین روانہ کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے تخیل رازدان نے کہا کہ گرادو ان سب کو اسی پانی مین اگر کچھ بھی
غیرت ہے تو یہ آپ ہی ڈوب کر مر جائین گے یہ سنکر چالاک ثانی نے فریاد کی کہ اے نائب قدرت ہماری خطا
معاف کیجیے اب آئندہ ایسی حرکت نہ ہوگی اور پہلے سن تو لیجیے لیکن اُن سیہ پوشون نے بحکم پاتے ہی ان سبکو
پانی مین ڈھکیل دیا جو گرا ایک نہنگ پیدا ہوا اور اُسے نگل گیا یہانتک کہ سب عیارون کو نہنگ نگل گئے
اہل میلہ یہ حالت دیکھ کر تھرا گئے اور تصویر تمثال آئینہ رو کو سجدے کیے ضحاک رستم دیو ازنے بھی
صلصال دلاجور دشاد وغیرہ سے کہا کہ دیکھا آپ لوگون نے یہ وہی عیار ہین کہ جس ملک مین گئے تہلکے برپا
کردیے لیکن یہان کس طرح اسیر ہوکر غرق عرق خجالت ہوے صلصال دلاجور دشاہ کو ایک گونہ اطمینان
ہوا کہ واقعی یہ مقام سخت ہے امیر ثانی کو یہان مشکل پڑیگی لیکن یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی کہ چالاک ثانی
وغیرہ کوئی دس بارہ عیارون کے قریب نقابدار سیاہ پوش پر عیاری کرنے گئے تھے وہان گرفتار ہوے
اور جو تالاب گرد کوہ بینا واقع ہے اُسمین گرادیے گئے امیر نے سنکر نہایت عیارون کی نادانی پر افسوس کیا
کہ ہمنے منع کردیا تھا لیکن نہ مانا آخر اُسکی سزا پائی لیکن اُن عیارون کا حال سنیے کہ جسوقت تالاب مین گرادیے
گئے اور نہنگ آکر انکو نگل گیا یہ سب بیہوش ہوگئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو سامنے تخیل رازدان کے مسلسل
اور مطوق دیکھا تخیل رازدان نے کہا کہ پہچانا تمنے خداوند تمثال آئینہ رو کو چالاک ثانی وغیرہ نے کہا
کہ بیشک پہچانا وہ خداوند برحق ہے تخیل ہنسا اور کہا کہ ابھی نہین پہچانا ہان مگر اب پہچان جاؤگے یہ کہکر ایک
تصویر جیب سے نکالی اور کہا ادھر دیکھو اور پہچانو اپنے خداوند کو چالاک ثانی کی نظر جو اُس تصویر پر پڑی
بے اختیار ہوکر سجدے کو جھکا اور جس عیار نے اُس تصویر کو دیکھا سجدہ کیا یہانتک کہ سب نے سجدے کیے اور
کہا کہ یا نائب جب تک تو ہم لوگ اپنی جان بچانے کو مکاری کی باتین کرتے تھے اب بیشک پہچانا یہ خداوند
برحق ہے تخیل رازدان نے کہا کہ جو خطا انسان سے ہوتی ہے جبتک اُسکی سزا نہین ہولیتی ہے اُسوقت تک تنبیہ نہین
ہوتا ہے اور عبادت خداوندی مین بھی فرق آتا ہے لہذا جو بے ادبی تمنے نیرنگ قدرت نقابدار سیاہ پوش
کے ساتھ کی تھی اُسکی سزا یہ ہے کہ فلان صحرا مین جاؤ اور دن بھر گھانس چھیلو شام کو اسے لشکر مین لاکر بیچو اور رات
کو عبادت خداوند مین بسر کرو سب نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہے ہمیں بھیج دیجیے تخیل رازدان نے کہا ابھی تھوڑی
دیر صبر کرو کہ کچھ ساتھ والے تمھارے اور پیدا ہونے والے ہین کہ یکایک پھر ایک شور و غوغا ہوا تخیل رازدان

تالاب کے جانب متوجہ ہوا دیکھا کہ ملازمان نقابدار سفید پوش چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کیے ہوئے
لیے چلے آتے ہیں لب دریا پہونچکر آواز دی کہ اے نائب قدرت نقابدار ابیض سفید پوش مشرقی نے ان
گناہگاروں کو بھیجا ہے اب انکے حق میں کیا ارشاد ہوتا ہے تجمل رازدان نے پوچھا کیا خطا کی تھی ان سب نے انھوں نے
کہا کہ بھانڈ بنکر لشکر میں پہونچے دروازۂ بارگاہ پہ شور و غوغا کیا نقابدار کی ہنسی اڑا دی آخرکار گرفتار ہو
تجمل رازدان نے کہا کہ دھکیل دو ان سب کو اسی تالاب میں یہ سنکر سفید پوشوں نے ان سب عیاروں کو
تالاب میں دھکیل دیا ہر چند تجمل بلخی برق خطائی ان سب نے شور کیا اور فریاد کی مگر انھوں نے سماعت
نہ کی اور جو گرا اسکو نہنگ نے سر کر نگل گیا یہ خبر بھی امیر کشور گیر کو پہونچی کہ برق خطائی تجمل بلخی ابوالفتح صفہانی
وغیرہ سب نقابدار سفید پوش کے یہاں سے گرفتار ہو کر آئے تھے وہ بھی تالاب میں غرق کر دیے گئے امیر
ثانی کو اور خجالت ہوئی اور ان عیاران نامی و گرامی کا صدمہ ہوا فرمایا کہ افسوس اپنی عزت بھی ڈبوئی اور
جانیں بھی دیں کہنا نہ مانا معلوم ہوا کہ قضا ان لوگوں کی اسی طرح لکھی تھی کہ ہم آنکھوں سے مرتے ہوئے دیکھیں اور
زبان بھی ہلا نہ سکیں لیکن وہاں جو آنکھ ان عیاروں کی کھلتی ہے اپنے کو اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہوئے دیکھا اور سامنے
تجمل رازدان کو پایا چالاک ثانی سے ملاقات ہوئی ابوالفتح وغیرہ نے دیکھا کہ کوئی سلام تک نہیں
کرتا لیکن کہا کہ معلوم ہوتا ہے بسبب خوف جان کے یہ سب آداب بھولے ہوئے ہیں ایک عیار نے خود سلام
کیا کہ اگرچہ چالاک ثانی سن میں چھوٹا ہے مگر شان اسلام یہی ہے بندگی خدا کی ہے چالاک ثانی نے
عوض جواب سلام کے اور اس طرف سے منہ پھیر لیا تجمل بلخی وغیرہ خاموش ہو رہے کہ کچھ جنون اسے ہو گیا ہے
اگر گرفتاری کی شرمندگی کو کہیے تو اسی حال میں ہم بھی مبتلا ہیں کہا اے چالاک ثانی مزاج کیسا ہے چالاک
ثانی نے کہا کہ شکر ہے تم لوگوں سے میرا مزاج بہت اچھا ہے کیونکہ میں نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب میں تمھارے
گروہ سے الگ ہوں مجھکو بطور تمثال پرستان سلام کرو گے تو جواب پاؤ گے یہ عیار پریشان ہوئے کہ کیا یہ
مرتد ہو گیا کیا کرتا ہے لیکن تجمل رازدان نے کہا کہ تم بھی خداوند کو پہچانو گے ان سب نے کہا کہ اگر دیکھیں گے
تو کیوں نہ پہچانیں گے تجمل رازدان نے وہی تصویر ان سب کو بھی دکھائی بس تصویر کا دیکھنا تھا کہ دل
سب کا برگشتہ ہو گیا قلعہ پر سیاہی آگئی بے اختیار سجدے کو جھکے اور کہا اے نائب قدرت بیشک آج پہچانا
اپنے خداوند کو افسوس کہ اپنی عمر خدا پرستی میں مفت برباد کی اور قبل اسکے خداوند کو کیا کیا کہا تھا مگر اب توبہ
کرتے ہیں پھر پکڑ کر سر پیٹنا شروع طمانچے مارنے لگے تجمل رازدان نے قید ان کی دور کرائی اب چالاک ثانی نے ان
سب کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں خطا ہماری معاف کیجیے اس وقت تک آپ اور تھے ہم اور
تھے اب ہم اور آپ ایک ہو گئے یہ کہکر سب خوب گلے ملے تجمل رازدان نے کہا کہ اب جو خطا ہم نے کی ہو چکی
ہیں انکی سزا یہ ہے کہ دن بھر گھانس چھیلو اور شام کو لشکر نقابدار سفید پوش میں لاکر بجز رات عبادت خداوند
میں گذارو سب نے کہا ہمیں دل سے منظور ہے کہ یکایک شور و غوغا ہوا تجمل رازدان نے دریچے میں آکر دیکھا
کہ کچھ عیار اور گرفتار چلے آتے ہیں اتنے میں لب آب پہونچکر کچھ سرخ پوشوں نے آواز دی کہ اے نائب قدرت
یہ عیاران اسلام نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کو دھوکا دینے گئے تھے وہاں گرفتار ہوئے تجمل رازدان
نے کہا کہ گرا دو انکو اسی پانی میں سرخ پوشوں نے ان سب کو بھی دھکیل دیا اور نہنگ آکر نگل گئے یہ خبر بھی امیر
کو پہونچی نہایت افسوس ہوا یہ لوگ بھی اسی طرح سامنے تجمل رازدان کے پہونچے تصویر دیکھکر سجدے

گیے اعتقاد برگشتہ ہوے بعد انکے سبز پوش شاپور شیر دل وغیرہ کو لیے ہوے پہونچے اور حسب الحکم خداوند تجمیل رازدان کے پانی مین گرا یا جب آنکھ کھلی سامنے تجمیل رازدان کے پایا اور تصویر دیکھ کر سجدے کیے تجمیل رازدان نے ان سب سے بھی یہی کہا کہ گھانس چھیلا کرو اور جس نقابدار کے گناہگار ہو شام کو اوسی کے لشکر مین آکر بیچ جایا کرو رات عبادت خداوند مین بسر کیا کرو سب نے بدل منظور کیا تجمیل رازدان نے چالاک ثانی سے اور اوسکے عیارون سے کہا کہ تم لوگ یہ کہکر اس تالاب مین کود پڑو کہ اے نہنگ قدرت ہمین بیابان سمت منوب مین پہونچا دے یا تو یہ سب ڈھکیل کر گرائے گئے تھے یا ایسے عقیدے سے زبردست ہوگئے کہ خود پانی مین کود پڑے نہنگ کے منھ مین چلے گئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا ایک ایک کھرپی پاس رکھی گھانس چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اسکے برق خطائی وغیرہ سے کہا کہ تم لوگ بھی یہ نیت کرکے کود پڑو کہ اے نہنگ قدرت ہمین بیابان سمت مشرق مین پہونچا دے یہ بھی پانی مین کودے نہنگ انکو نگل گیا جسوقت آنکھ کھلی وہی ایک ایک کھرپی انھین بھی ملی گھانس چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اسکے سرخ پوش بیابان سمت شمال کے قصد سے کودے نہنگ نے انکو شمال مین پہونچا دیا سبز پوش جنوب مین نکلے اب ان سب کی یہ حالت ہے کہ دن بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو چالاک ثانی وغیرہ نقابدار سیہ پوش کے لشکر مین آکر گھانس بیچ جاتے ہین جو کچھ ملتا ہے اوسمین بسر کرتے ہین رات کو یاد خداوند تمثال آئینہ رو کے نعرے بلند ہوتے ہین اسیطرح سب عیارون بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو نقابدارون کے لشکرون مین جا جا کر گھانس بیچتے ہین رات بھر تمثال آئینہ رو کو پکارتے ہین یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی اور عیار جو بالا دوہی کیواسطے نکلے تھے انھون نے آکر ان عیارون کو سمجھایا کہ چلے چلو لشکر اسلام مین ہم خطا تمھاری امیر سے معاف کرا دینگے عیارون نے جواب دیا کہ اب ہم سے اور امیر سے کیا واسطہ ہے وہ خدا پرست ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے ماننے والے اب ہم نے اپنے خداوند کو پہچان لیا ہمین یہ گھانس چھیلنا قبول اور کہین کی سلطنت نہین قبول عیارون نے آکر امیر سے سب کی حالت بیان کی امیر کو ان سب کے مرتد ہو جانے کا افسوس ہوا اور فرمایا کہ اس سے تو یہ کمبخت مرجاتے تو اچھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سب کارخانہ سحر کا ہے خدا انجام بخیر کرے ان عیارون کی تو یہ حالت ہوئی لیکن اور عیارون کو خوف ہوا کہ اگر ہم کوئی عیاری کرینگے تو ہماری بھی یہی حالت ہوگی جب ایسے ایسے عیار یون گرفتار ہوے تو ہماری کیا حقیقت ہے مگر اب دن میلے کا آیا اور ہر طرف تیاری میلے کی ہوئی دوکانین آراستہ ہوئین بہروپیون نے روپ بدل بدل کر پھرنا اور روپیہ کمانا شروع کیا کسی جگہ چرخ لوجا گردش مین تھا لڑکے اور وہ جوان بھی جنکے مزاج مین بچپنے کی بو تھی چرخ لوجے پر بیٹھے ہوے نشیب و فراز دنیا کی سیر کر رہے تھے گردش فلکی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہین ساقنون کی دوکانین برابر سے آراستہ تھین نشہ بازون کا مجمع تھا دم لگ رہے تھے دھوئین اوڑ رہے تھے اسقدر دھوان بلند ہوا تھا کہ گویا ایک ابر چھایا ہوا تھا کسی مقام پر تنبولیون کے تختے لگے ہوے تھے تماشبینون کے مجمع تھے دو دو روپے ایک گلوری کی قیمت پہونچ گئی تھی یار لوگون کے مجمع تھے کسی مقام پر ریچھ والے بندر والے ڈگڈگی بجا رہے تھے لڑکون کو تماشے دکھا رہے تھے جانورون سے آدمی کا کام لے رہے تھے کہین بیابان کا ٹکڑا سجا ہوا تو مین چھوڑ رہا تھا درختون کی پتیان اوڑا رہا تھا کہین طوطا بھی اوڑ رہا تھا کسی جا تخت سوا گون کے اوڑتے ہوے تھے لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی پانی پیکر ہوا اگل رہا تھا انواع اقسام کی لاگین ہو رہی تھین دیکھنے والے حیرت مین تھے کہین افیونیون کا مجمع تھا سب جھومتے تھے

ایسے بیٹھے تھے گنے چھیل رہے تھے چھلکون کا ڈھیر تھا مکھیان بھنک رہی تھین افیون گھل رہی تھی قصے ادھر اُدھر
کے ہو رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ کیا کہین یار عجب طرح کا معرکہ سننے مین آیا ہی لوگ کہتے ہین کہ کسی شہر مین بکری کے یہان
اونٹ کا بچہ پیدا ہوا اس نے کہا بیشک سچ ہی کوئی اسمین فرق نہین ہی ایک نے کہا کہ ہمارے یہان مرغی نے طوطے کا بچہ دیا
کوئی بولا چیل بلی کو اٹھا لیگئی اس اس طرح کی باتین ہوتی تھین اسیر ہزارون تھین کہ ہان سچ ہی ایک نے ایک
گنڈیری چھیلی اس کے عوض لنگوٹے کیے سب کو بانٹے اگر ادھر سے کوئی نارنگی والا آگیا سب نے کہا کہ جلد جاؤ یہان تو
تمھاری آواز سے نشہ کم ہوا جاتا ہی کیا کھٹی چیز بیچنے لائے ہو تمھین خاک نفع ہوگا کسی مقام پر تنبیان تان رہی ہین لوگ
گرد جمع ہین بازارین کا ہجوم ہی دو دو چونی انعام مین دی جاتی ہی تالاب کے گرد لوگون کا ہجوم ہی وسط تالاب
مین تصویر تمثال آئینہ رو کی نصب ہی لوگ سجدے کرتے جاتے ہین ہار پھول پانی مین پھینکتے ہین ہاتھ منھ دھوتے
ہین پانی پیتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین جسکو جو کچھ نصیب ہی حسب لیاقت روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اسی تالاب
مین پھینکتے ہین ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہی ہنگامہ گرم ہے لڑکے کھلونے خرید رہے ہین یہانتک کہ جو سات روز میلے
کے معین تھے سات روز تک یہ ہنگامہ گرم رہا زیارت کو چراغان کا لطف رہتا تھا خلقت کا ہجوم کھوے سے کھوا
چھلتا تھا جب روز آخر ہوا تو نوذر کجکلاہ اپنے باپ طوس زرین تاج کے ہمراہ بر لب تالاب پہونچا تمام
کیفیت دیکھی کہ خلقت کا ہجوم ہی لوگ روپیہ پیسا پھینک رہے ہین نوذر کجکلاہ جو اصل مین عمرو ثانی ہی سمجھا
مین اس کے پانی بھر آیا کہ ہی تمام تالاب مین منون جواہر اشرفی ہوگا کیونکر لینا چاہیے یہ دل مین خیال کر کے کہا کہ ابا
ان لوگون سے علحدہ ہونا بہتر ہی ورنہ تدبیر نہ بن پڑیگی آج روز آخر ہی کل میلا برخاست ہوگا میلے سے زیادہ اس
مقام پر کسی کے ٹھہرنے کا حکم نہین ہی سب اپنے اپنے مکان کو راہی ہونگے طوس بھی اپنے شہر کیطرف جائیگا جسوقت
طوس زرین تاج سجدہ اُس تصویر کو کر کے پھرا نوذر سے کہا اے فرزند چلو نوذر نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ
ہر وقت اس تصویر خداوند کو دیکھا کرون ایک لحظہ یہان سے نہ جاؤن طوس نے کہا بیٹا بعد میلے کے یہان ٹھہرنے کا حکم نہین
ہے لہذا چلو نوذر نے کہا کہ کل شام تک یہان رہنے کا اختیار ہی پرسون البتہ یہان کوئی نہوگا مین شب کو چلا آؤنگا
طوس نے کہا زیادہ دیر نہ کرنا اتنا ہی شوق اچھا ہی جسقدر خداوند کو پسند ہو زیادہ دوستی مین بھی آدمی اندھا
ہو جاتا ہی یہ کہکر طوس زرین تاج تو چلا آیا لیکن عمرو ثانی جو بشکل نوذر بنا ہوا تھا منتظر کھڑا ہوا تھا کہ مجمع کم ہو تو اپنا
کام کرون اب شام ہوئی لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مقام کیطرف متوجہ ہوئے کہ شب کو سو رہین صبح کو یہان سے
جانا ہوگا الحمد سفر درپیش ہی جب بارہ بجے رات کے اور تالاب پر سناٹا ہوا دیکھا عمرو ثانی نے کہ اب کوئی نہین
ہی نوذر اصلی کو زنبیل سے نکالا لکھلخہ سی بیہوشی دیکر وہین لٹا دیا اور آپ جال الیاسی ہاتھ مین لیکر کہا کہ جسقدر روپیہ جواہر
اشرفی ہی سب اسمین آجائے اب جو جال کھینچا تو جو کچھ تالاب مین تھا مع تصویر تمثال آئینہ رو سب کھنچ آیا عمرو ثانی
نے سب داخل زنبیل کیا اور وہان سے چلتے ہوئے یہان لشکر امیر مین عیار ہر جا کر رہے تھے کہ خواجہ سلامت کا پتا
نہین ہی معلوم نہین کس طرف گم ہو گئے ہین وہ بھی کسی آفت مین نہ پھنس گئے ہون اور عیارون کا تو پتا لگتا ہی ان کا
کہین ذکر نہین سنا امیر ثانی بھی نہایت تشویش مین ہین فرما رہے ہین کہ خدا اس دزد مکار کو یہان کے بیرنگ
سے بچائے ایسا نہ ہو کہین پھنس جائے تو قیامت ہو مین عہد کیے ہوئے ہون کسی کو نہ چھیڑونگا پہلے سے منع کر دیا ہی
جو کہنا نہ مانیگا وہ سزا کو پہونچے گا کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی
چلے آتے ہین عمرو نے امیر کو اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور کرسی ہر پر جلوہ افگن ہوئے امیر نے پوچھا خواجہ

کہاں گئے تھے میلے کی سیر کی بھی کسی کو لوٹا تو نہیں عمرو نے کہا حمزہ جب تو یہ کہیگا تو دشمن جن ناحق کو طوفان
جوڑ دینگے خبردار ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیری آنکھ ہیں یا فرا مروت نہیں ہے ابھی ابھی کوئی جھوٹ موٹ کچھ
کردے تو عمرو سے بگڑ جائیگا دشمن ہو جائیگا تیری عقل اور بیمروتی سے خدا پناہ میں رکھے زمانہ پر آشوب ہاں مگر یہ
ہی مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندا کرتی ہے ابھی تیرے لشکر کے عیار چار دن نقابدار وہیں یہاں
گرفتار ہو چکے ہیں سب کا اعتبار اٹھ گیا چور اور ساہوکار سب برابر ہوگئے امیر نے فرمایا کہ ایک ہی تو ساہوکار
ہے اور سب چور ہیں ارے ان بیچاروں کو سال بھر میں تو اتنا نصیب نہیں ہوتا جو تو ایک روز میں لوٹ لاتا
ہے عمرو تاتاری نے کہا کہ حمزہ اب میں دم بھر تیرے پاس سے نہ جاؤنگا نہ تو کسی کام کو مجھے بھیجنا یہاں کا تو یہ
رنگ ہے لیکن جب میلہ برخاست ہو گیا تو صبح کے وقت تجمل راز دان نے ان لوگوں کو جو مال تالاب سے نکالنے
پر تعین تھے بھیجا اور کہا کہ دیکھو اس سال کسقدر آمدنی ہوئی ہے کہ حساب لگا کر خدمت میں خداوند کے روانہ
کیجائے لوگ جال ہاتھوں میں لیکر روانہ ہوئے یہاں نوذر کجکلاہ قریب صبح چونکا بیہوشی دفع ہوئی اپنے
کو تالاب پر پایا حیران تھا کہ یا تو وہ صحرا نشینی سے ملاقات اپنا خیمہ یا ایک اندھیری کوٹھری میں جا کر بند ہونا
یا اب یہ ایک نئے مقام پر ہیں خدا جانے یہ کونسا مقام ہے اسی تشویش و پیچ میں تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ جال
ہاتھوں میں لیے ہوئے نمودار ہوئے ان لوگوں نے جو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے کہ چہرے سے اسکے نشان
شاہی و شہریاری ہویدا ہے تاج مرصع برسر چار قب شہنشاہی دربر مگر بے سامان لوگوں نے کہا کہ آپ کون ہیں اور اس
وقت اس مقام پر کیوں کھڑے ہیں نوذر نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھوں نے کہا کہ کیا دماغ میں آپکے کچھ خلل آگیا ہے
یہ ایسا مقام مشہور ہے اگر آپکو نام اس مقام کا نہیں معلوم ہوا تھا تو یہاں تک کیونکر ہو پہنچے نوذر نے کہا کہ میں اپنا ماجرا
کیا بیان کروں یہ کہکر اول سے نشئی کا ملنا اور پھر ایک اندھیری کوٹھری میں بند ہونا پھر بعد کچھ زمانے کے اس مقام پر
نکلنا سب بیان کیا وہ لوگ بھی یہ سنکر حیرت میں آگئے بعضوں نے کہا کہ نہیں معلوم کیا اسرار ہے اسے خداوند جانیں
بعضوں نے کہا کہ میاں اسے خلل دماغ ہو گیا ہے آؤ اپنا کام کرو غرضکہ وہ بیچارہ اسکی باتوں میں الجھے رہے دیر بعد
نے غوطے لگائے جال مارنا شروع کیے لیکن کوئی کنکری تک تالاب میں سے باہر نہ نکلی سب حیران ہوئے کسی نے
کہا کہ ابکی کیا کسی نے کچھ نہیں چڑھایا کوئی بولا ہم نے اپنی آنکھوں سے اشرفی روپیہ پھینکتے دیکھا ہے کسی نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے اسی شخص نے مال لیا ہے اب جان اپنی بچانے کے لیے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے بعضوں نے کہا
کہ یہ اکیلا اتنا مال کیونکر نکال لیجا سکتا ہے کسی نے کہا کہ اور لوگوں کے ہاتھ بھیجدیا ہوگا ایک آدھ نے گھبرا کر کہا
کہ ارے میاں اور غضب دیکھو خداوند کی تصویر بھی تو نہیں ہے کسی نے کہا میاں اس بیچارے پر کیوں الزام
رکھتے ہو فرشتگان قدرت آکر لیگئے ہونگے خداوند پاس پہونچا دیا ہوگا اتنی بڑی تصویر خداوند کی جسکا اٹھانا
کئی ہزار من کا تھا بشر کا یہ کام تھا کہ اسے چرا لیجاتا جنبش بھی تو نہیں ہو سکتی یہاں یہی باتیں تھیں لیکن دربار میں
صبح کو طوس زرین تاج جو خواب سے بیدار ہوا تو پوچھا کہ صاحبزادے آرام کر کے اٹھے یا نہیں لوگوں
نے بیان کیا کہ حضور وہ تو ابھی تک تالاب قدرت پر سے نہیں آئے شب کو جب بلوانے گئے تو انھوں نے کہلا بھیجا
کردیا کہ تم یہاں نہ ٹھہرو میں کچھ مراد کی باتیں خداوند سے عرض کرتا ہوں اور وہ باتیں بہت ہیں خبردار
آنا آخر ہم مجبور ہو کر چلے آئے طوس نے کہا جاؤ اور ہماری طرف سے کہنا کہ باتوں سے فرصت ہوئی یا
بس زیادہ دماغ خداوند کا نہ پریشان کرو چلے آؤ لوگ دوڑے ہوئے قریب تالاب گئے دیکھا کہ نوذر کجکلاہ

وہ لوگ گھیرے ہوے کھڑے ہین نوذر ایک ایک سے کہ رہا ہی کہ مین نہین جانتا کہ مین یہانتک کیونکر پہونچا لوگ
کہتے ہین کہ اس باتین بنانے سے کام نہ نکلے گا یا خدمت مین نائب قدرت کے چلو یا مال کا پتا بتاؤ نوذر عاجز اور پریشان
ہورہا ہی کہ کیا کرین کیا نہ کرین اور وہ لوگ پریشان کر رہے ہین یہ لوگ جو نوذر کی تلاش مین آئے تھے یہ معرکہ دیکھ
خدمت مین طوس زرین تاج کے آئے اور بیان کیا کہ صاحبزادے آپ کے گرفتار بیٹھے ہین لوگ کہ رہے ہین
یا مال دو یا نائب خداوند کے پاس چلو وہ جیسا تمہارے حق مین بہتر جانینگے ویسا کرینگے اور نوذر بیچارہ
ایسی باتین کرتے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معرکہ ہی کبھی کہتے ہین کہ یہ کون مقام ہی مین یہانتک کیونکر آیا
مین تو فلان صحرا مین اپنے خیمے مین تھا صبح کو طرف کوہ بیضا کے جانے والا تھا طوس یہ سنکر بہت گھبرایا کہا کہ منع
کرتے تھے کہنا نہ مانا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بے ادبی اس سے ہوئی یا کوئی بات مزاج خداوند کے خلاف گذری عتاب
نازل ہوا اسے جنون ہوگیا یا یہ ہوا ہی کہ شب کا وقت تھا کسی پری یا جن کا اسپر سایہ ہوگیا کیونکہ اس مقام متبرک
پر رہنے کی ممانعت نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ شب کا وقت ہی جن کے آنے کا ہی انسان مین اور انہین دشمنی ہی اسی سے
خداوند نے دن کا وقت ہمارے لیے اور شب کا وقت انکے واسطے معین فرمایا ہی غرضکہ اولاد کی محبت بڑی چیز ہوتی ہی
گھبرایا ہوا تالاب پر آیا دیکھا کہ واقعی مین لوگ نوذر کو گھیرے ہوے کھڑے ہوے ہین اور کہ رہے ہین کہ تو ہی
مال یہان کا لیگیا ہے ہم ضرور نائب خداوند کے پاس لیچلین گے اتنے مین دیکھا کہ سواری نائب خداوند تخیل
رازدان کی آتی ہی سب بادب ہو کر علیحدہ ہوے تخیل رازدان نے آتے ہی پوچھا کہ کہو کسقدر مال تالاب
سے نکلا لوگون نے بیان کیا کہ عجب طرح کا معرکہ گذرا ہی کہ بیان سے باہر ہی مال کے نام خاک بھی تالاب سے نہین
نکلی ہان ایک یہ شخص بیشک خلاف وقت یہان ملا تو اس سے پوچھ رہے ہین تخیل رازدان نے کہا کہ تم لوگ
بڑے بے شعور ہو کہ اسے پریشان کر رہے ہو ہان اتنی خطا اسکی ضرور ہی کہ خلاف وقت یہ یہان رہا تو فقر ہوسکتا
ہی کہ عشق خداوند مین یہ یہان سے نگیا طوس زرین تاج نے اتنی بات اپنے مطلب کی جو تخیل رازدان
کی زبانی سنی کہا کہ حضور پر سب روشن ہی یہ فرزند میرا نوذر شاہزادہ ہی خداوند نے ملک و مال سب کچھ دیا ہی اسے
کیا ضرور تھا کہ جو یہ چراتا تو کہان لیجاتا اگر نظر کا کوئی چیز لیتا بھی تو اسقدر مال کیونکر تالاب سے نکالتا اور کہان
لیجاتا تخیل رازدان نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر جب یہ شب بھر یہان رہا تو اسنے لیجانیوالے کو بھی ضرور دیکھا ہوگا
انکا نشان اس سے پوچھنا چاہیے یہ کہکر نوذر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم بیان کرو کہ شب کو کون یہان
آیا اور تمام مال خداوندی اسنے چرایا نوذر نے کہا اول مین حیران ہی کہ مین کیا بیان کرون مین تو فلان صحرا تک کا
حال جانتا ہون مجھے یہ بھی نہین معلوم کہ مین یہانتک کیونکر پہونچا اور یہ مقام کونسا ہی ڈرتے ڈرتے کہا کہ اگر آپ نائب
قدرت ہین تو آپ پر سب کچھ روشن ہوگا مجھے میلے کے ایک روز قبل تک کی بیشک خبر ہی کہ مین بیابان خرم مین
شکار کھیلتا ہوا پہونچا تھا شب کو سویرے ہی صبح کو کوچ کا قصد تھا پھر مین نے اپنے کو ایک مقام تاریک پر پایا کہ نہ
وہان دن کا حال معلوم ہوتا تھا نہ رات کا شب کو کوئی شخص آکر سوکھے ٹکڑے اور ایک جام پانی کا دیجاتا تھا اندازہ
بیشک ہوسکتا ہی کہ مین وہان کئی روز رہا اسکے بعد جو آنکھ کھلی تو مین نے اپنے کو یہان پایا ان لوگون کو آتے دیکھا انھون نے
پہلے جال ڈالے تالاب مین غوطے لگائے اسکے بعد مجھکو گرفتار کرلیا یہ باتین سنکر تخیل رازدان کے ہوش اڑ گئے
کہ یہ تو وہی بات کہتا ہی طوس بھی گھبرایا کہا کہ اے فرزند ابھی شب کو تو مین خود تجھے یہان چھوڑ کر گیا ہون تو نے کہا تھا
کہ مین آج کی رات یہین عبادت مین بسر کرونگا صبح کو آپ کے ہمراہ چلونگا اسوقت تو صحرا کا پتا دیتا ہی یہ تجھے کیا

ہوگیا ہی نوذر نے حسرت سے باپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین برے وقت مین سب دشمن
ہو جاتے ہین مین آپکو کیونکر دروغگو کہون سوا اسکے کہ مین جھوٹا ہون خیر اگر مین سچا ہون تو خداوند آپ مجکو بچا لیگا
اور بظاہر تو سراسر جھوٹا ہیون نائب خداوند جیسی چاہے مجھے سزا دین اسنے یہ کلمات حسرت آیات اس طرح
کہے کہ طوس کا تو دل بس گیا تخیل بھی سر بزانو ہوا کہ بغیر مقدمہ صاف ہوے اسے سزا کیونکر دی جاسکتی ہی
کہا کہ ای نوذر تو نہ گھبرا ہم اس حال سے خداوند کو مطلع کرتے ہین وہ سب جانتا ہی جو بات اصل ہوگی وہ
معلوم ہو جائیگی تو ہمارے ساتھ چل یہ کہکر طوس اور نوذر کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ ضحاکیہ مین آیا ضحاک نے شروع سے
سے سارا معرکہ بیان کیا صلصال و لاجورد شاہ کو صد ہا تماشے عیاران لشکر اسلام کے دیکھے ہوئے ہین انہون
نے کہا ای نائب قدرت یہ کام عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی یا کسی اور عیار نامی کا ہے تخیل لازوال نے کہا کہ
ہم بغیر خداوند سے دریافت کیے ہوے کسی پر الزام کیونکر رکھ سکتے ہین اگر کوئی دلیل پوچھیگا تو کیا بیان
کرینگے یہ کہکر اسیوقت ایک عرضی لکھی جسمین تمام حال مفصل نہ نکلنا مال کا تالاب سے اور ناپدید ہوجانا تصویر کا اور
بیان نوذر کجکلاہ کا سب تحریر کرکے یہ لکھا کہ اس راز کو سوا خداوند کے کون جان سکتا ہی لیکن ہم بندے نہایت
پریشان ہین امیدوار ہین کہ حقیقت حال سے مطلع فرمائیے اور وہ عرضی ملفوف کرکے ایک ساحر کے ہاتھ
پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی اور آپ منتظر جواب ہوکر قلعہ ضحاکیہ مین قیام کیا لیکن ساحر جو عرضی
لیے ہوے شہر شعبدہ مین پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کرا بھیجی تمثال آئینہ رو نے طلب کیا جسوقت قاصد
یہ عرضی لیے ہوے سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی وجہ یہ ہی کہ جو کوئی صورت
نحس اس ملعون کی دیکھ لیتا ہی وہ بیہوش ہوجاتا ہی تمثال آئینہ رو نے عرضی لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا
ہنسا دیوار کے جانب نظر کی اندر اس قصر کے صدہا تصویرین لگی ہوئی ہین ایک تصویر سے کہا کہ حال اس
معرکہ کا مفصل بیان کر یہ سنتا تھا کہ وہ تصویر گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی بڑا مکار ہی فریب
اسی کے بنائے ہوے ہین مال لیکر آپ اس طرح علیحدہ ہوا کہ کوئی گمان بھی نہین کرسکتا پہلے وہ ایک زنگی کی
صورت بنکر صحرا مین گیا ادھر سے نوذر آتا تھا نوذر اسے عورت سمجھکر اسپر عاشق ہوا اپنے خیمہ مین لیگیا
عمرو نے نوذر کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا آپ اسکی صورت بن کر تالاب پر طوس کے ہمراہ آیا مال دیکھکر
طمع دامنگیر ہوئی طوس سے بہانہ کیا کہ مین شب کو یہان عبادت کرونگا لیکن رات کو اسنے تمام مال جو نذر
خداوند ہوا تھا جال مارکر تالاب سے کھینچ لیا بلکہ تصویر خداوند بھی اسی کے پاس ہی آپ تو وہان سے جاکر
لشکر اسلام مین مل گیا اب امیر کے پاس ساہوکار بنا ہوا بیٹھا ہی نوذر کو کئی دن کے بعد زنبیل سے نکالکر یہان
چھوڑ آیا جو لوگ مال نکالنے پر متعین ہین جسوقت تالاب پر پہونچے خلاف وقت اسے دیکھا لہذا اسپر کہ مال
بھی تالاب سے نہ نکلا شک گذرا اور اس بیچارے بےقصور کو گرفتار کیا اصل مین چور عمرو ہے یہ سنکر تخیل کے
قاصد نے دوبارہ تمثال آئینہ رو کو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تجھ سے کوئی بات کب چھپ سکتی ہی تمثال آئینہ رو
نے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ای نائب قدرت اس طور سے عمرو عیار نے آکر سب
مال لوٹا اور تمام کیفیت جو تصویر نے بیان کی تھی مفصل تحریر کی اور لکھا کہ یہ نامہ پاس حمزہ ثانی کے
بھیج دینا اور کہلا بھیجنا کہ تمہارا سا مرد ذی مرتبت اور ایسے ایسے چورون کو رفاقت مین رکھتا ہی معلوم ہوا کہ تمہاری
صاحبقرانی انھین سب کے بھروسے پر ہی بس تمہین لائق و لازم یہ ہی کہ اسی وقت باندھکر عمرو ثانی کو پاس

ہمارے روانہ کر وہ چور ہمارا ہے ہم چاہے اُسے بخشین چاہے سزا دین جسوقت خط کا مضمون تمام ہوا تمثال آئینہ رو نے اُسکو قاصد کو دیا قاصد خط لیکر پاس تخیل راز دان کے آیا تخیل نے نامہ خداوند کو اُنکھون سے لگایا لفافہ چاک کر کے پڑھا حقیقت حال سے آگاہی ہوئی صلصال نے کہا کہ اے نائب قدرت دیکھا آپنے ہم نکہتے تھے کہ یہ کام اُنھین لوگون کا ہے کہ جس سے عقل چکر مین آئے بھید سمجھ مین نہ آئے لیکن تخیل نے وہی نامہ اٹھا کر پاس امیر ثانی کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ شرط مروت یہ ہے کہ آپ اسیوقت عمر و ثانی کو باندھکر خدمت مین خداوند کے پاس ہمارے بھیجدیجے ضحاک ریش دراز یہ نامہ لیکر آپ خدمت بابرکت امیر ثانی مین روانہ ہوا لیکن اول خبر امیر کو اس غلغلہ کی پہونچی کہ کوئی تمام روپیہ اشرفی مع تصویر خداوند کے تالاب سے نکال لیگیا امیر پہلے تو نہایت متحیر ہوے پھر کچھ کھٹکے کہ کہین عمر و نے تو یہ حرکت نہین کی پھر خیال ہوا کہ عمر و تو شب سے میرے پاس موجود ہے اور یہ واقعہ صبح کا ہے لیکن احتیاطاً پوچھا کہ خواجہ تمال کا غائب ہوجانا خالی نجائیگا تھوڑا بہت ہوتا تو خیر جسکا تھا وہ صبر کرتا یہ تو کئی ملکون کے خراج کے برابر روپیہ گم ہوا ہے اُسپر یہ کس قدر کی بات ہے کہ تصویر اُنکے خداوند کی گم ہوئی ہے ضرور وہ لوگ خاک چھانینگے مگر چور کو پیدا کرینگے بھئی تم نے تو یہ حرکت نہین کی اگر ایسا کیا ہو تو جان کا مال ہے دہان پھینک آؤ اسی مین بہتری ہے ورنہ یہ مال چھپ نہین سکتا یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ مثل اور عیارون کے تم بھی گرفتار رہو عمر و نے کہا حمزہ بھلا کوئی عقل کی بات ہے کہ اتنا بڑا تالاب اسقدر مال اُس مین سے کیونکر نکالا گیا اور کون لیگیا اور جو لیجائیگا وہ جائے گا کہان یہان کے لوگ مکار ہین کسی نہ کسی پر لے مرینگے اور عجب نہین ہے کہ یہ طوفان تیرے ہی اوپر جوڑ دیں ہو سب جانتے ہین کہ حمزہ بڑا روپیہ والا ہے کوئی الزام حمزہ پر لگا دُ اپنی غیرت مین آپ ہی دیگا ورنہ رسوا ہے خلق ہوگا مین بیچارہ ٹکے کا پیادہ اگر چراتا بھی تو اپنی حیثیت کے موافق یا اسقدر چرا لیتا اگر ایسی ہی چوری یاں کرتا تو آجکو ایک ملک نہ خرید لیتا تیرے یہان تین روپیے مہینے کی نوکری کرکے ہزار طرح کی مصیبتین کیون اٹھاتا دوسرے یہ کہ تو جانتا ہے کہ مین پانی سے کسقدر ڈرتا ہون جان سے زیادہ مال نہین پیارا ہوتا ہے بھلا مین پانی مین کودتا اور غوطے لگاتا بھی تو اکیلا اتنا مال کیونکر نکالتا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی تصویر جس کو کھینچی دو چار سو آدمی جنبش دیتے تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلتی مجھ ایسا نحیف و زار آدمی اسے کیونکر چرا لاتا بھلا کوئی عقل کی بات ہے عمر و نے ایسی باتین بنائین کہ امیر کو جو احتمال ہوا تھا مطلق جاتا رہا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہے عمر و اپنے دل مین گھبرایا کہ خدا خیر کرے مگر امیر ثانی نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا کیونکہ ایک تو مہمان کی تواضع کا خیال دوسرے یہ کہ ابھی خاصا ہم سے کوئی بگاڑ نہین پڑا ہے تیسرے یہ کہ وہ بھی ایک مرد ذی عزت ہے حاکم کوہ صفا ہے شاہان ہفت کشور گئے اور ضحاک ریش دراز کو استقبال کرکے لائے امیر نے بیٹھنے کو دنگل عنایت فرمایا ضحاک چین بر جبین بیٹھا اور نامہ تخیل راز دان کا پیش کیا امیر نے دبیر کو دیا اُسنے آواز بلند پڑھنا شروع کیا ادھر عمر و نے پہلو بدلنا شروع کیے فقرے دل سے تجویز نے لگا کہ کسی بہانے سے اُٹھکر یہان سے چلا جاؤن ایسا نہو کہ کوئی بات میری نسبت لکھی ہو مگر کچھ سبب مشہور کہ زیادہ خوف مین آئے ہوش گم ہوتے ہین کوئی بہانہ سمجھ مین نہ آیا لیکن جسوقت دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اور سب اہل دربار مع امیر ثانی اور بادشاہ اسلام سننے لگے صاف صاف تحریر تھا کہ اے حمزہ ثانی معلوم ہوا کہ تمھاری صاحبقرانی انھین عیارون کے زور

پر کتی واقعی ہین کہ عیارون کا تمھارے تئین قتل و جواب نہین ہے لیکن یہ وہ مقام نہین ہے جہان کسی کی تدبیر چل سکے
باوصفیکہ تمھین پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اپنے عیارون سے منع کر دو کہ یہان کوئی بے عنوانی نہ کرین اسپر بھی ان
لوگون نے نہ مانا معلوم ہوتا ہے کہ تمنے کسی پر حکم قطعی نہین جاری کیا یا یہ کہ تمھارے ملازمین تمھارے کہنے مین
نہین ہین تمھارا رعب نہین مانتے ہین عمرو ثانی نے یہ حرکت کی کہ اسطرح شئی بنکر نوذر کجکلاہ کو بیہوش کر کے
اپنے پاس زنبیل مین ڈال رکھا اور نوذر بنا ہوا تھا اب یہ پہونچا شب کو چال مار کر تمام مال مع اسباب نقد
خداوند کے لے گیا اور نوذر اصلی کو یہان چھوڑ گیا ہم سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے لیکن جب خداوند کی خدمت
مین اطلاع کی تو حال مفصل معلوم ہوا اسنے وہ حرکت کی کہ اتنی بڑی آمدنی جو مقام ختن کا سال بھر کا خرچ
تھا سب لوٹ لے گیا اب یہ بتاؤ کہ جن کامون مین یہ مال صرف ہوتا تھا وہ خزانہ خداوندی مین سے لیکر صرف کیا
جاوے یا تم دوگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اُس دزد مکار کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدو اگرچہ اسکی گرفتاری مین ہم
عاجز نہین تھے اگر چاہتے تو خود گرفتار کر لیتے لیکن پھر بھی تمھارا پاس کیا اور اگر خلاف اسکے ہوگا تو ہم خود آ کے
گرفتار کر لین گے لیکن اسوقت تک ہمارے تمھارے کوئی امر خلاف عہد نہین ہوا ہے لہذا بہتر و مناسب یہی
ہے کہ عمرو ثانی کو مع مال و اسباب گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو ہم خدمت خداوندی مین اُسے لیجا کر
خداوند اُسکے حق مین جیسا بہتر جانیگا وہ کریگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو کے تو چہرے پر مردنی چھا گئی
رنگ رو متغیر ہو گیا امیر بالتوقیر غصے مین تھر تھر کانپنے لگے سرداران لشکر اسلام مثل لندھور ثانی و مالک
ثانی و بدیع الزمان نامور کیخسرو دلاور وغیرہ سب سردار نہایت متعجب تھے اور دل مین کہتے تھے کہ عمرو سے
بھی کچھ بڑھا ہوا ہے اپنے باپ پر بھی فوق لیگیا ہے اس قیامت کی عیاری کی کہ سب کو حیرت مین ڈالدیا اگر وہ
لوگ بزور سحر نہ دریافت کرتے تو زندگی بھر یہ بھید نہ کھلتا لیکن امیر ثانی نے فرمایا کہ کیون اے دزد مکار یہ کیا
حرکت کی عمرو نے کہا حمزہ مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مجھے لوگ یہان کے نہایت بد ترکیب معلوم ہوتے
ہین عجب نہین ہے کہ کچھ الزام رکھکر مجھے لیعین اُسکی دو دن پیشتر سے پیش بندی تھی حمزہ ثانی نے کہا پھر
دعوی کیا ہے اسی سے لین گے مجھ سے کیون لینے لگے تو لایا ہے تو ہی دیگا عمرو ثانی نے کہا کہ جب میرے
پاس ہوگا نہین تو کوئی لیگا کہانسے امیر ثانی نے فرمایا کہ رکھ تو ہاتھ میرے سر پہ کہ مین مال تالاب سے
نکالکر نہین لایا ہون عمرو نے کہا مین فضول قسمین نہین کھاتا جو مدعا ہے ثابت کر دے مین تمھارا چور ہون نہین تو وہ
خود چور ہے امیر ثانی نے کہا کہ ملعون تیرے پاس زنبیل چور ہے اسمین سے کوئی شے بغیر تیری اجازت کے نہین
نکل سکتی ہے عمرو نے کہا جب اسمین ہی نہین تو نکلے گا کہانسے امیر نے فرمایا بس زیادہ باتین نہ بنا اگر سچا ہے
تو میرے سر کی قسم کھا عمرو نے کہا مین تو تیرے سر کو نہین معلوم کیا سمجھتا ہون کبھی سچی قسم بھی تیرے سر کی
نہین کھاتا ہون امیر ثانی نے فرمایا تو بیشک چور ہے تو ہی مال چرا لایا ہے اے عمرو قسم بخدا اسے کعبہ کی ابھی باندھکر بھجوا دونگا
ذرا سی مروت نہ کرونگا اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو جسقدر مال لوٹ کر لایا ہے ضحاک کے سپرد کر مین
سعی کر کے تجھے بچا لونگا اور میری خاطر سے کوئی تجھ سے متعرض نہ ہوگا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی کو یقین
ہو گیا ہے کہ مال مین ہی لایا ہون اب کوئی فقرہ چل نہین سکتا کہا کہ اے حمزہ بیشک مال تو مین ہی لوٹ لایا ہون
اور میرے پاس ہے مگر اسقدر مال کا ہاتھ سے جانا جان کے جانے سے زیادہ دشوار معلوم ہوتا ہے
اگر تو مال دلواتا ہے تو میری زندگی سے ہاتھ اٹھا ادھر مال مین نے زنبیل سے نکالا ادھر جان میری جسم

سے نکلی یہ تو نہ ہوگا کہ میں مال دیدوں کوئی شے زنبیل میں جا کر بغیر میری ضرورت کے نکل نہیں سکتی لہذا تو مجھکو
بھیجے مرنا قبول لیکن مال دینا نہیں قبول ہے امیر نے فرمایا کہ او بندۂ دنیا مال دینا جان کی راحت کے لیے
ہوتا ہے جب جان ہی نہ رہی تو مال کون صرف کریگا عمرو نے کہا روح اس مال کو دیکھکر خوش ہوگی قبر پر رکھا
رہیگا اے حمزہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے امیر نے فرمایا تو اللہ الٰہی باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا بدل منظور ہے
لیکن مال دینا نہیں منظور ہے ہر چند بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران عالیمقام نے سمجھایا مگر عمرو نے کہنا کسیکا نہ مانا
یہانتک کہ ہر سردار نے حسب لیاقت دینے کو کہا عمرو نے کہا کہ اگر تم سب ملکر کیسی ہی ہمت کرو گے جب بھی اتنا مال
نہیں دے سکتے اور وہ مال سب صرف ہوگیا جو مستحق اُس کے تھے وہ لے گئے اب میرے پاس کیا رکھا ہے امیر نے
دیکھا کہ یہ کسی طرح نہ مانیگا فرمایا اے عمرو میری بات جاتی ہے قسم ہے خدائے یگانہ کی کہ اگر تو مال نہ دیگا تو تجھے اپنا
دوست نہ سمجھا مطلق تیرا اقبال اور مروت نہ کرونگا عمرو ثانی نے کہا حمزہ جو کچھ ہو مال تو دل سے نہیں نکلتا
انجام کار امیر ثانی نے مقبول بن مقبل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ باندھ لو مشکیں اس دزد مکار کی مقبول
نے حسب الارشاد صاحبقران مشکیں عمرو کی باندھیں عمرو نے یاس سے مقبول کی طرف دیکھا مقبول
نے کہا خواجہ حکم صاحبقران سے مجبور ہوں اگر وہ فرمائیں کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر ڈال جب بھی میں حکم سے
باہر نہیں ہو سکتا ہوں میری طرف کیا دیکھتے ہو اگر جان پیاری ہے مال سے ہاتھ اٹھاؤ یہ سنتے ہی عمرو نے
آنکھیں بند کر لی مطلب یہ تھا کہ یہ ہوگا سب سرداروں کو مع بادشاہ اسلام عمرو کے حال پر افسوس آتا تھا مگر
یارا کس کا یہ دل ہے جو امیر کو منع کرے آخر کار امیر نے عمرو کو ضحاک ریش دراز کے سپرد کیا اور
فرمایا کہ میں چور کا شریک نہیں جا تو اسے لیجا کہ مجھ سے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے ضحاک عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے
روانہ ہوا سب عیار منہ دیکھ کر رہ گئے سردار سر بزانو ہوئے بعضے رونے لگے مگر کیا کریں لیکن وہاں ضحاک
ریش دراز عمرو ثانی کو لیے ہوئے پاس تجمیل راز دان نائب قدرت کے پہونچا تجمیل کو بھی نہایت
تعجب ہوا کہ یہ امر امیر ثانی سے کیونکر گوارا ہوا کہ اتنے بڑے رفیق قدیم یار جان نثار کو یوں دہن اژدر میں
بھیجدیا یا تو صاحبقران ثانی نے خوف کیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ میں کوئی آفت مجھپر بھی آئے یا یہ ہوا کہ امیر
دل میں سمجھے ہونگے کہ اگر اسوقت میں مروت کرونگا تو دوسرے وقت دوسرا بھی کہاں تک مروت نہ کرے گا
عمرو قتل ہونے سے بچ جائیگا یہ بات سنکر صلصال دلاجور و شاہ وغیرہ نے کہا کہ اے نائب قدرت
ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہے نہ امیر کسی سے ڈرتے ہیں نہ امیر کو یہ امید ہے کہ عمرو زندہ
بچے گا یہ مروت صاحبقرانی تھی کہ خلاف حکم اُنکے اسنے ویسی حرکت کی اور تمنے شکایت کی انھوں نے باندھکر
بھیجدیا تجمیل کو نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ مشکل ہے یہاں امیر ثانی نے عمرو کو باندھکر بھیج تو دیا
مگر دربار میں نہ بیٹھے اٹھکر اپنے خیمے میں چلے آئے نہایت رنج ہوا سکوت کے عالم میں بیٹھے رہے بلکہ تا دیر
خدا سے رہائی عمرو کی دعا کیا کیے اور رویا کیے لیکن اب وہ وقت آیا کہ انجم نے اپنے بزم کو آراستہ کیا اور شب
زندہ دار فلک اقتدار ماہ تابان نے بصورت کہکشان سجادۂ طاعت بچھایا یہاں امیر با توقیر نے نماز مغرب
سے فراغت حاصل کی آج بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے رنج میں دربار نہیں کیا غرضکہ شب کو تو سب
سو رہے یہاں تو جسوقت صبح ہوگی اسوقت دیکھا جائیگا مگر تجمیل راز دان نے ضحاک ریش دراز
سے کہا کہ ابتو میں جاتا ہوں خدمت خداوند میں اور تم ان سب قیدیوں کو لیکر آنا یہ کہکر تخت اپنا طلب کیا اور

بیٹھکر تخت پر بر روے ہوا اڑتا ہوا جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے ضحاک ریش دراز نے ایک ابر سحر آرا استہ کیا اور سب قیدیون کو نع عمرو ثانی و چالاک ثانی و شاپور شیر دل و برق ثانی و بیزک خطائی وغیرہ جو گھسیارے بنے ہوے گھانس چھیلا کرتے ہین سب کو بلا کر کہا کہ غنیمت خدا و ندمین چلتے ہو سب نے کہا ابھی ضحاک ریش دراز نے ان سب کو ابر سحر مین بند کیا اور ایک لکہ ابر پر خود بیٹھا ایک ابر مین صلصال و صلخال ولاجورد شاہ وغیرہ ان سب کو بند کر کے طرف شہر شعبدہ کے روانہ کیا بعد اسکے آپ جس ابر پر سوار تھا اُسکے گرد بیابان صفا کے سات چکر دیکر خود بھی اڑتا ہوا طرف شہر شعبدہ کے روانہ ہو گیا اب یہ لوگ تو دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین مگر یہان جو صبح ہوئی سب خواب سے بیدار ہوے اہل لشکر مین سے جو کوئی کسی ضرورت سے لشکر کے باہر نکلکر دیکھتا ہے تو عجب تماشا ہے کہ نہ وہ قلعہ ہے نہ وہ حجرے ہین نہ تالاب ہے کوہ بیضا مین جو مطرز کیان نظر آتی ہین وہ بھی نہین ہین نہ طائر ہفت رنگ سایہ فگن اور انسان کا تو کیا ذکر ہو سے حیوان بھی کسی طرف سے نہین آتی ہے ایک نے دوسرے سے بیان کیا یہانتک کہ جسوقت امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام خواب سے بیدار ہوے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہنوز اپنے خیمے سے نہین نکلنے پائے ہین کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ بیابان صفا بالکل صفا ہے جو چیزین اس بیابان مین تھین سب نظرون سے غائب ہین خدا جانے کون لیگیا نہ قلعہ ہے نہ ضحاک شاہ ہے نہ تخیل ہین نہ قابدار ہین کوئی متنفس بھی نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ حجرے اور تالاب کوئی شے نہین ہے امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے یہ سب علامات سحر کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا جسوقت حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل ہوئی اور وقت دربار کا آیا بادشاہ اسلام آکر تخت شاہی پر متمکن ہوے اور سردار دنگلون کرسیون پر حسب مراتب آکر بیٹھنے لگے امیر ثانی دنگل نادغنبر پر فرکش ہوے ذکر ہونے لگا کہ بڑے تعجب کی بات ہے آخر عمارتین کون چرالے گیا اور یہ سب کے سب کہان چلے گئے بعض لوگون نے بیان کیا کہ سنا ہے شہر شعبدہ مین وہ ملعون یعنی تمثال آئینہ رو رہتا ہے یہ سب وہین گئے ہونگے امیر ثانی نے فرمایا کہ بلاؤ عدیل بن عادی کو حسب الحکم صاحبقران ثانی عدیل بن عادی حاضر ہوے فرمایا کہ بارگاہین بارگراکے اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لے کر طرف شہر شعبدہ کے روانہ ہو غرضکہ اسی وقت خیمے ڈیرے اکھڑنے لگے دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے سفر کی طیاری مین مصروف ہوا لیکن سب سے اول عدیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ ہشامی کا لیکر طرف ملک شعبدہ کے چلے بعد انکے اور سردارون نے کوچ کیا اسی طرح جب سب سردار جانے لگے تو آخر مین نوبت امیر اور بادشاہ اسلام کی آئی یہانتک کہ جب دن تمام ہوا شام قریب ہوئی دیکھا امیر ثانی اور اہل لشکر نے کہ عدیل بن عادی بارگاہ سلیمانی لیے ہوے چلے آتے ہین امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ کیا وجہ ہوئی جو یہ واپس آئے ادھر عدیل نے دیکھا کہ سامنے لشکر امیر ہے لیکن ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ عجب طرح کی بات ہوئی تمام دن عدیل بن عادی مسافت راہ کو طے کیا کیے جسوقت شام ہوئی اپنے کو اسی مقام پہ دیکھا امیر کو گمان ہوا کہ عدیل رستہ بھول گئے امیر خاموش ہو رہے کہ خیر کل دیکھا جائیگا عدیل کو بھی نہایت شرمندگی ہے کہ یہ مین کہان آگیا امیر دل مین کیا کہتے ہونگے شب براحت و آرام بسر کی دوسرے روز عدیل پھر چلے دن بھر چلا کیے شام کو پھر اپنے کو وہین پایا صحرا سے نہ نکل سکے اسی طرح تین روز تک سرگردان و پریشان رہے تیسرے روز پھر کی

خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا صاحبقران ہماری عقل حیران ہی کہ ہم ایک برج دیکھکر سیدھے جاتے ہین
مگر شام کو پھر اپنے کو یہین پاتے ہین یا کوئی راہبر ہمارے ساتھ کیجیے یا بارگاہ کسی اور کے سپرد کیجیے ہم ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلینگے امیر نے بارگاہ کرب دلاور کے سپرد کی کہ آپ لیکر جائین دوسرے روز کرب غازی
بارگاہ لیکر چلے لیکن شام کو پھر واپس آئے اب امیر نہایت متحیر ہوے فرمایا کہ کل ہم خود چلینگے شب کو سور ہے صبح کیوقت
خود اپنے مرکب سمند پر سوار ہوے اور کوچ کیا وہی حالت صاحبقران کی بھی ہوئی کہ دن بھر پھرتے رہے جب شام
ہوئی اپنے کو قریب لشکر کے پایا اب تمام لشکر مین نہایت پریشانی ہی کہ ہم سب اسیر ہو گئے دیکھیے کیونکر رہائی حاصل
ہوتی ہی کیا کرین کیا نہ کرین کوئی دشمن سامنے نظر آئے تو اُس سے لڑین مار ڈالین یا مرجائین کوئی دیوار ہو تو اُسے
کھود ڈالین یہ پہیر تقدیر کا کچھ سمجھ مین نہین آتا اب انکو تو اسی حال پریشان مین چھوڑا جاتا ہی

مگر اب چند کلمے داستان ضلالت نشان شہر شعبدہ کے بیان ہوتے ہین

کہ تمثال آئینہ رو دریچۂ قدرت مین گنبد جہان نما پر بیٹھا ہی گرد گنبد لشکر عظیم دو کرور کی فوج پڑی ہوئی ہی
بیچ مین قیطول اس ملعون کے ہین صبح کا وقت ہی خلقت کا ہجوم ہی ہر ایک سجدہ کرتا ہی دعا مانگتا ہی چلا جاتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند اُس شخص کے یہان اولاد کیون نہین ہوتی مجھ سے کونسی ایسی خطا ہوئی ہی کہ ہم اس
نعمت عظمےٰ سے محروم ہین آواز آتی ہی کہ جب خداوند کی مصلحت ہوگی اُسوقت اولاد ہوگی تو کیون زیادہ بکتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ اُس شخص کی عورت بہت لڑا کرتی ہی طبیعت اُسکی میل نہین کھاتی اسکا کیا سبب ہی یا خداوند دل
اُسکا ہمارے دل کی طرف راغب کر دے آواز آئی کہ تو اُسے ستاتا بہت ہی اُسکی طبیعت ہماری عبادت کی طرف
راغب رہتی ہی اور تو اُسے عاجز کرتا ہی مخل رکھتا ہی وہ عبادت سے محروم رہتی ہی کبھی اُسکی طبیعت تیری جانب
راغب نہوگی بلکہ ہم دل اُسکا کسی دوسرے کی طرف متوجہ کر دینگے جسین تو اور جلے یہ سنکر وہ اور جھلا گیا کہ اچھا خداوند
اُلٹی کا سننے والا ہی رونے لگا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا تو یہ ہوئی اب مین اُسے یہ بھی نہ سمجھونگا کہ وہ اُس شخص کی زوجہ ہی بلکہ
بجائے والدہ کے تصور کرونگا قریب اُسکے دوسرے ارادے سے نہ جاؤنگا بعض خاموش ہو رہے کہ میان چلو بھی
اسوقت مزاج خداوند کا اصلاح پر نہین ہی اُلٹی سنتا ہی جلیبی تقدیر ہی بہت اچھی ہی ایسا نہو کوئی اور بگاڑ بڑھ جائے
تو غضب ہو دل ہی دل مین لیکر چلے دریچی مین پردا پڑا ہوا ہی صرف آواز آجاتی ہی سبب پردے کا آگے بڑھکر
کھلجائیگا یہان بھی ہنگامہ گرم تھا کہ اول جانب فلک سے تخت تخیل رازدان کا پیدا ہوا قریب دریچی کے پہونچکر
سجدہ کیا آواز آئی کہ تم رازدان قدرت ہو چلے آؤ تخیل رازدان کسی دوسرے راستے سے کہ جس سے اور کوئی
آگاہ نہین ہی بالائے قیطول پہونچا تمثال آئینہ رو نے تمام حال مسلہ کا پوچھا تخیل رازدان نے جو گذرا تھا
سب بیان کیا اور کہا کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ سب کو لیکر ضحاک ریش دراز آتا ہی کہا کہ بہتر ہے
دو گھڑی بعد یکایک جانب فلک سے تین تخت ابر کے نمایان ہوے اور قریب گنبد جہان نما پہونچکر قائم ہوے ضحاک نے
وہین سے سجدہ کیا حکم ہوا کہ تم زیر قیطول اُترو ضحاک ریش دراز نے زیر قیطول اُترکر خیمہ برپا کیا ایک خیمہ مین
خود اُترا دوسرے خیمہ مین لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ تیسرے خیمے مین سب عیار جو مقید ہوکر آئے ہین
اب انتظار ہی نقابداروں کا کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد شق ہوئی
دل گرد سے نقابدار احمر سرخ پوش شمالی پہونچا زیر قیطول پہونچکر سجدہ کیا اور جانب لشکر تمثال اُترپڑا خیمہ سرخ
برپا کیا کہ ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نقابدار اخضر سبز پوش ایک لاکھ سوار سے پہونچا اپنے بھی اسیطرح

سجدہ کیا اور جانب جنوب لشکر اپنا آتارا خیمہ اسبز برپا کیا کہ تیسری گرد اڑی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی پہونچا اور جانب مغرب خیمہ سیاہ اپنا برپا کر کے لشکر اپنا آتارا پھر چوتھی گرد اڑی اور نقابدار ابیض سفید پوش ایک لاکھ سفید پوشون سے پہونچا اور جانب مشرق خیمہ برپا کر کے اترا اس گنبد جہان نما مین چار دریچیان واقع ہین کہ رخ ایک کا جانب مشرق اور منھ ایک کا طرف مغرب اور ایک جانب جنوب ایک جانب ... یہ چارون دریچون مین ہر وقت پردے پڑے رہتے ہین آٹھوان روز دیدار خداوند کا مقرر ہے اس روز تمام آدمی شہر شعبدہ کے جمع ہوتے ہین دریچۂ قدرت سے پردہ اٹھ جاتا ہے جو صورت تمثال آئینہ رو کی دیکھتا ہے بیہوش ہوکر سجدہ مین گرتا ہے اب تمثال آئینہ رو کو اسی روز کا انتظار ہے یہانتک کہ وہ دن آیا اور لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے آنے لگے یہانتک کہ پہردن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہوگیا گرد گنبد جہان نما کے جسقدر صحن واقع ہے سب بھر گیا جانب جنوب کچھ فاصلے سے ایک دریا واقع ہے یکایک اسمین طوفان پیدا ہوا اور ایک برجی سنگ مرمر کی نمودار ہوئی چار پر یان اسے ہاتھون پر بلند کیے ہوے ہین ایک دریچہ اس مین کیا ہوا تھا ایک جانور بصورت باز مگر سرخ رنگ کا سایہ فگن تھا یہی راستہ ہے گنبد جہان نما پر جانے کا سوا تخجیل راز دان نائب قدرت کے دوسرے کی یہ مجال نہین ہے کہ بغیر اذن تا بہ گنبد پہونچ سکے جسکو جس طور سے اجازت ہوتی ہے وہ اسطرح جاتا ہے اب ضحاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو وغیرہ کو اور اس عیار مکار کو کہ نام جسکا عمرو ہے سامنے ہمارے لاؤ کہ ہم جلوۂ دیدار دکھا کر سب کو بیہوش کیا چاہتے ہین وہ بھی آنے اور تماشا قدرت خداوندی کا دیکھے یہ سنکر ضحاک ریش دراز نے صلصال وغیرہ کو اور عیاران اسلام کو لاکر زیر قیطول بٹھایا اور آواز دی کہ سب حاضرین مشتاق جمال بیتاب ہین یہ سننا تھا کہ پردہ چرخی پر کھینچا دریچہ وا ہوا جسنے اوپر نظر کی بیہوش ہوکر گرا صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ یہ سب بیہوش ہوے اور جسقدر لوگ وہان تھے کوئی ہوش مین نہ تھا منھ کے بھل زمین پر بیہوش پڑے ہوے تھے لیکن عمرو ثانی نے اپنی آنکھین بند کر رکھی تھین گردن نیچی کر لی تھی لیکن وہ سب عیار اپنے چالاک ثانی برق ثانی بیزک خطائی سنجر بلخی ابوالفتح اصفہانی شاپور شیر دل وغیرہ اور جسقدر عیاران کے ہمراہ تھے سب بیہوش ہوے گنبد جہان نما سے آواز آئی کہ او بندۂ بے ادب او ناشناس قدرت نہین دیکھتا اپنے خداوند کو ہے شرط کہ برق قدرت کو حکم دون کہ تجھے جلا کر خاک کر دے عمرو ثانی دل مین ڈرا کہ ایسا نہو واقع مین کوئی برق ہو وہ گرے کام تیرا تمام ہو جائے اس سے دیکھ لینا ہی بہتر ہے گھبرا کر اوپر نگاہ کی بس نظر صورت نحس پر جو پڑی قلب بھر گیا عمرو ثانی بھی سجدے کو جھکا اور بیہوش ہوگیا بس اب پردا پھر گرا دریچہ بند ہوا بعد کچھ دیر کے ان سبکو ہوش آیا سجدے کر کر کے سب نے دعائین مانگین تمام عیار تو پہلے ہی مطیع ہو چکے تھے اب عمرو ثانی لاجورد شاہ صلصال صلخال وغیرہ سب بدل مطیع ہوے اور کہا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہے اسکا مثل نہین ہے لیکن دہان دریچے سے آواز آئی کہ پہچانا اپنے خداوند کو سب نے کہا کہ بیشک پہچانا تو خداوند برحق ہے تیرا مثل نہین ہے بعد اسکے منصور بلند آواز کو حکم ملا کہ اہل شہر کو آگاہ کر کہ پرسون کا روز جشن کا ہے لہذا ہر گلی کوچے مین جشن ہو تمام شہر مین چراغان ہو ہم بھی بہشت اعلے مین جشن کرینگے اور اپنے ان بندون کو جو ابھی ایمان لائے ہین سیر بہشت دکھائین گے یہ سنکر منصور بلند آواز گرجا کہ تمام گنبد گونج اٹھا اور چالیس کوس تک آواز اسکی پہونچی جو جہان تھا وہ وہین اس حال سے باخبر ہوا ضحاک ریش دراز کو حکم ملا کہ ہم اپنے ان بندون کو پرسون بہ روز جشن طلب کرین گے انھین دریاے رحمت کی طرف سے لیکر آنا کہ گناہ ان کے دھو جائین اور یہ ہم تک پاک و پاکیزہ پہونچین ضحاک نے یہ مژدہ صلصال و

لاجورد شاہ اوران سب عیارون کو دیا ہر ایک اسقدر شوق مین بیتاب تھا کہ چاہتے تھے کسی طرح ابھی پہونچ
جائین وہ رات کٹنا اور دن گذرنا دشوار ہوگیا ضحاک ریش دراز نے عمرو ثانی سے پوچھا کہ تم تو یہان
آتے ہوے ڈرتے تھے دیکھی رحمت خداوندی کہ تم سے کچھ بھی پوچھا عمرو ثانی نے کہا اے ضحاک واقع
مین دشمن بنکر دوستی کرنا یہ تمھارا ہی کام ہے کہو وہ مال بھی خداوند بخش دیگا ضحاک نے کہا کہ کیا خداوند مال کا محتاج
ہے جب وہ ہر چیز پیدا کرسکتا ہے تو اُسے کیا پروا ہے یہ بھی ایک بات تھی اور حیلہ تمھارے بلانے کا تھا یون بغیر
دیکھے ہوے تم خداوند کے قائل ہوتے عمرو ثانی نے کہا کہ بیشک غرضکہ اب تیسرا دن ہوا کہ جو روز جشن قرار پایا
ہے ہر گلی کوچہ آراستہ ہونے لگا دن سے چراغان کا انتظام ہوا ہر گلی کوچے مین چوک کا لطف حاصل تھا کٹورہ کھنک رہا تھا
دوکاندار آئسین چندہ کرکے ناچ کا اہتمام کررہے تھے تھوڑے فاصلے سے تمام شہر مین برابر لنگر سے کھنچے ہوے تھے کہین پیسرا
کہین سبھا کہین بھانڈ کہین طوائف جنکو مقدرت تھی انھون نے تین سو روپیہ دیکر سبیلان بچوائی تھین جا بجا دوکانین آراستہ تھین
عمدہ عمدہ اشیا کثرت سے موجود تھین ہر کوچہ و بازار مین میلے کا لطف حاصل ہوتا تھا لشکر مین چار دن نقارون کا انتظام
تھا جا بجا لنگر سے کھنچے ہوے تھے طبلے کی گمک مجیرے کی آواز بلند تھی لیکن شام ہوتے ہی چراغان ہوا دروازون
مین اسقدر قندیلین آویزان کی گئین کہ دور سے لطف کرمک شب تاب کا نظر آتا تھا اور ان لشکر کی بارگاہ تھا
مثل عروس شب اول کے سجی ہوئی تھین جھاڑ کنول چھابے مردنگ کی روشنی عجب لطف دکھا رہی تھی
بہار چراغان لطف کواکب کو مٹا رہی تھی گویا فلک مشعل ماہ فروزان کیے ہوے لطف زمین کو جھکا ہوا دیکھ رہا
تھا اور گنبد جہان نما کی تو نیاری بہار سے بلبہ ہر خشت زرین سے رگ شعلۂ نور بلند تھا اور گلشن مانند آفتاب کے
ضوو سے سہا تھا آواز سرود دستار چلی آتی تھی دوالی کا لطف ملتا تھا کہ کوئی گلی کوچہ روشنی سے خالی نہ تھا
جسکا بیچارے غریبون کو زیادہ مقدرت نہ تھی انھون نے کڑوے تیل کے چراغ برابر سے دیوارون پر رکھ دیے
تھے کوئی ہوا سے بجھ گیا ہے کوئی جھلملا رہا ہے لڑکے بالے صاحب خانہ کے آتے ہین پھر اُسے روشن کر دیتے ہین موٹی
سی بتی لگا دیتے ہین کہ اب نہ بجھے اگر ماں باپ غریب دیکھ پاتے ہین مارنے کو دوڑتے ہین کم بخت تیل زیادہ
جل جائیگا تو کل کیواسطے کہان سے آئیگا جشن تو ابھی تین روز ہے خداوند کو فکر نہین ہے مزے سے گنبد پر بیٹھا ہوا ہے
جو چاہتا ہے حکم جاری کرتا ہے یہ نہین سمجھتا کہ یہ غریب کہان سے لائین گے خدا ایسے گدھے خداوند کو غارت
کرے آج تو لڑکے کے کرتے گرو رکھے ہین کل کیا ہونا ہے ہم آپ فاقون مرتے ہین غرضکہ جب خوب ہر طرف
آراستگی ہوچکی اُس وقت پیک قدرت پاس ضحاک ریش دراز کے آیا اور کہا جلوہ خداوند نے
یاد کیا ہے ضحاک جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا صلصال و خلخال بن صلصال لاجورد شاہ عمرو ثانی
اور سب عیار ہمراہ ہوے پیک قدرت ان کو لیکر طرف دریاے رحمت کے متوجہ ہوا جس وقت یہ سب قریب
دریا پہونچے پیک قدرت نے آواز دی کہ اے صراط قدرت نمودار ہو دیکھا تو دریا مین طوفان آیا اور
چیخ مار کر وہی برج نمودار ہوا چار پریان چار رنگ کی اُسے اٹھائے ہوے پیک قدرت نے کہا کہ چلو یہ سب تھے
کہ چلین تو کیونکر چلین کہا دریا مین ڈوب مرین پیک قدرت ہنسا اور کہا کہ یہ لکیر جو بقدر تنگ کے پانی مین
معلوم ہوتی ہے یہی صراط قدرت ہے اسپر پاؤن رکھ کر نام خداوند کا لیکر بیخوف و خطر چلے جاؤ اگر اعتقاد
مین فرق آیا تو ابھی دریا مین ڈوب جاؤ گے یہ سب کے سب پہلے ہی سے مطیع ہوچکے ہین دل انکے بالکل اپنے
اپنے مذہب قدیم سے پھر چکے ہین اعتقاد مستقل آئینہ رو کی طرف جما ہوا ہے یا خداوند یا خداوند کرکے اُسی

جادہ پہ چلے اور قریب اس برج کے پہونچ کر اندر دریچی کے داخل ہوئے وہان زینہ معلوم
ہوا اوتر کر چلے لیکن جسوقت یہ سب اندر اُس برج کے پہونچ چکے برج چرخ مارکر بیٹھ گیا لیکن ضحاک
زلیش دراز آگے آگے پیچھے اُسکے لاجورد شاہ صاحبقران عمرو ثانی اور دیگر عیاران لشکر اسلام جاتے
جاتے قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ یاقوت سرخ کا ہی اور دو تپلیاں زمردی
ہاتھوں مین گلدستے جواہر کے لیے ہوئے کھڑی ہین گلوں مین تصویر تمثال آئینہ روکی پڑی ہوئی ہی
دروازہ مانند آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہی ضحاک نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ یک قدرت نے
کہا ابھی ٹھہرو بخداوند سے اطلاع کر لینے دو یہ لوگ بھی ٹھہرے یک قدرت خدمت مین تمثال آئینہ رو
کے گیا اور عرض کی کہ سب حاضر ہین حکم ہوا کہ ہمارے تازہ بندون کو گنبد جہان نما پر لیجا کر سیر کراؤ اسکے
کی سیر کراؤ حوران جنان کو دکھاؤ جو جسے پسند آئے وہ اُسے دو بعد اسکے ہمارے حضور مین لاؤ یک قدرت
نے آکر ان سب سے کہا کہ حکم خداوند ہوا ہی کہ ساتون آسمانون کی سیر کرو کرسی کو دیکھو احمق خدا کی قدرت
کو مشاہدہ کرو کہ اُسنے کیسی کیسی چیزین بنائی ہین اُسکے بعد اپنے مرتبے پر نظر کرو کہ تحصین عرش اعلی یعنی گنبد جہان نما
کی سیر کا حکم ملا ہی کہ وہان سے تمام شہر کا لطف دکھائی دیگا غرض کہ یک قدرت ان سب کو لیکر آسمان اول کی طرف
چلا جاتے جاتے ایک دروازہ نظر آیا آگے یک قدرت چلا بعد اُسکے ہر ایک داخل ہوا لیکن جو اندر
گیا اُسے یہ معلوم ہوا کہ ہم زینہ پہ چلے جاتے ہین سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا جسوقت آنکھ کھلی
اپنے کو ایک گنبد وسیع مین پایا کہ جسکا عرض و طول حد نگاہ سے کم نہ تھا وسط گنبد مین گرد قمر کو تابان پایا یک
قدرت نے کہا کہ آسمان اول یہی ہی بعد اُسکے ایک دریچہ اُس گنبد مین لگا ہوا تھا یک قدرت ان سب کو
لیکر وہان گیا جو دریچی مین داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ بالائے ہوا اُڑتے چلے جاتے ہین جب بعد کچھ دیر کے
آنکھ کھولکر دیکھا اپنے کو ایک دوسرے گنبد مین پایا کہ جو اُس سے زیادہ وسیع تھا ایک ستارہ بصورت زن
جمیلہ وسط برج مین جلوہ افروز تھا یک قدرت نے کہا کہ وہ فلک القمر تھا یہ فلک الزہرہ ہی اس
برج مین بھی ایک دریچہ تھا یک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا جو داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ
کوئی جانب شمال کھینچے لیے جاتا ہی سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا ہی جب روشنی محسوس ہوئی آنکھ کھلی اپنے
کو ایک اور گنبد مین پایا جو اُس گنبد سے بھی وسیع و بلند تھا ایک ستارہ بصورت مرد اُس گنبد مین بھی
تابان دیکھا یک قدرت نے کہا کہ یہ فلک العطارد آسمان سوم ہی بعد اُسکے اس برج مین بھی ایک دریچی
تھی یک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی جانب جنوب کھینچ رہا ہی جب
آنکھ کھلی اپنے کو اور ایک برج وسیع مین دیکھا کہ جو اُن تینون گنبدون سے چہار چند وسیع تھا وسط گنبد
مین گرد آفتاب روشن پایا کہ مارے گرمی کے تن بدن پھنکنے لگا ٹھہرنا دشوار تھا یک قدرت نے کہا
کہ یہ آسمان چہارم فلک الشمس ہی لاجورد شاہ وغیرہ نے کہا ای یک قدرت جلد یہان سے لیچلو ایسا نہو کہ
ہم سب جل جائین یہ گنبد برج غضب خداوند معلوم ہوتا ہی یک قدرت ان سب کو لیکر پھر دریچی مین در
آیا اب ہر ایک کو یہ محسوس ہوا کہ کوئی آگے کو کھینچے لیے جاتا ہی بعد کچھ دیر کے جب پاؤن ایک جگہ قائم ہوئے
پھر اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا کہ جو اُس گنبد سے زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ سرخ رنگ بصورت مرد جلاد
ایک ہاتھ مین سر کٹا ہوا ایک مین شمشیر برہنہ وسط گنبد مین جلوہ گر دیکھا یک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المریخ

آسمان پنجم ہولا چور دشاہ وغیرہ نے کہا کہ اے پیک قدرت یہان سے بھی جلد چلو پیک قدرت پھر ایک
دریچی سے گذرا یہ سب بھی چلے پھر تاریکی نظر آئی اور یہ معلوم ہوا کہ پشت کی جانب کھنچے چلے جاتے ہین پھر بعد کچھ
دیر کے مقام منور پر پہونچے دیکھا کہ یہ گنبد سب سے زیادہ وسیع ہے اور ایک ستارہ بصورت مرد پیر باریش دراز
شجر فی پوش عصا پر تکیہ کیے کھڑا ہے پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المشتری آسمان ششم ہے پھر ایک دریچی
مین داخل ہوے ابکی یہ معلوم ہوا کہ سر نیچے ہے ٹانگین اوپر ہین تحت الثری کو چلے جاتے ہین مگر ان سب کے
دل پر وہ اعتقاد تمثال آئینہ رو کا جم گیا ہے کہ مطلق کسی حالت مین خوف نہین معلوم ہوتا اب جو آنکھ کھلی پھر اپنے کو
ایک گنبد مین پایا کہ وہ فلک المشتری سے بھی زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ بصورت کریہ منظر سیاہ رنگ
ٹوٹا کوون) کی ایسی صورت نظر آیا پیک قدرت نے کہا کہ یہ آسمان ہفتم فلک الزحل ہے اسمین بھی ایک دریچی تھی جو وقت
اسمین سے گذرے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے منجنیق مین رکھکر پھینکدیا چرخ کھاتے ہوے چلے جسوقت پانون زمین
سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک گنبد بلند و وسیع جو ہفت آسمان سے زیادہ ہے ہزار ہا ستارے کوئی بصورت ماہی
کوئی بصورت شمشیر کوئی بشکل نیزہ کوئی بہیئت تیر کوئی بشکل انسان اسی طرح مختلف اشکال کے ستارے ہزار ہا دیکھے
یہ تمام گنبد جگر جگر کر رہا ہے نہایت مقام دلچسپ ہے کہ یکایک پیک قدرت نے آواز دی کہ اے سیارگان قدرت
ان بندگان تازہ کو عرش اعلی پر پہونچا دو یہ سنتا تھا کہ جتنے آدمی تھے اتنے ستارے بصورت عقاب ہوکر زمین پر
آ پڑے اور ہر ایک کو سوار کر کے اپنی پشت پر دریچی سے نکلکر بلند ہوے لیکن اس تیزی سے اڑے کہ یہ سب متوحش
ہوا سے بیہوش ہوگئے مگر کوئی گرنے نہین پایا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک ایسے گنبد اطلسی مین دیکھا کہ جو ان
ہشت گنبد سے بھی زیادہ وسیع تھا باوصفیکہ اس گنبد مین کوئی ستارہ نہ تھا مگر اسقدر روشن و منور تھا کہ گنبد ہشتم
کی بھی کوئی حقیقت نہین اسمین چار دریچیان واقع تھین اب ان لوگون کے چار غول کیے ایک ایک غول
ایک ایک دریچی کی طرف آیا پردہ اٹھا دیا اور پیک قدرت نے کہا کہ یہان سے تمام دنیا کی سیر کرو ہر شخص نے دیکھا
کہ دریا مثل لکیرون کے معلوم ہوتے ہین انسان مور و مگس سے بھی کم حقیقت نظر آتے ہین واقع مین کہ تمام
دنیا نظر آتی ہے اور شہر شعبدہ مین جہانتک نظر کام کرتی ہے ہر طرف لطف چراغان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ
لگی ہوئی ہے جب یہ سب یہان کی بھی سیر کر چکے تو اب پیک قدرت نے کہا کہ تم لوگون کو خداوند نے کیا رتبہ
عالی دیا اب خدمت خداوند مین طرف بہشت کے چلو اور وہی ستارے جو بصورت عقاب بنکر انھین پہونچانے
آئے تھے ان سب سے کہا کہ انھین دروازہ بہشت پر پہونچا دو سب نے انکو پشت پر سوار کیا اور دریچیون سے نکل کر
چلے آن واحد مین انھین دروازے پر لاکر اتار دیا اب ان سب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا وہ پتلیان کھڑی
تھین بصورت انسان گویا ہوئین کہ اے او لو کچھ دیکھتے ہو کہ دروازہ پر کیا چیز آویزان ہے اب جو سب نے
آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تصویر تمثال آئینہ رو کی لگی ہوئی ہے سب نے سجدے کیے اور دروازے مین داخل ہوے
سیر بہشت کی کرتے ہوے چلے کسی مقام پر تختہ نرگس دیکھا یہ معلوم ہوا کہ نرگس دنیا اور نرگس بہشت مین بھی فرق ہے
کہ یہ چشم اصلی ہے اسے مثل چشم انسان کے گردش ہے اور نرگس دنیا چشم مصنوعی ہے تختہ نرگس سے آواز آئی کہ دیکھو قدرت
نمائی خداوند کو کہ اسنے کیسی کیسی چیزین پیدا کی ہین اور ہماری طرح عشق خداوند مین سرشار ہو موجب نرگس کو
ہو اسکتا آزار اسے کہتے ہین ہاہیبت سے نہوا اچھا بیمار اسے کہتے ہین اور آگے بڑھے تختہ سنبل نظر آیا پیچ تاب کا محل محبوبان کے
پیچیدہ پایا سوسن کی زبان سے آواز پیدا تھی کہ خداوند تمثال آئینہ رو برحق خداوند ہے جسکی قدرت نمائی کا قابل

ہر چرند و پرند ہے اسی طرح ہر گل و غنچہ صدا دیتا تھا جانوران مختلف اللون عجیب الخلقت کوئی یاقوت نگار کوئی زمرد نگار
کسی کے پر یاقوت سرخ کے گردن زرد تمام جسم سرخ کوئی بصورت باز لیکن جسم پر گل بوٹے ہوئے کسیکی منقار
سفید ہیرے کی ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہے پنجے زمرد کے تمام جسم یاقوت زرد کا سب بانداز انسانوں کے
تعریف تمثال آئینہ رو کر رہے ہیں شجر وجد کے عالم میں جھوم رہے ہیں نہریں شہد و شیر کی جاری ہیں انمیں
ماہیان سرخ و سبز ناکوں میں نتھنیاں پڑی ہوئی کانوں میں بالیاں زیور سے آراستہ پانی سے منہ نکالکر یا خداوند
تمثال آئینہ رو کہکر تہ نشین ہو جاتی ہیں غرضکہ ہر در و بام سے یا خداوند یا خداوند کی آواز چلی آتی ہے جابجا قمقمے
بنے ہوئے ہیں کہ کوئی یاقوت سرخ کا کوئی یاقوت زرد کا کوئی زمرد کا کوئی مروارید کا ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے جابجا سے
شیشہ آلات جواہر کے جھاڑ فانوس مرد نگ لگے ہوئے ہیں شمعیں روشن ہیں زبان شعلہ سے یا خداوند تمثال کی آواز
پیدا ہے یہ سب کے سب جھومتے ہوئے اور رو جار کرتے ہوئے بلکہ خود بھی ثنا و صفت تمثال آئینہ روکی کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں یہانتک کہ قریب ایک قصر رفیع کے پہونچے دیکھا کہ دروازۂ قصر پر ایک اژدر دہن کھولے ہوئے
بیٹھا ہے شعلے دہن سے اسکے نکل رہے ہیں پیک قدرت نے کہا کہ اگر قرب خداوند چاہتے ہو تو کود پڑو اسکے دہن
میں یہ سب کے سب ایسے سرشار ہو رہے تھے کہ بیخوف وخطر دہن اژدر میں کود پڑے شعلوں نے مطلق اثر نہ کیا
اب جو دیکھا تو سامنے ایک قصر ہے کہ ہر خشت اسکی جواہر مختلف اللون کی ہے اور عجب ترکیب سے وہ قصر بنا ہے
کہ اینٹوں کی جڑائی سے معماروں نے بیل بوٹے قائم کیے ہیں آگے چبوترہ ہے اسپر بہت بڑا شامیانہ کھچا ہوا ہے
کہ اسکی بھی تیاری بیان سے باہر ہے شامیانہ فلک جسکے آگے سر سے جھکتا ہے فرش قاقم و سنجاب بچھا ہوا ہے بیچ
میں ایک مسند لگی ہوئی ہے اسپر ایک گبر ناہنجار مخمور پر نقاب ڈالے بیٹھا ہے پیک قدرت نے آواز دی کہ
یہ تازہ بندے حاضر ہیں ان سب نے سجدہ کیا اس گبر نے آواز دی کہ انکو سیر آسمان و بہشت کرا لائے
پیک قدرت نے کہا کہ کہیں حکم خداوند کے خلاف کر سکتے تھے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اب انکو ساری جہنم
کا حال تو معلوم ہو گیا مگر یہ لوگ فقط رحمت پر بھروسا کرینگے تو ہمسے خوف نہ کرینگے لہذا انکو نمونہ دوزخ کا بھی
دکھا دینا چاہیے پیک قدرت نے کہا کہ بہت خوب اور ان سب کو ساتھ لیا اسی قصر کے پہلو میں زمین پر ایک
پتھر نصب تھا اسے ہٹایا ایک غار پیدا ہوا ان سب سے کہا کہ دیکھو جسنے جھک کر دیکھا توبہ توبہ کرتا ہوا
وہاں سے پھرا لاجورد شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ اور دامہ جادو کو دیکھا کہ سانپ اور بچھو انکے بدن
میں لپٹے ہوئے ہیں شعلے ہر طرف سے بھڑک بھڑک کر گرتے ہیں چلا رہے اسقدر ہیں کہ ناک انہیں دکھائی دے فریاد
کر رہے ہیں صلصال نے اپنے عزیزوں کی بھی کیفیت دیکھی غرضکہ جسنے دیکھا اپنے عزیزوں کو حال خراب
سے پایا سب تھرانے لگے اب پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر خدمت میں تمثال آئینہ رو کے آیا اور کہا کہ
نمونہ غضب خداوندی بھی انھیں دکھا دیا کہا بہتر ہے ان سب کو بیٹھنے کا حکم ملا سب مودب ہو کر بیٹھے تمثال آئینہ رو
نے حکم دیا کہ حوران بہشتی کو طلب کرو اسیوقت پردے کے پرے نازنینوں کے جھرمٹ مارے ہوئے ایک جانب
سے یاقوت پوش ایک سمت سے زمرد پوش ایک طرف سے مروارید پوش اسی طرح انواع اقسام کی پشوازیں
پہنے ہوئے زیور میں سر سے پیر تک لدی ہوئی تیرہ تیرہ برس کے سن ولولے کے دن اٹھتی اٹھتی
کاتیں دلفریب باتیں ہر قدم پر کرشمے دکھاتی ہوئی دل لبھاتی ہوئیں نمودار ہوئی لاجورد شاہ و صلصال
و عمرو ثانی و دیگر عیاران نامی سکتے کے عالم میں ہو گئے وہ نازنینیں برابر سے آکر پہلے جاکر کھڑی ہوگئیں اسے

ایک غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوشون نے ناچنا شروع کیا آواز خلخال سے ہزار سازون کا رنگ پیدا تھا سریلی آوازون سے سوز وگداز پیدا تھا لیکن افسر اُن سب حورون کی ایک نازنین ماہ جبین تھی دردرگوش مرصع پوش آب گہر مین غوطہ مارے گیسو سنوارے عجب ناز و انداز سے ناچ رہی تھی کہ صورت اُسکی دیکھتے ہی عمرو ثانی کی یہ کیفیت ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوے آثار عشق طاری ہوے اُس نازنین کی نظر جو عمرو ثانی پر پڑی اُدھر سے منھ پھیر لیا بس منھ پھیرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک تیر جان نستان جگر کے پار گذر گیا بیساختہ منھ سے اُف نکل گئی اتنے مین دوسرے غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوش جسقدر تھین علحدہ کھڑی ہو گئین اب سرخ پوشون کا غول آیا اور برابر تال پر قدم اُٹھا اُٹھا کر ناچنا شروع کیا پرستان کا سمان تھا ایک سے ایک آپس مین چہلین کرتی جاتی تھین ناچنے مین کوئی کسی کی طرف دیکھکر ہنس دی کسی نے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی نے کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سن کی شوخی کسیکا لحاظ دیا بس نہین یہ بھی دھیان نہین کہ غیر لوگ جمع ہین سامنے خداوند بیٹھا ہے ان نازنینون کی افسر ایک حور وش آفت جان دشمن دین وایمان تھی کہ جسکے حسن کی چھوٹ پڑتی تھی چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن ومنور تھا یکایک اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اُس کاکل شکنگون کی جو آجاتی ہے
اُس بحالی رخ بیمار پہ آجاتی ہے
اور ہو جاتے ہین ایام جوانی مین حسین
دیکھو اس بھول سے اب ہوتے وفا جاتی ہے
حسن مین خاک اُڑاتی ہوئی ہر بین ہمراہ
سر بالین پہ قضا آکے سنا جاتی ہے
کسی پہ دیکھے مین نہین رنگ محبت چھپنا
روگ یہ ایسے بھلے دلکو لگا جاتی ہے

آہ کھٹا دلپہ غم و درد کی چھا جاتی ہے
شوخی اُن مست نگاہون مین جو آجاتی ہے
شوخیان آتی ہین آنکھون مین حیا جاتی ہے
یہ بلا وہ ہے کہ ٹالے نہین ٹلتی نازسیت
میرے مرنیکی خبر لیکے صبا جاتی ہے
سنکے بیچین ہو جاتے کوئی نازک دل
خون ہو کر ترے ہاتھون مین حنا جاتی ہے

کان مین تیرے دعا کی جو صدا جاتی ہے
پھیر کر منھ اُنکی خلوت سے حیا جاتی ہے
گرمی غم سے مرے دل کو نہ پژمردہ کرو
جان جاتی ہے طبیعت اگر آجاتی ہے
اچھے ہوتے نہین دیکھے کبھی بیمار فراق
ڈرتے ڈرتے مرے نالون کی صدا جاتی ہے
آرزو نرگس بیمار کی الفت کو نہ پوچھ

جسوقت وہ نازنین سریلی آواز سے یہ غزل گا چکی سب کو اک سکتے کا عالم ہو گیا چالاک ثانی کے چہرے کا رنگ زرد ہوا دل مین درد ہوا اشک حسرت آنکھ سے پیدا آثار عشق ہویدا ہوے اتنے مین تیسرے غول کو حکم ملا سرخ پوش الگ پرا باندھکر کھڑی ہو رہین اب سبز پوشون کا غول آیا اور ناچنا شروع کیا سبز پوشون کی افسر ایک ماہ جبین تھی کہ اُسپر شاپور شیر دل عاشق ہوا اسکے بعد غول زرد پوشون کا ناچنے لگا انکے افسر پہ مہتر برق ثانی شیفتہ و فریفتہ ہوا اسی طرح ایک ایک نازنین پر یہ سب عاشق ہوے جب یہ سب تماشا دیکھ چکے صبح ہو گئی تھی وہ جلسہ برخاست ہوا ان سب کو ایک ایک قصر رہنے کو ملا ان پھلون میوہ ہاے جنت کھائے آرام کیا جب شام ہوئی پھر خدمت مین تمثال آئینہ روے حاضر ہوے اور وہی رنگ صحبت پھر ہوا پریزادون کا مجمع شغل رقص وغنا اُسی ہنگام مین وہ دن بھی تمام ہوا اب تیسرا دن ہے آج پھر جلسہ جمع ہوا ہے سامنے خداوند تمثال آئینہ رو بیٹھا ہے پرے نازنینون کے سامنے کھڑے ہین کہ تمثال آئینہ رو عمرو ثانی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہمنے تجھکو کیسا خوش الحان پیدا کیا اور تیرے باپ کو بھی اس علم مین کمال بخشا تھا آج حدرت تیرے سننے کے خود مشتاق ہین عمرو ثانی نے کہا یا خداوند بیشک برحق ہے مگر جب دل ٹھکانے نہین تو کیا ہو سکے ہمنے سنا تھا کہ جنت مین کوئی رنج نہین ہوتا مگر ہمتو یہان آکر بیمار محبت ہو گئے دو روز سے صدمہ فرقت نے دلکو سراپا زخم بنا دیا ہے یہ سنکر تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ ہم کیفیت تیری دیکھ رہے تھے قدرت کو سب حال معلوم تھا مجھپر کیا موقوف ہے

ہے یہ سب اسی حال مین مبتلا ہین اگر ہم طبیعتین مختلف نہ خلق کرتے اور سب ایک ہی حور پر عاشق ہو جاتے تو کیسی دقت ہوتی دیکھا ہماری مصلحت اندیشی کو کہ پہلے سے تمھاری طبیعتین ایک دوسرے کے خلاف پیدا کین سب نے کہا یا خداوند تیرا مثل نہین ہے خداوند ایسا ہی ہونا چاہیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ دلاجور دردانہ کو تجھے بخشا اور تیری خاطر سے جو جسپر عاشق ہے اُسے وہ حور بخشی بس اب تو کوئی رنج نہین ہے یہ سنکر عمرو ثانی نے اب مطمئن ہو کر جوڑی ہفت پیوندی نے کی جیب سے نکالی اور سر اُسکے درست کر کے بجانا شروع کیا وہ حوران جنان جو پرے باندھے کھڑی ہوئی تھین صف کی صف عالم تحیر مین دیوار بنکر رنگین تمثال آئینہ رو کی یہ کیفیت ہوئی کہ جھومنے لگا در و دیوار سے سُرونکی آواز پیدا تھی عمرو کے گانے کا مثل ونظیر کا سیکھو ہے دردانہ بھی عمرو کی عاشق ہو گئی اب تمثال آئینہ رو نے فرمائش کی کہ کوئی غزل یاد ہو تو گاؤ عمرو نے غزل شروع کی غزل

طبیعت جوش پر آئی ہے آفت ہونیوالی ہے
یقین ہے کہ مجھ پر اپنی شام فرقت ہونیوالی ہے
گلا ہم کاٹتے مرنا تھا بہتر اس تڑپنے سے
ہوا کے آتے ہی یہ شمع رخصت ہونیوالی ہے
رہا تا زیست اپنا نام روشن تیرہ بختی سے
قیامت خود پکار اُٹھی قیامت ہونیوالی ہے
خبر دیتا ہے پیہم ٹوٹ کر تار رگ شب فرقت
کہین اُن در دمندان سے شکایت ہونیوالی ہے
مصیبت کا مری حد سے گذر جانا یہ کہتا ہے
عدو اید وست آخر مین پر الفت ہونیوالی ہے
نکلنے کے لیے ملتا ہے کر وہ مہر پردے سے
جبین پر ثبت اک مہر شہادت ہونیوالی ہے
ہوا آنکھوں دیتی ہے خبر پہلے سے یہ پی
کہ تیری شوخیون سے اُنکو وحشت ہونیوالی ہے
جبین پر جو ہمارے دست رسوائی نے لکھی تھی
کہ تا تک صبح کو پہلو سے رخصت ہونیوالی ہے
چھلے مین وہ مہندی کی گلی رخصت ہونیوالی ہے
آ منگین پہ جھلکے کہتی ہین کہ الفت ہونیوالی ہے
ترقی درد کی ہے غیر حالت ہونیوالی ہے
نہ پہلے سے خبر یہ تھی کہ فرقت ہونیوالی ہے
ابھی آ جائے عشق یارب تو کچھ ایذا سہی جاوُن
یہی بعد فنا بھی شمع تربت ہونیوالی ہے
ستم ہے عارض رنگین پہ یہ آغاز سبزے کا
فلک سے آج نازل کوئی آفت ہونیوالی ہے
مثال صبح روشن ہے جو شام وصل کا چہرہ
بہت ایذا ہمی اب بکر رخصت ہونیوالی ہے
وہ دم بھر اب نہ آئے تو تہ پہاتیکے پھر مجھکو
سنبھل جاؤ دیکھنے والے قیامت ہونیوالی ہے
یہ کہتا ہے ترا گردن جھکا کر حال دل سننا
ادھر دیکھا دل کا کہتا ہے کہ فرقت ہونیوالی ہے
کسی کے جسم کی خوشبو اثر اپنا دکھا دیگی
یہی تحریر خط لوح تربت ہونیوالی ہے
سحر ہے وصل کی شب بیقرار شمع کہتی ہے
کیا ہے تہلکہ گویا قیامت ہونیوالی ہے
وہ آئے ہیں کہ مین گیسو زینت ہونیوالی ہے
اثر جاتا ہے چہرہ یہ مصیبت ہونیوالی ہے
فسردہ ہو گئی آہ سرد سے داغ دل سوزان
جھلک اُٹھی ہے درد دل کی شدت ہونیوالی ہے
چلا جب وقت وہ محشر خرامی ختم کرنے کو
ترے گلشن مین بنگالے کی شہرت ہونیوالی ہے
زبان تو پھر لگا وے ضبط چپکے پر خاموشی
یہ آمد ہی سے ظاہر ہے کہ رخصت ہونیوالی ہے
نکلا کاٹین گے اپنا جب تمنا ئین نہ نکلین گی
دگرگون درد دل سے مری حالت ہونیوالی ہے
گرا ہے پا تو پھر سر کو جھکا کر کہ ہے قاتل
کہ شکوہ کرنیوالے کو ندامت ہونیوالی ہے
لباس کاغذی کو چاک کر ڈالین گی تصویرین
گل قالین مین پیدا آج نکہت ہونیوالی ہے
وہ گل ہمراہ لیجائیگا سامان عشرت بھی
کہ رفیقا اے آرزو اب رخ کی رنگت ہونیوالی ہے

عمرو ثانی اسی طرح کی غزلین اس طرح گایا کہ سب کو محویت کا عالم ہو گیا اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ شمعین جھلملا کر خاموش ہونے لگین ستارہ سحری فلک پہ چمکا بزم انجم مین ابتری ہوئی مشعل ماہ بھڑک کر گل ہوئی جلسہ برخاست ہوا عمرو ثانی و دیگر عیاران اسلام دلاجور د شاہ اور صلصال اپنے اپنے قصر مین آئے ادھر ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین پایا تمنا ئین دل کی نکلین مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوئے بند سے یہ لوگ عیش و عشرت مین رہے اب ایک روز تمثال آئینہ رو نے پھر سب کو سامنے اپنے طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال و عمرو و صحاک

وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہوے پہلے آداب خداوندی بجالائے سجدے کیے تمثال آئینہ رو نے عمرو ثانی
سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اگر تمکو امیر ثانی کے پاس بھیجیں اور جو کچھ کہلا بھیجیں تو اُنسے کہوگے اِسنے کہا جس طرح
ارشاد ہوگا اُسی طرح کہونگا بلکہ اگر حکم ہو تو باندھکر حمزہ کو لیے آؤن کہ اُسنے تمام عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے خدا نے دیدہ
کو سجدہ کراتا ہے صدہا ساحرون کو مارا ہزارہا شہر برباد کردیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اگر خداوند کو یہ منظور ہوتا
تو کیا اُسے بلا نہین سکتے تھے یا اُسے پیدا کیون کرتے کوئی تو ہماری مصلحت تھی کہ اُسے پیدا کیا وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے
اُسی بیابان مین ٹھوکرین کھارہا ہے نکلنے کا راستہ بھی نہین ملتا اگر ہم نہ رہا کرین تو زندگی بھر وہین ٹھوکرین کھا کھاکر
مرجائے راستہ نہ پائے ہو کچھ نہین بلکہ تم ایک نامہ ہمارا لیجاؤ اور حمزہ سے کہنا کہ اسی پر عمل کرنا اگر خلاف اسکے
کروگے تو تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ ایک سرکش ہے ان باتون کو بغیر سزا پائے
نہ مانیگا بلکہ سزا پر بھی نہ مانیگا اُسکا قلب مثل میرے دل کے منصف و حق شناس نہین ہے تمثال آئینہ رو نے کہا
کہ قدرت تم سے بہتر جانتی ہے لیکن جتنا تمسے کہا جاتا ہے اُسپر عمل کرو زیادہ باتون کو دخل نہ دو عمرو ثانی خاموش
ہورہا اب تمثال آئینہ رو نے ایک مالا مروارید کا عنایت کیا اور کہا کہ اسی مالے پر کلمات جادوئی عبادت کے
پڑھتے ہوے جاتا اور کچھ فقرات تعلیم کیے بعد اُسکے ایک جامہ عنبران ڈالدیا کہ اسے پہنو پھر ایک تاج عنایت
کیا کہ ہزار ہا قسم کا جواہر اُسمین نصب تھا یہ سب سامان دیکھکر عمرو کی رال ٹپک پڑی کہ کیا فیاض خداوند ہے اُسکے
بعد ایک طوطی کا پنجرہ دیا کہ یہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جانا جسوقت حمزہ سے باتین ہون اس جانور کو کھولدینا
یہ اپنا کام کرکے چلا آئیگا اُسکے بعد ایک نامہ لکھوا کر دیا کہ یہ ہماری طرف سے دیدینا اور جواب اُسکا لے کر جلد آنا
عمرو نے نامہ سر سے باندھا تاج سر پر رکھا جامہ زیب جسم کیا ایک ہاتھ مین مالا لیا ایک مین پنجرہ طوطی کا لیا اب ضحاک
ریش دراز کو حکم ہوا کہ تم ساتھ جاؤ اور کچھ چپکے سے کان مین ضحاک ریش دراز کے کہدیا کہ راز
اسکا وقت پر کھلیگا اور کچھ فوج ہمراہ کرکے بڑے عظم و شان سے عمرو کو طرار قدرت کا خطاب دے کر جانب کوہ
سیفا روانہ کیا عمرو طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ جاتے جاتے بیابان صفا مین داخل ہوا
یہان حالت امیر ثانی کی یہ تھی کہ چالیس روز تک ہر چہار جانب پھرے لیکن راستہ نہ پایا نہایت پریشان تھے
کہ پروردگارا اگر قضا میری آگئی ہے تو تلوار کی موت دے اسطرح سے مثل طائر پربند کے پھڑک پھڑک کر مرنا پسند
نہین آئندہ جو تیری مصلحت اسی حال پر ملال مین تھے سب سردار بھی حیران بادشاہ اسلام بھی پریشان کہ کیا
کرین کیا نہ کرین ایک روز امیر با توقیر کو خیال اپنے رفیق قدیم یعنی عمرو ثانی کا آیا بے اختیار ہوکر رونے لگے
مقبول مقبل نے سبب گریہ پوچھا صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ مین باوجودیکہ اپنے
کو آزاد سمجھتا تھا (بلکہ نہین) گرفتار ہوگیا ہون اور اُس دوست صادق یار موافق کو تو مین نے خود باندھکر بھیجدیا
تھے وہان نہین معلوم اُسپر کیا گذری اور دیگر عیار جو عزیز و ملازم اسکے مین اُنکی خدا جانے کیا کیفیت ہوگی دیکھیے آئندہ
یہ فلک تفرقہ انداز کیا رنگ لاتا ہے کس کس کے چھڑاتا ہے ہنوز یہی باتین تھین کہ جوڑی اُسکا رونے کی عرق مین آلودہ
گرد مین اَٹے ہوئی نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنا بجالانے کی عرض کی کہ شہنشاہ عیاران سپہر خواجہ عمرو ثانی
بڑے عزم و شان سے تشریف لاتے ہین کہ ایک تاج مرصع بر سر اور جامہ زرتبہ شاہنشاہی در بر فوج ہمراہ
بارگاہ ساتھ لیکن ایک ہاتھ مین پنجرہ کسی جانور کا ہے اور دوسرے ہاتھ مین مالا ہے اُسے پڑھتے ہوے
یا خداوند تمثال آئینہ رو کہتے ہوے چلے آتے ہین دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ تمثال آئینہ رو کی طرف

سے ایلچی ہوکر آئے ہین اور انھون نے مذہب تمثال کو اختیار کیا امیر ثانی کو یہ سنکر یقین نہ آیا دلمین خیال کیا
کہ یہ ایک مکار ہی کسی کا بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہان اپنے تحصیل زر کو واسطے یہ جامہ فریب پہنا ہی کیونکہ باپ بھی
اسکا اکثر مقامات پر بمصلحت کافر بن گیا ہی یہ خیال کرکے فرمایا کہ آنے دو بلکہ ایلچی کے مرتبہ کے موافق کہ اتنے بڑے
شخص کا قاصد ہوکر آیا ہی اگرچہ وہ کافر ہی شاہان ہفت ملک کو حکم ہوا کہ برائے استقبال جائین حسب الارشاد
اسی وقت شاہان ہفت ملک برائے استقبال روانہ ہوے اُس طرف سے سواری کا غلغلہ با دبدبہ بادشاہی خواجہ
عمرو ثانی کی آتی تھی ادھر سے شاہان ہفت ملک برائے استقبال جاتے تھے عمرو ثانی نے جو ان سب کو
آتے دیکھا نہایت غصہ ہوے اور فرمایا کہ وہ عرب میرے استقبال کو نہ آیا ایسے اپنی صاحبقرانی پر گھمنڈ
ہی میرے مرتبے سے شاید آگاہ نہین ہی کہ مین بیک طرار قدرت ہون اگر حمزہ صاحبقران ثانی
میرے استقبال کو نہین آیا ہی تو مین بھی اُس کی بارگاہ مین نہ جاؤنگا اور یہ بات سمجھائی ہوئی
ضحاک ریش دراز کی تھی کہ مین بارگاہ سلیمانی مین نہین جا سکتا علاوہ اسکے جس کام کے
واسطے تم آئے ہو اگر وہان جاؤگے تو کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے خیمہ اپنا علحدہ برپا کیا لشکر کو اُتارا اور
شاہان ہفت ملک سے کہا کہ اُس عرب سے کہدینا کہ تو بڑا مغرور ہوگیا ہی کہ مین شاہزادہ ولایت اول کا
بیٹا اور خداوند تمثال آئینہ رو کا بیک طرار اور تو میری پیشوائی کو نہ آیا اسی باعث سے مین بھی تیری
بارگاہ مین نہ آیا جسوقت شاہان ہفت ملک واپس گئے جاکر تمام کیفیت امیر ثانی سے بیان کی امیر ثانی
نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی اسکی شامت آئی ہی خلل دماغ بڑھتا جاتا ہی ابھی میرے
غصہ سے آگاہ نہین غیرتمند یعنے ضحاک ریش دراز کے سامنے بھی مجھسے مذاق کرتا ہی ابھی تک امیر ثانی
کو یہی گمان ہی کہ شاید حسب عادت یہ شرارت کرتا ہی اکثر اسنے ایسا کیا ہی کہ مجھ سے تعظیم کروائی ہی جسطرح
باپ اسکا خدمت مین والد ماجد کے گستاخ تھا اُنھون نے اُسے منھ لگایا تھا وہی باتین سنتا ہی دیکھتا ہی
کبھی کبھی میرے ساتھ بھی کرتا ہی یہ سنا تھا کہ رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ حضور کبھی نہ تشریف لیجائین
اگر انکو غرض ہوگی تو خود حاضر خدمت ہونگے ورنہ پھر بری طرح یہانتک آئینگے مین خود جاکر گرفتار کر
لاؤنگا امیر ثانی ہنسے وہان عمرو ثانی نے ضحاک ریش دراز سے کہا کہ اب تم میرے ایلچی بنکر
جاؤ اور حمزہ سے یہ کہنا کہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہی جو یہانتک نہین آتا اگر تجھے کسی طرح کا خوف نہ
تو قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ رو کی کہ تجھ سے بہ آشتی پیش آؤنگا اور اے ضحاک اگر ایسا نہ کروگے
تو حمزہ کبھی نہ آئیگا یہ پیام سنکر ضحاک ریش دراز روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر امیر ثانی ہوا ہرکارون نے
امیر کو اطلاع دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہی امیر نے فرمایا بلاؤ جسوقت ضحاک داخل بارگاہ ہوا امیر کو
سلام کیا صاحبقران ثانی نے دخل اسکے واسطے پہلے سے کچھ اُٹھا رکھا ہی بیٹھنے کو اشارہ کیا ضحاک سلام کرکے بیٹھ گیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کس ارادہ سے آنا ہوا ضحاک نے عرض کی کہ مین ایلچی ہوکر آیا ہون بیک
طرار قدرت کا کچھ پیام لایا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض
کی کہ اول تو میری دریدہ زبانی عفو کی جائے کیونکہ مین ایلچی ہون مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوال نیست جتنا
پیام ہی اتنا بیان کرتا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ تم بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض کی کہ
یا امیر بیک طرار قدرت نے کہا ہی کہ اے حمزہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہی جو یہانتک نہین آتا اگر ایسا ہو تو پھر

مین ہی آؤن اور تو میری طرف سے اطمینان رکھ کہ مین تیرے ساتھ بہ آشتی پیش آؤنگا بدی نہ کرونگا بس
یہ سننا تھا کہ صاحبقران ثانی غصہ مین کانپنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ اے ضحاک مین کبھی اسکی بارگاہ مین نہ جاتا
کیونکہ وہ میرا ایک ملازم ہو کر اسوقت مجھ سے دماغ کی لیتا ہے مگر اب ضرور جاؤنگا کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین بھی کوئی
چیز ہون اور حمزہ یہان آنے سے ڈرتا ہے یہ فرما کر صاحبقران ثانی اٹھ کھڑے ہوے اور ضحاک سے
ارشاد فرمایا کہ مین ابھی چلتا ہون یہ ارادہ امیر نامدار کا دیکھ کر سب سردار مع لندھور بالک فرامرز جہوار
کیخسرو نامدار بدیع الزمان عالیوقار شاہزادہ نورالدہر شاہزادہ ایرج نوجوان داراب کشورکشا قہر
دیلمی عمرو بدیع الملک بن نورالدہر شہنشاہ گوہر کلاہ دارلے بن داراب یمین زرہ فرخ شکہ با بہزاد بکشو
بچیمن تلوارین لیے امیر کے ہمراہ گھوڑون سے کود پڑے اور عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین امیر نے فرمایا کہ مین واللہ
کسیکو ساتھ نہ لیجاؤنگا بلکہ تنہا جاؤنگا ہر چند سب سردارون نے اصرار کیا کہ ہم بھی ضرور چلین گے امیر نے نہ
مانا اور ارشاد فرمایا کہ جو میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا وہ میرا دوست نہین بلکہ دشمن ہے سب مجبور ہو کر خاموش
ہو رہے انتہا یہ کہ مقبول بن مقبلی کو بھی امیر نے اپنے ساتھ نہ لیا حالانکہ کسی مقام پر اس رفیق کو امیر نے اپنے سے
جدا نہین کیا لیکن آج مقبول کو بھی ہمراہ نہ لیا عرض اسکی قبول نہ کی اور ہمراہ ضحاک کے طرف بارگاہ عمرو ثانی
کے روانہ ہوے وہان یہ خبر عمرو ثانی کو ہوئی کہ امیر تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ آنے دو اب امیر ہمراہ ضحاک
کے چلے جاتے ہین جسوقت بارگاہ سامنے معلوم ہوئی خیال ہوا کہ اب یقین ہے عمرو برائے استقبال آتا ہوگا
لیکن کوئی نظر نہ آیا یہانتک کہ صاحبقران ثانی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ گئے جب بھی عمرو نہ آیا اب امیر کو
غصہ آیا کہ اسکی شامت آگئی ہے اور داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ عمرو تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر
چار قب شاہنشاہی در بر کیے ہوے بیٹھا ہے امیر کو خیال ہوا کہ اب تو برائے تعظیم اٹھیگا لیکن عمرو نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی صاحبقران آ کر دنگل پر بیٹھ گئے عمرو نے پوچھا کہ حمزہ مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا کیا دوزوان درد
ہو کیا حرکت تھی کہ تو نے میری تعظیم بھی نہ کی اور مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا خود حاضر خدمت ہوا عمرو نے کہا کیا
امیر آپ میرے آقا اور مالک ہین اسمین کوئی فرق نہین اور مین نمکخوار قدیم میری یہ تاب و طاقت نہ تھی کہ حاضر
حضور ہوتا یا برائے تعظیم نہ اٹھتا اگر چہ اب وہ سلسلہ قطع ہوگیا کہ مین یک دار قدرت ہون بندہ خاص الخاص
ہون خداوند تمثال آئینہ رو کا مگر سبب یہ تھا کہ میرے گلے مین تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہے
اسکی حرمت مین فرق آتا کہ ایک بندہ کی تعظیم کر سکین خداوند کی تصویر کی حرمت کھوتا یہ سنکر امیر کو یقین کامل
ہو گیا کہ عمرو مرتد ہو گیا ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ افسوس اے عمرو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تیری تقدیر مین مرتد ہو کر
مرنا تھا اسوقت آخر مین تو نے یہ رو سیاہی اختیار کی کہ پروردگار عالم سے اور رسول کریم سے منہ موڑا اگر دوزخ
مین بنایا اب تجھے یہ کیا ہو گیا افسوس کہ بچپنے کا ساتھ اب ہمیشہ کو چھوٹ گیا یہ فرما کر آبدیدہ ہوے دل
صاحبقران کا بھر آیا عمرو نے کہا کہ حمزہ روتا کیون ہے اگر تجھ کو میری محبت ہے اور میرا ساتھ دینا ہے تو ساتھ
میرے یہ خدمت خداوند مین چلا چل مین تیری بدل و جان سعی کرونگا اور وہ تیری خطا کو بھی معاف کر دے گا
اور تجھ سے زیادہ رتبہ عالی عطا کرے گا کیونکہ تو مجھ سے کہین رتبہ زیادہ رکھتا ہے اب تو صاحبقران
مشہور ہے جب صاحبقران قدرت کہلائے گا امیر نامدار نے لاحول ولاقوۃ پڑھا اور ارشاد
فرمایا کہ مجھے تیرے حال پر رونا آتا ہے مین اپنے حال پر نہین روتا ہون اگر تجھ ایسے ہزار دوست

چھوٹ جائین بلکہ سب عزیز میرے قتل ہو جائین جب بھی تمثال آئینہ رو کو سوا ے کا ذکچھ نہ سمجھونگا عمرو
نے کہا اچھا اب زبان کو اپنی بند کر مین نے پہلے ہی خداوند سے کہدیا تھا کہ حمزہ راہ راست پر نہ آئیگا سب
نصیحتین بیکار ہونگی لیکن فرمان خداوند کو بجا لایا جو تجھے اتنا سمجھایا خیر نہین کیا جیسا کریگا ویسا پائیگا ہمنے
ازراہ دوستی سمجھا دیا آیندہ تجھے اختیار ہی یہ کہکر نامہ تمثال آئینہ رو کا پیش کیا اور کہا کہ یہ نامہ خداوند ہی اسے پڑھو
اور اسپر عمل کرو امیر نے نامہ ہاتھ سے لیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھا صاف صاف تحریر تھا کہ ای حمزہ ہمنے تجھے
اس مرتبے کو پہونچایا زور دیا زر دیا رفیق ایسے ایسے عطا کیے تجکو صاحبقران بنایا لیکن تو دنیا مین آ کے بچہ
ہین ایسا بھولا کہ تو نے دوسرا خدا اسطرح کا بنا لیا کہ نہ جسکو کوئی دیکھ سکے نہ اس سے بات کر سکے نہ حال چل
کہ سکے ایک وہمہ کی بات ہی جیسے تو خدا کہتا ہی دیکھ اپنے یار وفا شعار کو کہ اسنے یہان آ کر اطاعت اختیار کی اور
اپنے خداوند اصلی کو پہچانا پہلے وہ بھی بھولا ہوا تھا لیکن اب راہ پر آیا ہمنے اسپر چشم رحمت کی سب گناہ اسکے معاف
کر دیے رہنے کے لیے قصر دیا دل بہلنے کو باغ بہشت و مثل حور پریان کھانے کو میوۂ جنت اور جو مال کہ اسنے
چرایا تھا وہ بھی اسے بخش دیا کیونکہ ہم مال کے محتاج نہین ہر چیز کو پیدا کر سکتے ہین امیر نامہ پڑھتے جاتے
ہین اور لاحول بھیجتے جاتے ہین آخر مین تحریر تھا کہ اگر تو بھی مثل عمرو کے آ کر اطاعت اختیار کرے اور مجھے سجدہ
کرے تو قسم کھاتا ہون اپنے عظمت و جلال کی کہ تیری صاحبقرانی کو اور عروج دونگا صاحبقران قدرت کا لقب
عطا کرونگا عمرو کو پھر تیری رفاقت مین دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو دوسرا صاحبقران پیدا کر کے
تجھے اسکے ہاتھ سے زیر کروا کر تمام عالم مین ذلیل کر کے قتل کروا ڈالونگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو
نے کہا کہو حمزہ اب کیا کہتے ہو امیر نے فرمایا کہ ری عمرو تو نہین جانتا مجکو اگر مین ایسے ایسے کافرون کے بہکانے
پر آ جاتا تو اتنک صاحبقرانی کیا کرتا تجھے یاد نہین کہ کیسے کیسے نیرنجات ان ساحرون نے دکھائے کہ ایمان
حمزہ کا برگشتہ ہو لیکن حمزہ کو پروردگار عالم نے وہ استقلال عطا فرمایا ہی کہ کہین بال تو ان باتون سے ڈگے اور فضل خدا
سے ان سب کو قتل کیا صدہا خداوند بان مٹا دیے یہ بھی کوئی ساحر ہی کہ اسنے تمام خلقت خدا کو بہکا رکھا ہی ہمارا
مشہور کہ ہر فرعونے را موسیٰ یہ بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ سے ایک روز مارا جائیگا اسکی ساری خداوندی تشریف
لیجائیگی اور معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی مسحور ہی جو ایسی باتین کرتا ہی عمرو نے کہا ای حمزہ قلب تیرا سیاہ ہی جو تو ایسے
خداوند کو نہین مانتا افسوس کہ تیری تقدیر مین جنت نہین ہی بلکہ دوزخ ہی خیر یہ تقدیر تیری یہ کہکر وہ تجیرہ جو عمرو
کے ہاتھ مین تھا اسکی کھڑکی کھولدی اور کہا کہ حمزہ دیکھ ادنی سا نمونہ قدرت خداوند کا یہ جانور ہین بہشت سے
پکڑ کر صرف تیرے دکھانے کے واسطے لیتا آیا ہون جو بات تیرا جی چاہے اس سے پوچھ لے یہ سب حقیقت
بیان کر دیگا کھڑکی کھلتے ہی وہ جانور اڑا اور پھر صاحبقران کے گرد سات چکر لگا کر ہاتھ پر بیٹھ گیا اور مانند
انسانون کے گویا ہوا کہ یا امیر واقع مین عمرو سچ کہتا ہی وہ خداوند ایسا ہی کہ اسنے تمام عالم کو پیدا کیا آپ مجھے
بھولے بیٹھے ہین دیکھیے مجھے ایک بہشت پر اسنے پیدا کیا دنیا مین کوئی حقیقت میری نہین ہی مگر جو مجھسے پوچھیے تو تمام
عالم کے ہفتاد و ہشت کا حال بیان کرون اور جاہے اپنا حسب نامہ پوچھ لیجیے یہ کہکر سات پشتون تک نام آبا و
اجداد امیر کے بیان کر دیے اسکے بعد صاحبقران اول کی پیدائش کے حال سے شروع کیا اور پرورش
پانا امیر کا اور ملازم ہونا نوشیروان کے بیان کیا عشق ملکہ مہرنگار پھر چڑھائی کرنا ہندوستان پر زیر ہونا
لندھور بن سعدان گرد کا اسی طرح جو کچھ واقعات امیر اول کے تھے سب بیان کر دیے اسکے بعد حال امیر ثانی

کی پیدائش کا اور پرورش پانا اسکا اور خروج اور جتنی کیفیتیں تھیں سب بیان کردیں امیر عالمگیر میں سب کچھ سن رہے
ہیں ضحاک ریش دراز نے کہا یا امیر اب تو آپ خداوندی تعالٰی آئندہ کو کی قدرت کے قائل ہوئے امیر نے
فرمایا کیا جھک مارتے بیہودہ کیا مردود ہوس یہ سنتا تھا کہ عمرو ثانی نے کہا او بندۂ بے ادب تو خداوند کو برا کہتا
ہے کہیں تیرا منھ نہ سڑ جائے اب تک میں نے تیری خاطر کی مگر تو یوں نہ مانیگا جبتک سزا نہ پائیگا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے کیا قضا تیری دامنگیر ہے ضحاک نے ہنس کر کہا کہ ادنی اثر قدرت خداوندکا یہ کہ آپ
نے جو خداوند کو برا کہا تو زبان کی برکت تشریف لیگئی یہاں تو یہ گفتگو پڑھی اور وہ طائر اڑکر روانہ ہوا عمرو نے کہا
کہ حمزہ اب تو ہمارے ساتھ نہیں سکتا میں تجھے زبردستی خدمت خداوندی میں باندھکر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیا مجال ہے
تیری ضحاک نے ہنسکر کہا کہ آپ اس بیابان سے تو جبتک نکل نہ سکے اگر ہم نہ چاہیں تو آپ تا حیات یونہیں پڑا کریں
اور راستہ نہ پائیں صاحبقران عقرب سلیمانی پکڑکر اٹھے عمرو روکنے چلا امیر نے ہاتھ عقرب کا مارا
ضحاک نے کچھ پڑھا تلوار ہاتھ سے گر پڑی تن بدن میں رعشہ پڑگیا اب امیر نے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا
مگر کچھ یاد نہیں آتا امیر سمجھے کہ یہی طلسم تھی کہ برکت زبان کی جاتی رہی افسوس کر عمرو اسی باعث سے بارگاہ
سلیمانی میں نہیں آیا تھا اب صاحبقران پریشان ہیں کہ یکایک دو بجلیاں کڑکیں اور دو پنجے گرے ایک عمرو
کو لے گیا ایک صاحبقران کو لیگیا اور ایک پنجے نے ضحاک ریش دراز کو دبا کر گولہ سا کرکے حلق
میں ڈال لیا جب وہ ضحاک ریش دراز کو مانند افیون کے گولی بنا کر کھا چکا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اس سے چھین چکا خدمت میں اپنی مالکہ کے گیا یعنی قریشۂ ثانی کے پاس گیا چونکہ قریشۂ مذکورہ سے مقابلہ
دیوا ہرمن کے مع اپنے لشکر کے گئی تھیں اور اسکی فوج کو شکست دیکر اسکو تہ تیغ کرکے اپنے مکان کیطرف جاتی
تھیں اثنائے راہ میں اہل اسلام کو اسیر پنجۂ ضحاک نابکار دیکھکر ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ظالم کو کھالے اور
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے روبرو اچھی طرح لے آ چنانچہ دیو مذکور پنجہ بنکر گرا تھا جیسا کہ لکھا گیا غرض
جب وہ دیو خدمت میں قریشۂ سلطان ثانی کے پہونچا اسنے پوچھا اسقدر خوش کیوں ہے اسنے عرض کیا کہ بعد
ایک مدت مدید کے بنی آدم کو کہ ایک غذا ہے لذیذ ہے کھایا ہے ذائقہ اسکا اب تک زبان پر باقی ہے اسوجہ سے خوش
و مسرور ہوں اگر حضور حکم دیں تو پیٹ اپنا بنی آدم سے بھر لوں قریشۂ ثانی نے جواب دیا کہ خبردار اب کسی آدم زاد
کو نہ کھانا یہ کہکر امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اس سے لیکر بصد خوشی جانب چشمۂ ماہیار روانہ ہوئیں جسدم چشمۂ مذکور
پر پہونچیں تمام حال گرفتاری امیر ثانی سنکے کہنے لگیں شکر ہے خداوند عالم کا کہ میں حسب اتفاق میں وقت پر پہونچی
کہ آپکو اور عمرو ثانی کو میں نے دست عدو سے چھڑایا اور دشمن حضور کو لقمۂ دیو کرایا یہ کہکر اپنے تابعین سے
مخاطب ہوکے کہا کہ آج ہمکو نہایت خوشی ہے کیونکہ دو سبب خوشی و شادی کے ایک وقت میں ہوئے ہیں اول یہ
کہ میں دیوا ہرمن ایسے دشمن پہ فتحیاب ہوئی دوسرے میں نے دشمن جناب امیر ثانی کو لقمۂ دیو کرایا اور
انکو اسکے شر سے بچایا ہے لہذا یہ دو امور مذکور کی خوشی ضرور ہے چاہتی ہوں کہ بزم طرب آراستہ ہو سامان عیش
و عشرت مہیا ہوں صحبت رقص و نغمہ کی ہو اور سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت خوبی سے کیا جائے دیو اور پریزاد
یہ حکم سنکے سرگرم بجا آوری حکم ہوئے جلد ایسی بزم عشرت آراستہ کی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی جب ایسی
بزم طرب آراستہ ہوئی امیر ثانی بالائے مسند زرین بیٹھے قریشۂ ثانی بھی باادب تمام ایک طرف بیٹھی پریزاد ان
و ہمراہ عورتیں بھی اپنی اپنی لیاقت کے موافق بزم مذکور میں بیٹھے اسوقت یہ رنگ بزم میں ہوا کہ بمقتضائے این نظم

دور قدح شراب آیا
تھے دور کہ گردش زمانہ
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز
گانا تھا وہ دلکش زمانہ
ہر آن پہ تان سین قربان

چکر مین آفتاب آیا
یا گردش چشم جادوانہ
بیٹھی وہ دہنین سریلی آواز
ٹھپہ ٹھمری غزل ترانہ
تجھ ہوا باؤلا پریشان

بزم عشرت ہری بھری تھی
مست مے ناب جھومتے تھے
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے
کس ناز سے توڑے لیتی تھی وہ
فرصت گت ناچکر جو پائی

صہبا تھی کہ شیشے مین پری تھی
ہنس ہنس کے لب جام چومتے تھے
الحان سے لے سے تال سم سے
دل توڑے مروڑے دیتی تھی وہ
ارقاصہ نے ایک غزل گائی غزل

آنچل سے منھ چھپانا بھلا کیا ضرور تھا
جو تھا انھین کے نقشۂ الفت مین جو تھا
عاشق بتو نہ کیون ہمسے پوچھے گا جب خدا
یہ کہہ دیا ہے انکا مکان کتنی دور تھا
کل جسکے رخ کو پھول کہا کھا گئے بدھیان
اے غیر آج ہی تجھے مرنا ضرور تھا
انکا خیال آیا تھا اے درد دل مین کل
اتنا اب انکسار ہے جتنا غرور تھا

خود ہی نقاب انکے چہرے پہ نور تھا
میری خوشی سے آج ہوئے غم مین مبتلا
کہدو نگار روز حشر کہ دل کا قصور تھا
لو دید یار جمع ہوئے آ کے خوش ہوے
پائی سزا بھی ویسی ہی جیسا قصور تھا
ہر اک سے تیغ کھینچ کے چلتی تھی کل قتلگاہ مین
تعظیم کے لیے تجھے اٹھنا ضرور تھا

مشغول شراب بزم مین جلوہ گر کیا ضرور تھا
کل دشمنون کو رنج سے میرے سرور تھا
اے نامہ بر گرا تھا جہان پر ہمارا خط
روزن سے جھانکنا ہی انھین کیا ضرور تھا
وعدہ تھا اٹھنے آئینگے اب کیا وہ آئینگے
تجھسے زیادہ تیغ کو تیری غرور تھا
بیچ ہر شباب جاتے ہی ہوش آگیا انھین

اشعار غزل مندرجہ اہل بزم سن سنکے اور رقص رقاصہ دیکھ دیکھ کے خوش ہوتے تھے وہ بزم عشرت قابل دید تھی سواے امیر ثانی اور عمر ثانی کے کسی انسان نے اس بزم کو کبھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ کبھی پریزادون کی ایسی بزم مین کسی بشر کا گذر ہوگا وہ رقاصہ پریزاد خوش جمال کا رقص و نغمہ کرنا وہ پریزادان حور اجمال کا بزم عشرت مین فراہم ہو کے ساتھ قرینے کے بیٹھنا ناچ گانا سننا وہ انکا حسن و جمال کہ اگر زاہد بھی خواب مین دیکھ لے ایسا انپر شیفتہ ہو کہ حالت بیداری مین خیال عبادت الٰہی بھی نہ کرے وہ ان نازنینان پریزاد کے گیسو و زلفین کہ جو درازی شب فرقت سے طول مین زیادہ اور پریشانی دل عاشق پر آمادہ تھین وہ ان کی پیشانیان پرنور و روشن کہ ماہ کامل بھی جنسے شرمندہ ہو وہ انکے عارض گلرنگ و نازک کہ جو رشک گل تھے اور خیال بوسۂ عاشق سے کثرت نرمی و نزاکت سے نیلگون ہو جاتے تھے وہ انکے دہن تنگ کہ جنکی تنگی سے غنچہ اگل بھی رشک سے تنگ دل تھا وہ انکی آنکھین خمار آلودہ و پر حجاب کہ جسے انکو نرگس شہلا نے ایک نظر دیکھ لیا ہے سکتہ ہو گیا ہے باغ مین حیران و نگران ہے وہ انکے تیر مژگان اور تیر نظر کہ جو کبھی خطا نہین کرتے دل عاشق مین در آتے تھین وہ انکی بینی پرنور کہ مانند شمع ہاے پرنور کے صاف روشن نظر آتی تھین وہ انکی صراحیان گلو کی کہ گردن شیشۂ مے کی بھی اسسے محجوب ہو اگر عشاق انکے گلو کو دیکھ لین بصد شوق ہاتھ اپنے واسطے ہم آغوشی کے بڑھائین وہ سینے انکے وہ جوش شباب اگر کوئی عاشق جراح انکے سینہاے پرنور پہ نظر کرے تو ہر اک نازنین پریزاد سے مخاطب ہو کے یون پوچھے

بیت اب ہی سینہ پہ ترے او بت بے پیر یہ کیا ۞ ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ گٹھا اٹھا ۞ وہ انکی نازک نازک کمرین کہ جو خیال مین بھی بوجہ نازک ہونے کے نہین آتی تھین اور مانند موے سر کے پتلی تھین بلکہ رشتۂ نظر سے بھی لطیف و نازک تھین وہ انکے دست و پاے نازک و حنائی کہ جو دلہاے عشاق کو پامال کرین اور سر دست خون عاشقان بیگناہ کرین وہ انکے تنون مین لباس رنگا رنگ کی پھبن وہ انکے زیور جواہر رنگا رنگ کی چمک دمک اور زیب و زینت وہ انکا بزم عشرت مین خوش ہو کے مسکرانا دمبدم ضیاے گوہر دندان سے برق کا شرمانا وہ انکے سخنہاے اعجاز نما کی خاصیت دم عیسی رکھتی تھی وہ بزم عشرت کی رونق و آراستگی وہ فرشتہ ثانی

کی خوشی وہ امیر ثانی کا بزم عشرت مین بیٹھکر رقص و نغمہ رقاصہ سے شادان ہونا وہ سامان دعوت ضیافت وہ ہر ایک طعام لذیذ و لطیف کہ بہ مصداق این نظم

کھانے تھے نفیس و تازہ و خوب | شیرین نمکین لذیذ و مرغوب
ہر شے کا مزہ لطیف و اعلا | ہر چیز کا ذائقہ نرالا

الحاصل بعد ختم جشن مذکور امیر ثانی نے قرلشیہ ثانی سے فرمایا اب ہمکو رخصت کرو کیونکہ لشکر ہمارا میلہ مین فروکش ہوا تھا اور مبتلاے سحر تھا نہین معلوم اب کس حال مین ہی سوا اسکے ہمارے اور عمرو ثانی کے وہان ہونے سے ہر ایک سردار و غیر سردار نہایت متردد و بیقرار ہوگا قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کی حضور چندے یہان قیام فرمائین یہان کی سیر سے لطف اٹھائین دل کو فرحت و راحت ہو صحبت قید بر طرف ہوا امیر نے جواب دیا بفضل خدا سے اب ہم اچھے ہین ضحاک ریش دراز کے مرنے سے سحر ہم پر سے اور عمرو ثانی پر سے اتر گیا ہی اور اسم اعظم جو قید ہو گیا تھا رہا ہو گیا ہی یعنی فراموش ہو گیا تھا اب یاد آ گیا ہی سحر زائل ہو گیا ہی سیر کرنا مطلوب نہین ہی بزم عشرت مین رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے بہت لطف اٹھا چکے ہین اب ہم کو روکو قیام ہمارا یہان اچھا نہین ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ اسیوقت ہم کو رخصت کرو اور عمرو ثانی کو بھی اجازت مانگی وہ قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور کی یہی خوشی ہی تو بسم اللہ صرف حضور تشریف لیجائین عمرو ثانی کو یہان چھوڑ جائین کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی تک عمرو ثانی کے حواس بجا نہین ہین بہکی باتین کرتا ہی عقا بدین مین بھی اسکے فرق ہی نہین معلوم اسپر کیسا سحر تھا کہ بعد اترنے سحر کے بھی ہوش و حواس اسکے اچھی طرح درست نہین ہین امیر ثانی نے فرمایا ضحاک ریش دراز نائب خداوند متال آئینہ روسنے ایسا کچھ اسکو سمجھایا ہی اور ایسے عجائب و غرائب سحر اسے دکھائے ہین کہ یہ بہک گیا ہی بہتر ہی چند روز اسی کو اسی جگہ رہنے دو یہان کی آب و ہوا اور سیر و تفریح قلب سے غالبًا اسکے حواس خمسہ درست و بجا ہو جائینگے اور وہ باتین کہ ضحاک ریش دراز کی تھین اتنی مدت مین بھول جائیگا عقائد دینا بھی اسکے مثل سابق درست ہو جائینگے یہ فرما کے خاموش ہوے اسوقت قرلشیہ سلطان ثانی نے چار دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے کہا ایک تخت پر جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو سوار کر کے یہان سے جانب لشکر اسلام لیجاؤ اور بخیر و عافیت تمام لشکر مین پہونچا دو اور رسید پہونچانے کی لے کر یہان آ کے وہ رسید ہمین دو انھون نے عرض کیا ہم حسب الحکم کاربند ہونگے یہ عرض کر کے فی الفور ایک تخت جواہر نگار لیکر آئے امیر اس تخت پر سوار ہوے پھر قرلشیہ ثانی اور عمرو ثانی سے رخصت ہوے قرلشیہ ثانی نے چند تحائف بردہ قاف و پرستان کے ہمراہ و پیشکش کیے وہ دیو تخت اٹھا کر اپنے دوش پر رکھکر پرواز ہوا بلند ہو کر لشکر اسلام کی طرف چلے امیر ثانی اثناے راہ مین سیر دشت و صحرا و کوہ کرتے ہوے دیوون سے ہم کلام ہوتے ہوے جا بجا راہ مین ٹھہرتے ہوے اپنے لشکر کی طرف آتے ہین انکو تو اس راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب حال لشکر اسلام وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب دیو بحکم قرلشیہ ثانی پہونچکر ضحاک ریش دراز پر گرا تھا عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اٹھا کر ضحاک مذکور کو کھا گیا تھا اس کے مرنے سے نہایت تاریکی پیدا ہوئی تھی آندھی سیاہ آئی تھی سنگباری و خرمہ باری بکثرت ہوئی تھی جسقدر مردم صفار و کبار میلہ مین آے تھے سب گھبرا گئے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی تھی افسوس ساحر مردیم و جادو مردیم مطلب خود نرسیدیم سیتے ارا ہم کو اور جان دی ہمنے اور مطلب ہی برنہ آیا

پہ یہ آواز آئی حیف ہلاک کیا مجکو کہ نام میرا ضحاک ریش دراز تھا جب یہ آوازین بسحر ضحاک ریش دراز کے ضحاک کے نام سے دے کر ایک سمت نا رکنان چلے گئے تھے وہ تاریکی دور ہوئی تھی جملہ کفار ضحاک مذکور کے مرنے سے نہایت حیران وپریشان خاطر ہوئے تھے میلہ درہم وبرہم ہوگیا تھا ہر ایک شخص نہایت متردد ومتفکر تھا کہ یہ کیا ہوگیا کون ایسا زبردست تھا کہ جسنے نائب خداوند تمثال آئینہ رو کو مار ڈالا کوئی کافر کسی کافر سے کہتا تھا کہ ابھی ہمارے سامنے ضحاک ریش دراز امیر ثانی اور عمرو ثانی کو مبتلاے سحر کر کے تخت پر سوار ہوکے بردے ہوا تخت کو بلند کر کے جانب خداوند جاتے تھے پہنچہ کسیا گرا کہ جسکے گرنے سے آثار قیامت عیان ہوے تاریکی برف باری وسنگباری ہوئی آواز آئی افسوس قتل ہلاک کیا مجکو کہ نام میرا ضحاک ریش دراز تھا وہ بیدین جواب دیتا تھا ای برادر ہمارے نزدیک وہ پنجہ گویا پنجہ ملک الموت تھا اُسنے روح نائب خداوند کی گرتے ہی قبض کرلی قضا سے کسی کو گریز نہین خداوند نے اُنکو طلب کرلیا اور یہ تاریکی وبرفباری جو اُنکے مرنے سے ہوئی قاعدہ ہی کہ جب کوئی ساحر زبردست یا ادنی ساحر مرتا ہی تو علے قدر مراتب ہنگام مرگ تاریکی ہوتی ہی اور سنگ باری اور برف باری بھی بڑے بڑے ساحرون کے مرنے سے ہوتی ہی اور پھر اُسکے سحر کے اسمی کی آواز سے صدا دیتے ہین جسطرح کہ ابھی تمنے سنا ہی پس نائب خداوند بھی ساحر زبردست تھے اُنکے بھی مرنے سے تاریکی اور برفباری ہوئی اور آوازین بیہودن نے دین افسوس نائب خداوند کے مرنے سے لطف میلہ کا جاتا رہا بلکہ میلہ درہم وبرہم ہوگیا اب یہان ٹھہرنا خوب نہین ہی سیدھے اپنے گھر چلو ایک لمحہ بھی یہان نہ ٹھہرو مبادا پھر وہی پنجہ آکر گرے اور ہمین اُنھین اُٹھا کرلیجاتے تو غضب ہو یہ کہکے وہ میلہ سے کنارہ کرکے اپنے گھر کی طرف جاتا تھا وہ دوسرا بیدین اُسکی راے پسند کرکے ہمراہ اُسکے ہوتا تھا کوئی کافر نابکار کسی اپنے ہم مذہب سے متحیر ہوکے کہتا تھا ای دوست یہ کیا ہوا آوازین کیسی آئین یہ تاریکی کیسی ہوئی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی وہ اُسے جواب دیتا تھا ہم خود متردد ہین تمھین کیا بتائین کہ یہ کیا ہوا نائب خداوند کو کسی نے مارا یقیناً تو کہہ نہین سکتے لیکن شاید کوئی مددگار ان مسلمانون کا میلہ مین وارد ہوا اُسنے امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ضحاک کے سحر سے بچایا اور ضحاک کو ہلاک کیا وہ یہ سنکے کہتا تھا اگر کوئی مددگار ان خدا پرستون کا آتا تو ہم سے نہین آتا ہمکو اور تمھین نظر آتا بالاسے ہوا دوست امیر ثانی کا کیونکر آیا ہماری سمجھ مین نہین آتا وہ اُسنے جواب دیا تھا تم نہین جانتے یہ مسلمان جب کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کرکے اپنے خدا سے دعا کرتے ہین تو دعا اُنکی قبول ہوتی ہی کوئی سبب ایسا ہوتا ہی کہ وہ اُس بلا وآفت سے بچ جاتے ہین پس عمرو ثانی اور امیر ثانی نے بھی اپنے خدا سے دعا کی ہوگی کوئی فرشتہ یا جن یا دیو بحکم خدا آیا ہو گا اُسنے کہین سے گرایا ہوگا نائب خداوند کو ہلاک کیا ہو گا کوئی سیاہ قلب کسی کافر سے کہتا تھا ای حبیب بڑا غضب ہوا نائب خداوند کو کسی ظالم نے مار ڈالا وہ بدایمان کہتا تھا او بداعتقاد چپ رہ یہ کیا کہتا ہی ارے کوئی نائب خداوند تمثال کو ہلاک کرسکتا ہی کیا مجال کسی کی کہ جو نائب خداوند کو قتل کرسکے اگر کوئی بد اندیش انکا اُنکو قتل کرنیکا ارادہ بھی کرے تو خداوند تمثال آئینہ رو اسکو اپنے برق قہر وغضب سے جلا کر خاک کردین یہ نہین معلوم کیا ہوا ہمارا خداوند آئینہ رو کے امور مین کیا دخل ہی ہم سمجھ سکتے نہین کہ خداوند نے کسی اپنے بندہ خاص کو بصورت پنجہ بھیجا ہوگا وہ اُنکو مع عمرو ثانی وامیر ثانی کے لے گیا ہوگا ہم لوگون کے سنانے کے واسطے قدرت خداوندی سے آوازین آئین کہ ہم سب ضحاک ریش دراز کو مردہ تصور کرین سب یہ بھید خداوند کے ہین عقل سے

ایسا کچھ تمنے خیال کیا ہی کوئی بد انجام کسی بیدین سے کہتا تھا ای مہربان من جاے عجب ہی کہ نائب خداوند
عجب پر بلند ہوتے ہی غائب ہوگئے انھون نے خود اپنے مرنے کی خبر دی آندھی آئی یہ کیا اندھیر ہوا میلہ خاک مین
ملگیا دیکھو لوگ گروہ گروہ پریشان و مضطرب الحال میلہ سے چلے جاتے ہین دریغا کہ یہ آوازین کسی نے
ایسی دین یا خود نائب خداوند نے اپنی مرگ سے آگاہ کیا کہ جس سے دلون کو صدمہ پہونچا ہم کو بھی
سخت رنج ہوا یہ میلہ مقام عیش و سرور تھا اب جاے رنج و غم ہوگیا وہ اس سے کہتا تھا کہ فی الواقع یہ واقعہ
عجیب و غریب و جانکاہ ہی کچھ عقل کو دخل نہین ہی تم سچ کہتے ہو کہ یہ جگہ اب مقام الم ہوگیا ہی بلکہ جاے خوف
ہوگیا ہی مختصر نا بیان خلاف عقل ہی بختگان خداوند لاجورد شاہ سے کہتا تھا ای خداوند اسوقت عجیب
رنگ دگرگون ہوا ہی ایسا انقلاب مین نے اپنی زندگی مین کم دیکھا ہی ایک لحظہ مین کچھ کا کچھ ہوگیا ضحاک ریش دراز
عجب طور سے ہلاک ہوا اس کی لاش کا بھی کچھ نشان نہ معلوم ہوا بہت سی عمارتین اور اکثر اشیا جو
عجیب و غریب بیان نظر آتی تھین اس کے مرنے سے مفقود النظر ہوگئین راہین جو پہلے مسدود تھین اب کھلی
ہوئی نظر آتی ہین دیکھیے وہ غبار جو گرد لشکر اسلام مانند حصار کے تھا اب نظر نہین آتا ہی مین نے عقل
سے دریافت کیا ہی کہ ضحاک ریش دراز ساحر زبردست تھا اسکے سحر سے بہت سے اشیا کی نمود تھی
راہین مسدود تھین عمارتین وغیرہ ظاہر تھین اس کے مرتے ہی کسی کا نشان نہ رہا افسوس اہل اسلام بھی
اس کے مرنے سے قید سحر سے رہا ہوگئے کار ہلاکت اہل اسلام سرانجام نہ ہوا مین تو سمجھا تھا کہ اب دست
ضحاک مذکور سے عمرو ثانی اور امیر ثانی اور تمامی مردان لشکر اسلام کسی طرح جان بر نہونگے لیکن کوئی دست
انکا معین وقت پر آگیا اسنے انکی مدد کی قید سے سب کو رہا کیا ضحاک کو ہلاک کیا واہ واہ کیا اچھا دین اسلام
ہی اور کیا اہل اسلام کا خدا قادر ہی کہ جب یہ مسلمان مبتلا کسی بلا مین ہوتے ہین اور اپنے خدا سے دعا کرتے
ہین فی الفور کسی سبب سے بلا سے نجات پاتے ہین خطا معاف ہو میرا اعتقاد تو خداے نادیدہ پر ہوتا جاتا ہی
دل یہ چاہتا ہی کسی روز بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائیے کیونکہ اہل اسلام کا خدا قادر و توانا معلوم ہوتا ہی
ہر شے پہ قادر ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے جواب دیا او شیطان درگاہ مین یہ کیا
بکتا ہی خاموش ہو خبردار اب ایسی باتین مابدولت کے روبرو نہ کرنا تو نہایت بد اعتقاد ہی اور نہایت
بیوقوف ہی میرے سامنے خداے نادیدہ کو اچھا کہتا ہی مسلمان ہوجانے کا ارادہ کرتا ہی ارے
بیوقوف یہ ہماری قدرت نمائی ہی ہمنے تقدیر کی تھی ہماری تعریف کرین نہ ضحاک ریش دراز نابکار کو
اپنے ایک بندہ سے قتل کرا ڈالا ہی ہمین نے چپکے چپکے تقدیر معقول کرکے ضحاک ریش دراز کو کہ ایک
بندۂ سرکش و مغرور تھا ہلاک کر ڈالا یہ وہ نابکار تھا کہ ہمین اپنا خداوند نہ جانتا تھا کبھی شب کو سجدہ نہ کرتا
تھا خداوند تمثال آئینہ رو کا مداح تھا اسکی پرستش کرتا تھا اسی کا نائب بنا تھا ہمارے قہر و غضب سے نہ ڈرتا
تھا یا ہمکو برا کہتا تھا اسوقت ہمنے اپنے قہر سے ایسا اسے ناپید کیا کہ کچھ بھی اسکا نشان نہ رہا لاش بھی اسکی کسیکو
نظر نہ آئی میلہ اسی کی ذات سے ہوتا تھا یہی مردود باعث رونق تمثال آئینہ رو تھا اس سے مانند آئینہ کے صاف
تھا ہمسے کدورت رکھتا تھا ہمنے بھی اسے معدوم کردیا اور عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اور جملہ اہل اسلام کو
اسکی قید سحر سے رہا کرادیا کیونکہ یہ سب ہمارے بندہ نافرمان ہین ہم جو چاہین انکے حق مین کرین گو یہ ہمارے بندے
ہین ظاہر ہمکو برا کہتے ہین باطن ہمکو اچھا کہتے ہین پوشیدہ طور سے ہمین سجدہ بھی کرتے ہین اب وجہ سے ہم انکو نیست و

نابود نہین کرتے ہین جب یہ بظاہر ہماری تخریب کے درپے ہوتے ہین ہم اُنکو بندۂ جاہل جانکر اُنکے غارت و تباہ
کرنے مین تامل کرتے ہین اور جب یہ پوشیدہ طور سے ہمین پکارتے ہین اور طالب مدد ہوتے ہین ہم اُنکی رعایت
کرتے ہین جسطرح ابھی ہمنے مدد کی ہی حملہ مردان لشکر اسلام کو شر ضحاک ریش دراز سے بچایا ہی ہم نہین چاہتے
ہین کہ ہمارے سامنے ہمارے بندون کو کوئی ہلاک کرے یا سزا ے سخت دے ہمین نہایت ناگوار ہوتا ہی جس وقت
ہمارے ان بندون کو کوئی شخص ایذا دیتا ہی او نادان آگاہ ہو کہ جسطرح اسوقت نائب خداوند کو اپنے ایک
فرشتۂ قدرت کے ہاتھ سے ہلاک کرایا ہی اسی طرح ریب روز تمثال آئینہ رو کو بھی ہلاک کرا دینگے کیونکہ وہ بھی
اب بہت مغرور و متکبر ہو گیا ہی یا بدولت کا بندہ ہو کر یا بدولت سے منحرف ہو کے خود دعوی خداوندی کرتا ہی
بختگان لاجورد شاہ کی تقریر سنکے اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ خود بیہودہ بکتا ہی بھلا کیسکو تباہ و ہلاک کریگا خود تو
اہل اسلام سے بھاگتا پھرتا ہی نہایت عاجز ہی کسی امر پہ قدرت نہین رکھتا ہی در رنگی ہی کبھی اہل اسلام کو برا کہتا
ہی کبھی اچھا کہتا ہی جسوقت جو مناسب ہوتا ہی کہہ دیتا ہی نہین معلوم کس مددگار امیر ثانی نے امیر کو قید
ضحاک سے بچایا ہی اور ضحاک کو ہلاک کیا ہی یہ عبث کہتا ہی کہ مین نے یہ کار نمایان کیا ہی بباطن تو یہ کہا جو
لکھا گیا لیکن بظاہر مصلحت وقت جان کے عرض کیا اے خداوند جو ارشاد کیا گیا ہی درست و بجا ہی واقعی مین نے
نادانی سے کہا تھا اب معلوم ہوا کہ آپ نے تقدیر کی نفی چاہتا ہون کہ واسطے اپنی بہبودی کے پھر کوئی تقدیر برجستہ
معقول کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی ہم جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین ہم اپنی
مصلحت سے ہر ایک کار کرتے ہین اپنے واسطے بھی کبھی تقدیر کرینگے بالفعل تو ہر ایک شہر کی سیر اسی حیلہ سے
مدنظر ہی سوا اسکے ہر ایک اپنے بندے کا حال دل دریافت کرنا منظور ہی کہ کون بندہ کس طرح ہم سے پیش
آتا ہی بعد سیاحی اور آزمائش بندگان کے جب چاہینگے ہم اپنے دشمنون کو نیست و نابود کرینگے بختگان اسکی
تقریر سنکے اپنے دل مین کہنے لگا یہ بھکوڑا از حد دروغگو ہی اسکی بات کا کچھ اعتبار نہین یہ کیا اپنے اعدا کو نیست و نابود
کریگا خود ہی اُنکے ہاتھ سے ایکروز ہلاک ہو جائیگا بختگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کر رہا تھا لاجورد
شاہ بجاے خود فکر کرتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے بھاگنے کس طرف بھاگنا اچھا ہوگا ان دونوکو تو یہی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ بعد مرنے ضحاک ریش دراز کے حملہ اہل لشکر
نے قید سحر سے نجات پائی دست و پا قابو مین آئے وہ غبار جو گرد لشکر کے مانند حصار کے تھا دفع ہو گیا ہر طرف
ہوا ہر ایک سردار و غیر سردار نے سحر ضحاک مذکور سے نجات پا کر خدا کا شکر کیا اور بجاے خود ہر ایک نے
کہا نہین معلوم ضحاک نابکار کو کسنے مارا ہنوز لشکریان اہل اسلام قید سحر سے رہا ہو کے شکر بدرگاہ کر
رہے تھے ناگاہ حالاک ثانی اور برق ثانی وغیرہ جتنے عیاران لشکر اسلام تھے قید سحر تھے وہ سب بھی
قید سحر سے رہا ہو کے لشکر اسلام مین آئے ہر ایک سے ملے اپنے قید ہو جانے کے حال سے آگاہ کیا عمرو ثانی
اور امیر ثانی کو پوچھا کہ وہ کہان ہین اہل لشکر نے کہا اُنکا حال ہمین نہین معلوم ہی صرف اسقدر سنا ہی کہ جب
ضحاک نابکار نے اُنکو اپنے سحر مین مبتلا کر کے ارادہ اُنکے کہین لیجانے کا کیا تھا ناگاہ ایک خنجر ضحاک
ہلاک ہوا امیر ثانی اور عمرو ثانی کا کچھ حال دریافت ہوا کہ وہ خنجر اُنکو لگیا یا کہین چھوڑ گیا چالاک ثانی
نے کہا کچھ جاے اندیشہ و تردد نہین ہی وہ خنجر جو گرا تھا یقینا وہ کوئی اہل اسلام کا دوست تھا دوستی اسکی ہلاک
کرنے ضحاک سے ظاہر ہی ہم امید خدا سے کرتے ہین کہ امیر فتح الخیر مع عمرو ثانی کے تشریف لائیں گے

یہ سخن عیار کا اہل لشکر سنکے کہنے لگے خداوند کریم ایسا ہی کرے جلد امیر ثانی بنے لشکر میں بخیر و عافیت تشریف
لائیں عمرو ثانی کو بھی ہمراہ لائیں ادھر تو اہل اسلام ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے سے اور اپنے قید
سحر سے چھوٹنے کیوجہ سے خوش ہیں صرف امیر ثانی اور عمرو ثانی کا خیال کرکے مختلف خیالات کرتے ہیں لیکن
اب کچھ حال خلخال و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ضحاک مذکور کو بچہ مذکور نے ہلاک کیا آواز
اسکے مرنے کی اسکے سحر کے ہیروں نے پکار کے دی اور تاریکی اور بدخباری و سنگباری ہوئی خلخال پسر صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے اپنے باپ صلصال سے متحیر ہوکے کہا اے پدر عالی مقدار ذرا آپ نے
ملاحظہ فرمایا یہ کیا ہوا کسی نے ضحاک ریش دراز کو مار ڈالا میلہ درہم برہم کردیا اہل اسلام کو قید سے
چھوڑا دیا ہم سب کو خوشی میں رنج دیا یہاں بھی چند ساعت سے سمجھنے نہ دیا تقدیر نے یہاں بھی کچھ یاوری
نہ کی اہل اسلام یہاں بھی نیست و نابود نہوسکے اب فرمایئے کیا ہوگا صلصال نے کہا اے فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ وہ بچہ کوئی دوست امیر ثانی اور عمرو ثانی کا تھا جس نے بچہ بنکر اور مثل برق گرکے ضحاک کا کام تمام کیا
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اٹھا کر کہیں لیگیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ یہاں توقف نکروں ہنگام شب لشکر اہل اسلام
پر مع اپنی فوج کے گردکن جہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرکے کسی طرف بھاگ نکلے روانہ ہوں خلخال نے کہا
میری رائے آپکی میں پسند کرتا ہوں ابھی خلخال اپنے پدر صلصال سے ہمسخن تھا کفار میلہ سے جوق جوق
گروہ گروہ بدحواس پریشان خاطر ہوکے بھاگے جاتے تھے اکثر مردم باہم کہتے تھے یہاں سے جلد نکل چلو کہیں
ایسا نہو کہ وہ بچہ پھر گرے میلہ کے لوگوں کو ہلاک کرے جس طرح کہ اُسنے نائب خداوند کو ہلاک کیا ہے ناگاہ ایک
طرف سے غبار عظیم بلند ہوا کفار جانب غبار دیکھنے لگے کوئی کسی سے کہتا تھا دیکھو یہ غبار اس طرف بلند ہوا ہے
ضرور کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے کوئی کافر کسی بے دین سے کہتا تھا ہائے کہاں جاؤں کس جگہ جاکر پوشیدہ ہوں
اس غبار کو دیکھکر میرا عجیب حال ہے دل گردہ بیٹھا جاتا ہے ابھی بچہ گر چکا ہے اب یہ کوئی بلا ہے دیگر آتی ہے خداوند
تمثال آئینہ رو اس بلا سے گرد و غبار سے ہم کو اور سب کو محفوظ رکھیں بخشکان بھی سمت غبار بغور دیکھکر لاجورد
شاہ سے پوچھتا تھا اے خداوند آپ تو خداوند ہیں بتایئے یہ غبار کیسا بلند ہوا ہے اور کون آتا ہے ہمارے دوستوں
سے ہے یا دشمنوں سے ہے وہ اپنی ریش دراز پر ہاتھ پھیر کر مسکرا کر کہتا تھا ہمنے اسوقت ایک تقدیس کی ہے تھوڑی
دیر میں جو کوئی آتا ہے وہ یہاں آجائیگا تو خود ہی اُسے دیکھ لینا ہم آنیوالے سے خوب آگاہ ہیں مگر نہ بتائیں گے
ہنوز لاجورد شاہ بخشکان سے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک نیچے ہوا سے تند سے وہ دامن غبار پارہ پارہ ہوا
دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پانچ لاکھ سواروں کی جمعیت سے اس طرف آتا ہے نشانہاے
لشکر بلند ہیں فیل ہاے سربلند ہمراہ لشکر بکثرت ہیں پھریرے علمہاے لشکر کے سیاہ رنگ ہیں مردم سیاہ
بعجلت تمام مرکبوں کو جولان کرتے ہوے آتے ہیں لاجورد شاہ اور بخشکان اور خلخال اور صلصال
وغیرہ جملہ کفار سب دیکھ رہے تھے چونکہ وہ بادشاہ دور تھا شناخت نہ کر سکتے تھے اور جملہ اہل اسلام بھی
اُس لشکر کی طرف دیکھکر باہم کہتے تھے یقیناً یہ کوئی سردار یا بادشاہ کافر ہے کیونکہ رنگ علمہاے لشکر کا سیاہ
ہے خداوند عالم ہم اہل اسلام کو اسکے شر و فساد سے بچائے یہ میلہ کی سیر کو یہاں آیا ہو بر سر کینہ و فساد نہ
آیا ہو ابھی اہل اسلام یہ کلام کر رہے تھے ناگاہ وہ بادشاہ کا قریب آیا سب نے دیکھا کہ ایک جوان
سیاہ رو جبین پرچین زشت خو و بدسرشت رو بلند و دست دراز مانند دیو قوی ہیکل ہے تاج جواہر نگار سر پر پہنے

ہوئے ہے بادۂ کبر و غرور سے سرشار رہے پشت کرگدن پر سوار پس پشت اسکے پانچ لاکھ سواران
نابکار ہیں جس وقت وہ قریب آیا چہار طرف دیکھ کے صلصال اور لاجورد شاہ کے لشکر پر
نظر کرکے اُسی طرف متوجہ ہوا جب قریب صلصال کے پہونچا اپنا ہم رتبہ اور ہم مذہب
اسے جان کر کرگدن کو روک کر اُس سے پوچھنے لگا اے ہمرتبہ یہاں کا مبلہ ابھی سے ہوچکا جو
مردم جوق جوق چلے جاتے ہیں اُسنے جواب دیا مبلہ درہم و برہم ایک واقعہ سے ہوگیا ہے
آپ پشت کرگدن سے اُتر کر یہاں آیئے تمام حال بیان کیا جائیگا وہ یہ سخن سنکر اپنے لشکر کو
اسکے لشکر سے علیحدہ ایک میدان وسیع میں ٹھہرا کر حکم بارگاہ و خیام کے استادہ کرنے کا خدام کو
دے کر پشت کرگدن سے پاس صلصال کے آیا اور صلصال نے اُسے بعزت و حرمت برابر
اپنے بٹھایا چونکہ اُس وقت لاجورد شاہ اور ختگان بھی وہین بیٹھے تھے اور وقت بادہ خواری
بھی تھا اور یہ بادشاہ بھی آرہا تھا اس وجہ سے صلصال نابکار نے ساقیان گلعذار سے
کشتی مے طلب کی وہ حسب الحکم کئی کشتیاں لیکر حاضر ہوئے اور حسب ایمائے صلصال شیشۂ مے سے جام یاقوت
مین مے ناب انڈیل کر جام بھر بھر کر اُس بادشاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال و طلخال اور ختگان کو
دینے لگے جب ہر ایک دو دو و تین تین جام لیکر شراب پی چکا ساقیان مذکور حسب ایمائے صلصال کشتی مے اُٹھا کر
لیگئے پھر قابین گزک سے بھری ہوئی پیش کش کین جب سب لطف گزک اُٹھا چکے اور دماغ بادۂ تند سے
گرم ہوا نشہ شراب کا ہوا اول وہ بادشاہ جانب صلصال متوجہ ہو کر کہنے لگا آپ اپنے نام نامی سے اور
ان حضرات کے اسم گرامی سے آگاہ کیجیے صلصال نے اک آہ سرد کرکے کہا ہم کیا اپنے نام و نشان سے آگاہ
کرین کہتے ہوئے شرم آتی ہے اُسنے اصرار کیا صلصال نے آبدیدہ ہوکے کہا تمنے سُنا ہوگا صلصال
بن دال بن دیو بن شماحہ جو شہنشاہ ترکستان ہین ہی ہیں اب گردش فلک کجرفتار سے مانند
فقیر کے دربدر اور شہر بشہر دست جفائے مسلمانان سے پھرتا ہون اہل اسلام کے خوف سے بھاگتا ہوا یہانتک
آیا ہون تخت و تاج ملک و مال کچھ باقی نہ رہا ہان تھوڑے مردان سپاہ جو نمک حلال ہین اتک ہمراہ ہین
بعد اس کہنے کے اول سے تا انتہا حال اپنی تباہی اور اہل اسلام کی لڑائی کا بیان کیا پھر لاجورد شاہ کی
طرف اشارہ کرکے کہا یہ خداوند ہین نام انکا لاجورد شاہ ہے یہ بھی ہماری طرح مسلمانون کے ہاتھ سے
عاجز آگئے ہین ملک و مال چھوڑ کے اہل اسلام سے شکست پی در پی کھا کر یہانتک آگئے ہین اور یہ شخص جو سامنے
انکے بیٹھا ہے یہ عجب شخص ہے نام اسکا ختگان ہے باتین خوب کرتا ہے سنہسا تا بھی ہے اور یہ فرزند میرا ہے نام اسکا
طلخال ہے اُس بادشاہ نے حال ہر ایک کا اور نام ہر ایک شخص کا سنکر تباہی صلصال پہ افسوس کیا پھر جب
بارگاہ و خیام لشکر اسلام نظر کرکے پوچھا اس طرف کون فروکش ہے یہ کسکے خیام و بارگاہین ہین صلصال نے
جواب دیا یہ خیام و بارگاہین اہل اسلام کی ہین جو سب سے بارگاہ بلند ہے وہ بادشاہ لشکر اسلام کی ہے
یہی لوگ ہمارے اور ان خداوند لاجورد شاہ کے باعث تخریب ہوئے ہین اور اتبک ہمارے اور انکے
تعاقب سے ہاتھ نہین اُٹھاتے ہین جہان ہم لوگ بھاگ کر جاتے ہین وہین یہ سب بھی ہماری ایذا رسانی کو
موجود ہوتے ہین اس بادشاہ نے حال لشکر اسلام سے آگاہ ہوکے پوچھا سبب اس میلہ کے ابتر ہونے کا کیا
ہوا خلاصہ بیان کیجیے صلصال نے کہا باعث ابتری اس میلہ کے یہی اہل اسلام ہوئے اس میلہ مین آکے

پہلے تو لشکر اسلام کے عیاروں نے تاجوروں کو اور بہت زر و جواہر کو جو خداوند تمثال آئینہ رو کی تصویر دل پذیر
کے روبرو لاتعد و لاتحصی جمع تھا اور ہر ایک نے موافق اپنی لیاقت کے روبروے تصویر خداوند بطور نذر چڑھایا
تھا لوٹ لیا یہانتک کہ تصویر خداوند موصوف کو بھی چرا کر لیگئے سوا اسکے میلہ میں جس شخص کو متمول دیکھا اُسے
بھی لوٹ لیا جب نائب خداوند یعنی ضحاک ریش دراز کو حالات عیاران مذکور سے آگاہی ہوئی اُسنے بعض
قید کیا اور امیر ثانی سپہ سالار لشکر اسلام اور حارث بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے کہا کہ خداوند تمثال آئینہ رو
کو سجدہ کرو پھر ایک نے انکار کیا اور خداوند کو بہت سخت کلمات کہے کہ ہم اُن کلمات کو اپنی زبان پر بوجہ
ادب کے جاری نہیں کرسکتے ضحاک ریش دراز نے سرکشی و سخت کلامی اہل اسلام سے آگاہ ہوکے اور
عیاروں کے افعال ضرررسان سے ماہر ہوکے اپنے سحر سے ان سب کو قید کیا تھا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو گرفتار سحر کرکے ارادہ پاس خداوند کے لیجانے کا کیا تھا ناگاہ کوئی مددگار امیر ثانی کا آیا اُسنے نائب
خداوند کو ہلاک کیا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمراہ اپنے کہیں لیگیا پس نائب خداوند کے ہلاک ہوجانے
سے میلہ درہم و برہم ہو گیا ہے ہر ایک شخص نے اپنے مکان کی طرف یا ہیں خیال بھاگا جاتا ہے کہ جب کسی نے نائب
خداوند کو مار ڈالا تو ہم کیا ہیں صلصال یہ تقریر کرکے خاموش ہوا وہ بادشاہ حالات سرکشی و ایذا رسانی و قتل
نائب خداوند تمثال آئینہ رو کے سنکے اسقدر برہم ہوا کہ چہرہ اُسکا فرط قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھیں کثرت غیظ سے مانند
خون کبوتر کے سرخ ہوگئیں حالت غصہ میں ہونٹ اپنے اپنے دندان سے کاٹنے لگا کف دہن میں بھر آیا اور مانند
صاحب تپ لرزہ کے کثرت قہر و غضب سے کانپنے لگا صلصال یہ حال اسکا دیکھکر کہنے لگا ہمنے تمام حال یہاں کا
بیان کرکے آپکو صدمہ دیا آپ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ اب بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اہل اسلام اپنا کام کر چکے
میلہ کو عیار لوٹ چکے تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کو لیجا چکے نائب خداوند کو قتل کر چکے قید سحر سے آزاد ہو چکے
ہیں اسلیے ارادہ جنگ کرنا اور اپنر غصہ کرنا اب بیکار و فضول ہے میرا ارادہ ہے کہ آج وقت نصف شب
جسوقت جملہ اہل اسلام عالم خواب میں ہونگے اپنر مع اپنی فوج کے حملہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اہل اسلام کو
قتل کرونگا کچھ انتقام خون ناحق نائب خداوند کا لیکر کسی طرف یہاں سے چلا جاؤنگا اُس بادشاہ نے جواب
دیا اب ہم تمام حال سن چکے ہیں یہ ممکن نہیں کہ اہل اسلام کو سزاے معقول نہ دیں خداوند اور نائب خداوند
سے جو ان لوگوں نے بے ادبی کی ہے اُسکے عوض میں انکو نیست و نابود نہ کردیں ہم بزدل و نامرد نہیں ہیں
کہ اہل اسلام سے ڈر جائیں اور اُنسے آمادۂ جنگ نہوں ہمکو حیرت ہے کہ آپ ایسا بادشاہ جلیل القدر اور مقبول
آپکے یہ خداوند لاجوردشاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے تنگ اسقدر کیوں آئے کہ بھاگنا اپنا شعار کیا آپکی
مردمی و مردانگی اور آپکی خداوندی سے یہ امر نہایت عجیب ہے ہم مانند آپکے نہیں ہیں کہ انسانوں سے
خائف ہوں ہم وہ شجاع و بہادر ہیں کہ تمام عالم میں ہماری بہادری و شجاعت کا شہرہ ہے شیر و فیل مست ہمارے
روبرو ایک مثال و پشہ سے بھی کم ہیں کسی انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ ہمسے مقابلہ کرے اگر دیو اور جن
بھی ہوا اور وہ ہمسے برسر جنگ ہو تو ہم اُسکو بھی فی الفور بسہولت ہلاک کریں ہمکو ہمارے خداوند نے وہ
قوت و شجاعت دی ہے کہ اکثر ہمنے تنہا لشکر والوں کو میدان جنگ سے بھگا دیا ہے اور انکو شمشیر تیز سے بقدر قتل کیا
ہے کہ عرصۂ جنگ میں جا بجا انبار لاشوں کے لگا دیے ہیں دلیران روے زمین ہمارا نام سنکے خوف سے کانپتے
ہیں یہ اہل اسلام ہمارے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں انکو تو اس طرح قتل کرونگا جس طرح کوئی شیر گرسنہ

بزدمش کا شکار کرتا ہے صلصال نے اُسکی تقریر سنکے شرم سے سر جھکایا لاجور دشاہ کو کسی قدر اُسکی گفتگو پر
غصہ آیا نجنگان سے کچھ باشارہ کہا وہ اشارہ لاجور دشاہ سے فی الفور آگاہ ہوکے اُس بادشاہ سے مخاطب
ہوکے کہنے لگا آپ کے اوصاف تو آپکی زبان سے ایسے سنے کہ کبھی کسی بشر کے یہ اوصاف نہ سنے تھے لیکن ابھی
تک آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے یہ کمترین آگاہ نہین ہوا لہذا یہ خاکسار چاہتا ہے کہ آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ کرین علاوہ اسکے مجھے اپنا ایک خیرخواہ جان کے یہ عرض میری قبول فرمائین کہ اس میلہ سے
اسی وقت آپ کہین چلے جائین دم بھر بھی یہان قیام نہ کرین تاکہ زندہ رہین اور اگر یہان سے نہ جایئے گا
آجکی شب ضرور قتل ہو جایئے گا کیونکہ آپنے نخوت وخطر با آواز بلند باتین کی ہین یہان دو چار عیاران
لشکر اسلام بصورت سبیل ضرور ہونگے وہ آپکو اپنا اور اپنے بادشاہ کا صدمہ قومی جان کے کسی طور سے
ضرور ہلاک کر ڈالین گے کچھ بھی آپکی قوت وشجاعت سے وہ نہ ڈرینگے اور آپ انکو باوجود اس بہادری
ودلیری کے کہ جو آپ نے ظاہر کی ہے روک نہ سکین گے اور نہ اُنکو قتل کر سکین گے اور اگر حسب اتفاق آپ
اُنکے ہاتھ سے قتل نہ ہوے اور طبل جنگی آپ نے بجوایا تو کوئی سردار لشکر اسلام کا ضرور آپکو تہ تیغ کریگا سلامت جان
آپ کی جاتی رہیگی اہل اسلام مین جو لوگ نامی و نامور ہین اُنکی شجاعت وبہادری کا تو کیا ذکر ہے ادنی سردار لشکر اسلام
کے ایسے ہین کہ وہ بلا سے بے دریان ہین دیوون کو ایک طمانچہ سے ہلاک کرتے ہین بہنگام جنگ لاشون سے عرصہ
مصاف ہین انبار لگا دیتے ہین اکیلے لشکرون کو بھگا دیتے ہین شیر ببر کے نعرون سے اُنکے نعرے زیادہ خوفناک ہین
دلاورون کے زہرے آب ہوتے ہین اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہے آپ ابھی ان اہل اسلام کی شجاعت سے آگاہ
نہین ہین یہ لوگ ایسے بہادر ہین کہ ہین نے تو مثل انکے کسی مذہب والون کو بہادر نہین دیکھا ہے اور
یہ کہنا آپ کا عبث ہے کہ خداوند ہوکے بھاگے ایسی بات آپکو زبان پر لانا نہ تھا ایسے کوئی بات کہدینا خوب
نہین ہے ہمارے خداوند نہایت رحم دل ہین اپنے بندون کے ہاتھ سے عجب عجب صدمے اُٹھاتے ہین اور
اہل اسلام کو اپنا بندگان جاہل جان کے رحم کرتے ہین باوجود قدرت رکھنے کے خود اُنسے کنارہ کش ہوتے
ہین لوگ ایسا جانتے ہین کہ خداوند لاجور دشاہ مسلمانون سے بھاگ گئے ہین ہین نے خداوند سے بارہا کہا ہے کہ
اے خداوند ان مسلمانون پر اب رحم نہ کیجیے انکو نیست ونابود کر دیجیے ہر دفعہ یہی جواب خداوند نے دیا ہے کہ
ہین اپنے ان جاہل بندون کو کیا نیست ونابود کرون ابھی یہ میری قدر ومنزلت سے آگاہ نہین ہین
جب بخوبی ماہر ہونگے اُسوقت سرکشی نہ کرینگے اور سوا اسکے بارہا خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اہل اسلام
بظاہر تو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اور ہمکو برا کہتے ہین لیکن بباطن ہمین کو سجدہ کرتے ہین علاوہ اسکے
امور خداوندی ہین مجکو اور آپ کو کیا دخل ہے جو فعل اُنکا ہے آپسے بہی خوب جانتے ہین اُنکی مصلحت ہم نہین سمجھ
کہ اہل اسلام کو نیست ونابود کر دین اور انکے شر سے باز رہین کوئی تو ہمین بھید ہے اور یہ تقاضا صلصال
جو دست مسلمانان سے تباہ حال ہوے ہین نامردی وبزدلی سے نہین ہوے ہین مسلمان آن سے بھی شجاع
وبہادر ہین کہ جنسے یہ بہت سی لڑائیان لڑے آخر کار شکست کہا کے بھاگے ہین اور یہ کیا موقوف ہے بڑے
بڑے شجاع وبہادران لوگون سے بھاگے ہین اور جو نہین بھاگے ہین وہ انکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین یا مسلمان ہوے ہین آپ ہر چند بہادر ہین لیکن یاد رکھیے اور لکھ لیجیے کہ اگر میرے کہنے سے آپ یہان سے
چلے نہ جایئے گا اور طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانون سے مقابلہ کیجیے گا تو ضرور میدان جنگ سے بھی بھاگ

آپ دیجے گا یا اُنسے خائف ہو کر انکی اطاعت اختیار کیجے گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائیے گا یا انکے ہاتھ سے قتل ہو جائیے گا
وہ بادشاہ یہ سنکے غصہ سے بھرا ہوا تھا اب یہ تقریر نجتگان کی سنکے زیادہ تر غضبناک ہو کے از خود رفتہ ہو گیا
اور حالت قہر و غضب و نشۂ شراب مین ہاتھ بڑھا کر قصد کرنے لگا کہ اس نابکار کو کھینچ کر اور ایک طمانچہ
مار کر کام اسکا تمام کر دیجیے جب یہ ارادہ اُسکا صلصال کو معلوم ہوا فی الفور درمیان مین آگیا اور
اُس سے کہنے لگا آپ کسکو ہلاک کرتے ہین اور کس پر ایسا غصہ کرتے ہین یہ وہ شخص ہی کہ شیطان بارگاہ
خداوند لاجورد شاہ مشہور ہی آپ تو کیا ہین خود خداوند کو جو دل چاہتا ہی کہتا ہی خداوند اسکو اسی بارگاہ
کا شیطان اور ایک مسخرہ جانکر ہنس کر چپ ہو جاتے ہین اسکی باتون کا برا نہین مانتے ہین اپنے بارہا مجکو
کلمات سخت کہے ہین مین نے بھی اسکو سزا نہین دی ہی آپ بھی ہماری خاطر سے اسے کچھ سزا نہ دیجیے اسکی
باتون کا برا نہ مانیے یہ شخص ایک مسخرہ ہی آپ کے خلاف شان ہی کہ ایک دبلے پتلے ناتوان مسخرہ کو اپنی ہاتھ سے ہلاک
کیجیے جو کچھ ہوا جانے دیجیے غصہ کو ضبط کیجیے وہ مغرور و متکبر صلصال کے کہنے سے قتل نجتگان سے باز رہا
اور غصہ کو ضبط کرکے چاہتا تھا کہ صلصال سے کچھ کہے ناگاہ نجتگان نے اپنے سر سے رفیدہ اتار کر سر اپنا
گھٹا ہوا آگے اُس بادشاہ کے جھکا کے کہا اگر آپ کو مجھپر بہت غصہ ہی تو یہ سر حاضر ہی دو چار دھولین لگا لیجیے
اس کدو کی چکنگی و خامی دیکھ لیجیے وہ بادشاہ باوجودیکہ غصہ مین تھا لیکن نجتگان کی اس تقریر سے بے اختیار
مسکرا دیا خلخال اور صلصال بھی ہنسے لاجورد شاہ بھی مسکرایا صلصال نے اس بادشاہ سے کہا
دیکھا آپ نے یہ شخص کیسا مسخرہ ہی بھلا اسکی باتون پر کیا غصہ کیا جائے اور اسے کیا سزا دیجائے آپ بھی
اب اسکی زبان درازی و سخت کلامی پر توجہ نہ کیجیے اُسنے کہا واقعی آپ سچ کہتے ہین یہ شخص عجیب و غریب
ہی ایسے مین اسکو سزا نہ دونگا یہ کہکر نجتگان سے مخاطب ہو کر کہا اے نجتگان سر اپنا اُٹھا دستار اپنے سر پہ
رکھ اور جو ہم کہتے ہین اُسے سن اُسنے سر پر اپنے دستار رکھی اور کہا فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہی اُسنے کہا آگاہ
ہو نام ہمارا قہرمان شیرگردن و کرگدن سوار مشہور روزگار ہی ہم بادشاہ حکمران شہر قہرمانیہ کے ہین
ہمکو جھوٹھ بولنے اور زیادہ گوئی سے نفرت ہی جسقدر ہمنے اپنی بہادری و شجاعت بیان کی ہی اُسمین ذرا
بھی جھوٹھ نہین ہی ہم ہرگز مسلمانون سے نہین ڈرتے ہین کبھی تیرے کہنے سے اُس جگہ سے جائینگے دیکھنا
اہل اسلام کو کیسی سزا سے معقول دیتے ہین کہ وہ بھی یاد کرین ہمین یہان آکے اور حالات اہل اسلام سنکے
سخت صدمہ و غصہ ہوا ہی حیف ان لوگون نے ہمارے خداوند کی تصویر چرائی زر و جواہر لوٹ لیا نائب
خداوند کو ہلاک کیا بڑی ہی بے ادبی کے امور کیے ہین انکو قتل کرنا ضرور ہی ہر چند کہ ہمارے خداوند روشن دل
ہین تمام حالات آئینہ ہین کوئی بات اُنسے پوشیدہ نہین ہی مگر ہم ایک عرضی یہانکے حالات گذشتہ کے
مضمون مین لکھکر خدمت خداوند مین روانہ کرتے ہین کہ پہلے ہم اہل اسلام کو آپکی پرستش کرنے کی ہدایت
کرتے ہین اگر انھون نے بصدق دل آپ کو سجدہ کیا تو خیر ورنہ ہم سب کو قتل کرکے سر انکے سردارون کے
تیغ تیز سے کاٹ کر ارسال خدمت حضور کرتے ہین نجتگان نے کہا آپ نے جو کچھ ارشاد کیا ہے تو کہہ دون
کہ بہت درست و بجا ہی اور اگر صاف صاف پوچھیے تو میرے نزدیک اہل اسلام کو ہدایت کرنا اور اُنسے
مقابلہ کرنا اچھا نہین ہی آئندہ آپکو اختیار ہی قہرمان شیرگردن نے کہا اے نجتگان ہمنے جو کچھ کہا ہی وہی کرینگے
یہ کہکے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حال سرکشی و بے ادبی اہل اسلام مین لکھکر ملفوف کرکے مہر سر نامہ پر کرکے

ایک شتر سوار تیز رفتار کو دیکھ کہا جلد یہ عرضی ہماری خدمت خداوند تمثال آئینہ رو میں لیجا وہ عرضی اپنی دستار
میں رکھکر جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار مذکور کے قہرمان نے ایک نامہ حارث بن سعد
بادشاہ لشکر اسلام کو اس مضمون کا لکھوایا ہمنے یہاں آکے سنا ہی کہ تم سب مسلمانوں نے مسلہ میں آکے بڑی بڑی
بے ادبیاں کین مسلیہ کو درہم و برہم کیا عیاروں نے تمہارے تمہارے ہی کہنے سے تصویر خداوندی کی جڑائی
زر و جواہر لوٹ لیا تاجروں کا مال و اسباب غارت کیا سوا اسکے تم میں سے کسی مسلمان نے نائب خداوند مسمی
ضحاک ریش دراز کو ہلاک کیا یہ افعال زشت و نامناسب تم لوگوں کو کرنا مناسب نہ تھا اول تو مسلہ میں
نہ آنے چاہئے اگر آئے تھے تو مسلہ کی سیر کرتے تصویر خداوندی کی بصد ادب زیارت کرتے خداوند کو خوش کرتے
اور قدرت نمائی خداوند پر نظر کر کے مع تحفین سجدہ کرتے تمنے سبکے خلاف کیا ہی لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ بمجرد پہونچنے
ہمارے اس نامہ کے اقرار اپنی سرکشی و بے ادبی پر ہوکے بصدق دل ہمارے خداوند کو سجدہ کرو ہم اقرار
کرتے ہیں کہ جرائم ناشی تمہارے سے ہم خداوند سے عفو کرا دینگے اور اگر خلاف اسکے کروگے تو بہتر سمجھ لو کہ
زندہ یہاں سے نہ جاؤگے ہم تم سب کو قتل کر کے سر تمہارے کاٹ کے خدمت خداوند میں روانہ کردینگے تمکو
لازم ہی کہ جواب اسکا جلد دو جب نامہ اس مضمون کا لکھوا چکا ملفوف کرا کے سرنامہ پر اپنی مہر کر کے ایک
سردار کو اپنے لشکر سے طلب کر کے نامہ اُسے دیکے کہا اے ہزبر فیل کش یہ نامہ ہمارا بادشاہ لشکر اسلام کو
جاکر دینا حالات دربار کے دیکھنا اگر کچھ خلاف شان ہمارے کوئی کہے تو بیخوف و خطر اسے قتل کرنا اُسنے
نامہ لیکر اُسے سر چشم بالا سر رکھکر عرض کیا بخوشی تعمیل حکم کرونگا یہ کہکر اپنے خیمہ میں گیا اور سوار ہوکر
تھوڑے سے سواران گزیدہ کار کو واسطے اظہار کرنے اپنی شان و شوکت کے ہمراہ لیکر بصد نخوت و غرور
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا [illegible] تھا کہ ہر کارے لشکر اسلام کے دربار دُربار بادشاہ لشکر اسلام
میں گئے اور نیز انکا حسب دستور ... اور شہر انکا عبودیت بجا لا کے بعد ادائے دعا و ثنائے بادشاہی کے
عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ کی عمر دراز عہد دولت و اقبال روز افزون ہو اسوقت ایک بادشاہ کافر دیو
بازو دیو قامت دیو قوت نہایت تند خو زشت رو مسمی قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار پانچ
لاکھ سواروں کی جمعیت سے مسلہ میں جو کہ مسلمان و نیکان ولا ... بادشاہ نے نادر [illegible]
یہاں کا تمام حال گزشتہ اسے ظاہر ہو کے کمال برہم ہوا اور نامہ اپنے ایک سردار لشکر مسمی ہزبر فیل کش کے
ہاتھ بھیجا ہی ابھی وہ راہ میں ہی تھوڑی دیر میں وہ سردار نامہ لیکر روبرو حضور حاضر ہوگا یہ عرض کرکے
دربار سے باہر گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ سردار دربارگاہ پہ آیا اور دربانوں سے کہنے لگا راہ دو کہ میں
تمہارے بادشاہ کے پاس جاؤں اپنے حاکم کا نامہ دوں انھوں نے کہا ٹھہرو تاوقتیکہ ہمیں حکم نہ ہوگا
ہم نہ جانے دینگے ہزبر فیل کش کو ہر چند کہ کچھ غصہ آیا مگر ضبط کیا کیونکہ دربانوں نے بقاعدہ کہا تھا
وہ تھوڑی دیر در دولت پہ ٹھہرا رہا اور حکم بادشاہ کا اسکے بلانے کا ہوا وہ مرکب سے اُتر کر ہمراہی سواروں
کو بیرون بارگاہ چھوڑ کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ دربار آراستہ ہی بادشاہ لشکر اسلام تخت جواہر نگار پہ
شیرانہ بیٹھے ہیں تاج جواہر نگار فرق پر ہی قبائے قلمکار بر میں ہی کلیں دیبا رنگارنگ ... اور دونوں طرف
سرداران لشکر ذیشان مطیع و منقاد بصد ادب بیٹھے ہیں کوئی رعب بادشاہ سے سر نہیں اٹھاتا ہی ہر ایک
خاموش بیٹھا ہی ہر ایک سردار لشکر نہایت بہادر و شجاع معلوم ہوتا ہی ہزبر فیل کش بارگاہ فلک جاہ کو

اور سرآراستگی دربار کو اور ہر ایک اہل دربار کو بہین و یسار دیکھتا ہوا دل مین کہتا تھا کہ ان مسلمانون کو از حد اور ترقی حاصل ہو گئی ہی یہ دل مین کہتا ہوا جب روبرو سے بادشاہ موصوف پہونچا نقیب نے باواز بلند کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا ہزبر فیل کش نے بکراہت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ ایک کرسی پر بیٹھنے کا کیا وہ حسب الحکم کرسی پر بیٹھا اور بچشم دزدیدہ نظر سے ادھر ادھر دیکھنے لگا ہنوز وہ بنظر حسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ حسب ایمائے بادشاہ لشکر اسلام ساقیان گلرخسار نے کشتی شراب لاکر جام شراب سے مملو کر کے اسے دیا جب وہ کئی جام لیکر شراب پی چکا اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یکبار اسنے ہزبر فیل کش نامہ دار بادشاہ قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار بہادر و شجاع یکتا ئے روزگار بادشاہ نے تقریر اسکی سنکے نامہ اس سے طلب کیا اسنے موافق قاعدہ نامہ دیا بادشاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر حکم پڑھنے کا دیا اسنے باواز بلند نامہ مذکور پڑھا حارث بن سعد نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر غصہ کو ضبط کر کے حلم کو کام فرما کے میر منشی سے فرمایا کہ ہماری طرف سے اس نامہ کی پشت پہ صرف اسقدر لکھ دیا جائے کہ اے قہرمان ہم خدا پرست ہین ہرگز تمہارے خداوند کو سجدہ نہ کرینگے اگر تم آمادہ جنگ و فساد ہو گئے تو ہم بھی واسطے مقابلہ کرنے کے موجود ہین اور بہتر تو یہ ہے کہ جنگ و جدال سے باز آکے راہ راست پر آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤ میر منشی نے حکم کی تعمیل کی جب جواب نامہ حسب دلخواہ تحریر ہو گیا میر منشی نے اسکے حوالے کیا ہزبر فیل کش نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام پر تلوار لگائے مگر رعب بادشاہ و دبدبہ سرداران لشکر اسلام کے خوف سے اپنے ارادہ سے باز رہا پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر مضمحل ہوکر بارگاہ سے نکل کر اپنے مرکب پر سوار ہوکر سوارون کو ہمراہ لیکر اپنے بادشاہ کی طرف چلا راہ مین دل مین خیال کرتا ہوا جاتا تھا کہ افسوس ہمارے بادشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام نے ہمارے سامنے واسطے مسلمان ہونے کے اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کرنیکو کہا اور ہم بوجہ رعب و داب کے بادشاہ لشکر اسلام کو قتل نہ کر سکے خلاف حکم اپنے بادشاہ کے کیا خیر اب یہ حال اپنے بادشاہ سے نہ کہونگا ورنہ وہ مجھکو نامرد و بزدل کہکے سزائے سخت دیگا یہ خیال کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچکر روبرو قہرمان کے جاکر نامہ دیا اسنے جواب نامہ سے آگاہ ہوکر نہایت برہم ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے حسب الحکم اسی وقت ہنگام شام ملازمان کافر بد انجام نے طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی متعین تھے وہ صدائے طبل جنگی سنکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بشرائط عبودیت بجا لا کے اور پایۂ تخت بادشاہ موصوف کو بوسہ دیکے اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق

نظم

اے شہ نامدار و خوش اقبال　　روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
خوف سے تیرے سرکشان شریر　　دشت و دریا سے کوہ ہین پنہان
لیکن اے بادشاہ دین پرور　　قہرمان ہے جو کافر خودسر
طبل جنگی بجا ہے خاطر خواہ　　ہے ارادہ یہ اسکا وقت سحر
ہین جو خدام شاہ نیک اطوار　　اسکے بے دغدغہ کرے پیکار

تو وہ ہے بادشاہ کشور گیر
زبان کھلی دہشت سے ہے لبون پر جان
اسکے لشکر مین اے شہ ذیجاہ
آکے میدان مین بہ تیغ و تبر

بادشاہ لشکر اسلام نے ہرکارون سے یہ خبر سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی ہمارے ملازم نقارہ جنگی پہ چوب لگائین ہرکارے یہ حکم پاکے بیرون بارگاہ آئے پھر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ کو بیان کیا انھون نے فی الفور چوب

اُٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی صدا سے نقارۂ جنگی بلند ہوگئے تا گنبد فلک پہونچی جب دونون لشکرون نے
طبل ونقارۂ جنگی بجایا گیا مردمان ہر دو لشکر آواز طبل ونقارۂ جنگی سنکے اس حال سے آگاہ ہوے کہ صبح
کو میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا [illegible] جنگ مین کشت وخون ہوگا تلوار چلے گی
سر وتن مین جدائی ہوگی پس جو لوگ دونون لشکرون مین بہادر ودلاور تھے طبل جنگ ونقارۂ جنگی کے
بجنے سے خوش ہوگئے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی مین مصروف ہوے اور باہم کہنے لگے دیکھیے کل
کیا ہوتا ہی کون کون زندہ رہتا ہی کون کون قتل ہوتا ہی دیکھین کسکی عزت وآبرو وثبات قدمی سے رہتی ہی
اور کسکی عزت پسپا ہوتی ہی اور بھاگنے سے سر میدان جنگ جاتی ہی آجتک تو ہم کبھی کسی لڑائی مین پسپا نہین
ہوے حریف کے سامنے سے نہین بھاگے کل کا حال نہین معلوم ارادہ تو یہ ہی کہ ہنگام مقابلۂ دشمن مانند کوہ
اپنی جگہ سے نہ سرکین گے کیسی ہی سختی ہوگی اُٹھائین گے زخم پر زخم کھائین گے لہو مین نہائین گے مرجانا
قبول کرینگے لیکن جنگگاہ سے قدم نہ ہٹائین گے اپنے دشمنون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر ٹوک ٹوک کے فرسے
کرکے دلیرانہ قتل کرینگے اگر دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے پسپا ہوکے اپنے لشکر مین واسطے اپنی جانبری
کے جانے لگے گا تو سد راہ ہوکے یا اسکا تعاقب [illegible] کے لشکر مین گھس کے اسے قتل کرینگے یہ شب بہت
غنیمت ہی آؤ باہم معانقہ کرلین تم ہمارے قصور [illegible] لو ہم تمھارے جرائم کو جو عمداً یا سہواً ہوے
ہون اُنھین معاف کردین یہ کہکے ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور اپنی اپنی خطا معاف کراتا تھا سوا
اسکے کوئی دلیر کسی بہادر کو اپنی شمشیر آبدار دکھا کر کہتا تھا دیکھو ہمنے کیسی صیقل کی ہی یقین ہی کہ جب ہم یہ تلوار
سر دشمن پر لگائین گے خوب کاٹے گی راکب ومرکب کے چار ٹکڑے کریگی عدو کو راہ عدم نظر آئیگی وہ اُسے
جواب دیتا تھا واقعی کیا خوب صیقل کی ہی تلوار بہت آبدار ہی یہ تو آہن وسنگ پر بھی نہ رکیگی اول تو تلوار
نہایت آبدار ہی دوسرے تم جیسے قوی بازو ہو کہ مثل تمھارا قوت وشجاعت مین نہین ہی ہمنے اکثر لڑائی مین
دیکھا ہی کہ جب تمنے اپنے حریف پر یہی تلوار جوہر دار لگائی ہی اُس کے دو ہی ٹکڑے کیے ہین اور اگر ارادہ
کیا ہی تو مرکب کو بھی دو نیم کیا ہی کتنے نامی دلاورون کو قتل کیا ہی تلوار تمھاری تشنۂ خون عدو ہی وہ
بہادر اُس جری سے کہتا تھا تم دوست صادق ہو کہ مجھ ایسے شخص کی اسقدر تعریف کرتے ہو ورنہ مثل مجھکو شجاعت
مین جانتے ہو اور بیان کرتے ہو مین تو مانند تمھارے کبھی بہادر نہین ہون تم مجھسے بدرجہا قوت وزور
مین بہتر وافضل ہو کوئی پہلوان کسی قوی بازو سے اپنے گرز گاؤ سر کو دکھا کے کہتا تھا یہ ہی برادر ذرا
صبح تو ہو دیکھنا اس گرز گران سے اعدا کو کیونکر پیوند خاک کرتا ہون کہ نام ونشان بھی گوشت واستخوان
کا نہ رہیگا وہ اُس سے کہتا تھا کہ جو تم کہتے ہو ہمین یقین ہے ایسا ہی کروگے یہ گرز تمھارا وہ گرز گران ہے کہ
اگر سر کوہ پر مارو تو وہ بھی شکستہ ہوکے ریزہ ریزہ ہوجائے انسان کی تو کیا مجال ہی کہ ضرب سے اس گرز
کی بچ جائے اور اپنے گرز پر ضرب اس گرز کی دلیرانہ روک لے کوئی تیرانداز کسی کماندار سے اپنے تیرون
کو ترکش سے نکالکر دکھاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو آج یہ چند تیر ہمنے درست کیے ہین اور کمان کیانی بھی حسب دلخواہ
درست کی ہی صبح کو یہ تیر ہین اور سینۂ اعدا ہین وہ کماندار تیرون کو دیکھ بھال کے جواب دیتا تھا بیشک یہ
تیر ہم پلۂ تیر اجل ہین جس طرح تیر اجل سے انسان کبھی جانبر نہین ہوتا ہی اسی طرح ان تیرون سے دشمنون کا
جانبر ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ تم وہ تیرانداز کامل ہو کہ تیر تمھارا ہمیشہ نشانہ پر پہونچتا ہی کبھی خطا نہین کرتا ہی

وہ اس سے کہتا تھا یہ کلمات محض ہمارے عزت افزائی کے ہین ہو محبت واثق ہو ہماری عزت وآبرو بڑھاتے
ہو ہم تو ایک خطا کار ہین ہان تم اپنے فن مین البتہ اکمل ہو غرض کہانتک گفتگوے دلیران جنگجو مفصل تحریر
کیجائے کہ ہر ایک سپاہ رستیار رہی جنگ مین مصروف تھا شوق جنگ اپنے دوستون سے ظاہر کرتا تھا ہر ایک
کو انتظار صبح کا تھا دلاوران نبرد و لشکر کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا لیکن جو لوگ سپاہ مانند شتر گردن
و کرگدن سوار ہین بزدل و نامرد تھے انکی یہ صورت تھی کہ جب سے طبل جنگ بجا تھا باہم ایک جا بیٹھے تھے
چہرہ ہر ایک کا زرد تھا خوف جنگ سے دست و پا مین رعشہ تھا حواس خمسہ درست نہ تھے کہتے کچھ تھے زبان
سے نکلتا کچھ تھا کسی کو خوف سے دست آنے لگے تھے بار بار بیت الخلا جاتا تھا کسی کو خوف سے تپ آگئی تھی
جب وہ کانپتا تھا اکثر بزدل اُس سے کہتے تھے بیٹھے کیون ہو لیٹ رہو وہ انکے کہنے سے لحاف اوڑھکر لیٹ
جاتا تھا اور جنکو تپ نہ آئی تھی وہ بیٹھے ہوے فکر کرتے تھے اگر کوئی بزدل کسی نامرد سے سبب فکر پوچھتا تھا تو
اُس سے کہتا تھا اے برادر تم عاقل ہو کے سبب تردد دریافت کرتے ہو کیا تمنے صدائے طبل جنگی نہین سنی ہے
کیا یہ تمکو معلوم نہین ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا کیا دشمنون سے لڑنا تمام فکر و
تردد نہین ہے کہ تم مجھسے یہ پوچھتے ہو کہ سبب فکر کیا ہے اے برادر دشمنون سے لڑنا اور انکا تیغ و تیر و نیزہ تن پر کھانا
کچھ آسان نہین ہے علاوہ زخم کھانے کے لڑائی مین صدہا بلکہ ہزارہا سوار و پیادہ قتل ہوتے ہین کھیت پڑتے
ہین کشتون کو کفن تک بھی نصیب نہین ہوتا ہے اکثر سنا ہے کہ مقتل مین کشتون کو زاغ و زغن اور درندے کھا
جاتے ہین کوئی انکے حال پر گریہ و زاری نہین کرتا ہے بس ہمکو بھی یہی تردد ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ رہتے
ہین یا قتل ہو جاتے ہین اگر جان عزیز کا خیال کر کے لشکر سے نکل جاتے ہین تو باعث بدنامی کا ہے اور اگر نہین
جاتے ہین تو صبح کو میدان جنگ مین ضرور جانا ہوگا اعدا سے مقابلہ کرنا ہوگا ہم فی الحال گردش زمانہ سے
محتاج ہو کر نوکر ہوے ہین کوئی لڑائی آجتک نہین لڑے ہین بلکہ لڑائی بھی نہین دیکھی ہے نہین معلوم
تلوار کیونکر چلتی ہے نیزہ کیونکر لگاتے ہین تیر چلانا نہین کیونکر جوڑتے ہین نشانہ کسطرح تاکتے ہین کمان کسطرح
کھینچتے ہین عدو کو تیغ سے چورنگ کیونکر کرتے ہین ضرب شمشیر سپر پر کس طرح رد کرتے ہین بس ہم کیا لڑین گے
تلوار تو ہمارے ہاتھ سے کھینچی نہ جائیگی سپر ساقط طریقہ سے اٹھائی نہ جائیگی جب کوئی دشمن تیغ کھینچ سامنے آجائیگا
اسکو قتل نہ کر سکینگے بلکہ خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے لاش ہمارا کوئی بھی میدان جنگ سے نہ اٹھائیگا
کہ سلتے ہین کہ ضرور پامال سم اسپان ہو جائیگا گور و کفن سے محروم رہیگا کوئی ہماری لاش پر دو آنسو بھی نہ
بہائیگا جب دوران حال ہمارا انتقال ہوگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے غرضکہ اب ہمکو کچھ
بن نہین پڑتا کیا کرین کیا نکرین یہ شعر کسی کا ہمارے حسب حال ہے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے دو بلا مین
ہمارا آشیان ہے ۔ اُس بزدل نے اُس نامرد کی تمام تقریر سنکے کہا ہم بھی مانند تمھارے فنون جنگ سے
ناواقف ہین اور ناسازی طالع زمانہ سے رسالہ مین نوکر ہو گئے ہین تم ہمارے حال پر آپ سے آگاہ ہو کر وہ تا
جاتے اپنے گھر مین آرام و راحت سے پلنگ پر استراحت کیا کیے لونڈی غلامون سے خدمت کرایا
کیے غذائے لطیف و نفیس کھایا کیے کسیکی نوکری نہین کی زر و جواہر پاس تھا کچھ فکر نہ تھی شب و روز عیش
و عشرت سے بسر کرتے تھے اکثر دوست انکے پاس آتے تھے جن سے صحبت رہتی تھی قصے کہانیان
شعر سنا کرتے تھے حقہ اور افیون سے زیادہ شوق تھا جسے کہالی خوش ہوتے تھے بہ رغبت تمام سالھا

احباب کے بیٹے تھے ملنیکر بدل مرغوب تھا جب ہم پیدا ہوے ہمکو بھی ذرا سی افیون کھلانے لگے ناز و نعمت
سے پرورش کرنے لگے یہانتک کہ ہم سن تمیز کو پہونچے جب بھی اسی طور سے پیش آیا کبھی کسی علم سے کوئی
علم نہ پڑھوایا اگر کسی نے کہا بھی تو جواب دیا علم کے حاصل کرنے مین ہمارا لڑکا بوجہ فکر کے دبلا ہو جائیگا علاوہ
نہ تعلیم کرانے علم کے فنون سپہ گری وہ دیگر کاردستی سے بھی ہمین آگاہ نہ کرایا گھر سے ایک مدت تک باہر نکلنے نہ دیا
عورتون مین بیٹھے رہتے تھے جب انھون نے انتقال کیا گھر سے باہر نکلے دوستون کے ساتھ سیر و تفریح طلب
کیا کئیے پیشتر تم بھی ہمارے ساتھ سیر کیواسطے جابجا جایا کرتے تھے کیا وہ زمانہ تم کو یاد نہین ہے اب اس
زمانہ مین تنگدست ہو کے مجبوری نوکری کی ہے ابھی نوکری کیے چھ مہینے کا زمانہ گذرا ہے ڈھال تلوار باندھی تو
ہے مگر تلوار لگانے سے ماہر نہین ہین آج یہان تیاری جنگ ہو رہی ہے صبح کو اہل اسلام سے لڑائی ہوگی جاہل و
بے وقوف جنکو اپنی جان عزیز نہین ہے وہ تیاری جنگ مین مصروف ہین تم کو یہ فکر ہے کہ ہم اہل اسلام سے
لڑین یا لشکر سے چلے جائین ہمکو کچھ بھی فکر نہین ہے دیکھو نادان و عیاران بیٹھے ہوے کیسے باتین کر رہے ہین
تجویز کر چکے ہین کہ جب زمانہ نصف شب کا آئیگا کسی حیلہ سے اپنے لشکر سے نکل جائینگے ہمکو اپنی جان نہایت
عزیز ہے مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے چار روپیہ کیواسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ہم عاقل ہین جاہل و نادان
نہین ہین ہمین عزت و آبرو سے کچھ غرض نہین ہے آگے جان شیرین کے عزت کی کیا حقیقت ہے جب جان نہ
رہی مرگئے دنیا سے چلے گئے خاک مین ملکے خاک ہو گئے عزت و آبرو رہی تو کس کام کی بس ہماری تو یہ رائے
ہے کہ ہمارے ہی ساتھ لشکر سے نکل چلنا عزت و آبرو کا کچھ بھی خیال نہ کرنا اگر کوئی بزدل و نامرد کہے
تو اُسے بکنے دینا دشمن سے جان اپنی بچانا ضرور ہے یہ لشکری جاہل و نادان و نالائق ہین عزت حاصل ہو
اس امید پر جان اپنی دینا گوارا کرتے ہین آبرو کی خواہش مین اپنے تئین دریاے ہلاکت مین ڈالتے ہین کون
انکو سمجھائے یہ سپاہی اُلٹی کھوپڑی کے ہین ہماری نصیحت پر کبھی عمل نہ کرینگے بلکہ ہمکو بزدل جانینگے انکو انکے
حال پر چھوڑنا ہی مناسب ہے جسوقت یہ لشکری اہل اسلام سے شمشیر و تیر لڑینگے اور زخمہاے کاری کھا کے
زمین پر گر کے ایڑیان رگڑینگے اور گھوڑے لشکر کے انھین ہنگام جنگ مثلوبہ پامال کرینگے اسوقت البتہ
انکو اپنی جان کے جانے کا ملال ہوگا آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہوگا ابھی تو عزت و آبرو کے نام پر جان
دینے کو موجود ہین تیاری جنگ مین مصروف ہین شجاعت و بہادری ہر ایک اپنی ظاہر کر رہا ہے جو جو دلمین
آتا ہے وہ بک رہا ہے ہم سنتے ہین اور ہنسکر خاموش بیٹھے ہین تم انکے ساتھ اپنی جان نہ دینا ہمارے
کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤ گے اہل اسلام بڑے بہادر ہین ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے ضرور مارے جاؤ گے
یہ جوانی و خوبروئی تمھاری خاک مین ملجائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہجائینگی باغ دنیا سے سوے عدم
چلے جاؤ گے لذت ہاے نعمت دنیا یاد کرو گے وہ یہ نصیحت اپنے دوست کی سنکے خوش ہو کے کہتا تھا ہم کو
تمھاری راے نہایت پسند آئی جیسا تمنے کہا ہے ایسا ہی کرینگے اسیطرح ہر ایک نامرد باہم ایسی ہی گفتگو کرتا
تھا اور وقت کا منتظر تھا جب زمانہ نصف شب کا آیا اسقدر نامرد و بزدل تھے ہر حیلہ سے اٹھ اٹھ کر لشکر سے
تاریکی شب مین نکل گئے شجاع و بہادر لشکر مین رہگئے جسوقت وہ باقی شب بھی بسر ہوئی اور سپیدۂ سحری
فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر چلنے لگی کواکب خوف آمد شاہ خاور سے دریاے فلک مین ڈوبنے لگے سپاہ انجم
مین ابتری واقع ہوئی ہر ایک ستارہ دشمن پوشیدہ ہونے لگا سپاہ انجم کے رخ انور پر خوف نیر اعظم سے اُداسی

اور سفیدی ظاہر ہونے لگی طائران خوش الحان سحر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر حمد خدا اپنی زبان مین کرنے
لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے پابند نماز برائے اداے نماز سحر بیدار ہونے لگے کفار اپنے معبدون
مین گھنٹہ اور ناقوس بجانے لگے اہل اسلام نے وضو کرکے بہ خشوع قلب فریضۂ سحری کو ادا کیا اور دعاے فتح وظفر
مانگی خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام نے نماز سحر پڑھکر واسطے اپنے مطالب دینی و دنیوی کے درگاہ الٰہی مین دعا کی
بعد ازان لباس شاہی زیب تن کرکے تاج جواہر نگار سر پر رکھکر تخت پر بیٹھے کہاریون نے بسم اللہ کہکر
تخت مذکور اپنے دوش پر اُٹھاکے رکھا اور اندرون بارگاہ سے تا در بارگاہ آہستہ آہستہ تخت کو لائے جونہین
برآمد ہوئے بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران لشکر اسلام موجودہ دربارگاہ بادشاہ والا جاہ کے صف آرا
تھے اور کہاریان وردیان نئی اور نفیس پہنے ہوے دربارگاہ پر حاضر تھے چوبدار کہ عصا ہاے نقرئی و طلائی
ہاتھون مین لیے پٹکون سے کمر باندھے ہوے نظر بہ دربارگاہ کے کھڑے تھے ہرایک اُنکی آنکھ منتظر تشریف آوری
بادشاہ تھا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھایا گیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ کہاریان نہایت حسین مہ رو
نوجوان نوجوان بیش قیمت کے مہنگے پہنے ہوے دوپٹے رنگا رنگ اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگائے
ہوے گلوریان گلون مین دبائے ہوے سرمہ و دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوے چوڑیان نازک نازک
کلائیون مین علاوہ نقرئی و طلائی کڑون کی پہنے ہوے انگلیون مین پور پور انگوٹھی چھلے کہ جو دل عشاق کو
چھیل لے پہنے ہوے بالون مین تیل خوشبودار ڈالے ہوے کنگھی چوٹی کیے ہوے چپیان [illegible] ہوے پینڈیا [illegible]
پر نقرئی و طلائی جھمکے لگائے ہوے پاؤن مین کڑے چھوڑے معشوقانہ قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی ہر گام پر کمرین
نازک اُنکی لچکتی اور بل کرتی ہوئی عطر مین سرتن بسی ہوئی تخت کاندھون پر رکھے ہوے ہین وہ کہاریان
کہتی ہین یا پریان ہین تخت سلیمان علیہ السلام کی طرح تخت بادشاہ لشکر اسلام اُٹھائے ہوے ہین آنکے
عشاق اُنکی دید کے مشتاق تھے سیکڑون دل عشاق اُنکے دام گیسو مین مانند مچھلیون کے پھنسے تھے ایسی خوبصورت
تھین کہ حورین اُنکو بام فلک سے دیکھتی تھین اور ایسی [illegible] رفتار کہ [illegible] اُنکے [illegible] بار بار زمین
پر گرا جاتا تھا کہارون نے اُنکو دیکھکر بے اختیار آہ سرد کی اُنھون نے بادشاہ [illegible] کہا تم یونہین آہین
کرکے ہمیشہ [illegible] ہی [illegible] ہم [illegible] حال مین گرفتار ہونگے کیا ہمارے
شہر [illegible] مین [illegible] خلاف شرع عمل کرین کہاریون [illegible] اشارہ کی گفتگو کو خوب سمجھکر رعب
بادشاہ سے خاموش رہکر چند قدم آگے بڑھے پھر تخت جواہر نگار اُنکے دوش سے لیکر اپنے کاندھون پر
رکھا ایک نقیب نے اسوقت باواز بلند کہا نصر من اللہ و فتح قریب دوسرے نقیب نے
بصداے خوش پکارکے کہا ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اُٹھاکے دیکھا
جملہ سرداران لشکر ظفر اثر نے موافق قاعدہ واسطے آداب و تسلیم کے اپنے سر جھکائے شاہ موصوف
علی قدر مراتب ہر ایک کا سلام لیکر اُن جملہ شیران بیشۂ شجاعت کو مسلح و مکمل دیکھکر سرفروشی پر آمادہ پاکر
نہایت خوش ہوکر باشارہ چشم و ابرو ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار و اے بہادران سپاہ شعار [illegible]
پر سوار ہو سوے میدان کارزار چلو سرداران موصوف جانب تخت باین خیال بڑھے تھے کہ پایۂ تخت
بادشاہ کو بصد ادب بوسہ دےکے تخت کہارون سے لیکے اپنے دوش پر رکھکے چند قدم جانب نبردگاہ
چلین اور اس خدمت بجالانے سے اپنی عزت افزائی پر افتخار کرین کہ اشارۂ بادشاہ لشکر سے

مجبور ہوکے اور بجا آوری حکم واجب الاذعان کے اپنے اس ارادے سے باز رہ کر مرکبوں پر سوار ہوکر
بیچ میں تخت شاہی کو لیکر بیٹھا ہوا کیا رکتے کے ہوکر ہمراہ سواری بادشاہ دین پناہ سوئے رزم گاہ چلے
جملہ فوج ظفر موج بھی عقب سواری شاہ مانند موج بحر زخار کے طرح طرح سواری بادشاہ لشکر جاہ جھوم کے
سوئے میدان مصاف چلی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا غنچوں کا کھلنا صحرا میں گھاس کے پھولوں کی بہار
وہ شبنم افتادہ سبزہ صحرا کی لہک وہ ستاروں کا وہ مرہم نہاں ہونا تاریکی کا گھٹنا روشنی سحر کا بڑھنا وہ شاہ خاور
کا جانب مشرق سے ظاہر ہونا وہ طائران خوش الحان کا صحرا کا بولنا وہ صحرائے سبزہ زار کی فضا وہ کوہ بیضا
کی صفا وہ لشکر اسلام کا آہستہ آہستہ سمت نبردگاہ ہمراہ سواری بادشاہ جانا وہ جوانان لشکر اسلام کے
چہروں پہ لہ لوزانی وہ اُنکے تنوں پر سلاح جنگ کی پھبن وہ ہر ایک بہادر کی چتون وہ شوق جنگ و جدال
انکا وہ مرکب عربی و تازی و ترکی و عراقی کہ انکے حسن و جمال پر پری رویان بھی سراسر شرمندہ ہوں
وہ سبک تیزی تیز روی کہ اُنکی کہ جنبش باد صبا بھی محجوب ہو کے سامنے انکے سے پیچھے رہ جائے راہ میں
گرجانا وہ نقیبوں کا پکارنا قابل دید و لائق شنید تھا غرض اسی طرح آہستہ آہستہ سواری بادشاہ نبردگاہ
میں پہونچی اشارہ بادشاہ لشکر سے سب ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام منتظر قہرمان شیر گردن و کرگدن
سوار کے آنے کا کرنے لگے اور امیر خاقانی کو ہمراہ اپنے نہ پاکر بار بار یاد کرنے لگے سرداران نامی دنیا مدار
سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے افسوس اسوقت امیر خاقانی ہمراہ لشکر نہیں ہیں اُنکے ہونے سے لشکر پر رونق
ہے نہیں معلوم انپر کیا گذری زندہ ہیں یا نہیں شاید کہ پیچھا انکا اور سعد و خاقانی کو گرفتہ کیا ہو نہیں معلوم
پیچھے نیکر کون لے گیا ہو دوست ہے یا دشمن ہے دل کو تردد ہے سرداران ہر چہار طرف دست بستہ عرض کرتے تھے فضل اللہ
کچھ تردد و فکر نہیں انشاء اللہ وہ صحیح الخیر اپنے لشکر میں تشریف لاویں گے ہمیں یقین کامل ہے کہ کوئی دوست
انکا نیچے نیکر ان کو اٹھا لے گیا ہے اسی دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ دوست نہ ہوتا تو فضائے لیث و رزم
کو دشمن اُنکا جان سے ہلاک نہ کرتا ابھی بادشاہ ان کی فکر میں رہے تھے ناگاہ ایک طرف سے آ لشکر
قہرمان شیر گردن ظاہر ہوئی یعنی گرد و غبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے وہ غبار
دور ہوا جملہ مردان لشکر اسلام نے دیکھا کہ بیچ میں قہرمان شیر گردن بکبر و نخوت تاج کج سر پر
رکھے ہوئے کرگدن پر سوار ہے داہنی جانب اُس کے لاچور و شاہ ہے بائیں سمت صلصال خلخال
ہیں ساتھ لاچور و شاہ کے مانند سایہ کے تختگان ہر شاہ سواران لشکر قہرمان کا پانچ لاکھ لاچور و
شاہ کے ساتھ دو لاکھ سپاہ ہر صلصال کے ہمراہ رکاب قریب لاکھ سواروں کے ہیں قبل اسکے لاچور و
شاہ اور صلصال کے ساتھ اسقدر سوار نہ تھے میلہ میں آنے سے ہزار ہا کفار لاچور و شاہ کے ہمراہ
ہو گئے تھے ہر لشکر میں جدا جدا پھریرے نشان کے تھے علمدار علموں کو اٹھائے تھے وہاں پر ہر لشکر سیلاب اور
دریائے آہن میں سر راہ غرق تھے اگرچہ کفار چار ایک پر بار تھے فیلان مست ہمراہ لشکر انکے باز اور تھے ہاتھیوں
کی کثرت سے وہ صحرا گویا جنگلی بن ہو گیا تھا غرضکہ جب قہرمان و لاچور و شاہ و صلصال و خلخال میدان
جدال میں آئے سامنے لشکر اسلام کے ٹھہرے بعد تھوڑی دیر کے ادھر سے سپاہ دار سیلچی اور پھاوڑے
کاندھوں پر رکھے ہوئے حکم بادشاہان ہر دو سپاہ سے باہر لشکروں سے نکلے پتھر جھاڑی جھنڈی میدان
کارزار سے دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد اسکے سقوں نے لشکروں سے نکلکر میدان مصفا

مین آکے اسقدر زمین پر پانی چھڑکا کہ زمین بخوبی تر او رسیراب ہوگئی جب سقے او ربیلدار اور بیلچہ بردار دستی میدان کارزار کی کرکے ہٹ گئے دونون جانب لشکر صف آرا ہونے لگے میمنہ ومیسرہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان بیجگر سے آراستہ ہوا قلب لشکر مین ادھر قہرمان ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے قیام کیا ساقہ وکمین گاہ بھی طرفین سے آراستہ کیا گیا حسبدم موافق خواہش دل ہر ایک لشکر کی صف آراستہ ہو چکی لاجوہر شاہ اور صلصال نے بھی علیحدہ علیحدہ اپنے لشکر کی صف آرائی مین کد وکوشش کی جسوقت سپاہ ان دونون نابکارون کی بھی صف آرا ہو چکی لشکر اسلام سے نقبا سپاہ قہرمان سے کرطکیت نکل نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے آکے کھڑے ہوے پہلے نقبا سے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے اس طرح باواز بلند کہنے لگے کہ اے دلاوران نامی وسر فرازو اے بہادران شجاعت شعار وممتاز آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے نہین معلوم کس وقت رشتۂ حیات منقطع ہوجائے اجل آجائے کچھ بھی طفل وجوان پیر کی تعداد زندگی کسی کو معلوم نہین ہے بارہا دیکھا ہے کہ پیر زمین گیر زندہ بیٹھے رہے ہین اور طفل وجوان جنکی زندگی کی انھین امید تھی وہ انکے روبرو مرگئے غرضکہ مرنا ہر ایک کا ضرور ہے موت سے کسی کو گریز ممکن نہین ہے عاقل کو لازم ہے کہ خیال مرگ سے غافل نہو یہ شعر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے شعر اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پہ ہے ؀ بہوش باش کہ عالم رواروی پہ ہے ؀ ذرا فکر وغور کرکے خیال کرو کہ وہ لوگ جو تمھارے قبل خلق ہوے تھے وہ اسوقت کہان ہین افسوس اجل سے مجبور ہو کے اپنے اپنے اہل وعیال وعزیزو احباب کو چھوڑ کے جانب ملک عدم اکیلے تہیدست چلے گئے مال وملک زر وجواہر کو ہزار کوشش سے حاصل کرکے یہین چھوڑ گئے سوائے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی ساتھ اپنے نہ لے گئے ہان اعمال نیک وبد ضرور انکے ساتھ ہوے جنکے اچھے اعمال ہوے وہ بعد مرگ براحت و آرام گوشۂ قبر مین سوئے اور جن کے اعمال زشت وزبون تھے وہ بعد رحلت قبور مین مبتلائے عذاب الیم ہوے جنھون نے اپنی زندگی مین امور خیر کیے نامور ہوے وہ بعد مرگ بھی گویا زندہ ہین اہل جہان انکو یاد کرکے تعریف انکی کرتے ہین نوشیروان اگرچہ کافر تھا لیکن بوجہ عادل ہونے کے لوگ اسکو یاد کرتے ہین اسی طرح رستم کو بھی بسبب اسکی شجاعت اور جوانمردی کے دلاوران روے زمین بیشتر اسے یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رستم سیلتن عجب مرد میدان نبرد تھا بڑے بڑے نامی ونامور دلیرون کو تہ تیغ کیا اُسنے تنہا لشکرون سے مقابلہ کیا ہزارون کو خاک وخون مین ملادیا اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دیا جنگگاہ سے قدم نہ ہٹائے تا وقتیکہ دشمنون کو شکست نہ دی اسی صورت سے اسفندیار اور گیو وغیرہ دلاوران نامی ونامورون کو اہل دنیا یاد کرکے انکی شجاعت کا ذکر کرتے ہین لہذا المتقین لازم ہے کہ اپنی زندگی مین وہ کارہاے نمایان کرو کہ رشک رستم وغیرت اسفندیار قوت وشجاعت مین ہو جاؤ دیکھو آج سامنا اور مقابلہ کفار بدانجام سے ہے دلیرانہ مقابلہ کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے مقابلہ کرنا دشمنون کو تہ تیغ آبدار کرنا خوف جان سے قدم پیچھے نہ ہٹانا سر میدان جنگ اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت وآبرو نہ کھونا یاد رکھو میدان کارزار واسطے سپاہی کے ایک معیار امتحان ہے کھوٹا کھرا اسی کسوٹی پر ظاہر ہوجاتا ہے خبردار اے بہادرو تم خوف جان واندیشۂ زخمہاے تیغ دشمنان سے پریشان خاطر ہو کر نہ بھاگنا دلیرانہ لڑنا بھاگنے کی بدنامی سے قتل ہوجانا قبول کرنا ورنہ سر میدان جنگ ذلیل ورسوا ہو کے بھاگنے سے لڑکی بچ

نہ جاؤ گے اگر موت دامن گیر ہوئی تو بھاگ نہ سکو گے ضرور دست اعدا سے قتل ہو جاؤ گے دنیا سے
بے آبرو ہو کے لاکھوں بہادروں مین ذلیل ہوئے سو سے عدم جاؤ گے ایسی صورت مین کون تمہاری
تعریف کرے گا بلکہ عوض تعریف ہر ایک یہ کہے گا کہ نامرد و بزدل تھے تاب جنگ نہ لائے عرصۂ مصاف
سے بھاگے آخرکار دست اعدا سے قتل ہوئے ہمارے نزدیک اُنکا قتل ہونا اچھا ہوا کیونکہ وہ نمک حرام
اپنے آقا و مالک سے اُنھون نے وفا نہ کی سر اپنا سر میدان دلیرانہ دیا یہ کہکر نقیبا خاموش ہوے بعد اُن کی
نقابت کے کرلکیت جوانان لشکر قہرمان شیر گردن و گرگرت سوار سے مخاطب ہو کے یون کہنے لگے
کہ ای جوانان شور شعار و ای بہادران نامدار ذرا بگوش دل ہماری تقریر نصیحت آمیز سنو اور ہمارے پند و
نصائح پر عمل کرو کہ تمھارے حق مین بہت بہتر ہی ہم از راہ خیرخواہی کہتے ہین نہ از راہ دشمنی کہتے ہین کام
ہمارا یہ ہی کہ جوانان جنگجو اور لشکریان تندخو کو ہدایت کر کے آمادہ جنگ کرین لہذا ہم تم سبکو ہدایت
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ دنیاے دون ناپائدار ہی اور اہل جہان بھی حادث ہین مسافرانہ سرا سے
دنیا مین براے چندے مقیم ہین ہمیشہ کوئی دنیا مین نہین رہا ہی اور نہ رہے گا آخر ایک روز سب کو سرا سے
دنیا سے جانا ہوگا یاد کرو اپنے آبا و اجداد و سلاطین با عدل و داد کو کہ اب وہ کہان ہین آنکھین اُنکے دید
کی مشتاق ہین کان اُنکی صدا کے شائق ہین وہ ایسے نظر سے نہان ہوے کہ دکھائی نہین دیتے ہین خواب مین
بھی نظر نہین آتے ہاے وہ صورتین اُنکی خاک مین مل گئین اور وہ زبانین اُنکی جنسے وہ کلام خوش کرتے تھے
زمین مین اُنھین کیڑون نے کھا لیا علاوہ زبان کے کوئی عضو اُنکا بلکہ کوئی استخوان اُنکا بھی اب نہ ہوگا مانند اُن گذشتگان
کے ایک روز جواب زندہ ہین وہ بھی نابود ہو نگے تا مین خاک اُنکی ملجاے گی از انجملہ تم سب بھی باغ جہان سے
سوے عدم جاؤ گے مدام اس چمن روزگار مین نہ رہوگے بس مناسب ہی کہ اس کشت زار دنیا مین تخم عمل
نیک ایسا بو جاؤ کہ جسکا ثمر شیرین ہو یعنے ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد تمھارے اہل جہان تم کو بہ نیکی یاد کرین
اعمال نیک لاتعد و لاتحصی ہین اُنکو ہم کیا بیان کر سکتے ہین اور تم کب اُنکو اسوقت سن سکتے ہو منجملہ اُنکے
ایک عمل نیک یہ ہی کہ دنیا مین عزت و آبرو حاصل کرنا اپنے حاکم و آقا سے وفا کرنا حق نمک ادا کرنا دشمنون کو
اُسکے قتل کرنا اپنی جان کا مطلق خیال نہ کرنا اسوقت تم دیکھتے ہو کہ اہل اسلام تمھارے بادشاہ کے دشمن
جان اور تمھارے سر کے خواہان میدان مین صف آرا ہین پر سر کینہ و فساد ہین اب اُسنے لڑائی ہوا چاہتی ہی دیکھو
نمک حرامی نہ کرنا قدم اپنے جنگاہ سے نہ ہٹانا بیوفائی اپنے مالک و خداوند نعمت سے نکرنا جسنے برسون اُسکا نمک کھایا ہی
اُسنے بارہا زر و انعام تمکو دیا ہی ایسے مالک و آقا سے وقت بد مین دغا کرنا تنہا اُسکو دشمنون مین چھوڑ کے
بھاگ جانا خلاف شرافت و دلاوری ہی اور باعث ذلت و بدنامی ہی جو بہادر خیرخواہ اپنے آقا کے ہوتے ہین
وہ اپنے مالک کے پسینے پر خون گراتے ہین چونکہ تم سب بھی شریف اپنی اپنی قوم مین ہو اور بہادری
و شجاعت مین نامی و نامور ہو لہذا ہنگام جنگ اپنے اعدا سے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے دلیرانہ
لڑنا بڑھ بڑھ کر شمشیر و نیزے سے دشمنون کو قتل کرنا شیرانہ نعرے کرنا سر میدان جنگ شجاعت اپنی
دلیرون کو دکھانا اعدا کو پشت نہ دکھانا اگر اس طور سے اسوقت اہل اسلام سے لڑو گے تمھارا مالک و
آقا تمسے خوش ہوگا بعد فتح یابی تم کو خلعت و انعام دیگا عہدے تمھارے بڑھائیگا دنیا مین جو بہادر ہین
اُنکے سامنے سرخرو ہو گے بہادر کہلاؤ گے آبرو و عزت ثبات قدمی سے حاصل کرو گے اور اگر بہنگام

جنگ دست اعدا سے لڑ بھڑ کر قتل ہو جاؤ گے تو بھی نام تمہارے دفتر بہادری مین لکھے جائینگے
یہ تخم نیکی تمہارا بویا ہوا بعد مرگ بھی تم کو مثل نخل کے ثمر خوش دیگا لوگ تمکو دلاور کہینگے بہادرون کی
بزم مین تمہاری شجاعت کا تا قیامت ذکر ہوگا نقیب اور کڑکیت اپنی اپنی تقریر سے جب آمادہ
جنگ کر چکے اُدھر نقبائے خوش آواز ادھر کڑکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ جوانان ہر دو لشکر اسقدر آمادہ جنگ تھے کہ اکثر بہادرون نے تلوارین علم
کرکے نیام توڑ ڈالے تھے زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے طلبگار تھے چاہتے تھے کہ مرکب اپنے بڑھا
کے اپنے دشمنون پر حملہ آور ہون جتنا امکان اُنکو قتل کرین بعدہ سینون پر تن تن کے زخم نیزہ و تیر
کھا کے مرجائین دنیا مین نام کر جائین ہنوز اُن دلاورون نے ارادہ کیا تھا کوئی صف لشکر سے نکلا
نہ تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہژبر فیل کش کہ ایک سردار نہایت زبردست لشکر قہرمان کا تھا اور یہی نامہ
قہرمان کا لیکر دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گیا تھا اپنے لشکر کی صف سے باہر نکل کر قہرمان سے
اجازت جنگ لے کر بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کے جانب لشکر اسلام دیکھ کے
پکارا کہ اے فرقہ اہل اسلام تم مین سے جس کو تمنائے مرگ ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے جوہر میری
تیغ خونچکان کے دیکھے یہ تقریر اُس کافر بدانجام کی سنکے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ
دیکھا فی الفور حمید لال قبا کہ رفقائے قاسم و ایرج نوجوان سے اور مرد میدان نبرد تھا
مرکب کو مہمیز کر کے روبروئے بادشاہ لشکر اسلام جا کے ادب سے مرکب سے اُتر کے اجازت
جنگ شاہ موصوف سے لیکر جانب حریف گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوا جب سامنے اپنے
حریف کے پہونچا اُسنے کہا او اجل رسیدہ بہت جلد آیا تو معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگی سے بیزار ہے
یہ تو بتا کہ نام تیرا کیا ہے کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے آیا ہے مین وہ شیر بیشۂ بہادری ہون کہ بڑے
بڑے دلاور میرے سامنے سے بھاگ گئے ہین سیکڑون کو مین نے ہلاک کیا ہے حمید لال قبا
نے جواب دیا او نابکار نام میرا حمید لال قبا ہے مین وہ دلیر ہون کہ حریف میرا جانبر نہین ہوتا راہ عدم
یہ تلوار میری اُسے دکھا دیتی ہے تو کیا ہے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا ہے نامی دلیرون سے
مقابلہ کیا ہے تو کیا مجھے قتل کریگا مین مانند ملک الموت کے آیا ہون تجھے زندہ نہ رکھونگا اُسنے ہنس کر
جواب دیا تو نے نامردون کو قتل کیا ہوگا کبھی مجھ ایسے بہادر سے مقابلہ نہ کیا ہوگا آگاہ ہو نام میرا
ہژبر فیل کش ہے شجاعت میری میرے نام سے ظاہر ہے تو مجھے کیا قتل کریگا خود ہی میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگا حمید لال قبا نے جواب دیا او بدگفتار یہ میدان کارزار ہے جائے تقریر نہین ہے لہذا سخن
کوتاہ کر فنون جنگ دکھا ہنگام جنگ شجاعت ہماری اور تیری ظاہر ہو جائیگی جسکو خدا چاہیگا وہ فتحیاب
ہوگا کیون اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان سے کرتا ہے بیہودہ بکتا ہے لڑنے مین دیر کرتا ہے تیری اس
تاخیر جنگ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تو لڑنے سے جی چراتا ہے نامرد ہے اُسنے اس بہادر کی گفتگو سنکے برہم
ہو کے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے خبردار خبردار کہہ کے سینۂ حمید لال قبا پر لگایا اِدھر اس دلیر
نے چالاکی سے اُس کے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونو سنانہائے آبدار کے لڑنے سے
اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین دیکھنے والون نے حمید لال قبا کی تعریف کی اور کہا کیا خوب

نیزہ بازی ہی ضرب حریف کو کس خوبی سے روکا ہی تہبر برفیل کش نے بھی اپنے دل مین کہا مین نے تو اس
طرح نیزے کا وار کیا تھا کہ ہرگز نہ رُک سکتا دل وجگر تک گذر جاتا لیکن اسنے پھرتی سے
وار روک لیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ فن نیزہ بازی مین نہایت ہوشیار ہی خیر اگر اُسکی مرتبہ جانبر ہوا تو اب
ایسا وار کرونگا کہ جانبر ہو سکے ہنوز وہ اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ اس دلاور نے کہا او کافر تو نے
تو وار کیا خداوند عالم نے تیری ضرب نیزہ سے مجھے بچایا اب مین وار کرتا ہون ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا
کہ خبردار نہ کیا تھا دھوکے سے ضرب نیزہ لگائی ہر چند کہ سپہ گری مین دھوکے سے حریف کو قتل کرنا خلاف
شجاعت نہین ہی لیکن جو بہادر ہین وہ اپنے دشمن کو ہوشیار کرکے اُسپر وار کرتے ہین بس تو
خبردار ہو جا کہ اب مین بھی وار کرتا ہون اُسنے جواب دیا مین بخوبی ہوشیار ہون وار کر اس
بہادر نے نیزے کو گردش دے کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ پر کینہ کو اُسکے تاک کے نیزہ
صدر پر اُسکے لگایا اُسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر رد کا اسی طرح چند طعنین نیزے کی باہم رد و بدل
ہوئین آخرکار حمید لال قبا نے اُس سے کہا او سرکش اب کی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ایسا بند نیزے کا
باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جاے گا وہ یہ سخن سُنکے مسکرا کر کہنے لگا تو کیا میرے ہاتھ سے نیزہ
نکال دیگا بڑے بڑے اُستادان فن نیزہ نے تو کبھی میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا آخر تکو تمام حسرت
ہی رہی یہ کہکر بصد غضب نیزہ ہلا کر دھوکا دے کر پہلو پر نیزہ سر تیز حمید لال قبا کے لگایا ادھر اُس جری
نے بعنوان شائستہ اُسکی سنان نیزے کو اپنی سنان نیزے پر روک کے ایسا بند نیزے کا باندھا کہ اُسے
ہرچند کھولنا چاہا مگر کھل نہ سکا حمید لال قبا نے اپنے نیزے کو تکان دے کے ایسا کار نمایان کیا کہ
ڈانڈ نیزے کی اُسکے ہاتھ مین رہ گئی اور سنان نیزہ کی مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی ایک پلہ تیر کے
فاصلہ پر جا کے گری اہل اسلام نے خوش ہو کے حمید لال قبا کی تعریف کی کفار کو رنج ہوا لیکن
تہبر برفیل کش سنان نیزے کے نکل جانے سے حیران و شرمندہ ہوا غرق انفعال مین گویا ایک نیزہ غرق
ہوگیا ایک لمحہ سر جھکائے رہا بعدہ برہم ہو کے سر اُٹھا کے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام سر پر
حمید لال قبا کے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اُس
سرکش کی شکستہ ہو گئی اُسنے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر پھینک کر قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالکر تلوار علم کر کے کہا او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے سنان نیزے کی نکالدی
خیر دھوکے سے تو نے کام نکالا اور مین غافل تھا اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آگئی ہی میری
تلوار مانند اجل کے ہی جب تیرے سر پر آئے گی بغیر جان لیے خالی نہ جائے گی حمید لال قبا نے
ہنس کر جواب دیا او وہ گو پہلے بھی ایسا ہی دعوی کیا تھا نیزے سے تو کچھ بھی نہو سکا بلکہ خجل ہوا اسے
شکست نصیب ہوئی اب پھر دعوی کرتا ہی اب بھی دعوی تیرا باطل ہوگا مین خبردار ہون تلوار
لگا جوہر شمشیر دکھا اُسنے غضبناک ہو کے مرکب کو بڑھا کے تلوار کمر پر لگائی اس جری نے تلوار اُسکی اپنی سپر
پر روکی پھر اُسنے تلوار کا وار کیا اُسنے بھی سپر پر رد کا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوتی آخرکار حمید نے خبردار
خبردار کہہ کے شمشیر آبدار اس طور سے اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کے پشت فرس سے بروے
خاک گرا اہل اسلام نے خوش ہو کے باواز بلند حمید لال قبا کی تعریف کی خصوصاً سرداران لشکر امیر

نے بہت ثنا کی اور کہا کیا خوب حمید لال قبا نے شیر کا شکار کیا ہے ماننہ کتے کے ہزبر فیل کش کو مارا
ہے کفار قتل ہونے سے ہزبر مذکور کے حیران و رنجیدہ خاطر ہوئے اور اہل اسلام کی تعریف کرنے سے
برہم ہوئے خصوصاً قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار بہت اندوہناک و غضبناک ہوا غصہ
کو ضبط نہ کر سکا فوراً کرگدن اپنا صفوف لشکر سے نکالا اُسوقت اسکے سرداران لشکر نے دست بستہ
اس سے عرض کیا کہا اے بادشاہ ذیجاہ یہ تکلیف کیا ضرور ہے ہم مین سے ایک شخص جاتا ہے اور سر اس
قاتل ہزبر فیل کش کا تن سے جدا کر کے ابھی لیے آتا ہے اُسنے سب سے کہا ٹھہرو مین خود جاتا ہون اور
اس مسلمان کو قتل کرتا ہون سوا اسکے جو کوئی مجھ سے مقابلہ کو آئیگا اُسے قتل کرونگا اہل اسلام میرے
لشکر کے سردار کو قتل ہوتے دیکھکر بہت خوش ہوے ہین دیکھنا اپنے سردار لشکر کے خون کا کیسا عوض
لیتا ہون کس کس کو قتل کرتا ہون عوض ہنسنے کا کیسا لیتا ہون کہ یہ بھی یاد کرین جسقدر ہنسے ہین اُس سے
زیادہ نالہ و فریاد کرین تم سب لڑائی کا تماشا دیکھو آج ان مسلمانون سے ایسا لڑونگا کہ میری لڑائی اور
بہادری دیکھکر دلاورون کو حیرت ہوگی مردم رستم و اسفندیار و سہراب و گیو کی قوت و شجاعت
کو بھول جائینگے جملہ بہادران گذشتہ و حال سے مجھے دلاوری مین بہتر جانینگے تم سب میری
بہادری و شجاعت و رویین تن ہونے سے آگاہ ہو بارہا تمنے میری کارزار دیکھی ہے آج بھی جنگ
میری دیکھو کہ ان خدا پرستون سے کیونکر لڑتا ہون اگر خدا پرستون کی لاشون سے میدان نہ بھر دیا یہ
دیا تو کچھ کام نہ کیا سرداران لشکر نے اُسکی تقریر سنکے عرض کیا ہم حضور کی جوانمردی و شجاعت سے
خوب ماہر ہین ہمین یقین کامل ہے کہ آج حضور ان مسلمانون سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھینگے اگر دل پر
رکھینگے آج ہی ان سب کا خاتمہ کردینگے قہرمان اُنکی تقریر سنکے فی الفور سامنے حمید کے آیا اور
کرگدن کو روک کے کہا او اجل رسیدہ آخر تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
تلوار نیزہ یا تیر مجھے لگا حمید لال قبا نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے اپنے حریف
پر وار کرین بس پہلے تم ہمپر وار کرو اگر خداوند عالم تمھاری ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی تلوار لگائینگے
راوی ناقل ہے کہ جسوقت حمید لال قبا کے سامنے قہرمان شیر گردن آیا تھا اُسکے سراپا پر نظر
کرکے حمید لال قبا کا رنگ فق ہوگیا تھا گویا آگاہی ہوگئی تھی کہ یہ حریف کیا آیا گویا اجل آئی با وجود
یقین ہونے اپنی ہلاکت کے اُس بہادر نے دلیرانہ اُس سے گفتگو کی تھی القصہ جب حمید نے پہلے اُسپر
تلوار نہ لگائی قہرمان نے کہا اچھا مین ہی پہلے اپنی جانب سے ابتدا ے جنگ کرتا ہون صرف تلوار اُٹھائے
تیرے سر پر بچا کے ہاتھ روک لونگا پھر تو مجھپر وار کرنا یہ کہکر تلوار لنگر دار نیام سے کھینچ کر کرگدن کو آگے بڑھا کے
شمشیر سر پر حمید لال قبا کے لے گیا حمید نے سپر اُٹھائی قہرمان نے ہنسکر کہا سپر تو نے بیکار اُٹھائی
ہے مین ابھی تلوار نہ لگاؤنگا تو کچھ خوف نہ کر جب تو خوب حوصلہ اپنے دل کا نکال لیگا اُس وقت البتہ تلوار
لگاؤنگا یہ کہکر تلوار سر حمید سے ہٹالی اور کہا اب تجکو وار کرنے مین کیا عذر ہے اُسنے کہا ابھی تمنے
عمدا تلوار نہین لگائی ہے مین کیونکر تمپر تلوار لگاؤن اُسنے کہا مین وار کرچکا اب تو ضرب تیغ لگا حمید نے
اسکے اصرار سے مجبور ہوکے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے سپر بھی نہ اُٹھائی مجائے سپر سر اپنا آگے بڑھا یا
تلوار حمید لال قبا کی اُسکے سر پہ بخوبی پڑی لیکن ذرا بھی نہ کاٹا بلکہ اُچٹ گئی قہرمان نے مسکرا کر کہا

اے حمید لال قبا تو نے کیسی تلوار لگائی کہ ذرا بھی زخمی نہ کر سکی شاید تو نے گھبراہٹ میں آہستہ تلوار
لگائی تھی اب بقوت تمام بخوف و خطر تلوار لگا میں اجازت دیتا ہوں خود چاہتا ہوں کہ تیرے
ہاتھ سے زخمی ہوں حمید لال قبا نے بعد انکار کے اُس کے اصرار کرنے سے لاچار ہوکے پھر نہایت
قوت سے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے پھر اُسی طرح سر اپنا آگے اُس کی تلوار کے
جھکا دیا تلوار اُس کے سر پر غرور پر بھرپور پڑی کسی قدر اُسکے سر کو صدمہ پہونچا لیکن تلوار نے کچھ
کام نہ کیا مثل ضرب اول سر پر پڑ کے اُچٹ گئی حمید لال قبا نے خیال کیا کہ تلوار میری اُسکے
سر پر پڑتی ہے گویا ایک سنگ خارا پر پڑتی ہے جھنکار کی آواز آتی ہے نہیں معلوم سر اسکا کیسا ہے یا یہ ساحر
ہے بزور سحر لڑتا ہے اس سے جانبر ہونا دشوار ہے بکسی طرح تیرے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا ایک تو ہی اُسکے ہاتھ سے
ضرور مارا جائیگا اب ایسے حریف کے سامنے سے پسپا ہونا خلاف دلاوری ہے اور باعث بے آبروئی و
ذلت ہے بھاگنے سے قتل ہو جانا بہتر ہے کیونکہ ذلت تو سر میدان جنگ ہر ایک کے سامنے ہوگی ابھی
حمید لال قبا یہ خیال کر رہا تھا کہ قہرمان نے پھر اُس سے کہا اے حمید لال قبا پھر تلوار لگا کیا تیرے
دست و بازو میں قوت نہیں ہے کہ آہستہ تلوار لگاتا ہے اُس دلاور نے جواب دیا میں تو بقوت تمام تلوار
لگاتا ہوں مگر حیرت ہے کہ تلوار نہیں کاٹتی نہیں معلوم تمھارا سر کیسا ہے آہنی کیا بھید ہے مجھے حیرت ہے اب
میں ہرگز تلوار نہ لگاؤنگا کئی متواتر تلوار کے وار کر چکا ہوں چاہتا ہوں کہ اب تم مانند دشمن کے تلوار
لگاؤ اُسنے کہا خیر تیرے کہنے سے تلوار لگاتا ہوں ہوشیار ہو جا سپر اُٹھا لے اور یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ
تلوار سر پر لگاؤنگا پہلو و کمر پر نہ لگاؤنگا پس سپر فراخ دامن سے اپنے سر کی حفاظت کرنا یہ کہکے تیغ
آبدار و گرانبار چمکا کے کرگدن کو حمید لال قبا کے جانب دست راست لا کے تیغ سر پر لگایا
ہر چند حمید لال قبا نے سپر اُٹھا کے سر کو بچانا چاہا لیکن تیغ لنگر دار و آبدار نہایت تیز تھا اور بازو
قہرمان شیر گردن بھی بہت پر قوت تھا سپر کو کاٹ کر سر حمید پر آ کے مانند برق جہندہ گرا اور
سر سے گذر کر گلو و صدر و شکم و کمر کو کاٹ کر دم بھر بھی نہ ٹھہر کر پشت فرس سے گذر گیا بالائے زمین پہونچا
بلکہ کسی قدر زمین میں در آیا حمید لال قبا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہو کے بالائے خاک گرا
اہل اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا ملال ہوا
ادھر کفار قتل حمید سے بہت خوش ہوئے قہرمان شیر گردن کی از حد تعریف کرنے لگے ادھر صلصال
لاجورد شاہ سے کہنے لگا دیکھی آپنے ضرب قہرمان شیر گردن کی حمید لال قبا ایسا بہادر
جس سے جانبر نہ ہوا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوا لاجورد شاہ نے مسکرا کر جواب دیا یہ
بندہ میرا نہایت قوی ہے ہمنے اسکو نہایت شجاع و بہادر پیدا کیا ہے ہر رگ و پے میں اسکی قوت و طاقت
بھر دی ہے باوجود اسکے یہ ہمسے منحرف ہے ہمیں سجدہ نہیں کرتا ہے اور ایک بندہ منسوب ہمارا کہ
مسمی تمثال آئینہ رو ہے اسکی پرستش کرتا ہے اسے کوئی سمجھائے کہ راہ راست پر آئے ورنہ خداوند لاجورد
شاہ دست اہل اسلام سے قتل کرائینگے بختگان نے عرض کیا اے خداوند ابھی ایسی تقدیر نہ کیجیے گا جب
یہ ان سب اہل اسلام کو قتل کر چکے اُسوقت جو مناسب ہو کیجیے گا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے کہا
تجھے ہماری مصلحت میں کیا دخل ہے جبتک ہمارا دل چاہیگا اسکے ہاتھ سے مسلمانوں کو قتل کرائینگے

جب یہ ہمکو کسی طرح سجدہ نہ کرے گا اور غرور بہت کریگا اسوقت ہاتھ سے کسی مسلمان کے اسکو قتل کرا دینگے لاجورد
شاہ توصلصال اور بختگان سے ہم سخن ہے وہ کہتے ہین آپ کو اختیار ہے جو چاہیے کیجیے گا قہرمان
حمید لال قبا کو قتل کرکے کرگدن پر شیرانہ بیٹھا اور مانند فیل مست کے جھوم کے آواز بلند کہنے لگا ای بادشاہ
لشکر اسلام حمید لال قبا جو سردار لشکر کا نہایت نیک تھا وہ تو قتل ہوا بالا سے قبائے سرخ اسنے قبائے
خون سرخ پہن کے سرخرو ہوکے عدم کی راہ لی دیکھو یہ لاشہ دو نیم اسکا پڑا ہوا ہے یہ تیغ میرا تشنۂ خون بہت
ہے لہذا اور کسی اپنے لشکر کے پہلوان یا سردار کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو بادشاہ موصوف نے
تقریر اسکی سنکے پھر اپنے دست چپ کی طرف نظر کی فوراً فیروزہ لال قبا نے کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم
وایرج نوجوان سے ہے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا پھر مرکب سے اتر کر روبرو سے بادشاہ
لشکر اسلام جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ نے فرمایا حریف بہت زبردست ہے تم اس سے
مقابلہ نہ کرو اور کوئی دلاور اس سے لڑنے کو جائیگا فیروزہ نے عرض کیا اب تو یہ کمترین صف لشکر
سے نکل چکا ہے اگر واسطے مقابلۂ قہرمان شیر گردن کے نہ جائیگا تو جملہ بہادرون مین سر میدان جنگ
ذلیل ہوگا حضور کچھ تردد نہ فرمائین اگر خدا چاہیگا حضور کے اقبال سے اس کافر کو قتل کرونگا سر
اسکا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لاؤنگا اور اگر میرا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو چکا ہے تو اس
کافر کے ہاتھ سے مانند حمید لال قبا کے قتل ہونگا سرخروئی کونین حاصل ہوگی حق نمک حضور
سے ادا ہو جاؤنگا بادشاہ نے مجبور ہوکے فرمایا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر جاؤ حوالے خدا ے
کریم کیا فیروزہ لال قبا اجازت حاصل کرکے تسلیم آخری بجا لاکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے
دلیرانہ بجنازہ پیشانی سامنے قہرمان کے گیا اس نے اس کے سراپا پر نظر کرکے مسکراتا ہوا اسکے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہے مسکراتا کیون ہے تجھے تو اپنے انجام پر خیال کرکے زار زار رونا چاہیے تعارض
اسکے ہنستا ہے کیا دیوانہ ہے اگر عاقل ہے تو تجھ سے مقابلہ نہ کرتا کیا تو میرے نام اور میری شجاعت سے آگاہ
نہین ہے کیا ابھی تو نے حمید لال قبا کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہے کیا تو اپنی زندگی سے بیزار ہے کہ مجھ
ایسے بیمثل بہادر سے لڑنے کو آیا ہے ارے آگاہ ہو کہ نام میرا قہرمان شیر گردن وکرگدن سوار
ہے مین روئین تن ہون کوئی حربہ میرے تن پر کارگر نہین ہوتا ہے تو اپنی جوانی پر نظر کرکے جنگ سے
ہاتھ اٹھا مجھے تیری جوانی وخوبروئی پر رحم آتا ہے تجھ ایسے جوان کو کیا قتل کرون اب تجھکو
لازم ہے کہ اس احسان کے عوض مین راہ راست پر آ ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ وہ روشن
دل ہین سجدہ کر خدا ے نادیدہ کو اب تک سجدہ کیا پھر اب خداوند موصوف کو سجدہ کر اپنے بادشاہ
سے منحرف ہو ہماری اطاعت اختیار کر فیروزہ نے دلیرانہ جواب دیا ای قہرمان آگاہ ہو کہ نام
میرا فیروزہ لال قبا ہے مین ہوا خواہ قاسم بن علمشاہ ہون مسکراتا اس وجہ سے ہون کہ اب
تم کو قتل کرکے سر تمھارا تیغ آبدار سے کاٹ کے واسطے نذر اپنے بادشاہ عالیجاہ کے لیجاؤنگا سواے
خلعت وانعام پانے کے دنیا مین مجکو آبرو وعزت حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہونگا جسطرح
تمکو میری جوانی پر رحم آتا ہے اسی طرح مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آتا ہے چاہتا ہون کہ تم میرے ہاتھ سے
ہلاک نہو کیا دل میرا خوش ہو کہ تم اپنا دین وآئین ترک کرکے دین اسلام اختیار کرو قتل سے امان پاؤ

یہ جنگ وجدال موقوف ہو خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین جلد نوازش وخلعت عنایات شاہ دین پناہ
سے سرفراز ہو بارگاہ سلیمانی مین لشمول بہادران چیدہ روزگار رجابن وست چپ بادشاہ لشکر اسلام
کہ خاص خاص بہادر اُس طرف بیٹھتے ہین تم بھی کسی دنگل پر بیٹھو شان وشوکت عزت وآبرو
زیادہ تر حاصل کرو قہرمان اُس بہادر کی تقریر سنکے از حد غضبناک ہوا کہنے لگا مین نے تو چاہا
تھا کہ تجکو قتل نہ کرون لیکن جب تیری قضا دامنگیر ہی تو مجبور ہون تجکو تیرے برادر حمید لال قبا سے ملادینے
کی فکر کرتا ہون یہ کہکے وہی تیغہ خونچکان اُٹھاکے پکارا اے فیروزہ ہوشیار رہو کہ اب تیرے خون تن سے
رنگ تیرا مانند عقیق سرخ کے ہوجائیگا اور یہ قبا تیری خون سے تر ہوکے زیادہ تر لال ہوجائیگی اُسنے
جواب دیا خداوند عالم میرا حافظ ہی وہی مجھکو تیرے ہاتھ سے بچائیگا اگر اُسکی مصلحت مین ہوگا مین خبردار
ہون تم تیغہ لگاؤ قہرمان نے گردن کو بڑھاکے تیغہ لگایا ادھر اُس بہادر نے سپر کو اُٹھایا تیغہ سپر کو
کاٹ کر اُسکے سر پر آیا ہرچند فیروزہ نے چاہا کہ ضرب تیغہ تیز سے بچون لیکن نہ بچ سکا چونکہ پیمانہ
حیات اُسکا آب زندگی سے لبریز ہو چکا تھا زندہ کیونکر رہ سکتا تھا تیغہ مذکور سر کو کاٹ کرتا جگرگاہ
آیا قہرمان نے خود دو نیم کرنے کی ضرورت نہ جان کر تیغہ تیز کو اُسکے جگرگاہ سے نکال لیا وہ فوراً
زمین پر گر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کے مرگیا کفار شادمان ہوے اکثر بہادرین لشکر سے کچھ آگے
بڑھکے باواز بلند قہرمان شیر گردن کی تعریف کرنے لگے اہل اسلام فیروزہ کے قتل ہونے سے
ملول ہوے قہرمان شیر گردن نے فیروزہ لال قبا کو قتل کرکے پھر مبارز طلب کیا ایکی مرتبہ موت
بن ساریق کہ ہوا خواہ قاسم سے تھا صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام سے اذن جنگ لیکر
سامنے قہرمان کے دلیرانہ گیا اور طالب ضرب تیغہ تیز ہوا قہرمان شیر گردن نے اُس سے پوچھا تیرا
نام کیا ہی اس قدر تعجیل جنگ مین کیون کرتا ہی اس نے اپنا نام بتایا اور کہا عجلت اس وجہ سے
کرتا ہون کہ دیر تیرے قتل کرنے مین نہ ہو تونے دو بہادران لشکر اسلام کو کہ وہ ہمارے برادر دینی
تھے قتل کیا ہی اُن کا عوض تجھ سے لینا ہی نام میرا تو سُن چکا ہی کہ موت ہی بس اس وقت سامنا
تیرا موت کا ہوا ہی آگاہ ہوجا کہ اجل تیری آئی ہی اب تجھکو قتل کرونگا قہرمان شیر گردن نے اُسکی
تقریر سُنکے غضبناک ہو کے تیغہ کا وار کیا موت نے روکنا مناسب نہ جان کے وار خالی دیا پھر
اُس پر تلوار اُٹھائی اُسنے سپر فولادی دوش سے لے کر کہا ہرچند مجھکو ضرورت سپر کی نہین ہی لیکن تیری
شمشیر کو سپر پر روکونگا سر پر نہ روکونگا کیا فائدہ کہ اپنے دماغ وکاسئہ سر کو ضرب تیغ کے درد سے
آشنا کرون یہ سُن کے موت بن ساریق نے اُس پر تلوار لگائی اُسنے چالاکی سے بالائے سپر روکی اسی
طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار قہرمان نابکار نے اس بہادر کو بھی مانند حمید لال قبا کے مع
مرکب چار ٹکڑے کیا بیدینون نے خوش ہوکر قہرمان شیر گردن کی ثنا کی اہل اسلام کو قتل
موت بن ساریق کا بھی صدمہ ہوا بعض سواران لشکر اسلام بعد مرگ موت کے باہم کہنے لگے نہین
معلوم کیا سبب ہی کہ متواتر کئی بہادر سپاہ اسلام کے اس وقت کام آئے ہین قہرمان نابکار زخمی
بھی نہین ہوا ہی خدا خیر کرے چند سوارون نے اُنکو جواب دیا ہمارے نزدیک فی الحال شاید ہم
لوگون کا ستارہ بد ہی اور دن ہم اہل اسلام کے سخت ہین اور قہرمان کے دن اچھے ہین اقبال اُسکا

باور ہے اسی وجہ سے کہی اُسنے بہادران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہی یہ تقریر اُسکی سُنکے چند سواروں نے
کہا ہم تمھارے قول کو پسند کرتے ہین ضروری یہی سبب ہی قتل مسلمانان لشکر اسلام کا ورنہ قہرمان کچھ ایسا
دلاور نہیں ہے روزگار نہین ہی کہ جس سے ہم اہل اسلام جانبر نہ ہون ایک سوار نے اُن سب سے کہا
تم کیا خیالات کر رہے ہو اور یہ کیا باتین کر رہے ہو بس خاموش رہو تم تو مانند نجومیون کے بُرائی
ساعت اور دن اور ستارون کی بیان کرتے ہو ہمارے نزدیک یہ ہی کہ جو مشیت الٰہی مین گذرتا ہی
سوا اُس کے ایسے کون جان سکتا ہی اجل کا آنا ضرور ہی جو پیدا ہوے ہین اُنکا مرنا بھی ضرور ہی حمید
لال قبا اور فیروزہ لال قبا اور موت بن ساریق کیسے دلاور و بہادر تھے کس کس سے لڑنے
تھے نامی و نامور مشہور تھے آخر اُنکا رشتۂ حیات کیونکر قطع ہوتا کہ زندگی اُنکی اتنی ہی تھی ابھی سواران
لشکر اسلام باہم تقریر مذکور کر رہے تھے ناگاہ قہرمان نے نخوت و غرور سے باواز بلند کہا اے بادشاہ
لشکر اسلام موت بن ساریق کی بھی اجل آئی میرے ہاتھ سے مارا گیا روح اُس کی تن سے جانب
ملک عدم روانہ ہوگئی اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو دیر نہ کرو اور اگر کسی کو
میرے مقابلہ روانہ نہ کروگے تو مین خود تمھارے لشکر پر حملہ کرونگا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس کی تقریر
سُنکے پھر سوے دست چپ دیکھا بجرد دیکھنے کے شاپور کوہ پیکر کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم و ایرج نوجوان
سے ہی صف لشکر سے نکلا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کے طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ
موصوف نے فرمایا قہرمان نہایت زبردست ہی اسکے مقابلے کو وہ بہادر جائے کہ جو اُسکا ہم پلہ قوت مین
ہو تم نہ جاؤ اُسنے عرض کیا اتنی تو یہ خاکسار صف لشکر سے بارادہ مقابلہ قہرمان نکل چکا ہی حملہ والا وران
سپاہ دیکھ چکے ہین اگر اسوقت نہ جائیگا تو سب کی نظرون سے گر جائیگا لہذا امیدوار ہی کہ اجازت جنگ
ملے تا کہ حریف سے جا کر لڑے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے اُسے اجازت دی وہ بادشاہ کو سلام کرکے
اپنے مرکب پر سوار ہو کے قہرمان کے روبرو گیا اُسنے پوچھا اے اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہی تعجب ہی کہ تو
بخوف و خطر واسطے میرے مقابلے کے آیا ہی کیا تو میری شجاعت و بہادری اور میرے نام سے آگاہ نہین
ہی کیا تو نے حمید و فیروزہ وغیرہ کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہی کہ یون دلیرانہ مجھ سے بہادر سے لڑنے کو
آیا ہی اگر تو میرے نام سے آگاہ ہی تو خیر اور اگر ماہر نہین ہی تو بس نام میرا قہرمان شیر گردن و
گرگ گردن سوار مشہور روزگار ہے مین رویین تن ہون مجھ سے لڑنا اور جانبر ہونا دشوار ہی اگر اپنی
زندگی چاہتا ہی تو واپس جا کیونکہ تو مجھ سے کیا لڑیگا ایک وار ضرب کو بھی روک نہ سکے گا میرا تیغہ تیز
واسطے حریف کے گویا پیغام اجل ہی شاپور کوہ پیکر نے شیرانہ و دلیرانہ جواب دیا او گردیے دین آگاہ ہو
کہ نام میرا شاپور کوہ پیکر ہی کیا تجھ سے ڈرتا ہون مین تجھکو مانند ایک سگ ناپاک کے جانتا ہون اور
مین عنایت خداوند عالم سے ایک شیر بیشۂ شجاعت ہون تو کیا مجھکو قتل کریگا انشاء اللہ مین ہی تجھ کو
ہلاک کرونگا اگر تو رویین تن ہی تو مین بھی کوہ پیکر ہون اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہی اور رستگار ہونا مطلوب
ہی تو مانند ہمارے خداوند عالم کی پرستش کر اپنے خداوند نالائق پر لعنت کر کہ وہ شیطان گمراہ کنندہ ہی اب
قہرمان نے اُسکی گفتگو سخت سُنکے برہم ہو کے کہا خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پہ آئی ہے
شاپور نے کہا او نابکار مین ہوشیار ہون خدا میرا حافظ ہوگا اگر اُسکو منظور ہوگا تو وار کر اُسنے تیغہ

علم کرکے کرگدن کو بڑھایا ادھر یہ بہادر ہوشیار ہوا اسنے بھی اپنے مرکب کی باگ لی تیغہ تیز و گرانبار
قہرمان نابکار نے سر شاپور پر مارا ابھی دلاور نے اُس کے تیغہ کو اپنی سپر پر اس ترکیب سے روکا کہ
تیغہ بہٹ پڑا بعد روکنے ضرب تیغ کے خود بھی اُس پر تلوار لگائی اُسنے بھی بالاے سپر روکی تا دیر
اسیطور سے لڑائی ہوتی کبھی شاپور کوہ پیکر ضرب تیغہ قہرمان بالاے سپر روکتا تھا گاہ وار خالی دیتا تھا
قہرمان کرگدن سوار اُس کی چالاکی و ہوشیاری سے اپنے دل مین کہتا تھا عجب یہ حریف ہی کہ تو دیر مین
آتا ہی چوٹ نہین کھاتا ہی وار کو خالی دیتا ہی خود بھی ضرب تیغ ایسی لگاتا ہی کہ مین ہی روک لیتا ہون
دوسرے سے روکی نہ جاتی یہ اپنے دل مین کہتا جاتا تھا اور مصروف جنگ تھا بہادران لشکر جانبین
و جملہ کفار و اہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا کہ شاپور
بہادر ہی قہرمان دلاور ہی تلوار خوب چل رہی ہی دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی کوئی بیدین بجاے
خود کہتا تھا ہر چند یہ مسلمان فن جنگ مین کامل و ہوشیار ہی لیکن کب تک لڑیگا کب تک اپنے تئین
بچاے گا آخر کار ہمارے بادشاہ قوی بازو و روئین تن کے دست زبردست سے قتل ہوگا اکثر اہل
اسلام باہم کہتے تھے کہ شاپور کوہ پیکر عجب عنوان سے مقابلہ کر رہا ہی جنگ مین ہمہ تن چشم بن گیا
ہی دشمن کا ہر طرف سے خیال رکھتا ہی خوب بچتا ہی تلوارین بھی ایسی لگاتا ہی کہ دل اپنا خوش
ہو جاتا ہی عجب نہین ہی کہ قہرمان پر فتحیاب ہو بعض بعض اہل اسلام کہتے تھے کہ شاپور لڑتو رہا ہی
مگر قہرمان سے جانبر ہونا اسکا بظاہر دشوار ہی ہوا خواہان قاسم و ایرج نوجوان جنگ شاپور
کوہ پیکر دیکھ کر نہایت خوش ہوکے ہنگام ضرب شاپور اُس کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ای
بہادر اب حریف کو زندہ نہ چھوڑنا میدان جنگ سے سرخرو ہوکے لشکر مین آنا سر قہرمان براے
نذر بادشاہ لشکر اسلام لانا درست راستی یہ تقریر دست چپ والونکی جنکے باہم کہتے تھے کہ شاپور کی یہ لوگ
اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ناگوار خاطر ہوتا ہی ایک ادنی شخص کو اعلے بناتے ہین بھلا یہ قہرمان پر کیا فتحیاب
ہوگا خود تو اپنی جان اُس سے بچاتا ہی دب کر لڑتا ہی وار گھبرا گھبرا کر کرتا ہی خوف سے قہرمان کے جو ہاتھ
تو اس کے بجا نہین ہین ضرب شمشیر بیہودہ طور سے لگاتا ہی لڑنے کی تمیز نہین ہی کوئی دم مین قہرمان
کے ہاتھ سے مارا جاے گا سر قہرمان تو کیا لائیگا قہرمان ہی سر اسکا تیغہ آبدار سے کاٹ لیگا اگر ہم
دست راستیون مین سے کوئی بہادر اس سے لڑنے کو جاتا تو ابتک کام اسکا تمام کر چکا ہوتا لڑائی
فتح ہو چکی ہوتی خداوند عالم نے یہ قوت و شجاعت و شرف ہمین دست راستیون کو دیا ہی کہ دشمن کیسا ہی
زبردست ہو اُس سے دبکے نہین لڑتے ہین بڑھ بڑھ کر تلوارین لگاتے ہین دیکھو دست راستیون
کو دست چپیون پر کیا کیا فوقیت ہی جو مرتبہ دست راست کا ہی وہ دست چپ کا نہین ہی اُدھر لاجورد
شاہ اور صلصال و خلخال لڑائی دیکھ رہے تھے بختگان بھی بنظر غور نگران تھا اور لاجورد شاہ
سے کہتا تھا خداوند شاپور کوہ پیکر دیر سے لڑ رہا ہی کسی طرح قتل نہین ہوتا ہی کیا آپ نے کوئی
تقدیر تازہ کی ہی لاجورد شاہ اُسکی تقریر سنکے مسکراتا تھا اور کہتا تھا تو دیکھ عنقریب جو ہمنے تقدیر کی ہی
ہنوز لاجورد شاہ بختگان سے ہمسخن تھا کہ قہرمان نے نعرہ کرکے کہا او شاپور ابکی مرتبہ بہت ہوشیار
رہنا ایسی ضرب تیغہ تیز لگاؤنگا کہ تو جانبر نہو سکے گا شاپور نے جواب دیا مین باخبر ہون اتنا تو نے میرا

کیا بنا لیا تھا جواب قتل کریگا او نابکار اگر خدا چاہیگا تو مین تجھی کو قتل کرونگا قہرمان شیر گردن نے غضبناک
ہو کے دست ربہت پر اُس بہادر کے کر گردن کو نیچا کے موقع پا کر تیغہ اُس کے پہلو پر لگا یا ادھر اِس بہادر
نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندر ریتی کھائی ہاتھ کو نیچی جو ہوئی وار سپر پر رک نہ سکا جبتک
وہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور خود بھی سنبھلے تیغہ بخوبی تمام پڑ ہی گیا شاپور دو ٹکڑے
ہو کے فرس سے بالائے خاک گرا ٹکڑے اُس کی لاش کے زمین پر تڑپنے لگے کفار نہایت خوش ہو کے
قہرمان بد انجام کی تعریف از حد کرنے لگے وہ مغرور بھی اُن کی ثنا سے بہت خوش ہوا اپنے دل مین
دل مین کہنے لگا کہ بقول سب ان تعریف کرنے والون کے مین اس زمانہ مین کہ رشک اسفندیار ہون
ادھر اہل اسلام کو شاپور کوہ پیکر کے قتل ہونے کا رنج ہوا خصوصاً بہادران دست چپ کو صدمہ
زیادہ ہوا کئی بہادر قتل ہوے شاپور کا الم سب سے زیادہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام کو بھی شاپور
کے قتل ہونے کا غم ہوا قہرمان شیر گردن نے چار سرداران لشکر اسلام قتل کر کے مبارز طلب کرنا
مناسب نہ جان کر قریب شام طبل بازگشت بجوا کر جنگگاہ سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف مع صلصال
اور لاجورد شاہ بھی ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کے اُس کے ساتھ قیام گاہ سپاہ کی جانب روانہ ہوے
اثنائے راہ مین بھی ہر ایک کافر خوش و خرم تھا اکثر کفار نابکار قہرمان بد ایمان کی تعریف کرتے
جاتے تھے کفار کو تو اثنا ے راہ مین چھوڑا جاتا ہے کہ احوال ان سب کا بمقام مناسب تحریر کیا جاے گا

مگر اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ بعد جانے قہرمان شیر گردن وغیرہ کے بادشاہ لشکر اسلام بھی مع اپنے لشکر کے میدان نبرد سے
باندوہ خاطر قیام گاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ اور جملہ
سرداران لشکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوے سرداران سپاہ حسب
معمول اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے جو سردار لڑائی مین کام آئے تھے اُنکے دنگل خالی تھے بادشاہ نے
تخت پر بیٹھ کر بعد تھوڑی دیر کے حکم دیا لاشے حمید لال قبا و فیروزہ لال قبا و شاپور کوہ پیکر
و سوت بن سارق کے میدان مصاف سے اُٹھا کر دفن کئے جائین حسب الحکم ملازمان بادشاہ
سوے میدان جنگ روانہ ہوے اور لاشے سرداران موصوف کے نبردگاہ سے اُٹھا کر بصد وقت
دفن و کفن ہوے سواران لشکر اسلام نے نبردگاہ سے آکے بعد داخل ہونے بادشاہ لشکر کے بارگاہ
سلیمانی مین سلاح جنگ اپنے تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے بستر پر راحت گزین ہوا ادھر
تو لشکریان اسلام اپنے اپنے خیام مین ہین بادشاہ لشکر دربار مین بالاے تخت رونق افزا ہین
سرداران لشکر دنگلون پر خاموش بیٹھے ہین لاشے سرداران لشکر اسلام کے دفن ہو رہے ہین

لیکن اب حال قہرمان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے

کہ جب قہرمان شیر گردن عرصۂ جنگ سے بقصد خوشی اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا مردمان سپاہ اپنے
سلاح جنگ تنون سے دور کر کے مرکبون سے اُتر کے بستر ون پر بیٹھے قہرمان شیر گردن اور
صلصال اور خلخال اور لاجورد شاہ اور بختگان کو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لیکر بیٹھا اور
ہمراہیون کو یعنے لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کو موافق انکی عزت کے ترتیب وار اپنے بٹھایا

بعد اسکے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان بیدین کشتیان لیکر روبرو حاضر ہوے اور باشارۂ قہرمان سب کو جام شراب بلورین پلانے لگے جب دو دو تین تین جام ہر ایک شخص ساقیان سیم اندام سے لیکر شراب ناب پی چکا اور قہرمان شیر گردن بھی بخوبی تمام شراب پی چکا عالم نشۂ شراب مین اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین اسوقت طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر پھر اہل اسلام سے ہم مقابلہ کیا کرینگے حسب الحکم ملازمون نے طبل جنگ بے درنگ بجایا صدائے طبل جنگی لشکر قہرمان سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر طبل جنگ بجنے کی لے کر بارگاہ سلیمانی مین روبرو بادشاہ لشکر اسلام جا کر شرائط عبودیت بجا لا کر دست ابتہال اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ ذیجاہ اسوقت قہرمان نابکار نے پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین آ کے جنگ آزما ہو تمکو اران حضور سے مقابلہ کرے سوا اس خبر شر کے خیریت ہے بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پہ نقارہ نواز چوب لگائین آج جو کچھ تقدیر مین درج تھا وہ ہوا کل بھی جو منظور خدا ہوگا اس کا ظہور ہوگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ آ کے ارشاد بادشاہ سے نقارہ نوازون کو آگاہ کیا انھون نے اُسی وقت چوب اٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی آواز نقارۂ جنگی کی تا گنبد فلک گئی زمین صدائے نقارۂ جنگی سے تھرائی جب دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ جنگی بجنے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا خود بھی بارگاہ مین تشریف لے گئے سرداران لشکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جا کر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے بعوض استراحت مصروف تیاری جنگ ہوے سواران لشکر اسلام بھی صدائے نقارۂ جنگی سنکے اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اکثر سوار باہم کہنے لگے دیکھیے ہنگام سحر کیا ہوتا ہے قہرمان شیر گردن جوان زبردست و رویین تن ہے کس کس سے مقابلہ کرتا ہے اور کس کس کو زخمی و قتل کرتا ہے خداوند عالم اس کے ہاتھ سے ہم سب مردان لشکر اسلام کو بچائے لیکن یہ نابکار کسی طرح مارا جائے ادھر تو سب اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہین اکثر دعائین تحول مین اکثر کو یہ تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے

ذکر اب حال لشکر قہرمان کا لکھا جاتا ہے

کہ جب اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجا لشکری تیاری جنگ مین مصروف ہوے ہر ایک بیدین و بد آئین اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا قہرمان صلصال سے کہنے لگا آج تو مین نے دو سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا ہے کل وقت سحر دیکھیے گا کہ کیتنے سرداران نامی لشکر اسلام کو تہ تیغ کرتا ہون اسوقت طبل جنگ بجوایا ہے بعد تھوڑی دیر کے بوجہ کسل کے سو رہونگا وقت سحر بیدار ہو کے میدان جنگ مین جاؤنگا آپ بھی مثل آج کے ہمارے ساتھ برائے سیر میدان جنگ مین چلیے گا پھر کہکے لاجور دشاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آپ بھی صبح کو بطریق سیر میرے ساتھ جنگگاہ مین ضرور تشریف لیچلیے گا جس طرح آج میری لڑائی آپ نے ملاحظہ کی ہے اسی طرح کل بھی دیکھیے گا ہنوز صلصال اور لاجور دشاہ کچھ اس سے کہنے نہ پائے تھے کہ بختگان نے کہا آپ نے طبل جنگ تو بجوا دیا اب ارادہ سونے کا ہے میرے نزدیک سونا آپ کا اچھا نہین ہے ایسا نہو کہ سوتے کے سوتے رہجائیے پھر قیامت تک

بیدار رہو جب قہرمان نے پوچھا ہی بختگان یہ تمنے کیا کہا بخوبی تامل تمھاری تقریر پیچیدہ
کو نہ سمجھا کیا ہوگا اگر سو ونگا اور کیا باعث ہوگا کہ پھر بیدار نہ ہونگا بختگان نے کہا مفصل اسکو کیا بیان
کرون شاید آپ کو غصہ آئے اور نیکی برباد گنہ لازم ہوجائے قہرمان شیر گردن نے کہا نہین ضرور
بیان کرو مجھے تردد ہوا ہی اُسنے کہا آج آپنے چار سرداران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہی جملہ
سرداران لشکر اسلام کو رنج دیا ہی عیاران لشکر اسلام کو بھی رنج دیا ہی اگر آج کے روز اپنے فرش خواب
پر آرام کیجیے گا تو غالبًا عیاران لشکر اسلام آکے عیاری کر کے آپ کو مار ڈالین گے ہرگز ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے اسی وجہ سے مین نے کہا تھا کہ سو رہنا آپ کا اچھا نہین ہی ایسا ہو کہ تا قیامت سویا کیجیے
قہرمان نے جواب دیا مجکو عیاران لشکر اسلام کبھی قتل کر نہ سکین گے کیونکہ اول تو وہ خوف سے میری
بارگاہ تک آنہ سکین گے اور اگر آئین گے میرے ملازم اُنکو گرفتار کرلین گے اور وہ کسی طور سے
میری بارگاہ مین کبھی داخل ہوجائین گے تو بھی مجھکو قتل کر نہ سکین گے کیونکہ مجھے تیغ و تیر و نیزہ
اثر نہین کرسکتا ہی روئین تن ہون ہرگز اُنسے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہی وہ مجکو کسی طرح ہلاک کر بھی نہ
سکین گے تم اُنسے ڈرتے ہو مین مطلق نہین ڈرتا بختگان نے کہا عیاران لشکر اسلام بلاہاے عظیم ہین
آپ تو کیا ہین اُنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو حصار سحر مین کسی طور سے پہونچکر قتل کیا ہی دریا مین
جاکر ساحرون کو مارا ہی زمین مین نقب خوب لگاتے ہین لاکھون ہزارون پیادہ سوار نگہبانی وحفاظت
کرینگے کسی کو بارگاہ کے قریب آنے نہ دینگے اس حفاظت سے کچھ فائدہ نہوگا وہ راہ نقب سے اندر آپکی
بارگاہ کے جاکر آپکی ہلاکت کی تدبیر کرین گے سیسہ گرم کرکے آپ کے حلق مین ڈالدینگے یا آنکھون
کو آپ کی تیرہ و تیر سے پھوڑ ڈالین گے کیونکہ سواے آنکھون کے آپ ہمہ تن روئین تن ہین جب
آپ کو وہ اندھا کر دین گے تو آپ کیونکر کسی کو دیکھیے گا اعدا سے کیونکر لڑیئے گا سوا اسکے اگر اُنکا دل چاہیگا
تو بیہوش کر کے آپ کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے لیجائین گے کسی کو
خبر بھی نہوگی جب وہ اپنے لشکر مین پہنچین گے یا تو زندان مین قید کرینگے یا کسی طور سے مار ڈالین گے
ہان اگر آپ مسلمان ہو کر کلمہ پڑھینگے تو البتہ وہ آپکو قتل نہ کرینگے قہرمان شیر گردن بختگان سے حالات
عیاری عیاران لشکر اسلام سنکے بہت گھبرایا بختگان سے پوچھنے لگا پھر اب کیا کرون کیونکر اُنسے اپنی جان
بچاؤن تمنے تو عیارون کے وہ حالات بیان کیے ہین کہ میرے ہوش اُڑگئے ہین وہ لوگ انسان ہین یا شیاطین
ہین کہ ایسے ایسے امور اہم کرتے ہین بختگان نے جواب دیا وہ سب ہین تو انسان مگر بلا سے بدتر ہین
اگر اپنی زندگی مطلوب ہی تو شب بھر بیدار رہیے اسی بارگاہ مین کسی نازنین کو طلب کر کے اُسکے
رقص و نغمہ سے لطف اُٹھائیے اس تدبیر سے زندہ رہیے گا ورنہ مار ڈالے جائیے گا قہرمان نے
بختگان کی تقریر سنکے خوف جان سے اُسکی راے پسند کی اُسیوقت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ نازنینان
خوبرو و خوش گلو کو مع اُنکے سازندون کے ہمارے روبرو حاضر کرو خدام فی الفور گئے اور چند
نازنینان خوشرو و خوش گلو کو مع اُنکے سازندون کے اپنے ہمراہ لائے اُن نازنینون نے روبروے
قہرمان وغیرہ آکے جھک کر سلام کیا بعدہٗ اُنمین سے ایک نازنین سے قہرمان نے کہا پہلے تو ہمارے
سامنے رقص کر بعد رقص کرنے کے اچھی اچھی غزلین عاشقانہ گا وہ حسب الحکم بعد درست ہونے

سازہائے سازندون کے کھڑے ہوکے بعد ادا و کرشمہ رقص کرنے لگی دیگر نازنین ہائے خوش گلو حکم قہرمان سے بیرون بارگاہ جا کر ٹھہرین لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و نجنگان و قہرمان رقص اس رقاصہ کا دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

کسکا لحاظ بزم مین کل ای حضور تھا
وہ نور آج شمع مین کل جو نور تھا
کل کسنے مجھ موئے کو بلایا تھا اپنے پاس
نالے تھے لب پہ اور اثر دور دور تھا
سمجھے نہ ہائے تجھ وہ کیون مجھسے تھے خفا
آنکھین اُدھر پھیرین جلی ادھر کوہ طور تھا
تربت پہ میری ملنے کو تمھین بھی ہنسا دیا
غمزہ تھا شوخیان تھین ادا تھی غرور تھا

پروانہ شب کو شمع سے کیون نہ دور دور تھا
ای دل تجھ کو تکی بزم کا مجھ سے بھی حال کہہ
مین ہاتھ مل رہا ہون کہ کیون بیقصور تھا
بلبل بھی میرے باغ کے سب بادہ نوش تھے
سب نے خطا کی مین نے نہ کی یہ قصور تھا
سچ ہے جہان مین منعم سرکش کے جیتے جی
آتا ہین کے پھول پھلا کیا ضرور تھا

تو میہمان غیر کا شب کو ضرور تھا
وہان جا ہے کوئی ہولہ ہنو تو ضرور تھا
وہ کیا شب فراق فرشتون کے دل ہین
تو یاسمن کا پھول تھا جام بلور تھا
تھا مرتے مرتے سبکو جو شوق جمال دوست
کیا خوب بند و بست طلسم غرور تھا
یہ سب انھین بنائے ہوئے تھے شباب مین

قہرمان وغیرہ اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوتے لیتے لگے کیا اچھی طرح یہ نازنین رقص کرتی ہے اور کیا خوب گاتی ہے یہ کہکے کبھی قہرمان اُسے انعام دیتا تھا کبھی صلصال زر و جواہر دیتا تھا لاجورد شاہ اُس رقاصہ کو دیکھکر گانا اُسکا سنکے نجنگان سے آہستہ کہتا تھا دیکھتا ہے تو کہ یہ بندی قدرت ہماری کیونکر رقص کر رہی ہے اور کس طور سے گا رہی ہے دل ہمارا خوش کر رہی ہے وہ یہ کہتا تھا واقعی خوب گاتی ہے آپ بھی کچھ اسکو انعام دیجیے کیونکہ قہرمان شیر گردن اور صلصال انعام اِس کو دے چکے ہین آپ خداوند ہین آپ کو انعام سر بزم دینا ضرور ہے لاجورد شاہ آہستہ جواب دیتا تھا ہم اسکو قبل ہی انعام ایسا دے چکے ہین کہ کسی نے نہ دیا ہوگا وہ یہ ہے کہ ہمنے اسکی عمر دو سو برس کی اَدر کردی ہے جب وہ نازنین غزل مرقوم کو تمام کر چکی اور سوائے غزل مندرجہ کے اور چند غزلین گا چکی قہرمان شیر گردن نے زر کثیر اُسے دے کر رخصت کیا اور دوسری نازنین خوش گلو کو طلب کیا وہ روبرو حاضر ہوکے کھڑی ہوئی جب سازندے اُسکے اپنے سازونکو درست کر چکے وہ رشک زہرہ رقص کرنے لگی ارباب بزم رقص دیکھنے لگے تعریف اُس کے رقص کی کرنے لگے جس وقت خوب رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر اُس نازنین مہ جبین نے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

چھڑایا تجھسو ستے عالم امکانکے دم بھر مین
رقیب روسیہ چھٹے نہ کیونکر یار کے در سے
جہان ہاء درِ دندان مین ہم رہے شب فرقت
لگائے تو کوئی سفوف مرے سینہ کو جگر سے

ملی یہ آبرو و صفِ درِ دندان دلبر سے
تمھاری تیغ کا احسان ادا کر سکتا نہین سر سے
ملایا ہے کسی کے جال نے بس خاک مین ہمکو
ہوا ہر اشک کا دانہ مقابل چشم اختر سے
خدا کے فضل سے پہونچا تا سفا انکی محفل تک

کہ ہر مصرع غزل کا ہے مشابہ سلک گوہر سے
گراتی ہین ہزارون بجلیان تجھکو کی آہین
تجھکو پہنچیگا غبار اپنا کبھی دامان محشر سے
اسے شعلہ کہین بیساختہ اور اسکو خاکستر
رقیب روسیہ تنگ آگیا اپنے مقدر سے

قہرمان اور صلصال وغیرہ اشعار غزل سنتے لگے رقاصہ اور اشعار کی تعریف کرنے لگے نازنین کو زر و جواہر انعام مین دینے لگے قہرمان تو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نازنینون کا گانا سن رہا ہے صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ بھی بیٹھے ہین اِنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ اِن سبھون کا احوال بمقام مناسب لکھا جائیگا

اور اب حال عیاران لشکر جانبین کا تحریر کیا جاتا ہے

کہ جب سے طبل جنگ و نقارہ رزمی بجا تھا ہر ایک صفدر رودلاور اپنے اپنے آلات حرب و ضرب
کی درستی و صفائی میں سرگرم تھا اکثر بہادر تلواروں کو صیقل کرتے جاتے ہیں اور باہم کہتے جاتے ہیں
دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کیا خوب ہو کہ جنگ مغلوبہ ہو دو دریا سے لشکر مل جائیں تلوار خوب چلے ہم بھی
اپنی دلاوری دکھائیں بڑھ بڑھ کے تلواریں لگائیں نعرے کر کر کے دشمنوں کو قتل کریں اور جو لوگ
سپاہ قہرمان اور صلصال و لاجورد شاہ میں نامرد و بزدل تھے وہ اپنے اپنے دل میں کہتے تھے
خیر آج تو قہرمان شیر گردن نے خود مقابلہ کیا چند سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا دیکھیے کل کیا ہوتا ہے
عجب نہیں کہ قہرمان کو کوئی بہادر لشکر اسلام سے قتل کر کے تیغ کرے پھر بادشاہ لشکر اسلام مع اپنی
تمام سپاہ کے ہم سب اپنے دشمنوں پر حملہ ور ہوں جنگ عظیم ہو میدان میں کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے
انبار ہو جائیں اگر ہم قتل ہو جائیں تو غضب ہو اول تو ہماری جان جائے دوسرے ہمارے اہل
و عیال تباہ و برباد ہو جائیں بادشاہان روئے زمین باہم لڑتے ہیں جائے خون کہ کہیں کہیوں
کے ساتھ ہم ایسے کٹھن بھی پس نہ جائیں پس عدیدہ و دانستہ ہم تو مقام خوف و خطرہ پر قدم بھی
نہ رکھیں گے جو انان لشکر کے ساتھ میدان کارزار میں ہرگز نہ جائیں گے چار روپیہ کے واسطے اپنی
جان نہ دیں گے والدین نے ہم کو بڑی بڑی راحتیں دی ہیں عجب عجب ناز ہمارے اٹھائے ہیں
انواع و اقسام کی نعمتیں کھلا کر ہمیں پرورش کیا ہے ہاے وہ الفت و محبت پدر و مادر کی ہمیں
یاد آتی ہے کہ اگر ہم کہیں دھوپ میں بیٹھنا چاہتے تھے یا وقت دوپہر کہیں جانے کا ارادہ
کرتے تھے تو منع کرتے تھے گھر سے نکلنے نہ پاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند اس
حرارت آفتاب میں کہاں جاؤ گے چہرہ گلرنگ تمازت آفتاب عالمتاب سے متغیر اور
سانولا جائے گا لہذا والدین تو اس طرح پرورش کر کے رحلت کر جائیں اور ہم گرمی جنگ
میں قدم رکھیں اس طرح والدین کو صدمہ پہونچائیں ہمیں تو کبھی یہ نہ ہوگا چاہے ہمیں کوئی کچھ
ہی کہے ہم سن لیں گے مگر تلواروں کی چھاؤں میں نہ جائیں گے تن نازک و ناتوان پر زخم ہائے
تیر و نیزہ و شمشیر نہ کھائیں گے بلا سے بزدل و نامرد کہلائیں گے لشکر سے نکل جائیں گے محنت و مزدوری
کر کے چار پیسے پیدا کر کے اپنے اہل و عیال میں زندگی اپنی بسر کریں گے یہ کہکر تاریکی شب میں
لشکروں سے نکلکر اپنے گھروں کی طرف چلے گئے پیچھے مڑکر بھی کسی نے نہ دیکھا جب وہ زمانہ آیا
کہ وہ شب بسر ہوئی اور بزم انجم خوف آمد شاہ خاور سے درہم و برہم ہوئی تارے ہر طرف خوف نیر اعظم
سے دریچہ افلاک میں نہاں ہونے لگے اور شاہ انجم کے چہرے سے پیدا و آسی ظاہر ہوئی رخ نورانی
سفید ہونے لگا سفیدۂ سحر دمبدم ضیا اپنی زیادہ دکھانے لگا نسیم سحر چلنے لگی مرغان خوشنوا اپنے
اپنے آشیانوں سے نکل کر چہچہے کرنے لگے وقت عبادت الٰہی مشاہدہ کر کے اپنی زبانوں میں حمد و
ثنا سے خالق وحش و طیور و انسان جن و ملک و حور کرنے لگے مساجد میں موذن اذان دینے
لگے بے دین و بد آئین اپنے معبدوں میں گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے کوئی لات اور کوئی
ہبل کی پرستش کرنے لگا عابد و زاہد و نماز گذار وقت عبادت الٰہی دیکھ کے اپنے

بسترون سے اُٹھ کر وضو کر کے نماز سحر پڑھنے لگے خصوصًا لشکر اسلام مین جملہ مردان لشکر اسلام
نے غسل و وضو کر کے برجوع قلب نماز سحر پڑھی پھر سلاح جنگ اپنے اجسام پر آراستہ کر کے
مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جانب عرصۂ جنگ دعائین پڑھتے ہوے
خرامان خرامان روانہ ہوے جب وہ سب ونیدار وہتو رشعار میدان کارزار مین پہونچے حکم
بادشاہ سے ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام قہرمان شمشیر گردون کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز
تھوڑی ہی دیر انتظار کرتے ہوئی تھی کہ قہرمان بھی بزم عیش و طرب سے اُٹھ کر سلاح جنگ
تن پر آراستہ کر کے کرگدن پر سوار ہو کے جملہ مردان سپاہ کو ہمراہ لے کے میدان کارزار
مین بصد نخوت و غرور آیا و یکھنے والون نے دیکھا کہ ساتھ ساتھ اُس کافر کے صلصال اور
لاچور و شاہ بھی مع اپنی اپنی سپاہ کے براے دید جنگ آئے تین لشکر جدا جدا میدان کارزار
مین قیام پذیر ہوے اُس وقت لشکر قہرمان اور فوج اسلام سے حسب دستور بیلچہ بردار اور
بیلدار بیلچے اور پھاوڑے کاندھون پر رکھ کر نکلے اُنھون نے موافق قاعدۂ میدان کارزار
کی درستی کی زمین پست و بلند کو ہموار کیا خس و خاک جھاڑی جھنکاڑی کو عرصۂ مصاف سے دور
کیا میدان نبرد کو مانند آئینۂ صاف کے صاف و پاک کر دیا جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کے
میدان جنگ سے ہٹ گئے دونون لشکرون سے نکل کر سقون نے پانی چھڑک کا گرد و غبار کو دور
کیا بعد اسکے ادھر اہل اسلام صف آرا ہوئے اُدھر قہرمان اور صلصال اور لاچور د
شاہ صف آرا ہوے اُس وقت وہ میدان جنگ اور وہ کثرت سپاہ جانبین کی لائق دید تھی
پیک نگاہ خبر تو اُدھر مردان سپاہ کا فران و مسلمانان کسی طرح لا نہ سکتا تھا جب ارادہ دریافت
کرنے کا کرتا تھا تھک کر تھا نے راہ مین رہجا تا تھا کیونکہ کوسون تک فوج و سپاہ پھیلی ہوئی
تھی علمہاے ہر لشکر کھلے ہوے تھے علمداران لشکر علمہاے رنگا رنگ لیے ہوے تھے سواران
جنگجو کسی طرف صف بستہ تھے کسی جانب پیادون کی قطار تھی اگر تہائی سوار مانند افراط ملخ کے تھے
تو پیادون کی قطار مثل کثرت مور کے تھی میدان جنگ ہر چند نہایت ہی وسیع تھا لیکن فوجون کی
کثرت سے بھرا ہوا تھا کبھی ایسی فوجین کسی میدان مین کسی نے دیکھی نہ ہونگی گاؤ زمین کثرت سپاہ
جانبین سے دبی جاتی تھی بار بار تھراتی تھی پیر فلک جوانان سپاہ کو بنظر حیرت و جفا دیکھتا تھا
الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر ہاے جانبین سپاہ قہرمان سے کڑکیت اور لشکر اسلام سے نقبا
خوش آواز نکل کر درمیان مین لشکرون کے آئے پہلے نقباے خوش آواز جوانان لشکر اسلام
سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہنے لگے اے دلاوران ہمتیال و اے جوانان خوشخصال آگاہ ہو کہ بموجب مخمسہ

سراے دنیا ہے خوف کی جا ہر ایک کو خوف و مبدم ہے	رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے
مسافرانہ کے ہو اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے	سفر ہے دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سرور عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے

اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی
مثال بت سب کے سب ہین چپ ہی دیکھو قہر خدا کی نیندین — ہی جاگے تھے ابتدا مین جسدن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہاے غافل خریطی ہین کس بلا کی نیندین — نسیم غفلت کی چل رہی ہی امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
کچھ ایسے سوے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

واقعی بقول مصنف خمسہ ہذا کے حال خفتگان لحد پر نظر غور کرکے صدمہ عظیم ہوتا ہی اور عبرت ہوتی ہی ہاے ساکنان کنج قبور کیسے خواب مین ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ اُنکی قبرون پر جاکے عزیز و احباب اُنکے اُنکو پکارتے ہین وہ جواب ہی نہین دیتے ہین کیسا اجل نے اُنکو خاموش کردیا ہی کہ کبھی کسی سے کچھ بات بھی کر نہین سکتے ہین کیسے مجبور ڈالا چار درون مزار کفنون سے لپٹے ہوئے پڑے ہین کروٹ تک بھی بدل نہین سکتے ہین جو کبھی کسی سے نہین دبے تھے وہ خاک سے دبے ہوئے پڑے ہین کیڑے زمین کے اُن کے گوشت و پوست کو کھا رہے ہین اُنکو اتنی بھی قدرت حاصل نہین ہی کہ اُنھین دفع کرسکین غربا و محتاج و پہلوانان زبردست صاحب تخت و تاج سب ایک ہی حال مین ہین زندگی مین اُنمین فرق تھا بعد مرگ کچھ بھی فرق نہین رہا سب یکسان ہوگئے ہین ایک ہی حال مین ہین غریبون کا کیا ذکر ہی قبرین سلاطین جہان کی پائی نہین جاتی ہین اگر کہین ہین بھی تو شکستہ ہین گنبد اُنکے مزار کے بھی مانند دلہاے دردمندان کے شکستہ ہین اور یہ حال ہی بقول شاعر شعر پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ؛ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ؛ کوئی ایسا نہین ہی کہ اُن کی قبرون کی مرمت کرے اور شمع کافوری روشن کرے چادر پھولون کی اُن کے قبور پر چڑھائے اور سورۂ فاتحہ بالین تربت بیٹھ کر آبدیدہ ہو کر پڑھے اور ثواب سورۂ مبارک موصوف اُنکی ارواح کو بخشے کیونکہ اب وہ محتاج ثواب سورۂ فاتحہ ہین گو زندگی مین صاحب ملک و مال تھے مگر اب مانند غربا و مساکین کے نادار ہین جو لوگ زندہ ہین اُن سے اعمال خیر کے خواستگار ہین اگر کوئی اُن کی ارواح کو ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی عمل خیر کا ثواب ہدیہ کرتا ہی اور فرشتے حکم خدا سے اس ثواب کو اُنھین پہونچاتے ہین اور کہتے ہین یہ تحفہ ثواب سورۂ حمد فلان تمھارے دوست نے دنیا سے تم کو بھیجا ہی وہ اُسے پاکر بہت خوش ہوتے ہین اور ایسا شادمان ہوتے ہین کہ زندگی مین ملک و خزانہ بھی پاکر اسقدر خوش نہوے ہون گے افسوس صد افسوس سلاطین جہان کہ جو غربا کو ملک و مال دیدیتے تھے وہ اب محتاج ہین طالب ثواب ہین ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ ہم اور تم سب بھی مانند اُن اموات کے دنیا سے سوے عدم جاینگے مثل اُنکے ہم اور تم بھی محتاج ثواب سورۂ حمد ہونگے نہین معلوم کوئی عزیز و دوست از راہ محبت و الفت ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی اعمال خیر سے عمل نیک کا ثواب ہمین اور تمھین دنیا سے بھیجے یا نہ بھیجے اور کوئی ہماری قبر پر اور تمھاری تربتون پر بعد مرگ شمع روشن کرے اور اگر سلگائے اور پھولون کی چادر چڑھائے یا نہ چڑھائے یا کوئی دو آنسو قبر پر آکے گرائے یا نہ گرائے بس ای جوانان عاقل و دانا کسی عزیز و دوست کا بھروسا نہ کرو خود ہی اپنی زندگی مین اعمال خیر کرلو جہانتک ممکن

ہو عبادت الٰہی کرو امور خلاف شرع سے باز رہو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو حق نمک ادا کرو کیونکہ منجملہ اعمال خیر کے ایک یہ بھی عمل خیر ہے یقین ہے کہ ان اعمال حسنہ سے بعد مرگ قبر جو سانپ اور بچھوؤن کا گھر ہے اور مکان تیرہ و تاریک ہے وہ مبدل بباغ شاداب ہو جائے عوض تکلیفون کے راحت و آرام روح کو ہوا انواع و اقسام کی راحتین ہون کسی کے سورۂ حمد کے محتاج نہو کوئی قبر پہ اگر شمع روشن نہ کرے تو نہ کرے قبرین تمھاری روشنی اعمال خیر سے پرنور رہین کوئی اگر چادر گل نہ چڑھائے تو کچھ پروا نہین تم باغ کی سیر کرو بوے گلہاے خوشبو سونگھو اے بہادرو تم کو معلوم ہو کہ راحت لبغیر تکلیف اٹھانے کے نہین ملتی ہے دیکھو جبتک غواص اپنی جان سے ہاتھ اٹھا کے بحرین مین غوطہ نہین لگاتا ہے در آبدار اسکے ہاتھ نہین آتا ہے آج تم سب دریاے ذخار لشکر اعدا مین غواصی کرو دشمن کے لشکر پہ گرو اعدا کو تہ تیغ کرو ثبات قدمی اختیار کرو بڑھ بڑھکر تلوارین لگاؤ نعرے شیرانہ کرو صفین لشکر عدو کی درہم و برہم کرو جنگ مین حتی الامکان کد و کوشش کرو اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دو جو اعدا اکھڑ جائین انھین تہ تیغ کرو کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصۂ کارزار مین لگا دو اگر ایسی جنگ کر کے زندہ رہے تو بہادرون مین محسوب ہو گے آبرو پاؤ گے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوے تو بھی دنیا سے سرخرو جانب عدم جاؤ گے وہان جیسے کہ قبل اس کے راحتین قبور مین بیان کی ہین پاؤ گے دنیا مین بعد مرگ بھی زندہ رہو گے کیونکہ اہل جہان تمھاری بہادری ہر ایک بزم مین بیان کرینگے نام تمھارے فرد بہادران عالم مین لکھے جائینگے جس طرح رستم و اسفندیار وغیرہ بہادران نامی و نامور کی دلاوری بیان کر کے اُن کو یاد کر کے اُن کی تعریف کرتے ہین تمھین بھی انھین کی طرح یاد کرین گے اور تمھاری بھی تعریف کرین گے اور اگر برعکس اس کے کرو گے یا میدان جنگ سے ہنگام جنگ بھاگو گے تو کونین مین تمھارے حق مین برا ہوگا ہم نے تم کو آگاہ کر دیا ہے اب تم کو اختیار ہے خواہ عزت یا ذلت جو چاہے گوارا کرو نقبا یہ تقریر کر کے خاموش ہوے راوی ناقل ہے کہ اس وقت جملہ اہل اسلام نے جو نقبا کی گفتگو بگوش ہوش سنی سب کے پیش نظر شکل اجل آگئی ہر شخص انجام پر اپنے نظر کر کے اور تقریر عبرت آمیز سنکے آبدیدہ ہوا دل مین کہنے لگا جو کچھ نقبا نے کہا ہے سچ ہے دنیا مین ضرور اعمال خیر کرنا چاہیے اور اسوقت یہ عمل خیر کرنا واجب و لازم ہے کہ اپنے اعدا سے دلیرانہ لڑین کچھ خوف و خطر نہ کرین زندگی سے مرجانا اچھا ہے بیان کوئی حور خواب مین بھی نظر نہین آتی وہان خوش اعمالون کو حورین ملین گی ہمکو بھی دو چار ضرور ہی حوران جنا ملین گی اُنکے ساتھ ہم عیش و عشرت سے بسر کرین گے کہ اہل جہنم کو رشک ہوگا یہ دل مین کہکے ہزارون بہادرون نے تلوارین علم کر کے نیا موت کو توڑ ڈالا خود و مغفر اور زرہ اور چار آئینہ اپنے تنون سے دور کر کے کہا ہم جامۂ تن زیب و شربتی پر تلوارین کھائین گے بجاے سپر تلوار کو سینہ پر روکین گے بہادری و دلاوری اپنی جملہ بہادران میدان مصاف کو اس طرح دکھائین گے دعا خداوند عالم سے یہ ہے کہ آج جنگ مغلوبہ بھی ہو تو کیا خوب ہو حوصلہ دل کا نکل جائے ابھی بہادران لشکر اسلام کا یہ حال تھا کہ ناگاہ کرد کیت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے پکارے کہ اے بہادران یکتاے روزگار

اور اے جوانان نامی و نامدار تمکو کسی شاعر نے یہ شعر خوب کہا ہے ہمین تو بہت پسند ہے شعر رستم رہا زمین
پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ واقعی ایسا ہی ہوا دیکھو رستم اب نہین ہے
مگر اُسکی بہادری سے نام اُسکا زبان زد خلق ہے اور بہرام بھی اگرچہ گور مین گیا لیکن بوجہ نیکی و خوبی
کے اسکو سب یاد کرتے ہین آج تمکو بھی لازم ہے کہ سر میدان جنگ نام پیدا کرو سامنے تمھارے
مردان لشکر اسلام صف آرا ہین یہ تمھاری جان کے دشمن ہین ان سے دلیرانہ لڑو انکو جنگاہ سے
زندہ کہین نہ جانے دو دلیرانہ سب کو قتل کرو جب گریت اور لقیا مردان سپاہ جابین کو بخوبی تمام
آمادۂ جنگ و جدال کر چکے میدان جنگ سے ہٹ گئے اُس وقت کفار و اہل اسلام کا شوق
جنگ سے عجب حال تھا ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے ہمین صف لشکر سے نکل کر اپنے حریفوں سے لڑین
ہنوز سب ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ یکایک قہرمان شیر گردن
نے اپنے کرگدن کو صفوف لشکر سے نکالا کسی اپنے سردار لشکر کو باوجود طلب اذن جنگ کے اجازت
میدان جنگ نہ دے کر خود ہی مقابلہ کرنا فال نیک جان کر درمیان مین میدان جنگ کے آکے
کرگدن کو روک کے بعد اظہار فنون سپہ گری بادشاہ لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
اے بادشاہ لشکر اسلام جلد کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلے کے بھیج کل تو میری قوت بازو اور
کاٹ اس تیغۂ تیز کا دیکھ چکے آج بھی جوہر تیغ آبدار اور شجاعت مجھ شجاع یکتائے روزگار کی دیکھو
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دست راست کی طرف مڑ کر نظر کی فی الفور فضل بن آشوب
کہ رفیقان و ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے تھا مرکب صف لشکر سے نکالکر ادب سے مرکب
سے اُتر کر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے
بہ نظر عنایت اُسے دیکھ کر فرمایا اے فضل بن آشوب تمھارا جانا اچھا نہین ہے حریف زبردست ہے کوئی
اور بہادر قہرمان سے جاکر لڑیگا تم صف لشکر مین جاؤ اُسنے دست بستہ عرض کیا اب تو یہ خاکسار
صف لشکر سے نکل چکا ہے سب خورد و کلان دیکھ چکے ہین سوا اسکے میرے دل مین تمنا ہے کہ قہرمان
سے لڑون حضور اذن جنگ دین کچھ تردد نہ کرین فضل خدا سے اور حضور کے اقبال سے اس کافر
کو قتل کرونگا بادشاہ نے اُسکے اصرار سے اُسے اذن جنگ دیا وہ تسلیم کرکے مسکراتا ہوا اپنے مرکب
پر سوار ہو کے دلیرانہ سامنے قہرمان کے گیا قہرمان نے بعد ختم رجز فضل بن آشوب سے
پوچھا اے جوان طالب قضا تیرا کیا نام ہے کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہے فضل نے اپنا نام بتا کے
کہا مین وہ دلاور ہون کہ ہنگام جنگ شیر صحرائی کو ایک روباہ جانتا ہون اور فیل مست کو ایک پشہ
خیال کرتا ہون تو میری نظر مین کچھ بھی نہین سماتا ہے دیکھنا وقت شمشیر زنی کیونکر تجکو قتل کرتا ہون اتنے
قہرمان نے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ تیز پر ہاتھ ڈال کے نیام سے تیغہ کھینچا وہ تیغۂ آبدار گرانبار
نیام سے کیا نکلا گویا ایک اژدر دمان شعلہ فشان غار سے نکلا دیکھنے والے کہنے لگے یہ وہی تیغہ ہے جسنے
چار بہادران لشکر اسلام کا کل خون بہایا تھا آج پھر نیام سے نکالا گیا ہے دیکھیے آج کس کس کے سر و
تن مین جدائی کرتا ہے ابھی دیکھنے والے یہ کہ رہے تھے کہ قہرمان نے کہا اے فضل ہوشیار ہو جا
نگاہ رکھ موت تیری قریب تر سے آگئی ہے یہ کہکے بھلاوا دے کے اُسکے سر پر تیغہ لگایا اُسنے چالاکی سے وار

خالی دیا قہرمان سمجھا کہ فضل بھی فنون جنگ مین ہوشیار ہے میری ضرب تیغ سے بچ گیا ابھی قہرمان
اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ فضل نے خبردار خبردار کہکے اُسکی کمر پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی
اپنی دکھانے کو ضرب شمشیر کو نہ روکا وار خالی دیا بعد اسکے پھر تیغہ کمر فضل پر لگایا اُسنے اس طور سے
سپر پر روکا کہ تیغہ اُسکا چٹ پڑا ایسے وقت مین فضل نے چاہا تھا کہ اُسکے بند دست پر ہاتھ اپنا ڈالکر
کلائی اُسکی مروڑ کے تیغہ اُسکے دست نحس سے چھین لے اور اُس کی کمر زنجیر آہنی مین ہاتھ ڈال کر
پشت کرگدن سے اُسے اُٹھاکے بالاے خاک ٹپکے کہ قہرمان اس کے ارادے سے آگاہ ہوکر کہنے
لگا او فضل کیا تو نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ناتجربہ کار و فن جنگ سے بیخبر تصور کیا ہر مین اجنگ
آزمودہ و فنون جنگ مین کامل ہون حریف کی نظر سے حال دل حریف جان جاتا ہون تو نے
ارادہ کیا تھا کہ میرے ہاتھ سے تیغہ چھین لے اور میری کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زور کرکے
مجھے پشت کرگدن سے جدا کرے مین ہوشیار ہوگیا حوصلہ تیرے دل کا دل ہی مین رہا یہ کہکے تیغہ
اُٹھاکے بھلا وا دے کے اس طرح سر فضل پہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر خود و سر و گردن و سینہ و شکم
کمر سے گذر گیا بہادر موصوف پشت فرس سے دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا آن زخمی ہوکے
با آواز بلند تعریف قہرمان کی کرنے لگے اہل اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً دلاوران
دست راستی کو رنج بہت ہوا قہرمان شیرگردن نے فضل کو قتل کرکے کرگدن کو چند قدم آگے
بڑھا کے پکار کر کہا اے فرقہ اہل اسلام اب تم مین کس کو اپنی زندگی دشوار ہے جو دنیا سے جاتا ہو
وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز قہرمان یہ کہہ رہا تھا کہ بادشاہ نے پھر اپنے دست راست کی
طرف دیکھا اس مرتبہ قارن بلند کمان کمان کیانی دوش پر رکھے ہوے ترکش پشت پر
ڈالے ہوے شمشیر آبدار زیب کمر کیے ہوے گھوڑے کو صف لشکر سے نکال کر اور بہ طریق مذکور
سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر اجازت لیکر مرکب پر سوار ہوکر سامنے قہرمان شیرگردن
کے گیا اور بعد گفتگو سے بسیار و حرب و ضرب بسیار قہرمان کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل ہونے
قارن بلند کمان کے ورقا سے زنجیر خوار بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ
لے کر روبرو سے قہرمان گیا یہ بہادر بھی بعد جنگ بسیار دست قہرمان نابکار سے قتل ہوا اسکے
بعد قارن کرگدن سوار اجازت جنگ بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر قہرمان کے مقابلے کو
گیا قہرمان نے دیکھا کہ یہ بہادر کرگدن پر سوار ہوکے آیا ہے اس سے زور آزمائی کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے بعد دریافت کرنے نام و نشان کے قہرمان نے اپنے کرگدن کو براے زور آزمائی
اس طرف سے بڑھایا اُدھر سے قارن کرگدن سوار نے اپنا کرگدن بڑھایا بائین ہاتھ
سے محکم سپر لی جب دونون سپرین باہم لڑین زور آزمائی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار
قدم کرگدن قہرمان کا پسپا ہوا اور دو قدم کرگدن قارن کا پیچھے ہٹا قہرمان نے خجل ہوکے
کرگدن کو پاؤن ہین دباکے آگے بڑھایا او غضبناک ہوکر تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکر سر لگایا
اس بہادر نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُس کو بھی کاٹ کر کاسۂ سر و گردن سے گذر کر
صندوق سینہ و شکم سے ہوکر کمر کو کاٹ کر پشت کرگدن پر پہونچا وہان ذرا دم لے کے آہستہ بھی دو نیم

کیا قارن مذکور مع اپنے کر گدن کے چار ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا صلصال و خلخال
وغیرہ کفار نے یہ ضرب دیکھکر قارن کو قتل ہوتے دیکھکر قہرمان کی بہت تعریف کی اہل اسلام کو
صدمہ ہوا جب چار بہادران لشکر اسلام کہ دست راستی تھے قہرمان کے ہاتھ سے قتل ہوے اور
قہرمان نے خوش ہوکر بہ نخوت و غرور بکار کر کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ جوان لشکر تو قتل ہوے
اب اور کسی ایسے دلیر کو میرے مقابلے کے واسطے روانہ کیجیے کہ کچھ اُس سے لطف جنگ حاصل ہو
اور ان چاروں جوانوں کی لاشوں کو یہان سے اُٹھوا کر انکو دیکھیے اچھی طرح انکے الم مین فریاد و
بکا کیجیے میدان صاف ہو جائے تو خوب ہے بادشاہ لشکر اسلام کو اسکی تقریر سنکے غصہ آیا پر ٹکر جانب
دست راست پھر دیکھا ایکی مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن صف لشکر سے نکلے اور
بادشاہ لشکر اسلام سے طالب اجازت جنگ ہوے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ دل نہین چاہتا ہے
کہ مین تم کو اجازت جنگ کی دون یہ دشمن آج ہی چار بہادرون کو قتل کر چکا ہے مبادا تمکو
بھی اس کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے بس تم لشکر مین رہو اور کوئی دلاور اس کے مقابلہ
کو جاے گا شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے عرض کیا چاہتا ہون کہ مجھی کو اجازت جنگ
دیجیے کچھ تردد نہ فرمائیے اللہ حافظ و نگہبان ہے اگر میری زندگی ہے تو یہ ناپکار ہرگز مجھے
قتل نہ کر سکے گا اور اگر پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا ہے تو کیا چارہ ہے بادشاہ موصوف نے
یہ سن کے بصد مجبوری اجازت دی شاہزادۂ بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر کے سامنے
قہرمان شیر گردن کے گئے اُس نے بعد دریافت کرنے نام کے اپنے دل مین خیال کیا کہ جتنے
سرداران لشکر اسلام کو مین نے قتل کیا ہے تیغ آبدار ہی سے قتل کیا ہے کسی کو گرز و نیزے سے
ہلاک نہین کیا ہے بس اس جوان کو نیزے سے ہلاک کر دون فن نیزہ بازی بھی سب کو دکھاؤن یہ
خیال کر کے تیغ کو نیام مین رکھ کر نیزہ لیکر گردن کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر خبردار
خبردار کہکر سینۂ بے کینۂ شاہزادۂ بدیع الزمان پر لگایا اور یہ شیر بیشۂ شجاعت بھی ہوشیار تھا
اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو زبان فولادی جو باہم لڑین رگڑ سے اُنکی
چنگاریان پیدا ہوئین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکے نیزے کو روک کے خود بھی اُس کے
سینہ پر نیزے کا وار کیا اُسنے بھی بجد و کد رد کا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الزمان
نے ایک ہنبذنا ور باندھکر خبردار خبردار کہکر سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی سب نے دیکھا تو سنان
نیزہ قہرمان مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف
کی کفار کو حیرت ہوئی قہرمان کو سنان نیزے کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اور خجل بھی ہوا تھوڑی
دیر تک سر جھکائے رہا عرق انفعال مین تر ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر تیغ آبدار نیام
سے بصد قہر و غضب کھینچکر شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت و
فن نیزہ بازی مین کسی کو کچھ کلام نہین ہے چوب نیزہ شاید بوسیدہ ہو گئی تھی اسوجہ سے سنان نکل گئی
اسمین میری کیا خطا ہے غیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغ وہی ہے جسنے کل اور آج آٹھ
سرداران لشکر اسلام کا خون بہایا ہے اُن کی طرح تجھے بھی دونیم کر دیگا یہ کہکر تیغ سر پہ لگایا شاہزادہ

بدیع الزمان نے تیغہ حریف کو سپر پہ روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی اسیطرح کئی
ساعت لڑائی ہوئی حملہ اہلِ اسلام اور کفار بنظر غور دیکھا کیے آخرکار قہرمان شمشیر گردن نے
برہم ہوکے کہا اے جوان ایکی مرتبہ ایسا وار کرونگا کہ جس سے تیرے سر و تن مین جدائی ہوجائیگی ذرا ہوشیار
رہنا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا اے قہرمان مین خبردار ہون تم وار کرو
انشاءاللہ ہمارا تمھاری ضرب تیغ سے ہمین بچائیگا کیونکہ حافظ جان وہی ہے اُسنے نام خدا کو سنکے بدرجہ
کمال برہم ہوکے بقوت تمام تیر تیغہ سر پر لگایا ادھر بدیع الزمان نے سپر اٹھائی تھی چونکہ ستارہ ہمت
اہل اسلام بدی پر تھا کہ یکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ شہزادہ بدیع الزمان کا سیدھا نہ رہا
کج ہوگیا جبتک مرکب کو سنبھالین ہاتھ کو سیدھا کرین تیغہ سر پر آکر پڑا خود کو کاٹکر تا دو ابرو تیغ آیا تھا
آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے سنبھلکر فلیراندو ستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا مگر
چادر خون کی ایسی سر سے پیدا ہوئی کہ بدیع الزمان سراپا خون مین تر ہوگئے اسقدر خون جو نکلا تو ضعف
سے سر تھامنے پر رکھدیا قہرمان نے چاہا کہ بڑھکے سر جدا کر لیجیے ادھر بادشاہ نے بیتاب ہوکے فرمایا
ہے کوئی ایسا بہادر کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شر قہرمان سے بچائے اور خود اُس سے مقابلہ کرے
چونکہ اسوقت بادشاہ نے اپنے دست چپ طرف کو ارشاد کیا تھا اسوجہ سے ایرج نوجوان نے جلد
تر صف لشکر سے نکل کر بقصد عجلت اجازت نے کر مرکب کو جلد مہمیز کرکے نعرہ کیا او قہرمان کیا کرتا ہے میرے
سامنے سر بدیع الزمان کا تیغ سے کاٹنا چاہتا ہے یہ نہین جانتا کہ مین آپہنچا بس خبردار اسمین بہتر کہ ہاتھ
کو اپنے روک لے ورنہ آفت بپا کرونگا قہرمان اس بیشہ شجاعت و بہادری کے نعرہ کو شگافت
سے ڈر کر ٹھہر ایا ہاتھ کو روکا ایرج نامدار نے قریب تر پہونچ کر عیار بدیع الزمان سے کہا تو ان کو
لشکر مین لیجاوے وہ باگ مرکب کی پکڑ کر بدیع الزمان کو لشکر مین لے آیا حکم بادشاہ سے جراح زخم
سر کا علاج کرنے لگے ادھر تو خیمہ بدیع الزمان مین جراح زخم سر بدیع الزمان کا علاج کرتے
ہین بدیع الزمان فرش نرم پہ بیہوش پڑے ہین لیکن ادھر میدان جنگ مین جب ایرج نوجوان نے
شاہزادہ بدیع الزمان کو قہرمان کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مین بھیجدیا اور قتل ہونے نہ دیا اب
قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا او جوان تند خو بتا تیرا نام ہے تو نے کیا غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے شیر غضبناک
کے شکار کو سامنے سے ہٹا دیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے جواب دیا او کافر تو نے سنا ہوگا نام
میرے پدر عالیجاہ کا کہ مشہور جہان ہے اگر نہین سنا ہے تو اب سن کہ اسم گرامی اُنکا شاہزادہ قاسم ہے
مین اُنکا فرزند ہون نام میرا ایرج نوجوان ہے فضل خدا سے ایسا شجاع و بہادر ہون کہ مشہور جہان
ہون ابھی تیرے شر سے مین نے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو کہ وہ میرے بزرگ ہین بچایا ہے تجھکو
صدمہ ہوا ہے ابھی تو اپنی فکر کر قبل قتل ہونے کے اپنے قتل ہوجانے کا صدمہ و غم کر کیونکہ میرے
ہاتھ سے بچنا تیرا محال ہے انشاءاللہ مین بغیر قتل کیے جنگاہ سے نجاؤنگا سر تیرا تیغ سے کاٹ کر لیجاؤنگا
تو نے چند بہادرون کو قتل کیا ہے اُن سب کے خون کا عوض تجھ سے لونگا دیکھ اس گرز سے
سر کو تیرے پاش پاش کر دونگا اور آب خنجر سے دل و جگر تیرا افگار کرونگا اور اس شمشیر سے سر
تیرا جدا کر دونگا مین مانند اور سردارون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہے او نابکار اگر تو دیکھے

مردمی وبہادری رکھتا ہے تو نیزہ اُٹھا کر مجھ سے مقابلہ کر بعد ازان گرز و شمشیر سے لڑنا اُسنے تقریر
ایرج نوجوان کی سنکے بدرجۂ کمال برہم ہوکے خادم سے نیزہ خطی لیکر گردن کو کاوے پہ ڈالکر
فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینۂ ایرج نوجوان پر نیزہ لگایا
ادھر اس شاہزادے نے اُس کی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین
چنگاریان پیدا ہوئین جوانان لشکر کفار یہ جنگ دیکھکر بجاے خود کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے
گو قہرمان بہادر و قوی ہے مگر یہ جوان بھی ہمکو بہت قوی وبہادر معلوم ہوتا ہے اسکی مرتبہ بھی حریف
سخت سے سامنا ہوا ہے خداوند خیر کرین ابھی کفار اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ شاہزادہ
ایرج نوجوان نے اپنے نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر نیزہ سر تیز اُسکے سینہ پر کینہ
پر لگایا اُسنے بھی بہزار دشواری سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
اسی طرح جتنی دیر شاہزادہ بدیع الزمان سے نیزے سے لڑائی ہوئی تھی اُتنی ہی دیر یہ جنگ
نیزے سے ہوئی آخر کار ایرج نے ایک نعرۂ نادر صاحبقرانی کا باندھ کر قہرمان سے کہا او سرکش
ہوشیار ہو جا کہ اب سنان نیزے کی تیرے ہاتھ سے نکالے دیتا ہون قہرمان نے جواب دیا قبل
اسکے جو سنان نیزے سے نکل گئی تھی اسکی وجہ یہ ہے کہ چوب نیزہ پوسیدہ ہوگئی تھی اور یہ نیزہ
خطی ہے بھلا اس نیزے سے سنان تم کیا نکالوگے مین ہوشیار ہون تم قصور کرتا ہی نہ کرنا
ایرج نوجوان نے اُسکی گفتگو سُنکے اپنے نیزے کو مرکب بڑھا کر ایسی تکان دی کہ سنان اُس کے
نیزے سے نکل کر اُسی طرح چلتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام خصوصاً سرداران دست چپ بہت
خوش ہوے شاہزادہ ایرج کی تعریف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا بختگان لاجورد شاہ سے
کہنے لگا اے خداوند دیکھیے ایرج نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ ایرج قہرمان کو قتل کریگا مین اسکی شجاعت اور قہر وغضب سے خوب
آگاہ ہون آپ بھی جانتے ہین کہ یہ شاہزادہ کیسا بہادر ہے اب یہ فرمایئے کہ اس لڑائی کا انجام
کیا ہوگا آپ نے کیا تقدیر کی ہے اُسنے جواب دیا ابھی تو کچھ تقدیر ابھی بڑھی نہین کی ہے اب سوچ
سمجھ کے کہیا جائیگی اُدھر تو لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا ادھر قہرمان کو سنان نیزے کے
نکل جانے سے دوبارہ رنج وملال ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکے سر جھکا لیا خجالت سے پسینہ آگیا
گویا ایک نیزہ عرق ندامت مین غرق ہوگیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکاے رہا لیکن پھر برہم
ہوکے سر اُٹھا کے ڈنڈ سنان کی اپنے ہاتھ مین محکم پکڑکر گردن کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکر
بصد غضب سر ایرج پر لگائی اس طرف اس بہادر نے اُسکی ضرب کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر
اس طور سے روکا کہ ڈانڈا اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اُسنے جھلا کر شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کر گرز
گران سر اُٹھا کر کہا اے جوان اگر حسب اتفاق نیزے سے سنان تونے نکالدی تو خوش نہ ہو کہ اب
اس گرز گران سے تجکو پیوند خاک کرتا ہون یہ کہکے گردن کو آگے بڑھا کے رکابون مین قدم استوار
رکھ کے پشت کرگدن سے بلند ہوکے گرز کو دونون ہاتھون سے محکم پکڑ کے اور گردش دے
کے خبردار خبردار کہکے سر پر ایرج نوجوان کے مارا ادھر ایرج نے ضرب اُس کے گرز

کی اپنے گرز پر روکنا ضروری نہ جان کر شمشیر آبدار علم کی جب گرز قہرمان کا قریب سر کے آیا ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ درمیان سے گرز مانند خیار کے کٹ گیا کلہ گرز کا مانند ایک پہاڑ کے ٹکڑے کے بالائے خاک گرا زمین دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اور دوسرا ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہگیا اُسکی بابت بھی اہل اسلام خوش تھے خصوصاً سرداران دست چپ شادمان ہو کے باواز بلند کہنے لگے ضرب شمشیر کیا عمدہ دیر لگائی ہی کہ تعریف اُسکی ہو نہین سکتی ہی کفار گرز کے کٹنے سے متحیر ہو کے خیال کرنے لگے کہ آثار بد نظر آتے ہین یہ جوان مسلمان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی دیکھیے جان قہرمان کی اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتی ہی اسی طرح صلصال کو بھی تردد ہوا انجنگان بھی کہنے لگا اے خداوند اب یہان سے اور کسی طرف بھاگنے کا ارادہ کیجیے سامان بُرے ہین مجھے امید نہین کہ قہرمان ایرج نوجوان کے ہاتھ سے جانبر ہو ہنوز لاجورد شاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ قہرمان نے گرز کے کٹنے سے برہم ہو کے غصہ سے ہونٹھ دانتون سے چباتے وہ ٹکڑا اسفل گرز کا جو ہاتھ مین تھا سر ایرج پر مارا اُس بہادر نے اُسے خالی دیا وہ ٹکڑا مانند پہاڑ کے ٹکڑے کے زمین پر گرا زمین اُس کے بھی لنگر سے دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اس وار کے بھی خالی جانے سے قہرمان کو نہایت ندامت حاصل ہوئی بعد ایک لحظہ کے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ آبدار پہ ہاتھ ڈال کے تیغہ علم کر کے قہرمان نے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی حربہ میرے نزدیک نہین ہے تلوار ایک دم مین برسون کا جھگڑا فیصلہ کر دیتی ہی خصوصاً میرا تیغہ تیز و خونریز ہی کہ مدام مین نے اسی سے اکثر دلاورون کو تہ تیغ کیا ہی اب تجھ کو بھی اسی تیغ سے قتل کرونگا ہوشیار ہو جا ایرج نے ہنسکر جواب دیا او کافر تیرہ دگر تہ سے جب تو مجھے ہلاک نہ کرسکا اور متواتر دعوی تیرا باطل ہوا تو اب تیغ سے تو مجھے کیا قتل کریگا یہ دعوی بھی تیرا باطل ہو جائیگا خداوند عالم میری جان کی حفاظت کرے گا تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے تیغ کا وار کر اُسنے غضبناک ہو کے گردن کو شاہزادہ کے دست چپ کی طرف لیجا کے پہلو پر تیغہ لگایا تھا شاہزادہ موصوف نے بعنوان شائستہ اُس کے تیغہ کو سپر پہ روکا پھر خود اُس کی کمر پر شمشیر آبدار لگائی اُس نے بھی ضرب تلوار سپر پہ روکی اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو سپاہ غور سے لڑائی دیکھنے مین مصروف ہوے جب قہرمان وار کرتا تھا اہل اسلام کو تردد ہوتا تھا اور جب ایرج نعرہ کر کے تلوار لگاتا تھا کفار کو قہرمان کے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تھا کر گردن اور مرکب کے گشت سے غبار بلند تھا دو نون بہادر چالاکی و ہوشیاری سے لڑ رہے تھے لاجورد شاہ اور صلصال و تخال وغیرہ بھی لڑائی دیکھ رہے تھے دلون مین کہتے تھے یہ لڑائی سخت ہی بڑی دیر سے ہو رہی ہی ابھی تک تو کوئی زخمی نہین ہوا ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی نخجگان باواز بلند کہتا تھا مین تو سمجھ چکا ہون کہ اب قہرمان اب کوئی دم کے دنیا مین مہمان ہین آج زندہ پلٹ کے آتے معلوم نہین ہوتے ہین لاجورد شاہ اور صلصال اُس سے کہتے تھے جب وہ ایسے کلمات زبان سے نکال لیا تو کہ مبادا قہرمان سیاہ قہرمان سُن لین تو باعث فساد کا ہو وہ کہتا تھا اگر کوئی سن لیگا تو کیا ہوگا مین جو کہتا ہون وہ سچ کہتا ہون ظاہر یہ میرا عمل ہی باطن کے حال سے آگاہ نہین ذرا آپ ہی انصاف کیجیے اور سمجھیے

اسوقت ان دونون مین کون شخص کسیر غالب ہی اور کون مغلوب نظر آتا ہی میرے نزدیک تو ایرج نوجوان
غالب اور قہرمان مغلوب پائے جاتے ہین کیونکہ ایرج نوجوان قہرمان کے نیزے سے سنان
نکال چکا ہی گرز کو کاٹ چکا ہی اب باہم تلوار چل رہی ہی ہنوز نخجیکان یہ کہہ رہا تھا کہ قہرمان نے بھلاوا
دے کے تیغ آبدار سر شاہزادہ ایرج نامدار پر لگایا شاہزادہ نے چالاکی سے سپر اٹھائی ناگاہ
تقدیر سے پانون مرکب کا ایک گڑھے مین کہ شاید وہ خانۂ موش تھا جا رہا گھوڑا جانب پستی
مائل ہوا ہاتھ شاہزادہ کا اسی حالت مین کچھ ہوا جب تک کہ ایرج گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ
اپنا سپر جدا کرے سپر کو چہرہ و سر کی پناہ کرے تیغ گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُس کو بھی کاٹ کر
کاسۂ سر سے گذر کرتا دو ابرو تک آیا تھا کہ شاہزادے نے بچ کر ایسی حالت مین دلیرانہ [illegible]
وار تیغ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سے بکثرت بہنے لگا اُسوقت شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر
اُسی حالت مین ارادہ لڑنے کا کیا تھا کہ قہرمان نے بوجہ شام ہو جانے کے اور نہایت خستہ ہونے
کے سبب سے لڑنا مناسب نہ جان کر طبل بازگشت بجوا دیا اُسوقت ایک سمت قہرمان اور صلصال
اور لاجورد شاہ ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کو لیکر جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوئے اور بادشاہ اہل
اسلام ایرج نوجوان اور جملہ سرداران سپاہ کے ساتھ مع تمامی مردمان سپاہ کے سمت قیامگاہ
لشکر چلے اُس طرف قہرمان وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے مردمان سپاہ نے سلاح جنگ تنون
سے دور کئے قہرمان اور لاجورد شاہ اور صلصال اور خلخال اور نخجیکان بوجہ الفت و اتحاد
ہونے کے ایک ہی بارگاہ مین داخل ہوئے پھر باہم بیٹھکر بعد میکشی نازنینان خوبرو کو طلب
کر کے رقص اُنکا دیکھنے لگے اور گانا اُنکا سننے لگے اودھر بادشاہ لشکر اسلام جائے قیام پہونچکر مع جملہ
سرداروں کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور جملہ لشکری سوار و پیادے سلاح جنگ تنون سے
دور کر کے اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوئے بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر فضل بن آشوب
اور قارن کمر گرد سوار اور ورقا سے زنجیر خوار اور قارن بلند کمان کے قتل ہونے
کا ذکر کر کے افسوس کیا بعدہ ملازمون کو حکم دیا کہ ان بہادران نامدار کو جنگگاہ سے اٹھا کر غسل و
کفن دیکر دفن کرو ملازم حسب الحکم اسی وقت گئے اور کاربند ہوئے یہان بادشاہ نے حال زخم
سر ایرج نوجوان اور زخم سر بدیع الزمان کو دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا ای ظل اللہ
ابھی تو جراحون نے زخمون کو دھو کر ٹانکے لگائے ہین پٹیان مرہم کی چڑھا دی ہین دونون بہادرون
کو غش آگیا ہی انشاء اللہ بعد چند روز کے کچھ زخم سر رو باصلاح ہونگے بادشاہ موصوف یہ سنکے
خاموش رہے اودھر قہرمان نے بعد میکشی اور رقص و نغمہ نازنینان کے دیکھنے اور سننے کے لطف اٹھا کر
اُنکو رخصت کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ آج پھر بجایا جائے ہم متواتر
اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے ایک دن کی بھی اُنکو مہلت نہ دینگے خدام نے موافق حکم اسیوقت طبل جنگ
بجایا جو ہرکارے لشکر اسلام کے واسطے خبر رسانی کے معین تھے اُنھون نے صدائے طبل جنگ
لشکر کفار سے بلند پاکر احوال دریافت کر کے توقف ذرا بھی نہ کیا فوراً وہ ہرکارے بارگاہ سلیمانی
مین آئے اور خبر آگاہ سے بعد ادب بادشاہ لشکر اسلام کو مجرا کر کے بعد بجالانے ثنا و دعائے بادشاہ

کے دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت پھر قہرمان بدایمان نے اپنے
لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار میں بجمعیت سپاہ کثیر
آکے نمکخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے سوا اس خبر شر و فساد کے اور سب طرح خیریت
ہے بادشاہ لشکر اسلام نے عرض ہرکارون کی استماع کرکے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی عنایت
الٰہی سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے یہ حکم دے کر پھر دربار برخاست کیا بادشاہ اپنی بارگاہ
مین تشریف لیگئے ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمے و بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا ہرکارے
موافق حکم بادشاہ اُسی وقت بارگاہ سلیمانی سے باہر آکے نقارہ نوازون کے پاس گئے اُنکو حکم
بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے فی الفور چوب اُٹھا کر بسم اللہ تمام و کمال ورد زبان کرکے نقارہ
جنگی پر چوب لگائی صدائے مہیب نقارے سے بلند ہوکر تا گنبد افلاک پہونچی زمین کانپی پر فلک
تھرایا دلاوران ہر دو لشکر نے بلکہ سپاہ مردمان لاجور و شاہ و اہل فوج صلصال نے بحکم لاجور
شاہ اور تاکید صلصال سے تیاری سامان جنگ کرنا اختیار کیا ہر ایک بہادر دلاور نے اپنے
آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا شروع کی جو نامرد و بزدل تھے وہ طبل جنگ بجنے سے اور جنگ
کے خیال سے گھبرائے حواس باختہ ہوے باہم سب بزدل کہنے لگے آج پھر طبل جنگ بجا ہے صبح کو
پھر میدان کارزار مین جانا ہے اگر دو روز سے جنگ مغلوبہ نہین ہوئی تو اب کیا ہوگی کیا عجب ہے
کہ صبح کو جنگ مغلوبہ ہو چار لشکر باہم مانند چار دریاؤن کے ملجائین تلوار چلے کشت و خون بکثرت
ہو پس ہم ایسی نوکری سے باز آئے ہم کو اپنی جان دینا قبول نہین ہے یہ کہکے وہ سب بحیلہ و بہانہ سے
لشکرون سے نکل گئے چیدہ جوانان کفار اپنی تلوارون پر صیقل کرتے جاتے تھے اور ایک دلیر
دوسرے بہادر سے کہتا جاتا تھا ذرا صبح تو ہو دیکھنا اہل اسلام سے کسطرح لڑتا ہون وہ جواب
دیتا تھا بیشک تم خوب لڑوگے کیونکہ بہادران جہان سے ایک تم ہی ہو ہمکو بھی بہت شوق جنگ
ہے چاہتے ہین کہ کہین جلدی سحر ہو جوانان ہر سہ سپاہ کفار تو مردمان لشکر کا یہ حال تھا جو لکھا گیا

لیکن اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ جب حکم بادشاہ سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی اور صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جملہ مردمان
لشکر اسلام نے سنکے تیاری جنگ کا ارادہ کیا جو سوار و پیادے اپنے بستروں پر بیٹھے تھے وہ
اُٹھے اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال کر اُنکی درستی کرنے لگے اکثر مردمان لشکر بعد ادائے نماز
سر بسجود دعا فتح و نصرت کی درگاہ خدا میں کرنے لگے بعض بعض سواران تہور شعار باہم کہنے لگے
دو روز سے تو ہمارے ہی لشکر کے سرداران نامی و غیر نامی قتل و زخمی ہوئے ہین دیکھئے کل کیا ہوتا
ہے قہرمان پر کب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے کس دن یہ نابکار مارا جاتا ہے اسنے تو منتو اتر طبل جنگ بجوا کر
چند سردارون کو قتل و زخمی کیا ہے کچھ سوار کہتے تھے جبتک قہرمان کی حیات ہے اور اُسکا اقبال یاور
ہے اسی طرح اہل اسلام سے لڑیگا اور جس روز اسکا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو جائیگا اور
اقبال باقی نہ رہیگا غیب سے کوئی سبب اسکے قتل ہونے کا پیدا ہوگا یا ہمین اہل اسلام سے کوئی
بہادر اسکو قتل کرے گا غرض جملہ بہادران لشکر اسلام تیاری جنگ میں مصروف تھے اور باہم ایسی ہی باتین

کرتے تھے انھین باتون اور تیاری جنگ مین شب بسر ہوئی سفیدۂ سحر جانب شرق سے عیان ہوا
ظلمت شب دور ہوئی روشنی صبح مانند شمع طور کے لامع النور ہوئی نسیم سحر چلنے لگی باغون مین غنچے مسکرا کر
شگفتہ ہونے لگے صحرا مین بھی گلہاے رنگارنگ کھلنے لگے طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر اشجار
پر بیٹھکر یا اُڑکر اپنی اپنی زبان مین حمد خالق انس وجان کرنے لگے موذن مسجدون مین اذان دینے لگے
پابند نماز پنجگانہ نیند سے اٹھے وضو کر کے قبلہ رو ہوکر برجوع قلب نماز سحر پڑھنے لگے
خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردان سپاہ نے بعد وضو کرنے کے بخضوع وخشوع نماز سحر پڑھی اور ہر ایک
نے اپنے مطالب دینی اور دنیوی کے واسطے درگاہ کبریا مین دعا کی خصوصاً واسطے فتح وظفر کے ہر ایک
نے آبدیدہ ہوکر خداوند عالم سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بیدار ہو کے نماز سحر برجوع
قلب پڑھکے لباس زیب تن کر کے تاج جواہر نگار سر پر رکھکر حسب دستور قدیم تخت جواہر نگار
پر بیٹھ گئے کہاریون نے تخت اُٹھایا تا دربارگاہ پہونچایا وہان سے کہارون نے تخت کو اپنے
دوش پر رکھا نقیبون نے بعد دعا وثنا کے بادشاہ کے باواز بلند کہا اخطل اللہ نگاہ روبرو چونکہ موافق
قاعدۂ قدیم جملہ سرداران سپاہ دربارگاہ بادشاہ پر موجود ہوتے ہین اسی قاعدے کی پابندی
سے سب سردار حاضر تھے جب بادشاہ نے نگاہ اُٹھائی سب سردارون نے جھکے موافق
قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کے سب سے باشارہ فرمایا اب مرکبون پر سوار
ہوکے جانب رزمگاہ چلو حسب الحکم سب سردار مرکبون پر سوار ہوے تخت بادشاہ کے یمین ویسار
آ گئے بیچ مین بادشاہ اس طرح سے جیسے ماہ کامل درمیان ستارون کے ہوتا ہے الحاصل سواری بادشاہ
لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ سردار مع تمامی سپاہ کے ہمراہ رکاب ہوے الغرض قطع راہ
جب بادشاہ تجاہ معرکۂ کارزار مین پہونچے قہرمان کو نہ دیکھکر انتظار اسکے آنے کا کرنے لگے ابھی
تھوڑا ہی زمانہ انتظار کرنے مین گذرا تھا کہ اُس طرف سے غبار بلند ہوا تاریکی نشانہاے سپاہ کی ظاہر
ہوئی آمد لشکر کفار ثابت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے قہرمان بصد کبر ونخوت مع لاجوردشاہ اور
صلصال کے میدان کارزار مین آیا اور مقابلہ لشکر اسلام مین آکر ٹھہرا اُسوقت دونون بادشاہون
کے اشارہ سے نقیبا ورکڑکیت دونون لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے آئے نقیبان
جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہا کہ اے دلیران جنگجو اے بہادران کینہجو آگاہ ہو کہ
یہ روز نام پیدا کرنے کا ہے دیکھتے ہو کہ سامنے تمھارے لشکر کفار ہے ہر ایک بے دین آمادۂ جنگ ہے
تم بھی مرد میدان کارزار ہو اسلئے دلیرانہ لڑنا یہ سب کافر ہین تم اہل اسلام ہو یہ ناری ہین تم نوری ہو ان مین
اور انمین فرق زمین وآسمان کا ہے یہ مثل تمھارے بہادر نہین ہین تمھاری بہادری ودلاوری مشہور
جہان ہے آبا واجداد بھی تمھارے بڑے بہادر تھے انھین کے تم فرزند ہو مانند انھین کے اعداے
دین سے لڑنا قدم جنگاہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹانا جان کے جانے کا خیال نہ کرنا قصد بھی بھاگنے کا نہ
کرنا مانند کوہ کے ثبات قدمی اختیار کرنا اگر سر بھی تن سے کٹ جائے تو پانون جنگاہ سے نہ ہٹین
دلاور وہی ہے جو میدان کارزار سے پسپا نہ ہو بڑھ بڑھکر اپنے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے
لڑے شیرانہ نعرے کرے زخم تیغ وتیر ونیزہ کھائے مطلق نہ گھبرائے مرجانا اختیار کرے بھاگنا قبول

نہ کرے ہر میدان جنگ جولا بہادرون مین نام پیدا کرے چار دن کی زندگی مین سپاہی ہو کر نامردی
اور بزدلی اختیار نہ کرے ایک دن مرنا ضرور ہی لہٰذا ٹھہر کر دشمنون سے مر جاے دیکھو یارو ہماری
تقریر پر عمل کرنا خلاف ہمارے کہنے کے نہ کرنا ورنہ عزت و آبرو تمہاری خاک مین ملجائیگی کرکیت اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے کہتے تھے اے جوانان رشک رستم و اسفندیار اے دلیران نامی
و نامدار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین یہی نہین معلوم کب اجل آئے اور رشتہ حیات مقراض
اجل سے قطع ہو جائے عاقلون کو لازم ہی کہ اس حیات چندروزہ مین وہ کارہاے نمایان کرلین کہ دنیا
مین نام و آبرو پیدا کر کے نامی و نامور ہو جائین جبتک زندہ رہین دلاورون مین سرخرو و با آبرو
رہین اور اگر دست اعداے جفاکار سے قتل ہو جائین تو بھی اچھا ہی کہ بعد مرنے کے اہل جہان انکو
مانند رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب کے یاد کرینگے بہادری و دلاوری انکی بیان
کرینگے بس آج کے دن تم سب اہل اسلام سے دلیرانہ مقابلہ کرنا جنگ تمام جنگہاے مشہورہ پیچھے قدم نہ
ہٹانا اگر میدان جنگ سے بھاگو گے اہل اسلام تمکو گھیر کر قتل کرینگے جان بھی جائیگی اور ذلت و رسوائی
بھی ہوگی جب نقبا و کرکیت جوانان سپاہ و لشکر کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کرتے تھے سب گرم جوش
دل سے رہے تھے ہر ایک دلاور انکی تقریر کو پسند کر کے دل مین کہتا تھا ذرا صف آرائی تو ہو ہمارا
کسی حریف سے سامنا تو ہو وہ بہادری سب کو دکھائین گے کہ حیرت ہو جائیگی جس دم کرکیت اور
نقبا میدان جنگ سے ہٹ گئے اور حسب دستور درستی میدان کارزار ہو چکی اور صف آرائی بھی
دونون جانب بخوبی تمام ہو چکی لاجورد شاہ بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی سے فارغ ہو چکا اور صلصال
بدخصال بھی اپنے لشکر کی صفین حسب دلخواہ باندھ چکا اس وقت ہر ایک بہادر نے ارادہ
کیا کہ پہلے ہم صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائین اپنے دشمنون سے لڑین بہادری اپنی
دکھائین ہنوز سب دلاور ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ ناگاہ قہرمان اپنے
لشکر کی صفون سے مانند فیل مست کے جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ہو کے نکلا اور بعد قطع راہ بیچ مین
میدان کارزار کے آکے کرگدن کو روک کے فنون سپہ گری دکھا کے بادشاہ لشکر اسلام سے
مخاطب ہو کے باواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام آج بھی کسی ایسے اجل رسیدہ کو واسطے
میرے مقابلے کے بھیجو دیتین پھر مجھ سے بہ نیزہ و تیغ و گرز لڑے تاکہ لطف جنگ میرے دل کو
حاصل ہو بادشاہ نے اسکی تقریر سنکے اپنے دست راست کی طرف دیکھا فی الفور گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بہادر روز بیقدر عالی مکان یعنی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر روبرو بادشاہ لشکر اسلام پیادہ پا
جاکر اجازت لیکر تسلیم کر کے مرکب پر سوار ہو کے جانب قہرمان مرکب کو جولان کیا جب یہ
شاہزادہ اس کے روبرو گیا اس نے سراپاے نورالدہر پر نظر کر کے پوچھا اے بہادر چہ نام داری
شاہزادۂ موصوف نے جواب دیا نام میرا نورالدہر ہی فرزند بدیع الزمان کا ہون یہ سنکے کہا
مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی تو مجھ سے مقابلہ نہ کر جا اپنے لشکر مین چلا جا تیرے بسمین نہین
اتنی قوت کہان ہی کہ مجھ ایسے پہلوان روئین تن سے لڑ سکے شاہزادے نے جواب دیا مجھے تیری

جوانی و پہلوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ سا پہلوان نوجوان اسوقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہی تو اپنے مذہب بد سے کنارہ ہو کر دین اسلام قبول کر اور میری و بادشاہ
اسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر کہ کونین مین عزت و آبرو حاصل کر اگر میرے کہنے پر عمل کریگا
تو حق مین تیرے اچھا ہوگا ورنہ تو پچھتائیگا دم جنگ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیونکہ مین نے تجھ ایسے
سیکڑون کو تہ تیغ کیا ہی مجھے حقیر و ناتوان نہ سمجھ مین تیرے کہنے سے اپنے لشکر مین ہرگز نہ جاؤنگا انشاء اللہ
سر تیرا تیغ آبدار سے کاٹ کے جنگاہ سے جاؤنگا قہرمان یہ تقریر شاہزادہ ذیجاہ کی سنکے برہم ہوکر نیزہ اٹھا کر
سر گردن کو مانند مرکب کے کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سینہ بے کینہ
شہزادہ نورالدہر پر نیزے کا وار کیا ادھر شاہزادے نے پھرتی سے اسکے نیزے کی سنان کو اپنے
نیزے کی سنان پر روکا سنانون کی رگڑ سے چنگاریان پیدا ہوئین بعد رد کرنے ضرب نیزہ کے
خود بھی اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی اپنے نیزہ کی سنان پر سنان نیزہ شاہزادے کو روکا
اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار جس طرح ایرج نوجوان نے بند جا حقرانی باندھکر سنان نیزہ
قہرمان سے نکالدی تھی اسی طور سے ایک بند نادر باندھکر سنان نیزہ قہرمان نکالدی سنان
مارکو ریزہ سے نکلکر چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام مین شور تعریف بلند ہوا کفار کو کمال صدمہ ہوا
قہرمان نے پہلے تو خجل ہو کے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر اس سرکش نے کہا ای جوان میری قوت مین
کمی نہین ہی یہ قصور نیزے کا ہی بسبب بوسیدہ ہونے نیزے کے سنان نیزے سے نکلگئی تھی نورالدہر
نے ہنسکر جواب دیا ای قہرمان اگر قوت مین کمی نہین ہی تو اور کسی حربہ سے لڑ اسنے گرز اٹھا کر
جسطرح سر ایرج پر مارا تھا اسی طور سے مارا شاہزادے نے شمشیر آبدار سے پیچ سے عمود کو مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا قہرمان خفیف و نادم ہو کے پہلے تو سر جھکا لیا بعدہ برہم ہو کے جو نصف
اسفل گرز اسکے ہاتھ مین تھا غضبناک ہو کے مانند تیرے کی دو اندازکے فرق شاہزادے پر
لگایا شاہزادے نے اسے خالی دیا حریف مذکور نے ذلت پا لاے ذلت اٹھا کے نہایت غضبناک
ہو کے تیغہ گرانبار علم کر کے کہا سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی لڑائی نہین ہی
تیر و نیزہ و گرز وغیرہ سب آلات حرب و ضرب بیہودہ ہین تلوار کا کیا کہنا یہ برسون کا فیصلہ ایک
دم مین فیصل کر دیتی ہی اور میرا تیغہ تو وہ تیغہ ہی کہ علاوہ سیکڑون بہادرون کا خون چاٹنے کے
یہان دو روز سے تم اہل اسلام کا خون چاٹ چکا ہی مزہ اس کو مل چکا ہی اسوقت یہ خون تیرا چاہیگا
خشک زبان ہی تر زبان ہوگا تشنہ خون ہی تیرے خون سے پیاس اپنی بجھائیگا نورالدہر نے مسکرا
کر جواب دیا او بے دین زیادہ گو اگر تیغہ علم کیا ہی تو وار کر اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان
سے کیون کرتا ہی ہنگام جنگ حال تیری قوت کا تو کا اور حال آبداری تیغ کا معلوم ہو جائیگا
یا تو تیغہ تیرا میرا خون گرائیگا یا شمشیر آبدار میری تیرے سر و گردن مین جدائی کریگی جو ہونا ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا تقریر بیکار ہی یہ مقام بزم و جاے تقریر نہین ہی کہ باہم محض تقریر کی جائے یہ جنگاہ ہی یہان
فنون جنگ دکھانا چاہیے قہرمان نے بجاے خود قائل ہو کے خبردار خبردار کہکے ضرب تیغہ
گرانبار و آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے سپر پر اسکے تیغہ کو روک کر خود بھی اپنا

تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے سپر پر روکی تا دیر یونہی لڑائی ہوئی جملہ کفار و اہل اسلام بہ تشنگ دیکھ
رہے تھے تلوارین دونون دلاورون کی مانند دو بجلیون یا دو صاعقون کے چمکتی تھین کر گدن اور
مرکب کے گشت سے غبار بار بار زمین سے اٹھتا تھا باہم وار رد ہوتے تھے کفار قہرمان کی تعریف
کرتے تھے اہل اسلام نورالدہر کی ثنا کرتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ جتنے دیر ایرج لڑا تھا جب
اتنی ہی دیر لڑائی مین گذری قہرمان نے تیغ تیز سے مثل شاہزادہ ایرج کے شاہزادہ نورالدہر
کو بھی زخمی کیا شاہزادہ نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا خون زخم سر سے جاری ہوا جب بہت
خون زخم سر سے بہ گیا ضعف سے غش آنے لگا قہرمان نے چاہا تھا کہ بڑھ کر تیغ سے سر کاٹ لیجیے
کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہے کوئی ایسا بہادر کہ جلد جا کے قہرمان کے ہاتھ سے شہزادہ
نورالدہر کو بچا لیے اور اس سے مقابلہ کرے بہ مجرد فرمانے کے سلیمان ثانی فرزند عقیل ماہرو نے صف
لشکر سے نکل کر حضور سے اجازت لینے کی اسی وقت مین نہ جانکر مرکب کو جولان کیا اور نعرہ کیا اے قہرمان
دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اسنے نعرہ سلیمان ثانی سنکر ٹھہر کر ہاتھ کو روکا اتنی دیر مین بہادر
مسطور نے قریب تر نورالدہر کے پہنچ کر کہا اے شاہزادہ ذیجاہ اب آپ لشکر مین تشریف لیجایئے مین
قہرمان سے مقابلہ کرتا ہون ابھی تو وہ بہادر شاہزادہ نورالدہر سے ہمسخن تھا کہ چند سرداران
دست راستی اور عیار پاس نورالدہر کے آکے نورالدہر کو جنگاہ سے لشکر مین لے گئے چونکہ شہزادہ
تا دو ابرو دو پارہ تھا اسوقت لشکر مین ٹھہرنا مناسب نہ جانکر بحکم بادشاہ کے کئی سردار اُس کو بارگاہ
مین لیگئے پیچھے ہی جراح و حکیم طلب کیا انھون نے جا کر زخم کو ٹانکا شروع کیا سرداران لشکر بارگاہ نورالدہر
سے پھر صف لشکر مین آکے کھڑے ہوئے ابھی وہ سردار نورالدہر کو بارگاہ مین پہنچا کے آئے تھے کہ قہرمان
نے بصد قہر و غضب کہا اے جوان تو نے کیا اپنے شیر کے پنجے سے شکار کو چھڑایا مطلق تجھے خوف
نہ کیا نہایت جسارت کی ہے بتا کہ تیرا نام کیا ہے آخر تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اس بہادر نے جواب دیا اے
بیدین اول تو دلاورون سے نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ مین اپنا نام کیا بتاؤن سب سوار و پیادے
شمشیر سے نام و بہادری میری ظاہر ہو جائیگی اور اگر یہی ہے کہ نام میرا تجھے پوچھنا ہے تو آگاہ ہو کہ نام میرا
سلیمان ثانی ہے مین فرزند ہون عقیل ماہرو کا فرشتہ و شجاعت مین مشہور ہون ہزارون دلیرون
کو قتل کر چکا ہون آج تجھکو قتل کرونگا اگر تو شیر گرسنہ ہے تو مین شیر کینہ ہون عقیل تلوار کا کیا اگر تیغ سپر
کو روکونگا اسنے یہ سنکر کہا تجھ پر غالب ہونا بہت دشوار ہے یہ کہکر وہی تیغ خونخوار اٹھا کر خبردار
خبردار کہکے سر پر لگایا اسے سلیمان ثانی نے سپر پر روکا تیغ سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو کاٹ کے کاسہ
سر مین چار انگل در آیا تھا کہ اس بہادر نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا لیکن چار رگون کی بے
اختیار سر سے نکلی سلیمان ثانی بخون آلودہ ہو گیا زخم کاری لگا فوراً شدت ضعف سے
ہر لحظہ سر جھکانے لگا یہ حال دیکھ کر قہرمان نے ارادہ کیا کہ سر اس حریف کا تیغ سے کاٹ لیجیے
کہ ناگاہ حکم بادشاہ لشکر اسلام سے کئی سرداران لشکر نے جاکر سلیمان ثانی کو قہرمان کے شر
سے بچا کر لشکر مین لائے قہرمان نے بعد جانے سلیمان ثانی کے پکار کر کہا اے بادشاہ لشکر اسلام
نورالدہر اور سلیمان ثانی تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے اب اور کسی کو واسطے ہمبردی کے

مقابلے کے روانہ کیجیے بادشاہ نے پہلے اپنے دست راست کی طرف دیکھا ہر چند صد ہا سرداران لشکر حاضر و موجود تھے مگر کسی نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا نہ کیا تھا ہر ایک سردار اپنی جگہ سر جھکائے کھڑا رہا اور دل مین یہ کہنے لگا کہ قہرمان سے کون جا کر مقابلہ کرے سر میدان جنگ قتل ہو یا زخمی ہو کر لشکر مین آئے یہ انسان ایسا نہین ہے کہ کوئی بہادر اس سے مقابلہ کرے کیونکہ کوئی حربہ اس کے تن پر کارگر نہین ہوتا ہے اپنے سر پر ضرب شمشیر کو روکتا ہے قوی ایسا ہے کہ چند سرداران نامی کو بضرب تیغہ آبدار قتل کر چکا ہے شاہزادہ نور الدہر کو اور شاہزادہ ایرج کو اور ایلچی بھی سلیمان ثانی بن عجیل ماہر کو زخمی کر چکا ہے جب ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی اسکو قتل نہ کر سکے تو ہم کیا اسے تہ تیغ کرین گے ہر ایک سردار دست یمین تو اپنے اپنے دل مین یہی کہتا تھا جو لکھا گیا اور بادشاہ لشکر اسلام اپنے دست یمین کے سرداران کی طرف دیکھ رہے تھے قہرمان منتظر تھا کہ لشکر اسلام سے کوئی دلاور آئے مجھسے مقابلہ کرے جب کوئی بہادر جانب دست یمین بادشاہ سے دلیرانہ صف لشکر سے نکل کر قہرمان کے مقابلے کو نہ گیا بادشاہ موصوف نے اپنے دست یسار کے سرداران سپاہ کی جانب دیکھا اُنھون نے بھی سر اپنے جھکا لیے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ صف لشکر سے نکل کر سامنے قہرمان کے جا کر اُس سے بہ نیزہ و گرز و شمشیر لڑے کیونکہ ہر ایک سردار لڑائی اُسکی دیکھ چکا تھا اور بجائے خود کہتا تھا کہ قہرمان سے کوئی سردار پیش نہ پائے گا جو اُس سے لڑنے کو جائیگا مارا جائیگا یا زخمی ہوگا سر میدان جنگ زخمی اُس کے ہاتھ سے ہو کر سامنے جملہ دلاورون کے ذلیل و حقیر ہوگا کیونکہ فی الحال اقبال اُسکا معین و مددگار ہے بہر تقدیر اُس کا اوج پر ہے اور ستارہ بخت اہل اسلام بدی اور پستی پر مائل ہے جب یہ خیال کر کے کوئی سردار سپاہ جانب دست چپ سے بھی نہ نکلا بادشاہ لشکر اسلام نے مجبور ہو کے ارادہ کیا تھا کہ خود لشکر سے نکل کر قہرمان سے جا کر مقابلہ و مجادلہ کیجیے ہنوز بادشاہ لشکر اسلام لشکر سے نکلے نہ تھے کہ ناگاہ جانب صحرا کے غبار عظیم پیدا ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ مردان لشکر اسلام اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے کفار بھی سو سیاہ غبار مذکور نگران ہوئے قہرمان بھی تیغ خون آلودہ اپنے دوش پر رکھ کے سمت غبار مذکور غور سے دیکھنے لگا لاجوردشاہ اور صلصال و صلنحال بھی اُسی طرف دیکھنے لگے بختگان اس غبار کی طرف دیکھ کر بے اختیار مسکرایا صلصال نے پوچھا کہ سبب مسکرانے کا کیا ہے اس غبار مین تو نے کیا دیکھا ہے کہ بے اختیار مسکراتا ہے یہ تو غبار آندھی کا پایا جاتا ہے کہ جس سے صاف آثار آندھی کے پائے جاتے ہین اُس نے یہ ہتھنکے خوب ہنس کے جواب دیا یہ جو غبار اُٹھا ہے مجھے یقین ہے کہ ایک بلا سے بے درمان کے آنے کا غبار ہے کہ ہوشیار ہو جائیے بہانے سے بھاگنے کا سامان جلد کیجیے جو بلا اس پردۂ غبار مین ہے اُس سے اپنی جان بچائیے لاجوردشاہ نے کہا اے بختگان اسوقت کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے جو ایسی باتین کرتا ہے اور بے محل ہنستا ہے اُس نے عرض کیا اے خداوند آپ تو اپنے تئین خداوند کہلواتے ہین دعوی خدائی کرتے ہین آپ کو کچھ اس غبار سے بھی آگاہی ہے یا نہین ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اطلاع نہین ہے مین باوجود اس کے کہ خداوندی کا دعوے نہین کرتا ہون لیکن میرے آئینۂ دل پر حال اس غبار کے اُٹھنے کا

روشن ہو گیا ہی میں دیوانہ نہیں ہون دانا و عاقل ہون جو مین جانتا ہون اُسے آپ نہین جانتے ہین
تھوڑی دیر تامل کیجیے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ نظر آئے گا خود ہی دیکھ لیجیے گا
لاجوردشاہ اور صلصال نے کہا ای بختگان آخر کچھ تم بھی تو کہو کہ یہ غبار کیسا اُٹھا ہی اس غبار
کے اُٹھنے سے کیا اندیشہ ہی کیون یہانسے سامان بھاگنے کا کرین کیا کوئی شیر صحرائی یا فیل مست خاک
اُڑاتا ہوا ادھر آتا ہی یا کوئی دیو یا جن کی آمد ہی کہ اُس کے خوف سے ہم بھاگنے بھاگین اُسنے جواب
دیا شیر صحرائی تو نہین ہی بلکہ ایسا پایا جاتا ہی کہ کوئی شیر بیشۂ جرأت ہی کہ جو شیران دشت کو مانند غزالون
کے شکار کرتا ہی اور یہ آمد کسی فیل مست کی بھی نہین ہی بلکہ اُس کی آمد ہی جو کہ فیلان مست کو پشون کے
مانند جانتا ہی اور یہ غبار کسی دیو اور جن کے آنے سے نظا ہر نہین اُٹھا ہی بلکہ کوئی شخص ایسا آتا ہی کہ جو
دیو و جن سے بھی قوی تر ہی اگر شیر صحرا یا فیل مست یا دیو و جن کے آنے کا مجھے احتمال ہوتا تو کبھی
مین یہ نہ کہتا کہ آپ یہان سے سامان بھاگنے کا کیجیے لاجوردشاہ نے پوچھا آخر کون آتا ہی کہ جسکے
آنے سے یہ غبار بلند ہوا ہی مفصل بیان کر گو ہم جانتے ہین کہ خداوند ہین لیکن تجھ سے بھی
پوچھتے ہین اُسنے کہا پہلے آپ اور صلصال سامان بھاگنے کا کر لیجیے اُسوقت مجھ سے پوچھیے گا
مین صاف صاف حال غبار اُٹھنے کا بیان کر دونگا لاجوردشاہ نے برہم ہو کر کہا او نالائق
ہم پوچھتے ہین اور تو نہین بتاتا ہی باتین بناتا ہی اپنے خداوند کو ڈراتا ہی بھاگنے کی راے دیتا
ہی اتنی دیر سے حیران کر رہا ہی بہتر یہی ہی کہ حال غبار کے اُٹھنے کا صاف صاف بیان کر دے
ورنہ ہم ابھی اپنا قہر تجھ پر نازل کرینگے اُسنے کہا مین آپ کے قہر سے تو نہین ڈرتا لیکن آپ کے اصرار
کرنے سے کہتا ہون ذرا آپ دونون صاحب بگوش ہوش سنیے لاجوردشاہ اور صلصال نے کہا ہم
بگوش دل سنین گے تو بیان تو کر اُسنے کہا مین نے بارہا دیکھا ہی اور آزمایا ہی اس بات کو کہ جب یہ
اہل اسلام کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین یا کوئی اُن پر کسی طرح کی حد سے زیادہ سختی ہوتی ہی اور یہ دعا
کرتے ہین تو دعا اُنکی اُنکا معبود حقیقی مستجاب کرتا ہی اور ایسا سامان غیب سے اُنکی بہبودی کا یکایک
ہو جاتا ہی کہ عقل حیران ہو جاتی ہی چونکہ دو تین روز سے قہرمان نے یہان چند سرداران لشکر اسلام
کو قتل کیا ہی اور تین سرداران نامی کو زخمی کیا ہی اہل اسلام کو رنج و صدمۂ عظیم دیا ہی اُنھون نے
ضرور اپنے خدا سے یہ دعا کی ہوگی کہ اے پروردگار ہمارے اب ہمارے حال پر رحم فرما قہرمان
نے ہم کو صدمہ پر صدمہ دیا ہی بہت دل دکھایا ہی کئی سردارون کو قتل کر ڈالا ہی کئی نامی
سردارون کو زخمی کیا ہی اس ظلم پر بھی ہماری جان کا خواہان ہی بس دعا اُنکی قبول بارگاہ
خدا ہوئی ہی کوئی ایسا شیر بیشۂ جرأت و شجاعت مع لشکر کثیر ادھر آتا ہی کہ وہ یقینی قہرمان کو اسوقت
ہلاک کر ڈالیگا لشکر کو اُس کے تباہ کر دیگا پھر آپ پر حملہ ور ہوگا اسی وجہ سے مین نے کہا ہی کہ آپ
جلد سامان بھاگنے کا کیجیے لاجوردشاہ نے پوچھا سبب تو تو نے بیان کیا لیکن یہ نہ بیان کیا
کہ اس وقت کون بہادر مع لشکر آتا ہی اُسکا نام کیا ہی بیان کر جو ادھر مع لشکر کثیر آتا ہی بختگان
نے جواب دیا لشکر اسلام مین سب تو سردار ہین جو قتل ہو چکے ہین اُنکا ذکر نہین لیکن کسی سے سردار
نہین ہین اول امیر ثانی نہین ہین اور عمرو ثانی بھی نہین ہی کہ اُنکا عیار ہی دوسرے رستم

ثانی نہیں ہے تیسرے شہریار فرزند ایرج نہیں ہیں انھیں دونوں شخصوں میں سے کوئی ضرور آتا ہے
ابھی بختگان لاجورد شاہ اور صلصال سے ہم سخن تھا کہ یکایک ہوائے تند سے وہ غبار رفع ہوا
سب نے دیکھا کہ آگے لشکر کے چند در چند علمہائے لشکر میں علمدار علم لشکر لیے ہیں فیلان سربلند بہت
سے ساتھ ہیں بعد گذرنے نشانوں اور فیلان سربلند کے سواران لشکر ظاہر ہوئے درمیان
لشکر میں شہریار بن ایرج بصد شان و شوکت مرکب پر سوار ہیں و بسیار بہت سے سردار نظر آیا
بختگان نے لاجورد شاہ سے کہا دیکھیے میں نہ کہتا تھا کہ تم انھیں دونوں سرداروں میں سے کوئی
ضرور آتا ہوگا دیکھا آپ نے جو میں نے کہا تھا وہی ہوا شہریار بن ایرج آپہونچا یہ سردار نہایت
زبردست ہے یہ کیا آتا ہے گویا واسطے قبض روح قہرمان کے ملک الموت کی آمد ہے مجھکو اب یقین ہوگیا
ہے کہ قہرمان پر قہر خدا سے اہل اسلام نازل ہوا چاہتا ہے دنیا سے یہ مغرور جایا چاہتا ہے آپ بھی اب
اسکو کوئی دم کا مہمان دنیا میں جانیے پیمانہ اسکی حیات کا لبریز ہو چکا ہے ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا سب
دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو بذریعہ ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ شہزادہ شہریار مع جمعیت سپاہ آتا ہے
بادشاہ نے اسی وقت بہت سے سرداران دست بسیار سپاہ کو واسطے اسکے استقبال کے روانہ
کیا جب وہ سردار گئے اور استقبال کر کے اس شاہزادے کو لشکر میں لائے اسنے داخل لشکر ہو کے
بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم کی بادشاہ نے خوش ہو کے ازراہ شفقت و عنایت سر اسکا سینہ سے
لگایا مزاج پوچھا اسنے کہا آپ کی دعا سے اور فضل خدا سے اچھا ہوں بعد اس گفتگو کے شہریار بن
ایرج نے بادشاہ سے پوچھا یہ کون نابکار گردن سوار آمادہ کارزار ہے بادشاہ نے نام اسکا
بتا کے تمام حال اسکی لڑائی کا اور سرداران لشکر کے قتل و زخمی ہونے کا بیان کیا شہریار بن
ایرج کو قہرمان پر بدرجہ کمال غصہ آیا عرض کیا حضور اب مجھے اذن کارزار دیں میں اس نابکار
سے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ابھی تم راہ دور و دراز سے آئے ہو سستا لو شاہزادہ
شہریار نے عرض کیا چندان کسل و خستگی نہیں ہے امیدوار ہوں کہ اجازت جنگ دیجیے ہر چند کہ دل
بادشاہ لشکر اسلام کا یہ نہ چاہتا تھا کہ قہرمان ایسے دشمن زبردست سے مقابلہ کے واسطے اپنے ایسے
دلبند کو روانہ کریں کہ جو ملکہ گوہر تاجدار دختر بدیع الزمان کے بطن سے پیدا ہوا اور
فرزند شاہزادہ ایرج نوجوان ہے لیکن مجبور ہو گئے بوجہ اصرار کے اجازت دی شاہزادہ
بمجرد اجازت جنگ لیکر بسم اللہ کہکر مرکب کو صف لشکر سے نکال کر سامنے قہرمان کے گیا
اور طالب ضرب ہوا اسنے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے ابھی تو شاید مدرسے سے آیا ہے تجھے میری قوت
و شجاعت سے آگاہی نہیں ہے میں وہ دلاور ہوں کہ مثل میرا روئے زمین پر نہیں ہے مشہور جہان ہوں نام
میرا قہرمان شیر گردن دیگر گردن سوار ہے سیکڑوں بلکہ ہزاروں بہادروں کو میں نے تہ تیغ کیا
ہے کر بہتر ہے خدا داد بلکہ مثال آئینہ روئے روشن تجھے پیدا کیا ہے کوئی ہے بیکار اگر نہیں ہوتا ہے ہنگام
ضرب و ضرب مجھکو ضرورت سپر کی نہیں ہے کہ وار حریف کا بالا سے سپر روکوں لیکن محض دکھانے کو
اور واسطے اپنی راحت کے لیکر رکھوں تا ضرب دشمن سر پر نہ لگے ورنہ میں ہوں سپر پر ضرب تیغ
روک لیتا ہوں بازو پر قوت رکھتا ہوں تیغہ لنگر دار آبدار رکھتا ہوں کہ جسکی ضرب کی پناہ نہیں ہے

سپیرو خود کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا ہی کسی سے نہین دبتا ہی حریف کو دو نیم کر دیتا ہو دنیا سے دشمن کو
عدم مین پہونچا دیتا ہی سوا رے تیغہ تیز کے گرز میرا وہ گران سر ہی کہ جو سر کوہ کو بھی شکستہ کر دیتا ہی کسی
دشمن کی کیا مجال کہ میرے گرز کی ضرب کو روک سکے اگر روکے تو مانند خاک ہو جا ئے نیزہ میرا وہ نیزہ ہی کہ
جو سینۂ کوہ مین در آتا ہی کسی حریف کی کیا مجال کہ میری ضرب نیزے سے جانبر ہو اگر ہنگام جنگ نعرہ
کرتا ہون تو زہرۂ شیر دلان آب آب ہو جاتے ہین بڑے بڑے بہادر مجھ سے ڈرتے ہین تو ابھی
نوجوان و ناتوان ہی مجھ ایسے پہلوان سے مقابلہ کر دیکھ پچھتائیگا سر میدان جنگ مانند جمید لالی قبا
اور فیروزۂ لال قبا وغیرہ کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ جوانی تیری خاک مین ملجائیگی مجھے
تیرے حال پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہو بس میرے سامنے سے چلا جا
شاہزادہ شہریار شجاعت شعار نے تقریر اُس کی سُنکے نہایت برہم ہو کے جواب دیا او بے دین
کیا بیہودہ بکتا ہی کیون اسقدر جھوٹا بولتا ہی اِن دروغگوئی سے مجھ ایسے بہادر کو ڈرانا چاہتا
ہی مین وہ بہادر ہون کہ تیری تو اصل نہین بڑے بڑے نامور بہادرون سے نہین ڈرا ہنگام جنگ اب
جو اس سال فضل و عنایت خدا سے اکثر نامی و نامور بہادرون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا سیکڑون
دلاورون کو قتل کیا ہی نام میرا مشہور جہان ہی تو نے سنا ہوگا اگر نہین سُنا ہی تو اب سن لے میرا نام
شہریار ہی مین فرزند شاہزادۂ عالی وقار ایرج نامدار کا ہون تجھ ایسے بزدل سے کب ڈرتا ہون
عبث تجھ کو میرے حال پر رحم آتا ہی شاید اسوجہ سے تو مجھ سے نہین لڑتا ہی کہ مجھ ایسے دلیر سے ڈرتا
ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے لڑ جنگ سے انکار نہ کر اور اگر زندگی اپنی منظور ہی تو مسلمان ہو کر میری اور
بادشاہ لشکر اسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر جنگ سے بہتر یہی ہی کہ اپنے خداوند شیطان خصال پر
لعنت کر خداوند کو جسنے تمامی موجودات کو خلق کیا ہی اُسے اپنا معبود جان کر بصدق دل سجدہ کر
رستگار رہو اپنے مذہب سے بیزار ہو کو نین مین عزت و آبرو حاصل کر قہرمان نے بقہر و غضب شاہزادہ
کو دیکھ کر تیغہ کو نیام مین رکھکر نیزہ اُٹھا کر کہا اے جوان زبان دراز تو نے نہایت زبان درازی کی ہی
مین بھی اس نیزے سے زبان تیری چھید ڈالونگا یہ سزا زبان درازی کی دونگا یہ کہکے گردن کو کاوے
پر ڈالا نیزے کو گردش دینے لگا ادھر شاہزادہ شہریار نے بھی نیزہ اُٹھا کر اپنے مرکب کو کاوے
پر ڈالا قہرمان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ سینہ پر لیجا کے دہن شاہزادے پر مارا ادھر شہریار
نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر اِس طرح روکا کہ دیکھنے والون کو نہایت حیرت
ہوئی اور سب دوست و دشمن تعریف کرنے لگے قہرمان بھی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اس جوان
نے یہ وار میرا کس خوبی سے روکا ہی کہ کوئی اس طرح روک نہین سکتا ابھی قہرمان بد ایمان اپنے
دل مین یہ کہہ رہا تھا اور حیران تھا کہ شہریار نے نعرہ کرکے کہا او کافر تیری ضرب نیزے کو تو مین نے
بمدد الٰہی روک لیا اب مین وار کرتا ہون اگر مرد ہی تو روک اُسنے کہا اچھا وار کر مین بھی روکونگا
شہریار نے نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر لگایا اُسنے بھی دشوار رہا سے وار کو روکا اسیطرح تا دیر باہم
لڑائی ہوئی حملہ کا فرو سیدار لڑائی دکھاکے آخرکار شہریار نے ایک سیند بادر مانند شکر سنان
نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام شادمان

ہوئے خصوصاً ہواخواہان شہریار نے بہت خوش ہوکے شاہزادۂ شہریار کی از حد تعریف کی بادشاہ
لشکر اسلام بھی خوش ہوئے کفار کو رنج ہوا بختگان نے کہا ای خداوند دیکھا آپ نے کہ شہریار نے
سنان نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے نکالدی ہی اب تھوڑی دیر مین یہ بہادر اسکو ہلاک بھی کرے گا
لاجورد شاہ نے کہا شہریار پر کیا موقوف ہی ایرج و نورالدہر نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا تھا اور انجام کار وہ قہرمان کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے کیونکر معلوم ہوا کہ شہریار
قہرمان کو ضرور ہی قتل کرے گا اُسنے کہا ای خداوند اسوقت دل میرا یہی کہتا ہی کہ ضرور شہریار
قہرمان پر فتحیاب ہوگا خیر جو کچھ ہوگا دیکھہ ہی لیجیے گا بختگان تو لاجورد شاہ گمراہ سے ابھی ہم
سخن تھا کہ ناگاہ قہرمان نے سنان نیزے کے نکل جانے سے نادم و خجل ہوکے پھر غضبناک ہوکے ڈانڈ
نیزے کی خبردار خبردار کہکے سر شہریار پر لگائی شاہزادے نے ڈانڈے کو اپنے نیزے کی ٹھوکر اندر اس
طور سے رد کیا کہ اُسکی ڈانڈ ٹوٹ گئی اُسنے تیغ خجل ہوکے ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدیا شہریار نے
مسکراکر کہا تو نے ابھی نیزے کے بارے مین کہا تھا کہ نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی واہ میرے سینے
مین بھی در نہ آیا کیسا پوسیدہ تھا کہ ٹوٹ گیا اور کیسا تو قوی بازو و نیزہ باز تھا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ
سے نکل گئی ای بے دین تو نے غرور کیا تھا خدا کو غرور نا پسند ہوا اسیر میدان جنگ میرے ہاتھ سے تجھے
پست و ذلیل کر دیا دعویٰ تیرا باطل ہوا اب اُس گرز کو اٹھا جسکو تو نے کہا ہی کہ سر کوہ کو شکستہ کرتا
ہی مین بھی دیکھون کہ وہ گرز کیسا ہی اور تیرے دست و بازو مین کیسی قوت ہی قہرمان نے بعد نادم ہونے
کے بصد قہر و غضب گرز گرانبار کو اٹھایا اور قدم رکابون پر استوار رکھکر پشت گردن سے بلند ہوکے
گرز گران سر کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سر شاہزادۂ ذیوقار پر مارا ادھر شاہزادہ
نے دلیرانہ اپنے گرز پر ضرب اُسکے گرز کی روکی صدائے ضرب گرز ایسی بلند ہوئی کہ دل سننے والون
کے دہل گئے اکثر گھوڑے باگین توڑا کے کثرت خوف سے لشکر سے بھاگ گئے غبار بہت بلند ہوا اب
قہرمان نے ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے یہ نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف را بادشاہ لشکر اسلام
نعرۂ قہرمان سنکے بیتاب ہوئے عیار شہریار سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے جلد جا خبر اپنے آقا کی
لا وہ فی الفور چھاگل پانی سے بھر کر گیا اندر اُس تق غبار کے داخل ہوا پانی چھڑک کر کے تو اُس
غبار کو کم کیا پھر چہرۂ شہریار پر نظر کی دیکھا کہ آنکھین بند ہین پسینہ آگیا ہی ہاتھ مانند ستون فولادی
کے سیدھا ہی گرز ہاتھ مین ہی پاؤن گھوڑے کے زمین مین دھنس گئے ہین عیار بزرگوار نے یہ حال دیکھکر
پانی چلو مین لیکر چہرۂ شہریار پر چھینٹا دے کے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار ہوشیار ہوجیے احوال
مزاج بتائیے دیکھیے حریف آپکا ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے کہتا ہی کہ مین نے اپنے حریف کو ہلاک
کیا شاہزادے نے آنکھین کھول کر تقریر اُسکی سنکے جواب دیا مین فضل خدا سے اچھا ہون کچھ اندیشہ
نہ کر یہ کہکے مرکب کو اپنے مہمیز کرکے پاؤن اُسکے زمین سے باہر کیے اُسوقت پھر غبار بلند ہوا کیونکہ مرکب
نے حسب اشارہ راکب سے پاؤن اپنے بصد قوت زمین سے نکالے گرد بہت اڑی تھی الغرض
جب شہریار ہوشیار ہوچکا عیار تو بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین واسطے ظاہر کرنے حال شہریار
کے روانہ ہوا اُس نے پہونچ کر حال مزاج شہریار سے بادشاہ لشکر اسلام کو آگاہ کیا اور پھر وہان سے

قریب شہریار آکے کھڑا ہوا شہریار نے قہرمان سے مخاطب ہوکے فرمایا او نابکار کسکو تو نے ہلاک
کیا تھا کہ خوش ہوتا تھا میں تو زندہ و سلامت ہوں ذرا بھی تیری ضرب گرز سے میرے دست و بازو کو صدمہ
نہیں پہونچا ہے قہرمان شہریار کی تقریر سنکے نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا یہ جوان کتنا قوی و
شجاع ہے کہ میری ضرب گرز سے ہلاک ہونا تو کیسا ذرا اور ومند بھی نہ ہوا یہ دل میں کہکر ایسا رعب و
خوف شہریار کا اسکو ہوا کہ نیم جان ہو گیا دل میں اسکے آیا کہ کسی حیلہ سے جنگاہ سے نکل جاؤں اس جوان
سے مقابلہ نہ کروں لیکن حیا اور قضا دامنگیر ہوئی دونوں نے اُسے جنگاہ سے جانے نہ دیا اکثر
قہرمان اور جملہ کفار شہریار کے جانبر ہونے سے نہایت متحیر تھے بختگان صلصال و لاجورد شاہ
سے شہریار کی تعریف کرکے کہتا تھا کہ اب قہرمان ضرب گرز شہریار کو روکے گا تو حال معلوم
ہوگا عجب نہیں کہ ضرب گرز روک نہ سکے اور پیوند خاک ہو جائے لاجورد شاہ اور صلصال جواب
دیتے تھے تو اہل اسلام کی تعریف بہت کرتا ہے خصوصاً اس جوان کی کہ جو قہرمان سے لڑ رہا ہے اسکا
کیا سبب ہے شاید تو باطن مسلمان ہے کہ دوستوں کے بارے میں کلمہ بد زبان سے نکالتا ہے اور
جو دشمن ہیں انکے بارے میں کلمہ نیک زبان سے نکالتا ہے صلصال نے اور لاجورد شاہ نے
جب یہ کہا بختگان نے جواب دیا میں مسلمان تو نہیں ہوں لیکن کلمہ حق زبان پر جاری کرتا ہوں جو جیسا
ہوتا ہے ویسا اُسے کہتا ہوں عاقل ہوں عقل کے ذریعے سے ہر ایک بات سمجھ لیتا ہوں ضبط نہیں ہو سکتا ہے
کہہ دیتا ہوں ہنوز بختگان لاجورد شاہ اور صلصال سے باتیں کر رہا تھا کہ شہریار نے قہرمان
سے کہا او بے دین و بد آئین ہوشیار ہو جا کہ اب میں ضرب گرز لگاتا ہوں تم سے کہا ہوشیار
ہوں ضرب گرز لگاؤ شاہزادے نے دونوں قدم اپنے رکابوں میں استوار رکھ کے پشت فرس
سے بلند ہوکے حریف کو آگے بڑھ کے گرز کو گردش دے کے اس کے سر پر لگایا قہرمان جو
خوف و رعب شہریار سے نیم جان ہو چکا تھا ضرب گرز کا روکنا اپنے حق میں اچھا نہ جان کے فی الفور
پسپا ہوکے ضرب گرز کو خالی دے کے کہنے لگا اے جوان اب گرز سے نہ لڑونگا کیونکہ جنگ نیزہ و
گرز سے کرنا چنداں مجھے پسند نہیں ہے یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچ کر گردن کو آگے بڑھا کے خبردار
خبردار کہہ کے سر شہریار پر لگایا شاہزادے نے تیغہ اسکا اس ترکیب سے سپر پر روکا کہ وہ پھٹ پڑا
اسی وقت چالاکی سے ہاتھ بڑھا کر پنجہ اپنا اس کی کلائی پر گاڑ دیا قہرمان غضبناک ہو کے زور
کرنے لگا ادھر یہ شاہزادہ بھی زور کرنے لگا آخر کار شاہزادے نے اس کی کلائی کو فشردہ کر کے
تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام خوش ہوے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
دست چپ نہایت خوش ہوے اکثر سرداروں میں سے باآواز بلند اس طرح تعریف شہریار کی کرنے
لگے کہ اے شاہزادہ ذی وقار و نامدار ہوا ہی شہریار شجاعت شعار آپ ایسے شجاع و بہادر ہیں کہ
ہمسر آپ کا کوئی نہیں ہے اور بہادر آپ ایسے ہیں کہ دنیا میں مثل و نظیر آپکا نہیں ہے یہ زور خداداد
ہے کہ قہرمان ایسے قوی پہلوان کے ہاتھ سے تیغہ چھین لیا ہے خدا آپ کو دشمنوں کی نظر بد سے بچائے
اب اے شاہزادہ ذی جاہ دشمن آپ کا خالی ہاتھ ہے تیغہ آپ چھین چکے ہیں تامل نہ کیجئے دشمن کو بھاگنے
نہ دیجیے گا پشت کر گردن سے اٹھا لیجیے گا اگر راہ راست پر آئے تو خیر ورنہ اس طرح خاک پر پٹک

دیکھیے گا کہ پیوند خاک ہو جائے ادھر تو اہل اسلام مصروف تعریف شہریار تھے اور جملہ کفار کو صدمہ
تھا کہ حیف قہرمان کے ہاتھ سے شہریار نے تیغہ چھین لیا شاہزادہ قوت مین غالب ہوا قہرمان
مغلوب ہوا تحنگان لاجورد شاہ اور صلصال سے کہتا تھا دیکھیے قہرمان کے ہاتھ سے شہریار
نے تیغہ چھین لیا گھٹ بڑھ قوت مین ہر ایک کی معلوم ہو گئی مین نے جو کہا تھا آثار اوس کے
ظاہر ہوتے جاتے ہین آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین اب بھی خیر ہے یہان سے جلد بھاگیے دیر نکیجیے
قہرمان کے جابر ہونے کا بھروسا اور امید نہ کیجیے اسکو اب مردہ تصور کیجیے ذرا دیکھیے تو کہ قہرمان
کے رخ پر ابھی سے مردنی ظاہر ہوتی ہے لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ جملہ کفار کو حیرت تھی ہر ایک
کو تردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دنیا ہے قہرمان مغلوب ہو چکا ہے شہریار غالب ہوا ہے آثار بدل گئے
جاتے ہین اور قہرمان بھی تیغہ چھین جانے سے شمشیر غم والم سے دلفگار ہو گیا تھا چہرہ زرد ہو گیا تھا حیرت
سے مثل تصویر بیحس و حرکت تھا زندگی سے ناامید تھا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ بھاگون کبھی حیا و شرم
سے خیال کرتا تھا کہ بھاگنا اچھا نہین ہے باعث ذلت و بدنامی ہے مر جانا ہی ذلت سے بہتر ہے آخر
اوس نے مرنا گوارہ کر کے دلیرانہ ہاتھ اپنا کمر زنجیر مین ڈال دیا اور چاہا کہ شہریار کو پشت فرس سے
جدا کر کے زمین پر ایسے پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جائے شہریار نے اوسکے ارادے سے آگاہ
ہو کے خود بھی اوسکی زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا پھر دونون دلاور زور کرنے لگے اونکے زور کرنے
سے گردن اور مرکب پسینے مین تر ہو گئے تھے زبانین باہر نکال دی تھین گھٹنے زمین پر ٹیکا دیے تھے
جسوقت یہ حال دیکھا شاطرون نے دونون لشکرون سے نکل کر قریب آکے کہا اے بہادرو اگر ارادہ
کشتی لڑنیکا ہے تو گردن اور مرکب سے اوترکر کشتی لڑو دیکھو تمھاری زور آزمائی سے ان بیچارے بے زبان
حیوانون کا کیا حال ہے قریب المرگ ہو گئے ہین اب یہ حیوان تمھاری زور آزمائی کی تاب نہین
لا سکتے ہین ہان گاو زمین تمھارے بار کو اوٹھا سکیگی اور تمھاری زور آزمائی کی متحمل ہو گی قہرمان
اور شہریار نے اون کی تقریر کو سنکے رائے اونکی پسند کر کے گردن اور مرکب سے اوترکے دامنون
کو گردان کے باہم لپٹ کے لڑنا شروع کیا عجب کشتی ہونے لگی لاجورد شاہ اور صلصال
اور بادشاہ لشکر اسلام نے خیال کیا کہ یہ کشتی دیر تک ہو گی عجب نہین کہ ایک دن یا کم و زیادہ اس
ہوس کب تک کھڑے رہین گے بہتر یہ ہے کہ بیٹھکر کشتی دیکھین یہ خیال کرتے شاہون کے حکم سے
اوسی وقت بارگاہین اور خیام فراشون اور خدام نے بپا اور ایستادہ کیے مسندین اور کرسیان اور
دنگل لیے فرش بچھانے کے ساتھ قرینہ سے ہر ایک کو رکھ دیا اودھر لاجورد شاہ اور صلصال
سمنداریون سے اوترکر مع اپنے سرداران لشکر کے بارگاہ اور خیام مین بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام
کے اوٹھوا دیے ادھر بادشاہ لشکر اسلام بھی بارگاہ مین تشریف لاکر بالائے تخت رونق افزا
ہوے سرداران لشکر دنگلون پر بیٹھے اکثر اشخاص کرسیون پر بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے
واسطے دیکھنے کشتی کے اوٹھوا دیے سوار لشکر کفار و سپاہ اسلام کے بھی مرکبون سے اوترکر زین پوش
بچھا بچھا کے اوسپر مسلح بیٹھکر منتظر ہو کر کشتی دیکھنے لگے اوس وقت واسطے دیکھنے کشتی کے اور بہت وقت
گذرنے مال و اسباب و اشیاے خوردنی و نوشیدنی کے دوکاندار قریب آگئے لشکرون کی بازارین

اسوقت آپس مین گرم بازاری ہوتی گئی سوار و پیادہ اشیاے مطلوب خرید کرنے لگے مردمان بازاری اُنکے
ہاتھ فروخت کرنے لگے اُدھر تو لشکر کے بازارون مین مردم خرید و فروخت کر رہے ہین اِدھر کشتی ہو رہی ہے
جب قہرمان کوئی پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا توڑ کرتا تھا وہ اپنے اُس ہنر سے نا امید ہو جاتا تھا کہ اُس سے
حریف زیر نہ ہوگا کیونکہ اس پیچ کا اسکو توڑ یاد ہے یہ سمجھ کر دوسرا پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا بھی توڑ کرکے کہتا تھا
اے قہرمان جسقدر تیرا دل چاہے زور کر اور جتنے تجکو پیچ یاد ہون سب ہی اسوقت صرف کر دیکھون تو تیری
کد و کوشش سے کیا ہوتا ہے وہ پہلے پر پیچ ہوکے متواتر چلا گیا نہ پیچ کرتا تھا شہریار اُسے بچاتا تھا کفار و دینداران
اُنکی کشتی دیکھتے تھے اہل اسلام شہریار کی تعریف کرتے جاتے تھے اور کفار دل قہرمان کا بڑھاتے جاتے
تھے راوی ناقل ہے کہ دوپہر تک باہم خوب کشتی ہوئی بعد دوپہر کے قہرمان نے تھک کر کہا اے شہریار
یہ زور آخری ہے ہوشیار رہنا شہزادہ نے جواب دیا مین خبردار ہون اُسنے دونون ہاتھ اپنے شہریار
کے شانون پر رکھکر سینہ شاہزادہ سے سر اپنا ملا کر جسقدر اُسمین قوت تھی زور کیا اور شاہزادہ کو ریل کر تین قدم
تک لیگیا پھر جھٹکا دیا ایسا کہ پایان کفش شاہزادہ کا زمین سے آشنا ہوا اُسوقت اُسنے شاہزادہ کی کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر ہرچند خوب زور کیا اور چاہا کہ زمین سے اُٹھا لیجئے لیکن لنگر اُکھڑ نہ سکا آخر تھک گیا ہمت پست
ہو گئی زنجیر کمر شاہزادہ سے ہاتھ اپنا نکالکر کہنے لگا مین تو زور کر چکا دم میرا پھول گیا اب تم زور کرو یا نہ کرو
تم کو اختیار ہے شہریار نے جواب دیا زور نہ کرنا کیا معنی جب وقت تیرے زیر کرنیکا آیا ہے اسوقت تجھکو چھوڑ
دونگا یہ تو مجھسے نہوگا یہ کہکر کہا ہوشیار رہو چاہئے کہ اب مین زور کرتا ہون اُسنے مجبوری کہا تمکو اختیار ہے
زور کرو بہتر تو یہ ہے کہ اب کل مقابلہ کرنا شاہزادہ نے جواب دیا اے مکار تو مکر و فریب و بکر سے جان بچایا چاہتا ہے
مین کب تیرے فریب مین آتا ہون یہ کہکر اُسکے شانون پر دونون ہاتھ اپنے رکھکر سر اپنا اُسکے سینہ سے ملا کر
خبردار خبردار کہکر زور کرکے اُسکو پسپا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ریل کر اُسکو بیس قدم کے فاصلہ تک لیگیا
بعدہ ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے آشنا ہوے اسوقت اُسکی کمر زنجیر آہنی مین دو ہاتھ ڈالکر
نعرہ اللہ اکبر کرکے زور اول مین اپنے گھٹنون تک دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اونچے
بلند کرکے گردش دیکے کہا اے قہرمان حالا در شان خالق پروردگار عالم جسکو کوئی اس کا کام نے اسوقت
بھی مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا سواے خداوند لقا لقا آج تک مین نے کسی خدا و غیرہ کو
سجدہ کیا ہے نہ کرونگا اگرچہ ہلاک ہو جاؤن شہریار نے یہ تقریر اُس کی سنکے نہایت غضبناک ہو کے پھر گردش
اسکو دیکے اس طرح خاک پر پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی اُسوقت قہرمان نے چاہا تھا کہ جلد تر خاک
سے اُٹھکر اپنے لشکر مین بھاگ جاؤن حریف سے جان بچاؤن ذلت ہوگی تو ہو جان رہے گی آگے عزت و آبرو کا
خیال بیکار ہے لیکن شہریار نے اُسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمناے دل بر لائے فورا اُچھلکر ہی اُسکے سینہ پر
سوار ہو کے بعد تعجیل تمام قوت تمام گردن اُسکی مروڑ کر سر اُسکا دھڑ سے اُسکے کھینچ لیا تن و سر اُسکا خاک
پر تڑپنے لگا شہریار اُسکا کام تمام کرکے سر اُسکا ہاتھ مین لیے ہوئے اُٹھا پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اہل اسلام
نے قہرمان کے ہلاک ہونے سے خوش ہو کر بے اختیار نعرہ و غل کیا آواز بلند تعریف شہریار کی کی
بادشاہ لشکر اسلام نے بھی از حد شادمان ہو کے شہریار کی تعریف کی کشتیان زر و جواہر کی طلب کرکے
زر و جواہر اُسپر نثار کیا پھر پیار سے اُسکے سینہ سے لگایا کفار قہرمان کے ہلاک ہونے سے نہایت غمگین ہوا

ہوئے اکثر اوسکی فوج کے سوار و سردار اوسکے غم مین رونے لگے اور کہنے لگے بعد ایسے بادشاہ قدردان
کے زندہ رہنا ناگوار ہے ہمنے اوسکا مدتون نمک کھایا ہے آج اوسکو ہمارے سامنے اوسکے دشمن نے ہلاک
کیا ہے ہمنے یہ تیغ و سپر بیکار باندھی ہے ہم مرد ہین نامرد نہین ہین ضرور اپنے بادشاہ کے خون کا عوض لینگے
قاتل کو اپنے بادشاہ کے قتل کرینگے ہم نمک حلال ہین حق نمک ادا کرینگے اگر جنگ مغلوبہ ہوگی تو کیا خوف
ہے لڑ بھڑ کر مر جائینگے ساتھ اپنے بادشاہ کے دنیا سے سوے ملک عدم جائینگے یہ کہکر وہ سب نابکار برائے قتل
شہریار آگے بڑھے اوسوقت کلاہ گیتون نے بھی اپنی تقریر سے حملہ کفار کو خوب ہی آمادہ جنگ کیا جس کا
ارادہ لڑنے کا نہ تھا وہ بھی انکی تقریر سنکے لڑنے پر آمادہ ہو گیا یہانتک کہ جملہ لشکریان قہرمان کہ تعداد انکی
پانچ لاکھ تھی آلات حرب و ضرب ہاتھون مین لیکر مانند دریاے تیار کے بڑھے اور شہریار پر حملہ ور
ہوے ادھر شہریار نے جلد مرکب پر سوار ہو کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اونکو قتل کرنا شروع کیا
جب کفار نے یکبارگی حملہ کیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سوار ہو کے اپنے تمامی لشکر کو حکم بڑھنے کا دیا
فوراً تمام اہل اسلام مرکبون پر سوار ہو کے تیغین علم کرکے گرز ہاتھون مین لیکے نعرے کرکے بڑھے جب
دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان بازاری اپنا مال و اسباب چھوڑکے بھاگے تاجرون نے اپنے
مال سے ہاتھ اوٹھاکے متاع جان کا یون خیال کیا کہ متاع جان وہ بیش بہا ہے کہ جسکی قیمت کا مقابلہ کوئی بھی شے
نہین سکتا ہے اگر یہ لڑائی مین تلف ہو جائیگی تو غضب ہو جائیگا اسکو جسطرح ہو سکے بچانا چاہیے اور مال و اسباب
کا کچھ خیال نکرنا چاہیے کیونکہ آگے اس متاع کے اسباب و مال کیا مال ہے یہ خیال کرکے وہ اور جملہ دوکاندار
خوف جان سے اپنا اپنا مال و اسباب چھوڑکر بھاگے یہان تلوار چل رہی تھی کافر و دیندار لڑ رہے تھے کہ
صلصال نے لاجورد شاہ سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ مین بھی مع اپنی سپاہ کے لشکر اسلام پر حملہ
آور ہون یہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرون کینہ دیرینہ کو دل سے نکالون ایسا وقت پھر ہاتھ
نہ آئیگا کیونکہ جب دونون لشکر باہم لڑینگے اہل اسلام تاب جنگ نہ لاکر بھاگینگے وقت بھاگنے کے
ہم اونکو گھیر کے قتل کر ڈالینگے اگر مناسب ہو تو آپ بھی مع اپنی سپاہ کے مسلمانون پر حملہ
کیجیے انکو قتل کیجیے کیونکہ ان لوگون نے آپکو بھی بہت صدمے دیے ہین لاجورد شاہ نے
کہا مین تمہاری راے کو پسند کرتا ہون تمہارے ساتھ لشکر اسلام پر ابھی حملہ کرتا ہون ادھر
سخنگان نے صلصال اور لاجورد شاہ سے کہا یاد کیجیے جو مین نے کہا تھا آخر وہی ہوا شہریار
نے قہرمان کو ہلاک کیا آپ جانتے تھے کہ قہرمان رویین تن ہے اسے کوئی ہلاک کر نہ سکیگا یہ
آپکا خیال خام تھا یہ اہل اسلام ایسے قوی ہین کہ جب کبھی قید کہین ہو جاتے ہین اور انکو طوق
و زنجیر وغیرہ مین جکڑ دیتے ہین اور زندان مین قید کرتے ہین جسوقت تک زمانہ رہائی کا نہین ہوتا ہے
یہ ہتھکڑی اور بیڑی اور زنجیر پہنے رہتے ہین اور جب وقت انکی رہائی کا آتا ہے تو زنجیر و طوق
وغیرہ کو کہ وہ آہنی و نہایت مستحکم و گرانبار ہوتا ہے ایسے مانند تار ہاے عنکبوت کے توڑکر
پھینک دیتے ہین فولادی لوہے کی انکی قوت کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین ہے جب لوہا انکے
ہاتھ مین آتا ہے گویا موم ہو جاتا ہے اسلیے قوی بہادرون کے آگے جو لڑے قتل کر ڈالنا
کچھ مشکل نہین ہے اگر شہریار نے قہرمان کے سر کو اوسکے دھڑ سے کھینچ لیا تو کیا ازتن کی بات ہے اگرچہ

وہ روئین تن تھا لیکن یہ بھی تو کیسے قوی ہین کہ جنکی ادنے قوت کا حال ابھی مین نے بیان کیا ہے ایسے
بہادرون سے آپ دونون صاحب اسوقت لڑنے کو بڑھتے ہین اچھا نہین کرتے ہین اسے بھی
یاد رکھیے گا کہ جو آپ کا مطلب دلی ہے وہ ہرگز برنہ آوے گا مسلمان کبھی نہ بھاگین گے آپ
حسن کو گھیر کر قتل نہ کر سکین گے میری راے تو یہ ہے کہ اسوقت اہل اسلام نوشتہ فہرمان سے لڑ
رہے ہین بے خوف و خطر یہان سے کسی طرف بھاگیے اس وقت یہ آپ کا تعاقب نہ کرین گے
اور اگر ان پر حملہ آور ہوجیے گا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا انجام کار بھاگیے گا اس حکم کو بھی میرے یاد رکھیے گا
اگرچہ مین علم نجوم ورمل سے یہ حکم نہین لگا تا ہون صرف عقل کے ذریعہ سے یہ حکم لگایا ہے لاجورد
شاہ اور صلصال نے کہا ہم تیری راے پسند نہین کرتے ہمارے دل مین مسلمانون سے کینہ ہے
اور یہ وقت مسلمانون پر گونہ شکست ہے پس ایسے وقت مین ہم ان مسلمانون کو ضرور قتل کرینگے
یہ کہکر ایک جانب سے صلصال نابکار لشکر اہل اسلام پر مع اپنی سپاہ کے حملہ آور ہوا اور دوسری
جانب سے لاجورد شاہ ہمراہ اپنی سپاہ کو لیکر اہل اسلام پر گرا اب چار دریاے لشکر باہم مل گئے
اول تو پہلے ہی تلوار خوب چل رہی تھی کافر و شیدا رقتل ہو رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی اب
اور بھی لڑائی مین ترقی ہوئی تین جانب لشکر کفار ایک سمت اہل اسلام اسوقت کی
لڑائی بہادرون کی قابل دید تھی وہ ہجوم مین برق شمشیر کا دمبدم چمکنا وہ ہر سمت سپاہ ڈھالون کا
مانند گھٹا کے اٹھنا وہ پورپی بارش تیرون کی وہ کمانون کا کڑکنا وہ رعد آسا دلاورون کا نعرہ
کرنا وہ نیزون کا دم بدم اٹھنا وہ سنانون کا چمکنا وہ ضرب گرز بالا سے گرز وہ آسمان کی
صدا سے مصیبت وہ دلاورون کا بزن و بگیر کہنا وہ کوتل گھوڑون کا میدان جنگ مین دوڑنا وہ
گرد و غبار کا بلند ہونا وہ کرکیتون کا کفار کو باواز بلند آگاہ کرنا وہ زخمیون کا مرکبون سے
بالا سے خاک گرنا اور مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپنا حالت تشنگی مین پانی طلب کرنا اور
کسی کا نہ دینا وہ مجروحون کا درد زخمہا سے کراہنا دمبدم کہنا نالہ و فریاد کرنا کسی کا
اوپر رحم نہ کرنا بلکہ جنگ مغلوبہ کی حالت مین کشتون اور زخمیون کا پامال ہوجانا اور وہ
سوار و پیادون کا دم بدم قتل ہونا وہ انکے سر و تن کا زمین پر گرنا وہ چقا چاق خنجر وہ
تلوارون کی جھنکار وہ گھوڑون کی گشت سے اوٹھ غبار وہ جابجا لاشون کے ڈھیر کشتون کے
انبار وہ دریاے خون دلاوران کا عرصہ جنگ مین روان ہونا وہ لاشون کا اس مین مانند
زورقون کے نظر آنا وہ سرہاے کشتگان کا دریاے خون مین حبابون کے مانند دکھائی دینا
وہ نقیبون کا آواز بلند اہل اسلام کو اپنی تقریر سے پسپا ہونے دینا اہل اسلام کا بڑھ چڑھ کر
لڑنا راوی بیان کرتا ہے کہ ہنوز جنگ عظیم ہو رہی تھی عین گرمی بازار جنگ مین امیر ثانی جو
پردہ قاف سے قلیش ثانی سے رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوئے تھے قریب
اپنے لشکر کے پہونچے دیکھا کہ جنگ عظیم ہو رہی ہے کوسون تک سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے وہ
دیو جو تخت امیر ثانی کا اٹھائے ہوئے تھے انھون نے اس قدر کثرت بنی آدم کی دیکھ کر
خوش ہوکر عرض کیا اے امیر ثانی ہم بہت بھوکے رہتے ہین غذاے لذیذ نہ ملنے سے سیر ہوکر

نہین کھاتے ہین ہم سب غذاؤن سے لذیذ تر گوشت بنی آدم کو جانتے ہین اگر کبھی بنی آدم کو بہ کثرت
کھا جاتے ہین انسان البتہ پیٹ ہمارے بھرتے ہین اور خوش بھی بہت ہوتے ہین اسوقت یہان
بنی آدم بہ کثرت ملکر لاکھون نظر آتے ہین اگر حکم ہو تو ہم انکو کھا کر اپنے پیٹ بھر لین امیر ثانی نے
فرمایا اول تو بنی آدم کے گوشت کا کھانا خلاف شرع ہے دوسرے یہ جو دور تک مردمان سپاہ
نظر آتے ہین انمین اہل اسلام بھی ہین اور کفار بھی ہین انھون نے عرض کیا ہم اہل اسلام و کفار
کو خوب پہچانتے ہین دوست و دشمن کو آپ کے جانتے ہین ہرگز ہم اہل اسلام کو نہ کھائینگے
ہان کفار کو جو کہ وہ آپ کے دشمن ہین اور اِس وقت آپکے سرداران سپاہ و مردمان سپاہ سے
لڑ رہے ہین صرف انھین کو کھائینگے اگر حکم آپ کا پائینگے امیر ثانی نے فرمایا تم اب تخت
کو یہان سے زمین بلندی سے لے چلو جلد ہم کو میدان لشکر مین پہونچا دو خبردار کسی مسلمان کو
نہ کھانا ہان کفار کو اپنی صورتین دکھا کر دور سے ڈرا دو دیو حسب الحکم تخت زمین پر لائے
امیر ثانی تخت سے اتر کر تیغ و سپر لیکر اپنے لشکر کے ایک مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے نعرہ
کرکے کفار پر حملہ آور ہوے کفار نعرہ امیر ثانی کا سنکے گھبرائے حواس منتشر ہوے قصد بھاگنے کا
صلصال اور لاجورد شاہ بہت گھبرائے بختگان سے کہا سنا آپ نے نعرہ امیر ثانی کا کیا
اپنے لشکر مین آئے گویا ہم لوگون کی قبض روح کو ملک الموت آئے اب بتائیے کیا ارادہ ہے
اب بھی یہان سے بھاگیے گا یا نہین یا اِسی میدان مین دست امیر ثانی سے قتل ہو جائیے گا
اور اپنے ساتھ اپنے مردمان سپاہ کو بھی قتل کرائیے گا ہنوز لاجورد شاہ نے بختگان
بدکردار کو جواب نہ دیا تھا کہ یکایک وہ چارون دیو جو تخت امیر ثانی کو اپنے دوش پر اٹھا کے
پردۂ قاف سے لائے تھے انھون نے اپنے تئین ظاہر کرکے کفار بدکردار کی طرف
بڑھے اور امیر ثانی کی نظر بچا بچا کے کفار کو اٹھا اٹھا کے کھانا شروع کیا دیو
کفار کو ہم کھاتے جاتے تھے اور خوش ہوتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ دیکھے
ہمارا امیر ثانی ہمین اور ہمین ان آدم زاد کو کھاتے ہوے نہ دیکھ لین ورنہ وہ ضرور سزا
سخت دینگے انکے عتاب کے ہم متحمل نہین ہین اور یہ بھی نہین ہو سکتا ہے کہ حالت گرسنگی مین غذاے
لذیذ سامنے بہ کثرت موجود ہو اور اُسے نہ کھائین آج اتفاق سے مدت مدید زمانہ بعید کے بعد ہم
غذاے لذیذ میسر آئی ہے جہانتک ہو سکے کھالین لطف زندگی اٹھالین پھر ایسا وقت ہاتھ
آئے گا یا نہ کہتے جاتے تھے اور کفار کو کھاتے جاتے تھے ادھر تو اہل اسلام نعرہ امیر سنکے
شادمان ہوے تھے ادھر کفار نعرہ امیر ثانی سنکے پریشان خاطر ہوے تھے اب دیوون نے
جو شکلین مہیب ناک اپنی انھین دکھائین اور انھین اٹھا اٹھا کے کھانا شروع کیا کفار با توجہ
ہوے لڑ رہے تھے یا دفعتاً پسپا ہوکے بھاگنے لگے لاجورد شاہ اور صلصال تا شہر صندل
بھاگے جنکے ساتھ انکی فوجین باقی ماندہ بھاگین مردمان سپاہ قہرمان ہزارہا قتل و ہلاک ہو چکے
تھے جب لاجورد شاہ و صلصال بھاگے باقیماندہ مردمان سپاہ قہرمان کے بھی پاؤن اکھڑ گئے
ہزارہا ان لوگون کے ساتھ جنگگاہ سے گریزان ہوے جو رہ گئے وہ قتل ہوے اہل اسلام نے بھی کوس تک کفار

کا تعاقب کیا بعدہ اپنے لشکر کی طرف مراجعت کر کے کفار کے خیام و بارگاہ اور اسباب انواع و اقسام
کو غارت کیا امیر ثانی نے اسی وقت چند ہرکارون کو حکم دیا جلد جاؤ اور یہ خبر لاؤ کہ لاجور و شاہ
اور صلصال بیابانے بھاگ کر کس طرف گئے ہین ہرکارے حسب الحکم روانہ ہوئے امیر ثانی
ہرکارون کو روانہ کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے بادشاہ کو تسلیم کر کے خاموش کھڑے
ہوئے شاہ موصوف نے بعد مزاج پرسی و استفسار حال کے فرمایا ہم کو بہت تردد تھا خیر خداوند عالم
کی عنایت سے آپ کا لشکر مین آنا ہوا اور عین وقت پر آنا ہوا امیر ثانی نے عرض کیا مجھے بھی
شوق قدمبوسی بہت تھا اسی وجہ سے پردۂ قاف مین زیادہ قیام پذیر نہین ہوا جلد حاضر ہوا ابھی
امیر ثانی یہ عرض کر رہے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ حاضر خدمت امیر ہوئے سب نے واسطے
سلام کے سر جھکائے امیر ثانی نے سب کو دیکھ کر خوش ہو کے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا بعدہ
باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام میدان جنگ سے بفتح و فیروزی ہمراہ رکاب بادشاہ مع تمامی سپاہ کے
فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ ہنگام جنگ قیامگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر
اسلام تخت سے اتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہمراہ انکے امیر ثانی اور جملہ سرداران سپاہ بھی
مرکبون سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے سوار و پیادے بھی اپنے خیام مین گئے بادشاہ لشکر اسلام
بارگاہ سلیمانی مین جا کر بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر اور سب سرداران لشکر جو موجود تھے
اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب ہو کر فرمایا
شکر ہے خدا کا کہ یہان بھی ہم کفار پر فتحیاب ہوئے گو کشت و خون بہت ہوا کفار و اہل اسلام بہت
کام آئے یہ جنگ ابھی سر نہوتی آپ کے آنے سے اور فضل خدا شامل حال ہونے سے فتح ہوئی
دل نہایت خوش ہوا چاہتے ہین خوشی خاطر ظاہر بھی کرین لہذا پہلے تو وہ اہل اسلام جو ہمارے
لشکر کے آج قتل ہوئے ہین دفن کیے جائین بعدہ بزم عشرت نہایت تکلف سے بارگاہ شاہی
مین آراستہ کی جائے تا کہ چند روز جشن کرین امیر ثانی نے اپنے دنگل سے اٹھ کر عرض کیا جو ارشاد
ہوا ہے ایسا ہی ہوگا یہ عرض کر کے اپنے دنگل پر بیٹھ کر ملازمون کو حکم دیا کہ جو اہل اسلام آج قتل ہوئے
ہین انکو جا کر دفن کرو اور تعداد کشتون کی آکر بیان کرو کہ اہل اسلام کسقدر قتل ہوئے اور کفار
کتنے مارے گئے ملازم مذکور یہ حکم پا کر روانہ ہوئے لاشے اہل اسلام کے دفن کرنے لگے جب وہ
دفن کشتگان اہل اسلام سے اور شمار کشتگان کفار سے فارغ ہوئے خدمت امیر ثانی مین حاضر
ہو کے دست بستہ یون عرض کنان ہوئے کہ ہم نمکخوارون نے حکم کی تعمیل کی لاشے جملہ اہل اسلام
کے جو آج قتل ہوئے تھے انھین دفن کرا دیا تعداد کشتون کی پانچ ہزار کی تھی اور شمار سے کشتگان
کفار کے معلوم ہوا کہ وہ سب قریب دس ہزار سوار و پیادون کے قتل ہوئے ہین یہ عرض کر کے
ملازمان مذکور تو بارگاہ کے باہر گئے لیکن اسوقت در بارگاہ سلیمانی پر کچھ شور و غل ہوا امیر ثانی
نے خدام سے فرمایا دریافت تو کرو کہ یہ شور و غل کیسا ہے انھون نے جا کر دریافت کر کے خدمت
امیر ثانی مین آ کے دست بستہ عرض کیا کہ چار دیو در بارگاہ پر آئے ہین وہ کچھ اپنی زبان مین
کہتے ہین مگر انکی گفتگو سمجھ مین نہین آتی ہے خدام بارگاہ انکو ہٹاتے ہین تو وہ نہین ہٹتے ہین امیر ثانی

نے فرمایا ان دیوون کو ہمارے روبرو لے آؤ وہ ملازم گئے اور انکو بارگاہ میں لائے دیوون نے
دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہے اگر حکم ہو تو حاضر رہیں ورنہ رسید
اپنے یہاں لشکر میں داخل ہونے کی ہمیں دیجیے تاکہ ہم جاکر اپنی مالکہ کو دیدین امیر ثانی نے انکی
تقریر سنکے اپنے پہونچنے کا حال ایک پرچہ قرطاس پر لکھوا کر انکو دیا اور انکی زبانی انسے کہا
کہ ہماری طرف سے قلتیشہ ثانی سے کہنا کہ عمرو ثانی اگر اپنے ہوش و حواس میں آیا ہو تو جلد اسے
ہمارے پاس روانہ کرو ورنہ اسکی صحت مزاج کی تدبیر کرو دیو نے ارشاد امیر ثانی کو سنکے بارگاہ
سے نکل کے جو پرواز کیا دیو تو سوئے پردہ قاف روانہ ہوئے لیکن امیر ثانی نے حسب
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو بزم عشرت کے آراستہ کرنے کا حکم دیا انھون نے جلد تر بزم عشرت
آراستہ کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر و دیگر اشخاص ذی عزت و حرمت
داخل بزم عشرت ہوکے قطع و قرار مرتبت تخت جواہر نگار اور زرنگار اور کرسیون پر بیٹھے بموقت
حکم امیر ثانی سے ساقیان گلرو مہ رخساران بادہ گلنار کی صراحیان اٹھا لائے اور میں لیکر حاضر ہوئے
اور حکم پاکر شیشون سے شراب ناب جام و ساغر میں انڈیل انڈیل کر اہل بزم کو جام پر جام دینے
لگے ہر ایک شراب پینے لگا سب نے خورد و کلان اعلےٰ ادنی شراب پی چکے اور ساقیان گلرو مستان
شراب کی اور قابین گردش کی اٹھا کے لے گئے اُس دم حکم امیر ثانی سے ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو
و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت میں حاضر ہوئی بادشاہ لشکر اسلام و
امیر ثانی کو سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے کھڑی ہوکر رقص کرنے لگی ہر ایک
سازندہ ساز بجانے لگا سب اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے اکثر سرداران لشکر بجائے
خود اُس کے رقص کی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر بیٹھ کے اُس نے یہ
غزل شروع کی

غزل

پیری میں بنا تھی یہ حسن کا اسکے وفور تھا
اسکو جو ناز تھا تو ہمیں بھی غرور تھا
آنکھیں جو مستون کی بھرین جام کی طرح
گردن کشون کے سر کو جھکانا ضرور تھا
حسرت زدہ کی لاش نہ دیکھی کی نگاہ
میدان عشق میں وہ جو مشہور تھا

ہر حال میں شکستہ دل ناصبور تھا
موئے سفید نور کے تڑکے کا نور تھا
معراج میں جو عرش معلےٰ پہ پہنچ گئے
کیف شراب نشہ زر کا سرور تھا
قطعہ
اک دن جو میں گور غریبان گذر ہوا
اک ڈھیر آرزو کا میان قبور تھا

شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا
الفت کا جانبین کے دلمیں وفور تھا
معلوم جب ہوا کہ یہ انسان بھی دور تھا
وارثون ہلال صبح بناتا نہ کیون قضا
مرنے پہ بھی یہ خواہش دل کا وفور تھا
اے شاہ سر فروشی فرہاد کیا کہون

جب غزل مندرجہ وہ رقاصہ بناز و ادا و کرشمہ گا کے تمام کر چکی کچھ اہل
بزم کو خوش و مسرور نہ دیکھ کر سمجھی کہ اس غزل کے شاید اشعار پسند خاطر اہل بزم نہیں ہوئے لہٰذا اب ایسی
کوئی غزل گانا چاہیے کہ جملہ اہل بزم خوش ہون یہ خیال کرکے اُسنے یہ غزل شروع کی **غزل**

لگاتے ہیں دل نازک بت سفاک تو د سر سے
چھڑتے ہیں لسینہ ابرو ان کا پوچھو کے سب یہ
ازل کے روز سے گردش رہی مجھ زار دلکش کو
لیے ہیں خواب میں اُس حور وش کے ہاتھ ڈھونکے بوسے

اجی ہم آپ شیشہ توڑتے ہیں آج پتھر سے
وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہیں آب خنجر سے
مٹتا ہے یہی خط تقدیر میرا خط ساغر سے
نگر دھویا ہی سمجھتے مشہد کو آب حوض کوثر سے

نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہی / سوا ہی فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہی / یہ مطلب ہی کہ شائق قتل مجکو دم مین خنجر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا / خدا محفوظ رکھے اے فنون یار ستمگر سے

اہل بزم اشعار غزل مرقومہ بالا سنکے خوش ہوتے لگے بجاے خود او جوان تعریف کرنے لگے جب وہ نازنین غزل مسطور کو تمام کر چکی بادشاہ امیر ثانی ملازمون نے زر کثیر اُسے دیکے رخصت کیا بعد اُس کے جانے کے اور ایک رقاصہ مع اپنے سازندون کے بحکم امیر ثانی بزم عشرت مین حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے گانا سننے لگے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو بزم عشرت مین بیٹھے ہو سہ مین امیر ثانی کے تشریف لانے اور فتح کفار پر پانے کی خوشی مین جشن کیا ہی ہرکارے واسطے دریافت حال لاجورد شاہ اور صلصال نابکار کے گئے ہین امیر کو اُن کے آنے کا انتظار ہی لشکر اُترا ہوا ہی کوچ کرنے کا ابھی عزم نہین ہی لیکن دیکھیے کب ہرکارے خبر لاجورد شاہ لاتے ہین اور کب جشن موقوف ہوتا ہی اور کب امیر ثانی مع لشکر کوچ کرتے ہین

داستان جانا دیوون کا خدمت قریشہ ثانی مین اور ہوش مین آنا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا کوشش قریشہ ثانی سے پھر رخصت ہونا عیارون کا اور عیاری کرکے رہا کرنا رستم ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ مولف

پلا ساقیا وہ مے مشکبو / کہ پی ہو نہ جمشید نے بھی کبھو / سپہری طرح کیونکہ ہو بیقرار
کہ ساقی اب آیا ہی وقت خمار / پیون مین تو نشہ مین آئے سہر / پرستان کی لاؤن ابھی مین خبر
لکھون حال اک خیر اندیش کا / رقم کچھ کرون حال درویش کا / یہ کچھ قصہ ہی کچھ سے میخوار کا
لکھون مکر کچھ پانچ عیار کا / دکھاؤن طبیعت کا پھر اپنی رنگ / لکھون تشنہ بیان ہادرفی مین جنگ

محرران حالات عجیبہ و کاتبان وقایع غریبہ اس داستان نادر دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب وہ چارون دیو امیر ثانی سے رخصت ہوکے خدمت قریشہ ثانی مین پہونچے اور وہ پرچۂ قرطاس جسپر امیر ثانی نے حال اپنے داخل ہونے کا لشکر مین درج کر دیا تھا انھون نے اپنی مالکہ قریشہ کو دیا اُس نے عبارت پڑھکر اور جو زبانی امیر ثانی نے دیوون سے کہا تھا اُس سے بھی باخبر ہوکر تا دیر فکر کی بعد فکر بسیار دیوون سے تخت طلب کرکے اُسپر عمرو ثانی کو بٹھا کر خود بھی اُسی تخت پر بیٹھکر چارون دیوون سے کہا تخت اُٹھا کر کوہ قاف کے قریب تر جو ایک کوہ کے درے مین ایک درویش کامل مدت مدید سے رہتا ہی اور شب و روز عبادت الٰہی کرتا ہی اُسکے پاس مجھے پہونچا دو دیوون نے حسب الحکم تخت اپنے دوش پر اُٹھا کے بلند ہوکے بعد قطع راہ اُسی درویش کے پاس قریشہ ثانی کو تھوڑی دیر مین پہونچا دیا قریشہ تخت سے اُترکر قریب اُس درویش کے گئی دیکھا کہ ایک درویش نہایت ضعیف ہی کہ جسکی ریش دراز ہی اور پلکین بڑھکر نصف بینی تک آگئی ہین ایک بوریہ پر بیٹھا ہوا ذکر خدا مین مصروف ہی چہرہ اُسکا باوجود کبر سنی کے مانند ماہ انور روشن ہی نحیف و زار ایسا ہی کہ جملہ استخوان اور رگین اُسکی تنکے کی مثال مینا

کبھی وہ درویش بآواز ضعیف یا حق آگاہ یا معبود کہتا ہی اسباب دنیوی سے اُسکے پاس کچھ نہین ہی
صرف ایک ہمت اور ایک بوریا ہی اور ایک تسبیح ہی ہنوز قرلیشہ ثانی اُسکے عقب پشت کھڑی تھی
اور اُس کے حال پر نظر حیرت کر رہی تھی ناگاہ اُس فقیر روشن ضمیر نے حال قرلیشہ ثانی کے
آنے سے اور اُس کے مطلب سے آگاہ ہو کے اپنے پس پشت مڑ کر پلکین اُٹھا کر دیکھا قرلیشہ نے
اُس کے دیکھتے ہی اُس کے رعب و بزرگی کمال کے سبب سے بے تہیا رہا تھ اُٹھا کے اُسے سلام
کیا اور پوچھا آپکا مزاج کیسا ہی اسم شریف آپکا کیا ہی یہان درہ کوہ مین آپ تشریف رکھتے ہین تنہائی
مین کیونکر بسر ہوتی ہی فقیر مذکور نے تسبیح کو رکھکر سلام کا جواب دیکر کہا شکر ہی معبود حقیقی کا کہ اس
گوشۂ تنہائی مین بآرام تمام زندگی بسر ہوتی ہی کسی طرح کی خالق عالم کی عنایت سے تکلیف نہین ہی وہ
رزاق مطلق مجھے صبح و شام رزق پہونچاتا ہی اُس کی بندہ پروری کا شکر ادا ہو نہین سکتا یہ تنہائی مجھے
نہایت پسند ہی اہل دنیا کے شر و فساد سے محفوظ ہون نام میرا کیا پوچھتی ہو مین ایک بندۂ ناچیز و
گنہگار پروردگار کا ہون جو پروردگار عالم کی عبادت و اطاعت چاہیے کرنا وہ ہو نہین سکتی ہی ہر
وقت اسی خیال مین روتا ہون کہ دیکھیے انجام میرا کیا ہوتا ہی نار دوزخ بھی مجھ ایسے گنہگار کو قبول
کرتی ہی یا وہ بھی مجھ سے کراہت کرتی ہی جو لوگ مجھ سے واقف ہین وہ مجھے درویش فغفور
بوریہ نشین کہتے ہین مجھ کو یہان بیٹھے ہوے دو سو برس کا زمانہ ہوا ہی سوائے تیرے کوئی مجھ تک
نہین آیا تھا اتنی مدت کے بعد آج تم یہان آئی ہو تمھارے آنے سے اتنی دیر مین ذکر خدا سے باز
رہا مین تمھاری تعظیم کے واسطے اُٹھ نہین سکتا ضعف سے اُٹھا نہین جاتا ہی معاف کرنا اپنے دل
مین یہ خیال نہ کرنا کہ ہم سے حاکم کی تعظیم درویش فغفور بوریہ نشین نے نہ کی مین ضرور برائے تعظیم
اُٹھتا لیکن نقاہت و ضعف سے مجبور ہون یہ کہکر اشارہ سے کہا کہ اس بوریہ پر بیٹھ جا قرلیشہ نے
بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت کی درویش نے کہا اے قرلیشہ ثانی تم فرمانروائے کوہ قاف ہو تخت
نشین ہو اس فقیر کے بوریہ پر کیون بیٹھنے لگین تم کو بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت ہی خیر نہ بیٹھو تم جس مطلب
کے واسطے آئی ہو مجھے معلوم ہوا اور ابھی ایک مرتبہ پھر یہان آؤگی اس درویش کو ذکر خدا سے
باز رکھوگی قرلیشہ گفتگو سے درویش مذکور سنکے بہت حیران ہوئی دلمین کہنے لگی یہ درویش صاحب
کمال معلوم ہوتا ہی میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہی مگر اسقدر خلاف کہتا ہی کہ پھر ایک
مرتبہ یہان آؤگی اتنو مین بضرورت یہان آئی دوبارہ کسواسطے آؤنگی ابھی قرلیشہ ثانی اپنے دل
مین یہ کہہ رہی تھی کہ اُس درویش نے مسکراکر کہا بابا جو فقیر نے کہا ہی اُسے یقین جان جھوٹ نہ سمجھ اور
تعجب ایسکا نہ کر کہ یہ فقیر میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہی اے قرلیشہ ثانی آگاہ ہو کہ فقرائے
کامل اور خاصان خدا کے نزدیک ایسے امور سے آگاہ ہو جانا کچھ مشکل نہین ہی کیونکہ دل اُن کے
ذکر خدا کرتے کرتے روشن ہو جاتے ہین زبانمین اثر آجاتا ہی اگر تمکو میرے کہنے کا یقین نہین ہی تو ابھی اسقدر تجھے
کہتا ہون کہ تم عمر ثانی کو اپنے ساتھ لائی ہو چاہتی ہو کہ اُسکے ہوش و حواس بجا ہو جائین تم اچھا اُسے میرے
پاس لیے آؤ فقیر تھوڑے پانی پر چند اسماے الٰہی پڑھکے دیتا ہی اور اُسپر کچھ دعائین دم کیے دیتا ہی اگر معبود
چاہیگا تو وہ اچھا ہو جائیگا اپنے ہوش و حواس مین آجائیگا گفتار کرنے جو باتین تمھے سمجھائی ہین

ور امور عجیب و غریب عمرو ثانی نے دیکھے ہیں اور اُنکا اعتقاد اُسے ہوگیا ہے بھول جائیگا اور راہ راست
پر آجائیگا قریشہ ثانی یہ تقریر اس درویش روشن ضمیر کی سنکے بجا حیران ہونیکے خوش ہوئی فوراً عمرو
ثانی کو اُس درویش کے سامنے لے آئی اور بخیال آزردہ ہونے درویش کے اُس بوریے پر
نہ بیٹھنے لگی فقیر مذکور اُسکے ارادے سے باخبر ہوکے بوریے سے سرک گیا بیٹھنے کو جگہ دی
قریشہ ثانی بیٹھ گئی پہلے درویش نے قریشہ سے مخاطب ہوکے کہا اسوقت تو کچھ سمجھ کے فقیر کے بوریے
پر بیٹھ گئی ہے یہ تو نے اچھا کیا یاد رکھنا کہ اگر معبود چاہیگا تو ہمیشہ تو تخت نشین رہیگی تیری حکومت و سلطنت
کو زوال نہوگا جو تجھ سے مقابلہ کریگا شکست کھائیگا تجھ پر فتحیاب نہوگا بعد اس گفتگو کے فقیر بوریا
نشین نے جانب عمرو ثانی دیکھا اور مسکرا کر کہا بابا تیرا رتبہ بہت بڑا ہے تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبران
ہے زنبیل وغیرہ اشیائے معجزہ تیرے پاس ہیں عیاری میں تیرا مثل و نظیر نہیں ہے ذرا فقیر پر نظر
نیک رکھنا فقیر سے عیاری نہ کرنا کیونکہ عیاری تیری اس فقیر سے بیکار ہوگی کچھ نفع نہ دیگی
عمرو ثانی تو اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا کہ اُسے کچھ جواب باصواب دیتا لیکن قریشہ ثانی نے
کہا اے شاہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہیں بھلا آپ سے یہ کیا عیاری کریگا آپ تو اسکے محسن ہیں اسکی
وحشت و دیوانگی کو دفع کرنا چاہتے ہیں درویش نے جواب دیا بابا دیکھ لینا جو کچھ یہ کریگا میں نے
نقل سے کہا ہے یہ کہکر ہاتھ اپنا اونچا کرکے کہا ایک ظرف گلی میں آب سرد لاکر ہمیں دیدو ابھی
اس درویش نے یہ کہا تھا کہ فی الفور اُسکے ہاتھ میں ایک آبخورہ آب سرد سے بھرا ہوا کسی نے
لاکر دیدیا اور وہ نظر نہ آیا قریشہ ثانی حیران ہوئی دل میں اپنے کہنے لگی شاید اس درویش کے
مطیع و فرمانبردار جن ہیں یا ملائک ہیں اُسنے پانی طلب کیا تھا وہ دستے گئے ہیں یا کوئی عمل اسنے پڑھا
ہے اُس عمل کے موکل اسکے قبضے میں ہیں اُنسے جس کام کیواسطے یہ حکم کرتا ہے وہ فوراً اُسے بجا لاتے
ہیں ابھی قریشہ ثانی کے دل میں ان باتوں کا خیال گذر رہا تھا کہ وہ درویش ہنسا اور کہا بابا ان خیالات
سے درگذر اپنے مطلب پر نظر رکھ یہ کہکے کچھ آہستہ اُس پانی پر پڑھا اور دم کیا پھر عمرو ثانی پر چند
دعائیں پڑھکر دم کیں اور قریشہ ثانی سے کہا لو یہ آبخورہ لیجاؤ اور جسقدر اسمیں پانی ہے اُس کے
تین حصے کرکے ایک ایک حصہ اسے ہر روز پلاؤ خدا چاہے گا تو بعد تین روز کے بالکل ہوش و
حواس میں ہوجائیگا قریشہ ثانی نے آبخورہ لیکے کہا اب میں جاتی ہوں فقیر نے کہا جاؤ بابا حوالے
خدا کے کیا ہمیشہ آباد و شاد رہو قریشہ نے پھر بے اختیار اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر
تسبیح اُٹھائی وہ تو ذکر الٰہی میں مشغول ہوا قریشہ عمرو ثانی کو تخت پر لائی اب جو اُسے غور سے
نظر کی چہرے پر اُسکے رونق پائی ہوش و حواس رفتہ رفتہ بھی کچھ فرق پایا قریشہ خوش ہوکر دیوؤں
سے مخاطب ہوکر کہنے لگی تخت ہمارا اب اُٹھاؤ ہمکو ہمارے مکان میں لیچلو حسب الحکم دیوؤں نے
تخت اُٹھایا پھر اُڑکر بلند ہوئے تخت قریشہ ثانی کو اُسکے قصر کی طرف لے چلے بعد تھوڑی دیر
کے دیوؤں نے قریشہ کو اُسکے قصر میں پہونچا دیا وہ تخت سے اُترکر عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر بالا
بام گئی اور اُس پانی کے تین حصہ کرکے ایک حصہ اُسی وقت عمرو ثانی کو پلا دیا اُس پانی کے
پینے سے گویا ہوش و حواس عمرو ثانی کے درست ہوئے قریشہ ثانی کو پہچان کر سلام کیا اور

کہا میں یہاں کیونکر آیا کون مجھے لایا یہ کہکر کہنے لگا ای خداوند تمثال آئینہ رو جلد مجھے اپنے پاس بلا
جمال اپنا دکھا قریشہ اسکی تقریر سنکے سمجھی کہ پانی کے پینے سے اتنا تو ہوا کہ آج اسنے مجھے پہچانا اب
دو روز اگر یہ پانی اور پیئیگا تو بقول درویش مغفور پوریہ فقشین کے بالکل ہوش و حواس اُس کے
درست ہو جاینگے راہ راست پر آجائیگا خداوند تمثال آئینہ رو کے اعتقادات کو فراموش کریگا
یہ سمجھکر خاموش رہی دوسرے روز دوسرا حصہ اُسی پانی کا عمرو ثانی کو پلایا اُس روز پانی کے
پینے سے روز اول سے زیادہ نفع معلوم ہوا جب وہ روز بھی گذر کر تیسرا روز ہوا اور قریشہ ثانی نے
باقی ماندہ آب مذکور عمرو ثانی کو پلایا پیتے ہی پانی کے بالکل صحت و درستی مزاج حاصل ہوئی
ہوش و حواس درست ہو گئے اور جو اعتقادات بد اُسنے اختیار کیے تھے ہوش و حواس درست
ہونے سے اور تاثیر آب مذکور سے اُن سے اُسنے اجتناب و کراہت کی اچھی طرح راہ راست پر
آگیا قریشہ ثانی بہت خوش ہوئی عمرو ثانی نے اچھی طرح ہوش و حواس میں آکے قریشہ ثانی سے
پوچھا آپ مجھکو لشکر اسلام سے یہاں کیا لائی تھیں یا امیر ثانی مجھکو اپنے ہمراہ یہاں لائے تھے
مجھکو تو کچھ ایسا خیال ہے کہ میں واسطے عیاری کے ضحاک ریش دراز نایب تمثال آئینہ رو کیطرف
گیا تھا پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا یہاں آنا میرا کیونکر ہوا قریشہ ثانی نے کہا ایک روز میں واسطے
مقابلہ دیو اہرمن کے مع سپاہ گئی تھی فضل خدا سے اسے قتل کرکے اسکے لشکر کو شکست دے کے
بفتح و ظفر اپنے مکان کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اتفاق سے راہ بھول کر جانب لشکر اسلام جا نکلی
تھی وہاں جا لشکر اسلام کو مبتلا سحر دیکھا تھا حصار سحر میں سب اہل لشکر قید تھے ہر ایک شخص نالہ
و فریاد کرتا تھا مجھکو اہل اسلام کے مبتلا سحر و بلا ہونے پر رحم آیا تھا ناگاہ دیکھا میں نے کہ
ایک سیاہ رو سن رسیدہ کہ جسکی ڈاڑھی زیادہ لمبی تھی تمکو اور جناب امیر ثانی کو تخت پر ڈالے
ہوئے خود بھی تخت سحر پر بیٹھا ہوا بکبر و نخوت ایک سمت ارادہ جانے کا کر رہا تھا زمین سے
تخت سحر اُسکا بلند ہو چکا تھا مجھے یہ دیکھکر اُس ساحر پر نہایت غصہ آیا تھا میں خیال کرتی تھی کہ تمکو
اور جناب امیر ثانی کو اس ساحر زبردست نے اپنے سحر میں مبتلا کیا ہے اور اب کہیں پر اسکے
قید یا قتل کیے جاتا ہے یہ خیال کرکے میں نے اُسی حالت غیظ و غضب میں اپنے ہمراہی دو
دیووں کو حکم کیا تھا کہ جلد اس نابکار صاحب تخت کو اٹھا کے کھا لو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اُٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ دیو موافق میرے حکم کے اڑ کر گئے پہلے تو اُنھوں نے اس
ساحر کو بصد ذلت اُٹھا کے خوش ہو کے اپنے دہن میں رکھ لیا گوشت و استخوان اُسکے
مزے سے کھا گئے بعدہ دو دیو بہت شکر کرتے تمھیں اور امیر ثانی کو اُٹھا کر میرے پاس لے
آئے تھے اسیوقت دیکھا تھا میں نے کہ اُس ساحر کے اطراف مذکور ہلاک ہونے سے وہ حصار
سحر برطرف ہو گیا تھا جملہ مردان لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہو گئے تھے امیر ثانی اور تمپر سے
بھی سحر اُس ساحر کا اُتر گیا تھا میں امیر ثانی کو اور تمکو ان دیووں سے لیکر یہاں لائی تھی امیر
ثانی تو یہاں سے تشریف لے گئے دیو میرے مطیع اُنکو اُنکے لشکر میں پہونچا آئے میں نے تمھیں
اُنکے ساتھ اسواسطے نہ بھیجا تھا کہ تمھارے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور اعتقاد بھی تمھارا بد تھا

تم بار بار خداوند تمثال آئینہ رو کو یاد کرکے اُسے پکارتے تھے سوائے اُسکے اور بھی بہت سی باتین
دیوانون کی سی کرتے تھے مجکو یہ فکر ہوئی کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے جس سے تم اپنے ہوش
وحواس مین آؤ چنانچہ بعد فکر بسیار مجکو یاد آیا کہ قریب کوہ ایک پہاڑ تھے درے مین ایک درویش
مسکن گزین ہی اور یہ حال درویش مذکور کا مین نے اکثر پریزادون سے سنا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ
وہ درویش صاحب کمال ہی پس مین تمکو اُس درویش کے پاس لے گئی تھی اُسنے تمپر چند دعائین
پڑھکر دم کی تھین اور تھوڑا پانی کچھ اُسپر پڑھ کے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس پانی کو تین روز تک پلانا
مین نے موافق کہنے اُس درویش کے عمل کیا تھا آج تیسرا روز تھا آج وہ پانی ہو چکا تمکو اُس
پانی کے پینے سے صحت حاصل ہوئی ہی ہوش وحواس تمہارے درست ہوے ہین مین شکر کرتی
ہون خدا کا کہ تمکو صحت ہوئی اب تمکو اختیار ہی خواہ چندے یہان رہو یا اپنے لشکر مین جاو عمرو ثانی
تمام حال سُنکے کہنے لگا آپ نے نہایت مجھپر احسان کیا دیوانہ وگمراہ کو صحیح کیا اور راہ راست پر لائین
آپ نے عجب نیکی میرے ساتھ کی ہی انشاء اللہ تا زندگی یہ سلوک نیک بھی آپ کا مجھے یاد رہیگا
یہ کہکے عمرو ثانی نے کہا نہین معلوم چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی وسپیارہ
ثانی کا کیا حال ہی وہ بھی مبتلاے سحر ہوے تھے ضحاک ریش دراز نابکار نے اُنھین مبتلاے
سحر کرکے قید کیا تھا یہ تو یقین ہی کہ بعد ہلاک ہونے اُس نابکار کے سحر اُنپر سے بھی اُتر گیا ہوگا لیکن
میری طرح ہوش وحواس اُنکے بجا نہونگے اگر وہ بھی کسی طرح یہان آجاتے اور اُس درویش کے
پاس آپ اُنکو بھی لیجاتین اور وہ دعائین اُنپر دم کردیتا اور پانی بھی کچھ اسماے الٰہی پڑھکے
آپ کو دیتا اور آپ میری طرح وہ پانی اُنکو پلاتین تو کیا عجب ہوتا میری طرح وہ بھی اچھے
ہوجاتے ہوش وحواس اُنکے بھی بجا ہو جاتے وہان ہر چند امیر ثانی صاحب اسم اعظم ہین
مگر وہ اُن سے بھی صحیح مزاج نہونگے کیونکہ اگر اُنپر سحر ہوتا تو امیر بہ برکت اسم اعظم الٰہی اُنپر سے سحر کو
دفع کرسکتے تھے اُنپر تو سحر نہین ہی صرف اُنکے ہوش وحواس بجا نہونگے اور اعتقادات مین
فرق ہوگا قمر لقا ثانی نے عمرو ثانی سے احوال عیارون کا سنکے کہا اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہی
اگر مین چاہون تو وہ ابھی آسکتے ہین عمرو ثانی نے کہا اگر اُنکا یہان آنا مشکل نہین ہی تو اُن کو
بلوا لیجئے وہ بیچارے بھی صحیح ہوجائین قمر لقا ثانی نے گفتگو سنکے عمرو ثانی کی اُسی وقت چار
دیوون کو بلاکر اُسنے کہا کہ ابھی تم لشکر امیر ثانی مین جاو جس جگہ چالاک ثانی و برق ثانی و قران
ثانی وسپیارہ ثانی تمکو لشکر مین نظر آئین اور جس حال مین وہ ہون خواہ جاگتے ہون یا سوتے ہون
اُنھین اُٹھا لاؤ دیو حسب الحکم اُسی وقت وہان سے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے اُنکو تو
راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب حال لشکر امیر ثانی اور عیاران مذکور الصدر کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے قہرمان نابکار دست شہریار بن ایرج نامدار سے ہلاک ہوا تھا اور لاجورد شاہ
اور صلصال شکست کھاکر گریزان ہوے تھے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے بزم عشرت آراستہ ہوئی
تھی نازنینان خوبرو وخوش گلو بزم عیش مین شب وروز رقص ونغمہ کرتی تھین اہل بزم مصروف

بادہ خواری تھے ناچ گانا ہر ایک رقاصہ کا عالم نشہ مین سنتے تھے سواے خوشی و شادی کے کسی کو
کوئی رنج و غم نہ تھا ہان چارون عیار البتہ مبتلاے دیوانگی تھے کبھی ہنستے تھے گاہ روتے تھے
کبھی لیٹتے تھے گاہ اُٹھکر جس طرف دل چاہتا تھا بھاگتے تھے گاہ اُنمین سے کوئی کہتا تھا اے نائب
خداوند اے ضحاک ریش دراز جو کچھ آپ نے ہمین سکھایا اور بتایا تھا ابھی تک ہمین خوب یاد ہے
لوح دل پر ہمارے نقش ہوگیا ہے اور جو عجائب و غرائب آپ نے دکھائے ہین اُنکے دیکھنے کو
پھر دل چاہتا ہے لقاے خداوندی کی دید کے بھی مشتاق ہین جلد ہمین بہانے بلا لیجیے آرزو مین ہمارے
دل کی نکال دیجیے کوئی عیار کہتا تھا خداوند تمثال آئینہ رو بھی عجیب خداوند روشن دل ہے کوئی عیار
بجاے دف کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا متواتر تالیان بجاتا تھا اور خیال مین خداوند تمثال
آئینہ رو نابکار کی اُلٹا پلٹا جو کچھ دیوانگی مین زبان سے نکل جاتا تھا بطور بھجن کے اُسے گاتا تھا
کوئی عیار سر اپنا بار بار خاک پر رکھتا تھا اور اُٹھتا تھا اور ہر دمان لشکر سے کہتا تھا کیا دیکھ رہے
ہو تم بھی خداوند کو اسی طرح سجدہ کرو دیکھو وہ خداوند اُس درخت پر جلوہ گر ہین اسوقت بندر کے
بھیس مین ہین اکثر مردمان لشکر احوال چارون عیارون کا دیکھکر افسوس کرتے تھے اور باہم کہتے تھے
نہین معلوم ان عیارونکو کیا ہوگیا ہے دیوانے ہوگئے ہین کیسی بیہودہ باتین کر رہے ہین
جب سے قید سحر سے چھوٹ کر آئے ہین انکا یہی حال ہے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی و
ہمہ سرداران بزم عشرت مین ہین اُنکو ان عیارونکی کچھ بھی فکر نہین ہے امیر ثانی کو لازم تھا کہ اسم
اعظم پڑھکر ان پر دم کرکے انکو ہوش و حواس مین لاتے بعض لشکری اُنکو جواب دیتے تھے
بس خاموش رہو ایسی باتین نہ کہو اگر امیر ثانی کو تمھاری اس گفتگو سے آگاہی ہوجائے تو نہین
معلوم وہ کیا سزا دین ذرا سمجھو تو سہی کہ تمکو اتنی عقل ہے کہ اسم اعظم ان عیارون پر پڑھکے دم
کرنا چاہیے تھا کیا امیر ثانی کو اتنی سمجھ نہ تھی کوئی تو بات ایسی ہوگی کہ اُنھون نے ابھی تک ان کے
بارے مین کوئی فکر نہین کی ہے ہنوز سوار و پیادے گرد عیاران مذکور کے کھڑے تھے بہت سے
عیاران لشکر اسلام بھی ان عیارون کو سنبھالے ہوئے تھے اُنکی خدمت و نگہبانی مین مصروف و
مشغول تھے ہزارہا آدمیون کا گرد عیاران مذکور کے مجمع تھا ناگاہ جانب فلک سے چار پنجے مانند
برق کے گرے ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی اور نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا بعد ایک لمحے کے
جو سب نے دیکھا چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو نہ پایا اکثر سوارون
اور پیادون اور عیاران لشکر اسلام کو اُنکے باب مین تردد ہوا کوئی کہنے لگا انکو پریزاد
اُٹھا لیگئے ہین یہ جوان بھی خوبرو تھے اور نامی عیار تھے کسی نے کہا نہین یہ خلاف عقل ہے بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو اب اپنے نائب ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے
کی خبر ہوئی ہے اُسی نے کچھ ساحرون کو روانہ کرکے عیارون کو اُٹھوا منگوایا ہے ابھی تو عیارون
پر یہ سانحہ گذرا ہے دیکھیے سرداران سپاہ پر کیا واقعہ گذرتا ہے خدا خیر کرے کوئی کہتا تھا نہین معلوم
ان عیارون کو کون لیگیا ہے اگر لیجانے والا دوست ہے تو خیر اور اگر دشمن ہے تو برا ہوا خدا اُنکی
جانون کو لیجانے والے کے شر سے بچائے کوئی پیادہ بیوقوف کہتا تھا کہ تم سب اپنی اپنی

عقل کے زور سے ایک نئی بات کہہ رہے ہو اور کوئی تم میں سے ایسی بات نہیں کہتا ہے کہ جسے عقل قبول کرلے
ایک سوار نے اس سے پوچھا کہ اگر تم بہت عاقل ہو تو ایسی کوئی وجہ انکے غائب ہونے کی بیان کرو کہ جو
خلاف عقل نہو اس پیادے نے جواب دیا ہمارے نزدیک ان چاروں عیاروں پر ایسی برق گری کہ برق
ثانی وغیرہ کو اسنے جلا کر خاک کر دیا ہے بلکہ خاک بھی باقی نہو گی یہی سب کہتے ہیں کہ انھیں کوئی اٹھا لیگیا ہے
بھلا عیاروں کو دیو پیزاد اور ساحران بد بنیاد کیوں لیجانے لگے یہ تو سامنے کی بات ہے کہ جو شخص نیکی کرتا ہے واسطے
اسکے کونین میں بہبودی ہوتی ہے اور جو شخص کسی پر ظلم و جفا کرتا ہے یا اور افعال بد کرتا ہے وہ دین و دنیا میں
مبتلاے عذاب ہوتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظلم کرنے کا ظلم کرنیوالیکو دنیا ہی میں بدلا ملجاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ سزا و جزا پروردگار اسوقت روز حشر پر رکھتا ہے چونکہ عیار بیپروا و سنگدل ہوتے ہیں چالاک ثانی و
برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے باہم کسی محتاج و مظلوم کو ستایا ہوگا یا لوٹ لیا ہوگا یا اور کوئی
ظلم کیا ہوگا بس اسوقت اس مظلوم نے دردبھری گرم آہیں کی ہونگی وہی آہیں حکم خدا سے برق سوزاں بنکر
اسوقت عیاران مذکور پر گری ہیں انکو جفا و ظلم کرنے کی سزا دنیا ہی میں ملگئی ہے بیکسوں کا ستانا مظلوموں
پر جفا کرنا برا ہے سنو شیخ سعدی نے بطور نصیحت کہا ہے شعر بآزار مظلوم مائل مباش * ز درد دل خلق غافل
مباش * انسان عاقل کو لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو کسی آزار رسانی پر نہ آمادہ ہو بلکہ حتے الامکان بندگان
خدا سے بہ نیکی پیش آئے پیادہ تو یہ کہکر خاموش ہو اسنے جنے اسکی تقریر سنی تھی وہ اسکو سخت بیوقوف
جانکر اسکی بیہودہ تقریر پر خوب ہی ہنسا اور کہا واہ واہ چارا روبہ لے یاد رکھے خدا تجھے زندہ رکھے
اسوقت تو نے خوب ہنسایا کیا اچھے عنوان سے عیاروں پر بجلی کا گرنا تجویز کیا ہے ایسی فکر کسی نے
عیاروں کے بارے میں نہیں کی تھی یہ کہکے عیاران لشکر اسلام سے کہا حالانکہ بادشاہ و امیر ثانی
عشرت میں ہیں لیکن اگر مناسب ہو تو چالاک ثانی وغیرہ کے غائب ہو جانے سے اور ہم ان کے گرنے
سے آگاہ کرو انھوں نے انکی راے پسند کرکے بزم عشرت میں جاکے امیر ثانی سے چالاک ثانی
وغیرہ کا احوال عرض کیا امیر ثانی نے متردد ہوکے بزرجمہر کے فرزندوں کو کہ علیحدہ اسی بارگاہ میں
طلب کیا اور پوچھا کہ اسوقت چاروں عیاروں کو کون لیگیا ہے انھوں نے موافق قاعدہ علم رمل کے
زائچہ کھینچکے حکم لگایا کہ جو چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ کو لیگیا ہے اور جسنے انکو بلوایا ہے وہ دوست ہے
دشمن نہیں ہے بعد گذرنے ایک زمانہ کے عیاران مذکور سے ملاقات مقرر ہوگی امیر ثانی انکی تقریر
سنکے خوش ہوے اور خلعت فاخرہ انھیں دے کے بعزت و حرمت انھیں رخصت کرکے باطمینان دل
پھر بزم عشرت میں اپنے دنگل پر آکے بیٹھے اور رقص دلبران نازنینان خوش گلو کا دیکھنے اور سننے لگے
یہاں تو اسیطور سے بزم عشرت آراستہ ہے جسطرح کہ قبل اسکے احوال اس بزم کا لکھا تھا لیکن اب احوال
ان دیووں کا لکھا جاتا ہے کہ جو برق وغیرہ کو اٹھا کے لیگئے تھے جب وہ قطع راہ کرکے خدمت میں قریشہ
ثانی کے پہونچے عیاران مذکور کو سامنے قریشہ کے ڈالدیا اور عرض کیا ہم ان چار عیاروں کو تو
حسب الحکم لے آئے ہیں اب جو حکم ہو بجا لائیں قریشہ نے کہا جاؤ ابھی کوئی کام نہیں ہے دیو چلے گئے
قریشہ نے عمرو ثانی سے کہا برق وغیرہ کو ہوشیار کرو اسنے کہا کچھ ہوشیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے
یہ خود ہوشیار ہونگے کیونکہ صدمہ ہوا کے تند سے بیہوش ہوگئے ہیں ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ

اُن عیاروں نے آنکھیں کھولکر ادھر اُدھر دیکھکر گھبرا کر اُٹھ کے مانند دیوانوں کے کبھی رونا اور کبھی
ہنسنا گاہ بیہودہ باتیں کرنا شروع کیں عمرو ثانی نے قریشہ ثانی سے کہا دیکھیے جو میں نے کہا تھا
ان عیاروں کا وہی حال ہے اب اگر اسوقت مناسب ہو تو پاس درویش فغفور پور یہ نشین کے ان
عیاروں کو لیچلیے اُسنے کہا آج نہیں کل انشاءاللہ وقت سحر لیجاؤنگی عمرو ثانی نے کہا مجھکو بھی ہمراہ
لیجائیےگا میں اب اپنے ہوش و حواس میں ہوں درویش فغفور پور یہ نشین کو اچھی طرح دیکھونگا اُنکے
احسان کا شکر اُنکے سامنے ادا کرونگا قریشہ نے کہا میں تمکو اُس درویش کے پاس نہ لیجاؤنگی بقول اُنکے
تم کوئی عیاری ضرور کروگے عمرو ثانی نے کہا میں اول تو عیاری نہ کرونگا کہ وہاں عیاری کرنا خوب
نہیں ہے اور اگر کسی چیز کے لینے کو دل چاہیگا تو آپ سے پوچھکر اور آپسے کہکر عیاری کرونگا صرف
جو چیز پسند آئیگی اُسی کو لے لونگا درویش کو نہ بناؤنگا کیونکہ وہ ہمارا محسن ہے قریشہ نے کہا خیر تمھارے
کہنے سے کل تمکو بھی برق وغیرہ کے ساتھ لیجاؤنگی جب وہ روز گذر گیا دوسرے دن وقت سحر قریشہ
ایک تخت پر بیٹھی دوسرے تخت پر عمرو ثانی چالاک و برق وغیرہ کو لیکر بٹھایا دیوؤں نے حسب الحکم
قریشہ ثانی تخت اُٹھا کے بلند ہوکے قطع راہ کرکے موافق حکم قریشہ ثانی کے قریب تر اُس کوہ کے
پہونچے جسکے درے میں وہ درویش بیٹھا تھا بس اُسی جگہ دیوؤں نے تخت اُتارے ملکہ قریشہ ثانی و
عمرو ثانی چالاک و برق ثانی وغیرہ کو ہمراہ بمشکل لیکر روبرو اُس درویش کے گئے عمرو ثانی نے
اُسکے سراپا پر نظر کی دیکھا ایک درویش بہت ہی ضعیف ہے چہرہ اُسکا باوجود کبرسنی کے مانند ماہ روشن
ہے درہ کوہ میں اُسی کے چہرے سے ایسی روشنی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو دیکھ سکتا ہے
ورنہ ایسی تاریکی ہوتی کہ سیاہی شب دیجور بھی اُس تاریکی سے شرمندہ ہوتی چہرہ تو اُس فقیر روشن ضمیر کا
ایسا روشن تھا کہ جیسا کہا گیا لیکن ریش اُسکی سفید مانند سن کے ایک مشت چار انگشت لمبی تھی پیشانی پر
اُسکے نشان سجدہ تھا بلکہ اُسکے گھٹنوں پر اور جس جگہ وہ سجدہ کرتا تھا اپنے پتھر پر نشان سجدہ کا ظاہر ہوتا
تھا تن اُسکا نہایت ہی نحیف و ناتوان تھا پلکیں بسبب بڑھاپے کے جھکی تھیں سد راہ نظر تھیں بعد دیکھنے درویش
کے عمرو ثانی نے باواز بلند اُسے سلام کیا اُسنے پلکیں اُٹھا کر عمرو ثانی اور قریشہ وغیرہ کو دیکھکر
سلام کا جواب دیکر تسبیح در مجمعہ کو علحدہ رکھکر مسکراکر پوچھا اے عمرو ثانی کہو اب مزاج تمھارا کیسا ہے عمرو
ثانی نے کہا فضل خدا اور آپکی برکت دعا سے میں بخوبی اچھا ہوں آپکا ممنون احسان ہوں واسطے
قدمبوسی کے آیا ہوں یہ کہکر عمرو ثانی نے جانب قدم فغفور پور یہ نشین دہن اپنا بڑھایا فقیر نے پاؤں
اپنے سمیٹ کر عمرو ثانی سے کہا یہ پاؤں لائق چومنے کے نہیں ہیں ہاں تیرے پاؤں البتہ قابل چومنے کے
ہیں کہ تو صاحب معجزہ صفت پیغمبر ان باتوں میں ہے کہ پیغمبران ناسلف کے اشیاء معجزنما تیرے پاس
ہیں سوا اُسکے تو فن عیاری میں وہ اکمل ہے کہ مثل تیرا آج ربع مسکون میں نہیں ہے عمرو ثانی نے عرض کیا
آپ مجھ چار روپیہ کے پیادے کی ایسی عزت بڑھاتے ہیں گویا ذرہ کو آفتاب بناتے ہیں درویش نے کہا
عمرو ثانی میں جھوٹ نہیں بولتا واقعی تمھارا مرتبہ بلند ہے یہ کہکر قریشہ ثانی سے مخاطب ہوکر ارادہ کچھ
بات کرنیکا کیا تھا کہ بے اختیار قریشہ نے بھی فقیر کو سلام کیا اور کہا اسوقت پھر آپکی خدمت میں حاضر ہوکر
مخل انداز عبادت الٰہی ہوئی ہوں معاف فرمائیےگا یہ کہکر چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ

چارون عیارون کو دکھاکر کہا یہ چارون عیار بھی مثل عمرو ثانی کے دیوانے ہین چاہتی ہون کہ انکے
حال پر بھی نظر رحم و کرم کیجیے درویش مذکور نے کہا بابا کچھ یاد ہی کہ فقیر نے کہا تھا کہ ابھی ایک مرتبہ تم بیابان
اور آوارگی تمکو اس فقیر کے کہنے کا اعتبار نہوا تھا شکر ہی خدا کا کہ فقیر کی زبان سے جو نکل گیا تھا وہی
ہوا یہ کہکے چارون عیارون پر کچھ دعائین پڑھکر دم کین پھر بطور مرقوم الصدر ہاتھ اپنا بڑھاکر پانی کا آبخورہ
پانی سے بھرا ہوا اسی سے لیکر آہستہ کچھ اسمائے الہی دم کرکے کہا اس پانی مین کچھ اور پانی شامل کرکے تین
روز تک ان چارون عیارون کو پلانا معبود چاہیگا تو یہ بھی صحیح ہو جائینگے ہوش و حواس انکے
بھی درست ہو جائینگے خبردار پانی برابر تین روز تک ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا پلانا یہ کہکے کہا اے
قریشہ ثانی اب جاؤ انکو بھی لیجاؤ یہ فقیر دیر سے دنیا کی باتون مین مصروف ہی عبادت الہی سے
باز ہی یہ سنکے قریشہ نے سلام کیا عمرو ثانی نے باشارہ قریشہ ثانی سے کہا تسبیح شاہ صاحب کی مجھے
بہت پسند ہی کیونکہ اول تو در نجف کی ہی اس تسبیح پر نظر کرنا اور ذکر خدا اسپر کرنا باعث ثواب بیحساب
کا ہی دوسرے اس تسبیح پر شاہ جی نے دو سو برس سے ذکر خدا کیا ہی کیسی متبرک ہو گئی ہی سوا اسکے
اسکے یہ تسبیح نشانی ایک بزرگ دوست کی ہی اسے ضرور لونگا یون تو یہ فقیر طلب کرنے سے
کبھی نہ دیگا لیکن مین چالاکی سے لیلونگا قریشہ نے اشارہ سے منع کیا اور کہا اے عمرو ثانی اگر کچھ تمکو توفیق
ہو تو اس درویش کامل کی نذر کرو کیونکہ تمھارا محسن ہی برخلاف اسکے تم اسی کی تسبیح لینا چاہتے ہو بیرا
کرتے ہو دیکھو تسبیح پر ہاتھ نہ ڈالنا پچھتاؤگے یہ فقیر صاحب کمال ہی اسکا مال لینا امر محال ہی عمرو
ثانی نے بایما جواب دیا مین خود محتاج ہون اس فقیر کو کیا دون لوگو تمکو میری زنبیل کا بہت خیال ہی کہ
زنبیل مین لاتعد ولاتحصے زر و جواہر بھرا ہوا ہی حالانکہ یہ ان لوگونکی غلط فہمی ہی اس زنبیل مین خاک تک نہین
ہی فقط بھرم ہی بھرم ہی مین قرضدار ہون مہاجن ہر روز اپنے زر کثیر کا مجھسے تقاضا کرکے تنگ کرتے ہین مین
انکے بھیلہ حوالہ اپنی جان و آبرو بچاتا ہون آپ ذرا غور تو کرین چار روپیہ کے پیادے کی کیا حقیقت ہے
ہر ماہ مین آمدنی تو قلیل اور صرف کثیر اسی وجہ سے قرضدار ہو گیا ہون قریشہ ثانی اسکی تقریر اشارہ
کی خوب سمجھکے مسکرائی عمرو ثانی نے درویش مذکور سے کہا اب یہ کمترین خدمت عالی سے رخصت
ہوتا ہی امیدوار ہی کہ مصافحہ کرلے کتب مین دیکھا ہی کہ ثواب مصافحہ کے بہت ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے جانب درویش بڑھائے اسنے بھی کچھ سمجھکے اور مسکراکے دونون ہاتھ اپنے اسی طرح واسطے
مصافحہ کے بڑھائے عمرو ثانی نے پہلے تو درویش سے مصافحہ کیا بعد ازان چالاکی سے ایک ہاتھ
اپنا تسبیح پر کہ دم بھر کی چٹان پر رکھی تھی اور اس پتھر پر بوریہ بچھا تھا لیکیا چاہا کہ اس تسبیح در عیبت کو
اٹھاکر زنبیل مین رکھے ناگاہ اس سنگ و بوریہ نے گویا ہاتھ عمرو ثانی کا پکڑ لیا تسبیح اٹھاتا تو کیسا ہاتھ بھی
اسی جگہ رہگیا یہ حال دیکھکر عمرو ثانی گھبرایا دل مین کہنے لگا شاید یہ درویش ساحر بھی ہی کیونکہ اسنے
ایسا سحر کیا کہ مین تسبیح نہ اٹھا سکا ہاتھ میرا سنگ و بوریا سے چپٹ گیا کسی طرح سے جدا نہین ہوتا سے
ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ درویش مسکرایے مسکراکر کہا اے عمرو ثانی مین نے سنا تھا کہ تم نہایت
طماع ہو آج تمھاری طمع ظاہر ہو گئی میری تسبیح لینے کا تمنے ارادہ کیا تھا چالاکی تو خوب کی تھی مگر کچھ مطلب
حاصل نہوا تسبیح اٹھا نہ سکے ہاتھ بھی بوریا سے کھینچ نہ سکے اب مجکو اپنے دل مین ساحر سمجھتے ہو یہ تمھے تعجب

ہی فقرا کے کمال سے شاید آگاہ نہین ہو زبان مین فقرا کی معبود نے اثر بخشا ہی جیسا شہرہ ہے جو کہدیتے ہین
یا اشارہ کردیتے ہین وہ حکم خدا سے آگے کلنے پر عمل کرتی ہی عمرو ثانی نے نادم ہوکے کہا یہ مین نے
محض آپکے کمال دیکھنے کو ارادہ کیا تھا اب یقین ہوگیا کہ آپ درویش صاحب کمال ہین چاہتا ہون
کہ ہاتھ میرا اس سنگ و بوریے سے جدا ہوجائے درویش نے جانب بوریا و سنگ اشارہ کیا فوراً
ہاتھ خواجہ عمرو ثانی کا بوریے سے علیحدہ ہوگیا درویش نے کہا ای عمرو ثانی مین تمکو یہ تسبیح دیدیتا مگر
یہ تسبیح میرے پاس ایک ہی ہی اگر تمکو دیدونگا تو ذکر کس چیز پر کرونگا ہان اسکے عوض مین تمھین ایک
تعویذ دیتا ہون اسے اپنے پاس رکھنا تمھارے بہت کام آئیگا دشمنون سے اکثر تمکو بچائیگا ساحرون کے
سحر سے محفوظ رہوگے لیکن یہ ہشیار کہ جب تم پاک و طاہر ہو تو اس تعویذ کو اپنے بازو پر رکھنا ورنہ یہ تعویذ
تمھارے پاس نہ رہیگا یا اثر اسکا جاتا رہیگا یہ کہکے ایک تعویذ کہ لکھا ہوا قبل سے رکھا تھا درویش نے
عمرو ثانی کو دیا اور کہا اب جلد یہان سے چلے جاؤ دیر نہ کرو عمرو ثانی نے تعویذ لیکر سلام کیا پھر قریشہ ثانی کے
ہمراہ درہ کوہ سے نکلکر ایک تخت پر مع اُن چارون عیارون کے بیٹھے قریشہ ثانی وہ آبخورہ پانی
بھرا ہوا لیے ہوئے اپنے تخت پر بیٹھی دیوون نے تخت اٹھائے اور جانب پرستان بلند ہوکے روانہ
ہوئے بعد قطع راہ دیوون نے قریشہ ثانی کو مع عمرو ثانی وغیرہ کے مکان قریشہ ثانی مین پہونچا دیا
قریشہ ثانی نے وہ پانی تین روز تک چالاک ثانی اور برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو پلایا
اسکے پینے سے بعد تین روز کے اُنکو بخوبی صحت حاصل ہوئی وہ جلا ہوا انکی و بیہواسی بد اعتقادی اُن کی
جاتی رہی قریشہ اُنکے ہوش و حواس مین آنے سے خوش ہوئی عمرو ثانی نے بعد چالاک ثانی وغیرہ
کی صحت کے ایک روز کہا اب مجکو رخصت دیجیے دیوون سے کہیے کہ مجکو مع چالاک ثانی وغیرہ
عیارون کے لشکر اسلام مین پہونچا دین کیونکہ یہان اب خود بخود دل گھبراتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی
سوا اسکے چالاک ثانی وغیرہ کے لشکر اسلام سے غائب ہونے سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو
تردد ہوگا اگر دیو بروقت اُنکے یہان لانے کے امیر ثانی کو ان کے یہان لانے سے آگاہ کر دیتے
تو اُنکو تردد نہوتا لیکن زیادہ یہان توقف کرنا اچھا نہیں ہی قریشہ ثانی نے عمرو ثانی کے کہنے سے
اسیوقت دیوون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان سب کو تخت پر بٹھا کر جس جگہ یہ کہین انھین پہنچا دو دیوون نے
حسب الحکم اسیوقت ایک تخت پر عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی
کو بٹھا کے تخت اپنے دوش پر اٹھا کے بلند ہوکے سوے لشکر اسلام چلے اثنائے راہ مین عمرو ثانی وغیرہ
کوہ و دشت کی سیر کرتے ہوے جا بجا درہ کوہ و صحرا سبزہ زار مین ٹھہرتے ہوے صید و شکار کرتے
ہوے دیوون سے انھین کی زبان مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین اتفاق سے دیو راہ بھول
کر ایک سمت دور تک چلے گئے یہانتک کہ شہر صندل کی طرف جا کے خاص شہر صندل مین
پہونچے عمرو ثانی نے بلندی سے ایک میدان وسیع مین مجمع ساحران بکثرت دیکھا اور اُسی میدان مین
بہت سے خیام و بارگاہ ہین برپا دیکھین اور ایک جگہ رستم ثانی کو دیکھا کہ ریگ کے چبوترہ پر
بوریا بچھا ہے اُسپر وہ بہ طوق و زنجیر مین گرفتار سر جھکائے بیٹھا ہی جلاد شمشیر بدست سنگدل
تیغ برہنہ سر پر کھینچے ہوے کھڑا ہی حکم قتل کا منتظر ہی رستم ثانی آبدیدہ ہوکر کبھی یمین و یسار دیکھتا ہے

نگاہ سوئے فلک دیکھ کر دل ہی دل میں مناجات کرتا ہے جلاد کہتا ہے کہ اے فتنۂ طلسم آگاہ ہو کہ یہ وقت
تیرا آخر ہے دو حکم واسطے تیرے قتل کے بادشاہ صندل دے چکا ہے تیرا حکم قتل اب
دے گا اسوا جو کچھ تجھے کھانا ہو کھا لے اگر پیاسا ہو آب سرد پی لے کہ اب کوئی دم میں رشتۂ
حیات تیرا قطع ہو جائیگا سر تن میں تیرے جدائی ہو جائیگی بعد قتل ہونے کے پھر زندہ نہ ہوگا آب و
طعام نہ کھا سکیگا بس مناسب یہ ہے کہ آب و طعام سے سیراب و سیر ہو کر دنیا سے جا چونکہ ہم لوگوں کا یہ
قاعدہ ہے کہ جسکو حکم بادشاہ سے قتل کرتے ہیں ہنگام قتل واسطے آب و طعام کے ہم اس سے کہتے ہیں چنانچہ موافق
قاعدہ تجھ سے بھی کہا ہے اب تجھکو اختیار ہے خواہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو یا نہ ہو رستم ثانی جلاد کو
کہتا ہے کہ اس وقت مجھے آب و طعام کی کچھ خواہش نہیں ہے بجز اسکے دل چاہتا ہے کہ لشکر اسلام میں جا کر
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام کو دیکھوں اُن سے رخصت ہو لوں جلاد ہنسکر
جواب دیتا ہے کہ یہ آرزو تمہاری اگر مر کر بھی آئیگی زندگی میں تو کسی طرح اپنے لشکر میں نہ جا سکو گے ہاں البتہ
قتل ہو کر روح تمہاری تمہارے لشکر میں جائیگی رستم ثانی یہ تقریر اس بد گہر کی سنکر آبدیدہ ہو کے جانب فلک
دیکھتا ہے ہونٹھوں کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے اپنی رہائی کے خالق ارض و سما سے دعا کرتا ہے ہزارہا
ساحر گرد رستم ثانی کے نارنج و ترنج و قفل گولے فولادی پھولوں کے گلدستے وغیرہ اسباب سحر
ساحری ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں اُن ساحران نابکار سے اکثر ساحر با آواز بلند جملہ ساحران
گرد و پیش سے کہتے ہیں کہ اے برادران حکم بادشاہ صندل لال یہ ہے کہ اسوقت طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے
بخوبی تمام نگہبانی و حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ مددگاران طلسم کشا سے کوئی مددگار آ جائے اور طلسم کشا کو
رہا کر کے لیجائے پھر ساحر اُنکو جواب دیتے ہیں کہ اگر اسوقت کوئی مددگار طلسم کشا کا آ بھی جائیگا تو
کیا کریگا یہاں ہزارہا ساحر نارنج و ترنج اور گولے فولادی و دیگر اسباب سحر لیے ہوئے چاروں طرف کھڑے
ہیں نگہبانی کر رہے ہیں بھلا وہ ہزاروں لاکھوں ساحروں سے کیا مقابلہ کریگا اور اگر آئیگا تو سامنے
سے آئیگا ہم سب اُسے دیکھتے ہی قتل کر ڈالیں گے ایک ادنے سے کسی ساحر کا واسطے ہلاکت کے
کافی ہے وہ ساحر اُنکو جواب دیتے ہیں یہ خیال نہ کرو کہ جو مددگار طلسم کشا کا آئیگا وہ سامنے سے
آئیگا ہمنے سنا ہے کہ ان اہل اسلام کے حامی و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہو کے مدد کرتے ہیں اور
یہ بھی خیال نہ کرو کہ ہم سب ہزاروں لاکھوں ساحر یہاں برائے نگہبانی اور رفع مددگار طلسم کشا آ کر جمع ہیں
کچھ خوف نہیں ہے مبادا زیر زمین سے کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے اور طلسم کشا کو اندر زمین کے ہی لیجائے
تو کیا ہو یا آسمان کی طرف سے آئے اور مانند برق کے گر کے فتنۂ طلسم کو لیجائے جس طرح تمنے دیکھا تھا
کہ یہی طلسم کشا گرفتار کیا گیا تھا اور یہ نہیں معلوم کیونکر رہا ہو گیا تھا اب اُسی طرح خوف ہے ابھی وہ ساحران
نابکار و دیگر ساحروں سے برائے حفاظت و نگہبانی طلسم کشا اور رفع مددگاران طلسم کشا کے تاکید
کر رہے تھے رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوئے تھے دل میں خیال کر رہے تھے کہ اسوقت خورشید
روشن دل بھی مجھ سے غافل ہے اُسکو بھی میرے حال سے شاید آگاہی نہیں ہے ورنہ وہ دوست میرا
ضرور مجھے رہا کر لیکو خود آتا یا کسی زبردست ساحر کو واسطے میری رہائی کے روانہ کرتا یہاں تو رستم ثانی
یہ خیال کرتا تھا وہاں خورشید روشن دل اپنے علم کے ذریعہ سے حال رستم سے آگاہ

تھا بلکہ اپنی جگہ پر سے ایک آئینہ طلسمی میں رستم ثانی کو دیکھ رہا تھا ساحران نامی گرد پیش اسکے تخت
کے بیٹھے تھے سب سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو اب رستم ثانی کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد تیغہ برہنہ لیے ہوئے
کھڑا ہے ساحران نامی عرض کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو ہم میں سے کوئی ابھی جا کر شاہزادہ رستم ثانی کو لاکھوں
ساحروں کے مجمع سے لے آئے وہ اُنسے کہتا تھا نہ ہمارے مدد کرنے کی کچھ ضرورت ہے نہ تمہارے جانے کی
وہاں ضرورت ہے ہمیں اسوقت ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ طلسم کشا کی غیب سے مدد
ہوگی کوئی ایسا دوست اور مددگار طلسم کشا کا جلد تر آنیوالا ہے کہ وہ اُسے رہا کریگا کارہاے نمایاں
کریگا سب ساحران نامی یہ تقریر سنکے متعجب ہیں لیکن اب احوال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ
اسنے وہ حکم نوانی بارگاہ سے واسطے قتل طلسم کشا کے دیے بعدہ کچھ خیال کرکے فی الفور تخت سے اُٹھا
چونکہ خبر قتل طلسم کشا کی مشہور کردی گئی تھی صدہا ساحران نامی و نامور آئے تھے پاس صندلان شاہ کے
علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے جب صندلان شاہ تخت سے اُٹھا وہ سب اور جملہ اہلیان دربار
بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے ابلیس خودپسند وغیرہ نے پوچھا اسوقت کہاں جانیکا عزم ہے صندلان
شاہ نے اُنہیں جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے مددگاران
طلسم کشا سے ایک مددگار زبردست خورشید روشن دل ہے اگر وہ برائے رہائی طلسم کشا آجائے گا تو
غضب ہوگا وہ ضرور اُسکو رہا کرکے لیجائیگا ہر چند بمقام قتل طلسم کشا لاکھوں ساحر مجمع ہیں مگر کوئی اُسے
روک نسکے گا بس ہمارا بھی وہاں موجود ہونا مناسب ہے کہ اگر کوئی خطا یا اور مددگاران طلسم کشا سے
وہاں آئے تو ہماری موجودگی میں طلسم کشا کو رہا کرکے نہ لیجا سکے آج طلسم کشا ضرور قتل ہو اسکی طرف سے
جو خوف ہے وہ دفع ہو جائے دلکو اطمینان ہو جائے یہ سنکے کہا اُسنے آپکی خوب رائے ہے یہ وقت یہی تھا جو آپ نے تجویز
کیا ہے صندلان شاہ اُنکی تقریر کو سنکے تخت پر بیٹھکر جملہ ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر بصد تجملات روانہ ہوا
قطع راہ اُس جگہ پہونچا جس جگہ میدان میں لاکھوں ساحروں کا مجمع تھا رستم ثانی زیر تیغ جلاد ستمگر
کے بیٹھا تھا صندلان شاہ نے ہمراہ ساحران نامی کے وہاں جا کے ایک بارگاہ بلند میں
بیٹھکر ساحران نامی و ابلیس خودپسند کو گرد و پیش اپنے بٹھا کر بروے تمام بارگاہ کے اُٹھوا کر جا کر
رستم ثانی کو دیکھنے لگا پھر کچھ سوچکر صدہا ساحروں کو طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ تم میں سے بہت
سے ساحر تخت سحر پہ ہر طرف جا کر بالاے ہوا تخت سحر کو قائم کریں اور دیکھتے رہیں کہ کوئی مددگار
طلسم کشا کا سوے فلک سے یہاں نہ آنے پائے کہ اگر کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے بھی تو اُسے
ضرب تیغ اور تیر سحر سے ہلاک کریں اگر وہ قتل نہو سکے تو ہمیں اُسکے آنے سے آگاہ کریں اور بہت سے
تم میں سے زیر زمین جا کر ٹھہریں اور دیکھتے رہیں کہ مددگار رستم ثانی کا آنے نہ پائے وہ تمام ساحر
حسب الحکم صندلان شاہ بہت سے بالاے ہوا بہت سے زیر زمین جا کر کاربند ہوے تھے وہ شان
سے [illegible] دیکھا اور رستم ثانی کو پہچانا دل میں کہا اسوقت اتفاق سے میرا ادھر آنا ہوا تو
راہ بھول کر مجھے اس طرف لے آئے خدا وند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا اگر اسوقت میں
شکل رستم ثانی سے آگاہ ہوا ورنہ اگر [illegible] راہ بھول کر مجھے اس طرف نہ لاتے تو نہیں کبھی اس
واقعہ سے خبردار ہوتا رستم ثانی قتل ہو جاتا یہ دل میں کہکے چالاک ثانی و بہشتی ثانی و قران ثانی

وبپارہ ثانی سے کہا میں تو بصورت لقمان ثانی بنتا ہوں تم اپنی صورتوں کو تبدیل کر کے تلامذہ کی صورتیں
بناؤ لباس جیسا پہننا چاہیے پہنو مؤدب میرے سامنے قلم و کاغذ و دوات لیکر بیٹھو اُنھوں نے فی الفور
رنگ و روغن سے اپنی صورتیں تبدیل کر کے لباس سفید و نفیس پہنا قلمدان قلم و دوات سے لیکر باادب
تمام سامنے عمرو ثانی کے بیٹھے عمرو ثانی نے بھی جلد تر اپنی صورت لقمان ثانی کی بنائی لباس فاخرہ
پہنا پھر وہ منڈھی باطل کرنیوالی سحر کی اور گرفتار کرنیوالی ساحروں کی زنبیل سے نکالکر اپنے تخت
پر استادہ کی پیچھے اُس منڈھی کے ایک مسند پر تکیہ زیر پہلو رکھکر بیٹھا ابھی عمرو ثانی اور چاروں عیاروں
نے اپنی صورتیں تبدیل کی تھیں اور پیچھے منڈھی کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ اُن ساحروں میں سے ایک ساحر
نے جو بروسے ہوا بحکم مشتد لال شاہ تخت سحر اپنا ہوا پر قائم کیے ہوئے نگہبانی میں مصروف تھا
عمرو ثانی کے تخت کو اپنی طرف آتے دیکھا اُسنے خیال کیا کہ یہ تخت کسی ساحر زبردست کا ہے کہ بالائے
تخت سحر واسطے دفع حرارت آفتاب کے ایک تنگرہ ایسا استادہ ہے کہ جو منڈھی کی صورت ہے
اور یہ ساحر ضروری مدد کے لیے طلسم کشا کی ادھر آتا ہے الا میں پہلے تو اسکو ادھر نہ آنے دے سے بلا
کے گولے فولادی اور نارنج و ترنج سحر دم کر کے اس تخت پر مارتا کہ یہ تخت ٹوٹ جائے اور جو ساحر اِس
تخت پر بیٹھا ہے وہ بھی مارا جائے سر اُسکا حضور میں لے آؤں اُسکے سر کو لیکر اگر خدمت مشتد لال
شاہ میں جاؤنگا تو بہت کچھ انعام پاؤنگا سوا اسکے آج جتنے یہاں ساحر تعینات ہوئے ہیں سب سے آگے
عزت بڑھی پائیگا یہ سوچکر کے تخت سحر اوا آگے بڑھا کے پکار کے کہا کون ساحر اس طرف آتا ہے خبردار
تخت سحر اپنا روک لے آگے بڑھانے اور کسی طرف لیجانے کیونکہ حکم ہمارے بادشاہ مشتد لال شاہ
کا یہ ہے کہ اسوقت کوئی ساحر غیر ادھر نہ آنے پائے اور جو کہ طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے جب اُس
ساحر نے باواز بلند یہ کہا اور وہ تخت نہ تو صاحب تخت نے روکا نہ پلٹایا نہ کچھ کلام کیا ساحر مذکور
کو یقین ہو گیا کہ ضروری کوئی مددگار طلسم کشا کا اس تخت پر ادھر آتا ہے اور ایسا مغرور متکبر ہے کہ
میرے کہنے پر عمل نہیں کرتا ہے جب یہ اُسے یقین ہو گیا فی الفور اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالکر
سحر اُس پر دم کر کے اُس تخت پر مارا نارنج قریب منڈھی کے جا پہنچے اثر ہو کے بالا سے غائب گرا ساحر
مذکور نے سمجھا کہ جو ساحر اس تخت پر سوار ہے اُسنے میرے سحر کو اپنے سحر سے باطل و رد کیا ہے مجھ کو چاہیے
بہم ہو کے جھولی سے گولے اور نارنج و ترنج نکال نکالکر سحر اپنا پڑھ دم کر کے پورا اُس تخت و
صاحبان تخت پر مارنا شروع کیے ہر چند بہت سے گولے اور نارنج و ترنج وغیرہ مارے لیکن کچھ
نہ کوئی گولہ یا ترنج کارگر ہوا ہر ایک منڈھی کے سایہ کے پاس جا کر بے اثر ہو کے گر پڑا یہ حال دیکھکر
ساحر مذکور نہایت گھبرایا کہ ہوا دل میں کہنے لگا اب تا ترنج و نارنج مارنا بیکار ہو تو خود سحر سے پرواز
پیدا کر کے صاحب تخت سحر کو جا کر گرفتار و سحر سے پامال کرے یہ سوچکر کے سحر سے بصورت عقاب سب
نکلے اپنے تخت سے اڑ کر قریب اُس تخت کے جا کر ہمسر ہو کر اندر منڈھی کے جانے کا ارادہ
کیا جیسے ہی منڈھی کے سایہ میں پہونچا فی الفور بصورت اصلی ہو گئے اور منڈھی کے ایک
ستونوں میں لٹک گیا جو ساحری بھول گیا تھا سب جاتا رہا ہو کے صاحبان تخت کو دیکھکے بعجز
انکسار یوں پوچھنے لگا کہ آپ صاحبوں کے کیا نام ہیں کہاں سے آپ تشریف لائے ہیں کس کام

سکے واسطے جاتے ہین یہ تو ظاہر ہو گیا ہی کہ آپ ساحران زبردست سے ہین کہ مجھ ایسے ساحر کو یون آپ
نے گرفتار کر لیا ہی عہد شاہی سے مجھ ابھیا اور نابکار تو نے ہمارے تخت پر اور ہم سب پر گولے اور
نارنج و ترنج اور گلدستے سحر کے سیکڑون مارے یہ خیال نہ کیا اور آنکھو ن سے نہ دیکھا کہ یہ تخت کسکا
ہی اور کون کون اس تخت پر بیٹھا ہی ہمارے رتبہ و عزت و کمال سے بیخبر رہا او مغرور نادانی آخر
تو نے اپنی بے ادبی و گستاخی کی سزا پائی اب کہہ اسی حال سے ہمیشہ تجھکو رکھین کبھی قید سے رہا نہ کرین یا
اسیوقت تجھکو ایک اشارہ سے قتل کر ڈالین تو نہین جانتا کہ ہم کون ہین ارے نادان آگاہ ہو کہ ہم
لقمان ثانی ہین اور یہ چارون نوجوان ہمارے شاگردان رشید سے ہین ہم اس وقت سامری
و جمشید وغیرہ پوستہ دو سو خداوندان خورد و کلان کی بزم سے آتے ہین اور واسطے ایک بوٹی لینے
کے جاتے ہین یہ شاگرد ہمارے ایک زمانہ سے ایک قسم کی بوٹی کے دیکھنے کے مشتاق ہین بالفعل
ہمکو اُسکی ضرورت بھی ہوئی لیں اُسی بوٹی کی تلاش مین یہا ن تک آئے بلکہ ارادہ تھا کہ سبزہ زار
زیر کوہ مین جاکر اُس بوٹی کو ڈھونڈھین اثنا سے راہ مین تو نے ہمسے گستاخی کی ہم وہ ذی عزت
ہین کہ پوستہ دو سو خداوند ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہین بلکہ حضرت سامری و جمشید اپنے پاس بٹھاتے
ہین جنت کے باغون کی بارہا سیر کراتے ہین میوہ ہائے جنت کھلاتے ہین ہمارے کہنے کو مانتے ہین
ہر ایک امر اہم مین ہمسے صلاح لیتے ہین اکثر راز دلی ہمسے بیان کرتے ہین ساحران سے زوجۂ سامری
ہم سے پردہ نہین کرتی ہے اُسے کچھ ہم سے کسی بات کا انکار نہین ہی ہمارے پہلو مین بیٹھا کرتی ہے
ہم پر مائل ہی طالب وصل ہی ہم اپنے تئین اُس سے بچاتے ہین وعدہ امروز فردا کرکے ٹال دیتے ہین
سامری و جمشید کا یہ حال ہی کہ وہ بارہا ہمسے کہا کرتے ہین کہ حکیم صاحب کبھی تو آپ ہمسے کسی بات کو
کہئے تاکہ ہم اُسے بسر و چشم بجا لائین ہم اُنسے یہی کہدیتے ہین کہ ہمین کسی شی کی اور کسی بات کی تمسے احتیاج
نہین ہی وہ کہتے ہین کہ اگر آپ کو کوئی ہمسے ضرورت نہین ہی تو جب کوئی کام نہایت دشوار ہوگا ہمسے
ضرور کہیے گا غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ تیرے جملہ خداوند ہمسے اسطرح سے ملتے ہین اور تو اسوقت
ہمسے بے ادبی پیش آیا ہی اب بتا کیا سزا تجھے دیجائے ساحر مذکور نے تمام گفتگو حکیم صاحب مذکور کی
سنکے دست بستہ عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا بجا و درست ہی آپ کیسے ذی عزت اور ذی لیاقت
و صاحب کمال ہونے مین مجھکو کسیطرح کا شک نہین ہی بیشبہ آپ خداوندون کی محفل مین جاتے
ہونگے اور وہ سب خداوند اور زوجۂ سامری جسطرح آپنے فرمایا ہی اسیطرح آپسے پیش آتی ہونگی مگر یہ
تو فرمایئے کہ وہ بوٹی جسکی تلاش و فکر مین اسوقت آپ جاتے ہین وہ کس کام کی ہی لقمان ثانی نے
مسکرا کر کہا تو خواص و خاصیتین اُس بوٹی کی کیون دریافت کرتا ہی تیرا کیا مطلب ہی اُسنے عرض کیا مطلب
تو کچھ نہین ہی ہان واسطے ظاہر ہونے اُسکے خواص کے شاید اُس سے میرا بھی کوئی مطلب نکلے
بس اسی وجہ سے امیدوار ہون کہ نام اُس بوٹی کا اور خواص اُسکے بیان فرمایئے مجھے حیرت ہے
کہ آپ ایسے شخص اُس بوٹی کی تلاش مین نکلے ہین عقل سے کہہ سکتا ہون کہ وہ بوٹی ضروری چند در چند
فوائد رکھتی ہوگی حکیم صاحب نے جواب دیا ہان وہ بوٹی بہت سے کامون کی ہی اول تو اُس سے سونا
بنتا ہی کیمیا بناتی ہی کہ اُسکو نہین جانتے ہین تیار ہو سکتا ہی اگر ہم چاہین تو وہ چار ہزار من سونے کو آتش پر

جرخ دیگر اُسی بوٹی کے ذریعہ سے ترکیب وتدبیر مذکور طلا کرلین اگر چاہین اُسی سے چاندی بنالین اگر
کسی ضعیف آدمی کو برابر ایک سرخ کے ساتھ چند ادویہ کے کھلائین تو وہ ازسر نوجوان ہو جائے اگر
اُسی بوٹی کو ایک معجون مین شریک کرکے کسی نامرد کو وہ معجون بقدر مناسب کھلائین تو ایسا مرد ہوجائے
کہ چالیس عورتون کے ساتھ ہر روز ہمبستر ہوا کرے اور سب کو خوش کردیا کرے اور بلکہ عورتین اُسکے وصل
کی تاب نہ لا سکین اگر اُسی بوٹی کو ہم چند ادویہ معلومہ کے سفوف مین ملاکر مریضان دیرینہ کو چند روز
ساتھ ایک عرق کے استعمال کرائین وہ مریض اچھے ہوجائین برص وجذام وآتشک وسوزاک اور
وجع مفاصل وغیرہ امراض دفع ہوجائین اگر اُسی بوٹی کو کچھ اور دوائیون مین ملاکر سفوف تیار کرکے
ساتھ آب تازہ کے یا ہمراہ شیر گاؤ کے بقدر مناسب اُس شخص کو استعمال کرائین کہ جسے جریان ہو چند
روز مین وہ شخص مرض مذکور سے نجات پائے اسیطرح اور بھی امراض کو نافع ہی کہاں تک اُس کے
خواص تجھ سے بیان کیے جائین ساحر مذکور تقریر حکیم صاحب کی سُنکے کچھ سوچ گئے اور مسکرا کے خاموش
ہو رہا بعد ازان دست بستہ کہنے لگا کہ مین اپنی گستاخی کا مقر ہون سہواً مجھ سے خطا ہوئی ہی امیدوار ہون
کہ میری تقصیر وخطا عفو فرماکے مجھے رہا کر دیجیے اور تھوڑی دیر تک توقف فرمائیے تاکہ مین خدمت
صندلان شاہ مین جاکر آپ کے حالات سے اُنھین آگاہ کرون حکیم صاحب موصوف نے ہنسکر اپنے
شاگردون سے کہا اب یہ ساحر عاجزی کرتا ہی خیر اسکو رہا کردو حسب الحکم ایک شاگرد اُن شاگردون مین سے
اُٹھا اور اُس ساحر کو اِس طور سے رہا کیا کہ حکیم صاحب نے اپنی زبان سے ارشاد کیا کہ اے
منڈھی اب اِس ساحر کو چھوڑ دے ہمارا شاگرد رہا کرنے اسے آتا ہی جب حکیم صاحب نے اس
طرح فرمایا اُس شاگرد نے اُس ساحر کو منڈھی سے رہا کردیا منڈھی نے بھی ساحر کو چھوڑ دیا
وہ رہا ہوکر بعجز وانکسار تخت حکیم صاحب سے علیحدہ ہوکے بروے ہوا سر سے قائم ہوکے کہنے لگا
آپ اسی جگہ تخت اپنا قائم رکھیے گا مین اب خدمت صندلان شاہ مین جاتا ہون آپ کی
تشریف آوری سے انھین اطلاع دیتا ہون حکیم صاحب نے پہلے تو برہم ہوکے کہا مجھے تیرے
بادشاہ صندلان شاہ سے کیا غرض ہی وہ نالائق کیا ہی کہ مین اُسکے پاس جاؤن بعدہ کہا خیر تیرے
ہاتھ جوڑنے اور عاجزی کرنے سے تھوڑی دیر تک یہان سے آگے نہ جاؤنگا اگرچہ صندلان
شاہ مع اپنے اہل دربار اور جملہ ساحران نامی کے واسطے میرے استقبال کے آئیگا
اور مانند غلام وخادم کے مجھ سے دست بستہ عرض کریگا تو البتہ مین اُسکے ساتھ اُسکی بارگاہ مین
واسطے ایک لحظہ کے جاؤنگا ساحر مذکور یہ سُنکے بہت خوش ہوکے جلد تر صندلان شاہ کی خدمت
مین اُسوقت گیا کہ وہ تیسرا حکم واسطے قتل شاہزادہ رستم ثانی کے دیا چاہتا تھا اس ساحر کو گھبرایا
ہوا آتے دیکھکر متردد ہوکر حکم قتل کرنیکا نہ دے سکا گھبراکر کہنے لگا ای طیران جادو خیر تو ہے گھبرایا
ہوا کیون آیا ہی کیا کوئی مددگار طلسم کشا کا آیا ہی اُسنے بعد سلام کرنے کے عرض کیا اسوقت اس
فدوی کو خلوت مین ایک امر ضروری جلد تر عرض کرنا ہی اگر دیر ہوجائیگی تو پھر بہت افسوس کیجیے گا
صندلان شاہ طیران جادو اپنے رفیق قدیم کی یہ گفتگو سُنکے بجاے خود کہنے لگا کہ نہین معلوم
تنہائی مین یہ کیا کہے گا نہین معلوم کچھ مقدمہ مددگاران طلسم کشا مین کچھ کہے گا یا کوئی خبر تازہ عرض

کریگا غرض بعد فکر صندلان شاہ نے اُس سے کہا جو کچھ تجکو عرض کرنا ہی اگر اُسکا مجمع مین بیان کرنا تجھے
مناسب نہین ہی تو بذریعہ عرضی عرض کر ہم خود تیری عرضی کو ملاحظہ کرینگے اُس نے حسب الحکم
بعد القاب کے عرضی مین یہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ و ای فرمانروای رعایا و سپاہ اسوقت اس
کمترین سے ملاقات لقمان ثانی سے ہوئی ہی ایک زمانہ دراز سے یہ مفقود الخبر تھے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ہمارے پہلے دو سو خداوندون کی بزم مین تھے یہان ایک بوٹی کی تلاش مین مع
چار اپنے شاگردون کے آئے ہین فرماتے ہین کہ جس بوٹی کی تلاش مین ہم آئے ہین وہ بہت خواص
و افعال مین بے عدیل و بے نظیر ہی منجملہ فوائد بے حد کے ایک اُس بوٹی مین یہ اثر ہی کہ اگر کوئی نامرد یا کم قوت یا
ضعیف اُس بوٹی کو ادویہ مین شرکت کرکے معجون بنا کے ہماری رای سے چند روز تھوڑی مقدار
کھائے تو وہ ایسا مرد ہو جائے کہ ایک شب مین چالیس عورتون کے ساتھ ہمبستری بخوبی کرے
چونکہ حضور کو خواہش معجون مقوی دل و دماغ وغیرہ کی تھی اور اب بھی کثرت محلات سے حضور کو طلا
و ضماد و معجون کی ضرورت شدید ہی لہذا اگر مناسب ہو تو حکیم صاحب موصوف سے ملاقات کرکے کوئی
نسخہ حسب دلخواہ اُنسے تیار کرا لیجیے یا کوئی نسخہ اُنسے پوچھ لیجیے تاکہ آپ کو اُس سے نفع تمام ہو
اور یہ بھی عرض کرنا ضرور ہی کہ حکیم صاحب کو خود یہان تشریف لانے مین تامل ہی میرے نزدیک اُنکے
استقبال کے واسطے آپ کا جانا اور اُنھین یہان لانا حضور کی کسر شان نہین ہی کیونکہ وہ ایسے ذی
عزت و رتبہ ہین کہ جملہ خداوند ہمارے اُنکی تعظیم و تکریم کرتے ہین زیادہ کیا عرض کیا جائے خداوند
سامری مدام حضور کی دولت و اقبال کو بڑھائین اور آفتاب کشورستانی و حکمرانی حضور کا بعنایت
خداوند جمشید و تمثال آئینہ رو مدام ماہ و سال تابان رہے بعد اس لکھنے کے حد کھینچکر نیچے اُسکے
اپنا نام لکھا جب اس طور سے عرضی لکھ چکا لفافہ مین رکھکر موافق قاعدہ کے عرضی مذکور صندلان
شاہ کو دی اُسنے عبارت عرضی کی خود پڑھکر خوشی سے بے اختیار مسکرا کر طیران جادو سے مخاطب
ہوکر کہا تو نے اسوقت ایسی خبر خوش دی ہی کہ مین تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہکر جلد تر اُسے خلوت دیا
اور کہا تو جلد اُنکی خدمت مین جا مین بھی آتا ہون طیران جادو تو اُسیوقت بارگاہ صندلان شاہ سے
نکلکر تخت سحر پر بیٹھکر حکیم صاحب کی خدمت مین گیا اور عرض کیا مین نے حضور کے اوصاف حمیدہ
اور کمالات پسندیدہ سے ایک شمہ صندلان شاہ سے جاکر بیان کیا تھا اور آپکی تشریف آوری سے
اُنھین آگاہ کیا تھا وہ بہت خوش ہوکر بصد اشتیاق واسطے آپکی ملاقات و استقبال کے بخدم و حشم
آتے ہین آپ توقف کرین حکیم صاحب تعلی سے کہا ای طیران جادو ہمکو اس جگہ زیادہ ٹھہرنا منظور نہین
ہے اہل غرض ہمکو پریشان کرینگے ہر ایک جدا جدا اپنا اپنا مطلب بیان کرکے ہمسے کہیگا ہمین
اتنی فرصت اپنے امور سے کہان ہی کہ ہم سب کے مطالب کو سنین اور مطلب براری کی فکر کرین لو
اب ہم جاتے ہین ہمین یہان دیر ہوئی طیران جادو نے دست بستہ عرض کیا ای حکیم صاحب ایک لمحہ
اور توقف کیجیے ہنوز طیران جادو یہ کہہ رہا تھا کہ حکیم صاحب اُسکے روکنے سے چین بجبین
تھے ناگاہ سامنے سے صندلان شاہ بجمعیت کثیر ساحران نامی و سپاہ ساحران کثیر سے ظاہر ہوا
حکیم صاحب نے دیکھا کہ صندلان شاہ تخت جواہر نگار پر سوار ہی گرد اُسکے پانچون ساحران نامی

ہنس آتشین وفیل آتشین وطاؤس سحر وتخت سحر چوبی پر سوار ہین پیچھے صندلان شاہ کے بہت سے ساحران نامی وغیرہ نامی نظر آتے ہین گاہ لکہ ابرہاے سرخ وسیاہ مین نمایان ہوجاتے ہین اُن لکون سے کبھی پانی برستا ہی گاہ پھول برستے ہین کبھی اُن مین برق چمکتی ہی گاہ اُنھین ابر کے لکون سے صداے رعد پیدا ہوتی تھی غرض عجائب وغرائب الواع واقسام کے لکہ ہاے ابر مذکور سے دمبدم ظاہر وہویدا ہوتے ہین کبھی دفعتًا وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوجاتے ہین اعلے ادنے ساحر اپنی اپنی سواریون پر دیکھنے والون کو نظر آتے ہین حکیم صاحب آمد صندلان شاہ غور سے دیکھ رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ صندلان شاہ بڑے خدم وحشم وجاہ وتجمل سے آتا ہی طیران جادو عرض کرتا ہی دیکھیے ہمارے بادشاہ واسطے آپکے استقبال کے وہ تشریف لاتے ہین اب کچھ دیر اُنکے آنے مین نہین ہی آپ پریشان خاطر ہون ابھی طیران جادو لقمان ثانی سے یہ عرض کرہی رہا تھا کہ صندلان شاہ نے اپنی فوج کو حکم ٹھہرنے کا دیکر خود مع پانچ سو نامی ساحرون کے آگے بڑھکر قریب تخت لقمان ثانی کے آیا اور حکیم صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حکیم صاحب نے برہم ہوکے منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا اور ارادہ اپنے تخت کے بڑھانے کا کیا طیران جادو نے کچھ سمجھ کے صندلان شاہ سے آہستہ کہا حضور نے اس طرح سلام کرنے سے حکیم صاحب کو رنجیدہ کردیا ہے مناسب وقت یہ ہی کہ اپنے تخت پر کھڑے ہوکے مانند خادمون کے اُنکو تسلیم کیجیے اُنکا مرتبہ بڑا ہی آپ نے تو غضب کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھا دیا ایسا آپکو مناسب نہ تھا خیر اب میرے عرض کرنے پر عمل کیجیے دیر نہ لگائیے ورنہ حکیم صاحب خفا ہوچکے ہین چلے ہی جائینگے صندلان شاہ نے موافق کہنے طیران جادو کے عمل کیا لقمان ثانی نے منھ اپنا اُسی کی طرف کرکے باشارہ چشم وابرو اُسکا سلام لیکر ایک کتاب جانب پہلو سے نکالکر اُسے کھولکر دیکھا صندلان شاہ نے سلام کرکے کچھ آگے بڑھکر دست بستہ یون عرض کیا کہ ای جناب حکیم صاحب آج مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا مین نے بارہا آپ کے اوصاف حمیدہ خاص وعام سے سنے تھے مگر کبھی آپ کو دیکھا نہ تھا آج خوبی تقدیر سے مین نے آپ کو دیکھا ہی امید رکھتا ہون کہ تھوڑی دیر کیواسطے آپ اس حقیر کے کلبۂ احزان کو اپنے شمع جمال سے روشن فرمائین سے اور اس کمترین کی عزت افزائی چاہین گے حکیم صاحب نے کتاب کو بند کرکے کہا ہمتو کبھی تیرے ساتھ نہ جاتے مگر تیرے عجز وانکسار کے سبب سے مجبور ہین خیر اگر یہی تیری خوشی ہی تو ایک لمحہ بیٹھکر جس جگہ جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا حکیم صاحب نے کہا ہمارا تخت اس طرف آگے بڑھے فورًا اُسی طرف تخت آہستہ آہستہ چلا صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی و نامور گرد تخت حکیم صاحب کے آگئے سواری حکیم صاحب کی نہایت تزک وخدم وحشم سے آگے بڑھی اثناے راہ مین صندلان شاہ نے پوچھا آپ کا تخت کون اُٹھائے ہی بظاہر تو کوئی نظر نہین آتا ہی ابھی آپ نے کس سے فرمایا کہ تخت ہمارا بڑھاؤ حکیم صاحب نے مسکراکر جواب دیا ہمارا تخت ہوا اُٹھاے ہی ہم ہوا سے جو کہتے ہین وہ اُسیوقت کرتی ہی کیونکہ ہماری تابع ہی یہ تخت ہمارا گویا بساط جناب سلیمان علیہ السلام ہی صندلان شاہ و دیگر ساحران نامی نے

عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین واقعی آپکے تخت کو ہوا لیے جاتی ہی آپ کے ذی کمال ہونے مین
کسی طرح کا شک نہین ہی غرض صندلان شاہ اور اکثر ساحران نامی حکیم صاحب کے کمال کی
تعریف کرتے ہوے گرد اُنکے تخت کے باادب تمام چلے جاتے تھے پیچھے پیچھے فوج ساحرون کی تھی بعد قطع
راہ جب اُس میدان وسیع مین پہونچے جس میدان مین رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا اور
درگاہ خدا مین واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہا تھا صندلان شاہ نے عرض کیا فقیر خانہ تو یہانسے
دور ہی لیکن اسوقت بضرورت یہ خاکسار اسی صحرا مین آیا تھا بارگاہین اور خیام برپا کرائے تھے
اگر خلاف شان جناب نہو تو اسی صحرا مین جو میری بارگاہ ہی اُسی مین تشریف رکھیے حکیم صاحب
نے کہا بہتر ہی یہین تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھو نگا صحرا کی سیر بھی کرونگا یہ کہکے کہا ہمارا تخت بالاے زمین
رکھو فی الفور تخت بلندی سے زمین پر اُتر آیا صندلان شاہ وغیرہ جملہ ساحران نامی بھی اپنی اپنی
سواری سے اُترکر حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون سے کہنے لگے اب آپ یا حضرت صاحب اپنے تخت
سے اُترکر اندرون بارگاہ تشریف لیچلیے حکیم صاحب نے جواب دیا اسوقت گرمی بہت ہی اندر بارگاہ کے
اور گرمی ہوگی دل گھبرائیگا یہان اچھا ہی میدان مین ہوا سے سرد آتی ہی دل کو فرحت ہوتی ہی سبزہ
شاداب صحرا عجب لہلہا رہا ہی اسکی سیر سے بھی دلکو فرحت ہوتی ہی بس ہمتو اپنے تخت سے
نہ اُترینگے نہ کہین جائینگے تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر جہان جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ نے
یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے عرض کیا بہت بہتر آپ اسی جگہ تشریف رکھین اپنے تخت سے بھی نہ اُترین
یہ خاکسار بھی اسی جگہ آپکے روبرو بیٹھے گا یہ کہکے اکثر ساحرون سے کہا جلد تر یہان تخت اور کرسیان
لاکر قرینے کے ساتھ رکھدو ساحرون نے حسب الحکم تخت و کرسیان اُسی جگہ لا لاکے رکھدین شاہزادہ
رستم ثانی حکیم صاحب مذکور اور اُنکے شاگردون کو دیکھکر دل مین کہنے لگا نہین معلوم یہ حکیم کون ہی
نام اسکا کیا ہی یہان کیون آیا ہی کون یہان بیمار ہی کہ جسکے علاج کو آیا ہی بظاہر ذی عزت ایسا ہی کہ
صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی ہاتھ باندھ کر بصد ادب اس سے کلام کرتے ہین اور جو یہ کہتا
ہی سب اُسی بات کو منظور کرتے ہین ادھر حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد جانب رستم ثانی دزدیدہ
نظر سے دیکھتے جاتے تھے جب ساحر موافق کہنے صندلان شاہ کے تخت و کرسیان میدان مین رکھ
چکے اور صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی حکیم صاحب سے بیٹھنے کی اجازت لیکر علی قدر مراتب
تخت و کرسی زرین و چوبی پر بیٹھ چکے صندلان شاہ نے دست بستہ حکیم صاحب سے پوچھا آپکو کچھ میکشی
سے بھی شوق ہی اگر مجبوراً اس سے انکار نہو تو یہ خاکسار ساقیون کو طلب کرے وہ کشتیان شراب ناب
کی لاکر آپکو جام بلورین شراب بھر کر دین حکیم صاحب نے جواب دیا ہان شوق بادہ کشی تو ہی مگر ہم ہمیشہ شراب
لطیف صاف جنت مین ہمراہ خداوند سامری و جمشید کے پیتے ہین وہ ایسی شراب ناب ہی کہ جسکا ایک قطرہ
یہان کی شراب سے بہتر ہی مگر تمہارے کہنے سے اسوقت یہی شراب پی لینگے صندلان شاہ نے خوش
ہوکے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر ساقیان شوخ چشم و گلرخسار کو طلب کرو اور کہو کہ نہایت عمدہ اور تحفہ
شراب شیشون مین بھر کر شیشے کشتیون مین رکھکر مع ساغر بلورین لیکر آئین حکیم صاحب کو شراب پلائین
ساحرون نے حسب الحکم بادشاہ ساقیون سے کہا وہ جلد تر کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور بشانزداوا

کشتیون سے ساغرون مین مے تند بھر کے بایماے صندلان شاہ حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون کو دینے لگے حکیم صاحب مع اپنے شاگردون کے ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگے اور تعریف اُس شراب کی کرنے لگے صندلان شاہ خوش ہوکے کہنے لگا یہ شراب مین نے خاص آپ کے واسطے طلب کی ہے جب حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد شراب پی چکے ساقیان خوبرو حکم صندلان شاہ سے دوسری قسم کی شراب ساحران نامی کو ساغر بلورین مین بھر بھر کر دینے لگے وہ جام ساغر ساقیون سے لیکر شراب پینے لگے دور جام ہونے لگا صندلان شاہ بھی ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگا ساقی بار بار جام بادہ گلنار و خوشگوار سے بھر کر اہل بزم کو دینے لگے سواے حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون اور صندلان شاہ کے سب ساحران نامی وہی شراب پینے لگے جب ایک ایک دو دو جام مے سب پی چکے تشتریان اور قابین کباب و دیگر اشیا سے گزک سے بھری ہوئی خدام لائے ہر ایک ساحر اُس گزک سے بالاے مے لطف اُٹھانے لگا حکیم صاحب نے اپنی جیب سے اور اُنکے شاگردون نے بھی اپنے اپنے پاس سے کچھ چیزین نکال کے خیال سے بالاے مے کھالین جب ساقی کشتیان اُٹھاکر اور خدام قابین گزک کی خالی کرکے چلے گئے اور ہر ایک ساحر کو نشہ ہوا بے اختیار جھومنے لگا خصوصًا صندلان شاہ سرشار ہوکر حکیم صاحب سے کہنے لگا مین نے آپ کو اس وجہ سے یہان آنے کی تکلیف دی ہے چاہتا ہون کہ مجھے ایک معجون مقوی باہ تیار کر دیجیے کہ اب زمانہ ضعیفی کا آگیا ہے قوت جوانی کی جاچکی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا اچھا معجون تمکو تیار کرکے ہم بھیجدینگے لیکن تم زیادہ اُسے کھاکر از خود رفتہ ہوجاؤ گے تم کھانا یہ کہکر صندلان شاہ سے پوچھا تم اس صحرا مین آج اسقدر ساحرون کی جمعیت سے کیون آئے ہو اُسنے عرض کیا حضور یہ قصہ طولانی ہے مفصل طور سے عرض نہین کرسکتا الا مختصر بیان کرتا ہون سبب میرے یہان آنے کا یہ ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے یہان آکے لوح طلسمی بصد کوشش دستیاب کرکے طلسم صندل کو توڑنا چاہا تھا ہنوز وہ طلسم مذکور کو تمام و کمال درہم و برہم کرنے نہ پایا تھا کہ مکر و فریب سے میرے ملازمون نے اُس سے لوح مذکور لیکر اُسے گرفتار کرلیا مین نے اُس کا زندہ رکھنا اچھا نہ جانکر حکم قتل کا دیا ہے دیکھیے طلسم کشا وہ زیر تیغ بیٹھا ہے وہ حکم قتل جلاد کو دے چکا ہون اب پھر حکم دیتا ہون جلاد ابھی اُس کے سر و تن مین جدائی کردے گا آپ ہی کے سامنے اُسکا سر کٹ کے گریگا حکیم صاحب نے کہا اے صندلان شاہ طلسم کشا کا اسقدر جلد قتل کرنا اچھا نہین ہے خلاف قاعدہ ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ جس جگہ خون اہل اسلام کا گرتا ہے وہ زمین آباد نہین ہوتی ہے تمھین لازم تھا کہ بعد چالیس روز کے اسکو بیرون حد طلسم و شہر صندل قتل کرتے اتنے دنون قید رکھتے اُس نے جواب دیا اسکا قید رکھنا اچھا نہین تھا یہ رہا ہوجاتا اور رہا ہوکر نہین معلوم یہ کیا آفتین برپا کردیتا اور ایک مرتبہ ایسا ہو بھی چکا ہے کہ مین اسکو قید کرچکا ہون اب قید نہ کرونگا یہ دشمن جان و ایمان طلسم ہے اس کو قتل ہی کرڈالونگا لقمان ثانی نے جواب دیا ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ قتل ہو خون اسکا زمین

پھر نہ گرے کہ باعث بربادی شہر طلسم ہے اور اسکی طرف سے تمکو بخوبی اطمینان بھی ہو جائے اور
کسی طرح کا خوف وخطر باقی نہ رہے صندلان شاہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے میرے تو ذہن مین
نہین آتی ہے حکیم صاحب نے کہا ہماری رائے یہ ہے کہ اسکو خدمت مین سامری وجمشید کے
بھیجدیا جائے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا اسکے حق مین کرینگے اگر انکو منظور ہوگا تو وہ
اسکو دوزخ مین ڈالدینگے اور اگر اسنے انکی اطاعت وپرستش مین کمی نہین کی ہے تو وہ اسکو
جنت مین اپنی خدمت مین رکھینگے پھر کبھی یہان نہ آنے دینگے وہان سے کوئی اسکو رہا کرکے
بھی نہ لاسکیگا تمہاری جان اور تمہارا ایمان اور طلسم اسکے ہاتھ سے اس تدبیر سے بچ
جائیگا یہ قتل بھی نہوگا صندلان شاہ یہ تقریر لقمان ثانی کی سنکے کچھ دیر تک سوچا کیا لیکن پھر
اسوقت تمام ساحران نامی نے کہا ہم رائے حکیم صاحب کی پسند کرتے ہین کیا معقول تدبیر ہے
جب سب ساحرون نے باتفاق رائے حکیم صاحب کی پسند کی صندلان شاہ نے کہا اب حکیم صاحب
جو آپکے نزدیک مناسب ہو کیجیے آپکو طلسم کشا کے باب مین اختیار ہے خواہ اسوقت
قتل ہوجانے دیجیے یا خدمت مین خداوندون کی اسے روانہ کردیجیے حکیم صاحب نے
فرمایا ہمین اس جگہ طلسم کشا کا قتل ہونا منظور نہین ہے یہ ملک وزمین اسکے خون کے گرنے
سے برباد و ویران ہمیشہ رہیگی یہ کہکے شہزادہ رستم ثانی کو ساحرون سے اپنے پاس بلاکے اور نہایت
برہم ہوکے کہا او طلسم کشا کیا تجکو اس روز بد سے آگاہی نہ تھی کہ جو تونے بندگان سامری
وجمشید کو یہان آکے قتل کیا طلسم کا توڑنا چاہا سب سامری پرستون کو قتل یا مسلمان کرنا چاہا
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی کو نہ پہچان کر دلیرانہ جواب دیا او حکیم بیوقوف و نادان آگاہ
ہوکہ ہم بانیان اہل اسلام سے ہین ترقی دین اسلام کی چاہتے ہین اور بربادی و نابودی کفار ان
بے دین کی روز وشب چاہا کرتے ہین مرنے اور قتل ہونے سے نہین ڈرتے ہین اسوقت
اسیر ہین اگر خدا چاہے گا تو رہا ہوجائینگے بعدہ طلسم کو شکست کرینگے ساحرون کو قتل کرینگے
حکیم صاحب گفتگوے شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے بظاہر بہت برہم ہوے بعد ازان
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنی طرف کھینچکر عطر بیہوشی سنگھا کر زنبیل مین داخل کرکے صندلان شاہ
اور جملہ ساحران نامی سے کہا تمنے دیکھا کہ ہمنے طلسم کشا کو کسقدر جلد خدمت سامری وجمشید
مین روانہ کردیا ہے اب اگر ہمین چاہین تو وہ پھر یہان آسکتا ہے اور اگر نہ چاہین تو کبھی وہان سے
نہ آئیگا اب وہ خدمت مین جملہ خداوندون کی پہونچ گیا ہوگا یہان سے ہم جاکر جو کام کرنا منظور
ہے اسے کرکے خداوندون کے دربار مین چلینگے تمام حال طلسم کشا کا سب سے کہدینگے
اور یہ بھی کہدینگے کہ اسکو دوزخ مین ڈالدیجیے ساحران نامی نے کہا حکیم صاحب بیشک
آپ صاحب کمال ہین اتنی جلد طلسم کشا کو کس راہ سے خداوندون کے پاس بھیجدیا جاسکے
[illegible] لقمان ثانی نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی نادر و کمال کی زنبیل ہے کہ
[illegible] اوصاف مفصل تو بیان ہو نہین سکتے لیکن مختصر تعریف اسکی یہ ہے کہ ایک دروازہ
باغ جنت مین جانے کا اور پھر وہان کی سیر کرکے [illegible] خداوندون کے جمال [illegible]

چلے آنے کا اور اسکو خداوندنے ہمین محض اسی واسطے دیا ہی کہ جو شخص ہماری صحبت مین اور
خاص ہمارے بزم مین آنا چاہے اور ہماری زیارت سے مشرف ہونا چاہے تو اُسے اسی
دروازے سے روانہ کردینا اور ایک رقعہ اپنا اُسی شخص کے ہاتھ روانہ کرنا کہ موافق
اُسکی تحریر کے عمل کیا جائیگا اور جبتک رقعہ نہ پہونچے گا جو شخص آئیگا وہ ہماری بزم مین
نہ آسکے گا بیرون بزم رہے گا ساحران نامی نے عرض کیا کہ ہم بھی امیدوار ہین کہ
ہمکو بھی باغ جنت مین روانہ کردیجیے تاکہ جملہ خداوندون کی زیارت سے مشرف ہوکر
آئین اور باغ جنت کی بھی سیر کرآئین حکیم صاحب نے جواب دیا کیا مضائقہ ہے مگر ایک
بات کہنا ہم بھول گئے تھے وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص ہم مین سے یا اور کوئی شخص
خداوندون کی محفل مین جانے کا ارادہ کرے گا تو اُسے ہم رقعہ مین لکھ دین گے کہ یہ شخص
ذی عزت ہی اسنے دس ہزار روپیہ آپ سب خداوندون کی نذر کے واسطے ہمارے
پاس داخل کیے ہین اسے کرسی جواہر نگار اپنی بزم مین دیجیے گا تو اُس شخص کو وہان
کرسی جواہر نگار ملیگی اور جتنی دیر ہم بیٹھنے کو لکھ دینگے اُتنی ہی دیر وہ شخص وہان بیٹھ سکیگا
بعد ازان خدام جملہ خداوند اُس شخص کو اُسی دروازے تک آکے پہونچا دین گے ہم اُسے
اس دروازے سے نکال لین گے اور اگر کوئی غریب و محتاج وہان جانے کا ارادہ
کریگا اور ہم رقعہ مین لکھ دینگے کہ اس نے ہمکو آپ صاحبون کی نذر گذراننے کے واسطے
کچھ بھی نہین دیا ہی تو وہ شخص بزم خداوندان مین تخت و کرسی و فرش پر بیٹھنے نہ پائیگا مثل
غلامون اور خادمون کے لب فرش مقام اُتارنے کفشون کے کھڑا رہیگا دور سے سب
خداوندون کو دیکھے گا کوئی خداوند اُس سے کلام نہ کریگا اور فی الفور وہان سے
نکالدیا جائیگا پس جس طرح تمکو منظور ہو ہمنے تمہین آگاہ کردیا ہی خواہ تم حسب مقدرت
جمع کرکے وہان جاکر بعزت بیٹھو یا کچھ نہ دے کر وہان جاؤ اور ذلت اُٹھا کے چلے آؤ تمہین
اختیار ہی کچھ ساحران نامی یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے کہنے لگے ہمین اپنی ذلت منظور نہین
ہی چاہتے ہین کہ بعزت بزم خداوندان مین جاکر بیٹھین ہم موافق اپنی لیاقت کے زر نذر آپکے
پاس جمع کیے دیتے ہین یہ کہکے کسی ساحر نے دس ہزار روپیہ کسی نے پندرہ ہزار روپیہ
کسی نے بیس ہزار روپیہ اور کسی نے تیس ہزار روپیہ [illegible] ہزار لد
اشرفیان اسی طرح بہت سے ساحران نامی نے حسب لیاقت اپنے اپنے زر کثیر لا دیکر
حکیم صاحب کے طلب کرکے جمع کیا حکیم صاحب مذکور نے ہر ایک ساحر کی نذر کو دیکھکر
اُسی زر نذر کی زیادتی کے موافق رقعہ لکھدیا کہ اس ساحر نے اسقدر زر نذر ہمارے
پاس جمع کیا ہی اسکو اپنی بزم مین قریب اپنا تخت جواہر نگار یا کرسی جواہر نگار پر جگہ
دیجیے گا اور دو پہر یا ایک پہر بیٹھے رہنے دیجیے گا ہم تخت بھی اس سے ہوچکے گا باغ جنت
کی اچھی طرح سیر بھی کرا دیجیے گا اور جس جس ساحر نے کم روپیہ جمع کیا اُسکو اُس مضمون کا
رقعہ لکھدیا کہ اس شخص نے اسقدر کم روپیہ واسطے آپ حضرات کی نذر کے جمع کیا ہی اسکو اپنی بزم

مین فرش پر بیٹھنے دیجیے گا اور بعد ایک لحظہ کے بیرون بزم کر دیجیے گا غرضکہ جب حکیم صاحب
اور اُنکے شاگرد ساڑھے چار سو رقعے لکھ چکے ہر ایک ساحر کے ہاتھ مین ایک ایک رقعہ دے
کر کہا دیکھو اس مین تمھارا نام اور تعداد زر اور جاے نشست اور زمانہ قیام لکھدیا ہی
ہر اک نے غور سے پڑھ لیا حکیم صاحب نے ہر اک ساحر کو تخت و کرسی سے اپنی طرف کھینچکر
کہا اس زنبیل عجائب قدرت مین سر اپنا ڈال کر دیکھو جب اُسنے موافق کہنے کے عمل کیا حکیم
صاحب نے ایک تھپکی اُسکی پشت و کمر پر ایسی دی کہ وہ فوراً داخل زنبیل ہوگیا اسی طرح ساڑھے
چار سو ساحروں کو لقمان ثانی نے داخل زنبیل کیا جسوقت ساحران مذکور داخل زنبیل ہو چکے اور جو
پچاس ساحران نامی اور صندلان شاہ باقی رہگئے تھے اُنکو بھی اپنے خداوندوں کی زیارت کا
شوق ہوا تھا ہر ایک نے چاہا تھا کہ حسب حیثیت و لیاقت روپیہ حکیم صاحب کے پاس
جمع کر کے رقعہ لکھوا کر زنبیل قدرت مین داخل ہو کے بزم مین خداوندوں کی جائین ہنوز
ہر ایک نے زر و جواہر جمع نہ کیا تھا اور حکیم صاحب نے صندلان شاہ سے بمقدمہ لوح
طلسمی یہ کہا تھا کہ اے صندلان شاہ ہم چاہتے ہین کہ اسوقت ایک امر واسطے تمھاری
بہبودی کے ادا کر جائین کہ جس سے ہمیشہ تم بیخوف ہو جاؤ اُس نے پوچھا وہ امر کیا ہے حکیم
صاحب نے بیان کیا طلسم کشا کو تو ہمنے خداوندوں کے پاس روانہ کر دیا ہی وہ وہان پہنچ
بھی گیا ہوگا اب ہم خداوندوں کے پاس جا کے اُسے دوزخ مین ڈالنے کو کہین گے
ہمارے کہنے سے فوراً نار دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اور کبھی واپس یہان نہ آئیگا لیکن
مبادا اور کوئی طلسم کشا آکے لوح طلسمی کسی طور سے حاصل کر سکے اگر تمھین قتل کرے اور طلسم کو
درہم برہم کرے تو بہتر نہوگا بلکہ برا ہوگا لہذا لوح طلسمی بھی ہمکو دیدو کہ ہم سب خداوندوں کے
پاس لیجائین اُنہین سے کسی خداوند کو دیدین جب لوح طلسمی یہان نہ رہیگی تو اور کوئی طلسم کشا
طلسم مذکور کو کیونکر فتح کر سکیگا ساحران طلسم کو بھی ہلاک نہ کر سکیگا تجسے بھی مقابلہ نہ کر سکیگا
صندلان شاہ نے گفتگو حکیم صاحب کی سنکے لوح کے دینے مین فکر کی ساحران باقی ماندہ جو گرد
صندلان شاہ کے بیٹھے ہوے تھے اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ ہمین راے
حکیم صاحب کی اچھی معلوم ہوتی ہی ہر طرح اس مین آپکا فائدہ ہی لوح طلسمی حکیم صاحب
کو ضرور دیدیجیے بیخوف ہو جائیے صندلان شاہ نے اُن ساحروں کے کہنے سے ایک ساحر
کہ وہ ذی عزت و زبردست ساحر تھا اور نام اُس کا مفتاح جادو تھا کہا کہ جس صندوقچہ
مین ہمنے لوح طلسمی رکھی ہی اور جہان وہ صندوقچہ رکھا ہی تجھے معلوم ہی جلد وہان جا کر صندوقچہ لیکر
یہان آ وہ اُسی وقت اُٹھکر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ صندوقچہ لیکر آیا
صندلان شاہ کو دیا اُسوقت صندلان شاہ نے کنجی اپنی جیب سے نکال کے چاہا تھا کہ صندوقچہ
کو کھولکر لوح طلسمی نکال کر حکیم صاحب کے حوالے کر دیجیے بعد ازان داخل زنبیل قدرت
ہو کر جنت مین جا کر سیر باغ جنت دیکھیے اور سب خداوندوں کے جمال کو بھی دیکھیے
ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر کا نمودار پیدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے سے دمبدم مانند برق کے بجلیان

نمایان ہوتی تھین اور صداے رعد اُس ابر سے آتی تھی کبھی اُس سے بارش باران ہوتی تھی گاہ بجاے
آب آگ برستی تھی اور وہ پارۂ ابر بہت جلد آتا تھا لقمان ثانی نے اُس لکۂ ابر کو اپنی جانب آتے
دیکھکر مشوش ہو کے پہلے تو وہ تمام روپیہ جو ساحرون نے جمع کیا تھا اُٹھا اُٹھا کے در زنبیل کیا
بعد ازان صندلان شاہ سے کہا صندوقچہ کھولنے کی کیا ضرورت ہی لوح مع صندوقچہ دیدو کہ
اب ہم جاتے ہین ہنوز صندلان شاہ نے صندوقچہ مذکور کے دینے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ وہ لکۂ ابر
صندلان شاہ پر آکے قایم ہو کے درمیان سے شق ہوا حکیم صاحب نقلی نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ضعیفہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہی چہرے سے اُسکے آثار غیظ و غضب نمایان ہین ایک
ہاتھ مین اُسکے چند اوراق ہین دوسرے ہاتھ مین اُسکے گلدستۂ آلودہ بخون ہی ابھی لقمان ثانی
یعنے عمرو ثانی اُس ضعیفہ کی طرف دیکھ رہے تھے صندلان شاہ بھی سوے فلک و لکۂ ابر مذکور
دیکھکر ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ اچھے وقت ہماری نانی صاحبہ تشریف لائین کہ حکیم صاحب
بھی بیٹھے ہین ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ صندوقچہ جسمین لوح طلسمی تھی لقمان ثانی نقلی
کو دے رہا تھا کہ اُس ساحرہ ضعیفہ نے سحر سے برق بنکر فی الفور زمین پر گر کے اور پھر بصورت اصلی
ہو کے صندلان شاہ سے مخاطب ہو کے کہا او چھوکرے کیا غضب کرتا ہے یہ صندوقچہ
جسمین لوح طلسمی ہی کسکو دیتا ہی ارے نادان یہ لقمان ثانی نہین ہی یہ عیار امیر ثانی کا
ہی نام اُس کا عمرو ثانی ہی اور یہ چارون آدمی جو اسکے سامنے بیٹھے ہین یہ بھی عیار ہین ان مین
ایک کا نام برق ثانی ہی دوسرے کا نام سیارہ ثانی ہی تیسرے کا اسم قران ثانی ہی چوتھا
شخص جو دبلا پتلا ہی اُسکا نام چالاک ثانی ہی مین انکے اسما سے اور انکے حال سے خوب ماہر ہون تھوڑی
دیر قبل اس کے مین اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی تھی سامان عیش و راحت موجود تھے یکایک مجھکو
تیرا خیال آیا فی الفور اوراق جمشیدی کو اُٹھا لیے اور اس نیت سے اُنکو دیکھا کہ صندلان شاہ اسوقت
کس کار مین مصروف ہی کس کے پاس بیٹھا ہی کس سے ہم سخن ہی بس اوراق مذکور سے صاف
صاف یہ عبارت و مطلب پیدا ہوا کہ صندلان شاہ اسوقت ایک ایسی جماعت مین بیٹھا ہے کہ
جس مجمع مین عمرو ثانی بصورت لقمان ثانی بیٹھا ہوا ہی اور ہمراہ عیار مذکور کے چار عیار اور بھی
ہین نام اُنکے یہ ہین کہ ایک چالاک ثانی دوسرا برق ثانی تیسرا قران ثانی چوتھا سیارہ ثانی ہے
اور انھین عیارون سے صندلان شاہ ہم سخن ہی عمرو ثانی کو لقمان ثانی جانکر لوح طلسمی دیا ہی چاہتا
ہی یہ حال دریافت کر کے مین جلدی مین تنہا یہان آئی ہون خیر اچھے وقت پر یہان پہونچی کہ تو نے
اس عیار بلاے روزگار کو لوح طلسمی نہین دی تھی اگر مین تیرے حال سے باخبر ہوتی اور تھوڑی
دیر اور یہان نہ آتی تو غضب ہی ہوتا تو لوح طلسمی اس عیار کو دیدیتا یہ طلسم کشا کو لیجا کر دیتا وہ طلسم کو
لوح پاکر درہم و برہم کر دیتا نام و نشان طلسم باقی نہ رہتا او بیوقوف کوئی ایسی نادانی کرتا ہی کہ بغیر اجازت
لوح طلسمی ایسی شی کسی کو دینے کا ارادہ کرتا ہی مین نے بارہا تجھے نصیحت کی ہی کہ امور سلطنت وغیرہ ہوشیاری
و خبرداری سے اور مشورہ بزرگان سے کیا کر مگر تو اپنی نادانی و بیوقوفی سے میری نصیحت پر عمل نہین
کرتا ہی بسبب امور سلطنت مین اور انصرام و انتظام مین غفلت کرتا ہی او چھوکرے یاد رکھ کہ

انجام اس غفلت و نادانی کا اچھا نہین ہی مجھے تیری جان کے جانے کا خوف ہی دیکھ اب بھی ہوشیار
ہو غفلت سے باز آ ورنہ پچتائیگا یہ کہکر پوچھنے لگی مین نے سُنا تھا کہ طلسم کشا کو تو نے گرفتار کر اسکے
قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی تو نے اُسکو قتل کیا یا ابھی نہین صندلان شاہ اپنی نانی ملکہ آتش افروز کے
آتے ہی برائے تعظیم تخت سے اُٹھا تھا اور سلام کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یکایک اُس سے تمام
حال مندرجۂ بالا سُنکے نہایت گھبرا کر کف افسوس ملکر کہنے لگا نانی صاحبہ اسوقت آپ نے تشریف
لا کر لوح طلسمی دینے سے باز رکھا ورنہ مین اُسکے دام فریب مین پھنس چکا تھا طلسم کشا کو پہلے ہی اسکے
حوالے کر چکا تھا اب لوح طلسمی بھی اُسکے دیدیتا اُسنے نہایت غصہ کرکے اور کلمات سخت کہکے پوچھا
او چھوکرے تو نے طلسم کشا کو اُسے کیونکر دیا صندلان شاہ نے تمام حال عمرو ثانی کے آنے کا
اور طلسم کشا کو زنبیل مین داخل کرنے کا اور ساحران نامی کو بھی زنبیل مین ڈالنے کا اور [illegible]
اور انگشتریان لینے کا از اول تا آخر مفصل بیان کیا آتش افروز جادو نے نہایت افسوس کرکے
کہا اب کیا کھڑا ہی حکم کر کہ تمام سپاہ ساحران ان عیارون کو چہار طرف سے گھیر کر قتل کر
ڈالین کسی طرف اُنکو بھاگنے نہ دین مین بھی ایک جانب سے ان عیارون کو روکتی ہون اور
جہان تک ہو سکیگا جانے نہ دونگی گلدستے سحر کے مار کر ان سب کو دیوانہ کر دونگی زمین کو سحر سے
سنگ لاخ کر دونگی تاکہ یہ عیار بلاے روزگار کسی طرح زمین مین سما نہ سکین ایک طرف سے تو اپنی
سحر کر اسوقت ان پانچون عیارون کو ہلاک ہی کر ڈال انہین سے کسی کو زندہ نہ رکھ صندلان شاہ
نے اُسی وقت جملہ اپنی سپاہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ ان عیارون کو گھیر کر یا گرفتار کرلو یا سحر سے
ہلاک کر ڈالو بس بمجرد حکم جملہ ساحران نامی و غیر نامی نے عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو چہار
سمت سے گھیر لیا عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے کہا او نابکار ہم پانچ آدمیون سے تو ایسا
خائف ہی کہ تمام اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر لڑنے پر آمادہ ہی ہمکو عمرو ثانی تیرا نانا ہی اس ساحرہ ملعونہ
کے بہکانے سے نہین عیار جان کر ہمسے لڑتا ہی دیکھ اپنے ارادے سے باز آ ہمین لقمان ثانی
ہی جان کچھ شک نہ کر صندلان شاہ نے جواب دیا او دزد بلاے روزگار مجکو میری نانی نے آکر
تیرے حال سے آگاہ کر دیا ہی اب تو لاکھ مجھ سے مکر و فریب کی باتین کریگا تو مین ہرگز تیرے
دام مکر مین گرفتار نہونگا اگر اپنی زندگی اور اپنے ہمراہ عیارون کی حیات چاہتا ہے تو رستم
ثانی کو اور جملہ ساحران نامی کو جنکو ابھی تو نے بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہی زنبیل سے نکال کے
میرے حوالے کردے ورنہ تجکو اور تیرے شاگردون کو ایک ادنےٰ سحر مین مار ڈالون گا
عمرو ثانی نے جواب دیا او بد آئین و بد ایمان یہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو مجھے کیا قتل کر سکتا ہی اور
تیری سپاہ مجھے کیا روک سکتی ہی اور یہ تیری نانی آتش افروز کیا مجھے روک سکتی ہی مین اس طرح
زندہ و سلامت تیری سپاہ بیکران سے نکل جاؤنگا کہ تجھے حیرت ہوگی مین تجھ سے اور تیری اس
سپاہ سے نہین ڈرتا ہون عبث مجکو ڈراتا ہی مین رستم ثانی کو اور تیری سپاہ کے ساحران نامی کو ہرگز
تجھے نہ دونگا دیکھون تو تو کیا کرتا ہی آتش افروز صندلان شاہ سے کہنے لگی او چھوکرے اب
اس سے کلام نہ کر یہ کبھی طلسم کشا وغیرہ کو تجھے نہ دیگا یہ کہکے گلدستہ سحر دم کرکے عمرو ثانی پر مارا

ادھر صندلان شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین لباس رنگین پہنے ہوے اسباب سحر لیے ہوے پیدا ہوئی سامنے صندلان شاہ کے آ کے عرض کرنے لگی اے بادشاہ ذیجاہ اسوقت اس کنیز کو حضور نے کیون یاد کیا ہے خیر تو ہے کس دشمن سخت سے لڑنے کا ارادہ ہے کہ مجکو واسطے اُسکے طلب کیا ہے لیجیے یہ اسباب سحر موجود ہے صندلان شاہ نے اُس سے اسباب سحر لیکر کہا اے گل اندام جادو غضب ہوا کہ عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی نے بمکر و فریب مجھ سے کہا کہ طلسم کشا کو قتل نہ کرو مین خداوندون کے پاس لیے روانہ کیے دیتا ہون چونکہ وہ بصورت لقمان ثانی بنکر یہان آیا مین اُسکے فریب مین آگیا طلسم کشا کو اُسکے حوالے کر دیا سوا اُسکے اور بھی اس عیار نے بہت سی مکر کی باتین کی ہین وہ سب باتین اسی وقت کیا کہون اب تو چاہتا ہون عیار مذکور کو بزور سحر ہلاک کرونگا گل اندام جادو تو زمین مین سما گئی صندلان شاہ نے ایک ترنج لیکر اُسپر سحر دم کرکے عمرو ثانی کے تخت پر مارا اُس کا ترنج مارنا تھا کہ چند ساحرون نے برابر نارنج و ترنج اور گولے وغیرہ سحر کرکے خواجہ عمرو ثانی پر مارے چند ہزار ہا ساحرون نے سحر کیا لیکن کسی ساحر کا سحر کارگر نہوا جو ترنج یا گلدستہ سحر یا گولہ فولادی یا کارد سحر یا آتش بار ای یا ہار قلفل عمرو ثانی پر سحر کرکے مارے وہ سب قریب تخت عمرو ثانی کے جاکر گر پڑے ملکہ آتش افروز جادو اور صندلان شاہ وغیرہ یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے کہ آج کیا سبب ہے جو ہمارے سحر مین اثر نہین ہوتا ہے کہ عمرو ثانی پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہے شاید سحر پڑھنے مین ہمسے کچھ غلطی ہوئی ہے کہ جسکی وجہ سے سحر نے تاثیر حریف پر نہ کی اب اچھی طرح سے سحر صحیح پڑھکر اسباب سحر پر دم کرین گے اور عمرو ثانی پر لگائین گے یہ خیال کرکے پھر ایک ساحر نامی و نامور نے سحر پڑھکر اسباب سحر کو دم کرکے کسی نے گولہ مارا کسی نے گلدستہ مارا کسی نے نارنج کسی نے ترنج لگایا لیکن عمرو ثانی کو کسی کے سحر سے کچھ ضرر نہوا وہ بصورت لقمان ثانی اُسی طرح تخت پر بیٹھا رہا اور ہنسا کیا صندلان شاہ سحر کرتے کرتے حیران ہوگیا ملکہ آتش افروز بھی بہت سے گلدستے اپنی انگشت کے خون سے تر کرکے سحر دم کرکے لگا چکی اور ساحران نامی وغیر نامی بھی سیکڑون بلکہ ہزارون سحر کر چکے اور سامری و جمشید کو پکار چکے لیکن کوئی سحر کسی کا عمرو ثانی پر کارگر نہوا آخر کار سب ساحر سحر کرکے تھک گئے مگر عمرو ثانی بدستور اُسی طور سے اپنے تخت پر بیٹھا رہا اور یہ کہا کیا کہ اے صندلان شاہ دیکھون تم اور تمہاری نانی ملکہ آتش افروز اور یہ ہزار ہا ساحر کب تک مجھپر سحر کرتے ہین اور سحر کرنے سے کیا نفع پاتے ہین مین اسی واسطے بیٹھا ہوا ہون کہ تم سب کو عاجز کرلون تو خود تمپر کوئی سحر کرون صندلان شاہ اس جنگ مین تقریر عمرو ثانی کی سنکے اور نہایت غضبناک ہوکے پھر خود بھی سحر کرتا تھا اور سب ساحرون سے سحر کرنے کی تاکید کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے صندلان شاہ اور ملکہ آتش افروز اور ہزار ہا ساحرون نے پہر بھر تک پے در پے اسقدر اشیاے سحر عجائب مانند نارنج و ترنج اور گولون اور گلدستون وغیرہ کے عیاران مذکور پر لگائین

کر گرد تخت عمرو ثانی کے گولون اور نارنج و ترنج وغیرہ کے اونچے اونچے ڈھیر ہوگئے تھے
اور سب ساحر اس طرح اسباب سحر سحر کرکے عیاران مندرجہ بالا پر مارتے تھے دیکھنے
والون کو ثابت ہوتا تھا کہ گویا مینہ برس رہا ہے جب ہزارہا ساحرون کے سحر سے اور خود
صندلان شاہ کے سحر ہاے سخت سے عمرو ثانی کو کچھ ضرر نہ پہونچا تو عاجز و مجبور ہوکر صندلان
شاہ نے جملہ ساحرون کو حکم دیا کہ اب تم لوگ سحر نہ کرو ترسول اور پیشول سے یکبارگی
حملہ کرکے عمرو ثانی اور اُس کے ہمراہی عیارون کو گرفتار کرلو یہ حکم شاہ مذکور کا تمام ساحران
نابکار سننے پاے کے حسب الحکم حملہ آور ہوے اُسوقت عمرو ثانی نے دیوون سے کہا ہمارا
تخت اب زمین سے اُٹھاؤ دیوون نے یہ حکم پاتے ہی تخت اُٹھایا ساحرون نے
چاہا کہ اندر منڈھی کے جاکر پانچون عیاران مذکور کو پکڑ لین جو ساحر منڈھی کے سایہ مین
آیا اول تو سحر بھول گیا دوسرے اُلٹا ہوکے منڈھی مین لٹک گیا ساحران نابکار یہ
حال دیکھکر گھبرائے دل مین کہنے لگے یہ منڈھی کس قیامت کی ہے کہ جو ساحر اندر منڈھی کے
جاتا ہے وہ منڈھی مین اُلٹا ہوکے لٹک جاتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی ساحر زبردست ہے
اور یہ منڈھی بھی اسکی ایک اسکا سحر سخت ہے جب ہی تو ساحرون کا یہ حال ہوا ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے
ساحران نابکار حملہ کرنے سے کچھ رُکے صندلان شاہ نے اور ملکہ آتش افروز نے ان
سب ساحرون سے کہا تم کیسے جوانمرد ہو کہ پانچ آدمیون کو باوجود ہزارون ساحر ہوکے
گرفتار نہین کر سکتے ہو جاے شرم و حیا ہے کہ خوف سے حملہ نہین کرتے ہو کھڑے ہوے ہو
یہ گفتگو انکی سنکے پھر جملہ ساحرون نے یکبارگی حملہ کیا جب ہزارہا ساحران نابکار زمین سے
بلند ہوکے گرد تخت کے آگئے دیوون نے انہین سے کچھ ساحرون کو پکڑ پکڑ کر کھانا شروع کیا
جب اسطور سے ساحران نابکار ہلاک ہونے لگے انکے مرنے سے تاریکی پیدا ہونے لگی پھر انکے
سحر نے انکے نام سے آواز اسطرح دینے لگے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم ہمین مارا اور ہلاک
کیا ہمکو نام ہمارا خونخوار جادو و شہباز جادو و گلنار جادو و عقاب جادو تھا صندلان شاہ
انکے مرنے سے متحیر ہوکے ملکہ آتش افروز جادو اپنی نانی سے کہنے لگا آپ سنتی ہین کہ ساحرون کے
مرنیکی آوازین چلی آتی ہین نہین معلوم انکو کسنے مارا ہے عمرو ثانی اور اسکے ہمراہی عیار منڈھی مین بیٹھے
ہوے ہین دست و پا بھی نہین ہلاتے ہین اُسنے کہا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی کے ساتھ
بھی سپاہ ہے وہ مردم سپاہ ایسے ہین کہ ہمین نظر نہین آتے ہین تعجب نہین کہ دیو ہون یا جن ہون بھلا
دیو اور جنون سے تیری فوج کے ساحر کیا لڑینگے اور تو کیا لڑیگا اور مین کیا لڑونگی کیونکہ
جب وہ دکھائی ہی نہین دیتے ہین تو کوئی اُنپر کیا سحر کرے کیا غضب ہے کہ وہ تو سب کو
دیکھتے ہین اور جس ساحر یا غیر ساحر کو چاہتے ہین ہلاک کرتے ہین اور ہم مین سے
کوئی شخص اُنہین دیکھ ہی نہین سکتا ہے بس میرے نزدیک تو یہ لڑائی اچھی نہین ہے اور
سے مجھے تردد یہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی دیو یا جن مجھے اُٹھا کے کھا جائے تو غضب ہو جائے بس
ایسی لڑائی سے درگذر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب خواجہ عمرو ثانی کو نہ روکنا

چاہیے کیونکہ اسکے ہمراہ ضرور ہی فوج دیو وجن کی ہو وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی ہے اسی فوج کے بھروسے پر
عمرو ثانی ڈرتا نہیں ہے ہزار لاکھ ساحروں میں گھر جانے سے پریشان خاطر نہیں ہوتا ہے اگر اسکے ہمراہ محض سپاہ ہند کو ہوتی
تو اب تک یہاں سے بھاگ جاتا سوا اسکے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہیں کرتا ہے خصوص تیرا سحر اور میرا
سحر تو وہ سحر ہے کہ اگر بجائے عمرو ثانی افراسیاب یا ملکہ آفات چار دست وغیرہ ساحران نامی ہوتے تو وہ
بھی مبتلائے سحر ہو جاتے مگر حیرت ہے کہ تیرا سحر اور مجھ ایسی ساحرہ کا سحر اسپر کچھ بھی اثر نہیں کرتا ہے ہو نہ ہو کہ اسکے یہاں
سے چلا جانے دے یہ ایک بلا ہے کہ بھی نہیں معلوم انجام جنگ کیا ہو یہ تیرا لشکر ساحران اور تو اور میں اسکی
سپاہ کے ہاتھ سے جانبر ہوں یا نہوں صندلال شاہ نے موافق کہنے اپنی نانی کے اپنے لشکر کے ساحروں
سے بآواز بلند کہا اے ساحران سپاہ ما یہ دولت اب عمرو ثانی کے گرد سے ہٹ جاؤ ہرگز قریب اسکے نہ جاؤ
حسب الحکم جملہ ساحر ہٹ گئے عمرو ثانی نے صندلال شاہ سے پکار کر کہا او نابکار آخر ناچار ہو کے جنگ سے
باز آیا مجھکو بند روک سکا کچھ ہرج نہیں دیکھی لڑ نہ سکا خیر اگر تو نہیں لڑتا ہے اور جنگ سے عاجز آیا ہے تو اب میں
جاتا ہوں یہ کہکے کہا ہمارا تخت اس طرف لے چلو دیو اسی طرف تخت لے چلے ملکہ آفت افروز تو عمرو ثانی کے کہیں چلے
جانے سے خوش ہو کے صندلال شاہ سے کہنے لگی کہ او چھوکرے اب یہاں سے اپنی دار الامارۃ کی طرف جا
طلسم کشا کے قتل نہونے کا اور ساحروں کے ہلاک ہونے کا کچھ رنج نہ کر اگر عمرو ثانی طلسم کشا کو لیگیا ہے تو کیا اندیشہ
ہے کہ جو طلسمی تو پاس تیرے ہی لوح طلسم کے طلسم کشا کیا کر سکتا ہے لوح طلسم کو ایسی احتیاط رکھنا کہ طلسم کشا کو ملے
سوا اسکے اب جو کوئی کام کرنا سمجھ کر کرنا مجھسے ہر کام میں مشورہ کر لینا صندلال شاہ نے کہا جو کچھ آپنے کہا ہے
ایسا ہی کرونگا لیکن مجھے بہت رنج وافسوس ہے کہ عمرو ثانی طلسم کشا کو اور ساحران نامی کو زنبیل میں ڈالکر لیگیا
بہت ساحروں کو اسکی فوج نے ہلاک کیا مجھسے کچھ نہ ہو سکا ملکہ آفت افروز نے جواب دیا کہ فکر کرنا بیجا ہے واقعہ
یہ بلائے بد اکتفا کر کے چلی گئی تیری جان بچی لوح طلسم تیرے پاس رہی مجھکو تیری جان جانے کا اندیشہ تھا
چند ساعتیں سخت تشویش خیر جو ہونا تھا وہ ہوا بالقول شخصے بلا رسیدہ بود بلا تے ولے بخیر گذشت تو زندہ
رہا مجھکو اسکی خوشی ہوئی تو بھی خوش ہو مطلق رنج نہ کر یہ کہکے وہ اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی صندلال
شاہ جملہ ساحروں کو ہمراہ لیکر اپنی دار الامارۃ کی جانب روانہ ہوا لیکن عمرو ثانی جنگگاہ سے خوش وخرم روانہ
ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مسمی صحرائے سمرور افزا میں ہو کر دیوؤں سے کہا تخت اس صحرا میں اتارو انہوں نے
تخت کو بلندی سے اتار کے زمین صحرائے سبزہ زار پر رکھدیا عمرو ثانی نے دیوؤں سے کہا ہم تم کو ایک خط
لکھ دیتے ہیں تم یہاں سے جا کے ملکہ قریشہ ثانی کو دیدینا یہ کہکے زنبیل سے قلم کاغذ دوات نکال کے بعد
لکھنے القاب ملکہ قریشہ ثانی کے یہ عبارت تحریر کی کہ میں آپ سے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا تھا عجب اتفاق دیو راہ بھول گئے اور تخت اٹھائے ہوئے جانب شہر صندل چلے آئے تھے ہنوز دیو
تخت لیے جاتے تھے کہ میں نے دور سے ایک صحرا میں ہزارہا ساحروں کی جمعیت دیکھی اور زیر تیغ شاہزادہ
رستم ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت افسوس کرکے لقمان ثانی کی صورت بنکے مجمع ساحران مذکور میں جا کے ایسی
عیاری کی کہ شاہزادہ رستم ثانی کو ان ساحروں سے لے لیا اور کئی سو ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا پھر لڑائی
میں بہت سے ساحر ہلاک ہوئے آخر کار ساحر لڑنے سے عاجز ہوئے مجھے جانیکا راستہ دیا میں نے صحرائے
سمرور افزا میں آکے دیوؤں کو یہ پرچہ قرطاس دیکر رخصت کیا اب کچھ ان دیوؤں کو بجبر مراہ بھول جانے کے

سزا اندیجیے گا کیونکہ کچھ انکی خطا نہین ہے منظور خدا ایسی تھا کہ دیوار ہ ہو کر مجھے ایسی جگہ بیجائین جہان شاہزادہ
رستم ثانی زیر تیغ بیٹھا ہوا اور مین اُسے دیکھکر عیاری کر کے اُسکی جان اُسکے دشمنون سے بچاؤن یہ عبارت
رقم کر کے تسلیم بجا لا ثمرہ عبارت لکھ کر اپنا نام بھی درج کر کے قرطاس کو ملفوف کر کے سرنامہ تحریر کر کے اُسپر مہر
اپنی کر کے دیوون کے حوالے کیا وہ پرچۂ قرطاس مذکور لیکر جانب کوہ قاف روانہ ہوے بعد جانے دیوون
کے عمرو ثانی نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا ای دا داجان شاہزادہ رستم ثانی کو مجھے دیدیجیے کہ اب اُنکا نکالنا
زنبیل سے مجھے منظور ہے تا ظاہر ہین دشمن تو بخوبی آگاہ ہین کہ دادا پوتے کے کہنے پر عمل کیا کرتے ہین فی الفور
شاہزادہ رستم ثانی کو دادا نے پوتے کے سامنے کیا عمرو ثانی نے شاہزادۂ موصوف کو زنبیل سے نکالکر
بیہوشی دفع کر کے کہا ای شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ مین وہی لقمان ثانی ہون ایک مرتبہ تمنے مجھکو روبرو
صندل لال شاہ مجوسی ساحران مین دیکھا تھا اب مین تمکو سمجھاتا ہون کہ طلسم کشائی سے باز آؤ اپنے لشکر مین چلے جاؤ
میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاؤگے مین تمکو حکم صندل لال شاہ سزاے سخت دونگا شاہزادہ نے جواب دیا ای
لقمان ثانی تم کیا بیہودہ باتین کرتے ہو حکیم ہوکر واہیات باتین کرتے ہو تمکو تو ایسی باتین کرنا مناسب نہین
مین نے اس وقت غصہ کو ضبط کیا تمھارا پاس و لحاظ کیا اگر ایسی باتین مجھسے اور کوئی کرتا تو اسی وقت اسکو
ہلاک کرتا تم مجھسے کہتے ہو کہ لشکر اسلام مین جاؤ طلسم کشائی سے باز آؤ ورنہ پچھتاؤگے سزا پاؤگے
بھلا اب مین بغیر فتح کیے ہوے اور توڑے ہوے طلسم کے کیا جا سکتا ہون ہرگز ہرگز لشکر اسلام مین
اپنی نجاؤنگا اور تم مجھکو کیا سزا دوگے تم مین ذرا بھی قوت نہین ہے بوجہ کبر سنی کے قریب المرگ ہو اگر ابھی
تمھاری کلائی پکڑ لون تو ابھی روح تمھارے تن سے نکل جائے کچھ تمھاری حکمت کام آوے
حکیم صاحب مذکور نے بظاہر برہم ہو کے کہا ای رستم ثانی کیا مجال تمھاری کہ تم مجھکو ہاتھ لگا سکو کلائی پکڑنا
پکڑ سکو کہ مین ضعیف ہون مگر مجھے قوت مین سوا ہو گئی مین حکیم حاذق ہون ادویہ کے استعمال سے مجھ مین وہ قوت
ہے کہ تم مین بھی نہوگی تم اپنے زور بازو پر بہت رسانہ کرو تمھاری قوت میری طاقت کے آگے کچھ بھی نہین ہے اگر مین
چاہون تو ابھی اسی جگہ تمکو گرا دون اور تم مجھسے کلام تقصیر کر [illegible] عجز و انکسار نہین کرتے ہو یا زر کثیر جان
بچا نہین پہچانتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمہین کچھ سزا نہ دون اور چھوڑ دون یا تو مانو تمھارا ہون اور غلامون کے
[illegible] لیتے مجھے کہو کہ حکیم صاحب تم مجھے چھوڑ دیجیے سزا نہ دیجیے یا زر کثیر ابھی دو یا لکھ دو اس مضمون کا کہ بعد
طلسم توڑنے کے جو خزانہ مال و اسباب طلسم کا ہین تمکو دونگا اور پھر دینے مین عذر و حیلہ نکرونگا تو مین تمھین چھوڑ دون
صندل لال شاہ سے بھی ڈرون خلاف اُسکے حکم کے عمل کرون رستم ثانی نے برہم ہو کے جواب دیا اگر مین
تم سے کم قوت ہوتا تو تمھارے خوف سے تمسے عجز کرتا یا زر کثیر دینے کا اقرار کرتا مین عنایت خدا سے تو تن
رفتار رستم پیلتن و اسفندیار ہون کیون ڈرون اور تمھارے کہنے پر عمل کرون ہان تم عجز و انکسار سے
[illegible] اگر طلب کرو تو البتہ کچھ مال و اسباب طلسم سے تمھین بھی دینے کا وعدہ کرون حکیم صاحب نے بظاہر برہم ہو کے
کہا خاموش مجھسے اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ ابھی اپنی حکمت سے وہ تدبیر کرونگا کہ تم جان بر نہوگے جب
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی نقلی کی یہ تقریر سنی اسقدر غصہ آیا کہ ضبط نہو سکا فوراً ہاتھ بڑھا کر
لقمان ثانی کی کلائی پکڑ کر چاہا تھا کہ دبا کر ہاتھ توڑ ڈالون ناگاہ حکیم صاحب مذکور نے گھبرا کر کہا ذرا دیکھ کر اور پہچان کر
ہاتھ توڑنے کا ارادہ کرو مین عمرو ثانی ہون لقمان ثانی کی صورت بنکر عیاری کر کے صندل لال شاہ کو فریب

دیکر

دیے کے ساحرون سے کچھ خوف نکرکے اپنی جان کا خیال نکرکے مجھین قتل ہونے سے بچاکے یہان لایا ہون
عوض اس نیکی و احسان کے تم میرا ہاتھ توڑے ڈالتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سُن کے جلد ہاتھ
چھوڑکے بعد تسلیم کرنے کے یون عذر ناواقفیت کا کیا کہ آپ نے بہت مجھپر احسان کیا مجھے قتل ہونے سے بچایا مین نے
مطلق آپ کو نہین پہچانا تھا معاف فرمائیگا عمرو ثانی نے بصورت اصلی ہوکر کہا تمھارے رہا کرنے مین میرا
زرکثیر صرف ہوا ہے سوائے صرف زرکثیر کے مہاجنون کے کئی صندوقچے جواہر کے کہ میرے پاس امانت سپرد تھے
ساحرون کے ہجوم کرنے سے جنگ مین حالت اضطراب مین کہین گرگئے اب جو وہ مجھسے طلب کرینگے
تو انھین کیا دونگا تم جانتے ہو کہ مرد محتاج ہون ایک کوڑی بھی پاس نہین رکھتا ہون تمنے فقط اتنا کہدیا کہ
آپنے احسان کیا اس سے کیا ہوتا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے مسکراکر کہا مین آپکی باتون سے خوب آگاہ
ہون خیر مطلب آپکا مین سمجھ گیا انشاء اللہ تعالے بعد توڑنے طلسم کے مال و اسباب طلسم سے کچھ آپ کی
بھی خدمت مین حاضر کرونگا عمرو ثانی نے کہا تعداد قیمت مال و اسباب معین کرکے ایک رقعہ لکھ دو کہ وقت پر
کام آئے شاہزادے نے ہنسکر رقعہ حسب دلخواہ عمرو ثانی لکھ دیا خواجہ رقعہ لیکر خوش ہوے شاہزادہ نے
پوچھا آپکا اس طرف تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو ثانی نے کہا یہ قصہ طول و طویل ہے مفصل تو کیا کہون لیکن مختصر
کہتا ہون کہ مین ہمراہ رکاب حمزہ ثانی کوہ شفق صحراے ظلمت سے جانب کوہ بیجاصع تمامی لشکر اسلام
کے گیا تھا وہان ضحاک ریش دراز نائب خداوند تمثال آئینہ رو نے میلہ کیا تھا سلاطین کفار اور مردان
میدان اُس میلہ مین آئے تھے جب امیر ثانی تعاقب مین لاجورد شاہ و صلصال کے میلہ مین ہو پہنچے
ضحاک ریش دراز مذکور کو خبر ہوئی کہ اُسنے چاہا کہ ہمالوگون کے حال سے اپنے خداوند کو آگاہ کرے چنانچہ اُسنے
ایسا ہی کیا وہان سے خداوند نے کئی نقابدار روانہ کیے اور کہلا بھیجا کہ انکو ہمنے روانہ کیا ہے یہ ہماری قدرت کا
مسلمانون کو تماشا دکھائینگے اہل اسلام سے کہو کہ شریک میلہ ہو کے تماشا ہماری قدرت کا دیکھیں اور
قائل ہماری خداوندی کے ہون غرض میلہ ہوا اور عجائب غرائب سحر کے بھی انھون نے دکھائے جسسے اعتقاد مین فرق آگیا انکا اہل کفر
حیران ہوئے لیکن قائل اُس نابکار خداوند کی خداوندی کے نہوئے تب کلمات نسبت تمثال آئینہ رو بلند
کہے ضحاک کو غصہ آیا چارون عیار کہ فن عیاری سے اچھی طرح واقف نہین بہ عیاری کرنے گئے تھے لیکن ان کو
قید کیا اور ایسا کچھ انکو کھلایا اور ایسا کچھ انھون نے دیکھا کہ انکے بھی اعتقاد دین مین خلل سے ہو کر فرق آگیا مینے بعد
انکے جاکر عیاری کی میلہ بھی انتہا کو پہنچا ہوا ضحاک مذکور نے اسم اعظم امیر کا بند کرکے اُنکو بھی قید کیا
لشکر اسلام کو بھی وہ حصار تحریر مین کرلیا بعد مجھکو اور امیر ثانی کو تخت پر ڈالکر تخت پہونچاکر تمثال آئینہ رو
کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا یا اور کہین ہمین لے جاتا اور قتل کرتا یا قید کرنے کے عزم
کیا تھا کہ بقدرت پروردگار اُسی وقت گذر اُس طرف سے ملکہ قریشہ ثانی کا ہوا اُسنے دو چار دیو دلیرون
کو حکم دیا کہ اس ساحر نابکار کو پکڑ کر چیر پھاڑ کر ڈالو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے پاس لے آؤ
دیو دلیرون نے ایسا ہی کیا اور بعد مرنے ضحاک کے تماشا ہے کہ لشکر اسلام پر سے سحر اتر گیا تھا اور وہ حصار سحری
دفع ہو گیا تھا ان عیارون پر سے اور مجھپر سے اور امیر ثانی پر سے بھی سحر اُس کا دفع ہو گیا تھا اسم اعظم امیر کا
رہا ہو گیا تھا لیکن مین اور یہ چارون عیار بد اعتقاد و ذلیل اسلئے تھے اپنے ہوش و حواس مین نہ تھے ملکہ
قریشہ ثانی بعد ہلاک ہونے ضحاک ریش دراز کے امیر ثانی کو اور مجھے پرستان مین لے گئی تھین امیر

ثانی کو تو چند روز پرستان میں رکھکر اپنے لشکر میں اسی مقام پر میلے کے کوہ قاف اور پرستان میں چلی آئی تھیں لیکن میرے
بوجہ دیوانہ ہونیکے پرستان میں نہیں رہ سکتا تو لیشہ ثانی نے مجھے لشکر اسلام میں جانے دیا تھا جب حشمت و دیوانگی
و بد اعتقادی میری آپ دور ہوا اور میں پرستان سے دفع ہوئی مجبور ہو کر وہ از راہ عنایت مہربانی مجھکو ایک درویش مسمی
فغفور لوریہ نشین کے پاس لیگئیں یقین انکی دعا اور پانی پڑھکر دینے سے مجھکو صحت تمام ہوئی وہ بد اعتقادی بھی
جاتی رہی میں صحیح ہو کر اور راہ راست پر آکے ان عیاروں کو بذریعہ دیو دوم پرستان میں بلاکر انکے واسطے بھی ملکہ قرلیشہ ثانی
سے کہا وہ پھر اسی درویش کے پاس لیگئیں اُسنے انپر بھی دعائیں پڑھکر دم کیں اور پانی پر کچھ اسماے الٰہی پڑھکر دم کرکے انکے
پینے کو دیا اس پانی کے پینے سے اور برکت دعاے درویش مذکور سے انکو بھی صحت ہوئی لہذا انکی صحت کے بعد میں انکو ہمراہ لیکر
ملکہ قرلیشہ ثانی سے رخصت ہو کے لشکر کی طرف جاتا تھا بقدرت خدا دیو راستہ بھول کر مجھے اس طرف
لے آئے اور جہان تم زیر تیغ بیٹھے تھے میں نے تمکو یہان کے صندلال شاہ کی بزم میں جاکے باتین مکر و
فریب کی کرکے تمکو اس سے نکلے داخل زنبیل کر لیا تھا اور ساڑھے چارسو ساحران نامی کو بھی میں نے
مکر و فریب داخل زنبیل کیا پھر میرا ارادہ تھا کہ لوح طلسمی لیکے صندلال شاہ کو بھی داخل زنبیل کرون
ناگاہ اسکی نانی ملکہ آتش افروز نے بذریعہ اوراق جمشیدی میرے حال عیاری سے آگاہ ہو کے وہان آئی اُس
نے صندلال شاہ کو لوح دیدی اور کہا یہ لقمان ثانی نہیں ہے بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی کا ہے اسکے
آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساحروں سے کہا عمرو ثانی وغیرہ عیاروں کو سحر میں مبتلا کرکے گرفتار کرو ہزارہا
ساحروں نے بموجب اُسکے حکم کے مجھپر سحر کیے صندلال شاہ اور اسکی نانی نے بھی بہت سے متواتر سحر
کیے مگر اسی منڈھی کے سایہ میں ہونے کے باعث کسی کا سحر مجھپر اثر نکیا پھر حکم صندلال شاہ سے ساحرون
نے چاہا کہ سحر کرنے سے باز رہ کر ہجوم کرکے مجھے پکڑلین اس تدبیر میں بھی وہ کامیاب نہوسکے جو
ساحر اس منڈھی کے سایہ میں آیا وہ الٹا ٹنگ گیا دیکھیے وہی ساحر ہین جو ابتک تمہارے سامنے
اس منڈھی میں ٹنگے ہوے ہین جب ہجوم کرنے سے بھی ساحران نابکار مجھے گرفتار نکر سکے اور دیوون
میں نے کہا کہ ان ساحرون کو ہٹا دو اور کھاؤ انھون نے انکو اٹھا اٹھا کے کھانا شروع کیا صندلال شاہ
ساحرون کے غائب ہونے سے اور انکے مرنے سے اور مارنیوالا انکا دکھائی نہ دینے سے نہایت
حیران ہوا اس وقت اسکی نانی نے کہا اب عمرو ثانی کو شاید کوئی یہان سے چلا بھی جانے دو
ورنہ تمام ساحر غائب ہو جاینگے کیونکہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ فوج دیوون اور جنون کی ہے وہ ساحرون
کو کھا لیتی ہے یا قتل کرتی ہے ہمیں دیو جن نظر نہیں آتے ہیں صندلال شاہ نے اپنی نانی کے کہنے سے ساحرون
سے کہا ہٹ جاؤ عمرو ثانی کو نہ روکو جانے دو حسب الحکم سب ساحر ہٹ گئے میں وہان سے یہان آیا
دیوون کو رخصت کرکے تمھین زنبیل سے نکالا جو کچھ حال میرے یہانتک آنے کا تھا وہ مین نے بیان
کر دیا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی عمرو ثانی کی گفتگو سنکے کہہ رہا تھا کہ آپ نے کیا اچھی عیاری کی کہ مجھے
کیا کیا تعریفین آپ کی بیجا ہے زبان آپکی تعریف کرنے مین قاصر ہے ناگاہ سامنے سے خورشید روشن دل
مع اپنے فرزند و ارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر کے بحشم و حشم پیدا ہوا عمرو ثانی خورشید
روشن دل کو ہمراہ سپاہ کثیر آتے دیکھکر خائف ہو کر کہنے لگا نہیں معلوم یہ کون ادھر آتا ہے ہمارے
دوستون میں سے ہے یا دشمنون میں سے ہے شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھکر کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے

یہ ایک بادشاہ ہی نام اسکا خورشید روشن دل ہی ہمارا دوست ہی شاید ہماری ملاقات کے واسطے آتا ہی ابھی شاہزادہ یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل آپہونچا شاہزادہ کو دیکھکر خوش ہوا مزاج پوچھا شاہزادہ نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کر کے عمرو ثانی کی طرف اشارہ کر کے کہا انھون نے مجھکو دشمنون کے ہاتھ سے رہا کیا اگر یہ وہان آکے عیاری نکرتے تو کیا عجب کہ مین جانبر نہوتا خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو حکم خیام و بارگاہ استادہ کرنے کا دیکر شاہزادہ سے کہا مین آپ کے حال پر ملال سے آگاہ تھا لیکن مجھکو میرے علم سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ مدد شاہزادہ ذبیجاہ کی کوئی انکا دوست ضرور آکے کرے گا یہانتک کہ قتل ہونے سے بچا لیگا اسی وجہ سے نہ تو مین نے اپنے کسی ملازم ساحر کو برائے مدد روانہ کیا نہ مین خود آیا الحمد للہ کہ جو مجھکو میرے علم سے ثابت ہوا تھا وہی ہوا اس وقت مین نے پھر اپنے علم سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی نے آپ کو زنبیل سے نکالا ہی باہم باتین ہو رہی ہین جب یہ خبر بذریعہ اپنے علم کے معلوم ہوا واسطے تہنیت رہائی و حیات بری و ملاقات کے مین یہان آیا ہون خورشید روشن دل شاہزادہ رستم ثانی سے باتین کر رہا تھا کہ ملازمان مذکور نے بتعجیل تمام بارگاہ و خیام استادہ و برپا کیں فراشون نے بعجلت تمام فرش کر دیا اکثر ملازمون نے تخت و کرسیان اور دنگل بارگاہ مین بچھا دیے پھر روبرو خورشید روشن دل کے آکے دست بستہ عرض کیا حضور بارگاہ و خیام استادہ ہو چکے فرش بھی کر دیا گیا تخت و کرسیان اور دنگل ساتھ قرینے کے بچھا دیے گئے اب اگر مناسب و منظور طبع والا ہو تو بارگاہ مین تشریف رکھیے خورشید روشن دل اپنے ملازمونکی گفتگو سن کے شاہزادہ رستم ثانی اور عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اب بارگاہ مین چلکے بیٹھیے وہان باطمینان تمام باتین کرینگے عمرو ثانی نے اُن ساحرون کو جو منڈھی مین لٹکے ہوے تھے ہدایت دین اسلام کی اُنھون نے کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ ہمکو رہا کر دین ہم بالفعل مطیع اسلام ہوتے ہین کیونکہ ابھی ہمکو ہمراہ شاہزادہ کے اعدائے شاہزادہ ذبیجاہ سے لڑنا ہی عمرو ثانی نے اُنکی پشیمانیان دیکھکر اُنکو رہا کیا وہ سب رہا ہو کے قدم شاہزادہ اور عمرو ثانی پر گرے شاہزادہ اور عمرو ثانی نے اُنکے سرون کو اپنے اپنے قدمون سے اُٹھایا اور بہت عنایت و مہربانی کی بعد اسکے عمرو ثانی نے منڈھی کو مع تختہ نذر زنبیل کیا پھر چالاک و برق و سیارہ و قران سے کہا تم کبتک اس صورت سے بیٹھے رہوگے شکلین اپنی تبدیل کرو صورت اصلی اپنی دکھاؤ اُنھون نے اپنی شکلین اصلی سبکو دکھائین شاہزادہ چارون عیارون کا سلام لیکر اُنھین دیکھکر خوش ہوا بعد اسکے عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو ہمراہ لیکر خورشید روشن دل کے ساتھ بارگاہ مین گیا خورشید روشن دل تو تخت جواہر نگار پر بیٹھا شاہزادہ دنگل پر قریب تخت کے بیٹھا ارکان سلطنت و اعیان مملکت و دیگر ساحران نامی خورشید روشن دل کے علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے فرزند خورشید روشن دل کا اپنے پدر کے پہلو مین ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھا عمرو ثانی اور چالاک و برق وغیرہ بھی موافق اپنی اپنی لیاقت کے بارگاہ مین بیٹھے اس وقت خورشید روشن دل نے ساقیون کو طلب کیا اور حکم کیا کہ تو آتے ساقیون کے اور شراب پلانے کے نازنینان خوبرو مع اپنے سازندون کے ہمارے روبرو حاضر ہو کے رقص و نغمہ کرین کیونکہ اس وقت ہمارا دل خوش ہے یہ شاہزادہ ذبیجاہ دشمنون کے ہاتھ سے بعنایت الٰہی و بعیاری عمرو ثانی رہا و جانبر ہوا ہی ملازم کارندہ ہو کے

پہلے ساقیان خوبرو کشتیان بادہ گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر بارگاہ مین آئے اور شیشہ ہاے مے سے جام وساغر بلورین مین شراب ناب انڈیل کر جام بھر بھر کر خورشید روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعمر وشانی و جملہ اشخاص حاضرین بارگاہ کو دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے اور گزک کباب وغیرہ سے بھی لطف اٹھا چکے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی اور دیگر لوازم قابین اور تشتریان گزک کی اٹھا کر لے گئے بعد اسکے حکم سے خورشید روشن دل کے ایک رقاصہ نہایت حسین وخوش گلو لباس رنگین اور پیشواز زرین پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین بناز وانداز حاضر ہوئی پہلے اسنے بادشاہ خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو بناز وادا اسلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو انھون نے حسب دلخواہ ہر ایک ساز درست کیا اور بجایا رقاصہ کھڑی ہوئی روبرو شاہزادہ خورشید روشن دل کے رقص کرنے لگی جملہ صغار وکبار ناچ اسکا دیکھنے لگے جو نوجوان وکمسن بارگاہ مین بیٹھے تھے وہ اس رقاصہ کی صورت زیبا اور رقص اسکا دیکھکر تعریف بجاے خود زیادہ کرتے تھے اور اسکے حسن پر مائل تھے وہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ دیکھنے والون کے دل ٹھوکرون سے اپنی پامال کرتی تھی جب وہ رقاصہ رقص کرچکی ٹھہر کے اس نے یہ غزل شروع کی

غزل

کیا عاشقی کے فن مین مجھے بھی غرور تھا
خجلت سے بدر چھپتا تھا بدلی مین رات کو
تقدیر اب جو ملگئی مجھے قصور تھا
گستاخ خود کیا ہی تو پھر اسکا کیا گلا
دل مین خیال جام شراب طہور تھا
دربان کبھی نہ اسے محبت کو روکتے

کھانے مین کچھ مزا نہ سنگ یار کو ملا
شاید تمھارے ہاتھ مین جام بلور تھا
زینت مرے مزار کی ہوجاتی بعد مرگ
بوسہ جو لے لیا تو مرا کیا قصور تھا
آیا تھا عشق خانہ دل مین جو میہمان
کوئی تو رات کو ترے گھر مین ضرور تھا

جوبن پہ ناز آپ کو جب اے حضور تھا
ایسا ہی استخوان مرا چور چور تھا
گر جانتے برا تو نکرتے سوال وصل
دو پھول تمکو آکے چڑھانا ضرور تھا
ظاہر مین ہم تو حضرت زاہد نے پی مگر
اے دردیاس شراب ابھی ہونا ضرور تھا

کہ اہل بارگاہ سننے لگے اشعار غزل اور اسکی خوش گلوئی ومعلومات علم موسیقی کی اپنے دلون مین ثنا کرنے لگے رقاصہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ گاکر جب غزل تمام کی خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اپنے ایک ملازم سے باشارہ کہا اس رقاصہ کو زرکثیر انعام مین دیکر رخصت کرو اس نے حکم کی تعمیل کی بعد جانے اس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون سے کہا اگر اور کوئی رقاصہ ہو تو اس سے کہو کہ ہمارے روبرو حاضر ہوکے رقص ونغمہ کرے ملازم نے عرض کیا نازنینان خوبرو وخوش گلو چند در چند حاضر ہین ان سے ایک رقاصہ ابھی حاضر ہوگی یہ کہکے براے طلب رقاصہ بیرون بارگاہ گئے اسی وقت محروق جادو کہ ذکر اسکا قبل ہوچکا ہے تخت سحر پر سوار ہوکے صحراے سرورافزا مین آیا پھر تخت سحر اپنا زمین پر لاکر اندرون بارگاہ تخت سے اتر کر گیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ موصوف نے اسے دیکھکر خوش ہوکے سلام لیکر پوچھا اسوقت یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا اسنے عرض کیا مین نے سنا کہ آپ صحراے سرورافزا مین تشریف فرما ہین شاہزادہ کی رہائی کی خوشی مین بزم عشرت آراستہ ہی بے اختیار دل مین آیا کہ قدمبوسی حاصل کیا چاہیے پس بشوق تمام اس وقت حاضر ہوا ہون شاہزادہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا ابھی محروق جادو بیٹھا ہی تھا کہ ایک رقاصہ بہت خوبرو وکمسن تیرہ چودہ برس کی عمر زیور ولباس نفیس سے مزین مع اپنے سازندون کے اسنا زوادا سے بارگاہ مین روبرو شاہزادہ

رستم ثانی کے حاضر ہوئی کہ دیکھنے والون نے خیال کیا کہ شاید یہ پری ہی یا حور ہے کہ اسنے اپنی رفتار ہی سے
دلون کو بیچین کر دیا ہی ہنوز سب اہل بارگاہ اُس رقاصہ کے حسن وجمال کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے
خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو باقاعدہ سلام کیا بعدہ سازندون سے مخاطب ہوکر کہا ساز درست
کرو اُنھون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کیا وہ رقاصہ آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجایا
رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے لگی اہل بارگاہ اسکے رقص کو دیکھکر بہت خوش ہوے جب وہ رقص
کرچکی اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

ہوا ہر لکھتے لکھتے حال فرقت ایک پشتارہ
ٹلے یارب کہین اب جلد یہ کالی بلا سر سے
مکان یار کی جانب چلے تھے ہم کہ موت آئی
یہان بھی ضعف ایسا اُٹھ نہین سکتا ہون بستر سے
علی ہین اور رضا ساقی تو خوف تشنگی کیا ہی

ترے کوچے مین مرغ عشق ہین بے پر کاہ کی فرشتے
مرے نامہ کا لیجانا نہین ممکن کبوتر سے
ہلاک اسنے کیا دکھلا کے اپنی ابرو و خنجر کا
نہین انسان کا کچھ زور چلتا ہے مقدر سے
دل صد چاک کی ثنا صفت شانہ مین کھلتا ہو
کرینگے حشر مین سیراب مجھکو آب کوثر سے

تری ابرو نہین کم اے ستمگر مجھکو خنجر سے
نظر آتی ہے شب تاریک فرقت کی سحر ہمکو
کیا زخمی مجھے ناوک سے مژگان نے اور خنجر سے
جوہان بھی نازکی ایسی کہ جنبش ہر محال اُنکو
پریشانی مری کچھ کم نہین گیسوے دلبر سے

جملہ اہل بزم عشرت گانا اُسکا سننے
لگے وہ نازنین ایسی خوش آواز تھی کہ وقت گانے کے صدا سے خوش اُسکی سننے والون کے دلون کو کھینچتی تھی اور
اپنی طرف وہ حسین وقت گانے کے اس خوبی سے ہر ایک کو متوجہ کرتی تھی کہ وہ محو ہوجاتا تھا اُس وقت
یہ حال تھا کہ ہر اک عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا بنظر شوق رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہا تھا اور بہ عنیت
تمام گانا اُسکا سن رہا تھا ہر تان اور ہر اونچ پر اسکے ہر ایک کا دل خوش ہوجاتا تھا خورشید روشن دل
اور شاہزادہ رستم ثانی بھی بگوش دل ہر شعر غزل مذکور کا سن رہے تھے سب اپنے دل مین تعریف
اُسکی کر رہے تھے جب اُس نے غزل مندرجہ گاکر تمام کی چاہا کہ انعام لیکر رخصت ہون مگر اصرار سے اہل
بزم کے اُس نے دو تین غزلین اور گائین بعد ازان انعام کثیر لیکر بارگاہ سے باہر گئی بعد جانے اِس رقاصہ
کے خورشید روشن دل نے اور ایک رقاصہ کو طلب کیا جب اُسکے آنے مین دیر ہوئی خورشید روشن دل
عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے خواجہ ہمنے بذریعہ اخبار تمھارے اوصاف وکمال سنے تھے کبھی
نہین دیکھا تھا آج دیکھا جیسا عیاری مین کامل و اکمل سنا تھا ویسا ہی پایا کیا خوب تمنے عیاری کرکے
شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کیا ہو اور کس مکر و فریب کی باتین کرکے ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا ہی تعریف
تمھاری ہو نہین سکتی عمرو ثانی نے کہا آپ ایسے کلمات میری نسبت نفرمایئے میری عزت و آبرو بڑھاتے
ہین یہ عیاری کیا مین نے کی ہو جسکی آپ اسقدر تعریف کرتے ہین مینے ایسی ایسی عیاریان کی ہین کہ اگر آپ
اُن عیاریون کو دیکھتے اور ذکر تفصیل اُنکا سنتے تو حیرت بہت ہوتی اس عیاری کے کرنے مین میرا صرف
کیپر ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی کو عیاری کرکے لے آیا خورشید روشن دل نے کہا مین نے
سنا ہی کہ تم جناب حمزہ ثانی کے برادر مشہور ہو عمرو ثانی نے کہا اسمین کیا شک ہی جو لوگ مجھے جانتے ہین
وہ میرے رتبہ ومرتبہ سے آگاہ ہین اور جو نہین جانتے ہین وہ چار روپیہ کا ایک پیادہ مجھے جانتے ہین
بوجہ محتاج ہونے کے ناواقف میری عزت وحرمت نہین کرتے ہین سواے عیاری کے مجھے علم موسیقی
مین بھی کمال حاصل ہی ساقی گری سے بھی خوب ماہر ہون خورشید روشن دل نے مشتاق ہوکے کہا
اسوقت دل چاہتا ہی کہ کچھ بجاو کچھ گاؤ عمرو ثانی نے جواب دیا پریشان حالی مین کیا گاؤن بجاؤن شاہزادہ

رستم ثانی نے باشارہ خورشید روشن دل سے کہا یہ جناب طماع ہیں لالچ انکو زر کثیر کا اگر دیا جائے یا سامنے انکے زر وجواہر رکھ دیا جائے تو ابھی نے بجاتے ہیں خورشید روشن دل نے بقریر شاہزادہ کی جو باشارہ شاہزادہ نے کہی تھی سمجھ کر اپنے ملازمون کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا ایک کشتی مین خلعت و زر و جواہر رکھکر ساتھ طریقے کے جلد لاؤ ملازم فی الفور لیکر حاضر ہوئے خورشید روشن دل نے کہا ای خواجہ مرتبہ زیادہ تمہارا ہی گو برادر حمزہ ثانی ہو لیکن اس نذر کو کہ لائق تمہاری شان کے نہین ہے قبول کرو خواجہ خلعت و زر و جواہر لیکر خوش ہوئے اور کہنے لگے مین بھی جیسا آپ کو صاحب ہمت و قدر دان اہل کمال سنتا تھا ویسا ہی پایا بادشاہ ہون مین آپ بھی نامور بادشاہ ہین اس وقت آپنے مجھسے نے بجانے کو کہا ہی خیر آپکے ارشاد کے موافق نے بجاتا ہون یہ کہکر نے زنبیل سے نکالکر اسے درست کرکے دہن سے ملاکے یہ غزل گانے لگے غزل حسب مقام

مداح میں شعر کی ساری خدائی تھی	نزدیک تھا قریب تھا نہ دور تھا	طالب تمہارے دید کا حاضر ضرور تھا
شعلہ ہمارے قلب کا شمع طور تھا	سرگرم التفات جو قلب حضور تھا	مرنے کے بعد مرے ہوئے ہم مستفیض
کیونکر شعاع الفت حیدر کو دل نہ لے	جگر میں جام مے تھا اگر حسن یار سے	شیشہ بھی عشق ساقی مہوش میں چور تھا
حضرت کا قبل حضرت آدم سے نور تھا	مقبول بارگاہ خدا وہ نور تھا	سبقت نبی پاک کو تھی سب سے پیشتر

خورشید روشن دل وغیرہ خواجہ کی صدائے نے بگوش دل سن کے اور اشعار غزل جو بلحن داؤدی گا رہے تھے سنکے حالت وجد مین تھے ایک سما بندھا تھا جب خواجہ غزل مندرجہ گا کر تمام کر چکے سب نے خواجہ کی تعریف کی خصوص خورشید روشن دل نے عمر و ثانی کے کمال کی از حد تعریف کی خواجہ نے نے کو زنبیل مین رکھا اور کہا اس وقت آپ کے کہنے سے مین نے نے کو بجایا ورنہ مین کبھی نہ بجاتا خورشید روشن دل نے کہا خواجہ اُن ساحرون کو زنبیل سے نکالو جنکو تمنے بارگاہ صندل ان شاہ مین داخل زنبیل کیا تھا شاید وہ تمہاری اور شاہزادہ رستم ثانی کی ہدایت سے مطیع ہون اور فرمانبرداری اس شاہزادے کی اختیار کرین سوائے ساحران مذکور کے ابلیس خود پسند کو بھی نکالو عمر و ثانی نے کہا اُنکے نکالنے مین ایک عذر ہی وہ یہ ہی کہ جبتک کار گزاران زنبیل کو نذر اُنکے موافق لیاقت و شان کی نہین دیجاتی ہی اُس وقت تک وہ کوئی کام نہین کرتے ہین اور صورت اُنکے نذر دینے کی یہ ہی کہ زر و جواہر موافق اُنکی قدر و منزلت کے یہ کیکے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی کار کنان زنبیل یہ واسطے تمہاری نذر کے زر و جواہر بیش قیمت حاضر ہی اسے قبول کرو اور فلان شخص کو زنبیل سے ہمین دید و وہ نذر قبول کرکے فی الفور کام کر دیتے ہین خورشید روشن دل یہ سُن کے مسکرایا اور کہا اچھا زر و جواہر برائے نذر کار کنان زنبیل ابھی داخل زنبیل ہیجیے اور اُن سب ساحرون کو مع ابلیس خود پسند کے نکالیے یہ کہکے ایک کشتی مین زر و جواہر طلب کرکے خواجہ کے حوالہ کیا خواجہ نے اُس کشتی کو مع کشتی پوش کے قریب زنبیل کے بیجا کر کہا ای کار کنان زنبیل اس کشتی مین زر و جواہر واسطے تمہاری نذر کے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی اسکو قبول کرکے ان ساحرون کو جنھین ہمنے آج ہی داخل زنبیل کیا ہی انھین زنبیل سے نکالکر ہمین دو یہ کہکر کشتی زنبیل مین ڈالدی بعدہ زنبیل پر ہاتھ رکھکر کچھ آہستہ کہکر ایک ایک ساحر کی گردن پکڑکے زنبیل سے باہر نکالکے زبان مین سوزن ... کیے ستون بارگاہ سے باندھنا شروع کیا جب ساڑھے چار سو ساحرون کو بطریق مندرجہ نکالکر ستون بارگاہ سے خواجہ باندھ چکے اس وقت بہ آواز بلند اُن ساحرون سے کہا اسے

ساحران نامی آگاہ ہو کہ نام میرا عمر ثانی ہے میں برادر اولیا حمزہ ثانی کا ہوں لقمان ثانی کی صورت بنکے تمہارے
بادشاہ صندلان شاہ کی بارگاہ میں گیا تھا وہاں باتیں کر کے فریب کی کر کے شاہزادہ رستم ثانی کو صندلان شاہ
کی اجازت سے داخل زنبیل کیا تھا اور تمکو خداوندوں کی بزم کا اشتیاق دلا کے خوشی تم سب کو بھی میں
داخل زنبیل کیا تھا دیکھو شاہزادہ کو تو میں نے زنبیل سے نکالا ہے اب یہ شاہزادہ لوح طلسمی کی فکر کریگا اور بعد
حاصل ہونے لوح طلسمی کے طلسم کو توڑے گا جو اسکا مطیع ہو کر فریب اسکا ہو گا اسکو میں رہا کر دونگا
اور جو تم میں سے اسکی اطاعت و شرکت سے انکار کریگا اسکو ابھی قتل کر دونگا لیں تمکو کیا منظور ہے آیا اس
شاہزادہ ذیجاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کروگے اور دین اسلام تم سب قبول کروگے یا نہیں اگر
فرمانبرداری اس شاہزادے کی بدل قبول کروگے تو یاد رکھو کہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور بہت برا ہوگا
ان ساحروں نے اشارہ سے کہا ہمسے بوجہ سوزن کے زبان سے کلام ہو نہیں سکتا ہے اگر دوات و قلم و کاغذ عنایت
کیجیے تو جو ہمیں منظور ہے وہ لکھ دیں خواجہ نے انکے اشارہ کی تفہیم کر کے ہر ایک کو کاغذ و قلم
و دوات دیکر کہا لکھو تمہیں کیا منظور ہے اس وقت ہر ایک ساحر نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ شرکت طلسم کشا
کی یقینی ہمارے حق میں بہتر ہوگی اور سرکشی اسکی اطاعت سے باعث ضرر جان ہوگی اسی حال
میں یہ طلسم ضرور ٹوٹ جائیگا اور یہی شاہزادہ فتاح طلسم ہے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا مناسب ہے
یہ خیال کر کے ہر ایک ساحر نے یہی لکھا کہ اے خواجہ ہمنے تمہارے دین کو اچھا پایا کوئی دین تمہارے
دین سے بہتر نہیں ہے اس وجہ سے ہم مطیع تمہارے دین کے ہو کر بصدق دل شاہزادہ رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرتے ہیں رہا کر دیجیے اور کچھ ہمسے اندیشہ کیجیے جو ہمنے لکھا ہے ایسا ہی کرینگے جبتک زندہ ہیں شاہزادہ
کی اطاعت سے باہر ہونگے اور یہ بھی واضح ہو کہ ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو جاتے
لیکن اس وجہ سے ابھی ہم کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرینگے کہ سحر بھول جائینگے شاہزادہ کی طرف
سے دشمنان شہزادہ سے سحر میں مقابلہ و محاربہ کر نہ سکینگے ہاں بعد فتح طلسم ضرور ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہو جائینگے ایسی ہی عبارت اور اسی قسم کی تحریر ہر ایک ساحر نے خواجہ کو دکھائی خواجہ نے انکی پیشانیوں
کو روشن پا کے خیال کیا ان ساحروں نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایسا ہی کرینگے حال انکے دلوں کا انکی پیشانیوں سے
صاف آشکار ہو گیا ہے کہ روشن ہیں اگر یہ جھوٹ کہتے تو پیشانیاں انکی سیاہ رہتیں مطلق روشن نہوتیں
یہ خیال کر کے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی سے کہا یہ سب ساحر اس مضمون کی عبارت
لکھتے ہیں صداقت انکی تحریر کی انکی پیشانیوں سے ظاہر ہے آپ دونوں صاحب اس باب میں کیا
کہتے ہیں میرے نزدیک تو انکار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ انہوں نے جو لکھا ہے وہی کرینگے خورشید
روشن دل اور رستم ثانی نے جواب دیا اس باب میں تمہیں اختیار ہے اگر انکار ہا کر دینا مناسب ہے تو رہا
کر دیجیے خواجہ نے اسی وقت ہر ایک ساحر کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور ستونوں سے کھول دیا
اس وقت وہ تمام ساحر قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک کے سر کو اپنے قدم سے اٹھا کر
اپنے سینہ سے لگایا اور موافق انکی لیاقت کے انکو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ سب شاہزادہ کو اور
خورشید روشن دل کو سلام کر کے بیٹھے بعد اسکے خواجہ نے ابلیس خود پسند کو اسی طور سے
نکالکر بخیال ساحر ہونے کے اسکی زبان میں بھی سوزن دیکر ستون بارگاہ سے اسے باندھ کر کوڑا

ہاتھ مین لیکر اس سے کہا کہ ای ابلیس خود پسند آگاہ ہو کہ مین عمر ثانی عیار حمزہ ثانی کا ہون لقمان ثانی بنکر
مین نے عیاری کی تھی علاوہ اورون کے تجھ کو داخل زنبیل کیا تھا اس وقت تجھکو اس غرض سے زنبیل
سے نکالا ہی کہ تجھکو ہدایت کرین اور راہ راست پر لائین پس بگوش ہوش سن کہ لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے
اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہی سوا اُسکے اور کوئی لائق پرستش کے نہین ہے
پس تجھکو لازم ہی کہ تمثال آئینہ رو اپنے خداوند پر لعنت کر کہ وہ ایک ساحر معلوم ہوتا ہی اپنے سحر سے عجائب
و غرائب دکھا کر بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنی پرستش کے واسطے تاکید کرتا ہی تو اُسے اب سجدہ نکر کہ وہ
ایک بندہ گنہگار خدا ہی خاصیت عزازیل کی رکھتا ہی لوگون کو بہکاتا ہی ایسے گمراہ کو سجدہ کرنا اچھا نہین ہی
اسمین خرابی آخرت کی ہی اور دنیا مین بھی خرابی ہی اور یہ دنیا چندروزہ ہی اور ہر انسان بھی دنیا مین چند روز کا
مہمان ہی کسی کو خدا کے سوا بقا نہین ہی ایک دن سب کو مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی پس حیات چند
روزہ عبادت و اطاعت الٰہی مین بسر کرنا چاہیے کہ بعد مرنے کے رستگار رہو اور دنیا مین بھی نزدیک
ہوشیارون کے محترم ہو لہذا مکرر تجھسے کہا جاتا ہی کہ تو اب راہ راست پر آ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکے شاہزادہ
رستم ثانی کی رفاقت اختیار کر اُس نے اشارہ سے کہا ای خواجہ کیا بکتے ہو خاموش رہو مجھے ہدایت نکرو مین
تمہارے بہکانے سے ہرگز نہ بہکونگا اور سوا خداوند تمثال آئینہ رو کے کسی خداوند کو سجدہ نکرونگا
تم مجھے بیکار ہدایت کرتے ہو مین کبھی تمہارے کہنے پر عمل نکرونگا خداوند آئینہ رو کو مین اپنا خداوند جانتا
ہون سوا اُنکے مین تمہارے خدا کو کبھی سجدہ نکرونگا اگرچہ کوئی مجھے قتل بھی کر ڈالے اور ای خواجہ تم مجھے کیا
ہدایت کرتے ہو مین خود تمکو ہدایت کرتا ہون کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو سوا اُسکے اور کسی کی پرستش
نکرو گمراہ ہو راہ پر آو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو ذرا عقل و فہم سے دریافت کرو کہ سوا ہمارے
خداوند کے اور کون خداوند ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُسکے اشارون کی تقریر کو خوب سمجھکر نہایت غضبناک ہوکے
چاہا تھا کہ اسپر کوڑے مارکر تیغ یا خنجر سے ہلاک کر ڈالے ہنوز دو چار کوڑے اُسپر لگائے تھے اور وہ نابکار
کوڑون کی اذیت سے تاب ضبط نہ لاکر بیچینی اپنی ظاہر کرنے لگا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم
ثانی اور جملہ ساحران نامی و نامور بیٹھے ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ عقب ابلیس خود پسند کے زمین شق
ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ آتش افروز ثانی صندلان شاہ کی ظاہر ہوئی اور کہا او عمرو
ثانی کیا کرتا ہی میری زندگی مین ابلیس خود پسند کو کوڑے مارتا ہی مجھے کیا غافل جانتا ہی ایسے مین صندلان
شاہ کی طرح غافل نہین ہون جب تو ادھر آیا تھا مین بھی اپنے مکان مین گئی تھی وہان جاکر مجھے تیرا خیال
آیا تھا فوراً تیرے حالات دریافت کرنیکو مین نے اوراق جمشیدی دیکھے تھے اُنمین صاف لکھا پایا کہ اس
وقت عمرو ثانی ابلیس خود پسند کو کوڑے مار رہا ہی مین مانند برق کے تڑپ کر اپنے گھر سے چلی اور راہ
زمین سے بعجلت یہان آئی اب ابلیس خود پسند کو لیے جاتی ہون اگر تو عیار کامل ہی تو کوئی ایسی
عیاری کر کہ مین ابلیس خود پسند کو نہ لیجا سکون یا ان ساحرون مین جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھے روکے
اپنا حوصلہ و ارمان دل نکال لے دیکھون تو وہ کیونکر مجھے روکتا ہی مین بھی تو ذرا روکنے والے کی شکل دیکھون ابلیس
خود پسند کو یہان سے لیے جاتی ہون یہ کہکے فی الفور سحر پڑھکر جانب ستون بارگاہ پھونکا
جس رسن مین ابلیس بندھا ہوا تھا وہ رسن فی الفور ابلیس مذکور سے جدا ہوگئی ساحرہ مذکورہ

ابلیس کو لیکر زمین پر دونون پاؤن مارکر غرق زمین ہوکر کسی طرف چلی گئی بعد اُسکے جانے کے خورشید
روشن دل نے تخت سے اُٹھکر چاہا تھا کہ خود بھی غرق زمین ہوکے راہ مین ملکہ شعلہ افروز سے لڑ بھڑ کر
اُسے قتل کرکے ابلیس خود پسند کو لے آئین لیکن شاہزادہ رستم ثانی اور محروق جادو وغیرہ ساحران
نامی نے جانے نہ دیا اور کہا آپ کا جانا ہم پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اول تو آپ بادشاہ ہین دوسرے مرد ہین
ایک بڑھیا عورت سے آپ کا لڑنا خلاف آپکی شان کے ہی ہاں اسوقت اگر صندلان شاہ ابلیس خود پسند
کو یہان آکے لیجاتا اور آپ اس طرح ارادہ جانے کا کرتے تو ہم روکتے بلکہ تنہا آپ کو نجانے دیتے
خود بھی بشرط امکان آپکے ساتھ چلتے اگر اس وقت آتش افروز یہان آکے ابلیس خود پسند کو
لیگئی ہی تو کیا مضایقہ ہی کبھی اُس سے ہم سمجھ لینگے اس وقت تو اُس نے ہمین غافل پاکر اپنا کام کیا
یعنی ابلیس خود پسند کو لے گئی ہم لوگ بیٹھے دیکھا کیے ظاہرا ای بادشاہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اُس نے
ہم سب پر ایسا سحر کیا کہ ہم لوگ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکے اور اُس سے ارادہ لڑنے کا بھی نکر سکے جبھی تو
وہ اتنی دیر تک خواجہ سے تقریر کیا کی اور کسی سے اُس نے خوف و اندیشہ نکیا جب وہ ابلیس خود پسند کو
لیکر چلی گئی ہی اُس وقت ہم سب کو ہوش آیا اور دل مین خیال کیا کہ یہ کیا ہوا ہم بیٹھے رہے اور وہ
ابلیس خود پسند کو ہمارے سامنے سے لیگئی خواجہ نے کہا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میرا بھی طریقہ ہی کہ جیسے ساحر
دشمن کو دیکھتا ہون توفی الفور زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لیتا ہون ساحر کی نظر سے غائب ہوجاتا
ہون اُس وقت مین نے اُسے اتنی دیر تک دیکھا اور گلیم نکالکر نہ اوڑھی اور گلیم کو اوڑھتا کیونکر میرے
دست و پا یقینی بوجہ سحر ملکہ آتش افروز کے قابو مین نہ تھے خورشید روشن دل سب کی گفتگو سنکے
پھر تخت پر بیٹھ گیا اور کہا اس وقت تو مین نے تم سبھون کے کہنے سے آتش افروز کو جانے دیا اُسکا
تعاقب نہ کیا لیکن آیندہ دیکھا جائیگا ساحرون نے عرض کیا ہماری زندگی مین آپ اُس سے نہ لڑینگا
پہلے ہمین اُس سے لڑ لینے دیجیے گا جب ہم لوگ زندہ نہون اُس وقت آپ کو اختیار ہی خورشید روشن دل
تخت پر بیٹھا ہوا ساحرون کی گفتگو سن رہا تھا غصہ مین بھرا ہوا تھا کسی رقاصہ کے رقص کے دیکھنے کا بھی
ارادہ نہ تھا اور نہ کسی کو جواب دیتا تھا اُس وقت عجیب طرح کا بارگاہ مین رنج تھا سب خاموش
بیٹھے ہوے سرون کو جھکاے تھے بادۂ بزم عشرت کہ ہر ایک نے مئے ناب پی تھی اور عالم نشہ مین رقص و
نغمہ رقاصان خوبرو کا دیکھکر اور سن کے خوش و خرم تھا یا تھوڑی ہی دیر مین وہ نشہ شراب بوجہ رنج
اُتر گیا اور سب وہ خوشی مبدل بہ صدمہ ہوئی محض اس خیال سے کہ ہم بیٹھے رہے اور ملکہ آتش افروز
یہان آئی اور ابلیس خود پسند کو لیگئی ہمسے کچھ نہو سکا اُس وقت عمرو ثانی نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا
اب مین لشکر اسلام کی طرف جاتا ہون کیونکہ میرا جانا لشکر مین ضرور ہی اول تو امیر ثانی کو میرے اور ان
چارون عیارون کے خیال مین تردد ہوگا دوسرے تمثال آئینہ رو نابکار اُنکا عدو ہی نہین معلوم وہ ملعون اُن سے
کس طرح پیش آیا ہوگا کیونکہ تم لوگون نے برخلاف اُسکے عمل کیا تھا شاہزادہ نے کہا آپکا جانا بالفعل ہمارے
حق مین اچھا نہین ہی آپ سے مجھکو بڑی قوت ہی جب طلسم کو مین فتح کر لونگا اُس وقت میرے ہمراہ لشکر
اسلام مین چلیے گا خواجہ نے کہا مین تمھارے کہنے سے نجاتا مگر مجبوری سے جاتا ہون کیونکہ لشکر
اسلام مین مانند میرے اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی اور قران ثانی کے کوئی عیار

نہین ہی سامنا دشمنون کا ہی ایسی صورت مین مین یہان رہ نہین سکتا ہان اپنے عوض ان چارون کو کہ یہ
بھی فن عیاری مین ہوشیار ہین چھوڑ جاونگا شاہزادہ نے کہا آپ تنہا پیادہ پا بیابان سے وہان تک کیونکر
جائیگا دیوون کو بھی آپ رخصت کر چکے ہین خواجہ نے جانب محروق جادو دیکھکر پوچھا کیون ای محروق
جادو مجھکو میرے لشکر مین پہونچا دوگے اُس نے عرض کیا مین تو آپکا ایک فرمانبردار ہون ضرور پہونچا دونگا
شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگوے محروق جادو سُن کے خواجہ سے کہا اچھا آپ تشریف لے جائین
میری جانب سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور میری حالت سے انہین
آگاہ کر دیجیے گا اور یہ کہیے گا کہ اُس نے عرض کیا ہی مین بعد توڑنے طلسم کے انشاءاللہ جلد حاضر خدمت
ہو کے شرف قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل حاضر ہو نہین سکتا میرے حق مین یہ دعا کیجیے گا کہ پروردگار عالم
مجھکو صندلان پر فتحیاب کرے لوح طلسمی دستیاب ہوجاے طلسم کو توڑون ساحرون کو مسلمان کرون سوا انکے
جملہ صاحبان بزرگ و خورد و مساوی درجہ کو بھی میری طرف سے آداب و دعا و سلام کہدیجیے گا اور میرے احوال سے
انہین بھی مطلع کیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ خاموش ہوا خواجہ خورشید روشن دل سے بھی رخصت ہو کے
محروق جادو سے مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ اب دیر نکرو جلد اُٹھ کر یہان سے سوے لشکر اسلام چلو وہ
فی الفور کرسی سے اُٹھا شاہزادہ رستم ثانی اور خورشید روشن دل وغیرہ سے رخصت ہو کے ہمراہ خواجہ
بیرون بارگاہ آیا تخت سحر تیار کیا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی اور جملہ ساحران نامی بھی مع خورشید
روشن دل بیرون بارگاہ آئے خواجہ کو اپنے سامنے تخت سحر محروق جادو پر ساتھ محروق جادو
کے بٹھایا پھر اکثر لوگ مفارقت خواجہ مین آبدیدہ ہوے خواجہ نے اُن سبکو صدمہ و رنج کرنے سے
منع کیا پھر محروق جادو سے کہا تخت سحر زمین سے بلند کر یہ سب صاحب خاص میرے واسطے یہان کھڑے
ہین اُسنے تخت کو بلند کیا سب دیکھتے ہی رہے خواجہ وہان سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوے
ادھر تو خواجہ روانہ ہوے کہ انکا حال بمقام مناسب لکھا جائیگا اُدھر خورشید روشن دل بھی شاہزادہ
سے رخصت ہو کے جسطرح بحشم و حشم صحراے سرود افزا مین آیا تھا اُسی طرح مع اپنے فرزند اور ارکان
سلطنت و اعیان مملکت اور تمامی سپاہ کے اپنے دارالعمارہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ اُس صحرا
مین ہمراہ ساحران نامی کے اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کے قیام پذیر ہوا چنانچہ خورشید روشن دل بعد
قطع راہ اپنی دارالعمارہ مین پہونچا اُدھر ملکہ آتش افروز جادو و ابلیس خودبین کو لیے ہوے بعد قطع راہ
اُس وقت قریب دربار صندلان شاہ کے پہونچی کہ وہ تخت پر سر دربار بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار
تھے صندلان شاہ اپنی سپاہ کے ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ آج ہماری ثانی صاحبہ نے ہماری جان بچائی
اور لوح طلسمی بھی عمرو ثانی کو نہ دینے دی عین وقت پر وہ آئین انکو مجھسے از حد محبت ہی ہر وقت وہ میرا
خیال رکھتی ہین جیسی انکو مجھسے الفت ہی ویسی کسی کو بھی نہین ہی انہین مجھسے کسی بات کا انکار بھی نہین ہی
محبت ہو تو ایسی ہو اگر وہ میری خبر نہ لیتین تو عمرو ثانی مجھسے لوح طلسمی لیکر مجھے بھی داخل زنبیل کرلیتا اور پھر مجھکو
زنبیل سے نکالکر مار ڈالتا شاہزادہ رستم ثانی طلسم کو توڑتا بڑی بڑی خرابیان ہوتین بڑی خیر ہوئی کہ میری
جان بچی لوح بھی میرے قبضہ مین رہی ہان طلسم کشا البتہ رہا ہوگیا اگر وہ رہا ہوگیا ہی تو بغیر لوح طلسمی کے
کیا کر سکتا ہی اب مین لوح طلسمی کو ایسی جگہ رکھونگا کہ رستم ثانی کو کسی طرح دستیاب نہو اگر ہزار برس بھی

جستجو لوح کی کریگا تو بھی نپائیگا پھر کیونکر طلسم کو توڑے گا شریک اُسکا خورشید روشن دل ہی مگر وہ بھی بیر
کچھ بنا نہین سکتا ہی جب مین چاہونگا طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرنے کا حکم دونگا ایکی مرتبہ انتظام خوب
کرونگا نانی صاحبہ کو بھی ہنگام قتل رستم ثانی بلاؤنگا تاکہ عمر ثانی نہ آنے پائے اور اگر کسی طور سے
آئے تو رستم ثانی کو رہا کرکے نہ لیجانے پائے بلکہ وہ بھی گرفتار ہوجائے اور اگر خورشید روشن دل
برائے رہائی فتاح طلسم آئے وہ بھی قتل ہوجائے ساحران نامی اُسکے جواب مین دست بستہ عرض کر رہے
تھے واقعی ملکہ آتش افروز کو حضور سے بدرجہ کمال الفت ہی گو وہ آپکی نانی ہین مگر مانند زوجہ کے اُنکو ایسی
محبت ہی آپ کی جدائی ایک لمحہ بھی اُنھین شاق و دشوار ہی آپ بجا فرماتے ہین کہ اگر نانی صاحبہ آپکی اسوقت
نہ آتین اور حال عمر ثانی سے آپکو آگاہ نکرتین تو بڑا غضب ہوتا کیونکہ عمر ثانی یون لقمان ثانی کی
صورت بنکے آیا تھا کہ ہم مین سے کسی نے اُسے نہ پہچانا تھا بلکہ حضور نے بھی نہ پہچانا تھا نہین معلوم عمر ثانی
کیونکر اپنی صورت کو تبدیل کرلیتا ہی کمال کرتا ہی بیخوف و اندیشہ حضور کے سامنے چلا آیا حیرت ہے کہ
اُس نے وہ باتین مکر و فریب کی کین کہ جنکو سُنکے ذرا بھی کسی طرح کا شک نہوا یہی یقین ہوا کہ جو کچھ یہ کہتا ہی
سچ کہتا ہی حقیقت مین یہ بلا کا عیار ہی کوئی عیاری و مکاری مین اُسکا ثانی دنیا مین نہوگا ہمین حیرت ہی کہ اُس نے
لقمان ثانی بنکے حضور ایسے عاقل و دانا بیمثل کو ایسا دھوکا دیا کہ آپنے طلسم کشا کو اُس کے حوالے کر دیا
اور لوح طلسمی منگوا کر اُسے دینے لگے بڑی خیر ہوئی کہ لوح طلسمی اُسکے ہاتھ مین نہ دینے پائے تھے کہ یکایک
ملکہ آتش افروز نے تشریف لاکر آپکو اُسکے حال سے آگاہ کیا ورنہ آپ ضرور لوح طلسمی دیدیتے اور آپنے
لوح طلسمی کے دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا اُدھر اُس نے واسطے لینے صندوقچے کے جسمین لوح تھی ہاتھ بڑھایا
تھا لوح طلسمی قبضے سے نکل جانے مین باقی ہی کیا رہا تھا جیر مقام فکر ہی کہ لوح طلسمی اُس کے ہاتھ تک
نہ پہونچی اور آپ زنبیل مین نگئے ورنہ موافق وا ارشاد حضور کے بڑا غضب ہوتا عمر ثانی حضور کو داخل زنبیل
کرکے باتو کبھی نہ نکالتا یا سامنے خورشید روشن دل کے اور شاہزادہ رستم ثانی کے زنبیل سے نکال کے
ہلاک کرتا ہم لوگ اگر اس وقت وہان پہونچ جاتے تو حضور کے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے
ورنہ دست اعدا سے قتل ہوجاتے حق نمک حضور سے ادا ہوجاتا یا شومی تقدیر سے اس وقت پہ
وہان نہ پہونچ سکتے دشمن حضور کے قتل ہوجاتے ہم سب نکھو از تباہ و برباد ہوجاتے طلسم درہم و برہم ہوجاتا
یہ شہر اسلام آباد ہوجاتا عجب انقلاب ہوجاتا ہمتو آپکی نانی صاحبہ کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے احسان
کرنے کے منتظر ہین اُنھون نے کیا کام کیا ہی کہ تا زندگی یاد رہیگا اگر طلسم کشا رہا ہوگیا ہی تو بقول حضور کے
کچھ ایسا اندیشہ نہین ہی حضور کا تو مرتبہ زیادہ تر ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم ہوگا تو وہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لائیگا
حضور بخوبی انتظام کرکے اُسے قتل کردینگے یہ فساد اور جھگڑا اُسکے قتل ہوجانے سے جاتا رہیگا بشرطیکہ وہ
قتل ہوجائے کیونکہ بہت بڑا اُسکا مددگار خورشید روشن دل موجود ہی وہ ہنگام قتل رستم ثانی قیامت برپا
کریگا جہانتک اُس سے ہوسکیگا قتل ہونے نہ دیگا دلیرانہ لڑیگا حتی الامکان رستم ثانی کو قتل ہونے
سے بچا کر لیجائیگا اگر خوف ہی تو اُسی کا ہی سوا اُسکے کچھ اندیشہ عمر ثانی کی طرف سے بھی ہی کہ وہ عیار
نہایت مکار و ہوشیار ہی لیکن کوئی حضور سے مقابلہ نہ کرسکے گا ہمکو یقین ہی کہ جب حضور بخوبی انتظام کرینگے
تو کسی مددگار رستم ثانی کی یہ مجال نہوگی کہ ہنگام قتل طلسم کشا آکے اُسے قتل سے بچاکے لے جاسکے

اور مقدمہ لوح طلسمی مین جو حضور نے ارشاد کیا ہی ہم سب شکر گزار ہین یہی چاہتے ہین کہ ابکی مرتبہ یا تو لوح
طلسمی آپ اپنے پاس رکھیے گا کہ آپ سے کون آکے لیجائیگا یا اپنے ایسے معتبر و معتمد کے پاس رکھیے گا کہ کسی سے
کوئی لوح طلسمی پا نہ سکے اور اُس تک طلسم کشا اور کوئی مددگار جا نہ سکے اور اگر کسی طرح کوئی بہزار کد و کوشش
اُس تک پہونچ بھی جائے تو کامیاب نہو لوح طلسمی اُسے دستیاب نہو بلکہ قتل ہو جائے ایسی جسارت
کرنے کی سزا پائے صندلان شاہ ساحران نامی کی گفتگو سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا اُنکے جواب مین
ہنسکر کہتا تھا اب مین جو تدبیر کرونگا ساتھ عقل کے اور ہوشیاری کے کرونگا غفلت و کم توجہی نکرونگا ناگاہ
ملکہ آتش افروز جادو کو سب نے دیکھا کہ عین دربار مین زمین شق ہوئی اور وہ پیدا ہوئی باین شکل کہ تمام
چہرہ پر گرد و غبار غصہ سے آنکھین سرخ رُخ پہ آثار غیظ نمایان ہاتھ مین ابلیس خو دلپسند کو لیے ہوے ساحران
نامی اُسے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے صندلان شاہ بھی اُسے دیکھکر گھبرا کے بے اختیار تخت سے
اُٹھا سب ساحرون نے اُسے سلام کیا صندلان شاہ نے بھی آگے پوچھا نانی صاحبہ خیر تو ہی اس وقت
آپکے اسطرح آنے سے تردد ہی جلد فرمایئے خیر تو ہی سبب تشریف لانے کا باین صورت کیا ہی قبل اس کے
تو آپ میرے پاس سے چلی گئی تھین اس وقت اس طرح کیون آپ آئی ہین باعث غصہ کا کیا ہی اور یہ کون
شخص آپ کے ہاتھ مین ہی کیا آپ عمر و شاہی کو پکڑ لائی ہین یا رستم ثانی کو گرفتار کر لائی ہین یا خورشید
روشن دل کو کہ وہ ایک مددگار قوی طلسم کشا کا ہی واسطے میرے خوشنودی کے آپ گرفتار سحر کرکے اُسے لے آئی
ہین ملکہ آتش افروز جادو نے کہا او چھوکرے تخت پر بیٹھ جا اسقدر گھبرا کیون گیا حواس تیرے منتشر کیون
ہوگئے بینائی کیون زائل ہوگئی مین اب تجھسے بیان کرتی ہون صندلان شاہ اُسکی یہ تقریر سُن کے تخت پر
بیٹھ گیا ملکہ آتش افروز نے بمقام مناسب بیٹھکر اہل دربار سے باشارہ کہا تم سب بھی بیٹھ جاؤ جملہ
ساحران نامی اسکے حکم سے بیٹھ گئے صندلان شاہ نے اُس وقت ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی مع جام و ساغر
بلورین لیکر دربار مین آئے اور بعد سلام کرنے کے عرض کرنے لگے ہم خادمون کو کیا حکم ہوتا ہی صندلان
شاہ نے برہم ہوکے کہا اے نالائقو مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا حکم ہی دیکھتے نہین ہو کہ ہماری نانی صاحب نہین
معلوم کتنی دور سے تشریف لائی ہین چہرہ گرد و غبار سے آلودہ ہی ہونٹ خشک ہین آنکھین سرخ ہین
تھکی ماندی ہین انھین شراب پلاؤ تا کہ کسل راہ دفع ہو ساقیان مذکور صندلان شاہ کی قہر و غضب
کی تقریر سے بہت ڈر کر غور کرکے ملکہ آتش افروز کو جام شراب سے بھر بھر کر دینے لگے جب وہ کئی
جام متواتر لیکر شراب پی چکی اشارہ سے کہنے لگی بس اب شراب مین نہ پیونگی صندلان شاہ کو دو
ساقیون نے موافق حکم کے صندلان شاہ کے روبرو جام شراب سے مملو کرکے پیش کیا اُس نے جام
مے لیکر شراب پی جب یہ بھی کئی جام لیکر شراب پی چکا اشارہ سے کہا اب اہل دربار کو بھی شراب پلاؤ یہ بھی
بادہ کشی سے محروم نہ رہین اور اپنے دل مین یہ نہ کہین کہ صندلان شاہ نے خود شراب پی اور
اپنی نانی کو شراب پلوائی ہمین کو شراب نہ پلوائی ساقیون نے اشارہ صندلان شاہ سے جملہ اہل
دربار کو بھی شراب پلائی جب سب شراب پی چکے حکم صندلان شاہ سے کشتیان مے کی اُٹھاکر دربار
سے چلے گئے بعد اُنکے جانے کے جس وقت ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے
مخاطب ہوکے کہنے لگی او چھوکرے آگاہ ہو کہ مین تجھ سے رخصت ہوکے اپنے قصر مین گئی تھی وہان

جاکر مین نے واسطے دریافت حال عمرو ثانی کے اوراق جمشیدی دیکھے اوراق مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ
صحرا ے سرور افزا مین عمرو ثانی موجود ہی خورشید روشن دل آیا ہی بارگاہ بر پا ہی رستم ثانی اور خورشید
روشن دل اور بہت سے ساحران نامی اندر بارگاہ کے بیٹھے ہین عمرو ثانی نے ابلیس خود پسند
کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ مین باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی یہ حال اوراق جمشیدی سے معلوم کرکے
مجھے تاب ضبط باقی نرہی فی الفور اپنے قصر سے روانہ ہوئی پہلے مین نے بارگاہ خورشید روشن دل پر
آکے سحر کیا بعدہ راہ زمین سے بارگاہ مین جاکر ابلیس خود پسند کو لے آئی ہون صندلان شاہ نے
کہا آپنے بڑی جرات کی کہ بارگاہ خورشید روشن دل جسمین سیکڑون ساحران نامی بیٹھے ہونگے بخوف
وخطر جاکے ابلیس خود پسند کو لے آئین اُسنے کہا او چھوکرے یہ تو کوئی بڑی بات نہ تھی ہان اگر کوئی
وقت آئیگا تو میرے سحرون کو اور ہمت کو دیکھنا صندلان شاہ نے پوچھا آپنے کون سحر کیا تھا
کہ سب بیٹھے رہے اور دیکھا کیے آپ سے برسر فساد نہوے اور آپ ابلیس کو لے آئین اُس نے
جواب دیا او نادان ہزارون لاکھون ایسے سحر مجھے یاد ہین کہ کسی کو معلوم نہونگے آگاہ ہو کہ مین نے
صرف اس قسم کا سحر کیا تھا کہ جبتک اہل بارگاہ مجھے دیکھا کرین اُس وقت تک کسی کو یہ حوصلہ وجرات نہو
کہ وہ مجھسے برسر فساد ہو یہ سحر تجھے بھی معلوم نہین ہی صندلان شاہ نے اور جملہ ساحران حاضر دربار نے
اسکی تعریف بہت کی اُس لئے خوش ہوکے کہا مین نے جلدی مین ابلیس خود پسند کو بارگاہ سے لیا اگر عجلت
نہوتی تو خورشید روشن دل اور رستم ثانی وغیرہ کو بھی اسی طرح لے آتی ہو سکے ابلیس کی زبان سے
سوزن کو دور کیا اُس نے ملکہ آتش افروز کی تعریف کرکے کہا آپنے مجھپر احسان کیا ہی عمرو ثانی کے
کوڑون سے بچایا ہی مین بارگاہ سے مجھے یہان لے آئین یہ کہکے وہ تمثال آئینہ رو کی طرف روانہ
ہوا ملکہ آتش افروز بھی اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی یہان کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب حال لشکر
اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر کو سنا تو ان روز جشن کا تھا بزم عشرت آراستہ تھی جملہ سرداران موجود وہ
دنگلون پر بیٹھے ہوے ایک رقاصہ کا رقص دیکھ رہے تھے امیر ثانی بھی اپنے دنگل پر بیٹھے تھے گو
رقاصہ رقص کر رہی تھی لیکن حمزہ ثانی اُسکی طرف متوجہ نہ تھے عمرو ثانی کے خیال مین بیٹھے تھے فکر یہ تھی
کہ نہین معلوم عمرو ثانی کیسا ہی ہرچند بادشاہ اسلام و دیگر سرداران لشکر سبب فکر پوچھتے تھے لیکن امیر
ثانی باعث فکر بیان نکرتے تھے اور کہتے تھے اسوقت یونہین طبیعت گھبراتی ہی ابھی امیر
ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ محروق جادو نے دربارگاہ پر پہونچکر تخت اُتار کر خواجہ سے کہا تخت سے
اُتریے اندر بارگاہ کے تشریف لیچلیے جبتک خواجہ تخت سے اُترین ہرکارون نے اندر بارگاہ کے
روبرو امیر ثانی کے جاکر بعد دعا وثنا کے عرض کیا حضور دربارگاہ پر اسوقت خواجہ عمرو ثانی ہمراہ محروق
جادو کے آئے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر یہ خبر سنکے خوش ہوے ناگاہ
عمرو ثانی اندر بارگاہ کے ہمراہ محروق جادو کے داخل ہوے دونون نے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا محروق اپنی
جگہ پر بیٹھا خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے اس وقت امیر ثانی نے پوچھا ای خواجہ اب مزاج تمھارا کیسا ہے
عمرو ثانی نے عرض کیا بفضل خدا اور آپکی دعا و اقبال سے مزاج میرا درست ہی امیر ثانی نے پوچھا

درستی مزاج کا کونسا علاج ہوا خواجہ نے تمام حال درویش فغفور لوریہ نشین کے پاس جانے کا اور قریشیہ
ثانی کی کوشش کرنے کا بیان کرکے عرض کیا میں نے بعد اپنی صحت کے ملکہ قریشیہ ثانی سے کہا تھا
کہ میں آپکی کوشش سے اور بدعاے درویش فغفور لوریہ نشین کے اچھا ہو گیا لیکن میری طرح چالاک
ثانی اور برق ثانی وسیارہ ثانی وقران ثانی لشکر اہل اسلام میں دیوانہ وار ہونگے اگر وہ بھی کسی طرح
یہاں آجاتے تو انکو صحت ہو جاتی ملکہ قریشیہ ثانی نے اسی وقت چار دیوون کو بلاکے کہا جلد لشکر
اہل اسلام میں جاکر چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی چاروں عیاروں کو لے آؤ
دیو یہاں سے انکو وہاں لے گئے تھے اور اسی درویش کی دعا اور پانی پڑھے ہوے کے پینے سے انکو بھی
صحت کلی حاصل ہوئی تھی بعد انکی صحت کے میں ملکہ قریشیہ ثانی سے رخصت ہوکے ہمراہ چالاک وغیرہ کو
لیکر تخت پر بیٹھکر اس طرف روانہ ہوا قضا قضاے کار اتفاق روزگار سے دیو راستہ بھولکر مجھے
جانب شہر صندل لے گئے وہان میں نے شاہزادہ رستم ثانی کو ہزار ہا ساحرون کے مجمع میں زیر تیغ بیٹھا
ہوا دیکھا فی الفور میں نے بصورت لقمان ثانی انکے مجمع ساحران میں جاکے عیاری کرکے شاہزادہ کو
رہا کیا اب وہ شاہزادہ صحراے سرور افزا میں فروکش ہیں مگر اسکو لوح طلسمی کی ہے اُس نے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اور آپکو اور سب سرداران سپاہ کو درجہ بدرجہ آداب تسلیم و سلام عرض کیا ہے اور یہ بھی عرض
کیا ہے کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جلد تر حاضر خدمت ہونگا یہ تقریر خواجہ کی جملہ خرد و کلان سنکے خوش ہوے
ہنوز خواجہ اپنی تقریر نہ تمام کر چکے تھے کہ ناگاہ دو سرکارے جو برائے خبر لاچور دشاہ و صلصال و خلخال
روانہ ہوے تھے بعد دریافت خبر حاضر دربارگاہ ہوکے اندر بارگاہ کے جاکے بعد بجالانے ثنا و دعاے
بادشاہ لشکر اہل اسلام و ثنا و دعاے امیر ثانی کے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ اس طرح
عرض کرنے لگے کہ ہم حسب الحکم روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز و رہ سپردی بسیار ایک روز یہ نمکخواران
سرکار دولتمدار قریب ایک شہر کے کہ نام اسکا شہر اناملہ ہے اور حاکم اس شہر کا عامل شاہ ہے
پہنچے وہاں کے مردمان سے جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ لاچور دشاہ اور صلصال بن دال
مع سپاہ بحال تباہ و پریشان شہر اناملہ میں آئے تھے حاکم شہر مذکور سے طالب پناہ ہوے تھے اُس نے
بعد دریافت حال تباہی و بربادی صاف صاف اُنسے کہدیا کہ ہر چند میں فرمان روا اس ملک کا ہوں فوج
رکھتا ہوں سامان جنگ بھی فراہم ہے لیکن بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنے حارث بن سعد و امیر ثانی سے
مقابلہ و مجادلہ کر نہیں سکتا کیونکہ اول تو امیر ثانی ایسے شجاع و بہادر ہیں کہ فی زمانہ اُنکا مثل و
نظیر میرے نزدیک دنیا میں کوئی نہیں ہے دوسرے یہ کہ اُنکے لشکر کے سب سردار ایسے بہادر و تہور شعار
ہیں کہ میرے لشکر میں مانند اُنکے دو چار سردار بھی نہیں ہیں تیسرے یہ کہ اُنکے پاس اسقدر فوج کثیر ہے
کہ میرے پاس اُسکی نصف بھی نہیں ہے چوتھے یہ کہ اگر اُن سے محبت و دوستی نہیں ہے تو مجھسے اور اُنسے
دشمنی بھی نہیں ہے کیونکہ مذہب اُنکا اور ہے اور دین میرا اور ہے پس میں بایں وجوہ اُنسے مقابلہ کسی طرح کر نہیں
سکتا اور آپ صاحبوں کو پناہ میں چھپا نہیں سکتا اگر آپ اُنسے شکست کھاکر یہاں آئے ہیں تو چند روز
یہاں توقف فرمایئے جو کچھ نان و نمک حاضر ہے اُسے نوش کیجیے بعوض ضیافت آپ صاحبوں کی
موافق آپکی شان ولیاقت کے ہو نہیں سکتی ہاں میں اپنی لیاقت کے موافق نان جویں و آب گرم

حاضر کر سکتا ہوں اگر تکلف و انکار نہ ہو تو قبول کیجیے اور اس شہر کی چندے سیر کیجیے بعد ازاں جس طرف مزاج
عالی میں آئے تشریف لیجائیے یہاں سے شہر شعبدہ کچھ ایسا دور نہیں ہے اگر مناسب ہو وہاں جائیے یا دیگر
ممالک میں کہ جہاں کے سلاطین اولوالعزم ہیں وہاں تشریف لے جائیے اُنسے پناہ کے طالب ہو جیسے
لاجورد شاہ اور صلصال عاقل شاہ کی تقریر سنکے کہنے لگے ہم تو یہاں اس خیال سے آئے ہیں کہ آپ
ہم کو اپنے دامن پناہ میں رکھیے گا لیکن برخلاف ہمارے امید و خیال کے آپنے ہمیں جواب صاف
دیدیا اب ہم یہاں توقف نکرینگے کیونکہ ہمکو خوف امیر ثانی کا بہت ہے کہ وہ ہمارے تعاقب میں مع سپاہ کثیر
آتے ہونگے اگر ہم یہاں چندے رہینگے اور وہ بھی یہاں آگئے تو وہ ہمکو گرفتار یا قتل کر ڈالینگے یہ کہکے
وہاں سے روانہ ہوکے ایک دریائے زخار کے کنارے پر جاکے فروکش ہوئے ہیں اور وہ
دریا شہر شعبدہ کے قریب تر ہے اور ایسا دریائے عظیم و مہیب و متلاطم ہے کہ ادنی موج اسکی
بلند ہوکے مانند بلندی کوہ سربلند کے جاتی ہے کشتی کا تو کیا ذکر جہاز بھی اسمین بخوبی چل نہیں سکتا
کیونکہ اس دریا میں بیشتر طوفان ایسا آتا ہے کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکے غرق ہو جاتا ہے اسی وجہ سے
کوئی ناخدا اس دریا میں جہاز نہیں لے جا سکتا ہے لاجورد شاہ اور صلصال کو معتبر اشخاص سے سنا ہے
کہ وہ فکر عبور دریائے مذکور میں غوطہ زن ہیں ابھی تک اسی دریا کے کنارے قیام پذیر ہیں ہرکارے
یہ خبر عرض کرکے بیرون بارگاہ آئے چونکہ اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا اور جشن کو سات روز گذر
چکے تھے امیر ثانی نے بابا سے بادشاہ و لشکر اہل اسلام جشن کو موقوف کیا اور حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا
یہاں سے جانب شہر شعبدہ اسی وقت روانہ ہو کل ہم بھی یہاں سے جانب شہر شعبدہ مع تمامی سپاہ
کوچ کرینگے بمجرد حکم عادی اثار بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیکر مع اپنے ہمراہی سپاہ کے جانب شہر
شعبدہ روانہ ہوئے دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی بھی ہمراہ رکاب بادشاہ حارث بن سعد مع تمامی
سرداران لشکر و مردم سپاہ کے اور تمامی عیار و سنگے جو منو چہر تھے سمت شہر شعبدہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ
دور و دراز و بسیاری کوچ و مقام کے ایکروز قریب شام قریب شہر انامل کے پہونچے عاقل شاہ
خبر تشریف آوری امیر ثانی سنکے مع ارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر اپنے شہر سے براے
استقبال بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالیمقام روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام مورود لشکر امیر ثانی پر پہونچکر
امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال کیا اور اس جگہ سے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو مع تمامی
انکی سپاہ کے اپنے شہر میں لایا جو عمارات وسیع و بلند و فرش و شیشہ آلات و دیگر اسباب سے مزین تھیں
انہیں عمارتوں میں امیر ثانی و بادشاہ لشکر و سرداران سپاہ کو مقیم کیا لشکر امیر ثانی کو ایک میدان
وسیع میں اُتارا بعد اسکے اپنے ملازموں سے کہا سامان دعوت و ضیافت کا نہایت تکلف سے کرو انھوں نے
حسب الحکم بخوبی تمام سامان خرکے طعامہاے لذیذ و خوشگوار تیار کیا ساقیوں نے کشتیاں شراب
ناب کی نہایت خوبی سے درست کیں جس وقت وہ ساقی بحکم عاقل شاہ برائے دفع کسل راہ کشتیاں
شراب کی لیکر روبرو سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ گئے اور چاہا کہ جام شراب سے
مملو کرکے ہر ایک کو پلائیں اسیوقت امیر ثانی نے عاقل شاہ سے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہے اُسنے کہا
میں تو مثال آئینہ رو وغیرہ خداوندوں کی پرستش کرتا ہوں آبا و اجداد کا بھی یہی مذہب تھا امیر ثانی نے

کہا اگر تمہارا یہ مذہب ہے تو ہم تمہاری دعوت اور بادۂ خوش گوار کا کھانا پینا قبول نہیں کرتے کیونکہ ہم
اہل اسلام ہیں کافروں کی شرکت سے پرہیز کرتے ہیں اگر تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ تو البتہ ہم شراب بھی پیئیں اور
دعوت سے بھی انکار نکریں اُس نے کہا میں ایک شرط سے دین اسلام اختیار کرونگا امیر شامی نے پوچھا وہ
شرط کیا ہے بیان کرو اُس نے کہا میرے قلمرو میں ایک درخت سر بفلک کشیدہ ہے اور ایسا سایہ دار ہے کہ
آپکا لشکر شاید اُسکے سایہ میں بخوبی اُتر سکیگا تنہ بھی اُس درخت کا ایسا ہے کہ دس بیس آدم باہم ہو کے اُسے
اپنے کولے میں لے نہیں سکتے ہیں نیچے اُس تنہ کے ایک پختہ مکان نہایت وسیع و بلند
ہے نہیں معلوم اُس درخت کے نیچے کیا اسرار ہے کہ جو کوئی جاتا ہے وہاں سے پلٹ کے نہیں آتا ہے اور وقت
شام اگر کوئی شخص وہاں جاوے اور دور سے دیکھے تو اُس مکان میں روشنی معلوم ہوتی ہے اور ایک خیمہ بہت
بڑا استادہ نظر آتا ہے اور آواز سازہائے انواع و اقسام کی اور صدا کسی خوش گلو کے گانے کی آتی ہے
جب کوئی مشتاق زیادہ ہو کے جانب مکان مذکور بڑھتا ہے وہ روشنی و خیمہ نظر نہیں آتا ہے اور وہ آواز گانے
اور سازوں کی سنائی نہیں دیتی ہے میرے لشکر میں ایک نامی پہلوان تھا نہایت قوی اور وہی میری
تمامی سپاہ کا افسر کلان تھا میں اُسکو بہت دوست رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے وقت کا رستم پہلتن تھا
کوئی اُس سے مقابلہ کر نہیں سکتا تھا اور اگر کوئی اُس سے لڑتا تھا تو قتل ہوتا تھا مفصل کیفیت تو کیا
شجاعت و بہادری کی اُسکی بیان کی جاوے مگر مختصر حال یہ ہے کہ وہ تنہا ایک لشکر سے مقابلہ کر کے اہل
لشکر کو قتل کرتا تھا باقی ماندہ کو بھگا دیتا تھا میں اُسکے سبب بہت مغرور تھا دل میں کہتا تھا کہ یہ سردار
میرا ایسا ہے کہ اُسکی وجہ سے کوئی میرے ملک پر حملہ آور نہوگا اور جس ملک پر میں چڑھائی کرونگا اُسے فتح
کرونگا حسب اتفاق ایک روز اُس سردار نامدار نے مجھسے اجازت شکار شیر کرنے کے واسطے
حاصل کر کے تھوڑے آدمیوں کو ہمراہ لیکر جانب صحرا اُسی راہ سے جس راہ میں وہ درخت ہے گیا تھا جب قریب
اُس درخت کے پہونچا مردان ہمراہی نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ سے بچکر جائیے گا اُس نے
سبب پوچھا قراولوں نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ میں جو کوئی جاتا ہے تنہ درخت
سے ایک زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب پر سوار نیزہ و شمشیر وغیرہ آلات حرب و ضرب اور زرہ خود و بکتر سے
آراستہ ہوتا ہے فی الفور ایسا نعرہ کرتا ہے کہ اُسکے نعرہ کی آواز دور تک جاتی ہے بعد نعرہ کرنے کے اگر وہ
شخص جو اُس درخت کے سایہ میں جاتا ہے مرکب پر سوار ہوتا ہے اور نیزہ خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب
اُسکے پاس ہوتے ہیں تو خیر اور اگر وہ پیادہ پا ہوتا ہے اور آلات حرب و ضرب اُسکے پاس نہیں ہوتے
ہیں تو وہ زنگی اُس درہ کوہ کی طرف منہ اپنا کر کے دستک دیتا ہے فوراً درہ کوہ سے ایک مرکب اُسکی
پشت پر سلاح جنگ رکھے ہوئے ہیں پیدا ہوتا ہے کوئی اُسے درہ کوہ سے نہیں لاتا ہے اور وہ گھوڑا جلد
اُس پیادہ پا و بے سلاح جنگ کے پاس جا کر سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سر سے یہ اشارہ کرتا ہے
کہ اے شخص میری پشت پر سوار ہو کے اور یہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے اس زنگی سے مقابلہ
کر اگر وہ شخص گھوڑے کے اشارہ کو سمجھکر سلاح تن پر آراستہ کر کے مرکب مذکور پر سوار ہو کے
اُس جنگی کے سامنے جاتا ہے تو وہ زنگی اُس سے پوچھتا ہے کہ اے شخص اگر تجھکو تیر اندازی یا نیزہ بازی
یا شمشیر زنی یا جس فن میں بخوبی دخل ہو مجھسے مقابلہ کر اگر کشتی گیر ہے تو کشتی لڑ وہ شخص جس طور سے

لڑنے کو کہتا ہے زنگی مذکور اسی طور سے لڑتا ہے اور تھوڑی دیر میں اُسے زیر کرکے مع اُس شخص کے درخت
میں جاکر غائب ہو جاتا ہے تنہ درخت کا برابر ہو جاتا ہے اور وہ گھوڑا بھی اسی درہ کوہ کی طرف جاکے غائب
ہو جاتا ہے اسی وجہ سے جو لوگ آگاہ ہو گئے ہیں اُس درخت کے سایے سے پرہیز کرجاتے ہیں بلکہ خوف
سے ادھر آتے ہی نہیں لہذا آپ آگاہ نہ تھے اور ہم لوگ ضعیف ہیں اس درخت کی اصل و حقیقت سے
خوب ماہر ہیں اس وقت آپکو آگاہ کردیا بہتر یہی ہے کہ اس درخت کے سایہ کو ایک بلائے سیاہ جانکے
اس سے ہٹکر طرف صحرا تشریف لیچلیں کہ اُس زنگی سے ڈرتے ہیں اُس سردار نے کہ نام اُسکا مضراح
ضبت زن رکھا گیا تھا بایں سبب کہ اکثر وہ اپنے حریف کو فقط ضبت ہی سے مارکر ہلاک کرتا تھا قراولوں کی
تقریر سنکے نہایت غضبناک ہوا اور اُسی عالم غیظ و غضب میں کہنے لگا میں ایسا پہلوان زبردست
ہوکے اُس حبشی نالایق سے ڈرکے اس درخت کے سایہ سے حذر کروں یہ تو مجھسے نہوگا میں ابھی اس
درخت کے سایہ میں جاتا ہوں تم سب اسی جگہ کھڑے رہو جب وہ زنگی تنہ سے درخت کے نکلکر
مجھسے مقابلہ کریگا دیکھنا کہ نہ تو اُسپر تلوار نہ تیر نہ نیزہ نہ گرز لگاؤنگا ورفت آگے بڑھکر ایک گھونسہ ایسا
مارونگا کہ وہ مع اپنے مرکب کے پیوند خاک ہو جاویگا گوشت و استخوان کا اُسکے نشان بھی نہ معلوم ہوگا
ہمہ تن مع مرکب خاک ہوکر خاک میں ملجائیگا یہ راستہ صاف ہو جائیگا قراولوں نے دوبارہ دست بستہ
سمجھایا اور منع کیا مگر اُس بہادر نے حالت غضب میں اُنکے کہنے پر عمل نکیا اُنھیں اُسی جگہ چھوڑکر قریب تنہ
کے جاکر نعرہ کیا او زنگی نابکار جلد درخت کی جڑ سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر تو نے آجتک بہت سے کمزور دل
مردم کو زیر کیا ہے آج میں قوی بازو سے تجھے زیر کرکے ہلاک کرونگا مجھے تیرے حال سے قبل اس کے
اطلاع ہی نہ تھی ورنہ اب تک تو زندہ نہ رہتا اور مردم رہگذار کو ایذا نہ دیتا اور اُنھیں زیر کرکے نلیجاتا ہنوز وہ بہادر
یہ کہہ رہا تھا کہ اُس درخت کی جڑ میں دفعتاً ایک در پیدا ہوا وہ زنگی مسلح و مکمل مرکب پر سوار اُسی در سے
نکلکر سامنے اُسکے آکے کہنے لگا او بدگفتار کیا بکتا تھا کیا تجھکو میری قوت و شجاعت سے خبر نہ تھی جو اتنے
کلمات واہیات اپنی زبان پر لایا تو کیا مجھے زیر و ہلاک کریگا خود ہی زیر ہوکے یہاں کے آنے کی سزا
پائیگا اب اگر تو ارادہ یہاں سے بھاگنے اور چلے جانے کا کرے تو کسی طرح جا نہیں سکتا تجھکو کیا معلوم کوئی بھی
اس درخت کے سایہ میں آکے واپس جا نہیں سکتا ہے آج تو خود ادھر نہیں آیا ہے بلکہ تقدیر تیری تجھکو
یہاں لائی ہے خیر زیادہ تقریر کرنا بیکار ہے اب جس فن میں تجھکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کر ابھی حال تیری قوت کا مجھپر
ظاہر ہو جائیگا مضراح ضبت زن نے اُسکی تقریر سنکے برہم ہوکے مرکب اپنا آگے بڑھا کے قریب تر
اُس زنگی کے جاکے ہاتھ اپنا واسطے گھونسہ مارنے کے بڑھایا ہنوز اُس زنگی کے تن پر اُس بہادر کا
گھونسا نہ پڑا تھا کہ اُس نے بھی ہاتھ اپنا بڑھا کے کلائی پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اُس نے زور کرکے چاہا کہ اُس کے
پنجہ زبردست سے کلائی اپنی چھڑا لوں لیکن نہ چھڑا سکا بعد تھوڑی زور آزمائی کے دونوں گھوڑوں سے
اُترکر کشتی لڑنے لگے پھر ایک ساعت کے اُس زنگی نے میرے سردار لشکر کو زیر کرلیا پھر اُسے اُسی درخت
میں مع اُسکے مرکب کے لیگیا درخت کا تنہ برابر ہوگیا قراول وغیرہ یہ حال پُرملال دیکھکر وہاں سے
نالان و گریان میرے پاس آئے اور جس طرح انہوں نے تمام حال بیان کیا ہے اُسی طرح انھوں نے
بھی تمام و کمال حال سے مجھے آگاہ کیا مجھے نہایت رنج ہوا بلکہ آج تک صدمہ ہے اگر آپ یا آپ کے

لشکر کا کوئی سردار اُس درخت کے سایہ مین جا کے اُس زنگی کو گرفتار یا قتل کر کے میرے سردار لشکر کو
اُس درخت کی جڑ سے کسی طرح نکال کے میرے حوالے کر دے تو مین بے عذر و انکار بصدق دل مسلمان
ہو جاؤن مجھے آپکی قوت و شجاعت سے امید ہے کہ آپ ضرور میرے سردار کو مجھسے ملا دیجیگا اور اسی امید پر مین نے
آپ کا استقبال کیا اور یہان لایا ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین آپکا استقبال کرتا حمزہ ثانی نے تقریر
عامل شاہ کی سُن کے کہا اگر خدا وند عالم چاہیگا تو وہ سردار تمسے ملا دیا جائیگا اُس نے کہا جبتک وہ سردار مجھ تک
آ نہ لے آپ میرے یہان کی دعوت و ضیافت سے کسی طور کا انکار نکیجیے امیر ثانی نے جواب دیا انشاء اللہ تعالیٰ
جب تمھارے لشکر کے اُس سردار کو تمسے ملا دینگے اور تم مسلمان ہو جاؤ گے اُسی وقت آب و طعام تمھارے
یہان کھائینگے بالفعل شراب تک نہ پینگے عامل شاہ یہ سُن کے مجبور ہوا دوسرے روز وقت
سحر جب سرداران لشکر دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے کہ دربار بارگاہ سلیمانی مین کیا گیا
تھا آ کے روبرو وہین دلیسار حارث بن سعد کے دنگلون پہ بیٹھے امیر ثانی نے اپنے ملازمون سے
فرمایا اس وقت درمیان بارگاہ سلیمانی کے بدستور قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر رکھ دو ناظرین پر
واضح ہو کہ کلہ عفریت سے یہان مراد ایک کاسہ سے ہے کہ جو برابر اور مشابہ کلہ عفریت سے ہے اسی وجہ
سے اُسکا نام جام کلہ عفریت رکھا گیا ہے نہ کہ دراصل وہ کلہ عفریت ہے الغرض آمدم بر سر مطلب ملازمان نیکو
نے حسب الحکم امیر ثانی حسب قاعدہ قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر اور چند گلوریان پان کی ایک چوکی پر
رکھ دین اُس وقت امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار و اے
بہادران تہور شعار تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ جام کلہ عفریت سے تھوڑا بہت شربت پی کے یہ گلوریان
کھا کے گویا بیڑا اُٹھا کے اُس درخت کے سایہ مین جائے جسکا حال عامل شاہ نے کل بیان کیا تھا
اور اس زنگی کو زیر یا قتل کر کے کسی تدبیر سے مضراح مشت زن کو درخت کی جڑ سے پیدا کر کے یہان لے آئے
عامل شاہ سے اُسے ملا دے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کے خاموش ہوئے تھے کہ شاہزادہ شیرویہ بن شبرویہ
اپنے دنگل سے اُٹھکر جام مذکور سے کچھ شربت پی کر بیڑا اُٹھا کر کہا مین جا کر اس کام کو انجام دونگا امیر نے
اُسے اجازت دی اُس نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے
ارادہ جانے کا کیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمارا دل چاہتا ہے
کہ ہم اور آپ اور یہ سب سردار قریب اُس درخت کے ایک بارگاہ مین بیٹھکر پردے بارگاہ
کے اُٹھوا کر شیرویہ اور اُس زنگی کی لڑائی دیکھین امیر ثانی نے عرض کیا بہت بہتر یہ عرض کر کے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہو کے فرمایا شیرویہ سے کہو کہ ابھی اُس درخت کی طرف نہ جائے ہم سب کے
ہمراہ چلے ملازمون نے اس سے کہا وہ ٹھہر گیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ
سرداران لشکر مرکبون پر سوار ہوے ہنوز روانہ نہ ہوے تھے کہ عامل شاہ بھی آگیا وہ بھی ہمراہ
چلنے پر آمادہ ہوا امیر ثانی نے اُسے ہمراہ لیکر اُس جگہ سے جانب درخت مذکور گھوڑے کو بڑھایا جملہ
کبار و صغار بھی چلے لیکن پہلے اسکے عامل شاہ نے کچھ ملازم اپنے سمت درخت مذکور واسطے استادہ
کرنے بارگاہ و خیام کے روانہ کیے تھے اُنھون نے وہان جا کر درخت مسطور سے دور ہٹکر میدان
مین بارگاہ و خیام استادہ و برپا کر دیے تھے اور جملہ اسباب ضروری وہان فراہم کر دیا تھا اسی طرح

لازمان امیر شامی نے اُسی جگہ پر بارگاہ شاہی اور خیام بر پا و استادہ کیے تھے اور تمام سامان ضروری وہان
موجود کر رکھا تھا جب امیر شامی و بادشاہ لشکر اہل اسلام و عامل شاہ وغیرہ وہان پہونچے عامل شاہ
نے دور سے اُس درخت کو دیکھا کہا دیکھیے وہ درخت یہی ہے اسی کی ہوا انسان کے حق مین گویا باد سموم ہے اور اسی
درخت کا سایہ واسطے بنی آدم کے بلا سے بھی بدتر ہے اسی درخت کے اوراق پر گویا عبارت گرفتاری مردان رہگذر
تحریر ہے اور اسی درخت کی شاخین مانند شہا سے بلاے عظیم ایسے گرفتاری مردان ہدا ہین اور اسی
درخت کے گلون مین وہ بو ہے کہ انسان اُسے سونگھکر کم قوت ہوکے زنگی سے زیر ہوکر بعد مین درخت
کی جاکر غائب ہوجاتا ہے یہ وہی درخت ہے کہ جسکے شر سے نہال امید کے بیبرگ و ثمر کر دیتے ہین اور یہ
وہ درخت ہے کہ جسکی جڑ مین ایک در بصورت قبر پیدا ہوتا ہے کہ انسان زندگی مین بقول شخصے زندہ در گور
ہوجاتا ہے امیر وغیرہ اُس درخت کو دیکھکر اور عامل شاہ کی گفتگو سنکے متحیر ہوکے بارگاہون اور خیام مین
تخت اور دنگلون پر بیٹھے پردے بارگاہون اور خیام کے واسطے دیکھنے درگاہ کے اٹھوا دیے جب سب
اعلی قدر مراتب بیٹھ چکے شیر وے ہر ایک سے رخصت ہوکر دلیرانہ اُس درخت کے سایہ مین گیا فی الفور
جڑ اُس درخت کی شق ہوئی ایک دروازہ پیدا ہوا پتے درخت کے مانند عنادل کے ہوا سے تند سے
باہم ملکر صدا دینے لگے اور طائران خوش رنگ انواع و اقسام کے جو اُس پر گردنین جھکا کے بیٹھے ہوے
تھے اُنھون نے ہوشیار ہوکے سر اٹھا کے شیر وے کو دیکھکر پکار کر ہر ایک نے کہا اے نونہال مردم
رہا آگاہ ہو کہ آج پھر ایک جوان رعنا آزادی سے بیزار ہوکے یہان آیا ہے عنقریب آکے اسے گرفتار کرے
بمجرد اس کہنے کے ایک زنگی مرکب پر سوار ہتھیار لگاے بصد غضب دراصل درخت مذکور سے نمایان ہوکر
میدان مین زیر سایہ شجر مذکور کھڑا ہوکے شیر وے سے مخاطب ہوکے بصد قہر و غضب کہنے لگا اے
جوان تو یہان کیون آیا کیا تجھکو اپنی زندگی و آزادی ناگوار طبع ہے خیر اگر آیا ہے تو اب یہان سے جا نہین سکتا
جس فن مین تو ماہر و کامل ہو اُس فن مین مجھسے مقابلہ کر خواہ تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز وغیرہ سے مجھسے
لڑ پہلے تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر مین تجھپر وار کرونگا شیر وے نے جواب دیا ہم اہل اسلام سے
ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین جب تیری ضرب تیغ و نیزہ و گرز سے ہم
جانبر ہونگے اُس وقت البتہ تجھپر تلوار لگائینگے اُسنے تو یہ کہا ہی تھا کہ تو تیغ یا تیر یا نیزہ سے یا گرز سے
کس آلہ حرب و ضرب سے لڑیگا شیر وے نے جواب دیا تیغ و نیزہ سے لڑونگا اُس نے نیزہ اٹھا کر گھوڑے کو
کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر نیزہ مذکور سینہ پر لگایا ادھر شیر وے نے اُس کے
سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا پھر خود اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی
اپنے سنان نیزہ پر سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اسطرح نہایت خوبی و چالاکی سے روکا کہ سب
دیکھنے والے خوش ہوے ہر ایک نے تعریف کی خصوص امیر شامی نے باوجود اسکے کہ وہ شیر وے کا
حریف تھا بہت تعریف کرکے فرمایا یہ زنگی فن نیزہ بازی مین کامل ہے کس خوبی سے اس وقت اس نے
نیزہ کو روکا ہے بعد روکنے نیزہ کے پھر اُس زنگی نے نیزہ کا وار کیا شیر وے نے اُسکی سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کے سنان پر بجد و کد روکا اسی طرح قریب ایک ساعت کے باہم نیزہ بازی ہوئی آخرکار اُس
زنگی نے ایک بند نادر باندھکر خبردار خبردار کہکر شیر وے کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی وہ مانند

تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام یہ رنگ جنگ دیکھکر متحیر ہوے دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے حریف زبردست وماہر فنون جنگ معلوم ہوتا ہی ابھی سب اہل اسلام متحیر تھے کہ شیروے نے
ڈانڈا اپنے نیزہ کی برہم ہوکے اُسکے سر پر لگائی اُس نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا شیروے نے شکستہ
ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر غضبناک ہوکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا زنگی نے ہنسکر کہا اے جوان میرا یہ قاعدہ
نہین ہی کہ مین اپنے حریف سے چند فنون سپہ گری مین مقابلہ کرون اسی وجہ سے مین نے تجھسے پہلے ہی
پوچھ لیا تھا کہ آیا نیزہ یا تیغ سے لڑیگا یا اور کسی آلہ حرب و ضرب سے مقابلہ کریگا تو نے جنگ نیزہ کو کہا
تھا مین نے قبول کرکے سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکال دی ہی بس اب زور آزمائی کر شیروے نے
فی الفور مرکب سے اُتر کر دامن گردا سلئے اس نے بھی گھوڑے سے اُتر کر دامن گردا اٹھا کر شیروے سے لپٹ کر
زور کرنے لگا ادھر شیروے نے بھی اُس سے زور کرنے لگا کشتی ہونے لگی سب دور سے دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
اُس زنگی نے شیروے کو زیر کرکے اپنے ہاتھون پر بلند کرکے دوسرے ہاتھ سے مرکب شیروے کو لیکر
اندر اُس در کے جو اُس درخت کے تنہ مین پیدا ہوا تھا چلا گیا فی الفور وہ در بند ہوگیا طائران شجر
مذکور پہلے تو وقت زیر ہونے شیروے کے بزبان فصیح گویا ہوے کہ آج ایک جوان تازہ گرفتار طلسم ہوا
بعدہ مانند طائران خوش الحان کے خوش ہوکر نغمہ سرا ہوے پھر خاموش ہوکے گردنین اپنی جھکا کے درخت
مذکور کی شاخون پر بیٹھے رہے جب وہ زنگی شیروے کو زیر کرکے لیگیا اُسوقت جملہ اہل اسلام بلکہ
عامل شاہ کو بھی صدمہ ہوا امیر ثانی سے کہنے لگا اسی طور سے میرے سردار لشکر کو بھی زیر کرکے
لیگیا تھا اُس وقت چند سرداران لشکر نے امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم مین سے اب کوئی
شخص زیر سایہ شجر جاے اُس زنگی سیاہ رو سے مقابلہ کرے امیر نے ہنوز کچھ جواب نہ دیا تھا کہ عامل شاہ نے
کہا اے بہادران نامدار قاعدہ اس زنگی کا یہ ہی کہ جب کسی شخص کو گرفتار کرکے لیجاتا ہی اُس روز پھر دوسرے
شخص سے مقابلہ نہین کرتا لہذا آپ صاحبون سے کوئی صاحب جانے کا قصد نکرین کہ سواے
گرفتار ہوجانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور اگر واسطے رہائی شیروے اور مضروح مشتت زن کے فوری
ارادہ جانے کا ہی تو کل اُسی وقت جائیے گا اور اگر اس وقت کوئی آپ صاحبون سے زیر سایہ شجر
جائیگا تو سایہ شجر سے باہر نکل نسکیگا نہ ادھر آسکیگا نہ اُس طرف جا سکیگا یہ تمام دن اور تمام شب زیر
سایہ شجر کھڑا رہیگا جب صبح ہوگی تو وہی زنگی درخت سے پیدا ہوکے مقابلہ کریگا جب یہ حال عامل
شاہ سے معلوم ہوا سرداران لشکر مجبور ہوے بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و عامل شاہ وغیرہ
صدمہ شیروے مین اُس جگہ سے چشم پرنم روانہ ہوے شہر مین بمقام قیامگاہ آئے وہ روز و شب
ایک کو صدمہ و رنج مین گذرا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین تشریف لاکر رونق افزاے
تخت حکومت ہوے اور جملہ سرداران لشکر موجودہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوکے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
امیر ثانی نے بدستور مرقوم اُسی جام کلہ عفریت مین شربت اور گلوریان طلب کرکے بقاعدہ قدیم
سنگ مرمر کی چوکی پر رکھواکے باواز بلند جملہ سرداران لشکر موجودہ سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ
اے بہادرو کل تو شیروے واسطے رہائی مضروح مشتت زن کے گیا تھا وہان جاکے زنگی نابکار
سے زیر ہوکے خود گرفتار ہوگیا آج تم مین سے کون ایسا بہادر ہی جو براے رہائی مضروح مشتت زن و

شیروے کے جائیگا ابھی امیر ثانی یہ کہکے خاموش ہوے تھے کہ سلیمان ثانی بن عجیل باہر واپنے دنگل سے اٹھا اُسنے تھوڑا
شربت جام کل عفریت سے لیکر پیا اور بیڑا اُٹھا کر کھایا بعدہ امیر ثانی سے عرض کیا یہ کمترین واسطے رہائی دونون بہادران مذکور کے
جائیگا اگر خدا نے چاہا تو اُنکو رہا کرکے لائیگا ورنہ انھین دونون صاحبون کے پاس رہے گا امیر ثانی اُسکی تقریر سُنکے اُسے
اجازت دیکے خود بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران عالی مقام کے بدستور روز اول سلیمان ثانی کو ہمراہ لیکے
اُسی جگہ پہونچے عادل شاہ بھی آیا جب سب علی قدر مراتب بطریق روز اول بارگاہ ہون اور خیام مین بیٹھ
چکے اور پردے بارگاہ وخیام کے اُٹھا دیے گئے سلیمان ثانی ہر ایک سے رخصت ہوکے جانب شجر
مذکور مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا جب سایہ مین اُس شجر منحوس کے پہونچا نعرہ شیر آسا
کیا اور کہا او زنگی جلد آ مجھسے مقابلہ کر دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُسی طرح ہولے ہولے تند چلی برگہاے
شجر مذکور سے مانند صداے صور کے آواز آئی اُسی طرح طائران درخت مذکور نے سرونکو اُٹھا کے بزبان
فصیح لونہال مردم ربا کو طلب کیا فی الفور اُسی طرح اُس درخت کے تنہ مین ایک در پیدا ہوا اُسی طور سے
وہ زنگی نکلا بعد ازان سامنے سلیمان ثانی کے جاکے کہا ای جوان آج تو اپنی آزادی سے اور اپنے آرام
وراحت سے بیزار ہوکے یہان آیا ہی چاہتا ہی کہ شیروے اور مضروح منشت زن کو رہا کرکے
لیجاے مجھے زیر کرے یہ تیری تمنا برنہ آئیگی سلیمان ثانی نے جواب دیا او سیاہ تیرہ درون اگر
خدا نے چاہا تو ابھی شکار کرکے ہلاک کرتا ہون بعد ازان شیروے اور مضروح منشت زن کو لیکر
یہان سے جاؤنگا زیر کرکے اگر تجکو اپنی زندگی منظور رہی تو شیروے اور مضروح کو جلد لاکے میرے حوالے کر دے
زنگی مذکور نے ہنسکر جواب دیا یون تو مین اُنکو لاکے تیرے حوالے نکرونگا اگر تو دعوے بہادری کا
رکھتا ہی تو مجھ سے مقابلہ کر جب مجھکو زیر کرکے قتل کر لینا اُس وقت جنکی رہائی کے واسطے تو آیا ہی انھین
لیکر چلا جانا یہ کہکے پوچھا اے سلیمان ثانی تم کس طرح مجھسے لڑوگے آیا مانند شیروے کے مجھسے مقابلہ
کروگے یا تیغ و گرز سے لڑوگے سلیمان ثانی نے جواب دیا تیر و نیزہ و گرز بیکار ہے تلوار خوب ہے کہ
ایک دم مین کام حریف کا تمام کر دیتی ہی ہر سو کا قصہ ایکدم مین فیصلہ کر دیتی ہی زنگی نے یہ سنکے تلوار نیام سے
کھینچکر سپر دوش سے لیکر کہا اے جوان تو بھی تلوار علم کرے سپر فراغ دامن پشت سے لیکر بائین ہاتھ مین مستحکم لے اگر اور
سپر یا اور شمشیر آبدار کی ضرورت ہو تو ابھی منگوا دیجاے سلیمان ثانی نے کہا میرے پاس تیغ و شمشیر و سپر ہے مجھے ضرورت نہین
ہے یہ کہکے تلوار علم کی سپر دوش سے لیکر کہا او زنگی اب دیر نہ کر تلوار لگا اُس نے کہا اتنی جلدی کیون کرتا
ہے او نادان ایک لمحہ تو یہان کی ہوا کھاتے سیر اس دشت و کوہ کی کرے اپنے
دوست و احباب وغیرہ کو دور سے پھر ایک نظر دیکھ لے کیونکہ پھر ایسا وقت تیرے
ہاتھ نہ آئیگا سلیمان ثانی نے جواب دیا اب مین تجھکو قتل کرکے سیر دشت و کوہ کرونگا اپنے
احباب واقربا کو دیکھونگا زنگی مذکور نے یہ سنکے نہایت برہم ہوکے اول تو ایسا نعرہ کیا کہ تمام زمین صحرا
تھرا گئی بعدہ تلوار اُٹھا کے باقاعدہ آگے بڑھ کے تلوار لگائی سلیمان ثانی نے ضرب شمشیر زنگی کو اپنی
سپر پر روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی مسکرا کے بالاے سپر رد کی اور چند ساعت تک اسی طرح باہم
لڑائی ہوئی دونون مین کوئی زخمی نہوا عادل شاہ اور جملہ اہل اسلام لڑائی دیکھ رہے تھے اور واسطے
فتحیابی سلیمان ثانی کے آرزو ظاہر کر رہے تھے کہ سلیمان ثانی نے خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پر

تلوار لگائی زنگی نے بھی تلوار اپنے بائین ہاتھ مین لیکر تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے مرکب اپنا کسی قدر آگے
بڑھا کر تامل کیا جب تلوار سلیمان ثانی کی عنقریب سر کے آئی زنگی نے ہاتھ اپنا چالاکی سے سلیمان ثانی
کی کلائی پر ڈالکر زور کرکے کلائی مروڑ کر تیغہ اُس کے ہاتھ سے چھین لیا سلیمان کو غصہ آیا فی الفور اُسکی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اُسکو پشت فرس سے اُٹھا کر زور سے خاک پر ٹپک دیجیے لیکن مدعاے
دل بر نہ آیا زنگی کا پشت فرس سے اُٹھا لینا تو کجا ذرا بھی وہ پشت فرس سے جدا نہوا سلیمان
از حد زور کرکے تھک گیا ہمہ تن پسینہ مین غرق ہو گیا زنگی ہنستا رہا اور کہتا رہا ای جوان حوصلہ اپنے دل کا ادا
نکال لے پھر زور کرکے مجھے پشت فرس سے جدا کرکے قتل کر سلیمان ثانی گو اُس کے کہنے سے
غضبناک ہوکے باوجود تھک جانے کے زور کرتا تھا لیکن مطلب دل بر نہ آتا تھا وہ کسی طرح
پشت فرس سے جدا نہوتا اسی زور آزمائی کو ایک ساعت گزری ہوگی کہ اُس زنگی نے
خبردار کہکر حلقہ زنجیر کمر مین اپنا ہاتھ ڈال کے تھوڑے سے ہی زور مین سلیمان ثانی کو پشت
فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے گھوڑے کو اسکے ساتھ لیتے لیکر اُسی طرح درمین درخت کی
جڑ کے چلا گیا بعد اُسکے جانے کے طائرون نے اُسی طرح خوش ہوکے زمزمہ سرائی کرکے خاموشی
اختیار کی عامل شاہ اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سلیمان ثانی کے زیر ہونے
سے بہت متحیر ہوئے اور نہایت متاسف ہوئے ہر ایک کو ملال ہوا لیکن کچھ زور نچلا آخر وہان سے
ہر ایک اندوہناک اُٹھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اثنا سے راہ مین امیر ثانی نے بعض بعض
سرداران لشکر سے کہا شیر وسے اور سلیمان ثانی تو ایسے نہ تھے کہ اسقدر جلد زنگی سے زیر ہو جاتے
لیکن یہ زنگی شاید ساحر ہی یا کچھ اسرار ہی ورنہ یہ دونون وہ بہادر تھے کہ بڑے بڑے نامی بہادرون
سے لڑے تھے اُنھون نے اُنکو زیر کیا تھا ایسی باتین کرتے ہوئے امیر ثانی اپنی قیام گاہ سپاہ
پر آئے جب وہ روز و شب جملہ اہل اسلام کو شیر وسے و سلیمان ثانی کے صدمہ مین گذرا اور صبح ہوئی
حسب دستور بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تخت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر جو موجود تھے حاضر
دربار ہوئے ہر ایک اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا اُس وقت امیر ثانی اپنے دنگل سے اُٹھکے تشریف
لائے بادشاہ موصوف سے عرض کیا آج دل چاہتا ہی کہ مین جا کر اس زنگی سے مقابلہ کرون بادشاہ نے
فرمایا آج بھی جام کلہ عفریت سر دربار شربت سے بھر کر رکھا جائیگا کوئی سردار لشکر
شربت پی کر بیڑا اُٹھا کر واسطے مقابلہ زنگی کے جائیگا آپ تشریف نہ لیجائیے کیونکہ آپ
زینت لشکر ہین امیر ثانی نے عرض کیا نہین دل نہین چاہتا کہ میری آنکھون کے آگے نوجوان جا کر
اُس زنگی سے مقابلہ کرین اور گرفتار ہو جائین اُنکی گرفتاری و جدائی کا صدمہ اُٹھایا جاے بادشاہ
موصوف یہ سُن کے خاموش ہوے اُس وقت بدیع الزمان نے دنگل سے اُٹھکر امیر ثانی سے
عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائین آج اس خاکسار کو اجازت جانے کی دین امیر نے جواب دیا کہ یہ مجھے
منظور نہین ہی کہ مین تمکو یا اور کسی سردار لشکر کو واسطے مقابلہ اُس زنگی کے بھیجون بدیع الزمان
یہ سنکے مجبور ہوے آخر کار اُس روز امیر ثانی مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوے بدستور روز اول و
دوم بادشاہ لشکر اسلام و عامل شاہ و جملہ سرداران لشکر اسلام و افسران سپاہ عامل شاہ

جانب درخت مذکور تخت جواہر نگار اور گھوڑون پر سوار ہوکے روانہ ہوے جب صحرا مین پہونچے قریب کوہ اسطرح بارگاہین اور خیام ایستادہ دیر پاکی گئین ہر ایک کافر و دیندار علی قدر مراتب بیٹھا پڑے بارگاہ و خیام کے اُٹھوا دیے گئے اسوقت امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکے ہر ایک سردار لشکر سے ملکے جانب درخت مذکور جانے لگے اس دم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص دنیا سے جاتا ہی اور احباب و اقربا اُسکے اُس سے لپٹ کر روتے ہین الحاصل امیر ثانی سبکو روتا ہوا چھوڑکے سب کو امر بصبر و دعا کرکے سمت درخت تنہا روانہ ہوے جب سایہ مین اُس درخت کے پہونچے طائران خوش رنگ نخل مذکور نے سر اپنے اُٹھا کر اُسی طور سے بزبان فصیح نونہال ہردم ربا کو طلب کیا اُسی طرح ہوا سے تند چلی اسی طریق سے اوراق نخل ہوا ئے تند سے باہم ملکے صدا ے جل جل دینے لگے اُسی طریقہ سے تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور در دروازہ کلان بدستور پیدا ہوا وہ زنگی مسلح مرکب پر سوار اُسی آن بان سے اور ہی شان و شوکت سے نکلا سامنے امیر ثانی کے آیا اور کہا اے شخص کیا تجھکو صدمہ عظیم تھا کون سا رنج ایسا تھا کہ تو اُسکے سبب سے اپنی راحت و آرام سے بیزار ہوکے یہان آیا مجھے تیرے حال پر نہین معلوم کیا ہی کہ رحم آتا ہی آجتک کسی شخص پر مجھے رحم نہین آیا تھا یہ تو ممکن نہین کہ تجھے یہان سے اجازت جانے کی دون کہ صاحب اختیار ایسا نہین ہون لیکن بہر حال تجھ سے لڑونگا یہ کہکے پوچھنے لگا اے شخص آیا تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ جس آلہ حرب و ضرب سے لڑنا منظور ہو اُس سے لڑ پھر دوسرے آلہ حرب و ضرب سے لڑنے دونگا کہ طریقہ یہان کا یہی ہی امیر ثانی نے اُس سے فرمایا مین ہمہ فن تجھسے نیزہ سے مقابلہ کرونگا اگر نیزہ سے عہدہ برا ہوا تو پھر کشتی لڑونگا اُس نے قبول کیا ہنوز زنگی مذکور نے نیزہ اُٹھایا تھا کہ ایک طائر ہفت رنگ ایک پرچہ قرطاس اپنی منقار مین دبائے ہوے اُس درخت کے تنہ سے ردے بصد تعجیل پیدا ہوا بعد ازان اس زنگی کے سر پر سایہ فگن ہوکے وہ پرچہ اُسکی آغوش مین ڈالکر بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے نونہال ہردم ربا پہلے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھ تو موافق تحریر عمل کر وہ زنگی مذکور نے متحیر ہوکے بجاے خود یہ خیال کرکے کہ آجتک کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی دیکھیے کیا انجام ہونے والا ہی کیا یہ فتاح طلسم ہی زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی جو آج ایسا حکم ہوا ہے یہ خیال کرکے پرچہ قرطاس اُٹھا کے اُسکی عبارت پر نظر کی اُس مین منتظم و داروغہ طلسم کی طرف سے یہ لکھا تھا کہ اے نونہال ہردم ربا آگاہ ہو کہ جو شخص اس وقت زیر شجر آیا ہی نام اُس کا حمزہ ثانی ہی یہ صاحب اسم اعظم ہی اُسکا رتبہ و مرتبہ زیادہ ہی بانیان طلسم اُسکے باب مین تحریر کرگئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ امیر ثانی واسطے رہائی مضروب مشت زن اور شیر شکر وے اور سلیمان ثانی کے زیر شجر آئینگے لہذا منتظم کار طلسم کو چاہیے کہ نونہال ہردم ربا کو اُن سے مقابلہ نکرنے دے اور اپنے پاس اُنہین بلاکے اُن سے ملاقات کرکے بطور نذر خزانہ طلسم سے اور مال و اسباب طلسم سے اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب طلسم اُنہین دے اور جو کچھ ہمنے لکھا ہی پھر اُس سے اُنھین آگاہ کرکے اُنکے تشریف لانے کے سبب سے فلان فلان گرفتاران طلسم کو اُنکے حوالہ کرکے راہ دیگر طلسم سے اُنھین اُنکے احباب و اقربا مین پہونچاوے یا صرف راہ دیگر سے بیرون طلسم کرے تاکہ چلے جاتے لہذا اے نونہال ہردم ربا حمزہ ثانی کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لے آ خبردار اُنسے مقابلہ نکر ورنہ بانیان طلسم کی تحریر کے

خلاف ہوگا تو نہال ہر دم رہا عبارت پرچۂ قرطاس مذکور کو پڑھ کر طائر ہفت رنگ سے کہنے لگا میری جانب سے
جاکر ابھی عرض کردو کہ جو آپنے حکم کیا ہی موافق اُسکے یہ کمترین ابھی عمل کرتا ہی طائر مذکور یہ سنکے چلا گیا
زنگی نے سراپاے امیر ثانی پر نظر کرکے نظر حیرت سے بغور دیکھا امیر ثانی نے سبب دیکھنے کا دریافت
کیا اُس نے کہا ای شخص مین اس وجہ سے بنظر حیرت دیکھتا ہون کہ تو بڑے رتبہ کا شخص ہی تیرے باب
مین بانیان طلسم نے کیا کچھ کیا لکھا ہی صد ہا برس کا زمانہ گذرا ہی یہ شرف کسی یہان کے آنے والے کو میسر نہوا
جو تجھے نصیب ہوا ہی خیر مین تو تابع حکم ہون تجھسے نہ لڑونگا یہ کہکے کہا ای شخص خوشا مقدر تیرا کہ تجھے منتظم کار
طلسم مسمی قباد جنی نے طلب کیا ہی بس اب دیر نکر جلد چل امیر ثانی اُسکے کہنے سے متحیر ہوئے پھر پوچھا
وہ منتظم کار طلسم کہان ہی زنگی نے کہا اس درخت کے تنہ مین جو دروازہ ہی یہی راہ اُسکے مکان کی ہے امیر ثانی
جانب در مذکور بڑھے زنگی عقب امیر ثانی چلا امیر ثانی بسم اللہ کہکر داخل دروازہ مذکور ہوے زنگی بھی
دروازہ مسطور مین گیا پھر در بند ہوگیا طائران نخل مذکور یہ واقعہ دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے آج یہ
شخص بغیر زیر ہوے داخل طلسم ہوا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ادھر تو طائران نخل مذکور حیران و پریشان
خاطر تھے عوض لشکر سرائی فکر و تشویش مین تھے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام و جملہ کفار و اہل اسلام نے جو امیر
ثانی کو اندر اُس دروازہ کے ساتھ زنگی کے جاتے دیکھا اور پھر وہ دروازہ مسدود ہوگیا سبکو طرح طرح کا
خیال ہوا اکثر کفار کہنے لگے کہ امیر ثانی باوجود اسکے کہ انکو ہمنے صاحب اسم اعظم سُنا تھا یہ بھی جاکر کچھ بنا نہ سکے
ہمراہ زنگی کے دروازہ مین تنہ نخل کے چلے گئے دروازہ بھی بند ہوگیا جسطرح نقیرف اور سلیمان ثانی
داخل دروازہ تنہ شجر مذکور ہوے تھے اُسی طرح یہ بھی داخل ہوے صرف فرق اتنا ہوا کہ وہ زیر ہوکے داخل
دروازہ ہوے یہ بغیر جنگی سے زیر ہوے داخل در ہوے ہین لہذا ہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ امیر ثانی نہایت
عاقل ہین انھون نے زیر ہو جانے سے ضرور یہ خیال کیا ہوگا کہ اس زنگی پر فتحیاب نہو سکونگا یقینًا مانند نقیرف
و سلیمان ثانی کے اس زنگی سے زیر ہو جاونگا اپنے اور بیگانے سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہین ان سب کے
سامنے ذلت ہوگی یہ خیال کرکے زنگی سے کہا ہوگا کہ تو مجھسے مقابلہ نکر مین یونہین تیرے ساتھ چلنے کو
موجود ہون اُس نے قبول کیا ہوگا اسی وجہ سے وہ امیر ثانی سے نہ لڑا اور بغیر لڑے حصول مطلب اپنا جانکر
امیر ثانی کو ہمراہ اپنے لیگیا اب انکا آنا نا ممکن ہی جس طرح مظفر و ح مشت زن وغیرہ آج تک نہ آئے
اُسی طرح یہ بھی نہ آئینگے اکثر سرداران لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکے باہم یہ کہتے تھے کہ افسوس صد افسوس
ہمارے سامنے امیر ثانی زیر شجر جاکے یون غائب ہوگئے کہ اب نظر نہین آتے ہین ہاے افسوس اس
دیکھنے کو ہم زندہ رہے کاش کہ آج ہم یہان نہوتے یا مر گئے ہوتے یا اندھے ہوگئے ہوتے کہ یہ حال
پر ملال نہ دیکھتے اب دیکھیے امیر ثانی سے پھر بھی ملاقات ہوتی ہی یا نہین یہ کہتے تھے اور زار زار روتے
تھے انکے رونے سے اور بھی سرداران لشکر اہل اسلام گریان تھے اور کہتے تھے کہ اب لطف زندگی
و زور آزمائی باقی نرہا جہان امیر ثانی اس صحرا سے گئے ہین ہم بھی ضرور جائینگے بعض کہتے تھے ہم تو جانتے تھے
کہ تم دانا ہو لیکن اس وقت معلوم ہوا کہ نادان ہو کیونکہ بے سمجھے ایسی تقریر کرتے ہو ہمکو تو امیر ثانی کے
تشریف لانے کی امید قوی ہی کیونکہ امیر ثانی زنگی سے زیر ہوکے نہین گئے ہین تمنے خواہ دیکھا
ہو یا نہ دیکھا ہو ہمنے تو غور سے دیکھا ہی کہ ایک طائر رنگا رنگ اپنی منقار مین ایک کاغذ لیے ہوے

درخت کے تنہ مین جو در پیدا ہوا تھا اُسی در سے آیا تھا اُس نے زنگی کے سر پر آکے وہ کاغذ گود مین اُسکی
ڈال دیا تھا اُس نے اُسکو پڑھکر امیر ثانی سے کچھ باتین کرکے اُنھین اُسی در کی راہ سے لیگیا تھا پس عقل کے
ذریعہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ امیر کو کسی شخص جلیل القدر نے بذریعہ رقعہ طلب کیا ہی وہ جناب اُسکی
ملاقات کے واسطے گئے ہین انشاء اللہ وہ جناب آج ہی یا دو ایک روز کے بعد ضرور تشریف لائینگے
ہان اگر زنگی سے زیر ہو کے جاتے تو البتہ مقام تردد ہوتا پس تم بھی ہماری طرح امید آنجناب کے جلد
تشریف لانے کی رکھو گریہ و زاری سے باز آؤ فضل و عنایت الٰہی پر نظر رکھو حق تعالے ہر ایک شئے پر
قادر ہی وہ سرداران لشکر جو گریہ و زاری کرتے تھے وہ تو خاموش رہے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے ان
سرداران سپاہ کی گفتگو سنکے فرمایا تم سچ کہتے ہو تمھاری تقریر معقول ہی یہان قیام کرنا چاہیے تا وقتیکہ امیر
ثانی آئین عجب نہین کہ جلد آئین اگر اُنکے آنے کا زیادہ زمانہ گذرے گا تو اور کوئی فکر کیجائیگی یہان تو
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اہل اسلام اور عامل شاہ بھی سبکے سب قیام پذیر ہین اہل اسلام
واسطے تشریف لانے امیر ثانی کے دعا کر رہے ہین اُنکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب حال امیر ثانی
کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی ہمراہ اُس زنگی کے داخل دروازہ درخت ہوے اور وہ در بند ہو گیا
امیر ثانی نے اندر دروازہ مذکور کے جاکر دیکھا کہ سیڑھیان زینے کی سنگ مرمر کی نہایت عمدگی سے
بنانے والے نے بنائی ہین اُن زینون پر قدم رکھکر موافق کہنے اُس زنگی کے جانب بلندی چلے پھر کچھ زینے
جانب پستی واقع ہوے امیر اُنھین زینون کی راہ سے جانب پستی رہ نورد ہوے جب وہ زینے تمام
ہوے دیکھا ایک قصر عالی شان ہی در و دیوار اُسکے قابل دید ہین مٹی اور خشت سے اُسکو بنایا نہین ہی
طلا و نقرہ خالص سے بنانے والے نے نہایت صناعی سے بنایا ہی آگے اُس قصر کے ایک پھاٹک ہی کہ وہ
بھی نقرہ خالص کا ہی اور کار طلائی اُسپر ایسا کیا ہی کہ عقل کو دخل نہین ہی اُس پھاٹک پر دو طرفہ حاجب
و دربان عصا ہاے نقرئی و طلائی لیے ہوے دستارین سر و نیمہ رکھے ہوے چپکنین عمدہ پہنے ہوے
پٹکے کمرون سے باندھے ہوے خاموش کھڑے ہین جب امیر ثانی اُس پھاٹک پر پہونچے زنگی نے اُن
پہرہ دارون سے کہا ہمین حکم منتظم کار طلسم کا ہوا ہی پس ہم انکو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے
کہا آپکو اختیار ہی انھین لیجائیے ہم آپکے کہنے سے انھین نہ روکینگے لیکن ایک مدت مدید اور
زمانہ دراز سے کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی اس طرح کوئی شخص یہان نہین آیا ہی زنگی نے وہ رقعہ اُنھین
دکھایا اُنھون نے دیکھکر کہا بیشک یہ رقعہ دستخطی قباد حبشی کا ہی پہلے ہی ہم آپ کے کہنے سے اُنھین
نہ روکتے اور اب تو منتظم و داروغہ طلسم کا رقعہ دیکھ لیا ہی یہ کہکے وہ خاموش ہوے زنگی نے کہا اے
امیر اندر اس پھاٹک کے چلیے امیر ثانی اندر پھاٹک کے گئے بعد گذرنے اس پھاٹک سے ایک مختصر
میدان نظر آیا اُس میدان مین انواع و اقسام کے درخت کہ جنپر طائران رنگارنگ بیٹھے ہوے نغمہ سرا
تھے امیر ثانی کو دیکھتے ہی نغمہ سرائی سے باز رہکر بزبان فصیح پوچھنے لگے ای نونہال سرو دم رہا آج خلاف
قاعدہ طلسم اس شخص کو یہان کیون لائے ہو مقام تردد ہی ہم نگہبانان طلسم سے ہین بیان کرو
اگر تم اسکے ساتھ نہوتے ہم ابتک اس شخص کو ہلاک کرتے زنگی نے کہا کچھ جاے فکر و تردد نہین ہے
کچھ تم اندیشہ نکرو ہم حکم منتظم کار طلسم سے اس شخص کو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا

ایسا تو کبھی نہوا تھا آج یہ واقعہ تازہ ہی کیونکر اندیشہ نہو ذرا ٹھہر جاییے ہم منتظم کار طلسم سے اجازت حاصل
کر لین تو انکو لیجاییے زنگی نے وہ رقعہ انکو دکھایا انھون نے کہا اے نونہال مردم ربا ہمسے ناراض ہونا
کہ ہمنے اس شخص کو تمھارے کہنے سے آگے جانے نہین دیا اُسنے کہا مجھے تمسے کچھ ملال نہین ہوا بلکہ مین تو
خوش ہوا کہ تم اپنے کام مین ہوشیاری وخبرداری سے شب وروز بسر کرتے ہو جو چاہیے نگہبانی وہ نگہبانی تم
کرتے ہو نگہبانو تکو ایسا ہی چاہیے جیسا اس وقت تمنے کیا انھون نے کہا ہمکو بانیان طلسم نے صرف
اسیواسطے یہان مقرر کیا ہی کہ بخوبی حفاظت کیا کرین اب آپ انھین لیجاییے ہمین اطمینان کامل ہو گیا مگر کچھ سمجھ
مین نہین آتا کہ اس شخص کے بلانے کا کیا باعث ہی زنگی نے جواب دیا مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہین ہی یہ کہکے
امیر ثانی کو بعزت ہمراہ لیکے آگے بڑھا اثناے راہ مین امیر ثانی نے سوا اُن درختون میوہ دار عجائب
روزگار کے دو طرفہ تختے گلہاے رنگارنگ کے دیکھے اُن گلون کی کیا صفت تحریر کی جاے کن گلون
سے اُن پھولون کو رنگ و بو مین مشابہ سمجھا جاے کیونکہ مانند اُن گلہاے رنگارنگ و پر بہار و عطر
آگین کے یہان تو کوئی ایسا گل نہین ہی تاکہ جس سے کچھ بھی اُن پھولون کی مثال رنگ و بو مین دیجا سکے
اگر یہ لکھا جاے کہ تختہ گلہاے گلابی مانند تختہ گلاب کے تھا تو یہ مثال اچھی نہین ہی کیونکہ گلاب مین کانٹے
ہوتے ہین اور وہ پھول خار سے بری تھے خوشبو مین بھی بدرجہا گل سُرخ سے بہتر تھے اگر وہان کے
تختہ نرگس شہلا کو یہان کے تختہ نرگس سے تشبیہ دیجاے تو جو دانا بینا ہین وہ یہ کہینگے کہ یہ
شخص کیا اندھا تھا جو ایسی مثال اسنے دی کیونکہ یہانکے نرگس کے گلون مین باوجود آنکھ سے مشابہ ہونیکے
بینائی نہین ہی اور وہان کے گل نرگس مین بینائی ہی غرض اسی طرح ہر ایک گل بےمثل ولاجواب رنگ و بو
شکل مین تھا امیر ثانی ٹھہر ٹھہر کر جا بجا اشجار عجائب وغرائب اور اثمار انواع واقسام کو دیکھتے جاتے تھے
اور گلہاے رنگارنگ مذکور کو بھی دیکھ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا قدرت پروردگار
عالم ہی کہ کیا کیا شجر وثمر وگلہاے رنگارنگ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا مین خلق کیے ہین یہ
فرماکے ارادہ کرتے تھے کہ اثمار وگلہاے بوقلمون سے دو چار توڑ لیجیے وقت ہاتھ بڑھانے کے
ثمر درختان مذکور مانند غنچہ کے ہو جاتے تھے اور اُنکے درمیان سے طائران رنگارنگ پیدا ہو کے
اُڑ جاتے تھے اور بزبان فصیح اُس چٹک سے مخاطب ہو کے یون گویا ہوتے تھے کہ اے نونہال
مردم ربا آج یہ کون یہان آیا ہی کہ تم اپنے ساتھ لاے ہو جلد بیان کرو کیا زمانہ بربادی طلسم کا آگیا ہی یہ طلسم
کشا ہی تم اسکے شریک ہو گئے ہو جو اسے یہانتک لاے ہو ہمین اندیشہ ہی ابھی اس شخص نے ہماری
طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ انکو جواب دیتا تھا کچھ تم اندیشہ نکرو یہ شخص طلسم کشا نہین ہی نہ مین اس کا
شریک بربادی طلسم مین ہوا ہون اسکو منتظم کار طلسم نے کسی امر ضروری کیلیے شاید طلب کیا ہی اس وجہ سے
مین اسے لیے جاتا ہون وہ طائران رنگارنگ جواب دیتے تھے کہ اگر کبھی کسی شخص کو دارو غہ نے اس
طلسم کے طلب کیا ہوتا تو ہمین یقین ہوتا کہ آج بھی اس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی گو تم سچ کہتے
ہو گے مگر ہمکو یقین نہین ہی ابھی تم اسی جگہ ٹھہرو ہم جاتے ہین منتظم کار طلسم سے پوچھتے ہین اگر وہ ہمین حکم
دینگے کہ اس شخص کو جسکو نونہال مردم ربا لاتا ہی نہ روکو تم پھر چلے جانا اسکو بھی ہمراہ لیجانا زنگی مذکور
اُنسے کہتا تھا کہ تم اُنکی خدمت مین بجاؤ دیکھو یہ رقعہ انکا اس شخص کی طلب مین میرے

پاس آیا ہی اسے دیکھ لو اور ہمین جلد اس شخص کو لیجانے دو کہ وہ اسکے منتظر ہونگے وہ طائر کہا کرتے تھے رقعہ
دیکھکر اجازت جانے کی دیتے تھے اور پھر بدستور انھین درختون کے جوف اثمار مین جا کر غائب ہو جاتے
تھے اثمار اُسی طور سے ہو جاتے تھے اور اگر امیر ثانی کسی پھول کے توڑنے کا قصد کرتے تھے وہ ہنسکر
اپنے درخت سے جدا ہو کر بصورت بلبل ہوکے یون پوچھتا تھا کہ اے نونہال خیر تو ہی آج یہ کون شخص
تمھارے ساتھ ہی آیا دوست ہی یا دشمن ہی ہمین اس شخص سے بوے عداوت آتی ہی اسنے ابھی ہماری
طرف بقصد ایذا رسانی ہاتھ اپنا بڑھایا تھا پس اسکے حال سے اطلاع دو وہ اسکے جواب مین وہی
رقعہ منتظم کار طلسم کا دکھا دیتا تھا وہ مجبور و متحیر ہوکے اجازت لے جانے کی دیکر بحالت سابق اُسی درخت
مین غائب ہو جاتا تھا زنگی اس جگہ سے ہمراہ امیر ثانی آگے روانہ ہوتا تھا اگر اثنائے راہ مین کسی غنچہ کو
عجیب و غریب دیکھکر نہایت پسند کرتے تھے بے اختیار اُسکی طرف واسطے اُسکے توڑنے کے ہاتھ بڑھاتے تھے
وہ غنچہ فی الفور چٹک جاتا تھا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوکے پرواز کرکے زنگی سے
برہم ہوکے پوچھتا تھا کہ اے نونہال مردم ربا سچ کہو آج خلاف قاعدہ طلسم اس شخص کو اس طرح
اس جگہ کیون لائے ہو یہان تو آجتک کسی کو نہ لائے تھے اگرچہ کہو کہ یہ بھی ایک گرفتاران طلسم سے ہے
تازہ اسے گرفتار کیا ہی تو اسطرف زندان طلسم نہین ہی پس ادھر اسے لانے کا کیا سبب ہے ہمکو
تشویش ہی صاف صاف بیان کرو زنگی اس سے کہتا تھا یہ شخص گرفتاران طلسم سے نہین ہی مین نے اسے
بقاعدہ طلسم زیر نہین کیا ہی یہ شخص ایسا ذی مرتبہ ہی کہ اُسکو منتظم کار طلسم نے برائے ملاقات اپنے پاس
بلایا ہی اس وجہ سے مین اسے اس راہ سے لیے جاتا ہون تم کچھ اندیشہ نکرو وہ جواب دیتا تھا ہرگز ہمکو
یقین نہین ہی کہ یہ شخص خدمت منتظم کار طلسم مین جائیگا کوئی سبب اور بھی ہی ہم تمکو اسے نہ لیجانے دینگے
تم علیحدہ ہو جاؤ ہم ابھی برق بنکے اسپر گرتے ہین جلا کر اسے خاک سیاہ کیے دیتے ہین اگر تم اسکی حمایت کروگے
تو سمجھنا وے کے تمسے بھی فساد ہوگا ہمکو تم جانتے ہو کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ بانیان طلسم نے واسطے
نگہبانی طلسم کے ہمین یہان مقرر کیا ہی ہم خیر خواہ طلسم ہین یہ بدخواہ طلسم ہی زندگی اگر تمکو اپنی اور اس
شخص کی منظور ہی تو سچ سچ جو بات ہو کہدو ورنہ وہی ہوگا جو ہمنے کہا ہی زنگی ہنسکر جواب دیتا تھا تم اس
قدر مجھسے کیون برہم ہوتے ہو خبردار برق بنکر اس شخص کو ہلاک نکرنا اور مجھسے برسر فساد نہونا آپس مین
فساد پر کمر نہ باندھنا خلاف حکم منتظم کار طلسم کے نکرنا وہ طائر یعنے ساحر زنگی مذکور کے سخن پر عمل نکرکے
بہ آواز بلند اپنے ماتحت ساحرون کو یون آگاہ کرتا تھا کہ اے ساحران نگہبانان طلسم ہوشیار ہو جاؤ اور
بصورت طائران خوش رنگ ہوکے میرے پاس آکے اس شخص تازہ وارد کو اور نونہال مردم ربا کو گھیر لو
یہان سے ان دونون کو جانے ندو یہ سخن اُسکا سن کے جسقدر ساحران نابکار اُسکے ماتحت تھے فی الفور
طائر بنکر بہ آواز بلند و فصیح یہ کہتے ہوے اُسکے پاس آتے تھے کہ اے سردار ہمارے ہم حاضر ہین
کیا مجال کسی کی کہ کوئی شخص بغیر آپکے حکم کے یہان سے ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے ہم آپ کے مطیع
ہین اتنی سرحد مین آپکی حکومت ہی یہان کے آپ حافظ و نگہبان ہین امیر ثانی دیکھتے ہین کہ غنچہ و گل سے
ساحر پیدا ہوکے طائر بنکے بزبان فصیح تقریر کرتے تھے زنگی ہر ایک کو وہ رقعہ دکھا کر آگے بڑھتا تھا چنانچہ
اس جگہ بھی عیب زنگی نے دیکھا کہ ساحرون نے گھیر لیا اور سردار اُنکا جانب منتظم کار طلسم جانے کو

آمادہ ہوا فی الفور وہ رقعہ اُس سردار ساحران کو دکھایا اُس نے رقعہ دیکھکر کہا اے نونہال مردم ربا تمنے غضب کیا تھا بڑی نادانی کی تھی پہلے ہی یہ رقعہ ہمین دکھا دیا ہوتا تو کاہیکو یہ نوبت پہونچتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہماری سرحد سے چلے جاؤ آگے اورون کی سرحدین ہین اُنھین بھی جاتے ہی یہ رقعہ دکھا دینا اور بے تکرار و فساد راہ سے گذر جانا ورنہ کہین نہ کہین تمسے ضرور فساد ہو جائیگا زنگی اُس سردار ساحران کی تقریر سنکے امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے بڑھتا تھا وہ سردار مع اپنے ساحران ماتحت کے اُسی طرح گلشن مین غنچہ و گل ہو جاتے تھے امیر یہ حالات عجیب و غریب دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے اور زنگی سے پوچھتے تھے اب بیابان سے کتنی دور منتظم کار طلسم ہے وہ جواب دیتا تھا ابھی بیابان سے بہت دور ہے ہمراہ میرے خاموش چلے آؤ صرف نظر سے ہر طرف دیکھ لیا کرو کسی ثمر دگل و غنچہ کے توڑنیکا ارادہ نکرو مبادا کسی سے فساد نہو جائے اپس مین خونریزی نہو جائے امیر ثانی اس سے پوچھتے تھے یہ طلسم مختصر ہے یا وسیع ہے وہ ہنسکر جواب دیتا تھا یہ طلسم ایسا بڑا ہے کہ کوئی طلسم اسکے مقابل نہوگا اور جو عجائب و غرائب تمنے دیکھے ہین اور حیرت ہوئی ہے یہ کیا دیکھا ہے اگر تمامی طلسم کی سیر کرو تو ہوش و حواس بجا نرہین اس طلسم مین بڑے بڑے نامی و نامور ساحر جا بجا مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنی اپنی حد مین حافظ و نگہبان ہین ابھی تمنے اتنی راہ مین کیا دیکھا ہے آگے بڑھ کر کچھ نہ کچھ اور عجائب و غرائب طلسم دیکھیےگا امیر ثانی اُسکی تقریر سنکے ہر طرف سیر کنان تھے اور ساتھ اُس کے چلے جاتے تھے باوجود رہروی کے ذرا بھی چلنے سے عاجز و ماندہ نہوتے تھے کبھی سڑک کو دیکھتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ سڑک عجیب صاف ہے کنکر اور خشت و خاشاک و خس سے بری ہے بجاے خشت کے عقیق سرخ سائیدہ کی سرخی ہے اور بجاے خاک کے خاک گوہر آبدار کی ہے کہین کہین چھڑکاؤ سڑک پر یون ہوتا تھا کہ جسطرح ابر سے پانی برس کر چھڑکاؤ ہو جاتا ہے اور ابر غائب ہو جاتا ہے ہواے سرد چلتی ہے ٹھنڈی سڑک پر چلنے سے دل کو فرحت ہوتی ہے امیر ثانی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے جاتے جاتے ایک جگہ پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ رو ایک قصر مختصر مین بیٹھی ہے دروازے قصر کے کھلے ہین چند کنیزین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہین وہ جام شراب ہاتھ مین لیے ہوے ہے شراب پی رہی ہے اُسکی کیفیت بدصورتی کی مفصل تو کیا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضاے ابیات — ابیات

قشقہ سیندور کا کھنچا سر پر
روغن نارجیل سے چکنین
لٹین منہ پر لٹکتی تھین اس طرح
جیسے ہووے کھڑا ہوا اژدڑا اس

اک لڑی موتیون کی ماتھے پر
کالا چہرہ تھا پتلیان تھین زرد
کوہ پر سانپ پھرتے ہین جسطرح

کالکین منہ پہ واہیات پڑی تھین
تھی کسی غم سے لب پہ آہ سرد
ایسی آتی تھی منہ سے اسکے باس

امیر ثانی اُسے دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ ساحرہ ہے یا کوئی بلاے عظیم ہے خداوند عالم اسکے شر سے سب کو بچاے خدا نکرے کہ یہ کسیکو بیداری یا عالم خواب مین اپنی صورت بد دکھاے دیکھنے والا عجب نہین کہ خوف سے ہلاک ہو جاے ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے امیر ثانی اور اُس زنگی کو اپنی طرف آتے دیکھا فی الفور جام شراب ہاتھ سے رکھکر اُٹھی اور در قصر پر آکے اس طرح گویا ہوئی کہ اُسکی آواز سے روح تن مین بیچین و مضطر و خائف ہوئی تقریر اُسنے یہ کی کہ اے نونہال مردم ربا خبردار بیابان سے آگے جانیکا ارادہ نکرنا آج کچھ تمسے مجھے تردد ہے کیونکہ اس شخص کو خلاف قاعدہ ادھر کیون لاے ہو کہ یہ طلسم کشا ہے تم اسکے مطیع ہو گئے ہو یا اور کوئی سبب

ہی جلد بیان کرو ورنہ مجھسے امید نیکی کی نرکھنا زنگی مذکور نے اس طرح اُسے جواب دیا کہ ای بلا ے جادو کچھ فکر و اندیشہ نکرو مجھسے اور اس شخص سے بدظن ہو تو یہ طلسم کشا ہی نہ زمانہ طلسم کا آخر ہوا ہی نہ مین اس شخص کا واسطے بربادی اس طلسم کے مطیع ہوا ہون جو تمنے خیالات کیے ہین سب خلاف ہین اصل حال یہ ہیکہ اس شخص کو منتظم کار طلسم نے طلب کیا ہی مین لیے جاتا ہون لہذا مجھے راہ دو اُس نے کچھ سوچ کے کہا تمھاری تقریر دل پذیر نہین ہی مین ہرگز جانے نہ دونگی بھلا منتظم کار طلسم کو کیا ضرورت ہی جو اس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہکر ایک ناریل چھوٹی دار اُٹھا کر سحر پڑھکر پہا ہتی تھی کہ امیر ثانی اور نونہال ہر دم پر مارے کہ زنگی مذکور نے بہت خائف ہوکے کہا اے بلا ے جادو قسم تمکو سامری و جمشید کی ابھی ناریل نہ مارنا ایک رقعہ دیکھ لو پھر تمکو اختیار ہی اُس نے بسبب قسم کے ہاتھ اپنا روکا اور غضبناک ہوکے کہا لاؤ رقعہ کہان ہی زنگی نے وہ رقعہ اُسے دیا اُس نے پڑھکر دستخط منتظم کار طلسم کے دیکھکر متعجب ہوکر رقعہ کو فرد کرکے رقعہ زنگی کو دیکے کہا اچھا میری سرحد سے جلد گذر جا زنگی امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا اثناے راہ مین امیر ثانی نے اُس سے پوچھا یہ ساحرہ کیا تھی نامی ساحرہ تھی کہ جسکے سحر کے ناریل سے تم ڈر گئے اور قسم دے کے اُسے ناریل کے مارنے سے روکا زنگی نے جواب دیا یہ ساحرہ وہ نامی ساحرہ ہے کہ مین تو کیا ہون اکثر ساکنان طلسم اس سے ڈرتے ہین اسکے سحر کی پناہ نہین ہی حالانکہ اس طلسم مین بہت بڑے بڑے نامی ساحر و ساحرہ ہین لیکن سب مین یہ ساحرہ نہایت غصہ ور ہر فن سحر و ساحری مین کامل ہی تمنے ملکہ ماہیان زہر در رنگ و ملکہ آفات چار دست نانی اور دادی افراسیاب جادو کے حالات سحر سنے ہونگے یہ ساحرہ اُنسے بھی بڑھی ہوئی ہی اسکی کنیزین ایسی ساحرہ ہین کہ جو مانند آفات چار دست کے ہین امیر ثانی یہ سنکے حیران ہوکے دل مین کہنے لگے کہ خوب ہوا جو اُس نے ناریل نہ مارا اور نہ نہین معلوم کیا ہوتا مین تو ببرکت اسم اعظم الٰہی بچ جاتا یہ زنگی البتہ ہلاک ہو جاتا پھر مجھکو منتظم کار طلسم تک دشوار ہوتا یہ خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے جب اُسکی حد سے گذر ے دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اُسپر فرش کیا ہی نگیرہ نفیس استادہ ہی زیر نگیرہ چند در چند ناز نینان خوبرو اپنے بناؤ سنگار مین مصروف ہین کچھ بناؤ کر چکی ہین اور وہ چبوترہ درمیان ایک چمن کے ہی اُسی چبوترے پر وہ نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور ہنگام آرایش باہم خوش و مسرور ہوکے یہ باتین کر رہی ہین صورت اُنکی یہ ہی اور تقریر باہم یہ کرتی ہین کہ بمصداق نظم موافق مضمون ہوا

چھڑتی تھی کہ ادائین تھین سب کی
مسیان کھری گھری ہو نتھون پر
صاف رخسار اور منھ گورے
نیزہ بازی وہ کرتین مژگان سے
کوئی کرتی تھی عیش کا سامان
کوئی کہتی تھی ای میری بہنا
اپنی نیشتی کا عطر دو بی جان
لاکھ کو کرتی ہون نظر مین شہید

تھے لکھے وہ پاؤن تلے لب پر
تھا وہ عاشق کا دود آہ جگر
بجلیون کی چمک وہ کانون مین
باندھ لیتی تھین دل کو دامان سے
مانگ کو کوئی صاف کرتی تھی
ذرا مجلوئی تم مجھے دینا
کوئی آئینہ دیکھکر کہتی
کیون برا ہین یہ آنکھین قابل دید

زلفین کالی بلائین تھین سب کی
جیسے عاشق کا ہوے دود جگر
کاجل آنکھون مین پوست کے ڈورے
انتھیون کی چمک وہ کانون مین
کوئی چنتی تھی ماتھے پر افشان
حسن پر کوئی لاف کرتی تھی
کوئی کہتی تھی ہے مجھے ارمان
کل جھین میری آنکھ مین کھبتی
کوئی کہتی دوگا نا مین واری

ــــے سرو ناتو کا نون سیپاری

دریمیان مین اُن نازنینان خوبرو کے ایک نازنین نہایت خوبرو پری
جمال حور تمثال ایک مسند زرنگار پر تکیہ کیے ہوے بصد ناز و ادا بیٹھی تھی سیر چمن مانند گل خندان ہو کے
کر رہی تھی اور باتین اپنی ہمجولیون اور کنیزون کی سُن سُن کے خوش ہو رہی تھی جب وہ ہنستی تھی خندہ دندان نما
سے ایک برق چمکا جاتی تھی حسین ایسی تھی کہ جس طرف رُخ کرتی تھی رُخ پُر نور سے اُسکے ایسی روشنی ہوتی
تھی کہ زمین مطلع نور ہو جاتی تھی اُسکے حسن و جمال کی اور زیب و زینت کی کیا تعریف لکھی جاے کہ قلم دفتر رقم
عاجز ہی اگر اُسکی ثنا مین قلم خوش رقم ایک دفتر تحریر کرے تو بھی بخوبی اُسکی تعریف نہ لکھ سکے ابھی وہ
نازنین مذکورہ مسند پر بیٹھی ہوئی تھی جلیسین اور کنیزین باہم باتین کر رہی تھین بناؤ سنگار مین مصروف تھین
ناگاہ اُس نازنین مسند نشین نے جانب امیر ثانی و نونہال مردم ربا دیکھکر کچھ سوچکر برہم ہو کے ایک
کنیز سے باشارہ کہا ان دونون کو یہان بلا تو اُس کنیز نے حسب الحکم بہ آواز بلند کہا اے نونہال مردم ربا
جلد تر تم مع اُس شخص کے یہان آؤ آگے نجاؤ ہماری ملکہ برق افگن جادو طلب کرتی ہین زنگی اُس کنیز کے
کہنے سے آگے نگیا بلکہ چلا تب اُس چبوترہ کے ہمراہ امیر ثانی کو لیکر چلا جب قریب چبوترہ کے پہونچا
بہ آداب کھڑے ہو کر اُسے سلام کیا ملکہ برق افگن نے اُسی کنیز سے باشارہ کہا پوچھ اس سے کہ یہ
شخص کون ہی اسے کہان لیے جاتا ہی ہمسے اجازت بھی لیجانے کی حاصل نکرکے یہ راہ طے کرتا ہی ہمارے
عتاب سے نہین ڈرتا ہی کیا ہمارے جاہ و مرتبے سے آگاہ نہین ہی کنیز مذکور نے اپنی ملکہ کے حکم کی تعمیل
کی زنگی نے کہا اے ملکہ برق افگن جادو نام اس شخص کا امیر ثانی ہی اسکو حسب الحکم منتظم کار طلسم کی خدمت مین
لیے جاتا ہون واقع مین مجھسے نادانی و غلطی ہوئی کہ آپ سے اجازت جانے کی حاصل نہ کی
معاف کیجیے اور مین آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپ ایک نامی ذی مقدور ہین اس طلسم مین آپ کا
ہمرتبہ چند ہی ساحر و ساحرہ ہین آپ بلا سے جادو سے مرتبہ مین زیادہ ہین ملکہ برق افگن جادو نے خود
اُس سے کلام کرنا خلاف اپنی شان کے جان کے اُسی کنیز سے پھر اشارہ سے کہا کہ اس سے کہو جبتک رقعہ
منتظم کار طلسم کا ہمارے پاس نہ آے گا ہم یہان سے نجانے دینگے کنیز مذکورہ نے زنگی سے وہی کہا جو
ملکہ نے کہا تھا نونہال مردم ربا نے فی الفور وہ رقعہ اُس کنیز کو دیا اور کہا اے گل اندام جاؤ یہ رقعہ ملکہ کو
دکھا دو اُس نے لیجا کر رقعہ مذکور اُسے دکھایا اُس نے رقعہ کی عبارت پڑھ کے رقعہ واپس دے کے اجازت
جانے کی دی زنگی امیر کو ہمراہ لیکر وہان سے چلا کہین امیر ثانی بار بار مُڑ مُڑ کر اُسے دیکھتے جاتے تھے اور
دل مین کہتے جاتے تھے کہ یہ ساحرہ کسقدر حسین ہی کہ کبھی ایسی ساحرہ حسین و خوبرو دیکھی نہین اگر حسن اصلی
اسکا ہی تو یہ ساحرہ حسینہ بیمثل ہی اور اگر سحر سے اس نے اپنے تئین ایسا خوبرو بنایا ہی تو ضرور یہ سن رسیدہ
اور بدشکل ہو گی امیر یہ باتین اپنے دل مین کر کے اُس زنگی سے پوچھنے لگے یہ ساحرہ کیا نامی ساحرہ ہی
حسن و جمال اسکا جو تمنے اور ہمنے دیکھا ہی یہ اصلی ہی یا سحر سے ہی اسنے جواب دیا یہی ساحرہ اس طلسم مین
نامی ہی بلاسے جادو سے رتبہ مین بڑھی ہوئی ہی اسکے بھی سحر کی پناہ نہین ہی سحر اسکا یہ ہے کہ
حریف کو دیکھکر ہنستی ہی دندان کی چمک سے ایک ایسی برق پیدا ہوتی ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر
ہو اُسکی سزمین حیات کو جلا دیتی ہی ہنسی اُسے ہلاک کرتی ہی اگر کوئی چاہے کہ جانبر ہو ممکن نہین امیر
یہ سن کے متحیر ہوے زنگی نے کہا تم متحیر کیا ہوتے ہو ابھی تمنے یہان کے تمام ساحرون کو

نہین دیکھا ہی اگر سب نامی ساحرون کو دیکھ لو اور اُنکے حالات سے آگاہ ہو تو بہت حیران ہو گی ایسی باتین کرتا ہوا
جاتا تھا امیر ثانی سنتے چلے جاتے تھے اثناے راہ مین امیر ثانی کو کہین شیر نظر آتا تھا کہین گرگ کہین اژدر
آتش فشان کہین ساحران نامی کا مجمع کہین درختون پر ہزار ہا طائران خوشرنگ و خوش الحان کہین دریا کہین نہر
کہین حوض مین کود کر راہ کا طی کرنا کہین عقاب کا ملنا اُسکا سد راہ ہونا سوا عقاب مذکور کے ہر ایک ساحر کی
سرحد مین پہونچکر روکے جاتا اگر بہ تفصیل یہ مولف لکھے تو از حد طول ہوگا اور ناظرین مختصر عبارت پسند اس کمترین
مولف سے ناخوش ہونگے اور بُرا کہین گے اس وجہ سے جملہ حالات مقامات ساحران نامی کو نہ لکھا اور جو
عجائب و غرائب امیر ثانی نے دیکھے اُنکو بھی اسی غرض سے تحریر نہین کیا ہاں امید ناظرین عالیمقام و طویل
تحریر پسند سے یہ ہی کہ اگر مشتاق اس طلسم کے ہوکے اشتیاق اپنا ظاہر کرینگے خطوط بجناب منشی پراگ نراین
صاحب دام اقبالہ کو اس طلسم مسمی طلسم عجائب رنگ کے باب مین ارسال کرینگے اور وہ جناب
اس کمترین سے حکم تالیف کرنے کا دینگے تو البتہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار حال اس طلسم کے بتفصیل تمام
تحریر کریگا اور جو شاہزادہ نسل امیر ثانی سے اس طلسم کو توڑے گا اُسکا نام بھی لکھیگا اور جس مشکل سے
یہ طلسم ٹوٹیگا اور جس خرابی سے لوح طلسمی ہاتھ آئیگی ہر ایک حال کو بتفصیل اس طرح درج کرے گا
کہ ناظرین قدردان کی نظر سے تمام جلدین طلسم ہوش ربا کی گر جائینگی القصہ آمدم بر سر مطلب جب امیر ثانی
جملہ مقامات مذکورہ سے گذر گئے دیکھا ایک قصر عالی ہی در و دیوار اُسکے بھی نقرئی و طلاکار ہین زنگی
مذکور امیر ثانی کو راہ سے زینہ کی اُسی قصر مین لیے جاتا تھا ناگاہ امیر ثانی نے دیکھا کہ بہت خادم خدمتگار
بصورت ساحران در قصر پر ایستادہ ہین اندر قصر کے ایک شخص ضعیف باریش سفید عمامہ بر سر
عبا دربر چہرہ نورانی بالاے مسند تکیہ پر تکیہ کیے ہوے بیٹھا ہی اور ایک بڑی سی کتاب کو کھولے ہوے
عبارت اُسکی پڑھ رہا ہی اور بار بار کتاب سے نظر اُٹھا کے جانب در دیکھتا ہی اور خدام سے کہتا ہی
دیکھو تو نونہال مردم ربا ایک بزرگ ذی رتبہ کو بنی آدم سے ہمراہ اپنے لاتا ہی یا نہین وہ دیکھکر عرض
کرتے تھے کہ ہان نونہال مردم ربا کسی کو لاتا ہی ہنوز خدام اُس سے عرض کر رہے تھے ناگاہ امیر قریب
اُسکے پہونچے وہ امیر کو دیکھکر براے تعظیم کھڑا ہوا جھک کے سلام کیا بعد ازان اپنی جگہ پر لاکے
مسند پر امیر ثانی کو بٹھایا خود روبرو امیر ثانی کے بصد ادب بیٹھا بعد مزاج پرسی کے کہنے لگا آپ کو یہان
تشریف لانے مین کمال زحمت ہوئی معاف کیجیے گا اور اسکا خیال نکیجیگا کہ زنگی کے ذریعہ سے بلا یا
خود ہمارے لینے کو نہ گیا وجہ اُسکی یہ تھی کہ جانا میرا قاعدہ طلسم کے خلاف تھا اسی وجہ سے مین زیر قصر
حاضر ہونے مین قاصر رہا اور یہ بھی واضح ہو کہ جس وقت آپ زیر شہر تشریف لائے تھے مجھے اس کتاب کے
دیکھنے سے حال سے آپ کے تشریف لانے کا معلوم ہو گیا تھا کیونکہ آپکے بارے مین بانیان طلسم نے اس
کتاب مین اپنے قلم سے لکھ دیا ہی کہ فلان روز وقت سحر امیر ثانی ایک بزرگ و ذی قدر براے
رہائی مضروح منشت زن و شیروے و سلیمان ثانی ضرور تشریف لائینگے لہذا ہم لکھے جاتے ہین کہ قباد
حبشی منتظم کارطلسم و داروغہ زندان طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُنسے مقابلہ نکرنے دے ایسا نہو کہ وہ
نونہال سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ ذی رتبہ ہین اور صاحب اسم اعظم ہین اگر اسم اعظم وہ پڑھین گے تو
نہال مردم ربا انکو زیر نکر سکے گا اور اگر وقت جنگ اسم اعظم الہی نہ پڑھینگے تو ضرور نونہال انکو زیر کرے گا

باعث اُنکی توہین کا ہوگا اور یہ ہمین منظور نہین ہر کہ اُن جناب کی ذرا بھی توہین ہو پس انسب یہی ہر کہ قبل
مقابلہ منتظم کار طلسم اُنھین اپنے پاس بلا کے بٹھائے اور اُنسے کہے کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین
ہین آپکی نسل سے ایک شخص اسکو فتح کریگا لہذا آپ درپے طلسم کشائی نہ ہوجیے اور مظفر وح مشت زن
اور شیروسے اور سلیمان ثانی کو اُنکے حوالے کرکے اور اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب مال
طلسم منتظم کار طلسم اُنھین دیدے اور اگر وہ سیر طلسم کرنا چاہین تو ایک طرف طلسم کے اُنھین روانہ کرے
اور خود بھی منتظم کار طلسم اُنکے ہمراہ ہو اور اُنھین سیر طلسم کرائے بعدہ انھین راہ دیگر سے بیرون
طلسم بعزت و حرمت کردے چونکہ مین مطیع حکم بانیان طلسم تھا اس وجہ سے مین نے آپکو یہان بلایا ہر
اب آپ کو مناسب ہر کہ جو کچھ بانیان طلسم نے لکھا ہر اُسے بدل منظور کیجیے مجھپر احسان کیجیے اپنی
عزت و حرمت پر نظر کیجیے اور طلسم کشائی کی نکیجیے امیر ثانی نے پوچھا ہماری نسل سے کون شخص اس
طلسم کو فتح کریگا نام اُسکا کیا ہر اور یہ طلسم کسکا بنایا ہوا ہر قباد حبشی منتظم کار طلسم نے عرض کیا نام اُس
شاہزادہ کا اس کتاب مین لکھا ہوا ہر مگر مجھے حکم بتانے کا نہین ہر زمانہ اس طلسم کے لوٹنے کا قریب
آگیا ہر اور یہ طلسم آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہر بہت سے حکما و عقلا نے فکر کرکے اور تدبیرین کرکے اسکو
بنایا ہر مال و اسباب اسمین اسقدر ہر کہ مین اُسکی حد بیان کر نہین سکتا زر و جواہر بیشمار ہر اسباب طلسم
ایسا نادر و نایاب ہر کہ اُسکا وصف مین اس وقت کر نہین سکتا یہ سب مال و اسباب آپ کی نسل سے ایک
شخص کے مقدر مین ہے وہی بعد توڑنے طلسم کے اُسے لیگا آپ کی تقدیر مین کل مال و اسباب نہین ہر
کیونکہ آپ فتاح اس طلسم کے نہین ہین ہان کچھ مال و اسباب بانیان طلسم نے آپ کے نام سے علاوہ اس
مال و اسباب کے اس طلسم مین رکھ دیا ہر اور دیکھیے اس کتاب مین سیکڑون برس پیشتر سے اپنے
علم سے آپ کے یہان تشریف لانے سے آگاہ ہوے ہین اور یہ عزت و حرمت آپ کی اُنکو منظور ہوئی ہر
کہ مجھکو تاکید لکھا ہر کہ جس وقت یہان آپ کو بلا کے سیر طلسم کرا کے تین شخص گرفتاران طلسم سے
اور کچھ مال و اسباب اُنکے حوالے کرکے بعزت و حرمت آپکو آپ کے لشکر مین پہونچوا دون امیر ثانی نے
فرمایا ہمین بانیان طلسم سے تو کچھ غرض نہین کہ ہم اُنکی تحریر پر عمل کرین مگر تمھاری عاجزی و انکساری
دست بستہ عرض کرنے سے جو کچھ تمنے کہا ہر منظور ہر ہم اپنے دوست کے حتی الامکان خلاف نہین
کرتے ہین اُسے رنجیدہ نہین کرتے ہین قباد حبشی یہ سن کے بہت خوش ہوا پھر عرض کیا کہ اگر خلاف
طبع والا نہو تو کچھ سامان آپکی دعوت و ضیافت کا کیا جائے بزم عشرت آراستہ کی جائے امیر ثانی نے
فرمایا ہماری دعوت و ضیافت بس یہی ہر کہ مظفر وح مشت زن اور شیروسے اور سلیمان ثانی کو طلب
کرکے ہمارے حوالے کردو قباد حبشی نے فی الفور نونہال سرو قد ربا سے مخاطب ہو کے کہا جلد جا
مظفر وح مشت زن و شیروسے و سلیمان ثانی کو کہ ہمارے حکم سے تو نے علیحدہ گرفتاران طلسم
سے رکھا ہر لے آ وہ فوراً گیا بعد تھوڑی دیر کے اُنھین لے آیا امیر ثانی اُنکو دیکھکر خوش ہوے
شیروسے و سلیمان ثانی بھی امیر ثانی کو دیکھکر شادمان ہوے مظفر وح مشت زن نے شیروسے
سے آہستہ پوچھا یہ کون بزرگ ہین پھر اُسکے اوصاف بیان کرو اُس نے کہا آگاہ ہو کہ نام نامی انکا امیر ثانی
ہر یہ لشکر اسلام کے سپہ سالار ہین سوا اسکے اور بھی اوصاف بیان کرکے کہا ہم بھی تمھاری

رہائی کو یہان آئے تھے ہمتو گرفتار ہوے لیکن امیر ثانی نے یہان تشریف لاکے تمھین اور ہمین قید سے رہا کرایا ہی اب ہم اور تم اس طلسم سے بیرون طلسم ہو سکتے تم اپنے بادشاہ عادل شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمھارے یہان گرفتار ہو جانے سے مبتلا ے رنج تھے اور یہ سب حال رہائی مین نے نونہال ہمدم رباے آج سنا ہی جو تم سے بیان کیا ہی وہ یہ خوشخبری سن کے ازحد خوش ہو کے اسی وقت امیر ثانی کے قدم پہ گرا امیر ثانی نے سر اسکا اپنے قدم سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا قباد حبشی نے کہا ای مضروح مشت زن نہین جناب کی برکت قدوم و تشریف آوری سے تو یہان سے رہا کیا جاتا ہی ورنہ قیامت تک اس طرح تو رہا نکیا جاتا بغیر لوٹنے اس طلسم کے تو اس طلسم سے بیرون طلسم نجاتا اُسنے قباد حبشی کی گفتگو سن کے عرض کیا بیشک آپ سچ فرماتے ہین یہ جناب میرے محسن ہین ہین کبھی تا زندگی انکا فرمان بردار رہونگا ابھی وہ یہ عرض کر رہا تھا کہ قباد حبشی نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر کچھ سیر اس طلسم کی کرنا منظور ہو تو چلیے سیر کیجے امیر ثانی نے باشتیاق تمام فرمایا ہان سیر طلسم کے مشتاق ہین قباد حبشی نے اسیوقت چند جنون کو طلب کر کے ایک تخت اُنسے منگوا کے امیر ثانی سے کہا اس تخت پر بیٹھیے امیر ثانی اسپر بیٹھے بعدہ قباد حبشی بھی روبرو خادمانہ اسی تخت پر بیٹھا پھر اشارہ کیا جنون نے تخت اٹھایا بعض داستان گویون نے اس داستان کو یون بھی بیان کیا ہی کہ ساحرون نے تخت اٹھایا غرض بہرطور قباد حبشی نونہال ہمدم رباے وغیرہ کو وہین چھوڑ کر ہمراہ امیر ثانی کے تخت پر سوار ہو کے واسطے دکھانے عجایبات طلسم کے جانے لگا اس وقت قفیروسے اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن بھی چاہتے تھے کہ ہم بھی ہمراہ امیر ثانی طلسم کی سیر کرین قباد حبشی نے اُنسے کہا کہ مجھے بانیان طلسم کا اسی قدر حکم ہی کہ فقط امیر ثانی کو بعض بعض عجایبات طلسم عجایب رنگ کے دکھاؤن تم لوگون کے بارے مین بانیان طلسم نے بابت سیر طلسم کے کچھ نہین لکھا ہی اس وجہ سے مین مجبور ہون تمھین لیجا نہین سکتا قفیروسے وغیرہ قباد حبشی سے سنکے لاچار ہوے اُسی جگہ بیٹھے رہے قباد حبشی امیر ثانی کو اُسیطرف طلسم مین لیگیا جس طرف کہ سیر کرانے کو بانیان طلسم نے لکھا تھا جب امیر ثانی اُسی طرف طلسم مین پہونچے قباد حبشی نے عرض کیا دیکھیے یہ عجایبات قابل دید ہین آپ ہی کا یہ مرتبہ ہی کہ بانیان طلسم نے یہان کی سیر دکھانے کے واسطے تاکید سے لکھا ہی ورنہ سواے کشاے طلسم کے کوئی یہا تنکسانہ آسکیگا اور نہ کوئی کبھی آیا ہی مانند آپ کے امیر ثانی اس کی گفتگو سنکے خوش ہوے دل مین کہا مجھ ایسے بندہ خاکسار پر کیا عنایات و افضال پروردگار عالم ہی کہ مین اُسکی عنایتون کا کچھ بھی شکر ادا کر نہین سکتا کیونکہ اُسنے مجھے عزت دی ہی اور نامور کیا ہی کہ بانیان طلسم نے سیکڑون سال پیشتر سے میرے باب مین ایسا لکھ دیا ہی یہ دل مین کہکے عجایبات طلسم عجایب رنگ کے دیکھنے لگے اور دمبدم اُنکے دیکھنے سے حیرت زیادہ ہونے لگی اگرچہ مولف خاکسار اُن عجائبات کو بھی اس جگہ لکھے تو ناظرین دفتر جو مختصر عبارت کو پسند کرتے ہین بیزار ہو کے کتاب کو بُرا کہینگے ہان وہ ناظرین دفتر جو قدر دان اہل کمال ہین اور خود بھی صاحب فضل و کمال ہین اور اُنکو طول عبارت اور ہر ایک مضمون و قصہ و حکایت بتفصیل دیکھنے کا شوق ہی اور مجمل تحریر سے نفرت ہی مگر اُنکی خدمت عالی مین عرض ہی کہ ضرور یار سال خطوط جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک اودھ اخبار سے اشتیاق اس طلسم عجایب رنگ کے طبع ہونے کا ظاہر کرین تاکہ یہ کمترین اُنکے حکم سے طلسم مذکور کو جیسا دل چاہتا ہے

خوبی سے تحریر کرکے پیش کش کرے اور یہ کہے گر قبول افتد زہے عز و شرف ہو الحاصل امیر ثانی نے بخوبی
تمام سیر طلسم عجائب رنگ کی کرکے قباد جنی سے عجائبات طلسم کی بہت تعریف کی اُس نے عرض کیا یہ آپنے
بعض بعض عجائب طلسم کی سیر کی ہو اگر آپ تمامی طلسم کے عجائب و غرائب دیکھتے تو نہایت حیران ہوتے
اور یہان سے آپ بجا نے مدام اُنہین عجائب و غرائب کی سیر دیکھتے یہ عرض کرکے وہان سے امیر ثانی کو
اپنے قصر مین لایا اور کچھ طبق میوے رنگا رنگ کے طلب کرکے روبرو امیر ثانی کے رکھے اور دست بستہ
عرض کیا اسمین سے کچھ کھائیے اور شیرو یے اور سلیمان ثانی کو بھی شریک میوہ خوری کیجیے کہ باعث میری
عزت افزائی کا ہو امیر ثانی نے اُسکی عرض قبول کرکے کچھ میوہ خشک کھایا اور شیرویے اور سلیمان ثانی نے
بھی میوہ مذکور سے تھوڑا تھوڑا کھایا بعدہ امیر ثانی کے کہنے سے کچھ میوہ منصور ح مشفقت زن کو بھی
قباد جنی نے منگوا دیا اُسنے علیحدہ بیٹھکر کھایا جب سب میوہ کھانے سے فارغ ہوے قباد جنی نے
حکم کیا کہ تخت لاؤ ساحر یا جن فی الفور تخت لاے قباد جنی نے ایک تخت پر امیر ثانی سے کہا
بیٹھیے دوسرے تخت پر خود قباد جنی بیٹھا تیسرے تخت پر شیرو یے اور سلیمان ثانی اور منصور ح مشفقت زن
بیٹھے اُس وقت اشارہ قباد جنی سے جنون یا ساحرون نے وہ تخت اُٹھالیے پھر باشارہ قباد جنی ایک
سمت بلند ہوکے چلے بعد تھوڑی دیر کے راہ دیگر طلسم سے اُنھون نے بیرون طلسم صحرا مین امیر ثانی وغیرہ
کو پہونچا دیا قباد مذکور نے صحرا مین تخت رکھوا کے امیر ثانی اور شیرو یے اور سلیمان ثانی اور منصور ح
مشفقت زن سے کہا یہ مرکب آپ صاحبون کے موجود ہین اپنے ہمراہ بدست ساحران لیتا آیا ہون
آپ ان پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جائیے جب امیر ثانی وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکے قباد جنی سے رخصت
ہوکے جانے لگے اُس وقت وہ مال و اسباب طلسمی قباد جنی نے چند جنون یا ساحرون کو دیا اور حکم کیا
کہ یہ اسباب و مال لیکر ہمراہ امیر ثانی کے جاؤ جب یہ اپنے لشکر مین پہونچین یہ مال و اسباب
اُنکو دیکر رسید لیکر ہمارے پاس اندرون طلسم آؤ وہ جن یا ساحر مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ رکاب
امیر ثانی چلے اِدھر قباد جنی جانب اپنے قصر کے روانہ ہوا اُدھر امیر ثانی خرم و خندان راہ صحرا طے کرتے
چلے جاتے تھے اور شیرو یے اور سلیمان ثانی سے فرماتے تھے نہین معلوم کہ لشکر ہمارا یہان سے کتنی دور
ہی اور وہ درخت جسکے سایہ مین جانے سے تم سب کو نونہال مردم ربا زیر کرکے لے گیا تھا کہان
ہی جن یا ساحر یہ تقریر امیر ثانی کی سنکے خاموش تھے شیرو یے اور سلیمان ثانی عرض کرتے تھے ہمین
بھی نہین معلوم ان لوگون سے دریافت کیجیے امیر ثانی اُنسے پوچھتے تھے وہ عرض کرتے تھے یہان
سے وہ درخت قریب تر ہی دیکھیے وہ زیر کوہ آپ کی بارگاہین اور خیام برپا و ایستادہ ہین وہ درخت
جسکا آپ ابھی ذکر کرتے تھے سب درختون سے اونچا وہ نظر آتا ہی امیر ثانی نے جو غور سے دیکھا فرمایا
تم سچ کہتے ہو بیشک ہم اُسی درخت کے قریب آ چکے ہین تھوڑی ہی دور کا ہمسے اور اُس درخت سے
فاصلہ ہی ابھی امیر ثانی یہ فرماکے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ وہان سے بادشاہ لشکر اسلام
و دیگر سرداران لشکر نے امیر ثانی کو مع شیرو یے وغیرہ کے آتے دیکھکر از حد شادمان ہوکے سب نے
کہا دیکھو وہ امیر ثانی مع شیرو یہ وغیرہ کے ادھر تشریف لاتے ہین سب کا فرو دیندار
دیکھکر خوش ہوے اور نہایت متحیر ہوے کہ زیر سایہ درخت جاکے اور بیچ درخت مذکور مین ہمراہ

زنگی کے جا کے غائب ہو کے جانب صحرا سے تشریف لائے ہین اور اکیلے نہین آئے ہین اپنے ساتھ
شیرویہ اور سلیمان ثانی اور مصروح مشت زن کو بھی لائے ہین اور کچھ آدمی اُنکے ساتھ بار اسباب
اٹھائے ہوئے دکھائی دیتے ہین یہ دیکھکر سب کو کمال خوشی ہوئی بالخصوص عادل شاہ بہت خورسند
ہوا اُس وقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سرداران لشکر اسلام برائے استقبال امیر ثانی مرکبون
پر سوار ہوکے اُس درخت کے سایہ سے چلکے روانہ ہوئے عادل شاہ بھی مع اپنے ارکان دولت
کے برائے استقبال روانہ ہوا بعد قطع راہ بخوشی سب استقبال کرکے امیر ثانی کو زیر کوہ بارگاہ
مین لائے بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہوکے حال چال اور آنے کا پوچھا امیر ثانی نے
تمام حال جو گذرا تھا اور دیکھا اور سنا تھا بیان کیا اہل لشکر ہر ایک سنکے چیرہ بکمال حیرت مین رہے
پھر سب نے امیر کی بہت تعریف کی بالخصوص عادل شاہ نے ازحد تعریف کی بعد ازان عرض کیا آپ نے
تو ایفائے وعدہ کیا اب مجھکو بھی چاہیے کہ مین بھی ایفائے وعدہ کرون کلمہ پڑھکر مسلمان ہون امیر
ثانی نے فرمایا اچھا کلمہ زبان پر جاری کر اُس نے کہا مجھے تلقین و تعلیم فرمایئے امیر ثانی نے اُسے کلمہ شہادتین
تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا پھر مصروح مشت زن و چالیس ہمراہیون کو کلمہ پڑھا کے
مسلمان کیا بعد اُسکے مصروح مشت زن نے اپنے بادشاہ کے قدم پر سر رکھکر کہا آپ کی کوشش سے
مین قید طلسم سے رہا ہوا اُس نے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینے سے لگایا اور کہا مین کیا
اور کوشش میری کیا امیر ثانی نے البتہ تجھپر احسان عظیم کیا اور مجھپر بھی احسان کیا کہ تجھکو مجھسے
ملایا اور دولت ایمان و دین بھی عنایت فرمائی مجھکو بندہ بے دام کر لیا یہ احسان امیر ثانی کا تا حیات
بلکہ تا قیامت نہ بھولونگا یہ کہکے امیر ثانی سے کہنے لگا اب یہان سے تشریف لیچلیے امیر ثانی اور
بادشاہ لشکر اسلام و جملہ اشخاص اُسی وقت مرکبون پر اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوئے اُس وقت
اُن ساحرون نے جو مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ امیر کے آئے ہین عرض کیا ہمین رخصت ہو امیر ثانی
نے فی الفور ایک پرچہ قرطاس پر بخیر و عافیت مع مال و اسباب کے حال اپنے پہونچنے کا لکھکر اُن کے
حوالہ کیا وہ پرچہ قرطاس مذکور لیکر جانب طلسم عجائب رنگ روانہ ہوئے بعد قطع راہ طلسم
مین پہونچکر وہ پرچہ قباد جنی کو جاکر دے دیا ادھر امیر ثانی وغیرہ جانب شہر عادل شاہ روانہ ہوئے
بعد طی کرنے راہ کے بخوشی و خرمی داخل شہر ہوئے عادل شاہ نے شہر مین پہونچتے ہی حکم کیا آج
ہمارے دربار مین جملہ صغار و کبار اعلے ادنی ملازم و غیر ملازم سب اہل شہر کے حاضر ہون
منادی نے حکم عادل شاہ سے اہل شہر کو آگاہ کیا حسب الحکم ملازم عادل شاہ و غیر ملازم رعایا
سے تمام اعلے ادنی دربار مین حاضر ہوئے عادل شاہ نے تخت حکومت پر بیٹھکے سب سے کہا یارو
قبل اسکے مین گمراہ تھا خداوند تمثال آئینہ رو ایک نابکار نالائق و گمراہ شدہ کی پرستش کرتا تھا اور اُسکو سجدہ
کرتا تھا اور تم سب بھی موافق میرے حکم کے اسی مردود تمثال کی پرستش کرتے تھے اب میری خوبی
تقدیر سے میرے ملک مین جناب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر تشریف لائے اُنھون نے جاکر طلسم عجائب
رنگ سے میرے سردار لشکر مصروح مشت زن کو رہا کیا بعد ازان اُن جناب نے مجھکو ہدایت
دین اسلام کی مین نے دین اسلام کو سب مذہبون سے بہتر جانکر اختیار کیا ہے کلمہ پڑھکر مسلمان

ہوگیا ہون میرے ارکان دولت وخیرخواہان سلطنت واعیان مملکت بھی مانند میرے مسلمان ہوچکے ہین پس
تم سب اعلے ادنی کو لازم ہی کہ راہ راست پر آؤ میری طرح تم سب بھی مسلمان ہوجاؤ و تمثال آئینہ رو مردود
پر لعنت کرو خداوند عالم کو اپنا معبود حقیقی جانکر اُسے سجدہ کرو دیر و تبکدے آج ہی منہدم کر ڈالو بجاے
اُنکے مساجد بناکرو اگر خلاف ہمارے حکم کے کوئی کریگا قتل کیا جائیگا جب اس طرح عامل شاہ نے
اپنی تمامی رعایا سے کہا سب نے کہا ای بادشاہ ہمکو حکم حضور سے سرکشی و انکار منظور نہین ہی بلکہ خوشی
سرکار دولتمدار یعنے اپنے بادشاہ کی بدل درکار ہی لہذا امیدوار ہین کہ ہم سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے
عامل شاہ نے سب سے خوش ہوکے کلمہ پڑھا کر ہر ایک کو مسلمان کیا پھر دربار برخاست کیا ہر ایک اعلی
ادنی نے اپنے اپنے مکان مین جاکر دیر و تبکدون کو منہدم و مسمار کیا تمثال آئینہ رو کی تصویرون پر لعاب دہن
ڈالا کسی نے نعلین اپنی اُسکی تصویر کے سر پر لگائی کسی نے اُسکی تصویر کو پامال کیا کسی نے کہا یہ تصویر
اُس نابکار مردود کی ہی کہ جسکی پرستش ہمارے آبا و اجداد اور ہمنے کی تھی اور گمراہ رہے تھے
شکر ہی کہ آج راہ راست پر آئے اپنے معبود کو پہچانا بعد منہدم و مسمار کرنے تبکدون کے
خاص و عام شہر عاملہ نے مساجد کے بنانے مین کوشش کی جا بجا شہر مین مسجدین بننے لگین ہر ایک
عقائد دین اسلام سے آگاہ ہوکے پابند صوم و صلواۃ ہوا اور عامل شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم
دیا کہ بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے جلد تر آراستہ کی جاے اور سامان دعوت و ضیافت بھی بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کا مع اُنکے تمامی لشکر کے کیا جاے کیونکہ ہمکو بضرورت منت زن
کے طلسم عجائب رنگ سے آنے کی خوشی ہی علاوہ اسکے پہلے ہم گمراہ تھے اب راہ راست پر آئے
دولت دین اسلام ہاتھ آئی ہی ملازمان مذکور حسب الحکم عامل شاہ کے کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ
کی سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت تکلف و خوشی سے کیا جب بزم عشرت آراستہ ہوچکی عامل شاہ کے
عرض کرنے سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر اسلام بزم عشرت مذکورہ مین آئے
بادشاہ موصوف تخت جواہر نگار پر بمقام صدر بیٹھے امیر ثانی قریب تخت بادشاہ موصوف دنگل پر
رونق افزا ہوے اسی طرح علی قدر مراتب ہر ایک دنگل اور کرسی پر بیٹھے عمرو ثانی بھی ایک کرسی پر بیٹھا
دیگر عیاران لشکر اسلام اکثر بیرون بزم عشرت تھے اکثر اندر بزم مذکور کے اپنے اپنے مالک
و آقا کے قریب آکے کھڑے ہوے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان سلطنت کے بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی کے اصرار سے بزم مین آکے بمقام مناسب بیٹھا اس وقت حکم
عامل شاہ سے پہلے ساقیان خوبرو و خوش رو کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر یاقوت و بلورین
لیکر حاضر بزم عشرت ہوے اور ایسے عامل شاہ نے جملہ اعلی و مساوی درجہ کو اور تمامی اہل بزم
مذکور کو شراب ناب سے جام و ساغر بھر کر دینے لگے ہر ایک خوش ہوکے شراب پینے لگا جام پر جام ساقیان
شوخ چشم اہل بزم کو دینے لگے دور جام بادۂ ناب ہونے لگا جب ہر ایک شخص دو دو تین تین جام
ساقیون سے لیکر شراب پی چکا اور ہر ایک نے بادہ خواری سے انکار کیا اس وقت ساقیان سیمتن و
گلپیرہن کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بزم عیش و عشرت سے لیگئے بعد اُنکے جانے کے بحکم
عامل شاہ ایک عورت نہایت خوبرو نہایت خوش گلو موسیقی مین کاملہ و یکتاے روزگار ناچ

گانے میں عدیم المثال نوجوان لباس رنگین پر زرزیب تن زیور طلائی و نقرئی جواہر نگار پہنے ہوئے بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین روبرو اہل بزم کے حاضر ہوتی ہی اہل بزم اُسے دیکھکر خوش ہو کے جدا جدا خیال کرنے لگے کوئی جوان رعنا اُسکے حسن و جمال پر نظر کر کے خیال کرنے لگا کہ یہ رقاصہ ہی یا پرستان کی پری ہی کوئی جوان خیال کرنے لگا یہ رقاصہ نہین ہی بلکہ ایک حور ہی حوران جنان سے اسی طرح ہر ایک جدا جدا گمان اُس رقاصہ خوبرو کو بنظر غور دیکھکر خیال کرنے لگا جب رقاصہ نے ہر ایک کو اپنا مائل و شیفتہ پا کے ناز و انداز سے مسکرا کے منہ چھپانے کا ارادہ کیا سازندون نے اُس سے کہا یہ وقت منہ چھپانے کا نہین ہی اپنے مشتاق دیدار کو اپنا حسن و جمال دکھا کر دام گیسو مین ہر ایک کو اسیر کرو پھر جو فرمایش جس سے کرو گی وہ اپنے اجراے مطلب دلی کی امید سے یہی کہیگا کہ اس فرمایش پر کیا موقوف ہی نقد دل حاضر ہی اس تدبیر سے تھوڑے ہی دنون مین مالا مال ہو جاؤ گی اول تو ابھی نامی و نامور ہو حسن تمھارا شہرۂ آفاق ہی جب یہ شاہ و شاہزادے تم پر جان دینے لگین گے اور جو تم جس کسی سے طلب کرو گی وہ تمکو قسم زر و جواہر سے مالا مال کر دیگا پھر تم کیسی دنیا مین مشہور ہو گی اور کیسی شہرت تمھاری ربع مسکون مین ہو گی کیسی صاحب دولت ہو جاؤ گی زر و جواہر و ملک و مال بہت پاؤ گی بس ایسا غضب نکرو کہ ایسے وقت مین اپنا حسن و جمال اہل بزم عشرت کو نہ دکھاؤ وہ رقاصہ سازندون کے کہنے سے کچھ کچھ بیحجاب ہو کے حسن و جمال اپنا اہل بزم کو دکھانے لگی ہر ایک اُسکے حسن و جمال کی تعریف کرنے لگا جتنی دیر وہ رقاصہ اہل بزم کو دیکھتی رہی اور اپنا حسن و جمال اُنھین دکھاتی رہی اُتنی دیر مین اُسکے سازندون نے سازون کو حسب دلخواہ درست کیا جب وہ سازون کو درست کر کے بجانے لگے وہ رقاصہ بہزار ناز و ادا و کرشمہ و غمزہ کھڑی ہو کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر جوان ناچ اُسکا دیکھکر اسیر مائل ہوے رقاصہ مذکورہ نے ہنگام رقص دل آنکے گویا پامال کر ڈالے واقعی حسن حسینان جہان دلربائے عاشقان ہی اور عشق وہ بدبلا ہی کہ بمصداق نظم

کرتا ہی ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہو گئے مجنون
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

ہوئے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذو فنون ہوئے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہی آہ
سیکڑون اسمین ہو گئے دل ریش
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

خدا وند عالم بلاے عشق سے ہر ایک نوجوان کو محفوظ رکھے کہ یہ بلا بیشتر نوجوانون کی دشمن جان و آبرو ہی الحاصل رقاصہ مذکورہ ناچ رہی تھی اہل بزم بنظر غور دیکھتے تھے ہر ایک شخص تعریف اُسکے رقص کی کرتا تھا کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
گردش چشم قہر اُسکے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مسکاتی
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
حلقۂ دستن جب ہوا بالا
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونون جو تا کمر آ لگے

طرفہ نادرس ادستان کا تھا
کچھ سینے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتی جاتا نا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
بنگیا گرد ماہ اک ہالا
ناز سے سر پہ جبکہ اٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے

عجب انداز سے اُٹھاتی تھی ہاتھ
دل کو ہر بار پیچ ڈالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
اُبھرے سینے کی بھی وہ قہر مسکان
سر پہ رکھا اُلٹ کے جبکہ آنچل
اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی ایک قیامت تھی

وہ بھپک نتھنوں کی بھی آفت تھی
دو ذرا اگر دل کا قتل کرتا تھا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
ناچنے والوں کا ہوا توڑا
حملہ کرنے لگا تند و ادا

چتونیں وہ حلال کرتی تھیں
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
برق آسا نظر میں کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

ٹھوکریں پامال کرتی تھیں
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جا سے سبزہ دلوں کو روند گئی
ماہی اس طرح گت وہ ماہ لقا

اُسکے رقص سے دل اہل بزم کا خوش ہوتا تھا ہر ایک اپنے دل میں اسکی تعریف کرتا تھا جب وہ رقاصہ رقص کر چکی گت ناچ چکی ذرا دم لیکے اسنے یہ غزل شروع کی غزل

شوق تھا سے دوستی کا بزم نور تھا
سب کمال شوق میں مجھکو عبور تھا
کیا کیا تراب توڑیے کی راتیں ہجر کی
صاحب خیال گشتہ حسرت ضرور تھا
مشہور ہی آسمان حسینوں کے ظلم پر

تقل کلیم دل مرا مشتاق طور تھا
سن او تمہارے کشتۂ بدعت کی قبر پر
پہلو میں بیقرار دل ناصبور تھا
مشکل اجل نہیں تھی شب انتظار یار
گو ظلم آسماں اپنی جفا پر غرور تھا

پڑھتا تھا تنہیں عالم طفلی میں جیسا شوق
حسرت پکارتی ہے کہ یہ سبکے قصور تھا
اکدن نہ آئے گور غریباں کی سمت آپ
دل تھا ہجر کا مونس روز نشور تھا

اہل بزم غزل گانا اسکا بگوش دل سنتے لگے چونکہ وہ خوش گلو ایسی تھی کہ اکثر اہل بزم اسکی تعریف میں کشتہ تھے کہ طرح داد دی قدرت خدا سے اسے لاہی اس وجہ سے اک سماں بندہ گیا تھا ہر ایک عالم نشہ شراب میں خوش و خرم بیٹھا ہوا سن رہا تھا عمر و سنانی بھی محو تھے لیکن دل میں اسکے کمال کی ثنا کرتے تھے کیونکر خواجہ وغیرہ اسکی تعریف و ثنا کرنے لگے کہ وہ یوں گاتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا تا ہے کفن کو چاک
گنج مرقد میں تان سین کی روح
ڈالتی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق ساں سر اٹھا کا سمجھا انداز
صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
تان کیا لی چمک گئی بجلی
الغرض جب سماں ہوا سر اک مسخر
لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کہتی قانون سے زیادہ نہ کم
سنتے اس گل کا زمزمہ آہنگ
ترکیب اسکے کمال کو پہونچے
ہوگئی چشم ساز گوہر بار
ڈال با آئی چشم ساغر بھی
ہوگئے مست سب در و دیوار
قفل گھر ہوگئی تھی بزم طرب

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ حور خصال
تڑپے مانند طائر بے روح
ایسا باندھا تھا اسنے سر او پنجا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
نور کی اک ہوائی تھی کہ چھوٹی
آفت جاں وہ تان او پیچ پٹا
دلپہ لگتا تھا آکے تیر پہ تیر
اُن سروں کی نشست جو ہی پائے
نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سماں بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آتش گل تار
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بول اٹھے طائران نقش و نگار

بار سے شرم سے چھپاتہ خاک
راگ کو مثل صوفی آگیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پیر تیرا
کیا ہی اسکا گلا تھا جو بن کا
ساز در پردہ اس سے کرتا تھا ساز
لکھ گئی لوح دلپہ وہ تحریر
دلپہ نشتر زن ایک ایک فقرا
گھٹ بڑھ اس رشک حور کی وہ شم
ذائقہ سے جہاں کے دل اٹھ جائے
بولی جو رخ لاکھ دولی کی لے
اہل محفل کو بھی گیا سکتا
تیلیاں بھی کوک گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ
نیم بسمل تھے اہل محفل سب

وہ اس رقاصہ کا ہر ایک شعر کو بتا بتا کے کئی طور سے گانا وہ ہر مضمون غزل کی صورت حالت رقص میں دکھا دینا کبھی حالت نغمہ میں کسی طرف دیکھکر مسکرا دینا گاہ

نازسے حالت رقص ونغمہ مین تیوری کا چڑھانا دیکھنے والون کے حق مین ایک قہر تھا جب وہ رقاصہ غزل مندرجۂ بالا گاکے تمام کرچکی حالانکہ کثرت نزاکت سے تھک چکی تھی لیکن عامل شاہ کے کہنے سے اُسنے یہ دوسری غزل شروع کی

برابر غش ہلتا ہی کبھی گریہ تڑپتا ہے
وہ آخر تجھے کی پیاس میری آب خنجر سے
وصال یار کی حسرت مین افسوس لاغری پر کی
ٹپکتے ہین لہو کے اشک ہر دم چشم ساغر سے

دہن تک ہی عشق لپٹتے ہین محبت چشم دلبر سے
ملک واقف ہین کچھ پوچھو اضطراب قلب مضطر سے
محبت اک گل ترکی جو دل مین لیگیا ہون مین
جدا ہون سنبل سا یہ صفت ہم تار بستر سے

غرض ہمکو نہ سوتن سے مطلب نرگس تر سے
شہادت مین رہونگا غیر دامن خضر محشر تک
بسیگی بعد مردن قبر بھی پھولونکی چادر سے
عزاخانہ بنا ہی میکدہ کس رند کے غم مین

رقاصہ مسطورہ جس وقت غزل مندرجہ بحسن و خوبی گاکے تمام و مستغنی ہوئی تو عامل شاہ نے اپنے ملازمون سے بہ اشارہ کہا کہ اس رقاصہ کو زر کثیر دیکر رخصت کرو اور دوسری رقاصہ سے کہو کہ حاضر بزم عشرت ہو کے روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے اُن ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی دوسری رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے ساز ون کے مشغول رقص و نغمہ ہوئی جملہ اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہوکے رقص و نغمہ اسکا دیکھنے سننے لگے چونکہ عامل شاہ کو منظور ہوا ہی کہ یہ جشن برابر شب و روز سات روز تک ہو اور رعایا بھی اپنی جگہ خوشی و شادمانی ظاہر کرے ہر محلہ مین شہر کے بزم عشرت آراستہ کرے لہذا بادشاہ مذکور اور تمامی رعایا مصروف عیش و عشرت ہی درخزانہ واہی غربا و مساکین کو زر و جواہر حسب الطلب دیا جاتا ہی ہر ایک خوش ہی شہر بھر مین ہر طرف عیش و عشرت ہی عامل شاہ بزم عشرت مین بیٹھا ہی امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ بھی بزم مسطور مین بیٹھے ہین رقاصہ رقص کر رہی ہی سب دیکھ رہے ہین جب نشہ شراب اُتر جاتا ہے ساقیان گلرخسار کشتیان بادۂ تندکی لا کے جام و ساغر مین شراب بھر بھر کے ہر ایک کو جام پر جام دیتے ہین اہل بزم شراب پیتے ہین ناچ رقاصہ کا دیکھتے ہین گانا سنتے ہین طعام لذیذ کھاتے ہین چونکہ عامل شاہ کے حکم سے سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام اور اُنکے تمامی مردمان سپاہ کا نہایت تکلف و خوبی سے ملازمان عامل شاہ نے کیا ہی اس وجہ سے طعام انواع و اقسام کے نہایت خوبی و تکلف سے تیار ہوے ہین وقت غذا کھانے کے دسترخوان ایک مکان وسیع مین بچھایا جاتا ہی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ وہین تشریف لیجاکے طعام لذیذ کھاتے ہین اور پھر بزم عشرت مین آکے ناچ رقاصان خوبرو کا دیکھتے ہین نغمہ اُنکا سنتے ہین پس بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ تو یہان جشن مین ہین مگر دیکھیے یہ جشن کب ختم ہوتا ہی اور امیر ثانی وغیرہ مع سپاہ کب یہان سے بتعاقب لاجورد شاہ و صلصال آگے روانہ ہوتے ہین —

داستان جانا لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا ہمراہ ملکہ دیدبہ آسمان شنگاف کے جانب شہر شعبدہ

ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
زرد ہون جس سے عارض گلگون
رتبہ میرا جہان سے اعلی ہے
داد دے اہین مجلس ہے

کہ دکھاؤن سخن کا اب نیرنگ
سننے والا بھی سن کے دنگ رہے
ہر سخن اُردوے معلی ہے
مین دکھاؤن جو معجزہ تقریر

وہ سناؤن تجھے نئے مضمون
انوری کے نہ منہ پہ رنگ رہے
لن ترانی سے مجھکو نفرت ہے
جان پڑجاے بول اُٹھے تصویر

ہین دکھاؤن جو طبع کی گرمی	نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی	نہ رہے سنکے اہل بزم کو ہوش
شمع طور کلیم ہو خاموش	سند مین ہون جو زمزمہ پرداز	صدقے ہو روح بلبل شیراز

راویان خیرین مقال وحاکیان عدیم المثال اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ لاجورد شاہ وصلصال بعد قتل ہونے قہرمان رو ئین تن کے اور بعد جنگ مغلوبہ وکشت وخون بسیار کے لشکر امیر ثانی سے جو شکست کھاکر سراسیمہ وبدحواس مع تھوڑی تھوڑی سپاہ کے میدان جنگ سے بھاگ کر بہزار خوف واندیشہ وتحمل سختی راہ دشت وکوہ کے ایک بیابان مین کنارے دریاے ذخار کے پہونچا تھا چونکہ کئی روز پے در پے شب وروز بھاگتے ہین گذرے تھے خود بھی خستہ وماندہ ہوگئے تھے اور مردم سپاہ بھی بھاگتے بھاگتے نہایت تھک گئے تھے گھوڑے بھی قریب المرگ ہوگئے تھے دریاے مذکور دیکھکر ٹھہرے تھے ارادہ تھا کہ یہان سے اسی وقت کسی طور سے آگے جائین اگرچہ خستگی وصحرا نوردی کے صعوبات سے ہلاک ہوجائین ہنوز کوئی تدبیر اور کوئی صورت آگے بڑھنے کی بن نہ پڑی عاجز ہوکے لاجورد شاہ صلصال سے کہنے لگا اب کیا تدبیر کی جاے اس دریا سے کیونکر عبور کیا جاے اس بحر ذخار مین تو کوئی کشتی اور جہاز بھی نظر نہین آتا ہی خوف امیر ثانی کے آنے کا ہی وہ ضرور بجمعیت سپاہ کثیر ہمارے تمہارے تعاقب مین اس طرف آتے ہونگے صلصال نے جواب دیا بہتر تو یہی ہی کہ یہان سے بھی کسی طرف روانہ ہوجیے کیونکہ جان کا خوف ہی بجنگان نے تقریر لاجورد شاہ وصلصال بن دال بن دیو بن قہمامہ جادو کی سنکے برہم ہوکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا ای خداوند اب کہانتک تقدیر گریزی کیجیے جائیگا آخر کہین قیام بھی کیجیے گا یا نہین اتنو بوجہ نہایت تھکنے کے قدم آگے بڑھا یا نہین جاتا ہی اور اسقدر رہروی سے یہ نوبت پہونچی ہی کہ قریب ہی روح تن سے نکل جائے دیکھیے مردمان لشکر اور گھوڑون کا کیا حال ہی سوا انکے مجھے اور اپنے تئین دیکھیے کہ اسقدر بھاگنے سے کس حال خراب کو پہونچے ہین میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ اب تقدیر گریزی نکیجیے بس تقدیر گریزی کی حد ہوچکی اب تقدیر قیام کیجیے اگر خوف واندیشہ امیر ثانی کے یہان آنے کا ہی تو ہوا کرے اسی جگہ اُنسے لڑ لیجیے گا جو کچھ ہونا ہو وہ اسی جگہ ہوجائیگا اسی مقام پر ہم سب اُنسے لڑ بھڑ کر مرجا ئینگے جھگڑا اور فساد جاتا رہیگا اول تو امیر ثانی اس جگہ جلد تر نہ آئینگے دوسرے اگر آ بھی جائینگے تو آپ طبل جنگ نہ بجوائیگا وہ برسون انتظار مین طبل جنگ بجنے کے بیٹھینگے لشکر انکا پڑا رہیگا اتنے دنون مین کوئی صورت کسی طرف جانے کی نکل ہی آئیگی اور اگر آپ اس میرے کہنے پر عمل نکیجیے گا تو خیر آپ کو اختیار ہی مین اب اس جگہ سے آگے نجاؤنگا مجھ مین حالت اور قوت آگے جانے کی نہین ہی گھوڑا ابھی میرا اب چلنے سے عاجز ہی لاجورد شاہ نے اُسکے کہنے سے کنارہ دریاے مذکور قیام کیا تھا خیام وبارگاہ ہین لب دریا استادہ وبرپا کراکے فروکش ہوا تھا اور کچھ ہرکارے واسطے اسکے روانہ کیے کہ وہ جاکر مردمان رہگذر سے دریافت کرین کہ یہان سے آبادی کتنی دور ہی آگے اسکے کس بادشاہ کی عملداری ہی اور یہ صحرا ودریا کس کے قلمرو مین ہی ہرکارے روانہ ہوے تھے اور کچھ سوار لاجورد شاہ نے اس واسطے مقرر کیے تھے کہ وہ امیر ثانی کے آنے سے آگاہ کرین ہنوز اُن ہرکارون اور سوارون نے ابتک کوئی خبر یہان کی نہ تھی اور لاجورد شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے دریا کی سیر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک کشتی مانند گردش کمان کے تیر کے

اس طرف آتی ہی اُسپر ایک عورت نوجوان نہایت خوبرو زیور و لباس نفیس سے مزین بصد غرور و نخوت زیر
نگیرہ بیٹھی ہوئی ہی چند کنیزین سامنے اُسکے دست بستہ حاضر ہیں ابھی لاجورد شاہ نقرابی لیا تھا اور اُسے
دیکھ رہا تھا کہ وہ کشتی قریب آئی ہر ایک نے اُس کشتی پر اُس نازنین خوبرو کو مع چند کنیزون کے دیکھکر
کہا یہ عورت کسقدر حسین ہی کہ اُسکی کثرت ضیاے مہر حسن سے آنکھ کو یارا نہین ہی کہ بخوبی اُس کے رُخ
پُرنور پر نظر کرسکے اور زیور و پوشاک و آرایش کو اچھی طرح دیکھ سکے واقعی وہ کفار سچ کہتے تھے
کیونکہ وہ نازنین ایسی ہی خوبرو تھی اُسکی تعریف حسن سراپا و زیور پوشاک و آرایش بخوبی تو کیا لکھی جاے
لیکن بطریق اختصار یہ ہی کہ بمصداق نظم

شعلہ پیدا تھا دود پنہان مین
طور پر یا تھی جوے شیر روان
زلف ہی جو دل بیاض سحر
طرۂ زلف آہ مجنون تھی
حلقہ حلقہ نہین پرافشان تھا
دل صد چاک عشق نالان ہین
اونچی چوٹی گندھی ہوئی شفاف
زلف کے نیچے تھا بلا مکھڑا
جبین لے حیا ہین نور کی لہرین
دفتر حسن پر تھی بسم اللہ
زلف مین یون تھا وہ رخ انور
یاسویرا ہے دیدۂ دل تھا
تیغ میری نوجوان یقینی ہی
سحر و آفت ہون قہر ہون ہم ہون
پر ہی قدرت سے یہ تو امر بعید
طاق ایوان حسن تھے ابرو
فتنہ محکوم چشم جادو تھا
نرگس گلشن حیا آنکھین
جھپ جاتی تھی جسے نرگس باغ
بام رکھے ہین طاق ابرو مین
ہین حلب کے سے آئینے رخسار
حیرت آئینہ دار عارض تھی
دیکھکر نور عارض رنگین +
اک شرارہ تھا برق عارض کا

کب شب زلف مین تھا فرق اظہار
نہر جاری تھی سنبلستان مین
بال باندھا ہی زلف کا مضمون
زلف تھی گیسوے شب عنبر
سنبل مار بھی وہ طرہ تھی
کوچہ زلف مین چراغان تھا
صفحۂ حیدر سے کہیے موزون
نقرئی وہ پڑا ہوا مو بافت
اُسکی پیشانی کررہی تھی بیان
گلشن رخ مین تھین روان نہرین
رخ تھا تفسیر صورت والفجر
جیسے آغوش شام مین ہی سحر
غمزہ کرتی تھی چشم ابرو پر
دوسری یہ جواب دیتی ہی
تو کرے گر مقابلہ مجھسے
وہ کرے اُسکی کس طرح سے دید
پھر شمشیر ابرو کے بڑ ان
جوڑ ایک پیشکار ابرو تھا
سحر و جادو مین تھین وہ آنکھین طاق
ملک خوبی کی تھین وہ چشم و چراغ
خیرگی چشم کشتہ کرتی ہے
ہین لب لعل اُسکے شکر بار
کوکب حال عارض تابان
آئینہ شرم سے ہو خانہ نشین
اُسکو اسباب زیب کرتے تھے بیار

پوچھتی تھی سحر کے تھے آثار
شب تاریک مین سحر تھی نہان
چاہون چھپا یہ ہے مین پیدا شود ون
دور شمع نگاہ مجنون تھی
موجۂ نکہت بنفشہ تھی ئو
چین گیسوے ختن کی کلیان ہین
کوئی چوٹی کا ڈھونڈ لیتا مضمون
تھی وہ پیشانی ماہ کا ٹکڑا
صاف ہی عکس ماہ مجھ مین عیان
چین اک بنی تھی موج نگاہ
یون ابرو تھا آیت والفجر
خال رُخ چشم حور کا ل تھا
کہتی تھی خلق مین نہین ہمسر
کون سی بات مین بھلا کم ہون
تو تو حاضر ہون لڑنے کو تجھ سے
بیت ایوان حسن تھے ابرو
گردش چشم تھی برنگ فغان
گل گلدستۂ وفا آنکھین
قتل عاشق مین شہرۂ آفاق
پلکین یہ کہ مست اگر دیکھین
واسطے کس کے دکھ یہ بھرتی ہی
کس چمک پر بہار عارض تھی
اختر طالع مہ کنعان
چھاتی تھی جسکو کہتی ہے دنیا
بوسے لیتا تھا غازۂ رخسار

تھی نہ دنبالہ دار چشم نگار
تیغ شمشیر تھا وہ دنبالہ
کیا صفت کیجیے نوک مژگاں کی
کہ ورق دل کا بس الٹ ہی دیا
تحریر رخ میں نہ تھی عیاں جیسی
شمع سورج مکھی میں تھی روشن
دیدۂ مور د آب حیوان تھا
غنچۂ باغ لن ترانی تھا
تیغ مصری تھے وہ لب شیریں
یا لب موسی تکلم سے تھے
لب وہ شمع زبان کا شعلہ تھے
وہ نہ ہوئے تو حسن پھر کب ہو
لب نازک پہ کب مسی تھی نمود
برگ سوسن چھپائے اپنے ہونٹ
کیسے جوہر شناس طبع نفیس
دانت ہیرے کی صاف کنیاں تھیں
پارے آئینہ حلب کے تھے دانت
دانت ابر مسی کے اولے تھے
وضع چاہ ذقن بلا کی تھی
ماہ نخشب کنویں سے نکلا تھا
وہ بنا گوش تھا ستارۂ صبح
غلط ہم سمجھتے تھے میخوار
ہے گلا یا کہ ہے صراحی ہے
بوسے لینے میں کچھ نہیں تکرار
ہاتھ آیا ہے تر تھا پہلو
موجۂ بحر نزاکت سے
دست رنگیں کا رنگ دیکھتا گر
نور افزائے چشم شمس و قمر
نور کی اسکی تھی وہ جھب تختی
دل ظالم سے بھی سوا نہیں سخت
ہے یہ مضمون دل پسندیدہ

گر ترک چشم میں تھی کٹار
ناوک بیخطا تھا تیر مژہ
تشنۂ خون تھی ہر مسلمان کی
تھی انگشت قدرت یزدان
کشتی ابرو تھی بادبان جیسی
تنگ حوروں کا ایسا کم تھا دہن
حلقۂ خاتم سلیمان تھا
لب جان بخش کا جو وصف لکھوں
جیسے جان عزیز دے شیریں
تھے اثر میں وہی لب پرنور
آتش رنگ پان کا شعلہ تھے
جب دہن میں زبان ہو صرف سخن
عکس مژگان سے ہو گئی تھی کبود
نیلم ان ہونٹوں سے ہو ہمسر کب
تیغ لب پر دیا مسی نے کسیں
گوہر معدن تکلم ہے
قطرے یا آب تیغ لب کے تھے دانت
تا بنا گوش تھا اسکا سیب ذقن
باد بی گلشن صفا کی تھی
گوش نازک تھے پارۂ الماس
یا منور تھا گوشوارۂ صبح
رشک نور سحر تھا نور گلو
مئے الفت سے بس لبالب ہے
صاف جلد بدن تھا آئینہ سان
سیمیں تھے وہ ساعد و بازو
دست رنگیں تھا دست پنجۂ حور
رنگ یاقوت ہوتا دست نگر
مطلع آفتاب صبح و صفا
قہر تھی چھاتیوں کی بھی سختی
قہر کے قمقمے وہ پستان سے تھے
نور سینہ ہوا تھا بالیدہ

ترکش تیر تھا وہ دنبالہ
اک خدنگ قضا تھا تیر مژہ
صف مژگان نے کام ایسا کیا
تھی برے نشان دہی وہان
بینی و رخ پہ تھا بسا جو بن
قفل دروازۂ عدم تھا دہن
سر اسرار غیب دانی تھا
نکلی آب حیات سے کر لون
شہپر طائر تبسم تھے
نوش دار وے دل رنجور
باغ ہو طوطیِ شکر لب ہو
پشت لب سے عیاں ہو حرف سخن
دیکھے مسی ملے جو اسکے ہونٹ
مسی آلودہ دیکھ کر وہ لب
دانت وہ موتیے کی کلیاں تھیں
ہو ہر غنچۂ تبسم سے
صاف ہنسنے نے عقدے کھول دیے
تازگی کھاتی تھی فریب ذقن
تل ذقن پر نہیں ہویدا تھا
دو ستارے قمر کے تھے جب راس
گردن ایک موتی تھا صراحی دار
شمع بزم قمر تھا نور گلو
نصف اسکا ہی شکل پہ نیار
حرف یاقوت تھے گلے سے عیاں
شاخ نخل گل لطافت ہے
انگلی انگلی تھی مثل شعلۂ طور
سینہ تجلت وہ فروغ سحر
ماہتاب شب برات خجل
کوئی شی اسقدر نہیں ہے کرخت
خفت سرخاب آب حیوان تھے
آئینہ صاف تھی وہ جلد بدن

منعکس وو طرف تھا سیب ذقن
چشمۂ نور تھا لطافت مین
لوح الماس مین پڑا تھا بال
گم یہان پر ہو خضر عقل بشر
سایۂ موے گیسوے شب قدر
دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صاف
پیچ ہی تھا نور کا کمر کولا
دونون ساقین تھین دو ستون بلور
اسکے تلوے کا اک جواب تھا چاند
دم رفتار پشت پاے صنم
کھینچے سحر و حدیقۂ اعجاز
گر تدرو اسکی دیکھ لیتا چھاؤن
اک نمک خوار تھی ملاحت بھی
عضو اک اک بدن کا چست و گداز
جسقدر چاہیے بس اتنا تھا
ختم کرنا ستم ستم کی جگہ
بہر دل ناز تیغ بران تھا
بانیٔ غمزہ و کرشمہ و ناز
سن لے سحبان تو دل مین ہوے خفیف
کیا بیان کیجیے کہ کیا تھی وہ
کسقدر زرق برق تھی پوشاک
جسکی پرتو سے چادر مہتاب
نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بیل
گوٹ نوذات کی وہ نور آگین
موجۂ رنگ گل تھا دامنگیر
سوسنی کاچ کا وہ انگرکھا
چاند پر جیسے اودی اودی گھٹا
نور آگین وہ تنگ و چست انگیا
رگ گل سی تھین ڈوریان اسکی
پاجامہ کا گلبدن گلنار
صاف چھڑیان تھین طرۂ سنبل

شکم آبدار نہر طلسم
قرص کافور تھا صباحت مین
اپنی نظرون مین تو وہ موے کمر
جادۂ راہ نازکی تھی کمر
کمر نازنین مین ناف اس طرح
عارض حور مین گڑھا ہی کہ ناف
ساغر ماہ کاسۂ زانو
دونون ساعد تھے رشک ساعد حور
فرش گل پر اگر چلے وہ نگار
صاف دکھلا تا روے نقش قدم
نخل باغ مراد قامت تھا
پھر نہ رکھتا کبھی زمین پہ پاؤن
تمکنت اسکی باندیون کا تھا نام
رخ بلا قہر ادا ستم انداز
دیکھنا نازکا محل جس جا
رحم کھاتا اسے کرم کی جگہ
قتل کرنے کی یاد سب گھاتین
موجد طرز عشوہ و انداز
شوخ و طرار و بات بات مین قہر
غرض اک قدرت خدا تھی وہ
نشہ نو بادۂ جوانی کا تو یہ
چاک ہووے کتان کی طرح شباب
موج مین جامدانی کی چھڑیان
لو نہر ایک شربت شیرین
جلوہ دکھلا رہی تھی یون وہ چھلک
اور وہ باریک تھا سحر پر سا
زرد اطلس کی گوٹ جلوہ نما
سب طرح قطع مین درست انگیا
جو کٹوری کا اسکی بنگلہ تھا
خنجری ایک ایک خنجر وار
یون بنت گوکھرو تھا اسپہ عیان

صاف تھا آسمان شہر طلسم
تھی موے کمر کی ہر یہ مثال
دیدۂ ناف کا تھا تار نظر
پاتھا موے میان غیرت بدر
میم لفظ کمر مین ہے جس طرح
ہاے پایا تھا کیا کمر کولا
ساق پا دست ساقیٔ مہر و
سورج اس پشت پا کے آگے تھا ماند
رگ گل پشت پا سے ہو اظہار
قد تھا وہ نونہال گلشن ناز
چلتا ہنگامۂ قیامت تھا
اسکی سرکار حسن و خوبی کی
ناز و انداز خانہ زاد غلام
موزون ناز و غرور و غمزہ تھا
اک ادا سے وہین ادا کرتا
غمزہ نشتر زن رگ جان تھا
غیرت سحر ساحری باتین
روزمرہ بہت فصیح و لطیف
آفت روزگار و فتنۂ دہر
کتنی سج دھج سے ٹھیک وہ بیباک
اوڑھ بیٹھی وہ جامدانی کا
عشق پیچان ہے صاف آڑی بیل
یون گل افشان تھین جیسے پھلجھڑیان
جھلک آستین سے کب وہ جلوہ پذیر
جیسے ابر تنک مین نکلے دھنک
بدن آستین سے یون تھا نور افزا
صاف ہے نگہ عاشق شیدا
وہ گلابی کٹوریان اس کی
دلکشا کو بھٹی کا نمونہ تھا
ہر کلی پائنچے کی غنچۂ گل ہے
برق جیسے شفق مین جلوہ کنان

گوکھرو وہ مرلفِ الفت کو
موتی ایک ایک گوہرِ شب تاب
کرن اس نور کی منور تھی
اطلس نور بھی ہو جس پر لوٹ
ساق نور اُس مین دیتی تھی یون لمع
کچھ وہ طول امل سے بھی ہو فزون
شلوٹین اُسکے تھے جو بریا کی
تھا زبانہ برائے توسنِ ناز
بالیان پہنے وہ مرصع کار
ساخت بھی اُنکی اس طرح سے کی
تارے گوندھے تھے جاے فرقد پر
پارۂ آبگینۂ خورشید
عقد پروین سپہرِ حسن پہ تھا
پہ جلا اور یہ لعاب کہان
سر کی چوٹی کا دیکھکر طاؤس
سحر حشر کا ستارہ تھا
دیکھکر زیب گوش پر جہالا
جھاڑ پایا موتیون کا روشن ہی
بجلیان رشکِ برق ابر بہار
صاف تر تھین چراغ دامن برق
ہیکل اُس حور کی تھی پُر افسون
دیکھتی اُسکو حور خلد اگر
نور تن بازوون پہ یون تابان
تھا خجل نور تن سے بھی کندن
نور کے پور پور وہ چھلے
شاخ گل کی طرح وہ گل کھاے
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اُسکی خراج ہفت اقلیم
وہ پری بند دست رنگین کا
عشق پیچہ تھا دست رضوان مین
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے

دین جو تر پدینا صحبت ہو
چھلکی ایسی چمک دمک کی تھی
صاف مژگان چشم اخضر تھی
پھر جھلکی کی اُسپہ یون تھی عیان
جیسے فانوس سرخ رنگ مین شمع
بینہ بیٹھے کا برق افگن دل
اور وہ جڑ مین قیامت اُس کی
سر سے پاتک وہ گوہر خوبی
تھے آنکھ جس مین گوہر شہوار
دیکھے جب آنکھو جوہری فلک
کہین تکلین تھا سواے مروارید
عقل اُس جا پہ دنگ ہوتی تھی
یا عرق روے مہر حسن پہ تھا
بتے کانون مین تھے جواہر کے
مارگیسو تھا جان سے مایوس
کانون مین موتیون کے جہالے تھے
کہے بے شبہ دیکھنے والا
بجلیان کانون مین جڑاؤ تھین
دل عاشق کو صاعقہ کردار
حلقۂ چشم مہر تھا بالا تو
غیرت افزاے ہیکل گردون
دل سے تا حشر رہتی اُسپہ نثار
تارے جسطرح گرد کاہکشان
کیا کہون کنوتی تھا کیا وہ رنگ
دل عاشق کے چور وہ چھلے
وہ جہانگیریان تھین برق نظیر
موتی ایک ایک حسن مین جسکا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
دام تھا مرغ جان پروین کا
کیا پری بند کی پری ہی نظیر
بے بہا تھے جواہر اُنمین جڑے

موتیون کی بنت ہے وہ نایاب
چشم اخضر تلک جھپکتی تھی
سبز اطلس کی پائنچون مین وہ گوٹ
جیسے سبزہ پہ موج آب روان
طول کیا پائنچون کا عرض کرون
تھا وہ پٹھا شہاب دامن دل
نور کا وہ ازار بند دراز
عطر مین موتیے کے ڈوبی ہوئی
بالیان وہ جڑاؤ ہیرے کی
مہر و مہ کی لگائے وہ عینک
نور چشم نگینۂ خور شید
زیب گوش اُسکے وہ تھے موتی
دُر شبنم مین ایسی آب کہان
اگر و بالکل تھے جن مین موتی لگے
کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پاکر چھالے تھے
فن گیسو مین سانپ کا من ہے
مچھلیان ہیرے کی تھین جنمین نگین
بجلیان دونون برق خرمن برق
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
خوشنما کیا تھے اُسکے کولے پر
یاد ہیکل گلے کا رہتی ہار
یہ سنہری تھی اُسکی جلد بدن
پر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ
ایک بھی حور کے جو ہاتھ آئے
قاتل ہوش وجان عالم گیر
صدف حسن کا تھا در یتیم
پڑتا تھا عکس جسکا دامن مین
حور کیا وہ نگاہ غلمان مین
پاے وزدحنا مین تھی زنجیر
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح

شاخ گل مین لگے ہون گل جس طرح
صاف کنگن طلائی تھے کیسے تھے
جلنا اُسکا تھا دست پر دشنگیب
زر غلطان یا زر گل تھا

شک یہ تھا انپہ دیکھکر مینا
جلوے رو کش ضیائے مہر کے تھے
زیب پا اُسکی کب تھی وہ خلخال
شور خلخال شور بلبل تھا

ہے زر آفتاب پر بیٹھا
جلوہ گر پاؤن مین تھی کیا پازیب
جسکے دیکھے سے ہووے دل پامال

ایسی نازنین خوبرو بناؤ سنگار کیے لباس و زیور پہنے ہوے دریا سے جواہر مین غوطہ مارے جب کشتی پر قریب کنارے دریا کے آئی ہر ایک اُس کو دیکھکر اُسکا خریدار ہزار جان سے ہوا خصوص لاجوردشاہ تو اُسے دیکھکر ایسا مایل ہوا کہ جام مے منھ سے رکھکر بنظر شوق اُسے دیکھکر نذیر اُسکے وصل کی سوچنے لگا اور اُسکے عشق مین بار بار آہ سرد کھینچنے لگا اور تن تن کے ڈاڑھی پھٹکار کے موچھون پہ تاؤ دیکے اپنی صورت زشت کو نزدیک اپنے اچھی جانکر اُسے دکھا لینے لگا اور تاج پہنے سر پہ بجور یہ دسیدم کھینچ کرنے لگا اور اقرار سے سے اشتیاق وصل ظاہر کرنے لگا نازنین مذکورہ اسے دیکھکر پہلے اپنے دل مین سمجھی کہ یہ شخص لمبی داڑھی والا دیوانہ ہے دماغ مین اسکے خلل ہے یا یہ مسخرہ ہے کہ ادھیڑ ہوکر مسخرہ پن کرتا ہے یا واقعی صحیح المزاج ہے اور عاشق ہوکر عشق اپنا ظاہر کرتا ہے تھوڑی دیر تک وہ پری جمال عجب خیال و تردد مین رہ نظر سے جانب لاجوردشاہ دیکھا کی اور دیوانہ یا مسخرہ اُسے جانکر منھ پھیر کر مسکرایا کی کنیزین اسکی لاجوردشاہ پہ پھبتیان کہنے لگین کسی کنیز نے کہا یہ آدمی ہے یا بنمانس ہے انسان کی تو صورت ہے افعال حیوان کے ہین کسی نے کہا یہ بن مانس نہین ہے جل مانس ہے اسی دریا سے شاید نکلکر ہوا کھانے کنارے دریا کے بیٹھا ہے کوئی بولی اسکی صورت تو بعینہ موچھندر کے ہے غرض اسی طور سے کنیزون نے بہت سی پھبتیان کہین اور ہنسین اپنی ملکہ کو بھی ہنسایا بعد ازان اُس نازنین نے اپنی ایک کنیز سے کہا ذرا پوچھو تو اس شخص سے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے اسقدر آدمی تیرے ہمراہ کیون ہین یہان کس غرض سے قیام پذیر ہے کنیز نے حسب الحکم اپنی ملکہ کے لاجوردشاہ سے پوچھا اے شخص سچ کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے یہان کیون ٹھہرا ہے تیرے ہمراہ یہ فوج کیون ہے کیا تو دجال ہے جلد اپنے حال سے آگاہ کر ملکہ ہماری تیرے حال سے باخبر ہونا چاہتی ہین لاجوردشاہ یہ سنکر ایسا سمجھا کہ اس نازنین کو بھی مجھسے الفت ہوگئی ہے صورت دیکھتے ہی مایل ہوگئی ہے یہ سمجھکر ہنسکر کہنے لگا اے عورت اپنی مالکہ سے کہدے کہ تو اسقدر جلد اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئی غضب کیا جسنے تجھے یہ حسن و جمال دیا اپنے دست قدرت سے بنایا یہ عزت و توقیر دی اُسی کو بھول گئی یہ کلمے کہنے لگا ہم خداوند لاجوردشاہ صاحب عز و جاہ وہ نازنین یہ تقریر خداوند مذکور کی سنکے قہقہہ مار کر ہنسی اور بے اختیار بولی کہ تمکو کس نے خداوند بنایا ہے یا بجائے خود تم خداوند بن بیٹھے ہو کچھ قدرت بھی رکھتے ہو یا نہین لاجوردشاہ نے جواب دیا مین خداوند یقینی ہون کچھ شک نہ کر کسی نے مجھے خداوند بنایا نہین ہے نقلی خداوند نہین ہون خداوند اصلی ہون مین نے تجھکو اور تیری کنیزون کو اور ہر ایک کو پیدا کیا ہے مجھ مین ہر طرح کی قدرت ہے نازنین نے پوچھا یہ تو کہیے کہ آنا کہان سے ہوا ہے لاجوردشاہ نے جواب دیا کیا کہون کہان سے آیا ہون اسکا حال نہ پوچھو نازنین مذکور نے جب اصرار کیا لاجوردشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کر کے

آبدیدہ ہوکے کہا کہ مین نے کچھ بندے عالم خواب دنشہ شراب مین ایسے سرکش وبیہا درسخن ناشنوا پیدا کیے ہین کہ وہ مجھکو ہدایت کرنے سے بھی سجدہ نہین کرتے بلکہ میری توہین وایذا رسانی وقتل پر آمادہ ہین لاکھ لاکھ اُنسے کہتا ہون کہ مین نے تم کو پیدا کیا ہی کیا غضب کرتے ہو میرے قتل پر آمادہ ہو خداوند کو اپنے ناراض کرتے ہو قہر خداوندی سے نہین ڈرتے ہو مجھے چھوڑکر خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو اپنے تئین مسلمان مشہور کرتے ہو دیکھو برا کرتے ہو مگر وہ ہمارے ایسے سرکش ہین اور ایسے قوی ہین کہ سرکشی سے باز نہین آتے ہین مجھسے بوی نہین ڈرتے ہین بلکہ میری آزار رسانی کے درپے ہین چاہتے ہین کہ مجھے پکڑکر قتل کرین مین اُنکے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جہان مین جاتا ہون وہ لوگ واسطے میرے قتل کے جمعیت سپاہ کثیر آتے ہین اکثر جگہ گیا اور چاہا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایذا نہ پہونچے مگر وہ مسلمان ایسے سرکش ہین کہ جہان مین گیا وہان وہ بھی پہونچے بالفعل کوہ بیضا کی طرف سے ادھر آیا ہون نہایت پریشان ومضطر ہون لڑائیون مین تمام فوج میری اہل اسلام نے قتل کی ہی یہ تھوڑی فوج اب باقی رہی ہی اکثر اُن بندگان قوی سے میرے لشکر نے شکست کھائی ہی نازنین مذکورہ یہ تقریر لاجورد شاہ کی سنکے ہنسکر کہنے لگی اب معلوم ہوا کہ آپ خداوند بھگوڑے ہین اپنے بندون سے بھاگتے پھرتے ہین کچھ اُنسے بس نہین چل سکتا ہی لیکن تعجب ہی کہ آپ خداوند ہوکے اپنے بندون سے ڈرتے ہین اور بارہا بھاگتے ہین یہانتک کہ اس جگہ بھاگ کر آئے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا اے بندی من آگاہ ہو کہ قدرت تو سب کچھ ہی مگر مین اُنکو نیست ونابود کر نہین سکتا وجہ اسکی یہ ہی کہ جب مین نے چاہا کہ اپنا قہر اُنپر نازل کرون اور اُنھین خبر ہوئی تو اُنھون نے شب کو افعال سے توبہ کرکے مجھے سجدہ کیا مین نے اُن سے خوش ہوکے عذاب وقہر نازل نہین کیا وہ مطمئن ہوکے پھر مجھسے منحرف ہوجاتے ہین اور آمادہ قتل بھی ہوتے ہین پھر مجھے غصہ آتا ہی پھر تقدیر اُنکے ہلاک کرنے کی کرتا ہون پھر وہ اپنی خطاؤن کے مقر ہوکے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور بعد عاجزی تاریکی شب مین مجھسے بجاے خود عرض کرتے ہین کہ اے خداوند ہمارے ہماری تقصیرون کو معاف کر یہ کہکے مجھے سجدہ کرتے ہین مجھے اُنپر رحم آجاتا ہی عذاب اُنپر کسی طرح کا نازل نہین کرتا ہون دن کو وہ بخوف ہوکے پھر میری خونریزی کے درپے ہوتے ہین اسی سبب سے اتنا زمانہ گذرا کہ مین اُنکو نیست ونابود نہین کیا اُنکی جفا وُنپر تحمل کیا ہی اور یہ خیال کیا ہی کہ شاید کسیوقت مین یہ بندے میرے ایسی راہ پر آجائین کہ پھر مجھسے کبھی منحرف نہون نازنین مذکور یہ سنکے بہت ہنسی اور کہنے لگی آپ خوب خداوند ہین کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے مصائب اُٹھاتے ہین اور ایک مرتبہ اُنکو ہلاک نہین ڈالتے ہین یہ کیا ہی کہ جب قہر کرنے کا ارادہ ہوتا ہی کبھی رحم کیا جاتا ہی یہ تو ہماری سمجھ مین کچھ بات نہین آتی ہی بظاہر ہمین معلوم ہوتا ہی کہ آپ خداوند کبھی نہین ہین اگر خداوند ہوتے تو قدرت مارڈالنے کی بھی ضرور ہوتی اگر پیدا کیا تھا تو مار بھی ڈالتے لیں ہمنے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ آپ نے اُنکو نہ تو پیدا کیا ہی نہ آپ اُنکو ہلاک کرسکتے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ اُنسے بھاگتے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا اے بندی قدرت تو سب مجھے چھوٹا جانتی ہی میرے کہنے کا یقین نہین کرتی ہے مین بیشک خداوند ہون مجھے ہنستی ہے مین تنہا اس بلا مین مبتلا نہین ہوا ہون زمرد شاہ باختری وغیرہ

خداوند بھی میری طرح اُنھین مسلمان یا سرکش وذوی کے ہاتھ سے بھاگے ہین آخر تنگ آکے وہ سب خداوند
تو اپنے بندون سے روپوش ہوکے اور نہایت ناراض ہوکے باغ ارم مین دہر سے چلے گئے ہین لوہار آنکے
جانے کے مجیب مسلمانون کی چڑھائی رہا کرتی ہی بار بار لڑائی ہوئی ہی کشت و خون ہوتا ہے ایک مدت مین
بھی مانند زمرد شاہ باختری وغیرہ خداوندون کے تنگ ہوکے روپوشی اختیار کرونگا حالانکہ مین خداوند واقعی
ہون اورون کی طرح بنا ہوا خداوند نہین ہون لیکن بدرجہ مجبوری مجھکو بھی روپوشی اختیار کرنی ہوگی بختگان نے
گفتگو سے لاجورد شاہ شن کے جھلا کے کہا یہ کیون نہین کہتے کہ ہمین الٹی تقدیر کرنا آتی ہی سیدھی تقدیر
کرنا آتی ہی نہین ہی یہ کہکے اُس نازنین سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای اختر سپہر حسن و جمال و ای ماہ منیر
فلک خوبی و عدیم المثال واضح ہو کہ ہمارا خداوند عجیب اصلی تقدیر کرنے والا خداوند ہی جیسا کوئی بُری
تقدیر اُن مسلمانون کے حق مین کرتا ہی تو وہ اچھی ہوجاتی ہی اور جب اپنے دوستون کے واسطے اور
ہم لوگون کے لیے کوئی تقدیر اچھی کرتا ہی تو وہ پلٹ جاتی ہی یعنے بُری ہوجاتی ہی یہ خداوند تازہ بلاؤن
مین مبتلا ہو جاتے ہین اسی سبب سے آجتک خرابیون اور پریشانیون مین رہتے ہین اور یونہین
رہینگے اب تم اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم کس صدف بحر خوبی کی گوہر اور کس چمن آرزو
کی گل تر ہو اور اس بحر ناپیدا کنار مین کس طرف سے آئی ہو اور کچھ حال اپنا اور اپنے
ملک کا بیان کرو اور اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے بھی آگاہ کرو اُس نازنین نے جواب دیا سب مجھکو
ملکہ دیدہ آسمان شگاف کہتے ہین اس دریا کی حاکم ہون اور نام اس دریا کا محیط حیرت انگیز ہے
اور یہ سرحد ہی ملک شعبدہ کی ہمارے خداوندون نے یہ ملک اپنی قدرت سے آباد کیے ہین نام ہمارے
خداوند کا تمثال آئینہ رو ہی یہ دریا بھی خداوند نے پیدا کیا ہی اسکا حاکم مجھے کیا ہی اگر تم ہمارے خداوند
کو دیکھو تو فوراً سجدہ کرو کیونکہ وہ عجیب خداوند ہی بڑے بڑے پہلوانان نامی و عاملان و شاہان گرامی
اُسکے مقابلہ کے واسطے سپاہ کثیر لیکر آئے لیکن جب ہمارے خداوند نے نقاب اپنے چہرۂ زیبا سے
اٹھا کر رخ زیبا اپنا اُنھین دکھایا اور اُن سرکشون نے جمال خداوند کو دیکھا ساری سرکشی اُنکی اُنکے
سر سے نکل کر دور ہوئی فی الفور اُنھون نے بہ نیت و بصدق دل خداوند موصوف کو سجدہ کیا اور یہ بھی اکثر
ہوا ہی کہ سرکشان و بہترے جب جمال خداوند پر نظر کی تاب نظارہ جمال خداوندی نہ لاکر بیہوش ہوگئے
جب اُسے ہوش آیا تو خداوند کو سجدہ کیا اور تمام نخوت سر سے دور ہوگئی خداوند کے مطیع و
فرمانبردار ہوگئے تمھارے خداوند کی طرح ہمارے خداوند نہین ہین کہ اپنے بندون سے بھاگیں
اُنسے کچھ بس نچلے اُنکی شکایت کرین اتنی قدرت نہ رکھین کہ اُنھین نیست و نابود کر سکین یا اُنکو مطیع
اپنا کر سکین اُنکے قلبون کو اپنی طرف متوجہ کر سکین بختگان نے اُس نازنین کی تمام گفتگو سُن کے
کہا ای ملکہ ہم لوگ تمھارے خداوند کے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین تمھارے کہنے سے نہایت شوق
اُنکے جمال کے دیکھنے کا ہوا ہی جبتک زیارت چہرۂ خداوند نکر لینگے کسی طرح ہمارے دل کو قرار نہ آئیگا
کہین جلدی اپنے خداوند کو ہمین دکھادو اگر تمھارے امکان مین ہو ملکہ دیدہ آسمان شگاف نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی جمال خداوندی کو دیکھ لینا جو میرے امکان مین ہی اُس سے مجھے انکار نہین ہی پہلے مین
تمکو ملک شعبدہ مین پاس وہان کے حاکم ملک بہرام شہر شکار کے بھیجا دیتی ہون جنکے وہان

تیسا م کرو حال تمہارا خدمت خداوند میں عرض کیا جائیگا جس وقت حکم ہوگا خدام تمکو زیر عرش لیجائینگے
تم وہاں جاکر باالحاح وزاری دعا کرنا اگر خداوند کو تمہاری عاجزی پسند آئی اور دعا تمہاری قبول درگاہ
خداوندی ہوئی تو دریچہ قدرت وا ہوگا چہرہ خداوند دریچہ سے باہر نکلے گا تم جمال جہان آرا سے خداوند کی
زیارت کرلینا اور سجدہ کرنا بختگان نے کہا تمنے جو کچھ کہا ہمیں منظور ہے لیکن ہمارے پیچھے ایک شیر غضبناک
یا ایک اژدہا ہے وہاں واسطے ہمارے ہلاک کرنے کے چلا آتا ہے اور وہ شیر غضبناک و اژدر دہان
امیر ثانی ہے کہ جسکا حال تم ہمارے خداوند سے بھی سُن چکی ہو وہ ایسا قوی و بہادر صاحب لشکر کثیر ہے کہ ہمارے
خداوند اس سے عاجز ہیں اگر ملک شعبدہ میں جانے سے اُس دشمن نابکار کے ہاتھ سے بچ جائیں اور وہاں
جاکر پناہ و امان پائیں اور بہرام شیر شکار حاکم وہاں کا بہادر ہو امیر ثانی اور اُنکے سرداران سپاہ اور مردم
لشکر سے لڑ سکے اور ڈرتا نہو تو البتہ وہاں جانا ہم لوگوں کا اچھا ہے اور اگر بہرام شیر شکار اسقدر [illegible]
خاصیت رکھتا ہو اور اُسکے پاس لشکر نہو یا بہادر نہو تو امیر ثانی سے ڈرکے اُنکے مقابلہ نکر سکے اور ہمکو
پناہ نہ دے سکے تو وہاں جانا ہم لوگوں کا بیکار ہے اور تمہارا بھیجنا بھی ہم سب کو ایسی جگہ بیجا ہے ہمکو دوبارہ
آسمان شنگاف نے کہا بہرام شیر شکار وہ بہادر شجاع ہے کہ اُسکی بہادری اُسکے نام سے ظاہر ہے سوا اسکے
اُسکے پاس سپاہ اور سامان جنگ بہت ہے کیا مجال امیر ثانی یا اور کسی بادشاہ سرکش کی کہ ملک شعبدہ پر
لشکر کشی کرسکے اور یہاں آکے زندہ جاسکے سلاطین جہان بہادر کی لشکر کشی کے خیال سے ڈرتے ہیں اول تو
کون ایسا بادشاہ ہے کہ جو ہمارے خداوند کا مطیع نہیں ہے اور انکو سجدہ نہیں کرتا ہے اگر کوئی بادشاہ ایسا بھی
ہو کہ وہ ہمارے خداوند سے منحرف ہے تو اُسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ خوف سے ادھر آنے کا قصد بھی
نہیں کرتا ہے اگر امیر ثانی تم لوگوں کے تعاقب میں یہاں آئینگے تو پچھتائینگے نہ وہ زندہ رہینگے
نہ اُنکے لشکر سے کوئی زندہ بچکر جائیگا سب پر خداوند کا قہر نازل ہو جائیگا بہرام شیر شکار ہر ایک کا نشانہ
کرکے شکار کرنے لگا بختگان نے کہا ای ملکہ جو تمنے کہا ہے واقعی تمہارے خداوند کی ذات ان اہل اسلام
کے برباد و نیست و نابود کردینے کی قدرت رکھتے ہیں اور بہرام شیر شکار زبردست روزگار ہے تم مبالغہ کرتی ہو
ایسا نہو کہ ہملوگ تمہارے کہنے سے ملک شعبدہ میں جائیں اور امیر ثانی جمعیت سپاہ لیکر آجائیں
بہرام شیر شکار خود امیر ثانی کا شکار ہوجائے ملک شعبدہ بھی برباد ہوجائے خداوند تمہارے آپ اپنے
رہا سہا خداوند لاچار درویش کی طرح کوہ بکوہ صحرا بصحرا شہر بشہر سراسیمہ و حیران و پریشان ہوں امیر ثانی عالی
دستان کے ہاتھ سے شکست کھاکر پھریں ملکہ پریزادیان آسمان شنگاف نے کہا ای بختگان کیا بیہودہ بکتے ہو بس ایسے
بیہودہ کلمات اپنی زبان سے نہ نکالو ہمارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات کہتے ہو نہایت بے ادبی
کرتے ہو میں ڈرتی ہوں کہ کہیں برق قہر خداوند سے ہلاک نہو جاؤ تم نے اپنے خداوند کو بزدلا اور بھگوڑا
و بے قدرت و مجبور جانتے ہو ویسا ہی ہمارے خداوند کو سمجھتے ہو بہتر یہی ہے کہ جلد توبہ کرو بختگان نے
پوچھا ای ملکہ آپنے میرا نام کیونکر معلوم کیا آسمان نے جواب دیا میں نے اپنے علم سے دریافت کیا اور اگر کہو تو
تمہارے باپ دادا کے نام بھی بتا دوں بختگان یہ سُنکر حیران ہوا اور کہا ای ملکہ دیکھو میں تمہارے
سامنے توبہ کرتا ہوں اب تمہارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات نکہونگا واقعی یہ ہے کہ تمہارے خداوند
قدرت والا قدرت رکھتے ہیں اور بہرام شیر شکار بھی زبردست روزگار ہے ہمکو تمہاری اسکا اقرار ہے

اطمینان ہوگیا اب ہمیں یہاں سے جلد ملک شعبدہ میں لے چلو اول تو جمال خداوند تمثال آئینہ رو کے دیکھنے کا اشتیاق ہے دوسرے یہاں ہمکو خوف اپنی جان کا ہے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہو اہرمن ثانی یہاں آجائیں اور ہمیں قتل کر ڈالیں ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے گفتگو بخت نگان سنکے اپنی کشتی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا فوراً وہ کشتی خورد ایک جہاز کلان ہوگیا بخت نگان اور لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کشتی کو جہاز ہوجاتے دیکھکر نہایت متحیر ہوئے بخت نگان تاب ضبط نہ لاکر اول اٹھا ای ملکہ اس وقت آپنے کوئی سحر پڑھا یا کوئی اور شعبدہ کیا یا نظر بندی کی یا اور کوئی عمل عجیب و غریب کیا کہ جس سے چھوٹی کشتی ایک جہاز کلان ہوگیا آپنے مسکرا کے جواب دیا ای بخت نگان یہ تمنے کیا امر عجیب و غریب دیکھا ہے آئندہ دیکھنا کہ تمہاری عقل اسکے سمجھنے سے قاصر ہوگی یہ کہکے بخت نگان سے کہا اب تم سب لوگ اس جہاز پر چلے آؤ جملہ مال و اسباب لے آؤ یہ سنکے بخت نگان و لاجورد شاہ و صلصال خوش ہوئے بہت خوش ہوئے کہ اسی وقت اس جہاز پر سوار ہوئے پھر جملہ مردان لشکر ہمراہی تمام کشتیوں سے اپنی قیام و بارگاہ کو اس جہاز پر لے گئے جب سب انسان و حیوان جہاز پر سوار ہوچکے ملکہ آسمان شگاف نے سوئے جہاز دیکھکر کچھ اشارہ کیا وہ جہاز مانند اگن بوٹ کے ایک سمت روانہ ہوا ایک تھوڑے زمانہ کے ملکہ مذکور نے اس بحر زخار سے ملک شعبدہ میں اسطرح پہونچا دیا کہ ہر ایک کو حیرت ہوگئی اور بجائے خود کہنے لگا یہ کام سحر کا ہے کسی نے کہا جب یہ ملک شعبدہ کی سرحد تھی تو یہاں کے رہنے والے شعبدہ باز سب ہونگے منجملہ اسکے یہ ملکہ بھی شعبدہ باز ہے کسی نے خیال کیا کہ سحر و شعبدہ یہ نہیں ہے یہ کوئی اور ہی ترکیب و حکمت ہے کہ جسے ہم سمجھ نہیں سکتے ہیں غرض کہ جب وہ جہاز کنارے پر پہونچا ہر ایک شخص جہاز سے اترکر خشکی میں آیا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی جہاز سے اترکر بخت نگان وغیرہ کے ہمراہ چلی اثناے راہ میں بخت نگان پوچھتا جاتا تھا کہ ای ملکہ یہ وہی شہر شعبدہ ہے یا اور کوئی شہر ہے وہ کہتی جاتی تھی یہ اور کوئی شہر نہیں ہے خاص شہر شعبدہ ہے ایسے ہی چند شہر ہمارے خداوند نے سوا اسکے اور بھی آباد کیے ہیں لاجورد شاہ اور صلصال اور بخت نگان وغیرہ مکانات شہر و مردمان شہر و بازار شہر عجائب و غرائب شہر شعبدہ کو دیکھتے ہوئے حیران ہوتے ہوئے بجائے خود شہر کی تعریف کرتے ہوئے سوار پیدل چلے جاتے تھے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی سوار چلی جاتی تھی ہر ایک شہر کو دیکھکر مانند آئینہ کے حیران تھا کیونکہ وہ شہر خوبی پاکیزگی و آبادی میں ایسا تھا کہ بیداد ظلم

نظم

بے خزاں اسکے باغ کی تھی بہار
تھی ہر اک شب نور صبح صادق تھی
ہر مکان آراستہ ہر اک بازار
دلکش و خوش قطع و عالی شان

ساکن شہر سب خوش و خرم
نور میں جلوہ سواد و بازار تھے
جو عمارت تھی سحر آگیں تھی
خوش قرینہ مسطح و ہموار

واسطے اغنیاء دل عالم تھے
رنگ کی شام امید عاشق تھی
تھیں قصر لندن و چین تھی
کان حسن و وفا ہر اک دکان

لاجورد شاہ و صلصال و بخت نگان وغیرہ سیر شہر مذکور کی کرتے ہوئے بجائے خود تعریف کرتے ہوئے جاتے تھے بعد قطع راہ جب دار العمارۃ مہر عالم شہر شگار رنگ پہونچے اور اسکو ملکہ دبدبہ آسمان شگاف و لاجورد شاہ و صلصال کے آنیکی خبر ہوئی فی الفور اسنے اپنے دربار میں طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال نے اپنے مردان سپاہ کو ایک میدان وسیع میں مع بخت نگان کو ساتھ لیکر ہمراہ ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کے دربار مذکور میں گئے پہلے ہر ایک نے

دیکھا کہ بہرام شیر شکار ایک جوان شور شعار وزبردستان روزگار سے ہے نہایت تعجب و نخوت تاج کج اپنے سر پر
رکھے ہوئے تخت حکومت پر بیٹھا ہے امرا و وزرا وغیرہ اہل دربار حاضر دربار ہیں جب لاجوردشاہ وغیرہ
سامنے اُسکے پہونچے اُس وقت وہ کھڑا ہوا کچھ اپنے تخت حکومت سے برائے تعظیم و تکریم لاجوردشاہ
وصلصال کے اُٹھا بعدہ قریب اپنے تخت کے ملکہ دبدبہ آسمان شنگاف کو بٹھایا اور لاجوردشاہ اور
صلصال کو بھی موافق اُنکی عزت کے اُسنے دربار میں اپنے بٹھایا بختگان بھی اپنی لیاقت کے موافق
ایک جگہ بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شنگاف سے مخاطب ہو کے پوچھا
اے ملکہ ہر چند کہ کچھ میں نے سنا ہے اور مجھے معلوم ہے لیکن تم ان صاحبوں کے احوال سے مفصل آگاہ کرو
مجھے انکی تعریف کرو سبب انکے لانے کا ظاہر کرو اُسنے تمام حال جو کچھ لاجوردشاہ و بختگان سے
سنا تھا مفصل بیان کر کے کہا یہ حضرات امیر ثانی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو کے ملک و مال سے بھی منہ موڑ کر
دربدر امیر ثانی سے شکست کھا کر بھاگ کے یہاں آئے ہیں طالب پناہ بھی ہیں اور مشتاق جمال خداوندی
بھی ہو کے آئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے جمال کو دیکھکر خداوند موصوف کو سجدہ بھی کرینگے
پس اس وجہ سے میں تمھارے پاس انھیں لائی ہوں اب تمھیں اختیار ہے میرے نزدیک تو مناسب
یہ ہے کہ انکا دل توڑنا اور امیدوار کو نا امید کرنا بُرا ہے دونوں صاحب بامید طلب پناہ یہاں آئے ہیں انھیں
پناہ دو اور خداوند کو انکے آنے سے آگاہ کرو جو حکم ہو وہ کرو ورنہ جو تمکو منظور ہو وہ کرو لیکن یہ سمجھ لو
کہ اگر انکو یہاں پناہ نہ ملیگی تو یہ یہاں سے بھاگ کر اور سلاطین کی عملداریوں میں جا بیٹھینگے وہاں یہ
سب سے کہینگے کہ ہم ملک شعبدہ میں گئے تھے بہرام شیر شکار نے ہمیں پناہ نہ دی امیر ثانی کے
خوف سے اپنے ملک سے ہمیں باہر کر دیا جب یہ سنیں گے تو کیا کہیں گے اور کیسی بے عزتی و ذلت
ہوگی اور بدنامی کسقدر ہوگی رعب و داب و جاہ و حشم و خوف تمھارا کسی بادشاہ کی نظر میں کچھ بھی
نہ رہیگا بہرام شیر شکار نے یہ سنکے تھوڑی فکر کی بعد فکر کہا اچھا اگر یہ یہاں رہے ہیں تو رہیں جیسا ہوگا دیکھا
جائیگا ابھی میں انکے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہوں یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شنگاف بہرام سے رخصت
ہو کر بسمت دریائے محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجوردشاہ و صلصال و بختگان دربار بہرام شیر شکار میں بیٹھے رہے
اس جگہ بعضے داستان گو نے یوں بیان کیا ہے کہ ابھی لاجوردشاہ و صلصال وغیرہ داخل ملک شعبدہ نہیں ہوئے ہیں اور
بہرام شیر شکار سے ملاقات لاجوردشاہ کی نہیں ہوئی ہے صرف ملکہ دبدبہ آسمان شنگاف کنارہ محیط حیرت انگیز
لاجوردشاہ وغیرہ کو جہاز پر سوار کر کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہیں دیکھیے کب پہونچتی ہیں اور کیا ہوتا ہے

داستان لیجانا اکبر تنگ شاہ زرّانی کا نامہ امیر ثانی کو جانب ملک شعبدہ — خمس

تجھکو کہتے جو بشر صاف یہ ہے بے ادبی — گر ملک کہیے ملائک سے ہوا کون نبی
کوئی مرسل بھی نہیں ہاشمی و مطلبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تجھسا رتبہ نہیں حور و ملک و آدم کا — کام آدم میں زبان عصمت حوا تو تھا
تھا تو بے بعد ہوا کن فیکون امر خدا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

سگ درکا ترے رتبہ وہ ہی فخر آدم — آدم وجن وملک اسکے قدم لیں ہردم
دم بدم مجھکو اسی بات کا ہی سخت الم — نسبتے خود بہ سگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی

ہفتم ابر دوات اور نیستان ہو قلم — قلم قدرت حق کب ہون ترے وصف رقم
زمرہ حسن ہین عاجز ہین ملک اور آدم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

محرران اخبار بیمثال ۔ ووقایع نگاران عالی خصال اس داستان کو یون قلم بند کرتے ہین کہ جب عامل شناہ سات شبانہ روز تک جشن ودعوت وضیافت بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ کی نہایت مستعدی کے ساتھ انجام کرچکا بادشاہ اسلام نے بارگاہ سلیمانی مین دربار کیا حسب دستور دربار آراستہ ہوا سرداران صف شکن و بہادران تہمتن مانند لندھور ثانی ومالک ثانی وفرامرز ثانی وجمہور ثانی ونورالدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان وبدیع الملک بن نورالدہر وشہریار ورستم خونی بن کرب غازی واسد دلاور وقہرود دیو پرور وغیرہ حاضر ہوئے اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے جسوقت تمام دربار جملہ سرداران لشکر سے جو لشکر میں موجود تھے بھر گیا اور عمر وثانی بھی اپنی کرسی پر آکے بیٹھ چکا امیر ثانی نے فرمایا نہین معلوم یہ غول صحرا گمراہی یعنے لاجوردشاہ وصلصال بھاگ کر کہان گئے ہین اچھی طرح انکی خبر معلوم نہین ہوئی ہر چند قبل اسکے زبانی ہرکارون کے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ لاجوردشاہ وصلصال مع اپنے ہمراہیون کے کنارہ محیط حیرت انگیز تک پہونچے ہین اور دریاے مذکور سرحد ہے ممالک شعبدہ کی لیکن پھر کوئی خبر مفصل انکی معلوم نہین ہوئی ہے نہین معلوم وہ اسی جگہ ہین یا وہان سے اورکسی طرف روانہ ہوے ہین لہذا اے عمر وثانی ہرکارون پرتاکید کرو کہ جلد جاکر مفصل خبر دریافت کرکے مجھسے آکے بیان کرین تاکہ ہم یہان سے آگے روانہ ہون قسم بخداے عزوجل ہمارے پدر بزرگوار نے قسم کھائی تھی کہ بغیر قتل کیے یا مطیع اسلام کیے لقاکے خانہ کعبہ نجاونگا اسی طرح مین بھی قسم کھاکر کہتا ہون اپنے پیدا کرنے والے کی کہ بغیر قتل کیے یا مسلمان کیے لاجوردشاہ وغیرہ کے قرار نہ لونگا جہان وہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی اسکے تعاقب مین جاونگا جو سد راہ ہوگا تو بھی کچھ خوف واندیشہ نکرونگا بے تامل مرکب اپنا دریاے آتش مین ڈالدونگا اور اس دریاے آتش کو آب تیغ سے بجھاونگا لاجوردشاہ کو جاکر گرفتار کرکے ہدایت کرونگا اگر وہ راہ راست پر آے تو فہوالمراد ورنہ سب کو قتل کرونگا مین وہ نہین ہون کہ لاجوردشاہ وصلصال وغیرہ کافران نابکار کی ہدایت وقتل سے ہاتھ اٹھادون خداوند عالم نے اپنی عنایت وکرم سے مجھکو قدرت وطاقت شجاعت دی ہے اور مجھ ایک ادنی کو اسقدر سرفراز کیا ہے کہ مین اسکا ذرا بھی شکر ادا کر نہین سکتا ہون عمر وثانی نے عرض کیا جو حضور نے فرمایا درست ہے آپ کی بہادری وشجاعت مین کسکو کلام ہے مانند آپ کے اس زمانہ مین کون شجاع ہے آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ وہمت وشجاعت وقدرت مین زبان قاصر ہے لاجوردشاہ وصلصال وغیرہ کافران نابکار حضور کے ہاتھ سے بچ کر کہان جا سکتے ہین ایک روز ضرور مسلمان ہونگے یا قتل ہونگے انشاء اللہ امید حضور کی بر آئیگی اور جو عہد حضور نے کیا ہے پورا ہوگا مین حسب الحکم ہرکارون پرتاکید کرتا ہون وہ جلد جاکے لاجوردشاہ وغیرہ کے حالات سے حاضر

خدمت ہو کے حضور کو آگاہ کرینگے یہ عرض کر کے ہرکاروں سے کہنے لگا تمنے سُنا جو امیر ثانی نے ارشاد
کیا ہی لازم ہی کہ جلد لاجوردشاہ کے مفصل حال سے آگاہ کرو ادہر ہرکارے عمر وثانی سے عرض کرنے
لگے آپ نے جو کچھ ارشاد کیا اور جو امیر ثانی نے فرمایا ہمنے بگوش ہوش سُنا انشاء اللہ ہم جلد جاکر لاجوردشاہ کے
حال کو مفصل دریافت کر کے یہان حاضر ہو کے امیر ثانی سے عرض کرینگے ادہر سرداران لشکر تقریر
امیر ثانی سنکے عرض کرتے ہین کہ جو کچھ آپنے اپنی شجاعت اور جرأت کے بارے مین فرمایا ہی بجا فرمایا ہی
ہمارے نزدیک تو آپ ایسے بہادر ہین کہ مثل ونظیر آپکا دنیا مین نہین ہی شجاعت وبہادری ہمت
وسخاوت وحلم ومروت وغیرہ اوصاف وخصائل مین آپ عدیم المثال ہین ہنوز امیر ثانی سرداران لشکر کے
جواب مین یہ فرما رہے تھے کہ تم سب میری نسبت مین جو کہتے ہو مین ایسا نہین ہون ایک ادنےٰ بندۂ
خدا ہون حق تعالےٰ نے اپنی قدرت سے بڑے بڑے بہادرون کو خلق کیا ہی میری کیا حقیقت ہی
ہر ایک کی مثل ونظیر ہی اگر نہین ہی تو پروردگار عالم کی نظیر نہین ہی وہ بیشک بے مثل ہی اُسکا
ثانی کوئی نہین ہی ناگاہ کئی ہرکارے گرد وغبار مین آلودہ پسینے مین غرق راہ دور ودراز کو طے کیے
ہوے اندر بارگاہ سلیمانی کے آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام کو
مجرا کر کے اس طرح ثنا ودعا کرنے لگے اشعار حسب مقام ہذا النظم

الٰہی بحق اشرف الانبیا
خور و ماہ مین جبتلک ہی ضیا
یہ سلطان یہ دربار قائم رہے
ترقی رہے گنج و زر کی سدا
الٰہی بحق نبی الورا ہو
یہ اقبال واجلال دائم رہے
ترقی کرے زور و اقبال وجاہ
رہین دشت وصحرا مین دشمن تباہ ہو

بعد اس دعا وثنا سے شاہی بجا لانے کے دست بستہ با ادب
کھڑے ہو کر جان کی امان مانگ کر یون عرض کیا کہ ای ظل سبحانی وای امیر ثانی لاجوردشاہ وصلصال
حضور سے شکست کھا کر کنارے دریاے حیرت انگیز کے پہونچا تھا وہان قیام پذیر ہو کے متردد ومتفکر
بیٹھا تھا لاجوردشاہ بختگان سے کہتا تھا کہ مین اب یہان سے کہان بھاگ کر جاؤن اس دریاے موجزن
وبحر زخار سے کیونکر عبور کرون یہان تو جہاز وکشتی بھی نہین ہی اگر خود جہاز وکشتی یہان تیار کراتا ہون تو ایک
زمانہ گذریگا مجھے خوف امیر ثانی کے آنے کا ہی سوا اسکے اگر جہاز کی تیاری مین کوشش بھی کی گئی اور جہاز
بنا بھی تو کوئی ناخدا اور معلم وکارکنان جہاز یہان نہین ہین کون جہاز کو ساتھ طریقہ کے دریا سے
لیجائیگا بختگان اُس سے کہتا تھا صبر کیجیے چندے تو یہان قیام کیجیے کوئی صورت یہان سے جانے کی
پیدا ہی ہوگی یا تو اس دریا کی راہ سے کسی ملک مین جانا ہوگا یا راہ خشکی سے بعد دریافت حال کسی ملک کی
طرف روانہ ہوتا ہوگا گھبرائیے نہین ہنوز بختگان اُسے سمجھا رہا تھا ناگاہ ایک کشتی چھوٹی سی محیط
حیرت انگیز مین پیدا ہوئی اُس کشتی پر ایک عورت نہایت خوبرو مع چند کنیزون کے سوار تھی اور دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اُس نازنین کا ملکہ بدیعہ آسمان شگاف تھا وہ کشتی کو کنارے پر لائی تھی بعد
پرسش حال واگاہی احوال رحم کھا کر لاجوردشاہ وصلصال وغیرہ اُسکے ہمراہیون کو کشتی پر
سوار کر کے انہین پناہ دے کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہی اور یہ بھی دریافت کرنے سے ظاہر
ہوا ہی کہ سات ملک ہین کہ جنکو تمثال آئینہ روے عالم بذات خود آباد کیا ہی ساکنان ممالک اُسی کو اپنا خداوند
جانکر سجدہ کرتے ہین اول ملک کے حاکم کا نام بہرام شیر شکار ہی کہ جانب تمثال آئینہ روے تخت حکومت پر

بیٹھکر حکمرانی کرتا ہی اور ملکہ وید بہ آسمان شگاف دریاے محیط حیرت انگیز کی مالکہ ہی تمثال آئینہ رو کی طرف سے دریاے مذکور کی حاکم ہی اور بحر مذکور سے سرحد ممالک شعبدہ کی شروع ہوئی ہی سرکار سے یہ عرض کرکے بارگاہ سے باہر گئے امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام میر منشی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ابھی ایک نامہ ہماری طرف سے حاکم ملک شعبدہ کو اس مضمون کا لکھو ہمنے سنا ہی کہ لاجورد شاہ وصلصال بن خلخال تمھارے ملک مین ہم سب سے متواتر شکست کھاکر پہونچے ہین اور تمنے انکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ لاجورد شاہ وغیرہ کو پناہ نہ دے کر اپنے قلمرو سے باہر کردو یا لاجورد شاہ وغیرہ کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو ورنہ قسم ہی مجھکو اپنے والد ماجد حمزہ صاحبقران اول کے سر اقدس کی کہ مین وہ حمزہ ثانی ہون کہ جسنے بعد جناب والد حمزہ صاحبقران اول کے صدہا ملک کفار کے تباہ وبرباد کردیے ہین ہزارہا سرکشون کو زیر کیا ہی لاکھون ساحرون کو قتل کیا ہی بہت سے ساحران نابکار میری تیغ شعلہ بار کے خوف سے بھاگ کر درہ وکوہ وصحرا مین نہان ہو گئے ہین بہت سے ساحران نامی ونامور کے بہت سے سلاطین جہان کو مین نے گمراہی سے منع کیا ہی جنھون نے دین اسلام قبول کیا وہ لوگ میرے ہاتھ سے جانبر ہوے اور ملک ومال انکا بچا اور جو بادشاہان مغرور مسلمان نہوے انکو مین نے سر میدان جنگ قتل کیا ہی بہ نسبت اُن سلاطین وسرکشان جہان کے تمھاری اور تمھارے ملک ومال کی کوئی حقیقت نہین ہی تم جیسے لاجورد شاہ کے معین ہوکر کیا لڑو گے بعد جنگ کے ملک ومال مانند دیگر سلاطین کے تباہ وضایع ہوجایگا پس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامہ کے جو کچھ ہمنے لکھا ہی اُسی پر عمل کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور پھر تمھی پشیمانی نہوگی میر منشی نے حسب الحکم امیر ثانی مضمون مندرجہ بالا بعد القاب کے تحریر کیا جب نامہ لکھکر ختم کیا بدستور لفافہ کیا پھر سر نامہ لکھا امیر ثانی نے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے ملازمون سے بدستور قدیم درمیان بارگاہ کے سنگ مرمر کی چوکی پر جام کلیہ عفریت مین شربت اور گلوریان طلب کرکے رکھنے کا حکم دیا جب ملازمون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا اے بہادران نامدار واے دلاوران مشہور روزگار تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ ہمارا لیکر جانب ملک شعبدہ جاے اور وہان کے حاکم بہرام ستمگر شکار کو نامہ ہمارا پہونچاے اور دلیرانہ اُس سے تقریر کرکے جواب نامہ کا لاے ہنوز یہ فرماکر امیر ثانی خاموش بیٹھے تھے کہ سب سے پہلے گیر تنگ شاہ زرانلی اپنے دنگل سے اُٹھ کر امیر سے کہنے لگا اے امیر ثانی ذوالفقار اس خدمت کو بخیت وزار بجا لاے گا امیر نے اُسکی ہمت وجرأت کی تعریف کرکے کہا اے ملک گیر تنگ مین آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون کیونکہ آپ میرے والد کے رفقا سے ہین ماشاءاللہ سن بھی آپکا اسی نوے سال کا ہوا ہوگا بس یہ سن آپکا ایسا نہین ہی کہ جوانون کے مانند ایسے امورات سخت ودشوار کیجیے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہی اپنے اعضا ضعیف کو راحت دیجیے ایسی زحمتین گوارا نہ کیجیے لہذا میرے نزدیک بہتر ومناسب یہی ہی کہ آپ نامہ لیکر سوے ملک شعبدہ نجائیے کیونکہ اول تو آپ ضعیف ونحیف ہین صعوبات راہ دور ودراز کے متحمل نہونگے دوسرے ملک شعبدہ مین آپکا تشریف لیجانا اچھا نہین ہی وہان کا حاکم کافر ہی سرکش تمثال آئینہ رو کی کرتا ہی سنا ہی کہ بد مزاج وشعبدہ باز بہت ہی مبادا کچھ اُسکا فریب آپکو ضرر پہونچاے

گیر تنگ شاہ نے عرض کیا اے امیر ثانی عالی وقار آپنے جو کچھ ازراہ ذرہ نوازی و کرم گستری فرمایا یہ تو مجال
نہیں کہ اُسکے خلاف کہوں لیکن باوجود پیر ہونے کے ابھی تک میری ہمت و جرأت میں کمی نہیں ہے
انشاءاللہ تعالےٰ اقبال باوفاء شاہ لشکر اہل اسلام اور آپ کے اقبال سے نامہ لیجا کر حاکم ملک شعبدہ کو دیدونگا
جواب نامہ لے آؤنگا صعوبات راہ کا بھی متحمل ہوجاؤنگا اتنوں میں اپنے دنگل سے اُٹھا اور سب دلاوروں نے
سر دربار مجھے دنگل پر سے اُٹھتے دیکھا ہے اگر اب نجاؤنگا تو ان سب بہادروں میں ذلیل ہونگا میری عزت
و آبرو بعد خدا و نبی کے آپ کے ہاتھ ہے اگر سر دربار میری ذلت ہی آپکو منظور ہوگی تو نجاؤنگا اب
امیر ثانی نے اُسکی گفتگو سنکے ارشاد کیا کہ اے گیر تنگ شاہ اس وقت تو خود بخود یہی دل چاہتا ہے
کہ آپ کو بجانے دوں نہیں معلوم کیا باعث ہے لیکن آپ کے اس طرح کہنے سے مجبور ہوں اچھا بسم اللہ
نامہ لیکر تشریف لیجائیے وہاں سے جلد جواب نامہ لیکر یہاں آئیگا دیر نہ کیجیے گا ورنہ دل پریشان ہوگا
اُس نے عرض کیا اگر خدا چاہیگا تو جلد حاضر ہوں گا اور اگر وہاں جاکر جام عمر لبریز ہوگیا تو لاچاری ہے
حاضر خدمت نہو سکونگا یہ کہکے جام کلئہ عفریت سے کچھ شربت لیکر پیا اُٹھا کر نامہ امیر ثانی سے
لیکر زیر تاج یاز پر کلاہ زرین رکھکر ہر ایک دلاور سے رخصت ہوکر سب سے عفو خطا و قصور کا طالب
ہوکے بارگاہ سے باہر گیا اور اپنے سرداران سپاہ کو یہ حکم دیا کہ جلد مردان سپاہ سے کہو مسلح ہوکے
مرکبوں پر سوار ہوں سرداران لشکر نے شاہ موصوف کے حکم کی تعمیل کی مردان سپاہ فی الفور مسلح
ہوکے مرکبوں پر سوار ہوئے سرداران لشکر بھی مسلح ہوکے ہمراہ مردان لشکر مرکبوں پر سوار
ہوکے خدمت گیر تنگ شاہ میں آئے اُس وقت وہ بہادر بھی اپنے مرکب پر سوار ہوا اُس دم حکم
امیر ثانی سے چند در چند سرداران لشکر اسلام کچھ دور تک اُسکے ہمراہ گئے آخر وہ سردار اُس سے
رخصت ہوکے اپنے لشکر میں آئے وہ دلاور ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بجمعیت لشکر جانب ملک شعبدہ
روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لاجورد شاہ و صلصال بن صلخال و
بختگان وغیرہ کا بقول بعض داستان گویان فصاحت بیان کے لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ دیدبۂ آسمان
شگاف راہ دریا سے لاجورد شاہ وغیرہ کو ملک شعبدہ میں لیگئی بہرام شیر شکار کو ہرکاروں سے معلوم ہوا
کہ ملکہ دیدبۂ آسمان شگاف لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو یہاں لیکر آتی ہے یہ خبر سنکے اپنے افسران
سپاہ سے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کا استقبال کرکے بعزت و حرمت اُنہیں ہمارے پاس
لاؤ سرداران سپاہ حسب الحکم بہرام شیر شکار گئے اور استقبال کرکے لاجورد شاہ کو دار العمارۂ شاہی پر
لائے لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے مردان لشکر کو وہیں چھوڑکر ہمراہ سرداران لشکر
دربار بہرام شیر شکار میں گئے ہمراہ اُنکے صلصال و بختگان بھی تھے لاجورد شاہ نے دربار میں
جاتے ہی اہل دربار پر نظر کی دربار مذکور کو نہایت خوبی سے آراستہ پایا وزرا اُمرا افسران سپاہ
وغیرہ اہل دربار کو علےٰ قدر مراتب کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے دیکھا ابھی لاجورد شاہ زشت خصال
او صلصال بدمال اہل دربار پر نظر کرکے دل میں کہتے تھے کہ بہرام شیر شکار کے دربار میں کیا اچھے اچھے
پہلوان و سردار لشکر میں ناگاہ بہرام شیر شکار لاجورد شاہ و صلصال کو دیکھکر اور ملکہ دیدبۂ
آسمان شگاف پر نظر کرکے اپنے تخت سے واسطے اُنکی تعظیم کے اُٹھا اُسکے وزیر نے اُس وقت

بہت ہی آہستہ سے دست بستہ ہو کر عرض کیا اے بادشاہ آپ کے خلاف شان ہے کہ آپ لاجورد شاہ اور صلصال کی تعظیم کریں سر و قد تخت سے اٹھیں بہرام مذکور نے آہستہ سے انہیں جواب دیا ہر چند کہ لاجورد شاہ اور صلصال غیر مذہب ہیں لیکن ذی عزت و مرتبت ہیں لاجورد شاہ دعوے خدائی کا کرتا ہے اگرچہ ہمارا خداوند نہیں ہے مگر خداوند مشہور اور صلصال بن خلخال اگرچہ اس وقت ہمارے ملک میں تباہ و برباد ہو کے آیا ہے مگر شہنشاہ ترکستان مشہور جہان ہے تباہی و بربادی سے کچھ کسی کی عزت و توقیر جاتی نہیں رہتی ہے سوا اسکے یہ ہمارے پاس آئے ہیں ہمارے مہمان ہیں اس مہمان کے ساتھ بخلق و مروت پیش آنا چاہیے نہ کہ نخوت و غرور سے پھر لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہو کے کہا آپ حضرات ہمارے تخت کے قریب تشریف لائیے ان تخت جواہر نگار پر بیٹھیں جو ہم نے قبل سے واسطے آپ دونوں صاحبوں کے یہ دونوں تخت جواہر نگار ہیں واسطے اپنے تخت کے بچھوا دیے تھے لاجورد شاہ و صلصال انہیں تختوں پر بیٹھے ملکہ دبدبہ بھی قریب تخت بہرام شیر شکار کے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی صلصال بن خلخال بھی کرسی جواہر نگار پر دربار میں بیٹھا بخت نگان بہرام کو سلام کر کے موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار میں بیٹھا بہرام شیر شکار نے بعد مزاج پرسی لاجورد شاہ و صلصال ساقیان سیمتن کو طلب کیا وہ کشتیاں بادۂ ناب کی لیکر مع ساغر بلوریں و جام یاقوت کے دربار میں آئے پھر بایمائے بہرام مذکور لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال و بخت نگان وغیرہ اہل دربار کو جام شراب سے بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا بہرام شیر شکار بھی شریک بادہ خواری ہوا جب سب شراب پی چکے اور نشہ ہوا بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف سے مخاطب ہو کے پوچھا سبب انکے یہاں آنے کا کیا ہے اسنے جواب دیا میں تو جانتی ہوں مگر تم انہیں سے پوچھو بہرام شیر شکار نے جانب لاجورد شاہ متوجہ ہو کے پوچھا باعث یہاں آپ کی تشریف لانے کا کیا ہے لاجورد شاہ نے آبدیدہ ہو کے آہ سرد کر کے جواب دیا میں تو کیا کہوں مگر میرے حال سے اور سب کیفیتوں سے میرا وزیر بخت نگان خوب واقف ہے اسی سے دریافت کر لیجیے یہ باعث ہے میرے یہاں آنے کا اور صلصال کے آنے کا خواہ مفصل یا مجمل بیان کر دیگا بہرام شیر شکار نے بخت نگان سے کہا اے ملک جی کچھ اپنے خداوند اور صلصال کے حال سے آگاہ کرو اور سبب انکے یہاں آنے کا بیان کرو مختصر اس نے عرض کیا اے بہرام شاہ شیر شکار آگاہ ہو کہ ہمارے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال دست اہل اسلام سے تباہ و برباد ہو گئے ملک و مال سے محتاج و دست بر اور ہو کے خوف جان سے بھاگ کر آپ کے ملک میں اس واسطے آئے ہیں کہ آپ انکو پناہ دیں دشمنوں سے انکو بچائیں خصوص امیر ثانی کے ہاتھ سے انہیں قتل ہونے دیں بہرام شیر شکار نے تقریر بخت نگان کی سن کے تھوڑی دیر فکر کر کے جواب دیا کیا کبھی تو لاجورد شاہ اور صلصال راہ دور و دراز سے یہاں تشریف لائے ہیں چند سے بخوف و اندیشہ یہاں قیام پذیر ہوں ہمارے خداوند کی قدرتیں دیکھیں شہر و باغ و سبزہ زار کی سیر کریں جمال ہمارے خداوند کا دیکھیں لیکن اس جو حکم خداوند تعالیٰ آئندہ روکا ہوگا وہ کیا جائیگا ابھی میں نہ تو انکو پناہ دیتا ہوں نہ یہ کہتا ہوں کہ اس ملک سے کہیں جائیں بخت نگان وغیرہ یہ سن کے خاموش ہو رہے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف دربار سے اٹھ کر جانب

محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ و صلصال بن جلجال و بختگان دربار مین بیٹھے رہے یہان
تو یہ لوگ داخل ملک تشعیدہ ہوکے دربار مین بیٹھے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب
حال گیر تنگ شاہ زرائلی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ بہادر نامہ امیر ثانی کا لیے ہوے ہمراہ اپنے لشکر کے راہ
خشکی اختیار کرکے کوچ و مقام کرتا ہوا سیر کوہ و صحرا کی کرتا ہوا جاتا تھا بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز
وقت دوپہر سرحد ملک تشعیدہ پر پہونچا چونکہ وہان سپاہ بہرام شیر شکار برائے حفاظت سرحد ملک تشعیدہ
قیام پذیر تھی تمام سوار و پیادے و افسران سپاہ اپنے اپنے خیمون مین مقیم تھے مسافت راہ کے تذکرے
آپس مین کر رہے ہین اور ہنسی و مذاق مین اپنا جی بہلاتے ہین گیر تنگ شاہ کو جمعیت لشکر دیکھکر اندیشہ
کرکے آگے بڑھی مردان سپاہ و افسران لشکر بہرام شیر شکار نے بڑھ کر گیر تنگ شاہ کو روک کے پوچھا کیا
ارادہ ہی کہان سے ادھر آئے ہو نام تمہارا کیا ہی گیر تنگ شاہ نے افسران سپاہ بہرام شیر شکار سے کہا نام
گیر تنگ شاہ ہی شہر عالم سے ادھر آیا ہون نامہ امیر ثانی کا لایا ہون چاہتا ہون کہ حاکم ملک تشعیدہ
کے پاس جاؤن اور نامہ مذکور اسے دیکر جواب نامہ لیکر چلا جاؤن افسران سپاہ نے نرمی سے کہا کہ ہم
ملازم اپنے بادشاہ کے ہین آپ کے ساتھ لشکر ہی بغیر اجازت بہرام شیر شکار ہم آپ کو اندر شہر کے
نجانے دینگے آپ اس روکنے سے رنجیدہ نہو جیگا زیادہ آپکو یہان ٹھہرنا نہو گا ہم ابھی سوارون اور
ہرکارون کو خدمت شاہ مذکور مین روانہ کرتے ہین وہ آپ کے تشریف لانے سے انکو آگاہ کرینگے
پھر جو وہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا گیر تنگ شاہ چونکہ عاقل و دانا تھا شر و فساد اپنی طرف سے پہلے
کرنا مناسب نجانکر حلم کو اختیار کرتے اسی جگہ مع اپنے لشکر کے فروکش ہوا اور سرداران سپاہ بہرام
شیر شکار نے چند ہرکارے اور کچھ سوار بہرام شیر شکار کے پاس روانہ کیے انھون نے خدمت بہرام
مذکور مین جاکر گیر تنگ شاہ کے نامہ لانے سے آگاہ کیا جس وقت ہرکارون اور سوارون نے حال گیر تنگ شاہ
کے نامہ لانے کا سر دربار بہرام شیر شکار سے بیان کیا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان بھی دربار
مین بیٹھے تھے انھون نے بھی تمام حال سنا صلصال تو خوف سے تھرا کر لاجورد شاہ سے مخاطب
ہوکے آہستہ سے یہ کہنے لگا لیجیے یہان آکے راحت و آرام سے چند روز بھی نگذرے تھے
کہ نامہ امیر ثانی کا گیر تنگ شاہ لیکر آیا ہی یقینی اس نامہ مین امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کو بھی لکھا
ہوگا کہ صلصال اور لاجورد شاہ کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو یا انکو اپنے ملک سے
نکال دو لاجورد شاہ نے جواب دیا بیشک اسی طور سے امیر ثانی نے لکھا ہوگا دیکھیے بہرام شیر شکار
نامہ امیر ثانی کے مضمون سے آگاہ ہوکے جواب نامہ کا کیا دیتا ہی اگر اسنے ہمین پناہ دی تو خیر ورنہ اس
جگہ سے بھی بھاگنا ضرور ہوا یہان بھی دست امیر ثانی سے جان نہ بچی دیکھیے اب یہان سے کہان جانا
ہوتا ہی یہ کہکے مغموم ہوا چہرہ رنج و غم سے زرد ہوگیا بختگان بھی حال گیر تنگ شاہ سے ماہر ہوکے تاب
ضبط نہ لاکے بول اٹھا کہ ہی بہرام شیر شکار لیجیے گیر تنگ شاہ نامہ امیر ثانی لیکر آیا ہی جو کچھ امیر
ثانی نے نامہ مین آپ کو لکھا ہوگا کہیے تو مین بتادون انھون نے غالباً یہی درج کیا ہوگا کہ لاجورد
شاہ و صلصال ہمارے دشمن ہین اور ہم انکے عدو ہین وہ ہم سے شکست کھاکر تمہارے پاس آئے
ہوئے ہونگے لازم ہی کہ انھین پناہ نہ دو اپنے ملک سے نکال دو یا گرفتار کرکے ہمارے حوالے

کر واب آپ یہ فرمایئے کہ جواب ایسے نامہ کا کیا دیجیے گا اگر آپ نے مضمون نامہ مذکور سے آگاہ ہو کے
موافق تحریر نامہ کے عمل کیا باعث آپکی رسوائی و ذلت کا ہوگا امیر ثانی اپنے دل مین کہین گے
کہ بہرام شیر شکار مجبر دہا را نامہ دیکھنے کے ہمسے ڈر گیا تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا سکا سوا اُسکے اخبار
نویس یہ خبر اخبار مین ضرور لکھینگے اور اخبار دور جائینگے سلاطین جہان خبر مذکور سے آگاہ ہو کے یہی
بجائے خود کہین گے کہ بہرام شیر شکار کو ہم شجاع و بہادر جانتے تھے ایسا بزدل نامرد نہ سمجھتے تھے
کہ خوف امیر ثانی سے لاجورد شاہ و صلصال کو پناہ نہ دے سکا اُنکو اپنے ملک سے نکال دیا یا
گرفتار کرکے امیر ثانی کے حوالے کر دیا امیر ثانی سے مقابلہ نکر سکا پس اس صورت سے بھی نہایت
رسوائی و بدنامی آپ کی ہوگی میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی رسوائی و بدنامی گوارا نکیجیے
اول تو گیر نگ شاہ کو اپنے دربار مین طلب ہی نکیجیے ان سرکارون سے کہہ دیجیے کہ سرحد ملک
نشعبدہ پر جاکر سرداران سپاہ سے یہ کہین کہ نامہ دار کو نہ آنے دین اور اگر گیر نگ شاہ کو بلا لیجیے بھی
تو نامہ امیر کی تعظیم و تکریم نکیجیگا نامہ گیر نگ شاہ سے لیکر اُسکے مضمون سے آگاہ ہوکر بخوف و خطر دلیرانہ
نامہ کو پھاڑ ڈالیے گا اور کلمات نسبت امیر ثانی سخت و درشت کہیے گا بلکہ جواب نامہ کا خلاف مضمون
نامہ کے لکھیے گا کچھ خوف و اندیشہ نکیجیے گا اپنے رعب و شان و شوکت کا خیال رکھیے گا عاجزی و انکساری
سے جواب نامہ کا نہ لکھیے گا کیونکہ ایسا لکھنا آپ کی شان کے خلاف ہوگا ایسی صورت مین یقینًا امیر
ثانی آپ سے ڈر کر ادھر آنیکا ارادہ نکرینگے سوا اُسکے جب اخبار نویس یہ خبر درج اخبار کرینگے اور وہ
اخبار سلاطین کی نظرون سے گذرے گا ہر ایک بادشاہ پر ظاہر ہو جائیگا کہ بہرام شیر شکار نہایت بہادر
و تہور شعار ہے سامان جنگ اُسکے پاس بہت ہے جب ہی تو اس طرح نامہ امیر کا جواب لکھا بہرام شیر
شکار نے مخنگان کو جواب دیا خلاف قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ یا سردار لشکر کسی کے ہاتھ نامہ روانہ
کرے اور جسکو نامہ لکھا ہے وہ نامہ دار کو اپنے پاس طلب نکرے ہم تو ضرور گیر نگ شاہ کو کہ
شاہان ذی عزت و ذیوقار سے ہے بعزت و حرمت اپنے دربار مین بلا لین گے اور جس طرح ممکن ہوگا
نامہ اُس سے لیکر پڑھوا کر عبارت اُسکی سنینگے بعدہ جو مناسب وقت ہوگا وہ جواب نامہ کا دینگے
گیر نگ شاہ سے بخلق و مروت پیش آئین گے اگرچہ وہ مسلمان ہے لیکن ذیوقار ہے اور نامہ دار ہے
نامہ دار سے شاہان جہان کبھی بسختی و درشتی و ظلم و ستم پیش نہین آتے ہین ہم بھی ایسا ہی کرینگے
خلاف قاعدہ کوئی بات نکرونگا یہ کہکے سرکارون اور سوارون سے کہا تم لوگ جاؤ اب ہمین جو منظور
ہوگا کرینگے سرکارے اور سوار تو حسب الحکم چلے گئے لیکن بہرام شیر شکار نے اُسی وقت اپنے
سرداران سپاہ و امرا و وزرا سے مخاطب ہو کے کہا تم سب ابھی برائے استقبال گیر نگ شاہ جاؤ
اور بعزت و حرمت اُس شاہ ذیقدر کو ہمارے دربار مین لاؤ ہر چند کہ دل ہمارا چاہتا ہے کہ تمہارے
ساتھ خود بھی اُسکے استقبال کو جائین مگر مناسب نہین ہے اگر وہ نامہ لیکر ادھر نہ آتا تو مین ضرور اُس شاہ
ذیقدر و بزرگ مرتبہ کا استقبال کرتا وزرا امرا و جملہ سرداران سپاہ سواے فولاد مشت زن پہلوان
و سردار نامی لشکر کے برائے استقبال اُسی وقت حسب قاعدہ روانہ ہوے بعد قطع راہ جب
سرحد ملک نشعبدہ پر پہونچے سب نے اُسکا استقبال کرکے اُسکی عزت و حرمت مین کچھ نقص نکرکے

بصد حرمت و عزت اسکو اپنے ساتھ لیکر دربار بہرام شیر شکار کے قریب پہونچے تب گیرنگ شاہ
اپنے لشکر کو ایک میدان وسیع مین چھوڑ کے ہمراہ وزرا و امراے بہرام کے دربار مین گیا بہرام نے
تخت حکومت سے اُٹھ کر چند قدم آگے بڑھ کے اُسکا استقبال کیا پھر قریب اپنے تخت کے اُسے
لاکر ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بعد ایک لمحے کے ساقیون کو طلب کیا وہ کئی شراب ناب کی مع
ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعدہ اشارہ بہرام شیر شکار سے شراب ساغرین بھر کر کے
روبروے گیرنگ شاہ کے لے گئے اُسنے باین خیال کہ شراب کفار کے ہاتھ سے لیکر پینا اچھا نہین
ہی میکشی سے انکار کیا بہرام نے سبب پوچھا گیرنگ نے بمصلحت وقت جواب دیا مین نے تھوڑی
دیر قبل اسکے شراب پی تھی ابھی تک نشہ اُسکا ہی اب اگر یہان شراب پیونگا تو کثرت نشہ سے
بیہوش ہوجاؤنگا طبیعت بے لطف ہوگی بہرام نے کہا اگر یقیناً ناسازی طبع کا خیال ہی تو خیر شراب
نہ پیجیے لیکن یہ خیال کرلیجیے کہ یہ امر خلاف قاعدہ ہی گیرنگ شاہ نے جواب دیا صحت و تندرستی کا
خیال مقدم کرنا چاہیے ہی بہرام نے بہ نسبت نامہ طلب کیا گیرنگ شاہ نے کہا یہ نامہ اور کسی ادنے
سردار کا نہین ہی کہ یونہین دیدیا جاے یہ نامہ ہی امیر ثانی کا اسکو بقاعدہ دونگا اور تم کو بھی لازم ہی
کہ موافق قاعدہ کے جیسے نامہ لو اس نامہ کی عزت و توقیر کرو کشتیان زر و جواہر کی طلب کرو پہلے اس
نامہ پر نثار کرو بعدہ نامہ کو لیکر بصد ادب سر و چشم پر رکھکر پڑھو ہنوز بہرام شیر شکار نے کچھ جواب نکا
دینے نہ پایا تھا کہ یکایک بختگان نے اشارہ سے منع کیا کہ نامہ امیر کو اس عزت و توقیر سے ہرگز نہ
لیجیے گا بہرام نے اُس جانب سے یہ سمجھ کر منہ اپنا پھیر لیا تھا کہ یہ شخص نالائق ہی خاموش اسلیے
بیٹھا نہین جاتا ہی ہر امر مین دخل ہی دیے جاتا ہی بختگان اُسکے منہ پھیرنے سے اپنے دل مین کہنے لگا
مین نے تو بہت چاہا کہ بہرام کو امادہ شر و فساد کرون لیکن یہ کچھ ایسا سرد و نرم مزاج ہی کہ گرماتے اور
آتش افروزی کرنے سے بھی کسی طرح نہین گرماتا ہی افسوس کسی صورت سے جنگ و جدال پر آمادہ
نہین ہوتا ہی میری راے پر عمل نہین کرتا ہی غضب کرتا ہی مدعاے دلی میرا برآتا معلوم نہین ہوتا ہی میرا
مدعا تو یہ تھا کہ یہ اس وقت نامہ امیر سے بے ادبی کرتا گیرنگ شاہ سے زبردستی چھین کر پڑھکر
برہم ہوکے پھاڑ ڈالتا اور کلمات سخت زبان پر جاری کرتا گیرنگ شاہ یہان سے جاکر امیر سے بیان
کرتا وہ یہان آکے اس سے مقابلہ و مجادلہ کرتے یہ بھی اُنسے آمادہ جنگ ہوتا لڑائی ہوتی کشت
و خون ہوتا مین سیر دیکھتا خوش ہوتا اگر امیر ثانی مغلوب یا قتل ہوتے تو نہایت خوشی ہوتی اور اگر
بہرام اُنکے ہاتھ سے ہنگام جنگ قتل ہوتا تو یہان سے ہمراہ لاجورد شاہ کے اور کسی ملک کی
طرف روانہ ہوتا ادھر تو بختگان اپنے دل مین یہ خیالات کر رہا تھا اُدھر فولاد قوی بازو دشت
زن گیرنگ شاہ کی طرف دیکھکر بہت ہنسا اور کہا نامہ امیر ایسا ہی کہ اُسپر زر و جواہر نثار کرکے
لیا جاے کیا امیر ثانی کے خوف سے یہان کوئی ڈرتا ہی یا امیر ثانی ہمارے ہم مذہب ہین یا ہمارے
اور ہمارے بادشاہ کے خداوند یا پیغمبر ہین کہ اُنکے نامے کی ایسی عزت و توقیر کی جاے
ہر چند فولاد دشت زن نے یہ کلمات آہستہ کہے تھے مگر گیرنگ شاہ نے اُسے سنتے دیکھکر
اور یہ باتین اُسکی سنکے برہم ہوکے بنظر تند و تیز اُسکی طرف دیکھ کر غصہ کو بمشکل ضبط کرکے بہرام

شیر شکار سے پوچھا یہ کون بے ادب و بدزبان ہے اسنے کہا اے گیر تنگ شاہ ہرچند میرے لشکر مین بہت سے
سردار نامی و نامور ہین لیکن دو سردار ایسے یکتاے روزگار ہین کہ دنیا مین کسی بادشاہ کو ایسے شجاع
و زبردست سردار نملے ہونگے ایک تو انہین سے خونریز رویین تن ہے اور دوسرا یہ سردار ہے کہ
جسکو آپ مجھسے پوچھتے ہین نام اسکا فولاد مشت زن ہے یہ سردار گویا لشکر کی جان ہے اور وہ بمنزلہ دل
سپاہ کے ہے دونون بہادرون کے سبب سے جملہ مردان سپاہ میرے قوی دل ہین فولاد مشت زن
یہ وہ بہادر ہے کہ ہنگام جنگ تیغ و تیر و نیزہ و گرز کی اسکو ضرورت نہین ہے کہ ان آلات حرب و
ضرب سے اپنے حریف کو ہلاک کرے اسکی مشت قہر کی ہے اور گھونسا مارنا اسکا گویا گرز گران مارنا ہے
کیا مجال کسی حریف زبردست کی کہ اسکا گھونسا کھا کر جانبر ہو سکے یقین جانیے گھونسا اس میرے سردار
کا گویا طمانچہ اجل کا ہے اگر یہ دلاور آہستہ سے گھونسا فیل مست یا شیر صحرائی یا کسی دیو یا کسی جن پر مارے
تو وہ بھی فی الفور ہلاک ہو جاے ممکن ہی نہین کہ زندہ رہے آپ اسکو سچ جانیے گا مین مبالغہ نہین کرتا
بارہا مین نے اس بہادر کی طاقت و قوت آزمائی ہے جسکے اسنے گھونسا ماردیا وہ فوراً مر گیا اس سردار
لشکر سے اور خونریز رویین تن سے بڑے بڑے زورآوران دہر و پہلوان نامی ڈرتے ہین کوئی
انسان یا حیوان انسے مقابلہ کر ہی نہین سکتا ہے یہانتک کہ دیو و جن بھی انسے بھاگتے ہین ہمارے
خداوند نے انکو اپنی قدرت سے ایسا قوی پیدا کیا ہے کہ فی الحقیقت ان دونون کا کوئی بہادر دنیا مین نہوگا
خصوص فولاد مشت زن تو کچھ خونریز سے بھی بعض باتون مین بڑھا ہوا ہے اگر یہ آپکی تقریر پر بیٹھا اور کچھ
اس نے کہا تو آپ اسپر غصہ نہ کیجیے کیونکہ اول تو آپ ذیقدر و ذو وقار ہین میرے ہر ایک ملازم سے بزرگ
ختم و جنگ نہون کہ باعث آپکی کسر شان کا ہے سوا اسکے اگر اسکو بھی غصہ آگیا تو اچھا نہوگا مفت سر دربار
فساد ہوگا مین نہین چاہتا کہ اس دلاور سے آپکو صدمہ پہونچے اور امیر ثانی کو بھی ملال ہو اور جو سنے وہ
یہ کہے کہ امیر ثانی کے نامبردار کو بہرام شیر شکار نے اپنے سردار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے ہلاک
کرایا بس مین اس بدنامی سے ڈرتا ہون گیر تنگ شاہ نے غصہ کو ضبط کرکے مسکراکر کہا اے بہرام تمنے
اپنے اس سردار کی بہت تعریف کی ہے ہم چاہتے ہین کہ اس وقت اسکی قوت کو دیکھین یہ ہم پر گھونسا
مارے بہرام شیر شکار نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ہرگز آپ اسکی قوت کو اس طرح نہ آزمائیے آپ
ضعیف و ناتوان ہین اگر یہ آہستہ سے بھی آپکے گھونسا مارے گا تو جانبر نہوجیے گا فی الفور ہلاک
ہو جائیے گا مین بدنام و رسوا ہونگا کسی نے کسی بادشاہ کے ایلچی کو ہلاک نہین کرایا ہے مین کیونکر
گوارا کرون کہ فولاد مشت زن آپکے سینہ پر گھونسا مارے اور آپ ہلاک ہو جائین گیر تنگ شاہ
نے جواب دیا مین اس سردار کو بظاہر ایسا قوی نہین جانتا ہون کہ ایک گھونسے مین کام میرا
تمام کر دیگا بہرام نے کہا کہ یہ سردار ایسا ہی قوی ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے آپ اپنے ارادہ سے باز
آئیے اگر آپکو زیادہ غصہ ہے تو اسپر ایک گھونسا مارئیے تقریر بیہودہ کہنے کی اور زبان درازی کی سزا دیجیے
گیر تنگ شاہ نے جواب دیا پہلے یہ مجھپر گھونسا لگاے تو پھر مین بھی اسپر گھونسا مارونگا اسکی قوت
کو آزماکر اپنی قوت اس عالم ضعیفی مین دکھاؤنگا بہرام نے پھر کہا مجھے منظور نہین ہے کہ یہ دلاور آپکے
سینہ پر گھونسا لگاے اور آپ اسکی قوت کو آزمائین کیونکہ مجھے یقین ہے آپ ہلاک ہو جائیے گا امیر

ثانی کہنے لگے کہ ہمارے نامبردار کو بہرام شیر شکار نے ہلاک کر ڈالا گیر تنگ شاہ نے کہا تم اپنی بدنامی
و رسوائی سے نہ ڈرو امیر ثانی کو کچھ بھی ملال تمسے نہوگا اول تو میں ہلاک نہونگا اور اگر اس سردار کے
گھونسے سے ہلاک ہونگا تو میرا بھوتیجی ہلاک ہوا تمنے مجھے ہلاک نہیں کرایا ایسی صورت میں کوئی الزام
تمپر نہوگا بہرام شیر شکار یہ سنکے مجبور ہوکر کہنے لگا اچھا آپکو اختیار ہے گیر تنگ شاہ نے فولاد مشت زن
سے کہا ای بہادر میرے پاس آکے مجھے بقوت تمام گھونسا لگا تجھکو اپنی قوت پر شاید بہت ناز ہے کہ تو
مقدمہ بادشاہوں میں دخل دیکر سر دربار بڑبڑاتا ہے ابھی دلیران جہان کی قوت سے آگاہ نہیں ہے اگر
خدا نے چاہا تو بعد تیرے گھونسے کے میں بھی تجھے گھونسا مارونگا اپنی بھی قوت دکھاؤنگا حالانکہ ضعیف
ہو گیا ہوں مگر خیر کچھ اپنی بھی قوت دکھاؤنگا فولاد مشت زن نے یہ سنکے بہرام سے عرض کیا حضور نے سنا
جو کچھ گیر تنگ شاہ نے کہا اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہے بہرام شیر شکار نے کہا اگر گیر تنگ شاہ کی یہی خوشی ہے تو انکے
کہنے پر عمل کر اُسنے اپنے دنگل سے اُٹھکے سینہ گیر تنگ شاہ پر بتمامی قوت و بصد غضب گھونسا مارا تحسینگان
پیش بین دیکھکر کچھ خوش ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت فولاد مشت زن نے گھونسا مارا گیر تنگ شاہ یہ سمجھا کہ ایک
سنگ گران یا گرز گران نہایت زور سے سینہ پر پڑا ہے اُس وقت گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہوا تھا
آنکھیں کثرت بیچینی سے گاہ بند کرتا تھا گاہ کھولتا تھا اور فرط درد سے بار بار اپنے سینہ کو
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیتا تھا چہرہ کثرت صدمہ درد سے زرد ہو گیا تھا کرسی پر کسی پہلو بیٹھا نہ جاتا تھا
بہرام شیر شکار کہتا تھا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ آپ اپنے اراده سے باز آیئے آپنے میرے کہنے پر عمل
نہ کیا برا کیا یہ کہکر حکما سے نامی جو دربار میں بیٹھے تھے اُنسے کہا جلد انکا علاج ایسا کرو کہ یہ ہلاک نہوں انہوں نے
عرض کیا ہم علاج کرنے کو موجود ہیں لیکن گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہے عجب نہیں کہ تھوڑی دیر میں ہلاک
ہو جائیں یہ کہکے حکما اُٹھے گیر تنگ شاہ کے قریب آکے اُنکے چہرہ پر نظر کرکے نبض اُنکی دیکھی تو بہت
نہایت ضعیف و بطی پاکر متردد ہوکر کہنے لگے اب گیر تنگ شاہ کا یہاں بیٹھنا اچھا نہیں ہے انکو کسی فرش نرم
و گرم پر لٹا دینا چاہیے اور مقام صدر کو سینکنا چاہیے اور مومیائی وغیرہ کھلانا چاہیے اور ایک
ضماد ہم ابھی تیار کرکے سینہ پر لگاتے ہیں کیا عجب ہے کہ اُس سے بہت جلد تسکین ہو ہنوز حکما یہ
کہہ رہے تھے بہرام شیر شکار نہایت متردد تھا اہل دربار دیکھ رہے تھے اکثر خاموش بیٹھے تھے کچھ
دیکھکر خوش ہوکے مسکراتے تھے خصوص لاچور شاہ اور صلصال و تیغنگان اور فولاد مشت زن
خوش و خندان تھے بہرام کی طرف سے منہ پھیر کر بیٹھے تھے ناگاہ گیر تنگ شاہ نے سر دربار استفراغ کیا
سوائے خون کے اور کچھ استفراغ میں نہ تھا اُس وقت گیر تنگ شاہ نے اپنی زندگی سے نا اُمید
ہوکے بہرام سے کہا افسوس مجھ میں اتنی قوت اس وقت نہیں ہے کہ میں بھی فولاد مشت زن کے
سینہ پر گھونسا لگاؤں خیر یہ حسرت لیکر دنیا سے جاؤنگا تمسے وصیت کرتا ہوں کہ جب میں ہلاک ہو جاؤں
لاش میری سرداران لشکر کے حوالے کر دینا وہ مجھے غسل و کفن دیکے دفن کرینگے بعد میرے دفن کے
ایک نامہ تم خدمت امیر ثانی میں ضرور روانہ کرنا تمام حال میرے انتقال کا درج کر دینا اور یہ زرہ میری
اور جملہ مال و اسباب میرا میرے سرداران سپاہ کے ہاتھ میرے فرزند نوجوان گیر تنگ شاہ کو
روانہ کر دینا یہ کہکر خاموش ہوا بہرام نے اپنے ملازموں سے کہا جلد گیر تنگ شاہ کو

کرسی سے اُٹھاکر فرش نرم پر آہستہ لٹادیا اُنھون نے حکم کی تعمیل کی اور حکما نے گو بہت تدبیرین کین لیکن
کسی تدبیر اور کسی دوا سے گیرنگ شاہ کو صحت حاصل نہوئی بلکہ دمبدم حال اُسکا ابتر ہوتا گیا
آخرکار تھوڑی دیر کے بعد طائر روح اُسکا قفس تن سے نکلکر جانب گلشن جنت روانہ ہوا اُسدم بہرام
شیر شکار کو صدمہ ہوا اکثر اہل دربار بھی افسوس کرنے لگے لاجورد شاہ و صلصال بہت خوشحال و [illegible]
خوش ہوئے بہرام شیر شکار نے میت گیرنگ شاہ کی حسب وصیت اُسکے سرداران لشکر کو بلا کے
دیدی وہ میت اپنے بادشاہ کی نالان و گریان اُٹھاکر لشکر مین لے گئے اُس وقت لشکریون کا
گرد میت گیرنگ شاہ حلقہ کرکے ماتم وزاری کرنا اور یہ کہنا کہ ای بادشاہ ہمارے اب ہمین کیا حکم ہوتا ہے آپکی
تربت پر قیام پذیر رہین یا لشکر امیر مین جائین اور اُنسے جاکے کیا کہین ہائے کس ساعت بد سے آپ
یہان آئے تھے کہ یہان اس طرح انتقال ہوا جب سب خوب رو پیٹ چکے موافق کہنے بہرام
شاہ کے ہر ایک نے گریہ موقوف کرکے گیرنگ شاہ کو غسل و کفن دیا پھر صندوق مین میت اُسکی
رکھکر فرد دوشالہ سیاہ کی صندوق پر ڈالکر زیر شامیانہ صندوق کو دوش پر اُٹھایا تمام
مردان لشکر گیرنگ شاہ بطور جلوس نالان و گریان آگے آگے چلے اور رو رو کر کہتے جاتے تھے
یہ سواری ہمارے بادشاہ کی آخری ہے اب کاہیکو بادشاہ ہمارا سوار ہوگا اور ہم اُسکے ہمراہ رکاب
چلینگے آج خدمت آخری ہم بجا لانے کو زندہ رہے کاش کہ ہم یہ روز بد نہ دیکھتے قبل
اپنے آقا و مالک کے دنیا سے سوے عدم جاتے یہ کہہ کہہکے روتے تھے جب کچھ اہل اسلام جو ہمراہ
میت کے جانب جاے دفن کے جاتے تھے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتے تھے جملہ اہل اسلام بے اختیار
گیرنگ شاہ کے اوصاف و اخلاق یاد کرکے روتے جاتے تھے بہرام شیر شکار بھی مع اپنے ارکان
سلطنت و اعیان دولت کے ہمراہ جنازہ مذکور رہا تھا اور محزون تھا اُسکو بعین مغموم دیکھکر ملازم
بھی اُسکے محزون تھے تمام ملک شعبدہ مین اس واقعہ سے سناٹا تھا ہر ایک شخص رعایا سے ملک
شعبدہ سے آیا تھا اکثر برائے سیر و تماشا آتے تھے باین خیال کہ دیکھین میت اہل اسلام کی کیونکر
اُٹھتی ہی اور کیونکر دفن ہوتی ہی اور صدہا بلکہ ہزارہا ساکنان ملک شعبدہ محض یہ خبر سن کے
آئے تھے کہ ہمارا بادشاہ بہرام شیر شکار گیرنگ شاہ کے جنازہ کے ساتھ مقام دفن گیرنگ شاہ تک
جائیگا ہم بھی ساتھ ساتھ اپنے بادشاہ کے چلین اطاعت و متابعت اپنے حاکم کی کرین اکثر اشخاص
ساکنان ملک شعبدہ بنظر عبرت جنازہ بادشاہ مذکور کو دیکھتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ زندگی کا کچھ
اعتبار نہین دیکھو گیرنگ شاہ نام لیکر آیا تھا یہان سے جاتا اُسے نصیب نہوا جام عمر لبریز ہوگیا
فولاد دشت زن کا سینہ پر گھونسا کھاکے ابھی تک نہ مرگیا تھا اس بادشاہ کی اسی حیلے سے
آئی ورنہ فولاد دشت زن سے اُسے تکرار کرنا اُسکی قوت کو آزمانا کیا ضرور تھا چونکہ اجل آگئی تھی
عقل بھی زائل ہوگئی تھی اپنے حق مین نیکی و بدی کا خیال نکیا آخر انجام فولاد دشت زن کا گھونسا
اپنے سینہ پر کھایا جسکے صدمہ سے مرگیا افسوس ہزار افسوس قضا اس بادشاہ کو کشان کشان
یہان لائی تھی اسی سرزمین پر اسکی تقدیر مین مرنا اور دفن ہونا لکھا تھا سرداران لشکر گیرنگ شاہ
ہمراہ جنازہ کے سب سے زیادہ روتے تھے اور کہتے تھے حیف آج ہمارا مالک و قدردان دنیا سے

سوے جنت گیا اب مثل ہمارے آقا کے کون ہماری قدر کریگا غرض سب دوست و دشمن کافر و دیندار
ہمراہ جنازہ گیرنگ شاہ محزون و مغموم و خاموش چلے جاتے تھے کشتیون مین عود و عنبر انگیٹھیون مین رکھ
کر یمین و یسار جنازہ کے سلگاتے جاتے تھے دھوان انگیٹھیون سے مانند دود آہ کے ظاہر ہوتا تھا مردم
بے اختیار پے درپے پکارتے جاتے تھے یہ سواری آخری گیرنگ شاہ کی ہی ادب قاعدہ سے چلو اسکے
اس کہنے سے اہل دل بہت روتے تھے خیال کرتے تھے کہ اسی طرح ایک روز ہمکو بھی سوے عدم
جانا ہی یہ تو بادشاہ ذیوقار تھا بعد مرنے کے اسکے جنازہ کے ہمراہ ہزارہا سوار و پیادہ بطور جلوس کے
چلتے ہین نہایت سامان سے جنازہ اسکا اٹھایا ہی نہین معلوم ہماری قسمت مین کیا لکھا ہی کفن و قبر بھی میسر
ہوتی ہی یا نہین یہ خیال کرکے آہ و بکا کرتے تھے اور ہمراہ جنازہ چلے جاتے تھے اسوقت جنازہ گیرنگ شاہ
کے ساتھ ہزارہا بلکہ زیادہ مردمان دیندار و کفار تھے کثرت مردم سے راہ طی کرنا ہرایک کو دشوار تھا
دوستون کا ذکر کیا ہی ہرایک کافر بھی محزون تھا جب اسی طور سے سب محزون و مغموم بمقام باغ بہرام شیر شکار پہنچے
بہرام نے سرداران لشکر گیرنگ شاہ سے کہا قبل اسکے میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہارے بادشاہ کو ایک
جاے ویران و خارستان مین دفن ہونے دون مگر اب منظور یہ ہی کہ اسی باغ مین درمیان چمنستان کے
قبر کھدوا کے دفن کرون کیونکہ یہ بادشاہ بزرگ و ذیوقار تھا کچھ اس بادشاہ سے ہمسے عداوت
نہ تھی ہم افسوس کرتے ہین کہ عبث تمہارے بادشاہ نے ہمارے لشکر کے سردار سے مقابلہ کیا اور
ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا خیر جو اسکے مقدر مین تھا وہ ہوا ہم بے قصور ہین اگر گیرنگ شاہ زندہ رہتا تو بھی
ہم اس سے بدوستی پیش آتے اب بعد اسکی رحلت کے بھی ہم اس سے بدوستی پیش آتے ہین
اپنے باغ مین اسکی قبر بنوا دینگے تاکہ ہم قبر کو دیکھتے رہین ایک گنبد بالاے قبر بنوا دینگے مقبرہ کی بنا آج ہی ڈال
دیجائیگی تمسے اس واسطے یہ کہا گیا ہی کہ اس بارہ مین تمہاری کیا راے ہی انھون نے کہا جاے ویرانہ سے تو اس
قبر باغ اچھا ہی بہرام نے انکی راے لیکر جملہ سوارون اور پیادون کو بیرون باغ ٹھہر جانیکا حکم دیا جب سب ٹھہر گئے
بہرام ہمراہ جنازہ مذکور خاص خاص لوگون کے ساتھ اندر اپنے باغ کے گیا وہان پہونچکر جنازہ کو ایک جگہ
رکھوا کے چمنستان مین حکم قبر کے کھودنے کا دیا کچھ اہل اسلام نے حسب دستور قبر کھودی سرداران سپاہ
گیرنگ شاہ نے غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر بہت روکر قبر کے اندر کیوڑا اور گلاب ڈالکر از حد
معطر کرکے میت گیرنگ شاہ کی اپنے ہاتھ سے قبر مین اتاری پھر صندل اور سیر کے تختون سے
بنا کرکے تلقین پڑھ کے بعد گریہ و زاری مٹی قبر مین ڈالی جب بادشاہ کو گرد و غبار سے پرہیز و کراہت
زندگی مین تھی اسے اپنے ہاتھ انھون نے خاک مین چھپا دیا ہزارہا من خاک اور مٹی تمہد اسپر ڈالدی
ذرا یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارا بادشاہ نازک مزاج اور ضعیف و زار ہی گرد و غبار سے حیات مین اسکو نفرت
تھی اسپر خاک نہ ڈالین مٹی مین اسکا تن نازک و نحیف نہ دبائین جب قبر مین مٹی ڈالکر ہموار کردی گئی
چادر پھولون کی قبر پر ڈالکر اہل اسلام نے پانی چھڑک کر تربت پہ ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑھا بعد
فاتحہ خوانی کے وہ سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا رونا قبر سے لپٹنا وہ پانچ سو سواران اہل اسلام کا
نالہ و فریاد کرنا کیا لکھا جاے کہ ناظرین دفتر کو صدمہ ہوگا الحاصل جب سب اہل اسلام گیرنگ شاہ
کو دفن کر چکے بہرام شیر شکار نے انھین امر بصبر کرکے کہا تمہاری بادشاہ نے وقت آخر ہمکو یہ وصیت

کی تھی کہ ہماری شمشیر و سپر و دیگر آلات حرب و ضرب و زرہ و مرکب و دیگر مال و اسباب ہمارا ہمارے فرزند
نوجوان مسمی نیرنگ شاہ کو بدست سرداران سپاہ وغیرہ بھجوا دینا اور تمام حال میرے انتقال کا بھی اس سے
کہلا بھیجنا اور یہ بھی میری طرف سے بعد دعاے عمر و دولت کے کہلا بھیجنا کہ ای فرزند میرے غم و الم مین
صبر کرنا بہرام شیر شکار و فولاد مشت زن سے حتی الامکان مقابلہ نہ کرنا کیونکہ اُنھون نے از راہ
عداوت و دشمنی مجھے ہلاک نہین کیا ہی خود مین نے فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی چاہی تھی چونکہ
اجل میری اسی حیلہ سے آنیوالی تھی گھونسا فولاد مشت زن کا سینہ پر جو پڑا ایسا صدمہ جانکاہ ہوا
کہ جانبر نہو سکا لہذا ای فرزند تم پر سر انتقام نہونا یہ کہکر انتقال کیا تھا پس تم تمام اسباب مذکور لیکر نیرنگ شاہ
کے پاس جاؤ اور جو مین نے کہا ہی اُس سے کہدو اگر دل نجانے کو چاہے یہین رہو تمھین اختیار ہی اُنھون نے
کہا جو ہمارے بادشاہ نے وصیت کی ہی اُسے بجا لانا ضرور ہی ہم سب تو یہان نہ رہینگے لیکن چند کس واسطے
جاروب کشی قبر گیرنگ شاہ کے یہان رہینگے صحیفۂ ابراہیمی قبر پر پڑھا کرینگے ثواب صحیفۂ موصوف
روح گیرنگ شاہ کو بخشا کرینگے بہرام نے کہا بہتر ہی یہ کہکے تمام مال و اسباب طلب کر کے سرداران
مذکور کے حوالہ کیا پھر سب مع بہرام شیر شکار باغ سے باہر آئے ہر ایک اعلی و ادنی اپنے اپنے مقام
قیام پر گیا بہرام بھی اپنی محلسرا مین گیا سرداران لشکر گیرنگ شاہ بعد سوم گیرنگ شاہ کے اور تیار
کرنے مقبرہ گیرنگ شاہ کے وہ اسباب لیکر ہمراہ مردان سپاہ جانب نیرنگ شاہ روانہ ہوے کچھ اہل
اسلام تلک شعبدہ مین رہے وہ ہمراہ سرداران مذکور کے نہ گئے بعد جانے سرداران لشکر گیرنگ شاہ
کے بہرام شیر شکار نے ایک نامہ امیر ثانی کو اس مضمون کا لکھوایا کہ ای امیر ثانی آپ کا نامہ لیکر گیرنگ
شاہ یہان آئے تھے مین نے بعزت و حرمت اُنکو اپنے دربار مین طلب کر کے بٹھایا تھا ہنوز نامہ
آپ کا اُنھون نے مجھے ندیا تھا کہ میرے ایک سردار لشکر سے اُنھون نے برہم ہو کے کہا مین
تیری قوت دیکھنے کا مشتاق ہون تیرے بادشاہ نے تیری قوت کی بہت تعریف کی ہے لہذا
زور و بازو اپنا مجھے دکھا اور میری قوت تو بھی دیکھ ہر چند مین نے گیرنگ شاہ سے متواتر کہا
کہ آپ میرے اس سردار سے مقابلہ نکیجیے قوت اسکی نہ آزمایئے لیکن اُنھون نے کسی طرح میرا کہنا
نمانا آخر کار فولاد مشت زن نے اُنکے سینہ پر اُنکے اصرار کرنے سے گھونسا مارا وہ تاب صدمہ نہ
لاسکے تھوڑی دیر مین لہو تھوک کر مر گئے ہمکو اُنکے مرنے کا بہت صدمہ ہوا بعد صدمۂ بسیار مین نے
اُنکے سرداران لشکر کو طلب کر کے کہا انھین موافق اپنے طریقۂ دین کے دفن کرو اُنھون نے میرے
باغ مین اُنھین دفن کیا ہی اور تمام مال و اسباب اُنکا لیکر اُنکے فرزند نیرنگ شاہ کے پاس گئے ہین
لہذا مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا ہی میری جانب سے خیال دشمنی کا نکیجیے گا کیونکہ مین نے اُنسے ذرا
بھی دشمنی نہین کی ہی کچھ اہل اسلام قبر گیرنگ شاہ کی خدمت کے واسطے جو یہان رہگئے ہین وہ میری
اس تحریر کے شاہد ہین اس واقعہ سے آگاہ کرنا آپکو ضرور تھا اس وجہ سے یہ نامہ آپ کو ارسال کیا گیا
اور جو نامہ آپ نے مجھے لکھا تھا وہ گیرنگ شاہ سے مجھے ملا ہی نہین اُسکا جواب مین کیا لکھون نہین معلوم
آپ نے اُس نامہ مین مجھے کیا لکھا تھا جب میر منشی نے اسی مضمون کا نامہ لکھا ملفوف کر کے سر نامہ لکھا بہرام
شیر شکار نے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کے کہا ای بہادرو تم سب مین کون

ایسا بہادر ہے کہ یہ نامہ لیکر شہر عاملہ میں پاس امیر ثانی کے لے جاے اُس وقت خونریز رویین تن
اپنی دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ کہنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ اس خدمت کو یہ نمکخوار بجا لائے گا بہرام
شیر شکار نے خوش ہوکے نامہ اُسے دیکر کہا میں بھی یہی چاہتا تھا کہ تو ہی نامہ لیکر جانب ملک عامل شاہ ایران
سے جاے پس جو دل چاہتا تھا وہی ہوا اب یہ نامہ لیکر جلد راہ طی کرکے شہر عمالیہ میں جاکر امیر ثانی کو دیکر
اِدھر آنا دیر نہ لگانا وہ سردار اُسیوقت دربار سے باہر جاکر مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوکے چالیس ہزار
سوارون کو ہمراہ لیکر جانب شہر عمالیہ روانہ ہوا جب یہ قطع راہ دور و دراز سرحد شہر عمالیہ پر پہنچا ہرکارون
نے لشکر اسلام کے اسکے آنے سے امیر ثانی کو آگاہ کیا امیر ثانی نے اُسکا استقبال کے واسطے چند
سرداران لشکر کو روانہ کیا وہ جاکر استقبال اسکا کرکے اُسے بارگاہ حشامی میں لائے چونکہ اس روز بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے بارگاہ مذکور میں دربار کیا تھا اس وجہ سے خونریز رویین تن کو بارگاہ مذکور
میں سردار جب لیکر آئے اُس نے دربار میں آکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر پر نظر کرکے بہت
حیران ہوکے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو حسب قاعدہ سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر ثانی نے
سلام اسکا باشارہ چشم و ابرو لیکر اپنا بیٹھنے کا کہا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار میں ایک
کرسی پر بیٹھا اور پھر بنظر غور ہر ایک سردار لشکر اسلام کو دیکھکر دل میں اپنے کہنے لگا کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام و امیر ثانی کے کیا اچھے اچھے سردار ہیں اور کسقدر اُن مسلمانون کو ترقی ہے کہ مقام
حیرت ہے لشکر بیشمار ہے سرداران سپاہ بظاہر سب دلاور و بہادر معلوم ہوتے ہیں خصوصًا امیر ثانی نہایت
شجاع معلوم ہوتے ہیں ہنوز خونریز مذکور سرداران کو دیکھ رہا تھا دل میں اپنے باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ حکم
امیر ثانی سے چند ساقیان خوبرو کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر دربار میں آئے اور بحکم امیر ثانی
جام بلور میں شراب ناب بھر کر روبرو خونریز رویین تن کے لے گئے اُسنے جام لیکر شراب پی اسی طرح
چند جام ساقیون سے لیکر شراب جب پی چکا اور خوب نشہ شراب کا ہوا بسیا فتنہ عالم نشہ شراب میں پکارا
منم نامہ بردار بہرام شیر شکار پادشاہ ملک شعیدہ امیر نے اُس سے نامہ طلب کیا اُس نے نامہ مذکور امیر
کے حوالے کیا امیر ثانی نے نامہ میرمنشی کو دیا اُسنے نامہ کو لفافے سے باہر نکالکر موافق قاعدہ بآواز
بلند پڑھا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی نے عبارت نامہ مذکور کی تمام و کمال سنی نہایت افسوس کرکے
محزون و مغموم ہوے سوا اسکے تمامی سرداران سپاہ کو گیرنگ شاہ کے انتقال کا ملال ہوا ہر ایک
آبدیدہ ہوا اُسوقت خونریز رویین تن نے امیر ثانی سے عرض کیا اب میں جاتا ہوں کچھ جواب اس
نامہ کا دیا جائیگا یا نہیں امیر ثانی نے فرمایا اچھا تم جاؤ جواب نامہ کا ابھی کچھ نہ دیا جائیگا آیندہ دیکھا جائیگا
جو مناسب ہوگا کیا جائیگا خونریز یہ سُن کے دربار سے اُٹھ کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کرکے باہر بارگاہ
کے گیا پھر مرکب پر سوار ہوکے موافق کہنے بہرام شیر شکار کے اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے جانب ملک
شعیدہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے بادشاہ کی خدمت میں گیا تمام حال دربار بادشاہ لشکر اسلام
کا بیان کیا اور کہا جب نامہ پڑھا گیا تھا سب کو صدمہ و رنج گیرنگ شاہ کے انتقال کا ہوا تھا چہرہ
ہر ایک سردار کا پہلے تو غصہ سے سُرخ ہوگیا تھا پھر آثار حزن صدمہ گیرنگ شاہ میں ہر ایک کے
رُخ پر ظاہر ہوے تھے مجھکو تو بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے جواب نامہ کا کچھ نہیں دیا صرف یہی کہا کہ آیندہ

جو مناسب ہوگا کیا جائیگا اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر کو صدمہ ہوا ہے
اور بہت غصہ آیا ہی عجب نہین کہ پھر کوئی سردار ادھر روانہ کرین اور وہ انتقام گیرنگ شاہ کا ہم لوگون سے لیوے
بہرام نے جواب دیا اول تو مین بے قصور ہون نامہ مین لکھدیا ہی دوسرے اُنکے نامہ کا کچھ جواب
نہین لکھا ہی وہ کوئی سردار برائے پیکار روانہ نکرینگے اور اگر کوئی دلاور وہان سے یہان آ لئے گا
جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو بہرام شیر شکار جانب امیر ثانی سے بیخوف ہی چندان
خیال جنگ و جدال کا نہین ہی اپنی فوج و سرداران لشکر پر مغرور ہی لاجورد شاہ و صلصال زودکش ہین
لیکن اب حال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب خونریز رویین تن دربار سے چلا گیا امیر ثانی نے فرمایا افسوس
گیرنگ شاہ جو ہمارے پدر ذیوقار کے رفقا سے تھے وہ ملک شعبدہ مین جاکر اس طرح مرگئے خبر اُنکے
انتقال کی بھی پہونچی نہین معلوم گیرنگ شاہ وہان جاکر کیونکر ہلاک ہوئے بہرام شیر شکار کا فریب
اُسکی تحریر کا کیا اعتبار ہی عجب نہین کہ اُسی کے اشارے سے اُسکے سردار فولاد مشت زن نے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا ہو لہذا اس مقدمہ مین کچھ کرنا ضرور ہی یہ فرماکے ملازمون سے کہا ابھی حسب
دستور جام کلہ عفریت مین شربت لاکر سر دربار رکھ دو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے
باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے بآواز بلند یہ کہا کہ اے
بہادران بیبدیل و بینظیر تم سب نے سنا کہ گیرنگ شاہ کو فولاد مشت زن نے گھونسا مارا جسکے سبب سے
اُس بزرگ و بہادر نے خون تھوک کر انتقال کیا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی ایسا قوی
و دلاور یہان سے جائے کہ فولاد مشت زن کو ہلاک کرے گیرنگ شاہ کے خون کا اُس سے
انتقام لے یہ فرماکر امیر ثانی خاموش ہوئے تھے کہ ناگاہ بدیع الزمان نے اپنے دنگل سے اُٹھکر
کہا مین جاؤنگا فولاد نابکار کو مانند موم کے چٹکی سے ملکر خاک مین ملاؤنگا گیرنگ شاہ کا اچھی طرح
انتقام لونگا امیر ثانی نے اجازت جانے کی دی اُس بہادر نے جام کلہ عفریت سے کچھ شربت پیا
بیڑا اُٹھاکے کھایا بعد ازان بیرون بارگاہ آکے اپنے اہل لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا جب کہ سب مسلح
ہوچکے بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوئے سب سردار و غیر سردار بھی مرکبون پر سوار ہوئے ہمراہ رکاب
بدیع الزمان جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئے بدیع الزمان تو جانب ملک شعبدہ روانہ
ہوئے دیکھیے وہان کب پہونچتے ہین اور کیا کرتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب وہ نالان و گریان ملک نیرنگ شاہ مین پہونچے
اُسے خبر ہوئی کہ میرے والد کے افسران سپاہ مع لشکر فریاد کنان یہان آئے ہین یہ خبر سن کے متردد
ہوکر اپنے سرداران سپاہ کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا جب وہ سردار استقبال کرکے
اُن سردارون کو دربار نیرنگ شاہ مین لائے سرداران لشکر گیرنگ شاہ نے نیرنگ شاہ
کو حسب قاعدہ سلام کیا اُسنے سلام لیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ موافق اپنے رتبہ کے بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے نیرنگ شاہ نے اُنسے پوچھا سبب تمھارے نالہ و فریاد کرنے کا اور یہان آنے کا کیا ہی
اُنھون نے دنگلون سے اُٹھکر اشکبار ہوکے تمام حال گیرنگ شاہ کے انتقال کا مفصل بیان
کیا بعدہ شمشیر و سپر و غیرہ آلات حرب و ضرب و اسپ و دیگر مال و اسباب گیرنگ شاہ کا نیرنگ شاہ کو

رو کر کہا آپ کے والد آپکو یہ وصیت کر گئے ہین کہ میرے رنج والم مین حتی الامکان صبر کرنا اور جہانتک
ہوسکے ملک شعیدہ مین نہ آنا میرے خون کا انتقام بہرام شیر شکار سے نہ لینا کیونکہ وہ باعث میری
ہلاکت کا نہین ہوا ہی مین نے خود باشتیاق تمام اُسکے ایک سردار لشکر مسمی فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی
چاہی تھی اور اپنی طاقت اُسے دکھانی منظور تھی چونکہ زمانہ حیات کا باقی نرہا تھا فولاد مشت زن کے
گھونسے سے جانبر نہوا شیر رنگ شاہ یہ حال پُر ملال سُن کے اور آلات حرب وضرب اپنے پدر کے دیکھ کے
بے اختیار رونے لگا اہل دربار بھی نالہ وفریاد کرنے لگے محلسرا مین بھی اس خبر سے عورتین رونے
پیٹنے لگین ادھر دربار مین شیر رنگ شاہ ہمراہ اپنے اہل دربار کے اشکبار وبیقرار بیٹھا تھا تاج سر سے
اُتار کر خاک پر ڈال دیا تھا کہتا تھا افسوس ای پدر عالی وقار مین وقت رحلت آپکے پاس
نہ تھا آپکی زیارت آخری سے اور آپ کے دفن کرنے اور کفن دینے سے محروم رہا
وزرا وغیرہ تاج اُٹھا کر سر پر اُسکے بار بار رکھتے تھے اور عرض کرتے تھے ای بادشاہ ذیوقار ہر چند
کہ غم پدر واسطے فرزند جوان ولیئق وذیقدر کے جانگسل ہی لیکن حتی الامکان اسقدر رنج وغم نکرنا
چاہیے کہ موجب اپنی ہلاکت کا ہوجاے آپ تو آگاہ ہین کہ خاصان خدا نے بڑی بڑی مصیبتین اور
تکلیفین اُٹھائی ہین بزرگون اور خوردون کو اپنی آنکھون کے آگے مرتے دیکھا ہی اور مشیت الٰہی سے
مجبور ہوکے کچھ اُنکے بارے مین رنج کرکے صبر اختیار کیا ہی آپ بھی اُنھین کی طرح صبر کیجیے جو منظور
خدا تھا وہ ہوا ہمیشہ کسی کے بزرگ سر پر سلامت نہین رہتے ہین ایک روز ضرور مرجاتے ہین والدہ کے
مرجانے سے فرزند یسیر ہوجاتا ہی اور باپ کی رحلت سے یتیم ہوجاتا ہی یہ صدمہ جانکاہ خاص کچھ آپ کے
واسطے دنیا مین نہین ہوا ہی ہزارہا سلاطین جہان نے رحلت کی ہر شاہزادے یتیم ہوگئے ہین اپنے اپنے
والد کے ماتم مین کچھ روز مغموم رہے ہین بعد ازان مشغول کار سلطنت ہوئے ہین آپ توخلاف اُنکے عمل
کرتے ہین گریہ وزاری نالہ وبیقراری ہم نمکخوارون کے سمجھانے سے موقوف ہی نہین کرتے ہین براے
خدا ورسول اب اسقدر نالہ وبکا نکیجیے مشیت الٰہی مین جو گذرنا تھا وہ ہوا صبر کیجیے کہ مرتبہ صابرون کا
بہت بڑا ہی شیر رنگ شاہ نے اعیان مملکت وخیر خواہان دولت کے قسم دینے اور سمجھانے سے وہ گریہ و
زاری ونالہ وبیقراری موقوف کی اور حکم کیا کہ چالیس روز تک صف ماتم والد بچھائی جائے مین اُنکے
ماتم مین سیہ پوش ہوتا ہون سب اعلے ادنی بھی سیہ پوش ہون اور اس زمانہ تک کوئی شخص رسم
خوشی کی ظاہر نکرے شادی وخوشی کسی قسم کی کوئی نکرے نوبت ونقارہ دہل ودف کسی شادی مین
کوئی نہ بجاے بلکہ شادی بھی موقوف رکھے خاص وعام حکم شیر رنگ شاہ سے آگاہ ہوے سب سیاہ
پوش ہوے یہ خبر شیر رنگ شاہ کے چچا کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے برادر کے ماتم مین سیاہ پوش ہوا چونکہ ظفر
جنگ شاہ عموی شیر رنگ شاہ فی زمانہ شیر رنگ شاہ ہی کے ملک مین تھا اور اپنی دختر ملکہ بدر جمال کی
شادی کیا چاہتا تھا شیر رنگ شاہ سے منگنی بھی اُسکی ہوچکی تھی اس واقعہ کے ہونے سے سخت رنجیدہ
ہوکر پاس اپنے بھتیجے کے گیا اور سمجھایا کہ ای فرزند جو خداوند عالم کو منظور تھا وہ ہوا اب گریہ وزاری
موقوف کرو اُسنے کہا ای عموی تامدار مین آپکو مثل اپنے والد کے جانتا ہون جو آپنے فرمایا ہی حتی الامکان
ایسا ہی کرونگا اور بعد گذرنے چالیس روز کے مین یہان سے مع جمعیت سپاہ جانب ملک شعیدہ ضرور

تمکو کیا جانے کیا سمائی ہی
سیر کو چلنا صبح تو ہو لے
اتنا غم ہی ابھی سے ای ملکہ
کلپے کو دشمنوں کی جان بچی
دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی

کون سی بات دل میں آئی ہی
کر نہ ہلکان اپنے دل کو تو
ڈر یہ ہی آگے ہوگا کیا ملکہ
ابھی سے تنہیں درد و غم ملکہ
ہو جو رنجیدہ تو یہ کیا کچھ ہی

کھانا کھالے بہانہ یہ لغو ہے
رکھ بر ارمان اپنے دل کو تو
رہی حالت جو صبح و شام یہی
واری اچھا نہیں الم ملکہ تو

شبہا نسیم گل رو نے اس طرح آسے سمجھایا پھر اُسکے دل سے رنج و غم کم ہوا چہرہ پر کسی قدر بحالی ظاہر ہوئی مسہری سے اُٹھکر بیٹھی وزیرزادی نے اُسے قسمیں دیکر کھانا کھلوایا اور کہا ای ملکہ عالم فی الحال براے دفع رنج و ملال جانب صحراے سبزہ زار براے سیر و شکار چلا کر دل اپنا بہلایا کرو خداوند عالم سے یہ دعا کیا کرو کہ جو آرزو و تمناے دلی تیری ہی اُسے بر لا حق تعالے تمہارے حال پر رحم کرے گا شیر جنگ شاہ جانب ملک شعبدہ تجاے گا میں نے سنا ہی کہ اکثر عابد و زاہد و حاجتمند براے حاجت روائی واسطے دعا کے صحرا میں جاتے ہیں وہاں بہ رجوع قلب خداوند عالم سے بعد نماز دعا کرتے ہیں تیر دعا اُنکا ہدف مراد پر پہونچتا ہی لہذا مناسب ہی کہ تم بھی اپنے والدین سے اجازت لیکر صحراے سبزہ زار میں چلنا سیر بھی کرنا دعا بھی کرنا اگر خدا چاہیگا تو حق میں تمہارے جانب صحرا جانا بہتر ہوگا ملکہ بدر جمال نے کہا ای نسیم گل رو میرے والدین مجھکو جانب صحرا کیوں جانے دینگے اس لیے عرض کیا اچھا ہم خود اسکی تدبیر کرینگے یہ کہکے ہنسی دل لگی کی باتیں کرنے لگی تمام رات اسی ہی باتوں میں بسر کی جب صبح ہوئی نسیم گلرو خدمت والدین ملکہ بدر جمال میں گئی پہلے باادب سلام کیا پھر دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی مظفر جنگ شاہ نے پوچھا ای نسیم گلرو کیا تمکو کچھ عرض کرنا ہی اگر کچھ کہنا ہے تو کہو اُس نے عرض کیا ہماری ملکہ آج کل کچھ پژمردہ خاطر ہیں لہذا واسطے شگفتگی خاطر کے اگر حکم ہو تو آج جانب صحراے سبزہ زار ہم سب کے ساتھ تشریف لیجانا چاہتی ہیں وہاں جاکر سبزہ زار کی سیر کریں دل اپنا بہلائیں بعد سیر کے شام تک یہاں چلی آئیں مظفر جنگ شاہ نے کہا اچھا اگر تفریح طبع منظور ہی تو کیا مضائقہ اس سے کہو کہ جاے مگر تم سب اُسکے ساتھ رہنا صحرا میں اُسے تنہا نہ چھوڑنا یہ کہکر باہر تشریف لے گیا ملازموں سے کہا سامان کرو کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ اپنی تمام انیسوں اور جلیسوں کے اس وقت جانب صحراے سبزہ زار جائیگی وہاں کی سیر کرینگی ملازموں نے سامان کیا تخت رواں واسطے سواری ملکہ کے اور ڈولیاں واسطے جلیسوں اور کنیزوں کے در دولت مظفر جنگ شاہ پر لگا دی گئیں پردہ کا بندوبست کیا گیا نسیم گلرو ملکہ بدر جمال کے ہمراہ تخت رواں میں بیٹھی اور سب عورتیں ڈولیوں میں سوار ہوئیں کچھ خادم چند خدمتگار و سپاہی ہمراہ سواری کے ہو لئے جب سواری ملکہ کی بعد قطع راہ صحرا میں پہونچی ملکہ بدر جمال نے حکم دیا کہ جو ہمارے ساتھ سپاہی وغیرہ یہاں آئے ہیں یہاں سے دور جاکر کسی گوشہ میں بیٹھیں کیونکہ اب ہم یہاں سواری سے اُترکر صحرا میں سیر کرینگی ملازم حسب الحکم اس جگہ سے دور چلے گئے ملکہ مذکور تخت رواں سے اُتری نسیم گلرو بھی ساتھ ہی اُسکے سواری سے اُترکر سب انیسوں اور کنیزوں سے کہنے لگی کیا ڈولیوں میں بیٹھی ہو اب مرد یہاں کوئی نہیں ہی

ملکہ ہماری ہمارے ساتھ محافہ سے اُتر کر صحرا کی سیر کر رہی ہے تم بھی اب ڈولیون سے نکلو یہ سنکے سب
عورتین ڈولیون سے اُتر کر ہمراہ ملکہ بدر جمال کے صحرا کے سبزہ زار مین سیر کرنے لگین ہنوز ملکہ مذکور
سیر سبزہ زار کر رہی تھی نسیم نگار وغیرہ جملہ عورتین ہمراہ نغمین چلین آپس مین ہو رہی تھین کہ ناگاہ
سامنے سے ایک درویش ادھیڑ ظاہر ہوا ملکہ نے اُسے دیکھکر شرم سے نقاب رخ پر ڈالکر خیمہ مین
کہ برائے راحت و آرام کنیزون نے استادہ کیا تھا چلی گئی جب ملکہ نے دیکھا کہ فقیر مذکور اسی طرف
چلا آتا ہے کنیزون سے کہا اس فقیر کو منع کرو کہ ادھر نہ آئے ورنہ پچھتائے گا جان سے مارا جائیگا
کنیزون نے حسب الحکم ملکہ بدر جمال اُس فقیر سے پکار کر کہا خبردار ای فقیر ادھر نہ آنا ورنہ پچھتا ئیگا
قتل کیا جائیگا کیونکہ یہان ہماری ملکہ برائے سیر و شکار تشریف لائی ہین ناحق مین سامنا کرنا اُنھین
منظور نہین ہے فقیر نے ہنسکر جواب دیا مین تمھاری ملکہ سے اور تم سے نہین ڈرتا ہون ہرگز تمھارا
کہنا نہ مانونگا یہ کہکے آگے بڑھا ہم جلیسون اور کنیزون نے گھبرا کر ملکہ سے عرض کیا حضور وہ فقیر
سودا مونڈی کاٹا انگلی ہاتھ مین لیکے بے خوف و خطر اسی طرف چلا آتا ہے کسی کا کہنا نہین مانتا ہے
کہتا ہے مین تمھاری ملکہ سے اور تم سے نہین ڈرتا ہون ہرگز کسی کا کہنا نہ مانونگا اسی راہ سے جاؤنگا
ملکہ مذکور یہ سُنکے بدرجہ کمال برہم ہوئی کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس فقیر کی قضا آئی ہے یہ کہکے خیمہ سے
نکلکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر سینہ فقیر مذکور کا تاک کر کمان کو کھینچا تیر کمان سے چھوٹ کر جانب فقیر
چلا تھا ہنوز قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ اُسنے پھر پڑھ کے جانب تیر اپنی انگلی سے اشارہ کیا
فی الفور وہ تیر مانند شمع کافوری یا مثل خار و خس جلکر خاک ہوگیا یہ ماجرا ملکہ و جملہ عورتون کو یہ دیکھکر
حیرت ہوئی کنیزین و جلیسین ملکہ کی کثرت خوف سے کانپنے لگین لیکن عورتین کہنے لگین
لگین کوئی کہنے لگی یہ فقیر نہین ہے کوئی آسیب ہے اس سے جان کا خوف ہے خدا ہماری ملکہ کو
اسکے شر سے بچائے اس بلا سے ملکہ ہماری اور ہم سب صحیح و سلامت اپنے گھر جائین عہد
کرتے ہین کہ اب کبھی ہم ملکہ کو صحرا مین نہ لائینگے ابھی سب عورتین شور و غل کر رہی تھین اور خوف
سے اس فقیر کے ڈر رہی تھین ملکہ بھی رخ پر نقاب ڈالے ششدر کھڑی تھی نسیم نگار وغیرہ بھی
ملکہ بھی حیران و پریشان جانب فقیر نگران تھی ارادہ کرتی تھی کہ صحرا سے ملکہ کو لیکر کسی طرف بھاگ
جائے یا خادم و ملازمان ملک کو پکارے کہ یکایک وہ فقیر قریب آیا اور کہا ای ملکہ بدر جمال تمنے
مجھ پر تیر مارا مین نے اُسے جلا دیا تمنے مجھسے دشمنی کی ہے مین تم سے دوستی کرتا ہون نصیحت ہدایت
کرتا ہون کہ بے سمجھے کسی پر ارادہ ظلم کرنے کا نہ کیا کرو مظلوم کی آہ سے ڈرا کرو تیر آہ بیکسان سے
خوف کیا کرو کہین ایسا نہو کہ دوسری بلا مین مبتلا ہو جاؤ ایک بلا مین تو مبتلا ہوکے یہان آئی ہو
ہو خوش دعا کے فقیر کو تیر مارتی ہو تمھارا حال مجھپر ظاہر ہے کہ جس صدمہ مین تم مبتلا ہو ملکہ تو اُسکی
تقریر سُنکے مثل تصویر عجیب و حرکت ہوئی حیران نہایت ہوئی لیکن نسیم نگار نے کہا اے
درویش تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تم درویش کامل ہو صاحب کمال ہو ہم سب کے حال
سے آگاہ ہو خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ملکہ ہماری تمھاری کنیز ہے تم انکے حق مین دعا کرو فقیر نا
اُسنے کہا مین تمھاری ملکہ کا خیرخواہ ہون بھلا اُنکے حق مین کیا دعا سے بدکرونگا نسیم نگار نے

کہا اگر تم ملکہ عالم کے خیر خواہ ہو تو کچھ ملکہ سے نیکی کرو ہماری ملکہ کو ایک صدمہ ہے اُس صدمہ کو اپنی دعا سے
دفع کرو اور اپنے حال سے آگاہ کر کے بتاؤ کہ کہان سے آتے ہو کہان جانے کا ارادہ ہے اور یہ بھی بتاؤ
کہ ہماری ملکہ کو کیا صدمہ ہے فقیر نے جواب دیا اے نسیم گلرو آگاہ ہو کہ نام مجھ درویش کا پہلے تو کچھ اور تھا مگر
اب سب مجکو عریان شاہ کہتے ہین بوجہ ریاضت و یاد الٰہی اور اپنے مرشد کی خدمتگزاری سے باطن کچھ قلب
صاف ہو گیا ہے جب کسی کے حال کو دریافت کرنا چاہتا ہون من جانب اللہ ایک ایسی قوت عقلی پیدا ہوجاتی
ہے کہ میرے آئینہ دل پر تمام حال دلی اُسکا ظاہر و روشن ہوجاتا ہے جب تمہاری ملکہ کیلئے مجھے تیر مارا تھا
مین نے دریافت کرنا چاہا تھا بس عنایت الٰہی سے یہ حال تمہاری ملکہ کا ظاہر ہوا ہے کہ اپنے چچازاد برادر
مسمی بہرنگ شاہ کے عقد مین آنے والی تھین وہ جانب ملک شعبدہ برائے انتقام خون پدر جانے
والا ہے انکو اُسکا جانا منظور نہین ہے اسی صدمہ مین یہ مبتلا ہے یہان برائے سیر و دعا آئی ہے واقعی
صدمہ انکو بہت ہے اور صدمہ کرنا انکا بجا ہے کہ بہرنگ شاہ اگر بغیر تدبیر حفاظت اپنی جان کے ملک
شعبدہ مین جائیگا تو وہان سے زندہ پھر کر نہ آئیگا کیونکہ ملک شعبدہ مین ہزارہا شعبدہ باز و
ساحران نابکار ایسے ہین کہ جنکے شعبدہ سحر سے جانبر ہونا ممکن ہی نہین ہے وہان کیسا ہی کوئی جری
و بہادر شجاع و دلیر جائیگا تو کچھ زور اُسکا کام نہ آئیگا ہان ایک تعویذ جو مین دون اُسکو اپنے بازو پر
باندھکر ساکنان ملک شعبدہ سے اگر مقابلہ کریگا تو البتہ فضل خدا سے مظفر و منصور ہوگا ہر ایک شر و بد
دشمن کے شعبدہ و سحر سے محفوظ رہیگا یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر نسیم گلرو کو دیا کہ یہ تعویذ اپنی ملکہ کو دیدے
اور اُنسے کہدے کہ جب بہرنگ شاہ جانب ملک شعبدہ جانے لگے ضرور یہ تعویذ اُس کے
بازو پر باندھدے بھول نجائے یہ کہکے نسیم گلرو سے کہا مین ملک شعبدہ سے اسطرف بحکم مرشد آیا ہون تنہا بلکہ
میرے مرشد نے خاص تمہاری ملکہ کے دفع رنج و صدمہ کے واسطے مجھے اس طرف بھیجا تھا خیر
خواہش مرشد بجالایا مین اب یہان سے جب خدا چاہیگا جانب عدم جاؤنگا کہ جانا وہان کا ضرور
ہے ہمیشہ وہین رہنا ہے دنیا یہ تو ایک سرا ہے برائے چندروز یہان مقیم ہون اور مجھپر کیا موقوف ہر
ذی حیات کا یہی حال ہے یہ کہکے درویش مذکور یا حق یا معبود کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا نسیم گلرو
نے وہ تعویذ ملکہ بدر جمال کو دیکر عرض کیا اے ملکہ مبارک ہو کہ خدا نے تمہارے حال زار پر رحم کیا اس
درویش کامل نے تعویذ دیا اب خوش و مسرور ہو رنج و صدمہ ذرا بھی نکرو اگر بہرنگ شاہ جانب
ملک شعبدہ اس تعویذ کو بقول درویش عریان شاہ اپنے بازو پر باندھکر جائیگا تو جملہ
اپنے دشمنون پر غالب ہوکے زندہ و سلامت وہان سے اپنے شہر مین واپس آئیگا تمہاری شادی
اُسکے ساتھ ہوگی حسرت و آرزوے دلی نکلے گی اب میرے نزدیک اس صحرا مین ایکدم بھی
قیام نکیجیے در مطلب ہاتھ آگیا ہے یہان سے اپنے گھر چلئے شکر خدا کیجیے کیونکہ خداوند عالم نے
تمہارے حال پر بڑا فضل و کرم کیا ہے ملکہ بدر جمال نے مسکرا کر تعویذ مذکور لیکر کہا اچھا یہان سے
چلو نسیم گلرو نے کنیزون سے کہا سامان یہان سے چلنے کا کرو خدام وغیرہ ملازمون کو آگاہ کرو کہ اب
ہمراہ ہمارے یہان سے چلین کنیزون نے حکم کی تعمیل کی ملکہ وغیرہ تمام عورتین اُسی طرح
سوار ہوئین کہارون نے محافہ وغیرہ اپنے دوش پر اٹھایا خدام محافہ ملکہ کے ساتھ ہوئے سواری

ملکہ کی چلی بعد قطع راہ ملکہ بدرجمال مع تمام عورتوں کے اپنے مکان میں پہونچی اُس روز سے ملکہ بدرجمال
خوش رہتی تھی کبھی اس خیال سے محزون و مغموم بھی ہوتی تھی کہ نہیں معلوم جو تعویذ درویش نے دیا ہی پُر اثر
ہی یا نہیں ہی غرض اسی خوشی و صدمہ میں وہ زمانہ آیا کہ شیر رنگ شاہ اپنے والد کی فاتحہ خوانی چہلم سے
فارغ ہوا پوشاک سیاہ تن سے اُتاری تمام مردمان شہر نے لباس ماتمی اُتارا جب شیر رنگ شاہ کا
چالیسواں ہو چکا شیر رنگ شاہ نے اپنے سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ تمام مردمان سپاہ سے کہدو کہ بعد گزرنے
دس یا پندرہ شب کے وقت سحر مسلح ہوکر یہاں سے جانب ملک شعیدہ چلنے پر تیار رہیں سرداروں نے حکم کی
تعمیل کی بعد اُسکے شیر رنگ شاہ نے اپنے وزرا سے کہا سامان سفر ہو جانا چاہیئے ہم کل یا پرسوں دوپہر یا کل
صبح کو یہاں سے سوئے ملک شعیدہ کوچ کرینگے وزرا نے حسب الحکم سامان کیا صبح کو شیر رنگ شاہ
اپنے بزرگوں سے رخصت ہوکے حضور میں اپنی والدہ اور اپنے چچا ظفر جنگ شاہ سے رخصت ہوکے
چلا چاہتا تھا کہ محل سرا سے برآمد ہوا ناگاہ دیکھا کہ نسیم گلرو سواری سے اُترکر آبدیدہ روبرو آئی اور اسلام
کرکے سامنے کھڑی ہوئی شیر رنگ شاہ نے کہا اے نسیم گلرو کیوں محزون ہو رہی ہو اشکباری سے کیا ہوتا ہے
حق میں دعا کرو کہ خداوند عالم مجکو ہمارے دشمنوں پر فتحیاب کرے یہ کہکے کچھ خیال کرکے خود بھی اشکبار
ہوا اُس وقت نسیم گلرو نے اشارہ سے عرض کیا حضور سے کچھ تنہائی میں عرض کرنا ہی شیر رنگ شاہ
نے کہا تم ایسے وقت یہاں آئی ہو کہ میں جانے والا ہوں نہیں معلوم اس وقت تم کیوں آئی ہو
تمہارے آنے سے مجھے کیا کیا خیال آگیا خیر تخلیہ میں چلو جو کچھ کہنا ہی کہو یہ کہکے مقام خلوت
میں گیا نسیم گلرو بھی وہاں گئی شیر رنگ شاہ نے پوچھا سبب تمہارے آج یہاں آنے کا کیا ہی بیان
کرو اُسنے عرض کیا حضور کی سواری جانب ملک شعیدہ جاتی تھی میں نے اپنے دل میں کہا نہیں معلوم
حضور کب وہاں سے تشریف لائیں میں ایک نظر جاکر دیکھ لوں شیر رنگ شاہ نے اُسکی تقریر سنکے
پوچھا کہو تمہاری ملکہ کا مزاج کیسا ہی افسوس جو ہمارے دل میں آرزو تھی وہ بر نہ آئی دیکھیے مقدر میں
کیا لکھا ہی ملک شعیدہ میں جاتے ہیں وہاں سے پھر آنا ہوتا ہی یا نہیں تم ہماری طرف سے اپنی
ملکہ سے کہنا کہ قسمت سے مجبور ہیں یہاں سے سوئے ملک شعیدہ جاتے ہیں تمکو حوالہ خدا و رسول
کیے جاتے ہیں اگر وہاں سے زندہ پھر کر یہاں آئے تو جو حسرت دل میں ہی اُسے نکالینگے وہ اپنے
پدر کی قبر کیسے پر اگر ہم بھی مرکر دفن ہوگئے ہائے افسوس شادی ہونا تو کیسا اور وصل ملکہ میسر ہونا تو کجا
ابھی تک چہرہ زیبا ملکہ کا بھی نہیں دیکھا تقدیر نے یہ دکھایا کہ ہم روز عقد وقت آرسی مصحف کے رخ پر نور ملکہ کا
آئینہ میں معائنہ کریں افسوس ہزار افسوس یہ حسرت لیکر دنیا سے جاینگے یہ کہکر بہت اشکبار ہوا نسیم گلرو نے
عرض کیا میں حضور کی خیرخواہ ہوں مردانہ جانبازی کرتی ہوں شاید میری تدبیر سے آپ ملکہ کو دیکھ لیں
حسرت آپکے دل میں باقی نرہے شیر رنگ شاہ یہ سنکے خوش ہوکر کہنے لگا اے نسیم گلرو اگر تو مجھے صورت
ملکہ کی دکھادے تو بڑا مجھپر احسان کرے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ تو کیونکر ملکہ تک مجھے لیجائیگی اُس نے
عرض کیا آپ کسی حیلہ سے باغ مراد میں تشریف لائیگا میں یہاں سے جاکر ملکہ کو کسی بہانہ سے باغ
مراد میں لیجاؤنگی بارہ دری میں بٹھاؤنگی آپ آنکھیں دیکھ لیجیے گا شیر رنگ شاہ تو اُسکی گفتگو سنکے
سمجھا کہ جو یہ کہتی ہی اب یہاں سے جاکر کریگی مگر اس حال سے بیخبر تھا کہ خود ملکہ بدرجمال

باغ مراد مین آئی ہی نسیم گلرو کی منتین کرکے اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ میرے ابن عم کو کسی تدبیر سے مجھ تک
لے آ غرض نسیم گلرو شیر ہنگ شاہ سے جلد تر رخصت ہوکے سوے باغ مذکور گئی اور خدمت ملکہ مین
جاکر کہنے لگی اے ملکہ جس واسطے آپنے مجھے بھیجا تھا وہ کام ہوا سب کے سامنے شیر ہنگ شاہ
سے کیونکر کچھ باتین کرتی ملکہ یہ سنکے کثرت رنج سے رونے لگی اور کہنے لگی ای نسیم گلرو تم دعوے
کرتی تھین کہ مین خیر خواہ و جان نثار ہون تمتے تو اس وقت مجھسے نیکی و خیر خواہی کی اسنے جواب دیا
آپ یہان بیٹھی رہین مین پھر دعا کرتی ہون اور آپ بھی دعا کیجیے شاید شیر ہنگ شاہ ادھر آ نکلے چونکہ
نسیم گلرو دانا و عاقلہ تھی اس وجہ سے دفعتاً خبر خوشی کہنا بخیال مشتاقی مرگ مناسب نہ سمجھی اور الٹی
التقریر ملکہ سے جاکر کہا اسکو از حد خوشی نہو ہے استقدر صدمہ ہوکہ ہلاک ہوجاے الحاصل انجام تمام سحر
مطلب حسب نسیم گلرو شیر ہنگ شاہ سے [illegible] ملکہ کے [illegible] دینے کا کرکے باغ مراد مین آئی ادھر تھوڑی سی
دیر کے شیر ہنگ شاہ تخت سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ اہل دربار نے حسب قاعدہ سلام کیا
اسنے سلام لیکر پوچھا سب سامان تیار ہی وزرا نے عرض کیا سب سامان مہیا و موجود ہے لشکر تیار ہی
[illegible] سوار ہوکر جانب ملک شعبدہ [illegible]
[illegible] شیر ہنگ شاہ نے [illegible] وزیر [illegible] اپنے [illegible] تخت حکومت [illegible]
[illegible] اہل دربار سے کہا [illegible] تخت حکومت پر بٹھا [illegible] تم
سب بمنزلہ میرے اسکی اطاعت کرنا تا وقتیکہ مین ملک شعبدہ سے یہان آؤن سبھون نے عرض
کیا جو حکم ہوا ہی ہم سب ایسا ہی کرینگے شیر ہنگ شاہ نے وزیر کو تخت پر بٹھا کر تخت حکومت سے
اٹھکر کہا تم سب ابھی یہین بیٹھے رہو میرے ساتھ نہ چلیو مین باغ مراد مین جاتا ہون وہان سے
تھوڑی دیر مین آؤنگا بعد ازان سوار ہوکے جانب ملک شعبدہ جاؤنگا اس وقت باغ مین اس
وجہ سے جاتا ہی کہ اس باغ مین شجر خوشنما بھی ہین انکو بہت دوست رکھتا ہون گل اسکے بہتر گلہاے
باغ ارم سے جانتا ہون اور ثمر اسکے میوہ جنت سے لذیذ تر خیال کرتا ہون قد اس درخت کا
نوجوان جنان سے اچھا جانتا ہون غرض وہ درخت باغ مراد مین گویا ایک نہال آرزو ہی مجھے بہت ہی
مرغوب ہی چونکہ جانب ملک شعبدہ اس وقت ارادہ جانے کا ہی نہین معلوم وہان سے پھر یہان آنا ہو
یا نہو لہذا اس درخت کو ایک نظر دیکھ آؤن گلے اس سے مل آؤن رخصت اس سے ہو آؤن سبھون نے
عرض کیا بسم اللہ حضور تشریف لیجایئے شیر ہنگ شاہ نے دربار سے باہر جاکے ایک مرکب پر سوار ہوکے
جملہ سرداران سپاہ وغیرہ سے کہا تم سب مع تمامی اسباب کے یہان سے روانہ ہوکے صحراے
لالہ زار مین پہونچکر قیام کرنا میرے آنے کا انتظار کرنا عجب نہین کہ مین تھوڑی دیر مین باغ مراد
سے روانہ ہوکے سوے صحراے لالہ زار آؤن حسب الحکم جملہ سرداران لشکر و مردمان سپاہ وغیرہ
مع تمامی اسباب جنگ و بارگاہ و خیام وغیرہ کے روانہ ہوے بعد ازان سب کے چلے گئے شیر ہنگ
شاہ مرکب پر سوار ہوکے یکہ و تنہا سوے باغ مراد روانہ ہوا ادھر باغ مراد مین ملکہ بدرجہا از نسیم
گلرو سے شکایت کرکے آزردہ خاطر بیٹھی تھی چلمین اٹھوادی تھی دروازے بارہ دری کے
کھلے ہوے تھے آبدیدہ و رنجیدہ بیٹھی ہوئی جانب در باغ نگران تھی اور برجوع قلب درگاہ خدا مین

پہ عرض کر رہی تھی کہ خداوندا واسطہ تجھکو اپنے بندگان خاص کا میرے ابن عم کو اس باغ مین بھیج دے
تو قادر ہی ہر شی کا پھر چاہتی ہون کہ اس وقت ایک نظر اُسے دیکھ لون اور تعویذ عطیہ درویش عریان
شاہ کا اُسے دیدون تاکہ وہ تیرے فضل وکرم سے اور برکت تعویذ مذکور سے شر دشمنان سے محفوظ
رہے ہنوز ملکہ بدرجمال درگاہ رب ذوالجلال مین آہستہ آہستہ بگریہ وزاری دعا کر رہی تھی نسیم گلرو
ہنس ہنسکر کہتی تھی اے ملکہ عالم مجھے یقین ہی کہ دعا تمھاری جلد قبول ہوا چاہتی ہی شیر رنگ شاہ آیا ہی چاہتا
ہی ناگاہ در باغ سے شیر رنگ شاہ مرکب سے اُترکر اندر باغ کے آیا نسیم گلرو نے اُسے دیکھکر کہا لو ملکہ
مبارک ہو دعا تمھاری قبول ہوگئی باغ مراد مین مراد دلی تمھاری بر آئی جو ہمنے کہا تھا وہی ہوا ملکہ بدرجمال
نے شیر رنگ شاہ کو دیکھکر خوش ہوکے کثرت شرم وحیا سے خود ہی اپنے ہاتھ سے پردہ چلمن کا چھوڑ دیا
دروازہ بھی بند کر لیا اتنی دیر مین شیر رنگ شاہ راہ طی کرکے قریب بارہ دری پہونچا اُس وقت نسیم گلرو
جملہ انیسین و جلیسین ملکہ کی برائے استقبال تا در بارہ دری بصد شرم وحیا مسکراتی ہوئی گئین اور شاہزادہ
موصوف کو اُس جگہ لائین جس بارہ دری مین ملکہ بدرجمال پس پردہ بیٹھی تھی جب شیر رنگ شاہ وہان
پہونچا نسیم گلرو نے بالائے مسند زرین بٹھایا اور عرض کیا اس وقت حضور یہان کہان تشریف لائے کیا
سبب یہان تشریف لانے کا تھا شیر رنگ شاہ نے اسکی تقریر سمجھ کے جواب دیا کہ اس وقت مجھکو
یہان تمنائے دیدار ملکہ لے آئی ہی چاہتا ہون کہ ایک نظر اُنھین دیکھ لون اور کچھ باتین بھی اُنسے
کرلون کچھ تو حسرت دل نکال لون مبادا پھر زندہ یہان آنا ہو یا نہو دل مین تو میرے عجب عجب حسرتین
ہین اُنھین اس وقت روبروے ملکہ کیا بیان کرون کہ شرم مانع ہی لیکن بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر
اور حسرتین اس فلک تفرقہ انداز کے ظلم وجفا سے نہ نکلین تو صرف یہی حسرت دل کی نکلجائے
کہ مین ملکہ سے کچھ باتین کرلون اور اُنھین دیکھ لون یہ کہکے آبدیدہ ہوا نسیم گلرو نے عرض کیا اس سے
بہتر کیا کہ ایسے وقت مین آپ یہان تشریف لائے ملکہ سے وداع ہونا ضرور تھا اگر آپ تشریف
نہ لاتے تو مین شکایت کرتی یہ عرض کرکے ملکہ سے کہنے لگی اے ملکہ عالم ہرچند کہ آپ کو فی الحال انسے باتین
کرنا اور انکے سامنے ہونا لازم نہین ہی مگر خیال تو کیجیے کہ یہ آپ کی محبت سے یہان آئے ہین اور اب
جانب ملک شعبدہ اپنے دشمنون اور اپنے پدر مرحوم کے قاتلون سے لڑنے کو جاتے ہین خدا معلوم کیا
ہو یہ اُنپر غالب ہون یا خدانخواستہ وہ انپر غالب ہون کسکی فتح ہو کسکی شکست ہو انکا پھر یہان آنا
ہو یا نہو لہذا ایسے وقت مین شرم وحیا و حجاب کو بالائے طاق رکھیے انکی حسرت دلی جو انھون نے
بیان کی ہی نکال دیجیے انسے کچھ باتین کیجیے پردہ نہ کیجیے چہرہ پرنور اپنا انھین دکھا دیجیے ملکہ
نے نظر قہر وغضب سے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ کیا دور ہو او بیحیا مانند اپنے مجھے بھی بے شرم
بے حجاب جانتی ہی مجھسے کبھی ایسی بیحجابی نہو گی نسیم گلرو عتاب ملکہ سے سمجھ گئی کہ ہم سب کے
سامنے یہ شیر رنگ شاہ سے ہم سخن نہو گی لہذا یہان سے علیحدہ چلے جانا مناسب ہی یہ سوچکر جملہ
عورتون سے باشارہ کہا اس وقت یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب نسیم گلرو کے اشارہ سے بہر حیلہ و
بہانہ سے اُٹھکر بارہ دری سے باغ مین گئین نسیم گلرو بھی وہان سے ہٹ گئی مگر بارہ دری کے پیچھے
نہ گئی ایک در کی آڑ مین چھپی کھڑی ہوکے شیر رنگ شاہ سے باشارہ کہا اب آپ ملکہ کو منا لیجیے

شیرنگ شاہ نے اشارہ نسیم گلرو سے ملکہ سے مخاطب ہو کے کہا کیوں صاحب کیا ہمسے بات بھی نکروگی چہرہ بھی اپنا
نہیں دکھاؤ گی شرم وحجاب ہی کروگی تمکو تو ایسے وقت میں ہم سے اسقدر شرم وحجاب کرنا لازم نہیں ہر
آیندہ تمکو اختیار ہی ہم زیادہ کہہ نہیں سکتے ہیں اور نہ ہم جبر کر سکتے ہیں مگر اتنا کہے دیتے ہیں کہ یہ
وقت ملاقات غنیمت ہی دیکھو ہمارے دل کو صدمۂ بیحد ہو رہا ہے نہیں معلوم پھر ہمسے ملاقات ہو یا نہو ہر چند کہ
حجاب وشرم تمہیں مانع سخن ہی لیکن اس وقت تو یہاں سوا میرے اور کوئی نہیں ہے نسیم گلرو وغیرہ سب
عورتیں چلی گئی ہیں تخلیہ ہی ملکہ بدر جمال نے تمام تقریر شیرنگ شاہ کی سُن کے آبدیدہ ہو کے
آہ سرد کی چاہا کہ شیرنگ شاہ سے ہم سخن ہو مگر شرم وحیا اجازت نہیں دیتی ہی جب شیرنگ شاہ نے
دیکھا کہ ملکہ بدر جمال ہم سخن نہیں ہوتی ہی شرم سے خاموش ہی اُس وقت نہایت عاجزی سے
بہت سی قسمیں دیکر کہا ای ملکہ اب تم عدم کا سفری تصور کرو جو کچھ باتیں کرنا ہوں کرلو ملکہ بدر جمال نے قسموں
کے دینے سے مجبور ہو کے آہستہ سے کہا میں بد قسمت کیا باتیں کروں تمہارے کہنے سے بے شرم ہو کے
ہم کلام ہو چکی آواز اپنی تمہیں سُنا چکی حسرت تمہارے دل کی نکال چکی اب تم جانتے ہو خیر خدا
حافظ جو ہمارے مقدر میں تھا وہ ہوا اور اب جو تقدیر میں لکھا ہی وہ ہوسکا دیکھیے زندگی اپنی کس طرح سے
بسر ہوتی ہی یہ کہکے بے اختیار آہ و بکا میں مصروف ہوئی اور شیرنگ شاہ بھی بے اختیار رونے لگا نسیم
گلرو نے پس در سے تمام باتیں دونوں کی سُن کے تاب ضبط نہ لا کے قریب ملکہ آ کے پردہ درمیان سے
اٹھا دیا شیرنگ شاہ نے رُخ ملکہ بدر جمال کو دیکھا اُسنے نسیم گلرو کو کلمات سخت کہکے دوپٹہ سے منہ
اپنا چھپایا پھر ارادہ کیا کہ وہاں سے اُٹھکر کسی گوشہ میں جا کے نہاں ہو اُس وقت شیرنگ شاہ کی
خوشامد اور نسیم گلرو کے ہاتھ جوڑنے اور قدم پر سر رکھنے سے مجبور ہو کے اپنے ارادہ سے باز رہی نسیم
گلرو نے کشتی شراب کی مع ساغر بلوریں کنیزوں سے طلب کر کے سامنے ملکہ کے رکھ دی اور دست بستہ
عرض کیا ای ملکہ ہماری خاطر سے اپنے ہاتھ سے جام مئی شیرنگ شاہ کو دو اور آج انکو یہاں سے نجانے
دو میں بزم طرب آراستہ کرتی ہوں یہ روز اور شب بعیش وعشرت بسر کرو تم انکو شراب پلاؤ یہ تمہیں
شراب پلائیں تم انکو جی بھر کے دیکھ لو یہ تمکو دیکھ لیں اور دونوں باہم باتیں بھی کرلیں جب خدا چاہیگا
حسرت بھی دل سے نکلے گی یہ کہکے جلدی سے بزم طرب آراستہ کی ایک رقاصہ حاضر ہو کے روبرو
ملکہ کے رقص کرنے لگی ملکہ نے نسیم گلرو کے عاجز کرنے سے جام مئی سے بھر کے منہ پھیر کر شیرنگ شاہ کو
دیا اُسنے جام لیکر خوش ہو کے شراب پی پھر خود شراب سے جام بلوریں کو مملو کر کے ملکہ کو دیا بعد بصد
انکار جام لیکر شراب ارغوانی پی لی جب ملکہ کو نشہ ہوا وہ حجاب باقی نہ رہا بعد میکشی کے شیرنگ شاہ
اور ملکہ جانب رقاصہ متوجہ ہو کے رقص ونغمہ سے اُسکے خوش ہونے لگے اور باہم سخن ناز و نیاز کے
ہونے لگے جب وہ روز وشب اسی عیش وعشرت دید جمال میں بسر ہوئی روز دوم ہنگام سحر شیرنگ شاہ
ملکہ بدر جمال سے رخصت ہو کے سوئے ملک شعبدہ جانے لگا اُس وقت باہم دونوں کا رونا اور
سخنہای حسرت و یاس زبان پر لانا کیا لکھا جاسکے بعد گریہ وزاری بسیار کے ملکہ بدر جمال نے
وہ تعویذ مطلسم سلیمان شاہ کا بطور امام ضامن کے شیرنگ شاہ کے بازو پر باندھ دیا اور تمام حال
تعویذ کے مطلسم ہونے کا ظاہر کیا شیرنگ شاہ تعویذ ملنے سے خوش ہو کے ملکہ سے رخصت

ہوکے مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرائے لالہ زار روانہ ہوا جب بعد قطع راہ صحرائے مذکور میں پہونچا
سرداران سپاہ نے عرض کیا حضور کے تشریف نہ لانے سے ہمکو تردد تھا نیرنگ شاہ نے حال ملکہ
اُن پر ظاہر نکرکے کہا ہاں میرے یہاں آنے میں آٹھ پہر کا زمانہ گذرا اُسی شجر مرغوب کی رخصت میں
کیفیت دریافت ہوئی اب بلا تامل یہاں سے کوچ کرو بمجرد حکم جملہ مردان سپاہ وغیرہ مرکبوں پر سوار ہوکے
ہمراہ رکاب نیرنگ شاہ کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئے انشاءاللہ احوال نیرنگ شاہ کا آئندہ
بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان جاں نثار رستم ثانی کا واسطے شکار کے اور دشت نیرنگ میں ثانی ارسطو سے ملاقات کرنا اور عجائبات دیکھنا

راستی میں جو صنوبر سے قد یار بڑھا
دل نا بدان حسن میں ہر عضو جبا بار بڑھا
لطف افزوں ہوا رنگ گل رخسار بڑھا
ہوں جوں وہ نام خدا طفل جفا کار بڑھا
اپنا بھی عشق ترقی پہ ہوا پیار بڑھا

درد فرقت نے تڑپ کر دیا بیمار مجھے
دل بیتاب کیے دیتا ہے ناچار مجھے
پر میسر نہوا شربت دیدار مجھے
تشفی کرتا ہوں دے بوسہ رخسار مجھے
وعدۂ وصل میں او شوخ نہ تکرار بڑھا

اثر عشق نہ ظاہر ہو یہ ممکن ہی نہیں
دل سے الفت ہو تو معشوق بھی لے کتنا ہی کہیں
کھینچ لایا ہی فرشتوں کو یہ پردے زمیں
گھر سے باہر نکل آیا وہ مرا پردہ نشین
غیر سے مجھ سے جو قصہ تہ دیوار بڑھا

دل نادان کے سبب سخت پریشان ہوے ہم
گر اب شکر خدا صاحب ایمان ہوے ہم
کفر میں عمر کٹی مفسد و گریان ہوے ہم
الحمدللہ کہ ہمدرد مسلمان ہوے ہم
الفت خال کبھی شوق رخ یار بڑھا

تیرے احوال پہ قمری کا بجا ہے رونا
ہمسری کرکے بھی بیکار ہے عزت کھونا
کیا ثمر دیگا تجھے جسم حقارت ہونا
بعد اسکے قد جاناں سے مقابل ہونا
بیٹھ اے سرو قدم تو نہ رفتار بڑھا

ترک اسلام کو کہتا ہے بت او بد انجام
احمد ایسے جو پیمبر ہیں تو حیدر ہیں امام
بس خبردار اب اس طرح کا کہیو نہ کلام
ہم مسلمان ہیں ہمیں رہتا ہے تسبیح سے کام
برہمن تو نہ عبث رشتہ زنار بڑھا

بے ادب ہوکر روان شہر والا میں گیا
دی آسمے ہاتف غیبی نے یہ کرو نے صدا
اٹھا لوں آنکھوں سے میں تیرا اجام دوسرا
روضۂ پاک میں تیزی سے کبھی چلنا ہے خطا
ہاں ادب سے قدم اے زائر دیندار بڑھا

سلام کو خلق میں اس ترک کا ہے ایک یہ ستم
ایسا جلاد و جفا پیشہ بھی ہوگا کوئی کم
دم شمشیر سے جاتے ہیں ہزاروں کے گردم
سر عشاق کیے تیغ ہلالی سے قلم

اپنے دوست سے بھی احتیاطاً نکہیگا رستم ثانی نے کہا خیر پروردگار عالم مسبب الاسباب ہی کوئی
صورت ایسی نکالے گا کہ احوال لوح معلوم ہو جائیگا اور جب اُسی کو منظور ہوگا لوح طلسمی دستیاب ہو جائیگی
بالفعل دل گھبراتا ہی جبتک کچھ لوح سے آگاہی ہو چاہتا ہون کہ واسطے شکار کے جاؤن سیر صحرا اور
صید وحش و طیر سے دل بہلاؤن سب نے عرض کیا بہت مناسب ہی رستم ثانی نے اسی وقت مع جملہ اپنے
ہمراہیون کے اُس جگہ سے سمت سبزہ زار کے جہان چرند اور پرند بکثرت تھے کوچ کیا بعد قطع راہ دور
و دراز جب اُس صحرا مین پہونچا چارون عیارون نے یعنے برق ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی و بارہ
ثانی کہ اُنکو عمر ثانی بیابان چھوڑ گیا ہی اُس سبزہ زار کو دیکھکر کہا ای شاہزادہ نامدار حالانکہ یہ سبزہ زار ہی مگر
ہماری نظرون مین بدتر از خار زار معلوم ہوتا ہی عجب ہیبت و خوفناک یہ مقام ہی اگر مناسب ہو تو یہان
شکار نہ کھیلئے شاہزادہ نے جواب دیا ہم شیر بیشہ جرأت و شجاعت ہین اس صحرا سے ہیبت کیا ہمین خوف
ہی عیاران مذکور یہ سُنکے خاموش رہے شاہزادہ ہمراہ ساحران نامی کے شکار کھیلنے مین مصروف ہوا
ہنوز شاہزادہ نے کچھ طائران حلال کا شکار کیا تھا ناگاہ سامنے سے ایک غزال پری جمال نہایت
چالاک دلربائی مین بیباک ایسا شوخ چشم کہ اگر حسینان جہان آنکھ اُس آہوے شوخ کی ایک نظر
دیکھ لین تو اپنے چشمان فتان کو سامنے اُسکے دیدہ لاجواب کے بے حقیقت جانکے شرم و حجاب
سے سر جھکا لین چالاک اس درجہ کہ ہوشیاری خوبرویان عالم بھی نزدیک اُسکے کچھ بھی نہ تھی بلکہ
چالاکی عیار چالاک ثانی کی بھی کچھ حقیقت نرکھتی تھی اگر حال خرام ناز اُسکا اچھی طرح سے تحریر کیا
جاے تو نازنینان خوش خرام و حسینان رشک کبک رفتار کو بہت رنج ہو کیونکہ اوصاف اسکے خرام کے
حسینان حسن رفتار سے کہین بڑھ جائینگے تیزرو ایسا کہ اگر پیک صبا بھی اُسکا تعاقب کرے تو ہرگز گرد قدم
تک اُسکے نپاے آخر کہین راہ مین تھک کر گر جاے ایسا آہو اگر چشم قہر و غضب سے جانب شیر
غضبناک دیکھے تو طرفۃ العین مین اپنے تیر نظر سے اُسے شکار کرے ظاہر ہوا رستم ثانی اُسے دیکھکر
خوش ہوے اپنے ہمراہیون سے کہنے لگے دیکھو کیا اچھا آہو دکھائی دیا ہی دل چاہتا ہی کہ اسے زندہ
بذریعہ حلقۂ کمند اسیر کرون اُس وقت ہر چند ساحران نامی و عیاران مذکور نے یہ عرض کیا کہ اسے
شکار کیجیے تیر سے اُسکو زخمی کیجیے لیکن شاہزادہ نے کہنا کسیکا نمانا اور ہر ایک سے یہی کہا تم اسی
جگہ میرے آنے کا انتظار کرنا ہمین اس آہو کی کچھ لیاقت نہین چاہتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُسکو
زندہ گرفتار کرکے لاتا ہون سب نے عرض کیا بہتر ہی ہم تابع حکم ہین آپکو اختیار ہی شاہزادہ
موصوف نے سبکی تقریر مذکور سُنکے مرکب کو جانب آہوے مذکور جولان کیا وہ غزال صداے سم توسن
سنکے چوکنا ہوکے دیکھنے لگا جب اُسنے دیکھا کہ ایک شخص مرکب پہ سوار واسطے میرے گرفتاری و شکار
کرنے کے میری جانب بعجلت تمام آتا ہی خوف سے ایک طرف بسرعت تمام بھاگا شاہزادہ نے
اُسکا تعاقب کیا وہ اپنے دشمن کو اپنے عقب مین آتے دیکھکر نہایت تیزروی سے طرارے
بھرتا ہوا راہ دشت و در طے کرتا ہوا تین پہر تک برابر بھاگا آخر کار وہ بھاگتے بھاگتے جھاڑی
جھنڈ بیون کی آڑ مین جاکر کسی سمت نکل گیا شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گیا شاہزادہ موصوف نے
اُسکے ہاتھ نہ آنے سے کبیدہ خاطر ہوکے مرکب کو روکا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی کا یہ خیال تھا کہ پیاس

جگر و دل بیتاب و بیقرار تھے زبان خشک تھی ہونٹ پپڑائے ہوے تھے گرد و غبار مین ہمہ تن آلودہ
تھا پسینے سے تمام لباس تر تھا اور مع مرکب بھی تر تھا صحرا نوردی سے خود بھی نہایت تنگ تھا اور گھوڑا بھی
قریب ہلاکت تھا زبان اُسکی دہن سے باہر نکل آئی تھی ایسی حالت مین شاہزادہ جویاے آب ہوا چارطرف
دیکھا کہین چشمہ و چاہ نظر نہ آیا جس سمت دیکھا سواے صحراے بے آب و گیاہ اور جھاڑ جھاڑ کانٹون اور
پتھرون کے کسی انسان و حیوان کو نہ دیکھا اُس وقت مجبور ہو کے چاہا کہ اپنے ہمراہیون کی طرف روانہ
ہون لیکن مرکب ایسا تھکا ہوا تھا اور قریب المرگ تھا کہ اُسنے اس صحرا سے قدم آگے نہ بڑھایا ناچار شاہزادہ
نے مجبور ہو کے گھوڑے سے اُتر کے چاہا کہ جس طرح ممکن ہو آج اسی صحراے بے گیاہ مین بسر
کیجیے اگر کہین پانی ملجاے تو بہتر ہے صبح کو اس صحرا سے جس طرف تقدیر لیکے جاے اُس جانب
چلیے کیونکہ راہ سے آگاہی نہین ہے ہنوز شاہزادہ نے یہ ارادہ کیا تھا اور دعا درگاہ خدا مین
برجوع قلب یہ کی تھی کہ خداوندا اس صحرا مین میری جان کو بچا اور کسی اپنے بندہ کو یہان بھیج کر وہ ہمرا
مونس تنہائی ہو مجھسے ہمسخن ہو ناگاہ سامنے سے ایک شخص کوہی پیدا ہوا جب وہ قریب آیا
شاہزادہ نے اُس سے پوچھا اے شخص تو کون ہے کہان سے آیا ہے اس صحرا مین کہین پانی بھی ہے یا نہین ہے
اور اس صحرا کا کیا نام ہے اُسنے جواب دیا مین ایک کوہی ہون پہاڑ پر سے آیا ہون یہان کوسون پانی کا نام و
نشان نہین ہے کیونکہ یہ صحراے بیرنگ ہے اس صحرا مین انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ دو چار روز رہے
حیوان تک بھی یہان قیام نہین کرتا ہے مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ اس صحرا مین شاید کوئی
طلسم ہے یا کوئی بلاے عظیم ہے کہ وقت شام اس صحرا مین ایک جگہ خودبخود ایک مکان عجیب و
غریب ظاہر ہوتا ہے اور وہ مکان آبگینہ کا سا معلوم ہوتا ہے اُسمین روشنی اسقدر ہوتی ہے کہ یہ صحرا
تمام اُس روشنی سے منور ہو جاتا ہے اور اُس مکان مین انسان دور سے کچھ کچھ دکھائی دیتے ہین
جب کوئی قریب اُس مکان کے جاتا ہے وہ شیشہ گھر نظر سے غائب ہو جاتا ہے روشنی بالکل نظر نہین آتی
ہے اور ایک آواز مہیب آتی ہے کہ اے شخص دور ہو یہان سے یہان کیون آیا ہے پس وہ شخص اول تو ڈر کے
فی الفور ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر نہ ڈرا تو جا بجا پھرتا ہے سبب اس صحرا سے دور نکل جاتا ہے پھر جو پلٹ کر
دیکھتا ہے تو وہی مکان اور روشنی اور وہی سب صحرا مین اُجالا نظر آتا ہے اور کچھ آواز گانے کی بھی سنائی
دیتی ہے اسی سبب سے اس صحرا کو صحراے بیرنگ کہتے ہین اس وحشت پُر خطر مین جان کے جانے کا
خوف ہے مین بضرورت ادھر آیا ہون جلد یہان سے پہاڑ پر چلا جاؤنگا تمکو بھی چاہیے کہ اس صحرا سے
کسی طرف چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤگے یا تو وقت شب یہان وہی امور عجیب و غریب دیکھ کے خوف سے
مر جاؤگے یا بے آب و غذا تڑپ کر ہلاک ہو جاؤگے مین تمکو اپنے ساتھ بالاے کوہ لے جاتا مگر
مجبور ہون کہ میری قوم تمکو اپنے پاس نہ آنے دیگی بلکہ آزار رسان ہوگی مین اُن سب مین
رحمدل ہون ورنہ تمکو ہلاک کرتا اور مانند اپنی قوم کے مثل چوپاے کے مار کر گوشت کھا جاتا
تم یہان بیکار آئے تمکو نہین یہان آنا چاہیے تھا نہین معلوم کس سبب سے تمہارا یہان آنا ہوا شاید
اسواسطے شکار کھیلتے کھیلتے آئے ہوگے مین نے اپنے بزرگون سے یہ بھی سنا ہے کہ اس صحرا مین ایک آہو
ہے وہ بہت خوبصورت ہے اکثر وہ دور دور یہان سے نکل جاتا ہے اور اُن لوگون کو اس صحرا مین لاتے

نظر سے غائب ہوجاتا ہے وہ آہو معلوم نہین اصلی ہے یا کوئی آسیب ہے آجتک اُسکا حال مفصل معلوم نہین
ہوا ہے عجب نہین کہ وہی آہو تمھین بھی لگا کے یہان لایا ہو اُسی کے سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا ہو غرض
اب تم یہان کسی طور سے آگئے ہو دیکھیے یہان سے زندہ پھر کر جاتے بھی ہو یا نہین یہ کہکر وہ کوہی جانب کوہ
چلا شاہزادہ نے اُس کوہی سے ہر چند کہا کہ تو مجھکو یا تو اپنے ہمراہ لے چل یا آج کی شب یہین رہ اُسنے
کسی بات کو منظور نہ کیا رستم ثانی لیکر اُسکے جانے کے اسی صحرا مین تلاش آب ہر طرف گئے لیکن کہین پانی
نملا اسی اثنا مین آفتاب نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی اُس وقت وہ صحرا زیادہ تر خوفناک
ہوگیا کیونکہ وہ تاریکی کا ہونا وہ ہی ایسے ہوا کا چلنا وہ سنسناٹا وہ صحراے لق و دق وہ پیاس وہ ہوا وہ
مجبوری و لاچاری وہ مرکب کا زمین پر گرکے تڑپنا پیاس سے قریب ہلاکت پہونچنا وہ شاہزادہ کا بنظر یاس
ہر طرف دیکھنا پناہ بذات خدا رستم ثانی ایسا ہی شجاع و بہادر تھا اور زندگی اُسکی باقی تھی ورنہ اگر رستم بھی
اس مقام پر ہوتا تو خوف سے ہلاک ہوجاتا اور تاب تشنگی نہ لا سکتا ابھی شاہزادہ حیران و پریشان طرفہ
و سیدم نگران تھا کہ یکایک اُسی کوہی نے اپنی زبان مین شاہزادہ سے جو بیان کیا تھا اور شاہزادہ تمام و
کمال اُسکی تقریر نہ سمجھا تھا وہی اُمور ظاہر ہونے لگے یعنی وہ صحرا روشن ہونے لگا دور سے ایک مکان
مانند حباب کے شیشے کا نہایت وسیع جس مین روشنی بکثرت تھی نظر آنے لگا اور کچھ آواز کسی نازنین
کے گانے کی اور صداے سازہاے مختلف کان مین آنے لگی اُس وقت رستم ثانی نے دلیرانہ ارادہ
کیا کہ جس طرح ہو سکے مکان مذکور تک جانا چاہیے اور کیفیت وہان کی دیکھنی چاہیے اگر زندگی
باقی ہے تو کچھ بھی ضرر نہوگا اور اگر اجل ہی اسی صحرا مین لائی ہے تو مرضی خدا مین کیا دخل ہے راضی ہون
رضاے الٰہی مین یہ قصد کرکے اُسی مکان کی طرف روانہ ہوا بدقت راہ طے کرکے قریب اُس مکان عجیب و
غریب کے پہونچا دفعتاً آواز گانے کی تو موقوف ہوئی لیکن وہ مکان نظر سے غائب نہوا رستم ثانی نے دیکھا
کہ دروازہ اُس مکان کا یا تو بند تھا یا فی الفور خود بخود کھل گیا اور مکان مذکور کے اندر سے آواز آئی اے
شاہزادہ رستم ثانی مجھے معلوم ہوا کہ تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و سختی اُٹھائی ہے یہان بڑے بیر
اسوقت آگئے ہو آمادہ اپنی جان دینے پر بھی ہو خیر اگر آگئے ہو تو ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین
شاہزادہ موصوف یہ تقریر صاحب مکان کی سُنکے دلیرانہ دروازہ مکان سے اندر مکان مذکور کے گیا
پہلے اُس مکان کو بنظر غور چہار طرف اور تحت و فوق دیکھا عجب وہ مکان وسیع عجیب و غریب نظر
آیا کہ دیکھنے سے اُسکے از حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ مکان یکسر آبگینہ باریک و نازک کا تھا مانند
قمقمہ بلورین کے یا مثل حباب سحر کے بنا ہوا تھا ہر چند بظاہر مختصر تھا مگر اندر جانے سے اُس
مکان کے ثابت ہوا کہ نہایت وسیع ہے چہار طرف در و دیوار مین اور اُسکے تحت و فوق مین صدہا
بلکہ ہزارہا تصویرین زن و مرد انسان و حیوان شجر و حجر دیو و جن و باغ و صحرا کوہ و دریا وغیرہ کی
نظر آئین جنکے دیکھنے سے اسقدر حیرت ہوئی کہ شاہزادہ موصوف بھی ایک تصویر حیرت ہوگیا جس تصویر کو
دیکھا یہی معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے تصویر نہین ہے کیونکہ وہ جملہ تصویرین ایسی تھین گویا باتین کرتی ہین بہزاد نے بھی اپنی
زندگی مین مانند اُن تصویرون کے ایک تصویر بھی کبھی نہ کھینچی ہوگی ایسا اُنکو رنگ و روغن میسر ہوا ہوگا اور
اُس مکان کا نقش و تصویر کی کیا ثنا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہے کہ وہ مکان رشک نگارخانہ چین تھا اگر

اگر مانی و بہزاد اس مکان کی کسی تصویر کو مفصل دیکھ لیتے تو غیرت سے پھر کبھی دعوے مصوری نکرتے باین
وجہ کہ اول تو وہ تصویرین ایسی خوشنما و خوبصورت تھین کہ ایسی تصویر کھینچنا محال تھا دوسرے یہ کہ تکلف
یہ تھا کہ ہر تصویر گویا جاندار معلوم ہوتی تھی اور اصلی و نقلی مین فرق ثابت نہوتا تھا جب شاہزادہ رستم ثانی
تصویرون کو دیکھ چکا بعدہ روشنی پر نظر کی دیکھا صدہا جھاڑ بلورین و دیگر شیشہ آلات رنگا رنگ کے عجیب
طور سے سقف مکان مین آویزان ہین کہ حیرت ہوتی تھی ان سب جھاڑون مین تنبیان موم کافوری
روشن ہین دیوارگیریان نہایت نفیس ہین آیینے قد آدم رشک ختن دیوارون پر نہایت خوبی سے نظر
آتے ہین تخت پر فرش نفیس و پاکیزہ یون بچھا ہوا ہی کہ دربار سلاطین جہان مین بھی ایسا فرش کبھی کسی
نہ دیکھا ہوگا اگر اس فرش کی تمامیات فرش زمین کوئی تعریف لکھے تو بھی اچھی طرح تعریف اسکی نہ لکھ سکے
اور جو کنول اور مردنگ و فانوس و دیگر سامان عجائب و غرائب دیکھا اسکی بھی تما اگر عمر خضر بھی پائے تو
اسے نہ کرسکے ایک پہلو کیا تعریف اس مکان کی اور تمام اسکے اشیا کی کرسکتا ہی مجبور رہکے حال صاحب
مکان وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد دیکھنے مکان و زیب و زینت و سامان و اسباب مکان کے شاہزادہ
موصوف نے دیکھا کہ ایک شخص کبیر السن کہ جسکی ڈاڑھی قریب ایک وجب لمبی اور سفید تھی اور وہ پوشاک
نفیس سفید پہنے تھا بالاے مسند تکیہ لیے بیٹھا ہی چہرہ اسکا چندان روشن نہین ہی مگر رعب و داب زیادہ
ہی اور قریب اسکے ایک نازنین نہایت حسین رشک پریزادان پرستان غیرت حوران جنان بیٹھی ہے
چونکہ وہ نوجوان و عاقلہ ہی بصد شرم و حیا اور بہزار ناز و ادا لباس رنگین و نفیس پہنے ہوے جلوہ گر ہے
اسکی روشنی رخ سے ایسی ضیا ظاہر ہوتی ہی جیسے ماہ شب چہاردہ سے روشنی ہویدا ہوتی ہی شاہزادہ
رستم ثانی نازنین مذکور کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا وہ بھی پہلے تو شاہزادہ موصوف کو دیکھکر مسکرائی
بعد اسکے شرم سے سر جھکاکے منہ پھیرکے بیٹھی رہی ابھی اس نازنین نے رستم ثانی کو دیکھکر ناز و
نخوت سے منہ اپنا پھیرا تھا کہ شاہزادہ کا اسکے عشق مین عجب حال تھا ناگاہ شخص کبیر السن نے سر اپنا
اٹھاکے جانب شاہزادہ دیکھکر کہا آئیے تشریف لائیے گو مجھسے خرد تر ہو لیکن بوجہ شاہزادہ ہونے کے بزرگ مرتبہ
ہو تمھاری تعظیم و تکریم کرنی چاہیے یہ کہکر مسند سے اٹھا شاہزادہ نے اسے پہونچکر سلام کیا
اسنے جواب سلام کا دیا جب شاہزادہ قریب اسکے آیا اسنے اپنی جگہ پر بالاے مسند بٹھایا اور
خود علحدہ ہٹکر بیٹھا بعد بیٹھنے کے مزاج پوچھا شاہزادہ نے کہا شکر ہی پروردگار عالم کا کہ ابھی تک
بقید حیات ہون یہ کہکر پوچھا کچھ اپنی تعریف کیجیے اس نے جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ
بسبب مجھکو ثانی ارسطو کہتے ہین یہ ایک مختصر مقام مین نے اپنے رہنے کے واسطے یہین جنگل مین بنالیا
ہی یہین رہتا ہون مین اٹھکر معانقہ و مصافحہ آپ سے ضرور کرتا مگر ترک ادب ہوتا کیونکہ مین گویا شمول
اموات ہون پس جو نیت ہو اسکو زندون سے معانقہ کرنا چاہیے خصوص آپ ایسے شاہزادہ
ذیوقار سے یہ کہکے چہرہ شاہزادہ کو بنظر غور دیکھ کے پھر کچھ سمجھکے اور مسکراکے کہا مین آپ کے حال سے
آگاہ ہوگیا ہون لیکن چاہتا ہون کہ آپ اپنی زبان سے اپنا حال خود بیان کیجیے اس وقت چہرہ سے
آپکے صاف پایا جاتا ہی کہ کسی کے دام عشق مین گرفتار ہوگئے ہین سوا اسکے کسی ایسی چیز نادر
کے حصول کی فکر آپکو ہے کہ جس سے کام عظیم کا انصرام کرنا منظور ہے شاہزادہ نے کہ

شرما کے سر جھکا کے جواب دیا حکیم صاحب جب آپ آگاہ ہو چکے ہیں اور خود بیان کر چکے ہیں تو میں اب
کیا بیان کروں حکیم صاحب نے کہا جبتک آپ اپنی زبان سے مفصل اپنا حال اظہار نہ کیجیے گا اُس وقت
تک کوئی فکر آپکے حسب دلخواہ نہ کی جائیگی اور جواب باصواب آپکو نہ دیا جائیگا لہذا آپکو لازم ہے کہ
کچھ حجاب و شرم نہ کیجیے جو کچھ بیان کرنا منظور ہو بیان کیجیے شاہزادہ نے اُس نازنین کی طرف اشارہ
کر کے پوچھا یہ نازنین کون ہے اسکا کیا نام ہے یہ گل رعنا سے باغ دلربائی کس گلشن کا ہے اور یہ رشک
سرو کس چمن کا ہے مجھے اس سے بہت الفت ہے جس وقت سے اسے دیکھا ہے کیا کہوں کیا حال دل کا
ہے مفصل حال تو اپنے دل کا کیا بیان کروں لیکن مختصر حال میرے دل کا بقول کسی شاعر کے ایسا ہے مطلع
پہنچے افسردہ جو مشہور ہے وہ ہمارا ہی دل رنجور ہے گر آئینہ مرغ بسمل کے ہیں دل بیتاب کو طپان
کہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ یہ دل میرا بطور طائر نیم بسمل کے تڑپ رہا ہے اور اگر مثل سیماب کے بیقرار
کہوں تو بھی دعوا اسے میرا غلط نہیں ہے کیونکہ یہ دل زار اس محبوبہ گلعذار کے عشق میں مثال سیماب کے
بیقرار ہے حسرت یہی ہے کہ اس سے ہم بستر ہوں ایک آرزو یہ ہے جو آپ نے بیان کی دوسری
تمنا یہ ہے کہ لوح طلسمی میرے ہاتھ کسی طرح آجاے تاکہ طلسم صندل کو فتح کروں حکیم ثانی
ارسطو نے مسکرا کے جواب دیا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے میں پہلے
ہی ان دونوں باتوں سے آگاہ ہوگیا تھا مگر خلاصہ آپ سے بمصلحت نکہہ سکا اب خلاصہ اور
صاف صاف کہتا ہوں آپکے سوالوں کا اور حسرتوں کا جواب دیتا ہوں بگوش دل سنیے اس
نازنین کے بارے میں جو آپ نے مجھسے پوچھا ہے معلوم ہو کہ یہ نازنین شاہزادی ہے نام اُسکا ملکہ
ہمایوں گوہر پوش ہے اسکے پدر کا نام حدید شاہ ہے جو اجتک ملک حدیدیہ کا فرمانروا ہے اور اسکے
صدمہ جدائی میں سیاہ پوش ہے یہ نازنین مجھتک عجیب عنوان سے آئی ہے میں اسکے آنے کا حال کیا
بیان کروں بعد چندے آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا میں اب آپکو ایک خبر خوش سناتا ہوں وہ خبر
یہ ہے کہ آپکا عقد اسی شاہزادی سے عنقریب ہوگا وصل کے بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ کبتک ہو مگر
ساتھ سونا تو ضرور ہوگا آپ صدمہ و رنج نہ کیجیے و خوش ہوجیے کہ مدعاے دلی آپکا بر آئیگا
یہ شاہزادی آپکے عقد میں آئیگی سوا آپکے کوئی اس شاہزادی سے ہمبستر نہوگا اور یہ بھی
واضح ہو کہ آپ فتاح طلسم صندل ضرور ہیں لوح طلسمی آپکو ضرور ملیگی لیکن ابھی نہیں جب اُسکے
ملنے کا زمانہ آئیگا ملیگی شاہزادہ نے خوش ہو کے پوچھا لوح طلسمی تو بالفعل نہیں ملیگی لیکن اس حسین
رشک حور سے عقد کب ہوگا دل میرا بیقرار ہے میں چاہتا ہوں کہ ابھی عقد ہو جاے حسرت میرے دل کی
نکل جاے حکیم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر میں اور آپ دونوں
عقد پڑھ سکتے ہیں میں اس شاہزادی کی طرف سے وکیل ہو کے تعداد مہر مقرر کر کے اُسکی رضامندی
سے اجازت لیکے صیغہ نکاح پڑھتا ہوں اور آپسے سوالات کرتا ہوں آپ عربی زبان میں جوابات
دیجیے اسی وقت آپکے نکاح میں یہ شاہزادی آجاے مگر پھر بھی اس سے نکاح کیجیگا موافق
اپنی شان اور اسکی قدر و منزلت کے میرے عقد پڑھنے پر اکتفا نہ کیجیے گا شاہزادہ نے اس امر کو
بخوشی منظور کیا اُس وقت حکیم صاحب اور چند کنیزوں اور دیگر عورتوں نے ملکہ ہمایوں گوہر پوش کو

دولھن بنایا اور جو سامان شادی و عقد مین ہوتا ہے اور ضروری قواعد و رسوم ہوتے ہین اُنھون نے اُنکے
کرنے مین تامل نہ کیا اگر اُنکو لکھون تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جب وہ نازنین دلھن بنی چند عورتین جو
تھین اُن مین سے ایک رقص و نغمہ کرنے لگی کئی عورتین ساز بجانے لگین دو چار عورتون نے ملکر
رستم ثانی کو دولھا بنایا ایک کنیز کشتی لیکر آئی اُسمین نقل و میوہ و شربت وغیرہ رکھا تھا وہ کشتی روبرو
حکیم صاحب کے رکھی گئی حکیم صاحب نے موافق قاعدہ نازنین مذکورہ سے واسطے عقد پڑھنے کے
اجازت لیکے مہر معین کرکے حسب دستور نکاح پڑھا بعدہ سوالات حسب دستور عربی مین کیے
رستم ثانی نے اُن سوالون کا جواب دیا جب اس طور سے عقد ہوگیا حکیم صاحب نے خوش ہوکے کہا ای شاہزادہ
ذیجاہ مبارک ہو لیجیے خوشی آپ کی کی گئی اب یہ شاہزادی آپ کے نکاح مین آگئی ہے یہان جملہ سامان عیش
و استراحت مہیا و موجود ہے بسم اللہ یہ شب سالہا اپنی زوجہ منکوحہ کے ہمراہ بعشرت بسر کیجیے شربت پلائی موقوف
رکھیے کیونکہ یہان سوا میرے اور آپ کے مردون مین کوئی نہین ہے اگرچہ عورتین ہین تو کنیز وغیرہ ہین
لیکن اس رسم کو بھی موقوف رکھیے تو بہتر ہے اولا اگر آپ کی خوشی ایسی ہے کہ شربت کی رسم ہو تو مین
حاضر ہون ایک حکیم زادہ نبض و قارورہ کا دیکھنے والا ہون شاہ و شہریار و وزیر و امیر نامدار نہین ہون
ایک محتاج ہون جو کچھ اس رسم مین حاضر کرون اُسے قبول کیجیے گا یہ کہکر ایک کنیز سے اشارہ کیا وہ جلد
گئی اور چند کشتیان کہ اُسپر کشتی پوش نفیس و زر تار پڑے ہوے تھے لے آئی وہ کشتیان نقرئی و
طلائی تھین کسی کشتی مین خلعت فاخرہ لائق شاہ و شہریار کے تھا اور کسی مین تاج جواہر نگار اور شمشیر
آبدار رکھی تھی اور چند کشتیون مین جواہر بیش بہا اور اشرفیان بکثرت تھین الغرض وہ سب کشتیان
حکیم صاحب نے نذر رستم ثانی کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار ان کشتیون مین جو کچھ ہے اسے قبول کیجیے اور
اسے شربت پلائی مین لینا تصور نفرمایے گا نہ جہیز مین خیال کیجیے گا کیونکہ مجھے جہیز دینے سے کیا تعلق ہے
یہ شاہزادی میری دختر نہین ہے اور نہ مین شربت پلائی مین کچھ آپکو دے سکتا ہون صرف آپکی خوشی
خاطر کے واسطے ایسا طور سر دست اس وقت کیا گیا ہے یہ کہکے حکیم صاحب اُٹھے اور شاہزادے سے
رخصت ہوکے کنیزون سے کچھ اشارہ کرکے اُسی مکان مین ایک جانب جاکے غائب ہوگئے لیکن بعد
جانے حکیم صاحب کے بعد کھانا کھلانے اور پانی پلانے دُلھن دولھا کے کنیزون نے موافق اشارہ ثانی
ارسطو کے ملکہ گوہر پوش کو مسند زرین سے اُٹھایا اور جو مسہری نفیس اس مکان مین بنی تھی اُسی مسہری پر ملکہ مذکورہ
کو لے گئین بعدہ اُنمین سے وہ سب کنیزین خدمت رستم ثانی مین مسکراتی ہوئی آئین اور دست بستہ عرض کرنے
لگین ای شاہزادہ دلبند و ذیجاہ و نوشاہ اب تنہا آپ کیون تشریف رکھتے ہین ہمراہ عروس کے
مسہری پر آرام کیجیے مدعاے دلی عروس سے نکالیے شاہزادہ اُنکی تقریر سُنکے شرما کے خوش
ہوا فی الفور شوق وصل مین مسند زرین سے اُٹھکر مسکراتا ہوا اُس مسہری کی طرف چلا جب
قریب اس مسہری کے پہونچا دیکھا کہ عجب نادر مسہری ہے کسی شاہ و شہریار کو کبھی ایسی مسہری
پر خواب مین سونا میسر نہوا ہوگا اور کبھی چشم فلک نے بھی ایسی مسہری نہ دیکھی ہوگی اس مسہری
کے پردون اور خوشبو کے پھولون اور فرش مسہری اور تکیون کی تعریف کیا لکھی جاے کہ قلم دفتر رقم
ثنا مین اُسکے عاجز ہے الحاصل شاہزادہ موصوف نے اُس مسہری کو دیکھکر بہت خوش ہوکے

اور اُمید ملکہ ہمایون گوہر پوش کو پلکے از حد شادمان ہو کر مسہری پر قدم رکھا ملکہ مذکور مسہری پر شاہزادے
کے آنے سے گھبرائی زفاف کے خیال سے کچھ شادمان اور کچھ پریشان خاطر ہوئی کنیزون سے اشارے
سے کہنے لگی خبردار تم سب یہان سے کہین نجانا جاگتی رہنا میرے پاس سے جدا ہونا اور اگر کہین
جانے کا قصد ہو تو مین اس شاہزادہ سے خائف ہون مجھے بھی ہمراہ اپنے لے چلنا نہین معلوم بعد
تمھارے جانے کے یہ مجھسے کیا کریگا مین کبھی کسی مرد کے ساتھ سوئی نہین ہون مجھے مرد سے نفرت
ہی اس شاہزادے کے یہان رہنے سے مجھے نیند نہ آئیگی راحت مین میری خلل آئیگا بلکہ تکلیف
و اذیت کا یقین ہی کنیزون نے بھی اشارہ سے عرض کیا حضور گھبرائین نہین باطمینان خاطر آپ
اسی مسہری پر آرام کرین ہم حضور کے پاس سے کہین نجائینگے جس وجہ سے حضور پریشان خاطر ہین
ہم اُس سے آگاہ ہین خوب جانتے ہین کہ بعد ہمارے جانے کے یہ شاہزادہ واسطے اجرائے کار
اپنے کے آپ کو تکلیف دیگا خونریزی حضور کے دشمنون کی چاہیگا بھلا ہم جان بوجھ کر ایسے وقت مین
کب حضور سے جدا ہونگے ہمنے حضور کا نمک کھایا ہی گودیون مین حضور کو کھلایا ہی خدمتین کی ہین اب خدا
نے یہ دن دکھایا ہی کہ حضور جوان ہوئی ہین نام خدا سن حضور کا چودہ برس کا ہوا ہی ماہ شباب کمال کو
پہونچا ہی پس طفلی سے حضور نے باہر قدم نکالا ہی ہم ہرگز یہ نہ مانینگے کہ حضور کو اس شاہزادہ سے کسی طرح
کی تکلیف و اذیت پہونچے اور بے پردہ موتی سوزن الماس سے بدھ جائے ملکہ ہمایون گوہر پوش
اُنکے اشارہ کی تقریر کو سمجھ کر مطمین ہوئی اور شاہزادے کی موجودگی سے ناخوش ہو کے شرما کے منہ چھپانے
اور روٹھنے لگی اور وہ ارادہ کرنے لگی کہ مسہری سے اُٹھ کر کہین چلی جاؤن مبادا کنیزین مجھسے
جھوٹ کہتی ہون یہان سے سرک جائین تو کیا ہو ہنوز شاہزادی اس تردد مین تھی کہ وہ کنیزین اُسی
وقت وہان سے علیحدہ ہٹ گئین شاہزادہ مسہری پر جا کر بہزار اشتیاق وصل ملکہ مذکور کے پاس بآرام
تمام لیٹا اور کہا اے شاہزادی کہان جانے کا ارادہ کرتی ہو ہمتو تمھارے وصل کے مشتاق ہو کے
تمھارے پاس آئے ہین ہمارے حال پر نظر عنایت کرو اس وقت ہمسے جدا نہو یہ کہکے شاہزادہ نے اُسکی
کلائی پر آہستہ پیار سے ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا اُسوقت عجیب طرح کی کشمکش باہم ہونے لگی کسی طرف
سے ناز اور کسی جانب سے نیاز ہونے لگا آخر کار نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ نے ملکہ ہمایون گوہر
پوش کو بصد خوشامد مسہری پر لٹایا ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالے بوسے اُسکے عارض گلرنگ کے لینے
لگا ارادہ کیا ناگاہ ایسی ہوائے فرحت بخش و نوم آور و راحت طلب آئی کہ شاہزادہ موصوف
نہ تو ملکہ مذکور کو پیار کر سکا نہ وصل اُس سے حاصل کر سکا نہ کچھ باتین کر سکا لیٹتے ہی سو گیا
چونکہ مشہور ہی کہ شب وصل نہایت مختصر ہوتی ہی اور فلک پیر جوانون کا درپی آزار ہمیشہ سے رہتا ہی
ایک دم جوانون کو ساتھ حسینان جہان اور نازنینان و خوب رویان کے عیش و عشرت کرنے
نہین دیتا ہی اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی جوان کسی اپنی محبوبہ سے وصل چاہتا ہی اور اُسکے پاس لیٹتا ہی
تو اس چرخ جفاجو کو نہایت ہی ناگوار ہوتا ہی اور ایسا سنگ تفرقہ بصد قہر و غضب لگاتا ہی کہ عاشق
کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کر دیتا ہی فراق طالب و مطلوب کا ہمیشہ خواہان
رہتا ہی وصل زوجہ و شوہر یا ہمبستری عاشق و معشوق کی اُسے ناگوار ہی نہین چاہتا ہی کہ دو شیدا

ایک جا ہوں عیش و راحت سے زندگی بسر کریں ہمیشہ یہ جلاد بانی بیداد عشاق پر جفا ہی کرتا ہی کون ایسا
خوش مقدر ہی کہ جس پر اس نے کبھی کوئی ظلم نہیں کیا ہی کون ایسا شخص ہی کہ اسکا شاکی نہیں ہی یہ ستم ایجاد ہر ایک
پر انواع و اقسام سے جور و جفا کرتا ہی کسی کو کسی حسین کے عشق میں صحرا نورد کرتا ہی کسی جوان کو کسی محبوبہ
کی الفت میں مبتلا کرکے مانند ماہی بے آب کے تڑپاتا ہی کسی عاشق کو کسی معشوقہ کی الفت میں مانند
مجنون دیوانہ کرتا ہی کسی طالب کو کسی مطلوب کے شوق وصل میں مثل فرہاد کے تیشۂ ظلم سے ہلاک
کرتا ہی سلاطین جہان کو ملک و مال سے محتاج کرکے ہلاک کرا کے خوش ہوتا ہی کسی کو کسی عزیز و
دوست کے فراق میں رُلاتا ہی غرض کہاں تک ظلم و جفا اسکے تحریر کیے جا ہیں کیونکہ بیحد و بیشمار ہین
شکایت اس پیر فلک کی مفصل تو کیا لکھی جاے الامختصر یہ ہی کہ موافق نظم

فلک برہم زن صحبت ہی افسوس	یہ کیا خو ہی یہ کیا عادت ہی افسوس
ستم آثار مردم حیلہ ساز است	کہن چرخ مشعبد حقہ باز است

الحاصل آمدم بر سر مطلب ہنوز شاہزادہ رستم ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ساتھ مسہری پر لیٹ کے سویا تھا
کہ تھوڑی ہی دیر میں صبح ہوگئی شب وصل گذر گئی آنکھ شاہزادے کی جو کھلی اپنے تئین عجب حال میں
پایا دیکھا کہ فرش خاک پہ پڑا ہوں نہ وہ مکان ہی نہ مسہری ہی نہ وہ محبوبہ ہی کہ جسکے ساتھ نکاح ہوا
تھا نہ وہ سامان عیش و عشرت نہ حکیم ثانی ارسطو ہین نہ وہ کشتیان زر و جواہر کی ہین نہ وہ کنیزین
ہین وہی صحراے وحشت ناک ہی ہواے تند چل رہی ہی گرد اُڑ رہی ہی غبار بلند ہو رہا ہے شاہزادہ
موصوف نے آنکھیں کھولکر صحرا کو دیکھکر پہلے تو خیال کیا کہ میں خواب پریشان دیکھ رہا ہوں کیونکہ میں تو
مسہری پہ ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے لیٹا ہوں یہ صحرا اور فرش خاک پر پڑا ہوں میرا کیا یہ خیال
ہی کہ آنکھیں اپنی بند کرلیں بعد تھوڑی دیر کے خوب ہوشیار و بیدار ہو کے جو بنظر غور چہار طرف دیکھا تو یقین
ہوا کہ خواب پریشان نہیں ہی واقعی خاک پر پڑا ہوں آلودہ گرد و غبار ہوں نہ وہ مکان ہی نہ وہ مسہری
نہ وہ ملکہ ہی شاہزادہ اس طلسم کی ایک سیر اور عجائبات کی سی کیفیت سمجھکر ازحد متحیر ہوا دل میں کہنے
لگا شب کو کیا دیکھا تھا صبح کو کچھ بھی نہ پایا ہاے یہ کیا ہوا یہ کیا شعبدہ تھا اور یہ کیا طلسم تھا اور
یہ کیا عجیب و غریب نیرنگ تھا کہ کبھی ایسا کوئی شعبدہ حیرت افزا دیکھنے میں نہ آیا تھا اور کبھی ایسا طلسم
نظر سے نہ گذرا تھا یہ شہزادہ باتین اپنے دل میں کرکے زمین سے اُٹھا چہار طرف دیکھنے لگا کوئی ہمدم
دیار نظر نہ آیا اُسی صحرا میں اپنے مرکب کو زمین پر پڑا ہوا پایا جب اُسکے قریب گیا دیکھا کہ وہ مرگیا ہے
رستم ثانی گھوڑے کے ہلاک ہونے سے فکر کرنے لگا کہ اب اس صحرا سے پیادہ کدھر جاؤنگا وحشت نوردی
سے ہلاک ہو جاؤنگا اسی فکر میں یہ خیال کیا کہ ای رستم ثانی مرجانا ہی تیرا اب بہتر ہی کیونکہ تو ایسے اپنے
محبوب سے جدا ہوا ہی کہ جو خوبروئی میں بیمثل تھا یہ خیال کرکے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش میں آہ و بکا کرنے
لگا اور اپنی بدقسمتی پر کف مین کرنے لگا آخر تا دیر اپنی بدنصیبی پر گریہ و بکا کرکے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش کے
ساتھ سونے میں اور وصل سے محروم رہنے میں یہ شعر ورد زبان کیا ؎ باغ دنیا میں نہوگا کوئی ہمسا بدنصیب +
آئے ایسے باغ میں اور خالی دامان چلے ؎ شعر مندرجہ پڑھکر بعد آہ و بکا وہان سے آگے چلا راہ صحرا کو طی کرنے لگا کوئی
ایسا نہ تھا کہ اُس سے راہ دریافت کرتا تو کل بخدا ایک سمت صحرا میں رہ نورد ہوا راہ میں پیر قدم پر چھالے پڑے قدم سوجنے لگے پیادہ
روی و محنت شاہزادہ رستم ثانی پر نظر کرکے خارہاے دشت بزبان بیزبانی تعریف کرنے لگے اور گرد باد

شاہزادہ کو صحرا مین پیادہ پا رواں دیکھکر رشک مجنون ہاتھ کر واسطے تعظیم کے جا بجا اُٹھنے لگے بول
تھد بیابان شاہزادہ رستم ثانی کو نوشاہ عالی جاہ جہان کے بار بار خلعت ہاے چادر گرد و غبار سے
خلع کرنے لگی روح قیس عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین شاہزادہ موصوف کو گریان و صحرا نورد دیکھ
مرحبا و جزاک اللہ کر کہنے لگی تھوڑی راہ صحرا شاہزادہ نے طے کی تھی کہ کف پا اُسکے جو مانند گل کے
نازک و نرم تھے صدمہ خس و خار بیابان سے رہروی سے عاجز ہوے خون کف پا سے بوجہ چھپنے خارہا
وقدن کے جاری ہوا یہ جاے افسوس ہی کہ موافق نظم مقام ہذا

عشق نے کس بلا مین ڈالا ہی — پاؤن ایذاے راہ سے مجروح — گھر سے باہر اُسے نکالا ہے
دم بدم وقت دم شماری تھا — بوجھ سر کا قدم پہ بھاری تھا — سوجھتی تھی نکوئی راہ فتوح
نہ رہا تھا ذرا بھی حسن کا روپ — رنج و آفت سے جان جاتی تھی — رات کی اوس اور دن کی دھوپ
دیکھ کر رنگ چرخ شعبدہ گر — جاے انصاف ہی مقام حذر — مانگتا تھا نہ موت آتی تھی
آسمان اُس سے خاک چھنوائے — فرش گل پر جسے نہ آئے قرار — جو کہ نازون سے پرورش پائے
رگ گل سے جو پاؤن ہون افگار — بار ہو اُنسے یون سر ہر خار — اُسکے زیر قدم ہو بستر خار
وہ مہ حور پیکر اور یہ سفر — وہ گل گلشن نزاکت زا — وہ بت نازپرور اور یہ سفر
آسمان جسکا اِک بگولا تھا — طول مین عمر خضر جادہ تھا — اور یہ وادی قیامت زا
کالی آندھی کے صاف تھے آثار — جسپہ اُڑاتی تھی باد تند غبار

ایسے صحراے بلاخیز مین اُٹھتا بیٹھتا نالہ و فریاد کرتا ملکہ ہمایون
گوہر پوش کی یاد کرتا ہوا جاتا تھا جب بہت رہروی سے عاجز ہوتا تھا سر شام کسی درخت کے نیچے
بالاے خاک لیٹ رہتا تھا زیر سر بجاے بالش سنگ کلان رکھ لیتا تھا دل سے کہتا تھا دیکھیے عشق
ملکہ ہمایون گوہر پوش مین ابھی کیا کیا سختیان اُٹھانا ہونگی اور بعد اُٹھانے سختیون کے دیکھیے اُس سے
ملاقات بھی ہوتی ہی یا نہین اگر ملاقات بھی مثل سابق ہوئی تو اُس سے وصل ہوتا ہی یا نہین اسی قسم کی باتین یاد
کرتا تھا اور روتا تھا یاد محبوب مین نیند نہ آتی تھی ہان کسل راہ و صدمہ خار و آبلہ پائی سے غش آجاتا تھا جب
صبح ہوتی تھی افاقہ ہوتا تھا بمجبور اُٹھکر تلاش دلربا مین اسی حالت آبلہ پائی مین آگے جاتا تھا اسی طرح شاہزادہ موصوف
چند روز تک صحرا نورد رہا کبھی دامن کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ زیر شجر سایہ دار کبھی صحراے پر خار مین کانٹون پا
پر قیام پذیر ہوا اور شب بہزار خرابی و دشواری بسر کی آخرکار ایک روز ہنگام سحر دامن کوہ سے جو روانہ
ہوا جاتے جاتے صحرا مین وقت قریب شام دیکھا کہ ایک جھونپڑی شکستہ ہی اُسکے آگے ایک فقیر
جوان سیہ فام شیر کی کھال پر بیٹھا ہی انگیٹھی اُسکے آگے رکھی ہی آگ اُسمین دبی ہی اور کچھ لکڑیان مین دھوان
ہو رہا ہی فقیر مذکور دھونی رمائے بیٹھا ہی اور قریب اُسکے ایک گھڑا کورا پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے
اُسپر ایک آبخورہ ڈھکا ہی اور یہ گھڑا اُس فقیر کی جھونپڑی کے عقب ہی بلکہ اندر جھونپڑی کے ہی اور
ایک پردہ جھونپڑی مین پڑا ہوا دکھائی دیتا ہی فقیر مذکور بار بار یا حق یا معبود یا داتا بہ آواز بلند کہتا ہی اور
جانب دشت بنظر غور اس طرح دیکھ رہا ہی جیسے کوئی کسی کے آنے کا منتظر ہوتا ہی شاہزادہ نے
اس فقیر کو دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ آج بعد کئی دنون کے اس صحرا مین اس فقیر کو دیکھا ہی اسکے
پاس ضرور جانا چاہیے غالبا اسکے پاس پانی ہوگا اس وقت مین پیاسا بھی ہون پانی طلب کرکے پیونگا

اور واسطے بر آنے اپنے مدعا کے فقیر سے کہونگا عجب نہین کہ اس فقیر صحرانشین کی دعا سے ملکہ ہمایون
گوہر پوش دوبارہ مجھے ملجائے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور جانب فقیر کے
چلا جاتا تھا ناگاہ اس فقیر نے رستم ثانی کو دیکھکر بآواز بلند کہا ای شاہزادہ رستم ثانی تشریف لائیے مین
آپکا منتظر تھا معبود تمھارے حال پر رحم کرے تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و اذیت اٹھائی ہی اور
ہمت نہین ہاری ہی شاباش و مرحبا تمھاری شجاعت و بہادری و عاشق صادق ہونے مین شک نہین ہی
شاہزادہ موصوف نے اسکے اس طرح کلام کرنے سے خیال کیا بیشبہہ یہ درویش صاحب کمال ہی کیونکہ میرے نام و
حال عشق سے آگاہ ہی اور مجھے طلب کرتا ہی غالبًا اس فقیر کی دعا سے میرا مدعاے دلی بر آئیگا جو خواہش
میری ہی وہ اسکی برکت سے پوری ہوگی یہ فقیر تو مُندا اور فقرا کے بیکمال معلوم نہین ہوتا ہی یقینی یہ بھی ایک
خاصان خدا سے معلوم ہوتا ہی اسکی دعا مین ضرور اثر ہوگا یہ خیال کرتا ہوا دل مین خوش ہوتا ہوا
پاس درویش مذکور کے گیا اور بے اختیار شوق طلب آرزوے دلی اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام
کا دیکر تعظیم کرکے قریب اپنے بٹھایا اور بنظر لطف و عنایت چہرہ رستم ثانی کو دیکھکر بعد مزاج پرسی
کے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ مین آپکے بیان آنے سے خوش ہوا حال سب آپکے ظاہر ہوا لیکن اسوقت
آپکو بہت مضطر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی بیان کیجیے رستم ثانی نے کہا باعث میرے اضطراب کا
اول تو یہ ہی کہ مین اس وقت بہت پیاسا ہون گرفتار تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہون اگر پانی ممکن ہو تو
مجھے پلائیے دوسرے سبب میرے مضطر ہونے کا آپپر ظاہر ہی ہوگیا ہی آپنے خود ہی بیان کیا ہی
حال عشق کا آپپر ہویدا ہوگیا ہی بیشک آپ فقراے ذیکمال سے ہین اپنے نام سے آگاہ کیجیے اور میرے
واسطے دعاے خیر کیجیے کہ حق تعالے آپکی برکت دعا سے میرے مطالب دینی و دنیوی برلائے فقیر مذکور نے
جواب دیا ای شاہزادہ ذوالوقار اگر تم پیاسے ہو تو نہ گھبراؤ یہان آب سرد و شیرین موجود ہی کوئی دم مین اپنے
ہاتھ سے جام آب دیگا اُس آب سرد سے دل آپکا ٹھنڈا ہو جائیگا اور روح کو راحت دل کو آرام حاصل ہو جائیگا
اور آپکے حال سے جو مین آگاہ ہوگیا آپنے مجھکو فقراے ذیکمال سے تصور کیا یہ آپکا خیال خام
ہی مین تو ایک فقیر بیکمال ہون اگرچہ نام میرا کمال شاہ ہی مین کیا اور میری دعا کیا جو چاہتا ہی وہ معبود
کرتا ہی ہان حکم دعا کرنے کا ہی یہ فقیر آپکے کہنے سے دعا کریگا عجب نہین کہ اسی جگہ وقت دعا یا قبولی
دعا آپکا ایک مطلب دلی بر آئے دل خوش ہو جاوے آپ تمام تکلیف و اذیت صحرانوردی بھول جائین
خیر پہلے پانی تو پی لیجیے بعد دعا کرونگا یا نکرونگا مطلب آپکا بر آئیگا یہ کہکے اُس جھونپڑی کی طرف نظر
کرکے کہا ای پردہ نشین آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی بہزار دشواری و خرابی صحرانوردی کرکے یہان تک آیا ہی
بہت پیاسا ہی خاطر مہمان ضرور ہی لہذا میرے کہنے سے اور پاس خاطر شاہزادہ رستم ثانی ایک جام آب
سرد و شیرین اپنے ہاتھ سے اسے دیدے شرم و حجاب نکر کہ اس جوان سے شرم و حجاب اب کرنا
مناسب نہین ہی نامحرم سے البتہ شرم و حجاب کرنا عورتون کو زیبا ہی شاہزادہ موصوف گفتگو سے درویش
مذکور کے دل مین کہنے لگا کہ اس جھونپڑی مین پس پردہ کون زن محرم میری ہی کہ جس سے مخاطب
ہوکے ایسی تقریر کرتا ہی یہان تو بظاہر کوئی عورت میری محرم نہین ہی معلوم یہ کلام اس فقیر نے کیا سمجھکے
کہا ہی دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل مین یہ خیال کررہا تھا کہ یکایک

اس پردہ سے ایک ہاتھ تا برنق باہر نکلا اس دست نازک میں ایک جام آب سرد تھا فقیر مذکور نے شاہزادہ
سے کہا اے شاہزادہ ذی جاہ لیجیے جام آب سرد اور پانی پیجیے دیکھیے تو یہ کیسا آب سرد ہے کہ جو رشک آب حیات
ہے اور دینے والا جام کا بھی کیا خوب رو ہے کہ غیرت حور ہے شکر سمجھیے کہ فقیر نے دعا نہیں کی اور مطلب دلی
آپ کا بر آیا تھا ہر دعا اس پردہ سے ظاہر ہوا شاہزادہ نے فقیر کے کہنے سے جلد اٹھکر جام آب سرد اس
پردہ نشین کے ہاتھ سے لے لیا اور پانی پی کر خالی جام اس پردہ نشین کے دست نازک میں دیکر ایک آہ
سرد کی پھر پیمانۂ چشم میں یوں اشک بھر آئے کہ بقول شاعر مطلع ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ہیں نرگس
شہلا میں جوں شبنم رہے ہے فقیر نے گھبرا کر بظاہر پوچھا یا باخبر تو ہے مزاج کیسا ہے باعث آہ سرد و چشم پرنم
کا کیا ہے مقام عجب ہے کہ حالت تشنگی میں آب سرد و شیریں پی کر یہ حال ہوا ہے برخلاف تسکین قلب و
جگر آہ و بکا کے سبب اس رنج و ملال کا کیا ہے بیان کرنا چاہیے شاہزادہ نے ضبط گریہ کر کے جواب دیا
اے کمال شاہ کیا کہوں حجاب مانع ہے لیکن کہتا ہوں اس پردہ نشین کی ایسی خوشنما کلائی ہے کہ جسے
دیکھکر ضرور دل کو کل آتی ہے مگر یہ پنجہ حنائی اور یہ کلائی مشابہ میری محبوبہ ملکہ ہمایوں گوہر پوش سے بہت
ہے جس مطلوب کے عشق میں میرا یہ حال ہوا ہے اس وقت مجھے وہی محبوبہ یاد آ گئی ہے ایسا ہی اسکا پنجہ حنائی تھا
اور ایسی ہی مانند شمع کافوری کے اسکی کلائی تھی اور ایسی ہی چوڑیاں اسکی نازک کلائی میں تھیں اسی وجہ سے
میں نے آہ سرد کی ہے اور اشک آنکھوں میں بھر آئے ہیں مجھے حیرت ہے کہ وہ شاہزادی آپ کی جھونپڑی میں کہاں
آئی اگر یقینا کہوں کہ یہ پردہ نشین وہی شاہزادی ہے تو خلاف عقل ہے کیونکہ کہاں وہ شاہزادی اور کہاں
یہ جھونپڑا اور یہ صحرا اور اگر یہ کہتا ہوں کہ یہ پردہ نشین وہ محبوبہ نہیں ہے تو بھی دور از فہم و ادراک ہے کیونکہ دست
مرفق صاحب پردہ بعینہ ملکہ ہمایوں گوہر پوش کے ہے اس وقت بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ اس پردہ
نشین کے دست حنائی کو اپنے داغ دل پر مانند مرہم کافور کے پھاہے کے رکھ لیجیے تاکہ ٹھنڈک ہو اور اس
کلائی کو بصد شوق بسر دست اپنی گردن میں حمائل کیجیے اور ہاتھ اپنے اس پردہ نشین کے گلے میں ڈال کے
ہم آغوش ہو جیسے اچھی طرح گلے ملیے فقیر نے مسکرا کر کہا اے شاہزادہ ذی وقار بیقرار و اشکبار نہو کچھ تردد و
حیرت کا مقام نہیں ہے خدا کی قدرت و عجائب و غرائب امور میں عقل انسان کو کیا دخل ہے کیا عجب ہے
کہ جس محبوبہ کی آپ کو تلاش ہے یہ پردہ نشین وہی ہو آپ کے جذب محبت اور اس فقیر کے ارادہ دعا کی
برکت سے وہی شاہزادی یہاں موجود ہو یہ کہکر فقیر مذکور نے اس پردہ نشین سے کہا اے خوبرو
جمال بے مثال اپنا اس شاہزادہ کو ہمارے کہنے سے دکھا دے پردہ درمیان سے اٹھا دے شرم و حجاب
نکر اس فقیر کے کہنے پر عمل کر دلشکنی مہمان کی خوب نہیں ہے شاید تھا شاہزادہ رستم ثانی تجھے دیکھکر شادمان
ہو رنج و غم اسکا مبدل بخوشی و خرمی ہو جائے یہ فعل بھی خالی از نیکی نہیں ہے کیونکہ دل مہمان کو شاد کرنا باعث
خوشنودی معبود ہے یہ گفتگو سے درویش مذکور سن کے اس پردہ نشین نے پردہ اٹھانے اور صورت
اپنی دکھانے میں تامل کیا فقیر نے مکرر کہا اے مہ لقا کیا تجھکو خاطر مہمان کی کرنا منظور نہیں ہے کہ جمال
اپنا دکھانے میں تامل کیا ہے پردہ نشین نے فقیر مذکور کے اصرار سے مجبور ہو کے بصد شرم و حجاب پردہ
اٹھا کے صورت اپنی شاہزادہ کو دکھا کے پھر پردہ ڈال دیا شاہزادہ نے اچھی طرح صورت اسکی
دیکھکر از حد خوش ہو کے فقیر سے کہا شاہ صاحب جس حسین کا میں جویا تھا یہ وہی مہرو ہے میں نے خوب

پہچان لیا یہ ملکہ ہمایون گوہر پوش ہی اسکے ساتھ میرا نکاح حکیم ثانی ارسطو کے مکان عجیب و غریب و طلسم نما مین
ہوا تھا مین اسی نازنین کے ساتھ مسہری پر شب کو سویا تھا صبح کو مین نے کچھ بھی پتا پایا نہ تو اُس شاہزادی کو
دیکھا نہ اُس مکان کو دیکھا نہ حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی اُس روز سے اسی محبوبہ کی جستجو مین صحرا نوردی
اختیار کی اور گریہ و زاری شروع کی آج آپ کے جھونپڑے مین اسے پایا ہی یہ گوہر بیش بہا ہے
مدتہا بعد جستجو و تکلیف دیدار ہاتھ آیا ہی فقیر نے کہا بابا اگر یہ وہی شاہزادی ہی تو خیر خدا کا شکر کر
پروردگار نے فضل کیا اب وقت شب کا ہی جو کچھ سوکھے ٹکڑے نان جوین کے اس فقیر کی جھولی مین ہین
کھائیے پانی پی کے میرے قریب آرام کرو صبح کو جو ہوگا دیکھ لینا شاہزادہ نے جواب دیا مین کبھی در
حالت موجودگی محبوب تنہا نہین سویا فقیر نے جواب دیا یہان نہ قصر رفیع ہی نہ سامان تزک و عیش
و عشرت ہی نہ مسہری ہی نہ غذاے لذیذ ہی یہ فقط پرانی جھونپڑی ہی اگر اس جھونپڑیا مین سو رہنا قبول کرو
تو موجود ہی شاہزادہ نے کہا یہ جھونپڑیا ملکہ کے ملنے سے اور اُسکے ساتھ سونے کے سبب سے قصر فریدون
سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہی اسی جھونپڑی مین سوؤنگا فقیر نے یہ سُنکے شاہزادہ کو طعام ہاے لذیذ کھلائے
اور آب سرد پلایا بعد فراغت آب و طعام کے درویش نے شاہزادہ سے کہا بابا یہان شراب نہین ہے
تمکو ضرور عادت میکشی کی ہوگی پس اس سبو سے آپ کے پاس جاؤ اور بہ نیت شراب جام مین پانی
بھر دو دیکھو کیا ہوتا ہی شاہزادے نے موافق کہنے فقیر کے عمل کیا پانی مبدل بشراب ہوگیا شاہزادہ
کو پہلے تو نہایت حیرت ہوئی پھر خیال کیا یہ فقیر ذی کمال ہی اسکی دعا سے پانی مبدل بشراب ہوگیا ہی
یہ خیال کرکے کچھ شراب خود پی کچھ ملکہ کو پلائی بعدہ اُسی جھونپڑی مین جاکے ساتھ شاہزادی مذکور کے
لیٹا فقیر مذکور باہر ہی چھپر پاکے رہا ابھی شاہزادہ لیٹا ہی تھا کہ ایسی ہواے خوش آئی اور ایسی دل کو
راحت حاصل ہوئی کہ نیند آگئی بوس و کنار ملکہ ہمایون گوہر پوش سے محروم رہا یہان بھی بعد تھوڑی دیر
گذرنے کے شب آخر ہوگئی آنکھ شاہزادے کی کھلی دیکھا نہ وہ جھونپڑی ہی نہ ملکہ ہمایون گوہر پوش پہلو
مین ہی نہ وہ فقیر ہی صرف اُس جگہ ریگ بیابان کا ڈھیر ہے اور اُسی ریگ پر اپنے تئین لیٹا پایا گھبرا کے
لاحول پڑھ کے آنکھین بند کرکے خیال کیا کہ آج بھی اُسی طرح کا خواب پریشان دیکھ رہا ہون یہ کہکے تا دیر
آنکھ بند کیے پڑا رہا اور سمجھا کہ مین ساتھ ملکہ کے سو رہا ہون جب بہت دیر ہوئی اور ہوش و حواس درست
ہوے آنکھ کھولکر غور سے جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا پہلے تو نہایت متحیر و حیران ہو کر دل مین کہنے لگا پروردگارا
یہ کیسا صحرا ہی کہ جسمین دو مرتبہ عجائب و غرائب دیکھ چکا ہون کیا یہ صحرا طلسمی ہی یا کوئی شعبدہ و نیرنگ اس
سرزمین پر خود بخود ہوتا ہی یا کوئی کرتا ہی بعد حیرت بسیار کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین اُسی جگہ بیٹھکر خوب
رو دیا تا دیر اشکبار رہا آخرکار ہمت نے کہا ای شاہزادے کبتک یہان بیٹھے رو یا کروگے بس اُٹھو آگے
چلو ملکہ ہمایون گوہر پوش کی تلاش کرو یہان بیٹھنے سے کیا فائدہ ہی شاہزادہ ہمت کے آمادہ کرنے سے
وہان سے بصد نالہ و بکا ایک سمت چلا اثناے راہ مین جا بجا تھک کر بیٹھ جاتا کبھی پاے برہنہ خار سے زخمی
صحرا نوردی و عشق ملکہ سے شاہزادہ کا وہ حال تھا کہ آبلہ پا اُسکے حال پر ملال پر نظر کرکے پھوٹ پھوٹ
کے روتے تھے اور وحش و طیر بھی گریہ و بکا و حال زار پر شاہزادے کے متحیر ہوکے گرد جمع ہوکے
روتے تھے شاہزادہ جانوران صحرا کو اپنے حال پر مہربان و گریان دیکھکر دل مین کہتا تھا افسوس

ہزار افسوس ہم ایسے بیکس ولاچار و اشکبار ہین کہ حیوان بھی ہمارے حال پر روتے ہین بہ کیکے اُس جگہ سے بہزار دشواری اُٹھکر آہ و نالہ کرتا ہوا آگے جاتا تھا اُس صحراے بلاخیز کی حالت اور شاہزادہ کی کیفیت مفصل تو کیا لکھی جاے مگر مختصر یہ ہے کہ موافق نظم

نظم

منزلون تک تمام ریگستان
ہر گڈھے مین تنور کی حدت
صورت ابر سحر آتش بار
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
متلاشی آب پیکان تھا
دیکھکر شعلۂ ہوا کی لپک
سیخ موج ہوا پہ کھنتے تھے
دامن کوہ مین کبھی ہر بارہ
سایہ تمام ابتر یان رگڑتا تھا
شعلہ ایسا زمین سے اُٹھتا تھا
ریگ ماہی ہوے تھے بھجکے کباب
سر پہ جب آفتاب آتا تھا
نام الفت نہ لیتا پھر مجنون
وہ کڑی دھوپ اور ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیوریاتا تھا ہر قدم ہر گام
گل سے تلوے تھے خار سے افگار
منھ پہ لے لیکے دامن صحرا
آسمان سے کبھی مخاطب تھا
کچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
سیدھا نہین راستہ چلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہون مین
مجھ دل افگار کو بتا للہ
ہر قدم تھا یہ قول یامردی
منھ کڑاہی سے نہ موڑ نا مری جان
کم نہ فرہاد سے ذرا رہنا
زال قیس کا ہو مقام یہی

شرر افشان چنار سا ہر بید
ہر بگولا الاؤ کی صورت
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
بجز اک آب گوہر دندان
تابش ایسی کہ شب کو کیا دن کو
خوف سے کانپتا تھا شیر فلک
سنگریزے تھے غیرت اخگر
ہر کہکشان وری تھا انگارہ
جن اُدھر سے نہ راہ چلتے تھے
چرخ مین تھا فلک بھی مثل طلا
تھا جو باد سموم کا جھونکا
پاؤن مین سایہ لپٹا جاتا تھا
شدت تشنگی سے وہ پُر غم
پاؤن شہزادے کے وہ نازک نرم
جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا
کبھی ہو پیدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیان لیکر
گاہ وہ زار زار روتا تھا
اے فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اسقدر تو ستم نہ کر ظالم
طاقت انکو جواب دیتی ہے
ہدف ناوک بلا ہون مین
شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار
رہو سرگرم بادیہ گردی
ہمت دل نہ ہارنا اصلا
دو قدم قیس سے بڑھا رہنا
منزل اول محبت سے ہے

وہ حرارت وہ فصل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پر سحاب غبار
قحط آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلون سے شمع روشن ہو
مرغ صحرا سر اپنا دُھنتے تھے
تھا شجر بھی تو آتش کا تھا شجر
جیالا پا سے نظر مین پڑتا تھا
پر سیمرغ تا فلک جلتے تھے
موج آتش تھی صاف موج سراب
نار دوزخ کا اک زبانہ تھا
دیکھتا خواب مین جو وہ ہامون
منھ مین لیتا تھا حقیقی لب ہر دم
نہ تو رہبر نہ راستہ معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھا لیے تھے پھول سے رخسار
پاؤن مین باندھتا تھا وہ خود سر
گاہ حق سے مدد کا طالب تھا
مجھسے بے سبب تجھے کد ہے
ارے او بانی فساد و جفا
قوت اب ہاتھ کھینچ لیتی ہے
جانتا ہو جو ملک یار کی راہ
اُف نہ نکلے زبان سے زنہار
دیکھنا جی نہ چھوڑنا مری جان
پالا جتنا ہوا ہے یہ تیرا
چاہنے والون کا ہے کام یہی
داد لے امتحان الفت ہی

شاہزادہ موصوف قطع راہ کرتا ہوا جاتا تھا جس جگہ تھککر جاتا تھا بیٹھ جاتا تھا اپنی غربت و تنہائی

اور یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین آہ و بکا کرتا تھا بعد نالہ و آہ کے بہزار خرابی و حیرانی اٹھکر صحرا نوردی ہوتا تھا جب کسی جگہ شام ہوتی تھی وہان مقام کرتا تھا کبھی دامن دشت مین گاہ درہ کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ ریگ بیابان پر شب بسر کرتا تھا اسی طرح چند روز راہ صحرا طی کرکے ایکبار روز وقت شام ایک درہ کوہ مین پہونچا اُس روز صعوبت صحرا نوردی اور کثرت رنج فراق ملکہ مذکور سے یہ حال تھا کہ قریب ہلاکت تھا لیکن ظاہر زندگی سے مایوس تھا لیکن خدا سے امید رکھتا تھا کہ اگر وہ چاہیگا تو جانبر بھی ہونگا اور گوہر مدعا بھی پا وینگا پس اسی حالت امید و بیم مین درہ کوہ مین گرکے مانند ماہی بے آب تڑپ تڑپکر رجوع قلب سے پہلے کچھ اپنی اذیت و صعوبت صحرا نوردی کا خیال ترک کے شوق عشق مین یہ مناجات عاشقانہ بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا مناجات عاشقانہ حسب مقام ہذا

دل مجروح قیس کا صدقہ
مرض الفت حبیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار
دل مین ہو خون آرزو ہر دم
بلبلون کو سبق ہو نالۂ دل
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی یہ شہرت پاے
روح فرہاد دے قدم آکر
خرد و ہوش ہون فداے جنون
ننگ کے نام سے بھی عار رہے

ہر درد دل شکستہ دلان
زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
اشک غم سے کرون وضو ہر دم
دل غم و درد و رنج کا گھر ہو
خانۂ برق کا چراغ ہو دل
دلبر کوہ غم وہ راس کرے
نامرادی ہو میری عین مراد
عالم علم عشق بازی ہون
درس وحشت کو روح مجنون آئے
کوہ رنج و الم کا ہون فرہاد
سایہ افگن رہے ہماے جنون
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

یا شرار روح قیس کا صدقہ
ہر سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر انگار
جیتے یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالہ دل کو
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جان یہ برق یاس کرے
صعفت لب گل مین ہون برباد
نشتے ہکم حبان گدائی ہون
کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پہ
روح مجنون کو ہو سبار کباد
ہجائی مرا شعار رہے
وحشیون کا ہون قافلہ سالار

بعد اس مناجات کے واسطے اپنے دفع آلام فراق یار دلبر براے دعا سے دل زار بہت اشکبار ہوکے اس طور سے درگاہ کبریا مین دعا کرنے لگا کہ موافق نظم

الٰہی سامع الاصوات تو ہی
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون
کہین نالان کہین سر در گریبان
مگر لا تقنطوا سے باخبر ہون
براے بیقرار بے پشیمان
بحق بیکسی حیران مجبوس
تلطف برمن شوریدہ سر کن
نگر دواز درت محروم سائل

نظر کر رحم کی اے کل کے غفار
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون
یہ بار جرم اور مین ناتوان ہون
تری رحمت کا طالب سر بسر ہون
براے مبتلا یان مصائب
بحق اضطراب طبع مایوس
الٰہی درگہ تو جاے نیاز است
شود ہر گوہر مقصود حاصل

الٰہی قاضی الحاجات تو ہی
مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
شب و روز ہجر مین سرگشتہ حیران
یہ راہ دور اور مین تنہا ہون
براے آہ و زاری یتیمان
اسیران جفا یا و نوا سنجان
ترحم بر من خستہ جگر کن
الٰہی ذات تو بندہ نواز است
عطا از لطف خود کن مقصد من

بر آور از ترحم مرحمت ہو یہ دعا کرتے کرتے اور روتے روتے غش آگیا حالت غش میں دیکھا
کہ حکیم ثانی ارسطو بالین سر کھڑا ہی اور کہتا ہی ای شاہزادۂ رستم ثانی آپ نے عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش
مین بہت صدمہ اٹھایا اور نہایت ایذا و تکلیف اٹھائی ہی اب خوشخبری آپ کو دیتا ہون کہ زمانہ صدمہ فراق
ملکہ ہمایون گوہر پوش کا کم رہا ہی اور صحرا نوردی کی ایذا و تکلیف باقی نہین رہی ہی یاد رکھیے جلد آپکا مدعا
دلی بر آئیگا خاطر جمع رکھیے ہنگام سحر بیدار ہوکے جانب دست راست اس درۂ کوہ سے جائیے گا
بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے در شہر حدیدیہ پر پہونچیگا شہر حدیدیہ کا فرمانروا حدید شاہ ہی جو پدر ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اُس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی مین نے شاہ مذکور کو آپ کے حال سے
آگاہ کر دیا ہی وہ آپ سے بمحبت پیش آئیگا سوا اسکے اور جو کچھ ہوگا وہ آپ خود ہی دیکھ لیجیگا اُسے
مین کیا بیان کرون آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے حکیم صاحب معروف نظر شاہزادہ ممدوح سے
پنہان ہوے بعد ایک ثانیہ کے رستم ثانی بیدار ہوا حکیم صاحب کو تو سرہانے اپنے نہ دیکھا مگر غور سے جو نظر
کی تو آثار صبح فلک پر پائے اُسی وقت اُٹھکر نایابی آب سے مجبور ہوکے تیمم کرکے نماز صبح پڑھی بعد فراغ
نماز صبح کے حسب ارشاد ثانی ارسطو اُس درۂ کوہ سے جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ
وقت طلوع آفتاب در شہر حدیدیہ پر پہونچا ہنوز در شہر مین قدم نرکھا تھا کہ تھوڑے آدمی سیاہ پوش
در شہر پر آئے اور شاہزادہ کو دیکھکر کہنے لگے ای شخص جلد تر ہمراہ ہمارے خدمت حدید شاہ مین چل
کہ تجھے طلب کیا ہی ہمین شاہ نے یہی حکم دیا تھا کہ وقت سحر جو شخص پہلے در شہر پر آئے اور داخل
در شہر ہونا چاہے اُسے ہمارے پاس لیے آنا پس تمکو لازم ہی کہ بے عذر و تکرار ہمارے ساتھ
چلو دیر نکرو ورنہ عتاب و عذاب شاہ مین گرفتار و مبتلا ہوگے رستم ثانی نے بعد کچھ انکار کے اُن لوگون
کے اصرار سے کہا اچھا اپنے بادشاہ کے روبرو مجھے لے چلو وہ ہمراہ اپنے شہر حدیدیہ مین لیچلے
شاہزادہ نے داخل شہر مذکور ہوکے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی عمارات پختہ و نفیس سڑکین بہت وسیع ہر کوچہ
صاف و پاک خس و خاشاک سے ہی دوکانین سڑک کے دو طرفہ ہین دوکاندار انواع و اقسام کا اسباب
و مال بیش قیمت و کم قیمت لیے بیٹھے ہین خریداروں کا ہجوم ہوتا جاتا ہی گرمی بازار آنا فانا بڑھتی جاتی
ہی لیکن سب خرد و کلان سیہ پوش ہین سب کے چہرون سے آثار حزن ہویدا ہین کوئی مسکراتا بھی
نہین ہی ہنسنا تو کجا یہ رنگ اہل شہر کا دیکھتا ہوا دل مین حیران ہوتا ہوا تا در دار الامارہ حدید شاہ
پہونچا اُن لوگون نے رستم ثانی کو ٹھہرا کر بادشاہ مذکور سے جاکر عرض کیا کہ حسب الحکم ایک شخص کو کہ بحال
تباہ و خراب ہی لیکر در دولت پر آئے ہین اب جو حکم ہو ہم بجا لائین حدید شاہ نے دربار مین آکے تخت پر
بیٹھ کے روبروے تمام اہل دربار کے اُن لوگون سے کہا جلد اس شخص کو بعزت و حرمت ہمارے
پاس لے آؤ حسب ارشاد بادشاہ لوگ رستم ثانی کو دربار حدید شاہ مین لے گئے شاہزادہ نے
اول بادشاہ اور اہل دربار کو سیہ پوش دیکھکر حیران ہوکے بطریق اہل اسلام بادشاہ
مذکور وغیرہ کو سلام کیا کسی نے جواب سلام کا نہ دیا اور بعوض جواب سلام کے ہر ایک غصہ سے چین
بجبین ہوا اس جگہ ایک راوی کا قول ہی کہ صرف بادشاہ حدید شاہ نے جواب سلام کا دیکر نیم قد
برائے تعظیم تخت سے اُٹھکر قریب تر اپنے تخت کے ایک ونگل پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے

پوچھا ایجوان نام تیرا کیا ہی اپنے نام وخاندان واحوال سے آگاہ کر رستم ثانی نے جواب دیا پہلے آپ اپنی
سیاہ پوشی کے سبب سے اور تمامی اہل شہر کی سیاہ پوشی کی وجہ سے آگاہ کیجیے بعدہ مین بھی اپنے
حال سے مطلع کرونگا حدید شاہ نے آہ سرد کرکے اور اشکبار یزان ہوکے کہا ہم اپنی سیہ پوشی کے
حوال سے کیا آگاہ کرین کہ ایک صدمۂ عظیم مین مبتلا ہین اگر تم سنوگے تمکو بھی ملال ہوگا پس بہتر یہ
ہی کہ ہماری وجہ سیہ پوشی کو دریافت نکرو شاہزادہ نے اصرار کیا حدید شاہ نے مجبور ہوکے
کہا ایجوان آگاہ ہوکہ نام میرا حدید شاہ ہی اور اس ملک کا نام حدیدیہ ہی یہان کا مین حاکم ہون
میری ایک دختر نوجوان نہایت حسین وخوبرو تھی کہ مثل اسکا حسن وجمال مین نہ تھا مین اُس سے
بدرجہ کمال محبت کرتا تھا سلاطین جہان نے شہرہ اُسکے حسن وجمال کا سنکے اُسکی خواستگاری مجھ سے
کی تھی مین نے کسی اور شاہ کو لایق اپنی دامادی کے نجانکر اُسکی شادی کرنے سے انکار کیا تھا
اور مین ایک مدت دراز اور زمانہ بعید سے ثانی ارسطو کو کہ حکیم حاذق وکامل ہی مانتا تھا اور اکثر اُنکی نذر
دلایا کرتا تھا حسب اتفاق تھوڑے زمانہ تک حکیم صاحب موصوف کی مین نے نذر نہ دلائی اُسی زمانہ
مین میری دختر کو ایک دیو کہ مسمٰی دیو اشتر ہی اور صحرائے نیرنگ مین رہتا ہی میرے سامنے سے
محلسرا سے اُٹھا لیگیا تھا اُس روز سے مین اپنی دختر ملکہ ہمایون گوہر کے صدمہ جدائی
مین سیاہ پوش ہوا ہون یہی خیال کرتا ہون کہ شاید حکیم ثانی ارسطو کی نذر نہ دلانے سے اور اُنکے
نہ ماننے اور اطاعت اُنکی نکرنے سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہی کہ وہ دیو دختر مذکور کو اُٹھالے گیا ہی مین
قبل اسکے ہرچند بگریہ وزاری ونالہ وبیقراری حکیم صاحب موصوف کو یاد کرکے اُنکی روح سے
عرض کرتا تھا کہ اب میری خطا معاف کیجیے میرے حال پر رحم کیجیے دختر کو میری مجھسے ملا دیجیے عہد
کرتا ہون کہ آیندہ آپ کی نذر سے غافل نہونگا مگر کبھی حکیم صاحب کو عالم رویا مین ندیکھا تھا شب
گذشتہ مین نے اُنکو عالم خواب مین دیکھا اُنھون نے فرمایا ہی کہ جو شخص پہلے تیرے شہر کے دروازہ
مین داخل ہو اُسے اپنے پاس بلاکے بعزت وحرمت بٹھانا کیا عجب کہ تیری دختر تجھے ملجائے مین
یہی خواب دیکھکر جب بیدار ہوا فی الفور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جو شخص قبل در شہر سے آئے اُسے
ہمارے روبرو لے آنا چنانچہ حسب الحکم ملازم میرے اس وقت تمکو لائے ہین اب امیدوار کرتا ہون
کہ تمھارے برکت قدم سے مین اپنی دختر سے ملونگا مین نے اپنا حال تمام وکمال کہدیا ہے
اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو ہرچند کہ حکیم صاحب نے کچھ تمھارے حال سے مجھے آگاہ کیا ہی
لیکن مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنے حال سے آگاہ کرو تاکہ مجھے معلوم ہوجائے کہ جو حکیم صاحب
نے تمھارے باب مین عالم خواب مین بیان کیا تھا وہی تم بھی کہتے ہو یا خلاف اُسکے ظاہر
کرتے ہو رستم ثانی نے نام ملکا حدید شاہ سے سنکے بے اختیار آہ سرد کرکے رونا شروع کیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوئے حدید شاہ نے گھبراکے سبب گریہ دریافت کیا شاہزادہ نے ضبط کرکے
کہا اے حدید شاہ مجھسے سبب گریہ دریافت نکرو اور میرے نام واحوال کے پوچھنے سے بھی باز
رہو صرف میرے ظاہر حال پہ نظر کرکے اسی پر اکتفا کرو مجھکو ایک فقیر ومحتاج ورنجیدہ خاطر جانو
حال باطن سے آگاہ نہو مین اپنا حال پُر ملال کیا بیان کرون اور یہان کیا بیٹھون خیال مجھکو یہ ہی

کہ بقول کسی شاعر کے مطلع	در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

پس مجھکو اپنی محفل میں نہ بٹھاؤ دربار سے باہر کردو اور اگر تم مجھکو دربار سے باہر نہیں کرتے ہو اور میرے
حال سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو مکرر کہتا ہوں کہ میں اپنا حال خراب کیا عیان کروں کیونکہ حواس و ہوش
میرے بجا نہیں ہیں موافق اس مطلع کے مطلع ظاہر میں اگرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں پر یہ خبر
نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں حدید شاہ نے کہا تمہاری تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا ہے
کہ تم بھی ہماری طرح سے کسی الم میں مبتلا ہو مجھے اب زیادہ تمہاری قدر ہوئی کیونکہ اہل درد کو اہل درد
کی قدر ہوتی ہے اب میں ضرور تمہارے حال سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں قسم دیتا ہوں تمکو تمہارے
دین و ایمان کی اپنا حال سچ سچ بیان کرو رستم ثانی نے مجبور ہوکے کہا اے حدید شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا
رستم ثانی ہے میں فرزند شاہزادہ ایرج ذوالفقار کا ہوں اور وہ پسر شاہزادہ قاسم ذی قدر کے ہیں اور جد
ہمارے فرزند شاہزادہ علمشاہ رومی کے ہیں اور وہ نسل و خاندان جناب حمزہ صاحبقران سے ہیں
میں بواسطے فتح طلسم صندل آیا تھا لوح طلسمی ہاتھ آئی تھی ارادہ کیا تھا کہ طلسم صندل کو توڑوں ناگاہ
لوح مذکور مجھ سے کسی ساحروں نے لیکر مجھے گرفتار کیا تھا اور بحکم بادشاہ طلسم صندل سے
زیر تیغ بٹھایا تھا ہنوز صندل شاہ نے دو حکم بیجا قتل کے دیے تھے تیسرا حکم نہ دیا تھا کہ عمرو ثانی عیار
نامدار جناب عمرو ثانی نے آکے عیاری کرکے مجھے ساحروں کی قید سے چھڑایا تھا اور قتل ہونے سے بچایا تھا
اور صحرائے سرور افزا میں لاکے مجھسے کہا تھا کہ اب تم لوح طلسمی کی فکر نہ کرو تم اپنے لشکر میں
چلے گئے تھے میں واسطے شکار کے ایک صحرا میں گیا تھا وہاں ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا اسکے
تعاقب میں صحرائے پُر ہنگ میں آیا تھا سب ہمراہی میرے مجھسے چھوٹ گئے یہانتک کہ مرکب بھی
میرا صحرائے پُر ہنگ میں مر گیا تھا وہ بھی مجھسے چھوٹ گیا شب کو اسی صحرا میں ایک مکان عجیب و
غریب دیکھا تھا اسمیں روشنی بہت تھی جب اس مکان میں گیا تھا حکیم ثانی ارسطو سے ملاقات
ہوئی تھی اور آپکی دختر نیک اختر کو بھی وہیں دیکھا تھا اُنسے مجھکو ایک الفت دلی ہوئی تھی جب
تمہارا میرے علیم صاحب نے عقد میرا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے کردیا تھا شب کو اُس مکان
میں سویا تھا صبح کو جب بیدار ہوا وہاں کچھ بھی نہ دیکھا تھا نہایت حیران ہوکے بہ آہ و نالہ آگے گیا
تھا پھر چند روز کے ایک فقیر مسمی کمال شاہ سے ملاقات ہوئی تھی اُنکی جھونپڑی میں میں نے ملکہ
موصوفہ کو دوبارہ دیکھا تھا دل خوش ہوا تھا جب وہاں شب کو سویا صبح کو بدستور قبل نہ ملکہ
ہمایون گوہر پوش کو دیکھا نہ اُس فقیر کو پایا تھا وہاں سے نالہ کنان بعد کئی روز کے ایک درہ کوہ
میں پہونچا تھا وہاں میں نے اپنے معبود سے دعا کی تھی حکیم ثانی ارسطو میرے خواب میں تشریف
لائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ صبح کو جانب دست راست جانا میں اُنکے ارشاد کے موافق
اسی طرح آیا تھا آپکے ملازم مجھکو لیکر آپکے پاس آئے ہیں یہی حال میرا تھا جو میں نے
بیان کیا قبل ہی مجھکو حیرت ہوئی تھی اور اب بھی آپکے بیان سے کمال حیرت ہوئی ہے
کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا اسرار تھا کیونکہ ملکہ موصوفہ کو تو آپ نے بیان کیا کہ دیوانہ ہوا کھاتا
لیکیا کہ پھر اس مکان حکیم ثانی ارسطو میں اور کمال شاہ کے جھونپڑے میں ملکہ گوہر پوش کو دیکھا

اور حکیم صاحب نے ملکہ موصوفہ سے نکاح بیر العزیز انکی موجودگی کے کیونکر پڑھا اور پھر اُس مکان اور ملکہ کو اور
اُس فقیر کو نہ دیکھا حدید شاہ نے یہ تمام تقریر شاہزادہ کی سنکے تا دیر فکر کرکے جواب دیا ہر چند کہ جو کچھ
اے شاہزادہ ذیقدر تمنے دیکھا ہے واقعہ حیرت افزا ہے لیکن اگر فکر و غور کرو تو کچھ جائے حیرت نہیں ہے
کیونکہ حکیم ثانی ارسطو موحد برگزیدہ پروردگار عالم سے ہیں اگرچہ مرگئے ہیں مگر گویا زندہ ہیں جنہوں نے
تمکو ایک مکان حقیقی نشان میں اپنے تئیں دکھا کر تمسے ملاقات کرکے تمھیں ذیقدر و ذی وقار بنا کر
میری دختر کی تصویر کو دکھایا ہے اور عقد تمھارا اُس سے کیا گیا ہے گویہ مژدہ بشارت ہی ہے کہ اس
شاہزادی کے ساتھ تمھارا عقد ہوگا پس اُنکا اس طور سے مژدہ دینا مقام حیرت نہیں ہے اگر خدا چاہیگا
تو موافق اُنکی بشارت دینے کے ظہور ہوگا اگر یہ کہو کہ میں نے عالم بیداری میں یہ سب کیفیت
دیکھی تھی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ بیداری تمھاری گویا ایک خواب ظاہری تھا اور خیال خام تھا جب تم
اصل میں سوے اور بیدار ہوے کچھ نہ دیکھا دیکھتے کیا کہ وہاں تھا ہی کیا فقط حکیم صاحب کو اس طور سے
تمھیں بشارت دینا منظور تھا اور جو تمنے درویش کمال شاہ کی جھونپڑیا میں میری دختر کو دیکھا تھا اُسنے
بھی اپنے کمال و کرامت سے میری دختر کی تصویر تمھیں دکھا کر گویا خوشخبری دی تھی کہ اس شاہزادی
سے تمھارا عقد ضرور ہوگا پس تمکو خوش ہونا چاہیئے اور میں موافق بشارت دینے حکیم صاحب کے بموجب
اور درویش کمال شاہ کے عمل کرونگا مگر بشرطیکہ دیو انتر یہ سے دختر میری مجھکو مل جاے رستم
ثانی نے تقریر حدید شاہ کی سُن کے شادمان ہوکے کہا اگر مجھکو مسکن دیو سے آگاہی ہو جاے
تو میں اُس دیو کو قتل کرکے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو اسکی قید سے رہا کرکے لے آؤں حدید شاہ نے
کہا مسکن دیو انتر یہ تو معلوم بھی ہو سکتا ہے کہ تمھیں بتا دیا جاے مگر تم دیو سے کیا مقابلہ کرو گے
کیونکہ وہ دیو ہے اور تم انسان ہو میں نہیں چاہتا کہ ہنگام مقابلہ تم اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو شاہزادہ رستم
ثانی نے جواب دیا میں اُس دیو سے ضرور مقابلہ کرونگا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر خدا چاہیگا تو
اُسے ہلاک کرونگا اگر آپ مسکن دیو سے آگاہ نہ کیجیے گا تو میں خود ہلاک ہو جاؤنگا صدمہ و رنج سے
جانبر نہوگا حدید شاہ نے یہ تقریر شاہزادہ کی سن کے مجبور ہوکے کہا اچھا چندے یہاں راحت
پذیر ہو بعدہ میں تمکو مسکن دیو انتر یہ تک بھیجونگا یہ کہکر ملازموں کو حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت
کرو اور شاہزادہ سے کہا حمام میں جاؤ نہا کر پوشاک تبدیل کرو رستم ثانی نے ہمراہ چند ملازمان حدید شاہ
کے در حمام تک جا کے داخل حمام ہوکے آب گرم سے نہا کے جو لباس نفیس حدید شاہ نے
اپنے نوکروں کے ہاتھ کشتی میں بھیجا تھا اُسے زیب تن کیا پھر دربار میں حدید شاہ کے آگے
صندل پر بیٹھے اُس وقت حکم حدید شاہ سے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی لیکر آ گئے
اور اشارہ شاہ مذکور سے جام بلوریں شراب سے بھر کر روبرو رستم ثانی کے لائے شاہزادے نے
شراب پینے سے تامل کیا حدید شاہ نے کہا تم شراب بے تامل پیو لیکن پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں
حکیم صاحب کی ہدایت سے مسلمان ہو چکا ہوں اور یہ ساقی بھی مسلمان ہیں ہاں میرے دربار میں اکثر
مردم کفار سے ہیں جنھوں نے تمھارے سلام کا جواب نہیں دیا تھا اُنسے تمکو کیا سروکار ہے
میں تو مسلمان ہوں شاہزادہ نے یہ سُنکے جام شراب دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر حدید شاہ

وغیرہ جملہ اہل اسلام نے جو دربار میں حدید شاہ کے تھے سبکو ساقیان گلرخسار نے شراب دی ہرایک
نے شراب پی لیکن بعد میکشی کے سامان دعوت وضیافت تو ہو چکا تھا دعوت وضیافت شاہزادے کی
نہایت تکلف و خوبی سے کی گئی اسی طرح کئی روز تک پے در پے دعوت وضیافت کی گئی لیکن بزم طرب
آراستہ نہ کی گئی کیونکہ حدید شاہ غم فراق دختر میں سیاہ پوش تھا بعد چند روز کے شاہزادے نے
حدید شاہ سے کہا اب مجھکو مسکن دیو تک پہونچا دیجیے اُسنے منظور کرکے حکم کیا اس وقت تمام مردم
سپاہ ہمارے مسلح ہوکے مرکبوں پر سوار ہوں حسب الحکم اُسی دم تمام افسران سپاہ وجملہ لشکر مسلح ہوکے
مرکبوں پر سوار ہوئے حدید شاہ اور شاہزادہ ذبیحاہ بھی مسلح ہوکے گھوڑوں پر سوار ہوئے سواری
شاہ و شاہزادہ موصوف کی آگے بڑھی سواران سپاہ کہ اسی ہزار تھے ہمراہ رکاب ہوئے حدید شاہ جانب
صحراے پیغرنگ روانہ ہوا بعد قطع راہ صحراے پیغرنگ میں جو ایک کوہ سیاہ تھا اُسکے قریب پہونچکر ٹھہرا اور
رستم ثانی سے کہنے لگا ای شاہزادہ ذیوقار دیکھو اسی کوہ کے درہ میں دیو اشتر پہ کا مسکن ہی مجھ میں اتنی جرأت
نہیں کہ وہاں تک جاؤں ڈرتا ہوں کہ مبادا دیو اشتر پہ درہ کوہ سے نکلکر مجھکو اور میری تمام سپاہ کو ہلاک
کرے شاہزادہ نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریے میں جاتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو دیو مذکور سے مقابلہ کرکے
اُسے قتل یا زیر کرکے مطیع و مسلمان کرتا ہوں یہ کہکے جانب درہ کوہ روانہ ہوا جب پاس درہ کوہ سیاہ
کے پہونچا دلیرانہ اس طرح نعرہ کیا کہ ای دیو اشتر پہ اگر تو قوی و بہادر ہی تو جلد درہ کوہ سے نکلکر میرے سامنے
آکر مجھسے مقابلہ کر ادھر تو شاہزادہ نعرہ زن ہوا اُدھر دیو اشتر پہ نعرہ شاہزادہ موصوف کا سنکے
درہ کوہ سے باہر نہ نکلا وجہ اسکی یہ تھی کہ اُس وقت اُسنے ملکہ ہمایوں گوہر پوش کو صندوق سے کہ
جسمیں اُسے قید کیا تھا نکالا تھا اُس سے بعد عجز برائے وصل عرض کر رہا تھا وہ انکار کرتی تھی یہ
بار بار بعجز و انکسار کہتا تھا ای ملکہ اب میرے حال پر رحم کرو کبتک مجھسے انکار کروگی تمھیں انکار کرتے
قریب ایک سال کا ہوا ہی دیکھو اب انکار وصل کرنا خوب نہیں ہی آج ضرور اقرار وصل کرو ورنہ میں تمکو
ہلاک کرکے خود بھی مرجاؤنگا کیونکہ تمھپر شیفتہ ہوں ملکہ نے مجبور ہوکے اُس سے کہا اس وقت کوئی
دشمن تیرا درہ کوہ پر آیا ہی نعرہ زن ہی جلد جاکے اُس سے مقابلہ کر اگر وہاں سے زندہ وسلامت
آئیگا جو تو کہیگا میں کرونگی دیو مذکور یہ سن کے خوش ہوکے کہنے لگا میں ابھی جاتا ہوں اور اپنے
دشمن کا سر لیکر آتا ہوں بلکہ تن بدن بھی اُسکا لیتا آؤنگا آج بعد وصل کباب اُسکے کھاؤنگا ہنوز
دیو ملکہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ رستم ثانی نے دوبارہ نعرہ کیا اور یہ آواز بلند کہا او دیو اشتر پہ کیا تو نامرد و
بزدل ہی کہ مجھ سے ڈرکے میرے مقابلہ کے واسطے نہیں آتا ہی خبردار ہی درہ کوہ میں آتا ہوں دیو
مذکور نے یہ لفظ پر شاہزادہ کی سنکے ملکہ کو اُسی صندوق میں بند کرکے وار تیشہ اُٹھا کے درہ کوہ سے بصد غضب
نکل کے شاہزادہ کے سامنے آکے اپنے تئیں ظاہر کرکے کہا ای انسان ضعیف البنیان کیا تو دیوانہ ہے
یا اپنی زندگی سے بیزار ہی کہ مجھسے دیو قوی ہیکل سے لڑنے کو آیا ہی مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے
بہتر ہی جلد اس جگہ سے بھاگ جا ورنہ پچھتائیگا میں ابھی تجھکو بطور ایک لقمہ کے اُٹھا کر کھا لونگا رستم
ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار تو مجھے کیا کھائیگا میں تجھے ابھی ہلاک کرونگا گو میں بنی آدم
ہوں مگر تجھ دیو سے نہیں ڈرتا ہوں میں کیا تیرے خوف سے بھاگوں اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو

ملکہ ہمایون گوہر پوش کو جلد لا ورنہ مجھسے مقابلہ کر کہ ابھی تجھکو ہلاک کرون دیو یہ سنکے قہقہہ مار کر ہنسا
اُسکی نعرہ ہیرا ور ہنسنے سے تمام صحرا کی زمین تھرائی اور کوہ سیاہ لرز گیا حدید شاہ وغیرہ دور سے اسے دیکھکر
اُسکی نعرہ پرسن کے تھرانے لگے اکثر سوار کثرت خوف سے مرکبون سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے شاہزادہ
رستم ثانی دلیرانہ روبرو اُسکے کھڑا رہا دیو نے خوب ہنسکر کہا اے دیوانے کیا تو کوئی مددگاران ملکہ سے ہے
کہ اُسکی رہائی کو آیا ہے یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہے شاہزادہ نے جواب دیا او نابکار آگاہ ہو کہ نام میرا رستم
ثانی ہے مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج نامدار کا ہون دیوانہ نہین ہون بیشک واسطے رہائی ملکہ کے
آیا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کرے گا تو صبر تجھے ہلاک نکرونگا ورنہ ضرور تجھکو قتل کرونگا تو میری قوت
و شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہے مین وہ شجاع ہون کہ تجھ ایسے دیوون کو قتل کرنا بہت آسان
جانتا ہون بس اب مجھسے مقابلہ کر جنگ مین تاخیر نکر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے دار شمشاد دلیر
آیا ہے بعجلت وار کر مجھکو جلدی ہے کہ تجھے ہلاک کر کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کر کے لوح طلسمی حاصل
کر کے طلسم صندل کو توڑون دیو اشتر پیہ یہ گفتگو شاہزادے کی سن کے برہم ہو کے دار شمشاد اُٹھا
کے نعرہ کر کے دار شمشاد کو گردش دیکے خبردار خبردار کہہ کے بقوت تمام تر دار شمشاد سر شاہزادہ
پر لگائی رستم ثانی نے اُس وقت دار شمشاد کا روکنا مناسب نجانکر وار مذکور کے وار کو خالی دیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دار شمشاد مانند ایک میل فولادی یا ایک مینار کلان کے
بالاے زمین گر کے اندر زمین کے در آئی اُسکی گرانی و افتادگی سے گاو زمین تھرائی کوہ سیاہ کانپ
گیا صحرا کے وحش و طیر خوف سے بھاگے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا حدید شاہ وغیرہ کو یقین ہوا کہ
شاہزادہ دیو اشتر پیہ کی ضرب دار شمشاد سے مارا گیا کیونکہ شاہزادہ گرد و غبار مین نہان ہو گیا تھا
حدید شاہ وغیرہ کو نظر نہ آتا تھا اس وقت ادھر تو حدید شاہ رنج ہلاکت شاہزادہ مین گریان تھا
اُدھر دیو اشتر پیہ نے دار شمشاد مارکر اپنے دانست مین شاہزادہ کو پیوند خاک کر کے اپنی زبان مین
نعرہ زن ہوا کہ ازدم و پست کردم حریف را یہ نعرہ کر کے دیو اشتر پیہ خوش ہو کے چاہتا تھا کہ دار شمشاد
کو زمین سے اُٹھائے ناگاہ ہوا سے وہ غبار دفع ہوا شاہزادہ نے بعجلت تمام مرکب سے اُتر کر دار
شمشاد کو پکڑ کر زور کر کے اُسکے ہاتھ سے چھین لی وہ برہم ہو کے شاہزادہ سے لپٹ گیا رستم
ثانی بھی دامن گردانکر لپٹ گیا باہم زور ہونے لگا اب حدید شاہ وغیرہ نے دور سے جو
دیکھا کہ شاہزادہ زندہ ہے دیو سے کشتی لڑ رہا ہے کچھ خوف جان نکر کے قریب شاہزادہ کے مع
اپنی سپاہ کے کشتی دیکھنے لگا اور واسطے غالب ہونے شاہزادہ کے اور مغلوب ہونے
دیو اشتر پیہ کے خدا سے دعا کرنے لگا ادھر تو حدید شاہ دعا کرتا تھا اُدھر کشتی بزبردستی سے
ہو رہی تھی جب دیو برہم ہو کے زور کر کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو زمین سے اُٹھا کے سر سے بلند کر کے
زمین پر پٹکون شاہزادہ اُسکی حسرت دلی پوری نہونے دیتا تھا اور جب رستم ثانی آپ سے زیر کرنا
چاہتا تھا وہ بھی زیر نہوتا تھا کشتی برابر ہوتی تھی دیکھنے والے نہایت حیران تھے دل مین کہتے تھے
شاہزادہ رستم ثانی مین کیا قوت ہے کہ ایسے دیو قوی سے اس طرح لڑ رہا ہے غرض ادھر حدید شاہ تو
کشتی دیکھتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا اور اُسکے اہل لشکر متحیر تھے اُدھر وہ دیو زیرنک خوب زور لگا کر

کشتی لڑکے تھک گیا شاہزادہ کو پسینہ بھی نہ آیا اُس وقت رستم ثانی نے دیو انتریہ کو دونون زورمین
اُٹھا کے سر سے بلند کرکے چرخ دیکر زمین پر اسطرح ٹپکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی
حدید شاہ وغیرہ یہ قوت شاہزادے کی دیکھکر خوش ہوکے بہ آواز بلند تعریف کرنے لگے دیو مذکور
نے بطریق مذکور زیر ہوکے چاہا تھا کہ زمین سے اُٹھکر پھر شاہزادے سے لپٹ کر زور کرون کہ رستم
ثانی نے فرصت اُسکو بیٹھنے کی نہ دیکر بعجلت تمام اُسکے سینہ پہ سوار ہوکے اُسکی ایک شاخ سر کو ہاتھ
سے پکڑکر زور کرکے چاہا تھا کہ توڑ ڈالیے دیو تاب صدمہ کی نہ لاکر طالب امان ہوا شاہزادے
نے فرمایا ای دیو انتریہ اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دین اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری میری اختیار
کر اُس نے قبول کیا اور کہا مجھے مسلمان کیجیے شاہزادے نے اُسے کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اور سینے سے
اُسکے اُٹھکر گرد و غبار اپنے تن سے جدا کیا اُس وقت دیو انتریہ خاک سے اُٹھکر قدم رستم ثانی پر گرا
شاہزادہ نے سر اُسکا اپنے پاؤن سے اُٹھاکر سینے سے لگایا اُسنے عرض کیا ای شاہزادہ مین آپ سے
زیر ہوکے بظاہر مسلمان تو ہوا مگر ایک حسرت میرے دل مین یہ ہی کہ مین اپنی محبوبہ گلرویہ سے ملون اُسکی
وصل سے دل کو شاد کرون شاہزادے نے پوچھا وہ پری کہان ہی اُس نے کہا ای شاہزادہ دیو قہار
پہلے مین کوہ قاف مین رہتا تھا وہان گلرویہ پری کو دیکھکر عاشق ہوا تھا ایک روز قابو پاکر اُس پری کو
ایک صندوق مین بند کرکے کوہ قاف سے چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین ایک شہر ہے کہ نام اُسکا شہر سرشار
ہی بادشاہ وہان کا سرشار شاہ بنی آدم سے ہے موج ایک لاکھ رکھتا ہی نہایت قوی و بہادر ہے صدہا
پہلوانان کو اُس نے زیر کرکے اپنا مطیع کیا ہی اُس وقت تک اُسکی قوت سے مین آگاہ نہ تھا اور اتفاق
مین وہ صندوق لیے ہوے بالاے زمین قدم رکھتا ہوا چلا آتا تھا اور سرشار شاہ صحرا مین شکار
وحش و طیر کر رہا تھا اُسنے مجھے دیکھکر روکا اور پوچھا اس صندوق مین کیا لیے جاتا ہی مجھے دکھا دے
مین نے برہم ہوکے کہا مین تو اس صندوق کو کھولکر جو کچھ اسمین ہی تجھے نہ دکھاؤنگا اُسنے کہا تھا مین
تجھے قتل کرونگا یا اس صندوق کو تجھسے چھین لونگا مجھے یہ سنکے غصہ آیا تھا اُس سے آمادہ جنگ
ہوا تھا بعد جنگ بسیار چار پہر کے کشتی مین اُسنے مجھے زیر کیا تھا اور ایک شاخ میرے سر کی
پکڑکے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے اور مجھے ہلاک کرے مین نے بخوف جان اُس سے عاجزی کی تھی اُسنے
میری انکساری پر رحم کرکے وہ صندوق جسمین گلرویہ پری تھی مجھسے چھین کر مجھے چھوڑ دیا تھا اور
کہا تھا خبردار اب کبھی اس طرف نہ آنا ورنہ مار ڈالونگا مین اُسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آکے
قیام پذیر ہوا تھا یہان مین نے سنا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ رستم ثانی جو فاتح طلسم
صندل ہی ملکہ ہمایون گوہر پوش پر عاشق ہوکے شہر حدیدیہ مین آئیگا مین بغرض ملنے اپنی
محبوبہ گلرویہ پری کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو اُٹھالایا کہ جب شاہزادہ ملک حدیدیہ مین آئیگا ملکہ کو
چاہیگا ضرور واسطے اُسکی رہائی کے مجھ تک آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ یہان آئے مجھسے آپ نے مقابلہ
کرکے مجھے زیر کیا اگر سچ پوچھیے تو مین بصدق دل مسلمان نہین ہوا ہون اُسی وقت بصدق دل مسلمان
ہونگا جب آپ میری محبوبہ مذکورہ کو ملا دیجیے گا اور اُسی وقت مین آپ کو ملکہ ہمایون گوہر پوش کو بھی
دونگا جب میری آرزو برآئیگی رستم ثانی نے اُسکی تقریر سنکے بعد فکر کہا ارے تو نے فکر کیا صدق دل سے

تو مسلمان نہوا ایسا مکر و فریب کرنا تجھے لازم نہ تھا خیر اب مجھکو سرشار شاہ کے ملک مین لے چل اگر خدا چاہیگا
تو آرزو تیری برآئیگی مگر اس وقت یہ اقرار کر کہ بعد آرزو کے مذکور بر آنے کے ضرور بہ صدق
دل مسلمان ہو جاؤنگا اُس نے کہا ای شاہزادہ نامدار عہد کرتا ہون کہ جب تجھکو میری محبوبہ گوہر پری
مل جائیگی بے تامل صدق دل سے مسلمان ہو جاؤنگا اور ملکہ ہمایون گوہر پوش کو آپ کے حوالے
کرونگا رستم ثانی نے اسکی تقریر سُن کے حدید شاہ سے کہا اس دیو نے جو کچھ کہا آپ نے سُنا اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر خدا نے چاہا تو جلد آکے آپ سے ملونگا اب آپ تشریف لے
جائین حدید شاہ یہ سُن کے اپنے ملک کی طرف ہمراہ اپنی تمام سپاہ کے روانہ ہوا شاہزادہ رستم
ثانی دیو کے دوش پر سوار ہو کے جانب ملک سرشار روانہ ہوا دیو نے بعد قطع راہ قریب ملک
سرشار پہونچکر ایک صحرا مین رستم ثانی کو اپنے دوش سے اُتار کر عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ
یہان سے ملک سرشار بہت قریب ہے آپکو سامنے چلے جانا چاہیے بعد تھوڑی دور جانے کے ملک
سرشار مین داخل ہو جایئےگا مین آپ کے ہمراہ نجاونگا کیونکہ سرشار شاہ سے ڈرتا ہون اُس سے
عہد کر چکا ہون کہ اب تیرے ملک مین نہ آؤنگا اگر آپ کے ساتھ جاؤنگا تو وہ مجھے ضرور مار ڈالے گا
سوا اسکے خلاف عہد بھی ہوگا پس مین اسی جگہ آپ کے آنے کا تین روز تک انتظار کرونگا شاہزادہ
اُسکی گفتگو سن کے اُسکو وہین چھوڑ کے آگے روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ بیابان کے داخل شہر
ہوا مردمان شہر نے شاہزادہ کو اپنے ملک کا رہنے والا نپاکر پوچھا تم کون اور کہان سے آئے
ہو یہان کس واسطے تم آئے ہو شاہزادہ نے ان لوگون کو جواب دیا کہ مین دور سے آیا ہون اور
چاہتا ہون کہ تمھارے بادشاہ ظالم کے پاس جاؤن اُس سے کچھ باتین کرون اگر وہ میرے کہنے پر
عمل کرے تو فہو المراد ورنہ اُسکو قتل کرون مردمان شہر مذکور گفتگوے شاہزادہ موصوف سن کے
ہنسنے لگے کسی نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اکثر مردم نے کہا بھلا تو ہمارے بادشاہ کو کیا قتل کریگا کہ وہ علاوہ
سپاہ کثیر رکھنے کے خود بھی نہایت شجاع ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے دیوون کو زیر کرتا ہے شاہزادہ نے
جواب دیا اگر خداوند عالم چاہیگا تو اُسے زیر کرکے اُسے اپنا مطیع کرونگا اُنھون نے جواب دیا بادشاہ
ہمارا شجر پرست ہے تم شاید مسلمان ہو اگر اپنے خدا کا اسی طرح سامنے اُسکے نام لوگے تو غضبناک
ہو کے فی الفور قتل کریگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے خیال محال سے باز آؤ جلد یہان سے اپنے
ملک کی طرف چلے جاؤ شاہزادہ نے جواب دیا مین ضرور تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤنگا
تمھارے کہنے پر عمل نہ کرونگا اہل شہر یہ سُن کے باہم کہنے لگے اس شخص کو اسکی قضا یہان لائی ہے
ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے پچھتاویگا مارا جائیگا حالانکہ یہ شخص غیر مذہب ہے مگر ہمکو اسکی جوانی پر
رحم آتا ہے کہ یہ اس سن و سال مین قتل ہو جائیگا یہ کہکے یہی ذکر کرتے ہوئے چلے گئے شاہزادہ وہان سے
اور آگے بڑھا جب اُن مردمان شہر نے اکثر لوگون سے حال شاہزادہ کا بیان کیا شہر مین جا بجا مردم
چرچا کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی ہرکارون نے بھی یہ خبر سنی سنتے ہی دربار سرشار شاہ مین گئے
اور اُن کافرون نے اپنے بادشاہ کافر کی ثنا و دعا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ آج ایک
شخص اہل اسلام سے وارد شہر حضور ہوا ہے وہ کلمات اپنی زبان پر ایسے جاری کرتا ہے جس سے بو

بغاوت آئی ہی سرشار شاہ نے انھین حکم دیا اُس شخص کو گرفتار کرکے ما بدولت کے روبرو لے آؤ
ہرکارے یہ حکم پاکے دربار سے جانے کو تھے ناگاہ رستم ثانی دارالعمارہ سرشار شاہ پر پہونچا اور اندر
دربار کے جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکنے کا قصد کیا شاہزادہ نے برہم ہوکے انھین جھڑک دیا
وہ خوف سے ہٹ گئے شاہزادہ موصوف نے دلیرانہ دربار مین جاکر پہلے تو اہل دربار کو دیکھا کہ بہت سے
پہلوان قوی ہیکل اور امرا وغیرہ اہل دربار علے قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین سرشار شاہ
بصد نخوت بالاے تخت حکومت تاج حکومت کج سر پر غرور پر رکھے ہوے بیٹھا ہی بعدہ لبطریق اہل
اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا مگر سرشار شاہ نے کہ مرد عاقل وہوادار دوست تھا
شاہزادہ پر نظر کرکے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھا کے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہی
یہان کس غرض سے آیا ہی مین نے سنا ہی کہ تو ارادہ لڑنے کا رکھتا ہی چہرے سے تیرے ہر چند
آثار دلاوری کے ظاہر ہوتے ہین لیکن مجھے حیرت ہی کہ تو مجھ ایسے شجاع بادشاہ سے تن تنہا
لڑنے کو آیا ہی اور میرے دربار مین بےخوف چلا آیا ہے آج تک کسی نے ایسی جسارت کی تھی
رستم ثانی نے جواب دیا اے سرشار شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج
نوجوان کا ہون اور وہ فرزند میرے جد ذیوقار شاہزادہ قاسم ذیوقار کے ہین اور وہ فرزند شاہزادہ
قلمشاہ رومی کے ہین اور وہ فرزند جناب حمزہ صاحبقران اول کے ہین سبب میرے یہان آنیکا
یہ ہی کہ تو نے دیو انتربیہ پر ظلم کیا ہی وہ صندوق اُس سے چھین لیا ہی جس مین اُسکی محبوبہ گلرو پری بند
تھی پس وہ صندوق مجھکو دیدے تاکہ مین اُسکو دیدون کیونکہ اُسنے مجھسے تیرے ظلم کی فریاد کی ہی اور
اگر تو اون دینا صندوق مذکور کا منظور نہو تو مجھ سے مقابلہ کر سرشار شاہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سنکے
مسکرا کے کہنے لگا اب معلوم ہوا کہ تم شاہزادہ ہو اور دیو انتربیہ کے معاون و مددگار ہو اُس دیو نے
میری شکایت تمسے کرکے تمھین یہان بھیجا ہی خود خوف سے یہان نہین آیا ہی اپنی جان کا اُسنے
خیال کیا ہی اور تمکو مجھ شیر خصال و شجاع بیمثال کے سامنے بھیج دیا ہی بھلا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ دیو
اور صدہا بلکہ ہزارون نامی پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوے اور بہت سے زیر ہوکے مطیع ہو
ہوے ہین اور میرے دربار مین وہ سب اِس وقت بیٹھے ہین تو ایک تم نحیف و زار مجھے کیا
کارزار کروگے میدان جنگ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے میرے نزدیک تو بہتر ہی کہ تم یہان سے
جاکر خود دیو انتربیہ کو بھیج دو وہ اپنی محبوبہ کے عشق مین اگر بیقرار ہی تو وہ صندوق یہان آکے مجھ سے
لے جاے اگر یہ تمکو منظور نہو تو یہ ہزار پہلوانان نامی گرامی جنکو مین نے زیر کیا ہی اُن مین سے
کسی سے مقابلہ کرو اُنھین پہلوانون مین سے کوئی تمھین زیر کرلیگا شاہزادہ نے برہم ہوکے
جواب دیا مین تجھسے مقابلہ کرکے انشاءاللہ تجھے زیر کرونگا اور وہ صندوق جسمین گلرو پری بند ہی لیکے
یہان سے جاؤنگا سرشار شاہ یہ تقریر رستم ثانی کی سن کے اور اُسکی برہمی پر نظر کرکے مسکرا کے کہنے لگا
اے شاہزادہ نحیف و زار مجھے تمھارا غصہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہی مجھے تمسے محبت ہوگئی ہی ورنہ مین وہ
ہون کہ جسنے میری طرف نظر تند سے دیکھا اُسے مین نے اُسی وقت تہ تیغ کیا خیر اگر تمکو یہی منظور
ہی کہ مین تمسے خود مقابلہ کرون اچھا ایسا ہی ہوگا آج تو روز آخر ہوگیا ہی کل صبح کو مقابلہ کرنا ہی لیکے

بمحبت و لطف شاہزادہ سے باتین کرنے لگا شاہزادہ بھی اُسکے ساتھ ہم سخن رہا تا دیر شجاعت و بہادری
و جنگ و جدال کا ذکر رہا جب وقت دربار کے برخاست کرنے کا آیا سرشار شاہ نے دربار برخاست
کیا اور رستم ثانی کو ایک مکان وسیع مین بہ آرام تمام شب بسر کرنے کو کہا شاہزادہ نے موافق اُسکے
کہنے کے مکان مذکور مین جا کے بآرام تمام شب بسر کی صبح کو سرشار شاہ نے محلسرا سے برآمد ہو کے دربار
مین آ کے رستم ثانی کو یاد کیا پھر چند ملازمون سے کہا جلد جاؤ اگر شاہزادہ رستم ثانی بیدار ہوا ہو تو
اُس سے ہماری طرف سے کہو کہ اے بہادر حسب وعدہ مین جانب میدان کارزار جاتا ہون تم بھی میرے
انھین ملازمون کے ساتھ جنگگاہ مین آؤ ہمسے مقابلہ کرو ملازم مذکور تو اُدھر روانہ ہوے ادھر سرشار
شاہ نے اپنے تمام سرداران سپاہ سے کہا جلد تم سب مسلح ہو اور جملہ سواران سپاہ سے کہو کہ وہ
بھی مسلح ہون بمجرد حکم شاہ مذکور سب مسلح ہوے اس طرف سرشار شاہ اپنی تمام سپاہ کو کہ ایک
لاکھ تھی ہمراہ لیکر مرکب پر مسلح سوار ہو کے جانب میدان کارزار چلا اور رستم ثانی ہمراہ اُن
ملازمون کے سوئے میدان نبرد چلا جب سرشار شاہ اور رستم ثانی دونون میدان جنگ مین پہونچے
اُس وقت سرشار شاہ نے رستم ثانی کو تنہا پا پیادہ بغیر آلات حرب و ضرب کے سامنے اپنے دیکھکر شجاعت
و بہادری و انصاف سے اس طرح مقابلہ کرنا پسند نہ جانکر ایک مرکب اور تلوار اور سپر اور نیزہ و گرز وغیرہ
آلات حرب و ضرب اپنے ملازمون کو دیکر کہا جاؤ رستم ثانی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ اس مرکب پر
سوار ہو اور یہ آلات حرب و ضرب اپنے تن پر آراستہ کرو ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی شاہزادہ
نے اُسکی ہمت و بہادری و انصاف کی بجائے خود تعریف کر کے آلات حرب و ضرب اپنے
تن پر آراستہ کیے بعدہ اُسی مرکب پر سوار ہو کے اُن ملازمون سے کہا کہ اب تم جاؤ اب مین
مقابلہ کرونگا حسب الحکم ملازم مذکور اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور کہا اے بادشاہ یہ شاہزادہ نہایت
شجاع معلوم ہوتا ہے بعد مسلح ہونے کے اس نے ہمسے کہا کہ اب تم میرے پاس سے جاؤ مین اکیلا تمہارے
بادشاہ سے مقابلہ کرونگا سرشار شاہ نے یہ سُنکے بعد فکر اپنے چند سرداران سپاہ سے کہا تم مین سے
نصف سردار آدھی سپاہ اپنے ہمراہ لیکر رستم ثانی کی طرف ہو مین ادھر حسب قاعدہ صف آرا ہون سرداران
مسطور پچاس ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر جانب رستم ثانی گئے اور شاہزادہ سے عرض کیا ہمکو ہمارے
بادشاہ نے اس واسطے اس طرف روانہ کیا ہے کہ ہم آپکی طرف صف آرا ہون شاہزادہ نے کہا
تمہارا بادشاہ واقعی بہادر و انصاف پسند ہے ہر چند تمہارے ادھر آنے کی مجھکو ضرورت نہ تھی
لیکن چونکہ تمھارے بادشاہ نے تمکو بھیجا ہے تو خیر میری طرف رہو ہنوز شاہزادہ سرداران سپاہ
مذکور سے ہم سخن تھا کہ لشکر سرشار شاہ سے باشارہ بادشاہ بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوے
نکلے اُسی وقت اس طرف سے بیلچہ بردار شاہزادہ سے اجازت لیکر سپاہ سے نکلے انھون نے
اور انھون نے ملکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کیا بعد
اسکے دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے ہوے لیکر نکلے اور میدان کارزار مین جا کے
اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار کو خوب طور سے تر اور معطر کر دیا گرد و غبار کو دفع کر دیا جب اس
عنوان سے درستی میدان کارزار کی ہو چکی دونون سمت صف آرائی ہونے لگی میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ٹھیک کیا

لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا ادھر شاہزادہ زیر علم لعبدہ سپہ سالاری چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ
کے کھڑا ہوا اُدھر اسی طرح سرشار شاہ بھی سایہ علم شیر پیکر میں کھڑا ہوا جب اس طور سے ہر دو لشکر
مقابل ہوئے نقیب خوش آواز ادر کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور بیچ میں دونوں لشکروں کے
جاکر جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کے بے ثباتی دنیا واہل دنیا کو ظاہر کر کے جوانان سپاہ کو آمادہ
جنگ کر کے درمیان سے دونوں لشکروں کے چلے گئے اُس وقت پہلے اپنے لشکر سے سرشار شاہ
نکل کے بیچ میں میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کر شاہزادہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
ای شاہزادہ رستم ثانی آؤ مجھسے مقابلہ کرو مجھ د طلب کرلے سرشار شاہ کے شاہزادہ موصوف مرکب کو
جولان کر کے اُسکے روبرو گیا اُس نے کہا ای رستم ثانی ہر چند کہ میں نے تمھارے کہنے سے میدان
جنگ میں آکے صف آرائی لشکر سے فراغ حاصل کیا ہی لیکن اب بھی میں تمسے کہتا ہوں کہ تم دلاوری
کی طرف سے مجھ سے مقابلہ نکرو انجام اس مقابلہ کرنے کا تمھارے حق میں اچھا نہوگا مجھے تم سے
اک محبت ہوگئی ہی نہیں چاہتا ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے سر میدان جنگ ہلاک ہو شاہزادہ نے
ہنسکر جواب دیا ای سرشار شاہ اتنو میں تمھارے مقابلہ کو آچکا ہوں نہیں ممکن کہ بغیر مقابلہ کیے تمھارے
سامنے سے چلا جاؤں اُس نے یہ سُنکے کہا اچھا پھر تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو نیزہ یا گرز یا تلوار سے
مجھپر وار کر لو بعدہ میں بھی تمپر وار کرونگا رستم ثانی نے جواب دیا ای سرشار شاہ آگاہ ہو کہ ہم اہل
اسلام سے ہیں ہمارے لشکر کا یہ طریقہ ہی کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی وار نہیں کرتے ہیں جب
حریف نیزہ یا تلوار یا گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے کوئی حربہ اُٹھا کر وار کر چکتا ہی اور اُسکے
وار کو رد کر یا روک چکتے ہیں اُس وقت خود بھی وار کرتے ہیں پس پہلے تم مجھپر کوئی وار کرو جب خدا
ہمارا تمھاری ضرب نیزہ و تیغ و گرز سے ہمیں بچا لیگا اُس وقت میں بھی تمپر وار کرونگا شاہ مذکور یہ
شجاعت وہمت رستم ثانی کی دیکھکر خوش ہوکے دلمیں کہنے لگا آجتک کوئی بہادر مانند اس شاہزادہ کے
نہیں دیکھا ہی کیا اسکا حوصلہ ہی اور کیا ہمت و دلیری ہی یہ باتیں اپنے دل میں کر کے نیزہ اٹھا کے
کچھ سوچکر نیزہ کو ہلاکر مرکب کو برائے زور آزمائی بڑھایا ادھر شاہزادہ نے بھی باگیں ہاتھ میں
لیکے مرکب کو جولان کیا صاحب سیر ہیں دونو بہادروں کی باہم لڑیں اور دونوں دلاوروں نے زور کیا
اُس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ چار قدم مرکب سرشار شاہ کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم بلکہ نصف
قدم گھوڑا شاہزادہ کا پسپا ہوا سرشار شاہ اپنے مرکب کے ہٹ جانے سے خجل ہوکے پھر
مرکب کو آگے بڑھا کے کہنے لگا ای شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ میری قوت و طاقت میں کمی نہیں
ہی میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹا یہ مرکب نہیں معلوم کیا سبب تھا کہ اس وقت تمھارے مرکب سے پسپا زیادہ
ہوا پس یہ قصور مرکب کا ہی میری قوت میں کمی نہیں ہی شاہزادہ نے مسکرا کے جواب دیا خیر اب بھی
اپنی جگہ سے ہنگام جنگ نہ ہٹنا اُس نے یہ سُنکے نیزہ اٹھا کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو
گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سینہ شاہزادہ پہ سنان نیزہ کا وار کیا ادھر شاہزادہ نے
اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا دونوں سنانیں باہم لڑیں چنگاریاں پیدا ہوئیں
دیکھنے والے کہنے لگے کیا اچھی طرح رستم ثانی نے سنان نیزۂ حریف کو اپنے نیزہ سے

سنان پر روکا بعد روکنے ضرب نیزہ کے خود بھی نیزہ لگایا بادشاہ مذکور نے بھی چالاکی سے وار کو
روکا اسی طرح باہم رد و بدل چالیس طعنوں نیزہ کی ہوئیں بعد اسکے شاہزادہ نے کہا اے سرشار شاہ ابکی
مرتبہ سنان نیزہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائیگی ذرا ہوشیار رہنا اُسنے ہنسکر جواب دیا میرے ہاتھ
سے سنان نیزہ کا نکال دینا مشکل ہے بلکہ ممکن نہیں یہ کہکے غضبناک ہوکے نیزہ کا وار کیا شاہزادہ نے
اس خوبی سے سنان نیزہ کو روکا اور ایسا بند نادر باندھا کہ سرشار شاہ سے کسی طرح کھل نہ سکا آخر
سنان نیزہ دست سرشار شاہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری سبکو حیرت ہوئی خصوص
سرشار شاہ کو بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور ایسی خجالت ہوئی کہ اُس نے شرم سے سر جھکا لیا ہمہ تن
عرق خجالت میں تر ہوگیا گویا ایک نیزہ آب ندامت میں غرق ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھاکر برہم
ہوکے خنجر دار کھینچکے ڈانڈ نیزہ کی جھپٹ کر سر شاہزادہ پر لگائی اس بہادر نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو
اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یوں روکا کہ ڈانڈ سرشار شاہ کی بیچ سے ٹوٹ گئی اس وقت شاہ مذکور نے
برہم ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینککے گرز گران کو اٹھاکے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی یہ وہ
گرز ہے کہ اگر اس کو سر کوہ پر ماروں تو وہ بھی شکستہ ہوجاے انسان کی کیا مجال ہے کہ اسکی ضرب سے
جانبر ہو یا اسکی ضرب کو دلیرانہ روکے مجھے اس گرز گران کی ضرب لگانے پر ناز ہے اگر دلیرانہ اسکی
ضرب گرز کو روک لو تو میں جانوں کہ تم شجاع و بہادر ہو شاہزادہ نے مسکراکے جواب دیا اگر خدا چاہیگا
تو ضرب گرز کو روک لونگا تم بقوت تمام ضرب گرز لگانا رعایت نہ کرنا اُسنے یہ سنکے حسب قاعدہ
پہلوانان قوی بازو کے ضرب گرز لگائی شاہزادہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُس وقت گرز پر
گرز پڑنے سے وہ صدا بلند ہوئی کہ دل جوانوں کے دہل گئے گھوڑے سے سواروں کے خائف
ہوکے گاو زمین تھرائی غبار بلند ہوا شاہزادہ کثرت غبار میں نہاں ہوا سرشار شاہ نے گرز
لگاکر پہلے تو بے اختیار کہا زہے دم و ہیبت کردم حریف را بعدہ افسوس کرکے کہا عجب جوان بہادر میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ہے اسکے ہلاک ہونے کا صدمہ ہوگا یہ کہکے اپنے عیاروں میں ایک عیار سے کہا
جلد جاکر شاہزادہ کی خبر لا دیکھ تو زندہ ہے یا ہلاک ہوگیا ہے وہ حسب الحکم چھاگل پانی سے بھر کر جلد تر
گیا پہلے اُس نے پانی سے غبار کو دفع کیا بعدہ شاہزادہ کو دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں پسینہ پیشانی پر آیا ہے
ہاتھ میں گرز مانند میل فولادی کے ہے ہاتھ ذرا بھی جنبش نہیں ہوتی ہے گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں ہوگیا
ہے یہ دیکھکر چاہا کہ پانی لیکر شاہزادہ کے منھ پر چھڑکے دفعتاً کہا اے شاہزادہ عالی مزاج کیسا ہے تمہارا
بادشاہ ضرب گرز لگاکر منتظر ہے کہ آنکھیں کھول دیجئے اگر آپ زندہ ہیں تو کوئی اس سخن کا جواب دیجئے شاہزادہ
اسکی آواز سنکے آنکھیں کھولکر جواب دیا جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے کہ میں فضل خدا سے اچھا ہوں تمہاری
ضرب گرز سے کچھ بھی صدمہ میرے دست و بازو کو نہیں پہونچا ہے عیار یہ سنکے حیران ہوکے اُسنے
بادشاہ کے پاس جاکر کہدی کہ شاہزادہ زندہ ہے اور رستم ثانی نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے پاؤں اُسکے
زمین سے نکالے پھر غبار بلند ہوا سرشار شاہ شاہزادہ کے جانبر ہونے سے متحیر ہوکے خوش ہوکر اپنے
سرداران لشکر سے کہنے لگا میں نے آجتک ایسا جوان شجاع و بہادر کبھی نہیں دیکھا تھا دیکھیے انجام
اس جنگ کا کیا ہوتا ہے تمہیں سرشار شاہ آہستہ آہستہ یہ گفتگو کرتا اپنے سرداران لشکر سے کر رہا تھا

وہ عرض کر رہے تھے کہ جو کچھ حضور نے فرمایا بجا ہے ہمنے بھی کوئی ایسا جوان شجاع و بہادر نہین دیکھا ہے آپکی
ضرب گرز سے جانبر ہوا جائے حیرت ہے کہ ناگاہ شاہزادہ نے بادشاہ مذکور سے مخاطب ہوکے کہا اے
بہادر اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُس نے کہا مین ہوشیار ہون ضرب گرز لگاؤ مین تو اپنی قوت بازو
دکھا چکا اب تمہارے زور بازو کو دیکھنا منظور ہے شاہزادہ نے رکابون پر اپنے قدم استوار رکھکر پشت
فرس سے کچھ بلند ہوکے گھوڑے کو کسیقدر آگے بڑھا کے گرز کو گردش دیکر داہنے ہاتھ سے گرز مذکور
اُسکے سر پر لگایا اُسنے بخیال جانبر ہونے کے ضرب گرز کو اپنی گرز پر نہ روک سکے پشت فرس سے جانب
پائے فرس ہٹ گیا گرز شاہزادہ کا اُسکے گھوڑے پر پڑا فی الفور گھوڑا ہلاک ہوکے زمین پر گرنے لگا
سرشار شاہ بعجلت تمام پشت مرکب مذکور سے زمین پر کود کر آیا اور چاہا کہ جس طرح شاہزادہ
نے میرے مرکب کو ہلاک کیا ہے مین بھی اُسی طور سے اُسکے مرکب کو ہلاک کرون رستم ثانی اُسکے
ارادہ سے باخبر ہوکے فی الفور مرکب کی پشت سے بالائے زمین آیا اور کہا اے سرشار شاہ گھوڑے
کے ہلاک کرنے کا عبث ارادہ ہے مجھسے مقابلہ کرو اس لئے برہم ہوکے دامن گردان کے کمربند آہنین
شاہزادہ مین جھپٹ کے ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا اور شاہزادہ نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈالکر
زور کیا تا دیر زور ہوئے آخر دونون بہادر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے جملہ جوانان سپاہ بنظر غور کشتی
دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دیوانتر پہ کو بعد دوپہر کے زیر کیا تھا لیکن سرشار شاہ
کو چار پہر کامل مین زمین سے اُٹھا کے اپنے سر سے بلند کرکے چرخ دیکے چاہا تھا کہ بر نے خاک
پٹک دیجے ناگاہ شاہ مذکور طالب امان ہوا شاہزادہ نے فرمایا امان بشرط قبول دین
اسلام دیجائیگی اُسنے مسلمان ہونا قبول کیا رستم ثانی نے آہستہ سے اُسکو زمین پر بٹھا دیا اُس نے
زیر ہوکے قدم شاہزادہ پر گرکے کہا میری خطا سے دشمنی کو عفو کرکے مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے
سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگا کے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا بعدہ تمام اپنے اہل لشکر و رعایا کو مسلمان کیا شجر پرستی سے اجتناب و بیزاری کرکے خدا پرست ہوا
پھر شاہزادہ کو بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے لیجا کے عرض کرنے لگا اب آپ تخت حکومت پر بیٹھیے
شاہزادہ نے منظور نکرکے جواب دیا یہ تخت و تاج تمہارا تمہین کو مبارک ہو مجھے ہوس تخت نشینی و حکومت
نہین ہے یہ کہکے اُسکو اپنے ہاتھ سے تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور خود ایک دنگل پر متصل تخت بیٹھکر سرشار
سرشار شاہ سے کہا کہ دیوانتر پہ تمہارے خوف سے یہان نہین آیا ہے قریب اس شہر کے جو صحرا ہے
اُسمین قیام پذیر ہے جلد اُسکو یہان طلب کرکے وہ صندوق جسمین اُسکی معشوقہ گلرو پری ہے اُسے دے
دو کہ مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ مین تیری محبوبہ کو سرشار شاہ سے لیکر تیرے حوالے کرونگا شاہ
موصوف نے اُسی وقت کچھ سوارون کو روانہ کرکے دیوانتر پہ کو بیابان سے بلا کے وہ صندوق
اُسکے حوالے کرکے اُس سے کہا اے دیوانتر پہ صندوق مین نے محض اس شاہزادے کی اطاعت اختیار
کرنے سے تجھے دیا ہے ورنہ کبھی تجھکو نہ ملتا وہ صندوق پا کے بہت خوش ہوا شاہزادہ کی تعریف کرنے لگا
رستم ثانی نے کہا اے دیوانتر پہ اب ایفائے وعدہ کر اُسنے کہا مجھے ایفائے وعدہ مین اب کیا عذر ہے
مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے دوبارہ اُسسے کلمہ پڑھایا ایکی مرتبہ وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان

ہوا جب دیوانستر یہ بھی مسلمان ہو چکا سرشار شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا بزم عشرت آراستہ کرو سامان دعوت و ضیافت واسطے اس شاہزادہ فیجاہ کے نہایت تکلف سے کرو انھون نے حکم کے موافق بزم طرب آراستہ کی سامان دعوت بھی کیا سرشار شاہ بزم طرب مین ہمراہ شاہزادہ کے جاکے بیٹھا اہل دربار بھی بزم مذکور مین اپنے علی قدر مراتب بیٹھے اُس وقت حکم سرشار شاہ سے چند ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لیکر بزم مین آئے شاہزادہ موصوف وغیرہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لے گئے بعدہ ایک نازنین رقاصہ نہایت خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کے شاہزادہ کو اور سرشار شاہ کو سلام کر کے بعد درست ہونے سازون کے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اعلےٰ ادنیٰ رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے خوش ہونے لگے خصوص سرشار شاہ بہت خوش ہونے لگا رقاصہ کو متواتر انعام دینے لگا اسی طرح چند در چند نازنینان خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کے کئی روز تک رقص و نغمہ کیا کین اور دعوت و ضیافت رستم ثانی کی ہوا کی بعد کئی روز کے سرشار شاہ نے جشن کو موقوف کیا رستم ثانی نے اُس سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون کیونکہ بالفعل مجھے صحراے نیرنگ مین ہمراہ دیوانستر یہ کے جانا ہے بلکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کرنا ہے بعدہ حدیدیہ مین جانا ہے وہان سے براے حصول لوح طلسم صندل کے جانا ہے اپنے حال سے اپنے اہل لشکر کو آگاہ کرنا ہے نہین معلوم وہ میرے انتظار مین کس طور سے ہونگے عجب نہین کہ سب صحرا مین غمگین و حزین ہو کے میری تلاش کرتے ہونگے سرشار شاہ نے عرض کیا ابھی آپ چندے اس لشکر مین قیام کیجیے شہر کی سیر کیجیے اگر خیال اپنے اہل لشکر کا ہے تو مین اُنھین ہرکارون اور سوارون کو روانہ کر کے یہان بلاتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا اب میرا یہان قیام کرنا اچھا نہین ہے مجھے رخصت ہی کرو اُس نے عرض کیا اگر آپ کا ارادہ جانے کا ہے تو مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا تا زندگی آپ سے جدا نہونگا ہر چند رستم ثانی نے کہا تم میرے ہمراہ نہ چلو اپنے ملک مین رہو حکومت و سلطنت کرو لیکن اُس نے نہ مانا اور اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا جلد سامان سفر مہیا کرو اہل لشکر کو حکم دو کہ مسلح رہین صبح کو ہم یہان سے جانب دشت نیرنگ کوچ کرینگے افسران سپاہ اور وزرا نے اُسکے حکم کی تعمیل کی دوسرے روز سرشار شاہ اپنے وزیر اعظم کو کہ نام اُسکا حمید تھا اور خطاب اُسکا مدبر الملک تھا اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا کے تمامی رعایا کو اسکی اطاعت کا حکم دے کے ایک لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار اور ایک ہزار پہلوانان قوی کی جمعیت سے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی ہو کے اپنے شہر سے جانب صحراے نیرنگ روانہ ہوا دیوانستر یہ بھی شاہزادہ کے ساتھ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جابجا کوچ اور مقام کر کے ایک روز رستم ثانی وقت دوپہر صحراے نیرنگ مین پہونچا حدیدیہ شاہ حاکم ملک حدیدیہ ہرکارون سے خبر تشریف آوری شاہزادہ موصوف کی سنکے ہمراہ اپنے لشکر کے واسطے استقبال کے صحراے نیرنگ مین آیا استقبال کر کے شاہزادہ سے ملا حال پوچھا رستم ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے خوش ہوا اُس وقت رستم ثانی نے دیوانستر یہ سے کہا کہ ملکہ ہمایون گوہر پوش کو لا کے حدیدیہ شاہ کے حوالے کر اُسنے عرض کیا ابھی جاتا ہون اور ملکہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکے وہ کوہ سیاہ مین گیا اور ایک صندوق نکالا

جسمیں ملکہ موصوفہ کو اُسنے قید کیا تھا اُٹھا لایا پھر وہ صندوق حدید شاہ کے حوالے کیا وہ اپنی دختر کو
پاکے از حد شادمان ہوا اُسکی خوشی کیا لکھی جاوے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے جب دیو اشتر یہ
ملکہ ہمایون گوہر پوش کو حوالہ حدید شاہ کر چکا اور اپنی محبوبہ گلرو پری کو پا چکا چند بال اپنے سر کے
شاہزادہ رستم ثانی کو دیکر عرض کرنے لگا انہیں بحفاظت اپنے پاس رکھیے گا اگر کبھی کوئی ضرورت ہو اور
طلب کرنا اس فرمانبردار کا منظور ہو تو ایک بال آگ پر رکھ دیجیے گا فی الفور یہ تابعدار حاضر خدمت ہوگا
پھر جو کچھ فرمائیے گا بجا لائیگا یہ کہکے وہ صندوق محبوبہ کا لیکے جانب کوہ قاف چلا گیا اور حدید شاہ رستم ثانی کو
اپنے ہمراہ لیکے اپنے ملک میں آیا پہلے اُسنے اپنی سیاہ پوشاک تبدیل کی پھر حکم کیا جملہ اہل شہر سیاہ
کپڑے اُتاریں پوشاک نفیس پہنیں شہر کو آراستہ کریں سامان خوشی و عشرت کا کریں حسب الحکم
ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ نے سیاہ پوشاک تبدیل کی سامان عیش و عشرت کیا شہر آراستہ ہوا رونق رفتہ شہر
پھر از سرنو آئی بجا بجا نوبت و نقارے بجنے لگے حدید شاہ نے وہ صندوق جو دیو اشتر یہ سے لایا تھا
محلسرا میں لیجا کے کھولا اُسمیں سے اپنی دختر کو نکالا عورتیں محل کی ملکہ کو دیکھکر اُسکے ملنے کو خوش
ہوکے فرط شادی سے رونے لگیں پھر ملکہ پر سے زر و جواہر وغیرہ نثار ہونے لگا بعد اسکے سب کے
کہنے سے ملکہ نے حمام کیا لباس تبدیل کیا سب عورتوں کو محل کے خوشی ہوئی مادر ملکہ کو از حد شادمانی
ہوئی اُسی روز شب کو حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کیوں صاحب تمہاری دختر تمھے کبھی نہ ملتی اگر
شاہزادہ رستم ثانی یہاں آکے دیو اشتر یہ کو زیر نہ کرتا اُسی کے باعث سے اب تمھے یہ دختر آکے
ملی ہے اُسنے ہمپر بڑا احسان کیا ہے سوا اُسکے حکیم ثانی ارسطو جنکے ہم معتقد ہیں انہوں نے تمہاری اسی دختر کا
عقد عالم خواب میں ساتھ رستم ثانی کے اپنی آنکھوں سے کر دیا ہے اب سوا رستم ثانی کے میرے نزدیک
کوئی تمہاری دختر کا زوج ہو نہیں سکتا ہے اول تو شاہزادہ مذکور تمہاری دختر پر شیفتہ ہے عالم عشق میں
یہاں تک آیا ہے کہ تا ایران جیسا کہ قبل اسکے [illegible] بیان کیا ہے وہ اس سے عقد کرنے کا مشتاق
ہو چکا ہے دوسرے خواب حکیم صاحب کی بھی اُس سے معتقد کر دینے میں خوشی ہے خلاف اُسکے کوئی کام کرنا
اچھا نہیں ہے بس میں مناسب یہی جانتا ہوں کہ عقد تمہاری دختر کا جلد تر ساتھ رستم ثانی کے کر دو یہی
[illegible] شاہزادہ دیو [illegible] کر دیا [illegible] اپنی دختر [illegible] عقد کی گفتگو
[illegible] خوشی [illegible] کہا [illegible] کیا اس [illegible] میں
[illegible] اپنی [illegible] حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے [illegible]
دختر [illegible] سامان شادی ملکہ ہمایون گوہر پوش
کا کرو اسی طور [illegible] رستم ثانی کی طرف سے بھی سامان شادی کا کرو اور میں اپنی دختر کی جانب سے
سامان [illegible] کردوں [illegible] عرض کیا ایسا ہی ہوگا حدید شاہ نے وزرا سے [illegible] کرکے نجومیوں
اور رمالوں کو طلب کرکے اُنسے پوچھا [illegible] کونسی تاریخ و یوم واسطے عقد میری دختر کے
سعید ہے اُنہوں نے موافق اپنے علم کے بعد فکر بسیار [illegible] ایک ساعت [illegible] کرکے اور
زائچہ کھینچ کے عرض کیا [illegible] بادشاہ [illegible] آج کے [illegible] عقد ہونا مناسب ہے کیونکہ تاریخ
و یوم بھی دونوں سعد [illegible] زہرہ و مشتری دونوں ایکجا [illegible] میں ہونگے قران السعدین ہوگا [illegible]

معینہ و روز مذکور عقد ملکہ عالم کا ساتھ شاہزادہ رستم ثانی کے ہوگا تو انجام نیک ہوگا ہمیشہ تا حیات
زن و شوہر مین نہایت الفت و محبت رہیگی سوا اسکے ہم حکم لگاتے ہین کہ اسی سال ایک فرزند
بطن ملکہ عالم سے ایسا شجاع و بہادر ہوگا کہ زیر فلک مثل اسکے کوئی بہادر و صاحب اقبال کم ہوگا اور یہ
بھی ثابت ہوتا ہی کہ وہ شاہزادہ علاوہ بہت سے کارہاے نمایان کے ایک طلسم کہ نام اسکا طلسم عجائب
رنگ ہوگا عہد جوانی مین توڑیگا مال و اسباب طلسم مذکور پائیگا نام اسکا سہراب شیر پیکر ہوگا جلدید شاہ
نے انکی تقریر سنکے خوش ہوکے انھین انعام دیکے رخصت کیا بعدہ وزراے مذکور سے حسب الحکم
جلدید شاہ سامان شادی کا کیا اگرچہ مولف ہیچمدان احوال مفصل اس شادی کا درج کرے تو
ناظرین مختصر پسند کے خلاف طبع ہوگا اور طول ہوگا لہذا مختصر یہ ہی کہ عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کا
ساتھ رستم ثانی کے نہایت خوبی سے ہوا لاکھون روپیہ کا صرف دو طرفہ ہوا جلدید شاہ نے جہیز مین اپنی
دختر کے اس قدر مال و اسباب و طلا و زر و جواہر دیا کہ تعداد اسکی بوجہ کثرت کے قلم لکھ نہین سکتا ہی غرضکہ
بعد عقد رستم ثانی اور ملکہ ہمایون گوہر پوش ایکجا ہوکے وصل سے شاد کام ہوئے الطاف خدا سے
چند ہی روز کی ہمبستری مین ملکہ موصوفہ حاملہ ہوئین رستم ثانی وغیرہ کو خوشی ہوئی بعد انقضاے ایام حمل کے
موافق حکم لگانے نجومیون اور رمالون کے شاہزادہ سہراب شیر پیکر پیدا ہوا انشاء اللہ احوال اسکا بمقام
مناسب لکھا جائیگا اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب عقد رستم ثانی کا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش
کے ہوچکا اور ملکہ حاملہ ہوچکین اور چند روز عقد کے بعد بھی گذر چکے ایک روز شاہزادہ رستم ثانی سر دربار
پہلوے جلدید شاہ مین و منگل پر سر جھکاے غرق دریاے فکر بیٹھا تھا جلدید شاہ نے شاہزادہ موصوف
پر نظر کرکے بصد الطاف و عنایت پوچھا اے فرزند اس وقت مزاج کیسا ہی باعث فکر و تردد کیا ہی شاہزادہ
نے جواب دیا اس وقت مجھکو یہ فکر ہی کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون جلد عزیز و احباب سے دور ہون
سوا اسکے یہ فکر ہی کہ واسطے شکار کے ہمراہ اپنے رفقا کے صحرا مین آیا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا
تھا ہرن تو نظر سے غائب ہوگیا تھا مین صحراے شہر نگ مین پہونچا تھا وہان سے پیاسا تھکا آتا ہوا تھا
لشکر چھوٹا لوح طلسم صندل کی اتنی کوئی فکر نہی اب دل گھبراتا ہر چاہتا ہون کہ یہان سے اگر
آپ اجازت دین تو واسطے حصول لوح طلسم کے کسی سمت جاؤن یا اپنے لشکر مین کہ سب کو چھوڑا ہون
چھوڑ آیا تھا جاؤن بعدہ بادشاہ خورشید روشن دل سے ملاقات کرکے بزور حصول لوح طلسم صندل
اس سے پوچھون جب لوح مذکور حاصل ہو تو پہلے تالی طلسم مذکور کو فتح کرون اس کام کو فراغت
حاصل کرکے اپنے والد کی خدمت مین جاؤن بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے ملون اور
دیگر اپنے عزیز و احباب سے بھی ملون وہ سب میری مفارقت مین محزون ہونگے جلدید شاہ نے
ہنسکے کہا اے فرزند مین تمھین جانے کو مانع نہین کہ مین بھی تمھارے ساتھ جانب طلسم صندل چلونگا تاکہ
دشمنون سے لڑونگا تنہا تمکو جانے نہ دونگا لیکن ضیافت کا بیان اور قیام کرو عجب نہین کہ سراغ لوح
طلسم صندل کا ملجاے کیونکہ آج کے پانچوین روز عرس اور روز قاضی حکیم ثانی ارسطو شاہ ہوا ہی
اس ملک مین دور دور سے گروہ گروہ جوق جوق مردم عوام و خاص و مشائخ و طالب وغیرہ آتے ہین نذر
حکیم صاحب پر جمع ہوکے چند روز تک میلہ ایسا ہی رہیگا طالب و قوال گائینگے مشائخ وغیرہ

جمع ہونگے گانا سن کے مشائخ عالم وجد مین آکے جھومین گے اکثر کو حال آئیگا لاکھون آدمی جمع ہونگے
عرس بہت مجمع سے ہوگا سب شریک فاتحہ خوانی و عرس ہونگے عالم جمع ہونگے یہ جلسہ قابل دید ہوگا
تم بھی دیکھنا اور واسطے حصول لوح طلسمی مذکور کے تربت حکیم صاحب موصوف پر صحیفہ ابراہیمی تم بھی پڑھکر انکی
روح کو ثواب صحیفہ ابراہیمی بخش کر شب کو یہ نیت کرکے سونا کہ ای حکیم ثانی ارسطو آپ خاصان خدا سے
ہین اور میرے محسن ہین جس طرح آپ نے بشارت مجھکو عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کی دی تھی اسی طور سے
اب حال لوح طلسم صندل سے عالم خواب مین مجھے آگاہ کیجیے مین یقیناً کہسکتا ہون کہ وہ برگزیدہ
خدا تمھارے خواب مین آئینگے حال لوح طلسم صندل سے آگاہ کر دینگے تمھین اسکے دریافت کرنیکی
کسی سے کچھ ضرورت نہوگی بعد معلوم ہونے حال لوح کے بیابان سے روانہ ہونا مین بھی تمھارے ساتھ
چلونگا بالفعل بیابان سے جانا تمھارا میرے نزدیک اچھا نہین آگے تمھین اختیار ہے یہ کہکے حمید شاہ
خاموش ہوا وزرا اور دیگر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب
ہے کہ چند روز اور بیابان قیام کیجیے شریک عرس حکیم صاحب ہوجیے شاہزادۂ رستم ثانی نے سبکی تقریر سنکے
حمید شاہ سے مخاطب ہو کے کہا آپ نے جو فرمایا ہے مین وہی کرونگا خلاف آپ کے ارشاد کے نکرونگا
حمید شاہ یہ سنکے خوش ہوا اہل دربار بھی شادمان ہوے تعریف شاہزادہ کی کرنے
لگے لیکن گذرنے چند روز کے موافق کہنے حمید شاہ کے حکیم صاحب کا عرس ہوا لاکھون آدمی
جمع ہوے فاتحہ خوانی حکیم صاحب کی حسب دستور ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے بھی صحیفہ
ابراہیمی تمام و کمال پڑھکے روح حکیم صاحب مرحوم کو ہدیہ ثواب اسکا دیا اور شب کو قریب قبر
حکیم صاحب ایک بارگاہ مین یہی نیت جو حمید شاہ نے تعلیم کی تھی کرکے آرام کیا عالم خواب مین شاہزادہ
رستم ثانی نے دیکھا کہ حکیم صاحب مرحوم باچہرۂ نورانی ولباس نفیس نظر آئے اور شاہزادہ
موصوف سے نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آکے کہنے لگے ای شاہزادہ رستم ثانی مجھے
معلوم ہوا کہ فی الحال تمکو تردد و فکر ہی چاہیے ہو کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہو ہر چند کہ مجھے معلوم ہے
اگرچہ مین بمصلحت مفصل حال اسکا نہ بتاؤنگا لیکن اسقدر بتاتا ہون کہ صبح کو بیابان سے جانب دست راست
روانہ ہونا اگر خدا چاہیگا تو کچھ ایسے سبب پیدا ہونگے کہ حال لوح طلسم صندل کا تمکو معلوم ہوجائیگا اور
حسب پروردگار عالم چاہیگا لوح مذکور تمھین حاصل ہوجائیگی خاطر جمع رکھو فکر و تردد نکرو حق سبحانہ تعالے
مسبب الاسباب ہے اس سے امید رکھو ناامید و غرق دریاے فکر نہو کوئی ایسی مشکل نہین ہے کہ اسکے فضل
وکرم سے آسان نہو لقولہٖ مطلع مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ یہ کہکے
حکیم صاحب تو نظر سے غائب ہوے شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا وقت نماز سحر کا ہے اس وقت شاہزادہ نامدار
نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ازان حمید شاہ سے جاکر جو کچھ عالم خواب مین حکیم ثانی ارسطو نے آکے کہا تھا
بیان کیا حمید شاہ سنکے خوش ہو کے کہنے لگا ای فرزند دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا الحمد للہ
اب حال لوح طلسم صندل معلوم ہوجائیگا فی الحال مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر کو بیابان بابل اور اپنے
حال سے بادشاہ خورشید روشن دل کو بذریعہ نامہ کے آگاہ کرو پھر بیابان سے روانہ ہو
شاہزادہ نے جواب دیا مین اسی وقت بیابان سے روانہ ہونگا کیونکہ حکیم صاحب نے شب کو

عالم خواب میں یہی فرمایا تھا کہ صبح کو یہاں سے جانب دست راست روانہ ہونا حمید شاہ یہ سنکے کہنے
لگا اچھا اسی وقت یہاں سے روانہ ہو خلاف حکم حکیم صاحب نہ کرو آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا یہ کہکے
اسی وقت حکم کیا ہماری تمام فوج تیار ہو سامان سفر مہیا ہو وزرا نے سامان کیا فوج کہ تعداد میں
اسی ہزار تھی مسلح ہوئی شاہزادہ اپنی خوش دامن اور اپنی زوجہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے رخصت
ہوکے انکو دلاسا دے کے نالان و گریان انکو چھوڑ کے محل سے برآمد ہوکے مسلح ہو کے
مرکب پر سوار ہوا حمید شاہ اپنے ایک وزیر کو اپنا قائم مقام و تخت نشین کر کے مع اپنی سپاہ کے
ہمراہ شاہزادہ کے ہوا سرشار شاہ مع اپنی سپاہ کے مسلح ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ
ہوا سواری شاہزادہ کی بڑھی تمام سپاہ ہمراہ شاہزادہ کے چلی رستم ثانی نے جانب دست
راست تین کوس جا کے ایک سبزہ زار میں مقام کیا اس جگہ سے حسب رائے حمید شاہ کچھ
سواروں کو واسطے طلب اپنے لشکر ساحران و عیاران کے روانہ کیا اور ایک نامہ مشتمل اپنے تمام
حال کا تحریر کرا کے ایک شتر سوار کو دیا کہ جلد جا کر بادشاہ خورشید روشن دل کو دیو سے جب وہ سوار
اور قاصد روانہ ہوا شاہزادہ انکے آنے کا انتظار اسی صحرائے سبزہ زار میں کرنے لگا بعد تھوڑے
دنوں کے وہ سوار لشکر ساحران کو اپنے ہمراہ خدمت شاہزادہ میں لائے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش
ہوا برق ثانی و چالاک و قران ثانی و سیارہ ثانی کو بھی دیکھکر شادمان ہوا سب نے عرض کیا
اے شاہزادہ ذوالوقار جیسے آپ تعاقب آہو میں جانب دشت روانہ ہوئے تھے ہم آپکی جستجو میں
دشت و کوہ کوہ پھرتے تھے ایک روز یہ سوار سب کو ایک صحرا میں ملے انسے آپکا حال معلوم
ہوا ہم خوش ہو کے حاضر خدمت ہوئے شاہزادہ نے انسے اپنا تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا
وہ سب متحیر ہو کے کہنے لگے آپنے دشت نوردی میں عجیب عجیب عجائب و غرائب دیکھے تکلیف و ایذا
اٹھائی خیر انجام اچھا ہوا اسقدر جمعیت سپاہ ہو گئی سامان جنگ فراہم ہو گیا خوب ہوا ہنوز
وہ سب شاہزادہ سے عرض کر رہے تھے کہ وہ قاصد بھی آیا اسنے جواب نامہ کا دیا شاہزادہ نے
اسے دیکھا لکھا تھا کہ اے شاہزادہ ذوالوقار نامہ آپکا ہمکو پہونچا حال مندرجہ سے آگاہی ہوئی آپ
واسطے حصول لوح طلسمی کے جائیں ہم بھی بوقت ضرورت آپ کے پاس آئینگے آپکے حال سے
باخبر رہینگے بذریعہ ان سحر وغیرہ سے ہمیں آپ کا حال معلوم ہوتا رہیگا جس وقت کوئی ضرورت ہوگی ہم
فی الفور آئینگے یا کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت میں روانہ کرینگے شاہزادہ نے یہ عبارت جواب نامہ
مذکور کی پڑھ کے اسی روز اس جگہ سے بجمعیت دل لشکر سپاہ کے اس صحرا سے کوچ کیا

انشاء اللہ آئندہ حال رستم ثانی کا لکھا جائیگا

داستان پہونچنا نیرنگ شاہ کا حوالی ملک شعبدہ میں اور ہلاک کرنا اپنے والد کے قاتل کو مع حال دیگر مشتمل بر داستان ہذا مخمس

رنج سے لوٹینگے سب اک کب تا پایان سحر　　خیمہ ہستی کے کوئی روئینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا خون روئے درخشان سحر　　جان دونگا جو شب ہجر میں خواہان سحر
چاک ہوگا میرے ماتم میں گریبان سحر

شکار کرنا ایک فال مبارک ہی انشاء اللہ مانند اسی آہو کے دشمن کو بھی حضور ہلاک کرینگے فتح دشمن پر پائینگے شاہزادہ یہ سنکے خوش ہوکے بولا خداوند عالم ایساہی کرے جیساتمنے کہا ہی اب اس آہو کے کباب تیار کرنا چاہیے بعد میکشی کباب اسکے بطور گزک کھائینگے سرداروں نے عرض کیا بہت مناسب ہی اس وقت چند کس آہوے مذبوح کے کباب تیار کرنے کی تدبیر کرنے مین سرگرم ہوے یہان تو ملازمان تیرنگ شاہ آہوے مذکور کے کباب تیار کرنے کا ارادہ کر رہے ہین آہوے مسطور ذبح کیا ہوا بالاے زمین پڑا ہی لیکن اب حال قاتل تیرنگ شاہ یعنی فولاد مشت زن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار و بد انجام بہرام شیر شکار اپنے بادشاہ سے اجازت شکار کی لیکر سامان شکار کھیلنے کا کرکے چند ہزار سواروں کی جمعیت سے صحراے حوالی ملک شعبدہ مین واسطے شکار کے گیا تھا یہ شکار کرنے طائران صحراے سبزوزار کے ایک آہو اسے نظر آیا تھا اُس نے اُسکے پیٹھے پر تیر مارا تھا وہ آہو نالان وخیزان جانب صحرا روان ہوا تھا اور تعاقب مین اُس آہو کے خود بھی مرکب کو جولان کرکے چلا تھا اتفاق سے وہی آہو اُس طرف آیا تھا جس سمت تیرنگ شاہ ارادہ قیام کرنے کا کر رہا تھا اور خدام بارگاہ وخیام کے برپا اور ایستادہ کرنے مین مصروف تھے ناگاہ تیرنگ شاہ نے آہوے مذکور کو دیکھکر تیر مارکر زمین پر گرا کے مرکب سے اُترکر ذبح کیا تھا ہنوز وہ اُسی طرح ذبح کیا ہوا پڑا تھا ملازم تدبیر تیاری کباب کر رہے تھے کہ فولاد مشت زن قریب اُس آہوے مذبوح کے مع اپنے ہمراہیوں کے آیا اور اُس آہو کے پیٹھے پر اپنا تیر لگا ہوا دیکھکر خوب پہچان کے نہایت برہم ہوکے تیرنگ شاہ سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگا اس میرے شکار کو کس اجل رسیدہ نے شکار کیا ہی اگر معلوم ہوجاے تو مین ابھی اُسکو مانند اس آہو کے ذبح کرون تیرنگ شاہ نے دلیرانہ جواب دیا او بدزبان آگاہ ہوکر اس آہو کو ہمنے صید کیا ہی اگر کچھ دعواے شجاعت ہی تو اس آہو کو زبردستی ہمسے لے لے اُس طرف تو ہی ادھر مین ہون درمیان مین آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہی جو زبردست ہو وہی لے لے اُس نے یہ سنکے غصے سے ہونٹ چبا کے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی تو مجھ ایسے بہادر یکتاے زمانہ سے ایسی گفتگو کرتا ہی شاید زندگی سے بیزار ہی اور میری دلاوری سے آگاہ نہین ہی تیرنگ شاہ نے جواب دیا او بیہودہ گو پہلے تو اپنے نام سے آگاہ کر پھر مین بھی اپنے نام سے آگاہ کرونگا اُس نے کہا نام میرا مشہور جہان ہی سب مجھکو فولاد مشت زن کہتے ہین کیا مجال کسی حریف کی کہ میرے سامنے سے زندہ بچکر جاے تلوار اور تیر و گرز لگانے کی مجھے چندان ضرورت نہین ہوتی ہی مین ایک مشت آہستہ مارکر کام حریف کا تمام کردیتا ہون دلاوران جہان میرے نام سے خائف و ترسان مدام رہتے ہین اگر نعرہ کرون تو زہرہ شیر نر کا آب آب ہوجاے فیل مست تھرتھراکر زمین پر گرکے فی الفور ہلاک ہوجاے زمین تھراے پیر فلک کانپے جگر کوہ شق ہوجاے اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ بے آگاہی تو میرے ہاتھ سے مارا نجاے تیرنگ شاہ نے برہم ہوکے جواب دیا او دروغ گو آگاہ ہو کہ نام میرا تیرنگ شاہ ہی مین فرزند گیتی تنگ شاہ زرائلی کا ہون خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ قوت وطاقت مجھے عطا کی ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مین مانند اطفال نحیف وزار کے کم قوت جانتا ہون اور شیران دشت کو مانند روباہ کے خیال کرتا ہون اور فیلان صحرائی کو مانند پشہ کے تصور کرتا ہون تو یاوہ گو ہی جو کچھ تو نے کہا ہی سب جھوٹ ہے

مجھے تیرے قول کا یقین نہین ہی عبث تو مجھکو ایسی ایسی تقریر کرکے ڈراتا ہی مین ہرگز تجھسے ڈر کے یہ
آہو تجھے نہ دونگا ہان بعجز و انکساری اگر تو اس آہو کو طلب کرے تو البتہ دیدون اُسنے تمام تقریر ملک
تیرنگ شاہ کی سنکے غصہ کو ضبط کرکے بلکہ مسکرا کے کہا ای جوان معلوم ہوا کہ تو فرزند گیرنگ شاہ کا ہی سنا تو
ہوگا کہ مین نے تیرے پدر کو ایک گھونسا مار کر خون تھکوا کے ہلاک کیا ہی اگر تو مجھسے مقابلہ کریگا
تو وہی حال تیرا بھی کرونگا بہتر یہ ہی کہ یہ آہو مجھے ڈر کے میرے حوالے کردے ورنہ پچھتائیگا
اس سن و سال مین میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی جا ابھی تیرے
کھیل کود کے دن ہین تو مجھ سے برسر جنگ نہو میرے ہاتھ سے قتل نہو روح تیرے پدر کی قبر مین
بیچین ہوگی تیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار تیری تقریر سے اب ظاہر ہوا کہ تجھی نے میرے
پدر عالی وقار کو ہلاک کیا ہی تو ہی میرے والد ذیوقار کا قاتل ہی مین تو تیرے ہی ہلاک کرنے کو
یہانتک آیا ہون تا وقتیکہ تجھکو ہلاک نکرلونگا میرے دل کو قرار نہوگا فولاد دشت زن نے
خوب ہنسکے جواب دیا او طفل تجھینو و زارہ ابھی بار تلوار کا تو تجھسے اٹھایا نجاتا ہوگا تو مجھ ایسے زبر
دستم پیلتن سے کیا لڑیگا ایک گھونسا اگر مارونگا تو مثل گیرنگ شاہ کے ابھی تڑپکر مرجائیگا انسب یہی
کہ اول تو مجھسے برسر فساد نہو اور اگر تیرا ارادہ قوت آزمائی کا ہی تو اس وقت یہ آہو مجھے دے
دے تا کہ گرسنگی مین کباب اسکا کھا کے سیر ہو کے چلا جاؤن جب تو دربار بہرام شیر شکار بادشاہ
ملک شعیدہ مین آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا جس طرح تیرا دل چاہے مجھسے مقابلہ کرنا یہان صحرا مین
کون میری قوت و شجاعت کی تعریف کریگا یہان کوئی شاہ و شہریار ایسا نہین ہی کہ قدردان ہو بہرام
شیر شکار قدردان ہی اُسی کے سامنے تجھسے لڑونگا اس وقت بوجہ گرسنگی کے بخوبی حواس میرے
بجا نہین ہین قسم دیتا ہون تجھکو تیرے دین و مذہب کی کہ یہ آہو بخوشی مجھے دیدے مین تجھ سے طلب
کرتا ہون کہ بہت گرسنہ ہون تیرنگ شاہ نے بوجہ قسم دینے کے اور بسبب اسکے عجز کرنے کے وہ آہو
اُسے دیکر کہا او نابکار اگر کثرت گرسنگی سے حواس تیرے بجا نہین ہین اور قوت مقابلہ کرنے کی
نہین ہی تو اس آہو کے کباب کھا کے سیر و سیراب ہو کے اسی جگہ مجھسے مقابلہ کر یہ کیا کہتا ہی کہ یہان
کوئی قدردان نہین ہی ارے ہزارہا سواران لشکر جا بجا یہان موجود ہین انھین کے سامنے زور
آزمائی ہو یہی سب وقت مقابلہ تیری تعریف یا مذمت کرینگے بہرام شیر شکار نابکار کیا قدر کریگا شاید
تو نامرد و بزدل ہی کہ یہان مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہی اور دربار بہرام شیر شکار مین مقابلہ کرنے کو
کہتا ہی تیری اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان سوا تیرے ہمراہی سوارون کے کوئی تیرا معین
و مددگار نہین ہی دربار بادشاہ مذکور مین اہل دربار اور خود بہرام شیر شکار وقت عاجزی تیری مدد کرینگے
اور تو سب سے طالب مدد ہوگا اگر تو مرد میدان نبرد ہی تو اسی جگہ زور آزما ہو اُسنے کہا مین وہ دلاور ہون
کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون کسی سے طالب اعانت کبھی نہین ہوا ہون اگر تیری یہی خوشی ہی تو اسی جگہ جب سیر
ہو لونگے تجھسے زور آزما ہونگا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا مین بہت گرسنہ ہون جلد اس آہو
کے کباب تیار کرو ملازمون نے اُسکے جلد اُسکے حکم کی تعمیل کی جب کباب تیار ہو گئے اُسنے تیرنگ شاہ
سے کہا ای جوان اگر تیرا دل چاہے تو ہمراہ میرے تو بھی کباب آہو کے کھا لے […] ہو جا تیرنگ شاہ

کہا میں گرسنہ نہیں ہوں جیسے تو نے میرے والد کو ہلاک کیا ہے روز لخت دل اور خون جگر سے سیر
و سیراب رہتا ہوں اس وقت بھی غم سے مطلق خواہش غذا نہیں ہے تو بھی کباب کھا لے اور یقین
جان لے کہ دار دنیا میں یہ آخری تیری غذا ہے میں ان کبابوں کو کیا کھاؤں کہ دل میرا غم سے خود
کباب ہو رہا ہے اُس نے یہ سنکے بعد بیکشی کے شکم پر ہوکے کباب کھا کے نیرنگ شاہ سے کہا ای اجل
رسیدہ اب کہہ کیا منظور ہے کیونکر مجھسے مقابلہ کریگا تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز سے لڑیگا یا کشتی لڑیگا
یا گھونسے سے قوت زور آزمائی کریگا نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار چاہتا ہوں کہ جس طرح
تو نے میرے والد مرحوم کو گھونسا مارا تھا اُسی قوت سے تجھے بھی گھونسا ماروں بعد اسکے پھر تلوار وغیرہ آلات
حرب و ضرب سے مقابلہ کیجیو اُسنے ہنسکر جواب دیا ای نادان میرے گھونسے سے تو جانبر نہوگا پہلے اپنا جی جلے
دل کا جسطرح چاہے نکال لے شاہزادہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ پہلے حریف پر
کسی طرح کا وار کریں جب ہمکو پروردگار ہمارا ضرب سے حریف کے بچاتا ہے اُس وقت ہم لوگ اُسے
دشمن پر وار کرتے ہیں لہذا پہلے تو مجھپر گھونسا مار بعدہ میں تجھپر گھونسا مارونگا اُس لعین نے منظور کرکے
بقوت تمام پشت نیرنگ شاہ پر گھونسا مارا اُس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ نیرنگ شاہ
کی آنکھیں بند ہوگئیں رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا پسینہ پیشانی پر آگیا سب نے جانا کہ نیرنگ شاہ
نے انتقال کیا خصوص فولادمشت زن نے گھونسا مارکر خوش ہوکے سرداران سپاہ نیرنگ شاہ
سے کہا کیا دیکھتے ہو بادشاہ تمہارا مرگیا اب اسکو اُٹھا کر موافق اپنے مذہب کے اسکے باپ کی قبر
کے پاس لیجاکے دفن کردو یا میت اسکی اُٹھا کے اپنے شہر میں لیجاؤ اسکی قضا اسکو یہاں لائی تھی
سامنے میں نے اسکو بہت سمجھایا کہ مجھسے برسر فساد نہو اُسنے نہ مانا آخرکار اُسنے اپنی جان دی [illegible]
غصہ کو ضبط کرکے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نالہ و بکا کرکے نیرنگ شاہ سے لپٹ کے کہا [illegible]
شہریار اگر آپ زندہ ہیں تو آنکھیں کھولیے کچھ منہ سے بولیے دشمن آپکا خوش ہو رہا ہے
شاہزادہ موصوف نے بعد تھوڑی دیر کے آنکھیں کھولکر اپنے سرداران لشکر سے کہا تم [illegible]
نالہ و بکا کرتے ہو میں الہی عنایت والطاف خداوند عالم سے زندہ ہوں جملہ سرداران سپاہ
خوش ہوئے کفار کو حیرت ہوئی خصوص فولادمشت زن کو بدرجہ کمال حیرت [illegible]
کہنے لگا ای فولاد تو نے تو اس قوت سے اس جوان کو گھونسا مارا تھا کہ یقین تھا جانبر نہو
یقین ہے کہ یہ زندہ رہا کبھی ایسا نہوا تھا کہ تیرے گھونسے سے کوئی دلاور جانبر ہوا ہو
کیا سبب ہوا کہ یہ جوان زندہ رہا ای فولادمشت زن اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ [illegible]
نے حواس اپنے درست کرکے اُس سے مخاطب ہوکے کہا ای فولادمشت زن [illegible]
قوت پر سچ ہے ناز تھا اور دعوا سے پہلوانی کرتا تھا کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری [illegible]
میں تو تیرے ہاتھ سے ہلاک نہوا دعوے تیرا باطل ہوا تو نے مجھکو مردہ جانا [illegible]
لشکر سے کیا کہا تھا کہ سب رونے لگے تھے ای نابکار گھونسا مارکر مجھے مردہ سمجھ کر خوش [illegible]
یہ جانتا تھا کہ حریف تیرا زندہ ہے اُس سے وہ بیدین ندامت سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب
نہ کہا او نابکار تو نے تو گھونسا مارا تیری قوت تو ظاہر ہوئی اب تو میرے زور کو دیکھ [illegible]

بھی مشتاق ہون تمھاری قوت دیکھنے کا نیرنگ شاہ نے یہ سنکے اُسکی پشت پر اس طرح گھونسا مارا کہ ہڈیان پشت کی ٹوٹ گیین ہاتھ شاہزادہ کا تا استخوان سینہ پہونچا فولاد مشت زن مانند دوٹن کبوتر کے زمین پر لوٹنے لگا اور مانند مرغ بسمل کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ کے ہلاک ہوگیا طائر روح اُسکا قفس تن سے نکل کے جانب عدم روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوے خصوص شاہزادہ انتقام اپنے پدر کا لیکے بہت خوش ہوا سواران کفار مغموم ہوے لیکن گریہ و زاری کئے تاب ضبط نہ لا کے تلوارین نیام سے نکالکے شاہزادہ پر حملہ آور ہوے ادھر سے بھی سردار و سوار بڑھے لڑائی ہونے لگی مردمان سپاہ طرفین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین صحراے سبزہ زار خون سواران جنگ جو سے سرخ ہونے لگی تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوئی کچھ اہل اسلام اور ڈیڑھ ہزار کفار کام آے آخرکار کافران نابکار تاب پیکار نہ لاکے دست نیرنگ شاہ سے شکست پاکے لاشہ اپنے سردار فولاد مشت زن کا اُٹھا کے جانب دربار بہرام شیر شکار فریاد کنان بھاگے نیرنگ شاہ نے کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ فتحیاب ہو کے اُسی صحرا مین بعد خوشی و خورمی قیام کیا اور اپنے سرداران سپاہ سے کہا چاہتا ہون کہ فولاد مشت زن کے قتل کرنے کی خوشی کرون لہذا بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوش گلو کو یہان طلب کرو اُنھون نے اور دیگر ملازمون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی وقت شب نیرنگ شاہ بارگاہ مین ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بیٹھکر رقص و نغمہ نازنینان خوبرو و خوش گلو کو دیکھ کے اور سن کے خوش ہونے لگا ہر ایک رقاصہ کا رقص دیکھنے لگا جام مے پینے لگا اپنے باپ کے قاتل کو ہلاک کر کے خوش ہونے لگا نغمہ سنجان خوش گلو کا گانا سننے لگا اُنمین سے جو ایک رقاصہ سب نازنینان خوبرو و خوش گلو سے حسن و خوش گلوئی مین بہتر تھی جب وہ ہمراہ اپنے سازندون کے حسب الطلب روبرو شاہزادہ کے گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہوتے سازون کے کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے وہ بعد کرشمہ و ادا ناچنے لگی اہل بزم اُسکا رقص دیکھ کے بہت خوش ہوے خصوص نیرنگ شاہ از حد شادمان ہوا بار بار خوش ہو کے اُسے انعام دینے لگا وہ بھی شاہزادہ کو قدردان اپنا پا کے نہایت ہی خوبی سے گت ناچنے لگی بعد گت ناچنے کے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہی عشق پیدا ابرو و مژگان دلبر سے
ارے ساقی پیا کیا تھنے مین شیشے چھلکے ساغر سے
دل نازک کی جانب کو رخ سنگ خو اوشہ ہی
مناسب قتل کرتا ہی مرا تیغ و دپیکر سے
چمکتا ہی لہو پی پی کے ہم آتش مزاج ہو نکا

رہا کرتا ہی اپنا سامنا شمشیر و خنجر سے
تپ غم سے قیامت جل رہا تھا خون بسمل کا
بچاؤن کسطرح شیشہ لڑا جاتا ہی پتھر سے
بہا شک آتش دل کی حرارت سے چلے آنسو
اگر نکلی ناوک بجلی کو جو ضو نکلیگی خنجر سے

ہمین بھی کچھ بتا دراز پنہانی جو واقف ہو
نکلتے ہین شرارے اور دھوان اٹھتا ہی خنجر سے
تمری ترچھی نظر کا اور ابرو کا مین کشتہ ہون
دھوان اٹھنے لگا آخر ہمارے دیدۂ تر سے

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجۂ بالا کے سن کے خوش ہوکے ہر ایک شعر کی تعریف کرنے لگے جب اُس رقاصہ نے غزل مذکور تمام کی اور ایک غزل گانے لگی نیرنگ شاہ وغیرہ سننے لگے یہان تو بزم عشرت آراستہ ہے نیرنگ شاہ رقص رقاصہ دیکھ رہا ہے گانا سن رہا ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال اُن سوارون کا درج کیا جاتا ہی جو لاشہ فولاد مشت زن کا اُٹھا کے گریزان ہوے تھے جب وہ نالہ کنان دربار بہرام شیر شکار مین پہونچے شاہ مذکور لنکے متردد ہو کے سبب فریاد و نالہ

دریافت کیا اُنھون نے لاشہ فولاد مشت زن کا دکھا کے عرض کیا کہ اے بادشاہ عادل اس ظلم کا انصاف کر
ہمارے سردار کو مار ڈالا ہے بہرام شیر شکار نے پوچھا اسکو کس نے مارا ہے مفصل حال بیان کرو اُنھون نے
تمام حال جو گذرا تھا صاف صاف ظاہر کیا بہرام شیر شکار نے تمام حال سنکے کہا ہر چند اس سردار کے
ہلاک ہونے سے مجھکو صدمہ عظیم ہوا ہے لیکن عدل و انصاف کے جادہ سے قدم اپنا علیحدہ نہ رکھون گا اُس کے
قاتل سے برسر جنگ نہ ہونگا کیونکہ اس نے گیر تنگ شاہ کو مشت مار کر ہلاک کیا تھا اُسکا فرزند
شیر تنگ شاہ برائے انتقام خون پدر اس طرف آیا تھا اس نے اُس سے بغیر ہماری اجازت کے کیون
مقابلہ کیا جیسا کیا ویسی سزا پائی اسکے غرور نے اسے پست کیا شیر تنگ شاہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا جنگ
مین یہی ہوتا ہے دو لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہے اور ایک مغلوب ہوتا ہے سوا اسکے اس نے
گیر تنگ شاہ کو ہلاک کیا تھا شیر تنگ شاہ نے دلیرانہ اسے آگے ہلاک کیا ہے اس مقدمہ مین دخل
نہ دونگا اسکی قضا آئی تھی اس عنوان سے مر گیا لہذا لاشہ اسکا لیجاؤ موافق اپنے مذہب کے جلا دو
اگر یہ اس طور سے ہلاک نہوتا تو البتہ مین اسکے قاتل کو ضرور قتل کرتا اب بعوض قتل اُسکو بعزت
و حرمت یہان بلاؤنگا بلکہ اُسکے استقبال کے واسطے خود جاؤنگا کیونکہ وہ شاہزادہ ہے ہمارے ملک
مین آیا ہے خاطر مہمان ضرور ہے ہان بعد اُسکے یہان لانے کے اگر وہ ہمسے برسر جنگ ہوگا اُس وقت جو
مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا سواران مذکور یہ سنکے لاشہ اسکا اٹھا کر دربار سے لے گئے بہرام شیر شکار وہ شب
بسر کر کے صبح کو ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و جمعیت سپاہ کے واسطے استقبال شیر [illegible] جانب
صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچکر شیر تنگ شاہ کا استقبال کر کے
ہمراہ اپنے اُسے لیکے اپنے ملک مین داخل ہوا اثنائے راہ مین شیر تنگ شاہ نے بہرام شیر شکار
سے پوچھا یہان قبر ہمارے والد مرحوم کی کہان ہے اُس نے جواب دیا قبر تمھارے والد کی ہمارے
باغ مین ہے مقبرہ تیار ہو گیا ہے چلو مین تمھارے ہمراہ تمھارے والد کی قبر پر چلونگا یہ کہکے بعد قطع راہ
شیر تنگ شاہ کو اپنے باغ مین لایا اور داخل مقبرہ ہو کے کہنے لگا دیکھو یہ قبر تمھارے والد کی ہے
شاہزادہ نے دیکھا کہ مقبرہ مین تیاری خوب ہے شاہانہ سامان ہے چند ملازمان قدیم گیر تنگ شاہ کی قبر پر
بیٹھے ہوئے صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہین ہنوز شیر تنگ شاہ سامان و آرایش مقبرہ پر نظر کر رہا تھا
ملازمان گیر تنگ شاہ نے شاہزادہ کو اپنا آقا زادہ جانکر دور سے پہچان کر موافق قاعدہ سلام
کر کے گیر تنگ شاہ کے غم مین رونا شروع کیا شیر تنگ شاہ بھی اپنے باپ کی قبر کو دیکھکر اور اُسے
یاد کر کے زار زار رونے لگا ہمراہی رفقا بھی اشکبار ہوئے شاہزادہ موجون روتے روتے اپنے
پدر کی لحد سے لپٹ گیا اور نالہ و فریاد کر کے اس طرح کہنے لگا اے پدر عالی وقار مین تو ایک مدت
سے قدمبوسی و زیارت رو سے جناب کا مشتاق تھا مقدر مین اس کمبخت کے یہ لکھا نہ تھا کہ آرزو
مذکور بر آئے ہان برخلاف اسکے اسوقت آپ کی قبر پر آیا ہون مجھے اپنے گلے سے لگا لیجیے آپ کو
مجھسے الفت بہت تھی اس وقت بھی کچھ مجھسے محبت پیش آیئے ممکن ہو تو مجھے اپنے پاس بلا لیجیے
یہ باتین جگر خراش بہرام شیر شکار سنکے خود بھی رونے لگا اور قبر گیر تنگ شاہ سے جدا کر کے کلمات
صبر و تسکین فرماتا کہتا ہوا اُسے اپنے دربار مین لیگیا اور قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر آ سے

بٹھایا پھر ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین آئے اور باشارہ بہرام شاہ
جام شراب سے مملو کرکے سامنے شیر نگ شاہ کے لے گئے شیر نگ شاہ نے دو وجہ سے میخواری سے
انکار کیا اول تو کفار کے ہاتھ سے شراب پینا دوسرے صدمہ والم گیر نگ شاہ مین کہ اس وقت
زیادہ تر تھا اچھا نجانا ساقیان مذکور نے مجبور ہوکے بہرام شاہ وغیرہ کو شراب پلائی جب بہرام شاہ
کو نشہ شراب کا ہوا عالم نشہ مین شیر نگ شاہ سے کہنے لگا کہ اے شاہزادہ تو بیجا اگر یہان آئے ہو تو چند
قیام کرنا یہ ملک شعبدہ ہے قابل دید ہے اسکی سیر کرنا بالفعل یہان سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونا شیر نگ
شاہ نے جواب دیا مین اس ملک مین محض واسطے فاتحہ خوانی پدر کے نہین آیا ہون بلکہ اس ملک کو
جسمین میرے والد کو فولاد مشت زن نے ہلاک کیا ہے اہل اسلام سے آباد کرونگا رعایا کو مسلمان
کرونگا تمکو ہدایت کرتا ہون کہ تم بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو فہو المراد ورنہ مین تمسے برسر جنگ ہونگا لڑنے مین تامل نکرونگا آج تو دن آخر ہوگیا ہے کل وقت سحر تمسے
لڑونگا کافرون کے خون بہاؤنگا کیونکہ اس سرزمین پر فولاد مشت زن نے میرے والد کو گھونسا
مارا ہے انھون نے خون تھوک کے انتقال کیا ہے بہرام شیر شکار نے سنکر جواب دیا اے شیر نگ شاہ
اس خیال محال سے باز آؤ تجھسے برسر جنگ نہو تم نے کیا ہو حمزہ ثانی تو آکے اس ملک کو فتح کرلین مین نے
سنا ہے انکے پاس سپاہ بیشمار ہے ہزارہا سردار نامی و نامور ہین بڑے بڑے جوانان تیغزن ہین
یہان تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے ہم لوگ نہین لڑتے ہین حریف کے سامنے کھڑے ہوکے طالب ضرب
ہوتے ہین جب وہ تلوار وغیرہ سے وار کرتا ہے اس وقت ایسی تدبیر کرتے ہین کہ ضرب حریف سے محفوظ
رہکر اسکو گویا اسیر و دیوانہ کردیتے ہین اگر کوئی یہ کہے کہ سحر کرتے ہین تو ہم قسم کھاسکتے ہین کہ سحر
نہین کرتے ہین پس اگر ہم لوگ یہان کے باشندے قصد کرین تو یکہ و تنہا سیکڑون ہزارون آدمی
کو بے تلوار سپر اور بغیر کمند اسیر کرسکتا ہے اور جب وہ چاہے ایسی تدبیر کرے کہ انھین ہوشیار کرکے
رہا کردے پس تم مجھسے برسر فساد نہو تنبلا کے بلا و آفت نہو اپنی راحت و جوانی پر رحم کرو چندے یہان
کی سیر کرکے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤگے شیر نگ شاہ نے جواب دیا مین بغیر
اس ملک کو فتح کیے نجاؤنگا اس ملک مین تیرے سردار نے میرے باپ کو ہلاک کیا ہے مین اس
ملک کو حتی الامکان تباہ و برباد کردونگا یا اہل اسلام سے آباد کرونگا کل صبح کو اگر مقابلہ کریگا تو
لڑونگا بہرام شیر شکار نے عالم نشہ شراب مین اور غصہ مین کہا اے شیر نگ شاہ اگر تم میرے کہنے پر
عمل نہین کرتے ہو تو مین مجبور ہوکے آج کی شب طبل جنگ بجواؤنگا تم میرے دربار سے جاکر
بیرون شہر میدان وسیع مین قیام پذیر ہو شیر نگ شاہ اسکی تقریر سنکے دربار سے اٹھکر بیرون
شہر شعبدہ جاکے ایک صحرے سبزہ زار مین مع اپنے لشکر کے قیام پذیر ہوا یہان بہرام شیر شکار
نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی لشکر مین بلند ہوئی لشکر شیر نگ شاہ کے سرکار سے بھی
نواخت طبل جنگ لیکر روبرو اپنے بادشاہ کے گئے اور موافق قاعدہ بعد بجالانے ثنا و دعائے
بادشاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذیقدر اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین آکے ملازمان حضور سے مقابلہ کرکے

نیرنگ شاہ نے کہا کہ دو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے ہرکارون
نے حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے چوب نقارون پر لگائی صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان
ہر دو سپاہ طبل و نقارہ بجنے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو مقابلہ دشمنون سے ہوگا تو جملہ اہل لشکر اپنا اپنا
شعبدہ تیار کرنے لگے ادھر جملہ اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوئے تلوارون پر صیقل کرنے لگے
تیرون اور کمانون کو درست کرنے لگے اکثر بہادر باہم کہنے لگے ای برادران دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی
سامنا دشمنون سے ہوگا دعا کرو خدا سے کہ وقت جنگ میدان نبرد مین ہم ثابت قدم رہین خوف
جان سے میدان مصاف سے نہ بھاگین یہ شب وہ شب ہی کہ جبکی سحر کو بہ تیغ و تیر دشمنون سے لڑنا ہی
غنیمت جانو اس باہم بیٹھنے کو آؤ گلے مل لو یاد الٰہی کرلو گناہون سے توبہ کرلو ہماری خطا مین عفو کرو
نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی بعضے بعضے بہادر بعد درستی آلات
حرب و ضرب کے غسل کرکے توبہ و استغفار کرکے بخیال نزدیکی اجل سے کفن در بر کرنے لگے اگر
کسی نے کہا ای بہادرو زندگی مین کفن کو کیون در بر کرتے ہو وہ جواب دیتے تھے ہم اس وجہ سے
ابھی سے کفن پوش ہوتے ہین کہ مبادا صبح کو ہنگام جنگ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہو جائین اور کوئی ہمکو غسل و
کفن نہ دے تو ہم بے غسل و کفن نہ رہین گے غرض اسی طرح ہر ایک سردار و سوار تیاری جنگ
و خیال مرگ و قتل مین جداگانہ درستی و تدبیر کرتا تھا ہنوز وہ شب ایک پاس بھی نہ گزری تھی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان جو اپنے لشکر سے شربت جام کلاہ عفریت سے کچھ پی کر اور بیڑا اٹھا کر بادشاہ حمزہ ثانی
شہر اناطلیہ سے واسطے سزا دینے اور قتل کرنے فولاد مشت زن کے روانہ ہوا تھا اتفاق
سے وہان آیا شاہزادہ نیرنگ شاہ سے ملا احوال پوچھا اس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے
کہا آپ ایسے وقت مین یہان تشریف لائے کہ نہایت خوشی ہوئی اور دل کو قوت و اطمینان ہوا
اب بہرام شیر شکار سے خوب مقابلہ ہوگا یقین ہی کہ آپ کے ہاتھ سے بہرام شیر شکار مارا جاوے
لشکر کو اسکے شکست ہو صبح کو میدان کارزار مین آپ کی تیغ تیز سے ہزارہا اعدا کے نابکار قتل ہون
بدیع الزمان نے جواب دیا جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا مین حسب اتفاق آج اتنی شب تک
راہ نورد ہوا ورنہ سر شام مقام کرتا تھا نیرنگ شاہ نے کہا کیونکر آپ آج اس وقت تک صحرا نورد
ہوتے کہ تقدیر مین مجھسے ملنا تھا اور شریک جنگ ہونا تھا اب یہ فرمائیے کہ آپکا ادھر آنا کیونکر
ہوا بدیع الزمان نے بیان کیا جب تمہارے والد مرحوم نامہ حمزہ ثانی کا لیکر آستانہ ملک شعبدہ
مین تشریف لائے تھے اور سر دربار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے تھے بہرام شیر شکار
نے ایک نامہ مشعر حال ہلاکت نیرنگ شاہ خدمت حمزہ ثانی مین ارسال کیا تھا حمزہ ثانی نے
اسے پڑھوا کے احوال سے آگاہ ہوکے نہایت برہم ہوے حسب دستور سر دربار
کلاہ عفریت مین شربت منگوا کے رکھا تھا اور کہا تھا ہم چاہتے ہین کہ ایک سردار ہمارے
سرداران سپاہ سے جانب ملک شعبدہ جاے فولاد مشت زن کو مسلمان یا قتل کرے بہرام
شیر شکار کو ہدایت کرے پس مین شربت پی کر اس طرف آیا ہون یہان آکے تم سے ملاقات
ہوئی معلوم ہوا کہ آج کی شب دونون لشکرون مین طبل و نقارہ جنگی بجا ہی صبح کو میدان مین لڑائی

ہو گی نیرنگ شاہ یہ حال سنکے کہنے لگا خداوند عالم حمزہ ثانی کو اور آپکو اور جملہ اہل اسلام کو سلامت رکھے کہ میرے
والد کی خبر ہلاکت سنکے تاب باقی نرہی اُنکے دشمنون کے قتل کرنے کی تدبیر کی یہ کہکے ساقیونکو طلب کیا ساقیان خوبرو نے
کشتیان شراب کی لاکے جامہائے بلورین مین مئے ناب بھر کے بدیع الزمان و نیرنگ شاہ کو شراب پلانی شروع کی
جب وہ شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئے بدیع الزمان کو جب نشہ شراب کا ہوا حکم کیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی فی الفور سامان جنگ کیا جائے بمجرد حکم ملازم تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ شب تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد پڑھنے نماز سحر کے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان مسلح ہو کے مرکبون پر سوار
ہو کے فوج و سپاہ اپنی اپنی ہمراہ لیکے جانب میدان نبرد روانہ ہوئے اور سرحد ملک شعبدہ پر
پہونچکر میدان مین ٹھہر کر بہرام شیر شکار کے آنے کا انتظار کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار
بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا مقابلہ نیرنگ شاہ آکے ٹھہرا اُس وقت حسب دستور
پہلے درستی میدان کارزار کی ہوئی بعد ازان دونون طرف صف آرائی ہوئی دونون بادشاہ سرگرم ہوئے
جب حسب دلخواہ صف آرائی ہو چکی کڑکیت اور نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر درمیان مین دونون
فوجون کے کھڑے ہو کے جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جس دم وہ جوانون کو
آمادہ جنگ کر کے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک سردار لشکر بہرام شیر شکار کا مسمی داؤد
شعبدہ باز پہلے سب کے صف لشکر سے نکلکر گھوڑے کو بڑھا کر روبرو اپنے بادشاہ کے گیا اور اجازت
لیکر سامنے لشکر اسلام کے آکے مرکب کو روک کے کھڑا ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ داؤد شعبدہ باز
ایک جوان قوی الجثہ ہے ہر چند کہ خود و زرہ پہنے ہے اور آلات حرب و ضرب اپنے تن پر آراستہ کیے
ہے لیکن ایک بدّھی بھی بیلے کے پھولون کی گلے مین ڈالے ہے اسی طرح ہر ایک سردار اور سوار
باوجود مسلح ہونے کے جداگانہ ایک ایک شے اپنے پاس رکھتا ہے کوئی سوار اپنے کان مین ایک
طرۂ پھولون کا لٹکائے ہے کوئی سردار ہار پھولون کا اپنے گلے مین ڈالے ہوئے ہے کوئی گلدستہ
گلہائے رنگا رنگ کا ہاتھ مین لیے ہے کوئی سوار پھول گلاب کا اپنے پاس رکھے ہوئے ہے کوئی شخص
شاخ درخت تر و تازہ ہاتھ مین لیے ہے کوئی ایک ڈبیہ اپنے ہاتھ مین دابے ہے یہ حال ہر ایک سردار و سوار کا
دیکھکر تمام مردان لشکر اسلام متحیر ہوئے باہم کہنے لگے ہمنے بہت سے لشکر دیکھے ہین اکثر لڑائیان
لڑے ہین لیکن کوئی لشکر ایسا نہین دیکھا ہے کہ سب مردان لشکر باوجود مسلح ہونے کے بدّھی
طرہ ہار پھول وغیرہ اشیا اپنے پاس رکھتے ہون نہین معلوم یہ لوگ کیسے ہین لڑنے کو ہمسے اس طور
سے کیون آئے ہین شاید یہ لوگ ساحر ہین یا شعبدہ باز ہین سحر یا کوئی شعبدہ کرینگے خداوند عالم اُنکے
شر و فساد سے بچائے ہمارے گلشن حیات پر خزان نہ آئے ابھی اہل اسلام متحیر و ہم سخن تھے کہ ناگاہ
داؤد شعبدہ باز نے بآواز بلند کہا اے نیرنگ شاہ اگر تجھکو قوت بہادری ہے تو لشکر سے نکلکر سامنے میرے
آؤ مجھسے مقابلہ کرو چونکہ یہ قاعدہ لشکر حمزہ ثانی و حمزہ صاحبقران اول کا ہے کہ حریف جس اعلیٰ یا ادنیٰ
سردار یا سوار کو واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہے وہی شخص لشکر سے نکلکر اُس سے جا کر مقابلہ کرتا ہے پس
موافق قاعدہ مذکور نیرنگ شاہ صف لشکر سے نکل کے بدیع الزمان سے اجازت لے کے
اُسکے سامنے گیا اور کہا اے جوان مین حسب الطلب تیرے سامنے آیا ہون تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے

یا جیسی آلحرب وضرب سے لڑنا منظور ہو مجھپر وار کرے اس نے مانند غنچہ کے مسکرا کے کہا اے شیر تنگ شاہ پہلے
تم ہی کوئی وار مجھپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو میں لڑائی میں سبقت نکرونگا کیونکہ ہمارے لشکر کا
یہ طریقہ نہیں ہی شیر تنگ شاہ نے جواب دیا میں تو پہلے تجھپر تلوار نہ لگاؤنگا اپنی جانب سے آغاز جنگ
نکرونگا کیونکہ ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کریں اس نے کہا یہ مشکل ہی کہ تم
بھی جنگ میں سبقت نہیں کرتے ہو ایسا لڑائی ہو لیکن تم ہو شاہزادہ شیر تنگ شاہ نے جواب دیا اے
جوان اگر تلوار یا تیر لگانا حریف پر تیرے قاعدہ کے خلاف ہی تو ایک ڈھیلا یا سنگ گران زمین سے
اٹھا کے میرے سر و سینہ پر مار پھر میں تجھپر وار کرونگا اس نے مجبور ہو کے تلوار نیام سے کھینچ کر کہا اے
شیر تنگ شاہ ہوشیار ہو کہنے سے تلوار تو لگاتا ہوں لیکن نہ بارادہ قتل یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے تلوار لگائی
شاہزادہ دوسوت لئے ضرب شمشیر سپر پہ روک کے خود بھی تلوار نیام سے کھینچ کر جو وار کرنے کو تھا کہ
لگائی اس نے ایسا عجلت بدھی پیلے کے پھولوں کی اپنے گلے سے اتار کے جھپٹا تلوار قریب سر کے آئی
اسکی بارھہ پلیپٹا کر اس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس بدھی کے مارنے سے پہلے
تو یا تہ شیر تنگ شاہ کا کارکا لیرہ وہ بدھی تلوار کی دھار سے کٹ گئی پھول اسکے ساتھ جگہ جگہ گرے اور
ساتھ ہی چمن پیلے کے پیدا ہوئے درختوں میں غنچہ گل آئے ہوا سے سرد چلی خوشبو پھولوں کی ہوا سے
شیر تنگ شاہ وغیرہ کے دماغ تک پہونچی جس نے ان گلوں کی خوشبو سونگھی مست و دیوانہ وار خود رفتہ
ہو کے جانب چمن ہاے مذکور بے اختیار دوڑا تھوڑی ہی دیر میں شیر تنگ شاہ اور بدیع الزمان
اور تمام سرداران لشکر اور ہزارہا سواران لشکر اسلام ان چمن ہاے طلائی میں پہونچکر گھوڑوں سے
اتر کر بصد شوق و اشتیاق ان چمنوں کی سیر کرکے پھولوں کو شگفتہ دیکھ کے کھلکھلا کر ہنسنے لگے اکثر
سرداران گلہا سے بیخار کو توڑ کے سونگھنے لگے شیر تنگ شاہ اور بدیع الزمان و بعض سردار
سپاہ تاب ضبط نہ لا کے بیٹھ گئے درختان گلہا سے مذکور سے لپٹ گئے اشعار عاشقانہ و بہاریہ پڑھنے
لگے اور اس طور سے ان پھولوں کے درختوں سے بصد شوق لپٹے جیسے عشاق اپنے محبوبان گلبدن
سے بہ تمنائے وصل لپٹتے ہیں اکثر سردار سپر تلوار زمین پر ڈالکر پھولوں کو توڑ کر خوشبو انکی سونگھ کر
باہم کہنے لگے اے برادران دیکھو یہ کیا تر و تازہ پھول ہیں کیسی خوشبو ان میں سے آتی ہے یہ کیا
اچھے چمن ہیں بلبلیں کسقدر شاخ ہاے گل پر بیٹھی ہیں ہر چند کہ یہ پیلے کے پھول ہیں گل سرخ
نہیں ہیں مگر ہمارا دل کو ان پھولوں سے کسقدر محبت ہے کہ خوش ہو کے نغمہ سرا ہیں یہ تختہ چمن
ہیں یا باغ ارم ہے یہ لائق دید و قابل سیر ہیں ہم تو یہاں سے کبھی نجائینگے ہمیشہ انہیں چمنوں کی سیر کرینگے
سدا غنچہ دل شگفتہ رہیگا اکثر سواران جنگ مست و بیہوش ہو کے عالم از خود رفتگی میں جو دل
میں آتا تھا موزوں ناموزوں خیال کر کے بطور اشعار کے خوش ہو کر اپنی زبانوں پر جاری کرتے تھے کچھ
لوگ منزل ٹھمری گاتے تھے جو رنڈیاں دیہاتی لشکر شیر تنگ شاہ میں واسطے ناچنے اور گانے کی آئی تھیں
بیلوں کی گاڑیوں میں ہمراہ اپنے سازندوں کے بیٹھی تھیں وہ بھی ان پھولوں کی خوشبو سونگھ کر ہمراہ
اپنے سازندوں کے دوڑتی ہوئی انہیں چمنوں میں گئیں انھوں نے سیر چمن ہاے پر بہار کرکے
اپنے سازندوں سے کہا ذرا سازوں کو درست کرو اس وقت بے اختیار دل چاہتا ہے

کر کچھ گائیے اُنھوں نے سازوں کو درست کیا وہ سب رنڈیاں ملکر اپنی کچی زبان میں یہ غزل گانے لگین

میری خطا تھی کچھ نہ تمھارا قصور تھا
یہ امر تو حضور مروت سے دور تھا
ٹھکرا ہی دیتے فاتحہ پڑھتے نہ بیٹھ کے
اب ہاتھ مل رہا ہوں کہ یہ کیا ضرور تھا
یہ اتفاق دیکھا نہیں حسن و عشق میں

دل غیر آ گیا تھا سب اسکا قصور تھا
حاصل تھی مجھکو دل سے حضوری حضور کی
لیکن میرے مزار پہ آنا ضرور تھا
بہلا کے کہتا ہوں جو وہ ڈرتے ہیں کہ ق[illegible]
زیبا تھا سب گھمنڈ یہ انکو غرور تھا

دل میرا مجھکو پھیر دیا تھا توڑ کے
ظاہر ہیں گو کہ آپ سے نزدیک دور تھا
الفت جتا کے یار کو مغرور کر دیا
پہچانا آپ سے یہ دل ناصبور تھا

ایکبا ہمت تو یہ رنڈیاں غزل [illegible] گاتی تھیں تاہین بیہودہ و واہیات ماتی تھین سازندے انکی تعریف کرتے جاتے تھے وہ کہتی جاتی تھین اُستاد یہ تمھارا تصدق ہے اُستاد اُنکے اس کہنے سے خوش ہوتے تھے ایکطرف کچھ سوار نالہ الرین پھینک کر سپریں لالہ تروں میں لیکر مانند ڈفلی کے اُسے بجا کے کسی چمن میں خاک پر بیٹھ کے اس مطلع کو بار بار گاتے تھے اور خوش ہوتے تھے مطلع بہار آئی ہی بھرے بادہ گلگوں سے پیمانہ کو رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ غرض اسی طرح سے ہر ایک سردار اور سوار اور عورتین اُن چمنوں میں دیوانہ وار اپنے اپنے حال میں خوش و مسرور تھے کوئی گاتا تھا کوئی ہنستا تھا کوئی اشعار بہار یہ زبان پر جاری کرتا تھا کوئی درختوں سے بار بار مانند گل کے خندہ زن ہوکے لپٹتا تھا کفار دیکھ دیکھ کے مانند غنچوں کے مسکراتے تھے اور لسان گل بلتے تھے خصوصاً داؤد شعبدہ باز بہت ہنستا تھا اور کہتا تھا اے اہل اسلام تم سب میرے ایک ادنے شعبدہ میں تو دیوانے ہوگئے دین و دنیا کے خیال سے گذر گئے اگر کوئی نادر و نایاب شعبدہ ظاہر کرتا تو نہیں معلوم تمھارا کیا حال ہوتا یہ ملک شعبدہ ہی یہاں ہر ایک زن و مرد شعبدہ باز ہے کہ فلک شعبدہ باز بھی جس سے حیران و دنگ ہی تم کیا سمجھ کے اس ملک کو فتح کرنے آئے تھے اب تمھاری شجاعت و دلاوری کچھ تمھارے کام نہیں آتی جنگ و جدال کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو پہلے ہی تم سے ہمارے بادشاہ نے کہدیا تھا کہ اس ملک سے چلے جاؤ اسکے فتح کرنے کا خیال نکرو تم سے ہرگز یہ ملک فتح نہوگا تم نے نمانا آخرکار اپنی سزا کو پہونچے اب میں اگر چاہوں تو ابھی تم سب کو تیغ تیز سے قتل کروں ان چمنوں کو تمھارے خون سے سرخ کروں لیکن مجھے کیا ضرور ہی کہ تمھارے قتل کرنے سے اپنے دست و بازو کو تھکاؤں چند روز میں تم خود ہی مر جاؤگے اپنے خون میں خود شرابور ہوگے میں تمھارے خون میں گرفتار رہونگا ہر چند داؤد شعبدہ باز نے فیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ تقریر کی لیکن عالم دیوانگی میں کسی نے اسکی تقریر اچھی طرح سے سنی بھی نہیں نہ کچھ جواب دیا بہرام شمشیر شکار فیرنگ شاہ وغیرہ کے دیوانہ وار ہونے سے خوش ہوکے کلمات کفر و غرور اپنی زبان پر جاری کرکے داؤد شعبدہ باز کی تعریف کرکے کہنے لگا اے داؤد شعبدہ باز ابھی کچھ اہل اسلام باقی ہیں وہ دیوانہ وار اس بہار چمنستان کی سیر کو نہیں آئے ہیں اسکا کیا سبب ہے مجھے منظور ہے کہ جملہ اہل اسلام ان چمنوں میں آ جائیں کوئی باقی نہ رہے کہ یہاں سے بھاگ کر کہیں اور جائے اُسنے عرض کیا حضور تامل کریں ذرا ان پھولوں کی خوشبو اُنکے دماغ تک پہونچے تو دیکھیے گا کہ وہ بھی مانند ان مسلمانوں کے دیوانہ وار ہونگے اور انھیں چمنوں میں آئینگے شاید ابھی اُنکے دماغ تک خوشبو ان گلوں کی نہیں پہونچی ہے کیونکہ وہ یہاں سے بہت دور ہیں آخر لشکر میں ہیں یا پیچھے بھاگ گئے ہیں ہوا بھی اسوقت کم چلتی ہے

خوشبو ان پھولون کی اُنکے دماغ تک نہین جاتی ہی بہرام شیر شکار نے کہا تو سچ کہتا ہی یہی باعث ہی کہ جو
سوار آخر لشکر مین تھے وہی ابھی تک با حواس ہین بہرام شیر شکار ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ باقی ماندہ سردار
و سوار شیر تگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کو بلاے مذکورہ مین مبتلا دیکھکر کچھ تدبیر اُنکے حواس و ہوش
مین لانے کی نہ کرکے خوف سے بے اختیار جانب شہر اناملہ بھاگے جب سواران مذکور بھاگ گئے
بہرام شیر شکار رزمگاہ سے پلٹ کر مع سواران سپاہ داؤد شعبدہ باز کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر
آیا اور مرکب سے اُتر کر اپنی بارگاہ مین گیا داؤد شعبدہ باز بھی اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ مرکبون سے
اُتر کر خیام مین داخل ہوے سرداران لشکر حسب الطلب بہرام شیر شکار کے اُسکی بارگاہ مین جا کر
علی قدر مراتب کرسیون اور صندلون پر بیٹھے داؤد شعبدہ باز بھی حسب الطلب بارگاہ مین جا کے
صندل پر بیٹھا جب دربار سرداران سپاہ و امرا وزرا سے مملو ہوا اُس وقت بہرام شیر شکار نے فی الفور
ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر بارگاہ مین آئے ہر ایک کو جامہاے بلورین مین شراب
پلانے لگے جب سب کفار شراب پی چکے سامنے سے کشتیان اُٹھا کر بارگاہ سے چلے گئے کفار کو نشہ شراب
کا ہوا داؤد شعبدہ باز نے بہرام شیر شکار سے عالم نشہ شراب مین عرض کیا حضور آپ یہان کیون کر
ہوے ہین اپنی مملکت مین جاکر استراحت پذیر ہوں بہرام شیر شکار نے جواب دیا مین اس وجہ سے یہان
مقیم ہون کہ شیر تگ شاہ وغیرہ کی حفاظت کرون تاکہ کوئی ان سب کو اور شعبدہ کرکے رہا نکرے
اور کوئی اُنکی اعانت نکرنے پاے کہ جسکے سبب ہلاک ہو جا بینگے اور امیر ثانی یہان نہ آسکینگے اسوقت
یہان قیام پذیر ہونگا بالفعل یہان سے جانا ان مسلمانون سے غافل ہونا مناسب نہین ہی داؤد شعبدہ باز
یہ سنکے خاموش رہا یہان تو شیر تگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ جنون مین دیوانہ وار پھیلے ہین
بہرام شیر شکار ان جنونیون سے دور ہٹ کے مع اپنی سپاہ کے قیام پذیر ہی لیکن اب حال اُن سوارون کا
لکھا جاتا ہی جو میدان جنگ سے بعد دیوانہ ہونے شیر تگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے جانب
شہر اناملہ بھاگ کر روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ ایکبار روز اُس وقت شہر اناملہ مین پہنچے
کہ دربار مین بادشاہ لشکر اسلام بالاے تخت حکومت رونق افزا تھے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ
جو موجود ہین دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے
تھے کہ ابھی تک کچھ حال ملک شعبدہ کا معلوم نہین ہوا ہی بدیع الزمان وہان پہنچے یا نہین اور
فولاد مشتی زن قاتل شیر تگ شاہ رہا کیا یا نہین دل کو تردد ہی شاہ موصوف جواب مین فرما رہے
تھے کہ ہرکارون کو واسطے دریافت کرنے اس خبر کے روانہ کرنا چاہیے ناگاہ وہ سوار در بارگاہ پر نالان
و گریان با خاطر پریشان آئے بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے شور و فریاد سنکے ملازمون سے فرمایا دیکھو
یہ کون لوگ در بارگاہ پر فریاد کنان آئے ہین اُنھون نے جا کر بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ تو
سواران لشکر و ہمراہی شاہزادہ بدیع الزمان کے در بارگاہ پر نالہ کنان آئے ہین وہ امیدوار ہین کہ باریاب
خدمت حضور ہوکے کچھ عرض کرین بادشاہ موصوف نے پیشتر امیر ثانی سے فرمایا اُن سوارون کو
بلوائیے امیر ثانی نے ملازمون سے کہا اُنھین دربار مین آنے دو غلامان مذکور ان کو جاکر دربار مین بلا لے
اُنھون نے مجرا گاہ سے بعد بجا لانے مراسم عبودیت کے اور بعد کرنے ثنا و دعا کے عرض کیا حضور ہم

سرحد ملک شعبدہ سے آئے ہیں امیر نے پوچھا بدیع الزمان کو وہاں چھوڑ کے کیوں چلے آئے انھوں نے
تمام حال حیرت افزا جو شہر تنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ پر دائرہ شعبدہ بازوں سے گذرا تھا
بیان کر کے عرض کیا حضور ہم حیران ہیں گیر تنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کیونکر دیوانہ وار ہو کے
جنگلوں میں جا کر بیٹھے نہیں معلوم دائرہ شعبدہ بازوں نے کوئی شعبدہ سحر ایسا کیا یا فقط انہیں سے سحر کیا ہم انکو
مبتلا سے از خود رفتگی دیکھ کر وہاں سے واسطے عرض کرنے انکے احوال پر ملال و خرابی کے حاضر خدمت حضور
ہوئے ہیں نہیں معلوم کیا سبب تھا کہ ہم مانند ان سب کے مبتلائے دیوانگی نہیں ہوئے بادشاہ انکی اطلاع
یہ خبر ملال اثر سنکے برہم ہوئے جانب امیر ثانی دیکھکر ارشاد کیا اسی جگہ سے اب برائے تباہی ملک
شعبدہ و قتل بہرام شیر شکار و تادیب لاہوردشاہ و صلصال بن وال بن تمام جادو کوچ کرنا
ضروری ہوا اسکے شہر تنگ شاہ پیر گیر تنگ شاہ و شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کی اس بلا سے
رہائی کرانا بھی لازم ہے امیر ثانی نے ودنگل سے اپنے اٹھ کے عرض کیا بہت مناسب ہے کہ یہاں سے
اس طرف کوچ کیا جاوے یہ فرما کر اسی وقت عادی بن معدی کرب کو حکم کیا اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا
و دیگر اسباب سفر ہمراہ لیکر یہاں سے جانب ملک شعبدہ روانہ ہو کل ہم یہاں سے مع تمامی سپاہ کوچ
کرینگے چنانچہ اسی وقت حسب الحکم عادی بن معدی کرب اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا مع دیگر اسباب کے اپنی
فوج کو اپنے ہمراہ لیکر سمت ملک شعبدہ روانہ ہوا دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی نے ہمراہ رکاب شاہ
کے مع تمامی سردار و سپاہ وہاں سے سوے ملک شعبدہ کوچ کیا عادل شاہ بھی مع اپنی سپاہ کے
ہمراہ رکاب ہوا امیر ثانی بعجلت تمام قطع راہ خشکی کر کے قریب سرحد ملک شعبدہ جا کر مقیم ہوئے
بارگاہیں اور خیام برپا ہوئے لشکر اترا یہ خبر بذریعہ ہرکاروں کے بہرام شیر شکار کو پہنچی اس نے
ملاقات امیر ثانی سے کر کے کہا کہ آپ مجھ سے مقابلہ کرنے کا ارادہ نہ کیجیے باعث آپکی بدنامی و ذلت کا ہوگا اور
یہ ظاہر آپ سے کسی طرح فتح نہ ہوگا امیر ثانی نے جواب دیا اے بہرام شیر شکار اگر تمکو یہ منظور ہے کہ لڑائی نہ ہو تو
لاہوردشاہ و صلصال و صلصال کو پناہ نہ دو اپنے ملک سے انہیں نکال دو یا انکو گرفتار کر کے
ہمارے حوالے کرو اور شہر تنگ شاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو جنکو تمنے کسی طور سے
از خود رفتہ کر دیا ہے انکو بھیج کر کے عذر خواہ ہو اس نے کہا یہ تو نہ ہوگا امیر ثانی نے فرمایا اگر یہ منظور
نہیں ہے تو آمادہ جنگ ہو طبل جنگ بجواؤ اس نے امیر ثانی سے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں جا کے
ہنگام شب طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگی کی لیکر بعجلت تمام دربار
بادشاہ لشکر اسلام میں آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے بعد ادائے ثنا و دعا کے بادشاہ موصوف سے اس طرح
عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ گیتی پناہ شہریار عالی جاہ اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر
میں طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار میں آ کے حضور فیض گنجور کے بلا توقف
مقابلہ کرے سواے اس خبر وحشت اثر کے خبر نہیں ہے بادشاہ موصوف نے خبر طبل جنگ
بجنے کی ہرکاروں سے سنکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ سے کہا ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی
بجوائیں امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا ان ہرکاروں کے ہمراہ جا کے اپنے سارے
لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجواؤ عمرو ثانی ان ہرکاروں کے ساتھ اسی وقت نقارخانہ میں گئے نقارچیوں کو

حکم بادشاہ و امیر ثانی سے آگاہ کیا انھون نے حسب دستور قدیم کچھ اشرفیان خواجہ کو نذر دے کے
چوب اٹھا کے نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ بلند ہوئی دونون طرف طبل و نقارۂ جنگی بجنے سے
مردان سپاہ سمجھے کہ صبح کو لڑائی ہو گی یہ سمجھکر ہر ایک سردار اور سوار تیاری جنگ مین مصروف ہوا
کفار اپنے شعبدون کی درستی مین مشغول ہوئے اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف
ہوئے تمام شب دونون لشکرون مین خوب سامان جنگ ہوا صبح کو امیر ثانی وغیرہ نماز سحر پڑھکے مسلح
ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جملہ خاص و عام جانب میدان کارزار روانہ
ہوئے بعد قطع راہ امیر ثانی ان پھولون کے جھنڈون سے دور تر ہٹ کے میدان مین جاکر ٹھہرے اس
طرف سے بہرام شمشیر شکار بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے میدان مصاف مین آیا تھوڑے
فاصلہ سے بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا اس وقت موافق قاعدہ قدیم درستی میدان کارزار ہوئی پھر
صفین دونون لشکرون کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب وکمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
جوانان کجکلاہ سے مزین کیا گیا بعدہ کڑکیت اور نقیب دونون لشکرون سے نکلے انھون نے حسب
معمول جوانان ہر دو سپاہ کو آمادۂ جنگ و شعبدہ بازی کیا اس مؤلف نے بخیال طول تقریر کڑکیتون
اور نقیبون کی اس جگہ اور جا بجا نہین لکھی ہے غرض جب مردان ہر دو لشکر مستعد جنگ و شعبدہ بازی
ہوئے کڑکیت اور نقیبا سے خوش آواز لشکرون کے درمیان سے چلے گئے اسوقت داؤد شعبدہ باز نے
سب سے پہلے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بہرام شمشیر شکار کے سامنے جاکے طالب اجازت مقابلہ اہل اسلام
ہوا اس نے اجازت دی داؤد شعبدہ باز دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے لشکر امیر ثانی کے
آکے مرکب کو روک کر لشکر امیر ثانی پر نظر کرنے لگا ہر طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اخاہ کسقدر اہل
اسلام کا لشکر ہے جہانتک نظر پہونچتی ہے سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے یہ لشکر ہے کہ ایک دریا ہے ناپیدا کنار
سچ ہے کیا کیا جوان تنومند شہسوار و نمودار دکھائی دیتے ہین علمہاے سپاہ کس خوبی سے سربلند ہین
امیر ثانی عجیب شان سے زیر علم اژدہا پیکر بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی
صفون سے کھڑے ہین اور یہ علم اژدہا پیکر عجیب علم ہے کہ اس سے بوے مشک وغیرہ چلی آتی ہے
علاوہ اسکے یا صاحبقران یا صاحبقران آواز پیدا ہے گو مقام حیرت ہے لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے یہ لشکر
کیا ہے اگر تمامی مردان اہل جہان بھی یہان آکے جمع ہو لے تو بھی کچھ خوف ہوتا ہے یا نہین اپنے دل مین کرکے
اسطرح بآواز پکارا کہ ای امیر ثانی اول تو مناسب یہ ہے کہ آپ برسر جنگ نہون یہان سے چلے جائین
یہ ملک ایک مالک شعبدہ سے ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اپنی ذات خاص سے اسے آباد کیا ہے
اسیر آپ فتحیاب نہونگے بلکہ مانند شیر رنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے مبتلا ہو جاؤگے یہان شجاعت
و بہادری سے کچھ کام نہ نکلیگا رستم پیلتن ہو یا اسفندیار روئین تن سب کے مانند ہو یہان سب اسکو مانند زال
کے جانتے ہین دیکھیے مین نے تنہا لشکر شیر رنگ شاہ و سپاہ بدیع الزمان کا کیا حال کر دیا ہے کچھ سوار
لشکر کے نذر گرسنگی و تشنگی سے ہلاک ہوچکے ہین شیر رنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ ابھی
زندہ ہین یہ بھی دو چار روز مین مرجائینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آپ بھی مع اپنی سپاہ کے اسی طرح
مبتلا ہو جائینگے دوسرے اگر آپکو لڑنا ہی منظور ہو تو کسی دلاور کو میرے سامنے روانہ

پیچھے کہ وہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پہلے داؤد شعبدہ باز اور اُسکے لشکر پر نظر کرکے
دیکھا کہ وہ باوجود مسلح ہونے کے ایک بدھی لالہ کی اپنی گردن مین مانند معشوق کے ڈالے ہوا اور جملہ
جوان بھی اُسکے لشکر کے عورتون کی طرح ہار پھول پہنے ہین یہ رنگ دیکھکر بدرجۂ کمال حیرت ہوئی بعد
حیرت بسیار کے امیر نے داؤد شعبدہ باز کی تقریر سنکے اپنے لشکر کے داہنے طرف مڑکے دیکھا اس
دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ میمنہ لشکر سے کوئی بہادر نکلکر داؤد شعبدہ باز کے مقابلہ کو جاوے یہین پھر د
دیکھنے امیر ثانی کے لندھور ثانی یا بروایتے بہرام ثانی نے صف لشکر سے نکلکر امیر سے اجازت لیکر
مرکب پر سوار ہوکے رُخ سوے جنگاہ کیا اور قریب داؤد کے جاکے اُس سے طالب ضرب ہوا
اُسنے بعد گفتگوے بسیار نام دریافت کرکے اور رجز پڑھ کے تلوار نیام سے نکالکر کہا مین یہ تلوار
اِس طور سے لگاؤنگا کہ تیرے سر کے قریب جاویگی سر پر نہ پڑیگی کیونکہ ہمارے خداوند کا حکم ہے
کہ حتی الامکان ہمارے کیسے ہی بندے ہون اُنکو قتل کرو خون ریزی سے باز رہو یہ کہکے جس طرح
کہا تھا اُسی طرح تلوار لگائی لندھور ثانی یا بہرام نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار نیام سے
کھینچکر اُسکی کمر پر لگائی اُسنے فی الفور وہی بدھی لالہ کی گلے سے جلد تر نکالکر اُس کر تلوار کی باڑھ پر پھینک
دی دھار سے تلوار کی وہ بدھی کئی جگہ سے کٹی خوشبو پھولون کی اُڑی تلوار کمر کے قریب آکے رُکی پھول
لالہ کے سات جگہ متفرق ہوکے زمین پر گرے تھوڑی دیر مین سات چمن طولانی لالہ احمر کے زمین پر
پیدا ہوے اُن گلہاے چمنستان کی مہک دیکھکر اور بو اُنکی سونگھکر دلاور موصوف کا رنگ
بے رنگ ہوا ہوش وحواس بجا نرہے علامت دیوانگی ظاہر ہوئی یعنے تلوار کو ہاتھ سے زمین پر
پھینک کے مرکب سے اُترکے اُن چمنون مین جاکے سیر لالہ زار دیکھکے چند پھول توڑکے اُنکی
خوشبو سونگھکے بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسا اور یہ مطلع ورد زبان کیا مطلع اگر فردوس بر روے
زمین ست ہمین ست وہمین ست وہمین است بعد ورد زبان کرنے مطلع مندرجہ کے لالے کے پھول بار بار
توڑنے لگا کبھی اُنکو سر پر گاہ آنکھون پر کبھی سینہ پر رکھنے لگا کبھی اُنکو مانند گیند کے اُچھالنے لگا گاہ لالہ کے
پھولون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا ای گلو تم مجھکو اس طرح داغدار نظر آتے ہو جیسا میرا جگر داغدار
ہے دل چاہتا ہے کہ تمکو اپنے سینہ مین جگہ دون یہ کہکے رونے لگا بعد ایک لمحہ کے مانند گل خندہ زن
ہوکے مثل دیوانون کے باتین کرنے لگا بادشاہ اہل اسلام وامیر ثانی عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ
حیران ہوے دل مین اپنے کہنے لگے کہ ابھی تو یہ بہادر صحیح المزاج تھا دفعۃً دیوانہ ہوگیا یہ کیسے چمن
فی الفور پیدا ہوگئے کہ جنکی بہار نے اس دلاور کو دیوانہ کردیا امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام تو یہ باتین
اپنے دل مین کررہے تھے اور بہت متعجب تھے لیکن شیروے بن شیرویہ اور سلیمان بن جمیل ماہرو وغیرہ
نے بعد متحیر ہولے کے اپنے دل مین کہا کہ لشکر سے نکلکر لالہ کے چمنون مین جاکر اس بہادر کو مرکب پر سوار
کرکے لے آنا چاہیے ہنوز یہ کہہ رہے تھے کہ ہواے تند چلی کچھ بو لالہ کے پھولون کی اُنکے دماغ تک
پہونچی فی الفور وہ سردار کہ شایستۂ دلاوری تھے مست وبیہوش ہوکے جانب چمنستان لالہ عنان مرکبون کو
جولان کرکے روانہ ہوے جب اُن چمنون مین پہونچے مرکبون سے اُترکر پھول لالہ کے توڑکر خوشبو
اُنکی بخوبی سونگھکر یہ مطلع بے اختیار اپنی زبان پر جاری کرینگے مطلع بہار آئی ہے پھر دیکھئے جنون کیا گل کھلاتا ہے

مبارک جوش وحشت جیب دامان چاک ہونے ہین لہٰذا یہ کہکے اپنے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے
لباس اپنا پارہ پارہ کرنے لگے جیب ودامان کی دھجیان اڑانے لگے کبھی ہنسنے گاہ رونے لگے آخر کار
اُن چمنون مین بصد شوق سب کو بھول کر کسی کا کچھ خیال نکرکے بیٹھے امیر ثانی اُن سرداران کی یہ عالت دیکھکر
زیادہ متحیر ہوے ابھی امیر ثانی دریاے حیرت مین غوطہ زن تھے اور منتظر عمرو اپنے سرداران لشکر کو
لالے کے چمنون مین دیوانہ وار گریبان وخنداران دیکھکر ارادہ کر رہے تھے کہ خود جاکر اُن سب سردارون
کو سمجھا کر لالے کے چمنون مین بیٹھنے سے مانع ہوکے ساتھ اپنے لے آوین ناگاہ پھر ہواے تند علی جس
طرف کی ہوا تھی اُدھر خوشبوے اُن لالہ کے گلون کی گئی جب جس سردار یا سوار کے دماغ تک بوے
گلہاے مذکور پہونچی وہ فی الفور از خود رفتہ ہوکے گھوڑون کو جولان کرکے بصد شوق اُن چمنون مین
جانے لگا اور مانند اُن تنابیس اٹھائیس سردارون کے خود بھی چمنون مین دیوانون کے مانند
باتین کرنے لگا اور جس سمت کی اُس وقت ہوا نہ تھی اور جدھر کو اُن پھولون کی بو جاتی تھی اُدھر کے
مردان سپاہ دیوانے ہوکر جانب چمنستان لالہ عمان نجاتے تھے جب امیر ثانی نے دیکھا کہ پے در پے
سردار و سوار جانب اُن چمنون کے چلے جاتے ہین امیر ثانی نے اُنسے کہا ای بہادرو صف لشکر سے نکل کے
کہان جاتے ہو خبردار اُن چمنون مین نجاؤ وہ سردار وسوار اول تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور چلے جاتے
تھے اگر کوئی جواب دیتا تھا تو یہ دیتا تھا کہ ای امیر ثانی ہم تو ان چمنون مین ضرور جاینگے سیر لالہ زار کرینگے
آج تک آپکے لشکر مین رہے اب ان چمنون مین شب وروز رہینگے سیر کرینگے لذت زندگی اُٹھاینگے
اگر آپکا دل چاہے تو ہمارے ساتھ آئیے ورنہ اب ہمسے اور آپ سے کچھ مطلب نہین نہ آپ ہمارے
آقا ومالک نہ ہم آپکے مطیع وفرمانبردار ہین تقریر اُنکی سُن کے امیر ثانی متحیر ہوتے تھے اور عمر ثانی سے
فرماتے تھے ای خواجہ سنتے ہو جو یہ لوگ کہتے ہین ذرا تم جاکر انہین روکو چمنون مین نجانے دو اور جو
سردار وغیرہ چمنون مین گئے ہین اُنکو جاکے لے آؤ خواجہ جواب دیتے اے امیر ثانی مجھے ایسی
خدمت سے معاف رکھیے مین نہ جاؤنگا وہان جاکے خود بھی دیوانہ ہوجاؤنگا نہین معلوم یہ چمن کیسے
ہین اور اُنکے پھولونکی بو کیسی ہے کہ جسکی بو سے انسان دیوانہ ہوجاتا ہے امیر ثانی ارشاد کرتے تھے اگر
نہین جاتے ہو تو مین جاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانے کا کیا عمر ثانی قدم امیر ثانی سے لپٹ گیا اور کہنے لگا
ای آقا براے خدا آپ جانب ان چمنون کے نجائیے بلکہ یہان نہ ٹھہریے مع لشکر یہان سے فرودگاہ کیجانب
چلیے نقارہ بازگشت بجوائیے ورنہ خود بھی دیوانہ وار ہوجائیے گا اور جملہ مردان لشکر تھوڑے زمانہ
مین از خود رفتہ ہوکے یہان سے ان چمنون مین چلے جاینگے امیر ثانی نے کہا اچھا چمنون مین نجاؤنگا قریب
چمنون کے جاکے اسم اعظم پڑھونگا یقین ہے کہ بہ برکت اسم اعظم اگر سحر ہے تو ان سردارون پر سے دفع
ہوجائیگا عمر ثانی نے دست بستہ بصد عجز عرض کیا کہ ای امیر ثانی آپ اسی جگہ سے اسم اعظم پڑھیے یہان سے
سوے لالہ زار نجائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے سے اُسی جگہ اسم اعظم پڑھا مگر وہ سردار جو لالے کے
چمنون مین چلے گئے تھے ہوش وحواس مین نہ آئے اور جو بوے اُس لالہ کی ذرا بھی سونگھ چکے تھے
وہ بھی لشکر مین نہ ٹھہرے امیر اسم اعظم پڑھا کیے وہ چلے گئے جب اسم اعظم کے پڑھنے سے مدعاے
دلی حاصل نہوا اور منتظر دو دو چار چار سردار سوار لشکر سے نکل نکل کے جانب چمن لالہ زار مذکور جانے لگے

عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر اگر سحر ہوتا تو برکت اسم اعظم سے دفع ہو جاتا۔ یہ سحر نہین ہی خدا کے
واسطے جلد تر یہان سے قیامگاہ سپاہ پر چلیئے ورگرنہ تھوڑی دیر مین تمام مردمان سپاہ دیوانے ہو کے
ان چمنون مین چلے جاینگے امیر ثانی نے اسکے قسم دینے سے اسی وقت طبل باز گشت اپنے لشکر مین
بجوایا باقی ماندہ سردار سوار ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام اُس جگہ سے
ہٹ کے فرودگاہ سپاہ پر جانے لگے اُس وقت داؤد شعبدہ باز نے بآواز بلند امیر ثانی سے کہا ای امیر
با توقیر تھوڑی دیر یہان اور توقف کیجیے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہی اگر آپ اور تمام آپکا لشکر ایکبار دوپہر مین
دیوانہ نہو جاے تو مین اپنا نام داؤد شعبدہ باز نہ رکھون چونکہ اُس وقت لشکر اسلام مین ایک شور و غل
تھا نقارہ باز گشت بجایا جاتا تھا آواز داؤد شعبدہ باز کی امیر نے نہین سنی ورنہ اُسکی تقریر طعن آمیز سے
امیر ثانی کو غصہ آجاتا جنگگاہ سے نہ جاتے بلکہ عالم غصہ مین واسطے سزا دینے داؤد شعبدہ باز کے اندر
اُن چمنون کے چلے جاتے غرض کہ داؤد شعبدہ باز تو اپنی ناک کے سوراخون مین پنبہ رکھے ہوے درمیان
اُن چمنون کے کھڑا رہا امیر ثانی خواجہ کے قسمین دینے سے مع لشکر وہان سے ہٹ کے فرودگاہ سپاہ
پر آئے لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ اُنکے امیر ثانی اور سرداران سپاہ
بھی بارگاہ مین بصد ادب گئے بادشاہ تخت پر بجاہ طرز جلوس بیٹھے امیر ثانی و سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر
بیٹھے اُس وقت باشارہ بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی خوش انجام نے عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ جاکے
دریافت تو کرو کہ داؤد شعبدہ باز نے کس تدبیر سے ہمارے لشکر کے اکثر سردارون اور سوارون کو
از خود رفتہ کر دیا ہی بعد دریافت کرنے اس حال حیرت انگیز کے ہمارے سرداران سپاہ و سواران
لشکر کو جو بیہوش ہو کے اور لالے کے چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین اُنکو رہا کر دو اور ہو سکے تو دربار بہرام شیر
شکار مین بھی صورت تبدیل کر کے جاؤ وہان کوئی کار نمایان ایسا کرو کہ باعث ہماری خوشی کا ہو
عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مین ایسا اس بارگاہ سے کہین نجاؤنگا خوف سے باہر بھی بارگاہ کے
نہ نکلونگا عیاری کرنا تو بسا دشوار ہی یہ ملک شعبدہ ہی سب سرداران صف شکن و جوانان تیغزن کو
ایک داؤد نے دیوانہ کر دیا مین بیچارہ کیا ہون اگر یہان سے برای دریافت حال جاؤنگا ساکنان ملک
شعبدہ با اہل دربار و ملازم بہرام شیر شکار مجھے عیار جان کے گرفتار کرینگے یا دیوانہ کر دینگے لہذا
مین تو نجاؤنگا مگر اور عیارون سے فرمائیے وہ جائین کچھ عیاری و مکاری کرین جو کچھ آپ نے فرمایا ہی
اُسے بجا لائین امیر ثانی نے خواجہ کی گفتگو سُن کے خیال کیا کہ یہ فرزند ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کا وہ مرد طماع تھے یہ بھی مانند اُنھین کے حریص مال و دولت ہی چاہتا ہی کہ کچھ اقرار دینے کا کرین یا نقد
زر کثیر پہلے دے دین تو واسطے عیاری کے جاؤن یہ خیال کر کے امیر ثانی نے فرمایا ہی ای خواجہ اگر تم
ہمارے کہنے پر عمل کروگے یعنی واسطے دریافت حال داؤد شعبدہ باز و دیگر کارہای مذکورۃ الصدر کے
جاوگے تو ہم تمکو زر کثیر دینگے خواجہ زر کثیر کا ذکر سن کے بیتاب ہوے کہنے لگے مین زر کثیر کے معنی اچھی
طرح نہین سمجھتا میرے سامنے روپیہ رکھا جاے دیکھون وہ کسقدر ہی اتنا ہی کہ رنگ دار و غن وغیرہ
کی ضرورت کو کافی ہوگا یا نہین امیر ثانی نے باوجود رنجیدہ خاطر ہونے کے گنجینہ سے خواجہ کے
مسکرا کر دو ہزار روپیہ طلب کر کے خواجہ کے سامنے رکھا پھر فرمایا اسقدر روپیہ تمکو دیا جائیگا اگر تم ہمارے

حسب دلخواہ جاکے کارنمایان کروگے عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر یا تو قیرا سقدر روپیہ مین رنگ و روغن بھی برائے عیاری تیار نہوگا اور امور کا کیا ذکر ہی جب مین یہان سے جاؤنگا داؤد و شعبدہ باز کے ملازمون کو زر کثیر دیکر انھین ملاؤنگا اُس وقت داؤد و شعبدہ باز تک میری رسائی ہوگی امیر ثانی نے مسکراکر کہا بھلا تم ملازمان داؤد کو زر کثیر دوگے ہمین تو یہ خیال ہی کہ تم اُنکے کپڑے تک بھی اُتارکے داخل زنبیل کروگے ہان یہ کہو کہ ہوس زیادہ ہی خیر چار ہزار روپیہ تمکو دیدیے جائینگے خواجہ لینے پہنکے اُسی طرح پھر جانے سے اور عیاری کرنے سے انکار کیا آخر کار بعد گفتگوے بسیار دس ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا امیر ثانی نے روپیہ منگواکے عمرو ثانی کے روبرو رکھا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھاکر نذر زنبیل کیجیے امیر ثانی نے فرمایا یہ روپیہ اُس وقت لینا جب ہمارے حسب دلخواہ کام کرکے آؤ خواجہ نے مجبور ہوکے کہا اچھا اس روپیہ کو ایک مقام محفوظ مین رکھوا دیجیے یا یہین رہنے دیجیے مین آکے لیلونگا امیر نے قبول کیا عمرو ثانی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے خیمہ مین جاکر رضوان بن عمرو کو اور دیگر عیاران لشکر کو پاس اپنے بلایا اور شیشہ شراب کا اُٹھاکر شراب کو مخفی طور سے بیہوشی آمیز کرکے اور ساغر اُٹھاکے کہا اس وقت دل چاہتا ہی کہ ہم تمکو شراب پلائین وہ بھی عیار بلا کے روزگار تھے سمجھے کہ خواجہ کا شراب پلانا خالی از علت نہین ہی کوئی سبب ضرور ہی یہ خیال کرکے عرض کرنے لگے آپ شراب کیون پلاتے ہین اپنا نقصان کیون کرتے ہین اگر بیہوش کرنا ہمارا منظور ہی اور ہمین کہین لیجانا زنبیل مین ڈالکر مدنظر ہی تو یونہین ہمین داخل زنبیل کرلیجیے ہمسے عیاری نکیجیے ہم بھی عیار ہین خواجہ نے اُنکی گفتگو سنکے برہم ہوکے کہا تمھین یہ شراب پینی ہوگی اگر نہ پیوگے تو مین زبردستی پلاؤنگا وہ سب عیار خواجہ کے خفا ہونے سے خائف ہوے کہنے لگے آپ ناراض نہون ہم دیدہ و دانستہ یہ شراب بیہوشی آمیز پیتے ہین آپ کا ارشاد بجالاتے ہین ورنہ کبھی نہ پیتے خواجہ نے یہ کہکر اُن سب کو تھوڑی تھوڑی شراب پلائی اور کوئی شے اُنھین دافع شراب بیہوشی نہ کھانے دی تھوڑی دیر مین وہ بیہوش ہوے خواجہ نے اُنکو داخل زنبیل کیا بعد اسکے رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے فقیرانہ لباس پہنکر خیمہ سے نکلکر ایک سمت جانے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچکر خواجہ دوسری سمت جانب صحرا روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دیوارین اُس باغ کی گر گئی ہین باغ مین درخت بہت سے ہین کچھ درخت انبہ اور املی کے بھی ہین انھین مین سے ایک درخت مین جھولا پڑا ہوا ہی چند عورتین نوجوان جھولے کے پڑے پر بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین ایک نوجوان عورت از حد خوبصورت لباس رنگین اور زیور نقرہ و طلا پہنے ہوے بعد ناز بیٹھی ہی وہ عورتین پینگیں دے رہی ہین اور یہ بارہ ماسہ گا رہی ہین – بارہ ماسہ

سکھی ری جاکے کہو میرے پیاسے
مکان ویران ہی گھر آتا نہین ری
اکیلی سیج پر کب نیند آوے
پیا اونک ہمارے گھر نہ آئے
سکھی تڑپے ہی بجلی مینہ برسے

الے ہین ورشن کو ترسے ہم پیا سے
سکھی ری جو بنے وہ شیو پیارا
پیا بن کو مجھے چھاتی لگاوے
سکھی سنسار گھر کو اپنے چھاوے
پیا کے دیکھنے کو جی ترسے

بڑا بیدرد ہی سنتا نہین ہی
تو کہہ پیتم سے جاکر حال میرا
اساڑھ ہی ایسا لاگ یا در کہیں آ
پیا بن کو منڈل میرا ناوے
سکھی بادر ہین یہ چوندیس گھر آئے

ہمارے شام کو اب کو منائے
سبھی سکھی جھولین ہنس ہنس ہنڈولا
ہمارے کرشن مدھوبن سے نہ آئے
لگا بھادون چھو ندس میگھ چھائے
کہ اُس بیدرُت نے سدھ بدھ بساری
ہمارا کنتھ تو پردیس بھایا
کہ بے کنتھا گلے کسکے لگون مین
کہ بے تیرے نہین ہی چین مجھکو
کبھی تو شام بھولے گھر کو آتا
ادھک جاڑا ستاوے موہے نس دن
مین روتی ہون پیا بن اپنے دلمین
اکیلی سیج پر تڑپون پڑی مین
پنٹ دکھ دیرہا ہی مجھکو نس دن
نہین آتا ہی جیو کو چین دم بھر
سکھی پیتم کو میرے کون لاوے
سکھی پیتم نہ آئے کیا کرون مین
کہو ابہین ہمارے شام گھر کب
نہ ابہین پیو تو جاڑا کیسے چھوٹے
کہ ہنس ہنس کر مجھے چھاتی لگاوے
لگا پھاگن سکھی سب پھاگ کھیلین
پیا بن مین رہی اجہون دکھی ری
گلے مین مل کے کس سے پھاگ کھیلون
اکیلی سیج پر کبتک رہون مین
سکھی جس دن سے بچھڑا ہی کنہائی
خبر جاکر سنا پیتم کو ... ری
چلے ہی جب ہوا ٹھنڈی سکارے
مین بن بن ڈھونڈنے کو اسکے نکلی
لگا اب جیٹھ برہا موہ ستاوے
خبر دے جاکے کوئی سیر سے پی کر
سکھی بیتا ہی روتے بارہ ماسا
خبر پیتم کے آنے کی سنی ری

سکھی اب ماس ساون کا لگا ہی
پیا بن کو جھولاوے مجھکو جھولا
تنا اب کون سنتا ہے ہماری
ہمارے شام اجہون گھر نہ آئے
مجھے اب رات اندھیاری ڈراوے
برہ کی آگ نے تن مین جلایا
ارے کویل تو جا اب پیو کے دیسا
نہین بھاتی ہی اتنو رین مجھکو
لگا کاتک پیا اجہون نہ آئے
سکھی چھتیان لگاوے کو پیا بن
لگا اگہن سکھی پیتم کب ابہین
جو سچ پوچھو تو ہون دکھی کڑی مین
پھرا ہی مجھسے دل جیسے صنم کا
سکھی دیکھن لگے اگہن ہم یہ کیونکر
برہ کی آگ نکسنت ہی بدن سے
برہ کا حال اب کس سے کہون مین
بھئے اب ماگھ کے دن اور بھاری
ڈری رے رین کیسے موری کٹیے
خبر کوئی جو اُس پیتم کی لاوے
پیا بن ہم سجن دکھ اپنا جھیلین
نٹھر گھنشام نے لی سدھ نہ موری
مصیبت جو بڑی ہی اُسکو جھیلون
خبر اب لاوے پیتم کی سکھی ری
نہین اک پل کبھی ہمکو نیند آئی
لگا بیساکھ بس بھاوے نہ چین بھر
برہ کی آگ سلگے ہی پیارے
بھلا کس طرح مجھکو چین آوے
جلانے کو ادھک میرے جلاوے
کوئی دم بھر جو وہ صورت دکھاوے
کرے پوری یہ بدھاتا میری آسا
ملین بچھڑے ہوے فضل خدا سے

پیا کے سوگ مین تن من جلا ہی
کہو کس طرح سے دل چین پاوے
کٹی ہی رین روتے روتے ساری
سکھی پوچھو نہ کچھ حالت ہماری
پیا کو جاکے اب کوئی لے آوے
سکھی لاگا کنوار اب کیا کرون مین
پیا میری طرف سے دے سندیسا
اگر کچھ بھی مری سنتا بدھاتا
پیا بن سیج سونی موہے نہ بھاوے
سبھی سکھیان رہین اپنے منڈل مین
گلے سے کون دن مجھکو لگین مین
مدن مجھکو ستاتا ہی پیا بن
نہین مٹتا کبھی لکھا کرم کا
لگا اب پوس جاڑا منہ نہ بھاوے
یہ جاڑا جاوے اب کوئی جتن سے
سکھی بیتا مہینہ پوس کا اب
پیا بن سیج سونی ہی ہماری
مرا پیتم سکھی کس دن گھر آوے
سیر تو سے مجھے گویا جلاوے
ملین آپس مین سب سکھیان سکھی ری
بتاؤ اب ملون مین کس سے ہو ری
سکھی ری چیت لاگا کیا کرون مین
رہون کبتک پیا بن مین دکھی ری
ارے کاگا مین تیری دلسے چیری
ملین گنتی ہون جو تاری رین جگ کر
نہین بیدردی نے میری خبر لی
جو دم بھر بھی نہ وہ صورت دکھاوے
نہین آتا ہی کس دن چین جی کو
مرے دل کی تمنا سب بر آوے
مہینا لوند کا لاگا سکھی ری
رہین سب خوش یہ نہین میری ...

ہوا دکھ دور سکھ حاصل ہوا ہی　　بہت بشاش میرا دل ہوا ہی　　یہ بھی بین ہی قدا رب سے مناؤن

کہ اب جی بھر کے کچھ دن چین پاؤن

عمر وثانی اُن عورتون کا یہ بارہ ماسہ سن کے اور اُس زن نوجوان خوبرو کو دیکھ کے بیتاب ہو گیا دل سینے مین بیچین ہو گیا دل مین کہنے لگا ای عمر وثانی ان عورتون مین چلنا چاہیے اُنکے پاس بیٹھنا چاہیے اور اس زن خوبرو کے پاس جا کے دیکھنا چاہیے یہ باتین اپنے دل مین کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب دست بستہ سامنے آئے اُس نے ذہن مین اپنے اُنمین سے ایک مکر کو پسند کرکے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہو کے اپنی صورت ایک دیہاتی نوجوان عورت کی دولھن کے مانند بنائی ہندوانہ زیور پہنا لہنگا پھر یا زنبیل سے نکالکر پہنی اور ایک کرتی بھی رنگین نکال کے پہنی مٹی کے تیل سے بال سر کے چکنے کرکے کنگھی کرکے نرمی بھلی پٹیان بنا کے مانگ سیندور سے بھر کے آئینہ سے اپنی صورت دیکھکر حسب دلخواہ پا کے جھاڑی سے روتا پیٹتا ہوا نکل کے طرف اُن عورتون کے روانہ ہوا وہ عورتین جھولا جھول رہین تھین بارہ ماسہ جو لکھا گیا ہی گا رہی تھین باہم ہنس رہین تھین خصوص وہ زن خوبرو وخوش ہوکے مسکرا رہی تھی اُسکا گانے اور خوشی مین سب نے آواز رونے کی جو سنی خاموش ہو کے جھولا ٹھہرا کے ہر طرف دیکھنے لگین وہ زن خوبرو اُنسے کہنے لگی شاید کوئی عورت درد رسیدہ رو رہی ہی نہین معلوم کس درد مین مبتلا ہی اور اس طرح روتی ہی کہ دل اُسکے سننے سے دردمند ہوتا ہی ذرا باغ سے نکلکر دیکھو تو کہ کون ہی اُسے یہان بلا لاؤ مین پوچھونگی کہ تو کس بلا مین مبتلا ہو گئی ہی سہیلیان اُسکی اُسکے کہنے سے جھولے سے اُتر کر چلین تھین کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت بھولی صورت نوجوان دیہاتی نئی دولھن بنی ہوئی روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی چلی آتی ہی وہ عورتین اُسے دیکھکر پکارین ای عورت ادھر آ ہماری ہمجولی اور ملکہ نسرین گلعذار دختر داؤد شعبدہ باز تجھکو بلاتی ہین عمر وثانی اُنکی تقریر سنکے دل مین تو خوش ہوا کہ اب عیاری حسب دلخواہ کرکے بخوبی حال دریافت کرونگا لیکن بظاہر زیادہ تر رونے پیٹنے لگا اور نالہ کنان اُنکے پاس گیا وہ ہمراہ لیکر نسرین گلعذار کے پاس گئین نسرین گلعذار نے پوچھا ای عورت اس طرح کیون روتی ہی کیا تجھپر کچھ مصیبت پڑی ہی عمر وثانی نے دیہاتی زبان مین اشکبار ہو کے جواب دیا مجھکو میرا شوہر میرے گاؤن سے میکے سے لیے جاتا تھا اُسکے ساتھ اُسکے عزیز و احباب بھی تھوڑے سے تھے میرے باپ نے کہ وہ ٹھاکر ہین اور زمیندار بلکہ اُنہین ایک تعلقدار چھوٹا سا کہنا چاہیے مجھے بیاہ کے میرے خاوند کو کئی ہزار روپیہ نقد دیا تھا اور قسم جہیز سے بھی کچھ دیا تھا شاید تمنے سنا ہو میرے باپ کا نام گوشا یین ٹھاکر ہی گاؤن اُنہین معاف ہونے والا ہی نام میرے گاؤن کا کھیڑہ آباد ہی مین ٹھاکرنی ہون نام میرا دُلارن ہی بڑے ناز و نعمت سے میرے والدین نے مجھے پرورش کیا ہی ہائے افسوس کل اس جنگل مین رات کو میرے شوہر نے قیام کیا تھا ڈاکہ زن اور راہزن بہت سے ہتھیار لگائے ہوئے آگئے اُنھون نے میرے خاوند وغیرہ سب آدمیون کو قتل کیا روپیہ اسباب سب لوٹ کر لے گئے میری زندگی تھی مین بھاگ کر ایک جھاڑی مین چھپ رہی تھی جب وہ راہزن لوٹ کے سبکو قتل کرکے چلے گئے تو مین جھاڑی سے نکلکر اپنے پیا کی لوتھ پر خوب روئی تمام شب رو رہی صبح کو وہان سے روتی پیٹتی اس ارادہ سے

چلی تھی کہ اگر کوئی ملے تو اپنے گانون کا اُس سے راستہ پوچھون اور اپنے مان باپ کے پاس
چلی جاؤن تمام حال جو گذرا ہی اُنسے جا کر کہون راہ مین اور تو کوئی نہین ملا سوا تمھارے اگر راہ
تمھین میرے گانون کی معلوم ہو تو بتا دو کہ مین چلی جاؤن یا کسی کو میرے ساتھ رحم کھا کے کر دو کہ وہ
مجھے میرے گانون مین پہونچا دے نسرین گلعذار نے اُسکی تقریر سنکے راست گو اُسے جان کے
بہت افسوس کر کے حال پر اُسکے رحم کھا کے کہا ای دولارن اب تو زیادہ گریہ و بکا نکر جو ہونا تھا
وہ تو ہو گیا خداوند کو یہی منظور تھا چندے یہان قیام کر مین تجھکو تیرے باپ کے پاس لے جاؤنگی تمام
حال تیرا اُن سے کہونگی وہ ایک نامی سردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعیدہ کے ہین ضرور تجھکو
تیرے گھر پہونچوا دینگے اور عجب نہین کہ تیرے شوہر وغیرہ کے قاتلون کو تلاش کر کے اُنکو قتل کرین
دولارن مذکور یہ تقریر سنکے گونہ خوش ہوئی رونا موقوف کیا نسرین گلعذار نے واسطے اُسکے دفع
رنج و ملال کے کہا ای دولارن آ ہمارے ساتھ جھولے کے پٹرے پر بیٹھ کے جھولا جھول اگر کچھ گانا آتا
ہو تو گا خاوند کے مرجانے کا رنج نکر مردوے بہت ہین پھر کسی سے شادی کر لینا اُس نے شرما کے جواب
دیا اچھا جو تم کہتی ہو ایسا ہی کرونگی اور جھولا جھولنے کو اور گانے کو جو تمنے کہا مجھے اچھی طرح گانا نہین
آتا ہی ہان کچھ گا لیتی ہون ایسے وقت مین کیا گاؤن اور کیا جھولا جھولون تم ہی جھولا جھولو مین کھڑی
ہون نسرین گلعذار نے ہاتھ اُسکا پکڑ کے جھولے پر بٹھا لیا اور قسم دے کے کہا کوئی غزل اگر تجھکو یاد
ہو تو گا اُس نے کہا مین ٹھاکرنی دیہاتی مجھے غزل ٹھمری کہان معلوم ہی ہان اپنی زندگی مین ایک
غزل بڑی مشکل سے یاد کی ہی نسرین نے کہا وہی غزل گا ہم سنین تو کہ وہ غزل عاشقانہ ہی یا
نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہو کہ تو کس طرح گاتی ہی اُس نے بعد بہت انکار کے اور نسرین کے بہت
اصرار سے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی غزل حسب مقام ہذا

جو خوشہ تاک مین تھا وہ تنہ مین چور تھا
ہر شخص تیرے کوچہ سے آگاہ ہو گیا
بے اذن لے لیا تھا یہ بیشک قصور تھا
بام مکان یار کا اللہ رے عروج
شاید کہ جسکو سون گو یہان دور تھا

دیکھا تو جیل کے خاک سیہ دم مین طور تھا
یان مجھکو دفن کرنا بھلا کیا ضرور تھا
اک بت نے بھی نہ حضرت موسیٰ سے بات کی
زینت مین آسمان تھا رتبہ مین طور تھا

ساقی یہ میکشی کا چمن مین وفور تھا
بڑھ کر ہلال سے بھی جمال حضور تھا
بوسہ وہ تھا کہ جسمین کبھی دنیا مین آپکو
اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور تھا
سو بار ہاتھ اُٹھا کے جوا ی ضعف رہے

دولارن نے صرف یہی چند شعر اس خوبی سے گائے کہ وہ تمام
عورتین از حد خوش ہوئین اور بہت تعریف اُسکے گانے کی کر کے نسرین گلعذار نے کہا اور کچھ گاؤ
وہ اُسکے کہنے سے گانے لگی یہان تو نسرین گلعذار اسکا حسن رہی ہی جھولا جھول رہی ہی عمر وثانی
جھولے پر بیٹھا ہوا بصورت زن مذکور تانے مار رہا ہی لنکو تو اپنی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب
احوال بہرام شیر شکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی طبل وقارہ بازگشت بجا کے لشکر کے ہمراہ فرود گاہ
سپاہ کی طرف روانہ ہوئے تھے بہرام بھی مع اپنی سپاہ کے نہایت شاد و خرم ہو کے داؤد شعبدہ باز
کو اپنے ساتھ لیکے جنگاہ سے لشکر گاہ پر گیا تھا اور داخل بارگاہ ہو کے سب سردارون کو بارگاہ مین
طلب کر کے بزم عشرت برپا کرا کے میخواری کر کے رقص رقاصان خوبرو کا دیکھ کے گانا اُنکا سن کے
عالم نشہ مین داؤد سے مخاطب ہو کے گویا ہوا تھا کہ ای داؤد آج بھی تو نے کار نمایان کیا ہی اُس نے

عرض کیا تھا امیدوار انعام کا ہون بہرام شیر شکار نے اُسے خلعت فاخرہ دیا تھا بعد برخاست دربار
اور موقوف ہونے بزم عشرت کے داؤد شعبدہ باز خلعت پہنے ہوے مُرغ زرین بنا ہوا اپنے گھر کی
طرف روانہ ہوا تھا اب اسکو راہ مین چھوڑ کر احوال اُسکی دختر کا درج کیا جاتا ہی کہ جب وہ جھولا جھول
چکی اور دولارن کا گانا خوب سُن چکی اُسکو ہمراہ اپنے لیکے گھر مین آئی بعد تھوڑی دیر کے باپ اُسکا
خلعت پہنے ہوے ہنستا ہوا گھر مین آیا نسرین گلعذار نے پوچھا ای پدر آج یہ خلعت کس طرح پایا
باعث خوشی کا کیا ہوا اُسنے کہا ای دختر مین نے وہ کار نمایان متواتر کیا ہی کہ شاید کسی شعبدہ باز سے نہوسکتا
مین نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان اور اُنکے مردان سپاہ کو ایک شعبدہ کرکے سات چمن بیلے
کے بناکے اُنکو دیوانہ کیا ہی بعدہ لشکر حمزہ ثانی کے بہت سے سردارون اور سوارون کو سات چمن
شعبدہ سے لاکے پیدا کرکے اُنہین اُنہین دیوانہ بناکے بٹھا دیا ہی امیر ثانی نقارہ بازگشت بجواکے
میدان جنگ سے چلے گئے نہین تو وہ بھی لاکے چمنون مین آکے مع اپنے مردان سپاہ کے دیوانہ وار
بیٹھتے بہرام شیر شکار نے میرے کارہاے نمایان پر نظر کرکے یہ خلعت فاخرہ انعام مین دیا ہی نسرین
گلعذار یہ سن کے خوش ہوئی چونکہ دولارن بھی وہان کھڑی تھی اُسنے بھی تمام تقریر اُسکی سنی داؤد نے
بعد تقریر کرنے کے دولارن کو دیکھکے اپنی دختر سے پوچھا ای نور نظر ای دختر نیک اختر یہ کون عورت
ہی کہان سے آئی ہی اسے کون لایا ہی اُسنے تمام حال اُسکا بیان کرکے کہا یہ عورت خوب گاتی ہی
ذرا اسکا گانا تو سنیئے آپ بہت خوش ہو جائیے گا اور خوش ہوکے میری خاطر سے اسکی داد کو
پہونچیے گا اسکے شوہر کے قاتلون کو ڈھونڈھ کے اسکے سامنے قتل کرکے اسکو اسکے گانون مین
پہونچوا دیجیے گا یہ کہکے دولارن سے کہا کچھ گا اُس نے روبرو داؤد کے ایک غزل لحن داؤدی
گائی وہ سُنکے از حد خوش ہوا بعد کرنے اُسکی تعریف کے کہنے لگا ای دختر مین تیرے کہنے سے
اُسکے قاتلون کو تلاش ضرور کرونگا اور اسکو اسکے گھر پہونچوا دونگا مگر اب کسی عورت کو اپنے
ساتھ نہ لانا نہ کسی عورت مرد کو اپنے گھر مین آنے دینا اس وقت سے گھر کے باہر نجانا کیونکہ امیر ثانی
مع لشکر آئے ہوے ہین اُنکے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ عیار ہین وہ سب نہایت فریب
دہندہ و مکار ہین سُنا ہی کہ وہ عورتون کی سی صورت بناکے عیاری کرتے ہین آج کل امیر ثانی
سے لڑائی ہو رہی ہی ہم اُنکے دشمن ہین وہ ہمارے عدو ہین ایسا نہو کہ اُنکے لشکر کا کوئی عیار
صورت تبدیل کرکے عورت بنکے تیرے پاس آئے اور تجھے بیہوش کرکے لیجا کے گھر لوٹ لے
دشمن سے جانتک ہوسکے انسان ڈرتا رہے اور اپنی حفاظت خود کرتا رہے نسرین گلعذار نے
جواب دیا مین آپکے کہنے پر عمل کرونگی اب کسی عورت کو گھر مین نہ لاؤنگی نہ کہین جاؤنگی نہ کسی کو
اپنے گھر مین آنے دونگی داؤد شعبدہ باز اُسکی تقریر سنکے خاموش رہا جب شب ہوئی نسرین گلعذار
اپنی خوابگاہ مین جاکے مسہری پر لیٹی دولارن نے پاؤن دبائے اور پنکھا جھلنے کا ارادہ کیا اُسنے پہلے تو
منع کیا بعد ازان کہا اچھا پنکھا جھلو وہ پنکھا جھلنے لگی جب نسرین سو رہی عمرو ثانی نے بیہوشی اُسے
سونگھا کے بیہوش کیا اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر کہا ای خواجہ اُسے نذر زنبیل کرلو یہ نہایت حسین
ہی اگر تو اسے کسی سردار کو دکھائے گا تو وہ اُسکے عوض مین تجھے ہزارون روپیہ دیگا اور

اگر کوئی اسکا طلبگار نہوگا تو خود ہی اس سے ہمکنار ہونا اسکو مسلمان کرکے اپنی ازواج مین داخل کرنا یہ کہکے اُسے داخل زنبیل کیا بعدہ صورت اپنی بشکل نسرین گلعذار بناکے اُسکی پوشاک پہن اور رضوان بن عمرو کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کرکے بصورت دولارن بناکے مسہری پر لیٹ رہا جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھ کر روبرو داؤد شعبدہ باز کے جاکے اُسے سلام کیا اُسنے دعا سے طول عمر دے کے خوش ہو کے اپنے پاس بٹھا لیا نسرین گلعذار نقلی نے داؤد سے پوچھا یہ تو بتایئے کہ جو شعبدہ آپنے کیا ہی وہ کیونکر کیا ہی اگر اُسے کوئی مٹانا چاہے تو کیونکر مٹالے اہل اسلام تو اُن چمنون کے مٹانے کی اور اُن دیوالون کے ہوش مین لانے کی تدبیر کرتے ہونگے داؤد شعبدہ باز نے ہنسکر جواب دیا ای دختر یہ شعبدہ تجھکو نہین معلوم ہی اس وقت تو فرصت نہین ہی پھر کسی وقت یہ شعبدہ تجھے بتا دونگا یہ کہکے اپنی جیب سے سات دانے مانند گوہر آبدار کے اور سات دانے مثل دانہاے یاقوت کے نکالے اُنھین دکھا کے کہا اگر اُن چمنون کو مٹا دینا منظور ہو تو پہلے کے چمنون پر یہ گوہر مصنوعی مارے فی الفور وہ سب چمن مانند خس وخاشاک کے جلنے لگین گے دھوان پیدا ہوگا وہ دھوان جبس دیوالون کے دماغ مین سرایت کریگا فوراً ہوش مین آجائیگا اسی طرح یہ دانہاے یاقوت نقلی اگر لالے کے چمنون پر مارے جائین تو اُنکا بھی وہی حال ہوگا جیسا پہلے کے چمنون کا حال بیان کیا ہی نسرین گلعذار نے کہا ذرا مجھے یہ سب دانے دکھایئے اُسنے وہ چودہ دانے اُسے دیے اُسنے اُنکو دیکھکر چالاکی سے نظر اُسکی بچاکے اور دانے ویسے ہی زنبیل سے نکالکر داؤد کے حوالے کیے اور داؤد نے جو دانے دیے تھے اُنکو زنبیل مین داخل کرکے کہا مین نے اِن دانون کو تو دیکھا مگر اِنکے بنانے کی ترکیب بتا دیجیگا اُسنے اقرار کیا اور وہ دانے مصنوعی نسرین نقلی سے لیکر واسطے کسی ضرورت کے گھر سے باہر گیا خواجہ نے اُسکے جاتے ہی جال الیاسی زنبیل سے نکالکر تمام اُسکے گھر کے مال واسباب پر ہاتھ مارنا شروع کیا ایک ہی دم مین کل مال واسباب داخل زنبیل کر لیا سواے نقش بوریے کے اور کچھ زمین پر چھوڑا بعد لوٹنے مال واسباب مذکور کے صورت اپنی تبدیل کرکے گھر سے نکل کے مع رضوان بن عمرو کے جانب بہرام شیر شکار روانہ ہوا داؤد شعبدہ باز بعد تھوڑی دیر کے اپنے گھر مین آیا دیکھا نسرین گلعذار نہین ہے اور گھر مین کوئی شی مال واسباب کا قسم سے نہین ہی یہ حال دیکھکر نہایت حیران وغمگین ہوکر بار بار اپنی دختر کو پکارنے لگا باین خیال کہ شاید کوٹھے پر ہو یا کسی حجرے مین ہو جب صدا سے دختر نہ ملی سمجھا کہ دولارن جو گھر مین آئی تھی وہ عورت نہ تھی یقیناً کوئی عیار لشکر امیر ثانی کا تھا اُس نے یہان آکے عیاری کی میری دختر کو اور تمام مال واسباب کو لیگیا ہی یہ سمجھ کے رنج وغم سے مانند دیوانون کے ہوگیا آخرکار اپنے گھر سے روتا پیٹتا ہوا بارگاہ بہرام شیر شکار مین اُس وقت پہونچا کہ بہرام مذکور تخت پر بیٹھا تھا اہل دربار بھی تمام حاضر دربار تھے لاجورد شاہ وصلصال وخلخال وشخشنگان بھی بیٹھے تھے بہرام شیر شکار نے اُسے نالان وگریان دیکھکر گھبرا کے پوچھا ای داؤد شعبدہ باز خیر تو ہی تیرے رونے پیٹنے کا کیا سبب ہی اُسنے ضبط گریہ کرکے عرض کیا حضور مین لٹ گیا گھر تباہ وبرباد ہوگیا وہ دختر میری جو حسن وجمال مین عدیم النظیر تھی اُسے کوئی لیگیا گھر کو بھی لوٹ لے گیا جملہ

مال و اسباب اس طرح لے گیا کہ ایک تنکا بھی باقی نہ رہا اب مین اس صدمہ جانکاہ سے جلد مر جاؤنگا پیرا
خداوند میری فریاد کو پہونچیے دختر سے مجھکو ملا دیجیے جملہ مال و اسباب اور وہ خلعت جو کل آپنے مجھے دیا تھا
کسی تدبیر سے مجھے جو لیگیا ہی اس سے دلوا دیجیے بہرام شیر شکار یہ حال سنکر دنگ ہو گیا بخت نگان تمام حال
سنکے کچھ سمجھے کے لاجورد شاہ کی طرف دیکھکر مسکرایا اُس نے اشارہ سے کہا خاموش رہنا کچھ بھی نہ کہنا
بخت نگان تو لاجورد شاہ کے کہنے سے خاموش رہا لیکن بہرام شیر شکار نے بعد حیرت بسیار کے پوچھا اے
داؤد یہ بھی کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تیرے گھر مین کوئی آیا تھا اُس نے عرض کیا ای خداوند نعمت میری دختر
باغ مین جھولا جھولنے کو گئی تھی جب گھر مین آئی تھی تو ایک عورت کہ نام اُسکا دولارن تھا آسکے
ہمراہ اپنے لائی تھی وہ خوش آواز بہت تھی خوب گاتی تھی بہرام شیر شکار نے پوچھا کہ وہ دانے گوہر و
یاقوت کے جو مٹا دینے والے بیلے اور لالے کے چمنوں کے ہین وہ بھی تیرے پاس ہین یا اُنکو بھی لوٹ لے
کھو دیا اُس نے عرض کیا دانہاے مذکور میرے پاس ہین لیکن اُنمین اب شک پایا جاتا ہی کہ اصلی ہین
یا نقلی ہین کیونکہ آج وقت سحر میری دختر نے خلاف عادت احوال اس شعبدہ کا پوچھا تھا اور دانہاے
گوہر و یاقوت مصنوعی جو مین نے براے چھپانے لالہ و بیلہ تیار کیے تھے مجھسے طلب کرکے اُس نے
تا دیر غور سے دیکھکر مجھے دیدیے تھے کیا عجب ہی کہ دانے بھی تبدیل کیے ہون صبح کو عیار لبصورت
نسرین گلعذار بن کے بیٹھا ہو بہرام یہ حال تمام و کمال سُنکے غرق دریاے فکر ہوا دل مین کہنے لگا اے
بہرام اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کیونکر اسکی دختر اُس عیار سے لیکر اسکے حوالہ کرنا چاہیے یہ بھی نہین معلوم
کہ اُس عیار کا کیا نام ہی عیار تو لشکر امیر ثانی مین ہزار ہا ہین ابھی بہرام دریاے فکر مین غوطہ زن تھا
ناگاہ بخت نگان بیٹھے بیٹھے اور حال سنتے سنتے تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار مسکرا کے کہنے لگا ای داؤد
اب کیا روتے پیٹتے ہو فریاد رسی کو یہان آئے ہو جاؤ صبر کرو اب دختر تمھاری اور مال و اسباب
تمھارا تمھین نہ ملیگا ہمارے خداوند و مالک عمرو ثانی ای توبہ جناب مستطاب شاہ عیاران جہان سرگروہ
مکاران بعد عمرو بن امیہ ضمیری کے خواجہ عمرو ثانی ہین وہی جناب تشریف لائے ہونگے تمھاری دختر چونکہ
بہت حسین تھی اُسے پسند کر کے بیہوش کر کے داخل زنبیل کر کے دانہاے گوہر و یاقوت کو بدل کے
گھر کے اسباب کو لوٹ کے عیاری کر کے چلے گئے ہونگے اب اُنسے دختر کا ملنا اور مال اسباب
واپس لینا ممکن ہی نہین وہ جناب جو چیز داخل زنبیل کر لیتے ہین پھر نہین دیتے ہین اب اس رونے
سے کیا فائدہ ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا فکر اپنے جان و ایمان کی کرو مجھے عقل سے معلوم ہو گیا ہی کہ اب
بیلے کے چمن اور لالے کے چمن اُن دانون سے وہ جناب مٹا دینگے سبکو ہوش و حواس مین لائینگے کسی
دن عیاری کر کے تمھین پکڑ لین گے داخل زنبیل کر کے لے جائینگے اپنے لشکر مین پہونچکر تمکو زنبیل سے
نکال کر ستون بارگاہ مین باندھ کے ہدایت کرینگے اگر تم مسلمان ہوے تو خیر ورنہ تمکو قتل کر ڈالینگے اُنکی
ذات سے دیکھیے یہان کیا کیا ہوتا ہی یہ تو ایک ادنی عیاری اُن جناب نے یہان آکے پہلے کی ہے
نمونہ اپنی عیاریون کا گویا دکھایا ہی اگر تمکو اُن دانہاے گوہر و یاقوت مین شک ہی تو اُنکا امتحان
اپنے طور سے کر لو میرے نزدیک تو وہ دانے مصنوعی ہونگے اصلی دانے جو تمنے بنائے تھے ہوا جہ
لے گئے ہونگے بخت نگان یہ تقریر ہنس ہنس کے کرتا تھا اور چار طرف دیکھکر یہ بھی کہتا جاتا تھا ای خواجہ

عمرو ثانی اگر آپ یہان تشریف رکھتے ہون تو میری تقریر بگوش سُن لیجیے دیکھیے مین نے ابھی تک کوئی کلمہ
آپ کے خلاف شان نہین کہا ہے صرف آپ کی تعریف کی ہے مجھسے رنجیدہ ہوکے درپے میری ایذا رسانی کے
نہو چکیگا مین آپکا ایک خادم وتابعدار خیرخواہ ہون چونکہ عمرو ثانی اور رضوان بن عمرو دونون بصورت
خدمتگار بارگاہ بہرام شیر شکار مین موجود تھے کھڑے ہوے ہر ایک کی تقریر سُن رہے تھے بختگان کی
گفتگو سنکے رضوان بن عمرو سے باشارہ کہنے لگے دیکھو یہ نالائق و شریر کیسی باتین کر رہا ہے رضوان بھی
باشارہ جواب دیتا تھا واقعی یہ مسخرہ ازحد شریر ہے آپ اسکی تقریر سنتے جایئے ابھی رضوان عمرو ثانی
سے باشارہ ہم سخن تھا بختگان کہی رہا تھا عمرو ثانی کو ہر ایک طرف دیکھ رہا تھا یکایک بہرام شیر شکار
نے داؤد شعبدہ باز سے کہا ای داؤد بختگان سچ کہتا ہے رونا موقوف کر صبر کر جو ہونا تھا وہ ہوا اب
اُن دانہاے گوہر ویاقوت کو نکال کے اُنکا امتحان کر دیکھ تو بدل گئے ہین یا نہین داؤد شعبدہ باز
نے وہ دانے اپنی جیب سے کہ ایک ڈبیا مین بحفاظت تمام رکھے تھے اُنھین نکال کے روبرو بہرام
شیر شکار کے سب دانے بالاے تخت زور سے مارے دانون نے تخت پر گرتے ہی مانند پٹاخون یا
پڑاقون کے آواز دی اُنہین سے مانند گندھک اور شورہ اور بارود نکلے دھوان مانند دود بیہوشی
نکلا اور وہ بارگاہ مین تھوڑی دور تک پھیلا جسکے دماغ تک پہونچا وہ چھینک کر فرش پر گرکے
بیہوش ہوا چنانچہ داؤد شعبدہ باز اور بہرام شیر شکار اور بہت سے اُسکے لشکر کے سردار بیہوش ہوکے
فرش پر گرے یہ حال دیکھکر اہل دربار جو بیہوش نہین ہوے تھے واسطے اُٹھانے بہرام شیر شکار کے
گرتے اُس ہنگامہ مین عمرو ثانی نے چالاکی سے بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور دوچار اُسکے
لشکر کے سردارون کو اُٹھا اُٹھا کے نذر زنبیل کیا خود بیہوش نہوا کیونکہ رضوان بن عمرو اور عمرو
ثانی نے روئی اپنے سوراخ بینی مین رکھ لی تھی غرض اُس ہنگامہ مین اور اُس دود بیہوشی کی تاریکی
مین کسی نے عمرو ثانی کو بہرام و داؤد وغیرہ کو نذر زنبیل کرتے نہ دیکھا جب عمرو ثانی کافران نابکار مذکور
کو نذر زنبیل کرچکا رضوان بن عمرو سے کہا اب موقع یہان ٹھہرنے کا نہین ہے اور کچھ فائدہ بھی نہین
ہے جو منظور تھا وہ کام کرچکے یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلو وہ عمرو ثانی کے اشارہ سے ہمراہ ہوا چاہ
کے چلا عمرو ثانی نے بارگاہ سے چلتے وقت بختگان کے سر پر سے رفیدہ اُتار کے دھول مار کے کہا
او نابکار تونے تو شرارت کی تھی لیکن تیری شرارت سے کچھ نہوا تونے مجھے نہ پہچانا مین یہان موجود تھا
دیکھ یون عیاری کرتے ہین بہرام شیر شکار اور داؤد وغیرہ کو زنبیل مین ڈالکر لیے جاتے ہین اگر تیرے
خلاف نہو تو تجھکو بھی زنبیل مین ڈالکر لیے جاتا ہون اُس نے سر اپنا سہلا کر ہاتھ جوڑکر کہا آپنے بہت مناسب
کیا کہ بہرام شیر شکار اور داؤد نابکار کو داخل زنبیل کرلیا ان نالایقون کی یہی سزا تھی مین تو آپکا
تابعدار ہون مجھسے خفا نہوجیے ایک دھول لگائی ہے دوچار اور لگا لیجیے لیکن داخل زنبیل نہ کیجیے
میرے حال پر رحم کیجیے مجھسے اشرفیان جو مین نے خاص آپکے واسطے اتنی مدت مین جمع کی ہین سو لے
لیجیے یہ کہکے اشرفیان پیش کین خواجہ نے جلد اشرفیان اُس سے لیکر داخل زنبیل کرکے ہمراہ رضوان کے
بصورت خدمتگار اُس ہنگامہ مین بارگاہ سے یہ کہتے ہوے باہر نکلے کہ یارو جلد آؤ بارگاہ مین ہنگامہ ہے
نہین معلوم کیا واقعہ ہے یہ کہتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے ہمراہ رضوان بن عمرو کے چلے اپنے

سوراخ بینی مین رکھے ہوے اندر اُن جمپون کے گئے پہلے گوہر کے مانند جو دالے تھے اُنھین نکال کے پیلے کے جمپون پیر زور سے مارا اُنکے مارنے سے اُن پیلے کے جمپون پر دفعتًا ایسی خزان آئی کہ وہ مانند خس و خاشاک کے جلنے لگے اور مانند آتشبازی کے چھوٹنے لگے دھوان اُٹھنے لگا وہ دھوان شیر نگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ جملہ اشخاص کے جو دماغ مین پہونچا دیوانگی اُنکی زائل ہوئی سبکو ہوش آیا ہر ایک نے غور سے اپنے حال پر نظر کی دیکھا ہم خاک پر بیٹھے ہوے ہین کپڑے پھٹے پہنے ہین سر پر خاک پڑی ہی آلات حرب و ضرب زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے ہمارے کھڑے ہوے ہین یہ حال دیکھکر سب متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہم یہان کیون آئے اور یہان کیون بیٹھے عمرو ثانی نے صورت اصلی اپنی اُنھین دکھاکے کہا تم سب کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مین نے عیاری کرکے دانے گوہر کے اُس سے لیکے ان جمپون پر مارکے تمھین ہوشیار کیا ہی اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا یہ جمپن مدام تر و تازہ رہتے اور تم دیوانون کے مانند ہمیشہ اسی جگہ بیٹھے رہتے یا ہلاک ہو جاتے سب نے یہ سن کے خواجہ کی بہت تعریف کی پھر ہر ایک ہتھیار اپنے اُٹھاکے اپنے اپنے مرکب پہ سوار ہوکر جانب لشکرگاہ امیر ثانی چلا خواجہ نے اسی طرح اُن لالے کے جمپون مین جاکے وہ دانے یاقوت کے جمپون پر مارکے اُنکو مانند پیلے کے جمپون کے مٹاکے جملہ سردارون اور سوارون کو جو اُن جمپون مین بیٹھے تھے ہوشیار کیا وہ سب بھی ہوشیار ہوکے اپنے تئین خاک پر بیٹھا دیکھ کے از حد متحیر ہوے عمرو ثانی نے اُنسے بھی کہا کہ تم کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مین نے جب شعبدہ کیا ہر تب تمکو ہوش آیا ہی اب یہان سے لشکر امیر ثانی مین چلو کہ بالفعل لشکر امیر بالو قبر کا ہین اُترا ہی تم بھی ہمراہ لشکر آئے تھے اب تو ہوش مین آئے ہو یاد کرو سب نے کہا ای خواجہ تمنے کار نمایان کیا واقعی ہم ساتھ لشکر امیر ثانی کے آئے تھے ہاے غضب اُنسے منھ موڑکے یہان بیٹھے تھے یہ کہکے خاک سے اُٹھکر گرد و غبار کو اپنے پھٹے ہوے کپڑون سے دور کرکے ہتھیار اپنے اُٹھاکے مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ خواجہ و شیر نگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے باتین کرتے ہوے احوال پوچھتے ہوے سمت لشکرگاہ امیر ثانی روانہ ہوے ادھر امیر ثانی دربار بادشاہ لشکر اسلام مین دنگل پہ بیٹھے ہوے تھے اور تمام سردار بھی موجود تھے براے دریافت حال امیر ثانی اُن سردارون سے مخاطب ہوکے کہہ رہے تھے کہ عمرو ثانی کل سے روپیہ جمع کراکے چلا گیا ہی ابھی تک نہین آیا ہی معلوم نہین اُسنے جاکر کیا کیا اسوقت ارادہ یہ ہی کہ چند سرکارون کو لشکر بہرام شیر شکار مین روانہ کرین سرداران لشکر عرض کرتے تھے کہ رائے آپکی ہم پسند کرتے ہین سرکارون کو روانہ کیجیے یا حکم دیجیے کہ ہم دلیرانہ دربار بہرام شیر شکار مین جائین حال خواجہ کا بھی دریافت کرین اور بہرام کو اگر ممکن ہو تو گرفتار کرین ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ چند سرکالے نہایت خندان و فرحان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر لائے یہ نظم حسب مقام ہذا شروع کی

قطعہ

از عشوہ یکہ تازہم چسرخ نگذرد	کس پیش حضرت تو صفت بار نشکند	لیے مایہ محاسن خلق تو باد صبح
شرح عبیر و رونق تاتار فشکند	الا بوے لطف تو مشاطۂ چمن	زلف بنفشہ بر رخ گلزار نشکند
بر نردبان رفعت تو وہم کی رسد	تا صد ہزار پایۂ پندار نشکند	ہاہو و سید سریع تو نسبت ذرا بحث کرد

نقدی کہ در ترازوے میبار نشکنند
طاق عمارت تو سعادت چنان نہاد
الا سر عدوے تو دیوار نشکنند
کس با تو نغمہ نکنند تا صداے کوہ
جز در دہان خصم تو زنہار نشکنند
شب بگذر رد کہ صورت نہر خیال خواب
کانجا ش آز معدہ تا بار نشکنند
ہر صبح جز براے سر انشار ا بلفت
این ہفت آلت است کہ در کار نشکنند

شاہے کہ سایہ داری حفظش بہ خداے
تا روز حشر گنبد دوار نشکنند
با تو کدام خصم نہد رو بکار زار
از ہیبت تو در دم کہسار نشکنند
تیغ تو صف دشمن و حکم تو دست چرخ
اندر دماغ فتنہ بیدار نشکنند
پشت فلک ز بہر ربودن کجا خمد
گردون درم ز بزدو دینار نشکنند
دائم اساس عمر چنان استوار باد

از تو نباد حادثہ ہا خار نشکنند
در خانہ کہ گرز تو کوبد درا جل
گر گاو گر ز حملہ تو زار نشکنند
زنہار نیزہ تو چہ ماریست کز زبانش
آسان اگر بہ بند دو دشوار نشکنند
حاضر بخوان کہ منت کہ شود طمع
تا نعل نقرہ خنگ تو مسمار نشکنند
تا نقش بند کسوت این چار کار گاہ
از ہفت در نگرددہ از چار نشکنند

پر ثنا و دعا کرکے پھر زبان اُردو مین اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ جمجاہ مبارک ہو کہ اس وقت خواجہ عمرو ثانی نے عیاری کرکے پیلے اور لا کے جمنون کو مٹا یا ہی جملہ سوار و سردار ہوشیار ہو کے ہمراہ خواجہ کے اس طرف آتے ہین یہ کہکے ہرکارے تو بارگاہ سلیمانی سے باہر گئے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہو کے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ کیا امیر با تو قیر نے اشارۂ بادشاہ اسلام سے اکثر سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ واسطے استقبال بدیع الزمان و بیرنگ شاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کے جائین اور انھین یہان لائین حسب الحکم سرداران مذکور اُس وقت روانہ ہوے اور استقبال کرکے سرداران موصوف کو بارگاہ سلیمانی مین لائے بیرنگ شاہ وغیرہ نے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو سلام کیا بعدہ حکم و اشارہ بادشاہ موصوف سے وہ سب دنگلون پر بیٹھے عمرو ثانی نے بعد سلام کرنے کے امیر ثانی سے وہ رو پیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا ای امیر ثانی مین بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور اسکی دختر نسترین گلعذار وغیرہ کو بھی عیاری کرکے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر لے آیا ہون امیر ثانی نے خوش ہو کے فرمایا انکو زنبیل سے نکال کے ستون بارگاہ سے باندھ کے ہوشیار کرکے ہدایت کرو عمرو ثانی نے حسب ارشاد اُن سبکو زنبیل سے نکال کے ستونون مین باندھا پھر اُن سب کو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر قریب اُنکے کھڑے ہو کر اُن کو ہدایت کرنے لگے انھون نے غفلت سے ہوشیار ہو کے اپنے تئین ستون سے بندھا دیکھ کے امیر ثانی وغیرہ پر نظر کرکے تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سن کے اپنے دلون مین کہا کہ ہمارا یہ حال ہو گیا اور خداوند تمثال آئینہ رو نے کچھ ہماری خبر نہ لی ہمکو اپنی قدرت سے نہ بچایا یہانتک کہ ہم گرفتار ہو گئے اور خداوند نے اپنی قدرت نمائی نہ کی اس اُنکی غفلت سے یقین ہو گیا کہ وہ قابل سجدہ و پرستش نہین ہے پس لائق سجدہ وہی خدا ہی جسکی حمد و ثنا ابھی عمرو ثانی نے ہمارے روبرو کی ہی یہ باتین دل مین کرکے سب کے پہلے بہرام شیر شکار نے جانب امیر ثانی دیکھکر اُنسے مخاطب ہو کے عرض کیا کہ ای امیر ثانی آپ ہمکو کلمہ پڑھا ئیے مسلمان کیجیے بیشک آپکا دین و مذہب حق ہی اب ہم سمجھے کہ ہمارا دین اچھا نہ تھا اتنی مدت تک کافر رہے تمثال آئینہ رو کو خداوند سمجھا کیے اُسے سجدہ کیا کیے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کی تقریر سن کے بہت خوش ہو کے خواجہ سے فرمایا اسے کھول دو خواجہ نے ستون سے اُسے کھول دیا وہ قدم بادشاہ لشکر اسلام و

امیر ثانی پر گرا شاہ موصوف و امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگایا بعدہ امیر ثانی نے
اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر ثانی نے اشارہ بادشاہ سے بیٹھنے
کو فرمایا اور کہا اگر تمھارا دل چاہے جانب دست راست بیٹھو یا چاہو تب دست چپ دنگل پر بیٹھو اُس نے
جانب دست راست و چپ دیکھ کے عرض کیا میں جانب دست چپ بیٹھونگا امیر ثانی نے واسطے اُسکے
دنگل بچھوا دیا وہ سلام کرکے اُس دنگل پر بیٹھا سرداران دست چپ خوش ہوئے خصوص بادشاہ
لشکر اسلام کے ہوا خواہ و طرفدار زیادہ تر سرداران دست چپ کے تھے شادمان ہوئے سرداران دست
راست نے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر باہم کہا یہ نالائق تھا خوب ہوا کہ ہم میں شامل نہوا ابھی سرداران دست
راست اسی طور سے باہم باشارہ باتیں کر رہے تھے کہ بہرام شیر شکار نے داؤد و شعبدہ باز وغیرہ اپنے
لشکر کے سرداروں سے مخاطب ہوکے بآواز بلند کہا کہ اگر بہادر ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اگر تمھارا دل
چاہے تو تم بھی میری طرح مسلمان ہو جاؤ تمھارے حق میں اچھا ہوگا دنیا و دین میں نفع ہوگا آیندہ تمکو
اختیار ہے سبھوں نے یک زبان ہوکر عرض کیا جب آپ مسلمان ہوے تو ہم بھی مسلمان ہونگے بہرام شیر شکار
نے خوش ہوکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر با توقیر نے خواجہ سے کہا ان سبکو کلمہ پڑھاؤ خواجہ
نے حکم کی تعمیل کی وہ سب صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے سرداران سپاہ تو مانند بہرام
شیر شکار اپنے بادشاہ کے حکم امیر ثانی سے بصد رغبت دنگلوں پر بیٹھے اور لشکر میں [illegible] حکم امیر سے
ایک خیمہ میں گنجی امیر ثانی نے اس وقت عالم خوشی میں ساقیوں کو طلب کیا ارباب نشاط کو بھی بادشہ
ساقی آئے شراب ناب کو جامہاے بلوریں میں پلانے لگے ارباب نشاط ناچنے اور گانے لگے سب مسرور
ہونے لگے یہان تو جام کی گردش میں ہے ارباب نشاط گا رہے ہیں سب بیٹھے ہوے سن رہے ہیں
خواجہ عمرو ثانی کو امیر ثانی نے خوش ہوکے انعام کثیر دیا ہے خواجہ زنبیل میں زر و جواہر بھر رہے ہیں
اپنی کرسی پر مد پر بیٹھے ہیں لیکن اب حال لاجوردشاہ و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ
عیاری کرکے بہرام شیر شکار وغیرہ کو دن دہاڑے سر دربار زنبیل میں ڈالکے لے گئے تھوڑی دیر تک
بارگاہ بہرام شیر شکار میں ایک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا
بہرام شیر شکار نہیں ہے داؤد بھی غائب ہے اور چند سردار بھی نہیں ہیں یہ دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ
کیا واقعہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے بختنگان نے اُن سب سے کہا تمھارے بادشاہ کو اور داؤد شعبدہ باز
کو عمرو ثانی عیار امیر ثانی یہان آکے لیگیا ہے کیا غافل ہو ہوشیار رہو یا تو یہان سے کسی طرف بھاگ
جاؤ یا یہیں رہو تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم تو اب یہان نہ رہینگے یہ کہکے لاجوردشاہ و صلصال سے
کہنے لگا اب یہان سے اور کسی طرف بھاگیے ورنہ گرفتار ہو جایے گا لاجوردشاہ یہ سنکے متردد ہوا
اس اثنا میں لاجوردشاہ نے خبر پائی کہ بہرام شیر شکار مسلمان ہوگیا ہے بارگاہ سلیمانی میں دنگل پر
بیٹھا ہوا ہے یہ خبر سنکے صلصال و بختنگان سے پوچھنے لگا اب یہان سے کس طرف گریزان ہوں صلصال
نے جواب دیا جدھر مناسب ہو بختنگان نے کہا یہ ملک شعبدہ تو اول ملک تھا اسی طرح ابھی پانچ چھ
اور ملک ہیں کہ تمثال آئینہ رو نے انھیں آباد کیا ہے یہ ملک تو گویا امیر ثانی کے قبضہ میں آگیا
بادشاہ یہان کا انکا مطیع ہوگیا اب دوسرے ملک شعبدہ میں یہان سے

چلیے

مین نے سنا ہی کہ دوسرے ملک کا نام کہرانیہ ہی یہ بہرامیہ تھا لاجورد شاہ موافق رائے تجنگان کے
بولا یہ تقدیر گریزی ہی یہ کہکے ہمراہ صلصال و خلخال کے مع فوج جانب ملک کہرانیہ روانہ ہوا
تجنگان بھی اُسکے ہمراہ رکاب ہوا یہ نابکار تو جانب کہرانیہ روانہ ہوا ہی احوال اسکا پھر لکھا جائیگا مگر
اب حال بہرام شیر شکار و امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب زمانہ دوپہر کا ارباب نشاط کو رقص و نغمہ کرنے مین
گذرا امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ ارباب نشاط کو انعام دلوا کر رخصت کیا اس وقت بہرام
شیر شکار نے اپنے دنگل سے اُٹھکے امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مناسب طبع عالی ہو تو میرے
ملک مین مع لشکر تشریف لے چلیے اہل شہر کو مسلمان کیجیے شہر کی سیر کیجیے حمزہ ثانی نے اُسکی عرض قبول
کرکے اُس جگہ سے مع تمامی لشکر کوچ کرکے شہر بہرامیہ مین گئے بہرام شیر شکار نے عرض کیا اب
بادشاہ لشکر اسلام میرے تخت پر جلوہ فرما ہون یا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے جواب دیا یہ تخت و
تاج تمہارا تمکو مبارک ہو نہین اس تمہارے تخت حکومت پر بیٹھونگا شہ بادشاہ موصوف رونق افزا
ہونگے تخت و تاج و حکومت کی ہوس نہین ہی ہم لوگ تو ترقی دین اسلام کی کوشش کرتے ہین یہانتک تعاقب
لاجورد شاہ مین آئے ہین یہ کہکے بہرام شیر شکار کو باشارہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر بٹھادیا اور
خود دربار بہرام مذکور مین ایک دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام اپنے تخت پر رونق افزا ہوے جملہ
سرداران لشکر علے قدر مراتب بیٹھے اُس وقت بہرام نے منادی تمام شہر مین کرائی کہ ہر ایک زن و مرد
مسلمان ہو جو مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائیگا اُسکے منادی کرانے سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوے کچھ کافر
سیاہ قلب جانب کہرانیہ چلے گئے جب شہر بہرامیہ مین جملہ مردمان شہر مسلمان ہوچکے مساجد بنانے مین
مصروف ہوے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار سے حال لاجورد شاہ و صلصال کا دریافت کیا اُسنے
عرض کیا لاجورد شاہ اور صلصال تو قبل میرے یہان آنے کے یہان سے بھاگ کر کسی طرف گئے
ہین مین نے اپنے اہل دربار سے سُنا ہی امیر ثانی نے یہ حال سنکے ہرکارون کو اسوقت طلب
کرکے اُنسے کہا جلد جاو لاجورد شاہ و صلصال کی خبر دریافت کرکے یہان آو وہ حسب الحکم
اُسیوقت روانہ ہوے یہان بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی وغیرہ مین سرگرم ہوا بزم
عشرت بھی آراستہ کرائی یہان تو بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی اور اُنکے تمامی لشکر کی
کر رہا ہی امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین رقص و نغمہ ارباب نشاط کا دیکھ رہے گانا سُن رہے ہین
جام مے گردش مین ہی لیکن اب حال لاجورد شاہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار مردود جو ملک بہرامیہ
سے بھاگا تھا کئی روز تک شب و روز اُسکو بھاگتے ہین گذرے بعد چند روز کے ایک روز وقت شام
سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچا ہرکارون نے کہران شیر سوار کو لاجورد شاہ و صلصال کے آنے سے
آگاہ کیا اُس نے بخیال اسکے کہ جو بادشاہ کسی شاہ و شہریار سے شکست کھاکے کسی ملک کے بادشاہ
کے پاس برائے پناہ جاتا ہی تو وہ شہریار اُسے پناہ دیتا ہی پس اُسی وقت اپنے وزرا امرا و سرداران
لشکر کو واسطے استقبال لاجورد شاہ کے روانہ کیا وہ سب گئے اور لاجورد شاہ اور صلصال و
خلخال و تجنگان کو اپنے ہمراہ بعزت تمام دربار کہران شیر سوار مین لائے شاہ مذکور نے اپنے تخت
سے اُٹھکر لاجورد شاہ و صلصال کی تعظیم کی بعدہ قریب اپنے تخت حکومت کے بعزت و حرمت

انھین بٹھایا خلخال ونخجنگان کو بھی موافق انکی لیاقت کے دربار مین جگہ دی بعد اسکے ساقیون کو
طلب کیا انھون نے دربار مین کشتیان شراب ناب کی لاکے ساغر بلوری مین شراب بھر بھر کے لاجوردشاہ
وصلصال وغیرہ کو دی ہر ایک نے شراب پی جب سب خوب شراب ناب پی چکے اور دماغ انکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا ساقی تو دربار سے چلے گئے مگر کہران شیرسوار نے عالم نشہ مین لاجوردشاہ وصلصال بن
دال بن دیو بن شمامہ جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا باعث آپ صاحبون کے یہان آنے کا کیا ہے
لاجوردشاہ وصلصال اسکی تقریر سنکے اشک آنکھون مین بھر لاکے غیرت سے خود تو کچھ کہہ نہ سکے لیکن
اسقدر کہا اگر ہمارا حال اور سبب یہان آنے کا دریافت کرنا آپ کو منظور ہے تو نخجنگان سے پوچھیے یہ سب
حال بیان کردیگا کہران شیرسوار نے جانب نخجنگان دیکھا اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کے حسب دستور
عرض کیا کہ اے بادشاہ جم جاہ یہ لاجوردشاہ جو آپ کے تخت کے برابر بیٹھے ہین خداوند ہین انکے ذی عزت
وحرمت ہونے مین کسیکو کلام نہین ہے جیسے انکی خداوندی کو فروغ ہوا تھا صغار وکبار انکو اپنا خداوند
جانکر انکو سجدہ کرتے تھے اور انکے ماننے والے انکی پرستش کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک وقت ایسا
آیا کہ اہل اسلام سے اور ان سے مقابلہ ہوا۔ ہرچند انھون نے انکو ہدایت کی اور اپنے قہر وغضب سے
بہت ڈرایا لیکن وہ مطیع انکے نہوے اور انکو سجدہ نکیا بلکہ آمادہ جنگ ہوے بہت سی لڑائیان ہوئین
کہ جنکی تفصیل اس وقت کیا بیان کی جاے ان لڑائیون مین یہ ہوا کہ بہت سے اہل اسلام گرفتار بھی
ہوگئے قتل بھی ہوے اور ہزارہا اہل اسلام اور انکے پرستش کرنے والے لڑائیون مین کام آئے کشت وخون
بہت ہوا جب کبھی اہل اسلام عاجز وقید ہوے انکو انکے حال پر رحم آگیا اسی وجہ سے وہ قید سے چھوٹ
گئے اگر انسے انکی نسبت پوچھا گیا تو انھون نے یہ جواب دیا کہ ان بندون نے رات کو بقصد عاجزی مجھکو
سجدہ کیا تھے انکے سجدہ کرنے سے ان پر رحم آگیا بلکہ ان لوگون نے اقرار مستحکم کیا ہے کہ اب کبھی آپ کی اطاعت
وفرمانبرداری سے منہ نہ موڑینگے ابکی بار ہمارا قصور معاف کیا جاے اگر پھر کوئی خطا ہو تو آپکو اختیار ہے جو چاہیے
سزا دیجیے بدینوجہ رہا کردیا اور مبتلاے بلا ہونے سے انھین بچا دیا غرض جب یہ اہل اسلام مبتلاے آفت و بلا
ہوے تو بطریق مذکور خلاص ہوے اور انپر حملہ ور ہوے بیرحم دلی سے طرح دیتے رہے اور بیٹھتے آلئے
وہ دلیر ہوکے انھین دباتے گئے یہانتک کہ رنگ انکی خداوندی کا بگڑ گیا اکثر لڑائیان بگڑ گئین شکست
کھاتے کھاتے اہل اسلام پر رحم کرتے کرتے انسے کراہت کرکے بہت سے ملکون مین گئے چنانچہ بالفعل
بہرامیہ مین گئے تھے محض اس ارادہ سے کہ وہان اہل اسلام سے رنج وصدمہ نہ پہونچیگا مگر اہل
اسلام نے وہان بھی آکے بہرامیہ کو فتح کرلیا ہے امیر ثانی مع لشکر ابھی تک وہین ہین یہ وہان سے روانہ
ہوکے محض براے طلب پناہ آپکے ملک مین آئے ہین انکو انکی رحم دلی نے اس حال کو پہونچایا ہے بقول
انکے اور اگر مجھسے پوچھیے تو انکو تقدیر پر جستہ کرنی نہین آتی جب کوئی تقدیر بد حق مین مسلمانون کے یہ
کرتے ہین وہ تقدیر انکے حق مین اچھی ہوجاتی ہے اور جب اپنے پرستش کرنے والون کے حق مین کوئی تقدیر
نیک کرتے ہین وہ انکے حق مین بد ہوجاتی ہے اگر مین ان خداوند سے کہتا ہون کہ اب ان اہل السلام کو
اپنے قہر وغضب سے نیست ونابود کردیجیے تو یہ جواب دیتے ہین کہ یہ سب میرے بندے خوابی ہین
مین انکو کیا نیست ونابود کردون یہ شب کو بقصد خشوع وخضوع وبدل ورغبت مجھکو سجدہ کرتے ہین صبح کو

مجھسے منحرف ہوجاتے ہین مین ایسے شجاع وبہادر لاکھون اپنے بندون کو کیا اپنے قہر سے نابود کردون
میری خداوندی ورحم کے خلاف ہی شاید کسی زمانہ مین یہ لوگ راہ راست پر آکے شب وروز مجھکو سجدہ
کرین یہ حال خداوند لاجوردشاہ کا مجملاً عرض کیا اب کچھ احوال بطریق اجمال انکا جو آپ کے پاس قریب
خداوند لاجوردشاہ بیٹھے ہین بیان کرتا ہون جنکے نام انکا صلصال ہی یہ بیٹے دال کے ہین دال فرزند
دیو کا تھا وہ پسر شمامہ جادو کا تھا انکے بھی ذی عزت وحرمت وذی لیاقت ہونے مین کسی کو کچھ کلام نہین
ہی کیونکہ یہ شہنشاہ ترکستان کے ہین بہت سے بادشاہ انکے خراج گذار تھے حکومت وسلطنت انکی مشہور جہان ہی
ایک زمانہ انکے واسطے بھی ایسا آیا کہ اہل اسلام کا انکے ممالک مین گذر ہوا اُنھون نے چاہا کہ انکو مسلمان
کیجیے اہل ترکستان کو دائرہ دین اسلام مین لائیے ہرچند اُنھون نے انکو ہدایت کی انھون نے اُنکے کہنے پر
عمل نہ کیا اور سامان جنگ کیا اکثر لڑائیان بڑی بڑی ہوئین اُنمین کشت وخون بحد ہوا طرفین کے مردم
بہت کام آئے آخرکار اقبال اہل اسلام کا یاور ہوا انکا زوال اقبال روز بروز ہوتا گیا پے در پے شکست
اہل اسلام سے کھاتے رہے کئی ملک انکے قبضہ سے نکل گئے یہانتک کہ یہ غار افراسیاب مین جاکر
چھپے تھے ایک مدت دراز تک چھپے رہے جب غار مذکور سے نکلے پھر اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا پھر
یہ شکست کھاکے غار مسطور مین پنہان ہوے اب جیسے غار افراسیاب سے یہ نکلے ہین اہل اسلام سے
لڑتے ہوے شکست اُنسے کھاتے ہوے ہر طرف ممالک مین واسطے پناہ کے جاکے کسی جگہ اہل اسلام کے
ہاتھ سے چین وآرام نپاکے آپ کے ملک مین بامید پناہ آئے ہین پس اب آپکو خداوند لاجوردشاہ اور شہنشاہ
صلصال کی مصیبت پر اور اُنکی عزت پر رحم کرنا چاہیے انکو پناہ دینا چاہیے اگر انکے دشمن یعنی حمزہ
ثانی جنھین امیر ثانی بھی سب کہتے ہین مع اپنے لشکر کے یہان آئین تو اُنکو آپ قتل کیجیے گا بڑا احسان
کیجیے گا اور اگر آپکو انھین پناہ نہ دینا منظور ہو تو صاف اسی وقت کہہ دیجیے یہ دونون صاحب یہان سے
اور کسی ملک کی طرف جائین بخت نگان یہ تقریر کرکے خاموش ہوکے اپنی جگہ پر بیٹھا کہران شیر سوار نے بعد
فکر بسیار بخت نگان ولاجوردشاہ وصلصال کی طرف دیکھکر کہا بالفعل تو آپ سب صاحب یہان قیام پذیر
ہون مین اپنے خداوند تمثال آئینہ رو کو ایک عریضہ کہ جسمین آپ صاحبون کا حال درج ہوگا روانہ کرونگا
خداوند اُس عریضہ کو ملاحظہ فرماکے جو کچھ اُسکے جواب مین مجھے تحریر فرمائینگے مین اُسپر عمل کرونگا ابھی مین
نہ تو پناہ دیتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ اس ملک سے کہین اور چلے جائیے لاجوردشاہ وصلصال وبخت نگان
یہ تقریر کہران شیر سوار کی سنکے خاموش رہے بعد کئی روز کے کہران شیر سوار نے اپنے منشی کو سر دربار
طلب کیا اور کہا ایک عرضی میری طرف سے خداوند تمثال آئینہ رو کو اس مضمون کی لکھو کہ اے
خداوند ہرچند کہ آپ پر ظاہر ہی لیکن مین بذریعہ عریضہ گذارش کرتا ہون کہ فی الحال امیر ثانی نے آکے
بہرامیہ کو فتح کرلیا ہی بہرام شیر شکار مسلمان ہوگئے اُنکا مطیع ہوگیا لاجوردشاہ کہ اپنے تئین خداوند کہلواتے
ہین اور شہنشاہ ترکستان یعنی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو امیر ثانی سے پے در پے مقابلہ
کرکے اور شکست کھاکے بہت سے ملکون مین جاکے اب کہرانیہ مین آئے ہین مجھسے ملتجی پناہ ہین مین
بغیر حکم خداوند کے اُنھین پناہ دے نہین سکتا اگر حکم ہو تو اُنھین پناہ دون عجب نہین کہ بعد قتل کرنے اُنکے
دشمن امیر ثانی وغیرہ کے وہ آپکی خداوندی کے قائل ہوکے آپکو سجدہ بھی کرین لہذا اس لکھنے کے

یہ بھی تحریر کرنا کہ اے خداوند میرے پاس لشکر قلیل ہے اور امیر ثانی کے پاس لشکر کثیر ہے لاکھون سوار اور
سردار ہین مین اُنسے مقابلہ بالذات کر نہین سکتا اگر پناہ دینا اشخاص مندرجہ بالا کا منظور ہو تو میری
اعانت کیلیے نقابداران زرد پوش و سرخ پوش کو روانہ فرمایئے گا میر منشی نے مضمون عرضی سنکے
بعد لکھنے القاب تمثال آیینہ رو کے جو مضمون کہران شیر سوار نے بتایا تھا مو بمو وہی مضمون اور وہی
عبارت عرضی مین لکھی بعد لکھنے کے عرضی مذکور کو ملفوف کیا سرنامہ لکھا پھر کہران شیر سوار نے لفافہ عرضی
پر مہر اپنی کرکے ایک قاصد مسمی صبا رفتار کو طلب کرکے وہ عرضی اُسکو دی اور کہا اس عرضی کو لیکر
مانند ہوا کے خدمت خداوند مین جانا اور جلد مانند آندھی کے آنا اُس نے عرض کیا یہ تمکو ار ایسا ہی
کرونگا یہ کہکے عرضی کو زیر دستار بالاے سر رکھکر ایک شتر تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب تمثال آیینہ رو
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جلد تر خدمت تمثال آیینہ رو مین پہونچا عرضی مذکور پیش کی خداوند
نابکار و مردود نے عرضی مذکور کی عبارت سنکے پشت عرضی پر لکھوا دیا کہ اے بندۂ خاص ہمارے اے
کہران شیر سوار آگاہ ہو کہ اگر لاجورد شاہ کہ بنا ہوا خداوند ہے بھاگ کر ہمارے ممالک مین آیا ہے تو اُسکو
اور اُسکے ہمراہیون کو پناہ دے جب وہ ہماری قدرت سے آگاہ ہوگا اُسوقت ہمکو سجدہ کریگا ہمنے یہی
تقدیر لوح سے ہزار برس پیشتر کی تھی جسکا اب ظہور ہوا اور واسطے تیری مدد کے ہم دونون نقابدارون کو جلد
روانہ کرینگے وہ کہرانیہ مین پہونچکر چند روز مین اگر امیر ثانی آکے برسر جنگ ہونگے تو اُنکو اور اُنکے تمام
لشکر کو اسیر کرلینگے بعد اس عبارت لکھوا دینے کے وہ عرضی صبا رفتار کو دی گئی صبا رفتار سجدہ
کرکے رخصت ہوکے جانب کہرانیہ روانہ ہوا اور بعد عجلت کہرانیہ مین پہونچکر روبرو کہران شیر سوار
کے آکے وہ عرضی پیش کی کہران شاہ نے عبارت پشت عرضی کو دیکہکر ادب سے اُسے چوم کر آنکھون
سے لگایا اور کہا کیونکر اس عبارت کو آنکھون سے نہ لگاؤن کہ خداوند نے خاص اپنے ہاتھ سے یہ
عبارت لکھی ہے بعد اس کہنے کے عبارت پڑھکے خوش ہوکے لاجورد شاہ وغیرہ کی طرف دیکھکر کہنے لگا
کہ اب آپ سب صاحب خوش ہون مین آپکو پناہ دیتا ہون خداوند ہمارے بھی آپکے حال خراب
پر نظر کرکے مہربان ہوے ہین لکھتے ہین کہ ہم جلد تر واسطے اسیر کرانے امیر ثانی وغیرہ کے نقابدار
زرد پوش اور سرخ پوش کو روانہ کرتے ہین یہ دونون نقابدار ایسے زبردست ہین کہ اُنسے
کوئی بہادر مقابلہ مین سر بر ہو ہی نہین سکتا ہے یہ بغیر لڑے بھڑے باتون باتون مین صورت
اپنی حریف کو دکھا کے اُسے از خود رفتہ کرکے پشت زین سے اُٹھا لیتے ہین اگر لاکھون بہادر ہون
تو بھی ایک نقابدار زرد پوش یا سرخ پوش اُن سبکو اسیر کرلیگا لاجورد شاہ اور صلصال
یہ خوشخبری سنکے شادمان ہوے بختگان کہنے لگا اپنے نقابدارون کی تو بہت تعریف کی ہے دیکھیے
وہ یہان آکے کیا کرتے ہین مجھے خوف ہے کہ اُنہین کو کوئی اسیر نکرے کیونکہ لشکر امیر ثانی مین
بڑے بڑے شجاع و بہادر ہین اور عیار بلاے روزگار ہین سوا اسکے وقت عاجزی اہل اسلام
اُنکی مدد کو نقابداران سرخ پوش و سبز پوش و گلو سیہ پوش وغیرہ سمت صحرا سے بارہا پیدا ہوے ہین
اور وہ آکے مدد کرتے ہین پس ایسا نہو کہ مددگاران امیر ثانی مین سے کوئی نقابدار پیدا ہوکے اُن
نقابدارون کو جنکا آپ نے ذکر کیا ہے قتل کرے یا گرفتار کرے کہران شیر سوار اپنے ہنسکر جواب دیا

بھلا اُن نقابداروں کو کوئی کیا گرفتار و قتل کر سکتا ہی وہ تو قہر خداوندی مشہور ہین تختگان نے عرض کیا
امیر ثانی کے اہل لشکر اور مددگاران حمزہ ثانی ایسے ایسے زبردست ہین کہ قہر خداوندی سے نہین
ڈرتے ہین تمثال آئینہ رو کو بُرا کہتے ہین نقابداران قہر خداوندی کی اُنکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی
دیکھ لیجئے گا کہ وہ نقابداران قہر خداوند سے ہنگام جنگ کس طرح لڑتے ہین اور نقابدار اُن سے کیونکر
عاجز ہوکے قتل یا اسیر ہوتے ہین کہران شیر سوار نقیر بہ تختگان کی سنکے برہم ہوکے چاہتا تھا
کہ اپنے اہل دربار سے کسی کو حکم دے کہ اس زبان دراز کو کچھ سزا دیا یعنی گرفتل کرونگا صلصال نے
کہران شیر سوار کے چہرہ پر آثار غیظ پاکے کہا اے کہران شیر سوار تختگان ایک مسخرہ ہے وہ
ایسی بارہا باتین کیا کرتا ہی ہمین اور لاجورد شاہ کو جو چاہتا ہی کہتا ہی ہم مسخرہ جانکر اسکے کہنے کا کچھ بُرا
نہین مانتے ہین آپ بھی اسکے بیہودہ بکنے پر غصہ نہ کیجئے کہران شیر سوار صلصال کے کہنے سے
تختگان کو گھورکر رہگیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے افسران سپاہ سے کہا ابھی سے سامان جنگ و جدال
کرد گو امیر ثانی ابھی اس طرف نہین آئے ہین اُنھون نے عرض کیا ہم تعمیل حکم حضور کرتے ہین یہ کہکے
اُسی وقت سے سرداران لشکر سامان جنگ کرنے لگے یہان تو لاجورد شاہ اور صلصال کو حاکم
ملک کہرانیہ نے اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور اپنے سرداروں کو حکم سامان جنگ دیا ہی وہ سامان
جنگ و جدال کر رہے ہین لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ امیر ثانی مع جملہ اپنے مردان سپاہ
کے شہر بہرامیہ مین دعوت و ضیافت بہرام شیر شکار مین تھے بزم عشرت مین برابر چندروز سے
رقاصان خوبرو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا سن رہے تھے بادہ کشی سے اُنکے سرداران سپاہ لطف
زندگی اُٹھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک روز عین بزم عشرت مین انہی ہرکارے جو برائے خبر لاجورد شاہ روانہ
ہوئے تھے آئے اُنھون نے بعد ادائے سلام کرکے بعد بجا لانے ثنا و دعا کے اس طرح دست بستہ عرض کیا
کہ ای امیر ثانی ہم حسب الحکم گئے تھے بعد قطع کرنے راہ دور و دراز کے اور دریافت کرنے اکثر مردمان آئینہ
درون سے یہ معلوم ہوا ہی کہ لاجورد شاہ اور صلصال ملعون و نابکار مع اپنے ہمراہیوں کے ملک
کہرانیہ مین کہ دوسرا ملک شعبدہ ہی اور وہان کے بادشاہ کا نام کہران شیر سوار ہی گئے ہین حاکم نے
وہان کے اُنکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور سامان جنگ کرنا شروع کیا ہی ہرکارے یہ کہکر بزم عشرت
سے باہر گئے امیر ثانی نے یہ خبر سنکے بہرام شیر شکار سے مخاطب ہوکے پوچھا کہران شیر سوار کیا
مرد شجاع ہی اور فوج بہت رکھتا ہی اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی اب تو مین مسلمان ہو گیا ہون کوئی
بات آپ سے پوشیدہ نکرونگا سُنئے کہران شیر سوار ایک جوان زبردست ہی بہادر بھی ہی فوج قلیل رکھتا
ہی ساٹھ ستر ہزار سوار سے سپاہ اُسکی زیادہ نہین ہی وہ آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہی اگر آپ ارادہ
کرینگے تو چند ہی ساعت مین حملہ کرکے ملک کہرانیہ کو فتح کر لینگے ہان اگر اُسکی اعانت کے واسطے تمثال
آئینہ رو نقابدار زرد پوش یا نقابدار سرخ پوش کو چالیس چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے
روانہ کریگا تو وہ البتہ کہرانیہ مین آکے ہنگام مقابلہ آپ کے لشکر کے سرداران نامی کو بسہولت اسیر
کر لینگے سوا سرداروں کے جو اُنکے سامنے جائیگا اور اُنسے آنکھین چار کریگا اور اُنکے چہروں پر
نظر کرے گا وہ از خود رفتہ ہو جائیگا نقابداران مذکور ایسی صورت مین اُنکو اسیر کر لینگے تو کہ

سوا نقابداران مذکور کے دو نقابدار اور بھی ہیں مگر یہ دو نقابدار قہر خدا و مشہور ہیں کیونکہ اول تو یہ دونوں روئین تن ہیں کوئی حربہ کسیکا انکے تنوں پر کارگر نہیں ہوتا ہے دوسرے سحر سے انکی آنکھوں میں کچھ اثر ایسا ہے کہ جو کوئی انہیں دیکھتا ہے آنکھیں چار کرتا ہے فی الفور از خود رفتہ ہو جاتا ہے پس آپ جانب کہرانیہ ارادہ جانے کا نکیجیے مبادا وہ نقابدار آئیں اور آپ کے لشکر کو درہم و برہم کر دیں اور آپ کو بھی کچھ اُنسے صدمہ پہونچے امیر ثانی نے جواب دیا اے بہرام شیر شکار جس طرح میرے والد نامدار صاحبقران ذوالفقار نے قسم کھائی تھی کہ جبتک میں زہر دشاہ باختری کو قتل یا مسلمان نکر لونگا اُس وقت تک چین اور آرام سے کہیں نہ بیٹھونگا اُسی طور سے میں بھی اس وقت قسم اپنے پروردگار کی کھاتا ہوں کہ جبتک تمثال آئینہ رو نابکار کو کہ وہ دعوائے خدائی کا کرتا ہے قتل یا مسلمان نکرونگا اُس وقت تک مجھے بھی کسی جگہ راحت نہ ملیگی کہیں آرام سے قیام نکرونگا جس طرف تمثال نابکار مانند لاجورد شاہ کے بھاگکر جاویگا میں بھی وہیں جاونگا یہ فرماکے اُسی عالم غصہ میں عدیل بن عادی کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا لیکر اسیوقت جانب کہرانیہ روانہ ہو ہمراہ اپنے کرب وغیرہ کو بھی لے وہ بہادر اسی وقت اُٹھا لیہ بارگاہ سلیمانی و دیگر خیام و اسباب ضروری ہمراہ لیکر ساتھ کرب وغیرہ کے مع اپنی فوج ظفر موج کے سمت کہرانیہ روانہ ہوا دوسرے یا تیسرے روز اسکے امیر ثانی بھی مع اپنے تمامی لشکر کے بہرامیہ سے جانب کہرانیہ چلے بہرام شیر شکار بھی اپنی جگہ اپنے وزیر اعظم کو تخت پر بٹھاکے مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر ثانی ہوا اور ایک راوی یوں بھی کہتا ہے کہ بہرام شیر شکار اپنے ہی ملک میں رہا امیر ثانی نے اُسے اپنے ہمراہ نہیں لیا غرض بہر طور امیر ثانی بہرامیہ سے سمت کہرانیہ بصد غضب روانہ ہوے

داستان پہونچنا امیر ثانی کا سرحد ملک کہرانیہ پر اور آنا نقابداران نبرد و مہرخ پوش کا اور اسیر کرنا سرداران لشکر امیر کو پھر عیاری کرنا خواجہ عمرو ثانی کا اور بعد جنگ فتح پانا امیر باتوقیر کا مع حال دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ مؤلف ہذا

پلا ساقیا وہ مے لاجواب	نئے میکدہ میں جو ہو انتخاب	کئی جام مجھکو دے بار بار
کہ اب دل کو دیتا ہے اپنا خمار	پلا دے جو تو مجھکو وہ کھی شراب	تو لکھوں میں وہ داستان لاجواب
جسے پڑھ کے بزدل کو ہو شوق جنگ	جسے سنکے چہرے کا فق ہوئے رنگ	دلاوران عرصہ نبرد و نامداران میدان

تقریر اس داستان نادر کو اس طرح لکھتے اور بیان کرتے ہیں کہ جب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر بہرامیہ سے روانہ ہوکے کوچ اور مقام جا بجا کرتے ہوے سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچکر قیام پذیر ہوے کہران شیر سوار کو ہرکاروں کے ذریعہ سے خبر آمد لشکر امیر ثانی معلوم ہوئی کچھ سوچ کے اپنے جملہ وزرا امرا و سرداران سپاہ کو ہمراہ لیکے واسطے استقبال امیر ثانی کے روانہ ہوا اور سرحد ملک کہرانیہ پر جاکے استقبال کرکے مع امیر ثانی کو اپنے ملک میں لایا اور مکانات وسیع میں کہ فرش نفیس و شیشہ آلات سے خوب آراستہ تھا لیگیا اور ایک دنگل پر بصد عزت و حرمت بٹھایا اور خود بھی مع اپنے ارکان دولت و سرداران سپاہ کے روبرو امیر ثانی کے بیٹھا پھر ساقیوں کو طلب کیا ساقیان گلرخ کشتیاں شراب ناب کی مع جامہائے بلوریں لیکر حاضر بزم ہوے ایک ساقی باشارہ کہران شیر سوار جام بلوریں مئے ناب بھر کے روبرو امیر ثانی کے لیگیا امیر موصوف نے میکشی سے انکار کیا ہرچند کہران شاہ نے کہا کہ شراب پیجیے لیکن امیر ثانی

نے شراب نہ پی آخرکار مجبور ہوکے اُس نے خود شراب پی اور اپنے اہل دربار کو ساقیوں سے شراب پلوائی جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے خوب گرم ہوا اپنے ملازموں سے کہنے لگا جلد سامان دعوت و ضیافت امیر با توقیر کرو امیر ثانی نے فرمایا میں ابھی تمھارے یہاں کا کھانا نہ کھاؤنگا کیونکہ تم ابھی داخل دین اسلام نہیں ہوے ہو اُس نے کہا اگر آپ طعام سے انکار و اکراہ ہی تو کچھ میوہ خشک ہی تناول کیجیے گا امیر ثانی نے فرمایا اسکا مضائقہ نہیں ہی تمھاری خاطر سے کھا لونگا اب تم یہ بتاؤ کہ سبب میرے استقبال کرنے کا اور مجھے یہاں لانے کا کیا ہی اُس نے کہا اے امیر ثانی اول تو مین آپکی ملاقات کا از حد مشتاق تھا دوسرے مجھے یہ منظور ہوا کہ مین آپ سے کچھ باتین کرونگا اگر آپ اُن باتوں کو مانیں تو اچھا ہو تمنا سے دل حاصل ہو اور وہ باتین یہ ہین کہ آپ اگر بقصد جنگ و جدال ادھر آئے ہین تو مین از راہ دوستانہ و خیر خواہی کہتا ہوں کہ اپنے ارادہ سے باز رہیےگا مجھسے مقابلہ نہ کیجیگا مجھے ایک بادشاہ حقیر تصور نہ کیجیگا میری اعانت کو نقابدار سرخ پوش و نقابدار زرد پوش آنے والے ہین آپ نے دنیا مین کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ہی اگر آپ اُنسے مقابلہ کیجیےگا تو وہ آپ کو بھی اسیر کرینگے سر میدان جنگ آپکی بےعزتی ہوگی مین چاہتا ہوں کہ آپ ایسا شخص ذی عزت و ذی قدر سر میدان بےقدر ذلیل و اسیر ہو لہذا قہر خداوند مثال آئینہ رو سے ڈریے انھیں سجدہ کیجیے جنگ سے باز رہیے لاجورد شاہ و صلصال سے آپ برسر پرخاش نہو جیے امیر ثانی نے مسکرا کر بملائمت جواب دیا اے کہران شیر سوار آگاہ ہو کر مین سوا اپنے معبود حقیقی کے قہر کے اور کسی کے قہر و غضب سے نہین ڈرتا مثال آئینہ رو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ ایک شخص ساحر معلوم ہوتا ہی تم لوگوں کو اُس نے گمراہ کیا ہی مین تمکو ہدایت کرتا ہوں کہ اب اپنے پروردگار کو جسنے تمکو اور تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی اُسے پہچانو اور اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھ کر داخل دین اسلام ہو لاجورد شاہ و صلصال کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو اگر اسی طور سے میرے کہنے پر عمل کروگے تو مین ہرگز تمسے برسر جنگ نہونگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ضرور تمسے سر میدان مقابلہ کرونگا اگر تمھاری مدد کو نقابدار زرد و سرخ پوش آئینگے تو کیا اندیشہ ہی مین اُن سے نہین ڈرتا کہران شیر سوار یہ گفتار امیر ذلیفقار سنکر مجبور ہوکے کہنے لگا کہ جو مین نے کہا اُسے آپ نے منظور نہین کیا اور جو آپ نے فرمایا ہی اُسے مین بھی قبول نہین کرتا آپ کی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ آپکو لڑنا ہی منظور ہی خیر بہتر ہین کل شب کو طبل جنگ بجوادونگا امیر ثانی یہ سُنکے کہنے لگے کہ تمھین اختیار ہی اگر تم طبل جنگ بجواؤگے تو ہم بھی بار بجا لاچاری نقارۂ رزمی بجوا کے تمسے لڑینگے اگر تم داخل دین اسلام ہوجاتے تو لڑائی نہوتی یہ کہکے امیر ثانی اپنی جگہ سے اُٹھے کہران شیر سوار نے بھی نہ روکا جب امیر اپنے لشکر کی طرف تنہا جانے لگے حاکم ملک کہرانیہ نے اپنے وزرا امرا و سرداران سپاہ سے کہا تم سب ہمراہ رکاب امیر ثانی جاؤ بصد عزت و حرمت و حفاظت اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا آؤ افسوس کہ امیر ثانی کو جس غرض سے مین یہاں لایا تھا وہ مطلب حاصل نہوا چاہا تھا کہ لڑائی نہو لیکن امیر عالی وقار کو جنگ ہی منظور ہوئی یہ کہکے خود بھی اپنی جگہ سے ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت کے تھوڑی دور تک گیا بعدہ امیر ثانی سے خود تو رخصت ہوکے چلا آیا مگر جملہ وزرا امرا وغیرہ اُسکے امیر ثانی کے ساتھ گئے اور اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا کے واپس آئے دوسرے روز کہران شیر سوار نے وقت شام اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے

لشکر اسلام کے خدمت امیر ثانی مین جا کے خبر طبل جنگ بجنے کی دی امیر ثانی نے ہرکارون سے خبر
طبل جنگ بجنے کی سن کے عمرو ثانی سے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجواؤ خواجہ حسب الحکم
نقارخانہ مین گئے حکم امیر با توقیر سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون نے موافق قاعدہ قدیم چند اشرفیان
خواجہ کو نذر دیکے چوب اُٹھا کے نقارہ رزمی پر لگائی آواز نقارہ کی اس طرح بلند ہوئی کہ زمین تھرائی
آسمان کانپا اہل اسلام صدائے نقارہ جنگی سنکے خبردار و ہوشیار ہوے باہم کہنے لگے نقارہ جنگی
بجا ہے تیاری جنگ کی کرنا چاہیے اب غافل نہ بیٹھنا چاہیے صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا سامنا
حریفون سے ہوگا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی ضرور کرنا چاہیے یہ کہکے ہر ایک سردار
و سوار و پیادہ درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوا تیغزن اپنی تیغون پر صیقل کرانے لگے
اور باہم کہنے لگے کل وقت سحر لڑائی ہوگی سامنا دشمنون سے ہوگا خداوند کریم ہمکو ثابت قدم رکھے
توفیق بڑھ بڑھ کے لڑنے کی اور زخم تیر و تیغ و نیزہ کھانیکی ہمین دے کہ ہم دلیرانہ اپنے دشمنون سے لڑین
جنگ سے منہ نہ موڑین جنگاہ سے پیچھے قدم نہ ہٹا مین اگرچہ سر بھی ہمارے تیغون سے کٹ جائین تیر
انداز اپنی کمانون اور تیرون کو درست کرکے باہم کہنے لگے دیکھیے وقت سحر کیا ہوتا ہے لڑائی کیسی ہوتی
ہے تیر تو ہمنے خوب ترکشون مین درست کرکے بھر لیے ہین کمانون کو آگ سے سینک لیا ہے
دیکھیے ہمارے تیر مانند تیر قضا کے کس کس کے دل و جگر کے پار ہوتے ہین پہلوانان نامی اپنے گرز
ہائے گران سر کو دیکھ بھال کے اپنے احباب سے کہنے لگے دیکھو یہ وہی گرز ہے کہ جن گرزون سے ہمنے
سرکشان جہان و کافران بد ایمان کے سرون کو شکستہ کیا ہے کل وقت صبح اگر خدا نے چاہا تو یہ گرز ہین
اور سرہاے اعدا ہین اکثر دلاوران لشکر اسلام بعد درست کرنے اپنے آلات حرب و ضرب کے باہم گلے
مل کے کہنے لگے ہمنے عمداً یا سہواً اگر تمھاری غیبت کی ہو یا اور کوئی خطا و گناہ کیا ہو تو اُسے
عفو کردو زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے کل صبح کو سامنا دشمنون سے ہے نہین معلوم ہنگام جنگ زندہ رہین یا
دست اعدا سے قتل ہون لشکر اسلام مین تو جملہ جوانون کا یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب احوال لشکر
کہران شیر سوار کا لکھا جاتا ہے کہ جس وقت سے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوا دیا تھا جو جو لشکر
مین دلاور بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین مصروف تھے اور جو لوگ بزدل و نامرد تھے اُنکا یہ حال
تھا کہ خوف جنگ سے اور خیال نبرد سے چہرے اُنکے متغیر تھے حواس خمسہ بجا نہ تھے دست و پا مین
رعشہ تھا کہتے کچھ تھے منہ سے کچھ نکلتا تھا آنہین سے کسی کو تپ آگئی ہے کسی کو مرض اسہال محض خوف
سے شروع ہو گیا تھا وہ سب کنارہ لشکر گاہ جمع ہوکے باہم کہتے تھے بھائیو غضب ہوا آج لب البتہ
در ازکے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا ہے وقت سحر لڑائی ہوگی اور جنگ بھی کن لوگون سے ہوگی
جو لوگ اہل اسلام مین جنکی شجاعت و بہادری مشہور جہان ہے اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہے تیر اُنکے مانند تیر
قضا کے ہین نیزہ اُنکا وہ سرتیز ہے کہ جو سینہ کوہ مین درآتا ہے گرز اُنکا سر کوہ کو توڑتا ہے بھلا ہم ایسے
بہادرون سے لڑ سکتے ہین ہم تو وہ نازک طبع و ضعیف دماغ ہین کہ اگر وہ لوگ نعرہ کرینگے تو ہم کو غش
آجائیگا یا خوف سے طائر روح ہمارے قفس تن سے نکل جائیگا لیے تیغ و تیر ہم ہلاک ہو جائینگے
جنھون نے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ہمکو ہمارے والدین نے بہت ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے فصل

سایہ مین بھی ہمکو دھوپ مین نکلنے ندیتے تھے ہم تلوار خنجر کے لگانے کو کیا جانین ہمارے بزرگ ہمکو چاقو
چھری لوہے کی کیل تک چھونے ندیتے تھے اگر کبھی ہم بھولے سے چھو لیتے تھے تو انکو سخت صدمہ ہوتا
تھا ہمپر خفا ہوتے تھے اور کہتے تھے غضب کیا لوہے کی نکیلی کیل چھو لی اگر یہ کہین ہاتھ مین گڑ جاتی تو لہو
نکل آتا زخم پڑ جاتا یہ کہکے ہمپر سے صدقے انواع و اقسام کے اتارتے تھے اور کہتے تھے خیر ہوئی جان
بچ گئی پس جب ہم اسطرح پرورش پاکے جوان ہوے بزرگون نے انتقال کیا تنہائی کے سبب شادی کی جورو کے
ساتھ عیش و عشرت کیا کیے بعد ایک زمانہ کے محتاج و مفلس ہوے چند لڑکے بھی حرامزادے پیدا ہو گئے
نہایت تنگ ہوکے اس لشکر مین آکے نوکری کی تلوار سپر باندھنے کو ملی اسکو بھی ایک زمانہ دراز گذرا ماہ بماہ تنخواہ لیکے اپنے
اہل و عیال مین جاکے زر تنخواہ صرف کرتے ہین خبر جسطرح بھلے حال یا برے حال زندگی بسر کرتے تھے اس و زبد کی مطلق خبر نہ
تھی کہ اہل اسلام سے باتیغ و تبر و نیزہ و گرز لڑنا پڑیگا جان دینا ہوگا اگر پہلے سے اس حال سے آگاہی ہو جاتی تو کبھی
نوکری نہ کرتے فقیرانہ کوڑی کوڑی دوکان دوکان بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرتے اور اب ہم صاف صاف کہتے ہین کہ ایسی
نوکری سے ہم درگذر ے جس نوکری مین سر کٹنے کا دھڑکا ہو جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ لشکر مین رہے صبح کو
میدان جنگ مین جا کے اہل اسلام سے لڑے انکے ہاتھ سے قتل ہو ہمکو اپنی جان بہت پیاری ہے واسطے ہزار
روپیہ کے اپنی لعل سی جان ہرگز ہرگز ندینگے نوکری سے دست بردار ہوکے بھیک مانگنا قبول کرینگے گو کہ
گدائی سے ذلت ہوگی مگر زندہ تو رہینگے کوئی زخم تلوار یا نیزہ کا ہمارے تن نازک پر تو نہ پڑیگا جس سے
خوف ہلاکت ہو یہ کہکے وہ سب نابکار بیر چلے سے لشکر سے نکل کے اپنے گھر کی طرف شب تیرہ و تاریک مین
چلے گئے جو بہادر تھے وہی لشکر مین رہگئے ہنوز وہ رات ایک پہر سے زیادہ نہ گذری تھی کہ نقابدار
زرد پوش و نقابدار سرخ پوش چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے قریب ملک کہرانیہ کے پہونچے
کہران شیر سوار خبر انکے آنے کی اپنے لشکر کے سرکارون سے سنکے فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت
و خیر خواہان دولت کے واسطے انکے استقبال کے گیا اور بصد عزت و ہزار حرمت انکو اپنے ملک مین لایا
قریب تھا اپنے تخت کے انکو بصد عزت بٹھایا اور خود انکی موجودگی مین تخت حکومت پر بیٹھنے سے انکار
کرنے لگا نقابدارون نے کہا اے کہران شیر سوار اگرچہ رتبہ اور رتبہ ہمارا زیادہ ہے مگر تم اس ملک کے بادشاہ ہو
خداوند نے اپنی جانب سے تمھین یہانکا بادشاہ کیا ہے تمھاری عرضی خدمت خداوند مین بطلب مدد پہونچی
تھی اس وجہ سے خداوند نے ہمین واسطے تمھاری اعانت کے روانہ کیا ہے ہم محض دو چار روز کے لیے
یہان آئے ہین زیادہ یہان قیام نہ کرینگے تمھارے دشمنون کو ایک یا دو روز مین اسیر کرکے تمھارے
حوالے کر دینگے اگر تم کہو گے تو ان اسیرون کو خداوند کی خدمت مین لیجائینگے ہمسے کون مقابلہ کر سکیگا
لہذا تم اپنے تخت حکومت پر بیٹھو اس وقت کچھ ہمارا پاس اور لحاظ نکرو کہران شاہ نے خادمانہ کہا
آپ صاحبون کے سامنے تخت حکومت پر مین بیٹھون یہ خلاف ادب ہے انھون نے بپرش کے زبردستی تخت پر
بٹھا دیا اور خود تخت کے یمین و یسار کرسیون جواہر نگار پر بیٹھے اسوقت کہران شاہ نے ساقیون کو طلب کیا وہ
کشتیان بادۂ گلنار کی لیکر حاضر دربار ہوے شراب ناب جامہاے بلورین مین بھر کے باشارہ شاہ مذکور ان
نقابدارون کو جام پر جام دینے لگے اور اہل دربار مین بھی مئے گلرنگ پلانے لگے جب سبکو اچھی طرح شراب پلا چکے
کشتیان شراب کی اٹھا کے دربار سے چلے گئے نقابداران مذکور نے بعد بادہ خواری کے گزک سے

لطف اُٹھایا جب خوب نشہ ہوا کہران شبیر سوار سے عالم نشہ مین پوچھا کہو دشمن تمہارا مع سپاہ کثیر ادھر آیا
ہی یا ابھی نہین آیا ہی اُس نے فدویانہ عرض کیا ای نقابداران ذیوقار وہ نابکار دشمن جان و ایمان حمزہ صاحبقران
با سپاہ گران کئی روز سے آئے ہوے ہین لشکر اُنکا بیرون شہر سرحد کہرانیہ پر اُترا ہی آج مین نے بھی اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی اُنکے لشکر مین بھی سُنا ہی کہ نقارہ جنگی بجوایا گیا ہی صبح کو میدان جنگ مین جاؤنگا
اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا مین طبل جنگ بجوا کے متردد تھا اب آپ دونون صاحب میری مدد کو تشریف
لائے ہین وہ تردد جو تھا دفع ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دونون صاحب دو چار ہی دن مین تمام لشکر
امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سب کو اسیر کر لینگے آپ وہ ہین کہ خداوند کو آپ پر ناز ہی قہر خداوند آپ ہی
مشہور ہین نقابدارون نے یہ سُنکے کہا اگر تمنے طبل جنگ بجوا دیا ہے تو اب کیا اندیشہ ہی ذرا صبح تو ہو
ہم ہین اور دلیران لشکر امیر ثانی ہین یہ کہکے خاموش ہوے چونکہ اُس وقت بھی لاجورد شاہ اور
صلصال و خلخال و بخنگان دربار مین علیٰ قدر مراتب بیٹھے تھے بخنگان نے پہلے تو بنظر غور اُن نقابدارون
کے سراپا پر نظر کی بعدہ تقریر اُنکی سُنکے تاب ضبط نہ لا کے نقابدارون سے مخاطب ہو کے کہا مین نے
آپ کی تعریف بہت سنی تھی اور اس وقت بھی سنی ہی ہرچند کہ آپ دونون صاحب قہر خداوند تمثال آئینہ رو
مشہور ہین مگر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی مجھے تردد ہی کیونکہ آپ دو ہی شخص ہین اور لشکر امیر ثانی قریب دو
لاکھ کے بڑے بڑے نامی و نامور سردار ہین اُنکی شجاعت و بہادری و ہمت و شمشیر زنی مین کسی کو کچھ
کلام نہین ہی سوا اُنکے امیر ثانی کے ممد و معاون چند نقابدار بھی ہین کہ بر وقت ضرورت وہ جانب
صحرا سے پیدا ہوتے ہین بس آپ کس کس بہادر سے لڑیئے گا کہانتک اُنکو قتل کیجیے گا قتل کرتے
کرتے تھک جائیےگا انجام کار کیا کہون کیا ہوگا نقابدارون نے گفتگوے بخنگان سُنکے برہم ہو کے پوچھا
یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا اسکو مفصل بیان کر بخنگان نے جواب دیا مین مفصل بیان
نہ کرونگا سچی بات بُری معلوم ہوتی ہی آپ کو ناگوار ہوگا غصہ آجائیگا مجھے معاف کیجیے انجام کار لڑائی کا
مجھسے نہ پوچھیے گو مین خوب جانتا ہون لیکن بیان نکرونگا نقابدارون نے کہران شبیر سوار سے پوچھا
یہ شخص کوتاہ قد تنگ پیشانی سر پر دستار رکھے کون ہی کہ ہمسے ایسی گفتگو کرتا ہی جو ہم اس سے
پوچھتے ہین نہین بتاتا ہی امیر ثانی کے لشکر کی تعریف کرتا ہی کہران شبیر سوار نے کہا یہ شخص خداوند
لاجورد شاہ کا وزیر با تدبیر محض بے عقل اور مسخرہ تیز زبان بھی ہی ایسی ہی باتین کیا کرتا ہی آپ اسکی باتون کا
کچھ خیال نکیجیے اُنھون نے کہا ہم تو اس سے ضرور پوچھینگے کہ یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا یہ کہکے
بخنگان سے مخاطب ہو کے کہا او نالائق جلد بیان کر ورنہ ابھی ہم تجھکو ہلاک کرینگے بخنگان اُنکو برہم
دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا مین اس وقت کلام کر کے پچھتایا اب کچھ بن نہین پڑتا اگر صاف
صاف کہتا ہون تو یہ نقابدار مجھے مار ڈالینگے بہتر یہ ہی کہ حال انجام جنگ صاف صاف بیان نکرے یہ خیال
کر کے کہنے لگا ای نقابداران ذیوقار مین نے تو کوئی بات ایسی نہین کی ہی کہ جس بات پر آپ مجھے ہلاک
کرین مین نے تو یہی کہا ہی کہ انجام جنگ کیا کہون کیا ہوگا خلاصہ اس جملہ کا یہ ہی کہ آپ دونون صاحب
لشکر امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سبکو قتل کرینگے یا اسیر کرینگے یا خلاف ہوگا وہ لوگ مردان لشکر کہران
شبیر سوار کو تہ تیغ کرینگے خود بھی قتل ہونگے نقابداران مذکور اُسکی تقریر سنکے کہنے لگے او نابکار

تونے بات بنا کے کہی جان اپنی ہمارے ہاتھ سے بچائی عقلمندی کی اگر ہماری نسبت یہ کہتا کہ انجام
کار تم قتل ہوگے تو ہم ابھی تجھکو اسی جگہ قتل کرتے یہ کہکے چاہا کہ کچھ سزا از باندرازی و بیہودہ گوئی کی دیجیے
کہران شیرسوار مانع ہوا نقابداران مسطور اُسکے کہنے سے غصہ کو ضبط کرکے بیٹھے رہے جب زلف
لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی کہران شیرسوار نے دربار برخاست کیا جملہ اہل دربار گئے لاجوردشاہ
وصلصال وخلخال بھی مع نجنگان جس مکان میں فروکش تھے گئے کہران شیرسوار نقابداران کو
اپنے ہمراہ دربار سے ایک قصر عالی شان میں کہ جو بہت شیشہ آلات وفرش نفیس وغیرہ سے آراستہ
تھا لیگیا اور اُن کے واسطے اپنے ملازمون سے طعامہاے لذیذ وخوش ذائقہ طلب کرکے بصد تکلف
اُنکی دعوت وضیافت کی بعد فراغ اکل وشرب اُسی قصر میں دونون نقابدار مسہریون پر سوئے کہران
شیرسوار بھی اُسی قصر میں علیحدہ اُلنسے سو رہا دونون لشکرون میں تیاری لڑائی کی تمام شب ہوا کی
جب آثار صبح فلک پر ظاہر ہوے مرغان خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کے اپنی زبان میں
حمد خداے دوجہان کرنے لگے کواکب بحر افلاک میں ڈوب کے نہان ہونے لگے رُخ ماہتاب پر زردی
وسفیدی نظر آنے لگی ہواے سرد چلنے لگی باغون میں غنچے چٹاک چٹاک کے گل ہونے لگے نسیم عطر
آگین ہوکے اترا کے چلنے لگی کفار موافق اپنے مذہب کے اپنے معبدون میں جاکے گھنٹے اور ناقوس
بجانے لگے موذن لشکر اسلام میں بہ آواز بلند اذان دینے لگے امیر ثانی و بادشاہ لشکر
وجملہ مردمان لشکر اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد نماز وتعقیب سحر مسلح ہوکے
سواریون پر سوار ہوکے عازم میدان کارزار ہوے سواری بادشاہ موصوف کی سوے میدان
بڑھی نقیبون نے پکار کر کہا یہ سواری ظل اللہ جہان پناہ کی ہے ادب قاعدہ سے چلو سردار
وسوار بصد ادب ہمراہ رکاب ہوکے مجرا اور سلام کرتے ہوے باہم شوق جنگ میں آہستہ آہستہ
کلام کرتے ہوے چلے بعد قطع راہ سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار میں پہونچی اُس طرف سے
کہران شیرشکار بھی ہمراہ نقابداران زرد وسُرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ میں آکے
بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرا امیر ثانی وغیرہ نے دیکھا کہ کہران شیرشکار خاص اپنے ساٹھ
ستر ہزار سپاہ کی جمعیت سے مسلح مرکب پر سوار ہوکے میدان کارزار میں آیا ہے اور نقابدار
ہرایک چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آیا ہے ہر ایک نقابدار کے رُخ پر نقاب
پڑی ہوئی ہے اور ہر ایک نقابدار مسلح مرکب پر سوار ہے ابھی جملہ اہل اسلام لشکر کفار کو دیکھ رہے
تھے ناگاہ کہران شیرسوار کے اشارے سے بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوے لشکر سے
نکلے ادھر امیر ثانی نے زمین ناہموار کو ہموار کرایا خس وخاشاک کو دور کرایا جب اس طرح درستی
میدان کارزار کی ہوچکی اُس وقت سقے دونون لشکرون سے مشکین پانی سے بھرے ہوے دوش پہ
رکھے ہوے نکلے اُنھون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ زمین جنگاہ کو سرد وتر کیا گرد وغبار کو دور کردیا بعد
اسکے بیلدار وبیلچہ بردار اور سقے میدان مصاف سے ہٹ گئے ہر ایک لشکر کی صفین
آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ حسب دلخواہ ہر ایک سپاہ کا آراستہ
ہوا امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بڑھکے زیر علم اژدہا پیکر

مرکب پر سوار ہو کے کھڑے ہوئے پہلے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے اُنکی آواز دلکش سے
جوانان ہر دو لشکر خوش و مست ہوئے جب شور باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے کڑکیت
اور نقیب نکل کے درمیان دونون سپاہ کے کھڑے ہوئے پہلے نقبائے خوش آواز و خوش تقریر
نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہا کہ اے جوانان نامدار و اے دلیران تہور
شعار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے قدر از زندگی کی کسی کو معلوم نہین ہے اجل کا آنا ضرور
ہے نہین معلوم کس وقت اجل آ لے اور کیونکر آ ئے اس اجل نے ابتدائے خلقت سے آج تک
کیسے کیسے سلاطین اولوالعزم و پہلوانان جو یائے رزم و حسینان خوبرو و جوانان جنگجو کو حکم خدا سے
زیر خاک پنہان کر دیا ہے لاکھون بلکہ لاتعد و لاتحصی زن و مرد و خوش و طیور وغیرہ اس اجل سے
مجبور ہو کے دنیا سے سوئے عدم گئے ہین جو زندہ ہین وہ بھی ایک روز اس اجل کے ہاتھ سے
زندہ نہ رہینگے سوئے عدم باغ دنیا سے ضرور جاینگے نہ کوئی رہا ہے اور نہ کوئی سوائے خالق کون
و مکان کے باقی رہیگا سب کو ایک دن فنا ہے صرف اُسی کی ذات کو بقا ہے دیکھو مقام عبرت ہے کہ
بادشاہان متقدمین و دلیران روئے زمین مانند اسفندیار روئین تن و رستم پیلتن و سہراب و افراسیاب و
فریدون و کیخسرو و جمشید و ضحاک و کیکاؤس و قباد و گیو و زال و سام و نریمان و فرامرز بن رستم پیلتن و برزو
وغیرہ اب کہان ہین کسی کا نشان قبر بھی معلوم نہین ہوتا ہے افسوس وہ اجل سے مجبور ہو کے زیر زمین
ایسے نہان ہوئے کہ پھر اُنھون نے کسی کو اپنی صورتین نہ دکھائین اہل جہان اُنکے دیکھنے کے
مشتاق رہے اُنھین یاد کر کے رو یا کیے اور اب تک اکثر مردم اُنکے اقوال و اطوار جو کتب مین مسطور
ہین دیکھکر اُنکو یاد کرتے ہین وہ لوگ کہ جو گرد و غبار سے ازحد اجتناب کرتے تھے ہزارون من
خاک مین دبے پڑے ہین وہ ہین اور گوشۂ تنگ و تاریک قبر ہے نہ کوئی اُنکا اُنکے پاس ہمدم ہے
نہ مونس ہے سوائے اعمال نیک و بد کے وہ لوگ اس دار دنیا سے کچھ ساتھ اپنے نہ لیگئے ہان مال دنیا
سے اکثر کفن لے گئے اکثر کفن بھی نہ لے گئے اُنکو غسل و کفن بھی میسر ہوا بہت سے ایسے گذرے ہین کہ
اُنکو قبر بھی میسر نہوئی جنکو غسل و کفن و قبر میسر ہوئی اُنکو خوش اقبال ہم کہہ سکتے ہین نہ خوش اعمال
کیونکہ نہین معلوم کون نزدیک پروردگار کے خوش اعمال ہے کسکی عبادت و بندگی وہ قبول کر لیتا ہے اور کون
بد اعمال ہے کہ عبادت اُسکی قبول بارگاہ خدا بوجہ بداعمالی و کبر و نخوت و غرور کے نہین ہوتی ہے اسکا علم
خدا ہی کو ہے ہم کیا بیان کر سکتے ہین مگر بظاہر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ جو اعمال نیک کرتے ہین اُنکی عاقبت
ہمیشہ بخیر ہوتی ہے اور خدا کے سامنے وہ محجوب نہین ہوتے ہین اور کیا عجب کہ وہ رستگار ہون اور جو برا عمال
کرتے ہین اور جنھون نے کیے ہین وہ معذب ہونگے اور ہوتے ہونگے پس انسان کو لازم ہے کہ اس
حیات چندروزہ مین حتی الامکان اعمال نیک کرے دنیا سے سوئے عدم تحائف اعمال نیک لیکر
جائے خالی ہاتھ اپنے مالک کے سامنے نجائے زاد راہ مہیا کرے کیونکہ سفر دور و دراز درپیش ہے راہ بھی
وہ راہ ہے جو کبھی نہین دیکھی ہے سامنا اُن لوگون کا ہے جنکو کبھی نہین دیکھا ہے مانند نکیرین کے اعمال
نیک بہت سے ہین مانند روزہ و نماز وغیرہ کے منجملہ اعمال نیک کے یہ بھی ایک عمل نیک ہے کہ راہ
خدا مین کفار سے لڑے اُنکو ہدایت کرے اگر کفار ہدایت قبول کرین تو فہو المراد ورنہ اُن سے

مقابلہ کرے آج اس جگہ سامنا نور و نار کا اور گل و خار کا ہوا ہی ادہر تم سب اہل اسلام نوری
بندۂ طاعت گذار پروردگار ہو ادہر کفار ناری برسرپیکار ہین لہذا لازم ہی کہ لڑنے مین کد و کوشش کرنا بڑھ
بڑھکے کفار سے تیغ و تبر و نیزہ و گرز کا مقابلہ کرنا قدم پیچھے ہرگز نہ ہٹانا بھاگنے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہ کرنا
دنیا مین آبرو و عزت حاصل کرنا دشمنون کو حتی الامکان تہ تیغ کرنا زخمہاے تیر و تیغ بڑھ بڑھ کے
اپنے اجسام پر کھانا خوف مرگ سے گریزان نہونا سر میدان اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی ذلت و
رسوائی گوارا نکرنا اگر ہماری ہدایت کے موافق اعدا سے لڑوگے اور زندہ رہوگے دلاورون مین
محسوب ہوگے عزت و آبرو دنیا مین پاؤگے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوجاؤگے تو بھی اچھا ہی کہ
حق نمک سے اپنے آقا و مالک کے ادا ہوکے سرخرو سوے عدم جاؤگے غازیون مین شمار کیے جاؤگے
گرد لکبین اپنے لشکر سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادران بمثل روزگار و اے دلیران
تہور شعار ذرا چشم عبرت سے خفتگان گوشہ ہاے قبور پر نظر کرو اور خیال کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے سلاطین
روے زمین و دلاوران نامدار بہادر و تہور شعار اور کیسے کیسے جوانان خوش جمال و نازنینان عدیم المثال
و شرفاے ذی وقار و جوانان خنجر گذار جو کسی کے ہلاک کیے ہلاک نہوتے تھے اجل سے مجبور ہوکے سوے
عدم چلے گئے جاہ و حشمت مال و دولت زر و جواہر وہ سراے دہر کے مسافر کچھ بھی اپنے ساتھ
سوا دو گز کفن کے نہ لے گئے خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے کسی نے
یہ مطلع کیا خوب حال سکندر مین کہا ہی لایق یاد رکھنے کے ہی اور عبرت کرنے کا مقام ہی

مطلع

نہ ہمراہ اُسکے کچھ سامان ملکی اور نہ مالی تھے — گو سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

گو ہر ایک اعلی و ادنی دنیا سے خالی ہاتھ جانب ملک عدم جاتا ہی مگر اعمال نیک و بد ضرور اپنے ساتھ
لے جاتا ہی جو لوگ زندہ ہین وہ اعمال خیر کر سکتے ہین اور جو مر گئے ہین وہ اعمال نیک و بد کرنے
سے مجبور ہوگئے ہین تنہا گوشہ قبر مین زیر خاک دبے ہوے پڑے ہین حرکت بھی کر نہین سکتے ہین
کروٹ بھی بدل نہین سکتے ہین اکثر اُنمین ایسے ہین کہ گوشت و استخوان اُنکے خاک اور کیڑے قبرون
کے کھا گئے ہین جس زبان سے وہ انواع و اقسام کے کلام کرتے تھے وہ زبانین اُنکی کیڑے کھا گئے اور
وہ سرہاے پر غرور اُنکے اکثر رہروون کی ٹھوکرون مین آئے اور اکثر سرہاے پر غرور کو زمین کھا گئی
تن نازک اُنکے جو گرد و غبار سے حیات مین بچتے رہتے تھے اور وہ لوگ عطر مٹی کا بُرا جانتے تھے اپنے
لباس و تن پر کبھی نہ ملتے تھے اب وہی زیر خاک ہین ہزارہا من مٹی انپر پڑی ہی بلکہ وہ خود خاک مین
جا کے خاک ہوگئے ہین واے بیکسی اہل قبور کہ کوئی اُنکی بعد مرگ خبر نہین لیتا مزاج اُنکا نہین
پوچھتا حال اُنسے اُنکا دریافت نہین کرتا اُنکی قبرون پر مثل اہل اسلام کے فاتحہ نہین پڑھتا شمع
و گل قبور پر نہین لاتا کوئی اُنکی قبرون پر بیٹھکے اُنھین یاد کرکے دو آنسو بھی آنکھ سے نہین بہاتا
اگر لاکھون آدمیون مین کوئی شخص کسی اپنے عزیز و دوست کی قبر پر جاکے اُسکو یاد کرکے روتا ہی اور
اُسے پکارتا ہی تو وہ ایسے خواب گران مین ہوتا ہی کہ اُسکی آواز کو سنکے جواب دے نہین سکتا
ہی یارو ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ مانند گذشتگان کے ہمارا اور تمھارا حال بھی ہوگا مدام ہم اور تم
اس سراے فانی مین نہ رہینگے لہذا اقتضاے عقل یہ ہی کہ اس دو روزہ زندگی کو غنیمت جان کے

کار خیر ایسے کرو کہ تمھارے بعد اہل جہان تمکو بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و محفل مین مردم تمھاری دلاوری
و شجاعت کا ذکر کرین انظہار شجاعت و بہادری آج کے روز کرو دیکھو لشکر اسلام تمھارے سامنے صف
آرا ہی جملہ اہل اسلام تمھارے دشمن جان و ایمان ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جو خدا ے نا دیدہ کی پرستش
کرتے ہین اور ہمارے خداوند کو برا کہتے ہین بار بار اُنپر لعنت کرتے ہین یہ لائق قتل ہین ہنگام جنگ
انکے حال پر ذرا بھی رحم نکرنا نیم جان بھی انکو نچھوڑنا قتل کرکے اُنکی لاشون پر گھوڑے دوڑا دینا بخوبی
پامال سم اسپان کرنا خبردار اُنسے دبکے نہ لڑنا جہانتک ہو سکے بڑھ بڑھ کر لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا تم سب
بہادر ہو تمھارے آبا و اجداد بھی بہادر و نامور تھے اہل اسلام کے دشمن جان اور خون کے پیاسے
تھے تم بھی اپنے آبا و اجداد کی پیروی کرو ان اہل اسلام سے اس طرح لڑو کہ دیکھنے والے تمھاری
ہمت و بہادری کی تعریف کرین رستم و اسفندیار کی لڑائی کو جنگ تمھاری دیکھکے بھول جائین ایسے
لوے کرو کہ دل اعدا کپا کوہ وو شکست نظر آجائین اور ایسی بڑھ بڑھکے تلوارین اپنے دشمنون پر
لگاؤ کہ خون سے اُنکے زمین عرصۂ نبرد گلگون ہو جاے بلکہ دریاے خون رواں ہو جاے اگر ہماری
پند و نصیحت پر عمل کروگے تو دنیا مین آبرو پاؤگے اور لڑکے دشمنون سے مرجاؤگے تو خداوند
تمتال آئینہ رو سے سرخ رو ہوگے وہ تمسے بہت خوش ہونگے غرض بہرصورت لڑنا اور مرنا تمھارے
حق مین اچھا ہی اور اس میدان جنگ سے بھاگنا بہت ہی برا ہی باعث ذلت و بدنامی کا ہی اور سبب
ناراضی خداوند بھی ہی آگے تمکو اختیار ہی مصرع بر رسولان بلاغ باشد و بس لقبا اور کرکٹ حبیب
اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ فرط شجاعت و کثرت شوق جنگ سے جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ جوش
شجاعت سے مست ہوکے جھوم رہے تھے بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے تھے ارادہ کرتے تھے
کہ تنہا مرکب کو جولان کرکے صف لشکر اعدا پر مانند شیر گرسنہ گرین اور اعدا کو مانند گلۂ گوسپند کے
جان کے اُنکی خونریزی کرین شکار اُنکا بصد رغبت کرین ہنوز لشکر اسلام سے کوئی بہادر
براے جنگ نکلا نہ تھا کہ ناگاہ سپاہ کہران شہر سوار سے لقا بدار زرہ پوش نیزہ بدوش مرکب
کو جولان کرکے سامنے لشکر اسلام کے آیا مرکب کو روک کے بہ آواز بلند یون کہنے لگا کہ اے
اہل اسلام تم خداوند کو برا کہتے ہو اُنکین سجدہ نہین کرتے ہو بندگان خاص خداوند سے لڑنے آئے ہو
تم کیا یہان آئے ہو اجل تمھاری تمکو کشان کشان یہان لائی ہی یہ اور کوئی ایسا ویسا ملک نہین ہی کہ
جسپر فتحیاب ہوگے یہان کا حاکم کہران شاہ ہی اور یہ ملک بھی آباد کیا ہوا خاص خداوند کا ہی یہان کے
ساکن بہادر و دلاور ہین تم کیا لڑوگے بہتر یہ ہی کہ خداوند کو ناراض نہ کرو اُنکین سجدہ کرو اور اگر
یہ قبول نہو تو جو تم سب مین اپنی زندگی سے بہت بیزار ہو اور آزادی سے کارہ ہو اور دعواے
بہادری کرتا ہو وہ جلدتر لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین وہ لقابدار
ہون کہ جو قہر خداوند کہلاتا ہون یہ کہکے خاموش ہوا امیر ثانی نے اُسکی تقریر بیہودہ سنکے مرنا کر نظر کی
فی الفور شیر صفے بن شیر دیبہ صف لشکر سے نکلا اور مرکب باد رفتار سے اُترکے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی خوش انجام کے روبرو گیا اور اُنسے اذن جنگ لیکے خوش ہوکے مرکب پر سوار ہوکے

قریب نقابدار زرد پوش کے گیا اور طالب ضرب ہوا نقابدار نے اسکے سراپا پر نظر کرکے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہی اس بہادر نے جواب دیا نام میرا شیر وے ہی مین فرزند شیرویہ کا ہون شیر سیرت و
ضیغم خو ہون واسطے تیرے قتل و شکار کرنے کے آیا ہون اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہی تو خداوند تمثال آتشکدہ
پر لعنت کر کہ وہ ایک شیطان سیرت ہی بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنے تئین سجدہ کراتا ہی سجدہ سوا معبود
حقیقی کے کسی کو جائز نہین ہی پس اپنے پروردگار کو پہچان اسی کو سجدہ کر کلمہ پڑھ مسلمان ہو نقابدار مذکور
اس بہادر کی گفتگو سنکے نہایت غضبناک ہو کے کہنے لگا بس بس خاموش ہو یہ جنگگاہ ہی نہ مقام وعظ و پند ہی
دل کا حوصلہ نکال لے تیغ یا نیزہ کا مجھپر وار کر لے شیر وے نے جواب دیا ہم اسلام کا یہ طریقہ نہین
ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اگر تیرے ہاتھ سے اور تیری ضرب سے مین جانبر ہونگا تو مین بھی
تجھپر وار کرونگا یہ سنکے نقابدار نے گھوڑے کو کاوے پہ ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے
سینہ کینہ شیر وے پر نیزہ کا وار کیا ادھر اس بہادر نے چالاکی سے سنان نیزہ کو اسکے اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا دو انیان فولادی جو لڑین چنگاریان پیدا ہوئین صفون نے ضرب نیزہ روکنے کی
تعریف کی بعد روکنے ضرب مذکور کے شیر وے نے بھی نیزہ اسکے سینہ پر مارا اسنے بھی بجد و کد سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخر کار شیر وے
نے نقابدار مذکور سے کہا اگر ابکی مرتبہ تو نیزہ کا وار کریگا تو وہ بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے
تیرے ہاتھ سے نکل جائیگی اسنے ہنسکر جواب دیا تیرا خیال خام ہی یہ کہکر وار نیزہ کا کیا اس دلاور نے اسکی
سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر عجب طور سے روکا اور عجب بند غریب باندھا کہ نقابدار باوجود کوشش کے
عاجز ہوا اس بند نادر کو کھول نہ سکا شیر وے نے حسب قاعدہ استادان فن نیزہ اسکے ہاتھ سے سنان
نیزہ نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو صدمہ
ہوا خصوص نقابدار زرد پوش کو رنج ہوا اور شرمندہ ہوا شرما کے سر جھکا لیا عرق پیشانی پر آیا گویا دریا
خجالت مین ایک بیڑہ غرق ہوگیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن بعد تھوڑی دیر کے سر اٹھا کے
نہایت برہم ہو کے نیزہ کی ڈانڈ کو اٹھا کے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو آگے بڑھا کے وہی ڈانڈ سر شیر وے
کے نہایت زور سے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نقابدار کے
نیزہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اس وقت نقابدار نے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر
ڈالکے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کے کہنے لگا ای جوان مصرع ببین نگر بمن نگر شاید کہ
بشناسی مرا شیر وے نے جو فی الفور اسکے چہرہ پر نظر کی اور آنکھین اس سے چار کین دفعتا یہ حال
ہوا کہ طاقت و قوت بالکل زائل ہوگئی ہوش و حواس بجا نہ رہے از خود رفتگی دیکھنے والون کو اسکی ثابت
ہوئی کیونکہ نیزہ کو ہاتھ سے خاک پر ڈالکر شیر وے پکارا ای نقابدار تو بتین وہ پایا کہ جو مجھپر نیزہ لگاتی
مین تو تیرا شیفتہ ہون تیرے تیر مژگان کا زخمی ہون نقابدار نے اسکی تقریر سنکے جواب دیا اگر تو قائل ہی
تو آ یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے شیر وے کے کمربند آہنی مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا کہ پاؤن شیر وے کے
رکاب سے جدا ہوئے پھر پشت فرس سے یون اٹھا لیا کہ جیسے کوئی پھول کو اٹھا لیتا ہی جب نقابدار
مذکور شیر وے کو پشت فرس سے اٹھا چکا اپنے لشکر کے سوارون کی طرف دیکھ کے کہا لے جاؤ اسکو

اور قید کرو وہ فی الفور گھوڑے بڑھا کے آئے اور شیروے کو طوق وزنجیر وغیرہ مین گرفتار کر کے لیگئے
جب اس طرح شیروے گرفتار ہو چکا نقابدار نے نقاب منہ پر ڈالکر پھر پکار کر کے کہا اے گروہ اہل اسلام
اب تم سب مین کون ایسا دلاور ہی کہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پھر ملکے دیکھا ایکی مرتبہ سلیمان
ثانی نے اپنے مرکب کو جولان کر کے صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے
حسب قاعدہ اجازت لیکے پھر مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار مذکور کے جا کے مرکب کو روکا نقابدار
نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے نیزہ لیکے حسب دستور سینہ پر سلیمان ثانی کے وار کیا اس
دلاور نے وار کو اسکے اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود نیزہ کا وار کیا اس نے نیزہ کو نیزہ پر
روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار سلیمان ثانی نے ایک بند غریب باندھ کر سنان نیزہ اسکے نیزہ
سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہو کے تعریف کی نقابدار نے ایکی مرتبہ ڈانڈ کو ہاتھ سے
خاک پر ڈالکر اسی طرح نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کے سلیمان ثانی سے کہا ایجوان ذرا میرے
رخ پر نظر کر مجھے پہچان تو کہ مین کون ہون سلیمان ثانی نے اسکے کہنے سے اسکے چہرہ پر نظر کی باہم
آنکھین لڑین آنکھون کا لڑنا تھا کہ غضب ہوا جو حال شیروے کا ہوا تھا وہی حال اسکا بھی ہوا
نقابدار مذکور نے جس طور سے شیروے کو پشت مرکب سے اٹھا کر حوالے اپنے لشکر کے سوارونکے
کیا تھا اسی طرح اس بہادر کو بھی پشت فرس سے اٹھا کے اپنے لشکر کے سوارون کے حوالے کیا
انھون نے اسی طور سے اس دلاور کو بھی قید کیا بعد اسیر کرنے سلیمان ثانی کے نقابدار مذکور نے مرکب کو
بڑھا کے بہ آواز بلند کہا اے امیر ثانی آپکے لشکر مین کیا کوئی ایسا بہادر نہین ہی کہ تا دیر مجھسے مقابلہ
کرے پشت فرس سے اگر مین اٹھاؤن تو وہ نہ اٹھے اگر کوئی بہادر ایسا ہو جیسا کہ مین نے بیان کیا
تو اسے واسطے میرے مقابلہ کے جلد روانہ کیجیے کہ اس سے کچھ لطف جنگ حاصل ہو امیر ثانی نے اسکی
تقریر سنکے جانب میمنہ لشکر دیکھا فوراً بدیع الملک نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالکر بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اذن و اجازت جنگ لیکے مرکب کو جولان کیا جب وہ بہادر قریب
نقابدار کے پہونچا مرکب کو روک کے طالب ضرب نیزہ ہوا نقابدار نے نام دریافت کر کے کہا ہر چند
کہ دو مرتبہ میرے ہاتھ سے سنان نیزہ حسب اتفاق نکل گئی تھی لیکن مین نیزہ ہی سے لڑونگا تلوار
و گرز و تیر سے نہ لڑونگا یہ کہکے پھر نیزہ اپنے اہل لشکر سے لیکے مرکب کو کاوے پر ڈالکے نیزہ کو
گردش دیکے فنون سپہ گری و نیزہ بازی دکھا کے خبردار خبردار کہکے وار کیا بدیع الملک نے
اسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بسہولیت روک کر اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی
چالاکی سے وار روکا تھوڑی دیر اسی طور سے لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الملک نے ایک بند
صاحبقرانی باندھ کر سنان نیزہ کی چوب نیزہ سے نکال دی سرداران میمنہ شادمان ہو کے بآواز
بلند ثنا کرنے لگے نقابدار مذکور نے برہم ہو کے چوب نیزہ اٹھا کے مرکب کو بڑھا کے سر پر اپنے حریف کے
لگائی شاہزادہ موصوف نے ڈانڈ اسکے نیزہ کی اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا نقابدار نے عاجز ہو کے پھر
نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی اور کہا ایجوان دیکھ میرے چہرہ کی طرف دیکھ اور پہچان مجھکو حیا سے عجب
ہی کہ تو حریفانہ مجھسے لڑتا ہی تجھے شرم نہین آتی ہی بدیع الملک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ نہین معلوم

یہ کون ہی دیکھ ہی لینا چاہیے یہ خیال کرکے اُسکے چہرہ پر نظر کی آنکھ سے آنکھ لڑتے ہی شاہزادہ موصوف
گویا دیوانہ ہوکے کم قوت ہوگیا دیکھتے ہی اُسیر شیفتہ ہوگیا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کرکے عشق
اپنا ظاہر کرنے لگا نقابدار نے کہا اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو ہم بھی تمسے الفت رکھتے ہین یہ
نہین جانتے کہ تم ہمسے جدا رہو یہ کہکے مرکب کو بڑھاکے کمربند فولادی بدیع الملک مین ہاتھ ڈالکے
جھٹکا دیا کہ رکابین شاہزادے کی پاؤن سے جدا ہوئین جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ شاہزادہ
موصوف کو نقابدار مذکور نے اس طرح پشت سمند سے اُٹھا لیا جیسے کوئی کسی بچہ کو بسہولیت
اُٹھا لیتا ہو یا کسی ناتوان وزار کو کوئی مرد قوی آہستہ اُٹھا لیتا ہو یہ حال پُرملال دیکھ کے جملہ اہل اسلام کو
صدمہ ہوا بالخصوص سرداران دست راست کو بہت رنج ہوا اور اُسی عالم رنج وملال مین چاہا کہ حملہ کرکے
نقابدار مذکور کے ہاتھ سے بدیع الملک کو رہا کرین ہنوز حملہ آور نہوے تھے کہ اُس نے سوارون کو جلد تر
طلب کرکے اُنکے حوالے کردیا اُنھون نے مانند شبیروے اور سلیمان ثانی کے اسیر کرلیا نقابدار نے
نقاب اپنے چہرہ پر ڈالکر رُخ سوے لشکر اسلام کرکے پھر امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی اب اور کسی
دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر یاتو قرنے پھر سوے میمنہ لشکر مڑکر دیکھا ایکی مرتبہ
اسد بن کرب نے صف لشکر سے نکل کے مانند بدیع الملک وسلیمان ثانی وشبیروے کے بادشاہ
لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام سے اجازت رزم لیکے مرکب پر سوار ہوکے یہ خیال کرتا ہوا جانب نقابدار
مذکور روانہ ہوا کہ جاتے ہی بعد روکنے ضرب نیزہ نقابدار کے پشت فرس سے اس
نقابدار نابکار کو اُٹھا لونگا اور خاک پر اس طرح ٹپکونگا کہ پیوند خاک کردونگا یہ دیوانہ یعنے اسد
خیال مندرجہ کرتا ہوا سامنے حریف مذکور کے گیا وہ اسکے چہرہ پر آثار وحشت دیکھ کے اور چالاک و
شوخ اسکو پاکے پوچھنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے اس نے اپنا نام بتایا اُس نے کہا تیرے چہرہ سے
ثابت ہوتا ہے کہ تو دیوانہ ہے اور شوخی وشرارت بھی ظاہر ہوتی ہے تو مجھسے کیا لڑیگا اسد نے جواب دیا
مین تجھ سے لڑونگا اور تیرے خداوند نابکار سے لڑونگا تو میری شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہے تھوڑی
دیر مین آگاہ ہوجائیگا یہ کہکے طالب ضرب ہوا نقابدار نے پوچھا اے جوان تیر یا نیزہ یا شمشیر کس سے
لڑیگا اسد نے کہا مین تو تلوار کی لڑائی کو پسند کرتا ہون اُس نے کہا مین تو تلوار سے نہ لڑتا کیونکہ صرف
نیزہ سے لڑنے کا عہد کرچکا تھا لیکن تیرے کہنے سے لڑتا ہون یہ کہکے تلوار نیام سے کھینچکر
مرکب کو آگے بڑھاکے موقع پاکر شمشیر آبدار سر اسد نامدار پر لگائی اس دیوانہ نے کچھ سوچ کے
واسطے روکنے تلوار کے سپر بھی نہ اُٹھائی لیکن جب تلوار قریب سر آئی باڑھ پر اُسکی نظر کرکے چالاکی
سے ہاتھ اپنا بڑھاکے اُسکے بند دست پر ڈالکر زور کرکے چاہا کہ تلوار ہاتھ سے چھین کے کمربند مین ہاتھ
ڈالکے پشت مرکب سے اُٹھا لیجیے نقابدار مذکور نے اسکے ارادہ سے باخبر ہوکے اُسی عالم مین
نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی نظر اسد غازی کی یکبیک اُسکے چہرہ پر پڑی گئی اور آنکھ سے آنکھ
لڑی گئی پانو زور کرکے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین رہا تھا یا تلوار چھیننا موقوف کرکے ہاتھ اپنا
اُسکے بند دست سے اُٹھا کے عذر کرنے لگا کہ مین نے ارادہ تلوار چھین لینے کا کیا تھا اس
خطا کو میری معاف کردیا سزا اسکی سر دست دوہاتھ میرے تیغون سے قلم کرو مین تو فرمانبردار

ایک تمہارا عاشق زار ہوں نادانستہ آمادہ جنگ ہوا تھا نادانی سے میں نے مقابلہ کیا تھا اب چہرے پر تمہارے نظر کی خوب پہچانا یہ کہکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عشق اپنا ظاہر کرنے لگا اُس نے مسکرا کے جواب دیا اگر تم ہم سے محبت رکھتے ہو تو آؤ یہ کہکے مرکب کو اپنے بڑھا کر کر بند آہنین اسد بن ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا کہ پاؤں رکاب سے جدا ہو کے پشت فرس سے اٹھالیا اور اپنے لشکر کے سواروں کو حوالے کیا اُنھوں نے سلاسل میں فی الفور گرفتار کر لیا نقاب اُس نے نقاب اپنے چہرے پر ڈال لی اسی طرح نقابدار مذکور نے قریب شام تک اکثر سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کیا جو شخص نکل کے اسکے سامنے گیا اور اُسکے رخ و چشم پر نظر کی وہ مسخر ہو گیا قوت بھی زائل ہو گئی کہا تک یہ لڑائی فرداً فرداً لکھی جائے کہ طول کا خیال ہے خلاصہ اور مختصر حال اس جنگ عظیم کا یہ ہے کہ جو اسیر ہوئے اسد بن کرب کے ابراہیم سلیمان اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان غضنفر بن اسد کشورستان ابراہیم بن مالک معروف بن اسد آہوفن شاہ دارات کشورکشا لندھور ثانی فرہاد دھقان یک ضرب ارشیلون ہرمز ادالماس بن لندھور ان سب سرداران نامی و نامور کو نقابدار نے قریب شام تک اسیر کیا کسی کو زخمی اور قتل نہیں کیا ہر ایک سردار کو صورت اپنی دکھا کے آنکھ اُس سے ملا کے دیوانہ بنا کے مسخر کرکے قوت زائل کرکے مرکب سے اٹھا کے اسیر کیا قریب شام طبل بازگشت بجا اسکے میدان جنگ سے جانب فرودگاہ سپاہ کہران شیر سوار روانہ ہوا کہران شیر سوار بھی ہمراہ اپنی سپاہ کے نہایت شادمان ہو کے ساتھ نقابداروں کے جنگگاہ سے چلا گیا اور اہل اسلام محزون و غمگین اپنے لشکرگاہ کی طرف آئے کہران شیر سوار نے اپنی بارگاہ میں جا کے ہنگام شب بخواہش نقابدار سرخ پوش اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا مردمان لشکر کہران شیر سوار صدائے طبل رزمی سن کے کہنے لگے نقابدار زرد پوش نے تو آج بہت سے سرداروں کو اسیر کیا ہے دیکھئے کل نقابدار سرخ پوش نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے وہی لڑیگا مگر ہمیں لازم ہے کہ تیاری لڑائی کی کریں مبادا جنگ مغلوبہ ہو یہ باتیں کرکے جنگ میں مصروف ہوئے ہرکارے لشکر اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے معین تھے وہ صدائے طبل جنگی لشکر کہران شیر سوار میں بلند پا کے حال دریافت کرکے فوراً بارگاہ سلیمانی میں گئے اور مجرا گاہ سے بادشاہ لشکر اسلام کو موافق قاعدہ مجرا کرکے اس طرح ثنا و دعا کے بادشاہ موصوف اپنی زبان پر لائے کہ مصداق نظم

شہا سلطنتے کہ در عظمت بارگاہ تو
برآسمان رساند کیسہ ز اکلیل بار داد
حیدر صلابتی کہ بسر ہائے دشمنان
شمشیر تو نشان سر ذوالفقار داد
کشورستان سکندر ثانی کہ خضر فیض
آب حیات بس ز مئے خوشگوار داد
ایران پیشتر کہ خاک زمین را بود قرار
افزون ازانکہ دور فلک را مدار داد
سرسبزی فلک بزبان پیش شاہ باد
ختم سخن نگر چہ نکو یادگار داد

پورا کرکے ثنا و دعا کے مستعد رہے کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اس وقت نقابدار سرخ پوش نے بعد خواہش جنگ اپنے نام پر کہران شیر سوار و نقابدار زرد پوش سے کہکے لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسنا بکار کا یہ ہے کہ وقت سحر میدان کارزار میں آ کے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے سوا اس شر و فساد کے باقی خیریت ہے ہرکارے یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ موصوف نے ہرکاروں سے خبر طبل رزمی کے بجنے کی سن کے جانب امیر ثانی نظر کی امیر باتوقیر نے عمرو ثانی سے ارشاد کیا

جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجواؤ آج نقابدار زرد پوش نے مقابلہ کرکے آفت برپا کی ہے کل
نقابدار سرخ پوش لڑیگا دیکھیے وہ کیونکر لڑتا ہے کیا ہوتا ہے خواجہ نے اُسی وقت جاکے نقارچیون کو
حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے تھوڑی اشرفیان نذر خواجہ کو دیکر چوب اُٹھاکر نقارۂ جنگی پر
لگائی صداے مہیب نقارۂ جنگی سے نکل کے تا گنبد فلک دوار پہونچی زمین تھرائی اہل اسلام
صداے نقارۂ جنگی سُن کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین خوب
سامان اور تیاری لڑائی کی ہوتی جب وہ زمانہ آیا کہ مُذہب قدرت آلہی نے سرلوح طلوع خورشید کو
اور پر دیباچۂ بیاض صبح کے منقوش کیا اور حاشیہ اوراق فلک کو ساتھ خطوط شعاعی کے جدول
کھینچکر نقاط کواکب کو ساتھ خط بطلان کے نظر سے محو کر ڈالا بفواے اللّٰہ نور السموات والارض جملہ
اہل اسلام وضو کرکے نماز سحر پڑھ کے مسلح ہوے اور ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی
مقام سوے عرصہ نبرد روانہ ہوے وہ اُس وقت نسیم سحر کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا آفتاب عالمتاب
کی جانب مشرق سے آمد آمد وہ طائران خوش الحان کا حمد خدا مین نغمہ سرا ہونا وہ باغون مین غنچون کا
چٹک چٹک کے مسکرا مسکرا کے شگفتہ ہونا وہ صحراے سبزہ زار کی بہار وہ لہلہانا اُوس کی تری سے
سبزہ شاداب کا وہ گلہاے خودرو کی صحرا مین بہار وہ ہوا سے سرو کا دمبدم جھلنا وہ ایام سرما کے باعث
سے اس وقت کی سردی کہ بمصداق ابیات حسب مقام ہوا –

پس نکلتا تھا کانپتا خورشید
تیغ سان کاٹتا تھا پس وہ چھید
سرد تھا باغ عشق جون لالا
دیکھ کر گل پر صبا نہیب برد
بلبلین مرتی تھین اکڑ کے تمام
کانپتے تھے درخت وارض وجبال
گو دلون بیچ چھپتی پھرتی تھی
رعد سردی سے بس تھا گرم خروش
بھرتا تھا واسطے زمین کے لحاف

بہتی تھی نہر باغ مین اُس دم
آب مین اسقدر ہوئی تھی گرند
اکڑ سے جاتے ہی دیکھا سنبل کو
پھرتی پھرتی تھی ہر طرف دم سرد
صرصر صبح جان کھوتی تھی
موسم دی تھا وہ کہ یا بھونچال
بے حرارت ہر سردی نے مارے
ابر دوش ہوا پہ بادلہ پوش

سردی وقت سحر تھی اتنی شدید
بچہ لیلے تھے تیغ کچھ سے کم
آسے جاڑے سے پڑ گیا پالا
بس تھی پژمردہ گل کی غنچہ مین لب
گرتے تھے برگ سب شکر کے تمام
تیر سی دل کے پار ہوتی تھی
آگ بھی سردی سے ٹھٹھرتی تھی
مثل یاقوت کے ہین انگارے
برف پڑتی تھی تھا فلک نداف

الغرض ایسی سردی مین ہنگام سحر وہ جملہ مسلمانان خوش سیر سیر طرف
کی سیر کرتے ہوے بصد ادب خرامان خرامان ہمراہ سواری بادشاہ چلے جاتے تھے جب سواری بادشاہ
جمجاہ نبردگاہ مین پہونچی فضا کے ٹھہرنے سے سب بہادر ٹھہرے امیر ثانی انتظار کہران شیر سوار
و نقابداران نابکار کا کرنے لگے ہنوز دو ساعتین بھی انتظار کرنے مین نہ گذری تھین کہ اُس طرف سے
کہران شاہ شیر سوار ہمراہ اپنی سپاہ کے اور دونون نقابداران مذکور ساتھ ساتھ اپنی اپنی سپاہ
کے میدان کارزار مین آئے اور بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرے اُس وقت حسب قاعدہ قدیم دونون
طرف سے باشارہ دونون بادشاہان لشکر کے بیلدار بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے پست و بلند زمین
کو ہموار کیا گرد و غبار جو اُڑا سقون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی عرصہ نبرد پر چھڑکا گرد و
غبار کو بٹھایا بعد اسکے دو سمت صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا

حسب دلخواہ آراستہ ہونے لگا جب صف آرائی سے فرصت ہوئی ادھر امیر ثانی نے جانب نقبا دیکھا ادھر کہران شبیر سوار نے کرد کیتون کی طرف نظر کی فی الفور دونون فریق دونون لشکرون سے نکل کے درمیان مین دونون سپاہ کے آگے ٹھہرے پہلے نقبا نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہا کہ ای بہادران یکتاے روزگار وای نامداران شجاعت شعار آگاہ ہو کہ تم سبکو خالق کون ومکان ومعبود انس وجان نے مرد خلق کیا ہی خلعت مردی اپنی عنایت سے عطا کیا ہی عورتین نہین بنایا ہی کہ پردے مین بیٹھین اور تیغ وتیر ونیزہ کی لڑائی سے ڈرین آج کا دن وہ دن ہی کہ سامنے تمھارے لشکر کفار صف آرا ہی تم سب مرد ہو اور بہادر ہو آبا واجداد کبھی تمھارے بہادر تھے اپنی زندگی مین اُنھون نے کارہاے نمایان کیے تھے بلکہ وتنہا ہزارون دشمنون پر حملہ کیا تھا دشمنون کو تہ تیغ کیا تھا جنگ مین زخمہاے تیغ ونیزہ وتیر دست اعدا سے اپنے اجسام پر دلیرانہ کھاے تھے اور میدان جنگ مین ثابت قدم رہے تھے پیچھے قدم کبھی نہ ہٹایا تھا آگے ہی قدم حتی الامکان بڑھایا تھا ہمیشہ میدان جنگ مین عزت وآبرو حاصل کی تھی انھین کے تم فرزند ہو تم بھی آج کے روز کفار سے لڑبھڑ کر نام پیدا کرو دنیا مین وہی شخص لایق ہی جو کارہاے نمایان کر کے عزت وآبرو حاصل کرے دیکھو ہنگام جنگ منھ اعدا کی طرف سے نہ پھیرنا اپنی عزت وآبرو نکھونا بعد اُسکے کرد کیتون اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے اسطرح اُنکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

من مولف دفتر ہذا النظم

دلاور ہو تم سب بڑھاؤ قدم
جوانمرد تم ہو کرو آج نام
بڑھاؤ سوے معرکہ جلد گام

جوانو سنو گوش دل سے ذرا
نیاموں سے تیغون کو کرو علم
تمھارے تھے آبا نہایت دلیر
کرو روشن اپنے بزرگون کا نام

یہی ہے عرصۂ جنگ و وقت وغا
نہین ہم دہشت کا کچھ مقام
انھین سے تو فرزند تم بھی ہو شیر

کرد کیتون اور نقبا حسب جوانان ہر دو لشکر کو حسب دلخواہ آمادۂ کارزار کر چکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا عجب عالم تھا سبکو خیال نام تھا زندگی سے بیزار تھے آمادۂ کارزار تھے ہنوز جوانان مذکور کے واسطے لڑنے کے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے اپنے مرکب کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور نقابدار زرد پوش اور کہران شبیر سوار سے مسکرا کے یہ کہا کہ آج آپ دونون صاحب میری لڑائی دیکھیے مین براے گرفتاری اہل اسلام جاتا ہون کسی کو قتل نکرونگا کیونکہ حکم خداوند نے یہی دیا ہی کہ اہل اسلام گو ہمسے منحرف ہین لیکن اُنکو قتل نہ کرنا فقط گرفتار ہی کرنا شاید وہ بعد گرفتار ہونے کے راہ راست پر آئین میری طرف توجہ کرین کہران شبیر سوار نے جواب دیا اچھا چاہیے حکم خداوند بجا لایئے ہم منتظر غور لڑائی آپ کی دیکھنے کے نقابدار نے اپنے مرکب کو جولان کر کے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای امیر ثانی کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی نے کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے مڑ کر دیکھا فوراً بہرام گرد بن خاقان چین صف لشکر سے نکل کے مرکب سے اُتر کے بادشاہ لشکر اسلام امیر خوش انجام سے اذن جنگ لیکے مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار سرخ پوش کے جا کے طالب ضرب ہوا اُس نے بعد نام

دریافت کرنے کے اور اپنے خداوند کی تعریف کرنے کے اُنکی پرستش کے واسطے ہدایت کرکے جواب
سخت پاکے نیزہ اُٹھاکے مرکب کو کاٹے پر ڈال کے سینہ بہرام موصوف پر نیزہ کا وار کیا اس
بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی
بہزار کوشش وار کو روکا اسی طرح بیس طعن نیزے کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار بہرام گرد بن خاقان
چین نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزے کی نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چھٹتی ہوئی
دور جا گری اہل اسلام نے تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا نقابدار سرخ پوش نے خجل ہوکے کہا
ایجوان میرے زور بازو میں کمی نہیں ہے اور نہ فن نیزہ بازی میں ناقص ہوں یہ چوب نیزہ کا
قصور ہے بوجہ بوسیدہ ہونے کے نیزہ سے سنان نکل گئی ہے یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی برہم ہوکے
بقوت تمام سر پر بہرام کے لگائی اس دلاور نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ
پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار کی کئی جگہ سے شکستہ ہوئی نقابدار نے غضبناک ہوکے
شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بالاے خاک ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکر بہرام بن خاقان چین
سے مخاطب ہوکے کہا ای جوان ذرا میری طرف دیکھ مجھسے آنکھیں چار کر تجھسے بعید ہے کہ مجھسے حریف
لڑے میرے قتل کر سکیگا دلپذیر بہرام بن خاقان چین نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دل میں کہا
شاید یہ کوئی نازنین ہے اور مجھسے شناسا ہے خیال لڑنے کا نہ رہا دیکھتے ہی اُسپر شیفتہ ہوگیا دیوانہ وار
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے تمپر نیزہ اُٹھایا تجھسے مقابلہ کیا اب بندہ
بے دام و درم ہوں اُس نے کہا اگر تم عذر کرتے ہو تو تقصیر خطا تمھاری عفو کردی جائیگی یہ کہکے مرکب کو
بڑھاکے ہاتھ اپنا کمر بند زرین بہرام بن خاقان چین میں ڈال دیا یہ بہادر دیوانہ وار مرکب پر بیٹھا
رہا اُس نے جھٹکا دیا قدم بہرام کے رکابوں سے جدا ہوے نقابدار نے پشت فرس سے مانند
گل کے اُٹھالیا اور چند سواروں کو اپنے لشکر کے طلب کرکے اُسکے حوالے کیا اُنھوں نے
طوق و زنجیر میں گرفتار کر لیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈالکر دوبارہ امیر ثانی سے
مخاطب ہوکے کہا کہ ای امیر ثانی اب اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے
امیر ثانی نے پھر مڑکر دیکھا ایک مرتبہ شہنشاہ گوہر کلاہ صف لشکر سے نکل کر حسب دستور اجازت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی خوش ہیں سے لیکر مرکب پر سوار ہوکر اُسکے سامنے گیا اُس نے بعد نام پوچھنے کے
اپنے ایک ملازم سے نیزہ لیکے بدستور اول اس دلاور پر لگایا اُس نے وار نیزہ کا اپنے نیزہ پر روکا
پھر خود نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا اُسنے بھی حسب قاعدہ اپنے نیزے کے سنان پر سنان
نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا دوانیاں فولادی جو باہم لڑیں چنگاریاں آگ کی پیدا ہوئیں
اسی طور سے چند طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار شہنشاہ گوہر کلاہ نے ایک بند غریب
باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے
ڈانڈ اُٹھاکے مرکب کو بڑھاکے سر پر اپنے حریف مذکور کے لگائی شہنشاہ گوہر کلاہ نے ارادہ
کیا تھا کہ ڈانڈ کو اپنے نیزے کے ڈانڈ پر روکے ناگاہ نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکے
کہا ایجوان ذرا اس طرف نظر کر دلاور موصوف نے وقت روکنے ڈانڈ کے اُسکے چہرے پر نظر کی

آنکھ ملتے ہی بیخود ہو گیا طاقت بھی زائل ہوئی نقابدار نے اس بہادر کو بھی مانند بہرام بن
خاقان چین کے پشت مرکب سے اٹھا لیا اور حوالے سواران لشکر کے کیا بعد اسکے نقاب چہرہ پر
ڈال لی ناظرین دفتر پر واضح ہو اگر لڑائی نقابدار سرخ پوش کی تفصیل لکھی جائے اور مقابلہ کرنا
سرداران لشکر امیر ثانی کا اُس سے فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا بس اسی وجہ سے
بطریق اجمال رقم کیا جاتا ہے کہ نقابدار مذکور نے بعد اسیر کرنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے خورشید تیغزن
تورج نامدار سکندر سیف فرخ لقا شیر افگن جمہور دلاور معظم خان بن بہرام جمہور فراقفر رعاد مغربی عدیل
بن عادی مقبول بن مقبل رستم بن کریعل بن قاسم اللہ جو ر ثانی ہاشم تیغزن سہیار بن ایرج
آصف انجم طلعت امیر الزمان داراب بن داراب سیمین زرہ فرخ بخت سلطان سلطان
بخت مغربی سلطان سر برہنہ نعمان بن منذر زرائلی کو کہ یہ سب سرداران معز ز دست راستی
اور دست چپی ہیں جلد جلد تا شام مقابلہ کر کے اسیر کیا بعدہ امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہا کہ اے
امیر ثانی اب دن آخر ہوا کل پھر میدان جنگ میں آؤنگا اسیطرح تمہارے سرداران لشکر کو اسیر کرونگا
اگر کل آپ مجھسے مقابلہ کیجئے گا تو آپ کو بھی مانند آپ کے لشکر کے سرداروں کے اسیر کرونگا
آج کی شب مہلت دیتا ہوں جائیے اپنے احباب سے مشورہ کیجئے جنگ سے باز آئیے ہمارے
خداوند کو سجدہ کیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جو سردار آپ کے لشکر کے گرفتار کئے گئے ہیں اُن
سبکو رہا کر دونگا اور اگر آپ سجدہ خداوند سے سرکشی کیجئے گا تو میں آپ کے سرداران لشکر کو جنکو
اسیر کیا ہے پرسوں خدمت خداوند میں یہاں سے روانہ کر دونگا اور باقی ماندہ آپ کے سرداران سپاہ
کو وقت سحر یہاں آکے اسیر کرونگا بادشاہ لشکر اسلام کو اور آپ کو بھی اسیر کر کے آپ کے سواران
لشکر کو شکست دے کے اسیروں کو ہمراہ لے کے خدمت خداوند میں بعد دو چار روز کے چلا جاؤنگا
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے کوئی سر بر نہو سکیگا آپ و آپ کا لشکر تو کیا ہے اگر ایک عالم جمع ہو کے
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے مقابلہ کریگا تو فتحیاب نہو گا کیونکہ ہم دونوں نقابدار قہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہیں ہمسے کون لڑ سکتا ہے یہ کہکے جنگاہ سے خوش و خورم سرداران اسیر شدہ کو ساتھ
لیکر ہمراہ نقابدار زرد پوش و کہران شیر سوار کے اور تمامی سواران لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ
گیا ادھر امیر ثانی اپنے لشکر کے سرداروں کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین و محزون ہو کے
جنگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ اسلام جانب قیام گاہ سپاہ کے چلے سرداران لشکر و سواران سپاہ با اشک آہ
ہمراہ چلے ادھر کہران شیر سوار وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے ادھر امیر ثانی اپنے لشکر گاہ پر
پہونچے سواران لشکر تو اپنے خیام میں مرکبوں سے اُتر کر سلاح جنگ زرہ و چار آئینہ تنوں سے دور
کر کے راحت پذیر ہوئے امیر ثانی و سرداران لشکر جو اسیر نہیں ہوئے تھے اور عمرو ثانی ہمراہ بادشاہ
لشکر اسلام کے سواریوں سے اُتر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے شاہ موصوف محزون دلگیر
ہو کے بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنی صندل پر بیٹھے سرداران لشکر اپنے اپنے صندل پر بیٹھے مگر
ملول و حزین کوئی شگفتہ خاطر و خوش دل نہ تھا ہر ایک کے چہرے پر آثار حزن و ملال ہویدا تھے
اور وجہ سردار کہ دو روز کے مقابلہ میں نقابدار زرد پوش اور نقابدار سرخ پوش نے ہنگام

جنگ گرفتار کیے اُنکے دنگل خالی تھے امیر ثانی اُنکے دنگلون پر نظر کرکے اُنکو یاد کرکے
آہ سرد کرتے تھے اشک آنکھون مین بھرے تھے اور بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کرتے تھے کہ نہین معلوم
یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش کیسے نقابدار ہین کہ اُنکی صورت کو دیکھکے جو اُنسے مقابلہ کرتا ہے
بیخود و دیوانہ وار ہوجاتا ہے وہ اُنکو اسیر کرلیتے ہین شاید یہ ساحر ہین سحر کرتے ہین کل ہنگام صف آرائی
اسم اعظم الٰہی پڑھونگا اُسکی برکت سے سحر اُنکا نچلیگا بادشاہ لشکر اسلام نے جواب یا واقعی ایسے نقابدار
افسون گر و آفت روزگار کبھی نہین دیکھے ہین خوف اُنسے یہ ہے کہ وہ ہم سب کی طرف نہ دیکھ لین کہ یکبارگی
تمام سردار و سوار صغار و کبار دیوانہ وار ہوجائین اور وہ سبکو گرفتار کرلین ایک ہی روز مین اور ایک ہی
وقت مین تمام لشکر کا خاتمہ ہوجائے ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بہرام شیر شکار حاکم ملک
بہرامیہ نے جو تازہ مسلمان ہوا ہے اور ہمراہ رکاب امیر ثانی اپنے ملک سے آیا ہے اپنے دنگل سے
اُٹھکے اجازت کلام کرنے کی لیکے عرض کرنے لگا اے ظل اللہ جہان پناہ قبل اسکے بھی مین نے
عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش قہر خدا و ند تمثال
آئینہ رو مشہور ہین اور دو نقابدار اور بھی ہین یہ دونون نقابدار روئین تن ہین بمثال آئینہ روئے
اُنکو روئین تن حکما سے کہلکے کرایا ہے اور بڑے بڑے ساحرون کو جمع کرکے اس طرح اُنکے چہرونکو
اور اُنکی آنکھون کو سحر سے فسون ساز افسونگر کرایا ہے کہ جس کسی سے مخاطب ہو کے آپ اپنا چہرہ دکھائین
اور اُسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملائین وہ مسخر و مطیع و دیوانہ و کم قوت ہوجائے اور کیسا ہی شجاع و بہادر
ہو کم قوت بلکہ بے قوت و طاقت ہوجائے آپ یہ خیال فرمائین کہ نقابداران مذکور سے کوئی نقابدار
چہرہ اپنا دکھا کے اور آنکھ اپنی ہر ایک کی آنکھ سے ملا کے یکبارگی ایک ہی روز مین اور ایک ہی وقت
مین سبکو دیوانہ و مسخر کرکے اسیر کرینگے مین اُنکے حالات سے خوب ماہر ہون آپ کچھ تردد نفرمائین
اول تو وہ نقابدار آپ کے لشکر سے دور رہتے ہین نہ اُنکی نظر اچھی طرح آپ کے اہل لشکر پر پڑتی ہے نہ
آپ کے لشکری و سرداران سپاہ اُنکے چہرون پر بخوبی نظر کرسکتے ہین اور نہ آنکھ اُنکی آنکھ سے ملاسکتے ہین
صرف وہی شخص اُنکے چہرہ کو بخوبی دیکھ سکتا ہے اور اُنسے آنکھین چار کرسکتا ہے جو اُنسے لڑنے کو لشکر سے
نکل کے جائے ہان احتیاط ضرور ہے کہ جب وہ نقابدار اپنے چہرون سے نقاب اُٹھائین کوئی سردار
اور کوئی سوار اُنکے چہرے پر نظر نکرے اور اُنکی آنکھون سے آنکھین نہ ملائے اُنکی طرف دیکھے ہر چند
دیکھ لینے سے کچھ دوسرون کو ضرر نہوگا مگر احتیاط ضرور ہے بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا کوئی تدبیر
ایسی بھی ہے کہ اُن نقابدارون پر ہم فتحیاب ہون اُسنے عرض کیا مجھے ایسی تدبیر معلوم نہین ہے یہ عرض
کرکے اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اُسوقت امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ
تم عیار ہو بعد خواجہ عمرو کے عیاری مین مثل و نظیر تمہارا نہین ہے ایک مدت ہوئی ہے کہ
تم ہمارا نمک کھایا ہے اکثر انعام کثیر ہمسے پایا ہے بڑی بڑی عیاریان تمنے کی ہین اُن نقابدارون پر
کوئی عیاری کرکے اُنکو گرفتار کردیا اُنکے قتل کرنے کی کوئی تدبیر نکالو یا اُنکے چشم فسونساز کو دیکھکر
کوئی دیوانہ نہو لیس کوئی صورت پیدا کرو کہ ہم جانین کہ تمنے کار نمایان کیا اور ہم اقرار کرتے ہین کہ تمکو
زر کثیر اس قدر دینگے کہ تم خوش ہوجاؤگے خواجہ نے دست بستہ عرض کیا اے امیر با توقیر کوئین

مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون اور اب بجائے والد ماجد کرسی پدر پر بیٹھا ہون عیاریان کرتا ہون مکر و فریب
مین ہوشیار و چالاک ہون مگر ان نقابداروں کے بارے مین کچھ بھی کر نہین سکتا ہون کیونکہ جب
عیاری کرنے کو جاؤنگا اُنکے چہرون پر نظر پڑے گی دیوانہ ہو جاؤنگا نقابدار مجھے گرفتار کرینگے مجھے
اپنا گرفتار ہونا اور قتل ہونا منظور نہین ہی مین ساحرون سے بہت ڈرتا ہون آپ زر کثیر کا لالچ نہ دیجئے
مین ایسے روپیہ سے باز آیا آج نقابدار سرخ پوش آپ سے کیا کہگیا ہی اُسکی تقریر آپ کو یاد ہے
یا نہین کل وہ میدان جنگ مین آکے قیامت برپا کریگا مین تو ابھی یہان سے جانب خانۂ کعبہ
اپنے قبلہ و کعبہ والد ماجد کی خدمت مین اور خدمت صاحبقران اول مین جاتا ہون نقابداران زرد و سرخ
پوش سے اپنی جان و آبرو بچاتا ہون اگر یہان رہونگا تو وہ مجھے بھی گرفتار کرینگے باعث میری
ذلت و بے آبروئی کا ہوگا بعد گرفتار کرنے کے مجھے قتل کر ڈالینگے کیونکہ مین بھی عیارون مین مشہور
ہون بس میرا یہان رہنا کسی طرح بہتر و مناسب نہین ہی اول تو میرے ساتھ آپ بھی خانۂ کعبہ اپنے والد
کی خدمت مین چلئے اُنسے اِن نقابدارون کی کیفیت بیان کیجئے جو وہ صلاح دین اُسپر عمل کیجئے
دوسرے اگر اس وقت میرے ساتھ جانب بیت اللہ نہ چلئے تو جو کچھ کہنا ہو کہدیجئے کہ مین خدمت
صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان مین پہونچکر آن جناب سے کہدون یہ کہکے سامان جانے کا
کرنے لگا امیر ثانی نے متحیر و متعجب ہو کے عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ تمسے تو یہ اُمید نہ تھی کہ ایسے
وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑ دوگے اور ایسی بے مروتی و نمکحرامی کروگے خواجہ نے چین بجبین ہو کے
جواب دیا ای امیر ثانی مجھے ایسی مروت و پاس رفاقت اور خیال نمکخواری نہین ہی کہ اپنی جان بدہ دون
جان مجھکو اپنی بہت عزیز ہی مین ایسے وقت مین ہرگز آپکا ساتھ نہ دونگا آپ ناراض ہونگے تو ہون
مین یہان نہ رہونگا آپ سب عیارون مین سے کسی سے فرمائیے کوئی عیارون مین سے کوئی
تدبیر حسب دلخواہ آپ کے کرے آخر یہ بھی تو عیار ہین دعوے عیاری کا کرتے ہین انھین مین سے کسی کو
لالچ زر کثیر کا دیجئے ان سب عیارون مین سے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین کیا کوئی عیار ایسا
نہین ہی کہ حسب دلخواہ آپ کے کام کرے حکم آپکا بجالائے مین بھی آپ کے نزدیک ایک عیار
ہون جیسے آپ بارہا ہر ایک بار کے مین وقت بد عیاری کرنے کو کہتے ہین امیر ثانی یہ تقریر
خواجہ کی سنکے حیران ہوئے چہرہ خواجہ کا غور سے دیکھنے لگے اُس وقت سرداران لشکر نے
متفق اللفظ ہوکے کہا ای خواجہ یہ کیا تقریر کرتے ہو ایسے وقت مین امیر ثانی کو چھوڑ کے کہان
جاتے ہو خواجہ نے چین بجبین ہوکے سب کو جواب دیا کہ تم لوگ اس بارے مین دخل نہ دو اپنی
جگہ خاموش بیٹھے رہو اگر غافل ہو اور جان و عزت کا کچھ خیال ہو تو ابھی اُٹھکر میرے ساتھ سوئے
خانۂ کعبہ چلو رفاقت امیر سے دست بردار ہو یہ کہکے سب سے رخصت ہوکے بارگاہ سلیمانی سے
نکل کے جانب خانۂ کعبہ روانہ ہوا سب کو خواجہ کے چلے جانے کا رنج ہوا اُدھر کہران شیر شکار
نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر بعد میخواری کے عالم نشۂ شراب مین خوش ہوکے کہا ای نقابداران ذی قدر
و ذی وقار آپ یہان تشریف لائے مجھے بہت سرفراز کیا اور میری حسب دلخواہ مدد کی بہت سے
سرداران نامی و نامور کو لشکر امیر کے اسیر کیا نہایت مجھپر احسان کیا مین جبتک آپ کے احسان کا شکر نہین ادا کر سکتا

نقابدار زرد پوش نے جواب دیا ابھی ہمنے کیا اعانت تمہاری کی ہی ہان چند روز مین دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اس وقت ہمارے نام پر طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم لشکر امیر سے مقابلہ کرینگے ایک و نقابدار سرخ پوش برادر ہمارے لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کرینگے آج یہ مقابلہ کر چکے ہین سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کر چکے ہین کل صبح کو مین مقابلہ کرونگا یہ کہکے جانب بختگان ولاجورد شاہ و صلصال کے دیکھکے کہا دیکھا تمنے کہ ہمنے کس طرح سرداران لشکر امیر ثانی کو بسہولیت اسیر کر لیا اب دو چار روز مین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ جملہ مسلمانون کو اسی طرح اسیر کرینگے لاجورد شاہ و صلصال نے کہا بیشک آپ نے یہان آکے کار نمایان کیا بختگان نے جواب دیا مین آپ کو ایسا دلاور نجانتا تھا کہ آپ اسقدر سرداران لشکر امیر ثانی کو اس طرح اسیر کرینگے واقعی آپ دونون صاحبون نے کار نمایان کیا ہی مین تعریف کرتا ہون مگر آپ ذرا سمجھ بوجھ کے سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کیجئے گا کیونکہ بارہا دیکھا ہی کہ جب ان اہل اسلام کو زیادہ صدمہ ہوتا ہی اور وہ رجوع قلب اپنے خدا سے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتے ہین تو انکی مدد آسمان سے ہوتی ہی کہ رنج و غم تمام دفع ہو جاتا ہی مدعاے دل بر آتا ہی چونکہ فی الحال اہل اسلام کو گرفتاری سرداران نامی و نامور سے صدمۂ عظیم پہونچا ہی کیا عجب ہی کہ وہ دعا کرین اور خدا انکا انکے حال پر رحم کرے مدعاے دلی انکا بر لائے نقابدار زرد پوش نے بصد کبر و نخوت جواب دیا اب ان اہل اسلام کی بہبودی ہو چکی یہان آئے ہین روز بروز انکو تنزل ہی ہوگا دیکھنا ترقی نہوگی مطلب دلی بر نہ آئیگا یہ ملک فتح نکر سکینگے خود ہی سب اسیر ہو جائینگے یہ کہکے خاموش ہوا پھر ان شیر سوار نے نقابدار سرخ پوش سے کہا آپ بمقدمہ طبل جنگ کیا کہتے ہین آپ کے برادر کے نام طبل جنگ بجوایا جاے یا آپ کے نام پر اُسنے مسکرا کر جواب دیا ہم اور یہ کیا جدا ہین انکا مقابلہ کرنا حریف سے گویا ہمارا مقابلہ کرنا ہی انکی خوشی اگر یہی ہی کہ صبح کو ہم مسلمانون سے مقابلہ کرین تو بہتر ہی انھین کے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر ان شیر سوار نے یہ تقریر سُن کے اُسی وقت اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے خبر رسانی مقرر تھے وہ صداے طبل جنگ لشکر حریف مین سنکے خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ ہوے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و سرداران سپاہ صدمہ گرفتاری سرداران لشکر اور خواجہ عمرو ثانی کے چلے جانے سے محزون و ملول و خاموش بیٹھے تھے دل مین امیر ثانی کہتے تھے کہ یار وفادار جسکو مین جانتا تھا آج اُسنے مجھسے بیوفائی کی ایسے وقت بد مین مجھسے جدائی اختیار کی ہنوز امیر ثانی یہ باتین اپنے دل مین کہہ رہے تھے صدمہ و رنج مین بیٹھے ہین ناگاہ بارگاہ سلیمانی مین ہرکارے گھبراے ہوئے آئے انھون نے مجرا گاہ پر سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا اور سلام حسب قاعدہ کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اس طرح کرنی شروع کی کہ بمصداق

نظم

ازہفت جوشن فلک آسمان گذار
چون بر عزیمت سفری سایہ افگنی
برباہ تو کنند ہمہ اطراف ازسر ار

ہنگام حملہ باہمہ تندی خویش باد
بر آسمان رود زسم مرکبت عیار
در ملک چون تو شاہ ندارد کسے بیاد

ای خسروے کہ نوک سنانت برو ز رزم
در رست و پاے مرکبت افتد برین نہار
چندانکہ آتش غضبت یکسر زبانہ زد
ای ملک را ز جملہ شاہان تو یادگار

ہر کو شنید قصۂ جم گو بیا ببین
چون تاج سر فرازی و چون تخت پایدار
نو فلک ز کف تو شد سر نگار جود
چون رایت تو دین را بالا گرفت کار
چندان تفاخت باد کہ در صد ہزار سال
تو ابر رحمتی بسر خلق بر بہار

در ملک طول عرض و در حکم گیر و دار
ہر خصلت و ہنر کہ گزید از جہان خرد
آری چو مست دست تو دریا کم از بحار
در ہر زمین خارستان تو بر دمید
ہرگز مہندسانش نہ آرند در شمار
از عقل و بخت بر خورد جاوید باش از انکہ

تو سر بتاج و تخت فرد تا دری از انکہ
در طینت تو تعبیہ کرد دست کردگار
چون خنجرت ہنر را بازار گشت تیز
تا نفخ صور گلبن اقبال را دبار
تو شمع عصمتی بشب ظلم در نقاب
چون عقل کاردانی و چون بخت کامگار

بعد ثناء دعاے مندرجہ کے بصد ادب بزبان اُردو و آواز شیرین یون عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ فلک
جاہ گیتی پناہ خونریز بدخواہ اس وقت کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش اپنے لشکر مین
طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اس نابکار کا یہ ہی کہ ہنگام سحر ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت
سپاہ جنگاہ مین آئے خیر خواہان حضور سے خواہان جنگ ہو بجز اس خبر شر کے خیر و عافیت ہی یہ عرض کرکے
ہرکارے بارگاہ سے جانے لگے امیر ثانی نے بہ اشارہ بادشاہ لشکر اسلام انھین ہرکارون سے
فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین نقارچی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہمکو اپنے پروردگار کی اعانت
کرنے کا بھروسا ہی دشمن اگر قوی ہی اور آمادہ شر و فساد ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بقول شخصے مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ ہرکارون نے جاکے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا
اُنھون نے واسطے نذر عمرو ثانی کے چند اشرفیان نکال کے علٰحدہ رکھکے بسم اللہ تمام و کمال زبان پر
جاری کرکے چوب اُٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی صدا نقارۂ سلیمانی و جنگی سے بلند ہوئی اہل اسلام آواز
نقارۂ جنگی سُن کے اپنے دلون مین کہنے لگے خدا خیر کرے آج پھر نقارۂ جنگی بجایا گیا ہی صبح کو پھر نقابدار
سے مقابلہ ہوگا دو روز تو برابر دونون نقابدار سرداران لشکر کو ہنگام مقابلہ گرفتار کرکے لے گئے ہین
کل دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین سواران لشکر اپنے دلون مین کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے
سرداران سپاہ بھی مشغول ہوئے تیاری جنگ پر آمادہ ہوئے ارادہ کرنے لگے کہ دربار برخاست ہو
تو اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرین ہنوز سرداران لشکر یہ خیال
اپنے دلون مین کر رہے تھے نقارہ نواز نقارۂ جنگی بجا رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست
کیا ہر ایک سردار دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکے مصروف تیاری جنگ ہوا کوئی بہادر اپنی
تلوار کو صیقل سے آبدار کرکے کہنے لگا اگر خدا نے چاہا تو اسی شمشیر آبدار سے سرہاے کفار قلم کرونگا
کوئی دلاور اپنے نیزہ سر تیز کو دیکھ بھال کے اچھی طرح اُسے درست کرکے اپنے ہم نشینون سے
مخاطب ہوکے بولا انشاء اللہ صبح تو ہوا اس نیزہ سے کفار کو ہلاک کرونگا اسی طرح ہر ایک سردار و سوار
درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف تھا اور اپنے رفقا اور ہم نشینون سے ہم کلام تھا لشکر اسلام مین
تو ہر ایک سوار و سردار تیاری جنگ مین مصروف ہی جو رہتا مین اور رن مہتا مین جا بجا رزمش ہین
لیکن اب حال لشکر کفار کا درج کیا جاتا ہی کہ جب کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش طبل جنگی
بجوایا اور نقابدار زرد پوش نے اجودہ شاہ بجنگان سے مخاطب ہوکے گفتگو اُنسے کرکے ارادہ بارگاہ
سے اُٹھکے جانے کا کیا بجنگان نے نقابدار زرد پوش و سرخ پوش سے کہا آج کی شب آپ

دونون صاحب نہ سوئیے بیدار رہیے کیونکہ آج کی رات آپ پر بھاری ہی جسطرح کہ یہ رات
بھاری ہوتی ہی نقابدارون نے متردد ہوکے پوچھا کیونکر تونے جانا کہ یہ رات ہم پر سخت ہی کیا تو نجومی
ہی ستارہ شناسی ہین اور آنکے انعال وتمیز نیک وبد مین تجھے دخل ہی کہ تونے ہمارے بارے مین
یہ حکم لگایا ہی اُس نے جواب دیا مین نجومی تو نہین ہون لیکن جو حکم لگاتا ہون پٹ نہین پڑتا ہی بیشتر پورا
ہوتا ہی جو کہتا ہون نقابدارون نے جواب دیا ہم تو جاکے سوئینگے راحت وآرام سے شب بسر کرینگے یہ
تیری بات کا کچھ اعتبار نہین ہی ہم کسی سے نہین ڈرتے ہین کیونکہ روئین تن ہین قہر خداوند ہم مشہور ہین
نجنگان نے جواب دیا اسفندیار روئین تن تھا صرف آنکھین اُسکی مانند دیگر مردم کے تھین اُسی طرح
آپ صاحبون کی آنکھین بھی ہونگی جسطرح رستم پہلوان نے تیر سے اسکی آنکھین زخمی کرکے اُسے ہلاک کیا
کیا دشمن آپکا آپ کو اُسی طور سے ہلاک کر نہین سکتا یہ مین نے ازراہ خیر خواہی کہا ہی آگے آپ کو اختیار
ہی چاہیے آرام کیجیے میرے کہنے پر عمل نہ کیجیے مجھے تو یقین نہین ہی کہ آپ صبح کو آج کی شب سوکے
بیدار ہون ضرور ہی کہ سوتے رہیے گا تا قیامت بیدار نہو جیے گا خواب آپ کا خواب اجل ہو جائیگا کیونکہ
آپ دونون صاحبون نے یہان تشریف لاکے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی عیاران
لشکر اسلام آپکی جان کے دشمن ہین آج کی شب آپ سوگئے اور اُنھون نے آکے آپ کو ہلاک کیا
ان آنکھون سے کہ آپ اپنے حریف کو دیکھکر لڑتے ہین اور حریف آپکا آپ کی ان آنکھون کو کہ فسون
ساز ہین دیکھکر متحیر ودیوانہ ہوجاتا ہی جب وہی آنکھین عیاران لشکر اسلام پھوڑ ڈالینگے تو آپ کب زندہ
رہیے گا نقابداران مذکور یہ تقریر دل گیر نجنگان کی سُنکے متردد ہوکے سر جھکا کے خاموش رہے
کہران شیرسوار نے کہا ہی نقابداران ذیوقار ہر چند یہ شخص مسخرہ ہی لیکن اس وقت جو یہ کہتا ہی سچ
کہتا ہی بیشک عیاران لشکر اسلام آج کی شب صورتین اپنی تبدیل کرکے ہمارے لشکر مین واسطے آپکے
ہلاک کرنے کے ضرور آئینگے میرے نزدیک بھی مناسب یہی ہی کہ یہ شب بیداری مین بسر کیجیے اُنھون نے
جواب دیا کہ بیکار بیدار رہنا دشوار ہی ضرور نیند آجائیگی کہران شیرسوار نے جواب دیا مین ایسی
تدبیر کرونگا کہ ہرگز نیند آپ کو نہ آئے گی بعیش وعشرت شب بسر ہوجائیگی مین بھی آپ کے ساتھ جاگتا
رہونگا اُنھون نے پوچھا وہ تدبیر کون سی ہی کہران شیرسوار نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ ارباب نشاط کو
طلب کرونگا وہ حاضر ہوکے تمام شب روبرو آپکے رقص ونغمہ کرینگی آپ کو نیند نہ آئیگی اور
طبیعت بھی خوش ہوگی اُنھون نے کہا تدبیر تو معقول ہی اچھا ارباب نشاط کو طلب کرو نجنگان کی
تقریر سے ہمکو اپنی جان جانے کا خوف ہی اب نہ سوئینگے کہران شیرسوار نے یہ سُنکے اپنے ملازمونکو
حکم دیا کہ جلد تر جاؤ ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ لاؤ وہ حسب الحکم گئے اور انھین ساتھ لیکر آئے اُن ارباب
نشاط سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین وخوش گلو تھی اور علم موسیقی مین خوب دستگاہ وآگاہی رکھتی
تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ کہران شیرسوار مین آئی پہلے اُس نے بادشاہ مذکور واہل بزم کو
دیکھکر کہران شاہ اور نقابدارون کو بناز وادا سلام کیا بعد اُسکے سازندون سے کہا سازون کو
درست کرو اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ مذکور کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے
رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے خصوصًا دونون نقابدار بنظر غور اُسکے

چہرۂ زیبا کو زیر نقاب دیکھنے لگے اور اُسکے رقص کرنے کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر تک رقص کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل

میں کو بھی محبت سے دو ہاتھ دور تھا
یارب یہ امر کب تری قدرت سے دور تھا
دیدار کو کلیم تھا چلنے کو طور تھا
پڑتی جو ابر بنکے دم حشر ہم پہ دھوپ
بنچنے کے روز تو نہیں آنا ضرور تھا
ساقی نے مجھ گدا کو جو دی صاف دلی سے می
بھٹی پہ کل یہ ذکر شراب طہور تھا

اے بت سوال بوسۂ لب کو قصور تھا
نکلا وہ بنکے خط جو نبوں کا غرور تھا
آتے ہی خط کے جتنی حقیقت تھی کھل گئی
اے ذو الجلال کب تری رحمت سے دور تھا
بوسہ نہ اسلیے لب جان بخش کا لیا
لوٹا ہی تھا کہ ابھی مجھے جام ملا ہی تھا
ڈھیلے کسی نے زلف کو پھینکے جو انکے گھر

آنکھی خطا نہ تیغ کا اُنکے قصور تھا
تجھکو خدا کی راہ پہ دنیا ضرور تھا
الفت خوب برق تجلی نے یہ کیا
اے حسن یار اسپہ نقابہ ضرور تھا
شرکت ہمارے دفن میں جب انکی تھی
آب حیات پی کے بھی مرنا ضرور تھا
واللہ اس پری سے اُسنے کیا تھا سبقت
منہ سکر کہا رقیب نے لیکن ضرور تھا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے خوش ہوگئے اُسکی تعریف کرنے لگے خصوص لقابداران زرد وسرخ پوش اُسکے گانے کی ثنا کرنے لگے کہران شبیر سوار بھی شادمان ہوکے اشعار غزل مندرجہ سنکے پسند کرکے بار بار رقاصہ کو زر کثیر انعام میں دینے لگا جب وہ رقاصہ غزل مرقومۂ بالا گاکے تمام کر چکی بخشگان نے بے محل ہنسکے کہا اے پری پیکر اس وقت دل چاہتا ہے کہ چند اشعار فارسی کے گا کہ مجھکو فارسی اشعار سننے کا بہت شوق ہے اُس نے بخشگان پر نظر کرکے ارادہ کیا تھا کہ انکار کیجیے کوئی عذر کیجیے کیونکہ بخشگان کے بے محل ہنسنے سے اُسے گونہ ملال ہوا تھا ناگاہ کہران شبیر سوار نے بھی اُس سے کہا کہ فارسی کے اشعار سے مجھکو بھی رغبت ہے اگر دو چار اشعار فارسی کے کسی شاعر کی تصنیف سے یاد ہوں تو گا کر اُسنے مجبور ہوکے واسطے تنبیہ کرنے بخشگان کے ان چند اشعار کے گانے کا ارادہ کیا خصوص وہ مضمون مطلع کا تو محض واسطے تنبیہ کرنے بخشگان کے تھا چنانچہ اُسنے جان کر یہی چند شعر گائے

بخندہ آمدن بے محل ندامت زاست

شگفتن گل بے موسم از خجسستہ باست
زچار موجہ بمان محنت وتشویش
کہ کار سر دو جنوبہ زراستی بالاست

بکار سوے محبت متاع درد بسیر
بہ تیر سید آنکہ طالب کار گو سر پکناست

کہ در قلمرو راحت کسا وا بیں تا سستہ
درین چمن روش راستی خطا بگذار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے بخشگان مطلع سنکے اپنی بے محل ہنسی سے نادم و خجل ہوا پھر خاموش بیٹھا رہا بعد گانے اشعار مندرجہ کے رقاصہ مذکورہ نے اور ایک غزل شروع کی لقابدار وغیرہ رقص دیکھنے لگے گانا اُسکا سننے لگے جب وہ غزل بھی رقاصہ مذکورہ گا چکی کہران شبیر سوار نے اُسے زر کثیر دلوا کے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور رقاصہ ہمراہ اپنے سازندوں کے حاضر بزم ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح تمام شب کہران شبیر سوار و لقابداران مذکور نے چند رقاصان خوبرو دلکش گلو کا رقص دیکھا گانا سنا جب صبح ہوئی گانا موقوف کیا گیا ارباب نشاط زر کثیر لیکر گئے کہران شبیر سوار و لقابداران زرد وسرخ پوش نے ارادہ شکارگاہ پر جانے کا کیا ادھر اہل اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی خصوص امیر ثانی نے فریضہ سحر بخضوع و خشوع ادا کیا اور بعد نماز پڑھنے کے واسطے فتح یاب ہونے کے اس طرح درگاہ خدا میں برجوع قلب مناجات کی مناجات

الٰہی قاضی الحاجات تو ہے
الٰہی انت جبار شکور
الٰہی سامع الاصوات تو ہے
الٰہی انت ستار غفور
نظر کر رحم کی اے کل کے مختار

مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون
بغیر از تیرے اے رحمان میرے
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون
نہ بخشے گا کوئی عصیان میرے
مجھے کر فتحیاب ان کافرون پر
ظفر دے مجھکو ایمان حاسدون پر

یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے برآمد
ہوئے سرداران لشکر جو پہلے سے در بارگاہ پر حاضر تھے انھون نے بصدادب سلام کیا امیر ثانی نے
جواب سلام دیکر سب سردارون کو ہمراہ لیکر رخ سوے بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام کیا جب در بارگاہ پر
پہونچے ٹھہر کے انتظار برآمد ہونے ظل اللہ گیتی پناہ خسرو عالی مقام بادشاہ سپاہ اہل اسلام کا کرنے
لگے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ موصوف بارگاہ سے برآمد ہوے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر نے واسطے
تسلیم کے سر جھکا لیے نقیبانے بہ آواز بلند کہا جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے سر اٹھا کے
ہر ایک سردار کو دیکھا سب کا سلام لیکر تخت یا مرکب پر سوار ہو کے اشارہ سب کو سوار ہونے کا کیا
امیر ثانی وغیرہ سردار سوار مرکبون پر سوار ہوے سواری بادشاہ لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار
چلی جملہ صغار وکبار ہمراہ رکاب ہوے اس وقت سواری بادشاہ موصوف کی قابل دید تھی کیونکہ
جملہ سرداران لشکر ہمراہ رکاب تھے سواران سپاہ غول غول گروہ گروہ جوق جوق مرکبون کو تیزروی سے
روکے ہوے آہستہ آہستہ بصدادب ہمراہ سواری مذکور سوے نبردگاہ جاتے تھے جب اس طرح
بادشاہ موصوف کی سواری میدان جنگ مین پہونچی بادشاہ ذیجاہ کے ٹھہرتے سب ٹھہر امیر ثانی
وغیرہ کہران شیر سوار کے آنے کا انتظار کرنے لگے ناگاہ غبار ایک جانب سے اٹھا آمد لشکر کفار
معلوم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ کہران شیر سوار ہمراہ نقیبداران زرد وسرخ پوش کے
مع جمعیت سپاہ آتا ہے جب وہ بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا ادھر اشارہ امیر ثانی سے بیلچہ برداران ادھر
کہران شیر سوار کے کہنے سے بیلدار لشکرون سے نکلے انھون نے حسب دستور میدان کارزار
کی درستی کی پھر سقون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی چھڑکا عرصہ نبرد کو سرد وتر کر دیا گرد وغبار کو دور
کیا جب اس طرح میدان مصاف کی درستی ہوچکی دونون جانب لشکرون سے صفین آراستہ ہو چکین
جنت آرائی ادھر کرکیت اس طرف سے نقیبانے خوش تقریر نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے
جاکے کھڑے ہوے پہلے کرکیت جوانان لشکر سے مخاطب ہوکے اس طرح انکو آمادہ جنگ وجدال کرنے
لگے اے دلاوران جنگجو واے جوانان فتنہ جو ان عدو دیکھو کہ آج آسمان پر ابر نمایان ہوا ہے سرد چل رہی ہے
بجلی اسوقت چمک رہی ہے عجب نہیں کہ پانی برسے اور زمین پر کثرت ہر دو لشکر سے مثال کہا جاتا ہے کہ دریا
کی دونون طرف کثرت ہے یہ موجین جمع ہوئی ہین اور یہ سارے سوارون کے آگے مجتمع ہوے ہین کہا ہے
لشکر آگے ایک جا اکٹھا ہوے ہین یہ فوجین ہین اس میدان وسیع مین یا ابر محیط ہی جہانتک
نظر پہونچتی ہے گھٹا فوجون کی دونون طرف نظر آتی ہے حیات کا اعتبار نہیں ہے ایک روز جو زندہ ہین انھین
مرنا ضرور ہے یاد کروا اپنے آبا واجداد کو کہ وہ اب کہان ہین جسطرح وہ مر گئے تمکو بھی مرنا ہے دنیا سے سو
بعد مر جانا ہے عاقل کو لازم ہے کہ اس مزرعہ دنیا مین تخم عمل نیک ایسا بو جاے کہ بعد مرنے کے اسکا
ثمر شیرین اسے ملے اور زندگی مین بھی اسی تخم عمل نیک سے اسے پھل میٹھا دستیاب ہو جیسا کہ تم سب
شجاع وبہادر ہو یہ تخم عمل نیک اس وقت اس میدان مین بونا کہ اہل اسلام سے دلیرانہ بڑھ بڑھ کے

لڑتا آسمان پر بجلی چمک رہی ہی تم زمین پر برق تیغ چمکاتا بالائے فلک صدائے رعد ہی تم بھی یہان رعد آسا
نعرے کرنا جانب فلک سے ابر سیاہ مینھ برساتا ہی تم آج یہان اپنی تلوارون سے خون اعدا گرانا مانند آب
کے بہانا سر ہائے دشمن مثل اولون کے گرا دینا دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا خیال گریز کی پیچھے مین پاؤن
نہ رکھنا اگر بارش تیر مین دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے زندہ رہوگے تو اس تخم عمل نیک کا یہ پھل
پاؤگے کہ بہادرون مین عزت و آبرو پاؤگے اور اگر برق شمشیر اعدا سے ڈر کے بھاگوگے تو پچھتاؤگے
زراعت شجاعت تمھاری خراب ہوجائیگی آیندہ تمھین اختیار ہی جب کرٹکیت اپنے لشکر کے جوانون
کو اس طرح اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کر چکے اور خاموش ہوے نقباے خوش گفتار نے دلاوران
اہل اسلام کی طرف رخ کرکے اُنسے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ اے دلیران دیندار و اے ہزبران
دشت مصافت و شائق شکار کفار تمکو معلوم ہو کہ یہ فصل سرما کی ہی سردی سخت ہی ہواے سرد و تیز چل
رہی ہی برف گر رہی ہی کہرا پڑ رہا ہی دھوان مُنھ سے نکلتا ہی ہم اہل اسلام کے دہن سے گو غم گرفتاری
سرداران لشکر مین دود آہ نکلتا ہی سردی ایسی ہی کہ جز اب و دانا لون کے علاوہ لشکر کفار مین
نقابدار منھ اپنا نقاب سے چھپائے ہین اعدا سردی سے کانپتے ہین خوف جنگ سے
تھرا رہے ہین تم سب جوان کہ دلاوران جہان مین مثل ہو آمادہ کارزار ان کفار سے بیٹھے ہو
جاؤ گرمی آتش غضب سے گرما کے جانب بازار جنگ قدم اُٹھاؤ جنس آبرو کی خریداری مین سرگرم ہو
وہ نعرے کرو کہ دلہاے سخت اعدا تو کیا ہین فولاد بھی نرم ہو یہ فصل سرما ہی آتش جنگ سے کنارہ نہ کرو
جیب و دامن ہمت کو دست وحشت بے ہمتی سے پارہ پارہ نہ کرو دیکھو ہواے سرد چل رہی ہی تم ہوا
جنگ و جدال مین سرگرمی اختیار کرو اس برف باری مین اپنی ہمت و غصہ سے گرم بازار کارزار کرو
کہرا اس وقت پڑ رہا ہی تم ان کافرون سے یون لڑو کہ اُنپر اوس پڑ جاے سنان تمھارے نیزون کی
اُنکے دلون مین گڑ جاے زندگی کا کیا اعتبار ہی حیات مستعار ہی آخر ایک روز مرجانا ضرور ہی آج ان
کافرون سے اچھی طرح لڑ بھڑ لو اگر تمکو عقل و شعور ہی جب نقبا بھی اس طور سے جوانون کو آمادہ ستیز
کر چکے کرٹکیت اپنے لشکر مین گئے نقبا اپنے لشکر مین آئے اُس وقت دونون لشکرون کے جوانون کی
یہ صورت تھی کہ حصول نام و آبرو مین زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے جویا و طلبگار تھے ابھی
اُن بہادرون سے کوئی جری صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ نقابدار زرد پوش نے مرکب اپنا اپنے
لشکر کی صف سے نکالا اور کہا ان شیر سوار اور نقابدار سرخ پوش سے مسکرا کر کہا برادرا میری خاطر پریشان
جاتا ہون اُنھون نے کہا جاؤ اگر آج امیر ثانی کو اسیر کرکے لاؤ تو بہت دل خوش ہو کیونکہ جب امیر ثانی
اسیر کر لیے جائینگے اہل لشکر بے دل ہوکے ہمسے مقابلہ کرنے کی تاب نہ لائینگے جب ہم سب برائے جنگ
مغلوبہ گھوڑے اُٹھائینگے وہ سب خوف سے یقینا بھاگ جائینگے نقابدار زرد پوش نے کہا اچھا
آج بعد اسیر کرنے دو چار سرداروں کے امیر ثانی کو واسطے اپنے مقابلہ کے طلب کرونگا یہ کہکے درمیان
مین دونون لشکرون کے جاکے مرکب کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ اے امیر
ثانی یا تو ہمارے خداوند کو سجدہ کرو لڑائی موقوف ہو یا میرے مقابلہ کے واسطے کسی دلاور کو روانہ
کرو امیر ثانی نے اُسکی گفتگو سن کے ارادہ کیا تھا کہ جانب میمنہ لشکر دیکھین تاکہ کوئی سردار دست راستی

لشکر سے نکل کے اس نقابدار سے جاکے مقابلہ و مجادلہ کرے ہنوز امیر ثانی نے مڑکر جانب لشکر نہ دیکھا
تھا کہ از جانب بیابان گرد برخاست مگر گرد مختصر اور بہت ہی کم امیر ثانی سوے گرد مذکور دیکھنے لگے
نقابدار زرد پوش و جملہ کفار و اہل اسلام غور سے نظر کرنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ گردباد ہے کسی نے
کسی سے کہا کہ اس فصل سرما میں گردباد کہاں کوئی سوار اپنے گھوڑے کو بقصد تیزی دوڑاتا ہوا آتا ہے
گو نظر نہیں آتا ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے باہم گفتگو کر رہے تھے ناگاہ دامن گرد مذکور دست ہوا سے
تند سے پارہ پارہ ہوا سب نے دیکھا ایک نقابدار سفید پوش بلکہ برقع پوش مرکب پر سوار گھوڑے کو
دوڑاتا ہوا آتا ہے جب وہ قریب آیا سب نے دیکھا کہ وہ نقابدار عجب نقابدار ہے کہ سر سے تا پا برقع
میں نہان ہے نیزہ اسکے ہاتھ میں ہے کمر سے تا سینہ و سر ڈیڑھ دو گز چوڑا ہے یہ جسامت اسکی دیکھکر بعض لشکری
متحیر ہوے ہنوز سب اسکو دیکھ رہے تھے کہ اس نقابدار نے سامنے نقابدار زرد پوش کے آکے مرکب کو
روک کے کہا او نابکار کیا سرداران لشکر امیر ثانی سے دعا طلب ہے مجھسے مقابلہ و مجادلہ کر نقابدار زرد پوش
نے جواب دیا او بیچارہ اجل رسیدہ کیونکر یہاں آکے مجھسے خواہان جنگ ہوا ہے جا دور ہو میں اہل اسلام سے
لڑتا ہوں تجھ برقع پوش سے نہیں لڑتا مجھے کیا غرض کہ تجھسے مجادلہ کروں برقع پوش نے جواب دیا
میں تجھسے ضرور لڑونگا تجھے سرداران لشکر امیر ثانی سے لڑنے نہ دونگا تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے
کہ تو شجاع و بہادر نہیں محض نامرد بزدل ہے کہ مجھسے ڈرتا ہے لڑنے سے انکار کرتا ہے اگر مرد میدان نبرد ہے تو
لڑنے میں تامل نکر نقابدار زرد پوش نے برہم ہو کے اپنے دل میں کہا کہ نہیں معلوم یہ کون شخص ہے کہ
مجھسے ایسی تقریر کرتا ہے لڑنے پر آمادہ ہے منع کرتا ہوں تو مانتا نہیں یہاں سے جاتا نہیں سرداران لشکر
اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرنے میں ہارج ہے اسکو اسکی تقدیر یہاں لائی ہے خیر اگر یہ سخن ناشنو ہے تو مجھے
اس سے کیا خوف ہے میں رویین تن بھی ہوں سوا اسکے میرے رخ و چشم میں سحر سے وہ اثر ہے کہ جو دیکھتا ہے
مسحور و دیوانہ و بے قوت ہو جاتا ہے جب یہ میری صورت و چشم پر نظر کریگا یہ بھی مسحور و دیوانہ ہو جاویگا جس
طرح سرداران لشکر اسلام کو میں نے اسیر کیا ہے اسکو بھی ایک دم میں اسیر کرلونگا بعد اسکے اسیر کرنے کے
سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کرونگا یہ باتیں اپنے دل میں نخوت و غروری کرکے برقع
پوش سے غضبناک ہو کے کہا کہ اے برقع پوش ہوشیار و خبردار ہو کہ میں نیزے اصرار سے تجھپر نیزہ کا وار
کرتا ہوں برقع پوش نے جواب دیا میں ہوشیار ہوں وار کر نقابدار نے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر
نیزہ کو گردش دیکر سینہ برقع پوش کو تاک کر نیزہ کا وار کیا ادھر برقع پوش نے اسکے سنان نیزہ کو
اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دونوں میں جو لڑیں جنگاریان پیدا ہوئیں امیر ثانی اور جملہ اہل اسلام برقع پوش اور
اسکی جنگ کو دیکھکر حیران و شادمان ہوے دل میں اپنے کہنے لگے نہیں معلوم یہ برقع پوش کون ہے کیا اسکا نام ہے
بظاہر ہمارا دوست ہے کہ ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑتا ہے فن نیزہ بازی میں کامل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے کس
خوبی سے ضرب نیزہ نقابدار کو روکا ہے ابھی امیر ثانی وغیرہ لڑائی دیکھکر اپنے دل میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ
برقع پوش نے ضرب نیزہ نقابدار کو روک کر خود بھی حسب قاعدہ اسپر بھی نیزہ کا وار کیا اس نے بھی چالاکی سے
وار کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی آخرکار برقع پوش نے ایک ضرب غیر پیبا باندھ کر سنان
نیزہ نقابدار سے نکال دی نقابدار زرد پوش و دیگر کفار کوہستان کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اہل اسلام

کو خوشی ہوئی خصوص امیر ثانی کو بہت خوشی ہوئی اور بجائے خود کہا یہ برقع پوش فن نیزہ بازی خوب
جانتا ہے کیا اچھی طور سے لڑتا ہے ابھی امیر ثانی تعریف برقع پوش کی کر رہے تھے کہ نقابدار زرد پوش
نے غضبناک ہو کے خبردار خبردار مکرر کہہ کے ڈانڈ نیزہ کی سر پہ برقع پوش کے لگائی ادھر برقع پوش نے
ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار زرد پوش کی ریزہ ریزہ ہو گئی کئی جگہ سے ٹوٹ
گئی اُس وقت نقابدار نے خجل و برہم ہو کے شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کے نقاب اپنے چہرہ سے
اُٹھا کے کہا اے برقع پوش ذرا میرے چہرہ پر نظر کر پہچان مجھکو عجب ہے کہ تو مجھسے لڑتا ہے برقع پوش نے
نظر بر اُسکی نہ کی آنکھ اور چہرہ پر تو اُسکے نظر نہ کی لیکن جلد تر برقع ہٹا دیا جو آئینہ کلان کہ زیر برقع نہاں
رکھا تھا اُسکے رُخ کے سامنے کر دیا نقابدار نے صورت اپنی اور آنکھ اپنی آپ ہی آئینہ مذکور میں دیکھی دیکھتے ہی
وہی حال اُسکا ہو گیا جو سرداران لشکر اسلام کا ہوا تھا ایسی حالت میں برقع پوش نے گھوڑے کو اپنے
بڑھا کے سر اپنا جھکا کے آنکھ اپنی اُسکی آنکھ سے نہ ملا کے کمربند آہنی میں اُسکے ہاتھ ڈال کے جھٹکا
دیا کہ پاؤں اُسکے رکابوں سے جدا ہوئے بعد اسکے اُسنے بسہولیت پشت فرس سے اُسے اُٹھا کر
اپنے سر سے بلند کیا یہ حال دیکھ کر جملہ اہل اسلام خوش ہوئے خصوص امیر ثانی خوش ہو کے ثنائے
برقع پوش کرنے لگے اُدھر نقابدار سرخ پوش نے اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے حال پر نظر
کر کے جملہ مردمان سپاہ سے کہا یارو کیا دیکھ رہے ہو یہ برقع پوش نہیں معلوم کون ہے میرے بھائی
کو گرفتار کیا چاہتا ہے پشت فرس سے اُٹھا چکا ہے میں واسطے رہائی برادر کے جاتا ہوں تم بھی میرے
ساتھ آؤ اس برقع پوش کو چہار طرف سے گھیر لو کسی سمت جانے نہ دو میرے برادر کی رہائی میں کوشش
کرو اور اسکو قتل کرو غضب کیا اس برقع پوش نے کہ کس حکمت و تدبیر سے میرے اخی کو پشت سمند
سے اُٹھا لیا یہ کہہ کے مرکب کو جولان کیا پیچھے اُسکے کہران شیر سوار مع اپنی سپاہ کے اور جملہ سوار ہمراہی
دونوں نقابداروں کے یکبارگی چلے برقع پوش یہ حال دیکھ کر سمت صحرا مرکب کو جولان کرکے چلا نقابدار
سرخ پوش وغیرہ جملہ کفار اُسکے تعاقب میں واسطے اُسکے اسیر و قتل کے چلے امیر ثانی نے یہ حال دیکھ کر
اپنے تمامی مردمان سپاہ سے فرمایا کہ اس برقع پوش نے یہاں آکے کار نمایاں کیا ہے نقابدار زرد پوش کو پشت
فرس سے اُٹھا کے ہمیں خوش کیا ہے بلکہ ہم پر اُس نے احسان کیا ہے ہمارے دشمنوں کو اُس نے زیر کیا ہے یہ ہمارا
دوست ہے اسکی مدد کرو یہ صحرا کی طرف جاتا ہے اسے تو جانے دو مگر نقابدار سرخ پوش اور تمامی کفار
کو بڑھ کے روکو کسی کو برقع پوش کے تعاقب میں نجانے دو کیونکہ یہ تنہا ہے احسان کا عوض احسان
ہے اس نے ہم سب پر احسان کیا ہے ہم سبھوں کو بھی لازم ہے کہ اسے ان کافروں کے ہاتھ سے بچائیں اسیر
و قتل ہونے دیں اگر چہ خود زخمی ہوں یا قتل ہوں یہ فرما کر مرکب اپنا جانب کفار بڑھایا پیچھے پیچھے امیر ثانی
کے جملہ سردار و سوار یکبارگی چلے امیر ثانی نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ اے کافران نابکار تمہیں شرم نہیں آتی ہے
کہ ایک شخص کی گرفتاری و قتل کے واسطے تم ہزاروں سوار جاتے ہو خبردار ٹھہر جاؤ تعاقب برقع پوش میں
نجاؤ یہ فرما کے مع فوج سدراہ ہوئے اُس وقت نقابدار سرخ پوش تو کہ سب کے آگے تھا نہ رکا
تعاقب برقع پوش میں سوے صحرا گیا لیکن جملہ کفار بوجہ سدراہ ہونے امیر ثانی رُکے کہران شیر سوار
نے امیر ثانی کے روکنے سے برہم ہو کے اپنی فوج کے سواروں سے کہا اے دلاورو وجہ تمہارا سدراہ ہو

اُسے قتل کرکے تعاقب برقع پوش مین ضرور جلد چاہیئے ہے کہ ہماری اور تمھاری موجودگی مین نقابدار زرد
پوش کو برقع پوش پشت فرس سے اُٹھا کے لیجائے اور ہم تم سے اسیر و قتل نکرین اگر خداوند تمثال آئینہ رو
ہمسے اور تمسے پوچھین گے کہ نقابدار زرد پوش کو برقع پوش سے کیون رہا کرایا تو بتاؤ ہم
اور تم کیا جواب دینگے اور جب کوئی عذر نہ پیش کر سکینگے خداوند غضبناک ہو کے ہمکو اور تمکو نیست
و نابود کر دینگے لہذا تعاقب برقع پوش مین جلد چاہیئے غضب خداوند سے بچو حملہ کفار بحکم گہران شیر سوار
امیر ثانی و جملہ اہل اسلام کے سد راہ ہونے سے برہم ہو کے تلوارین نیاموں سے کھینچ کے نیزے اُٹھا کے
اہل اسلام پر حملہ آور ہوے اہل اسلام نے بھی اُنپر حملہ کیا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی برق شمشیر
دلاوران میدان کارزار مین چمکنے لگی دلاور لسان آواز عدو نعرے کرنے لگے سپرین مانند ابر سیاہ کے بلند
ہوئین تیر مانند باران نیسے برسنے لگے کمانین مثل بجلی کے کڑکنے لگین گرزہاے گران سر پہلوانون کے
سرون پر پڑنے لگے کاسۂ سر چور ہونے لگے کفار و دیندار زخمی ہو کے پشت مرکبون سے
مانند دیوار ہاے بوسیدہ کے دھما دھم گرنے لگے جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار
ہونے لگے زمین عرصۂ مصاف پر مانند آب بارش کے خون دلیران و کشتگان بہنے لگا جوے
خون میدان کارزار مین جاری ہونے لگی سر ہاے بریدہ بہادران اُس بحر خون مین مثل
حبابون کے نظر آنے لگے تن بیسر مانند کشتی کے ہر سو بہتے ہوے دکھائی دینے لگے تن ہاے
مقتولان اُس بحر مواج خون مین بہ رہے تھے کہ طوفان جنگ مغلوبہ سے بحر خون کے طوفان مین آگئے
تھے کسی کشتی تن کو رکا تھل بیڑا نہ تھا ناخداے مرغ جان کہان تھا کہ اُن کشتیون کو غرق و طوفانی ہونے
سے بچاتا وہ تو پہلے سے اُن کشتیون سے کنارہ کرکے بحر دنیا سے جاچکا تھا اُس وقت عجب
جنگ عظیم ہو رہی تھی کوسون تک برق تلوار کی چمکتی ہوئی نظر آتی تھی زخمی زخمہاے کاری کھا کے مرکبون سے گرکے
آہ و نالہ کرتے تھے گھوڑے اُنکے کوتل ہو کے ہر طرف جاتے تھے راہ نکلنے کی پاتے تھے اپنے ہی سوارون کو
وہ مرکب پامال کرتے تھے سوا اُن مرکبون کے سواران ہر دو لشکر لڑائی کی گھبراہٹ مین زخمیون کا کچھ
خیال نکرکے مرکبون کو بڑھاتے تھے لاشے کچل جاتے تھے نیم بسمل پامال سم اسپان ہوتے تھے جو زخمی
پامالی سے بچ جاتے تھے وہ فریاد کرتے تھے کوئی اُس وقت اُنکی فریاد کو نہ پوچھتا تھا وہ پانی مانگتے
تھے کوئی اُنکو ایک قطرہ آب بھی نہ دیتا تھا یہان تو دیندار و کفار مین جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
از بسکہ کشت و خون ہو رہا ہے کفار اگرچہ اہل اسلام سے کثرت مین کم ہین لیکن دلیرانہ لڑ رہے ہین
لاشون پر لاشین کافر و دیندار کی گر رہی ہین تلوار چل رہی ہے کہ بنیاد بحمد اللہ تعالیٰ اب کچھ برقع پوش اور
نقابدار سرخ پوش کا حال لکھا جاتا ہے جب برقع پوش مندرجہ بالا نقابدار زرد پوش کو مرکب پر سے اُٹھا کے
جانب صحرا روانہ ہوا تھا اور اُسکے عقب مین نقابدار سرخ پوش اسواسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے اور رہا کرنے
اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے چلا تھا تو بعد قطع راہ دور کے صحرا مین پہونچکر نقابدار زرد پوش کو جو
دیکھا تو اُسکو بیہوش پایا کیونکہ وہ اپنے اثر چشم و رخ سحر شدہ کو آئینہ مین دیکھکے بیہوش ہو گیا تھا
[illegible] تحقیق برقع پوش نے اُسے بیہوش پا کے برقع مین اپنے اُسے لیجا کے غائب
[illegible] پس پشت اپنے دیکھا معلوم ہوا کہ نقابدار سرخ پوش نیزہ بکف [illegible]

یہ کہتا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی کہ او برقع پوش کہاں جاتا ہی ٹھہر کہ میں ابتک ملک الموت کے آپہونچا
ہاتھ سے جانبر ہونا تجھے ممکن نہیں ہی غضب کیا ہی تو نے کہ میرے برادر کو پشت فرس سے اٹھا لیا ہی
دنیا سے اٹھا دونگا ہر چند کہ حکم خداوند کا کسی کے قتل کرنے کا نہیں ہی مگر میں اسی وقت تجھکو قتل کرونگا
خداوند پر اس وقت عمل نکرونگا اس گناہ سے باز نہ آؤنگا خداوند سے عذر کر دونگا خدا عفو کریگا
امور گوارہ کر کے تجھکو اس طرح قتل کرونگا کہ بیابان دریا اور مرغان صحرا تیرے حال خراب پر نظر کر کے افسوس
کرینگے تجھپہ ذرا رحم نہ آئیگا برقع پوش قتال بدار سرخ پوش کو دیکھکر اسکی تقریر سنکے یا تو
گھوڑے کو دوڑاتا ہوا جاتا تھا یا کچھ سوچکر گھوڑے کو روک کر قتال بدار کی طرف رخ کر کے کہنے لگا
نابکار آمین ٹھہر گیا تو مجھکو کیا قتل کریگا تیری کیا لیاقت ہی کہ تو مجھکو اسیر بھی کر سکے برقع پوش کہتا
تھا کہ قتال بدار سرخ پوش آپہونچا مرکب کو روک کر پوچھنے لگا او برقع پوش ہے تو بتا کہ تو نے میرے
بھائی کو کیا کیا اُس نے جواب دیا کہ میں نے اُسے قتل کر کے صحرا میں ڈال دیا اب یہاں تجھکو قتل کرونگا قتال بدار
سرخ پوش نے یہ سنکے ازحد برہم ہو کے نیزہ سینہ برقع پوش پر لگایا اُس نے اُسکے نیزہ کے وار کو رد کر
خالی دیکے خود بھی نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُس نے بھی چالاکی سے وار کو خالی دیکر نیزہ سینہ پر لگایا اسکی
مرتبہ برقع پوش نے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی اُسکے
وار کو روکا چند طعن نیزہ اس طور سے باہم رد و بدل ہوئے آخر کار نیزہ قتال بدار سرخ پوش کا درمیان
جنگ کے ٹوٹ گیا اُس ٹوٹے ہوے نیزہ کو قتال بدار نے زمین پر ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کر
کہنے لگا مصرع ہر من نگر بمن نگر تماشا بکن برقع پوش نے فوراً اپنے سر کو جھکا کے
چشم پر اُسکے نظر نکر کے آئینہ اُسکے مقابل کردیا قتال بدار سرخ پوش اپنی صورت اور آنکھ آئینہ میں
دیکھکر اثر سحر رخ و چشم اپنی سے آپ ہی بیہوش و بیخود ہوا گھوڑے سے گرنے لگا برقع پوش نے اُسے
پیلقوہ کیا منہ ... اور نابکار میں نے تیرے برادر کی طرح تجھکو بھی بیہوش کیا عیاری اسکو
لفوہ کر کے پشت فرس سے بیخوف و خطر اٹھا کے نذر زنبیل کیا الغرض اپنا برقع و آئینہ وغیرہ کو بھی نذر
زنبیل کیا پھر روانہ جانب لشکرگاہ امیر ثانی قدم بڑھایا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال
جنگ مقاویہ کا لکھا جاتا ہی کہ لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو رہے تھے
اگلا و زمین کشتوں کے بار سے عاجز تھی تلوار کی چمک اور خنجر کی چمک تیروں کا مینہ کمانوں کا کڑکنا دلاوروں کا
بار بار لپکنا گرز کا انبار کا بہادروں کے سروں پر ڈالا دلاوروں کا مارنا دو اُنکے کاسۂ سر کا چور چور
ہونا پھر اُنکا سر کبودوں سے زمین پر گرنا مانند مرغ بسمل کے زمین پر تڑپنا اس ہنگامہ گیر و دار میں کسی کا
کسی پر رحم نکرنا زمین سے اُنکا نہ اٹھنا زخمیوں کا نالہ و فریاد کرنا کسی کا فریاد کو نہ پہونچنا گھوڑوں کے
زمین کا کہ اتنا غبار کا جانا جا سے بلند ہونا کسی دلدار کا اپنے حریف کافر کا سر کاٹکر نوک نیزہ پہ بلند
کرنا پھر اُسکے سر کو خاک پر ڈالکر دوسرے حریف پر حملہ کرنا امیر ثانی کا ... کفار کا قتل کرنا زمین کا
لاشوں کا انبار کرنا کفار کا اُنکے سامنے پسپا ہونا مفصل کیا لکھا جاوے کہ یہ جنگ عظیم ہی طول ہوگا
یہ کہ بعد جنگ بسیار کے اور دوپہر تک برابر لڑائی ہوئی اور کشتہ دونوں طرف سے ہوا آخر کفار جنگ سے عاجز
ہو کے جنگاہ سے بھاگنے لگے اُنکے بھاگنے سے کہراں شیر سوار نے بھی ارادہ خود بھی بھاگنے کا کیا

امیر ثانی نے اُسکو بھاگنے پر آمادہ دیکھکر نعرہ کرکے اُسپر حملہ کیا اُس نے دلیرانہ امیر پر تلوار لگائی امیر ثانی نے
تلوار کی باڑھ پر ٹال کرکے بند دست پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھین کے کمر بند پر اُسکے ہاتھ اپنا ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے جھٹکا دیا کہ پاؤں اُسکے رکابوں سے
جدا ہوئے لیکن جدا ہونے پاؤں کے امیر ثانی نے پشت فرس سے اُسے اُٹھا لیا اور اپنے سر سے
بلند کرکے چرخ دیکے چاہا کہ زمین پر اس طرح پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہوجائے اُس وقت کہران
شیر سوار امان طلب ہوا امیر ثانی نے فرمایا امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی اُس نے مسلمان ہونا
قبول کیا امیر ثانی نے اُسکو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اُس نے عرض کیا اے امیر ثانی آپ نے مجھے زیر کیا ہے
میں نے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہے چاہتا ہوں کہ اسی وقت ایفائے وعدہ کروں آپ مجھے کلمہ تلقین
فرمائیے امیر ثانی نے خوش ہوکے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل سے مسلمان ہوکے قدم امیر ثانی پر
گرا امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا الطاف بیحد کیے اُس نے مسلمان ہوکے اپنی فوج
کے سواروں اور نقابداروں کے لشکروں سے بآواز بلند کہا اے جوانو آگاہ ہو کہ میں امیر ثانی سے
زیر ہوکے اُنکا دین حق جان کے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگیا تمثال آئینہ رو سے کراہت کی بلکہ
اُس ثانی شیطان پر لعنت کی کہ اُسنے آج تک ہمکو بہکایا اپنے تئیں سجدہ کرایا وقت جنگ امیر ثانی
عاجزی میں ہماری اُسنے خبر نہ لی ہر چند دل میں ہمنے اُس سے اعانت طلب کی لیکن اُس نابکار نے
ہماری مدد و اعانت کی کچھ قدرت نہ دکھائی لاکھوں آدمی مرے ہزاروں قتل ہوئے اُسکو کچھ خبر نہوئی
ہم سمجھ گئے کہ اُسمیں کچھ قدرت نہیں ہے جن ساحروں اور نقابداران زرد و سرخ پوش کے سبب سے
اُس نے دعوے خدائی کیا ہے نقابدار زرد پوش کو نو برقع پوش سر میدان جنگ مقابلہ میں جادو کرکے آئینہ ایسے
دکھا کے بیہوش کرکے پشت فرس سے اُٹھا کے تمہارے سامنے لیگیا ہے نقابدار سرخ پوش کو زمانہ زیادہ
گذرا کہ اُسکے تعاقب میں گیا ہے ہمیں یقین ہے کہ برقع پوش نے اُسے بھی اسیر کرلیا ہوگا کیونکہ اگر وہ اسیر
نکر لیا جاتا تو ابتک ضرور یہاں آتا لہذا اب تمکو لازم ہے کہ میری طرح تم بھی اپنے پیدا کرنے والے کو اور
اپنے معبود حقیقی کو پہچانو اور اپنے خالق کو سجدہ کرو کہ سزاوار سجدہ و پرستش وہی ہے سوا اُسکے اور کوئی
نہیں ہے تم سب عاقل و دانا ہو لڑائی موقوف کرکے بھاگنے سے دست بردار ہوکے ذرا میری تقریر سنو
اور غور کرو کہ اگر تمثال آئینہ رو واقعی خداوند ہوتا تو اپنے ممالک آباد کردہ کو کیوں اہل اسلام کے قبضہ میں
ہونے دیتا بہرام شیر شکار کی یا میری اعانت حسب دلخواہ ضرور کرتا کچھ نکچھ اپنی قدرت ضرور دکھاتا اُسکے
نہ دکھانے سے صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتا ہے مانند ہمارے اور تمہارے وہ بھی ایک
بشر ہے خدا ہرگز ہرگز نہیں ہے خاصیت شیطان کی رکھتا ہے لاکھوں بندگان خدا کو اُسنے بہکایا ہے
شکر ہے پروردگار کا اور احسان ہے جناب امیر ثانی کا کہ ہم مسلمان ہوئے انہوں نے ہمکو راہ حق دکھائی تم سب بھی
میری طرح راہ راست پر آؤ کہ اسمیں تمہارے حق میں دنیا و عقبی میں بہتری ہے آگے تمکو اختیار ہے اُس وقت جملہ
کفار تقریر کہران شیر سوار کی سنکے بجائے خود دنگ و گریز سے باز رہکر فکر کرنے لگے بہت سے کفار تو
بعد فکر سمجھے کہ جو کہران شیر سوار نے ابھی کہا ہے صحیح و درست ہے بیشک دین اہل اسلام کا اچھا ہے یہ سمجھ کے
وہ سب تو اُسی وقت کہران شیر سوار کی خدمت میں آکے روبروئے امیر ثانی کے مسلمان ہوئے اور کچھ کافر

کہ نہایت سیاہ قلب تھے وہ ہدایت سے کبھی راہ راست پر نہ آئے اور کہران شاہ کی گفتگو سُن کے برہم ہوکے کلمات سخت اپنے دل مین کہے اور اُسی میدان جنگ سے بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوے اہل اسلام نے کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ پھر آئے خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے امیر ثانی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام مع تمامی اپنی سپاہ کے فتحیاب ہوکے خوش وخرم سمت لشکرگاہ چلے کہران شیر سوار نے اُس دم عرض کیا اے امیر ثانی اگر کچھ آپ کو کسی طرح کا خیال و اندیشہ نہو تو اس وقت مجھے اجازت دیجیے کہ مین اپنے ملک مین جاؤن اہل شہر کو ہدایت کرکے مسلمان کرون اپنے اہل دربار کو بھی رہنمائی کرون بزم عشرت آراستہ کرون کیونکہ خوشی مجھکو اسکی بہت ہے کہ آج راہ راست پر آیا ہون سوا اسکے ارادہ ہے کہ شہر کو آئینہ بند کراؤن آپ کل ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران نیک نام کے تشریف لائین شہر کی سیر کرین اور شریک بزم عشرت ہون دعوت قبول کرین امیر ثانی نے فرمایا مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے تم صاف باطن ہو تم اپنے ملک مین جاؤ کل موافق تمہارے کہنے کے مین ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و سرداران سپاہ انشاء اللہ ضرور آؤنگا کہران شاہ یہ سنکے مع اپنی سپاہ کے اپنے ملک مین گیا دربار مین تخت حکومت پر بیٹھ کر پہلے اپنے ملازمون سے پوچھا لاجورد شاہ و صلصال و تختگان و خلخال کہان ہین آج مین نے اُنکو جنگگاہ مین نہین دیکھا اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ کل شب سے جس وقت کہ طبل بجایا گیا تھا لاجورد شاہ و صلصال کو تپ آگئی ہے بوجہ تپ آپ کے جنگگاہ سے وہ یہان چلے آئے تھے خلخال و تختگان اُنکو یہان لے آئے تھے ابھی تک وہ حضور کے شہر مین تپ مین مبتلا ہین بیہوش ہوکر پڑے ہین خلخال و تختگان کو حال جنگ تمامبدار زرد پوش اور حضور کے مسلمان ہونے سے اطلاع نہین ہے کہران شاہ نے آہستہ اُنسے کہا جاؤ جاکر اُن سب کو گرفتار کرلو اُنھون نے اُسی وقت جاکے لاجورد شاہ و صلصال و تختگان کو اسیر کرلیا ہر چند اُنھون نے سبب اسیر کرنے کا پوچھا ملازمون نے کچھ جواب نہ دیا لاجورد شاہ نے ہوش مین آکے اپنے تئین گرفتار پایا کے ملازمان کہران شیر سوار سے کہا اے بندگان من سُنو تم نے اپنے خداوند سے ایسی بے ادبی کی ہے خداوند کو اسیر کیا ہے قہر و غضب سے خداوند کے نہین ڈرتے ہو اگر چہ اچھا ہونگا تو ابھی تقدیر کرکے تم سب کو نیست و نابود کردونگا بہتر و مناسب یہی ہے کہ خداوند کو اپنے سچا خداوند جان کے رہا کردو قہر خداوند سے ڈرو اُنھون نے ہنسکر جواب دیا او نابکار ہم نے حکم سے کہران شیر سوار اپنے بادشاہ کے تجھے اسیر کیا ہے وہ امیر ثانی سے زیر ہوکے مسلمان ہوگئے ہین تم کو کیا ہوا اُنھون نے اور ہم سب نے خداوند تمثال آئینہ رو پر لعنت کی ہے جب ہم اُسکے قہر سے نہ ڈرے تو تجھ ایسے بے قدرت اور بھگوڑے خداوند کے قہر سے کب ڈرینگے تو لاکھ کہے ہم کبھی تجھے رہا نکرین گے لاجورد شاہ یہ سن کے نہایت متردد ہوکے خوف ہلاکت سے آبدیدہ ہوکے تختگان سے پوچھنے لگا حالا چہ تقدیر کنم اُس نے جواب دیا کہ اب آپ کچھ بھی تقدیر کر نہین سکتے ہین آپ کے ساتھ ہم سب بھی گرفتار ہوگئے ہین اب ہاتھ سے امیر ثانی کے آپ جانبر نہوجیے گا وہ ضرور قتل کر ڈالین گے شہنشاہ صلصال جو آپکے پاس مبتلائے تپ بیٹھے ہوسے ہین اُنکو بھی اور سب کو بھی امیر ثانی زندہ چھوڑ دینگے ہان اگر آپ اور ہم سب کلمہ پڑھین گے اور مسلمان ہونے کا اقرار کرینگے اور مسلمان ہونگے تو امیر ثانی چھوڑ دینگے قتل نکرینگے لاجورد شاہ یہ سُن کے

اپنی زندگی سے مایوس ہو کے زار زار رونے لگا اور نجمگان سے پوچھنے لگا کوئی تدبیر ایسی بھی تو کر سکتا
ہے کہ امیر ثانی کے ہاتھ سے بچوں قتل نہوں اور صلصال بھی جانبر ہوں نجمگان نے کہا آپ خداوند ہیں اپنی
کوئی قدرت دکھایئے اور دن کی تو کیا دستگیری کیجیے گا خود ہی اپنی جان بچایئے مجھ سے کچھ نہ پوچھیے لاجورد شاہ
نے کہا اس وقت خداوند گھبرائے ہوئے ہیں لہٰذا ہر تیا ہے تو ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس سے جانبری ہو خداوند
اس وقت کوئی تقدیر نہ کریں گے اس نے جواب دیا میں کچھ تدبیر نہ کروں گا اگر آپ تقدیر نہ کیجیے گا تو قتل ہو جایئے گا
لاجورد شاہ نے کہا خداوند نے یہ تقدیر سر نوشت کی ہے کہ تو ہی کچھ ایسی تقدیر یہ تدبیر کر کہ صورت رہائی کی جانب نظر
آئے نجمگان نے کچھ فکر کر کے کہا ایک تدبیر ذہن میں جان بچانے کی آئی ہے لاجورد شاہ نے پوچھا
وہ تدبیر کیا ہے بیان کر اس نے کہا ابھی نہ بتاؤنگا بروقت ضرورت بتا دونگا اگر اس تدبیر سے جان بچ گئی
تو بچ گئی ورنہ آپ کے ساتھ ہم سب بھی قتل کیے جاینگے امیر ثانی کسیکو زندہ نہ چھوڑینگے لاجورد شاہ
نے کہا ابھی اس تدبیر کو بیان کر نجمگان نے کچھ کان میں اسکے آہستہ سے کہا لاجورد شاہ سن کے
خاموش ہو رہا الغرض خان کہران شاہ نے حسب الحکم اپنے حاکم کے لاجورد شاہ وغیرہ کو اسیر کر کے
اسی جگہ اپنی حراست میں رکھا ادھر کہران شیر سوار نے حکم دیا کہ جملہ ساکنان شہر کہرانیہ مسلمان ہوں
جو دین اسلام قبول نہ کرے گا وہ قتل کیا جائیگا اہل شہر اسکے حکم سے برغبت تمام کلمہ پڑھ کے مسلمان
ہوئے بعد اسکے کہران شیر سوار نے اپنے ملازمان ذی عزت سے کہا چاہتا ہوں دعوت و ضیافت امیر
ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کروں لہٰذا تم سامان دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کرو اور بزم عشرت
بھی ابھی آراستہ کرو کہ رشک بزم جمشید ہو انھوں نے اسی وقت سے حکم کی تعمیل میں کوشش کی سامان
دعوت بخوبی کیا بزم عیش بھی نہایت خوشی سے آراستہ کی دوسرے روز امیر ثانی لشکر کو اپنے بیرون
شہر چھوڑ کے ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران سپاہ کو جو اسیر ہوئے تھے اور لشکر میں
تھے ہم نشین ساتھ اپنے لیکے شہر کی طرف روانہ ہوئے کہران شیر سوار واسطے استقبال کے آیا
ہمراہ اپنے امیر ثانی و بادشاہ موصوف وغیرہ کو بزم عشرت میں لیگیا کہ صد عزت و حرمت علی قدر مراتب
ہر ایک کو بٹھایا ہنوز ارباب نشاط حاضر بزم نہ ہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا ہمارے
لشکر کے سردار جنھیں نقابداران زرد و سرخ پوش نے اسیر کیا تھا کہاں ہیں تم نے انکو رہا نہ کیا اسکا
کیا باعث ہے اس نے عرض کیا کہ سرداران مذکور زندان میں ہیں مگر بیہوش پڑے ہیں مبتلائے سحر چشم و رخ نقابداران
زرد و سرخ پوش ہیں جبتک وہ نقابدار ہلاک نہ ہونگے انھیں ہوش نہ آئے گا ایسے بیہوش سرداروں کو
میں رہا کر کیا کرتا انکو آپ کی خدمت میں کیا لاتا امیر ثانی نے یہ سنکے بے چین ہو کے فرمایا اگر وہ بہ قید
پوش جس نے نقابدار زرد پوش کو اسیر کیا تھا یہاں آتا یا اسکے مسکن سے آگاہی ہوتی اور میں وہاں
جاتا نقابدار مذکور کو ہلاک کرتا تو مدعا دلی بر آتا یعنی کہ سرداران مذکور کو ہوش آتا ابھی امیر
ثانی یہ فرما رہے تھے کہ عمرو ثانی تلاش امیر میں بزم عشرت مذکور تک آیا اول داخل بزم مذکور
ہو کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی نے اسے دیکھکر بہت خوش ہو کے فرمایا اے خواجہ
تم تو خانہ کعبہ گئے تھے کیا راہ سے پلٹ آئے عمرو ثانی نے باادب کھڑے ہو کے دست بستہ
عرض کیا اے امیر بالتوقیر میں خانہ کعبہ نہیں گیا تھا بلکہ یہ بہانہ خانہ کعبہ واسطے عیاری کے گیا تھا غفلت

اور آپ کے اقبال سے حسب دلخواہ مین نے عیاری کی گوہر مطلب ہاتھ آیا یہ کہکے دونون نقابدارون کو
زنبیل سے نکالا امیر نے دیکھا کہ وہ بیہوش ہین اُس وقت امیر ثانی نے خواجہ کی عیاری کی از حد
تعریف کرکے فرمایا کہ اِنکو ہلاک کرو ہم ہدایت دین اسلام قبل ہی اِنکو کرچکے ہین اور یہ راہ راست پر
نہین آئے ہین عمرو ثانی نے خنجر نکالکر نقابدار زرد پوش و سرخ پوش کی گردنون پر رکھکر چاہا کہ سر
اُنکے جدا کیجے چونکہ وہ دونون روئین تن ہین خنجر نے اُنکے گلون پر خط تک نہ دیا عمرو ثانی نے برہم ہوکے سیسہ اور
سنسی زنبیل سے نکال کے سیسہ کو آگ پر گرم کرکے سنسی سے دانت اُنکے کھول کے وہی گرم سیسہ اُنکے حلق مین
بکثرت ڈال دیا تھوڑی دیر مین نقابداران زرد پوش و سرخ پوش بوجہ گرم سیسے کے پھڑک کر مرگئے اُنکے
مرنے سے سرداران لشکر امیر ثانی کو جو زندان مین تھے ہوش آیا سب نے اپنے تئین زندان مین پایا حیران
ہوکے باہم کہا ہم یہان کیونکر آئے کس نے ہمین گرفتار کیا یہ کہکے جوش شجاعت مین آکے ہتکڑیان بیڑیان
طوق خاردار وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑکے زمین پر ڈال دیا پھر سب سردار تہور شعار زندان سے
نکلے نگہبانان زندان کہ مسلمان تھے اُنھون نے نہ روکا بلکہ خوش ہوکے کہا آپ صاحبون کو مبارک ہو
کہ عمرو ثانی نے نقابداران زرد و سرخ پوش کو مار ڈالا امیر ثانی نے یہان کے بادشاہ کہران شیر سوار
کو زیر کرکے مسلمان کیا ہم سب رعایا نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہے اب امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام
و سرداران سپاہ اسی ملک مین تشریف لائے ہین بزم عشرت مین رونق افزا ہین اگر فرمایئے تو ہم آپ کے
ہمراہ وہان تک چلین آپکو پہونچادین اُنھون نے یہ خوشخبری سُنکے بہت خوش ہوکے کہا اچھا ہمارے
ساتھ چلو بزم عشرت تک پہونچا دو وہ ہمراہ ہولئے ادھر امیر ثانی کو اُنکے آنے کی خبر پہونچی اُسی وقت اکثر
سردارون کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران مذکور گئے اور استقبال اُنکا کرکے ہمراہ
اپنے اُنھین محفل عیش مین لائے اُن سردارون نے بزم عشرت مین آکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی
عالی مقام کو حسب قاعدہ بصد ادب سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر باتوقیر سلام لیکر اُنھین دیکھکر بہت
خوش ہوئے اور ارشاد دنگلون پر بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے علی قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے
دست راستی دست راست کی طرف دست چپی دست چپ کی طرف بیٹھے ابھی سرداران مذکور زندان سے
آکے داخل بزم عشرت ہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا لاجور دشاہ صلصال و
نخشگان کہان ہین یقین ہے کہ وہ یہان سے بھی بھاگ کر اور کسی ملک کی طرف گئے ہونگے اُس نے
عرض کیا مین نے خدمت حضور سے یہان آکے اُنھین گرفتار کرلیا ہے اگر حکم ہو تو اُنھین یہان طلب کرون
امیر ثانی نے ازحد شادمان ہوکے شکر خدا کرکے فرمایا جلد اُنکو یہان بلواؤ کہران شیر سوار نے ملازمون
کو روانہ کرکے اُنکو بزم عشرت مین بلوایا وہ سلاسل مین گرفتار بزم عشرت مین امیر ثانی ذوالفقار کے روبرو
یون آئے کہ اول تو خوف جان سے کانپتے تھے رنگ رُخ صدمہ گرفتاری و خیال قتل سے متغیر تھا
دوسرے بوجہ تپ لرزہ کے کانپتے تھے چہرے اُنکے متغیر تھے لاجور دشاہ اور صلصال شرم و غیرت
سے سر جھکائے تھے چاہتے تھے کہ اس ذلت و رسوائی سے کاشکے موت آجائے روح جسم سے
نکل جائے ایسی حالت مین ملازمان کہران شیر سوار اُنکے گرد تلوارین علم کیے کھڑے تھے وہ پیش بادشاہ
لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ ایستادہ تھے ناگاہ نخشگان نے امیر ثانی وغیرہ کو دیکھکر

جھک کر سلام کیا اور بعد ثنا و دعا کے لاجورد شاہ و خلخال و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ بھی
بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیجیے اُس وقت لاجورد شاہ و صلصال و خلخال صدمۂ گرفتاری و خیال و ذلت و
رسوائی سے نہایت محزون و مغموم تھے اشک آنکھوں میں بھرے تھے ہر چند اُنکا دل نہ چاہتا تھا کہ سر
اُٹھا کر اہل بزم کو دیکھکر بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو سلام کیجیے لیکن بمصلحت وقت اور بختنگان کے کہنے
سے بھی بکراہت ہاتھ اُٹھا کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی خوش انجام کو سلام کیا امیر ثانی نے باشارہ
بادشاہ لشکر اسلام اُنکو ہدایت کرکے کہا اے لاجورد شاہ اے صلصال و خلخال و بختنگان اگر تمکو اپنی زندگی
مطلوب ہے تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اُنھوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا امیر ثانی نے برہم ہوکے حکم دیا
اُنکو لیجاکے قتل کرو جلادوں نے ہر ایک کا بازو پکڑا اور کہا چلو تمھارے قتل کا حکم ہوا ہے اُس وقت
لاجورد شاہ نے اشک ریزاں ہوکے کہا اے جلاد ذرا تامل کرو ابھی ہمکو یہاں سے جانب قتل گاہ نہ لیجا کیونکہ
کچھ ہمیں بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے کہنا ہے جلاد نے مہلت دی لاجورد شاہ کو بختنگان نے
جو تدبیر جان بچانے کی بتائی تھی وہی تدبیر اسنے یاد کرکے امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام سے کہا آپ ہمکو
کیوں قتل کراتے ہیں کہران شیر سوار یہاں آپ سے لڑا اُسے آپ نے زیر کرکے مسلمان کیا ہمتو یہاں
آپ سے نہیں لڑے ہیں بلکہ بھاگ کر آئے ہیں حالت تپ میں غافل پڑے تھے کہ ملازمان کہران
شاہ نے ہمیں گرفتار کر لیا ہے ہماری کیا خطا ہے کہ آپ قتل کراتے ہیں آپ سراسر ہمپر ظلم کرتے ہیں آپ
اہل اسلام ہیں ظلم نہ کیجیے ذرا انصاف کیجیے اپنے خدا سے ڈریے سمجھیے تو آپ سب صاحب معترف ہیں
خداوند نہیں جانتے ہیں پھر اس وقت اسکی کچھ شکایت نہیں ہے اس دم تو یہی شکایت ہے کہ آپ انصاف
نہیں کرتے ہیں اگر یہاں ہم آپ سے لڑے ہوتے اور آپ ہمکو گرفتار کرکے قتل کراتے تو ہمیں قتل ہونے میں
کچھ عذر نہوتا بادشاہ لشکر اسلام نے اور امیر ثانی نے اُسکی تقریر سنکے دل میں کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ہنوز امیر ثانی
اپنے دل میں عذر لاجورد شاہ کو عذر معقول سمجھ رہے تھے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے بھی امیر
ثانی سے مخاطب ہوکے فرمایا عذر لاجورد شاہ کا بجا ہے یہاں ہمسے نہیں لڑا ہے لہذا بالفعل قتل نہ کیا جائے
مگر قید رہے بعد فکر و غور کے جو مناسب ہوگا اُسکے حق میں حکم دیا جائیگا امیر ثانی نے حسب ارشاد
بادشاہ موصوف اُس وقت قتل سے امان دیکر حکم کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختنگان کو زندان
میں قید کرو ملازموں نے موافق حکم نامبردگان کو زندان میں لیجاکے قید کیا پھر گرد زندان کے پانچ سو سوار
واسطے نگہبانی کے حسب الحکم امیر ثانی مقرر کیے گئے اور لاشیں نقابداران زرد و سرخ پوش کی قریب
زندان گھوڑے پر ڈال دی گئیں اور شمعو ثانی کو زیر کفن دیا گیا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کرکے
امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر میں عیاری نہ کرتا تو نقابدار زرد و سرخ پوش کبھی گرفتار و قتل نہوتے
تھوڑے دنوں میں سب سرداران لشکر کو بلکہ اہل لشکر کو اسیر کر لیتے شاید آپ لوح پڑھنے اسم اعظم الٰہی
اسیر نہوتے پس ایسے کارنمایاں کرنے کا یہ انعام میں نہونگا اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو میں نے
صلہ اہل لشکر کو اسیری و قتل سے بچایا ہے ہر ایک سے میں طالب انعام ہوں سب کو مناسب ہے کہ مجھکو
کچھ دیکے خوش کریں امیر ثانی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے جملہ اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھا سبنے
عرض کیا خواجہ بجا کہتے ہیں بعد خدا کے اُنھوں نے ہماری جان بچائی ہے یہ کہکر ہر ایک سردار نے

علی قدر مراتب روپیہ اور جواہر اپنے ملازمون سے منگوا کے خواجہ کو دیا خواجہ نے ہر ایک سردار سے
زر و جواہر لیکر انکی تعریف کرکے نذر زنبیل کیا اور وہ روپیہ جو امیر ثانی نے دیا تھا وہ بھی نذر زنبیل کیا
اسوقت شیر دست بن شیر و یہ نے کہا ای خواجہ آج تو زنبیل آپکی زر و جواہر سے بھر گئی ہوگی خواجہ نے
زنبیل دکھا کر کہا اتنے سے زر و جواہر مین کہین زنبیل مملو ہو سکتی ہے خالی پڑی ہے اور مجھے بھی اسمین زر و
جواہر معلوم ہوتا ہے یہ جو کچھ اس وقت پایا ہے ایک روز کا سود مہاجنون کے روپیہ کا ہے روپیہ تو انکا جو میرے
ذمہ واجب الادا ہے ادا ہو نہین سکتا الا اکثر اس روپیہ کا تھوڑا سود دید یتا ہون امیر ثانی یہ سنکے
مسکرائے سرداران لشکر بھی بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے منہ پھیر کر مسکرائے امیر ثانی نے بعد مسکرانے
کے جواب دیا ای خواجہ زنبیل تو نہ بھری ہے اور نہ کبھی بھرے گی اور نہ اسمین کچھ کسی کو نظر آئیگا اور
یہ محض تمھاری باتین جھوٹ ہین کہ مہاجنون کا قرض دار ہون انہین انکے زر کثیر کا سود دیتا ہون ابھی
امیر ثانی یہ فرما رہے تھے اہل بزم خواجہ کی باتون سے خوش ہو رہے تھے ناگاہ حسب الحکم کہران
شیر سوار ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی لیکر بزم عشرت مین آئے اور جام بلورین مین شراب
ناب اہل بزم کو پلانے لگے دور جام سے ہونے لگا ہر ایک شراب ناب پینے لگا جب اہل بزم شراب پی چکے
گزک سے لطف بحد اٹھا چکے کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم سے چلے گئے بعد انکے جانے
کے حسب الحکم کہران شیر سوار ایک رقاصہ کہ علم موسیقی و رقص مین مشہور روزگار تھی ہمراہ اپنے
سازندون کے بزم عشرت مذکور مین حاضر ہوکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و کہران شہنشاہ کو
بناز و ادا سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہوکے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو دیکھنا
آج ایسا رقص و نغمہ کرونگی کہ کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اور کسی نے ایسا ناچ گانا نہ سنا ہوگا
نہ دیکھا ہوگا یہان سبب شاہ و شاہزادے اہل عزت و منمول ہین انکے سامنے کمال اپنا ظاہر
کرونگی انھون نے جلد جلد حسب دلخواہ سازون کو درست کرکے گت بجانا شروع کیا رقاصہ مذکورہ
بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اس کا دیکھکر بجائے خود تعریف اسکے کمال کی کرنے لگے
جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔ غزل حسب مذاق مہ پارا۔ تھا ہجوم عشق کا شب غم مین ظہور تھا

یہ حال تھا وہ غیرت آواز صور تھا	خط مین لکھا جو درد جدائی کا مین حال	ہر ایک حرف لفظ مرکب سے دور تھا
پرزے سے مرے اڑ نے کو لکھا تھا مین خط	قاصد کا کیا گناہ تھا وہ بے قصور تھا	شب شبون کے وقت بھی بھولے نہ تھے تم
پی اس قدر جو مین نے لکھا یا غفور تھا	کشتون کا اپنے رقص ذرا دو کبھی دیکھنے	دو چار بسملون کا تڑپنا ضرور تھا
ایسے موسم بہار مین شب ہجران کو نون سے	سایہ تھا میرے ساتھ مگر دور دور تھا	وہ میلے تھا یا آتے جو محفل مین رات کو
ضو تھی نہ افسردون مین نہ تموج نور تھا	نکلیو کیونکر اٹھائی دم نزع آپنے	اب سرفراز کرنا مجھے کیا ضرور تھا
کشت جگر جو ہوا غم یار رکھ دیا	مہمان رہے گر ستم یہ سمجھا سے دور تھا	اہل جنون مین صنعت نے مجھکو بیگ کیا
کب چاک کرتا یا نہ گریبان دور تھا	بخشا جو عشق انکو خدا نے تو کیا عجب	مین بھی تو ایک ما نند لب غنچہ کا تھا

رقاصہ مذکورہ اشعار غزل مندرجہ گانے لگی اہل بزم عشرت سنکے خوش ہونے لگے اسکی خوش گلوی
و کمال کی اپنے دل مین تمنا کرنے لگے کہران شیر سوار بار بار خوش ہوکے انعام دینے لگا وہ
زر و جواہر لے لیکر اپنے سازندون کو دے کر تیا تھا ہر ایک شعر کو گانے لگی مہان ناسپا

کہ اسنے غزل تمام کی اہل بزم عشرت یہ غزل عشق کی کہی ہوئی سنکے خوش ہوے بعد اس غزل کے ایک
ٹھمری اسنے شروع کی جب وہ تا دیر گا چکی اور رقص کر چکی انعام بہت پا چکی بزم عشرت سے مع اپنے
سازندوں کے چلی گئی پھر اور ایک رقاصہ حاضر بزم ہوکے ناچنے گانے لگی اہل بزم اسکے رقص و نغمہ سے
شادمان ہونے لگے اسی طرح اس شب مین قریب صبح تک چند رقاصہ نے بزم مین آکے رقص و نغمہ کیا اور امیر
وغیرہ اہل بزم نے لطف بعد اٹھایا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ و خوش ذائقہ کھایا یہان تو امیر ثانی وغیرہ بزم
عشرت مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصان ذی کمال کا دیکھ اور سن رہے ہین انکو تو اس حال مین
چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لاجوردشاہ کا لکھا جاتا ہے کہ حسب حکم بادشاہ لشکر اسلام و ارشاد امیر خوش انجام
ملازمان کمران ہزار سوار نے لاجوردشاہ کو زندان مین لیجا کے قید کیا اور گرد زندان کے سوار واسطے نگہبانی
کے مقرر ہوے لاجوردشاہ سامنے صلصال و خلخال تجنگان کے زیادہ تر رونے لگا در و دیوار سے سر
ٹکرانے لگا بار بار کہنے لگا ہاے افسوس ان بندگان نالائق نے میری کچھ قدر نکی مجھکو زندان مین قید کیا تجنگان
نے جواب دیا اب بھی تقدیر مقفول نکیجے زندان سے نکلکر کسی جانب چلیے اس رونے اور سر ٹکرانے سے
کیا فائدہ ہے کچھ قدرت اپنی دکھا دیجیے خداوند آپ اپنے تئین مشہور کرتے ہین اُس نے کہا ایسا ہی کرونگا
کو لا تقدیر ایسی مقفول کرونگا کہ اہل اسلام کو خصوص امیر ثانی کو صدمہ پہونچے کشت و خون جو ہوا ہے سب
بیان کرنے سے ہوا اُس نے جواب دیا مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی تقدیر کیجے گا ہمیشہ اسی زندان مین تا بقید
حیات رہیگا رد یا کیجیے گا اور کچھ بھی نہوگا اس نے کہا نہین ضرور تقدیر کرونگا اب اہل اسلام سے
مجھے بہت تنا ہے یہان تو لاجوردشاہ قید خانہ مین تجنگان سے کبھی باتین کرتا ہے گاہ روتا ہے سر در و دیوار
سے ٹکراتا ہے صلصال وغیرہ بھی اشکبار ہین انکو تو اسی رونے اور صدمے مین چھوڑ دیجیے اور اب احوال
عنقاے جادو کا سنیے کہ یہ ساحرہ نامیدہ لاجوردشاہ کے عاشقون مین سے ہے گو سن و سال مین
کئی سو برس کی ہے لیکن سحر کے زور سے نوجوان بنی رہتی ہے تمناے وصل رکھتی ہے جس شب کو لاجوردشاہ
زندان مین قید ہوا حسب اتفاق اسی شب کو قریب صبح ہونے کے سوتے اسکی آنکھ کھلی لاجوردشاہ کا
خیال کیا دل مین کہا وہ بے مروت نہین معلوم اس وقت کہان ہے ہم یہان بستر پر پڑے ہین وہ کسی
زن خوبرو کے ساتھ سوتا ہوگا یہ کہکے دل مین کہنے لگی ذرا اسکے حال سے باخبر ہونا چاہیے یہ
کہکے اپنے فرش خواب سے اٹھی اور اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت اظہار حال لاجوردشاہ آنکھیں
دیکھنے لگی اُسمین دیکھنے سے اُسے معلوم ہوا کہ لاجوردشاہ شہر کہرانیہ مین قید خانہ مین قید ہے زار زار رو
رہا ہے سر اپنا در و دیوار سے ٹکرا رہا ہے یہ حال جب اوراق مذکور سے اُس پر ظاہر ہوا چونکہ محبت بہت
کرتی تھی عاشق لاجوردشاہ کی تھی تاب ضبط نلائی صبح ہونے کا بھی انتظار نکیا اُسی وقت جھولی اسباب
سحر کی اٹھا کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے قصر سے جانب کہرانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور
دراز سفر قریب صبح در زندان پہ پہونچی دیکھا کئی سو سوار بیدار و ہوشیار گرد زندان پھر رہے ہین
بہ آواز بلند باہم کہتے ہین یارو ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے ایسا نہو کہ لاجوردشاہ کو زندان سے
کوئی نالائق و نابکار آکے لیجاے تو غضب ہو عنقاے جادو نے انکی تقریر یہ سنکے برہم ہوکے
کارد جھولی سے نکال کے سحر اسپر دم کرکے ان سب سواران پر لگائی وہ مانند تیغ آبدار ہوکے

آنکے سرون پر چلی ایک دم مین تینون چار سوارون کے سر کٹ کے زمین پر گرے تن آنکے پھڑکنے لگے ساحرہ
مذکورہ ان سوارون کو قتل کر کے در زندان پر آئی اور قفل در زندان پر سحر پڑھ کے اشارہ کیا فوراً دروازہ وا ہوا ساحرہ
نے تخت سحر سے اتر کر تاریکی زندان مین قندیل سحر روشن کیا زندان مین گئی دیکھا کہ لاجورد شاہ بیتاب ہو کے
رو رہا ہی سر اپنا دیوار زندان سے ٹکرا رہا ہی کبھی آہ سرد کرتا ہی گاہ نالہ و فریاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی ای لاجورد شاہ
افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب زمانہ ہی کہ تو خداوند ہو کے زندان مین ہی اہل اسلام نے تجھے قید کیا ہی کوئی معین و
مددگار تیرا نہین ہی یہ سنکے عنقا سے جادو بھی آبدیدہ ہوئی اور قریب جا کے کہنے لگی کیون روتا ہی کیا چاہتا
ہی جو حاجت ہو بیان کر لاجورد شاہ نے سر اپنا اٹھا کے دیکھا کچھ عالم صدمہ مین اسے پہچانا اور کچھ نہ پہچانا پوچھنے لگا تو
کون ہی اس نے جواب دیا او بیمروت و نا آزمودہ تو مجھے بھول گیا مین عنقا سے جادو ہون ہمیشہ تو مجھ سے کنارہ کش
رہا کبھی مجھ پر تو نے رغبت نہ کی میرے کہنے پر کبھی تو نے عمل نہ کیا سدا اپنا ہی کہتا کیا اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہوا اگر
میرے کہنے پر عمل کرتا مجھ سے جدائی اختیار نہ کرتا تو یہ حال کیون ہوتا - یہ کہکے وہ عشق سے لاجورد شاہ سے
لپٹ کے رونے لگی لاجورد شاہ بھی اسے پہچان کے زیادہ رونے لگا بعد گریہ و بکا کے پوچھنے لگا ای عنقا سے جادو
تمہارا آنا یہان کیونکر ہوا اس نے کہا مین نے احوال تیرا اوراق جمشیدی مین دریافت کیا تھا جب یہ احوال پر
ملال تیرا معلوم ہوا کہ تو قید ہی مین تاب ضبط نہ لا کے اپنے قصر سے یہان آئی لاجورد شاہ نے کہا مین بھی
تمہارے دیکھنے کا مشتاق تھا خوب ہوا کہ تم آئین اس نے کہا او جھوٹا ہی تجھے مجھ سے نفرت ہی تو مجھے کیون یاد کرنے
لگا لاجورد شاہ نے کہا اب تجھ سے کبھی نفرت نہ کرونگا تجھ سے وصل کرونگا جو تو کہے گی وہی کرونگا ساحرہ یہ سن کے
خوش ہوئی مانند گل کے ہنسی بعد ہنسنے کے پوچھنے لگی کیا حاجت ہی بیان کر لاجورد شاہ نے کہا بالفعل حاجت یہ ہی کہ
اس زندان سے رہا ہون اور کاغذ و قلم و دوات بھی چاہتا ہون کہ اس وقت کچھ لکھون ساحرہ نے کچھ سحر پڑھا فی الفور
زمین شق ہوئی ایک ساحر سیاہ فام ایک قلمدان لیے ہوئے پیدا ہوا اور عنقا سے جادو کو سلام کر کے کہنے لگا
اس وقت آپ نے کیون مجھے یاد کیا ہی عنقا سے جادو نے کہا ای قرطاس جادو اس وقت مجھکو قلمدان کی
ضرورت تھی اسی وجہ سے تجھے طلب کیا یہ کہکے اس سے قلمدان لے لیا اور سامنے لاجورد شاہ کے رکھ دیا
اس نے قلمدان کو کھولکر پرچہ قرطاس آستین سے نکالکر قلم اٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ اس مضمون کا
امیر ثانی کو لکھا کہ ای امیر ثانی تم نے مجھ ایسے خداوند کو قید کیا ذلت دی مرتبہ میرا نہ پہچانا برا کیا مین نے
رحم کیا ورنہ تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دیتا اب یہان سے جاتا ہون اور یہ رقعہ لکھکر یہان چھوڑے
جاتا ہون تمہین لازم ہی کہ اب بھی مجھے اپنا خداوند سمجھو ورنہ ایک روز غضبناک ہو کے تمہین اور تمہارے لشکر کو
ہلاک کرونگا قدرت اپنی دکھاؤنگا یہ لکھکر نام اپنا درج کر کے رقعہ کو تمام کر کے اس جگہ رکھ دیا پھر قلمدان
عنقا سے جادو کو دیا اس نے قرطاس جادو کے حوالے کیا اور کہا اب تو جا وہ زمین مین اپنے سحر سے
جا کے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا زمین برابر ہو گئی بعد جانے قرطاس جادو کے عنقا سے جادو نے کہا ای لاجورد شاہ اب
کیا تامل ہی یہان سے اٹھ میرے تخت سحر پر بیٹھ کر جس طرف دل چاہے چل لاجورد شاہ نے کہا مین تو چلونگا
مگر ان میرے ہمراہیون کو میرے ساتھ لیچلو اس نے قبول کیا لاجورد شاہ نے صلصال و صلتال و تجسنگان کو
بیدار کر کے کہا مین نے تقریر کی ہی کہ اب یہان سے چلو تجسنگان نے عنقا سے جادو کو دیکھکر لاجورد شاہ
سے پوچھا کچھ آپ انکی تعریف تو کیجئے اس نے کہا اس وقت انکا حال کیا بیان کرون پھر کبھی کہونگا تجسنگان نے کہا

بہتر ہی نہ بیان پہچے میں سمجھ گیا پس کہکے بختگان و صلصال و خلخال اُٹھے لاجورد شاہ بھی اُٹھا عنقاے جادو
ان سبکو ہمراہ لیکر زندان سے باہر آئی پھر تخت سحر پر سبکو بٹھا کر خود بھی پہلو سے لاجورد شاہ میں بیٹھکر
تخت کو اشارہ کیا تخت مذکور زمین سے بہت بلند ہوا اُسوقت عنقاے جادو موافق کہنے لاجورد شاہ کے
جانب خداوند تمثال آئینہ رو روانہ ہوئی اثناے راہ میں لاجورد شاہ نے عنقاے جادو سے کہا تخت
سحر پہلے سوے زندان لیچل وہ تخت مذکور پلٹا کے سوے زندان لائی لاجورد شاہ نے اُس گھوڑے پر تخت
رکھوا کے اُس نقابدار زرد پوش و سرخ پوش کو اُٹھا کے اپنے اہل لشکر کو دیکے اُنسے کہا کہ ہم یہان سے دامن کوہ
میں کہ یہانسے چند کوس ہی جاکے ٹھیرینگے تم سب مع سرداران سپاہ صلصال کے میں جلد تر آنا اُنھون نے عرض کیا آپ
تشریف لے چلیں ہم سب بھی ابھی کوچ کرتے ہیں لاجورد شاہ لاشین نقابداروں کی اُنکے حوالے کرکے تخت سحر
بلند کراکے قطع راہ کرکے اُسی دامن کوہ میں جاکے ٹھہرا عنقاے جادو سے خوش ہوکے علیحدہ اُسے
لیجاکے ہم بستر ہوا پھر اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ میں یہان سے جانب تمثال آئینہ رو جاؤنگا
وہان سے آکے تجسے ملونگا ساحرہ یہ سُنکے اپنے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے گھر کی طرف وصل سے شادمان ہوکے
روانہ ہوئی بعد چند ساعت کے سرداران سپاہ لاجورد شاہ و لشکریان صلصال بھی اُسی دامن کوہ میں آئے
لاجورد شاہ نے خوف امیر ثانی سے اُس جگہ قیام نہ کیا اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے سوے تمثال آئینہ رو روانہ ہوا صلصال و
خلخال و بختگان بھی اُسکے ہمراہ تھے احوال انکا انشاء اللہ آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا ادھر لاجورد شاہ وغیرہ سوے
تمثال آئینہ رو نقابداروں کی لاشین ہمراہ لیکے روانہ ہوے اُدھر امیر ثانی بزم عشرت میں بیٹھے تھے رقاصان خوبرو و خوش
گلو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا سُن رہے تھے ارادہ کر رہے تھے کہ بزم عشرت سے اُٹھکے براے نماز سحر وضو کرین
ناگاہ چند ملازمان کہران شیر سوار نہایت حیران و مضطرب الحال بزم عشرت میں آئے اُنھون نے حسب قاعدہ اپنے
بادشاہ اور امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم و مجرا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مقام عجب ہے
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان زندان میں نہین ہین ہتھکڑیان بیڑیان اُنکی کٹی ہوئی عجب طور سے
پڑی ہین کہ انکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حداد نے نہین کاٹی ہین دروازہ زندان کا
کھلا ہے قفل در زندان کھلا ہوا زمین پر پڑا ہے لشکر لاجورد شاہ و سپاہ صلصال اور میں چار سو سواران
نگہبانان زندان کے سر کٹے ہوے پڑے ہین ایک رقعہ کہ زندان میں پاس ہتھکڑیون اور بیڑیون کے
پڑا ہوا تھا اُسے ہم اُٹھا لائے ہین امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام و کہران شیر سوار وغیرہ یہ خبر وحشت
اثر سنکے حیران ہوے رقاصہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت درہم و برہم ہوئی امیر ثانی نے اُن لوگون سے
وہ پرچہ قرطاس لیکے عبارت اُسکی پڑھوا کے سنی سنتے ہی عبارت رقعہ مذکور کی برہم ہوکے کہا قسم ہے مجھکو
اپنے ایمان کی جہان لاجورد شاہ بھاگ کر جائیگا وہان میں بھی واسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے جاؤنگا
یہ فرما کر اپنے لشکر کے چند سرکاروں کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ جلد جاکے لاجورد شاہ کی خبر لاؤ دریافت کرو کہ
وہ نابکار کہان بھاگ کر گیا ہے سرکارے حسب الحکم اُسیوقت روانہ ہوے ایک سمت قطع راہ کرتے ہوے نظر مردم
سے نہان ہوے احوال ان سرکاروں کا بھی آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے سرکاروں کے امیر ثانی نے اپنے ملازمون کو
حکم دیا کہ لاشے سواران محافظ در زندان کے موافق حکم شرع دفن کیے جائیں ملازم مذکور کار بند ہوے بعدہ
امیر ثانی وغیرہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضہ سحر ادا کیا جب آفتاب نمایان ہوا کہ امیر ثانی وغیرہ جلوہ کیا رو

ضوا راسی طرح بزم عشرت میں آکے بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مئے ناب کی لیکر آئے اہل بزم کو ساغر بلوری مین مئے ناب پلانے لگے ارباب نشاط بھی حسب الحکم کہران شیر سوار بزم عشرت مین آکے اُسی طور سے رقص و نغمہ کرنے لگے اہل بزم سننے لگے اب بیان امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین کہران شیر سوار دعوت وضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران سپاہ کی کررہا ہے سرکارے بڑے بڑے خبر لاجورد شاہ گئے ہوئے ہین امیر ثانی کو انکے آنے کا انتظار ہے دیکھیے کب آتے ہین اور کیا خبر لاتے ہین اور امیر ثانی شہر کہسرا ئیہ سے کب کوچ کرتے ہین

داستان پانا ایک مکتوب کا اور جانا رستم ثانی کا برائے حصول لوح طلسم صندلی اور دستیاب ہونا لوح مذکور کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی نامہ

پلا ساقی مئے مقصود کا جام　　خدا کے فضل سے نیک آئے ایام
بجا لاؤن آج کیا ہو کوئی پل مین　　ذرا ہنس بول لین موجی کے اسطرم
نہ رکھ کل کے لیے تو مل لیں جین
بجز شادی نہو فی الحال کچھ غم

راویان شیرین بیان اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ قبل ازین رستم ثانی حسب ہدایت و بشارت حکیم ثانی ارسطو کے شہر حدیدیہ سے ہمراہ سرشنار شاہ وحدید شاہ و پانصد ساحران نامی و برق ثانی و کیبارہ ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی عیاران لشکر امیر ثانی کے بجمعیت دو لاکھ سپاہ کے جانب دست راست روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک روز دامن صحرا مین قریب شام پہونچکر شاہزادہ موصوف نے قیام کیا ہنگام شب عالم خواب مین ثانی ارسطو کو دیکھا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا اے حکیم صاحب مین نے موافق آپکے ارشاد کے شہر حدیدیہ سے کوچ کیا ابھی تک لوح طلسمی کا کچھ پتا نہ ملا حکیم صاحب نے چین بجبین ہوکے کہا اے رستم ثانی آپ فاتح طلسم صندلی ہین واسطے تلاش لوح طلسم صندلی کے جاتے ہین تو اسطرح جاتے ہین کہ تمام لشکر ہمراہ ہے یہ قاعدہ نہین ہے طلسم کشا کو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو ایک جا چھوڑ کے تنہا برائے حصول لوح یا تلاش لوح جائے ہان اسکا مضائقہ نہین ہے کہ ایک شخص کو برائے اعانت بوقت اپنے ہمراہ اثنائے راہ سے لے لے لہذا آپکو اگر لوح طلسم صندلی تک پہونچنا مطلوب ہے تو لیجیے یہ مکتوب آپکے سرہانے رکھا ہے صبح کو اسے پڑھیے گا جو اسمین لکھا ہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف تحریر مکتوب ہرگز ہرگز نہ کیجیے گا ورنہ گرفتار ہو جائیے گا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر سے نہان ہوئے رستم ثانی خواب سے بیدار ہوا حکیم صاحب کو نہ دیکھا لیکن جو کچھ انھون نے عالم خواب مین فرمایا تھا وہ یاد تھا فی الفور اپنے سرہانے دیکھا ایک مکتوب کہ قرطاس اسکا سبز رنگ سبز تھا پیچیدہ رکھا ہوا نظر آیا شاہزادہ رستم ثانی نے خوش ہوکے آہستہ اُٹھا کے کھولا چونکہ وہ وقت صبح صادق کا تھا روشنی آسمان پر پھولی تھی سوا اُسکے ضیائے شمعہائے مومی و کافوری بین کہ بارگاہ مین روشن تھین اُس مکتوب کی عبارت پڑھی اُسمین بخط جلی لکھا تھا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر پڑھ کر لشکر کو اپنے اسی جگہ چھوڑکر تنہا جانب دست چپ جانا اس مکتوب کو اپنے پاس رکھنا بعد قطع راہ دراز کوہ لالہ زار آپکو نظر آئیگا اور ایک چمن لالہ دامن کوہ مین دکھائی دیگا اُس چمن سے خوف نکرنا فورًا جیسا اُسکے جانا وہان ایک سنگ سفید گران وزن رکھا ہوگا وہ سنگ سوا طلسم کشا کے کسی سے نہ اُٹھے گا چونکہ آپ طلسم کشا ہین آپ سے وہ سنگ گران ضرور اُٹھے گا پس اُس سنگ کو اُٹھا کر یہ اسم الٰہی جو

اسی مکتوب میں لکھا ہی ستر مرتبہ اُسپر دم کرکے بسم اللہ کہکر چمن لالہ مذکور مین پھینکیے گا اسکے پھینکنے سے اُس
چمن پر اس طرح خزان آئیگی کہ آگ اُسمین لگ جائیگی ہر گل و برگ اُس چمن کا مانند خار و خس کے جلنے لگیگا
پھر اُسی آگ کے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوگی وہ بہت غضبناک ہوکے آپکو ڈرائیگی قریب نہ آئیگی
اُسوقت آپکو لازم ہی کہ دلیرانہ جلد تر اُسکے قریب جاکر اپنی شمشیر آبدار پر یہ دوسرا اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ دم کرکے
اُسکی مانگ پر جہان سیندور کی سرخی ہو تلوار لگانا اگر تلوار جابجا مذکور پہ پڑیگی تو وہ ساحرہ دو ٹکڑے
ہوکے مانند چمن لالہ مذکور کے جلکر خاک ہوجائیگی ورنہ آپکو اسیر کریگی پھر رہائی دیکھیے ہو یا نہو اور اگر
بعون الٰہی تلوار آپکی مقام فرق ساحرہ پر پڑ گئی تو بعد اُسکے جلنے اور خاک ہونے کے ایک ساحر زبردست
مسمی مرد ارغوان جادو کہ اُسی ساحرہ کی حفاظت سے وہ ساحر درمیان آتش شعلہ ور کے اسیر ہوگا اگر وہ
آپکے پاس آئے تو وہی حال لوح طلسم صندل سے آگاہ ہی اسی وجہ سے صندل ان شاہ مالک
طلسم صندل نے ساحرہ مذکورہ کے حوالے کیا ہی اور اُس نے قید کیا ہی تاکہ وہ کسی سے حال لوح طلسم صندل
بیان نہ کرے پس آپ اُس سے دریافت کیجیے گا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف اس کی
راے کے عمل نہ کیجیے گا ورنہ پچھتایئے گا رستم ثانی یہ عبارت اُس مکتوب میں پڑھکے خوش ہوا پھر وضو
کرکے فریضہ سحری ادا کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے نکلا سرشار شاہ وغیرہ نے سلام کیا شاہزادۂ موصوف
نے جواب سلام دیکر فرمایا مجھکو ہدایت و بشارت آج کی شب پھر ہوئی ہی لہذا مین واسطے حصول لوح
طلسم صندل کے بیابان سے تنہا جاتا ہون بالفعل تم سب یہان رہو بعد دو روز کے یہان سے اگر راہ
صاف و بیخطر پانا تو آگے مع لشکر کے روانہ ہونا یہ کہکے حدید شاہ سے مل کے مکتوب مذکور لیکے بال
دیوانہ ستر پہ کے اپنے بازو پر باندھ کے مرکب پر سوار ہوکے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ
دراز قریب کوہ لالہ زار پہونچا دیکھا کہ دامن کوہ مین عجب ایک چمن لالہ کا ہی کہ جس سے بوے خون ریزی
ہر دم آتی ہی لالہ مانند خون بیگناہان کے سرخ ہی بامثل چہرۂ مردم غضب ور کے لال ہی جب ہوا تند سے گل
ہر رنگ جنبان ہوتے ہین صاف بوے خون آتی ہی ہوا چلتی ہی اُس جگہ یا تلوار چلتی ہوئی ثابت ہوتی ہی سناٹا اُس جگہ
اس قدر ہی کہ دل دہلتا ہی چمن لالہ مذکور ایسا مہیب ہی کہ اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا ہی بے اختیار دل
یہی چاہتا ہی کہ یہان سے پیچھے بھاگیے اس جگہ ایک لمحہ بھی قیام نہ کیجیے کوہ لالہ زار اگرچہ پر بہار ہی مگر دیکھنے سے
اُسکے خوف سے دل بیقرار ہی شاہزادہ رستم ثانی چمن مذکور کو دیکھکے گو خائف و ترسان ہوا مگر دلیرانہ
ثابت قدم رہا وہان سے نہ ہٹا اور سنگ سفید و گران وزن کو عقریب چمن لالہ مذکور رکھا ہوا دیکھکر
مکتوب کو کھولکر وہی اسم اعظم الٰہی ستر مرتبہ ورد زبان کرکے سنگ مذکور کو بسم اللہ کہکے بقوت بازو اُٹھاکے
اسم اعظم الٰہی جو ستر مرتبہ پڑھا تھا اُسپر دم کرکے اُس چمن کے درمیان میں پھینکا اُسکے پھینکنے ہی
یہ معلوم ہوا کہ زمین تھرائی ایک آواز مہیب آئی کہ غضب کیا تو نے یہان آکے چمن لالہ سحر ملکہ لالہ زار جادو
کو مٹانا چاہا اس سنگ سفید کو پاس چمن کے کیونکر پھینکا یہ سنگ تھا تو وہ سنگ تھا کہ جسکا یہ کوہ لالہ زار وزن میں
ایک پاسنگ تھا گران ایسا تھا کہ رستم پیلتن سے بھی اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا بلکہ حرکت بھی نکرتا تو نے
کس طرح اٹھا کر چمن لالہ مین پھینکا بڑا بیخوف تھا کہ نہ ڈرا یہ آواز سنکے باوجودیکہ رستم ثانی نہایت شجاع و بہادر تھا
لیکن پشیمان خاطر و خائف ہوا اُس چمن کو جو دیکھا تو مانند خس کے اُسے جلتا ہوا پایا شعلے اُس سے بلند

دیکھے دھوان اُٹھتے نظر آیا ہنوز شاہزادہ موصوف دیکھ رہا تھا چمن لالہ یون جل رہا تھا کہ جیسے کسی نے
آگ بارود مین لگادی ہی ناگاہ درمیان اُسکی آگ اور شعلون کے لالہ زار جادو نہایت بدصورت
و سیہ فام کہ جسے دیکھکر شب ہجران عاشقان بھی ڈر جاے اور تاریکی پردہ ظلمات بھی اُسکے مشاہدہ کی تاب
نلاسکے اور حسینان بدشکل وصورت اُسپر نظر کرتے ہی خوف سے بھاگ جاوین ایک لمحہ بھی ٹھہر کر دیکھنے کی
تاب نلاوین پیدا ہوئی رستم ثانی نے اُسکے چہرہ مہیب و خائف و بدہیئت پر نظر کی دل مین کہا پناہ بیزدان
خدا کیا یہ ساحرہ بدشکل ہی کہ واسطے مرغ جان کے صورت بد اسکی گویا ایک صیاد ہی کہ دیکھتے ہی اسکے خوف سے
مائل پرواز ہوتا ہی قفس تن مین گھبراتا ہی ابھی شاہزادہ موصوف یہ کہہ رہا تھا کہ اُس نے اُسی شعلہ آتش سے بصد
غضب پوچھا اے جوان تو کون ہی کہان سے آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی یہ چمن سحر میرا تو نے کیون مٹایا سراسر جلایا
شاہزادہ نے جواب دیا اے لالہ زار جادو مین ایک مدت سے تمہاری ملاقات کا مشتاق تھا کسی طرح پاس تمہارے
پہونچ نہ سکتا تھا نہ تم مجھ تک بوجہ ناآشنا ہونے کے آسکتی تھین آج مین نے تمھاری الفت و عشق مین بیتاب
ہوکے یہ تدبیر کی کہ سنگ سفید اس چمن لالہ مین پھینکا تاکہ تمکو میرے آنے کی خبر ہو تم آؤ مین تمھین دیکھون اپنے
پہلو مین بٹھاؤن دل بیتاب کو قرار و تسکین دون اُس نے اُسی جگہ سے بصد قہر و غضب کہا اے جوان کیون
جھوٹی باتین کرتا ہی مجھ سی عاقلہ کو فریب مین لانے کا ارادہ کرتا ہی میری دانست مین تو کوئی عامل زبردست
ہی یا کسی فقیر کامل کا بالکا ہی کہ مانند اپنے مرشد کے کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی برای حصول لوح طلسمی
بھاگ آیا ہی کیونکہ یہی راہ حصول لوح مذکور کے جانے کی ہی یہ چمن لالہ کہ مین نے بحکم صندلان شاہ اپنے
سحر سے پیدا کیا تھا گویا ایک مرحلہ تھا اور سد راہ فتاح طلسم تھا جسے تو نے مٹایا پس ضرور ہی کہ تو یا عامل
زبردست ہی یا فقیر کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی میرا عاشق نہین ہی بلکہ میرا دشمن جان ہی شاہزادہ نے جواب دیا
اے لالہ زار جادو جو کچھ تمنے میری نسبت کہا ہی سب خلاف ہی مین تمھارا عاشق صادق ہون بس اب زیادہ
ناز نکرو شعلہ آتش سے نکل کے میرے پاس آؤ یا مجھے اپنے پاس بلاؤ کہ دل میرا تمھاری دوری مین
مثل سیماب کے بیقرار ہی اُس نے کہا تو میرا دشمن جان ہی ہرگز مین تیرے پاس نہ آؤنگی بلکہ تجھسے بہ بدی
پیش آؤنگی شاہزادہ یہ سن کے اُسکی طرف بڑھا تلوار کو نیام سے پوشیدہ کھینچکر وہی اسم اعظم الہی سات
مرتبہ تلوار پر دم کرکے چاہا کہ اُسکی مانگ پر جس جگہ سیندور بھرا ہوا ہی لگائے کہ ناگاہ اُس نے تلوار کو دیکھکر اور برہم
ہوکے کہا او نابکار مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تو میرے قتل کرنے کو یہان آیا ہی طلسم کشا ہی اب تلوار تیرے
ہاتھ مین دیکھ کے یقین کامل ہوگیا کہ تو میرا قاتل ہی عاشق نہین ہی ہنوز وہ ساحرہ یہ کہہ رہی تھی شاہزادہ نے
تلوار نہ لگائی تھی قتل کرنے مین اُسکے تامل کیا تھا خلاف ارشاد حکیم ارسطو عمل کیا تھا کہ یکایک اُس ساحرہ
پُر بلا نے سحر پڑھ کے ہاتھ اپنے زمین پہ درمیان اُسی آتش شعلہ ور کے مارے اور منھ سے کہا اے زمین
پکڑلے اسکے پاؤن کہ یہ قاتل میرا مجھ تک نہ آسکے فی الفور زمین نے قدم پکڑ لیے بعد اسکے کچھ سحر اُس نے
ایسا کیا کہ تلوار ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ کر قریب آگ کے جاکے گری لالہ زار جادو نے تلوار
اٹھاکے اپنے قبضہ مین کی پھر اُس آگ سے نکل کے پس پشت آکے کمند سحر ماری شاہزادہ کو اسیر کیا وہ
چمن لالہ تو جلکے خاک ہوگیا تھا ساحرہ مذکورہ نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے آواز دی کہ اے ساحران ملازم
من جلد آؤ طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی بالاے کوہ لالہ زار جلد اسے لے جاؤ بمجرد طلب کرنے ساحرہ کے

بہت سے ساحران ناہنجار اور بہت سی جادوگرنیان دفعتاً پیدا ہوگئین اُنھون نے آکے عرض کیا کیا حکم
ہی کیون ہمین طلب کیا ہی لالہ زار جادو نے کہا یہ طلسم کشا ہی اسے مین نے اسیر کیا ہی تم اسکو بالاے کوہ لالہ
زار لیجاؤ مین بھی وہان آتی ہون وہ سب اُسی وقت شاہزادہ کو بالاے کوہ مذکور لیگئے لالہ زار جادو بھی
کوہ مذکورہ پر گئی ساحرون سے کہا جلد آگ روشن کرو مین اپنے دشمن جان کے کباب کھاؤن گی اُنھون نے
قریب رستم ثانی کے آگ روشن کرکے عرض کیا حضور ابھی اس شخص کے کباب نہ کھائین پہلے صندلان شاہ سے
اسکے بارے مین کوئی حکم لے لیجیے پھر جو حکم ہو اُس پر عمل کرین مبادا صندلان شاہ کے خلاف ہو لالہ زار جادو
نے کہا تم سچ کہتے ہو اچھا بوتلین شراب کی لاکے میرے پاس رکھ دو مین شراب پی لون پھر عریضہ خدمت
صندلان شاہ حاکم طلسم صندل مین روانہ کرون اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی ساحرہ مذکورہ نے
تمام حال ایک پرچۂ قرطاس پر لکھکر گرفتاری طلسم کشا درج کرکے لکھا کہ مجھے اب کیا حکم ہوتا ہی اگر حکم ہو
تو قتل کرکے کباب اسکے کھا جاؤن یا کوہ سے اسکو نیچے گرا دون یا قید کرون غرض جو حکم ہو اُس پر
عمل کرون کہ مین نمکخوار ہون حضور کے دشمن کو مین نے اسیر کیا ہی امیدوار انعام کثیر کی ہون یہ عبارت
عرضی مین بعد القاب و آداب کے لکھکر مہر کھینچکر زیر عرضی نام اپنا لکھکر عریضہ مذکور کو لپیٹ کر دستک دی
کہ ایک طائر خوش رنگ جانب صحرا سے پیدا ہوکے اُسکے قریب آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای لالہ زار جادو
آپ نے اسوقت مجھے کیون یاد کیا ہی اُس نے کہا ای طیران جادو اس وقت مجھے عریضہ خدمت شاہ طلسم
مین روانہ کرنا منظور ہی بس تو عریضہ مذکور کو لیجا جواب اسکا جلد لا یہ کہکے عریضہ مذکور اُسکے سامنے رکھ دیا
اس نے اپنی منقار مین اُسے دبا کے پر پرواز تولے پھر وہ طائر سوے شاہ طلسم اُڑکر روانہ ہوا بعد
قطع راہ اُس وقت خدمت صندلان شاہ مین پہونچا کہ وہ دربار مین بالاے تخت حکومت بصد کبر و نخوت
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار یمین و یسار حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے تھے صندلان شاہ شاہزادہ رستم ثانی
کو یاد کرکے اپنے اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ بہت دنون سے کچھ حال رستم ثانی کا معلوم نہین ہوا نہین معلوم وہ
رہا ہوکے کہان گیا قبل اسکے اتنی خبر معلوم ہوئی تھی کہ عمرو ثانی نے عیاری سے اُسے رہا کرکے صحرا سے
سر دریا قیزا مین جاکے قیام کیا تھا اور رستم ثانی کو اپنی زنبیل سے نکالا تھا ساحرون کو مطیع اپنا کیا تھا ابلیس
خودپسند کو ستون مین باندھا تھا خورشید روشن دل بھی واسطے ملاقات رستم ثانی کے وہان آیا تھا عمرو
ثانی نے چند کوڑے ابلیس خودپسند کی پشت پر لگائے تھے کہ ہماری نانی صاحبہ جو مانند زوجہ کے مجھسے محبت
و الفت رکھتی ہین کسی وقت میری خدمت سے غافل نہین ہوتی ہین وہان پہونچین اور سامنے سے سب کے
ابلیس خودپسند کو لے آئی تھین اُس وقت سے اس دم تک پھر کچھ حال طلسم کشا کا سننے مین نہین آیا
اہل دربار عرض کر رہے تھے ای بادشاہ فلک جاہ رستم ثانی حضور کے رعب و داب و جاہ و جلال سے ڈر گیا
ہوگا اپنے دل مین سمجھا ہوگا کہ لوح طلسم ہاتھ سے نکل گئی ہی اب شاہ طلسم اُسے ایسی جگہ رکھے گا کہ مجھے
دستیاب نہو گی یہ سمجھ کے ہمت ہار کے اپنے لشکر مین چلا گیا ہوگا صندلان شاہ ہنسکر کہہ رہا تھا کہ واقعی ابکی
مرتبہ مین نے لوح طلسم صندل کو نہایت حفاظت سے رکھا ہی کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی اگر رستم ثانی
اُس تک جاتا تو جل کے خاک ہو جاتا لوح طلسم پا نہ سکتا اول تو اُسکو نشان لوح معلوم ہی نہوتا کیونکہ سوا
ایک ساحرہ کے کہ جسکو مین نے اپنے سحر مین ایک جگہ قید کیا ہی کوئی آگاہ نہین ہی دوسرے لوح طلسم

ایسی جگہ رکھی ہی اور ایسے ایک ساحر کو اُسکی حفاظت کے واسطے اس طور سے معین کیا ہی کہ اگر وہ ساحر
کسی طور سے رہا ہو کے رستم ثانی کو حال لوح سے آگاہ بھی کر دے تو رستم ثانی لوح تک نہ جا سکے اگر جائے
بھی تو پا نہ سکے ہر چند تم سب میرے اہل دربار ہو میرے خیر خواہ ہو میں نے تمسے بھی حال لوح پوشیدہ
کیا ہی اپنی نانی صاحبہ سے بھی حال رکھنے لوح کا بیان نہیں کیا ہی اہل دربار جواب میں عرض کرتے تھے
حضور نے یہ فعل اچھا کیا بہتر کیا کہ کسیکو حال لوح سے آگاہ نہ کیا ہنوز یہ باتیں باہم ہو رہی تھیں کہ طیران جادو
نے بصورت اصلی ہو کے سلام کیا اور وہ عریضہ لالہ زار جادو کا اُسے دیا اُس نے عبارت اُسکی پڑھوا کے
سُنی بعد سننے عبارت عریضہ کے خوش ہو کے کہا ای اہل دربار تمنے سنا کہ رستم ثانی کو لالہ زار جادو نے
گرفتار کر لیا واقعی اُسنے کار نمایاں کیا وہ امیدوار انعام کی ہی میں اُسے انعام کثیر دونگا اُسنے مجھے خوش
کیا ہی میں اُسے شنا ویاں کرونگا بعد کے طیران جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ لالہ زار جادو سے کہدینا
کہ میں طلسم کشا کو قتل نہ کرنا خون اُسکا زمین پر نہ بہانا ورنہ غضب ہوگا قاعدہ طلسم میں فرق آجائیگا یہ
طلسم اُسکی خونریزی سے برباد ہو جائیگا بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو قتل کرنا چاہئیے یہی بانیان
طلسم نے لکھا ہی خلاف اُسکے میں حکم دے نہیں سکتا لہذا طلسم کشا کو بصد حفاظت قید کرے یا اُسے کوہ
سے نیچے گرا دے اس طرح کہ وہ ہلاک ہو جائے اور خون اُسکا زمین پر گرنے نپائے طیران جادو یہ سنکے
سلام کر کے پھر سحر سے بصورت طائر بن کے پرواز کر کے چلا بعد قطع راہ لالہ زار جادو کے پاس آیا جو کچھ
شاہ طلسم نے کہا تھا بیان کیا اُس نے کہا میں طلسم کشا کو چالیس روز تک قید نکروں گی مجھ سے
حفاظت بخوبی نہو سکیگی کوئی معین و مددگار اُسکا یہاں آ کے اُسے رہا کر کے لیجائیگا سوا افسوس کے اور
کیا حاصل ہوگا میں خیر خواہ شاہ طلسم ہوں نہیں چاہتی ہوں کہ طلسم کشا زندہ رہے اور بعد رہا ہونے
کے طلسم صندل کو توڑے لوح طلسم حاصل کرے ساحروں کو قتل کرے شاہ طلسم کو ہلاک کرے طلسم کو
مٹائے میں ابھی اُسکا کام تمام کرتی ہوں نہ بہر بیگانہ اُسکی ذات سے شر و فساد ہوگا یہ کہکے اپنے
ساحروں سے کہا جلد اسکو اسی جگہ سے زیر کوہ ڈھکیل دو ساحروں نے اُسکے حکم کی تعمیل کا قصد کیا تھا
کہ رستم ثانی نے تمام تقریر لالہ زار جادو کی سُن کے اپنی جان بچانے کی فکر کی چونکہ ہاتھ رستم ثانی کے
بے قابو سحر سے نہ تھے صرف پاؤں بے حس و حرکت تھے اور کمند سحر میں اسیر تھا اُٹھ نہ سکتا تھا پس
بیٹھے بیٹھے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بازو پر لیجا کے ایک بال دیو اشتر پیہ کے سر کا نکال کے دہن کے
پاس لا کے اسطرح اُسے پھونکا کہ وہ اُڑ کر ہوا سے تند سے اُس آگ میں جا کے گرا جو لالہ زار جادو نے
واسطے کباب تیار کرنے رستم ثانی کے روشن کرائی تھی جب بال مذکور آگ میں پہونچکر جلا اُسکے جلتے ہی
دیو اشتر پیہ بصد عجلت وہاں آیا دیکھا کہ رستم ثانی کمند سحر میں گرفتار ہیں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی ہی بہت سے ساحر
گرد رستم ثانی کے کھڑے ہیں ہاتھ اپنے بڑھا کے چاہتے ہیں کہ شاہزادہ موصوف کو زیر کوہ ڈھکیل دیں یہ
حال دیکھکر پوچھنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپ نے مجھے کیوں بلایا ہی جو حکم ہو بجا لاؤں شاہزادہ نے جواب دیا
مجھے یہاں سے اُٹھا کے لیچل اور اس ساحرہ سے کہہ کہ سحر اپنا دفع کر دے اگر تیرے کہنے پر عمل کرے
تو خیر ورنہ اُسکو اُٹھا کے کھالے اور ان سب ساحروں کو پہلے کھا لے تا کہ اُسکو خوف اپنی جان کا زیادہ ہو
دیو اشتر پیہ نے لالہ زار جادو سے غضبناک ہو کے کہا او ساحرہ نابکار غضب کیا تو نے کہ میرے آقا

دالک کو اسیر کیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو سحر اپنا میرے آقا پر سے درفع کر دے یہ کہکے اُسکے سامنے جسقدر ساحر کھڑے تھے اور خوف دیو اشتر پہ سے مانند صاعان مبتلائے تپ و لرزہ کے کانپ رہے تھے سحر یاد کرتے تھے مگر یاد نہ آتا تھا اُنھیں اُٹھا اُٹھاکے وہن میں رکھ کے بہت مزے سے کھا گیا ساحرہ مذکورہ نے جب یہ حال دیکھا خوف سے خود بھی سحر اُسے یاد نہ آیا مجبور ہوکے کہا ای دیو مجھے نہ کھا تا میں اپنا سحر تیرے آقا پر سے دفع کیے دیتی ہوں دیو اشتر پہ نے کہا اچھا تجھے نہ کھاؤنگا ساحرہ یہ سنکے مطمئن ہوئی سحر یاد آیا دیو پر سحر نکر سکی لیکن رستم ثانی پر سے سحر اپنا دفع کر دیا اُس وقت دیو اشتر پہ شاہزادہ کو اُٹھاکے دور تر لیجاکے ایک صحرا میں پہونچکے روے ہوا سے زمین پر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگا اب کیا حکم ہوتا ہی شاہزادے نے فرمایا اب تو یہاں سے جا میں اپنے لشکر میں جاؤنگا دیو جانب کوہ قاف روانہ ہوا اور شاہزادہ اپنے لشکر کی تلاش میں ایک سمت روانہ ہوا اُدھر لالہ زار جادو کوہ لالہ زار سے اُترکر لرزان و ترسان اپنے مکان میں جاکر پنہان ہوئی گرد اپنے مکان کے حصار سحر سے کیا کچھ جادوگرنیوں نے پوچھا حضور آج یہ حصار آپنے کیوں کیا ہی کسکا خوف ہی اس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا تم تو یہاں ہو کیا کہوں جو میرے دل پر صدمہ گذرا ہی آدھی جان میری رہگئی بہت سے ساحروں کو وہ دیو کھا گیا میں نے طلسم کشا کی ہلاکت و قید سے دست بردار ہوکے اپنا سحر اُس پر سے درفع کرکے جان اپنی دیو سے بچائی ورنہ وہ مجھکو بھی کھا جاتا میں کچھ اسکا بنا نہ سکتی کیونکہ اُسکے خوف سے بالکل سحر بھول گئی تھی اب حصار سحر اس وجہ سے کیا ہی کہ مبادا پھر وہ دیو یہاں آئے اور کچھ فساد برپا کرے تو بسبب حصار کے اندر مکان کے آنہ سکے جادوگرنیوں نے عرض کیا حضور خوب ہوا کہ طلسم کشا کو دیو لیگیا جان آپکی بچی۔ بقول شخصے۔ مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت لالہ زار جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو بیشک ایک بلائے عظیم سے سامنا ہوا تھا اُس سے جان میری بچ گئی اب میں بعد چند روز کے ذرا اپنے ہوش و حواس میں آکے شاہ طلسم کو اس حال سے بذریعہ عرضی کے آگاہ کرونگی ابھی تو خوف سے اُس دیو کے دل میرا قابو میں نہیں ہی حواس بھی نہیں ہیں یہ کہکے خاموش ہوئی یہ ساحرہ تو اپنے گھر میں خائف و ترسان بیٹھی ہی لیکن اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ شاہزادہ موصوف بعنایت الٰہی بعد قطع راہ بسیار ایک روز اپنے لشکر میں پہونچا سرشار شاہ وحیدیہ شاہ وغیرہ نے نہایت بشر اسیمہ بلکہ آبلہ پا پایا پامال پریشان شاہزادہ کو دیکھکر پوچھا حضور یہ کیا حال ہی شاہزادہ نے جو کچھ احوال گذرا تھا اُنسے بیان کیا اُنھوں نے کہا شکر ہی خدا کا کہ جان آپکی دست ساحرہ سے بچی آج ہم سب یہاں سے کوچ کرنے والے تھے خوب ہوا کہ آپ یہاں تشریف لائے اب آپکو لازم ہی کہ شکر و عبادت الٰہی کیجیے اور براے حصول لوح طلسم صندل برجوع قلب دعا کیجیے امید ذات خدا سے ہی کہ مطلب دلی آپکا بر آئیگا حکم خدا سے کوئی خاصان الٰہی سے آپکے خواب میں تشریف لائینگے وہ احوال لوح طلسم صندل سے آگاہ کرینگے اس مکتوب حکیم صاحب سے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس سے کچھ مطلب آپکا نکلیگا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تم سچ کہتے ہو تمھاری راے کو میں پسند کرتا ہوں ہمارے بزرگوں نے بھی واسطے آسانی امر اہم و دشوار کے اکثر ایسا ہی کیا ہی اور مطلب اُنکا بر آیا ہی آج کی شب ایک خیمہ ہمارے لشکر سے علیحدہ ایستادہ کیا جاوے ہم اُس خیمہ میں باوضو بیٹھکر عبادت الٰہی کرینگے بعدہ دعا کرینگے ضروری خواب میں کچھ نہ کچھ دیکھینگے سرشار شاہ وحیدیہ شاہ وغیرہ نے حسب الحکم اسی وقت ایک مختصر خیمہ لشکر

سے دور الیستادہ کرادیا ہنگام شب رستم ثانی نے باوضو اُس خیمہ مین بیٹھکر برجوع قلب عبادت خدا کی اور
برائے حصول لوح طلسم صندل پروردگار عالم سے دعا کی آخر شب غلبہ خواب کا ہوا شاہزادہ موصوف
کی آنکھین بند ہو گئین غفلت سی ہوئی اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس
سفید و پاکیزہ پہنے ہوئے تشریف لائے سرہانے آکے بیٹھے اور شفقت و مہربانی فرمانے لگے کہ ای شاہزادہ
رستم ثانی اگر تمکو فکر حصول لوح طلسم صندل بہت ہی تو کچھ اندیشہ و فکر زیادہ نکر و خداوند کریم مسبب الاسباب
ہی وہ حاجت تمھاری برلائیگا گوہر مدعا تمھارے ہاتھ آئیگا تمکو مناسب ہی کہ دیو اشتر پیہ کو بلاؤ اُس سے
کہو کہ مردار خوار جادو کو قید سے رہا کرے جب وہ رہا ہوگا اُس سے حسب دلخواہ مطلب دلی تمھارا نکلیگا
لیکن بعد حصول لوح طلسم صندل کے ذرا لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا یہ کہکے وہ بزرگ خاموش ہو گئے
رستم ثانی نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہی آپ نے میرے حال پر بہت عنایت کی تدبیر حصول لوح طلسم صندل
تعلیم فرمائی آن جناب نے ارشاد کیا تمھین میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب ہی مین بھی ایک
بندگان خدا سے ہون حکم خدا سے واسطے تعلیم تدبیر حصول لوح مذکور کے تمھارے پاس آیا ہون یہ فرماکے
وہ بزرگ نظر سے نہان ہوئے شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا وقت نماز سحر کا ہی فی الفور اُٹھکے وضو کرکے نماز
سحر پڑھی ہنوز شاہزادہ موصوف مصروف تعقیبات سحر تھا کہ سرشار شاہ اور حدید شاہ آئے سرشار شاہ
نے بعد سلام کرنے کے پوچھا ای شاہزادہ فیجاہ کہیے کچھ بشارت ہوئی یا نہین شاہزادہ نے بعد ختم
تعقیبات صبح کے خوش ہوکے جواب دیا ہان ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے تھے اُنھون نے
تدبیر حصول لوح طلسم صندل مجھے تعلیم کی ہی سرشار شاہ و حدید شاہ یہ سنکے خوش ہوئے رستم
ثانی نے اُسی وقت آگ منگواکے اپنے بازو سے ایک بال دیو اشتر پیہ کا جو تعویذ کے مانند بندھا
تھے نکالا اور آگ پر رکھا فوراً دیو اشتر پیہ حاضر ہوا سلام کرکے دست بستہ پوچھنے لگا ای شاہزادہ عالی
وقار اب کس کام کے واسطے مجھے طلب کیا ہی جو حکم ہو ابھی بجالاؤن مین تو آپکا فرمانبردار ہون آپنے مجھپر
احسان کیا ہی شاہزادہ نے کہا بالفعل مجھے کوہ لالہ زار تک پہونچادے وہان چلکے اور ایک کام کے واسطے
تجھسے کہونگا اُس نے کہا اچھا چلیے شاہزادہ حدید شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے کہنے لگا کہ آپکو مناسب
ہی کہ آج ہی آپ یہان سے جانب کوہ لالہ زار کوچ کرین ہمراہ لشکر کے بعد میرے جانے کے کوہ مذکور
کی طرف روانہ ہون مین تو جلد پہونچونگا آپ دیر مین کوچ اور مقام کرتے ہوئے وہان آئینگے اول تو مجھسے
کوہ لالہ زار پر ملاقات ہوگی اور اگر وہان ملاقات نہو تو میرے آگے جانے کا حال مردم سے دریافت
کرکے میرے عقب مین تشریف لائیے گا حدید شاہ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا شاہزادہ یہ کہکے
دیو اشتر پیہ کے شانے پر سوار ہوا وہ اُڑکر جانب کوہ لالہ زار چلا یہان سرشار شاہ اور حدید شاہ نے بھی مع
تمامی لشکر و ساحران و عیاران سوے کوہ لالہ زار کوچ کیا سرشار شاہ وغیرہ تو منزل بمنزل کوچ اور مقام
کرتے ہوے جائینگے حال انکا انشاء اللہ تعالے لکھا جائیگا مگر اب حال رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہی کہ دیو اشتر پیہ جو
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت کوہ لالہ زار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دامن کوہ
مذکور مین جس جگہ چمن لالہ زار تھا پہونچا شاہزادہ کو دوش سے اُتارکے پوچھنے لگا اب ارشاد ہو کیا کام ہی
شاہزادہ نے کہا دیکھ وہ سامنے ایک مکان آتشین نظر آتا ہی اُسی مکان مین ایک ساحر کو صندلان شاہ

مالک طلسم صندل نے قید کیا ہے اور آتش فتیلہ۔ آتش جہل نہین ہے آتش سحر صندلان شاہ ہے پس تجھسے ہوسکتا
ہے کہ اس آگ مین جاکے ساحر مذکور کو اُٹھاکے مجھ تک لے آ اُس نے عرض کیا مین اس آتش سحر مین اگر جاؤنگا
تو جلکر خاک ہوجاؤنگا یا مانند مردارخوار جادو کے قید ہوجاؤنگا پھر نکل نہ سکونگا شاہزادہ نے مایوس
اپنے مطلب سے ہوکے پوچھا پھر کیا تدبیر کی جاے کہ ساحر مذکور اس آتشین مکان و قیدخانہ سے نکل کے میرے
پاس آئے اُس نے بعد فکر بسیار کہا کہ اے شاہزادہ ذیوقار گو یہ کام نہایت سخت و دشوار ہے لیکن اپنی جان سے
ہاتھ اُٹھاکے کرونگا کیونکہ آپ نے بھی مجھپر بڑا احسان کیا ہے عوض نیکی کا نیکی ہے پس مین بھی نیکی کرتا ہون
اگر خدا نے چاہا تو اُس ساحر کو لیکر حاضر خدمت ہونگا ورنہ اپنی جان آپ کی دوستی مین دیدونگا اس وقت سے
تا شام آپ میرے آنے کا انتظار کیجیے گا اگر مین اُس ساحر کو لیکر آیا تو فہو المراد ورنہ آپ میرے آنے سے
ناامید ہوجائیگا سمجھ جائیےگا کہ دیو انتریپہ ہلاک یا قید ہوگیا اب نہ آئیگا یہ کہکے ڈرتا ہوا آگے بڑھا جب عنقریب
اُس مکان آتشین کے پہونچا زمین پر بیٹھکر ایک آتشیں و تیزان سے کہ اُسکے پاس تھا نقب کھودنے لگا اور
گہری نقب لگانے لگا رستم ثانی دور سے دیکھا کیا دیو مذکور نقب لگاتے لگاتے اندر اُس مکان آتشین کے کہ
وسیع تھا پہونچا اور دہانہ نقب کا بعد فکر و غور کے وا کیا قدرت خدا سے اُسی جگہ نقب سے نکلا کہ جس جگہ
مردارخوار جادو بیٹھا ہوا تھا اور خود بخود اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ ای خداوند ساحری کیا کتاب تمھاری جھوٹی
ہوگئی جو اسمین تمنے لکھا ہے وہ محض لغو لکھا ہے اور جو کوئی شخص بطور فال کے اس سے کسی اپنے مطلب کو دریافت
کرنا چاہے تو فال جھوٹی نکلتی ہے آپکی کتاب مین سے حال دریافت کیا تھا کہ زمانہ تباہے طلسم صندل کا بہت کم
ہے جس زمانہ مین مردارخوار جادو کو صندلان شاہ قید کریگا طلسم کشا آئیگا اُسکے ہمراہ ایک شخص اور بھی ہوگا کہ
وہ بھی آدم سے نہوگا پس طلسم کشا اس شخص مذکور کی اعانت سے مردارخوار جادو کو کہ وہ حال لوح طلسم
صندل سے آگاہ ہوگا قید سے رہا کریگا بعد اُسکے رہا ہونے کے طلسم صندل بہت جلد تھوڑے زمانے مین
درہم برہم ہوجائیگا جاے عجب ہے کہ ابھی تک طلسم کشا یہان تک نہیں آیا مین قید سے نہین چھوٹا ہنوز ساحر مذکور یہ
باتین کررہا تھا کہ ناگاہ مردارخوار جادو نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو زمین سے پیدا ہوا مردارخوار
جادو پہلے تو اُسے دیکھکر خوف سے کانپا پھر پوچھا تو کون ہے یہان کیون آیا ہے اُس نے کہا مین دیو ہون واسطے تیری
رہائی کے آیا ہون شاہزادہ رستم ثانی کہ وہ میرے محسن و آقا ہین اور طلسم کشا ہین انھون نے مجھے یہان
بھیجا ہے پس اب دیر نہ کر جلد میرے ساتھ خدمت طلسم کشا مین چل یا مردارخوار جادو یہ مژدہ سنکے خوش ہوا
اُس سے کہنے لگا جلدی کیا ضرور ہے کہ اندیشہ نہ کر میری زبان سے سوزن نکال لے دیو مذکور نے اُسکا اشارہ
سمجھ کے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا بعد تھوڑی دیر کے مردارخوار جادو نے کہا اب مطلق خوف و خطر
کسی کا نہین ہے کیونکہ زبان میری میرے قابو مین آگئی ہے سوزن زبان سے نکل گیا ہے اگر الیزار جادو یا خود
صندلان شاہ نابکار یہان آئیگا تو اُس سے سمجھ لونگا مین کیا کسی سے سحر مین پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر
چاہون تو ابھی اس آتش سحر کو دفع کردون مگر ایک وجہ سے تو دفع نہ کرونگا یہ کہکے راہ نقب سے ہمراہ
دیو انتریپہ کے خدمت رستم ثانی مین آیا سلام کیا شاہزادہ اُسکے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا دیو انتریپہ سے از حد
خوش ہوکے کہا تونے بڑا کام کیا اُسنے عرض کیا اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے شاہزادہ نے کہا اب تو جانب کوہ قاف
اپنے گھر جا وہ سلام کرکے چلا گیا ادھر مردارخوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا آپنے مجھپر احسان کیا آپ ہی کے سبب سے

میری رہائی ہوئی اگر آپ کو کوئی کار دشوار درپیش ہو تو مجھسے فرمائیے شاید اُس کام کو میں کر سکوں شاہزادہ
نے کہا بالفعل تو مجھے لوح طلسم کی فکر ہے اور تم لوح صندل سے آگاہ ہو مجھے وہاں لے چلو جس جگہ لوح مذکور کو
صندل لال شاہ نے رکھی ہے تاکہ اُس لوح کو حاصل کر کے کمر طلسم کشائی پر باندھوں اُس نے یہ سنکے کہا ای شاہزادہ
ذیوقار میں جانتا ہوں جس جگہ لوح طلسم صندل ہے لیکن بعد مشکل دستیاب ہوگی کیونکہ وہ جس ساحر کی حفاظت
میں ہے وہ ساحر نہایت زبردست و نامی ساحر ہے اُس نے اپنے سحر سے ایسا بندوبست کیا ہے کہ کیا مجال کسی کی جو
وہاں جاکے زندہ رہے لیکن میں آپ کو وہاں لے چلونگا حصول لوح مذکور میں حتی الامکان کوشش کرونگا تامل
کیجیے ابھی مجھکو ایک کام ضروری ہے پہلے اُس کام کو کرلوں تو آپ کو وہاں لے چلوں آپ اسی جگہ تشریف رکھیے
یہ عرض کر کے کچھ صحرا سے برگ و اثمار درختان و دیگر اشیا اسباب سحر سے فراہم کر کے جانب مکان لالہ زار
جادو بصد غضب روانہ ہوا وہ اپنے مکان میں خوف دیو اتش پیسے حصار سحر میں بیٹھی تھی اسی لئے گھر سے کبھی
نہیں نکلی تھی صندل لال شاہ کو رہائی رستم ثانی سے بھی آگاہ نہ کیا تھا فقط طلسم مطلب یہ تھا کہ رستم ثانی قید ہو چکا
ہے اسی حالت میں مردار خوار جادو لالہ زار جادو کے مکان پر پہونچا پہلے حصار سحر سے آگاہ ہوکے حصار
مذکور کو اپنے سحر سے دفع کیا پھر یہ آواز بلند کہا او لالہ زار جادو کیا غافل بیٹھی ہے گھر سے نکل کے مجھسے
مقابلہ کر تو ہی نے از راہ خیرخواہی صندل لال شاہ کو رائے دی تھی کہ مردار خوار جادو دانندۂ حال لوح
طلسمی کو قید کیجیے اُسنے تیرے کہنے سے مجھے قید کیا تھا ورنہ وہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو کبھی قید
نہ کرتا افسوس کرتا ہوں کہ بیچ تلوسکے سے اسیر و قید کیا گیا اگر تیری دشمنی اور صندل لال شاہ کے عزم سے آگاہ
ہوتا تو کبھی قید ہوتا اس طرح لڑتا کہ دریاے خون ساحران بہا دیتا تیرے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا جو
جو ہوتا تھا وہ ہوگیا اب میں رہا ہوا ہوں پہلے تجھ ایسے دشمن کو قتل کر لوں تو فکر حصول لوح کروں طلسم
صندل کا حتی الامکان مثل ماہی دوں صندل لال شاہ سے مقابلہ کروں ہرگز اُس سے شرط کروں طلسم کشا کا عزیز
ہوں اُس سے دوستی کروں شاہ طلسم ناقدرداں و نابکار سے دشمنی کروں اُس نے مجھے قید کیا تھا میں اُس سے
لڑونگا لالہ زار جادو اپنے گھر میں بیٹھی تھی گفتگو مردار خوار جادو کی سنا کے پہلے تو نہایت حیران ہوئی
رنگ رخ اڑ گیا چہرہ فق ہوگیا دل دہل گیا لیکن بعد ایک لمحہ کے برہم ہوکے پوچھا او بدکار و بدسرشت تجھکو
کس نے رہا کیا تو مجھسے کیوں لڑنے آیا ہے میں نے تیرا کیا قصور کیا ہے اگر لڑنا ہے تو صندل لال شاہ سے لڑ کہ
اُسنے تجھے قید کیا تھا میں نے تیرے قید کرنے کی ہرگز رائے نہیں دی ہے مجھسے تہمت ہے مردار خوار جادو نے
جواب دیا او مکارہ گھر سے باہر نکل مجھسے مقابلہ کر ورنہ گھر میں گھس کے تجھے ہلاک کرونگا تو بڑی بانی فساد
ہے باعث میرے قید ہونے کی تو ہی ہوئی تھی لیتا تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا مجھے طلسم کشا نے رہا کیا ہے میں
اُسکا احسانمند ہوں لالہ زار جادو نے کہا کیا اُسے لوح طلسمی مل گئی کہ تجھکو اُسنے رہا کیا مردار خوار
جادو نے بہ ملامت کہا ہاں اُسے لوح طلسم دستیاب ہوگئی یہ سنکے وہ نیم جان ہوگئی دل میں کہنے لگی اب زندگی محال
ہے کار ہے سامنا اجل کا ہے کہاں بھاگ جاؤں ان دشمنوں سے دشوار ہے یہ مجھکو قتل ضرور کرینگے پس بہتر یہ ہے کہ مردانہ ان سے لڑ کر
حوصلہ اپنے دل کا نکال کے جان دے یہ سوچکے بعجلت تمام جھولی اسباب سحری کی اٹھا کے اپنے دوش پر رکھ کے
غضبناک ہوکے اپنے گھر سے نکل مردار خوار جادو کو دیکھکر آتش قہر و غضب سے گرما گئی ایک بار ہاتھ اپنی جھولی
سے نکال کے سحر اُسپر دم کر کے یا سامری کہکر مردار خوار کے سینہ پر مارا اُدھر اُسنے ایک برگ درخت پر

کچھ سحر دم کرکے جانب ترنج مذکور پھینکا وہ برگ کارد بنکر اُس ترنج پر پڑا ترنج مذکور دو ٹکڑے ہو کے
زمین پر گرا بعد اسکے مُردار خوار جادو نے ایک سنگ اُٹھاکے اُسکو پڑھ کے سمت ساحرہ پھینکا وہ
فولادی گولا ہوکے اُسکے سینہ پُر کینہ کی طرف چلا ساحرہ مذکورہ نے بعجلت کارد نکالکر اُسپر سحر دم کرکے
اُس گولے پر ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور بالائے خاک گرا مردار خوار نے اپنے سحر کے رد ہونے
سے برہم ہوکے اپنے دل میں افسوس کیا کہ اسباب اس وقت جو چاہیے یہاں نہیں ہے اور بعد ایک مدت
کے میں نیند سے چھوٹا ہوں بہت سے سحر بھول گیا ہوں کچھ سحر کے بیر میرے قبضہ سے نکل گئے ہیں کیونکہ
بھینٹ ایک مدت تک اُنکو دی نہیں گئی تھی اس وجہ سے یہ ساحرہ مجھسے مقابلہ کر رہی ہے سحر کو میرے رد کرتی
ہے ورنہ میرے سحر سے صندلان شاہ پناہ مانگتا اُسکو جان بچانی دشوار ہوتی یہ باتیں اپنے دل میں
کرکے ایک شاخ درخت کو کہ وہ ایک وجب سے زیادہ نہ تھی اُسپر سحر پڑھ کر کارد سے پیشانی اپنی
فگار کرکے خون پیشانی اُس شاخ پر گرایا فی الفور وہ شاخ ایک کارد آبدار بنگئی ساحرہ نے اُس کارد کو
باسامری جمشید کہکے اُسکے سینہ پر لگائی لالہ زار جادو نے سحر پڑھا فوراً چند سپر سحر کی اُسکے سر و سینہ پر نمایان
ہوئیں کارد مذکور اُن سپروں کو کاٹکر اُسکے سر پر پڑی ساحرہ نے پھر سحر پڑھا کہ وہ زیادہ کارگر نہوئی بصورت
اصلی ہوکے زمین پر گری جب وہ زخمی ہوئی غصہ اُسکو زیادہ ہوا پکاری او مُردار خوار خبردار ہوشیار ہو جا کہ
اب میں بھی بڑے بڑے سحر کرتی ہوں حتی الامکان تجھکو قتل کرتی ہوں تونے مجھے زخمی کیا ہے میں کب تجھکو
زندہ چھوڑتی ہوں یہ کہکے سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کرکے برق بنکر سوئے فلک گئی اور وہاں سے کڑک کر
سر پر مردار خوار جادو کے گری ادھر اُس نے چاہا تھا کہ سحر سے غرق زمین ہوں لیکن غرق زمین ہونے پایا تھا
کہ برق مذکور سر پر آہی گئی ساحر مذکور نے بدرجہ مجبوری ایک ٹکڑا درخت صحرائی پر سحر پڑھ کے برق مذکور پر مارا اُسکے
مارنے سے وہ برق کچھ رکی لیکن اُسکا سر زخمی ہو گیا برق مذکور چمک کر پھر بلند ہونے کو تھی کہ مردار خوار جادو نے اپنے
سر پر چلو میں لیکر سحر اُسپر پڑھ کر یا سامری کہکر برق مذکور پر پھینکا فی الفور لالہ زار جادو
بصورت اصلی ہوکے بالائے خاک گری آہ آہ کرنے لگی کیونکہ آبلے اُسکے تن پر جو اُس خون سے پڑ گئے تھے اُنمیں
سوزش بشدید تھی اُس وقت مُردار خوار نے چاہا تھا کہ ساحرہ مذکور کو پکڑ کے ایک طمانچہ مارے بعدہ ہلاک
کیجیے ناگاہ اُسنے اُسی حال میں سحر پڑھ کے پاؤں اپنے زمین پر مارے اور غرق زمین ہوئی مردار خوار بھی
سحر سے غرق زمین ہوا شاہزادہ رستم ثانی دور سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا اب دونوں کے غائب ہونے سے
حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ جادوگر عجیب عجیب سحر کرتے ہیں کہ عقل حیران ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ابھی
شاہزادہ اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ دونوں لڑتے ہوئے زمین سے باہر نکلے لالہ زار جادو مردار خوار
جادو سے عاجز ہوکے سحر سے بشکل غلیواز بن کے سوئے فلک اُڑی اور چاہا کہ بھاگ کر صندلان شاہ کے
پاس جائے ساحر مذکور بھی سحر سے بصورت عقاب ہوکے اُڑا اُسکے تعاقب میں مانند باز کے چلا تیز پروازی
سے جلد ہو پہنچکر اُسکا سد راہ ہوا غلیواز مذکور نے نہایت تنگ و عاجز ہوکے پنجہ و منقار سے لڑنا شروع
کیا آخر عقاب مذکور نے اُسکو اپنے پنجہ میں دباکر منقار سے پارہ پارہ کر ڈالا لالہ زار جادو بصورت اصلی
ہوکر پارہ پارہ ہوکے سوئے فلک سے بالائے خاک گری اعضا اُسکے جا بجا خاک پر مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ساحرہ مذکورہ بایں صورت تڑپکر مرگئی اُسکے مرنے سے ہوائے تند چلی ابر

سیاہ آسمان پر مہ پیدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد پیدا ہوئی سنگ باری و برف باری ہونے لگی آندھی سیاہ
آئی تاریکی بہت ہوئی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعدہ وہ ابر و تاریکی و سنگ باری وغیرہ موقوف ہوئی
پیروں نے سحر کے لالہ زار جادو کے مر جانے سے غمگین ہو کے اسی کے نام سے یون پکارا کہ افسوس صد
افسوس ہر دم ز مطلب خود نرسیدیم کہ نام ما لالہ زار جادو بود بعد اس آواز دینے کے پیر سحر لالہ زار جادو کے
ایک جانب نالاں و گریاں چلے گئے شاہزادہ لہ سنتم ثانی نے بعد دفع تاریکی کے جو دیکھا تو کوہ لالہ زار کا
نشان بھی نہ پایا نہایت حیرت ہوئی ابھی شاہزادہ موصوف حیران ہو کے سوچے کو وہ لالہ زار دیکھ رہا تھا کہ
عقاب مذکور غصہ میں بھرا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر بصورت اصلی ہوا شاہزادہ موصوف سے عرض کرنے لگا
دیکھا آپ نے کہ میں نے اپنے دشمن کو کیونکر ہلاک کیا شاہزادہ نے تعریف اسکی ہمت و جرأت کی کر کے کہا
اے سردار خوار جادو ابھی کوہ لالہ زار یہاں تھا ابھی اسکا نشان بھی معلوم نہیں ہوتا ہے اس نے عرض کیا کوہ
لالہ زار سحر لالہ زار جادو کا تھا جب وہ مر گیا سحر اسکا دفع ہو گیا کوہ مذکور غائب ہو گیا یہ کہکے اپنے دشمن
پر فتحیاب جو ہوا تھا ہنستا ہوا شاہزادہ کو ہمراہ لیکر لاشہ لالہ زار جادو کا وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوا اور
اپنے مکان پر پہونچکر اسباب سحر و اشیاء سحر اپنی جھولی میں رکھ کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر عرض کرنے
لگا اب جو حکم ہو بجا لاؤں میں اپنے دشمن کو قتل کر چکا اسکے ہلاک کرنے سے فراغ حاصل ہو چکا شاہزادہ
نے کہا چاہتا ہوں کہ جہاں لوح طلسم صندل ہے وہاں مجھے لے چلو اس نے عرض کیا اچھا تشریف لیچلیے
بشنو یہ سردار خوار ہمراہ شاہزادہ کے سوئے مقام لوح مذکور روانہ ہوا تھا کہ سر شار شاہ و حدید شاہ بتعاقب
بعجلت شب و روز طے راہ کر کے مع کل لشکر کے وہاں آ گئے شاہزادہ موصوف انکے آنے سے خوش ہوا پھر انسے
کہا اب میں یہاں سے برائے حصول لوح ہمراہ سردار خوار جادو کے جاتا ہوں آپ سب صاحب میرے
پیچھے آئیے گا حدید شاہ نے کہا ہمارا دل چاہتا ہے کہ دو چار روز اپنے لشکر ہی میں رہیے بعد ازاں جائیے گا
فی زمانہ برائے حصول لوح طلسم جانا خوب نہیں ہے کیونکہ یہ ایام نحس ہیں شاہزادہ نے حدید شاہ
کے کہنے سے وہاں قیام کیا اس مدت میں زخم بھی سردار خوار جادو کے اچھے ہو گئے قوت و توانائی بھی اسے
حاصل ہو گئی بعد چند روز کے شاہزادہ ہمراہ سردار خوار جادو کے لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کر روانہ ہوا ساحر
مذکور بشکل عقاب پرے ہوا اڑتا ہوا جاتا تھا شاہزادہ مرکب کو دوڑاتا ہوا عقاب کو دیکھتا ہوا قطع راہ
کرتا تھا جس جگہ شام ہوتی تھی وہاں قیام کرتا تھا صبح کو بعد اکل و شرب پھر ہمراہ اسی ساحر کے اسیطرح صحرا
نورد ہوتا تھا اسیطور سے بعد چند کوچ و مقام کے اور اکثر ان بلاؤں اور دشمنوں کو جو سد راہ ہوتے تھے
دفع و ہلاک کرتا ہوا سردار خوار جادو ہر جگہ اعانت کرتا ہوا شاہزادہ اس سے خوش ہوتا ہوا ایک
روز ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچا سردار خوار جادو نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ مبارک ہو کہ اب منزل مقصود
کے قریب پہونچ گئے دیکھیے وہ ابر سیاہ گھرا ہوا معلوم ہوتا ہے جس جگہ وہ ابر ہے وہیں لوح طلسم بھی ہے آج کی
شب اس صحرائے راحت افزا میں بسر کیجیے صبح کو یہاں سے روانہ ہو جیے دوپہر تک یقیناً اس ابر سیاہ تک
پہونچ جائیے گا آج کی رات بعد نماز کے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے گا کہ سردار خوار جادو سحاب جادو
عرف آبشار جادو محافظ لوح طلسم صندل پر فتحیاب ہو لوح طلسم صندل دستیاب ہو کیونکہ یہ مرحلہ
نہایت سخت ہے سحاب جادو ایک نامی ساحر ہے صندل ال شاہ کا جز خواہ ہے شاہ طلسم نے اسے اپنا قوت بازو

جانتا ہی سحر مین گویا اپنے برابر سمجھتا ہی اسی وجہ سے اسکو محافظ لوح طلسم اس نے کیا ہی اور لوح کو عجب حفاظت سے
رکھا ہی شاہزادہ نے پوچھا لوح کو کیونکر رکھا ہی اس نے عرض کیا کل وہان پہونچکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے گا
اگر مین اس وقت بیان کرونگا تو آپ خیال کیجیے گا کہ یہ جھوٹ کہتا ہی شاہزادۂ عالی وقار کیا عرض کرون
صندلان شاہ نے لوح طلسم صندل کو عجب حکمت و صنعت سے رکھا ہی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہی
نہایت حفاظت اسکی کی ہی کیا مجال کسی غیر ساحر یا ساحر ادنی کی کہ لوح تک جاسکے ایک دو شخصون کا کیا ذکر
ہی اگر دو چار لاکھ مردم مجتمع ہوکے وہان جائین تو بھی لوح طلسم نہ پائین صاحب سے سپاہ کیا آن مین جلکر خاک
ہوجائین ہان ایسا ہی کوئی ساحر زبردست ہو اور اسکے پاس اشیاے نادر طلسمی ہون اور تقدیر یاور اسکی
یاور ہو تو شاید وہ زیر ابر مذکور تک جاسکے اور بہت سا جادو وسے لڑ سکے اسکو ہلاک کرکے ابر سیاہ کو دفع کرسکے اور
دیگر لاکھون ساحرون کو جو محافظ لوح ہین انسے لڑ سکے اپنی جان بچا سکے انکو قتل کرکے لوح مذکور
کے قریب جاسکے شاہزادہ رستم ثانی یہ حال اسکی زبانی سنکے متردد ہوے کہنے لگے اگر ایسی حفاظت
سے لوح کو رکھا ہی تو کیونکر ہاتھ آسکیگی ہم ایسا جادو دیگر ساحران کہنہ کار قتل ہوسکینگے لوح طلسمی
ہاتھ آئیگی مہر فروز جادو نے ہنسکر کہا آپ کچھ فکر نہ کیجیے اگر آپکا خدا حامی ہیگا اور اقبال آپکا معین و
مددگار ہوگا تو یقین ہی کہ یہ ساحر نابکار کو ہلاک کریگا آپکو لوح طلسم صندل تک پہونچا دیگا گو یہ
کمترین بظاہر ایک ادنی ساحر معلوم ہوتا ہی لیکن تعجب نہ کیجیے کچھ سبب ہی کہ صندلان شاہ نے اس ناچیز کو قید کیا تھا
اس وقت میرے پاس وہ اشیاے نادر طلسمی نہ تھی اگر صندلان شاہ بھی یہان آکے مجھسے لڑے تو اسکو بھی
مشکل پڑے اگرچہ میرے سحر سے بار اٹھا سکیگا مگر گھبرا جائیگا دیوانہ ہو جائیگا لیکن اشیاے نادرہ مذکور کے
سبب سے میرے پاس نہین یہ عزم کیا ہی کہ آپکو ابر سیاہ تک [illegible] پہونچا دون اور
دلیرانہ اس سے مقابلہ کرون ورنہ ہمراہ آپکے رہونگا شاہزادہ رستم ثانی اسکی تقریر سنکے خوش ہوا
دل کو اطمینان ہوا انکو لیکر نماز مغرب مین واسطے حصول مطلب دلی کے پروردگار عالم سے دعا کرنے لگا پھر بعد
اکل و شرب شب بھر دونون نے بیداری مین بسر کی وقت سحر بعد ادائے نماز صبح اس سبزہ زار سے ہمراہ ساحر
شاہزادہ موصوف آگے روانہ ہوا قریب دوپہر کے لو رو ہوکے ایسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے وہ ابر سیاہ
دکھلائی دیتا تھا کم اس سے فاصلہ ہزار قدم کا تھا مہر فروز جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا ابر تھوڑی دور اور
یہان سے چلیے بعد ازان ٹھہر جائیے گا آگے روانہ ہوجیے گا کیونکہ یہ ابر سیاہ ایک کوس کے گھیر مین محیط ہی پانی
اس ابر سے علی الاتصال برستا ہے یہ ابر سحر ہی اور وہ پانی بھی آب سحر ہی خاصیت اسکی یہ ہی جس شخص پر
ایک قطرہ آب اسکا گرے گا وہ مانند شمع کافوری کے جل جائیگا اور پھر ایک قطرہ آب سے ایک ساحر تلوار سپر
بدست پیدا ہوگا یہ باتین کرتا ہوا سوے ابر سیاہ چلا جب قریب اس ابر کے پہونچا چونکہ مانند کف دست
کے میدان وسیع تھا شہزادہ نے بچشم خود دیکھا کہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی متواتر اس سے پانی برس رہا ہی ابر مین
برق کی چمک ہی رعد کی سی آواز ہی زیر ابر ایک تالاب ہی گو علیحدہ ہی جو پانی اس طرف اس تالاب کے پانی
برستا ہی لیکن زیادہ تر اس تالاب عمیق مین پانی برستا ہی وہ تالاب پختہ ہی نہایت خوبی سے بنانے والے
نے بنایا ہی دیکھنے سے اسکے عقل حیران ہوتی ہی حکمت و صنعت صانع تالاب کی ہویدا ہی وسے ثابت ہوتی ہی
اس تالاب مین پانی بھرا ہوا ہی مچھلیان الوان و اقسام کی رنگ برنگ بڑی چھوٹی اسمین اچھلتی ہین

باہم چہار طرف نگران ہوکے بزبان فصیح کہتی ہین خبردار و ہوشیار رہو حفاظت لوح طلسم مین قصور نہو
آج خودبخود دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا باعث ہے پھر آنکھین ماہیان تالاب سے کچھ مچھلیان بآواز بلند
کہتی ہین ای آلپشار جادو ہمتو ہوشیار ہین آپ بھی خبردار رہیے گا آج کچھ خودبخود دل گھبراتا ہے وہ کہنا
انکی سنکے مانند رعد بآواز بلند متکلم ہوتا ہے جواب دیتا ہے مین خبردار ہون آج میرا دل بھی پریشان ہے ای ماہیان
سحر میرا دل گو پریشان ہے مگر حفاظت لوح مین مصروف ہے لیکن باعث اضطراب دل و پریشانی خاطر یہ ہے کہ زمانہ
لقاے طلسم صندل اب کم ہے طلسم کشا کے آنے کا خیال ہے کیا عجب ہے کہ طلسم کشا امروز فردا یہان آنکے لوح
طلسم صندل کو حاصل کرنا چاہے مگر میری زندگی تک وہ ہرگز لوح نپائیگا زیرا بر آنکے جل جائیگا
آلپشار جادو یہ کہتا تھا مچھلیان اسکی تقریر سنتی تھین پانی پر تیرتا تھا تالاب شکل ہشت گوشہ تھا آب سے
معمور لبالب تھا درمیان مین اس تالاب کے ایک میل فولادی مجوف استادہ و راج باسے عرباں تک تھا پانی تالاب کا
بالاے میل مذکور جاتا تھا اور فوارہ ہوا جھاسے میل مذکور سے چھوٹتا تھا اور کنارہ تالاب تک پانی
فوارے کا پہونچتا تھا مردار خوار جادو نے کہا آپ اس جگہ ٹھہر جائیے زیر ابر رہیے ورنہ آگاہ ہو جائیگا لو ہم موجود
ہونے ابر باران کے کنارہ تالاب تک تشریف لائیگا اگر یہانتک پہنچے سحر آلپشار جادو کے آنکھین تو اسنے
اپنے تئین مخفی کرکے حتی الامکان دکھائیگا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنا چھلی سے ایک انگشتری نکالکر
رستم ثانی کو دی اور کہا اس خاتم طلسمی کو اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی انگلی مین پہنو یہ خاصیت اس خاتم
نادر طلسمی کی ہے کہ کسی ساحر کا سحر اسکی مد جو ہوگی مین آپپر اثر نکریگا شاہزادہ نے وہ انگشتری کہ
ایک نقش اسپر کندہ تھا اور نگینہ اسکا عقیق سرخ کا تھا پہن لی مردار خوار جادو انگشتری دیکر سحر
پڑھکر برق شکر سو سے فلک گیا اور وہان سے اس ابر پر گرا شاہزادہ نے دیکھا کہ اس ابر مین حرکت
پیدا ہوئی برق زیادہ چمکنے لگی صداے رعد قبل سے زیادہ آنے لگی پانی ابر سے بہ نسبت قبل زور سے
برسنے لگا اب اس پانی کے ہر ایک قطرہ سے ایک سوار تیغ و سپر لیے ہوے پیدا ہونے لگا پانی تالاب کا
جوش و خروش مین آیا مچھلیان گھبرا گئین ایکہزار ہا کنارے سے تالاب کے آکے لیپورت تھا قطار در قطار سوار
قطار در قطار جمع ہو گئین اور پکارین ای آلپشار جادو خبر لو ہے آج یہ کیا واقعہ ہے یہ تو کلمہ سحاب جادو
عرف آلپشار جادو مردار خوار جادو سے لڑائی مین مصروف تھا ماہیان تالاب کو اُسنے کچھ جواب
نہ دیا شاہزادہ ابھی جانب ابر و تالاب دیکھ رہا تھا کہ وہ سواران سحر آلپشار جادو رستم ثانی کو دیکھکر
ہزار در ہزار سپاہ تلوار لیکر بڑھے آکے چہار طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے بھی تلوار کھینچی سواران مذکور تلوار لگانے
لگے شاہزادہ نہایت ہوشیاری و چالاکی سے اُنکے لگانے ضرب شمشیر ان کی تلواروں کی اپنی
سپر پر روکنے لگا انگشتری مذکور کے سبب سے پہنچے تک زخمی و قتل ہونے سے محفوظ رہا اسیطرح وہ سحر
کے پتلے بھی ضرب شمشیر آبدار شاہزادہ سے زخمی و قتل نہوتے تھے بڑھ بڑھ کر سلاح و سپر تلوار پر روکتے
تھے ادھر شاہزادہ اُنکے قتل نہونے سے حیران تھا اور وہ ہزارہا سوار حیران و پریشان تھے کہتے
تھے کیا باعث ہے کہ طلسم کشا پر ہماری تلوار کا اثر نہین ہوتا ہے شاید اُسکے پاس تحفہ طلسمی ہے ذرا اسکے
قریب آسکے نجات ادھر تو شاہزادہ سواران مذکور سے مصروف جنگ تھا ادھر مردار خوار جادو برق سحر
بن کے ابر سحر پر گرا تھا بوجہ جنگ بسیار آتش ابر کو پارہ پارہ کیا آلپشار جادو غضبناک ہوکے ابر مذکور سے

ظاہر ہوا پکارا او مردار خوار نمک حرام تو کیونکر قید سے رہا ہوا مجھے حیرت ہے بعد رہا ہونے کے ہمراہ طلسم کشا کے
یہاں آیا ہے کیا مجال تیری کہ تو میری زندگی میں لوح طلسم صندل تک جا سکے طلسم کشا لوح پا سکے یہ
کہکے ناریل چوبی دار نکالکر سحر اسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا مردم خوار جادو نے چاہا تھا کہ تڑپکر بلند
ہوں ناریل مذکور سے بچوں مگر نہ بچ سکا آکے پھٹا اسکے پھٹنے سے دھواں پیدا ہوا سوا اسکے کارد وغیرہ
کے ٹکڑے اس سے نکلے دھوئیں سے تو مردار خوار جادو اپنی صورت اصلی پر رہا مگر کارد وغیرہ کے ٹکڑے جو دو
ایک اسپر پڑے اُنسے زخمی ہوا لیکن صرف سر و پیشانی پر ہلکے ہلکے دو زخم کھائے بعد زخمی ہونے
کے مردار خوار جادو نے ان تحفہائے طلسمی سے جو چند تحفے نادر اور انتخاب اسکے قبضے میں تھے
اُنمیں سے ایک تحفہ طلسم کہ ایک گوہر کلان تھا اور واسطے ساحر وغیر ساحر کے گویا وہ ایک
گولہ توپ کا تھا یا ایک گولی بندوق کی تھی کہ سینہ کو توڑکر گذر جاتی تھی بجز شاہ طلسم کے کوئی اس سے
جانبر ہو سکتا تھا وہی گوہر جھولی سے نکالکر خون پیشانی و سر سے اُسے آلودہ کرکے پکار کر کہا اے
آبشار جادو تو نے تو مجھے زخمی کیا لیکن اگر مرد ہے اور دعوے سحر و ساحری کا رکھتا ہے تو اس گوہر کو پہچان
اور بچ جا کے چاہا کہ غرق زمین ہوں ہنوز آبشار جادو اپنے سحر سے غرق زمین ہوا تھا کہ مردار خوار
جادو نے باساحری لیکر اس گوہر کو اسکے سینہ پر کینہ پر مارا ازدی نافل ہے کہ جب وہ گوہر اسکے سینہ پر
پڑا اسنے آہ کی جھنک اسکے دفع کرنے کے واسطے کوئی سحر پڑھے وہ سینہ کو توڑکر نکل گیا آبشار جادو
زمین پر گرتے ہی ہلاک ہو گیا اسکے مرنے سے وہ ابر دھواں ہوکے غائب ہو گیا بارش موقوف ہوئی
وہ سحر کے سوار جو شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے تھے دفعۃً قطرہائے آب ہوکے زمین پر گرے
اسی طرح ہزار ہا مچھلیاں جو سحراً آبشار جادو سے تالاب کے کنارہ پر جمع ہوئی تھیں وہ بھی نابود ہوئیں
پانی تالاب کا جوش و خروش میں آکے خشک ہونے لگا تھوڑی دیر میں جو دیکھا تو نہ تالاب تھا نہ پانی کا کہیں
نام و نشان تھا صرف ایک میدان نظر آیا ایک میل فولادی زمین پر گڑا ہوا دکھائی دیا اور کئی ہزار ساحران
اصلی ناریخ و ترنج ہار حمائل ڈالے مانش کے کارد سحر گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھوں میں لیے ہوئے
اُس میکہ سے پیدا ہوئے کہ جہاں وہ میل مجوف گڑا تھا آگے آکے اُن ساحروں کے ایک ساحر زبردست
کہ نام اسکا ناظر جادو تھا دکھائی دیا وہ پاس میل مذکور کے ٹھہرکر مردار خوار جادو کو دیکھکر کہنے لگا او نابکار
غضب کیا تو نے کہ سحاب جادو عرف آبشار جادو کو ہلاک کیا طلسم کشا کا شریک ہوا اپنے بادشاہ سے
منحرف ہوا نمکحرامی پر کمر باندھی طلسم صندل کے مٹانے کی فکر کی خبردار ہوگا کہ ابھی میں زندہ ہوں تجھکو اور طلسم
کشا کو یہاں تک آنے نہ دونگا حتی الامکان تجھکو اور طلسم کشا کو قتل دگر فتار کرونگا ناظر جادو یہ کہہ رہا تھا
آبشار جادو کے مرنے سے گویا آثار قیامت ہویدا تھے آندھی سیاہ آئی تھی برق چمک رہی تھی رعد کی
ابر سے صدا آتی تھی سنگ باری و برف باری ہو رہی تھی ہولے تند چل رہی تھی تاریکی محیط عالم تھی اسی
وقت میں مردار خوار جادو نے تقریر ناظر جادو کی سن کے شاہزادہ رستم ثانی کو پاس اپنے بلا کے
ساحر مذکور کو جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے عوض بدی کا بدی ہے شاہ طلسم نے میرے ساتھ دشمنی کی مجھے بے جرم
و خطا قید کیا تھا اب میں رہا ہوا ہوں اسکے ساتھ بھی دشمنی کرونگا جس طرح آبشار جادو کو ہلاک کیا ہے تجھے
بھی ہلاک کرونگا گو تو ساحران زبردست سے ہے زیر زمین محافظ لوح طلسمی رہا ہے مگر میں تجھسے ڈرتا نہیں اگر

اگر تجھکو اپنی زندگی مطلوب ہے تو آمادہ جنگ نہو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر لوح طلسمی کے لینے مین سدراہ
ہو مین بدرستی تجھسے کہتا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا ابھی میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا او بدکردار مین مانند تیرے نمکحرام نہین ہون کہ اپنے بادشاہ سے منحرف
ہوکے نمکحرامی پر کمر باندھون شریک طلسم کشا ہوجاؤن اجازت دیدون کہ لوح طلسمی لے لو مین نمکحلال
لازم شاہ طلسم ہون تجھسے کچھ ڈرتا نہین ہون ذرا تو ادھر قدم تو بڑھا دیکھ تو کیا کرتا ہون سردار خوار جادو
یہ تقریر اُسکی سنکے برہم ہوکے آگے بڑھا رستم ثانی نے بھی مرکب اپنا آگے بڑھایا ناظر جادو نے اپنے
ہمراہی ساحرون سے کہا تم سب یکبارگی حملہ کرکے پے در پے سحر کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر
کرو مین اس نمکحرام مردم خوار جادو کو قتل یا گرفتار کرتا ہون یہ نابکار میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
اگر آتشفشار جادو ہلاک ہوگیا تاالاب وار مشت گیا تو کیا اندیشہ ہے مین تو ابھی زندہ ہون ساحران نابکار اُسکے
کہنے سے طلسم کشا پر بارش اشیا سے سحر کرنے لگے کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کوئی کارد سحر کوئی گلدستہ سحر
مارنے لگا شاہزادہ تلوار علم کرکے اُنپر حملہ ور ہوا سحر اُنکے شاہزادے پر اثر نکرتے تھے شاہزادہ اُنکو
تیغ آبدار سے قتل کرتا تھا ساحر حیران تھے یہ نجانتے تھے کہ پاس رستم ثانی کے انگشتری جمشیدی ہے جو
باطل السحر ہے ابھی شاہزادہ موصوف ساحران مذکور سے لڑ رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی ناگاہ ناظر جادو نے
حلقہ کمند سحر سردار خوار جادو پر پڑھ کر پھینکا چاہا کہ اُسکو کمند سحر مین اسیر کرے لیکن سردار خوار جادو نے
سحر برق بنکر حلقہ سے کمند کو جلا کر سوخت و خاک کیا ناظر جادو حیرت سے دیکھتا ہی رہگیا سردار خوار ابھی فلک
سے برق بنا ہوا الصبلہ غضب اُسپر گرنے لگا وہ بزور سحر غرق زمین ہوگیا بعد ایک لمحے کے دور جاکر زمین
سے نکلا اور ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے کارد سے پیشانی اپنی شگاف کرکے خون گلدستہ
مذکور پر ڈالکر یا خداوند سامری کہکے سردار خوار جادو پر مارا وہ سر پر ساحر مذکور کے آکے پھٹا
گل و غنچہ اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گر سکتے ہی اُنکے ہوا سے سرد چلی کچھ غبار اُڑا بعد ایک لمحے کے
دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک چمن گلہاے رنگا رنگ کا زمین پہ ہے پھول سب شاداب ہین برگ
سبز ہین درخت ہرے بھرے ہین ڈالیان پھولون مین لدی ہین طائران رنگا رنگ ہائین چمن نغمہ سرا ہین
سردار خوار جادو درمیان چمن کے کھڑا ہی تھا بوے گلہاے چمن سونگھ کے مانند مست کے جھومتا ہے
ناگاہ ہوشیار ہوکے چمن کو دیکھتا ہے اور جھولی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے ابھی دیکھنے والے دیکھ رہے تھے
اور مصروف جنگ بھی تھے ناظر جادو خوش ہوکے آگے بڑھا تھا کہ اب چلکے سردار خوار جادو کو
کہ مسحور سحر ہوچکا ہے بآسانی قتل کیجیے ناگاہ سردار خوار جادو نے کہ ساحر زبردست ہے مبتلاے سحر ہوکے
بوے گلہاے چمن سے شانہ دار جھوم کے پھر ہوشیار ہوکے ایک گولا فولادی اپنی جھولی سے نکال
کے سحر اُسپر پڑھ کے اُس چمن پر مارا وہ چمن سحر مانند خس و خاشاک کے جلنے لگا گولا جو پھٹا اُسمین سے
شرارے اور دھوان پیدا ہوا وہ دخان ناظر جادو کے گرد محیط ہوا مانند ایک گنبد کے ہوگیا ناظر اُسمین
نہان ہوگیا اُسکے لشکر کے ساحرون نے اُسے دھوئین مین بند دیکھکے بعضون نے یقین کیا کہ ہائے افسوس
سردار خوار جادو نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سردار ہمارا قید ہوگیا اب لڑنا بیکار یہان سے بھاگنا چاہیے
ہنوز ایک لمحہ بھی اُسے بند ہوے نہ گذرا تھا کہ وہ اپنے سحر سے شرارہ بنکے اُس دھوئین سے نکل گیا

اور پھر بصورت اصلی ہو کے مردار خوار جادو پر گولا فولادی سحر دم کر کے مارا ادھر اسنے اُس گولے کی طرف
دیکھکر سحر کے کلمات وردزبان کر کے اپنی انگلی سے اشارہ کیا وہ مانند ترنج یا لیمون کے درمیان سے
دو ٹکڑے ہو کے بالائے خاک گرا مردار خوار جادو نے مسکرا کر کہا او ناظر جادو او چھوکرے تو مجھ بڈھے
جہاندیدہ جنگ آزمودہ ساحر زبردست پر ایسے چھوٹے چھوٹے ادنی ادنی سحر کرتا ہی اسسے کیا فائدہ ہوگا
کوئی ایسا سحر کر کہ فائدہ بھی کچھ ہو مین زخمی یا قتل ہون اُسنے خجل ہو کے جواب دیا ادھر دار خوار اتنا کہا
تومین نے تجھپر اونی اونی سحر کیے تھے مگر اب تیرے کہنے سے وہ سحر کرتا ہون کہ جسپر مجھے ناز ہی یہ کہکے ایک
پتلا آرد ماش کا مع شمشیر و مرکب بنایا اور اُسپر سحر دم کر کے چند قطرہ خون انگشت کے اُسکے دہن مین ڈالے
وہ آناً فاناً بڑھنے لگا یہانتک کہ مثل انسان کے ہو گیا اور مرکب بھی مانند عربی گھوڑے کے بڑھ گیا
اُس وقت اُس سحر کے پتلے نے آنکھین کھولکر کہا ای ناظر جادو کیا حکم ہی اُس نے کہا ای سوار سحر سامری
جلد جا مردار خوار جادو کو قتل کر دہ تیغ تول کر مرکب کو بڑھا کر جانب مردار خوار جادو چلا ادھر
اُس نے ایک گلدستہ پھولون کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے اور خون پیشانی اُسپر ڈال کے پکار کے کہا او
ناظر جادو دیکھ ایسا بھی سحر تو نے کسی کو کرتے نہ دیکھا ہوگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ اُس سوار نے قریب آکے چاہا کہ
تلوار لگائے کہ مردار خوار جادو نے بعجلت تمام وہ گلدستہ اُسپر مارا وہ بالائے سر سوار مذکور پھٹا پھول
اُسکے سر و رخ پر گرے بو اُن پھولون کی سونگھکر مسخر و مطیع ہو کر ہاتھ کو روک کر کہنے لگا ای مردار خوار جادو
مین فرمانبردار ہون جو کہو ابھی کرون اُس وقت مردار خوار نے کہا اس چھوکرے ناظر جادو کو جاکر قتل کر
سوار مانند برق کے تڑپکر چلا ناظر جادو یہ حال دیکھکر گھبرایا پہلے چند گولے سحر کے اُسپر مارے اُسنے
سر و سینہ پر وہ گولے روک کے قدم آگے بڑھایا ناظر جادو نے ستارہ سحر اُسپر لگائی وہ بھی اُسپر کارگر ہوئی
اسی طرح بہت سے سحر کیے چاہا کہ دفع ہو یا جل کے خاک ہو مگر وہ سوار کسی طرح دفع نہوا نہ اُسکو کچھ
ضرر پہونچا ناظر جادو پریشان خاطر ہو کے پیچھے ہٹنے لگا ادھر مردار خوار اپنے سحر سے اُسے زور دینے لگا
سوار مذکور غضبناک ہو کے جانب ناظر جادو بڑھنے لگا آخر کار ناظر جادو نے مجبور و لاچار ہو کے ارادہ
کیا کہ جلد سحر سے غرق زمین ہو جاے اپنی جان اپنے ہی سحر سے بچائے ہنوز ناظر جادو سحر پڑھ رہا تھا
غرق زمین نہوا تھا کہ سوار مذکور نے جھپٹ کر اُسپر تلوار لگائی اُس نے اُس سحر کے پڑھنے کو ترک کر کے
اور ایک سحر ایسا جلد تر پڑھا کہ چند سپر مین سحر کی اُسکے سر پر ظاہر ہوئین تلوار سوار کی اُن سپرون کو
کاٹکر اُسکے سر پر اس طرح پڑی کہ سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر گئی ناظر جادو دو ٹکڑے ہو کے بالائے
خاک گرا ٹکڑے اُسکے لاشے کے زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے روح اُسکی تن دونیم
سے نکل کے سوے عدم گئی اُسکے مرنے سے بھی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی فلک پر ابر سیاہ پیدا ہوا
برق چمکی آواز رعد آئی سنگ باری ہونے لگی ابھی سحاب جادو عرف آبشار جادو محافظ لوح طلسم
صندل کے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ بخوبی دفع نہوئی تھی کہ ناظر جادو کے ہلاک ہونے سے
زمانہ تیرہ و تاریک ہوا تھوڑی دیر تک دونون ساحران نامی مذکور کے مرنے سے تاریکی اور سنگ باری
و برف باری رہی آخر کار وہ تاریکی بالکل دفع ہوئی پہلے آبشار جادو کے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے
یون بآواز بلند کہا افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آبشار جادو تھا پھر اسی طرح ناظر جادو کے سحر کا

پکارے کہ افسوس ہزار افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا ناظر جادو تھا بعد آنے ان آوازون کے دو بونڈے
زمین پر پیدا ہوئے ایک بونڈے مین لاشہ آتشبار جادو کا دوسرے بونڈے مین لاشہ ناظر جادو کا
زمین سے اُٹھکر بلند ہوا وہ بونڈے یعنی بیر اُن ساحرون کے سحر کے اُنکی لاشین اُٹھا کے سوے شاہ
طلسم روانہ ہوئے بعد جانے لاشہ ہاے مذکور کے مردار خوار جادو نے دیکھا کہ باوجود قتل ہونے
ساحران مذکور کے یہ ساحران نابکار شاہزادہ رستم ثانی سے لڑرہے ہین گو قتل ہورہے ہین مگر بھاگتے
نہین ہین برابر سحر کررہے ہین ترسول بنسول بھی ماررہے ہین یہ دیکھکر غضبناک ہوکے خود بھی اُسنے سحر کیا
اور سوار سحر سے کہا اب ان ساحرون کو قتل کرو وہ تو تابع حکم تھا اُنھین قتل کرنے لگا ساحران مذکور تنگ
عاجز ہوکے تاب مقابلہ نہ لاکے بہت سے قتل ہوکے طالب امان ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا اُنکو
بشرط قبول دین حق امان دیجائیگی اُنھون نے عرض کیا ابھی ہم داخل دین اسلام نہ ہونگے کیونکہ ہمکو آپکی طرف سے
شاہ طلسم سے لڑنا ہوگا اگر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائینگے تو سحر بھول جائینگے ابھی اُمیدوار ہین کہ ہماری
التجا کو قبول کیجیے شاہزادہ نے اُنکی التماس بدل قبول کرکے اُنھین امان دی وہ سب ساحر دو ہزار
زیادہ تھے مطیع دین اسلام ہوکے قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک ساحر پر مہربانی کی بعدہ مردار خوار
جادو نے لاشے ساحرون کے پڑے ہوئے دیکھکر تاب ضبط نہ لاکے موافق عادت قدیم
گوشت اُنکا پیٹ بھر کے کارد سے کاٹکر کھایا رستم ثانی نے اُسے گوشت ساحران مقتول کا کھاتے دیکھکر
قریب جاکر گوشت مذکور کے کھانے سے منع کیا پھر اُسکے دلیرانہ لڑنے کی اور کارہاے نمایان کرنے کی
تعریف کی اُسنے عرض کیا ای طلسم کشا یہ فتح محض اقبال حضور سے ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی
پھر اُسنے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار اب دیر نہ کیجیے جلد اس میل فولادی کو ایک زور مین زمین سے
اُکھیڑیے اور لوح طلسم کو کہ زیر میل مذکور ہے نکال کے اپنے قبضے مین کیجیے لاشے آتشبار جادو و
ناظر جادو سوے شاہ طلسم بونڈون مین لپٹکر اور بلند ہوکے گئے ہین بیر اُن ساحرون کے سحر
کے بونڈے لیکر لاشے اُنکے اُٹھا کے لیگئے ہین مبادا لاشون کے دیکھنے سے غضبناک ہوکے تنہا یا ہمراہ
اپنے لشکر کے یہان آجائے تو اچھا نہوگا لوح طلسمی وہ ضرور لیجائیگا آپ سے اور مجھسے وہ نہ [illegible]
بلکہ مجھے اور آپکو اسیر کرلےگا کیونکہ وہ شاہ طلسم ہے گو کہ آپکے پاس انگشتری جمشیدی ہے اور
مین ساحر زبردست ہون میرے پاس بھی تحفہاے طلسمی دو چار ہین مگر وہ بڑی سحر ہے اور مین ایک
ساحر ہون اُس سے بخوبی مقابلہ نہ کرسکونگا شاہزادہ نے اُسکی تقریر کو سنکے بسم اللہ کہکے اُس میل
فولادی پر زور کیا وہ اپنی جگہ سے زور اول ہی مین اُکھڑ آیا مردارخوار نے خوش ہوکے کہا اگر یہ میل
آپسے زور اول مین اپنی جگہ سے نہ باہر آتا تو لوح کے دستیاب ہونے مین تردد تھا اب کچھ اندیشہ
نہین ہے دیکھیے اسکے نیچے ایک صندوقچہ ہوگا اُس صندوقچہ کو اپنے ہی ہاتھ سے نکال کے لوح طلسمی اپنے
قبضے مین کیجیے شاہزادہ نے اُسکے کہنے پر عمل کیا لوح کو صندوقچے سے نکال کے اپنے گلے مین ڈال لیا
اُس وقت مردار خوار جادو و دیگر ساحر خوش ہوئے ہر ایک نے کہا ای طلسم کشا مبارک ہو کہ
لوح طلسم صندل آپکے ہاتھ آگئی اب فتح کرنا طلسم صندل کا کچھ مشکل نہین ہے یہی لوح آپکو
ہر وقت ہر امر مین ہدایت کریگی جب دیکھیے گا حکم لوح سے آگاہ ہوجائیے گا رستم ثانی ہر ایک کی گفتگو سنکے خوش ہوا

بعدہ اُسی جگہ قیام کیا اور ساحرون سے قلم و قرطاس و دوات طلب کرکے دو نامے لکھے ایک نامہ تو
خورشید روشن دل کو لکھا اور ایک نامہ سرشار شاہ و حدید شاہ کو تحریر کیا مضمون دونون نامون کا
ایک تھا ہر ایک نامہ مین یہی لکھا تھا کہ عنایت خدا سے مین نے لوح طلسم صندل پائی ہی اب ارادہ یہان
سے آگے جانے کا ہی چاہتا ہون کہ آپ بھی ہم تک آجایے ہم آپ مجتمع ہوکے یکبارگی جانب طلسم
صندل روانہ ہون غرض شاہزادہ یہ مضمون دونون نامون مین رقم کرچکا سر نامے لکھکر نامون کو
ملفوف کرکے سر نامون پر مہر اپنی کرکے کہنے لگا ای ساحران خیر خواہ مین کہو تم سب مین کون ایسا ساحر ہی کہ جو
یہ دونون نامے لے جائے ایک خورشید روشن دل کو جا کر دے اور دوسرا نامہ حدید شاہ کو اثنائے
راہ مین دیدے کیونکہ وہ مع لشکر ضرور اس طرف آتے ہونگے اس وقت سردار خوار جادو نے عرض کیا ای
شاہزادہ ذیوقار یہ خدمت مجھی سے لیجیے اس کام کا انصرام بھی اچھی طرح مجھسے ہوگا شاہزادہ نے
مع خاتم جمشیدی کے اُسے نامے دیے وہ رخصت ہوکے روانہ ہوا پہلے اثنائے راہ مین حدید شاہ وغیرہ
کو دیکھکر ایک نامہ اُسے دیا پھر وہان سے تخت سحر پر بیٹھکر سوے خورشید روشن دل گیا بعد قطع راہ دور
دراز دربار خورشید روشن دل مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی صدہا ساحران نامی نامور علی قدر مراتب بیٹھے
ہین خورشید روشن دل تخت پر وثوق اعزا ہی فرزند اسکا متصل تخت ایک کرسی جواہر نگار پر اُسکے پہلو مین مانند
دل کے ہی سردار خوار نے مجملاً اہل دربار پر نظر کرکے خورشید روشن دل کو حسب قاعدہ سلام کیا اُس
شاہزادہ ذیوقار نے اُسے پہچان کے ساحر زبردست جان کے موافق اُسکی عزت کے ایک جگہ اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ
اُس جگہ بیٹھ گیا اُس وقت خورشید روشن دل نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مے مع شیشہ و ساغر لایا اشارہ
سے اپنے بادشاہ کے ساغر بلورین مے ناب بھرکے روبرو مرد الخوار جادو کے لیگیا اُسنے یہ عنایت و
الطاف و عزت افزائی شاہ موصوف کی اپنی نسبت دیکھکر دل مین خوش ہوکے خورشید روشن دل کی
ثنا کرکے جام مے لیکے سلام بادشاہ کو اس عطیہ کا کرکے شراب پی جب دو چار جام مے ساقی سے لیکر شراب پی چکا
اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بیکار انہم نامہ دار شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشاے طلسم صندل شاہ موصوف
نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ دیا خورشید روشن دل نے میر منشی سے وہ نامہ پڑھوایا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکے بہت خوش ہوکے پوچھا ہمنے سنا تھا کہ تمکو صندلان نے قید کیا تھا رہائی تیری کیونکر
ہوئی اور لوح طلسم صندل شاہزادہ رستم ثانی کو کس طور سے دستیاب ہوئی اُسنے تمام حال جو گذرا تھا ابتدا سے
تا انتہا بیان کیا بادشاہ موصوف سنکے خوش ہوا پھر اُسی وقت حسب الطلب رستم ثانی کے سامان لشکر کشی
و جنگ کرکے اپنے فرزند کو ہمراہ لیکے مع تمامی سپاہ و ساحران نامی وغیرہ نامی کے بصد شان و شوکت و ہزار
جاہ و جلال تخت پر سوار ہوکے سمت شاہزادہ رستم ثانی کوچ کیا سردار خوار جادو اثنائے راہ سے رخصت
ہوکے بضرورت کسی کار ضروری کے اپنے گھر گیا شاہزادہ رستم ثانی بجمعیت ساحران صحرا مین خیمہ زن تھا کہ
پہلے سرشار شاہ و حدید شاہ لشکر لیے ہوے آئے شاہزادہ انہین دیکھکر اُنکے آنے سے خوش ہوا
اُنھون نے تہنیت حصول لوح طلسم صندل کی دی پھر پوچھا کس طور سے لوح دستیاب ہوئی شاہزادہ نے
تمام حال لڑائی کا اور دستیاب ہونے لوح کا بیان کیا ہر ایک اعلی و ادنی سنکے خوش ہوا ابھی داخلہ سرشار شاہ
اور حدید شاہ کا ہوا تھا لشکر طلسم کشا اُترا تھا بارگاہ مین و خیام ایستادہ و برپا ہوے تھے شاہزادہ بارگاہ مین

بیٹھا ہوا حمید شاہ و سرشار شاہ سے ہمسخن تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے ناگاہ سوئے فلک
دیکھا کہ بہت سے ٹکڑے ابر سرخ و سیاہ کے نمایاں ہوئے انمیں برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر کے ٹکڑے
سے پانی برستا ہوا معلوم ہوتا تھا کسی ٹکڑے سے پھول تر و تازہ گرتے ہوئے نظر آتے تھے کسی سے شعلہ ہائے آتش گرتے
تھے کسی سے بارش مروارید آبدار ہوتی تھی شہزادہ رستم ثانی و سرشار شاہ و حمید شاہ وغیرہ سوئے ٹکڑہائے ابر دیکھ رہے
تھے ہر ایک کو جداگانہ خیال تھا کوئی جانتا تھا کہ صندل آن شاہ بجمعیت فوج کثیر برائے مقابلہ مجادلہ آتا ہے کوئی کہتا
لاتے آتشبار جادو و ناظر جادو کے اُسکے پاس پہنچے ہونگے پس تمام حالات سے وہ آگاہ ہو کر غضبناک ہو کے آتا ہے
کوئی سمجھتا تھا کہ یہ آمد بادشاہ خورشید روشن دل کی ہے کیونکہ طلسم کشا نے نامہ بدست مرداد خوار جادو
روانہ کر کے اسے طلب کیا تھا لہٰذا وہی بادشاہ ذیجاہ مع لشکر ظفر اثر بصد شان و شکوہ آتا ہے یکایک وہ ٹکڑے
ابر شق ہوئے کسی ٹکڑہ ابر سے بالائے تخت زرین جواہر نگار بادشاہ خورشید روشن دل نمایاں ہوا کسی ابر کے ٹکڑے سے
فرزند دلبند بادشاہ خورشید روشن دل عیاں ہوا کسی ابر سیاہ سے افسران سپاہ بادشاہ موصوف پیدا ہوئے کسی ابر سیاہ
و کلاں سے لشکر کثیر ساحران ظاہر ہوا ہر ایک ساحر کو دیکھا کہ حمائل اسباب سحر کی اُسکے دوش پر ہے آثار خوشی و سرور
چہرہ سے عیاں ہیں بعضوں کے ہاتھوں میں ترسول و پنجول ہیں عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے مختلف سواریوں پر
سوار ہیں کوئی فیل آتشین کوئی نہنگ آتشین کوئی اژدر شعلہ فشان کوئی طاؤس سحر کوئی باز سحر کوئی لط سحر وغیرہ
جانوران وحش و طیر سحر پر سوار ہیں شہزادہ رستم ثانی بادشاہ خورشید روشن دل کو دیکھکر خوش ہوا سرداران سپاہ کو
واسطے استقبال کے حکم دیا ہنوز سرداران سپاہ بغرض استقبال نہ گئے تھے سامان جانیکا کر رہے تھے کہ سوئے فلک سے
خورشید روشن دل وغیرہ بالائے زمین آئے پھر سب سواریوں سے اُترے خورشید روشن دل بھی اپنے تخت
سے اُترکر ہمراہ اپنے فرزند و اہل دربار کے بارگاہ طلسم کشا میں آیا شہزادہ رستم ثانی نے تعظیم و تکریم کر کے شاہ موصوف
کو قریب اپنے بٹھایا فرزند بھی خورشید روشن دل کا پاس اپنے پدر کے بیٹھا اہل دربار و افسران سپاہ بادشاہ
موصوف بھی علی قدر مراتب بیٹھے تھے اُسوقت شہزادہ رستم ثانی نے ساقیان گلرو کو طلب کیا وہ کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ
و جام بلورین لیکر بارگاہ میں آئے اور باشارۂ شہزادہ رستم ثانی سے اہل بزم دربار کو [illegible] بلورین میں شراب
ناب بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک خوش ہو کے پینے لگا حسب بیان گلرخساران اہل بزم کو شراب پلا چکے کشتیاں شراب کی
لیکر بارگاہ سے چلے گئے پھر بحکم رستم ثانی جو ارباب نشاط ہمراہ لشکر سرشار شاہ و حمید شاہ آئے تھے
انمیں سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوبرو اور خوش گلو بھی تھی حاضر بارگاہ ہوئی اُسنے شہزادہ ذیجاہ کو سلام
کر کے اپنے سازندوں سے کہا جلد تر سازوں کو درست کرو انھوں نے حسب دلخواہ سازوں کو درست کر کے گت بجانا
شروع کیا رقاصہ مذکورہ بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم دیکھنے لگے خوش ہو کے کہنے لگے خدا نے یہ دن دکھایا
کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی اسکے حصول کی خوشی بیشمار ہوئی خورشید روشن دل کبھی سوئے رقاصہ
دیکھتا گاہ شہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہو کے مبارکباد حصول لوح طلسمی کی دیتا تھا اور کہتا تھا اب
طلسم صندل کا درہم و برہم کرنا نام و نشان اسکا مٹانا ہر آپ در نیا توڑتا رہنا ہے آسان ہی شہزادہ خوش ہو کے جواب
دیتا تھا بفضل خدا انشاءاللہ حال ہوا لوح طلسم ملگئی اب اگر پروردگار چاہیگا تو جلد طلسم صندل کو بعد ابتدا لوح توڑ ڈالیگا
ابھی شہزادہ موصوف خورشید روشن دل سے ہمسخن تھا ناگاہ رقاصہ مذکورہ نے بعد رقص کرنے کے تھیں گت
تا بیٹھے کہ یہ غزل شروع کی غزل

تری ہیں جفائیں اس ستم کی	بلا سے کہ ناز ہیں جا لیں ستم کی

سمان آنکھون نے ساون کا دکھایا
اگر ہاتھ آئے خاک اُسکے قدم کی
نہال اس وقت مین غمخوار ہے کون

نظر بدلی جو اُس ابر کرم کی
ہم اُس کوچہ مین ایسے جم کے بیٹھے
کہون کس سے کہانی اپنے غم کی

لگاؤن آنکھ مین سرمہ کے مانند
کہ حالت ہوگئی نقش قدم کی

اہل بزم عشرت منزل مسند رحمت نشینے بعض بعض پسند کرکے تعریفین کرنے لگے اور رقاصہ کے خوش گلو ہونے کے بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے چار پہر کامل یہان بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ ناچ گانا ہر ایک رقاصہ نے حکم شاہزادہ سے موقوف کیا ہنگام شام خورشید روشن دل نے شاہزادہ سے کہا آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھیے لوح حکم کیا دیتی ہی شاہزادہ نے لوح کو بسم اللہ کہکے دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ ای طلسم کشا اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو فتح طلسم کو لازم ہی کہ یہان سے جانب دست راست روانہ ہو کیونکہ آگے طلسم رنگین حصار ملیگا اور یہ طلسم ایکشاخ ہی طلسم صندل کی یہ اُس سے جدا نہین ہی پس قبل اسی طلسم کی بربادی کی فکر کرنا چاہیے شاہزادہ موصوف نے اس حکم لوح سے آگاہ ہوکے خورشید روشن دل سے بیان کیا اُسنے کہا کل وقت سحر یہان سے سوئے طلسم رنگین حصار روانہ ہوجیے شاہزادہ موصوف اُس شب کی صبح کو اُس صحرا سے جانب دست راست ہمراہ تمامی لشکر کے اور سب اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوا اُسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال دربار شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہی کہ وہ اپنے دربار مین خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا عیش و عشرت کے سوا کوئی فکر و صدمہ نتھا طلسم کشا کی طرف سے اُسے اطمینان تھا کہ لالہ زار جادو نے اُسے گرفتار کرلیا ہی عرضی اُسکی آچکی جواب عرضی مین حکم اسیری طلسم کشا دیدیا گیا ہی اُسی عالم خوشی و اطمینان مین دفعتًا سوئے آسمان سے صدائے فریاد و فغان ایسی سنکے سر اُٹھا کے دیکھا دو بونڈے گرد کے نظر آئے ابھی شاہ طلسم سوئے فلک بونڈ اون کو دیکھ رہا تھا صدائے فریاد سے متردد تھا ناگاہ اُن بونڈ اون نے دربار شاہ طلسم تک پہونچ کے لاشے سحاب جادو عرف آلبشار جادو و ناظر جادو کے عین دربار مین ڈالدیے اور ایک جانب وہ بونڈے یعنی ابر سحر کے نالان و فریاد کنان چلے گئے شاہ طلسم اُن لاشون پر نظر کرکے حواس باختہ ہوکے زانو پر ہاتھ مارکے کف افسوس ملکے کہنے لگا کہ یہ کیا غضب ہوا انکو کس نے مارا اہل دربار بھی لاشے دیکھکر حیران ہوئے سکوت کا سا عالم ہوگیا پھر انہین سے چند ساحرون نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ ذرا کتاب ساحری مین دریافت کیجیے کہ ان ساحران نامی کو کسنے قتل کیا ہی سنتے کتاب ساحری کو بصد ادب کھولکر دریافت حال کرکے اہل دربار سے کہا انکو سردار خوار جادو نے بہم اُس طلسم کشا کے قتل کیا ہی لوح طلسم صندل طلسم کشا کے ہاتھ آگئی ہی خورشید روشن دل وغیرہ مع لشکر اُسکی مدد کو آئے ہین یہ دیکھکر کتاب مذکور کو بند کرکے تا دیر سر بزانو فکر مین بیٹھا رہا بعد فکر بسیار اپنے اہل دربار سے کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسم مل گئی ہی تو چندان اندیشہ نہین ہی جب چاہونگا اُسکے لشکر کو تباہ و برباد کرکے لوح طلسم بھی اس سے لونگا اہل دربار نے موافق اُسکی راے کے عرض کیا حضور کو اس وقت گونہ ملال ہی مناسب ہی کہ دفع رنج کے واسطے ارباب نشاط کو طلب کیجیے اُنکا رقص و نغمہ دیکھیے آپکا تو مرتبہ زیادہ ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم دیجیے گا تو وہ جاکے طلسم کشا کے لشکر کو خاک مین ملادیگا لوح طلسم کسی تدبیر سے اُس سے چھین لیگا شاہ طلسم اُنکے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اُن لاشون کے باب مین حکم دیا کہ دربار سے اُٹھا کر لیجاؤ موافق ہمارے طریق و مذہب کے انہین جلادو ملازم لاشے اُٹھا لے گئے اور انہین آگ مین جلا دیا یہان تو شاہ طلسم بوجہ ادبار کے غافل و مصروف عیش و راحت ہی مطمئن ہی کہ جب چاہونگا طلسم کشا سے کسی طور سے یہ کردونگا لوح طلسمی لونگا اور ایکبار دلی سحر مین اُسکے تمام لشکر کو نیست و نابود کردونگا مگر اب حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

ہی کہ بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحرائے وحشت خیز و تیرہ و تاریک کے قریب پہونچا اُسے دیکھکر حیران ہوا کیونکہ
تاریکی اُس صحرا میں از حد تھی مطلق کچھ دکھائی نہ دیتا تھا شاہزادہ نے قدم اُس صحرا میں نہ رکھکر علیحدہ اُس صحرا سے
مع لشکر قیام کر کے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا تجکو لازم ہے کہ اس صحرائے تاریک کی راہ کو ترک کر حالانکہ
اس طرف سے بھی راہ طلسم رنگین حصار کی ہے لیکن خرابیان اور سختیان بہت اس راہ میں در پیش آئینگی لہذا اس
راہ پرخوف و دشوار گذار کو چھوڑ کے بیابان سے جانب دست چپ روانہ ہو ایک بحر و خار نظر آئیگا اُس دریا میں
جو کشتی پر نظر آئے اُس سے اپنے بیان مخفی کرنا اور باتین مکر و فریب کی کر کے موقع پاکے بھی پر سوار ہو جانا یہ حکم لوح کا ذہن نشین کر کے لشکر کو
وہین چھوڑ کے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا اسکو اثنا سے راہ میں چھوڑ جاتا ہے اور اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے
کہ امیر ثانی شہر کہرانیہ میں قیام پذیر تھے کہران شاہ دعوت و ضیافت امیر ثانی میں مصروف تھا اسی زمانہ میں ایک
تاجر مال و اسباب انواع و اقسام کا لیکر راہ دور و دراز سے شہر کہرانیہ میں آیا کہران شاہ نے اُسکے آنے کی خبر سنکے اُسکے
بارے میں حکم دیا کہ جو اسباب پیش بہا اپنے ہمراہ لایا ہے جلد لیکر ہمارے پاس آئے ملازمون نے حکم شاہ موصوف سے
تاجر مذکور کو جا کے آگاہ کیا اُس نے کہا کل وقت سحر کمیاب اسباب نفیس و نایاب بیش قیمت کی ہمراہ لیکے حاضر خدمت
بادشاہ کہران شاہ ہونگا جو کچھ اشیائے بیش بہا لایا ہون پیش کش کرونگا ملازمون نے آکے کہران شاہ سے
عرض کیا کہ سوداگر نے عرض کیا ہے کہ میں صبح کو حاضر خدمت ہونگا کہران شاہ یہ سنکے خاموش رہا دوسرے روز وقت
سحر تاجر مذکور حسب وعدہ جملہ مال و اسباب نفیس و نادر ہمراہ لیکر اُس وقت بزم عشرت میں پہونچا کہ امیر ثانی و بادشاہ
لشکر اسلام و کہران شاہ وغیرہ بعد نماز سحر پڑھنے کے بیٹھے ہوئے تھے ناچ رنگ کا نام و نشان تھا اور باہر کا تماشا ظاہر ہم
میں نہ آئے تھے ایسے وقت میں تاجر نے بزم مذکور میں جا کے کہران شاہ و امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کو حسب قاعدہ
سلام کیا اور جو اسباب پیش بہا ہمراہ لیگیا تھا وہ موافق قاعدہ پیش کیا کہران شاہ وغیرہ اُس اسباب کو بنظر
خریداری دیکھنے لگے اُس وقت امیر ثانی کو شاہزادہ رستم ثانی یاد آیا اپنے لشکر کے بعض سرداروں سے مخاطب ہو کے
فرمایا افسوس ہے اس بزم میں سب سردار لشکر ہیں مگر رستم ثانی نہیں ہے جب سے وہ بیابان گیا ابتک کچھ حال اُسکا معلوم نہوا نہیں
معلوم فی زمانہ کہان ہے کس حال میں ہے مجھے تردد ہے چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے باخبر ہون امیر ثانی اپنے سرداران
سپاہ سے یہ فرما رہے تھے تاجر مذکور بیٹھا ہوا سنتا رہا تھا جب امیر ثانی خاموش ہوئے اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی
آپ شاہزادہ رستم ثانی کی خبر دریافت کرنا چاہتے ہین امیر باز قبر نے فرمایا ہان مین چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے
آگاہ ہون اُس نے کہا اتنا تو میں جانتا ہون کہ جب میں شہر حلب میں گیا تھا اُس زمانہ میں شاہزادہ موصوف
اُس شہر میں تھا حاکم بادشاہ کی دختر سے عقد اُسکا ہوا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ براہ صندل لوح طلسم صندل انھیں
طلسم صندل روانہ ہو جیسے ہی میں تو اپنا مال و اسباب فروخت کر کے وہاں سے چلا آیا نہیں معلوم شاہزادہ وہاں سے لشکر
لیکر سوئے طلسم صندل روانہ ہوا امیر ثانی نے یہ خبر سنکے بہت متردد ہو کے عمر ثانی کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ اے خواجہ
تم جانتے ہو کہ رستم ثانی سے کسقدر مجھے الفت ہے اور کیا قرابت ہے اس تاجر کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ براے فتح
طلسم صندل براہ اصول لوح طلسم صندل بسمت طلسم مذکور روانہ ہوا ہے ساحران نابکار لوح طلسم صندل اُسے
لینے دینگے سحر کرینگے وہ صاحب اسم اعظم الٰہی نہیں ہے ایسا نہو کہ اُسے گرفتار یا قتل کریں لہذا تمھارے پاس بادمہرہ
وغیرہ اشیائے معجزہ ہیں تم اُس تک جلد جا سکتے ہو اور کوئی عیار یا تمھارے جا بجز نہیں جا سکتا ہے لہذا ابھی تم
یہان سے بسمت طلسم صندل روانہ ہو پاس شاہزادہ رستم کے جا کے اُسکے معین ہو دشمنون کے مکر و فریب سے

اُسے بچاؤ میں تمہیں زر کثیر دونگا خواجہ نے زر کثیر کے ملنے کے لالچ سے کہا ابھی سوے طلسم صندل جاتا ہوں کیا مجال کسی ساحر و غیر ساحر کی کہ میری موجودگی میں شاہزادہ موصوف کو بنظر بد دیکھ سکے یہ عرض کر کے بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے قرتول اور باد مہری اپنے پاؤں میں باندھ کے امیر ثانی وغیرہ سے رخصت ہو کے جانب طلسم صندل بعد عجلت روانہ ہوئے ناظرین عالی مقام پر روشن ہو کہ خواجہ کسقدر تیز رو ہیں اور اب باد مہرہ پاؤں میں باندھے ہیں اور سوے طلسم صندل روانہ ہوئے ہیں کسقدر جلد پہونچیں گے چونکہ اس جگہ اس موقعہ پہ ان کو حال شاہزادہ رستم ثانی لکھنا منظور ہے اس وجہ سے عمر و ثانی کو اثنا ے راہ میں چھوڑ کے حال شاہزادہ موصوف کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے جانب دشت عجیب روانہ ہو کے قطع راہ کرتا ہوا سیر کوہ و دشت کرتا ہوا چلا اثناے راہ میں جا بجا قیام کرکے ایک روز قریب شام کنارہ ایک بحر زخار کے پہونچا وہ بحر ایسا پر خوف و خطر تھا کہ فقط اسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا ہر ایک ادنی موج اسکی بلند ہو کے آسمان کے چھو لینے کا ارادہ کرتی تھی جوش و خروش اسمیں ایسا تھا کہ پناہ بذات خدا باوجود اسکے پایان نہونے کے پانی اس بحر ناپیدا کنار کا کبھی تلک بار بار اچھل کے جاتا تھا ہر حباب اسکا مردم کو غصہ کی آنکھ دکھاتا تھا سونس گھڑیال بڑی بڑی مچھلیاں وغیرہ جانور اسمیں لاتعد و لاتحصے تھے شاہزادہ موصوف کنارہ دریا کے پہونچکر دریاے مذکور کو دیکھکر متردد تھا دل میں خیال کرتا تھا کہ یہ بحر زخار کسقدر مہیب ہے طوفان سا ہو رہا ہے کشتی و جہاز آنکھ سے دیکھنے سے غرق دریاے فنا ہوئی جاتی ہیں اس بحر زخار سے کوئی بھی عبور نہ کر سکتا ہوگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی یہ باتیں اپنے دل میں کر رہا تھا ناگاہ دور سے ایک مورپنکھی مانند ستارہ سحر کے چمکتی ہوئی اور مثل تیر کے اسی سمت آتی ہوئی نظر آئی شاہزادہ نے لوح کو زیر لباس پوشیدہ کر لیا تھوڑی دیر میں وہ مورپنکھی قریب تر آئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری پیکر حور نژاد پری سیرت حور صورت لباس شاہانہ زیب تن کیے بصد ناز و ادا مسند زرین پر بیٹھی ہے سن اسکا چودہ پندرہ برس کا ہے آغاز شباب ہے اور چند عورتیں ہم جلیس و کنیز بھی اسی مورپنکھی پر ہیں انمیں کنیزیں تو ڈانڑوں سے مورپنکھی کو کھینچتی ہیں اور جو لیاں ہم جلیس ہیں اسکے ہمیں و یسار بیٹھی ہیں ایک ایک انمیں نوجوان و پری پیکر ہے لباس رنگین پہنے ہیں صورتیں انکی بھی لائق دیکھنے کے ہیں اگر وہ مہر منیر جو مسند نشین ہے ماہ تاباں ہے تو یہ ہم جلیسیں اسکی کواکب درخشاں ہیں نہایت ہنس مکھ و گرم مزاج ہیں بیہ ہی مذاق قہقہہ ایکدم انہیں قرار نہیں ہے کبھی وہ بے اختیار کسی بات پر قہقہہ مار کر ہنستی ہیں کبھی خود ہی طبلے کی جوڑی بجا کر پیشتر لیا نہایت خوبی و خوش آوازی سے گانی یہ غزل موافق مقام ہزا

پہلو میں دل نہ تھا شرر برق طور تھا	گرمی سے روز حشر جو شور نشور تھا	جبتک رہا ہزار طرح کا فتور تھا
بیٹھا ہی تھا کہ ... میں تو مرا سر پھر آ گیا	اسمیں نثر کیا یا وہ انکا جگر ضرور تھا	داغ دل اپنا مردمک چشم حور تھا
نقد بر میں تو ان کے بگڑنا ضرور تھا	رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا	... زلف پر شکن کو شب وصل کیوں ...
		تھا حق یہ ان بتوں کی عدالت سے دور تھا

وہ حور خصال گھانا سن رہی ہے مضامین بعض بعض شعروں کے سمجھ کے مسکراتی ہے گاہے بے اختیار ہنس دیتا ہے اسکے سننے سے سب عورتیں بھی کچھ کچھ سمجھ کے قہقہہ مار کر ہنستی ہیں کبھی انمیں سے ایک دوسری سے چہلیں ہیں وہ شرارت سے ہنسکر دل لگی کرکے اسکے چھیڑنے کے لیے چٹکی لیتی ہے وہ اپنی زبان سے بے اختیار آہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ عالم دیکھیے اس شریر نے میرے اس زور سے سینہ پر چٹکی لی ہے کہ نشان پڑ گیا ہے ایسی مجھے ہنسی پسند نہیں ہے یہ عورت ہے کہ مرد ہے جو ایسی جگہ ہاتھ دوڑاتی ہے اور اپنے عضو کو دباتی ہے ذرا اسے منع کر دیجیے وہ ہنسکر اس سے کہتی ہے اور

رونی صورت تو ہنسی مین بگڑتی ہی مجھسے فریاد کرتی ہی تیرے بھی تو ہاتھ ہین تو بھی اسکے چٹکی لے لے وہ یہ سنکے
اسکی رانون مین زور سے چٹکیان لیتی تھی وہ برداشت کرکے کہتی تھی اے بیچارہ جا مجھکو تنگ کبھی انھین سے
کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر کوئی میرا عاشق ہوتا تو اسے جلا جلا کے نیم جان کرتی کبھی مدعائے دل
عاشق بر نہ لاتی شاہزادہ رستم ثانی ان سبکو دیکھکر باتین انکی سنکے خوش ہوتا تھا اور اس مسند نشین پر مائل
ہوکے اسکی طرف نگران تھا دل مین کہتا تھا ایسی خوبرو عورتین بھی شاذ و نادر نظر آتی ہین کیا اسکا حسن و
جمال ہی کہ آگے اسکے حسن و جمال کے پری و حور کی بھی کچھ حقیقت نہین ہی شاہزادہ عالیجاہ صورت زیبا پر اُسکی
نہایت مائل ہوا اور دل مین اپنے ثنا اسکے حسن و جمال کی کررہا تھا ناگاہ اسکی ہمجولیون نے شاہزادہ رستم ثانی کو
کنارہ بحر مرکب پر سوار دیکھکر قہقہہ مارکر کہا اے ملکہ عالم ذرا کنارہ بحر تو دیکھیے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار نہین معلوم
کسکے انتظار مین کھڑا ہی صورت اسکی مرغوب طبع ہی قابل دید ہی ملکہ نے انکے کہنے سے شاہزادہ موصوف کو
دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہوکے اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی ذرا مورپنکھی کنارے پر جائے تو
اس جوان سے پوچھو کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا ارادہ ہی یہان کیون کھڑا ہی اُن عورتون نے یہ سن کے
کنیزون سے کہا اے ہرزہ کارو ذرا مورپنکھی کنارے پر لیجاو ارشاد ملکہ کو تو سنا کرو وہ کنیزین ڈانڈین پانی مین
مارکر مورپنکھی کو کنارے پر لائین اس وقت ایک ہمجلیس ملکہ نے کہ نہایت شریر و چالاک تھی شاہزادہ
سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگی اودھر دو کے تجھے کیا مصیبت پڑی ہی کیا آفت آئی ہی کہ ایسے صحرا لق و
دق مین کنارہ بحر کھڑا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی نام تیرا کیا ہی کہان سے آیا ہی ہماری ملکہ عالم کو دن گھڑی گھور کے
دیکھتا ہی شاہزادہ موصوف نے بمصلحت جھوٹ بولنا اختیار کرکے کہا واقعی مین مصیبت کا مارا ہون فلک نے
ظلم کیا ہی آفت مین مبتلا ہوا ہون اس سرزمین پر آکے تباہ و برباد ہوگیا ہون زندگی سے عاجز ہون دل چاہتا ہی
اس بحر زخار مین اپنے تئین گرا دون غرق ہو جاؤن اس طرح جان اپنی دیدون اسی ارادہ سے یہان کھڑا
ہون لیکن پھر خود کشی کا قصد نکرون کہ تباہ ہو گیا ہون اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا جمیل ہی رہنے والا ہندوستان
کا ہون لاکھون روپیہ کا اسباب و مال جہازون پر بار کرکے تری کی راہ سے آیا تھا تجارت کا قصد تھا فائدہ
کی امید مین یہ نقصان عظیم ہوا کہ طوفان مین جہاز آگئے سب مال و اسباب نوکر چاکر ناخدا و معلم وغیرہ جتنے
آدمی جہازون پر تھے ہمراہ جہازون کے وہ سب اسی بحر زخار مین غرق ہوگئے مین ایک تختہ پر بیٹھا ہوا کنارے تک آیا
زندگی باقی تھی غرق ہوا کنارے پر آکے اپنے نقصان کا خیال کرکے بہت رویا آخر پیادہ پا ہو جانے کی وجہ سے
یہ گھوڑا مین نے اپنے بازو کے اسکے فروخت کرکے خریدا ہی چونکہ مین محض تاجر ہی نہین ہون فن سپہگری و
پہلوانی سے بھی مجھے شوق ہی اسلحہ جیسے تلوار سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب اپنے پاس رکھتا ہون تمھاری
ملکہ عالم کو مورپنکھی پر سوار ادھر آتے دیکھکر ٹھہر گیا انکے حسن و جمال کو دیکھنے لگا کچھ خطا نہین کی تھی اگر اس وقت
یہ مورپنکھی ادھر نہ آتی تو مین غرق بحر ہو چکا ہوتا اب تک زندہ نہ رہتا روپیہ کی کوفت اور زر و جواہر و مال و اسباب
و مرکب تری و تازی کا نقصان ایسا نہ تھا کہ مین زندہ رہتا یہ کہکے آبدیدہ ہوا ملکہ نے بے حجابانہ کہا اے جوان تیری
باتین سنکے مجھے تیرے حال پر رحم آیا تو اپنی جان نہ دے زر و جواہر و مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال و ملال
ذرا بھی نکر اگر تو زندہ رہیگا تو اسباب و مال پھر فراہم ہو جائیگا مین اقرار کرتی ہون کہ جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی اس سے
زیادہ تجھے زر و جواہر دونگی تو مال و اسباب خرید کرکے تجارت کرنا مقام تجارت طلسم رنگین حصار سے بہتر

اپنے دل میں کہتی تھی اے ملکہ رنگین کا کل کشتا خوشا مقدر تیرا کہ ایسے جوان پر دل تیرا آیا کہ جو لاکھوں جوانوں میں
چیدہ ہی وہ نازنین باوجود خود حسین ہونے کے شاہزادہ کے حسن دلفریب کی بجائے خود تمنا کرتی تھی الحاصل انھیں باتوں
میں قطع راہ ہوئی مور پنکھی کنارہ پر پہونچی ملکہ مذکورہ ادا و ناز سے اُس مور پنکھی سے اُتری اشارہ سے اپنی
ہمجلیسوں سے کہا اس جوان کو بعد میرے جانے کے میرے باغ میں اس طرح لانا کہ آیندہ روندہ دوست دشمن کوئی اُسے
نہ دیکھے اسکا حال کسی پر ظاہر نہو تاکہ باعث میری بدنامی کا نہو اُنھوں نے اشارہ سے عرض کیا حضور تشریف لیجئیں ہم میں سے
ایک دو تمکدارونکے ساتھ ساتھ یہ جوان آئیگا ملکہ دو ایک کنیزوں وغیرہ کو چھوڑ کر اپنی ہمجولیوں کے ساتھ اپنے باغ
کی طرف روانہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ عورتیں شاہزادہ رستم ثانی کو بصد حفاظت نظر نظارگیان اہل شہر
ملکہ کے باغ میں لے گئیں وہاں وہ منتظر ہی تھی۔ دیکھتے ہی شاہزادہ کو خوشی سے باغ باغ ہوگئی منھ پھیر کر مانند
غنچہ مسکرائی اور مثل گل ہنسی پھر بارہ دری میں باغ کی کہ وہ مانند عروس شب اول کے فرش و شیشہ آلات وغیرہ
اسباب سے مزین تھی بالاے مسند زرین بیٹھی ان عورتوں نے شاہزادہ کو پاس ملکہ کے بیٹھا کے کشتی شراب کی لاکے
اشارہ ملکہ سے جام بلورین میں شراب بھر کے جام مے شاہزادے کو دیئے لیکن شاہزادہ نے میکشی سے انکار کیا
اُنھوں نے کہا اے جوان زہے قسمت تیری کہ ملکہ نے تیری غریبی پر رحم کیا تجھسے ہمکلام ہوئیں وہاں مور پنکھی پر
یہاں بھی مسند زرین پر اپنے برابر اپنے پہلو میں بیٹھایا یہ وہ ملکہ ہیں کہ شاہان جہاں اُنکے خواستگار ہیں والد اُنکے کسی
شاہ و شہریار کو اپنی دامادی میں قبول نہیں کرتے ہیں چشم بد دور یہ ایسی حسین ہیں کہ اُنکی ایک نظر دیکھنے کے سیکڑوں
بلکہ ہزاروں لاکھوں اعلی ادنی مشتاق ہیں اُنکے عشق میں دیوانے ہیں اُنھیں کسی طرف توجہ نہیں ہے یہ وہ ہیں جنکا
پدر عالی وقار بادشاہ طلسم رنگین حصار ہے چچا انکا مشہور جہان ہے ہر ایک اُنسے آگاہ ہے نام اُنکا صندل آن شاہ
ہے اُنھیں اُنکے پدر سے نہایت محبت ہے اور اُنکو انکے پدر کا بڑا اعتبار ہے اپنے دشمنوں کو اسیر کر کے یہاں
بھیج دیتے ہیں باپ اُنکے اُنھیں یہاں قید کرتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی چند شاہ شہریار یہاں اسیر ہیں
انھیں ایک شاہزادہ بازند زران ہے دوسرا شہریار شاہ گیو دچشم ہے تیسرا اسفندیار شاہ جو تھا شہریان گرگرین
سوار ہے اسی طرح اور بھی کچھ پہلوانان نامی دسترس میں پدر اُنکے وہ بادشاہ ذیجاہ ہیں کہ جنکے وزیر بھی شہرہ
آفاق ہیں اُنھیں ایک عنقا سے بدطلینت ہے دوسرا وزیر عقیل جادو ہے تیسرا سرقاے خوک پیشانی ہے چوتھا مفقود جادو
ہے گو وزراے مذکور منتظم و عاقل زیرک ہیں لیکن عجائب جادو اُنکے پدر ذیوقار کی طرف سے منتظم کار ملک مدار ہیں
گلنار پوش جادو ہی یہ غور کرنے کی جگہ ہے کہ اُنکے والد ایسے ہوشیار ہیں کہ خیال دشمنی کا کر کے چار عیار ایسے نکو جنکا
عیاری و چالاکی میں مثل و نظیر نہیں اپنا ملازم کیا ہے کیا مجال کسی کی کہ سامنے اُنکے دعوے مکر و فریب کر سکے اُنھیں
ایک عیارہ کا نام مرقعہ ہے دوسری کا نام تصویرہ ہے تیسری کا نام چنچل ہے کہ وہ نہایت شریر و چالاک و بیحیا ہے
دم بھر قرار نہیں ہے چوتھی کا نام کیچل ہے سوا انکے واسطے دفع دشمن اور سرکوبی اعدا کے لیے اُنکے باپ نے بڑے
بڑے انتظام کیے ہیں لشکر ساحران کثیر جمع کیا ہے اول تو کسی بادشاہ کی مجال نہیں کہ بنظر بد اُسکے ملک کی طرف دیکھے
اگر شاید کوئی شاہ لشکر کشی کرے تو اُسکے واسطے عجائب جادو نے یہ انتظام جو کچھ بیان کیے ہیں اپنی
عقلمندی و ہوشیاری سے کر لیے ہیں ملکہ عالم انھیں کی دختر ہیں باپ اُنکا ذیوقار ہے یہ بھی ذی رتبہ ہیں مقام
عجب ہے کہ سمجھے نہیں کہ تم اس مصیبت زدہ کو جسپر ہمنے رحم کیا ہے شراب پلاؤ اور تو شراب پینے سے انکار کرے تیرے
اس انکار سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو سوداگر نہیں ہے کوئی شاہزادہ عالی دماغ ہے ہم تو گردن کے ہاتھ سے

شراب لیکر نہیں پینا ہی چاہتا ہے کہ ملکہ خود جام بھر دین تو شراب پیون مجھے پہلے ہی تیری صورت دیکھکر یہ خیال
ہوا تھا کہ تو شاہزادہ ہے کسی ملک کا تاجر تیرا کہنا یقین نہ آیا تھا سمجھی تھی کہ تو جھوٹ کہتا ہے اب بالکل یقین ہو گیا
تیری صورت و سیرت اور رعب و داب سے پیدا ہے کہ تو شاہزادہ ہے تاجر نہین ہے ہمارے ہاتھ سے شراب نہ پی تو نہ
پی اب ملکہ عالم کو اختیار ہے انکا دل چاہیگا تو وہ براہ مہربانی و مہمان نوازی اپنے ہاتھ سے تجھے شراب پلا دینگی
خال تیرا بھید ظاہر ہو چکا ہے اب چھپانا اپنے تئین بیکار ہے نام اصلی اپنا اور خاندان اپنا بیان کر کہ ملکہ بھی
آگاہ ہو جائین یہ کہکے کشتی شراب کی روبرو ملکہ کے رکھ دی اور عرض کیا حضور اپنے ہاتھ سے اس جوان مغرور کو
شراب پلائین ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے بظاہر کچھ انکار کر کے بعدہ سب عورتون کے کہنے سے شراب
جام مین بھر کے جام منہ پھیر کر شاہزادہ رستم ثانی کو دیا شاہزادہ نے جام تو لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ نے
سبب نہ پینے شراب کا دریافت کیا شاہزادہ موصوف نے کہا اے ملکہ سچ تو یہ ہے کہ مین تاجر نہین ہون نام میرا
رستم ثانی ہے فرزند شاہزادہ امیر حمزہ کا ہون سب مجھکو شاہزادہ رستم ثانی کہتے ہین مین طلسم کشا ہے طلسم
صندل کا ہون لوح طلسم صندل میرے پاس موجود ہے حکم سے اس لوح کے کنارہ بحر زخار آیا تھا تمہارے ساتھ
تاجر اپنے تئین ظاہر کر کے مورپنکھی پر سوار ہو کے یہان آیا ہون طلسم رنگین حصار کو توڑنے اور فتح کرنے کا قصد ہے
کیونکہ یہ رنگین حصار ایک شاخ طلسم صندل کے متعلق ہے پہلے اسکو مٹاؤن تو پھر طلسم
صندل کی طرف جاؤن لشکر میرا قریب صحرائے تاریک پڑا ہے بالفعل لشکر سے بحکم لوح تنہا ادھر آیا ہون
لشکر بھی میرا یہان آئیگا تمنے میرے ساتھ نیکی کی ہے اپنے ہمراہ یہان لائی ہو مین ممنون عنایت ہون تمہارے
ساتھ نہایت راحت و آرام سے یہان آیا ہون تمنے مجھے فرط محبت سے اپنے پہلو مین بٹھایا ہے مجھے عشق تمہارا ہے مین
بھی تمپر فریفتہ ہون اس وقت یہ راز بیان کیا ہے اگر تم ساحرہ و کافرہ نہوتین تو مین ضرور تمہارے ہاتھ سے جام لیکر
شراب پیتا مین اہل اسلام سے ہون کافر کے ہاتھ سے شراب کا پینا جائز نہین جانتا ہون اگر تم دین اسلام مین داخل
ہو جاؤ تو بے تامل شراب پیون کچھ عذر نکرون جسقدر آپکو مجھسے الفت ہے اس سے زیادہ محبت کرون دل
خوش ہو جائے ملکہ رنگین کاکل کشا تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے حیران ہو گئی بظاہر چین بجبین
ہوئی بباطن خوش ہوئی خیال کرنے لگی کہ اے ملکہ جائے شکر ہے کہ اگر دل تیرا آیا تو کسی ایسے ویسے ادنے شخص پر نہین آیا بلکہ ایک
شاہزادہ پر کہ نامدار و نامور ہے تو عاشق ہوئی یہ خیال کر کے شاہزادہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی صاحب اب مجھکو تمہاری
گفتگو سے معلوم ہوا کہ تم شاہزادے ہو اور اہل اسلام سے ہو افسوس ہزار افسوس کہ تم ہمارے دین کو برا جانتے
ہو ہمین کافر خیال کرتے ہو اگر مین پہلے سے آگاہ ہوتی کہ تم مسلمان ہو ہمارے اور ہمارے والد ذو قاس
اور ہمارے مذہب کے لوگون کے دشمن ایمان و جان ساحران ہو تو کبھی مین تمسے محبت نہ کرتی اور ہرگز تمکو اپنے
ہمراہ یہان نہ لاتی اب مجھکو کچھ بنائے نہین بن پڑتا ہے کیا کرون تمسے محبت کر کے پچھتاتی تم وہ ہو کہ میرے
باپ کے عدو ہو اسکے قتل کرنے کو آئے ہو طلسم رنگین حصار مٹانے کو یہان آئے ہو ملک و مال کو تباہ
برباد کر دوگے صاحب لوح طلسم صندل ہو کسی ساحر کو زندہ نچھوڑو گے ہائے اس قسمت کا برا ہو مین نے
کیا نادانی کی اپنے باپ کے دشمن کو اور اپنے دین کے عدو کو ہمراہ اپنے لے آئی خود بانی اپنے باپ کی ہلاکت
بربادی ملک و طلسم رنگین حصار کی ہوئی مین تو سجدہ خداوند تمثال الجثہ کو کرتی ہون سامری و
جمشید و غیرہ خداوندون کو بھی مانتی ہون نہین معلوم خدا تمہارا کون ہے تم کسکو سجدہ کرتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا

اے ملکہ مین اُس پروردگار عالم کو سجدہ کرتا ہون کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی لائق پرستش و سجدہ ہے سوا اُسکے کسی کو سجدہ کرنا معبود اپنا جاننا کفر ہے خالق زمین و آسمان معبود انس و جان کی حمد محال ہے نہ قلم لکھ سکتا نہ زبان کسی کی کما حقہ بیان کر سکتی ہے لیکن تمھاری ہدایت کے واسطے کچھ حمد و ثنا مین اپنے خدا کی تمھارے روبرو کرتا ہون بگوش دل سنکے اُسپر ایمان لاؤ اُسکے خالق ہونے کا اعتقاد و یقین کرو اُسکے پیمبرون کو بھی مانو ایمان و اسلام تم لا کر رستگار ہو تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ پر لعنت کرو کہ یہ سب نابکار گمراہ ہین اور اُنھون نے دعوے خدائی کا کرکے پروردگار عالم کے بندون کو گمراہ کیا ہے یہ گمراہ و گناہگار کرنے مین شیطان خصال ہین معبود لائق پرستش و سجود بس وہی ہے کہ بمصداق نظم حسب مقام ہذا

اسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
لگ گئی مہر نبوت کے لب پر
تیر دار بن ہے تمیز اُسکی
ایک قطرہ سے بنا ہے انسان
اُسکے ہر شی ہے ہمیشہ جھکتی
روبرو اُسکے ہر ایک شی ہے ذلیل
ڈھونڈھتی ہے وہ گنہگارون کو
مرہم دل ہے گنہگارون کی
شمس عاصی بھی نہ محروم رہا

اُسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی حجت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی طاعت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی حکمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عزت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی رحمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی رحمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی جنت ہے کہ سبحان اللہ

شاہد عدل ہے اُسکی ہر شی
اُسمین حصہ ہے ہر ایک عاصی کا
رزق نعمت سے ہے مملو عالم
خاک کو کر دیا اُسنے گویا
اُسکی ہر شی ہے ہمیشہ تابع
کوہ اُس شے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے
دو جہان کا وہی اک ہے حافظ
تھامے ہے ارض و سماوات کو وہ

اُسکی وحدت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی نعمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی برکت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی صنعت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی ہیبت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عصمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی قوت ہے کہ سبحان اللہ

انبیا و رسول بہت سے گزرے ہین اب مانند جناب ابراہیم علیہ السلام کا ہے وہی جناب ہمارے نبی ہین ہم انھین کی شریعت پر ہین ملکہ رنگین کا کل کشانے یہ حمد و نعت مندرجہ بالا سن کے کہا واقعی پروردگار عالم وہی ہے جسکی حمد مین نے ابھی سنی ہے اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیونکر مسلمان ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے اسنے کہا مجھے کلمہ تعلیم کرو رستم ثانی نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی پھر ملکہ کے کہنے سے ملازمان ملکہ بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب سب عورتین مسلمان ہو چکین شاہزادہ نے خوش ہوکے ہمراہ ملکہ کے مے نوشی کی یعنی اُسکے ہاتھ سے خود شراب پی اپنے ہاتھ سے اُسے پلائی بعد شغل بادہ کشی کے کچھ عورتین ساز بجانے لگین ایک عورت یہ غزل فارسی زبان مین گانے لگی اور تال دے دیگر بجانے لگی غزل آنکہ پیچین بہار رخ چون گلشن اوست

ہر نگاہے مراد دو جہان دامن اوست
گر در آغوش تصور بکشم رنجہ شود
خوش زمرغ سحری طرز سخن گفتن اوست

ہست خشمگین زن خور روزن لپوار و در ہم
اللہ اللہ چہ قدر نرمی نازک تن اوست
چون نگوئید رضا ز سبحان خلد مکان

نام ار خانہ منور ز رخ روشن اوست
بہتر از کبک دری دلبر بے رفتارش
کہ بس از مرگ بھر کوے کسے مدفن اوست

اہل بزم سنکے خوش ہونے لگے یہان تو شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت مین پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہوا گانا سن رہا ہے بجز وصل ملکہ کے اور ہر طرح سے عیش و عشرت مین بسر کر رہا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال صندل شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز صندل شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا جمیع اہل دربار حاضر دربار تھے سامان عیش و عشرت مہیا تھے شاہ طلسم مصروف عیش و عشرت تھا کوئی صدمہ و ملال نہ تھا اگر کبھی خیال طلسم کشا کا آیا بھی تو از راہ غرور و نخوت اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر اُسکو لوح طلسم مل گئی ہے تو

کچھ اندیشہ نہیں ہے جب ارادہ کرونگا اسکے لشکر کو قتل و تباہ کردونگا لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے لونگا اہل دربار دور
خیر خواہ اسکے اسے عیش پسند و بے فکر دیکھکر بمقدمۂ طلسم کشا کچھ نہ کہتے تھے اگر کبھی کوئی بہ ہمواری و خیر خواہی کسی کے اسکے دل میں
یہ خیال آتا تھا کہ اپنے بادشاہ سے کہئے کہ حضور غافل کیا بیٹھے ہیں طلسم کشا کو لوح طلسمی حاصل ہو گئی ہے
اسپر لشکر کشی کیجیے جانب طلسم صندل اسے جانے نہ دیجیے اسکے سد راہ ہو جیے لشکر کو اسکے مقابلہ و مجادلہ کرکے
قتل و تباہ کیجیے کسی فکر و تدبیر سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لیجیے یا خود طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کیجیے یا
اپنے ملازموں میں سے کسی ساحر زبردست کو اسکے روکنے اور ہلاک کرنے کے واسطے روانہ کیجیے لیکن وہ
خیر خواہ بوجہ اسکے کہ صندلان شاہ عیش پسند سخن ناشنو تھا پند و نصیحت اسکو کرنا خلاف اسکے مزاج کے
جان کے کچھ نہ کہتے تھے غرضکہ اس روز بھی جملہ اہل دربار دربار میں روبرو صندلان شاہ کے خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر گلنار رنگ کا ہویدا ہوا اس ابر کے ٹکڑے میں برق کی ایسی چمک اور رعد کی ایسی آواز
تھی کبھی اس ابر سے آگ کے انگارے گرتے تھے گاہ پھول رنگا رنگ اس سے مانند قطرات باران کے
سوے زمین گرتے تھے کبھی بارش مروارید کی اس ابر گوہر بار سے ہوتی تھی غرض عجائب غرائب امور اس ابر سے
ظہور میں آتے تھے ساحران اہل دربار جب اس ابر دربار کو دیکھنے لگے صندلان شاہ نے بھی سر اٹھا کے ابر کو
دیکھا اور خوش ہو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ہماری نانی صاحبہ کس قہر و غضب سے آتی ہیں نہیں معلوم
آج کس شخص پر انہیں غصہ آیا ہے ہمیشہ سے انکے مزاج میں غصہ ہے سو امیر سے کبھی کسی سے ہنسکر بملائمت کلام نہیں
کرتی ہیں خاص مجھسے ایسی محبت رکھتی ہیں کہ انکے گل محبت ہی بوسے گل الفت زوجہ آتی ہے ہر امر و فعل میں انکو خاطر میری
خوشی مدنظر ہے کسی امر میں انکو مجھسے انکار نہیں ہے اہل دربار نے عرض کیا واقعی نانی صاحبہ حضور سے بہت
محبت کرتی ہیں ہمنے ایسی الفت کسیکو کرتے نہیں دیکھا ہے ایسی محبت کوئی نانی اپنے نواسے سے نہیں کرتی ہے
صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا ناگاہ وہ ابر سرخ نزدیک آکے درمیان سے پھٹا تخت ظاہر ہوا سب نے
دیکھا کہ بالاے تخت سحر ملکہ آتش افروز جادو غصہ میں بھری ہوئی بیٹھی ہے چہرہ کثرت غصہ سے سرخ ہے دست و پا
فرط غیظ سے کانپ رہے ہیں ابھی سب جانب ساحرہ مذکورہ دیکھ رہے تھے کہ تخت سحر اسکا بلندی سے اترکر
عین دربار میں آیا ملکہ آتش افروز جادو تخت سحر سے اتری اہل دربار واسطے اسکی تعظیم کے کھڑے ہوگئے
صندلان شاہ بھی نیم قد اپنے تخت سے براے تعظیم ملکہ آتش افروز اٹھا ساحرہ مذکورہ قریب تخت
صندلان شاہ بیٹھی صندلان شاہ وغیرہ لوگ سلام کرنے کے اور بعد اسکے بیٹھنے کے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اس وقت
شاہ طلسم نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر دربار میں آئے بعد سلام
اشارہ شاہ طلسم سے شراب ساغر بلورین میں بھرکے روبرو ملکہ آتش افروز جادو کے لے گئے اس نے جام لیکر
شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھرکے دیا اس نے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح چند جام مے لیکر شراب
پی گئے ساقی سے باشارہ کہا اب میں شراب نہ پیونگی وہ اسکا اشارہ سمجھ کے ساغر شراب سے بھرکے روبرو
صندلان شاہ کے لیگیا اس نے بھی چند جام ساقی سے لیکر شراب پی بعدہ ساقی مذکورہ نے جملہ اہل دربار کو حکم
صندلان شاہ سے شراب پلائی جب سب شراب ناب پی چکے ساقی کشتیاں شراب کی اٹھاکے دربار سے چلے گئے بعد
جانے ساقیان خوبرو کے جب ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے مخاطب ہوکے چین بجبین ہوکے
کہنے لگی اے چھوکرے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب طلسم صندل باقی نہ رہیگا تو عیش پسند و غافل امور سلطنت سے ہے میں نے

بار ہا تجھکو سمجھایا ہے کہ اسقدر عیش پسند نہو کار و بار سلطنت مین مصروف ہوا کر نازنینان خوبرو کے زیادہ دیکھنے کو
بازآ ناچ گانا کم دیکھا سنا کر حسینون سے ربط و اتحاد نکر اپنے پاس نہ بٹھایا کر محبت و الفت زیادہ تر انسے نہ کیا کر
شب و روز عیش و عشرت مین نہ گذار امور سلطنت سے غفلت نہ کیا کر پہر دوپہر تک امور سلطنت مین صرف
کیا کر انتظام و انصرام کار مالی و ملکی مین سرگرم رہا کر جملہ ملازمون کو اپنے رعب و داب غیظ و غضب سے
بخوف و خطر نہ کیا کر ہمکلام ادنے سے سر دربار خلاف اپنی شان کے ہنسا نکر زنان خوبرو کے وصل سے زیادہ
اجتناب کیا کر لیکن تو نے نمانا میری اس نصیحت پر عمل نہ کیا انجام کار تیری غفلت و عیش و عشرت اختیار
کرنے کا یہ ہوا کہ مین نے مکرر سنا ہے اخبار سے ثابت ہوا ہے کہ طلسم کشا نے کوہ لالہ زار تک کسی کی رہنمائی سے جاکے
کسی طور سے چمن لالہ زار کو مٹایا اُسے جلایا چمن سحر لالہ زار جادو کو دفع کیا لیکن یہ نہین معلوم کیونکر سردار خوار
جادو کو کہ تیری آتش سحر مین گھرا ہوا تھا کچھ خوف اُس آگ سے نکر کے اُسے رہا کیا مجھے حیرت یہ ہے کہ اُسکے
پاس کون ایسی شی تھی کہ جسکی وجہ سے اُس آتش سحر سے اُسے ضرر نہ پہونچا اور کیا اُس نے تدبیر کی کہ چمن
سحر لالہ زار جادو کو دفع کیا چمن مذکور جلا دیا خاک مین ملا دیا اگر اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہوتی تو مقام حیرت
نہوتا باوجودیکہ لوح کے اُسنے جو یہ امور کیے ہین مجھے بدرجہ کمال حیرت ہے سردار خوار جادو کہ رازدار لوح طلسم
صندل تھا اُسنے رہا ہوکے طلسم کشا کی شرکت کی پہلے لالہ زار جادو کو قتل کیا کوہ لالہ زار کو کہ سحر لالہ زار جادو
اُسکی ممو تھی معدوم کیا راہ جو بند تھی کھل گئی تجھکو کچھ خبر بھی نہوئی تو اپنے عیش ہی مین رہا بعد اسکے یہ سنا کہ سردار
خوار جادو طلسم کشا کو ہمراہ اپنے اُس جگہ لیکر جس صحرا مین تو نے لوح طلسم صندل رکھی تھی وہان پہونچکے طلسم
کشا کو ایک جاے محفوظ مین چھوڑ کے اشیاے نادر و اسباب سحر و تحفہ جات طلسمی لیکر آگے بڑھا پھر برق بنکر
آلشنار جادو پر گرا آلشنار جادو کہ خیرخواہ و نمک حلال ملازم تھا اُس سے دلیرانہ لڑا حتی الامکان اُس نے چاہا کہ سردار
خوار جادو کو قتل کرون لوح طلسم صندل طلسم کشا کو نہ لینے دون بلکہ اُسکو اسیر کرون مگر چونکہ سردار خوار ساحر
زبردست تھا اور اُسکے پاس تحفہ جات طلسم سے چند تحفے تھے اس وجہ سے اُسے قتل نکر سکا صرف زخمی کیا آخر کار ہاتھ
سے سردار خوار کے مارا گیا ابر سیاہ بارش موقوف ہوئی پانی تالاب سحر کا خشک ہوگیا تالاب بھی باقی نہ رہا سپاہیان سحر
آلشنار جادو و دیگر جانوران آبی کہ سحر آلشنار جادو سے تالاب مین تھے اور جادو محافظ و نگہبان لوح طلسم صندل کے تھے
آلشنار جادو کے مرتے ہی وہ بھی نہ رہے بعد اسکے ناظر جادو کہ زیر زمین محافظ لوح طلسم تھا اپنے لشکر ساحران کو لیکر زمین سے
باہر آیا سردار خوار جادو نے ہر چند اُسے پند کر کے لانا چاہا وہ نمک حلال ملازم شریک طلسم کشا نہوا سردار خوار
جادو پر حملہ ور ہوا جتنی اُسکی لیاقت تھی لڑا آخر کار وہ بھی سردار خوار کے ہاتھ سے مارا گیا کچھ لشکر ساحران کام آیا تمام
ساحران نمک حرام امان طلب ہوکے شریک طلسم کشا ہوگئے اور مطیع دین اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے سردار
خوار جادو کی ہدایت سے بیل کو اکھیڑا صندوق نکالا اُسے کھولا اُسمین سے لوح طلسم صندل نکال کے خوش
ہوکے اپنے گلے مین ڈالی لاشے آلشنار جادو و ناظر جادو کے قریب دربار مین آئے تو نے اُنھین دیکھا اُنکے حال
سے آگاہ ہوا لوح طلسم صندل کی بھی کیفیت سے ماہر ہوا کہ طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی باوجود آگاہ ہونے کے
تو اپنی جگہ بیٹھا رہا نہ تو خود برائے مقابلہ و مقاتلہ اعدا آگیا نہ کسی کو تو نے روانہ کیا لوح طلسم کے قبضے سے
نکل جانے کا صدمہ ہوا اور ساحران مذکورہ کے قتل ہو جانے کا رنج بھی نہ کیا خواب غفلت سے ذرا بھی بیدار نہوا اگر
یہی تو نے اپنی جان کے جانیکا اور طلسم کے مٹ جانے کا کچھ خیال بھی نہ کیا کہ اب لوح طلسم طلسم کشا کو مل گئی

پھر وہ طلسم صندل کو توڑے گا تجھے قتل کریگا افسوس تو نے بعوض ملال و خیال انجام لاشے ساحران مقتول کے
دربار سے اٹھوا دیئے بدستور بیٹھا رہا عیش و عشرت میں تیرے کمی نہ ہوئی کچھ فکر لشکر کی نہ کی تو عیش و خواب
غفلت میں رہا طلسم کشا نے دو نامے لکھکر اپنے لشکر کو اور خورشید روشن دل کو مع تمامی سپاہ طلب کیا
حدید شاہ و سرشار شاہ و خورشید روشن دل یہ سب بجمعیت فوج و سپاہ گران طلسم کشا تک پہونچے
اس نے جشن کیا بعد جشن لوح طلسم کو دیکھکر موافق اسکی ہدایت کے سمت طلسم رنگین حصار مع کل سپاہ و ہمراہیون سے
روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب صحرائے تاریک کہ سحر ملا کن جادو سے ہوا پہونچا پھر لوح کو دیکھکر راہ صحرائے تاریک
ترک کرکے بہدایت لوح سوئے بحر ذخار کہ سحر طوفان جادو و محافظ زندان سے تنہا تنہا روانہ ہوا جب کنارے بحر
مذکور کے پہونچا ملکہ رنگین کاکل کشا کہ وہ آوارہ و گیسو بریدہ ننگ خاندان ہے ہوا رنگیں پر سوار ہو کے بحر مذکور میں برائے
سیر آئی طلسم کشا کو دیکھکر وہ نالائق عاشق ہوئی اپنے ساتھ اسے اپنے باغ میں لیگئی طلسم کشا نے اسے ہدایت کرکے
مسلمان کیا اب وہ گیسو بریدہ ساتھ طلسم کشا کے اپنے باغ میں مزے اڑاتی ہے لطف زندگی اٹھاتی ہے کچھ اسے یہ
خیال نہیں ہے کہ محبوب میرا میرے پدر و عمو کا قاتل ہے طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کا فاتح ہے دشمن جان
و ایمان ساحران ہے اسے کنارہ کیجیے دوست اپنا بنا لیجیے کسی تدبیر سے اسکے گلے سے لوح طلسمی لے لیجیے پھر
عجائب جادو اپنے پدر کو خبر کرکے اسے گرفتار کرا دیجیے اچھے بزرگون سے یہ نیکی پیش آئیے بربادی و تباہی
ہلاکت طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی اور اپنے ہم مذہب والون کی اور اپنے پدر و عمو وغیرہ اپنے عزیزون کی
بچا لیجیے وہ گیسو بریدہ تو اپنی بادہ جوانی سے ایسی مست ہے کہ عشق میں طلسم کشا کے اسے کچھ خیال تباہی و بربادی کا
نہیں ہے اسکو اپنے مزے سے کام ہے بالفعل لوح زمانہ میں وہ ساتھ طلسم کشا کے اپنا مدعائے دلی حاصل کر رہی ہے طلسم
کشا طلسم رنگین حصار تک پہونچ چکا ہے تو غافل اسیطرح رہیگا وہ صاحب لوح طلسم ہے طلسم رنگین حصار کو فتح کریگا
تیرے برادر عجائب جادو کو قتل کروائیگا قیدیون کو رہا کرلیگا ہائے افسوس تیری غفلت سے اور تیرے عیش پسند ہونے سے یہ
نوبت پہونچ گئی کہ رستم ثانی کو لوح طلسم ملگئی ساحر سیاہ بیتی میں داخل اسکا طلسم رنگین حصار میں ہوگیا اگر چند روز تو یونہی غافل
رہیگا تو یقینا طلسم کشا طلسم صندل کو فتح کرلیگا تجھے اور مجھے بھی قتل کرے گا کسی ساحر کو تمامی طلسم میں زندہ نہ چھوڑیگا ہان جو
ساحر اسکے دین میں آجائیگا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائیگا وہ البتہ جانبر ہوگا ورنہ کوئی ساحر زندہ نہ بچیگا طلسم کشا سب کو قتل کریگا
جب میرے سامنے قتل ہوگا میں زندہ رہکر کیا کرونگی میں بھی لڑ بھڑ کے اپنی جان دیدونگی تیری غفلت سے میری جان بھی برباد جائیگی یہ
طلسم و ملک برباد ہوجائیگا نام و نشان طلسم کا اور کسی ساحر کا نہ رہیگا تو اپنی غفلت سے خود بھی ہلاک ہوگا اور اپنے ساتھ سبکو
قتل کروائیگا تو ہی باعث بربادی ہوجائیگا صندلان شاہ نے جواب دیا ای نانی صاحبہ جو کچھ آپنے کہا میں نے سنا اسوقت
آپکو غصہ ہے جو کچھ آپکی زبان پر آیا آپ نے کہا میں اور زیادہ تو کچھ نہیں کہ سکتا الا اسقدر کہتا ہوں کہ چند ساحرون کے
قتل ہوجانے سے اور لوح طلسم طلسم کشا کو مل جانے سے ایسا کیا ضرر ہوا کہ آپ نے اسوقت مجھے غافل و عیش پسند
کہکے سبکی بربادی و قتل کی خبر دی ہے مجھے ابھی قتل کر ڈالا خود بھی انجام کا خیال کیے قتل ہو گئین قبل از وقوع واقعہ
طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کو بھی فتح کر ڈالا سب ساحرون کو نیست و نابود کر ڈالا مجھے آپکی بزرگی اور عقلمندی و محبت سے
یہ کہنا آپکا بعید معلوم ہوا آپکو تو ایسا کہنا نہ چاہیے تھا کیسی آپ مجھسے محبت رکھتی ہیں کہ مجھے قتل کرائے دیتی ہیں خبر میرے
قتل ہونے کی مجھے سناتی ہیں قبل اسکے یہاں آنے کے میں تو اپنے اہل دربار سے آپکی محبت کا حال بیان کر رہا تھا اسے سنئے
کہہ رہا تھا کہ نانی صاحبہ مجھکو بہت چاہتی ہیں آپنے یہاں تشریف لاکے عالم غصہ میں مجھے دست طلسم کشا سے قبل از وقوع واقعہ

آپکی تقدیر سے پیدا نہوا آپنے صرف یہ کہا کہ طلسم کشا کی فکر کرو کوئی تدبیر ایسی نہ بتائی کہ مین اس تدبیر سے طلسم کشا سے
لوح طلسمی لے لیتا اُسے گرفتار کر لیتا یا کسی سے کہہ دیتا وہ اُس سے لوح کسی فکر و تدبیر سے چھین لیتا اور اُسے گرفتار
کرکے میرے پاس روانہ کر دیتا مین اسی جگہ بیٹھا رہتا اپنی راحت مین فرق نہ لاتا آپکو لازم ہے کہ اب کوئی ایسی تدبیر
بتایئے واسطے طلسم کشا کے اسیری و قتل کے جو سہل تر ہو مجھے کہین جانا نہ پڑے میرے عیش و آرام مین خلل نہ آئے
اور حسب دلخواہ کام ہو جائے اُس نے کہا اے چھوکرے عیش پسند اے اب بھی عیش و عشرت سے کنارہ نہین ہوتا ہے بیٹھے
بیٹھے چاہتا ہے کہ لوح طلسم دستیاب ہو جائے طلسم کشا گرفتار ہو کر یہان آئے میری راحت مین خلل ذرا بھی نہ آئے خیر
اگر تو پوچھتا ہے تو یہ تدبیر کر کہ ابلیس خود پسند کو جلد طلب کر جب وہ یہان آئے اُس سے کہہ کہ جلد تر طلسم رنگین حصار مین
پاس عجائب جادو کے جائے تخلیہ مین اُس سے کہے کہ ای عجائب جادو کیا غافل بیٹھا ہے ارے ہوشیار خبردار
ہو کہ دختر گیسو سپیدہ تیری باعث بربادی طلسم صندل ہوا چاہتی ہے اور سبب تباہی طلسم رنگین حصار وہی نابکار [?]
روز مین ضرور ہی ہو گی کیونکہ طلسم کشا سمی شاہزادہ اسفندیار ثانی کو صحرائے تاریک کے قریب سے مہر نگاری پر سوار کر کے
اپنے ساتھ لائی ہے باغ مین اپنے اُسے چھپا کے رکھا ہے مسلمان بھی ہو گئی ہے شب و روز ساتھ طلسم کشا کے جشن کرتی
ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ خود جا کے یا کسی ساحر زبردست کو بھیجکر اپنی دختر کو باغ سے مع اُسکی ہمراہی کشور [?] کے
جس طرح ہو سکے اپنے پاس بلا کے اُسے قید کر یا اُسے کوئی سزائے سخت دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ اگر مین طلسم کشا
کو یہان نہ لاتی تو مجھکو یہ سزا نہ دی جاتی علاوہ اسکے ابلیس خود پسند عجائب جادو سے یہ بھی کہے کہ جس طرح ممکن ہو
خواہ تم یا کسی ساحر کے ذریعہ سے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے لیکر اُسے گرفتار کراؤ اور اُس زندان مین
جسمین حیدر شاہ و شہریار قید ہین اُس مین طلسم کشا کو بھی اسیر کرو اور اس حال سے کسیکو آگاہ نکرو اور اگر کسی سے کہو تو ایسے
شخص سے کہو کہ وہ کسی سے نکہے افشائے راز سینہ نکرے کہ ملکہ کاکل کشا اور طلسم کشا کو خبر پہونچ
جائے اور وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین غافل نہ رہین اور پھر گرفتار نہو سکین بعد گرفتار کرنے طلسم کشا کے اور لینے
لوح کے مناسب ہے کہ تم فوج ساحران لیکر صحرائے تاریک تک جا کے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر دو یہ کہکر اُس سے
چلا آئے عجائب جادو خبردار ہو کے موافق تیرے کہنے کے ضرور ہی عمل کریگا اِس تدبیر سے مطلب تیرا بر آئے گا
تجھے کہین جانا بھی نہ پڑیگا عیش و عشرت مین تیرے خلل نہ آئیگا صندلان شاہ نے یہ سنکے خوش ہو کے کہا واہ
ثانی جان کیا تدبیر معقول بتائی ہے کہ جسکے سننے سے مین بہت خوش ہوا اور نہایت مجھے پسند آئی مین ایسی ہی تدبیر
کی فکر مین تھا مگر ذہن مین نہ آتی تھی آپ عقلمند ہین آپکے فہم مین آئی آپ نے مجھے بتائی اب مین یہی تدبیر کرتا ہون
یہ کہکے اُسی وقت اپنے ملازمون سے کہا کہ تم مین سے کوئی ساحر جلد تر جا کے ابلیس خود پسند کو میرے پاس لے آئے
اگر وہ ہمراہ نہ آئے تو اُس سے یہ کہہ آئے کہ تمھین صندلان شاہ نے بلایا ہے جلد آؤ دیر نہ کرو وہین تو اُسے بذریعہ نامہ
طلب کرتا مگر اِس وقت ثانی صاحبہ تشریف رکھتی ہین کون نامہ لکھوائے زبانی پیام کافی ہے یہ سنکر حکم صندلان شاہ ایک
ساحر اہل دربار سے کہ نام اُسکا بریدہ جادو تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو یہ کمترین جا کے ابلیس
خود پسند سے کہہ آئے یا اُسکو اپنے ہمراہ لے آئے صندلان شاہ نے کہا ای بریدہ جادو اچھا تو ہر چہ تی الامکان اُسے
اپنے ساتھ لانا ورنہ میرا پیام کہکے چلے آنا وہ یہ سنکے سحر سے بصورت عقاب بنکے دربار سے پرواز کر کے بلند ہو کے جانب
مسکن ابلیس خود پسند روانہ ہوا بعد قطع راہ پاس ابلیس کے گیا اور بصورت اصلی ہو کے اُسے سلام کر کے کہا صندلان شاہ نے
آپکو بلایا ہے ایک کام ضروری ہے اگر مناسب ہو تو جلد چلیے ورنہ آپکو اختیار ہے تب ل... آپ نے کہا اُس سے پوچھا خیر تو ہے وہ کام ضروری

کیا ہے سبب طلب کرنے کا کچھ معلوم ہے بریدہ جادو نے کہا مجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے نہ معلوم کیون بلایا ہے
ہان اسقدر جانتا ہون کہ ایک کار ضروری ہے یہ سنکے اسیوقت تمثال آئینہ رو سے اجازت لیکر ہمراہ بریدہ جادو کے روانہ
ہوا بعد قطع راہ دربار صندلان شاہ مین آیا شاہ مذکور اُسے معزز جان کے کسیقدر تخت سے واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھا بعزت
اُسے اپنے پاس بٹھایا اُسنے بیٹھکر شاہ مذکور سے پوچھا اسوقت مجھے کیون بلایا ہے کیا کار ضروری ہے بادشاہ موصوف نے جو کچھ
آتش افروز نے کہا تھا وہ کل حال اُس سے بیان کرکے کہا کہ اب آپ جانب طلسم رنگین حصار جایئے میرے بھائی سے ملاقات
کرکے جو کچھ مین نے کہا ہے وہ اُن سے کہدیجے گا مگر تنہائی مین کہیے گا اگر وہ آپکو روکین تو خیر ورنہ کل احوال کہکے چلے آیئے گا ابلیس یہ سنکر
تا دیر سر بزانو بیٹھا رہا بعد ازین کہا کیا کہ شاہزادہ رستم ثانی کیا خوش اقبال ہے کہ پھر لوح طلسم صندل مل گئی کیا کیا اسباب بہبودی کے
فراہم ہوگئے جو دوست وعزیز صندلان شاہ کے تھے کچھ اُن مین سے اُسکے شریک ہوگئے ابر اغضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے بعد تھوڑی دیر کے صندلان شاہ سے رخصت ہوکے جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوا بعد جانے
ابلیس خود پسند کے نانی صندلان شاہ یعنی ملکہ آتش افروز جادو بھی شاہ طلسم کو پھر پند و نصائح کرکے اُس سے رخصت
ہوکے اپنے مکان کی طرف تخت سحر پر سوار ہوکے تخت کو بلند کرکے ابر گلنار مین پنہان ہوکے اُسی طرح جسطور سے آئی تھی
چلی گئی صندلان شاہ بعد جانے آتش افروز جادو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا ہماری نانی صاحبہ نے ہمین کیا تدبیر
بتائی ہے اب اُمید ہے کہ اس تدبیر سے ہمارا مدعا بر آئیگا کچھ اندیشہ نہ رہے گا اہل دربار نے کہا اے شاہ ذیوقار آپکی نانی صاحبہ
نہایت ہوشیار ہین اُنکی تعریف کیا کیجائے واقعی اُنھون نے نہایت عمدہ تدبیر بتائی ہے ہمین تو یقین ہے کہ جب ابلیس خود
پسند آپکے برادر عجائب جادو کے پاس جائینگے اور تمام حال جو آپنے کہدیا ہے اُنسے کہینگے وہ فی الفور اپنی دختر اور
طلسم کشا کو کسی تدبیر سے ضرور ہی اسیر کرینگے لوح طلسم طلسم کشا سے بمکر و فریب لے لینگے اُنکے نزدیک طلسم
کشا ہی کیا حقیقت ہے لوح طلسم کشا سے لے لینا کیا مشکل ہے صندلان شاہ یہ تقریر اہل دربار کی سنکے خوش ہوا
کبر و نخوت سے مونچھون پر تاؤ دینے لگا اپنے تخت حکومت پر ناز کرنے لگا دل مین کہنے لگا مجھ ایسا صاحب اختیار
کون شہریار ہوگا کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اور ایسے امور اہم و دشوار کے بارے مین کسی سے کہے اور وہ اُس کام کا
انصرام کردے یہان تو صندلان شاہ تخت حکومت پر بکمال عجب و نخوت تاج کو سر پر کج رکھے ہوئے بیٹھا ہے دل مین
کہ رہا ہے کہ مجھ سا صاحب اختیار و حکومت کوئی بادشاہ زیر فلک نہوگا لیکن اب احوال ابلیس خود پسند کا لکھا جاتا ہے کہ یہ نابکار
بعد قطع راہ بسیار طلسم رنگین حصار مین پہونچا اُسوقت عجائب جادو بالائے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا اہل دربار
اُسکے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے صدہا ساحر بھی حاضر دربار تھے اُمرا و وزرا خاموش تھے کوئی رعب سے
کسی سے کلام نکرتا تھا سب سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا عجائب جادو تخت پر بیٹھا تھا اسی
ہنگام مین ابلیس خود پسند دربار مین گیا عجائب جادو نے اُسے دیکھا اپنے اہل دربار سے باشارہ کہا اسکی تعظیم کے واسطے
کھڑے ہوجاؤ یہ معزز ہے اہل دربار بایام اُسکے واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے عجائب جادو بھی برائے تعظیم
اُٹھا بعد تعظیم قریب اپنے تخت کے بٹھایا بعد مزاج پرسی پوچھا اس وقت کس وجہ سے آپ یہان تشریف لائے ایک زمانہ
دراز سے آپکی ملاقات کا اشتیاق تھا حسب اتفاق آج آپکا یہان آنا ہوگیا دل کو خوشی و مسرت
حاصل ہوئی ہے ابلیس خود پسند نے جواب دیا مین واسطے ایک خبر دینے کے آیا ہون تمہارے
برادر کلان صندلان شاہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے سردست یہ موقع میرے یہان آنے کا ہوا ہے ورنہ
میرا یہان کیون آنا خداوند تمثال آئینہ رو کی خدمت مین رہنے سے اتفاق کہین جانے کا نہین

ہوتا ہے ایسا ہی امر ضروری تھا کہ آج یہان آیا ہون بسا عجب ہے کہ آپ یہان کے حاکم ہین گو عاقل و دانا ہین
لیکن غافل ہین کچھ امور نیک و بد سے آپکو خبر نہین ہے عجائب جادو نے جواب دیا آپ یہ کیا کہتے ہین مین تو شب و روز
امور سلطنت مین بصد ہوشیاری سرگرم رہتا ہون ہر ایک امر نیک و بد سے خبر رکھتا ہون اُسنے کہا آپ کیا خاک
امور نیک و بد سے آگاہی رکھتے ہین اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو جس خبر کے دینے کو مین یہان آیا ہون اُس سے آپ
آگاہ ہوتے اُس بارے مین اب تک واسطے اپنی بہبودی کے کوئی تدبیر کرتے مجھے آگاہ کرنے کیون آنا پڑتا عجائب جادو
نے پوچھا بتاییے وہ خبر کیا ہے جس سے مجھے اطلاع نہین ہے ابلیس خود پسند نے جواب دیا آپ طلسم رنگین حصار کے
حاکم ہو کے ایسے غافل ہین کہ نہ آپ گھر سے باخبر ہین نہ طلسم رنگین حصار نہ طلسم صندل کی بقا چاہتے ہین نہ اپنی عزت
و حرمت کی فکر کرتے ہین نہ اپنے دشمن اور نہ اپنے برادر صندلان شاہ کے عدو سے باخبر ہین نہ اسکے دفع و قتل کی تدبیر
کرتے ہین اُسوقت گھبرا کے از حد متردد ہو کے دریافت کرنے مین اصرار کیا کہا جلد بتاییے وہ خبر کیا ہے ابلیس خود پسند نے
جواب دیا ہے عجائب جادو اب عزت و حرمت آپکی خاک مین ملگئی آپکی دختر ملکہ رنگین کاکل کشا شاہزادہ رقم
ثانی طلسم کشاے طلسم صندل پر عاشق ہو کے بجز رخسار سحر مبہوت جادو و طوفان جادو کنارے سے اپنی موبیچی
پر بٹھا کے اپنے باغ مین لائی ہے طلسم کشا کے ساتھ شب و روز عیش و عشرت کرتی ہے آپکو کچھ خبر نہین ہے آپ
بکو منتا اس رنگین حصار کی کرتے ہین امور نیک و بد سے بھی آگاہ و خبردار نہین وہ دختر آپکی آوارہ ہو کے یاری و آشنائی کرکے
دشمن صندلان شاہ و جملہ ساحران طلسم صندل کو اپنے گھر مین لاکے اُس سے دوستی کرکے
بربادی رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہتی ہے اور آپکو کچھ خبر نہو عجائب جادو نے پوچھا یہ خبر آپکو کیونکر معلوم
ہوئی ہے میری دختر تو بہت نیک ہے آوارہ نہین ہے مجھکو یقین ہے کہ حرکت مذکورہ نکی ہوگی بھلا وہ اپنی اور میری رو سیاہی بدنامی
کی بے عزتی گوارہ کرے گی بربادی طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہتی ہوگی مجھسے اور اپنے چچا سے دشمنی
کریگی مجھے تو یقین نہین ہے آپ کہتے ہین مین دریافت کرونگا ابلیس خود پسند نے جواب دیا آپ خوب آگاہ
ہین کہ ملکہ آتش افروز جادو ثانی آپکی نہایت عاقلہ و ساحرہ زبردست ہین اور کہانت کے علم سے خوب
ماہر ہین کاہنہ کامل ہین بڑی ہوشیار و خبردار ہین اُنھون نے بذریعہ اپنے علم مذکورہ کے یا بوسیلہ اضبارکے یہ خبر مذکور
دریافت کرکے صندلان شاہ سے آکے تمام حال آپکی دختر کا اور طلسم کشا کا بیان کیا صندلان شاہ نے
مجھے طلب کرکے آپکے پاس براے اطلاع وہی روانہ کیا ہے مین نے ابھی آپکے گھر کا حال بیان کیا ہے جو کچھ کہا ہے جھوٹ نہین ہے
اگر آپکو یقین نہین ہے تو مشکل کیا ہے دریافت کر لیجیے اگر دختر آپکی طلسم کشا کو اپنے باغ مین لائی ہو اور آپکو آگاہی ہو تو
موافق کہنے صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کے دونون کو اسیر کرکے نہ بھیجیے طلسم کشا سے لوح طلسم
صندل کسی تدبیر سے لے لیجیے لشکر کو اُسکے کہ صحرا سے تاریک کے قریب اُترا ہے اُسے قتل و تباہ کر دیجیے اسباب میں
تساہل و تغافل کو راہ نہ دیجیے گا طلسم کشا صاحب لوح ہے اُسے اپنا اور اپنے برادر کا دشمن قوی جانیے گا عجائب جادو یہ
سنکے کہنے لگا اگر میری دختر نے طلسم کشا سے الفت کی ہے اور اُسے اپنے باغ مین لائی ہے تو مین اُسکے ساتھ یہ بدی پیش آؤنگا
ارشاد اپنے برادر کا اور حکم ثانی صاحبہ کا ضرور بجا لاؤنگا ابلیس خود پسند یہ سنکے عجائب جادو سے رخصت ہو کے
پاس صندلان شاہ کے گیا اور اُس سے کہا مین آپکے بھائی صاحب کے پاس گیا تھا جو کچھ آپنے کہا تھا وہ سب مین نے
اُنسے کہہ دیا اُنھون نے کہا ہے کہ مین موافق آپکے کہنے کے عمل کرونگا یہ کہکے صندلان شاہ سے رخصت ہو کے جانب
کشا آئینہ رو روانہ ہوا اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہے کہ ابلیس خود پسند طلسم رنگین حصار ہی مین

رہا غرض بہر طور عجائب جادو نے احوال ملکہ رنگین کا کل کشا و طلسم کشا سے آگاہ ہوکے ازحد برہم ہوکے اپنے اہل دربار کو جمع کیا سر دربار جملہ ساحران زبردست و نابکاروں سے کہا کہ تم سب ساحروں میں کون ایسا ساحر ہی کہ باغ میں میری دختر کے جاے اور بصورت طائر کسی درخت پر بیٹھکے احوال دختر مذکور دیکھے پھر یہان آکے جو دیکھا ہو مجھسے بیان کرے بمجرد اس کہنے کے اہل دربار سے ایک ساحر مسمے عنقائے جادو اپنی جگہ سے اٹھکے دست بستہ عرض کرنے لگا یہ غلام انجام دیگا تعمیل حکم حضور کریگا عجائب جادو نے اسے اجازت جانیکی دی وہ اسیوقت کہ اول وقت شب کا تھا بزور سحر قمری بنکر دربار صندلان شاہ سے اڑکر سوے باغ ملکہ رنگین کا کل کشا روانہ ہوا وہ باغ پر بہار اس باغ عالم میں عدیم النظیر تھا سر دم تنظر قہر نگران آسکو چرخ پیر تھا عیش و عشرت ساکنان باغ مذکور بھی اسے ناگوار تھی فکر تباہی و ظلم لیل و نہار تھی کبھی نکہت فلک حنا کار و ستمگار و ستم شعار اس باغ پر بہار کے درپے بربادی کے نہوتا کیونکہ اسکے کانون پر قطرہ شبنم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ معشوقان غضبناک و خشمناک کے عارض گلرنگ پر قطرہ عرق ہی تعریف مفصل اس باغ رشک ارم کی تو ممکن نہین کہ تحریر ہوسکے لیکن مختصر آیہ ثنا اسکی رقم کیجاتی ہی کہ قطعہ

روشن از نہر ہا صفا سلسال
مملو از میوہ ہاے گوناگون
درختش مجمع طیور ہا موزون
باد در سایہ درختانش
آن پراز لالہ ہاے رنگا رنگ
گستر اینہ بر فرشش از قلمون

عنقائے جادو قطع راہ کرکے بصورت قمری باغ مذکور میں داخل ہوکے ایک درخت میوہ دار پر بیٹھا چونکہ وہ شب شب چہاردہم تھی ماہ کامل بالاے فلک تابان تھا سیر چاندنی کی قابل دید تھی اور وہ باغ پر بہار بھی لائق سیر تھا اسکے گلونکی سیر سے غنچہ دل مانند گل کے شگفتہ ہوتا تھا ہواے عطر آگین سے دل کو فرحت دماغ جان کو راحت حاصل ہوتی تھی جوانان چمن اپنی شادابی و سرسبزی سے مانند سرو کے نخوت و غرور سے اکڑتے تھے درختان میوہ دار کثرت گل و ثمر سے زمین سے نیاز کے جھکتے تھے سیسہ منکسر تھے ہر ایک چمن خوش قطع قابل دید تھا کوئی چمن نسرین و نسترن کا تھا کوئی گل شبو کوئی گل چنبیلی کا تھا کہین موتیا کہین جا موگرا کہین گل اشرفی کہین جاہی جوہی کہین ہارسنگار کسی جا گیندے کا تختہ تھا کہین چمن لالہ گل نورس کہین سرو پھری کی کو کہین بیلی کی بہار کہین کیتلی کی قطار کہین تختہ گلاب نہایت نادر لیا آنکھوں کہین نرگس نظارہ کنان کہین تختہ لالہ عباس کہین چمن گل داودی کہ جسکے دیکھنے سے دیکھنے والوں کو حیران ہوکر ہر ایک گھٹا قد ادی وہ تھا اون کی جلوہ گری جیسے نگینہ شجری وہ با ولہ پوش ہر ایک شجر وہ تابی کی تھیلیون ہر ایک ثمر وہ شب چہاردہ اور وہ جلوہ بدر ہوسکتا ہی اگر کوئی کہے اسے شب قدر وہ چاندنی صاف اور وہ صحن باغ کا وہ بیاض اس چمن کو گمان چاندنی پر تھا کہ یہ ہی دھوپ پاس اس چمن ماہ کو اور زرد وچمن جہان کے طائران خوش الحان نغمہ سرا آشیانے ہر ایک درخت پر اپنے آشیانے میں بیٹھے ہوئے مصروف حمد خدا تھی بلبلانِ چمن کی قمریان سرو پر بیٹھی ہوئی غل مچاتی تھین کہین تختہ سورج مکھی کا ایسا تھا کہ جسکے ہر گل پر گمان آفتاب کا تھا سبزہ افتادہ باغ مذکور پر احتمال خواب کا تھا وہ سبزہ باغ ایسا نرم مانند فرش مخمل سبز کے گسترد تھا کہ جسکے دیکھنے سے روح راحت پاکے کیسا ہی بیمار ہوا سے اسیر بستر کے بیتاب آجائے وہ بہار لالہ سنبل وہ فریب گل نغمہ بلبل ہر خیابان جادہ نور شب گلشن گویا صبح بلور مملو ہر گلاب نہر جوش سے دمبدم پانی اترتا ہی لہر پانی کی اسطرح باندھتی تھی دل کہ جسکے دیکھنے والے ہوتے تھے بیمثل نفیس ایک بارہ دری کی آئینہ خانہ ہو قصر ارم کو رشک سے الم ہو شیشہ آلات و فرش نفیس و نرم سے خوب آراستہ اگر حور ارم بھی آسے دیکھ لیتی تو ہوتی دلپذیر واقعہ ساحر مذکور سیر باغ و بہارہ دری دیکھکر دل مین کہنے لگا یہ باغ ہی کہ باغ جنت ہی اور یہ بارہ دری ہی کہ قصر ارم ہی جسکے دیکھنے سے دل کو راحت ہی چونکہ شب ماہ تھی حکم ملکہ رنگین کا کل کشا سے

بزم عشرت بارہ دری میں نہایت تکلف سے آراستہ تھی ملکہ مسند زرین پر پہلوے شاہزادہ رستم ثانی میں بحجابانہ بیٹھی ہوئی تھی انیسیں جلیسیں ہمدمیں ہمرازیں کنیزیں وغیرہ علی قدر مراتب بزم مذکور میں کچھ بیٹھی تھیں کچھ عہدے پیلے کھڑی تھیں دروازے بارہ دری کے سب کھلے ہوئے تھے روشنی بکثرت تھی جھاڑ کنول صدہا بارہ دری مذکور میں تھے شمعیں موم کی و کافوری ایمیں روشن تھیں گلدستے جابجا رکھے ہوئے تھے کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بلورین روبرو سے ملکہ مسطور رکھی تھی وہ اپنے ہاتھ سے شراب شیشہ سے ساغر میں بھر کے شاہزادہ رستم ثانی کو بار بار دیتی تھی شاہزادہ موصوف ساغر لیکر دمبدم شراب پیتا تھا اور خود جام بلورین شراب مملو کرکے اُسے دیتا تھا ملکہ اپنے محبوب کے ہاتھ سے بخوشی جام لیکر شراب پیتی تھی دور جام بزم میں تھا ہر ایک ہمجلیس ملکہ کی بھی شراب پیتی تھی ایک زن خوبرو واسطے مے پلانے انیسوں اور جلیسوں ملکہ کے ساقی بنی تھی اہل بزم عشرت خوش و خرم بیٹھے تھے کوئی فکر و اندیشہ کسیکو نہ تھا عمقا سے جادو درخت پر بیٹھا ہوا اہل بزم کو بخوبی دیکھ رہا تھا خصوصاً بار بار شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ شاہزادہ کیا خوش اقبال ہے کہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے لوح طلسم صندل گلے میں ڈالے ہوئے دلیرانہ بیٹھا ہے کس عیش و راحت میں ہے شراب ملکہ کے ہاتھ سے پی رہا ہے ملکہ کاکل کشا کیا بے شرم و بیحیا ہے کہ پہلوے نامحرم میں بیٹھی ہوئی ہے دل لگی ہنسی ہو رہی ہے انیسیں جلیسیں دمبدم کسی نہ کسی بات پر قہقہہ مار رہی ہیں الغرض ساحر مذکور بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ وہ زن خوبرو جو شراب پلا رہی تھی کشتی شراب کی اٹھوا کر لیگئی اُسکے جاتے ہی ایک رقاصہ کہ ساز [illegible] اسکے سب عورتیں تھیں روبرو ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کے آئی سلام کرکے بعد درستی ہونے سازوں کے رقص کرکے یہ غزل گانے لگی — غزل

قریب تھا کہ بیمار سر دم دور ہم پر وقت دلبر سے
وہ سنگ آستان پاؤں تو پھوڑوں سر کو پتھر سے
کیا ہے ہمسری کا قامت دلدار سے دعوے
نہیں ہے نفع مرنے کو ذرا [illegible] جادر سے
لحد میں خاک سے بستر بچھایا ناحق سونا کر
پھر اٹھیں بستر سے جو کاٹ پھرا ہے [illegible] سے

وہ خوش چشم ہیں ہم آنکھیں ہیں ناخوش ہو گیا
ازل سے ابرو و مژگان کی الفت سے ہے سینہ کا
نہ بگڑے فاختہ گلزار میں کیونکر صنوبر سے
سبب رفعت کا ہے پیچ کل ہوگا [illegible]
تعجب عاقبت تھا مہان شتی کو ہی جو لشتر سے

اٹھا کر نہ باغ لیوتی اصل نہ ہوا کر [illegible] زلف
دوبارہ کرتی ہیں زخمی عبث وہ تیر و خنجر سے
عبث ارباب ظاہر زینت ظاہر پہ مرتے ہیں
نہ دیکھیں عشق کہدو اہل زر قارون [illegible]
نہیں ظلم و زبیر و شاہ میں جیسا فرق [illegible]

اہل بزم خوش ہو کر سننے لگے عمقا سے جادو نے کہ تو بڑی دیر باغ میں شاخ درخت پر بیٹھ کر ملکہ رنگین کاکل کشا و شاہزادہ رستم ثانی بیشتر کو بزم عشرت میں دیکھا حال سے بخوبی آگاہ ہو کر باغ مذکور سے بصورت قمری اڑکر روبروے عجائب جادو گیا اور بصورت اصلی ہوکے یوں عرض کرنے لگا کہ اے خداوند نعمت میں جیسا حکم گیا تھا میں بچشم خود دیکھا کہ ملکہ رنگین کاکل کشا بپہلوے طلسم کشا میں بیٹھی ہے بزم عشرت آراستہ ہے ایک رقاصہ رقص واقعہ کر رہی ہے جملہ اہل بزم بخوشی رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہے ہیں گانا سن رہے ہیں عیش کر رہے ہیں کسی کو کچھ خوف و اندیشہ نہیں ہے دور جام بے دغدغہ گردش ایام ہو رہا ہے عجائب جادو یہ حال سنکے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا کہنے لگا ابلیس خصلت دلپذیر نے جو کہا تھا وہی درست و بجا تھا مجکو خیال پاک دامنی دختر تھا یہی تھا اس گیسو بریدہ نے مجھے بیوقوف ہوکے ذرا بھی میرے غضب و قہر سے نہ ڈر کے یہ جسارت کی ہے کہ طلسم کشا میرے اور میرے برادر بلکہ تمامی ساحران طلسم کے دشمن کو اپنے ساتھ اپنے باغ میں لائی ہے اُسکے پہلو میں بیٹھی ہے یہ بے شرمی و بیحیائی گوارا کی ہے نہیں معلوم کب سے اس رنگ میں ہے خس و آتش یکجا کب سے ہیں کاہیکو اُس گیسو بریدہ نے اپنے تئیں طلسم کشا سے بچایا ہوگا علیحدہ اُس سے رہی ہوگی اور طلسم کشا نے کب اُس سے کنارہ کیا ہوگا آگ تلے

پھونکنی کو ضرور جلایا ہوگا ممکن نہین ہے کہ ایک جا یہ چیزین ہون اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچا ئین یہ کہکے از حد
غضبناک ہوا اور اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرکے لا امکان
کسی تدبیر سے اُس سے لوح لے کے اُسے گرفتار کرتا ہون اپنی دختر بدسیر کو بھی اسیر کرکے لاتا ہون یہ کہکے
ارادہ جانے کا کیا وزرا نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ اس ادنے کام کے واسطے جانا حضور کا اچھا نہین
کسی ساحر کو حکم دیجیے وہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرکے روبرو حضور کے لے آئیگا ہم حضور کو ہرگز نہ جانے دینگے
ہمین یہ خوف ہے کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے ایسا نہو کہ اُسکے ہاتھ سے آپکو کچھ ضرر ہو یہ عرض کرکے قدم عجائب جادو
سے لپٹ گئے اُسوقت شاہ مذکور نے اپنے وزرا کو اپنا دوست جان کے اُنکی عرض قبول کرکے اپنے ارادہ سے
باز رہ کے ابر باران شعلہ افگن سے کہ ساحر نامی وزیر دست سے تھا کہا تو جلد جا کے میری دختر وغیرہ کو گرفتار
کرکے میرے پاس لے آ ایکہ لطیفہ باغ کا یا مجھے پارہ دری کو بزور سحر اٹھا کے یہان لا مین طلسم کشا وغیرہ کو قید کرونگا
تجھے اُنکی نگاہبان کرنے کے عوض مین انعام دونگا ساحر مذکور بحکم شاہ مسطور آسیدم دربار سے اٹھکر باہر گیا اور
چالیس ساحرون کو اپنے لشکر سے انتخاب کرکے اُنسے کچھ کہا تا دیر اُنھین سمجھایا اُنھون نے عرض کیا آپ نے جو
کچھ فرمایا ہے ہم ایسا ہی کرینگے ہرگز منہ جنگ سے نموڑینگے یہ سنکے ابر باران شعلہ افگن نے اپنی جھولی سے ایک کالا
روئی کا نکالا اور ایک شیشہ پر آب کہ جسمین آب چاہ سامری بھرا تھا اور بحفاظت تمام اُسے رکھا تھا اُسمین سے تھوڑا
پانی لیکر سحر اُسپر دم کرکے روئی کے گالے پر چھڑکا فی الفور وہ زمین سے بلند ہوگیا اور سوسے ملک جا کے بعینہ
وسیع ہوگیا ساحر مذکور جھولی اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھکر تخت سحر پر سوار ہوا سحر پڑھا تخت مذکور
بلند ہوکے اُس ابر تیرہ و تاریک مین جا کے نہان ہوا اسی طرح سے وہ چالیس ساحران ایک ایک تخت سحر کی سواری پر
سوار ہوکے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھ کے بلند ہوکے ابر تیرہ و تاریک مذکور مین جا کے پوشیدہ ہوگئے
ادھرسے تو باشارۂ ابر باران شعلہ افگن ابر مذکور سمت باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا لیکن اب
حال باغ کا لکھا جاتا ہے کہ اُدھر ایک روز خاص بزم عشرت مین ملکہ رنگین کاکل کشا سے مخاطب ہوکے
حسب اتفاق مذمت دنیا مین یہ غزل نصیحت آمیز و عبرت خیز بصد ناز و انداز گا رہی تھی — غزل

خوکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست
نخلی نشوان یافت کہ پامال خزان نیست
پابند طرب را نرسد لاف محبت
خوکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست

جز حسرت و حرمان بجہان گذران نیست
باسنگدلان حرف غم عشق مگوئید
کس نیست کہ جویا کہ راحت طلبان نیست

در گلشن حیرت ثمر دہر دلا نیست
کین ورنجشین در نظر گوش گران نیست
بیہودہ رضا چند شوی طالب راحت

ملکہ رنگین کاکل کشا کو علم فارسی کا کچھ تھا اشعار غزل مندرجہ ذیل مذکور
سنکے معنی و مطالب بعض اشعار سے خوب آگاہ ہوکے جین بجبین ہوئی اپنے دل مین نا رسے کہتی تھی نہین معلوم
رضا کس شخص کا تخلص تھا محض بیہودہ گو تھا کہ اسنے یہ اشعار کہے ہین وہی غم و درد کی خو اختیار کرے دوسرون کو
نصیحت نکرے اُس کے نزدیک راحت دنیا مین نہین ہے اور سوا حسرت وحرمان کے گذارہ اہل دنیا کا نہین ہے اہل
دولت کو غم و درد سے کیا تعلق اُنکے واسطے دنیا جائے عیش و راحت ہے ہر دم زندگی اُنکی بعیش و آرام گزرتی ہے دنیا اُنکے
واسطے راحت گاہ ہے خصوص میرے واسطے کہ مین شاہزادی ہون باپ میرا عجائب جادو حاکم طلسم رنگین حصار
ہے خداوند عالم نے مجکو صاحب ملک و مال و دولت و حکومت کیا ہے میری پاپوش کو کیا غرض کہ خوے غم و درد کرون
باغ عالم کو تیرا جانون ہمیشہ زندگی میری عیش و عشرت مین گزری اور اسیطرح گزرے گی صورت حسرت و حرمان کو

کبھی خواب مین بھی نہ دیکھونگی یقیناً مصنف غزل کا محتاج و مبتلائے مصیبت تھا جب ہی اُسنے مطلع غزل مین اپنے
حسب حال نظم کیا ہی اور گلشن حسرت مین ثمر دنیا کا بیان کرنا اور افسوس کرکے یہ کہنا کہ کوئی درخت ایسا نہین ہی کہ
جو پامال خزان نہو یہ بھی اُس نے اپنی تکلیف و مصیبت مین کہا ہی صاحبان ملک و حکومت کو کیا خوف باغ جہان
مین پامالی خزان کا خصوص مجکو میرے باغ عیش و حکومت و حسن و خوبی مین مدام بہار رہے گی کبھی خزان نہ آئیگی
اور یہ کہنا اور نصیحت کرنا اُسکا کہ سنگ دلون سے غم عشق مت کہہ کہ یہ سوز عشق لالۂ اُنکے گوش کے نہین ہی مین ہر اس شعر کی
نسبت کہتی ہون کہ مجھے عشق تو ہی غم فراق نہین ہی محبوب برابر میرے بیٹھا ہی پس مین سنگ دلون سے کیون غم
عشق کہنے لگی میرا دل شاد ہی رنج و غم سے آزاد ہی اور یہ کہنا اُسکا کہ جو پابند طرب و عیش ہین وہ لاف محبت
یعنی دعوائے محبت محبوب کر نہین سکتے ہین اگر کرین تو بیجا ہی کیونکہ یہ کوچہ محبت تماشاگاہ راحت طلبونکا نہین ہی
یہ بھی قول اُسکا خلاف میری طبع کے ہی بامین وجہ کہ مین شاہزادہ رستم ثانی فتاح طلسم صندل پر عاشق ہون
کیسی راحت و عیش و عشرت ہی اُس سے محبت کرتی ہون مجکو کوئی صدمہ نہین ہی اور نہ اٹھاؤنگی یون ہی حیات میری
بسر ہوگی یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ دعوائے محبت راحت طلب لوگون کو سزاوار نہین ہی مصیبت زدہ اور دردمندون
ہی کو دعوائے الفت کرنا زیبا ہی اور مقطع مین مصنف غزل کا یہ نظم کرنا کہ اے رضا طالب راحت کہتک ہوگا عاقبت
کر ساتھ غم و درد کے کہ دنیا مین راحت نہین ہی یہ نظم کرنا بھی شاعر کا اچھا نہین وہی اس اپنے قول پر عمل کرے ہم تو
طالب راحت ہین جانتے ہین کہ دنیا مین ضرور انسان کو ہر طرح کی راحت مل سکتی ہی کیا کہون وہ شخص اس وقت یہان
موجود نہین ہی ورنہ اُس سے کہتی کہ یہ مضمون حسب حال میرے نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی محبوب میرا میرے پہلو مین
بیٹھا ہی دل میرا مانند گل کے شگفتہ ہی باغ جہان مین کیسی راحت مجھے مل رہی ہی دور جام شراب کا ہو رہا ہی رقاصہ رقص
کر رہی ہی بزم عشرت آراستہ ہی جیسا سامان کہ چاہئیے موجود ہین انواع و اقسام کی نعمتین مہیا ہین حکومت کر رہی ہون بھلا
اس سے بڑھکے دنیا مین اور کیا راحت ملیگی اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے دل مین خیال کرتا تھا ظلم فلک
و انقلاب روزگار سے غافل تھا ہمجلیسین ملکہ سے اشعار غزل مذکور کے معنے و مطلب سمجھ سکے تاب نہ ہون چپ بیٹھ رہی
تھین مصنف کی غزل مذکور کو بھلا برا کہہ رہی تھین کبھی رقاصہ کو گالیان کوسنے چپکے چپکے دیتی تھین اور کہتی تھین اس
رقاصہ نالائق نے کس درد بھرے ٹکڑے سے شاعری یہ غزل کہی ہوئی گائی ہی کہ عالم خوشی مین صدمہ دیا ہی مضامین اشعار
غزل عاشقانہ نظم کرنا چاہئیے نہ ایسے مضامین عبرت و نصیحت آمیز و مذمت دنیا نظم کرنا چاہئیے ایسی ملکہ رنگین کاکل
کشا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ غزل مندرجہ بالا سنکے اپنے اپنے دل مین خیال مسطور کر رہے تھے رقاصہ رقص
کر رہی تھی بزم عشرت آراستہ تھی چودھوین رات کی چاندنی کس خوبی و لطافت سے کھلی تھی ماہتاب و کواکب بالائے
افلاک درخشان تھے حسن و خوبی اپنی اہل جہان کو دکھا رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی خوشبو پھولون کی آرہی
تھی باغ مین گلہائے رنگارنگ کھلے تھے طائران خوش الحان اُس شب کی چاندنی کو روشنی روز سمجھکر
چہک رہے تھے بلبلین نغمہ سرا تھین قمریان سرو پر بیٹھی تھین دم عاشقی کا بھر رہی تھین صدا کوکل کی
آرہی تھی پپیہے کی آواز چلی آتی تھی اہل بزم عشرت کس عیش و راحت سے بسر کر رہے تھے زندگی کا لطف
اٹھا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ پیدا ہوکے جلد تر آکے تمام باغ پر محیط ہوا اُس چاندنی و روشنی کا نام
و نشان بھی نہ رہا اندھیرا ایسا ہوا کہ دل ہر ایک کا گھبرانے لگا کلیجہ تاریکی سے منھ کو آنے لگا اُسوقت ہر ایک اہل
بزم نے گھبراکے سوئے ابر دیکھا اور کہا یہ ابر سیاہ کسقدر سیاہ ہی کہ پناہ بخدا لوگو ذرا دیکھو تو اس ابر سے بار بار

کیسی برق چمک رہی ہی کہ جس سے دل بیقرار ہی خوف سے روح کو صدمہ پہنچتا ہی آواز رعد کی ایسی مہیب ہی کہ
مین نے ایسی صدائے رعد کبھی نہین سنی ہی میرا دل دھڑکتا ہی جان نکلی جاتی ہی یہ ابر سیاہ و برق و رعد میرے
حق مین وہ فرشتے ہین جو قبض روح کرتے ہین ملک الموت کے تابعین سے ہین خدا خیر کرے اس بلائے
سیاہ سے خدا سب کو بچائے مجھے تردد ہی اس ابر سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا خیالات ذہن مین
آتے ہین کوئی عورت اہل بزم سے کہتی تھی آپ سب صاحب کیا خوش قسمت ہین کہ ابر رحمت خدا گھر کے آیا ہی پانی
برسا ہی چاہتا ہی یہ وقت بادہ کشی کا ہی مناسب وقت یہ کہ بیت اب چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ
میکشو خوش ہو کہ یہ ابر بہار آیا ہی + جوانی مین بادہ کشی کا لطف ہی خوشا قسمت اُسکی کہ جسکے پہلو مین یار
حسین ہو وہ اُسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلائے اور خود اُسکے ہاتھ سے جام لیکر شراب پیے زندگی اس
عیش و راحت مین بسر کرے کوئی عورت کسی عورت سے کہنے لگی اے بوا دیکھتی ہو کس غضب کا یہ ابر سیاہ ہی
اُسکے آنے سے تاریکی محیط عالم ہو گئی ہی کبھی برق چمک رہی ہی کسطرح ابر سے صدا آتی ہی صاف کہون مجھے یہ اندیشہ ہی
کہ یہ کہین ابر سحر نہو کوئی ساحر زبردست اس ابر سیاہ سحر مین مخفی ہوکے ادہر آیا ہو عجائب جادو کو
ملکہ عالم اور شاہزادہ رستم ثانی کے حال سے اطلاع نہوئی ہو اور اُس نے غضبناک ہوکے کسی ساحر کو واسطے گرفتاری
ہم سب اہل بزم عشرت کے اس ساحر صاحب ابر سیاہ کو بھیجا ہو لہذا ہوشیار ہو جانا چاہیے وہ اسکی طرف دیکھکر
ہنسکر کہنے لگی اے بوا تم بڑی ڈرپوکنی ہو تم وہ ہو کہ کوئی کتنا ہی دلیر و بہادر مرد ہو یا کوئی عورت کیسی ہی
کڑے دل کی ہو ایسی باتین کرکے تم سے ڈرادو بلکہ بھگادو ایسی بیوقوف نہو ایسی باتین نکیا کرو کہ گمان
ہو ابر اصلی حکم خدا سے آیا ہی تم اسے ابر سحر کہتی ہو بھلا عجائب جادو کو بیان کے حال سے کس نے
آگاہ کیا کہ اُس نے کسی ساحر کو برائے گرفتاری ہم سب کے روانہ کیا ہی یہ ابر سحر اسی کا ہی تمہین یقین ہو گیا ہی
بہن ایسی بے سمجھی باتین نکیا کرو ذرا عقل کے ناخون لو ہوش و حواس مین آؤ بادۂ جوانی سے اسقدر
مست و مدہوش ہو کے ایسے کلمات زبان پر جاری نکیا کرو بہکی باتین نکیا کرو اگر ملکہ عالم ہماری تمہاری
یہ باتین سنین تو بتاؤ کیسی سزا دین اور خوف سے کسقدر ڈر جائین الہی اُنکے دشمنون کا کیا حال ہو جائے
وہ عورت یہ تقریر اس عورت کی سنکے غور کرنے لگی ملکہ رنگین کاکل کشا باوجود اسکے کہ پہلوئے شاہزادہ
مین بیٹھی ہوئی تھی روشنی بکثرت تھی لیکن اس ابر کے آنے سے گھبرائی اپنی ہمجولیون سے کہنے لگی یہ ابر کیسا آیا ہی
کہ اسکے آنے سے خود بخود میرے دل پر ایک رنج چھا گیا ہی اسکے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اللہ خیر کرے کوئی دشمن
مجھ سے دشمنی نکرے خلل انداز میری راحت و عیش مین نہو مین انکو یہان لائی ہون یہ طلسم کشای طلسم صندل مینا
انکے لانے کی خبر میرے والد کو نہوئی ہو کوئی ساحر برائے قتل و گرفتاری ابر سیاہ مین مخفی ہوکے نہ آیا ہو انکے
دشمن لاکھون ساحر ہین یہ تنہا ہین خدا انکی جان سب ساحرون سے بچائے مجھے الزام کسی طرح کا نہ آئے اگر انکے
ساتھ کوئی دشمنی کریگا گویا اُس نے مجھ سے دشمنی کی خدا نخواستہ اگر انکے دشمنون کی جان پر کچھ بنی تو مین بھی زندہ
نرہونگی جان اپنی دیدونگی ہمجلیسین عرض کرنے لگین اے ملکہ عالم آپ کچھ تردد نکرین یہ ابر ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی
یہ کہکے ان عورتون نے شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا اے شاہزادۂ ذوالوقار آپ سنتے ہین کہ ملکہ ہماری اس
ابر سیاہ کو دیکھکر خوف سے لرزان ہو کے کیا کیا فرما رہی ہین آپ انکو سمجھائین تسلی دین دیکھیے انکا کیا حال ہی گل سا چہرہ
دفعتاً متغیر ہو گیا ہی آثار فکر و تردد چہرہ سے عیان ہین کسقدر مضطرب الحال ہین کہتی کچھ ہین اور نکلتا کچھ ہی

شاہزادہ نے ملکہ کی اور گفتگو اُن عورتون کی سنکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہا اے ملکہ تم کیون ڈرتی ہو اول
تو یہ ابر بہاری ہی ابر سحر نہین ہی دوسرے بالفرض والمحال اگر یہ ابر سحر ہی ہی اور کوئی ساحر ہمارے حال سے باخبر
ہوکے یہان آیا ہی ارادہ دشمنی کا رکھتا ہی تو کیا اندیشہ ہی وہ میرا کیا جا سکتا ہی اور تمھین کیا ستا سکتا ہی مین صاحب
لوح طلسم ہون مجھ سے کوئی ساحر مقابلہ و مجادلہ مین سربر ہو نہین سکتا اور میری موجودگی مین تمھین کوئی
دشمن گرفتار کر نہین سکتا کیا مجال کسی ساحر کی جو یہان آسکے اور مجھے اور تمھین گرفتار کرکے لیجا سکے جب تک
مین یہان موجود ہون اور لوح طلسمی میرے پاس ہی اور ساحرونکی تو کیا حقیقت ہی تمھارے والد عجائب جادو
اور تمھارے چچا صندل ان شاہ بھی تو کچھ بنا نہین سکتے اگر وہ بھی اس بارہ دری مین چلے آئین تو میرے ہاتھ سے
اُنھین اپنی جان بچانا دشوار ہو بس تم کچھ فکر و تردد نہ کرو باطمینان خاطر بیٹھی رہو ملکہ تقریر شاہزادہ
موصوف سنکے خوش ہوکے مطمئن ہوئی چونکہ رقاصے ابر کے آنے سے برق کے چمکنے سے رعد کی آواز سے
عورتون کی غفلت تقریر و خیال سے خوفناک ہوکے رقص و نغمہ موقوف کیا تھا خاموش کھڑی تھی سوے
ابر سیاہ دیکھ رہی تھی ڈر رہی تھی ملکہ نے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا سوے فلک دیکھ رہی ہی رقص
و نغمہ کر طلسم کشا صاحب لوح طلسم ہین مین بھی اعدا سے مطمئن ہوگئی ہون تو بھی کچھ اندیشہ نکر وہ اشارہ ملکہ سے
آگاہ ہوکے پھر مصروف رقص و نغمہ ہوئی تو اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہوکے رقص اُستاد دیکھنے لگے گانا سُننے لگے
اہل بزم طرب تو بعد تردد کرچکنے کے پھر مصروف عیش ہوے لیکن اب احوال طائران چمن و عندلیبان گلشن کا
رقم کیا جاتا ہی کہ قبل آنے ابر سیاہ مذکور کے وہ سب چودھوین رات کی چاندنی کو روشنی صبح صادق جانکے
آشیانون سے نکل کے نغمہ سرا تھے لیکن جب ابر سیاہ مذکور آکے محیط باغ ہوا بعض طائران باغ باہم کہنے لگے
خالق وحش و طیر خبر کرے آج کچھ سامنا بد نظر آتا ہی یہ ابر سیاہ کیسا آیا ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہوش
و حواس جاتے رہے پرواز کرتے ہین یہ ابر ہی کہ اک بلاے سیاہ آسمانی ہی اس سے جان اپنی بچانا ضرور ہی
دیدہ و دانستہ دانا کو دام بلا مین پھنسنا بجا نہین یہ کہکے وہ تو اُڑ کے ایک سمت دور تک چلے گئے مگر ہزارہا
مرغان خوشنوا بیٹھے رہے اور ابر سیاہ کو دیکھکر ابر بہار تصور کرکے اپنے اپنے آشیانے مین جاکے بخیال
بارش باران بیٹھے رہے وہ طائران خوش الحان اپنے آشیانون مین جاکے اندرون باغ مذکور بیٹھے ہی
تھے ناگاہ نہایت زور سے بجلی کڑکی ابر رعد ہوا اور صداے رعد از حد مہیب ہوئی دیکھنے والے اور سننے
والے ڈر گئے سوا ملکہ و طلسم کشا کے سب ڈر کے کانپنے لگے جا بجا ڈر کے چھپنے لگے اسی اثناء مین ابر سیاہ
مذکور سے تخت ابر باران شعلہ افگن کا ظاہر ہوکے بلندی سے اُتر کے پاس بارہ دری کے دروازون کے
آیا ساحر مذکور نے ملکہ اور طلسم کشا کو ایک مسند پہ بیٹھا ہوا دیکھکر بزم عشرت پر نظر کرکے بعد
غیظ و غضب پکار کر کہنے لگا اے ملکہ رنگین کاکل کشا واہ واہ کیا تمنے اس باغ مین گل کھلایا ہی خوب طلسم کشا
کو لیکر آئی ہو سجے سجے پوشیدہ ہوکے یار کو پہلو مین بٹھا کے بیٹھی ہو کیا کیا عیش و عشرت کر رہی ہو بے حیائی
و بے غیرتی و بربادی طلسم رنگین حصار پہ کمر باندھی ہی اپنے بزرگون اور جملہ ساحران طلسم کی دشمن جان
ہوئی ہو طلسم کشا کی دوست بنی ہو دیکھو تو مین تمسے کسطرح پیش آتا ہون اور تمھارے ہم پہلو اور ہمنفس طلسم کشا کو
کیونکر گرفتار کرتا ہون او گیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنے پدر و عمو سے بیخوف و خطر ہوکے یہ جسارت
کی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکر طلسم کشا و ملکہ مذکور پہ مارا پہلے

گولے نے ٹکرا کے جھاڑ اور کنول وغیرہ کو توڑا بعدہ جانب ملکہ وطلسم کشا گرنے لگا شاہزادے نے فی الفور عکس
لوح کا اس پر ڈالا وہ گولا مانند موم کے گولے کے ہوکر فرش پر گرا شاہزادہ رستم ثانی نے پسپا یہ عکس لوح
طلسم سحر ساحر مذکور کو باطل کرکے غضبناک ہوکے مستعدی سے اٹھکے تلوار نیام سے کھینچکر ساحر مذکور کیطرف
قدم بڑھا کر کہا او نابکار اگر ارادہ بیکار و گرفتاری آیا ہے تو مردانہ مقابلہ کر ثابت قدمی اختیار کر ملکہ کو اور
مجھے اگر تجھ سے ہوسکے تو گرفتار کر دیکھوں کیونکر گرفتار کرتا ہے ساحر مذکور نے سنکے جواب دیا اے طلسم کشا لوح طلسمی
سے مجبور ہوں ورنہ رنگ اپنے سحر کا دکھا دیتا سب کو ایک لحظہ میں قتل یا اسیر کرتا یہ کہکے ایک ناریل جوتی
دار سحر کرکے مارا ہنوز شاہزادہ کے سر پر پہنچا تھا اور مشتعل ہوا تھا کہ شاہزادہ نے اس پر عکس لوح کا ڈالا ناریل بھی
مانند فولادی گولے بے اثر ہوکے گر پڑا جب امیر یاران شعلہ افگن نے دروازہ بارہ دری پر آکے پیچھے ڈالے
دو سحر کئے اور شاہزادہ رستم ثانی نے اسکے سحروں کو بعکس لوح باطل کرکے قدم اپنا بڑھایا ساحر مذکور لقصد بڑھا
ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ رنگ دیکھکر اور ساحر مذکور کو خیال انجام جنگ سے مضطر و خائف ہوکے تضرع و زاری
کرنے لگیں جا بجا چھپنے لگیں کوئی عورت فریاد و بیداد ساحر مذکور کو کہنے لگی کوئی عورت اسے کوسنے لگی کوئی واسطے
اسکے دفع ہونے کے اور سب کی جان و عزت بچنے کی دعا کرنے لگی ملکہ رنگین کاکل کشا نے بھی بال اپنے سر کے کھول دیئے
ہاتھ اپنے سوئے فلک بلند کیے درگاہ کبریا میں عرض کیا خداوندا میں تازہ مسلمان ہوں انجام بخیر کر اس ساحر جان
سے میری اور طلسم کشا کی بچا ملکہ وغیرہ جملہ عورتیں تو اپنے اپنے حال میں تھیں لیکن شاہزادہ رستم ثانی جو تلوار اٹھا
کرکے سوئے ساحر بڑھا وہ خوف سے پسپا ہوکے نارنج و ترنج گولے فولادی کٹار برچھے ناریل جوتی دار وغیرہ سحر کرکے
طلسم کشا پر مارنے لگا شاہزادہ بوجہ عکس لوح کے اسکے سحروں کو باطل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا ساحر مذکور
پیچھے ہٹنے لگا یہانتک کہ ساحر مذکور کہ از حد فریب دہندہ و مکار تھا ہٹتے ہٹتے سیر ولتا در باغ گیا شاہزادہ کو
غصہ میں کچھ خیال ملکہ کا نہ رہا بارہ دری اور باغ سے واسطے قتل کرنے ساحر مذکور کے بیرون باغ تک گیا پس جو شاہزادہ
موصوف باہر باغ کے تھا جب امیر یاران شعلہ افگن میں آیا تو اس ساحر مذکور نے قبل سے اپنے ہمراہی ساحروں کو
آگاہ کیا وہ فی الفور بہ ہمراہی بیشے قبل کے اور سیاہ سے پیدا ہوکے نارنج و ترنج وغیرہ اسباب سحر کا ہاتھوں میں
لیکے پاس امیر یاران شعلہ افگن کے آئے اور کہا کیا حکم ہے ہم سے کہا تم سب طلسم کشا سے لڑ کے باہر باغ میں
مصروف کر دو حسب الحکم اسباب سحر پر افسوں دم کرکے متواتر وہ نارنج و ترنج طلسم کشا پر مارنے لگے شاہزادہ
بوجہ ہونے لوح کے انکے سحروں سے بچنے لگا اور قریب تر آنکے ہوکے تلوار سے انکے قتل کرنے لگا امیر یاران شعلہ
افگن شاہزادہ موصوف کو مصروف جنگ دیکھکر قابو پا کے نظر شاہزادہ سے غائب ہوکے اندر باغ کے آیا اور ایک
گولا فولادی اپنی جھولی سے نکالکر سحر آمیز دم کرکے چمنستان باغ و درختان باغ پر مارا گولا آتش ہوکے اشجار میوہ دار
ڈھنا سے باغ پر گرا اسکے گرتے ہی باغ میں آگ لگ گئی ہر ایک درخت مانند شمع کافوری کے جلنے لگا اور ہر ایک
چمن گل مانند خس کے آتش سحر سے جلکے خاک ہونے لگا درختان میوہ دار باغ کے مثل سرو آتشبازی کے جلنے
لگے مرغان خوش الحان جنکے آشیانے اس باغ میں بالائے اشجار تھے وہ سب بھی آتش سحر سے کباب ہونے لگے
تمام باغ جلنے لگا دھواں اٹھنے لگا وہ دھواں نہ تھا کہ وہ آہ باغ تھا یا وہ دود آہ گرم بلبل تھا کہ باغ و گل کے
جلنے سے اور ایسی خزاں آنے اور سب کے جلنے سے عنادل نے آہ گرم کی تھی وہ دود آہ پیدا ہوا تھا غرض تمام باغ
آتش سحر امیر یاران شعلہ افگن سے جل رہا تھا دھواں اٹھ رہا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ ظلم د

بربادی باغ دیکھکر فریاد و شور کر رہی تھیں شاہزادہ بیرون باغ ساحرون سے لڑ رہا تھا ابر باران شعلہ افگن
کے شر و فساد سے غافل تھا ساحرون کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا تھا وہ ساحر باقیماندہ تاب تحمل نہ لا سکے
پسپا ہوئے جاتے تھے سحر انکا بوجہ لوح کے طلسم کشا پر اثر نہ کرتا تھا جب اسپر عکس لوح کا پڑجاتا تھا سحر بھول جاتے
تھے شاہزادہ موصوف بڑھکر انکو شمشیر آبدار سے قتل کرنے میں مصروف ہوتا تھا بیرون باغ تو اس طرح لڑائی
ہو رہی تھی اندر باغ کے ابر باران شعلہ افگن نے اپنے سحر سے تمام باغ کو جلا کے دل اپنا ٹھنڈا کرکے رخ سوے
بارہ دری کیا اور خیال کیا کہ فردا فردا اگر ایک ایک عورت کو اسیر و گرفتار کرکے روبرو عجائب جادو کے
لیجاؤنگا تو دیر ہوگی لہذا وہ تدبیر کرون کہ سب کو ایکبار مرتبا اپنے سحر میں مبتلا کر دون اور اسیر کرکے روبرو عجائب جادو
کے لیجاؤن ساحر نامی ہون کمال علم سحر دکھاؤن عجائب جادو کو خوش کرون انعام کثیر اس سے پاؤن یہ خیال
کرکے ایک گولا فولادی ایک ناریل چوبی دار جلد تر جھولی سے نکالکر سحر اسپر دم کرکے یا سامری کہکے پہلے گولا بارہ دری پر
مارا اسکے مارنے سے اور گولے کے شق ہونے سے دھوان پیدا ہوا تمام بارہ دری دھوین میں پوشیدہ ہوگئی ملکہ
رنگین کاکل کشا وغیرہ جسقدر عورتین اس بارہ دری میں تھیں اور جس حال سے تھیں اسی حال میں بہ ہمہ
اور سلاسل سحر میں اسیر و گرفتار ہوگئیں بعد اسکے ساحر مذکور نے وہ ناریل چوبی دار اٹھا کے سحر اسپر
کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا اسپر ڈالکے یا سامری و جمشید کہکر ناریل مذکور بارہ دری پر مارا وہ جا کر
بارہ دری پر پھٹا شعلے پیدا ہوئے بارہ دری کو جنبش ہوئی دیوارین اسکی نیو سے جدا ہوگئے مع بارہ دری
سوے فلک بلند ہوگئیں ابر باران شعلہ افگن اپنے سحر سے آپ نازان ہو کے خوش ہونے لگا جب
بارہ دری مذکور بہت بلند ہوئی ابر باران شعلہ افگن اپنے ابر سحر کو ہٹا کے ایک طائر بنکے اور اڑکر بارہ دری
مذکور پر گیا اور سحر پڑھکر اشارہ کیا وہ بارہ دری پردے ہوا سوئے عجائب جادو چلی شاہزادہ رستم ثانی
کچھ اس خانہ خراب کی خبر ہی نہوئی کیونکہ وہ مصروف جنگ تھا متوجہ اسکا ساحرون کی طرف تھا البتہ بارہ دری
کی جانب تھی فریب و مکاری ابر باران شعلہ افگن سے آگاہ نہ تھا جب ان ساحرون نے دیکھا کہ سردار
ہمارا حسب دلخواہ کام کر چکا ملکہ وغیرہ کو اسیر کرچکا بارہ دری کو بزور سحر بلند کرکے لیگیا بیچارگی بے اختیار
شاہزادہ انکے تعاقب میں چلا جاتے جاتے حسب اتفاق اس جگہ پہنچا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو
بجمعیت ساحران اس برج زندان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ جس زندان میں شاہزادہ فیروزہ کاکل زرافشانی و سہراب
مین شہسوار و گشتاسپ شاہ و شہریار شاہ و اصفہان بادشاہ وغیرہ سرداران لشکر رستم ثانی یعنی اسیر
ثانی و دیگر پہلوانان قوی ہیکل و سرکشان جہان قید تھے مبہوت جادو و طوفان جادو نے غل و شور
سنکر دیکھا معلوم ہوا کہ بیش بکس ساحر بھاگے آتے ہیں انکے تعاقب میں طلسم کشا آتا ہے وہ ساحر
باواز بلند کہہ رہے ہیں اے طوفان جادو و مبہوت جادو واسطے خدا بوسے سامری و جمشید کے جلد
آؤ ہمکو طلسم کشا کے ہاتھ سے بچاؤ لڑنا تو کیسا ہم اچھی طرح سے بھاگ بھی نہیں سکتے ہیں جب
طلسم کشا عکس لوح کا ڈالتا ہے ہمارے سرپر ہوتا ہے گویا ایک شعلہ سا نکلتا ہے سحر بھول جاتے ہیں ساحران
مذکور طلسم کشا کو دیکھکر نظر بر ساحرون کی خستگی کی سو ساحرون کو ہمراہ لیکے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوئے
اور اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کے اسپر سحر کرکے طلسم کشا پر نارنج و ترنج کچھ پیکان سے
گلدستے گولے فولادی ناریل چوبی دار وغیرہ مارنے لگے بارش اسباب سحر اسپر کرنے لگے شاہزادہ بوجہ لوح طلسم

کیے اُنکے سحروں سے بچنے لگا سحر اُنکے باطل ہونے لگے وہ بھی مجبور ہوکے خوف سے پیچھے ہٹنے لگے شاہزادہ موصوف
آگے بڑھنے لگا عین جنگ میں شاہزادہ نے لوح طلسم کو دیکھا اُسمیں لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم کسی طرح عکس لوح کا
مبہوت جادو و طوفان جادو پر ڈالدے اور دلیرانہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار سے قتل کر جب تک یہ دونوں ساحر
قتل ہونگے یہ لڑائی فتح ہوگی اور قیدی اس زندان کے رہا ہونگے جب لڑائی فتح ہو در زندان کو توڑ کر
قیدیان زندان کو رہا کر یہ حکم لوح کا شاہزادہ موصوف ذہن نشین کرکے شیرانہ آگے بڑھا چونکہ مبہوت جادو
و طوفان جادو اپنے سحروں سے قیامت برپا کر رہے تھے ایک طوفان اُٹھا رہے تھے سب ساحروں کے آگے بڑھے
ہوے لڑ رہے تھے ماتحت ساحروں کو ترغیب گرفتاری طلسم کشا دے رہے تھے کہتے تھے کہ اے ساحران نمود شعار اب سحر
طلسم کشا پر نہ کرو سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے بوجہ لوح طلسمی کے ہر ایک سحر باطل ہو جاتا ہے یکبارگی حملہ کرکے چار
طرف سے طلسم کشا کو گھیر لو دلیرانہ تلوار اُسکے ہاتھ سے لیکر چھین لو لوح طلسم گلے سے اُتار کر سحر میں مبتلا کرکے
قید کرلو اسوقت اپنی جانوں کا کچھ خیال نہ کرو نمک عجائب جادو کا کھایا ہے حق نمک ادا کرو ہم بھی تمہارے شریک
ہیں تم بیدل نہو ساحران مذکور نے گفتگو اپنے افسروں کی سنکے ترسول و تیسول ہاتھوں میں لیکے یکبارگی حملہ کیا
مبہوت جادو و طوفان جادو نے بھی اُنکے ساتھ قصد گرفتاری طلسم کشا کرکے قدم آگے بڑھایا ساحروں نے
کچھ خوف جان نکرکے چاروں طرف سے شاہزادہ کو گھیر کر قریب آکے ترسول اور تیسول آلات حرب و ضرب سے
لڑنا شروع کیا اور چاہا کہ لپٹ کر ہاتھ دونوں پکڑ لیں لوح اُتار لیں تلوار ہاتھ سے چھین لیں شاہزادہ موصوف نے
ہجوم ساحروں کا دیکھکے اُنکے مطلب دل سے آگاہ ہوکے مبہوت جادو و طوفان جادو کو پہچان کے دونوں پر
عکس لوح کا ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کرکے دونوں ساحروں پر تلوار لگائی چونکہ وہ برابر ایک ہی جا تھے تلوار شاہزادے
کی اُنکو مانند خیار و خیارزہ کے کاٹکر زمین پر آئی وہ دونوں چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے تھوڑی دیر میں تڑپ تڑپ کر مرگئے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ آسمان پر نمودار
ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی ہوائے تند چلنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی ساحران ماتحت مبہوت جادو
و طوفان جادو اپنے افسروں کے قتل ہو جانے سے بدل ہوکے سحر سے بصورت طائران مختلف نکلے جنگاہ سے
اُڑ کے ایک سمت روانہ ہوے میدان جنگ سے بھاگ گئے اور وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابرہ باران
شول افگن کے آئے تھے اُنمیں سے کچھ قتل ہوے باقی ماندہ جان بچا کے بھاگ گئے تاریکی مذکور بھی ایک طرف
نکل گئی بعد تھوڑی دیر کے مبہوت جادو و طوفان جادو کے سر کے بیروں نے یوں باواز بلند کہا افسوس
ہزار افسوس کہ قتل کیا ہمکو طلسم کشا نے نام ہمارا مبہوت جادو و طوفان جادو تھا ہم محافظان زندان تھے
مدعائے دلی برنہ آیا ذائقہ موت کا چکھا لیا اس آواز آنے کے وہ تاریکی برف باری و سنگباری دور ہوئی لاشے
اُنکے گردباد میں لپٹ کر زمین سے بلند ہوکے سوے عجائب جادو روانہ ہوے یہاں تو مبہوت جادو و
طوفان جادو دست طلسم کشا سے قتل ہوکے مرے وہاں بحر ذخار بحر کہ جس بحر میں ملکہ رنگین کا گل کشا
مور نکھی پر سوار ہوکے آئی تھی اور شاہزادہ کو دیکھکر عاشق ہوکے مور نکھی پر سوار کرکے کنارہ بحر مذکور سے
اپنے باغ میں لائی تھی دفعتاً خشک ہوگیا نام و نشان پانی کا نہ رہا صحرائے لق و دق بجائے بحر مذکور ہوگیا راستہ
جو مبہوت جادو و طوفان جادو نے بحکم عجائب جادو اپنے اپنے سحر سے بحر ذخار پیدا کرکے بند کیا تھا
کھل گیا سردار شاہ و حیدر شاہ و خورشید روشن دل ہرکاروں سے خبر خشک ہو جانے بحر مذکور کی

سنکے اور خورشید روشن دل نے بزور سحر حال دریافت کرکے خوش ہوکے اُس صحرا سے طرف رنگین حصار کے مع تمامی سپاہ کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قتل کرنے مبہوت جادو و طوفان جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے شاہزادہ نے موافق حکم لوح در زندان پر آ کے قفل در زندان توڑ کے جملہ محبوسان زندان مندرجہ بالا کو قید سے رہا کیا اہل زندان قید سے رہا ہوکے شاہزادہ رستم ثانی سے خوش ہوکے گلے ملے اور کہا آپ کے سبب سے ہم اس زندان سے نکلے رہائی ہماری ہوئی اب ہم آپکے ساتھ رہینگے جب تک آپ یہان رہینگے شاہزادہ موصوف یہ سنکے انھین ہمراہ اپنے لیکے شادمان و فرحان جانب باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا بعد قطع راہ جب احاطہ باغ مین پہونچا دیکھا تمام باغ کسی نے جلا دیا ہی نہ وہ چمن پھولون کے ہین نہ وہ درختان میوہ دار ہین نہ بارہ دری ہی خاک اُڑ رہی ہی سیکڑون طائران خوش الحان باغ مذکور مین جلے ہوے پڑے ہین سناٹا ہی ہوای گرم چل رہی ہی اور کچھ طائر ایک سمت سے اوڑکر آئے ہین وہ دیوار باغ پہ بیٹھکر باغ کی بربادی پر نظر کرکے اور وہ بہار گل اور وہ شادابی گلہاے باغ یاد کرکے اور اب اُسی باغ مین عمل خزان کا دیکھکر اپنی زبان میں یہ اشعار عبرت آمیز اہل دنیا سے مخاطب ہوکے اور بیقرار و مضطر و غمگین ہوکے جاری کر رہے تھے اشعار عبرت آمیز

اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار

تا بہ کی حسرت فرزند و غم شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دلدار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے وہان گرم تھے ہر سو بازار
بار آبنکا نیا فی تھی خزان ایسی جفا
واہ بیتری تنگ ظرفی یا مین عز و وقار
گھونسلے خوار کیے ہین لاکھون یا بلبلونکے
مین فضا یا نہین پر زاغ و زغن کے انبار
اُنکا کیا ذکر ہی اے اہل بصیرت دیکھو
قدرت حق تھی نہ بس بیانکے مرا یکی گلکی بہار
قید کر وا دیا افسوس اُسے اک دم مین
لقمہ اوڑ گیا کیا آئی قیامت یکبار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
شاخ گل پر تھا جہان زمزمہ سنجونکا جماؤ
کہین منہدی کا ہی عالم کہین لالے کی بہار
چمن پر بزادو نہ و شوار تھا چھو مرکا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانیدو یا فشند و نکو وہان کے دیکھو
جلوہ فرما تھین یہان ملکہ با عز و وقار
تھوڑے ہی دیر مین اس چرخ جفا سیر نے
صورت سرو جو آزاد تھی ہر لیل و نہار
ایسی آتی نہین دیکھی کبھی گلشن مین خزان

ہو خزا یمن اگر قصر فریدون کے گزار
رات دن چھلین رہا کرتی تھین سردار و بن
ارغنون دار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ ملک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ ہین و بے خاک سے یا بین مزار
چیلین منڈلاتی ہین اوڑتے ہین بگولے ہر سمت
یکبیہ گور و گوزن آج ہی ہر ایک کا مزار
کیسا شاداب تھا یہ باغ کہ سبحان اللہ
نرکھا آہ ذرا ملکہ عالم کا وقار
ہی غضب بارہ دری کا بھی نہین نام و نشان
جیسے یہ پھولا پھلا باغ ہوا ہی فی النار

شاہزادہ رستم ثانی ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو اور بارہ دری کو نہ پا کے اور جلے ہوے درختان باغ کو دیکھکے اور کسی کو نہ دیکھکے اور اشعار عبرت آمیز اُن طائرون سے سنکے نہایت غمگین و ملول ہوا صدمہ فراق ملکہ مذکورہ مین ہوش و حواس گویا جاتے رہے دیوانہ وار باتین کرنے لگا گریبان و دامن اپنا چاک چاک کرنے لگا کبھی روکے کہنے لگا مین صدمہ فراق ملکہ مین جانبر ہونگا جلد مر جاؤنگا نہین معلوم ملکہ کو مع بارہ دری کون لیگیا اور کہان لیگیا اگر معلوم ہو جائے تو ابھی جا کے اسکو تہ تیغ کرون اُسوقت شہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا آپ اسقدر ملول و مضطر از خود رفتہ از صدمہ فراق ملکہ مین ہوں ضبط صدمہ و گریہ کرین چندے تامل کرین ہم سب ہمراہ آپ کے ہین جہان آپ جائیے گا ہم بھی ہمراہ آپکے چلینگے ذرا یہ حال معلوم ہو جائے کہ ملکہ کو یہان سے کون لے گیا ہی اور کہان لے گیا ہے

ہم دلبر اسکو اُسے جا کے قتل کر کے ملکہ کو لے آئیں گے رستم ثانی نے اُنکے سمجھانے سے ضبط گریہ کیا گشتاسپ وغیرہ
شاہزادہ کو اُس باغ خزان دیدہ سے سوے صحرا لیگئے سیر دشت و کوہ خود بھی کرنے لگے اور ترغیب سیر صحرا نے
سبزہ زار کی شاہزادہ موصوف کو دلانے لگے باتیں ایسی کرنے لگے کہ فی الجملہ غم غلط ہو رستم ثانی خوش ہو ہنوز
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ باتیں کر رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو سیر صحرا کی کرا رہے تھے دل اُسکا بہلا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا سہراب
بن لندھور وغیرہ نے سوے غبار دیکھکر کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف سے لشکر کثیر آتا ہے نہیں معلوم
یہ لشکر کسکا ہے کوئی دوست آتا ہے یا کوئی دشمن بجمعیت سپاہ کثیر آتا ہے رستم ثانی بھی سوے غبار دیکھنے لگا
لیکن تھوڑی دیر کے نیچے ہواے تند سے دامن غبار صحرا پارہ پارہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا تو شمشار
شاہ و حدیہ شاہ بجمعیت سپاہ آتے ہیں اور ہیبت سے لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ و سفید بھی سوے فلک
عیاں ہیں اُن میں برق کی سی چمک رعد کی سی آواز بھی ہنوز ابر کے ٹکڑوں کو دیکھکر متعجب تھا دلیں کہتا تھا کہ
ان ابر کے ٹکڑوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لکہ ہاے ابر سحر ہیں شاید خورشید روشن دل مع اپنی سپاہ ساحران
کے ہمراہ ہمارے لشکر کے آتا ہے یا کوئی ساحر دشمن ہے کہ وہ مجھ سے بارادہ مقابلہ و مجادلہ آتا ہے عجائب جادو کا شاہزادہ
ہی بلوہ دیکھا اب جادو ہر جمعیت فوج ساحران ناہنجار ادھر آتا ہے ابھی یہ باتیں دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ سب لکہ ہاے
ابر قریب آکے درمیان سے پھٹے کسی ابر سے خورشید روشن دل تخت پر سوار کسی ابر سے اُسکا فرزند کسی ابر سے ساحران
سرداران سپاہ خورشید روشن دل کسی ابر سے فوج ساحران پیدا ہوئی ساحروں کو دیکھا کہ جداگانہ سحر کے
جانوروں پر سوار ہیں کوئی اژدر آتشیں سحر پر کوئی فیل آتشیں سحر پر کوئی طاؤس سحر پر کوئی بازو لطا سحر پر
سوار ہیں جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہیں ترسول اور ترشول ہاتھوں میں لیے ہیں
شاہزادہ موصوف ہر ایک کو دیکھکر گو صدمہ فراق ملکہ رنگین کاکل کشا کا تھا مگر خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ کچھ
سرداروں کو براے استقبال خورشید روشن دل روانہ کیجیے ہنوز کسی کو براے استقبال روانہ کیا
تھا کہ وہ سب ساحر وغیرہ ساحر قریب آ لیے شاہزادہ رستم ثانی نے حدیہ شاہ و شمشار شاہ و خورشید روشن
دل سے ملا اُنھوں نے بعد مزاج پرسی حال دریافت کیا شاہزادے نے تمام حال جو گذرا تھا اُن سے کہا اُنھوں نے
کہا آپ تامل کریں صدمہ جدائی ملکہ رنگین کاکل کشا کا نہ کریں وہ پھر انشاء اللہ آپ سے ملیں گی یہ
زمانہ فراق مبدل بایام وصال ہو جائیگا شاہزادہ اُنکے سمجھانے سے بامید ملنے ملکہ کے خوش ہو کر گویا
ہوا اسی صحرا میں بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیجیے جابجا لشکر ہمارا اسی صحرا کے سبزہ زار میں
اُتر سکے بحکم شاہزادہ بارگاہیں و خیام صدہا صحرا میں ملازم برپا و استادہ کرنے لگے شمشار شاہ
و شہریار و سوار ساحران نامی وغیرہ نامی سواریوں سے اُتر اُتر کے داخل بارگاہ و خیام ہونے لگے
لیکن شاہزادہ رستم ثانی سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ
اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا شمشار شاہ و حدیہ شاہ و خورشید روشن دل مع
اپنے لشکر کے و دیگر سرداران سپاہ نامی کے اپنی بارگاہ میں آ کے علی قدر مراتب بیٹھے شاہزادہ لشکر
باتیں کرنے لگا خصوص خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے کلام آشنے کرنے لگا اور پوچھنے لگا اب
لشکر بھی ہمارا یہاں آگیا ہے آپکے یہاں تشریف لانے سے دل قوی ہو گیا ہے طلسم رنگین حصار کو کیونکر

فتح کرون دل چاہتا ہی کہ جلد تر طلسم مذکور کو توڑون عجائب جادو اگر مسلمان ہو تو خیر ورنہ اسکو قتل کرون پھر
سوے طلسم صندل جاؤن آپکی اعانت و مدد خدا سے اسکو بھی توڑون در مدعا حاصل کرون تامل نہ کرون
بادشاہ خورشید روشن دل نے جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آپ مجھسے مقدمہ فتح کرنے طلسم رنگین
حصار کے کیا پوچھتے ہین مین بخوبی راے کیا دے سکتا ہون خداوند عالم نے آپکو صاحب لوح
طلسم کیا ہی جو لوح آپکو ہدایت کرے وہی کیجیے خلاف حکم لوح کوئی کام نہ کیجیے انشاء اللہ تعالی جلد فتحیاب
ہوجئے گا مین آپکے حسب المطلب آیا تو ہون مگر یہان قیام پذیر نہونگا کیونکہ فی زمانہ کچھ ستارے میرے
طالع کے نحس ہین اور ایسے برے آئے ہین کہ مجھے خوف اپنی جان کا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپسے
رخصت ہوکے اپنے ملک مین جاؤن اپنے ملک ہی مین رہون ایام نحست مین اپنے ملک سے کہین نجاؤن
جب تک ستارۂ طالع برائی پر ہین اپنے ملک سے قدم بھی نہ نکالون حفاظت اپنی جان کی کرون اور
وہان سے آپکی نگہداشت بھی کرتا رہون ہان بوقت ضرورت شدید آپکی نصرت کو آونگا آپکی اعانت کرنے سے
انکار کیا و غافل نہونگا لشکر کو اپنے یہین چھوڑ جاونگا فرزند میر ابھی آپکے ساتھ رہیگا جملہ سرداران سپاہ
بھی آپکی خدمت مین رہین گے حکم آپکا بجا لائین گے ہنگام جنگ آپکے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرتے
رہینگے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سنکے جواب دیا ای بادشاہ خورشید روشن دل آپ میرے محسن
و دوست ہین مین ہرگز نہین چاہتا کہ میری دوستی مین کسی طرح سے آپکو ضرر پہونچے اگر آپکو اپنے علم سے ثابت
ہوا ہی کہ ستارے میرے کڑے ہین خوف جان ہی تو ضرور آپ تشریف لیجائین میری دوستی و نصرت مین جان
اپنی نہ دین انسان کو لازم ہی کہ حتی الامکان اپنی جان و مال و ناموس کی حفاظت کرے جو کام کرے عاقبت
غافل نہ کرے جہالت سے باز آئے جسطرح ہوسکے جان اپنی دشمنون سے بچائے جیسا موقع و محل ہو ویسے
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرے بادشاہ موصوف یہ سنکے بعد زار و دو پہر گذرے تھے کہ شاہزادے سے رخصت ہوکے
چند ساحرون کو براے خدمت ہمراہ لیکے تخت سحر پر بیٹھ کے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور کیکر قطع راہ جلد تر
اپنے دولت سرا مین پہونچا یہان شاہزادہ مع لشکر گران صحرا مین قیام پذیر رہا اب طلسم کشا کو چھوڑ کے مہتر زادہ
میں ہی لیکن اب احوال ساحر نابکار دغا باز و مکار یعنی اسیر یاران شعلہ افگن کا لکھا جاتا ہی کہ نابکار بادوری
کو مہتر سحر ہوا سے سحر کے اڑاتا ہوا الملک رنگین کا کل کشا و حسابہ عورتین و غیرہ کو اپنے شہر مین گرفتار کیے
ہوے خوش ہوتا ہوا اپنی سحر و مکاری پر ناز کرتا ہوا قطع راہ کرکے اسوقت قریب دربار عجائب جادو کے پہونچا وہ
جہان بخوشنا و عیش و عشرت تخت مکلل پر بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے ساحران
نامی عالی قدر مراتب دربار مین بیٹھے تھے وزرا امرا حاضر تھے عجائب جادو اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے
کہہ رہا تھا کہ اسیر یاران شعلہ افگن براے گرفتاری طلسم کشا و دختر یاد ولت گیا تھا بڑی دیر ہوئی ابھی
تک نہین آیا نہین معلوم وہ دست طلسم کشا سے مارا گیا یا اُس سے ابھی تک لڑ رہا ہی وزرا عرض کر رہے
تھے ای بادشاہ ذیجاہ اسیر یاران شعلہ افگن ساحر زبردست و ہوشیار ہی پاس طلسم کشا
کے لوح طلسمی ہے مگر وہ بوجہ اپنی ہوشیاری کے قتل ہوا ہوگا قتل ہوتا تو ادھر اسکا
اُس کے سحر کے مینہ برسا آسکے ہمراہی ساحر ضرور آکے یہان لاتے حضور کچھ تردد نہ کرین طلسم
کشا کا اسیر کرنا کچھ نہین ہی وہ تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین ہوگا یا اُن سے لڑ رہا ہوگا

یہاں سے گرفتار کر کے آتا ہوگا اگر حضور کو اُسکے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو کسی ساحر کو روانہ کرین وہ جا کے
اُسکی خبر لائے وہاں کے حال سے حضور کو آگاہ کرے یا کتاب سامری مین دیکھ لین ابھی حال اُسکا معلوم ہو جائے کہ
اُس نے یہان سے جا کر کیا کیا اب تک زندہ ہے یا دست طلسم کشا سے مارا گیا کسی کو اُس نے گرفتار کیا یا لڑ رہا ہے
عجائب جادو نے عنقا سے بد طینت و ثقیل جادو و بزاک خوک پیشانی و مفقود جادو انھین اپنے وزرا سے
یہ سنکے ارادہ کیا تھا کہ جلد کتاب سامری سے حالات نیک و بد ابر باران شعلہ افگن کے دریافت کرتے ہنوز
کتاب سامری اپنے ملازمون سے طلب کی تھی کہ ناگاہ ابر باران شعلہ افگن بصورت قمری دیوار بارہ دری پر
بیٹھا ہوا بارہ دری کو بزور سحر لیے ہوئے نظر آیا وزرا نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائین وہ بارہ دری
پر وہ ہوا ادھر آتی ہے ہم پہچانتے ہین یہی بارہ دری ملکہ عالم کے باغ مین تھی ابر باران شعلہ افگن نے
کارنمایان کیا طلسم کشا و ملکہ عالم وغیرہ کو غافل پا کے اپنے سحر سے کسی کو بھاگنے نہ دیا بارہ دری سے
کسی کو نکلنے نہ دیا شاید حالت خواب مین سحر کر کے سب کو گرفتار سحر کر لیا پھر مع بارہ دری سب کو یہان
لے آیا ہے عجائب جادو نے یہ سنکے جانب بارہ دری دیکھکر خوش ہو کے کہا واقعی اُسنے کارنمایان کیا ہے
سب کو گرفتار کر کے اسطور سے لے آیا ہے مین بھی اسے انعام و خلعت زرتار دونگا ابھی عجائب جادو یہ
کہہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن دیوار بارہ دری سے اُتر کر دربار مین آ کے زمین پر لوٹ کے اپنا سحر آپ ہی
دفع کر کے بصورت اصلی ہوا پھر بارہ دری مذکور کو روے ہوا سے اُتار کے زمین پر قائم کیا اور دست بستہ
عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ و قدردان مین امیدوار انعام ہون کارنمایان کر کے آیا ہون
ملکہ عالم کو مع اُنکی کنیزون اور ہمجلیسون وغیرہ کے گرفتار سحر کر کے لے آیا ہون حالت موجودگی طلسم کشا مین
مین نے یہ کارنمایان کیا ہے مین نے کچھ جان کے جانیکا خوف نہ کیا طلسم کشا سے دلیرانہ مقابلہ کیا اُس سے
لڑتا ہوا بمکر و فریب بیرون باغ آیا طلسم کشا کو تو اسیر نہ کر سکا کہ اُسکے گلے مین لوح طلسمی پڑی تھی لیکن اپنے
ہمراہی ساحرون کو حکم اُس سے مقابلہ کرنیکا دیکر لڑائی مین اُسے مصروف و اُلجھا کے غفلت اُسے دیکھے جنگاہ سے
سوئے بارہ دری جا کے باغ کو مین نے بزور سحر جلا دیا ملکہ وغیرہ پر سحر کر کے اسیر کیا بارہ دری کو بزور سحر اُٹھا کے لے آیا
ہون وہان طلسم کشا سے ساحر لڑ رہے ہونگے عجائب جادو یہ سنکے خوش ہو کے اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد واسطے
ابر باران شعلہ افگن کے خلعت زرتار لاؤ اس نے کارنمایان کیا ہے حالت موجودگی طلسم کشا مین میری دختر
وغیرہ کو لے آیا ہے ملازم کشتی خلعت کی لائے عجائب جادو نے اُسے خلعت و انعام کثیر دیا اُس نے سلام کر کے
خوش ہو کے انعام لیا خلعت پہنا پھر سر شاخ زرین بنکے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے سوے
بارہ دری دیکھکر اپنی دختر کو مبتلاے سحر با حال پریشان پا کے پہلے تو بہت اُسپر غصہ کیا کلمات اُسکی شان مین سخت
و درشت کہے پھر ارادہ کیا کہ سحر اسیر سے دفع کر کے ہوش مین لا کے مارے کوڑون کے کھال اُسکی پشت سے
جدا کیجیے یہ ارادہ کر کے ابر باران شعلہ افگن سے کہا کہ تو ملکہ رنگین کاکل کشا کو بارہ دری سے نکال کے
اور جمیلہ عورتوں کو اسی حالت مبتلاے سحر مین رکھکر بارہ دری کو یہان سے قریب زندان لیجا کر زمین پر قائم
کر دے اور مبہوت جادو و طوفان جادو سے کہدینا کہ جو عورتین اُن مین قید ہین انکی بھی حفاظت کرنا
انکو زندان سے وقت ہوشیاری باہر نکلنے نہ دینا ظلم و بدعت ان کمبختون پر بہت کرنا کیونکہ انھون نے ایک
مدت تک ہمارا نمک کھایا ہے اور حال طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا نے بیان نہین کیا طلسم کشا سے یہ سبب

مل گئین تھین اُسکی دوست تھین ہماری بدخواہ تھین ابر باران جادو نے اسیوقت ملکہ رنگین کاکل کشا کو کہ بوجہ سحر کے بیہوش و گرفتار سلاسل سحر تھی بارہ دری سے نکالا روبروے عجائب جادو بالاے تخت حکومت آسکے لٹادیا چادر اُڑھادی بعدہ عرض کیا اگر حکم ہو تو اس بارہ دری کو مین اپنے مکان کے قریب تر رکھون ان عورتون کی حفاظت کرون عجائب جادو نے کہا اچھا تو ہی ان عورتون کی حفاظت کر ابر باران شعلہ افگن بزور سحر بارہ دری کو اُٹھا کر جس طرح لایا تھا اُسی طرح اپنے گھر کیطرف لے گیا وہان جاکے قریب اپنے گھر کے بارہ دری کو زمین پر بزور سحر قائم کیا پھر اپنے گھر مین گیا اہل و عیال اُسکے اُسکو خلع دیکھکر پوچھنے لگے آج یہ کیسا خلعت پایا ہے اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا زوجہ اُسکی پری جادو اور لڑکے اُسکے یہ سنکے خوش ہوے شاد ہوگئے ساحر تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے گھر سے جانب دربار عجائب جادو روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دربار عجائب جادو کا سنیے کہ بعد جانے ابر باران شعلہ افگن کے عجائب جادو نے سحر اپنی دختر پر سے دفع کرکے ہوش مین اُسے لایا ملکہ رنگین کاکل کشا نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین روبروے پدر کے عین دربار مین پایا سمجھی کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ خیال کرکے باراده خواب آنکھین اپنی بند کرلین عجائب جادو نے اپنے ملازمون سے کوڑا طلب کرکے اپنے ہاتھ مین لے کے نہایت غضبناک ہوکے کہا او نالائق و بیحیا و بے غیرت کیا آنکھین بند کیے لیٹی ہے یہ خیال نکر کہ مین سوتی ہون اور اپنے باغ کی بارہ دری مین ہون تجکو مین نے گرفتار کرا لیا ہے اسوقت تو میرے دربار مین ہے آنکھین کھول ہوشیار ہوکے اُٹھ دیکھ تو تجھے کیسی سزا سخت دیتا ہون کہ تو بھی یاد کرے اور اس ظلم و بدعت سے تجکو ہلاک کرون کہ انسان کا تو کیا ذکر ہے ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال زار و خراب پر افسوس کرین او کمبخت بد تو نے میری عزت و حرمت خاک مین ملادی طلسم کشا سے یاری و آشنائی کی اُسکو اپنے باغ مین لیکر آئی مجھسے چھپاکے اُسکو اپنے باغ مین رکھا ساتھ اُسکے عیش کیا طلسم رنگین و طلسم صندل مین مجھے رسوا و ذلیل کیا جملہ ساحرون کے آگے میری عزت و حرمت باقی نہ رکھی مین تجکو کبھی سر دربار روبرو اہل دربار کے نہ بلاتا صورت تیری کسی کو نہ دکھاتا چونکہ تونے مجھے ذلیل و رسوا کیا ہے مین نے بھی تجکو اسیوجہ سے سر دربار ذلیل کیا ہے اب تجکو زندہ نچھوڑونگا مار ہی ڈالونگا تجھ ایسی دختر بدکارہ کا زندہ رکھنا خوب نہین ہے تو میری اور اپنے تجاصدران شاہ و جملہ ساحران ساکنان طلسم صندل کی دشمن جان و ایمان ہے طلسم کشا میرے دشمن کی دوست ہے یہ کہکر چاہا کہ اُسکے اوپر کوڑا لگاے وزرا وغیرہ نے درمیان مین آکے پایہ تخت عجائب جادو کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اسقدر غصہ مناسب نہین ہے ملکہ عالم ابھی چھٹکن نا فہم نہین ہین سن ابھی انکا کیا ہے تیرہ چودہ برس کی عمر ہے نادان ہین اپنی بیوقوفی سے یہ طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے آئین تھین صرف لیظاہر یہ اُسکے سامنے ہوئین ہین اور کوئی فعل اُنسے سرزد نہین ہوا ہے اتنی سزا واسطے انکے بہت ہے کہ سر دربار اسیر سحر ہوکے آئی ہین اب ایسی کبھی خطا نہ کرینگی حضور قصور انکا معاف فرمائین انکے عوض ہم سب کے اوپر کوڑے لگائیں تن نازک و نرم انکا بھلا متحمل کوڑون کا کیونکر ہوگا گل سا بدن نازک کوڑون کی اذیت سے فگار ہوجائیگا یہ ناز پروردہ ہین تاب تحمل نلاکے ابھی ہلاک ہوجائینگی خون ناحق مین انکے حضور مبتلا ہوجائینگے سوا اسکے ذلت و رسوائی اسکی دور دور پہونچیگی اہل اخبار اخبار مین یہ خبر درج کرینگے کہ بادشاہ طلسم رنگین حصار عجائب جادو نے عالم غیظ و غضب مین اک اونے خطا اپنی دختر تاجدار کو

کوڑے مار کر مار ڈالا جو اخبار مین یہ خبر لکھی ہوئی دیکھیے گا حضور کے حق مین کیا کہے گا ابھی ملکہ عالم شاید عالم خواب
مین ہین یا بوجہ مبتلائے سحر ہوجانے اسیر یاران شعلہ افگن کے باوجود تارنے سحر کے اشک ور دمند ہین
ہم اٹھا نہین جاتا ہی یا کثرت ندامت و شرم بیہوشی سر دربار چادر سے منھ اپنا چھپائے آنکھین بند کیے لیٹی ہین
ذرا انکو اٹھنے دیجیے حال جو انسے مناسب ہو دریافت کیجیے پہلے کوئی خطا بزرگ ثابت کر لیجیے بعدہ لائق
انکے کوئی سزا تجویز کیجیے اول تو ہمارے نزدیک حضور انکو سزا سے سخت دے چکے سر دربار فضیحت کر اکے
انھین رلا چکے کلمات سخت و درشت انکو کہہ چکے کوڑا انکے مارنے کو اپنے ہاتھ مین اٹھا چکے اب اس سے زیادہ
کیا سزا دیجیے گا یہ ہی اب جادو نے وزرا وغیرہ سے کہا تم سب ہنجار اس مقدمہ خاص مین دخل نہ دو مین
اس گیسو بریدہ کو زندہ نہ رکھونگا اسنے میری عزت و حرمت اپنی آبرو کے ساتھ خاک مین ملا دی تمام طلسم مین
رسوا کیا ہماری ہمارے بھائی صاحب صندل ان شاہ و ثانی صاحبہ ملکہ آتش افروز جادو کیا خبر ہوائی
ہوگی ہی انھون نے ابلیس جو ولیعہد کو روانہ کرکے مجھے یون آگاہ کیا ہی کہ تمہاری دختر آوارہ ہوگئی ہی طلسم
کشا ہمارے دشمن یہان کو اپنے باغ مین لیگئی ہی چاہتی ہی طلسم صندل ٹوٹ جائے ہم سب دست
طلسم کشا سے قتل ہوجائین پس وہ مجھ سے میری دختر کی شکایت کرین اور یہ ایسا فعل زشت کرکے
زندہ رہے مین کیا اسکو نہ رکھونگا آج ہی اسکو قتل کر ڈالونگا یا مارے کوڑون کے اسے ہلاک کرون گا
اگر اخبار نویس بقول تمھارے اس خبر کو درج اخبار کرینگے تو کرین دیکھنے والے اخبار کے اہل عقل و
تمیز جو ہونگے اور خردمند دانا ہونگے تو سمجھے برا نہ کہین گے بلکہ اچھا کہین گے اور یہ کہین گے کہ جناب جادو
نے خوب کیا کہ اپنی ایسی دختر آوارہ کو ہلاک کیا بس اسکے مار ڈالنے سے بدنامی میری اسقدر نہوگی کم ہوگی
بلکہ کہہ سکتا ہون کہ نہوگی وزرا وغیرہ یہ تقریر سنکے چپ ہو رہے اب جادو کی تنگی درمیان سے تو شہنشاہ جادو ذکر کیا
تھا ملکہ جادو غضب مین دیکھ کر غضب و قہر سے اسکے خائف ہوکے خاموش ہو رہی تب یہ اثر ملکہ نے آنکھین کھول کہا
تم اپنے پدر کی اور اپنے باپ کے وزرا کی اور درباریون کی تنگی مجھی کہ مین خواب نہین دیکھتی ہون سوتی نہین
ہون بیدار ہون باپ نے میرے اسیر یاران شعلہ افگن نابکار کو روانہ کیا تھا وہی اپنے سحر مین مجکو مبتلا
کرکے یہان لایا ہی پھر تو یہ حال ہوا ہی نہین معلوم میرے محبوب شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا پر کیا گذری ساحر
مذکور نے سحر کیا ظلم کیا خبر آگے وہ زندہ و سلامت ہو اسیر یاران شعلہ افگن نے میری طرح اسے اسیر
کیا ہو تا تھا ہون لے اسکے قتل نہ کیا ہو اسے مین آسے یہان کیون لائی مین ہی باعث شرمندہ ہوئی وہ تنہا
ہی لاکھون یہان اسکے دشمن ہین خداوند عالم سب ساحرون اور دشمنون کے شر سے اسے بچائے
اسوقت کون میرا دوست ایسا ہی کہ اسے یہ جاکے میری طرف سے میری زبانی کہے کہ اے شاہزادہ ذیوقار
الکی یہ ملکہ تمکین کا کل کشا تمہاری عاشق زار گرفتار ہوگئی ہی اسکو اپنی اسیری کا کچھ خیال و ملال نہین ہی کچھ فکر
مشتاق ہمیشہ محبت و عشق و فراق محبوب مین الم و رنج مین اسکے ہین وہ بڑے صدمہ مین پیدا ہوے ہین اور
غم و الم واسطے اسکے مخصوص ہی اسکو نصیب راحت و آرام مدام کہان ممکن ہان تمہاری تنہائی و اسیری و قتل کا بہت خیال
و ملال ہی اے انام طلسم تمکین تمہارے بغیر دعا حیات اپنے لشکر مین چلے جاؤ صاحب دشمنون سے اپنی جان بچاؤ
طلسم کشائی سے باز آؤ لوح طلسم کو توڑ کر خاک مین ملاؤ اپنی لعل سی جان بے بہا کا خیال کرو اپنی عزت پر نظر کرو
یہان ہو تو جہان ہی آبرو گئی پھر آبرو نہین اصل ہی تم اکیلے ہو یہان لاکھون دشمن ہین کس کس سے لڑوگے گو بہادر ہو

اگر اتنی قوت دست و بازو میں کہاں ہے کہ تیغ آبدار سے لاکھوں ساحروں کو قتل کروگے آخر لڑتے لڑتے دست و بازو کے نازک و نرم ہیں تھک جائینگے مجبور ہو جاؤگے لڑتے لڑتے تھک کر گھوڑے سے گر پڑوگے ساحران نابکار گرفتار کرکے روبرو میرے پدر کے لائیں گے وہ غصہ ور ہیں فی الفور تمہیں قتل کرائیں گے صاحب میں تمہاری خبر قتل و گرفتاری سنکے کیا زندہ رہونگی میں بھی فوراً کسی نہ کسی طرح جان دیدونگی میں عاشق صادق ہوں نہ عاشق کاذب بس خدانخواستہ تم قتل ہوئے اور میں نے بھی تمہارے فراق میں اپنی جان دیدی تو اس سے کیا نفع ہوگا سراسر ضرر ہوگا دشمن خوش ہونگے دوستوں کو رنج ہوگا اگر زندہ یہاں سے نکل جاؤگے تو یہ امید مجھے رہیگی کہ شاید باپ میرا مجھے قید سے کبھی رحم کھاکے رہا کریگا اور میں رہا ہوکے تمسے ملونگی تمہیں دیکھونگی دل ناشاد کو شاد کرونگی ہائے میں کیسی بدقسمت ہوں کہ عاشق ہوتے ہی مبتلائے سحر ہوکے گرفتار ہوگئی دل میں صدہا حسرتیں تھیں ان میں سے کوئی حسرت کسی دن نکلی مفصل حال اپنے مقدر برگشتہ کا کیا کہوں لیکن مختصر یہ ہے کہ مصداق اس قطعہ کے ہوں

کچھ عجب اپنی الٹی ہے تقدیر	اختر بد کی دیکھنا تاثیر	ہمکو جا کر کہاں پھنسایا ہے
نہ سے محبوب پر دل آیا ہے	سیکڑوں تو ہمارے عاشق ہوں	خود بھی وہ چاہنے کے لائق ہوں
ہم کبھی التفات بھی نہ کریں	بھول کر ان سے بات بھی نہ کریں	آسمان یا یہ رنگ دکھلائے
ہمکو یوں دام عشق میں لائے	لشکر رنج ہے مجھے گھیرے	ہائے ہیں داغ دل میں بہتیرے
دل تڑپتا ہے بیقراری ہے	کثرت غم سے اشکباری ہے	رازدان ہائے کون ہے ایسا
جس پہ ظاہر ہو ماجرا دل کا	چھٹ گیا مجھ سے مہ‌لقا غیرت حور	دل ہی دل میں پڑا ہے اب ناسور
ایسی برگشتہ ہوگئی تقدیر	کیا کروں ہائے وصل کی تدبیر	کوئی مونس نہیں ہے اب میرا
کس سے احوال میں کہوں دل کا	کس کو یہ ماجرا سناؤں میں	حیف تمکو کہاں سے لاؤں میں
کس لیے کی تھی ساری تیاری	صحبت عیش و رقص و میخواری	تھی خبر کب اسیر ہوئیں گے
آگے سب کے حقیر ہوئینگے		

اگر میں قید سے رہا نہوئی اور باپ نے مجھکو تا زندگی زندان میں رکھا تو تم میری اسیری کا غم نہ کھانا دیکھو صاحب آنکھوں سے آنسو نہ بہانا دل اور کسی مہ سیما خوبرو سے لگا لینا میرے خیال میں آہ و زاری نکرنا زندگی اپنی بے لطف نہ گذارنا تم مرد ہو اور خود محبوب ہو تمہیں رنج و غم سے کیا تعلق مجھ ایسے چاہنے والے تمہیں بہت سے مل جائینگے الا میں تمہارے ہاتھ اب نہ آؤں گی تمہاری جدائی کا صدمہ اٹھاؤنگی قید خانہ ہی میں مرجاؤنگی دنیا سے پرارمان جاؤنگی خیر جو میری قسمت میں کاتب قدرت نے لکھا تھا وہ ہوا اور جو آگے اب منظور ہوگا وہ ضرور ہوگا میں مکرر کہتی ہوں تمہیں سمجھاتی ہوں کہ تم میرے خیال میں ملول نہونا خواب و خور ترک نکردینا شب و روز آہ و زاری اور نالہ و بیقراری نہ کرنا میرے رہا کرنے کی فکر میں کوشش نکرنا سوے زندان مجھ بدمقدر کے رہا کرنیکو نہ آنا دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ نکرنا نگہبان زندان سے عالم تنہائی میں ہرگز نہ لڑنا مبادا تمہارے دشمن دست اعدائے نابکار سے قتل ہو جائیں تو بڑا غضب ہوجائے امید ملنے کی بھی منقطع ہوجائے ہماری قسمت میں اسیری لکھی تھی الانسان مقدر سے مجبور ہے میں اسیری سے نہ گھبراؤنگی کیونکہ طفلی سے میں زیور پہننے کی عادی ہوں پاؤں میرے بیڑیوں کا بار اٹھالینگے اور گلا میرا کہ جس میں طوق منت کے پہن چکی ہوں بار طوق آہنی کا بھی اٹھا لیگا بقول کسی شاعر کے — شعر

اسیری بچپنے ہی سے لکھی تھی اپنی قسمت میں	پڑی تھیں بیڑیاں پاؤں میں پہنے طوق گردن میں	اور یہ بھی مجھکو یقین کامل نہیں ہے کہ باپ میرا

مجکو قید ہی کریگا یا زندہ رکھیگا کیونکہ بدقسمت ہوں اور پدر کو میرے غصہ بہت ہی عجب نہیں کہ عالم غیظ و غضب میں قتل دختر بھی جائز رکھے اور خلاف حکم و طریقہ اہل جہان سے عمل کرے پس جب تم خبر میرے قتل ہونے کی کسی سے سننا کثرت غم سے از خود رفتہ ہوکے دیوانہ وار گریبان و جیب و دامن نہ پھاڑنا نالہ و فغان نہ کرنا سر کو در و دیوار سے نہ ٹکرانا صحرا نوردی اختیار نہ کرنا سر پر خاک نہ ڈالنا کثرت سے نہ رونا اپنے تئین ہلاک نہ کرنا ضبط و صبر کرنا اگر غصہ آئے تو غصہ کو بھی ضبط کرنا تلوار نیام سے کھینچکر اُس بیخودی و کثرت غم میں میرے قاتلون کو قتل کرنے کو کہین چلے نہ آنا مقابلہ و مجادلہ میرے پدر سے نہ کرنا کیونکہ بے فائدہ ہوگا جنگ و جدال سے میں زندہ نہ ہو جاؤنگی تم سے نہ ملونگی ہاں اگر ممکن ہو تو یہ کرنا اشعار

کبھی آجائے اگر طبیعت پر
پڑھنا قرآن میری تربت پر
غنچۂ دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
میری الفت نہ تم بھلا دینا
قبر میری گلے لگا لینا
روح کو میری آکے کرنا شاد
حق کھانے نمکین رکھے آباد

الحاصل ملکہ رنگین کاکل کشا نے اپنے دل میں فقرہ ہائے مندرجۂ بالا کہکے آنکھیں کھولیں پھر اُٹھکر اپنے پدر و اہل دربار پر نظر کی شرم و حیا سے اور اپنی ذلت بے پردگی سے صدمہ بیحد کیا چادر یا دوپٹہ سے منھ کو چھپایا آنسو بہاکر جانب چرخ جفاکار دیکھکر اُس سے مخاطب ہوکے دل میں اس طرح کہتا کہ نظم مولف

اے جفاکار و اے ستم ایجاد
آج تو نے یہ مجھ پہ کی بیداد
بے خطا و گنہ اسیر کیا
مجکو دربار میں حقیر کیا
دلربا سے چھڑا دیا تو نے
کس خطا کا عوض لیا تو نے
میں نے تو تیری کی نہ تھی تقصیر
تو نے ناحق کرایا مجکو اسیر
ظلم کرتا ہے کچھ نہیں ہے خطر
تجھ سے بیکس کی تیر آہ سے ڈر

یہ کہکے اپنے پدر کی طرف دیکھا ہاتھ میں اسکے کوڑا دیکھکر خوف سے کانپی عجائب جادو نے غضبناک ہوکے کہا او نالائق او گیسو بریدہ اب کہہ تیرا کیا حال کروں تجکو کیونکر ہلاک کروں ملکہ مذکور نے خوف و رعب و کثرت غم سے کچھ جواب نہ دیا عجائب جادو نے زیادہ برہم ہوکے ارادہ کیا تھا کہ تخت سے اُٹھ کے جملہ وزرا وغیرہ کو ہٹاکے بازو پکڑکے کوڑے سے پشت اُس کی فگار کرے کہ ناگاہ محلسرائے عجائب جادو سے کچھ عورتیں کہ جنہوں نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو گودیوں میں کھلایا تھا روتی پیٹتی ہوئیں دربار میں آئیں اُن میں دایہ بھی ملکہ مذکورہ کی تھی سب نے اپنے سر و زانو کو پیٹ کر بال سر کے نوچ کر آنسو بہاکر فریاد و فغان کرکے عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اس بچی نے ایسی کیا خطا کی ہے کہ جس خطا کی سزا حضور نے یہ تجویز کی ہے کہ سر دربار سب کے سامنے بلاکے کوڑے مارنے کا ارادہ کیا ہے بھلا یہ نازک اندام و نازپرورد تحمل کوڑے کھانے کی ہوگی روح اسکی اسکے تن سے نکل نہ جائیگی اپنے ہاتھ کو روکیے ملکہ کو ہمارے حوالے کیجیے ہم اسے محلسرا میں لیجائیں مادر ملکہ رنگین کاکل کشا نے آپ سے کہا ہے کہ صاحب میری پارۂ جگر نور نظر کو اگر کوڑے مار وگے اور یہاں اُس کو نہ لے آؤگے تو میں روتی پیٹتی ہوئی سر دربار چلی آؤنگی پردے کا خیال نکروںگی تمہاری ذلت ہوگی میں اپنی بچی کے کوڑے کھانے کے صدمے میں جان اپنی سر دربار دیدونگی عجائب جادو نے یہ تقریر اُنکی سنکے ہاتھ کو روکا وزرا نے سفارت کرکے پھر عرض کیا حضور بہتر یہی ہے کہ آپ ملکۂ عالم کو محلسرا میں لیجائیے وہاں لیجاکر جو مناسب ہو کیجیے ورنہ شہرنگ جادو مادر ملکہ رنگین کاکل کشا محل سے یہاں چلی آئینگی اور ذلت و بدنامی حضور کی ہوگی یہ کیا کم ذلت ہوئی کہ سر دربار

آپ نے عالم غصہ میں اپنی دختر کو بلا یا سبب ملکہ کو دیکھا عجائب جادو سکے کنے سے کچھ سوچ کے اپنی زوجہ کے نکل آنیکا اندیشہ کرکے کہنے لگا اچھا اس گیسو بریدہ کو اندر محل کے لیجاؤ میں بھی آتا ہون وایہ ملکہ کی اور دیگر عورتین ملکہ کو اپنے ساتھ لیکر بعد عزت و پردہ داری پیار کرتی ہوئی سوے محلسرا لے گئیں بعد قطع راہ محل مین پہونچین شیرنگ جادو اپنی دختر کو دیکھکر بے اختیار دوڑکر اس سے لپٹ کے رونے لگی بار بار پیار کرنے لگی عورتین محلسرا کی ملکہ رنگین کاکل کشا پر سے بطور تصدق زر و جواہر نثار کرنے لگین کچھ عورتین بلائین لینے لگین صدقے قربان ہونے لگین چونکہ راز عشق ملکہ رنگین کاکل کشا افشا ہوگیا تھا عورتین محلسرا کی عشق ملکہ مذکورہ سے آگاہ ہوچکی تھین اور ظاہر ابھی طریق عشق و الفت اعضا سے ملکہ مذکورہ سے اس طرح پائے جاتے تھے کہ مصداق - نظم

دل بغل میں نگار کا خواہان
گوش پیغام یار کے مشتاق
اور زبان تھی سوال کی طالب
زانو کو جستجوے زانوے یار

پاؤن کہتے تھے چل اسی کی راہ
دیدہ دیدار نگار کے مشتاق
ہاتھ جو بان بلائین لینے پر
پہلو کو آرزوے پہلوے یار

سینہ تھا قرب یار کا خواہان
دل یہ کہتا تھا اٹھ بسم اللہ
جان شوق وصال کی طالب
لب کشادہ دعائین دینے پر

اسوجہ سے کچھ عورتین بیتابانہ ملکہ نیرنگ جادو و ملکہ رنگین کاکل کشا کو بعد شفقت و خیر خواہی سمجھانے لگین یعنی ایسے - نظم

دیکھا اسکو عشق کا بیمار
لعل سی جان کو نہ کھو اب تو
ابھی اس کام میں ہو تو انجان
تیری پروا اسے نہووے گی
بات رسوائی کی ہے جان لے تو
جان جاتی ہے گھر بھی لٹتا ہے
اسکو بھولا بھی نہ کوئی بتلائے
رہ گئی اپنے سر کو وہ دھنکر
ہون مین لاچار بہتے ہین آنسو
لاکھ سمجھاتی ہون مین اس دلکو
کہکے یہ روئی مثل ابر بہار
بات دل کی نہین کہی جاتی
چھوڑ دے اتنی یہ اسیری تو
مجکو دنیا کی بادشاہی ہے
دل سے کیا آدمی کو چارہ ہے
پہرون رہتی ہون دم بخود خاموش
عشق نے دالو پیر چھڑھا مارا
آنکھون سے خون ناب بہتا ہے

سب نے اس طرح سے کیا اظہار
اس مرض کا تو لے چارہ کر
باز آ باز اب بھی کہنا مان
تیرے غم سے وہ دل طول نہین
صدقے ہم سب ہون کہنا مان لے تو
فعل بد ہے نہین یہ کار صواب
صبح کا بھولا شام کو جو آئے
لگی کرنے وہ بار بار افسوس
دل کے اوپر مرا نہین قابو
کسی صورت نہین سنبھلتا دل
آنسو نکا پڑ دہا غمون سے نالا
یہی کہتا ہے میرا یہ دل زار
اسکے کوچے کی کر فقیری تو
کہتا ہے چھوڑ یہ امیری تو
بے اجل اس نے مجکو مارا ہے
جان کیا کیا عذاب دیتی ہے
سینے میں ہاے دل نے سر مارا
خون تن میں نہین کہین باقی

تجھ اب بھی تو اک رہت خوشتر
اب بھی اس عشق سے کنارہ کر
مفت تو اپنی جان کھووے گی
ایسی الفت سے کچھ حصول نہین
رتون کا طلسم چھٹتا ہے
کر بزرگون کے نام کو نہ خراب
اپنی دایہ وغیرہ سے سنکر
کہا افسوس صد ہزار افسوس
دوست سمجھے تھے اپنے جسکو لکو
ضد سے ہرگز نہین بہلتا دل
لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھاتی
اپنے محبوب پہ ہو جان سے نثار
اسکے کوچے کی جو گدائی ہے
اختیار اسکی کر فقیری تو
گئے تاب و توان و عقل و ہوش
دل کی طاقت جواب دیتی ہے
دل جگر ہوکے آب بہتا ہے
حرکت ہاتھ میں نہین باقی

پھیر کر دیکھ لے جو ہی عاقل
تمکو اسکی نہیں خبر افسوس
جان دینا غضب سمجھتی ہون
مین بری اک اگر ہوئی تو ہوئی
مین نے گھر کو کیا ابھی سے سلام
مین ہون پہلو مین اور وہ دلبر ہو
دین و اسلام سے غرض کب ہی

سینے مین غم سے اب آب ہر دل
بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور
نیک و بد مین بھی سب سمجھتی ہون
چار دن کی یہ بس جوانی ہی
کیسی عزت کجا بزرگون کا نام
اس سے ہوگا جو کوئی دکھ مجھکو
بندۂ حسن ہون یہ مذہب ہی

چاک ہین غم سے دل جگر افسوس
عشق نے کر دیا مجھے کم زور
حرکت اس قدر ہوئی تو ہوئی
عشق سے لطف زندگانی ہی
یار ہو جام مے ہو دلبر ہو
آنکھین ٹھنڈی کا ہیچ شکوہ مجھکو

ابھی ملکہ رنگین کاکل کشا اپنی دایہ نرگس جادو وغیرہ سے یہ کہہ رہی تھی دایۂ مذکورہ و دیگر عورتین اُسکی باتین سنکے عشق شاہزادہ رستم ثانی مین اُسے دیوانہ پاکے حیران ہو رہی ہین یقین دل مین اپنے کہہ رہی تھین کہ ملکہ کو عشق طلسم کشا کا صادق ہی اتنی دیر ہمنے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا اسکی باتین سنکے ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے کہ یہ لڑکی کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھے گی جو کچھ اسکے دل مین آیا ہی وہی کریگی محبت طلسم کشا سے ہاتھ نہ اُٹھائے گی قید ہو تاریخ و غم مین مبتلا ہو ناگوارہ کریگی خیر ہم سمجھا چکے حق نمک سے ادا ہو چکے جیسا یہ کریگی ویسا پائیگی ناگاہ دربار سے عجائب جادو غصہ مین بھرا ہوا محلسرا مین آیا اپنی زوجہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا صاحب مین نے صرف تمہارے صدمے کے خیال سے تمہاری دختر کو ہلاک نہین کیا تمہارے پاس بھیجدیا اب یہ کہو کہ تمنے اُسے سمجھایا عشق طلسم کشا سے منع کیا اُس نے عشق طلسم کشا سے اجتناب کیا اپنی خطا سے توبہ کی اُس نے جواب دیا صاحب مین متحیر و حیران و پریشان خاطر بیٹھی ہون نرگس جادو دایہ تمہاری دختر کی اور وہ عورتین جنہون نے اُسکو گود مین کھلایا ہی اُن سے مین نے اشارہ سے کہدیا تھا کہ تم اس لڑکی کو میرے سامنے سے کہین دور لیجا و اُسے سمجھاؤ وہ سب اُسے لیگئی ہین یقین ہی کہ اُنھون نے تمہاری دختر کو سمجھایا ہو اگر دریافت کرنا منظور ہی تو اُنھین عورتون کو بلا کے اُنسے پوچھو جو کچھ حال ہوگا وہ بیان کرینگی عجائب جادو نے نرگس جادو وغیرہ کو طلب کیا اُنسے پوچھا کہو تم نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو سمجھایا وہ عشق طلسم کشا سے باز آئی توبہ اُس نے اپنی خطا پر کی اب کبھی ایسی حرکت نہ کریگی اُن عورتون نے چاہا کہ کچھ بات بنا کر ملکہ کو قید و سزا سے بچالین عجائب جادو نے اُنکے بشرہ سے دریافت کیا کہ یہ جھوٹ باتین بنایا چاہتی ہین فکر کر رہی ہین کہ اسوقت کیا کہین جو ملکہ رنگین کاکل کشا قید سے محفوظ رہے پس یہ سمجھ کے عجائب جادو نے نہایت غضبناک ہوکے اُن سب سے کہا کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا سچ سچ کہنا ورنہ تم سب کو ابھی ہلاک کرونگا دایہ و عورتین وغیرہ ڈر گئین دست بستہ عرض کرنے لگین حضور ہم نے بہت ملکہ عالم کو سمجھایا وہ ایسی عشق طلسم کشا مین دیوانی ہی کہ کچھ نہین سمجھتی ہی اُس کی الفت سے ہاتھ نہین اُٹھاتی ہی ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے دل کے اختیار مین ہی اُنکی باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مجنون ہے ہم امید وار ہین کہ جو از خود رفتہ ہو دیوانہ ہوگیا ہو اُسکا علاج حکما سے رجوع کیا جائے قتل و ہلاک کرنے سے اُسے باز رکھا جائے ہم امید کرتے ہین کہ اگر دوائی ٹھنڈائی چند سے ہوگی ملکہ اپنے ہوش و حواس مین آجائیگی دیوانہ پن اُسکا دفع ہوجائیگا عجائب جادو نے اُنکی تقریر سنکے غضبناک ہوکے کہا اگر وہ عشق طلسم کشا مین دیوانی ہوگئی ہی تو اُسکا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ اُسے قید کرون ہاتھون مین

ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ڈالون یہ کہکر اپنی دختر کو طلب کرکے زنجیر و طوق ہتھکڑی اور بیڑی نقرئی و طلائی پہنا کے اپنی خوابگاہ کے قریب ایک کمرہ مین اسے قید کیا دروازے بند کر دیے قفل لگا دیا اور انھین عورتون سے کہا تم اسکی حفاظت کرنا خبردار اسے باہر نکلنے نہ دینا ہر روز آب و طعام دور سے اسے دیدینا ذرا بھی اسکے حال پر رحم نہ کرنا ورنہ مین تمکو سزاے سخت دونگا یہ کہکے محلسرا سے باہر آیا دربار مین بالاے تخت بیٹھا ہنوز عجائب جادو محلسرا سے آکے تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ ابر باران شعلہ افگن آیا عجائب جادو کو سلام کیا اس نے پوچھا جس کام کے واسطے گیا تھا وہ کام کر آیا ابر باران شعلہ افگن نے عرض کیا مین تعمیل حکم حضور کر آیا عجائب جادو یہ سنکے خوش ہوا ساحر مذکور دربار مین اپنی جگہ پر بیٹھا اسی اثنا مین سوے فلک سے صداے فریاد و فغان کان مین آئی عجائب جادو نے گھبرا کر جانب فلک دیکھا یکایک گردباد یعنی سحر کے بیرون نے لاشے مبہوت جادو و طوفان جادو کے عین دربار مین آکے ڈال دیئے اور ایک جانب نالان روانہ ہوے عجائب جادو نے لاشہاے مذکور دیکھکر متحیر ہوکے بے اختیار کہا انھین کس نے قتل کیا ابھی اہل دربار سے کسی نے کچھ نہ کہا تھا کہ وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابر باران شعلہ افگن کے گئے تھے ان مین سے جو بھاگے تھے اور وہ ساحر جو ہمراہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے طلسم کشا سے لڑے تھے بدحواس و گریان دربار مین آئے عجائب جادو کو سلام کیا حاکم طلسم رنگین حصار نے پوچھا تم اسقدر گھبراے کیون ہو اور سبب تمہارے صدمہ کا کیا ہے انھون نے عرض کیا حضور ہم تو از طلسم کشا سے لڑے ہر چند چاہا کہ اسکے گلے سے لوح اتارلین اور گرفتار کرلین مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر اسکے حکم پر عمل کیا مبہوت جادو و طوفان جادو کو قتل کیا قفل در زندان توڑ کر قیدیون کو رہا کرکے سوے باغ فلک رنگین تاکل کشا چلا گیا ہم تاب مقابلہ نہ لاکے چلے آئے ہین خوف عتاب حضور سے گریان ہین اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو ہم بے قصور ہین طلسم کشا سے ہم کیا مقابلہ کر سکتے عجائب جادو نے برہم ہوکے کہا اے نمکحرامون جاؤ میرے سامنے سے دور ہو اگر تم شاہزادہ رستم ثانی کو بوجہ لوح کے اسیر نہ کرسکے تو بھاگ کیون آئے تمنے نہین اس سے لڑکر مرجانا تھا دلاوری ظاہر کرنا تھا حق نمک ہمارا ادا کرنا تھا ساحران مذکور یہ سنکے روبروے عجائب جادو سے چلے گئے شاہ مذکور نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشے ان ساحرون کے دربار سے اٹھا لیجاؤ انھین موافق ہمارے مذہب کے جلا دو ملازمان مذکور نے تعمیل حکم شاہ مذکور فی الفور کی ابھی لاشے ساحران مذکور کے دربار سے ملازم مسطور اٹھاکر لے گئے تھے تم انھین جلا کر آئے تھے عجائب جادو خاموش بیٹھا تھا دریاے فکر مین غوطہ زن تھا کہ تدبیر گرفتاری طلسم کشا سوچ رہا تھا کوئی تدبیر معقول ذہن مین نہ آتی تھی گاہ یہ خیال کرتا تھا کہ نہین معلوم اب طلسم کشا قیدیان زندان کو رہا کرکے کہان گیا ہے خبر اسکی دریافت کرنا چاہیے ساحرون کو براے دریافت طلسم کشا روانہ کرنا چاہیے ناگاہ چند ساحران نابکار مضطر و بدحواس روبروے عجائب جادو کے آئے بعد سلام رسمت کہنہ عرض کیا کچھ ہم خادمون کو التماس کرنا ہے اگر حکم ہو تو عرض کرین شاہ مسطور نے کہا خیر تو ہے گھبراے ہوے کیون آئے ہو جو عرض کرنا ہے عرض کرو انھون نے کہا حضور غضب ہوا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے قتل ہونے سے وہ بحر ذخار سحر جو سد راہ تھا خشک ہو گیا راستہ کھل گیا لشکر مخفی طلسم کشا کا کہ دو لاکھ غیر ساحر و ساحرون کا ہے ہمراہ فوج بیقیاس خورشید روشن دل کے کہ وہ معاون طلسم کشا کا ہے صحرا کے

سبزہ زار مین آکے اترا ہی ہزار ہا بارگاہین و خیام استادہ ہین اطلاعاً عرض کیا ہی عجائب جادو نے یہ خبر
وحشت اثر سنکے ازحد متردد ہوکے بہت فکر کرکے اپنے ملازمون سے کہا اسوقت چارون عیار بچیان کہان
ہین جلد ان سے کہو کہ سامنے مابدولت کے حاضر ہون ملازم فی الفور گئے اور انسے کہا تمکو بادشاہ نے یاد
کیا ہی جلد چلو نہین معلوم کیا کار ضروری ہی وہ فی الفور روبروے عجائب جادو کے آئین بعد سلام کرنے کے
دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسوقت بادشاہ ملک جاہ نے ہم کمترون اور کنیزون کو کیون یاد کیا ہی
عجائب جادو نے کہا ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ تم سے یہ پوچھین کہ کچھ حق نمک ادا کروگی یا جس کام کو
ہم کہین اسے کروگی مرقع و تصویر و کیچل و چنچل چارون عیار بچیون نے جواب دیا اے بادشاہ فلک
بارگاہ ہمنے نمک حضور کا کھایا ہی جس کام کے واسطے حضور فرمائینگے حتی الامکان اس کام کا انصرام و انتظام
کرینگے بخوبی انجام دینگے ہم عیارہ ہین پیشہ عیاری و مکاری مین کامل ہین ہمسے عیاری ہوسکتی ہی علاوہ
اسکے امور سلطنت و دیگر کام مین ہمین دخل نہین ہی عجائب جادو نے کہا مین تمسے صرف یہ کہتا ہون کہ تم عیاری
ہی کرو دیگر امور سے سروکار نہ رکھو انھون نے عرض کیا ہم بدل و جان واسطے عیاری کرنے کے موجود
ہین جو حکم ہو بجا لائین عجائب جادو نے کہا تمنے ضرور سنا ہوگا کہ زمانہ طلسم کشا طلسم رنگین حصار مین
آیا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ اس طلسم کو توڑے ساحرون کو ہلاک کرے مجھے بھی قتل کرے مین اس سے
بوجہ لوح طلسم ہونے کے مقابلہ و مجادلہ کرنے مین تامل کرتا ہون اگر اسکے پاس لوح طلسم نہوتی تو ایک ادنے
ساحر کو روانہ کرکے اسے گرفتار کرا لیتا کچھ فکر و تردد نہ کرتا صرف بوجہ لوح کے ابھی تک مین اسکے مقابلہ و مجادلہ
کے واسطے نہین گیا ہون وہ بالفعل مع اپنے لشکر کے صحراے سبزہ زار حوالی طلسم رنگین حصار مین بیرون
شہر قیام پذیر ہی اگر تم عیاری کرکے لوح طلسم صندل اسکے گلے سے اتار کے لے آؤ اور مجھے دیدو تو
مین تمسے بہت خوش ہوکے انعام کثیر دون انھون نے عرض کیا خداوند نعمت یہ عیاری ہمارے نزدیک
کچھ مشکل نہین ہی اور یہ کار کچھ ایسا امر اہم نہین ہی ہم حضور سے وعدہ کرتے ہین کہ بہت جلد طلسم کشا سے
لوح طلسم اپنی عیاری و مکاری سے لیکر حضور کو لاکے دیدینگے عجائب جادو نے یہ سنکے خوش ہوکے
کچھ انعام انھین دے کے کہا اب تم جاؤ فکر حصول لوح کرو وہ اسی وقت رخصت ہوکر دربار سے نکل کر
چلی گئین اور اپنے مکان مین جاکے ایک جا بیٹھ کے بابت عیاری کرنیکے مشورہ کیا ہر ایک عیارہ نے ایک
عیاری کو پسند کرکے متفق الراے ہوکے واسطے اس عیاری کرنیکے اسباب ضروری فراہم کرکے حسب دلخواہ
سامان کرکے اپنے گھر سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوئین اب ذکر اسکا ترک کرکے احوال طلسم کشا کا لکھا
جاتا ہی کہ جب سے ملکہ رنگین کاکل کشا کو ابر باران شعلہ افگن نے اسیر کیا اور رستم ثانی یعنی طلسم کشا
نے باغ مین آکے ملکہ کو نہ پایا تھا اس زمانہ سے فراق ملکہ مین مضطر و بیقرار تھا ایکدم آرام نہ تھا ہر چند
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ و چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ
سردار و عیار سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ ذیوقار گو فراق یار سخت دشوار و ناگوار ہی لیکن
بالفعل فرقت ملکہ مین اپنا دل بہلائیے بزم عشرت مین بیٹھ کر رقاصان خوش گلو و نغمہ سنج کو طلب
کرکے رقص انکا دیکھیے گانا سنیے رنج و غم نہ کیجیے زیادہ صدمہ کرنے سے خوف ہلاکت ہی انشاء اللہ دفع
فراق ملکہ کی کوئی تدبیر معقول کیجائیگی شاہزادہ انکی تقریر سنکے جواب دیتا تھا فراق محبوب مین بزم عشرت

میں بیٹھنا رقص و نغمہ ارباب نشاط کا سننا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے بغیر ملکہ رنگین کاکل کشا بزم عشرت مجھکو
محفل غم معلوم ہوگی تا وقتیکہ اُسے نہ دیکھونگا اور وہ میرے پہلو میں نہوگی کسی طرح دل کو قرار نہوگا یہ
کہکے آہ سرد بار بار بھرتا تھا رفقا و عیار بارگاہ میں پاس اُسکے بیٹھے رہتے تھے اور سمجھایا کرتے تھے ایک روز
وقت شب بدستور مذکور رفقائے مسطور پاس رستم ثانی کے بارگاہ میں بیٹھے تھے لشکر اُترا تھا شاہزادہ
موصوف فراق ملکہ مذکور میں بیتاب و بیقرار تھا ناگاہ دربارگاہ پر ایک چوبدار رقعہ ہاتھ میں لیے ہوے
آیا خادم بارگاہ سے کہنے لگا کہ میں یہ رقعہ ایک دوست شاہزادہ رستم ثانی کا لیکر آیا ہوں چاہتا ہوں
کہ شاہزادہ موصوف کو اپنے ہاتھ سے دوں خادم نے جواب دیا بڑے میاں شاید دور سے آئے ہو ضعف
و نقاہت و رہروی کی ماندگی سے ہانپ رہے ہو گرے پڑتے ہو بیٹھ جاؤ ہم اطلاع تمہارے آنے کی
کیے دیتے ہیں چوبدار نحیف و زار یہ سنکے بیٹھ گیا خادم بارگاہ مذکور نے اندر بارگاہ کے جا کے
دست بستہ شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اسوقت ایک بڑھا چوبدار
ایک رقعہ لیکر در بارگاہ حضور پر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں یہ رقعہ اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کو دونگا ہر چند
ہمنے اُس سے رقعہ طلب کیا مگر اُسنے نہ دیا اب جو حکم ہو کیا جائے شاہزادہ موصوف نے کہا کہ اُس چوبدار
کو روبرو ہمارے لے آؤ دربانان بارگاہ گئے اور اُسے اندرون بارگاہ اپنے ہمراہ لائے اُس نے
حسب قاعدہ مجرا گاہ سے مجرا و سلام کرکے بعد ثنا و دعا کے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ایک رقعہ یہ
خاکسار لیکر آیا ہے امید وار ہے کہ حضور ہی اُسے پڑھیں تاکہ افشائے راز نہو شاہزادہ نے اُس سے رقعہ لیکر جو
دیکھا تو پیچیدہ تھا جب اُسے کھولکر دیکھا مہر ملکہ رنگین کاکل کشا کی پاکے بہت خوش ہوکے عبارت رقعہ پر
نظر کی وہ رقعہ عجب رقعہ تھا کہ اُسکے پڑھنے سے شاہزادہ رستم ثانی خوش ہوتا تھا کیونکہ بعد القاب و آداب
عاشقانہ کے اور اظہار شوق اور شکایت جفائے فلک کے مہر کے ملکہ رنگین کاکل کشا کی طرف سے
اُس میں یہ عبارت تحریر تھی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ یہ شیفتہ آپکی پہلے سحر ابر یاران شعلہ افگن میں مبتلا ہوئی
پھر وہ ساحر نابکار مجھکو مع بارہ دری کے بزور سحر باغ سے اُٹھا لایا پدر نے مجھکو برہم ہوکے قید کیا اب میں
قید میں ہوں مجھکو اپنے قید ہونیکا غم و الم نہیں ہے رنج ہر وقت و ہر دم یہ ہے کہ آپ میرے فراق میں بیقرار
ہونگے لہذا مخفی برائے دفع رنج و الم بہزار دشواری یہ رقعہ لکھکر پیر بخشش چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہے یہ ملازم
ہمارا خیر خواہ و دوست ہے اور اسی شخص کے ہمراہ تین عورتیں کہ وہ بھی ہماری ملازم و خیر خواہ ہیں روانہ
کی ہیں اگر آپکو ہمارے پاس آنا ہمیں دیکھنا اور ہمیں قید سے رہا کرنا منظور ہو تو ہمراہ چوبدار کے اُن عورتوں
پاس جائیےگا جو کچھ وہ کہیں اُسپر عمل کیجیے گا وہ آپکو مجھ تک ضرور لے آئینگی زیادہ کیا لکھا جائے
یہ بھی تھوڑی عبارت خوف دشمنان سے بڑی مشکل سے جلد تر لکھی ہے کیونکہ افشائے راز کا خیال تھا
آپ بھی مضمون رقعہ ہذا سے کسی کو آگاہ نہ کیجیگا ورنہ راز افشا ہو جائیگا پدر ہمارا سمجھیے برہم ہوکے
اذیت رساں ہوگا علاوہ عبارت مندرجہ بالا کے اور بھی کچھ عبارت اُس رقعہ میں لکھی تھی مگر وہ پڑھی
نہ گئی کیونکہ اکثر جگہ سے حروف مٹ گئے تھے اور وجہ مٹ جانے حروفوں کی یہ تھی کہ لکھنے میں رقعہ کے
جا بجا آنکھوں سے اُسپر اشک گرے تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس رقعہ کو آہستہ آہستہ پڑھ کر
کسی کو نہ سنا کر نہ کسی کو عبارت اُسکی دکھا کر مضمون رقعہ سے آگاہ ہو کر اشک جا بجا ٹپکے ہوے دیکھکر

کبھی اشک ریزان ہوا آگاہ مضمون ہانی ملکہ کے خیال سے خوش ہوا رفقاے شاہزادہ موصوف
جو اس جگہ موجود تھے شاہزادے کو گاہ خندان وگاہ گریان دیکھکر پوچھنے لگے یہ رقعہ آپکو کسنے بھیجا ہی
مضمون اسکا ایسا کیا ہی کہ آپ کبھی روتے ہین کبھی مسکراتے ہین شاہزادے نے جواب دیا احوال اس رقعہ کا
وقت مناسب تمسے کہہ دیا جائیگا بالفعل کہنا اچھا نہین ہی یہ کہکے اُس چوبدار سے پوچھا جو عورتین تیرے ہمراہ
آئی ہین وہ کہان ہین اُسنے عرض کیا حضور یہان سے تھوڑی دور ہین وہ تو یہین حاضر ہوتین لیکن بوجہ اسکے کہ
لشکر حضور کا اُترا ہوا ہی مردمان سپاہ کی کثرت ہی اسیوجہ سے وہ کثرت مردم کا خیال کرکے اور افشاے راز کے
سبب یہان نہین آئین گو کہ حضور کو تکلیف ہوگی مگر انجام اس تکلیف کا راحت و آرام ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
بہ تقریر اُس چوبدار کی سنکے اپنی جگہ سے اُٹھا سہراب بن لشکر تھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و چالاک
ثانی و برق ثانی وغیرہ سردار و عیار بھی اُٹھے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے چلنے پر آمادہ ہوے شاہزادہ
نے سب سے کہا تم سب یہین ٹھہرو میرے ساتھ نہ چلو مین اس چوبدار کے ساتھ جاتا ہون تھوڑی ہی دیر
مین آتا ہون کچھ اندیشہ نکرو پاس دوستون کے جاتا ہون نہ پاس دشمنون کے جملہ سردار و عیار یہ
گفتار شاہزادہ نامدار کی سنکے مجبور ہوے ہمراہ چلنے سے باز رہے شاہزادہ سب کو بارگاہ مین چھوڑ کے
اور قسم اپنے سر کی باین عنوان انھین دیکے کہ بعد میرے جانیکے تم سب مین سے کوئی شخص بھی میرے
پیچھے پیچھے نہ آئے میرے حال سے باخبر ہو ہمراہ چوبدار مذکور کے بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکے ایک
سمت سوے صحرا براہ بری چوبدار روانہ ہوا جب اپنے لشکر سے دور تک نکل گیا دیکھا صحرا مین ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی تنہا یتن گرد آسکے ہاین شاہزادہ رستم ثانی نے اُس خیمہ کو دیکھکر پوچھا یہ خیمہ
کس کا ہی اس صحرا لق و دق مین کون آیا ہی اُسنے عرض کیا حضور یہ خیمہ اُنھین عورتون کا ہی جو نمکخوار
و خیرخواہ ملکہ رنگین کاکل کشائی ہین مین انھین کے پاس حضور کو لایا ہون انھین کے بارے مین ملکہ
عالم نے رقعہ مین کچھ آپکو ضرور لکھا ہوگا شاہزادہ لقتہ یہ چوبدار نابکار کی سنکے خاموش رہا جب قریب خیمہ
پہونچا چوبدار نے بڑھکر پکار کر کہا ای اہل خیمہ آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی میرے ہمراہ تشریف لائے
ہین استقبال کے واسطے تمہارا آنا ضرور ہی یہ تقریر چوبدار مذکور کی سنکے تینون عورتین خیمہ سے خوش ہوکے
سراپا اپنے اعضا کو چھپا کے بصد شرم و حیا تا در خیمہ آئین اور وہان سے قصد آگے بڑھنے کا کیا کہ شاہزادہ
مرکب کو جولان کرکے در خیمہ پر پہونچا اُن عورتون نے جھک کے سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار ہم نمکخوار
و خیرخواہ ملکہ عالم دیر سے حضور کے منتظر تھے شکر ہی خدا کا کہ آپ تشریف لائے اب خیمہ مین تشریف لا کے
کچھ عرض کرنا منظور ہی بعدہ جلد یہان سے خدمت ملکہ عالم مین جاتا ہی کہ وہ ہماری منتظر آپکی ہونگی
اور متردد ہونگی کہ ابتک کیا سبب ہوا جو نہین آئین شاہزادہ موصوف اُنکی گفتگو سنکے گھوڑے سے
اُتر کے لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ مقام صدر پر ایک مسند معقول بچھی ہے
اور کچھ اسباب ضروری بھی اندرون خیمہ ہی شاہزادہ اُسی مسند پر جا کے بیٹھا وہ تینون عورتین بھی
مودب بیٹھین چوبدار در خیمہ پہ عصا پر تکیہ کیے کھڑا رہا رستم ثانی نے بالاے مسند بیٹھکر بعد
تھوڑی دیر کے اُن عورتون سے مخاطب ہوکے یون پوچھا کہ یہ تو ملکہ کی تحریر سے ثابت ہوا کہ تم خیرخواہ ملکہ
ہو لیکن اب یہ کہو کہ تمنے مجھے کس واسطے بلایا ہی کیا کہنا ہی جلد کہو اور کچھ حال اپنی مالکہ ملکہ رنگین کاکل کشا

کا بھی بیان کرو کہ وہ کیونکر قید میں اور کس جگہ قید ہیں شب و روز زندان میں بسر اُنکی کیونکر ہوتی ہے کبھی کچھ
سیر بھی تمہارے سامنے وہ ذکر کرتی ہیں اُنھوں نے عرض کیا حضور عجائب جادو نے اُنہیں ہم سمیت ایک
زندان میں قید کیا ہے وہ قید خانہ یہاں سے بہت دور ہے گرد اُسکے ہزار ہا ساحر و ساحرہ واسطے حفاظت و
نگہبانی کے مقرر کیے ہیں ملکہ ہماری شب و روز زندان میں رویا کرتی ہیں خواب و خور اُنکی محبت و عشق میں اُنھوں نے
ترک کردیا ہے بجز آہ و زاری کے اُنھیں کوئی شغل نہیں ہے وہ چہرۂ پرنور و گلرنگ اُنکا کثرت رنج و غم سے ایسا متغیر
ہوگیا ہے کہ پہچانا نہیں جاتا ہے اور اُنکی صورت دیکھنے سے ہم جیسے بہی خواہوں کو بے اختیار رونا آتا ہے ہاے وہ اُنکی
نازک کلائیان کہ جو پھولوں کے گجروں سے صدمہ اُٹھاتی تھیں اُنکے بار کی متحمل ہوتی تھیں کثرت نزاکت سے
درد اُن میں پیدا ہوجاتا تھا اور نیلگون ہوجاتی تھیں اُنھیں کلائیوں میں اب ہتھکڑیاں اور وہ نازک گلا کہ جس میں
طوق منت کا اک بار گران تھا اب اُسی میں طوق آہنی خاردار ہے وہ بھی ہلکا نہیں گرانبار ہے اور وہ پاؤں نازک
ہماری ملکہ کے کہ جو دو قدم باغ میں چلنے سے تھک جاتے تھے اور جنکی ٹھوکر سے شہیدگان لحد جان تازہ پاکے
خواب مرگ سے چونک اُٹھتے تھے اور خلخال اک بار گران معلوم ہوتی تھی اُنہیں پاؤں میں اب بھاری بیڑیاں
اور زنجیر آہنی ہے یہ شدائد زندان میں محض آپکے عشق میں اُنھوں نے اُٹھائے اگر وہ آپ سے محبت نہ کرتیں
تو کبھی صورت قید خانہ کی وہ نہ دیکھتیں چونکہ ہم بھی حکم والد ملکہ سے محافظ در زندان ہیں شب و روز ملکہ کو
گریہ کنان دیکھا کرتے ہیں کچھ بس نہیں کہ اُنہیں قید سے رہا کریں جسوقت وہ یاد آتا ہے بلند رونی ہیں اور جیسا
دلخراش اپنی مصیبت و ذلت و رسوائی کے کرتی ہیں حضور ہم کیا کہیں کہ اُسوقت ہم جیسے خیرخواہوں کا کیا حال ہوتا
ہے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے دل یہی چاہتا ہے کہ در زندان سے اپنے سروں کو ٹکرا کے مرجایئے جانیں اپنی
دیدیجیے کبھی ملکہ عالم عجب درد بیکسی سے شکایت فلک کج رفتار گردون غدار کرتی ہیں کہ جسکے سننے سے
بے اختیار ہم سب روتے ہیں کبھی ملکہ اکثر حضور کو یاد کرکے کہتی ہیں کہ خیر ہم تو مبتلاے اسیری ہوے خداوند
عالم ہمارے محبوب شاہزادہ ذوالفقار فتاح طلسم صندل کو مع الخیر رکھے ہر بلا و آفت و ہر صدمہ و مصیبت و
شر اعدائے نابکار سے مدام بچاے لوح طلسم اُنکے قبضے سے اب نکل چکی ہے کیونکہ لوح خدا و رسول وہی
اُنکی حافظ جان ہے اور رہنما ہے اُسی کی ہدایت سے طلسم صندل و طلسم رنگین حصار تو ٹوٹیگا اسی کی ہدایت
سے جملہ ساحران طلسم ہلاک و قتل ہونگے خدا جلد تر وہ دن دکھاے کہ محبوب ہمارا طلسم رنگین حصار
کو بہ ہدایت لوح فتح کرکے والد کو قتل کرے ہمیں اس زندان سے رہا کرے گاہ آپ ہی کہتی ہیں کہ اے
رنگین کاکل کشا یہ کیا کہہ رہی ہے ہوا اس خستہ تر سے بجا نہیں ہیں کثرت آلام سے دیوانی ہوگئی ہے اسکے رہا
ہونا تیرا دشوار ہے فلک جفا جو در پے آزار ہے اگر راحت و آرام و عیش مقدر میں لکھا ہوتا تو اپنے محبوب سے
تو کیوں جدا ہوتی مبتلاے سحر ہوکے روے زندان کبھی نہ دیکھتی اب اپنی رہائی کی اُمید نہ رکھ نہ تمنائے رہائی کر
ہان یہ دعا خدا سے کر کہ طلسم کشاے ذوالفقار نیر دلبر یکتاے روزگار زندہ و سلامت رہے خواہ طلسم صندل کو
توڑے یا اپنے لشکر میں چلا جاے جہاں رہے بخیر و عافیت رہے خدا اُسے ہر ایک دشمن کے شر و فساد سے بچاے
اُسکو دنیا میں کوئی رنج و غم نہو آخرت بھی اُسکی بخیر ہو اُسکی زندگی سے مجھے یہ اُمید ہے کہ کبھی شاید شکل اُسکی کبھی صورت
سے دیکھنے میں آجاے کبھی کہتی ہیں ہاے اسوقت میں کوئی اپنا ایسا دوست و خیرخواہ نہیں ہے کہ میری طرف
سے اُس گل باغ خوبی و سرو گلشن محبوبی سے یہ جاکر کہے کہ صاحب تمہارے عشق میں ستمے عجیب عجیب

صدمے اُٹھائے ہین اور اب دیکھیے کب تک مبتلائے قید رنج و محن اس زندان مین ہستی ہون بجز ضبط و
شکر شکوہ و شکایت تمھاری نہین کرتی ہون اکثر تمھارے واسطے دعا کرتی ہون تم میرے قید ہو جانے سے اور
میری جدائی سے رنج و غم نہ کرنا خواب و خور ترک نہ کر دینا زار زار نہایت بیقرار اشکبار ہوتا کثرت رنج و گریہ سے
جان اپنی نہ دیدینا ای شاہزادہ ذوالفقار اب ہم زیادہ تر اُنکے حالات و تقریر درد آمیز کیا بیان کرین کہ
صدمہ شدید ہوتا ہی بے اختیار آنسو نکل آتے ہین آپ بھی زیادہ سننے کے متحمل نہونگے اتنے حالات اُنکے سُنکر
یہ صدمہ آپکو ہوا ہی کہ آپ بے اختیار رو رہے ہین رومال آنسوؤن سے بھگو رہے ہین ہم بھی اشکبار ہین
سب خیر اگر یہ سمجھیے ماحصل ہماری تقریر کا سنیے ہم بہ خیر خواہ ہون بے حال ملکہ عالم کا کثرت رنج و عشق حضور
سے متغیر دیکھا موقع پاکے جمانہ نگہبانون سے ڈرکے پوشیدہ طور سے قفل زندان وا کرکے ہنگام شب پاس
ملکہ کے گئے پہلے اُنکو بہت سمجھایا گریہ و زاری سے منع کیا بعدہ اُنسے عرض کیا کہ ہم تک حلال و خیر خواہ
ہین جو کچھ حکم ہو ہم بجا لائین اُنھون نے ہمکو اپنا خیر خواہ اور دوست صادق جان کے بعد بہت آہ و زاری کے
ارشاد کیا کہ اگر ممکن ہو تو قلم و کاغذ و دوات ہمین لا دو ہم ایک رقعہ لکھدین وہ رقعہ تم بہر بخشش چوبدار کو
دو اور اُسکو ہمراہ لیکے ہمارے دلربا کے لشکر کی طرف جاؤ اور کسی طرح ہمارے محبوب کو ہم تک
لے آؤ تاکہ ہم اُسے ایک نظر اور دیکھ لین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی اسوقت زندہ ہین صبح کو
زندہ رہین کہ نہ رہین یہ آخری حسرت اگر دل سے نکل جائے تو دل خوش ہو جائے اور عجب
نہین کہ دلربا سے موصوف کے یہان آنے سے میری رہائی بھی ہو جائے کیونکہ فضل خدا سے وہ صاحب
لشکر و طلسم صندل بھی ہین ہم ملکہ و الدون نے اُنکے حکم کی تعمیل کی یہانتک آئے اب آپکو مناسب و لازم ہے
کہ ملکہ کے پاس چلیے اور اپنے شربت دیدار سے اُس مریض درد ہجر کو صحت دیجیے بعد ازان اگر
ممکن ہو تو اُسے زندان سے رہا کیجیے شاہزادے نے اُنکی تقریر جو ملکہ کے حالات استماع کرکے بہت
آہ و بکا کرکے کثرت غم و الم سے بدحواس ہو گئے لوح طلسم پر نظر کرکے اُس سے پوچھا مین اُن تک کیونکر جاؤن
کیا تدبیر کرون دل میرا اُنکے فراق مین بیتاب و بیقرار ہی اُنسے زیادہ مجھے اُنکے دیکھنے کا اشتیاق ہی خدا
سے چاہتا ہون کہ اُن تک پہونچون اُنھین دیکھون ساحران نگہبانان در زندان کو قتل کرون اُنھین
زندان سے رہا کرون اُن عورتون نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیقدر و ذوالفقار اگر آپ ہمارے کہنے پر
عمل کرین تو ہم آپکو اندر زندان کے پاس ملکہ عالم کے پہونچا دین گو ہم عورتین ناقص العقل ہین لیکن
ایک تدبیر ایسی ذہن مین آئی ہی کہ اُس تدبیر کے کرنے سے ہم یقین کرتے ہین کہ آپ ملکہ عالم تک
پہونچ جائینگے اور وہ تدبیر یہ ہی کہ آپ یہ پوشاک مردانہ تو اُتار ڈالین لباس زنانہ پہنکر ہم اپنے ہمراہ
لیتے آئے ہین اُسے پہن لین اور ہم رنگ و روغن سے گو زیادہ نہین ہین لیکن کچھ شکل آپکی تبدیل
کیے دیتے ہین بعدہ ایک ڈولی مین بٹھلاکے سلاسل مین گرفتار کرکے تا در زندان آپکو لے چلین اور نگہبانان
در زندان سے کہینگے کہ آج یہ عورت کہ ملکہ عالم کی اک مصاحب و خیر خواہ تھی عتاب شاہ طلسم رنگین حصار
مین آئی ہی حکم شاہ ہوا ہی کہ اسکو لیجاکر پاس ہماری دختر کے قید کرو لہذا ہم بحکم شاہ اس خیر خواہ ملکہ کو
گرفتار کرکے لائے ہین اس نے عاجزی بہت کی ہی اور کچھ روپیہ ہمین دیا ہی اسوجہ سے اُسے
ڈولی مین بٹھلاکر لائے ہین ورنہ کشان کشان لاتے سر بازار تمام مرد و زن اُسکو سر سے پاؤن تک

دیکھئے جب ساحران نابکار ہماری یہ گفتار سنینگے کچھ نہ کہینگے قفل در زندان کھول دینگے ہم آپکو داخل قیدخانہ
کردینگے آپ زندان مین جاکر زور کرکے سلاسل کو توڑ ڈالیے گا ملکہ عالم سے گلے ملیے گا لے از زندان شمشیر
آبدار سے بیرون زندان آکے بہ ہدایت لوح ساحرون کو قتل کیجیے گا جب سب ساحر قتل ہوجائینگے
یا بھاگ جائینگے آپ اور ہم سب ملکہ کو سوار کرکے در مدعا پاکے ادھر چلے آئینگے ملکہ بھی حضور کی
بارگاہ مین درمیان لشکر کے رہین گی پھر عجائب جادو انھین گرفتار نہ کرسکے گا شاہزادے نے
جواب دیا تدبیر تو تمنے اچھی تجویز کی ہے مگر مجھے ایک عذر ہے انھون نے پوچھا وہ عذر کیا ہے ظاہر کیجیے شاہزادے
نے فرمایا مین شجاع و بہادر و مرد میدان ہون کپڑے عورتون کے نہ پہنونگا اور صورت مانند شکل
عورتون کے رنگ و روغن سے بنواکر ڈولی مین سوار ہوکے زندان تک نہ جاؤنگا کیونکہ باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہے ہان اسی لباس سے مرکب پر سوار ہوکے ابھی تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہون انھون نے عرض
کیا اے شاہزادہ عالی منزلت و والا مرتبت جو کچھ آپ نے ارشاد کیا گو یہی درست و بجا ہے لیکن وقت
ضرورت و ہنگام حصول در مدعا تبدیل صورت و سواری اختیار کیجیے مصلحت وقت یہی ہے اسمین کچھ فرق
آپکی شجاعت و بہادری مین نہ آجائیگا مشہور ہے کہ سپاہی کے چھتیس ہنر ہین کسی فن و فریب سے دشمن کو
مار ڈالنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے بموقع مردانہ لباس و صورت اصلی و سواری مرکب سے
چلنے کا نہین ہے عاقل کو لازم ہے کہ جیسا وقت ہو ویسی ہی بات کرے ہر جگہ ایک طور اور ایک رنگ سے
جو باعث در مقصد ہو بقول شیخ سعدی شیرازی کے تقصیر نہ ہر جا مرکب توان تاختن ؎
کہ جاہا سپر باید انداختن ؎ پس اگر رہائی و ملاقات ملکہ عالم منظور ہے تو جو ہمنے عرض کیا ہے
اسے منظور کیجیے انکار نہ کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہے ہم رخصت ہوتے ہین ملکہ عالم سے جاکے کہدینگے کہ ہمنے
لاکھ لاکھ شاہزادہ سے عرض کیا انھون نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا وہ اپنے لشکر مین رہے ہم چلے آئے
شاہزادہ رستم ثانی نے انکی تقریر سنکے اپنے دل مین کہا کہ اگر مین ان عورتون کے کہنے پر عمل نہین کرتا
ہون تو جو کچھ انھون نے مجھسے کہا ہے جاکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہدینگی اسے بہت ملال ہوگا
امید ہے اسکو یہ شک مجھ سے نہ رہے گی بجائے خود یہ ضرور کہینگی کہ جس شخص کی محبت مین قید ہوکے سختیاں
اٹھائین عاشق ہوکے بدنامی و ذلت گوارہ کی اسنے ذرا بھی اپنی ذلت ہماری محبت مین گوارہ نہ کی نہ
پوشاک و صورت و سواری اپنی تبدیل نہ کی ہمارے رہا کرنیکی تدبیر نہ کی ہمنے بیکار و بے فائدہ ایسے شخص
سے محبت کی اور کیا عجب ہے کہ شعر کسی شاعر کا زبان پر جاری کرے شعر ؎ با وفا ہم جسے سمجھتے تھے امتحان
مین وہ بے وفا نکلا ؎ یہ خیال کرکے ان عورتون سے کہا ہر چند تبدیل پوشاک و صورت و سواری
خلاف طبع ہے لیکن محض خوشنودی ملکہ و رہائی ملکہ کے واسطے بدرجۂ مجبوری گوارہ کرتا ہون
اور تمہارے کہنے پر عمل کرتا ہون پہلے تم میری صورت تبدیل کرو عورتون کی سی صورت بناؤ
بعدہ مین یہ پوشاک اتار کے لباس زنانہ پہنونگا جو بات ذلت کی سمجھی گوارہ نہ کی تھی آج مصلحت وقت
گوارہ کرونگا ان عورتون نے خوش ہوکے رنگ و روغن نکالکر شہزادہ پر [illegible] آگے رنگ و روغن
سے شکل تبدیل کرنی شروع کی ہنوز اچھی طرح صورت تبدیل نہ ہوئی تھی کہ بو اس رنگ و روغن بیہوشی کی بسبب
قوت شامہ کے دماغ شاہزادہ میں پہنچی فورا گھبرا کے [illegible] شاہزادہ موصوف بیہوش ہوگئے

مسند پر گرا ان عورتون نے خوش ہوکے مانند مردون کے نعرہ کیا مشم مرقع و تصویر چنچل عیارہ
بلاے روزگار او طلسم کشا ہر چند تو بڑا عاقل و ہوشیار مرد میدان نبرد تھا لیکن ہم عیارہ پچھون
کے دام فریب و مکر مین پھنس گیا دیکھ یون تجکو بیہوش کر لیا کیا نازک بے لاگ عیاری کی ہے کہ ذرا بھی
تجکو ہمپر گمان دشمنی کرنے کا نہوا تو ہمکو عیارہ پہچان نہ سکا یہ نعرہ کرکے جلد تر لوح طلسم صندل شاہزادے
کے گلے سے اتار کر ایک عیارہ نے اپنے قبضے مین کی پھر انھون نے چوبدار مذکور کو آواز دی کہ
ای لو اکیچل اب کیون بصورت پیر مرد باہر کھڑی ہو خیمہ مین آو ہم کام اپنا کر چکے طلسم کشا کو بیہوش
کرکے لوح طلسم لے چکے اب یہان سے چلنے کا سامان کرو جلد یہان سے نکل چلو مبادا کوئی ساحر یا غیر ساحر
لشکر طلسم کشا کا ادھر آجاے اور ہماری عیاری کرنے سے آگاہ ہوکے ہمین گرفتار کرے تو غضب
ہوجاے ساری محنت و مشقت برباد ہوجاے بدنامی ہو طلسم کشا رہا ہوجاے لوح طلسم بھی چھن جاے
کیچل کہ بصورت چوبدار در خیمہ پر کھڑی تھی چارطرف دیکھ رہی تھی نگہبانی کر رہی تھی یہ خوشخبری سنکے
خوش ہوکے اندر خیمہ کے گئی پھر صورت اپنی تبدیل کرکے بشکل اصلی ہوکے چادر عیاری مین پشتارہ
طلسم کشا کا باندھ کے اٹھائی گرہ عیاری کی لگا کے پشتارہ مذکور دوش پر اٹھا کے سب کو ہمراہ لیکے راہ
صحرا لے کے جلد تر گذر کے راہ لشکر طلسم کشا چھوڑ کے بعجلت تمام راہ طی کرکے دربار عجائب جادو مین گئی شاہ
مذکور کو سلام کیا اس نے پوچھا کیون ای کیچل تو نے جا کے کیا کیا اس نے روبرو پشتارہ شاہزادہ رستم ثانی کا
رکھ کر عرض کیا حضور کے اقبال سے ہم چارون عیارہ پچھون نے یہان سے جاکے عیاری کرکے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسم صندل بھی لی دیکھیے پشتارہ طلسم کشا ہی کا ہے ہمنے کارنمایان کیا ہے امیدوار
انعام کثیر کی ہین حضور قدردان ہین یہ کہکے لوح طلسم کو مرقع و تصویر و چنچل سے پوچھا کہ تم مین سے کس کے
پاس ہے چنچل نے کہا میرے قبضہ مین ہے مین ہی نے رستم ثانی کے گلے سے اتاری تھی یہ کہکے کیچل
کے حوالے کی اس نے رومال مین لپیٹ کر عجائب جادو کو دی وہ لوح طلسم صندل پاکے بہت
خوش ہوا اور صندوقچہ مین اسے رکھکے کہنے لگا مین اس لوح کو اپنے پاس سے علیحدہ نہ رکھونگا
مانند اپنے برادر صندلان شاہ کے عمل نہ کرونگا یہ کہکے حکم کیا پشتارہ طلسم کشا کا کھولو جب کیچل و چنچل
نے کھولا عجائب جادو نے دیکھا کہ رستم ثانی بیہوش ہے بس اسی عالم بیہوشی مین طوق و سلاسل مین
بخوبی تمام اپنے ملازمون سے گرفتار کرایا پھر بمقام مناسب قید کرنے کا حکم دیا عیارہ پچھان و دیگر
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب عجائب جادو طلسم کشا کو قید کرا چکا لوح طلسم اپنے قبضے مین لا چکا
عیارہ پچھون کو انعام کثیر دے چکا کثرت خوشی و غرور نخوت سے تاج کو سر پر اپنے ٹیڑھا رکھکے
سنکے اہل دربار سے کہنے لگا مجھ سے مثل ما بدولت کے کسی شاہ و شہریار کو خوش اقبال و عاقل نہ
دیکھا نہ سنا ہوگا دیکھو ہمنے کس حسن تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرا لیا لوح طلسم صندل اپنے قبضے
مین کی اب مین کل یہان سے اپنے بھائی صندلان شاہ کے پاس جاونگا حال گرفتاری طلسم کشا
حصول لوح اسکے بیان کرونگا یا بذریعہ کسی ساحر کے اوسے اس خوشخبری سے آگاہ کرونگا یا
ایک نامہ مین تمام حال گرفتاری طلسم کشا و حصول لوح تحریر کرکے بذریعہ طائر سحر انکے پاس روانہ کرونگا
اور کل ہی سے قتل و بربادی و تباہی لشکر طلسم کشا مین کوشش کرونگا لشکر ساحران ہمراہ لیکے جاونگا سب کو

گرفتار سحر کرکے قتل یا قید کروں گا کسی پر رحم نہ کرونگا اہل دربار نے عرض کیا بیشک حضور از حد عاقل و
ہوشیار ہیں ہم نے کبھی کسی بادشاہ کو مثل حضور کے عاقل نہیں دیکھا اور نہ کسی سے سنا حضور کا مثل و نظیر
نہیں ہے واقعی کس خوبی سے حضور نے طلسم کشا کو گرفتار سحر کرکے قید کیا ہے اور لوح طلسم اپنے قبضے میں کی ہے
اب اگر مناسب ہو تو شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے برادر کلان صندل ان شاہ سے مشورہ کرکے قتل
کرڈالیے قید نہ رکھیے مبادا پھر کسی طور سے قید سے رہا ہو جائے دشمن کو زندہ رکھنا اچھا نہیں
ہے عجائب جادو نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو میں بھی اسی فکر میں ہوں پہلے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ
کروں بعد ازاں اپنے بھائی صاحب سے پوچھ کر بعد گذرنے چالیس روز کے طلسم کشا کو بھی قتل کر دونگا
زندہ نہ رکھوں گا ابھی قتل نہ کروں گا آئین طلسم میں فرق نہ ڈالونگا کیونکہ بانیان طلسم نے لکھا ہے کہ
پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرکے چالیس روز قید رکھنا اسکے بیرون شہر طلسم میں آ سے لیجاکے قتل کرنا چاہیے
میں انہیں کے موافق تحریر عمل کرونگا خلاف انکے عمل نہ کروں گا ورنہ جس جگہ خون طلسم کشا گریگا
وہ زمین کبھی آباد نہ ہوگی یہ کہکے حکم دیا کہ آج کی شب بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ کیجائے
ارباب نشاط حاضر ہوکے رقص و نغمہ کریں ہمارے روبرو ناچیں گائیں کیونکہ آج ہم کو ازحد خوشی حاصل
ہوئی ہے لوح طلسم صندل ہاتھ آئی ہے طلسم کشا کو گرفتار کرکے قید کیا ہے دل بہت خوش ہے بظاہر بھی
خوشی کرنا ضرور ہے حسب وقت عجائب جادو کے یہ حکم دیا ملازموں نے بزم عشرت آراستہ کی ارباب نشاط
کو حکم شاہ مذکور سے طلب کیا وہ حاضر ہوئے پہلے حکم عجائب جادو سے ساقیان شوخ چشم
کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بلوریں لیکر بزم عشرت میں آئے عجائب جادو و دیگر
اہل بزم عشرت کو شراب ناب جام و ساغر زریں بلوریں بھر بھر کر دینے لگے شاہ مذکور و دیگر ساحران نامدار
مے گلنار نوش ہوکے پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیاں شراب کی اٹھاکر بزم مذکور
سے لیگئے بعد اسکے جادو نے بحکم عجائب جادو ایک رقاصہ خوبرو و خوش گلو نوجوان لباس و زیور زرق برق
پہنے ہوئے ہمراہ اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں آئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے ساز وغیرہ کے
روبرو عجائب جادو کے کھڑی ہوکے بعد ناز و ادا رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے
عجائب جادو وغیرہ عالم نشہ شراب میں ناچ اسکا دیکھنے لگے ہر ایک خوش ہوکے رقص دیکھنے لگا
رقاصہ تا دیر گت ناچ چکی بعد مبارکباد گانے کے یہ غزل گانے لگی یہ غزل

باطن میں ابھی کھلا کہ وہ ظاہر میں پر دور تھا | مردہ تھا جب سے جان جہاں تجھ سے دور تھا
بوسہ دیا نہ تجھ کو میں نے نہ دل دیا | اس دین میں کہو کس کا قصور تھا
توڑا غرور ہی نے جو سر پر غرور تھا | دل اس صنم کو دیکے میں کیا خاک ہو گیا
اچھا ہوا کہ تیغ سے اسکی گیا شہید | آخر تو ایک دن مجھے مرنا ضرور تھا
کیا ایسے قد راست پہ اسکو غرور تھا | جاگا بہت تھا ہجر میں خوش ہوں لحد میں
نازاں تھا اسقدر شب معراج گیسو پہ یار | انجم جہاں میں کون تھا جو اس سے دور تھا

پہلے فراق یار میں ہمیں کا قصور تھا
بدتر سواد قبر سے آنکھوں کا نور تھا
ڈوبا میں خود ہوا نے سر اوس کے حباب کے
اک آئینہ سا سنگ کی چوٹ سے چور تھا
وہ سر دکو جلاکے یہ کہتے ہیں باغ میں
ہونے کے وقت خانہ خلوت ضرور تھا

اہل بزم عشرت سننے لگے یہاں تو
رقاصہ رقص کررہی تھی غزل مندرجہ بالا گارہی تھی عجائب جادو بیٹھا ہوا اشتیاق سے غزل سن رہا تھا خوش
ہو رہا تھا وہاں شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئیں

ایک زندان مین گرفتار طوق و زنجیر پایا بدرجہ کمال حیرت ہوئی دل مین کہنے لگا تو کیونکر گرفتار ہوا کس نے مجھے
قید کیا بعد فکر بسیار کے سوچا کہ یقین اسکا کیا کہ انہین عورتون نے بیہوش کرکے لوح طلسم گلے سے اُتار کے
مجھے گرفتار کیا ہی یقینا وہ عورتین عیارہ تھیں یقین عجائب جادو نے انہین واسطے میری گرفتاری کے بھیجا
تھا عجب عیاری انھون نے میرے آگے کی کہ مین اُنکے دام فریب مین آگیا سمجھا کہ چوبدار رقعہ ملکہ رنگین کاکل کشا
کا لیکر آیا ہی ہمراہ اُن عورتون کے ملکہ نے مجھے بلایا ہی ہائے افسوس کیا مین نے دھوکا کھایا حیف اپنے
رفقا و عیاران سے کسی کو ہمراہ نہ لیا اکیلا ہمراہ اُس چوبدار عیار کے سوئے صحرا گیا داخل خیمہ ہوکے
عورتون کے دام فریب مین پھنس گیا لوح بھی ہاتھ سے گئی خود بھی گرفتار ہوا اب دیکھیے رہا ہوتا ہون یا
نہین اور لوح طلسم اب پھر دستیاب ہوتی ہی یا نہین ایک مرتبہ تو لوح میرے ہاتھ سے جا چکی تھی بڑی دشواری
سے دستیاب ہوئی تھی اب پھر لوح مین نے اپنے ہاتھ سے بوجہ نادانی و بیوقوفی کے گنوائی ہو دیکھیے
اب لوح کیونکر ملتی ہی اور رہائی میری کیونکر ہوتی ہی نہین معلوم میرے اہل لشکر سے کسی کو میرے گرفتار
ہو لینے سے آگاہی ہوئی یا نہین افسوس ہزار افسوس مین نے کیا دھوکا کھایا عورتون کی باتون مین آگیا
لوح کو نہ دیکھا یہ سبب بدی مقدر کا تھا اور باعث جفاے فلک کا ورنہ یہ حال میرا نہوتا یہ کہکے بے اختیار
آبدیدہ ہوکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو یاد کرکے اُسکی تصویر خیالی سے مخاطب ہوکے کہنے لگا ای ملکہ اگر تم اسیر
ہوتین تو مین بھی اسیر ہوا لیکن تمھارے قید ہونے کے مجھے بھی ایکدم راحت نہ ملی نہین معلوم تمکو خبر میری
اسیری کی ہوئی یا نہین ادھر شاہزادہ موصوف تو زندان مین یہ باتین کرتا تھا اور اپنی بدقسمتی کا تماشائی تھا
ادھر محفل مین عجائب جادو کے یہ خبر پہونچی کہ آج حکم عجائب جادو سے عیارہ عورتون نے جا کر
عیاری کرکے طلسم کشا کو بیہوش کرکے لوح طلسم اُسکے گلے سے اُتار کے گرفتار کیا ہی اور عجائب جادو
نے طلسم کشا کو زندان مین قید کیا ہی اُسکے اسیر کرنے اور لوح طلسم صندل کے دستیاب ہونے کی خوشی کی بزم
عشرت آراستہ کی ہی شاہ طلسم رنگین حصار کو بہت خوشی ہی رقص ایک رقاصہ کا دیکھ رہا ہی گانا
سن رہا ہی جملہ عورتین خوش ہو رہی ہین خصوص مادر ملکہ رنگین کاکل کشا شاد ہوئی اپنی ملازم عورتون سے
کہنے لگی خوب ہوا کہ طلسم کشا اسیر ہوا میری دختر اب ہوش و حواس مین آجائیگی جب اُسکے ملنے سے ناامید
ہو گی یہ خبر محفل مین پھیلی اور عورتون نے جا بجا یہ ذکر طلسم کشا کی اسیری کا کیا ملکہ رنگین کاکل کشا
نے بھی سُنا اُسکو بدرجہ کمال صدمہ ہوا اسی صدمے مین قصد کیا کہ جان اپنی دیدیجیے سر در و دیوار سے
ٹکرا کے مر جائیے لیکن حکم مادر ملکہ سے عورتون نے اُسے سمجھایا خودکشی سے باز رکھا دربار مین عجائب جادو
نے تمام شب رقص رقاصان خوبرو کا دیکھا گانا اُنکا سُنا جب صبح ہوئی عجائب جادو نے چاہا
کہ بزم عشرت موقوف کیجیے ارباب نشاط کو انعام دے کے رخصت کیجیے وزرا و دیگر اہل دربار نے
عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ حصول لوح طلسم صندل و اسیری طلسم کشا کی ایسی کم خوشی نہین ہی کہ صرف
ایک ہی شب خوشی کیجاے کم سے کم سات روز تک تو جشن اس خوشی کا کرنا چاہیے دشمنون کو بوجہ
اس خوشی کے رنج دینا چاہیے اب ہم اسوقت عرض کرتے ہین کہ یہ امید کس کو تھی کہ لوح طلسم صندل
حضور کو ملجائیگی طلسم کشا اسیر ہو جائیگا یہ محض خداوند کی عنایت و حضور کے اقبال سے ہوا ہی پس
اس خوشی کے جشن مین کمی نہونا چاہیے آیندہ حضور کو اختیار ہی عجائب جادو نے سبکے کہنے سے

کہا اچھا اور چند روز بزم عشرت آراستہ رہے اسی طرح جشن ہوا جل دربار یہ سنکے خوش ہوے بزم عشرت
آراستہ رہی بیان تو بزم عشرت آراستہ ہی جشن اسیری طلسم کشا کا ہو رہا ہی مگر اب احوال لشکر طلسم کشا
کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ رستم ثانی اپنے رفقا حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے مکب
بارگاہ میں چھوڑکے کسی کو ہمراہ لینے نہ لیکے بیابان تک کسی عیار کو چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و
سیارہ ثانی سے بہی باوجود کہنے کے ساتھ نہ لیکر اکیلا ہمراہ چوبدار کے گیا تھا ہر ایک اعلے و ادنے اپنی بارگاہ
و خیام میں بے فکر و تردد بیٹھا تھا مگر بعد شب گذرنے اور رستم ثانی کے نہ آنے سے ہر ایکیا کو تردد ہوا خصوص
سہراب بن لندھور و فیروزہ ماہ تدرانی و گشتاسپ شاہ و حدید شاہ و سرشار شاہ و برق ثانی و
چالاک ثانی وغیرہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کیا سبب ہوا جو شاہزادہ ذیجاہ وعدہ لوٹ کر تھوڑی دیر کے آنے کا کر گیا
تھا اور ابھی تک نہیں آیا ضرور کوئی وجہ ہوئی پس اب بیٹھے رہنا اور شاہزادے کے آنے کا انتظار کرنا مناسب
نہیں ہی ہر طرف جاکے دریافت و تلاش حال شاہزادہ موصوف کرنا چاہیئے یہ فکر و تجویز کرکے ہر ایک نے
مردمان سے ارادہ برائے تلاش شاہزادہ رستم ثانی سوے صحرا جانیکا کیا تھا لشکر میں اک تہلکہ پڑا تھا جملہ ساحر
وغیرہ ساحر متردد و متفکر تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا جاے تردد و اندیشہ نہیں ہی اگر
شاہزادہ شب کو اپنے لشکر میں نہیں آیا شاید کسی نازنین نے رقعہ اپنے ملازم چوبدار کے ہاتھ ارسال کرکے
طلسم کشاے موصوف کو بلایا تھا شاہزادہ اسی کے پاس گیا تھا اس نے نہ آنے دیا ہوگا اب صبح ہوئی ہی مع الخیر
آئیگا کوئی کہتا تھا شاہزادہ کسی بلا میں مبتلا ہوگیا ورنہ اتنیک ضرور اپنے لشکر میں آتا غرض کہ ہر اک اعلی
ادنے موافق اپنی عقل و فہم کے خیال کرتا تھا دریائے لشکر میں شاہزادے کے نہ آنے سے اک تلاطم
تھا ساحر وغیرہ ساحر ارادہ کر رہے تھے کہ براے جستجوے شاہزادہ چہار طرف جائیں ہنوز لشکر سے
کوئی نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا سب سوے غبار دیکھنے لگے اکثر مردمان لشکر
سمت غبار دیکھکر خوش ہوکر کہنے لگے یقینا شاہزادہ رستم ثانی اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا ادہر آتا ہی بعض
لوگ اس غبار کو دیکھکر کہنے لگے یہ صحرا ہی ہوا تند چل رہی ہی یہ غبار جو اٹھا ہی گردباد ہی دیکھو کسطرح مانند
ہوا لشکر آتا ہی کوئی جانب غبار مذکور دیکھکے کہتا تھا مجھے احتمال ہی کہ اس جانب سے پیادہ بعجلت
آتا ہی کبھی ہر ایک موافق اپنے اپنے فہم کے اس غبار کو دیکھکر خیال جدا جدا کرتا تھا ناگاہ وسعت ہوا
تند سے دامن غبار مذکور پارہ پارہ ہوا درمیان غبار سے ایک عیار تیز رفتار پیدا ہوا برق ثانی چالاک
ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی وغیرہ نے بغور دیکھکر پہچانا کہ خواجہ عمر ثانی بہزار تیزی رفتار ادھر
آتے ہیں یہ دیکھکر خوش ہوکے سب نے کہا خواجہ عمر ثانی ہمارے قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہیں ہم تو براے
استقبال جاتے ہیں یہ کہکے واسطے استقبال کے روانہ ہوے انکے ہمراہ اور بھی کچھ لوگ گئے چالاک ثانی و
برق ثانی وغیرہ نے جاکے سلام و استقبال کیا بعدہ خواجہ کو لشکر میں لائے عمر ثانی نے پوچھا شاہزادہ
رستم ثانی کہاں ہی چالاک ثانی نے جواب دیا کل جو بدار ایک رقعہ کسی کا لیکر آیا ہی تھا اس رقعہ کو شاہزادہ
موصوف پڑھ کے اسی چوبدار کے ساتھ سوے صحرا گیا تھا وعدہ کر گیا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں تمام
شب گذری یہ وقت آیا ابھی تک نہیں آیا ہی اسکے نہ آنے سے طرح طرح کا تردد و خیال ہی لشکر اک تہلکہ
میں پڑا ہی ہر ایکیا کا ارادہ یہ ہی کہ واسطے اسکی جستجو کے جانا چاہیئے خواجہ نے برہم ہوکے کہا او نالائق

تو لشکر مین موجود تھا جوقت شاہزادہ گیا تھا تو بھی اسکے ہمراہ گیا ہوتا تنہا اسے نہ جانے دیا ہوتا چالاک ثانی نے عرض کیا مین اور دیگر اشخاص شاہزادے کے ہمراہ جانے پر موجود تھے شاہزادے نے قسم دیکر کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے مین مجبور ہوگیا سوا میرے سب قسم دینے سے لاچار ہوے لشکر ہی مین رہے شاہزادہ مرکب پر سوار ہوکے تنہا ہمراہ چوبدار کے سوے صحرا چلا گیا اسوقت سے ابھی تک نہین آیا ہے اس باب مین میری کیا خطا ہے یہ کہکے پوچھا آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا کس واسطے آپ یہان تشریف لائے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ حکم امیر ثانی ادہر آیا ہون امیر ثانی نے محض مجھے اسواسطے روانہ کیا ہے کہ رستم ثانی کو تم سبکے دشمنون سے بچاؤن شکر ہے خداوند عالم کا کہ شہر مہرانیہ سے تو یہان تک آیا لیکن راہ مین بڑا نقصان ہوا علاوہ تکلیف پیادہ روی کے کئی صندوقچے زر و جواہر کے اثناے راہ مین گر گئے مین لٹ گیا تباہ و برباد ہوگیا اول تو پہلے ہی مفلس و محتاج تھا اب اور بھی محتاج ہوگیا جواہر کے صندوقچے مہاجنون اور جوہریون سے لیکر ادہر آیا تھا قصد کیا تھا کہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی مین جاکر جواہر بیشبہا جو خریدیگا اسکے ہاتھ فروخت کرونگا روپیہ جوہریون کو دیدونگا جو نفع ہوگا وہ مین لونگا افسوس کہ نفع کے خیال مین نقصان ہوا وہ صندوقچے ضائع و تلف ہوگئے اب جوہریون کو کیا جواب دونگا چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیارون نے منھ پھیر کے مسکرا کے عرض کیا جناب والا ہمیشہ آپکا اسی طرح نقصان ہوا کرتا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جواہر کے صندوقچے راہ مین کیونکر گر گئے خطا معاف ہو یہ سب آپکی باتین ہین ایک کوڑی بھی آپکی راہ مین نہ گری ہوگی بلکہ راہ مین کچھ نفع ہوا ہوگا مسافرون کو لوٹا ہوگا مال و اسباب انکا لے لیا ہوگا خواجہ نے ہر ایک عیار کو گھور کے دیکھا اور کہا اے نالایقون تم مجھے جھوٹا جانتے ہو مجھے یہی تم سے ہوا اگر تم سعادتمند ہوتے تو ایسا نہ کرتے میرے حال پر رحم کرتے اس لشکر مین آکے جو کچھ روپیہ جمع کیا تھا وہ مجھے دیتے کچھ آنسو میرے پونچھتے دل میرا خوش ہوتا تم کو دعاے خیر دیتا چالاک ثانی نے کہا ہم نے اس لشکر مین آکے کسی کو لوٹا نہین کسی کا مال نہین مارا ہے روپیہ کہان سے جمع ہوتا ہم خود پریشان ہین آپ ہمین سعادتمند نہ جانین دعا نہ دین ہم باز آئے ایسی دعا سے خواجہ نے کہا اونا شادی تو ہم بھی سمجھے ہین نہایت چالاک و ہوشیار ہو خیر دیکھا جائیگا اسوقت یہان آکے شاہزادہ رستم ثانی کا حال سنکر دل کو تردد ہے تلاش شاہزادہ کی ضرور ہے یہ کہکے بلاتوقف لشکر سے سوے صحرا روانہ ہوے چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیار ساتھ ہی چہار طرف تلاش شاہزادہ مین مصروف ہوگئے یہ سب تو تلاش شاہزادہ رستم ثانی گئے ہین عمر ثانی بھی کچھ سوچ کے سوے صحرا روانہ ہوے ہین لیکن اب حال بزم عشرت عجائب جادو کا لکھا جاتا ہے کہ اسی طرح عجائب جادو خوش و خرم بزم عشرت مین بالاے تخت بیٹھا ہوا رقص و نغمہ رقاصان خوبرو کا دیکھ رہا تھا وقت شب کا تھا جملہ اہل دربار حاضر بزم عشرت تھے حسب فرمائش عجائب جادو ایک رقاصہ خوش گلو یہ غزل لحن داؤدی گا رہی تھی غزل

آج آئینہ مین کوئی ستمگر ضرور تھا
ہم ان بتون پہ مرتے ہین ناصح تو کیا گنہ
سایہ تھا ساتھ ساتھ مگر دور دور تھا
ہونگے نہ آکے چوک ہوئی ہم سے زاہدو

یہ اہتمام ہے کہ مین نشہ مین چور تھا
پیدا کیا تھا حق نے تو مرنا ضرور تھا
بگڑے وہ چھیڑ چھاڑ پہ کیون مجھسے راہ کو
کعبہ بتون کے گھر سے کہو کتنی دور تھا

بدلا ہوا کچھ آپ کا رنگ آج حضور تھا
چلو بھر آج پی تھی ذرا سا سرور تھا
وحشت ہنوز مین نہ اپنے پائین رہا گیا
مین کیا کرون بغل مین دل ناصبور تھا
مین نازکش ہوا تو وہ بولے رقیب سے

وہ مر گیا دماغ میں جس کے فتور تھا	خلوت میں کچھ گناہ کیا ہو تو کیا چھپے	کوئی نہ تھا جو گھر میں خدا کا غرور تھا
ظاہر ہوا اثر تیغ روغن سے عشق کا	مرنے کے بعد شوق سے چہرے پہ نور تھا	عجائب جادو کس خوشی سے

سن رہا تھا عالم نشہ شراب میں بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ مذکور کر رہا تھا جملہ اہل دربار بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غزل مندرجہ بالا سن رہے تھے یکایک سوئے فلک ایک تخت بروئے ہوا نظر آیا عجائب جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اس تخت پر ایک شخص فرشتہ صورت بیٹھا ہوا ہے لباس ایسا پہنے ہوئے ہے کہ بار بار رنگ مانند زمانہ کے بدلتا ہے چہرے سے اس شخص کے رعب آشکار ہے اہل جلسہ بھی ملاحظہ دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے دل میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم یہ کون ہے اور کیوں آتا ہے ایسا شخص کبھی نہیں دیکھا ہے ضرور کوئی ذی عزت ذی لیاقت صاحب کمال ہے یکایک وہ صاحب تخت تخت اپنا بلندی سے اتار کر بزم عشرت میں لایا اور بعضوں نے یوں بیان کیا ہے کہ شخص مذکور بالائے تخت نہیں آیا بلکہ عین بزم عشرت میں کہ سب اس رقاصہ کی طرف متوجہ تھے ایک جانب سے بلندی سے اتر کے اور جست کر کے بزم میں آیا سب اہل بزم کا رنگ بدلتا ہوا دیکھ کر صورت پر اسکی نظر کر کے رعب سے سب خورد و کلاں برائے تعظیم کھڑے ہو گئے کچھ لوگ ڈر گئے رقاصہ بھی خوف سے سہم گئی ناچ گانا بھول گئی گھگھی بندھ گئی اکثر اہل بزم خوف سے کانپنے لگے سازندے رقاصہ مذکورہ کے ایسے ڈرے کہ سازوں کو فرش پر گرا کے خود بھی گر کے بیہوش ہو گئے عجائب جادو بھی گھبرا کے اپنے تخت سے اٹھا خوفناک ہو کے پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لائے ہیں سبب تشریف آوری کیا ہے شخص مذکور نے جواب دیا نام فرشتہ خداوند تمثال آئینہ رو اے عجائب جادو کیا تو نے مجھے زیر عرش خداوند نہیں دیکھا تھا جب تو وہاں گیا تھا اور تو نے خداوند کو سجدہ کیا تھا اس وقت ناشناس ہو کے کیوں پوچھتا ہے اور اسقدر کیوں ڈرتا ہے میں فرشتہ عذاب نہیں ہوں بحکم خداوند برائے نزول عذاب نہیں آیا ہوں چونکہ خداوند کو ہر ایک امر نیک و بد سے خبر ہوتی ہے اسوجہ سے ایک فرمان خداوند نے بدستخط میرے مجھے بھیجا ہے اور یہ فرمان خاص اپنے ہاتھ سے تجکو بنام خاص اپنا جان کے لکھا ہے مہر بھی سر نامہ پر کر دی ہے عزت تیری بڑھائی ہے تجھے اپنا نیک بندہ جانکے فرمان تیرے نام مجھ ایسے فرشتہ ذوالوقار کے ہاتھ بھیجا ہے لہذا تجھے لازم ہے کہ احترام اس فرمان کا کرے جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسپر عمل کر خلاف خداوند نکر ورنہ قہر خداوند تجھ پر نازل ہوگا عجائب جادو فرشتہ مذکور کی گفتگو سنکے خوش ہوا ایسا بالیدہ ہوا کہ اپنے جامے میں سما نہ سکا اور وہ خوف جو پہلے فرشتہ مذکور کو دفعتاً اترکے آنے سے ہوا تھا دل سے دور ہوا حواس خمسہ بجا ہوئے مسکرا کے فرشتہ مسطور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آپ تشریف لایے جس جگہ تنہا سب ہو بیٹھئے میرے نہ پہچاننے کی خطا کو معاف فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں جب میں زیر عرش خداوند گیا تھا اور خداوند کو سجدہ کیا تھا اب یاد آیا میں نے آپکو وہاں دیکھا تھا بیشک آپ فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہیں کیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہے کہ میں شکریہ آپکا ادا نہیں کر سکتا آپ اور مجھ ناچیز کے پاس نامہ لیکر آئیں اور نامہ بھی کیسا کہ خداوند کا یہ قسمت اور خوشا نصیب میرا کہ خداوند مجکو اپنا بندہ خاص جانکے اپنے دست قدرت سے نامہ مجھے لکھیں اور آپ لائیں باعث میرے فخر و افتخار کا ہوا ہے مرتبہ میرا بڑھ گیا ہے جو کچھ فخر کروں بجا ہے فرشتہ مذکور یہ سنکے قریب تخت عجائب جادو ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گیا اور بیٹھنے کے عجائب جادو و جملہ اہل بزم سے کہنے لگا کہ

اب بیٹھ جاؤ تعظیم ہماری ہو چکی اب عوض زیادہ تعظیم کرنے کے اور روبرو ہمارے کھڑے رہنے کے ہمیں
نذر دو جسکی جتنی لیاقت ہو حسب حیثیت ہر ایک نذر دیکر جو حاجت ہو بیان کرے ہم خداوند سے کہدینگے
کہ ای خداوند جن لوگون کی حاجتیں تھتے بیان کی ہین اُنکے مطالب دلی جلد برلایئے کیونکہ وہ سب
دل سے آپکی پرستش کرتے ہین اور سوا اُسکے جو کوئی ہمین نذر مین زر وجواہر زیادہ دیگا ہم اُسکی ثنا و تعریف پیش
خداوند بہت زیادہ کرینگے یقین ہی کہ ہمارے عرض کرنے سے خداوند ہر ایک کے مطالب دلی جلد برلائینگے
عجائب جادو و جملہ اہل دربار و مرقع و تصویر و کہیل و چنچل عیار بچھون نے گفتگوے فرشتہ مذکور سنکے
دست بستہ عرض کیا جو آپنے فرمایا بسر و چشم منظور ہی یا حضرت ہمارے فخر و بہبودی کا ہی لیکن ہم امیدوار ہین کہ جو
تمنا ہی اُسے ہم بیان کرین اگر آپ اجازت دین فرشتہ مذکور نے پوچھا وہ تمنا کیا ہی بیان کرو سبنے کہا گو آپ
خداوند نہیں ہین فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہین لیکن دل یہ چاہتا ہی کہ آپکے آگے سر جھکا ئین بوسہ
دست و پاکے تئین خاک آپکے زیر قدم کی اُٹھا کے بجاے سرمہ آنکھون مین لگائین فرشتہ مذکور نے
مسکراکے جواب دیا معلوم ہوا تم سب خوش اعتقاد ہوا چھا ہمین سجدہ تو نہ کرو لیکن دست و پا ہمارے چوم
او سکے پہلے عجائب جادو نے بصد ادب اُسکے دست و پا چومے پہر ہر ایک نے بصد اعتقاد و رغبت
دست و پاے فرشتہ مذکور پر بوسہ دیا خاک زیر قدم فرشتہ مذکور اُٹھا کے سر و چشم پر لگائی عیار بچھون مذکورہ
نے بھی مانند اہل بزم عشرت کے دست و پابوسی کی فرشتہ مذکور نے بنظر رغبت چنچل کو دیکھکر نبض
اعضا پر اُسکے ہاتھ ڈالکر دیا کر کہا لب قدم پر جھکی تھا سر اُٹھا چنچل کہ نہایت شوخ و خودسر و عیارہ
کاملہ تھی پہلے تو اپنے سینہ و پستان سے جھجک کر علیحدہ ہٹ کے دل مین کہنے لگی یہ کیسا فرشتہ ہی کہ میری چھاتیان
اپنے ہاتھ سے ملتا ہی مساس کرتا ہی مانند تماش بینون اور عیاشون کے اسنے حرکت کی ہی ضرور ہی کہ یہ کوئی عیار ہی
فرشتہ خداوند بنکر آیا ہی بعدہ خود ہی دل مین کہنے لگی کہا ای چنچل تو اسوقت کیا خیال کر رہی ہی کیا بد اعتقاد
ہوگئی ہی فرشتہ خداوند کو عیار تصور کرتی ہی اری بیوقوف کہین عیار ایسی صورت اپنی بنا سکتا ہی
اور ایسا لباس پہنکے بیخوف و خطر اُڑکے یہان آسکتا ہی جسطرح یہ آیا ہی کیا مجال کسی عیار کی کہ اس طرح
آسکے اور ایسی صورت بنا سکے اور ایسا بیخوف آسکے تم سے ایسا لباس کہان ممکن ہوگا ضرور ہی بلکہ یقین
ہی کہ یہ فرشتہ خداوند ہی میرا سر اُٹھانے مین ہاتھ اسکا میرے سینے سے مس ہو گیا ہی عمداً
ہاتھ اسنے میرے سینے پر نہین ڈالا ہی بھلا یہ فرشتہ بے نفس ہی اسکو خواہش ایسے امر کی کہان یہ خیال
کرکے خاموش ہو رہی جب سب خورد و کلان دست و پابوسی سے فارغ ہوے ہر ایک نے موافق
اپنی لیاقت و حیثیت کے اشرفی زر و جواہر موافق قاعدہ نذر دینے کا ارادہ کیا عجائب جادو نے
بھی کئی کشتیان زر و جواہر سے مملو واسطے نذر کے منگوائین فرشتہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم سب
روپیہ و اشرفی و جواہر ایک کوٹھری مین جمع کرو ہم وہان تنہا جاکے لے لینگے فرداً فرداً تم سب لوگ
مجھے کہانتک نذر دوگے سب نے قبول کرکے زر و جواہر ایک کمرے مین جاکے جمع کیا جب سب خورد و کلان
زر و جواہر بطور نذر جمع کر چکے عرض کیا کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب آپ وہان تشریف لیجائین نذر قبول فرمائین
فرشتہ مذکور اُس کمرے مین اُٹھکر گیا اور تمام زر و جواہر نذر کو دیکھکر خوش ہوکے قبول کیا اور
لے لیا بعد قبول کرنے اور لینے زر و جواہر کے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے نامہ طلب کیا

اسلئے کہا پہلے اس نامہ پر زر و جواہر کثیر نثار کرنا چاہیے کیونکہ نامہ خداوندی ہے عجائب جادو نے یہ سنکے
بہت سی کشتیان زر و جواہر کی طلب کین پھر نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کرنیکا حکم دیا سفیر ز
ملازمون نے ایک ہی کشتی زر سرخ کی نامہ پر نثار کی تھی کہ فرشتے نے کچھ سوچ کے کہا بس اب ہاتھ کو
روکو پہلے ہمنے خیال نکیا تھا اب ذہن مین آیا کہ نامہ خداوندی پر جو زر سرخ و جواہر نثار کیا ہے اور
کیا جائیگا وہ سب زمین پر گریگا مقام ادب ہے اور جائے غور ہے کہ نامہ خداوندی پر سے جو زر و جواہر
نثار ہو وہ خاک پر گرے یہ بےادبی ہے اور اک قسم کی توہین نامہ ہے پس بہتر یہ ہے کہ تمام کشتیان زر و جواہر
کی ہمارے حوالے کرو ہم خداوند کو جاکے دیدینگے اور کہدینگے کہ تمام کشتیان زر و جواہر کی
عجائب جادو نے واسطے نثار کرنے کے منگوائی تھین موافق رسم قاعدہ ایک کشتی کا زر سرخ نامہ
حضور پر سے نثار کردیا گیا اور یہ سب کشتیان ہم حضور کے روبرو لے آئے ہین خداوند کشتیان دیکھکر
خوش ہونگے ان کشتیون مین جسقدر زر و جواہر ہے اس سے وہ چند عطا کرینگے اور اگر اسوقت نثار کردوگے
تو خداوند خوش نہونگے اور نہ بعوض اس زر و جواہر کے کچھ عطا کرینگے عجائب جادو تقریر
فرشتہ مذکور سنکے خوش ہوکے کہنے لگا آپکی رائے خوب ہے یہ کہکر سامنے فرشتہ مذکور سب کشتیان زر و
جواہر کی اسی کمرے مین رکھدی گئین بعد اسکے نامہ لیکر سر و چشم پر رکھکر اٹھا ادب کرکے نامہ کھولکے
عجائب جادو نے خود پڑھا نامہ مین تحریر جلی لکھا تھا کہ اے بندہ خاص ہمارے اے عجائب جادو دیکھ
بچشم قدرت دیکھا کہ تو نے شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا ہمارے ایک بندہ جاہل و منحرف کو قید کیا
ہے اور اپنی دختر کو بھی اسیر کیا ہے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے بمکر و فریب لیکر اپنے قبضے مین کی ہے ہمین
یہ سب افعال تیرے نیک معلوم ہوئے ہین ہم تجھسے بہت خوش ہوئے ہین پس اسوجہ خوشی کے
ہماری مصلحت مین یہ گذرا ہے کہ اگر طلسم کشا زندان مین قید رہیگا تو ایک روز رہا ہو جائیگا
اور اگر تیرے پاس لوح طلسم صندل رہیگی تو کبھی طور سے طلسم کشا لوح لے لیگا طلسم رنگین حصار
و طلسم صندل کو توڑیگا ہمارے بندگان خاص کو قتل کریگا چونکہ ہمکو منظور ہوا کہ تو زندہ رہے طلسم رنگین حصار
برقرار رہے طلسم صندل بھی نہ ٹوٹے صد ہا ان شاہ بھی نہ قتل ہو ساحران طلسم دست طلسم کشا سے
نہ مارے جائین لہذا یہ فرمان ہمنے بنام تیرے ایک فرشتہ مقرب کے ہاتھ روانہ کیا ہے تجکو لازم ہے کہ
بمجرد اصدار فرمان طلسم کشا اور اپنی دختر اور لوح طلسم صندل کو حوالہ فرشتہ مذکور کے کر دے ہم طلسم کشا
کو صحراے سرگردان مین ڈالدینگے کہ ہمیشہ وہ اسمین رہیگا وہان سے کبھی نکل نسکیگا نہ کوئی اسکو
وہان سے لیجا سکیگا اور لوح کو ہم اپنے سنگ صلابت سے توڑکر سرمہ سا کرکے خاک اسکی باد فنا مین
اڑا دینگے جب نہوگی اور طلسم کشا صحراے سرگردان سے نکل نسکیگا پھر کیونکر طلسم رنگین حصار
و طلسم صندل ٹوٹیگا اور تیری دختر کہ عشق مین طلسم کشا کے دیوانہ وار ہے ایسا اسکے قلب کو پلٹ دینگے
کہ طلسم کشا سے نفرت کریگی کبھی اسکو یاد نہ کریگی زیادہ کیا لکھا جائے اس تھوڑے لکھے کو بہت جان کیونکہ
تاکیداً تجھے لکھا ہے عجائب جادو یہ عبارت نامہ مذکورہ بین پڑھکر دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا دلمین کہنے لگا
کہ یہ نامہ تو ضرور ہی خداوند کا ہے کیونکہ مہر خداوند کی نامے پر موجود ہے لیکن کبھی خداوند نے اسطور سے کوئی نامہ مجھے
نہین لکھا ہے مجھ ادنے کا اسقدر رتبہ نہین بڑھایا ہے اسکی مرتبہ کیا سبب ہے کہ جو اسقدر میرے حال پر عنایت کی ہے دیکھیے کیا

لیکر بسیار فرشتۂ مذکور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا جو کچھ خداوند نے مجھے لکھا ہے میں اس سے آگاہ ہوا کیا مجال میری کہ حکم خداوند
سے انحراف کروں طلسم کشا اور میری دختر کو تو آپ پیش خداوند لیجائیں لیکن لوح طلسم صندل کی بابت میں یہ عذر
ہے کہ آپکو نہ دونگا خود لوح اُسکو لیکر خدمت خداوند میں جاؤنگا زیارت بھی جمال خداوندی کی کرونگا بعد ازاں خداوند
سے مشرف ہونگا لوح بھی پیش کرونگا اپنی دختر کو اپنے ہمراہ بھی لے آؤنگا سوا اسکے اور بھی کچھ خداوند
سے عرض کرنا منظور ہے لہذا بمقدمہ لوح طلسم صندل آپ مجھ سے کچھ نہ کہیے گا جو میں نے عرض کیا ہے
خداوند سے کہدیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی کو زندان سے طلب کیا اور دختر کے بلا لینے کے واسطے
بلکہ خود اُسے لانے کے واسطے ارادہ اُٹھنے کا کیا فرشتہ مذکور نے بمقدمہ لوح طلسم صندل بوجہ منع
کرنے عجائب جادو کے کچھ تقریر نکر کے کہا ای عجائب جادو اپنی دختر کو سر دربار نہ لاؤ یہاں لانا
اُسکا اچھا نہیں ہے نوجوان دختر کا سب کے سامنے لانا صورت اُسکی سب کو دکھانا خوب نہیں ہے
باعث ذلت کا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ طلسم کشا کو یہاں سے اپنی دختر کے پاس لیچلو ہم وہاں
جا کے دونوں عاشق و معشوق کو وہاں سے لیجائینگے عجائب جادو نے کہا بہتر ہے یہ کہکے طلسم کشا کو
لیکر فرشتۂ مذکور کے ہمراہ محلسرا میں لیا پردہ کرا کے گیا اور جس کمرے میں ملکہ رنگین کاکل کشا بیٹھی
تھی اُسی کمرے میں طلسم کشا کو بھی داخل کیا اُسوقت عاشق معشوق ایک دوسرے کو اسیر دیکھ کے بہت
روئے فرشتۂ مذکور نے عجائب جادو سے کہا تم اس کمرے سے نکل جاؤ میں ان دونوں کو انکے
رونے کی سزا دونگا عجائب جادو کمرے سے باہر آیا فرشتہ مذکور نے جا کے طلسم کشا و ملکہ رنگین
کاکل کشا کو بنظر قہر و غضب دیکھکر برہم ہو کے کہا ای نالائقو کیا روتے ہو خاموش رہو ابھی کیا روتے
ہو اس سے زیادہ روؤگے شمر غنا یا خداوند آئیگا تم میں سے ایک کہیں ہوگا اور ایک کہیں ہوگا
ایسی جدائی ہوگی کہ پھر وصل نہوگا یہ کہکے ایک پھول گلاب کا بیہوشی آمیز نکالکر ملکہ رنگین کاکل کشا
و طلسم کشا کو سنگھا کے دونوں کو بیہوش کیا اور آستین بلند کیا منہ عمر ثانی پہ توجہ کرکے دونوں کو اٹھا کے
نذر زنبیل کیا پھر گلیم اوڑھ کے کمرے سے باہر نکل کر اس کمرے میں گیا جس میں عجائب جادو نے
کشتیاں زر و جواہر کی رکھوا دی تھیں وہاں جا کے تمام کشتیاں اُٹھا کے نذر زنبیل کیں اور سوا ان
کشتیوں کے جو اسباب و مال اُس کمرے میں تھا وہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کرکے ایک پرچہ کاغذ
کا نکال کے اُسپر یہ عبارت لکھی کہ ای عجائب جادو آگاہ ہو میں فرشتہ نہ تھا بلکہ عمر ثانی عیار امیر ثانی
کا تھا عیاری کرکے تیری دختر و طلسم کشا کو بالفعل قید سے رہا کرکے لے گیا ہوں انشاء اللہ لوح طلسم
صندل بھی تجھ سے بمکر و فریب لے لونگا اب میں آیا ہوں وہ عیاریاں کرونگا کہ تجھکو اور سبکو حیرت ہوگی
تیری ملازم جو عیار بچیان ہیں اُنکو بھی کمال حیرت ہوگی اُنھوں نے طلسم کشا کو بیہودہ عیاری
کرکے اسیر کیا تھا عیاری اسکو کہتے ہیں جو میں نے اُنکے اور تیرے اور سب کے سامنے کی ہے
اور اپنا مطلب حاصل کیا ہے بعد لکھنے کے اس پرچہ قرطاس کو اُسی جگہ ڈال کے خواجہ وہاں سے نکل کے
سوے کوہ و دشت روانہ ہوئے کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا بسبب خوف ساحران سے گلیم اوڑھے
تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک درۂ کوہ میں جا کے تنہا ہر طرف دیکھ کے زنبیل سے شاہزادہ رستم
ثانی کو نکالکر سفوف دافع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور گلیم کو اُتار کر شاہزادہ موصوف کہا او طلسم کشا

مین تجکو برائے قتل اس درہ کوہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو عجائب جادو کی مجلس سے لیکر آیا
ہون پہچان مجکو مین وہی فرشتہ فرستادہ خداوند ہون کہ کس طرح تجھے قتل کرون تو نے طلسم رنگین حصار
مین آکے ارادہ برباد کرنے طلسم کا کیا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجائب جادو پر
مائل ہوکے اُسے آوارہ کیا ساتھ اُسکے باغ مین خوب عیش کیا ہی اس روز بد سے آگاہی نہ تھی ہر کوئی تیرا
معین و مددگار رکہ اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے بچائے گو مین تجھے واسطے قتل کے یہان لایا ہون لیکن
تیری جوانی و حسن پر مجھے رحم آتا ہی اگر تو خداوند کی خداوندی کا اعتقاد کرے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کی
محبت و الفت سے باز آئے اور اس طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کے توڑنے اور برباد کرنے سے دست
بردار ہو اور مجھے موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے جواہر بیش بہا بکثرت دے تو البتہ مین تجکو قتل نہ
کرون زر و جواہر تجھ سے لیکر جسکو دینا منظور ہی اُسے دیکر تجھے رہا کرکے زندہ چھوڑ دون بھی یہ ہتکڑیان اور
بیڑیان وغیرہ تیرے اعضا سے جدا کردون شاہزادے نے برہم ہوکے جواب دیا او فرشتہ خبیث ظالم
و نابکار کیا بکتا ہی بس خاموش رہ تو مجھے کیا قتل کریگا خداوند عالم مجکو تیرے شر و فساد سے بچا لیگا مین
تمثال آئینہ رو مردود و مرتد پر لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکی خداوندی کا اعتقاد نہ کرون گا طلسم کشائی سے
بھی باز نہ آؤنگا ملکہ رنگین کاکل کشا کی محبت سے دست بردار نہونگا تجھے زر و جواہر کچھ نہ دونگا تو میرے
حال پر رحم کیا کیا تو فرشتہ ہی کہ تجھے خواہش زر و جواہر کی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی دنیا دار و مکار و طماع
ہی فرشتہ مذکور یعنے عمرو ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا تیری قضا ہی آئی ہی تو مجھ سے گفتگو سخت کرتا ہی میرے
کہنے پر عمل نہین کرتا ہی مگر اکڑتا ہی پچتائے گا ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا یہ کہکے جانب شاہزادہ بڑھا
چونکہ شاہزادہ رستم ثانی صرف گرفتار سلاسل تھا مبتلائے سحر نہ تھا دست و پا تالو مین تھے اسوقت
برہم ہوکے جوش شجاعت مین آکے زور کرکے سلاسل وغیرہ کو اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے جدا کرکے
ایک ٹکڑا زنجیر کا ہاتھ مین لیکے گردش دے کے بقصد ہلاک کرنے فرشتہ مذکور کے آگے بڑھا ادھر
فرشتہ مسطور نے اپنے دل مین کہا اگر یہ مجھپر زنجیر ماریگا تو ضرور ہی تو ہلاک ہو جاؤنگا یہ خیال کرکے
پیچھے ہٹ کے کہنے لگا او طلسم کشا اُسے کیا ارادہ کیا ہی مجھپر زنجیر سے وار کرتا ہی ذرا اپنے ہوش مین آ
الٹا کورو کس دوست و دشمن کو پہچان منم عمرو ثانی بعوض نیکی مجھ سے یہ بدی پیش آتا ہی درپے میری
ہلاکت کا ہوتا ہی اپنے بزرگ و محسن پر غصہ کرکے فکر مار ڈالنے کی کرتا ہی اقرار زر و جواہر کے دینے کا نہین
کرتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب یہ تقریر سنی خوش ہوکے ہاتھ روکا اور بصد ادب سلام
کرکے کہا مجھے معاف فرمائیے گا میری خطا عفو کیجیے گا مین نے آپکو نہین پہچانا تھا کیا مجال میری کہ مین
اب دیدہ و دانستہ آپکی ہلاکت کا درپے ہون آپ میرے بزرگ و محسن ہین آپ ہی کے سبب مین
قید سے رہا ہوا ہون یہ کہکے پاس سے منا نقرخواجہ آگے بڑھا خواجہ نے صورت اصلی اپنی دکھا کے کہا
اے فرزند اس چنین و چنان سے کیا ہوتا ہی میرا کیا بھلا ہوتا ہی اس سے کچھ مطلب کی حاصل نہین ہوتا
ہی وہ باتین کرو کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو شاہزادہ رستم ثانی تقریر خواجہ کی سُنکے سمجھ گیا کہ
بڑے طماع ہین جسطرح انکے والد کو مال و دولت دنیا کی ہوا و ہوس تھی اُسی طرح انکو بھی ہی کچھ
زر نہو آخر اُس کے فرزند ہین اثر خواجہ عمرو والے کا ان مین ہونا ضرور ہی فرزند دہی ... آیا

اجداد کے قدم بہ قدم ہوا در صورت و سیرت مین اگر بعینہ نہو تو کچھ تو ہو اور یہ تو مشہور ہی ہی الولد سر لابیہ
یہ سمجھ کے مسکرا کے کہا مین آپکی خدمت عالی مین جواب عرض کرتا ہون بگوش شنیے خواجہ نے کہا کہو مین سنتا
ہون رستم ثانی نے کہا مین بعد فتح طلسم صندل زر و جواہر کثیر آپکی نذر کرونگا مال و اسباب طلسم مذکور
سے کچھ آپکی خدمت مین بھی ضرور حاضر کیا جائیگا علاوہ مال و اسباب طلسم کے یون بھی مین آپکو جو میرے
امکان مین ہوگا دونگا آپ باطمینان تمام رہین کچھ اندیشہ و فکر نہ کرین خواجہ یہ سنکے خوش ہوے اور
مسکرا کر کہنے لگے ای فرزند تو نہایت سعید و لائق ہی بہتر کیا کہنا مین تجھسے بہت خوش ہوا خداوند عالم تجھکو
جملہ بلاہاے ارضی و سماوی و شر دشمنان سے بچاے اعدا پر فتحیاب کرے یہ کہکے خواجہ خاموش ہوگئے
شاہزادہ رستم ثانی نے پوچھا یہ تو فرمایئے کہ اس طرف آپکا آنا کیونکر ہوا اور یہ بھی بتایئے کہ صرف آپ
مجھی کو عیاری کرکے وہان سے یہان لائے ہین یا ملکہ رنگین کاکل کشا کو بھی لائے ہین خواجہ نے
جواب دیا ای فرزند ملکہ رنگین کاکل کشا بھی میری زنبیل مین ہی اُسے بھی مجلس سے عجائب جادو سے
بیہوش کرکے لے آیا ہون اور وجہ میرے ادھر آنے کی یہ ہوئی ہی کہ ایک تاجر سے حال تمھارا امیر ثانی نے سنا
تھا سنتے ہی بیتاب ہو کے مجھ سے فرمایا کہ تم جا کے طلسم صندل جا کے شاہزادہ رستم ثانی کی مدد کرو شر
دشمنان سے اُسے بچاؤ بس مین حسب الارشاد شہر کھرانیہ سے کہ بالفعل امیر ثانی مع اپنے لشکر کے اسی
جگہ فروکش ہین روانہ ہوا بعد رہروی بسیار اثناے راہ مین اکثر جگہ تمکو ڈھونڈھتا ہوا لوگون سے
حال تمھارا دریافت کرتا ہوا ادھر آیا تھا جب تمھارے لشکر مین پہونچا سرآمد خرد و کلان اور اعلے کو متردد
پاکر سبب تردد پوچھا تھا چالاک جو کرتے تھے اور دیگر اشخاص نے بیان کیا تھا کہ ایک چوبدار ایک رقعہ
لیکر آیا تھا شاہزادہ رستم ثانی رقعہ کو پڑھکر ہمراہ چوبدار کے سوے صحرا روانہ ہوا تھا ابھی تک پھر نہ آیا یہی
یہ حال اُنسے سنکے مین نے بصورت فرشتہ دربار عجائب جادو مین جا کر عیاری کی الحمد للہ کہ تمکو اور ملکہ کو
قیدخانہ سے لے آیا افسوس عجائب جادو نے لوح طلسم صندل نہ دی اُسکے دینے مین تامل کیا ورنہ
وہ بھی جسطرح سے لے آتا اب ای فرزند یہان سے اپنے لشکر مین چلو کیونکہ وہان سب متردد و متفکر ہونگے
ہر شغل اشتیاق تمھاری کھڑے ہونگے اب مین لشکر ہی مین جا کر ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکالونگا
یہان اُسکا نکالنا اچھا نہین ہی یہ کہکے خواجہ سمت لشکرگاہ روانہ ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی ہمراہ
خواجہ چلا راہ مین شاہزادہ تعریف عیاری خواجہ کی کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا سرشار شاہ
و حمید شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مائدہ عراقی وغیرہ شاہزادے کو دیکھکر خوش
ہوے شاہزادہ ہر ایک سے ملا حمید شاہ وغیرہ کے پوچھنے سے رستم ثانی نے تمام حال اپنے قید ہونے کا
اور خواجہ کے رہا کرنے کا بیان کیا سرآمد اور اعلے شاہزادے کے آنے سے خوش ہوا خصوص سرشار
شاہ و حمید شاہ نے از بس خوش ہو کے ایما سے اجازت شاہزادہ رستم ثانی اپنے ملازمون کو حکم
آراستگی بزم عشرت کا دیا کیونکہ شاہزادے کے رہا ہونے کی خوشی بہت تھی ملازمون نے ایک
بارگاہ فلک جاہ مین بصد تکلف بزم عشرت آراستہ کی اس بزم مین چند اشخاص چیدہ و منتخب
جا کے بیٹھے از انجملہ اشخاص مذکورہ کے شاہزادہ فیروزہ مائدہ عراقی و سرشار شاہ
و سہراب بن لندھور و حمید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ مین دلیبار شاہزادہ رستم ثانی عالی قدر مرا

بیٹھے خواجہ عمرو ثانی بھی ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکال کے سفوف دفع بیہوشی سے ہوشیار کرکے ایک بارگاہ مین عنقریب بزم عشرت داخل کرکے محفل عیش مین قریب سہراب بن لندھور وغیرہ کے ایک کرسی پر بیٹھے اسوقت پہلے بحکم شاہزادۂ موصوف ساقیان گلرخ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و جامہاے بلورین لیکر آئے اہل بزم کو شراب پلانے لگے بعد میکشی اور جانے ساقیان مذکور کے شاہزادہ رستم ثانی کے کہنے سے خواجہ عمرو ثانی نے نے نوازی شروع کی اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کچھ تیرگی نہ تھی شب اول مزار مین
تربت پہ بعد مرگ تو آنا ضرور تھا
افشا یہ راز عشق کیا جسنے کیا کہین
گلشن مین بلبلون کا بھلا کیا قصور تھا
جوبن کے ڈھلتے ہی ہوکے سید رہ منکسر
انکار تھے بہت خفقان کا وفور تھا
دلسے کبھی جدا تھا نہ آنکھون سے دور تھا
پھیلا ہوا یہ چہرۂ حیدر کا نور تھا
وہ میرا جان دیتا تڑپ کر فراق مین
کمبخت وہ ہمارا دل ناصبور تھا
تم مسکرائے وصل کا سائل ہوا جو غیر
کیا کیا نہ اپنے حسن پہ انکو غرور تھا
ہردم خیال یار نگہ کے حضور تھا
پوچھا نہ وہ جو میری عیادت کو آئے تھے
کتنا وہ آنکھا ہائے کہ مشتاق حور تھا
سمجھے تھے رنج سے پھول کیا ذبح انکو کیون
اب کیا کہین یہ عفو کے قابل قصور تھا
تسلیم ایسے وقت غزل مین نے یہ کہی

اہل بزم عشرت سننے لگے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت عجیب سماں بندھا تھا خواجہ ملجین داؤدی اشعار غزل مندرجہ گا رہے تھے ہر شخص بزم مین عالم وجد مین تھا بادۂ عشرت سے مست ہوکے جھوم رہا تھا لشکر مین قبل آنے شاہزادے کے اداسی تھی اب داخل ہونے سے شاہزادے کے رونق ہوئی تھی ہر ایک ساحر و غیر ساحر خوش تھا ادھر تو خواجہ نے نوازی کر رہے تھے ادھر بارگاہ مین روبروے ملکہ رنگین کاکل کشا بھی ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی تھی تہنیت دے رہی تھی وہان بھی بزم عشرت بخوبی آراستہ تھی ملکہ مذکور رہائی شاہزادہ و نیز اپنی رہائی سے ازحد خوش تھی عورتین بارگاہ مین تمام بزم عشرت کی منتظر تھین شور شادمانی و غلغلۂ تہنیت تا بہ فلک جاتا تھا ملکہ مذکور رقاصہ کو بار بار زر و جواہر خوش ہوکے انعام مین دیتی تھی رقاصہ بھی کمال اپنا دکھا رہی تھی اچھی طرح رقص و نغمہ کر رہی تھی اور یہ غزل بنا ز و ادا گاتی تھی — غزل

بدلی جائے عمر الوق بسلا بسمل تیغ و خنجر سے
ہوئی تشنہ زبون سے جو کھٹ کھٹا سر میرا ٹکر سے
مری آہین سنے یا اشکباری دیکھ لے میری
فلک کی گردشین ہر روز کچھ بڑھتی ہی جاتی ہین
ستمون کا طعن غیرون کے سہونگا ظلم دربان کے
کسی تدبیر سے گر اس بت کو تم لائین گے قابو مین
جب آپس مین بگڑتی ہے تو پھر کچھ بن نہین پڑتی
ذرا تیور بدل کر دیکھ انہ تو تر چھی نگاہون سے
اگر ہے سنگ اسود و حد کعبے مین تو ہوئے دو
گلا کٹ جائے تب شاید یہ میون اتر کے سر سے سر سے
یہ سب کچھ ہو گیا باہر مگر نکلے نہ وہ گھر سے
نہ پھر بادل کبھی گرجے نہ پھر بادل کبھی برسے
ہزار دن کھائے چکر پھر نہ آیا یہ چکر سے
نہ چھوڑونگا ترا کوچہ نہ اٹھون گا ترے در سے
خوشامد سے عمل سے سحر سے جادو سے منتر سے
مین انکے خوف سے چھپتا ہون وہ ساکت ہین مرے ڈر سے
ہمارا امتحان ہو جائے قاتل تیغ و خنجر سے
ہم اپنے سر کو ٹکرا تے ہین انکے در کے پتھر سے

تمام عورتین بیٹھی ہوئی سنتی تھین خوش ہوتی تھین خصوص ملکہ رنگین کاکل کشا شادمان ہوتی تھی اسطرح ہر ایک عورت خوش تھی کہ جیسی خوش نہوئی تھی اسطرف مردانی بزم

عشرت مین خواجہ گا رہے تھے انسان کا تو کیا ذکر ہی وحش و طیور بھی لے نوازی خواجہ سے وحشت
و پرواز سے باز تھے ہنوز خواجہ گا رہے تھے سماں بندھا تھا کہ خورشید روشن دل ہمراہی چند
ساحران نامی کے ایک بارگاہ طلائی نہایت وسیع و بلند لیکر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے ملا اور کی تہنیت
دینے اور بارگاہ مذکور دیتے کے بزم عشرت مین بیٹھا بعد ثنا کے نے نوازی خواجہ کے تعریف
عیاری خواجہ کی یون کرنے لگا کہ ای خواجہ مین اپنی جگہ آئینہ جمشیدی مین دیکھ رہا تھا کیا خوب آپنے
عیاری کی تھی عجب صورت فرشتہ کی بنائی تھی کیا دام مکر و فریب پھیلایا تھا سچ تو یہ ہی کہ آپکا مثل و نظیر
نہین ہی آپ ہمہ صفت موصوف ہین آپکی تعریف مین زبان قاصر ہی مین اسی وجہ سے برلے رہائی
شاہزادہ کے نہین آیا کہ آپ یہان آ گئے تھے اور واسطے عیاری کے بزم عشرت عجائب جادو
مین گئے تھے مجھے یقین تھا کہ آپ شاہزادے کو اور دختر عجائب جادو کو رہا کرلین گے بس جو مجھے
خیال و یقین تھا وہی ہوا کس خوبی سے آپ نے عیاری کرکے گوہر مدعا حاصل کیا افسوس کہ لوح
طلسم عجائب جادو سے نہ ملی اگر آپ یہان نہ آتے تو مین باوجودیکہ مجھے دن نہایت سخت تھے
ضرور برائے رہائی شاہزادہ و ملکہ آتا خواجہ نے جواب دیا مین اک بندہ خاکسار پروردگار کا ہون
لائق تعریف نہین ہون آپ یہ تعریف میری محض واسطے میری عزت افزائی کے کرتے ہین خورشید
روشن دل بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکے کہنے لگا ای شاہزادہ
ذیوقار ہرچند کہ فی الحال چند دن مجھ پر بہت سخت ہین ستارے کڑے ہین لیکن مین آپکی رہائی سے
ماہر ہوکے بہت خوش ہوکے واسطے تہنیت کے چلا آیا ہون اب زیادہ یہان ٹھہرنا میرا اچھا نہین ہی لہذا
رخصت ہوتا ہون اپنے ملک مین جاتا ہون وہان جاکے وقتاً فوقتاً نگہداشت آپکی کرتا رہونگا
یہ کہکے شاہزادے سے رخصت ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے ہمراہ انھین چند ساحران نامی کے
اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو ثانی پھر نے نوازی مین مصروف ہوئے اہل بزم عشرت
بگوش دل گانا سننے لگے یہان تو خواجہ گا رہے ہین اور نے بجا رہے ہین اہل بزم بیٹھے ہوے
سن رہے ہین انکو اسی حال عیش و عشرت مین چھوڑا جاتا ہی اور احوال عجائب جادو کا لکھا جاتا ہی
کہ جب خواجہ محلسرا سے عجائب جادو کے اس کمرے سے جسمین ملکہ نگین ہما کل کشا قید کی گئی تھی شاہزادہ
رستم ثانی اور دختر عجائب جادو کو عطر بیہوشی زبردستی سنگھا کے بیہوش کرکے زنبیل مین داخل کرکے
گلیم اوڑھ کے سوے صحرا روانہ ہوے عجائب جادو نے بعد انتظار کرتے فرشتہ مذکور کے کمرے مین
جا کے جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا بہت حیران ہوکے اپنی زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف ملکہ سبز رنگ جادو
سے کہا جانے حیرت ہی کہ ابھی فرشتہ فرستادہ خداوند اس کمرے مین گیا تھا نہ تو وہ ہی نہ طلسم کشا
ہی نہ میری دختر ہی وہ آبدیدہ ہوکے کہنے لگی صاحب یہ کیا غضب ہوا کسکو تم اپنے گھر مین لے آئے
تھے یہ کیا ہی وہ میری بچی کو لے گیا مجھے طلسم کشا کا چندان خیال نہین ہی اسکو اگر لے گیا تو لیگیا مین اب
اپنی بچی کو کہان پاؤنگی اسکی جدائی مین مرجاؤنگی عجائب جادو چونکہ زوجہ مذکورہ کو بہت چاہتا
تھا اسکے شعلہ حسن کا پروانہ تھا اسکے رونے اور بین کرنے سے خود بھی رونے لگا بعد اشکباری کے
اپنی زوجہ سے کہنے لگا ای جان من وای مونس شب تنہائی کیون روتی ہو اور مجھے رو کر رلاتی ہو

خاموش رہو دختر تمہاری خدمت خداوند میں گئی ہے فرشتہ فرستادۂ خداوند نے مجھ سے کہا تھا کہ
میں ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کو پیش خداوند لیجاؤنگا خداوند طلسم کشا کو بغیظ و غضب ہلاک
کر دینگے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کے قلب کو الفت طلسم کشا سے بیزار و بیکارہ کر دینگے اور یہی خداوند نے
بھی مجھے اپنے ہاتھ سے فرمان میں لکھا تھا پس فرشتہ مسطور لے گیا ہے عبث اندیشہ و تردد نہیں ہے
جب تمہاری دختر ہوش و حواس میں آجائیگی طلسم کشا سے نفرت کرنے لگے گی خداوند اسی فرشتہ
کی وساطت سے بیان بھیجینگے یا میں روبرو سے خداوند جا کے بعد سجدہ کرنے اور دیکھنے جمال خداوند
کے اپنی دختر کو صحیح و سالم وہاں سے لے آؤنگا ملکہ ماہ سبز پوش اپنے شوہر سے یہ سنکے
گو نہ مطمئن ہوئی عجائب جادو محلسرا سے باہر آیا دربار میں گیا اہل دربار برائے تعظیم کھڑے
ہوئے جب شاہ مذکور تخت پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت وزرا نے چہرۂ
عجائب جادو پر نظر کرکے آثار حزن و تردد پاکے دست بستہ پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ کیا
باعث ہے کہ اسوقت چہرۂ حضور پر کچھ آثار تفکر و تردد و ملال پائے جاتے ہیں عجائب جادو نے
جواب دیا حالانکہ مقام فکر و ملال نہیں ہے لیکن کچھ مقام حیرت و تردد ہے کہ ابھی میں فرشتہ فرستادۂ
خداوند کے کہنے سے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ساتھ اپنے لیکر ہمراہ فرشتہ مذکور کے
محلسرا میں گیا تھا فرشتہ اندر اس کمرے کے جسمیں میں نے اپنی دختر کو قید کیا تھا طلسم کشا کو
لیگیا تھا میں باہر اس کمرے کے تھا وہاں سے وہ غائب ہوگیا ہے طلسم کشا کو اور میری دختر کو لیگیا
ہے زوجہ میری ملکہ ماہ سبز پوش اپنی دختر کی جدائی میں گریان ہے تم جانتے ہو کہ مجھے الفت زوجہ
مذکورہ سے ہے اسکے رونے سے مجھے بھی صدمہ ہے سوا اسکے جدائی دختر کا بھی ملال ہے اور حیرت کا
یہ ہے کہ اس فرشتہ کو میں نے جاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے وزرا نے عرض کیا حضور کچھ فکر و ملال نکریں
حکم خداوند سے فرشتہ دونوں کو لیگیا ہے آپ اسے جاتے ہوئے کیا دیکھتے فرشتے جسم لطیف
رکھتے ہیں اگر وہ چاہیں تو اپنے تئیں ظاہر کریں اور نہ چاہیں تو کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتا ہے لیکن
اسقدر جائے تردد ہے کہ وہ آپ سے رخصت ہوکے نہیں گیا ہے یہ عرض کرکے وزرا تو خاموش ہو رہے
مگر دیگر اہل دربار نے دست بستہ کہا اے بادشاہ ہمیں بھی تردد ہے کیونکہ کچھ حرکات ہمنے فرشتہ خداوند کے
ایسے سنے کہ جس سے احتمال ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ خداوند نہ تھا حضور اوراق جمشیدی یا کتاب سامری
میں اس حال کو دریافت کریں چنچل عیارہ نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ میں بھی یہی کہتی ہوں کہ وہ
فرشتہ نہ تھا کوئی عیار مکار تھا کیونکہ جسوقت میں اسکی قدم بوسی کو جھکی تھی تو اس نے کیا کہوں اے حضور کسطرف
ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور بنظر رغبت مجھے دیکھا تھا اسکی باتوں اور نظر سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عیار
ہے میں اسوقت کچھ نہ کہہ سکی اب حضور سے عرض کیا ہے تدبیر دریافت حال کی اول تو یہ ہے کہ کتاب سامری
میں دیکھ لیجیے دوسرے اس کمرے میں دیکھنا چاہیے کہ جسمیں کشتیاں زر سرخ و جواہرات رکھ
دی گئی تھیں اگر وہ کشتیاں اسی طور سے رکھی ہوں تو فرشتہ ورنہ جانئے کہ ضرور وہ کوئی عیار مکار تھا
کہ زر و جواہر بھی بکثرت لیگیا اور عیاری کرکے طلسم کشا اور ملکہ عالم کو یہاں سے لیگیا عجائب جادو
اسکی گفتگو سنکے زیادہ تر متردد ہوا چنچل وغیرہ سے کہنے لگا پہلے تو ان کشتیوں کو جاکے دیکھو بعدہ کتاب

خداوند سامری مین حال اُسکا دریافت کیا جائیگا چنچل و دیگر ساحران نابکار گئے جب اُس کرے مین
جا کے دیکھا زر و جواہر کا نام و نشان بھی نہ پایا وہان سے آ کے سب نے عرض کیا اے بادشاہ وہان تو وہ
کشتیان نہین ہین نقش کشتیون کا بھی زمین پر نہین ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جال عیار کے کوئی اُن
کشتیون کو لیگیا ہے زمین وہان کی اس امر کی گویا شہادت دیتی ہے عجائب جادو نے بیٹھکے بہت نزدیک
ہوکے کتاب سامری کو کھول کے با ادب بوسہ دیکے حال فرشتہ مذکور جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
فرشتہ نہ تھا بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی بصورت فرشتہ تمثال آئینہ رو بنکے آیا تھا عیاری کر کے
طلسم کشا اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور زر و جواہر کو لیگیا اب وہ لشکر طلسم کشا مین ہے بزم عشرت
آراستہ ہے طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے اور بھی کچھ لوگ ہین دلیسار رحم سا کے بیٹھے ہین وہ کئی نوازی مین مصروف
ہے اور قریب بارگاہ طلسم کشا ایک بارگاہ اور ہے کہ اُس بارگاہ مین ملکہ رنگین کاکل کشا ہے اُس کے
سامنے اک رقاصہ رقص کر رہی ہے عجائب جادو حال مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کر کے
از حد غضبناک ہوا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کثرت غیظ و غضب سے آنکھین سرخ ہو گئین وزرا وغیرہ
نے یہ حال اُسکا دیکھکر پوچھا اے بادشاہ کیا حال دریافت ہوا عجائب جادو نے زانو پر ہاتھ مار
کے کہا غضب ہوا تعجب ایسے بادشاہ عاقل و ہوشیار کو اک عیار نے آنکھ فریب دیا بیٹھکر کہان جاتا ہے
مین بھی بلا سے بے درمان ہون صاحب حکومت و اختیار ہون سحر و ساحری مین مثل و نظیر اپنا سوا
اپنی زوجہ کے نہین رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُسکو اور طلسم کشا وغیرہ کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے
اُٹھا وزرا و جملہ ساحران نامی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ حضور چلین تنہا جانا حضور کا
اچھا نہین ہے وہان لشکر طلسم کشا بھی ہے اُس مین بہت سے ساحران نامی بالخصوص فرزند خورشید
روشن دل سا بھی ہے اگر لڑائی ہوئی تو اچھا نہو گا اکیلے حضور کس کس کے سحر کو روک لینگے کس کس کو
سحر سے ہلاک کر سکینگے لہذا ہم نمکخوارونکا ہمراہ حضور کے چلنا لازم ہے آخر ہم نمکخوار واسطے کس
روز کے ہین اول تو خود جانا حضور کا ہم پسند نہین کرتے ہین ہم مین سے جسے حکم ہو وہ مع لشکر
جا کے اُس عیار کو اور طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کر کے لے آئے اور اگر یہ منظور طبع عالی نہو تو ہم سب کو
ہمراہ لیجیے لشکر ساحران بھی ساتھ لیجیے اکیلے نہ جائیے عجائب جادو نے جواب دیا مین جانتا
ہون کہ تم سب نمک حلال و خیرخواہ ہو سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہو لیکن مین تنہا ہی
جاؤنگا تم سب مین سے کسی کو ہمراہ نہ لیجاؤنگا مجھے تمہارے ساتھ لے جانیکی اور لشکر ساحران
کو ہمراہ لے جانیکی کیا ضرورت ہے مین کسی ساحر و غیر ساحر سے نہین ڈرتا اگر وہان لشکر طلسم کشا اتنا
ہے تو کیا خوف ہے میرے ایک ادنے سحر مین سب تباہ ہو جائیگا کوئی مجھ سے مجادلہ و مقابلہ نہ کر سکے گا
مرد ہان لشکر طلسم کشا کو سوا بھاگنے کے کچھ چارہ نہ ہوگا فرزند خورشید روشن دل اور اُسکا
لشکر کیا ہے میرے نزدیک کسی کی کیا حقیقت ہے خورشید روشن دل بھی ہوتا تو مین اُس سے بھی نہ
ڈرتا دلیرانہ اُس سے مقابلہ و مجادلہ کرتا آخر اُسکو بھی اسیر کر لیتا کیا تم سب میرے سحر و صاحب اختیار
ہونے سے بے خبر ہو کیا نہین جانتے ہو کہ اگر مین چاہون تو ایک دم مین اپنے سحر سے طبق زمین کے
الٹ دون تمام عالم اگر ایک طرف ہو تو سب کو [illegible] دون جس طبقہ زمین پر لشکر [illegible] اُس [illegible]

بزورِ سحر اٹھا کر لے آؤن اک آن مین لاکھون ساحرون کو سحر کرکے مار ڈالون دریائے ذخار کو اپنے سحر سے خشک کر دون صحرا کو دریا کر دون جسکو چاہون قتل کرون جسکو چاہون اسیر کرون آسمان کو زمین بنا دون زمین کو آسمان کر دون سبھون نے عرض کیا جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی آپ ایسے ہی ساحر زبردست و صاحب اختیار ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین ہم خوب آگاہ ہین مگر دل یہ چاہتا ہی کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین سحر و جنگ حضور دیکھین ایک مدت سے مشتاق دید سحر حضور ہین عجائب جادو نے عالم غصہ مین ان سے کہا مین اسوقت تم مین سے کسی کو بھی ہمراہ اپنے نہ لے جاؤن گا تنہا ہی جاؤنگا ابھی جا کر جلد آؤن گا اگر تمکو میرے سحر و جنگ دیکھنے کا اشتیاق ہی تو اسی جگہ سے دیکھنا انھون نے عرض کیا اے بادشاہ بھلا یہان سے ہم کیونکر دیکھ سکتے ہین عجائب جادو نے کہا اچھی طرح دیکھ لوگے یقین یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے سامنے ہمارے عنقریب بادشاہ تمہارا لشکر طلسم کشا سے لڑ رہا ہی اور سوا اسکے جو کچھ مین وہان جا کے کرونگا وہ سب تم دیکھ لوگے آئینہ سحر مین مشاہدہ کر لوگے یہ کہکے فی الفور اپنے سحر سے آتشی آئینہ کلان بنایا جملہ اہل دربار سے کہا تم اس آئینہ مین دیکھنا مین جاتا ہون جو کچھ وہان جا کے کرونگا تمکو اس آئینہ مین نظر آئیگا سب اہل دربار بیچور ہو کے دربار ہی مین بیٹھے رہے عجائب جادو نے سحر پڑھکر سوے فلک پھونکا فی الفور ایک ٹکڑا ابر کا ظاہر ہوا البرز اس کے بعد تخت سحر پر سوار ہو کے بلند ہو کے اُس لکہ ابر مین جا کے نہان ہوا وہ ٹکڑا ابر کا سوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوا اور دربار مین جملہ اہل دربار سوے آئینہ سحر مذکور دیکھنے لگے اودھر عجائب جادو اُس صحرا مین پہونچا جس مین لشکر طلسم کشا کا اُترا تھا خیام دربار گاہ مین تمام صحرا مین دور تک بہرپا وا شاہ یقین لشکر مانند کثرت مور و ملخ کے پڑا اُترا تھا ایک بارگاہ فلک فرسا مین بزم عشرت آراستہ تھی اُس مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تھوڑے آدمی چیدہ و منتخب بیٹھے تھے خواجہ نے نوازی مین مصروف تھے کسی کو کچھ خیال دین و دنیا کا نہ تھا سب محو تھے عجائب جادو یہ دیکھکر ازحد برہم ہوا دل مین کہنے لگا یہ لوگ کسقدر شادمان ہین کہ بزم عشرت آراستہ کی ہی طلسم کشا کی رہائی کا خیال کیا ہی میرے قہر و غضب سے بیخبر ہین یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر کو آگے بڑھایا اور کچھ اشارہ کیا وہ ابر مانند بساط کے طویل و عریض بہت ہو گیا اور بالاے بارگاہ و طلسم کشا محیط ہوا اہل لشکر نے اُس ابر پر نظر کرکے احتمال مختلف کئے کسی نے کہا دیکھنا کیا ابر سیاہ اس طرف سے اُدھر آیا ہی کسقدر ابر مین برق کی چمک اور صدا ے رعد ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ابر اسی صحرا مین خوب ہی برسے گا کسی ساحر نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ابر بہار نہین ہی بلکہ ابر سحر ہی اکثر سواران لشکر شاہ نے اُسے جواب دیا ہو نکہ تم ساحر ہو تمھین یہ ابر ابر سحر معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ ایک ابر ہی گھر کے آیا ہی خواہ یہان یا اور کہین اس ابر سے پانی برسے گا یا اولے گرینگے جو لوگ لشکر مین بادہ خوار تھے وہ سوے ابر دیکھکر خوش ہو کے کہنے لگے اسوقت کیا ابر سیاہ آیا ہی کہ اسکے آنے سے دل کو خوشی ہوئی ہی لطف بادہ کشی کا اسوقت زیادہ ہی بے خوف و خطر و رغبت جام شراب پینا چاہیے کیونکہ بقول کسی شاعر کے شعر گر فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجے ثواب ہے آج یہ کہکے شراب پینے لگے عجائب جادو نے سب کو غافل دیکھکر بلندی پر سے ایسا اک سحر کیا کہ ہوا سے

تند و سرد چلی جو لوگ پاس شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے تھے وہ کثرت سردی سے کانپنے لگے خواجہ
عمرو ثانی کو دفعتاً بے وقت و بے فصل ایسی سردی محسوس ہوئی کہ کچھ خیال و اندیشہ نہ کیا فوراً گدی کو زنبیل
مین رکھکر گلیم زنبیل سے نکال کے اوڑھ لی اور کہا خداوندا شر دشمنان سے مجھے بچانا مین بے خطا
ہون جب سے یہان آیا ہون کسی کو مین نے قتل نہین کیا ہے نہ کسی کا مال و اسباب بے اجازت لیا ہے
مین تجکو سجدہ کرتا ہون نماز پڑھتا ہون افسوس بڑی شئی سے جس سے میرے والد ہمیشہ ڈرا کئے ڈرتا ہون
ابھی میرا سن و سال ہی کیا ہے نہین چاہتا ہون کہ اس عمر مین باغ دنیا سے جانب عالم جاودان سہراب
بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے تقریر خواجہ کی سنکے خوب ہنسکے
جواب دیا ای خواجہ آپ کیا کہتے ہین گلیم کیون اوڑھ لی بے وجہ کیون ڈرتے ہین ذرہ نوازی کیون لیا موقوف
کی ہے بے خوف و اندیشہ نہ کیجیے ڈرے ہین گلیم اتار دیجئے ذرہ بجائیے کچھ خوف نہ کیجیے ابر آیا ہے ہوا تند و سرد
چلتی ہے یہ میدان صحرا کا ہے اسوجہ سے سردی معلوم ہوتی ہے خواجہ نے جواب دیا مین تو اسوقت گلیم نہ اتارونگا
دانستہ مبتلائے سحر و بلا نہونگا مجھے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ابر سحر کسی ساحر کا ہے کوئی ساحر ہماری اور تمہاری گرفتاری
کو آیا ہے ہوشیار ہو جاؤ دشمن سے جان بچاؤ سب نے کہا یہ محض آپ کا خیال خام ہے کوئی ساحر نہین
آیا ہے یہ ابر سحر نہین ہے ابر بہار ہے اسوقت آپکا ذرہ بجانا گانا موقوف کرنا اک قیامت ہے اس وقت مین
تو ضرور گانا چاہیے ہنوز خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا سب شر و فساد عجائب جادو سے غافل و
بیخبر تھے کہ ناگاہ ابر سحر سے بارگاہ طلسم کشا و بارگاہ ملکہ رنگین کاکل کشا پر پانی برسنے لگا جس پر
ایک بھی قطرہ آب سحر پڑا وہ مبتلائے سحر ہو گیا دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے زمین نے قدم پکڑ لیے
بلکہ بیہوش ہو کے زمین پر گرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین وہ سب بیہوش ہو گئے ملکہ رنگین کاکل کشا
و رقاصہ وغیرہ جسقدر عورتین بارگاہ مین تھین وہ بھی آب سحر سے بھیگ کر بیہوش ہو گئین جب یہ
سب بیہوش ہو گئین اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ زور سے بجلی کڑکی ابر پھٹا تخت عجائب جادو
کا درمیان ابر سے نکلا یہ دیکھکر جملہ ساحر و غیر ساحر مستعد ہوے ساحرون نے جلد جلد جھولیان اسباب
سحر کی اٹھائین نارنج و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالا ارادہ سحر پڑھنے اور لڑنے
کا کیا اسدم عجائب جادو نے نعرہ کیا کہ ای مردمان لشکر طلسم کشا و ای ساحران فوج خورشید روشن دل
کیون تمہاری شامت آئی ہے مجھ سے ارادہ لڑنے کا کرتے ہو مین عجائب جادو بادشاہ طلسم رنگین حصار
مین نے طلسم کشا و عمرو ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کر لیا ہے اب سب کو لیکر جاؤنگا ہر ایک کو قتل
کرونگا یا قید کرونگا تم مجکو کیا روک ٹوک سکوگے تم سبکی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے لڑ سکو بیکار مجھ سے
مقابلہ کرکے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے مین تم سے لڑنا ننگ و عار جانتا ہون مگر تمہارے حال پر رحم کرکے
کہتا ہون کہ میرے سامنے سے دور ہو یہان سے بھاگ جاؤ میرے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤ
آمادہ جنگ نہو تم مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکوگے مفت و بیکار اپنی جان دوگے ایک ادنے میرے
سحر مین مبتلا ہو جاؤگے بس بہتر و مناسب یہ ہے کہ بھاگ جاؤ مین تمھین نہ روکونگا تم سے نہ لڑونگا
ہان اگر خورشید روشن دل مددگار طلسم کشا کا ہوتا تو خیر اس سے مقابلہ کرتا وہ میرے خوف سے
یہان نہین آیا اگر آتا تو اسے بھی گرفتار کرتا یہ ملک میرا ہے مین یہان کا حاکم ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے

بہ نعرہ عجائب جادو کا ٹینگے حملہ ساحرون نے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تو اکیلا ہی ہم ہزارون بلکہ لاکھون
ہین تجھے چہار طرف سے گھیر کے اسقدر نارنج و ترنج سحر مارین گے کہ تو گھبرا کے دیوانہ ہو جائیگا کس کس سے
لڑے گا کس کس کا سحر دفع کریگا تجھے جان اپنی بچانی دشوار ہو جائیگی تو ہم سب کو کیا قتل و گرفتار کریگا
اگر تو یہان کا عالم ہی تو ہو ہم تجھسے نہین ڈرتے ہین حتی الامکان تجھسے لڑینگے جان اپنی دینگے پیٹھ
لڑنے تجھسے ڈر کے نہ دکھائینگے ہان وقت مجبوری و لاچاری دیکھا جائیگا جو ہونا ہوگا وہ کرینگے
ہم نمک حلالی ملازم ہین نمکحرام نہین ہین کہ تجھسے خوفناک ہو کے بے لڑے بھڑے بھاگ جائین کیا
مجال تیری کہ ہماری موجودگی مین تو شاہزادہ رستم ثانی و خواجہ عمر و ثانی وغیرہ کو یہان سے اسیر
کر کے لیجائے او نابکار بڑا تو نامرد و بزدل و شایان مکار ہی کہ غفلت مین ہم سبکی تو پوشیدہ طور سے
یہان آیا اگر مرد ہوتا تو ہوشیار و خبردار کر کے برائے جنگ سامنے دلیرون کے آتا بہادرانہ ہم سب سے
مقابلہ کرتا ہم اسوقت ہم جانتے کہ تو بھی بہادر ہی خیر اگر تونے پوشیدہ طور سے آکے
شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہم تیرے سحر کو بھی کہ موجود
ہین تجھے حتی الامکان زندہ یہان سے نہ جانے دینگے یہ کہکے ہر ایک ساحر جلد جلد سحر کے جانورون
اور تخت سحر پر سوار ہوا پھر بلند ہو کے عجائب جادو کے قریب جاکے سب نے اسے چہار طرف
سے گھیر کے لڑنا شروع کیا نارنج ترنج گولے فولادی گلدستے تاریل ہوئی دار کار سحر ہار قفل ناپش
کے دانے سوون وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کر کے عجائب جادو پر مارنے لگے وہ بھی لڑنے لگا
ہر ایک کے سحر کو دفع کر کے اپنے اوزار و فنون سحرون سے انھین ہلاک کرنے لگا لاش پر لاش
ساحرون کی گرانے لگا ساحر دست عجائب جادو سے قتل و ہلاک ہو کے مثل قطرہ آب
باران کے بلندی فلک سے زمین پر گرنے لگے زمین پر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپ کر مرنے
لگے انکے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی آندھیان آنے لگین برف باری و سنگباری
ہونے لگی پھر انکے سحر کے آتش کے نام سے آواز بلند صفیر مرگ سنانے لگے وہ سحر آگو یا ایک صحرائے
محشر شور و غل سے ہو گیا غیر ساحر تلوارین علم کئے زمین پر مسلح کھڑے تھے سوئے فلک دیکھتے
تھے کچھ بس نہ تھا کہ سوئے فلک جاکے عجائب جادو کو تلوارون سے قتل کرین شاہ طلسم رنگین
حصار برو ہے ہوا ساحران لشکر طلسم کشا سے مصروف جنگ تھا جسکی طرف اشارہ انگشت کے
کر دیتا تھا وہ دو ٹکڑے ہو کے اسطرح خاک پر گرتا تھا کہ دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا اسکو کسی نے
تلوار سے قتل کیا ہی اور جسکی طرف کچھ سحر پڑھکر پھونک دیتا تھا وہ مانند آتشبازی کے جلنے لگتا
تھا ہر بن مو سے ایک شرارہ نکلتا تھا وہ شرارے جس جس ساحر پر گرتے تھے وہ بھی مانند اسی کے جلتے
تھے اسی طرح بایما و اشارہ ہزارہا ساحرون سے مقابلہ کرتا تھا سحر کے سحرون کو رد کرتا تھا ہزارہا ساحر
کے نرغے مین بادواس تھا سہیں سلسکہ ساحرون سے کہتا تھا تم سب تو کیا ہو اگر تم ایسے دو چار کرور
ساحر ہوتے تو بھی مین سب سے مقابلہ کر کے قتل کرتا راوی ناقل ہی کہ جب عجائب جادو نے بہت
ساحرون کو ہلاک کیا ساحران لشکر طلسم کشا و ساحران سپاہ خورشید روشن دل تاب
جنگ نہ لا کے سوئے کوہ و دشت بھاگے عجائب جادو بلندی سے زمین پر آیا سواران لشکر اسیر

حملہ ور ہوئے عجائب جادو نے کچھ ان بیچارے غیر ساحرون کو بھی ہلاک کیا آخر کار وہ بھی لید کچھ
لڑنے اور قتل ہونے کے تاب جنگ سحر لانے کے بے اختیار ہوئے کہ وہ دیکھ رہے ہین وہ بھی بھاگ گئے عجائب جادو
نے کسی کو بند روکا بلکہ کہا انکو کہ اگر پہلے ہی اسطرح بھاگ جاتے تو مین تم مین سے اسقدر رخوالون کو
کبھی قتل نہ کرتا یہ کہکے سوے بارگاہ طلسم کشا قدم بڑھایا جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا طلسم کشا
وغیرہ بیہوش پڑے ہین عجائب جادو نے اُن سب کو دیکھکر خیال کیا کہ انھین مین عمرو ثانی بھی ہوگا
چونکہ شکل وصورت عمرو ثانی سے آگاہ نہ تھا اسی وجہ سے اُسنے خیال مذکور کیا غرض بعد خوش ہونے
اور کلمات نخوت وغرور کہنے کے بارگاہ سے باہر آکے سوے ابر سحر اشارہ کیا وہ فی الفور بلندی سے
سوے پستی آیا اور مانند بساط کے زمین پر بچھ گیا عجائب جادو نے طلسم کشا وغیرہ کو جو اُس بارگاہ
مین بیہوش تھے سب کو بزور سحر اٹھا کے اُس بساط پر ڈالا بعدہ اپنی دختر کو بھی بارگاہ و بیگمسے اٹھا کے
اُسی بساط مسطور پر ڈالکر ابر سحر کو اشارہ کیا وہ بصورت بساط بلند ہوکر برو سے ہوا قائم ہوا جب
عجائب جادو سب بیہوشون کو ابر سحر پر ڈال چکا اپنے تخت سحر پر کہ بالاے زمین اُسکے اشارہ سے آگیا
تھا بیٹھنے لگا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ نابکار شاہزادہ رستم ثانی کو یہان سے
لیے جاتا ہی تمام لشکر کو قتل وتباہ کر چکا ہی نہین معلوم اب شاہزادہ رستم ثانی سے کسطرح پیش آئیگا
بہتر یہ ہی کہ تم بھی ساتھ ہی جاو اگر بن پڑے تو کوئی عیاری کرو اِن سب کو رہا کرو اپنی جان کا کچھ خیال
نہ کرو امیر ثانی اگر سنینگے کہ عجائب جادو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے لشکر
کو قتل وتباہ کرکے لیگیا عمرو ثانی دیکھا کیا تو وہ بہت ناراض ہونگے یہ خیال کرکے دررستہ ڈرنے
آہستہ گلیم اوڑھے ہوے ایک گوشہ تخت سحر مذکور پر قریب عجائب جادو کے بیٹھ گئے عجائب جادو
نے تخت سحر بلند کیا پھر ابر سحر کو کہ بصورت بساط ہوا پر قائم تھا ہمراہ لیکے اپنے اہل دربار کی طرف روانہ
ہوا بعد قطع راہ اپنی مجلس کے متصل جو ایک قصر تھا اُس مین پہونچا تخت سحر سے اُترا خواجہ بھی
ساتھ ہی اُسکے تخت مذکور سے گلیم اوڑھے ہوے اُترے عجائب جادو نے تخت سحر سے اُترکر ابر سحر کو
اشارہ کیا وہ سوے پستی آیا پھر اُسپر سے طلسم کشا وغیرہ کو بزور سحر اُتار کر اندر اُس قصر کے ڈالدیا بعد
اُسکے ابر سحر کو دفع کیا اُسنا سحر آپ ہی مٹایا بعد اُسکے خوش وخرم اپنی مجلس مین گیا اور اپنی زوجہ ملکہ ماہ
سیمین پوش عرف ملکہ شبرنگ جادو سے کہنے لگا لو صاحب مین تمھاری دختر اور طلسم کشا
وغیرہ کو لشکر طلسم کشا مین جاکر لایا ہون بلکہ آیا لشکر طلسم کشا کو قتل وتباہ کردیا مین نے کل ایک ساحر
مین دیکھا تھا کہ عمرو ثانی میری دختر اور طلسم کشا کو عیاری کرکے لیگیا ہی مین بھی بیہم ہوکے گیا سب کو
مع عمرو ثانی کے مبتلاے سحر کرکے لے آیا اب خوشی ہر طرح ملال نہ کرو اُسنے یہ خبر سنکے خوش ہوکے
کہا مین اپنی دختر کو دیکھونگی اُسکے دیکھنے کو دل چاہتا ہی عجائب جادو نے کہا چلو اپنی دختر کو بھی
دیکھو اور طلسم کشا وغیرہ کو بھی دیکھو کہ سب میرے سحر سے بیہوش پڑے ہین وہ ہمراہ اپنے شوہر
کے قریب اُس قصر کے آئی دور سے اپنی دختر کو دیکھکر کہا آہا یہ ہ اور کچھ خوش ہوئی اور طلسم کشا
وغیرہ کو دیکھکر کہنے لگی صاحب انکی مرتبہ مین انکی حفاظت کرنی تھی انکو قید کرونگی یہ کہکر اندر قصر کے
گئی اپنی دختر [illegible] لگی اور کہنے لگی دختر تو طلسم کشا پر عاشق ہو [illegible] کیا [illegible] بیکاری

اور اپنی رسوائی کی ہنوز وہ اپنی دختر سے کہ بیہوش پڑی تھی حالت اضطراب مین کہہ رہی تھی اور
عجائب جادو باہر قصر کے تھا سو کچھون پڑتا دیکھ رہا تھا اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ ای عجائب جادو
آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہے کہ بڑے بڑے ساحرون سے بھی نہو سکتا تھا کہ ایک لشکر گران ذم بھر
مین بھگا دیا کہ خواجہ نے اپنی سوراخ بینی تیار کرکے سفوف بیہوشی اڑایا جب سفوف مذکور نا
دماغ زوجہ عجائب جادو پہونچا چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئی خواجہ نے جلد گلیم اتار کے اسکی
زبان مین سوزن دیکے داخل زنبیل کیا اور معجزہ طلب کرکے بصورت ملکہ ماہ سبز پوش بنکے لباس
اسکا پہنکے مسکراتے ہوئے باہر قصر کے آئے عجائب جادو سے کہنے لگی ان مین جو ساحر ہین انکی زبان مین
سوزن دیکے جملہ ساحرون کو اپنا سحر ان پر سے دفع کرکے ہوشیار کرو مین انکو اپنے سحر مین مبتلا کرکے
سوا اپنی دختر کے سب کو قتل کرونگی خواجہ نے اسطرح اس تقریر کو ادا کیا کہ عجائب جادو کو کچھ
بن نہ پڑا اپنی زوجہ سمجھ کے کہنا ماننا پڑا جو کچھ اس نے کہا وہی کیا ہر ایک پر سے سحر اپنا دفع کیا جو ساحر انمین
تھے انکی زبان مین سوزن دیدیا اور اختیار انکا دیکے اس قصر سے تنہا اپنے اہل دربار مین گیا تخت
پر جا کے بیٹھا اہل دربار نے بعد اسکی تعظیم کرکے اسکی ازحد تعریف کی اور کہا ای بادشاہ جہجاہ واقعی تیرا
مثل ونظیر نہین ہے ہمنے اس آئینہ سحر مین لڑنا حضور کا دیکھا کس دلاوری وخوبی سے آپ نے لشکر کو
بھگا دیا طلسم کشا وغیرہ کو مبتلاے سحر کیا عجائب جادو سب کی تقریر سنکے خوش ہوا تاج سر پر
رکھکے خود اپنی سحر و ساحری پر نازان ہوا اہل دربار سے کہنے لگا آج اگر خورشید روشن دل ہوتا
تو اسے بھی مبتلاے سحر کرکے گرفتار کر لیتا سبھون نے کہا بیشک آپ ایسا ہی کرتے یہان تو عجائب جادو
اپنے اہل دربار سے ہم سخن تھا ادھر خواجہ نے کہ بصورت ملکہ ماہ سبز پوش تھے
پہلے سب کو ڈرایا قتل کرنے سے دھمکایا بعدہ انکو آمادہ جنگ دیکھ کے تل اپنی آنکھ کا دکھا کے
عطر بیہوشی سبھون کو سنگھا کے بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا بعدہ خواجہ گلیم اوڑھ کے اس قصر سے
سوے صحرا روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دل مین کہتے جاتے تھے کہ ان سب کو تو مین نے رہا کرکے
داخل زنبیل کیا ہی مگر اب مردان لشکر جو بھاگ گئے ہین انکو تلاش کرنا چاہیے اہل
لشکر کو جمع کرنا چاہیے غضب کیا تھا عجائب جادو نے غافل پا کے طلسم کشا وغیرہ پر سحر
کیا تھا اگر مین یہان نہوتا تو رہائی طلسم کشا وغیرہ کی سخت تھی ادھر خواجہ تو خوف عجائب جادو
سے دور تک گلیم اوڑھے ہوے گئے بعدہ بصورت اصلی ہوکے جانب صحرا آشوب ڈھونڈھنے لشکر
جاتے ہین لیکن ادھر عجائب جادو نے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے خیال کیا کہ زوجہ میری نہایت
غصہ ور ہے طلسم کشا سے ازحد دشمنی رکھتی ہے ایسا نہو کہ وہ طلسم کشا کو بعوض اسیری آج ہی قتل
کر ڈالے تو غضب ہو خلاف تحریر بانیان طلسم ہے طلسم خونریزی طلسم کشا سے برباد ہوجاے
یہ خیال کرکے گھبرا کے تخت حکومت سے اٹھا وزرا نے پوچھا خیر تو ہے اسوقت حضور اٹھکے کہان جاتے
ہین عجائب جادو نے کہا کیا کہون کچھ خود بخود دل اسوقت گھبرا اتا ہے سوا اسکے مجھے یہ خیال ہوا کہ ملکہ ماہ
سبز پوش حالت غیظ وغضب مین ایسا نہو کہ خلاف تحریر بانیان طلسم کام کرے یعنی طلسم کشا کو قتل
[illegible] کرڈالے اسین آج [illegible] سے تم آگاہ ہو [illegible] کیا

واقعی حضور ملکۂ عالم نہایت محزون المزاج ہین طلسم کشا سے زیادہ تر آپ سے اُنہین کا وشش ہے آپ
اُنکے حوالے طلسم کشا وغیرہ کو کیون کر آئے اُنکے عجب نہین کہ عالم غصے مین وہ طلسم کشا کو قتل کر ڈالین
یا اپنی دیر مین قتل کر ڈالا ہو جلد تشریف لیجائیے دیکھیے کیا واقعہ ہوا عجائب جادو دربار سے
جلد تر پہلے محلسرا مین گیا جب وہان اپنی زوجہ کو نپایا سمجھا کہ ابھی تک وہ اُسی قصر مین ہے یہ سمجھکر
اُس قصر مین گیا جس قصر مین آسے اور طلسم کشا وغیرہ کو چھوڑکر دربار مین گیا تھا وہان بھی اپنی
زوجہ و دختر وغیرہ کو نہ دیکھکر از حد متردد ہوا چونکہ اپنی زوجہ سے بدرجہ کمال اُنس و الفت رکھتا تھا
اور اُسکے شمع حسن کا پروانہ تھا نہ دیکھنے سے اُسکے محزون و مغموم ہوگیا کثرت رنج سے از خود رفتہ ہوکر
مانند دیوانون کے در و دیوار قصر سے سر ٹکرانے لگا نالہ و فریاد و بکا کرنے لگا گاہ مختلف خیالات
کرنے لگا چنانچہ کبھی خیال کرتا تھا کہ زوجہ میرے سوا اپنی دختر کے کہ اُسکو کہین چھوڑکے طلسم کشا وغیرہ
کو لیکر سوے صحرا اپنے قتل کی گئی ہوگی یا کسی درہ کوہ مین سب کو لیگئی ہوگی وہان جاکر طلسم کشا وغیرہ
کو ہلاک کرے گی یا کوئی عیار اُسکو مع طلسم کشا وغیرہ کے یہان آکے لیگیا ہے یہ خیالات کرکے دیوانہ
وار و اشکبار دربار مین گیا اہل دربار نے پوچھا اے بادشاہ خیر تو ہے اُس نے تخت حکومت پر بیٹھکر
کہا اسوقت مجھے سخت تردد ہے زوجہ و دختر و طلسم کشا کو جہان مین چھوڑکے یہان آیا تھا اب وہان
کوئی نہین ہے یہ کہکے کتاب سامری طلب کرکے بعد ادب و بقاعدہ اُسے کھول کے حال اپنی زوجہ و دختر
و طلسم کشا کا جو اُس مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی عیار ابیر ثانی سب کو زنبیل مین
ڈالکر لیگیا ہے اب وہ سوے صحرا تلاش اہل لشکر بعیرت اصلی جانب مشرق چلا جارہا ہے یہ
احوال کتاب سامری سے دیکھکر کثرت غصے سے کانپنے لگا چہرہ سرخ ہوگیا بے اختیار نالہ و فریاد
کرنے لگا اہل دربار نے گھبراکے پوچھا اے بادشاہ جمجاہ باعث آپکے نالہ و بکا کا کیا ہے اگر مناسب ہو تو ہم بخواہان
سے کہیے اور جلد اسکے رفع رنج و غم کو فرمائیے کہ ہم اُس کام کا اقدام کرین عجائب جادو نے
ٹھنڈا ہوکر یہ کہکے جواب دیا مین اپنی زوجہ کے صدمۂ فراق مین نالہ و بکا کرتا ہون ہائے اُس آرام
جان کو عمرو ثانی عیار مکار نے بیہوش کرکے سوزن زبان مین دیکے داخل زنبیل کرلیا ہے وہ
زنبیل سے اسکا ہمکو نکالے لگا مجھسے میری زوجہ خوبرو کیونکر ملے گی مین اُسکے صدمۂ فراق سے
جلد تر مرجاؤنگا اسقدر صدمہ مجھکو جدائی دختر کا نہین ہے جسقدر کہ رنج مفارقت ملکہ ماہ سبزپوش کا
ہے تم جانتے ہو میرے دفع غم کی تدبیر بخوبی ہوگی اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور واقعی سچ
فرماتے ہین صدمۂ فراق ملکۂ عالم ایک سخت صدمہ ہے نہین معلوم عمرو ثانی ملکۂ عالم وغیرہ کو کیونکر
لیگیا سُنا ہے کہ وہ زنبیل سے کسی کو اول تو نکالتا ہی نہین اور اگر نکالتا ہے تو ہدایت کرتا ہے اگر وہ
مسلمان ہوا تو چھوڑا ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا ہے اگر ملکہ ماہ سبزپوش کو اُس نے زنبیل سے
نکال کے مار ڈالا تو غضب ہوگا جلد تر کوئی تدبیر کرنا چاہیے عجائب جادو نے جواب دیا کیا مجال
اُس عیار کی جو میری زوجہ کو مار ڈالے مین محض بادشاہ طلسم رنگین حصار و ساحر نہین ہون
عیاری و مکاری مین بھی کمال رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُس عیار مکار کو گرفتار کرتا ہون اپنی
زوجہ حسینہ کو اُس سے لیتا ہون یہ کہکے کچھ سحر آہستہ پڑھا اہل دربار نے دیکھا کہ دفعۃً بیٹھے بیٹھے

وہ تخت حکومت پر سے غائب ہوگیا عجائب جادو تو بڑے فکر گرفتاری خواجہ عمرو ثانی گیا ہے دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی
کیونکر خواجہ کو گرفتار کرتا ہی اور کس فریب و مکر سے ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل خواجہ سے نکلواتا ہے احوال اسکا
آئندہ ناظرین با تمکین پر ظاہر ہوگا فی الحال احوال عمرو ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ سوے دشت بصورت
اصلی گلیم تانے ہوے چہار طرف دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درخت نہایت خوشنما
سرو کا ہے وہ لب نہر واقع ہے اُس درخت پر ایک بلبل یا گلدم بیٹھا ہوا ہے ڈورا اُس کے
پٹی کا لٹک رہا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے اڑکر اِس گھنے درخت پر آکے بیٹھا ہے چہک
رہا ہے نغمہ سرا ہے خواجہ اُس درخت و نہر کو دیکھ کے خوش ہوے اور نغمہ سرائی طائر مذکور سے متحیر
ہوے دل مین کہنے لگے کیا شان پروردگار دو جہان ظہور ہے کیا کیا انسان و حیوان اُس نے پیدا کیے
ہین کہ جنکو دیکھکر اُسکی قدرت و صناعی ہویدا ہوتی ہے اور کیا کیا طائر خوش الحان اُس نے پیدا
کیے ہین جنکی خوش الحانی سے دل خوش ہوتا ہے ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے اور قریب
اُس درخت سرو کے لب نہر پہونچے تھے کہ ناگاہ اُس طائر نے بزبان فصیح کہا السلام علیک اے
خواجہ عمرو ثانی کیا خوب آپ نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش و طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا
وغیرہ کو داخل زنبیل کیا ہی شہنشاہ خورشید روشن دل آپ کے مداح ہین اور نہایت مشتاق آپ کی
ملاقات کے ہین مین اُنکا اک ادنےٰ ملازم ہون مجھے محض اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ خواجہ کو ہمارا سلام
پہونچا کر اُن سے کہو کہ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم سے ملاقات کیجیے ہم تو بوجہ اسکے کہ چند ستارے
ہمپر نحس ہین آپکے پاس آنہین سکتے ہین واسطے حفاظت جان کے گھر سے باہر نہین نکلتے ہین ورنہ
ہم خود آپ کے پاس آتے لہذا آپ ہی ہمارے پاس آئیے کچھ باتین راز کی ہین تنہائی مین تم سے کہنا ہی
سوا اِسکے ہم ملاقات کے بھی بہت مشتاق ہین خواجہ نے تقریر اُس طائر کی سُنکے یقین کیا کہ یہ طائر ذی ساحر
ہی فرستادہ بادشاہ خورشید روشن دل ہی جو کچھ یہ کہتا ہی سچ ہی یہ یقین کامل کرکے جواب سلام دیکے
کہا مین بادشاہ خورشید روشن دل تک کیونکر جا سکتا ہون کہان وہ کہان مین اُن سے اور مجھ سے
گویا بعد المشرقین ہی وہ بزور سحر اگر چاہین تو ایک لمحہ مین مجھ تک آسکتے ہین اور مین اسقدر جلد ان
تک جا نہین سکتا مجبور ہون یہ عذر میرا بجا ہی اسمین مطلق جھوٹ نہین ہی تو یہی عذر میرا یہان سے
جاکے رو برو اپنے بادشاہ کے کرنا اور میری طرف سے بعد سلام کہہ دینا کہ اگر آپ میری ملاقات کے
مشتاق ہین تو مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق ہون مگر مجبور ہون جلد آپکے پاس آنہین سکتا بالفعل واسطے
تلاش لشکر فرار شدہ کے جاتا ہون اُنکو اگر میری عیاری سے اطلاع ہوئی ہی تو عجائب جادو کے
آنے سے اور تباہی لشکر سے بھی اطلاع ضرور ہوگی انشاء اللہ بعد تلاش لشکر فرار شدہ وہنگام فرصت
و مہلت آنکے پاس آؤنگا جو کچھ کہین گے سنونگا یہ کہکے پوچھا تیرا کیا نام ہی اسنے جواب دیا نام میرا
خوش آہنگ جادو ہی آپکو شہنشاہ نے طلب کیا ہی آپ جانے سے عذر کرتے ہین میرے نزدیک
یہ عذر اچھا نہین ہی شہنشاہ کو ملال ہوگا اگر آپ ارادہ اُن تک جانے کا کرین تو ایک چشم زدن
مین جاسکتے ہین خواجہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی کہ جس تدبیر سے مین اُنکے پاس ایک چشم زدن
مین پہونچ جاؤن اُس طائر یعنی خوش آہنگ جادو نے جواب دیا وہ تدبیر بہت

سہل ہی اس نہر مین غوطہ لگائیے ایک لمحہ مین شہنشاہ تک پہونچ جائیگا کیا آپ شہنشاہ کو صاحب اختیار و حکومت نہین جانتے ہین پیشتر اُنھون نے سب سامان آپ کے جلد بلانے کا اور آپکی دعوت ضیافت کا کر لیا ہی جب مجھے اس طرف روانہ کیا ہی خواجہ نے اُسکی تقریر سُنکے پہلے تو خیال کیا کہ ایک روز کا زمانہ گذرا ہی بلکہ کامل ایک روز بھی نہین گذرا ہی کہ شاہ خورشید روشن دل برائے تہنیت رہائی شاہزادہ رستم ثانی یہان آیا تھا مجھ سے اور اُس سے ملاقات ہو چکی ہی وہ تعریف میری عیاری و فن نوازی کی کر چکا ہی اب اسقدر اشتیاق اُسکا ظاہر کرنا کیا معنے کہین ایسا تو نہو کہ عجائب جادو اس دھوکے سے مجھے گرفتار کرے بعدہ یہ خیال کیا کہ خورشید روشن دل دوست ہی اگر اُسنے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا ہی تو کچھ جائے فکر و تردد نہین ہی کیونکہ دوست اپنے دوست کا دمبدم باوجود دیکھنے کے مشتاق ملاقات ہوتا ہے یہ خیال کرکے لباس اُتار لینے کا ارادہ کیا خوش آہنگ جادو نے کہا آپ مع لباس اس نہر مین غوطہ لگائیے کپڑے آپ کے مطلق اس پانی سے تر نہونگے خواجہ نے اُسکے کہنے سے مع لباس اُس نہر مین غوطہ لگایا سر کا پانی مین ڈوبنا تھا اور پھر سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ خواجہ نے اپنے تئین ایک باغ پُربہار و شاداب مین پایا تھا اُس باغ کے گلون کی بلبل زبان کر نہین سکتی عاجز و لال ہی اور تعریف وہان کی تیاری و سامان کی کلک دو زبان ذرا بھی کر نہین سکتا ہی کیونکہ ہر اک چمن اُس باغ کا قابل دید تھا اور ہر ایک گل لائق نظارہ تھا چہار طرف اُس باغ پُربہار مین گروہ در گروہ جوق جوق نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو پچکاریان رنگ سے بھرے ہوے کھڑی تھین باہم ہنسی دل لگی کر رہی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین جانب در باغ نگران تھین کہتی جاتی تھین کہ ہائین ابھی تک خواجہ عمرو ثانی یہان نہین آئے شہنشاہ نے اُنکے استقبال و خوشی خاطر کے واسطے ہم ایسی نازنینون کو یہان بھیجا ہی کیا خوش آہنگ جادو نے خواجہ سے ملاقات ابھی تک نہین کی حکم ہمارے شہنشاہ کا اُن تک نہین پہونچا یا کیا سبب ہوا کہ اتنی دیر ہوئی خواجہ تشریف نہین لائے ہم بھی اُنکے دیکھنے کے مشتاق ہین ذرا وہ یہان آئین تو رنگ مین نہلا دینگے اگر وہ پوچھین گے کہ یہ رنگ کیسا ہی تو جواب دینگے کہ اول تو ایک رنگ خوشی کا ہی آپ کے تشریف لانے کا دوسرے زمانہ نوروز کے آنیکا قریب ہی ہم قبل نوروز ہی آج رنگ کھیلتے ہین رنگ طبعی ہی کب ایسی بات سے باز آتی ہین خواجہ اُس باغ رشک گلشن ارم کو دیکھکر سیر اُسکی کرکے اور تقریر اُن نازنینون کی سُنکے صورتین نورکی اُنکی دیکھکر لباس رنگا رنگ زیور نقرئی و طلائی مرصع کار پیدا اُنکے نظر کرکے بہت خوش ہوے دل مین کہنے لگے کہ یہ باغ ہی کہ گلشن شداد ہی اور یہ نازنینان خوش جمال ہین کہ حورین ہین تکلف یہ ہی کہ چہار طرف چار چمن رنگا رنگ پھولون کے ہین جس چمن کے پھولون کا جو رنگ ہی یہ نازنینان حور جمال ویسا ہی لباس پہنے ہین عجب نہین کہ رنگ بھی پچکاریون مین مانند اُنکے لباس کے ہو مہ جبینان پری پیکر وہ ہین کہ اُنکے دیکھنے سے دل مین بے اختیار شوق وصل پیدا ہوتا ہی خورشید روشن دل نے ایسی نازنینون کو واسطے میرے استقبال کے روانہ کیا ہی بدرجہ کمال خیال اُسکو میری عزت افزائی کا ہی کیونکہ اُسے ایسا خیال نہو کہ دوست صادق ہی میرے مرتبے سے آگاہ ہی کہ مین برادر امیر ثانی کا ہون فرزند خواجہ عمرو ادلے کا ہون صاحب ہفت معجزہ پیغمبران ہون بعد والد ماجد کے مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہون فن عیاری مین اکمل ہون فن نوازی مین شہرہ آفاق ہون ہنوز خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے

کہ اُن نازنینون نے خواجہ کو دیکھکر خوش ہوکے باہم کہا لو خواجہ عمرو ثانی تشریف لائے مراد دید برآئی
یہ کہکر جانب خواجہ ہنستی ہوئین بصد ناز و ادا چلین جب قریب خواجہ پہونچین چاہا کہ رنگ پچکاریون سے
خواجہ پر ڈالین خواجہ نے بخیال اسکے کہ کپڑے میرے رنگ مختلف سے رنگین ہوجائینگے دُھلوانا
پڑینگے وہ دہلوائی لے گا مجھ مفلس کے پاس دو پیسے کہان جو اُسے دونگا یہ خیال کرکے رنگ ڈالنے سے
انھین منع کیا وہ سب خواجہ کے منع کرنے سے رنگ ڈالنے سے باز رہین خواجہ نے اُنسے پوچھا بادشاہ
ذیجاہ ہمارے دوست خورشید روشن دل کہان ہین اُنھون نے دست بستہ عرض کیا آپ ہمارے ہمراہ
تشریف لے چلین وہ سامنے بارہ دری ہی اُسمین تشریف رکھتے ہین آپ کے آنے کے منتظر ہین خوشا قدر و
منزلت آپکی کہ شہنشاہ ہمارے آپکی ملاقات کے مشتاق ہین وہ سامان آپکی دعوت و ضیافت کا کیا ہے کہ
اگر کسی بادشاہ کو بھی بلاتے تو ایسا سامان نہ کرتے اور تو تکلفات و سامان دعوت ہم کیا بیان کرین لیکن
ادنے یہ ہی کہ واسطے آپکی نذر کے کئی سو کشتیان کہ جنکے پر زر کشتی پوش ہین اور اُنمین زر سرخ و جواہر
بیش بہا بھرا ہوا ہی واسطے آپکی نذر کے رکھی ہین بارہ دری کو مانند عروس شب اول تکلفات سے
آراستہ کرایا ہے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لیئے بیٹھے ہین رقاصان خوبرو واسطے رقص و نغمہ کے
طلب کیے گئے ہین بارہ دری مذکور مین بزم عشرت وہ آراستہ کی گئی ہی کہ پیر فلک نے بھی
کبھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ یہ گفتگو اُنکی سُنکے خوش ہوے کشتیون کا ذکر سنکے منہ مین پانی بھر آیا ہمراہ اُنکے
یا تو آہستہ آہستہ جاتے تھے یا جلد جلد قدم اُٹھانے لگے دل مین کہنے لگے آج کا دن نہایت مبارک تھا
کہ میرا یہان آنا ہوا اب کئی سو کشتیان زر سرخ و جواہرات سے مملو میرے ہاتھ آئینگی اگر روز اسیقدر
ملا کرے تو میری محتاجی و مفلسی دور ہوجائے یہ لباس ہزارہا پیوند کا تن سے اُتر جائے قرض سے
ادا ہوجاؤن میرے اہل و عیال کی بھی بخوبی بسر ہو زنبیل جو زر و جواہر سے خالی ہوگئی ہی بھرنا تو اس کا
بالکل مشکل ہی لیکن کچھ کچھ بھر جائے یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوے خوش ہوتے ہوے ان سیکڑون
نازنینون کے درمیان مین راہ طے کرتے ہوے صورت ہر اک نازنین کی دیکھتے ہوے قریب بارہ دری
پہونچے وہان جاکے دیکھا کہ دروازے بارہ دری کے کھلے ہین بادشاہ خورشید روشن دل
تخت جواہر نگار پر لباس نفیس و نادر پہنے ہوے تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہی امرا وزرا سے
پاس اُسکے کوئی نہین ہی اکیلا بیٹھا ہی خواجہ اُسے تنہا بیٹھا دیکھکر سمجھے کہ خوش آہنگ جادو نے جو کہا
تھا سچ کہا تھا چونکہ کچھ باتین راز کی مجھسے کہنا منظور ہین اسوجہ سے تنہا بیٹھا ہی تخلیہ کر یہ سمجھکر خواجہ آگے
بڑھے دفعتًا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ اُس باغ کے چمنون کے خود بخود اپنے اپنے درختون کی شاخون سے
جدا ہوکے لعل و گوہر آبدار بنکے سر خواجہ پر آکے نثار ہوکے زمین پر گرے خواجہ نے اُن گوہرہاے
آبدار و کلان کو کہ برابر بیضہ کبوتر و مرغ کے تھے اور لعل خوشرنگ کہ کم سے کم دو دو مثقال کے تھے
دیکھکر کثرت حرص و طمع سے بحیلہ جھک جھک کر اُٹھانا چاہا جسوقت اُنکو اُٹھایا دیکھا تو وہی پھول رنگا رنگ
تھے خواجہ نے برہم ہوکے اُنھین ہاتھ سے ڈالدیا اُن نازنینون نے قہقہہ مارا خواجہ نے اپنی اس
حرکت سے نادم ہوکے اُن حسینون کے قہقہہ مارنے سے جھینپ کے جواب دیا یہ تم عبث خیال کرتی ہو
کہ مین نے لالچ سے انھین اُٹھایا تھا بلکہ واسطے سونگھنے کے اُٹھایا تھا جب گلون کی بو مجکو تیری معلوم

مین نے پھینک دیئے اُنھون نے بات بنا کے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا ہم اس وقت اسوجہ سے
ہنسے تھے کہ یہ پھول لعل وگوہر سحر شہنشاہ سے کس خوبی سے بنکے حضور کے سر پر سے نثار ہوے
ہین عجیب ہمارے شہنشاہ خورشید روشن دل صاحب اختیار ساحر زبردست ہین جو چاہتے ہین
بیٹھے بیٹھے بزور سحر عجائبات دکھاتے ہین اسوقت انکی طبع عالی مین یہی آیا کہ آپکے سر پر سے
لعل وگوہر نثار کرین آپکی عزت و حرمت افزائی کرین خواجہ یہ سُنکے پاس دیوار بارہ دری کے پہونچے
یکایک نظر خواجہ کی خورشید روشن دل کے چہرے پر پڑی اور اُس نے خواجہ کو دیکھا ادھر خواجہ نے اُدھر
اُسنے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا ہنوز خواجہ دروازے مین داخل ہوے تھے زینون کو طے کرکے بالائے
قصر جاتے تھے کہ دیکھا خورشید روشن دل اپنے تخت سے اُٹھکر برائے استقبال تا زینۂ بام
بارہ دری آیا اور مسکرا کر کہا ای خواجہ آیئے تشریف لایئے مین نے آپکو یہان تک آنے کی تکلیف دی اپنے
سخت نثارون کے سبب سے خود آپکے پاس نہ آسکا اس میرے تکلیف دینے کو معاف کیجیے یہ کہتا
یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر بصد خوشی بارہ دری مین لیجاکے قریب اپنے تخت کے ایک کرسی
جواہر نگار پہ بٹھایا اور اُن سب نازنینون کی طرف دیکھکر کہا تم یہان سے جاؤ ہمین کچھ باتین خواجہ سے
تخلیہ مین کرنا منظور ہین نازنینان مذکور بارہ دری سے اُترکر باغ مین آئین خواجہ نے سر اُٹھا کر سقف
بارہ دری کو دیکھا در و دیوار و فرش پہ نظر کی دیکھتے ہی آنکھین کُھل گئین منھ مین پانی بھر آیا
حیرت سے سکتا سا ہوگیا کیونکہ کرورہا روپیہ کا شیشہ آلات اشیاے جواہر بیش بہا اُس
بارہ دری مین تھے اور مانند عروس شب اول کے آراستہ تھی خورشید روشن دل نے خواجہ کو
مانند آئینہ کے حیران دیکھکر مسکرا کر کہا ای خواجہ اس بارہ دری کی آراستگی کو کیا نظر حیرت سے
دیکھتے ہو یہ تو مین نے محض واسطے ایک لمحہ بیٹھنے کے آراستہ کی ہے اس بارہ دری کی کیا حقیقت ہے
جو اشیاء اس بارہ دری مین پسند طبع ہون حاضر و موجود ہین بے تکلف اُنھین لے لیجیے ان
سب اشیاء کو اپنا ہی تصور کیجیے خواجہ نے جواب دیا واقعی آپ سچ کہتے ہین خورشید روشن دل
نے یہ سُنکر پکار کر کہا ای ساقیان خوبرو جلد کشتیان شراب کی مع ساغر بلورین لیکر آؤ اور ای نازنینان
پری تمثال وہ کئی سو کشتیان زر و جواہر سے مملو جو کہنے برائے نذر خواجہ تمھارے حوالے کی ہین جلد
اُنھین لیکر یہان آؤ اُن سب نے عرض کیا حاضر ہوتے ہین خورشید روشن دل نے کچھ سوچکر خواجہ سے
کہا مجھے منظور ہے کہ جلد پہلے آپ سے کچھ باتین تخلیہ مین کرلون بعد اُسکے ساقی و نازنینان خوبرو یہان
کشتیان لیکر آئین اور رقاصہ بھی آکے آپکے روبرو رقص و نغمہ کرے خواجہ نے کہا بہتر ہے پہلے
باتین ہی کر لیجیے بعدہ اُن سب کو یہان بلا لیجیے یہ سُنکے خورشید روشن دل نے پکار کے کہا خبردار
ابھی کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہم طلب کرین تو یہان آنا چونکہ نازنینان خوبرو کشتیان اشرفی
کی کنیزون کے سرون پر رکھکر قبل منع کرنے خورشید روشن دل کے بارہ دری کے زینون کو
طے کرکے روبرو شاہ مذکور کے جانے والی تھین اب منع کرنے سے شاہ مذکور کے پلٹ کر جانے
لگین خورشید روشن دل نے اُنھین دیکھکر کہا اگر کشتیان لے آئی ہو تو خیر روبرو خواجہ کے رکھ دو
اُنھون نے حکم کی تعمیل کی بعد ازان بارہ دری سے اُترکر باغ مین گئین خواجہ کشتیون کو

دیکھکر ازحد شادمان ہوئے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا یہ سب کشتیان مین نے واسطے آپکے
طلب کی ہین جب یہان سے جایئے گا لے لیجیئے گا بالفعل رکھی رہنے دیجیئے مین سوا ان کشتیون کے
اور بھی چند اشیائے جواہر اس بارہ دری کے آپکو دونگا یہ کہکے کہا ای خواجہ مین نے آئینہ سحر مین حال آپکی
عیاری کرنے کا بخوبی دیکھا کس خوبی سے آپنے عیاری کی ہی کہ مین ازحد خوش ہوا ملکہ ماہ سبزپوش
زوجہ عجائب جادو ساحرہ زبردست کو عجب خوبی سے بیہوش کیا کیا تعریف آپکی کیجائے سچ تو یہ ہی کہ آپکا
مثل و نظیر نہین ہی اب یہ تو بتایئے کہ ملکہ ماہ سبزپوش کو زنبیل سے نکال کے ہدایت کیجیئے گا یا نہین
یا ہمیشہ زنبیل ہی مین رکھیئے گا خواجہ نے جواب دیا ابھی عیاری آپ نے میری کیا دیکھی ہی اتنے طلسم رنگین حصار
مین آیا ہون میری عیاریان دیکھیئے گا آپ مجتبانہ اور ازراہ قدردانی میری ایسی ثنا کرتے ہین ورنہ
مین لائق تعریف نہین ہون ایک بندہ گنہگار پروردگار ہون بیوقوف و بے ہنر ہون آپ محض میری عزت
افزائی کرتے ہین ملکہ ماہ سبزپوش کے باب مین جو آپ نے فرمایا ہی اسکے مقدمے مین صرف اسقدر
کہا جاتا ہی کہ مجھے حکم اسی قدر ہی کہ تین روز سے زیادہ کسی ساحر یا ساحرہ کو زنبیل مین قید نہ رکھون
پس مین موافق حکم عمل کرونگا اسے زنبیل سے نکال کے ہدایت کرونگا اگر اس نے میری ہدایت سے
دین اسلام اختیار کیا تو فہوالمراد ورنہ اسے خنجر آبدار سے ضرور قتل کرونگا زنبیل مین نہ رکھونگا اسقدر
میرے پاس غلہ اور روپیہ کہان ہی جو اہل زنبیل کو طعام دیا جائے اگر آپ فرمایئن تو اس ساحرہ کو اپنی
زنبیل سے نکال کے آپکے روبرو ہدایت کرون خورشید روشن دل نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب
ہو کیجیئے مگر مین یہ کہتا ہون کہ ملکہ ماہ سبزپوش ساحرہ نہایت زبردست ہے مانند آفات
جبار دست کے ہے کہ دادی افراسیاب جادو ملک طلسم ہوشربا کی تھی اسکا زنبیل مین رکھنا
اچھا نہین ہے کیونکہ عجائب جادو کی زوجہ ہی عجائب جادو اسکا عاشق ہی الفت و محبت اس سے
ازحد رکھتا ہی جب تک اسکو یہ معلوم ہوگا کہ زوجہ میری زنبیل مین خواجہ کی ہی آپکے قتل و گرفتاری
کی فکر مین کد و کوشش کریگا شب و روز آپکا درپی آزار رہے گا اور جب اسکو کتاب سامری یا
اور کسی طور سے ثابت ہو جائیگا کہ اب زوجہ میری خواجہ کی زنبیل مین نہین ہی تو عیادان وہ آپ کا
دشمن نہوگا لہذا اسوقت میرے سامنے اسے نکالیئے یہان عجائب جادو نہ آئیگا اور اگر آبھی جائیگا
تو مین اس سے سمجھ لونگا مقابلہ و مجادلہ اس سے بخوبی کرونگا کیا مجال اسکی کہ وہ اپنی زوجہ کو میرے
سامنے سے لیجائے اگر اسوقت ملکہ ماہ سبزپوش آپکی رہنمائی کرنے سے مشرف بدین اسلام ہوگئی تو
خیر یا مطیع اسلام ہوئی تو فبہا ورنہ اسے میرے حوالے کیجیئے گا مین اسکو ایسی جگہ نظربند کردونگا کہ عجائب
کبھی رہا نہ کرسکیگا اور یہ مین محض آپکی دوستی و محبت سے کہتا ہون ورنہ آپکو اختیار
ہی اس تدبیر سے جان آپکی عجائب جادو سے بچ جائیگی خواجہ نے یہ تقریر سنکے ملکہ ماہ
سبزپوش کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ دافع بیہوشی سے اسے ہوشیار کرکے سوزن تو اسکی زبان مین
دیا ہوا تھا ستون بارہ دری سے باندھ کر اسے ہدایت کی اس نے اشارہ سے کہا مین ہرگز مطیع اسلام
یا مسلمان نہونگی خواجہ اسکے اشارے کی تقریر سمجھ کے آمادہ اسکے قتل کرنے پر ہوئے خورشید
روشن دل نے گھبرا کے ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیا خنجر خواجہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا

ای خواجہ اتنی بڑی ساحرہ کو قتل کرتے ہو کیا غضب کرتے ہو عجائب جادو بھلا آپکو زندہ رکھے گا
اگر آپ اسوقت اسے قتل کیجیے گا وہ کسی وقت قابو پاکے ضرور آپ کو مار ڈالے گا مین نہین چاہتا
کہ دشمن آپ کے دست عجائب جادو سے قتل ہون پس مصلحت وقت یہ ہی کہ اسکو میرے حوالے
کر دیجیے مین اسکو اپنی رائے کے موافق ایسی جگہ قید کرونگا کہ عجائب جادو کبھی اسکو رہا نہ کر سکے گا
خواجہ نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب جانیے کیجیے خورشید روشن دل نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے
سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا ای پریزادان طلسم جلد تر وہ حباب طلسمی کہ خوبصورت مثل کالنسہ یا ناندہ
کے ہے اور اس مین پانی چاہ سامری کا ہے اور ایک زمانہ دراز سے وہ تمھارے پاس ہے ہمارے
روبرو لیکر آؤ بمجرد اس کہنے کے ایک جانب سے ہوائے تند و سرد آئی تھوڑی دیر مین چند پریزاد ایک
تخت پر سوار ایک حباب پر آب لیے ہوے حاضر ہوئین خورشید روشن دل کو تخت سے اتر کر
سلام کیا اور کہا حضور نے بعد ایک زمانہ دراز کے آج ہمکو کیون طلب کیا ہی کیا کسی کو زندان طلسمی
مین قید کرنا منظور ہی یا آب چاہ سامری لینا ہی کسی پر سے سحر دفع کرنا ہی یا کسی بیمار و لاغر و کاہل کو
واسطے شفا کے آب مذکور لیکر پلانا منظور ہی خورشید روشن دل نے جواب دیا مین نے تمکو محض اسواسطے
طلب کیا ہی کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو یہان سے لیجاؤ اسکی نگہداشت کرو بعد چند روز کے جو ہمین منظور
ہوگا وہ اسکے بارے مین کرینگے یہ کہکے ملکہ مذکورہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھاکے اس کالنسہ حباب صورت
مین اندر اس پانی کے ڈالدیا ملکہ ماہ سبز پوش جب اس حباب مین ڈالدی گئی پریزادان مذکور حباب
مسطور لیکر رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے جانے لگین خورشید روشن دل نے انکی طرف
دیکھکر خواجہ کی آنکھ بچاکے کچھ اشارے سے کہا وہ مسکراکے جس طرف سے آئی تھین روانہ ہوئین
خواجہ بیٹھے رہے خورشید روشن دل نے بعد جانے ان پریزادون کے سحر پڑھکے زمین پر ہاتھ
مارکے خواجہ سے ہنسکر کہا ای خواجہ ذرا اٹھو تو جاؤ وہ کشتیان زر و جواہر کی اٹھاکے نذر زنبیل
کرو خواجہ نے چاہا اٹھون زمین سے اٹھا نہ گیا نہایت حیرت ہوئی خورشید روشن دل سے
کہا اسوقت زمین نے مجھے پکڑ لیا ہے مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپنے
از راہ مزاح سحر کرکے میرا یہ حال کیا ہی آپکو تو اسطرح مجھ سے ہنسنا لازم نہین ہی خورشید روشن دل
نے جواب دیا او عیار مکار آگاہ و خبردار ہو کہ منم عجائب جادو دیکھ مین نے کس تدبیر و حکمت سے
کہ عیار بھی ایسی مکاری نہ کر سکین گے تجھ ایسے ظالم و عیار بلائے روزگار سے برفق و مدارا پیش آکے
اپنی زوجہ کو تیری زنبیل سے تجھ ہی سے نکلواکے پریزادون کے حوالے کر دیا ہے دیکھ یون
تجھ ایسے عیار سے عیاری کرکے زوجہ کو اپنی مین نے تیری زنبیل قید سے رہا کر لیا اور تجھکو
قید کر لیا اب بتا کہ تجھکو کس طرح قتل کرون اسوقت ہی کوئی تیرا معین و مددگار کہ تجھکو میرے
ہاتھ سے بچائے کہان ہی بہت بڑا تیرا مددگار خورشید روشن دل کہ وہ یہان آکے تیری حمایت
کرے او نابکار عیار غضب کیا تھا تو نے کہ علاوہ رہا کرنے طلسم کشا وغیرہ کے تو نے میری زوجہ کو
بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا مین ہی ایسا ساحر زبردست و مکار تھا کہ تجھکو دام مکر مین
مبتلا کرکے باغ سبز دکھاکے ملکہ ماہ سبز پوش کو تیرے قبضے سے نکال لیا یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ

پکڑکے مکر رتبلاے سحر کرکے زمین سے اُٹھاکے بارہ دری سے اُتر کے کچھ سنگریزے زمین سے
اُٹھاکے سحر اُنپر دم کرکے جانب باغ و بارہ دری مارے خواجہ نے دیکھا کہ تھوڑی دیر مین وہ بارہ دری
و باغ و جملہ نازنینان خوبرو کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جس جگہ کثرت گلہاے رنگارنگ سے گویا
باغ شداد نظر آتا تھا اُس جگہ کو خارستان پایا جس طرف نظر اُٹھاکے دیکھا صحرا ہی دکھائی
دیا گرد و غبار اُڑتا نظر آیا خواجہ یہ حال دیکھکر دام مکر و سحر عجائب جادو مین مبتلا ہوگئے دھوکا کھاکے
دنگ ہوگئے دل مین کہنے لگے مین تو عیار تھا ہی عجائب جادو بھی عجب مکار و عیار ہے
کس عنوان سے اِس نے مجھے گرفتار کیا اور اپنی زوجہ کو زنبیل سے نکلوا کے حوالے پریزادون کے
کر دیا ایسا دھوکا کبھی زندگی مین مین نے نہ کھایا تھا کیا بُری میری تقدیر ہے جو دوست صورت تھا وہ
بہ باطن دشمن تھا اسکی کیا خبر تھی بمصداق اس شعر کے ۔ شعر + واے تقدیر معین جو تھا وہ رہزن نکلا
دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا + خیر اب تو دھوکے سے اُسکے دام فریب مین پھنس گئے ہو اب
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ جان اپنی اس مکار و جفاکار کے ہاتھ سے بچاؤ یہ تجویز کرکے عجائب جادو
سے کہا اے بادشاہ فلک بارگاہ سچ تو یہ ہے کہ تیرا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہے جیسا مین نے
سُنا تھا ویسا ہی تجھے پایا اشتیاق تیری ملازمت کا مجھکو میرے لشکر سے یہان تک لایا رسائی
تجھ ایسے بادشاہ تک میری دشوار تھی مین سوچا کہ ایسی کوئی تدبیر کرون کہ جسکے سبب سے عجائب جادو
تک میری رسائی ہو سوچتے سوچتے مین نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سیمپوش کو بیہوش کرکے داخل
زنبیل کیا تھا ارادہ یہ تھا کہ ملکہ موصوفہ ملکہ رنگین کاکل کشا طلسم کشا وغیرہ کو حاضر خدمت
ہوکے زنبیل سے نکال کے بطور نذر پیش کرونگا اور اس اپنی عیاری کے کمال و ہنر کو ظاہر کرکے
امیدوار ملازمت کا ہونگا بدی مقدر سے جو دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی تجھ ایسے قدردان
بادشاہ کو مین نے نہ پہچانا کیونکر پہچانتا کہ صورت تبدیل تھی اب تجھ ایسے بادشاہ نے خود اپنی شکل اصلی
دکھائی اپنے تئین ظاہر کیا لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ملازمون مین آپ داخل کرین تصدق دل
تیری خیر خواہی کرونگا طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا و فرزند رشید روشن دل حیدر شاہ و سرشار
شاہ و شاہزادہ فیروزہ ماہ بدر رانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ کو زنبیل سے
نکال کے تیرے حوالے کردونگا جسکو تو کہے گا اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا تمام زندگی تیری ملازمت سے
انکار نہ کرونگا اگر تو کہے گا تو امیر ثانی کو بعیاری گرفتار کرکے تیرے حوالے کردونگا عجائب جادو نے
تقریر خواجہ کی سُنکے بصد قہر و غضب جواب دیا او عیار مکار تو مجھ ایسے ہوشیار سے باتین فریب
کی کرتا ہے مجکو دام مکر مین پھانسنا چاہتا ہے مین وہی ہون کہ تجھ ایسے عیار بلاے روزگار کو
فریب سے گرفتار کر چکا ہون بھلا تیرے دام مکر مین کب آؤنگا تو ایسی تقریر عبث کرتا ہے کچھ تجکو
نفع نہ دیگی اب تو میرے ہاتھ سے ہرگز جانبر نہوگا یہ کہکے کارد آبدار نکال کے کہا اگر تو میری دختر
کو زنبیل سے نکال دے اور میرے حوالے کردے تو خیر تجھے قتل نہ کرونگا ورنہ ابھی تجکو قتل
کرونگا خواجہ نے جواب دیا اے بادشاہ اگر تو سحر اپنا مجھ پر سے دفع کردے تو ابھی تیری دختر کو زنبیل
سے نکال دون عجائب جادو نے جواب دیا او مکار آگاہ ہو کہ مین نہایت ہوشیار اور تیرے

حال سے خبردار ہون تجھ پر سے اگر سحر دفع کر دونگا تو پھر تو ہاتھ نہ آئیگا خواجہ نے کہا اے بادشاہ
بھلا مین تجھ ایسے بادشاہ صاحب اختیار زبردست ساحر کے سامنے سے بھاگ سکتا ہون اگر بھاگونگا
تو تجھ سے کہان بھاگ کر جاؤنگا دو قدم بھی بھاگ نہ سکونگا تیرے سحر سے پاؤن میرے زمین
پکڑلے گی عجائب جادو نے کہا مین ہرگز اپنا سحر تجھ پر سے دفع نہ کرونگا مین نے سُنا ہے کہ تیرے
پاس ایک ایسی گلیم ہے کہ جب تو اُسے اوڑھ لیتا ہے تو نظر سے غائب ہوجاتا ہے پس اگر رہائی اپنی
چاہتا ہے تو پہلے میری دختر کو زنبیل سے نکال دے خواجہ نے کہا اے بادشاہ یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی
مجھے گرفتار کرتا ہے تو زنبیل بند ہوجاتی ہے اسی کو بعض بعض لوگ ناواقف کہتے ہین کہ زنبیل غائب
ہوجاتی ہے حالانکہ غائب نہین ہوتی ہے مگر بند ہوجاتی ہے کوئی شئے اُس سے نکال نہین سکتا ہون ہاتھ بھی
بھی میرا اُس تک پہونچ نہین سکتا ہے عجائب جادو نے کہا او مکار تو جھوٹ کہتا ہے اچھا تو میری
دختر وغیرہ کو زنبیل سے نہین نکالتا ہے مین روح تیری تیرے تن سے مانند ملک الموت کے نکالونگا
یہ کہکے ارادہ قتل کرنے کا کیا اُسوقت خواجہ نے رجوع قلب سے سوے فلک دیکھکے درگاہ
خدا مین یہ دعا کی کہ خداوندا مجکو دست عجائب جادو سے بچا یہ نابکار مجھے ابھی قتل کیا
چاہتا ہے ہنوز خواجہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ زمین شق ہوئی عجائب جادو نے دیکھا کہ
ملکہ ماہ سبزپوش عرف نیرنگ جادو برہم و غضبناک گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی عجائب جادو
نے اُسے دیکھکر نہایت شادان و فرحان ہوکے پوچھا صاحب خیر تو ہے تم کیونکر یہان تک آئین گھبرائی
ہوئی کیون ہو اُس نے کہا مین حباب طلسم سے صحیح و ہوشیار ہوکے مانند مچھلی کے تڑپ کر نکل آئی
پریزادون کو رخصت کرکے محض اسواسطے یہان آئی ہون کہ عمرو ثانی کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرون اچھے وقت پر یہان آئی کہ تمنے اس کو قتل نہین کیا تھا ارادہ قتل کرنے کا
تھا عجائب جادو نے کہا مین تو ابتک اسے قتل کر چکا ہوتا خود ہی اسکے قتل کرنے مین دیر کی صرف
اس خیال سے کہ اگر اسکو قتل کرونگا دختر تمھاری ملکہ رنگین کاکل کشا زنبیل ہی مین رہجائیگی پھر
کبھی تجھ سے نہ ملے گی یہ عیار مکار وہ بلائے بے درمان ہے کہ لاکھ لاکھ مین نے اسکو دھمکایا ڈرایا
رہا کر دینے کا اس سے اقرار بھی کیا مگر یہ تمھاری دختر اور طلسم کشا وغیرہ کو کسی طرح زنبیل سے
نہین نکالتا ہے حیلہ و حوالہ کرتا ہے کہتا ہے کہ جب کوئی مجکو گرفتار کرتا ہے زنبیل بند ہوجاتی ہے پہلے مجکو
رہا کر دو پھر مین طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے حوالے کرونگا مجکو اس مکار کے کہنے کا یقین نہین ہے
اگر اس پر سے سحر دفع کر دونگا تو یہ اپنی گلیم اوڑھ کے نظر سے غائب ہوجائیگا کبھی تمھاری دختر
اور طلسم کشا کو مجھے نہ دیگا ملکہ ماہ سبزپوش نے کہا صاحب تم اسکو میرے حوالے کرو مین تو کسی
طور سے اپنی دختر کو اس سے لے لونگی پھر اسکو قتل کر ڈالونگی اس نے مجکو بیہوش کرکے اسیر کیا تھا
کیا اب مین اسکو زندہ چھوڑونگی عجائب جادو نے مسکراکر کہا صاحب تمکو اختیار ہے جو مناسب جانو
اسکے حق مین کرو ملکہ ماہ سبزپوش نے ایک رقعہ ملفوف عجائب جادو کو دیا اور کہا صاحب اس
رقعہ کو ابھی نہین کسی وقت دیکھ لینا اس مین کچھ میرا حال تحریر ہے جو راہ مین مجھ پر گذرا ہے بڑی
مشکل سے حباب طلسمی سے نکل کر یہانتک آئی ہون یہ کہکے رقعہ مذکور دیکے خواجہ کو لیکر بزور سحر

زمین میں غرق ہوکے جہان جانا منظور تھا چلی گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے عجائب جادو نے اُس
رقعہ کو کھول کر پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ ای عجائب جادو تم خواجہ کو اسیر کرکے بہت نازان اور خوش
ہوے تھے کلمات نخوت و غرور اپنی زبان پر جاری کرتے تھے خود ہی اپنے مکر و فریب کی ثنا کرتے تھے بار بار کہتے
تھے کہ اس عیار کو میں نے عجیب عیاری سے گرفتار کیا ہی اگر غرور و لاف کرو تو تمنے کیا عیاری کی ہی عیاری کی
میں نے کی ہی میں خورشید روشن دل دیکھو تمہاری زوجہ کو میں نے راہ میں حباب طلسمی سے نکال کے
قید کر لیا ہی اور اُن پریزادوں کو بھی اسیر کر لیا ہی اب یہاں آکے خواجہ کو بھی لیے [illegible]
ہوں اب اپنے اہل دربار میں جاتا ہوں تمہاری زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش کو قید کرونگا بعزت و حرمت
زندان میں رکھونگا یہ خیال نہ کرنا کہ اُسے قتل کرڈالونگا یا کسی طرح اُسکی ذلت و بے آبروئی گوارا
کرونگا افسوس کرتا ہوں کہ جسوقت تمنے خواجہ کو اسیر کیا تھا میں غافل تھا جب تم خواجہ کو اسیر کر چکے
اُسدم میں حال خواجہ سے آگاہ ہوا ورنہ خواجہ کو کیا اسیر کر سکتے میں ایسے مدد خواجہ خود آتا یا کسی عیار
زبردست کو روانہ کرتا یا تمہارے فریب دینے سے خواجہ کو آگاہ کر دیتا عجائب جادو یہ عبارت پڑھکے
نہایت ملول و غضبناک ہوا دل میں کہنے لگا ای عجائب جادو تو نے سخت دھوکا کھایا خورشید روشن دل
کار نمایان کر گیا اے تیری زوجہ کو مع پریزادوں کے اسیر کرکے لے گیا خواجہ کو بھی رہا کرکے قتل کرنے
سے بچا کے ہمراہ اپنے لے گیا تو کچھ نہ سمجھا کہ ملکہ ماہ سبز پوش حباب طلسمی سے نکل کے کیونکر آئی گو وہ اس
رقعہ میں لکھتا ہی کہ میں ملکہ ماہ سبز پوش کو قتل نہ کرونگا بعزت و حرمت اسیر کرونگا لیکن مجھے اُسکے اس
لکھنے کا کب اعتبار ہی وہ طلسم کشا کا شریک و دوست ہی دشمن کا دوست بھی ایک قسم کا دشمن ہی بھلا وہ مجھسے
ایسی دوستی کریگا یہ مجکو وہ دھوکا دیتا ہی میں کب اُسکے اس لکھنے کا اعتبار کرونگا جس طرح ہو سکیگا اپنی
زوجہ کو چھڑا کے رہا کرکے لاؤنگا اگر لڑائی ہوگی لڑونگا جان اپنی دونگا ناموس کی بے عزتی و اسیری گوارا
نہ کرونگا اور قتل ہونا اُسکا اپنی آنکھوں سے ہرگز ہرگز نہ دیکھونگا یہ باتیں اپنے دل میں کہکے خیال زوجہ
مذکورہ میں آبدیدہ ہوکے دیوانہ وار اُس صحرا سے روانہ ہوکے اپنے دربار میں جاکے تخت پر بیٹھا وزرا
اُسکے چہرے پر آثار رنج پا کے پوچھا ای بادشاہ خیر تو ہی اسوقت مزاج کیسا ہی کہاں سے آپ
تشریف لائے ہیں باعث اضطراب و ملال کیا ہی عجائب جادو نے آبدیدہ ہوکے تمام حال جو گذرا تھا
بیان کرکے کہا خورشید روشن دل میری زوجہ اور خواجہ کو لے گیا ہی میں بھی بلا سے لیے دربان ہونگا
کوئی اور نہیں عجائب جادو ہوں خورشید روشن دل کو مار ہی ڈالونگا اسوقت میرے ہوش
و حواس بجا نہیں ہیں اسوجہ سے تم سے پوچھتا ہوں کہ براے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش کیا تدبیر
کروں اُنھوں نے عرض کیا حضور ہمارے نزدیک یہ تدبیر ہی کہ بالفعل طائران سحر روانہ کیجیے جب وہ
کوئی خبر دیں اسوقت جو مناسب ہو اسپر عمل کیجیے عجائب جادو کو یہ راے اُنکی اچھی معلوم ہوئی اُسوقت
چند طائران سحر کو براے دریافت خبر سوے دربار خورشید روشن دل روانہ کیا ادہر تو عجائب جادو
نے طائران سحر کو روانہ کیا اُدہر خورشید روشن دل بصد خوشی و شادی اپنے اہل دربار میں پہونچا
تخت پر بیٹھکر سحر عجائب جادو خواجہ عمرو ثانی پر سے دفع کیا خواجہ اُسکی دوستی و احسان کا شکر
ادا کرکے کرسی پر بیٹھے اور پھر خواجہ نے اہل دربار بادشاہ خورشید روشن دل سے مخاطب ہوکے

کہا آج اگر بادشاہ ذیجاہ تمہارے واسطے میری رہائی و مدد کے نہ جاتے اور مجھے یہان اپنے ہمراہ نہ لاتے
تو عجائب جادو یا تو مجھے قتل کرتا یا اسیر کرتا اہل دربار خصوص وزرا نے جواب دیا ای خواجہ سچ تو یہ ہی
کہ جب سے ہمارے بادشاہ فلک بارگاہ طلسم کشا کے شریک ہوے ہین ہر وقت و ہر ساعت طلسم کشا اور
آپ کا خیال رکھتے ہین جان و مال و فوج سے شرکت اختیار کی ہی مانند انکے شجاع و بہادر و ہوشیار و دانا
کوئی بادشاہ روے زمین پر نہوگا اگر کوئی ہوگا بھی تو جسقدر اوصاف حمیدہ ان مین ہین اس مین نہو نگے
خورشید روشن دل نے تقریر خواجہ اور اپنے وزرا وغیرہ کی سنکے کہا بس خاموش رہو اسقدر تعریف میری
شکر مین ایسا ادنے بادشاہ ہون کیا مین نے ایسا کار نمایان کیا ہی جسکی اسقدر تعریف کی گئی ہے یہ کہکے
حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجیے خواجہ دست عجائب جادو سے جانبر ہوے ہین اسکی خوشی
کرنا ضرور ہی حسب الحکم ملازمون نے جلدتر بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کی خورشید روشن دل
و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار بادشاہ موصوف الصدر بزم عشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے اس وقت
حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ساقیان شوخ چشم و خوبرو کشتیان بادہ تند و مشکبو کی مع شیشہ
و جامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے شاہ مسطور و خواجہ وغیرہ کو شراب ناب جام بلورین مین بھر بھر کے
دینے لگے جملہ اہل بزم عشرت شراب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان گلبدن کشتیان
بادہ تیز کی اٹھا کے لے گئے بعد جانے ساقیون کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
نہایت خوش گلو و خوبرو و نوجوان کہ علم موسیقی مین کامل تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بہ ناز و ادا
محفل عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے بادشاہ وغیرہ کے کھڑی ہوئی سازندے سازون کو
درست کر کے گت بجانے لگے رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر اہل
بزم بجاے خود تعریف اسکے رقص کی کرنے لگے رقاصہ نے تادیر رقص کر کے بعد گانے مبارکباد کے
غزل شروع کی

غزل

ای شمع ہو کے سینہ مین گو شمع نور تھا
پروانہ تھی شمع پاس اگرچہ تھی دور تھا
جھانکی بھر یار مین کس کس کو چشم تر
آنکھون کی کچھ خطا تھی نہ دلکا قصور تھا
نزدیک اس کے ہے کہ ہوا سبب مجکو لیا
ہم چشم یار مین تھا پاس دور تھا

ہی دل شمع تیغ دار و رسن سے دور تھا
جلنے مین سوز شمع سے بر رشک طور تھا
ٹھہرا نہ آگے ضبط کے ای آہ بے گناہ
دل بیقرار تھا تو جگر نا صبور تھا
مستی کو عشق سے جو ہوا فاقہ تو مین کہون
تھا بیخودی سے مرگ وہ جب سے دور تھا

عاشق کی قبر پر اسے رونا ضرور تھا
اے دل دعا کے آہ مین تجھ سے کبھی ہوئی
دل اتنا قصوروار جو مین سو قصور تھا
پابند حکم ضبط تجھے کر دیا ہین نہ اشک و درد
پھر حیا کی خاک ہو گیا و شمع وہ طور تھا
روے سبابان شمع سبب یا برنگ گل

اہل بزم یہ اشعار غزل سنکر تعریف کرکے بجاے خود کہا کیا اچھے اشعار
کسی شاعر نے کہے ہین نہیں معلوم کس شاعر کی یہ غزل ہی اگر مقطع بھی اس غزل کا یہ رقاصہ گاتی
تو نام صاحب غزل سے اطلاع ہوتی رقاصہ مذکورہ غزل مندرجہ تمام کرکے
دوسری غزل عاشقانہ گانے لگی خورشید روشن دل خوش ہو کے بار بار اسے انعام دینے لگا دو
زر و جواہر پینے لگی جب تادیر رقص و نغمہ کرچکی بزم عشرت سے مالامال ہو کے ہمراہ اپنے سازندون کے
چلی گئی بعد اسکے جانے کے بعد دیگرے کئی ارباب نشاط بزم عشرت مین آکے ناچنے گانے لگے
اہل بزم انکے رقص و نغمہ سے خوش ہوے چار پہر تک اسی طرح رقص و نغمہ ارباب نشاط سے

اہل بزم لطف اُٹھایا کیے بعد چار پہر کے کچھ سوچ کے خورشید روشن دل نے کہا کہ اب بزم عشرت آراستہ
دیکھنا خوب نہیں ہے سر شام سے اسوقت تک آراستہ رہ چکی اب رقص و نغمہ رقاصان موقوف
ہو جانا چاہیے خواجہ نے کہا یہ وقت نماز صبح کا ہی ضرور ہی کہ اب ناچ گانا موقوف ہو خورشید روشن دل
وغیرہ بزم سے اُٹھے خواجہ نے نماز سحر پڑھی جب آفتاب ظاہر ہوا خورشید روشن دل تخت حکومت پر
رونق افروز ہوا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہوئے خواجہ بھی بعد ادائے نماز سحر اور پڑھنے تعقیبات صبح
کے دربار میں شاہ موصوف کے جاکے کرسی پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب
ہوکے کہا اب شاہزادہ رستم ثانی و ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکالیے عمرو ثانی نے اُسیوقت
ہر ایک کو زنبیل سے نکالا سب کو فتیلہ واقع بیہوشی سنگھاکے ہوشیار کیا سب نے آنکھیں کھولیں اپنے
تئین دربار خورشید روشن دل میں پایا نہایت حیرت ہوئی خصوص طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا
و فرزند خورشید روشن دل کو زیادہ تر حیرت ہوئی طلسم کشا نے بادشاہ موصوف سے ملکر ایک
دنگل پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو اندر محلسرا خورشید روشن دل کے بھیجکر پوچھا میرا یہانتک
آنا کیونکر ہوا خورشید روشن دل نے مسکرا کر جواب دیا ای شاہزادہ ذیوقار اسکا احوال
خواجہ سے پوچھو شاہزادہ جانب خواجہ متوجہ ہوا عمرو ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا شاہزادہ
موصوف تمام حال سنکے خورشید روشن دل سے مخاطب ہوکے کہنے لگا عجب کار نمایان آپ نے کیا
خواجہ پر اور مجھ پر احسان کیا خورشید روشن دل نے جواب دیا کیا ایسا ہیچ کار نمایان کیا ہی کہ آپ
ایسا کہتے ہین یہ کہکے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر آئے طلسم کشا وغیرہ کو انھون نے
شراب پلائی اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہی کہ جب خورشید روشن دل خواجہ کو اپنے
دربار میں لایا اسیوقت خواجہ نے خورشید روشن دل کے کہنے سے بجز ملکہ ماہ سبز پوش کے
طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کیا بعد اسکے بزم عشرت آراستہ ہوئی طلسم کشا
و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و فرزند خورشید روشن دل و جمشید شاہ و سمر شمار
شاہ وغیرہ نے بزم مین جاکے رقاصان خوبرو کا رقص دیکھا گانا انکا سنا دوسرے روز دربار مین
جب سب علی قدر مراتب آکے بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا مین حصار اپنے
سحر سے کرلون تو آپ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکالیے خواجہ نے منظور کیا خورشید روشن
دل نے مخفی بخیال عجائب جادو کے اپنے دربار کی تمام زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ بلکہ فولادی
کردیا اور گرد اپنے دربار کے تین حصار کیئے ان حصارون سے یہ صورت پیدا ہوئی کہ چہار طرف دربار کے
تین دیوارین فولادی و آتشین نمایان ہوئین اسی طرح سوے فلک بھی ایسا سحر پڑھ کر خورشید
روشن دل نے پھونکا کہ زیر آسمان تک آسمان فولادی سحر کا پیدا ہوا جب اسی طرح تخت و فوق
و چہار طرف سمت سحر سے حصار کر چکا اور ہر سمت ساحرون کو مقرر کر چکا اور وہ سب حفاظت
و نگہبانی کرنے لگے خواجہ نے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو کو زنبیل سے باہر نکالا
سب نے دیکھا کہ زبان مین اسکی سوزن دیا ہی منہ اسکا کھلا ہی خورشید روشن دل نے خواجہ
سے کہا اب اسکو ہوشیار بھی کرو خواجہ نے بیہوشی اسپر سے دفع کی سونا اُسنے اچھی طرح ہوشیار

ہوکے آنکھیں نہ کھولیں تھیں کہ خورشید روشن دل نے کچھ سوچ کر آہستہ ایسا سحر پڑھا کہ گرد ملکہ ماہ
سبز پوش کے ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ گویا ماہ چہار طرف سے گہن میں آگیا بعد ایک لمحہ کے وہ سیاہی
و تاریکی دفع ہوئی ملکہ ماہ سبز پوش اسی طرح سب کو نظر آئی کسی کو یہ بھی ثابت نہوا کہ خورشید
روشن دل نے کیا کیا غرض بعد دفع ہونے تاریکی مذکور کے خواجہ نے باشارہ خورشید روشن دل
ملکہ ماہ سبز پوش کو عین دربار میں اندر اسی حصار کے ایک ستون سے رسی سے مضبوط باندھا ملکہ ماہ
سبز پوش نے آنکھیں کھولیں چہار طرف بنظر حیرت دیکھا اسوقت خواجہ نے اسے ہدایت کی اس نے
کچھ اشارے سے بھی نہ کہا خواجہ نے مکرر جب اسے تا دیر ہدایت کی اس نے اشارے سے کہا میں ہرگز مسلمان
نہ ہونگی کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری نہ کرونگی نہ مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ اور خورشید روشن دل
اسکی تقریر اشارہ کی سمجھ کے برہم ہوئے خورشید روشن دل نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ جلد دار
استادہ کرو زیر دار اسے بٹھاؤ اگرچہ یہ عورت ہے لیکن اسوقت ہماری یہی خواہش و مصلحت ہے ملازموں نے
حکم کی تعمیل کی خورشید روشن دل نے اسکے ہلاک کرانے میں تامل کیا حکم دار پر کھینچنے کا نہ دیا یہاں تو
جمیع اہل دربار اندر حصار سحر کے بیٹھے ہوئے ہیں ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو زیر دار ہے
خورشید روشن دل کو اسکے ہلاک کرانے میں کچھ تامل ہے کسی کا انتظار ہے لیکن اب حال اُن طائران سحر کا
لکھا جاتا ہے کہ جنکو عجائب جادو نے واسطے دریافت کرنے خبر کے روانہ کیا تھا جب وہ طائران سحر قریب
دربار خورشید روشن دل کے آئے دیوار ہائے حصار سحر دیکھکر ٹھہر گئے جو ساحر کہ برج ہائے دیوار حصار سحر
پر اسے حفاظت میں تھے وہ باہم کہہ رہے تھے کہ اے بھائیو خوب ہوشیار و خبردار و نگران رہو بادشاہ
ہمارا اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش کو ہلاک کراتا ہے ایسا نہو کہ عجائب جادو اپنی زوجہ کی جانبری و
رہائی کے واسطے یہاں آئے اور ہمیں اور تمہیں غافل پاکے اندر حصار سحر کے جاکے اپنی زوجہ کو زیر دار سے
اٹھاکے لیجائے دور اسکا ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور اسوقت یہاں آئیگا بادشاہ طلسم رنگین حصار
ہی قیامت برپا کریگا لہذا اسباب اپنی جادو بیون سے نکال کے سحر دم کرکے ہاتھوں میں ناریل
چوبدار و نارنج و ترنج وغیرہ لیے رہو جسوقت عجائب جادو ادھر آئے فوراً اُسے مار تا حتی الامکان
اسے روکنا اندرون دیوار ہائے حصار سحر اسے جانے نہ دینا وہ طائران سحر یہ تقریر ساحران مذکور کی سنکے
تمام حال سے آگاہ ہوکے بصد عجلت جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوئے یہان دربار میں
عجائب جادو بالائے تخت حکومت محزون و مغموم تصور میں اپنی زوجہ کے بیٹھا تھا کبھی خیال زوجہ
میں آہ سرد کرتا تھا گاہ اپنے ناموس کی ذلت اور اپنی رسوائی کے خیال میں اشکبار و فریاد
کرتا تھا تمام اہل دربار اسکے یہ حال اسکا دیکھ کے اندوہناک تھے سر جھکائے بیٹھے تھے شاہ طلسم
رنگین حصار انتظار طائران سحر کا کرکے ارادہ کر رہا تھا کہ اوراق جمشیدی یا کتاب سامری میں حال اپنی
زوجہ کا دریافت کیجیے ہنوز کتاب سامری و اوراق جمشیدی کو نہ دیکھا تھا کہ ناگاہ طائران سحر
روبرو اسکے آئے اور بزبان فصیح جو کچھ ساحروں سے سنا تھا بیان کیا عجائب جادو انکی تقریر
ملال انگیز سنکے بیتاب و بیقرار ہوگیا غصے سے کانپنے لگا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا اپنے اہل دربار
سے اسی عالم غیظ میں کہنے لگا تمنے سنا جو ان طائران سحر نے مجھے خبر دی ہے کیا مجال خورشید روشن دل کی

کہ میری زندگی میں میری زوجہ حسینہ وخوبرو کو دار پر کھینچ سکے قیامت برپا کرونگا طبقے زمین کے
ہلادونگا خورشید روشن دل کو سر دربار جاکر قتل کرونگا کسی کے روکے سے نہ رکونگا میں کیا کوئی
ایسا ویسا ساحر ہوں کہ دیوار حصار سحر کو توڑ نہ سکونگا قسم کھاتا ہوں خداوند تمثال آئینہ رو و
خداوندان سامری و جمشید کی کہ اگر دریائے آتش درمیان میں حائل ہوگا تو اسمیں اپنے تئیں گرادونگا
اور اسے طے کرکے جس طرح ممکن ہوگا اپنے تئیں زیر دیوار پہونچاؤنگا جو مجھ سے لڑیگا اس سے لڑونگا
قتل کرنے سے اعدا کے منہ نہ موڑونگا دریا سے خون بہادونگا طبقہ زمین کا اولٹ دونگا تمامی اہل
دربار اور خورشید روشن دل کو پیوند خاک کرونگا میں عاجز نہیں ہوں صاحب اختیار ہوں مجھے
خورشید روشن دل پر اسوقت کمال غصہ ہے اسکو کبھی یہ لیاقت وجسارت ہوئی کہ وہ میری زوجہ کو
میری زندگی میں دار پر کھینچے کسی نے آج تک کسی عورت کو دار پر کھینچا ہے جو اس نے ایسا قصد کیا ہے
افسوس کچھ پاس و لحاظ اس نے برادری و ہم مذہب ہونیکا بھی نہ کیا مجھ سے ایسی دشمنی کرنیکا ارادہ کیا
پھر اب وہ ہے اور میں ہوں یا وہ نہیں یا میں نہیں اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اگر ہمکو حکم ہو
تو ہم سب ابھی جائیں جسطرح ممکن ہو ملکہ عالم کو لیکر آئیں عجائب جادو نے جواب دیا بھلا تم سب
حصار سحر خورشید روشن دل کو کیا دفع کرسکوگے میں ہی جاتا ہوں تھوڑی دیر میں آتا ہوں تم
سب اسی جگہ بیٹھے رہو یہ کہکے اشیائے طلسمی اور کچھ اسباب نادر طلسمی جلد تر لیکر سحر پڑھ کے
بیٹھے بیٹھے اپنے تخت پر سے غائب ہوگیا وہاں خورشید روشن دل ملکہ ماہ سبز پوش کے ہلاک
کرانے میں تاخیر کر رہا تھا خواجہ کہتے تھے کہ جلد اس ساحرہ کو دار پر کھنچوا دیجیے دیر نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ
عجائب جادو آجائے خورشید روشن دل نے ہنسکر جواب دیا ای خواجہ آپکو میری مصلحت میں دخل
نہیں ہے نہیں معلوم کیا سمجھ کے میں عمداً دیر کر رہا ہوں حال اس تاخیر کرنے کا آپ پر ظاہر ہو جائیگا
مجھے اپنے علم سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہے کہ مجھے اسکا انتظار ہے اسے اسوقت ظاہر نہیں کرسکتا ہوں
خواجہ اسکی تقریر سنکے چاہتے تھے کہ کچھ کہیں ناگاہ شور و غل بیرون دیوار حصار ساحروں
میں ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ وہ عجائب جادو بصد قہر و غضب آتا ہی ابھی شور و غل ہو رہا تھا کہ
عجائب جادو آپہونچا ان ساحروں نے ترنج و نارنج وغیرہ سحر کرکے اسپر مارے کد و کوشش از حد
اسکے مبتلائے سحر کرنے میں اور روکنے میں کی لیکن وہ کسی ساحر کے سحر میں مبتلا نہوا کسی کے روکے
سے نہ رکا جملہ ساحروں کو ہٹا کے مانند شیر غضبناک دیوار حصار سحر کے قریب آیا دیوار آتشیں
سحر کو دیکھکر کچھ سوچکر سحر پڑھ کر پاؤں زمین پر مارکر غرق زمین ہوکر راہ زیر زمین طے کرکے
اس جگہ پر پہونچا کہ اوپر اس زمین کے ملکہ ماہ سبز پوش زیر دار بیٹھی تھی تدبیر اسکے دار پر کھینچنے کی
ہو رہی تھی عجائب جادو نے راہ زیر زمین سے اندر حصار سحر کے پہونچکر چاہا کہ اپنے سحر سے زمین کو
شق کرکے نکلے مگر ممکن نہوا کیونکہ خورشید روشن دل نے اپنے سحر سے زمین کو سنگلاخ و فولادی
کردیا تھا عجائب جادو عاجز ہو کے وہاں سے پلٹا کے اسی جگہ آیا جس جگہ پاؤں مار کر
غرق زمین ہوا تھا اس زمین سے نکلکر خود بخود برہم ہو کے کہنے لگا کہ میرے لڑنے کے
واسطے یہ دیوار حصار سحر گرد اپنے دربار کے حائل کی ہے کیا میں اس دیوار حصار کو

توڑکر اپنی زوجہ تک جا نہیں سکتا ہوں مجبور ولاچار ہوں کیا میں ساحر زبردست وحاکم طلسم
رنگین حصار وصاحب اختیار نہیں ہوں کیا میرے پاس اشیاے نادرہ طلسمی نہیں ہیں جو اس دیوار
حصار سحر سے خوفناک ہوں یہ کہکر ایک گولہ فولادی نکالکر سحر اُس پر پڑھکر دیوار مذکور پہ مارا گولہ دیوار
حصار سحر پر پڑا دیوار مذکور کو جنبش تو ہوئی مگر در پیدا نہوا تھر اگیے رہگئی عجائب جادو نے اُن تحفہ جات
طلسمی سے جو اپنے ساتھ لایا تھا ایک گوہر کلان مانند بیضۂ کبوتر کے نکالا اور خون اپنی پیشانی سکا
کارد سکے نکال کے اُسپر ڈال کے یا سامری کہکر اُسی دیوار مذکور پر مارا اُس طلسمی گوہر کلان کے مارنے سے
دیوار حصار سحر مذکور میں ایک در پیدا ہوا عجائب جادو اُس در سے گذر کر آگے بڑھا دیکھا دوسری
دیوار حصار سحر ہے وہی گوہر کلان ہاتھ میں لیکر خون اپنی انگشت دست چپ کا اُس پر گراکر
سامری کو پکارکر اُسی دیوار پر مارا چونکہ وہ گوہر سحر سامری تھا بدستور اول اُس نے اس دیوار
حصار سحر میں بھی در پیدا کیا عجائب جادو نے اندر اُس در کے قدم رکھا اُسوقت ایک شیر
غضبناک نعرہ کرکے اُسپر حملہ آور ہوا عجائب جادو نے اُسے دیکھکر ٹھہر کر جلد تر ایک گولا فولادی نکال
کے اُسپر سحر دم کرکے اپنے خون دست راس سے اُسے تر کرکے یا خداوند جمشید کہکے اُسی شیر سحر پر
مارا شیر مذکور گولے کے پڑنے سے آہ ونالہ کرکے مجروح ہوکے گرا تو لیکن اُس نے تڑپ کر جست کرکے
عجائب جادو کے پاس پہونچ کے طمانچہ مارنے کا ارادہ کیا عجائب جادو پیچھے ہٹا شیر نے پنجہ اپنا
اُسکی کلائی پر مارا کلائی کو عجائب جادو کی زخمی کرکے زمین پر گرکے تڑپنے لگا پھر ایک شعلہ اُسکے
تن سے ایسا نکلا کہ اُس شعلے سے وہ ہمہ تن جلکے خاک ہوگیا اُسکے خاک ہوتے ہی تاریکی ہوئی
آندھی سیاہ آئی بعدہ آواز آئی افسوس مردیم ومطلب خود نرسیدیم یعنے افسوس ہم مرے
اور ساتھ مطلب اپنے کے نہ پہونچے ہم نام ہمارا پیران جادو تھا جب آئے اس آواز کے وہ
تاریکی دفع ہوئی عجائب جادو اُسی دروازۂ دیوار حصار سحر کی راہ سے گذر کے آگے بڑھا
دیکھا کہ ایک دیوار حصار سحر اور ہے وہ دیوار آتشین تھی ومیدم شعلے اُس سے نکل کے سوے فلک جاتے
تھے حرارت اُس دیوار آتش سحر کی ایسی ہے کہ قریب اُسکے جایا نہیں جاتا ہے یہ حرارت وگرمی اُس کی
مشاہدہ کرکے عجائب جادو نے ایک شیشہ پُر آب نکالا اور تھوڑا پانی شیشۂ مذکور سے چلو میں
لیکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکے دیوار مذکور پر چھڑکا اُس آب چاہ سامری کے چھڑکنے سے وہ
گرمی وحرارت وشعلہ فشانی اُس دیوار کی زائل ہوئی دھوان پیدا ہوا اُس دھوئیں سے ایک اژدر
آتش فشان دہن کھولے ہوے پیدا ہوا عجائب جادو کو نگل جانیکا ارادہ کیا شاہ طلسم رنگین
حصار نے بصد مشکل بزور سحر اُسے مارا اُسکے مرنے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی بعدہ آواز آئی حیف
قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا عجائب جادو آتشبار جادو کو بھی قتل کرکے اُسی گوہر
سامری سے بدستور مذکور دیوار کو توڑکے حصار سحر خورشید روشن دل کو مٹاکے دربار خورشید
روشن دل میں گیا حملہ اہل دربار نے اُسے دیکھکر ارادہ لڑنیکا کیا خورشید روشن دل نے
اشارے سے منع کیا اور آہستہ کہا کہ میں نے خود چاہا ہے کہ یہ اس جگہ آئے ورنہ میرے حصار سحر میں اسکا
آنا آتشبار جادو و پیران جادو کو اسنے قتل کیا میں بیٹھا رہا عمداً اسکو نہ روکا اس میں ایک

مصلحت ہی یہ باشارہ سب سے کہکے واسطے تعظیم عجائب جادو کے اپنے تخت سے اٹھا اور ہنسکر کہا
ای برادر عجائب جادو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم تو تمہارے آنے کے منتظر تھے اُس نے اپنی زوجہ کو
زیر دار دیکھکر کہا ای خورشید روشن دل دیکھا تمنے کہ میں کیونکر دلیرانہ اندر تمہارے حصار سحر کے
آیا کوئی ساحر تمہارے ملازموں سے مجھے روک نہ سکا جب میں یہان تک آچکا اب مجکو اپنے پاس
بلاتے ہو اور بھائی اپنی زبان سے کہتے ہو پہلے تمنے کچھ خیال برادری نہ کیا میری زوجہ کو اسیر کیا
یہان لاکے اُسے زیر دار بٹھایا تمام اپنے اہل دربار میں ناموس کو میرے بٹھایا زوجہ کو میری
بے پردہ کیا مجھے صدمہ دیا تم سے یہ امر بعید عجیب تھا جو تمنے کیا مجھے یہ امید تم سے ہرگز نہ تھی
گو تم طلسم کشا کے شریک ہو گئے تھے مگر میں تمکو ایسا اپنا دشمن عزت وآبرو نہ جانتا تھا اب کہو
تمہارے ساتھ کسطرح پیش آؤں خورشید روشن دل نے جواب دیا ای برادر استفسار بیجا نہ کرو آؤ
ہمارے پاس بیٹھو زیادہ اپنی بہادری ظاہر نہ کرو میں نے خود تمہین نہ روکا تمہارے آنے کی خبر میں نے
سُنی مگر بیٹھا رہا تم سے آمادۂ جنگ نہوا اگر میں چاہتا تو ہرگز تم میرے دربار میں اندر میرے
حصار سحر کے نہ آسکتے مجھے خود ہی منظور ہوا کہ تم یہان تک آؤ میں تم سے برادرانہ دوستانہ
کچھ باتیں کروں گو میں شریک طلسم کشا کا ہوا ہوں مگر میں نے خیال تمہاری برادری کا اور ہم مذہب
ہونے کا کرکے تمہاری عزت وآبرو کا لحاظ کیا ہے ناموس کو تمہارے بے پردہ نہیں کیا ہے خیال تمہارا
قائم ہے اگر تمہین میرے کہنے کا یقین نہیں ہوا ہے تو ابھی یقین ہوجائیگا ذرا غصے کو کم کرو دیکھو میں
تم سے تسلی و آشتی کا کلام کرتا ہوں تم بھی غصے کو فرو کرو کچھ پوچھکر سخن کرو یہ کہکے ملکہ ماہ سبز پوش
جو زیر دار بیٹھی تھی اُسپر ایک نارنج سحر کرکے مارا فوراً وہ ایک پتلا اُسکے آگے کا ہوگئی خورشید
روشن دل نے کہا ای عجائب جادو دیکھا تمنے کیا یہ زوجہ تمہاری ہی اُس نے اپنے غصے کو فرو کرکے
اپنی سخت کلامی سے نادم ہوکے سر جھکایا خورشید روشن دل نے بصد عزت اُسے اپنے برابر بٹھاکر
کہا زوجہ تمہاری میرے محلسرا میں ہی میں نے بصد عزت وحرمت وآبرو اُسے رکھا ہے اور دختر
بھی تمہاری اُسی کے پاس ہے اگر تم کہو تو اب اُسکو یہاں بلادوں اور اسطرح وہ یہاں آئینگی کہ میرے
اہل دربار سے کوئی آنکو نہ دیکھ سکے عجائب جادو نے کہا کیا مضائقہ ہے اُنہیں بلالے مجھے دکھادو
خورشید روشن دل نے زوجۂ عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا کو اپنی محلسرا سے بلایا اور
ملکہ ماہ سبز پوش سے کہا کہو ای بہن بھی تمنے تمہین اپنی محلسرا میں کس راحت وآرام سے جگہ
دی تھی اُس نے اشارہ سے کہا بہن تمنے مجھے راحت دی دختر کو بھی میری میرے ہی پاس رکھا
ہوا اُنکی کوئی بدی تمنے میرے ساتھ نہیں کی مجھے یہ امید تمہاری ذات سے نہ تھی جو ظہور میں آئی
پہلے میں جانتی تھی کہ تم مجھ سے دشمنی کروگے لیکن تمنے نیکی و دوستی کی ہی عجائب جادو نے تقریر
باشارہ زوجہ کی سمجھ کے خورشید روشن دل سے خوش ہوا اُسوقت خورشید روشن دل نے خواجہ
عمر و ثانی نے ملکہ ماہ سبز پوش کو اور عجائب جادو کو ہدایت کی ملکہ مذکور نے اشارے سے کہا
سوزن میری زبان سے نکال لو میں مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ نے چاہا کہ اُسکی پیشانی
پر نظر کرکے سوزن اُسکی زبان سے نکالیں لیکن خورشید روشن دل نے خواجہ کو منع کرکے

عجائب جادو سے کہا اے برادر تم اپنی زوجہ کی زبان سے سوزن نکال لو میں نہیں چاہتا کہ
خواجہ یامین یا کوئی اور تمھاری زوجہ کے ہاتھ لگائے عجائب جادو نے یہ سنکے زیادہ تر خوش
ہوکے سوزن اپنی زوجہ کی زبان سے اپنے ہاتھ سے نکال لیا ملکہ نے بعد نکل جانے سوزن کے
تھوڑی دیر زبان کو دہن میں حرکت دیکے خورشید روشن دل سے کہا تمنے مجھ سے نیکی کرکے
اور مجھے ہدایت کرکے دوستی سے پیش آکے مجھے اپنا دوست کرلیا اب میں مطیع دین اسلام ہوگئی
خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اُسے اُسکے شوہر کے پہلو میں بٹھایا پھر ملکہ رنگین گل کشا
سے اشارہ کیا کہ اپنے والدین کے قدموں پر گرکے عفو خطا چاہو اُس نے ایسا ہی کیا اور کہا
اے مادر و پدر ذیوقار میں نے اتنک سوا الفت و محبت طلسم کشا سے کوئی فعل بد نہیں کیا ہے
جیسی چاہو مجھ سے قسم لیلو یہ کہکے آبدیدہ ہوئی اُسوقت محبت مادری و پدری جوش میں
آئی ملکہ ماہ سبزپوش نے سر اسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینے سے لگایا پھر
عجائب جادو نے بھی اُس سے خوش ہوکے اپنے سینے سے لگایا قریب اپنے بٹھایا بعد اسکے
خورشید روشن دل نے اوصاف طلسم کشا بیان کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے اشارہ کیا کہ عجائب جادو
سے گلے ملجائیے ملکہ ماہ سبزپوش اور عجائب جادو سے کہا میری خوشی اس میں ہے کہ آپ دونون
صاحب اس شاہزادہ ذیوقار سے بھی صاف ہوجائیں دل میں کدورت نہ رکھیں بلکہ اپنا خورد
جان کر بزرگانہ گلے سے لگالیں اسکے شریک ہوں اسکی شراکت سے بہبودی کونین جانیں یہ
شاہزادہ ضرور ہی طلسم کشا ہے زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا عنقریب ہے جو اسکی اطاعت و
شراکت کریگا انجام اُسکا اچھا ہوگا اور جو شخص اسکا عدو ہوگا قتل ہوگا عاقل کو لازم ہے
کہ بذریعہ عقل ہر امر میں فکر و غور کرکے اپنی بہبودی کا خیال کرے اور اپنے مذہب کو دیکھے کہ اچھا
ہے یا بُرا ہے میں نے چشم غور سے جو دیکھا تو دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہ پایا اسی
سبب سے مطیع اسلام ہوگیا ہون لہذا اے برادر عجائب جادو میری طرح تم بھی مطیع دین
اسلام ہوکے شراکت طلسم کشا کی کرو اور اپنی فرزندی میں اس شاہزادہ ذیوقار کو قبول کرو اگر
خدا چاہے گا تو بعد فتح طلسم صندل عقد آپکی دختر کا اس نامدار کے ساتھ ہوگا خوشا مقدر اُس
شخص کا جسکو ایسا عالی حسب والا النسب شجاع و بہادر داماد ملے آخر تمکو ایک روز اپنی دختر کی شادی
کرنا ہوگی کیونکہ ماشاءاللہ اب جوان ہے لائق شادی کے ہے چونکہ شیرین زبانی و نرمی عجب شے ہے
دشمن جانی کو انسان بوجہ شیرین زبانی و نرمی کے دوست بنا لیتا ہے اسی کی وجہ سے
قاتل قتل کرنے سے باز رہتا ہے فتنہ و فساد اسی کے سبب سے فرو ہوجاتا ہے کیسی ہی لڑائی ہو صلح
ہوجاتی ہے اسی کے اختیار کرنے کی تاکید عاقل و ناصحان نے کی ہے چنانچہ سعدی شیرازی نے بھی
اسی مضمون کو بتاکید اے مردمان غصہ ور و غضبناک سے گویا مخاطب ہوکے کہا ہے اور مضمون مذکور اپنے
اس شعر میں ادا کیا ہے شعر لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز ٭ نبرد قز نرم را تیغ تیز عجائب جادو
باوجود سیاہ قلبی و دشمن ہونے کے نیکی و شیرین زبانی و نرمی و خاطرداری و تعظیم
و تکریم کرنے خورشید روشن دل کے ایسا مجبور دشمنی کرنے سے ہوا کہ سرکشی کرنہ سکا انجام کار

خیال کرکے اور اپنی زوجہ کو مطیع دین اسلام پاکے خورشید روشن جمال سے کہنے لگا ای برادر دینی تمنے
مجھ سے نیکی کی ہی مجکو بھی لازم ہوا کہ تمھارے کہنے پر عمل کرون اپنے برادر کلان صنادلان شاہ
کا دشمن ہون طلسم کشا کا دوست ہون اپنی ملت سے کنارہ ہوکے مطیع دین اسلام ہون یہ کہکے اپنی
جگہ سے اٹھکر سوے شاہزادہ رستم ثانی بڑھا ادھر سے شاہزادہ اسکی جانب بڑھا آخر دونون
خوش ہوکے گلے ملے عجائب جادو نے زمانہ ماضیہ کی دشمنی کرنے کا عذر کیا اور کہا اب مین آپکا
مطیع ہون حتی الامکان دوستی کرونگا شاہزادہ اسکی تقریر سے خوش ہوا بعد معانقہ کے دونون اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا آپ بھی عجائب جادو سے صاف
ہوجائیے خواجہ نے کہا بھلا مین ایسے کیا صاف ہونگا انکی دشمنی سے میرا نقصان عظیم ہوا ہے انھون نے
مجھے گرفتار کیا تھا اسوقت میرے پاس کئی صندوقچے زر و جواہر کے تھے انکے گرفتار کرنے سے وہ
صندوقچے نہین معلوم کہان میری کمر سے کھل کے گر گئے ہین اس مین لاکھون روپیہ کا جواہرات تھا اگر
وہ صندوقچے یہ مجھے لا دیدین تو البتہ مین ان سے صاف ہوجاؤن یہ کلمے خواجہ کے خورشید روشن دل
و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تقریر خواجہ کی سنکے مسکرا کے اور خود سمجھے کہ خواجہ طماع
ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر عجائب جادو سے دستیاب ہو یہ سمجھکر خورشید روشن دل
نے سرگوشی مین عجائب جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو ثانی مانند اپنے والد کے طماع ہین جو کوئی
زر و جواہر انکو دیتا ہے اس سے یہ بہت خوش ہوتے ہین اسوقت یہ کہنا انکا کہ میرے چند
صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے بوجہ تمھارے گرفتار کرنے کے گر گئے ہین صاف
مدعاے دلی انکا یہ ہی کہ مجھے کچھ زر و جواہر دو لہذا انکو جو مناسب ہو دیدو یا دینے کا اقرار کرو
عجائب جادو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ای خواجہ یہ آپ غلط کہتے ہین کہ میرے صندوقچے گر گئے
ہین وہ زر و جواہر جو آپ میرے دربار اور گھر سے لے آئے ہین کہان ہین مجھے دیجئے خواجہ
کہا زنبیل کو دیکھو اگر مین لاتا تو اس مین رکھتا مین کیا جانون زر و جواہر تمھارا کون لے گیا
مین نے تو تمھارے ساتھ نیکی کی ہے تمھاری زوجہ کو عیاری کرکے اسیر کرکے زندہ رکھا ہے اگر چاہتا
تو مار ڈالتا بعوض نیکی مذکور تم الزام دیتے ہو عجائب جادو نے کہا ای خواجہ مین مذاقاً کہتا ہون
جو کچھ آپنے لیا ہی اسکا طالب نہین ہون اور اب جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا مین آپکو دونگا بیشک
آپنے یہ مجھ سے نیکی کی ہی کہ میری زوجہ کو قتل نہین کیا ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے اسکی تعریف
بہت کرکے کہا دیکھیو جو اقرار کیا ہی اسکا خیال رکھنا بھول نہ جانا وہ ہنسکے کہا آپ اطمینان رکھین اگر
بقول آپکے صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے آپکی کمر سے گر گئے ہین تو مین انکے عوض مین زر و
جواہر آپکو دونگا یہ کہتے عجائب جادو خاموش ہوا سب اہل دربار جو اسوقت وہان موجود تھے
خواجہ کی تقریر سنکے مسکرا سے چونکہ بے جنگ و جدال عجائب جادو اور زوجہ اسکی مطیع دین
اسلام ہوئی خورشید روشن دل کو خوشی ازحد ہوئی چاہا کہ اس سے خوشی ظاہر کیجئے بزم عشرت آراستہ
کیجئے آخر یہی کیا اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت بعید تکلف آراستہ کرو ارباب نشاط
کو طلب کرو بخوبی تیاری و سامان عیش و عشرت کا کرو ملازم کاربند ہوے جلد تر بزم عشرت آراستہ

کی خورشید روشن دل مع عجائب جادو وطلسم کشا وخواجہ وجملہ اپنے اہل دربار کے بزم عشرت مین بیٹھا ساقیان گلرخ کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لاکے باشارہ اُسکے بادشاہ کے اہل بزم عشرت کو شراب پلانے لگے ہر ایک جام بادۂ ناب ساقیان شوخ چشم سے لیکر بعد خوشی پینے لگا دور جام مے گلرنگ کا ہونے لگا جب سب اہل بزم عشرت مے پی چکے اور کباب وغیرہ گزک سے لطف اُٹھا چکے کشتیان شراب کی ہمراہ لیکر بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے ساقیان خوبرو کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ ازحد حسین وخوش گلو بھاری پشواز پہنے ہوئے دریاے زیور جواہر کار مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ اپنے سازندون کے بعد ناز و انداز بزم طرب مین حاضر ہوئی نیچی نظرون سے جملہ اہل دربار کو دیکھکر خورشید روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وجدید شاہ وسرشار شاہ وخواجہ عمر وثانی کو بناز وادا سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہوکے کہنے لگی جلدتر سازون کو درست کرو انہون نے حسب الحکم اپنے سازون کو درست کرکے بجانا شروع کیا رقاصہ کھڑی ہوکے روبرو خورشید روشن دل وطلسم کشا وعجائب جادو وخواجہ عمر وثانی وغیرہ کے بعد غمزہ وکرشمہ رقص کرنے لگی اہل بزم بنظر غور عالم نشہ شراب مین رقص اسکا دیکھنے لگے ناچ اُس دلربا کا قابل دید تھا کیونکہ وہ رقاصہ کاملہ عجیب حسن سے رقص کرتی تھی جب اُسنے ناچنے مین ہاتھ اپنا اُٹھایا سازندے سُرون مین اُسکا ساتھ نباہا ٹھوکرون سے جگر اہل بزم کے مانند سبزہ کے پامال کرنے لگی انعام مین زر وجواہر بار بار لینے لگی جب توڑا اُسنے لیا اہل بزم کو مانند مرغ بسمل بسمل کیا ہر اک نے مانند نقش قدم اُسکے پاؤن کے نیچے اپنا دل رکھا تھا ٹھاٹھ اُسکا آفت ہوش تھا گویا طرز طاؤس بوستان کا رکھتا زیادہ تعریف اُسکے رقص کی تو محال ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق نظم - نظم

نیم بسمل تھے اہل محفل سب / قتل گہ ہوگئی تھی بزم طرب / ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفت ہوش
سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش / لیا توڑا تو کر دیا بسمل / بچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
دونون عارض تھے غیرت مشعل / کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل / جب وہ رقاصہ رقص کر چکی تب

ناچ چکی تو پھر کے یہ غزل شروع کی غزل

گر نامہ عرض حال مجھے کیا ضرور تھا / اے یار تو تو عالم مافی الصدور تھا
مانا کہ تم نے اُنکی مذمت ہی کی مگر / کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
اچھا وہ حال دل تو ہمارا سُنا کیے / دینے جواب کبھی یہ نہین کیا ضرور تھا
مین اپنے ہاتھ سے وہ سزا اس امید پر / جسکی خطا ہو کہتا ہون میرا قصور تھا
دامن مین غیر ہی کے اگر تم چھپنے لگے اشک / مانگین نہ آپ غیر سے کیا ان مین رونا ضرور تھا
دیسے مرے تو ورنہ تھے آپ مہربان / پھر کیا سبب ہو آپکے دل سے مین دور تھا
مانا کہ رحم یار کو آتا نہ اے غرور عشق / پر اپنا حال دل تمھین کہنا ضرور تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے لگے تعریف اُسکے گانے کی کرنے لگے کیونکہ سمجھتا ہے - نظم

وہ کھتا اُس گل کا زمزمہ آہنگ / نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ / یون تو گر چرخ لاکھ دورون کی سے
سر کیا اُسکے کمال کو پہنچے / یہ سمان بندھ گیا یہ رنگ جما / اہل محفل کو ہو گیا سکتا
ہو گئی چشم مسافر گوہر بار / ہو گئے تار آنسوون کے تار / ششدری کو لگ گئی ہچکی
ڈال دیا آ [illegible] چشم ساغر کشی

جب اُسنے غزل گاکر تمام کی خورشید روشن دل نے خوش

ہو کے انعام کثیر اُسے دلوا کے رخصت کیا بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب ہو کے کہا ای خواجہ نہایت دل چاہتا ہے کہ اسوقت نی بجایئے کوئی غزل گایئے ہم بہت مشتاق ہین آپکا گانا سننے کے خواجہ نے بعد انکار کے اصرار کرنے سے خورشید روشن دل کے زنبیل سے نی نکالکر بمقام مناسب بیٹھکر نی بجا کے یہ غزل گائی یہ غزل

نہین امید اتنی بھی ہمین اپنے مقدر سے
عیادت کو تو آئے پر سہٹے بیٹھے ہین بستر سے
تمنا ہے گلے ملنے کی قاتل تیرے خنجر سے
نہ جھپکی آنکھ میری حشر کو خورشید محشر سے
ابھی تک آ رہی ہے عطر کی بو میرے بستر سے
خدا محفوظ رکھے تجکو ساقی چشم ساغر سے
بکا کرتا ہے اب تک آئینہ نام سکندر سے
چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہے صرصر سے
ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھ کے ہے خورشید محشر سے
عیان ہے سخت جانی کا مرے حال اُسکے خنجر سے
دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
بھلا غم نامہ لیجائے کہان ممکن کبوتر سے
ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
لب و دندان مین ہے خوبی زیادہ لعل و گوہر سے
خدا ہی جب بچائے تو بچے شیطان کے شر سے

کبھی تو جذب الفت کھینچ لائے یار کو گھر سے
غضب کا ہے اُٹھین پرہیز مجھ بیمار والا سے
شہادت کا نہین ہے رد مردان ہے عید قربان کا
جو تھا مین دیکھنے والا کسی کے روے تابان کا
ہوئی مدت تم آکدن ایک دم کو آکے بیٹھے تھے
مثل مشہور ہے چھپکے نہ چھوا اُس آنکھ سے ڈرتے
جہان مین عزت صانع سے ہے مصنوع کی عزت
شب فرقت و فور آہ سے موت آنے والی ہے
لحد مین شورش دل سے ہمارے اک قیامت ہے
بنا آری کی صورت پڑ گئے کثرت سے دندانے
تمھاری سوز فرقت سے نہ پایا چین سینے مین
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جسوقت آمادہ
ہمارے سوز دل کا ہے رقم مضمون سراسر
تمھارے درد فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ
وہ رخسارے گل تر ہین تو آنکھین نرگس شہلا
دلبر انسان کو اسکے مکر سے بچ رہنا مشکل ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بالا کی تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت خواجہ کے گانے سے یہ حال ہوا کہ سب سامعین جھومنے لگے بقول ناظم

کھنچ مرقد مین تانسین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دُھننے لگی
برق سان ہر اپچ کا تھا انداز
لحن داؤدی کا تھا دھیان
ہو گئے مست سب در و دیوار

تڑپی مانند طائر نو لوح
ایسا باندھا تھا سما بہرا اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
لب تصویر پہ تھی شورش واہ
بول اُٹھے ناہران نقش و نگار

بزم سب گوش دل سے سنتی تھی
داد دیتی تھی چیرخ پہ زہرا
ہے بجا گر کہین ہم سے اعجاز
شعلۂ شمع کی زبان پہ آہ

راوی نے بیان کیا ہے کہ بعد نی بجانے اور گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب متفق اللفظ ہو کے خواجہ کی ثنا کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے زر و جواہر بطور نذر و تحفہ خواجہ کو دیا آٹھ پہر کامل بزم عشرت آراستہ رہی بعد اختتام عشرت برخاست ہوا جب سب چلے گئے خورشید روشن دل سے کہا چونکہ اب مین اور میری زوجہ دونون مطیع اسلام ہو چکے ہین لہذا مجھے لازم ہے کہ نیکی و شرکت طلسم کشا مین بخوبی سعی کرون اس سے دوستی کرون اپنے برادر کلان

ضندلان شاہ کا عدو ہون لوح طلسمی یعنی لوح طلسم صندل جو میرے پاس ہے طلسم رنگین حصار
مین جا کر لے آؤن سامان جنگ کرون خورشید روشن دل نے جواب دیا بہتر ہے مین رائے تمہاری
پسند کرتا ہون شرط دوستی یہی ہے عجائب جادو یہ سنکے اپنی زوجہ اور دختر سے کہنے لگا
تم یہین رہو مین طلسم رنگین حصار مین جاتا ہون وہان سے جلد آؤنگا یہ کہکے تخت سحر پر بیٹھکر
سوے طلسم رنگین حصار خوش و خرم روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنی محلسرا مین پہونچا وزرا
وغیرہ کو عجائب جادو کے آنے سے اطلاع ہوئی سب اہل دربار حکم عجائب جادو سے
دربار مین آنکے علے قدر مراتب بیٹھے عجائب جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوکے
دربار مین آکے بالائے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اسوقت
مین تمسے پوچھتا ہون کہ جس بات کو مین تمسے کہون آپ سے قبول کروگے اس وقت مین بھی ساتھ
میرا دوگے حق نمکخواری ادا کروگے حاکم جیسے اپنا جان کے اطاعت و فرمانبرداری کروگے خلاف
میرے حکم کے تو نہ کروگے جملہ اہل دربار اور چارون عیار بچبون نے عرض کیا ہم سب نمکخوار
ہین بادشاہ اپنا حضور کو جانتے ہین جو حکم ہوگا بسر و چشم بجا لائینگے خلاف حکم نہ کرینگے لیکن حضور
تفصیل فرمائین کس مقدمہ مین حضور ہم سے کچھ فرمائینگے عجائب جادو نے کہا مین ایسی بات
مین کہونگا کہ جس کام کے اختیار کرنے سے واسطے تمہارے دین و دنیا مین نفع ہوگا اگر میرے کہنے پر
عمل کروگے تو مجھکو بھی خوشی حاصل ہوگی مین تمسے بہت خوش ہونگا اور اگر خلاف میرے حکم کے
کروگے تو برہم ہوکے قتل کرونگا وہ بات یہ ہے کہ مین جو یہان سے بلے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش
رصد غضب گیا تھا جب قریب دربار خورشید روشن دل کے پہونچا اکثر ساحرون نے مجھے روکا آمادہ
جنگ ہوئے مین کچھ ساحرون کو بھگا کے کچھ ساحرون کو ہنگام جنگ قتل کرکے آگے بڑھا خورشید
روشن دل نے جو تین دیوارین حصار سحر کی واسطے میرے روکنے کے پیدا کی تھین اور دو ساحر
زبردست واسطے میرے روکنے کے مقرر کیے تھے دیوارہاے حصار سحر کو اپنے سحر سے مٹا کے ساحران
مذکور کو قتل کرکے دلیرانہ اس جگہ عین دربار مین پہونچا کہ دار استادہ تھی زیر دار شعلہ ملکہ ماہ سبز پوش
بیٹھی تھی مین لے آسکو زوجہ اپنی جان کے غضبناک ہوکے خورشید روشن دل سے شکایت کرکے کہا کہ تمنے
لاکھ میرے روکنے کی تدبیر کی لیکن مین یہان آپہونچا اب کہو کس طرح تمسے پیش آؤن تمکو قتل کرون
اہل دربار کو تمہارے ہلاک کرون طلسم کشا کو ابھی تہ تیغ کرون اپنی دختر و زوجہ کو یہان سے لیجاؤن
تمام تمہارے ملک کو تباہ و برباد کرون مین اور کوئی نہین ہون عجائب جادو ہون
صاحب ملک و صاحب اختیار ہون اشیاے نادرات طلسمی میرے پاس بہت کسی سے نہین
ڈرتا ہون جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے رنگ میری لڑائی کا دیکھے ابھی دریاے خون
اس دربار مین بہا دون نام و نشان ہر اک کا صفحہ ہستی سے مٹا دون اعدا سے کسی کو زندہ
چھوڑون خورشید روشن دل نے میری تقریر سنکے مجھے غصے مین پاکے براے تعظیم مع اپنے
اہل دربار کے اٹھکے مسکرا کے مجھ سے کہا اے برادر آؤ کیون اسقدر برہم ہو ہمارے پاس بیٹھو مین نے
جواب دیا اے خورشید روشن دل ایسا غضب ہے کہ تمنے میری زوجہ کو باوجود برادر و بیٹی ہونے کے

اسیر کیا زیر دار سحر دربار بٹھایا میری ذلت اور میرے ناموس کی توہین کی ہے اسپر اسوقت میری
تعظیم کرکے کلمات صلح و آشتی و دوستی اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اور باعث برہمی پوچھتے ہو اُسنے
یہ سُنکے مجھے جواب دیا کہ ای برادر جو تم سمجھے ہو وہ فعل مین نے نہین کیا ہی یعنی تمھاری زوجہ کو سر دربار
زیر دار نہین بٹھایا ہی یہ ایک پُتلا ماش کے آٹے کا ہی صرف اسکو زیر دار اسواسطے بٹھایا تھا کہ تم کو
خبر ہو تم یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرون اور یہ دیوار حصار سحر بھی محض لوگون کے دکھانے کو واسطے
تمھارے روکنے کے ہویدا کی تھی مجھے تم سے لڑنا اور تمھارا روکنا اور تمھاری زوجہ کو قتل کرنا
منظور نہ تھا اب ہی تمھاری زوجہ و دختر میری مجلس مین ہین براحت و آرام ہمراہ اُن پریزادون
ہین جنکو مین نے مع حباب سحر کے اور تمھاری زوجہ کے اسیر کیا تھا اگر کچھ شک ہو تو دیکھ لو حال
ابھی ظاہر ہو جائیگا اور اگر مین تم سے آمادۂ فساد ہوتا اور روکنا تمھارا منظور ہوتا تو اس طرح
مین یہان بیٹھا رہتا اور تم چلے بھی آتے ہرگز ہرگز اس جگہ نہ آسکتے وہ انتظام کرتا کہ تمھارا
یہان کسی طرح گذر نہ ہوتا اور وہ لڑائی ہوتی کہ چشم سپہر و افلاک نے کبھی نہ دیکھی ہوتی یہ
سنکے اوسنے شیشہ الماس ماہ سفر پوشش پر سحر کیا مین نے جو دیکھا تو واقعی وہ ایک پتلا ماش کے آٹے کا
تھا مین یہ حال دیکھکر اور اسکی تقریر سنکے دل مین اپنے سمجھا کہ جو کچھ اسنے کہا سچ کہا میرے
اور میرے ناموس کی ذلت نہین کی آمادۂ جنگ و فساد نہین ہوا دوستی و لحاظ اسنے میری عزت کا
کیا ہی اب اس سے اسوقت آمادۂ فساد ہونا چاہیے یہ سمجھ کر مین اُسکے قریب گیا شہنشہ تو
تھا برابر اُسکے بیٹھا پہلے وہ بخلق و مروت و محبت و خاطر داری پیش آیا بعدہ میری اجازت سے
میری زوجہ و دختر کو اپنی مجلس سے بلوا کے میرے پاس بٹھایا مین نے اپنی زوجہ سے جو دریافت
کیا اُس نے کہا خورشید روشن دل مجھسے اور میری دختر سے بہ نیکی پیش آیا اپنی مجلس مین براحت
و آرام مجھے مقیم کیا قید نہین کیا صرف زبان مین سوزن لگا دیا مین تقریر سے اپنی زوجہ کی
زیادہ تر خوش ہوا اس اثنا مین خورشید روشن دل اور خواجہ عمرو ثانی اور طلسم کشا نے مجھے
ہدایت کی چونکہ مین نے کتب دینیہ و مذاہب مین دیکھا اور پڑھا تھا کہ دین اسلام سے بہتر
کوئی دین نہین ہی اور یہ بھی یقین کامل تھا کہ زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
شاہزادہ رستم ثانی بے شبہ طلسم کشا ہی جو شریک اسکا ہوگا واسطے اُسکے کونین مین بہبودی
ہوگی پس باین وجہ رہنمائی تمام سرداران سے اور خورشید روشن دل کی محبت و مروت و دوستی
کرنے سے مجبور ہو گیا بجز مطیع دین اسلام ہونے کے کچھ چارہ نہوا پہلے زوجہ میری مطیع دین
اسلام ہوئی بعد ازین مطیع دین اسلام ہوا بعدہ بزم عشرت ہین کہ خورشید روشن دل نے بعوض
میرے اور میری زوجہ کے مطیع دین اسلام ہونیکی خوشی مین آراستہ کی تھی جا کے بیٹھا
رقص ارباب نشاط کا دیکھا گانا سنا خواجہ عمرو ثانی نے بھی نے نوازی سے مجھکو اور
تمام اہل بزم کو خوش کیا بعد ختم جلسہ عشرت مین وہان سے یہان آیا ہون ارادہ
طلسم صندل لیکر وہان جاؤن طلسم کشا کے حوالے کرون تم کہو کیا کہتے ہو مطیع دین اسلام
ہمراہ میرے ہوگے یا نہوگے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا جب

مطیع دین اسلام ہوے تو ہم بھی مطیع دین اسلام ہونگے بلکہ اسی وقت سے ہوے عجائب جادو
نے تقریر انکی سنکے بہت خوش ہوکے چنچل وغیرہ عیار بچون کی طرف دیکھا اور اشارے
سے پوچھا کہو تم کیا کہتے ہو چنچل نے جواب دیا مین سوال حضور کے جواب مین صرف اسقدر کہتی
ہون کہ الناس علیٰ دین ملوکہم حضور سمجھ جائین عجائب جادو چنچل کی بھی گفتگو سنکے خوش
ہوا بعد اسکے ایک منادی کو حکم دیا کہ تمام ہماری عملداری مین جاکر یہ ندا دے کہ شاہ طلسم رنگین
حصار مطیع دین اسلام ہو گیا ہے اب حکم اسکا یہ ہے کہ رعایا بھی ہماری تمثال آئینہ رو وغیرہ
خداوندون کی پرستش چھوڑکے بالفعل مطیع دین اسلام ہو بعد کلمہ شہادتین زبان پر
جاری کرکے مسلمان ہونا ہوگا جو کوئی زن و مرد خلاف اس حکم کے کریگا قتل و اسیر کیا جائیگا اور
جو کوئی تصویرین خداوندون نالائقون کی اپنے گھرون مین یا اپنے گلون مین رکھے گا وہ بھی
ہلاک کیا جائیگا حسب الحکم منادی نے حکم عجائب جادو کی تعمیل کی جملہ ساکنان
طلسم رنگین حصار حکم حاکم سنکے مطیع دین اسلام ہوے عجائب جادو یہ خبر سنکے ازحد
شادمان ہوا پھر اپنی فوج ساحران کو کمربندی کا حکم دیا سامان جنگ بخوبی کیا جب تمام
سپاہ کہ قریب لاکھ ساحرون کے تھی حکم شاہ طلسم رنگین حصار سے کمربندی سے فارغ
ہوے عجائب جادو اپنے اہل دربار اور عیار بچون کو اور تمام سپاہ مذکور ہمراہ لیکر
لوح طلسم صندل کو بھی لیکر جانب ملک بادشاہ خورشید روشن دل بصد جاہ و حشم روانہ ہوا
ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار تھا کوئی فیل آتشین سحر کوئی اژدر آتش فشان سحر کوئی
ساحر طاؤس سحر کوئی بط سحر کوئی تخت پر سوار تھی جملہ ساحران خورد و کلان بلند ہوکے
لکہ ہاے ابر سحر مین مخفی ہوکے سوے دربار خورشید روشن دل روانہ ہوے احوال ان
سب کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال دربار خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے کہ جب جلسہ
عیش و عشرت برخاست ہوا عجائب جادو اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ملکہ ماہ سبز پوش
و ملکہ رنگین کاکل کشا و خدیو شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے خورشید روشن
دل سے کہا کہ اب تامل نہ کیجیے لشکر آراستہ کرکے سوے طلسم صندل چلیے خورشید روشن دل
نے سب کو جواب دیا ابھی تامل کرو کیونکہ ستارے میرے طالع کے سخت ہین ایام نحس گذر جائین
اور دن اچھے آجائین تو پھر مین یہان سے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے سوے طلسم صندل
مع لشکر روانہ ہون سوا عذر مذکور کے ابھی مجکو برادر عجائب جادو کے بھی آنے کا انتظار ہے وہ
لوح طلسم صندل لینے کو گئے ہین جب تک پاس طلسم کشا کے لوح طلسم صندل نہوگی طلسم کیونکر
فتح ہوگا سب نے کہا آپ سچ کہتے ہین مگر دل ہمارا گھبراتا ہے تا وقتیکہ یہان سے چلنا ہو کوئی
شغل ایسا کرنا ضرور ہے کہ جس سے دل بہلے خورشید روشن دل نے پوچھا باعث تمہاری خوشی
خاطر کا کیا شغل ہے سب نے متفق اللفظ کہا جب سے خواجہ نے نے بجائی ہے اور غزل بالحان داؤدی
گائی ہے اور ہم نے سنی ہے اسوقت سے کان ہمارے پھر مشتاق خواجہ کے گانے اور نے بجانے کے ہین
چاہتے ہین کہ اسی طرح بزم عشرت آراستہ کرا کے ارباب نشاط کو طلب کیجیے چندے بزم عشرت

آراستہ رہے ہم سب رقص و نغمہ رقاصان خوبرو ونے نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اٹھا یئن دل خوش کرین جب سخت ستارے آپکے طالع کے گذر جایئن ایام نیک آجایئن اسوقت بزم عشرت موقوف کیجائے اور یہان سے سمت طلسم صندل کوچ کیا جاے خورشید روشن دل نے سب کے کہنے سے مجبور ہوکے کہا کہ مین صحبت رقص و نغمہ سے گو بیکارہ ہون لیکن تم سب کے اشتیاق و اصرار سے لاچار ہون اچھا تمھارے کہنے پر عمل کیا جائیگا یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اسی طور سے پھر بزم طرب آراستہ کرو سامان عیش و راحت کرو ارباب نشاط کو ہمارے حکم سے طلب کرو ملازم کاربند ہوے بزم عشرت رشک بزم جمشید آراستہ کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و جمشید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادۂ فیروزندہ و ماہ زندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لنگا صور و فرزند خورشید روشن دل و خواجہ عمرو ثانی و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ زنگین کاکل کشاد و جملہ اہل دربار خورشید روشن دل علے قدر مراتب بزم عشرت مین بیٹھے عورتین علیحدہ مردون سے مقام محفوظ مین بعد پردہ داری بیٹھین اسوقت حکم خورشید روشن دل سے ساقیان خوبرو کشتیان بادۂ مشکبو کی لیکر بزم مذکور مین آئے جملہ اشخاص موجودۂ بزم مذکور کو جامہائے بلورین مین مئے ناب مشکبو پلانے لگے ہر اک بعد خوشی شراب ناب پینے لگا جب سب اہل بزم شراب پی چکے اور بالاے مئے کباب گرما گرم و دیگر اشیاے گزک کہا چکے ساقیان گل پیرہن و حسین کشتیان مل کی اٹھا کے لیگئے بعد آنکے جانے کے حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ حسینہ و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم طرب مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے بعد انداز و ناز و ادا و عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے وہ مع لقا گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اس کا دیکھکر خوش ہونے لگے بجاے خود تعریف اسکی کرنے لگے خواجہ عمرو ثانی اہل بزم کے خوش ہونے سے دل مین اپنے کہنے لگے کہ یہ رقاصہ کیا خاک رقص کرتی ہے کہ جسکے رقص کو دیکھکر یہ لوگ اسقدر شادمان ہو رہے ہین جب وہ غیرت زہرہ رقص کر چکی ایک لمحہ توقف کرکے رنگ بزم دیکھکے یہ غزل گانے لگی سازندے ساز بجانے لگے غزل

جس بام پہ نگاہ پڑی کوہ طور تھا — جب تک کہ چشم شوق مین دیدار کا نور تھا

دیدار کو کلیم تھے چلنے کو طور تھا — اے برق حسن بار یہ اچھا ظہور تھا

انشا لحاظ دختر رز کا ضرور تھا — واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکر حور

ساقی مگر یہ جام شراب طہور تھا — ہم سے گناہگار جو محشر دم رہ گئے

دل سے تو تھا قریب جو آنکھون سے دور تھا — یعقوب اور فرقت یوسف مین اضطراب

آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا — صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روز حشر

گوشہ مزار کا مجھے آغوش حور تھا — اے حور حشر قہر کیا کیون حسینگا دیا

قاتل کو تیغ ناز پہ کیا کیا غرور تھا — اک بیجان کا کام نہ پورا ہوا الست

اہل بزم غزل مندرجہ کے اشعار کو سنکے بجائے خود تعریف ہر اک شعر کی کرنے لگے اور اس رقاصہ کی خوش گلوئی و کمال علم موسیقی کی ثنا

کرنے لگے خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم زر و جواہر اسے انعام مین دینے لگے خواجہ عمر ثانی یہ رنگ
دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ یہ لوگ کیا بیوقوف ہین نہ تو کچھ سمجھتے ہین نہ جانتے ہین اس رقاصہ
کی گوری صورت دیکھکر مائل ہوکے بیہودہ رقص و نغمہ کرنے پر زر و جواہر ہر طرف دیے رہے ہین
رو برو مجھ ایسے اکمل کے اس رقاصہ جاہلہ کی کیا قدر کر رہے ہین اگر مجھ سے یہ لوگ کہتے تو مین
خوبی سے گھنگرو پاؤن مین باندھکر اہل بزم کو شراب پلاتا کہ دیکھکر ہر اک دنگ ہوجاتا قدم
اٹھانے مین جو گھنگرو بجتے لوگ کہتے اتنی ہی آواز دیتے اور بعد شراب پلانے کے ایسی
نے بجاتا اور اسی طرح خیال گاتا کہ ہر اک صوفی کو حال آجاتا اہل بزم عشرت شکوہ سکتا ہو جاتا
چرند و پرند میرا گانا سنکے وحشت و پرواز سے باز رہتے سمان بندھ جاتا کبھی خواجہ اپنے
دل مین یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے جانب خواجہ دیکھکر عقل سے دریافت
کیا کہ اسوقت خواجہ بسبب ہم مین آثار غصہ چہرے سے ہویدا ہین یہ دیکھکے بقصد درخواست دریافت کیا
کہ اسدم اس رقاصہ کی تعریف کرتے ہے اور زر و جواہر اسے دیتے سے خواجہ کو غصہ آیا ہے یا ہین وجہ کہ
اسقدر زر و جواہر رقاصہ لیئے جاتی ہے کچھ کوئی گانے کو نہین کہتا ہے اگر مین نے بجاتا ہوتا تو مین
بھی زر و جواہر پاتا یہ سمجھکر شاہزادے نے خواجہ سے کہا اسوقت دل یہ چاہتا ہے کہ آپ نے بجایئے
کوئی غزل گایئے اہل بزم کو خوش کیجے خواجہ نے جواب دیا رقاصہ تو رقص و نغمہ کر رہی ہے مین
نے کیا بجاؤن دل میرا متردد ہی فکر تنگدستی دامنگیر ہے شاہزادے نے زر و جواہر کے
دینے کا اقرار کیا عمر ثانی نے کہا پہلے سب صاحب علی قدر مراتب زر و جواہر جمع کر دین مین
دیکھ لون کہ وہ کسقدر ہے موافق میری رفع تنگدستی کے ہے یا نہین ہر ایک سے اقرار کرتے سے
کیا ہوتا ہے شاہزادہ موصوف یہ سنکر مسکرایا اس اثنا مین رقاصہ مذکورہ نے غزل مندرجہ
تمام کی اور انعام لیکر بزم سے چلی گئی رستم ثانی نے خورشید روشن دل وغیرہ سے کہکے زر کثیر
اور بہت جواہر ایک جگہ جمع کیا خواجہ نے اُس زر و جواہر کو اُٹھا کر نذر زنبیل کرکے نے نکال کے ہونٹ سے
ملا کے بجاتی اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

نہیں لڑتا کسی صورت لڑون کیونکر مقدر سے
نئے گل پھولے اپنی قبر پر پھولون کی چادر سے
سفیدی رخ کی اڑجائے بیاض صبح محشر سے
جواب نامہ قاتل نے لکھا خون کبوتر سے
تماشا دیکھ لے جھکنگہ پردے کے اندر سے
نسیم آہ مجنون بڑھ گئی تیزی مین صرصر سے
کہ شکوہ بارہا نے آخر کیا مر مر کے خنجر سے
دکھا صورت اسے آنچل ہٹا کے روئے انور سے

نہایت فکر کی نکلی نہ شکل صلح لب پر سے
رقیبون کو جو گذرا خار اچھے اس گل تر سے
سزا وحشی جو آجائے قیامت مین قیامت ہو
خطا کیا منت پر کی تھی مگر ہم پر چھری پھیری
نظارہ چہرہ جانان کا بیبا کانہ مشکل ہے
بنا یا سائبان اپنا اُٹھا یا پردہ محمل
کیا عاجز یہ وقت ذبح میری سخت جانی نے
بہت ہے تجھ ترسا اوبت کا فرخندا اشاہد

اہل بزم اشعار غزل سننے لگے تعریف خواجہ کی
کرنے لگے چونکہ خواجہ بھی داؤدی گا رہے تھے انسان کے دلون کا تو کیا ذکر ہے لوہا اور پتھر
نرم ہوگئے سنتے وحشی وطیور وحشت وچرند و پرواز سے باز رہے نوازی خواجہ سے مست و بیہوش تھے

سماں بندھا تھا ہر ایک شخص کو سکتہ سا تھا ہوش کسی کے بجا نہ تھے ہنوز خواجہ بجا رہے تھے
غزل مندرجہ گا رہے تھے اہل بزم کو اک سکتہ سا تھا سماں بندھا تھا کہ ناگاہ سوے فلک اک پارہ ابر
رنگا رنگ نمایاں ہوے اُن میں برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر سے بارش جواہر
ہوتی تھی کسی لکۂ ابر سے پھول برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے انگارے آگ کے برسے قطرہ
آب گرتے تھے جو لوگ بیرون بزم عشرت تھے اور اپنے ہوش و حواس میں تھے انھوں نے
دیکھا کہ سوے فلک لکہ ہاے ابر پیدا ہوے ہیں یہ دیکھکر انکو گمان ہوا کہ شاید صندل شاہ
مع اپنے لشکر کے آیا ہے یہ گمان کرکے گھبرائے جلد جلد سامان جنگ میں مصروف ہوے اسباب
سحر مانند نارنج و ترنج و ناریل چوبی دار گلدستے وغیرہ ہاتھوں میں لیکر سحر پڑھنے لگے ہنوز
وہ ساحر سحر پڑھ ہی رہے تھے ناگاہ وہ سب لکۂ ابر درمیان سے شق ہو گئے دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ ایک تخت سحر پر عجائب جادو ایک صندوقچہ لیئے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اسکے ہزارہا
ساحران نامی و غیر نامی سحر کی سواریوں پر سوار ہیں جھولیاں اسباب سحر کی انکے دوش پر
ہیں ہاتھوں میں ترسول اور ترشول لیئے ہیں یہ دیکھکر وہ سب خوش ہوے باہم کہنے لگے
خوب ہوا کہ ہمنے کوئی نارنج و ترنج سحر کر کے ان لکہ ہاے ابر سحر پر نہیں مارا ورنہ آپس میں
لڑائی ہوتی ہزار ہا ساحر کام آتے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہوتے الغرض ساحران مذکور باہم
یہ تقریر کر رہے تھے کہ عجائب جادو بلندی سے مع تمامی اپنے لشکر کے سوے زمین آیا انکو
بیرون بزم عشرت چھوڑ کے ہمراہ اکثر ساحران نامی کے اندر محفل عیش و عشرت کے گیا
خواجہ توفیق کو دیکھا کہ سب کو عالم وجد میں پایا یہ رنگ بزم دیکھکر پاس خورشید
روشن دل کے بیٹھ گیا پھر اسکی بھی حالت غیر ہوئی اب بزم میں بیٹھے ہر ایک نغمہ نوازی خواجہ
خوش ہوتے تھے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ نے غزل تمام کر کے نے کو داخل زنبیل کیا
شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم عجائب جادو سے ملے اس نے
وہ صندوقچہ جس میں لوح طلسمی تھی سب کے روبرو طلسم کشا کو دیا اس صندوقچہ کو کھول کر
لوح طلسم صندل نکال کر خوش ہو کے بطور ہیکل کے گلے میں ڈالی اور کہا ای عجائب جادو
تمنے لوح طلسم صندل دیکر مجھ پر احسان کیا اس نے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ آپ کیا کہتے ہیں
جب میں آپکا شریک ہو کر مطیع دین اسلام ہوا تو لوح طلسمی اپنے پاس کیا رکھتا یہ تقریر اسکی
سنکے جملہ اہل بزم نے کہا اب خالق زمین و آسمان وہ روز مبارک دکھاے کہ طلسم صندل
فتح ہو مراد دلی بر آئے بعد اس تقریر کے ہر ایک شخص تعریف نغمہ نوازی خواجہ کی کرنے لگا خواجہ
کلمات انکساری زبان پر جاری کرنے لگے اسی اثنا میں حکم خورشید روشن دل سے ایک نازنین
سونی صورت نوجوان ہمراہ اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے
اپنے سازندوں سے اشارے سے کہنے لگی جلد سازوں کو درست کرو انھوں نے ساز درست کر کے
بجانا شروع کیا وہ رقص کرنے لگی اہل بزم تماشا اسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے وہ نازنین غزل
عاشقانہ متواتر گانے لگی سب سننے لگے خواجہ بزم عشرت سے اٹھکر باہر گئے دیکھا کہ لشکر عجائب جادو

آتا رہا ہے فراش بارگاہ و خیام برپا و استادہ کر رہے ہین ہنوز خواجہ جانب لشکر عجائب جادو دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے چالاک ثانی و سیارۂ ثانی و قران ثانی و برق ثانی چارون عیار پیدا ہوے انھون نے خواجہ کو دیکھکر بعد ادب سلام کیا خواجہ نے خوش ہوکے پوچھا تم کہان سے آتے ہو انھون نے جواب دیا کہ جب صحرا سے حوالی طلسم رنگین حصار مین عجائب جادو آیا تھا اُسنے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو ابر سحر برساکے بیہوش کیا تھا اور جملہ مردان سپاہ ساحر و غیر ساحر کو شکست دی تھی اور وہ سب مردان لشکر سوے دشت و کوہ بھاگ گئے تھے ہم بھی انھین کے ساتھ چلے گئے تھے عجائب جادو کے خوف سے نکل گئے تھے فی زمانہ سُنا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہوا ہے اور اس جگہ ہے اسی وجہ سے ہم یہان آئے ہین لشکر ساحران و فوج غیر ساحران ابھی تک درہ ہاے کوہ مین پوشیدہ ہے آپ فرمائیے یہان کا کیا رنگ ہے عجائب جادو کی کیا کیفیت ہے خواجہ نے جو حال گذرا تھا مفصل بیان کیا چالاک ثانی وغیرہ حالات سے آگاہ ہوکے خوش ہوے اور کہا شکر ہے خدا کا کہ عجائب جادو وغیرہ مطیع دین اسلام ہوے شاہزادے کو لوح طلسم دستیاب ہوئی خواجہ یہ سُنکے اُنکو اپنے ہمراہ لے گئے بزم عشرت مین چالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون نے شاہزادۂ رستم ثانی کو سلام کیا شاہزادے نے پوچھا تم کہان تھے اُنھون نے جواب دیا ہم درۂ کوہ مین تھے وہین آپکا لشکر بھی ہے شاہزادے نے کہا ہمارے اہل لشکر کو تم مین کوئی جاکے یہان لے آئے پس بحکم قران ثانی براے طلب سپاہ سوے دشت و درۂ کوہ روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام قیام سپاہ پر پہونچا جملہ ساحران و غیر ساحران سے کہا چلو تمکو شاہزادۂ رستم ثانی نے بلایا ہے وہ سب خوش ہوکے وہان سے روانہ ہوکے خدمت شاہزادۂ رستم ثانی مین آئے طلسم کشا اپنے لشکر کے آنے سے اور مردان سپاہ خورشید روشن دل کے آنے سے خوش ہوا پھر حکم دیا کہ یہان بالفعل سب قیام پذیر ہون حسب الحکم فراشون نے بارگاہین اور خیام استادہ کئے اہل لشکر فروکش ہوے اہل بزم عشرت مشغول عیش و عشرت رہے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے محفل طرب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمۂ رقاصان سے لطف اٹھایا کیے

داستان عاشق ہونا خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا چنچل وغیرہ عیار چھیون پر اور عیاری کرنا عیار چھیون کا اور قتل ہونا ابلیس خود پسند کا دست خورشید روشن دل سے اور لڑنا خورشید روشن دل کا ملکہ آتش افروز جادو سے اور قتل ہونا مروالہ خوار جادو کا و شکست ساحرۂ مذکور سے اور خود بھی اُسکا مرنا مع حال دیگر ساقی نامہ

ساقی بھر دے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے فلک شوریدوں کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہو گئے مجنون
ان مجنون پہ بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزہ اے شہر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
پر نہ اپنے کسی کا پاس کیا

راویان عاشق خود ساکیان عیار سیرت و جنگجو اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ بدستور مرقوم الصدر بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو دلربا نشہ ٔ خوشی گلو کیے بعد دیگرے بزم طرب مین آکے روبروے اہل بزم کے رقص و نغمہ کر رہے

تھے طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ بزم مین بیٹھے تھے بادہ کشی و رقص
و نغمہ ارباب نشاط سے شادمان تھے طلسم کشا کو صرف اسقدر ملال تھا کہ ایام سخت خورشید
روشن دل کے گذر جائین کواکب نیک طالع کے آجائین تو یہان سے سوے طلسم صندل مع لشکر
کوچ کرون بہ ہدایت لوح در بند طلسم صندل فتح کرون صندلان شاہ کو مسلمان یا قتل
کرون طلسم صندل کو توڑون دُر مدعا کا حاصل کرون باوجود اسکے کہ بزم عشرت آراستہ
تھی سامان عیش و راحت مہیا تھا مگر شاہزادہ موصوف نے بخیال لشکر کشی بیتاب و بیزار ہو کے
خورشید روشن دل سے دریافت کیا کہ اب ایام سخت آپکے باقی ہین یا گذر گئے اُس نے
جواب دیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ مجکو اپنے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ آج وقت شب انشاء اللہ
سے کواکب نحس میرے طالع کے مبدل بہ کواکب سعد ہو جاینگے کل یہان سے مین آپکے ہمراہ
بیخوف و خطر مع لشکر جانب طلسم صندل چلونگا طلسم کشا یہ سنکے خوش ہوا پھر سوے رقاصہ
متوجہ ہوکے رقص اُسکا دیکھنے لگا خواجہ عمرو ثانی بزم عشرت مین بیٹھے تھے ناگاہ دل گھبرایا
بزم سے اُٹھکر بیرون بزم گئے لشکر عجائب جادو مین پہونچے دیکھا کہ ایک خیمہ مین چنچل عیار
بچی بصد ناز و ادا بیٹھی ہے چونکہ خواجہ دربار عجائب جادو مین جب بصورت فرشتہ گئے تھے
اس عیارہ پر مائل ہوے تھے اب جو دوبارہ اسکو دیکھا قریب جاکر اظہار عشق کرنے لگے وہ
گفتگوے سخت بہ ناز و ادا کرنے لگی اِدھر تو خواجہ اپنی محبوبہ سے ہمسخن ہین لیکن اب احوال چالاک
ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے عجائب جادو عیار بچیون کو اپنے
ہمراہ لیکے ملک مین بادشاہ خورشید روشن دل کے آیا ہے چالاک ثانی ہر قمع عیار بچی پہ
شیفتہ ہوا ہے اور برق ثانی تصور عیارہ پر مائل ہوا ہے سیارہ ثانی چنچل پر فریفتہ ہوا ہے یہ
تینون عیار ان تینون عیار بچیون پہ عاشق ہوکے شب و روز فکر و خیال مین رہتے ہین مگر وہ عیار
بچیان انکے دام مین نہین پھنستی ہین راضی وصل پہ نہین ہوتی ہین غرض آمدم بر سر مطلب
خواجہ اپنی معشوقہ چنچل سے تقریر نیاز کرتے کرتے پاس اسکے بیٹھ گئے اشتیاق وصل ظاہر کرنے
لگے چونکہ چنچل وغیرہ بظاہر مطیع دین اسلام ہوگئی تھین اور بباطن خداوند قتال آتشپرست کو
اپنا خداوند جانتی تھی عجائب جادو سے بیزار تھین چاہتی تھین کہ کوئی کار نمایان کرکے لشکر
عجائب جادو سے خدمت صندلان شاہ مین جائین تمام حال عجائب جادو کا بیان کرین
پس باین وجہ چنچل نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ مجھ سے ایسی واہیات باتین نہ کرو مجھکو ان
باتون سے نفرت ہے کسی اور سے طالب وصل ہو اول تو یقین مجکو تمھارے عاشق ہونے کا نہین
ہے اور بالفرض والمحال تم مجھ پر عاشق بھی ہو تو مجھے کسے واسطے دو چار روز کے رسم کرنا منظور
نہین ہے کیا میری شامت ہے کہ تمھاری چند روز کی زندگی ہے مین اسوقت تمھاری صورت ناچیزی
پر نظر کرکے اقرار وصل کرون یا آج کل مین ہمبستر ہون آبرو اپنی دیدہ دانستہ چار روز کے
واسطے کسے نکاح کرکے بعد ازان بیوہ ہو جاون خواجہ نے جواب دیا کہ اے جان من یہ کیا کہتی ہو گو کہ
کسی کی حیات مستعار کا اعتبار نہین ہے لیکن بالفعل کون مجھے مارے ڈالتا ہے لیلا ہم تو زندگی میری

بہت ہی ضعیف بھی نہین ہون کہ سمجھون اجل قریب ہی یہ محض تمھارا خیال خام ہی کہ چارون کی میری
زندگی جاتی ہو نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو ہم سمجھے تم ناز کرتی ہو اُسنے جواب دیا ای خواجہ جو مین نے کہا
وہ تم بخوبی نہین سمجھے خواجہ نے پوچھا کیا تمنے کہا مفصل کہو اُس نے کہا مین ڈرتی ہون کہ صندلان شاہ
ابھی زندہ ہی طلسم اُسکا باقی ہی وہ بادشاہ صاحب حکومت و اختیار ہی سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق ہے
تم شریک و معین طلسم کشا ہو ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے ضرور جاؤ گے طلسم صندل جاؤ گے وہان
جاکے عیاری کروگے صندلان شاہ برہم ہوگے تمہین گرفتار کرکے مارڈالے گا اسی سبب سے
مین نے کہا کہ واسطے چند روز کے نکاح کرنا تمسے بیکار ہی تم مارڈالے جاؤ گے مین بیوہ ہو جاؤنگی
تب مین دیدہ و دانستہ ایسی بات کیون گوارہ کرون کہ صدمہ بھی ہو اور آبرو بھی جاے لطف
زندگی باقی نہ رہے خواجہ نے سنکر جواب دیا صندلان شاہ کی کیا مجال کہ مجھکو گرفتار کرکے قتل
کر سکے گو وہ ساحر زبردست ہی مگر مجھکو قتل نہ کر سکے گا مین عیار بلاے روزگار ہون فرزند رشید
و جانشین خواجہ عمرو ادولے ہون مرنا جانتا ہی نہین جسطرح میرے والد بزرگوار کو کبھی یاد نہین کرتے
تھے اُسی طرح مین بھی اُس بڑی اور تلخ شی کو کبھی یاد نہین کرتا اور طالب نہین ہوتا جب تک تین
مرتبہ اُس تلخ شی یعنے مرگ کا طالب خدا سے ہونگا ہرگز ہرگز نہ مرونگا تین مرتبہ کا طالب ہونا تو کجا
مین کبھی ایک مرتبہ بھی تمناے اجل نہ کرونگا تم ہمیشہ کو ڈرتی ہو اُسنے کہا ای خواجہ صندلان شاہ بلاے
بے درمان ہی تمنے اُسے سحر کرتے نہین دیکھا ہی جو چاہتا ہی اپنے سحر سے عجائب و غرائب دکھاتا
ہی اگر وہ برہم ہوکے سحر پڑھنے مین لب ہلاے تو قیامت برپا کرے مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ وہ
باشارہ چشم و ابرو ایسے ایسے امور عجائب و غرائب دکھاتا ہی کہ عقل حیران ہوتی ہی ایک روز
صندلان شاہ نے واسطے ایک کار دشوار کے مجھے طلسم رنگین حصار سے بلا بھیجا تھا مین نے
حسب الحکم اُسکے ایک عیاری کی تھی اُس سے خوش ہوکے علاوہ زر و جواہر دینے کے ایک صندوقچہ
مجھے دیا تھا اور کہا تھا ای چنچل یہ وہ صندوقچۂ سحر ہی کہ جب تو اسکو کھولکر دیکھے گی ایسے ایسے امور
عجائب و غرائب مشاہدہ کرنے کی کہ حیران ہو جائیگی کیسا ہی تجھکو رنج و غم ہوگا سیر امور عجائب و غرائب
سے دفع ہو جائیگا غنچۂ دل کیسا ہی بستہ ہوگا مانند گل کے شگفتہ ہو جائیگا کبھی صحراے سبزہ زار کبھی باغ
پر بہار کبھی ویرانہ کبھی بتخانہ کبھی میخانہ و ہجوم رندان مستانہ کبھی شہر آباد گاہ معشوقان ستم ایجاد
کبھی کوئی محفل بزم گاہ صف آرائی و لشکر و رزم کبھی بیابان وحشتناک گاہ انبوہ عشاق
مانند قیس گریبان چاک تجھے نظر آئینگے سوا اسکے جسکو تو دیکھنا چاہے گی وہ اس صندوقچہ
طلسمی مین سے تجھے نظر آئیگا اور جب کوہ و دشت و دریا وغیرہ کے سیر کی نیت کرکے اس صندوقچے
کو دیکھے گی وہی تجھکو ایک آئینہ مین اس صندوقچے کے دکھائی دیگا وہ صندوقچہ ابتک میرے
پاس ہے اُسکی حفاظت ایسی کرتی ہون جیسے سب اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جب میرا دل
چاہتا ہی صندوقچۂ مذکور کو کھولکر جو چاہتی ہون آئینہ مین معائنہ کرتی ہون جب اُسکے ایک
صندوقچۂ سحر کی یہ صورت ہی تو وہ خود کیسا ساحر ہوگا اُسکے سحر سے کون جانبر ہو سکیگا تم کہتے ہو
کہ مین عیار بلاے روزگار ہون کیا مجال اُسکی کہ مجھے قتل و گرفتار کر سکے اگر سامنا ہو جاے

تو معلوم ہو جائے یہ کہکے مسکرائی خواجہ نے کہا ای جانمن ذرا وہ صندوقچہ لاؤ ہم بھی دیکھیں کہ کیا کیا اشیائے
عجائب و غرائب نظر آتی ہیں چنچل فی الفور گوشۂ خیمہ سے اٹھا کر لے آئی خواجہ کو دیا اور کلید بھی
دی خواجہ نے اسے کھولا جیسے ہی وا کیا ایسا غبار سفوف بیہوشی اُس میں سے نکلکر خواجہ کے
دماغ تک راہ سوراخہائے بینی سے پہونچا خواجہ کو چھینک آئی چھینک آتے ہی بیہوشی طاری
ہوئی چنچل نے خوش ہوکر کہا اچھا یہ ایک تحفہ بہلے نذر صندلان شاہ ہاتھ آیا ہے اب لشکر سے
وقت فرصت نکلکر سوئے طلسم صندل جاؤنگی اس نگوڑے کو اپنی عیاری و مکاری پر بہت ناز
تھا ابھی کہتا تھا کہ مجھ سے نکاح کرو میرے ساتھ ہمبستر ہو میں تم پر شیفتہ و فریفتہ ہوں جان
جاتی ہے مجھ سے کچھ اسکی عیاری و مکاری نہ چلی میرے دام میں آگیا اور کسو طرح دام عیاری میں نہ
آتا کہ میں نے بے لاگ اور عجب نازک عیاری کی تھی میں جانتی تھی کہ یہ عیار بلائے روزگار ہے
ذرا سے شبہہ میں آگاہ ہو جائیگا ہوشیار ہوکر دام فریب میں نہ آئیگا اسی وجہ سے میں نے اسکو
شراب نہیں پلائی کہ اسکو گمان ہوگا کہ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے یہ کہکے اکیلے خیمہ میں کہ سب کی نظر
سے پوشیدہ تھا خواجہ کو چادر عیاری میں باندھا دماغ پر خواجہ کے پٹی داروے بیہوشی کی رکھ
دی ابھی چنچل چادر عیاری میں خواجہ کو باندھ چکی تھی پشتارہ خواجہ کا اٹھا رہی تھی کہ خود
خیمہ میں رکھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ناگاہ مرقع خیمے میں آئی اُس نے پوچھا ای بُوا یہ پشتارہ
کیسا ہے چنچل نے ہنسکر جواب دیا کہ اس پشتارے میں ایک عیار آفت روزگار ہے خبردار کسی سے اسکا
ذکر نہ کرنا میں نے خواجہ عمرو ثانی کو ایک نازک عیاری کرکے بیہوش کیا ہے ارادہ ہے کہ ہنگام شب یا
جس وقت موقع ملے پشتارہ اسکا اٹھا کر سوئے صندلان شاہ جاؤں یہ تحفہ اسکے نذر کروں تمام
حال عجائب جادو کا بیان کروں مرقع نے متحیر ہوکے جواب دیا بُوا میں تو سمجھی تھی کہ
تم مطیع دین اسلام ہوگئی ہو عجائب جادو و طلسم کشا و جملہ مسلمان طلسم کشا کی
دوست و خیر خواہ ہوگئی ہو خواجہ کے گرفتار کرنے سے ظاہر ہوا کہ تم صندلان شاہ کی دوست
ہو طلسم کشا وغیرہ کی دشمن ہو اُس نے اسے یہ جواب دیا کہ ای بُوا میں نے بظاہر کہا تھا کہ مطیع دین
اسلام ہوں بباطن تمثال آئینہ رو کی پرستش کنان تھی اسوقت قابو پاکے اسکو بیہوش کیا ہے
چاہتی ہوں کہ قبل جانے طلسم کشا کے اس جگہ سے میں صندلان شاہ کے پاس جاؤں تمام
حال سے اسے آگاہ کروں مرقع نے کہا میں بھی مثل تمہارے اپنے دین اصلی پر ہوں میں بھی
تمہارے ساتھ چلونگی اور چالاک ثانی کو کہ مجھ پر مرتا ہے بعیاری گرفتار کرونگی اگر تم خواجہ کو بطور
نذر دوگی تو میں صندلان شاہ کے روبرو جاکر چالاک ثانی کو بطور نذر دونگی چنچل نے کہا اگر یہ
ارادہ ہے تو عجلت کرکے آج ہی چالاک کو اسیر کر اس نے کہا ابھی چلو میں اُس کو اسیر کرونگی گو وہ
اسم با مسمے ہے مگر مجکو دیکھکر وہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے ساری ہوشیاری و چالاکی اُس کی جاتی رہتی ہے
دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا میری طرف دوڑے گا آرزوے وصل ظاہر کریگا چنچل نے تقریر
مرقع کی سنکر رنگ و روغن سے بصورت خواجہ عمرو بنی اور مانند لباس عمرو ثانی کے پوشاک
پہنی پھر بیٹھکر آئینہ اٹھاکے صورت اپنی دیکھنے لگی ہنوز چنچل بصورت خواجہ عمرو ثانی

اور مرقع بصورت اصلی دونون خیمے مین بیٹھی تھین قنات خیمے کی ایک طرف کی ہٹا دی تھی کہ اگر کوئی
عیار اسطرف آئے تو یہان چلا آئے ہم اُسے بعیاری گرفتار کرین ورنہ خود جا کر خیمہ چالاک
مین داخل ہوکے یا اپنی تدبیر سے اور کسی جگہ اُسے لیجا کے بیہوش کرین ناگاہ حسب الاتفاق
اسطرف سے چالاک ثانی گذرا عمرو ثانی اور اپنی محبوبہ کو خیمے مین بیٹھا ہوا دیکھکر متردد ہو کے
ٹھہر گیا دل مین کہنے لگا آج عمرو ثانی میری معشوقہ کے پاس کیون تشریف رکھتے ہین کیا کچھ حضرت
بھی اس پہ مائل ہوے ہین ذرا دریافت کرنا اور رنگ دیکھنا چاہیے یہ باتین دل مین کر کے
قریب خواجہ نقلی کے جاکے بیٹھا اور پوچھا آپ یہان کیون تشریف رکھتے ہین خواجہ مذکور نے جواب دیا
مین اسطرف آیا تھا مرقع اس خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی مجھے دیکھکر بُلا کے اپنے پاس بٹھایا ابھی ذکر
تمھارا کر رہی تھی پوچھتی تھی کہ اسوقت چالاک کہان ہے مین نے کہا کہ مجھے بخوبی نہین معلوم کہ وہ
کہان ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ تم اِدھر آئے اب تم یہان بیٹھو مین واسطے ایک کار ضروری کے
جاتا ہون یہ کہکے خواجہ نقلی تو ایک طرف روانہ ہوے چالاک ثانی اپنی محبوبہ سے بیتابی دل بیان
کرکے طالب وصل ہوا اُس نے برہم ہوکے ایک پھول بصورت ورنگ گلاب نکال کر کہا او چالاک
تو نہین مانتا ہر مرتبہ ایسی ہی بیہودہ باتین مجھ سے کرتا ہے یہ کہکے وہ پھول گلاب کا تاک کر
سینہ چالاک ثانی پر مارا اور کہا سونگھ اسکی بو کو اور دیکھ اسکے رنگ کو یہ مشابہ میرے عارض سے
ہے چالاک ثانی نے یہ سمجھ کر کہ یہ پھول میری محبوبہ نے اپنے دست نازک سے میری
طرف پھینکا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ مشابہ میرے عارض رنگین سے ہے اس سے بچنا اور
ہٹ جانا مناسب نہین ہے خوشا مقدر میرا کہ آج پھول مجھکو عنایت کیا ہے کیا عجب ہے کہ کل
نخل عشق میرا بار ور ہو بمژدہ وصل یار دستیاب ہو بس گل کو شگفتہ خاطر ہوکے اپنے چہرے
پر رکھنا چاہیے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا جسوقت وہ پھول سوراخ بینی پر پڑا پاش پاش ہو گیا
کچھ غبار مانند دھوئین کے اُس سے پیدا ہوا وہ دھوان یا غبار بذریعہ قوت شامہ و نفس تا بدماغ
پہونچا چالاک کو چھینک آئی بیہوشی نے اثر کیا فی الفور بیہوش ہو کے گرا مرقع نے ایک
گوشہ خیمہ مین اُسے لیجا کے پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے چادر عیاری مین باندھا یہان تو
مرقع نے چالاک ثانی کو بیہوش کیا اُدھر خواجہ نقلی نے جا کر تصویر اور کیچل سے
اپنا ارادہ بیان کیا اور کہا مین نے خواجہ ثانی کو بیہوش کیا ہے مرقع نے چالاک ثانی کو
بیہوش کیا ہوگا اب تم دونون کسی عیاری سے برق ثانی و سیارہ ثانی کو بیہوش کر کے
چادر عیاری مین لپیٹ لے اُنکے باندھ کے سوے صحرا جا کے درہ کوہ مین ٹھہرنا مین بھی ہمراہ
مرقع کے وہان آؤنگی یا تم میرے ہی ہمراہ چلنا اُنھون نے کہا اچھا ہم تمھارے ہی ساتھ
چلین گے کیچل یہ سُنکے اپنے خیمے مین آئی صورت اپنی جو تبدیل کی تھی بصورت اصلی ہو کے مرقع
سے پوچھنے لگی کہو بعد ہمارے جانے کے تمنے کیا کیا اُس نے کہا تو مین نے بھی مانند تمھارے اپنے
حریف کو گل بیہوشی آمیز مارکے بیہوش کیا ہے دیکھو وہ چادر عیاری مین لپٹا رہ اُس کا باندھکر
رکھا ہے کیچل یہ سُنکے خوش ہوئی وہان تصویر اور کیچل اپنے خیمے سے نکلکر سوے صحرا باہم

ہنستی ہوئین اور باتین کرتی ہوئین اُسطرف سے چلین کہ جسطرف خیمہ برق ثانی و سیارۂ ثانی کا
تھا حسب اتفاق اُسوقت دونون خیمہ مین بیٹھے ہوے شراب پینے کی فکر مین تھے شیشۂ مے اُٹھایا
تھا جام مین شراب اونڈیل کر چاہتے تھے کہ پئین ناگاہ اُنھون نے دیکھا کہ تصویریہ و کیچل سوے صحرا
جاتی ہین دونون عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت یہان شراب پینا اچھا نہین ہے
بادہ کشی ہمراہ محبوب کے مناسب ہی لہذا ہم بھی عقب تصویریہ و کیچل چلین شیشہ شراب و جام
اُٹھالین یہ مشورہ کرکے عقب اُنکے روانہ ہوے جلد راہ طی کرکے لشکر سے نکلکر قریب آنکے پہونچکر
برق نے اپنی محبوبہ سے مخاطب ہوکے کہا اے جان جہان اسوقت کہان جاتی ہو اُنھون نے
بناز و ادا کلمات سخت و دشنام دیکے کہا جہان ہمارا دل چاہتا ہے ہم جاتے ہین تمھارا کچھ اجارا
ہے تم ہمارے ساتھ نہ آؤ برق ثانی نے تڑپکر اپنی محبوبہ سے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا جہان
تم جاؤگی مین بھی جاؤنگا یہ کہکے اُسکے ساتھ ساتھ چلا اسی طرح سیارۂ ثانی نے بھی اپنی محبوبہ
سے کہا کہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا غرض دونون عاشق ہمراہ دونون معشوقون کے چلے
تھوڑی دور جاکے تصویریہ و کیچل نے کہا اے لو اب تو ہم تھک گئے ذرا کہین دم لو آگے نہ جاؤ
بس یہین سے سیر صحراے سبزہ زار دیکھو تصویریہ کیچل کے کہنے سے ایک جگہ کچھ فرش بچھاکے بیٹھ گئی
کیچل بھی بیٹھی برق ثانی سیارۂ ثانی بھی قریب اُنکے بیٹھے ہر چند اُنھون نے منع کیا مگر وہین
بیٹھے اور جام بلورین مین شراب بھرکے کہنے لگے دل مین چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے تم جام لیکر
شراب پیو اور اپنے ہاتھ سے ہمین پلاؤ اُنھون نے جواب دیا ہمین کیا غرض کہ ہم تمھارے ہاتھ
سے شراب پئین اور تمھین اپنے ہاتھ سے پلائین برق ثانی و سیارۂ ثانی نے جب بہت اصرار کیا
اور بعجز کہا اُسوقت اُنھون نے کہا خیر تمھاری خاطر سے تمھین جام شراب دینگے مگر ذرا ہوشیاری
سے پینا کہ اس مین ہم تھوڑا کف مار ڈالدینگے شراب پیتے ہی مرجاؤگے سیارۂ ثانی و برق ثانی
نے جواب دیا اپنی محبوبہ کے ہاتھ سے زہر کا پینا بھی اچھا ہے ہمین منظور ہے تم ہمین زہر ہی پلادو
یہ سنکے تصویریہ اور کیچل قہقہہ مارکر ہنسین یہ دونون سمجھے کہ ازراہ مزاح ہمسے یہ ایسی تقریر کرتی
ہین بھلا یہ ہمکو کیا سفوف بیہوشی سے بیہوش کرین گی یہ کہکے وہ شیشہ و ساغر اُنکے روبرو رکھ دیا
پہلے تصویریہ نے جام شراب برق ثانی کو دیا پھر کیچل نے جام شراب سے بھرکے سیارۂ ثانی کو دیا
دونون نے شراب کو دیکھکر بیہوشی آمیز نہ پاکے جام منہ سے لگاکے شراب پی پھر اپنے ہاتھ سے
شراب جام مین بھرکے اُنسے کہا کہ ہمارے ہاتھ سے تم بھی شراب پیو اُنھون نے انکار کیا
آخر بعد اصرار کے ذرا ذرا سی شراب تصویریہ اور کیچل نے خوب دیکھ بھال کے پی جب دونون عیارون کو
نشہ شراب کا ہوا برق ثانی اپنی محبوبہ سے سیارۂ ثانی اپنی معشوقہ سے لپٹنے لگا طالب وصل
ہونے لگا یہ دونون کو اپنے پاس سے ہٹانے لگین دشنام دینے لگین کلمات سخت و درشت
کہنے لگین عیاران مذکور عالم نشۂ شراب مین کب اُنکے ہٹانے سے ہٹتے تھے
اور اُن کے سخن ہاے سخت سنکے کب ناراض ہوتے تھے لپٹ ہی گئے چونکہ وہ
تو عیارنیان اپنے لباس مین عطر بیہوشی آمیز ملے ہوے تھین اور اپنے

سوراخ ہائے بینی کو پینہ سے بند کیے تھے عیاران مسطور بوئے عطر مذکور سونگتے ہی بیہوش ہوگئے
مدعائے دلی کچھ بھی دل سے نکال نہ سکے بوس وکنار سے محروم رہے عیار بچیون نے دونون
عیارون کے دماغ پر سفوف بیہوشی کی چڑھا کے چادر عیاری مین اُنھین باندھا ڈھائی
گرہ عیارون کی مانند ہر اک پشتارے کی لگا کے خوش ہوگئے باہم کہا اب کیا تدبیر کیجائے
تصویر نے کنچل سے کہا یوا بہتر یہی ہے کہ تم چنچل اور مرقع کے پاس جاؤ اُن سے
کہو کہ پشتارون کو لیکر سوئے صحرا چلو تصویر تمھاری منتظر ہے کنچل بصورت اصلی اُس
جگہ سے لشکر مین آئی مرقع اور چنچل سے کہا ہم نے اور تصویر نے برق ثانی و سیارہ ثانی کو
بیہوش کر لیا ہے اب تم پشتارہ اُٹھا کے سوئے صحرا آؤ چنچل اور مرقع یہ خبر سنکے خوش
ہوئین اور اپنے خیمے کی اُس قنات کو خنجر سے چاک کیا جسطرف ویرانہ تھا کوئی
اُس جانب سے راہ نہ چلتا تھا بعد چاک کرنے قنات کے تینون عیار بچیان پشتارے
دونون دوش پر اُٹھا کے اُسی طرف سے سوئے صحرا روانہ ہوئین اثنائے راہ مین چند
اہل لشکر نے اُنھین جاتے دیکھکر پوچھا کہان جاتی ہو یہ پشتارے کیسے ہین اُنھون نے جواب دیا
ہم تمسے کیا کہین یہ اک راز ہے اسکو ظاہر نہ کرینگے کیونکہ یہ حکم ہمکو عجائب جادو کا ہے
کہ اس راز کو کسی سے بیان نہ کرنا اہل لشکر یہ سنکے خاموش ہو رہے عیار بچیان
جلد تر راہ طی کر کے صحرا مین پہونچین دیکھا تصویر منتظر بیٹھی ہے اور دو پشتارے دونون عیارون
کے پاس اُسکے رکھے ہین یہ دیکھکر چنچل و مرقع خوش ہوئین پھر چارون عیار بچیان
چارون عیارون کے پشتارے اُٹھا کے راہ صحرا سے قریب شام سوئے طلسم صندل روانہ
ہوئین اور غرض سے خورشید روشن دل و عجائب جادو و طلسم کشا و عیار قران ثانی کے
جلد تر راہ طی کرنے لگین یہ عیار بچیان تو ایک ایک پشتارہ اُٹھائے ہوئے مانند باد تند کے سوئے
طلسم صندل پاس صندل لال شاہ کے جاتی ہین جب راہ مین تھک جاتی ہین تھوڑی دیر
قیام کرتی ہین اور اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوتی ہین حال انکا انشاء اللہ مولف جلد
دوم نورتن نامہ آئندہ لکھے گا مگر اب احوال بزم عشرت و طلسم کشا و خورشید روشن دل
و قران ثانی کا درج کرتا ہے کہ بدستور مرقوم بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو
و خوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے آ کے بزم عشرت مین روبرو اہل بزم
کے رقص و نغمہ کرتے تھے اہل بزم نشہ شراب ناب مین بصد خوشی بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے
تھے گانا سن رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے عین رقص و نغمہ رقاصہ مین خواجہ کا خیال
کر کے قران ثانی سے کہ حاضر بزم تھا پوچھا خواجہ کہان ہین اُس نے عرض کیا تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ
خواجہ یہان سے اُٹھکر باہر گئے تھے شاہزادہ موصوف نے کہا اُنکو بلا لاؤ کچھ مجھے اُنسے کہنا ہے
قران ثانی بزم سے اُٹھکر باہر جا کر چہار طرف جستجو خواجہ کی کرنے لگا لشکر مین بھی تلاش کرنے لگا
ہر چند اُس نے بہت ڈھونڈا مگر خواجہ کو نہ پایا بلکہ چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کو
بھی نہ پایا بانہایت متردد و پریشان خاطر ہوا دل مین سوچا کہ خواجہ و چالاک وغیرہ عیار بچیون پر

مائل ہین عجب نہین کہ خیمے مین عیار بچیون کے ہو نگے یہ سوچکر خیمۂ مرقع وتصویر وغیرہ عیار بچیون مین گیا وہان بھی کسی کو نہ پایا اب اُسے تردد زیادہ ہوا خیمے سے نکلکر اہل لشکر سے پوچھا تمھین کچھ معلوم ہے کہ خواجہ ثانی وچالاک ثانی وسیارۂ ثانی وبرق ثانی وچنچل وچنچل ومرقع وتصویر کہان ہین اہل لشکر سے چند شخصون نے کہا ہم اسقدر جانتے ہین کہ مرقع وچنچل وچنچل دو لشتارے لیے ہوے سوے صحرا گئی ہین ہم نے اُنسے پوچھا بھی تھا کہ یہ لشتارے کہان لیے جاتی ہو انھون نے حال مفصل نہ کہا تھا ہم نے پوچھنے مین اصرار کیا قران ثانی یہ سنکے سمجھ گیا کہ چارون عیار بچیون نے خواجہ ثانی وچالاک ثانی وغیرہ کو عیاری بیہوش کیا ہے اور چادر عیاری مین لپیٹ کے اُنکے باندھ کے راہ صحرا سے کہین لیگئی ہین عجب نہین کہ سوے طلسم صندل گئی ہون حیف کہ انھون نے پیرایہ دوستی مین دشمنی کی یہ سمجھ کے جلد بزم عشرت مین گیا کے شاہزادۂ رستم ثانی سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا اور کہا یقین کامل ہے کہ چارون عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی وچالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون کو بیہوش کرکے سوے طلسم صندل لیگئی ہین اگر حکم ہو تو مین جا کر اُنکا سدراہ ہون یا اُن تک پہونچ کے عیاری کرکے لپٹتا ہے عیارون کے اُن سے لیلون اور اُنھین اسیر کرون شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر قران ثانی کی سنکے متردد وملول ہو کے سوے خورشید روشن دل دیکھا اور پوچھا اس بارہ مین آپکی کیا راے ہے چونکہ ایام سخت خورشید روشن دل کے گذر چکے تھے اور ستارے بدطالعی کے مبدل بہ کوکب سعد ہو چکے تھے اسوجہ سے خورشید روشن دل نے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اب بزم عشرت موقوف کیجیے سامان لشکر کشی کیجیے سوے طلسم صندل آج ہی یا کل یہان سے روانہ ہوجیے قران ثانی کو واسطے اسیری عیار بچیون کے اور عیاری کے روانہ نہ کیجیے کہ کچھ فائدہ نہو گا مین ابھی جاتا ہون عیار بچیون کو اسیر کرکے لاتا ہون خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو رہا کرتا ہون غضب کیا عیار بچیون نے کہ بے وجہ ایسی دشمنی کی شاہزادۂ رستم ثانی تو تقریر خورشید روشن دل کی سنکے خاموش رہا مگر عجائب جادو نے کہا اے برادر تم کیدین جاؤ میری ملازم و نمکخوار عیار بچیون نے ساتھ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے دشمنی کی تھی مین جاکر اُنکو سزاے سخت دونگا لپٹتا ہے عیارون کے اُن سے چھین لونگا اُنکو اسیر کرکے یہان لے آؤنگا خورشید روشن دل نے جواب دیا اے برادر میری موجودگی مین تم اسقدر زحمت کیون گوارہ کرو خواجہ کو مین رہا کرونگا اب مین کسی سے نہین ڈرتا ایام سخت میرے گذر گئے ہین بالفعل جاتا ہون تم ہمراہ طلسم کشا کے آنا یہ کہکے آہستہ آہستہ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ خورشید روشن دل بیٹھے بیٹھے چشم زدن مین غائب ہو گیا بعد جانے خورشید روشن دل کے بزم عشرت موقوف و برخاست ہوئی شاہزادے نے جملہ اہالی موالی کو حکم دیا کہ سامان کوچ کا کرو یہان سے سوے طلسم صندل چلو جملہ مردمان لشکر کوچ کا سامان کرنے لگے ساحر وغیر ساحر تیاری چلنے کی کرنے لگے اسی اثنا مین ہزدار خوار جادو کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا ہے آیا شاہزادۂ رستم ثانی کو سلام کرکے پوچھنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار کیا ارادہ یہان سے کوچ کرنے کا ہے اور کیا باعث ہے کہ اسوقت چہرے پر آپکے آثار تردد مین شاہزادے نے جواب دیا سبب تردد یہ ہے کہ چار عیار بچیان عجائب جادو کی ملازم باوجود انعام

دیتے اور قدردانی و مہربانی کرنے کے ممکن ہم بنکے دشمن میری ہو کے خواجہ عمرو ثانی اور زنین اور عیارونکو
بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھ کے پشتارے انکے اٹھا کے مجھ سے پوشیدہ ہو کے
سوے طلسم صندل گئی ہین خبر انکی عیاری کرنے کی اور جانب طلسم صندل جانے کی سنکے
بادشاہ خورشید روشن دل انکے اسیر کرنے کو اور خواجہ وغیرہ کے رہا کرنے کو بصد غضب یہان سے
تنہا روانہ ہوے ہین اب مین بھی مع تمامی سپاہ یہان سے جانب طلسم صندل کوچ کرتا ہون
اے سردار خوار جادو اول تو تردد مجکو خواجہ وغیرہ عیارون کے مقدمے مین یہ ہے کہ
دیکھیے وہ رہا ہوتے ہین زندہ و سلامت پھر مجھ سے ملتے ہین یا نہین عیار بچیان دشمن ہین کہین
ایسا نہو کہ عیاران مذکور کو قتل کر ڈالین دوسرے بادشاہ خورشید روشن دل اکیلے
یہان سے سوے طلسم صندل بغیر اسباب ... مین عیار بچیون کی طرف
تو کچھ اندیشہ نہین ہے اگر صندلان شاہ کی جانب سے البتہ اندیشہ ہے اگر وہ عیار بچیون کی
حمایت و مدد کو مع لشکر کثیر آجائیگا تو غضب ہوگا خورشید روشن دل باوجودیکہ بادشاہ
و ساحر زبردست صاحب اختیار ہین مگر کس کس سے لڑ سکینگے کس کس کو قتل کرینگے خداوند
عالم انکو شر دشمنان سے بچاے وہ ہمارے دوست صادق اور معین و مددگار ہین ہم ساحر
نہین ہین کہ بزور سحر جلد تر سوے طلسم صندل جائین اپنے تئین خورشید روشن دل تک
پہنچائین ہان ارادہ ہے کہ عجائب جادو و دیگر ساحران نامی کو انکی اعانت کیواسطے روانہ کرون
مبادا صندلان شاہ سے اور انسے مقابلہ و مجادلہ ہو سردار خوار جادو نے عرض کیا
آپ کچھ تردد نہ کرین کسی ساحر نامی و غیر نامی کو واسطے اعانت بادشاہ خورشید روشن دل
کے روانہ نہ کرین مین اکیلا جاتا ہون جلد تر خدمت خورشید روشن دل مین اپنے تئین پہونچاتا
ہون حالانکہ مین اک ادنے ساحر ہون لیکن کیا مجال صندلان شاہ کی کہ میری موجودگی مین
خورشید روشن دل کو زخمی کر سکے یا اسکو کسی طرح کا ضرر پہونچا سکے گو کہ وہ نابکار بادشاہ
طلسم صندل ہے مگر خورشید روشن دل بھی کچھ اس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی
بادشاہ اپنے طلسم کا ہے سحر مین بھی بے عدیل ہے صندلان شاہ اسے قتل و اسیر کسی طرح نہ کر سکیگا
اگرچہ خورشید روشن دل تنہا گیا ہے مین جاتا ہون اگر ضرورت اعانت کرنے کی ہوگی تو کرونگا
ورنہ اعانت نہ کرونگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا تم ابھی آئے ہو مین نہین چاہتا کہ
ابھی جاؤ اور کسی ساحر کو یہان سے روانہ نہ کرونگا تم میرے ساتھ چلنا اس نے کہا اے
شاہزادہ ذیجاہ مجھے نہ روکیے بے اختیار میرا دل چاہتا ہے کہ سوے طلسم صندل جاؤن
بادشاہ خورشید روشن دل تک اپنے تئین پہونچاؤن دیکھون وہان کیا ہوا شاہزادہ رستم
ثانی نے سردار خوار جادو کے اصرار کرنے سے مجبور ہو کے اجازت جانے کی دی وہ تخت پر سوار
ہو کے بعجلت جانب طلسم صندل روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے شاہزادہ بھی ہمراہ لشکر
کثیر ساحران و غیر ساحران کے جانب طلسم صندل روانہ ہوا طلسم کشا کو تو راہ مین چھوڑا گیا
ہے مگر اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز

پنچل و پنچل و تصویر و مرقع خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھ کے پشتارے اٹھا کے سوے طلسم صندل روانہ ہوئین تھین شاہ طلسم مذکور
حسب دستور بالاے تخت حکومت خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے
صندلان شاہ اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہہ رہا تھا کہ ما بدولت نے نانی صاحبہ کے بے ہم
ہونے سے ابلیس خودپسند کو برادر عجائب جادو کے پاس بھیجا تھا وہ گیا تھا حال طلسم کشا
و عشق ملکہ رنگین کاکل کشا سے اسے آگاہ کر آیا تھا اب غالبًا برادر عجائب جادو نے
طلسم کشا کو اسیر کیا ہوگا لشکر کو اسکے قتل کر ڈالا ہوگا لوح طلسمی لے لی ہوگی وزرا عرض کرتے
تھے عجب نہین کہ ایسا ہی ہوا ہو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے لیکن ہم خیرخواہون کو یہ خیال ہے کہ
ابتک عجائب جادو نے کچھ بھی حضور کو اور نیک و بد سے اطلاع نہین دی ہے اسکا کیا سبب ہے
صندلان شاہ کہہ رہا تھا کہ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی موافق ہمارے کہنے کے تعمیل عمل
کیا ہوگا ابھی باہم شاہ و وزرا ہم سخن تھے کہ ابلیس خودپسند آیا صندلان شاہ کو سلام
کیا شاہ طلسم اسے ساحر معزز اور پہلوان نامی اور مقرب بارگاہ خداوند تعالی آئینہ رو
جانکے نیم قد اپنے تخت سے واسطے اسکی تعظیم کے اٹھا شاہ طلسم کے تعظیم کرنے سے جملہ اہل دربار
نے بھی سروقد اسکی تعظیم کی ہر ایک ساحر اعلے و ادنے اہل دربار سے واسطے اسکی تعظیم کے اپنی جگہ سے
اٹھا ابلیس خودپسند قریب تخت صندلان شاہ ایک دنگل پر بیٹھا اسکے بیٹھنے سے شاہ طلسم
اور جملہ اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ مذکور نے بعد تھوڑی دیر کے اس سے مخاطب
ہوکے پوچھا اسوقت کس وجہ سے تمھارا یہان آنا ہوا اس نے جواب دیا اے صندلان شاہ کیا
کہون اسوقت بیٹھے بیٹھے کچھ دل ایسا گھبرایا کہ مین بے تامل یہان آیا کسی کار ضروری کو نہین
آیا ہون صندلان شاہ نے کہا اچھا کیا کہ یہان آئے ابھی صندلان شاہ ابلیس خودپسند
سے ہم سخن تھا ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا نظر آیا اس ابر سیاہ مین برق کی چمک اور
رعد کی کسی آواز پیدا تھی کبھی اس لکہ ابر سے بارش مروارید ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے
صندلان شاہ اس ابر کے ٹکڑے کو دیکھکر ابلیس خودپسند و اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو
ہماری نانی صاحبہ تشریف لاتی ہین ابلیس خودپسند و جملہ اہل دربار جانب لکہ ابر مذکور
دیکھنے لگے جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا درمیان سے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک تخت سحر پر کہ وہ
جواہر نگار ہے ملکہ آتش افروز جادو خشم آلودہ بیٹھی ہے گو چہرہ اسکا مانند شب تار کے
سیاہ ہے مگر بوجہ فرط قہر و غضب سے مائل سرخی ہے آنکھین بھی سرخ ہین صندلان شاہ نے
اپنی نانی کے رخ پر نظر کرکے سب سے کہا آج بھی نانی صاحبہ غصہ مین ہین نہین معلوم سبب غصہ
کیا ہے ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ تخت سحر ساحرۂ مذکورہ کا بلندی سے اترکر جلوہ فرماے دربار
مین آیا صندلان شاہ واسطے تعظیم کے سروقد اٹھا جملہ اہل دربار اور ابلیس خودپسند
بھی سب کے ساتھ اٹھا ہر ایک نے بصد ادب اسے سلام کیا ساحرۂ مسطور تخت سحر سے
اترکر قریب تخت بالکل متصل تخت صندلان شاہ ایک جواہر نگار چوکی پر بیٹھی بعد اسکے

بیٹھنے کے صندلان شاہ اور جملہ مردان اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ طلسم نے فی الفور ساقیون کو طلب کیا ساقیان خوبرو حسب الطلب کشتیان شراب ناب کی مع ساغر و جام بلورین لیکر حاضر ہوے ایک ساقی اشارۂ صندلان شاہ سے جام بلورین مین شراب ناب بھر کے بعد سلام کرنیکے جام مذکور روبرو ملکہ آتش افروز کے لے گیا اسنے عالم غصہ مین جانب ساقی شوخ چشم دیکھکر اشارے سے کہا جام مت بڑھاؤ مین شراب نہ پیونگی ساقی بیچارہ چاہتا تھا کہ جام موڑ لے جائے کہ صندلان شاہ نے کہا نانی صاحبہ آج کیا باعث ہے کہ آپ شراب پینے سے انکار کرتی ہین مین قسم دیتا ہون اپنے سر کی آپ شراب پیجیے ملکہ آتش افروز نے بوجہ قسم دینے کے دست ساقی سے جام لیکر شراب پی ساقی نے مکرر جام بڑھا دیا اُس نے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح کئی جام لیکر شراب پی کر غصے مین بھری بیٹھی رہی جب ساقی ملکہ آتش افروز جادو کو شراب ناب پلا چکا صندلان شاہ کو اور دیگر اہل بزم کو جام مین مئے تند بھر بھر کے دینے لگا صندلان شاہ وغیرہ بادۂ ناب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے بعد جانے ساقیون کے عالم نشہ مے مین صندلان شاہ نے اپنی نانی سے پوچھا آج آپ برہم کیون ہین کچھ سبب برہمی تو بیان کیجیے مین نے کیا امر خلاف طبع آپکے کیا ہے کہ جسکے سبب سے آپ مجھ سے ناراض و برہم ہین اُس نے جواب دیا او عیش پسند و غافل امور سلطنت مین کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ طلسم رنگین حصار مین کیا ہوا صندلان شاہ نے کہا نانی جان مجکو تو کچھ بھی وہان کے حال سے خبر نہین ہے آپ اپنے کہانت کے علم سے وہان کے حال سے اطلاع دیجیے یا کتاب سامری مین ابھی دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کتاب سامری طلب کرکے با ادب تمام اُسے کھولکے بہ نیت ظاہر ہونے حالات طلسم رنگین حصار و کیفیت عجائب جادو و طلسم کشا و عیار بچیون کے جو کتاب مذکور مین غور سے دیکھا تو یہ دریافت ہوا کہ عجائب جادو مع اپنی زوجہ کے مطیع دین اسلام ہوکے شریک طلسم کشا ہو گیا ہے لوح طلسمی جو اُسکے ہاتھ آگئی تھی طلسم کشا کو دیدی ہے چنچل و کنچل و مرصع و تصویر عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی کو بیہوش کرکے لپیٹا ہے اُنکے لیے ہوے بہت ڈرتی ہوئین ادھر آتی ہین سوا اس حال کے اور کچھ حال دریافت نہوا کیونکہ صندلان شاہ نے صرف اسیقدر حالات کے دریافت کرنیکی نیت سے کتاب سامری کو طلب کیا تھا خورشید روشن دل و مردار خوار جادو کے بارے مین کچھ اظہار حال کی نیت نہ کی تھی الحاصل صندلان شاہ حالات مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کرکے دنگ ہو گیا پھر اپنی نانی سے کہنے لگا مجکو کتاب سامری سے ایسا دریافت ہوا ہے یہ کہکے کہنے لگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب عیار بچیونکی اعانت کو اور اُنکے یہان لے آنے کو کسی کو بھیجنا ضرور ہے مین تو نہ جاؤنگا کیونکہ اس ادنے کام کے واسطے جانا میرا مناسب نہین ہے ملکہ آتش افروز جادو نے تمام تقریر صندلان شاہ کی سنکے کلمات سخت و درشت غصے مین اُسے کہکے شکایت اُسکی غفلت و عیش پسندی کی

کر کے کہا اُو چھو کرے مین بھی عیار بچون کے آنے کو جا نہین سکتی مجکو اپنی کہانت کے علم سے ثابت
ہوا ہی کہ چار روز مجھ پر ایسے سخت ہین کہ جانکے جانیکا خوف ہی مجھے لازم تو یہی تھا کہ اس زمانہ
مین اپنے قصر سے باہر نہ نکلتی مگر تیری محبت سے مجبور ہو کر یہان آئی ہون ابلیس خود پسند نے
تمام تقریر صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کی سنکے کہا جاتا ہون ابھی عیار بچون کو لیکر
آتا ہون صندلان شاہ نے کہا آپ کیون یہ تکلیف جانے کی گوارہ کیجیے مین اپنے اہل دربار سے
کسی کو روانہ کرتا ہون اُسنے کہا نہین مین ہی خود جاتا ہون یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ
ہوا بعد قطع راہ اُس صحرا مین پہونچا جس مین عیار بچیان تھک کر تھیلیان دوش سے رکھکر بیٹھی تھین
چارطرف دیکھ رہی تھین خوف سے عجائب جادو کے کانپ رہی تھین چنچل اور تصویر چنچل
اور مرقع سے کہہ رہی تھین ابو الہم ان عیارون کو بیہوش کر کے لپٹتا رہے اسکے اُٹھا کے یہ
اپنے ساتھ لیکے ادھر آئی تو ہو دیکھین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچتی ہو اتنی ہی لہر دی
دیکھو تمھارا اور ہمارا کیا حال ہی پاؤن تھک گئے ہین کانٹے تلوون مین گڑ گئے ہین رہبری
عاجز ہین ابھی یہان سے دولت سرائے شاہ طلسم دُور ہی اگر ایسی حالت مین عجائب جادو
یا اور کوئی ساحر فرستادہ عجائب جادو واسطے ہماری گرفتاری کے آجائے تو کیا ہو تمھین
ایسی سرکشی و دشمنی اپنے بادشاہ سے مناسب نہ تھی اگر دشمنی کرنا تھا تو سمجھ بوجھکر کرتین
ہم بھی تمھارے کہنے مین آ گئے انجام اس دشمنی کا نہ سوچے اب پچھتاتے ہین کوئی تدبیر ذہن مین
نہین آتی ہی اگر سوئے طلسم صندل جاتے ہین تو جایا نہین جاتا ہی طاقت رفتار نہین ہو اب بھی
چھپی ہی کانٹے تلوون مین گڑے ہین اگر یہان سے بہزار دشواری و مشکل لشکر عجائب جادو مین جاتے
ہین تو بھی اچھا نہین ہی کیونکہ وہان ان عیارون کے ہونے سے اور ہم سب کے غائب ہونے سے
عجائب جادو وغیرہ آگاہ ہو گئے ہون گے کہ عیار بچون نے عیاری کی
عیاران لشکر طلسم کشا کو اسیر کر کے لے گئی ہین غرض اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا
کرین کب تک اس صحرا مین ہم بیٹھے رہین گے یہان ہرطرح کا خوف ہی اوّل تو عجائب جادو
کے آنے کا یقین ہے دوسرے جانورانِ درندہ و گزندہ سے جان کے جانے کا خطرہ ہی ہائے یہان
ہماری دیکھیے کیونکہ گزرتی ہی چنچل و مرقع اُنکو جواب دیتی تھین ای بوا جو ہونا تھا وہ ہوا کلمہ
پر اس زبان پر جاری نہ کرو جسطرح ممکن ہو یہان سے سوئے طلسم صندل چلو اس
صحرائے ہولناک مین نہ ٹھہرو ابھی کچھ دن ہی اس بیابان سے نکل چلو کہین آبادی مین جا کے
ہم شب بسر کرین گے رات کو یہان قیام نہ کرین گے ہر چند ہم سے اور تم سے اب راہ طے کی نہین جاتی
لیکن دل پر جبر کر کے یہان سے چلو آبادی مین اپنے تئین پہونچاؤ کیا عجب ہی کہ آبادی مین پہونچکر
کوئی ساحر ملازم و رعایائے شاہ طلسم صندل ہمین پہچانے اور ہمکو شاہ طلسم تک پہونچا دے تصویر
اور چنچل چنچل اور مرقع کے اس کہنے سے چاہتی تھین کہ اُٹھکر وہان سے جانب دربار صندلان
شاہ روانہ ہون ناگاہ دیکھا کہ ابلیس خود پسند تخت سحر پہ سوار ہماری ہی جانب آتا ہے
اُسے آتے دیکھکر چنچل و تصویر خوش ہوئین چنچل اور مرقع سے کہنے لگین لو

خوش ہوکہ مراد دلی برآئی دیکھو وہ ابلیس خودپسند تخت سحر پر سوار ادھر آتا ہی شاید شاہ طلسم
نے اسکو واسطے ہمارے بلانے کے بھیجا ہی ابھی چنچل و مرقع نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابلیس خودپسند
تخت سحر کو اپنے بلندی سے زمین پر لایا اور عیار بچیون سے کہنے لگا اب تم ہراسان نہو شاہ طلسم
نے حال تمھارے آنے کا کتاب سامری سے دریافت کرکے چاہا تھا کہ اپنے ملازمون سے
کسی ساحر کو واسطے تمھاری اعانت و طلب کے روانہ کرے مین اُس سے اصرار کرکے یہان
آیا ہون تم پشتارے عیارون کے میرے تخت سحر پر رکھ دو اور خود بھی بیٹھ جاؤ کہ
مین ایکدم مین تمھین خدمت شاہ طلسم مین پہنچاونگا تمنے کارنمایان کیا ہے حتی الامکان
سفارش تمھاری کرکے شاہ مذکور سے تمھین انعام کثیر دلواؤنگا عیارنچیان تقریر
ابلیس خودپسند کی سنکے بہت خوش ہوئین کہنے لگین آپ نے ہمپر بہت بڑا احسان کیا کہ
آپ ہمارے لینے کو آئے یہانتک آنے کی تکلیف گوارا کی یہ کہکے چاہتی تھین کہ پشتارے عیارون
کے تخت سحر پر رکھین اور خود بھی تخت مذکور پر بیٹھکر ہمراہ ابلیس خودپسند کے دربار بادشاہ
طلسم مین جائین ناگاہ دیکھا کہ خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا سامنے سے ایک تخت سحر پر
نمایان ہوا عیارنچیان اُسے دیکھتے ہی ڈر گئین خوف سے کانپنے لگین خورشید روشن دل نے
وہین سے نعرہ کیا کہ ای چنچل اور ای چھل اور ای مرقع و تصویر ہوشیار ہو جاؤ کہ مین
آپہونچا تمنے ازراہ دشمنی خواجہ وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے پشتارے اُنکے
اُٹھا کے یہانتک آکے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ تک جائین اب کہو مین تمھین کیا سزا دون
عیارنچیان یہ سنکے زیادہ تر خائف ہوکے کانپنے اور چیخنے اور رونے لگین ہرچند
ابلیس خودپسند نے خورشید روشن دل کو آتے دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اے
ابلیس خودپسند آج دل تیرا جو بہت گھبرایا تھا اور تو ادھر آیا تھا سبب دل کے گھبرانے کا
پہلے اسکے کچھ معلوم نہوا تھا اب ظاہر ہوا کہ تجکو اجل تیری یہان لائی تھی مگر تو بھی ایک ساحر زبردست
ہی اگر خورشید روشن دل آیا ہی تو اُس سے مقابلہ کر تیری بہادری و ساحری سے بھاگنا
بعید ہی یہ خیال کرکے دلیرانہ پکارا ای خورشید روشن دل بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ عیار
بچیون سے مزاحم نہو ورنہ تجھے اختیار ہی میری موجودگی مین کیا مجال تیری کہ تو انکو یہان سے
لیجائے یا سزا دے سکے ہنوز ابلیس نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل قریب
آیا اور کہا او ابلیس خودپسند اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو شر و فساد سے
باز آ عیار بچیون کو میرے حوالے کر پشتارے عیارون کے بھی مجھے دیدے اُسنے جواب دیا
مین تو تیرے کہنے پر ہرگز ہرگز عمل نکرونگا خواہ زندہ رہون یا نہ رہون یہ کہکے ایک ناریل
جوفی دار نکال کر سحر آسیر دم کرکے کہا ای خورشید روشن دل اب بھی خیر ہی مجھے ان عیار بچیون
کو لیجانے دے میرا سد راہ نہو ورنہ یہ ناریل مارونگا کہ جانبر ہونا تجھے دشوار ہوگا خورشید
روشن دل نے جواب دیا او نابکار تامل کیون کرتا ہی دیکھون تو کہ تیرا ناریل سحر کا کیا کرتا ہے
ابلیس خودپسند نے برہم ہوکے تمثال آئینہ رود سامری و جمشید کو پکار کے ناریل مذکور کو

خورشید روشن دل پر مارا ناریل سر پر خورشید روشن دل کے جا کے شق ہوا صدہا
شعلے اُس سے پیدا ہوئے اور دھواں بھی بکثرت نکلا اُن شعلوں اور دھوئیں میں خورشید
روشن دل اسطرح نہاں ہوا جیسے آفتاب ابر میں یا گہن میں پوشیدہ ہوتا ہے ابلیس
خودپسند یہ سحر اپنا کر کے خود بھی خوش ہوا بے اختیار کہنے لگا ای صرصع و لقفو پر کیا حیران
و متحیر کھڑی ہو دیکھو خورشید روشن دل کو میں نے اپنے سحر میں مبتلا کر لیا ہے اس
سحر سے بچنا خورشید روشن دل کا مشکل ہے عیار بچیان یہ تقریر ابلیس خودپسند
کی سنکے فی الجملہ خوش ہوئیں ہنوز عیار بچیان اور ابلیس مذکور سب شادمان تھے ناگاہ خورشید
روشن دل اُس برج دخان اور شعلہ ہائے آتش سے بعد سرعت و تیزی آفتاب سے نکلے
نکلا وہ دھواں اور شعلے معدوم ہو گئے ابلیس خودپسند و عیار بچیان یہ حال دیکھکر متحیر ہوئیں
خورشید روشن دل برج و در مذکور سے نکلکر سحر سے برق بنکر ابلیس خودپسند پر گرا
وہ خوف سے بزور سحر غرق زمین ہوا ساتھ ہی اُسکے خورشید روشن دل بھی بصورت
برق زمین میں در آیا جب دونوں ساحران مذکور زمین میں نہاں ہوئے عیار بچیوں نے
باہم کہا یہ وقت فرصت غنیمت جاننا چاہیئے پشتارے عیاروں کے اُٹھا کے یہاں سے
سوئے طلسم صندل چلنا چاہیئے یہ مشورہ کر کے ارادہ پشتارے اُٹھا کے چلنے کا کیا
چونکہ قبل ہی اسکے خورشید روشن دل نے اُن پر ایسا سحر کر دیا تھا کہ زمین نے قدم
اُنکے پکڑ لیے تھے اسوجہ سے وہ اپنے ارادہ مذکور سے باز رہیں اُس جگہ سے حرکت
بھی نہ کر سکیں باہم کہنے لگیں ہائے ہم مبتلائے سحر خورشید روشن دل ہو گئے زمین نے
ہمارے پاؤں پکڑ لیے اب کیا کریں مجبور ہیں ابھی عیار بچیان باہم اپنے حال زار پر افسوس
کر رہی تھیں ناگاہ ایک جگہ سے زمین شق ہوئی ابلیس خودپسند نہایت گھبرایا ہوا
پریشان خاطر گرد و غبار میں آلودہ نکلا اور سحر سے پر و بال پیدا کر کے جرّہ بن کے
سوئے فلک اُڑا اسی اثنا میں خورشید روشن دل بھی زمین سے نکلا اور سحر سے بشکل باز
ہو کے تعاقب میں ابلیس جادو کے جانب فلک گیا ابلیس خودپسند نے جنگ سے
عاجز ہو کے چاہا تھا کہ بھاگ کر صندلان شاہ تک جاؤں دشمن قوی سے اپنی جان
بچاؤں لیکن مدعائے دل اُسکا بر نہ آیا باز مذکور سد راہ ہوا ابلیس خودپسند کہ سحر سے
بصورت جرّہ تھا مجبور ہو کے باز پر حملہ ور ہوا باز بھی آمادۂ جنگ ہوا پنجہ و منقار سے برسرے
ہو الڑائی ہونے لگی تا دیر جنگ ہوئی آخر کار باز نے جرّہ کو زخمی کیا جرّہ زخمی ہو کے باز سے
اپنے تئیں چھڑا کے سوئے زمین آ کے سحر سے غرق زمین ہوا باز بھی ہمراہ اُسکے غرق زمین
ہوا بعد تھوڑی دیر کے عیار بچیوں نے دیکھا کہ صحرا میں ایک جگہ زمین شق ہوئی خورشید
روشن دل اس صورت سے نکلا کہ ایک ہاتھ میں شمشیر خون چکان اور ایک ہاتھ میں سر
ابلیس کثرت ضبط سے مانند خون تازہ کے سرخ عیار بچیان یہ حال دیکھکر اپنی جان کے جانے کا یقین
کر کے چلا کے رونے لگیں اور کہنے لگیں ای خورشید روشن دل ہم سے خطا ہوئی ہماری خطا کو معاف

کرو اب ایسی خطا مجھ سے نہو گی ابھی وہ یہ کہتی تھین کہ تن ابلیس خود پسند بھی تڑپ کر اُسی جگہ سے
نکلا جس جگہ سے خورشید روشن دل زمین سے نکلا تھا بعد نکلنے تن بے سر ابلیس خود پسند کے
عیار بچیون نے دیکھا کہ وہ تن بے سر اُسکا زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپا آخر کار طائر روح
ابلیس خود پسند کا قفس تن سے نکلکر سوے عدم گیا اُسکے مرنے سے ہوائے تند چلی آندھی سیاہ
آئی ابر سیاہ ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی سنگ باری ہونے لگی تاریکی
محیط عالم ہوئی گو کچھ دن اُسوقت تھا مگر تاریکی سے گویا رات ہوگئی تھوڑی دیر یہی حال رہا
بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی ابر دفع ہوا ہولے تند کا چلنا موقوف ہوا ابلیس خود پسند کے سحر کے
بیرون نے اُسکے نام سے اسطرح پکار کر کہا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجاد کرنا میرا ابلیس
خود پسند تھا بعد اس آواز دینے کے وہی بیر سحر کے بصورت گرد باد ہو کے لاشہ ابلیس خود پسند
سے لپٹا کے زمین سے اُٹھا کے بلند ہو کے سوے دربار صندل لان شاہ
روانہ ہوے ادھر خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کر کے قریب
عیار بچیون کے آکے جو پشتارے عیاران مذکور الصدر کے رکھے تھے اُنھین دیکھکر اشارہ کیا
فی الفور چارون عیار چادر ہاے عیاری سے جدا ہوے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے اُنکو چادر ہاے
عیاری سے نکالا پھر خود بخود پٹیان بیہوشی کی اُنکے دماغون سے جدا ہوئین بعد اسکے
ہواے سرد چلی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ چارون عیارون کی بیہوشی ہواے سرد سے دفع
ہوئی نہ سحر سے ہر ایک عیار نے ہوشیار ہو کے آنکھین کھولین اپنے تئین ایک صحرا ے
وحشتناک مین پایا سامنے خورشید روشن دل اور عیار بچیون کو دیکھا متحیر ہو کے خواجہ عمرو ثانی
نے خورشید روشن دل سے پوچھا مجکو یہان کون لایا آپ اس صحرا مین کسواسطے آئے ہین
اور یہ عیار بچیان آبدیدہ و مغموم یہان کیون کھڑی ہین خورشید روشن دل نے مسکرا کر کہا
اے خواجہ عمرو ثانی آپ کو اور ان عیارون کو انھین عیار بچیون نے بیہوش کر کے چادر عیاری
مین باندھکے ارادہ کیا تھا کہ صندل لان شاہ کے پاس لے جائین مین نے یہان آکے آپکو اور
چالاک ثانی وغیرہ کو رہا کیا ہے ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کیا ہے یہ سزا اسکا
موجود ہے اب آپ اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی ان عیار بچیون کو بیہوش
کر کے پشتارے اُنکے اُٹھا کے اپنے لشکر مین لے جائین مین بھی آونگا خواجہ عمرو ثانی یہ سنکے تعریف
و ثنا خورشید روشن دل کی کرنے لگے بعدہ چنچل اپنی محبوبہ کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کیون
اے جان جہان اپنے عاشق پر تمنے یہ جفا کی تھی یہ با شارہ کہکے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش
کیا اسی طرح ہر اک عیار نے اپنی اپنی معشوقہ کو عطر بیہوشی و گل بیہوشی آمیز دہ لخلخہ آمیز سنگھا کے
بیہوش کیا خورشید روشن دل نے عیار بچیون پر سے سحر اپنا دفع کیا
زمین نے پاؤن اُنکے چھوڑے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ نے چادر عیاری مین پشتارہ ہر اک عیارہ
کا باندھا اور ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے اک اک پشتارہ ہر اک عیار نے اُٹھا کے دوش پہ
رکھا پھر بموجب کہنے خورشید روشن دل کے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے

بعد قطع راہ اثنائے راہ مین اپنے لشکر کو دیکھا طلسم کشا وغیرہ سے ملکر جو حال گذرا تھا بیان کیا سب
خوش ہوئے عجائب جادو نے کہا اے خواجہ بالفعل ان عیار بچون کو آپ اپنی حفاظت و حراست
مین رکھیے خواہ انکو بیہوش رکھیے یا ہوشیار کرکے اسیر کرکے انکی حراست و نگہبانی کیجیے مین
کسی روز انکو سزائے سخت دونگا خواجہ یہ سنکے خاموش رہے اور ہمراہ لشکر کے سوے
طلسم صندل چلے چالاک ثانی و برق ثانی و سپارۂ ثانی بھی ہمراہ لشکر عیر ساحران ہوکے
رہ نورد ہوے شاہزادہ رستم ثانی تو ہمراہ اپنے لشکر کے جانب طلسم صندل جاتا ہے
دیکھیے کب تک مرحلہ جات طلسم مذکور تک پہونچتا ہی مگر اب حال صندلان شاہ و ملکہ آتش
افروز جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ابلیس خودپسند دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوا تھا
شاہ طلسم صندل خوش ہوکے اپنی نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کہتا تھا کہ ابلیس خودپسند
گیا ہی عیار بچون کو مع عیارون کے لیکر آئیگا مین عیار بچیون کو انعام کثیر دونگا اور کہونگا
کہ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو تو بیہوش کرکے لائی ہو اگر عیاری کرکے طلسم کشا اور خورشید
روشن دل اور عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش کو بیہوش کرکے لاؤ اور لوح طلسم
صندل بھی مجھے لاکے دیدو مین تمکو اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تم بہت خوش ہوگی عجب نہین
کہ بطمع انعام زرکثیر نامبردگان کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے میرے پاس لے
آئین نانی جان مین آپ سے کہتا ہون آپکے سر کی قسم کھاتا ہون کہ جسوقت عیار بچیان نامبردگان
کو بعیاری بیہوش کرکے لے آئین گی اور لوح طلسم صندل بھی مجھے لاکے دینگی پہلے
مین لوح کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ریزہ ریزہ کرکے خاک اسکی دریا مین ڈالدونگا
نہ لوح باقی رہے گی نہ کبھی طلسم صندل کوئی توڑ سکے گا بعد نیست و نابود کرنے لوح طلسم صندل
کے طلسم کشا کو فی الفور بیرون طلسم لیجاکر اپنے سامنے جلاد سے قتل کراونگا چالیس روز
تک ہرگز قید نہ رکھونگا گو آئین طلسم مین فرق پڑے گا اور خلاف تحریر بانیان
طلسم کے ہوگا مگر مین ایسا ہی کرونگا بعد قتل کرانے طلسم کشا کے خورشید روشن دل کو
یا قتل کرونگا یا اسے اسیر کرونگا مدام قید ہی رکھونگا کبھی زندان سے رہا نہ کرونگا کیونکہ
اس نے شرکت و اعانت طلسم کشا کی ہی اسکے شریک ہوجانے سے طلسم کشا کو حوصلہ
جرأت طلسم کشائی کی ہوئی ہی بعد قتل یا اسیر کرنے خورشید روشن دل کے اسکے ملک پر
قبضہ کرونگا اسکے فرزند کو بھی قتل کرونگا برادر عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش سے بہت
شکایت کرونگا اگر انھون نے عذر کیا اور طالب عفو جرم ہوے اور میری اطاعت و فرمانبرداری
اختیار کی تو خیر انکو چھوڑ دونگا قتل و اسیر نہ کرونگا ورنہ انھین بھی مدام زندان مین رکھونگا
اور خواجہ عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو بھی قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا
بعد اسکے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کرونگا جب ان سب امور سے فراغت حاصل کرونگا
بیخوف و خطر سلطنت و حکومت کرونگا ملکہ آتش افروز جادو تقریر صندلان شاہ کی سنکے
بغور اسکی طرف دیکھکے برہم ہوکے جواب دیتی تھی کہ او چھوکرے [illegible]

وبیوقوف یہ کیا باتین فضول کررہا ہی قبل از وقوع واقعہ خوش ہو رہا ہے ارے یہ امور
بہت مشکل ہین عیارون کا قتل کرنا لوح کا پھر ملنا آنا طلسم کشا و خورشید روشن دل کا
قتل کرنا کیا تو آسان سمجھا ہی میرے نزدیک امر اہم ہی بلکہ ممکن نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے علم
کہانت سے دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل ہی ضرور طلسم صندل
کو توڑیگا لوح طلسم صندل اُسے ہدایت کریگی سنگ کا اور معین و مددگار اُسکے ہوا خواہ
بڑھتے جائینگے دوست تیرے دشمن تیرے ہونگے شریک طلسم کشا ہون گے درپی تیرے قتل کے
ہونگے یاد رکھ آجسے چالیس روز تجھ پہ نہایت سخت ہین مجھے اندیشہ تیری جان جانے کا ہے
اور اپنی جان کا بھی خوف ہے پس اپنی جان کی دشمنون سے حفاظت کر دشمنون کی فکر کیا کرتا ہی اپنی
جان بچانے کی فکر کر عیار بچون کی امانت کا بھروسا نہ کر تدبیر کرنے سے غافل نہو مقدر مین جو تیرے
ہی وہ ضرور ہیگا او نادان نا فہم کبر و نخوت و عجب و عیش پسندی چھوڑ دے دشمنون سے بے خوف و
خطر نہو یہ خیال نہ کر کہ مین بادشاہ طلسم صندل ہون صاحب ملک و مال ہون جب اقبال
جاتا ہی اور زمانہ ادبار کا آتا ہی دوست دشمن ہو جاتے ہین عزیز قریب قاتل بنجاتے ہین
گھر سے آگ لگ جاتی ہی انواع و اقسام کی خرابیان پیش آتی ہین نمک خوار قدیم نمک حرام ہو جاتے
ہین دشمنی پر کمر باندھتے ہین دیکھ تیرا چھوٹا بھائی عجائب جادو تیرا دشمن جان ہو گیا ہی شریک
طلسم کشا ہو گیا ہی زوجہ بھی اُسکی شریک شاہزادہ رستم ثانی ہو گئی ہی جن لوگون سے تجھے زیادہ
امید تھی اُنہین سے ناامیدی ظہور مین آئی ہی مین کب تک زندہ رہونگی اور تجھے سمجھایا کرونگی
اب میرا عالم پیری ہی چراغ سحری ہون زندگی کا کیا اعتبار ہی خصوص مجھ ایسی ضعیفہ کی حیات کا
اعتبار نہین ہی قوت اعضا جواب دے چکی ہی حواس خمسہ مین خلل آچکا ہے بینائی چشم مین
کمی ہی چونکہ مجکو تجھ سے محبت از حد ہی اسوجہ سے جب یہان آئی بہت ہو کے اور بہ شفقت
تجھے سمجھاتی ہون اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا دشمنو کے
ہاتھ سے مارا جائیگا صندل شاہ تقریر اپنی نانی کی سنکے جواب دیتا تھا یہ آپ کیا کہتی ہین آپکی
زندگی مین مجھے کون قتل کر سکتا ہی آپ وہ ساحرہ زبردست ہین کہ مانند آپکے کوئی ساحر
و ساحرہ نہوگی آپ کرورہا ساحرون سے بہتر ہین اگر برادر عجائب جادو اور زوجہ اُسکی اور
خورشید روشن دل وغیرہ شریک طلسم کشا ہو گئے ہین تو مجھے کیا غم ہی مطلق خوف و اندیشہ
نہین ہی آپ زندہ ہین مجھے اُنکا ڈرا بھروسا ہی جب آپ چاہیئے گا ایک لمحہ مین تمام میرے
دشمنون کو قتل و تباہ کر دیجئیگا صرف آپکی ذات کے بھروسے پر مین بے فکر ہون نا ہر وقت
عیش و عشرت سے مجھے کام ہی رنج و غم و فکر کو پاس اپنے نہین آنے دیتا ہون خداوند آپکو
مدام زندہ سلامت رکھے اگر تمام ملازم میرے اور جملہ ساکنان طلسم صندل شاہزادہ رستم ثانی
سے ملجائینگے شریک اُسکے ہو جائینگے اور میرے دشمن ہو جائینگے تو بھی مجکو کچھ خوف نہوگا اگر
ملکہ آتش افروز جادو نے کہا اے چھوکرے گو تو سچ کہتا ہی مگر مین اکیلی لاکھون دشمنون کو کیونکر
دفع کرسکونگی کس کس سے لڑونگی ہر چند کہ مین اپنے زمانہ کی آفات چہار دست

بابلکہ ماہیان زمرد رنگ ہون او نادان لاکھون اگر ساحر ہون تو اُنسے مجھے کچھ بھی خوف نہین ہی
سب کو ایک اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہلاک کرسکتی ہون لیکن چند شخصون کا البتہ مجھے خیال ہے اگر
اُنسے لڑونگی تو مشکل پڑے گی اول طلسم کشا سے کچھ میرا زور نہ چل سکے گا سحر اُسپر میرا اثر نہ کرسکے گا
کیونکہ وہ صاحب لوح طلسم صندل ہے دوسرے خورشید روشن دل سے اگر مجادلہ مقابلہ کرونگی تو اُس سے
سخت لڑائی ہوگی کیونکہ بادشاہ ہی صاحب اختیار و حکومت ہی گو چھوکرا ہی مگر سحر و ساحری مین
مجھ سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی تیسرے تیرے برادر عجائب جادو اور اُسکی زوجہ سے اگر
لڑونگی تو سخت لڑائی ہوگی چوتھے مردار خوار جادو سے اگر لڑونگی تو جنگ عظیم اُس سے
ہوگی کیونکہ وہ اک ساحر زبردست ہی اُسکے پاس چند تحفہ جات طلسمی ہین پانچوین خواجہ عمرو
ثانی سے مجھے اندیشہ ہی کہ وہ عیار بلا ہے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر و ساحرہ کو وہ عیاری
کرکے بیہوش کرکے داخل زنبیل کرلیتا ہی یا مار ڈالتا ہی حالانکہ اُسکو اور چالاک ثانی و برق
ثانی و سیارۂ ثانی کو عیار بچون نے بیہوش کرکے جادو عیاری مین باندھ لیا ہی مگر یہ
عیار بیشتر رہا ہو جاتے ہین کوئی نہ کوئی مددگار اُنکی مدد کے واسطے آجاتا ہی اور اُنکو لڑکے چھڑا
کرکے لیجاتا ہی گو ابلیس خود پسند گیا ہی مگر مجھے بخوبی یقین نہین ہے کہ وہ خواجہ
وغیرہ کو یہان سے لے آئے ہنوز ملکہ آتش افروز یہ کہہ رہی تھی صندلان شاہ بگوش
دل سن رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز نالہ و بکا کان مین آئی صندلان شاہ و ملکہ
آتش افروز جادو نے گھبرا کر سر اُٹھا کے سوے فلک دیکھا اہل دربار بھی متردد ہوکے
سوے چرخ دیکھنے لگے ابھی سب سمت فلک سیر دیکھ رہے تھے یکایک اک گردباد سب کو نظر آیا
اُس گردباد سے لاشہ ابلیس خود پسند کا بیچ دربار مین گرا صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز
جادو و جملہ اہل دربار لاشۂ مذکور دیکھکر تن بے سر ابلیس خود پسند کا خوب پہچان کے
دنگ ہوگئے اور از حد متحیر و متردد ہوے خصوص صندلان شاہ اِس قدر متحیر ہوا کہ
بے اختیار افسوس کرکے کہنے لگا ہاے ابلیس خود پسند کو کس نے قتل کیا کون ایسا ساحر
زبردست تھا کہ جس نے اِس ایسے ساحر زبردست و پہلوان نامی کو قتل کیا یہ کہکے برہم
و ملول ہوا ملکہ آتش افروز جادو بھی لاشۂ مذکور پر نظر کرکے نہایت حیران ہوکے متردد
ہوئی صندلان شاہ سے کہنے لگی یا تو کتاب سامری سے حال قتل ابلیس خود پسند
دریافت کر یا مین اپنے علم سے دریافت کرون معلوم تو ہو کہ اِسکو کس نے قتل کیا ہے
صندلان شاہ نے کتاب سامری مین جو دیکھا معلوم ہوا کہ ابلیس خود پسند کو بادشاہ خورشید
روشن دل نے کارد یا شمشیر سحر سے صحراے وحشت ناک مین قتل کیا ہی اور ابتک وہ اُسی
صحرا مین موجود ہی غصے مین مانند شیر غضبناک کے صحرا مین ٹہل رہا ہی یہ حال کتاب سامری سے
دریافت کرنے پر ہم ہوکے ارادہ کیا کہ صحراے مذکور مین جاکے خورشید روشن دل
سے مقابلہ و مجادلہ کرے ملکہ آتش افروز جادو نے قتل ابلیس خود پسند سے آگاہ
ہوکے صندلان شاہ کے قصد سے باخبر ہوکے کہا او چھوکرے تو کہان جاتا ہے

اپنے عزم سے باز آ تو میری زندگی اور موجودگی مین ایسے دشمن قوی سے مقابلہ و مجادلہ کو نہ جا
چالیس دن تجھپر بہت سخت ہین خوف مجکو تیری جان کے جانے کا ہی گو یہ دن مجھپر بھی سخت ہین لیکن
مین ابھی جاتی ہون اُس چھوکرے کو اسکے قتل کرنے کی سزا سخت دیتی ہون یہ کہکے اُٹھنے
لگی صندلان شاہ نے کہا نانی جان آپ نہ جایئن آپ خود ہی کہتی ہین کہ یہ زمانہ مجھپر سخت
ہی اور یہ دن کڑے ہین باوجود اس علم رکھنے کے آپ جاتی ہین یا تو مجھے اجازت جانے کی دیجیے
یا مین اپنے اہل دربار سے کسی ساحر زبردست کو برائے مجادلہ و مقابلہ خورشید روشن دل بھیجتا
ہون ملکہ آتش افروز جادو نے جواب دیا مین ہرگز تجکو اجازت جانے کی نہ دونگی اگر اہل
دربار سے تو کسی ساحر کو بھیجیگا تو وہ خورشید روشن دل سے کیا مقابلہ و مجادلہ کریگا
وہ بادشاہ اپنے ملک کا ہی میری طرح صاحب حکومت و اختیار بھی ہی ساحر زبردست ہی یہ کہکے
احتیاطاً حصولی اسباب سحر کی لیکر بصد غضب تخت سحر پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوئی بعد قطع
راہ جب اُس بیابان ہولناک مین پہونچی دیکھا خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا ہے کثرت
غصہ سے چہرہ سُرخ سر ابلیس خود پسند قریب اُسکے زمین پر پڑا ہوا ہی زبان پر یہ کلمات
جاری ہین کہ صندلان شاہ یہان خود نہین آیا ابلیس خود پسند کو عیاربچون کی حمایت کے
لیے روانہ کیا اگر وہ آتا تو اُسکو بھی ہلاک کرتا یا اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرتا ملکہ آتش افروز
جادو نے کلمات مذکور خورشید روشن دل سے سُنکے از حد برہم ہوکے نعرہ کیا او
چھوکرے خورشید روشن دل ابلیس خود پسند اک ساحر کو قتل کرکے کبر و نخوت سے
یہ کہہ رہا ہی بیہودہ بک رہا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچی تو کیا صندلان شاہ کو ہلاک کرتا مین
ابھی تجکو قتل کرتی ہون انتقام خون ابلیس خود پسند کا لیتی ہون خورشید روشن دل نے
نعرہ اُسکا سُنکے مڑکر دیکھا اور برہم ہوکے جواب دیا او بڑھیا کیا بکتی ہے ہواس اپنے
درست کر میرے سامنے سے دور ہو تو عورت ہی تجھسے کیا لڑون صندلان شاہ کو بھیج کہ وہ
مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کرے اُس نے غضبناک ہوکے ایک گلدستے پر سحر کرکے خورشید روشن
دل پر مارا وہ سر پر خورشید روشن دل کے آکے پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوے
اُن شعلون نے مجتمع ہو کے صورت برج کی پیدا کی خورشید روشن دل برج
مذکور مین آ گیا ملکہ آتش افروز جادو یہ سمجھ کے خوش ہوئی کہ خورشید روشن دل
میرے سحر مین مبتلا ہو گیا ہی اب اس برج آتشین سحر سے نکلنا اسکا دشوار ہی کیونکہ یہ چھوکرا آگے
میری سحر و ساحری کے ایک طفل مکتب ہی ابھی ساحرہ مذکورہ یہ خیال اپنے دل مین کرکے
خوش ہوکے تخت سحر سے اُترکے قریب اُس برج آتشین سحر کے اس غرض سے آئی تھی کہ خورشید
روشن دل کو کہ مبتلائے سحر ہو چکا ہی قتل کرون یا اسیر کرکے پاس صندلان شاہ کے
لیجاؤن ناگاہ خورشید روشن دل اُس برج آتشین سحر سے شرارہ بنکے نکلا اور بلند ہوکے
برق بنکے آتش افروز جادو پر گرا ساحرہ مذکورہ نے جلد سحر پڑھکے پاؤن اپنے زمین پر
مارے زمین شق ہوئی آتش افروز جادو غرق زمین ہوئی بعد ایک لمحے کے ایک جگہ زمین سے

نکلکر دیکھنے لگی کہ خورشید روشن دل کہاں ہی سوے فلک جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بصورت برق ابر سحر مین
ہی ابھی وہ دیکھ رہی تھی کہ خورشید روشن دل دوبارہ بصورت برق غضبناک ہوکے اُسپر گرا اُسنے ایک
شیشہ نکالکر پانی اُسمین سے کہ چاہ سامری کا تھا چلو مین لیکر سحر اُسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا خورشید
روشن دل بصورت اصلی ہوکے سامنے اُسکے زمین پر آیا آتش افروز جادو بزور سحر شیرنی بنکے حملہ آور
ہوئی خورشید روشن دل بھی جلد بسحر سے شیر نر بنکے مقابل ہوا پنجہ و دندان تیز سے باہم دونون لڑنے
لگے اسد اصلی کے مانند نعرے کرنے لگے تا دیر لڑائی ہوئی دونون مین سے کوئی کسی پر غالب نہوا نہ کوئی
زخمی ہوا آخرکار دونون نے یکے بعد دیگرے صورتین بزور سحر تبدیل کین بشکل اصلی ہوے پھر باہم نارنج
و ترنج وغیرہ پہ سحر کرکے لڑنے لگے دونون نادر و عمدہ سحر کرنے لگے اودھر خورشید روشن دل ساحرہ
مذکورہ کے سحرونکو دفع کرکے مگر خود سحر سخت کرنے مین کوشش کرنے لگا اُدھر ساحرۂ مذکورہ سحر ہاے
خورشید روشن دل کو رد کرکے خود بھی لڑائی لڑنے مین سحر کرنے مین کوشش کرنے لگی چونکہ ان دونون
نامورون کی لڑائی قابل دید تھی پیر فلک بچشم غور دیکھ رہا تھا نیر فلکی شعبدہ بازی و سحر ہاے مختلف
اُنکے دیکھکر حیران تھا اپنی شعبدہ بازی بھی بھول گیا تھا جب دونون ساحران نامی مین کار سحر سے
لڑائی ہوتی تھی ایسا خوفناک ہوتا تھا کہ سپر آفتاب سے اپنے تئین بچاتا تھا بجز پیر فلک کے اور
کوئی مخلوقات سے بیابان پر ہول و وحشتناک مین ان دونون کی لڑائی کہ قابل دید تھی نہ دیکھتا تھا
وحش و طیر بھی خوف سے بھاگ گئے تھے گاؤ زمین ساحران مذکور کے سحرون سے ڈر کے کانپتی تھی گنبد
فلک تھرتھراتا تھا قیامت کی لڑائی ہوتی تھی عجیب عجیب سحر باہم ہوتے تھے اُنکے سحر اور اُنکی لڑائی کی تفصیل
کیا لکھی جاے خلاصہ یہ کہ اگر کوئی ساحر یا غیر ساحر اُس دشت مین موجود ہوتا اور جنگ مذکور
ان دونون ساحران نامی کی دیکھتا تو خیال کرتا بلکہ یقین کرتا کہ ملکہ ماہیان زمرد رنگ افعی افراسیاب
جادو کی خورشید روشن ضمیر سے لڑ رہی ہے سحر عجیب و غریب کر رہی ہی یا یہ جانتا
کہ ملکہ آفات چہار سمت بادشاہ طلسم نور افشان سے مصروف جنگ سحر ہی اور شاہ موصوف دلیرانہ
اُس سے نبرد آزما ہے سحر ہاے سخت کو اُسکے دفع کرتا ہی اور خود بھی سحر ہاے نادر اور جانستان اُس پر
کر رہا ہی ایما و اشارے سے سحر کرتا ہی گو اسباب سحر پاس اُسکے نہین ہین لیکن دلیرانہ بخوف و خطر لڑ رہا ہے
گاہ برگ اشجار و سنگریزہ وغیرہ کو اُٹھاکے اُسپر سحر دم کرکے اپنے حریف سے لڑتا ہی کبھی سحر پڑھ کے
دستک دیتا ہی کوئی ساحر یا کوئی ساحرہ اُسکے ملازمون سے پیدا ہوتی ہی اُس سے اسباب سحر لیتا ہی پھر
اُسے رخصت کرکے مصروف جنگ ہوتا ہی بصد ہوشیاری و چالاکی لڑتا ہی گو ساحرۂ مذکورہ سحر کرنے مین یکتاے
آفاق ہی مگر اُسکے سحرون سے بچتا ہی اگر اُسپر غالب نہین ہوتا ہی تو مغلوب بھی نہین ہوتا ہی ساحرۂ مذکورہ بھی
سحر کرتے کرتے اور اُسکے سحرون سے بچتے بچتے پریشان و حیران ہی آثار حیرانی چہرے سے اُسکے ہویدا ہین
الحاصل بعد جنگ سحر بسیار کے جب کچھ اسباب سحر سے پاس خورشید روشن دل کے نہ رہا اور تھک بھی
گیا اور ساحرہ مذکورہ بھی لڑتے لڑتے عاجز ہوئی بوجہ پیری کے سانس پھول گئی از حد تھک گئی دل مین کہنے لگی کہ مین
اس چھوکرے کو ایسا پرکالۂ آفت نہ جانتی تھی صدہا سحر تو باہم ہو چکے اُنسے کچھ مطلب نکلا اب وہ سحر کرنا چاہیے کہ جس سحر پر
مجکو دعوے و ناز ہی اگر اس سحر سے مدعاے دلی بر آیا یعنی یہ چھوکرا مارا گیا یا بے درمان ہلاک ہوا تو فہو المراد ورنہ تو

یہان سے اسوقت ٹل جاتا پھر کوئی سحر تیار کرکے اس سے لڑتا یہان تو صحرا ہی کوئی قدردان دیکھنے والا اور
داد کا دینے والا نہین ہی جب دو لشکر متقابل ہون لاکھون ساحرونکا مجمع ہو اسوقت اُن سب کے سامنے اسکو
قتل کرتا جب یہ روبرو طلسم کشا کے اور حیلہ ساحران نامی کے قتل ہوگا ہر ایک تجھ سے خائف ہوگا پھر کوئی ارادۂ
سرکشی نہ کریگا دست لبستہ ہر اک اعفو تقصیر چاہیگا خصوص طلسم کشا اسکے قتل ہونے سے بیدل ہوجائیگا کیا عجب
کہ خوف جان سے اور کثرت بیدلی سے ایسے وقت مین طلسم کشا طلسم کشائی طلسم صندل سے باز آئے
یہ باتین اپنے دل مین کرکے کاروا ہلی جھولی سے نکال کے پیشانی مین ابھوکے خوان پیشانی کا چلوتین لیکے
وہی سحر جسپر دعوے و ناز تھا خون مذکور پر دم کرکے خورشید روشن دل کو دھوکا دیکے یا سامری زبان پر
جاری کرکے سراپائے خورشید روشن دل پر بڑھ کے ڈال دیا جب خون مذکور تمام تن پر جا بجا پڑ گیا اُسوقت
تن خورشید روشن دل کا یہ حال ہوا کہ سر سے پاؤن تک پُرآبلہ ہوگیا لاکھون پھپھولے پڑ گئے ہر اک چھالے
سے کثرت سوزش سے گویا آگ نکلنے لگی خورشید روشن دل کی جان پر بنی روح فرط اذیت و تکلیف سے
لبون پر آنے لگی سر دست رد سحر مذکور ہو نہ سکا برداشت اُن آبلون کی اذیت کی کر نہ سکا متحمل کسی طرح کھڑے
رہنے کا نہ ہو سکا مجبور ہی لڑکھڑا اگر آہ کرکے زمین پر گرا اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز
جادو یہ حال اپنے حریف کا دیکھ کے ازحد شادمان ہوئی اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگی دل مین کہنے لگی اے
آتش افروز جادو سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ وقت جنگ مکر و فریب بھی خوب کام نکلتا ہی اگر تو اسکو دھوکا نہ دیتی
اور یہ غافل نہوتا تو کبھی یہ حال اسکا نہوتا سحر سے غرق زمین ہوجاتا یا برق بنکے سوے فلک چلا جاتا یا
کسی طرح سے اپنے تئین بچاتا یا رد سحر کرتا یا عاجز ہوکے بھاگ جاتا یا ایسا سحر کرتا کہ خون میرے چلو سے
غائب ہوجاتا یا چلو مین خشک ہوجاتا غرض بہر طور اگر یہ ہوشیار رہے اس سحر کرنے سے ہوتا تو ہرگز مبتلا کے
سحر نہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے تڑپنا اور آہ و نالہ خورشید روشن دل کا بنظر غور با طمینان تمام دیکھا کی کیونکہ
جانتی تھی کہ اب یہان اسکی حمایت و اعانت کو کون آئیگا تعجیل اسکے قتل کرنے مین کیا ضرور ہی پہلے اسکو مبتلا
دیکھکر دل اپنا خوش کیجیے تا دیر اسکی روح کو ان آبلون کی سوزش سے تکلیف شدید دیجیے بعدہ کارد سے سر
اسکا تن سے جدا کر دیجیے ہنوز ملکہ آتش افروز جادو قریب اپنے حریف کے کھڑی تھی اُسکے تڑپنے پر
نظر کر رہی تھی خوش ہوکے کہہ رہی تھی او خورشید روشن دل دیکھا تو نے کہ مین نے حال تیرا کیا کیا اب کوئی مددگار
تیرا یہان آکے تجھے میرے ہاتھ سے نہین بچاتا طلسم کشا لوح طلسمی لیکے یہان نہین آتا مداوا تیرے
درد کا نہین کرتا اس وقت تکلیف روحانی و تنہائی و بیکسی مین کوئی تیری اعانت و مدد نہین کرتا ہے
دیکھ میرے ہاتھ مین یہ کارد آبدار ہی اسی سے تیرے سر کو تن سے جدا کرونگی تو شریک یا دوست طلسم کشا
کا ہوا تھا دوستی و شرکت کا یہ پھل تجھکو ملا ہی کہ مانند مرغ بسمل کے خاک پر تڑپتا ہی آہ و نالہ کرتا ہی ابھی دم
مین ثمر دوستی طلسم کشا کا یہ ملیگا کہ اس کارد سے سر تیرا جدا کیا جائیگا خورشید روشن دل اُس اذیت
اور بیچینی اور تڑپنے مین اچھی طرح تقریر ساحرۂ مذکورہ کی نہ سُن سکتا تھا نہ جواب دے سکتا تھا مبتلا سے
سحر تھا آتنے حواس و مہلت کہان تھی کہ رد سحر کرتا مگر اُسوقت بوجہ مطیع دین اسلام ہونیکے درگاہ خدا مین
یہ عرض کرتا تھا کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود انس و جان گو مین نے ابھی تک کلمہ شہادتین اپنی زبان پر
جاری نہین کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام ہوچکا ہون تجھ ہی کو اپنا معبود سمجھ چکا ہون تو برآرندہ حاجات عاجزان

تیرا دردرس غریبان ہی تجھپر روشن ہی کہ جو حال میرا اسوقت ہی سوا تیرے اسوقت کوئی معین ومددگار میرا یہان
نہین ہی دشمن میری آتش افروز جادو میری بالین پر کھڑی ارادہ رکھتی ہی کہ مجھے قتل کرے پس ایسے
وقت ماندگی مین میرے حال زار پر رحم کر واسطہ تجکو اپنے بندگان خاص کا کسی طور سے مجکو میرے
اس دشمن سے بچا قدرت کاملہ اپنی دکھا ہنوز خورشید روشن دل اپنے دل مین دعا کر رہا تھا اور زخم اذیت
سے مانند بسمل کے تڑپ رہا تھا اور مثل سیماب کے بیقرار تھا ملکہ آتش افروز جادو نے کارد ہاتھ مین لیکر
ارادہ سر جدا کرنیکا کیا تھا بلکہ سوے بسمل مذکور قدم اٹھایا تھا ناگاہ ساحرۂ مذکورہ نے دیکھا کہ سامنے سے
ایک شیر غضبناک پیدا ہوا اس شیر نے بزبان فصیح باواز بلند نعرہ کرکے کہا او آتش افروز جادو نالائق و نابکار
خبردار قصد قتل خورشید روشن دل نہ کر سوے شاہ مذکور قدم نہ اٹھا ٹھہر جا کہ مین آپہونچا کیا مجال تجھ ضعیفہ
ڈھڈھو کی کہ میرے سامنے بادشاہ خورشید روشن دل کو قتل کرے اگر تونے ہاتھ بھی بخیال دشمنی لگایا تو ایسا ایک
طمانچہ ایسا مارونگا کہ منہ تیرا گلشن جہنمی سے سوے عدم آباد پھر جائیگا مرغ روح تیرا ابھی قفس تن سے
نکلکر سوے آشیانہ عدم پرواز کریگا گوشت و استخوان تیرے ابھی کھا جاونگا نام و نشان تیرا باقی نہ رکھونگا
ساحرۂ مذکورہ بالا نعرۂ شیر و تقریر براسد مسطور سنکے غضبناک ہوکے دل مین اپنے کہنے لگی پہلے اس شیر معین
خورشید روشن دل کو ہلاک کرنا ضرور ہی بعدہ سر اس چھوکرے کا کاٹ لیا جائیگا کیا یہ یہان سے کہین چلا جائیگا
یہ خیال کرکے جانب ضیغم بڑھی اور گولۂ فولادی نکالکر سحر پڑھ کر دم کرنے لگی ادھر شیر نے اسپر حملہ کیا
ادھر اسنے وہی گولہ فولادی بر شیر مارا گولہ سینۂ شیر کو توڑ کر نکل گیا وہ آہ کرکے زمین پر گرکے تڑپنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے مرگیا ساحرۂ مذکورہ نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر ایک ماش کے آٹے کا پتلا تھا ساحرۂ
مذکورہ اسے دیکھکر سمجھی کہ یہ شیر کسی ساحر نے اپنے سحر کے زور سے پیدا کرکے واسطے اعانت خورشید روشن
دل کے بھیجا تھا میرے خوف سے وہ ساحر میرے روبرو نہ آیا اگر آتا تو اسکو بھی اسطرح معدوم کرتی یہ
کہتی ہوئی سوے خورشید روشن دل چلی جب آگے بڑھی دیکھا کہ جس جگہ خورشید روشن دل پڑا ہوا تھا
وہان نہین ہی دیکھکر ازحد حیران ہوکے اپنے کہانت کے علم سے حال دریافت کرنے لگی بعد فکر بسیار اسکو
علم مذکور سے دریافت ہوا اسرار یہ وزیر زادی خورشید روشن دل کی کہ ساحرۂ زبردست اور
کاہنہ کامل ہی خورشید روشن دل کو یہان سے بزور سحر راہ زیر زمین سے لیگئی ہی اور اب دور تک نکل
گئی ہی ہاتھ آنا اسکا دشوار ہی یہ حال اپنے علم سے دریافت کرکے نہایت برہم ہوکے وزیر زادی مذکورہ کو کلمات
سخت و درشت کہنے لگی اور قصد کرنے لگی کہ تعاقب مین اسکے جاؤن اسے ہلاک کرولون سر خورشید روشن دل کا
کاٹ لاؤن ہنوز ارادہ جانیکا کیا تھا ناگاہ سوے فلک ایک ابر کا ٹکڑا نمایان ہوا اسمین سے برق کی سی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا تھی جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا آتش افروز جادو اسے دیکھکر سمجھی کہ شاید یہ ابر سحر اسی
ساحرہ کا ہی پھر وہ ادھر آئی ہی خوب ہوا وہ خود یہان آئی تھا اسکی یہان لائی مجکو اسکے تعاقب مین
جانا بھی نہ پڑا یہ سمجھ کے تخت سحر پر بیٹھ کے سوے فلک بلند ہوکے قریب اس ابر کے جاکے ایک گولہ
فولادی پر سحر دم کرکے ابر مذکور پر مارا اور کہا او نالائق تو مجھے دھوکا دیکے خورشید روشن دل کو لیگئی ہی
مین تجکو اسکے عوض قتل کرونگی غضب کیا تونے کہ تو میرے شکار کو اس صحرا سے لیگئی مین نے کس مشکل سے
اسکو مبتلاے سحر کیا تھا زمین پر گرایا تھا ارادہ کیا تھا کہ سر کاٹ لون تونے تمنا سے دلی برنہ آنے دی خورشید روشن دل

سے دوستی کی مجھ سے دشمنی کی ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ وہ گولا ابر مذکور پر پڑا پڑتے ہی گولے کے ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اُس ابر سے مردار خوار جادو تخت سحری پر سوار ہو پیدا ہوا چونکہ اُسنے تمام تقریر اس ساحرہ کی سنی تھی
برہم ہو کے جواب دیا او آتش افروز جادو آگاہ ہو کہ میں تو اسطرف برائے خبر و اعانت خورشید روشن دل
آیا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ بادشاہ خورشید روشن دل کو کون لیگیا تیری زبانی معلوم ہوا کہ تونے اُس بادشاہ
جلیل کو اپنے سحر میں مبتلا کیا تھا اور ارادہ اُسکے قتل کا کیا تھا شکر ہے اُس خدا کا کہ جسنے اپنی قدرت سے کونین
کو خلق کیا ہے تو اُسے قتل نہ کر سکی وہ جس واسطے ادھر آیا تھا وہ کام کر کے تجھ سے مقابلہ کر کے مبتلائے سحر ہو کے
زندہ رہا کوئی اُسکو لیگیا تونے میرے ابر سحر کو کیوں مٹایا میں نے کیا کیا تھا او ڈھیٹ مجھکو اپنی سحر و ساحری
پر بڑا غرور ہے یہی شرط کہ ابھی تجھکو اسی جگہ قتل کروں ناک چوٹی تیری کاٹ لوں جسطرح تونے بادشاہ خورشید
روشن دل کو مبتلائے سحر کیا تھا اُسی طرح تجھکو بھی اپنے سحر میں مبتلا کروں زمین پر مانند مچھلی کے تڑپاؤں
کیا تو مجھکو نہیں جانتی ہے کہ میں ساحر زبردست ہوں کیا تو میرے نام سے آگاہ نہیں کہ نام میرا مردار خوار جادو
ہے کیا تو نہیں جانتی ہے کہ پاس میرے چند تحفہ جات طلسمی ہیں بزرگوں سے دست بدست مجھ تک پہونچے ہیں
کیا میں رازدار طلسم ہشدل نہیں ہوں کیا صندلان شاہ اور تونے مجھ سے دشمنی نہیں کی ہے ڈھوکے تیے
قیاد مجھے نہیں کیا ہے کیا اب میں دوست بادشاہ خورشید روشن دل اور طلسم کشا کا نہیں ہوں آتش افروز
جادو نے جواب دیا او نابکار میں تجھے خوب جانتی ہوں تجھ سے مجھے اندیشہ تھا اسی وجہ سے تجکو دھوکے سے
میں قید کرا دیا تھا جو مجھے تجھ سے خوف تھا وہی ہوا تونے طلسم کشا سے ملکر مقام لوح تک اُسے پہونچا دیا
آتشبار جادو و ناظر جادو کو تونے قتل کیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دلوا دینے کا تو ہی باعث ہوا تو وہ دشمن ہے کہ
کوئی دشمن مثل تیرے میرا اور میرے نیچے صندلان شاہ کا کم ہوگا اگر میں نے سہواً یا عمداً تیرے ابر سحر کو
گولا فولادی مارکر مٹایا تو اچھا کیا اگر تو برسر فساد ہوگا تو ابھی تجکو بھی مبتلائے سحر کرونگی نام و نشان تیرا مانند حرف غلط کے
صفحہ ہستی سے مٹا دونگی تو مجکو بھی جانتا ہے کہ میں کون ہوں الحمد میں وہ ہوں کہ یادگار ساحران نامی گذشتگان
ہوں گو رتبہ و مرتبہ میں کم ہوں مگر سحر میں خداوند ساحری اور ساحران اُنکی زوجہ سے کچھ ایسی کم نہیں ہوں تو
اگر برہم ہوگا تو کیا کر لیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا او نابکار تو میری ناک چوٹی کیا کاٹے گا تیری کبھی یہ مجال
ہے کہ تو میری چوٹی کو ہاتھ لگا سکے مردار خوار جادو نے تقریر ساحرہ مذکورہ کی سنکے جوابات سخت و درشت
دیئے اُسنے کلمات نامناسب مردار خوار جادو کو کہے ان باہمی گفتگوئے سخت سے انجام کار یہ ہوا کہ
دونوں آمادۂ جنگ ہوئے پہلے آتش افروز جادو نے چند بال اپنے سر کے نوچکر سحر اُنپر دم کرکے جانب
مردار خوار جادو پھینکے وہ بصورت مار سیاہ ہو کر واسطے ڈسنے کے ساحر مذکور کی طرف چلے اُسنے
فی الفور سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کر کہا ای طاؤس زرین بال کہاں ہے جلد آ فوراً ہوا سے تند
چلی آندھی سیاہ آئی طاؤس مذکور پیدا ہو کے روبرو مردار خوار جادو کے آیا اور بزبان فصیح پکارا ای
مردار خوار جادو بعد ایک مدت مدید اور زمانہ بعید کے تونے مجھے کیوں یاد کیا ہے کیا کام ہے بیان کر ساحر
مذکور نے کہا دیکھ وہ چند مار سیاہ میری جانب آتے ہیں اُنکو مار کے کھا لے اور اس ساحرہ میری دشمن
جان کو نگل جا چونکہ طاؤس کلان اور قوی الجثہ تھا یہ سنتے ہی ماران سیاہ مذکور کو کھا کر جانب ساحرہ
بڑھا ساحرہ مذکورہ نے پیچھے ہٹکر ایک ترنج جھولی سے نکالکر کارد سے خون اپنی انگشت کا بعد سحر دم کرنیکے

اسپر گرا کر نام سامری زبان پہ جاری کرکے وہی تیغ طاؤس پر مارا جب تیغ مذکور سینۂ طاؤس پر پڑا مانند
بندوق کی گولی کے سینہ کو توڑ کر پشت سے گذر گیا طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ وہ مانند طاؤس آتش بازی کے شعلہ فشان ہو کے
جلکے خاک ہو کے زمین پر گرا وہ کیا گرا خاک اُسکی زمین پہ گری ساحرۂ مندرجۂ بالا نے طاؤس مذکور کو جلا کر از راہ
نخوت کہا او مردار خوار جادو دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر اس طاؤس سحر کو تیرے معدوم کیا اسی طرح تجکو بھی معدوم
کیے دیتی ہون یہ کہکے ایک گوہر کلان اپنے جوڑے سے نکالکر کہا او مردار خوار جادو خبردار ہو تیار رہ جا یہ
گوہر تیرے گوہر جان کو لے لیگا پہچانتا ہی تو کہ یہ گوہر کیسا ہی اور کیا کیا خاصیتین رکھتا ہی اُس نے جواب دیا ہان
مین اس گوہر سے خوب ماہر ہون خاصیتین اسکی مجھ پر روشن ہین جانتا ہون یہ گوہر طلسمی ہی حریف کے جس
عضو پہ پڑتا ہی توڑ کر نکل جاتا ہی اور پھر ہاتھ مین آجاتا ہی مگر مین اس سے نہین ڈرتا مجھ تک یہ آپ ہی نہ
آسکیگا اُس نے جواب دیا یہ تیرا خیال خام ہی ارے یہ وہ گوہر ہی کہ اگر پہلے مجکو یاد آتا تو اسی گوہر سے کام خورشید
روشن دل کا تمام کر دیتی کوئی اور سحر اسپر نہ کرتی یہ کہکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے سینہ پر ساحرۂ مذکور
کے مارا مردار خوار جادو نے مسکرا کر سنگ طلسمی اپنے پاس سے نکال کر تاک کر اُس گوہر پہ مارا گوہر و سنگ کہ
دونون طلسمی تھے باہم جو لڑے اسنے اُسکو اور اُسنے اسکو توڑا دونون شکستہ ہو کے خاک پر گرے
آتش افروز جادو گوہر طلسمی کے ضائع اور ٹوٹنے سے غضبناک ہوئی اور پکاری او مردار خوار جادو
غضب کیا تو نے کہ ایسے گوہر طلسمی کو تو نے شکستہ کیا مین نہ جانتی تھی کہ اسوقت پاس تیرے سنگ طلسمی
ہی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مجھ ہی سے ناواقفی ہوئی کہ مین نے گوہر طلسمی تجھے مارا اب افسوس کیا کرون صدمہ اسکے
ضائع و برباد ہونے کا عبث ہی لیکن یہ کہے دیتی ہون کہ جسطرح تو نے اس گوہر کو سنگ طلسمی سے توڑا ہی
اسی طرح تیرے استخوان کو توڑونگی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اسپر دم کرکے سینہ پر اپنے
حریف کے مارا ساحرہ مذکور نے کارد سحر گولے پر لگایا وہ درمیان سے دو ٹکڑے ہو کے بے اثر ہو کے خاک پر
گرا بعد رد کرنے سحر ساحرہ مذکور کے مردار خوار جادو نے ایک ناریل بوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر
سحر اسپر دم کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا نکالکر اسپر گرا کر نام سامری زبان پہ جاری کرکے سوے
صحرا پھینکا وہ دور جا کر شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت اُس مین سے نکلے مردار خوار جادو نے
ادھر دستک دیکے پکار کر کہا ای سوار سحر سامری جلد آ یہ کہنا تھا کہ اُسی دھوین اور شعلون سے ایک
سوار شمشیر بکف زنگی صورت مرکب ابلق پر سوار نمایان ہوا وہ سوار و مرکب قد مین ایک ہاتھ سے بلند
زیادہ نہ تھا اور مرکب اُس سوار کا بروے ہوا اسطرح چلتا تھا گویا زمین پر قدم رکھکر دوڑتا تھا آتش افروز
جادو نے اُس سوار کو آتے دیکھکر جلد تر خود بھی ایک نارنج سحر کرکے اپنی پیشانی کے خون سے اُسے
رنگین کرکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے ایک طرف صحرا کے پھینکا وہ دور جا کر پھٹا اُسمین سے
بھی دھوان اور شعلے بہت نکلے پھر دھوان مجتمع ہو کے بصورت برج ہو گیا ساحرہ نے دستک دیکے
باواز بلند کہا ای سوار سحر جمشیدی بہت جلد آ دیر نہ لگا مجھے دستک دینے اور طلب کرنے کی ایک سوار نیزہ
بکف خوش رو اُس برج دخان سے مانند بجلی کے تڑپکر نکلا قد و قامت اِس سوار و مرکب کا بھی دو دو
وجب سے زیادہ نہ تھا جب تک سوار سامری قریب آئے یہ سوار روبرو آتش افروز جادو کے
آگیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای ملکہ آتش افروز جادو کیا حکم ہی کیون مجھے طلب کیا ہی کس کو قتل

کرانا منظور ہی اُسنے کہا بالفعل اس میرے دشمن مردار خوار جادو کو قتل کر سر اسکا کاٹ کر میرے حوالے کر
اُسنے کہا میری بھینٹ مجھے دیجیے پھر جو آپ کہا ہی سپر عمل کرونگا ساحرہ نے فی الفور کارد سے اُنگلی
اپنی زخمی کرکے چند قطرے اُسکے دہن مین ڈالے وہ یہ بھینٹ اپنی لیکر خوش ہوکے سوے مردار
خوار جادو نیزہ بکف چلا ادہر وہ سوار سحر سامری مردار خوار جادو کے پاس آیا اور پکارا اے
مردار خوار جادو خیر تو ہی اسوقت مجھے کیون بلایا ہی اُسنے جواب دیا اے سوار سحر سامری
سبب تیرے طلب کرنیکا یہ ہی کہ تجھ سے آتش افروز جادو کو قتل کرانا منظور ہی سوا اسکے سوار سحر
جمشیدی سے مقابلہ کر دیکھ وہ آتا ہی اُسنے کہا جو حکم مجھ سے کیا ہی بجا لاونگا لیکن جو میری بھینٹ ہی وہ
مجھے دو مردار خوار جادو نے کارد سے گوشت اپنی ران کا کچھ کاٹ کر اُسکے دہن مین دیا وہ یہ گوشت
تمام کھا گیا اتنی دیر مین سوار جمشیدی نے نزدیک پہنچکے نیزہ کو اپنے گردش دیکے سنان نیزے کی
سینۂ مردار خوار جادو پر لگانا چاہی مردار خوار جادو اُس کے ارادے سے باخبر ہوکے
خوف جان سے پیچھے ہٹا اور ایک گولا فولادی سحر کرکے اُسپر مارا اُسنے گولے کو اپنے سر پر روکا گولا
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سوار کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا اور بدستور رہوار مرکب بڑھا کر دوبارہ سوار نے
نیزہ سینہ پر مارنے کا قصد کیا مردار خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹکے کئی نارنج اور ترنج اور گولے سحر
کرکے اُسپر مارے اُسنے سب اشیاے سحر اپنے سینہ و سر پر روکے اور پھر قدم کو آگے بڑھایا مردار
خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹکے سوار سحر سامری سے مخاطب ہوکے کہا تو دیکھ رہا ہی کہ یہ سوار میری
ہلاکت کے ارادے سے میری طرف آتا ہی اور تو اُسے نہین روکتا ہی اُسنے کہا مین گوشت کو چبا رہا
تھا لذت پا رہا تھا اس گوشت لذیذ سے بہت خوش ہوا اب مین اس سوار نابکار کو روکتا ہون اس سے
مقابلہ کرتا ہون گوشت کھا چکا ہون خون اسکا زمین پر ابھی گراتا ہون کیا مجال اسکی جو یہ اب
آپ تک آسکے یا کچھ ضرر پہونچا سکے یہ کہکے جانب سوار سحر جمشیدی شمشیر بکف بڑھا قریب جاکے اس نے
اُسپر تلوار لگائی اُسنے اُسکے سینے پر نیزہ مارا اُدھر وہ اِدھر اسنے زخمی ہوکے آہ کی اُدھر اُسکے زخم تن سے
اِدھر اسکے سینۂ زخمی سے شعلے نکلے اُدھر وہ اِدھر یہ مانند شمع کافوری کے جلنے لگے غرض ایک لمحے کے دونون
سوار مع مرکب جلکر معدوم ہو گئے آتش افروز جادو نے جب دیکھا کہ دونون سوار برابر جلکر خاک
ہو گئے دل مین اپنے کہنے لگی کہ اے آتش افروز جادو یہ مردار خوار جادو ساحر نہایت
زبردست ہی تیرے سحر کو رد کر دیتا ہی اور تو اسکے سحر کو دفع کر دیتی ہی دیر سے اسی طور سے لڑائی
ہو رہی ہی کب تک اسی طور سے اس سے لڑیگی اب کوئی سحر نادر اسپر ایسا کر جس سے یہ ہلاک ہو یہ
باتین دل مین کرکے ایک گلدستہ کہ جس مین سات رنگ کے پھول تھے اپنی جھولی سے نکالا اُسپر جلد
سحر پڑھکر پھونکا اور چند قطرے اپنی خون انگشت کے اُسپر ڈالکر نام سامری مردود کا اپنی زبان پر
جاری کرکے سوے زمین جاکے بالاے زمین گلدستۂ مذکور زور سے مارا وہ آشناے زمین ہوتے ہی
درمیان سے شق ہوا کلیان اور پھول اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گرے علاوہ اسکے غبار اور
دُھوان اُس مین سے بہت نکلا بعد ایک لمحے کے وہ دُھوان اور غبار دور ہوا مردار خوار جادو نے
بلندی سے دیکھا کہ سات چمن طولانی سات رنگ کے گلون کے عجب خوبی سے پیدا ہین پھول شگفتہ

مین بلبلین شاخہاے گل پر بیٹھی ہوئی نغمہ سرا ہین آتش فروز جادو درمیان مین اُن چمنون کے ایک
کرسی زرنگار پر بیٹھی ہی سیر چمنہاے رنگا رنگ دیکھ رہی ہی وہ چمن پھولون کے اور بہار اُنکے گلون کی
دیکھکر مردار خوار جادو بھی زمین پر آکے علیحدہ چمنہاے مذکورتے ٹھہر کر دیکھنے لگا بوے چمنہاے
ہفت رنگ جوم اسکے مشام مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکے بے اختیار بڑھ کر اُن چمنون مین گیا اور چند
گلہاے خوشبودار توڑ کر سونگھنے لگا بوُ اُنکی سونگھتے ہی مانند مست کے جھوما اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
دیوانہ وار اشعار پڑھتا ہوا جانب آتش فروز جادو چلا جب قریب اُسکے پہونچا مانند پری کے صاحب حُسن و
جمال اُسے دیکھکر اظہار عشق کرنے لگا اُس نے مسکرا کر پوچھا اے مردار خوار جادو تو میرا عاشق صادق ہی یا
کاذب ہی ساحر مذکور نے جواب دیا ای جان جہان آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون جسوقت سے
مین نے تیرے شمع جمال رُخ کو دیکھا مانند پروانہ کے فریفتہ ہوگیا ہون لسنے کہا صداقت تیرے سخن کی کیونکر
ہو مردار خوار جادو نے کہا امتحان عاشقی وجان نثاری کر لو اُسنے مسکرا کر کہا اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو کارد
سے خود ہی گلا اپنا کاٹ ڈال ساحر مذکور نے یہ تقریر اُسکی سُنکے کارد اپنی جھولی سے نکالکر اپنے گلے پر رکھکر
چاہا تھا کہ پھیرے گلا اپنا خود ہی کاٹے ناگاہ اُسکے بازو پر سے جو ایک پُتلا سحر کا بندھا تھا بازو سے جدا
ہوکے چمنون سے علیحدہ جاکے زمین پر گرکے بشکل نازنین رنگین لباس ہوا مردار خوار جادو نے اُسی
عالم مین جو اُسکی طرف دیکھا اُسنے اشارے سے کہا اِدھر آ مردار خوار جادو اُسکی طرف ہاتھ اپنا روک کر
کارد گردن سے ہٹا کے چلا آتش افروز جادو کہ بصورت پری کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی چیخ چیخ کے
کہنے لگی ای مردار خوار جادو کہان جاتا ہی مین نے کیا کہا تھا تو نے اُسپر عمل نہ کیا رد بدو میرے آگے
اُس خوبرو عورت پر مائل ہوکے میری عاشقی سے کنارہ کیا مردار خوار جادو نے جواب دیا ای ملکہ کیا مجال
میری کہ تیری اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کرون کہین تیرے پاس سے جاتا نہین ہون ابھی آتا ہون
یہ عورت مجھے بُلاتی ہی نہین معلوم کیون طلب کرتی ہی آتش افروز جادو نے کہا اگر تو میرا عاشق ہی
اُسکے پاس نہ جا کارد سے ابھی اپنا گلا کاٹ مردار خوار جادو نے منظور کرکے پھر کارد کو اپنے گلے پر
رکھنا چاہا یکایک اُس نازنین رنگین لباس نے بڑھ کر کہا ای مردار خوار جادو خبردار چھری اپنے
حلق پر ابھی نہ پھیر میری طرف آ ایک بات سُن جا مردار خوار جادو نے ہاتھ روک کر قدم اپنا
اُسکی طرف بڑھایا آتش افروز جادو پھر مانع جانے کی ہوئی اُدھر وہ اپنے پاس بُلاتی تھی ادھر یہ
اسطرف جانے کو مانع ہوتی تھی مردار خوار جادو دونون نازنینون کے درمیان کھڑا تھا کچھ سمجھ سکو ہین
نہ پڑتا تھا یہ روکتی تھی وہ بلاتی تھی چونکہ مردار خوار جادو ایکبا ساحر زبردست تھا گو مقابلے سحر کے ہوگیا
تھا مگر ایسا از خود رفتہ نہ تھا بس اُسی عالم مین سمجھا کہ ای مردار خوار جادو تو اِس جگہ کیون کھڑا ہی بہار
ان گلہاے ہفت چمن کی کیون دیکھ رہا ہی یہ زن رنگین لباس بیوجہ تجکو نہین بلاتی ہی شاید کوئی تیری بہتری
ہی ذرا اسکے پاس جاکے پوچھ تو کہ یہ کیا کہتی ہی یہ سمجھکے باوجود روکنے اور منع کرنے آتش افروز
جادو کے اُس نازنین رنگین پیرہن و شیشہ بدست قریب گیا اور پوچھا ای نازنین کہہ کیا کہتی ہی اُسنے
اُس شیشے سے تھوڑا پانی اپنے چلو مین نکالکر مردار خوار جادو کے منہ پر چھینٹا دیا آب مذکور کے منہ پر
پڑتے ہی مردار خوار جادو کو بخوبی ہوش آیا سحر برطرف ہوا اُس نازنین نے کہا ای مردار خوار جادو

تونے مجھے پہچانا یا نہین مردار خوار جادو نے کہا کچھ پہچانا اور کچھ نہین پہچانا چاہتا ہون کہ تو اپنے حال
سے آگاہ کر تم اُسنے کہا آگاہ ہو کہ نام میرا محافظ جادو ہے مین وہ تیلا سحر کا ہون کہ جسکو تو نے اپنے بازو پہ
واسطے اپنے ہی روز بد کے باندھا تھا چونکہ تو مبتلاے سحر ملکہ آتش افروز جادو ہو کے دیوانہ وار ہو گیا
تھا کارد سے خود ہی گلا اپنا کاٹے ڈالتا تھا مین نے آب شیشۂ دافع سحر کا چھینٹا دے کے تجھے ہوشیار کیا
اب تجھکو اختیار ہے مین جاتی ہون یہ کہکے غرق زمین ہو گئی مردار خوار جادو نے ہوشیار و خبردار ہو کے
ایک ناریل جوگی وار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکر نام سامری زبان
جاری کر کے ناریل مذکور کو اُن خیمون پر مارا وہ جا کر درمیان خیمون کے پھٹا ہزارہا شعلے اُسمین سے نکلے کچھ
شعلے جا پہنچا کر آتش افروز جادو چلے بہت سے شعلون نے اُن خیمون کو مانند خار و خس کے جلا دیا خیمہاے
تصویر و نگہاے رنگارنگ سحر کو ساحرہ مذکورہ نے اپنے سحر سے مٹا دیا ساحرۂ مذکورہ نے اُن شعلون کو دیکھکر پیچھے
ہٹ کے روئی کا گالا اور ایک شیشہ پر آب جھولی سے نکالکر چند قطرہ آب اُس روئی کے گالے پر ڈالکر
سحر پڑھکر اُسپر دم کیا فی الفور وہ گالا روئی کا سوے فلک بلند ہو کے بصورت ابر سیاہ ہو کے اور طویل
و عریض ہو کے برسنے لگا جو قطرہ جس شعلۂ آتش سحر پر پڑا وہ بجھ گیا جب وہ تمام شعلے آب ابر سحر سے
معدوم ہو گئے ساحرہ مذکورہ نے اپنے ابر سحر کو خود ہی مٹا دیا غرض تا دیر اسی طرح باہم لڑائی ہوئی
بعد ہا سحر ملکہ آتش افروز جادو نے کئے مردار خوار جادو نے اُنسے جان اپنی بچا کے رد اور
دفع کیا اسی طرح آتش افروز جادو نے سیکڑون سحرون کو مردار خوار جادو کے مٹا دیا تا دیر لڑائی
ہوتی دونون مین کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا آخر کار آتش افروز جادو نے نہایت عاجز
ہو کے جان سے اپنی بیزار ہو کے اپنے دل مین کہا کہ اے آتش افروز جادو اب آخری وہ سحر کر
کہ جس سحر سے یہ تیرا حریف جانبر نہوسکے اگر اس سحر سے بھی یہ ہلاک نہو تو پھر اس سے تو مقابلہ
نہ کرنا بزور سحر غرق زمین ہو کے چلی جانا یہ باتین دل مین کر کے کارد آبدار جھولی سے نکالکر اپنے
حلق پر رکھی اور چاہا کہ فوراً اپنے حلق کو مجروح کر کے کچھ خون چلو مین لے کے سحر اُسپر دم کر کے
مردار خوار جادو کی آنکھ بچا کے اُسپر چھڑکے دونون اسیطرح مکر و فریب خود ہشیار و دشمن دل کو مبتلا
سحر کیا ہے اُسی طرح اسکو بھی اپنے سحر مین مبتلا کرون اور جلد کارد سے سر اسکا کاٹ لون مردار
خوار جادو نے کہ ساحران نامی سے تھا ارادہ سحر ساحرہ سے آگاہ ہو کے سحر پڑھ کے نظر آتش افروز
جادو کی بچا کے چند ماش کے دانون پر سحر دم کر کے کارد آتش افروز جادو پر وہ ماش مارے
وہ کارد از حد آبدار ہو گئی ساحرہ کو اس حال سے خبر نہوئی جب اُسنے چھری اپنے حلق پر پھیری
چونکہ وہ بزور سحر ساحر مذکور بہت تیز و آبدار ہو گئی تھی نصف گردن تک اسطرح اتر گئی جیسے تار
صابون کو کاٹ دیتا ہے اور کارد تیز خیار تر مین ذرا سے اشارے مین در آتی ہے آتش افروز جادو
ایسی حالت مین نہایت متحیر و متردد ہو کے اپنے ہاتھ کو روکا اور دل مین خیال کیا کہ اب اسقدر
حلق کے کٹ جانے سے جانبر ہونگی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ چھری میرے حلق کو اس قدر کاٹ گئی
مین نے تو آہستہ اپنے حلق پر پھیری تھی اب اپنے حریف کو جلد ہلاک کر کہ تھوڑی دیر مین تو بھی ہلاک
ہو جائیگی یہ خیال کر کے واسطے دھوکا دینے حریف کے ارا کھڑا کے خود بخود زمین پر گری مردار خوار جادو

بجارہ اُسکے سحر کے بیردن نے اُسکے نام سے یون باآواز بلند پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو آتش افروز جادو نے دنیا سے سوے عدم پُر ارمان جاتا ہون تمنائے دل دل ہی مین لیئے جاتا ہون یہ کہکے وہ سحر کے بیر خاموش ہوے اور گرد باد بنکے میت مردار خوار جادو کو زمین سے اُٹھا کے بلند ہوکے بسوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوے اور بعضون نے یہ کہا ہی کہ اہل و عیال مردار خوار جادو کی طرف روانہ ہوے غرض بہر طور بیر سحر کے لاشہ ساحر مذکور کا اُٹھا کے بطریق مذکور نالان و گریان ایک سمت روانہ ہوے اس جگہ پر یہ مولف ہیچمدان قول اول کو پسند کرتا ہی کہ بیر سحر کے لاشہ مردار خوار جادو کا اُٹھا کے سوے طلسم کشا گئے اب اُن بیردن کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ لشکر طلسم کشا مین کب تک لاشہ مردار خوار جادو کو پہونچاتے ہین مگر اب حال ملکہ آتش افروز جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردار خوار جادو مر گیا اور علامتین اُسکے مرنے کی زائل ہوچکین بیر سحر کے میت اُسکی گرد باد بنکے اُٹھا کے لیگئے مطلع صاف ہوا آتش افروز جادو نے چاہا کہ تخت دود سحر پہ سوار ہوکے اپنے مکان یا صندلان شاہ کے پاس جاؤن وہان پہونچکر اپنے زخم گلو کا چارہ کرون اور اگر کوئی پوچھے تو حال اپنے لڑنے اور سحر کرنے کا بتفصیل بیان کرون سب کو اپنی جنگ کرنے سے حیران کرون خصوص صندلان شاہ سے حال جنگ سحر خورشید روشن دل و مردار خوار جادو بیان کرکے اُسکو شادان و فرحان کرون لیکن بوجہ زخم کاری گلو ضعف بیحد کے زمین سے اُٹھا نہ گیا تخت سحر پر جاکے بیٹھنا ممکن نہوا سحر بھی پڑھ کے غرق زمین ہوکر جانا دشوار و گران معلوم ہوا ہان خاک پہ سر رکھ کے صحرا مین لیٹنا مرغوب طبع ہوا ہنوز ملکہ آتش افروز جادو چاہتی تھی کہ تھوڑی دیر صحرا مین استراحت کرون حواس خمسہ درست ہولین اور ضعف کم ہولے تو یہان سے جاؤن ناگاہ رشتۂ حیات اسکا خیاط اجل مقراض فنا سے کاٹنے لگا اور جام عمر اسکا آب زندگی سے مملو ہوا وعدہ برابر آپہونچا وقت مرگ آگیا آثار غشی و کرب و تغیر حال فی الفور یون ہویدا و آشکار ہوے کہ دفعتاً فرط ضعف و نقاہت سے وہ بروے زمین گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی بعد ایک لمحے کے وہ تابعین ملک الموت جو کفار کی روحون کو بشدائد تمام قبض کرتے ہین واسطے اُسکی قبض روح کے حکم خدا سے نازل زمین ہوے اور قبض روح ساحرہ کافرہ مذکورہ مین مصروف ہوے حال اُسوقت کا کیا لکھا جاوے وہ ساحرہ کا زمین صحرا پر تڑپنا مرگ سے امان چاہنا زندگی کی خواہش کرنا ارمان و تمنائے دلی کے نہ نکلنے کا افسوس کرنا خاک صحرا پر تڑپنے کا الم کرنا کسی عزیز و دوست کے پاس نہونے کا غم کرنا تابعین ملک الموت سے کچھ بس نہ چلنے کا رنج کرنا لاچار و مجبور ہوکر آہ آہ کرنا یہان تو ملکہ آتش افروز جادو کی قبض روح ہو رہی تھی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے لاشہ ابلیس خودپسند کا آیا تھا اور ملکہ آتش افروز جادو بقہر و غضب براے قتل و گرفتاری خورشید روشن دل دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوئی تھی اُسوقت سے صندلان شاہ گاہ شادمان اور گاہ مغموم تھا گاہ اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ خورشید روشن دل نے ابلیس خودپسند کو تو ہلاک کیا ہی ہماری نانی صاحبہ بصد غضب و قہر گئی ہین اُس کو یقیناً قتل کرینگی سر اُسکا کاردے سے ضرور کاٹینگی خورشید روشن دل بھلا اُنسے کیا مقابلہ

کر سکیگا وہ اُنکے نزدیک اک طفل مکتب ہی اہل دربار دست بستہ عرض کرنے لگے ای بادشاہ فلک جاہ
واقعی حضور سچ کہتے ہین آپکی نانی صاحبہ سحر و ساحری مین یکتاے روزگار ہین کوئی ساحر اور ساحرہ مثل
ونظیر اُنکا نہین ہی خورشید روشن دل کی اُنکے آگے کیا حقیقت ہی شاہ طلسم صندل تقریر اپنے
اہل دربار کی سنکے بہت خوش ہوکے کہتا تھا تم سب راست گو ہو بیشک میری نانی صاحبہ ایسی ہی ساحرہ
زبردست ہین کیا عجب کہ اُنھون نے یہان سے جاکر خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کرکے
اُسے قتل کیا ہو اُنکو گئے ہوے دیر ہوئی ہی اب یقین کامل ہی کہ وہ سر خورشید روشن دل تن سے
جدا کرکے لاتی ہونگی اثناے راہ مین ہونگی لہذا بزم عشرت آراستہ کرو لاشہ ابلیس خو و پلید کا یہان سے
اُٹھا کر لیجا و بدستور ہماری ملت کے آگ مین جلا دو مین اسکے مرجانے کا غم والم نکرونگا بعوض صدمہ
و اندوہ خورشید روشن دل کے قتل ہونے کا کثرت خوشی سے جشن کرونگا لہذا ارباب نشاط کو طلب کرو
ساقیون سے کہہ دیا جاے کہ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر تیار رکھین بزم عشرت مین یہان
آراستہ نہ کراونگا وہ بارگاہ ہماری جو مسمے بجواب الفلک ہی ہمارے باغ ہمیشہ بہار مین کہ از حد وسیع ہی
برپا کی جاے فرش نفیس فراش بچھائین شیشہ آلات و دیگر اسباب ضروری مثل ڈنگل و کرسی و میز وغیرہ
آراستہ کیجاے اور یہ سامان آج ہی کیا جاے کیونکہ نانی صاحبہ آتی ہونگی سر خورشید روشن دل
لاتی ہون گی مین جشن قتل خورشید روشن دل کا سات روز تک شب و روز کرونگا اپنے دل کو
خوش کرکے قلوب اعدا کو صدمہ دونگا خصوص طلسم کشا کو یہ جشن کرکے جلاؤنگا اہل دربار
اُسکی تقریر سنکے عرض کرتے تھے حضور نے جو کچھ فرمایا ہی ہمنکو بجا لاینگے مگر یہ سامان آج طرفۃ العین مین ہم
غلامون سے نہو سکے گا چند روز کی مہلت دیجاے تاکہ حسب دلخواہ حضور کے سامان جشن کیا جاے
صندلان شاہ تقریر اُنکی سنکے کہتا تھا اچھا مین نے دو روز کی مہلت دی واقعی تم سچ کہتے ہو ایسا سامان
فی البدیہہ کیونکر ہوسکیگا گاہ صندلان شاہ بوجہ نہ آنے اور تاخیر ہونے کے گھبرا کے اپنے وزرا سے
کہتا تھا نہین معلوم دل میرا اسوقت کیون گھبراتا ہی ہجوم الم دل پر کیون ہی خود بخود اشک میری
آنکھون سے کیون نکلے آتے ہین بے اختیار دل چاہتا ہی کہ رون نالہ و فریاد کرون نہین معلوم اسوقت
میری نانی پر کیا گذرتی ہی ضرور ہی کہ اُنکو کچھ نہ کچھ صدمہ پہونچ رہا ہی یہ تو کہہ نہین سکتا ہون کہ خورشید
روشن دل اُنھین قتل کر رہا ہی کیونکہ اُسکی کیا حقیقت ہی مگر کوئی سبب ضرور ہی نانی صاحبہ میری
کسی بلاے سخت مین یقیناً اسوقت مبتلا ہین عجب نہین کہ ہنگام مقابلہ و مجادلہ خورشید روشن دل
طلسم کشا بھی مع اپنے لشکر کے آگیا ہو نانی جان سے اُسنے مقابلہ کیا ہو وہ بوجہ لوح طلسمی کے اُس سے
عاجز ہوئی ہون یا دست طلسم کشا سے زخمی ہوئی ہون مین ایسی حالت مین یہان نہ ٹھہرونگا خاص و
عام مجھے کیا کہین گے ضرور ہی کہ ہر اک یہی کہے گا نانی شاہ طلسم صندل کی دست طلسم کشا سے ہنگام
مقابلہ و مجادلہ زخمی ہوئی صندلان شاہ اپنے دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا رہا اُسنے نانی کی
مدد نہ کی یہ کہکے تخت حکومت سے اُٹھنے لگا وزرا نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا خیالات فاسد
آپ کر رہے ہین کہان جاتے ہین بیٹھیے یہ بیتابی و بیقراری موقوف کیجیے کچھ تردد و اندیشہ نہ کیجیے
نانی جان آپکی مع الخیر ہونگی سر خورشید روشن دل لاتی ہونگی چونکہ آپکو اُنسے الفت و محبت بیحد ہی اور

اُنھیں یہاں آنے میں کسی قدر تاخیر ہوئی ہے اس وجہ سے یہ حال آپکا ہے ہمیں یقین ہے اور آپ بھی یقین
سمجھیے کہ وہ زندہ و صحیح و سالم ہونگی زخمی نہوئی ہونگی کسی بلا میں مبتلا نہوئی ہونگی بھلا اُنسے کون ساحر
لڑ سکتا ہے طلسم کشائی زمانہ مع اپنے لشکر کے طلسم رنگین حصار میں ہے وہ اسقدر جلد اس صحرا میں کہ جسمیں
خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو مارا ہے کیونکر آجائیگا وہ تو ساحر نہیں ہے کہ بزور سحر آجائے
اور آپکی نانی جان سے جنگ و جدال کرے اب وہ قریب تخت گاہ حضور اگر آئے تو ایک مدت مدید میں
آئے کیونکہ محض اُسکے لشکر میں ساحر ہی نہیں ہیں لاکھوں غیر ساحر بھی ہیں وہ اپنے اہل لشکر کو
چھوڑ کر ہرگز نہ آئیگا ہمراہ غیر ساحروں کے ساتھ ساتھ آئیگا بس اُسکی طرف سے تو اطمینان رکھیے کہ وہ
آپکی نانی جان کے مقابلے میں نہ آیا ہوگا ہاں خورشید روشن دل سے آپکی نانی لڑائی ہونگی یا اُنسے
لڑ رہی ہونگی سحر جا نہیں سے چل رہا ہوگا صحرا میں لڑائی ہو رہی ہوگی سحر اُنکا صحرا سے منتشر ہو گیا
ہوگا ادھر نانی جان آپکی بے مثل ساحرہ ادھر خورشید روشن دل ساحر نامی دونوں میں خوب
لڑائی سحر کی ہوتی ہوگی زمین صحرا تھرا رہی ہوگی آسمان اُس طبقے کا تپ رہا ہوگا جانوران صحرا خوف
سے بھاگ گئے ہونگے قیامت کی لڑائی ہوتی ہوگی یہ ممکن نہیں کہ خورشید روشن دل آپ پر غالب
ہوا ہو آپنے اُنکو مبتلائے سحر کر لیا ہو یا زخمی کیا ہو یا اسیر کیا ہو یا قتل کیا ہو کیونکہ آگے آپکی نانی جان کے
اُسکی کچھ بھی اصل و حقیقت نہیں ہے لہذا آپ اضطراب نہ کیجیے وہ مظفر و منصور ہو کے تشریف لاتی
ہونگی صندلان شاہ نے اُنکو جواب دیا ہے ... جو تم کہتے ہو سچ ہے مگر میں کیا کہوں جو اس وقت
حال میرے دل کا ہے تم لوگ مجھے نہ روکو اسوقت جانے دو میں جلد جاکے اپنی نانی جان کو ایک نظر
دیکھ آؤں دل کو تسلی و تسکین ہو جائے میں وہاں جاکے دیر نہ لگاؤنگا جلد وہاں سے
یہاں آؤنگا تم سب اسی طرح یہاں موجود رہو وزرا وغیرہ نے عرض کیا حضور اسوقت تک چالیس
روز تک گھر سے باہر نکلنا حضور کو نہ چاہیے نانی جان آپکی آج ہی آپ سے یہ کہہ چکی ہیں کہ اے صندلان
شاہ میں نے اپنے علم سے دریافت کیا ہے کہ چالیس دن تک بیرون تخت گاہ تمہیں خوف جان کے جانے کا
ہے کیا آپ اُنکے اس کہنے کو بھول گئے جو اسوقت بعزم جنگ دشمن تو ہی یہاں سے جاتے ہیں آپ
لاکھ فرمائیں کہ میں وہاں جاکر نہ لڑونگا لیکن ہم غلاموں کو کب اسکا یقین ہے ممکن ہی نہیں کہ آپ
وہاں جاکے نہ لڑیں دلیل ہماری صداقت قول کی یہ ہے کہ جب آپ یہاں سے اُس صحرا میں جا کے
نانی صاحبہ کو اپنی خورشید روشن دل سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھینگے تو یقیناً اُنکی حمایت کے
آپ خورشید روشن دل سے لڑینگے اور یقین زیادہ لڑنا آپکا اعدا سے اچھا نہیں ہے ہم جانتے
ہیں آگے آپکو اختیار ہے ہم سب غلام حضور میں از راہ نمک حلالی و خیر خواہی سمجھاتے ہیں منع کرتے
مانع ہوتے ہیں اگر ہم لوگ خیر خواہ نہوتے اور بد خواہ ہوتے تو اسطرح کبھی حضور سے نہ عرض کرتے
جانے سے باز نہ رکھتے صندلان شاہ نے ... اپنے اہل دربار کی تقریر سنکے غور و فکر کرکے دل میں کہنے
لگا بیشک یہ سب لوگ میرے خیر خواہ ہیں بد خواہ نہیں ہیں جو کچھ یہ کہتے ہیں سچ ہے جانا یہاں سے میرا اچھا
نہیں ہے نانی جان میری بخیر ہونگی یونہی دل میرا گھبراتا ہے وہ ساحرہ زبردست ہیں اُنھیں کسی ساحر سے
کیا ضرر پہونچے گا پس تو یہاں یہ خیال کر رہا تھا وہاں ملکہ آتش ... نور ... کی

قبض روح ہو رہی تھی جب قبض روح بخوبی ہو چکی یعنی ملکہ آتش افروز جادو مر چکی اُسکے مرنے سے وہ صحرا صحرائے
بلاخیز ہوگیا ہواے تند چلی آندھی بڑے زور و شور سے سیاہ آئی ایسی ہواے تند چلی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اوکھڑ گئے دور دور ہوا کے زور سے جا کر گرے ابر سیاہ و تاریک فلک پر
نمودار ہوکر اُس صحرا پر محیط ہوا ابر بند کو زمین دمبدم زور و شور سے بجلی چمکنے اور گرج کڑک کڑک کے گرنے لگی صدا
رعد کی ابر سے بار بار آنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی زمین اُس صحرا کی تھرانے لگی بلکہ فلک
بھی یہ ہنگامہ قیامت زا دیکھ کے خوف سے کانپنے لگا وہ صحرا ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا کہ رشک ظلمت چشمہ
آب بقا ہوگیا بڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازاں وہ تاریکی و سنگ باری و برف باری و ہواے
تند موقوف ہوئی مطلع صاف ہوا ساحرہ مقتولہ بدست خود کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے بصد نالہ و
بکا اسطرح پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس خود ہمنے اپنے گلے پر چھری پھیر کر اپنی جان دی نام ہمارا
ملکہ آتش افروز جادو تھا عمر ہماری کچھ ایسی زیادہ نہ تھی ساڑھے تین سو برس کا سن تھا اچھی طرح
باغ دنیا کی سیر بھی ابھی نہ کی تھی کہ یکایک باغبان قضا نے غنچہ حیات کو توڑ کر خاک میں ملا دیا یہ آواز
دیکے وہ سب سحر کے پیر بصورت گرد باد سنگ خاک صحرا سے لاشہ ساحرہ مذکور کا اٹھا کے بلند ہوکے سوے
دربار صندلان شاہ نالان و گریان روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب دربار صندلان شاہ
اُسوقت پہونچے کہ صندلان شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار تھے شاہ طلسم
گو اہل دربار کے سمجھانے سے بیٹھا ہوا تھا مگر بیتاب و بیقرار تھا اہل دربار اُسکے دل کو بہلا رہے
تھے ایسی باتیں کر رہے تھے کہ دل اُسکا فی الجملہ خوش ہو رنج و بیتابی و بیقراری دفع ہو لیکن وہ کسی کے
سخن سے شگفتہ خاطر نہ ہوتا تھا ہنسی کا تو کیا ذکر ہے ذرا بھی نہ مسکراتا تھا اہل دربار سے کہتا تھا تم لوگ
عبث ایسی باتیں کرتے ہو کہ میرے غنچہ دل کو مانند گل شگفتہ کرو نہیں معلوم کیا وجہ ہے اسوقت دل افسردہ ہے
رونے کو دل چاہتا ہے ہنسی نہیں آتی ہے ابھی صندلان شاہ اپنے اہل دربار سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ
آواز نالہ و فغان کان میں آئی صندلان شاہ نے گھبرا کے سوے فلک دیکھا اور اپنے اہل دربار سے
کہا دیکھو تو یہ صداے نالہ و فغان کہاں سے آتی ہے کون رو رہا ہے خداوند کریم آئندہ رو خیر کرے میں
مجھکو آثار بد معلوم ہوتے ہیں خیال بد دل میں آتا ہے کیا کہوں اپنی زبان سے جو اسوقت ذہن میں
آیا ہے اہل دربار نے پوچھا حضور کے دل میں اسوقت کیا خیال گذرا ہے ہم سے بھی بیان کیجیے اُس نے
کہا مجھے یہ خیال ہے کہ میری نانی جان کو کسی نے قتل کیا ہے پیر اُنکے سحر کے لاشہ اُنکا بنالہ و فغان یہاں
لاتے ہیں اہل دربار نے عرض کیا نہیں حضور یہ بات عقل و فہم سے دور ہے اور کوئی ظلم رسیدہ روتا
ہوگا ابھی اہل دربار صندلان شاہ سے یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ وہ گرد باد قریب آیا سحر کے
پیرون نے لاشہ ساحرہ مذکورہ کا بیچ دربار میں ڈال دیا بعد اسکے وہ سب نالہ و فغان کرتے
ہوے آتش افروز جادو کو یاد کرتے ہوے اُسکی کیفیت بار بار رونے کا خیال کرتے ہوے
ایک طرف روانہ ہوے صندلان شاہ لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر پہلے تو دنگ ہوگیا سکتہ سا
ہوگیا اہل دربار بھی دریاے حیرت میں غرق ہوے لیکن بعد حیرت بسیار صندلان شاہ
بیتاب و بیقرار ہوکے بے اختیار رو دیا اہل دربار بھی گریان ہوکے گریہ و زاری صندلان شاہ

مفصل تحریر کیا جاے تو بیجا طول ہوگا اور خلاف طبع ناظرین بھی ہوگا لہذا بنظر اختصار اسی قدر لکھا جاتا
ہے کہ صندلان شاہ صدمہ مرگ ملکہ آتش افروز جادو سے روتے روتے قریب بہلاکت ہوگیا
اسوقت وزرا وغیرہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اب اس گریہ وزاری سے
کیا نفع ہوگا جو ہونا تھا وہ تو ہوا انکی حیات تو اتنی ہی تھی اب صبر کیجئے زیادہ گریہ وبکا نہ کیجیے
دیکھیے کثرت نالہ وبکا سے حال حضور کا کیا ہوگیا ہے صندلان شاہ نے ضبط گریہ کرکے انھیں جواب دیا
اب لطف میری زندگی کا باقی نہ رہا یہ بزرگ بھی میری تھیں شفقت بزرگانہ بھی کرتی تھیں اور کیا کہوں
کیا کیا باتیں مجھ سے کرتی تھیں کبھی کسی بارے میں مجھ سے عذر نہ کرتی تھیں مدام میری ترقی وزندگی و
صحت کی درپے وخواستگار رہتی تھیں آج ہی میں برلے مقابلہ خورشید روشن دل جاتا تھا مجھے
کسی طرح جانے نہ دیا ہر بار یہی کہا کہ تو نہ جا تجھپر چالیس روز بہت سخت ہیں خوف جان کے جانے کا ہے
گو مجھے بھی چندروز ازحد سخت ہیں لیکن میں جاتی ہوں غرض کیا محبت انکو میری تھی کہ مجھے جانے نہ دیا
خود جاکے جان اپنی دیدی انکے بعد مثل انکے کوئی دوست وخیرخواہ وشفیق وبزرگ وصاحب روا
ودلجو باقی نہیں رہا اب کسکی حمایت وغیرہ سے مدام عیش وراحت سے بسر کرونگا ہاے انکے مرجانے
سے زندگی میری بے لطف وخراب گذرے گی ایسی زندگی سے کیا فائدہ میں بھی جان اپنی دیدوں
تو بہتر ہے یہ کہکے کارد تیز اٹھاکے قصد خودکشی کیا وزرانے جسارت کرکے چھری اسکے ہاتھ سے چھین
اور دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا ارادہ کرتے ہیں دانا ہوکے نادان بنتے ہیں خودکشی سے کیا
فائدہ ہوگا مفت جان حضور کے دشمنوں کی جائیگی اعداے حضور یہ خبر سنکے خوش ہونگے دوستوں کو
رنج ہوگا براے خداوند خودکشی سے باز آئیے گریہ وزاری موقوف کیجیے صبر کیجیے میت انکی اٹھوائیے
کتاب سامری سے حال انکے قاتل کا دریافت کیجیے پھر جو مناسب ہو وہ کیجیے صندلان شاہ
انکی قسم دینے سے اور منت وخوشامد کرنے سے اپنے ارادے سے باز رہا گریہ وزاری فی الجملہ موقوف
کی میت اپنی نانی کی موافق اپنی ملت کے نہایت سامان وجلوس وتزک سے اٹھوائی اور بطریق اپنے
مذہب کے ہیزم خشک پر رکھکر جلوائی بعدہ دربار میں آکے ازحد برہم ہوکے اپنے اہل دربار سے
کہا جلد کتاب سامری لاؤ حال اپنی نانی کے قاتل کا دریافت کروں بلکہ جسوقت سے وہ یہاں سے
گئی تھیں اسوقت سے اسوقت تک کا حال دریافت کروں کہ جسوقت تک لاشہ انکا یہاں آیا تھا
اہل دربار نے حسب الحکم کتاب مذکور پیش کی اسنے بہ نیت مذکور کتاب کھولکے جو دیکھا صاف
اس میں یہی لکھا پایا کہ اے صندلان شاہ آگاہ ہو کہ جب نانی تیری تیرے دربار سے سوے
صحرا گئی پہلے خورشید روشن دل سے لڑائی عجیب عجیب سحر اسپر کئے آخرکار اسکو اپنے سحر میں مبتلا
کیا وہ زمین پر گرا سرداپہ دزیبہ زادی اسکو راہ زیر زمین سے لیگئی بعد اسکے سردار غدار جادو سے بہا
اس سے تادیر مصروف جنگ رہی وہ بھی اس سے اسطرح لڑا کہ یہ عاجز ہوئی آخرکار اسنے چاہا کہ
خون اپنے گلے کا ایک نارنگی یا ترنج ونارنج وغیرہ کو اسمیں ترکرکے سحر کرکے سردار غدار جادو کی نظر بچاکے
اسکے سینے پر ماردوں وہ چونکہ ساحر زبردست اور بڈھا نہایت سن رسیدہ تھا فہم وفراست
اسکے ارادے سے آگاہ ہوگیا جب تیری نانی نے اپنے حلق پر چھری رکھی اسنے بھی اسکی نظر

بچاکے اُسکی کارد پر ایسا سحر کیا کہ وہ نہایت آبدار ہوگئی بس ذراسی حرکت دینے مین کارد مذکور لے
نصف گلو تک پہونچی نانی نے تیزی حیران ہوکے ہاتھ اپنا روکا اور سردار خوار جادو کو دھوکا دیکے
غافل اُسے پاکے خون اپنے گلو کا لیکر وہی سحر جو تجویز کیا تھا پڑھ کر ناریل یا ترنج خون آلودہ پر دم کرکے
سینے پر سردار خوار جادو کے مارا وہ اسکے اس سحر سے بوجہ غافل ہونے کے ہلاک ہوا پیر اُسکے سحر کے
لاشہ اُسکا اُٹھاکے جانب لشکر طلسم کشا لیگئے تیزی نانی بوجہ زخم گلو کے ہلاک ہوگئی پیرون نے اُسکے
سحر کے لاشہ اُسکا تجہ تک پہونچا دیا صندلان شاہ تمام حال سے آگاہ ہوکے اپنے اہل دربار سے
کہنے لگا کہ جلد سامان جنگ کرو سب لشکر ساحران تیار ہووین آج ہی خورشید روشن دل اور تمام لشکر
طلسم کشا کو جاکر قتل کرونگا سب کو زندہ نچھوڑونگا عوض اپنی نانی کے خون کا لونگا حتی الامکان طلسم کشا
کو بھی کسی طرح لوح لیکر قتل کرونگا یا جان اپنی لڑاکر دیدونگا وزرانے عرض کیا حضور کو اسوقت نہایت
غصہ ہی اگر حضور غصہ کو کم کرین یا ... کرین تو ہم تمکو از راہ خیر خواہی کچھ عرض کرین شاہ طلسم نے
کہا نہین جو کچھ عرض کرنا منظور ہو عرض کرو اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور کے باپ نے یعنی
نانی صاحبہ نے آپکو ارشاد فرمایا تھا کہ دن تیرے بہت سخت ہین خوف جان کے جانیکا ہے حضور حکم
سامان جنگ کا دیتے ہین لشکر ساحران ہمراہ لیکر براے جنگ طلسم کشا وغیرہ جانے پر آمادہ ہین ہم
خیر خواہون کے نزدیک یہ عزم اچھا نہین ہی مصلحت وقت یہ ہی کہ کو تین باتون سے کسی بات کو
اختیار فرمایئے یا تو ساحران نامی سے کسی ساحر کو ہمراہ لیکر لشکر ساحران روانہ کیجیے کہ وہ طلسم کشا کو
روکے لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے آئے خورشید روشن دل وغیرہ سے مبادلہ کرے
یا حضور قلعہ بند ہوین اُس زمانے تک کہ جب تک دن سخت ہین اور شاہ کے حضور کے طالع کے
گرے ہین یا ہم خیر خواہون کو حکم ہو کہ ہمراہ اپنے لشکر لیکر جائین طلسم کشا کو اور کہین خورشید
روشن دل وغیرہ سے لڑین مرحلہ جات طلسم تک طلسم کشا وغیرہ کو حتی الامکان نجانے دین
صندلان شاہ نے جواب دیا جو کچھ تمنے عرض کیا ہو اسکے سوا اور بھی کوئی رائے دیسکتے ہو
اُنھون نے عرض کیا ہان ایک راے ہم خادمون کی یہ ہے کہ آپ بطور فال کتاب سامری
سے دریافت کرین کہ فی زمانہ طلسم کشا و خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کیا جانا
ہمارے حق مین بہتر ہی یا نہین جو حکم نیک و بد کتاب مذکور سے آپ کو ہو اُسپر عمل کیجیے
صندلان شاہ نے یہ راے پسند کی اور فی الفور کتاب کو کھول کے اپنے عزم جنگ کے متعلق
مین بطور فال کے دیکھا کتاب مذکور سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ فی زمانہ طلسم کشا اور اسکے
لشکر کا سے خود جاکر لڑنا اچھا نہین ہے صندلان شاہ یہ حال کتاب مسطور سے دریافت کرکے
اپنے عزم سے مجبوری باز رہا لیکن مرحلہ جات طلسم پر باوجود مقرر و معین ہونے ساحرون کے
اور بھی ساحر اور فوج ساحران روانہ کی اور بخوبی تمام اپنی حفاظت اور طلسم صندل کی حفاظت کا
انتظام کیا یہان تو صندلان شاہ نے موافق حکم کتاب سامری کے حسب دلخواہ سامان
حفاظت جان و مال و طلسم کا کیا ہی مگر اب حال خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے
کہ جب سرداب وزیرزادی اُسکو صحراے لیگئی اور محاسرا سے خورشید روشن دل تک پہونچی

اپنے دل میں بہت خوش ہوئی کہ مع الخیر یہاں تک پہونچی زندہ بادشاہ موصوف کو لے آئی چونکہ
اسوقت ملکہ آتش افروز جادو ومردار خوار جادو سے لڑنے میں مرگئی تھی سحر اسکا خورشید روشن دل
پر سے اتر گیا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جس ساحر کا سحر جس کسی پر ہوتا ہی بعد مرنے اُس ساحر کے سحر اُسپر سے دفع
ہوجاتا ہی بس باوجود دفع ہوجانے سحر کے خورشید روشن دل نے احتیاطاً برائے دفع باقی ماندہ
اثر سحر کے شیشہ آب دمیدہ سحر طلب کرکے پانی اُس سے لیکر غسل کیا تھا تن پر سے اُس پانیکی وجہ سے
کہ دافع سحر تھا باقی ماندہ جو اثر سحر تھا وہ بھی دفع ہوگیا مطلق اثر سحر باقی نرہا طبیعت مثل سابق درست
وبحال ہوئی بعد درستی مزاج خورشید روشن دل نے سرو ایہ وزیرزادی سے خوش ہوکے اُسکی
جانبازی وخیرخواہی کی تعریف کرکے کہا کہ تو نے عجب کار نمایاں کیا اُسنے عرض کیا میں نے ایسا کیا کارنمایاں
کیا ہی کہ جسکے سبب سے آپ اسقدر میری تعریف کرتے ہیں خورشید روشن دل
نے اُسکی لاغری کے زر وجواہر اُسے بطور انعام وتحفہ دیا بعد اسکے وہاں سے مع اپنی سپاہ
کے سوے لشکر طلسم کشا تخت سحر پر بیٹھکر دم بھر بھی توقف نہ کرکے روانہ ہوا بعد قطع راہ ایک
شہر میں پہونچا دیکھا طلسم کشا مع لشکر کے رہ نورد ہی خورشید روشن دل تخت سحر سے اتر کر داخل
لشکر طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس جگہ قیام کیا خیام وبارگاہ میں استادہ ہوگیا
ہوئیں ایک بارگاہ وسیع میں شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وحمید شاہ وسرشار
شاہ وشاہزادہ فیروزہ ماژندرانی وگشتاسپ شاہ وسہراب بن لشکر دہور و
خورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی ونامور وشاہان وسرداران سپاہ وغیر ساحر علے قدر مراتب
تخت وکرسی اور صندلی پر بیٹھے اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیوں کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ وجامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے اور باشارہ شاہزادہ موصوف
ہر ایک کو جام پر از شراب ناب دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب شراب پی چکے ساقیان خوبرو
کشتیاں وشیشہ وسبو کی اٹھاکے لیگئے بعد ایک ساعت کے جب نشہ شراب کا ہوا طلسم کشا نے
جانب خورشید روشن دل متوجہ ہوکے پوچھا آپ جو گئے تھے وہاں کی کیفیت بیان کیجیے خورشید
روشن دل نے جو کچھ حال گزرا تھا مفصل بیان کیا طلسم کشا وجملہ اہل بارگاہ نے جرأت و
ہمت اور لڑائی کی اُسکی ثنا کی اور کہا آپنے بھی غضب کیا کہ اس طرح بے سامان وبے اسباب سحر
اور جنگ یہاں سے گئے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو رہا کیا عیار بچیوں کو خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے حوالے
کیا ابلیس خود پسند سے لڑکے اُسے قتل کیا ملکہ آتش افروز جادو ایسی ساحرہ بلاے بے درمان
سے مقابلہ ومجادلہ کیا کمال کیا چاہیے شکر ہی کہ اُس ساحرہ بدبلا سے آپ جانبر ہوے اگر اور کوئی
بجاے آپکے ساحر ہوتا تو اُس ساحرہ کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہوتا کیونکہ وہ اپنے وقت وزمانہ کی
آفات چہار دست ہی بعد اس گفتگو کے عجائب جادو نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ عیار بچیوں کو
ہوشیار کرو خواجہ عمرو ثانی وچالاک ثانی وغیرہ عیار تمہارے عیار بچیوں کے لائے اور دارو سے
دفع بیہوشی سے انھیں ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئیں عجائب جادو نے برہم ہوکے اُنسے
کہا ای نالائقو کہو یہ کیا حرکت نامعقول کی تھی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو بیہوش کرکے کیوں لے گئیں تھیں

اس تقصیر کرنے کی اب تمکو کیا سزا دوں جو تم کو وہی سزا سخت دوں انھوں نے دست بستہ تھرا کے عرض کیا ای بادشاہ دیجاہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب بصدق دل مسلمان ہوتے ہیں ہماری خطا کو عفو کر اب ایسی تقصیر تا زندگی نہ کرینگے عجائب جادو نے یہ سنکے جانب طلسم کشا دیکھا شاہزادۂ دیجاہ نے فرمایا اب یہ عذر وا قرار کرتی ہیں خطا انکی عفو کیجاے آئندہ اگر کوئی خطا ایسی انسے سرزد ہوگی تو سزا سخت انکو دینا عجائب جادو نے ارشاد شاہزادۂ موصوف سے خطا انکی معاف کی وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئیں اور بعضوں نے یون بھی لکھا ہی کہ بصدق دل مطیع دین اسلام ہوئیں کلمہ شہادتین زبان پر جاری نہیں کیا غرض بہر طور مطیع و فرمانبردار ہوئیں اور بارگاہ سے جاکر لشکر میں داخل ہوئیں ایک خیمہ میں قیام پذیر ہوئیں اسی اثنا میں پھر سحر کے لاشہ سردار خوار جادو کا لائے اور شاہ طلسم کشا میں ڈالکر ایک سمت نا رکنان چلے گئے مردمان لشکر نے شور و غل کیا شاہزادہ رستم ثانی نے سبب شور و غل دریافت کیا چالاک ثانی وغیرہ عیاروں نے جاکر حال دریافت کرکے کہا شاہزادۂ موصوف سے کہا اسوقت ایک بونڈا آیا تھا اس میں سے لاشہ سردار خوار جادو کا لشکر میں گرا ہی یہ خبر سنکے طلسم کشا وغیرہ کو رنج ہوا اور متحیر ہوکے کہا نہیں معلوم اسکو کس نے قتل کیا یہ نہایت زبردست ساحر تھا اور خیرخواہ تھا خورشید روشن دل نے طلسم کشا سے کہا حال اسکے قاتل کا دریافت ہو سکتا ہی یا لوح طلسم سے دریافت کیجیے یا میں بذریعہ علم اختر شناسی یا کہانت کے علم سے بتا دیتی ہوں یہ کہکے کچھ فکر کرکے کہانت کے ذریعے سے تمام حال دریافت کرکے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اسکو آتش افروز جادو نے ہلاک کیا ہی اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ وہ بھی در پی اسکی ہلاکت کی ہو کے ہلاک ہوئی ہی شاہزادۂ موصوف سردار خوار جادو کے ہلاک ہونے سے نور تکیدہ ہوا تھا مگر آتش افروز جادو کے ہلاک ہوجانے سے از حد خوش ہوا پھر حکم اپنے ملازموں کو دیا کہ لاشہ سردار خوار جادو کا بطریق ہمارے مذہب کے دفن کیا جاے ہم بھی اسکے دفن کرنے میں شرکت کرینگے کیونکہ اسنے بھی ہماری شرکت کی تھی اور بالفعل ایک ہمارے دشمن قوی سے لڑکے اسنے اپنی جان دی ہی غرض حکم لازم کار بند ہوے وقت دفن شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سب شریک ہوے

داستان جانا شاہزادۂ رستم ثانی کا بہدایت لوح طلسم جانب سر حلہ جات طلسم صندل اور فتح کرنا مرحلون کا اور قتل کرنا ساحران کا

ساقی نامہ

ساقیا پھر مجھے ہے شوق شراب
تشنہ میں ہونگا دا طلسم کا باب
خوب کانوں کا داستان طلسم
اب کرونگا عجب بیان طلسم
خامہ افسون طراز میرا ہے
ہیں شہنشاہ ہر ملک ساقی کا
کار اعجاز صد مسیحا ہے
صنعت لوح ہے طلسم مرا
در مضمون ابھی سے وا سب ہوتا
اس عجائب سے آشنا سب ہوں

مہ نوردان مراحل لذت پہ دہ بحران وقائع حیرت انگیز و بے نظیر اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد دفن کرنے سردار خوار جادو کے شب اسی جگہ بسر کی وقت سحر بعد نماز صبح ارادہ وہاں سے کوچ کا کیا عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ نے کہا ای شاہزادۂ دیجاہ ذرا توقف کیجیے لوح کو دیکھیے

لوح کے خوب نہیں ہے مناسب یہ ہے کہ لوح کو دیکھیے لوح طلسم جو ہدایت کرے اُسپر عمل کیجیے تاکہ
جلد تر وہ مدعا پایئے شاہزادہ موصوف نے اُنکی رائے پسند کر کے لوح کو دیکھا اُس میں ہدایت کی کہ اے
طلسم کشا اپنے تمام لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کے تنہا جانب دست چپ جا سیر دشت و کوہ کر بعدہ
جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھ دیر نہ کر جلد جا کہ اُسطرف جانا تیرا ضرور ہے شاہزادۂ موصوف نے حکم
لوح سے آگاہ ہو کے عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسم مجھکو
یہاں سے جانب دست چپ تنہا جانے کو ہدایت کرتی ہے سب نے کہا جو حکم لوح ہو ضرور اُسپر
عمل کیجیے شاہزادہ موصوف اُسی وقت سب سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہو کے مسلح ہو کے لوح
طلسم اپنے گلے میں ڈال کے جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار ایک صحرائے سبزہ زار
میں پہونچا وہ صحرا پر فضا ایسا تھا کہ وہاں کے سبزۂ شاداب کے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی تھی ہوا
سرد اُس سبزہ زار کی رشک نفس عیسی تھی تن بیجان میں وہاں کی ہوا سے جان آتی تھی غنچۂ دل
پژمردہ کیسا ہی ہو وہاں کی سرد ہوا سے مانند گل شگفتہ ہو جاتا تھا سبزہ اُس صحرا میں زمین پر گستردہ
نہ تھا بلکہ فرش مخمل سبز زمین پر بچھا تھا جہاں تک نظر پہونچتی تھی فرش سبزۂ شاداب ہی زمین پر
نظر آتا تھا نہریں جا بجا اُس صحرا میں جاری تھیں طائران خوش الحان و آہوان شوخ چشم اُس
صحرا میں بکثرت تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس صحرا میں پہونچکر سیر وہاں کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور
گروہ غزالان شوخ چشم و طائران رنگارنگ و خوش الحان دیکھکے بے اختیار چاہا کہ اُنکا شکار کیجیے پھر خیال
کیا کہ پہلے لوح کو دیکھ لینا چاہیے شاید شکار یہاں کے چرند و پرند کا کرنا چاہیے یا ان جانوروں کے
شکار کرنے سے کسی طرح ضرر ہو یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح میں یہ لکھا پایا کہ اے طلسم کشا خبردار یہاں
کے چرند و پرند کا شکار نہ کرنا اُنکو جانور اصلی نہ جاننا کسی جانور کو یہاں کے آزار نہ دینا کسی سے کچھ سخن بھی
نہ کرنا یہ طائر اور وحشی بزبان فصیح گفتگو کرتے ہیں بظاہر جانور ہیں باطن سب ساحر ہیں یہ صحرائے سبزہ زار
بظاہر پر بہار و فرحت افزا ہے باطن خارستان سے بدتر ہے کیونکہ اسکی تہ میں بہت جادو ہے
جلد اس صحرا سے نکل جانا چاہیے شاہزادۂ موصوف لوح کو دیکھکر عزم شکار سے باز رہ کر آگے بڑھا بعد قطع
راہ دراز ایک کوہ سر بلند نظر آیا راہ اُس کوہ کی مانند کوہ کے گل کی تھی زیر کوہ یعنی دامن کوہ میں تختہ ہائے
گل خوش قطع پر بہار تھے کوئی تختہ لالۂ نعمان کا تھا کہ سیر داغہائے لالۂ نعمان سے داغہائے
دلہائے عشاق یاد آتے تھے کوئی تختہ زعفران کا تھا کہ جسکو دیکھکر ہر اک افسردہ دل اور گریبان
چاک کو ہنسی آتی تھی کوئی تختہ گلاب کا تھا ہر اک گل سرخ اُس تختہ کا مانند عارض محبوب کے تھا
کوئی تختہ نرگس شہلا کا تھا ہر اک پھول نرگس کا بعینہ چشم منتظر تھا یا اک دیدۂ حیران تھا یہ چار
چمن دامن کوہ میں دیکھکر شاہزادہ خوش ہوا اُنکی سیر سے دل باغ باغ ہوا اُن چمنوں میں ہزارہا
و بیشمار طائران رنگارنگ و خوش الحان نغمے ناگاہ وہ طائر اسطرح نغمہ سرا ہوتے تھے کہ صورت
بلبل کبھی آگے آتے تھے پیچ کھلتی نگاہ وہ طائران رنگارنگ باہم بزبان فصیح کہنے لگے دیکھو طلسم کشا آگیا
دیکھیں کیا ہوتا ہے افسوس پاس طلسم کشا کے لوح طلسمی ہے اور نہیں حکم ہماری مالکہ کا نہیں ہے
ورنہ ابھی اسکو گرفتار کر لیتے شاہزادہ رستم ثانی نے سیر تختہ ہائے گلہائے مذکور کر کے جانب

کوہ دیکھا بالائے کوہ سے آواز گانے کی اور صدا بجنے سازوں کی آئی بے اختیار ارادہ کوہ پر جانے کا کیا کیونکہ وہ آواز رقاصہ ومطربہ ایسی دلکش تھی کہ تاب ضبط باقی نہ رہی شاہزادہ موصوف سبزہ مذکور سے منھ موڑکر کوہ پر چڑھنے لگا راہ پر پیچ اسکی طے کرنے لگا گو کہ راہ کوہ مذکور سخت گذار تھی لیکن شوق سیر کوہ راہبر ہوکے بسہولت وبجلد لیگیا شاہزادے نے بالائے کوہ جاکر عجب قدرت حق دیکھی وہ درختان الوانع واقسام وہ ثمر تخیتہ وخام اسکے وہ جھرنے جھرنا کوہ سے پانی کا نکلنا طایران خوش الحان کا چہکنا سوا اسکے جو غور سے دیکھا تو ایک طرف ایک باغ نظر آیا اور اسی باغ کے اندر سے آواز گانے کی آئی شاہزادہ جانب باغ مذکور چلا جب قریب اسکے پہونچا دیکھا چار دیواری باغ کی نہایت خوب ہے دل کو مرغوب ہے دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے کوئی دربان نہیں ہے یہ دیکھکر در باغ پر گیا در باغ سے اندرون باغ جو دیکھا سیر گلہائے رنگا رنگ سے غنچہ دل شگفتہ ہوا ہوا اس باغ سے ایسی آئی گویا باغ ارم سے ہوائے فرحت افزا آئی بوئے گلہائے خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا وہ باغ پر بہار عجب باغ تھا تعریف مفصل اسکی تو کیا رقم ہو سکے الا مختصر یہ ہے کہ مصداق نظم — نظم

ابھی دکھلاتے تھے بہار شجر — باغ میں سب تھے میوہ دار شجر
وہ گلوں کی بہار شادابی — شوق میں ہو نظر کو بیتابی

بعد دیکھے اشجار میوہ دار گلہائے بوقلمون کے شاہزادہ رستم ثانی نے جو ایک طرف باغ میں دیکھا ایک بارہ دری نظر آئی شان اس بارہ دری کی کیا لکھی جائے قلم بخوبی تو لکھ نہیں سکتا لیکن اسقدر درج کرتا ہے کہ — نظم

تھی وہ بارہ دری زمرد کار — سامنے مینا کے تھے در و دیوار
سبزہ تھا فرش سبزے کا کیا رنگ — رنگ سبو حسن سے جو سبز مینا رنگ

ابھی شاہزادہ موصوف جانب بارہ دری دیکھ رہا تھا ہر چند اشتیاق سیر باغ و بارہ دری بہت تھا لیکن شاہزادہ اندر باغ کے اس وجہ سے نہ جاتا تھا کہ نہیں معلوم یہ باغ کس کا ہے عورتیں اس میں پائی جاتی ہیں آواز انکی ہنسی اور باتوں کی آتی ہے نامحرم عورتوں میں بے اجازت جانا اچھا نہیں ہے ناگاہ ان میں سے کچھ عورتوں نے شاہزادہ رستم ثانی کو در باغ پر دیکھکر اور یکبارگی آنکھ یہ کہا کر نظم

آیا صد شکر وہ طلسم کشا — اسی کی آرزو میں بیٹھے تھے — ابھی کرتے تھے جس کا ہم چرچا
مدتوں سے تھا انتظار اس کا — حسن ہے باعث بہار اسکا — اسی کی جستجو میں بیٹھے تھے
اسی کی سیر کے شکار ہوئے — رشک ماہ فلک ہے یہ خورشید — اسکے آنے پہ ہم نثار ہوئے
ہو گئی چشم انتظار سفید

یہ کہکے وہ عورتیں بصد شوق مسکراتی ہوئی سوئے در باغ چلیں الٰہین ہر ایک نوجوان وخوبرو وشوخ دیدہ تھی جب وہ چند عورتیں در باغ پر پہونچیں مسکرا کر کہنے لگیں اے شاہزادہ ذیجاہ آپ در باغ پر کیوں کھڑے ہیں چلئے ہماری ملکہ عالم آپکو بلاتی ہیں چونکہ وہ مہمان نواز ہیں عجب نہیں کہ خود آپکے لینے کو تھوڑی دور آئیں آپکا استقبال کریں انہوں نے خبر آپکی تشریف آوری کی سنی ہے اسی وجہ سے بزم عشرت آراستہ کی ہے دروازہ باغ کا کھلوا دیا ہے وہ منتظر ہیں آپکی تصدیع کہ آپ تشریف لائے ملکہ ہماری شاہزادی ہیں ایک بادشاہ ذیجاہ کی دختر ہیں پیشتر براے سیر ادھر آیا کرتی ہیں خصوص آج تو بخصوص خبر آپکے ادھر آنے کی سنکے تشریف لائی ہیں غائبانہ آپ پر

عاشق ہوئی ہین یہ حال اُنسے نہ کہیےگا ورنہ وہ ہم کنیزون کو اور ملازمون کو سزاے سخت دین گی
نوکری سے بھی چھُڑا دین گی شاہزادہ رستم ثانی گفتگو اُنکی سنکے اُنکے کہنے کا یقین کرکے جھوٹ تمام نہین
نہ جان سکے مرکب سے اُترکے بہت خوش ہوکے ہمراہ اُنکے اندر باغ کے گیا دیکھا عجب باغ پُر بہار
و وسیع ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی ابھی شاہزادہ مصروف سیر باغ تھا اور ہمراہ اُن عورتون
کے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے باغ کے ایک غول نازنینون کا پیدا ہوا اُنکے درمیان
مین دیکھا ایک نازنین غیرت پری رشک حور حسن و جمال مین بیمثل و بے نظیر پوشاک رنگین و نادر زیور
طلائی جواہر نگار پہنے ہوے ڈوپٹہ سے منھ چھپاے ہوے ہی کثرت شرم و حیا سے ہر ایک قدم پر
رُکتی ہی اپنی ہمجلیسون سے آہستہ کہتی ہی کہ مجھکو شرم آتی ہی قدم آگے نہین پڑھتا ہی شاہزادہ رستم ثانی
اِدھر آتا ہی اب مجھسے آگے ایک قدم بھی اُٹھایا نہین جاتا ہی شرم و حیا سے عجب حال ہی وہ نامحرم ہی
مین اُس سے بات نہ کرونگی صورت اپنی نہ دکھاونگی مجھے اُس سے بات کرتے شرم آتی ہی کثرت
حیا و شرم سے صورت دکھائی نہ جاتی ہی تمھین اُس سے بات چیت کرنا شراب اپنے
ہاتھ سے پلانا خاطر و مہمانداری بخوبی کرنا مین ہرگز اُس سے نہ بولونگی شاہزادہ اُسکی تقریر سُنکے
اور چہرہ زیبا اُسکا دیکھکے بے اختیار اُسپر مائل ہوا نقد دل ایک نظر اُسکو دیکھکے دیدیا اُس کے
عشق و الفت مین کچھ خیال طلسم کشائی کا نہ رہا مانند پروانہ کے اُس شمع جمال کی طرف چلا اُن
خوبرو کنیزون نے عرض کیا دیکھیے ای شاہزادہ کج کلاہ ملکہ عالم ہماری واسطے آپ کے استقبال
کے بارہ دری سے یہان تک تشریف لائی ہین خوشا مقدر آپ کا کہ آپ پر عاشق بھی ہوئین
اور آپ کے استقبال کے لیے یہان تک آئین یہ مرتبہ آپکا ہی آج تک اور کسی شاہ و شہریار
کو یہ رتبہ و یہ وقار حاصل نہین ہوا سیکڑون شاہان جلیل القدر خوبی اِنکے حسن و جمال کی سُنکے
عاشق ہوکے ہلاک ہوگئے ہزارون شاہزادگان نامور و خوبرو و شہرہ اِنکے حسن دلفریب کا سُنکے
شیفتہ و فریفتہ اِنپر ہین مشتاق ایک نظر دیکھنے کے ہین بعضے لباس فقیری پہنے ہین اکثر مانند مجنون کے
دیوانے ہین یہ کسی پر نظر توجہ نہین کرتی ہین شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُنکی سنتا ہوا اپنی
خوبی تقدیر پر فخر کرتا ناز کرتا ہوا شادمان ہوتا ہوا آگے بڑھا بعد قطع راہ عنقریب اُس رشک
پری کے پہونچا جملہ کنیزین اور انیسین اور جلیسین اُسکی شاہزادے کے قریب آنے سے خوش
ہوئین بعدہ ہر ایک نے سلام کیا بس از سلام شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر ساتھ ساتھ اپنی ملکہ
مذکورہ کے جانب بارہ دری چلین اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی گمان کرتا تھا کہ مین ہمراہ گروہ
پریزادون کے اک باغ مین پرستان کے مصروف گلگشت گلشن ہون یہ گمان کرکے بجاے خود
خوش ہوتا تھا اور طلسم صندل کو زیر پا بالاے سینہ تھی خیال اُسکے دیکھنے کا ذرا بھی نہ کرتا تھا
بار بار اُس رشک حور کو جسپر مائل ہوا تھا دیکھتا جاتا تھا وہ بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ لیتی تھی
اور اسقدر شرم و حیا و ناز و غرور حسن ظاہر کرتی تھی کہ شاہزادے کو حیرت ہوتی تھی انیسین اور جلیسین
اُسکی شاہزادے سے مخاطب ہوکے مسکرا مسکرا کے کہتی جاتی تھین کہ ای شاہزادہ عالی وقار آپ کے
تشریف لانے کا تعیّن اور ہماری ان ملکہ عالم نے ابتدا انتظار کیا سوے در باغ دیکھتے دیکھتے گویا آنکھین سفید

ہوگئیں کوئی ایسا کسی کو انتظار کرتا ہی جب سے خبر آپکے ورود کی سنی تھی ہم سب اسی باغ میں منتظر
آپ کے بیٹھے تھے خبر شکر ہی کہ آپ تشریف لائے مراد دلی بر آئی شاہزادہ رستم ثانی نے اُنکے جواب میں یہ کہتا ہوا چلا
میں بھی تمھاری ملکہ کے شوق دیدار اور تمنائے وصل میں یہان تک آیا ہون یہ باتین کرتا ہوا اُس
حورا جمال کی طرف دیکھتا ہوا اُس بارہ دری میں پہونچا دیکھا بارہ دری زمرد گون ہی فرشتہ آلات و
آئینہ حلبی لگا۔ آدم و فرش نفیس وغیرہ اسباب ضروری و تکلف سے بخوبی آراستہ ہی صدر بارہ دری
میں ایک مسند جواہر نگار بچھی ہی انیسان ملکہ مذکورہ نے اُسی مسند پر شاہزادے کو بٹھایا اور ملکہ سے
بھی کہا کہ آپ بھی شاہزادے کے برابر بیٹھیے ماہ و مہر ایک جا ہون تو خوب ہی اُس نے پہلو سے
شاہزادے مین بیٹھنے سے پہلے تو کثرت شرم و حیا سے سب سے انکار کیا آخر کار شاہزادہ موصوف
اور جملہ انیسون اور جلیسون کے کہنے سے مجبور ہوگئی کسی قدر شاہزادے سے ہٹ کے کچھ منھ بھی شاہزادے
کی طرف سے پھیر کے اُسی مسند پر بیٹھی پھر جملہ انیسین و جلیسین ملکہ مذکورہ کی دست راست
و چپ اور کچھ روبرو بھی علی قدر مراتب بیٹھین اُسوقت شاہزادے نے اُس پری جمال و حورا
خصال سے مخاطب ہوکے کہا اے ملکہ ہم اسوقت تمھارے گھر مین آئے ہین پاس خاطر مہمان ضرور ہی
کچھ باتین کرو منھ ادھر کرو گو شرم و حیا مانع بے حجابی ہی لیکن مروت سے بعید ہی کہ ایسی بے اعتنائی
اختیار کرو دیکھو ہم راہ دور و دراز سے محض واسطے تمھارے یہان آئے ہین انیسون اور جلیسون نے
بھی ملکہ سے کہا واقعی یہ محض آپکی الفت ہی سے یہان تک آئے ہین آپکو اُنکی خوشی کرنا چاہیے ملکہ نے
بعد بہت انکار کے سب کے اصرار کرنے سے بصد حیا و شرم شاہزادے سے کلام کیا باتین
باہم راز و نیاز کی ہونے لگین بعد اسکے انیسون نے باشارۂ ملکہ مذکورہ رقاصہ سے کہا تو خاموش
کیون ہوئی رقص و نغمہ کیون نہین کرتی ہی ہمراہی عورتین اُسکی یہ سنکے ساز بجانے لگین وہ مبارکباد
گانے لگی اہل بزم سننے لگے بعد گانے مبارکباد کے رقاصہ مذکورہ نے یہ غزل شروع کی۔ غزل

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دور تھا | طالب تمھاری دید کا حاضر ضرور تھا
مداح میرے شعر کی ساری خدائی تھی | سرگرم التفات جو قلب حضور تھا
مرنے کے بعد مرثیے ہوے ہم سے مستفیض | شعلہ ہمارے قلب کا شمع قبور تھا
جگر مین جام مئی تھا اگر حسن یار سے | شیشہ بھی عشق ساقی مہوش مین چور تھا
کیونکر شعاع الفت حیدر کو دل نہ لے | مقبول بارگاہ خدا اُنکا نور تھا
سبقت نبی پاک کو تھی سب سے بیشتر | حضرت کا قبل حضرت آدم کے نور تھا
پہلو مین اُنکے مین مرے پہلو مین تھا رقیب | ہنستا کہ مین قریب تھا اُنکا وہ دور تھا
بیٹھے ہمارے منت مرافون ہوئے | مہندی لگانا اُنکو بھلا کیا ضرور تھا
موسیٰ کو بنا جلوۂ وحدت دکھا دیا | سرمہ بنایا طور کو جس نے وہ نور تھا
آواز نالہ تھی کہ صدا صور حشر کی | میرا دہن تھا نحس مین یارب کہ صور تھا
کیا ظلم کی حسین کو نہ سمجھا حسین و شوخ | کیا کیا نہ اپنے حسن پہ اُسکو غرور تھا

اہل بزم رقص و گانا دیکھنے لگے گانا سننے لگے جب آسنہ غزل مندرجہ بالا گاکے تمام کی ملکہ مذکورہ

نے اپنی کنیزوں سے کشتی مے طلب کی بقاعدہ مذکورہ پھر رقص کرنے لگی اور غزل دیگر گانے لگی اسنے
شاہزادے کی طرف متوجہ ہوکے باتوں مین لگایا اور اچھی طرح اپنا چہرۂ روشن دکھایا راوی
بیان کرتا ہے کہ ہنوز رقاصہ گا رہی تھی کنیزین کشتی مے لیکر نہ آئین تھین ملکہ لبھا رہی تھی باتوں مین
لبھا رہی تھی پر وہ دوستی مین ارادہ دشمنی کا رکھتی تھی ناگاہ پانوں شاہزادہ موصوف کے
بھاری مانند سنگ کے ہونے لگے اسوقت شاہزادے کو تردد ہوا اس مہ عذار کی طرف سے
پھر کے لوح کو دیکھا اس مین یہ عبارت پائی گئی کہ ای طلسم کشا تجکو اس کو دیر نہ آنا تھا اگر آیا
تھا تو اندر اس باغ کے نہ آنا تھا اگر باغ مین آیا تھا تو اس زمرد گون بارہ دری مین نہ آنا
تھا اگر یہاں بھی آیا تھا تو پہلو مین اس خوبرو کے نہ بیٹھنا تھا تجھ سے نہایت نادانی ہوئی کہ
بے دیکھے لوح کے یہ تمام امور کیئے اگر ایک ساعت اور تو لوح پر نظر نہ کرتا تو لوح سیاہ ہوجاتی
تجھ انجام سے اسکے تجھے آگاہی نہوتی اور تو پتھر کا ہوجاتا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا شر
دشمنی سے اس خوبرو کی اپنے تئین بچایا بظاہر یہ نوجوان و خوش صورت ہے بباطن کئی سو برس کی
ضعیفہ ہے اور صورت اسکی بری ہے کہ اگر دن کو کوئی ناشناس اسکو دیکھ لے تو خوف سے فی الفور ہلاک
ہوجائے بلکہ چڑیل اور جنیات بھی تاب دید نہ لاسکین فوراً دیکھکر خائف ہوکر بھاگ جائین یا
ہلاک ہوجائین نام اس ساحرہ کا مہوش خوار جادو ہے بڑی ساحرۂ زبردست ہے مالک مرحلۂ اول ہے
اس صحرا کے سبزہ زار سے جسے اثنائے راہ مین تو نے دیکھا تھا یہاں تک اسکی حکومت ہے
صحرائے مذکور اور کوہ اور دامن کوہ اور یہ باغ و بارہ دری وغیرہ سب اسی کے سحر سے عیان
ہین یہ ساحرہ بد بلا ہے اسکو جلد اس طور سے قتل کر کہ موقع پاکے عکس لوح کا سپر واکے پھر اسکی
پیٹھ کے تلوار پہ یہ اسم دم کرکے اسکے فرق پر لگانا کہ دو ٹکڑے ہوجائے جب یہ قتل ہوجائیگی فی الفور
تلوار پہ یہ اسم پڑھکے چوٹی اسکی کاٹ لے کہ آئندہ تجھسے بہت کام آئیگی اور اگر خلاف اسکے کریگا تو اچھا نہوگا
لوح بھی بیکار ہوجائیگی تو بھی پتھر کا ہوجائیگا شاہزادہ رستم ثانی یہ حکم لوح سے پاکے متحیر ہوکے
اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای رستم ثانی تیری قسمت مین یہ لکھا تھا الہی کہ لوح کو دیکھا حال سے
اسکے اطلاع ہوئی یہ باتین اپنے دل مین کرکے اس ساحرہ کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی سمجھ گئی کہ شاید
اسنے لوح کو دیکھکے میرے حال سے خبردار ہوکے ارادہ میرے قتل کا کیا ہو قبل اسکے میرے حال
سے غافل و بیخبر تھا اب آگاہ و ہوشیار ہوا ہے اس سے جان اپنی بچانا چاہیے یہاں سے ہٹ جانا
چاہیے یہ سمجھ کے پہلو سے شاہزادے کے اٹھنے اور ہٹنے کا ارادہ کیا شاہزادے نے پوچھا اے
جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیا ارادہ ہے کہاں جاتی ہو ہمین چھوڑ کے کس طرف جانے کا
ارادہ کیا ہے یہ سنتے مسکرا کے کہا کہین جاتی نہین ہون ابھی آتی ہون صرف کنیزون کی سزا دینے کو
جاتی ہون ان نالائقون سے کشتی مے طلب کی تھی ابھی تک نہین لائین شاہزادے نے چاہا دیا
ابھی تلک بیٹھو بھی کنیزین کشتی مے لیکر آتی ہونگی ہم تمہارے مہمان ہین تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو
دوستی کرو ہم بھی تمہارے دوست ہین تیرے فریفتہ ہین مشتاق تمہارے دیدار کے ہین آسے
جدا ہونا ایسا عاشق و دوست ہونا مشکل ہے مجھے امید ہے دوستی کی نہین ہے ضرور تم مجھسے دشمنی کرتے

شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو مین اور تم سے دشمنی کرونگا کبھی اسوقت تمہارا خیال ہی
بھلا تمنے مجھ سے کیا دشمنی کی ہے کہ مین تم سے دشمنی کرونگا تم ایسی پری جمال حور شکل سے عداوت کرونگا
مین تمہارا ممنون احسان ہون کہ تمنے مجھے یہان بلایا پاس اپنے بٹھایا ساحرہ مذکورہ تقریر شاہزادہ
کی سنکے خیال کرنے لگی کہ مجکو شک ہوا لوح ابھی تک اس نے نہین دیکھی ہے میرے حال سے بیخبر ہے ورنہ
ہرگز ایسی باتین نہ کرتا اور اتنی تک حکم لوح پر عمل نہ کرتا یہ خیال کرکے اٹھنے سے باز رہی وہ کیا اس جگہ سے
نہ اٹھی اجل اسکی دامنگیر ہوئی قضا نے اس جگہ سے اسے اٹھنے نہ دیا طلسم کشا نے اسے غافل پاکے
پہلے عکس لوح کا اسپر ڈالا بعدہ بعجلت تمام ایک ہاتھ سے چوٹی اسکی پکڑکے دوسرے ہاتھ سے تلوار
نیام سے کھینچکر وہی اسم پاک جو لوح مین لکھا پایا تھا تلوار پر دم کرکے درمیان مین اسکی مانگ کے
تلوار لگائی بقدرت پروردگار عین فرق پر تلوار پڑی ساحرہ مذکورہ نے آہ کی اور کہا اے طلسم کشا
غضب کیا تو مے مین کہتی نہ تھی کہ تو مجھ سے دشمنی کریگا جو سمجھی تھی وہی تو نے کیا افسوس تیری
باتین سنکے مجھے خیال کچھ اور ہوا تھا کیا جانتی تھی کہ تو مجھ سے باتین مکر و فریب کی کرتا ہے
لوح کو دیکھ چکا ہے حکم لوح سے آگاہ ہو چکا ہے ہنوز وہ یہ باتین کر رہی تھی اور ہمجلیسین اور کنیزین
اور کنیزین اسکی اٹھکر گرد شاہزادے کے آگئی تھین ہجوم کرکے شور و غل کرکے کہتی تھین کہ اے
طلسم کشا اے کیا غضب کرتا ہے تلوار سے ہماری ملکہ کیون قتل کرتا ہے ہاتھ کو روک
اپنے ارادے سے باز آ ورنہ ہم تجکو حتی الامکان مار ڈالینگے یہ کہکر کچھ عورتین نارنج و ترنج
وغیرہ اسباب نکالکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوئی تھین بلکہ مذکورہ نے بھی ہر ایک سحر خوانی
لبون کو جنبش دی تھی ارادہ کیا تھا کہ ہرچند تلوار سر پر پڑ چکی ہے لیکن سحر کرکے غرق زمین ہو جاؤن
مگر تلوار جو سر پر پڑی ایک دم مین کاٹتی سر سے گذر کر مانند قطرہ آب کے گلے مین آئی پھر چھاتی کو چیرتی
ہوئی آگے بڑھ کے صندوق سینہ مین پہونچی وہان سے شکم کو چیرتی ہوئی کمر تک پہونچی پھر کمر
گذرکر سرین کے درمیان سے ہوکے بالائے فرش پہونچی ساحرہ دو ٹکڑے ہوکے فرش پر
گر پڑی دونون ٹکڑے اس لاشہ کے تڑپنے لگے اتنی دیر مین ان عورتون نے نارنج و ترنج
پھینککر دم کرکے طلسم کشا پر وہی نارنج و ترنج مارے چونکہ لوح طلسم شاہزادے کے گلے
مین تھی اس وجہ سے کسی کے سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا یہ حال دیکھکر وہ سب زیادہ شور و غل
اور نالہ و بکا کرکے پکارین ای ناصر جادو جلد مع اپنے لشکر کے آ طلسم کشا کو چہار طرف سے
گھیر کر قتل کر آگاہ ہو کہ اپنے ملکہ عالم کو قتل کرڈالا ہے لاشہ اسکا تڑپ رہا ہے یہی وقت تیرے
آنے اور مدد کرنے کا ہے صندلان شاہ نے محض واسطے اعانت ملکہ کی تجھے اس منزل اول
طلسم پر مقرر کیا ہے ادھر ناصر جادو تیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے فی الفور تقریر کو عورتون
کی سنکے اسی بارہ دری کے ایک گوشے سے پیدا ہوا ادھر شاہزادے نے وہ دوسرا اسم متبرک
ورد زبان کرکے چوٹی اس ساحرہ کی تلوار سے کاٹ لی ٹکڑے اسکے لاشہ کے تڑپ رہے تھے شاہزادہ
ہوشیار چوٹی اسکی کاٹ چکا تھا کہ ناصر جادو سیاہ رو دیکر یہ منظر جھولی اسباب سحر کی دوش پر
رکھے ہوئے ہمراہ تیس ہزار ساحرون کے کہ ان سب کے پاس بھی جھولیان اسباب سحر

بھی نہ تھین بعد غضب قریب آیا اور پکارا او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ ہنس خوار جادو کو
قتل کیا جتنے الامکان مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک گولا فولادی نکال کے سحر
اُسپر دم کرکے مارا ساتھ ہی اُسکے تینیس ہزار ساحرون نے اسباب سحر پر سحر دم کرکے نارنج
وترنج وکارد سحر وگلدستے ونار یل چوبی دار وغیرہ مارے گولا ناصر جادو کا سر پر طلسم کشا کے
آکے پھٹا شعلے پیدا ہوے دھوان نکلا مگر کچھ اثر طلسم کشا پر نہ کیا کیونکہ لوح طلسم صندل
اُسکے پاس تھی اسی طرح جملہ سحر ساحرون کے ناتاثیر پذیر ہوے ہرچند ناصر جادو اور اُسکے ہمراہی
ساحرون نے طلسم کشا کو چار طرف سے گھیر کے بارش اسباب سحر کی اُسپر کرکے متواتر
سحر کرنے شروع کیے مگر کچھ شاہزادہ موصوف کو کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا ابھی جملہ ساحران
مذکور طلسم کشا سے لڑ رہے تھے سحر کر رہے تھے جو عورتین اصلی تھین وہ بھی سحر کر رہی تھین کہ
ناگاہ ہنس خوار جادو تڑپ کر مر گئی اُسکے مرنے سے وہ تاریکی پیدا ہوئی اور وہ آندھی
سیاہ آئی کہ پناہ بخدا روز روشن مثل شب تار ہو گیا ابر سیاہ فلک پر آیا بارش
سنگ و برق ہونے لگی گاؤ زمین کانپنے لگی تھوڑی دیر یہی ہنگامہ رہا بعد وہ تاریکی وابر
وسنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ مین ایک
صحراے پرخار مین کھڑا ہون نہ تو وہ بارہ دری ہے نہ باغ ہے نہ وہ کوہ ہے نہ دامن کوہ
ہے نہ وہ چار چمن ہین صرف دوچار کوٹھریان اور صحنچیان خام وپختہ ایک طرف ہین ناصر جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے چہار طرف سے گھیرے ہوے ہے اور چند ساحرہ عورتین بھی
ہین وہ ناصر جادو کو آمادۂ جنگ کر رہی ہین بار بار رو رو کر کہتی ہین کہ اے ناصر جادو
کوئی تدبیر ایسی کر کہ طلسم کشا کو قتل کر یا اسیر کرلے وہ اُنکو جواب دیتا تھا مین مجبور ہون سحر
کر رہا ہون کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے سحر میرا اور میرے اہل لشکر کا طلسم کشا پر اثر نہین کرتا ہے
ببرکت لوح طلسم طلسم کشا مبتلاے سحر نہین ہوتا ہے تم لوگون نے کہا اگر سحر اثر نہین کرتا ہے تو سوچ کر
ترسول اور پنسول اور کارد وغیرہ لیکر طلسم کشا پر حملہ کرو اور چہار طرف سے محاصرہ کرکے قابو
پا کے لوح طلسم صندل چھین لے پھر اُسے گرفتار کرلے اُس نے موافق اُنکے کہنے کے ارادہ کیا
تھا کہ یکایک ایک گرد باد صحرا سے پیدا ہوا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا زمین سے اُٹھا کے سوے
صندلان شاہ روانہ ہوا یہان ناصر جادو وغیرہ ترسول وپنسول آلات آہنی ہاتھون مین
لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ آور ہوے چاہا کہ لوح لیکر گرفتار کرلین اُسوقت شاہزادے نے
تلوار علم کی ساحرون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا ہرچند سیکڑون کو قتل کیا مگر ہجوم ساحران کم نہوا
بلکہ بڑھتا گیا کیونکہ جو ساحر قتل ہوتا تھا جتنے قطرے اُسکے خون کے زمین پر گرتے تھے سحر ناصر جادو
سے وہ سب ساحر بنکر شریک جنگ ہوتے تھے شاہزادے نے یہ حال حیرت افزا دیکھکر
لوح کو دیکھا اُسنے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اگر تو اسی طرح ایک زمانہ دراز اور
مدت مدید تک ان ساحرون سے لڑیگا تو اُنپر فتحیاب نہوگا یہ کم نہونگے بلکہ بڑھتے جاینگے جب تو
تھک جائیگا غش کھا کے گر پڑیگا یہ سب تجکو گرفتار کرلینگے لوح لے لینگے اگر تجکو جلد تر فتحیاب ہونا

ہوتا منظور ہو تو یہ اسم متبرک الٰہی اپنی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کے قتل کراور
جسطرح ہوسکے ناصر جادو کو ہلاک کرتا وقتیکہ ناصر نابکار قتل نہوگا یہ لڑائی سر نہوگی شاہزادے
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے حکم لوح پر عمل کرنا شروع کیا ساحرون کو
قتل کرنا شروع کیا پورا جنگ ایسا طلسم کشا نزدیک ناصر جادو واڑتا ہوا پہونچا وہ سامنے سے
سٹکے چاہتا تھا کہ بھاگنے ناگاہ طلسم کشا نے بہدایت لوح اُسپر تلوار لگائی سر اُسکا مانند غبار کے
کٹ کر زمین پر گرا لاشہ اُسکا خاک صحرا پر تڑپنے لگا اُسکے خون کی دھارین جن جن ساحرون پر پڑین وہ سب
مانند شمع کافوری کے جلنے لگے اُدھر شاہزادے نے سپاہ ناصر جادو پر سخت حملہ کیا ایسے وقت
مین وہ سب ساحر بیدل ہوکے پسپا ہونے لگے جیسا ناصر جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا اُسکے مرنے سے
بھی اور دیگر ساحرون کے قتل ہونے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی آندھیان آتین سو سو قلاب
بار بار ابر آیا سنگ باری ہوئی بعد مرنے ناصر جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے پونڈ لا
گرد کا کہ پھر اُسکے سحر کے تھے لاشہ اُسکا اُٹھا کے سوے صندل لال شاہ روانہ ہوے ساحر مذکور
کے مرنے سے وہ انبوہ بہت کم ہوگیا جو ساحر اُنہیں بزور سحر قطرہاے خون ساحران کشتگان
سے پیدا ہوے تھے معدوم ہوگئے صرف اصلی ساحر باقی رہے شاہزادۂ موصوف انکو بھی قتل
کرنے لگا اُنکے قتل ہونے سے اور مرنے سے تاریکی تو ہوتی تھی مگر اب اُنکے قطرۂ خون سے ساحر
پیدا نہوتے تھے دمبدم ساحر قتل ہوکر کم ہوتے جاتے تھے اور پسپا ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ
جب بہت سے ساحر قتل ہوچکے اور تھوڑے ساحر باقی رہے تاب جنگ و مقابلہ نہ لاکے سوے
دربند دوم بھاگے طلسم کشا فتحیاب ہوا مرحلۂ طلسم اول کہ جسے دربند طلسم کہتے ہین
فتح ہوا اس لڑائی مین کئی سو ساحر طالب امان ہوکے شاہزادے نے انکو مطیع دین اسلام
کرکے امان دی یہان تو شاہزادۂ رستم ثانی فتحیاب ہوا ہمیں خوار جادو مالک دربند
اول و ناصر جادو و ہزار ہا ساحران نابکار کو قتل کرکے تھوڑے ساحرون کو مطیع
دین اسلام کرکے مابقی ساحران کو بھگا کے خوش ہوا وہان خورشید روشن دل و عجائب
جادو نے بذریعہ طائران سحر دریافت کیا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا مالک دربند اول کو قتل
کیا یہ خبر پاکے جملہ لشکر ساحران و غیر ساحران کو ہمراہ لیکے سوے شاہزادہ روانہ
ہوے بعد قطع راہ پاس شاہزادے کے پہونچے تہنیت فتحیابی کی دی اور پوچھا ای شہریار
کیونکر اس دربند کو فتح کیا شاہزادے نے جو کچھ گذرا تھا اور دیکھا تھا بیان کیا سبھی خوش
ہوے بعدہ اسی جگہ اُس روز شاہزادے نے قیام کرنے کا ارادہ کیا فراشون نے بارگاہ
شاہزادۂ رستم ثانی بارگاہین اور خیام استادہ کئے لشکر اُترا بارگاہ مین طلسم کشا داخل
ہوا ساتھ اُسکے عجائب جادو و خورشید روشن دل و سرشار شاہ و حدید شاہ و
سہراب بن لندھور و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ مع کل
افسران سرداران لشکر داخل ہوے اور سب علی قدر مراتب کرسیون اور
دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیار بھی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی

کرسی پر جلوہ گر ہوے چونکہ شاہزادہ رستم ثانی کو دربار اول کے فتح کرنے کی ازحد خوشی تھی اس وجہ سے شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جاے ملازمون نے حسب الحکم شاہزادہ ذیوقار بزم عشرت آراستہ کی جب سب بزم مین علیٰ قدر مراتب بیٹھے ساقی حسین الطلعت کشتیان شراب کی مع شیشہ و ساغر لاکے جملہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ خوش ہوکے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان سر مشکبو کی اُٹھاکے لے گئے بعد جانے ساقیون کے شاہزادہ رستم ثانی نے رقاصہ کو طلب کیا ایک دیہاتی رقاصہ مع اپنے دیہاتی سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے سب اہل بزم کو سلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہنے لگی جلد ساز درست کرو سازندے ساز درست کرکے بجانے لگے وہ رقاصہ دیہاتی بھونڈی صورت کچی زبان بیہودہ طور سے گت ناچنے لگی اہل بزم اُسکی واہیات صورت دیکھکر اور رقص پر اُسکے نظر کرکے بے اختیار ہنسے رقاصہ سمجھی کہ میرے حسن رقص پہ یہ سب خوش ہوے ہین وہ اور مٹک مٹک کر ناچنے لگی سازندے اُسکے اُسکا دل بڑھانے لگے بار بار کہنے لگے واہ صاحب جان تمھارا کیا کہنا اسوقت کس خوبی سے رقص کر رہی ہو کہ تعریف اس تمھارے رقص کرنے کی ہم سے ہو نہین سکتی وہ اپنے اُستاد کی طرف دیکھکر خوش ہوکے مسکرا کے کہتی تھی وستاد جی یہ سب تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے اُستاد بھی اس بیہودہ رقاصہ کا یہ کلام سنکے خوش ہوتا تھا اہل بزم رقاصہ کی اس گفتگو کو سنکے بے اختیار ہنسے باہم سرگوشی مین کہنے لگے یہ رقاصہ دیہاتی ہے زبان اسکی کچی ہے صدقہ کو صدکا کہتی ہے بھلا یہ کیا گاینگی اسکے گانے سے طبیعت پریشان ہوگی صورت تو اسکی دیکھکر اس سے نفرت ہو چکی ہے کچھ اہل بزم اُنہین یہ جواب دیتے تھے کہ واقعی جو تم کہتے ہو سچ ہے لیکن یہ بزم عشرت ہی آراستہ واسطے اسی کے کی گئی ہے کہ دل خوش ہو یہ رقاصہ ہنوز ناچ رہی ہے اسکے بیہودہ طور سے ناچنے سے ہم تم کس قدر ہنس رہے ہین جب یہ کچھ گاینگی تو کس قدر ہنسی آئیگی وہ یہ جواب سنکے خاموش رہے کچھ جواب نہ دے سکے رقاصہ مذکور نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی

غزل

توقع اس رسائی کی نہین ہمکو لب تر سے	ہمارا نامہ دیکھکر کچھ لکھے حال اس ستمگر سے
وہ سوتے سوتے اُٹھے ہین ابھی شاید کہ بستر سے	پریشان بال زلفون کے ہین بیٹھے ہین مکدر سے
نہین ہے بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے	ترے سلک دُر دندان پہ اپنی جان جاتی ہے
یہین مردن خجل ہونگا سگان کوے دلبر سے	فاکسے جیتے ہی جی ہین ٹی الین ہڈیان میری
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صحراے محشر سے	ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون اے مالک
کہیں ملتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے	ابھی تو ہے فقط ہلچل وہ آنے دیکھیے کیا ہو
مقابل تو کسی دن ہون ہمارے قلب مضطر سے	بہت سیماب کو اور برق کو اے ہوشش دعوی ہے

اہل بزم سنتے لگے اور اُسکے گانے اور کچی زبان پر بے اختیار ہنسنے اور مسکرانے لگے اکثر اہل بزم اُسکی بظاہر تعریف کرکے اُسے بنانے لگے جب وہ غزل مندرجہ تمام کرکے خاموش ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے اُسکی صورت اور رقص و نغمۂ بیہودہ سے اُسکے نفرت کرکے اشارے سے کہا تو جا اور ملازمون سے کہا اسکو موافق اسکی لیاقت

کے دیدور قاصہ بیرون بزم عشرت گئی ملازمون نے کچھ روپیہ اسے دیکے رخصت کیا بعد جانے رقاصہ مذکورہ کے عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و دیگر اہل بزم نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ عمرو ثانی اسوقت رقاصہ نے ناچ اور گا کے طبیعت ہماری پریشان کر دی ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ اسوقت آپ نی بجایے کچھ گائیے تاکہ لطف بیحد حاصل ہو آج آپکو گانا اور نی بجانا لازم ہی کیونکہ ہم سبکو خوشی حاصل ہوتی ہی خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا ہان آپ چاہتے ہونگے تو ضرور خوشی حاصل ہوتی مگر دل میرا تنگدستی و محتاجی سے محزون ہی جو روپیہ مین نے مہاجنون سے لیکر صرف کیا ہی اسکی ادائی کی فکر ہی ایسی صورت مین کیا نی بجاؤن کیا گاؤن طبیعت پریشان ہی فرط فکر سے حواس درست نہین ہین اگر فکر مذکور دفع ہو جاے تو البتہ مین نی بجاؤن خوب گاؤن یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سنکے جملہ اہل بزم مسکرائے سمجھے کہ خواجہ عمرو ثانی یہ چاہتے ہین کہ پہلے ہمین زر و جواہر دیدو تو ہم نی بجائین طماع ہونے کے سبب سے محتاجی اپنی ظاہر کر رہے ہین یہ سمجھ کے زر کثیر جمع کر کے خواجہ عمرو ثانی کو دیا گیا خواجہ عمرو ثانی زر مذکور سے خوش ہو کے کہنے لگے کہ خیر بالفعل اسی قدر روپیہ مہاجنون کو دیدونگا اگرچہ اصل زر مین انکے کچھ کمی ہوگی لیکن سود تو روپیہ کا انکو پہونچ جائیگا یہ کہکے زنبیل سے نی نکال کے بجانے لگے اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے۔ غزل

پیش از ظہور حسن کا شہرے ظہور تھا
گلدستۂ جنازہ مرا نخل طور تھا
جو جو حباب مے تھا وہ جام بلور تھا
شانہ تھا اور گیسوے مشکین حور تھا
جب قرب تھا تو نام مرا دور دور تھا
باقی جہان تک آنکھ مین تارون کے نور تھا
شمع جمال یار کا اک وہ بھی نور تھا
بجلی شرارہ آہ دل ناصبور تھا
عاشق بھی تیرا کیا ارنی گوے طور تھا
کمبخت دل لگانا تجھے کیا ضرور تھا

رخسار پہ جو حضرت آدم کے نور تھا
پرتو فگن جو بام سے وہ برق نور تھا
دیکھی سماعت رخ ساقی شب وصال
دل چاک چاک کب تھا شب ہجر یار مین
گمنام کر دیا تری فرقت مین ای حبیب
روئے ہین میرے ساتھ وہان تک فتنہ فراق
ہی روشنی برق پہ ناحق گمان برق
سوز نہان کی تھی یہ ترقی فراق مین
کل کیون سوال دید پہ تھین لن ترانیان
شکوہ کیا جفا کا جو آ حبیب تو بولے وہ

اہل بزم یکگوش دل سننے لگے اور تعریف سخن نوازی خواجہ عمرو ثانی کرنے لگے کچھ اہل بزم نی نوازی خواجہ عمرو ثانی سے وجد مین آ گئے رونے لگے بہت سے صاحب سکتہ کی صورت ہوے سمان بندھ گیا انسان کا تو کیا ذکر وحوش و طیر صداے نی سنکے وحشت و پرواز سے باز رہے یہان تو خواجہ عمرو ثانی غزل مندرجہ بالا گا رہے ہین اہل بزم گویا عالم وجد مین ہین سب کو خوشی ہی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ شاہ عیش و عشرت پسند اپنے دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار یمین و یسار علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شاہ طلسم کو اپنی نانی کے ہلاک ہو جانے کا چندان غم و ہم نہ تھا اہل دربار سے ہنس ہنس کے کہہ رہا تھا کہ اب کچھ ہی دن میرے سخت ہین وہ دن

نہین جلد ہی گذر جائین تو مین لشکر کثیر ساحرون کا لیکر تم سب کو بھی ہمراہ لیکر مقابلہ طلسم کشا جاؤن
دو چار ہی روز مین حملہ مین مددگاران طلسم کشا کو قتل کر ڈالون لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ
کردون طلسم کشا سے مکر و فریب لوح طلسم لیکے اسے بھی قتل کرون اس اندیشہ و فکر سے نجات
پاؤن اہل دربار اس سے عرض کر رہے تھے حضور چند ہی روز اور باقی ہین اس زمانے مین البتہ
مقابلہ و مجادلہ کرنے سے حضور کو اک طرح کا خیال ہے بعد ازان پھر دن اچھے آجاینگے خوف جان
باقی نہ رہیگا طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کو حضور قتل و تباہ کر ڈالین گے کون حضور سے لڑ سکیگا
صندلان شاہ یہ تقریر اپنے اہل دربار کی سنکے مسکرا رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز رونے کی آئی
صندلان شاہ اور تمام اہل دربار اسکے سوے فلک دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے خیر ہو مگر خیر
معلوم نہین ہوتی ابھی سب جانب فلک دیکھ رہے تھے ناگاہ وہ پونڈلا جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا
تھا سامنے آیا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا درمیان دربار کے ڈالکر سوے صحرا چلا گیا صندلان
شاہ اور اسکے جملہ اہل دربار لاشہ مذکور کو دیکھکر اور بخوبی پہچان کے دنگ ہو گئے ہر اک کو
حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر دیکھنے کے اور حیرت سے صندلان شاہ نے ہاتھ اپنا
اپنے زانو پر مارا اور کہا افسوس ہزار افسوس یہ لاشہ ہنس خوار جادو مالک مرحلۂ اول طلسم
صندل کا ہے اسکو کس نے قتل کیا ہے یہ وہ ساحر زبردست تھا کہ ہر ایک ساحر اس سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکتا تھا میری نانی سے کچھ ہی سحر و ساحری مین یہ کم تھا گو مجکو یقین ہے کہ اس کو
طلسم کشا ہی نے بہدایت لوح قتل کیا ہے لیکن احتیاطاً کتاب سامری مین دیکھ لینا ضرور ہے
یہ کہکے کتاب مذکور کو کھول کے حال قتل ہنس خوار جادو کا جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
رستم ثانی طلسم کشا نے اس کو قتل کیا ہے صندلان شاہ نے کتاب کو بند کر کے محزون
ہو کے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کے کہا ہاے مین اس زمانے مین کیا مجبور و لاچار ہون
کہ صدمے پر صدمے اٹھا رہا ہون لاشے ساحران نامی کے آ رہے ہین انھین دیکھ رہا ہون اور
لڑنے طلسم کشا سے جا نہین سکتا ہون کتاب سامری سے جانے کی ممانعت ہے نانی صاحبہ نے
بھی منع کیا تھا دیکھیے ان ایام سخت مین کیا کیا ہوتا ہے مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل
لوٹنے سے بچتا ہے یا نہین اہل دربار سے دو چار شخصون نے عرض کیا حضور چندان تردد نہ کرین
ممکن نہین کہ تھوڑے سے ان ایام سخت حضور مین مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل فتح
ہو جاے اگر ایک در بند طلسم کشا نے فتح کیا اور ہنس خوار جادو کو قتل کیا تو اس سے کیا
ہوتا ہے ابھی بہت سے نمکخوار حضور زندہ ہین ہم سب سرفروش موجود ہین طلسم صندل باقی ہے
مرحلہ جات طلسم بھی باقی ہین ایسے کلام یاس و ناامیدی کے طلسم کی بابت زبان پر جاری
نہ کرین صندلان شاہ نے انھین جواب دیا تم مرحلہ جات طلسم اور خاص طلسم صندل کے
بارے مین کہتے ہو مجھے اپنی جان سے ناامیدی ہے ہنوز طلسم کشائی کا ذکر تھا کہ دوبارہ سوے
فلک سے صداے گریہ کانون مین آئی صندلان شاہ وغیرہ جانب فلک دیکھنے لگے
ابھی سب دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک پونڈلا نظر آیا جب وہ قریب تر آیا اس سے لاشہ

ناصر جادو کا عین دربار میں گر وہ پونڈا الغنی بس سحر کے توسوے صحرا نالان و گریان چلے گئے صندلان شاہ وغیرہ نے لاشہ ناصر جادو کا دیکھا ہنس خوار جادو کا تو صدمہ تھا اسکا بھی صدمہ ہوا بعد صدمہ و فکر بسیار صندلان شاہ نے اپنے وزراکی رائے سے چند ساحران نامی مع فوج ساحران سوے دربند دوم اسی وقت روانہ کیئے اور دونون لاشے ساحران نامی کے اپنے دربار سے اٹھوا کر موافق اپنے مذہب کے جلوا دیئے پھر دربار برخاست کیا اہل دربار دربار سے گئے صندلان شاہ متردد و متفکر داخل محلسرا ہوا یہان تو شاہ طلسم اپنی محلسرا مین داخل ہوا ہے مگر اب احوال لشکر طلسم کشا یعنی شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ بزم عشرت میں خواجہ عمرو ثانی کی نوازی میں مصروف تھے جملہ اہل بزم عشرت آگوش دل سنتے تھے رات بھی نافل ہے کہ یہ بزم عشرت تین شب و روز کامل آراستہ رہی خواجہ عمرو ثانی و ارباب نشاط و زہرہ دل نغمہ کیا کئے بعد تین روز کے جلسہ عشرت مذکور موقوف کیا گیا خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا اے شاہزادہ فلک جاہ ہماری رائے یہ ہے کہ طلسم کشائی مین تامل و تساہل کرنا اچھا نہیں ہے لہذا لوح طلسم کو دیکھیے اور حسب ہدایت لوح عمل کیجیے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ فی الحال صندلان شاہ دم بخود ہے لشکر لیکر ہمارے مقابل نہیں آتا ہے ورنہ وہ سد راہ ہوتا جنگ عظیم ہوتی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہوتے دربند اول اتنک فتح نہو سکتا بلکہ دربند اول تک جانا بھی ممکن نہوتا فقط طلسم کے ساحران نامی کے سد راہ ہوتا ہمین اسکے نہ آنے سے طرح طرح کا خیال ہے عجب نہین کہ وہ کسی فکر مین ہو اور بعد از فکر آگے آئیگا اور ہم سب کا سد راہ ہو تو مشکل ہو طلسم کشائی مین دیر و تامل نہ ہو پس ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا میدان حریف سے خالی ہے سد راہ کوئی عدو نہین ہے عجلت کرنا چاہیے سوے دربند دوم ضرور جانا چاہیے شاہزادہ موصوف نے انکی راے کو پسند کر کے لوح منو دیکھا اُس نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا اس جگہ سے جانب دست راست روانہ ہو اور جو ہنس خوار جادو کی ہمراہ ہیا اثناے راہ مین جو کچھ تماشے دیکھنا خبردار کسی سے ہم سخن و مزاحم نہونا ورنہ باعث خرابی کا ہوگا جب دربند دوم پر پہنچنا تم اپنی رائے پر عمل نہ کرنا لوح کو دیکھنا شاہزادہ موصوف نے عبارت لوح سے آگاہ ہو کے خورشید روشن دل و عجائب جادو سے کہا لوح مجکو حکم کرتی ہے کہ یہان سے جانب دست راست جاؤن لہذا مین آپ صاحبون سے رخصت ہوتا ہون آپیا بعد میرے جانے کے یہان سے کوچ کیجیے گا دربند دوم تک مع نامی لشکر کے آیئے گا اگر راہ پایئے گا یہ کہکے خواجہ عمرو ثانی و جمشید شاہ و دستار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و خورشید روشن دل وغیرہ سے بھی رخصت ہو کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے پھر ہنس خوار جادو کی لیکر سوے دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ وحشت پُر خار ایک صحراے سبزہ زار مین پہنچا اُس صحرا مین عجائب و غرائب ایسے ایسے دیکھے کہ ہوش و حواس باختہ ہوئے کہان راہ مین انسان عزیز ہو نا گلو اور سکا دستا تا قدم خرس کی صورت کسی جگہ دیوان شیر پیکر کہین پر یزادون کا مجمع کر چکے

دیکھنے سے زاہد صد سالہ بھی اپنے زہد سے باز آئے عاشق ہو کے طالب وصل ہو کہین غزالان
پری چہرہ کہین دیوان فیل پیکر وغیرہ اگر ہر ایک جگہ اور ہر اک کا احوال بخوبی لکھا جائے تو سراسر
طول ہوگا تحریر بہر حال در جلد دوم مین شامل ہوگا لہذا حالات راہ مذکور مجمل بیان کر کے اور تفصیل
انکی اور تقریر انکی اور سد راہ ہونا انکا اور دفع کرنا انکا بہدایت لوح چھوڑ کے مطلب اصلی
لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ جملہ بلاؤن کو دفع کر کے اور انسے جانبر ہو کے آگے بڑھا دیکھا تو ایک
میدان نہایت پاک وصاف وخوش قطع ہے اس میدان مین فرش سبزۂ نوخیز کا بچھا ہے وہ سبزہ
شاداب ایسا ہے کہ رشک مخمل سبز کا شانی ہے اسکی شادابی و نرمی و بہار کی کیا ثنا لکھی جائے کہ
قلم و زبان اسکی ثنا مین عاجز ہے بخوبی اسکی تعریف کر نہین سکتا ہے لیکن ایسے سبزۂ شاداب و نرم
کی تعریف و توصیف یکقلم موقوف کرنا یہ بھی بعید ہے لہذا بطریق اختصار لکھتا ہے کہ وہ سبزہ شاداب
ایسا تھا کہ اگر برسون کا بیمار جان بلب اس سبزۂ جان بخش و فرحت افزا کو ایک نظر دیکھے
اور اس میدان بے نظیر کی ہوا کھائے اور فرش سبزۂ مذکور پر سوئے فی الفور صحیح ہو جائے
کوئی مرض باقی نہ رہے اور اگر عاشق دیوانہ کسی گلرو کا اتفاقاً اس میدان مین آ نکلے اور اس سبزۂ
شاداب پر استراحت کرے عاشقی گلرخان بھول جائے بلکہ جب تک اس سبزہ زار کی ہوائے
خوشبو اسکے دماغ مین رہے کوئی رنج وغم دل مین جاگزین نہو کیونکہ وہان کی ہوا گویا عیسیٰ نفس
تھی اور سیر اس سبزہ زار کی فرحت دل بیمار و غمگین تھی شاہزادہ اس میدان پر بہار و فرحت
آثار کو دیکھ رہا تھا کہ درمیان مین اس میدان کے ایک تالاب پختہ آب صاف و شیرین سے
بھرا ہوا نظر آیا ثنا اس تالاب کی کیا رقم کی جائے کہ دشوار ہے مگر مختصر درج کی جاتی ہے کہ وہ
تالاب پختہ نہایت وسیع وخوش قطع و مربع تھا بنانیوالون نے اسکے عجیب عجیب اس
مین صنعتین کی تھین تمام صناعی اپنی ختم کی تھی سیڑھیان اسکی ایسی صاف و پاک وخوش قطع
تھین کہ دل کو مرغوب تھین پانی اس تالاب کا ایسا صاف و لطیف و شیرین وخوشگوار با ذائقہ تھا
کہ آب بقا نے غیرت سے بخیال اپنی آبرو ریزی کے اس سے مقابلہ وہمسری سے کنارہ کر کے
ظلمات مین رہنا اختیار کیا تھا عجب وہ آب تھا کہ واسطے اپنے دوستون کے رشک آب بقا
تھا اور واسطے عدو کے غیرت سم قاتل تھا ہر موج اسکی بہر گرفتاری اعدا اک زنجیر تھی
اور برائے محکومی دشمن گویا اک شمشیر تھی اور واسطے اپنے احباب کے فرحت بخش جادو ر
عور تھی پانی اس مین اسقدر تھا اور ایسا وہ تالاب عمیق تھا کہ اگر غواص عقل ارسطو
و افلاطون ہزار سال بھی اس مین غوطے متواتر لگائے تو بھی تھاہ اسکی نہ پائے
اگر کوئی دشمن اس تالاب مین جا کے نہائے فی الفور بحر جہان سے
سوئے عدم جائے غرق دریائے فنا ہو جائے تا قیامت اس تالاب سے
نہ نکلے کبھی مر کر بھی نہ ابھرے اور اگر دوست ساحرون سے کوئی نہائے
کسی طرح کی زحمت نہ اٹھائے بیمار ہو تو صحت پائے کیسا ہی کسلمند ہو عاقل
و چست ہو جائے طبیعت کو فرحت ہو پژمردگی دل جائے حباب اسکے بعینہ دیدۂ مردم تھے

دوست دشمن کو خوب پہچانتے تھے دوستون کو نظر الفت سے دیکھتے تھے اور دشمنون کو شیر غضبناک
کی نظر سے دیکھتے تھے وہ کیفیتا دیکھتے تھے تالاب دیدہ ہائے حباب سے دیکھتا تھا دمبدم حباب جو نکلے
ظاہر ہوکے ٹوٹتے تھے گویا اشارہ کرتے تھے کہ حیات کا کسی کی کچھ اعتبار نہین ہی کسی کو ثبات بحر عالم
مین ممکن نہین ہی زندگی اس قلزم دہر مین بہت کم مانند ہماری حیات کے ہی بود و نبود ہین
کچھ وقفہ ایسا نہین ہوتا ہی ہمارا ٹوٹنا بے سبب نہین ہی ہم مانند دل عاشق کے ٹوٹتے ہین پیدا
ہی کہ اب جلد طلسم صندل ٹوٹے گا گو کہ وہ تالاب تھا مگر با قعدہ بحر زخار کے طوفان خیز تھا مثل سمندر
کے موج زن تھا ہزارہا مچھلیان انواع واقسام کی چھوٹی اور بڑی اُچھل اُچھل کے ظاہر ہوتی
تھین اور دیگر جانوران آبی مگرگھڑیال سوس وغیرہ بھی پے در پے پیدا ہوتے تھے اور یہ
تمام جانوران آبی اُس تالاب کے پانی سے منھ نکال کے ہر طرف دیکھ کے اپنے ساتھیون سے
مخاطب ہوکے بزبان فصیح کہتے تھے خبردار ہوشیار رہو عدو کو دیکھتے رہو آج کچھ دل
بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاید لقاے دربند دوم کا روز آخر ہے طلسم کشا
آنے والا ہی اس دربند کو خاک مین ملانے والا ہی ہم سب کو قتل کرنے والا ہے یا اور کوئی
سبب ہی وہ جانوران آبی اُنکو جواب دیتے تھے واقعی تم سچ کہتے ہو زمانہ شکست طلسم
صندل کا قریب ہی خصوص اس دربند کا وقت بربادی آگیا ہی موافق لکھنے بانیان طلسم صندل
کے آج وہ روز ہی کہ یہ دربند باقی نہ رہے گا دیکھیے ہم مین اور تم مین سے کوئی زندہ بھی رہتا
ہے یا نہین آجتک ہم نگہبانون نے خوب نگہبانی کی کسی کو اعدا سے اس تالاب پر
آنے نہین دیا اور اگر آگیا تو ہمارے دام سحر مین مبتلا ہوگیا اپنی جان سے گیا آج روز
آخری نگہبانی کا ہی بلکہ ہمارے نزدیک زندگانی کا ہی کچھ شک نہین کہ طلسم کشا شاید آئے گا
دیکھو وہ قریب اس تالاب کے طلسم کشا آپہونچا ہوشیار ہو جاؤ کنارے پر چل کے جمع ہو جاؤ
وقت کے منتظر رہو وہ جانوران آبی اپنے سرداروں کی یہ تقریر سنکے اور طلسم کشا کو اُدھر
آتے دیکھکر جان بلب ہوگئے سمجھے کہ اب طلسم کشا سے جانبر ہونا بہت دشوار ہی بلکہ ناممکن
ہی کیونکہ ہمارا سحر اُسپر بسبب لوح کے اثر نہ کرے گا ہم سب مفت ہلاک ہو جائینگے حسرت دلی
دل مین رہ جائیگی یہ کہتے ہمراہ اپنے سرداروں کے وہ تمام جانوران آبی یعنی ساحران نابکار سب کے
سب جمع ہوگئے اُسوقت تالاب مین ازحد جوش وخروش پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا طوفان سا
آیا آب تالاب سے بلند ہوکے سوے فلک جانے لگا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ سوسے چرخ
بے مہر نمایان ہوکر تالاب مذکور پر محیط ہوا شاہزادہ رستم ثانی تمام تقریر اُن جانوران آبی
کی سنکے اور جوش وخروش آب وطوفان بیحد دیکھکر نہایت حیران ہوا اُسی عالم حیرانی مین
دیکھا کہ ایک گوشہ تالاب پر ایک تخت سنگ مرمر کا نہایت سفید وصاف وخوشنما قطعہ سے
کٹہرہ گرد اُسکے ہی اور ایک تصویر پتھر کی درمیان تخت مذکور باین طور نمایان ہی کہ
سر پر اُسکے تاج ہی اگرچہ سنگ مرمر کا ہی مگر رشک اکلیل جمشید ہی بر تن اُسکے لباس
نفیس ہی اگرچہ وہ بھی بباطن سنگ رنگین کا ہی مگر بظاہر پوشاک نادر نفیس اصلی معلوم

ہوتی ہے اور تیغہ کمر میں ہے چہرہ تصویر مذکور کا مانند شاہ جلیل القدر کے ہے رعب وداب اُس سے
ایسا ظاہر ہے کہ اگر کوئی اُس کے رُخ کو دیکھ لے تو خوف سے زہرہ آب آب ہوجائے آنکھیں تصویر
مذکور کی گویے نظر ہیں لیکن کوئی دیکھے تو ایسا معلوم ہو کہ یہ بادشاہ بچشم اصلی و بنظر قہر و
غضب مجھ ہی کو دیکھ رہا ہے طلسم کشا نے تصویر مذکور پر نظر کر کے دلیرانہ کچھ خوف نہ کر کے
جو دیکھا تو داہنے ہاتھ کی جانب اُسکے ایک شاہزادہ بیٹھا ہے اور بائیں ہاتھ کی طرف ایک
شاہزادی بیٹھی ہے یہ دونوں بھی سنگ مرمر کے تراشے ہوے پتلے ہیں کلاہ شاہی و پوشاک نفیس
مردانی و زنانی پہنے ہیں جو شاہزادی ہے وہ بھی نظر کیے بیٹھی ہے اور شاہزادہ جانب صحرا
سبزہ زار دیکھ رہا ہے اور تمکین و یسار تصویر ہاے مندرجہ بالا کے دو کنیزیں دو گلدستے اپنے
ہاتھوں میں یوں لیے کھڑی ہیں گویا ارادہ کر رہی ہیں کہ شاہ و شاہزادے کو وہ گلدستے
نذر دیں دیا تو دیکھا ہیں وہ کنیزیں بھی پتھر کی ہیں اور گلدستے بھی سنگ سرخ و سفید کے
ہیں اور سامنے تخت مذکور کے ایک سر بریدہ دیو کا رکھا ہے فقط استخوان اُسکے میں پوست
و گوشت کا نام و نشان بھی نہیں ہے غور و فکر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سر مذکور بہت بڑے
دیو کا ہے اور ایک مدت مدید اور زمانہ بعید سے رکھا ہوا ہے کہ چند استخوان باقی ہیں
اور خون و گوشت و پوست کچھ بھی نہیں ہے طلسم کشا اُن تصویروں اور سر مذکور کو دور
سے دیکھ سکے بہادرانہ دہشت نہ کر کے آگے بڑھا جدہ دیکھا کہ زیر تخت مذکور ایک سر
شیر کلان کا تازہ کٹا ہوا رکھا ہے خون اُسکی رگ گلو سے بہتا ہے اور مقابل سر شیر
مذکور کے ایک سر آدم زاد ہے وہ بھی تازہ بریدہ ہے سراسر پرخون ہے اور قریب اُسکے
ایک سر بندر کا رکھا ہے اور مقابل سر میموں کے ایک سر خرس کا رکھا ہے اور جملہ سروں کو حرکت
ہے مگر کوئی سر کسی سر سے لڑتا نہیں ہے شاہزادہ رستم ثانی نے بخیال اسکے کہ شاید یہ شاہ و شاہزادہ
شاہزادی جاندار ہیں اسوجہ سے بطریق اہل اسلام باواز بلند سلام کیا اُن میں سے کسی نے
جواب نہ دیا اب شاہزادہ موصوف کو یقین کامل ہوا کہ یہ تصویریں پتھر کی ہیں جاندار نہیں ہیں
اور اُسکے دل میں کہنے لگا کہ انکو عبث سلام کیا خیر جو ہوا سو ہوا اب انکے قریب تر جانا چاہیے
یہ سمجھکے آگے بڑھا مچھلیاں وغیرہ جانوران آبی تالاب سے نکل کر زمین پر تڑپکر بصورت ساحران پہنچے
سد راہ ہوے اور پکارے او طلسم کشا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو ورنہ پچھتائیگا شاہزادے
نے کہا اے ساحران نابکار کیا بکتے ہو دور ہو میں ضرور ان تصویروں تک جاؤنگا جو سر زیر تخت
رکھے ہیں انکو بھی دیکھونگا انھوں نے کہا کیا مجال تیری کہ وہاں تک جا سکے جب تک ہم
زندہ ہیں ہرگز تجکو وہاں تک جانے نہ دینگے شاہزادہ موصوف چاہتا تھا کہ انھیں کچھ
جواب دے ناگاہ ایک جانب سے چند ساحران نامی ہمراہ سپاہ کثیر ساحران نمایاں
ہوے انھوں نے اُن ساحروں سے کہا ہمکو شاہ طلسم نے واسطے مقابلہ و محاربہ
کے یہاں بھیجا ہے تم طلسم کشا سے نہ لڑو ہم سمجھ لینگے وہ ساحر یہ سنکے زمین پر گر کے
مچھلیاں وغیرہ جانوران آبی بطریق اول ہو گئے داخل تالاب ہوے ساحران تازہ وارد

نے چار طرف سے شاہزادے کو گھیر لیا اور قصد جنگ کیا طلسم کشا نے یہ رنگ دیکھ کر لوح کو
دیکھا لوح نے یوں ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تو نے نادانی کی کہ قبل اسکے لوح نہ دیکھی اور ان
تصویروں اور سروں تک اپنے تئیں نہ پہونچایا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا تجھے لازم ہے کہ جلد
ان ساحروں کو تیغ آبدار پر یہ اسم الٰہی دم کر کے قتل کر اور قریب کٹہرہ کے جا کے چوٹی ہنس خوار
جادو کی درمیان سے کاٹ تیغ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کچھ بال چوٹی کے اس تاجدار پر ڈالدے اور کچھ بال دلبر
کے سر پر ڈالدے پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اور باقی ماندہ بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے سر آدم
زاد اور سر میمون و خرس پر ڈالدے اور اگر ان سروں پر موئے مذکور تو نہ ڈالیگا تو بعد ایک ساعت
کے یہ تاجدار اور شاہزادہ و شاہزادی اور جملہ سر اور یہ کٹہرہ اور تالاب نظر سے نہاں
ہو جائیگا اور فتح در بند دوم کی ممکن نہوگی بلکہ تو اسیر ہو جائیگا گو لوح تیرے پاس ویسی حالت
میں ہوگی مگر سیاہ ہو کے بیکار ہو جائیگی تا وقتیکہ ہزار دقت و دشواری قبل اسیری ایک
ساحرہ میمنے مروارید جادو کے خون سے تر نہوگی اور روشن نہوگی اسوقت
تک بیکار رہیگی اور اگر تو اسیر ہو گیا تو اور زیادہ باعث خرابی کا ہوگا لہذا حسب ہدایت مذکور
جلد عمل کر کہ تیری مراد دلی بر آئے اور یہاں سے اودھر ابکی تو پہونچے کہ جہاں تو ایکبار قید
ہو کے جا بھی چکا ہے اور فی الحال بھی جانا تیرا وہاں ضرور ہے شاہزادہ رستم ثانی اس حکم
لوح سے ہنوز آگاہ ہوا تھا کہ ساحران مذکور نے اسباب سحر یعنی ناریل و ترنج و نارنج
و گلدستے و گولے فولادی وغیرہ پر سحر کر کے چار طرف سے شاہزادے پر نارنج و ترنج وغیرہ
مارے چونکہ لوح طلسم صندل پاس تھی بہ برکت لوح مذکور کسی ساحر کے سحر نے اثر نہ کیا
ساحروں نے مجبور ہو کے اکثر سحر پے در پے کر کے کامیاب نہو کے ترسول اور تیر و بلا
وغیرہ آلات آہنی ہاتھوں میں لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ کیا ادھر شاہزادے نے اپنی
تلوار پر وہی اسم الٰہی جو لوح میں لکھا دیکھا تھا دم کر کے ساحروں کو بڑھ کے قتل کرنا شروع
کیا لاشیں ساحروں کے زمین پر گر کے تڑپنے لگے اکثر زخمی تڑپ تڑپ کے مر گئے
تاریکی انکے مرنے سے ہونے لگی تھوڑی دیر خوب لڑائی ہوئی چند ساحر قتل ہوئے از انجملہ
مروارید جادو و منجوار جادو و خوش پیر جادو و انتگر جادو کہ سر کردہ سپاہ ساحران
نامی ساحر تھے قتل ہوئے انکے مرنے سے تاریکی بہت ہوئی ساحران ناکار بیلے سردار
ہو کے جنگ سے عاجز ہو کے بھاگے شاہزادہ موصوف انکو بھگا کے مرکب کو بڑھا کے قبل
ایک ساعت گذرنے کے متصل اس کٹہرے کے پہونچا وہ جانوران آبی کہ جملہ ساحر تھے
پھر تالاب سے نکلنے لگے اس اثنا میں شاہزادہ رستم ثانی نے چوٹی ہنس خوار جادو
کی نکال کے تلوار سے چند ٹکڑے اسکے کر کے چاہا کہ حسب ہدایت لوح عمل کیجئے ناگاہ
وہ شاہزادی کہ پہلو سے تاجدار مذکور الصدر میں بیٹھی تھی گویا ہوئی کہ طلسم کشا بیوفا ہے
خرابی و بربادی و ہلاکت کی فکر کرتا ہے کیا سمجھے تیرا قصور کیا ہے اگر وصال دنیوی
کی خواہش ہے تو جسقدر چاہیے ہو ہم سے لے لے اور ہمیں ہلاک و برباد نہ کر

ہمارے ہلاک کرنے سے کیا تجکو نفع ہوگا یہ کہکے مانند برق تڑپ کے اُس تالاب کے
پانی مین گری پانی مین اول تو پہلے ہی جوش وخروش تھا اب اور زیادہ ہوا اور دھوان
پیدا ہوا تالاب نظر سے نہان ہوا بعد ایک لمحے کے وہ دھوان دفع ہوا طلسم کشا نے دیکھا
کہ چند کشتیان اُس تالاب مین ہین اُنپر بہت سی عورتین خوبرد نوجوان لباس نادر و رنگین
پہنے ہوے سوار ہین اور ایک مورپنکھی پر وہ شاہزادی تنہا سوار ہی اور صدہا کشتیان مال
واسباب بیش بہا سے بھری ہوئی عقب مورپنکھی کے ہین اور وہ شاہزادی کہتی ہی کہ اے طلسم
کشا نے یہ جملہ کشتیان زر وجواہر سے بھری ہوئی ہین اپنے ساتھ لیں اور لوح اُتار کے اس مورپنکھی
آ سپرد کیجیے بعدہ جملہ مال واسباب لیکر جو چاہے کرے یہ مال سب طلسم صندل کا ہی اب
طلسم صندل کا توڑنا عبث ہی کیونکہ طلسم مذکور مین قسم مال واسباب سے اب کچھ نہین ہی
جو کچھ مال واسباب طلسم مین تھا مین نے تجھے منگوا دیا ہی مین اس مال کی مالک ہون پدر میرا
بادشاہ سابق طلسم ہی شاہزادے نے اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرکے تقریر اُسکی سنکے چاہا کہ
اُسکے پاس جاکے مورپنکھی پر بیٹھے لوح گلے سے اُتار کے کنارے تالاب کے رکھ دیجیے
ہنوز لوح کو گلے سے اُتارا تھا دفعتًا دل مین کہا کہ لوح کو دیکھ لینا چاہیے بعدہ اُسکے
کہنے پر عمل کرنا چاہیے مبادا باعث اپنی خرابی کا ہو یہ باتین دل مین کرکے
لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ اے طلسم کشا تو نے غضب کیا تھا کہ اُس کی
باتون مین آکے اُسکے کہنے پر عمل کرنا چاہا تھا اگر تو اُسکے پاس جاتا تو لوح بھی
ہاتھ سے جاتی اور تو بھی گرفتار ہو جاتا مال دنیا سے کچھ نہ ملتا یہ تجکو دھوکا دیتی ہی خبردار
اُسکے کہنے پر عمل نہ کرنا ورنہ پچھتائیگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے
اپنے ارادے سے باز رہا اُس نازنین نے باتین لگاوٹ کی کرکے شاہزادے کو پاس اپنے
بلایا لیکن شاہزادہ اُسکے پاس نگیا اور بال اُسی ساحرہ کی چوٹی کے جو دربند مین
دستیاب ہوے تھے چاہا کہ اُس تاجدار اور سر دیو وغیرہ پر ڈالے یکایک شاہزادہ
گویا ہوا اور کہنے لگا اے طلسم کشا دست خود را انکا ہداراز سے بیرحمی و جفا سے باز آ ناحق
جفا وظلم نہ کر ہمنے تیرا کیا گناہ کیا ہی کیون ہمارے نیست ونابود کرنے کی فکر کرتا ہی
اگر قول شاہزادی کا تجھے باور نہین ہی تو مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون کہ مین تجھے زر و
جواہر سے اسقدر دونگا کہ تو دیکھ کے حیران ہوگا یہ تجھے کس لیے ہی اگر مال کی تمنا ہی
تو ابھی جاتا ہون تجھے لاکے دیتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھ کے کوٹھے
سے مثل نظر نکل کر تالاب مین کود اُسکے کودتے ہی تالاب مین اُسی طرح اندھیرا ہوا دھوان
اور جوش وخروش بیحد آب تالاب مین پیدا ہوا بعد ایک لمحے کے جو دیکھا تو وہ شاہزادہ
اک کشتی پر سوار نظر آیا اور عقب اُسکے چند کشتیون پر بہت سے نوجوان خوبرو بیٹھے ہین اور
ہزارہا کشتیان زر وجواہر سے بھری ہوئی دکھائی دین اُس شاہزادے نے طلسم کشا سے
مخاطب ہوکے کہا اے جوان اگر یہ تمام زر وجواہر لے اور لوح طلسم مجھے دیدے اور کشتیان مال و

ور کی لیے طلسم کشائی سے باز آ شاہزادہ رستم ثانی نے ہدایت لوح اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا
اور چاہا کہ وہ چوٹی سہنس خوار جادو کی اُس بادشاہ تاجدار اور سر دیو پر ڈالے ناگاہ وہ
شیر کا سر باواز بلند پکارا اے ساکنان طلسم آگاہ ہوجاؤ کہ طلسم کشا آگیا ہے بربادی و خرابی و
ہلاکت ہم سب کی چاہتا ہے جلد آؤ دیر نہ لگاؤ اُسکے کہتے ہی اور تالاب مین گرتے ہی ہزارہا
شیر پیدا ہوے اور چہار طرف سے آکے انھون نے طلسم کشا کو گھیر لیا اسی طرح سے
سر آدم زاد اور سر میمون اور سر خرس نے بھی پکارا اور وہ تالاب مین گرے اور ہزارہا
بانبدر اور خرس اور آدم زاد کہ سواران مسلح تھے تلوارین اور نیزے ہاتھون مین لیے
ہوے پیدا ہوے اور بلا فاصلہ چیل قدم طلسم کشا کے گرد جمع ہوے اور دھمکانا اور ڈرانا
ہر ایک نے شروع کیا کبھی عجز و انکسار کرنا اختیار کیا یہ حال شاہزادہ دیکھکر مشوش ہوا کثرت
اسوقت کی دیکھکر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ سب لاکھون ہین مجھے گھیرے ہوے
ہین اِنسے کب تک لڑونگا کس کس کو قتل کرونگا یہ لوگ عجز و انکسار کرتے ہین کشتیان
پُر از زر و جواہر کی ہزار ہا دیکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرتے ہین ایسی حالت مین
لوح کو دیکھکر کوئی کام کرنا چاہیے اگر لوح اجازت دے تو یکبار انکو قتل کرون یہ کہکے لوح
کو دیکھا اُس مین یہ لکھا پایا کہ اے طلسم کشا انکے کہنے کا اعتبار نہ کر یہ سب تیرے دشمن
جان ہین جو کہتے ہین وہ نہ کرینگے لوح سے بہت ہوشیار رہنا ہرگز ان مین سے کسی کو نہ
دینا زر و جواہر سے بھری ہوئی کشتیان جو نظر آتی ہین یہ نمود بے بود ہین یہ مال طلسمی ہین
ہرگز تو انکی خوف و اندیشہ نہ کر جلد چوٹی سہنس خوار جادو کی سر دیو اور بادشاہ تاجدار پر
ڈالدے اب اگر ایک لمحہ بھی تامل کریگا تو بہت پچھتائیگا شاہزادہ موصوف نے بحکم لوح فی الفور دو
ٹکڑے چوٹی کے کچھ سر پر اُس شاہ تاجدار کے اور کچھ اُس دیو کے سر پر ڈالنا چاہے کہ دیو کا
پکارا اے لشکر دیوان جلد آؤ اور وہ دونون کنیزین گلدستے لیکر ہوے شاہزادہ کے قریب ہین اور
کہا اے شاہزادہ ذیوقار آپ ان گلدستون کو لوح اپنے سے جلد اکر کے سونگھیے آپ کے حق مین
سونگھنا ان پھولون کا بہت اچھا ہے ہم خیر خواہ ہین ابھی یہ سب جو آپ کو چہار طرف سے
گھیرے ہوے ہین آمادہ جنگ ہین مطیع آپکے ہو جائینگے اور اگر یہ ان گلون کی سونگھکر
پھول انکے ان سب پر ڈال دیجیے گا تو یہ سب آپس مین لڑکے ہلاک ہو جائینگے شاہزادہ موصوف
تقریر ان کنیزون کی سن رہا تھا جب بال سہنس خوار جادو کی چوٹی کے ڈالنا چاہتا تھا ایک
نہ ایک کسی نہ کسی طرح سے روکتا تھا ناگاہ لاکھون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوے سر دیو اور تصویر شاہ تاجدار پر تاریکی سی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی نے سمجھکر
اپنا کنیزون کی طرف سے پھیر کر انکے کہنے پر عمل نہ کیے بال سہنس خوار جادو کی چوٹی کے
دو حصہ کرکے سر دیو اور اُس شاہ تاجدار پر ڈالدیئے اُن بالون کا ڈالنا تھا کہ غوغا
بپا ہوئی وہ شور و غل اور فریاد و فغان اُن سب نے کی کہ بیان سے باہر ہے
اسوقت طلسم کشا نے دیکھا کہ سر دیو اپنی جگہ سے اٹھکر بلند ہوا اور سر شاہ تاجدار سے لپٹکر

اڑا دھوان اور شعلے دونوں سروں سے پیدا ہوے اور جانب اُن تمام مچھلیوں کے چلے جسپر کوئی شعلہ گرا وہ جلنے لگا اور اُس سے شعلے نکل کر اوروں کو جلانے لگے اسی طرح وہ سب جلنے لگے دھوان اور تاریکی محیط ہوئی فریاد وآہ شاہ تاجدار وسر دیو سیاہ نے کی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی طلسم کشا نے دیکھا کہ وہ گنبد ہے نہ وہ دونوں کنیزیں گلدستہ بدست ہیں نہ وہ شاہ تاجدار اور سر دیو ہے نہ وہ ہجوم ساحران دخترس وسیمون ہے نہ وہ کثرت شیروں کی ہے نہ وہ سپاہ آدم زاد کی ہے نہ وہ تالاب ہے نہ وہ سبزہ زار ہے نہ وہ کشتیاں ہیں کوئی اُن میں سے نہیں ہے بلکہ میدان دشت پر غبار ہے اور سامنے ایک بادرہ کوہ ہے شاہزادہ یہ حال حیرت افزا دیکھ کر دنگ ہو گیا دل میں کہنے لگا ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا پھر خود بھی سمجھا کہ یہ کارخانہ سحر کا تھا بوجہ سحر کے سب کی نمود تھی ابھی دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ پھر لاشے ساحران اصلی کے زمین پر پڑے تھے اُنکے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ ہوا ہو چکی تھی ناگاہ اُن ساحروں کے پیروں نے اُنھیں کے نام سے اس طرح بلند آواز سے کہی یا بنی ارض وسما کہا قتل کیا مجھکو کہ نام میرا سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم تھا افسوس کہ تسخیر سنگ بنکر بھی جان میری طلسم کشا سے نہ بچی ناگاہ اُن پیروں نے یوں کہا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشرف جادو فرزند سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم طلسم صندل کا تھا کبھی یوں پکار کر کہا کہ حیف قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا میں دختر مالک دربند دوم کی تھی ابھی کچھ ایسا سن بھی میرا نہ تھا کل ساڑھے سات سو سال کی عمر تھی اسی طرح بہت سے ساحروں کے پیروں نے اُنھیں کے نام سے پکار پکار کر کہا بعد ازاں وہی پیر سحر کے گرد باد بنکے لاشہ سنگ لاخ جادو ولاشہ اشرف جادو ولاشہ فرتوت جادو کو خاک سے اُٹھا کر بلند ہوکے بصد نالہ کناں سوے شاہ طلسم روانہ ہوے بجز لاشہ ہاے مذکور کے اور تمام لاشیں ساحران اصلی کی صحرا میں پڑی رہیں اور جو خرس وشیر وسیمون وغیرہ ہزار ہا پتلے سحر کے تھے وہ شعلے ہاے سر سنگ لاخ جادو سے جلکر خاک ہو چکے تھے لاشیں اُنکی نہ تھیں ہنوز طلسم کشا حیران کھڑا تماشاے حیرت دیکھ رہا تھا دل میں شادمان تھا کہ الطاف خدا اور بحکم لوح طلسم اس دربند دوم کو فتح کیا ساحروں نے کیا کیا مکروفریب سے لوح کو لینا چاہا مگر لے نہ سکے مراد دلی اُنکی بر نہ آئی خود ہی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ناگاہ ایک جانب سے گرد وغبار عظیم بلند ہوا اور بعد سے نکلے ابر سیاہ وسفید کے کہ جن میں برق کی چمک اور رعد کی آواز تھی نمود ہوے تابان ہوے طلسم کشا اُس غبار اور رکنے ہاے ابر کو دیکھکر دل میں کہنے لگا یقیناً یہ آثار آمد سپاہ کثیر ہے اور یہ ابر کے ٹکڑے بھی ابر اصلی نہیں ہیں انمیں ساحر آتے ہیں نہیں معلوم دوست ہیں یا دشمن ہیں عجب نہیں کہ فرستادہ شاہ طلسم ہوں مجھ سے براے جنگ آتے ہوں یہ باتیں دل میں کرکے مستعد ہوکے اُسی طرف نگران رہا تھوڑی دیر میں وہ ابر کے ٹکڑے قریب آکے درمیان سے شق ہوے کسی ابر سے خورشید روشن دل تخت سحر پر سوار مسکراتا ہوا ظاہر ہوا کسی ابر سے عجائب جادو

تخت سحر پر بیٹھا ہنستا ہوا عیان ہوا کسی ابر سے ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ زنگین کاکل کشا تخت طاؤس سحر پر سوار ہنستی ہوئی ظاہر ہوئین اسی طرح سے جملہ ساحران اعلیٰ و ادنے کہ لاکھون تھے لکہ ہاے ابر سے مختلف سوار یون پر سحر کی سوار لکہ ہاے ابر سے پیدا ہو کے سوے زمین آئے طلسم کشا اپنے شہر کا اور اپنے خیر خواہون اور مطیعون کے آنے سے بہت خوش ہوا خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ جملہ ساحران نامی نے قریب شاہزادے کے پہونچ کے خوش ہو کے تہنیت فتح دربند دوم کی دی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا ہان الطاف خدا اور آپ سب صاحبون کی برکت دعا سے فتح دربند دوم کی نصیب ہوئی ابکی مرتبہ مجکو نہایت حیرت ہوئی ایسی حیرت دربند اول پر ہوئی تھی جیسی حیرت یہان دربند دوم پہ ہوئی ہے اُنھون پوچھا کیا حیرت ہوئی یہان آنکے آپ نے کیا دیکھا کیونکر دربند یہ فتح ہوا طلسم کشا نے تمام حال جو گذرا تھا مفصل اُنسے کہا وہ سب سنکے خوش ہوے اور ہمت و جرأت طلسم کشا کی ثنا کرنے لگے اتنی دیر مین حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندہور و غیرہ ہمراہ سیاہ کثیر غیر ساحران خرم و شادان آئے اُنھون نے بھی شاہزادے کو فتح دربند دوم کی تہنیت دی شاہزادے نے خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ وغیرہ سے پوچھا آپ صاحبون کو کیونکر معلوم ہوا تھا کہ یہان مین نے دربند دوم فتح کیا اُنھون نے جواب دیا ہمکو جب بذریعہ طائران سحر دریافت ہوا تھا کہ آپ یہان آنکے فتحیاب ہوے سوا اس کے خبر اس فتحیابی کی مشہور ہوئی ہمنے اکثر شخصون سے سنی اسوجہ سے تاب ضبط عالم خوشی مین نہ لاکے راہ خوف و خطر کو صاف و پاک پاکے اس طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی اُنکی تقریر سنکے خوش ہوا اور فراشون کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین بمقام مناسب بارگاہین اور خیام برپا و استادہ کرو حسب الحکم اُنھون نے جلد تر بارگاہین و خیام استادہ کیے لشکر ساحران و غیر ساحران اُترا شاہزادۂ رستم اپنی بارگاہ فلک جاہ مین ہمراہ خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اشخاص نامی و نامور کے داخل ہوا اور ایک ونگل پر صدر بارگاہ مین بیٹھا اور جملہ اشخاص مذکورہ علیٰ قدر مراتب تخت و کرسی اور دنگلون پر یمین و یسار وردیمہ و طلسم کشا کے بیٹھے اُسوقت شاہزادۂ موصوف نے ساقیون کو طلب کیا وہ جلد تر تشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر روبرو حاضر ہوے اور بقاعدہ سلام کرکے کھڑے رہے شاہزادے نے باشارہ اُنسے کہا شراب پلاؤ وہ حسب الحکم شراب شیشون سے جام و ساغر بلورین مین اونڈیل کر اہل بارگاہ کو پلانے لگے دور جام مئی لالہ فام ہونے لگا جب شاہزادۂ رستم ثانی اور تمام اہل بارگاہ شراب بخوبی پی چکے اور بربالاے شراب لطف بجید اشتہا سے گزک سے اٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لیگئے اور کھ ملازم ظروف چینی و نقرئی مانند قاب و پلیٹ و تشتریان جن مین کباب وغیرہ تھے لیکر آئے

تھے اٹھا لیگئے جسوقت خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کو نشہ شراب ناب کا ہوا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگے کہ ای شاہزادہ ذیوقار یہ روز فتح دربند دوم طلسم صندل ہی ہرچند باطن فرط خوشی سے دل ہمارے شگفتہ ہین لیکن خوشی اس فتحیابی کی بظاہر حسب دلخواہ نہین ہی لہذا اگر مناسب ہو تو اسی بارگاہ مین ارباب نشاط طلب کیے جائین تاکہ وہ رقص و نغمہ کرین خواجہ عمرو ثانی بھی نی بجائین کچھ گائین گو کہ ہم گانا خواجہ عمرو ثانی کا سن چکے ہین مگر پھر دل چاہتا ہی کہ نی نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اٹھائین شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگو سب کی سنکے کہا کہ اگر آپ صاحبونکی یہی خوشی ہی تو بہتر یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا حسب الطلب ایک رقاصہ خوبرو و خوش گلو ماہر علم موسیقی کہ ہمراہ لشکر کے تھی ساتھ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبروے طلسم کشا کے بناز و ادا آئی اور سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندے اسکے سازون کو بجانے لگے وہ بصد ادا گت ناچنے لگی اہل بارگاہ رقص اسکا دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اسکے رقص کرنے کی کرنے لگے جب وہ خوب رقص کرچکی اور دلہاے اہل بارگاہ کو ہنگام رقص مانند سبزہ پامال مثل حنا پامال کرچکی اور بار بار طلسم کشا وغیرہ سے زر و جواہر انعام مین پا چکی سب کو اپنا قدردان جانکر غزلین عاشقانہ گانے لگی دلہاے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگی جب تادیر رقص و نغمہ کرچکی اہل بزم کو اپنی جانب متوجہ پاکر بصد ناز و ادا و کرشمہ و عشوہ یہ غزل گانے لگی — غزل

دل بھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے ‖ غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے
موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہی ستم ‖ حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے
اسکو کہتے ہین اثر الفت کا ملی یہ ہے ‖ جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے
کیفیت رکھتی ہی میخانون کی ویرانی بھی ‖ ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیمانون کے
چاک ہون دامن گل بھی نہ گریبانون کی طرح ‖ ذکر گلشن نہ کرو سامنے دیوانون کے
ہوگیا رنگ فلک اور کچھ آتے ہی بہار ‖ در مرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے
حال کھلتا نہین کچھ عالم دل لینے کا ‖ ہوشیارون کے ہین انداز نہ دیوانون کے

جب رقاصہ یہ غزل گا چکی طلسم کشا خوش ہوگئے زر و جواہر اسے انعام مین دیکر رخصت کیا اور خواجہ عمرو ثانی سے باادب کہا یہ سب حضرات اسوقت بھی آپکی نی نوازی کے مشتاق ہین میری تمنا یہ ہی کہ آپ اسوقت نی بجائین کچھ گائین خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا خاک اسوقت نی بجاؤن اور گاؤن صدمہ مین ہون نقصان عظیم ہوگیا ہی شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل نے متردد ہوکے پوچھا کیا نقصان آپکا ہوا ہی خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا ہون بیان کرنا اپنے نقصان کا بے فائدہ ہی کسی کو میرے کہنے کا یقین ہوگا سوا اسکے کوئی بعوض نقصان مذکور کچھ بھی دیگا بھی سب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے کہا ای خواجہ عمرو ثانی آخر کہئے تو کیا نقصان

ہوا ہے خواجہ عمر و ثانی نے کہا جسوقت یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دربند دوم کو فتح کیا اور آپ سب صاحب خوش ہوکے دربند اول سے اسطرف چلے مین نے وہ کئی صندوقچے اسباب جواہر نگار کے جو مہاجنون سے یہ وعدہ کرکے لیے تھے کہ یہ اشیاے تمھارا بیکار روپیہ اسکا تمھین دید ونگا اپنی کمر مین رکھکر ایک کپڑے سے باندھ لیے تھے تعجیل و خوشی در سرروی مین وہ کہین کمر سے گر پڑے مین یہان آکے مجھے انکا خیال آیا ہے اب اگر انہین ڈھونڈنے یہان سے جاتا ہون تو وہ کہان کیا ملینگے جن نے وہ صندوقچے لاکھون روپئے کے پائے ہونگے وہ کاہیکو دیگا اسی نقصان کے صدمے مین بیٹھا ہون طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ یہ تقریر خواجہ عمر و ثانی کی سنکے منہ خواجہ عمر و ثانی کی طرف سے پھیر کے مسکرائے اور ایک نے دوسرے سے کہا خواجہ عمر و ثانی طماع ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر ملے تو گاؤن نہ بجاؤن صندوقچے کمر سے کبھی نہ گرے ہونگے اگر صندوقچے ہوتے تو یہ زنبیل مین رکھتے کمر سے نہ باندھتے یہ کہکے زر کثیر و جواہر کئی ہزار روپئے کا جمع کرکے خواجہ عمر و ثانی سے کہا لیجئے اسقدر زر و جواہر موجود ہے آپ صدمہ نہ کرین خواجہ عمر و ثانی نے وہ تمام زر و جواہر لیکے خوش ہوکے کہا تم سب نے میرے صدمے کو کچھ دور کیا ہے مین بھی تمھارے دلون کو خوش کرتا ہون یہ کہکے زنبیل سے نے نکالکر کرسی پر بیٹھکر بجانے لگے اور یہ غزل با لحان داؤدی بصد شوق گانے لگے

غزل

ہے زانوے یار اور سر ہے
ہو جسمین خصائل بہائم
قابو مین مرے وہ سیمبر ہے
کہتا ہون جب اتنے مین شب وصل
ساعت ہے جو وہ بھی اک پہر ہے
بیتاب ہو وصال ہوگا

لیتان نہین قامت صنم مین
انسان وہ نہین ہے جانور ہے
دل یار کوٹے مری طرح سے
اب سینے مین مضطرب جگر ہے
کہتا ہے وہ شوخ تھام دل کو
گھبرا نہ ابھی تو رات بھر ہے

اب اپنا دماغ عرش پر ہے
نخل شمشاد بارور ہے
اکسیر کی اب نہین تمنا
ایسا کسی غیر کا جگر ہے
یارا نہین ضبط کا مجھے اب
تو تو بیتاب کس قدر ہے
جملہ اہل بزم بگوش دل سننے

لگے اور تعریف خواجہ عمر و ثانی کی کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ اس روز بھی خواجہ عمر و ثانی ایسا گائے کہ سمان بندھ گیا جب خواجہ عمر و ثانی اشعار غزل مذکور گا چکے نے کو ہاتھ سے رکھ کر کہنے لگی ای شاہزادہ رستم ثانی مین نے اسوقت تمھارے کہنے سے اور ان سب صاحبون کے اصرار سے نے بجائی اب اور کسی دن نے بجاؤنگا اسوقت طبیعت بے لطف ہے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے کہا بہتر ہے بعد گانے خواجہ عمر و ثانی کے سب بارگاہ مین بخوشی تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے وقت شام ہر ایک شاہ و شہریار و سردار بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیمہ و بارگاہ مین گئے ادھر شاہزادہ رستم ثانی نماز سے فارغ ہوکے بوجہ خستہ و ماندہ ہونے کے فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا شب کو چند ساحرون اور چند عیار ساحرون نے طلسم کشا وغیرہ کی حفاظت و نگہبانی کی جب صبح ہوئی بعد ادا ے نماز سحر طلسم کشا اپنی بارگاہ مین بیٹھا حیدر بدشاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ شاہزادہ موصوف

مین گئے اور حسب قاعدہ علی قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے خورشید روشن دل و
عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ ہمارے
نزدیک بہتر یہ ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھیے اگر لوح ہدایت و حکم دربند سوم اپر جانیکا کرے تو تامل نہ
کیجیے سوے دربند سوم جایئے جلد طلسم صندل کو فتح کیجیے شاہزادہ موصوف نے لوح کو دیکھا لوح
مین یہ لکھا پایا کہ طلسم کشا تیرا اقبال معین تیرا ہی اگر دربند سوم پر جانے کا ارادہ ہی تو جا مگر بہت
ہوشیار و خبردار رہنا کہ راہ دربند سوم کی اس درہ کوہ مین سے ہی شاہزادہ رستم ثانی
لوح کو دیکھکر سب سے رخصت ہوکے مسلح ہوا پھر مرکب پر سوار ہوکے تنہا سوے درۂ کوہ
روانہ ہوا اثناے راہ مین اکثر عجائب و غرائب اشیاء دیکھتا ہوا تا درۂ کوہ پہونچا اور درۂ
کوہ مذکور مین بسم اللہ کہکر قدم رکھا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ بوجہ کثرت تاریکی درۂ کوہ سے
از حد گھبرایا کیونکہ وہ درۂ کوہ اسقدر تیرہ و تاریک تھا کہ دن کو مطلق اس مین کچھ دکھائی نہ دیتا
تھا اس درہ کوہ کی تاریکی سے تیرگی شب ہجران عاشق بھی خجل تھی بلکہ تاریکی قبر گنہگار
و کفار بھی اس سے مقابلہ سیاہی مین نہ کرسکتی تھی پردۂ ظلمات کی تاریکی آگے اس کے
اندھیرے کے گویا اک روشنی تھی اور سیاہی دل کافری آگے اسکے اک قسم کی ضیا تھی
پس ایسی تاریکی سے گھبراکر شاہزادۂ رستم ثانی رہروی سے بازرہ کر حیران ہوکر
درۂ کوہ سے پلٹ آیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش و حواس درست کرکے اپنے دل مین کہنے
لگا کہ اس درۂ دشوار گذار سے گذرنا ایسا مشکل بلکہ ناممکن ہی کیونکہ کچھ بھی دکھائی نہین دیتا
ہی یہ راہ درہ کوہ ہی کہ راہ ملک عدم ہی دیدہ و دانستہ ایسی راہ پر خطر و خوف ہلاکت جان
مین قدم رکھنا خلاف عقل ہی کوئی تدبیر ایسی کی جاتی کہ کچھ بھی راہ نظر آتی تو اس
راہ سے مین گذرتا اور منزل مقصد تک پہونچتا یہ باتین تھوڑی دیر کرکے سوچا کہ لوح کو دیکھنا
چاہیے کہ بمقدمہ راہ درہ کوہ کیا حکم کرتی ہے یہ سوچکر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ درہ کوہ سحر بند ہی لاکھون بلائین اس مین ہین جانب
شاہ طلسم سے مالک و حاکم اس درہ کوہ کی تاریک جادو ساحرۂ زبردست ہے
اسی کے سحر سے یہ تاریکی ہی اور بہت سی بلائین اس مین ہین چونکہ یہی راہ دربند سوم
تک جانیکی ہی اسی سبب سے یہ راہ سحر بند ہی کیا مجال کسی کی کہ اس راہ سے زندہ و سلامت
بیخوف و اندیشہ گذر جائے اگر تجھکو اندھیرے کا خیال ہی تو اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرتا ہوا
لوح کو دست راست مین لیکر تلوار علم کرکے اس درہ کوہ مین جا چندان خوف و اندیشہ نکر
جو کوئی سد راہ ہو یہی اسم اعظم الٰہی تلوار پر دم کرکے اسپر تلوار لگاتا ہوا درۂ کوہ سے
گذر جا اگر تاریک جادو آکے سد راہ ہو اس سے بھی مجادلہ کر اور لوح کو دیکھکر عمل کر شاہزادہ
رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح بسم اللہ کہکر پھر داخل درہ کوہ
مذکور ہوا لوح سے ایک روشنی مانند مشعل شب چراغ کے پیدا ہوئی اور نیز اسم اعظم الٰہی کے
پڑھنے سے اور اسکی برکت سے کچھ روشنی ہوئی کسی قدر راہ معلوم ہونے لگی

طلسم کشا راہ طے کرنے لگا اپنے مرکب کو جلد بڑھانے لگا تا کہ جلد اس درہ کوہ سے نکل جاوے
چنانچہ ببرکت اسم الٰہی و لوح طلسمی کچھ روشنی ہوئی مگر پھر بھی اندھیرا بہت تھا گھوڑا چلنے سے
رکتا تھا بچا گھوڑا چلاتا تھا جو بلائیں اس کوہ میں تھیں وہ طلسم کشا کے داخل درہ کوہ ہونے
سے آگاہ ہو کے نہایت اشکال مہیب دکھاتی تھیں سد راہ ہوتی تھیں اور ہاتھ واسطے لینے
لوح طلسم کے بڑھاتی تھیں شاہزادہ وہی اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے شمشیر آبدار سے ان بلاؤں پر
حملہ کرتا تھا وہ عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹتی جاتی تھیں اور پھر سد راہ ہوتی تھیں شاہزادہ
کو دو قدم راہ طے کرنا دشوار تھا گویا کہ ایک تو تاریکی تھی دوسرے وہ بلائیں ہر آن قدم قدم پر
باشکال خوفناک و ہیبت ناک سد راہ ہوتی تھیں ہمیشہ لوح کے لینے کو دست ظلم دراز
بڑھاتی تھیں لیکن عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹتی جاتی تھیں شاہزادے کو ہر دم کمال
ہر ایک طرح کا تردد تھا خیال لوح کا بھی تھا اپنی جان کا بھی اندیشہ تھا تاریکی سے بھی تردد
تھا ان بلاؤں سے مقابلہ دو چار ہونے کا بھی خیال تھا انکے دست ظلم ہاتھ جانب لوح بڑھتے تھے
سدا ہاتھ معلوم ہوتے تھے وہ بلائیں مانند ہیولا اڑان کے تیغ لوح مذکور چھین لینے کی بہت
طالب ہو کے واسطے لینے لوح کے ہجوم کرتی تھیں کبھی صرف ہاتھ آنکھ کچھ نظر آتے اور نہ
کچھ محسوس ہوتے تھے اور کبھی مجسم ہو کے وہ سامنے آتی تھیں اور دھمکاتی اور
ڈراتی تھیں گاہ عکس لوح سے مثل شعلہ کے نہاں ہو جاتی تھیں کچھ سوچ کے پھر اکثر راستہ
و چپ بہت سی روبرو آتی تھیں ہر ایک طرح سے اپنا مطلب یعنی لوح کا لے لینا طلسم کشا
سے گرفتار کرنا صورت عجیب و غریب دکھا دکھا کے ڈرانا چاہتی تھیں مگر ببرکت اس اسم اعظم الٰہی
کے اور لوح کی چمک سے لاچار و مجبور ہو جاتی تھیں جب اسی طور سے شاہزادے نے کچھ راہ
طے کی اور ان بلاؤں کی تنگ دلی ہوئی کہ بجز لوح طلسم انکے ہاتھ نہ آئی مجبور ہو کے
وہ متشکل ہو کے اس طور سے سامنے آکے سد راہ ہونے لگیں کہ کبھی کوئی بصورت شیر
غضبناک سامنے آتی اور نعرہ کر کے حملہ کرتی شاہزادہ موصوف عکس لوح اسپر ڈالکر وہ
اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے اسپر وار کرتا وہ بلا بشکل شیر دو ٹکڑے ہو کے گرتی اور شعلے اسکے
تن سے پیدا ہو کر اسے جلا کر خاک کرتے کبھی ان میں سے کوئی بصورت اژدر آتشی سامنے آکے
دہان سے شعلے نکال کے دھمکیاں دیتی اور چاہتی کہ طلسم کشا کو نگل جاوے لیکن برکت لوح سے شاہزادہ
موصوف اسکے شر سے محفوظ رہتا اور بہ ہدایت لوح اسے قتل کرتا شعلے اور دھواں پیدا ہوتا
فریاد و فغان کی صدا آتی تاریکی زیادہ ہو جاتی گاہ گرگ تیز دندان کبھی شیر جانستان
کبھی فیل دمان گاہ بصورت خوفناک انسان کبھی بشکل پہلوان سامنے آتی تھیں طلسم کشا
انسے دلیرانہ مقابلہ کر کے ہلاک کرتا تھا انکے ہلاک ہونے سے شور و غل ہوتا تھا ہر ایک بلا
قتل ہو کے دفعتاً جل کے خاکستر ہو جاتی تھی کہاں تک احوال ان بلاؤں کا مفصل تحریر کیا جائے
کہ طول ہو جانے کا خیال ہے خلاصہ یہ کہ حملہ بلاؤں سے جابر ہو کے سب کو بہ ہدایت لوح اور ببرکت
اسی اسم اعظم کے ہلاک و دفع کر کے طلسم کشا آگے بڑھا قریب تھا کہ درہ کوہ ختم ہو سکے

نکل جائے ناگاہ تاریک جادو سامنے سے بصورت مہیب پیدا ہوئی اُسکی صورت
ایسی سیاہ و بد تھی کہ اگر اُسکو خبیث و شیاطین و دیگر بلائین دیکھ لیتین تو خوف سے بھاگ جاتین
یا خائف ہو کے ہلاک ہو جاتین وہ اُسکی شکل مہیب وہ اُسکے دندان دراز وہ آنکھین
اُسکی کوچک و زرد وہ لباس اُسکا متعفن وہ گلے مین اُسکے ہاران سیاہ لپٹے ہوئے
وہ جھریان اُسکے اعضائے بدنما پر بوجہ کبر سنی کے پڑی ہوئین وہ ناریل کا تیل بو دار اُسکے
سر کے بالون مین پڑا ہوا وہ جھولی اسباب سحر کی اُسکے دوش پر وہ اُسکا تخت پر بیٹھنا
اور چین بجبین ہونا وہ اُسکے دہن سے مانند سنڈاس کے بوئے بد کا آنا پناہ بذات خدا
طلسم کشا نے اُس تاریکی مین اس ساحرۂ سیاہ فام و تیرہ درون کو کچھ دیکھکر گو کہ
بہادری و دلاوری مین یکتا تھا لیکن خائف ہوا مرکب کو روکا اور بار بار وہی اسم اعظم
الٰہی و دیگر ادعیہ حافظ جان آہستہ پڑھنے لگا ساحرۂ مذکورہ نے غضبناک ہو کے کہا
طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ یہان تک چلا آیا تمام بلاؤن سے جانبر ہوا کسی سے
نہ ڈرا سب کو ہلاک کیا آخر کار مجکو آنا پڑا تیرے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ارے کیا مجال
تیری کہ میری زندگی مین تو یہان سے چلا جاے اور میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا کر دربند
سوم تک گذر سکے مین کوئی ایسی ویسی ساحرہ نہین ہون کہ تیرے سامنے سے بھاگ جاؤنگی
مین تاریک جادو ہون مالک اس درۂ کوہ کی ہون سحر و ساحری مین ہزار ہا ساحرون سے
بہتر ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے مین سحر و ساحری مین ملکہ ہیان زمرد پوش و ملکہ
آفات چہار دست سے کچھ ہی کم ہون بلکہ اُنکی ہمپایہ ہون کیا مجال کسی جن و انس ساحرہ
غیر ساحری کہ مجھ سے مقابل ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو لوح طلسم مجھے دیدے اور یہانسے
اپنے لشکر مین چلا جا مین قسم کھاتی ہون کہ تجھے گرفتار نہ کرونگی شاہ طلسم کے پاس
نہ لے جاؤنگی مجھے تیرے حال پر اور جوانی پر رحم آتا ہے کیا تجھپر سحر کرون اور تجھے ہلاک کرون
اگر بجاے تیرے تیری جگہ خورشید روشن دل و عجائب جادو ہوتا تو البتہ سحر کرتی یا تمام
لشکر تیرا اس جگہ موجود ہوتا تو ایک ناریل چھوٹی دار سحر کر کے مارتی سب کو جلا کر خاک
کردیتی مین گو رتبے مین شاہ طلسم سے کم ہون کیونکہ اُسکی نمکخوار ہون لیکن سحر مین کچھ
کم نہین ہون طلسم کشا نے تقریر اُسکی سنکے پہلے تو کچھ خائف ہوا اُسکی صورت بد سے ہو کے
جواب نہ دیا پھر جسارت کر کے پکار کر کہا او ساحرہ کیا بکتی ہے ہرگز ہرگز مین تیرے کہنے پر
عمل نہ کرونگا تو میرے حال پر رحم نہ کر جو کچھ تجھ سے ہو سکے فکر میری ہلاکت کی کر تجکو
دعوی اگر اپنی سحر و ساحری پر ہے تو سحر کر تیرے سحر سے مین نہین ڈرتا خداوند عالم نے مجھے صاحب
لوح طلسم حوالہ کیا ہے دیکھ یہ لوح میرے پاس رکھی ہے تیرا اور تیرے شاہ کا اور تمامی
ساحران طلسم صندل کا سحر مجھپر اثر ہی نہ کر سکا تو تو میرے حال پر رحم کرتی ہے اور مین تیرے
حال پر فی الحال رحم کر کے کہتا ہون کہ عبث تو میری سد راہ ہوتی ہے ارادہ دشمنی کا
رکھتی ہے ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگی جان تیری جائیگی تجھے لازم ہے کہ

مجھ سے عداوت نہ کر سد راہ میری نہو مطیع دین اسلام ہو کے میری اطاعت و فرمانبرداری
اختیار کر او ساحرہ نابکار آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم صندل کا اب آخر ہے یہ طلسم اب جلد ٹوٹ
جائیگا میرے ہاتھ سے باقی نہ رہیگا تیری تو کیا حقیقت ہے جملہ ساحران طلسم صندل کو قتل
کرونگا اور شاہ طلسم کو بھی قتل کرکے قبضہ اُسکے ملک و مال پر کرونگا اور سوا اُسکے دوست
کے کسی ساحر دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا اُس نے جواب دیا او طلسم کشا مین نمک حرام
نہین ہون کہ اپنے مالک سے پھر جاؤن تیری شریک ہو جاؤن اور نہ ایسی نادان و
بیوقوف ہون کہ تیرے کہنے سے اپنا دین آبائی چھوڑکر دین اسلام اختیار کرون اپنے
خداوندون کو چھوڑکر خداے نادیدہ کو سجدہ کرون طلسم صندل خواہ رہے یا نہ رہے
مین تیری اطاعت نہ کرونگی یہ کہکے ایک ناریل چوڑی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے
سامری و جمشید کو پکار کے بصد غضب طلسم کشا کو دیکھکر ناریل مذکور مارا وہ ناریل سر طلسم کشا پر
آکے شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے تاریکی زیادہ ہوئی ہر چند کہ اثر سحر بوجہ لوح ہو نہیں سکا
شاہزادے پر نہوا لیکن تاریکی زیادہ ہونے سے شاہزادہ رستم ثانی نے گھبراکر فی الفور وہی
اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور لوح کو ہاتھ پر اپنے بلند کیا کچھ روشنی ہوئی ساحرہ دم
کرکے نظر سے غائب ہوئی طلسم کشا اُسے دیکھنے لگا ابھی شاہزادہ موصوف تلاش ساحرہ
مذکورہ مین نگران تھا کہ پس پشت آکے ساحرہ نے لوح پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ لوح طلسمی
دست شاہزادے سے لے جاے مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے تلوار لگائی اور لوح کا
عکس ڈالنا چاہا وہ فی الفور نظر سے غائب ہو گئی اور سامنے آکے ایک ترنج جھولی سے
نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر گرا کے نام سامری
زبان پر جاری کرکے بالاے زمین جانب صحرا وہی ترنج مارا وہ دور جاکر شق ہوا
دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعد ایک لمحہ کے اُس دھوئین سے ایک شیر نر پیدا ہوکے
روبرو اُسکے آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا اے تاریک جادو کیا حکم ہے جلد کہہ کیون مجھے
طلب کیا ہے اُس نے کہا اے شیر سامری طلسم کشا پر حملہ کر حتی الامکان کام اس کا تمام
اور چنگل اپنا دست طلسم کشا پر مار کر لوح طلسم لے آ شیر مذکور فی الفور طلسم کشا
پر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی ہوشیار ہوا جیسا وہ قریب آیا وہی اسم اعظم
الٰہی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا اسد مذکور پر ڈال کے تلوار اُس پر لگائی وہ بفضل
پروردگار دو ٹکڑے ہوکر گرا گرتے ہی اُسکے ایک شعلہ اُس کے تن سے
ایسا پیدا ہوا کہ اُسے جلا کر خاک کیا اسی طرح سے ساحرہ مذکورہ نے کبھی اپنے
سحر سے پتلے فولادی پیدا کیے گاہ سوار سحری پیدا کیا کبھی فیل مست بزور سحر پیدا
کیا شاہزادے نے ہر ایک کو قتل کیا سحر اُسکا یعنی تاریک جادو کا باطل کیا
تا دیر وہ ساحرہ اسی طرح گرم پیکار رہی اور مانند آتش افروختہ جادو صندلان
شاہ کی نانی کے پورے پیچ سحر کیا آخرکار طلسم کشا سے عاجز ہوکے اور عہدہ برائی دشوار

جان کے بزور سحر پہنچ بنکر برائے حصول لوح جھپٹ کر شاہزادے پر گری ادھر شاہزادے نے
لوح کا کام سپر عکس ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کے سامنے شاہزادے کے گری اسوقت طلسم کشا
نے چاہا تھا کہ تلوار لگا کر کام اسکا تمام کرے اور زور اپنے دست و بازو کا تاریک جادو
کو دکھائے ناگاہ وہ ساحرہ مذکورہ نظر سے غائب ہو گئی شاہزادہ حیران ہوا
بعد حیران ہونے کے غور سے جو دیکھا تو آسمان سے سامنے اپنے دور تر دیکھا شاہزادہ
رستم ثانی برہم ہو کر اسکی طرف چلا اُس نے ایک گولہ سحر اپنی جھولی سے نکالکر سحر
آسمانی پڑھکے ایک جانب پھینکا وہ گولہ جا کر شق ہوا دھواں اور شعلے بکثرت
پیدا ہوئے اور تھوڑی دیر کے اژدر آتشیں اس میں سے نکل کر روبرو ہو کے
آیا اُس نے اشارہ کیا کہ جا طلسم کشا کو نگل جا اژدر مذکور سوئے شاہزادہ رستم ثانی
چلا ادھر طلسم کشا نے بہدایت لوح اسکے اوپر عکس لوح کا ڈالکر آگے بڑھ کر تلوار لگائی وہ
دو نیم ہو کر زمین پر گرا شعلے اسکے تن مردہ سے پیدا ہوئے پھر ہمہ تن جل گیا ساحرہ
نے غائب ہو کے پکار کر کہا اے طلسم کشا دیکھ ہوشیار و خبردار ہو جا ابکی مرتبہ وہ سحر کرونگی کہ
جس سے بچنا تجکو ناممکن ہے یہ کہکے ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر سحر آسمانی پڑھکر خون اپنی پیشانی
کا اسپر ملا لکر سامری و جمشید کو پکار کے وہی گولہ سوئے صحرا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر پھٹا ہزار
در ہزار شعلے اور دھواں پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے چند سواران سحر دو شمشیر
بکف اس میں سے نکلے اور تاریک جادو کے پاس آکے بزبان فصیح گویا ہوئے
کہ اے تاریک جادو کیا حکم ہے ہمیں کیوں بلایا ہے آج تجکو ایسی کیا ضرورت ہے
کس دشمن قوی سے تجھے خوف ہے اُس نے کہا اے سواران سحر سامری و جمشید دیکھو سامنے
طلسم کشا موجود ہے کسی طرح مجھ سے قتل کیا نہیں جاتا ہے بوجہ لوح کے سرا سحر میرا باطل
ہو جاتا ہے تمہیں مجبور ہو اسواسطے طلب کیا ہے کہ چار طرف سے اسکو گھیر کر قتل کرو انھوں نے
کہا ہم تابع حکم ہیں مگر کچھ بھینٹ ہماری نہیں دی اُس نے کارد سے ہاتھ اپنا فگار کر کے خون
کے قطرے ان کے حلق میں ٹپکائے جب سب خون چاٹ چکا خوش ہو کے جانب طلسم کشا
چلا اور قریب جا کے چہار طرف سے طلسم کشا کو گھیر کے وار تلواروں کے لگائے شاہزادہ
نے دیکھ لوح کے ان میں سے ایک پہ حملہ کر کے تلوار لگائی وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر
گرا بعد ایک لمحہ کے دو سوار شمشیر و سپر بدست شاہزادے پر حملہ آور ہوئے اسی
طرح تا دیر جنگ رہی اگر شاہزادہ دو سواروں کو قتل کرتا تھا تو وہ چار ہو جاتے تھے
اور چار قتل ہوتے سحر تاریک جادو سے آٹھ ہو جاتے تھے وہ سحر ہی اسی قسم کا تھا
آخر کار سواران مذکور زیادہ ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ قتل ہو کر اور بڑھ گئے
ہزار سوار ہو گئے شاہزادہ رستم ثانی انکو قتل کرتے کرتے عاجز ہو گیا اور ان سے
لڑتے لڑتے پریشان ہوا مجبور ہو کے اس نے لوح پر نظر کی اس میں یہ لکھا ہوا پایا کہ اے
طلسم کشا اگر ان سواران سحر سے تا شام ایسی لڑے گا اور ایک کو قتل کرے گا تو کچھ کم

نہونگے پڑھتے ہی جاینگے اگر ان سواروں سے جنگ مین عاجز ہی اور تو چاہتا ہی کہ یہ سب
سوار نیست و نابود ہو جاینگے لڑائی فتح ہو اور یہ تاریکی دفع ہو تو ہنگام جنگ یہ اسم منبرک
تیر پر دم کرکے پیشانی تاریک جادو پر نظر کر کہ ایک خال ہی اُسی خال پر تاک کر تیر مار
اگر تیر تیرا نشانہ مذکور پر پڑیگا تو جو کچھ ہوگا تو دیکھ لیگا اور اگر تیر نے خطا کی تو خطا کے
تیر باعث تیری گرفتاری کی ہو جائیگی لہذا خوب سمجھ کر تیر لگانا شاہزادہ موصوف حکم لوح سے
آگاہ ہوکے مصروف جنگ ہوا اُن سواروں کو قتل کرتا ہوا قریب تاریک جادو
کے پہونچا وہ سحر خوانی مین مصروف تھی سحر کو اپنے ترقی دے رہی تھی اسی سبب سے
سوار قتل ہو ہوکے بڑھتے جاتے تھے شاہزادے نے اُسے غافل پاکے اُسکے
خال پیشانی پر روشنی لوح سے نظر کرکے ترکش سے تیر اور دوش سے کمان لیکر عکس
لوح کا اُن سواروں پر ڈالا کہ وہ قریب سے ہٹے اتنی مہلت پاکے وہی اسم تیر پر دم کرکے
تیر کو چلہ کمان مین رکھکر خال پیشانی تاریک جادو کو تاک کر تیر مارا بقدرت
پروردگار تیر نشانے پر پڑا اور پیشانی توڑ کر عقب سر سے گذرا ساحرہ اُچھل کر آہ کرکے
زمین پر گری اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئی
مرغ روح اُسکے قفس تن سے نکل کے سوے عدم گیا اُسکے مرتے ہی ہوا سے تند
چلنے لگی آندھی سیاہ آئی ابر سوے فلک نمایان ہوا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
طلسم کشا اُسکے مرنے سے خوش ہوا لیکن تاریکی سے بہت گھبرایا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی
دفع ہوئی درۂ کوہ روشن ہوا سواروں کا کہین نام و نشان بھی نہ پایا لاشہ اُس
ساحرہ کا پڑا ہوا دیکھا اس اثنا مین ساحرہ مذکورہ کے سحر کے بیرونے اُسکے نام سے
یون پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا تاریک جادو
تھا مین مالک اس درۂ کوہ کی تھی یہ کہکے وہ گرد باد بنکر لاشہ اُس ساحرہ زیر دشمن و ناسی کا
اٹھاکر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے شاہزادہ موصوف خدا کا شکر کرکے درۂ کوہ سے نکل کے
آگے روانہ ہوا مسیلا ان صحراے لق و دق طے کرنے لگا بعد قطع راہ بسیار جو دور سے دیکھا
تو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا در قلعہ پر بہت سے ساحران
نابکار کو بیٹھے دیکھا اور بالاے قلعہ بھی ساحروں کو پایا شاہزادۂ رستم ثانی راہ طے
کرکے قریب در قلعہ کے پہونچا وہ ساحر طلسم کشا کو دیکھکر گھبرا کے اُٹھے اور ناریج و ترنج
وغیرہ پر سحر کرکے شاہزادہ رستم ثانی پر وہی ناریج و ترنج لگانے لگے اور گھبرا کے مین پکارے
اے ساکنان قلعہ آگاہ ہو جاؤ کہ طلسم کشا آ پہونچا ہمارے روکے سے نہین رکتا ہے
صاحب لوح ہی سحر ہمارا اُس پر تاثیر نہین کرتا ہی ہاے افسوس تاریک جادو شاید
قتل ہو گئی درۂ کوہ ویران ہو گیا راستہ کھل گیا اُن ساحروں کے اس کہنے سے اہل
قلعہ آگاہ ہوے طلسم کشا اُن ساحروں کو جو در قلعہ پر تھے اور سد راہ ہوکے سحر
کر رہے تھے بحکم لوح شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا تھوڑی دیر مین بہت سے ساحر

قتل ہوئے تھوڑے تاب جنگ مقابلہ نہ لاکے گریزان ہوکے اندر قلعے کے گئے اہل قلعہ نے چاہا
کہ دروازہ قلعے کا بند کرین لیکن طلسم کشا پہونچ گیا لڑائی ہوئی ساحرون کو شاہزادے
نے قتل کیا دروازہ بند نہ کرنے دیا بعدہ اندر قلعے کے گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا یہ وہی
قلعہ ہے جس قلعے مین ایک مرتبہ قبل اسکے مین اسیر ہوکے آچکا تھا اور سردابہ وزیرزادی
مجکو لیگئی تھی ہنوز شاہزادہ موصوف یہ خیال کر رہا تھا سیر قلعے کی دیکھ رہا تھا برج و بارہ
و فصیل قلعہ پر نظر کر رہا تھا کچھ ساحر خوف طلسم کشا سے بھاگے جاتے تھے کچھ ساحر وہین
مقام مخفی تجویز کرکے چھپ رہے تھے کہ طلسم کشا سے ہم مقابلہ نہین کر سکتے کسی طور
سے اپنی جانین بچائین ناگاہ عقب قلعہ جاکر شاہزادے نے دیکھا کہ ایک حوض بہشت نشان ہے
پانی صاف و پاک اُس مین بھرا ہوا لہرین مار رہا ہے اور قلعے پر ایک چرخی ہے اُس مین
رسی اور ڈول ہے وہ ڈول درازی رسن سے حوض تک پہونچتا ہے پانی ڈول مین جب بھر جاتا
ہے چرخی پر سے کوئی کھینچتا ہے کھینچنے والا معلوم نہین ہوتا ہے خود بخود چرخی کو گردش ہے وہ پانی
ڈول کا تا چرخ پہونچکر نہین معلوم کہان جاتا ہے کسکے صرف مین آتا ہے جب ڈول خالی
ہو جاتا ہے پھر بذریعہ رسن و چرخی کے حوض تک پہونچتا ہے یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے
غرض بہت جلد جلد ڈول حوض تک آتا ہے اور جاتا ہے پانی حوض کا باوجود اس قدر
آب کشی کے کم نہین ہوتا ہے چرخی مانند چرخ کے گردش مین ہے طلسم کشا نے یہ دیکھ کر حیران
و پریشان ہوکے لوح کو دیکھا اُس نے حکم دیا کہ ای طلسم کشا یہ جو اسم اعظم الٰہی گوشۂ
لوح پر درج ہے اسکو سات مرتبہ پڑھکر اپنی تلوار پر دم کرکے بعجلت و بلا توقف اس
رسن پر لگا اور فی الفور اس حوض مین کود پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا پردۂ غیب سے
ظاہر و آشکار ہوتا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے حسب ہدایت لوح عمل کیا ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا وہ بھی فوراً حوض مین کودا جب شاہزادہ رستم ثانی حوض مذکور مین کودا
آنکھین بند ہوگئین شاہزادہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلا گیا جب تھاہ پر
پاؤن پہونچا گھبرا کے آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک میدان وسیع و پر خار مین اپنے تئین
شاہزادے نے پایا کہ جو بالکل تمام و کمال خشک دیکھی تری کا نام و نشان بھی نہ تھا
نہ وہ قلعہ نہ وہ حوض نہ وہ رسن نہ وہ ڈول نظر آیا نہایت حیرت ہوئی اسی اثنا مین
دیکھا کہ ایک دیو سیاہ بصورت مہیب بصد قہر و غضب دار شمشاد اٹھائے ہوئے یہ کہتا
ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے ارے یہان بھی آیا رسی کو تلوار سے کاٹ ڈالا
سحر چرخ زن جادو کو مٹایا تو نے بہت سر اٹھایا ہے اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے
زندہ بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا قریب آیا اور بقہر و غضب دار شمشاد کو گردش دیکر خبردار
خبردار کہکر دار مذکور کو طلسم کشا پر مارا شاہزادے نے ضرب دار شمشاد کو خالی دیکر بعجلت
لوح کو دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اس دیو کی پیشانی پر ایک خط سبز ہے یہ اسم
اعظم الٰہی تین مرتبہ تلوار پر دم کرکے اسی خط سبز پر تلوار لگا اگر تلوار تیری خط مذکور پہ

پڑی تو فہو المراد ورنہ لڑائی بڑھ جائیگی جابری یہان سے اب نہو گی مثل سابق کے برپائی مشکل
ہے شاہزادہ رستم ثانی نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اُسی اسم اعظم الٰہی کو تین مرتبہ پڑھ کے
نذرہ کوہ شگاف کرکے جو بعجلت اور گھبراہٹ اُسکے اوپر تلوار لگائی خط سبز مذکور پر نہ پڑی
علیحدہ اُسکے تلوار پڑی برکت سے اُس اسم متبرک کے دیو دو نیم تو ہوا لیکن دونون
ٹکڑون سے اُسکے فی الفور دو دیو پیدا ہوئے اور وہ شمشیر اُٹھاکے دونون طرف
سے حملہ آور ہوئے شاہزادہ رستم ثانی اُن سے لڑنے لگا اور وارون کو اُنکے کبھی
روکنے لگا گاہ خالی دینے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایکبار دیو کی کمر پہ تلوار لگائی وہ بھی دو
ٹکڑے ہوکے خاک پر گر کے تڑپنے لگا اُسکے تڑپنے سے گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک دم کے
اُسی غبار سے دو دیو تلوار لیے ہوئے پیدا ہوئے اور بقہر و غضب حملہ ور ہوئے اُسی طرح
تا دیر لڑائی رہی شاہزادہ رستم ثانی ہنگام جنگ اُن دیوون کو قتل کرتا جاتا تھا اور وہ
بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ تین سو دیوون کی جمعیت ہوگئی تھی اور بعضون نے کہا ہے تین
ہزار دیو ہوگئے تھے تمام صحرا ہولناک دیوون سے بھر گیا اُن سب دیوون نے چارون طرف
سے گھیر لیا اور ارادہ گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے طلسم کشا کا کیا اودھر شاہزادہ
رستم ثانی لڑتے لڑتے تھک گیا قوت مین کمی ہوئی ضعف طاری ہوا مجبور ہوکے پھر
لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا بنظر غور دیکھ کہ دیوون مین وہ بھی
دیو ہے کہ جو پہلے تجھ سے مقابل ہوا تھا اور جسکی پیشانی پر خط سبز تھا جب تو اُسکو بخوبی پہچان
لے تو اب یہ اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے اُسی تیر کو اُسکے خط سبز پیشانی پر بسم اللہ کہکر لگانا
یہ دل مین خوب خیال کر لے کہ اگر ایکی مرتبہ بھی خط مذکور پر تیر نہ پڑا تو یقین جان کہ تو
گرفتار ہو جائیگا لوح سیاہ ہو جائیگی مطلب دلی تیرا بر نہ آئیگا تو مفت مین قتل کیا
جائیگا حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح عمل کیا یعنی تیر اُس دیو کی پیشانی پر
تاک کے مارا ببرکت اسم اعظم الٰہی و بقدرت پروردگار تیر نشانے پر بیٹھا پیشانی کو توڑ
کے عقب سر سے نکل گیا دیو مذکور نالہ و آہ کرکے بالائے خاک گرا اُسکے چیخنے سے اور
نالہ و آہ کرنے سے اور تڑپنے سے پہاڑ تھرانے لگا و زمین کانپی جملہ دیوون کے چہرون پہ
کہ ہم صورت اُسکے تھے تغیر ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دیو تڑپ کر ہلاک ہوا چونکہ دیو
مذکور ایک دیو دربند طلسم کا تھا طلسم اُسپر بندھا تھا ساحر نہ تھا تاریکی مانند مرگ ساحر
کے ہوئی الا اُسکی پیشانی مجروح سے کچھ شعلے ایسے نکلے کہ وہ جملہ دیوون پر گرے وہ
جلکر خاکستر ہوئے اور بعضون نے یون بھی لکھا ہے کہ دیو مذکور کے مرتے ہی جملہ دیوون پر
جلتے شعلے گرے وہ خود بخود معدوم و غائب ہوگئے اور الغرض اُسکا دھوان ہوا سے
تندتر بلند ہوکے سوئے شاہ طلسم گیا اور یہ انقلاب ہوا کہ وہ صحرا اپنی حالت پر قتل
ساحر سے تھا طلسم کشا نے جو غور سے دیکھا تو ایسا کوہستان و خارستان و دشت
ویران و پر خوف پایا کہ دیکھنے سے اُسکے پریشان خاطر ہوا کیونکہ دمبدم ہوائے تند

سے وہاں غبار بلند ہوتا تھا آفتاب کی تمازت سے زمین کوہستان وخارستان مانند تانبا وآہن گرم کے جلتی تھی ہوا مثل لون کے چلتی تھی وحش وطیر کہیں نظر نہ آتے تھے درخت تو کجا زمین پر گیاہ نہ تھی ہاں ہر جا کانٹے خشک بکثرت تھے ابھی شاہزادہ رستم ثانی ایسے صحرائے پرہول و وحشتناک و پرخطر میں حیران و پریشان کھڑا تھا دیو ستارہ پیشانی کو تیر سے ہلاک کرکے تیسرے دربند طلسم کو فتح کرکے خوش تھا ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم پیدا ہوا اور بالائے فلک بہت سے ٹکڑے ابر زنگار رنگ نمودار ہوئے تھوڑی ہی دیر میں وہ دامن غبار پنجۂ ہوائے تند سے پارہ پارہ ہوا جدید شاہ و سرشار شاہ و گشتاسپ شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ ہمراہ فوج کثیر ساحران دور سے نظر آئے اور وہ ٹکہائے ابر قریب آکے دفعتاً درمیان سے پارہ پارہ ہوئے ساحران نامی وغیر نامی سحر کی سواریوں پر سوار ٹکہائے ابر سے نمودار ہوئے قریب شاہزادۂ رستم ثانی کے آئے اور یہ سب غیر ساحر جو ٹکہائے ابر پر سوار تھے وجہ اسکی یہ ہے کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے اپنے اپنے سحر سے ٹکہائے ابر تیار کرکے ان سب غیر ساحروں کو خدمت شاہزادۂ رستم ثانی میں روانہ کیا کہ جلد پہونچ جائیں غرض خورشید روشن دل و عجائب جادو و جملہ ساحران نامی نے فتح دربند سوم کی تہنیت دی شاہزادۂ رستم ثانی نے خوش ہوکے پوچھا آپ صاحبوں کو اس فتحیابی سے اطلاع کیونکر ہوئی اُن میں سے کچھ ساحروں نے کہا جب آپ ادھر واسطے فتح کرنے دربند سوم کے آئے تھے ہمنے طائران سحر برائے دریافت خبر روانہ کیے تھے انھیں سے ہمکو خبر ملی کہ آپ فتحیاب ہوئے دربند سوم طلسم صندل کو فتح کیا راستہ کھل گیا تاریک جادو و دیو ستارہ پیشانی وغیرہ بہت سے دیو اور ساحر مارے گئے یہ خبر پاکے بعد خوشی ہم سب وہاں سے آپکے پاس آئے شاہزادۂ موصوف انکی تقریر سنکے ان سے خوش ہوکے چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ جدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ سرداران نامی و شاہان گرامی قدر ہمراہ سپاہ کثیر آگئے شاہزادۂ موصوف کے بڑھکر آگئے انھوں نے تہنیت دربند سوم کی دی شاہزادۂ رستم ثانی نے ان سے اور جملہ ساحران نامی سے مخاطب ہوکے کہا پروردگار عالم نے مجکو اپنے فضل وکرم سے اعدا پر فتحیاب کیا اسکا شکر کس زبان سے ادا کروں مجھ تنہا کو ہزارہا ساحروں اور بلاؤں اور دیووں پر غالب کیا یہ کہکے تمام حال دربند سوم کا جو کچھ گذرا تھا بیان کیا سب سنکے متحیر ہوگئے خوش ہوئے اور تعریف و ثنا شاہزادہ موصوف کی دلاوری کی کی اور کہا ای شاہزادۂ ذوالفقار اس صحرا میں تمازت آفتاب بہت ہے یہ صحرا گویا نمونہ صحرائے محشر ہے یہاں سے اور کہیں قیام اگر ہوتا تو خوب ہوتا شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد فکر کرنے کے جواب دیا سامنے درہ ہائے کوہ میں آج کے روز تو اسی جگہ اسی صحرا میں قیام کیا جائے گا

یہ کہکے حکم فراشون کو دیا کہ زیر کوہ اور در ہاے کوہ مین خیام و بارگاہین استادہ و برپا
کرو اُنھون نے حسب الحکم فی الفور جا کے جلد تر خیام استادہ کیے بارگاہین برپا کین شاہزادہ
رستم ثانی ہمراہ سب کے وہان گیا لشکر اُترا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا
ساحران نامی مانند خورشید روشن دل و عجائب جادو و سرداران سپاہ غیر ساحران
مثل حدید شاہ و سرشار شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ نازندرانی
وغیرہ بھی داخل بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ ذیوقار ہوے اور علی قدر مراتب تخت و
کرسی و دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و سرحیا رعیار بھی یعنی چالاک ثانی و برق ثانی و قران
ثانی و سیارہ ثانی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی بھی کرسی پر بیٹھے ساقیان سیمبر کشتیان
شراب ناب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین بحکم شاہزادہ ذی عزت و تمکین بارگاہ مذکور
مین لاکے باقاعدۂ فدویان سلام کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب
جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزۂ نازندرانی و سہراب بن
لندھور و گشتاسپ شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ جملہ اہل بارگاہ کو شراب ناب
ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک بصد خوشی شراب پینے لگا جب سب
میکشی سے فارغ ہوے اور ساقی کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کے لیگئے اور ہر ایک کو
نشہ شراب کا ہوا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دل مین شوق دید رقص و اشتیاق استماع
نغمہ ارباب نشاط ہوا چنانچہ عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے تاب
ضبط نہ لاکے طلسم کشا سے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اول تو آج آپ نے دربند سوم طلسم
صندل کو فتح کیا ہے اُسکی خوشی کرنا ضرور ہی دوسرے اسوقت شراب ناب ہم سب نے
پی ہے بے اختیار دل ہمارا بھی چاہتا ہے کہ رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے لطف اُٹھا ئین
عالم نشہ شراب مین ناچ گانے سے ارباب نشاط کے دل کو خوش کرین شاہزادۂ رستم
ثانی نے اُنکے اس کہنے سے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ دریافت کرو ہمارے لشکر کے ساتھ
کوئی رقاصہ بھی ہے اگر ہو تو اُس سے کہو کہ ہمارے روبرو آکے رقص و نغمہ کرے ملازمان مذکور
نے عرض کیا حضور کے لشکر مین کئی رقاصان خوبرو ہین شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا
اچھا اُن سے کہو کہ یکے بعد دیگرے یہان آکے رقص و نغمہ کرین ملازمون نے حکم سے
شاہزادہ موصوف کے اُنکو باخبر کیا پہلے اُن مین سے ایک رقاصہ خوبرو و حسینہ ہمراہ اپنے
سازندون کے زیور و لباس سے مزین ہو کے بڑے سج دھج کے ساتھ بارگاہ مین
روبرو طلسم کشا کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازندون کے
واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ مذکورہ بصد ادا و کرشمہ
رقص مین سرگرم ہوئی گت ناچنے لگی اہل بزم عالم نشہ مین ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے
لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر ناچ چکی دل اہل بزم کے پامال کر چکی بعد مبارکباد کے
فتح دربند سوم طلسم صندل کے یہ غزل بصد ناز و ادا خوش گلوئی کے ساتھ گانے لگی غزل

تیر نگہ یار کا اٹنک یہ اثر ہی
دل کہتا ہی ناوان ترا دھیان کدھر ہی
لحظہ اٹھاتا ہی بستر غم سے
کب تجکو مرے حال پریشان کی خبر ہی
ای منعم الفت مین نہ مفلس مین سمجھ
رکھی ہوئی شمشیر یہ بالاے سپر ہی
آنکھون مین جگہ دیتے ہین ارباب بصیرت
اک عاشق صادق مرد دنیا مین بشر ہی

دل سینے مین زخمی ہی تو مجروح جگر ہی
ہین مظہر اسرار محبت یہی دونون
میرا شب فرقت مین عصا درد جگر ہی
مارا ہوا ہی کون شب غم کا ازل سے
پاس اپنے ازل سے درم داغ جگر ہی
وہ پوچھتے ہین ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر
سیداتن لاغر ہی کہ اک تار نظر ہے

جب عقل یہ کہتی ہی محبت مین ضرر ہی
اک میرا رخ زرد ہی اک دیدۂ تر ہی
کہتا ہی یہ دل گیسوے جانان مین الجھکر
کیون چاک ہمیشہ سے گریبان سحر ہی
خال سیہ یار نہین ہی یہ ابرو
کیا اب بھی تم اسطرح ترا در دھگر ہی
صد شکر وہ کہتے ہین یہی بزم مین اپنی

ارباب بزم اشعار غزل مندرجہ بہر کو بگوش دل سننے لگے اور کہنے لگے اس غزل مین اچھے اچھے شعر ہین اور یہ رقاصہ بھی بخوبی حسن سے گاتی ہی اور گویا ہر اک شعر کے مضمون کی صورت بتاتی ہی خوب بتاتی ہی علم موسیقی مین یکتاے زمان ہی اسکی ہر تان سے روح تان سین کی قبر مین بیچین ہوجاتی ہی بجو بورا حسرت کرتا ہی کہ افسوس اسکے زمانے مین مین زندہ نہوا کہ اسکا گانا سنتا حظ نفس اٹھاتا غرض جب وہ رقاصہ غزل مندرجہ کو تمام وکمال گا چکی عجائب جادو نے اسی عالم نشہ مین رقاصہ مذکورہ سے فرمایش کی کہ ایک غزل اور ایسی ہی گا جیسے ہر اک شعر عشق وعاشقی مین بھرے ہون رقاصہ مذکور نے حسب فرمایش عجائب جادو غزل مندرجہ بصد عشوہ وادا اونچے سرون مین عجائب جادو کیطرف دیکھکے شروع کی غزل

کیا کرین ہم تجسے ہم کچھ تو بتاتے جاؤ — کوئی پہلو ہمین تسکین کا سمجھاتے جاؤ
اس قدر سخت کلامی دم رخصت نہ کرو — جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ
کچھ ہمین کہنے کو بنا یا ہی ہمین سننے کو — دل مین جو آئے تمھارے وہ سناتے جاؤ
ہی دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین — ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اٹھاتے جاؤ
کچھ تو میرے دل مایوس کو امید رہے — اب کب آؤگے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ
سنا ہی آ کے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان — اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ
فاتحہ گر نہین پڑھتے ہو مری تربت پر — کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ
طالب دید کا کچھ پاس نہین گر تم کو — دور ہی سے مرے جان شکل دکھاتے جاؤ
چاند سی شکل دکھانی نہین منظور اگر — اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ
ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے — نکہت گیسوے مشکین کا سنگھاتے جاؤ
روح کو تو نہ رہے دید کی حسرت باقی — دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ
جان خاطر بھی لیئے جاؤ کر آنا نہ پڑے — آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

جب رقاصہ مذکور غزل دیگر مندرجہ بالا بحسن خوبی گا چکی عجائب جادو وخورشید روشن دل وحدید شاہ وسرشار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوے طلسم کشا نے بھی خوش ہوکے زر کثیر اسے انعام مین دیکے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور ایک رقاصہ بزم مین ہمراہ اپنے سازندون کے آئی اور بطور رقاصہ اولے مذکورہ کے رقص ونغمہ اپنے

سے قلوب اہل بزم شادمان کرنے لگی غزلیں عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے جب
رقاصہ نے سب کو اپنی جانب متوجہ پاکر اور بعض کو سرمست دیکھ کر یہ غزل شروع کی غزل

جو آنکھوں میں رمق جان زار باقی ہے — ابھی کسی کا ہمیں انتظار باقی ہے
جو رونے والا نہیں ہے کوئی تو کیا پروا — ہمارے رونے کو شمع مزار باقی ہے
غلاف کر لیا خنجر کو کس لیے صاحب — ابھی تو آپ کا یہ جان نثار باقی ہے
عجب نہیں جو فشار لحد بھی ہو نہ ہمیں — کہ دل میں حسرت بوس و کنار باقی ہے
سحر کو رخ کا تصور تو شب کو گیسو کا — خیال آپ کا لیل و نہار باقی ہے
نہ اپنے ہاتھ سے دی خاکسار کو مٹی — ابھی حضور کے دل میں غبار باقی ہے
خیال یار کو میرا نہیں نہو لیکن — دلوں میں غیروں کے میرا وقار باقی ہے
کیا ہے آپ سے بے آپ لطف جانان نے — مئے وصال کا اب تک خمار باقی ہے
کہاں ہم اور کہاں باغ جیسے کر لیں — کہ چند روز یہ فصل بہار باقی ہے
مٹا سے دیتا ہے وہ شوخ اور پاؤں سے — کہیں جو میرا نشان مزار باقی ہے
نکل رہا ہے دم آنکھوں سے میرا رک رک کے — دم فنا بھی ترا انتظار باقی ہے
خوشی ہے تم سے بہر حال خاطر محزون — جفا کرو کہ وفا اختیار باقی ہے

یہاں تو یہ رقاصہ رقص کر رہی ہے غزلیں عاشقانہ گا رہی ہے طلسم کشا و صاحب جادو
و خورشید روشن دل و حدید شاہ و سمسار شاہ وغیرہ بارگاہ میں بیٹھے
ہیں سب خوش و خرم ہیں لشکر مانند مور و ملخ اس صحرا میں پڑا ہے بارگاہ میں اور خیام
دور تک ایستادہ ہیں ان سب کو تو اسی صحرا میں چھوڑا جاتا ہے اور حال صندلان شاہ
کا لکھا جاتا ہے کہ شاہ مذکور اپنے دربار میں بالائے تخت حکومت متردد و متفکر بیٹھا تھا
جملہ ارباب دربار حاضر دربار تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے اپنے بادشاہ کو
متردد دیکھکر خود بھی سر جھکائے ہوئے خاموش تھے ناگاہ سوئے فلک سے صدائے
گریہ گوش زد ہوئی صندلان شاہ وغیرہ نے گھبرا کے جانب فلک دیکھا اور کہا آثار معلوم
ہوتے ہیں شاید بیر سحر کے کسی ساحر نامی کا لاشہ لاتے ہیں بے سبب یہ آواز رونے کی
جانب فلک سے نہیں آتی ہے وہ سب اپنے دلوں میں یہ کہہ رہے تھے اور سوئے فلک
دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک بونڈ لاگرد کا ظاہر ہو کے سر صندلان شاہ پھر آیا اور لاشہ
تاریک جادو کا قریب تخت شاہ طلسم ڈالکر سوئے صحرا چلا گیا صندلان شاہ و جملہ اہل دربار
لاشہ ساحرہ مذکورہ دیکھکر ملول و غمگین ہوئے چہرے حیرت و غم سے فق اور زرد ہو گئے
خصوص صندلان شاہ کو تو حیرت سے سکتا سا ہو گیا رنگ چہرے کا اڑ گیا مارے ـــ سے
اشک آنکھوں میں بھر لایا ہاتھ اپنا اپنے زانو پر مار کر اپنے وزرا کی طرف دیکھکر کہنے لگا
ہائے غضب تاریک جادو دایہ میری بھی قتل ہو گئی یہ مجھ سے بہت الفت رکھتی تھی علاوہ
دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے اس نے بہت سے سحر بھی مجھے سکھائے تھے یہ سحر و ساحری میں

میری نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کچھ ہی کم نفی بوجہ اسکے حقوق اور ساحرۂ زبردست ہونے کے مین نے اسکو راہ دربند طلسم سوم مین درمیان درۂ کوہ کے براے سد راہ دربند مذکور مقرر کیا تھا سوا اسکے صدہا ابلائین اور شیاطین بھی اُس درہ مین واسطے اسکے کہ اس درہ کوہ سے کوئی دشمن جانب دربند سوم جانے نپاے معین کیے تھے وہ کیا قتل ہوگئے مرگئی گویا میری مادر مرگئی جیسی یہ میری خیرخواہ تھی ویسی ہی میری نانی صاحبہ بھی تھین افسوس ہزار افسوس مین نے اپنی آنکھون سے لاشہ اپنی دایہ کا دیکھا نہین معلوم اس کو کس نے قتل کیا ہی یہ ساحرہ زبردست تھی ایسے ویسے ساحر نے تو اسے قتل نہ کیا ہوگا لیکن کسی ساحر زبردست نے مانند عجائب جادو یا خورشید روشن دل کے اسے ہلاک کیا ہوگا یا یہ دست طلسم کشا سے قتل ہوئی ہوگی وزرا نے بعد افسوس کرنے اور محزون ہونے کے عرض کیا حضور حال قتل اسکا کتاب سامری سے فورًا دریافت کرین کہ آیا ایسی زبردست ساحرہ کو کس نے قتل کیا ہی شاہ طلسم نے کتاب سامری مین دیکھکر وزرا سے کہا اسکو طلسم کشا نے بہدایت لوح قتل کیا ہی یہ لوح طلسم کے سبب سے طلسم کشا پر غالب ہوئی ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوئی اگر کوئی ساحر اس سے مقابلہ کرتا تو یہ قیامت برپا کرتی یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا یہان سے اُٹھا کر لیجاؤ اور موافق ہمارے دین کے اسے آگ مین جلاؤ حسب الحکم ملازم لاشہ اسکا اُٹھا کر لے گئے ابھی لاشہ تاریک جادو کا دربار سے ملازم اٹھالے گئے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گردکا اور آیا اُس مین سے لاشہ دیو ستارہ پیشانی کا کہ طلسم بند تھا عین دربار مین گرا صندلان شاہ وغیرہ اسکے لاشے پر نظر کرکے ازحد متحیر ہوے صندلان شاہ افسوس کرکے کہنے لگا کیا زمانہ میرے ادبار کا آیا ہی کہ ساکنان و حاکمان دربندہاے طلسم صندل قتل ہو رہے ہین لاشے انکے پے درپے آرہے ہین مین دیکھ رہا ہون سوا غم والم کے کچھ تدبیر کر نہین سکتا ہون دل میرے ایسے بڑے ہین اور ستارے میرے طالع کے ایسے کرتے ہین کہ مین واسطے مقابلہ طلسم کشا کے لشکر لیکر جا نہین سکتا دربند طلسم صندل پے درپے لوٹ رہے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین کیا کہون کتاب سامری میرے جانے کے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے کے باب مین مانع ہی ورنہ طلسم کشا وغیرہ کو ہلاک کرتا مجبور ہون اپنے گھر سے نکل نہین سکتا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا یہ لاشہ دربار سے اُٹھا لیجاؤ اور اُسی طرح اسے بھی جلادو وہ اُسی وقت اُٹھالے گئے بعد اسکے اور بھی لاشے ساحرون کے آئے وہ بھی دربار سے شاہ طلسم نے اُٹھوا کر جلوا دیئے پہرتا دیر سر بزانو شاہ طلسم بیٹھا رہا اور فکر کیا کیا بعد فکر بسیار اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھکر ملفوف کرکے مُہر اپنی کرکے اپنے اہل دربار سے ایک ساحر مسمّے شہباز جادو سے اشارہ کیا کہ اس نامے کو مرائت جادو کے پاس لیجا اور اسے دے کے یہ کہنا کہ جو کچھ شاہ طلسم نے اس نامے مین تجکو لکھا ہی اگر تو اسپر عمل کریگی تو شاہ طلسم تجکو اسقدر انعام کثیر دیگا کہ تو بہت خوش ہوگی یہ اُس سے کہکے تو چلا آنا ساحر مذکور نامہ

لیکر جانب مرأت جادو روانہ ہوا اور در بند چہارم طلسم صندل مین جلد پہونچکر نامہ مالک
دربند چہارم مرأت جادو کو دیا اور جو کچھ شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی اُس سے کہا وہ
بھی تقریر شہباز جادو کی سنکے بہت خوش ہوئی نامہ کو سر پر رکھکر آداب و تعظیم
نامے کی بجا لاکے شہباز جادو کو اپنے دربار مین بٹھا کے میر منشی کی طرف مخاطب ہوکے کہا
لے یہ نامہ فیض شمامہ پڑھو اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ کو نکال کے باواز بلند پڑھا
عبارت اُس نامے کی یہ تھی اور شاہ طلسم نے یہ لکھا تھا کہ اے مرأت جادو اگر تو کسی مکر و
فریب سے لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر میرے پاس لے آئے اور شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار
کرکے اُسکو بھی مجھ تک پہونچائے تو مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اس قدر انعام مین زر و
جواہر تجکو دونگا کہ تو مالا مال ہو جائیگی بہت خوش ہوگی اور وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ سا کنان
طلسم صندل تیرے مرتبہ پر نظر کرکے رشک کرینگے طلسم کشا دربند سوم کو فتح کر چکا
ہے یقین ہے کہ امروز و فردا دربند چہارم تک آئیگا تجکو جو سامان واسطے اُسکی گرفتاری کے
کرنا منظور ہو کرلے اور جو کچھ تجکو درکار ہو وہ طلب کر مرأت جادو مالک دربند چہارم
طلسم صندل یہ عبارت نامۂ مذکور کی سنکے شہباز جادو سے مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ اے
شہباز جادو تم یہان سے جاکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچکر پہلے میری جانب سے
آداب و تسلیمات شاہ طلسم کی خدمت مین عرض کرنا بعدہ یہ کہنا کہ موافق حکم حضور یہ
کنیز لوح طلسم کے لینے اور طلسم کشا کو گرفتار کرنے کی فکر و تدبیر کریگی حتی الامکان اُسے
گرفتار کرکے لوح لے کے حاضر خدمت حضور ہوگی اور یہ بھی کہنا کہ بالفعل کسی شئی کی ضرورت
نہین ہے اگر ضرورت اور حاجت کسی شئی کی ہوگی تو بذریعہ عرضی طلب کر لیگی یہ کہکے
ساقی کو طلب کیا وہ ساغر بلور و شیشہ مے لایا اور باشارہ کہا کہ شہباز جادو کو شراب
پلا ساقی نے شراب سے بھرکر اُسے جام دیا وہ شراب پی کر اُس سے رخصت ہوکر خدمت
شاہ طلسم مین گیا اور جو کچھ مرأت جادو نے کہا تھا شاہ طلسم سے عرض کیا صندلان شاہ
تمام تقریر سنکے کہنے لگا مجھے یقین ہے کہ مرأت جادو علاوہ ساحرہ زبردست ہونے کے
مکر و فریب و شعبدہ و حیلہ سازی مین یگانۂ آفاق ہے ضرور وہ لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر
اُسے گرفتار کریگی یہ کہکے خاموش ہوا بیان تو شاہ طلسم مرأت جادو کو نامہ روانہ کرکے
عرض اُسکی زبانی شہباز جادو کے سنکے خوش ہوکے بیٹھا ہے لیکن اب احوال لشکر طلسم
کشا و طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ لشکر طلسم کشا صحرا مین جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے
اُترا تھا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین بیٹھا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو
و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزۂ ناز بدرانی و سہراب بن لندھور
و گشتاسپ شاہ وغیرہ بھی یمین و یسار طلسم کشا کے بیٹھے تھے رقاصہ رقص کر رہی تھی
سب عالم نشۂ شراب مین بیٹھے ہوئے رقص و نغمہ رقاصۂ مذکورہ سے خوش ہو رہے تھے
جب وہ رقاصہ اپنے رقص و نغمہ سے شادیر قلوب ارباب بزم عشرت شادمان کر چکی ناچ

اور گانا اُس تلے تھک کر خستگیٔ آواز سے مجبور ہوکر موقوف کیا طلسم کشا نے اپنے ملازمون سے باشارہ کہا اسے زر انعام حسب لیاقت اسکے دے کر اسے رخصت کرد اُنھون نے فوراً حکم کی تعمیل کی بعد اسکے جانے کے اور کئی رقاصان خوبرو سے روبرو طلسم کشا کے آکے ناچ کر غزلین گائین اُسوقت خورشید روشن دل نے اُن رقاصان خوبرو سے مخاطب ہوکے کہا ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم سب برابر کھڑی ہوکر کوئی غزل شروع کرو اور ہر رقاصہ علیحدہ علیحدہ تان لگائے اور آپس مین بحث و مباحثہ تانون مین ہوتا کہ ہم سب کو حظ ملے رقاصان مذکورہ نے یہ تقریر خورشید روشن دل کی سنکر سب برابر بندہ کر کھڑی ہوئین اور یہ غزل گانے لگین غزل

مرحبا ای دل و دین لے کے مکرنے والے ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے
یہ تو پوچھیں مرے مرقد پہ گذرنے والے کیا گذرتی ہے تری چال پہ مرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے
داغ دل سے مرے کہتا ہے یہ اس کا جوبن دیکھ اس طرح ابھرتے ہین ابھرنے والے
خوش نوائی نے رکھا ہمکو اسیر ای صیاد ہم سے اچھے رہے صدقے مین اترنیوالے
داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین اپنی جان سے دور آپ پہ مرنے والے

جب رقاصان مذکور یہ غزل گاچکین سب اہل بزم بہت مسرور ہوئے خصوص خورشید روشن دل ہر ایک رقاصہ کی تان پر بیخود ہوجاتا تھا عجب سماںبندھا تھا ہر ایک اہل بزم مدہوش تھا غرض وہ روز اور نصف شب تک بزم عشرت مین ارباب نشاط نے دلہائے اہل بزم کو اپنے تلپنے اور گانے سے خوش کیا بعدہ اُنکو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا جب وہ رقاصان مہ جبین جاچکین تب سب اہل بزم نے متفق ہوکر شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اسوقت دل ہمارا بہت چاہتا ہے کہ خواجہ عمرو ثانی نے بجائین اور کچھ گائین شاہزادہ رستم ثانی نے منظور کرکے خواجہ عمرو ثانی سے کہا کہ یہ سب آپکے نے بجانے اور گانے کے بہت مشتاق ہین انکی خوشی کرنا آپکو بھی لازم ہے خواجہ عمرو ثانی نے بسبب اسرار کرنے شاہزادہ رستم ثانی اور سب اہل بزم عشرت کے نے زنبیل سے نکالی اور اُس کے پردون کو درست کرکے بجانی شروع کی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے غزل

جتنا ہی چاہیے ستانے ستم ایجاد مجھے شکل تصویر ہون آتی نہین فریاد مجھے
آکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے خاک اوڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے
آج کیون ہچکیان آئین دل ناشاد مجھے شاید اُس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے
ذبح کر باندھ کے منقار نہ صیاد مجھے دم گھٹا جاتا ہے کرنے دے فریاد مجھے
کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا اشک سرشک ناخلف دے مرے اللہ نہ اولاد مجھے
تیغ رکھ رکھ کے گلے پر سے ہٹا لیتا ہے یہ لگاوٹ تری بھاتی نہین جلاد مجھے
تھا کسی وقت مین مجنون بھی مرا درد شریک اسکو دیوانہ کیا عشق نے برباد مجھے

خواجہ عمرو ثانی نے ایسی نے بجائی اور ایسا گایا کہ ہر ایک شخص آپ سے بے آپ ہوگیا

اپنے سر و پا کی خبر نہ رہی تب عمرو ثانی نے یہ حال دیکھکر قو کو نذر زنبیل کیا اور شاہزادہ
رستم ثانی سے عرض کیا کہ اب مجکو نیند معلوم ہوتی ہی رات بہت آئی ہی قریب تین
بجنے کے ہین کل پھر انشاء اللہ ذ بجا و رنگا شاہزادۂ رستم ثانی نے عذر خواجہ عمرو ثانی
قبول کیا اور بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا سب اہل بزم بھی بہت خوش ہوے
جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک شاہ و سردار لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ
مین گیا بستر خواب پر جا کے راحت پذیر ہوا شاہزادۂ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین فرش خواب
پر لیٹا خواجہ عمرو ثانی بھی اٹھکر اپنے خیمے مین گئے چالاک ثانی وغیرہ بھی اپنے خیمے مین گئے
شب کو لشکر مین سے کئی سوار اور ایک سردار نے تمام لشکر کی حفاظت کی جب صبح ہوئی
شاہزادۂ رستم ثانی بعد ادا ے نماز صبح اپنی بارگاہ مین دنگل پر بیٹھا سرداران لشکر
و عجائب جادو و خورشید روشن دل و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ
فیروزۂ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ بارگاہ مین
پاس شاہزادۂ موصوف کے گئے اور علیٰ قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے طلسم کشا
نے عجائب جادو سے مخاطب ہوکے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھکر
سوے دربند چہارم جاؤن اُس نے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار جانا تو آپکا ہا لبت
دربند چہارم پر ضرور ہی لیکن یہ دربند بہ نسبت اُن تین دربندون کے سخت و دشوار گذار ہی
مین خوب جانتا ہون کہ اس دربند کی جو کیفیت ہی اور جو بند و بست وہان کا ہے
ہر ایک ساحر کو وہان کے جانتا ہون خصوص مرآت جادو مالک دربند چہارم سے
خوب آگاہ ہون وہ ساحرۂ زبردست و فریب دہ از حد ہی مکر و حیلہ مین لاثانی ہے
شیطان سے بھی کید و مکر و فریب مین کچھ بڑھی ہوئی ہی خدا آپ کو اسکے شر و فساد
سے بچائے کیونکہ وہ بلاے بے درمان ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آج جانب
دربند چہارم نہ جایئے کسی روز وقت و ساعت نیک دیکھ کے جایئے گا اے شاہزادہ
قدیجاہ مین آپ کو جانے کا مانع نہوتا مگر خود بخود دل میرا آپ کے اُدھر جانے سے
دھڑکتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے مسکرا کر جواب دیا چونکہ ابھی تمنے
حال مکر و فریب مرآت جادو مالک دربند چہارم کا بیان کیا ہی اور مجھسے تم اُلفت قلبی
رکھتے ہو میرے خیر خواہ و معاون ہو اس وجہ سے دل تمہارا میرے اُدھر جانے سے دھڑکتا
ہی یا مین خیال کرتا ہوں کہ مبادا ساحرہ مذکور سے مجھے ضرر پہونچے اگر وہ ساحرہ زبردست ہی
اور بقول تمہارے کیا دو مکار ہی تو کیا اندیشہ ہی مین صاحب لوح طلسم ہون مجھسے وہ
کیا شر و فساد کر سکے گی کچھ بھی مجھے وہ ضرر نہ پہونچا سکے گی مین دلاور و بہادر ہون مجھے
روز سعید و وقت و ساعت نیک مین اُدھر جانا کچھ ضرور نہین ہی مین آج ہی جاؤنگا
عجائب جادو نے یہ تقریر سنکے جانب خورشید روشن دل دیکھا اُس نے بھی
شاہزادۂ رستم ثانی سے کہا کہ آج جانب دربند چہارم نہ جایئے عجائب جادو نے

کچھ سمجھ کے آپ سے کہا ہی اور مین بھی علم کہانت کے ذریعہ سے یہ کہتا ہون کہ مجھے اپنے علم کے
ذریعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جانا اسوقت آپکا اچھا نہین ہی طلسم کشا یہ تکہ ایک دست
جبی شعلہ خو آتش مزاج مشہور رہی جواب وہ ہوا کہ مین آج ضرور ہی جاؤنگا جو منھ سے
نکلا ہی وہی کرونگا عجائب جادو و خورشید روشن دل یہ سنکے خاموش رہے
شاہزادہ موصوف مسلح ہوکے اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے ہر اک سے رخصت
ہوا بعدہ اُس نے لوح کو دیکھا لوح طلسم سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اگر اسی وقت
عزم تیرا جانے کا ہی اور اپنے احباب کے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی تو اختیار ہی راہ
دربند چہارم یہان سے سیدہی ہی اور یہ دربند بقول عجائب جادو کے بڑا دشوار
گذار ہی فتح ہونا آج اسکا مشکل ہی ہان بعد چند روز کے آسان ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
نے لوح کو دیکھکر دل مین اپنے خیال کیا کہ لوح مین بھی یہی لکھا دیکھا ہی کہ آج فتح ہونا دربند
چہارم کا مشکل ہی پس اچھا مین بدشواری و مشکل اس دربند کو فتح کرونگا یہ خیال کرکے
تفنن اپنی سخن پروری پر نظر کرکے شاہزادہ رستم ثانی روانہ ہوا ادھر عجائب جادو و
خورشید روشن دل نے باہم مشورہ کرکے طائر ان سحر کو اسیوقت برائے دریافت خبر
طلسم کشا روانہ کیا شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ بسیار قریب ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
کے پہنچا دیکھا نہایت محکم قلعہ ہی چہار دیواری قلعہ کی سنگ سخت کی ہی خندق پر آب سے
پل تختہ نہین بجاے پل تختہ کاغذ کا پل ہی اُسپر کئی پتلے مسلح کھڑے ہین دروازہ قلعہ کا
بند ہی بالائے قلعہ ہزار در ہزار ساحران نابکار ہین مستعد جنگ و پیکار ہین نہایت
خبردار و ہوشیار ہین اور بجز در قلعہ کے اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی یہ دیکھکر
طلسم کشا نے اپنے دل مین کہا ہر چند کہ یہ قلعہ نہایت مضبوط ہی اور ہزارہا ساحر بالائے
قلعہ ہین لیکن مین بضرب گران در قلعہ کو توڑکر اندر قلعے کے جاؤنگا اگر ساحران نابکار
آمادہ کارزار ہونگے اُن سے لڑونگا تیغ آبدار سے سب کو قتل کرونگا انکا سحر مجھپر اثر نہ کریگا
کیونکہ میرے پاس لوح طلسم صندل ہی یہ دل مین کہکر مرکب کو سوے در قلعہ بڑھایا
ناگاہ چند گھسیارے گھاس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے دور سے دکھائی دیے
اُسوقت طلسم کشا نے بمقدمہ دریافت حال قلعہ گیری لوح کو دیکھا لوح مین نکلا کہ ای
طلسم کشا یہ وہ قلعہ نہین ہی کہ جس کا در بضرب گرزگران ٹوٹ جاے اور تو داخل
قلعہ ہو لہذا اس خیال محال سے درگذر اگر بسہولت داخل قلعہ ہونا منظور ہے تو توقف
کر جب گھسیارے نزدیک تیرے آئین اُنکو بنظر غور دیکھ جس گھسیارے کی پشت پر
سنگ پشب ہو یہ اسم الٰہی پڑھ ورد زبان کرکے اُسی گھسیارے کی جاے قدم پر
قدم رکھکر سوے در قلعہ جا اس طریقے قلعے مین جانے سے اہل قلعہ در قلعہ کھول دینگے
کاغذ کا پل جو دکھائی دیتا ہی یہ بمنزلہ پل تختہ کے ہو جائیگا پتلے کاغذ کے اسکو اور اسکے ساتھ
والے گھسیارون کو نہ روکینگے نام اس گھسیارے کا سنگ پشت جادو ہی یہ ساحر

نہایت زبردست ہی اسی طور و وضع سے یہ رہنا ہی جائے عجب نہین ہی یہ طلسم ہی ہر ایک ساحر
کو جدا جدا خدمت سپرد ہی اور جدا جدا اشکال و اوضاع سے رہتے ہین ہمراہی ساحر مذکور
کے بھی ساحر ہین اگر تو اس اسم اعظم الٰہی کو جو کندہ لوح پر لکھا ہوا ہی ورد زبان کرتا ہوا قدم
بقدم سنگ پشت جادو کے جائیگا تو ببرکت اسم اعظم الٰہی موصوف کے کوئی تجکو نہ
دیکھے گا جب دروازہ قلعے کا کھلے گا سب گھسیارون کے ساتھ تو بھی داخل قلعہ ہو جانا اور
یہی اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا جس طرف دل چاہے جانا کوئی تجھے نہ دیکھے گا اور جو کام کرنا
بغیر لوح دیکھے نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا اس دربار کو مثل دربار اول و دوم
وسوم نہ سمجھنا اسمین جان کے لالے پڑ جاتے ہین گے فتح اسکی بہت دشواری سے ہوگی طلسم کشا
حکم لوح سے آگاہ ہوکے اسم اعظم مذکور کو جو لوح مین دیکھا تھا ورد زبان کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے وہ سب گھسیارے گھانس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے قریب در
قلعہ آئے طلسم کشانے غور سے دیکھا جس گھسیارے کریہ منظر کی پشت پر نشان سنگ
پشت دیکھا اسی کی جائے قدم پر قدم رکھا اور ساتھ سب گھسیارون کے اسی طور سے
شاہزادہ رستم ثانی چلا یہان تک کہ اس کاغذ کے پل پر قدم رکھا اور اسے طی کر کے متصل
در قلعہ پہونچا اس گھسیارے نے در قلعہ پر پہونچکر ہاتھ اپنا در قلعہ پر رکھا دروازہ
قلعے کا خود بخود کھل گیا اور کاغذ کے پتلون نے بزبان فصیح اس سے بعد ادب
سلام کیا اور کہا آج آپ کے ساتھ کوئی شخص غیر تو نہین ہی ہمین تردد ہے طلسم کشا
ادھر آنے والا ہی اس نے جواب دیا اے حافظان در قلعہ طلسمی دیکھو بظاہر تو ہمارے
ساتھ کوئی غیر نہین ہی ہم حسب دستور آج بھی آئے ہین اور قلعے مین جاتے ہین اپنے کار
متعلقہ مین مصروف ہین اگر ہم کسی غیر یا طلسم کشا کو دیکھتے تو بھی اسکو اپنے ہمراہ یہان
تک نہ لاتے اور حتی الامکان اسے قتل و گرفتار کرتے کیا ہمین اطلاع نہین ہی کہ اسطرف
طلسم کشا آنے والا ہی مرات جادو نے اہل قلعہ کو آمد طلسم کشا سے پہلے ہی آگاہ
کر دیا ہی جملہ ساحر ہوشیار و خبردار ہین سب اسکے آنے کے منتظر ہین سامان جنگ
کر چکے ہین یہ سنکے حافظان در قلعہ نے بغور سب گھسیارون کو دیکھ کے کہا آپ جایئے
وہ گھسیارا ہمراہ سب گھسیارون کے داخل قلعہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا
بھی انکے ساتھ داخل قلعہ ہوا وہ پتلے کاغذ کے بطور قبل کھڑے رہے سنگ پشت جادو
نے جانب در قلعہ دیکھکر سحر پڑھ کر انگشت سے اشارہ کیا در قلعہ خود بخود بند ہو گیا
شاہزادہ رستم ثانی تقریر ان پتلا کاغذ کے پتلون کی اور سنگ پشت جادو کے ہاتھ اٹھانے
اور اشارہ کرنے سے در قلعہ کا کھلنا اور بند ہو جانا دیکھکر بہت حیران ہوا دل مین سمجھا
کہ سنگ پشت جادو کو در قلعہ کے بند کرنے کی اور خود ہی کھول کے روز آنے
اور جانے اور گھاس لانے کی خدمت شاید سپرد ہی یہ سمجھ کر خاموش رہا اور انھین گھسیارون
کے ہمراہ چلا تھوڑی دور جاکر وہ سب گھسیارے ایک طرف چلے گئے شاہزادہ

رستم ثانی ایک طرف وہی اسم اعظم آلہی ورد زبان کرتا ہوا چلا اور ہر چہار طرف دیکھتا اور سیر کرتا ہوا رہرو طلسم کشائی ہوا قلعے مین داخل ہو کے دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی رعایا دل شاد ہی عمارتین بکثرت پختہ اور بلند ہین ہر در و دیوار پہ نقش و نگار بنے ہوے ہین ہر مکان مانند دلھن کے آراستہ ہی دل یہ چاہتا ہی کہ اس مکان کی صفائی عمارت و نقش و نگار کو دیکھا کرے سڑکین ہر طرف پختہ و صاف ہین صفائی سڑک کی کیا تعریف لکھی جاے مختصر یہ ہی کہ اگر شب تاریک مین سوئی گر پڑے تو کور ما در زاد اسکو فوراً اٹھالے اسکے ڈھونڈھنے مین اسے ذرا بھی دقت نہو گی اس شہر مین جابجا خوشنما بنے ہین عمارتین اکثر مدور مانند گنبد کے ہین جو بروج ہین وہ رشک بروج آسمان ہین ساکنان شہر ایسے حسین و خوبرو و خوش قطع ہین کہ غیرت وہ سیارگان ہین یا مانند مہر و ماہ ہین اگر حسینان چین و چگل انہین دیکھین تو اپنے حسن کو بھول جائین رشک سے جل جائین بمصداق اس شعر کے شعر دیکھکر انکو حسینان جہان یہ بولین ؛ ایسے بے مثل طرحدار نہ دیکھے نہ سنے ۔ دوکانین دو طرفہ سر کوچہ و بازار مین پختہ ہین دوکاندار لباس پاکیزہ و صاف پہنے ہوئے بیٹھے ہین ان دوکانون پہ انواع و اقسام کا اسباب رکھا ہی کسی طرف جوہری بازار ہی جوہری جواہر بیش بہا و اسباب طلائی جواہر نگار لئے بیٹھے ہین روپیے اشرفیون کے ڈھیر انکے رو برو لگے ہین صندوقچے جواہرات کے الماریون مین چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے دونون طرف پہلوون مین رکھے ہوے ہین رؤساے شہر جواہرات ان جوہریون سے خرید کر رہے ہین اور گوٹا پٹھا تو اسقدر بکتا ہی کہ دوکانین گوٹے والون کی خالی ہو گئی ہین خریدار پھر پھر جاتے ہین گوٹے والے کارخانہ دارون پہ تاکید شدید بار بار کر رہے ہین کہ روپیہ جس قدر تمکو درکار ہو پیشگی لے لو مگر بہت جلد لچکہ گوٹا پٹھا وغیرہ کاریگرون سے بنوا کر لے آو کسی جانب کوٹھیان اور دوکانین تاجرون کی کھلی ہوئی ہین اسباب طرح طرح کا انکی دوکانون پہ اور کوٹھیون مین رکھا اور بھرا ہی یہ تاجر و دوکاندار بھی لباس نفیس پہنے ہوے بیٹھے ہین خریدارون کا اس قدر ہجوم ہی کہ تاجرون دوکاندارون کو بھی بسبب اسباب وغیرہ فروخت کرنے کے مہلت کھانے پینے کی نہین ملتی ہی کسی طرف کنجڑنین جوان و حسین و خوبرو نارنگیان و انار مانند پستان خوشنما کے چھابیون مین خوشنمائی سے لگاے ہوے بیٹھی ہین سوا نارنگی و انار کے میوہ فروشون کی دوکانون پر دیگر اشیاے خوب و مرغوب بھی ہین انکی دوکانون پر بھی خریدارون کا ہجوم ہی بہت سے خریدار شریفہ و امرود و نارنگی و انار و سیب وغیرہ اور بہت سے سیب ذقن اور انار پستان کے دستیاب کرنے کی فکر مین کھڑے ہین بنظر حسرت ہم آغوشی اور بہ تمناے ہم بستری انہین دیکھ رہے ہین وہ ناز و غمزہ و عشوہ و کرشمہ و ادا و غرور حسن و جمال اپنے سے انکی طرف دیکھتی بھی نہین ہین اگر کسی عاشق جان نثار کی طرف ترچھی نظر سے دیکھ لیتی ہین تو وہ خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہی خرمی سے نہال ہو جاتا ہی اپنی خوبی قسمت پہ ناز کرتا ہی جامۂ کشادہ اسکا مارے خوشی کے

تنگ ہوا جاتا ہے کلاہ اپنے سر پر کج کرکے اکڑتا ہے جو رقیب اُسکے ہین وہ اُس سے جلتے ہین
آتش حسد سے جلکر کباب ہوئے جاتے ہین وہ کنجڑنین خریدارون سے ہاتھ سودا کیا بیچتی
ہین گویا اُنپر احسان کرتی ہین جسکو کوئی شئے مانند نارنگی یا امرود یا انار یا شریفہ یا ناشپاتی
وغیرہ کے اپنے ہاتھ سے دے دیتی ہین وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ نارنگی کیا ہاتھ آئی گویا پستان
اُسکے ہاتھ آئے ہین یہ سمجھکر خوش ہوتا تھا اور بعوض ایک نارنگی یا ایک امرود و شریفہ
و انار و ناشپاتی وغیرہ کی قیمت کے زر کثیر دیتا تھا کوئی عاشق ایک اشرفی کوئی دلدادہ
پانچ یا دس اشرفیان دیکر کوئی پھل یا کوئی میوہ اُس سے لے لیتا تھا اور بجا سے خود
فخر کرتا تھا کہ آج ہماری محبوبہ کے ہاتھ سے ہمکو ایک انار شیرین ملا اُسکے ہاتھ سے ہمارا
ہاتھ مس ہوگیا کیا دل افسردہ ہمارا خوش ہوا اور روح کو راحت ملی سوزش داغ جگر گویا
باقی نہ رہی برسون کی امید آج برآئی شاہزادہ رستم ثانی دوکانداران مذکور کو اور
کنجڑنون کی دوکانون پر جماو عشاق کا دیکھتا ہوا اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا آگے
بڑھا وہان دیکھا کہ پالین جا بجا ساقنون کی پڑی ہین کہ ان کے نیچے ہین حقے
سے پیچوان رکھے ہین کہیں کہیں لکڑیان جلتی ہین چرس کے نشے باز پی رہے ہین چلمین چرس
کی ہاتھون مین ہین نشہ باز کس کس کر دم لگا رہے ہین کہ چلمون سے دم بدم شعلے نکل رہے ہین
ساقنین بناؤ سنگار کیے بیٹھی ہین لباس رنگین و بہاری اور زیور نقرئی و طلائی پہنے
ہین سامنے اُنکے چھوٹی چھوٹی منگیان رکھی ہین اور حقے مراد آبادی بہت خوشنما بڑے بڑے
لگے ہین نیچے اُنکے کلابتون سے بندھے ہوئے نہایت نفیس ہین دیکھنے والے تعریف اُسکے بنانیوالے
کی کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ دیکھو کیا اچھا کاریگر تھا جسنے یہ نیچے عمدہ بنائے
ہین آگے بی ساقن کے ایک صندوقچہ فیض آبادی بہت عمدہ رکھا ہوا ہے اسمین چرس بھری
ہوئی ہے عشاق اُنکے اُنکو چرس کے نشے مین گھور رہے ہین کوئی دائرہ بجا رہا ہے خیال
گا رہا ہے نشہ باز بگوش دل سن رہے ہین تعریف اُس خیال گانے والے کی کر رہے ہین
اشرفیان اور روپیے دے دیکر ایک ایک چلم چرس کی ساقنون سے لیکر دم چرس کا
مار رہے ہین دھوان اُڑ رہا ہے کوئی نشہ باز اشرفی دیکر کہتا ہے کہ بی ساقن ایک چلم
مال جہان کی بھر دو کوئی کہتا ہے کہ یہ پانچ اشرفیان لو اور اپنے بیٹھرو میری چرس کی
چلم ہمین بھر دو کہ نشہ خوب ہو ساقنین اپنے حسن و غرور مین بیٹھی ہوئی چلمین آدمیون کو
دے رہی ہین وہ آگ اُسپر رکھکر نشہ بازون کو دے رہے ہین کچھ نشہ باز مفلس و نادار
بھی وہان کھڑے ہین بحسرت و یاس دیکھ رہے ہین ساقنون سے مخاطب ہوکے بحسرت
و یاس کہہ رہے ہین شعر　بی بی ساقن دمون کی خیر رہے　ہم ہی محروم دم بغیر رہے
ساقنین اُنکی تقریر سنکے اُنکو غریب و نادار جانکے اُنھین کچھ جواب نہین دیتی ہین بلکہ بکثرت
غرور حسن سے اور بوجہ اُنکی بے زری کے منھ اُنکی طرف سے پھیر لیتی ہین کسی جانب کسی
کوچے مین دو دو طرفہ دوکانین بزازون کی ہین ہر طرح کا کپڑا سوتی اور ریشمی سوٹا مہین

اُنکی دوکانون پر موجود ہی کیجلی کے تھان عمدہ عمدہ گٹھریون مین بندھے رکھے ہین
ایک سمت گٹھریان کمخواب و زربفت کی رکھی ہین ایک جانب طافتے گرنٹ و اطلس و ساٹن کے
کے المایون مین مزین ہین شربتی کے تھان بیحد رکھے ہوے ہین کچھ تھان گلبدن و
مشروع کے بنارسی اور اعظم گڈھ کے ہر دوکان پر موجود ہین ساریان بنارسی بیش قیمتی
نہایت عمدہ رکھی ہوئی ہین اور انگریزی کپڑا تو اسقدر ہی کہ ہر دوکان پٹی پڑی ہے
دوکاندار بیٹھے ہوے ہین ہزارہا مردمان شہر ہر قسم کا کپڑا خرید کر رہے ہین دلال
اپنی بولی مین بزازون سے کچھ کہہ رہے ہین خریدار اُنکی تقریر نہین سمجھتے ہین جو کپڑا
مثلاً روپیے گز کا ہی دلال بزازون سے ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ گز تک کا ہے اور خریدار کو
دلوا رہے ہین خریدار دوکاندار وان سے کچھ تکرار نہین کرتے ہین جو قیمت دوکاندار
کہتا ہی وہ فوراً دیدیتے ہین بازار گرما گرم ہی خریدار پر خریدار چلے آتے ہین ہر ایک دوکاندار
کی بکری ہر روز ہزار ہزار دو دو ہزار کی ہوتی ہے دلال بھی مالدار ہو گئے ہین کسی کوچے مین
کتب فروشون کی دوکانین ہین صدہا کتابین ہین ہر ایک علم فن کی اُنکی دوکانون مین موجود
ہین اہل علم و طالب علم اُنکی دوکانون پر بیٹھے ہین کتابین حسب دلخواہ خرید کر رہے ہین
کوئی شخص فسانۂ عجائب خرید کر رہا ہی کوئی طلسم الفت کی قیمت پوچھ رہا ہی کوئی الف لیلے
کی جلدین مانگ رہا ہی کوئی قصۂ حاتم طائی طلب کر رہا ہی کوئی چہار درویش کے دام
دے رہا ہی خریدارون کا دوکانون پر اتنا مجمع ہی کہ کتب فروشون کو بیچنا دشوار ہی کسی
کوچے مین پتنگ فروش اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہین اکتاوے دوتاوے کنکوے
رنگ برنگی بنائے ہوے ہین وہ بیل بوٹے اور نقشا و پرین اُن مین بنی ہین کہ دیکھنے والون
کو حیرت ہوتی ہی کسی کنکوے مین بادون سبھا کی پریان ناچ رہی ہین کسی مین رستم و سہراب
کی کشتی ہو رہی ہی کسی مین گھڑ دوڑ ہو رہی ہی خریدارون مین بحث ہو رہی ہی کوئی کہتا ہی کہ ہم
لینگے وہ کہتا ہی کہ ہم لینگے خریدار آپس مین کٹ رہے ہین دگنی چوگنی قیمت دیکر پتنگ خرید
کر رہے ہین دوکانداروں کا اُنکی خواہش سے زیادہ فائدہ ہو رہا ہی چرخیان بے شمار دور کی
رکھی ہین کسی چرخی پر مسی کا مانجھا چڑھا ہی کسی پر سیندور کا مانجھا ہی کچھ چرخیان خالی بغیر ڈور
کی نقشی و سادی رکھی ہین گولے سادی ڈور کے بھی موجود ہین کچھ گولے تلچو پری کے ہین کچھ
زرد ہین کچھ سفید ہین طرح طرح کی ڈور ہین دو تاری سے لگا کے چالیس تاری تک کی موجود ہین
خریدار برابر چلے آتے ہین خرید کرکے لے جاتے ہین کسی جا پر کبابیون کی دوکانین لگی ہین
کوئی کبابی توے مین ٹکیا کے کباب لگا رہا ہی ادرک اور مرچین لال سبز کٹی ہوئی رکھی
ہین کھٹے اور چکوترے اور لیمو کٹے ہوے رکھے ہین کوئی سیخون مین کباب لگا کے یہ صدا دے رہا ہے
گرما گرم کباب لگے ہین مصالحہ دار ۔ جو کوئی خریدار آتا ہی اور کباب خرید کرتا ہی کبابی دونا بنا کے
کباب دونے مین رکھ کے لیمو وغیرہ نچوڑ کے مرچین اور ادرک اوپر سے چھڑک کے خریدار کو دیتا
ہی وہ اسکی بو سونگھ کے نہایت خوش ہوتے ہین لال سبز مرچین کٹی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہین دو

ڈھائی گھنٹہ میں سب کباب کبابیوں کے بک جاتے ہیں کسی مقام پر نان بائیوں کی دوکانیں ہیں
ہر نان بائی خوش سلیقہ ہے شیرمال و کباب نان و نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی خستگی
بو باس سے دل طاقت پائے دماغ جان معطر ہو جائے اگر فرشتے کا اس مقام پر گذر ہو اور خوشبو
اس طعام لذیذ کی اسکے دماغ میں جائے کیسا ہی سیر ہو ذرا شد دیر ہو فوراً بھوک لگ آئے
وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار شیرملی جھنکار شیرمال شنگرف سے رنگ کی خستہ کہ جو کوئی
ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کسی جا تنبولیوں کی دوکان
پر اہل شہر کا مجمع ہے گلوریاں خرید کرکے کھاتے ہیں تنبولی سرخروئی سے یہ رونق کرتا ہے
پدلی کھڑولی میں صاف البرو ہی ہر دم بھرتے ہیں کچھ کا منہ کالا منہ پاکر دکر ڈالا عبیر ہوش گلال
ہے کتھے چونے سے ادھی میں کتھہ لال ہے چوک میں استقدر مجمع ہے کہ شانہ سے شانہ چھلتا ہے نسیم و
صبا کو رستہ نہیں ملتا ہے کسی جا پر خط تراش دوکانوں پر بیٹھے ہیں تماشبین آکے خط بنواتے
ہیں خط تراش ایسا استاد ہے کہ جب خط بناتا ہے بارہ برس کے سن کا گالوں سے مزہ آتا ہے چار
پہر اگر بیٹھ کے گھونٹتی کا تیغ بنائے سوا نپ قدرت کا لکھا مٹتا ہے ایسا خط بناتا ہے کہیں عطر فروشوں کی
دوکانیں ہیں دستار ارغوان دو پیسے ہیں بیلے چنبیلی کا تیل پھلیل فتنہ پیا کرنے والا ایسا ہے
ہیں کہ سہاگ کا عطر گرد ہو جاتا ہے جو بیوی سے دل سرد ہو جاتا ہے کسی کوچے میں افیونیوں کی
دوکان پر سفید سفید چینی کی پیالیاں خوبصورت رنگین نرالیاں رکھی ہیں افیونی قند و پانی کی
لالہ کی وہ رنگین جیسے تریاک سمندر کے نقشے کرکے گردیے زیادہ پی جاتے دلکے جوان سے
لائے تر کئے اسے مقولے ہوگئے جھکرا بادۂ ارغوانی ورشتہ [illegible] فالکہ
فرنی کے خوانچے نقرئی ورق چپکے کی ہوائی بھری ہوئی بیٹھتا [illegible] بیکلی پی کر ایکبار دم کے
بعد دم شفقت کا کھینچا آنکھوں میں سرور ہوا کسی جگہ حلوائیوں کی دوکانیں آراستہ ہیں طرح طرح
کی مٹھائیاں تھالیوں میں چنی ہوئی ہیں جس کے شیخ کو لی کی مٹھائی کھائی جیبارہ کی شیرینی
دل گھٹتا ہوا بنارس کا کھجلا گڑ لا سقر لکے پیڑے کا کھسٹا ہوا کی نفاست تو باس دزد
ہیں نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کا رہا بار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی کی تلخی ہو
انگشت کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی مسلسل کا سر پیچ ذائقے کو بیتاب دیتا ہے یاقوتی مشتے کا منہ
جب منہ میں رکھا اصلی تو یہ ہے کہ عسل مصفی جنت کی نہر کا حظ ملا جب حلق سے اترا
لذت سیکھی ہے ذائقے میں چور بہتر از انگور ہے نہایت آب و تاب ہے شربیا و ہم تو اب کسی جا بالائی
والوں کی دوکانیں ہیں وہی کے کونڈے جمے ہوے رکھے ہیں بالائی اس خوبی کی ہوتی ہے بالائی نہایت
عمدہ نفیس رکابیوں میں چاندی کی اتری ہوئی رکھی ہے جس کسی نے بالائی خرید کی بے خستہ
و شکر شکر کرکے نور کے علاء نور رکھ کر چھری سے کاٹ کر کھائی بہتر تھے اپنا دوکانداری کی ہر جا سقاوں
پر سقے مشکیں کاندھوں پر لئے ہوے کٹورے بجا بجا کر پھرتے ہیں پیاسوں کو پانی پلاتے
ہیں شاہزادہ رستم ثانی یہ حال وہاں کا دیکھکر دل میں اپنے کہنے لگا کہ یہ شہر بہت آباد
ہے رعایا دل شاد ہے علی الخصوص مرد تماشبین کے واسطے یہ شہر ہر ادہ ہے یہاں ہر فن کا استاد ہے

کہکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے چہار طرف
دیوارین مانند قلعے کے بلند ہین ہوائے سرد اس مین سے آرہی ہے شاہزادہ رستم ثانی سمجھا
کہ یہ باغ ہے اس باغ کی سیر بھی ضرور کرنا چاہیے یہ سوچکر وہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کرتا ہوا
اندر باغ کے گیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی قطعہ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پیڑ خوش قطع
خوبصورت پھول روشین صاف نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر
جانوران خوش آہنگ نغمہ سرا برگ و بار گل سے تمام باغ بھرا شاخون پر بلبلین غزلخوان کسی جا
تختہ گلاب کھلا ہوا نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ
غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی اور جوبن کا جوبن ہے گل خودرو کا تو وہان نام و نشان
بھی نہین ہے گل منہدی کے پھول سرخ و زرد جعفری افشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس
دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی ہے گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی ہے میوہ دار درخت اک لخت جا
بار کے بار سے ٹہنیان جھکی ہین درخت سر کشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعہ ارجمنون
باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا مستون کی روش جھومنا غنچہ سربستہ کا منہ
تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا سا زر بفت کی تھیلیان جیسے دھین
نگہبانی کو گوشون مین باغبانان الست کھڑے ہین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی پٹریون پر چینی کے
ناندون مین درخت گلدار معنبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسترن
و نسرین کی نرالی آن بان ایک تختہ مین لالہ خوف خزان سے با دل داغدار گردم سکتے باز مان
کی بہار سرو شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اسیر کوکو حق سرۂ شاخ گل پر بلبل شوریدہ
کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہرون مین قاز بلند
آواز تیز پرواز دکھا طرف قرقرے سرستے پانک درخت بار سے لدے سیب و بہی و
ناشپاتی سے ترنج گلعذارون کی کیفیت نظر آتی ہے سوسن کی ادوا یسٹ لب خوبرویون کی مسی
کا جوبن دکھاتی ہے داؤدی مین صنعت پروردگار عیان ہے ہر برگ مین ہزار جلوے نہان
ہین آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار لگی ہین مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد آنکھ مددگار حور و غلمان کا عالم جلتے پھرتے جواہر نگار
ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ سا
بار چھڑا اپنا اٹھا صحن چمن سے نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پر شوکت و با رفعت
و شان پر شان کا سا مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ
سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا فرش سب افشان پتھر کا شامیانہ تمامی کا تنا ہوا
سفید بادلے کی جھالر کلابتو کی ڈوریان سراسر مغرق بنا ہوا سامان اس تکلف کا سبحان اللہ
فوارون کے خزانے مین بادلہ کتا بڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے
کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے
بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا غرض شاہزادہ رستم ثانی باغ کی سیر سے بہت خوش

ہوا دل سے کہا کہ یہان کی ہوا بہت خوب ہی کچھ دیر یہان استراحت کرنا چاہیے پھر کچھ
سوچکر وہی اسم متبرک وردزبان کرتا ہوا باغ سے باہر نکلا دل سے کہا کہ پھر چوک کی سیر
کرین بازار چھ طرح دیکھین کوئی کوچہ دیکھنے سے چھوٹ نہ جائے یہ خیال کرکے پھر چوک
کی سیر مین مشغول ہوا اکثرون پر طوائفان شہر کو بناؤ سنگھار کیئے ہوے بیٹھے دیکھا ہر ایک حسن و
خوبی مین یگانہ تھی کوئی طوائف بدشکل اُس شہر مین نظر نہ آئی غرض چوک مین اُس شہر کے
ہر کوچہ آبادی ورونق مین زیادہ تر اور شہر کے کوچون سے نظر آیا احوال ہر کوچے کا اور تمام
دوکانداروں کا کہان تک لکھا جائے خلاصہ یہ ہی کہ ہر اک کوچے مین اُس شہر کے اسقدر
آبادی اور ہجوم مردم ہی کہ گذرنا اُس کوچے سے نہایت دشوار ہی شاہزادۂ رستم ثانی سیر
چند کوچہ ہائے مذکور کی کرکے آگے بڑھا ایک کوچے مین دیکھا کہ قریب قریب ایک ایک
مسجد ہی مسجدون مین فرش وغیرہ سے رونق ہی خیمے استادہ ہین نمازیون کا مجمع
ہی کسی مسجد مین کوئی عالم عمامۂ کلان سر پر رکھے ہوے عبا و قبا پہنے ہوے نمازیونکو
نماز جماعت پڑھا رہا ہی ماموم ہمراہ امام کے رکوع و سجود کررہے ہین کسی مسجد
مین موذن اذان دے رہا ہی نمازی جمع ہین کسی مسجد مین مردم ہمراہ کسی عالم کے
نماز جماعت پڑھ چکے ہین عالم مذکور بالائے منبر بیٹھا ہوا ہی وعظ و پند سے اُسکی
سامعین مستفیض ہو رہے ہین اور بہت سے دوکاندار اپنی دوکانون پر نماز مین
مشغول ہین کوئی ذکر خدا کر رہا ہی کوئی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوے جلد جلد دانے پر
دانہ گرا رہا ہی کوئی بعد نماز ہاتھون کو سوے فلک اُٹھائے ہوے با خضوع و خشوع
دعا کر رہا ہی شاہزادۂ رستم ثانی یعنی طلسم کشا اُن سب نمازیون کو دیکھکر بہت خوش ہوا
دل مین کہنے لگا اس شہر مین جملہ مردمان شہر سے اس محلے کے لوگ اچھے ہین
اہل اسلام و عابد و زاہد خدا پرست ہین انکو سوائے ذکر خدا کے اور کوئی کام نہین
ہی سودا بیچنے مین بھی تسبیح ہاتھ سے نہین چھوٹتی ہی ایسے جوان صالح بہت کم
دیکھے ہین انھین لوگون کے باعث سے اس شہر مین یہ رونق ہی ورنہ یہ رونق اس
شہر مین کبھی نہوتی ان سے چلکے ملاقات کرنا چاہیے اور حال اس طلسم کا ان سے
دریافت کرنا چاہیے کیونکہ یہ ساحر نہین ہین مرد مسلمان عابد و زاہد شب زندہ دار
ہین یہ کبھی جھوٹ نہ بولینگے صاف صاف مجھ سے کہہ دینگے یہ باتین دل مین کرکے طلسم کشا
انھین نماز گذارون مین سے ایک نماز گذار کے پاس گیا اور اُسکے قریب پہونچکر اُس
نماز گذار پر سلام کیا جیسے ہی شاہزادۂ موصوف بولا اور وہ اسم اعظم الٰہی نہ پڑھا
اُس شخص یعنی اُسی نماز گذار نے دیکھ لیا اور جواب سلام دیکر پوچھا آپ کہاں اس شہر
مین کہان سے آتا ہوا آپ تو اس شہر کے باشندے معلوم نہین ہوتے ہین طریقے سے
ایسا پایا جاتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین شاہزادہ رستم ثانی نے بمصلحت وقت جواب دیا
کہ یہ تمھارا خیال خام ہی مین طلسم کشا نہین ہون ہان تازہ وارد ہون چاہتا ہون

کہ چند روز اس شہر میں رہوں سیر اس شہر کی اچھی طرح سے کروں کیونکہ یہ شہر مجھکو
نہایت پسند و مرغوب ہے اُس نے جواب دیا نہیں بلکہ جملہ اہل شہر کو یہاں کے حاکم کا یہ حکم ہے
کہ خبردار تازہ وارد شخص کو اپنے گھر میں کوئی نہ رکھے اور جو کوئی شخص ادھر آجائے اُس کے
آنے کی فوراً خبر کرے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے گا وہ مجرم سرکاری ہوگا اسواسطے ابھی
حاکم میں آپکے یہاں آنے کی خبر کرا دوں آپ ٹھہر جائیے اور اگر چند روز ارادہ آپ کا
یہاں توقف کرنے کا ہے تو اسی محلے میں کسی اور شخص سے واسطے اپنے رہنے کے
کہیے میں اپنے گھر میں نہ رکھونگا یہ کہکر اس دوکاندار یعنی حلوائی نے اور دوکانداروں
اور ہمدم بازاری سے باآواز بلند کہا یارو خبردار و ہوشیار ہو جاؤ یہ شخص
جو میرے سامنے کھڑا ہے تازہ وارد ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہ طلسم کشا
ہے یا اُسکے فوج و سپہ میں ہے ہمکو رحم آیا ہے میں تو اسوقت مٹھائی بناؤنگا اتنی مہلت
نہیں ہے کہ اس شخص تازہ وارد کو گرفتار کرکے یہاں کے حاکم کے پاس لیجاؤں
لیکن تم میں سے کوئی شخص اس نو وارد کو اسیر کرکے ہمراہ افراسیاب جادو کے پاس لے
جائے مگر یہ خوب دل میں سمجھ لے کہ اسکا اسیر کرنا سہل نہیں ہے اور لوح طلسمی
اسکے پاس ضرور ہوگی گو ظاہر ہم میں سے کسی کو نظر نہیں آتی ہے لیکن اسکے زیر لباس
پنہان ضرور ہوگی سمجھ کر شخص کا اسیر کرنا ہوگا ہاں اگر ایسا کرو تو بہتر ہے کہ تیغ و
تبر سے اس سے مقابلہ کرو اور یہ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرے تو البتہ حالت
بے ہوشی اور غشی میں گرفتار ہوگا ورنہ اسکا گرفتار ہونا بہت دشوار ہے یہ
سنکے وہ سب دوکاندار جو کھانا بیچتے اور عبا و قبا والے تسبیح بدست عبادت الٰہی کرتے
تھے مستعد جنگ ہوئے اور تمام مردان بازاری بھی یکبارگی شور و غل کرکے جانب
شاہزادہ رستم ثانی دوڑے اسوقت انکی صورتیں اور وضعیں تبدیل ہو گئی تھیں
شاہزادہ رستم ثانی نے جو انکو دیکھا سب کو ساحر پایا انکے ہاتھوں میں اور دوش پر
اسباب سحر کی جھولیاں دیکھیں دھوتیاں بندھی ہوئی مرزائیاں موٹے کپڑے
کی پہنے ہوئے انگوچھے دوش پر ڈالے ہوئے قشقہ سیندور کا پیشانیوں پر کھینچے ہوئے بعض
بعضوں کے ترسول اور پنجسول ہاتھوں میں لیے ہوئے اکثر تاریخ وتریخ گولے فولادی اور
گلدستے اور ناریل چوٹی دار ہاتھوں میں لیے ہوئے نظر آئے جب وہ نابکار قریب
شاہزادہ رستم ثانی کے آئے اُس حلوائی سے کہنے لگے تو بھی اس شخص کی گرفتاری میں ہمارا
شریک ہو حیلہ و حوالہ کرو ورنہ ہم سب ہمراہ افراسیاب جادو سے کہینگے کہ نبات جادو
گرفتاری طلسم کشا میں ہماری شریک نہیں ہے وہ حلوائی یعنی نبات جادو یہ
تقریر ان لوگوں کی سنکے بخوف ان سے کہنے لگا کہ میں ان بہادروں میں نہیں ہوں کہ
منہ چھپا کر گھر میں بیٹھ رہوں میں ابھی تمہارے ساتھ اس شخص کے گرفتار کرنے میں کوشش
کرتا ہوں گو ضرورت شدید ہے لیکن مٹھائی نہ بناؤنگا یہ کہکے دوکان سے بصورت ساحر

ہوکے اُترا اور اُن ساحران نابکار کا شریک ہوکے جھولی سے نارنج نکال کر سحر اسپر دم کرکے
پہلے اُس نے وہ ترنج سحر کردہ طلسم کشا پر مارا بعدہ اور ساحرون نے بھی نارنج و ترنج اور
گولے فولادی اور گلدستے اور کارد سحر وغیرہ جھولیون سے نکال کر سحر اشیاے مذکورپر
دم کرکے نام سامری اور جمشید کا زبانون پر جاری کرکے طلسم کشا پر مارے وہ سب اسباب
سحر سر طلسم کشا پر آکے گویا تصدق ہوکے گرے گو گلدستون اور گولون اور نارنج و ترنج
وغیرہ سے بعد شق ہونے کے شعلے اور دُھوان پیدا ہوا مگر کسی ساحر کے سحر نے
کچھ اثر نہ کیا کیونکہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی تھی اُسکی برکت سے سحر ہر اک ساحر کا
باطل ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سب کو آمادۂ پیکار و جنگ دیکھکر تلوار نیام سے
کھینچکر اور نعرہ کرکے بصد قہر و غضب اُن نابکارون پر حملہ کیا اُسوقت مردمان موجودہ
نابکار ساحران غدار بھی شور و غل کرنے لگے کسی نے کہا ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا
شمشیر بکف ادھر آتا ہے کسی نے جواب دیا آتا ہے تو آنے دو ہم ہزارون ہین وہ تنہا ہے اگر سحر
کرنے سے کچھ فائدہ نہوا تو آہنی تیرون اور ہتھیارون سے اُس سے لڑینگے
گھیر کر اُس کو زخمی کرینگے یہ اکیلا کب تک ہم سے لڑیگا آخر تھک کر بیہوش ہوکر مرکب سے گر پڑیگا
اُسوقت ہم اُسکو گرفتار کرلینگے کسی ساحر نے کسی ساحر سے کہا جلد بزور سحر غرق زمین ہو جا
دست طلسم کشا سے جان اپنی بچا مین بھی غرق زمین ہوتا ہون سحر پڑھتا ہون کسی نے
کہا یارو تم مین سے کوئی جلد جائے طلسم کشا کے آنے کی صراحت جادو کو اطلاع دے
ہم اس سے مقابلہ و مجادلہ نہیں کرسکتے ہین یہ سنکے اُن ساحرون مین سے
ایک ساحر جانب مکان صراحت جادو روانہ ہوا کسی نے اُن جملہ ساحرون مین سے
پکار کر کہا اے بھائیو دیکھو طلسم کشا اب ادھر تیغ بکف واسطے ہمارے اور ہمارے قتل
کے آتا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ وقت ضرورت سحر بھی کرو جان اپنی بچانے کی تدبیر بھی
کرو اور دلیرانہ تیرون و سنانون و نیزون وغیرہ آلات آہنی و آبدار سے طلسم کشا سے لڑو قدم
اپنے میدان جنگ سے حتی الامکان نہ ہٹاؤ جسطرح سے ہوسکے طلسم کشا کو گھیر کر
زخمی کرو گھوڑے سے زمین پر گرادو جبر ہجوم کرکے گرفتار کرلو لوح طلسمی گلے سے
اُتار لو جب تک صراحت جادو خبر طلسم کشا کی سنکے مع سپاہ ساحران یہان آئے
تمہین کام اُسکا تمام کردو یا اُس کو اسیر کرلو شاہ طلسم تم سے بہت خوش ہوگا زر و
جواہر ملک و مال اسقدر دیگا کہ تم سب ایسے مالامال ہوجاؤگے کہ پھر تمام عمر مال دنیا
کی طرف نظر خواہش نہ کروگے علاوہ زر و جواہر کے تم سب کے وہ عہدے
بڑھینگے کہ مصاحبان خاص شاہ طلسم کے اُن عہدۂ جلیلہ پر رشک کرینگے جملہ ساحران
موجودہ کہ پانچہزار تھے سب کے سب یہ سنکے آمادۂ گرفتاری طلسم کشا ہوے اور ساحر
بھی شور و غل سنکے شہر سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے وہ ساحر اس طرح آتے تھے
گویا پے در پے دمبدم فوج ملخ آتی تھی اُس ساحر ترغیب جنگ دہندہ کی راے کو سب ساحر بھی

پسند کرکے آلات حرب و ضرب لیکے جانب طلسم کشا بڑھے شاہزادہ رستم ثانی نے قریب
اُن ساحران نابکار کے آکے تیغ آبدار سے اُنھیں قتل کرنا شروع کیا وہ ساحر
بھی ترسول و پنپول سے لڑنے لگے وار کرنے لگے کبھی وقت ضرورت سحر بھی کرنے
لگے مگر شاہزادہ رستم ثانی بڑی بہادری و دلاوری و بیباکی سے اُن سب سے لڑتا
تھا اور ساحرون کے انبوہ سے کچھ اُسے ہراس نہ تھا غرض کہ بخوبی لڑائی ہونے لگی لاش پر
لاش ساحرون کی گرنے لگی لاشے اُنکے تڑپنے لگے زمین اُنکے خون نجس سے رنگین ہونے
لگی بلکہ جوے خون ساحران نابکار سر بازار بہنے لگی اُنہین سے جو ساحر مرتے تھے اُنکے
مرنے کی علامت ظاہر ہوتی تھی تاریکی ہوتی تھی آندھی سیاہ آتی تھی سنگ باری و برف
باری ہوتی تھی پیر اُنکے سحر کے اُنھین کے نام سے پکار کر یون کہتے تھے کہ قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے نام ہمارے شمشاد جادو و نبات جادو و زہیر جادو و ہزبر جادو
و عنقائے جادو و شہنواز جادو و طرار جادو و طناز جادو و ممتاز جادو
و گلزار جادو و دشت خار جادو و کہسار جادو و شہسوار جادو تھے
اسی طرح ہر ایک ساحر کے پیر اُسکے مرنے کے بعد اُسکے نام سے صدا دیتے تھے کو جنگ
عظیم ہو رہی تھی ساحر قتل ہو رہے تھے لاشے پر لاشہ طلسم کشا گرا رہا تھا مگر ساحران
نابکار کسی طرح کم ہوتے تھے بلکہ اطراف و جوانب و کوچہ ہاے شہر سے آکے شریک جنگ
ہوتے تھے کثرت اُنکی آناً فاناً بڑھتی جاتی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ساحر
ایسے بدحواس تھے کہ کچھ اُنھین دکھائی نہ دیتا تھا باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو
نہین پہچانتا تھا سوائے بھاگنے کے اور کوئی تدبیر جان بچنے کی دکھائی نہ دیتی
تھی طلسم کشا تہ تیغ سب ساحرون کو کر رہا تھا آفت کی ہلچل تھی قیامت کی جنگ
تھی اگر کوئی ساحر اپنے سحر سے آگ برساتا تھا طلسم کشا لوح کے عکس سے اُس
آگ کو سرد کر دیتا تھا کوئی ساحر اپنے سحر سے پتھر برساتا تھا کوئی برف
کے ٹکڑے اپنے سحر سے گراتا تھا کوئی گولے مارتا تھا کوئی نارنج و ترنج مارتا تھا کوئی
گلدستے سحر کے پھینکتا تھا مگر طلسم کشا پر کوئی سحر کسی کا کارگر نہ ہوتا تھا ساحر عاجز و
پریشان ہوکے قصد بھاگنے کا کر رہے تھے بعض ساحر سحر ترک کرکے ترسول و پنپول پکڑ
پکڑ کے شاہزادہ رستم ثانی پر ٹوٹ پڑے وہ سب کو شمشیر آبدار سے چورنگ کرنے
لگا ساحرون کا شکار کھیلنے لگا اگر یہ جنگ عظیم یہ مولف تورج نامہ جلد دوم تفصیل
تحریر کرے تو کئی صفحے قرطاس سیاہ کرے اور ناظرین مختصر پسند کے دلون کو خوش
تو کیا بلکہ رنجیدہ کرے لہذا بخیال رنجیدگی ناظرین مختصر پسند طول تحریر سے دست بردار
ہوتا ہے اور بطرز اختصار حال اس لڑائی کا اس طرح لکھتا ہے کہ صد ہا
ساحرون کو شاہزادہ رستم ثانی نے بضرب تیغ آبدار قتل کیا اور وہ کوچہ لاشون
سے اُن نابکارون کے بھر دیا اُسوقت اُن تمام ساحرون نے قصد بھاگنے کا کیا تھا

کر یکایک آسمان پر ابر دکھائی دیا اور اُس ابر سے برق چمکی اور یہ صدا اُس ابر سے پیدا ہوئی کہ
اے ساحران نامدار خبردار قصد بھاگنے کا نہ کرو ہم تمھاری مدد کو آ پہونچے یہ کہکر وہ ساحر
ابر سے اُتر کر زمین پر آئے اور شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے طلسم کشا
ان اونے ساحرون کو قتل کر کے دل مین بہت خوش ہے اب بچکر ہم سے کہان جائیگا
ہم تیرے قتل کرنے کو آ پہونچے شاہزادہ رستم ثانی نے جو مڑکر دیکھا دو ساحر کہ یہ
منتظر نظر آئے اُن سیاہ رو ساحرون کو دیکھکر شاہزادہ موصوف نے اپنا ہاتھ روک لیا
اور منتظر اُنکے آنے کے رہے وہ ساحر نابکار اپنے ساحرون مین گئے اُن سے پوچھا کہ اے
ہشیار جادو و تیمار جادو آپ ادھر کہان تشریف لائے وہ بولے ہم برابر سیر کرتے ہوا
جاتے تھے یہان یہ حال دیکھکر چلے آئے اب تم نہ گھبراؤ ہم طلسم کشا کو اسیر کیے لیتے ہین یہ کہکر
جانب شاہزادہ رستم ثانی دونون نابکار بڑھے اور قریب شاہزادے کے پہونچکر نارنج و ترنج
جھولی سے نکالکر شاہزادہ رستم ثانی پر مارے مگر لوح کی برکت سے شاہزادے پر سحر نے
اثر نہ کیا دو چار سحر اُن نابکارون نے کیئے مگر کسی سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا تب اُنھون نے
جھنجھلا کر دستک دی فوراً ایک پتلی گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی ہشیار جادو نے وہ گلدستہ
اُس سے لیکر کچھ سحر پڑھکر شاہزادے پر مارا اُس گلدستے سے چند شعلے پیدا ہوے جانب
طلسم کشا بڑھے شاہزادے نے لوح کا عکس ڈالا شعلے اُسکے سرد ہوگئے دونون ساحرون نے
جب دیکھا کہ ہمارا سحر اسپر اثر نہین کرتا ہے فوراً ترسول و پنسول پکڑکر شاہزادے پر ٹوٹ پڑے
شاہزادے نے جوانمردی سے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا ایسا مارا کہ دونون نابکارون کے چار ٹکڑے
ہوے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی پھر اُنکے مرنے کی خبر لیکر روانہ ہوے شاہزادہ پھر قتل ساحرون مین
مشغول ہوا چونکہ شاہزادہ بضرب ترسول و پنسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے زخمی بہت ہوا اور
ساحران نابکار تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لاکر بھاگے اور بہت سے بزور سحر غرق ہوگئے اور کچھ بزور سحر طائر
بلکہ پرواز پیدا کر کے بھاگ گئے طلسم کشا نے لڑائی فتح کر کے شکر خدا کا کیا پھر اپنی زخمداری پر نظر کر کے
خیال کیا کہ اب کسی ایسی جگہ جانا چاہیے کہ جہان دو چار روز براحت و آرام رہون تا یہ زخم تن
کچھ اچھے ہون اعدا وہان نہون یہ خیال کر کے خود ہی اپنے دل مین کہا ایسی جگہ اس
شہر مین کہان ملیگی جہان دشمنون سے دل کو راحت ملیگی مین جنکو عابد و خدا پرست و نماز گذار
سمجھا تھا بلکہ جنکو عبادت الٰہی مین مشغول دیکھا تھا وہ سب تو ایسے دشمن جان نکلے اور اونکا تو
کیا ذکر ہے وہ اُنسے زیادہ تر میرے دشمن ہونگے کون مجھ سے اس شہر مین بدوستی پیش آئیگا
مجھے اپنے گھر مین جگہ رہنے کو دیگا افسوس حال میرا بسبب زخمہائے تن کے ابتر ہے گھوڑے پر
بیٹھا نہین جاتا ہے قریب ہے کہ مرکب سے گر پڑون فرط ضعف سے غش آجائے کوئی دوست
ہمراہ بھی نہین ہے کہ ایسے وقت مین مجھ سے دوستی کریگا دشمنون سے حالت غشی مین بچا لیگا
علاج میرے زخمون کا کریگا مین عجب ساعت بد مین ادھر آیا تھا کہ یہان آ کے اس
حال کو پہونچا برا کیا مین نے عجائب جادو و خورشید روشن دل کا کہنا نہ مانا وہ مجھے

خیر خواہ و دوست ہین ازراہ خیر خواہی اُنھون نے بالفعل اِدھر آنے کو مجھے منع کیا تھا مین نے اُنکی
راے کے خلاف کیا جیسا کیا ویسی سختی مین مبتلا ہوا یہ باتین دل سے کرکے سوچا کہ لوح کو دیکھنا
چاہیے یا نہین کہ اِسوقت کہان جاؤن یہ تجویز کرکے جلد لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا
کہ اے طلسم کشا تو آپ ہی مبتلاے سختی و ایذا ہوا کیون تونے وردِ اسم اعظم الٰہی مین کمی کی اور کیون
تونے اُس حلوائی یعنی ثبات جادو سے کلام کیا پہلے ہی تجکو ہدایت کی گئی تھی کہ جب تلک اِس اسم
اعظم الٰہی کو وردِ زبان کریگا اور کسی سے سخن نکریگا اُسوقت تلک کوئی تجکو نہ دیکھے گا دشمنون کے شر سے
بچا رہیگا تونے ہدایت مندرجہ پر عمل نہ کیا جیسا کیا ویسا مبتلاے بلا ہوا اب بھی اُسی اسم اعظم الٰہی کو
وردِ زبان کر جان اپنی دشمنون سے بچا برکت اُس اسم اعظم الٰہی کے سب کی نظر سے نہان ہو جا اور
اگر بمقدمہ راحت و آرام تجکو فکر ہے تو یہان سے جانب جنوب جا اثناے راہ مین ایک طلائی مینار بلند تر
تجھے ملیگا اُس مینار کے دست راست کی طرف ایک کوچہ ہے اُس کوچے مین جا اور دیکھنا جس
مکان کے دروازے پر ایک بزرگ باریش سفید نماز پڑھتا ہو وہان ٹھہر جانا جب وہ نماز پڑھ
چکے اُسپر سلام کرنا اور کہنا کہ مین اختر شمار و عابد شب زندہ دار کے پاس جانا چاہتا ہون راہ دور
سے آیا ہون وہ تجکو اُسی مکان مین لیجائیگا وہان راحت سے تیری بسر ہوگی اور جب تجھ سے
اُس اختر شمار سے ملاقات ہوگی وہ بھی تجھ سے بخلق و نیکی پیش آئیگا جو کچھ وہ تجھے دے
اُسے لے لینا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہ تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ باعث خرابی و گرفتاری
کا ہوگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے اُٹھا و گرتا اُس جگہ سے جانب جنوب یہی اسم
اعظم الٰہی پڑھتا ہوا چلا ہرچند کہ سر کب بھی زخمی اور تشنہ تھا مگر آہستہ آہستہ چلا بعد قطع راہ طلسم کشا
قریب اُس مینار طلائی کے پہونچا وہان پر دور رہا تھا طلسم کشا بہدایت لوح جانب دست راست
جو راہ تھی اُسی طرف چلا ایک کوچہ ملا تھوڑی دور جا کر اُسی کوچے مین شاہزادے نے دیکھا کہ
ایک شخص باریش سفید عمامہ بر سر قبا در بر ایک دروازے پر بالاے فرش جا نماز بچھائے ہوئے
بجمعیت قلب نماز مین مصروف ہے رکوع و سجود کر رہا ہے چہرہ اُسکا نورانی ہے نشان سجدے کا
اُسکی پیشانی نورانی پر ہے شاہزادہ رستم ثانی اُس بزرگ کو محو طاعت باری دیکھکر
اُس جگہ ٹھہر گیا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا شاہزادے نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی
جواب سلام دیا شاہزادے نے اُس سے کہا مین راہ دور و دراز سے یہان تلک آیا ہون
چاہتا ہون کہ اختر شمار جو عابد شب زندہ دار ہین اُن سے ملاقات کرون اُس نے
مسکراکر جواب دیا آپ جنکی ملاقات کے طالب ہین اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج نماز
تم دروازے پر پڑھنا مجھے اپنے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی
کہ طلسم کشاے طلسم صندل ہے واسطے میری ملاقات کے ساحرون سے ہنگام جنگ
زخمی ہوکر میرے مکان پر آئیگا پس جسوقت شاہزادہ موصوف آئے فی الفور اُسے
میرے مکان مین لے آنا دیر نہ لگانا مبادا کوئی ساحر دیکھ لے تو اچھا نہوگا مین اُنھین جناب کے
حکم سے یہان نماز پڑھ رہا تھا آپکے تشریف لانے کا منتظر تھا للہ الحمد و المنہ کہ آپ تشریف لائے اب توقف

بکیجیے جلد اس مکان مین چلیے یہ کہکے فرش و جانماز وہان سے اٹھاکر شاہزادہ کو اور مرکب شاہزادہ کو
ہمراہ اپنے اس مکان مین لے گیا دروازہ بخیال شر و فساد دشمنان بند کرلیا شاہزادہ نے اس مکان کو دیکھا کہ بہت
بڑا مکان پختہ ہی نہایت وسیع ہی اگر دروازے بند کرلیے جائین تو اس مکان کے کئے قطع مکان مختصر
مختصر ہوجائین چنانچہ ایک مختصر قطعہ مکان مین دیکھا کہ فرش پاکیزہ بچھا ہوا ہی اسپر بہت سے بزرگ
و جوان عمامہ بر سر عبا و قبا در بر نورانی چہرہ پیشانیون پر نشان سجدہ ہاتھون مین تسبیحین خاک شفا و
زیتون کی لیے بیٹھے ہین کتابین علم نجوم کی آنکے روبرو ہین مطالعہ انکا کررہے ہین ہر ایک انمین بغور
فکر و غور عبارت کتاب کو دیکھ رہا ہی حصول معنی و مطلب عبارت کتاب مین فکر کامل کررہا اور ایسا مصروف
و مشغول و مستغرق دریاے فکر حصول مطلب و معنی عبارت کتاب اختر شناسی مین ہی کہ کچھ اسکو خبر نہین ہی
کسی کی طرف کوئی نہین دیکھتا ہی سب خاموش بیٹھے ہین عبارت پر کتابون کی نظر کررہے ہین سر
جھکائے ہین انکے رخون سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تشریف ہین شاہزادہ رستم ثانی جب انکے قریب
پہونچکر بہ آواز بلند کہکر سلام کیا انھون نے صداے طلسم کشا سنکے جواب سلام دینا واجب جان کے سر اٹھاکر شاہزادہ
موصوف کو دیکھا اور جواب سلام کا دیا بعدہ سب واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے شاہزادہ درمیان انکے
جاکے صدر پر بیٹھا وہ سب بھی بعد ادب بیٹھے اور بعد ایک لمحہ کے مزاج پرسی سے فارغ ہوکے پوچھا آپکا
اسم شریف کیا ہی کہان سے آپ تشریف لائے ہین یہ زخم آپکے جسم پر کیسے ہین شاہزادہ نے اپنا نام بالکل
تمام حال اپنا اور لڑائی کا خلاصہ طور سے بیان کیا بعدہ پوچھا وہ بزرگ اختر شناس عابد شب زندہ دار
جنکا مین مشتاق ملاقات ہون کے یہان آیا ہون کہان ہین انھون نے جواب دیا جنکی ملاقات کے آپ
مشتاق ہین وہ ہمارے استاد ہین ہین تو اسی مکان کے ایک قطعہ مین مگر عبادت الہی و عمل خوانی مین
مشغول ہین بعد تین روز کے وہ عمل خوانی سے فراغت پاکے یہان تشریف لائینگے جبتک وہ حضرت یہان
تشریف لائیں آپ سے اور انسے ملاقات ہو آپ یہان بہ آرام تشریف رکھیں ہم سب واسطے خدمتگذاری
کے موجود ہین یہ کہکر سامان راحت و استراحت شاہزادہ مہیا کیا اور جراحون کو طلب کیا جراح حاضر ہوکر
علاج زخمہاے تن رستم ثانی مین مصروف ہوے یہان تو علاج شاہزادہ موصوف کے زخمہاے تن کا
ہورہا ہی شاگردان اختر شناس خدمت طلسم کشا کررہے ہین غذاہاے لطیف و خوشگوار شاہزادہ موصوف
کو کھلارہے ہین لیکن اب حال اس ساحر کا لکھا جاتا ہی کہ جو برائے خبر رسانی جانب ہرات جادو روانہ ہوا تھا لکھا
جاتا ہی کہ جب ساحر خدمت ہرات جادو مین پہونچا بعد سلام اسنے عرض کیا حضور غضب ہوا طلسم کشا اندر قلعہ
آگیا ہی قریب دوکان نبات جادو جنگ عظیم ہورہی ہی ہزارہا ہم ایسے فرمانبردار حضور کے کام آسے گئے
ہین سحر تو اسپر کسیکا اثر نہین کرتا ہی کہ اسکے پاس لوح طلسم صندل ہی مگر تیر و سول اور بیلول وغیرہ آلات
حرب و ضرب سے خادمان حضور لڑرہے ہین طلسم کشا کو زخمی کررہے ہین قصد کیا ہی کہ اسکو قتل کرین اور
لوح طلسمی لے لین یا کسی طرح سے اسے گرفتار کرلین طلسم کشا بھی دلیرانہ لڑرہا ہی تلوار سے کھلے اران حضور
شاہ طلسم کو قتل کررہا ہی لاش پر لاش ساحرون کی گررہا ہی سر بازار دریاے خون بہارہا ہی ہر چند خادمان
حضور کئی ہزار ہین مگر وہ مجروح ہوسکے گھوڑے سے بالاے خاک نہین گرتا ہی مین واسطے خبر دینے کے حاضر
ہوا ہون ہرات جادو کہ اپنے دربار مین بیٹھی تھی اہل دربار اس ساحرہ زبردست کے روبرو بیٹھے

یہ خبر سن کے دنگ ہوگئی کہنے لگی طلسم کشا قلعہ مین کیونکر داخل ہوگیا اُسکا قلعہ مین آنا ثابت بھی نہوا
ہان اس وقت تیری زبانی معلوم ہوا خیر اگر کسی طور سے قلعہ مین آیا ہی تو دیکھا جائیگا وہ یہان آ کے میرے
ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا یہ کہکے اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھی اور بہت سے ساحران نامی اور
لشکر ساحران کو ہمراہ لیکر ساتھ اُسی ساحرہ کے بصد قہر و غضب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب قریب دوکان
نبات جادو کے پہونچی دیکھا کہ صدہا لاشے ساحرون کے پڑے ہین طلسم کشا نہین ہی شہر مین تہلکہ پڑا ہی
یہ حال دیکھکر اکثر ساحران نابکار و اہل بازار سے پوچھنے لگی تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم کشا یہان سے کہان گیا
اُنھون نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہان گیا صرات جادو کہنے لگی ہر چند ممکن ہی کہ وہ جہان گیا ہی مین بذریعہ
اوراق جمشیدی دریافت کر سکتی ہون مگر مجھے ایسی کیا ضرورت ہی کہ دریافت کرون وہی تدبیر کیون نہ کرون
کہ جس سے مدعاے دل بر آوے یہ کہکے اپنے ہمراہی ساحران نامی کے کانون مین کچھ آہستہ کہا اُنھون نے
عرض کیا بہت بہتر ہمین جو حکم دیا ہی ہم یہی کرینگے حضور نے کیا خوب تدبیر گرفتاری طلسم کشا تجویز کی ہی
عقلمندی و کاربر آری مین مثال حضور کا نہین ہی وہ تعریف اُنکی سنکے کہنے لگی دیکھو جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین نے
تجویز کی ہی اگر تدبیرین پڑی تو ضرور ہی طلسم کشا کو اسیر کرتی ہون تاج طلسم صندل اُس سے لیتی ہون تمسے
جو کچھ کہا ہی تم اُسکے بارے مین کوشش کرو یہ کہکے وہ ساحرہ کئی سو برس کے سن کی اپنے ماتحتون سے
اور اپنے خادمون سے مخاطب ہوکے بولی کہ جلد لاشے ساحرون کے یہان سے اُٹھوا کر اہل بازار سے کہو
دوکانین بدستور کھولین و کانون پر بیٹھین جو کچھ ہوا وہ ہوا آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اب طلسم کشا سے
چندان نہ ڈرین ہین فکر اسیری اُسکی کر دنگی یہ حکم دے کے وہان سے اپنے دربار کی طرف روانہ ہوئی یہان اُسکے
ملازمون نے اُسکے حکم سے لاشے ساحرون کے بازار سے اُٹھوائے اہل بازار سے کہا اب چندان
خائف و ترسان طلسم کشا سے نہو یہ سنکے دوکانداروں نے مطمئن ہوکے اپنی دوکانون پہ بیٹھکے اپنا
کاروبار کیا پھر اسی طرح اُس بازار مین خریدارون کا ہجوم ہوا دوکاندار اشیاے انواع و اقسام خریدارون کے
ہاتھ بیچنے لگے صرات جادو نے اپنے مکان مین پہونچکر جو تدبیر اسیری طلسم کشا کی تجویز کی تھی اُسکی
فکر کی ساحرہ نے تو نہین معلوم کیا تدبیر اسیری طلسم کشا تجویز کی ہی اور کس کام مین مصروف ہوئی ہی آیندہ
ناظرین عالی مقام کو ساحرہ مذکور کی تدبیر سے آگاہی ہوگی لیکن اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا
جاتا ہی کہ جب شاہزادہ موصوف دو تین روز تک مکان اختر شناس مین رہا جراحون کے علاج سے
زخم تن رو باصلاح ہوے اور اختر شناس بھی بعد ختم عمل شاہزادہ کے پاس آیا ملاقات کی مزاج پوچھا
شاہزادہ نے بعد حال خیریت مزاج کہتے کے اور اُسکے خلق و مروت کی ثنا کر کے اُس سے کہا میرا اب دل
گھبراتا ہی چاہتا ہون اس مکان سے نکلکر باہر جاؤن شہر کی سیر کرون گو میرے پاس لوح طلسم موجود ہی لیکن وہ اسم اعظم
الٰہی بھول گیا ہون کہ جسکے پڑھنے کی برکت سے کوئی مجھے نہ دیکھتا تھا اور مین سبکو دیکھتا تھا خیال یہ ہی کہ اب
مجھکو جملہ اہل شہر دیکھینگے سیر شہر کی کرنے نہ دینگے آمادہ جنگ و جدال ہونگے ابھی مجھکو صحت کلی حاصل
نہین ہوئی ہی ایسی حالت مین لڑنا بھڑنا پڑیگا اُس بزرگ و خداشناس نے اول تو یہ جواب دیا کہ اے
شاہزادہ ذی وقار ابھی چند روز یہان تشریف رکھیے گھر سے باہر نجائیے دشمن آپ کے ہزارون ہین
دوسرے اگر بغرض سیر شہر بہت دل چاہتا ہی تو ضرور جائیے مین ایک نقش لکھے دیتا ہون اُسسے

اپنے بازو پر باندھ لیجیے جنگ مین کسی سے کلام نکیجیے گا کوئی آپ کو نہ دیکھے گا شاہزادہ موصوف اُس نقش کا طالب
ہوا مرد پیر و خدا شناس موصوف نے نقش لکھ کر دیا طلسم کشا نے اپنے بازو پر باندھ لیا اور لباس
بہن کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے برائے سیر شہر مکان مذکور سے گیا تا ف شہر مین پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا
مردم جوق جوق گروہ گروہ جیل جیل اندوہناک ایک طرف چلے جاتے ہین باہم کہتے ہین کہ عجب واقعہ ہوا ہی
افسوس عجب طرح موت آئی ایسا جلد مرتا بھی کسی کا اس عنوان سے کم سنا ہو گا ہاے غضب ہوا ہر چند
شاہزادہ نے آوازین انکی سنین مگر حال مفصل دریافت نہوا کہ کون مر گیا کیونکر مر گیا شاہزادہ انھین کے ساتھ ساتھ
جس طرف وہ سب جاتے تھے چلا بعد تھوڑی دور جانے کے دیکھا کہ ایک ارتھی بالاے تخت جواہر نگار رکھی ہی
اس تخت پر ایک شاہزادی نہایت حسین و خوبرو رشک پری سراسر غمگین و اندوہناک گیسوے مشکین اپنے
پریشان کیے لباس اپنا چاک کیے ہاتھ مین اپنے شوہر کے چاک کیے ہوے اشکبار بصورت سوگوار ہو کر
دار سر شوہر مذکور اپنے زانو پر رکھے ہوے گاہ فریاد و بکا کرتی ہی کبھی اپنی زبان پر لفظ ست ست مکرر جاری
کرتی ہی گو وہ شاہزادی مبتلاے غم شوہر ہی کثرت الم سے رنگ رخ زرد ہی چہرہ متغیر ہی آنکھین فرط
گریہ و اشکباری سے بشکل خون ہین گیسوے عنبرین پر خاک ہی لباس پارہ پارہ ہی مگر تو بھی اس نگار پر
کبھی بوجہ کثرت حسن و جمال کے ہزار ہزار طرح کے بناؤ نظر ناظرین مین آتے اور لوگ ارتھی کے پاس
جاتے ہین کچھ لوگ اشکبار و گریان وہ تخت مع ارتھی کے اپنے دوش پر رکھے ہین موافق اپنے مذہب
کے کچھ کلمات زبان پر جاری کرتے جاتے ہین اُن کلمات مین گاہ سابیری و جمشید کا نام آتا ہی کبھی بکتسال
آبلیند رو کا نام آتا ہی غرض کلمات اعتقادیہ اپنی زبان پر جاری کیے ہوے جاتے ہین جیسے قوم ہنود وقت لیجانے
میت کے رام رام ست وغیرہ کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہین عقب ارتھی کے ہزارہا خاص و عام ہین ہر ایک
اشکبار و غمگین ہی کوئی کسی سے کہتا ہی ایسا بھی سانحہ جانگداز ہوا ہی وہ اُسے جواب دیتا ہی قضا سے بس نہین چلتا موت کو
کوئی ٹال نہین سکتا زندگی جبتک ہوتی ہی انسان جیتا ہی بعدہ مر جاتا ہی خواہ عالم طفلی مین خواہ جوانی مین خواہ
پیری مین اسکی زندگی اتنی ہی تھی اور اس شاہزادی خورشید طلعت کی بھی حیات اتنی ہی ہی کیونکہ اپنے
شوہر شاہزادہ ماہ رخسار کے الم مین اور عشق مین ستی ہوگی دولہن جوان آج جلکر خاک ہو جائیگی
شاہزادہ تقریر اشخاص مذکور کی سن سکے پھر جانب مجمع خاص و عام دیکھنے لگا بعد چند آدمیون کے دیکھا کہ ایک
ضعیفہ تاجدار نہایت اشکبار و نالان باحال پریشان گریبان چاک سر پر خاک حلقہ زار رادھر اُدھر مین آتا ہی دو
شخص بازو اُسکا پکڑے ہین وہ تاجدار اپنے فرزند نوجوان کے غم مین نالہ و فغان کرتا ہی ارکین دولت اُس سے
عرض کرتے ہین کہ اے بادشاہ اسقدر نالہ و فغان نکیجیے صبر کیجیے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس کثرت فریاد و فغان
سے کیا فائدہ ہوگا شاہزادہ زندہ نہو جائیگا وہ بادشاہ انکو جواب دیتا ہی اے خیر خواہان با دولت کیا کیجیے
ہو صبر نہین ہو سکتا فرزند مر گیا بہو بھی ستی ہوگی دو داغ دلپر ہین شاہزادہ اُس تاجدار کو دیکھکر ایک
شخص سے پوچھنے لگا یہ کون تاجدار ہی نام اسکا کیا ہی اُسنے بغور رستم ثانی کو دیکھکر لوح طلسم صندل کے گلے مین
شاہزادے کے پڑی تھی اسکے عکس سے سمجھکر لوح کو پہچان کے آئے اور اُس شخص نے بھی کچھ آہستہ کہا کہ شاہزادہ
سے مخاطب ہو کے کہنے لگا یہ بادشاہ اس ملک کا ہی نام اُسکا کیوان شاہ ہی فرزند اُسکا مر گیا ہی شاید
تم اس شہر مین تازہ وارد ہو طلسم کشا نے جواب دیا ہان مین اس ملک مین چند روز سے آیا ہون یہ

یہ کہکے نیچے ایک درخت کے گیا وہ دونوں شخص باہم کچھ مشورہ کرکے نظر سے شاہزادہ کے غائب ہوے
ہنوز طلسم کشا زیر درخت کھڑا تھا کہ یکایک دو طائر اُس درخت پر آکے بیٹھے ایک طائر نے دوسرے طائر سے
بآواز فصیح و بلند کہا کہ کیا عجب ہے ابھی تک طلسم کشا نیچے اس درخت کے نہیں آیا اگر آتا ہمین نظر آتا
ہم اُسکے آنے کے سبب سے اپنے الم سے نجات پاتے اُس سے طالب مدد ہوتے یہ کیا بانیان طلسم نے
لکھا تھا کہ آج کی تاریخ طلسم کشا اس درخت کے نیچے ضرور آئیگا دوسرے طائر نے جواب دیا طلسم
کشا اس درخت کے نیچے ضرور آئیگا بانیان طلسم کی تحریر غلط نہوگی تھوڑی دیر اُسکے آنے کا انتظار
کرو وہ آتا ہی ہوگا میں پہلے اُس سے اک راز مفید مطلب اُسکے کہونگا اگر وہ اُسپر عمل کریگا تو بہت جلد در
بند چہارم کو فتح کریگا بعدہ میں جس صدمہ میں ہوں اُسکے بارے میں اُس سے اعانت چاہونگا
عجب نہیں ہے کہ بعوض میرے احسان کرنے کے وہ بھی نیکی کرے مجھے اور تجھے قید الم سے آزاد کرے
طائر اول نے پوچھا وہ راز کیا ہے جو تو اُس سے کہیگا اُسنے کہا وہ راز یہ ہے کہ میں دوستانہ اور
ازراہ خیرخواہی طلسم کشا سے کہونگا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ در بند چہارم
طلسم صندل جلد فتح ہوجاے تو لازم ہے اس شاہزادی حور طلعت پر عاشق ہوکے حال اپنا پریشان کرکے
عشق اپنا شاہزادی مذکورہ پر ظاہر کیجیے اور اُسے ہمراہ شاہزادہ کے جلنے نہ دیجیے جس طرح ہوسکے
اُسے زندہ رکھیے اور اپنے ہمراہ [illegible] سے لے جائیے پھر شاہزادی خورشید طلعت سے حال
دریافت کرکے طلسم فتح در بند چہارم کیجیے طائر اول نے پوچھا اگر طلسم کشا تیری راے پر عمل نکرے
تو کیا در بند چہارم فتح نکر سکیگا اُسنے جواب دیا ہاں فتح نکر سکیگا بغیر شرکت شاہزادی خورشید طلعت
کے اگرچہ لوح طلسم اُسکے پاس ہے تو ہوا کرے یہ در بند اسی قسم کا ہے یہ کہکے وہ طائر اُڑا ساتھ اُسکے
دوسرا طائر اُڑ گیا طلسم کشانے تمام باتیں دونوں طائروں کی سُن کے دل میں غور کیا کہ یہ لوگ یقینی طلسم
اور [illegible] اپنا تصور کرکے دشمن جان خیال نکرکے راے طائروں کی پسند کی اور اُس درخت کے
نیچے سے آگے بڑھ [illegible] خاص و عام سے نکل کے قریب اُس ارتھی کے جاکے اُس شاہزادی
سے مخاطب ہوکے کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان یہ ارادہ کیا ہے ستی ہونے کا کیوں
قصد کیا ہے برخلاف حسینان جہان ارادہ جلنے کا کیوں کیا ہے معشوقان خوبرو تو عشاق کے دلوں کو
اپنی اس بے اعتنائی سے جلاتی ہیں نہ اپنے شوہر کے الم میں تجھ ایسی حسین کو آگ میں جلنا مناسب
نہیں ہے واسطے خدا کے اپنے دین و مذہب کا اس ارادہ سے باز آ مجھے اپنا شیفتہ و دیوانہ تصور کرکے
حال پر میرے نظر عنایت کر میں تیرے شوق وصل میں راہ دور و دراز سے آیا ہوں اُس شاہزادی نے
تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سُن کے اور بغور دیکھ کے منہ اپنا پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ موصوف
نے اور قریب اُسکے جاکے عشق اپنا اُسپر ظاہر کرنے کی نظر سے لباس اپنا پارہ پارہ کیا آنسو آنکھوں
روان کیے خاص و عام نے شاہزادہ کی تقریر سن کے کہا کہ اے جوان کیا تو دیوانہ ہے جو ایسی باتیں
کہتا ہے خاموش رہ یا یہاں سے چلا جا شاہزادہ موصوف نے کسی کے کہنے پر توجہ نکرکے [illegible]
کسی کے عمل نکرکے اظہار عشق کے کلمات متواتر زبان پر جاری کیے جملہ خاص و عام شہر کے
[illegible] متعرض نہوا جیسا وہ ارتھی دریا کے کنارے مرگھٹ میں پہنچی جہاں کہ ایک انبار لکڑیوں کا ہوا تھا

کچھ لوگ وہان بشکل نپڈتون کے بیٹھے ہوے پوتھیان ہاتھون مین لیے تھے شاہزادہ موصوف نے وہان
بھی بہرے اظہار عشق فرمایا دونا کرکے لباس اپنا پارہ پارہ کیا تو بہ عطیہ اختر شناس کا خیال نہ رہا اُس لباس
کے پارہ پارہ کرنے مین حرز مذکور بازو سے کھل کے کہین گر پڑا ہنوز شاہزادہ اظہار عشق شاہزادی مذکورہ
کر رہا تھا کہ اُس تاجدار کے حکم سے کچھ لوگون نے ارتھی شاہزادہ کی تخت سے اُتار کر اُس لکڑی کے
انبار پر رکھی اور گرد اُس انبار ہیزم خشک کے گھی اور رال وغیرہ ڈالکر چاہا کہ آگ اُس انبار ہیزم مین لگائین
ناگاہ شاہزادی خورشید طلعت اُس انبار ہیزم پر جانے لگی خاص و عام نے ہرچند روکا اور جلنے سے منع کیا
مگر اُسنے نمانا آخر کار سب اُسکے روکنے سے باز رہے اُسنے انبار ہیزم مذکور پر جا کے ست سن کہکے سر اُس
شاہزادہ کا اپنے زانو پر رکھ لیا مردم نے بمجبوری آگ لکڑیون مین لگا دی لکڑیان سلگنے لگین دھوان ہونے
لگا اُس وقت شاہزادہ نے بیتابی و بیقراری اپنی بہت ظاہر کی اُس شاہزادی نے کچھ سمجھ کے رستم ثانی
کو دیکھکر کہا ای شخص سچ کہہ تو ہمارا عاشق صادق ہی یا عاشق کاذب اگر عاشق صادق ہی تو مجھے
تیری بیقراری پر اُس وقت رحم آئیگا کہ جب تو یہ لوح رومال مین لپیٹ کر میری طرف پھینکدیگا اور مین لوح کو
اپنے گلے مین ڈال لونگی اور تو اس انبار ہیزم پر شعلہ ہاے آتش سے خوف نکرکے میرے پاس آئیگا اور یہان سے
مجھکو کسی طور سے لیجائیگا شاہزادہ نے بیوقوفی سے خیال کیا کہ یہ نازنین میرا امتحان عشق کرتی ہی جس طرح
ہو سکے امتحان مین کامل اُترنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ خیال کرکے بغیر دیکھے لوح کے لوح کو گلے
سے اُتار کر رومال مین باندھ کر یہ تصور کرکے کہ مین نازنین سے لوح پھیر لونگا اُسکی طرف پھینکدی اُس
نازنین نے خوش ہوکے مسکرا کر رومال مذکور کو لیکے اپنے قبضہ مین کیا اتنی دیر مین شاہزادہ اُس انبار ہیزم پر
گیا آگ بجھانے اور اُس نازنین کو انبار ہیزم سے اُتار لانے کی فکر کرنے لگا ناگاہ باشارہ نازنین مذکورہ
جو لکڑیان زیر قدم طلسم کشا تھین وہ ٹوٹین طلسم کشا گر کے بیہوش ہوگیا مردم نے یہ شور و غل کیا کہ وہ
طلسم کشا اسیر ہوگیا مہرات جادو نے کس مکر و فریب سے عجب عیاری کرکے لوح لیکر طلسم کشا کو اسیر
کر لیا یہ شور کرکے ہر ایک خوش ہوا کیونکہ وہ مجمع خاص و عام ساحران نابکار کا تھا بزور سحر ہر ایک اپنی
صورت تبدیل کیے تھا لباس نفیس پہنے تھا کوئی تاجدار کوئی وزیر کوئی امیر بنا تھا وہ طائر جو درخت پر
آکے بیٹھے تھے وہ بھی ساحر تھے اُنھون نے باشارہ مہرات جادو طلسم کشا کو فریب دیا تھا غرضکہ جملہ
خاص و عام کہ ساحران نابکار تھے خوش ہوکے باہم گلے ملنے لگے اور کہنے لگے آج عید ہی ہمین اس خوشی کی
ہی کہ طلسم کشا اسیر ہوا ابھی سب ساحر شادمان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا
تو ایک دیر مین قید ہون زنجیر و طوق وغیرہ مین اسیر ہون در پر ایک ساحرہ ازحد ضعیف و ناتوان
پوست و استخوان نہایت بدصورت ایستادہ ہی گرد و پیش ہزارہا ساحران نابکار خوش و خرم کھڑے ہین ایک
دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین ساحران نامی گرد اُس ساحرہ ضعیف و ناتوان کے ہین اسی طرح تعریف اُسکی
کر رہے ہین کہ ای مہرات جادو مالکہ ہماری ہم کیا آپ کی تعریف کرین زبان ہماری آپ کی ثنا مین قاصر
ہی کس خوبی سے یہ کار نمایان آپنے کیا ہی قدر دانی آپکی شاہ طلسم کریگا جو کچھ آپکو انعام مین خوش ہوکے
نہ دے وہ تھوڑا ہی ساحرہ مذکورہ مانند بلاے جان ستان سنکر اُنھین جواب دیتی تھی کہ اگر مین اس تدبیر اور
اس مکر و فریب سے لوح نہ لیتی کبھی طلسم کشا اسیر نہوتا یہ کہکے ایک عرضی لکھوا کر ایک ساحر کو دیکر کہا جلد تر

اسے خدمت شاہ طلسم میں لیجا وہ ساحر عرضی لیکر فی الفور روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُس وقت وہاں پہونچا کہ شاہ طلسم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر تھے شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت سے مخاطب ہو کے کہہ رہا تھا نہیں معلوم مرات جادو نے طلسم کشا کے بارے میں کیا کیا وزرا عرض کر رہے تھے حضور مرات جادو نہایت عاقلہ ہے اُسنے ضرور یہی فکر اسیری طلسم کشا کی ہوگی ابھی وزرا شاہ طلسم سے یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ساحر مسمی خرم جادو جلد دربار میں پہونچا شاہ طلسم کو سلام کیا شاہ نے پوچھا خیر تو ہے تو کیوں آیا ہے اُسنے عرض کیا عرضی مرات جادو کی لیکر آیا ہوں شاہ مذکور نے اُس سے عرضی طلب کی اُسنے عرضی دیدی شاہ نے عرضی منشی کو دیکر کہا پڑھو اس عرضی کو وہ عرضی لیکر پڑھنے لگا خرم جادو باشارہ شاہ طلسم سے ایک جگہ موافق اپنی ادنی لیاقت کے بیٹھ گیا شاہ طلسم عبارت عرضی مذکور کی بگوش دل سننے لگا مرات جادو نے بعد القاب کے یہ لکھا تھا کہ اے بادشاہ فلک جاہ میں نے حضور کے اقبال سے بعد کوشش و فکر و فریب طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہے لوح طلسم صندل اُس سے لے لی ہے اب جو کچھ حکم ہو یہ کنیز بجا لائے شاہ طلسم عبارت عرضی مذکورہ کو سُنکے از حد خوش ہوا خرمی سے اپنے تخت پر اچھل پڑا چہرہ پر آثار خوشی ظاہر ہوگئے اہل دربار بھی خوش ہوے اُس وقت شاہ طلسم نے تعریف مرات جادو کی کرکے یوتیار جادو سے کہ ساحر نامی و اہل دربار سے تھا کہا کہ تو جا کر لوح مرات جادو سے لے آ وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ شاہ طلسم نے ایک نامہ بنام مرات جادو لکھوا کر خرم جادو کو دیا اور کہا یہ نامہ میرا مرات جادو کو دیدینا یہ کہکے اُسے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر نامہ لیکر قبل جانے یوتیار جادو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ سامنے مرات جادو کے پہونچا نامہ اُسے دیا اُسنے نامہ کو آنکھوں سے لگا کے بہت تعظیم و تکریم کی مہر شاہ طلسم کی سر نامہ پر دیکھکر لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود پڑھا اُسمیں لکھا تھا کہ اے مرات جادو تونے عجیب کار نمایاں کیا جو طلسم کشا کو اسیر کیا ہے ہم تجھسے بہت خوش ہوے ہیں انعام کثیر تیرے دینے کیلئے تجویز کیا ہے تجھے لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے طلسم کشا کو ہماری خدمت میں لیکر در خانہ طلسمی پہ حاضر ہو اور یوتیار جادو کو ہم روانہ کرتے ہیں اسکو لوح طلسم دیدینا ہمکو خیال ہے کہ مبادا مددگاران و لشکر کاے طلسم کشا سے کوئی حال اسیری طلسم کشا سے اگر آگاہ ہو جاے اور راہ میں تیرا سد راہ ہو تو تجھ سے لوح نہ لیسکے کیونکہ تیرے پاس لوح ہو گی نہ وہ لیجا سکیگا یہ عبارت نامہ مذکور کی پڑھکے مرات جادو خوش ہوئی اور جانب طلسم کشا دیکھکر کہنے لگی او طلسم کشا اب تجھکو یہاں سے خدمت شاہ طلسم میں لیے جاتی ہوں یقین ہے کہ آج ہی شاہ طلسم تجھکو قتل کر ڈالے اگر وہ تیرے قتل کرنے میں تامل کبھی کریگا تو میں اُس سے کہکر تجھے قتل کراؤنگی تجھکو اس روز بد کی خبر نہ تھی تو نے توڑنا طلسم صندل کا آسان سمجھ لیا تھا اب اس وقت کوئی تیرا معین و مددگار یہاں نہیں آتا تجھے میری قید سے نہیں چھڑاتا ادھر ساحرہ مذکورہ یہ کلمات شاہزادہ رستم ثانی سے کہہ رہی تھی شاہزادہ مغموم و ملول تھا بوجہ قید ہونے کے کچھ اسکو سنا نہ سکتا تھا الا زبان قابو میں تھی ساحرہ کو جواب دیتا تھا کہ او ساحرہ مکارہ کیا بکتی ہے تو تجھے کیا قتل کرائے گی اور شاہ طلسم مجھے کیا قتل کریگا اگر میری زندگی ہے اور فضل خدا شامل حال ہوگا تو پھر قید سے رہا ہو جاؤنگا تجھے قتل کر دونگا طلسم کو توڑ دونگا شاہ طلسم کو قتل یا اسیر کرونگا تو مجھے جہاں چاہے لیچل اب تو میں قید ہوں دھوکے سے اسیر ہو گیا ہوں یہاں تو شاہزادہ رستم ثانی ساحرہ سے ہم سخن تھا ادھر اُن طائران سحر نے جنکو عجایب جادو اور خورشید روشن دل نے

برائے دریافت خبر طلسم کشا روانہ کیا تھا تمام حال اسیری طلسم کشا سے آگاہ ہوکے جابجا کے عجائب جادو
وخورشید روشن دل سے کہا کہ مرات جادو نے طلسم کشا کو اسیر کرلیا ہے لوح طلسم صندل نے لی ہے اب
وہ ساحرہ طلسم کشا کو پاس شاہ طلسم کے لیجانے پر آمادہ ہے یہ خبر سنکے عجائب جادو وخورشید
روشن دل کو صدمہ ہوا اور کہا ہمنے منع کیا تھا کہ اس وقت برائے فتح دربند چہارم نجائیں ساعت نحس ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے نہ مانا آخر انجام کہنا نماننے کا یہ ہوا کہ وہان جاکے اسیر ہوگیا یہ کہکے حملہ اہل لشکر سے کہا کہ
شاہزادہ فریجاہ اسیر ہوگیا تم سب اسی جگہ رہو یا سوئے قلعۂ طلسمی صندلان شاہ یہان سے روانہ ہو بالفعل ہم
یہان سے برائے تدبیر رہائی طلسم کشا جاتے ہین یہ کہکے عجائب جادو وخورشید روشن دل بزور سحر
غرق زمین ہوکے جانب قلعہ طلسمی روانہ ہوئے خواجہ عمرو ثانی بھی یہ خبر وحشت اثر سن کے سراسیمہ
ایک طرف موافق اپنے طریقہ کے فال دیکھکر روانہ ہوئے چالاک ثانی وبرق ثانی وسیارہ ثانی
وقران ثانی اور چار عیار بچیان بھی بفکر رہائی طلسم کشا ہر ایک سمت روانہ ہوئین جدید شاہ وشاہشناس
وغیرہ سپاہ ساحران وغیر ساحران کو ہمراہ لیکے جانب دربار شاہ طلسم روانہ ہوئے ابھی ان سب کو راہ مین چھوڑ کر
جاتا ہے اور یہان سے پھر حال مرات جادو کا لکہا جاتا ہے کہ جب نامہ شاہ طلسم کا اسکو پہنچا لوح کو
جھولی مین ڈالکر شاہزادہ کو ایک قفس آہنی مین بزور سحر بند کرکے قفس کو اپنے تخت سحر پر رکھکے اُس جگہ سے
بصد خوشی تنہا روانہ ہوئی وہان شاہ طلسم نے بوتیمار جادو کو روانہ کیا مرات جادو تخت سحر پہ بیٹھی ہوئی
قفس کو روبرو اپنے رکھے ہوئے شادان وفرحان چلی جاتی ہے ناگاہ بعد قطع راہ ایک دوراہے پر پہنچی
کیونکہ ایک راہ تو قلعہ کی طرف جانے کی تھی اور دوسری راہ شاہ طلسم کے دربار کی طرف جانے کی تھی
ساحرہ مذکورہ نے رخ اپنا سوئے قلعہ طلسمی کیا تھا کہ ناگاہ جانب دربار شاہ طلسم سے ایک آفتاب پیدا
ہوا ساحرہ مذکورہ سمجھی کہ شاید خورشید روشن دل باین صورت برائے رہائی طلسم کشا آتا ہے سمجھکے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ناریل چوبی دار نکالا سحر پڑھکر اُسپر دم کیا اور ارادہ کیا کہ جب یہ افتاب نزدیک
خورشید روشن دل قریب آئیگا یہی ناریل مارونگی ابھی ساحرہ مذکورہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی اور
تخت سحر اسکا ہوا پر قائم تھا کہ وہ آفتاب قریب آیا پس سامنے آتے ہی اسکے ساحرہ نے وہ ناریل اُٹھا کے
ارادہ اُس آفتاب پر مارنے کا کیا ناگاہ اُس آفتاب سے آواز آئی مرات جادو ذرا ہاتھ کو روکو دوست
دشمن کو پہچانو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو غیر نہ سمجھو مرات جادو نے ادھر ہاتھ کو روکا اُدھر وہ آفتاب درمیان
سے شق ہوا اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار جادو تخت سحر پر سوار ہے آفتاب سحر سے نکلتا ہے دیکھکر
مرات جادو بصورت آئینہ حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ بوتیمار جادو کو مین ایسا ساحر زبردست
نہ جانتی تھی کہ آفتاب سحر مین نہان ہوکے ادھر آئیگا خوب ہوا کہ مین نے ناریل نہین مارا اور اسکی آواز
دینے سے مین نے ہاتھ کو روکا ابھی ساحرہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی کہ بوتیمار جادو قریب آیا اور سلام
کہا اے مرات جادو واقعی تمنے کیا کار نمایان کیا ہے کس طور سے طلسم کشا کو اسیر کیا ہے یہ کہکے لوح طلسمی
طلب کی مرات جادو نے بوتیمار جادو کو خوب پہچان کے جھولی سے لوح جو رومال مین لپٹی ہوئی
تھی نکال کے ساحر مذکور کے حوالے کی اُسنے لوح کو لیکر کہا اے مرات جادو مین اب راہ صحرا سے
سوئے شاہ طلسم جاؤنگا آبادی سے بچاؤنگا مبادا استماع حال گرفتاری طلسم کشا سے عجائب جادو

وخورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی وزبردست روانہ ہوے ہون اور مجھ سے مقابلہ کرکے لوح
طلسم مجھسے لے لین اُس نے جواب دیا تمھین اختیار ہی مجھے شاہ طلسم نے نامہ مین لکھا تھا کہ لوح طلسم بوتیمار
جادو کو دیدینا اس وجہ سے مین نے تمھین دیدی ہی اب تمکو جو مناسب ہو کرو اُسنے کہا میرے نزدیک بہتر
یہی ہی کہ آبادی کی راہ چھوڑکے راہ صحرا سے جاؤن تم جلد تر خدمت شاہ طلسم مین جاؤ کہ وہ تمھارا منتظر
ہی یہ کہکے بوتیمار جادو سوے صحرا اُسی آفتاب سحر مین نہان ہوکر روانہ ہوا ساحرہ مذکورہ سوے شاہ روانہ
ہوئی اثناے راہ مین شاہزادہ رستم ثانی نے درمیان قفس سے دیکھا کہ قلعہ طلسم صندل دور سے نظر آیا
ہی کئی برج اُسکے ٹوٹے ہین اور جابجا سے منہدم ہوگیا ہی کچھ پایدار و سالم ہی یہ حال قلعہ طلسمی دیکھکر دل مین
کہا یقیناً یہی قلعہ طلسم صندل ہی جسقدر مین نے مرحلے اور دربند فتح کیے ہین اُسی قدر یہ شکست ہوا ہی اور
جسقدر مرحلات و دربند باقی ہین اُسی قدر قلعہ طلسمی بھی ٹوٹنے سے محفوظ ہی ہاے حسرت طلسم کشائی دل ہی
مین رہی اسیقدر قلعہ طلسم صندل ٹوٹ کر رہگیا مین اسیر ہوگیا دیکھیے اب کسی صورت سے رہا بھی ہوتا ہون
یا نہین شاہزادہ اپنے دل مین یہ باتین کرتا تھا قید سحر و دیگر قید سلاسل مین مبتلا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا قفس
مین بیٹھا تھا مہرافشان جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی چہار طرف دیکھتی ہوئی بعہد ہوشیاری و چالاکی سوے قلعہ
طلسمی چلی جاتی تھی اسکو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بوتیمار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار
آفتاب سحر مین نہان راہ صحرا سے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین پری جمال حورخصال لباس
رنگین در بر زیور نقرئی و طلائی پہنے ہوے ایک تھال ہاتھ مین کچھ ہار پھول اور ساغر بلورین و شیشہ پر از
شراب لیے ہوے کچھ ہار پھولون کے خود بھی پہنے ہوے بناو سنگار کیے ہوے صداے خلخال پا کی سناتی
ہوئی مانند طاؤس بلند آواز کے خرامان خرامان جاتی ہی اور خود بخود یہ کہتی ہی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھے
وہان جانے مین دیر ہوئی ہی دیکھتے ہی نازنین مذکور کو عاشق ہوگیا اور تقریر اسکی سنکے حیران و ششدر
ہوا فی الفور آفتاب سحر سے باہر آکے تخت سحر اپنا روبروے نازنین سوے زمین لایا اور سد راہ نازنین
مذکور کا ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نازنین مہر تمکین سچ کہو تم گل کس بوستان خاندان کی ہو نام تمھارا کیا ہی
پیادہ پا اس صحراے پرخار و وحشت انگیز مین یہ تھال لیے ہوے کیون جاتی ہو اور کس کے پاس
جاتی ہو یہ شراب اپنے ہاتھ سے کسکو پلاؤگی یہ پھول ہار کسکو پہناؤگی کیا کوئی مجھسے بہتر ہی جس کے واسطے
لیے جاتی ہو میں تمپر شیفتہ ہون تمھاری شمشیر ابرو کا گھائل ہون دل مین اشتیاق بوس و کنار رکھتا
ہون یہ صحرا ہی یہان دیکھنے والا کون ہی سامنے درہ کوہ ہی اس درہ کوہ مین چلو مجھے شراب اپنے ہاتھ سے
پلاؤ میرے ہاتھ سے تم شراب پیو جب نشہ ہو اُس وقت وصل ہو نازنین مذکور نے بناز و ادا جواب دیا
کہ اے ساحر میرا سد راہ نہو واہیات و بیہودہ باتین مجھسے نکر مجھے جانے دے تجھکو میرے نام و خاندان
کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ کہین جاتی ہون کیا بیان کرون کہ یہ ہار پھول اور شراب کسکے واسطے لیے
جاتی ہون اُسنے دریافت کرنے مین اصرار کیا نازنین مذکورہ نے اُسکے اصرار سے مجبوری کہا میرا نام
نسرین گلبدن ہی خاندان عالی سے ہون واسطے ایک جوگی کے یہ شراب لیے جاتی ہون گو کہ مین اُس پر
شیفتہ ہوگئی تھی اور وہ بھی مجھے دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر اب اُسنے نہین معلوم کونسا سحر مجھپر کردیا ہی نہیں
اُسکے مجھے قرار نہین ہی روز اسی طور سے اُسکے پاس جاتی ہون آج دیر ہوگئی ہی وہ منتظر ہوگا تو عتاب

اور دھوان اسکا اسکے دماغ تک پہونچتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا وہ نازنین اسکے بیہوش ہوتے ہی
خوش ہوکے اٹھی اور پکاری منم خواجہ عمرو ثانی او ساحر نابکار خوب تو میرے دام مکر مین پھنسا یہ کہکے لوح
طلسمی مع رومال پہلے اسکے پاس سے لیکر اپنے قبضہ مین کی بعدہ اسکی زبان مین سوزن دیکر قتل کرنا اسکا
مناسب نجانکر لباس اسکا اتار کر ایک لنگوٹی اسکے باندھکر رنگ و روغن سے اسکی صورت بنکر اسے
نذر زنبیل کیا اور اس تھالی اور شیشہ و ساغر وغیرہ کو بھی نذر زنبیل کیا بعد اسکے عمرو ثانی درہ کوہ سے
نکلکر جانب قلعہ طلسمی چلا ہنوز تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک پہلوان قوی ہیکل تخت سحر پر بیٹھا ہوا
چلا آتا ہے اسنے پوتیار جادو نقلی کو دیکھکر تخت سحر زمین پر لاکر کہا ای پوتیار جادو تمہین شاہ طلسم نے واسطے
لانے لوح طلسم کے بھیجا تھا اسلیے یہان ہو جلد چلو یا لوح طلسم ہمکو دو کہ ہم جلد تر لے جاوین پوتیار نقلی اسنے
جواب دیا مین لوح طلسمی ہرگز نہ دونگا نہین معلوم تم کون ہو مین خود ہی لیکر جاؤنگا اسنے متحیر ہوکے کہا ای
پوتیار جادو کیا تم مجھے نہین پہچانتے ہو نام میرا نہین جانتے ہو مین ہون ہومان کشاکیش جادو ہون تم بھی
مقرب درگاہ شاہ ہو مین بھی مقرب شاہ طلسم ہون پوتیار جادو نے جواب دیا مین نے جو کچھ کہا تھا
تم اسے نہین سمجھے کیا مین تمہین نہین پہچانتا یا نام سے تمہارے واقف نہین ہون غرض میرے کہنے کی یہ
ہے کہ یہ لوح طلسمی ہے اسے لینے شاید کوئی عیار لشکر طلسم کشا کا تمہاری صورت پر متشکل ہوکے آیا ہو
اور مجھسے لوح طلب کرتا ہو ہومان کشاکیش جادو نے کہا اگر تمہین یہ تردد ہو اور اسی سبب سے
تمنے کہا خیر مجھے لوح طلسم صندل نہ دو لیکن جلد چلو شاہ طلسم نے طلب کیا ہے پوتیار جادو نے کہ ظاہر
پوتیار جادو وا باطن عمرو ثانی تھا جواب دیا کہ مین کیونکر جلد پہنچ سکون شاہ طلسم مین جاتا اور اب جا سکتا
ہون لوح طلسم میرے پاس ہے ایسی حالت مین سحر پڑھ نہین سکتا اور پڑھون بھی تو اثر اپنا نہ دکھاویگا وجہ
لوح کے ہاں تمہارے تخت سحر پر البتہ بیٹھکر جلد جا سکتا ہون ہومان کشاکیش جادو نے کہا اچھا میرے
تخت سحر پر سوار ہوکر چلو خواجہ عمرو ثانی اسکے تخت سحر پر سوار ہوکے سوئے قلعہ طلسمی روانہ ہوئے انکو تو
راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال مرات جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ ساحرہ بعد قطع راہ در قلعہ طلسمی پر
پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ در قلعہ پر صدہا خیام و بارگاہ ہین ایستادہ ہین ہزارہا ساحرون کا مجمع ہے
ہر ایک ساحر اسیری طلسم کشا سے خوش ہے اکثر ساحر باہم کہا کرتے ہین صدہا ساحر حسب الطلب شاہ طلسم
ہر ایک سمت سے چلے آتے ہین ابھی شاہزادہ موصوف جانب ساحران مذکور دیکھ رہا تھا کہ ان ساحرون نے
مرات جادو پر نظر کرکے خوش ہوکے یہ شور و غل کیا کہ مرات جادو طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آئی ہے
کیا کارنمایان کیا مرات جادو وقت پر ساحرون کی سنکے خوش ہوتی ہوئی آگے بڑھی اور ساحران نامی سے
پوچھنے لگی کہ شاہ طلسم کس بارگاہ مین ہین انھون نے کہا اس بارگاہ فلک فرسا مین مع جملہ اپنے اہل دربار
و دیگر ساحران نامی و نامور طلسم صندل کے تشریف رکھتے ہین مرات جادو اسی بارگاہ کی طرف گئی
قریب بارگاہ پہنچکر شاہ طلسم کو سلام کیا اور وہ قفس کہ جسمین طلسم کشا قید تھا روبروے شاہ طلسم رکھدیا
چونکہ اس وقت روبرو صندلیان شاہ ارباب نشاط رقص و نغمہ کر رہے تھے بزم عشرت نہایت خوشی سے آراستہ
تھی ہزارہا ساحران نامی اور پہلوان کرسیون اور زرنگلون پر بیٹھے تھے ناچ اور گانا ارباب نشاط کا دیکھ رہے تھے اور سن رہے
تھے شاہ طلسم نے مرات جادو کے آتے ہی ارباب نشاط سے یہ اشارہ کیا کہ بالفعل رقص و نغمہ موقوف کرو تھوڑی دیر کے لیے جادو جنبش

ٹھہر کے رقص و نغمہ سے باز رہے اسوقت طلسم کشا نے سب بہ طریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا شاہ طلسم
سلام مرات جادو کا بہ اشارہ لیکر ازحد خوش ہو کے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ دوبارہ سلام کر کے موافق اپنی قدر کے
قریب تخت شاہ طلسم ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اسوقت صندلان شاہ نے ساتھ ساقیوں کو طلب کیا وہ کشتیاں بادہ
تند و تیز کی مع شیشہ و ساغر لائے اور بہ اشارہ بادشاہ مذکور جملہ اہل بزم کو شراب ساغرہائے بلوریں میں بھر بھر کے
دینے لگے خصوص مرات جادو کو جام متواتر دینے لگے وہ ساحرہ اور جملہ اہل بزم اور خود شاہ طلسم
بھی شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیاں مے ناب کی اٹھا کر بارگاہ سے
لے گئے بعد ازاں شاہ طلسم نے مرات جادو کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے مرات جادو تو نے
عجب کام کیا طلسم کشا کو اسیر کیا ہم تجھسے خرسند ہوئے یہ کہکے اپنے ملازموں سے کہا جلد کشتی
خلعت کی واسطے مرات جادو کے لاؤ ملازموں نے فی الفور حکم کی تعمیل کی مرات جادو خلعت فاخرہ
سے مخلع ہو کے بہت خوش ہوئی شاہ طلسم نے طلسم کشا سے ازحد ناراض ہو کے کہا اے طلسم کشا تجھے
کہ اس روز بد کی بھی تجھے خبر تھی گو کہ تو قید ہو کے رہا ہو چکا ہے مگر اب کی مرتبہ میں تجھے قید نکرونگا قتل
کر ڈالونگا تیرے یہاں آنے سے طلسم میں تہلکہ پڑ گیا کئی دربند ٹوٹے اور تو نے صد ہا ساحروں کو
ہلاک کیا میں تجھکو بھی ہلاک کرونگا ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو لقاے صاف سجدہ کر اور اب میری
اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر تو البتہ تجھے قتل نکرون شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے صندلان
شاہ تو کیا مجھے قتل کریگا اگر میری زندگی باقی ہے تو اب بھی قید سے رہا ہو جاؤنگا طلسم صندل کا اقبی کو
بھی توڑ دونگا تجھے قتل کرونگا جو ساحر مسلمان نہوگا اسکو بھی تہ تیغ کرونگا مجکو خداوند عالم و عالمیان کی جناب
سے امید ہے کہ تمنا ہے مذکور میری بر آئیگی شاہ طلسم یہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سنکے بہت برہم ہوا
ملازموں کو حکم کیا کہ اسکو قتل کر دیا جلاد کو بلاؤ کہ وہ اسکو یہاں سے لے جائے ہنوز جلاد کو ملازمان شاہ طلسم نے
بحکم شاہ طلب کیا تھا وہ آیا نہ تھا کہ ہوان کشا کیش جادو پوتیار جادو نقلی کے ہمراہ تخت طلسم سے اتر کر
روبرو صندلان شاہ کے آیا اور دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ میں حکم حضور سے پوتیار جادو
کو لے آیا شاہ نے پوتیار جادو سے لوح طلب کی اسنے ایک لوح بصورت لوح طلسمی اپنے پہلو کی
جانب ہاتھ بڑھا کے رومال میں لپٹی ہوئی نکالی اور موافق قاعدہ کے شاہ طلسم کو دی شاہ نے رومال
کھولکر لوح کو نہ دیکھا کہ یہ لوح اصلی ہے یا نقلی ہے فی الفور لوح مذکور کو رومال ہی میں لپٹا رہنے دیا اور اسکو
اپنے پاس رکھ لیا پھر پوتیار و ہوان سے باشارہ کہا بیٹھ جاؤ وہ دونوں ساحر بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے پھر شاہ طلسم نے اپنے ملازموں سے دو کشتیاں خلعت زرتار کی طلب کیں ملازم فی الفور
لائے پہلے ایک خلعت پوتیار جادو کو دیا گیا بعدہ دوسرا خلعت ہوان کشا کیش جادو کو دیا گیا دونوں
نے خلعت پاکے خوش ہو کے شاہ طلسم کو علیحدہ خلعت کا سلام کیا بعدہ دونوں ساحران مذکور اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے ابھی ساحران نابکار بیٹھے ہوئے تھے پوتیار جادو بیٹے خواجہ عمرو ثانی کو خلعت دیا گیا
تھا ہوان نے بھی خلعت پایا تھا کہ ناگاہ جلاد نابکار زشت خو سیہ درون سنگ دل بصورت تیغ لنگر وار
لیے ہوئے روبرو صندلان شاہ کے آیا بعد سلام کرنے کے دست بستہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ فلک
جاہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے کون لائق کشتنی ہے کس اجل رسیدہ کے قتل کرنے کو مجھے طلب کیا ہے

صندلان شاہ نے یہ اشارہ کہا جو شخص اس قفس مین ہے اسے لے جا زیر تیغ بٹھا جلاد قفس آہنی اٹھا کر
بیرون بارگاہ لیگیا اور قفس مذکور سے شاہزادہ رستم ثانی کو نکال کے بوریہ ہلاکت کا ریگسا کے چبوترہ پر
بچھا کے نہایت بیرحمی سے شاہزادہ کو بوریہ مذکور پر بٹھایا پھر گردن پر گولے سے خط دیکر تیغ آبدار
بکر انبار نیام سے کھینچکر پکارا کہ طلسم کشا آگاہ ہو کہ وقت قتل تیرا قریب آیا ہے جو کچھ کھانا ہو کھا لے پانی
پینا ہو پی لے کوئی دم مین تیرے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی حسرت دل کی دل ہی مین رہیگی کیونکہ آب و طعام
میسر ہو سکتا اور نہ تو سیر و سیراب ہو سکیگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او جلاد و باغی بیداد اس وقت
مجھکو آب و طعام کی طرف رغبت نہیں ہے خون جگر پی چکا ہوں غم کھا چکا ہوں اس وقت دل یہ چاہتا تھا
کہ وقت آخر حمزہ صاحبقران ثانی جنکو امیر ثانی کہتے ہیں انکو دیکھ لوں اور جتنا اپنے عزیز و احباب ہے
مل لون اور بالکہ رنگین سا کل کشا خضر عجائب جادو کو بھی دیکھ لوں اپنی محبوبہ سے مل لوں اور دیگر
اپنے سرداران لشکر سے وداع ہو لوں جلاد یہ تقریر سنکے ہنسا اور پکارا ای طلسم کشا یہ تمنا تیری ہرگز
بر نہ آئیگی شاہزادہ موصوف گفتگو جلاد بیرحم سنکے سوے فلک کے نگران ہوا کہ ہے خوب فلک اپنے معبود سے
واسطے اپنی رہائی کے دعا کرنے لگا ادھر جلاد تیغ بدست قریب تر شاہزادہ کے کھڑا رہا حکم اول ثانی و ثالث
کا منتظر رہا ادھر لو تہار جادو یعنی خواجہ عمرو ثانی نے بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی جگہ سے اٹھ کے
صندلان شاہ سے کہا ای بادشاہ فلک جاہ یہ نمک خوار کچھ عرض کرنا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہو کیا کہتا
ہے اس نے عرض کیا ای بادشاہ قتل کرنا طلسم کشا کا اچھا نہیں ہے خونریزی طلسم کشا خوب نہیں ہے جس جگہ خون
طلسم کشا کا گرے گا وہ زمین اور وہ طبقہ الارض ویران ہو جائیگا بنیان طلسم سے یہی لکھا ہے کہ اس
طلسم کشا کو بعد چالیس روز کے بیرون شہر و طلسم لے جا کے قتل کرنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو اسکو
پند و نصیحت کر کے اپنے مذہب مین لانا چاہیے لہذا پہلے طلسم کشا کو ہدایت کرنا مناسب ہے کہ ہمارے
خداوندوں کو سجدہ کرے اگر وہ انکار کرے تو اسے چالیس روز تک قید رکھنا لازم ہے بعدہ بیرون شہر و
طلسم صحرا مین اسے قتل کرانا چاہیے صندلان شاہ نے جواب دیا ای لو تہار جادو تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی طلسم کشا
سے کہا تھا کہ تو ہمارے خداوندوں کو سجدہ کر خصوص خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کر اس نے
انکار کیا تھا اور بعوض عجز و انکسار کے کلمات سخت بھی کہے تھے جنسے برہم ہو کے حکم قتل دیا ہے ہر چند یہ تو کہتا
ہے سچ ہے کہ خونریزی طلسم کشا اندر شہر و طلسم کے اچھی نہیں ہے لیکن ہم مجبور ہو کے اس فعل کو اختیار کرتے ہیں
کیونکہ طلسم کشا جب قید کیا گیا بارہا نکل گیا لو تہار جادو نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین اسے جاکر سمجھاؤں
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرنے پر راضی کروں شاید میرے کہنے سے وہ خداوند تمثال آئینہ
رو کو سجدہ کرے صندلان شاہ نے اسکی تقریر سنکے اسے اجازت دی لو تہار جادو نقلی بارگاہ سے
نکلکر پھر اس جگہ گیا جس جگہ شاہزادہ بوریہ ہلاکت پر بیٹھا تھا و عاشقی آہستہ آہستہ کر رہا تھا اشک آنکھوں سے
فرط غم سے بہ رہے تھے چہرہ کثرت رنج سے متغیر تھا جلاد سر پر سایہ تیغ کیے کھڑا تھا ہزارہا ساحرون کا
ہجوم تھا کوئی کہتا تھا کہ طلسم کشا ہماری جان و ایمان کا دشمن ہے مگر اسکے نوجوان قتل ہونے کا صدمہ
ہوتا ہے اکثر ساحر کہتے تھے کہ بہت جلد طلسم کشا قتل ہو جائے تو زیادہ دل کو خوشی ہو اسکی جانب سے
جو اندیشہ تھا اور ہے وہ دلوں سے دور ہو جائے جلاد نے لو تہار جادو کو دیکھکر پوچھا کیا حکم قتل

طلسم کشا لائے ہوئے تھے جواب دیا تو یہان سے ہٹ جا مین طلسم کشا سے کچھ باتین کرونگا بحکم شاہ طلسم آیا ہون
جلاد یہ سنکے ہٹ گیا پھر بوتیمار جادو نے جملہ ساحرون سے کہا تم سب یہان کیون کھڑے ہو گرد و پیش
طلسم کشا سے ہٹ جاؤ خیام مین جاؤ مین طلسم کشا کو ہدایت پرستش خداوند کرونگا یہ سنکے جملہ ساحر جو
وہان کھڑے تھے ہٹ گئے اسوقت بوتیمار جادو نے طلسم کشا سے مخاطب ہوکے قریب اسکے جاکے
کہا ای طلسم کشا سزا طلسم کشائی کی تو نے پائی اسیر ہوکے یہان آیا اب کوئی دم مین قتل ہوگا سر و تن
مین جدائی ہو جائیگی ہوس طلسم کشائی دل مین رہگئی اس وقت تیرا لشکر کہان ہی شہر کا تیرے کس جگہ ہین
کوئی تجھے آکے قتل سے نہین بچاتا اس وقت مجبوری و بیکسی مین مدد تیری کوئی نہین کرتا اشک آنکھون
مین کیون بھرے ہین کیا جان کے جانے کا غم ہی اگر صدمہ قتل ہونے کا ہی تو میری نصیحت پر عمل کر سرکشی
سے باز آ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کر مین اقرار کرتا ہون کہ پھر تو قتل نہوگا جان تیری بچ جائیگی
شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او ساحر کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو مین تمثال آئینہ رو برگزیدہ اک
بندہ گناہگار خدا ہے دو جہان ہی مانند شیطان کے مردم کو گمراہ کرتا ہی لعنت کرتا ہون ہرگز اسکو سجدہ
نکرونگا مجھے قتل ہونا اپنا گوارہ ہی اس مردود کو سجدہ کرنا منظور نہین ہی مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کرتا ہون وہ ایسا خالق ہی اگر چاہے تو ابھی اپنی قدرت سے رہا کردے دشمنون کو دوست کرکے مجھے مغلوب کو
اعدا پر غالب کردے ای ساحر کیا کہون کہ مبتلاے سحر ہون دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ
ابھی اس طوق و سلاسل کو بقوت بازو توڑ کر تجھکو ہلاک کرتا بوتیمار جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ اسوقت
مین بھی تو گفتگو سخت کرتا ہی اگر تجھسے کسی طرح سحر دفع ہو جاے تو کیا کرلیگا یہ طوق و سلاسل ہرگز نہ توڑ سکیگا
تجھ مین اتنی قوت بھی نہین ہی نہ ایسی ہمت ہی کہ زر کثیر و جواہر بافراط کسی کو دینے کا اقرار کرے شاید کوئی
بطمع زر و جواہر تجھے قتل ہونے سے نجات دے شاہزادہ نے جواب دیا اگر سحر مجھسے دفع ہو جاے
تو اپنی قوت دکھا دون سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدون اور صاحب ہمت وہ ہون کہ اگر
اس وقت کوئی مجھسے نیکی کرے تو مال دنیا سے اسے بہت خوش کردون بوتیمار جادو نے کہا تو کیا
زر و جواہر دیگا تیرے قول کا کیا اعتبار ہاں دیگا بھی تو اپنی جان تو دیگا شاہزادہ کو غصہ آیا بنظر
قہر و غضب دیکھا بوتیمار جادو نے کہا او طلسم کشا کیون مجھے گھور کر دیکھتا ہی کیون اس قدر مجھپر غصہ کرتا ہی
کسی کو پہچانتا بھی ہی شناخت دوست و دشمن بھی کچھ تجھے ہی ایسے مین عمرو ثانی ہون لوح طلسم صندل
مکر و فریب عیاری کرکے لیکر آیا ہون یہ کہکے لوح طلسم صندل جلد تر گلے مین شاہزادہ رستم ثانی کے ڈال
دی اسکی برکت سے سحر ہرات جادو کا دفع ہوگیا دست و پا قابو مین آئے شاہزادہ نے زور کرکے
طوق و سلاسل کو کہ آہنی کار اصلی تھا سحر کا نہ تھا مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای ساحران نابکار اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے جملہ ساحر نعرہ
طلسم کشا سنکے ازحد حیران ہوے خصوص صندلان شاہ بہت ہی حیران ہوا اپنے اہل دربار سے کہنے لگا
کہ تم سبنے سنا ابھی نعرہ طلسم کشا نے کیا ہی ذرا جاکے دیکھو تو اسکو کسنے رہا کیا یہ کہکے خود بھی اٹھا اور
سبکو ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان دیکھا کہ لوح طلسم صندل گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی تلوار دست
طلسم کشا مین علم ہی اکثر ساحران نابکار خوف سے بھاگے جاتے ہین صندلان شاہ نے کہا ای نمکخواران

ما بدولت غضب ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہوگیا لوح طلسم صندل بھی اسکے پاس پہونچ گئی مجھے سخت حیرت
ہے کہ اسکو کسنے رہا کیا لوح تو میرے پاس ہے اسکے گلے مین کیونکر پہونچ گئی کسنے اسکو دیدی ہے یہ کہکے اُس
لوح کو دیکھا اُسے مصنوعی پاکر برہم ہوکر سب سے کہا طلسم کشا کو گھیر کر پھر گرفتار کرلو جملہ ساحر بڑھے نارنج
و ترنج گولے فولادی مارنے لگے پے در پے سحر کرنے لگے بہت سے ترسول اور پنپول لیکے حملہ آور ہوئے مرآت
جادو نے رہائی طلسم کشا سے مثل آئینہ کے حیران ہوگئے شاہ طلسم سے کہا ای بادشاہ سمجھ مین کچھ
نہین آتا کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہوا مین نے بڑی مشکل سے اسے گرفتار کیا تھا لوح طلسم اس سے لے لی تھی
شاہ طلسم نے جواب دیا مین خود حیران ہون کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہوگیا خیر اب پھر اسکو کسی تدبیر سے اسیر کر
وہ یہ سنکے آگے بڑھی نارنج و ترنج سحر کرکے مارنے لگی لڑائی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی بھی شمشیر آبدار سے
ساحرون کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرانے لگا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوا سے تند چلنے
لگی آوازین قتال ہونے کی اُنکے سحر کے بیرد دینے لگے خواجہ عمرو ثانی کہ بصورت بوتیمار جادو
تھے ہنگام جنگ گلیم اوڑھے کھڑے تھے جب ساحرونکا زیادہ ہجوم ہوتا تھا گولے اور بان بیہوشی اپنے
گلیم کو منھ سے ہٹا کر ساحرون پر مارتے تھے اور پھر گلیم اوڑھ لیتے تھے ساحران نابکار خواجہ کے گولون
اور بان کو کسی طرح دفع نہ کرسکتے تھے اُنکے شعلون سے جل جلکر ہلاک ہوتے تھے اکثر پسپا ہوتے
تھے ہنوز لڑائی قریب قلعہ طلسمی ہورہی تھی طلسم کشا اور خواجہ ساحرون کو قتل کررہے تھے لاکھون ساحرون
کا مجمع تھا گو کہ ساحران نابکار دست طلسم کشا و خواجہ سے قتل ہورہے تھے لیکن ہجوم ساحران کم ہوتا
تھا صندلان شاہ حلقہ وزرا و اُمرا مین گھبرایا تھا غصہ مین بھرا تھا بار بار خود ارادہ لڑنے کا کرتا تھا
اُمرا و زرا روکتے تھے اور دست بستہ عرض کرتے تھے حضور کیون لڑنے کا ارادہ کرتے ہین تھوڑی دیر
مین طلسم کشا پھر گرفتار ہوجائیگا آخر کہانتک لڑے گا لڑتے لڑتے تلوارین لگاتے لگاتے تھک جائیگا
غش کھا کے زمین پر گر پڑے گا یہان سے نکلکر جا نہ سکیگا سوا اسکے ابھی آپ کے دن بڑے ہین
آپ کو لڑنا طلسم کشا سے بیجا ہے دور سے لڑائی دیکھیے بعوض لڑنے کے اپنی سپاہ کو ترغیب
جنگ دیجیے امیدوار انعام کثیر کا کیجیے ساحران نامی و عیار نامی یکبارگی ہجوم کرکے طلسم کشا پر گر پڑینگے
ضروری اسکو گرفتار کرلینگے لوح طلسمی چھین لینگے طلسم کشا تنہا ہے لاکھون ساحرون کو روک نہ سکیگا
پارہ پارہ پامال سپاہ کثیر ہوجائیگا شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت کے کہنے سے غصہ
کو ضبط کرکے جنگ سے باز رہکر ساحران نامی و سرداران سپاہ ساحران و پہلوانان قوی ہیکل کو ترغیب
جنگ دیتا تھا اور بہ آواز بلند کہتا تھا ای نمک خواران ما بدولت جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو اسیر کرو مین
انعام کثیر دونگا ساحران نابکار اُسکے کہنے سے فکر اسیری طلسم کشا کرتے تھے ترسول و پنپول وغیرہ آلات
حرب و ضرب سے لڑتے تھے کیونکہ بوجہ لوح پاس ہونے کے سحر کسی کا طلسم کشا پر اثر نہ کرتا تھا
ناگاہ نبردگاہ مین زمین شق ہوئی عجائب جادو و خورشید روشن دل حدود قلعہ طلسمی چھوڑکر راہ صحرا
سے جنگاہ مذکور مین آکے زمین سے نکلے چونکہ ہمراہ اپنے اسباب سحر لائے تھے بہ ارادہ جنگ آئے
تھے نعرہ کرکے سپاہ ساحران پر گرے متواتر سحر کرکے ساحرون کو ہلاک کرنے لگے او فی ساحر سحر والے
عجائب جادو و خورشید روشن سے مانند شمع کافوری کے جلنے لگے ساحران نامی بھی دفع سحر

اُنکے سے عاجز ہونے لگے لشکر صندلان شاہ مین ایک تہلکہ پڑگیا یا قیامت برپا ہوگئی اکثر
ساحرون نے یہ شور کیا کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو برائے اعانت طلسم کشا آگئے ہین اُنکے
سحرونسے جانبر ہونا دشوار بلکہ امر محال ہی صندلان شاہ عجائب جادو و خورشید روشن دل کے آنے سے
ازحد برہم ہوا لاکھ وزرا و امرا نے سمجھایا کہ حضور نہ لڑین شاید حضور کے طالع کے کرتے ہین صندلان شاہ
نے حال جنگ و بربادی و تباہی و قتل اپنے لشکر کا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر آگے بڑھ کے پکارکر کہا کہ ای
برادر عجائب جادو کیا حق برادری یہی ہی کہ جو تمنے کیا اور اس وقت ہمارے ساتھ کر رہے ہو اور
ای خورشید روشن دل تجھکو کچھ خیال ہم مذہب ہونے کا نہین ہی شرکت طلسم کشا ایک غیر مذہب کی
اختیار کی ہی یہ کیا دل مین آئی ہی یہ فعل تمھارا عقل کے خلاف ہی خیر جو کچھ کیا وہ کیا اب بھی اعانت طلسم کشا
اور میری عداوت سے باز آؤ طلسم صندل کے مٹانے کی فکر نکروگے تو اور دوست ہوسکے برگانے
اور دشمن میرے نہو ورنہ مین بھی فکر تمھاری ہلاکت کی کرونگا حتی الامکان زندہ نچھوڑونگا عجائب جادو
و خورشید روشن دل نے جواب دیا ای صندلان شاہ ہمنے شراکت طلسم کشا جو کی تھی کچھ سمجھکے کی تھی
بیہودہ اپنی تصور کرنی تھی یہ فعل ہمارا نہین ہی اگر تم اپنی زندگی اور بہتری چاہتے ہو تو اطاعت طلسم کشا
کرو ورنہ ہم تمسے ڈرنے نہین ہین جو تمسے ہوسکے ہمارے حق مین بدی کرو سامنے ہمارے آؤ یہی گو ہی اور
یہی میدان ہی آج جسکو خدا فتح دیگا وہ فتحیاب ہوگا صندلان شاہ یہ سنکے غضبناک زیادہ ہوا حملہ ارکان
دولت کو ہمراہ لیکر اور آگے بڑھا عجائب جادو و خورشید روشن دل پر بڑے بڑے سخت سحر کرنے لگا
وہ بھی اُسکے سحرون کو رد کرکے اُسپر سحر کرنے لگے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت صندلان شاہ بھی لڑنے
لگے جنگ عظیم ہونے لگی اگرچہ جنگ عظیم اور حملہ سحر صندلان شاہ و عجائب جادو و خورشید روشن دل
کے اور حال شمشیر زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ عمرو ثانی بہ تفصیل تحریر کیجائے تو بہت طول ہوگا چونکہ طول
دینا اس خاکسار مولف کو منظور نہین ہی لہذا بطرز اختصار احوال اس کارزار کا لکھتا ہی کہ لڑائی ہو رہی تھی شمشیر
زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ و سحرہاے عجائب جادو و خورشید روشن دل و صندلان شاہ وغیرہ
ساحران نامی سے قیامت برپا تھی وہ میدان گویا عرصہ محشر تھا شور و غل بلند تھا ساحران سپاہ صندلان شاہ
ہزارہا قتل ہو رہے تھے اُنکے مرنے سے تاریکی و ہنگامہ ہوتی تھی اور اُنکے نام سے بہر اُنکے سحر کے
پکار رہے تھے اظہار ہلاکت کر رہے تھے جا بجا لاشون کے انبار لگے تھے صدہا ساحر بزور سحر پردے
ہوا سحر کی سواریون پر سوار تھے اور مصروف و شریک جنگ تھے ہزارہا ساحر بالاے خاک جنگ آزما تھے
سحر کر رہے تھے جو طلسم کشا سے لڑتے تھے وہ ترسول اور تیشول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے لڑتے
تھے ناگاہ سوے فلک صدہا لکے ابر مختلف رنگ کے پیدا ہوے اُنمین برق کی سی چمک اور رعد کی سی
آواز تھی اور ایک سمت قلعہ طلسمی کی سرحد سے علیحدہ غبار عظیم بھی اُٹھا روے آفتاب کثرت غبار سے
نہان ہوا سب جانب فلک سوے غبار دیکھنے لگے یکایک وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوے
فوج ساحران نامی سحر کی سواریون پر سوار اُنمین سے پیدا ہوئی اور نارنج و ترنج اور نارہل چوڑی دار
اور گچھے پپکیانون کے اور گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالکر سحر اُنپر دم کرکے اپنے حریفون
کو پہچان کے اُنپر مارنے لگے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو نے بھی ایسا سحر کرنا اور لڑنا

شروع کیا کہ صندلان شاہ وغیرہ دیکھکر دنگ ہوگئے اب لڑائی کو زیادہ قوت وترقی ہوگئی ساحران لشکر
طلسم کشا اور لشکر خورشید روشن دل وعجائب جادو کا آگیا سپاہ صندلان شاہ بے دل ہوکے
پسپا ہونے لگی ایسی حالت میں سامنا مرآت جادو کا طلسم کشا سے ہوا شاہزادہ نے نعرہ کیا او ساحرہ نابکا
ہوشیار وخبردار ہو کہ مین اب تجھکو قتل کرتا ہون وہ یہ سن کے غضبناک ہوکے برق بنکے گری طلسم کشانے
فی الفور عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہوکے روبرو گری طلسم کشانے بڑھ کے ایسی تلوار اسکے
لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوگئی اس ساحرہ کے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی جو برج قلعہ طلسمی کے
باقی تھے ٹوٹ گئے کیونکہ چارون دربند مالکان دربند کے قتل ہونے سے بہم ہوئے اور برج قلعہ
جو دربندون سے والبتہ تھے شکستہ ہوے ہر سحر کے مرآت جادو کے نام سے پکارے افسوس قتل
کیا مجھکو کہ نام میرا مرآت جادو تھا اب صرف قلعہ طلسمی جسکو طلسم صندل کہتے ہین کچھ باقی رہگیا جو
باقی رہا وہ بھی گردش مین تھرا رہا تھا تھوڑی دیر بھی مرآت جادو کے مرنے مین نہ گذری تھی کہ وہ
غبار جو اٹھا تھا ہوا سے پریشان ہوا لشکر طلسم کشا کو غیر ساحرون کا تھا پیدا ہوا حدید شاہ وسرشار شاہ
ودیگر سرداران لشکر ظاہر ہوے اور نعرہ طلسم کشا کا سن کے جنگ عظیم ہوتے دیکھکر ورتر مقام جنگ کے
ٹھہر کے اور وہین سے لشکر صندلان شاہ پر سب نے حملے کرنے شروع کیے ساحران لشکر صندلان شاہ
اب زیادہ ہلاک ہونے لگے اور بہت گھبرا کے بے دل وسراسیمہ ہوکے پیچھے ہٹنے لگے پس پشت سے پھر
جان ستان آئی اسامنے سے ساحران حریف نے سحر کرنا شروع کیا ایسی حالت مین درمیان دشمنون کے
گھر گئے ہزارہا ساحر ہلاک ہونے لگے اکثر قابو پاکے بزور سحر پرواز پیدا کر کے باز یا عقاب
وغیرہ بنکر بھاگنے لگے لشکر عجائب جادو وخورشید روشن دل وسپاہ حدید شاہ وسرشار شاہ
نے یہ حال دیکھکر آگے بڑھ بڑھ کر پھر حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ جملہ دشمنون کو قتل کرڈالے
کسیکو بھاگ کر جانے نہ دیجیے چنانچہ عجائب جادو وخورشید روشن دل وطلسم کشا وعنقا سے
بدطینت وطفیل جادو وزرائے عجائب جادو وملکہ ماہ سبز پوش وغیرہ نے کئی وزیرون کو
صندلان شاہ کے قتل کیا اور بہت سے ساحران نامی کو ہلاک کیا صندلان شاہ یہ رنگ جنگ
دیکھکر غمگین ہوا دل مین کہنے لگا کہ لڑائی بگڑ گئی دشمن غالب ہوے سپاہ میری مغلوب ومقتول ہوئی
ہر جو سپاہ باقی تھی وہ بھی بے دل ہر کچھ ساحر بھاگے جاتے ہین بہت سے بھاگنے پر آمادہ ہین تاب
مقابلہ لا نہین سکتے ہین ایسے وقت مین ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ سپاہ باقی ماندہ بھاگنے نپائے اور اعدا
پسپا ہوجائین جان میری بھی دست اعدا سے بچے یہ خیال اپنے دل مین کر کے یہ آواز بلند پکارا کہ ای
نمکخواران نابدولت کیون بیدل ہوکے پسپا ہونے ہو ارادہ بھاگنے کا کرتے ہو کیسے مرد ہو کہ عورتون کا
شعار اختیار کرتے ہو ابھی مین زندہ ہون کیا مین قتل ہوگیا یا گرفتار ہوگیا ہون جو بھاگے جاتے
ہو دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھو دلیرانہ دشمنون سے لڑو مین اب وہ تجویز کرتا ہون کہ دشمنون کو جان
بچانا دشوار ہوگا یہ میدان جنگ لاشہ ہاے اعدا سے بھر جائے گا مین شاہ طلسم ہون جب حکومت واختیار ہون
ابھی تک بخیال نحوست ایام کے اچھی طرح نہین لڑا تھا اب اپنی جان کا خیال نکر کے لڑتا ہون دیکھو حال اعدا کا کیا کرتا ہون
یہ کہکے سحر ہاے سخت کرنے لگا یعنی ولیسار دلپشت وروکی طرف اعدا پر آفت وبلا نازل کرنے لگا ساحرون

اور غیر ساحروں کو ہلاک و مبتلائے سحر کرنے لگا لاشوں سے میدان جنگ بھرنے لگا کبھی برق بن کے گرنے لگا خرمن اعدا کو جلانے لگا گاہ ابر سحر سے پانی برسانے لگا وہ پانی جس ادنیٰ و اعلیٰ ساحر و غیر پر برستا تھا فی الفور بیہوش و ہلاک ہوتا تھا اسی طرح دمبدم سحر تازہ کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ صندلان شاہ نے ایسے ایسے سحر کیے اور جم کر ایسا لڑا کہ ہزار ہا لشکریان طلسم کشا کو جو انہیں ساحر و غیر ساحر تھے ہلاک کیا اور لشکر کو ہٹا دیا صحرا لاشوں سے بھر دیا یہ حال دیکھکر باہم مشورہ کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو و ملکہ ماہ سبز پوش و رحمہ عجائب جادو و خواجہ عمر ثانی و دیگر ساحران نامی نے چہار سمت سے صندلان شاہ کو گھیر لیا عجائب جادو نے بزور سحر زمین کو سنگ لاخ کیا خورشید روشن دل نے بڑے بڑے ہوا بند و بست کیا کہ صندلان شاہ سوئے فلک کسی طرح جانے نہ پائے ملکہ ماہ سبز پوش نے پس پشت اس کی سے سپہر سخت کیے خواجہ عمر اور طلسم کشا اسکے روبرو خواہان اسکے قتل و گرفتاری کے ہوئے دیگر ساحران چپ و راست اسکے اوپر سحر کیے اس تدبیر سے صندلان شاہ گھبرا گیا وہ اس محصور تھا کہ جس طرف ذرا بھی غافل ہوا اس طرف سے کسی نہ کسی ساحر کا سحر چل گیا اسکے دفع کرنے میں شاہ طلسم مصروف ہوا خود سحر کرنے سے باز رہا ایسی حالت میں طلسم کشا نے سامنے اسکے پہونچکر لوح کو دیکھکر نعرہ کیا کہ اے صندلان گرفتار ہو سنبھل یا روح دار ہو کہ میں آپہونچا صندلان شاہ نے بہت ہمت رو کئے اور اپنی جان بچانے کے لاچار و مجبور ہوکر ارادہ کیا کہ بزور سحر شق زمین ہوکر بھاگ جاؤں دشمنان قوی سے جان بچاؤں ان خصوص طلسم کشا سے اپنی جان کی حفاظت کروں یہ ارادہ کرکے سحر کرکے زمین پر قدم مارے زمین تو سنگ پا پاسوکے آسمان پر زور سحر کیا مگر راہ کسی طرح جانے کی نہ پائی آسمان فولادی سحر کی ٹکر کھائی سوئے یمین چاہا کہ بھاگے ساحران نامی نے روکا جانے نہ دیا جانب یسار رخ کیا عجائب جادو و ملکہ ماہ سبز پوش سدراہ ہوئے آخرکار لاچار ہوکے قصد کیا کہ لڑ بھڑ کے جان بچائیے بھاگنا ممکن نہیں ہے دشمن چہار سمت سے گھیر چکے ہیں کسی طرف سے بھاگنے نہیں دیتے ہیں کس کس سے لڑیے کس کس کو دفع کیجیے خورشید روشن دل و عجائب جادو و ملکہ سبز پوش وغیرہ ساحران نامی و نامور کے سحر ہائے سخت کیونکر بجلت دفع کیجیے گھبراہٹ اور اضطراب میں کیا کیجیے کس کس سے مقابلہ کیجیے بہتر یہ ہے ہی ہوکر لڑکر سر میدان مر جائیے نام دنیا میں کر جائیے یہ قصد کرکے جان دینے پر آمادہ ہوکر اپنی تانی ملکہ انتظار فروز جادو و اپنی دایہ تا رہ کب جادو کے الطاف و اشفاق کو یاد کرکے اسکے ہلاک ہو جانے پر گویان ہوکے طلسم کشا سے کہا کہ طلسم کشا گو تو صاحب لوح طلسم ہے مگر میں بھی وہ صاحب حکومت و اختیار ہوں کہ تجھ ایسے دشمن ہزاروں جنگ کرنے میں چندان مجبور نہیں ہوں ساحران حیدہ عجائب جادو و خورشید روشن دل تیرے ساتھ ہیں لیکن تجھ سے زیادہ تیرا دشمن جان لو ہے تجھی سے مقابلہ کرتا ہوں یا جان اپنی دیتا ہوں یا تجھکو کسی طرح گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا نے جواب دیا اے صندلان شاہ میں تیرے حال پر رحم کرکے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت بھی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو میں تجھکو ہلاک نہ کروں شاہ مذکور نے مسلمان ہونے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے چند کلمات سخت و ناسزا کہے ایسا ایک سحر کیا کہ درمیان اپنے اور طلسم کشا کے ایک دریا آتش پیدا کیا پھر ایک سردار بیزہ یکدست ہم اسے پیدا ہوکہ مقابل طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے بہ ہدایت

لوح اُس سوار سحر کو قتل و معدوم کرکے دریاے آتش سحر کو عکس لوح سے نابود کرکے صندلان شاہ پر
حملہ کیا خواجہ عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوے شاہزادہ رستم ثانی کے ساتھ ساتھ تھے موقع پاکر دشمنوں
سے لڑتے جاتے تھے طلسم کشا پا پیادہ تھا خواجہ نے کہا اے فرزند لشکر تمھارا آگیا ہے اپنے لشکر کے کسی
سوار کے گھوڑے پر سوار ہوکر لڑو پیادہ پا نہ لڑو ابھی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک گھوڑا ایک سوار
مقتول کا قریب نظر آیا خواجہ اُس گھوڑے کو گلیم اوڑھے ہوے لے آئے شاہزادہ نے اُس اسپ پر
سوار ہوکے پھر حملہ صندلان شاہ کی طرف کیا اُسنے شمشیر خون چکان دست شاہزادہ ذی شان میں دیکھکر
خائف ہوکے پیچھے ہٹ کے جلد ایک سحر ایسا کیا کہ سمت صحرا سے ایک شیر غضبناک و کلان پیدا ہوا
اور طلسم کشا کا سد راہ ہوا شاہزادہ نے بہ ہدایت لوح اُس شیر کو قتل و معدوم کیا یہ حال دیکھکر صندلان شاہ
گھبراکر اپنے سحر کے زور سے عقاب بنکر سوے فلک گیا خورشید روشن دل کے سحر سے ایک آسمان فولادی
محیط تھا پھر اُسی سے ٹکر کھائی لاکھ چاہا کہ اُسکو جلد توڑ کر نکل جائے مگر دیگر ساحران نامی نے
اور خود خورشید روشن دل نے ایسے ایسے سحر سخت کیے کہ وہ اُس آسمان سحر کو توڑ نہ سکا شکست
کھاکے سوے زمین آیا زمین پر مانند کلوخ کے گرا طلسم کشا نعرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا چاہا کہ تلوار لگاکے
کام اسکا تمام کرے صندلان شاہ نے بصورت اصلی ہوکر جلد سحر سے چند سپرین اپنے سر اور دونو پہلون کی
طرف پیدا کین اور ایک سحر ایسا پڑھ کے سوے فلک پھونکا کہ تاریکی پیدا ہوئی طلسم کشا اور خواجہ
دونوں اسی حالت میں قریب تر صندلان شاہ کے پہونچے اسی تاریکی میں طلسم کشا نے بلا دیکھے
لوح کے صندلان شاہ پر تلوار لگائی خواجہ نے آگے بڑھ کر ڈبیہ کی حباب بیہوشی ماری تلوار
تو طلسم کشا کی خالی گئی تاریکی کے سبب سے اُسکے سر پر نہ پڑی کیونکہ تلوار پڑ جاتی اور وہ قتل ہو جاتا
کہ حیات اُسکی باقی تھی لیکن ایک حباب بیہوشی آخر صندلان شاہ کے سوراخ ہاے بینی پر پڑ گیا
اسکے ٹوٹنے سے اثر اُسکا اُسکے دماغ تک پہونچا فی الفور صندلان شاہ کو چھینک آئی اور بیہوش
ہوکے زمین پر گرا خواجہ ساتھ شاہزادے کے تھے اس حال سے صندلان شاہ آگاہ نہ تھا کیونکہ
خواجہ گلیم اوڑھے ہوے تھے اسی وجہ سے دھوکا کھاکے بوجہ بیخبری کے سبب حباب بیہوشی آمیز سے بیہوش
ہوگیا خورشید روشن دل نے اسی وقت اپنے سحر سے اُس تاریکی کو دفع کیا طلسم کشا نے دیکھا
کہ صندلان شاہ بیہوش خاک پر پڑا ہے یہ دیکھتے ہی خوش ہوکے پھر تلوار لگانے کا قصد کیا لیکن
عجائب عیار نے دیکھا اے شاہزادہ ذوالفقار بالفعل صندلان شاہ کو قتل نہ کیجیے گو یہ کافر ہے مگر میرا بڑا بھائی
ہے شاید ہدایت کرے سبب میرے دین اسلام قبول کرلے شاہزادہ نے ہاتھ اپنا روک کے جانب خواجہ عمرو
ثانی دیکھا اُنہوں نے کہا میری رائے میں بھی مناسب ہے کہ ایکبار صندلان شاہ کو ہدایت کیجائے
شاید ابھی مرشد دین اسلام قبول کرلے بہرکیف باشارہ شاہزادہ رستم ثانی فی الفور اسکی بغلوں میں سوزن
دیکے جال الیاسی یا کمند عیاری میں کارزار میں کہ لڑائی ہو رہی تھی زمین تشتہ ہو رہی تھی لاش پر لاش لشکریان
ہر دو طرف کی گر رہی تھی طلسمی بھی بہتر ایسا ہوا تھا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی تھی کوئی مسلمین
مددگار صندلان شاہ کا آنے پایا تھا کہ خواجہ نے اُسکو زندہ زنبیل کیا ساحران کہ صندلان شاہ
طلسم کے اسیر ہوتے ہی بیدل ہوکے بھاگنے لگے اور بہزار ہا ساحر طالب امان ہوے طلسم کشا نے

اسنے کہا کہ اگر تم اقرار مسلمان ہونے کا کرو تو البتہ ہمیں تمکو امان دون بہت سے ساحرون نے مسلمان
ہونیکا اقرار کیا تھوڑے ساحران سیہ قلب نے انکار کیا انہیں سے بہت سے مارے گئے اور کچھ سوے صحرا
دکوہ بھاگ کر نکل گئے جب یہ جنگ عظیم فتح ہوئی طلسم کشا و جملہ دوستان طلسم کشا کو خوشی حاصل
ہوئی خصوصاً خورشید روشن دل و عجائب جادو و جملہ شہر کا وخیر خواہ نے کہا ای شہریار ہماری رائے یہی ہے کہ
جلد تر داخل قلعہ طلسمی ہو کے باقی طلسم صندل کو زیر کیجئے مبادا تاخیر کرنے میں دغا سے دلی سرنہ [illegible]
شاہزادہ رستم ثانی نے انکی رائے کو پسند کیا اور بہ ہدایت لوح طلسم صندل ولشکر اکثر و دلیران [illegible]
ساکنان طلسم و قلعہ ابدال و رازداران طلسم صندل باتفاق وزراے کشادہ طلسم و بزرگ اخفر شناسی
مذکور جنے طلسم کشا کو نقش دیا تھا ولشکر آگ و اعانت خورشید روشن دل [illegible] عجائب جادو وغیرہ
باقی طلسم صندل کو بھی جلد تر فتح کیا بعد فتح کرنے کے عجائب جادو کو حقدار حکومت شہر صندل کا
جان کے اور عوض نیکی کا بھی خیال کر کے طلسم کشا نے تخت حکومت شہر صندل پر [illegible]
نامی وغیرہ نامی کو جمع کر کے بٹھا دیا ہر ایک نے اپنی قدر مراتب نذر دی عجائب جادو نے قبول کر کے
با بعازت و با شارہ شاہزادہ ہر ایک کو انعام حسب قدر مراتب دیا اکثر نے عہدے بڑے پائے طلسم کشا
یعنی شاہزادہ رستم ثانی نے بعد تخت نشین کرنے عجائب جادو کی رائے سے خورشید روشن دل کے
جملہ مال و اسباب طلسم صندل کا نکلوایا تھا اس مال فراوان و اسباب بیشمار کا شمار ناممکن ہے اور
تعداد زر و جواہر و مال و اسباب کی بتفصیل تحریر کرنا [illegible] الا بطریق اختصار و بطریق مجمل لکھا جاتا
ہے کہ کئی سو چھکڑے بھر کے ہوئے روپیہ اور اشرفیوں اور زر و جواہر و اسباب بیش قیمت سے کچھ قسم اسباب [illegible]
دنیا پایا [illegible] خفتان و چار آئینہ و زرہ و تاج جواہر نگار [illegible] لعل بیش بہا نصب تھے [illegible]
مانند پوشاک نفیس شاہان و لباس نادر تاجداران [illegible] و دیگر اشیاء [illegible] طلسم کشا
کے ہاتھ آئیں اور بہت سے قیدیان طلسم کہ جو الشان گویا [illegible] ناخن و موے سر بڑھ جانے کے
[illegible] قلعہ طلسمی سے نکلے شاہزادہ رستم ثانی نے ان سب قیدیوں کو [illegible]
سے کہا انکو حمام میں لیجا کے ناخن و موے سر بڑھے ہوے انکے کٹوا [illegible] لباس نفیس انکو
پہنا کے ہمارے پاس لے آؤ ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی جب سب قیدیان طلسم مذکور حمام میں نہا کر
کپڑے پہن کے خدمت شاہزادہ ذیجاہ میں آئے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش ہوا پہلے سب نے شاہزادہ
کو سلام کیا تھا ابھی پاس آکر سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیجاہ [illegible] ہم ایک مدت دراز سے اس
طلسم میں قید تھے حضور کے سبب سے قید سے رہا ہوئے آپ نے اتنا بڑا احسان کیا ہم شکریہ اس
احسان کا ادا نہیں کر سکتے اگر تمامی عمر غلامی کریں تو بھی بار احسان جائے [illegible] شاہزادہ
[illegible] نے تقریر انکی سن کے شاباش کہا آفرین کر کے کہا یہ کیا کہتے ہو میں نے ایسا کیا احسان کیا
تھا یہ مقدر میں فی الحال رہا ہونا تھا رہا ہوئے پھر ہر ایک کا نام پوچھا اور دریافت کیا تم سب
کہاں کے رہنے والے ہو ہر ایک نے اپنا نام و مقام مسکن بتایا بہت سے قیدیوں کو زاد [illegible]
کہا کہ تم اپنے وطن جاؤ وہ سنا یہ بہت خوش ہو کے شاہزادہ سے رخصت ہو کے دعائیں دیتے ہوئے
اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد جانے قیدیان طلسم صندل کے حسب دستور قدیم شاہزادہ

رستم ثانی نے دسواں حصہ تمام مال و اسباب طلسم صندل کا خواجہ عمرو ثانی کے حوالے کیا خواجہ نے
خوش ہوکے داخل زنبیل کیا پھر اسباب و مال مذکور سے چالاک ثانی و برق ثانی و سپارہ ثانی
و قران ثانی کو بھی موافق انکی لیاقت کے دیا بعد ازاں حکم جشن دیا ملازموں نے بزم عشرت نہایت
سلیقہ و خوبی سے آراستہ کی اور یہ بزم عشرت بارگاہ صندلی میں جو طلسم صندل سے نکلی تھی اور بہت
وسیع تھا درپردہ نگار سے آراستہ کی تھی تخت و کرسیاں اور آسمان گیر بہت بلند نہایت عمدہ ساخت قاعدہ و
طریقہ احسن کے بچھائے گئے گلدستے رنگا رنگ کے جا بجا رکھے گئے اور واسطے روشنی کے شیشہ آلات
مانند جھاڑ اور کنول وغیرہ کے بصد خوبی بواسطے زیبا و زینت بزم عیش و دیگر اسباب عیش و عشرت جو
ضروری و نہایت تکلف سے موجود کیے تفصیل ان سبکی اگر تحریر کی جائے تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ بزم
عیش مانند عروس نو کے آراستہ ہوئی ارباب نشاط حسب الطلب دور دور سے حاضر ہوئے کیونکہ یہ
جشن دو سببوں سے کیا گیا تھا اول تو خوشی فتح طلسم صندل کی کرنا منظور تھی دوسرے آمد شہزادہ رشید
روشن دل بمسرت تخت نشینی عجائب جادو کی ظاہر کرنا تھا الحاصل جب بزم عیش بہزار زیبا و زینت
و بصد تکلف آراستہ ہو چکی اور ارباب نشاط حاضر ہو چکے شاہزادہ رستم ثانی و شہزادہ رشید روشن دل و
عجائب جادو و جملہ امرا ہیر ذی وقار و وزیر مانند خواجہ عمرو ثانی شاہ کیزار فرزند مانند راجی و مہراب
بن لندھور و گشتاسپ شاہ اور وزیران عجائب جادو مسمی ختنقا سے بدلیشت و مقبل جادو
سرفراز کوک پیشانی و مفقود جادو و قمر دار و گلنار پوش و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل
کشا و اہل دربار صندلان شاہ و وزیران صندلان شاہ و ملکہ نوبہار گوہر پوش وغیرہ علی قدر مراتب
تخت اور کرسیوں اور چوکیوں پر بزم عشرت میں بیٹھے عورتیں پردہ میں بمقام محفوظ بصد آرام و راحت
بیٹھیں بعد بیٹھنے ارباب بزم عشرت کے بحکم شاہزادہ رستم ثانی ساقیان خوبرو و خوش گلو کشتیاں بادہ
مشکبو کی مع شیشہ و ساغر بلوریں لیکر بزم عشرت میں آئے اور اجازت شاہزادہ موصوف سے حاصل
کر کے بادہ ناب جام ہائے بلوریں میں بھر بھر کے بصد خوشی و انداز جملہ ارباب سرفراز و ممتاز کو پلانے لگے
ہر ایک شخص جام کو اپنے ہاتھ سے لیکر شراب پینے لگا اور اشیائے گزک سے لطف اٹھانے لگا جب
تمام ارباب بزم عشرت بادہ نوشی اور گزک سے لطف اٹھا چکے ساقی کشتیاں مے گلرنگ کی اٹھا
اٹھا کے بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے ساقیان گلبدن و غنچہ دہن کے حکم شاہزادہ رستم
ثانی سے ایک رقاصہ خوبرو و نہایت خوش گلو زیور مرصع طلا و نقرہ و لباس نفیس و رنگین پہنے ہوئے
ہمراہ لیکے سازندوں کے بصد ناز و انداز حاضر بزم عشرت ہوئی اور وہ زہرہ نگاہ جوانان اہل
بزم کو دیکھکر دل میں کہنے لگی کہ کیا کیا جوانان خوبرو ہیں اور کیا بزم عشرت آراستہ کیگئی ہے کہ چشم فلک نے
بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی یہ باتیں دل میں کرکے شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و شہزادہ رشید روشن دل کو
بصد انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ موصوف وغیرہ اسکی ادا و ناز پر فریفتہ ہوئے اور اسکے حسن دلفریب پر
نظر کرکے دل میں کہنے لگے کہ پروردگار عالم نے کیا اپنی قدرت کاملہ سے اسکو حسن و جمال دیا ہے اگر
اسکو رشک پری کہیے تو بجا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نظارہ اسکے حسن دلفریب کا کر رہے تھے
اور وصف صنعت صانع عالم و مالکان وقت و حمد خالق انس و جان کر رہے تھے کہ اس رقاصہ

خوبرو نے اپنے سازندوں سے مخاطب ہوکے باشارہ کہا جلد سازوں کو درست کرو اُنھوں نے فی الفور سازوں کو درست کیا اُس رقاصہ نے ارادۂ رقص کیا سازندے ساز بجانے لگے رقاصہ مذکورہ بنازو ادا اور بروشنا ہزادہ رستم ثانی وغیرہ کے رقص کرنے لگی گت ناچنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا بنظر غور دیکھنے لگے اور بجاے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصۂ خوش جمال ایسا رقص عدیم المثال کرتی تھی کہ اگر زہرہ و مشتری بھی بالاے فلک سے رقص اُسکا دیکھتیں تو خجل ہوتیں تھوڑا سا اُسکے رقص و حسن کی تعریف میں لکھا جاتا ہے نظم

کیا دم رقص کچھ ٹھاٹھ تھا بانکا
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشغلہ
وہ اٹک باہیں کی وہ ٹیلے کی تھاپ
گردشِ چشم پھر اُسکے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھانا اپنا
مثلِ طاؤس مستی ایسی تنی
بن گیا گرد ماہ کے ہالہ
ناز سے سر پہ جبکہ اٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے
چٹکیاں وہ ہلال کرتی تھیں
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جا سے سبزہ دلوں کو روند گئی

طرز طاؤس بوستان کا تھا
نور کا وہ بیرا ایک سازندہ
اور وہ سارنگیوں کے سُر کا ملاپ
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالے جاتا
وہ کلائی میں شاخ گل کی لچک
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
سر پہ رکھا اُلٹا کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکریں باکمال کرتی تھیں
دیکھو اعجاز اُسکی ٹھوکر کا
شعلہ جوالہ بھی جی چھوڑا

دونوں عارض تھے غیرت مشعل
سحر کار ایک ایک توڑا زندہ
عجب انداز سے اٹھاکے ہاتھ
دل کو ہر بار پیچ ڈالتی تھی
کبھی نخرے سے مسکرا دینا
آنچل سینے کی بھی وہ مسک
حلقۂ دست حبیب ہوا ہالہ
ہاتھ پاؤں پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونوں جو ناگہ آئے
وہ پھڑک نشستوں کی [illegible]
ڈورا آنکھ دل کا قتل کرتا تھا
[illegible]
[illegible] آسا نظر میں [illegible]

جب اس طور سے وہ رقاصہ ہنر کا اہل فن ناچ چکی اور اہل بزم عشق [illegible] کو اپنے ناچ سے بہت شادمان کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل حسب مقام ہذا شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

عبث اے دوستو ماتم میں میرے آج روتے ہو
سوے ملک عدم بالفرض گر نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھنا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر تنہا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پاتا اس مسیحا سے سوا صحت دل عاشق
طبیبوں کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس آکر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
گرا او ظالم میرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

سوال وصل پہ اچھو نہیں کی یار نے لیکن
دلا گر اسکے منھ سے ہاں نکل جاتا تو کیا ہوتا

گرایا کیوں مری آنکھوں سے ابد اس طرح تو نے
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیوں تم نے متاع حسن عارض کا
درم اک [illegible] زاروں سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

سر بزم اپنے عاشق سے نہیں کیوں گرمیاں تم نے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت میں مجھسے پوچھتے ہیں وہ شرارت سے
[illegible] وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

اٹھاکر بزم سے مجھکو وہ شوخ فتنہ گر بولا
شب وصل اُنسے بے پردہ عجب تقریر ہوتی ہے
کرون مین ضبط دل نالے نہ کیونکر ہجر جاتا نہین
ابھی گویا مصور سے تری تصویر ہوتی ہے

جو ہو عاشق ہمارا اُسکی یہ تعزیر ہوتی ہے
مرے نالو نسے دل اُس سنگدل کا نرم ہو کیونکر
تمنا ہے بیکسون کی آہ مین تاثیر ہوتی ہے
ہے نثر آل محمد پاک ہین ہر عیب عصیان سے

سوال بوسہ کرتا ہون کبھی گہ خواہش وصلت
کہ آہین کی کسی تقصیر مین کتنا تیز ہوتی ہے
دہن معلوم ہے وہ بھی کسی صورت سے جو بجالے
ہر دعوی پہ شاہد آیت تطہیر ہوتی ہے

جملہ اہل بزم اعلے ادنے سننے لگے اُس وقت عجب سمان بندھا تھا اور خوب رنگ جما تھا اہل محفل کو سکتا تھا جو صوفی اُس بزم عشرت مین بیٹھے تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ بالا کو سنکے کچھ سمجھ کے بے اختیار لفظ حق حق مکرر زبان پر جاری کرکے عالم وجد مین تھے آنسو آنکھون سے روان تھے وہ تو انسان تھے اُنکا کیا ذکر ہے ہر اباب چشم ساز بعید سوز و گداز خواجہ کا گانا سنکے گوہر بار تھی وہ تار ساز کے نہ تھے گویا آنسوون کے تار تھے شیشہ مے کو ہچکی لگی تھی چشم ساغر ڈبڈبائی ہوئی تھی وحوش وطیر بھی نغمہ خواجہ سنکے مست واز خود رفتہ تھے مفصل تعریف تو خواجہ کے گانے کی کیا لکھی جاسکے لیکن مختصر یہ ہے

نظم حسب مقام ہذا

ہول اٹھے طائران نقش و نگار　نیم بسمل تھے اہل محفل سب
ہوگئے مست سب درو دیوار　قتل گہہ بن گئی تھی بزم طرب

جب خواجہ عمرو ثانی یہ غزل مرقومہ بالا تمام وکمال گاچکے نے کو ہاتھ سے بالا ے فرش رکھکے جملہ اہل بزم کو چہار طرف دیکھنے لگے جسکو دیکھا اُسکو عالم وجد مین پایا کسی کے ہوش وحواس بجا نہ دیکھے سب کو مست و مدہوش دیکھا تا دیر خواجہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے بعد تھوڑی دیر کے حواس اہل بزم کے درست ہوے وہ مستی و مدہوشی اور وہ حالت سکتے کی سی دفع ہوئی اُس وقت ہر ایک نے از حد خواجہ کی نے نوازی اور گانے کی تعریف کرکے کہا ای خواجہ غضب کیا کہ آپ نے ہاتھ سے نے رکھدی ہم گستاخانہ کہتے ہین معاف فرمائیگا ابھی تھوڑی دیر تو اور نے بجائیے اور چند غزلین عاشقانہ گائیے دل وب ہمارے مشتاق ہین کہ آپ اسی طور سے پھر کچھ گائیے خواجہ نے تقریر سنکے مجبور اُنکے اصرار بیجا سے ہوکے نے بجانا شروع کی اور کئی غزلین متواتر گائین جب خواجہ نے دیکھا کہ حال اہل بزم کا کثرت خوشی و حظ استماع نے سے متغیر ہے قریب ہے کہ فرط خوشی و کثرت و فور مستی سے ہلاک ہوجائین یہ حال مشاہدہ کرکے نے کو داخل زنبیل کیا بعد تھوڑی دیر کے جب حواس درست ہوے نشہ بادۂ استماع غنا کہ ہوش ربا تھا کم ہوا اکثر اشخاص نے بہت تعریف خواجہ کی کرکے کہا ای خواجہ آپ خاموش کیون ہوے نے بجانا کیون موقوف کیا دل چاہتا ہے کہ آپ نے بجائے جائیے اور اشعار غزل ہاے عاشقانہ گاے جائیے آپکی نے نوازی و نغمہ خوشی سے دل کو کسی طرح سیری نہین ہوتی ہے قلب یہی چاہتا ہے کہ اسی طرح آپ گاے جائیے گوش ہمارے مشتاق صداے نے ہین گانا سننے کے مشتاق ہین گوش چیلے ہین لیکن سیری حاصل نہین ہوتی ہے یہ بزم عیش و عشرت اور زمانہ مسرت افزا غنیمت ہے خداوند عالم نے یہ دن دکھایا کہ طلسم صندل فتح ہوا ہم سبکے فتح ہونے اور عجائب جادو کے تخت نشین ہونے کے سبب سے یہ جشن ہوا ہے پیر فلک سب کا در پے آزار ہے خصوص ہم اہل اسلام سے اسکو نہایت کاوش ہے خوشی ہماری اسکو منظور نہین ہے طرح طرح کے صدمات مین مبتلا کرتا ہے کبھی خوش ہم لوگون کو دیکھ نہین سکتا ہے سنگ جفا سے شیشہ دل کو توڑتا ہے گاہ سنگ تفرقہ درمیان ہم احباب کے ڈالتا ہے ایک کو دوسرے سے

جدا کر دیتا ہے کبھی انواع و اقسام کے حوادث مین مبتلا کرتا ہے پس یہ جشن غنیمت ہے کہ ہم لوگ اپنے دلون کو خوش
کر بین آج تو لطف زندگی اُٹھا لین بعد مدت ایسا موقع ملا ہے نہین معلوم ظالم فلک سے کل کیا اُمید پیش آئین ہم
کہان ہون اور آپ کہان ہون یقین ہے کہ آپ اب اپنے لشکر مین یہان سے جائیگا وہان سے پھر کبھی ادھر
کا ہے کو آئیگا یہان آپکے آنے کا کیا کام ہے خواجہ نے جواب دیا اب مین ہرگز نہ بجاؤنگا ویز تک گا چکا
ہون اب کچھ بھی نہ گاؤنگا تمھاری خاطر سے مین نے اتنی دیر تک نے بجائی ہے اور چند غزلین گائی ہین کبھی
اتنی دیر تک نہین گایا زیادہ اس بارے مین مجھسے نہ کہو مجھے ملال ہوتا ہے کیونکہ تم اس طرح کہتے ہو جیسے کوئی
کسی ڈوم ڈھاڑھی سے گانے کو کہتا ہے مین ڈوم ڈھاڑی نہین ہون شکر ہے خدا کا کہ اہل عزت سے ہون
برادر امیر ثانی ہون شاہزادہ ولایت اول ہون پیشہ عیاری سے کچھ میری شرافت مین کمی نہین ہوئی ہے
نافہم پیشہ ورون کو ذلیل و حقیر جانتے ہین اور اُنکو زمرۂ شرفا سے نہین جانتے ہین عقلا برعکس جہلا خیال
کرتے ہین مجھکو جاہلون کے کچھ کہنے سے غرض نہین ہے خردمندون سے مطلب ہے اور خوشنودی معبود برحق
ہے کیونکہ حصول زر بوجہ حلال کرتا ہون شب و روز اطاعت خدا مین بسر کرتا ہون غرض للہ الحمد والمنہ پیش
اور اُن بندگان خدا کے آگے ذی عزت و حرمت ہون کہ جو عاقل ہین یہ کہکے خواجہ خاموش ہوئے
عجائب جادو و خورشید روشن دل و سہراب بن لندھور و شہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ
وغیرہ نے چہرۂ خواجہ پر آثار برہمی پاکے کہا اے خواجہ آپکے ذی عزت و لیاقت ہونے مین کسیکو کیا کلام ہے
جہلا اور کفار جو چاہین آپکی نسبت کہین ہم تو آپ کو خاصان خدا سے جانتے ہین اور اہل کمال شمار
کرتے ہین آپ کچھ ہمسے رنجیدہ نہون ہمنے محض اس نے نوازی کا اس واسطے کیا تھا کہ قلوب ہمارے
شائق اور گوش ہمارے مشتاق آپکی نے و نغمہ کے تھے اگر آپ کو ملال ہوتا ہے تو خیر اب کچھ نہ گائیے
اور اس وقت کی ہماری گستاخی کو عفو کیجیے خواجہ نے جواب دیا مین تم صاحبون سے ناراض نہین
ہون تمنے میری ایسی کونسی خطا بزرگ کی ہے کہ جسے مین عفو کرون شاہزادہ رستم ثانی نے تمام کمال
تقریر سبکی سن کے خواجہ کو زر و جواہر اُس وقت بھی دیا اور حکم کیا کہ اب جشن موقوف ہو کیونکہ
ساتوان روز بھی جشن کا تمام ہوچکا بمجرد حکم جشن موقوف ہوا اہل بزم عشرت سے بہت سے اشخاص
شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو سے رخصت ہوے بخصوص خورشید روشن دل اور اُسکا فرزند
اور جمبارہ اُسکے ملازم اعلیٰ و ادنیٰ و دیگر اشخاص غیر ملازم خورشید روشن دل بھی ماتحد اُس بزرگ کا خضر شناس
کے کہ جسکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہے رخصت ہوئے اور اپنے مواطن و مواکن کی طرف روانہ ہوے اسطرح
ارباب نشاط زر کثیر انعام مین لیکر رخصت ہوے بعد جانے اشخاص مذکورہ کے ایک روز سر دربار عجائب جادو
شاہزادہ رستم ثانی نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا مین طلسم صندل کے فتح کرنے کی خوشی مین صندلان شاہ
و لوتیمار جادو کو بھول گیا اُنھین ہدایت نہین کی اتبک وہ دونون نابکار زنبیل مین ہین اس وقت اُنکو
زنبیل سے نکالیے اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیجیے آپ بھی اُنکو ہدایت کیجیے اور مین بھی اُنکو
ہدایت کرون شاید ابکی مرتبہ کی ہدایت کرنے سے وہ راہ راست پر آئین دین اسلام اختیار کرین اگر
مسلمان ہوجائین تو فہو المراد صندلان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھادیا جائے عجائب جادو کو اس تخت
حکومت سے اُتارا جائے ورنہ صندلان شاہ کو آج ہی قتل کیا جائے اور عجائب جادو کو یہان کی

حکومت حوالے کی جاے اور یہ تخت سلطنت تا حیات اُسکی بلکہ اُسکی اولاد کو بھی دیا جاے خواجہ عمرو ثانی نے پہر دکھٹے شاہزادۂ موصوف کے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے دونون کو مضبوط باندھا چونکہ دونون ساحران مذکور کی زبانون مین سوزن تھا بخوف ہوکے فتیلۂ دافع بیہوشی سے ساحران مذکور کو خواجہ نے ہوشیار کیا اُنھون نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ دربار آراستہ ہی صدہا بلکہ ہزارہا اہل دربار دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہین عجائب جادو تخت حکومت پہ بیٹھا ہی شاہزادۂ رستم ثانی متصل تخت حکومت ایک دنگل پر شیرانہ بیٹھا ہی خواجہ عمرو ثانی کوڑا ہاتھ مین لیے سامنے موجود ہی پھر اپنے حال پر اُنھون نے نظر کی کہ دست وپا ہمارے ستون سے محکم بندھے ہین زبان مین سوزن ہی یہ حال مشاہدہ کرکے دونون ساحران مذکور نے خیال کیا کہ اس وقت ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہین کہان ہم اور اسیری ہمین کون قید کرسکتا ہی اور ستون بارگاہ سے باندھ سکتا ہی یہ خیال کرکے آنکھین بند کرلین خواجہ عمرو ثانی نے کہا ای صندلان شاہ وای بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ ہم مین نے اسیر کیا تھا اور بیہوش کیا تھا زنبیل مین ڈال لیا تھا اس وقت تمکو زنبیل سے نکالا ہی ستون بارگاہ سے باندھا ہی اور فتیلۂ دافع بیہوشی سے تمھین ہوشیار کیا ہی تم یہ خیال نکرو کہ ہم سو رہے ہین یا خواب پریشان دیکھ رہے ہین اس وقت تم ہوشیار و بیدار ہو جو کچھ ابھی تمنے آنکھین کھولکر دیکھا ہی وہ عین بیداری مین دیکھا ہی نہ خواب مین لہذا آنکھین کھولو خواب کا خیال نکرو کبر ونخوت سے باز آؤ اپنے تئین ساحران زبردست تصور کرکے یہ خیال نکرو کہ ہمکو کون شخص اسیر کریگا تم تو کیا ہو بڑے بڑے شاہان روے زمین کے ایک طور سے بسر نہین کرتے ہین کبھی وہ حکمران ہوے ہین گاہ وہ قتل واسیر ہوے ہین کبھی وہ دست ظلم اعدا سے صحرا صحرا گریزان ہوتے ہین بعوض عیش وراحت کے ایذا و تکلیف انواع و اقسام کی اُٹھاتے ہین سدا دن کسی کے یکسان نہین گذرے ہین صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے پھر آنکھین کھولین اور یقین کیا کہ ہم اسیر ہوگئے ہین خواجہ نے ہمین ستون بارگاہ سے باندھا ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے دونون ساحران نابکار محزون و مغموم ہوے اشک آنکھون مین بھر لائے پھر غصہ مین آکے چاہا کہ کوئی سحر زبان پر جاری کرین قید سے رہا ہون دشمنون کو ہلاک کرین مگر سوزن زبان مین پاکے اپنے ارادہ سے مجبور ہوئے اور شرم وحیا سے سر جھکاکے سبکے سامنے بندھے ہوے کھڑے رہے اور رو یا کیے ایسی حالت مین خواجہ نے کہا ای صندلان شاہ وای بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ شاہزادۂ جوان بخت رستم ثانی نے بعنایت الٰہی و بہ ہدایت لوح طلسم صندل کو فتح کرلیا مال و اسباب طلسم کا اپنے قبضہ مین کیا قیدیان طلسم کو رہا کیا شہر کو اہل اسلام سے آباد کیا کافرون کو قتل کیا سوا تم دونون کے اب کوئی بیدین باقی اس شہر مین نہین رہا ہی اگر تمکو اپنی اسیری و قتل ہوجانے کا خیال ہی اور رنج قید ہونے کا ہی تو ممکن ہی کہ رنج مذکور تمھارا مبدل بہ مسرت ہوجائے صورت رہائی یہ ہے کہ اپنے دین سے تائب ہو خداوند تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ جملہ اپنے خداوندون پر لعنت کرو کہ وہ سب مردود ہین مانند شیطان کے گمراہ خود بھی ہین اور تمکو بھی اُنھون نے گمراہ کیا ہی ایسے گمراہ کنندون پر لعنت کرو سجدہ اُنکو نکرو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو تم نادان نہین ہو دانا و عاقل ہو خیال کرو کہ جسنے یہ آسمان و زمین اور شجر و حجر و بحر و بر انسان و حیوان و دنیا و مافیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی

وہی لائق سجدہ ہے ہم اہل اسلام اُسی کو سجدہ کرتے ہین تم بھی اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھو مسلمان ہو عقائد
دین درست کرو اگر خلاف اسکے کروگے رہا ہونا تو کجا اسی وقت قتل ہوگے ہمنے تمکو ہدایت کی ہے لازم
ہے کہ مسلمان ہونے سے انکار نہ کرو اگر کوئی عذر ہو اُسے بہ اشارہ بیان کرو یہ کہکے خواجہ خاموش ہو گئے
صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے تقریر خواجہ کی سُنکے ازحد برہم ہوکے دونون نے باشارہ جواب دیا ای خواجہ
عبث ہمکو ہدایت کی ہم ہرگز تمھارے خدا کو سجدہ نہ کرینگے کلمہ زبان پر جاری نہ کرینگے مسلمان نہونگے ہم
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرتے ہین اُسی کو سجدہ کیا ہے اور اُسی کو تا زندگی سجدہ کرینگے خواجہ
عمرو ثانی اُنکے اشارۂ چشم و ابرو کی تقریر سمجھ کے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا مین تو اُنکو ہدایت کر چکا
یہ دونون نابکار مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہین اب تم اُنکو ہدایت کرو یا نکرو تمھین اختیار ہے
شاہزادہ موصوف نے گفتگوے خواجہ سُن کے ہر چند صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو تا دیر ہدایت کی
اور عجائب جادو نے بھی اپنے برادر کلان صندلان شاہ سے کہا ای برادر گو مین چھوٹا تمسے ہون مگر تمکو
سمجھاتا ہون کہ دین اسلام دین حق ہے سوا اس دین کے کوئی دین خوب نہین ہے لہذا خداوند تمثال آئینہ رو کی
پرستش سے اجتناب کرو میری طرح تم بھی مسلمان ہوجاؤ یہ تخت و تاج تمھارا موجود ہے یہان کی حکمرانی تمھین
مبارک ہو لیکن صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا اشارے سے جواب دیا کہ ہم
مسلمان ہرگز نہونگے قتل ہوجانا ہمین قبول ہے اس ذلت کی زندگی سے کہ مسلمان ہون خدائے نادیدہ کو
سجدہ کرین کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرین جب شاہزادہ رستم ثانی کو بہت غصہ آیا فی الفور ملازمون کو
حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ اس سے کہو کہ اسی جگہ بوتیمار جادو اور صندلان شاہ کو قتل کرے کہ باعث عبرت
ساکنان شہر صندل ہو حسب الحکم ملازمون نے جلاد کو طلب کیا وہ تیغہ بکف حاضر ہوا بعد سلام کرنیکے ہرچند
کہ ملازمون سے سُن چکا تھا احتیاطاً پھر شاہزادہ رستم ثانی سے دست بستہ پوچھنے لگا کیا حکم ہے خادم کو
کیون طلب کیا ہے کون شخص لائق کشتنی ہے کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے کون اجل رسیدہ ہے مین قوی بازو
ہون سنگ دل ازحد ہون رحم مطلق میرے دل مین نہین ہے قتل کرنا میرا کام ہے زندہ کرنا پروردگار کا
کام ہے ذرا سمجھ بوجھ کر کسی کے قتل کرنے کا حکم دیجیئے گا شاہزادہ رستم ثانی نے باشارہ کہا صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو سر دربار قتل کر ہمارے سامنے سران دونون کے تن سے جدا کر جلاد مذکور یہ سن کے
جانب صندلان شاہ و بوتیمار جادو چلا اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی بیان کیا ہے کہ
بعد فتح طلسم صندل عیش و جشن مین کہ سات روز تک جشن خوشی فتح طلسم کا کیا گیا تھا حکم شاہزادہ رستم ثانی سے
عمرو ثانی نے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور شاہزادہ نے اُنکو ہدایت کی
اور اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا غرض بہر طور شاہزادہ کو غصہ آیا اور جلاد کو طلب کیا جیسا کہ
قبل اسکے اس کمترین نے لکھا ہے جب جلاد مذکور پاس ساحران مذکور کے پہونچا اور دونکو قتل کرنیکے
شاہزادہ نے آنے مین ہنوز تیسرا حکم نہ دیا تھا جلاد منتظر تیسرے حکم کا تھا تیغہ بکف کھڑا ہوا تھا
صندلان شاہ و بوتیمار جادو سے کہہ رہا تھا کہ ای اجل رسیدگان کوئی دم مین تمھارے سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی
جو حسرت دل مین ہو اُسے نکال لو جو کچھ کھانا ہو کھالو پیاسے ہو تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے
دیکھ لو توقف نکرو اگر دیر کروگے اور نیز حکم تمھارے قتل کرنے کا آلیگا تو پھر پچھتاؤ گے حسرت دل

نکال نسکو گے ہین مہلت ہیر نہ دونگا جلد قتل کرونگا صندلان شاہ و بوتیمار جادو تقریر جلاد کی بغور سن رہے تھے جواب کچھ دینے نپائے تھے قتل ہونے کے غم سے مغموم تھے اجل پیش نظر تھی جلاد تیغ بکف سر پر موجود تھا اشک آنکھون سے روان تھے ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا پیدا ہوا اُس ابر مین از حد برق چمکتی تھی اور نہایت آواز رعد کی تھی وہ بعجلت تمام آیا اور جس جگہ عجائب جادو بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا وہین وہ ابر آکر ہوا پر قائم ہوا بعد ایک لمحہ کے اُسی ابر سے پہلے ایسی ایک برق ظاہر ہوئی کہ عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کی آنکھیں جھپک گئین بعدہ دو پنجے اُسی ابر سے پیدا ہو کے مثل برق کے گرے ایک پنجہ نے صندلان شاہ کو اُٹھا لیا دوسرے نے بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا خواجہ نے ہر چند ان دونون ساحرون کو ستونون سے محکم باندھا تھا مگر اُن پنجون کے گرنے سے وہ ستون سے کھل گئے خواجہ یا حفیظ و یا حافظ حقیقی زور سے کہہ کے بیٹھ گئے اور جلدی سے گلیم زنبیل سے نکال کے اوڑھ لی خواجہ نے تو اپنے تئین اس طرح بچا یا جیسا کہ لکھا گیا لیکن جلاد مذکور کہ تیغ بکف منتظر تیسرے حکم کا کھڑا تھا تیغ چمکا رہا تھا اپنے زور بازو پر ناز کر رہا تھا وہ دفعتہً پنجۂ اجل مین گرفتار رہ گیا یعنی وہ دو پنجے جو مانند برق اُس ابر سیاہ سے نکل کے گرے تھے اُنھون نے جلاد کو ہلاک کر کے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا جیسا کہ لکھا گیا بعد اُٹھانے ساحران مذکور کے وہ پنجے بلند ہوئے اور یہ آواز آئی کہ اے رستم ثانی آگاہ ہو کہ ہم اپنے بادشاہ و خداوند کے حکم سے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو لیے جاتے ہین تجھکو داغ انکے زندہ رہنے کا دیے جاتے ہین اور اسی وقت انکو سوے طلسم آبگینہ پاس اپنے خداوند کے لیے جاتے ہین ہر چند تو دلاور و بہادر ہے اور اپنے وقت کا رستم ہے مگر تو جانب طلسم آبگینہ جا نہین سکتا اگر متصل اُسکے کسی طرح سے جائیگا تو بہت پچھتائے گا ہمارے مالک و خداوند کے قہر و غضب مین مبتلا ہوگا ایک دم مین خاک سیاہ جل کے ہو جائیگا یا اسیر ہوگا کوئی تجھکو رہا نکر سکیگا پس واسطے قتل کرنے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کے اور بربادی طلسم آبگینہ کے ارادہ نکرنا اگر جسارت کر کے حد طلسم آبگینہ تک تو جائیگا تو بہت پچھتائیگا ان دونون کا تو ہاتھ آنا کجا تو اپنی جان گنوائے گا یا قید ہوگا ہم اس وقت تجھکو قتل کرتے عجائب جادو اور جملہ اہل دربار کو ہلاک کرتے کسی کا نام و نشان باقی نرکھتے مگر مجبور ہین کہ ہمارے مالک و خداوند کا ہمین حکم تم سبھون کے قتل کرنے کا نہین ہے صرف جلاد کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اُسے ہمنے ہلاک کیا اور تمسے ہمنے دشمنی نہ کی اگر ہمارے خداوند رحم دل نہوتے اور مانع تمھارے قتل کے نہوتے تو کبھی تم سبکو ہم ہلاک کرتے یہ کہکے وہ پنجے اُس ابر سیاہ مین جاکر پنہان ہوے ابر طرف طلسم آبگینہ کے بصد سرعت روانہ ہوا اُدھر شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار کو اُن پنجون کے گرنے سے صندلان شاہ اور بوتیمار جادو کے لے جانے سے اور اُنکی تقریر سے بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور کسی کا کچھ بس نچلا کہ ہاتھ سے اُن پنجون کے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو چھین لے سب اشخاص بیٹھے ہی رہے کچھ بھی اُن پنجون سے زبردستی اور زور آزمائی کر نسکے اُنھین زور بازو اپنا دکھا نسکے وہ سب ساحران مذکور اُٹھائے گئے یہ ہاتھ مل کے رہگئے کیونکہ سر دست جملہ اہل دربار و عجائب جادو مسلمان ہوئے تھے سحر سب لوگ بھول گئے تھے کیونکر اُنکو روک سکتے اور صندلان شاہ اور بوتیمار جادو

کو لے جانے نہ دیتے غیر ساحر ہو کے ساحروں سے کہ شکل پنجہ گرے تھے کیا مجادلہ و مقابلہ کر سکتے تھے
غرض آدم برسر مطلب جب نہ پہنچے ساحران مذکور کو م اٹھانے گئے اور سب کو نہایت حیرت ہو چکی
اسوقت خواجہ نے گلیم اُتار کر شاہزادہ رستم ثانی سے کہا ای شاہزادہ ذیوقار کچھ رنج نکر صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کے قتل نہونے کا بلکہ خوش ہو کر وہ چلے گئے پیچھے اُنکو لے گئے تیری جان بچی ایک بلا آئی تھی خدا نے
اُسے دفع کیا اگر صندلان شاہ اور بوتیمار جادو قتل ہو جاتے تو کیا ہوتا اور اب وہ زندہ رہے تو کیا
غم ہے طلسم صندل فتح ہو چکا ہے مال و اسباب قبضہ میں آچکا ہے مدعاے دلی بر آچکا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے جواب دیا مجھکو رنج کچھ بھی نہیں ہے صرف اسقدر خیال ہے کہ ایک دشمن جان یعنے صندلان شاہ دوسرا
بوتیمار جادو دشمن آبرو یہ دونوں زندہ بچکر نکل گئے شاید قابو پائے کسی وقت دشمنی کریں خواجہ نے جواب دیا
ای فرزند قبل ازوقوع واقعہ یہ خیال تیرا بیکار ہے جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا پیش از مرگ واویلا کرنا کام
خردمندوں کا نہیں ہے یہ کہکے خواجہ ایسی باتیں کرنے لگے کہ سب ہنسنے لگے خصوص شاہزادہ عالی جاہ
رستم ثانی و عجائب جادو مسکرائے خیال صندلان شاہ و بوتیمار جادو کا دل سے دور ہوا جب وہ دن گزرا
دوسرے روز خواجہ نے رستم ثانی سے کہا اب میں اپنے لشکر میں جاؤنگا مجھے رخصت کرو امیر ثانی کو
تردد ہوگا شاہزادہ رستم ثانی نے ٹھہرانا انکا مناسب نجانکر کہا اچھا آپ تشریف لیجائیں اب
یہاں آپکے تشریف رکھنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے میں ایک عرضی لکھتا ہوں وہ عرضی آپ لیتے جائیے
امیر ثانی کو دیجئے گا اور جو کچھ میں زبانی کہونگا وہ بھی کہدیجئے گا یہ کہکے میر منشی کو طلب کر کے بعد القاب
عرضی اس مضمون کی امیر ثانی کو لکھوائی کہ یہ خاکسار ذرہ بیمقدار خادم میمنت لزوم حضور سے جدا ہو کے
یہاں آیا عنایت الٰہی اور برکت دعاے حضور سے اس کمترین نے طلسم صندل کو فتح کیا مرزبان شہر کو
مسلمان کیا دیر و بتکدے منہدم کرا کے مساجد جابجا بنوائیں سکہ بنام بادشاہ جمجاہ سکندر حشم فریدون خدم
ظل اللہ جہان پناہ خسرو عالی مقام حارث بن سعد بادشاہ لشکر اسلام دام اقبالہ و اجلالہ کا اس شہر میں
جاری کرایا خاص و عام اس شہر کے قدم بوسی جناب کے ازحد مشتاق ہیں یہ دعا خدا سے شب و روز کرتے
ہیں کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ ہم سب شرف قدمبوسی امیر ثانی ذیوقار بعنایت پروردگار حاصل کریں
کیا خوب ہوتا کہ اس طرف آپ تشریف لاتے یہاں کی سیر کرتے تمناے اہل شہر آپکی زیارت
و قدمبوسی سے بر آتی اور میں بھی زیارت مصحف رخ پر نور جناب سے مشرف ہوتا چونکہ شوق قدمبوسی
جناب بیحد ہے ارادہ ہے کہ بعد چند روز کے یہاں سے روانہ ہوں جلد تر خدمت عالی میں ہو پہنچوں یہ خبر بالفعل
بعد فتح طلسم صندل یہاں سے سوے لشکر جناب کوچ کرتا لیکن عجائب جادو وغیرہ کے کہنے سے مجبور ہو کر چند
روز قیام کیا ہے بعد چند روز کے انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے کوچ کرونگا تمام مال و اسباب اور
سواران صندلی پوش کہ یہ سب طلسم صندل سے دستیاب ہوئے ہیں ہمراہ لیکر خدمت عالی میں آؤنگا
بالفعل جناب عمروی صاحب نامدار یعنی خواجہ عمرو ثانی ذیوقار یہاں سے روانہ ہوتے ہیں آپکی
خدمت عالی منزلت میں آتے ہیں یہ خاکسار بدست انجناب چند در چند تحائف و ہدایا نادر و بیعدیل
و نظیر مانند بارگاہ صندلی و زرہ و خود و شمشیر و سپر و تاج ہاے مکلل بجواہر وغیرہ خدمت عالی میں ارسال
کرتا ہے ان ہدایا و تحف میں سے کچھ بادشاہ اسلام کو دیجیے اور کچھ آپ قبول فرمائیے گا اور میری جانب سے

بعد آداب بادشاہ موصوف کی خدمت مین تسلیم کہدیجیے گا اور فرمایئے گا کہ رستم ثانی نے عرض کیا ہی کہ اگر
خدا نے چاہا تو مین جلد تر حاضر ہوتا ہون شرف چومنے پایہ تخت شاہی کا حاصل کرتا ہون اور میری طرف سے
شاہزادہ بدیع الملک کو بہت بہت بندگی کہدیجیے گا اور میرے والد ذیوقار ایرج نامدار کی خدمت والا
مین بھی بہت بہت آداب و تسلیم کہدیجیے گا جب سے مین نے اپنے برادر ذیقدر و ذیوقار یعنے شہریار کے
تشریف لانے کا احوال خواجہ سے سنا ہی دل بہت شادمان ہی اُنسے ملنے کا بھی مجھکو از حد اشتیاق ہی
اُنھین بھی میری طرف سے تسلیم پہونچے اور جملہ احباب و عزیزان و قریب و بعید کو بھی درجہ بدرجہ میری طرف سے
سلام و بندگی پہونچے جب میر منشی عرضی اس مضمون کی لکھ چکا سرنامہ عرضی لکھا گیا بعدہ سرنامہ عرضی پر شاہزادہ
رستم ثانی نے اپنی مہر کی پھر وہ عرضی لفافہ مین بند کرکے خواجہ کے حوالے کی اور بہت سے تحائف نادر زمانہ
کہ اُنمین بعض بعض کا ذکر کیا گیا ہی خواجہ عمرو ثانی کو دیکر کہا کہ ان تحف و ہدایا کو لیے جایئے خدمت امیر ثانی
مین پہونچایئے گا مین نے اس عرضی مین تمام حال تحف و ہدایا کا درج کردیا ہی سوا اسکے اور جو کچھ لکھنا منظور
تھا لکھدیا ہی آپ زبانی بھی جناب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و شاہزادۂ بدیع الملک و شاہزادہ
ایرج ذیوقار کی خدمت مین میری جانب سے آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور جو کچھ یہان کا حال آپنے دیکھا ہی
بیان کیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ رستم ثانی اگر خدا نے چاہا تو جلد حاضر ہوگا خواجہ عمرو ثانی تمام تقریر شاہزادہ
رستم ثانی کی سن کے برہم ہوکے کہنے لگے کہ اے رستم ثانی کیا تمنے مجھکو خائن تصور کیا ہی معتبر نہین سمجھا ہی
کہ اس عرضی مین تمام حال ان تحف و ہدایا کا لکھدیا ہی اگر اس عرضی مین سب ہدایا و تحف بتفصیل تحریر
نہ کرتے تو کیا مین کچھ ہدایا و تحائف انمین سے لے لیتا اور امیر سے چھپا کر نہ دیتا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا خواجہ
اس خیال سے کہ آپ کچھ تحف ان ہدایا مین سے نہ لے لین اس عرضی مین حال اُنکا درج نہین کیا ہی
بلکہ باسطہ طول عبارت عرضی کے لکھوا دیا ہی آپ برہم نہون جو خیال آپنے کیا ہی اُسے اپنے دل سے
دور کرین شاہزادہ رستم ثانی نے زبان سے اس طرح مطمئن کیا مگر خواجہ سمجھ گئے کہ واقع مین اسی وجہ سے
تمام حال تحف و ہدایا کا عرضی مین لکھوایا ہی کہ یہ جناب طامع و حریص ہین مبادا راہ مین کچھ تغلب و تصرف
نہ کرین خواجہ نے جواب دیا او چھوکرے تیری باتین مین خوب سمجھتا ہون تو بلا کے چرب زبان ہے
ہم ایسے اپنے بزرگون سے ایسی باتین کرتا ہی ہمکو معتبر نہین جانتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب
دیکھا کہ خواجہ برہم ہین غصہ مین بھرے ہین برائے دفع ملال خواجہ یہ تدبیر کی کہ ایک کشتی پُر از زر و
جواہر اور ایک کشتی مین ایک خلعت فاخرہ اپنے ملازمون اور خیرخواہون سے طلب کرکے خواجہ کو دیا
اور دست بستہ عرض کیا اس ہدیہ مختصر کو اس وقت قبول کیجیے خواجہ نے دونون کشتیون سے کشتی پوش
اُٹھاکے جو دیکھا دیکھتے ہی خوش ہوکے غصہ دور ہوا آثار خوشی و خندہ چہرے سے ظاہر ہوے بے تامل کہنے لگے
اے فرزند تیرا کیا کہنا تیری ہمت و شجاعت مشہور ہی تو ایسے ہم چشمون مین بیمثل و بے نظیر ہی میرے برہم
ہونے کا ملال نہ کرنا مین تو نہین برہم ہوا تھا یہ باتین میری ظاہر کی تھین دل سے مین تیرا دوست و خیرخواہ
و مداح ہون خصوصاً عجایب جادو ہمیشہ اس تخت حکومت پر حکمران رہے عجایب جادو نے یہ سن کے
اپنے ملازمون سے اشارہ کیا وہ دو کشتیان لے آئے روبرو خواجہ کے رکھ دین خواجہ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ زر و جواہر
و خلعت فاخرہ ہی مگر جو دو کشتیان شاہزادہ رستم ثانی نے منگوا کر مجھے دین تھین ویسی یہ کشتیان نہین ہین

جواہر اور خلعت مین کچھ کمی ہر خواجہ نے کشتیان دیکھکر کچھ اور عجائب جادو کی تعریف کی بعدہ چارون
کشتیان اٹھاکر زنبیل کے پاس لے جاکر کہا لیجیے داداجان ان چارون کشتیون کو انکو بہت حفاظت سے
رکھیے گا انمین سے کچھ تلف ہونے پاوے مین جنس آپ سے لونگا یہ کہکے نذر زنبیل کین پھر شاہزادہ رستم
ثانی اور عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور اسکی مادر ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو
وغیرہ سے رخصت ہوے ہر ایک نے ہنگام رخصت علی قدر اپنے رتبہ کے خواجہ کو دیا خواجہ نے
لینے سے انکار نہ کیا جو کچھ جس نے دیا لے لیا اور اسکی تعریف کی بعد تعریف کرنے کے جو جو کچھ جس نے دیا
تھا سب نذر زنبیل کیا اور عرضی مذکور اور ہدایا و تحف مسطور لیکر چلے اس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے
ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ بدیع الملک کو طلب کرکے خواجہ کے سپرد کیا اور کہا آپ انکو ساتھ اپنے
لیے جائیے بدیع الملک کو جاکر انکو انکے حوالے کر دیجیے گا خواجہ نے اس وقت چند سیب اپنی
زنبیل سے نکالے اور ملکہ نوبہار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے کہا اے ملکہ دیکھو یہ سیب کیسے اچھے ہین آسیب
عیوب سے بری ہین نہایت خوش ذائقہ ہین صورت دیکھو کیسے خوبصورت ہین کیونکر یہ خوبصورت
دیکھنے مین نہون کہ پرستان کے ہین جب مین کوہ قاف کی طرف گیا تھا باغستان پرستان مین مینے یہ سیب
توڑے تھے اور زنبیل مین رکھ لیے تھے اس وقت دل چاہا کہ ایک دو سیب تمکو بھی کھلاؤن انکا مزہ
تمہین چکھاؤن گو یہ سیب دو سیب ہین مگر سواے پرستان کے یہان کسی بادشاہ ہفت کشور کو بھی میسر نہین ہین
اور کوئی قیمت انکی دے نہین سکتا ہے اور مین تمسے انکی قیمت اس وقت طلب نہین کرتا ہون اسکو تم
جاکر دے دینا یہ کہکر انمین سے ایک سیب دیا ملکہ مذکور نے خواجہ کے اصرار کرنے سے کھایا کھاتے ہی
سر کو گردش ہوئی بیہوشی نے تاثیر کی چھینک آئی فی الفور بیہوش ہوئی خواجہ نے تمام اسے نذر زنبیل کیا
اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی لکھا ہے کہ بیہوش نہین کیا ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا غرض
ہر طور خواجہ ملکہ مذکورہ کو ہمراہ لیکر چلے شاہزادہ نے تھوڑے آدمی خواجہ کے ہمراہ کیے خواجہ نے کہا ان
لوگون کو میرے ہمراہ نکرو مین تنہا جاؤنگا چالاک و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے کہا
ہم بھی آپ کے ساتھ ہی چلتے ہین یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی سے طالب رخصت ہوے شاہزادہ
انسے کہا تم ہمارے ساتھ بعد چند روز کے یہان سے سوے لشکر اسلام چلنا عیاران مذکور مجبور ہو
خواجہ انہین چھوڑ کے تنہا روانہ ہوے جملہ اسباب و تحائف مذکورہ بالا کو زنبیل مین رکھکر رہ
نورد ہوے حال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا یہان دل شاہزادہ رستم ثانی کا بعد جانے خواجہ کے
گھبرایا ہر چند دل کو سیر و تماشون مین بہلانا چاہا مگر نہ بہلا آخر کار ایک روز شاہزادہ نے عجائب جادو
سے کہا دل ہمارا بہت گھبراتا ہے یا تو ہمکو رخصت کرو کہ ہم بھی جانب لشکر اسلام جائین یا کسی ایسے
صحراے سبزہ زار مین ہمکو لے چلو کہ جسمین وحش و طیر بکثرت ہون تاکہ انکے شکار کرنے سے دل بہلا
ہمارا پہلے عجائب جادو نے عرض کیا مین ابھی آپ کو آپکے لشکر مین جانے نہ دونگا ہان آپ شکار کے
واسطے چلیے مین سامان شکار کھیلنے کا کرتا ہون یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد سامان شکار کھیلنے کا
کرو انھون نے حسب الحکم دو روز مین سامان کیا تیسرے روز شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ عجائب جادو
و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ چند اشخاص خاص کے گھوڑے

سواروں کو اور کچھ بہلیے اور قراول وغیرہ کو لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوا ادہر تو شاہزادہ سوے صحراے سبزہ زار براے شکار روانہ ہوا اُدہر وہ ساحران نابکار جو میدان کارزار سے ہنگام جنگ عظیم بروقت اسیر ہونے صندلان شاہ کے مقام در قلعہ طلسمی سے بہاگے تھے بعد قطع راہ دور و دراز نالہ کنان و اشک ریزان اُس شہر میں پہونچے کہ جس شہر میں تمثال آئینہ رو تہا اور خداوند بن کے سحر کے زور سے افلاک و عرش کہ وہ سب نمود بے بود تھے تیار کرکے بالاے عرش بیٹہا تہا جب ساحران مذکور نالہ کنان قریب خداوند مذکور پہونچے شور و غل جو ہوا تمثال آئینہ رو گہبرایا اپنے بندگان مقربا سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہے کیا کوئی بندہ ہمارا ہمسے فریاد کرتا ہے یا کسی بندے کو ہمارے کسی ظالم نے ستایا ہے ہرچند ہم جانتے ہیں مگر تم دریافت کرکے ہمسے بیان کرو اُنھوں نے بعد دریافت کرنے کے عرض کیا ای خداوند تہوڑے ساحر ساکنان طلسم صندل نالان اشک ریزان آئے ہیں اُمیدوار ہیں کہ جمال خداوند کو دیکھیں سجدہ کریں جس درد و مصیبت میں مبتلا ہوے ہیں اُسے بیان کریں اپنی مراد کو پہونچیں خداوند نالائق و مردود نے یہ سُن کے مسکرا کے کہا یہ تقدیر ہمنے تو دو سال قبل اس زمانہ کے کی تہی کہ چند در چند ساحران آفت رسیدہ طلسم صندل کی طرف سے ہمارے زیر عرش فریاد کنان آئینگے ہمسے فریاد کرینگے اور ہم رحم کہا کے اُنکی فریاد کو پہونچینگے ان بندگان مقربا نے عرض کیا خداوند نے بہت بجا ارشاد کیا یہ کہکے وہ خاموش ہوے اودہر اُس خداوند شیطان خصال نے دریچۂ قدرت سے سر اپنا باہر نکالا اور ایسا ایک سحر پڑہا کہ برق چمکی وہ ساحران نابکار جلوۂ خداوندی جان کے کچھ چہرۂ خداوند مردود پر نظر کرکے جلد واسطے سجدے کے خاک پر جہکے پہر حکم خداوند سے سر اپنا خاک سے اُٹہا کے سب دست بستہ رو کے عرض کیا کہ ای خداوند جو حال کہ طلسم صندل میں گذرا ہے وہ ہم کیا بیان کریں کیونکہ آپ خداوند ہیں خود ہی جانتے ہیں یہ کہکے وہ خاموش ہوے خداوند نابکار نے بہ آواز بلند کہا گو ہم جانتے ہیں مگر تم اپنی زبان سے بیان کرو کہ اسمیں مصلحت ہماری یہی ہے اُنھوں نے یہ سُن کے عرض کیا ای خداوند شاہزادہ رستم ثانی نے دلیرانہ لوح طلسم صندل بصد خرابی و مشکل حاصل کرکے مرحلات طلسم صندل کو توڑ کے در قلعہ طلسمی پر آیا صندلان شاہ سے اور اُس سے جنگ عظیم ہوئی انجام کار ہمیں جنگ میں شاہ طلسم اسیر ہوگیا خواجہ عمرو ثانی نے حر سے زنبیل میں داخل کر لیا لشکر شاہ طلسم بعد گرفتاری شاہ مذکور کے بیدل ہوکے پسپا ہوا بلکہ میدان جنگ سے بہاگا ہنگام گریز بہت سے مردم قتل ہوے کچھ امان طلب ہوے ہم دشمنوں کے ہاتھ سے جانبر ہوکے براے فریاد یہاں آئے ہیں جو حکم ہو بجا لائیں تمثال آئینہ رو نے برہم ہوکے حکم دیا کہ اے نالائقو تم یہاں بہاگ کر آئے ہو جاؤ دور ہو جو ہماری مصلحت میں ہوگا وہ ہوگا ساحران مذکور یہ سُن کے اپنے مواکن کی طرف تو نہ گئے مگر ایک سمت روانہ ہوے

داستان نامہ روانہ کرنا تمثال آئینہ رو کا جمہور تاجدار کو اور روانہ ہونا اُسکا مع سپاہ و پہلوانان نامی و مہتر اسرار باد یا عیار بلاے روزگار کے سمت طلسم صندل اثناے راہ میں شکار کہیلنا رستم ثانی سے گفتگوے سخت کرنا پہر متواتر طبل جنگ بجوا کر لڑنا مہتر اسرار باد یا و عیاران لشکر اسلام سے پے در پے عیاریاں کرنا آخرکار شکست کہا کر سوے جمہوریہ بہاگنا رستم ثانی کا اُسکے تعاقب میں جانا مع حالات دیگر۔ ساقی نامہ

جامی ز شراب ناب دادن
یعنی گزک و شراب دادن
یک ساغر مو بکف نهادن
کشتی حباب در آب دادن
سیف تو همین بہ نذر خواهد

زان پس رمقی کباب دادن
صد ره ز همین کرم نمودن
زشتی مرا صواب دادن
در هر حرفی رساندن آبی
یک قصهٔ لاجواب دادن

کار تو همین ست ساقیی من
ساغر ز می گلاب دادن
بحر دل من بجوش کردن
در هر سخنی ست تاب دادن
زینت افزایان معشوقہ افسانہ کہن

ورونق و زیب دہندگان دلبر قصہ دیرینہ بوجہ احسن اس داستان نادر کو یون لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے ہمراہیون کے بصد خوشی و خرمی جابجا کوچ اور مقام کرتا ہوا اثنا ے راہ مین آبادی و کوہ و دشت کی سیر کرتا ہوا ایک روز اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا کہ جس صحرا مین شکار کھیلنے کا ارادہ کر کے انتی صحو بینا و رہبری اختیار کی تھی پہونچا دیکھا عجیب صحراے سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزۂ شاداب کا بحکم خالق بحر و بر بچھا ہی وہ سبزہ شاداب ایسا مرغوب چشم و قلب ہی کہ فرش مخمل سبز سے کہین بہتر اور اچھا ہی دیکھنے سے اُسکے آنکھون مین خنکی دل کو فرحت روح کو راحت حاصل ہوتی ہی طبیعت بے اختیار اُس پر استراحت کرنے پر مائل ہوتی ہی وہ سبزہ سبز بختان دہر سے بہتر ہی دید اُس سبزہ کی آنکھون کو بصد رغبت مد نظر ہی روح تن مین اُسکی سیر سے آرام پاتی ہی دیکھنے سے بے اختیار آنکھون مین نیند آتی ہی غنچہ دل پژمردہ مانند گل شگفتہ ہوتا ہی دیکھنا اُسکا دل دردمند سے آرام و صدمات کھوتا ہی صحراے سبزہ زار لباس نازنین خضر پہنے ہی انگشت جادہ سے مردمان راہ رو کو راہ بتاتا ہی اور مریضون اور مردہ دلون کو مثل مسیحا کے ایک دم مین سیر اپنی دکھا کے شفا دیتا ہی اور گویا جلاتا ہی ممکن نہین ہی کہ برسون کا بیمار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرے اور صحت نپاے اور نہین ہو سکتا کہ کوئی افسردہ دل اُس صحرا کی سیر کرے اور دل اُسکا شگفتہ نہو جاے ہوا اُس صحرا کی ایسی سرد و معتدل و مسیحا نفس ہی کہ اگر مردون کے کبھی اجسام تک پہونچے تو عجب نہین کہ بقدرت خدا زندہ ہو جائین صحراے عدم سے گلشن ہستی مین آئین وہ جابجا صحرا مین نہرین کہ جنکو دیکھکر تسنیم و سلسبیل بھی غیرت سے آب آب ہون عجب نہین کہ روانی اُنکی دیکھکر بحر ذخار بھی رشک سے مائل حباب ہو پانی اُنکا نہایت صاف و پاک و سرد و شیرین و خوشگوار جان بخش تشنہ گان اور قلب بیتاب بیقرار خوشا آب نہرہاے مذکور کہ آب لقا سے آبرو و خاصیت و تاثیر مین بہتر عجیب پانی سرد و شیرین کہ بحر جہان مین مثل اُسکا کمتر نہین ہین اگر وہ پانی حلق بیمار سے اُتر جاے خاصیت تریاق کی پیدا کرے تپ شدید اُتر جاے مریض آب و ہوا سے فی الفور صحت پاے اگر کوئی بدذہن اُس آب روان کو پی لے طبیعت اُسکی روان ہو جاے اور اگر آب بقا اُسکو دیکھ لے تو حیا در منہ اپنا چھپا لے درخت اُس صحراے سبزہ زار کے رشک اشجار بوستان نظر آئے سب نہایت خوبی سے پھولے پھلے پاے سایہ اُن درختون کا رشک سایہ ہما تھا دل راحت طلب اُنکے سایہ آرام رسان پر نہایت ہی فدا تھا وہ برگ سبز و شاداب اُنکے وہ اصول و فروع اُن درختون کے کہ در اصل اُن سے قدرت خدا کا ظہور تھا جو درخت تھا رتبہ تجلی مین گویا رشک درختان وادی ایمن و کوہ طور تھا ہر ایک درخت خلعت برگ ہاے سبز سے خضر سبز پوش کی مثال تھا اور ہر شجر عطیہ خلعت سرکار باغبان جہان سے خوش اور نہال تھا قدرت پروردگار صحراے سبزہ زار مین دیکھکر وعجب مین آکے محو تماشا تھا لیے بصیر اُن درختون کو دیکھکر کہتے تھے کہ یہ درخت ہوا سے ہلتے ہین اثمار اُن درختان صحراے سبزہ زار کے اشجار بوستان میوہ دار

نخل سے کہین رنگ و بو و ذائقہ مین بہتر تھے بسبب دا ثا ر و دیگر اثمار درختان باغ ارم سے خوبی و مزہ مین
گوے سبقت لے گئے تھے کوئی شجر مثل سرو سرکش نہ تھا بسبب بار ور ہونے کے اور بوجہ فروتنی و تواضع کے
جھکا ہوا تھا اہل بصیرت انہین دیکھکر کہتے تھے ای بے بصرو ذرا چشم غور سے دیکھو یہ درخت سرسبز ہوکر بار بار
سجدہ شکر پروردگار کرتے ہین جھک کر خاک پر سجدہ کرتے ہین خدا نے بھی ہم تمکو گل و ثمر سے پھولا پھلایا ہو و اے
غافلون تم تارک اطاعت خدا ہو نماز نہین پڑھتے ہو رکوع و سجود نہین کرتے ہو تمرا کرتے ہو ڈرو کہین تمپر
غضب پروردگار سے نخل حیات تمھارا قطع نہو جاے یہ کہکے قدرت خدا مشاہدہ کرکے متواتر حق حق زبان پر
جاری کرتے تھے جہلا انکی باتون پر ہنستے تھے اور کہتے تھے یہ دیوانے ہین اس صحرا کی ہوا کھا کے بھی جنون انکا دفع
نہین ہوا ہمارے نزدیک تو یہ سب درخت ہوا کے سبب سے جنبان ہین انھین درختون پر جانوران خوش الحان
بیٹھے ہوے حمد خدا کرتے تھے اپنی زبان مین ذکر الٰہی مین مصروف تھے کبھی کسی درخت پر سے اڑکر دوسرے
درخت پر جاتے تھے گاہ وہان سے اڑکر بتلاش آب و دانہ پرواز کرتے تھے غرض طائران رنگارنگ گروہ
گروہ اس صحرا مین تھے اسی طرح جانوران وحشی چوپاے مانند غزالان شوخ چشم و چالاک از حد نظر آتے
تھے غول کے غول ہر سمت دکھائی دیتے تھے اور مردم کو دیکھکر خوف جان سے بھاگتے تھے پس یہ سیر و خوبی
صحراے سبزہ زار مذکور دیکھکر شاہزادہ رستم ثانی از حد خوش ہوا عجایب جادو و حدید شاہ و سنجار شاہ
وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا یہ عجیب صحراے پر بہار ہے کانٹا بھی یہان کا رشک گل بوستان ہے مین نے ایسا صحراے
پر بہار کبھی نہین دیکھا تھا دیکھو کیا کیا گل خودرو اس صحرا مین نظر آتے ہین کہ جنکی صورت و رنگ کو دیکھکر
یہی جی چاہتا ہے کہ انکو دیکھا کیجیے کیا قدرت پروردگار ہے کیا کیا اسکی صنعت ہے عجیب عجیب چیزین اسنے خلق کی
ہین کیا مجال کسی کی کہ مانند ان گلون اور ان درختون اور انکے ثمرونکے کوئی کسی تدبیر سے بنا سکے اور کیا قدرت
کسی فراش کی کہ ایسا فرش سبز زمین پر بچھا سکے جل جلالہ و عز شانہ سنجے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین بجز
خداوند عالم کے کون ایسا ہے کہ اپنی قدرت سے ایسی مخلوقات کو پیدا کرسکے شاہزادہ موصوف نے انکی تقریر سنکے
ملازمون کو حکم دیا کہ جلد بمقام مناسب بارگاہ و خیام ایستادہ کرو فراشون نے حسب الحکم بارگاہ و خیام
برپا و ایستادہ کیے فرش بچھایا اس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ مرکب سے اترکر واسطے
تھوڑی دیر کے داخل بارگاہ ہوجیے کسل راہ دفع کیجیے بعدہ شکار وحش و طیر کا کیجیے کہ ناگاہ ہزارہا
غزالان شوخ و چالاک ایک سمت نظر آئے شاہزادہ انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور عزم مذکور سے باز
رہکر سب سے کہا میرے ہمراہ آؤ ان غزالون کا شکار کرو دیکھین کون کون تم مین سے زیادہ ہرنون کا شکار
کرتا ہے یہ کہکے ترکش سے تیر نکالا اور دوش سے کمان لیکر چلہ کمان مین تیر کو جوڑ کر مرکب کو طرف ان
غزالون کے بڑھایا عجایب جادو و حدید شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ نے بھی تیرون کو چلہ کمان مین
جوڑا اور مرکبون کو بڑھایا جب سب ہمراہی شاہزادے کے ان ہرنون کے سامنے پہونچے تاک تاک کر
انہین تیر لگانے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی متواتر تیر لگانے لگا ہرنون کا شکار کرنے لگا ہرن
تیر کھا کھا کے زخمی ہوکے بھاگنے لگے پھر اپنے شکار تیر خوردہ کا تعاقب کرنے لگا گھوڑا اسکے پیچھے
ڈالنے لگا راوی ناقل ہے کہ زمانہ دوپہر مین شاہزادہ رستم ثانی اور اسکے ہمراہیون نے بہت سے
ہرن شکار کیے اور انہین ذبح کیا اور ہزارہا طائران حلال کو تیرون سے گرایا انکو بھی بہ تکبیر پہونچایا اور

اسقدر جانور شکار کرنے کے شاہزادہ موصوف نے فرمایا بس اب زیادہ شکار وحش وطیور کا کرنا اچھا
نہین یہ کہکے ہمراہ سب کے اپنی بارگاہ مین آیا اشخاص خاص پاس اسکے بیٹھے مردم عوام بھی خیام
مین گئے اور بحکم شاہزادہ موصوف اُن وحش وطیور کو جنکو شکار کیا تھا پاک وصاف کرنے لگے اور کباب
انکے تیار کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے بادۂ گلگون پینے لگا اور کباب وحش و
طیور کے کھانے لگا بالاے مے گزک سے لطف اُٹھانے لگا اسی طرح دوسرے روز بھی وحش و
طیور کا شکار کیا گیا اور بعد میخواری کباب چرند و پرند حلال کے کھائے چونکہ شاہزادہ موصوف کو یہ
صحراے سبزہ زار فرحت افزا وحش وطیور سے بھرا ہوا نہایت اچھا معلوم ہوا عجائب جادو و دیگر اپنے رفقا
وسرداران سپاہ سے کہا کہ ہم اس صحراے سبزہ زار مین چندے قیام کرین گے علاوہ سیر کرنے کے شکار
وحش وطیور کا کرین گے سبنے عرض کیا بہت ہی بہتر و مناسب ہے یہ واقعی سبزہ زار قابل سیر ولایق شکار
وحش وطیور ہی ہمارا دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسی صحرا مین ہمراہ آپ کے شب و روز شکار کھیلین اور سیر صحرا مین
بسر کرین یہان سے کہین نجائین کیونکہ یہ صحراے عجب جاے راحت وآرام قلب وجان ہے شاہزادہ اُنکی
تقریر سنکے خوش ہوا غرض کہ قیام شاہزادہ عالی مرتبت نے براے چندے اُسی صحرا مین کیا اب یہ مولف
ہیچمدان شاہزادہ رستم ثانی کو اس صحرا مین مصروف سیر وشکار رکھتا ہے اور یہان سے کچھ حال تمثال آئینہ رو
نابکار مردود کا کہ جو اپنے تئین خداوند کہلاتا ہے تحریر کرتا ہے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جب وہ ساحران نابکار
جو ہنگام جنگ میدان نبرد سے بھاگ کر براے خبر و فریاد رسی روبرو تمثال آئینہ رو کے گئے اور تمام حال بیان
کیا اور خداوند نابکار مردود نے بعوض دادرسی اُنپر غصہ کیا اور وہ سوے صحرا چلے گئے بعد اُنکے جانے کے
خداوند شیطان خصال مذکورۂ بالا نے حال بربادی طلسم صندل زبانی ساحران مذکور کے سُن کے شاہزادہ رستم
ثانی پر از حد غضبناک ہوکے ایک نامہ جمہور تاجدار حاکم شہر جمہوریہ کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے جمہور
بندہ خوش اعتقاد وخاص ہمارے آگاہ ہو کہ فی زمانہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے کہ ہماری خداوندی
سے وہ منحرف ہے ہمکو اپنا خداوند نہین جانتا ہے از حد سرکشی کی ہے اور ہمکو ناخوش کیا ہے ابھی تک ہمنے اُسپر
اپنا قہر وغضب نازل نہین کیا ہے رحم ہی کیا ہے باین خیال کہ بندہ جاہل شاید اب بھی راہ راست پر آئے تو
اور ہمین اپنا خداوند جانے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی راہ راست پر نہ آئیگا چونکہ ہم خداوند ہین ہمین رحم
کرنا چاہیے اپنے ہاتھ سے ایسے بندۂ نافرمان وجاہل کو غارت وتباہ کردینا نہ چاہیے کہ خلاف رحمدلی اور
ہماری خداوندی کے ہے لہذا ہماری مصلحت یہ ہے کہ ہم خود تو اسے سزاے سخت نہ دین لیکن غیر کے ہاتھ سے
اُسے سزاے سخت دلائین عزت وحرمت تیری دنیا مین بڑھائین لہذا تجکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس
نامہ کے بخوبی سامان جنگ کا کرکے عنقاے شیر صولت وقہورہ شیر پرست کہ بندہ خاص ہمارے ہین
اور ہمنے اُنکی رگ وپے مین کوٹ کوٹ کے زور بھرا ہے از حد شجاع وبہادر ہم نے اُنہین پیدا کیا ہے اُنھین ہمراہ
لینا اور مہتر اسرار بادپا کو بھی کہ عیار تیز ہے اور نہایت مکار وہوشیار ہے اُسے بھی ہمراہ لینا اور
تمامی اپنی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر سوے طلسم صندل کہ اب وہ لوٹ چکا ہے روانہ ہو تا جب وہان پہونچنا اُنکے
افسران سپاہ خصوص عنقاے شیر صولت وقہورہ شیر پرست سے کہنا کہ رستم ثانی کو قتل کرکے
سر اُسکا اور سر تمام اُسکے رفیقون کے اور سرداران لشکر کے کاٹ کر بیرق وپرچم علم کرکے خاص وعام کو

دیکھائین تاکہ سب عبرت کرین اور کوئی پہلواری خداوندی سے منحرف ہوکر ارادہ سرکشی کا نہ کرے سوا اسکے
اے جمہور لشکر طلسم کشا کا یعنی رستم ثانی کا وقت مقابلہ و جنگ تباہ و برباد کر دیا کسی کو لشکر مسلمانان سے
زندہ نہ چھوڑا نا عجائب جادو برادر صندلان شاہ کو بھی قتل کرنا کہ وہ ہمسے منحرف ہوگیا ہی کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوگیا ہی تخت حکومت پر بجاے صندلان شاہ کے بیٹھا ہی اور جو مال و اسباب شاہزادہ رستم ثانی نے بعد
توڑنے طلسم صندل کے طلسم مذکور سے نکالکر اپنے قبضہ مین کیا ہی اُسے ہمراہ اپنے لیتے آنا اور روبرو ہمارے
حاضر ہوکے جملہ سرکشان قوی بازو کے اور جملہ مال و اسباب مابدولت کی نذر کرنا اگر تو نے ایسا کیا تو
ہم تجھسے بہت خوش ہونگے طرہ پیغمبری کا تجھکو عنایت کرینگے عمر بھی تیری بڑھا دینگے زور و قوت بھی تیرا
زیادہ کر دینگے اور بہت سی سپاہ تیرے ساتھ کرکے تجھکو سوے کہرانیہ روانہ کرینگے کیونکہ معلوم ہوا ہی
کہ امیر ثانی نے دو ملک ہمارے آباد کیے ہوے فتح کر لیے ہین اور وہان کے حاکمون کو اُنھون نے اپنا مطیع
کیا ہی تو سر اُنکا اور اُنکے بادشاہ لشکر کا اور تمام سر اُنکے سرداران سپاہ کے شمشیر آبدار سے قلم کرکے
مابدولت کی خدمت مین ارسال کرنا زیادہ کیا لکھا جاے جب منشی خداوند مذکور نے نامہ اسی مضمون کا
لکھکر تیار کیا سرنامہ لکھا اور نامہ کو لفافہ مین بند کیا پھر مُہر خداوندی سرنامہ پر کی گئی اور حکم خداوند نابکار
و مردود سے ایک ساحر نابکار مسمی صرصر جادو نامہ لیکر بصد عجلت مانند ہواے تند کے جانب شہر
جمہوریہ تخت سحر پہ سوار ہوکے روانہ ہوا ادھر لاجورد شاہ و صلصال اور فرزند اُسکا اور بخت نگان
ہمراہ تھوڑی سپاہ کے جو کہرانیہ سے بھاگے تھے بعد بہت راہ طے کرنے کے اور سختیان راہ کی
اُٹھانے کے شہر جمہوریہ مین پہونچے جمہور شاہ کو جب اُنکے آنے کی اطلاع ہوئی چند امرا و وزرا
کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا وہ گئے اور استقبال کرکے اُنکو دربار جمہور شاہ مین لائے
شاہ مذکور نے تخت سے اُترکر چند قدم آگے بڑھکر اُنکا استقبال کیا بعد برابر درجہ کے
سلام کرنے کے برابر اپنے تخت کے صلصال و لاجورد شاہ کو بٹھایا وزراے جمہور شاہ نے
باہم آہستہ بلکہ باشارہ کہا ہمارے بادشاہ فلک جاہ کو لازم نہ تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال
کہ ہر ایک اُنمین دعواے خداوندی کرتا ہی ہمارے خداوند کا ثانی بنتا ہی اور دوسرا کہ ایک بادشاہ
ترکستان کا ہی بد مذہب اُنکی ایسی عزت و حرمت و تعظیم و تکریم کرین اور تخت سے اُترکر اُنکا استقبال
کرین برابر اپنے تخت کے بٹھائین جمہور شاہ نے اُنکی طرف دیکھکر باشارہ تقریر اُنکی سمجھ کے
خود ہی اُنکو سنا کے درپردہ یون کہا اور اُنکو جواب دیا کہ یہ لوگ صاحبان عزت سے ہین اگرچہ وہ
مبتلاے بلاے عسرت و غربت ہون اُنکی عزت و توقیر مین کمی نہین ہوتی ہی خواہ وہ کسی مذہب کے
ہون خوش خلق ہونا انسان کو لازم ہی بد خلق و بے مروت ہونا اچھا نہین ہی غرور و تکبر اپنی ثروت و
حکومت پر کرنا بھی خوب نہین ہی وزراے جمہور شاہ گفتگو اپنے شاہ کی سن کے دل مین کہنے لگے کہ ہمارا
بادشاہ کسقدر عاقل ہی کہ ہمارے اشارہ کی گفتگو سے آگاہ ہوکے یہ جواب ہمین دے کے ہمکو متنبہ کیا واقعی
جو اسنے کہا سچ کہا ہی ابھی وزراے شاہ مذکور اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ جمہور شاہ نے ادھر کا
ایک جانب دیکھا فرزند صلصال اور بخت نگان نے موافق قاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے بذریعہ
عقل ان دونون کو دیکھکر مراتب سے اُنکے آگاہ ہوکے ایک سمت اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق

اشارہ بیٹھے ادھر صلصال شاہ اور لاجورد شاہ اہل دربار جمہور شاہ پر نظر کرنے لگے اور باہم باشارہ
کہنے لگے کہ دربار میں اس شاہ کے کیا کیا چیدہ و منتخب اشخاص ہیں سوا امرا و وزرا و ندما و حکما
و منجمان کے سرداران سپاہ بہت ہیں اور کیا کیا جوان ہیں کہ لائق دید ہیں تمام دربار بہادروں سے بھرا ہوا ہے
اکثر ساحران نابکار بھی کہ نہایت زبردست ہیں پائے جاتے ہیں گو یہ ساحر نہوں صورت ساحروں کی سی
ہے ایسا دربار ہمنے کسی بادشاہ کا اس عنوان سے آراستہ نہیں دیکھا علاوہ دربار بادشاہ لشکر اسلام کے
ایسے سردار بہادر و نامدار کسی شاہ کے دربار میں نہیں دیکھے صدہا جوان اس دربار میں ایسے ہیں کہ رشک
سہراب و گیو ہیں چہروں سے آثار شجاعت و جوانمردی صاف ہویدا ہے خصوص ان سب جوانوں میں
یہ دو جوان کہ جو یمین و یسار تخت کے بیٹھے ہیں نہایت ہی جری و بہادر معلوم ہوتے ہیں عجب نہیں کہ یہ
دونوں جوان اپنے وقت کے رشک رستم پیلتن اور غیرت اسفندیار رویین تن ہوں کیونکہ یہ دونوں
صورت شیر صولت فیل پیکر عفریت تمامت ہیں جیسی صورت و قامت ہے تو قوت بھی انہیں بکثرت ہوگی
ابھی لاجورد شاہ صلصال سے یہ اشارہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ بہ ایما یہ جواب دے رہا تھا کہ واقعی یہ
دربار عجب ناميوں اور بہادروں سے بھرا ہے کیا کیا جوان دلاور اس دربار میں بیٹھے ہیں خصوص یہ دونوں
جوان تو سب جوانوں سے افضل و بہتر ہیں ہمیں معلوم نام انکے کیا ہیں یہ سردار ایسے ہیں کہ اگر سرداران لشکر اسلام
لڑیں تو بہت جلد انکو ہنگام جنگ تہ تیغ کریں ہائے ایسے سردار لشکر ہمکو میسر ہوے کر لیتے دشمنان اہل اسلام
کو انکے ہاتھ سے قتل و اسیر کرائے دل کو شاد کرتے یوں اعدا انکے ہاتھ سے شکست کھا کر در بدر پریشان
خاطر نہ پھرتے لاجورد شاہ نے آہ کی اسی اثنا میں جمہور شاہ نے حکم کیا کہ جلد ساقیان خوبرو
کشتیاں مے مشکبو کی لیکر آئیں حسب الحکم ساقیان گلبدن غنچہ دہن کشتیاں شیشہ ہائے پر از
شراب مشکبو و ساغر بلورین لیکر دربار میں آئے بعد سلام کرنے کے باشارہ جمہور شاہ لاجورد شاہ
و صلصال وغیرہ کو ساغر بلورین میں شراب بھر بھر کے دینے لگے اور وہ شراب پینے لگے دور جام ہونے لگا
ہر ایک دربار میں جام پر جام لیکر شراب پینے لگا جب شراب ناب خوب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیاں
شراب کی اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو نشہ شراب کا
ہوا و دماغ بادہ تند و ناب سے گرم ہوا اسی عالم نشہ شراب میں لاجورد شاہ بیٹھے بیٹھے بے اختیار پکار اٹھا
منم خداوند لاجورد شاہ ای بندگان من بیائید و مارا سجدہ کنید جمہور شاہ تقریر لاجورد شاہ کی سنکر ہنسا
پھر کچھ مسکرایا پھر لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ حضرات خدا صاحب اپنے حالات سے مجھے
آگاہ کریں یہاں آنے کا کیونکر اتفاق ہوا ہے کس ارادہ سے آپ دونوں صاحب تشریف لائے ہیں کچھ کچھ
تو میں آپکے حالات سے آگاہ ہو چکا ہوں کچھ آپ بیان کیجیے صلصال و لاجورد شاہ نے جواب دیا ہم
کیا اپنے حالات مفصل بیان کریں کہ بیان کرنے کو انکے ایک زمانہ دراز چاہیے اگر چاہے ... کوئی
منشی زود نویس تحریر کرے تو ایک دفتر ہو جائے اور مصائب ہمارے تمام و کمال تحریر نہ کر سکے فلک کے
ہاتھوں سے اور اپنی رحم دلی سے ہم اس حال خراب کو پہنچے ہیں وہ ذلتیں اٹھائی ہیں کہ شاید کسی
شخص نے دنیا میں نہ اٹھائی ہوں اور وہ صدمہ دل پر سہے ہیں کہ اگر کوہ پر بھی یہ صدمے پڑتے تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاتا ہائے وہ ممالک زر ریز کہ جو بے مثل تھے ہمارے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اعدا کے قبضہ میں

ہوگئے وہ لشکر و جاہ و حشم وہ طبل و علم وہ تخت و تاج ہمارا باقی نہ رہا محتاج و تباہ ہوکر در بدر پھرتے
ہین کہین اچھی طرح پناہ نہین ملتی ہی اعدا تعاقب سے ہمارے باز نہین آتے ہین ملک و مال تو سے چکے اب
جان کے خواہان ہین افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب جہان ہی ایک زمانہ تھا وہ ہماری عزت و آبرو
تھی کہ لاکھون آدمی سجدہ کرتے تھے سیکڑون دست بستہ روبرو کھڑے رہتے تھے ہمارے اشارہ سے
شاہان جہان بفخر ہماری اطاعت و کارہاے نمایان کرتے تھے نعلینون کو ہمارے بعزت تاج جواہر نگار سے
جانکر اپنے سرون پر ارادہ رکھنے کا کرتے تھے اب وہ زمانہ ہی کہ ہم وہی ہین مگر وہ حکومت و جاہ و حشم نہین
ہی در بدر صحرا بصحرا شہر بشہر وحشت اعدا سے مارے مارے پھرتے ہین جہان جاتے ہین پناہ دست اعدا سے
بخوبی نہین پاتے ہین اب یہان آئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی آپ ہمسے ہمارے حالات دریافت نہ کیجیے
نہ ہم انکو مفصل بیان کر سکتے نہ آپ انہین سن سکتے ہین ہان ہمارے مصائب کا خلاصہ حال یہ سامنے جو شخص
بیٹھا ہی نام اسکا بختنگان ہی سب حالات سے ہمارے آگاہ ہی دریافت کر لیجیے اور جو مناسب ہو ہمارے
حق مین کیجیے یا پناہ دیجیے یا پناہ دینے سے انکار کیجیے کہ ہم یہان سے اور کسی سمت روانہ ہون
کیونکہ امیر ثانی وغیرہ دشمن جان و ایمان سے ہمکو از حد خوف ہی وہ تعاقب مین ہمارے آتے ہونگے انکی
جانب سے ہمکو نہایت خوف و خطر ہی دلکو نہایت اندیشہ ہی بالکل اطمینان نہین ہی سینہ مین قلب
بیتاب و مضطرب ہی قتل و اسیری کا خیال ہی جمہور شاہ تمام و کمال تقریر لاجورد شاہ و صلصال کی
سنکے اور انکو آبدیدہ دیکھ کے محزون و حیران ہوکے کہنے لگا کہ مجھے نہایت تعجب ہی کہ آپ صاحبون کا یہ حال ہوا
اہل اسلام سے کچھ بس نچلا یہ کہکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ کیسے خداوند ہین کہ اتنی بھی قدرت
نہین رکھتے ہین کہ اپنے دشمنون کو تباہ و غارت کر دین دیکھیے ایک ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو
ہین کہ انکے قہر و غضب سے خاص و عام کانپتے ہین لاجورد شاہ نے سر جھکا کے کہا مین رحم دل ہون
حالات میری رحم دلی کے بختنگان وزیر شیطان بارگاہ سے میرے دریافت کیجیے مین خداوند مہربان
ہون جمہور شاہ نے مسکرا کے بختنگان کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا بیان کرو تم سنتے اپنی جگہ سے
اٹھ کے دستار اپنی سنبھال کے دست بستہ یون عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ حالات مصائب
و حالات رحم دلی خداوند لاجورد شاہ کے لاتعد و لاتحصی ہین مین نے بھی فی الحال مفصل انکو بیان نہین
کیا ہی کسی وقت کچھ کچھ عرض کرونگا ایک مدت مین تمام حالات سے باخبر کرونگا اس وقت خلاصہ حال
ہمارے خداوند لاجورد شاہ و شہنشاہ صلصال کا سنیے اور اس مختصر سے حال کو بہت جانیے
یہ کہکے خلاصہ حال لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا بیان کیا بعد بیان
کرنے کے کہا کہ فی الحال ہمارے خداوند اور شہنشاہ صلصال نہایت غمگین و حزین ہین کہ اسیمہ سے
پریشان حال و خستہ خراب یہانتک آئے ہین اگر آپ کے امکان مین ہو تو انکے دفع الم و غم کی تدبیر کیجیے واسطے
انکے سامان راحت و آرام مہیا کیجیے انکو پناہ بھی دیجیے دل انکا خوش کیجیے مہمان نوازی کیجیے
یہ آپکے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سنکے یہان آئے ہین ایک مدت سے انھون نے
شب و روز راحت سے بسر نہین کیا ہی کسی دن اور کسی شب عیش و عشرت سے بسر نہین کی ہی رقص
نغمہ ارباب نشاط بھی نہ دیکھا ہی نہ سنا ہی نہ راحت سے کوئی گھڑی گذاری ہی جمہور شاہ نے تقریر بختنگان

کی جنکے جواب دیا ہمنے تیری زبانی خلاصہ حال تیرے خداوند کا اور شہنشاہ صلصال کا سُنا صدمہ ہوا واقعی بڑے بڑے مصائب اُٹھائے خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب دونون صاحب یہان آئے ہین بالفعل یہان تشریف رکھیں مین حتی الامکان واسطے اُنکے سامان عیش وراحت کا کرتا ہون اُنکے دلون کو خوش کرتا ہون بعدہ ایک عریضہ خدمت مین اپنے خداوند کے اُنکے حالات مضامین درج کرکے روانہ کرونگا جو حکم خداوند دینگے اُسپر عمل کرونگا اگر خداوند یہ حکم دینگے کہ لاجوردشاہ اور صلصال اگرچہ سجدہ ہ مابدولت کو کرین تو اُنکی حمایت کرکے اُنکے دشمنون کو قتل کرین حسب الحکم اُنکے اعدا کو تہ تیغ کرونگا اور اگر بجواب عریضہ مذکور خداوند یہ تحریر کرینگے کہ لاجوردشاہ ہمسے ہمسری کرتا ہے دعوائے خداوندی کرتا ہے اسکو ہمارے قلمرو سے نکال دو تو مین اُنکو اپنی عملداری مین رہنے نہ دونگا خلاف حکم خداوند ہرگز نکرونگا یہ کہکے اشارہ بیٹھنے کا کیا بختنگان اپنی جگہہ پر سلام کرکے بیٹھ گیا دل مین کہنے لگا واہ ری تقدیر یہ یہان آکے اطمینان کچھ بھی نہوا دیکھیے اسکا خداوند اسکی عرضی کے جواب مین کیا لکھتا ہے محل تردد ہے ای بختنگان کون ایسا ہے اپنے تئین مبتلائے آفت وبلا کریگا پناہ دیکر امیر ثانی اور اُنکے سرداران سپاہ سے مجادلہ ومقاتلہ کریگا ابھی بختنگان یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا اور لاجوردشاہ اور صلصال خاموش بیٹھے تھے کہ ناگاہ جمہورشاہ نے اپنے ملازمون سے مخاطب ہوکے کہا جلد سامان عیش وعشرت مہیا کرو ارباب نشاط کو طلب کرو اسی جگہہ ہمارے دربار مین انہین بلاؤ اور کہو رقص ونغمہ کرین لاجوردشاہ اور صلصال کے روبرو اپنا کمال ظاہر کرین قلوب اُنکے خوش کرین سوا اسکے سامان دعوت وضیافت واسطے اُنکے اچھی طرح کیا جائے جنسے اُنکے دل کو خوش کیا جائے بعدہ مین عرضی خداوند کی خدمت مین روانہ کرکے حکم خداوند سے آگاہ ہوکے اُنکے باب مین خواہ نیکی یا بدی کرونگا یعنے اُنکو پناہ دونگا یا اپنی عملداری سے باہر کرونگا یہ کہکے شاہ مذکور خاموش ہوا اور وزرا وغیرہ نے حسب الحکم شاہ مذکور ارباب نشاط کو طلب کیا عین دربار مین سامان بزم عشرت بخوبی کیا جب ارباب نشاط حاضر ہوکے انہین سے ایک رقاصہ خوبرو وخوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین بصد ادا وناز حاضر ہوئی جمہورشاہ وغیرہ کو سلام کرکے بعد درستی سازون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ گت ناچنے لگی جملہ اہل دربار رقص اُسکا دیکھنے لگے جمہورشاہ وصلصال وبہرام دیو بن شامہ جادو ولاجوردشاہ وبسر صلصال وبختنگان بھی رقص اُس رقاصہ کا دیکھنے لگے بجائے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح ناچتی تھی کہ ہنگام رقص اہل بزم کے دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرتی تھی اور اپنی تیغ ادا سے اہل دربار کو قتل وزخمی کرتی تھی دیکھنے والے اُسکے رقص کے اُسکی صورت زیبا کو بغور دیکھ رہے تھے مائل اُسپر ہوکے نقد دل اُسے دیکے رہ گئے کوئی جوان اُسکے شوق وصال مین بیتاب تھا کوئی بیادرد آہ سرد کرتا تھا کوئی کسی جوان کے باشارہ کہتا تھا یہ نازنین کیا خوب رقص کررہی ہے ہمنے کسی رقاصہ کو اس خوبی سے ناچتے نہین دیکھا ہے یہ تو دل کو اپنی ٹھوکرون سے ہنگام رقص پامال کررہی ہے عجب کافر ہے اس سن وسال مین کہ ابھی اُسکا آغاز شباب ہے ایسا ناچتی ہے آیندہ کیا غضب کریگی دیکھنا قتال عالم ہوگی صورت اپنے ایکعالم کو فریفتہ کریگی ہمنے تو اپنا دل اُسے دیدیا تم کہو کس رنگ مین ہو وہ بایا اُسے جواب دیتا تھا تم سچ کہتے ہو یہ رقاصہ خوب ہے

رقص کرتی ہی جو تمہارا حال ہی وہی حال ہمارا بھی ہی ہمنے بھی دل اُسکو دے دیا ہی عاشق اُسکے ہو گئے ہین اب دیکھین کہ یہ کس طرح گاتی ہی بظاہر خوب گائیگی کیونکہ جب اس طرح ناچتی ہی تو اچھی طرح گائیگی آواز بھی اچھی ہوگی ہنوز اہل دربار کا یہ حال تھا کہ اُس رقاصہ نے تا دیر رقص کر کے اہل بزم کو اپنا دیوانہ کر کے ٹھہر کے اپنے اُستاد کی طرف دیکھ کے اُسکی رائے سے یہ غزل شروع کی غزل

ہمارا نامہ دیکھ کر کچھ کہے حال اس ستمگر سے
بکا کرتا ہی اتنا آئینہ نام سکندر سے
لحد مین سوزش دل سے ہماری اک قیامت ہی
عیان ہی حسرت جانی کا مری حال اسکے خنجر سے
اثر ہی آسمان تک اپنی آتش بار آہوں کا
رفو ہو چاک دل تیر نگاہ چشم دلبر سے
یہ دل مین ہی نہ نکلا بند کچھ بازوئے قاتل کو
ملا آرام تربت مین سدا آغوش مادر سے
فلک تا جیتے جی ہی پیس ڈالین زیادہ جبر یا
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صحرائے محشر سے

تو توقع ایسی رسائی کی نہین ہمکو کبوتر سے
شب فرقت وفور آہ سے موت آنیوالی تھی
ہر اک داغ اپنے دلکا بڑھ کے ہی خورشید محشر سے
گذرتی ہی ہمیشہ صورت پرکار گردش مین
شرر ہین آہ سوزان کے چمکتے ہین جو اختر سے
ال کار کو سوچا کچھ ہنگام خود بینی
گلا کاٹو نہین ای شوق شہادت آپ خنجر سے
تری سلک دروندان ہی اپنی جان جاتی ہی
لبیں مرون خجل ہو نگا سگان کو کے دلبر سے
بہت سیماب کو اور برق کو بیہوش دیکھو ہی

جہان مین حسرت صانع سی ہی مصنوع کی حسرت
چراغ زندگانی بجھنے والا ہی صرصر سے
بنا آری کی صورت یہ پڑے کر شانہ و ندا
زمین و آسمان چکر مین آ جاتا ہی مقدر سے
یہ زخمی ہو گیا ہی نشتر مژگان جانان سے
مجھے حیرت ہی شکل آئینہ عقل سکندر سے
دیا ہے دست و پا جسکو قضا نے قبر کنے مین
ہمین ہی بعد مردن وصل کا امید آپ گو سر سے
ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون ای ہما اک
تماشا ہی تو کسی قسمت کا ہولی ہمارے قاتل مقدر سے

جملہ شاہ و اہل دربار بگوش دل سننے لگے اُسکی خوش آوازی و اشعار غزل و خوبی و کمال علم موسیقی کی بہت تعریف کرنے لگے خصوص جمہور شاہ و لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے دل مین اُس رقاصہ کے رقص و نغمہ کی صفت و ثنا زیادہ کرنے لگے رقاصہ جملہ خاص و عام کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر ہر اک شعر کو چتا بنا کے صورت مضمون شعر بن کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ کو خوش کرنے لگی بار بار زر و جواہر اشعار مین لینے لگی سبب اُسنے تمام و کمال غزل مندرجہ گا کے دیکھا کہ اہل بزم کو میرے گانے سے ایک وجد ہی اور اب قوت اور غزل گانے کی نہین ہی آواز اسقدر گانے سے خستہ ہو گئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب کوئی اور غزل وغیرہ نہ گاؤن اپنے رنگ کو اب اپنی خستگی آواز سے نہ مٹاؤن یہ خیال کر کے اُسنے جمہور شاہ سے حال اپنی خستگی آواز کا ظاہر کر کے اجازت رخصت ہونے کی چاہی شاہ مذکور نے اُسے زر بیشتر دیکر رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے حکم جمہور شاہ سے ایک رقاصہ سبزہ رنگ نوجوان نہایت شوخ و دلربا جو بین یگانہ آفاق ناچنے اور گانے مین بہت طاق زیور و لباس نفیس سے آراستہ ناز و ادا کرتی ہوئی ہمراہ اپنے سازندون کے روبرو جمہور شاہ کے حاضر ہوئی اور بعد ناز و ادا سلام کر کے اہل دربار پر نظر کر کے بعد درست ہونے سازون کے ناچنے پر آمادہ ہوئی سازندون نے اُسکے سازون کو بجایا وہ گت ناچنے لگی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ دیکھنے اور خوش ہونے لگے تا دیر رقاصہ مذکورہ رقص کر کے جملہ اشقیا مین کو اپنے رقص سے خوش کر کے یہ غزل نہایت نزاکت کے ساتھ گا نا شروع کی غزل

دل اسکا توڑتا کیونکر مین ایسا کیا ضرور تھا
پردہ اٹھا تو مانع دیدار نور تھا
غیرون نے یہ کہا مجھے اچھا کیا کہا

جو خود ازل سے تشنۂ الفت ہو وہ رہتا
قاتل کا رعب و داب تھا یہ فرق شرم بھی
ہمکو زبان سے کیا اُسے کہنا ضرور تھا

دیکھا کبھی نہ منصور ہوئی نے یہی ایسے
مستغیث خوف سے استادہ دور تھا
اُسکے منانے نے کیا راز آشکار

جو آنکھ دل میں تھا وہ ہمارے حضور تھا
وہ بیوفا اگر نہیں آیا تھا سیر کو
کہدونگا صاف حشر میں میں بیقصور تھا
اب کیا ہوا شباب تمھارا بتاؤ تو
تھا بتکدہ بعید نہ کعبہ ہی دور تھا
گو بعد سب نبیوں کے پیدا ہوئے یہاں
صاحب زوال حسن کا باعث غرور تھا
مضطر خوشی شراب کی تھی فرقت میں یار کی

عاشق کی زندگی میں نہیں آئے تھے اگر
اے مرگ ہجر میں تجھے آنا ضرور تھا
میں کیا جمال پاک نبی کی ثنا کروں
وہ حسن اب کدھر ہے کہ جس پر غرور تھا
محفل سے کیوں نکال دیا اسنے کیا کہیں
آدم سے خلق پہلے محمد کا نور تھا
گر جیتے جی نہ آئے تو اسکا گلا نہیں
رنج و غم والم کا جو دل پر وفور تھا

بعد فنا تو لاش پر آنا ضرور تھا
جو کچھ کیا ہی اس دل ناشاد نے کیا
صلِّ علیٰ ملک نے کہا ایسا نور تھا
کچھ تو سمجھ کے آئے ہیں در پر تمھارے لوگ
دیکھا تھا آنکھ بھر کے بس اتنا قصور تھا
اب صاف کہدیا نہ برا مانیے گا آپ
تمکو ہماری لاش پہ آنا ضرور تھا

لاجور شاہ وصلصال و جمہور شاہ وجملہ اہل دربار سننے لگے اور ذکر خدا رسول سے ناخوش ہونے لگے جب اس نے غزل مندرجہ بالا تمام کی جمہور شاہ نے اشارہ سے کہا بس اب کچھ نہ گاؤ یہ اشارہ کرکے اپنے ملازموں سے کہا کچھ اسکو دیکر کہو کہ ہمارے سامنے سے چلے جاؤ ان مذکورین نے حکم کی تعمیل کی بعد اس رقاص کے جانے کے اور ایک رقاصہ خوبرو ہمراہ اپنے سازندوں کے دربار میں حاضر ہو کے بعد رقص کرنے کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ جسقدر اشخاص وہاں موجود تھے سب رقص اسکا دیکھ کے گانا اسکا سننے لگے اور خوش ہونے لگے ہنوز سب گانا اس رقاصہ کا سن رہے تھے کہ سوئے فلک ایک ٹکڑا ابر کا ظاہر ہوا اس ابر سیاہ کے ٹکڑے میں برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی جب وہ ابر مقابل دربار مذکور آیا اور میدان سے شق ہوا سبنے دیکھا کہ ایک تخت اس سے ظاہر ہوا اس پر ایک شخص سیاہ رو قوی ہیکل سا مرد ضخیم بیٹھا ہے کبر و نخوت و غرور اسکے چہرہ سے ظاہر ہے انکی سبب مردم سوئے ابر و تخت مذکور دیکھ رہے تھے رقاصہ گا رہی تھی کوئی شخص اسکی طرف متوجہ نہ تھا کہ یکایک وہ صاحب تخت اپنے تخت کو بلندی سے سوئے پستی لایا یعنی دربار میں آیا تخت سے اتر کر روبرو جمہور شاہ کے آکر بقاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے اسے پہچان کر سلام لیکر خوش ہو کے ایک کرسی زرین پر قریب اپنے تخت کے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کرسی پر بیٹھا اور لاجور دیو وصلصال واسپر صلصال و بختگان پر نظر کرکے دل میں کہنے لگا کہ یہ لوگ کون ہیں جو پیشتر جب یہاں آیا کبھی انکو نہیں پایا آج یہ لوگ نئے نظر آتے ہیں نہیں معلوم کہاں سے آئے ہیں کون ہیں لیکن بظاہر معزز معلوم ہوتے ہیں ابھی صرصر جادو اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ جمہور شاہ نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مع ساغر بلوریں لیکر دربار میں آیا اور باشارہ جمہور شاہ ساغر بلوریں شراب سے بھر کر روبرو اسکے لیگیا اسنے ساغر لیکر شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھر کے اسکے دیا اسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح پانچ چار جام مے لیکر اسنے شراب پیکر ساقی سے کہا بس اب شراب نہ پیونگا ساقی نے ہاتھ روکا اس وقت اشارہ جمہور شاہ سے ساقی مذکور جملہ اہل دربار کو شراب پلانے لگا جب سبکو شراب پلا چکا اور بارے کشتی مے اٹھا کر چلا گیا بعد اسکے جانے کے تشتریوں میں کچھ لوازم کباب وغیرہ گزک لائے صرصر جادو وغیرہ نے اس گزک سے بالائے مے لطف بعید اٹھایا پھر سب اس رقاصہ مذکورہ کی طرف مخاطب ہو کے گانا اسکا

سننے لگے صرصر جادو بھی گانا اُس رقاصہ کا سننے لگا اور خوش ہونے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا بے اختیار پکارا منہ نامہ دار خداوند تمثال آئینہ رو جمہور شاہ نے اُس سے نامہ طلب کیا
اُسنے کہا مجھے نامہ دینے مین کوئی عذر نہین ہی الا اسقدر عذر ہی کہ موافق طریقے کے اور ساتھ عزت و آبرو
کے نامہ مجھسے لیجیے کشتیان زر و جواہر کی واسطے نثار کرنے کے منگوائیے اور واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے
اُٹھیے چند قدم بڑھ کے نامہ لیجیے سر پر اور آنکھون پر رکھیے زر و جواہر اُسپر نثار کیجیے بعدہ مضمون نامہ سے
آگاہ ہوجیے یہ نامہ اور کسی شاہ و شہریار کا نہین ہی خداوند کا نامہ ہی زہے قسمت آپکی کہ خداوند نے آپکو
نامہ لکھا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سن کے کہا ای صرصر جادو تم سچ کہتے ہو
مجھسے عالم نشہ شراب مین غلطی ہوئی اس میری تقصیر کو درگذرو بروے خداوند کے ظاہر نہ کرنا یہ کہکر کشتیان زر و
جواہر کی طلب کین جب ملازم کشتیان لائے شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے اُٹھکر چند قدم آگے
بڑھ کر نامہ دست صرصر جادو سے لیکر سر و چشم پر اپنے رکھکر زر و جواہر اُسپر نثار کرکے تخت پہ بیٹھ کے
لفافہ کو نامہ سے دور کرکے نامہ نکال کے خود بہ آواز بلند پڑھا جب تمام و کمال پڑھ چکا اور مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہ ہوچکا عرضی لکھوانا مناسب نجانکر صرصر جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای صرصر جادو جو
کچھ خداوند نے اس نامہ مین مجھکو لکھا ہی مین حسب الحکم جلدتر کاربند ہونگا تم میری طرف سے موافق قاعدہ
خدمت خداوند مین جاکر عرض کردینا کہ آپکا بندۂ خاص جمہور شاہ جلدتر سوے طلسم صندل جائیگا اور
جو کچھ حکم ہوا ہی بجا لائیگا یہ کہکے کشتی مین ایک خلعت زرتار اپنے ملازمون سے طلب کیا وہ فوراً
لائے شاہ مذکور نے صرصر جادو کو دیا وہ خلعت لیکر خوش ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے اُسی ابر
سحر مین غائب ہوکے جسطرح آیا تھا اُسی طور سے سوے خداوند نابکار روانہ ہوا اور جاکر تمثال آئینہ رو
سے بذریعہ مقربان درگاہ خداوندی عرض کیا کہ یہ فدوی بندۂ درگاہ نامہ جمہور شاہ کو دے آیا اُسنے کماحقہ
نامہ کی تعظیم کی اور دست بستہ عرض کیا ہی کہ یہ عبد ذلیل جلدتر حسب الحکم کاربند ہوگا تمثال آئینہ رو
یہ سنکے خوش ہوا اور جمہور شاہ نے اپنے وزرا اور سرداران سپاہ کو حکم تیاری جنگ اور سامان جدال دیا وزرا
و سرداران لشکر سامان جنگ مہیا کرنے مین مصروف ہوئے بعد تین روز کے کل سامان جنگ فراہم ہوا
جمہور شاہ نے بعد مہیا ہونے سامان جنگ کے لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکر کہا آپنے
دیکھا کہ میرے پاس نامہ خداوند کا آیا اب مین حسب الحکم خداوند جانب طلسم صندل مع لشکر جاتا ہون
اگر دل چاہے آپکا یہین تشریف رکھیے یا خدمت خداوند مین جائیے بختگان نے پوچھا آپکی کیا رای
ہی جمہور نے جواب دیا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ تم انکو ساتھ لیکر خدمت خداوند تمثال آئینہ رو
مین جاؤ وہان انکو اُنکے دشمنون سے کچھ خوف نہوگا کوئی دشمن انکا وہانتک جا نہ سکیگا اور اگر کوئی
عدو تمکا وہانتک جائیگا تو ہمارے خداوند اپنے قہر و غضب سے اُسے ہلاک کرینگے یہان سے مین
جاتا ہون یہان انکا اب رہنا اچھا نہین ہی یا تو میرے ساتھ چلین یا خدمت خداوند مین جائین
جو منظور ہو وہ کرین بختگان نے یہ سنکے سوے لاجورد شاہ دیکھا اور پوچھا ای خداوند فرمایئے
کیا تقدیر کیجیے گا خداوند تمثال آئینہ رو اپنے بڑے بھائی سے ملاقات کیجیے گا یا جمہور شاہ کے
ساتھ سوے طلسم صندل چلیے گا گرفتاری و جنگ شاہزادہ رستم ثانی دیکھیے گا شہر صندل کی سیر

کیجیے گا ہنگام جنگ خونریزی بہادرون کی ملاحظہ کیجیے گا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہو کہ آپ جمہور شاہ
کی راے اول پر عمل کیجیے جانب خداوند تمثال آئینہ رو چلیے اُنسے ملاقات کیجیے چھوٹے بڑے
دو خداوند ایک جا ہون ہم بھی دیکھین کہ دو خداوندون مین کون خداوند کس خداوند پر غالب آتا ہی
کون کس کو مٹا دیتا ہی یا باہم اتفاق ہو جاتا ہی درجہ برابری کا ہوتا ہی اور دو خداوندون کی لاتے متفق ہو کے کیا
ہوتا ہی صورت بہبودی کی ہوتی ہی یا برائی کی دیکھین کہ آپ مغلوب ہو کے اُنکو سجدہ کرتے ہین یا آپ اُنپر غالب
ہوتے ہین اور وہ آپ کو سجدہ کرتے ہین یا دونون خداوندی مین برابر رہتے ہین اور دونون کے باتفاق
تقدیر کرنے سے کیا نتیجہ ظہور مین آتا ہی لاجورد شاہ نے بختگان کی تقریر سنکے برہم ہو کے جواب دیا
او نامعقول کیا بکتا ہی خاموش رہ مین بڑا خداوند ہون مجھکو چھوٹا خداوند بناتا ہی سب مجھکو سجدہ کرتے
ہین بن اُسے کیا سجدہ کرونگا وہ ایک شخص سرکش ہی بجاے خود خداوند بن بیٹھا ہی مین واقعی خداوند
ہون کیا تو میرے مرتبہ سے آگاہ نہین ہی جو ایسی تقریر کرتا ہی ہم ابھی سوے تمثال آئینہ رو ہرگز نجائینگے
جلیل القدر ہو کے ذلت گوارہ نہ کرینگے ہان وقت ضرورت دیکھا جائیگا اگر وہان جانا ہوگا جو مناسب ہوگا کیا
جائیگا ہم اپنے آگے کسی خداوند کا چراغ نہ چلنے دینگے بالفعل سوے طلسم صندل چلینگے شہر صندل کو
دیکھینگے وہان کی سیر کرینگے اُسکو تباہ و برباد کرکے پھر جو مصلحت ہوگی وہ کرینگے ہمین شہر صندل
مین جانا ضرور ہی صندلان شاہ اور ابلیس خود پسند سے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ضرور آئینگے اب اگر
اُنسے ملاقات ہوگی تو فہو المراد ورنہ شہر ہی کو دیکھ لینگے علاوہ اسکے ہمکو ہمیشہ ایسی لڑائی کا شوق
ہی خونریزی مردم اچھی معلوم ہوتی ہی خصوص اہل اسلام کا قتل ہونا خون اُنکا زمین پر بہنا باعث
پسند طبع ہی ایسی باتون سے ابدولت نہایت شادمان ہوتے ہین یہ سنکے خاموش ہوا بختگان نے
خفا ہونے سے لاجورد شاہ کے خاموشی اختیار کی جمہور شاہ نے پہلے تو تقریر لاجورد شاہ کی سنکے
چاہا کہ اسکو سزاے سخت دیجیے خداوند تمثال کے باب مین یہ واہیات باتین کرتا ہی اسکو قتل کیجیے
اسکا ٹکڑا خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے مگر پھر غصہ کو ضبط کرکے خیال کیا کہ یہ مہمان ہی مہمان پر
ظلم و جفا کرنا خوب نہین ہی سوا اسکے شاید اسکا قتل کرنا ہمارے خداوند کو ناگوار ہو تو بڑی خرابی ہو
عتاب خداوند مین مبتلا ہونا ہو پس مصلحت وقت یہی ہی کہ غصہ کو ضبط کرنا چاہیے یہ اپنے منہ سے
بکتا ہی ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ دیوانہ ہی دماغ مین اسکے خلل بھی ہی اسکو کیون قتل کرون خداوند ہمارے خود ہی
اگر چاہینگے تو اسپر اپنا قہر و غضب نازل کرینگے یہ خیال کرکے قتل کرنے سے باز رہا اور اُسی وقت نو لاکھ سوار
آزمودہ کار کی جمعیت سے مع اپنے دونون سالار جمہوریہ برسیرت و عنقاے شیر صولت کہ بہادران زبردست
و عدیم النظیر تھے اور مہتر اسرار باد پا اپنے عیارے جمہوریہ سے کوچ کیا لاجورد شاہ و صلصال
و بختگان و نیپر صلصال بھی ہمراہ ہوے فوج لاجورد شاہ کی بھی اور سپاہ صلصال کی بھی ہمراہ تھی
جمہور شاہ نو لاکھ خاص اپنے سوارون کی جمعیت سے بہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سوے شہر صندل
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز کے ایک روز قریب شہر صندل و طلسم صندل کے مسمی صحراے
سبزہ زار مین کہ کئی منزل تک ہی اور شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا ہے
فروکش ہوا صحراے سبزہ زار کو دیکھکر اور کثرت وحش و طیور دیکھکر خوش ہوا چونکہ جمہور شاہ قوی

دعوان دلاور شکار دوست ہی اپنے رفقا سے کہنے لگا یہ صحراے سبزہ زار مجھے نہایت پسند ہی چاہتا
ہون کہ چند روز اسی صحرا مین قیام کرون کوچ موقوف کرون چند روز وحش وطیر کا شکار کرون بعد چند
روز کے یہان سے کوچ کرکے شہر صندل مین جاکے قیام کرونگا ہرکارون سے معلوم ہوچکا ہی کہ یہان سے
شہر صندل اور طلسم صندل چندان دور نہین ہی رفقانے اُسکے عرض کیا بہت بہتر ہی یہ صحراے سبزہ زار
قابل سیر و شکار ہی جمہور شاہ نے اُس روز تو بوجہ خستگی راہ اور بوجہ زمانہ شام ہونے کے شکار
وحش وطیور کا نہین کیا لیکن دوسرے روز وقت سحر مسلح ہوکے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے رفقا وغیرہ
کو ہمراہ لیکے شکار کھیلنے لگا وحش وطیور کو تیرون سے شکار کرنے لگا بلا زحمت اُسکے وحش وطیور سے
کباب تیار کرنے لگے اِس اثنا مین چند ہرن اُسے دور سے نظر آئے اُنہین دیکھتے ہی خوش ہوا جب وہ زد
تیر کے آئے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے جمہور شاہ نے ایک ہرن کے سینے پر تیر مارا ہرن زخمی ہوا
تیر کارگر ہوا غزال مذکور مجروح ہوکے جانب شاہزادہ رستم ثانی لنگڑاتا ہوا بھاگا جمہور شاہ
اُسکے پیچھے اُسکے گھوڑا دوڑایا رفقا بھی اُسکے ساتھ چلے اثناے راہ مین رفقا سے مذکور پیچھے رہ گئے
جمہور شاہ تنہا تعاقب آہوے مذکور مین آگے بڑھ آیا غزال مذکور بھاگتے بھاگتے حسب اتفاق خاص
اُس جگہ آیا جس جگہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا تھا دیکھتے ہی زمین آہوے تیر خوردہ
کو خوش ہوا اور بڑھ کے ایک تیر اس طرح تاک کر اُسکے سینے پر مارا کہ اُسکے دل و جگر مین در آیا گویا
وہ تیر اُسکے حق مین تیر قضا ہوا فی الفور تیر کھاکر زمین پر گرا ملازمان شاہزادہ موصوف نے حکم شاہزادہ سے
اُسے ذبح کیا ہنوز وہ آہوے ذبح خاک پر تڑپ رہا تھا کہ جمہور شاہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
تلاش آہو مین آیا دیکھا کہ وہی آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہی تڑپ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مردان
نامور عالم قریب اُس آہو کے کھڑے ہین باہم خوش ہوکے کہتے ہین کہ یہ آہوے تیر خوردہ خوب آیا
کہ جسے شکار کیا نہین معلوم کسنے اُسکے سینے پر تیر مارا تھا ہنوز یہ باتین کررہے تھے خوشی سے خندہ زن
تھے کہ جمہور شاہ نے غضبناک ہوکے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سے مخاطب ہوکے پوچھا اے جوان ہیچ
کارہ اِس آہو کو کس نے شکار کیا ہی یہ تو میرا شکار تھا مین نے تیر اسکو مارا تھا ابھی تک اسکا تیر میرا سینے
پیراہن کے لگا ہی اگر تجھکو معلوم ہوچکا ہے تو جسنے اس آہو کو شکار کیا ہی مین اسکو بشکل اسکے قتل کرون
تیغ اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کرون خون اُسکا مانند خون اس آہوے بیدل کے خاک پر گرا دون ہرگز اسکو
زندہ نچھوڑون اُسنے میرے شکار کو شکار کیا ہی مین اُسکے سر و تن مین تیغ بے دریغ آبدار جدا کرون
غضب کیا اُسنے کہ مجھ ایسے بہادر کے شکار کو شکار کیا میرے خوف سے سہراب بن
لندھور سے بڑھ کے تو وہ کیا اور کہا اے جوان کیا بیہودہ بکتا ہی بس خاموش رہ زیادہ گوئی اچھی نہین
ہی ایسا نہو کہ بعوض سخت کلامی تیری زبان قطع کیجاے اور تو بھی مانند اس آہوے بیدل کے ذبح ہوکے
خاک و خون مین تڑپے اُسنے یہ سنکے جواب دیا وہ کون ایسا قوی بازو ہی کہ جسکو مین نہین دیکھتا مین
وہ ہون کہ فیل دمان کو پشہ اور شیر ژیان کو مانند گربہ جانتا ہون خداوند نے میرے ساعد و بازو مین
وہ قوت دی ہی کہ کوہ کو ہنگام زور کاہ سمجھتا ہون بڑے بڑے بہادران جہان مجھسے ڈرتے ہین
دلاوران عالم میرے نام سے لرزتے ہین سرکشان دہر میرے خوف سے کوہ و صحرا مین گریزان

ہو گئے پنہان ہوے ہین صدہا بلکہ ہزارہا بہادران عالم کو کہ جو اپنے تئین یکتاے روزگار جانتے تھے
مین نے انھین قتل کیا ہی ہزارہا نامی پہلوانون کو اسیر و زیر کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی دیو بھی مجھسے مقابلہ
کر نہین سکتا اگر ہنگام جنگ نعرہ کرون تو زہرۂ اسد آب ہو جائے اور اگر فیل مست کو للکارون تو خوف
سے دل کے مرجاے زیادہ ثنا اپنی کیا کرون کہ خوب نہین ہی میرے سرداران سپاہ ایسے ایسے بہادر
دلاور ہین کہ جنکا ربع مسکون مین مثل و نظیر نہین ہی ایک ایک سردار میرے لشکر کا یکتاے روزگار
ہی یکتائی مین مشہور ہی ہر ایک لشکر گران کو ہنگام جنگ بھگا دیتا ہی پس مجھ ایسے بہادر و شاہ ذیجاہ
و خداوند سپاہ کثیر سے کوئی کیا مقابلہ کرسکتا ہی جسکو دعوے مقابلہ ہو وہ آئے ابھی کوئی میدان ہر
حال میری بہادری و شجاعت کا اسپر ظاہر ہو جاے شاہزادے رستم ثانی نے تقریر اسکی سنکر ازحد
برہم ہو کے گھوڑے کو بڑھا کے شیرانہ نعرہ کیا کہا او بدزبان و یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی تیری زیادہ
گوئی خود شاہد ہی کہ تو بزدل ہی کوئی بہادر اپنے منھ سے اپنی اسقدر ثنا کرتا ہی جیسی ثنا تو کرتا ہی او مغرور
آگاہ ہو کہ مین نے اس آہو کو شکار کیا ہی اگر کچھ اپنی قوت بازو پر بھروسا ہو تو اس آہو کو یہان سے لیجا
ادھر تو ہی ادھر مین ہون بیچ مین آہو پڑا ہی جو زبردست ہو وہ لے جاے اگر تو نے اس آہو پر
تیر لگایا تو کیا یہ آہو تیرا ہو گیا تو ایسا کم قوت و بزدل تھا کہ ایک وحشی کو شکار کر نسکا بھلا تو بہادرون
سے کیا لڑے گا قوت تیری ہمپر ظاہر ہو گئی ہی جس طرح دل چاہے ہمسے سمجھ لے ہم موجود ہین اگر
لڑنا منظور ہی تو مقابلہ ہی اور اگر ازراہ عاجزی و انکساری اس آہو کو لینا منظور ہی تو لیجا بلکہ جسقدر
آہو اور طیور ہمنے آج شکار کیے ہین سب موجود ہین تو ہمارے حالات قہر و رحم سے اور ہماری قوت
اور زور سے اور نام و نسب و حسب سے آگاہ نہین ہی ہم واسطے اپنے دشمن کے گویا ملک الموت ہین
اور واسطے اپنے دوست اور عاجزی کنندہ کے جان و مال سے حاضر ہین جمہور شاہ نے غصے کو
ضبط کر کے پوچھا ای جوان تندخو سچ کہہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تیری بہادرانہ گفتگو سے
مجھے حیرت ہی کہ ایسے کلمات آج تک سوا اس وقت کے کسی نے مجھسے نہین کہے تجھے ظاہر اتو بہادر
معلوم ہوتا ہی پس چاہتا ہون کہ بغیر آگاہی نام کے تو میرے ہاتھ سے قتل نہو شاہزادہ رستم ثانی نے
جواب دیا ای جوان بدزبان آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی فرزند شاہزادۂ ذبیح فارابی ہی ہمراہ لشکر
امیر ثانی کے اس جانب آنکلا تھا یہان آ کے بعنایت الٰہی مین نے طلسم صندل کو توڑا اور جادوان طلسم
کے شہر والون کو مسلمان کیا ہزارہا کافرون اور ساحرون کو تہ تیغ کیا مال و اسباب طلسم صندل کا
اپنے قبضہ و تصرف مین لایا چند روز سے اس صحرا مین مقیم ہون شکار کھیل رہا ہون بعد شکار کھیلنے کے
تمام مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر ہمراہ اپنے لشکر فراوان کے سوے لشکر اہل اسلام خدمت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام مین جاونگا اگر تو بھی بر سر جنگ ہوگا تو عنقریب دنیا سے نام و نشان اڑ جائیگا
جبتک تجھکو قتل نکر لونگا یہان سے کہین نجاونگا ہمنے اپنے حال سے تجھکو آگاہ کیا اب تو بھی
اپنے نام سے با خبر کر جمہور شاہ نے کہا ای رستم ثانی تمہاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تمہین فاتح
طلسم صندل ہو مین تمہارے واسطے بحکم خداوند تعالیٰ آئینہ رو جمہوریہ سے آیا کیا اچھی
ساعت سے مین اس طرف روانہ ہوا تھا کہ اثناے راہ مین تمسے سامنا ہوا امید کرتا ہون اپنی مراد کو پہونچونگا

حکم خداوند بجالاؤنگا نہین گرفتار کرکے تمام مال واسباب طلسم صندل کا لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا
یا تمھارا سر لیکے نیزہ پر علم کرکے یہان سے بفتح و فیروزی روانہ ہونگا نام میرا جمہور شاہ ہی شہر جمہوریہ
کا جانب خداوند سے حاکم ہون نو لاکھ سوار اور بہت سے سرداران نامی اپنے ساتھ لایا ہون لشکر میرا
یہان سے چند فرسخ پر اترا ہی مین عاجزی وانکساری تجھسے نکرونگا کبھی مینے کسی سے عاجزی نہین
کی ہی واسطے ایک آہو کے تجھسے کیا عاجزی کرون اور اس وقت محض واسطے اس آہو کے تجھسے کیا
لڑون کہ مناسب وقت نہین ہی خیر دیکھا جائیگا مین تو اس آہو کو جس طرح ممکن ہوتا زبردستی یہان سے
لیجاتا مگر یہ آہو اب میرے کام کا نہین ہی تم سب مسلمان ہو تمنے اسکو ذبح کیا ہی ہاتھ اپنا اسمین لگایا
ہی یہ نجس و ناپاک ہوگیا ہی گوشت اسکا اب مین کھا نہین سکتا نہ کسی اپنے ہم مذہب کو کھلا سکتا ہون
پس بیکار شی کا لیجانا اور اسکے واسطے لڑنا عقل کے خلاف ہی ہان بعد اسکے اگر تونے میرے
کہنے پر عمل نہ کیا تو ضرور لڑونگا ابھی مجھکو حجت تمام کرنا ضرور ہی یہ کہکے بنظر غیظ و غضب رستم ثانی و
سہراب بن لندھور وغیرہ رفقاے شاہزادۂ موصوف کو دیکھکر آہوے مذکور سے دستبردار
ہوکے وہین اسے چھوڑکے اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا یہان بعد جانے جمہور شاہ کے رفقاے
شاہزادۂ رستم ثانی نے خوب خندہ زن ہوکے باہم کہا کہ جمہور نابکار یقین ہی کہ ہم شیران صحراے
وغا سے ڈر گیا آہو سے دستبردار ہوکے بہانہ کرکے جان اپنی بچاکے چلا گیا ہمپر ظاہر ہوگیا کہ
نامرد و بزدل ہی اگر بہادر ہوتا تو جب ایسے کلمات سخت درمیان مین آگئے تھے واسطے اس آہو کے
اپنی جان دیدیتا یا آہو کو یہان سے لیجاتا فرق اپنی جرأت مین نہ لاتا ذلیل ہوکے یہان سے نہ جاتا
شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اپنے رفقا کی سنکے مسکراکے کہا واقعی تم سچ کہتے ہو کہ یہ نابکار
بودا ہی بہادر نہین ہی بظاہر قوی الجثہ ہی دل اسکا کچھ بھی نہین ہی دیکھا چاہیے اب اپنے لشکر مین
جاکے کیا کرتا ہی یہان سے غصہ مین بھرا ہوا تو گیا ہی عجب نہین کہ پھر سر پرخاش ہو ہمتو ہمیشہ اس امر کے ہین
کہ ترقی دین اسلام کی ہو کفار ہدایت پائین خوف قتل سے بتصدیق دل مسلمان ہون سیاہ قلب نابود ہون
پھر اہل اسلام کی شمشیر آبدار سے قتل ہون لڑائی ہو خونریزی خوب ہو تلوار چلے یہ صحراے سبزہ زار
خون کفار سے گلنار ہو یہ کہکے ہمراہ اپنے رفقا کے آگے بڑھ کے مصروف شکار وحش و طیور ہوا یہان
تو شاہزادۂ موصوف شکار کھیل رہا ہی اسکو تو شکار کھیلنے مین مصروف رکھیے اور اب احوال جمہور شاہ کا
سنیے کہ یہ نابکار جب اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے اترکر بارگاہ مین گیا تخت پر بیٹھا اور تمام اپنے
سرداران سپاہ کو طلب کرکے انسے کہنے لگا کہ مین جس آہو کے تعاقب مین گیا تھا اس آہو کو رستم
ثانی فتاح طلسم صندل نے شکار کیا تھا خاک پر ذبح کیا ہوا پڑا تھا مین نے وہان جاکر غضبناک
ہوکے پوچھا اس آہو کو کسنے شکار کیا ہی رستم ثانی اور اسکے رفقا نے نہایت عاجزی سے کہا
ہمنے نادانستہ اس آہو کو شکار کیا ہی ہم جانتے تھے کہ اس آہو پر آپ نے تیر لگایا ہی اگر یہ
جانتے تو کبھی ہم اسکو شکار نکرتے اب یہ آہو موجود ہی لیجائیے ہماری اس گستاخی کو معاف فرمائیے مین انکی
عاجزی کرنے سے بر سر جنگ نہوا آہوے مذکور انھین کو دیکے چلا آیا مگر اب مین تم سب سے اس
باب مین مشورہ طلب ہون کہ ایسے شخص شیرین زبان و عاجزی کنندہ سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرون

آیا تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے عین شکارگاہ مین کہ وہ مع اپنے تھوڑے رفقا کے موجود ہی شکار
کھیل رہا ہی حملہ آور ہون یا اسکو ایک نامہ لکھون لیئے خداوند کی پرستش و اطاعت کے واسطے اُسے
تاکید کرون اِن دونون امور مین جو امر بہتر ہو بیان کرو سرداران سپاہ نے عرض کیا ای بادشاہ فلک
بارگاہ ہماری تو یہ راے ہی کہ پہلے رستم ثانی کو ایک نامہ لکھوا کر روانہ کیجیے مضمون اُسکا یہ ہو کہ ای رستم
ثانی اگر اپنی زندگی اور بہبودی چاہتے ہو تو دیکھتے ہی اِس نامہ کے جو زر و جواہر تمنے طلسم صندل سے
نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہی بجنسہ اُسے ہمارے پاس لے آؤ اور پرستش ہمارے خداوند
کی کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ جرم تمھارا یعنی توڑنا طلسم صندل کا اور قتل کرنا ہزارہا ساحرون کا
اور تباہ کرنا شہر کا خداوند سے عفو کرا دینگے مرتبہ پر مرتبہ تمھارا زیادہ کرا دینگے مقرب بارگاہ خداوند کرا دینگے
اور اگر خلاف اسکے کروگے یعنی سرکشی اختیار کروگے تو پچھتاؤگے ہمارے ہاتھ سے سر میدان
جنگ مارے جاؤگے جواب سے اس نامہ کے جلد آگاہ کرو جو مناسب ہو جواب دو یا اطاعت
اختیار کرو یا آمادہ جنگ ہو سامان جنگ کرو جمہور شاہ نے تقریر اُنکی سن کے کہا مین تمھاری
راے کو پسند کرتا ہون نامہ لکھنا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوا ابھی جمہور شاہ نے میر منشی سے نامہ
تحریر نکرایا تھا کہ بختگان جو ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال کے آکے بارگاہ مین جمہور شاہ کے
بیٹھا تھا اور تمام گفتگو بیٹھا ہوا سن رہا تھا بے اختیار مسکرایا جمہور شاہ نے اُسکی طرف دیکھ کے پوچھا
ای بختگان اس وقت تم بے محل کیون مسکرائے بیان کرو اُسنے کہا ای بادشاہ مین اس
وقت اس وجہ سے مسکرایا کہ تمام باتین مین نے آپکی دلاوری کی سنین یعنی جانا آپکا تعاقب مین
اور شیرانہ رستم ثانی اور اُسکے رفقا سے بیخوف و خطر گفتگو کرنا اور اُنکا آپکے خوف سے
کلمات عاجزی زبان پر لانا اُنکا آپ پر رحم کھا کے چلے آنا اور اب ارادہ نامہ لکھنے کا کرنا ایسا مضمون
سخت نامہ مین لکھوانا یہ آپ ہی کے شایان ہی اور لائق مدح و ثنا کے ہی باعث میری خوشی کا ہوا
ہی واقعی آپ بڑے بہادر ہین مین نے آپ کے مثل کوئی دلاور نہین دیکھا اسمین شک نہین ضرور آپسے
رستم ثانی اور اُسکے رفقا ڈر گئے ہونگے اور عجب کیا جو عاجزی اُنھون نے کی ہوگی اور اب جو آپ نامہ لکھنے پر
آمادہ ہین یہ بھی مناسب ہی راے آپکے سرداران سپاہ کی خوب ہی مضمون نامہ اُنھون نے کیا اچھا
بتایا ہی مجھے امید ہی کہ اگر آپ ایسے مضمون کا نامہ شاہزادہ رستم ثانی کو ارسال کیجیے گا تو وہ ضرور
ڈر جائیگا اطاعت آپکی اختیار کریگا لاجورد شاہ نے باشارہ کہا او شوخ طبع کیون ایسی باتین
کرتا ہی خاموش رہ جو کچھ ہوگا سیر دیکھینگے تو بھی سیر دیکھنا بختگان ایماے لاجورد شاہ سے
خاموش ہوا جمہور شاہ گفتگوے پیچیدہ بختگان کی نہ سمجھا بلکہ سمجھا کہ یہ میری تعریف کرتا ہی یہ سمجھ کے
خوش ہو کے میر منشی کو طلب کیا اور جو مضمون کہ اسکے سرداران سپاہ نے بتایا تھا من و عن وہی مضمون
نامہ مین لکھوایا جب نامہ اور سرنامہ سب منشی نے لکھا جمہور شاہ نے سرنامہ پر مہر اپنی کرکے اپنے
سرداران سپاہ کی طرف دیکھ کے کہا ای بہادرو تم مین کون ایسا دلاور ہی کہ یہ نامہ میرا لیکر رستم ثانی کے پاس
جاے اور جواب اسکا اُس سے لیکر آئے اور وقت گفتگو اُس سے دلیرانہ کلام کرے دب کر خوف سے تقریر
نکرے یہ کہکے خاموش ہوا اُس وقت سب کے پہلے عنقا سے شیر صولت کہ نہایت زبردست پہلوان

ہی اور قوت مین بھی صدہا پہلوانون سے زیادہ ہی اور بہادر بھی ہی اپنے دنگل سے اٹھا اور دست بستہ
عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ انجم سپاہ یہ غلام نامہ لیکر جائیگا جواب نامہ لیکر آئیگا
حسب الارشاد وقت گفتگو سخت کلام بھی کریگا اور اگر ممکن ہوا تو سر رستم ثانی تیغ آبدار سے کاٹکر
ہمراہ اپنے لائیگا جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سنکے بہت خوش ہوکے کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ
نامہ میرا تو ہی لیکر جائے یہ کہکے اُسے نامہ دیا اُسنے نامہ کو دو پلٹے مین رکھکر باہر بارگاہ سے آکے
چالیس ہزار سواران آزمودہ کار اور اور کئی سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مرکب دورکابہ پر سوار ہوکر سمت جانب بارگاہ
شاہزادہ رستم ثانی کیا نہایت کبر و نخوت سے چلا اثناے راہ مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ ای عنقاے شیر صولت
اگر ہونا پڑے تو کرو بروے رستم ثانی جاکر تلوار نیام سے نکال کے نعرہ کرکے شاہزادہ پر حملہ آور ہونا
کسی سے خوف نہ کرنا جو مائل جنگ ہو اُسے تہ تیغ کرنا سر رستم ثانی کا تن سے جدا کرنا رفقا کو بھی اُسکے
قتل کرنا اس کار نمایان کرنے سے جمہور شاہ تجھسے بہت خوش ہوگا انعام کثیر دیگا سوا اسکے تجھسے
خداوند خوش ہونگے زندگی و زور بازو بھی بڑھا دینگے عجب نہین کہ انعام مین طرہ زرین تجھکو عطا
کرین یا کسی ملک کا بادشاہ کردین غرضکہ ایسی ہی باتین اپنے دل مین کرتا ہوا راہ طی کرتا ہوا قریب غروب آفتاب
اس وقت قریب بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ رستم ثانی کے پہونچا کہ شاہزادہ موصوف شکار وحش و طیور کا
کرکے اپنی بارگاہ مین آیا تھا مانند شیر نر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تھا سب جادو و جمشید شاہ و سرشار
شاہ و سہراسپ مین لشکر منصور شاہزادہ فیروز و مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ علے قدر مراتب یمین و
یسار بیٹھے تھے پیچھے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ
ثانی و اکثر خدام دربارگاہ پر موجود تھے ساقیان خوبرو شاہزادہ موصوف اور اُسکے رفقا کو جامہاے
بلورین مین شراب ناب پلا رہے تھے قابون مین کباب وحش و طیور کے بھرے ہوے روبرو
ہر ایک کے رکھے تھے ہر ایک بعد شراب پینے کے وہی کباب بصد خوشی کھاتا تھا غرضکہ معقول
لطف زندگی اٹھاتا تھا یہ بارگاہ آسمان جاہ کو دیکھتے ہی اپنے مرکب سے اتر کر شتاب کیا ایسے
ٹھہراکر سوے بارگاہ مذکور چلا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے اُسے آتے دیکھکر ارادہ کیا تھا
کہ واسطے اس بہادر کے استقبال کے دو چار سردار دلاور کو روانہ کیجیے کہ وہ جلد تر راہ طی کرکے بارگاہ
مین آیا اور شاہزادہ کو سلام کیا رستم ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کے
ایک دنگل پر بیٹھ گیا اور بنظر غور جملہ اہل بارگاہ کو دیکھنے لگا اور شاہزادہ رستم ثانی کو بھی غور سے دیکھنے
لگا دل مین کہنے لگا یہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شاہزادہ ہے حسن و جوانی مین لاجواب ہے چہرہ سے اسکے
آثار شجاعت ظاہر ہوتے ہین رفقا بھی اسکے بہادر معلوم ہوتے ہین مین جانتا تھا کہ یہ اہل اسلام
ایسے قوی نہونگے یہان آکے معلوم ہوا کہ جنکے چہرون سے آثار شجاعت ظاہر ہین وہ ضرور بباطن قوی
و بہادر ہونگے ابھی عنقاے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کررہا تھا کہ نظر غور سے ہر ایک کو
دیکھ رہا تھا کہ اشارہ رستم ثانی سے ساقی نے جام شراب اُسے دیا اُسنے جام ساقی سے لیکر شراب
پی پھر ساقی نے ساغر شراب سے مملو کرکے اُسے دیا اُس دیو خصال نے وہ بھی جام لیکر شراب پی
اسی طرح چند جام شراب تند و تیز کے اُسنے پیے جب نشہ شراب کا زیادہ ہوا اُسنے نامہ دار جمہور شاہ

شاہزادہ رستم ثانی نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ نکالکر دیا شاہزادہ نے نامہ پڑھوا کر سُنا نہایت
غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہو گیا آنکھیں جوش قہر سے سُرخ ہو گئیں رفقا بھی رستم ثانی
کے عبارت نامہ مذکور سُنکے برہم ہوئے ہر ایک کے چہرہ پر آثار برہمی ظاہر ہوئے خصوص شاہزادہ
رستم ثانی کے چہرہ پر تو وہ آثار غیظ و غضب ہویدا ہوئے کہ عنقاے شیر صولت ستر دو ہوا دل میں کہنے
لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے شاہزادہ کو بدرجہ کمال غصہ ہے رفقاے شاہزادہ بھی برہم نظر آتے ہیں ایسا نہو
کہ نامہ پھاڑ ڈالا جاے اور مجھسے سخنہاے سخت یہ شاہزادہ کرے اور مجھے غصہ آئے تو بُرا ہوگا اسی
بارگاہ میں تلوار چلیگی یہ فرش بارگاہ کا خون دلیران سے رنگین ہوگا کیونکہ میں کلمات سخت سُن سکونگا تحمل
کلمات درشت سُننے کا نہ کر سکونگا ہنوز عنقاے شیر صولت اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ
شاہزادہ رستم ثانی نے بجبر اپنے غصہ کو ضبط کرکے حکم دیا کہ اس نامہ کی پشت پر جواب نامہ ہماری طرف سے لکھدیا
جاے کہ ہمیں اطاعت و پرستش تمثال آئینہ روکی ہرگز منظور نہیں ہے ہم خدا پرست ہیں سوا پرستش
خداوند عالم کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں اور بجز خالق کون و مکان کسی کے آگے سر نہیں جھکاتے ہیں اگر
جمہور شاہ ہمسے اطاعت و پرستش خداوند ہرگز نہوگی کہ وہ ایک شیطان سیرت ہے تو مجھکو اسکی پرستش
کے واسطے کیا کہتا ہے تو بھی اُس بے دین و بد آئین کی پرستش نکر راہ راست پر آ اپنے معبود حقیقی
کو پہچان کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر بصدق دل مسلمان ہو ظلمت کفر سے نکل جلوہ نور ایمان دیکھ ہم
اہل اسلام ہیں ہماری طرح تو بھی موجود ہو جا ہمارے ساتھ لشکر امیر ثانی میں مثل بارگاہ سلیمانی ہے درمیان
بہادران عالم کے دنگل پڑا ہے اگر یہ منظور نہو تو خیر جو تیرے دل میں آئے ہمارے حق میں کر ہم لڑنے کو موجود
ہیں یہ عبارت لکھوا کر نامہ مذکور عنقاے شیر صولت کے حوالہ کیا اور ایک خلعت فاخرہ طلب کر کے
اُسے دیا عنقاے شیر صولت نے خلعت پا کے اپنے دل میں کہا یہ اہل اسلام کسقدر دشمن
دوست ہیں کہ مجھ ایسے بدخواہ کو انھوں نے خلعت دیا ہے اور مجھسے نہایت درجہ بخلق پیش آئے ہیں
بھلا میں ایسی صورت میں انسے کیا بدی کروں اور اگر بدی کروں بھی تو کچھ فائدہ نہوگا سراو دلی پر نہ آئیگی یعنے
سر اس شاہزادہ ذیجاہ کا ہاتھ نہ آئیگا جنگ عظیم ہوگی فوج میری کام آئیگی میں بھی ان بہادروں کے
ہاتھ سے زخمی ہونگا یا مارا جاؤنگا یہ لوگ بڑے شجاع معلوم ہوتے ہیں ایک ایک ان میں اپنے وقت کا
رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن ہے انسے لڑنا کچھ آسان نہیں ہے انھیں قتل کرنا دشوار ہے
اگر ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے جان انکے حریف کی بچ جاے تو غنیمت جانیے پس اے عنقا تو انسے عزم
جنگ نکر ورنہ معدوم ہو جائیگا یہ خیال کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے رخصت ہو کے مرکب پر سوار
ہوکے ہمراہ اپنی سپاہ کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر میں پہونچا مرکب سے
اُترکر بارگاہ میں جاکے جمہور شاہ کو وہ نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا جمہور شاہ نے جواب
نامہ سے آگاہ ہوکے غصہ میں آکے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجایا جاے ہنگام سحر یہ
اہل اسلام ہیں اور میں ہوں دیکھنا میدان جنگ میں جاکے بعد صف آرائی لشکر کے ان اہل اسلام کو یوں قتل
کرونگا کہ انکے حال پر آسمان دریا اور مرغان ہوا کو رحم آئیگا اور مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا یہ لوگ لائق قتل ہیں
علاوہ سرکش ہونے کے ہمارے خداوند کو بُرا کہتے ہیں ہم خونریزی انکی واجب جانتے ہیں

یہ کہکے خاموش ہوا ملازمان مذکور نے حسب الحکم طبل جنگی لشکر ہزیمت اثر مین بجایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی تمام مردمان سپاہ صداے طبل وغاسن کے باخبر ہوے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو لڑائی ہوگی میدان جنگ مین جانا ہوگا اہل اسلام سے سامنا ہوگا دیکھین کل کون کون قتل وزخمی ہوتا ہے کون کون جانبر ہوتا ہے اہل اسلام شمشیر زنی و دلاوری مین مشہور آفاق ہین سنا ہے کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہے علاوہ شمشیر زنی کے جملہ فنون سپہ گری سے آگاہ ہین فن کشتی سے بھی ماہر ہین لڑنے اور مرنے سے یہ لوگ نہین ڈرتے ہین خدا وندا ان لوگون کے ہاتھ سے ہماری جان وعزت بچاے خیر جان جاے تو جاے مگر عزت نجاے ایسا نہو کہ یہ لوگ ہنگام جنگ حلقہاے کمند مین ہمین اسیر کرلین اور پکڑ کرلے جائین قید کرین ہم سپاہی ہین اسیر ہونا ہمارے واسطے بڑا ہی قید ہونا ہمارے حق مین باعث آبرو ریزی کا ہے سواران لشکر کفار تو اسی قسم کی باہم تقریر کررہے تھے طبل جنگ بج رہا تھا برق ثانی وسیارہ ثانی بصورت مبدل لشکر کفار مین موجود تھے تقریر سواران سپاہ کی سن رہے تھے کیونکہ یہ ہمراہ لشکر عنقاے بیشہ صولت براے دریافت خبر شکار گاہ سے لشکر جمہور شاہ کی طرف روانہ ہوے ہین جب انھون نے دیکھا کہ یہان طبل جنگ بجا ہے باہم کہا اب یہان ٹھہرنا بیکار ہے یہان سے چلنا چاہیے خبر طبل جنگ بجنے کی شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچانا چاہیے یہ کہکے لشکر کفار سے نکل گئے جلد راہ طی کرکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے اور دست بستہ یون عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار عدو شکار ہم ساتھ لشکر عنقاے بیشہ صولت نامہ وار جمہور شاہ کے بصورت مبدل سپاہ جمہور شاہ مین گئے تھے حال وہان کا یہ ہے کہ جمہور شاہ نابکار نے جواب نامہ سے برہم ہوکے اپنے لشکر مین بصد غیظ وغضب طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ مصمم اسکا یہ ہے کہ وقت سحر ہمراہ فوج کثیر کے میدان کار زار مین آئے اور خادمان حضور سے برسر جنگ ہو یہان حضور بہ تن چند براے شکار تشریف لائے ہین تمام لشکر حضور کا شہر صندل مین فروکش ہے اگر مناسب ہو تو لشکر ظفر اثر کو یہان طلب کیا جاے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ خبر سن کے برق ثانی سے فرمایا جلد اسی وقت ہمارے لشکر مین جا اور تمام سرداران سپاہ اور جملہ سوارون کو اور سب پیادون کو ہمراہ اپنے لے کے جلد یہان آ ایسا نہو کہ لشکر کے آنے مین تاخیر ہو آج کی شب لشکر کا یہان آجانا ضرور ہے برق ثانی یہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے برق آسا تڑپ کے سوے لشکر بصد عجلت چلا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا سرداران لشکر سے کہا تمکو مع تمامی لشکر شاہزادہ رستم ثانی نے طلب کیا ہے جلد چلو انھون نے جملہ سوارون اور پیادون کو حکم کمر بندی کا دیا اور کہا اے جوانو جلد چلو ہمارے مالک وآقا نے تمکو طلب کیا ہے لشکریون نے اپنے سردارون سے پوچھا خیر تو ہے اسقدر جلد آپ کو اور ہمین ہمارے مالک وآقا نے کیون طلب کیا ہے انھون نے انکو جواب دیا ہمین اسکی وجہ معلوم نہین ہے برق ثانی ہمین تمھین بلانے کو آیا ہے اس سے دریافت کرو لشکریون نے عیار مذکور سے پوچھا کہ باعث طلب سپاہ کیا ہے برق ثانی نے کہا جمہور شاہ بحکم تمثال آئینہ رو لشکر کثیر لیکر آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے صبح کو وہ نابکار میدان کار زار مین بجمعیت فوج کثیر آے گا باین وجہ شاہزادہ رستم ثانی نے تم سب کو طلب کیا ہے حالانکہ وہ شیر بیشۂ دلاوری ایسا بہادر ہے کہ تنہا لاکھون ہزارون سے مقابلہ ومجادلہ کرسکتا ہے مگر احتیاطاً تمکو بھی طلب کیا ہے ان

سب نے یہ خبر سن کے خوش ہو کے کہا الحمد للہ جمہور شاہ بقصد جنگ ادھر آیا طبل جنگ اُس نے
بجوایا دل ہمارا خوش ہوا کیونکہ ہم خدا سے دعا کرتے تھے کہ پھر کسی کافر سے لڑائی ہو ہم سب کفار سے
لڑیں اعدا کو قتل کریں خود بھی اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہوں نمک آقا سے ادا ہوں اب امید دلی بر آئی
ہم سب ابھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں یہ کہکے جملہ سوار اور پیادے جلد مسلح ہوئے پھر سب سوار اور
پیدل بصد عجلت ہمراہ برق ثانی کے تمام سامان جنگ لیکر رہ نورد ہوئے اور بہت جلد قطع راہ کرکے وقت شب
خدمت شاہزادہ رستم ثانی میں پہونچے سرداران لشکر نے روبروے شاہزادہ جاکر بصد ادب سلام کیا شاہزادہ
نے جواب سلام دیکر کہا تم سب یہاں آگئے دل خوش ہوا اب اپنے خیام میں جاؤ وہ اپنے خیام میں
آئے ادھر حکم شاہزادہ سے چالاک ثانی نے لشکر میں نقارہ جنگی بجوایا صدا نقارہ ہاے طلسمی کہ طلسم
صندل سے دستیاب ہوئے تھے ایسی بلند ہوئی کہ تا گنبد فلک پہونچی سر فلک اُنکی صداے مہیب سنکے دہل گیا
زمین تھرائی جوانان لشکر اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہوئے کوئی دلاور اپنی شمشیر پر صیقل کرنے لگا
کوئی قدر انداز اپنے تیر و کمان کی درستی میں مصروف ہوا نیزہ دار اپنے نیزون کی درستی کرنے لگے
اسی طرح تمام سوار و پیادہ لیے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف ہوئے راوی ناقل ہے کہ
لشکریان مذکور اس شب کو درستی آلات حرب و ضرب بھی کرتے جاتے تھے اور باہم یہ تقریر بھی کرتے تھے
کہ اے برادران دینی نصف شب گذر گئی ہے آدھی رات سے کم رات باقی ہے صبح کو لڑائی ہوگی کفار سے
سامنا ہوگا خدا سے دعا کرو کہ جنگگاہ میں ہم سب ثابت قدم رہیں زخم شمشیر و تیر و تبر و خنجر و نیزہ قلب و جگر پر
کھائیں لہو میں نہائیں دنیا سے سوے عدم جائیں مگر قدم جنگگاہ سے نہ ہٹائیں پروردگار ایسی ہمت
دے کہ اعداے دین سے بیخوف و خطر لڑیں شیرانہ اُنپر حملہ کریں پاؤن پیچھے نہ ہٹائیں جہانتک ممکن ہو
آگے ہی بڑھتے جائیں اکثر سواران شجاعت شعار باہم یہ کہتے تھے کہ بھائیو یہ شب جو کچھ باقی ہے
اسے غنیمت جانو آؤ معانقہ و مصافحہ کرو تم ہماری خطا و گناہ کو جو ہمسے عمداً یا سہواً ہوا ہوئے ہیں
عفو کرو اور ہم تمہاری خطائیں معاف کریں زندگی کا اعتبار نہیں ہے گناہون سے بھی توبہ کرو جلدی
دعاے توبہ پڑھو کار خیر میں عجلت کرو صبح کو نہیں معلوم کیا ہو ہم میں سے نہیں معلوم کون زندہ رہے
کون قتل ہو سامنا دشمنون سے ہے خدا آبرو رکھے سامنے سے دشمنون کے نہ بھاگیں سامنے
بہادرون کے وقت بھاگنے کے ذلیل ہون قتل ہوجانا بھاگ کر زندہ رہنے سے بہتر ہے پیادے
باہم کہتے تھے کہ یارو وقت سحر کافرون سے لڑائی ہوگی یہ یقین نہیں ہے کہ زندہ رہینگے نہ یہ باور ہے
کہ ضرور ہی قتل ہوجائینگے احتیاط مقتضی اسکے ہے کہ کفن ہمین لینا اگر زندہ رہے تو نہو المراد ورنہ
بعد قتل وہی کفن بر میں رہیگا اگر قبر مقدر میں ہوگی تو ملیگی ورنہ ایسی صحرا میں لاشے زمین پر پڑے ہونگے
درندے اور گرندے اس صحرا کے گوشت و استخوان کھائینگے اُدھر نوجوانان لشکر اسلام شوق جنگ میں
تیاری لڑنے کی کر رہے ہیں آپس میں گلے مل رہے ہیں باہم تقریر کر رہے ہیں نقارہ جنگی بج رہا ہے
اُدھر لشکر کفار میں جیسے طبل جنگ بجایا گیا ہے یہ حال ہے کہ جو کفار شجاعت شعار ہیں وہ تو تیاری
جنگ میں مصروف ہیں اور جو نامرد و بزدل ہیں اُنکا یہ احوال ہے کہ خیال جنگ سے کانپ کانپ کے
باہم کہہ رہے ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اہل اسلام سے سامنا ہے یہ لوگ بڑے بہادر ہیں اُنکے

ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہے ہم چار روپیہ کے واسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ذلت و رسوائی گوارہ کرینگے
لشکر سے نکل جاوینگے ہمنے نوکری اسواسطے نہین کی ہے کہ اپنی جان دیدین اہل و عیال سے چھوٹ جاوین
دنیا سے سوے عدم جاوین یہ کہکے غول کے غول تاریکی شب مین لشکر سے نکل کے اپنے گھرون کی طرف
چلے جاتے ہین سواران شجاعت شعار رہے جاتے ہین بزدل بھاگے جاتے ہین راوی بیان کرتا ہے
کہ جب وہ شب بسر ہوئی پہلے اسطرف سے شاہزادہ رستم ثانی بعد اداے نماز سحر مسلح ہو کے مرکب
پر سوار ہو کے بارہ لاکھ سوار پیادہ کی جمعیت سے سوے لشکر کفار روانہ ہوا ادھر سے جمہور شاہ بھی
ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ و صلصال کے ساتھ بصد غرور و نخوت آیا اثناے راہ مین
دونون لشکرون کا سامنا ہوا ادھر جمہور شاہ ٹھہرا ادھر رستم ثانی نے باگ اپنے گھوڑے کی روکی
دونون طرف پہلے بارگاہین اور خیام ایستادہ ہوے پھر دونون لشکرون سے بحکم شاہ و شاہزادہ
بیلدار و بیلچہ بردار نکلے انھون نے جلد میدان کارزار کی درستی کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور
کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے لشکرون سے نکل کے میدان کارزار مین پانی چھڑکا
گرد و غبار کو دفع کیا بعد اسکے بیلدار اور بیلچہ بردار اور سقے میدان جنگ سے ہٹ گئے دونون لشکر
صف آرا ہوے میمنہ میسرہ قلب ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا پھر لشکر اسلام سے نقبا
خوش تقریر اور سپاہ کفار سے کڑکیت نکلے درمیان لشکرون کے آگے ٹھہرے نقبا نے خوش آواز
و خوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے اس طرح انکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ اے دلاوران یکتاے
روزگار و اے بہادران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے بہادر تھے انھون نے اپنی
زندگی مین عجیب عجیب کارہاے نمایان کیے تم انکے فرزند ہو مانند انکے شجاع و بہادر ہو تم بھی آج کے روز کار
نمایان کرنا حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے کیا معلوم کون آج زندہ ہے کسکی اجل آئے کیونکہ سامنا
کفار سے ہے جنگ عظیم ہوگی تلوار چلیگی اس میدان مین از حد کشت و خون ہوگا یہ صحراے سبزہ زار خون
کشتگان سے رنگین ہوگا لہذا قدم جنگاہ سے نہ ہٹانا سر میدان جنگ سامنے سے بہادرون کے نہ بھاگنا
اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا جہانتک ممکن ہو قدم اپنا آگے ہی بڑھانا پیچھے نہ ہٹانا
عزت و آبرو بڑھی ہوئی اپنی نہ گھٹانا دیکھو ایک دن مرنا ضرور ہے ہمیشہ کوئی شخص زندہ نہ رہا ہے اور نہ رہیگا
خیال کرو اس وقت تمھارے آبا و اجداد کہان ہین اور وہ بادشاہان صاحب جاہ و حشم اور خداوند
طبل و علم کہان ہین کہ جو اپنی سلطنت پر مغرور تھے ہاے اجل سے مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم
ملک و مال چھوڑ کے خالی ہاتھ دہر سے جانب عدم چلے گئے سواے اعمال نیک و بد کے کچھ اپنے ساتھ
نہ لے گئے بعد مرگ گوشہ ہاے قبور مین ساکن ہوے ہزارہا من مٹی انپر ڈال دی گئی گوشت انکا
زمین کے کیڑے کھا گئے بلکہ ہڈیان بھی انکی باقی نہ رہین نشان انکی قبرون کا بھی باقی نہ رہا اسطرح
پیوند خاک ہوے کہ اب انکی قبور کا نام و نشان بھی نہ رہا وہ تو باقی نہ رہے مگر انکی نیکیان اور برائیان
آج تک کتابون مین درج کی ہوئی مردم دیکھتے ہین جو عادل و شجاع بادشاہ گذرے ہین انکو نیکی
یاد کرتے ہین اور جو ظالم و جفاکار و بزدل گذرے ہین انکی برائیان زبانون پر لاتے ہین پس مانند ان
گذشتگان کے ہم تم بھی ایکدن دنیا سے سوے عدم جاوینگے کوئی بجز خداوند عالم کے باقی نہ رہیگا سب کو فنا ہے

فقط خداے دوجہان کو بقا ہی لازم ہی کہ وہ کار نیک اور وہ بہادری آج کرو کہ تمکو بھی اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین تمہاری بہادری کی تعریف کرین بار دیگر ایسا وقت حصول عزت و آبرو کا کم آئیگا اسی روز کو غنیمت جانو
آج ہی حصول عزت سر میدان کرو یہ خیال نہ کرو کہ آج یہ کیا موقوف ہی پھر کبھی بہادری کرینگے جوہر شمشیر دکھائینگے
کیا معلوم پھر زندہ رہو یا نہ رہو تم عاقل ہو تقاضاے عقل یہ ہی کہ کار نیک و خوب مین جلدی کی جاے
آج کا کام کل پر اٹھا نہ رکھا جاے ہماری راے یہی ہی کہ آج ہی نام پیدا کرو ان کافرون سے دلیرانہ
لڑو انکو جنگگاہ سے بھگا دو انبار انکی لاشون کے زمین پر لگا دو زخمی اور قتل ہونے سے نہ ڈرو حق
نمک آقا ادا کرو تم سب نمک حلال ہو طریق نمک حلالی دکھاؤ سامنے اپنے مالک و آقا کے بہادری
کرو اعداے دین کو قتل کرو دلیرانہ کفار سے مقابلہ کرو اپنے مالک و آقا کو خوش کرو ای یارو نصیحت
پر ہماری عمل کرو ہم دوستانہ تمکو نصیحت کرتے ہین تمہاری ترقی عزت و آبرو چاہتے ہین تمکو بھی لازم
ہی کہ وقت شمشیر زنی لڑائی مین کمی نہ کرنا حتی الامکان قدم اپنا آگے ہی بڑھانا جنگگاہ سے پسپا نہونا
خیال بھی دل مین بھاگنے کا نہ لانا غور کرو کہ اگر قضا دامنگیر ہوگی تو بھاگنے سے نہ بچ جاؤگے ضرور قتل ہوگے
اور اگر زندگی تمہاری باقی ہی تو بڑھ کے لڑنے سے قتل نہو جاؤگے ہمنے از راہ خیر خواہی تمکو نصیحت کی ہی
آگے تمکو اختیار ہی خواہ اپنی عزت چاہو خواہ اپنی ذلت چاہو یہ کہکے نقیبا خاموش ہوے کہ کیسا اپنے
لشکر کے سوارون سے مخاطب ہو کے بہ آواز یون کہنے لگے کہ ای دلیران نامدار و ای بہادران تہور
شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہی اور مقام گذرگاہ ہی چار روز کی زندگی مین عاقل کو افعال نیک
کرنا لازم ہی اعداے خونخوار و دشمنان جان و ایمان سے لڑنا اور انہین قتل کرنا ہی ایک فعل ہی تم خوب
جانتے ہو کہ یہ سب اہل اسلام عدوے جان و ایمان ہین تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے بدخواہ
ہین تمنے اپنے بادشاہ کا ایک مدت سے نمک کھایا ہی آج کے روز کے واسطے جمہور شاہ نے
تمکو اپنا ملازم کیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ ان دشمنون سے اپنے مالک و آقا کو بچاؤ عوض اسکے ان
مسلمانون سے لڑو انکو قتل کرو دلیرانہ نعرے کرو تن پر زخم کھاؤ خون مین نہاؤ سر میدان بہادرون
کے آگے خصوص اپنے بادشاہ کے سامنے سرخ رو ہو بڑھ بڑھ کر تلوارین ان مسلمانون پر لگاؤ جون
انکا مین یہ بہاؤ بہادری سب کو اپنی دکھاؤ دیکھو ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹنے پاے دل مین خیال
بھاگنے کا کبھی نہ آنے پاے تم بہادر ہو فرزند دلاورون کے ہو شجاعت دکھاؤ یارو میدان جنگ
واسطے سپاہی کے گویا محک امتحان ہی جس طرح سونا چاندی کسوٹی پر کسنے سے کھوٹا کھرا معلوم ہوجاتا
ہی اسی طرح سپاہی کی بہادری اور بزدلی میدان جنگ مین بوقت مقابلہ حریف ظاہر ہوجاتی ہی تمکو
مناسب ہی کہ یہ جنگگاہ ہی اور سامنا حریفون کا ہی امتحان تمہارا لیا جاتا ہی امتحان مین پورے اترنا یعنی
ہنگام مقابلہ و مجادلہ حریفان جانستان بہادری کرنا بڑھ بڑھ کے نیزہ و شمشیر لگانا شیرانہ نعرے کرنا اعدا
کو ضرب نیزہ و تبر و شمشیر سے ہلاک کرنا لاشون کو دشمنون کے پامال سم اسپان کرنا خوف و خطر مطلق نکرنا
اگر زندگی تمہاری ہی تو کوئی دشمن تمکو قتل نکر سکیگا اور اگر اجل ہی تمہاری آئی ہی تو اگر بھاگے تو بھی ضرور
ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوجاؤگے جان بھی جائیگی اور ذلت بھی ہوگی بادشاہ تمہارا تمسے ناخوش
ہوگا بلکہ سب بہادر تمسے بیزار ہونگے اور کہینگے خوب ہوا ایسے نامرد و بزدل قتل ہوے کہ جو ہنگام

مقابلہ حریف جنگاہ سے بھاگے مالک و آقا کا اپنے ساتھ ندے سکے جان کا خیال کر کے پسپا ہوکے
بھاگنے پر آمادہ ہوے بلکہ بھاگنے کے سوا بادشاہ اور جملہ بہادروں کے خداوند تمثال آئندہ رو
تم سے ناخوش ہونگے تمھارے بھاگنے سے ازحد تمسے بیزار ہونگے اپنے قہر و غضب سے ان مسلمانوں کو
تمپر مسلط کردینگے یہ پھر کے تمکو قتل کر ڈالینگے بعد قتل خداوند موصوف تمکو نار دوزخ مین ڈال
دینگے ہمیشہ جلا کرو گے پس ای جوانو ن وہ کام کیون کرو کہ دنیا و آخرت مین بہبودی نہو دنیا مین ذلت
و رسوائی ہو آخرت مین بھی مبتلاے عذاب ہو جان بھی جاے آبرو بھی تلف ہو اور کچھ فائدہ نہو عاقل
کو لازم ہے کہ وہ فعل نکرے جسمین ضرر ہو وہی کام کرے جسمین نفع ہو تم سب نادان نہین ہو دانا ہو
بجاے خود سمجھ لو کہ بھاگنے مین کیا کیا ضرر ہین اور دلیرانہ لڑنے اور جان دینے مین کیا کیا فوائد دنیا و آخرت مین
ہمنے اتنی دیر تک تمکو ہدایت امور نیک کی نصیحت کی ہے اگر ہمارے پند و نصائح پر عمل کرو گے تو دنیا
و آخرت مین واسطے تمھارے بہتر ہوگا اور اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کرو گے تو حق مین تمھارے اچھا
نہوگا یہ کہکے کرلکیت بھی چپ ہو رہے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا یہ حال ہوا کہ تقریر نقبا اور باتین
پیام آمیز کرلکیتون کی سنکے لڑنے اور مرنے پہ آمادہ ہوے یہ حال دیکھکے اُدھر جمہور شاہ نے ادھر
شاہزادہ رستم ثانی کے اشارہ سے علمداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا اور باجے جنگی بجاے گئے
دلاوران ہر دو سپاہ اول تو نقبا اور کرلکیتون ہی کی تقریر سنکے آمادہ جنگ ہورہے تھے اب آواز جنگی باجون
کی سنکے مست بادہ شجاعت ہوکے جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو بار بار دیکھنے لگے اکثر دلاورون نے
باہم کہا کہ اگر زرہ پہنکے اور جوشن و چار آئینہ و بکتر کی حفاظت کے بھروسے سے لڑے تو
کیا لڑے مرد وہ ہے جو بغیر زرہ وغیرہ لباس حفاظت جسم و جان کے دلیرانہ اعدا سے لڑے باریک
کپڑون پہ مانند شیر ببر اور تن زیب کے انگرکھون پہ جو تلوار کھاے وہ بہادر ہے اور جو زخم سینہ
و سر پہ کھاے اور مثل گل کے خندان ہو وہ دلاور ہے اور جو ہنگام جنگ دار اعدا کے سپر پہ نہ روکے اور
سر و سینہ پہ روکے اور منھ جنگ سے نہ موڑے وہ دلیر ہے یہ کہکے زرہ و جوشن و خود و بکتر و چار آئینہ
و سپر وغیرہ کو اپنے تن سے جدا کیا اور تلوارین کھینچ کے نیامون کو توڑ ڈالا بعض بعض نے اُنسے
کہا یہ تمنے کیا جہالت و نادانی کی ہنگام مجادلہ و مقاتلہ زرہ وغیرہ کو اپنے تن سے کیون دور کیا
اُنھون نے اُنکو جواب دیا اگر ہم تمھارے نزدیک نادان جاہل ہین تو اچھا بیوقوف و جاہل ہی سہی ہمتو
اپنے حریفون سے یونہین لڑینگے ہمین تو منظور ہے کہ بہادری اپنی جوانان ہر دو سپاہ کو دکھاکے سیکڑون کو
قتل کرکے خود بھی قتل ہو جائین مانند رستم و زال و گیو و بیژن و فرامرز وغیرہ بہادرون کے نام کرکے
دنیا سے جائین آخر ایکبار روز مرنا ہے آج ہی ان کافرون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کیون نہ مر جائین کہ
بقول نقبا کے بہبودی کونین حاصل ہو جاے اکثر دلیران لشکر اسلام نے ارادہ کیا کہ صفوف لشکر سے
نکل کے میدان جنگ مین جائین اور مبارز مطلب کرین اُدھر کفار نے بھی قصد کیا کہ یکبارگی صف
لشکر سے نکل کے اہل اسلام پہ حملہ آور ہون دلاوری اپنی دکھائین لاکھون حریفون پر تیز گھوڑے
اُٹھائین نامی جوانون کو چن چن کے قتل کرین خصوص رستم ثانی و سہراب بن لندھور و شاہزادہ
فیروزہ مازندرانی وغیرہ کو قتل کرین تیغ آبدار سے سر انکے کاٹ لائین اپنے بادشاہ کو نذر دین خلعت و انعام

پاتے ہین علاوہ اسکے اپنے خداوند کو خوش کرین راوی ناقل ہے کہ ابھی بہادران مذکور سے کوئی دلیر دونون
لشکرون سے نکل کے برائے نبرد بیچ مین میدان جنگ کے نہ آیا تھا کہ ناگاہ ایک سردار لشکر کفار کا
مسمی خونریز کبود چشم مرکب کو بڑھا کر صف لشکر سے نکلا اور جمہور شاہ سے طالب اذن جنگ ہوا اُسنے
کہا ای خونریز تیرا جانا مناسب نہین ہے مین اور کسی زبردست سردار کو برائے مجادلہ دلیران لشکر اسلام بھیجونگا
اُسنے عرض کیا حضور مجھے اجازت تو دین اقبال حضور سے دلیران نامی سے لڑونگا اگر رستم ثانی بھی مجھسے
لڑنے کو آئیگا تو اُس سے بھی لڑونگا حتی الامکان اُسے بھی قتل کرونگا جوہر شمشیر دکھاؤنگا برسون
مین نے نمک حضور کھایا ہے آج حق نمک ادا کرونگا حضور کچھ اندیشہ نہ کرین مین ایسا کم قوت نہین ہون
کہ دلیران اہل اسلام سے لڑ نہ سکون جمہور شاہ نے اُسکی تقریر سُنکے خوش ہوکے اجازت دی وہ دلیر
میدان جنگ مین آیا اور درمیان ہر دو سپاہ کے ٹھہر کے یون بآواز بلند پکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان
تم سب مین جسکو آرزوے مرگ زیادہ ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ
ومجادلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا اُدھر شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اُس کافر کی سُنکے جانب میسرہ اپنے
لشکر کے دیکھا فی الفور سرشار شاہ نے صف لشکر سے نکل کے شاہزادہ موصوف سے اجازت جنگ
چاہی شاہزادہ رستم نے فرمایا ای سرشار شاہ جاؤ اس کافر سے لڑو تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا شاہ
مسطور اجازت لیکر شیرانہ روبروے اُس بداندیش کے گیا اور مرکب کو روک کر کہا او بیدین مین تجھسے
لڑنے کو آیا ہون جو حوصلہ اپنے دل کا نکال نیزہ یا تلوار کا وار کر اُسے بغور دیکھ کے پوچھا ای جوان تیرا
کیا نام ہے بہت جلد تو لشکر سے نکل کے میرے سامنے آیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ اجل تیری تجھکو سامنے
میرے کھینچ کر لائی ہے اس بہادر نے جواب دیا او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا مجھے قتل کریگا مین بعنایت
الہی تجھی کو قتل کرونگا نام میرا سرشار شاہ ہے جلد کیونکر نہ آتا کہ اجل تیری قریب ہے مجھکو تو ملک الموت
تصور کر تیری قبض روح کرونگا تن ناپاک تیرا خاک و خون مین بھرونگا تو اپنے نام سے آگاہ کر اُس نے
کہا خاص و عام مجھکو خونریز کبود چشم کہتے ہین بڑا بہادر ہون کہ ہنگامہ جنگ فیل کو پشہ اور شیر کو
روباہ جانتا ہون بارہا پہلوانان نامی سے لڑا ہون سیکڑون بہادرون کو قتل کرچکا ہون تیری کیا
حقیقت ہے ابھی تجھکو قتل کرونگا میری روح تو کیا قبض کریگا مجھے خاک و خون مین کیا بھریگا خود ہی
ایکدم مین عدم کو جائیگا پس پہلے تو مجھپر وار کرلے تمناے جنگ نکال لے آخر کو میرے ہاتھ سے قتل
ہوجائیگا حوصلہ وار کرنے کا تو دل مین نہ رہیگا سرشار شاہ نے پہلے خود وار کرنے سے انکار کیا
اُسنے سبب پوچھا اس دلیر نے ظاہر کیا کہ ای جوان آگاہ ہو ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلے اپنے
حریف پر نیزہ و تیر شمشیر نہین لگاتے ہین جب حریف وار اپنا کرلیتا ہے اور خداوند عالم اسکی ضرب سے
بچاتا ہے تو پھر ہم لوگ وار کرتے ہین مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ اس وقت میرے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا
اس دار فنا سے سوئے سقر جائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جنگ سے باز آ کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہوجا میرے ساتھ خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین چل وہ رتبہ و قدر تیرا بڑھائینگے اپنے سرداران لشکر
مین محسوب کرینگے خونریز نابکار یہ سنکے برہم ہوا غصہ سے پہلے آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ بھی کیفیت غیظ سے
سرخ ہوا بے تامل پکارا او اجل رسیدہ ہوشیار ہوجا کہ میرے اس آئینہ تیغ مین تجھکو چہرہ قضا نظر آئیگا

یہ کہکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو بقاعدہ فن سپہگری بڑھا کے سر پر سرشار شاہ کے وار
کیا ادھر اس بہادر نے تیغہ اُسکا اپنی سپر فراخ دامن پر اس طور سے روکا کہ پٹ پڑا کافر مذکور اس
دسپدار کے مسکرانے سے خجل ہو کے کہنے لگا اتفاق سے تیغہ میرا پٹ پڑا ہے ہنستا عبث ہے اب
تو مجھپر وار کر مین تیرے وار کو روک کے ایکہی مرتبہ اس طرح تیغہ لگاؤنگا کہ تجکو دو نیم کرونگا سرشار شاہ
نے تقریر اسکی سُن کے شمشیر آبدار نیام سے نکالکر نعرہ کر کے اُسکے سر پر بزور لگائی اسنے بفن سپہگری
بالاے سپر روکی پھر خود تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکے کمر پر لگایا ادھر اس جوانمرد نے اسے خالی
دیکر تلوار اُسکی کمر پر لگائی اُسنے تلوار کو آتے دیکھکر مرکب کو پیچھے ہٹایا وار خالی دیا اسی طور سے
تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار سرشار شاہ نے بضرب شمشیر آبدار اُس نابکار کے دو ٹکڑے کئے
لاشہ اُسکا گھوڑے سے زمین پر گرا خاک پر تڑپنے لگا سرشار شاہ نے پکار کر کہا او جمہور شاہ
خونریز کا تو خاک پر خون گرا بلکہ وہ خود بھی دو نیم ہو کے خاک پر پڑا ہے اب کسی اور دلاور کو واسطے میرے
مقابلہ کے روانہ کر شاہ مذکور نے اپنے میسرہ لشکر کی طرف دیکھکر ایک سردار سپاہ مسمی خونخوار کج
کلاہ سے کہا اے بہادر دیکھا تو نے کہ تیرے برادر عینی خونریز کو جو چشم کو سرشار شاہ نے قتل کیا
کیا تو انتقام اپنے برادر کے خون کا اس مسلمان سے جاکر نہ لیگا اُسنے فی الفور صف لشکر سے
گھوڑے کو نکال کے عرض کیا اے بادشاہ میں تو یہی قصد کر رہا تھا کہ لشکر سے نکل کے جاؤں اور اپنے
برادر کے قاتل کا تیغ سے کاٹ کے لے آؤں اسی اثنا میں حضور نے مجھسے فرمایا اب جاتا ہوں اور
حضور کے اقبال عدو مال سے سر اس سفاک کا لاتا ہوں جمہور شاہ نے کہا جلد جا وہ مرکب کو جولان
کر کے سامنے سرشار شاہ کے آیا بعد جنگ بیشمار آخرکار مانند اپنے برادر کے ہاتھ سے سرشار شاہ کے
بضرب شمشیر مارا گیا اسکے قتل ہونے سے جمہور شاہ کو ملال ہوا عنقاے شیر صولت نے فی الفور
صف لشکر سے نکل کے عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ مجھے اب اجازت کارزار دیجئے میں ابھی جاکے
قتل کرونگا سر قاتل خونریز و خونخوار کا لاؤنگا جمہور شاہ نے اجازت دی اب یہ سردار زبردست کرگدن
پر سوار ہو کے مانند فیل مست کے روبرو سرشار شاہ کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار کے نیزہ سر تیز
زخمی کیا بعد زخمی کرنے کے چاہا کہ تیغ آبدار سے سر سرشار شاہ کو کاٹے یہ حال دیکھکر ایک سردار لشکر
سرشار شاہ مسمی فرخ قوی بازو بعجلت لشکر سے نکل کے اجازت حرب شاہزادہ رستم ثانی
کے سامنے عنقاے شیر صولت کے گیا اور نعرہ کیا او نابکار دست نمود اگر ہم ارادہ کے
میری زندگی میں سرشار شاہ کے سر کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے شمشیر سے اس میدان کے سرشار شاہ
کو بچا کے جانب لشکر اسلام روانہ کرکے اُس کافر سے آمادہ جنگ ہوا اُسنے غضبناک ہو کے کہا
او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے حریف کو تو نے میرے ہاتھ سے بچایا سر اُسکا مجھے کاٹنے
نہ دیا خیر اُسکے عوض تجھے ہلاک کرتا ہوں یہ کہکے نیزہ اٹھا کے گردش دے کے سینہ پر فرخ کے
لگایا ادھر اس بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بچا و کدر روکا اُس وقت دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ دو سنانوں فولادی کے باہم لڑنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا
دو اژدر دہان کے دہن سے شعلے نکلے ابھی جوانان ہر دو لشکر یہ لڑائی دیکھ رہے تھے

اور تعریف فرخ کی کر رہے تھے کہ اتنے بڑے نامی و زبردست پہلوان و سردار کے نیزہ کو کس خوبی سے اپنے روکا ہی کہ یکایک فرخ نے اُس پر نیزہ کا وار کیا اُسنے پہلو بین روک کر از حد برہم ہوکے خبردار خبردار مکرر کہکے اس طرح نیزہ سینہ فرخ پر لگایا کہ پشت سے اُسکے گذر گیا روکے رک نسکا عنقائے شیر صولت نے یون زخمی کرکے نیزہ نکال دے کے پشت فرس سے اُٹھاکے اس طرح خاک پر پٹکا کہ فرخ قوی بازو ہلاک ہوگیا بعد ہلاک کرنے اس دیندار کے عنقائے شیر صولت نے حریف اپنا طلب کیا راوی ناقل ہی کہ چار سرداران لشکر سرشار شاہ یکے بعد دیگرے اُسکے سامنے گئے اُسنے سبکو مانند فرخ قوی بازو کے نیزہ سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے سرداران مندرجۂ بالا کے عنقائے شیر صولت نے پھر مبارز اپنا طلب کیا اب کی مرتبہ حدید شاہ اُسکے مقابلہ کے واسطے گیا بعد جنگ بسیار اُس نامدار کو بھی بعد بین مذکور نے مانند سرشار شاہ کے زخمی کیا اور قصد کیا کہ سر کاٹ لیجیے رستم ثانی نے یہ حال دیکھکے چاہا تھا کہ آگے بڑھکے عنقائے شیر صولت کے ہاتھ سے حدید شاہ کو بچا لیجیے اور خود اس سے لڑیے کہ ناگاہ گشتاسپ شاہ صف لشکر سے نکلا اور اجازت لیکے جلد تر روبرو عنقائے شیر صولت کے گیا اور اُسکے عزم سے اُسے باز رکھا حدید شاہ کو جانب لشکر روانہ کر کے خود اُس سے ہم نبرد ہوا بعد جنگ بسیار یہ بہادر بھی اُسکے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا کہ تمام جسم اُسکا مثل لالہ واغدار کے ہوگیا بدن بین اُسکے زخم ہی زخم نظر آتے تھے زخمونسے بہت دردمند تھا عنقائے شیر صولت نے ارادہ کیا تھا کہ بڑھکر سر حریف مذکور کو تیغ سے جدا کرلے ناگاہ رستم ثانی کو تاب ضبط باقی نرہی بے اختیار مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب اُس جفا جو کے جاکے یہ نعرہ کیا کہ او بیدین کیا کرتا ہی مین آپہونچا وہ نعرہ اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا سنکے رکا شاہزادہ رستم ثانی نے گشتاسپ شاہ کو اپنے لشکر مین بھیجکے رخ اپنا سوے عنقائے شیر صولت کیا اور کہا اے جوان مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا اے رستم ثانی مجھے تمھاری جوانی پر رحم آتا ہی تم مجھسے نہ لڑو بہتر یہ ہی کہ تمام مال و اسباب جو تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہی میرے حوالے کرو اور میرے ہمراہ خدمت خداوند تمثال آئینہ رو مین چلو اُنکو سجدہ کرو خداوند مرتبہ تمھارا بڑھا دینگے خطا تمھاری عفو کر دینگے کیا فائدہ اس سے کہ مجھسے لڑو اور میرے ہاتھ سے قتل ہوا ابھی تمنے دیکھا کہ جو تمھارے لشکر سے میرے سامنے آیا اُسے مین نے زخمی و ہلاک کیا اگر تم میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے عنقائے شیر صولت جنکو تمنے زخمی و قتل کیا اب اُنکا ذکر کرنا عبث ہی مین تمھارے کہنے پر ہرگز عمل نکرونگا ایک شیطان خصال مردود بارگاہ خدا کو ہرگز سجدہ نکرونگا اے بہادر لایق سجدہ وہ معبود برحق ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان وما فیہا کو پیدا کیا ہی تمکو چاہیے کہ اُسی خالق کون و مکان کو سجدہ کرو راہ راست پر آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ دولت دین حاصل کرو مین تمکو محض اس واسطے سمجھاتا ہون کہ تمھاری جوانی پر رحم آتا ہی کہ تم ایسا جوان قوی بازو و قوی ہیکل میرے ہاتھ سے قتل ہو عنقائے شیر صولت نے تقریر شاہزادہ موصوف کی سنکے برہم ہوکے نیزہ اُٹھایا اور گردش دے کے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو بڑھاکے سینہ پر وار کیا اور شاہزادہ نے اُسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا بطریق مذکور چنگاریان پیدا ہوئین نیزہ بازان سرود لشکر

بے اختیار تعریف کی کہ عجب جشن سے نیزے پر نیزہ روکا ہے مگر اس ضرب سے بچنا محال تھا مگر واہ کیا اچھی طرح
وار کو روکا ابھی نیزہ بازان ہر دو لشکر تماشا کر رہے تھے کہ رستم ثانی نے نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُس نے
بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی کوئی دونون دلاورن
مین زخمی نہوا آخرکار شاہزادہ موصوف نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکالدی
سب نے دیکھا کہ وہ سنان مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و
مرحبا بلند کیا کفار کو حیرت ہوئی بلکہ ملال ہوا عنقا سے شیر صولت نے خجل ہوکے سر جھکا لیا عرق انفعال
مین ہمہ تن نہا گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کے گویا ہوا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی سنان نیزہ جو نکل گئی تو
یہ باعث پوسیدگی چوب نیزہ کا تھا میری کمی قوت اور قصور فن نیزہ کا سبب نہ تھا نیزہ بازی کوئی
فن عمدہ نہین ہی بلکہ یہ ایک فن ایسا نازک ہی کہ ذرا سی بات مین عزت و آبرو مین نقصان ہوتا ہی جیسا کہ ابھی
مجھپر واقعہ گذرا مین نے غور کرکے جو دیکھا تو بجز جنگ شمشیر کوئی لڑائی اچھی نہین ہی تلوار سے سرون کا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ ہو جاتا ہی تیغہ وہ منصف ہی کہ درمیان مین دو شخصون دشمنون کے پڑکے
انصاف معقول کر دیتا ہی یہ کہکے تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر گھوڑے کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکے
سر پر شاہزادہ موصوف کے وار کیا اور شاہزادہ نے دوش سے سپر لیکر ضرب تیغہ تیز دگر انبار کو سپر پر
روکا پھر شمشیر علم کرکے اُسکے سر پر بھی بزور تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے تلوار سپر پر روکی اسی طرح
تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو جانب یہ جنگ بنظر غور دیکھا کیے اور باہم کہا کیے کہ یہ دو دلاور کیا خوب
لڑ رہے ہین اگر رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن بھی لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے
نہین نہین یہ اُنسے بھی لڑائی مین گوے سبقت لے گئے ہین ہنوز جوانان ہر دو لشکر تعریف کر رہے
تھے لڑائی ہو رہی تھی تلوار تا بل دیر چل رہی تھی گھوڑے اور مرکب کی گرد تک سے غبار دمبدم
اُٹھ رہا تھا ناگاہ عنقا سے شیر صولت نے غضبناک ہوکے کہا ای رستم ثانی اگر ابکی مرتبہ تم میرے تیغہ کو
سپر پر روک لو تو مین جانون کہ بڑے بہادر ہو شاہزادہ نے فرمایا اچھا تیغہ لگاؤ مین اعانت الہی سے روکونگا
اُسنے بقوت تمامتر تیغہ سر پر مارا شاہزادہ نے تیغہ کی باڑھ پر نظر کی جب تیغہ قریب سر آیا بائین ہاتھ مین
جسمین سپر تھی تلوار بھی لیکر دست راست اپنا اُسکے بند دست پر نہایت چالاکی سے ڈال دیا اور زور کرکے چاہا
کہ تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُسنے بھی زور کرنا شروع کیا اس زور آزمائی سے گھوڑے اور مرکب کا عجب
حال ہوا دونون حیوان بیزبان تاب زور آزمائی نہ لا کر پسینے مین تر ہوکر زبانین دہن سے نکالکر ہانپنے
لگے اور بے اختیار زمین پر تڑپنے لگے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ رستم ثانی نے زور کرکے کلائی
اُسکی دردمند کرکے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اُسنے غضبناک ہوکے بارادہ کشتی ہاتھ اپنا کمر شاہزادہ
مین ڈالکر قصد کیا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر خاک پر پٹک دیجیے شاہزادہ موصوف نے اُس کے
عزم سے آگاہ ہوکے خود بھی اُسکے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈال دیا اور زور کرنا شروع کیا اتنے مین گھوڑا اور
مرکب شاہزادہ کا قابل سے زیادہ ہانپنے لگے اور مجبور ہوکے زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت دونون لشکرین سے
شاطرون نے نکل کے قریب آکے کہا ای جوانون اگر ارادہ تمھارا کشتی لڑنے کا ہی تو گھوڑے اور مرکب سے
اُتر کر کشتی لڑو دیکھو یہ حیوان تمھاری زور آزمائی سے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ تقریر اُنکی سنکے لطیف خاطر

دونون بہادر گینڈا ہے اور مرکب سے اترکے دامن عبا و قبا کے لپیٹ اور گردانکے باہم لپیٹ کے
کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ توڑ جوڑ پی در پی کرنے لگے دیکھنے والے باہم کہنے لگے یہ دو دلاور اس طرح
کشتی لڑرہے ہین گویا دو شیر یا دو فیل مست باہم لڑتے ہین انکی کشتی ایسی نہین کہ تھوڑی دیر مین ختم
ہوجاے دیکھیے یہ کے دن اور کشتی پہر کشتی لڑتے ہین دونون جوان بیعدیل و بے نظیر ہین دیکھیے ان مین
کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب ہوتا ہی جمہور شاہ اور عجائب جادو نے بھی باہمی اپنے دل مین
خیال کرکے بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے کا حکم دیا فراشون نے بارگاہین اور خیام قریب اکھاڑے کے
برپا کین جب فرش اور تخت و کرسی اور ڈنگل سے زیب و زینت بارگاہ کی ہوگئی پردے بارگاہ کے
اٹھوا کے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ صلصال اور جملہ سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے ادھر عجائب جادو
اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ علی قدر لیاقت و مرتبت تخت و کرسی اور
ڈنگل پر بیٹھے سواران سپر دو لشکر گھوڑون سے اتر کر زین پوش بچھا بچھا کے مسلح بیٹھے پیادے بھی تمام و
کمال خوش سبزہ پر بیٹھ گئے پھر جملہ خاص و عام بنظر غور کشتی دیکھنے لگے یہ کشتی دو پہر تک بخوبی ہوئی وقت شام
شاہزادہ رستم ثانی نے اُسے زیر کیا اور بوجہ اسکے کہ عنقاے شیر صولت ایک سردار زبردست تھا خاکپر
بزور اُسکو پٹک کر ہلاک کرنا مناسب نجانکر شاہزادہ رستم ثانی نے برق ثانی و چالاک ثانی کے
حوالے کیا اور کہا اس جوان کو لیجا کر ایک خیمہ مین اسیر کرو کسی روز اسکو ہدایت کرینگے اگر یہ مسلمان ہوگیا
تو فہو المراد ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے عیاران مذکور حسب الحکم اُسے زنجیر و طوق مین گرفتار کرکے اپنے
لشکر مین لے چلے اُس وقت جمہور شاہ کو بدرجہ کمال غصہ آیا اپنے تمام سرداران سپاہ اور سواران جنگی سے
کہا اے بہادرو تم دیکھتے ہو کہ عنقاے شیر صولت گرفتار ہوگیا تاہم کیسے بہادر ہو کہ رستم ثانی
کو قتل نہین کرتے ہو اور عنقاے شیر صولت کو رہا کرکے میرے پاس نہین لاتے ہو مین تم سے
اقرار کرتا ہون کہ اگر سر شاہزادہ رستم کا تن سے جدا کرکے میرے پاس لاؤگے اور عنقاے شیر صولت
کو حملہ کرکے عیارون کے ہاتھ سے چھوڑا کے میرے پاس لے آؤگے تو مین تمکو بہت انعام دونگا
سیم و زر و جواہر سے بہر دونگا عہدے تمھارے بڑھاؤنگا یہ تقریر جمہور شاہ کی سنکے جملہ کفار
بطمع زر و جواہر آ کے گھوڑون پر سوار ہوے ہنوز جملہ اہل اسلام خوش ہو رہے تھے تعریف
فتح و نصرت شاہزادہ رستم ثانی کی کر رہے تھے شور تحسین و آفرین بلند تھا ناگاہ سواران لشکر کفار سے
شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوے ادھر عجائب جادو اور شاہزادہ فیروزہ تیغ زن اور سہراب
بن لندھور حملہ سوارون اور بہادرون کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دو دریاے لشکر مل گئے لڑائی ہونے
لگی تلوار چلنے لگی کافر و دیندار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی جابجا انبار لاشون کے ہونے لگے
دریاے خون کافر و دیندار صحراے سبزہ زار مین بہنے لگا پیر فلک اس جنگ عظیم کو بنظر عمیق دیکھنے
لگا جوانون کی خونریزی پر شادمان ہونے لگا زمین کثرت بار سپاہ و فرط کشتگان سے تھرانے لگی
غبار عظیم گھوڑون کی گشت سے بلند ہونے لگا تاریکی شب و کثرت غبار سے زمانہ تیرہ و تار ہونے لگا
با وجود کثرت روشنی مشعل وغیرہ کے اچھی طرح کچھ کسیکو نظر نہ آتا تھا گھبراہٹ اور تاریکی کے سبب سے پدر
اپنے فرزند کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگا دوست اپنے دوست کو عزیز اپنے عزیز کو فرزند اپنے پدر کو سمجھنے

اپنے آنے دیکھا حریف اپنا خیال کر کے ہلاک کرنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے ایک سمت
شہاب بن لندھور ایک طرف شاہزادہ فیروزہ مازندرانی ایک جانب شیرانہ نعرہ کرکے کفار کو تہ تیغ
کرنے لگے انبار لاشون کے لگانے لگے گروہ اور مجمع کفار کو درہم و برہم کرنے لگے نقیبا اور کڑکیت اپنی تقریر
سے اُس وقت دل جوانون کے بڑھانے لگے لیکن اُس شور گیر و دار مین کون اُنکی سنتا تھا ہنوز جنگ
عظیم ہو رہی تھی کہ لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی قصد کیا کہ ہم بھی ہمراہ اپنے سپاہ کو لیکر اہل اسلام
پر حملہ ور ہون حتی الامکان مسلمانون کو قتل کرین بخصوص رستم ثانی کو ہلاک کرین عنقائے شیر صولت
کو قید سے رہا کرین نجنگان انکے عزم سے باخبر ہوکے کہنے لگا اے خداوندوای شہنشاہ صلصال اپنے
ارادہ سے باز رہیے دور سے سیر لڑائی کی دیکھیے دل اپنے خوش کیجیے جب موقع بھاگنے کا ہو
بھاگیے اہل اسلام پر اس وقت حملہ کرنا انسے لڑنا محض بیکار ہے کیونکہ عنقائے شیر صولت
آپکی کد و کوشش سے قید سے رہا نہوگا اور نہ سر شاہزادہ رستم ثانی کا آپکے ہاتھ آئے گا آپ
حضرات کیا اُس بہادر کو قتل کرینگے خود ہی اُسکے روبرو جا کے یا اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل و زخمی
ہونگے لاجورد شاہ اور صلصال نے برہم ہوکے جواب دیا او نامعقول کبھی تو کلمہ نیک و مبارک اپنی زبان سے
جاری نہین کرتا ہے جب تقریر کرتا ہے بُری ہی کرتا ہے کیسا ہمارا خیر خواہ ہے کہ مانند بدخواہون کے تقریر کرتا ہے
نجنگان نے کہا مین جو کچھ کہتا ہون سچ کہتا ہون عاقل و دانا ہون صدہا لڑائیان دیکھ چکا ہون دیکھ
لیجیے گا جو کچھ مین نے کہا وہی ہوگا لاجورد شاہ و صلصال نے جواب دیا تو جھوٹا ہے تیری بات کا
کیا اعتبار ہے ہم تو اہل اسلام پر حملہ آور ہونگے کینہ اپنے دل سے نکالینگے انکو قتل کرینگے یہ کہکے لاجورد شاہ
اور صلصال نے بھی اپنے جوانان سپاہ کو حکم دیا کہ اہل اسلام پر حملہ آور ہو نیزہ و شمشیر وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے اُنکو قتل کرو عنقائے شیر صولت کو قید سے رہا کرو سر شاہزادہ رستم ثانی
کا تیغ سے جدا کرو ہم تمکو انعام کثیر دینگے جوانان سپاہ مذکور حسب الحکم اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اب
لڑائی کو اور طول ہوا راوی ناقل ہے کہ تمام شب جنگ مغلوبہ ہوئی لاکھون جوان لشکر جانبین کے
قتل ہوئے وقت طلوع آفتاب کفار شکست کھاکے پسپا ہوئے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال
مجبور ہوکے تمنائے دلی سے محروم ہوکے طبل بازگشت بجواکے رنجیدہ و ملول مع سپاہ شکست خوردہ
اپنی فرودگاہ سپاہ پر گئے ادھر اہل اسلام فتحیاب ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی کے شادان
و خندان اپنی قیامگاہ لشکر کی طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا سرداران نامی بھی داخل بارگاہ شاہزادہ ہوکے کرسیون اور دنگلون پر بعد دور کرنے سلاح جنگ کے
حسب قدر و مراتب بصد ادب سامنے شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے بیرون بارگاہ صحرائے سبزہ زار مین لشکر اُترا
جوانون نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیمہ مین داخل ہوکے استراحت پذیر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی
ہنوز اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ برق ثانی اور چالاک ثانی روبرو آئے شاہزادہ نے اُنسے پوچھا عنقائے
شیر صولت کہان ہے اُنھون نے عرض کیا ہمنے حسب الحکم اُسکو ایک خیمہ مین اسیر کیا ہے گرد خیمہ مذکور
سوارون کا پہرا ہے قران ثانی اور سیارہ ثانی در خیمہ پر بیٹھے ہین حفاظت کرتے ہین شاہزادہ موصوف
یہ سنکے مطمئن ہوا اور مسکرا کر سمجھا سب جادو سے کہنے لگا شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج مین کفار پر غالب آیا

کفار مغلوب ہوئے یہ فرماکے اپنے ملازمون سے کہا ہمارے لشکر کے جسقدر سوار اور پیادے قتل ہوئے
ہین اُنکو دفن کرو اور جو لوگ زخمی ہوئے ہین اُنکا علاج کرو جراحون کو طلب کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل
کی وقت دفن کشتگان شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈھائی لاکھ سوار اور پیادے کام آئے دو لاکھ کفار قتل
ہوئے اور پچاس ہزار اہل اسلام کام آئے یہ خبر اُن ملازمون نے شاہزادہ موصوف کو پہونچائی رستم ثانی
اپنی سپاہ کے کم جوانون کے قتل ہونے سے شادمان ہوا اُسی خوشی مین ساقیون کو طلب کیا ساقی کشتیان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام بلورین مین مئی ناب شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو پلانے لگے یہان تو شاہزادہ
موصوف بادہ کشی مین مصروف ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو طبل بازگشت بجواکے اپنی
فرودگاہ سپاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہو کر تخت پر بیٹھا لاجورد شاہ و تجنگان و صلصال و سرداران
سپاہ بھی اُسکی بارگاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے جمہور شاہ نے آبدیدہ ہو کے لاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا آج مجکو صدمہ عظیم ہے کیونکہ دو سردار میری سپاہ کے مارے گئے عنقا سے شیر صولت
جو سردار میری سپاہ کا تھا اور جسکی قوت و بہادری پر مجھکو ناز تھا اسیر ہو گیا لشکر کو میرے ہنگام جنگ
مغلوبہ شکست ہوئی جوانان سپاہ بہت سے قتل ہوئے صحرا لاشون سے بھر گیا ایسا صدمہ مجھے ہوا کہ
کیا کہون جمہور نے کہ یہ سردار میمنہ سپاہ کا ہے عرض کیا اے شاہ اگر عنقا سے شیر صولت اسیر ہو گیا اور فوج کی
شکست ہوئی تو اسکا کسقدر صدمہ ہوگا پھر تو عالم بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا آچکے روز میرے نام پر طبل جنگ بجوایا
جائے صبح کو مین رستم ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کر کے سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کر کے لے آؤن اور فوج لیکر اُسکے
لشکر پر ایسا حملہ کرون کہ اس صحرا سے اُسکے لشکر کو بھگادون ہزارہا مسلمانون کو قتل کرون عنقا سے شیر صولت
کو قید سے رہا کر کے لے آؤن سوا اسکے تمام مال و اسباب جو شاہزادہ رستم ثانی نے طلسم صندل سے نکال کے
اپنے قبضہ مین کیا ہے اُسکو بھی بجنسہ حاضر کرون جمہور شاہ نے تقریر اپنے سپہ سالار کی سنکے خوش ہو کے
اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی برق ثانی
و چالاک ثانی لشکر کفار مین گئے اور خبر دریافت کر کے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے
عرض کیا اے شاہزادہ عالی مرتبت والا ہمت اس وقت جمہور شاہ بیدین نے اپنے سپہ سالار
جمہور سحر پرسیرت کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ ہنگام صبح مع جمعیت
سپاہ کثیر عرصہ نبرد مین آکے خدام حضور سے مقاتلہ و مجادلہ کرے سوا اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہے
شاہزادہ نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے ہمکو اپنے
معبود کی اعانت پر بھروسہ ہے جسنے آج ہمکو کفار پر غالب کیا ہے وہی کل بھی ہماری مدد کریگا کفار پر ہمکو
فتحیاب کریگا برق ثانی و چالاک ثانی نے حسب الحکم بیرون بارگاہ جاکے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا
جوانان ہر دو لشکر صداے طبل و نقارہ سنکے باخبر ہوئے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی اس آگاہی سے دونون
لشکر کے جوانون نے جنگ کی تیاری شروع کی ہر ایک جوان اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا
اہل اسلام تیاری لڑائی کی کرتے جاتے تھے اور باہم خوش ہو کے کہتے تھے انشاء اللہ تعالی کل بھی
کفار پر فتحیاب ہونگے کافرون کو تہ تیغ کرینگے اُدھر کفار بیدلی سے تیاری جنگ کی کرتے جاتے تھے
اور باہم یہ تقریر کرتے تھے دیکھئے کل وقت سحر کیا ہوتا ہے آج تو ہم سب ہنگام جنگ اہل اسلام سے

مغلوب ہو چکے ہین شکست کھا کے پسپا ہو چکے ہین طبل بازگشت بجنے سے ہم سب کی جانین بچ گئی ہین
اگر طبل بازگشت نہ بجایا جاتا تو اہل اسلام ہرگز جنگ سے ہاتھ نہ روکتے ہم سبکو یقیناً تہ تیغ کرتے کسی کو
زندہ چھوڑتے نہ ہم سب کہان تک پسپا ہو کے بھاگتے جانین اپنی بچاتے کل بھی انھین اہل اسلام سے
سامنا ہے دیکھین انجام جنگ کیا ہوتا ہے الحاصل اہل اسلام کو امید فتح اور شوق جنگ مین اور
کفار کو بیدلی و تردد و فکر ہین اور نا امیدی فتح مین سحر ہوئی لشکر اہل اسلام مین ہر اک نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی اُدھر کفار نے موافق اپنے مذہب کے اپنے خداوند کی پرستش کی اِدھر اہل اسلام نے
واسطے حصول فتح و نصرت اپنے معبود حقیقی سے دعا کی اُدھر کفار نے اپنے خداوند مردود نابکار سے
بہر ظفر اعانت چاہی بعد دعا پہلے جملہ اہل اسلام مسلح ہو کے مرکبون پہ سوار ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ
رستم ثانی کے اُسی صحرا مین رہ نورد ہوے جانب نبردگاہ چلے بعد قطع راہ اُس جگہ سے جہان دو لاکھ لاشین
کافرون کی پڑی تھین علاوہ صحرا مین زمین صاف و پاک پر توقف کنان ہوے اُدھر سے جمہور شاہ
بجمعیت سپاہ بمقابلہ لشکر اسلام آیا ہمراہ اُسکے لاجورد شاہ اور صلصال اور رنجنگان بھی آیا بعد درستی
میدان کارزار اور آراستگی صفوف لشکر جانبین دونون لشکرون سے نقبا اور کڑکیت نکلے اُنھون نے
جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جب وہ جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کر کے میدان
مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجائے گئے علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا
جوانان سپاہ ہر دو طرف نے قصد صفوف لشکر سے نکلنے اور ارادہ لڑنے کا کیا ہنوز انہین سے
کوئی دلیر صفوف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ قمہور بہیر برسیرت نے صف لشکر سے نکل کے جمہور شاہ سے
اجازت جنگ کی لیکے مرکب دورکا پہ سوار ہو کے گینڈے کی سواری سے کنارہ ہو کے بصد غرور میدان کارزار
مین آیا بیچ مین دونون لشکرون کے ٹھہر کر جوانان اہل اسلام کو بنظر غیظ و غضب دیکھ کے فنون نیزہ
بازی و دیگر فنون سپہگری دکھا کے عرق مین تر ہو کے نیزہ زمین پر گاڑ کے بآواز بلند پکارا کہ اے
شاہزادہ رستم ثانی کسی کو واسطے میرے مقابلہ و مجادلے کے بھیجو یہ کہکے خاموش ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے
اپنے لشکر کے دست یمین کی طرف دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور لشکر سے نکل کے روبرو آیا اجازت
جنگ لیکے دلیرانہ سامنے قمہور بہیر برسیرت کے گیا مرکب کو روک کر کہنے لگا اے جوان مین واسطے تیرے
مقابلے کے آیا ہون اب کیا تامل ہے مقاتلہ و مجادلہ کر فنون جنگ دکھا اُسنے پوچھا نام تیرا کیا ہے اِس بہادر نے
جواب دیا نام میرا سہراب ہے فرزند لندھور ثانی جانشین امیر باتوقیر کا ہون قمہور نے کہا مجھے تیری
جوانی پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے لہذا تو مجھسے مقابلہ نکر جان عزیز اپنی
نہ کھو اشتر اگر تو اہل اسلام سے دست بردار ہو میری ہمراہی اختیار کر میرے خداوند کو سجدہ کر مرتبہ
تیرا زیادہ ہوگا اور اگر یہ منظور ہو تو اپنے لشکر مین جا رستم ثانی سے کہہ کہ اے شاہزادہ نخوت شعار آمادہ
کارزار ہو اطاعت جمہور شاہ و پرستش خداوند ہمتال آئینہ رو اختیار کر سہراب بن لندھور نے
جواب دیا اے قمہور کیا واہیات کلمات اپنی زبان پہ جاری کرتے ہو خاموش رہو جو تمنے کہا ہے کچھ بھی نہ ہوگا
یہ میدان جنگ ہے تقریر سے کیا فائدہ فنون جنگ دکھاؤ مجھپہ وار کرو مین اور شاہزادہ رستم ثانی بھلا کہاں
کہنے پہ کیا عمل کرینگے تمھارا بادشاہ کافر ہے خداوند تمھارا شیطان سیرت ہے اسپر ہم سب اہل اسلام

لعنت کرتے ہین تمکو مناسب یہی ہے کہ تمثال آئینہ رونا بکار پر لعنت کرو راہ راست پر آؤ اپنے معبود حقیقی
کو پہچانو خالق کون ومکان کو سجدہ کرو اطاعت وفرمانبرداری شاہزادہ رستم ثانی کی اختیار کرو کہ باعث
بہبودی کونین ہے قمہور یہ سنکر بسیرت لے یہ سنکے برہم ہوکے مرکب اپنا برائے زور آزمائی بصد غضب بڑھایا ہاتھ
ہاتھ مین سپر کو محکم پکڑا اُدھر سہراب بن لندھور بھی ہوشیار ہوا جب اُن دونون بہادرون مین زور
آزمائی وتکا درزنی ہوئی سپر سے سپر لڑی زور ہوا سب نے دیکھا کہ تین قدم مرکب قمہور کا پسپا
ہوا اور قریب دو قدم گھوڑا سہراب بن لندھور کا پیچھے ہٹا اس زور آزمائی سے قمہور اپنے گھوڑے
کے بہت پیچھے ہٹ جانے سے برہم ہوا مرکب کو مہمیز کرکے آگے بڑھا کے کہنے لگا مین اپنی جگہ سے
نہین ہٹا میری قوت مین کمی نہین ہے گھوڑا میرا زیادہ پیچھے ہٹ گیا تو جانیو کہ آج کل کم قوت ہے کچھ علیل
ہے سہراب نے مسکرا کر جواب دیا ای بہادر اگر مرکب تمہارا پیچھے ہٹا ہے تو اب تم پیچھے ہٹنا یہ سن کے
قمہور نے نیزہ زمین سے اُکھاڑ کے گردش دے کے مرکب کو کاوے پر ڈال کر خبردار خبردار کہکے سینہ پر مارا
ادھر اس بہادر نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا چنگاریان دو سنانون کے لڑنے سے پیدا
ہوئین بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے روکا تھوڑی دیر اسی طرح
لڑائی ہوئی آخرکار سہراب نے ایک نبرد نا در نیزہ کا باندھ کر سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دی وہ
مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری قمہور نے غضبناک ہوکے ڈانڈ نیزہ کی کمر پر سہراب کے
لگائی اس جری نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ قمہور کی بیچ سے
شکستہ ہوئی سپہ سالار جمہور شاہ نے برہم وخجل ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے خاک پر ڈال کے
تیغہ آبدار جگر انبار نیام سے کھینچکر مرکب کو بڑھا کر کہا ای سہراب بن لندھور ہوشیار وخبردار ہو جاؤ
یہ وہ تیغہ ہے کہ جسنے پہلوانون کو راہ عدم دکھائی ہے یہ کہکے بقوت تمام سر پر مارا اُدھر سہراب بن
لندھور نے سپر اُٹھائی چاہا کہ تیغہ کو بالائے سپر روکون ناگاہ حسب اتفاق پاؤن مرکب کا ایک غار موش
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جبتک یہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور اپنے ہاتھ کو سیدھا کرے وار کو سپر پر روکے
تیغہ سر پہ پڑھتی گیا تا دوابرو خود کو کاٹکر اُتر گیا سہراب نے ایسی حالت مین دلیرانہ ودانشانہ وار تیغہ تو سر سے
نکل گیا مگر خون کی چادر سے سراپا نہا گیا ضعف سے گھوڑے پہ غش آنے لگا قمہور نے زخمی کرکے بہت خوش
ہوکے چاہا کہ تیغہ آبدار سے سر سہراب کاٹ کر نیزہ پر علم کیجیے کہ اودھر شاہزادہ رستم ثانی نے قلب لشکر
میمنہ لشکر دیکھا اس دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ جلد جا کے سہراب بن لندھور کو شر
قمہور سے بچا کے لشکر مین بھیجے اور خود اُس سے مقابلہ کرے شاہزادہ فیروزہ ماہ نورانی نے مقابلہ
شاہزادہ سے آگاہ ہوکے فی الفور مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بصد عجلت رخصت ہوکے قریب ہوکر
جا کے سہراب کو اُسکی تیر سے بچا کے اپنے لشکر مین روانہ کرکے خود اُس سے مقابلہ کیا اس جا پر بطریق اختصار
لکھا جاتا ہے کہ سپہ سالار جمہور شاہ نے اس شاہزادہ کو بھی مانند سہراب بن لندھور کے بعد جنگ عظیم کے
زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹے شاہزادہ رستم ثانی نے تاب ضبط نہ لا کر فی الفور مرکب کو جولان کرکے قریب قمہور
بہر سیرت کے پہنچکر نعرہ کیا ای جوان ہوشیار ہو خبردار کہ مین آپہونچا قمہور نے نعرہ کوہ شگاف شاہزادہ موصوف
سے وہان سے ہاتھ اپنا روکا قتل کرنے سے شاہزادہ مجروح کے باز آیا شاہزادہ رستم ثانی نے شاہزادہ

فیروزہ مازندرانی کو دست قمہور سے بچاکے اپنے لشکر مین بھیج دیا قمہور نے غضبناک ہوکے کہا
ای شاہزادہ رستم ثانی تمنے آکے میرے حریف کو میرے ہاتھ سے بچایا مجھے سر اسکا کاٹنے نہ دیا
جواب اسکے عوض تمہارے سر کو تن سے جدا کرونگا اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہی تو میرے خداوند کو
سجدہ کرو اطاعت میرے بادشاہ کی اختیار کرو عنقاے شیر صولت کو قید سے رہا کرکے لے آؤ
تمام مال و اسباب جو طلسم صندل سے تمنے پایا ہی وہ بھی روبرو جمہور شاہ کے پیش کرو یہان سے خدمت
خداوند تمثال آئینہ رو مین چلو جمال خداوند دیکھو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ اس خونریزی مردمان سے
اجتناب کرو شاہزادہ رستم ثانی کو ہرچند تقریر اسکی سن کے بہت غصہ آیا لیکن کچھ غصہ کو ضبط
کرکے کہا ای جوان یہ کیا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کیے مین ہرگز اس تقریر کو پسند نہین کرتا کبھی خداوند
تمثال نابکار کو سجدہ نکرونگا اطاعت سوا خدا کے کسی کی اختیار نکرونگا اسنے کہا ای شاہزادہ انجام
اس سرکشی کا برا ہی میرے کہنے پر عمل کرو شاہزادہ نے جواب دیا ای قمہور تم عاقل و دانا ہوکے ایسی تقریر
کرتے ہو مجھسے اطاعت جمہور شاہ نہو سکیگی اور پرستش خداوند تمثال آئینہ رو کی بھی نہوگی مین اس
خدا کی پرستش کرتا ہون جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و ما فیہا کو خلق کیا ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اسی
معبود حقیقی کو سجدہ کرو راہ راست پر آؤ ظلمت کفر سے نکلو شہر دین اسلام کی سیر کرو آمادہ جنگ نہو
مجھے تمہاری جوانی پر رحم آتا ہی کہ تم ایسا جوان زبردست میرے ہاتھ سے قتل نہو قمہور نے تمام تقریر
سن کے برہم ہوکے اپنے خادم سے نیزہ طلب کرکے نیزۂ سر تیز ہاتھ مین لیکے اسے اچھی طرح دیکھ بھال کے
زمین پر گاڑکے گھوڑا اپنا براے زور آزمائی بصد قہر و غضب بڑھایا ادھر شاہزادہ موصوف بھی
ہوشیار ہوا جب نیزہ زنی و زور آزمائی باہم ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ پانچ قدم گھوڑا قمہور سر پرست
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب شاہزادہ کا پیچھا ہوا سپہ سالار جمہور شاہ نے اپنے گھوڑے کے اسقدر
پیچھے ہٹنے سے نہایت خجل و غضبناک ہوکے مرکب شیر کو آگے بڑھاکے بعد گفتگوے سخت کے نیزہ زمین سے
اکھاڑکے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے سینۂ شاہزادہ پر وار کیا ادھر شاہزادے
اسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دو سنانہاے فولادی و آبدار کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان
پیدا ہوئین نیزہ بازان ہر دو سپاہ نے بے اختیار بآواز بلند یہ تعریف کی کہ کیا اچھی طرح شاہزادہ
رستم ثانی نے نیزہ کو نیزہ پر روکا ہی ابھی نیزہ باز ہر دو سپاہ کے تعریف کنان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے
اسی پہلو پر نیزہ کا وار کیا اسنے بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار
قمہور نے عاجز ہوکے کہا ای شاہزادہ رستم ثانی اب کی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا وہ بند نیزہ کا باندھونگا کہ جسکا
کھلنا ممکن نہوگا اور ایسی دفعہ وہ نیزہ لگاؤنگا کہ تمہارا جانبر ہونا دشوار ہوگا شاہزادہ موصوف نے
جواب دیا مین ہوشیار ہون تم اپنے کام مین مصروف ہو اسنے حسب دلخواہ نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے اسکی
سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر یون روکا کہ وہ گھبرایا اور وہ بند نیزہ کا باندھا کہ جو اس سے کھل نہ سکا
بعد بہت تدبیر و زور کے مجبور ہوا شاہزادہ موصوف نے سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر
شہاب کے دور جاکر گری اہل اسلام نے شور احسنت و مرحبا بلند کیا کہ دمدمہ ہوا خصوصاً قمہور کو ملال ہوا
خجالت سے سر کو جھکا لیا عرق انفعال مین کیا ہمہ تن تر ہوا گویا ایک نیزہ آب خجالت مین غرق ہوگیا بعد خجالت بسیار جنگ

گرز شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے بھی تلوار علم کی لڑائی ہونے لگی
جوانان ہر دو سپاہ یہ جنگ کہ لائق دید تھی دیکھنے لگے اہل اسلام واسطے نصرت شاہزادہ رستم ثانی کے دعا
خداوند کریم سے کرنے لگے اُدھر کفار اپنے خدا و ثانا بکار سے طالب مدد برائے قمہور رہوے ابھی دونوں لشکروں
کے سوار و پیادے وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے کہ قمہور نے سر رستم ثانی پر تیغہ گرانبار و آبدار مارنا
شاہزادہ موصوف نے بائیں ہاتھ میں تلوار لیکر باڑھ پر تیغہ دشمن کے نظر کی جب وہ قریب سر کے آیا
دست راست اپنا چالاکی سے بڑھا کے پنجہ حریف مذکور پر ڈال دیا اور اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کے
زور کرکے چاہا کہ تیغہ ہاتھ سے چھین لیجیے قمہور ارادہ حریف سے ماہر ہوکے زور کرنے لگا تا کہ تیغہ حریف
ہاتھ سے میرے چھین نہ لے ہر چند قمہور نے زور کیا مگر کچھ بس نہ چلا شاہزادہ موصوف نے
تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین ہی لیا اہل اسلام نے خوش ہوکے بہ آواز بلند شاہزادہ رستم ثانی کے قوت
بازو کی ثنا کی کفار کو صدمہ جانکاہ ہوا خصوص جمہور شاہ کو تیغہ اپنے سپہ سالار کے ہاتھ سے چھین
جانے کا نہایت رنج ہوا قمہور کو بھی بدرجہ کمال ملال ہوا بعد صدمہ بسیار غضبناک ہوکے آمادہ کشتی ہوا
گھوڑے کو بڑھا کے ہاتھ اپنا کمر بند فولادی شاہزادہ رستم ثانی میں ڈال دیا زور کرکے چاہا کہ پشت فرس
سے اُٹھا کے خاک پر ٹپک دیجیے شاہزادہ نے بھی اُسکی کمر زنجیر میں ہاتھ اپنا ڈال دیا زور کرنا شروع
کیا اُس وقت ان دونوں بہادروں کے زور کرنے سے مرکبوں کا نکے غیر حال ہوا زبانیں وہن سے
نکال دیں پسینے میں تر ہوگئے تحمل زور آزمائی جوانان مذکور کا نہ لاکے زمین پر تڑپنے لگے اُسوقت
شاطروں نے دونوں لشکروں سے نکل کے قریب آکے کہا ای بہادرو اگر تمھارا ارادہ کشتی لڑنے کا
ہے تو مرکبوں سے اُتر کے کشتی لڑو دیکھو تمھاری زور آزمائی سے تمھارے مرکبوں کا کیا حال ہے بیجان
بلب ہیں زبانیں وہن سے نکالے ہیں ہانپ رہے ہیں زمین پر بیٹھے جاتے ہیں یہ تقریر شاطروں کی
سن کے قمہور اور رستم ثانی فی الفور مرکبوں سے کودے اور دامن عبا و قبا گرد انکے سلاح جنگ تن سے
دور کرکے باہم لپٹ کے کشتی لڑنے لگے اگر احوال مفصل اس کشتی کا لکھا جائے تو نہایت طول ہوگا
خلاصہ یہ کہ جسطرح شاہزادہ رستم ثانی نے عنقاے شیر صولت کو کشتی میں زیر کیا اُسی طرح قمہور کو
بھی زیر کیا فرق اتنا ہوا کہ اُسکو دو پہر کی مدت میں زیر کیا اسکو چار پہر کے زمانہ میں زیر کرکے چاہا کہ چرخ
دیکر سر سے بلند کرکے زمین پر ٹپکیے کہ ہلاک ہوجائے ناگاہ جمہور شاہ بیتاب و بیقرار ہوکے تاب ضبط نہ
لاکے اپنے تمام فوج کے سواروں کو ہمراہ لیکے بلکہ لاجورد شاہ اور صلصال اور اُسکی سپاہ کو بھی ساتھ
لے کے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوا قصد کیا کہ شاہزادہ موصوف کو قتل کرکے اپنے سپہ سالار قمہور
نہایت سیرت کو بچا لیجیے اہل اسلام یہ حال کفار کا مشاہدہ کرکے منتظر نہ ہوکے بجائے جادو تمام
فوج کو ہمراہ لیکے آگے بڑھا شاہزادہ رستم ثانی نے جمہور شاہ کو بہ سپاہ گران آتے دیکھکر قمہور کو کہ
جوان خوبرو و پہلوان زبردست تھا اس طرح خاک پر پٹکا کہ ہلاک ہوجائے پھر بعجلت گرفتار سلاسل
کرکے برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیاروں کو اُسے حوالے کیا وہ اُسکو کشاں کشاں جانب دو گانہ
سپاہ لے چلے اسی اثنا میں جمہور شاہ شاہزادہ رستم ثانی کے قریب پہونچا مردان سپاہ سے گویا ہوا اے
بہادرو تم سب لاکھوں ہو یہ بہادر ابھی تنہا ہے لشکر اسکا اس تک آنے نپائے کہ اسکو قتل کر ڈالو ہاں تم سب کو

انعام کثیر دونگا جوانان لشکر نے یہ سنکے نیزے ہاتھون مین سنبھالے تلوارین نیامون سے کھینچکر شاہزادہ
پر حملہ کیا رستم ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوکے شیرانہ اُنسے لڑنے لگا کافرون کو قتل کرنے لگا نیزہ کی نوک
کے لگانے لگا اس اثنا مین عجائب جادو تمام لشکر لیکر پہونچا جس وقت دو دریاے لشکر مل گئے بڑے
زور و شور سے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش سوارون اور پیادون کی گرنے لگی
خونریزی مردم لاتعد و لاتحصے ہونے لگی صحرائے سبزہ زار خون دلیران نامدار سے سرخ ہونے لگا بلکہ
صحرا مین جوے خون کشتگان جابجا جاری ہونے لگی دلاوران تندر عربدہ نعرے کرنے لگے برق شمشیر ہاے
سبزہ زار مین منزلون تک چمکنے لگی اگر مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا یہ مولف ہیچمدان اس جگہ لکھے
تو محض طول ہوگا لہذا بخیال ناظرین اختصار پسند خلاصہ حال اس جنگ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد چند پہر تلوار چلنے کے
اور لاکھون بہادرون کے قتل و زخمی ہونے کے فوج جمہور شاہ کو شکست ہوئی مردان سپاہ بھاگنے لگے
اہل اسلام بڑھ بڑھ کے انہین گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے یہ حال خراب جمہور شاہ دیکھ کے مغموم و ملول
ہوکے مجبوری و لاچاری خود بھی میدان جنگ سے ساتھ لاجورد شاہ و صلصال کے بھاگا اپنی
فرودگاہ سپاہ پہ بھاگ کر آیا اہل اسلام نے زیادہ تعاقب کفار کا نکیا اسی کو غنیمت جانا کہ لشکر
کفار کو میدان جنگ سے بھگا دیا لاکھون کافرون کو قتل کیا خدا نے آبرو رکھی پس جملہ اہل اسلام مظفر و
منصور ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی خوش و خرم اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے مرکبون سے اُترے
سلاح جنگ تنون سے دور کیے داخل خیام ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے مرکب سے اُتر کر فی الفور
بارگاہ مین داخل ہوا جو سرداران سپاہ صحیح و سالم تھے زخمی نہوے تھے مانند عجائب جادو وہ بھی بارگاہ
مین شاہزادہ کے آگئے اور علی قدر مراتب بیٹھے شہزادہ نے سلاح جنگ تن سے دور کرکے دنگل پر بیٹھ کے خوش ہوکے
عجائب جادو سے کہا شکر ہے کہ خداوند عالم نے آج بھی ہمکو کفار پر فتحیاب کیا یہ کہکے حال سہراب بن
لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و قمہور ہزبر سیرت کا اپنے ملازمون اور عیارون سے پوچھا انہون نے
عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار سہراب بن لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی کا علاج ہو رہا ہے
زخم سر پر بعد ٹانکے لگانے کے پھاہے مرہم کے رکھے گئے ہین پٹیان باندھی گئین ہین گو ضعف
انکو بدرجہ کمال ہے لیکن امید ذات خداے قادر سے یہ ہے کہ انکو صحت ہوگی سوا انکے جسقدر کل اور
آج جوانان نامی و غیر نامی زخمی ہوے ہین سبکا علاج جراح کر رہے ہین قمہور ہزبر سیرت پاس
عنقاے شیر صولت کے خیمہ مین قید ہے سواران لشکر گرد خیمہ کے اور انکی نگہبانی کو بیٹھے ہین یہ سنکے
شاہزادہ نے فرمایا جادو ہمارے لشکر کے جو لوگ آج کے دن قتل ہوے ہین انکو غسل و کفن دیکے
نماز میت پڑھکے قبور مین دفن کرو کوئی لاشہ مسلمان کا باقی نرہنے پاے تلاش کرکے لاشے ہمارے لشکر کے
جوانان مقتول کے دفن کرو کفار کے لاشہ ہاے نجس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ ملازمان مذکور حسب الحکم گئے اور جوانان مقتول
کو موافق حکم شریعت دفن کرنے لگے ادھر تو شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین زخمیون کا علاج ہو رہا لاشہ جوانان
لشکر اسلام کے جو قتل ہوے ہین دفن کیے جاتے ہین قمہور ہزبر سیرت و عنقاے شیر صولت سپہ سالاران
جمہور شاہ قید ہین ابھی شاہزادہ نے انکو طلب کرکے ہدایت نہین کی ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا درج
کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو میدان کارزار سے بھاگ کر اپنے قیامگاہ لشکر پر گیا داخل بارگاہ ہوکے سکھ و لالی

دربار یتھے طلب کرکے اپنی بارگاہ میں بٹھا کے اُنسے مخاطب ہوکے آبدیدہ ہوکے کہنے لگا کہ آج کل سے
زیادہ مجھے ذلّت ہوئی اور صدمہ کل سے زیادہ آج ہوا قمہور رہزن بسبب نشہ زیر ہوکے اسیر ہوا مردان
سپاہ بہت کام آئے خداوند سے ہر چند اعانت چاہی مگر کسی مصلحت سے ہمارے خداوند نے ہماری مدد
نہ کی ابھی جمہور شاہ یہ کہہ رہا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ لاجورد شاہ ارصلصال اور فرزند صلصال
اور بختنگان کہ بھاگ کر میدان جنگ سے آئے تھے بارگاہ جمہور شاہ میں آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے
اُس وقت جمہور شاہ نے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ اپنے تئیں خداوند کہلاتے ہیں کوئی
تدبیر ایسی کیجیے کہ ملال میرا مبدل بخوشی ہو جائے میں بھی دیکھوں کہ آپ کیسے خداوند ہیں کچھ قدرت رکھتے
ہیں یا نہیں لاجورد شاہ نے جواب دیا تم ہمسے منحرف ہوئے ہیں اپنا خداوند نہیں جانتے ہو جسکو اپنا خداوند
اور مصیبت کیوقت اپنا مددگار و کارساز جانتے ہو اسی سے طالب بہبودی ہو ہم تمہارے واسطے کیا تدبیر نیک کریں
ہاں ہمارے شیطان درگاہ بختنگان سے کہو وہ کچھ بتا دے وہ کر دے جمہور شاہ طرف بختنگان کے متوجہ
ہوکر اسیے پوچھنے لگا کہ اے بختنگان ایسے وقت بد میں کیا کروں کہ رنج میرا مبدل بخوشی ہو اُسنے کہا ہو سکتا ہے
کہ مدعائے دلی آپکا بر آئے رنج دفع ہو خوشی حاصل ہو بشرطیکہ کارروائی کوئی معقول کرے جمہور
شاہ نے پوچھا وہ کارروائی کیا ہے بختنگان نے کہا مہتر اسرار باد پا اپنے عیار کو بلائیے اُسے طمع دیجیے
زر کثیر دینے کی کہ وہ جاکر بصد ہوشیاری عیاری کرکے آپکے دونوں سپہ سالاروں کو اور شاہزادہ رستم ثانی
کو بیہوش کرکے یہاں لے آئے تو رستم کو قتل کر ڈالیے اور اپنے سپہ سالاروں کو ہمراہ لیکر وقت شب باقی ماندہ
سپاہ کو ساتھ لیکر لشکر اہل اسلام پر گر پڑیے حالت خواب و غفلت میں اہل اسلام کو قتل کیجیے کسی کو زندہ
نہ چھوڑیے پھر فتحیاب ہوکے مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر سمت شہر تمثال چلیے خدمت میں اپنے خداوند
کے چلیے اُنسے سرخرو ہوجیے جمہور شاہ کو رائے بختنگان کی بہت پسند آئی فی الفور مہتر اسرار باد پا
کو طلب کیا جب وہ آیا اُس سے کہا تجھسے ہو سکتا ہے کہ میرے دونوں سپہ سالاروں کو قید سے چھڑا کے
لے آئے اور رستم ثانی کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آئے اُسنے کہا ہر چند یہ کام بہت مشکل ہے مگر
کوشش اس امر میں کرونگا جمہور شاہ نے کہا اگر تو حسب دلخواہ میرے عیاری کریگا اور مدعائے مذکور میرا
تیری کارروائی سے بر آئیگا میں تجھے اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تو خوش ہو جائیگا عیار مذکور نے یہ سنکے
عرض کیا کہ آج کی شب ضرور لشکر اسلام میں جاکے عیاری کرونگا یہ کہکے بارگاہ سے باہر گیا اور وہ دن تدبیر و
سامان عیاری کرنے میں بسر کیا جب زمانہ شب کا آیا مہتر اسرار نے جمہور شاہ سے عرض کیا اے بادشاہ میں
تو واسطے عیاری کے لشکر اہل اسلام میں جاتا ہوں لیکن آپ مجھسے غافل نہ رہیے گا اگر لشکر اسلام میں
جاکر نرغۂ اعدا میں گھر جاؤں تو میری مدد کو آئیگا دشمنوں سے میری جان بچائیگا جمہور شاہ نے اقرار
کیا کہ تو جا میں وقت ضرورت تیری مدد کو آونگا مہتر اسرار یہ سنکے وقت نصف شب بانے عیاری کے اپنے تن پر
آراستہ کرکے سیاہ کپڑے پہن کے چند اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکے سوئے لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر مذکور
پہونچا ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہوکے دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام کچھ خیام میں اور بہت سے بیرون خیام غافل
سو رہے ہیں چور مہتابیں اور مہتابیں بکثرت روشن ہیں ایک سردار نئی سو سوار و سکے ساتھ لشکر پر مامور ہے
سوار صدا کہ ہوشیار باش و خبردار باش دے رہے ہیں بخوبی نگہبانی کر رہے ہیں یہ رنگ دیکھکے اپنے دل میں کہنے لگا بڑی

ہوشیاری و نگہبانی سعار کر رہے ہین دیکھیے میرا مطلب دلی حاصل ہوتا ہی یا نہین ابھی یہ عیار اپنے
دل مین کہہ رہا تھا کہ وہ سردار ہمراہ اپنے سوارون کے ایک سمت لشکر کے گیا قریب بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی
کے جاتے ٹھہرا عیار مذکور نے موقع پاکے جھاڑی سے نکل کے شاگردون کو ساتھ لیکے سوے لشکر اسلام قدم
بڑھایا بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی مین خوف سے نہ گیا کہ وہان دو سردار ہمراہ سوارون کے موجود تھے لیکن اس
خیمہ کی طرف گیا جس مین عنقاے شیر صولت و قہور سپہر بسیرت قید تھے اور ان کو بصورت مبدل
لشکر مین آگے دیکھ گیا تھا بصد ہوشیاری ڈرتا ہوا اُسی خیمہ کی پشت کی طرف پہونچا وہان جاکے دیکھا سب
سوار محافظ سرداران مذکور غافل سو رہے ہین کوئی عیار بھی نہین ہی یہ دیکھکر عیار مذکور بہت خوش ہوا جلد تر
آگے بڑھ کے خنجر سے قنات چاک کرکے اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا کہ سرداران مذکور سو رہے ہین بیدار کرنا
انکا مناسب نجانکر سفوف بیہوشی سے انھین بیہوش کرکے قید انکی اُنکے تن سے دور کرکے چادر عیاری
مین باندھ کے اور پشتارہ اُٹھا کے باہر خیمہ کے آیا اور اپنے ایک شاگرد مسمی مواج تیز رو سے کہا کہ
ایک پشتارہ تو اپنے دوش پر اُٹھا اور ایک پشتارہ ایک عیار مسمی نہنگ گرگ رفتار کو دیکر کہا کہ بحفاظت
اس پشتارہ کو اپنے لشکر کی طرف لیجا جب وہ دونون جانے لگے چند عیار انکے ساتھ کر دیے وہ سب
اُدھر روانہ ہوے لیکن آپ جانب بارگاہ رستم ثانی برائے عیاری ڈرتا ہوا چلا اسکو راہ مین چھوڑیے اور
اب حال مواج تیز رو نہنگ گرگ رفتار وغیرہ کا سنیے کہ یہ سب خوشی خوشی چلے جاتے تھے اثناے
راہ مین انھون نے دیکھا کہ مہتر اسرار باد پا کھڑا ہی اور ہمراہ اُسکے ایک شاگرد اُسکا منصور برق سیرت ہی
مواج تیز رو نے پہچانکر پوچھا اُستاد آپ کیا ہم سے پیشتر یہان آئے دیکھیے ابھی تک تو ہم پشتارہ بحفاظت
لائے ہین اب کچھ اندیشہ نہین ہی لشکر اسلام سے نکل آئے ہین آپ ہمارے سامنے جانب بارگاہ رستم
ثانی گئے تھے کیا وہان قابو عیاری کرنے کا نہین پایا اُستاد مذکور نے جواب دیا ہان وہان مردم ہوشیار
تھے عیار بھی موجود تھے ہم جلد وہان سے واسطے تمھاری مدد کے چلے آئے اب تم یہان پشتارے
رکھ دو اور خدمت مین جمہور شاہ کی جاؤ تمام حال عیاری کا بیان کرو اُسکے دل کو خوش کرو اور یہ پرچہ
کاغذ کا خود پڑھ کر اُسے جاکر دیدو مگر ابھی نہ پڑھو یہان اندھیرا ہی روشنی مین جاکر پڑھ لینا عیاران مذکور
پرچہ قرطاس لیکر جانب بارگاہ جمہور شاہ روانہ ہوے ادھر مہتر اسرار باد پا و منصور برق سیرت
کہ برق ثانی اور سیارہ ثانی تھے پشتارے اُٹھا کے اپنے لشکر کی طرف آئے اور چالاک ثانی اور
قران ثانی سے تمام حال کہا اُنھون نے خوش ہوکے مہتر اسرار باد پا کے گرفتار کرنے کی تدبیر کی
مواج تیز رو و نہنگ گرگ رفتار کی صورت بنکر باہناے عیاری سے تمام و کمال آراستہ و پیراستہ
ہوکے ارادہ جانے کا جانب بارگاہ رستم ثانی کیا چند ساعت کے بعد جب قریب بارگاہ کے پہونچا
تو کیا دیکھتا ہی کہ مہتر اسرار باد پا لفکر عیاری کھڑا ہی کبھی ڈر کے ہٹتا ہی کبھی بڑھتا ہی عیاران مذکور
نے اُسے دیکھکر قریب اُسکے جاکر دور سے کہا ہم پشتارے رکھ کے چلے آئے ہین آپ کس فکر مین ہین
اُسنے کہا دیکھو عیاری کرتا ہون یہ کہکے آگے بڑھا مواج تیز رو یعنی چالاک نے پیچھے سے اُسکے اوپر
حلقہ ہاے کمند ڈالے نہنگ نے نیمچہ کمر سے کھینچکر نعرہ کیا اور نعرہ دمکا ہوشیار باش منم قران ثانی اژدہا پیکار تو
واسطے عیاری کے یہان آیا ہی مہتر اسرار باد پا حلقہ ہاے کمند سے بچکے علحدہ ہوا اور خود نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا

وہ سردار جو مبتلا بہ پری تھا اس واقعہ سے کچھ آگاہ ہو کے آگے بڑھا اور پکارا کہ قیران ثانی میں آتا ہوں
اسکے آواز دینے سے اہل لشکر جو سوتے تھے ہوشیار ہوئے شور و غل ہوا ادھر شاگردوں کے مہتر اسرار
نے وہ کاغذ پڑھا جسمیں لکھا تھا منم برق ثانی و سیارۂ ثانی دیکھو یوں عیاری کرکے پھنسا لیجاتے ہیں
اور اب یہاں سے جاکر تمہارے استاد کو گرفتار کرتے ہیں وہ عبارت مذکور پڑھ کر خدمت جمہور شاہ میں پہنچے
تمام حال بیان کیا اس اثنا میں شور و غل جو ہوا جمہور شاہ سمجھ گیا کہ میرا عیار مبتلائے بلا ہو گیا چلکے
اسکی مدد کرنا چاہیے پس فی الفور تمام اپنی سپاہ کو لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا جب قریب آیا بے اختیار اہل اسلام
پر گرا مسلمانوں کو قتل کرنے لگا اہل اسلام جو ہوشیار تھے وہ مرکبوں پر مسلح سوار ہو کر لڑ رہے تھے اور
جو سوتے تھے وہ بیدار ہوئے مسلح ہو کے مرکبوں پر سوار ہو کے لڑنے لگے رستم ثانی بھی بیدار ہو کے
مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کر شریک جنگ ہوا پھر خوب تلوار چلی آخرکار جمہور شاہ شکست فاش
کھا کر ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و فرزند صلصال و خستگان کے جمعیت سپاہ باقی ماندہ بھاگا اثناے
راہ میں بوجہ تاریکی شب کے لاجورد شاہ و صلصال جدا ہو کے ایک سمت نکل گیا لاجورد شاہ و صلصال
بعد قطع راہ خداوند تمثال آئینہ رو کے پاس پہنچے یہاں مہتر اسرار گرفتار رہا قہور شیر پیکر شیر و
عنقاے شیر صورت ہدایت کرنے سے مسلمان ہوئے بعد چند روز کے مہتر اسرار با دیا بھی دائرہ دین اسلام
میں آیا اور جو سردار اور غیر سردار زخمی تھے وہ اچھے بھی ہوئے عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ رستم سے
کہا ہماری رائے یہ ہے کہ اب آپ شہر تمثالیہ کی طرف روانہ ہو جیے اسی طرف جمہور شاہ بھی بھاگ کر گیا
ہوگا اگر خداوند کو یکو آپ نے مسلمان کیا تو کارنمایاں کیا شاہزادہ نے انکی راے کو پسند کر کے اسی
روز صبح اپنی تمام سپاہ کے وہاں سے سوے تمثالیہ کوچ کیا عجائب جادو کو ہمراہ نہ لیا تنہا رہا

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان زینت بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزۂ ثانی

راوی خوش بیان یوں بیان کرتا ہے کہ بارگاہ فلک جاہ ایستادہ ہے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد
پیش دنگلوں کرسیوں پر متمکن ہیں کہران شاہ حاضر ہے امیر کہران شاہ سے مخاطب ہیں اور حال درشہر
آخر کا پوچھ رہے ہیں کہران شاہ بیان کرتا ہے کہ اب حضور کو ملک اردبانیہ ملیگا اردبان شاہ وہاں کا
بادشاہ ہے فوج کثیر رکھتا ہے مگر نہایت مرد معقول عجب نہیں ہے کہ وہ آپ سے نہ لڑے امیر یہ سنکر بہت خوش ہو
اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم طرف شہر اردبانیہ کے کوچ کرینگے یہ فرما کر دربار برخاست کیا
حکمنامہ تمام لشکر میں پہنچ گیا کوچ کی تیاری ہونے لگی خیمے خرگاہیں بارگاہیں اکھڑ کر بار ہوئیں کچھ سامان
شب بسر کرنے کیواسطے رہنے دیا گیا جس وقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا قریب تھا کہ لشکر کوچ کرے
یکایک سامنے سے جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی
بجا لانے کے عرض کی کہ اردبان شاہ مالک شہر اردبانیہ نہایت بے سروسامانی سے چلا آتا ہے کہران
شاہ بھی بے سروسامانی کی لفظ پر متعجب ہوا لیکن سابق کی دوستی کا خیال کرکے اور اس اشتیاق میں کہ کیا
وقت اسپر پڑا ہے جو اس طرح آتا ہے امیر با توقیر سے اجازت لیکر براے استقبال اردبان شاہ روانہ ہوا
اور بعد کچھ دیر کے اپنے ہمراہ لیکر پھرا جس وقت سامنے سے نمودار ہوا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ کہران شاہ اس سے باتیں
کرتا چلا آتا ہے جس سے باہمی اتحاد ظاہر ہوتا ہے امیر نے چند سرداروں کو براے استقبال روانہ فرمایا لوگ گئے اور کہران شاہ و

اردبان شاہ کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لے آئے امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اردبان شاہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور باخلاق صاحبقرانی حال و سبب آنے کا پوچھا اردبان شاہ نے عرض کیا کہ حضور جس وقت کوہ سے سنا کہ شہر کہرانیہ پر آپ کا قبضہ ہوگیا اور اب اردبانیہ کی طرف بڑھنے کا قصد ہے کیونکہ یہی راستہ ملک تمثالیہ کا ہے اور مجھے حکم ہے حکیم تمثال آئینہ رو کا پہونچا کہ خبردار اس طرف بڑھنے کو جگہ نہ دینا آپ سے اپنے قلعہ کو نہایت مستحکم کیا اور بڑے انتظام سے منتظر وقت ہو کر بیٹھا میرے دل میں جسقدر عداوتین آپکی گھر کیے ہوئے ہیں اسقدر ہین کہ جس سے زیادہ ہو ہی نہین سکتیں مگر یہ سب حالت دن بھر رہی جب مین شب کو سو یا تو مین نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ اے اردبان شاہ تیرے نصیب جاگے کہ اس طرف قدم اس شخص کا آتا ہے جو پروردگار کے بندگان خاص مین شامل ہے لہذا تو اس سے مقابلہ کرنا بلکہ اطاعت اختیار کرکے ساتھ دینا ورنہ ابدالآباد تک دوزخ مین جلا کریگا یہ فرما کر مجھے سیر دوزخ و بہشت کی کرائی مین جسوقت خواب سے بیدار ہوا و ہین دل سے اطاعت آپ کی اختیار کرلی اور مطیع دین اسلام ہوکر حاضر خدمت ہوا ہون کہ مجھے آئین مذہب اسلام تعلیم فرمائیے اور راہ راست بتائیے امیر ثانی یہ سنکر بہت خوش ہوے اور زبان مبارک سے کلمہ تلقین فرمایا اردبان شاہ از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے غسل دلوا کر خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا صاحبقران ثانی نے اس مسرت مین سفر کو سر دست معطل کر دیا اور جشن فرمایا بعد فراغت جشن اردبان شاہ نے عرض کی کہ اب بعزت غلام کی قبول فرمایئے چونکہ ارادہ حضور کا شہر تمثالیہ پر لشکرکشی کرنے کا ہے لہذا راستہ میرے ہی شہر سے آسانی کے ساتھ طے ہو جائیگا اور ہر طرح کی آسایش کے سامان مہیا رہتے ہین پس اگر اس خادم تازہ کو سرفراز فرمایئن تو بعید از ذرہ پروری نہوگا۔ امیر ثانی نے درخواست اردبان شاہ کی منظور کرلی اور دوسرے روز چند سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مع اردبان شاہ طرف شہر اردبانیہ کے روانہ ہوے بعد اسکے اور سردار بھی نکلے بعد آنے لگے لیکن چونکہ امیر کا کل لشکر شہر اردبانیہ مین نہ آسکتا تھا لہذا لشکر کا پڑاو گرد شہر رہا اور خود صاحبقران ثانی مع سرداران نامی گرامی داخل قلعہ ہوے اردبان شاہ نے بڑی دھوم سے دعوتین کی شہر آئینہ بند ہوا مقامات عمدہ کی سیر کرائی تحفہ جات اپنے ملک کے دکھائے بتکدے منہدم کروا کر مسجدین بنا ڈالی جب ان کامون سے فراغت حاصل ہوئی امیر نے رخصت طلب کی اردبان شاہ نے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے ایک شب کا جشن حضور اور مہمان کرین بعد اسکے پیش خیمہ طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہو امیر نے قبول کیا واقعی آج کا جشن جشن جمشیدی سے بھی بہت بڑھا ہوا تھا تمام شہر مین چراغان کی بہار تھی ہر گلی کوچہ رشک کہکشان اور زمین غیرت آسمان ہو رہی تھی جس بارگاہ مین سامان رقص و سرود مہیا تھا اور خاص صحبت قرار پائی تھی عجب آراستگی تھی کہ شیشہ آلات کی سجاوٹ سے مثل عروس شب اول کے معلوم ہوتی تھی اور طعام لذیذ و خوشگوار حاضر کیا گیا جب کھانے پینے سے فراغت ہوگی رقاصان حور جمال ناہید خصال حاضر ہوئین اور ساز چھیڑنے لگے ایک مہ جمال نے یہ غزل شروع کی غزل طالب ہو جبکہ ناز و ادا خواستگار ہو

اک دل ہے کس طرف مرے پروردگار ہو
انکی تسلیون سے بھی جب بیقرار ہو
مین دل کے بس مین دلپہ انہین اختیار ہو

قاتل کا بعد دفن بھی ظلم آشکار ہو
دل کا علاج کیا مرے پروردگار ہو
رکتے ہین اضطراب سے [illegible]

ہر عضو کا جو میرے جدا اک مزار ہو
مجبور کوئی یون بھی ای کردگار ہو
دلکو سنبھال لے تو جگر بیقرار ہو

عاشق کے سوز دل کو جہنم میں ڈال دے
جو دفعہ ہوتا ہے کاش ایکبار ہو
رہنے کی اب نوشتہ ہی جانے کا مجھکو غم
اب وعدہ یون کرو کہ مجھے اعتبار ہو
ابتک نہین اسیر کی قسمت نے ہم مر ے
قاتل فریب دینے کو جب سوگوار ہو
وقت سکون تسلی دل کا تھا کام کیا
آنکھیں وہ بند کرے جسے ناگوار ہو
دکھلا دے کوئی درد جگر ایسی شے نہین
یون درد کو چھپا کہ نہ دل آشکار ہو
[illegible] زلف
روز فراق ہو کہ شب انتظار ہو

انصاف حشر مین مرے پروردگار ہو
تسکین لے ہاتھ اٹھا انھونے اٹھالیا
کس کام کا وہ دل ہے جو بے اختیار ہو
رہتا ہے دل ہی دل مین الجھکر خیال زلف
کیون شکل گرد باد نہ اپنا غبار ہو
فرقت مین دے فریب نہ او مکر چاندنی
شاید یہ مدعا تھا کہ تجھ سو بیقرار ہو
ہان فرق تھا نشان عاشق و معشوق ضرور
مین تو کہون جب آپ کو بھی اعتبار ہو
کہتی ہے حشر مین مری سوائیون کی شہر
شامت ہے اسکی اب جو کوئی ہوشیار ہو

ہو ختم سلسلہ تو کہین انکے ظلم کا
امید کیا رہی جو یہ اب بیقرار رہیگا
کب تم نے میرے سر کی قسم کا کیا لحاظ
سودا ہے وہ نہین ہے جو سر پر سوار ہو
کس پر ہمارے خون کا دعوی کرین عزیز
یہ رات وہ نہین کہ سحر آئے [illegible]
وہ دیکھتے ہین غور سے عاشق کا اپنے حال
مجنون پیادہ پا ہے لیلی سوار ہو
رہجائے آن کر کہ نتیجہ ہی ایک ہی
ایسی جگہ سے اٹھ کر جہان جا ہزار ہو
یکسان ہے نا امید لگا ہون کہ آئے نہ وہ

یہ غزل وہ نازنین نے کچھ ایسے گداز سے گائی کہ عاشق مزاجون کے دل بھر آئے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہر ایک اپنی اپنی گذشتہ صحبتون کو یاد کرنے لگا سیکڑون معشوقان خیالی سامنے آکر بیوفائیان دکھانے لگے اسی ہنگام مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ کہین سے اس جلسہ کی خبر سنکر ایک کلاونت بچہ آیا ہے اور امیدوار بار یابی ہے اردوان شاہ نے کہا بلالو چوبدار گیا اور کلاونت بچے کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو ایک شخص عجیب صورت ہے لباس کا انداز بھی دنیا بھر سے الگ سر پر ایک مور کے پرون کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے جوڑی ذکی ہاتھ مین سامنے آتے ہی سلام کیا اشارہ پاکر بیٹھ گیا پہلا طائفہ برخاست ہوا اردوان شاہ نے کہا مکان کس ملک مین ہے شہناز نے یہ شعر پڑھ دیا شعر

یہ کچھ ختم نہ سمجھ اچھی ہے موقوف ٭ ہم خانہ بدوشون کا ہے گھر پاؤن کے نیچے ٭ اردوان شاہ نے کہا مین سمجھا کہ تمہین مذاق شعر و سخن بھی ہے مگر آخر پیدا کہان ہوے پلے کہان باپ کا تمہارے کیا نام تھا عرض کی کہ حضور باپ نے صغر سنی مین انتقال کیا دو برس کا تھا کہ مان بھی مرگئی مین بہ قیمت زندگی کا تھا بچ گیا لوگون سے سنا ہے کہ نام اس شخص کے باپ کا دمساز فی نواز تھا اب سوا کوہ و صحرا کے اور کوئی جائے سکونت نہین ان لوگون سے سنا ہے کہ مین ملک باختر مین پیدا ہوا تھا اردوان شاہ نے کہا اچھا کچھ ہنر دکھاؤ خوش نصیب تمہارے کہ ایسے وقت مین تمہارا آنا یہان ہوا اتفاقی سبحان کی زیارت تمہین نصیب ہوئی شہناز نے سلام کرنیکے بعد جوڑی ذکی درست کرکے بجانا شروع کی امیر کے کان کھڑے ہوے بدیع الملک سے فرمایا کہ یہ آواز اور یہ ترکیبین تو سنی ہوئی معلوم ہوتی ہین بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین ایسا ہی مجھے بھی خیال ہے لیکن ان سرگوشیون پر شہناز کی نظر جو پڑی جوڑی ذکی ہاتھ سے رکھکر عرض کی کہ حضور نے کیا فرمایا کیا میری فن نوازی پسند نہین آئی امیر نامی نے ارشاد کیا کہ نہین تم اپنے فن مین بیشک کامل ہو مگر مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ اس انداز کا گانا مین سن چکا ہون شہناز ہنسا اور عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ ترکیبین ایسی ہین کہ مشہور ہو چکی ہین لے اب سنیے یہ رنگ نہ سنا ہوگا یہ کہکر اب جو بجانا شروع کیا تو مست و بیخود کر دیا اور عرض کی کہ حضور نے ایسا بھی سنا تھا امیر نے فرمایا بیشک ایسا گانا آجتک نہ سنا تھا اسکے بعد شہناز نے ایک غزل

شروع کی غزل یہ

ضبط کا حکم جو دیتے ہیں نصیحت والے
زہر ہی کھاتے ہیں تنگ آ کے اذیت والے
مر کے بھی پائی نہ اس کوچہ میں تربت کی جگہ
بال کھولے ہوئے پھرتے ہیں عبادت والے
ایک چپ ہی وہ دیتی ہے جواب معقول
بات کرتے ہیں کہیں ناز و نزاکت والے
آرزو جنکی محبت کا ہوا انجام بخیر

کیوں چلیں تن کے جوانی میں یہ صورت والے
تھام لیتے ہیں جگر درد محبت والے
دلفریبی کی صدا سن نہ سنا دیکھا و تنہا
کیوں نہ بے شرم سے گڑ جائیں تجارت والے
خواب ہیں آ کے انھیں کون سنا دنیا ہی
آپ ہو جاتے ہیں خاموش نصیحت والے
چشم پوشی کی گلو گیر یہ جواب رہی تھی
وہی تقدیر کے اچھے وہی قسمت والے

اکثر اٹھاتے ہیں رہتا کچھ نہیں دولت والے
دے نہ آزار کہ عاجز ہیں محبت والے
ذکر اللہ کا بھولیں نہ عبادت والے
تیرے بیمار پہ یہ رات نہیں کٹنے کی
چونک پڑتے ہیں جو بیساختہ غفلت والے
بت نہلائے ہوئے ہر آنکھ کو سیاہ کر کے عزت والے
چار آنکھیں نہیں کرتے ہیں ندامت والے

جس وقت یہ غزل تمام ہوئی سفیدہ سحری آشکار تھا شہناز کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا ہوا ہر سردار نے اپنی حسب حیثیت عنایت فرمایا شہناز کو مالا مال کر دیا صاحبقران اٹھ کھڑے ہوئے صحبت جشن برہم سن ہوئی وضو کر کے نماز سحری ادا کی امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ شہناز نئی نواز پھر سامنے سے نمودار ہوا امیر نے اسے دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی شہناز نے کہا کہ کیوں حضور یہ آہ سرد کھینچنے کا کیا سبب امیر نے اشک آنکھوں میں بھر کر فرمایا کہ اسوقت مجھے اپنا یار وفادار عمرو ثانی یاد آ گیا وہ بھی علم موسیقی میں کمال رکھتا ہے نہیں معلوم اس پر کیا گذر رہی ہے اور وہ کہاں ہے شہناز نے عرض کی کہ حضور کیا مجھ سے اچھا وہ گاتے ہیں امیر نے فرمایا کہ اگر وہ ہوتا تو معلوم ہوتا یوں کہنا ایک فضول سی بات ہے اگر تم سنتے تو خود ہی کہدیتے شہناز نے پوچھا کتنا زمانہ انسے جدائی کو ہوا امیر نے فرمایا تھوڑا عرصہ گذرا ہے عرض کی کہ اب اگر حضور عمرو کو دیکھ لیں تو پہچان لینگے امیر نے فرمایا یہ تم کیسی باتیں کرتے ہو میرا بچپنے کا دوست سامنے کا کھیلا ہوا ہے کیونکر نہ پہچان لونگا بس یہ سننا تھا کہ شہناز نے بے اختیار ہو کر قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شہریار تو نے اپنے غلام کو کہاں پہچانا میں عمرو ہی تو ہوں امیر نے متعجب ہو کر اسے اٹھا لیا اور کہا کہ کیوں او رند ابن رند تو اپنی طمع میں ہرگز مجھے ذلیل کرتا ہے جسوقت اردبان قضاہ سنے گا کہ یہ بھائی عمرو کا ہی جو رات بھر گلا توڑ کر گایا اور سب انعام لیا عمرو نے کہا کہ واہ ری عرب تیری محبت دیکھ لی ابھی عمرو کے لیے رو رہا تھا ابھی ڈانٹتا یوں آنکھیں پھیر لیں سچ کہا ہے کہ قدر نعمت بعد زوال کا فقط میں اپنے کو چھپائے رہتا تو بہت کچھ کما لیتا اور تب تمھیں میری قدر ہوتی اے عرب تو اپنے لالچ کو نہیں کہتا روپیہ مجھے ملا اور تو جل گیا کہ عمرو نے اسقدر روپیہ وصول کر لیا آخر ہم نے محنت نہیں کی تمھیں لالچ آتا ہے تم بھی سیکھ لو مجھ سے کیا کرو امیر نے فرمایا دور ہو مردود یہاں سے عمرو جست کر کے الگ ہوا پھر قدموں کی طرف بڑھا اور لجاجت کر کے امیر کو راضی کر لیا صاحبقران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے دربار جمع ہوا سرداران دست راست و جوانان دست چپ صف باندھے بیٹھے تھے اسطرف لندھور ثانی شاہزادہ بدیع الزمان نامور نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک بن نور الدہر شہنشاہ گوہر کلاہ داراب بن داراب سیمین ذرہ فرامرز عاد مغربی داراب کشور کشا تورج یزدان پرست اسلم بن کرب دلاور اکبر برق رو وغیرہ یہ سب سردار صفیں باندھے بیٹھے ہیں اسطرف مالک ثانی شہریار نامدار کیخسرو دلاور ایرج نوجوان ہاشم تیغ زن جمہور جانسوز نیزہ زن قمہولہ دلو بہرو خورشید وغیرہ سب بیٹھے ہیں لیکن وہ کل شاہزادہ رستم ثانی کا خالی ہے امیر ثانی نے عمرو سے فرمایا کہ کیا خبر ہے میرے فرزند دلبند شاہزادہ رستم ثانی کی

عمرو نے کہا کہ طلسم صندل فتح ہوا اور صندل لال شاہ کو شکست ہوئی اب اسطرف آنے کا ارادہ ہی اور یہ عرضی بھیجی ہی امیر نہایت خوش
ہوئے لفافہ چاک کرکے پڑھا تو بعد ہزاران اشتیاق قدمبوسی ایک خوشخبری اور بھی تحریر تھی وہ یہ کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ
بدیع الملک کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنتے ہی بدیع الملک کے چہرہ پر سرخی آگئی اور بیساختہ جوش
محبت مین زبان سے نکل گیا کہ اسمین شک نہین یہ لوگ اک ذراسی جہالت سے بری ہوتے تو انکا مثل تھا یہ ہما ہمی
نہین کا کام ہی کہ تنہا جاکر اتنے بڑے طلسم کو فتح کیا حق یون ہی کہ ہماری سپہگری کی رونق بھی رستم ثانی سے
ہی نہ وہ سر مقامات پیر طعنہ دیکر غیرت دلاتے نہ مجھسے ایسے کام ہوتے جیسے ہماری ناموری ہوئی سب سردار
تعریفین رستم ثانی کی کر رہے تھے اور ایرج نوجوان تو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اسی اثنا مین
امیر نے عدیل بن عادی سے فرمایا کہ کل پیش خیمہ ہمارا طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہو عدیل بن عادی
تو حکم پاکر انتظام سفر پر آمادہ ہوئے لیکن یہ سنتے ہی عمرو کی روح نکل گئی اور عرض کی کہ حمزہ تو
کیا میرے آنے کا راستہ ہی دیکھ رہا تھا ارے مین نے سنا ہی کہ تمثال آئینہ رو بلا سے بے درمان ہی خدا کے
لیے اس ارادہ سے باز آ اور جو کچھ مجھپر گذر چکی ہی کیا تجھے اسکی خبر نہین ایسا نہو وہان جاکر پھر مبتلائے
بلا ہون ارے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کر پیتا ہی مجھپر تو گذر چکی ہی اسقدر ملک تو نے بزور تسخیر کیے لیکن
تیرا بیٹا ابھی نہین کہرا دو لیتین تو تم باپ بیٹون نے لین اور بدنام ہملوگ رہے وہان آپکا اسم اعظم وغیرہ
کچھ نہ چلیگا ادنے ادنے ساحرون تک نے تو جب چاہا اسم اعظم بند کر دیا نہ کہ وہ شخص جو اس فن مین خدا دعوی
کر رہا ہو تم اسکے آگے کیا مشکل ہی امیر نے فرمایا اور دزد و مکار اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بوڑاتا ہی اگر تجھے
میرا ساتھ دینا ہی تو رہ ورنہ چلا جا مین تیرے بھروسے پر صاحبقرانی کرنے نہین چلا ہون عمرو خاموش
ہو رہا دوسرے روز عدیل بن عادی رسالہ بارگاہ سلیمانی و دیگر بارگاہون کا اپنے ہمراہ لیکر طرف شہر تمثالیہ کے
جانے لگے بعد عدیل کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے لیکن جس وقت نوبت امیر تا نو فکری ہوئی
فرمایا عمرو کو تلاش کرو کہان ہی دیکھا تو سامنے سے لوٹا ڈوری کاندھے پر رکھے چادر سے کمر باندھے
دو چار دری کے ہاتھ پر لٹکے لگے ہوئے امام ضامن کا پیسا بازو پر بندھا ہوا اس شان سے عمرو چلا آتا ہی
امیر نے فرمایا کہ ارے کیا واقعی تو چلا جائیگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین تو تجھے منع کیا کیا مگر تو نے نہ مانا آنکھون
سے دیکھکر تو مکھی نہین نگلی جاتی مجھپر ایکبار تو مصیبت پڑ چکی ہی اب اپنے ہاتھون گرفتار بلا ہونا منظور
نہین تجھے اتنک طمع دامنگیر ہی تو جا مین ہرگز نجاونگا امیر نے دیکھا کہ در اصل تیور بد معلوم ہوتے ہین امیر نے
ایک عرضی تحریر کرکے دی کہ یہ والد ماجد کو دے دینا عمرو نے کہا ضرور دونگا اور زبانی بھی کہدونگا
کہ مین منع کیا کیا لیکن تیرا بیٹا اپنے پاؤن سے گور مین گیا مین مجبور ہون یہ کہکر عمرو نے رخصت کا سلام
کیا امیر نے فرمایا آؤ بھی گلے تو مل لو عمرو نے عرض کیا کہ گلے ملنے سے کیا فائدہ اور رنج زیادہ ہوگا
اور حمزہ اب مجھے تیرے قریب آتے خوف معلوم ہوتا ہی ستارے اسقدر بد آگئے ہین کہ تجھے سیدھی کی
الٹی سوجھ رہی ہی ایسا نہو تیرا اثر مجھپر بھی پڑ جائے یہ کہکر عمرو روانہ ہوگیا امیر منھ دیکھکر رہ گئے ہر سردار یہی
کہتا ہی کہ ہمین امید نہ تھی کہ عمرو آپ ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دیگا صاحبقران ثانی کو کمال صدمہ ہوا مگر
چارہ کیا تھا خضران بن عمرو کو عہدہ عمرو کا عنایت ہوا اور امیر بھی کوچ کرکے طرف شہر تمثالیہ کے
روانہ ہوئے اب انہین کبھی راہ مین چھوڑتے ہین لیکن یہان سے چند کلمے شہر تمثالیہ کے بیان ہوتے ہین کہ تمثال آئینہ رو

گنبد جہان نمان پر بیٹھا ہی دریچہ وا ہی تمام شہر تمثالیہ کی سیر کر رہا ہی زیر قیطول کردرہا کا لشکر پڑا ہوا ہی نقابدار سفید پوش مشرقی و نقابدار سیہ پوش مغربی سامنے حاضر ہین منھ پر اُنکے لسبتی نقاب پڑی ہوئی ہی لاجورد شاہ اور خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن قشام جادو اور غلنجال بن صلصال اور دیگر سرداران لاجورد شاہ اور دلاوران شہر تمثالیہ حاضر ہین جنکا ذکر وقت پر ہوگا کہ دفعتہً تنجیل کتابدار نے عرض کی کہ یا خداوند آپکا بندہ خاص الخاص جسپر بہت کچھ بھروسا تھا یعنے اردمان شاہ آپ سے برگشتہ ہوگیا خدا پرستون کی دعوت کی اور اُنکو راہ دیدی قریب ہی کہ لشکر حمزہ کا داخل شہر تمثالیہ ہو یہ سنتے ہی تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اردمان شاہ مجھسے برگشتہ نہوا ہوگا اُسنے بمصلحت ایسا کیا ہوگا کیونکہ اُسکے یہان اتنا لشکر نتھا کہ وہ دشمن سے ہمنبرد ہوتا لہذا راستہ دیدیا خیر سمجھا جائیگا اور لشکر حمزہ اگر آتا ہی تو آنے دو حمزہ یہان اگر اطاعت میری قبول کریگا اور مجھے سجدہ کریگا اور سب تو یہ سنکر خاموش ہو رہے صلصال و غلنجال کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا لاجورد شاہ کا چہرہ فق ہوگیا لیکن نقابداران سیہ پوش و سفید پوش کہنے لگے کہ یا خداوند جیسا سے دونون بھائی ہمارے ہاتھ سے ان خدا پرستون کے مارے گئے کمر ہماری ٹوٹ گئی تمثال آئینہ رو نے کہا کہ نہ گھبراؤ جس دن بیابان حشر مین سب کا فیصلہ کیا جائیگا اُسی دن تمھاری بھی داد ملیگی خداوند اپنے بندگان خاص کو پھر زندہ کریگا اور تمسے ملائیگا یہان تو یہ انتظار ہی کہ دیکھین لشکر اسلام کس شوکت و شان سے آتا ہی اُدھر جوانان خداشناس حق اساس طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے آتے ہین کہ سرکاروں نے خبر دی کہ کل داخلہ لشکر اسلام کا سرحد شہر تمثالیہ پر ہوجائیگا تمثال آئینہ رو نے جاکر گنبد تمثالیہ پر قیام کیا کہ اسی رخ سے لشکر صاحبقران ثانی کا گذرنے والا تھا صلصال و غلنجال و لاجورد شاہ و تنجیل کتابدار وغیرہ اُسکے ہمراہ ہین شب وہین بسر کی جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر چہکنے لگے ہر سمت سے آواز یا خداوند تمثال آئینہ رو کی بلند ہوئی اُس ملعون نے دریچہ گنبد وا کیا اور نقاب چہرہ سے اُلٹی جسقدر سردار اور فوج اُسکے ساتھ تھی آتے ہی سب نے سجدہ کیا اُسنے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اب سبکی نگاہین بیابان کی جانب لگی ہوئی ہین کہ دیکھین لشکر اسلام کس شان و شوکت سے ساتھ آتا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایان ہوا کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی تحریر تھی بعد گذر جانے انکے دیکھا کہ چالیس ہزار عادی تیغ مین اٹالیہ بارگاہون بار کیے ہوئے ہر چہار سمت سے گھیرے ہوئے اور ایک شخص قوی الجثہ طویل القامت کرگدن پر سوار برچھا ہاتھ مین توند بڑی سی نکلی ہوئی نہایت تند و مد سے نمودار ہوا پوچھا تمثال آئینہ رو نے کہ یہ کون شخص ہی لاجورد شاہ نے بیان کیا کہ یہ عدیل بن عادی داروغہ بارگاہ سلیمانی و حشامی پیش خیمہ امیر ثانی کا آگیا عدیل بن عادی نے جائے مناسب و صدر تجویز کرکے بارگاہ برپا کرانا شروع کی لیکن ساتھ ہی دوسری گرد بلند ہوئی سب نگران ہوے کہ اب کون آتا ہی دیکھا تو گرد یہ آئی اور یہ آئی قریب پہونچکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی لاکھ سوار کا لشکر نمودار ہوا لیکن آگے آگے اُنکے ایک جوان مرکب پر سوار سبزہ رنگ کھورے بال سن قریب پچاس برس کے چالیس ہزار سوار عقب مین بوقین ہاتھ مین

لیے گھوڑے اڑاتے چلے آتے ہین اور ایک نوجوان لشکر کثیر لیشن پر بیٹے ہوے انتظام کرتا ہوا آہستہ
آہستہ چلا آتا ہے تمثال آئینہ رو نے حال دریافت کیا صلصال نے کہا کہ یہ بھائی ہے داروغہ بارگاہ کا
اور بہنوئی ہے امیر ثانی کا اسکی زور و طاقت کی انتہا ہی نہین ہے ثانی صاحبقران ہے لیکن کرب دلاور نے
جانب دست راست خیمہ اپنا برپا کیا کہ پھر گرد اُڑی اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو
علم نشانہ کئی لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے علمون کے سبز تھے جس وقت یہ سب گذر گئے اور فوج ظفر موج
بھی گذر گئی تو جلوس سواری گذرنا شروع ہوا خاص بردار برچھے بردار وغیرہ جب سب گذر گئے اور سقے
آب پاشی کر کے گرد کو بٹھاتے ہوے نکل گئے اُس وقت ایک پہلوان تہمتن مرکب پری پیکر پر سوار لباس
سبز زیب جسم کیے ہوے نمودار ہوا صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھائی حمزہ ثانی کا سرغنہ ملک باختر ہے
اسی تنہا نے ملک سنجان کو فتح کیا اور خداوند لقا کی بہو ملکہ گوہر ملک کو چھین کر قبضہ مین کیا اُسکے
بعد ملک سبا ہل مین روز شب خون مار مار کر کئی کرور فوج کو تباہ و برباد کر دیا تمثال آئینہ رو نے کہا کہ
کیسا لشکر زمرد شاہ باختری نے جمع کیا تھا جسے ایک متنفس نے تباہ کر دیا صلصال نے دل مین
تو کہا کہ ایسا لشکر تھا کہ تمنا سے خواب مین بھی کبھی نظر نہ آیا ہوگا مگر لقا ہے خوشامد تمثال آئینہ رو کی کر
غرضکہ بدیع الزمان بھی مع فوج ظفر موج برابر لشکر کرب دلاور کے خیمہ زن ہوے مگر آمد فوج
بدیع الزمان مین شام ہو گئی جب دوسری صبح ہوئی اور شفق نے چرخ نیلی کو لباس سرخ پہنایا
مہر درخشان علم زرین ہاتھ مین لیے ہوے میدان سپہر مین آیا فوج انجم گریزان ہوئی دیکھا کہ پھر
ایک گرد اُڑی یہ معلوم ہوا کہ سرخ آندھی آ گئی تمام بیابان دشت چنار معلوم ہونے لگا جسوقت دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا انکے پھریرون پر بھی نعت الٰہی اور نعت
رسالت پناہی مرقوم تھی پھریرے علمون کے سرخ تھے در دیان سوارون کی گلنار باجے بجتے ہوے
فرنگستانی فوج قواعد سے قدم اُٹھائی ہوتی نمودار ہوئی جب یہ سب گذر گئے اور جلوس سواری بھی گذر گیا
تو دیکھا کہ جوان کوئی بیس برس کی عمر مرکب پری پیکر پر چڑھا بیٹھا ہوا چہرہ سے بانکپنا ٹپکتا ہوا ابرویان
چڑھی ہوئی ہین خود ترچھا رکھا ہوا برچھا ہاتھ مین صلصال نے بیان کیا کہ یہ پوتا رستم تہمتن علم شاہ
صف شکن کا ایسا زبردست و بہادر ہے کہ دنگل اپنے دادا کا اسنے لیا ہی بیٹا ہے ایرج نوجوان ہے لیکن
لشکر شہریار کا جانب دست چپ خیمہ زن ہوا اُسکے بعد اور گرد عظیم بلند ہوئی جسوقت دامن گرد کا شگافتہ
ہوا تو گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا یہ علم بھی سرخ تھے اور ویسی ہی شان فوج کی
بھی تھی جسوقت جلوس سواری گذر گیا تو ایک اور جوان رعنا نمودار ہوا اسکا حال پوچھا صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہے بادشاہ لشکر اسلام کا نام اسکا گنجینہ نامدار ہے اسنے جگہ اس شخص کی پائی ہے جسکا
لقب لعل خفتان خونریز خاوری تھا جسنے سبائل مین شبیخون مار کر لشکر لقا کو پراگندہ کر دیا تھا
اور نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو باغ شبستان سے نکال لے گیا اور کوچک باختر مین اپنے
پہنچا بدیع الزمان کے ساتھ گنجاب بن سنجر بن ملک حرمان دیوکش کا ناطقہ بند کر دیا غرضکہ لشکر
گنجینہ کا بھی متصل لشکر شہریار کے قائم ہوا بعد اسکے لبیس بن قاسم اور جنش بن قاسم وغیرہ دو لاکھ کی جمعیت
سے آکر پہونچے اسکے بعد پھر شام ہو گئی جب تیسری صبح ہوئی اور تمثال آئینہ رو مع لاجورد شاہ

صلصال وغیرہ آکر گنبد پر بیٹھا نگاہیں انتظار لشکر میں جانب شمال اٹھیں دیکھا کہ تتق گرد عظیم بلند ہوا
اڑتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرز نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پندرہ سو علم نشانہ
پندرہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھر ہرے علموں کے سبز تھے بعد جلوس سواری گذر جانے کے سواری
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی نمایاں ہوئی کشیدہ ابروؤں کا
لشکر اپنی ہیبت دکھلا دکھاتا ہوا آکر لشکر بدیع الزمان سے ملحق ہوا صلصال نے کیفیت نور الدہر
کی بھی بیان کی کہ یہ نواسا ہے پیغمبر لقا یعنی کنجاب کا پوتا ہے امیر ارل کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا دو پہر تک
لشکر نور الدہر کا آیا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور دل گرد سے گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا اور سواری شاہزادہ ایرج نوجوان کی عجب عظمت و شان سے دکھائی دی صلصال نے کہا یہ پوتا ہے
امیر ارل کا پوتا ہے علم شاہ رومی کا بیٹا ہے شاہزادہ خاور سیاہ ملک تاہم کا نواسا ہے خداوند لقا کا
... گیتی افروز کے لشکر لشکر ایرج آکر لشکر کیخسرو نامدار سے ملحق ہوا اس لشکر کی آمد میں پھر شام ہو گئی جب
چوتھی صبح ہوئی پھر گرد اڑی اس وقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل سمندر کے موجیں
مارتا ہوا دکھائی دیا پندرہ لاکھ سوار کی جمعیت یہاں بھی تھی لیکن جس وقت جلوس سواری گذر چکا تو ایک
جوان کمسن اور ایک جوان کوئی بیس برس کی عمر کا نظر آیا صلصال نے بیان کیا کہ یہ جوان رعنا
عالم شباب میں پوری عظمت رکھتا ہے فرزند ہے نور الدہر بن بدیع الزمان کا زینت بارگاہ سلیمانی ہے
اسکو با صاحبقرانی اسی کی ہے امیر ثانی تو یہ ہے تمام صرف ایک ہی جگہ جیسے رستے ہیں اور یہ دوسرا نوجوان
فرزند ہے اس کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک ہے لشکر بدیع الملک جانب دست راست
متصل لشکر نور الدہر خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اڑی اور شاہزادہ بہارستان مغرب یعنی
فرامرز بہادر صفدر بڑی شان و شوکت کے ساتھ آکر پہونچا اور لشکر بدیع الملک کے متصل خیمہ زن ہوا
پھر گرد اڑی اور اسد غازی مع اکبر برق رو اور غضنفر بن اسد وغیرہ مع اپنے تمام فرزندوں کے
پہونچکر جانب دست راست اترا پھر شام ہو گئی چوتھے روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ طوس بہادر یعنی
جمہور جہانسوز تیر زن لشکر کثیر سے پہونچا اور لشکر دست چپ سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور تورج یزدان
پرست تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور لشکر دست راست سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور ایک
خورشید جو حالت کفر میں ستارہ پرست کے لقب سے موسوم تھا فرزند امیر ارل چار لاکھ سوار کی جمعیت
پہونچکر مقابل لشکر تورج خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور جمہور دلویر ... سات لاکھ سوار سے پہونچکر جانب
دست راست اترا اور خیمہ برپا کیا پھر گرد اڑی اور داراب کشور کشا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچکر مقابل
جمہور خیمہ زن ہوا آج پھر شام ہو گئی بلا فصل اسیطرح ۱۹ روز تک برابر لشکر امیر ثانی آتا رہا بیسویں روز صبح کو
تتق گرد عظیم بلند ہوا جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو تمام صحرا جنگل میں نظر آنے لگا گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا جس وقت گیارہ سو فیل نکل گئے تو فوج فیلاں نمودار ہوئی جن کا رخ بھی ہندوستان کی نہیں ہوئی سونڈ
پر سیفیں چڑھی ہوئی ہاتھی جھومتے ہوئے سامنے گذرے کہ ان کو دیکھکر زہرہ ان کا فرعون کا آب
ہو گیا تمثال آئینہ رو نے پوچھا کہ یہ کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ سالار دست راست لندہور
شاہی کا لشکر ہے اتنے میں لندہور ثانی بھی پشت فیل پر سوار گرز گراں سنگ آسمان رنگ شانے پر ...

خواصی مین رکھا ہوا نمودار ہوئے لشکر لندھور ثانی کا جانب دست راست سب سے بالا دست ٹھہرا [illegible]
یہ لشکر بھی آیا گیا بعد اسکے پھر گرد اڑی لیکن جس وقت ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا تو تمام صحرا نیستان معلوم ہونے لگا اور مالک ثانی اسی ہزار نیزہ بازون سے نمودار ہوئے
اگرچہ مالک کی فوج بھی بہت بڑی ہے لیکن مشہور یہی ہے اسی ہزار نیزہ باز ہین غرضکہ مالک کی آمد مین تمام ہوگئی
صلصال کی زبانی تمثال آئینہ رو کو حال مالک ثانی کا بھی معلوم ہوا کہ یہ سردار سپہ سالار [illegible] ہے
اب اکیسوین صبح ہے ہر ایک کی نگاہین لڑی ہوئی ہین آمد امیر ثانی کی [illegible] مچی ہے [illegible] تمثال آئینہ رو بھی
گنبد پر بیٹھا ہے اسکو بھی نہایت اشتیاق ہے کہ دیکھا چاہیے جسکا لشکر اس عظم و شان کے ساتھ آیا ہے وہ کس
شوکت سے آئیگا اور جسنے ایسے ایسے بہادرون کو زیر کرکے محکوم کیا ہے وہ کیسا شخص ہوگا اسی اشتیاق
مین تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست عظیم گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان سپیدہ و پا
گرد در زمین پیچیدہ لیکن گرد آندھی کی طرح چلی آتی ہے کہ یہ آئی اور یہ آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اکیس سو علمہاے زرین نشانہ اکیس لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور
ایک نوجوان لشکر کا انتظام کرتا ہوا جس وقت بیس لاکھ زرین پوش گذرنے لگے تمام بیابان عجیب لطف
دے رہا تھا دریدہ [illegible] کی چمک ستارہاے آسمان پر چشمک کرتی تھی لیکن اس لشکر کی آمد مین دن تمام
ہوگیا اب تھوڑا سا وقت باقی ہے اور لشکر آکر صحرا مین قائم ہوتا جاتا ہے اور جلوس سواری گذرنا شروع ہوا پس
یہ دیکھتے ہی تمام سرداران نامی و گرامی یعنی پانچہزار پانچ سو [illegible] بہر استقبال بڑھے اتنے مین
سواری صاحبقران ثانی کی نمودار ہوئی کہ سر پر علم اژدہا پیکر سایہ افگن پھریرا اسکا کھلا ہوا دم نقارہ
سلیمانی پر علیحدہ آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی اور ادھر علم کے پھریرے سے آواز یا صاحبقران چلی
آتی ہے امیر ثانی مرکب [illegible] پر سوار ہین ایک نوجوان ساتھ ساتھ اور چند سردار ہمراہ مقبول بن مقبل زناری
سوارون کے انتظام مین مصروف چالیس ہزار تیر انداز تحفہ ناموس کا گھیرے ہوئے آگے بادشاہ اسلام
حارث بن سعد تخت شاہی پر جلوہ افروز غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ سواری امیر ثانی کی باجاہ و جلال
صاحبقرانی صحراے شہر [illegible] مین آکر ٹھہری امیر بادشاہ [illegible] بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالی مقام داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے سلامی کی [illegible] سفر اٹھائے ہوئے تھے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے
اپنی اپنی آرامگاہون مین جاکر سو رہے لیکن تمثال آئینہ رو کو [illegible] تمام رات نیند نہ آئی کروٹین لیتے
گذری آدم صورت امیر ثانی کی دیکھکر زہرہ صلصال [illegible] کا آب ہوگیا ادھر [illegible] بادشاہ کا [illegible] تھا
کہ کہان بھاگ جاؤن بیان تو [illegible] ہے لیکن [illegible] کہ صبح ہوئی کفار مین شور ناقوس بلند ہوا
لشکر اسلام سے اذان کی آواز آئی ہر شخص اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت الٰہی مین مصروف ہوا
امیر کشورگیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے سب سردار یکے بعد دیگرے حاضر ہوئے بارگاہ مین سے پھر آکے
اپنی اپنی جا پر [illegible] تمام دربار جوانان اسلام سے مملو ہوگیا امیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ [illegible] اللہ رسم نامہ داری ادا کرکے ان کفار سے [illegible] ضرور ہے بادشاہ
اسلام نے فرمایا جیسا رائے عالی مین آئے حسب الارشاد [illegible] نامہ لکھکر تیار کیا بعد [illegible] ثانی
صاحبقران نے کچھ ترمیم کرکے پھر دیا مقبول بن مقبل [illegible] کی تحلی لاکر رکھی اور [illegible]

شمشیر نامہ یہ سب چیزیں رکھکر چوکی وسط بارگاہ میں رکھدی اُس وقت صاحبقران ثانی نے آواز دی کہ
ایہا الناس میں چاہتا ہوں کہ تم میں کوئی بہادر یہ نامہ لیکر جائے اور جواب باصواب اس گبر نابکار سے لائے امیر
یہ کہکر خاموش ہوے کچھ جواب کسی نے نہ دیا سبنے گردنیں جھکالیں ہر ایک کو یہ تردد تھا کہ عمرو ثانی سے ہوشیار آدمی
کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ سجدہ کرلیا ہماری کیا حقیقت ہے کیونکہ نہ ہم عیاری جانیں نہ مکروفریب ہمارا پیشہ
نہ سحر و ساحری جانتے ہیں نہیں معلوم وہاں جاکر کیا گذرے سب سے زیادہ نامے کی حرمت برباد ہونیکا
خوف ہے جب امیر ثانی نے دیکھا کہ کسی نے کچھ جواب نہیں دیا پھر پکار کر فرمایا کہ ایہا الناس کیا نہیں سنتے اور
نہیں دیکھتے ہو کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا رکھا ہوا ہے اسکے لیے ایلچی کی ضرورت ہے کیونکہ خط بغیر قاصد کے کیسکو
پہونچ سکتا ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی دلاور جائے اور جواب نامہ کا لیکر جلد آئے اور
شرائط نامہ کے اُس موجود سے ادا کرائے یہ سنکر پھر سبنے گردنیں نیچی کی تھیں ہی اُنکی سنتا ہی نہیں کیونکہ
یہی خیال تھا کہ اگر گئے بھی اور حرمت نامہ صاحبقران کی کھو کر آئے تو اپنا منہ دکھا نہیں سکے لہذا اس جانے سے
نہ جانا بہتر ہے لیکن تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے امیر ثانی کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہوگیا اور دل میں تہیہ کرلیا
کہ اگر اب کوئی نہ گیا تو میں آپ نامہ لیکر جاؤنگا مگر پھر آواز دی کہ اے مسلمانان دین اسلام آگاہ ہو کہ یہ آواز آخری
ہے جسے نامہ داری کرکے سعادت کونین حصول کرنا ہو کرلے ورنہ بعد اسکے یہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ آجائیگا کہ جو
اس وقت تک مخاطب نہیں ہے اس رمز کو جسنے سب سے پہلے سمجھا وہ شاہزادہ دارا بن داراب تھے یہ
سنکے یہ نوجوان دنگل سے گھوڑا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ اس خدمت کو یہ غلام بجالائیگا
امیر کو اس جرأت پر دارا کی جسقدر خوشی ہوئی اُسیقدر رنج صدمہ بھی گذرا کیونکہ بڑے ہوے فرزند کی یہی
نشانی ہے آئندہ [illegible] خاموش ہورہے لیکن صاحبقران کو دو خیال پیدا ہوے کہ ایسا تو میرے لڑکے سے
یہ فرزند [illegible] اپنی جگہ سے اُٹھ چکا ہے دوسرے یہ گمان ہوا کہ اگر میں اپنے پوتے کو روکونگا تو لوگ
طعنہ زن ہونگے کہ امیر کو اپنوں کا زیادہ خیال ہے لیکن دارا بن داراب نے [illegible] آتے ہی جام کلہ
عنبرین کو جھکا بیڑا اُٹھا کر کھا لیا سپر شمشیر زیب کمر کرکے نامہ سر سے باندھا اور امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر
بارگاہ سے نکلے یہ روز تیاری اور سامان میں گذرا دوسرے دن تڑکے ہی عازم دشمنان سے طرف قیطول
تمثال [illegible] کے روانہ ہوے لیکن جسوقت یہ خبر تمثال آئینہ رو کو پہونچی کہ پوتا حمزہ ثانی کا رسم ایلچی گری ادا کرنے کو
آتا ہے اپنے صلصال سے پوچھا کہ انکے یہاں کا کیا طریقہ ہے صلصال نے بیان کیا کہ بہتر ہو اگر ایلچی راہ سے واپس کردیا
جائے یا قتل ہو جائے کیونکہ اگر ایلچی یہانتک پہونچ گیا تو خداوند سے بیزار اٹھا بیٹھی کرائے سر نمانے گا تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ یہ کیا صلصال نے جواب دیا ان لوگوں کا قاعدہ ہے یہ ایلچی گری برائے نام ہوتی
ہے دراصل آبروریزی کرنے آتے ہیں لندھور نے ملک سایل میں ایلچی گری کی تھی لقا سے وہ فقرہ
لیا کہ ساری خداوندی ایلچی گری ہی میں بھلادی خداوند کو پچھاڑ دیا تو ندیم چڑھا بیٹھا کتا ریشٹ میں کھونکتا
دیتا تھا ویسا ہی کچھ یہاں بھی ہونا ہے تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ کیا تم ایسی ہی کچی خداوندی ہماری بھی سمجھتے ہو
یہ خیال دل سے دور رکھو تم دیکھ لینا کہ ایلچی خود مجھے سجدہ کرکے مطیع ہوجائیگا اور لقا بداران سیہ پوش و سفید
پوش کو حکم دیا کہ منع کردو ہمارے لشکر میں کوئی ایلچی کو نہ روکے ورنہ خداوند بہت ناراض ہونگے یہ سنتے ہی
لقابداران سیہ پوش و سفید پوش چوطرف روانہ ہوئے اور یہاں تمثال آئینہ رو نے دربار کو ترتیب دیا آپ تخت

خداوندی پر بٹھایا صلصال کو وزیر قدرت اور لاجورد شاہ کو نائب قدرت بنکر بیٹھنے کا حکم دیا لیکن دونون نے
انکار کیا کہ اگر یوہین جان بچ جاے تو بڑی بات قدرت کے شریک ہوکر اپنے کو غضب مین کون ڈالے لیکن تمثال
آیینہ رو نے اپنے سرداران فوج کو طلب کیا سب حاضر ہوے کچھ سردار دست راست کی طرف کچھ دست چپ کی
جانب بیٹھے آپ نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پہ بیٹھا داہنی جانب گوشہ تخت پہ لاجورد شاہ
بائین جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہی اور وزرا امرا اپنے اپنے عہدے کے موافق
بیٹھے ہین تجنیل کتابدار نشست پہ کھڑا ہوا انکس رانی کررہا ہی بیان تو اس طرح دربار آراستہ ہی سرداران دست
راست مین سب سے بالادست ملک قہقر پیل زور بپنہ ذنگل شوکت پر بیٹھا ہوا مثل ہاتھی کے جثہ والا
ہی بعد اسکے شرفیل کوہ پیکر قہرم زرہ پوش اخلاق آہن کلاہ الکی روئین تن وغیرہ یہ سب سردار
نہایت زبردست بیٹھے ہین بائین جانب سب سے بالا دست قاشان گراز دندان مانند ایک کوہ کے اپنے
ذنگل پہ معلوم ہوتا ہی اسکے بعد تجیل زحل پیشانی ارقم جوشن پوش اشفاق کج کلاہ مالکی روئین تن وغیرہ بیٹھے سب
اپنی اپنی جگہ اکڑے بیٹھے ہین اور بل کررہے ہین آنکھین سب کی لگی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے ایلچی کیسی شوکت کے
ساتھ آتا ہی کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا اور قریب پہونچتے ہی دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل
گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوا سب زرین پوش تھے آگے آگے انکے اک جوان
زرین زرہ پہنے ہوے خود سر پہ کج رکھا ہوا چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار دکھائی دیا
صلصال نے کہا کہ یا خداوند یہ بیٹا ہی داراب شمسین زرہ کا پوتا ہی حمزہ ثانی کا مہان نقابداروں نے
لشکر کو دوراستہ کرکے پہلے سے راہ دے رکھی تھی دارا ے بن داراب شمسین زرہ مرکب کو اڑاتے ہوے
لشکر کی راہ طے کرنے لگے لیکن قہقر پیل زور نے جو چہرہ دارا ے بن داراب کا دیکھا کہ یہ کمسنی اور یہ
جراءت دل سے غلام ہوگیا اور کہا کہ یا خداوند اگر یہ بندہ تیرا راہ پہ آجاے تو مجھکو دیجیو ڈالتا کہ مین اسکو
اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا و شاہ بناونگا تمثال آیینہ رو نے کہا جب وہ اطاعت اختیار کریگا اس وقت
دیکھا جائیگا اگر اسنے خداوند کو اپنے پہچانا اور یہ تمنا بیان کی کہ مین ہر وقت تیرے تقرب کا امیدوار ہون
تو مین کبھی تجھے نہ دونگا قہقر تو خاموش ہوگیا اور سردار کہنے لگے کہ خداوند کو ایسا ہی عادل ہونا چاہیے
لیکن صلصال و لاجورد شاہ نے دل مین کہا کہ تم خیالی پلاو پکا یا کرو وہ یہان آتے ہی دیکھیو کہ سبکو خود
لقمہ کیے جاتا ہی لیکن قہقر پیل زور نے عرض کی کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو اسکا استقبال کرنا چاہیے
کیونکہ تمثال تو فرمایے کہ کتنے بڑے شخص کا پوتا ہی تمثال کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تیرا جی چاہے تو جا اور
تو کسی کو مین نہ بھیجونگا خداوند کی شان کے خلاف ہی کہ اپنے ایک بندے کی ایلچی کا استقبال کراے
یون جسکا جی چاہے چلا جاے مین منع بھی نہین کرتا نہ خود سے بھیجتا ہون بعضون نے کہا کہ خداوند کا فرماتے ہین
پھر ہمین کیا ضرورت ہی جو استقبال کو جائین لیکن قہقر پیل زور اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی کہ یا خداوند اگر کوئی
گناہ نہ ہو تو مجھے اجازت ملے کہ مین جاکر ایلچی کی تکریم کرون مجھے یہی مناسب وقت معلوم ہوتا ہی تمثال نے
کہا جا تجھکو اختیار ہی قہقر پیل زور سلام کرکے چلا چند روز سے اسکو سجدہ معاف ہوگیا ہی بظاہر تو یہ
بڑا مطیع ہی تمثال آیینہ رو کا لیکن بہ باطن اسکے دل مین شک پڑ چکا تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ ہماری طرح
کھاتا ہی پیتا ہی باتین کرتا ہی لڑکے جنواتا ہی پھر ہم مین اور اسمین سوا چند اختیارات کے اور کیا فرق ہی اسکے دل نے

نہ مانا اور قیطول کے نیچے اتر کر برائے استقبال ایلچی روانہ ہوا آپسے زیادہ تر کدا سی بات کی تھی کہ اگر
خداوندی اسکی باطل ہے تو یہ ضرور خدا پرستون کے ہاتھ سے برباد ہوگا کیونکہ اٹھونگی ہزارون خداوندیان
برباد کر دی ہین اس وقت مین اہل اسلام کی نگاہون مین سبک ٹھہرونگا اور امیر ثانی فرماوینگے کہ تمثال
آئینہ رو کی خداوندی مین سب بے تہذیب و نالائق ٹھہرے تھے کسیکو اتنا سلیقہ نہوا کہ ایلچی کی تعظیم تو
کرتا یہ سوچ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے سے دارا ابن داراب کو آتے دیکھا لیکن جسوقت دارا ابن
داراب لشکر کے پیچھے ہو کر گذرنے لگے تو عقب مین لشکر نے بھی چلنے کا قصد کیا ساتھ ہی سالار طلایہ قفقور کئی
سوار لیکے بڑھ کر ان لوگون کو روکا کہ تم کہان جاتے ہو دارا ابن داراب نے پلٹ کر آواز دی کہ او گبر
لوگ تیرے روکے نہین رکنے والے ہین جسپا ہم منع کرینگے تو رکینگے تو ہٹ جا قفقور یہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور پکارا کہ تو ایلچی ہو کر ہملوگون سے گستاخی کرتا ہے ایسا نہو کہ تجھے خداوند تک پہونچنا بھی نصیب نہو دارا
کو غصہ آیا اور پکار کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی دیکھون تو کیسا ہے قفقور نے جھپٹ کر تیغہ مارا ادھر
قہقہر پیل زور نے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑ پڑا اور آواز دی کہ او قفقور کیا کرتا ہے ایلچی پر ہاتھ اٹھاتا ہے کیا
خداوند کو بدنام کریگا لیکن وہان دارا ابن داراب نے وار قفقور کا لیکر شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا
تلوار یاتو سر پر جھکی تھی یا زمین مین دکھائی دی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے تھا جدا آرہی قریب کھڑے
تماشا دیکھ رہے تھے تھرا گئے قہقہر جب قریب پہونچا تو لاش قفقور کی مع مرکب زمین پر پڑی تھی دانتون
مین انگلی دبائی اور زور و جرأت پر دارا ابن داراب کے آفرین کہی دارا نے کہا کہ کیا تمہارا بھی کچھ قصد
ہے قہقہر نے عرض کی کہ مین لڑنے نہین آیا جب وقت آئیگا تو باہر کبھی نہین ہونگا ضرور تھا مار کر ڈالونگا مگر اسوقت
نہین دارا نے کہا کہ پھر کس واسطے آئے ہو قہقہر نے عرض کی کہ صرف برائے استقبال دارا کا شوق کلام ہوا قہقہر کبھی
جوان حسین و زبردست ہے اور اسکے تعلق پر دارا کی طبیعت بھی مائل ہوئی فرمایا کہ میرے ذہن مین یہ بات
نہین آتی کہ میرے ساتھ کے سوار کس غرض سے روکے جاتے ہین کیا ان لوگون سے اہل لشکر کو خوف ہے قہقہر ہنسا
اور کہا کہ چالیس ہزار کا خوف کرو ہماری فوج پر کیونکر غالب ہو سکتا ہے یہ اسکی حماقت تھی جو انھین روکا
آخر لشکر پہونچا دیوان بالا سے قیطول آپکو تنہا جاتا ہے تھا دارا نے کہا اور کہا کہ مین تنہا ہی آتا ہون واسطے
ان لوگون کو ساتھ نہین لایا ہون بلکہ یہ لوگ محض آرائشی ہین لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ خداوند تمہارا ڈرپوک ہے ورنہ
تنہا نہ بلاتا اگرچہ وہ روک ٹوک نہ بھی کرتا جب بھی تنہا ہم خود ہی ان لوگون کو ساتھ نہ لیجاتے خیر بہتر ہوا کہ
اب مفصل معلوم ہو گیا الحاصل قہقہر پیل زور دارا ابن داراب کو ہمراہ لئے ہوئے زیر قیطول پہونچا
اجازت تو پہلے ہی ہو چکی تھی شاہزادہ دارا ابن داراب نیچے طے کرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک تمثال
ناہنجار تخت پر بیٹھا ہے اور داہنے بائین برابر کرسیان شگل تھے ہوئے ہین سرداران زبردست جلوہ افگن
ہین دارا ابن داراب نے پہونچتے ہی سلام کیا اور آواز دی کہ سلام ہے میرا اس شخص پر جو خداوند کریم
کو برحق جانے اور محمد مصطفیٰ کی رسالت کو مانے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تمثال آئینہ رو ہنسا پکارا اے بندہ
گمکردہ راہ تو نے ابھی اپنے خداوند کو نہین پہچانا جو خدا ہے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے بیان کر کس واسطے
آیا ہے دارا ابن داراب نے جواب دیا کہ مین بیٹھونگا تو بیان کرونگا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا تو کوئی شگل خالی تھا ساتھ
ہی خیال ہوا کہ اسی جوان کا شگل ہوگا جو میرے ہمراہ ہے لہذا اسکے مقام پر بیٹھنا مناسب نہین خلاف مروت

وجہت ہی لیکن اسی دنگل کے مقابلہ جانب دست چپ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہوا تھا اُسسے ارشاد فرمایا
کہ ذرا تو اپنے دنگل سے علیحدہ ہو جا کہ میں رسوم نامہ داری ادا کرکے چلا جاؤں اُسنے آواز دی کہ ای شخص تیری نگاہ
میں میں سب سے زیادہ حقیر معلوم ہوا دارا نے بڑھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ کر کہا کہ یہ کوئی حقارت کی بات نہیں ہی میں تیرا
مہمان ہوں دو باتیں کرکے ابھی چلا جاؤنگا اُسنے گھونسا مارا دارا نے کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا تڑاق سے آواز آئی منکا ڈھلک
گیا وہ سردار چرخ کھا کر زمین پر گرا اور منہ سے خون اُگلنے لگا یہانتک کہ دم بھر میں پھڑک کر تمام ہوگیا یہ زور
دیکھکر تمام اہل دربار تھر تھرا اُٹھے ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا تمثال آئینہ رو نے دل میں کہا کہ اللہ رے زور ایک ایک سردار
ایسا ہی تو حقیقت میں حمزہ نہیں معلوم کیسا زبردست ہوگا پھر کیونکر لوگ اُسکی اطاعت نہ قبول کرتے لیکن اُسنے تحمل کیا
اور کہا کہ اے ایلچی تو بڑی زیادتی کرتا ہی میں بسبب اسکے کہ تو مہمان ہی دخل نہیں دیتا ہوں لا نامہ مجھے دے دارا نے
جواب دیا کہ پہلے تو اپنے گریبان میں منہ ڈال تو دعوے خداوندی کا کرتا ہی اور اتنا بڑا بے تہذیب ہی کہ یہ بھی خیال
نہ آیا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا نامہ دار آئیگا تو بیٹھے گا کہاں جواب دیا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا بس زیادہ
گستاخی مت کر نامہ مجھے دے دارا نے جواب دیا کہ پہلے شرطیں نامہ کی ادا کر کہا وہ شرطیں کیا ہیں کہا دس کشتیاں زر و جواہر
کی نامہ پر سے نثار کر اور سات کشتیاں مجھپر سے اور دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنتے ہی تمثال کو
نہایت غصہ آیا اور برہم ہو کر جواب دیا کہ او بندہ بے ادب تو جاہ و جلال قدرت سے بھی آگاہ نہیں ہی جو اپنے خداوند کی
اپنی تعظیم اور کاغذ کا استقبال چاہتا ہی ادھر دیکھ دارا اور آگاہ ہو کہ میں خداوند تمثال آئینہ رو ہوں پہچان اپنے خداوند
خاص کو مجھے مثل زمرد شاہ یا خضری وغیرہ کے خیال نہ کرنا یہ کہتے ہی اُس بیحیا نے چہرے سے نقاب دور کی
اور روے نحس دکھائی دیا دارا بن داراب یا تو غصہ کرکے اُٹھا تھا کہ اس ملعون کو سزا پہونچاؤں لیکن
نظر جو پڑتی ہی پس ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تمثال آئینہ رو نے نامہ لیکر پڑھا بعد تعریف الہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھا کہ ای تمثال آئینہ رو بادشاہی بھی خدائی سے کم نہیں لہذا تو اپنی خود پرستی
سے باز آ اور راہ پر لا یا دنگل کے واسطے جہنم میں اپنا گھر بنا اور دونوں دزد میرے یعنے صلصال اور لاجورد شاہ تیرے
یہاں بھاگ کر چھپے ہیں اُنھیں میرے سپرد کر نامہ پڑھ کر یہ ملعون بہت ہنسا اور جواب تحریر کرکے نقابدار سیہ پوش
کو دیا اور کہا کہ تو جا کر حمزہ کو دے آ اور کہدینا کہ تو نے تیرے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب اُسکی بزرگی تجھسے
زیادہ ہی کیونکہ پہلے وہ ایمان لایا ہی مگر خیر اب بھی تو اُسکی تاسی کریگا تو انجام بخیر ہوگا ورنہ یہ عظمت و شان
جو میں نے تجھکو عنایت کی ہی دو پہر میں فنا کر دونگا نقابدار سیہ پوش تو نامہ کا جواب لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہاں جیسے ہی
دارا بن داراب کو ہوش آیا اس ملعون کو دارا نے سجدہ کیا اور کہا واقعی میں گمراہ تھا مگر اب راہ پر آگیا
تمثال آئینہ رو نے کہا کہ ای بندہ خاص الخاص اپنے ساتھ والوں کو بھی سمجھا کر اپنا ہم مذہب بنا کہ وہ سب
ابھی تک گمراہ ہیں دارا نے یہ سنکر اُس وقت زیر قبطول آکر اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ میں آجتک گمراہ تھا
خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہوگیا کہ اصل خداوند تمثال آئینہ رو ہی اور سب باتیں
ہیں لہذا تم سب بھی اطاعت خداوند کی اختیار کرو اور دین خداپرستی سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنکر سبکے سب دارا کا منہ
تکنے لگے کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں یکایک وہی آفت ان سب پر بھی نازل ہوئی اور تمثال آئینہ رو نے دریچے
سر نکالکر آواز دی کہ ای بندگان گم کردہ تمہارا سردار سچ کہتا ہی پہچانو اپنے خداوند کو اور ترک کرو اپنے دین قدیم کو یہ
کہتے ہی اس ملعون نے چہرہ سے نقاب اُٹھادی اور کہا کہ ادھر دیکھو پس دیکھنا تھا کہ سبکے سب نے سجدہ کیا اور

اطاعت اختیار کی تمثال آئینہ روئے دارے بن داراب کو طرف بیابان حشر کے روانہ کیا ہے

لیکن اب چند کلمہ داستان تحیر عنوان زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد روانہ ہونے دارا بن داراب کے امیر منتظر جواب بیٹھے ہین سرداروں کا مجمع ہے کہ یکایک ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ نقابدار سیاہ پوش جانب تمثال آئینہ روسے آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نقابدار داخل
بارگاہ ہوا بطور کفار کے سلام کیا کسی نے جواب تو نہ دیا لیکن مہمان سمجھکر امیر ثانی نے ڈنگل پر بیٹھنے کو اشارہ فرمایا
ساقی نے دو ایک جام دیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار امیر نے فرمایا لا نامہ
مجھے دے نقابدار نے نامہ پیش کیا جسوقت امیر نے نامہ پڑھا اور حال مرتد ہوجانے دارا بن داراب کا
معلوم ہوا غصہ سے آگ ہوگئے اور فرمایا خیر کچھ پروا نہین خدا ہے ما بزرگ است جاؤ اے نقابدار کہدینا
اپنے خداوند مردود سے کہ اب تو ہم ہی نے تیری خداوندی کی قلعی کھولی اور یا تو نے ہمین مارا بجوا طبل جنگ کل
سمجھا جائیگا نقابدار اس طرف روانہ ہوا یہان ہر سردار کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے جو جاتا ہے مرتد ہوجاتا ہے سب
حالت پر دارا کی افسوس کر رہے تھے ناگاہ لیلی شب نے اپنی زلف دراز کو بکھرایا اور صورت سوگوارون کی
بنائی شفق شام نے میدان خونین کا رنگ دکھایا مہتاب جہانتاب سپر سیمین سنبھالے ہوئے چرخ نیلی پر نمودار
ہوا لشکر کفار میں سنکھ پھکنے لگے فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی ہر شخص اپنے اپنے طریقہ کے موافق
طاعت الٰہی مین مصروف ہوا کہ یکایک آواز طبل جنگ کان مین آئی امیر کشور گیر نے بھی بحمایت رب قدیر
کوس حربی بجنے کو حکم فرمایا یہان نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا تیاری حرب وپیکار ہونے لگی جوانان آزمودہ
کار سلیح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار پر صیقل کرتا تھا کوئی خنجر کو زہر آلود کر رہا تھا کوئی تیرون کو سیدھا
کر رہا تھا کہ نشانہ پر ٹھیک بیٹھین خطا نہ کرین کوئی سنان نیزہ کی آب بڑھا رہا تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ہر طرف
آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے
صبح برآمد ہوئی اہل اسلام نمازون سے فراغ حاصل کرکے عازم میدان کارزار ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے
تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا ادھر بادشاہ لشکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ سالار لشکر صلصال بن دال
بن دیو بن شماہ جادو میمنہ پر نقابدار سیہ پوش میسرہ پر نقابدار سفید پوش ادھر داہنی جانب لندھور ثانی
بائین جانب مالک ثانی حارث بن سعد بادشاہ لشکر امیر بمرتبۂ افری وصاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر
کھڑے ہوئے ناگاہ بیرق دار نکلے جھاڑی جھنڈی کا لکر ہٹا دی پستی و بلندی بصد تیر دستی برابر ہوئی سقون نے آب پاشی
کرکے گرد کو بٹھایا نقیبانے بلند آواز ہر صف کے قریب قریب آئے نقابت کرکے نکل گئے کہ اے بہادرو
یہی روز نام و ننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے مرنا ہر طرح برحق ہے جیسے آج ویسے کل مگر خیال کرو شعر
رستم نہ رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے
بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا تلوارین نیامون سے نکلی پڑتی تھین بعضون کے قدم صفون سے
آگے بڑھ آتے تھے افسرنے پھر ان سب کو دبا دیا تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہاروت شیرزن نے مرکب اپنا
نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی لاجورد شاہ نے اسکی پشت پر ہاتھ مارا
اور کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ روکے ہاروت بار دگر مرکب اپنا سوار ہوکر میدان مین آیا

سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت یہ پسینے مین غرق ہوگیا زمین پر نیزے کو گاڑ دیا دم کو
آراستہ کرکے آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے
مقابلے کو یہ نیزہ میرا نخل حیات کو ہر شخص کے قطع کرتا ہی یہ سننا تھا کہ شاہزادہ جمہور جہان سوز نے مرکب اپنا پرے سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ حوالے خدا کے کیا جمہور نے مرکب
چمکا کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی جمہور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے ہارونت
کے ہوائی کیا ہارونت نے غصہ مین آکر خنجر کا وار کیا جمہور نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ مارا بیچ کمر پر پڑا ہارونت
کے دو ٹکڑے ہوئے تمام فوج کفار تھرا گئی جمہور مظفر و منصور میدان سے پھرا لیکن یہ حال دیکھکر بھائی ہارونت
کا ماروت میدان مین آیا اسکو گرز پر ناز تھا آتے ہی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنے فرامرز عاد مغربی نے نکلکر مقابلہ کیا ماروت نے گرز کو سر پر چرخ دیکر فرامرز پہ وار کیا فرامرز نے
وار اسکا سر عمود پر روک کر جو گرز مارا تو ماروت کو مع مرکب پیوند خاک کر دیا غرضکہ آج کی میدان داری
مین بارہ سردار لشکر کفار کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اہل اسلام نہایت شاد و خرسند نقارہ شادمانی
بجاتے ہوئے میدان سے پھرے کفار نہایت محزون و غمگین اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے مع سرداران اسلام
و بادشاہ عالی مقام لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنی آکر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے وہان
لاجورد شاہ روتا پیٹتا سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا تمام سرگذشت بیان کی تمثال آئینہ رو نے
حکم دیا کہ خبر لاشین ان سرکشون کی دریاے حمرت مین پھینک دو یزدان شر سمجھائیگا ہم پھر انھین زندہ کرینگے
کیونکہ انھین نے غرور کیا جو انکی یہ حالت ہوئی مگر ہم حکم دیتے ہین کہ کل کے روز رویین تن مقابلہ کرین اور
بجے طبل قہاری یہ سنتے ہی نقارے پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی پھر تیاری جنگ ہونے لگی سرکار
لشکر اسلام کے مخبر لپکے خدمت مین جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجا لاکے
عرض کی کہ گروہ کفار مین طبل بجا ہی اور یہ بھی سنا گیا ہی کہ کل رویین تنون سے سامنا کرنا ہوگا امیر نے فرمایا کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی امیر کشورگیر مع فوج و لشکر نماز سحری سے
فراغ حاصل کرکے میدان کارزار مین تشریف لائے لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و نہیب دیکر
نکل گئے تھے کہ لشکر کفار مین سے ایک گبر بہت بڑے قدکا کرگدن سیاہ پر سوار مرکب کو چمکا کر سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد شاہ نے کہا ای غضب خداوند ملک محروس رویین تن جا تجھکو
خداوند کے ید قدرت کے سپرد کیا ان مسلمانون کو غارت و تاراج کر محروس رویین تن سلام رخصت کرکے
میدان مین آیا نیزہ زمین پر گاڑکر نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان آگاہ ہو و ہوشیار رہو جاو ہر کہ داند
داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم قہر خداوند تمثال آئینہ رو یعنی ملک محروس رویین تن جسکو تمناے مرگ و آرزوے
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ عدیل بن عادی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ انکے توند کی طرف دیکھکر کچھ مسکرائے اور فرمایا کہ لڑنے
والے بہت ہین آپکے جانے کی کیا ضرورت ہی آپ تو داروغہ بارگاہ ہین لڑنے بھڑنے کا آپکے وہی وقت ہے
جب کوئی حریف بارگاہ چھیننے کو آئے عدیل نے عرض کی کہ جانباز اسی روز کے واسطے ہوتے ہین اب اگر

مین واپس جاؤنگا اور مقابلہ نہ کرونگا تو لوگ مجھپر ہنسینگے لہذا اب اجازت عنایت ہو بادشاہ اسلام نے مجبوری
اجازت حرب وپیکار عنایت فرمائی عدیل بن عادی سلام کرکے اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے
اول تگادرجلی بعد اسکے نیزہ بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے محروس کے ہوائی کیا محروس غصہ سے لال
ہوگیا اور پکارا کہ واقع مین تم خدا پرستوں سے نیزہ بازی کرنا تو بالکل ہی بیکار ہے نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
جمال بازی تیغ بازی راست بازی سبکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہتے ہی تلوار نیام سے کھینچ لی اور سر
عدیل پر وار کیا عدیل نے وار اسکا سپر پر روکا لیکن تلوار اسکی نہایت عمدہ تھی اور محروس جوان بھی
زبردست تھا تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کیا اور خود کو بھی مثل کاسہ حباب کے کاٹا چار انگل زخم پیشانی پر آیا
عدیل نے سر نیچے کھینچا مگر توند کو نہ سمیٹ سکے تیغہ لنگر دار تھا سر سے نکل کر جو توند پر گرتا ہے یہ معلوم ہوا کہ شہیدی
تربز مین ٹانکے تک گئے بھنڈارا کھل گیا یہ دیکھتے ہی بھائی انکے دوڑ پڑے اور عدیل کو میدان سے پھیر لائے
محروس نے نعرہ کیا کہ ہے کوئی بہادر جو نکلے یہ سنتے ہی کرب غازی جھپٹ پڑے اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان کارزار کا رخ کیا محروس کرب کو آتے دیکھکر بعزم نگاور زنی جھپٹا مگر چونکہ گردن واسپ مین نگاور
نہین چل سکتی لہذا کمر بند خالی دیا اور پھر باگون کو موڑ موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار نوبت
شمشیرزنی کی آئی آخرکار کرب دلاور بھی ہاتھ سے محروس کے زخمی ہوے اسیطرح شام تک سترہ جوانان اسلام
محروس نے زخمی کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج کفار نہایت شاد اور
اہل اسلام غمگین واپس آئے دوسرے دن جب صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے
نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ پھر محروس میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ یکایک لشکر اسلام مین علمہاے
سبز جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ انجم گروہ نے مرکب گلگون باختری کی باگ لی سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آئے مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد بپروردگار کیا بدیع الزمان بار دگر
مرکب پر سوار ہوکے اور قصد میدان کارزار کا کیا تیغ زنی ہونے لگی لڑتے لڑتے حسب اتفاق گھوڑے نے
بدیع الزمان کے ٹھوکر لی خود سر سے نیچے گرا تیغہ محروس کا سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اتر گیا بدیع الزمان نے
دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا محروس نے نعرہ کیا
کہ زودم دلیپن کردم لوگ دوڑ پڑے اور بدیع الزمان کو پھیر لاے بعد بدیع الزمان کے شاہزادہ
نورالدہر نے مقابلہ کیا لیکن یہ بھی زخمی ہوے اب پرا بند ہوگیا دست راستیون کی صف سے جتنے
نامی تھے سب زخمی ہوے شام کو محروس طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا اہل اسلام نہایت محزون
وغمگین واپس ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا لیکن محروس نے جاتے ہی پھر طبل بجوا دیا تیاری جنگ ہونے
لگی جسوقت صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے محروس میدان مین آیا اور پکارا کہ باش ای گروہ
خدا پرستان دیکھا تمنے کہ دو روز مین کیا حال کیا ہے جتنے زوردار تھے سبکو زخمی کیا لشکر حمزہ کا ایک بازو
تھا جو زبردست تھا اسکو توڑ دیا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اب بھی تم لوگ سرکشی سے باز آؤ اور اطاعت خداوند تمثال
آئینہ رو کی منظور کرو ورنہ یقین جانو کہ اس سے بدتر حال کردونگا یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب مانگی بادشاہ نے
فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان ہے جاؤ بدیع الملک سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا

محروس نے کہا او اجل رسیدہ تو کیا کریگا جو میرے مقابلے کو آیا ہی جا پھر جا کیونکہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی
بدیع الملک نے جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی لاضرب بہادری کی یہ میدان جنگ ہی نہ کہ صحبت وعظ
و پند یہ سنتے ہی محروس کو غیظ آگیا اور وہی تیغہ جس سے دو روز تک برابر صبح سے تا شام اہل اسلام کا
خون بہا ہی نیام سے کھینچ لیا اور سر بدیع الملک پر وار کیا بدیع الملک نے مرکب کو اشارہ کیا اور
آتی تلوار کو خیال مین کر کے دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑور کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور
بند کمر پکڑ کر زور کیا محروس نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے یہانتک کہ گھوڑے لنگرون
کی تاب نہ لا سکے آخر بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیا اور مصروف تلاش ہوے جھگڑا کا کشتی کا بندھا
افسران فوج آگے بڑھ آئے قریب سے تماشاے جنگ وجدال دیکھنے لگے یہانتک کہ تمام دن کشتی رہی محروس بھی
صرف روئین تن نہین ہی بلکہ شہزور بھی ہی جب بدیع الملک اسے نیچے پکڑ لاتے ہین ہاتھ چیر کر صاف نکل جاتا ہی
اور جب محروس بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہی یہ بھی نکل جاتے ہین دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے
ہین کہانتک گذارش کیا جاے کہ قریب شام بدیع الملک نے لنگر محروس کا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ باش او گبر نابکار اب کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین محروس ہنسا
اور کہا کہ او بیوقوف اس سے کیا ہوتا ہی کہ تو نے زور مین مجھے پست کیا خداوند تمثال آئینہ رو نے موت تو میری
بنائی نہین ہی تلوار مجھپر اثر نہین کرتی خنجر میرے جسم کو کاٹ نہین سکتا پھر تو میرا کیا کریگا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو غصہ آگیا اور سر گردن سے کھینچ کر پھینک دیا لاشہ محروس کا پھڑک کر ٹھنڈا ہوا کفار مین ایک خروش بلند
ہوا کہ غضب کیا اس خدا پرست نے ارے مار لو جانے نپاے اسنے قہر خداوند کو ڈھا دیا محروس ایسے شخص کو
مار ڈالا یہ سننا تھا کہ کئی کرور کی فوج یورش کر کے چلی اور بدیع الملک کو گھیر لیا شاہزادہ نے جلدی سے
مرکب پر بیٹھکر لڑنا شروع کیا جسے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب کے اسکے چار ٹکڑے کر کے پھینکو چورنگ ہوائی کاٹا
کسی کا سر تن سے صاف قلم کر دیا جب ہاتھ کی صفائی اور برش شمشیر صاعقہ بار کی دیکھی بادشاہ
اسلام نے بھی فوج کو حکم دیا سرداران دست راست و دست چپ دوڑ پڑے عقب سے اور فوج آپڑی
تلوار چلنے لگی اتنے اتنے بڑے دو لشکرون مین جنگ مغلوبہ کا ہونا ایک قیامت کبرا بپا تھی ہر طرف تلوار ڈنگی
بجلیان چمک رہی تھین بارش خون ہو رہی تھی ڈھالون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی تیرون کی بوچھار تھی
کمانین کڑک رہی تھین سر دریاے خون مین مانند حبابون کے تیر رہے تھے جوانان بازو زرہ پوشون کے
کٹکر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام بلا مین پھنسکر پھڑک رہی ہی اس غضب کی تلوار چلی کہ آن واحد مین
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے صلصال نے دیکھا کہ اہل اسلام لشکر کو پامال کر کے آج ہی خاتمہ کر دین گے
لاجورد شاہ سے کہا کہ جلد طبل امان بجوا دیجیے لاجورد شاہ نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر علیحدہ ہوے
امیر ثانی بدیع الملک پر سے زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے زخمیون کا علاج ہونے لگا
لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنی کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور
بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ خرنیس روئین تن بھائی محروس کا ابھی شہر خروسیہ سے آیا ہی اور حال
قتل اپنے بھائی کا سنکر نہایت برہم ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین ہی ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و
بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا بر طرف

اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان قتال ہوئے جس وقت صفین آراستہ ہوئیں نقیب
نقیب دیگر نکل گئے خرلیس مرکب کو جھکا کر سامنے تخت لاجوردشاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی کہا جاؤ تمھیں سپرد کیا
خداوند متعال کے خرلیس میدان میں آیا بعد سلیح شوری بسیار نعرہ کیا کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے کل میرے بھائی کو مارا یہ
سنتے ہی بدیع الملک نے اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان میں آئے اول نیزہ بازی ہوئی
بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا پس زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا اور کھینچکر تیغہ آبدار کا جو ہاتھ
مارنا چاہا بدیع الملک نے بھی چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدوں ناگہاں پانوں گھوڑے کا موش خانہ میں جا رہا تیغہ سر تک
بیٹھا خرلیس نے جھٹکا مارا نادوا برو دم تک گیا دوستانہ مارا تیغہ جھکا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غش
طاری ہوا اتنا خرلیس نے چاہا کہ سر بدیع الملک کا کاٹ لوں کہ شاہزادہ کیخسرو دوڑ پڑے بدیع الملک کو
ہٹاکر مقابلہ کیا لیکن ہاتھ سے خرلیس کے زخمی ہوئے بعد کیخسرو کے ایرج نوجوان میدان میں آئے یہ بھی زخمی
ہوئے فنا تک پیارہ سردار زخمی ہوئے جب رات ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے کمپ کو گئے کفار
نہایت شاد و دلشاد اہل اسلام غمگین و پریشان کہاں تک گذارش کیا جائے کہ تین دن کے میدان داری میں
خرلیس نے بھی بائیں صف خالی کر دی دستے چیپوں میں جتنے نامے تھے سوا شہریار نامدار کے سب زخمی ہوئے
لیکن چوتھے روز خرلیس اترے کرتا تھا اور برا تنا ہو تھا کوئی مقابلے کو نہ سکے تو نکلتا تھا کہ یکایک لشکر شہریار
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے جا کر اجازت مانگی
بادشاہ اسلام نے دستی سر پشت پر تھپکاری اور فرمایا کہ نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا جاؤ پروردگار عالم نگہبان
ہو شہریار سلام کر کے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے خرلیس کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی شہریار نے
نیزہ دشمن پہ نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا خرلیس نے تلوار ماری شہریار نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ
کیا لیکن تلوار جو پڑی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیے شہریار نے شمشیر کو کھینچا تلوار سپر کو کاٹ کر پڑھی
گردن مرکب شہریار کی قلم ہوئی شہریار نے جو دیکھا کہ مرکب مارا گیا گھوڑے سے کود پڑا مرکب تو مرکب اتنا زی
ہوکر تمام ہو گیا لیکن شہریار نے سر پنجہ میں کر گردن خرلیس کے اڑا کر چاروں پاؤں مضبوط تھام کر بھیجا مارا سر سے
بلند کر لیا اور گھما کر ایک شیب کی طرف لیچلا اس زور پر شہریار کے کفار میں ایک خروش بلند ہوا اہل اسلام آواز
دینے لگے خرلیس نے دیکھا کہ اب جان بچنے نہیں معلوم ہوتی کر گردن پر سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر شہریار پر
دوڑا شہریار نے کر گردن خرلیس پہ پیچ مارا خرلیس نے خالی دیا اور قریب شہریار کے ہو کر وار کیا شہریار نے
ٹھیکی دی کہ تلوار بیٹ ٹوٹا بند دست پہ ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ شہریار نے کمر
خرلیس کا توڑا اور سر پر خنجر و بکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پہ چڑھ بیٹھے اور تقاضائے بدین اسلام کی خرلیس نے مثل طوطے
کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا شب نہایت خوش ہو کر کفار غمگین میدان سے پھرے بادشاہ اسلام شہریار پر سے
زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے خرلیس مسلمان ہو جانے سے سپاہ اظہار ہو گیا تھا قید نہ کیا بلکہ
شہریار نے اپنے خیمے کے برابر اسکا خیمہ بھی برپا کیا لیکن طیفور شیر دل عیار شہریار کو اطمینان نہوا شہریار سے
کہا مجھے یقین نہیں خرلیس مسلمان ہوا ہے کیونکہ اسکے چہرہ پر سیاہی کدورت ہنوز باقی ہے شہریار نے کہا یہ اثر تجھ میں
تیرے داد کا ہی آج سے کبھی تو نہیں دہشت ہوا کرتی تھی شہریار کے منہ سے طیفور آگاہ تھا اسوقت تو خاموش ہو رہا لیکن
جس وقت شب ہو گئی اور شہریار آرامگاہ میں گیا اور خواب ملنے ہوئی طیفور نے اکثر شہریار کو بیہوش کیا اور ایک دو سرے

خیمہ مین پہونچادیا اور بجاے شہریار ایک کافر کو کہ یہ لشکر کفار سے گرفتار کرلایا تھا شہریار کی صورت بناکر پلنگ پر
لٹا دیا اور آپ ایک گوشہ مین چھپ رہا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیاہ پوش
نگاہین بچاتا ہوا داخل خیمہ شہریار ہوا تلوار برہنہ ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی قریب پلنگ کے پہونچتے ہی ایک
ہاتھ مارا کہ شہریار نقلی کا سر علیحدہ ہو گیا اور یہ سیہ پوش نکلکر بھاگا طیفور نے اس خیمہ مین جہان یہ شہریار کو لیگیا
تھا آکر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کرکے لاش دکھائی پس یہ دیکھتے ہی شہریار اسی وقت مرکب پر بیٹھکر طرف
بارگاہ لاجورد شاہ کے روانہ ہوا قریب زیر قیطول پہونچے یہ وقت وہ تھا کہ تمثال آئینہ رو دریچے سے سر
نکالتا تھا کہ تمام خلقت اسکو سجدہ کرتی ہی کہ یکایک خربیس خرم و شادمان پہونچا آواز دی کہ یا خداوند مین اپنے
دشمن کو ہلاک کرکے آیا ہون اس اثنا مین شہریار بلاے بیدرمان کی طرح سر پر پہونچا خربیس نے پلٹ کر
تلوار ماری اور کہا تجھے تو مین قتل کر آیا تھا کیا خداوند نے پھر تجھ مین روح پھونکدی شہریار نے کہا بچایا مجھکو
تیرے شر سے پروردگار عالم نے اور ہندوستانی پکڑکر جھٹکا دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو جھٹکا مارا سر زمین سے
بلند کرکے زمین پر مارا اور چیر کر پھینک دیا اس وقت تمام لشکر کے سامنے شہریار نے اس جرات و بہادری سے
خربیس کو مارا کہ سب تھرا گئے بعد ہلاک کرنے خربیس روئین تن کے شہریار ذوالفقار نے اپنے دل مین
کہا کہ یہانتک تو آیا ہون تمثال آئینہ رو نابکار کو بھی قتل کرون یہ وہ نابکار ہی کہ جس نے اپنی صورت
نحس و سحر آگین دکھاکے داراے بن داراب کو مسخر کر لیا دیکھتے ہی اس نالائق کی صورت کو اس
سوختہ بہادر نے اسکو سجدہ کیا پس ایسے مردود کو ضرور قتل کرنا چاہیے اور انتقام داراے بن داراب کے
سجدہ کرانے کا لیجیے یہ باتین اپنے دل مین کرکے قدم اپنا در بند نسیم بہار کی طرف بڑھایا یہ در بند نسیم بہار
ایک باغ پر بہار کا نام ہی جو مانند گلشن شداد کے ہی اور اسی باغ سے راستہ قیطول پر جانے کا ہی الحاصل جب شاہزادہ
شہریار راہ طی کرکے قریب در باغ پہونچا نہ طاق آدم خوار کہ ایک سردار زبردست بڑا سے بمحافظت حکم تمثال
آئینہ رو کے در باغ پر تھا کہ سوارون کی جماعت سے سرکش تھا دیکھتے ہی شاہزادہ شہریار کو اپنے مردان
سپاہ سے کہنے لگا ہوشیار ہوجاؤ کہ شہریار اس طرف آتا ہی سواران سپاہ جلد مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوے
نہ طاق آدم خوار بھی فوراً مسلح ہو گینڈے پر سوار ہوکے جملہ سوارون کو ساتھ لیکے آگے بڑھا اور للکارا کہ اے
شہریار خبردار ادھر آنیکا ارادہ نکر اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا اول تو مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی کوئی قوت مین نہوگا دوسرے میرے ہمراہ ایک لاکھ سواران نمود
کار ہین تو اکیلا ہی کیا لڑیگا ضرور مارا جائیگا شاہزادہ موصوف نے جواب دیا او بیدین تو مجھے عبث ڈراتا ہے
میں ضرور در بند نسیم بہار سے قیطول پر جاؤنگا تیرے خداوند نابکار کو تہ تیغ کرونگا اگر تو سد راہ ہوگا تو تجھے بھی
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری کیا حقیقت ہی مین نے جو تجھسے زیادہ شجاع تھے انہین قتل کیا ہی اور یہ تیرے
ہمراہ لاکھ سوار کیا ہین مین ان سے نہین ڈرتا جس وقت میری برق شمشیر چمک کر گریگی خرمن حیات ان
سبکا باقی نرہیگا نہ طاق آدم خوار نے یہ سنکے برہم ہوکے تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر جملہ سوارون کو
ہمراہ لیکر شاہزادہ پر حملہ کیا ادھر شاہزادے نے بھی تلوار علم کی جب کفار نے چہار طرف سے گھیر کر تیرون پر تیر اور نیزون پر
نیزے لگائے شہریار بھی آتش سے لڑنے لگا کفار کو شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرنے لگا یہان تو
شہریار مصروف کارزار ہی لیکن احوال لندھور جانشین حمزہ صاحبقران مالک اژدر کا لکھا جاتا ہے

کہ یہ دونون بہادر واسطے شکار کے صحرا مین گئے تھے وحوش وطیور کا شکار کر رہے تھے ناگاہ عین شکار گاہ مین ایک
شخص سے یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ شہریار تنہا برائے قتل تمثال آئینہ رو جانب قیطول گیا ہی وہان نہ طاق آدم
خوار سے کہ ایک لاکھ سوار اُسکے ساتھ ہین لڑ رہا ہی سواران نابکار چہار جانب سے اُسے گھیرے ہین ارادہ
قتل کرنے کا رکھتے ہین بس یہ خبر وحشت اثر سُنتے شکار گاہ سے بصد عجلت اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جانب دربند
نسیم بہار چلے بعد قطع راہ قریب دربند مذکور پہونچے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی شہریار متواتر نعرے
کر رہا ہی کفار کو قتل کر رہا ہی ہر چند سواران نابکار کو قتل کرتا ہی مگر ہجوم کافران چندان کم نہین ہوتا ہی یہ جنگ
دیکھ کے دونون بہادرون نے یکے بعد دیگرے نعرے کیے بعدہ لندھور جانب دست راست اور مالک بطرف دست
چپ لشکر کفار پر حملہ آور ہوے سواران نابکار کو بضرب شمشیر و نیزہ قتل و ہلاک کرنے لگے شہریار نعرہ
لندھور و مالک کا سُنکے خوش ہوا نہ طاق اور اُسکے ماتحت جمیع سوار پریشان خاطر ہوکے دل مین کہنے لگے
بُرا ہوا کہ شہریار کی مدد کو یہ دو بہادر آئے ہم شہریار ہی کو قتل نہ کر سکتے تھے اسکے ہاتھ سے عاجز تھے
اب لندھور و مالک بھی آ گئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین دل مین کرکے دلیرانہ مصروف جنگ ہوے
لندھور و مالک سے بھی لڑنے لگے لندھور و مالک سواران بیدین کو پے در پے قتل کرنے لگے انبار لاشون کے
لگانے لگے ادھر تو یہ دونون بہادر علیحدہ علیحدہ لڑ رہے تھے اور شہریار اُنسے لڑ رہا تھا کہ ناگاہ نہ طاق آدم خوار
لڑتا ہوا سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ موصوف کے مارا شاہزادہ عالی
وقار نے تیغہ اُسکا سپر پر روک کے نعرہ کرکے شمشیر آبدار اُسکے سر پر غرور پر اسطرح لگائی کہ خود کو کاٹکر تا کمر
اُتر آئی بیدین مذکور دو ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا اُسکے قتل ہونے سے اُس شکست جو سوار تھے وہ پسپا ہوے
شہریار آگے بڑھا سواران بیدین کو قتل کرکے بمشکل تمام در باغ پر پہونچ کے اندر باغ کے گیا سواران
نابکار روک نہ سکے یہ دلیرانہ آگے بڑھا لندھور و مالک سواران مذکور سے لڑ رہے تھے کہ صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو کہ ہمراہ لاجورد شاہ کے بھاگ کر یہان آیا ہی اور قبل اسکے آنا اس نابکار کا لکھا
گیا ہی ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ کو بھی مع فوج ساتھ لیکے خداوند تمثال آئینہ رو کی خیرخواہی
و مددگاری کو لازم جان کے خبر شہریار کے آنے کی سُنکے جلد تر آکے دربند نسیم بہار پر پہونچ کے سواران کفار کا
شریک ہوکے لندھور اور مالک سے لڑنے لگا اول تو پہلے ہی لڑائی ہو رہی تھی اب لاجورد شاہ اور صلصال
کے جمعیت آنے سے زیادہ لڑائی ہونے لگی یہان تو جملہ کفار ان مذکور لندھور اور مالک کا سر کاٹنا
چاہتے ہین تیر و نیزہ و شمشیر لگا رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال شاہزادہ شہریار کا
درج کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر اندر باغ مذکور کے پہونچا تمثال آئینہ رو گھبرایا افسران سپاہ و پہلوانان زبردست
جو اُسکی خدمت مین حاضر تھے اور مقرب بارگاہ اُسکے تھے اُنسے کہنے لگا کہ اے بندگان خاص مین آگاہ ہو کہ ایک
بندہ جاہل و سرکش میرا اسقدر مجھسے منحرف ہوگیا ہی کہ اندر نسیم بہار کے آگیا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی تیغ بکف بالاے
قیطول آکے مجھے ایذا دے چونکہ مین خداوند رحیم المزاج ہون اپنے ہاتھ سے اپنے ایک بندہ جاہل کو غارت
و ہلاک و تباہ و برباد کرنے مین تامل کرتا ہون لہذا تم لوگ فرداً فرداً جاکے اُسے روکو اگر باغ سے چلا جاے
تو خیر ورنہ سر اُسکا تیغ سے کاٹ لو یہ سُنکے اول سنج خضران دیو بند کہ ایک سردار نہایت زبردست ہے
قیطول پر سے اُتر کر گنبد سے پر سوار ہوکے سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کیا اے شہریار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا

غضب کیا تو نے کہ اس جگہ آیا غضب خداوند سے نہ ڈرا یہ کہکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر سر پر شاہزادہ
موصوف کے لگایا شہریار نے چاہا تھا کہ ضرب تیغہ مذکور سپر پر رد کیجیے ابھی سپر اٹھائی تھی کہ یکایک گھوڑے نے
سکندری کھائی جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور بائیں ہاتھ کو واسطے ضرب تیغ رد کرنے کے سیدھا
کرے کہ دفعتًا تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور خود کو کاٹ کر تا ابرو پہنچ آیا اُس وقت شاہزادہ شجاعت شعار نے
بکمال جرأت وہمت دانستہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن خون زخم سر سے اسقدر بہا کہ سراپا تر ہو گیا ضعف سے
مرکب پر غش آنے لگا آنکھیں بند ہونے لگیں مانند بادہ خوار دن کے زخم کاری کھا کے جھومنے لگا خضران نابکار
نے چاہا کہ سر شاہزادہ موصوف کا تیغ سے جدا کرے اور خداوند کے پاس لے جاے یکایک شہریار نے آنکھیں کھولیں
حریف کو آمادہ قتل دیکھ کے غصہ آیا اُسی حالت زخمداری میں تلوار اُسکے سر پر لگائی ز سر تا پشت فرس تیغے
ہٹ کے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی وہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرنے لگا ساتھی اُسکے
خضران نابکار بھی گھبرا کے زمین پر گرنے لگا اسی حالت میں شہریار نے مرکب اپنا بڑھا کے اس طرح اُسپر
تلوار لگائی کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اب راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرے شہریار اُسکو قتل
کرکے خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ اگر اس نابکار نے مجھے زخمی کیا تو میں نے بھی اُسکو قتل کیا اب خواہ میں زندہ
رہوں یا نہ رہوں دشمن سے عوض بخوبی لے لیا ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا اور زخم سر سے
لہو بہہ رہا تھا دمبدم ضعف بڑھتا جاتا تھا گھوڑے پر بیٹھنا دشوار تھا کہ یکایک خرلیس یک چشم فیل
گردن نے خضران کو دو پرکالہ دیکھکر بعد غضب مرکب پر سوار ہو کے قریب شہریار کے آکے یہ نعرہ کیا
کہ او خداپرست کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کرکے تیغ علم کرکے چاہا کہ سر تن سے
جدا کرے ناگاہ شہریار نے پھر آنکھیں کھولیں حریف کو قریب اپنے دیکھا پھر غصہ آیا تلوار کے قبضہ کو مستحکم ہاتھ میں
لیا اور کہا او نابکار گو میں زخمی ہوں مگر تجھسے لڑونگا کیا مجال تیری کہ تو سر میرا کاٹ سکے خرلیس یک چشم نے
غضبناک ہو کے تیغہ کا وار کیا شاہزادہ نے خالی دیا پھر اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی اپنے تئیں بچایا یہان تو
شہریار حالت زخمداری میں خرلیس نابکار سے لڑ رہا ہے لیکن اب حال دیگر لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مہران
بن عمرو نے کسی سے حال شہریار کا سن کے لشکر اسلام میں جا کے پہلے خدمت بدیع الملک میں گیا اور عرض کیا
کہ اے شاہزادۂ ذیوقار آپکو معلوم ہو کہ شب گذشتہ خرلیس رومی تن نے یہ طریقہ دشمنی کا کیا تھا کہ اپنے
دانست میں شہریار کو قتل کرکے جانب قیطول روانہ ہوا تھا شہریار اُسکی دشمنی سے آگاہ ہو کے اب
اُسکے تعاقب میں گیا ہے میں نے سنا ہے کہ دربند نسیم بہار میں پہونچا ہے وہاں کفار سے لڑ رہا ہے کافروں کا ہجوم ہے
وہ تنہا ہے لہذا اُسکی مدد کے واسطے آپکا جانا ضرور ہے بدیع الملک یہ خبر سنکے مرکب پر سوار ہو کے تنہا جانب
دربند نسیم بہار روانہ ہوا بعد قطع راہ در باغ پر پہونچ کے نعرہ کرکے کفار پر گرا صدہا کافروں کو قتل کرکے
اندر باغ کے گیا حسب اتفاق اُس وقت پہونچا کہ خرلیس یک چشم و فیل گردن شہریار کو حالت زخمداری
میں قتل کیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو میں آپہونچا ہوں یہ کہکے آگے بڑھ کے
شہریار کو ہٹا کے خود کافر مذکور سے سامنا کیا اُس نے برہم ہو کے کہا اے خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے
حریف مجروح کو میرے ہاتھ سے بچایا اندر اس باغ کے چلا آیا خیر کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
روی یہ کہکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ بدیع الملک کے لگایا ادھر شاہزادہ موصوف نے وار اُسکا سپر پر رد کرکے

ایسی شمشیر اسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بدیع الملک اسے قتل کرکے خوش ہوا ہنوز
شاہزادہ بدیع الملک نے خرلیس ملعون کو قتل کیا تھا کہ شہریار بوجہ زخم کاری اور کثرت ضعف سے
گھوڑے سے زمین پر گرا بدیع الملک کو رنج ہوا فی الفور نابین پر اسکے آیا مزاج پوچھا پھر ارادہ کیا کہ زمین
سے اٹھائیے یکایک قیماس تیغزن کہ ایک سردار و پہلوان زبردست ہی بالائے فیطول سے اتر کر گینڈے
پر سوار ہوکے اندر باغ مذکور کے آیا اور نعرہ کیا ای خدا پرستان وای بے ادبان تم ایسے مقام متبرک بہشت
خداوند میں چلے آئے غضب کیا نکل جاؤ یہاں سے ورنہ پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
تمکو کچھ خوف قہر خداوند سے نہیں ہی بدیع الملک نے دلیرانہ جواب دیا دیئے دین کیا بیہودہ بکتا ہی اتو
ہم اس باغ میں آئے ہیں تجھکو قتل کرکے فیطول پر جا پہنچینگے تیرے خداوند نابکار کو قتل کرینگے تیرا خداوند نابکار
کیا ہی کہ جس سے ہم ڈریں ہم دہ بہادر ہیں کہ سوا اپنے معبود کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں قیماس تیغزن نے
یہ کلمات زشت سن کے برہم ہوکے تیغہ بدیع الملک کے سر پر لگایا اس بہادر نے سپر اٹھائی چاہا کہ تیغہ
حریف کو سپر پر ردکیے چونکہ تقدیر میں زخمی ہونا تھا دفعتًا پاؤں مرکب کا ایک موش خانہ میں جاتا رہا
گھوڑا گرنے لگا ہاتھ بدیع الملک کا کج ہوا جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور دست چپ کو جسمیں سپر تھی
مقابل اپنے سر کے سیدھا کرے تیغہ حریف مذکور کا سر پر پڑھی گیا خود کاٹ کے تا دو ابرو اترا یا بدیع الملک نے
سنبھل کے وانستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سے خون مانند آب پرنالہ کے بہنے لگا سراپا خون میں
نہا گیا قیماس زخمی کرکے خوش ہوا ہنوز کافر مذکور زخمی کرکے خوش ہوا تھا کہ بدیع الملک نے بھی اسی
زخمداری میں جسارت کرکے یوں شمشیر اسکے سر پر لگائی کہ خود کو اسکے کاٹ کر تلوار سر میں در آئی پھر مانند
قطرہ آب کے صراحی گردن میں آئی وہاں سے صندوق سینہ کو دیکھ بھال کے خم شکم پر شراب سے گذر کر
کمر کو کاٹکر پشت سے گینڈے کے گذر کر زمین پر آئی اور ایک وجب زمین میں در آئی قیماس تیغزن مع گینڈے کے
چار ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا گا ؤزمین تھرا گئی کیونکہ یہ ملعون نہایت جسیم تھا مانند کوہ کے تھا شاہزادہ بدیع الملک
ہرچند حریف مذکور کو قتل کرکے شادمان ہوا لیکن زخم کاری سے اور بکثرت خون نکل جانے سے ضعیف و ناتوان
ہو گئے آنکھیں بند کرنے لگا مرکب پر جھومنے لگا جب یہ بہادر آنکھیں کھو لتا شہریار سے مخاطب ہوکے کہتا
کہ ای برادر ہم تمہاری اسوقت کیا خبر لیں دیکھو ہم بھی زخمی ہوئے ہیں قریب ہی کہ مرکب سے تمہارے پاس
گر پڑیں اب ضعف سے مرکب پر بیٹھا نہیں جاتا ہی شہریار بیہوش تھا اس بہادر کو کیا جواب دیتا بدیع الملک
پر کیفیت خاموشی ہوا تھا کہ ناگاہ فیطول پر سے عنقا سے فیل سر کہ یہ بھی نہایت ہی زبردست و قوی ہیکل سردار
تھا اترا اور گینڈے پر سوار ہوکے گرز گران سر ہاتھ میں لیکے نعرہ کرکے قریب شاہزادہ موصوف کے آیا ہنوز
اس نابکار نے گرز بالائے سر بدیع الملک نہیں مارا تھا کہ اس لڑائی کی خبر سرکاروں سے امیر ثانی تک پہنچی
فی الفور جملہ سرداران موجودہ اور تمامی اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکے اپنے لشکرگاہ سے جانب دربند نسیم بہار
روانہ ہوئے یہاں عنقا سے فیل سر نے چاہا تھا کہ گرز گران سر کو گردش دے کے سر بدیع الملک پر
لگاکے پیوند خاک کیجیے پھر سر بدیع الملک اور فرق شہریار کو تیغ سے کاٹ لیجیے کہ ناگاہ لندھور بن
سعدان ان روانے سہندوستان گنہگار کو تہ تیغ کرکے راہ پاکے اندر دربند نسیم بہار کے گیا وہاں جاکے دیکھا کہ
عنقا سے فیل سر بدیع الملک پر گرز لگایا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر نعرہ کیا او نابکار کیا کرتا ہی دست خود را

نگہبان کہ باہم رسید یہ عنقاے فیل سر نیزہ لندھور سے دبل کر تھا پھر پکارا او لندھور مجھے ثابت ہوتا کہ یہان تجھکو تیری قضا لیکر آئی ہے اسوقت میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا لندھور نے جواب دیا او نابکار اگر میری زندگی باقی ہے تو کچھ اندیشہ نہین تو مجھکو ہرگز ہلاک نہ کرسکیگا انشاء اللہ مین ہی تجھکو قتل کرونگا عنقاے فیل سر نے مانند فیل مست کے جھوم کے اور چنگھاڑ کے چند کلمات سخت زبان پر جاری کرکے گرز گرانبار سر پر لندھور کے مارا ادھر اس بہادر نے ضرب اُسکی بالاے گرز روک کے خود بھی اُسپر بقوت تمام گرز مارا وہ ملعون ضرب گرز روک نہ سکا ہاتھ جو اُسکا کچ ہوا گرز لندھور کا اُسکے سر پر غرور پر اس طرح پڑا کہ وہ اور گنبد اُسکا دونون باہم ملکر گوشت کا لوتھڑا ہوکے خاک پر گرے بدیع الملک نے تعریف ضرب مذکور کی لندھور نے کہا یہ نابکار کیا تھا اگر ضرب گرز میری سر کوہ پر پڑتی تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا کہ بدیع الملک اپنے مرکب سے بوجہ ضعف و زخم کاری کے خاک پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا لندھور کو صدمہ ہوا دل مین کہنے لگا کیا کرون کیونکر بدیع الملک و شہریار کو خاک سے اُٹھاؤن ہوش مین لاؤن اُن کا علاج کرون یہان اس وقت اعدا کا سامنا ہے مرہم موجود نہین ہے رشتہ و سوزن بھی پاس نہین ہے کہ زخم سر کے ٹانکے لگاؤن ابھی لندھور اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نقیباے خرس پیشانی کہ پہلوان زبردست ہے پیدا ہوا قریب آکے اُسنے کہا او لندھور غضب کیا تو نے کہ در نہد نسیم بہار مین اپنا قدم نحس رکھا عنقاے فیل سر کو ہلاک کیا ہوشیار ہوجا کہ اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے تو بھاگ نہ سکیگا مین وہ شجاع و بہادر ہون کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون ہنگام جنگ قہر خداوند ہون لندھور نے دلیرانہ جواب دیا او کافر و بدزبان کیا بکتا ہے وہ باتونی خاموش رہ تو مجھکو کیا قتل کریگا اگر چاہا میرے معبود نے تو ابھی مین تجھکو مانند عنقاے نابکار کے ہلاک کرتا ہون اسقدر گھبراتا کیون ہے پاس عنقاے فیل سر کے تجھے بھی بھیجے دیتا ہون وہ دوزخ مین تیرا منتظر ہوگا تو اُس سے جاکے ملنا نقیباے خرس پیشانی نے تقریر اس بہادر کی سنکے نہایت برہم ہوکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچ کے خبردار خبردار کہکر کہکے سر پر مارا ادھر لندھور نے سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب لندھور نے کہ اس وقت مرکب پر سوار تھا سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا تیغہ سر پر پڑ گیا خود کو کاٹکر چار انگل سے کچھ زیادہ سر مین در آیا لندھور نے سنبھل کے اُسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو اُسکا سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن یہ بہادر نہا گیا نقیباے خرس پیشانی زخمی کرکے خوش ہوکے ہنسا پھر بڑھ کے چاہا کہ سر کاٹ لیجیے تامل نہ کیجیے کافر مذکور واسطے سر کاٹنے کے بڑھا ہی تھا کہ لندھور نے اُسی عالم زخمداری مین اُسپر تلوار لگائی اُسنے اپنے تئین تو پیچھے ہٹا کے بچا یا لیکن مرکب یا گینڈا اُسکا مارا گیا اُس نے زمین پر کود کر ارادہ کیا کہ نیزہ سے اب اُس دلاور کو ہلاک کیجیے ہنوز نیزہ اُٹھایا تھا کہ مالک اژدر در باغ پر کفار کو قتل کرکے راہ پاکے اندر باغ کے آیا اور لندھور کو زخمی دیکھکر اور نقیبا خرس پیشانی کو آمادہ اُسکے قتل کرنے پر پاکے نعرہ کیا کہ او نابکار کیا کرتا ہے میرے سامنے لندھور کو قتل کیا چاہتا ہے او نامرد کیا مجروح سے لڑتا ہے اگر کچھ دعواے بہادری ہے تو مجھسے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا او خدا پرست آگاہ ہوکہ مین تو لندھور ہی کو قتل کرتا پھر تجھسے لڑتا مگر تو نے ایا ہے تو ایسا کہتا ہے کہ اب مجھکو لازم ہوا پہلے تجھسے لڑون پھر اب تجھکو قتل کرون تو بعد اسکے لندھور کو ہلاک کرون یہ کہکے نیزہ سینۂ مالک اژدر پر لگایا چونکہ مالک اژدر وہ بہادر ہے کہ صاحب نیزہ دوسرے ہے نیزہ بازی مین مشہور آفاق ہے اُسکے نیزہ لگانے سے مسکرایا

بعد مسکرانے کے اپنے نیزہ پر اُسکے نیزہ کو بسہولیت روکا پھر نیزہ سے اُسکو ہلاک کیا اور ارادہ قیطول پر
جانے کا کیا بلکہ چند قدم جانب قیطول بڑھا ہنوز مالک اژدر سمت قیطول جاتا تھا لندھور بسبب زخم کاری
کے مرکب پر جھوم رہا تھا کہ سامنے سے بہرام شیر سوار پیدا ہوا اُسنے مالک کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او
خدا پرست بے ادب کہاں آیا ہے مقام ادب ہے خداوند بالائے قیطول میں تو سمت خداوند نیزہ نکبت جاتا ہے خبردار
آگے قدم نہ بڑھا میں آپہونچا تجھے سزائے سخت دونگا سر تیرا تیغ سے کاٹ لونگا یہ نعرہ کرکے قریب مالک کے تیغ کا
وار کیا مالک نے سپر دوش سے لیکر چاہا کہ ضرب تیغ بھی سپر پر روکے چونکہ ستارہ طالع ان بہادروں کا
بدیہی مقدر میں بالفعل زخمی ہونا اور قید ہونا ہے اسی سبب سے سرداران لشکر اہل اسلام پہلوانان زبردست
کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے جیسا کہ لکھا گیا ہے مانند انکے مالک بھی اس طرح زخمی ہوا کہ وقت سپر اُٹھانے
کے گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ تو پیچ ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ سیدھا کرے تیغ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا
اور خود وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا بہادر مذکور نے اُسی حالت میں بصد دلاوری داستانہ مارا تیغ تو
سر سے نکل گیا مگر زخم سر سے بکثرت خون جاری ہوا ہوا جو زخم میں لگی اور طبیعت بے لطف ہوئی ضعف سے
طاقت گھوڑے پر بیٹھنے کی نہ رہی غش سا آنے لگا ابھی مالک کا یہ حال تھا کہ لندھور اپنے مرکب سے بالائے
خاک گرا مالک اژدر پشت فرس پر ابھی بیٹھا تھا حال ابتر تھا کہ بہرام شیر شکار واسطے سر کاٹنے مالک
اژدر کے بڑھا اس اثنا میں صاحبقران اعظم یعنی برادر امیر ثانی کہ صلب سے صاحبقران اول کے
ہیں اور بطن سے ملکہ آسمان پری کے ہیں اور نہایت شجاع و بہادر ہیں اور حال انکا مولف نے بمقام مناسب
وقائع میں لکھا ہے لشکر سے آگے بڑھ کے دربند نسیم بہار پر آئے اور جو کفار سد راہ تھے اُنکو قتل کرکے
اور ہٹا کے اندر باغ کے در آئے باغ میں جاتے ہی دیکھا کہ شہریار اور بدیع الملک اور لندھور زخمی
پڑے ہیں مالک بھی زخمی ہے بہرام شیر سوار انہیں قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر غیظ آیا نعرہ کیا او نابکار
شیر دار مالک اژدر پر نہ تلوار نہ لگا نا میں آپہونچا مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا او خدا پرست اگر تو آیا ہے تو خیر آ میں
تجھکو قتل کرکے اس اپنے حریف کو قتل کرونگا یہ کہکے وہی تیغ خونچکان سر صاحبقران اعظم پر لگایا اس
شجاعت شعار نے بار دہ پر اُسکے تیغ کی نظر کرکے تامل کیا جب تیغ قریب سر کے آیا چالاکی سے اُسکے بند دست
پر ہاتھ ڈال دیا پھر اُسکے ہاتھ کو مروڑ کے تیغ چھین لے اُسکی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے
پشت فرس سے اُٹھا کے گردش دیکے سر سے بلند کرکے پوچھا او نابکار حالا در شناختن معبود حقیقی چہ میگوئی
اُسنے جواب دیا ہزار جانیں میری ہوں تو خداوند تمثال آئینہ رو پر فدا کردوں میں سوا خداوند کے تمہارے
خدا کو سجدہ نکرونگا صاحبقران اعظم نے یہ سنکے غضبناک ہوکے اس طرح بزور اُسکو خاک پر ٹپکا کہ وہ
پیوند خاک ہوگیا استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے روح جانب سقر پرواز کر گئی صاحبقران اعظم اُسکو
قتل وہلاک کرکے شکر خدا کا کرکے آگے بڑھے کہ سامنے سے ایک سردار نہایت زبردست مسمی مبہوت
دیو بند گینڈے پر سوار پیدا ہوا اُس سے آگے بعد گفتگوے بسیار صاحبقران اعظم سے مقابلہ کیا
وقت جنگ صاحبقران اعظم اُسی طور سے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے جسطور سے لندھور اور مالک
وغیرہ زخمی ہوئے ہیں بعد انکے زخمی ہونے کے داخلہ بدیع الزمان کا دربند نسیم بہار میں بطریق مذکور
ہوا بعد جنگ بدیع الزمان نے مبہوت دیو بند کو قتل کیا پھر قیطول پر سے بہرام شتر سوار نامی

ایک سردار زبردست آیا اُسنے بدیع الزمان کو زخمی کیا کہانتک یہ جنگ عظیم مفصل تحریر کی جائے کہ طول کا خیال ہی خلاصہ اس جنگ کا یہ ہی کہ سوا سو سرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے یکے بعد دیگرے اندر در بند نسیم بہار کے گئے اور بہت سے سرداران لشکر کفار کو قتل کرکے زخمی ہوکے گھوڑون سے گر کے بیہوش ہوکر اندر باغ مذکور کے اگر سوا سو سرداران لشکر اسلام زخمی ہوے تو کئی سو سرداران لشکر تمثال آئینہ قتل ہوے جب اس لڑائی کو اسقدر طول ہوا اور امیر ثانی بعد قطع راہ بجمعیت سپاہ در بند نسیم بہار پر پہونچے اور لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال اور انکی سپاہ و دیگر سواران کفار سے لڑنے لگے سردین و نابکارون کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش میدان جنگ مین گرنے لگی ڈھیر سرون کے انبار لاشون کے ہونے لگے جوے خون کافران بہنے لگی لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بخشگان کی رائے سے پیچھے ہٹنے لگے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے جوانان اہل اسلام دلیرانہ بڑھنے لگے حتی کہ در بند نسیم بہار تک اہل اسلام لڑتے ہوے پہونچے اُس وقت جوانان لشکر اسلام نے چاہا تھا کہ یکبارگی اندر باغ مذکور کے جائین پھر قبطول پر پہونچ کے تمثال آئینہ رو کو قتل کرین کہ ناگاہ ایک جانب سے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تاریکی محیط عالم ہوئی آفتاب عالمتاب نے اُس تاریکی مین ڈر کے منھ اپنا چادر ابر سے چھپایا ہواے تند ایسی چلی کہ انسان و حیوان حرکت مین آئے بلکہ بعض بعض جگہ باد تند کے جھونکون سے مردم و وحشی اُڑ اُڑ گئے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے بلکہ کوہ کثرت باد تند سے حرکت مین آئے غبار از حد بلند ہوا روز روشن رشک شب دیجور ہو گیا وہ اندھیرا اُس سیاہ آندھی کا ایسا تھا کہ شاید تاریکی قبر کافران سے زیادہ تھا اور پردۂ ظلمات کے اندھیرے سے بڑھا ہوا تھا یا سیاہی دل کافران سے سوا تھا جوانان عشاق کو وہ تاریکی بدتر از سیاہی شب فرقت معلوم ہونے لگی گو اُس آندھی اور اندھیرے مین اکثر اہل اسلام نے واسطے دفع ہونے آندھی کے بآواز بلند اذان کہی اور کفار نے اپنے خداوند کو پکارا اُس سے اعانت چاہی مگر وہ آندھی دفع نہوئی بلکہ کچھ بھی کمی نہوئی اُسوقت خضران بن عمر و نے کہ رکاب مرکب امیر ثانی کی پکڑے ہوے تھا امیر ثانی سے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر مجھکو یہ آندھی اصلی معلوم نہین ہوتی کبھی مین نے اپنی زندگی مین ایسی آندھی آتے نہین دیکھی ہے نہ کسی بزرگ سے سُنی ہی یقیناً یہ کسی ساحر کی آمد ہی یا کسی ساحر زبردست کا سحر ہی لہذا آپ واسطے دفع ہونے اس تاریکی سحر کے اسم اعظم پڑھیے امیر ثانی نے عیار مذکور کے عرض کرنے سے کچھ سنگریزون اور خاک پر اسم اعظم الٰہی دم کرکے وہ خاک اور سنگریزے سوے فلک پھینکے فی الفور ببرکت و تاثیر اسم اعظم الٰہی وہ تاریکی دفع ہوئی ہواے تند موقوف ہوئی روشنی ہوئی امیر ثانی وغیرہ جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ لشکر ہمارا علیحدہ ہی اور سپاہ لاجورد شاہ و صلصال و سواران سپاہ تمثال آئینہ رو جو در بند نسیم بہار پر جمع تھے اور لڑ رہے تھے علیحدہ ہین درمیان بڑا ایک دیوار سر بفلک کشیدہ ہی دروازہ باغ یعنی در بند نسیم بہار کا ایسا بند ہو گیا ہی کہ کھولنا اُسکا ممکن نہین ہی بلکہ کوئی اُسکے پاس جا نہین سکتا ہی خضران بن عمرو نے یہ حالات دیکھ کے امیر ثانی سے عرض کیا ای امیر با توقیر جو مین نے عرض کیا تھا وہ خلاف نہ تھا اُسکے اسم پڑھنے سے تاریکی دفع ہو گئی یہ دیوار پہلے حائل نہ تھی اب نظر آتی ہی یقیناً یہ دیوار بھی سحر سے نمایاں ہوئی ہی اس دیوار پر بھی چند سنگریزے اسم اعظم دم کرکے لگائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے پر عمل کیا دیوار

مذکور دفعتاً نظر سے معدوم ہوگئی اب جو مردمان لشکر اسلام نے دیکھا تو سپاہ کفار نظر آئی اُس وقت امیر ثانی
تمام اپنے لشکر کو لیکر سوے کفار مذکور بڑھے لاجورد شاہ وصلصال وطلخال ونجنگان و دیگر کفار نے
تاب جنگ نہ لاکر نہایت خائف و ترسان ہو کے یہ تدبیر اپنی جان بچانے کی کی کہ یکبارگی بآواز بلند امان
طلب ہوے اُنکے امان طلب ہونے سے موافق قاعدہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام نے اپنے مرکب کو روکا اور
جملہ اہل اسلام نے اپنے اپنے ہمراہیون سے فرمایا کہ اب قدم آگے نہ بڑھانا یہ لوگ طالب امان ہوے ہین
ہمنے انکو اس وقت امان دی ہے یہ ارشاد امیر ثانی سُن کے سب جوانان لشکر اسلام رُکے کوئی آگے نہ بڑھا
یہان کا تو یہ حال تھا جو درج کیا گیا مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ سبب آنے آندھی سیاہ کا یہ ہوا تھا کہ
ہاروت جادو جو معتقد و خیرخواہ و معاون تمثال آئینہ رو کا ہے اور داروغہ بیابان حشر کا تمثال آئینہ رو
کی طرف سے ہے وقت جنگ مذکور آیا تھا اُسنے اپنے سحر سے اہل اسلام کو کفار سے علیحدہ کر دیا تھا
اور در باغ کو اپنے سحر سے محکم بند کر دیا تھا اور درمیان مابین اہل اسلام و کفار کے ایک دیوار سر
بفلک کشیدہ حائل کر دی تھی جسکا حال لکھا گیا جب ساحر مذکور بزور سحر امور مذکور کر چکا در باغ نسیم بہار مین
گیا سو اسو سرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے جو وہان زخمی بیہوش پڑے تھے اُنکو بزور سحر ابر سحر یا تخت سحر
پر ڈالکر سوے فلک بلند ہوا بعد اسکے ایک پرچہ قرطاس و قلم و دوات نکالی اور بعد القاب خداوند
تمثال آئینہ رو کے یہ عبارت درج کی کہ اے خداوند آپ کو معلوم ہو کہ حال اس جنگ عظیم کا جبکہ مجھے معلوم ہوا
مین اپنے مسکن سے بصد عجلت یہان آیا اور آپ کے معتقدون کو اور لاجورد شاہ وصلصال کو بزور سحر
اہل اسلام سے علیحدہ کر دیا در باغ کو اپنے سحر سے بند کیا لاشے اہل اسلام کے بزور سحر اٹھا کے سوے بیابان حشر
جاتا ہون وہان پہونچکر ان سب زخمیون کو قید کرونگا اطلاعاً عرض کیا گیا اب آپ کچھ تردد و فکر کسی طرح کی
نکیجیے گا باطمینان تمام قیطول پر تشریف رکھیے گا اہل اسلام کی طرف سے خاص اسوقت کچھ اندیشہ نکیجیے گا مین نے
بخوبی بندوبست اپنے سحر سے کر دیا ہے اور یہ جملہ امور مین نے عجلت مین کیے ہین اگر جلدی یہ امور نہ کرتا تو
اچھا نہوتا اہل اسلام قیطول تک آجاتے آپ کو ایذا پہونچاتے تلوار یا تیر لگاتے خیر اس وقت تو جلدی مین
یہ امور کیے گئے ہین آیندہ اہل اسلام کے قتل کے لیے کوئی تدبیر معقول کیجیا گی زیادہ کیا عرض
کیا جائے یہ عبارت پرچۂ قرطاس پر جب لکھ چکا سحر پڑھا فوراً ایک پنجہ سحر کا پیدا ہوا اُس پنجہ سحر کو ساحر
مذکور نے وہی پرچہ دیا اور کہا اے پنجۂ دست سحر یہ کام کر کہ اس عرضی کو میری خداوند تمثال آئینہ رو تک
پہونچا دے پنجہ مذکور عرضی مسطور لیکر ادھر روانہ ہوا ادھر ہاروت جادو سوے بیابان حشر کہ جسے قید خانہ
کہتے ہین روانہ ہوا چونکہ قیطول کے دریچہ مین تمثال آئینہ رو از حد مضطرب و متفکر بیٹھا تھا اہل اسلام سے
خوف جان کا تھا چہرۂ منحوس اُسکا متغیر تھا کہ پنجہ ہاروت جادو نے قیطول پر جا کے عرضی مذکور آغوش تمثال
آئینہ رو مین ڈال دی اور خود ایک سمت جا کے غائب ہوا تمثال آئینہ رو نا بکار نے اُس عرضی کو اُٹھا کر پڑھا ہاروت
جادو سے بہت خوش ہوا وہ تردد جو تھا دفع ہوا اور اپنے کشتگان کے باب مین اپنے معتقدون سے کہا کہ
ان سب کو ہمارے دریاے رحمت مین ڈالدو ابھی دیوالی اور جگمگ جلا کے روز ہم ان سبکو زندہ
کر دینگے معتقد اُسکے حسب الحکم اُسکے کاربند ہوے ادھر امیر ثانی بعد امان طلب کرنے لاجورد شاہ وغیرہ
کے در باغ نسیم بہار سے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے بعد داخل ہونے امیر کے بادشاہ لشکر اسلام

بھی بارگاہ مین داخل ہوے رونق افزاے تخت حکومت ہوے سرداران لشکر موجود تھے وہ بھین بیسار
بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت امیر ثانی نے باپاے بادشاہ لشکر اسلام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج دربند
نسیم بہار پر جسقدر مردمان سپاہ ہمارے لشکر کے قتل ہوے ہین اُنکو وہان سے اُٹھا کے بمقام مناسب
موافق شریعت ابراہیمی دفن کرو اور شمار اُنکا کرو ہم بھی اُنکے دفن کرنے مین شریک ہونگے
ملازم مذکور حسب الحکم امیر ثانی دفن وکفن نماز وغسل کشتگان مین سرگرم ہوے جب سبکو دفن
کر چکے امیر ثانی ہر ایک کی قبر پر روے سورۂ فاتحہ قبرون پر پڑھا ثواب اُسکا اُنکی روحون کو بخشا اور کہا
اے بہادرو تم تو اس دار فنا سے سوے عالم روانہ ہوے شدائد جانکندنی و قبر کی ایذاے فشار سے
نجات حاصل کر چکے ہم ابھی زندہ ہین ہمکو جو تکلیفین تمپر گذر گئین ہین اپنے اوپر اُٹھانی ہین تم جنان مین
داخل ہو کر ہماری فرقت مین نہ گھبرانا جلد تر ہم بھی تمسے آکے ملینگے کیونکہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے
کیا معلوم کب اجل آئے اسکا یقین نہین ہے کہ سو پچاس برس تک ابھی زندہ رہینگے ہنوز امیر ثانی یہ فرما رہے
تھے اور ہر ایک قبر پر رو رہے تھے آنسو بہا رہے تھے اکثر قبور سے لپٹ لپٹ کے نالہ کر رہے تھے کہ
ملازمون نے بڑھکے دست بستہ عرض کیا حضور اب گریہ وزاری موقوف کرین ان جانبازون
کے واسطے اسقدر رنج و بُکا نہ کرین صبر کرین کہ صابرون کا بڑا مرتبہ ہے امیر ثانی اُن لوگون کے سمجھانے سے
قبور سے اُٹھے اور قطع راہ کر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے پھر حکم دیا کہ آج جو لوگ ہمارے لشکر مین زخمی
ہوے ہین اُنکا علاج کیا جائے حسب الحکم جراح علاج اُنکا کرنے لگے یہان تو امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین
بیٹھے ہین علاج زخمیون کا ہو رہا ہے مگر اب حال ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار سایبان حشر مین
پہونچا اور سریر تخت سحر اپنے سے زخمیون کو اُتار کر دیکھا سبکو مجروح بہت پایا کے جراحون کو طلب کر کے کہا کہ یہ
اہل اسلام اور ہمارے دشمن جان ہین لیکن یہ حال اُنکا ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے لہذا انکے زخمون مین
ٹانکے لگاؤ اور پٹیان مرہم کی انکے زخمون پر چڑھاؤ جسوقت یہ اچھے ہونگے انکے باب مین جو حکم خداوند
کرینگے وہ کیا جائیگا جراحون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا جب سب بہادرون کے زخم سیئے گئے اور
پھاہے پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دی گئین ہاروت جادو نے سبکو میدان حشر مین کہ مراد سایبان
حشر سے قیدخانہ ہے ڈال دیا حال ان بہادرون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر اب حال تمثال آئینہ رو کا
لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار اپنی فوج کے کشتون کو دریاے رحمت مین ڈال چکا اہل اسلام کی سرکشی پر برہم ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آج کی شب ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوا دو حمزہ کی
تا کجا اب ہمکو بھی ان بندگان جاہل پر غصہ آیا ہے انکو غارت و معدوم کر دینگے یہ سنکے مقربان بارگاہ نے حسب الحکم
لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے
وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین سن کے جلد تر بارگاہ سلیمانی مین گئے اور موافق قاعدہ بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا و سلام کر کے ثنا و دعا زبان پر جاری کر کے یون عرض کرنے لگے کہ اے
بادشاہ دین پناہ و اے امیر ذیجاہ اس وقت تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا
ہے ارادہ اُسکا یہ بدی پیش آنے کا ہے عجب نہین کہ وقت صبح لشکر اُسکا میدان کارزار مین آئے امیر ثانی نے
باپاے بادشاہ لشکر اسلام فرمایا کہدو کہ نقارہ نواز ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی چوب نقارہ رزمی

پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ہرکاردن نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی غرض ادھر اور اُدھر نقارہ وطبل جنگی بجایا گیا جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی پس حال جنگ سے باخبر ہوکے درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ہوے کفار کچھ سمجھے نہایت شاد و خرم تھے کبھی آلات حرب وضرب کی درستی کرتے تھے گاہ آلات حرب وضرب کی درستی سے دست بردار ہوکے باہم کہتے تھے ہمین درستی آلات حرب وضرب سے کیا غرض ہی صرف میدان جنگ مین جانا ہی اور چلے آنا ہی ہمسے کوئی نہ لڑیگا نہ ہم کسی سے لڑینگے فقط میدان جنگ مین جاکے سیر لڑائی کی بلکہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھین گے کبھی کفار دف وغیرہ حالت نشہ مین خوش ہوکے بجاتے تھے اور جو ذہن مین آتا تھا گاتے تھے کسی کافر کو کچھ اندیشہ نہ تھا ذرا بھی طبل جنگ بجنے اور میدان جنگ مین صبح کو جانے کا خیال و ملال نہ تھا جو نامرد و بزدل تھے وہ بھی طبل جنگ بجنے سے بہت خوش تھے باہم کہتے تھے کہ جلدی یہ رات کہین بسر ہو صبح کو ہم میدان جنگ مین جائین وہ سیر جنگ دیکھین کہ کبھی کسی نے شاید نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسی کوئی سیر کبھی دیکھے گا ایسی لڑائی اور تباہی و بربادی اہل اسلام کی ہوگی کہ جو دیکھین گے انھین حیرت ہوگی اہل اسلام کو تردد تھا درستی آلات حرب وضرب کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے جاتے تھے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی سامنا کفار سے ہوگا نہین معلوم کیا باعث ہی کہ خود بخود دل پہ ہجوم ملال ہی جب ذکر جنگ ان کفار کا کرتے ہین دل دھڑکتا ہی خدا خیر کرے آثار اس جنگ آیندہ کے لقا ہر اچھے معلوم نہین ہوتے ہین ہم کسی لڑائی مین ایسے ہراسان اور پریشان خاطر نہین ہوے ہین جیسے آج کی شب ہوے ہین سواران لشکر اسلام و پیادے تو باہم ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے اُٹھ اُٹھ کے آبدیدہ ہوکے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا یہ شب غنیمت ہی جو باتین کرنا ہو کرلو جو راز دلی کہنا ہو کہہ لو جو نصیحت و وصیت کرنا ہو کرلو خطا و قصور ہمارا عفو کرو و زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا معلوم کل کیا ہو میدان جنگ سے زندہ فرودگاہ سپاہ پر پھر کے آئین یا نہ آئین جنگاہ مین قتل ہوجائین لازم ہی کہ ہم تم اس وقت غسل سنت کرکے دعا سے توبہ پڑھ لین پھر بجاے لباس کفن پہن لین باین خیال کہ مبادا غسل و کفن میسر ہو یا نہو لیکن امیر ثانی نے جو ہرکارون کی زبانی یہ سنا تھا کہ صبح کو تمثال آئینہ رو لشکر اپنا ہمراہ دو نقابدارون سیاہ و سفید کے میدان کارزار مین بھیجے گا اور وہ دونون بلاے بیدرمان ہین اس سبب سے امیر ثانی کو بھی تردد تھا دل مین کہتے تھے خدا خیر کرے خبر تو سننے مین آئی ہی دیکھیے نقابدارون سے کیا فعل ظہور مین آتا ہی غرض اسی تردد و تفکر مین اہل اسلام نے وہ شب بسر کی جب صبح ہوئی امیر ثانی و جملہ اہل اسلام نے نماز سحر پڑھی بعد نماز دعا خدا سے کی پھر سب مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوے پیادون نے کمرین باندھین بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ موجودہ نے بصد ادب سلام کیا شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا لیکر رخ سوے میدان نبرد کیا سواری بادشاہ موصوف کی جانب میدان مصاف چلی امیر ثانی وغیرہ سردار و غیر سردار ہمراہ رکاب ہوے لشکر مانند بحر زخار کے طرف عرصۂ کارزار روانہ ہوا اس وقت لشکر کا ہمراہ بادشاہ موصوف کے آہستہ آہستہ جانا صحرا مین سبزہ کا لہلہانا ستارون کا نہان ہونا آفتاب کا برآمد ہونا قابل دید تھا گو اہل اسلام سوے میدان نبرد چلے جاتے تھے لیکن متردد تھے جب شاہ موصوف میدان کارزار مین پہونچے سواری رکی جملہ خاص و عام بھی ٹھہرے امیر ثانی انتظار فوج اعدا

سے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اس طرف سے سیاہی لشکر کفار کے عیان ہوئے آمد آمد
فوج کفار ظاہر ہوئی جب سپاہ کفار قریب آئی جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ آگے آگے لشکر کے دو نقابدار
ہین ایک نقابدار سیاہ پوش ہی اور دوسرا نقابدار سفید پوش ہی پیچھے اُنکے ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی علم اُسکے
لشکر سپاہ مین علامت و نشان سپاہ کافران کی ہی ہنوز جملہ مسلمان دیکھ رہے تھے کہ نقابداران مذکور بمقابلہ
لشکر اسلام آکے ٹھہرے بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی ہر دو لشکر اس وقت بایماے نقابداران مذکور
و بادشاہ لشکر اہل اسلام سے لقبا اور کرٹ کیبف دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے
آئے پہلے لقبا نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کے کہا اے جوانان تہور شعار و اے دلیران نامدار
آگاہ ہو کہ آج کے دن تمھاری ہمت و بہادری کا اس میدان کارزار مین امتحان ہوگا تمکو ان کافرون سے لڑنا ہوگا
دیکھو وقت جنگ قدم پیچھے ہٹنے نہ پائے آبرو بڑھ کے گھٹنے نہ پائے تم بہادر و شریف ہو آبا و اجداد
بھی تمھارے جری و بہادر تھے ذرا اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا بزدلی سے باز رہنا خوف جان سے کہین نہ
بھاگنا سر میدان جنگ عزت اپنی اور اپنے بزرگون کی نہ گنوا دینا یہ دنیاے دو روزہ ہے حیات بھی
اہل دنیا کی چند روزہ ہی کچھ ہماری اور تمھاری زندگی کا اعتبار نہین ہی یہ حیات وہ ایک حباب ہے کہ
جسکو قیام و ثبات ایک مدت تک یقینی نہین ہی پس ایسی زندگی بے ثبات مین وہ کارنمایان کرو کہ بعد مرگ
جس سے نام تمھارا اور تمھارے بزرگون کا دنیا مین باقی رہے چرچا تمھاری شجاعت کا زبان زد خلق رہے
یہ کہکے لقبا خاموش ہوے کرٹ کیبون نے اپنے لشکر کے جوانون کی طرف دیکھ کے اُنسے مخاطب ہو کے بآواز
بلند کہا اے دلاوران بے نظیر و اے بہادران قلعہ گیر دیکھو آج سامنا ان اہل اسلام سے ہی یہ لوگ وہ ہین کہ ہمارے
اور تمھارے دشمن جان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین قتل کرنا انکا ہمارے نزدیک واجب ہی
لہذا وقت جنگ جنگگاہ سے نہ بھاگنا منھ لڑائی سے نہ پھیرنا بڑھ بڑھ کے ان لوگون کو قتل کرنا سر میدان جنگ
نام پیدا کرنا ہر چند کہ تمھارے لڑنے کی ضرورت نہو گی صرف یہ نقابدار ہی اہل اسلام سے لڑینگے تمسے
احتیاطاً یہ کہا گیا ہی کہ شاید جنگ مغلوبہ ہو تو بہادری کرنا دلیرانہ لشکر اسلام سے لڑنا بزدلی و نامردی سے
عزت و آبرو اپنی نہ کھونا یہ کہکے کرٹ کیبت اپنی جگہ سے ہٹ گئے لقبا سے خوش تقریر بھی جنگگاہ سے سرک گئے
جوانان ہر دو لشکر لقبا اور کرٹ کیبوت کے آمادہ جنگ کرنے سے شوق جنگ مین بیتاب تھے صفوف لشکر سے
براے جنگ نکلا ہی چاہتے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش سیاہ نقاب منھ پر ڈالے سب کے پہلے صف لشکر سے
نکلا ناظرین نکتہ چین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سفید پوش وہ نقابدار ہین کہ جنکی آنکھونکو
نقباے جادو مالک طلسم آبگینہ نے بہزار فکر و تردد خاص اپنے سحر و دیگر ساحران نامی کے سحر کی شرکت
و تدبیر و راے حکماے حاذق سے براے ہلاکت دشمنان سحر بند و فسون ساز ایسا کیا ہی کہ سیاہ بذات
الٰہی اور جو نقابین انکے رخون پر پڑی ہین وہ بھی سحر بند ہین آنکھون مین انکے یہ اثر ہی کہ جسکو نقاب اٹھا کے
دیکھ لیتے ہین اور جو انھین انکے کہنے سے چہرہ انکا دیکھ لیتا ہی اور آنکھ سے آنکھ چار کرتا ہی فی الفور اُسے
ایسی گرمی معلوم ہوتی ہی کہ پسینہ اُسکے تن سے بیحد جاری ہوتا ہی یہانتک کہ گوشت تمامی تن کا بہت جلد پسینہ
سیاہ یا سفید ہو کے بہجاتا ہی استخوان باقی رہ جاتے ہین نظر نقابداران مذکور مین عجب طرح کی سمیت ہی کہ
سیاہ سانپ سے بھی بڑھی ہوئی ہی کیونکہ سانپ انسان کے یا حیوان کے جب کاٹتا ہی تو زہر تن مین چڑھ جاتا ہے

اور باعث ہلاکت انسان و حیوان ہوتا ہی یہ نقابدار فقط ایک نظر حریف کو دیکھکر اور اُسے اپنے رُخ کو دکھا کر
آنکھ سے حریف کے آنکھ ملاکر ہلاک کر دیتے ہین کوئی تدبیر جانبری کی ہو نہین سکتی ہی اُنکی آنکھ کیا ہی گویا چہرہ
اجل ہی جو شخص اُنکی آنکھون سے اپنی آنکھین لڑاتا ہی یا نظر بھر کے اُنکی آنکھون اور رخون پر نظر کرتا ہی وہ گویا
تیغ قضا مشاہدہ کرتا ہی فی زمانہ بمثال آئینہ روے اہل اسلام سے عاجز ہو کے براے بربادی و ہلاکت
اہل اسلام نقباے جادو کو نامہ لکھ کے انکو طلب کیا ہی القصہ نقابدار مذکور صف لشکر سے نکل کے بیچ مین
دونون لشکرون کے آیا مرکب کو بروک کر کے بآواز بلند پکارا اے امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے بھیج امیر ثانی نے تقریر نقابدار کی سنکے مڑکر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام گرد بن خاقان
چین نعرہ صفت لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے جاکے اجازت جنگ چاہی امیر باتوقیر نے فرمایا آپ ایسے نقابدار
بلاے بے درمان کے سامنے نجایئے اس سے مقابلہ و مجادلہ نکیجیے آپ ہمارے والد ماجد کے رفقا سے ہین
ہم آپ کو بجاے امیر تصور کرتے ہین بس لشکر مین جا بیٹھیے اور کوئی بہادر فوج سے نکل کے اس
نقابدار سے مقابلہ کریگا خاقان موصوف نے کہا اب تو مین صف لشکر سے نکل آیا اگر اس نقابدار سے
لڑنے کو نجاؤنگا تو باعث میری بےعزتی و کم ہمتی کا ہوگا آپ کچھ تردد نکرین اگر میری زندگی باقی ہی تو ابھی
اس نقابدار کو قتل کر کے واپس آتا ہون امیر ثانی نے یہ سنکے مجبور ہو کے اجازت دی خاقان موصوف
مرکب پر سوار ہو کے اپنے احباب و اعزہ سے مل کے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کر کے سامنے نقابدار مذکور
کے گئے مرکب کو بروک کر کے طالب ضرب ہوے نقابدار مذکور نے بغیر رجز پڑھنے اور نام اپنا ظاہر کرنے اور نام حریف
دریافت کرنے کے نیزہ اُٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے خبردار کہکے نیزہ
سینہ بہرام گرد بن خاقان چین پر لگایا اس بہادر نے اگرچہ بوجہ پیری کے دست و پا مین قوت نہ تھی مگر
نیزہ حریف کو نہایت چالاکی سے اپنے نیزہ پر رد کیا پھر اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی پھرتی سے
وار رد کیا اسیطرح تھوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی آخر کار خاقان نے ایسا بند نادر نیزہ کا باندھ کے سنان
نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکال دی وہ چمکتی ہوئی دور جاکر گری اہل اسلام خوش ہوے کفار کو اس
سنان نیزہ کے نکل جانے کا ذرا بھی رنج نہوا خصوص نقابدار سیاہ پوش کو مطلق ملال نہوا ندامت و شرمندگی
ذرا بھی نہوئی بلکہ بعوض خجالت و غصہ کے مسکرا کے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا کے پکار کر کہا اے پیر زمین گیر
میرے چہرہ پر نظر کر میری آنکھ سے آنکھ ملا پہچان مجھکو کہ مین کون ہون خاقان موصوف نے کہ پیمانہ اجل
انکا لبریز ہو گیا تھا بے تامل اُسکے چہرہ پر نظر کی اُسکی آنکھون سے آنکھین ملائین دیکھتے ہی اُسکو حال
متغیر ہوا آگ دل و جگر بلکہ تمامی اعضاے تن مین گویا لگ گئی گرمی اسقدر معلوم ہونے لگی کہ مرغ روح
قفس تن مین بیتاب ہونے لگا بہادر موصوف بے اختیار نالہ و آہ کرنے لگا گوشت پسینہ سیاہ ہو کر بکثرت تن سے
بہنے لگا ادہر نقابدار سیاہ پوش نے حریف کو صورت اپنی دکھا کے نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی ادہر امیر ثانی
نے حال زار خاقان پر نظر کر کے چند سرداروں اور کچھ ملازمون سے کہا جلد جاکر خاقان کو میدان جنگ سے
لے آؤ حسب الحکم سردار دوڑ گئے خاقان کو جنگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل مرکب سے اُتار کر بارگاہ مین
لیجاکر مسہری پر لٹایا حکما نے بحکم امیر ثانی جاکر ہر چند براے صحت تدبیر کی چند در چند علاج کیے لیکن خاقان کو مطلق
کچھ نفع نہوا دمبدم حال متغیر ہوتا گیا یہانتک تغیر حال ہوا کہ قبل ایک ساعت کے انتقال کیا

اس ذیجاہ کے مرنے سے جملہ خاص و عام لشکر اسلام کو صدمہ و ملال ہوا ہر ایک آبدیدہ ہوا امیر ثانی نے بعد صدمہ
بسیار کے اکثر اشخاص کو حکم تجہیز و تکفین کا دیا ہی ابھی مردمان لشکر خاقان چین پر گریہ کناں تھے اور سامان اسکے
دفن و کفن کا کر رہے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش مذکور نے بہ آواز بلند امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی کب تک
بہرام بن گرد خاقان چین کو روئیے گا اسکے مرنے کا صدمہ کیجیے گا یہ جنگگاہ ہے جائے گریہ و بکا نہیں ہے میں دیر سے
منتظر اپنے حریف کے آنے کا ہوں لہذا اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی نے
ضبط گریہ کر کے مڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام شتر خوار نے صف لشکر سے نکلکر امیر ثانی کو
کہا کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اجازت جنگ طلب کی امیر نے اجازت دی نامبردہ
گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب کو جولان کر کے سامنے نقابدار سیاہ پوش کے گیا اس نے
دوسرا نیزہ اپنے خادم سے طلب کر کے بہرام شتر خوار کے سینہ پر مارا اس دلاور نے اسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر روک کر خود اسکے پہلو پر نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر روکا اسی طرح چند جھونک
نیزہ کی رد و بدل ہوئی انجام کار بہرام شتر خوار نے سنان نیزہ اسکی اسکے نیزہ سے نکال دی نقابدار نے
ڈانڈا نیزہ اس بہادر کے سر پر لگائی اسنے اسطرح ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نیزہ نقابدار کی ٹوٹ
گئی جس وقت ڈانڈ ٹوٹ گئی نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی کہ حریف سے اپنے مخاطب
ہو کر کہا اے جوان بہ من نگر بہ من شاید کہ بشناسی مرا کو بہرام شتر خوار نے بے توقف اسکے کہنے سے اسکے
چہرہ و چشم پر نظر کی نقابدار نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی لیکن بہرام شتر خوار کا وہی حال ہوا جو حال
بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا تھا حکم امیر سے اس بہادر کو بھی میدان جنگ سے فرودگاہ پر لائے ہر چند
اسکا بھی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہوا تھوڑی دیر میں مر گیا بعد اسکے مرنے کے حسب الطلب حریف بہرام
واسطے مقابلہ کے گیا بعد مجادلہ صورت نقابدار کی دیکھکر اسکا بھی وہی حال ہوا جو حال بہرام شتر خوار
کا ہوا تھا بعد اس جری کے دیوانہ ہژدم بردعی واسطے مقابلہ و مجادلہ کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ اس
دیوانہ کو بھی صورت اپنی دکھا کے وہی حال کیا جو حال تین دلاوران لشکر اسلام کا کر چکا تھا
بعد اسکے تنقیچ دیوانہ برائے مقابلہ و مجادلہ نقابدار مذکور گیا بعد لڑائی کے صورت اپنی نقابدار نے دکھا کے
آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا کیا جو ہژدم بردعی کا کیا تھا مردمان لشکر اسلام اس بہادر کو بھی
جنگگاہ سے جا کر لے آئے اسنے بھی مانند ان سب کے رحلت کی بعد اس مرحوم کے دیوانہ سلطان سر برہنہ
صف لشکر سے نکلکر اجازت امیر سے لیکر واسطے مقابلہ نقابدار کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ کے
صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا بھی کیا جو چند بہادران لشکر اسلام کا کیا تھا
غرض یہ جنگ عظیم اسی طور سے تا شام ہوئی نقابدار سیاہ پوش ایک سو سرداران لشکر و رفقائے حمزہ
صاحبقران اول کو بطریق مذکورۂ بالا اپنی صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے ہلاک کر کے طبل بازگشت بجوا
کے جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر گیا امیر ثانی بعد صدمہ و ملال و غم و الم میدان کارزار سے قیامگاہ سپاہ پر آئے
سرداران ہلاک شدہ جو دفن نہیں ہوے تھے انکے دفن کرنے میں شریک ہوے ہر ایک کی قبر پر سورۂ
فاتحہ پڑھا اور لپٹ کے ہر ایک کی قبر سے جا کے کہا اے رہروان منزل عدم ہم بھی تمہارے بعد آتے
ہیں جب تک حکم خدا ہے دنیا میں ہیں جب اس طرح بگریہ و زاری قبروں سے لپٹ لپٹ کر امیر ثانی

نے گفتگو کی سرداران سپاہ موجودہ نے عرض کی ای امیر ثانی صبر کیجیے جو منظور خدا تھا وہ ہوا ان بہادرون کی
اسی طرح اجل آئی تھی کہانتک انکے واسطے روییے گا اب بارگاہ مین چلیے آپکے رونے سے بادشاہ لشکر
اسلام وجملہ اہل اسلام کو صدمہ ہی امیر انکے سمجھانے سے قبرون سے اٹھے اور داخل بارگاہ ہوے
دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے غمگین بیٹھے ادہر نقابدار سیاہ پوش نے بخوشی وخورمی اپنی بارگاہ مین
داخل ہوکے ہمراہ نقابدار سفید پوش و لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان نے شراب
پی کے لاجوردشاہ سے مخاطب ہوکے کہا دیکھا آپ نے کہ آج مین نے سو دلاورون لشکر اسلام کو کیونکر
ہلاک کیا اپنی تلوار کو انکے خون مین تر بھی نہ کیا خون انکا اپنی گردن پر بھی نہ لیا حالانکہ بہادرون کو خیال کبھی
قتل کرنے کا خصوص حریف کے قتل کرنے کا اور اسکی خونریزی کا نہین ہوتا ہی مگر مین نے اسکا خیال کیا
لاجوردشاہ نے اسکی تعریف بہت کی بختگان نے کہا اگر چندے آپ اسی طرح اہل اسلام سے لڑینگے تو مجھے
امید ہی کہ آپ خاتمہ لشکر امیر ثانی کا کر دینگے اور اگر اہل اسلام کے خدا نے اہل اسلام کی گریہ وزاری پر رحم
کیا اور دعا انکی مستجاب کی تو خلاف اسکے ہوگا نقابدار نے جواب دیا اے بختگان یہ کیا
کہتے ہو ہمین ضرور لشکر اسلام کا خاتمہ کر دینگے وہ بھلا ہمارا اور ہمارے لشکر کا کیا خاتمہ کرینگے ہمین
کوئی قتل جنگگاہ مین کر نہین سکتا ہی نہ ہمارے برادر نقابدار سفید پوش کو کوئی ہلاک کر سکتا ہی ہان ایک
وجہ سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی وہ وجہ کسی کو نہین معلوم ہی بختگان نے جواب دیا مین نے
اکثر دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام مبتلا کسی رنج و بلا مین ہوے مین غیب سے انکی مدد ہوئی ہی ابھی آپنے خود ہی
کہا ہی کہ ایک سبب سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی ایسا نہو کہ اسی سبب سے اہل اسلام
آپکو آزار پہونچائین کسی طرح آپکی ضرر پہونچانے والی بات سے آگاہ ہو جائین نقابدار مذکور نے ہنسکر جواب
دیا آگاہ ہونا اس امر ضرر رسانندہ سے ممکن ہی نہین یہ باتین کرکے عالم نشہ شراب مین نقابدار سیاہ پوش
نے چاہا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواون نقابدار سفید پوش نے اسکے ارادہ سے باخبر ہوکے کہا آج آپ اہل اسلام سے
لڑ چکے ہین کل مین انسے لڑونگا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نقابدار سیاہ پوش نے کہا بہتر ہی یہ کہکے
بنام نقابدار سفید پوش اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا عجیب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین
بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی
مین گئے بعد بجالانے تسلیم کے دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر ثانی اس وقت نقابدار سفید پوش نے اپنے
نام پر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ صبح کو مع فوج جنگگاہ مین آئے اور خدام سے
مقاتلہ ومجادلہ کرے امیر ثانی نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے
جو منظور خدا تھا وہ تو آج ہوا اور جو مصلحت خدا کل ہوگی اسکا ظہور کل ہوگا مین ہر حال مین راضی برضاے الہی
ہون وہ جو چاہے میرے حق مین کرے چاہے مجھے کفار پر فتحیاب کرے چاہے کفار کو مجھپر غالب کرے
ہرکارون نے یہ سنکے بارگاہ سلیمانی کے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین جاکے نقارہ نوازون کو حکم امیر سے
آگاہ کیا انھون نے حسب الحکم چوب اٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی عجیب صداے طبل و نقارہ دونون لشکر سے
بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی کفار تو اس سبب سے شادمان
تھے کہ جس طرح آج اہل اسلام دست نقابدار سیاہ پوش سے ہلاک ہوے ہین کل ہاتھ سے

نقابدار سفید پوش کے ہلاک ہونگے لیکن اہل اسلام کو رنج ہوا ایک نے دوسرے سے کہا اے برادر آج
پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہے کل صبح کو پھر نقابداروں سے سامنا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے خداوند عالم ان نقابداروں
کے شر و فساد سے ہم سبکو بچائے اور کہیں جلدی ان فسون سازوں کو کہ بلائے بے درمان ہیں دنیا سے
اُٹھائے تمنے دیکھا کہ یہ نابکار عجیب طور سے لڑتے ہیں نقاب اُٹھا کے صورت منحوس اپنی دکھا کے اپنے
حریف کا کام تمام کر دیتے ہیں نہیں معلوم انکی صورت و چشم پر فن میں کس سبب سے یہ اثر ہے کہ جو کوئی بہادر
و دلاور ہم اہل اسلام سے انکے مقابلہ کو گیا زندہ نہ رہا پانی زہر آلود ہوکے بہ گیا دیکھیے کل نقابدار سفید
پوش کیا رنگ دکھاتا ہے یقین تو یہی ہے کہ وہ بھی مانند نقابدار سیاہ پوش کے ہوگا ایک شخص دیگر اُس سے کہتا
تھا اے برادر واقع میں یہ نقابدار بلائے عظیم و بے درمان ہیں اچھا اگر انہیں کے ہاتھ سے ہم سبکی قضا ہے تو کیا
چارہ ہم خوف جان سے نہ بھاگیں گے انکے ہاتھ سے مرجانا قبول کرینگے ایسے وقت بد میں ساتھ اپنے
مالک و آقا کا چھوڑ دینگے نمک حرامی پر کمر نہ باندھیں گے بادشاہ لشکر اسلام و امیر شاہی عالی مقام کی اطاعت
و رفاقت و ہمراہی سے منہہ نہ موڑینگے غرض ایسی ہی باتیں کرکے جملہ اہل اسلام مصروف درستی آلات حرب
و ضرب ہوئے وہ شب بسر ہوئی حسب دستور دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے بعد درستی میدان ہنگامہ
صف آرائی ہر دو سپاہ لشکر نقبا اور کثرت دونوں لشکروں سے نکل کے بیچ میں میدان جنگ کے آئے پہلے
نقبا نے اپنے لشکر کے جوانان اہل اسلام کو یون آمادہ جنگ کیا کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران بہادر شعار
آگاہ ہو کہ یہ دنیا جائے عبرت سرائے اور ایک مقام گذرگاہ ہے ہمیشہ یہاں نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا
خیال کرو کہ وہ شاہان صاحب ملک و مالک تخت و تاج کہاں ہیں کہ جنکے حکم سے کوئی سرکشی نکر سکتا تھا اور وہ
پہلوان قوی بازو اب کہاں ہیں کہ جنکے خوف سے شاہان روے زمین ڈرتے تھے مانند رستم پہلیں و
سہراب بن رستم وغیرہ کے اور کہاں ہیں وہ شمشیر زن کہ جو فنون جنگ میں کامل تھے ہائے گذشت ان گذشتگان
کا کیسے جلد گئے اور مٹی میں لحد کی خاک اُنکی ملگئی کہیں قبروں کے نشان بھی انکے
باقی نہیں ہیں صرف نام اُنکا باقی رہگیا جس بادشاہ یا جس پہلوان نے دنیا میں نیکی و کار نمایاں
کیا ہے اہل دنیا اُسکو بہ نیکی یاد کرتے ہیں اور جن بادشاہوں یا پہلوانوں نے ظلم و بدعتی کی ہے لوگ اُنکو
بہ بدی یاد کرتے ہیں انکو جانے دو ابھی کل کا ذکر ہے کہ جو سرداران لشکر نامی و گرامی رفقائے صاحبقران آگے
تھے وہ آج کہاں ہیں صورتیں اُنکی پیش نظر ہیں وہ قبر میں خاک پر سوتے ہیں تمہارے سامنے وہ اس
دنیا سے دنی سے بجز کفن کے کیا لے گئے لیکن افسوس ہائے افسوس خالی ہاتھ دنیا میں آئے تھے خالی ہاتھ
چلے گئے سوا نیکی و بدی کے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے نیکیاں اُنکی ظاہر ہیں بدیوں سے ہم انکے
آگاہ نہیں ہیں پس مانند گذشتگان مذکور کے ایک روز ہم بھی اس دار فنا سے سوے عدم ضرور جائینگے
پس لازم ہوا کہ اس دنیا میں تخم نیکی ایسا بو جاؤ کہ بعد مرنے کے اُس شجر نیکی سے ثمر نیک حاصل ہو تخم
یہ ہو کہ آج ان کفار کو دلیرانہ قتل کرو بہادری اپنی سر میدان حملہ جوانان لشکر کو دکھاؤ نعرہ کرکے اعدا پر
حملہ شیرانہ کرو تیغ آبدار سے اُنکو قتل کرو دیکھو قدم میدان جنگ سے پیچھے ہٹنے نپاوے آبرو تمہاری گھٹ جائیگی
بھاگنے سے تمسخر اڑینگے اور آبرو نہوگا سوا اسکے بھاگنے میں ضرور خیال جان کے جانے کا منصور ہے
اگر عاقل ہو تو سمجھ جاؤ کہ جان بچانے کے واسطے بھاگنا باعث جان جانے کا بارہا ہو جاتا ہے اعدا دلیر ہوکے

تو اقتب کرکے قتل کرڈالتے ہین عزت وآبرو بھی جاتی ہو اہل جہان بھی بھاگنے والون کو بزدل و نامرد کہتے ہین
نقبا یہ کہکے خاموش ہوے کرکبیت اپنے جوانان سپاہ کی طرف دیکھکر پکارے اے بہادرو آگاہ ہوکہ
یہ اہل اسلام لائق قتل ہین دشمن جان وایمان ہین انکے آبا واجداد نے تمھارے آبا واجداد کو قتل
کیا ہو آج تم عوض وانتقام اپنے جد و آبا کا لینے لو دیکھو ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فی زمانہ اہل اسلام
مجبور ہین ان نقابداران ذیقدر و ذیوقار شجاع وبہادر سے لڑنے مین لاچار ہین تم بھی جو ہر شمشیر دکھاؤ
اگر جنگ مغلوبہ ہو تو بہادرانہ بڑھ بڑھ کر انکو قتل کرو نام ونشان انکا صفحۂ روزگار سے مٹا دو خداوند
تمسے بہت خوش ہونگے یہ کہکے خاموش ہوے پھر کرکبیت اور نقبا درمیان سے دونون لشکرون کے
ہٹ گئے اس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اہل اسلام تقریر نقبا کی سنکے مرنے اور جان دینے پر
آمادہ ہوکے چاہتے تھے کہ صفوف لشکر سے نکلین کفار بر خلاف قاعدۂ لشکر اسلام حملہ کرین ناگاہ جانب لشکر
کفار سے نقابدار سفید پوش مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کر پکارا
ای امیر ثانی واسطے میرے مقابلہ و مجادلہ کے کسی شخص کو روانہ کر امیر ثانی نے اپنے لشکر کی طرف مڑکے
دیکھا فی الفور نہنگ بچہ دریائی صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے آیا اذن جنگ کا طالب
ہوا امیر موصوف نے اسکو اجازت دی بہادر مذکور دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے نقابدار مذکور کے
گیا اور بعد گفتگوے بسیار نیزہ کو گردش دے کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے وار نیزہ کا سینہ پر کیا
ادہر نہنگ بچہ دریائی نے اسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر خود اسکی سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اس نے
بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا تھوڑی دیر باہم اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار نہنگ بچہ دریائی نے ایک بند شاور
باندھ کر سنان نیزہ نقابدار سفید کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام گونہ خوش ہوے کفار کو مطلق ملال
نہوا خصوص نقابدار کو ذرا بھی صدمہ نہوا سنان نیزہ کے نکلتے ہی ڈانڈ بھی ہاتھ سے خاک پر ڈال کے نقاب
سفید اپنے چہرہ سے اٹھاکے نہنگ بچہ دریائی سے کہا ای جوان دیکھ میری صورت کو اور ملا میری آنکھ سے
آنکھ اپنی تاکہ تو مجھے پہچانے اور جانے کہ مین کون ہون چونکہ قضا اس بہادر کی بھی آئی تھی بے تامل
اسکے کہنے پر عمل کیا نقابدار مذکور نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی مگر یہ بہادر آہ کرکے پکارا یارو
دل وجگر جلا جاتا ہو ایسی گرمی معلوم ہوتی ہو کہ روح جسم سے نکلی جاتی ہو میرے ہر بن مو سے گویا
ایک شعلہ نکلتا ہو ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ پسینہ سفید تن سے نکلنے لگا گوشت تمام جسم کا پسینہ ہوکے بہنے لگا ادہر
امیر ثانی کے اشارہ سے کچھ سوار گئے اور اس بہادر کو اسی حالت مین رزمگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل
گھوڑے سے اتار مسہری پر لٹایا آب سرد سے نہلایا اور دیگر تدبیرین کین مگر کچھ کسی تدبیر سے تشفی نہوئی
انجام کار یہ ہوا کہ نہنگ بچہ دریائی مانند مچھلی کے تڑپ کر مرگیا کفار کو ادہر خوشی ہوئی ادہر اہل اسلام کو
صدمہ شدید ہوا بعد رحلت کرنے اس نامور کے نقابدار سفید پوش نے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے متواتر
سرداران لشکر زمانہ صاحبقران اول کے واسطے مقابلہ و مجادلہ کے جانے لگے اور مانند نہنگ بچہ دریائی
کے انجام کار انکا ہونے لگا تا شام سو سردارون کو اس نقابدار نے بھی ہلاک کیا وقت شام بصد
خوشی طبل بازگشت بجا کے اپنی سپاہ کو ہمراہ نقابدار سیاہ پوش و لاجورد شاہ و صلصال کے
لیکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا ادہر امیر ثانی رنجیدہ وملول مع لشکر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام

اپنی قیام گاہ سیاہ پر آکے سرداران ہلاک شدہ کو دفن کرایا بلکہ خود انکو دفن کیا اور ہر ایک کی قبر پر فاتحہ پڑہا عے کے روئے اگر یہ مولف تورج نامہ جلد دوم اس داستان کو مفصل تحریر کرے اور نام بنام ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر کرے تو ازحد طول ہوگا کئی جزون مین یہ جنگ عظیم لکھی جائیگی پس بخیال طول باختصار وخلاصہ یون درج کرتا ہی کہ سات روز برابر نقابداران مذکور نے طبل جنگ بجوایا کبھی نقابدار سیہ پوش نے مقابلہ کیا گاہ نقابدار سفید پوش نے مقابلہ کیا اور اس سات روز کی مدت مین سات سو رفقا وسرداران حمزہ صاحبقران اول کو ہلاک کیا امیر ثانی ہر روز بغم سرداران مین رو یا کیے اور جملہ لشکریان اہل اسلام کبھی اشکبار ہوے ساتوین روز جب نقابداران مذکور میدان جنگ سے طبل باز گشت بجوا کے فرودگاہ سپاہ پہ مع اپنی سپاہ کے داخل بارگاہ ہوے ادھر امیر ثانی میدان جنگ سے با اشک فشانی نہایت رنجیدہ و غمگین اپنے قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما تھے امیر ثانی بعد دفن کرنے سرداران ہلاک شدہ کے اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر موجودہ بھی علی قدر مراتب اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر نہایت سب محزون ومغموم تھے اتنے مین خضران بنا عمرو بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سلام کر کے اپنی کرسی پر جو پدر بزرگوار اسکے کی تھی بتفضل جا نشین عمرو ثانی ہو بیٹھا اس وقت امیر ثانی نے اکثر سرداران لشکر سے جو قریب بیٹھے ہوے تھے فرمایا افسوس ایک مدت ہوئی ہے خواجہ عمرو ثانی کے ہم عجب رنج وغم مین مبتلا ہوگئے ہین سرداران لشکر ہر روز ایک سو ہلاک ہوتے ہین آج ساتوان روز ہی اس جنگ کو سات سو سرداران نامی وگرامی ہلاک ہو چکے ہین اگر عمرو ثانی اس لشکر مین موجود ہوتا تو ضرور کوئی عیاری ایسی کرتا کہ ان نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش کو قتل یا اسیر کرتا ہمکو قید صدمہ وغم سے رہا کرتا ہنوز سرداران مذکور نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ خضران نے عرض کیا اے امیر ثانی اگر خواجہ عمرو ثانی یہان تشریف نہین رکھتے ہین تو یہ فرزند انکا موجود ہی آپ نا حق صدمہ وملال کرتے ہین جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب اگر خدا نے چاہا تو آج دونون نقابدارون کا خاتمہ کر دونگا دنیا سے انکو سوے عدم روانہ کرونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ جو تو نے کہا ہی اگر ایسا ہی کیا تو انعام کثیر دونگا خضران یہ سن کے بارگاہ سلیمانی سے برائے تدبیر و فکر عیاری کے باہر گیا یہان کا تو حال تحریر کیا گیا اب حال لشکر کفار و تمثال آئینہ رو کا لکھا جاتا ہے کہ جب دونون نقابدار مع چند اشخاص کے اپنی بارگاہ مین جا بیٹھے اس وقت دونون کفار دون نے باہم یہ گفتگو کی جب سے ہم یہان آئے ہین اور جو کچھ ہمنے یہان آکے کیا ہر گز شہنشاہ تمثال آئینہ رو کو ضرور ہمارے کار نمایان سے آگاہی ہوئی ہوگی مگر تو بھی انہین اپنے کار نمایان سے آگاہ کرنا چاہیے یہ مشورہ باہم کر کے ایک عریضہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے خداوند ہمنے سات روز کی مدت مین سات سو سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کیا ہی جملہ اہل اسلام کو صدمہ دیا ہی سب مردمان لشکر اہل اسلام نالہ وبکا کرتے ہین لشکر اسلام مین شور نالہ وفغان بلند ہی آج کی شب پھر ہم طبل جنگ بجواتے ہین چند روز کے بعد ہم لشکر اسلام کا اسی طور سے خاتمہ کر دینگے اور طلسم آئینہ کی طرف اپنے مالک وحاکم نقباے جادو کی خدمت مین چلے جائینگے باوجود کہ آپ خداوند ہین لیکن اہل اسلام کو تباہ وبرباد نہ کر سکے ہمین نے یہان آکے اہل اسلام کو عاجز و ہلاک کیا جب عریضہ اس مضمون کا لکھا گیا مانو وقت کرنے مہر عریضہ پر دونون نقابدارون نے اپنی کر کے ایک شخص کے ہاتھ وہی عریضہ خدمت تمثال آئینہ رو مین روانہ کیا اس

جاکر عریضہ مذکور تمثال آئینہ رو تک بھجوایا خداوند نابکار عبارت عریضہ پڑھ کر بہت خوش ہوا پھر اس عریضہ
کے جواب میں یہ عبارت لکھوائی کہ ای نقابداران سیاہ و سفید پوش ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ تمھارے ہاتھ سے
خاتمہ اہل اسلام کا کریں قبل تمھارے عریضہ آنے کے ہمکو تھا اسی اشکال کا بیان کرنے سے آگاہی ہوئی ہے ہم تم سے
بہت خوش ہیں جہاں تک ممکن ہو جلد تمامی لشکر اسلام کا خاتمہ کر دو بعد لکھوانے کے اسی شخص کے ہاتھ جواب
عریضہ روانہ کیا شخص مذکور پاس نقابداروں کے آیا جواب عریضہ انہیں دیا وہ پڑھ کر خوش ہوئے
پھر اسی عالم خوشی میں حکم کیا ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم ملازموں نے طبل جنگ
بجایا جب صدائے طبل رزمی لشکر کفار میں بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے
مقرر تھے جلد تر خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی میں آئے مجرا گاہ سے مجرا کرکے دست بستہ یوں
عرض کرنے لگے کہ ای امیر بانوقیر کشورگیر اس وقت پھر نقابداران سیاہ و سفید پوش نے اپنے لشکر میں طبل
جنگ بجوایا ہی ارادہ ان نابکاروں کا یہی ہے ہنگام صبح جمعیت سپاہ میدان کارزار میں آئیں آتش جنگ و جدال
کو روشن کریں امیر نے یہ خبر سنکے اک آہ سرد کی اپنے خیال کہ دیکھیے صبح کو سرداران لشکر سے کس کس کی
ہاتھ نقابداروں کے اجل آئیگی پھر وہ آہ سرد کرنے لگے بدل مغموم و محزون فرمایا کہہ دو کہ ہمارے
لشکر میں بھی نقارہ نواز نقارہ جنگی مانند کوس رحلت کے بجائیں ہرکارے یہ سنکے آبدیدہ ہوکر بارگاہ
سلیمانی سے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی میں گئے اور حکم امیر سے انھیں آگاہ کیا انھوں نے بھی آبدیدہ ہوکر
بسم اللہ کہکر نقارہ جنگی پہ چوب لگائی جس وقت دونوں لشکروں میں طبل جنگی و نقارہ رزمی بجائے گئے
نقارہ نواز از حد شادمان ہوئے لیکن اہل اسلام بے اختیار رو دئے اور باہم کہنے لگے ای بھائیو یہ نقارہ
جنگی نہیں بجا ہے ہمارے نزدیک کوس رحلت بجا ہے خبر مرگ سنائی گئی ہے دیکھیے صبح کو کون کون بہادر دست
نقابداران سیاہ و سفید پوش سے ہلاک ہوتا ہے اب تو دل چاہتا ہے کہ بعض بعض درستی آلات حرب و ضرب کی بے اختیار
روئیں غدلے سے واسطے ہلاکت ان نقابداروں کے دعا کریں غسل کریں باہم گلے مل کے رخصت ہو کے دعائے
توبہ پڑھ کے کفن پہن لیں کیونکہ اجل عنقریب ہے یہی یقین ہے کہ دست نقابداران سے جانبر نہونگے ہاں اگر
خدا نے فضل و کرم اپنا کیا اور نقابدار کسی تدبیر سے قتل و ہلاک ہوئے تو البتہ زندہ رہیں گے یہ کہکے ہر ایک
غسل کرنے اور دعائے توبہ پڑھنے اور اعزہ و احباب سے رخصت و وداع ہونے اور گریہ و زاری خدا سے دعا
کرنے میں مصروف و مشغول ہوا لشکر اہل اسلام میں تو گریہ و زاری سے اک قیامت کا سامان ہے
کفار نالہ و فغان سواران لشکر اسلام کی سن سنکے خوش ہو رہے ہیں خصوص نقابداران سیاہ و سفید پوش
خبر گریہ و زاری لشکریان اہل اسلام سنکے خندان ہوتا تھا جو ہر نقاہ و ہمسال سے باتیں ہنس ہنس کہہ رہے
تھا الہی یہ مسلمان کیا روئے ہیں اس زیادہ روئینگے انکے رونے سے انکو کیا فائدہ ہوگا اگر انکو اپنی جان
جانے کا خیال و ملال ہے تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کریں ہمارے ہاتھ سے جانبر ہوں نجگان نے
جواب دیا یہ اہل اسلام اب بہت آپکے ہاتھ سے مغموم ہوکے فریاد و فغان کرتے ہیں انکا اس طرح
رونا اچھا نہیں مجھے انجام اسکا معلوم ہوتا ہے کچھ نہیں کہ یہ رونا انکو ہنسائے نقابداروں نے
پوچھا ای نجگان یہ تمنے کیا کہا اس نے جواب دیا میں نے کہا وہ کہا آپ صاف صاف مجھسے نہ پوچھیے میں نے
بہت سی ایسی لڑائیاں دیکھی ہیں جنکے آخر امور کو بھی دیکھا ہے ان اہل اسلام کے عادات

وافعال سے بھی خوب آگاہ ہون اُنکے خدا کی مہربانی انپر اُسی وقت زیادہ تر ہوتی ہے جب یہ لوگ بہت صدمہ والم مین مبتلا ہوتے ہین یہ کہکر خاموش ہوا جب نقابداران مذکور تقریر بختیارک کی اچھی طرح نہ سمجھے کہنے لگے ملک جی تمھاری باتین عجب پیچیدہ ہین ذرا صاف صاف تقریر کرو اُسنے جواب دیا بس خلاصہ میری تقریر کا یہ ہے کہ آج کی شب بیدار رہیے ذرا بھی نہ سوئیے کہ جاگنا آپکا آپکے حق مین اچھا ہے اور سونا بہت برا ہے آگے آپ کو اختیار ہے نقابداروں نے پوچھا یہ تمنے کس وجہ سے کہا ہے کہ بیداری اچھی ہے اور خواب برا ہے ملک جی نے جواب دیا اسکو مجھسے دریافت نہ کیجیے مین ہرگز سبب اسکا بیان نہ کرونگا نقابدارون نے کہا بے شغل جاگنا مشکل ہے کیا تدبیر کی جاے کہ نیند نہ آئے بختیارک نے کہا تدبیر جاگنے کی یہ ہے کہ ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص انکا دیکھیے گا نا اُنکا سنیے نقابدارون نے موافق اُسکی رائے کے اُسی وقت ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر کفار مین تھی مع اپنے سازندون کے بارگاہ نقابداران سیاہ وسفید پوش مین گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے روبرو نقابدارون رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اس کا دیکھنے لگے جب وہ تا دیر رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

لٹا دی کے نظر آتے ہین سامان اُنکے نیور سے　　جو چپ چپ آج کچھ گم صم بنے بیٹھے ہین پتھر سے
جو دیکھین گے کبھی سبزہ ترے چاہ زنخدان کا　　چھپا بیٹھینگے خضر شرم کے منہ پانی کی چادر سے
اگر وہ گلبدن گلشن مین بہر سیر جا نکلے　　عروسان چمن منہ ڈھانپ لین پھولون کی چادر سے
بتا ملنا دل لاغر کا یون تو غیر ممکن ہے　　گھنگھولا کیجیے سینہ کو میرے نوک خنجر سے
فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھبرائے ہوئے ہر سو　　نکل بھاگے ہین دیوانے ترے صحرائے محشر سے
خدا کو چھوڑ کر عشق بتان ہے عین نادانی　　بگاڑون کس لیے بندون کی خاطر بندہ پرور سے
ابھی تو ہے فقط ہلچل وہ آئین دیکھیے کیا ہو　　پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹین کبوتر سے
جناب خضر بھی اللہ اکبر کتنے مرشد تھے　　کہان کا آب حیوان دل لگی کی تھی سکندر سے
مبارک مژدہ فصل بہاری ہو تمھین یوسف　　صدا گانے کی پھر آنے لگی کانون مین گھر گھر سے

اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش خوش ہوکے اُسکے رقص ونغمہ کی ثنا کرنے لگے بیان تو یہ قاصد گار ہا ہے دونون نقابدار وغیرہ گانا اُسکا سن رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال خضران بن عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے تاریکی شب مین اک طرف روانہ ہوا تھا جاتے جاتے صحرا مین اک شجر سایہ دار کے نیچے پہونچا ہوا اُس درخت کی سرد وخوش معلوم ہوئی بے اختیار بیٹھ گیا اور یہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اے خضران تونے بے سمجھے امیر ثانی سے یہ کہدیا کہ آج کی شب دونون نقابدارون کا خاتمہ کردونگا زندہ نہ رکھونگا لیکن یہ نہ سمجھا کہ اُنکے سامنے کیونکر جائیگا اور اُنکے پاس سے زندہ بچکر کیونکر آئیگا کیونکہ جب وہ تجھے دیکھ لینگے تو فوراً تو مر جائیگا ہاے اے خضران کیا تونے نادانی کی عبث امیر ثانی سے وعدہ عیاری کرنے کا کیا اب کیا تدبیر کرون کیونکر مطلب حاصل کرون یہ باتین اپنے دل مین کرکے دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا تا دیر ایسی عیاری کی فکر کرتا رہا کہ جس سے مطلب دلی حاصل ہو ہرچند بہت فکر کی مگر کوئی عیاری مرغوب طبع ذہن مین نہ آئی کہ جس سے جان بھی بچے اور مقصد دلی بھی بر آئے راوی ناقل ہے

کہ عیار مذکور فکر عیاری کرتے کرتے زیر شجر لیٹ کر ہوائے سرد سے راحت پاکے سو گیا عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس نفیس و پاکیزہ پہنے ہوئے قریب آئے اور بہ مہربانی و عنایت پوچھا
ای خضران بن عمرو کیون فکر و تردد کرتا ہی اور کیون اشکبار ہوتا ہی خضران نے عالم خواب مین جواب دیا
ای بزرگ ذیوقار کیونکر اس فکر مین غمگین نہون کہ کچھ مجھسے بن نہین پڑتا ہی اگر بارگاہ نقابداران سیاہ و سفید
مین برائے عیاری جاتا ہون تو جب وہ مجھے دیکھینگے حال میرا ابتر ہو جائیگا بہ تن لرزیدہ ہو کے بھاگونگا
روح تن سے نکل جائیگی اگر نہین جاتا ہون تو امیر ثانی سے شرمندہ ہونگا وہ کہینگے کہ جو تو نے کہا
تھا وہ نہ کیا بزرگ موصوف نے جواب دیا ای خضران آگاہ ہو کہ نالہ و فغان تمام مردمان لشکر اہل اسلام
اور انکی دعا سے اور تیرے زار زار رونے سے پروردگار عالم کو رحم آیا ہی مجھے حکم ہوا ہی کہ مین تجھے حالات
نقابداران سے آگاہ کردون اور دیگر باتین بھی بتادون پس بگوش ہوش سن کہ یہ نقابدار سیاہ و سفید پوش
بلائے عظیم ہین ہرچند انکی آنکھین اور نظر انکی بری ہی لیکن ہر وقت نہین ہر جسوقت یہ کسی سے مقابلہ و
مقاتلہ کرتے ہین اس وقت چہرہ و چشم و نظر کی اور تاثیر ہوتی ہی اور جب یہ دونون کسی اپنے حریف سے
نہین لڑتے ہین اس وقت اور طرح کا شکل و چشم و نظر مین اثر ہوتا ہی اور باعث اسکا انکی نقابین ہین اگر
نقابین انکی انکے منھ پر پڑی رہین تو جو اثر قبل بیان کیا ہی وہی ہوتا ہی اور اگر نقابین انکے رخون سے کسی تدبیر سے
لے لی جاوین تو یہ اثر انکے چہرہ و چشم و نظر مین پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک نقابدار جب دوسرے نقابدار کو دیکھیگا
اور دوسرا نقابدار نقابدار اول کو دیکھیگا دونون مانند سرداران ہلاک شدہ لشکر اسلام کے ہلاک ہو جائینگے
نظار سحر آگین ان دونون کی دونون پر اثر کریگی غرض جبتک نقابین انکے رخون پر رہینگی ہلاک نہونگے پس تو جاکر
عیاری کر اور نقابین نقابدار سیاہ پوش کی لے آ پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی یہ فرماکر وہ بزرگ نظر سے غائب
ہوئے خضران بن عمرو خواب سے بیدار ہوا آنکھین ملکر جو دیکھا تو اس بزرگ کو نہ پایا فی الفور زیر شجر سے
اٹھا جو اس بزرگ نے فرمایا تھا وہ خوب یاد تھا خضران بن عمرو شادمان ہو کے وہان سے جانب
بارگاہ نقابداران مذکور روانہ ہوا اثنائے راہ مین دل مین کہتا تھا کہ خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا ایک
برگزیدہ اپنے کو بھیجکر عالم خواب مین حالات سے مجھے آگاہ کرایا یہ باتین کرتا ہوا بصورت مبدل لشکر
نقابداران مین گیا اس وقت وہی نازنین رقاصہ رقص کر رہی تھی اور غزل گا رہی تھی کہ یکایک نقابداران سیاہ
و سفید پوش نے ساقی گلرخ کو طلب کیا حسب الطلب ساقی کشتی مے لیکر [illegible] ہوئے بارگاہ مذکور چلا راہ مین
خضران بن عمرو نے کہ وہان گرد و پیش کوئی نہ تھا قریب اسکے جاکے [illegible] بیہوشی اسے ماری کہ بیہوش کیا
پھر لباس اسکا اتار کر لنگوٹی اسکی باندھ کر پٹی بیہوشی کی دماغ پر اسکے رکھ کر [illegible] وغیرہ تھا اسمین اسے دبا دیا
اور رنگ و روغن سے اسکی صورت بنکر پوشاک اسکی پہنکر کشتی مے اٹھا کر اندر بارگاہ مذکور کے گیا پہلے نقابدارون
وغیرہ کو سلام کیا پھر پیالہ نقابداران مذکور شیشہ مے اٹھا کر سفوف بیہوشی سبکی نظر سے بچا کر شراب مین ملا کر
مئے گلرنگ جام بلورین مین انڈیل کر ساغر [illegible] ساقیون کے ہاتھ پر رکھکر دیے نقابدار سیاہ پوش
نے لیا اسی ساغر لیکر [illegible] سے لگاکر شراب پی پھر ساقی مذکور نے دوسرا ساغر شراب سے بھرکر نقابدار سفید پوش
کو دیا اس نے بھی شراب پی بعد اسکے لاجورد شاہ و صلصال [illegible] و بخشگان کو جام مے
دیا سب نے شراب پی مگر بخشگان نے کچھ خضران کو پہچانا خضران نے اشارہ سے کہا ملک جی

بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ جام لیکر شراب پی لو اور کچھ منھ سے نہ کہو اگر میرے حال سے بیان کسی کو آگاہ
کروگے تو قسم ہے اپنے والد ماجد کے سر کی میں تمھیں مار ڈالونگا بختگان نقش بر حضران بن عمرو کہ پایا سے
چشم و ابرو کے کچھ نہ سمجھ کے خوف جان سے کچھ نہ بولا اشارہ سے کہنے لگا میں آپ کو مانند اپنے مالک و جان
بخش خواجہ عمرو ثانی کے جانتا ہوں آپکا حکم بجا لاتا ہوں یہ شراب بیہوشی آمیز ہے میں جانتا ہوں مگر
آپ خفا نہوں جس طرح آپ فرمائینگے یہ فرمانبردار عمل کریگا یہ کہکے شراب پی گیا جب سب اہل بزم شراب
پی چکے بیانسک کہ ساقی مذکور نے تھوڑی تھوڑی شراب اس رقاصہ اور اسکے سازندوں کو بھی پلائی جب سبکو
نشہ شراب کا ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی گرمی معلوم ہوئی اسوقت لقا بیدار سیاہ پوش نے لقا بیدار سفید
پوش سے کہا ای برادر اسقدر بدرجہ کمال گرمی معلوم ہوتی ہے سر کو گردش ہے اسکا کیا سبب ہے اس نے
کہا میرا بھی یہی حال ہے ساقی نے عرض کیا حضور کچھ تردد نہ کریں جو شراب آپنے اس وقت پی ہے از حد تیز و تند
ہے ضرور اسسے گرمی پیدا ہوگی ذرا اٹھ کے ٹہلیے ہوا کھائیے لقا بیدار سیاہ پوش اٹھا اٹھتے ہی قدم
لڑکھڑائے سر کو زیادہ گردش ہوئی بے اختیار لڑکھڑا کے فرش پر گرا اسکے گرتے ہی لقا بیدار سفید پوش و
لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ متردد ہوکے اسکے اٹھانے کو اٹھے یہ سب بھی مع بختگان فرش پر گرکے بیہوش
ہوئے پھر ارباب نشاط بھی بیہوش ہوئے جب سب بیہوش ہوگئے حضران بن عمرو نے جلد دونوں لقا بیداروں
کی نقابیں انکے رخوں سے منھ اپنا چھپا کے لباس کے جیب بٹوے کپڑے اتار کر اپنی لنگوٹیاں اور
لنگیاں انکے باندھ کر سراپچہ بارگاہ کا خیمہ سے چاک کرکے بارگاہ سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا یہاں سب بیہوش پڑے تھے کہ ایک سردار لشکر کفار کا بارگاہ میں آیا اس حال سے سب کا عجیب و غریب
دیکھ کے ہر ایک کو بیہوش پاکے متردد ہوکے باہر بارگاہ کے جاکے اکثر لوگوں سے کہا آج نہیں معلوم
کیا ہوا ہے لقا بیدار وغیرہ سب بارگاہ میں لنگیاں لنگوٹیاں باندھے ہوئے بیہوش پڑے ہیں انھوں نے
کہا یقینا کوئی عیار لشکر اسلام کا آیا ہوگا اس نے عیاری کی ہوگی جلد انکو چل کے ہوشیار کرو یہ کہکے
وہ سب اندر بارگاہ کے آئے کچھ چھینٹے ایسی کیں کہ سب کو ہوش آیا لقا بیدار سیاہ پوش نے اپنی
برہنگی پر نظر کرکے اپنے برادر لقا بیدار سفید پوش کو دیکھا اسکی بھی یہی صورت لقا بیدار سیاہ پوش کو دیکھا دونو
کا باہم دیکھنا تھا کہ غضب ہوا اسکی نظروں میں آسمان سر پر آگیا اسپر ایسا اثر کیا فی الفور دونوں
آہ کی پھر نالہ بلند کیا اور کہا ہائے موت آئی کون ہمارے حال سے آگاہ ہوگیا کسنے ہماری نقابیں ہمارے
رخوں سے اتار لیں کسنے ہمکو ننگا کردیا کس دشمن جانی نے ہماری ہلاکت چاہی غضب کیا جلد ہماری نقابیں
آئیں ہماری نقابوں کی تاثیر سے کون آگاہ ہوگیا کسنے ہمارا یہ حال کیا اے لاجورد شاہ و اے صلصال تم
ہمکو معلوم ہے کہ ہماری نقابیں کون لے گیا انھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم ہم بھی مانند آپکے بیہوش تھے
بختگان نے کہا مرشدزادے کا یہ کام ہے یہی شربت لائے تھے انہی بختگان پر کہ لقا بیدار دونوں
لقا بیداروں کو یکبارگی گرمی معلوم ہوئی گویا کسی نے سینہ میں آتش کا ... ہوکے کہنے لگا لشکر میں خبر ہوئی تہلکہ
پڑگیا جملہ کفار کو حیرت ہوئی خوشی آل کفار کی مبدل بغم و الم ہوئی تھوڑی دیر میں دونوں لقا بیدار نالہ و فریاد
کرکے ہلاک ہوئے لاجورد شاہ و صلصال و بختگان نے پوشاک و لباس دیگر طلب کرکے پہنا
اور پھر اس بارگاہ سے اٹھ کے اپنی بارگاہ میں گئے وہ شب کفار نے بعوض خوشی و شادمانی بدرد گذاری

الآت حرب وضرب کے رونے اور نالہ و فغان کرنے مین بسر کی صبح کو کسیکو جرأت نہوئی کہ میدان جنگ مین آجائے اور مقابلہ و مجادلہ امیر ثانی و لشکریان امیر سے کرے وقت سحر یہ خبر ہلاکت نقابداروں کی تمثال آئینہ رو کو پہونچی اُسکو نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار و صدمہ بیحد حکم دیا کہ بالفعل طبل جنگ بجایا نہ جائے یہ حکم دیکر محض اُستخوان دونون نقابداروں کے مع ایک رقعہ کہ جسمین حال ہلاکت نقابداران مذکور کا درج تھا بذریعہ چند ساحرون اور کچھ سوارون کے سوے طلسم آبگینہ پاس نقیباے جادو حاکم طلسم مذکور کے روانہ کیے ادھر خضران بن عمرو وقت سحر اپنے لشکر مین آیا تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اس اثنا مین چند ہرکارے نہایت خرم و خندان خدمت امیر ثانی مین آئے اور دست بستہ عرض کیا مبارک ہو کہ نقابدار سیاہ پوش و سفید پوش بوجہ عیاری کرنے خضران بن عمرو کے ابھی ہلاک ہوئے ہین استخوان اُنکے تمثال آئینہ رو نے جانب طلسم آبگینہ روانہ کیے ہین مردمان لشکر کفار کو صدمہ بیحد ہی خصوص تمثال آئینہ رو کو بدرجہ کمال ملال ہی یہ فدوی خوب دریافت حال کر کے آئے ہین تمثال آئینہ رو نے یہ حکم دیا ہی کہ بالفعل لڑائی موقوف ہے جملہ مردمان لشکر اہل اسلام اس خبر خوش کے سننے سے نہایت شادمان ہوے اکثر نے خاک پر سجدہ شکر کیا کسی نے کسی سے کہا دیکھو دعا ہماری کیا جلد خداوند عالم نے قبول کی خبر مرگ دشمنان سننے مین آئی خصوص امیر ثانی ہرکارون سے حال ہلاکت نقابداران مذکور سُن کے بہت خوش ہوے خدا کی حمد و ثنا کی پھر سجدہ شکر ادا کیا بعد اسکے تعریف عیاری خضران بن عمرو کی بہت کی بعد تعریف زر و جواہر کثیر خضران بن عمرو کو انعام مین دیا اور جنگگاہ مین جانے کا قصد ملتوی کیا اُس وقت چند سرداران لشکر امیر ثانی نے عرض کیا کہ نقابدارون کی ہلاکت کی خوشی بہت ہی دل چاہتا ہی کہ اس خوشی کا جشن ہو امیر ثانی نے فرمایا ابھی چند روز مین سات سرداران لشکر ہلاک ہوے غم اُنکا تازہ ہی خوشی انتقال دشمنان کی ایسی صورت مین مناسب نہین ہی سوا اسکے ہلاکت دشمنان کی خوشی مین جشن کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی وہ ہلاک ہوے ہمکو بھی ایک دن مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی اگر اسکا یقین ہوتا کہ ہم سب تا قیامت زندہ رہینگے تو البتہ ان نقابدارون کے مرجانے سے خوش ہو کے جشن کرتے سرداران مذکور نے بجواب امیر ثانی عرض کیا مرجانا تو ایک دن ہر ایک کا ضرور ہی مگر قاعدہ اہل جہان کا یہی ہی کہ زمانہ صدمہ و الم مین غم کرتے ہین اور بوقت شادمانی خوشی کرتے ہین بس فی الحال ایسے دشمنان جان عیاری خضران بن عمرو سے ہلاک ہوے ہین خدا نے ہم سب پر فضل و کرم اپنا کیا ہی اس خوشی مین جشن کرنا ضرور ہی جب امیر ثانی نے اُنکی تقریر سنی اور دیکھا کہ یہ سب اصرار کرتے ہین مجبور ہو کے کہا اچھا خوشی تمھاری جشن کرو مگر آج ہی کی شب یہ فرما کے حکم ملازمون کو دیا کہ سامان جشن مہیا کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی ایک بارگاہ نہایت بلند البنیادہ کی گئی فرش و کرسی و تخت و نگلے اور دیگر اشیاے زیب و زینت سے اُسے آراستہ کیا ارباب نشاط کو طلب کیا وقت شام بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران موجود اُس بارگاہ مین جا کے علی قدر مراتب بیٹھے بعد ہمیکشی حسب الحکم امیر ثانی ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو امیر ثانی کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے وہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے رقاصہ مذکور یہ غزل گانے لگی غزل

سب تو خوش ہوتے ہین تیغہ مقابل دیکھکر
آپکو کیون غبطہ آتا ہی مرا دل دیکھکر

پھر امر نام انکو یاد آیا وہ فوراً رو دیے
نقش پروانہ حضور شمع محفل دیکھکر
تشنہ جام شہادت ایک مدت سی ہون مین

کیون نہ دل لہرے آب تیغ قاتل دیکھکر
شوق ایسا قتل کا ہے سر جھکائے دیتا ہون
کیجیے کیا مذمت رنگ محفل دیکھکر
حال غیر وہ کی زبانی سنکے ہنستے ہین ابھی
عید ہوتی ہے ہلال تیغ قاتل دیکھکر

اپنی زلف الجھی ہوئی سلجھاؤ کنگھی سے مگر
ان حسینون مین کوئی اچھا سا قاتل دیکھکر
حسن وہ دلکش ہے انکا رخ سے گر الٹین نقاب
پھر وہ روئین گے مری تنہا ہے دل دیکھکر

اک ذرا عشاق کے دکھتے ہوے دل دیکھکر
سب ہین رند لاؤ بالی انجمن مین شیخ جی
تھام لین دل اپنے اپنے اہل محفل دیکھکر
فرط شادی سے گلے ملتے ہین باہم جان نثار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بگوش دل سننے لگے تعریف اسکے گانے کی اور ثنا اشعار کی کرنے لگے یہان تو بزم عیش مین رقاصہ گا رہی ہے سب بیٹھے ہوے سن رہے ہین لاجورد شاہ و صلصال وجملہ کفار و تمثال آئینہ رو کو ملال ہے قتل ہوجانے کا کفار کو خیال ہے کیونکہ جب نقابداران سیاہ و سفید کو عیار نے عیاری کرکے ہلاک کیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے تمثال آئینہ رو مانند آئینہ کے ہلاکت نقابداران مذکور سے حیران ہے حال ان کفار و دیندار کا آئندہ بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو ثانی کا واسطے رہائی درویش زنبیل و ریاضت گزین سے رضوان پور سے نشین کے اور عیاری کرنا ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقیے باکرم
کہ مے جیسے ہوے بھری نور کی
عنایت سے تیری جو مسرور ہون
کہ خوش ہوئے جس سے دل دوستان

ہے مشہور عالم مین تیرا کرم
نیا شیشہ لا قلب مسرور کا
ترے لطف سے نشہ مین چور ہون
نئے طرز سے آج تحریر ہو

صراحی بنا گردن حور کی تو
پیالہ بنا چشم مخمور کا
سنا دون پھر اسکے کوئی داستان
فصاحت سے معمور تقریر ہو

بیت – گہر سنجان دریائے معانی و چینین آرد متاع نکتہ دانی کہ قبل اسکے اس ہیچمدان خاکپائے داستان گویان و سخندان نے لکھا ہے کہ خواجہ عمرو ثانی امیر ثانی سے رخصت ہوکر سوے خانہ کعبہ چلے تھے ارادہ دل مین یہ تھا کہ بیت اللہ مین جاکر حمزہ صاحبقران اول اور اپنے والد ماجد خواجہ عمرو سے ملونگا یہان کے حالات انسے کہونگا شکایت نافہمی اور کہنا نماننے امیر ثانی کی حمزہ صاحبقران اول سے کرونگا چنانچہ عمرو ثانی کہ بعد عمرو کے عیاری مین لاثانی ہے لشکر اہل اسلام سے نکل کے چلا جاتا تھا ہر روز راہ وحشت و صحرا طے کرتا تھا ایک روز وقت شام صحرا مین پہنچے ایک درخت سایہ دار کے نیچے پہونچا دیکھا سامنے ایک کوہ ہے درخت انواع و اقسام کے اس کوہ پر نظر آتے ہین پانی اس کوہ سے جاری ہے صحرا کو دیکھا کہ نہایت لق و دق ہے جہانتک نظر کام کرتی ہے بجز صحرا کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے درندے اور گزندے اس صحرائے مہیب و وحشت افزا مین بہت ہین شیرون کے لرزہ کی آواز آتی ہے ہر جانب سے سانپ اور دیگر گزندون اور درندون کی صدا آتی ہے خواجہ عمرو ثانی نے اس صحرا کوہ کو دیکھکر یہ خیال کیا تھا کہ آج کی شب اسی درخت پر چڑھ کر بسر کرنا چاہیے آگے یہانسے اس تاریکی شب مین جانا نہ چاہیے کیونکہ درندون اور گزندون سے خوف جان ہے ناگاہ سامنے سے ایک فقیر پیدا ہوا خواجہ نے اسے اپنے سمت آتے دیکھکر دل مین کہا شکر ہے خدا کا کہ تنہائی میری مبدل بہ ہمنشینی درویش ہوئی آج کی شب اسی درویش سے ہمسخن ہونگا اسکی جھولی مین ٹکڑے روٹیون کے ضرور ہونگے وہی لیکر کھاؤنگا نان خشک پر قناعت کرونگا زنبیل سے کوئی شے کھانے کی قسم طعام سے نہ نکالونگا اگر یہ فقیر مجھے اپنی جھولی سے قسم طعام سے کچھ نہ دیگا تو بیہوش اسکو کرکے جو کچھ اسکے

پاس ہی سب چھین لونگا ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ تجویز کر رہے تھے کہ وہ فقیر قریب تر آیا خواجہ کو دیکھکر سلام کیا عمرو ثانی نے جواب سلام دیکر پوچھا تم کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے اُسنے کہا بابا یہ فقیر عدم آباد اور عدم کے جانے کی فکر مین پھر رہا ہے ماہ دو ماہ بلکہ دو چار روز بھی قیام کہین نہین کرتا ہی جنانچہ چند روزہ سیاحی مین بسر کرتا ہی ہر روز راہ شہر و دشت طی کرتا ہی ایک روز منزل عدم تک ضرور پہونچ جائیگا خواجہ نے جواب دیا اے درویش جو کچھ اظہار کیا سچ ہی لیکن صاف صاف کہو کس شہر سے ادہر آتے ہو کہان جاؤ گے اُسنے کہا فی الحال شہر تمثالیہ سے آتا ہون خواجہ نے پوچھا اُس شہر کا کچھ حال بیان کرو اُسنے کہا بابا آج کل اُس شہر مین ایک تہلکہ پڑا ہوا ہی لڑائی ہو رہی ہی کفار جانب تمثال آئینہ رو سے اہل اسلام سے لڑ رہے ہین جانب کفار دو نقابدار سیاہ و سفید پوش ایسے بلا کے ہین کہ جب وہ ہمراہ لشکر کے میدان جنگ مین جاتے ہین اور مبارز طلب کرتے ہین لشکر امیر ثانی سے جو پہلوان یا سردار سپاہ اُنکے سامنے آتا ہی پہلے تو باہم نیزہ سے لڑائی ہوتی ہے پھر نقابدار نقاب اپنے رُخ سے اُٹھاکے اپنے حریف کو صورت اپنی دکھاتا ہی اُسکی آنکھ سے آنکھ اپنی ملاتا ہی پھر نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لیتا ہی حریف مذکور کو گرمی معلوم ہوتی ہی یہانتک پسینا آتا ہی کہ تمام گوشت تن کا پسینہ ہو کے بہ جاتا ہی ہڈ یان تک بھی باقی نہین رہتی ہین اسی صورت مین حریف نقابدار جلد ہلاک ہو جاتا ہی دنیا سے سوے عدم جاتا ہی اہل اسلام غمگین ہوتے ہین کفار خوش ہوتے ہین میرے سامنے چھ روز مین چھ سو سرداران لشکر اسلام دست نقابداران سے ہلاک ہو چکے تھے اور سوا سو سرداران نامی وگرامی لشکر امیر ثانی کے در بند طلسم بہار مین جاکے زخمی ہو کے اسیر ہو چکے تھے لاکھون سوار و پیادے لشکر جانبین کے کام آچکے تھے کفار بہت خوش تھے خصوص تمثال آئینہ رو جو اپنے تئین خداوند کہلواتا ہی شادمان تھا اور امیر ثانی وغیرہ جملہ مردان لشکر اسلام حزین و غمگین تھے صدائے نالہ و فریاد و فغان لشکر اسلام مین بلند تھی مین یہ خونریزی دیکھنے کی تاب نہ لا یا دونون لشکرون اور شہر کی سیر کر کے وہان سے ادھر آیا خواجہ یہ حال پر ملال سُنکے نہایت ملول و حزین ہوئے کچھ خیال اکل و شرب اُس رنج و ملال مین نہ کیا ٹکڑے روٹیون کے فقیر سے نہ لیے نہ اُسے لوٹا نہ بیہوش کیا فقیر مذکور تو خواجہ سے رخصت ہو کر سوے کوہ گیا خواجہ اُسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے خیال امیر ثانی و ہلاکت و اسیری سرداران لشکر مین رونے لگے منھ آب اشک سے بھگونے لگے دل مین کہنے لگے کہ اے خواجہ شرط محبت و دوستی و ملازمت و نمک حلالی سے یہ بعید ہی کہ تم ایسے وقت بد مین رفاقت امیر ثانی سے دست بردار ہو کے سوے خانہ کعبہ جاؤ تمہاری بے اعتنائی و بے مروتی و ترک رفاقت سے اہل جہان آگاہ ہو کے کیا کہین گے خصوص حمزہ صاحبقران اول و حمزہ صاحبقران ثانی کیا فرمائینگے تمہارے والد نے حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ طفلی سے تا پیری کیا کیا رفاقت کے امور کیے ہین کہ تا قیامت اہل جہان کو یاد رہین گے تم انھین کے فرزند ہو تمکو بھی لازم ہی کہ ترک رفاقت امیر ثانی سے باز آؤ سوے خانہ کعبہ نجاؤ یہان سے پھر اپنے لشکر مین چلو یا اسی جگہ سے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ در مقصد بکف آئے یعنے تمثال آئینہ رو مارا جائے خداوندی اسکی باقی نرہے شہر تمثالیہ اہل اسلام سے آباد ہو کفار کا نام و نشان باقی نہ رہے یہ باتین کر کے خود ہی یہ خیال کیا کہ اے عمرو ثانی نزدیک خداوند عالم و عالمیان کی قدرت کے تو یہ امر بہت سہل ہی کہ تمثال آئینہ رو تیری فکر و تدبیر سے ہلاک ہو مگر محض توانی

عیاری و مکاری کے ذریعہ سے کیا اُسکو قتل کر سکیگا خداوندی اُسکی کیا بگاڑ سکیگا اس وقت وہ صاحبِ حکومت ہے لاکھوں بیدین اُسے سجدہ کرتے ہیں یعنی اُسکے تابع حکم ہیں خیبر شہر کا فرمانروا ہے بھلا اُسپر تو اکیلا ایک مشت رشتخوان کیا غالب آئیگا اگر جرأت کرکے سامنے اُسکے جائیگا عیوض قتل کرنے کے اُسکے چہرہ کو دیکھ کے فوراً اُسے سجدہ کریگا دین اسلام سے نکل جائیگا حالانکہ دین اسلام سے نکلجانا ہمین بعد سجدہ کرنے کے کلام ہے کیونکہ مسحور بسحر ہوکے یا بتاثیر نقوش وعمل سے اگر کوئی کسی کو سجدہ کرے تو وہ لائق اعتبار نہیں ہے ایسے سجدہ کرنے سے اُسکے اسلام میں خلل نہیں آتا ہے ہان اپنے ہوش وحواس میں ہوکے دیدہ ودانستہ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو البتہ دین اسلام سے خارج ہو جائیگا خواجہ باتین کرکے اور خیالات مندرجہ کرکے بے اختیار یاد امیر ثانی وصدمۂ ہلاکت واسیری سرداران لشکر اسلام میں زار زار رو دئے اور ایسا گریہ کیا کہ کبھی اس طرح بیقرار ہوکے نروئے تھے اُسی حالت گریہ وزاری ونالہ وبیقراری میں سوئے فلک سر اُٹھاکے دل کو رجوع بہ پروردگار عالم کرکے اس مناجات کو ورد زبان کیا مناجات لمؤلفہ

الٰہی تو ہر اک کا ہی کارساز　　تری ذات بیشک ہی بندہ نواز
تو ہی بس ہر اک کا ہی حاجت روا　　اگرچہ میں ہوں عاصی و پُرخطا
مرے دل کی امید بر لا شتاب　　کہ دل ہی مرا سوزِ غم سے کباب
تو ہی بیکسوں کا ہی مشکل کشا　　مگر رحم کر مجھ پہ اب ای خدا

خواجہ مناجات مندرجۂ زبان پر جاری کرتے ہوئے جاتے تھے اور بصد بیقراری روتے جاتے تھے اُسی گریہ وزاری میں خواب راحت تو کجا غش آ گیا عالم غفلت میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مقطع وضع کے ایک تخت نور پر سوار جانب فلک بالین پر تشریف فرما ہوئے چہرہ اُنکا نورانی لباس پاکیزہ وسفید دربر سے عطر مجموعہ سے لبسا ہوا عمامہ بسر ہے ریش سفید موافق شرع ہے آنجناب نے متبسم ہوکے فرمایا ای قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ زنگ دوندہ بیمثال عیار ذی کمال سر برندہ ساحران درکشی تراشندہ کافران غرق دریاے فکر وحیرانی خواجہ عمرو ثانی کیوں اسقدر غمگین ہے خوش ہو کہ خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب کی حال زار پر تیرے رحم کیا گریہ وزاری سے تیری دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا تھوڑے زمانہ میں در مدعا تیرا تیرے ہاتھ آئیگا جو مراد ہے وہ پائیگا لیکن حصول در مقصد دلی میں کوشش وفکر کرنا تجھے ضروری ہے بغیر فکر وکوشش بلیغ فتحیاب ہونا اور ہلاک کرنا تمثال آئینہ رو کا مشکل ہے کیونکہ چند چیزیں اُسکے پاس ایسی ہیں کہ وہ باعث اُسکے فروغ اور اُسکی حفاظت کی ہیں تاوقتیکہ جس شخص سے وہ اشیا اُسکو دستیاب ہوئی ہیں وہی اُنکو نہ مٹائیگا تمثال آئینہ رو مارا نجائیگا حالانکہ خداوند عالم قادر وتوانا ہے ہر شے پہ اُسے قدرت ہے جو چاہے کرے جسکو چاہے بنائے جسکو چاہے بگاڑے گو خداوند عالم اسپر بھی قادر ہے کہ ایک چشم زدن میں تمثال آئینہ رو کو تیرے ہاتھ سے یا اور کسی طور سے یوں قتل وہلاک کرادے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جائے مگر حکمت ومشیت الٰہی یہی ہے کہ تو کوشش وفکر کرکے مراد دلی حاصل کر المدعا تجھکو معلوم ہے کہ ایک درویش صاحب کمال کہ نام اُسکا رضوان گوشہ نشین ہے تمثال آئینہ رو نے ایک زمانہ میں وعدہ اُسے زر وجواہر کثیر دینے کا کرکے کہا تھا کہ کچھ نقش وغیرہ مجھے ایسے دو کہ خلائق مجھے دیکھتے ہی سجدہ کرے اور جو میری صورت پر نظر کرے وہ از خود رفتہ ہو جاے بلکہ اُسکو غش آجائے تاب نظارہ جمال نہ لاسکے فقیر مذکور نے بطمع زر وجواہر کثیر شیطان کے

سہکانے سے راضی ہوکے اقرار کیا تھا اور اپنے عمل و ریاضت کشی سے بصد دشواری و مشکل ایک تختی اور چند
نقوش تیار کرکے اُس نابکار کو دیئے تھے اُنکو تمثال آئینہ رو نے لیکر اپنے پاس رکھا چنانچہ وہی نقوش
اور تختی ابتک اُسکے سر و پیشانی پہ آویزان ہین اُنھین کی تاثیر سے ہر ایک پیر و شیطان اُس نابکار کو
سجدہ کرتا ہی اور اُنھین نقشون کی وجہ سے اور آئینہ مقابل کے عکس وغیرہ کے باعث سے چہرہ اُس کا
ضو افگن ہی اور باعث تسخیر قلوب مردم ہی غرض جب تمثال آئینہ رو درویش مسطور سے نقوش وغیرہ پاچکا
اور حسب وعدہ زر و جواہر اُسے دے چکا دل مین سوچا کہ اس درویش کامل نے جب مجھکو ایسے نقوش اور تختی
دی ہی کہ جسکی وجہ سے مین نے اپنے تئین خداوند مشہور کیا ہی اور مردم نے مجھے سجدہ کیا ہی وہ قادر اسی امر پر
بھی ضرور ہوگا کہ وقت دشمنی مجھسے یہ نقوش اور تختی لے لے یا اپنے عمل سے تاثیر اُن نقوش کی زائل کردے
یا کسی میرے دشمن جان کا شریک ہوکے باعث میری تخریب کا ہو پس حفظ ما تقدم ضرور ہے کسی
دوست پر اسکا یقین نچاہیے کرنا کہ یہ ہمیشہ دوست رہیگا کبھی دشمنی نہ کریگا یہ سوچ کے اُس کو بمکر و حیلہ
گرفتار کیا اور ایک صحرا مین اُسے قید کیا بعد قید کرنے کے تین در بند درمیان راہ کے قائم کیے
بہت سے ساحرون کو محافظ اُسکا کیا تاکہ کوئی شخص اُس تک پہونچنے نپاوے اور اُسے قید سے
رہا کرنے پاوے پس وہ درویش اُس زمانہ سے ابتک اُسی صحراے پر خطر مین کہ ایک حجرہ وسیع ہی
درمیان اُسکے قید ہی گرد اُس حجرہ کے صدہا ساحران نابکار بیٹھے ہین نگہبانی کرتے ہین تمثال آئینہ رو
نے تو واسطے اپنی بہبودی کے یہ تدبیر کی کہ جو بیان کی گئی لیکن وہ اِس بات سے بے خبر رہا کہ جب خدا
چاہیگا درویش رہا ہوجائیگا در بند ٹوٹ جائینگے خداوندی جاتی رہیگی بلکہ جان بھی جائیگی خداوند عالم
کسی اپنے بندہ کے ذریعہ سے درویش مذکور کو قید سے رہا کرادیگا وہ قید سے چھوٹ کے شریک
اپنے محسن کا ہوکے باعث تخریب ہوگا ای خواجہ وہ وقت اب آیا ہی منظور خدا یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے
اور تمھاری کوشش سے در بند مذکور ٹوٹین اور وہ درویش قید سے رہا ہو تمھارا بھی اُس سے
مطلب دلی بر آئے یعنی وہ شریک تمھارا ہوکے تمثال آئینہ رو کی خداوندی کو اور خود اُسکو مٹائے پس
تم وقت سحر یہان سے داہنی جانب روانہ ہو تا بعد قطع راہ تمھین ایک دریاے زخار نہایت مہیب و پر خطر
ملیگا جب تم اُس دریا کے کنارے بیٹھوگے اور فی بجاؤگے ایک دوست تمھارا ظاہر ہوگا اُسکی وجہ سے
راہ بھی طی ہوگی اور دربند اول بھی فتح ہوگا بالفعل تمکو اسقدر حال دربند اول کا بتا یا گیا ہی آیندہ وقت
ضرورت کچھ اور بھی بتایا جائیگا یہ فرماکے وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے عمرو ثانی خواب سے بیدار ہوا آنکھین
کھولکر دیکھا وقت صبح کا ہی کچھ بالین سر دیکھا اُس بزرگ کو نپایا لیکن جو کچھ اُنھون نے ارشاد کیا تھا
وہ یاد تھا الغرض عمرو ثانی وقت شب خواب دیکھکر صبح کو بیدار ہوکے بہت خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ
فضل خدا شامل حال ہوا البشارت ہوئی اب موافق ارشاد اُس بزرگ کے عمل کرنا چاہیے یہ باتین دل مین
کرکے اُٹھا اور بسم اللہ کہکر جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار قریب شام کہ دو ساعت دن
باقی تھا کنارے ایک دریاے زخار کے پہونچا حال مفصل تو اُس دریا کا کیا لکھا جائے الامختصر یہ ہی کہ بمضمون ابیات

پاٹ دریا کا حد سے افزون تھا
لب بلب تھا محیط گردون سے

بادبان جہاز گردون تھا
دیکھکر آب ہمعنان فلک

اوج مین کم نہ تھا وہ جیحون سے
ڈر کے کہتے تھے ساکنان فلک

گرہی آب کی ہی طغیانی
برج آبی بنا تھا برج حباب
کہکشان فلک لبان نہنگ
سر طائر کو صید کرتی تھی

زورق چرخ ہو نہ طوفانی
آتی تھی قدسیون کی صاف صدا
ہر بھنور غیرت رہ وہان نہنگ

آسمان سے ہم اوج تھا بس آب
باتین سنتے تھے ساکن دریا
تیری موج جب ابھرتی تھی

عمرو ثانی دریا کی روانی اور زور و شور اور پاٹ اسکا دیکھکر خائف ہوا کیونکہ عمرو ثانی دریاے مذکور کو دیکھکر نہ ڈرتا کہ وہ دریا ہی خطرناک تھا سوا اسکے الولد سر لابیہ مشہور ہی عمرو بھی دریا سے ڈرا کیا یہ فرزند اسکا ہی یہ بھی مانند اپنے پدر کے دریاے مذکور سے خائف ہوکر دل مین کہنے لگا عجیب یہ دریا ہی کہ جسمین نہ کوئی کشتی ہی نہ جہاز ہی پاٹ اسکا ایسا ہی کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہی عبور اس دریا سے کیونکر کرونگا ہنوز یہہ کہہ رہا تھا کہ ارشاد اُس بزرگ کا یاد آیا فی الفور صورت اپنی رنگ و روغن سے ایک نہایت خوبصورت کلاونت کی بنکر عنقریب ساحل دریا ایک درخت سایہ دار کے نیچے فرش کمل کا بچھا کے اُسی فرش پر بیٹھ کے زنبیل سے نے نکال کے دہن سے نے کو ملا کے بجانے لگا اور لحن داؤدی مین یہ غزل گانے لگا غزل

سر جھکایا آرزوے دلکو حاصل دیکھکر
ہوگیا بیچین دل مقتل کو جاتے ہی مرا
جیسے مجنون خوش ہوا لیلی کا محمل دیکھکر
دست حسرت ملنے سے ممتاز کیا حاصل ہوا

مرغ دل کو ہی شکار ناوک مژگان کیا
بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
شمع جلتی ہی تو پروانہ بھی ہوجاتا ہی کباب
پیشتر سے دلکو سمجھانا تھا مائل دیکھکر

بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
دام گیسو مین کسے پھانسا ہی غافل دیکھکر
دیکھکر اسکی سواری یون ہوا مین شاد دل
گل بھی مائل ہوتا ہی بلبل کو مائل دیکھکر

چرند و پرند و جانوران دریائی گانا عمرو ثانی کا سنکے مست و مدہوش ہوکے قریب آکے جمع ہوے اُس وقت وہ ہواے سرد کا چلنا وہ کنارۂ دریا سبزہ شاداب کا فرش وہ لب دریا کی کیفیت وہ صحرا کا سنسناٹا وہ لحن داؤدی عمرو ثانی کا گانا وہ سماں کا بندھنا وہ وحش و طیور و جانوران دریائی کا مست و مدہوش ہوکے قریب عمرو ثانی کے جمع ہونا قابل دید تھا ابھی عمرو ثانی نے بجا رہا تھا غزل مندرجہ بالا لحن داؤدی گا رہا تھا کہ ناگاہ اُسی دریا مین دور سے ایک کشتی مانند ہلال شب اول کے عمرو کو نظر آئی جب وہ نزدیک آئی عمرو ثانی نے دیکھا کہ ایک کشتی نہایت خوشنما ہی سپر مگیرہ زربفتی مختصر ایستادہ ہی زیر مگیرہ فرش معقول بچھا ہی کرسیان و تکیہ ہائے عمدہ عمدہ بچھی ہوئی ہین اُنپر گدے پڑے ہین اُن کرسیون پر نوجوان نوجوان عورتین خوبرو بیٹھی ہین آگے اُنکے ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہی اور انھین نازنینون کو بتا بتا کے رجھا رہی ہی غزل

سر سوداے گیسوے بتان جاتا نہین سر سے ارادہ ہی کہ رگڑون خوب پیشانی کو پتھر سے
تمہارے سوز فرقت سے نپایا چین شب مین نے دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جس وقت آمادہ صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
ہمارے سوز دل کا ہی رقم مضمون سراسر بھلا غم نامہ لیجاوے کہان ممکن کبوتر سے
تمہارے رنج فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ ہوے ہین استخوان سارے مثال تار بستر سے
تپ ہجران نے اس درجہ کیا ہی ناتوان مجھکو کہ اٹھ سکتا نہین مین درد کے ہمراہ بستر سے
گدا ہون یا تونگر جتنے ہین سب تجھسے سائل ہین ترا سائل بتا تو ہی کہان جاوے ترے در سے
برہمن نے دعا بتخانے مین مانگی تو مین بولا خداوندا مرا دین کس طرح ملتی ہین پتھر سے

گوارہ دور بے دلدار اک ساعت نہ تھی ہمکو | لگرای اشرفی مجبور ہین اپنے مقدر سے

نازنینان خوبرو سن رہی ہین اشعار غزل سن سنکے مطلب ہر شعر کا سمجھ سمجھ کے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس رہی ہین ایک دو عورتین تھا پیون سے کشتی کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین جو عورتین کرسیون پر بیٹھی ہین ان مین چار عورتین تو چوبی کرسیون پر ہین ولیسار بیٹھی ہین حسن و خوبی مین مانند کوکب ہین اور درمیان مین چوکی جواہر نگار ہے اسپر ایک شاہزادی نہایت خوبصورت پری سیرت حور جمال رشک ماہ کمال بصد ناز بیٹھی ہے

سراپا اسکا یہ ہے سراپا
الفت کا الف وہ قد ہے گویا
قمری رہے اسکا تا ابد سرو
جنجال ہے پیچ زلف یا جال
جالا مگس نظر کا ہے زلف
دل مانگنے مین وہ مانگ ہے فرد
خط نصف النہار کہیے
زلف ابر سیاہ ہے تو رخ بدر
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات
یہ من ہے وہ افعی سیہ کار
یہ تاریکی ہے وہ اجالا
یہ خانۂ حق وہ کافرستان
ماتھا سر لوح صفا ہے
یہ شرق ہے اور وہ نیر شرق
ابرو کہیے کہ طاق کعبہ
ہے حفت تو ابرے دگر حفت
پلکین ہین وہ پوست آنکھین یا دام
کہیے اسے نشتر رگ جان
نیرنگ کرشمہ کا اسم کہیے
شوخی غصہ حیا غضب قہر
نظرون مین سے حیا بھری ہر
دست بیمار مین عصا ہے
ترکش سے نکل پڑا ہے یہ تیر
تشبیہ یہ عمدہ ہاتھ آئی
آنکھین دونون کٹوریان ہین

قامت مدح عاشقان ہے
یا سے برکت کی مد ہے گویا
شمشاد قدم پکڑ کے رہجائے
یا ماہی دل کو ہے مہا جال
زیب الجد لوح حسن کا لام
دیکھیے تو ہے رنگ کہکشان زرد
کلک دو زبان صفت بہم کر
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل
یہ وصل کے دن وہ ہجر کی رات
یہ آگ وہ آگ کا دھوان ہے
یہ سنبل باغ ہے وہ لالا
یہ کعبہ وہ جامہ کعبہ کا ہے
پیشانی نسخہ وفا ہے
ثابت ہوا جب کیا نظارہ
محراب در رواق کعبہ
گردیدۂ مست بحر دل ہے
یا ماہی چشم کے لیے دام
آنکھین ہم چشم ہاے ہوز
جادو افسون طلسم کہیے
پیدا چتون سے سحر و اعجاز
پتلی ہے کہ شیشہ مین پری ہے
تکتے ہین یہ تاڑ کر نظر باز
یا میان سے نکلی نوک شمشیر
ٹپکا چشم و سیاہ ابرو کا
تار نظر اسکی ڈوریان ہین

یا آمد حشر کا نشان ہے
تعظیم کو اٹھے سرو قد سرو
خجلت سے زمین مین گڑ کے رہجائے
ڈورا ہے چشم تر کا ہے زلف
جوڑا نہین نوح کا بندھا لام
بحر ظلمت کی دھار کہیے
وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام
یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ کافر زشت خو وہ دیندار
یہ دھوپ وہ سایہ بیگمان ہے
تفسیر جو یہ تو وہ ہے قرآن
یہ قہر وہ رحمت خدا ہے
کوندا رخسار ہین جبین برق
یہ شب کا وہ صبح کا ہے تارا
اس طاق کا ہے نہین مگر حفت
ابرو محراب وار پل سے
نوک خنجر ہے نوک مژگان
تل واو کا دائرہ ہے مرکز
آنکھون مین بھرا ہے شر بشاو ہر
غمزہ عشوہ چمک ادا ناز
دنبالۂ چشم سرمہ سا ہے
پر کھولے پری نے بہر پرواز
کی خامہ نے طبع آزمائی ہے
کہا تھا ہے کہ حسن کی ترازو
تل ہے یہ وزن ماشہ تولہ

ماشا اللہ چشم بد دور
کیا ناک مین ہے وہ خوشنما کیل
مینا ے گلو کی قیف ہی کان
بالا مہتاب کا ہے ہالا
صدقے کرین شاہد چمن پھول
کیونکر کہون مسکہ لالۂ باغ
یا جلوۂ حق مین شرک باطل
برج مہر شرف دہن ہی
یاقوت ابھی ہیرے کی کنی کھاے
دندانے ہین سین کے وہ دندان
منھ کی کھائی جہان چلی عقل
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
بازو نازک کلائیان بزم
نسرین و گل سمن نہ پہونچی
کف مہر ہی انگلیان کرن ہین
گنجینۂ الفت و وفا ہی
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
محرم انگور کی پٹاری
دو لعل ہین یا کہ واژگون درج
زنبور کنول کے پھول پر ہی
ہے بیٹھا کہ نور کا ہے تخت
عنقا ے کمر کے باندھیے پر
ہین ناف و کمر جو دونون باہم
یا تار خیال کا ہے پھندا
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا
گویا لیشت و پناہ خوبی
اب تاب رقم نہین ہی ہمکو
راز مخفی کا کھولنا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور

حسن و خوبی کی ناک ہے ناک
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
لو کان کی گوشہ مہ نو
بجلی سے چمک دیکھا ہین بالا
ہین گال کہ وہ گلاب کے پھول
اسمین دھبا ہے اسمین ہے داغ
باب صفت دہن جو کھولون
موتی دندان صدف دہن ہی
قند و شکر و نبات ہے بات
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
یوسف گرے جس مین ہے یہ وہ چاہ
برق سر طور ہے وہ گردن
بل زلف سے جبکہ کھاے شانہ
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
رنگین وہ ہتھیلیان وہ پنجہ
برگ نخل ریاض تن ہین
گرد یکھ لیا کسی نے سینا
ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
روشن ہین گلاس یا کنول ہین
یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
بیٹھا سر قلعہ پر عسس ہی
شفاف بلور کا ہے تختہ
ذی عقل مصورون کے نزدیک
مضمون کے پیچ مین پھنسے ہم
بس غور طلب یہی جگہ ہی
سکتا ہے یہ مصرعۂ کمر کا
ہین کوہ سرین وہ پیکر حسن
آتی ہین پھر یان قلم کو
کافی ہیے وصف یہ سخن ہی
شکل صدف دو پارہ کہیے
زانو آئینہ حلب ہین

اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کان گہر لطیف ہے کان
لو جس سے لگائے شمع کی لو
محو سرگوشی ہین کرن پھول
نخل چمن شباب کے پھول
چشم مردم کا تل وہ ہے تل
پہلے کوثر مین منھ کو دھو لون
لعل لب سرخ اگر نظر آئے
مجموعۂ معجزات ہے بات
ہے چاہ ذقن مین باولی عقل
ملتی نہین غوطہ خور کو تھاہ
شانون کو خدا کی شان کہیے
کب شانے کا بار اٹھاے شانہ
اس پہونچی کو نسترن نہ پہونچی
مٹھی میں ہے جس دل شگفتہ
سینہ آئینہ صفا ہے
مشکل ہوا ازحم دل کا سینا
پستان ہین جو میوۂ بہاری
پھولے دریا مین کیا کنول ہین
گھنڈی پستان پہ جلوہ گر ہے
یا شہد کے شیشہ پر مگس ہے
صید مضمون ہوا اس جگہ پر
ہے تار نظر سے بھی وہ باریک
یہ بال وہ بال کا ہے پھندا
سب کہتے ہین بال مین گرہ ہے
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا
نقش سم آہوے ختن ہے
رانین برق تجلی طور
تابش مین بلور ہین بیشبہ ہین

ایڑی نازک ہے اُس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنے وارے
مہر و مہ آسمان ہین تلوے
حورین آنکھون سے تلوین سہلائین
اعجاز ہے گردش قدم مین
ہین لبِ اعجاز کلمۂ قسم

کچھ اصل نہین گل و ثمر کی
برگِ گل نسترن کف پا
آئینۂ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہے کہ سایۂ پری ہے
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

رخسار بتان پہ لات مارے
شفاف و منور و مصفا
پاے نازک جو دیکھے پائین
ہمراز وجود دلبری ہے
عیسی کے حواس و ہوش ہون گم

اُس نازنین موصوفہ کو عمرو ثانی نے دیکھکر بے اختیار آہ کی نظر سے نظر ملتے ہی تیر مژگان نازنین سینے کے پار ہوا مبتلاے عشق ہوا نقد دل جیسے ہی دیکھتی ہے رونمائی مین دیدیا شوق وصل مین دل بیتاب مانند سیماب کے تڑپا اُس مہ پارہ نے بھی عمرو ثانی کو بنظر غور دیکھکر مائل و فریفتہ ہوکے آہستہ آہستہ آہ کی کیونکر وہ نازنین دیکھکر شگفتہ نہ ہوتی صورت دلربائی بھی خواجہ نے ایسی بنائی تھی کہ بفحواے قطعہ

موے سر رشک دود شعلۂ طور
جوش پر تھا بہار حسن شباب
گل گلزار کامرانی تھا

صفت شعلہ تھا سراپا نور
گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
خوبرو نوجوان کمال حسین

تھی جبین آفتاب صبح بلور
شمع قامت مین تھی تجلی طور
شجر باغ نوجوانی تھا
چاند چہرہ تھا آفتاب جبین

الغرض نازنین مذکور نے عمرو ثانی پر نظر کرکے عاشق ہوکے اپنی ایک وزیرزادی سے کہا ذرا اس کلاونت نکمے سے پوچھو کہ تو کہان رہتا ہے نام تیرا کیا ہے دیکھو صورت اسکی کیا اچھی ہے گاتا بھی خوب ہے ہم اسکا گانا سنکے اس رقاصہ کا رقص دیکھین گے ہمکو اسکا نَے بجانا اور گانا پسند آیا ہے ہنوز ملکہ اپنی وزیرزادی سے یہ باتین کررہی تھی کہ کشتی کنارے پر آئی اُس وزیرزادی نے حسب الحکم اپنی شاہزادی کے مسکراکر پوچھا اے شخص کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے مجھے کئی احتمال ہین یا آسیب ہے کہ اس صورت پر بنکر اس صحراے ہول خیز مین کنارے دریا کے زیر شجر بیٹھا ہے نَے بجاتا ہے اور گاتا ہے تاکہ کوئی نَے سنکے قریب آئے اور تو اُسے ضرر پہونچائے یا تو جن ہے باین صورت و لباس یہان بیٹھا ہے یا کوئی اس درخت پر بلا ہے عمرو ثانی نے ہنسکر جواب دیا مثل مشہور ہے جو کوئی جیسا ہوتا ہے وہ دوسرے کو بھی ویسا ہی جانتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ تم دریائی چڑیل ہو اس ٹھنڈے وقت مین دریا کی سیر کو باین صورت آئی ہو اگر بشر ہوتین تو مجھکو بھی انسان جانتین یہ تو مین نے تمھارے اُس کلمے کا جواب دیا کہ تمنے مجھے آسیب جانا تھا اب سچ سچ کہتا ہون کہ آدمزاد ہون نام میرا کلاونت ویران ہے ہمیشہ صحرا مین رہا کرتا ہون طبع ویران پسند ہے مردم سے اور اہل شہر سے نفرت ہے اسی سبب سے خاص و عام جو مجھے جانتے ہین کلاونت ویران کہتے ہین صحرا نوردی سے تھک کے اس وقت یہان بیٹھ گیا ہون نَے بجا رہا ہون دل اپنا بہلا رہا ہون تم اپنا مطلب ظاہر کرو میرے نام دریافت کرنے سے کیا مقصد ہے اُسنے قہقہہ مارکر کہا واہ کیا اچھا تمھارا نام ہے اور کیا سیرت ہے اوکی صورت و سیرت ہے ویران نام ہو ویرانے مین رہتے ہو عمرو نے جواب دیا تمھاری بھونڈی شکل سے میری صورت اچھی ہے تم مجھے الو کہتی ہو بڑی بیوقوف ہو ملکہ یہ تمام تقریر عمرو ثانی کی سُن کے منھ پھیر کر ہنسی دل مین خوش ہوئی کہ یہ جوان شوخ طبع ہے بعد ہنسی کے خواجہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے شخص ہمارے پاس آ کشتی پہ سوار ہوکر ہمارے ساتھ چل

ہمین گانا نیز اپسند آیا ہی تجھے اپنے باغ مین لیجا کے نیز اگا نا سنکے تجھے انعام کثیر دین گے عمرو نے جواب دیا ای ملکہ معلوم ہوا کہ تم قدردان مردم اہل کمال ہو پہلے اپنے نام نامی سے آگاہ کرو پھر تمہارے ساتھ جلنے یا نجانے کے بارے مین کہونگا ملکہ مذکورہ نے کہا ای کلاانوت دیران آگاہ ہو کہ نام ہمارا ناز پرور ہی خاص و عام ہمکو ملکہ نازپرور کہتے ہین ہم دختر ہین ارغوان شاہ دریا باری کی پدر ہمارا جانب خداوند تمثال آئینہ رو سے شہر ارغوانیہ کا بادشاہ ہی یہ دریا ہمارے والد ہی کی عملداری مین ہی سرحد حکومت والد کی ہی اگر تم میرے ساتھ چل کے گانا اپنا سناوگے تو بہت انعام پاوگے عمرو ثانی نے تقریر اسکی سنکے عقل سے دریافت کیا کہ ملکہ نازپرور بھی مجھپر شیفتہ ہو گئی ہی اسکی گفتگو و نظر سے ظاہر ہوتا ہی لہذا ایسی صورت مین بظاہر ساتھ اسکے جانے سے انکار کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ انکار کرنے سے کیا ہوتا ہی یہ نازنین مصر ہوتی ہی یا برہم ہو کے چلی جاتی ہی یہ تجویز کر کے کہا ای ملکہ مین اس صحرا سے سوے شہر نجاونگا بیشتر مردم سے مجھے صدمہ پہونچا ہی اس وجہ سے مسکن اپنا صحرا اختیار کیا ہی احتمال ہی کہ اگر ہمراہ تمہارے جاونگا تو مردم سے کوئی نہ کوئی ضرر ضرور پہونچیگا تمسے میرے باب مین کچھ لوگ ایسا کہین گے کہ تم میری دشمن بن جاوگی مجھے قید یا قتل کروگی ملکہ نے جواب دیا ای کلاانوت دیران یہ کیا خیالات کرتے ہو کیا مجال کسی کی کہ تمھین ضرر پہونچا سکے اگر کوئی تمہارے مقدمہ مین کچھ کہیگا تو مین باور نکرونگی خواجہ نے تقریر ملکہ کی سن کے کشتی پر سوار ہوے ملکہ اپنی کشتی پر ایک جگہ بٹھا کے بیٹھے ملکہ نے کہا ای کلاانوت دیران عجب تم آدم بیزار ہو دور بیٹھے کیون بیٹھے ہو بالاے فرش قریب ہمارے آکے بیٹھو عمرو ثانی نے جواب دیا اے ملکہ عالم مین ایک ادنے شخص ہون موافق اپنی لیاقت کے کملی پر بیٹھا ہون فقیر ہون اور محتاج ہون کو فرش نفیس و نرم سے کیا غرض چار دن کی زندگی ہی بہر طور بسر ہو جائیگی شاہون کی زندگی عیش و عشرت مین غربا کی حیات تکلیف و مصیبت مین کٹ جائیگی انجام کار شاہ و گدا دونون دنیا سے سوے عدم جاوینگے قبر مین ایک روز سوئینگے وہان کہان فرش نفیس ہوگا بجز فرش زمین کے اور کچھ نہوگا زندگی مین فرق گدا و شاہ مین ہی بعد مرگ کچھ بھی فرق نہ رہیگا ملکہ یہ باتین سنکے کہنے لگی ہماری خوشی یہی ہی کہ ہمارے قریب آکے بیٹھو پیش از مرگ خیال موت نکرو یہ تو سچ ہی کہ ایک روز مرنا ضرور ہی خاک مین ملنا ضرور ہی مگر فی الحال راحت ممکن و میسر ہی کیون تکلیف اٹھاؤ یہ کہکے اپنے پاس فرش پر بٹھایا پھر حکم کیا کشتی یہان سے ہمارے باغ کی طرف لیچلو اب ہم سیر دریا کی نکرین گے وہ دونون عورتین ملاحون سے کشتی کو کھینچتی ہوئی لے چلین بعد قطع راہ جب کشتی کنارے پر پہونچی ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے کشتی سے اترکر کلاانوت دیران کو ساتھ لیکر اپنے باغ مین گئی یہ باغ ملکہ کا بیرون شہر ارغوانیہ کنارے دریا پر واقع ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی عمرو ثانی نے باغ مین جا کے چار سمت باغ کو دیکھا دل مین کہا واقعی کیا اچھا باغ ہی اگر اس کو گلشن ارم کہئے تو بجا ہی جو اچھی ایسی تعریف اس باغ کی کیونکر نکرے در اصل وہ باغ پر بہار ایسا تھا کہ مصداق نظم

مثل باغ ارم تھا لیس وہ باغ
ایستادہ تھے سرو بوستے کرشت
باغ وہ گلشن تجلی تھا
جسطرح سے گھر میان عدن

دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ
تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
ہر چمن میں ان تجلی تھا
نہرین اسطرح کی بنائی نفیس

اسمین انواع قسم کے تھے درخت
جسکے سایہ مین عشق ہو مرغوب
یون شگفتہ تھا سو بنیے کا چمن
دل میںتا آنکھون مین جو سمائی تھین

بیکلی دل کو ہر زمان ہووے | تاب نظارہ کی کہاں ہووے | دیکھ رہی تھی ہر ایک چشم حباب
شوخیٔ چشم گلرخان جواب

ابھی عمرو ثانی سیر باغ کی دیکھتا جاتا تھا کہ ملکہ مذکور قطع راہ کر کے بارہ دری میں اُس باغ کے پہونچی بالائے مسند زرین بیٹھی انیسین جلیسین اور وزیرزادی اُسکی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں کلاونت دیران بھی ملکہ کے کہنے سے ایک جگہ موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا بارہ دری کی زیب و زینت کو دیکھنے لگا عجب وہ بارہ دری تھی کہ جسکی مختصر ثنا یہ ہے نظم

ہر سر قصر در بیضا تھی یہ
در فردوس سے بھی خوشتر در
سینہ بیضہ تھا سینۂ خورشید
آئینہ ایک ایک برق نسب
موج آئینہ موج شعلۂ طور
آئینے سنگ کوہ طور کے تھے
ہر روش ماہ پارہ برق نظیر
تھا مرقع تمام حور نژاد
آئینہ سان ہون دیکھ کر ایسے دنگ
وہ منبت تمام مینا کار
دنگ ہون آنکھیں جھپتا سے لگیا
پردے زربفت کے بہت بھاری

ساق سیمین حور سب تھے ستون
رشک آغوش حور عین ہر در
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان حلب
بیش قیمت تھے اسقدر وہ سب
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
رنگ تصویر رنگ روئے بہار
رشک از رنگ مانی و بہزاد
وہ منقش تمام سقف و جدار
لاجوردی وہ ہر در و دیوار
دیکھ کر وہ بہار گلکاری
تشبیہ ماہی کی وہ چقین ساری

کاخ گردون سے بھی وہ اعلیٰ تھی
غیرت شمع طور سب تھے ستون
شمسہ شمسہ تھا شمسۂ خورشید
صحن جنت بھی جس پہ اوارے دام
خانۂ آئینہ تھا مظہر نور
جسکا بیعانہ تھا خراج حلب
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
رشک گلگونۂ گل رخسار
چہرہ پیرا وار روم و چین و فرنگ
وہ بہار طلسم نقش و نگار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں
عقل نقاش فکر ہو ساری

غرض کلاونت دیران زیب و زینت بارہ دری کو دیکھ رہا تھا کہ فرش پر جو میر فرش چہار جانب یاقوت کے رکھے تھے نظر آئے جو میر فرش قریب تر رکھا تھا اُسے کلاونت دیران نے سبکی نظر بچا کے جلدی سے اٹھا کے داخل زنبیل کیا اس اثنا میں چار کنیزون نے جو عہدے لیے ہوئے ہاتھوں میں روبرو ملکہ کے کھڑی تھیں اُس میر فرش کو بالائے فرش نہ دیکھکر باہم کہا آج تین میر فرش تو دکھائی دیتے ہیں جو تھا میر فرش نظر نہیں آتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسی کلاونت بچے نے چرا لیا ہے کیونکہ جس مقام میر فرش پہ کلاونت بچہ بیٹھا ہے جب کنیزون نے چپکے چپکے باہم یہ تقریر کی ملکہ نے پوچھا اے کمبختو آج چپکے چپکے کیا باتیں کر رہی ہو مجھسے تو کہو کیا ہوا ہے انھون نے عرض کیا حضور چوتھا میر فرش معلوم نہیں ہوتا ہے جس جگہ یہ کلاونت بچہ بیٹھا ہے میر فرش اسی جگہ پر رکھا تھا ہنوز ملکہ نے کچھ نہ کہا تھا کہ عمرو ثانی جو بصورت مبدل کلاونت بچہ کی شکل بنا ہوا بیٹھا تھا ملکہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے ملکہ عالم دیکھیے میں اسی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ آتا تھا سنا آپنے کہ یہ کنیزین کیا کہتی ہیں چور میر فرش کا مجھے کہتی ہیں اگر میں آپکے ساتھ یہان نہ آتا تو چور میر فرش کا کیون بنتا یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا ہے ملکہ پانچوان میر فرش کہاں ہے اتنا بڑا میر فرش اگر میں لیتا تو آخر کہاں چھپاتا کمر میں باندھ نہ سکتا دس بارہ سیر سے وزن میں یہ میر فرش کم نہونگے اتنا وزنی میر فرش میں اٹھا کر کہاں رکھتا اگر چرانا تو میرے پاس ہوتا یہ میر فرش کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے کہ میں کھا گیا یہ کہکے کمل اور لباس اپنا جھاڑنے لگا چونکہ ملکہ مذکور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور گانے پر عاشق ہوئی ہے کنیزون پر خفا ہوئی اور کلاونت بچہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی

تم وہان سے چلے آؤ ہمارے قریب بیٹھو ان نالائقون کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرو مجھے یقین انکے کہنے کا نہین ہی خود انھون نے میر فرش چرایا ہوگا یہ کہکے کلا لونت ویران کو قریب اپنے بٹھا کے کنیزون سے پوچھا سچ کہو میر فرش کیا ہوا اگر سچ نہ کہوگی تو سزا سے سخت پاؤگی سبھون نے کہا حضور ہم حال سے میر فرش کے آگاہ نہین ہین کلا لونت نے کہا ای ملکہ انھون نے میر فرش ضرور چرایا ہی بتاتی نہین ہین انکی پشت پر چند کوڑے اگر لگائے جائین تو ابھی یہ بتا دین ملکہ نے کوڑا طلب کرکے ایک اپنی ہمجلیس کو دیا اور کہا ان نالائقون کو مارو اسنے چند کنیزون کو چند کوڑے مارے اور پوچھا کہو میر فرش کیا ہوا سبھون نے کوڑے کھا کے اشکبار ہوکے کہا ہمین میر فرش سے آگاہی نہین ہی تم حکم ملکۂ عالم سے جسقدر دل چاہے کوڑے اور لگاؤ ہم حاضر ہین جو کہا ہی وہی کہے جائینگے جب ملکہ نازپرور نے دیکھا کہ اتنے کوڑے کھا کے بھی کنیزون نے حال میر فرش کا نہ بتایا اس ہمجلیس سے کہا اب ان لائقون کو کوڑے نہ مارو اگر میر فرش گم ہو گیا تو آپسے دور کر دو کسی نے لیا ہوگا اب ملکہ نے کلا لونت چپ سے مخاطب ہوکے کہا کہ اب تم ہی بجا کر کچھ گاؤ جھومر و ثنائی نے ستار لیکر بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

مکان سے نہ کچھ ہمکو ہی لا مکان سے غرض
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض
ہر ایک فصل مین مانند سرو ایکہی رنگ
امیر ہی مجھے نہ شیرین لبان سے غرض

تمہاری جان حضور ملین ہمکو ہی وہان سے غرض
تمہاری ذات سے مطلب ہی دین و دنیا کا
بہار سے ہی نہ مطلب کچھ خزان سے غرض

تمہارے ملنے جانے کے مشتاق ہین جہان ہی نصیب
نہ کچھ بیان سے غرض ہی نہ کچھ ہو لسان سے غرض
کسی ہی فکر مضامین تازہ کی فرصت

اہل بزم سننے لگے خصوص ملکہ نازپرور بگوش دل سننے لگی نہایت خوش ہوکے تعریف کرنے لگی بلکہ اسی عالم خوشی مین چاہتی تھی کہ اسکو اپنے پہلو مین بٹھا لیجے یا دوڑ کر اس سے لپٹ جائیے ابھی ملکہ و دیگر عورتین بیٹھی ہوئی اشعار غزل مندرجہ بالا سن رہی تھین خوش ہوکے تعریف کر رہی تھین کہ جھومر و ثنائی نے غزل مذکور تمام کرکے نے ہاتھ سے رکھکے انگڑائی لیکے جمائی لی ملکہ نے پوچھا ای کلا لونت کیون مزاج کیسا ہی انگڑائی اور جمائی کیون لی کیا کچھ نشہ پینے ہو یہ وقت خمار ہی کلا لونت مذکور نے کہا ای ملکۂ عالم مین بادہ کش ہون اسوقت شراب کا نشہ اتر گیا ہی کیا کہون جو انکھ سا تھکی اور بیچینی ہی نہ بجاتی نہین جاتی ہی مطلق گا یا بھی نہین جاتا ہی حال اچھا نہین ہی ملکہ نے یہ سنکر اپنی کنیزون سے کہا جلد کشتی شراب کی لاؤ شراب ناب ہمکو بھی پلاؤ اور کلا لونت ویران کو بھی پلاؤ حسب الحکم کنیزین گئین جلد کشتی مے لیکر آئین انکو کہنے فی اراوہ شراب پلانے کا کیا کلا لونت ویران نے ملکہ سے کہا ای ملکۂ عالم سوا علم موسیقی کے مجھکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہی کہیے سر پر جام پیمانہ شراب رکھکر گھنگھرو پاؤن مین باندھکر رقص کرون بحر شراب آپکو پلاؤن کیا مجال کہ ایک قطرہ مے بھی سر کا جام رقص فرش پر گرے کہیے رقص کرنے مین پاؤن کے گھنگھرو سب بولین کہیے فقط ایک پاؤن کے بولین کہیے کہ ایک پاؤن کے بولین کچھ نہ بولین کہیے ایک گھنگھرو دونون پاؤن کا بولے اور کوئی گھنگھرو نہ بولے کہیے کف دست پر ساغر مے رکھکر رقص کرون اور شراب نہ چھلکے غرض جسطرح کہیے شراب پلاؤن کمال اپنا دکھاؤن گھنگھرو پاؤن مین اپنے باندھا شیشہ و ساغر اٹھا کر شراب مین چاالاکی سے بیہوشی آمیز کرکے ساغر مین وہی شراب بھرکے سا تھ سر پر رکھکے رقص کرنے لگا گھنگھرو پاؤن کے حسب دلخواہ بجانے لگا ملکہ رقص اسکا دیکھنے لگی گھنگھرون پر نظر کرنے لگی دیکھنے سے ظاہر ہوتا تھا کہ گاہ ایک پاؤن کے گھنگھرو بولتے ہین کبھی آدھے آدھے دونون پاؤن کے بولتے ہین کبھی کوئی گھنگھرو بحالت رقص مین نہین بولتا ہی غرض یہ کمال دیکھکر سبنے بہت تعریف کی خصوص ملکہ نازپرور نے

ازحد تعریف کی جب عمرو ثانی کمال اپنا دکھا چکا قریب ملکہ کے گیا سر جھکایا ملکہ نے جام مے لیکر جو دیکھا تو شراب سیمین
لبالب بھری تھی یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار بہت صفت و ثنا عمرو ثانی کی کر کے جام کو دہن سے
ملا کے چاہتی تھی کہ شراب پیئے ناگاہ اُسی بارہ دری میں جو تصویرین دیوارون پر لگی تھین اُنمین سے دو
تصویرون مین ایک تڑاقا ہوا ملکہ اور عمرو ثانی وغیرہ سب اُن تصویرون کی طرف دیکھنے لگے ابھی سب نے
اُنکی جانب دیکھا تھا عمرو نے کچھ سمجھ کے خوف سے ارادہ گلیم اوڑھنے کا کیا تھا کہ اُن تصویرون مین سے ایک
تصویر نے دوسری تصویر سے کہا تو تم جانتی ہو کہ یہ کلالونت بچہ جو ابھی گاتا تھا اور جس نے ابھی رقص کر کے
جام ملکہ کو دیا ہے کون ہے اُسنے جواب دیا اے بہن مین خوب جانتی ہون یہ وہ موا موذی ناپاک ہے کہ جو قاتل ساحران
دکا فران ہے اسکا نام عمرو ثانی ہے یہ فرزند خواجہ عمرو کا ہے عیار بلاے روزگار ہے شراب بیہوشی آمیز اُسنے ملکہ کو
دی ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ عیاری کر کے ملکہ کو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال دون اس بارہ دری مین جو اسباب
ہے وہ لوٹ لون پھر داخل شہر ہوکر ارغوان شاہ کو بعیاری گرفتار کرون یا قتل کرون یہ در سند فتح کرون
اُسنے کہا ہان بوا تم سچ کہتی ہو مین بھی اسیقدر جانتی ہون یہ کہکے اُس تصویر نے بہ آواز بلند کہا اے ملکہ
نازنین خبردار ہوشیار یہ عیار عمرو ثانی ہے اسکو کلالونت ویران نہ جانو جو شراب اُسنے تمکو جام مین بھر
دی ہے اُسمین بیہوشی آمیز ہے اگر شراب پی لوگی بیہوش ہو جاؤگی یہ عیار تمکو اپنی زنبیل مین ڈال لیگا بارہ دری
کو لوٹ لیگا تمہاری صورت بنکر تمہارے باپ کو پکڑ لیگا پھر اُنکو قتل کر ڈالیگا یہ کہکے خاموش ہوئی
دوسری تصویر نے فی الفور پکار کر کہا اے طاؤس شعلہ زن کہان ہو جلد آؤ عمرو ثانی یہان آگیا ارغوان شاہ
نے محض جسکی گرفتاری کے واسطے تمین اور تمھین یہان مقرر کیا ہے وہ شخص یہان موجود ہے عیاری کر رہا ہے جلد
آکے گرفتار کرو ملکہ وغیرہ یہ گفتگو دونون تصویرون کی سنکے حیران و پریشان تھا طرح ہوئی عمرو نے پہلے
بھی ارادہ کیا اب بھی قصد کیا کہ زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لون جان اپنی بچاؤن گرفتاری سے باز رہون
ہنوز خواجہ نے گلیم زنبیل سے نکالی نہ تھی کہ بارہ دری ایک جگہ دفعتًا شق ہوئی ایک ساحر سیہ فام
نہایت مہیب شکل اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھے ہوے بجمعیت تھوڑے سے ساحرون کے پیدا ہوا
اُسنے آتے ہی خواجہ پر چند دانے ماش کے سحر دم کر کے مارے دست و پا خواجہ کے بیکار ہوے طاؤس
شعلہ زن خواجہ کو گرفتار کر کے جسوقت لیچلا خواجہ نے فریاد کی اے ملکہ مین انھین خیالات سے تمہارے
ہمراہ نہ آتا یہان جو آیا پہلے تہمت چوری کی کنیزون نے لگائی پھر ان تصویرون نے مجھے عیار مکار بنایا
پھر اس ساحر نے آکے مجھے گرفتار کیا اب یہ گرفتار کیے لیے جاتا ہے کیون ملکہ اپنے مہمان سے ایسی ہی بدی
کرتے ہین اور جسکو اپنے گھر لاتے ہین اُس سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین یہ شرط مروت و دوستی نہین ہے کیا
بیٹھی ہو اُٹھکر مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑاؤ مین اب ایک لمحہ بھی یہان نہ ٹھہرونگا کشتی پہ سوار
کر کے مجھے اُسی صحرا مین پہونچا دو وہ صحراے پرخار مجھے اس باغ پر بہار سے بہتر ہے ملکہ یہ سنکے محبت
خواجہ مین جلد تر مسند زرین سے اُٹھی اور طاؤس شعلہ زن سے کہنے لگی اے طاؤس اس کلالونت بچہ کو
یہان سے نہ لیجا اُسنے کہا اے ملکہ عالم آپ اس عیار مکار کے بارے مین کچھ نہ کہیں مین ہرگز اسے آپکے
حوالے نہ کرونگا ابھی اسکو ارغوان شاہ دربار ہے آپ کے والد کے پاس لیجاؤنگا دیکھیے آپ
پھر سحر نہ کیجیے گا سحر آپکا مجھپر اثر نہ کریگا ابھی آپ طفل مکتب ہین اگر مین ایک وار نہ سہون تو سحر پڑھ کر

آپ پہ مار دون تو آپ ابھی دیوانی ہوجایئن بلکہ ہلاک ہوجایئے گا اطلاعًا مین نے عرض کیا آگے آپکو
اختیار ہی مجھے نہ روکیے اس عیار کولے جاتے دیکھیے ملکہ نازپرور نے بدرجہا سحر مین اس سے اپنے تئین کم
پاکے کچھ سوچ کے طاؤس شعلہ زن سے لڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کیا طاؤس جادو
عمرو ثانی کو مبتلاے سحر مکرر کرکے تخت سحر پہ ڈالکر اُسی تخت پر سوار ہوکے سوے ارغوان شاہ دریا
باری روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس وقت پہونچا تھا کہ شاہ مذکور دربار مین بالاے تخت بیٹھا ہوا تھا اُمرا و وزرا
سرداران سپاہ و ساحران نابکار مین و لیسار علی قدر مراتب دربار مین بیٹھے ہوے تھے دربار خوب آراستہ تھا
شاہ مذکور معلم کتنا بدار سے کہہ رہا تھا تو نے حکم لگایا تھا کہ آج کے روز فتاح ہرسہ دربند بیان قید ہوکے
آئیگا تیرا حکم سچا نہوا ابھی تک فتاح ہرسہ دربند نہین آیا وہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی تو کچھ دن باقی ہی جب
آفتاب نہان ہوجائیگا اُس وقت آپ میرے قول کو جھوٹا جانیے گا ابھی معلم کتنا بدار یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے
ایک لکہ ابر کا عیان ہوا اُس ابر کے ٹکڑے مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی جملہ اہل دربار وارغوان شاہ
دریا باری جاتب ابر سیاہ مذکور دیکھنے لگے معلم کتنا بدار نے عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ جو مین نے عرض کیا تھا
اُسکا ظہور ہوا فتاح ہرسہ دربند گرفتار ہوکے آتا ہی طاؤس جادو لاتا ہی ابھی معلم مذکور یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
لکہ ابر کا قریب تر آکے درمیان سے شق ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت سحر پر سوار تخت
اُسکا بلندی سے اُترتا ہوا سوے پستی آتا ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ طاؤس شعلہ زن
جادو تخت سحر سے اُتر کر عمرو ثانی کو لیکر دربار مین آیا ارغوان شاہ کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ فدوی کو
حضور نے جس کام کے واسطے ملکہ نازپرور کے باغ مین زیر زمین مقرر کیا تھا آج کا وہ کام بخوبی تمام کرکے آیا
فتاح ہرسہ دربند کو گرفتار کرکے لے آیا ملاحظہ ہو یہ وہی شخص ہی اسی کا نام عمرو ثانی ہی یہ عیار نہایت مکار
ہی چونکہ خواجہ اُس وقت اپنے ہوش و حواس مین تھے صرف سحر سے دست و پا قابو مین نہ تھے اس وجہ سے
جملہ اہل دربار وارغوان شاہ کو دیکھکر شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ کہا اے بادشاہ فلک جاہ سامری حشمت
و خداوند مثال آئینہ رو وغیرہ جملہ خداوند تجھپر مدام مہربان رہین یہ تخت و تاج و حکومت ہمیشہ تجکو حاصل رہے
یہ ساحر جو کہتا ہی سراسر جھوٹ ہی مین عمرو ثانی عیار نہین ہون مین تو ایک کلاونت بچہ ہون سحر مین جلا بہا
تھا یہ ساحر مجھے اپنے سحر مین گرفتار کرکے لے آیا ہی امیدوار ہون کہ مجھے قید سے رہائی ملے مجھکو میرے
بزرگون نے گانا سکھایا ہی کچھ برا اچھا گاتا ہون اگر حکم ہوگا تو بعد رہائی کے روبرو تیرے کچھ گاؤن گا
کمال اپنا دکھاؤنگا معلم کتنا بدار و طاؤس جادو نے عرض کیا ای بادشاہ یہ عیار نہایت مکار ہی اُس کی تقریر
بادشاہ کی جاے ہرگز رہا نہ کیا جاے ارغوان شاہ نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ دشمن سخت ہی یہ کہہ کے
طاؤس جادو سے کہا آج کی شب تو اسکو زندان مین رکھو صبح کو مین اسے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا
یا جو حکم خداوند کا ہوگا اُسپر عمل کرونگا طاؤس شعلہ زن جادو خواجہ کو تخت سحر پہ ڈالکر خود بھی تخت
سحر پر سوار ہوکے سمت زندان روانہ ہوا بعد قطع راہ در قیدخانہ پر پہونچا خواجہ کو اندر زندان کے
بند کیا ساحران نگہبانان زندان سے کہا مین تو جاتا ہون شب بھر تم سب اس عیار کی نہایت حفاظت کرنا
تغافل نہو نا مبادا کوئی معین و مددگار اسکا بہانے اسکو لیجائے ہنگام سحر مین آؤنگا اسکے بارے مین جو حکم
بادشاہ ہوگا وہ کرونگا عجب نہین کہ بادشاہ حکم خداوند سے سر اسکا کاٹکے تن بیسر اسکا دریا مین یا آگ مین

ڈال دے ساحران محافظ زندان مذکور نے کہا اے طاؤس جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے ہم خوب حفاظت کرینگے
کیا مجال کسی کی کہ جو یہان سے اسکو لیجائے اور یہ خود تو کسی طرح سے قیدخانہ سے نکلکر جا نہین سکتا کہ
آپ کے سحر مین مبتلا ہے دست و پا قابو مین نہین ہین طاؤس جادو تقریر انکی سنکے ایک سمت چلا گیا بعد جانے
طاؤس جادو کے خواجہ نے بہت سی باتین ساحران محافظ زندان سے مکر و فریب آمیز کین مگر کوئی ساحر
خواجہ کے دام مکر مین نہ آیا یہان تو خواجہ عمرو ثانی مجبور و لاچار ہوکے زندان مین بیٹھے ہین رو کر درگاہ خدا
مین واسطے اپنی رہائی کے مناجات کر رہے ہین ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہین ان
سبکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال ملکہ ناز پرور کا لکھا جاتا ہے کہ بعد گرفتار ہونے عمرو ثانی کے
اور لیجانے طاؤس جادو کے ملکہ ناز پرور کو رنج ہوا اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی افسوس کلا لوت ویران کو
طاؤس جادو یہان سے لیگیا مین مصلحت وقت اُسے روک نہ سکی بیچارہ کلا لوت ویران مفت مین
گرفتار ہوا مین عبث زبردستی اُسے یہان لائی وہ میرے ساتھ آنے سے انکار کرتا تھا جوان خوبصورت
تھا گانا اچھا تھا ساقی گری خوب کرتا تھا مجھے اُسکا گانا بہت پسند تھا اب وہ زندہ کاہیکو ہوگا باپ میرا طاؤس
جادو کے کہنے سے اُسے قتل کریگا مجھے اُس کلا لوت بچہ سے اور تو کوئی غرض نہین ہے الا اسقدر ضرور خیال
ہے کہ اُسکو مین اپنے ساتھ یہان لائی تھی وہ مہمان تھا گانا بھی خوب تھا اُسکے گانے سے دل میرا خوش ہوتا تھا
اگر وہ مار ڈالا گیا تو یاد رکھو مین بھی اپنی جان دیدونگی ہمجلیسون نے دست بستہ عرض کی حضور آپ یہ کیا کہتی
ہین ایک ادنے شخص کے واسطے جان دینا اچھا نہین ہے اسمین ضرور بدنامی ہوگی دشمن حضور کے ہرگز جان
دینے پر آمادہ نہون اُسکے گرفتار ہو جانے کا رنج مطلق نہ کرین بلکہ خوش ہون کہ دشمن آپکے والد اور
خداوند تمثال آئینہ رو کا گرفتار ہوا اُسکے ہاتھ سے جان حضور کی بھی بچی ضرور وہ عیار مکار عمرو ثانی تھا دلیل
ہمارے صداقت قول کی یہ ہے کہ اول تو اُسنے یہان آتے ہی میر فرش یاقوت کا چرایا دوسرے ان دونون
تصویرون نے سحر کی رو سے پہچانا طاؤس جادو کو بلایا تیسرے اگر وہ عیار نہوتا تو کبھی طاؤس جادو
اُسے گرفتار کرکے نہ لیجاتا آپ ابھی نادان ہین گو زمانہ شباب کا ہے وہ کلا لوت نہ تھا صورت اپنی تبدیل
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا دھوکے سے حضور اُسے یہان لے آئین تھین ہم سب بھی اُسے نہ پہچانا تھا کیونکہ کبھی
اُسکی صورت و سیرت و حالات سے آگاہی نہ تھی یہانتک ملکہ ناز پرور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور فن بجانے
اور گانے پر عاشق ہوئی تھی تقریر اپنی ہمجلیسون کی سنکے برہم ہوکے کہنے لگی تم کیا جانو کہ وہ عیار ہی تھا
کلا لوت ویران نہ تھا ایک بیچارہ کو تہمت دزدی کی لگاتی ہو وہ چور عیار مکار نہ تھا ان نالائق تصویرون
کے کہنے کا کیا اعتبار ہے مجھے بھی حیرت ہے کہ یہ تصویرین گویا کیونکر ہوئین انکو خاموش ہونا چاہیے تھا
کہ تصویر مین ہین تصویر کبھی گویا نہین ہوتی ہے خصوصاً کسیکا خیالی ہان جو تصویرین جاندار ہوتی ہین مانند تصویر مردم زندہ
و تصویر وحش و طیور زندہ وہ البتہ اپنی زبان مین بولتی ہین جیسے اس وقت ہم تم باتین کر رہے ہین ہمجلیسون
نے عرض کیا حضور یہ تصویرین سحر کی ہوتی ہین وہ بھی کلام کرتی ہین اسمین شک نہین ہے ہمین تو ظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ اس عیار کے یہان داخل ہونے کا آپکے والد کو شاید اندیشہ تھا بلکہ یقین اسکے آنے کا
تھا اسی سبب سے یہ دو تصویرین سحر کی حضور کی بارہ دری مین درمیان صدر یا تصویرون کے لگا دی تھین
اور تصویرین طاؤس جادو کو منتظر کیا تھا کہ جب عمرو ثانی عیار اس باغ پر بہار مین آئے یہ تصویرین اُسے

پہچان لین پھر طاؤس جادو کو طلب کرین وہ زیر زمین سے باہر آکے عیار مذکور کو گرفتار کرلے ملکہ نے جواب دیا تم سب دیوانی ہو نہین معلوم کیا بکتی ہو میری سمجھ مین گفتگوے مہمل تمھاری نہین آتی ہر اب تمسے بات کون کرے یہ کہکے خاموش ہوکے فرط عشق و الفت کلالونت ویران مین رونے لگی اسکی جدائی سے اشکبار ہونے لگی ہنوز ملکہ نازپرور رو رہی تھی کنیزین اور ہم جلیسین خاموش بیٹھی ہین باہم اشارہ سے کہتی تھین ملکہ کے رونے سے اور باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ یہ اسیر عاشق ہین جدائی اسکی انکو ناگوار ہوئی ہو ابھی زبان مذکور یا یا و اشارہ سخنان مسطور کررہی تھین ملکہ نازپرور فراق و اسیری کلالونت ویران مین بیقرار و اشکبار تھی کہ ناگاہ قمقام جادو کو کا ملکہ نازپرور کا آیا ملکہ کو غمگین و اشک ریزان دیکھکر بیتاب ہوکے پوچھنے لگا کیون ای ملکہ خیر تو ہی باعث رنج و ملال کیا ہی ملکہ نازپرور نے تمام حال کلالونت ویران کے لانے کا اور اسکے گانے کا اور پھر طاؤس شعلہ زن کے لیجانے کا بیان کرکے کہا مجھکو اسکے گرفتار ہوجانے کا نہایت صدمہ ہی سبب میرے رونے کا یہی ہی کون ایسا ہی جو اسکو رہا کرکے میرے پاس لے آئے میرے دل کو خوش کرے اس نے کہا ای ملکہ صرف اسیواسطے اسقدر روتی ہو مین تو سمجھا تھا کوئی واقعہ سخت گذرا ہی تو اب خوش و خرم ہو گریہ و زاری موقوف کرو مین ابھی جاتا ہون اگر ممکن ہوا تو کلالونت ویران کو رہا کرکے لاتا ہون یہ کہکے اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت دریافت حال کلالونت ویران کے انہین دیکھا اوراق مذکور سے ظاہر ہوا کہ وہ اسوقت درمیان صحراے غبار انگیز کے جو زندان ہی اسمین قید ہی قمقام جادو حال سے کلالونت ویران کے بذریعۂ اوراق جمشیدی آگاہ ہوکے اسباب سحر سے جھولی بھرکے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے میدان صحراے غبار انگیز مانند شمشیر آبدار کے تیز تر روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب زندان کے پہونچا بلندی سے دیکھا صدہا ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہوے محافظت و نگہبانی اسیران مین مصروف ہین جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی انکے دوش پر ہین ہاتھون مین ناریل چوبی دار گولے فولادی نارنج و ترنج وغیرہ لیے ہین باہم بآواز بلند کہہ رہے ہین ای برادران بہت ہوشیار خبردار رہو کسی ہی نیند آئے نہ سوو ایسا نہو کہ تمھاری غفلت سے عمرو ثانی کو کوئی زندان سے لیجاے قمقام جادو گفتگو انکی سنکے دل مین اپنے کہنے لگا کہ اگر ان ساحرون کے سامنے جاتا ہون اور انسے لڑتا ہون تو کچھ فائدہ نہوگا مراد دلی بر نہ آئیگی لہذا ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ درمیان جنگ و جدال دستیاب ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر پیدا کرکے اسی ابر سے اونپر پانی برسایا جس ساحر پر ایک قطرہ بھی پڑا وہ مبتلا سحر ہوکے بیہوش ہوا جب سب ساحر بیہوش ہوگئے قمقام بلندی سے درِ زندان پر آیا اور بزور سحر قفل درِ زندان توڑکے اندر زندان کے گیا کلالونت ویران کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا رو رہا ہی قمقام جادو نے کہا ای کلالونت ویران کیون صدمہ اسیری کرتا ہی مین واسطے تیری رہائی کے آیا ہون تجھے پاس ملکہ نازپرور کے لیے چلتا ہون یہ کہکے کلالونت مذکور کو زندان سے باہر لاکے جلد تخت سحر پر بٹھلا کر خود بھی تخت سحر پر سوار ہوکے سوے باغ ملکہ موصوف روانہ ہوا ادھر ملکہ نازپرور بہت متردد بیٹھی تھی کبھی دل مین کہتی تھی دیکھوں انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہی جان میری بچتی ہی یا نہین کلالونت ویران مجھسے آکے ملتا ہی یا نہین گاہ کہتی ہی کہ بیر اسکو کا قمقام جادو واسطے رہائی کلالونت ویران کے گیا ہی دیکھیے اسکو رہا کرکے آتا ہی یا وہان مارا جاتا ہی ابھی ملکہ مذکورہ یہ خیالات کررہی تھی گاہ روتی تھی گاہ امید رہائی محبوب سے

سسکرادیتی تھی کہ یکایک قمقام جادو آیا کلا لونت ویران کو تخت سحر سے اُتار کر روبرو ملکہ ناز پرور کے لاکر
کہا اے ملکہ لو مین اسکو لے آیا انبو خوش ہو اُسنے خوش ہوکر کہا اے بھائی تمنے مجھپر بڑا احسان کیا جبتک زندہ رہونگی
یہ احسان تمہارا نہ بھولونگی تم یہ خیال نہ کرنا کہ اس کلا لونت بچہ سے مجھے الفت ہے مین فقط اس وجہ سے روتی تھی کہ
اسکو مین لائی تھی یہ مہمان میرا تھا گانا اسکا مجھے پسند آیا تھا میرے ہی روبرو سے میری ہی بارہ دری سے طاؤس جادو
اسکو لے گیا تھا چاہتی تھی کہ یہ بیچارہ کسی طرح رہا ہو جاے قمقام جادو نے کہا خیر جو ہوتا تھا وہ ہوا اگر طاؤس جادو
لیگیا تھا تو مین اسے لے آیا کیا ایسا کار نمایان مین نے کیا ہے کہ جسکے کرنے سے تم ایسے کلمات احسان مند ہونے کے
جاری کرتی ہو اور یہ عبث مجھسے کہتی ہو کہ مجھے اس سے اور کسی طرح کی الفت نہین ہے مین خوب جانتا
ہون کہ تمہاری طبیعت مانند آوارہ عورتون کے نہین ہے یہ کہکے سحر طاؤس جادو کا کلا لونت ویران پر سے دفع
کیا دست و پا عمرو ثانی کے قابو مین آئے خواجہ نے قمقام جادو کی تعریف کی اور ملکہ ناز پرور کی یہ ثنا کی کہ
آپکی محبت و عنایت سے مین رہا ہوا قمقام جادو نے آپ کے کہنے سے مجھے رہا کیا انکا اور آپکا مجھپر احسان ہوا
اب مجھے رخصت کیجیے ایسا نہو کہ پھر کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن ابھی توان تصویر دن اور طاؤس جادو اور ان کنیزون
نے مجھے عمرو ثانی عیار اور دزد کہا ہے بے خطا قید ہو چکا ہون دیکھیے انجام یہان آنے کا آئندہ کیا ہوتا ہے اب یہان
ایک دم نہ رہونگا تقدیر میری بد ہے بیشتر مردم سے مجھکو رنج پہونچتا ہے قبل اسکے بھی مین کہہ چکا ہون کہ مردم
سے مجھے نفرت ہے اسی وجہ سے صحرا نشینی اختیار کی ہے ملکہ ناز پرور چونکہ عاشق ہو چکی ہے خواجہ کی اس تقریر
کرنے سے بیتاب ہوکے کہنے لگی اے کلا لونت ویران کوئی تمکو کچھ کہے مین تو تمھین کچھ نہین کہتی ہون جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب کیون ڈرتے ہو ابھی یہان سے کیون جاتے ہو چندے یہان رہو قمقام جادو نے بھی کہا اے کلا لونت
ویران ملکہ جو کہتی ہے اُسپر عمل کرو خلاف انکی خوشی کے کوئی امر نہ کرو چونکہ عمرو ثانی بظاہر ایسی باتین کرتا
تھا بباطن کب چاہتا تھا کہ اس باغ سے اُس صحرا مین کنارہ دریا جاؤن لہذا ملکہ اور قمقام جادو کے کہنے
سے کہا اچھا جو آپ صاحبون کی خوشی بالفعل یہان سے نجاؤنگا قمقام جادو تو تھوڑی دیر بیٹھکر اپنے گھر گیا
اور ملکہ نے کہا اے کلا لونت ویران تھوڑی رات باقی ہے ابر فلک پر عیان ہے برق چمک رہی ہے ہوا سرد چل
رہی ہے دل چاہتا ہے کہ اس وقت کچھ گاؤ کلا لونت ویران نے بعد انکار کرنیکے اصرار کرنے سے ملکہ کے
نے زنبیل سے نکالکر دہن سے ملاکر بجانے لگے اور ایک غزل عاشقانہ بھیروین مین گانے لگے ملکہ سننے لگی خوش
ہونے لگی یہان خواجہ عمرو ثانی بشکل مذکورہ بالا بیٹھے ہوے گا رہے ہین وقت صبح کاذب کا ہے دمبدم روشنی
سحر زیادہ ہوتی جاتی ہے صبح صادق نمود ہوتی جاتی ہے لیکن اب حال طاؤس شعلہ زن کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور
اول وقت سحر اپنے مسکن سے جانب زندان روانہ ہوا جب در زندان پر پہونچا دیکھا تمام ساحر بیہوش پڑے ہین در زندان
وا ہے طاؤس متردد و پریشان خاطر ہوکے اندر زندان کے گیا وہان کلا لونت ویران کو نہ پایا اور متردد ہوا
دل مین کہنے لگا اے طاؤس کوئی موذی عمرو ثانی کو یہان سے لیگیا اسکو تلاش کرنا چاہیے اور عمرو ثانی کو
پھر گرفتار کرنا چاہیے اگر تونے خواجہ کو اسیر بار دیگر نہ کیا تو ارغوان شاہ تجھسے بہت ناراض ہوگا عجب نہین
کہ تجھے قتل کرے یہ باتین دل مین کرکے زندان سے باہر آیا اور تھوڑا سا جھولی سے نکالکر آب چاہ سامری سے
اُسے گوندھ کر ایک پتلا بنایا اُسپر تا دیر سحر پڑھ پڑھ کر دم کیا طاؤس نے چاہا لیکہ بزبان فصیح کہا اے طاؤس
جادو جلد میری بھینٹ مجھے دے فی الفور طاؤس جادو نے کارد نکالکر ران اپنی شگاف کرکے تھوڑا خون

لیکے اسکے منھ مین ڈالا اُسنے خون پیکر پوچھا ای طاؤس جادو اب جو پوچھتا ہو پوچھ طاؤس جادو نے کہا ای تپلی سحر سامری
کی یہ تبا کہ عمرو کو اس زندان سے کون لیگیا ہو اُسنے کہا قمقام جادو کوکا ملکہ ناز پرور جادو کا یہان سے عمرو ثانی کو لیگیا
ہو اور اسوقت عمرو ثانی کلاونت کی صورت بنا ہوا روبرو ملکہ ناز پرور جادو کے بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہو یہ کہکر تپلی
خاموش ہوا اور فی الفور جلکر خاک ہوگیا طاؤس جادو نے تمام حال سے آگاہ ہوکے حملہ ساحران نگہبانان اہل زندان پر سے
سحر کو دفع کیا سبکو ہوش آیا طاؤس جادو نے پوچھا عمرو ثانی کہان ہو قفل در زندان کیون کھلا ہوا ہو تم بیہوش
کیون پڑے تھے سبھون نے کہا ہمین نہین معلوم کیا ہوا ہمتو سوتے تھے طاؤس نے کہا تم تبلاے سحر قمقام جادو کے
اس جر سے بیہوش تھے مین نے ابھی تمپر سے سحر دفع کیا ہو دیکھو زندان مین عمرو ثانی نہین ہو قمقام جادو یہان آکے
اُسے لے گیا ہو در زندان اتبک کھلا ہو سب نے یہ سنکے شرم سے سر جھکایا طاؤس نے بیتابی وہان سے بصد غضب
تخت سحر پر سوار ہوکے راہ طی کرکے اندر باغ کے آیا دور سے پکارا ای ملکہ ناز پرور تمنے اچھا نہ کیا کہ قمقام جادو کو
روانہ کرکے اس عیار بلاے روزگار کو رہا کراکے اپنے پاس بلایا کیسی تم بے شرم و بیحیا ہو کہ اپنے اور اپنے پدر کے
دشمن کو اپنے پاس بٹھاتی ہو اسکا انجام برا معلوم ہوتا ہو تمھین باعث بربادی ملک و مال ہوگی ور بتداول تمھاری ذات
تیغ ہو جائیگا خیر جو ہوگا وہ ہوگا اب مین آپہونچا یا تم اٹھکر مجھے روکو یا اپنے کوکا نالائق کو بلاؤ کہ وہ مجھسے مقابلہ
و مجادلہ کرے عمرو ثانی کو نہ لیجانے دے یہ کہکر آگے بڑھا ادھر خواجہ نے زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لی ملکہ
ناز پرور نے اس گھبراہٹ مین کلاونت و یاران سے بیخبر ہوکے پوچھا او طاؤس شعلہ زن تو اوربدلازم
ہوکر مجکو ایسے کلمات واہیات خلاف میری شان کے کہتا ہو دیکھ تو سہی کہ مین اپنے والد سے تیرے باب
مین کیا کہتی ہون اگر تجکو قتل نہ کراؤن تو اپنا نام ناز پرور نہ رکھون او نابکار مجکو عورت جان کے دھمکاتا ہو
ذرا سامنے تو آ یہ کہکر چند بال اپنے گیسو سے کھینچکے توڑ کر سحر پڑھکر دم کرنے لگی اتنی دیر مین طاؤس جادو بھی
آگیا کنیزین اور ہم جلیسین ملکہ کی بھی لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئین اور کوسنے کا بیان طاؤس جادو کو
دینے لگین نارنج و ترنج پر سحر دم کرکے طاؤس شعلہ زن پر مارنے لگین طاؤس جادو کہ ساحر زبردست
تھا ہر ایک کے سحر کو یون دفع کرنے لگا کہ جب کسی ساحرہ کا ترنج یا نارنج قریب آیا بنظر قہر اسے دیکھا اور کچھ پڑھکر
اُسکی طرف پھونکا وہ جلکر گر پڑا یا انگشت سے اشارہ کیا دو ٹکڑے ہو گیا ہنوز طاؤس جادو سحر ہر ایک ساحرہ کا
اسیطور سے دفع و باطل کر رہا تھا کہ ملکہ ناز پرور نے وہ موے مشکین اپنے گیسو کے بخوبی سحر کرکے سوے طاؤس
جادو کے پھینکے وہ بصورت مار سیاہ ہوکے اُسکی طرف چلے طاؤس جادو نے بزور سحر طاؤس بنکر ان سانپون کو
نگل کر پھر بصورت اصلی ہوکر کہا ای ملکہ مین تمپر کیا سحر کرون تمھارے باپ کا مجھے خیال ہو ورنہ ایک ادنے سحر
کرکے ابھی تجکو ہلاک کرتا یا اسیر کرتا یہ کہکر عمرو ثانی کو ڈھونڈھنے لگا اور ان تصویرون سے جو باغ مین
لگا کر تصویر سحر سامری و ای تصویر سحر جمشیدی بتاؤ مجکو کہ یہان سے عمرو ثانی کہان گیا انھون نے جواب دیا
ابھی تو یہان بیٹھا تھا دفعتہً غائب ہوگیا ہو طاؤس نے کہا وہ یہان بیٹھا رہا اور تم اسے دیکھا کین تصویرون
نے جواب دیا ہم جس کام کیواسطے مقرر ہین وہ کرتے ہین بغیر تمھارے ہم کس سے کہتے کہ عمرو ثانی کو گرفتار
کرو اب تم یہان آئے ہو اگر عمرو ثانی ہمین دکھائی دیگا تو ہم تمسے کہینگے کہ یہی عمرو ہو اسکو گرفتار کر لو ابھی
طاؤس جادو تصویرون سے ہمکلام تھا ملکہ ناز پرور جادو متواتر جداگانہ سحر طاؤس جادو
پر کر رہی تھی وہ صرف اُسکے سحرون کو دفع کر رہا تھا خود سحر نہ کرتا تھا اسیطرح کنیزون اور ہم جلیسون ملکہ کے

سحرون کو بھی دفع کرتا تھا گھبرایا ہوا تھا کنیزمین وغیرہ عورتین بڑھ بڑھ کر سحر کرتی تھین گاہ اُسکے خوف سے
بارہ دری کے گوشون مین نہان ہوتی تھین ناگاہ قمقام جادو آگیا وہ یہ جنگ دیکھکر برہم ہو کے پکارا کہ او
طاؤس جادو کیا غضب کرتا ہی بلکہ نازپرور جادو سے لڑتا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی قہر ارغوان شاہ سے نہین
ڈرتا ہی کیسا مرد ہی کہ عورتون سے لڑتا ہی اِدھر آ مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر سحر اُس پر
دم کرکے طاؤس پر مارا طاؤس نے کارد سحر نکالکر طرف گولے کے پھینکی کارد مذکور گولے پر پڑی گولا دو
ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بعد دو کرنے فولادی گولے کے طاؤس جادو نے بھی اُسپر ناریل چوبی دار سحر
کرکے مارا وہ جاکر اُسکے سر پر پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے تھوڑی دیر مین وہ دھوان اور شعلے برطرف
ہوئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ درمیان ایک برج آہنی کے قمقام قید ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے
اور لڑ رہے تھے کہ قمقام جادو بزور اپنے سحر کے اُس برج کو توڑ کر نکلا اور سوے فلک وہانسے برق
بنکر چلا طاؤس جادو تلاش خواجہ مین بارہ دری سے نکلکر باغ مین آیا تھا کہ قمقام بصورت برق اُسپر
گرا شانہ طاؤس کا زخمی ہوا اگر طاؤس جادو ساحر زبردست نہوتا اور اپنے تئین نہ بچاتا تو برق مذکور سے
جانبر نہوتا دو ٹکڑے ہوتا جب طاؤس زخمی ہوا نہایت برہم ہو کے کہنے لگا اگر ای قمقام تو مرد ہی تو سامنے
آ مجھ سے مقابلہ کر قمقام بصورت اصلی سامنے آیا طاؤس جادو نے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر
دم کرکے خون اپنے انگشت کا اُسپر گرا کر سامری کو پکار کر سینہ پر حریف مذکور کے مارا ہر چند قمقام جادو
نے دفع کرنا اُسکا چاہا مگر ممکن نہوا سینہ پر جو پڑا پشت سے گذر گیا ساحر مذکور خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا اُسکے
مرنے سے کچھ تاریکی ہوئی کچھ ہولے تند چلی غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے آواز اُسکے سحر کے پرون نے یہ دی کہ افسوس قتل
کیا مجکو کہ نام میرا قمقام جادو تھا یہ کہکر پر سحر کے چلے گئے طاؤس جادو قمقام کو قتل کرکے پھر بارہ دری مین آیا ملکہ
وغیرہ عورتون نے پھر اُس سے اسیطرح لڑنا شروع کیا ابھی سب عورتین لڑ رہی تھین کہ ایک طرف سے ایک کنیز وضع
عورت ایک نارنج ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی انھین دو تصویرون نے باواز بلند کہا ای طاؤس جادو آگاہ ہو کہ یہ عورت جو
آتی ہی یہی عمر وثانی ہی رنگ و روغن و لباس سے کنیز کی صورت بناکے آیا ہی طاؤس جادو اُس طرف متوجہ ہوا
عمرو ثانی گلیم اوڑھکر ایک گوشہ مین گیا پھر جلد نزاور قطع کی عورت بنکر گلیم اُتار کر یہ کہتا ہوا اُس گوشہ سے
باہر نکلا کہ ای طاؤس جادو دیکھو وہ سانولی عورت جو بھاگی جاتی ہی یہی عمرو ثانی ہی اب طاؤس اُس
عورت کیطرف چلا تصویرون نے پکار کے کہا ای طاؤس جادو کہان جاتے ہو دیکھو یہ سامنے تمھارے
عمرو ثانی کھڑا ہی یہ تمکو بہکاتا ہی طاؤس نارنج سحر ہاتھ مین لیے ہوئے اُسکی سمت چلا عمرو ثانی پھر
گلیم اوڑھکر گوشہ مین چلا گیا اور ابکی مرتبہ ایک نوجوان گورے رنگ کی عورت بنکر یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہ ای
طاؤس جادو دیکھو وہ عورت نوجوان بنا ہوا عمرو ثانی کھڑا ہی مین نے تمکو بتادیا ہی جاؤ اُسکو گرفتار
کرکے خوب مارو اب اس احسان کے عوض مین مجھپر سحر نہ کرنا طاؤس نے جانا یہ عورت سچ کہتی ہی جاتے ہی اُسپر
سحر کیا اور پکڑ کر دو چار طمانچے مارکر کہا او عمرو ثانی تو نے اسوقت مجھے اِدھر اُدھر دوڑا دوڑا کے دیوانہ
کر دیا تھا اب تو مین نے تجھے گرفتار کیا کہہ کیا سزا دون ابھی سحر سے تجھے ہلاک کر دون یا ارغوان شاہ کی خدمت
مین سر تیرا کاٹکر لیجاؤن یا زندہ گرفتار کرکے تجھے ارغوان شاہ کے پاس کشان کشان لیجاؤن اُس عورت نے
کثرت خوف سے اشکبار ہو کے بعد عاجزی کہا ای طاؤس جادو مین عمرو ثانی نہین ہون نام میرا شوخ چشم ہی

مین کنیز ملکہ ناز پرور کی ہون مجھے قتل نہ کرنا ابھی وہ عورت یہ کہتی ہی کہ طاؤس جادو گھبرایا ہوا متردد تھا
کہ عمرو ثانی کا پتہ نہین ملتا ہی اُس عورت نے کہا تھا یہ عمرو ثانی ہے یہ کہتی ہی کہ مین عمرو ثانی نہین ہون مین
کسکی بات کا اعتبار کرون ناگاہ اُن دونون تصویرون نے پکار کے کہا ای طاؤس جادو یہ عورت سچ کہتی
ہی اِسے چھوڑ دو عمرو ثانی وہی تھا جس نے تم سے کہا تھا کہ یہ عورت عمرو ثانی ہے طاؤس جادو نے
اُس عورت کو چھوڑ دیا بلکہ اُس پر سے اپنا سحر بھی اُتار لیا غرض اسیطرح عمرو ثانی نے تا دیر طاؤس جادو کو دھوکے
دیے اور ہر طرف بارہ دری مین دوڑایا بعد ازان عمرو ثانی نے خیال کیا کہ دل لگی ہو چکی اب عیاری
ایسی کرو کہ جس سے مطلب نکلے اور طاؤس جادو کو ہلاک و قتل نہ کرو آیندہ جب چاہنا اِسے قتل
کر ڈالنا اسکا قتل کرنا کچھ دشوار نہین ہی یہ باتین اپنے دل مین کر کے پھر ایک عورت کی صورت بنکے سامنے طاؤس
جادو کے آکے کہا ای طاؤس جادو دیکھو وہ عورت جو بارہ دری سے اُتر کر بھاگتی ہوئی باغ مین جاتی
ہی یہی عمرو ثانی ہی جلد جا کے تم اُسے گرفتار کرو مجھے جھوٹا نہ جانو طاؤس اُسکے کہنے سے بارہ دری سے
اُتر کر باغ مین گیا دیکھا تمام انیسین اور کنیزین ملکہ ناز پرور کی ہمراہ ملکہ کے نہین ہین ملکہ کو کہین چھوڑ کے
باغ مین درختون کی آڑ مین چھپی ہین اُن مین وہ عورت بھی ہی طاؤس للکار کر اسی عورت مشتبہہ کیطرف
بڑھا ادھر خواجہ نے بارہ دری مین کسیکو نہ دیکھا اُنھین دونون تصویرون پر جال الیاسی مار مار کر تمام مال و اسباب
اور شیشہ آلات لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا نذر زنبیل کیا فرش تک نہ چھوڑا ہان نشان فرش زمین پر چھوڑ
دیا بعدہ خواجہ بارہ دری مین ہر طرف دیکھنے لگے باین خیال کہ کوئی شئ باقی تو نہین ہی ابھی دیکھ ہی رہے
تھے کہ سامنے سے ملکہ ناز پرور گھبرائی ہوئی بدحواس پیدا ہوئی دیکھتے ہی خواجہ کو کہ عورت بنے ہوے تھے پوچھنے
لگی کہ ای گل چہرہ تجھے معلوم ہی کہ طاؤس شعلہ زن یہانسے کہان گیا ہی کیا کلاوت و ویران کو عمرو ثانی جان کر
پھر گرفتار کر کے لیگیا ہی اُسنے عرض کیا ای ملکہ آپ کہان تشریف رکھتی تھین طاؤس جادو نے کلاوت و ویران
کو گرفتار کر لیا اپنے سحر سے تمام مال و اسباب اس بارہ دری کا جلا کر خاک کر دیا بلکہ خاک بھی اب مال و اسباب
کی معلوم نہین ہوتی ہی دیکھیے طاؤس ادھر گیا ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا ہلایا جو حباب بیہوشی کا تھا یون مین
دبے تھے وہ ملکہ کے سوراخ بینی پر پڑے اور ٹوٹے اُسکے دو چار قطرے ملکہ کے سانس لینے مین دماغ
تک پہونچے اور بوے بیہوشی بھی دماغ تک پہونچی فی الفور ملکہ کو چھینک آئی بیہوش ہو کے زمین پر گر گئی
عمرو ثانی نے جلد تر اسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مجرہ زنبیل سے طلب کر کے بصورت ملکہ ناز پرور ہو کے
ویسا ہی لباس ملکہ کا زنبیل سے نکال کے اور بارہ دری کے زینے سے اُتر کر باغ مین گیا دیکھا کہ طاؤس جادو
ایک کنیز کی طرف چلا جاتا ہی وہ بھاگی جاتی ہی یہ دیکھکر پکار کر کہا ای طاؤس جادو ادھر آؤ ہمین کچھ تم سے کہنا
ہی طاؤس پلٹ کر آیا ملکہ نے کہا ای طاؤس واقعی تم سچ کہتے تھے کہ وہ کلاوت و ویران عمرو ثانی ہی دیکھو تمام
مال اسباب بارہ دری کا کس حکمت و تدبیر سے لیگیا کچھ بھی نہ چھوڑ گیا اب تم ہمارے والد کے پاس جاؤ
اُنسے جو بیان گذرا ہی بیان کرو ملکہ مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو مین آپ اپنے والد سے جو مناسب جانون گی
کہونگی تم کچھ بھی نہ کہنا اُسنے عرض کیا ای ملکہ مین تابع فرمان ہون اگر آپ مجھ سے آمادۂ شر و فساد نہوتین تو مین
بھی آپکو کلمات نامناسب نہ کہتا اب عذر کرتا ہون میری خطا عفو کیجیے شکایت میری اپنے والد سے جاکر
نہ کیجیے گا مین بھی اُنسے کچھ عرض نہ کرونگا جو مناسب آپکو ہوگا وہی اُنسے کہیے گا ملکہ نے کہا ہمنے تیری خطا

عفو کی طاؤس جادو نے خوش ہوکے اپنے تخت سحر پر ملکہ کو بٹھا کے خود مودب روبرو ملکہ کے بیٹھکر تخت
سحر کو بلند کیا کنیزون اور ہم جلیسون کو باغ ہی مین چھوڑا جب تخت سحر بلند ہوا اشارہ تخت مذکور کو جانب
دربار ارغوان شاہ کیا تخت اُسیطرف روانہ ہوا بالفعل خواجہ ہمراہ طاؤس جادو کے جانب ارغوان
شاہ جاتے ہین حال انکا آئندہ اگر خدا نے چاہا تو لکھا جائیگا

داستان حسب الحکم تمثال آئینہ رو عیاری کرنا اسود تیز پا عیار کا اور جنگ ہونا کفار واہل اسلام کا قتل ہونا اور آنا شاہزادہ رستم ثانی کا

راوی خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتا ہے کہ جب نقابداران سفید وسیاہ پوش بعیاری
عمرو ثانی ہلاک ہوچکے اور لاکھون کفار دست اہل اسلام سے قتل ہوچکے لشکر کفار کو شکست ہوچکی سرایک
کا نقابداران سفید وسیاہ پوش کے ہلاک ہونے سے صدمہ ورنج کرچکا خصوصًا لاجورد شاہ وصلصال و
خلخال وخنگان غم نقابداران مذکور مین محزون ہوچکے اور دست عمرو ثانی سے شراب بیہوشی آمیز پیکے
بیہوش ہوکے کپڑے اپنے تنکے اتروا کے ذلیل ہوچکے اور تمثال آئینہ رو حال عیاری عمرو ثانی سے آگاہ
بھی ہوچکا اُسدم تمثال آئینہ رو نے اپنے عیار اسود تیز پا کو طلب کرکے اُس سے کہا اے اسود تو ہرچند ایک
زمانہ دراز سے ہماری پرستش کرتا ہے ہمارے الطاف وعنایات سے سرفراز ہے ہماری سرکار سے رزق پاتا
ہے لیکن آجتک تو نے کوئی عیاری ایسی نہین کی کہ جس سے ہم تجھسے بہت خوش ہوتے دیکھ خواجہ عمرو ثانی
عیار حمزہ ثانی کو کہ وہ کیسی کیسی عیاری کرتا ہے ابھی اُسنے نقابداران سفید وسیاہ پوش کو کس طرح
ہلاک کیا ہے اپنے مالک وآقا کو خوش کیا ہے ہمین صدمہ دیا ہے اور بعضے داستان گویان خوش بیان نے
یون بھی ظاہر کیا ہے کہ تمثال آئینہ رو نے ایک عبارت مندرجۂ بالا لکھوا کے اسود تیز پا کو بذریعہ نامہ مذکور
روانہ کیا غرض بہرطور اسود تیز پا نے خواہ بذریعہ عرضی خواہ روبرو جاکے عرض کیا کہ اے خداوند جو حکم ہو بجا لاؤن
مجھکو حکم ہو گرفتار کرکے لے آؤن عیاری ایسی کرون کہ ہمیشہ میری تعریف کرے بلکہ مجھکو اُستاد عیاران
جہان جانتے ہین وہ عیار نادر وکامل ہون کہ جتنا میرا کوئی نہین ہے آپ نے کسی عیار کو یہ عقل وفہم دی
نہین ہے جو مجھے دی ہے عمرو ثانی میرے آگے ایک طفل مکتب ہے وہ ابھی عیاری کرنا کیا جانے عبث
تعریف آپ نے استقدر کی ہے اُس سے تو میرے ہزارہا شاگرد بہتر ہین آپ نے کب حکم کیا خیر اب جو حکم
ہو اُسے بجا لاؤن تمثال آئینہ رو نے کہا اے اسود گو ہم اتنی بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہین
کہ عمرو ثانی کو گرفتار کرلین لیکن چاہتے ہین ہم کہ تو بعیاری ومکاری اُسے گرفتار کرکے اُسکے لشکر سے
لے آ اُسنے ہمکو صدمہ دیا ہے نقابدارون کو ہلاک کیا ہے ہم اُس سے ناخوش ہین چاہتے ہین کہ وہ قتل ہوجائے
پس تو اُسے بعیاری گرفتار کرکے لاجورد شاہ وصلصال کے پاس لیجاکر ہماری طرف سے کہنا
کہ خداوند کا حکم ہے اسے قتل کراؤ اسود نے کہا اے خداوند ایسا ہی ہوگا یہ تو کوئی بڑی مشکل نہین ہے اگر
اپنے کسی شاگرد سے کہون تو وہ جاکر عمرو ثانی کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا اُٹھا کے لے آئے سوا
اُسکے اور جس سردار یا عیار کے واسطے کہون اُسے بھی ابھی جاکے لے آئے دیر نہ لگائے تمثال آئینہ رو
خوش ہوکے کہا آجکی شب ضرور عمرو ثانی کو بیہوش کرکے لے آنا کیونکہ خواجہ عمرو ثانی نے
بڑا سر اُٹھایا ہے اور ما بدولت کو بڑے بڑے صدمہ جانکاہ دیے ہین بس تو کسیطور سے گرفتار کرلا

اور جہانتک ممکن ہو عیاروں کو قتل کرنا ہمکو اہل اسلام کے عیاروں سے نفرت کلی ہے چاہتے ہیں سب کو
غارت و ہلاک کر ڈالیں اسود نیزہ باز یہ سنکے وعدہ خضران بن عمر کے نے آنیکا کرکے اپنے خیمہ میں آیا جب وہ
دن گذر کر وقت نصف شب کا ہوا اپنے لشکر سے یعنی لشکر لاجورد شاہ و سیاہ تمثال آئینہ رو سے
نکلکر جانب لشکر اہل اسلام تنہا روانہ ہوا یہ عیار نابکار تو برائے عیاری جاتا ہے دیکھیے کیا عیاری کرتا ہے
لیکن یہ حال لشکر اسلام و عیاران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے خضران بن عمر نے نقابداران مندرجہ
بالا کو ہلاک کیا ہے اہل اسلام تو شادمان ہیں چاہتے ہیں کہ لشکر تمثال آئینہ رو میں طبل جنگ بجایا
جاوے تاکہ یہاں بھی نقارہ جنگی بجے لڑائی ہو لیکن تمثال آئینہ رو طبل جنگ نہیں بجواتا ہے اسوجہ سے
لشکریان اہل اسلام مصروف جشن ہیں شب و روز عیش و عشرت کرتے ہیں لڑائی موقوف ہے لشکر پڑا ہوا ہے جملہ
عیاران لشکر اسلام بھی خوش ہیں اب ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قاعدہ عیاران لشکر اسلام کا یہ ہے
کہ بیشتر خیمہ اپنا اپنے لشکر سے آگے ایستادہ کرتے ہیں تمام شب بیدار رہتے ہیں نگہبانی اپنے مردمان
لشکر کی کرتے ہیں لشکر حریف کی طرف سے ہنگام شب کسی کو آنے نہیں دیتے ہیں اگر کوئی آتا ہے تو اسے
روکتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں غرض حسب قاعدہ مذکور خضران بن عمر نے اپنے لشکر سے کچھ آگے بڑھ کے
ایک خیمہ ایستادہ کرایا تھا اور اسکو کوتوالی چبوترہ قرار دیا تھا بیشتر ہمراہ اکثر عیاروں کے دن کو یا شب کو
اسی خیمہ میں بیٹھتا تھا ایک شب کا ذکر ہے کہ خضران بن عمر حسب قاعدہ اپنے خیمہ میں بمجلس ساٹھ عیاروں کے
ساتھ بیٹھا ہوا بادہ خواری میں مصروف تھا عیار خوش و خرم بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص ایک
ہانڈی میں شہد لیے ہوئے بیچتا ہوا جاتا ہے بار بار کہتا ہے کیا شہد خالص سارنگ مکھی کا ہے سستا بیچتا ہوں
جسکو لینا ہو لے لے ایسا شہد خالص ارزان پھر دستیاب نہوگا عیاران لشکر اسلام کہ نشہ شراب میں مست
بیٹھے تھے خضران بن عمر نے اُنسے کہا اس شہد فروش کو بلاؤ شہد اس سے لیلو قیمت کچھ بھی ندو اس وقت عالم
نشہ شراب میں بجائے گزک کے کھاؤ میں بھی کھاونگا کیونکہ دل میرا بھی شہد کے کھانے کو بہت چاہتا
ہے عیاران مذکور نے اُسے طلب کیا جب وہ آیا شہد کی ہانڈی اُس سے لے کے کہا دور ہو او نابکار
قیمت اسکی تجھے نہ ملیگی اُس نے فریاد و بکا کہا حضور میں غریب آدمی ہوں آپ مجھپر ایسی بدعت نکیجیے
زبردستی شہد مجھسے چھین نہ لیجیے غریب آزاری اچھی نہیں ہے مفت شہد نہ لیجیے قیمت اسکی ضرور
دیجیے میں بمحنت و مشقت اس شہد کو دور سے لایا ہوں بایں غرض کہ اسکو بیچ کر دام اسکے لے کے صرف اہل
و عیال کرونگا خود بھی اپنے صرف میں لاؤنگا خضران بن عمر نے جواب دیا او نالائق قیمت اسکی یہ کیا کم ہے کہ
ہمنے تجھکو زندہ چھوڑ دیا گرفتار نہ کیا حال پر تیرے رحم کیا کیونکہ تو ہمارے لشکر کی طرف اس شب تیرہ و تار میں
کہ نصف شب کا زمانہ ہے آیا ہے ایسے وقت میں آنا تیرا محل تردد ہے خیر اب تو جو منہ سے کہا وہ کہا کہ
چلا جا ورنہ تجھے گرفتار کرتے اُس نے کہا اچھا قصور ہوا مجھپر ظلم کیجیے شہد چھین کر قیمت نہ دیجیے میں جاتا ہوں
یہ کہکے وہ شہد فروش تھوڑی دور وہاں سے جاکے جھاڑی جھنکاڑون کی آڑ میں غائب ہو گیا یہاں خضران بن عمر اور
جملہ عیاران لشکر اسلام نے کہ جو اُس وقت خضران بن عمر کے پاس بیٹھے تھے بے تردد وہ شہد کھایا عالم نشہ
شراب میں کچھ اندیشہ نہ کیا بعد کھانے شہد مذکور کے بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک عیار کو گرمی معلوم ہونے لگی
جو واسطے ہوا کھانے کے اُٹھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا جو عیار اُٹھ سکے اُٹھانے کو اُٹھا وہ بھی زمین پر گر گئے

بیہوش ہوا غرض اسی طرح سے تھوڑی دیر مین خضران بن عمرو اور جملہ عیاران مذکور بیہوش ہوے شہد فروش مذکور
کہ اسود تیز پا عیار تھا جھاڑی جھنڈیون سے نکلکر چند شاگردون کو کہ انھین جھاڑیون مین نہان تھے
ہمراہ لیکر خیمہ خضران بن عمرو مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین آتے ہی اور دیکھتے ہی عیار مذکور نے اہستہ نعرہ
کیا کہ منم اسود تیز پا عیار خداوند ملتثال آئینہ رو اور خضران بن عمرو اسی نادانی پر تجھکو دعوے عیاری کا ہے
ایک ادنی میری عیاری سے تو آگاہ نہوا شہد بیہوشی آمیز بے فکر و تردد کھالیا کچھ خیال نہ کیا اور جو کرسے
شہد کے کھانے کا رنگ دیکھا کہ کیا ہوا اور مزہ شہد کا چکھا کہ کیسا شیرین تھا اب یہ شہد شیرین تو نے
کھایا ہے اسکے کھانے سے جان شیرین تیری جائیگی تلخی مرگ کا ذائقہ زبان پر آئیگا زیر تیغ قاتل بٹھایا جائیگا
قتل کیا جائیگا شہد کا کھا لینے مفت چھین لینے کا نتیجہ دیکھا ہے اور اب آئندہ دیکھیگا مین تو سنتا تھا کہ تو
عیار کامل ہے مگر دراصل محض نادان و ناواقف کوچۂ عیاری سے ہے کہ اونے میرے دام مکر مین گرفتار ہوگیا
یہ کہکے اور جسقدر عیار بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی دیکھا اور کہا ای نالائقو تم بھی مانند خضران بن عمرو کے احمق تھے کچھ
عیاری سے نام نشان نتھے یہ نہ سمجھے کہ آدھی رات کے وقت شہد فروش کا آنا کیا اور آیا ہے تو کچھ اسمین بھید ہے
اس شہد کو دیکھ بھال کے کھاتے شہد فروش کے حالات سے آگاہ ہوتے گرفتار کرکے کیفیت ادھر آنے کی
دریافت کرتے چھوڑ نہ دیتے یہ کہکے پہلے خضران بن عمرو کو چادر عیاری مین باندھا ڈھائی گرہ عیاری کی لگائی
پشتارہ اُٹھاکے دوش پر رکھا پھر اپنے شاگردون سے کہا ان عیارون کو تم سب چادر عیاری مین باندھو
پشتارے انکے اُٹھاکے اپنے لشکر مین پاس لاجورد شاہ کے لائے مین جاتا ہون اُنھون نے کہا استاد
یہ پچاس ساٹھ عیار ہین انکا یہان سے لیجانا دشوار ہے ہم دس شاگرد اس وقت یہان موجود ہین دس
عیارون کو چادر عیاری مین باندھکر ایک ساتھ لے چلین بعدہ پھر یہان ہمارا آنا اچھا نہین ہے لشکر اسلام
قریب تر پڑا ہے دیکھیے وہ ایک سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اگر اس
سردار یا اسکے ہمراہی سوارون مین سے کسی نے ہمکو دیکھ لیا تو اچھا نہوگا ہمکو یہ لوگ گرفتار کرلینگے
پس ہماری راے یہ ہے کہ ان عیارون کو یہان سے نہ لیجائین ابھی انکے سامنے خنجر ادر کھینچے سے
انھین یہان قتل کرین مطلب تو خاص یہی ہے کہ یہ عیار قتل ہون پس جیسے وہان قتل ہوتے ویسے
یہان قتل ہوے اسود تیز پا نے کہا مین تمہاری راے کو پسند کرتا ہون تم ابھی ان کو قتل کرو
اُنھون نے کھینچے اور خنجر کمر سے کھینچکر عیارون کو قتل کرنا شروع کیا اُنسٹھ عیارون کو قتل کیا خون
انکا خاک پر گرایا جب وہ نابکار عیاران لشکر اسلام کو قتل کرچکے اسود تیز پا پشتارہ خضران بن عمرو کا لیکر
شاگردون کو ہمراہ لیکر خیمہ مذکور سے نکلکر سوے لشکر لاجورد شاہ اُس تیرگی شب مین روانہ ہوا کسی اہل اسلام
نے اُسے نہ دیکھا بعد قطع راہ عیار مذکور پشتارہ بردوش نہایت شادمان لشکر لاجورد شاہ مین پہونچا اُس وقت
لاجورد شاہ اپنی بارگاہ مین مع صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو و خلخال و تخنگان کے
بیٹھا ہوا تھا عالم نشہ شراب مین یہ تقریر کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لقا پرداران سیاہ و سفید کو تو خضران بن عمرو
نے عیاری کرکے ہلاک کیا اب کس دلاور کو ملتثال آئینہ رو واسطے اپنی اعانت کے طلب کرتا ہے کون جسب الطلب
اسکے یہان آکے اہل اسلام سے لڑتا ہے کئی روز گذرے ہین کہ طبل جنگی نہین بجا ہے
دونون لشکر مقابلہ مین پڑے ہین لڑائی موقوف ہے ہمارا دل گھبراتا ہے صلصال درجواب اُسکے کہتا تھا

تمثال آئینہ رو غافل نہو گا کیونکہ وہ بڑا عاقل و ہوشیار ہے کسی پہلوان یا سردار کو کسی ملک سے اس لیے
واسطے اپنی مدد کے نامہ روانہ کرکے ضرور بالضرور طلب کیا ہو گا عجب نہیں کہ بعد اس کے آنے
کے اس مقام پر بھی بہت جلد طبل جنگ بجایا جاوے لڑائی ہو بختگان دونوں کی گفتگو سن کے اپنے
دل میں کہتا تھا بیشک کوئی نہ کوئی فکر تمثال آئینہ رو ضرور ضرور کرے گا بالفعل نقابداران سیاہ پوش
و سفید پوش کی ہلاک ہو جانے سے بالکل گھبرا گیا ہے اور تمام اہل اسلام سے بھی ڈر گیا ہے ابھی یہ سب کفار باہم
یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اسود تیز پا پشتارہ بدوش اندر بارگاہ کے آیا لاجورد شاہ وغیرہ کو
سلام کرکے پشتارہ روبرو رکھ کے عرض کیا کہ میں بحکم خداوند تمثال آئینہ رو خضران بن عمر کو
بیہوش کرکے پچاس ساٹھ عیاروں کو قتل کرکے پشتارہ خضران بن عمر کا لیکر آیا ہوں حکم خداوند کا ہے کہ یہ
عیار مکار بہت جلد قتل کیا جائے اگر اسکے قتل میں کچھ بھی تاخیر واقع ہوئی تو سمجھیے برا کوئی نہو گا مجھے خداوند
نے یہ فرمایا تھا کہ لاجورد شاہ سے ہماری طرف سے کہنا کہ بہت جلد اس عیار نالائق کو تہ تیغ کرنا گرفتار ہرگز ہرگز
نہ رکھنا لہذا آپ موافق حکم خداوند عالم کے اسکو قتل کرائیے واصل جہنم کیجیے یا جو آپ کو مناسب و انسب
معلوم ہو وہ کیجیے جو میرا کام کرنے کا تھا اسے میں کر چکا اور جو خداوند نے فرمایا تھا اس کو میں آپ کے
گوش گذار کر چکا لاجورد شاہ نے یہ تقریر عیار مذکور کی بگوش ہوش سن کے نہایت خوش
ہو کے صلصال و بختگان کی طرف دیکھ کر پوچھا کیا رائے ہے ان دونوں نے کہا کہ ابھی اسکو قتل کرائیے
تمثال آئینہ رو نے جو کہا ہے اسی پہ عمل کیجیے اس تاریکی شب میں کہ آدھی رات کا زمانہ ہے
عالم تیرہ و تاریک ہے اور لشکر بھی امیر ثانی کا غافل ہے جملہ اہل اسلام بے خبر سو رہے ہیں خراٹے اڑا رہے
ہیں ایسے عمدہ موقع میں اس عیار کا قتل ہونا بہت سہل ہے صبح کو قتل کرنا اسکا اک امر دشوار ہو گا جنگ
عظیم ہو گی اہل اسلام اس عیار نابکار کو ہرگز ہرگز قتل ہونے نہ دینگے لاجورد شاہ نے یہ سنتے ہی فوراً
جلاد کو طلب کیا جلاد نابکار تیغہ بکف آیا بعد سلام کرنے کے مودب ہاتھ باندھ کے بہ آواز ملایم عرض کیا کہ
حضور اقدس نے اس ذرہ بیمقدار کو اس وقت کیوں یاد کیا ہے یہ فرمانبردار سرکار و نمکخوار قدیم حاضر حضور ہے
جو کچھ حکم جناب والا ہو بجا لاؤں لاجورد شاہ نے اس جلاد تیغہ بکف سے کہا کہ ہمنے تجھکو اس وقت اس
واسطے بلایا ہے کہ خضران بن عمر عیار امیر ثانی کو اسی وقت نہایت پھرتی سے قتل کر اس نے عرض کیا اس
تابعدار کو کیا عذر ہے میرا تو کام یہی ہے اسی واسطے تو میں ملازم ہوں جیسے حکم ہو اسے ابھی قتل کروں ذرا بھی
تامل و رحم نکروں لاجورد شاہ نے یہ سن کے اسود تیز پا سے کہا یہ پشتارہ یہاں سے اٹھا کر ساتھ
اسکے جا خضران بن عمر کو بعد ہوشیار کرنے کے اسکے حوالے کر یہاں سے جملہ سرداران سپاہ وغیرہ کو خواب غفلت سے
بیدار کرکے اپنے ہماری جانب سے کہدے کہ صبح جملہ لشکریان ہوشیار و مسلح ہو ہو کے آئیں اسود تیز پا یہ
سنکے پشتارہ اٹھا کے ساتھ اس قاتل کے بارگاہ سے نکل کے ایک طرف گیا جس جگہ قتل خضران بن عمر
منظور تھا وہاں پہونچکے پشتارے سے خضران بن عمر کو نکالکر طوق و زنجیر وغیرہ میں بخوبی گرفتار کرکے
فقید دفع بیہوشی سنگھا کے خضران بن عمر کو ہوشیار کیا پھر قاتل کے حوالے کیا قاتل نے چبوترہ ریگ کا
بنایا اسپر بوریہ ہلاکت کا بچھا کے خضران بن عمر کو اسپر بٹھا کے گردن پر کوئلہ کا خط دیا پھر تیغہ علم کر کے
سر پہ کھڑا ہوا منتظر حکم قتل ہوا خضران بن عمر نے ہوشیار ہو کے اپنے تئیں گرفتار پایا اسود تیز پا

عیار اور قاتل کو دیکھ دل میں کہا کہ ای خضران بن عمر یہ خواب ہی یا بیداری کہاں تم اپنے خیمہ میں ہمراہ عیاروں کے بیٹھے تھے کہاں یہ سامان تمہارے قتل و گرفتاری کا ہی یہ کہکے آنکھیں ملنے لگا اسود تیزپا نے کہا اے خضران بن عمر کیا آنکھیں مل رہے ہو خواب کا خیال کررہے ہو یہ عین بیداری ہی میں عیاری کرکے تمہیں بیہوش کرکے لایا ہوں ہوشیار ہو کہ اب تم قتل ہوا چاہتے ہو کیوں تم نے ہانڈی بھرا ہوا شہد خوب کھایا کچھ اندیشہ نہ کیا اسی بیوقوفی و نادانی پر تم کو دعوے عیاری تھا کہ ادنے سی میری عیاری میں تم دھوکا کھا گئے خضران بن عمر یہ تقریر اسکی سنکے سمجھا کہ ای خضران بن عمر یہ خواب نہیں ہی تو بیدار ہی افسوس عالم نشہ شراب میں تو نے اس نابکار سے شہد چھین کے کھا لیا کچھ خیال نہ کیا نادانی کی انجام نادانی و غفلت کا یہ ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہیں یہ باتیں اپنے دل میں کرکے رو بقبلہ ہوکے دونوں ہاتھ کہ ہتھکڑی میں تھے کچھ سوے فلک اٹھاکے آبدیدہ ہوکے واسطے اپنی رہائی اور جان بچنے کے خداوند عالم سے اسطرح دعا کرنے لگا مناجات

تجھی سے ہی قائم یہ ارض و سما
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا
کہ بچہ سے وہ تیر کے بچ گیا
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا
الٰہا جسکی ہی شان میں هل اتی
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا
زمانے کا ہی تو مجیب الدعا
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا
روا کر مرے مدعا کو شتاب
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا
اسی فکر میں ہو رہا ہوں ملول
چو عاجز رہا خوانندہ دائم ترا

شعبدہ بازی فلک کے پڑھنے لگا

عدم میں دہر میں کعبے میں دیر میں ڈھونڈھیں
لٹے ہیں راہ محبت میں کارواں کیا کیا

رہے تیرے محتاج سب انبیا
دریں عاجزی چون نخوانم ترا
ترے ابر رحمت کا تھا معجزا
دریں عاجزی چون نخوانم ترا
مرے کبریا ای مرے کبریا
دریں عاجزی چون نخوانم ترا
مگر ہی یہ مجھکو تعجب بڑا
دریں عاجزی چون نخوانم ترا
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دریں عاجزی چون نخوانم ترا
بحق حسن اور بحق رسول
دریں عاجزی چون نخوانم ترا

ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا
پھرے تلاش میں ہی کہاں کہاں کیا کیا
سوا فلک کے شکایت کریں تو کس سے کریں

ترا نام ہی خالق و کبریا
تو قائم ہی سبکو تری ذات کا
یہ سلطان پہ تیرا ترحم ہوا
کہ یوسف کنوئیں میں بھی جو زندہ رہا
میں دنیا میں اسی کا ہوں اب واسطا
سوا تیرے اب میں کہوں کس سے جا
صحیفوں سے مجھکو یہ ثابت ہوا
نہ بر آیا ابتک مرا مدعا
خدایا بہت میں ہوا ہوں خراب
دعا کہ کند من کنم مستجاب
جو مطلب ہی میرا وہ اب ہو حصول
دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

بعد ختم کرنے مناجات کے چند شعر اور

ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا
رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
ہوئے رقیب ہمارے ہیں مہرباں کیا کیا

ادھر تو خضران بن عمر مناجات ختم کرکے اشعار شعبدہ بازی فلک کے پڑھ رہا تھا ادھر لاجورد شاہ دو حکم واسطے قتل خضران بن عمر کے قاتل کو دے چکا تھا اسود تیزپا نے جملہ کفار کو حکم لاجورد شاہ سے آگاہ کیا تھا سب کفار بیدار و مسلح ہوکے مرکبوں پر سوار ہوئے ادھر وہ سردار لشکر جو حفاظت لشکر اسلام کی کر رہا تھا گرد لشکر کے پھرتے پھرتے حسب اتفاق خیمہ خضران بن عمر تک آیا پکارکے پوچھا ای خواجہ سوتے ہو یا جاگتے ہو جب کچھ آواز نہ آئی سردار مذکور بہت رد و بدل میں کہنے لگا کیا سبب ہی کہ خواجہ نے جواب نہیں دیا خیمہ میں سناٹا ہی اندر خیمہ کے گیا دیکھا السٹھ عیار قتل کیے ہوے پڑے ہیں خضران بن عمر زندہ خیمہ میں نہیں ہی نہ لاشہ اسکا ہی یہ حال دیکھکر سردار از حد متعجب ہوا دل میں کہنے لگا یہ واقعہ عجیب ہوا

نہین معلوم ان عیارون کو کس نے قتل کیا ہی خضران بن عمرو پر کیا واقعہ گذرا ہی کہ وہ یہان نہین
ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے خیمہ سے نکل کے لشکر مین آکے اکثر سرداران سپاہ کو بیدار کرکے
حال مذکورہ بیان کیا پھر کچھ عیارون سے کہا جلد لشکر حریف مین جاکر دریافت کرو کہ یہان آکے
کس نے عیارون کو قتل کیا ہی اور خضران بن عمرو کہان ہی اُسپر کیا واقعہ گذرا ہی عیاران مذکور
فی الفور بصورت مبدل جانب لشکر کفار روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر کفار مین پہنچے وہان
دیکھا کہ خضران بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی جلاد تیغ بکف آمادہ قتل کرنے پر کھڑا ہوا ہی لاکھون
کفار مسلح گھوڑون پر سوار ہین باہم خوش ہوکے کہہ رہے ہین آج اسود شہ پا عیار خداوند نے
کیا کارنمایان کیا ہی خضران بن عمرو کو عیاری کرکے بیہوش کرکے لے آیا ہی اثنای عیارونکو قتل کرآیا ہی
عیاران لشکر اسلام نے اُن کافرون سے حال مذکور سنکے چاہا کہ خضران بن عمرو کو چھڑائین قاتل
و دیگر کفار کو قتل کرین مگر خیال کیا کہ ہم چند عیار ہین یہان لاکھون کفار ہین ایسے لڑنا خوب نہین
ہی پہلے یہانسے چلکے امیر ثانی کو اس حال سے اطلاع دینا چاہیے یہ تجویز کرکے جلد تو لشکر
کفار سے نکل کے اپنے لشکر مین آئے یہان شور وغل سے امیر ثانی بیدار ہوچکے تھے حال قتل
عیاران مسطورہ سن چکے تھے افسوس کررہے تھے گاہ برہم ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ معلوم
ہوجائے کہ عیارون کو فلان شخص نے قتل کیا ہی تو مین بھی ان عیارون کے خون کا عوض
انتقام حتی الامکان لون اور اُسکے معاونون کو بھی قتل کرون ابھی امیر ثانی یہ فرما رہے
تھے سرداران لشکر عرض کررہے تھے حضور یہ کام انھین کفار سے کسی کافر کا ہی عیاران
لشکر واسطے دریافت کرنے اس حال کے گئے ہین ناگاہ عیاران مذکور نے خدمت امیر ثانی مین
حاضر ہوکے تمام حال جو دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کیا امیر ثانی کو غصہ آیا حکم اہل لشکر کو
کمر بستہ ہی کا دیا اور فرمایا کہ اگر ان کافرون نے خضران بن عمرو کو قتل کر ڈالا تو عہد کرتا ہون
کہ ان کافرون مین سے کسی کافر کو تو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا یہ فرماکے خود بھی
سلاح جنگ تن پر آراستہ کرنے لگے ابھی امیر ثانی وغیرہ مسلح ہورہے تھے کہ یہ عیاران لشکر
اہل اسلام بصورت مبدل برای رہائی خضران بن عمرو اپنے لشکر سے جانب لشکر کفار روانہ
ہوے بعد طی کرنے راہ کے سپاہ کفار مین پہونچکر اُس جگہ گئے جس جگہ خضران بن عمرو زیر
تیغ بیٹھا ہوا تھا مناجات بدرگاہ کبریا کررہا تھا قاتل تیغ علم کیے کھڑا تھا خضران بن عمرو سے
کہہ رہا تھا کہ ای عیار بلا سے روزگار سوے فلک کیا دیکھ رہا ہی اپنے خدا سے عبث دعا کررہا ہے
جانبر ہونا تیرا امکان نہین اب کوئی دم مین تیرا حکم منجانب خداوند تعالی آتشزرد اور لاجورد شاہ
کہ وہ بھی دعوائے خداوندی کرتا ہی تیرے قتل کرنے کے واسطے مجھے دیگا مین اسی تیغ آبدار
سے تجھے قتل کرونگا سر و تن مین جدائی کرونگا واسطے نذر خداوند کے سر تیرا روانہ
کرونگا بس ایسے وقت مین جو کھانا ہو کھالے پیاسا ہو تو پانی پی لے کہ دنیا سے تشنہ و
گرسنہ سوے عدم نہ جانا ہو خضران اُسکے جواب مین کہہ رہا تھا ای جلاد کیا کھاؤن کہ غم سے پیٹ بھرا ہوا ہی
اور پانی کیا پیون کہ خون جگر اپنا پی چکا ہون خواہش آب و غذا نہین ہی ہان یہ آرزو ہی کہ ایک نظر

واضح ہو کہ خضران بن عمرو اور خضران بن عمرو ایک ہی شخص ہے ناظرین یاد رکھین ۱۲

امیر ثانی کو کہ وہ میرے آقا و مالک ہین دیکھ لون جو کچھ اُنسے عرض کرنا ہو کرلون اور اپنے احباب و
اعزا سے وداع ہولون قاتل کہہ رہا تھا ای خضران جو تمنا سے دل تونے ظاہر کی ہی ہرگز نہ برآئیگی
ابھی جلاد نابکار خضران بن عمرو سے یہ کہہ رہا تھا کہ لاجورد شاہ نے تیسرا حکم واسطے قتل
کرنے خضران کے دیا جلاد نے حکم پاکر ارادہ قتل کرنے کا کیا تھا تیغہ لگانے کا قصد کیا
تھا کہ ایک طرف سے ایک سنگ خاراشیدہ و تراشیدہ آکے اس طرح جلاد کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا
شق ہوا تیورا کے زمین پر گرا کفار نے شور و غل کیا کہ جلاد کو کسی نے سنگ گران مارکر ہلاک
کیا شاید عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین یہ کام انھین کا ہی جب یہ شور و غل لاجورد شاہ نے
سنا پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اُسکے ملازمون نے اُس سے عرض کیا اسوقت جلاد کو کسی نے پتھر مار کر
ہلاک کیا ہی سب اسی وجہ سے شور و غل کر رہے ہین لاجورد شاہ نے یہ سنکے برہم ہوکے کہا جلد
دوسرے جلاد کو بلاؤ کہ وہ جاکے خضران کو قتل کرے ملازمان مذکور واسطے طلب جلاد کے
گئے [illegible] نے عرض کیا آپ بیکار قتل خضران مین کد و کوشش کرتے ہین وہ اب قتل نہوگا
عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین وہ ہرگز خضران کو قتل نہونے دینگے سوا اسکے اب امیر ثانی
وغیرہ بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہونگے ہوشیار ہوجایے اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے خضران کے ہلاک
کرانے سے باز آیئے مین نے بارہا ایسے واقعات دیکھے ہین جو مین کہتا ہون سچ ہی جانیے گا
آیندہ آپکو اختیار ہی لاجورد شاہ نے جواب دیا او بزدل و بیہودہ گو کیا واہیات کلمات
زبان پر جاری کرتا ہی اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بزدل بنانا چاہتا ہے اس وقت
ہم ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرینگے ابھی لاجورد شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ جلاد آیا بعد سلام کرنے کے
پوچھنے لگا حضور مجھے کیون یاد کیا ہی لاجورد شاہ نے کہا او نابکار تو ہمکو فقط حضور کہتا ہی
خداوند نہین کہتا ہی کیا تو ہمسے منحرف ہی ہماری پرستش نہین کرتا ہی جلاد نے یہ سنکے سر جھکایا کچھ
جواب نہ دے سکا اُسوقت صلصال بن دال نے جلاد سے کہا کیا سر جھکاے کھڑا ہی جلد جاکر
خضران بن عمرو کو قتل کر جلاد نے لاجورد شاہ کیطرف دیکھا اُسنے بھی اشارہ سے کہا جلد جا
خضران کے قتل کرنے مین دیر نہ کر جلاد مذکور یہ حکم پاکر قریب خضران کے گیا ہنوز جلاد
خضران کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ امیر ثانی نے اپنے سرداران سپاہ سے فرمایا تم سب مین کون
ایسا بہادر ہی کہ پہلے یہان سے جاکر خضران بن عمرو کو قید سے رہا کرے بمجرد اس کہنے کے
سلطان گوہر کلاہ دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے جانب لشکر کفار بصد عجلت روانہ ہوا
جب قریب سپاہ کفار پہونچا نعرہ کیا ای کافران نابکار غضب کیا تمنے کہ عیاران لشکر اہل اسلام
کو قتل کیا بمکر و دغا خضران عمرو کو اسیر کیا خبردار خضران کو قتل نہ کرنا یہ نعرہ سنکے کفار انبوہ انبوہ
واسطے روکنے سلطان گوہر کلاہ کے بڑھے لاجورد شاہ و صلصال کو بھی اس شاہزادہ ذلقدر
کے آنے کی اطلاع ہوئی فی الفور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوکے اپنی اپنی سپاہ اور
سپاہ تمثال آیینہ رو کو کہ جملہ بارہ لاکھ سے کم نہ تھی ہمراہ لے کر آگے بڑھے ہنوز یہ دونون نابکار
راہ ہی مین تھے کہ سلطان گوہر کلاہ نے اُن کافرون کو جو سدراہ ہوے تھے بعد جنگ

و خونریزی پسپا کرکے راہ پاکے آگے بڑھ کے نعرہ شیرانہ کرکے خضران بن عمرو تک جاکے ارادہ جلاد کے
ہلاک کرنے کا کیا وہ خوف سے تیغ زمین پر پھینک کر بھاگا سلطان گوہر کلاہ نے بڑھکر
ایسی شمشیر آبدار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل کرنے جلاد کے
شاہزادہ موصوف نے خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا خضران رہا ہوکے اپنے لشکر کی طرف
شکر خدا کا کرتا ہوا روانہ ہوا ابھی لڑائی ہو رہی تھی خضران بن عمرو رہا ہوا تھا کفار پسپا ہوکر
قتل ہو رہے تھے اہل اسلام کو بھی قتل کر رہے تھے کہ لاجورد شاہ اور صلصال و
خلخال بارہ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے جنگگاہ میں پہونچے شریک جنگ ہوئے اب کفار کو
قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کافر و دیندار قتل
ہونے لگے ہر چند تاریکی شب میں یہ جنگ واقع ہوئی تھی لیکن دونون سپاہون مین اسقدر
سامان روشنی کا کیا گیا تھا کہ وہ شب تاریک کثرت روشنی سے بہ از روز روشن ہو گئی تھی اُس
روشنی مین لڑائی ہونے لگی سلطان گوہر کلاہ دلیرانہ نعرے شیرانہ کرکے بڑھ بڑھ کے کافرون کو
قتل کرنے لگا اسی اثنا مین نصیر ابن طوس کہ بجانب تمثال آئینہ رو حاکم ایک جزیرے کا تھا
حسب الطلب تمثال آئینہ رو ایک لاکھ سواران آزمودہ کار سے آیا اور لاجورد شاہ سے
ملکر پوچھنے لگا یہ کون سردار لشکر اہل اسلام کا لڑ رہا ہے اُس نے کہا حالانکہ مین بھی جانتا ہون
مگر بختگان سے پوچھو یہ خوب ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام سے آگاہ ہے اُس نے پوچھا بختگان
کہان ہے لاجورد شاہ نے جانب بختگان اشارہ کیا نصیر ابن طوس نے پوچھا اے
بختگان بتا یہ کون سردار ہے اسکا کیا نام ہے مین دیکھتا ہون کہ تھوڑی فوج سے اس لشکر کثیر
سے دلیرانہ لڑ رہا ہے اُس نے جواب دیا نام اِس شاہزادے کا سلطان گوہر کلاہ ہے یہ فرزند
شاہزادہ بدیع الملک کا ہے بڑا بہادر ہے اِسکی تلوار کی پناہ نہین ہے اِس بہادر سے وہ شخص
مقابلہ و مجادلہ کرے جسکو سوے عدم جانا منظور ہو نصیر یہ سنکے برہم ہوکے کہنے لگا اے بختگان
یہ تو کیا کہتا ہے مین وہ بہادر ہون کہ اگر چاہون تو سر اِسکا ابھی تیغ سے کاٹ لاؤن مجھ سے بڑھکے
کوئی بہادر نہین ہے بختگان نے جواب دیا کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہوتا ہے زیادہ کیا کہون
نصیر یہ سنکے زیادہ برہم ہوا کہنے لگا ابھی جاتا ہون سلطان گوہر کلاہ سے لڑتا ہون
تیغ سے سر اِسکا کاٹ کے لاتا ہون جرأت اپنی دکھاتا ہون یہ کہکے مرکب دور کا یہ اپنا آگے
بڑھایا اور تلوار علم کرکے سپاہ کو ساتھ لیکے شریک جنگ ہوکے لڑتا ہوا سامنے شاہزادہ
سلطان گوہر کلاہ کے پہونچکر نعرہ کیا کہ اے سلطان گوہر کلاہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آ پہونچا مین
کیا آیا گویا تمہاری موت کا پیام آیا تمنے چار ردیہ کے پیادون کو لڑائی مین قتل کیا ہوگا کبھی
مجھ ایسے بہادر سے سامنا نہوا ہوگا مین شجاع ہون کہ ہنگام جنگ فیل کو پشہ جانتا ہون قوی بازو
ایسا ہون کہ شیر کو روباہ سمجھتا ہون تم مجھ ایسے بہادر سے کیا لڑوگے ایک ضرب تیغ بھی نہ روک
سکوگے بہتر یہ ہے کہ جنگ و جدال سے باز آؤ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو میری اطاعت
اختیار کرو مین تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کردونگا سلطان گوہر کلاہ نے جواب دیا او کافر اسقدر

جھوٹ بولتا ہی کہ کسی کو تیرے اس قول کا یقین نہوگا تو مجھے کیا قتل کریگا اور مجھے دام تدبیر میں کیا گرفتار کریگا میں وہ نہیں ہوں کہ تیرے کہنے پہ عمل کروں تیرے خداوند شیطان خصال کو سجدہ کروں میں اس خدا کو سجدہ کرتا ہوں کہ جو خالق کون و مکان ہی اگر تو اپنی بہودی دوجہان چاہتا ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا ورنہ انجام تیرا بد ہوگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا نصیر ابن طوس یہ سنکے برہم ہوکے خبردار خبردار مکرر کہکے تیغہٴ آبدار وگرانبار مرکب کو بڑھا کے سر شاہزادہ موصوف پر مارا ادھر شاہزادے نے ضرب تیغہٴ تیز اپنی سپر پر روکی پھر خود اسکی کمر پر تلوار لگائی اسنے بھی چالاکی سے روکی اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار سلطان گوہر کلاہ نے کافر مذکور کو بضرب شمشیر آبدار مع مرکب چار ٹکڑے کیا کفار نصیر کے قتل ہونے سے دنگ ہوگئے اہل اسلام خوش ہوکے عیاران لشکر اسلام نے یہ جنگ دیکھکر خدمت امیر ثانی میں جا کے دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر با توقیر سلطان گوہر کلاہ نے جانب لشکر کفار بہت سے عجیب کارنمایان کیا ہی اول خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا قاتل کو ہلاک کیا سیکڑوں بلکہ ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کیا نصیر ابن طوس کہ ایک بہادران عالم سے تھا ا سے بھی اسطرح قتل کیا کہ جملہ کفار کو حیرت ہوئی مگر ای امیر ثانی کثرت کفار کی ہی سلطان گوہر کلاہ کل دو لاکھ سواروں سے لڑ رہا ہی تنہا جست اپنی شاہزادہ موصوف دکھا رہا ہی ایسے وقت میں واسطے اسکی اعانت کے کسی سردار کو روانہ کرنا مناسب ہی امیر ثانی نے یہ خبر سنکے خوش ہوکے فرمایا ہمتو انتظار تشریف آوری بادشاہ لشکر اسلام کر رہے ہیں ابھی شاہ موصوف بارگاہ سے برآمد نہیں ہوئے ہیں سوا اسکے اکثر سردار اور لاکھوں سوار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو رہے ہیں باین وجہ ہم اعانت سلطان گوہر کلاہ سے قاصر ہیں ہاں کسی سردار زبردست کو ابھی روانہ کرتے ہیں یہ فرماکے جانب لندھور ثانی دیکھکر ارشاد کیا کہ تمہارا جانا مناسب ہی جلد جاکر شریک جنگ ہو سلطان گوہر کلاہ کی مدد کرو لندھور ثانی اسوقت جلد ہی میں مرکب دورکابہ پر سوار ہوکے اپنے لشکر کے تین لاکھ سواروں کو کہ مسلح ہو چکے تھے ہمراہ لیکے سمت میدان کارزار روانہ ہوا اس بہادر کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی احوال اس بہادر کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

لیکن اب احوال جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب سلطان گوہر کلاہ نصیر بن طوس کو قتل کر چکا جانب سواران نابکار متوجہ ہوا تیغ خونچکان سے خونریزی انکی کرنے لگا ابھی شاہزادہ موصوف مصروف جنگ تھا کہ عقب سے بن طوس حاکم جزیرہ تہا کا حسب الطلب قتال آہنگ ہوکے دو لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا اور شریک جنگ ہوا اسکے آنے سے اور حملہ آور ہونے سے سواران لشکر سلطان گوہر کلاہ بیدل ہوئے کفار خوش ہوکے پھر بڑھ بڑھ کے لڑنے لگے خصوصاً عقب سے بن طوس کہ نہایت زبردست و قوی بازو تھا اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا یہانتک آگے بڑھا کہ جس طرف سلطان گوہر کلاہ لڑ رہا تھا گیا جاتے ہی انہ کرکے تیغ آبدار سر پہ شاہزادے

کے لگایا سلطان گوہر کلاہ نے وار اُسکا سپر پر روک کے شمشیر تیز اُسکے پہلو پر لگائی اُسنے وار خالی دے کے پھر تیغہ سر پر لگایا شاہزادہ موصوف نے پھر اُسکی ضرب تیغہ آبدار کو سپر پر روکا غرض تا دیر یوہین باہم لڑائی ہوئی انجام کار سلطان گوہر کلاہ نے نعرہ اللہ اکبر کر کے شمشیر برق نظیر اسطرح اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار مرکب سے دو ٹکڑے ہوگے بالاے خاک گرا گا وزمین بار سے اُس کے لاشہ کے تھرا گئی اکثر اہل اسلام اس بد انجام کے قتل ہونے سے شادمان ہوکر تعریف و ثنائے شاہزادہ موصوف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا خصوصًا لاجورد شاہ و صلصال کو رنج زیادہ ہوا کیونکہ ایسا زبردست سردار مارا گیا عین صدمہ و رنج و جنگ مغلوبہ مین ایک بلندی پر جاکے پکارا کہ ای بندگان من تم سب تو بہ نسبت ان میرے بندگان جاہل و منحرف یعنے اہل اسلام سے زیادہ تر ہو مگر عجب ہی کہ اہل اسلام کو جنگاہ سے بھگا نہین دیتے ہو یا ان سب کو گھیر کے قتل نہین کرتے ہو خصوصًا سلطان گوہر کلاہ کو تہ تیغ نہین کرتے ہو کیسے مرد ہو لازم ہی کہ دلیرانہ بڑھ کے سر سلطان گوہر کلاہ تیغ سے کاٹ لو متردد و خائف نہو ہمنے اسوقت یہی تقدیر کی ہی کہ تم سب ان اہل اسلام پر اسوقت فتحیاب ہوگے یہ کلام لاجورد شاہ اُسکے پرستش کنندہ سنکے بے تامل یکبارگی آگے بڑھے اُنکے ساتھ سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو بھی آگے بڑھی حملہ کفار نے بڑھ کے سخت حملہ کیا اس حملہ مین اہل اسلام بہت زخمی ہوے اکثر قتل ہوے باقی ماندہ پسپا ہونے لگے سلطان گوہر کلاہ یہ رنگ جنگ دیکھ کے مترددہوا اپنے لشکر کے جوانون سے باواز بلند کہنے لگا ای بہادرو ثبات قدمی اختیار کرو جنگاہ سے پاؤن پیچھے نہ ہٹاو سر میدان مصاف ذلت گوارہ نکرو یہ تقریر شاہزادہ کی سنکے اکثر جوانان لشکر نے ثبات قدمی اختیار کی جم کر کفار سے لڑنے لگے خود بھی اُنکے ہاتھ سے قتل و زخمی ہونے لگے ایسے وقت سخت مین لندھور ثانی نے لاکھ سوارون کی جمعیت سے راہ طی کر کے جلد پہونچکر جنگ مین شراکت کی سلطان گوہر کلاہ و جملہ مردان سپاہ شاہزادہ موصوف جو کثرت کفار سے پسپا ہو رہے تھے خوش ہوے لندھور ثانی نے بڑھ کے تیغہ علم کر کے نعرہ کیا کہ ای کافران بیحیا آگاہ ہو کہ مین آپہونچا شتی الامکان آج کی شب تم سب کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ نعرہ کر کے قتل کرنے لگا کفار تاب مقابلہ و مجادلہ لندھور ثانی نلا کے با تو بڑھتے تھے یا پسپا ہونے لگے سیکڑون تیغ تیز لندھور سے قتل ہو کے مانند مرغ بسمل زمین پر لوٹنے لگے لاجورد شاہ یہ طور جنگ دیکھکر نعرہ لندھور ثانی سنکے گھبرایا بے اختیار کہنے لگا حالا چہ تقدیر کنم بخشگان نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ تقدیر گریز کیجیے یا طبل بازگشت بجوائیے قبل اسکے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اتنو عمل کیجیے جان اپنی بچائیے ابھی تو وہی سردار لشکر اہل اسلام کے ادھر آئے ہین تھوڑی دیر مین دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہی سلسلہ سردارون کے آنے کا بندھیگا ہرایک سردار کے ساتھ سپاہ کثیر ہوگی خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے ساتھ تو سپاہ مانند مور و ملخ کے ہوگی یہ فوج آپکی اور سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو کی بھلا جملہ سردارون اور امیر ثانی کو کیا روک سکین گے یا اُنسے لڑ سکین گے میرے نزدیک تو سب قتل ہوجائین گے بلکہ پامال سم اسپان سواران لشکر اسلام ہوجاینگے جان آپکی بھی مفت جائے گی

ساری خداوندی تشریف لیجائیگی سر دتن مین آپ کے جدائی ہوجائیگی لاجورد شاہ نے گفتگوے تجنگان سُنکے ارادہ کیا تھا کہ طبل بازگشت بجوائیے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کان مین آئی گھبراکے اُسی طرف دیکھنے لگا ہنوز لاجورد شاہ دیکھ رہا تھا کہ یکایک تنجیل چرخ زن کہ فرما نرواے کوہستان وغیرہ کا تھا ڈیڑھ لاکھ سواران جنگی کی جمعیت سے حسب الطلب تمثال آئینہ روکے آیا لاجورد شاہ وصلصال سے ملکر پوچھنے لگا اسوقت یہ جنگ عظیم کس سے ہورہی تھی لاجورد شاہ نے جواب دیا اہل اسلام سے لڑائی ہورہی ہی تھوڑی دیر ہوئی سلطان گوہر کلاہ فرزند بدیع الملک نے اصیر ابن طوس وعنقاے بن طرطوس کو قتل کیا ہی سوا اُنکے ہزارہا مردم سپاہ کو قتل وزخمی کرچکا ہی کسی طرح قتل نہین ہوتا ہی نہ پسپا ہوتا ہی اب اُسکی مدد کے واسطے لندھور ثانی ایکنامی وگرامی سردار تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آگیا ہی ہماری فوج پسپا ہورہی ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی اُسنے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اب مین یہان آگیا ہون ابھی لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ کو قتل کرکے سر اُن کے تیغ سے جدا کرکے لاتا ہون مگر خطا معاف ہو کیسے آپ خداوند ہین کہ عاجز ہین کچھ قدرت نہین دکھاتے ہین اگر آپ مین قدرت نہین ہی تو پھر دعواے خداوندی کیون کیا ہی لاجورد شاہ نے چین بہ جبین ہوکے جواب دیا ہم خداوند رحیم المزاج ہین اپنے بندگان جاہل کی جفائین اُٹھاتے ہین اور قہر وغضب سے انھین تباہ وبرباد نہین کرتے ہین تنجیل چرخ زن نے جواب دیا یہ جواب آپ کا عجز ومجبوری ظاہر کرتا ہی یہ جو آپ نے کہا ہی خیر مجھے اس سے کیا غرض ہی کہ آپ خداوند ہین یا نہین ہین مین تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتا ہون سوا اُنکے کسی کی پرستش نہین کرتا یہ کہکے مرکب کو اپنے جولان کرکے فوج اپنی اپنے ہمراہ لے کے آگے بڑھا کھینچ تیغ آبدار تیام سے کھینچکر شریک جنگ ہوکے اہل اسلام کو قتل کرنے لگا مردم سپاہ بھی اُسکے اہل اسلام سے لڑنے لگے راوی ناقل ہی کہ تنجیل چرخ زن لڑتا ہوا سواران لشکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا العرض پی دری کرتا ہوا سامنے لندھور ثانی کے پہونچا دیکھا کہ وہ بہادرانہ شیرانہ دشمنون کو ہلاک کررہا ہی یہ دیکھکر غضبناک ہوکے نعرہ کرکے کہا او منحرف خداوند تمثال آئینہ رو ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا کیا اِن ناتوان سوارون کے قتل کرنے سے فائدہ ہی اور کیا ان بہادرون کے ہلاک کرنے سے باعث ناموری ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے مقابلہ ومجادلہ کر میری ضرب شمشیر کو روک تو جانون کہ بہادر ہی مین وہ شجاع ہون کہ ثانی اپنا شجاعت مین نہین رکھتا ہنگام جنگ شیر کو روباہ فیل کو پشہ جانتا ہون ہزارہا پہلوانون اور بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا ہی لندھور ثانی نے تقریر اُس نابکار مردود کی سُنکے برہم ہوکے جواب دیا او کافر اگر تجکو دعواے بہادری ہی تو آوار کر شجاعت اپنی دکھا تیری تو کیا حقیقت ہی اگر دیو اور جن بھی مجھ سے مقابلہ کرے تو بھی اُس سے انکار لڑنے سے نہ کرون مجکو تیری تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تو بہادر نہین ہی یا وہ گو ہی اجل تیری تجکو کشان کشان یہانتک لائی ہی مگر مجکو یہ افسوس ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا مجھے تیرا نام بھی نہین معلوم کہ تو کون ہی اُسنے جواب دیا نام میرا تنجیل چرخ زن ہی حاکم منجانب

خداوند کوہستان وغیرہ کا ہون بلشیر شیران صحرا کو ٹوک ٹوک کے ہلاک کرتا ہون تو مجھے کیا قتل کریگا
یہ کہکے غضبناک ہوکے گرز گرانبار اٹھا کے موافق قاعدۂ دلاوران سر لندھور ثانی پر مارا ادھر اس بہادر
نے اُس ضرب گرز کو مسکرا کے اپنے گرز پر روکا پھر کہا او نابکار اب میری ضرب
گرز کو روک یہ کہکے بصد غضب ضرب گرز اُسکے سر پر غرور پر لگائی ہرچند اُس نے چاہا کہ اپنے گرز پر
ضرب گرز حریف کو روکون مگر ممکن نہوا کیونکہ وقت روکنے ضرب گرز کے ہاتھ اُسکا کج ہوگیا ضرب
بخوبی رک نہ سکی گرز لندھور ثانی سر پر جو اُسکے پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا گینڈا ایا مرکب بھی اُسکا
مرگیا فی الفور زمین پر گر کے ہلاک ہوا اُسکے مرنے سے سرداران سپاہ اُسکے اور جملہ لشکر بیدل ہوکے
پسپا ہونے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ بڑھ کے لندھور ثانی سے مقاتلہ و مجادلہ کرے
لندھور ثانی یہ حال دشمنان مذکور کا دیکھکر نعرۂ کوہ شگاف کرکے آگے بڑھا کفار کو گاہ ضرب گرز گاہ
تیغ آبدار سے قتل کرنے لگا کفار تاب تحمل جنگ و ثبات قدمی نہ لا کے دمبدم لندھور ثانی
کے سامنے سے پسپا ہونے لگے ایسی حالت مین لاجورد شاہ کو بذریعۂ ہرکارون کے خبر قتل تنجبیل
جرخ زن پہونچی یہ خبر سنتے ہی بختگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا دیکھا تمنے کہ ہمنے تقدیر
کرکے تنجبیل جرخ زن نابکار کو دست لندھور ثانی سے قتل کرا دیا یہ ملعون ہمسے بے ادبانہ
کلام کرتا تھا ہمکو اپنا خداوند نہ جانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا بختگان نے عرض کیا اے
خداوند اسوقت تو یہ تقدیر آپ نے اچھی نہ کی میرے نزدیک تدبیری کی لازم تو یہ تھا کہ دست
تنجبیل سے لندھور ثانی کو قتل کرا یا ہوتا امیر ثانی کو مغموم کیا ہوتا سوا اُسکے جملہ لشکریان امیر
ثانی کو صدمۂ جانکاہ دیا ہوتا عجب نہ تھا کہ اگر لندھور ثانی ہلاک ہوجاتا تو یہ لڑائی فتح ہوجاتی اہل
اسلام شکست کھاتے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جو کچھ ہمنے
کیا وہ خوب کیا بختگان یہ سنکے برہم ہوکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ لاجورد شاہ بیہودہ ہے
قدرت اسمین کچھ بھی نہین ہے دعواے خداوندی عبث کرتا ہے اب بھی دعواے خداوندی سے باز
نہین آتا ہے گو ذلیل و خوار بارہا ہوچکا ہے اہل اسلام کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوکے بھاگتے
بھاگتے یہانتک آیا ہے بختگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کر رہا تھا لڑائی ہورہی تھی جنگ مغلوبہ
ہورہی تھی اہل اسلام دلیرانہ بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہورہے تھے کہ یکایک خونخوار بلگردان
ایک سردار نہایت بہادر حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے ایک لاکھ سوارون کی
جمعیت سے اپنے ملک سے آیا جب نبردگاہ مین پہونچا لاجورد شاہ اُسکے آنے سے
باخبر ہوا کچھ لوگ واسطے استقبال کے بھیجے وہ سب اُسکو روبرو لاجورد شاہ کے لائے اُسنے سلام کیا
پھر پوچھا یہ لڑائی کس سے ہورہی ہے بڑی خونریزی ہورہی ہے لاجورد شاہ نے تمام حال لڑائی کا بیان
کیا اُسنے کہا مین یہان نہ تھا ورنہ اسقدر طول اس لڑائی کو کبھی نہوتا چیدہ چیدہ سرداران لشکر اہل اسلام کو
قتل کرکے مردمان لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا بختگان نے کہا اب سہی جاییے بڑھکر دلیرانہ اہل اسلام
کو قتل کیجیے لشکر کو شکست دیجیے معنے بہادری کے یہی ہین کہ جو منھ سے کہا ہے وہی اب کیجیے وہ یہ کلمات سنکے
تاب ضبط نہ لا سکے اپنی فوج کو اپنے ساتھ لیکے تیغ علم کرکے آگے بڑھ کے لشکر اسلام پر گرا چونکہ تازہ دم تھا

اہل اسلام سے لڑکر انھیں قتل کرنے لگا فوج بھی اسکی کہ آزمودہ کار تھی اہل اسلام سے خوب لڑنے
لگی اس نابکار کے آنے سے اور شریک جنگ ہونے سے یا تو اہل اسلام بڑھ بڑھ کے لڑرہے تھے
یا ارادہ پیچھے ہٹنے کا کرنے لگے خصوصاً سواران لشکر کا یہ حال دیکھکر لندھور ثانی و سلطان
گوہر کلاہ متردد ہوے ہنوز یہ دونوں بہادر متفکر تھے جنگ مغلوبہ ہورہی تھی سواران بہادر
قتل ہورہے تھے خونخوار بیلگردان بڑھتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر اسلام سے مالک ثانی
امیر ثانی سے اجازت لیکر مع اپنی تھوڑی فوج کے کہ جو اسوقت مسلح ہوچکی تھی سوے جنگاہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ جنگاہ مین پہونچکر شریک جنگ ہوے خود اور ہمراہی کفار سے لڑنے لگے
اس بہادر کے آنے سے سواران لشکر اسلام کو قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے عین جنگ مین
خونخوار بیلگردان دلیرانہ لڑتا ہوا نیزے سے اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا سامنے مالک ثانی کے
آیا اور نعرہ کرکے نیزے کا وار کیا مالک ثانی نے اسکی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان
پر روک کے خود بھی اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ مارا اسنے بھی چالاکی سے اپنے تئین بچایا بعد
چند طعنہاے نیزے کے مالک ثانی نے نیزے سے اسے پشت فرس سے اٹھا کے خاک پر اسطرح
ٹپکا کہ وہ گویا پیوند خاک ہوگیا جب خونخوار بیلگردان اسطرح دست مالک سے ہلاک ہوا سرداران
سپاہ خونخوار بیلگردان اپنے سردار کے قتل ہونے سے برہم ہوکے آگے بڑھکر مالک ثانی پر حملہ آور
ہوے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مردان لشکر خونخوار تاب جنگ نہ لاکر پسپا ہونے لگے ایک طرف سے مالک
دوسری جانب سے لندھور ثانی تیسری جانب سے سلطان گوہر کلاہ مع سپاہ بڑھے حملہ کفار پیچھے
ہٹنے لگے لاجورد شاہ و صلصال متردد ہوے عین تردد و فکر مین لاجوت بیلگردان و جمشید
ابن طوفان حریص برق انداز حریق بن ساریق یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج کثیر
آکے شریک جنگ ہوے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ یہ چارون کفار کہ جنکے اسما لکھے گئے
ہین جزائر و ممالک کے جانب تمثال آئینہ رو سے حاکم ہین حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے
آئے ہین الحاصل جب لاجوت بیلگردان و جمشید ابن طوفان و حریص برق انداز و حریق
بن ساریق دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکے شریک جنگ ہوے
کفار خوش ہوے خصوصاً لاجورد شاہ و صلصال نہایت شادمان ہوے اب جنگ مغلوبہ
بہ نسبت قبل زیادہ تر ہونے لگی لاش پر لاش مردان ہر دو سپاہ کی گرنے لگی پہلے کفار ایسی
دلاوری سے بڑھ بڑھ کے لڑے کہ سواران لشکر اسلام بہت قتل و زخمی ہوے بعدہ لندھور
ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ کے آگے بڑھنے سے اور دلیرانہ لڑنے سے کفار بھی
بہت قتل ہوے ہزارہا زخمی ہوے ہرچند اسوقت مین کفار آگے بڑھ نہ سکے لیکن بوجہ
کثرت کے پیچھے نہ ہٹے بہ نیزہ و تیر و شمشیر و گرز مصروف جنگ رہے راوی ناقل ہے کہ ابھی یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار خوب چل رہی تھی کمانین کڑک رہی تھین بارش باران تیر علی الاتصال
ہورہی تھی جوے خون کشتگان میدان مصاف مین ہر سو رواں تھی لاشے تڑپ رہے تھے
زخمی گھوڑون سے زمین پر گرکے کراہ رہے تھے دلاوران ہر دو لشکر رعد آسا نعرہ ہاے

کوہ شگاف کر رہے تھے کافر و دیندار لڑ رہے تھے سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے شور بگیر
و بزن بلند تھا کہ یکایک ایک جانب سے اسقدر غبار بلند ہوا اور سوے فلک زمین سے گیا
کہ اس شب کو حملہ کافر و دیندار کو اس غبار کے دیکھنے سے یقین کامل ہوا کہ آندھی نہایت سیاہ
زور و شور سے آتی ہے بس کافر و دیندار متردد ہوے کہ اگر یہ آندھی اسوقت عین جنگ مغلوبہ مین آجائیگا
تو اچھا نہوگا روشنی ہوا سے نہ رہیگی تاریکی ہو جائیگی اندھیرے مین شناخت دوست و دشمن کی نہو سکیگی
سوار ایکے کثرت ہوا سے تند سے اس میدان جنگ مین ٹھہرنا دشوار ہوگا لڑنا محال ہوگا ابھی سب یہ
خیال کر رہے تھے کہ وہ غبار جو بلند ہوا تھا قریب آنے لگا تھوڑی دیر مین ہوا سے دامن گرد پارہ
پارہ ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ بہت سے نشان سرخ رنگ فیلان سر بلند پر پیدا ہوے بعد ازان
آمد سپاہ کثیر معلوم ہوئی لاکھون سوار اور پیادے مسلح و مکمل نظر آنے لگے کفار سمجھے کہ ہماری جانب کوئی
شاہ یا سردار زبردست بجمعیت فوج کثیر آتا ہے یہ سمجھ کے کفار بہت خوش ہوے خصوصاً
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و تختگان از حد شادمان ہوے اور فوراً ہرکارون کو برائے
دریافت خبر روانہ کیا اودھر جو اہل اسلام مصروف جنگ کفار سے تھے اُنھون نے خیال کیا کہ ایسے
وقت مین کوئی ہماری مدد کے واسطے آتا ہے یہ خیال کرکے اکثر خوش ہوے اکثر سوار اپنے
دل مین کہنے لگے کہ دیکھیے یہ کون آتا ہے بظاہر تو کوئی ہم اہل اسلام سے ایسا صاحب فوج و
سپاہ ہمارے لشکر سے جدا نہین ہوا ہے کہ ہم اُسکے آنے کا خیال کرین غرضکہ تمامی کافر و دیندار
جداگانہ خیالات کر رہے تھے کہ اُدھر ہرکارے لشکر کفار کے قریب اُس فوج ظفر موج کے پہونچے جب
اُنھون نے سوارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر گران کسی کافر کا نہین ہے وہ یہ خبر دریافت
کرکے پلٹے اور اپنے لشکر مین آکے جو کچھ دریافت ہوا تھا لاجورد شاہ و صلصال سے آکر بیان کیا
لاجورد شاہ و صلصال کو سخت تردد ہوا تختگان نے کہا اے خداوند عجب ہے اسقدر آپکو تردد ہے جو آتا ہے
اُسے آنے دیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے واسطے اپنے اور تمامی اپنے جانب کے لشکریون کی حفاظت
جان کے طبل بازگشت بجوا دیجیے جب صدائے طبل بازگشت بلند ہوگی اہل اسلام ہرگز اسوقت
نہ لڑینگے جو کوئی یہ فوج کثیر ہمراہ لیے آتا ہے وہ بھی اسوقت نہ لڑیگا لاجورد شاہ نے جواب دیا
طبل بازگشت کا ایسے وقت مین بجوانا گویا عاجزی لڑنے سے ظاہر کرنا ہے اور مجبوری بجا ولد مقابلہ سے
ثابت کرنا ہے لیس مین تو یہ ننگ ہرگز گوارا نہ کرونگا چاہے کچھ ہی ہو خواہ جان رہے یا نہ رہے
تختگان نے کہا دیکھیے پچھتایئے گا اگر یہ صاحب فوج آکے یکبارگی آپ کے لشکر پہ گر پڑے گا
تو خطا معاف ہو آپ کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا آپ کے ساتھ سب کی جانین جائینگی لاجورد شاہ نے
جواب دیا اچھا آج مجھے یہی منظور ہے تختگان تو خاموش ہوا مگر اُس صاحب لشکر کثیر نے
دور سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر ہرکارون کو واسطے خبر لانے کے روانہ کیا اُنھون نے جنگاہ مین
آکے سوارون سے تمام حال دریافت کرکے جلد جاکر اپنے لشکر مین پہونچ کے سردار لشکر سے
جو کچھ سنا تھا بیان کیا وہ یہ خبر سنکے نہایت برہم ہوا پھر حملہ اپنے ہمراہیون سے کہا مین لشکر کفار
پر اسوقت حملہ آور ہونگا حتے الامکان کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑونگا سب نے عرض کیا بہتر ہے ہم سب

بھی لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہین اُس سردار نے یہ سُنکے باشتیاق جنگ مرکب کو جولان کیا
جملہ ہمراہی اُسکے ہمراہ اُسکے بصد عجلت چلے جب وہ سردار قریب لشکر کفار آیا نعرہ کیا منم شاہزادہ
رستم ثانی ای کفاران نابکار کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ نعرہ کر کے مع اپنی تمامی
سپاہ کے کفار پر گرا تیغ آبدار سے بیدینون کو قتل کرنے لگا سرداران لشکر بھی اُسکے مانند حدید
شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کفار کو تہ تیغ کرنے لگے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی اور گشتاسپ
شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ بھی تیغ وتبرہ وتبر سے بیدینون کو قتل کرنے لگے جملہ سوار اور لشکری
بھی اُس شاہزادہ تہور شعار کے اعدا کو خاک وخون مین ملانے لگے جنگ عظیم ہونے لگی لاش پر لاش
ہر طرف کافرون کی گرنے لگی دریاے خون کا ذان میدان جنگ مین ہر سو روان ہونے لگا برق شمشیر
میدان مین چمکنے لگی دلاور مانند رعد کے نعرے کرنے لگے بوچھار تیرون کی بکثرت ہونے لگی دریا
دریاے خون کشتگان مین سر مقتولان مثل حبابون کے نظر آنے لگے اور تن کا فران مانند کشتی
کو ڈلیا کے بہتے ہوے دکھائی دینے لگے اُسی بارش باران تیر مین ہزار ہا قصر تن بیدین
ودو مبدم زمین پر گرنے لگے اہل اسلام آناً فاناً آگے بڑھنے لگے کفار پیچھے ہٹنے لگے اکثر کفار
از خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے ایسی جنگ عظیم سے تدبیر جانبری کی کرنے لگے یہان کا
تو یہ حال ہے جو لکھا گیا مگر اب حال عیاران لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جسوقت یہ جنگ شعلہ
بار ہی تھی شاہزادہ رستم ثانی مانند شیر غضبناک کے اعدا کو ہلاک کر رہا تھا چند عیار اپنے لشکر کے
واسطے خبر دریافت کرنے کے جنگاہ مین آئے میدان مصاف مین آکے عجب لڑائی دیکھی کبھی
ایسی جنگ نہ دیکھی تھی اور کبھی شاہزادہ رستم ثانی کو اسطور سے لڑتے نہ دیکھا تھا ایس
تمام رنگ جنگ دیکھکر اور خوب خبر دریافت کر کے لشکر سے نکل کے جلد تر خدمت امیر ثانی
مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوے تھے امیر ثانی و دیگر
سرداران لشکر نے باادب تمام سلام کیا تھا بادشاہ اپنے مرکب پر سوار ہو رہے تھے اور جو
سردار خواب سے بیدار ہو کے مسلح ہو چکے تھے وہ جوق جوق گروہ گروہ اپنے اپنے مالک و
آقا کے پس پشت کھڑے تھے امیدوار اسکے تھے کہ ہمارے آقا ومالک سوے جنگاہ یہانسے
چلین تو ہم بھی اُنکے ہمراہ رکاب چل کے اعدا کو تہ تیغ کرین ناگاہ اُنھین ہرکارون نے امیر ثانی
سے دست بستہ عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اسوقت شاہزادہ رستم ثانی فوج بیحد سے اور نہایت
حزم وحشم سے تشریف لائے ہین کفار سے اس طرح لڑ رہے ہین کہ ہمسے ثنا اُنکے لڑنے کی مطلق
ہو نہین سکتی ہے کفار کو اسقدر قتل کیا ہے کہ جنگاہ مین ذرا بھی خالی جگہ نہین ہے لاشے کفار کے
زمین پر پڑے ہین جو کفار زندہ ہین اُنکو اہل اسلام چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین راہ بھاگنے
کی بیدینون کی نہین ملتی ہے لاجورد شاہ وصلصال نہایت پریشان خاطر ہین کیونکہ اُنکو صورت
اپنی اجل کی نظر آرہی ہے ہر چند ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر بھاگ نہین سکتے ہین بار بار کہتے ہین کیا
دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ رات کیونکر گذرتی ہے صبح دیکھنی نصیب ہوتی ہے یا نہین ہاے ہم کیا جانتے تھے
کہ اس جنگ کا یہ انجام ہوگا تیرہ بختان اُنکی تقدیر سنکے کہتا تھا مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ طبل بازگشت

بجوا دیجیے آپ نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب بھی طبل بازگشت بجوا دیجیے جان اپنی ان
اہل اسلام سے بچائیے وہ دونوں اُس سے جواب دیتے تھے کہ ہم تو طبل بازگشت اسوقت تیرے
کہنے سے بجوا دین مگر خداوند تمثال آئینہ رو کے خلاف ہوگا سوا اسکے واسطے ہمارے بھی ایک
طرح کی ذلت و باعث بدنامی کا ہے علاوہ اسکے اگر تمثال آئینہ رو اور اپنی ذلت کا بھی کچھ خیال
نہ کرکے طبل بازگشت بجوایا جائے تو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ اس شور و غل میں کون صدائے طبل
بازگشت سنے گا امیر ثانی خبر رستم ثانی کے آنے کی اپنی سپاہ وحشم سے سنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ
ہمیں اُسکے دیکھنے کا نہایت اشتیاق تھا جب سے وہ لشکر سے گیا تھا بیشتر ہمیں اُسکا خیال رہتا تھا
خواجہ عمرو ثانی سے کچھ حال اُسکا سنا تھا شکر ہے خدا کا کہ مع الخیر وہ رستم طلسم صندل کو توڑ کے
یہان آیا بدرجہ کمال دل شاد ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی یہ خبر سنکے خوش ہوکے امیر ثانی و شہزادہ
ایرج نوجوان سے فرمایا کہ الحمد للہ کہ شاہزادہ رستم ثانی بخیر و عافیت بجمعیت لشکر یہان
آیا ایرج نے عرض کیا اے ظل اللہ واقعی رستم ثانی کے آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے دل چاہتا
کہ جا رہا لشکر چل کے اُسے دیکھون اپنے پارۂ جگر کو دوڑ کے سینے سے لگاؤن بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے فرمایا بہتر ہے جلد چلو شریک جنگ بھی ہو اور رستم ثانی کو بھی
دیکھو یہ فرما کے بادشاہ لشکر اسلام درست ہوکے مرکب پہ بیٹھے پھر گھوڑا اپنا سوے رزمگاہ
بڑھایا امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر جو اُسوقت مسلح ہو چکے تھے وہ سب بھی مرکبون پہ
سوار ہوکے ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف چلے اثنائے راہ میں امیر ثانی اپنے دل میں کہتے
تھے کہ میں رستم ثانی کو دیکھتے ہی اپنے سینہ سے لگا لونگا الطاف و عنایت اُسپر بہت کرون گا
بادشاہ موصوف دل میں اپنے کہتے تھے کہ جسوقت میں شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھونگا اور وہ
باادب مجھے سلام کریگا اور سر اپنا میرے قدم پہ رکھے گا میں بعد مہربانی سر اُسکا اپنے سینے سے
لگاؤنگا نہایت شفقت اُسپر کرونگا شاہزادہ ایرج نوجوان یہ خیال کرتا تھا کہ بعد ایک
زمانہ کے فرزند دلبند میرا آیا ہے میں اُسکی دید سے اپنی آنکھوں کو روشن کرونگا سینہ سے اُسے لگا لونگا
بار بار اُسے الفت پدری سے پیار کرونگا حالات دریافت کرونگا اسی طرح شاہزادہ قاسم بھی
اپنے پوتے کی دید میں بیقرار تھا دل میں کہتا تھا کہ فضل خدا سے مراد دلی برآئی رستم ثانی بعد
ایک عرصے کے یہان آیا ہے اُسکے دیکھنے سے نور آنکھوں میں زیادہ آئیگا غنچہ دل پژمردہ میرا
ہوائے مسرت سے شاداب و شگفتہ ہو جائیگا جسوقت اُسے اپنے سینے سے لگاؤنگا روح کو
راحت قلب کو آرام حاصل ہوگا شہریار برادر رستم ثانی شوق دید برادر میں نہایت بیقرار تھا
دمبدم اُسکے دل میں یہی آتا تھا کہ لشکر سے بڑھ کے جلد سوے جنگگاہ جاکے اپنے بھائی کو دیکھون
گلے سے ملون حالات پوچھون لیکن رعب وداب بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام سے
بمجبوری آگے نہ بڑھ سکتا تھا کیونکہ خلاف داب تھا علاوہ ان سب صاحبون کے جملہ سرداران
لشکر جو دوست جی سے تھے اُنکا عجب حال تھا اشتیاق قدمبوسی میں بیقرار تھے کوئی دوست جی کسی
دوست جی سے کہتا تھا خدا نے یہ دن دکھایا کہ ہمارا مالک و آقا مخدوم وحشم بجمعیت سپاہ کثیر یہان آیا

کیا دل خوش ہوا اگر ہمکو سلطنت ہفت اقلیم کی بھی ملجاتی تو اس طرح دل ہمارا شادمان نہوتا
جس طرح اسوقت شاہزادۂ رستم ثانی کے آنے سے دل خوش ہوا ہی وہ اُسکو جواب دیتا تھا
واقعی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی قول ہی ہمکو بھی ازحد خوشی حاصل ہوئی ہی کہین جلد یہ لڑائی
ختم ہو میدان نبرد مین ہوپہونچین اپنے آقا و مالک کو دیکھین تسلیم کرین شان و شوکت پر اُسکی نظر
کرین خدا کا شکر کرین کہ بعد ایک مدت کے زیارت چہرۂ پرنور آقا میسر ہوئی کوئی دست چپی
سردار کسی سردار دست چپی سے مسکرا مسکرا کے آہستہ آہستہ یون کہتا ہوا جاتا تھا کہ جب سے
ہمارے آقا و مالک لشکر سے سوے طلسم صندل گئے تھے لشکر مین ہمین رہنا ناگوار تھا ہر وقت
دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے جدا ہو کے اپنے آقا کی تلاش مین چلیے جہان اُنکا کسی سے
نشان ملے وہین چلیے وجہ اس ارادہ کرنے کی یہ تھی کہ جب ہم بارگاہ آقا کو اور دنگل کو اپنے
مالک کے خالی دیکھتے تھے صدمہ ہوتا تھا گو لشکر مین جملہ سردار نظر آتے تھے مگر صرف اُنھین کے
نہونے سے لشکر مین رونق نہ تھی زینت بارگاہ سلیمانی کی ذرا بھی نہ تھی ہان اب زیب و زینت
لشکر و بارگاہ سلیمانی کی ہوگی شاہزادۂ رستم ثانی تشریف لائے ہین وہ دست چپی اُس سے
کہتا تھا جو کچھ تمنے کہا بیشک سچ ہی سرمو فرق نہین ہی اسوقت جسقدر ہم تم اور تمام
سرداران دست چپی خوش ہین اُسقدر سرداران دست راست کو ہمارے آقا کے یہان خدم
وحشم آنے سے ملال ہوگا دل سب کا آتش رشک سے جل گیا ہوگا بظاہر چاہیے وہ کچھ نہ کہین
بباطن ضرور اُنکو رنج و صدمہ ہوگا اور یہ صدمہ کرنا اُنکا محض بیفائدہ ہی اور آتش رشک سے
جلنا بے سود ہی کیونکہ خداوند عالم و عالمیان جسکو چاہے اپنے فضل و کرم سے سربلند و ممتاز کرے
جسکو چاہے عزت ولیاقت و شجاعت وہمت دے جسکو چاہے کچھ بھی نہ دے ہمارے آقا کو
خداوند کریم نے کیا کچھ نہین دیا ہی شجاعت دی ہی تو ایسی ہی دی ہی کہ ہمسرون مین کوئی اُنکا
ہمنام نہین ہی بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ سوا امیر ثانی کے اب کوئی سردار لشکر قوت و شجاعت وہمت
و دانا ولیاقت مین اُنسے بڑھ کے نہین ہی اگر کوئی معترض یہ کہے کہ شاہزادۂ رستم
ثانی کو جملہ سرداران لشکر اسلام سے رتبہ مین بڑھا دیا حتٰی کہ اُسکو اُسکے جد و آبا سے بھی
شجاعت مین وقت ثنا بڑھا دیا تو اُس معترض کو یہ جواب دینگے کہ فرزند اپنے جد و آبا سے
واقعی نہین بڑھ سکتا ہی مگر وہ فرزند کہ جسپر خداوند عالم مہربان ہو ضرور اپنے جد و آبا سے مراتب
عالیہ مین بڑھ جاتا ہی سوا اس جواب کے ایک جواب یہ بھی ہی کہ اب شاہزادۂ قاسم اور
شاہزادۂ ایرج ضعیف و ناتوان ہوے وہ قوت و شجاعت جو قبل اسکے اُنمین تھی اب
نہین ہی بس اب شجاعت قوت مین مقابلہ وہ شاہزادۂ رستم ثانی سے کر نہین سکتے ہین ہان
بزرگی و خوردی دوسری بات ہی وہ اُسے جواب دیتا تھا تقریر تمھاری مدلل ہی جو کچھ تمنے کہا
سچ کہا بیشک شاہزادۂ رستم ثانی مثل اپنا نہین رکھتا ہی جو کچھ ہم اُسکی ثنا کرین وہ کم ہی اسی طور کہ
اُسوقت جتنے دست چپی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام چلے جاتے تھے باہم چپکے چپکے باتین کرتے
جاتے تھے اور بدرجۂ کمال شادمان تھے اُسدم جانا بادشاہ موصوف کا ہمراہ اکثر سرداران

لشکر و سواران سپاہ کے قابل دید تھا کیونکہ اُسوقت جوانون کا خواب سے بیدار ہوکے اُٹھنا
اور مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے بکشادہ پیشانی ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف جانب نبردگاہ
جانا وہ اُنکے تنون پر زیور جنگی کی پھبن وہ شوق جنگ اُنکے چہرون سے ظاہر ہونا وہ گروہ گروہ
اُنکا بصد ادب سمت میدان نبرد ہمراہ بادشاہ موصوف جانا سوا اسکے وہ اُسوقت ہوا
سرد کا چلنا ستارون کا دمبدم نہان ہونا سفیدۂ صبح کا آناً فاناً آسمان پر زیادہ ہونا تاریکی
شب کا گھٹنا نور سحر کا دمبدم بڑھنا اہل نصرت کو وجد مین لاتا تھا شان و قدرت الٰہی ظاہر ہوتی تھی
القصہ بادشاہ لشکر اسلام لیے قطع راہ ہمراہ اپنے ہمراہیون کے قریب جنگگاہ اُسوقت ہو پہنچے کہ تڑکا
صبح صادق کا تھا کفار ادل تو پہلے ہی سے بیدل و آمادۂ گریز تھے اب جو بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی عالی مقام کو بجمعیت سرداران نامی و نامور و سپاہ کثیر اپنی طرف آتے دیکھا بہت
پریشان خاطر ہوے دل مین کہنے لگے کہ اب ہرگز ہم زندہ نرہینگے یہ سب اہل اسلام
ہمکو قتل کر ڈالینگے کسی کو بھاگنے بھی نہ دینگے یہ خیال کرکے اپنی موت کا یقین کرکے اپنے
اہل و عیال کو یاد کرکے آبدیدہ ہوے کہ بے اختیار ارادہ بھاگنے کا کیا اُسوقت لاجورد
شاہ و صلصال بن طوفان و حریق بن سارق وغیرہ کے غیرت دلانے سے اور لڑائی کی ترغیبون سے
آمادۂ جنگ کرنے سے سواران لشکر بھاگنے سے باز رہے مجبوری بیدلی سے اہل اسلام
لڑنے لگے ہنوز امیر ثانی راہ ہی مین تھے شریک جنگ نہ ہوسکے تھے دور سے
سلطان گوہر کلاہ و لندھور ثانی و مالک ثانی کو لڑتے ہوے دیکھ رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو اُس لاکھون سوارون کے انبوہ مین ہرچند دیکھ رہے تھے مگر وہ بہادر دلاور
دریاے لشکر حریف مین غوطہ زن تھا کہ نظر نہ آتا تھا ہان نعرہ اُسکا سنائی دیتا تھا ناگاہ ایک
جانب سے ایک آندھی سیاہ ایسی پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے سواران لشکر کو خوف ہوا کوئی
کسی سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ آندھی کیسی سیاہ آتی ہے اور کتنی جلد آتی ہے وہ اُس سے کہنے لگا
یہ آندھی سیاہ ہے یا کوئی بلاے آسمانی ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے اس آندھی سے جان بچتی ہے یا نہین
ابھی سواران ہر دو لشکر جانب فلک اُس آندھی کو دیکھ رہے تھے اور مصروف جنگ تھے ناگاہ
وہ آندھی بصد عجلت آکے میدان نبرد مین محیط ہوئی مفصل حال اُس سیاہ آندھی کا قلم کیا لکھے
کہ خوف سے سینہ شق ہوا اجمالی حال بقول اختصار تحریر کرتا ہے کہ وہ آندھی سیاہ ایسی تھی کہ اُسکی
تاریکی سے ظلمت کی حقیقت نہ تھی اگر ظلمت پردۂ ظلمات اُس آندھی سیاہ کے روبرو آتی
تو سیاہی اُسکی سامنے اُس آندھی کی سیاہی کے سفیدی و روشنی معلوم ہوتی تھی اگر سیاہ دل کفار
کی مجتمع ہوکے اُس آندھی کی سیاہی کے مقابل ہوتی تو کبھی مقابلہ کر نسکتی غرضکہ تاریکی قبر کافران
و سیاہی شب فرقت جانان سے بھی وہ تاریکی بہت زیادہ تھی ہوا تند ایسی چلتی تھی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے مانند خس و خاشاک کے کوسون بلکہ منزلون اُڑ اُڑ کے
جاتے تھے سواران ہر دو لشکر نے اُس آندھی کے آنے سے اور کثرت تاریکی سے لڑنا موقوف
کرکے اپنے مرکبون سے لپٹنا شروع کیا تھا کہ گھوڑے بھی کثرت باد تند سے زمین سے اُچکے

ہوجاتے تھے سوار انکو بزور زمین پر قائم کرتے تھے اکثر سوارون کو یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو ہم مع مرکب اِس ہوائے تند سے اُڑ جائین جان سے جائین اسوجہ سے کفار اپنے خداوندون کو پکارتے تھے اُنسے طلب مدد کرتے تھے اور کہتے تھے اے خداوندون اِس باد کو جلد دفع کرو خصوصًا وہ کفار جولاجورد شاہ اور تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے تھے وہ بہت ہی پریشان خاطر تھے بار بار اپنے خداوند سے برائے دفع تاریکی مذکور التجا کرتے تھے اہل اسلام اپنے معبود حقیقی سے دفع تاریکی و آندھی کیواسطے دعا کرتے تھے اُس تاریکی مین کچھ کسی کو دکھائی نہ دیتا تھا راوی ناقل ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ آندھی اُسی طور سے رہی اور وہ تاریکی بھی اُسی طرح سے رہی مطلق کمی نہوئی ہرچند اہل اسلام نے باواز بلند برائے دفع تاریکی اور آندھی کے اذان کہی لیکن وہ آندھی برطرف نہوئی اُسوقت خضران بن عمرو بہزار جستجو پاس امیر ثانی کے آیا اور عرض کیا اے امیر ثانی مجکو عقل کے ذریعہ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تاریکی اور آندھی اصلی منجانب الٰہی نہین ہے کسی ساحر نابکار کا سحر ہے لہذا واسطے اسکے دفع کرنے کے اسم اعظم الٰہی پڑھیے امیر ثانی نے تقریر خضران بن عمرو کی سنکے فی الفور مرکب سے اُتر کر کچھ خاک اور سنگریزے اُٹھا کر اسم اعظم الٰہی اُسپر دم کرکے سوے فلک وہ سنگریزے پھینکے بقدرت پروردگار اور ببرکت اسم اعظم وہ ہوائے تیز و تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ایک نے دوسرے شخص کو دیکھا مگر اہل اسلام نے بعد روشنی ہونے کے یہ امر عجیب و واقعہ غریب دیکھا کہ ہم سب علیحدہ ہین کفار ہمسے دور تر ہین اور شاہزادہ رستم ثانی اور اُسکے سرداران سپاہ مانند سرشار شاہ و جلدید شاہ وغیرہ اور شاہزادہ فیروزہ ناز ندرانی اور لندھور یعنی سہراب اور گشتاشپ شاہ نہین ہین اور بعضون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ لندھور اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ بھی نہ تھے ہرچند امیر ثانی کے حکم سے ملازمون نے لاشون مین نامبردگان کو ڈھونڈھا مگر رستم ثانی وغیرہ کو لاشون مین بھی نہ پایا اُسوقت امیر ثانی اور جمیلہ خاص و عام اہل لشکر کو رنج و تردد ہوا ہر شخص موافق اپنی فہم کے تقریر کرنے لگا لیکن خضران بن عمرو نے امیر ثانی سے عرض کیا حضور کچھ غم و الم نہ کرین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سرداران نامی و گرامی عنایت الٰہی سے زندہ ہین عقلًا کہتا ہون کہ جانب تمثال آئینہ رو سے کوئی ساحر زبردست بزور اپنے سحر کے اُٹھا کر لیگیا ہے امیر ثانی نے جواب دیا شاید ایسا ہی ہوا ہو یا اور کوئی واقعہ ہوا ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اور کسی بات کا باعث گم ہونے ان سردارون کے یقین نہین آتا ہے یہ فرما کے اور آبدیدہ ہوکے ارشاد فرمایا کہ افسوس شاہزادہ رستم ثانی لیلا ایک زمانہ کے بیان بجذم و حشم آیا ہم اُسے اچھی طرح دیکھنے اور اُس سے ہم سخن ہونے بھی نہ پائے اسی طرح قاسم اور ایرج اور شہریار وغیرہ مغموم و حزین ہوکے کلمات زبان پر لانے لگے اور آبدیدہ ہونے لگے بیان تو جملہ لشکریان اہل اسلام کو صدمہ ہے اور رنج و غم ہوجانا نہادران مندرجہ بالا کا تردد و ہر جداگانہ ہر ایک کو خیال ہے لیکن قول خضران کا سب سے بہتر ہے کیونکہ جو اُسنے کہا تھا وہی ہوا تھا یعنے جسوقت رستم ثانی دلیرانہ و شیرانہ کفار سے لڑرہا

تھا اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے اور کفار دمبدم
پسپا ہو رہے تھے لاکھوں قتل ہو چکے تھے اور قتل ہو رہے تھے لاجورد شاہ و صلصال ہراسان
و پریشان خاطر تھے اسوقت ہاروت جادو مالک بیابان حشر سو جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا
ہے اتفاق سے ادھر آتا تھا یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر بے اختیار برہم ہو کے اپنے سحر سے ابر سیاہ
و ہوائے تند و تاریکی پیدا کرکے اسی تاریکی میں بزور سحر دلاوران مذکور الصدر کو لشکر اسلام سے
لیگیا تھا اور جاتے وقت ایک پرچۂ قرطاس پر یہ عبارت لکھکر کنار لاجورد شاہ میں ڈال
دیا تھا کہ اے لاجورد شاہ آپکو معلوم ہو کہ میں رستم ثانی اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور
سلطان گوہر کلاہ وغیرہ کو مبتلائے سحر کرکے لیے جاتا ہوں پہلے خدمت خداوند میں جاؤنگا
بعد ازان بیابان حشر میں جاکر ان سب کو بھی جہاں اور سرداران لشکر اسلام قید ہیں اسیر کرونگا
اب آپ نہ لڑیے گا طبل بازگشت بجوا دیجیے گا اول تو اب طبل بازگشت کے بجوانے کی ضرورت
چندان نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنے سحر سے اہل اسلام کو بندگان خداوند سے علیحدہ کر دیا ہے
لاجورد شاہ نے جب پرچۂ قرطاس مذکور کو اٹھا کر پڑھا خوش ہو کر بختگان وغیرہ سے کہنے
لگا ہمنے آخر کو تقدیر معقول کی رستم ثانی وغیرہ کو اسیر کرا دیا اہل اسلام بیکار محض دن غمگین
ہیں اس ابکے رنج و غم سے کیا فائدہ ہوگا ہمکو جو تقدیر کرنا تھا کر چکے سرکشی کی تھوڑی سی سزا
دے چکے اب ہم حکم دیتے ہیں کہ طبل بازگشت پر چوب لگائی جائے اسوقت لشکر امیر ثانی سے
مقابلہ نہ کرینگے آیندہ دیکھا جائیگا امیر ثانی نے ہمکو بہت پریشان کیا ہے اسوقت ہمنے بھی کچھ
انکھیں صدمہ دیا ہے اگر وہ اب بھی ہمسے منحرف نہوں ہمیں اپنا خداوند جانیں تو انکے حق میں اور
تمام انکے مردمان لشکر کے حق میں بہتر ہوگا ورنہ ہم پہلے جیسے ایسی ہی تقدیریں کرکے تمام
انکے لشکر کو قید اور قتل کرا دینگے سب نے اسکی تقریر سنکے جواب دیا خوب کیا آپ نے کہ
رستم ثانی وغیرہ کو قید کرا دیا مگر ہمنے نہیں دیکھا کہ آپنے کسوقت تقدیر کی اور کیونکر کی لاجورد
شاہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی محنت ہمیں تقدیر کرنے کی کرنی پڑتی ہے جو دل میں ہمارے آجاتا
ہے وہی گویا تقدیر ہو جاتی ہے اسے کون دیکھ سکتا ہے یہ کہکے اس نابکار نے طبل بازگشت
بجوا دیا پھر جملہ کفار جنگگاہ سے ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال کے فرودگاہ سپاہ پر گئے اور امیر ثانی
بعد بجنے طبل بازگشت کے مغموم و حزین اپنے قیامگاہ لشکر پر آئے ہاروت جادو جنگگاہ
سے خدمت میں اپنے خداوند شمشال آئینہ رو کے گیا اور تمام حال لڑائی کا بیان کرکے کہنے
لگا اے خداوند اگر میں سحر کرکے ان اہل اسلام کو اسیر نہ کر لیتا اور تمام لشکریان اہل اسلام کو جو
اسوقت لڑ رہے تھے آپکے بندون سے علیحدہ نہ کر دیتا تو آج ہی خاتمہ ہو جاتا اہل اسلام
آپکے بندون کو قتل کرکے قبطول پر چلے آتے آپکے ہلاک کرنے کے درپے ہوتے یہ سنکر شمشال
آئینہ رو نے اس سے بہت خوش ہو کے جواب دیا اے بندۂ خاص صرف ہمنے ہی تقدیر کی تھی
جو امر تجھ سے ظہور میں آیا بھلا یہ اہل اسلام ہمیں کیا ہلاک کرینگے خود ہی یہاں آکے ہمارے
قہر و غضب سے ہلاک ہوتے یا ہمیں سجدہ کرتے خیر بالفعل ہمنے بھی یہی تقدیر کی ہے آستارہ ان

منحرف بندون کے حق مین اور کوئی تدبیر و تقدیر کیجائیگی تو انکو لیجاکر بیابان حشر مین کہ جو زندان ہے قید کرو ہاروت جادو حسب الحکم اپنے خداوند کے اسی وقت جانب بیابان حشر گیا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بھی اسی قید خانہ مین قید کیا جسمین قبل ازین سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی اب ہاروت بیابان حشر مین ہی مثال آئینہ روغش ہی لاجورد شاہ و صلصال بھی شادمان ہین لشکر کفار فرودگاہ سپاہ پہ فروکش ہی امیر ثانی اپنی قیامگاہ سپاہ پر ہین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سرداران اسیر شدہ کے خیال والم مین مغموم ہین لاجورد شاہ نے طبل جنگ بجوانا موقوف کیا ہی دیکھیے کب طبل جنگ بجواتا ہی آیندہ جو واقعہ ہوگا درج کیا جائیگا

داستان لیجانا طاؤس شعلہ زن کا ملکہ ناز پرور نقلی کو روبروے پدر ملکہ ناز پرور و عیاری عمرو ثانی وغیرہ — ساقی نامہ

بیا ساقی ای دلبر جان من
کہ ظاہر شدم ہر تو انجام عشق
بدہ جام می جلد اے سیمبر

ہدایت زمن دین دایان من
بگویم ز نو داستان عجیب
بباش از من بادہ کش بیخبر

بنوشان مرا جرعہ از جام عشق
کہ آن خوش بود قصہ ہائے عجیب
ہر ہفت سازان شاہد سخن

آراستہ کنندگان معشوقہ این داستان کہن اس طرح زینت اس عروس داستان کی ساتھ نثر و نظم کی کرتے ہین کہ جب طاؤس شعلہ زن جادو ملکہ ناز پرور کو ہمراہ اپنے لے کے باغ سے روانہ ہوکے بعد قطع راہ ارغوان شاہ دریا باری کے دربار مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی اراکین سلطنت مدبران مملکت وغیرہ دربار مین علی قدر مراتب حاضر ہین اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے ہین دربار خوب آراستہ ہی ارغوان شاہ نشہ بادہ نخوت سے مست بالاے تخت بیٹھا ہی یہ دیکھکر پہلے ساحر مذکور نے تخت سے اترکر باادب تمام شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ ملکہ ناز پرور نے بصد شرم و حجاب تخت سے اترکر ارغوان شاہ کو بصد شرم و انفعال سے سر جھکا کے سلام کیا ارغوان شاہ نے ساحر و ملکہ مذکور کا سلام لے کے متوجہ ہوکے پوچھا ای طاؤس شعلہ زن جادو خیر تو ہی اسوقت ہمراہ میری دختر کے کیون آیا ہی یہ سنکر اس نے دست بستہ عرض کیا اگر خلاف طبع بادشاہ نہو تو سر دربار جو عرض کرنا ہی کہدون ورنہ تخلیہ مین عرض کرون شاہ مذکور نے جواب دیا تخلیہ کی ضرورت نہین سر دربار جو کچھ کہنا ہی کہہ ہان میری دختر کو سر دربار تو لے آیا ہی یہ اچھا نہ کیا باعث میری توہین کا ہوا خیر اب آپ کا سر دربار ٹھہرنا اچھا نہین ہی اور نامحرمون مین بیٹھنا خوب نہین ہی اس سے کہو کہ محلسرا مین جا کے یہ کہکے خاموش ہوا ناز پرور نقلی سوے اہل دربار و ارغوان شاہ دیکھ رہی تھی نقاب منہ پر پڑی تھی چادر سے سراپا اپنا چھپائے تھی کہ طاؤس شعلہ زن نے کہا ای ملکہ آپکے والد نہین چاہتے ہین کہ تم یہان توقف کرو لہذا اب محلسرا مین حسب الحکم اپنے پدر کے جاؤ مین تمام حال جو گذرا ہی کہدونگا ملکہ نے جواب دیا مین ابھی محلسرا مین نہ جاؤنگی کچھ مین ابھی کہونگی سوا اسکے اکیلی سوے محلسرا نہ جاؤنگی خلاف میری شان کے ہی طاؤس جادو تو یہ سنکے خاموش رہا لیکن شاہ مذکور نے جواب دیا ای ناز پرور جلد محلسرا مین جا مین وہان آکر جو کچھ تو کہیگی سنونگا یہان تیرا ٹھہرنا خوب نہین ہی اگر تنہا جاتے ہین

کلام ہی تو مین ابھی ملازم عورتون کو اور کنیزون کو تا در محلسرا طلب کرتا ہون یہ کہکے بذریعہ اپنے ملازمون کے
کنیزون وغیرہ عورتون ملازم کو برائے استقبال ملکہ تا در محلسرا طلب کیا عورتین خبر آمد ملکہ سنکے
قریب دربار تک شوق خدمت گزاری مین چلی آئین پھر ملکہ مذکورہ کو ہمراہ اپنے لیکر محلسرا مین
گئین یہان دربار مین ارغوان شاہ نے طاؤس شعلہ زن کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ساحر مذکور
موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا شاہ نے بعد میکشی اُس سے پوچھا کیا تجھے عرض کرنا
ہی جلد عرض کر اُسنے دست بستہ یون عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ ایک زمانہ سے حضور نے مجکو باغ
وبارہ دری مین واسطے گرفتاری عمرو ثانی کے مقرر کیا تھا اور دو تصویرین سحر سامری و
جمشید کی بارہ دری مین درمیان صدہا تصویرون کے رکھی تھین ایک مدت تک مین اپنی
جگہ پر رہا کوئی کھٹکا نہین ہوا عمرو ثانی باغ مین نہین آیا تصویر ہائے مذکور نے مجکو طلب
نہین کیا کل وقت شب گذر عمرو ثانی کا باغ مین ہوا سحر کی تصویرون نے مجھے طلب کیا مین
فی الفور زمین سے نکلا دیکھا کہ عمرو ثانی ساغر بدست ہی ملکہ ناز پرور بالائے مسند بیٹھی ہے
ہم جلیسین اور انیسین بھی بیٹھی ہین کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ایستادہ ہین ملکہ ناز پرور
دست عمرو ثانی سے جام لیکر شراب پیا چاہتی ہی یہ حال مین نے دیکھکر موافق کہنے
تصویر ہائے سحر سامری و جمشید کے جلد سحر پڑھکے عمرو ثانی کو گرفتار کیا یعنے مبتلائے
سحر کیا اس میرے فعل سے ملکہ کو گونہ صدمہ ہوا اور کہا تونے اس غریب کو کیون مبتلائے
سحر کیا یعنے تیری کیا خطا کی تھی مین نے جواب دیا اے ملکہ اگر مین اسکو گرفتار نہ کرتا تو یہ آپکو
گرفتار کرتا وہی یہ شراب بیہوشی آمیز آپکو پلاتا آپ بیہوش ہوجاتین یہ شخص بڑا غدار اور مکار
ہی نام اسکا عمرو ثانی ہی کاہنو نے لکھدیا ہی کہ عمرو ثانی ضرور ایک روز اس باغ مین
آئیگا اور رضوان بور پردہ نشین کو محلات توڑکے رہا کریگا اور وہ رہا ہوکے باعث ہلاکت
خداوند تمثال آئینہ رو ہوگا بس اسیوجہ سے بحکم تمثال آئینہ رو آپکے والد نے مجھے یہان
مقرر کیا ہی آج خوبی مقدر سے مین نے اسکو گرفتار کیا ہی ملکہ نے کہا یہ تو کلاونت ویران ہی
عمرو ثانی نہین ہی اسکو گرفتار نہ کر مین نے نہ مانا آخر مین نے عمرو ثانی کو گرفتار کرکے لیجا کے
قید کیا شب کو قمقام جادوگر کا ملکہ ناز پرور کا عمرو ثانی کو زندان سے رہا کرکے ملکہ ناز پرور
کے پاس لیگیا مین در زندان پر موجود نہ تھا جب صبح کو مین در زندان پر گیا خواجہ عمرو ثانی
کو زندان مین نہ دیکھا بہت تردد ہوا بعد تردد و فکر بسیار بزور سحر ایک پتلہ سے مین نے
حال عمرو ثانی دریافت کیا اُسنے کہا اسوقت عمرو ثانی ملکہ ناز پرور کے باغ مین بیٹھا
ہوا گا رہا ہی یہ حال پتلہ سے سنکے مین بصد غضب باغ مین گیا بعد جنگ عظیم قمقام جادوگر کو قتل
کرکے انیسون اور جلیسون کے سحر کو دفع کرکے مین نے موافق کہنے اُن دونون تصویرون کے
عمرو ثانی کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ ایسا چالاک و مکار تھا کہ جداگانہ صورتین بدل کر میرے
سامنے آیا اور اُسنے مجھے بہکایا چند بار اور عورتون کو دکھاکر کہا وہ عمرو ثانی ہی مین اُسطرف
اُسکے گرفتار کرنے کو گیا وہ غائب ہوگیا پھر اور طرح کی صورت بدل کے میرے سامنے آیا

اور بطور قبل مجھے بہکایا جب اُن تصویرون نے مجھ سے کہا کہ یہی عمرو ثانی ہے جو تجھ سے ہم سخن
ہے مین نے ارادہ سحر کرنے کا کیا وہ دفعتًا نظر سے غائب ہوگیا اے بادشاہ کہانتک اس قصہ کو
بیان کرون الحاصل ملکہ تو داخل محل کردی گئی اور طاؤس آتش زن بادشاہ سے رخصت ہوکر
چلا گیا لیکن جب وقت شب کا ہوا ارغوان شاہ دریا باری داخل محل ہوا پاس اپنی دختر
نیک اختر ملکہ ماہ نازپرور کے آیا ملکہ تعظیم بجالائی اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار ارشاد تو فرمایئے
کہ کچھ پتہ اُس ساربان بچہ کا بھی لگا یا نہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ کہین اُس کا
پتہ نہین ہرچند کہ ساحر ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین ہیرون سے خبر منگائی لیکن جیسے شبہ ہین
قتل کر ڈالتے ہین وہ عمرو نہین ہوتا اور اے فرزند تمنے بہت بُرا کیا جو تم اُسکو اُس سرحد مین سے
لائین ورنہ اگر وہ سر پھوڑ پھوڑ کر مرجاتا تو قیامت تک یہان نہ آسکتا اور اب اُسکے آنے سے
کھٹکا پیدا ہوگیا ہے کہ مبادا بس اتنا کہکر ارغوان شاہ خاموش ہوا تھا کہ ملکہ ماہ نازپرور
نے کہا کہ ہان مبادا کہکر آپ خاموش کیون ہوگئے ہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ اے
فرزند رسمین ایک راز خداوندی ہے جسے مین بیان نہین کرسکتا ہون ملکہ نے اشک آنکھون مین
بھر کر کہا کہ واہ وہ ایسی کونسی بات ہے جسکا مجھسے بھی پردا ہے اگر اُسکے ظاہر ہونے مین کسی قسم کا
اندیشہ ہے تو کیا ہم دشمن ہین جو ہر ایک سے بیان کرتے پھرینگے ہرچند ملکہ نے اصرار کیا لیکن
ارغوان شاہ دریا باری نے کچھ نہ بیان کیا ملکہ کبیدہ خاطر ہوکے اُسی وقت اُٹھی اور
اپنی خوابگاہ مین آکر دوپٹہ تان کر لیٹ رہی وہان خاصہ کا وقت آیا اور ارغوان شاہ
دریا باری نے طلب کیا دایہ آئی دیکھا کہ ملکہ دوپٹہ تانے پڑی ہوئی ہے پاؤن آہستہ سے
دباکر جگانا چاہا ملکہ تو دراصل جاگ ہی رہی تھی جھڑک دیا کہ دور ہو یہان سے مجھے مت ستا
دایہ نے عرض کی کہ واری جاؤن آپ کے ابا جان بلاتے ہین دسترخوان بچھا ہوا ہے عالیجاہ ہاتھ روکے
ہوئے بیٹھے ہین تم جانتی ہوگی بھلا وہ کبھی بغیر تمھارے کھانا کھاتے ہین ملکہ نے کہا کبھی کی
بات کبھی کے ساتھ ابکی کہو اُسنے کہا آخر ہوا کیا مجھ سے تو بیان کرو کس بات پر خفا ہوگئی ہو
یون کوئی علم غیب تو پڑھا نہین ہے بیان کرو تو معلوم ہو جسکا ایسا چاہنے والا باپ ہو
وہ اُس سے دل ہی دل مین آزردہ ہوکر بیٹھ رہے یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے اب ماشاء اللہ
تم جوان ہوئین شادی بیاہ کے قابل ہوئین ابھی بیاہ ہوگیا ہوتا تو ایک بچہ کی مان ہوگئی ہوتین
سلامتی سے چودھوان سال ہے اب کوئی ایسی ناسمجھ نہین ہو اور وہ تو بات دوسری ہے کہ ہمارے
سامنے بوڑھی بھی ہوجاؤگی تو وہی ہو ملکہ نے کہا دایہ مین تمسے کیا کہون ایسے دنیا کا لہو سفید ہوگیا
ہے شام کو آپ ہی باوا جان صاحب کچھ بیان کرنے کو تھے آپ ہی کہتے کہتے خاموش ہوگئے
پھر مین نے بیغیرتی لاد کر پوچھا بھی تو کچھ بیان نہ کیا اور راز خداوندی کہکر ٹالدیا بھلا
سنو تو سہی جب ہم دشمن ٹھہرے تو ہمارا کیا کام ہے ہمارے ساتھ کھانے پینے سے بھی
باتون مین خوف ہے مین نہ جاؤنگی یہ کہکر رونا شروع کیا دایہ سمجھا رہی ہے بلائین لے رہی ہے
لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے تار رونے کا نہین ٹوٹتا بلکہ ترقی ہوتی چلی جاتی ہے ہچکیان بندھی

ہوئی ہین آخرکو دایہ عاجز ہوکر چلی آئی اور سب کیفیت ارغوان شاہ سے بیان کی ارغوان شاہ
نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ اس چھوکری نے بڑے فیل مچائے نہ کہتے بنتی ہے نہ کہتے بنتی ہے اس
راز کے افشا ہوجانے مین بھی جان و آبرو ملک و مال دین و ایمان سب کا کھٹکا لگا ہوا ہے اور
چھپانے مین عمر بھر کی کمائی ہاتھ سے جاتی ہے چھوکری نہ سمجھتی ہے نہ بوجھتی ہے مثل مشہور ہے
کہ تریا ہٹ بالک ہٹ چار و ناچار اپنے مقام سے اٹھا اور خوابگاہ مین ملکہ ماہ ناز پرور
کے آیا ہرچند کہ ملکہ کو آمد اپنے باپ کی محسوس ہوئی لیکن برائے تعظیم تک نہ اٹھی جسوقت
ارغوان شاہ دریا باری قریب مسہری کے پہونچا اور آواز دی ملکہ گھبرا کر اٹھی سلام کیا
ارغوان شاہ نے کہا کہ بابا تم اتنی سی بات پر مجھسے روٹھ گئین تم نادان ہو ایسی باتین
پوچھتی ہو جنکے منہ سے نکالنے مین ہر طرح کا خوف ہے اور کوئی اگر معلوم ہو بھی گیا تو کوئی نتیجہ نہین
مگر غیر تمھاری خاطر ہر طرح منظور ہے مگر خبردار خبردار یہ حال کسی کے سامنے بیان نہ کرنا ملکہ نے
کہا کہ اگر آپ مجھ کو بے اعتباری سمجھتے ہین تو نہ بیان کیجیے اب تو مین پوچھتی بھی نہین اور ہان سچ
ہے اگر ایسا نہ سمجھتے تو مجھسے پوشیدہ کیون کرتے باوا جان یہ آپکی خطا نہین ہے دنیا کا لہو سفید ہو گیا
ہے یہ کہکر پھر رونے لگی ارغوان شاہ نے رومال سے آنسو پوچھ بہت کچھ سمجھایا اپنے
سر کی قسم دی جب رونا ملکہ کا موقوف ہوا لیکن جواب دیا کہ جبتک بیان نہ کریجیے گا
مین کھانا نہ کھاؤنگی ارغوان شاہ نے جو لوگ وہان موجود تھے ان سب کو ہٹا دیا جب
تخلیہ کامل ہوگیا اسوقت کہا کہ بابا راز اسمین یہ ہے کہ عمرو تلاش خضران صحرا نشین آیا
ہے خضران صحرا نشین وہ درویش کامل ہے جسکی ادنی کرامت کا نمونہ خداوندی ہے خدا وند
تمثال آئینہ رو کی کہ ایک زمانے مین بہت سے مکر و فریب و یکر تمثال نے ایک تختی اور
روغن خضران سے تیار کروایا وہ تختی اسکے زیب تاج رہتی ہے اور روغن منہ پر ملنے سے یہ اثر
پیدا ہوگیا ہے کہ بمجرد اسکی صورت نحس دیکھنے کے ہر شخص اپنے پروردگار حقیقی کو بھول کر از خود
رفتہ و شیفتہ تمثال آئینہ رو کا ہو جاتا ہے جسوقت یہ تختی اور روغن تیار ہوگیا تو تمثال آئینہ رو
کو خیال گذرا کہ مبادا یہ کوئی اور خداوند بنالے جب اسے ایسی ایسی کرامتین آتی ہین تو مجھ ایسے
جتنے خداوند چاہے بنالے یہی خیال کرکے تمثال آئینہ رو نے عالم خواب کے وقت اسے
گرفتار سحر کرکے گنبد ناپدید مین قید کردیا ہے اور ایک شاگرد بھی اسکا مطیع ہوگیا ہے
کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا کہ سحر تمثال آئینہ رو کو رد کرسکے یا استاد کو اپنے چھڑا سکے اب عمرو
اسی کی تلاش مین یہان آیا ہے ملکہ نے کہا تو کیا وہ گنبد ناپدید ہمارے ہی ملک کی سرحد
مین ہے ارغوان شاہ نے کہا ہان اشارون مین بات کرو مجھ بولو ایسا نہ کوئی سنتا ہو
ملکہ نے کہا خلاف ادب ہے کیا عرض کرون آپ تو کسقدر گھبرائے ہوئے ہین جیسے کسی چور کو کھٹکا ہوتا
ہے ارغوان شاہ نے کہا بات ہی کھٹکے کی ہے ملکہ نے کہا اگر کوئی پہونچنا چاہے خضران کے
پاس تو کیونکر پہونچ سکتا ہے ارغوان شاہ نے کہا کہ اتنا تو مین جانتا ہون کہ میرے
شہر سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک کوہ ہے کہ اسے کوہ تاریک کہتے

ہین سبب اُسکا یہ ہی کہ وہان دن رات ایک حالت پر تاریکی رہتی ہی اور راستہ گنبد ناپدید
کا درۂ کوہ مین سے ہی مالک اُس درے کا مردارخوار جادو ہی کہ وہ سیکڑون برس سے بھوکا
بیٹھا ہی جو کوئی وہان تک پہونچے گا مردارخوار اُسکو کھا لیگا کیونکہ زندے مردے کا اُسے
کچھ پرہیز نہین ہی اُسکے آگے کچھ غول ملین گے وہ اُسکو کھا لین گے اگر ان سے بھی بچگیا تو کچھ
ہرن کچھ بیتر کچھ چیتے کچھ پاڑھے وغیرہ صحرا مین دوڑتے نظر آئین گے وہ سب در اصل
انسان ہین جانور نہین ہین بادشاہ اُنکا مردارید کوہی ہی اُسکو ذوالخمار میکش جادو نے
مع فوج بزور سحر بہائم بنا دیا ہی کہ وہ سب صحرا مین دوڑتے پھرتے ہین اگر کوئی شخص ذوالخمار
میکش جادو کو مارے اور مردارید کوہی کو اُسکے پنجے سے چھڑا لے تو بیشک پتا گنبد ناپدید
کا مل سکتا ہی کیونکہ وہ بھی اس راز سے آگاہ ہی اور اس سے زیادہ قسم ہی روح خداوند
سامری کی کہ مین بھی نہین جانتا یہ سنکر ملکہ بولی کہ اتنے بڑے انتظامات اور اُس پر
ایک موے عمرو کا خوف ایسا غالب ہی کہ وہ بھی چھپایا جاتا ہی اے کیا کہون مجھے تو پہلے سے
نہین معلوم تھا نہین تو مین سب پتا عمرو کو بتا دیتی اور اب ملجائے تو اب بتا دون وہان جائیگا
سب ساحر اُسے نوچ کے کھا لین گے ارغوان شاہ کانپ گیا اور کہا بس اسی مارے تو
مین تمسے بیان نہین کرتا تھا آخر وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو تا خبردار خبردار کسی کے سامنے
منہ سے نہ نکالنا تم یہ نہ سمجھو کہ عمرو ساحر نہین ہی عمرو وہ چیز ہی کہ جسنے سیکڑون خداوندیان
برباد کردین ساحرون کی بستیان ویران کردین بڑے بڑے جادوگر جنکو خداوندی کے
دعوی تھے آن واحد مین پیوند خاک ہوگئے کوئی سحر عمرو پر نہ چل سکا اگر اُسنے سن لیا تو وہ ضرور
کوہ کا راستہ لے گا اور وہان سے ساحرون کو مارتا پیٹتا گنبد ناپدید تک پہونچکر خضران کو چھڑا
لے گا بس اگر خضران چھوٹ گیا تو اُسی روز خداوند تمثال آئینہ رو کی سلطنت برباد ہوجائیگی
ملکہ یہ سنکر اور سب باتین پوچھکر خاموش ہو رہی الحاصل ارغوان شاہ دریا باری ملکہ کو
ہمراہ لیکر دسترخوان پر آیا کھانا کھایا کچھ دیر باتین رہین ارغوان شاہ پھر سمجھایا کیا کہ دیکھو
بیٹا یہ وہ زمانہ ہی جسکی خبر نجومیون نے دی تھی کہ عمرو ثانی آئیگا اور خضران کو چھڑا لیجا لے گا
اب ایک ہی آدھ روز اور باقی ہی اگر یہ زمانہ خیر و عافیت سے ٹل گیا تو خضران خود اُس
گنبد مین ہلاک ہوجائیگا پھر کوئی خوف نہین ہی اور اگر عمرو وہان تک پہونچ گیا اور خضران
کو چھڑا لیا تو خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہوجائیگی دیکھو خبردار کسی کے سامنے
اس بات کو منہ سے نہ نکالنا کیونکہ عمرو ہزارون صورتین ایسی بدل لیتا ہی کہ کوئی دیکھے تو نہ
پہچان سکے دشمن اپنی تاک مین ہی مبادا تم کہہ رہی ہو اور وہ کہین کسی کی صورت بنا ہوا پوشیدہ
طور سے سنتا ہو اور جبتک وہ سنے گا نہین اُسوقت تک وہان جا نہین سکتا دل مین تو عمرو نے
کہا کہ او حرامزادے کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے نکلا سر گردن نیچی کرکے سراسر اطاعت کے
پہلو دکھا دیے اور وہان سے رخصت ہوکر اپنی آرامگاہ کا رخ کیا اور آتے ہی تخلیہ کر لیا جو
انیسین جلیسین مصاحبین پیش خدمتین وغیرہ بیٹھی تھین سبکو رخصت کر دیا اور کہا کہ مجھے نیند آئی ہی

تم لوگ بھی جاؤ کا ہے کو تکلیف اُٹھاؤ وہ سب بھی خوشی خوشی دعائین دیتی ہوئی چلین کہ ایسی بی بی کو خدا ہزارون برس زندہ رکھے جسکو اپنی کنیزون تک کی تکلیف کا خیال ہے ایک آدھ نے کہا بھی کہ بی بی آپ تنہا رہی جاتی ہین بلا سے کہا ہان آج میرا تنہائی کو جی چاہتا ہے زیادہ شور و غل سے میرا جی گھبراتا ہے غرضکہ سب بالکل تخلیہ ہوگیا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت ملکہ ماہ ناز پرور بنا ہوا تھا اور ماہ ناز پرور کو اسنے زنبیل مین ڈال لیا تھا تخلیہ مین ملکہ اصلی کو زنبیل سے نکالا ملکہ اُسوقت بیہوش تھی اور ایکبار رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم اس مقام پر اپنے کو دیکھکر حیرت و تحیر مین نہ آنا یہ کام تمھارے عاشق صادق کا ہے اور اگر تمھارا باپ تمسے کچھ پوچھے کہ مین نے کوئی راز تمسے بیان کیا تھا تو کہنا جی ہان مجھے یاد ہے مگر آپ ہی کے ارشاد کے موافق زبان پر لانا مناسب نہین جانتی ہون اور اب ہم فکر مین رہائی لشکر اسلام اور بربادی تمثال آئینہ رو کی طرف کنبار ناپدید ہو جاتے ہین انشاء اللہ بہت جلد پھر تمسے آکر ملاقات کرینگے نامہ اس مضمون کا لکھکر اس مقام سے نکلکر روانہ ہوئے یہان جسوقت ملکہ کو ہوش آیا چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی تھی کہ یہ مین ہون کہان ہر بار یہ خیال کرکے کہ شاید خواب ہے آنکھین بند کرلیتی تھی کہان وہ باغ اور کہان یہ محل شاہی مین آرامگاہ اور پھر وہان کوئی نہین ایکبار نظر اُسکی اس رقعہ پر پڑی جو اسکی محرم مین عمرو ثانی نے رکھدیا تھا رقعہ محرم سے نکالکر دیکھا مضمون سے آگاہی ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی ساتھ ہی حیا نے دامن پکڑا یہ خیال گذرا کہ اے ماہ ناز پرور خدا جانے اس چوٹے نے کیا کیا دست اندازیان کی ہونگی پسینے مین غرق ہوگئی ادہر اُدھر دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی کہ اسوقت یہان کوئی چھپا ہوا میری یہ حالت تو نہین دیکھ رہا ہے اور عمرو ثانی کی بیجا دست اندازیون اور گستاخیون کی تصویر اسکی نگاہون کے نیچے پھرنے لگی اب ادھر تو منتظر وقت بیٹھی ہے کہ احوال اسکا بجز پر کیا جائیگا

لیکن اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین خواجہ عمرو نامدار پیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران کے بیان ہوتے ہین

کہ شب کے وقت جب یہ خوابگاہ سے ملکہ ماہ ناز پرور کے نکلے چورون کی طرح نگاہون سے بچتے ہوئے صحن مین پہونچے کہ اُسطرف ایک کہاری لہنگا جھلکاتی ہوئی چلی آتی تھی عمرو ثانی نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوگئی عمرو نے اُسکو اُٹھا کر کونے مین ڈالدیا اور تمام گہنا پاتا اُسکا اُتار کر داخل زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر چلے دربانون نے جو دیکھا کہ ابھی تو کہاری اندر گئی تھی ابھی پھر آئی بارہ بج چکے ہین پھاٹک بند کرلینے کا وقت ہے انھون نے کہا بی نصیبن تمھارے مارے تو ناک مین دم ہے جو وقت نوکری کے برخاست کا ہے اُس کے بعد سے تمھاری نوکری بجانا پڑتی ہے آخر ہم بھی آدمی ہین یا نہین جب دو پہر بھی نہ سوئینگے تو نوکری کسطرح برتنے پر کرینگے ابھی سویرے پھر اُٹھنا ہے نصیبن نے کہا حرامزادو ابھی جاکے ملکہ سے کہدونگی لو اور سنو سرکاری کام کو ہم نہ جائین یہ نوکر ہین اور ہم جیسے کوئی لونڈی غلام ہین دربانون

نے کہاکہ ہمین حکم ہے کہ بارہ بجے کواڑے بند کرلیا کرو چاہے کوئی آئے یا جائے پھر نہ کھولنا آخرا سوقت سرکاری کیا کام ہے کسی اپنے کام کو رفع کرنے جاتی ہوگی بس یہ سننا تھا کہ بصیبین بہت بگڑی اور کہا اچھا صبح ہوتے تو دو سمجھا جائیگا یہ کہکر ایک پھلانگ مین پھاٹک کے باہر تھی وہانسے گلیون کو چون کو طے کرتی ہوئی آگے روانہ ہوگئی یہان دربانون نے جھلا کر پھاٹک بند کرلیا کہ اب اگر آئیگی بھی تو ہم نہ کھولین گے اسپر تو مستی سوار ہے خدا جانے کہان کہان ہنڈاتی پھرتی ہے ہم تو یہان تک جھک کر بیٹھے رہے لیکن وہان عمرو ثانی صورتین تبدیل کرتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے چلے جاتے ہین جاتے جاتے سرحد شہر سے باہر نکلے صبح ہوگئی تھی عجب وقت تھا نسیم بہار کے جھونکے روح کو فرحت بخش رہے تھے مرغان سحر کی زمزمہ سنجی کانون کو عجیب دل آویزی دکھا رہی تھی سامنے ایک صحراے سبز و خرم تھا کوڑیالا کوسون تک پھولا ہوا تھا زمین سفید نظر آتی تھی کسی جگہ سبزۂ خوابیدہ نے فرش مخمل بچھا کر آرامگاہ تیار کی تھی درخت جھوم رہے تھے ایک جانب ایک چشمہ لہرین مار رہا تھا عمرو ثانی قریب اس چشمہ کے آئے وضو کیا فریضہ سحری بجا لاکر دعا کی کہ اے رب کارساز واے مالک بے نیاز تو اہل اسلام پر رحم کر اور اپنا فضل شامل حال کر کہ شر سے اس کافر مرتد یعنے تمثال آئینہ رو کے سب محفوظ رہین بعد دعا کے سجدۂ شکر بجا لائے اور انگلیون کا استخارہ مثل اپنے باپ کے دیکھکر ایک جانب کو روانہ ہوے وہ بیابان اور تنہائی ہر مقام پر درندون اور گزندون کا خوف لیکن عمرو پروردگار پر تکیہ کرکے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب دوپہر کے اس بیابان مین آوارہ و سرگردان رہے یکایک ایک جانب کچھ سیاہی سی محسوس ہوئی عمرو اسی جانب چل نکلا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ ایک کوہ بزرگ ہے سر بفلک کشیدہ جسوقت اور قریب پہونچا دیکھا کہ ایک مرغابی برابر فیل کے قلۂ کوہ پر بیٹھی ہے عمرو اسی جگہ ٹھٹکا اور سوچنا شروع کیا کہ اتنی بڑی مرغابی یہ ایک خلاف قیاس چیز ہے اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہے ایسا نہو کہ ارغوان شاہ دریا باری نے یہ راز پوشیدہ رکھا ہو اور کوئی افتاد پڑے تو یہان سوا پروردگار کے اور کون ہے بھلا امیر تک کون اسکی خبر کریگا اول تو یہ کہ انھین گمان ہوگا کہ عمرو خانۂ کعبہ مین ہے ماسوا اسکے بالفرض امیر کو اطلاع بھی ہو تو وہ آپ مصیبت مین گرفتار ہین اور فرض کیا کہ وہ چھٹ اسنے آئے بھی تو وہی مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود یہ اسی فکر مین کھڑے تھے کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ دیکھا سامنے سے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا سر پر رکھے نہین معلوم کہان کا مارا ہارا چلا آتا ہے عمرو نے گھسیارے کو دیکھتے ہی آواز دی کہ ادھر آ تا جب وہ قریب آیا عمرو نے کہا تو کتنے روز کی مزدوری کرتا ہے اسنے کہا میان جب دن بھر گھاس چھیلتا ہون تو دو تین آنے کی بیچ لیتا ہون اسی سے پیٹ پالتا ہون عمرو نے کہا کہ اگر ہم اس سے زیادہ روز دین تو تو نوکری کریگا اس نے کہا اس سے بہتر کیا بات ہے مگر کام کیا لیجیے گا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ سامنے جو کوہ پر مرغابی بیٹھی ہوئی ہے اسے کھانا پہونچانا ہوگا گھسیارے نے کہا بس اتنی سی بات ہے عمرو نے کہا کہ ہان اسنے کہا مجھے منظور ہے عمرو نے ایک اشرفی نکالکر دی اور کچھ روٹیان اسکے ہاتھ مین دیکر ایک شیشی روغن کی نکالی پہلے تو تمام جسم پر اسکے ملا بعد اسکے ایک پھول دیا

کہ تو اسے سونگھتا ہوا چلا جانا اور جسوقت یہ لقمہ لینے کو مرغابی تیری جانب بڑھے تو اس پھول کو پھینک دینا اور خوف نہ کرنا یہ روٹیان مرغابی کے منھ مین دیدینا مین اسے روز اسی طرح کھلایا کرتا ہون وہ گھسیارا بیچارہ اجل رسیدہ جس نے کبھی اشرفی کی شکل بھی نہ دیکھی تھی گھاس دن بھر چھیلتا تھا تو دو آنے کی شکل نظر آتی تھی روپیہ تک کبھی ہاتھ مین اسکے نہ آیا تھا اشرفی دیکھتے ہی الو ہو گیا منھ مین پانی بھر آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ پیتل کی اشرفی نقد جان کا نقصان کرائیگی وہانسے روٹیان لیے ہوے سیدھا اجل کے منھ مین چلنے کو جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت قریب کوہ کے پہونچا مرغابی نے منقار سیدھی کی گھسیارا جلدی جلدی کوہ پر چڑھنے لگا ادھر مرغابی چیختی اور غل مچاتی ہوئی گھسیارے کیطرف دوڑی گھسیارا سمجھا کہ اپنی عادت کے موافق کھانا مانگتی ہے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ تجھی کو لقمہ کرنے کی غرض سے آتی ہے غرضکہ جیسے ہی مرغابی قریب پہونچی اسنے منقار کشادہ کی گھسیارے نے جلدی سے ہاتھ آگے بڑھاکر روٹیان اسکے منھ مین دینے کا قصد کیا مرغابی نے جو منقار ماری تو گھسیارا اتک پیٹ مین اتار گئی عمرو دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا ڈر گیا کہ غضب ہی ہوا تھا اگر تو گیا ہوتا تو یہ مجھے بھی اسی طرح نوش جان کرجاتی لیکن وہان مرغابی گھسیارے کو کھاپی کر اڑی چشمہ پر آکر پانی پیا بس پانی کا پینا تھا کہ پھر گھبراکر اڑی اڑنے کے ساتھ ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور ہوا سے چرخ کھاتی ہوئی زمین پر آئی عمرو نے گھسیارے کے جسم مین بیہوشی ملدی تھی اور روٹیان بھی بیہوشی آمیز تھین اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تھا جو گھسیارے کو چلتے وقت دیا تھا اور پھینکدینے کی نصیحت کردی تھی جیساکہ گھسیارے سے ظہور مین آیا اسی کا اثر یہ تھا کہ مرغابی بیہوش ہوئی بس عمرو ثانی دوڑکر قریب آئے پہلے تو قصد کیا کہ اسے ذبح کیجیے پھر خیال ہوا کہ یہ ضرور کوئی ساحرہ ساحرہ ہے جسوقت روح اسکی جسم نجس سے نکلے گی تو بہت شور و غل مچایئنگے اور لوگ ہوشیار ہوجایئنگے اس سے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ ذبح کیجیے یہ خیال کرکے عمرو نے ایک گڑھا نہایت عمیق کھودا اور مرغابی کو اسی گڑھے مین زندہ توپ دیا بعد اسکے اور آگے روانہ ہوے جسوقت درۂ کوہ کے قریب پہونچے دیکھا درہ نہایت تنگ و تاریک ہے پہلے تو عمرو کو خوف معلوم ہوا لیکن پروردگار عالم پر بھروسا کرکے بسم اللہ کہکر درے مین قدم رکھا لیکن کچھ اور بڑھجانے کے بعد دیکھا کہ اب بالکل کچھ نظر نہین آتا ہے یہ درہ بھی دوسرا پر دۂ ظلمات معلوم ہوتا ہے بس فوراً زنبیل سے ایک لعل شب چراغ نکالا اور ہتھیلی پر رکھکر اسی کی روشنی مین آگے بڑھنے لگے جاتے جاتے دیکھا کہ اندر ایک صحراے وسیع معلوم ہوتا ہے اور قریب ایک درخت برگد کا بہت بڑا سایہ کیے ہوے ہے غور سے جو دیکھا تو ایک انسان دیو صورت ابلیس سیرت تمام جسم پر اسکے بال جلد اور بالون مین بسبب سیاہی کے سرمو فرق نہ معلوم ہوتا تھا دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے نیچے اس درخت کے بیٹھا دکھائی دیا عمرو اسے دیکھکر جھجکا لیکن اسکی نظر جو عمرو پر پڑی پکارا اے شخص تو آج ہزارون برس کے بعد یہان کیونکر نکل آیا ارے مارے بھوک کے میرے دم پر بنی ہے کیا کرون کہ اس جگہ سے اٹھنے کا مجھے حکم نہین فقط اتنی ہی اجازت ہے کہ جو تیری حد مین آجائے اسے تو کھا لینا تو اس طرف کسکی شامت ہے جو آئیگا آج نہین معلوم تجکو

شیطان نے کیونکہ اس غرض سے بھگا کر ادھر بھیجا ہے آمیر سے منھ مین کو دپڑ عمرو دل مین تو یہ
سنکر بہت ہی پریشان ہوا لیکن بظاہر جی کڑا کرکے کہا کہ مجکو خداوند سامری نے اسی لیے بھیجا
ہی کہ مین تجھے سیر کرون خداوند کا حکم ہوا کہ ہمارا بندہ خاص الخاص یعنی مردار خوار جادو بہت زمانے
سے ہماری اطاعت کا پابند ہی تو جا اور اسکو سیر کر کہ اسکے بعد کبھی کھانے کی حاجت نہوگی ۔
لے یہ مین تیرے واسطے بہشت کے اونٹ ذبح کرکے انکا گوشت لایا ہون یہ فرماکر زنبیل سے
پارچہ بڑے بڑے نکالکر سامنے مردار خوار جادو کے پھینکنا شروع کیے وہ برسون کا
بھوکا تھا جلدی جلدی کھانے لگا تعریف کرتا جاتا تھا کہ کس مزے کا گوشت ہی واقعی مین نے
ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تھا عمرو نے کہا بھلا ایسا گوشت کہین نصیب ہوتا ہی یہ خاص اہل بہشت
کی خوراک ہی تم ایسے ہی بندۂ مقبول ہو جو مجھے حکم ہوا کہ جاکر ہمارے بندے کو بہشت کی نعمت سے
سیر کرو اور ایک صفت اسکی ابھی تمھین نہین معلوم ہی تھوڑی ہی دیر مین تمپر ظاہر ہوجائیگی اتنے مین
مردار خوار جادو نے کہا وہ کیا صفت ہی عمرو نے بیان کیا کہ جس نے یہ نعمت کھائی اسکو نعمت
دنیا کی پھر خواہش نہین رہتی ہی گویا دنیا مین یہ آخری غذا اسکی ہوتی ہے اسکے بعد نہ بھوک لگے نہ
پیاس مردار خوار نے کہا یہ تو اور عمدہ بات ہی یہ غذا خداوند نے ہمین ایسون کے واسطے پیدا
کی ہی جو مجبور ہون اپنی جگہ سے مل نہ سکتے ہون جسطرح دنیا مین آب حیات مشہور ہی اسی طرح
اسکو تخم حیات کہنا چاہیے عمرو نے کہا ہان ایسا ہی ہی اب مردار خوار نے پیاس کی شکایت کی
عمرو نے اسکو پانی بھی پلایا جس پانی کا پینا تھا کہ نہایت گرمی معلوم ہوئی عمرو نے ایک
پنکھا زنبیل سے نکالکر جھلنا شروع کیا کیونکہ مردار خوار اپنی جگہ سے اٹھ نہین سکتا تھا
بس ہوا لگتے ہی غفلت طاری ہوئی اور مردار خوار بیہوش ہوگیا بس عمرو نے فوراً خنجر
مارا لیکن کچھ اثر نہوا معلوم ہوا کہ یہ آہنی بدن بھی ہی بس خواجہ ابن خواجہ نے ہتھوڑا حضرت
داؤد علیہ السلام کا نکالا اور سر پر مردار خوار کے مارا کہ ایک سر کے ہزار سر ہوگئے دماغ نتھنون کے
رستے بہ گیا لاشہ مردار خوار کا زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اڑی درخت برگد جڑ سے
اکھڑ کر گر پڑا اور ایک شور و غوغا ہوا کہ مارا جوان کشتی لیے نام من مردار خوار جادو بود حیف
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ہنوز علامات برطرف ہونے پائے تھے کہ ہر چہار طرف
سے صدہا غول نظر آئے کہ سر و پا برہنہ دوڑے چلے آتے ہین عمرو نے انکو دیکھکر کچھ پارچے
گوشت کے اور زنبیل سے نکالکر پھینک دیے اور آپ گلیم اوڑھ لی لیکن وہ غول جو دوڑتے
پہنچے آئے افسر کو اپنے دیکھا کہ مرا پڑا ہی ادھر ادھر دیکھا کسی کو نہ پایا سب نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہی کہ کھانا زیادہ کھا گئے چکر آیا سر درخت پر پڑا اسی سے سر بھی پھٹا اور درخت بھی جڑ سے
اکھڑ کر گر پڑا چلو جی خوب ہوا اب ہم آزاد ہوگئے جیسے پائین گے کھا جائین گے یہ حرامزادہ
اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا اور ہم جو شکار کرتے تھے حصہ بٹا دینا پڑتا تھا ایسے کافر کا مرجانا بہتر ہوا
دیکھو یہ عمدہ گوشت جو اب بھی بچا پڑا ہی نہین معلوم کہانسے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا ہم لوگون کی
صلاح بھی نہ کی اور اکیلے اکیلے کھانے کو بیٹھ گیا اسی کا یہ نتیجہ ہوا خبر ہی آپ زندہ جہان زندہ

آپ مردہ جان مردہ یہ کہکر اُن سب نے بھی بچے ہوئے پارچون کا حصہ بانٹ کر لیا تعریفین کرتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے جسوقت بیہوشی نے گرمی کی سب کے سب ناچنے کودنے اچھلنے لگے آخر کار جسکو ہوا کا تھپیڑا لگا چھینک آئی سر نیچے ٹانگین اوپر یہ اِدھر گرا وہ اُدھر گرا جو جس کو سنبھالنے دوڑا وہ وہین ڈھیر ہوا آن واحد مین سب کے سب بیہوش ہوئے عمرو نے ظاہر ہوکر سب کے سر کاٹے لاشین اُن کافرون کی وہین چھوڑ دین اور آگے کو روانہ ہوئے عمرو جانے کو تو چلے جاتے ہین لیکن اب ہر قدم پہ نہایت ہوشیار چارون طرف دیکھتے ہوئے کہ کسی اور بلا کا سامنا نہو جائے اسی طرح افتان وخیزان کچھ دور پہونچے تھے کہ کسی عورت کے رونے کی آواز کان مین آئی عمرو نے گھبرا کر چارون طرف دیکھنا شروع کیا تو دیکھا ایک زن سفید پوش ایک چاہ پر بیٹھی ہوئی ہے عمرو اُس طرف بڑھنے لگا جاتے جاتے جب قریب پہونچا چہرے کیطرف غور کیا تو آثار حزن وملال نمایان تھے اور بشرہ نہایت روشن تھا عمرو نے دل مین کہا کہ یہ ساحرہ تو نہین معلوم ہوتی مگر ایسے ہولناک مقام پر کہان سے آئی لیکن اُس عورت کی نظر جو خواجہ پر پڑی پکارنے لگی اے شخص اگر تو عمرو ثانی ہے تو ہرگز آپ کو مجھ سے پوشیدہ نہ کرنا کیونکہ مین نے رات کو خواب دیکھا کہ کل ایک شخص آئیگا کہ نام اُسکا یہ اور صورت اُسکی ایسی ہوگی وہ تیری بھی مصیبتون کو آسان کریگا اور مجھ سے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے مین قسم کھاتی ہون اپنے دین ومذہب کی کہ مین کوئی ساحرہ یا دشمن آپ کی نہین ہون عمرو نے کہا اے (بی بی) جان بھی میری نام پر سرخاب سلیمان علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے نثار ہے جنکا تو نام لے رہی ہے ہان مین ہی عمرو ثانی ہون مطلب اپنا بیان کر عمرو نے دیکھا کہ صورت بہت اچھی ہے لیکن سن کوئی بیس برس کا معلوم ہوتا ہے پوری عورت ہے دل مین یہ خیال کرکے کہ یہ کسی کا ناموس نہو گردن نیچی کر لی اور کچھ دور بیٹھ گئے اِس حرکت پر یہ عورت خواجہ سے اور بھی خوش ہوئی کہ حقیقت مین یہ عجیب با خدا مرد ہے کہ مثل عورتون کے عورتون سے حجاب کرتا ہے اور ماجرا اپنا دوہرانا شروع کیا کہ وہ عورت زوجہ ہے ملک مرواریدگوہر بار کی کہ جو ایک زمانہ مین اسی کوہ کا بادشاہ کہلاتا تھا افسوس کہ گردش زمانہ سے وہ وقت آگیا کہ ملک خضران صحرانشین اپنی غفلت شعاری سبب اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے تمثال آئینہ رو کی خداوندی ظہور مین آئی خدا پرست قتل کیے جانے لگے چونکہ میرا شوہر بہت بڑا راز دار تھا خضران صحرانشین کا اس بنا پر تمثال آئینہ رو کی جانب سے ذوالخمار مینش آیا اور اُسنے بزور سحر میرے شوہر کو مع ارکین دولت واعیان مملکت سب کو بہائم کی شکلون مین کردیا ہے کہ وہ سب صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین لیکن مجکو اُس نے رونے اِسی حالت پر رہنے دیا ہے دوسرے تیسرے روز میرے پاس آتا ہے کچھ پھل صحرائی لیتا آتا ہے مین وہی کھا کر اپنی بسر کرتی ہون اور کوئی شئے اُسکے ہاتھ کی نہین لیتی ہون کیونکہ وہ کافر ہے مین مسلمان ہون غرضکہ جب وہ یہان آتا ہے مجھ سے سائل وصل ہوتا ہے مین اُس سے انکار کرتی ہون وہ اسی وادی پر ہول وہیبت مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے حافظ حقیقی میری نگہبانی کرتا ہے اُسی نے اب تک جان وآبرو دونون کو بچایا ہے عمرو نے کہا کہ

افسوس تمپر بہت ظلم ہوا خدا تمھارے حال پر رحم کرے اگر تم بھوکی ہو تو مین کھانے کو دون یہ کہکر
جیب سے دو روٹیاں نکالین پانی دیا اُس زن پارسا نے کھاپی کر عمرو کو بہت سی دعائین
دین لیکن عمرو نے بمصلحت آخری جام اُسے بھی بیہوشی آمیز دیدیا تھا کہ سوا اسکے تدبیر مہکیش جادو
کے مارنے کی نہ تھی یہ بیچاری تھوڑی دیر مین بیہوش ہوگئی عمرو نے اسکو توام اٹھا کر زنبیل مین
ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر بیٹھ رہا اتنے مین شام ہوگئی عمرو نے نماز پڑھی پروردگار کو یاد
کیا اور اُسی جگہ پر کنوئین کی شب بسر کردی صبح کے وقت دیکھا کہ آندھی چلی ایک لکۂ ابر سیاہ
نمودار ہوا جسوقت وہ لکہ ابر کا قریب آکر اترا اُسمین سے ایک ساحر بہ منظر سیاہ فام جھولی
کھاروے کی لگی ہوئی نمودار ہوا اور پکارا اے جان من دیکھو اب بھی وصل میرا قبول کرو ورنہ بہت
پچتاؤگی ہائے یہ بیابان لق و دق اور تم ایسی نازنین اسمین یون تنہا بیٹھی رہے جسدن
کوئی درندہ نکلے گا تمھین کھا لیگا یا گزندہ کاٹ لیگا تو یہان سوتی کی سوتی رہجاؤگی اور
اگر وصل میرا قبول کرو تو یہ سب بلائین آن واحد مین دفع ہوتی ہین اور کبھی تم تنہا نہین رہ سکتین
ہر وقت مین تمھارے ساتھ رہونگا کیون جوانی کو اپنی مفت برباد کرتی ہو اپنے حال زار پر رحم کرو
اگر تمھین یہ انکار ہے کہ میرا شوہر ہے تو کہو ابھی جاکر اُسے مار ڈالون نازنین نے سر جھکا لیا
اور کہا اے ذوالخمار مہکیش جادو دراصل تو مین تمھین کسی طرح قبول نہ کرتی مگر اب چار و ناچار
منظور کرنا پڑا کیونکہ مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مگر مین چاہتی ہون کہ پہلے تم ایکبار نظر میرے
عزیز و اقارب اور میرے شوہر کو سب مجھے دکھا دو پھر تمھین اختیار ہے اُسوقت مین جیسا
مناسب جانوگی ویسا تم سے کہونگی پھر تم اُسے زندہ رکھنا یا قتل کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا
سمجھا جائیگا ذوالخمار مہکیش ان باتون سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسی لکۂ ابر پر بیٹھ لو مین تمھین
اُس صحرا مین لیچلون جہان وہ سب قید ہین نازنین نے کہا اچھا بیٹھا چاہتی ہون ابر کو زور سے نہ لیجانا
کیونکہ مجھ مین فاقے کرتے کرتے طاقت نہین رہی ہے یہ سنکر ذوالخمار مہکیش پہلے تو برہم ہوا کہ یہ
کیسا لیکن نازنین نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کے سوا آجتک کسی غیر مرد سے سوا ہیا کے
میان کہکر بات نہین کی اُسی عادت کے موافق اِسوقت بھی میرے منھ سے یہ کلمہ نکل گیا
مجھے معاف کرنا ذوالخمار کا دل اسکی باتون پر لگگیا اور یہ ملعون سوچا کہ درحقیقت جس پر
ایسے ایسے ظلم ہون کہان ہوش اُسکے ٹھکانے رہ سکتے ہین غرضکہ نازنین کو لکۂ ابر پر بٹھایا
اور آپ بھی یہ ملعون سوار ہوا اور ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ لکۂ ابر سیاہ اڑکر بلند ہونے لگا
نازنین نے جو دراصل عمرو تھا نہایت واویلا مچانا شروع کی کہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے ذوالخمار مہکیش
نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین غرضکہ وہ لکۂ ابر بلند ہونے کے بعد ایک جانب نہایت تیزی کے
ساتھ روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا کے پر فضا مین پہونچا ذوالخمار مہکیش نے کچھ اسم
سحر دم کرکے نیچے کو اشارہ کیا لکۂ ابر نیچے اترنے لگا یہانتک کہ آن واحد مین زمین پر
پہونچگیا ذوالخمار مہکیش جادو نے پہلے ایک گنڈا کھینچا اور کچھ اور اسم سحر پڑھکر دم کیا بعد
اُسکے تفیر سحر بجائی دیکھا کہ چہار جانب سے جانوران صحرائی آنا شروع ہوئے اور آکر چہار جانب

سے گھیر لیا ہمین بہت سے ہرن تھے کچھ گائین کچھ بھینسین سب کے آخر مین ایک شیر ڈکارتا ہوا
نمودار ہوا اسکو دیکھکر نازنین بہت ڈری اور ذوالخمار میکش سے کہا کہ خدا کے واسطے اس کو جلدی
بھگا دے ایسا نہو یہ تجھے تیرے پہلو مین بیٹھے دیکھکر کھالے ذوالخمار نے کہا گھبراتی کیون ہو ہمنے
یہ حصار کس لیے کھینچ دیا ہے کیا مجال ہے جو کوئی یہان تک آسکے اور واقعی وہی کیفیت ہوئی
کہ شیر اس نازنین کو اپنی بی بی سمجھ کر غصہ کرکے چلا تھا کنڈلے کے قریب آنے سے یہ معلوم
ہوا کہ کسی نے اسے پیچھے ڈھکیل دیا اب نازنین کو اطمینان ہوا شیر کی جانب مخاطب ہوکر
کہا کہ بھیا اب تو مجھپر کیون حملہ کرتا ہے میرے تیرے کیا واسطہ رہا تو جانور صحرائی ہوگیا
مین انسان کے لباس مین ہون لٹ دا تو مجھ سے دست بردار ہوا اب مین ذوالخمار میکش
جادو کا ساتھ دونگی بس میرے تیرے ساتھ کا وقت گذر گیا یہ کلمات سنکر شیر کو نہایت غصہ
آیا اور پیچ و تاب کھاکر چلا اور جانور بھی چارون طرف سے جو عزیز اسکے تھے کہ کوئی بھائی
کوئی بیٹا کوئی بھتیجا تھا غیرت دامنگیر ہوئی قصد کیا کہ حملہ کرکے ان دونون کا کام تمام کردین
لیکن حصار سحر سے مجبور ہوگئے آگے نہ بڑھ سکے راستہ نہ سوجھا یا پھری سر پٹکا کیے
ذوالخمار میکش نے کہا کہ اب تم ان سب سے تو بیخوف رہو اب اطمینان کے ساتھ کچھ کھا پیو
کیونکہ برسون سے تمنے کچھ کھایا پیا نہو گا نازنین یہ سنکر رونے لگی اور کہا کہ تمھین اس ظلم کو اپنے
دیکھو ذوالخمار میکش نے کہا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ بغیر ایسی ایسی تکلیفین دینے کے تم مجھ سے
راضی ہوجاؤگی تو مین ضرور بالضرور تمھاری راحت رسانی کرتا اور اب مین تمسے بہت شرمندہ و
پشیمان ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ذوالخمار میکش نے کچھ بوتلین شراب کی جھولی سے
نکالکر باہر رکھین کچھ پھل صحرائی درختون کے اور کچھ کھانا حاضر کیا اور نازنین سے کہا کہ لے کھاؤ
نازنین نے وہی پھل دو تین کھالیے اور دل مین شکر خدا بجالائی لیکن ذوالخمار میکش نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے ابتک تمھین اس شراب و کباب سے اجتناب ہے اور تم مجھے کافر سمجھتی ہو نازنین
نے کہا یہ بات نہین ہے بلکہ برسون سے تو مین عادی ہورہی ہون انھین پھلون پر اوقات بسر کرنے
کی اب جو مین شراب و کباب کا استعمال کرونگی تو یقین ہے کہ مرجاؤنگی اور نہین تو بیمار پڑجانے
مین تو کوئی شک نہین ہے نازنین نے یہ ایسی بات کہی کہ ذوالخمار میکش دل مین قائل ہوکر
خاموش ہورہا اب نازنین نے ایک ہاتھ مین جام لیا دوسرے ہاتھ سے صراحی اٹھائی اور
ساغر پیش کیا ذوالخمار میکش نے خوشی خوشی وہ جام بے اندیشۂ انجام منھ سے لگایا عمرو
نے چالاکی کے ساتھ ساڑھے تین ماشہ بیہوشی آمیز کردی تھی ساتھ ہی دوسرا جام بھی لبریز
کرکے دیا وہ بھی میکش جادو پی گیا یہانتک کہ تین چار جام پیتے ہی اسکی کیفیت بدلی آنکھون
کے ڈورے سرخ ہوگئے اور ہاتھ نازنین کیطرف پھیلائے عاشقانہ اشعار پڑھنے لگا وہان
وہ جانور صحرائی یہ رنگ دیکھکر جل رہے تھے بس نہین تھا کہ ان دونون کو مار ڈالین یا اپنی جان
دیدین لپک لپک کر قریب حصار کے آتے تھے اور اندھے ہوکر پھر پیچھے سرک جاتے
تھے لیکن جیسے ہی زیادہ بیتابی کے ساتھ ذوالخمار میکش جادو نازنین کی طرف

بڑھا نازنین پیچھے سرکی ذوالخمار اور آگے بڑھا نازنین اُٹھکر بھاگی یہ ساحر پیچھے دوڑا کہ واہ ای
جان جہان تڑپاتی ہو وقت پڑغا دیتی ہو اُٹھنا تھا کہ تھپیڑا ہوا کا لگا بیہوشی نے طمانچہ مار اچھینک
مارکر بیہوش ہوا سر تلے ٹانگین اوپر نازنین نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق منم عمرو ثانی کی
گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور جھپٹ کر خنجر مارا کہ جگر کو اس کے چاک کر ڈالا اتنو
ذوالخمار میکش کا سارا نشہ ہرن ہوگیا پھڑکنے لگا بہر خاک اُڑانے لگے آواز بن آنے لگین کہ مارا
جوان کشتی یعنے نام من ذوالخمار میکش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب نرسیدیم
جب علامات سحر برطرف ہوے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام زشت رو کی زمین پر پڑی
ہوئی ہے وہ جانور ان صحرائی مثل انسانون کے سکتے مین کھڑے ہین ایک دوسرے کو نہایت تعجب سے
دیکھ رہا ہے بلکہ باہم پوچھ رہے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی تم تو اپنی اصلی ہیئت پر
نظر آرہے ہو لیکن ہماری صورت کیا ہے ہم بھی آدمی ہو ے یا نہین وہ شیر جو ہیک ہیک کر آتا
تھا دیکھا ایک جوان خوشرو کیطرح استادہ ہے چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار
ہے ادھر عمرو نے سلام کرکے اپنی صورت اصلی دکھائی وہ جوان یعنے ملک مروارید گوہر بار کو بھی
عمرو سے ملاقی ہوا اور نہایت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے وہ احسان کیا ہے کہ تازندگی سبک
نہین اُٹھ سکتا نہ یہ ملعون مارا جاتا نہ ہم قید سے چھوٹتے غضب کیا تھا اس کافر نے کہ آدمی سے
حیوان بنادیا تھا لیکن برائے خدا یہ تو فرمایئے کہ زوجہ اس شخص کی کہان ہے عمرو نے کہا نہ
گھبراؤ اور بہت تعریف کی کہ عورت تمھاری نہایت پارسا ہے ایسی پاکدامن عورتین کہین
ہوتی ہین یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور زنبیل سے نکالکر اُسکی زوجہ کو اُسکے سپرد کیا وہ زن
پارسا بھی اپنے شوہر کو دیکھکر پہلے تو حیرت کے عالم مین کھڑی رہی بعد اُسکے عمرو کا شکریہ
ادا کیا خواجہ کو نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کہ عجب دستور یہان کا مین دیکھتا ہون کہ جو ہے
زبانی شکریہ بہت کچھ ادا کرتا ہے آپکی تعریفون کو لیکر اوڑھین بچھائین کیا کرین ہمنے اچھا نہین
کیا بلکہ بہت برا کیا جو ذوالخمار کو مارکر آپ لوگون کو چھڑایا مروارید کچھ مسکرایا کیونکہ افسانہ
گویون سے اکثر اُسنے تعریف عمرو کے طماع ہونے کی سنی تھی مطلب سمجھ کے عرض کیا کہ خواجہ
آپ نے جان و آبرو دونون چیزین بچائین اسکا عوض کوئی دنیا مین نہین کرسکتا سوا اسکے
کہ یہ جان آپ پر نثار کردین جسے آپ نے بچایا ہے عمرو نے کہا تمھاری جان تمھین مبارک
رہے نازنین نے کہا مین کنیز ہون اور یہ سب بندہ بے دام عمرو نے کہا کیا خوب بندۂ بے دام
کی ایک ہی کہی سب کو کھانا کھلانے کی فکر ہوئی مین باز آیا اگر ایسی باتین کروگے تو مین بھاگ جاؤنگا
مروارید نے کہا خواجہ سلامت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم کیسی سخت بلا مین مبتلا تھے آپ ہی نے
ہمین بچایا اب جسوقت اپنے تخت سلطنت پر قابض ہونگا مال و دولت زر و جواہر سب کچھ
حاضر کرونگا بلکہ ساری سلطنت حاضر ہے عمرو نے کہا تمھاری سلطنت تمھین مبارک رہے مجھے تمسے
ایک بات بھی دریافت کرنا ہے مروارید گوہر بار نے کہا ارشاد فرمایئے کہا انشاء اللہ
کہونگا ابھی تم ذرا راحت سے تو بیٹھو لو غرضکہ مروارید شاہ کو ہی سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے

اپنے تختگاہ مین آیا رعایا خوش ہوئی توپین سلامی کی چھوٹین ہرواریدشاہ کوہی نے غسل کیا لباس نو زیب جسم کر کے تاج مرصع سر پر رکھا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور سامان جشن مہیا کیا جسوقت نیر اعظم یعنے آفتاب تابان مسافت دن بھر کی اٹھائے ہوئے تمام دشت آسمان کی خاک اڑاتے ہوئے افتان وخیزان خوابگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور شیر کوچک یعنے ماہ درخشان مع انجم تابان باعلم کہکشان و فوج فراوان تخت نیلی فلک پر جلوہ افروز ہوا تمام کوہ پر چراغان کیا گیا اور درختون مین قندیلین آویزان ہوئین قریب قریب کے نخل تمامی سے منڈھے گئے اندرون شہر ہر سڑک پر دو رستہ تتر بندی تھی ایک بارگاہ آسمان جاہ استادہ تھی اسمین ہرواریدشاہ گوہر بار مسند عزت پر جلوہ افروز تھا پہلو مین شاہ عیاران عیارہ بیک طرار قوت صاحبقرانی یعنے عمرو ثانی جلوہ افروز تھے ساقیان سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع نگار ہاتھون مین لیے ہوئے حاضر تھے آواز ہوشیا ہوش ونوشا نوش بلند تھی جام چل رہا تھا بموجب شعر بہار آئی ہے بھر دیے بادۂ گلگون سے پیمانہ ہو رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ * کسی کی زبان پر یہ شعر تھا شعر ترک مے کرتے ہی گھنگھور گھٹائین آئین * پیجیے پھر سے تو بہ پہ بلائین آئین * کوئی زاہد خشک جو اتفاق سے صحبت کا یہ رنگ دیکھ کر اٹھ گیا تھا تو رندان بادہ نوش ہنس ہنس کر ایسے مین کہہ رہے تھے شعر ساقیا حضرت واعظ کی تواضع تھی ضرور * وہ نہ پیتے نہ سہی منھ سے لگا دینا تھا * غرضکہ تا دیر محفل کا عجب رنگ رہا کسی کو غم دنیا و مافیہا نہ تھا بعد اسکے طوائفین حاضر ہوئین صحبت رقص و سرود گرم ہوئی ایک نازنین پری جمال و حور خصال نے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی غزل

اس ادا نے میرے بانکے کی کیا بسمل مجھے — کھینچکر تلوار کہتا ہے کہ دیدو دل مجھے
دوستی مین ہوگا آگے بڑھ کے کیا حاصل مجھے — مین تو اسکو یاد رکھون بھول جائے دل مجھے
لے چلے ہین کوئے الفت مین جناب دل مجھے — راستہ بتلاتے ہین یہ مرشد کامل مجھے
ظلم سے بڑھکر ہے مجھکو تیری غفلت کا گلہ — ہائے اس نے تو نہین سمجھا کسی قابل مجھے
صورت تصویر بے حس کر دیا ہے ضعف نے — اب کوئی پہلو بتا اے اضطراب دل مجھے
اپنے سر کی جیب قسم دین وہ تو کیونکر کھاؤن زہر — بڑھ کے مشکل سے ہے اب اے ساقی مشکل مجھے
شان اسکی دوست بنکر وہ وفا دشمن کہے — جی پر اب کھیلے تو بس پھر جانتا قاتل مجھے
کیا ہے اس قتال عالم کو ضرورت تیغ کی — ہائے جسکی سادگی نے کر دیا بسمل مجھے
جوش طوفان خود ہے رہبر ناتوان کا مثل کاہ — موجین پہونچائے گی آپین تا لب ساحل مجھے
یون ملا قاتل نے دل میرا کہ ہیلائی حنا — او ستمگر خون ناحق مین نہ کر شامل مجھے
بے بسی مین آدمی مرغ قفس سے کم نہین — ضبط پر لبستہ کرے پھڑکائے شوق دل مجھے
حال پروانے کا کیا ہوتا ہے قرب شمع سے — جلنے والا ہون سمجھ لے گرمی محفل مجھے
یہ طریق پردہ داری راز خود کرتا ہے فاش — روکتے ہو تم جو نالون سے سر محفل مجھے
اشک حسرت ہون سفر میرا عدم کا ہے سفر — قبر کی منزل بنے گی پہلی ہی منزل مجھے
شوق تنہائی مین اپنے سائے سے لڑتا ہون روز — ایک دن اس نے کہا تھا تو اکیلا مل مجھے

میں جفا کو جانوں تمکو وفا کی قدر ہو | لیکے میرا دل ذرا تو دیدے اپنا دل مجھے
حال دل وہ پوچھتے ہیں چپ ہوں میں اس سوچ میں | راز کہنے کو تو کہدوں پر یہ ہو مشکل مجھے
نادر جانان پہونچ لوں پھر کہونگا ضعف سے | تیرا احسان اب نہ رکھ اُٹھنے کے بھی قابل مجھے
ضعف نے باندھی ہیں مشکیں خود گلا کیونکر کٹے | کیا بُرے وقت آزماتا ہے مرا قاتل مجھے
آرزو نادان قاتل نے نہ مارا بڑھ کے ہاتھ | یہ نہ سمجھا دیکھتا ہے کیوں سر بسمل مجھے

جسوقت وہ نازنین ماہ جبین نے یہ غزل گائی سُننے والے جھومنے لگے عمرو کو ملکہ ماہ ناز پرور یاد آئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے گوہر شاہ کو بھی نے خواجہ کی طرف دیکھا چہرۂ زرد دل کے درد کا پتا دے رہا تھا اور اشک روان حال گریان کی خبر دے رہے تھے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اگر نظر توجہ میرے شہر مین کسی طرف ہوئی ہو تو ابھی پکڑوا بلواؤن عمرو رونا بھول گیا بے اختیار ہنسی آگئی اور کہا ای گوہر شاہ یہ امر نہین ہے مین جسکے واسطے روتا ہون اُس کا ملنا امکان سے باہر نہین بلکہ اپنے قبضے ہی مین سمجھنا چاہیے لیکن یہ فلک کی تفرقہ پردازی ہے کہ وہ کہین ہے اور مین کہین ہون اگر اسوقت مین عشق و عاشقی کو دیکھتا تو خدا کو کیا منھ دکھاتا کہ تمام لشکر اسلام آفت مین پھنسا ہوا ہے بیٹے پوتے اسیر کے اور سرداران نامی وگرامی جسنے صورت تمثال آئینہ رو کی دیکھ لی ہے وہ مرتد ہوگیا ہے سب گرفتار بلا ہین مجھے خواب ہوا تھا کہ اُس طرف جاؤ اور خضران صحرا نشین کو چھڑاؤ تو تمثال آئینہ رو کا علاج معقول ہو لہذا اسی فکر مین یہانتک پہونچا تمکو ہاتھ سے ذوالخمار ہیکلش کے نجات دی اب تم کوئی تدبیر بتاؤ کہ مین کیونکر گنبد ناپدید تک پہونچون پھر خضران کو چھڑا لینا تو میرا کام ہے گوہر بار نے کہا خواجہ سلامت ایک شاگرد خضران کا ہے کہ نام اُسکا قمقام صحرا نشین ہے وہ بھی اپنے اُستاد سے خلاف ہو کر تمثال آئینہ رو کا شریک ہوگیا ہے اُسکے پاس ایک غالیچہ ہے اگر کسی تدبیر سے آپ غالیچہ اُس سے لین اور اُس غالیچہ پر بیٹھکر اُڑین تو وہ آپ کو گنبد تک پہونچا دیگا باقی نہ مین اُس سے لڑ سکتا ہون نہ چھین سکتا ہون وہ بغیر عیاری کے غالیچہ ملنا دشوار ہے عمرو نے کہا کہ تم کسی طرح مجھے قمقام تک پہونچوا دو پھر مین سمجھ لونگا گوہر بار نے کہا مین پہونچوا تو دون لیکن کس بہانے سے اور کیا کہکر عمرو نے کہا آپ ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ دیجیے کہ یہ گویا فلان ملک سے ادھر نکل آیا تھا اور علم موسیقی مین نہایت کمال رکھتا ہے لہذا مین آپکی خدمت مین بھی روانہ کرتا ہون یہ سن رکھنے کے لوگ ہین ھروارید شاہ نے کہا کہ کیا آپ علم موسیقی خوب جانتے ہین عمرو نے کہا کہ ہان کچھ تھوڑا بہت گاتا تو کیا ہون رو لیتا ہون ھروارید شاہ نے کہا کہ اگرچہ گستاخی ہے مگر معاف فرمائیے گا اُس کافر کو تو اپنا گانا سنا ئین اور ہمین محروم رکھین عمرو نے کہا کہ نہین مین تمھین بھی سنانے کو موجود ہون مگر یہ سمجھ لو کہ مین جسوقت جیسا کام کرتا ہون ویسا ہی ہو بھی جاتا ہون اگر مثل گویون کے کچھ انعام ملنا جانیگا تو میرا دل لگیگا اور خوب گاؤنگا اور نہین تو خیر تمھاری خوشی کردونگا ھروارید شاہ نے کہا کہ بھلا تم مین سے کوئی آپ کے دینے کے قابل ہے ہان جو کچھ ہو سکے گا نذر کرینگے عمرو نے کہا کہ آپ لوگ تکلف آمیز باتین کرتے

ہین اور مین تو ایک صاف گو آدمی ہون مجھے چنین چنان نہین آتی الحاصل خواجہ عمرو نے جوڑی سہفت پیوندی نئی نکالی یہ وہی جوڑی ہے جسے خواجہ عمرو اول لینے باپ انکے بجایا کرتے تھے قفلیان درست کرکے عمرو نے بجانا شروع کیا در و دیوار سے آوازین آنے لگین تمام بارگاہ کو سرون سے بھر دیا جس راگنی کو بجایا تصویر سامنے کھڑی کردی کبھی رلادیا کبھی ہنسا دیا گویا ساری محفل قابو مین تھی جسوقت عمرو خاموش ہوے بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر شخص بیٹھا جھوم رہا تھا بعد کچھ دیر کے خواجہ عمرو ثانی یہ غزل بلحن داؤدی اس طرح گانے لگے

غزل

فریب او بت تری باتون سے کھا کے
اسی نے مارا آتا رہے رلا کے
یہ قنیوے بھی نرالے ہین خفا کے
وہ کمسن طوق منت کے بڑھا کے
پھنسا کر دل تری زلفون نے مارا
چلے جاتا وہ انکا منہ پھرا کے
چراغ صبحگاہی ہے میری زیست
کوئی کچھ کہہ رہا ہے ہاتھ اٹھا کے
کسی بیمار غم کی لے گئے جان
ستانے کا نہین ہرگز رلا کے
اٹھا ای آرزو جب درد دلمین

خدا سے پھر گئے بندے خدا کے
جفا مین تمنے کین بدلے وفا کے
بگڑ جاتے ہین وہ تہمت لگا کے
علاج سوز دل کو بھید بنا
نہ سمجھے تھے یہ نکلے ہین قضا کے
وہ بت زنار رہتا ہے ہمسکو
قفس فرقت مین جھونکے مین ہوا کے
وہ میری چھیڑ اشارو نمین سر بزم
کھلے بالون سر بالین وہ آ کے
تڑپتا ہے کوئی تھامے کلیجا
تو ہم رہ رہ گئے پہلو دبا کے

لیا تھا دل کو جبکہ مسکرا کے
ہم اب پچتا رہے ہین دل لگا کے
کسی کو آج پہنا ہے گا بیڑی
حنا تم ہاتھ سے اپنے چھڑا کے
وہ میری منتین دم بھر ٹھہر جاؤ
ستم ہے واسطے دیکر خدا کے
مرے حق مین جو کچھ ہو سو ہے یار
وہ رہجاتا ترا تیوری چڑھا کے
رلاتا ہے ہنسا کر چرخ اکثر
الٹے او جانواسے منہ پھرا کے
غرضکہ عمرو ثانی نے ایسا گایا

کہ گویے تک کان پکڑتے تھے کہ ہمنے ایسا کسی کلاونت بچہ کو بھی نہین سنا جیسا یہ عطائی ہے اسی ہنگامے مین پو پھٹی آثار سحر نمایان ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہو گئے شمعین جھلملا جھلملا کر ٹھنڈی ہوگئین آسمان پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا تیرگی شب دفع ہونے لگی مرغان باغ کے چہکنے کی صدائین آنے لگین وہ صحبت برخاست ہوئی ہر ایک خداپرست نے وضو کیا نماز سحری بجا لایا جب نماز سے فرصت ہوئی رات بھر کے جاگے ہوے تھے آرام کیا قریب سہ پہر کے سو کر اٹھے ہاتھ منہ دھویا کھانا کھایا عمرو نے مرواریدگوہربار سے کہا کہ اب مجھے رخصت کرو مرواریدشاہ نے کہا کہ آپ نے بہت زحمت اٹھائی ہے ابھی دو چار روز اور قیام کیجیے کہ تھکن دور ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اب اپنی راحت کو دیکھون یا امیر ثانی کے آرام کا خیال کرون بولا سے مرواریدشاہ انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو جب ان آفتون سے نجات ہوگی تو مین تمھاری ملاقات امیر سے کراؤنگا خلق صاحبقرانی مشہور خلائق ہے تم نہایت خوش ہوگے اور انشاءاللہ بعد فتح جنگ تمکو جشن صاحبقرانی مین شریک کرکے اپنا گانا سناؤنگا دیکھنا زینت اس بارگاہ کی جہان اسوقت پانچ ہزار پانچسو بچپن تلوار لیے بیٹھے ہین جنمین سے ہر ایک رستم وقت و افراسیاب زمان ہے بس اب رقعہ لکھنے مین عجلت نہ کرو اور بنام قمقام صحرانشین جلد رقعہ لکھدو مرواریدشاہ کوہی نے قلم دوات طلب کیا اور ایک رقعہ شوقیہ بنام قمقام صحرانشین

اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر یہ کلاونت نہایت اعلیٰ درجہ کا علم موسیقی کا جاننے
والا ہے حسب اتفاق اس طرف بھی نکل آیا مین نے سنا واقعی مین آجتک ایسا گانا نہ سنا تھا لہذا
اسکو مین تمہارے پاس روانہ کرتا ہون اگر سنوگے تو بہت خوش ہوگے ایسا گویا تمنے بھی کبھی نہ
سنا ہوگا جسوقت نامہ تمام ہوا عمرو ثانی نے رقعہ اپنے پاس رکھا اور رخصت طلب کی مروارید شاہ
نے بہت کچھ دیکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو ثانی رقعہ لیے ہوے کوہ تاریک سے اُتر کر جانب
صحرائے قمقامیہ روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت صحرائے قمقامیہ
مین گذر ہوا دیکھا کہ صحرائے پر بہار ہے انواع و اقسام کے درخت لگے ہوے ہین طائران
مختلف الالوان زمزمہ کر رہے ہین وسط صحرا مین ایک بنگلہ نہایت عظیم و شان کا معلوم ہوتا ہے
اسکی چوٹی پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی عمرو قریب اس بنگلہ کے پہونچا طائر
اُڑ گیا لیکن عمرو نے اس طائر کو اُڑتے ہوے نہ دیکھا تھا جسوقت دروازہ پہ پہونچا دربان سے
کہا کہ اطلاع کرو کہ فرستادہ ملک مروارید کوہی حاضر ہے دربان نے جاکر عرض کی قمقام
صحرالنشین نے کہا بلاؤ جب عمرو سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد مشغول مرگ چھالا بچھائے
بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے عمرو کو دیکھتے ہی اُسنے پڑھنا موقوف کیا عمرو نے سلام کیا دعا دی کہ اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین قمقام کچھ مسکرایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آنا ہوا اور یہانتک آنے کی
کیا وجہ ہوئی عمرو نے کہا کچھ نہ پوچھیے کہ کہانسے اور کیونکر آنا ہوا تباہی کا مارا فلک کا ستایا ہون
قوم کا گویا ہون میرے بزرگ اس علم کو خوب جانتے تھے جسپر تھوڑا بہت پیٹ پال لیتے تھے کا
مین نے بھی حاصل کر لیا ہے اُسی سے لوگون کو رجھا کر آپ ایسے امیرون سے کچھ نہ کچھ لے مرتا ہون
اُسمین بسر اوقات ہوتی ہے ایک زمانے مین ملک سبائل نہایت آباد تھا لقا کی خداوندی تھی
میرے بزرگ وہین رہتے تھے خدا برا کرے اِن خدا پرستون کا کہ جب اُنکا قدم نامبارک وہان
پہونچا خاک اُڑنے لگی خداوند کو ایسا ستایا کہ وہ عاجز ہوکر آسمان پر چلے گئے وہ تو اچھے رہے
بندون پر تباہی آئی کچھ تو مارے گئے کتنون نے تبدیل مذہب کر لیا کتنے ہم ایسے تباہ ہوکر
جب اس طرح بسر ہوتی تھی کہ ہملوگ نہ جانتے تھے کہ خشکے کا پیڑ کیسا ہوتا ہے اب اس گت کو پہونچے کہ
ملک ملک صحرا صحرا کی خاک چھانتے پھرتے ہین اب اگر ہمسے پوچھیے تو دہقانی بھی وہ باتین نہ جانتے ہونگے
جو ہمین معلوم ہین کہ اُنھون نے کبھی وہ درخت خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے جنکے پھل کھا کر ہمنے
برسون زندگی گذاری ہے اسی تباہی مین اس غلام کا اس طرف نکل آنا ہوا پہلے مروارید شاہ
نے میری قدر و منزلت میری لیاقت سے زیادہ کی اور بہت کچھ دیا کیا اچھا رئیس ہے ایسے ہی امیرون
کی بدولت ہم ایسے غریب پرورش پاتے ہین کہ پہلے خود بہت کچھ دیا اب ایک رقعہ حضور کے
نام لکھکر یہان مجکو روانہ کیا ہے کہ یہانسے بھی کچھ مجکو ملجائے قمقام نے کہا وہ رقعہ کہان ہے
عمرو نے رقعہ نکالکر پیش کیا قمقام نے رقعہ پڑھا ہنوز رقعہ ہاتھ ہی مین تھا کہ ایک طائر
ہفت رنگ جسے عمرو نے بنگلے پر بیٹھا دیکھا تھا زفیلتا ہوا آیا اور ایک دوسرا رقعہ ہاتھ مین
ملک قمقام صحرالنشین کے دیا عمرو اس طائر کو دیکھکر سمجھا کہ خدا خیر کرے لیکن یہ مکار خانہ سحر

کافر نہیں ہے ایسا نہو اس طرح لڑنے میری پوری پوری خبر دی ہو اور قمقام ہوشیار ہو جائے تو پھر کچھ نہ بنے گی
انھوں نے گلیم اوڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمقام نے ہنسکر کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ خوف نہ کریں
میں دشمن نہیں بلکہ دوست ہوں میں تو اسی وقت کا منتظر تھا کہ کسی طرح آپ تشریف لائیں استاد نے
بھی زیادہ آپ کی تشریف آوری کا مجھ سے بتایا تھا اور مجکو آپ تمثال آئینہ رو کا دوست نہ سمجھیں
میں نے استاد خضران صحرا النشین ہی کی صلاح سے اپنا ظاہر بدلدیا تھا بھلا یہ کوئی عقل کی بات تھی
کہ میں اپنے محسن کو چھوڑ کر اسکے دشمن کا شریک ہوتا مگر مجبوری یہ تھی کہ بغیر اسکے چارہ نہ تھا میں
مسلمان ہوں کافر نہیں ہوں کیا آپ کو وہ حدیث نہیں یاد ہے کہ کل امر مرہون باوقاتہا لہذا وہ
وقت آگیا یہ باتیں سنکر عمرو کو سکتا ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے ایسا نہو یہ دغا کرے پھر لشیرہ پر جو قمقام
کے خیال کیا تو روشن پایا دل سے کہا کہ نہیں ایسا تو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ دغا کرے اور اگر بالفرض
دغا کریگا بھی تو یہ اسکا ایمان آوازدی کہ اے قمقام اگر تم یہ باتیں سچے دل سے کرتے ہو تو فہو المراد اور اگر
تمھارے دل میں دغا ہی ہوگی تو دوسر کلام الٰہی میں بھی تمھیں سنائے دیتا ہوں کہ لاتتحرک ذرۃ الا
باذن اللہ جس پروردگار عالم نے ہزار بلاؤں سے بچا کر یہاں تک پہونچایا اور ہر وقت سخت میں کام
آیا وہی اب بھی بچانے والا ہے یہ کہکر پاس قمقام صحرا النشین کے بیٹھ گئے قمقام نے جرات
عمرو ثانی پر آفرین کہی اور کہا کہ ابھی کچھ ساعتوں میں وقفہ ہے اگر آپ اسوقت تشریف لیجائیگا
تو مبادا کوئی افتاد پڑے لہذا شب کو آپ یہیں استراحت فرمائیے میں آپکی نگہبانی کروں گا
جسوقت صبح ہوگی تو غالیچہ حاضر کرونگا آپ اسپر سوار ہوکر جائیے گا اور استاد خضران
صحرا النشین کو چھڑا لیجئے گا عمرو نے دعوت اسکی قبول کی آج شب بھر عمرو ثانی قمقام کے مہمان
رہے جب صبح ہوئی نماز سحری سے فراغت حاصل کی قمقام سے کہا کہ اب دیر مناسب نہیں ہے
قمقام نے اسی وقت غالیچہ صندوق سے نکالا اور سامنے عمرو ثانی کے لاکر رکھا عمرو نے
غور سے دیکھا تو حاشیہ پر دو اسم لکھے ہوئے ہیں قمقام سے پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے قمقام نے
عرض کیا کہ خواجہ یہ اسم جو داہنی جانب لکھا ہوا ہے جسکے اوپر بسم اللہ تحریر ہے جسوقت
آپ غالیچہ پر بیٹھکر اسے تین مرتبہ پڑھیے گا تو یہ اپنی جگہ سے بلند ہوگا اور جس طرف کا اشارہ کیجئے گا
ادھر روانہ ہوگا اور یہ غالیچہ مانند بساط کے ہو جائیگا اور جس مقام پر گنبد ناپدید ہے
وہاں پہونچکر قائم ہو جائے گا پس جب آپ یہ دوسرا اسم پڑھیے گا اسوقت گنبد ظاہر ہو جائیگا اور
دریچہ گنبد کا کھلا ہوا نظر آئیگا بلکہ وہ درویش کامل یعنے خضران صحرا النشین آپکو ایک استہ پر لیٹا ہوا
دکھائی دیگا اسکے بعد جو آپ سے بن پڑے وہ کیجیے گا عمرو نے کہا بہتر اور جلدی سے غالیچہ بچھا کر
اسپر بیٹھ گئے اور کہا کہ لے اب ہم تو رخصت ہوتے ہیں اگر بن پڑا تو انشاء اللہ تمھارے استاد کو
چھڑا کر لاتے ہیں اور وہ اسم پڑھنا شروع کیا جیسے ہی تین مرتبہ پڑھکر اس اسم کو تمام کیا
غالیچہ اپنے مقام سے اڑا اور مانند بساط سلیمان کے ایک جانب سن سن روانہ ہوا عمرو کو اسوقت
عجب لطف حاصل ہو رہا تھا کہ تمام دنیا زیر نگاہ تھی علاوہ اسکے منزل مقصود پر پہونچنے کی
خوشی سب سے بڑھی ہوئی تھی کہ اب بہت جلد خضران صحرا النشین کو چھڑا لینگے لشکر اسلام کو

شہر تمثال آئینہ رو سے بچا ئینگے الحاصل ایک مقام پر پہونچکر وہ غالیچہ جسپر عمرو سوار تھے قائم
ہوا جس سے یہ ظاہر تھا کہ مقام گنبد کا یہی ہے لیکن گنبد نظر نہ آتا تھا تھا تھم ہی عمرو ثانی کو خیال
ہوا کہ جلد وہ اسم پڑھ تا کہ گنبد دکھائی دے فوراً اسم ثانی جو حاشیہ پر تحریر تھا پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی وہ اسم تمام ہوا تمام پردے جو آنکھوں پر نظر بندی کے پڑے ہوئے تھے دفعتہً اٹھ گئے
دور ایک گنبد بلند نظر آیا کہ دریچہ اسکا بھی پہلے بند تھا مگر اب خود بخود کھل گیا دیکھا عمرو نے کہ
ایک مرد پیر با چادر سفید ناتوان و لاغر پلنگ پر پڑا ہوا ہے فقط نفس کا شمار یہ بتا رہا ہے
کہ ابھی زندہ ہے ورنہ اس میں اور مردے میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا ایکبار اس پیر مرد نے
آنکھ کھولی اور طرف عمرو ثانی کے دیکھا عمرو ثانی نے کہا السلام علیک اے درویش کامل
یعنی خضران صحرا نشین ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہاری رہائی کا وقت قریب آگیا ہے بڑے افسوس کی
بات ہے کہ تم ایسا مرد باخدا اور ایسے کافر مرتد کو اس طرح کی نشو نما دے کہ وہ تمام زمانے
میں کفر کو پھیلائے ہوئے ہے اور دعوئ خداوندی کا کر رہا ہے اور علاوہ اسکے آپ نے کبھی کوئی
ہوشیاری نہ کی کہ اس طرح گرفتار پڑے ہوئے ہو کچھ کر نہیں سکتے ہو یہ تمہی کیے کے
اعمال تم بھگت رہے ہو جسکی بدولت لشکر امیر بلکہ سرداران فرزندان صاحبقران ہاتھ سے
تمثال آئینہ رو کے دروازۂ دوزخ تک پہونچ گئے لاکھوں نے سجدہ کیا اور کافر ہو گئے
خضران صحرا نشین یہ سنکر رونے لگا کہا اے خواجہ سلامت خدا تمکو یہاں تک لایا بیشک جو کچھ تمنے
کہا سب بجا ہے بلکہ میں اس سے زیادہ عذاب کا مستحق تھا یہ تو اس رحیم و غفار نے کچھ بھی مواخذہ نہیں
کیا اب ان باتوں کو تو غیر جانے دیجیے جسکی پشیمانی تا عمر رہیگی اسکی سزا آپ مجھے دے لیجیے گا
برائے خدا جلد مجھے اس قید سے رہا کیجیے کہ اس ملعون کی کوئی فکر کیجائے عمرو نے کہا دریچہ کھلا
ہوا ہے نکل آؤ میں تو سامنے کھڑا ہوں جو کوئی تمھارے قریب آنے کا قصد کرے گا حقۂ آتشبازی
مار کر زندہ پھونک دونگا درویش ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں میں یہاں سے قدم تو
اٹھا نہیں سکتا جبتک اس گنبد کے اندر ہوں بیکار ہوں یہ خاص سحر ہے تمثال آئینہ رو کا جسنے
عالم خواب و غفلت میں مجھپر اثر کیا اور میں گرفتار بلا ہو گیا یہ بھی عنایت پروردگار سے تھا کہ
نہ وہ مجھے قتل کر سکا نہ میرے جسم کو کوئی صدمہ پہونچا سکا عمرو نے کہا یہ سب صحیح ہے لیکن تم ایسے کامل
کے لیے اتنی ہی گرفتاری کیا کم ہے جس نے مردے سے بدتر کر دیا درویش نے عرض کی کہ اسکا سبب
میں عرض نہیں کر سکتا بس اسکی مثال یہی ہے کہ اسکا اسم اعظم کیونکر بند ہو گیا تا ہو وہی حالت بلا تشبیہ
میری بھی سمجھ لیجیے اور اب باتوں میں دیر نہ کیجیے جلد غالیچہ کمیت کھڑکی کے اندر لے جائیے اور مجکو
اٹھا کر اسی غالیچہ پر ڈال کر باہر نکل چلیے کہ سوا اسکے میری رہائی کی دوسری صورت نہیں ہے
اور یوں اگر یہ دریچہ ہزار برس بھی کھلا رہے تو میں نہیں نکل سکتا نہ کوئی دوسرا مجھے نکال سکتا
ہے پھر گنبد سے باہر نکلکر ابھی اس گنبد کو آپکے سامنے دیکھیے گا کسطرح مٹا دیتا ہوں یہ سنکر
عمرو نے غالیچہ کو اشارہ کیا غالیچہ مثل مرکب حرکت کر کے برابر پلنگ کے پہونچگیا عمرو نے دونوں
ہاتھوں سے بسم اللہ کہکر درویش کو اٹھایا اور غالیچہ پر ڈال لیا اور جس طرح داخل ہوئے تھے اسیطرح

واپس آئے درویش کو زمین پر لاکر بٹھایا اور پوچھا کہ کچھ بھوک پیاس تو نہیں ہے خضر ان نے
کہا کہ بھوک بھی ہے مگر اس صحرا میں ممکن کیا ہو سکتا ہے اور اگر ممکن بھی ہو تو میں بغیر نہائے کچھ کھا نہیں
سکتا اور پانی بھی یہاں کہیں نہیں پائیگا عمرو شافی نے کہا کہ یہیں سب کچھ مہیا ہو جائیگا درویش نے
حیرت سے عمرو کی جانب دیکھا عمرو کو اسکے حیرت کرنے پر غصہ آیا اور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر
چار راوٹیاں اور خیمہ نکالکر رکھا اور کچھ لوگ نکالنا شروع کیے کہ سب کے سب کاغذی ٹوپیاں
پہنے ہوئے تھے انھوں نے وہ راوٹیاں استادہ کرنا شروع کیں آن واحد میں خیمہ اور راوٹیاں
کھڑی ہوگئیں اب عمرو نے اسکا سامان مثل شیشہ آلات وغیرہ اور ظروف ضروری نکالے اور
انھیں آدمیوں نے سب کو قرینے سے سجا اسکے بعد عمرو نے چال مار کر ان سب آدمیوں کو تو باہر کر داخل
زنبیل کر لیا اور اب کچھ حمامی نکالے کہ کھیسے اور کنگھی اور کسوت وغیرہ سب سامان حمام کا لیے
ہوئے تھے ان سب کو ایک راوٹی کے اندر بھیجدیا اور درویش سے کہا کہ لے نہائیے اتنے خضر ان
صحرا نشین کے ہوش اڑے کہ اللہ اکبر عمرو بڑے پایہ کا شخص ہے ہم اسے ایسا نہ جانتے
تھے یہ اتنا بڑا سامان ایک چھوٹی سی تھیلی میں سے نکل آیا کیا خداوند کریم نے اسے
صاحب معجزات و کرامات کردیا ہے عمرو نے کہا آپ متحیر نہوں اگر کہیے تو ایک بارگاہ اسی وقت
اتنی بڑی بپا کردوں کہ تمام صحرا مملو ہوجائے اور جگہ باقی نہ رہے غرضکہ بعد تعجب بسیار کے
درویش داخل حمام ہوا ان حمامیوں نے خوب مل مل کر نہلایا عمرو زنبیل سے پانی کے گھڑے
نکالکر دیتا جاتا تھا اور وہ حمامی درویش کو نہلاتے جاتے تھے جب غسل سے فراغت ہوئی
تو خاص تراش حاضر ہوگیا اسنے خط بنایا ناخون بھی تراشے کہ برسوں میں مثل ریچھ کے بال
اور ناخون بڑھ گئے تھے جب ان سب کاموں سے فراغت ہوئی عمرو نے حمامیوں کو بھی پکڑ پکڑ کر
داخل زنبیل کر لیا اور درویش کو ہمراہ لیے ہوئے دوسری راوٹی میں چلے گئے وہاں دیکھا تو
پیشتر سے کھانا ہر قسم کا چنا ہوا ہے درویش نے دل میں کہا کہ واقعی میں عمرو بہت بڑا شخص ہے
اسکا مثل و نظیر نہیں ہے اسی مقام پر سب چیزیں مہیا کر دیں جسکو یہ سامان بہم ہو جائیں اسکے آگے
بادشاہی کی بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اس محل پر بادشاہ کی حکومت بھی کس کام آسکتی ہے جب
کھانے سے بھی فرصت ہوگئی تو عمرو درویش کو تیسری راوٹی کی طرف لیگیا دیکھا درویش نے
کہ سجادہ بچھا ہے آفتابہ وضو کے واسطے تیار ہے درویش نے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت نماز شکر
پڑھی توبہ و استغفار کیا بعد اسکے عمرو درویش کو لیے ہوئے چوتھی راوٹی میں گیا اسے خالی
جھنکا دیا اور دونوں مسکراتے ہوئے پلٹے درویش نے کہا واہ خواجہ تمھارا مثل و جواب نہیں
ہے اس جنگل میں منگل یہ خداوند کریم و قدیر نے تمھارے ہی واسطے یہ بات عطا فرمائی ہے جب
چاروں راوٹیوں سے ہو لیے کہ یہ چوتھی راوٹی پاخانہ کی تھی مطلب عمرو کا یہ تھا کہ اگر
ضرورت ہو تو ہر قسم کا سامان راحت مہیا ہے غرضکہ اب عمرو درویش کو خیمہ میں لایا دیکھا درویش
نے کہ ایک مسند جواہر نگار مسند میں بچھی ہے اسپر ایک چھوٹا شامیانہ کھنچا ہوا ہے آلات جواہر نگار نصب ہیں
کل سامان شاہانہ موجود ہے درویش نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا کہ میں آپکی اس وسعت

کا ممنون ہوا انشاء اللہ جب خدا چاہیگا تو مین بھی نان و نمک حاضر کرونگا لیکن ابھی مجبوری ہے
یہ کہکر کہا کہ اب اس سب سامان کو آپ جس مقام سے آیا ہو وہین پہونچوا دیجیے اور مین اس
گنبد کو مٹاؤن تو یہانسے چلنے کی تیاری کرنا چاہیے کیونکہ وہان ایسا نہو کہ امیر یا تو قید ہی گرفتار
بلا ہوجائین یہ کہکر درویش کچھ دور پھر امین چلا گیا اور تھوڑی سی زمین کھودی اُسمین سے ایک
صندوقچہ اور ایک آئینہ نکالا اور پاس عمرو کے آکر صندوقچہ نذر دیا عمرو نے کہا کہ اسمین کیا ہی
درویش نے کہا ابھی کچھ نکلا کہ تیمر جو کچھ مجھے نصیب تھا آپ کے واسطے جمع کر رکھا تھا وہی حاضر
کیا ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف عمرو نے کہا بھئی تمہاری عنایت سر آنکھون پر بھلا مین انکار
کر سکتا ہون تم ابھی مجھے جانتے نہین ہو مین تو آزاد اور بے تکلف دوست ہون جو شی جبکی
پسند آگئی وہ مانگ لی لیلی نشد طلبکہ اُسکو سمجھ لیا کہ دیدیگا ورنہ خدا کی عنایت سے مین خود بھی محتاج
نہین ہون ہان ایک لت پڑگئی ہے مجھے بھی شوق ہو گیا ہے کہ جو مال اچھا دیکھا اُسے لیکے قبضہ
مین کیا غرضکہ عمرو نے صندوقچہ درویش سے لیکر کھولا دیکھا کہ جواہر بیش بہا سے مملو ہے چمک جگ
کر رہی ہے آنکھون کو چکا چوند ہوتی ہے عمرو نے جلدی سے بند کرکے داخل زنبیل کر لیا اب درویش
نے غلاف آئینہ پر سے اُتارا اور عمرو سے کہا کہ آئیے تماشا دیکھیے کہ یہ گنبد ناپدید اسم
باسمے ہوتا ہے عمرو ہمراہ درویش کے قریب گنبد آیا درویش نے کچھ پڑھکر عکس آئینہ کا
گنبد پر ڈالا کہ تڑاقے کی صدا آئی تمام صحرا تھرا گیا اور سارا گنبد دھوان ہوکر نیست و نابود
ہوگیا عمرو نے درویش کی نہایت تعریف کی اور پوچھا کہ اب کہان چلین درویش نے کہا اب
وہان چلیے جہانسے آپ اس غالیچہ پر بیٹھکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ بہتر غرضکہ پھر دونون
آدمی غالیچے پر بیٹھے اور اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا غالیچہ بدستور سابق اپنی جگہ سے
بلند ہوا اور طرف صحراے ممقام کے روانہ ہوا وہان ممقام صحرا نشین اپنے جنگل سے نکلا
ہوا منتظر بیٹھا تھا آنکھین آسمان کی جانب لگی ہوئی تھین کہ دیکھیے خواجہ سلامت اُستاد کو لیکر
کب آتے ہین کہ یکایک جانب شمال سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور اُسپر دو آدمی نظر آئے ممقام
براے تعظیم کھڑا ہوگیا بلکہ خوشی کے مارے اُچھلنے اور کودنے لگا کہ اُستاد آگئے اور یہ ٹکڑا ابر
وہی غالیچہ تھا غرضکہ غالیچہ برو سے زمین اُترا ممقام صحرا نشین اُستاد کے گرد پھرا قدمبوسی
کی حضرات نے کہا اے ممقام تونے حق دوستی و شاگردی ادا کیا جو اس وقت تک اس غالیچہ کو
اُس دشمن کی نظر سے بچا کے رکھا جسکی بدولت آج رہائی نصیب ہوئی ورنہ اگر خواجہ
عمرو یہان تک آتے بھی تو بظاہر چھوٹنے کی کوئی تدبیر نہ تھی اور یون تو پروردگار عالم کی قدرت
خلاف قیاس ہوا کرتی ہے غرضکہ ایک روز ممقام کی دعوت مین صرف ہوا اب بصلاح خواجہ
عمرو ثانی حضرات صحرا نشین و ممقام و درویش یہ تینون آدمی طرف کوہ تاریک کے روانہ
ہوے وہان ہرکارون نے خبر ملک هروالرید شاہ کو بہرپار کوہی کے پہونچائی کہ خواجہ عمرو ثانی
نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرات صحرا نشین کو چھڑا لیا اور ممقام درویش کو بھی اپنا
مطیع بنا لیا اب تینون آدمی اسطرف آتے ہین یہ خبر سنکر هروالرید شاہ بہت خوش ہوا اور مع امرا و

وزرا بہ ایں استقبال خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوا راہ میں ملاقات ہوئی ہرواریہ عمرو ثانی پر سے
زر نثار کرتا ہوا اپنے ملک میں لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا یہ تینوں آدمی ہمراہ
ہرواریہ شاہ کے آکر بارگاہ میں بیٹھے باتیں ادھر ادھر کی ہونے لگیں اتنے میں حضران صحرا نشین نے
کچھ دیر سکوت کیا ہر شخص حضران کے سکوت کی طرف متوجہ تھا کہ کیا امر ہے اتنے بڑے
دور اندیش شخص کا سکوت خالی از علت ہو نہیں سکتا جسقدر ہر شخص کو حضران کی رہائی کی
خوشی ہوئی وہ سب عالم محویت سے مبدل ہوگئی بعد کچھ دیر کے حضران نے زانوے تفکر سے
سر اٹھایا اور کہا اے خواجہ عمرو ثانی افسوس ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی قدمبوسی امیر ثانی کی مگر میرے
مقدر میں نہ تھا کہ وہ شہریار عالی وقار میری نماز جنازہ پڑھاتے اب وقت میری زندگی کا
قریب ختم ہے یقین ہے کہ کل نماز ظہر کیوقت تک میں اور زندہ رہوں لہذا میں چند وصیتیں کرتا ہوں
انہیں سب صاحب ذرا غور سے سنکر یاد رکھیں اور اسپر عمل کریں اول تو یہ کہ میں توبہ کرتا ہوں
اپنے ان اعمال زشت سے جنکا ظہور مجھے الایحل ہونے کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یعنی تمثال
آئینہ رو ایسے کافر مرتد کو میں نے ایسے اسماے بزرگ کیوں دیدیے جنکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے
ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کرکے اپنا مطیع قرار دیا آپ صاحبان میری توبہ کے شاہد رہیے گا
دوسرے یہ کہ جب میں مر جاؤں تو مجکو اسی ملک ہرواریہ میں دفن کرا دیجیے گا تیسرے یہ کہ
محمد قاسم درویش یہ شاگرد میرا ہے اسے میں اپنا سجادہ نشین کرتا ہوں چوتھی یہ وصیت آخری
خواجہ عمرو ثانی آپسے ہے کہ امیر باتوقیر سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ میری مغفرت
کی دعا کریں اور اگر شاید کبھی اس کوہ کی جانب نکل آنا ہو تو قبر پر مجھ گنہگار کی فاتحہ پڑھ دیں کہ
مجھپر سے عذاب برزخ کم ہو اور اے خواجہ عمرو ثانی اگر انسان ہزار برس جیے تو انجام یہی ہے اگر
کرور برس جیے تو یہی نتیجہ ہوتا ہے افسوس ہے کہ انسان اپنے انجام پر مطلق نظر نہیں کرتا اور حیات
مستعار پر بھروسا کرکے اسی تھوڑی زندگی کو راحت سے بسر کرنے کے لیے تمام زمانے کی پریشان
لیتا ہے ہزاروں کے گلے کٹ جاتے ہیں سیکڑوں کے خون ناحق ہو جاتے ہیں کتنوں پر ظلم
ہو جاتے ہیں آہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تھوڑی زندگی اگر راحت ہوگی تو بسر ہو جائیگی اور تکلیف ہوگی
تو گذر جائیگی اور وقت گذر جانے کے بعد نہ راحت کی لذت باقی رہتی ہے نہ مصیبت کی تکلیف نظر
آتی ہے مگر انسان چند روزہ راحت کی فکر میں ابدالآباد کی عیش سے دست بردار ہو جاتا ہے شعر
پاؤں پھیلاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے * کانپتے سر انکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے * بس
اے خواجہ فلاں فلاں مقام پر میرا مال اسقدر گڑا ہوا ہے انمیں سے ایک تو یہ کام کیجیے گا کہ جو کچھ
میری تجہیز و تکفین میں صرف ہو وہ صرف کیجیے گا اور ایک مقبرہ تیار کروا دیجیے گا باقی جو کچھ بچے
وہ آپکا حق ہے خواہ فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیجیے گا یا جس کام میں چاہیے صرف کیجیے گا آپ
اسکے مالک ہیں اور تمثال آئینہ رو کی بس یہی حقیقت ہے کہ جبتک وہ تختی اسکے پاس ہے تب تک
جو شخص اسکی صورت دیکھیگا اپنے پروردگار حقیقی کو ایسا بھولیگا کہ تا زندگی ہوش میں نہیں آئیگا
[illegible] لکھیے کہ جو لوگ برگشتہ ہو چکے ہیں وہ اگر تمثال مار بھی ڈالا جائیگا تو ہوش میں آ جائینگے

اسکا علاج یہ ہے کہ فلان مقام پر جو ایک درخت ہے اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ آہنی گڑا ہوا ہے اُسمین
ایک کاسہ چہل کلید ہے جب اُسکا پانی اُن بہکے ہوے لوگون پر چھڑکا جاے اور پلایا جاے تو ہوش
مین آئینگے ورنہ ممکن نہین اور یہ تعویذ جسکے بازو پر بندھا ہوگا تمثال آئینہ رو ہزار انقلاب
الٹ الٹ کر اپنی شکل نحس دکھاے لیکن کوئی اثر نہوگا اور یہ غالیچہ سلیمانی جس مقام پر تم
کہوگے وہان تمکو پہونچا دیگا بس یہ سامان قتل تمثال کے واسطے کافی ہے جسوقت خضران کی وصیتین
تمام ہو چکین خوشی ان سب کی مبدل بہ غم ہوگئی سب رونے لگے مرواریدشاہ کی آخری دعوت
خضران نے قبول کی سب نے کھانا ساتھ کھایا شب عجب عبرت کے ساتھ بسر کی جب
صبح کے آثار نمایان ہوے عمرو نے مع خضران صحرانشین و قمقام درویش و مرواریدشاہ
کے نماز صبح پڑھی خضران نے اپنے دفن کی جگہ تجویز کرکے قبر کھدنے کا حکم دے دیا قبر کھدنے
لگی ادھر خواجہ عمرو بتلاش مال و متاع خضران روانہ ہوے اول اُسی درخت پاس پہونچے
جہان صندوقچہ کاسہ چہل کلید کا دفن تھا اُسے نکالکر قبضے مین کیا وہانسے اُس دفینہ پر پہونچے
جہان خضران صحرانشین کی کمائی جمع تھی اُسے کھود کر اپنے قبضے مین کرکے قریب نماز ظہر کے
واپس آئے تو یہان قبر بھی خضران کی تیار پائی اب یہ نماز پھر سب نے ساتھ پڑھی اور سب
تو نماز سے فراغت کرکے اٹھ کھڑے ہوے لیکن خضران وظیفہ مین مصروف رہے بعد کچھ دیر کے
اُسی سجادے پر لیٹ رہے اور روح جسم سے مفارقت کر گئی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کب
اور کیونکر مر گئے لیکن بسبب اسکے کہ سب کو معلوم تھا کہ یہ آج مر جائینگے اس بنا پر جیسے ہی
حرکت لبون کی جو وظیفہ خوانی کے سبب تھی موقوف ہوئی ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ درویش نے
انتقال کیا سب رونے لگے سامان تو پیشتر ہی سے ہو چکا تھا جلدی سے غسل دیا نماز جنازہ پڑھی
اور خضران کو دفن کر دیا سیوم تک خواجہ عمرو وہین رہے روز سوم قمقام کو سجادہ نشین کیا اور
ملکہ مروارید سے کہا کہ اب مین تو واسطے علاج تمثال آئینہ رو کے جاتا ہون کیونکہ لشکر
اسیر گرفتار بلا ہو رہا ہے لیکن تم میرا کام بجا لانا وہ یہ کہ مقبرہ خضران کا بنوا دینا اور ایک نقشہ
کھینچکر دیا کہ اِس صورت کا بنے مروارید نے اِس خدمت کو بسر و چشم قبول کیا لیکن چلتے وقت
خواجہ کو بہت کچھ نذر دیا اور کہا کہ دربند ارغوانیہ سے بہت ہوشیاری کے ساتھ گذریے گا
کیونکہ ساحر اِس راز سے بھی باخبر ہو گئے ہونگے کہ طلسم کوہ تاریک ٹوٹا اور خضران
صحرانشین چھوٹا عمرو آتا ہوگا ضرور ہی آپکی گرفتاری کے سامان ہو گئے ہونگے عمرو نے
کہا خدا ست ما بزرگ است کیا پروا ہے جس خدا نے اُنکے مکر و فریب سے بچا کر یہانتک پہونچا
دیا تھا وہی پھر پہونچا دیگا یہ کہکر عمرو ثانی سب سے رخصت ہوے اور جانب صحرا
بارادۂ دربند ارغوانیہ روانہ ہوے راہ مین پہونچکر خیال ہوا کہ اے عمرو اگر تبرکات کے
ذریعے سے کوئی کام کیا تو یہ کچھ لطف نہین اور یون صاف نکل جانا ممکن نہین کیونکہ بعد ویران
ہونے کوہ تاریک اور شکستہ ہونے مرحلون کے ضرور ساحر تیرے عقب مین چلے ہونگے
یہ خیال کرکے صورت اپنی ایک پری زاد کی بنائی اور ایک نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے ہاتھ

مین لیا اور جانب درۂ تاریک کہ جس طرف سے داخل کوہ ہوئے تھے روانہ ہوئے کہ اب انکا حال بروقت تحریر ہوگا

لیکن اب یہاں سے چند ورق کلکے داستان شہر ارغوانیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے جب صبح ہوئی اور ملکہ ماہ ناز پرور بیدار ہوئی اور سینے پر اپنے
رقعہ دیکھا حال سے خواجہ عمرو کے ایک گونہ اطمینان ہونے کے ساتھ ہی یہ خیال اسکے دل کو بیچین
کرنے لگا کہ دیکھیے ساحرون کے ہاتھ سے عمرو کی جان کیونکر بچتی ہے یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی
کہ یکایک ایک کہاری دوڑی ہوئی آئی اور کہا مین واری مبارک ہو آپ جسکی منگیتر ہین ملک
خونخوار اژدر گیر جادو بادشاہ دنیائے طلسم فصل بہاری آنے والے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کے چہرے کا
رنگ متغیر ہوگیا لیکن ضبط کیا وہان ملک ارغوان شاہ دریا باری مع الاکین دولت
برائے استقبال روانہ ہوا اور خونخوار اژدر گیر جادو کو استقبال کرکے لایا تمام شہر آئینہ بند
ہوا نہایت خوشی ہوئی دونون بادشاہ ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہوئے خونخوار اژدر گیر
جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ آپ کے ملک مین کوئی عیار لشکر اسلام کا نکل آیا ہے اور وہ
ابھی تک گرفتار نہین ہوا ہے آپ نہایت تردد مین ہین نام اُسکا عمرو ثانی ہے ارغوان شاہ
نے کہا کہ ہان ای فرزند یہ بلا عجیب عنوان سے نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ یہان اسلام
ساحر نہین ہین اور یہان تک بغیر میرے حکم کے ساحر بھی نہین آسکتا بھلا کیا حقیقت تھی عمرو کی
کہ وہ یہان تک پہونچ سکتا مگر یہ امر میری دختر بلند اختر کی نادانی سے ہوا یہ سیر دریا مین مصروف
تھی اور وہان وہ عیار مکار کنارے دریا کے کلاونت بنا ہوا گا رہا تھا یہ اُسے گویا سمجھکے لے آئی اپنے
باغ مین جگہ دی گانا اُسکا سنا مین نے قبل سے طاؤس آتش زبان جادو کو تصویر مین سحر کی
بنا کر دی تھین کہ جب عمرو یہان آئیگا تو وہ تجھے خبر دیگی تو اُسے گرفتار کر لینا اور طاؤس کو
پوشیدہ طور سے محافظ معین کر دیا تھا کہ وہ زیر زمین رہتا تھا جسوقت یہ سانحہ گذرا طاؤس نے
عمرو کو گرفتار کیا ملکہ ماہ ناز پرور نے پھر اُسے چھڑوا لیا اُسکے بعد سے ہر چند تلاش کیا لیکن
اُسکا پتہ نہ لگا ملکہ کو مین نے مثل قیدیون کے گھر مین رکھا ہے کہین نکلنے نہین دیتا ہون اب
بڑا خوف یہ ہے کہ عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور اُسنے خضر ان صحرا نشین کو قید سے
چھڑا لیا تو ہم سب کی موت آجائیگی اور خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہو جائیگی اب یہ سنکر
خونخوار اژدر گیر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ مین ملکہ کو اپنے طلسم مین
لیجا کر رکھون کیونکہ حالت اس ملک کی مخدوش ہو رہی ہے اور اب آپ میری امانت میرے سپرد
کر دیجیے یہ سنکر ارغوان شاہ دریا باری نے سکوت اختیار کیا تھا کہ دفعۃً نظر اُسکی اُس
گلدستہ منقش پر پڑی جو ہر وقت سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا یکایک اُسمین آگ لگ
گئی اُدھر پھول اُسکا مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگیا بس ارغوان شاہ نے
سر پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا مردار خوار جادو مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دزد مکار کوہ
تاریک مین داخل ہوگیا یہ گلدستہ حیات مردار خوار کا تھا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے

یہ ہنوز سر زانو تفکر پر رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایکبار طاؤس آتش زن آیا ارغوان شاہ نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور سردار خوار جادو مارا گیا لہذا تو جا اور
کوہ تاریک کی خبر لا کہ آگے مرحلہ ذوالخمار جادو کا ہے وہاں گیا انجام ہوا اور حتےٰ الامکان
گرفتاری عمرو میں کوئی بات اٹھا نہ رکھنا مجھے بڑا تردد ہے کہ یہ کیونکر وہاں تک پہونچ گیا اور
کس طرح اس نے سردار خوار جادو کو مارا کیونکہ وہ رویئں تن بھی تھا طاؤس آتش زن تو اس
طرف روانہ ہوا یہاں ارغوان شاہ داخل محل ہوا اور ملکہ کی ماں سے کہا کہ صاحب حالت یہاں کی
متوحش ہو رہی ہے لہذا جسکی امانت ہے اُسکے سپرد کرو یہ لڑکی کا مقدمہ ہے اسنے بھی کہا کہ ہاں مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے غرضکہ اسی وقت سامان عروسی ہونے لگا جس وقت عورتیں ملکہ ماہ ناز پرور کے
پاس آئیں اور اُسکو دلھن بنانے لگیں ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے آج تو میری سالگرہ کا دن
نہیں ہے لوگوں نے کہا کہ شوہر تمھارا آیا ہے آج تم بیاہی جاؤ گی مبارک ہو کہ اس دن کیلیے
تو منتیں مانی تھیں یہ سنتے ہی ملکہ کو نوبت عشق کی بیماری ہوئی روتے روتے آنکھیں سوج گئیں
کانوں میں تو عمرو کی بانسری کی صدا نے گھر کر لیا تھا وہ دوسرے کا نام سنکر کیونکر خوش
ہوتی اُس نے بہت غل مچایا کہ میں اپنے ماں باپ کی جدائی کبھی پسند نہیں کرتی پھر مجھے
کیوں نکالے دیتے ہیں کیا خدانخواستہ میں نے کوئی بدچلنی کی ہے میں ہرگز نہ جاؤنگی اور اپنی جان
دیدونگی ہرچند ملکہ نے اپنی حالت تغیر کی لیکن ارغوان شاہ دریا باری نے اور ملکہ کی
ماں نے بہت کچھ سمجھایا کہ ہم پھر تمھیں بلا لیں گے آجکل یہاں کا رنگ بگڑا ہوا ہے اور وہ طلسم
نہایت مستحکم ہے اس وجہ سے تمھیں بھیجے دیتے ہیں کہ تم حفاظت سے رہو گی غرضکہ ملکہ کو بہت سمجھا
بجھا کر ہمراہ نوکر اژدر گیر کے روانہ کیا ملکہ روتی پیٹتی اُس طرف روانہ ہوئی ایک آدھ سہیلی
ملکہ کے ساتھ ہے وہ دلجوئی کرتی جاتی ہے ملکہ کہتی ہے کہ میں اپنی جان دیدونگی اگر اس بدکردار موذی نے
نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو ہیرے کی انگوٹھی جو میرے ہاتھ میں ہے اسے چبا لونگی ساتھ
والیاں سمجھاتی ہیں کہ کیا مجال ہے کہیں کوئی بات دنیا میں بے ایما مشیت کبھی ہوتی ہے غرضکہ
بعد طے مراحل و قطع منازل یہ تو داخل طلسم ہوتے ہیں کہ احوال ان سبھوں کا بمقام مناسب
تحریر کیا جائیگا

لیکن اب پھر حال خواجہ عمرو ثانی اور طاؤس آتش زن کا بیان ہوتا ہے کہ
طاؤس آتش زن جو ارغوان شاہ دریا باری سے رخصت ہوا قریب کوہ تاریک کے
پہونچکر قیام پذیر ہوا وہیں ایک بنگلہ سحر کا تیار کرکے رہنا اختیار کیا اور ایک پتلہ سحر کا مقرر
کیا کہ اگر کوئی درے سے آئے جائے تو ہمیں اطلاع کرنا یہ انتظام کرکے منتظر وقت بیٹھا
کہ عمرو اسی راستے سے آئیگا ایک روز صبح کا وقت ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کرن آفتاب
کی درختوں پر پڑ کر عجب لطف دے رہی ہے کہ سبزہ مخمل طلائی معلوم ہوتا ہے چوپائے مصروف
چرائی ہیں جانوران صحرائی ادھر سے ادھر اڑے پھرتے ہیں کہ یکایک درے کی طرف سے
آلتیبا البرق سی چمکی کہ آنکھیں طاؤس کی جھپکا گئیں اور دیکھا کہ ایک پری نزاد

آفت ہوش بلاے جان چودہ پندرہ برس کا سن زیور مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ چھم چھم کرتی چلی آتی ہی طاؤس اُس پریزاد کو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگیا اور آواز دی کہ ای جان جہان دای آرام دل مشتاقان یہ کوہ بلاخیز کہان اور تم کہان کدھر سے آنا ہوا کہان جانے کا قصد ہی یہ کہتا ہوا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دوڑا پریزاد دیکھتے ہی اس ساحر کے پیچھے ساتھ ہی اُسکے طاؤس کو یہ خیال ہوا کہ کہین اُڑ کر چلی نہ جائے کچھ اسم سحر پڑھکر جو دو تھپڑ مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے پریزاد چارون طرف مایوسی کی نگاہون سے دیکھنے لگی طاؤس نے کہا ای جان جان و آرام دل نہ گھبراؤ مین تمھارا دشمن نہین ہون پریزاد نے کہا کہ واہ ری تیری عاشقی کہ مجھے گرفتار بلا کیا زمین نے میرے پاؤن پکڑ لیے ہاے مین یہ کس بلا مین پھنس گئی کہان تو مین پرستان سے خداوند کے دیدار کی مشتاق ہوکر یہان آئی سنا کہ خداوند ملک تمثالیہ مین ہے مین نے مروارید شاہ سے نامہ سعی کا لکھوایا ہر چند کہ مین پری ہون مجکو اختیار تھا کہ جاہے اُڑ کر جاتی مگر بسبب ادب خداوند کے پیدل چلنا اختیار کیا یہ نہ معلوم تھا کہ مین ایسی آفت مین پھنس جاؤنگی ورنہ یون کاہے کو آتی بلا سے ثواب پیادہ پائی کا نہ ملتا طاؤس قریب پہونچتے ہی منتین کرنے لگا کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم دیدار جمال خداوندی کے اشتیاق مین جاتی ہو ورنہ ہرگز نہ روکتا مگر خیر اب میرے روکنے کی شرم کرو خطا میری معاف کرو دیکھو خداوند سے میری شکایت نہ کرنا ایسا نہو کہ مین عتاب خداوندی مین مبتلا ہوجاؤن آجکی شب استراحت کرو دعوت کو اس غریب کی قبول کرو تم خداوند کی خاص بندی ہو مین تمکو سہل راہ بتادونگا اور ملک الرعفران شاہ دریابار ہی سے بھی تمھاری سعی کرونگا کہ تم سہی رستے سے تمکو جانا ہوگا پریزاد نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ تم میری سعی کیا کروگے میرے پاس نامہ ملک مروارید کا موجود ہی اُسمین سب کچھ لکھا ہوا ہی خداوند تک سے سعی کی ہی بس اب بہتر و مناسب یہی ہی کہ مجھے اس قید سے نجات دو زمین میرے پاؤن چھوڑ دے مین یوہین چلی جاؤنگی مجھے نہ تمھاری دعوت کھانے کی ضرورت ہی نہ راہ تبلانے کی فکر ہی مین جسکی راہ پہ گھر سے چلی وہ منزل مقصود تک پہونچا دیگا طاؤس نے جب منت و سماجت کی اور پاؤن پریزاد کے کھولے اور زد سحر پڑھا پاؤن پر گر پڑا کہ اتنی عرض اس غلام کی قبول ہو پریزاد نے سر جھکا لیا کہ خیر جو تمھاری خوشی مگر دیکھو مجھ سے الگ رہو کہین میرے جسم مین ہاتھ نہ لگا دینا اول تو مین اور جنس اور تم غیر جنس علاوہ اسکے میرا کورا بینڈا ہی اگرچہ نکاح میرا ہوچکا ہی مگر ابھی مین شوہر کے گھر مین نہین آئی ہون جو جو پریزاد یہ باتین کرتی تھی طاؤس کا دل بیٹھا جاتا تھا کبھی تو دل مین خوف کرتا تھا کہ یہ خداوند کی خاص بندی ہی اس سے بولنا اور اسکو ستانا اچھا نہین ہی اگر یہ ناراض ہوگئی تو خداوند سے فریاد کریگی اور اگر اسے یوہین نکلجانے دیتا ہون تو بغیر اسکا وصل ہوے زندگی نا ممکن ہی یہ باتین دل سے کرتا ہوا اپنے خیمہ سحر کیطرف لیے ہوے چلا آتا ہی جسوقت دونون خیمہ مین داخل ہوے پریزاد بہت گھبرائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی طاؤس نے پوچھا کہ تم کیا گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہو پریزاد نے کہا کہ خیمہ تنہا ہی نہ کوئی آدمی نہ آدمزاد مین تو غیر مرد کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھونگی اور بھاگنے کا قصد کیا طاؤس منتین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ای

پریزاد میں غلام ہوں تونے جب خداوند کا عشق ظاہر کیا تو مجال ہے کسی کی جو تیری طرف نگاہ بد سے
دیکھے آنکھیں بے نور ہو جاینگی غرضکہ طاؤس نے ایسی باتیں کہیں کہ پریزاد آکر بیٹھی طاؤس نے
سامان ضیافت مہیا کیا پریزاد نے کھانا کھایا شراب سے انکار کیا کہ میں شراب نہیں پیتی ہوں
طاؤس نے تبرک سمجھکر پریزاد کے آگے کا کھانا کھایا شراب پی پریزاد نے کہا کہ کبھی تمنے پرستان کے
سیب تو کاہیکو کھائے ہونگے طاؤس نے کہا بھلا مجھے کہاں نصیب پریزاد نے ایک سیب نکالکر
دیا طاؤس نے آنکھوں سے لگایا اور قاشیں تراش کر کھائیں بس کھاتے ہی گرمی معلوم
ہوئی طاؤس نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ سیب سے تفریح ہوتی ہے یہاں معاملہ بالعکس ہے کہ
سیب کھاتے ہی مجھے گرمی معلوم ہونے لگی پریزاد نے کہا پرستان کا میوہ قوی بہت ہوتا ہے
تم اسکے عادی نہیں ہو اسی سبب سے گرمی معلوم ہوئی ذرا اٹھو ادھر ادھر ٹہلو ہوا کھاؤ
طاؤس آتش زن اپنی جگہ سے اٹھا بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر
دھم سے گرا بس گرنا تھا کہ پریزاد نے نعرہ کیا باش او قمر مساق منم عمرو بن عمرو بن امیہ ضمری
اور تمام کپڑے طاؤس کے اتار کر آپ پہنے اور طاؤس کو اپنی شکل بنایا اور آپ طاؤس کی
شکل بنکر خیمہ سے نکلا جس وقت طاؤس آتش زن پریزاد کو لیکر خیمہ میں آیا تھا تو دو ایک
ملازموں کو اپنے جو اسکے ہمراہ رہا کرتے تھے پوشیدہ طور سے درے کی حفاظت کے واسطے چھوڑ دیا
تھا حسب اتفاق ادھر تو عمرو خیمہ سے نکلے ادھر سے وہ لوگ آتے دکھائی دیے پوچھا کہ تم
سب کیوں چلے آئے انھوں نے کہا کہ ایک شخص کو ہم وہیں چھوڑ آئے ہیں ہم کچھ کھانے
پینے کی غرض سے چلے آئے ہیں عمرو نے کہ بصورت طاؤس بنا ہوا تھا ان سب سے کہا کہ
بڑا غضب ہوا ہوتا وہ پریزاد نہ تھی عمرو تھا میں نے اسکو گرفتار کیا اب تم سب چلے آؤ جو
کھٹکا تھا وہ مٹ گیا وہ ایک جو تمہارے ساتھ والا وہاں ہے اسے بھی بلا لو سبھوں نے بڑی
تعریفیں کی کہ آپکا سحر و ساحری میں مثل نہیں ہے بھلا کسکی تاب تھی جو ایسے مکار کو گرفتار
کرتا یہ پریزاد کیونکر بن گیا عمرو بھی سحر جانتا ہے طاؤس نقلی نے کہا کہ عمرو ساحر نہیں ہے عیار ہے
کیا تم جانتے نہیں کہ عیار جسکی شکل چاہتے ہیں بنجاتے ہیں غرضکہ طاؤس نقلی نے سب کو ساتھ
لیا اور قیدی عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوا وہاں ارغوان شاہ دریا باری
متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ طاؤس آتش زن جادو مع قیدی عمرو ثانی کے پہونچا اور عمرو ثانی کو
سامنے ارغوان شاہ دریا باری کے ڈالدیا لیکن اب طاؤس آتش زن اصلی کو جو بصورت عمرو ثانی
بنا ہوا تھا ہوش آیا تو عجب رنگ دیکھا کہ ایک دوسرا طاؤس سامنے ارغوان شاہ کے بیٹھا ہوا ہے
اور تو گرفتار بلا ہے دل میں سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو تھا جا بجا ایسے ممکن تھا کیونکہ
عمرو نے پہلے ہی سے گنبد عیاری کا اسکے منھ میں ٹھونس دیا تھا طاؤس حسرت سے ایک ایک کے منھ کو تاکتا تھا اور رہ جاتا تھا
بار بار ساحر اٹھتے تھے اور اپنے دلکی بھڑاس نکالنے کو کوئی گھونسہ مارتا تھا کوئی منھ پر تھوک دیتا تھا اور مجبور و
معذور ہر ایک کو دیکھکر رہ جاتا تھا جیسا اشارہ کرتا تھا کہ میں عمرو نہیں ہوں لیکن کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا ارغوان
شاہ نہایت خوش تھا طاؤس آتش زن کیواسطے سات پارچہ کا خلعت منگایا گیا اور طاؤس کو عطا ہوا طاؤس

نے کہا کہ ای بادشاہ یہ مین نے کیسا کام کیا ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ تو نے وہ کام کیا کہ
خداوند پر احسان کیا بلکہ اُسکی تمام رعایا پر احسان کیا طاؤس نے کہا بس یہی میرا مطلب بھی
تھا خداوند تک تو جب پہونچین گے جب پہونچین گے اب آپ اپنی شہر کی رعایا سے جان کا خراج
حسب حیثیت لے کر مجھے عنایت کیجیے یا مجھے اجازت دیجیے کہ مین خود وصول کرون ملک
ارغوان شاہ دریا باری اس خوشی مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ اسنے کہا تمھین اختیار ہی
تم آپ وصول کرلو طاؤس نے کہا کہ پھر عام حکمنامہ تحریر فرما دیجیے اور کوئی تعداد نہ معین فرمائیےگا
مین حسب حیثیت وصول کرلون گا ارغوان شاہ دریا باری نے اُسی وقت ایک حکمنامہ لکھکر حوالہ
کیا اور پھر کوتوال نے بھیجدیا اور حکم دیا کہ چارچی چارج دے کہ آج کے تیسرے روز دشمن
خداوند قتل ہوگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے اِدھر تو چارچی چارج دینے لگا تمام شہر مین ہر طرف
جابجا خوشیون کے جلسے ہونے لگے دن عید رات شب برات نظر آتی تھی ہر ایک شخص کی زبان
پر یہی کلمہ جاری تھا کہ کیا قدرت کی خداوند نے کہ یہ دزد مکار گرفتار ہوگیا ورنہ وہ لوگ جو بڑے
بڑے خداوند کہلاتے تھے اُنکے بنائے کچھ نہ بنی ایسے ساحر مشتمش سا شخص جو خداوند ساحران کہلاتا
تھا اسی شخص کے باپ نے اسے دریا مین گھسکر گرفتار کیا اور کیسی کی موت مارا اور یہ کہ ایک
طاؤس آتش زن اُسے گرفتار کرے یہ محض شان خداوندی ہی اسکے سوا اور کیا کہنا چاہیے
اِدھر تو تمام شہر مین یہ چرچے ہین اُدھر طاؤس آتش زن نے ایک سرے سے روپیہ
تحصیلنا شروع کیا امیر غریب فقیر کسی کو نہ چھوڑا اور حیثیت سے زیادہ لیا دن بھر کی تحصیل
مین کئی لاکھ روپیہ داخل زنبیل ہوا دوسرے روز علانیہ ہوگیا کہ طاؤس تمام شہر کو لوٹے لیتا ہے
ارغوان شاہ ایک کی سماعت نہین کرتا جو فریادی آتا ہے اسے یہی جواب دیتا ہے کہ اگر جیتے رہوگے
تو بہت کچھ پیدا کرلوگے اور اگر مرگئے ہوتے تو کون پیدا کرتا یہ مال و زر جو تمہارے پاس
باقی ہے یہ بھی لٹ جاتا جب نقد جان کا نقصان ہوجاتا تو اس مال و زر کی کیا حقیقت ہے تم سب
بلکہ خداوند تک پر طاؤس کا احسان ہے مین اس درمیان مین ہرگز دخل نہ دونگا دوسرے روز
بھی پھر اُسنے یہ کیفیت کر دی کہ جسکے پاس کچھ نہ تھا مکان تک نیلام کروالیے فقیرون تک سے کہا
کہ تمنے بہت کچھ مانگ کر جمع کیا ہے لاؤ کوڑیان پیسے سوکھے ٹکڑے تک لیے آج
شام کو پھر ارغوان شاہ کو یہ پرچہ لگا بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ طاؤس اسقدر طماع
کیون ہوگیا پہلے تو اسکی یہ حالت نہ تھی آج شب کو جو دربار ہوا اور فریادی زیادہ آئے بادشاہ نے
طاؤس کو بلوا بھیجا طاؤس آتش زن نے کہلا بھیجا کہ مجھے فرصت نہین ہے مین نے تو پہلے ہی
آپ سے کہدیا تھا کہ اپنی تحصیل کے زمانے تک دربار مین آنے سے معاف رکھا جاؤن یہ سنکر
ارغوان شاہ نے وزیر کیطرف دیکھا اور کہا کہ واقعی مین یہ شرط تو پہلے ہی ہوچکی ہے اُسنے کہدیا
تھا کہ مین تین روز نہ آؤنگا اُدھر تمام شہر فریاد کر رہا ہے کہ طاؤس لوٹے لیتا ہے یہ کمبخت اسقدر روپیہ لیکر
کیا کریگا وزیر نے عرض کی کہ آپ ایک مقدار معین فرماکر لکھ بھیجیے کہ اسقدر امیرون سے
اور اسقدر متوسط لوگون سے اور اتنا غریبون سے لیا کرو اس سے زیادہ ہرگز نہ لینا کیا اچھا ہو کہ تباہ

کردوگے ارغوان شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور ایک مقدار معین کر کے پاس طاؤس
کے کہلا بھیجا کہ اگر تم نہین آتے ہو تو اسی فرد کے موافق تحصیلو خبردار اس سے زیادہ کسی سے نہ لینا
اور جس سے جو کچھ لینا رقم لکھکر اسکے نیچے دستخط کرو الینا کہ سند رہے طاؤس نے اس پرچہ کو تو اپنے
پاس رکھ لیا کہ جسپر مہر شاہی بنی ہوئی تھی اور ایک ویسا ہی پرچہ تیار کر کے پانچ کی جگہ پچاس
ایک کی جگہ دس سو کی جگہ ہزار ہزار کی جگہ لاکھ اسیطور سے ہر رقم کو دس گنا بیس گنا کر کر کے
تحصیلنا شروع کیا جو نہین دیتا تھا اسے مہر شاہی اور حکم نامہ دکھا دیتا تھا سب کے مارے خوف کے دیا کہ
ایسا نہو بادشاہ کے خلاف گذرے اور اب کچھ کہہ بھی نہین سکتے کیونکہ پروانۂ شاہی مع تفصیل
موجود ہی الحاصل تین روز مین طاؤس آتش زن نے تمام شہر ارغوانیہ کو لوٹ لیا امیر وزیر غریب
فقیر ہر قسم کے لوگون سے حسب حیثیت لے لیا بلکہ جو اہر بار گذرتا تھا اتنا اٹھا لیا جب چوتھا
روز ہوا میدان خونی تیار ہوا اور آج کے دن حکم ہوا ہی کہ سب اپنے اپنے مکانون مین چراغان
کرین اور سامان عیش و طرب مہیا رکھین کیونکہ بڑی خوشی کا روز ہی گھر گھر جشن کی تیاری ہے
یہان میدان خونی آراستہ کیا گیا ہی ریت کا چبوترہ بنا ہی دارین استادہ ہوئی ہین جلاد پوشاک
خونی پہنے ہوے بیٹھے ہین لوگ جوق جوق گروہ گروہ چلے آتے ہین شہر والون کا تو ذکر ہی کیا
ہی بیرون جات سے دیہاتی اور قصباتی کاندھون پر لٹھ رکھے ہوے دھوتیان بندھی ہوئین مرزئیان
پہنے ہوے چادرہ گاڑھے کا بغل مین دبا ہوا پاؤن مین چمرودا جوتا جسمین ڈیڑھ سیر کڑوا
تیل دیا ہوا چلنے مین چار چار انگل خاک اسپر جمتی ہی چرمر کرتے چلے آتے ہین غرضکہ دن بھر
لوگ آیا کیے قیدی کو بھی ایک جانب لاکر بٹھا دیا کہ تیرے قتل کے یہ سامان ہو رہے ہین
وہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے حسرت سے چارون طرف دیکھتا ہی اور رہجاتا ہی چاہتا ہی کہ کچھ زبان سے
کہے زبان یارا نہین دیتی ہی گلے پر گنبد عیاری چڑھا ہی وہان یہ کیفیت ہی کہ میلا جما ہوا ہی
ہر راستے پر دورویہ دکاندار دوکانین لگائے ہوے بیٹھے ہین جا بجا چرخ پونچھے گڑے ہوے
ہین لوگ جھول رہے ہین تمام نشیب و فراز و گردش زمانہ نظر آ رہی ہی کہین سافنون کی دوکان
پر مجمع لگا ہوا ہی دھوئین اڑ رہے ہین جن لوگون کو نشہ ہو گیا ہی اپنے رنگ مین ملارین گا رہے ہین
ڈھولک پٹ رہی ہی پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکے ہوے ہین چہکنے کی صدائین بلند ہین
کسی مقام پر پٹنیان ناچ رہی ہین تو ایک ہجوم لگا ہوا ہی شہر بھر کے گنڈے اور بدمعاش وہان
جمع ہین آوازے کسے جا رہے ہین چشمکین ہو رہی ہین کہین تلوار چل رہی کہین چاقو کھینچ لیے
ایک ہلڑ ہی شرابیون کی دوکانین تو علی العموم کھلی ہوئی ہین کتنے پی کے چلے گئے ہین کتنے پی پی کر
ڈھیر ہو گئے ہین کوئی موری مین گر پڑا ہی کوئی کیچڑ مین لوٹ رہا ہی جو ساقط والا کوئی ہوشیار
ہی وہ سنبھال رہا ہی بعضے زچ ہو ہو کر کہتے ہین کہ عجب طرح کا کم ظرف ہی کہ ایک ہی گھٹی مین یہ حال
ہو گیا ہمکو دیکھو کہ دو دو بوتلین چڑھائے ہوے ہین مگر کوئی پتہ تک نہین کر سکتا کہ یہ شرابی ہی یہ
کہتے جاتے ہین اور پاؤن لڑکھڑا رہے ہین ایک عجیب رنگ ہی کسی جگہ فن سپہ گری کی آن بان دکھائی
جا رہی ہے پٹا بانک بانا کشتی وغیرہ سب کسرتین ہو رہی ہین کہین ٹٹوؤن کے تختے برابر سے

لگے ہوئے ہین شہر کے خوشرو نوجوانون سے نگاہین لڑ رہی ہین تماشبینون کی نگاہین پڑ رہی
ہین ہر طرف کٹورا کھنک رہا ہی یا کالے ہوا پرے حفاظت ساحر شامیانہ ابر کھینچے ہوئے کھڑے
ہین برقین چمک رہی ہین یہ انتظام احتیاطاً کیا گیا ہی کہ اکثر موقعون پر نیچے لیجاتے ہین تو شاید
کوئی چھڑانے والا آجائے تو اُسے بھی گرفتار کرین قیدی کو بھی لیجا نہ سکے غرضکہ اب ساعت
قتل آگئی قیدی کو چبوترے پر بٹھایا جلاد تیغ بکف سر پر آکر کھڑا ہوا حکم طلب کیا اُسوقت میلے
کی گھما گھمی موقوف ہی سوانگ تماشا برابر سے تخت لگائے ہوئے تماشائے قتل دیکھنے کی غرض سے
کھڑے ہین یہان ارغوان شاہ دریا باری تخت پر بیٹھا ہی آج اُس نے تاج مکلل زیب
سر کیا ہی یہ روز ان کافرون کو عید سے زیادہ ہو گیا ہی بلکہ اعلان ہوا تھا کہ جو شہر قتل دیکھنے آئے وہ ایک کلاہ
بیش قیمتی حسب حیثیت پہن کر آئے اور یہ صلاح طاؤس آتش زن کی ہوئی تھی بادشاہ
اس طرح خاطر ہین کر رہا ہی آنکھین چھپا رہا ہی طاؤس نے جو غرض اسمین رکھی تھی وہ تو یہی ہے
بظاہر یہ کہدیا تھا کہ آج روز سر فرازی ہی لہذا کلاہ عزت سر پر رکھنا چاہیے ہر ایک نے تعمیل
ارشاد کی تھی غرضکہ طاؤس آتش زن پاس بادشاہ کے بیٹھا ہی امرا وزرا سب جمع ہین جلاد نے
پہلا حکم پاکر خط گردن پر کھینچ دیا ہی دوسرا حکم مانگا ہی تا کہ تیسرا حکم پاتے ہی تول کر ہاتھ مارا
سر تن سے اڑ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوئی تمام زمین کو زلزلہ آیا آندھی چلی
خاک اڑی پھر شور مچانے لگے کہ مارا جوان کشتی یعنی نامم من طاؤس آتش زن جادو بوی جیسے
مردیم و جان وادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ حالت دیکھکر ارغوان شاہ نے کہا کہ ارے
یہ کیا غضب ہوا یہ عمرو قتل ہوا یا طاؤس مارا گیا طاؤس نقلی جو پہلو مین بیٹھا تھا لرزہ کر کے
اٹھا باشی اے گروہ کفار خبردار ہوشیار باشید کہ منم عمرو ثانی دیکھو عیاری اسکا نام ہی کہ تمہارے
ملازم خاص کو تمہی سے قتل کروایا اُلٹا الزام لیا تمام شہر کو لوٹ کھایا اور دیکھو پھر لوٹتے
ہین ارغوان شاہ نے چاہا کہ کچھ سحر کرے کہ عمرو نے جست کی اور تاج اسکا چپت مار کر چھین لیا
اور نظرون سے غائب ہو گیا کوئی کہتا تھا عمرو اُدھر گیا کوئی کہتا تھا اِدھر آیا ہی اسی طرح
مین آپ نے صورت اپنی بدل کے ایک جانب کھڑے ہوکے چال الیاسی جو مارا سب کے
سر سے ٹوپیان لے گئے یہان سے جست کی وہان وہان سے جست کی یہان ہر جست مین
گلیم اوڑھ لیتے ہین صورت اپنی تبدیل کر ڈالتے ہین کوئی پہچان نہین سکتا دھوکے مین
لوگ قتل ہو رہے ہین قیامت کبری برپا ہی ایکبار جو نظر کی تو تمام خلق برہنہ سر نظر آرہی ہی
سب کی ٹوپیان چال مار کر اتار لیگئے پھر ایک گوشے سے آواز دی کہ تم لوگ بڑے بے حمیت
تھے کہ اتنا بڑا رفیق تمہارا مارا گیا اور تمنے کچھ اسکا غم نہ کیا اسی سے مین نے تم سب کو سر برہنہ
کرکے ماتمدارون کی صورت بنادی تا کہ روح طاؤس جادو کی تم سے ناراض نہو یہ کہتے ہی
پھر غائب اب میلے کی دوکانین پھر لوٹنا شروع کردین اس ہنسولون کی تھالیان غائب ہو گئین
آتش خوانچہ والے کا خوانچہ مٹھائی کا سمیت آنکھو کے آگے سے پوشیدہ ہو گیا حقہ والا کھڑا سر پیٹ رہا ہی
کہ ارے ابھی کسی نے میرے ہاتھ سے حقہ لیا مین نے گاہک سمجھکر دے دیا تھا وہ تو ہین کا ہین غائب ہو گیا اور

رنڈیون کے زیور اتر گئے بوچے بوچے کان لیے بیٹھی ہین میلے مین آنے کی اچھی گوشمالی ہوئی
آج سے کان ہو گئے کہ اب ایسی خطا نہو گی انتہا یہ ہو کہ وہ گھوڑے تک جو کوتل کھڑے تھے
پتا نہین لگتا کہ کیا ہوے آیا تو میلے کو لوٹ لاٹ کے چلدیے لیکن یہان ارغوان شاہ دریا
باری نہایت حیران و پریشان ننگے سر گردن جھکائے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا جو
لوگ شہدے تھے سر بازار ہنستے تھے کہ واہ رہی سلطنت اندھی نگری چوپٹ راج اسی کا نام
ہو کہ اتنی تمیز نہوئی کہ یہ ہمارا ملازم قتل ہوتا ہو دشمن بغل مین اور دوست زیر تیغ واہ کیا اُلٹی
گنگا بہی ہو یہی علامتین ادبار کی ہین کہ بادشاہ کی عقل پہ زوال آ گیا جہان جہان سامان رقص
وغنا ہوا تھا طائفے پہلے سے مقرر کر لیے گئے تھے وہ عوض مجرا کرنے کے طاؤس کا پرسا دے دیکر
چلے گئے جہان جہان فرش شادی و سرور بچھا تھا صف ماتم ہو گیا لوگ پھر عمرو کی تلاش مین
روانہ ہوے ہین یہان ارغوان شاہ پریشان بیٹھا ہو ایک ساحر کو تمام کیفیت تحریر کر کے پاس
خونخوار اژدر گیر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ کر دیا کہ عمرو نے یہان آکر آفت برپا کی
طاؤس مارا گیا تمام شہر کو لوٹ لے گیا کوہ تاریک مین اندھیر برپا ہو گیا مردار خوار جادو ماری
گئی آگے حال نہین معلوم کہ کیا ہوا نامہ بر نامہ لیکر طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا یہان
ارغوان شاہ خیمہ سے باہر ٹہل رہا ہو کہ یکایک آسمان پہ ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئی نمودار
ہوئین رعد کی گڑگڑاہٹ ابر کی سیاہی یہ سب سامان ایسے تھے جیسے آمد موج ساحران ظاہر
ہوتی تھی ارغوان شاہ دریا باری دیکھنے لگا کہ یکایک وہ ابر نیچے اُترنا شروع ہوا
قریب پہونچتے ہی ابر شق ہوا اور ایک ساحر تخت جواہر نگار پہ تاج بر سر چار قب شاہنشاہی
در بر جھولی سحر کی لگی ہوئی ہاتھ پر ایک مینا بیٹھی ہوئی نمودار ہوا اور تخت بالائے ہوا سے نیچے اُترا
اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم خداوند سرجیل بن جمشید یہ دیکھتے ہی ارغوان شاہ سجدے کو
جانب زمین جھکا عقب مین سرجیل جادو کے چالیس ہزار ساحران بدکردار بلائے بد آفت
کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون پر تشقے کھینچے ہوے گلون مین زنار
پڑے ہوے ڈیرو بجتے ہوے ترسول پنج سول بلند سنگھ پھنکتا ہوا لشکر کے پھریرون پر
تصویر سامری و جمشید بنی ہوئی سب کے سب زمین پر اُترے ارغوان شاہ دریا باری
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کس ارادے سے اِس طرف تشریف لانا ہوا کیا میرے
دن پھرے کہ خداوند نے اپنے ایک بندہ ذلیل کو سرفراز فرمایا سرجیل نے کہا کہ اے
ارغوان شاہ تو نے ایسی اطاعت تمثال آئینہ رو کی اختیار کی کہ خداوندان قدیم کو اپنے کہ
جنھون نے تمثال آئینہ روا یسے سیکڑون بنا بنا کر بگاڑ ڈالے ایسا چھوڑ دیا کہ کبھی یاد بھی نہین
کرتے ہو یہی سبب ہو کہ انواع اقسام کی بلاؤن مین مبتلا رہا کرتے ہو ارغوان شاہ نے عرض کی کہ
یا خداوند جس خداوند کو نہین مانتے ہین یا اُسکی اطاعت مین کمی کرتے ہین وہی جان مارنے
کو موجود ہو جاتا ہو اگر ہم تمثال آئینہ رو کی اطاعت مین کمی کرتے ہین تو ہمین یہ سزا پہونچاتا
ہو ہم کیا اُس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے اور ایسا کرتے بھی تو مارے جاتے

اُسکا کیا بنا سکتے تھے اب آپ تشریف لائے ہین آپکی اطاعت کرینگے لیکن آپ ہی باہم فیصلہ کر لیجیے تاکہ ہمین معلوم ہو جائے کہ کون خداوند زبردست ہی کہ ہم اُسی کی اطاعت کرین سرخیل نے کہا مین اسی غرض سے نکلا ہون کہ دین سامری و جمشید کو کہ جو جہان مین رائج ہی رائج کرون مگر دوسرے خداوندون کی شرکت ہو گئی ہی اُس سے خالص کرون اور جن بندون نے کمالات سیکھ کر دعویٰ خداوندی کے کر لیے ہین اُنکو سزائے مقتول دون جو قائل ہو جائین اُنکو نائب قدرت مقرر کرون ورنہ قتل کرون یہ سُنکر ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ نہایت مناسب ہی یہ کہکر سرخیل کو ایوان شاہی مین لایا تخت پر جگہ دی سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا جب ایک روز گذر گیا تو دوسرے دن سرخیل جادو تخت پر بیٹھا ہی اور ارغوان شاہ مثل غلامون کے ہاتھ باندھے سامنے استادہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک کاغذ صحرا مین اُڑتا ہوا ہمارے ہاتھ لگا ہی وہ دست عمرو ثانی کا لکھا ہوا ہی دستخط بھی بنا ہوا ہے وہ حاضر ہی باقی عمرو کا کہین پتا نہین لگتا ارغوان شاہ نے وہ کاغذ لیا اور پڑھنے لگا سرخیل نے کہا باواز بلند پڑھو تاکہ مین بھی سنون ارغوان شاہ نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا اُسمین لکھا تھا کہ اے ارغوان شاہ دریا باری خبردار ہو ہوشیار باش کہ منم عمرو ثانی مین تجھے آگاہ کرتا ہون کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو لعنت کر بتون پر قبول کر دین اسلام کو ورنہ یہ یاد رہے کہ تجھکو اور تیرے خداوند بھڑوے کو بھی اپنی پاپوشین لگاؤنگا کہ منھ سجا دونگا دیکھ ایکبار روز مین نے تیرے تمام شہر کو لوٹا تیرے رفیق کو تیرے ہاتھ سے قتل کروایا اور تیرے بنائے کچھ نہ بنی اور اگر تجھکو کچھ سہارا امتثال آیئنہ رو کا ہو تو وہ بھی اب چراغ سحری ہو رہا ہی اور اسکی خداوندی بھی تمام ہونے کو ہی مین نے خضران درویش کو چھوڑایا اور قتل امتثال کا اسباب مجھے مہیا ہو چکا اب جانا اور مار ڈالنا ہی اور کچھ زیادہ وقت نہین ہی مگر واہ کیا اچھی خداوندی ہی یہ کرائے کی خداوندی بھی نئی خداوندی ہے جس نے اُسے بنا دیا تھا اُسی نے بگاڑ کا سامان بھی دیدیا ہی یہ مضمون پڑھتے ہی تو ارغوان شاہ مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا لیکن سرخیل بہت ہنسا اور کہا کہ قلعی کھل گئی ساری خداوندی معلوم ہو گئی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ آپ تو خداوندزادے ہین اور اس عیار مکار کی آجتک کوئی فکر نہ کی جبتک اسکا باپ امیر اول کے ساتھ رہا اُس نے ہزارون خداوندیان بگاڑدین صدہا ساحر مار ڈالے جب سے اُس نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اس نے خروج کیا اس نے بھی وہی حالت کر رکھی ہی بلکہ یہ اُس سے زیادہ مکار ہی کیونکہ سنا ہی مین نے کہ پہلی ملاقات مین جبکہ چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی اور عمرو کو حال سے اسکے آگاہی نہ تھی اس نے مصافحہ کرکے انگوٹھیان اُتار لی تھین یہ چور کا چور ہی سرخیل نے کہا کہ اگر ہم ایسے بندون کو نہ پیدا کرتے تو سران سرکشون کا کون کچلتا کہ جنکو خداوندی کے دعوی ہو رہے ہین مگر خیر جو تم اُس سے ڈرتے ہو تو مین اُسے سردست گرفتار کیے لیتا ہون یا اپنے پاس قید رکھونگا یا تمھاری سرحد کے باہر پھکوا دونگا تاکہ تمھین اذیت نہ دے

اور ابھی اُسکا مار ڈالنا مناسب نہین ہی کیونکہ خداوند طول حیات کا اُس سے وعدہ کر چکے
ہین اور خداوند سے وعدہ خلافی کبھی نہو گی دیکھو وہ ابھی گرفتار ہو کر آتا ہی ارغوان شاہ نے
کہا اُسکا تو کہین پتا ہی نہین لگتا وہ گرفتار کیونکر ہوگا سرخیل کو غصہ آگیا اور پکارا کہ خداوند سے
چھپ کر وہ کہان جا سکتا ہی اسی کج اعتقادیون نے تم لوگون کو برباد کر رکھا ہی دیکھو یہین بیٹھے
بیٹھے عمرو آیا جاتا ہی یہ کہتے ہی اُس مینا کیطرف جو ہاتھ پر اُسکے بیٹھی ہوئی تھی دیکھا اور چمکاری
دیکر پوچھا کہ بتا عمرو کہان ہی یہ سنتے ہی مینا نے چار طرف گردن پھرا پھرا کر دیکھا اور چہکار کر مثل
انسانون کے گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو اسوقت صحراے شمالیہ مین ہی اور گھسیارا بنا کھڑا ہی
کسی کی کھرپی چرالی ہی کسی کی گھانس کم کر کے دوسرے مین ملا دی ہی کسی کا بندھا بندھایا گٹھا
غائب کر دیا ہی وہ ایک دوسرے کو گالیان دے رہے ہین آپسمین لڑ رہے ہین کہ تو نے
ہماری کھرپی لی ہی وہ کہتا ہی تو نے میری گھاس چرا کر اپنے پہان ملا لی ہی گھسیارون
مین جوتا چل رہا ہی یہ سنکر سرخیل بہت ہنسا تمام اہل دربار اور ارغوان شاہ وغیرہ
کچھ تو کرامت خداوند سرخیل پر وجد کر رہے تھے کچھ عمرو کا حال سنکر اور بھی ہنسنے لگے
سرخیل نے کہا دیکھو کیا شوخ بندہ ہمنے پیدا کیا ہی سب کہہ رہے ہین کہ معاذ اللہ نقل
کفر کفر نباشد ٭ خدا کی باتین خدا ہی جانے الحاصل سرخیل نے قصد کسی ساحر کے بھیجنے کا کیا
ساتھ ہی اُسکے یہ خیال ہوا کہ مبادا کوئی افتاد پڑے تو بیہودہ کہا جائیگا لہذا سحر کو بھیجنا
چاہیے بس ایک صندوقچہ نکالا کہ یہی اُسکے عمر بھر کا ریاض تھا اُسکے سحر کا جواب دینے والا
عالم مین دوسرا نظر نہ آتا تھا بس کلید سحر لگا کر اُسے کھولا تو چار خانے نظر آئے سرخیل نے
ایک خانے کا ڈھکنا اُٹھایا اور ایک پتلی کوئی ڈھائی تولے کی طلائی خانہ مین سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس نے پر پرواز پیدا کیے اور سر پر سرخیل کے ساتھ چکر
لگا کر بالاے ہوا قائم ہوئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی سرخیل نے کہا کہ عمرو
اسوقت کہان ہی اور کیا کر رہا ہی پتلی مثل برق کے چمکی اور آواز دی کہ یا خداوند وہ ہنڈیا لاکر
ایک چھپریا مین بیٹھا سالن گرم کر رہا ہی آگ پھونک رہا ہی سرخیل نے کہا کہ اللہ رے
اُس کے اطمینان اور پتلی سے کہا کہ جا اُٹھا لا عمرو کو پتلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی
وہان سے اُڑی اور جانب صحراے شمالیہ روانہ ہوئی یہان خواجہ عمرو ثانی جب
گھسیارون کو لڑوا چکے کھرپیان و جالیان انکی چرا چکے تو خیال ہوا کہ ای عمرو یہ بلک بیگانہ
عالم تیرا دشمن اگر تو یونہین پھرا کریگا تو یقینی پھر گرفتار ہو جائیگا اور تیر کا تنکا کس وقت کیلیے
ہوئے ہین یہ خیال کر کے اُسی وقت زنبیل سے منڈھی حضرت داؤد علیہ السلام کی نکالی
اور اُس مین پانی اُسمین بیٹھکر یہ خیال کیا کہ بہت دنون سے بھوکھا ہی کہین کچھ بیٹھکر کھالی
یہ سوچ سارچ کر کچھ سوکھے ٹکڑے نکالے پانی مین توڑ توڑ کر ڈال دیے ہین کچھ باسی سالن
جو نان بائی کی دوکان پر سے چرایا تھا زنبیل مین امانت رکھا ہوا تھا اُسے مجبور ہو کر نکال
لیا ہی کہ سڑ جائیگا اس سے سوارت کر لینا بہتر ہی یہ سوچکر کچھ کوسلے نکالکر وہ بھی رکھ دیا ہی وہ الگ

گرم ہو رہا ہی یہ بالکل سرخیل جادو سے بیخبر بیٹھے ہوے ہین کہ یکایک کڑ سے بجلی کڑکی اور ایک بالشت
بھر کی پتلی طلائی جس کے پر زمرد کے آنکھین یاقوت کی چمک رہی ہین سامنے سے چلائی کہ کیون منڈی کاٹم
تو اس جھجڑیا مین چھپ کر بیٹھا ہے چل تجھے خداوند نے یاد کیا ہی عمرو نے اسکی طرف
غور سے دیکھا اور کہا کہ اتنے سے قد پر یہ زبان درازی دور ہو فطامہ نہین تو ابھی نگینون چیر کر
پھینکا دونگا وہ خداوند تیرا کون ہی جس نے تجھے بلا بھیجا ہی مین اسکے باپ کا نوکر نہین ہون جو چلا جاؤن
یا تیری دھمکیون مین آجاؤن جا کہدینا اسی طرح پتلی گالون پر طمانچے مارنے لگی کیہ ہی کہ خداوند
کی شان مین بے ادبی کرتا ہی موا بڑا ڈھیٹ ہی اور چلائی کہ اگر یون نہ چلیگا تو تجھے باندھکر لیجاؤنگی
تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون میرا نام تصویر قدرت ہی اور خداوند ہمارا ایسا
ویسا خداوند نہین ہی تو نے سنا ہوگا نام سامری وجمشید کا ہمارا مالک وخداوند بیٹا ہے
خداوند جمشید کا سرخیل جادو نام ہی عمرو کو اسکی باتون پر کچھ تو ہنسی آتی ہی اور باتین اسکی
اچھی بھی معلوم ہوتی ہین کہ بالشت بھر کی طلائی پتلی کیا باتین بنا رہی ہی کیا چمک رہی ہی لیکن سمجھ
لیا ہی دل مین کہ یہ اصلی نہین ہی بلکہ سحر کا کارخانہ ہی ورنہ مین اسے ایک پنجرے مین بند کرکے پالتا
اور ایسی گالیان دینا سکھاتا اور اسکو حمزہ پاس لیچل کر باتین سنواتا الحاصل عمرو نے ایسا
سخت سست کہا کہ پتلی کو غصہ آیا اور تاؤ کرکے اپنے مقام سے مثل بجلی کے تڑپی اور چلی کہ
گھس کر منڈھی مین پکڑ لون اسنے بس جیسے ہی چاہا کہ داخل ہو منڈھی مین عمرو نے ہاتھ سے اشارہ
کیا کہ دیکھیے گا اسکو جانے نہ پائے بڑی گستاخیان کر رہی تھی پتلی سر تلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی
عمرو نے جھپٹ سے پکڑا تو مردہ صد سالہ تھی نہ بات کرتی تھی نہ سانس لیتی تھی دیکھا کہ سونے کی پتلی
کوئی ڈھائی تولے کی ہوگی یاقوت کی آنکھین چمک رہی ہین اب کبھی تو یہ قصد کرتے ہین کہ اسے
کچل ڈالنا چاہیے اور کبھی کہتے ہین کہ بھئی یون ہی اچھی ہی اسے یون ہی رہنے دو لیکن حال
وہان کا سنیے کہ بعد روانہ ہونے پتلی کے جب معمول سے زیادہ عرصہ ہوا تب ارغوان شاہ
نے کہا یا خداوند عمرو لالچی بڑا ہی اور پتلی سونے کی ہی ایسا نہو کہ اس نے پکڑ لیا ہو
اسکو یہ سنکر سرخیل جادو بہت ہنسا اور کہا بیوقوف سونے کی پتلی تو ہی مگر عمرو اسے پکڑ سکیگا
کیونکر اگر قلعہ آہن بھی ہو تو اسکو روک نہین سکتا پتلی دیوار کو توڑ کر نکل آئیگی اور عمرو ایسے
دس ہونگے تو انکو باندھ لائیگی دیکھو مین اسکی بہن کو روانہ کرتا ہون یہ کہتے ہی صندوقچہ کا دوسرا
خانہ کھولا اور ایک اور پتلی ویسی ہی نکالی اور ایک ڈوری ریشم کی اسکے ہاتھ مین دی اور کہا
کہ جا عمرو کو باندھ لا اور اپنی بہن کو بھی پکڑ لانا اور کہنا کہ حرامزادی یہان آکر مر رہی اور خداوند
کے کام مین عرصہ لگا دیا پتلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی روانہ ہوئی اسوقت سامنے
منڈھی کے پہونچی کہ عمرو نے دونون آنکھین اسکی پھوڑ کر یاقوت نکال لیے تھے اور پر زمرد کے
اکھڑ چکے تھے سو تا بھی کس کر دیکھ لیا نقاب بیچے ہوے جواہر کو پرکھ رہے تھے اور خدا کا
شکر کر رہے تھے کہ خیر صبح صبح دو چار لاکھ کی ٹہنی تو ہوئی آج کسی اچھے کا منھ دیکھا تھا
یہ حال دیکھتے ہی پتلی نے چیخ ماری اور پکاری کہ اوموے ہاے یہ تو نے میری بہن

انکا کیا حال کیا ارے کیا تو غضب خداوند سے آگاہ نہین ہے اور ریشم کی ڈوری دکھا کر کہا کہ دیکھ
اسی رسی سے تجکو باندھ کر لیجاؤنگی ہاے تو نے میری بہن کو مار ڈالا خیر خداوند تجہ سے سمجھ لینگے
اور اب مین کسی انعام کے بدلے خداوند سے اپنی بہن کو زندہ کروالونگی ایک مرتبہ اسکی آمد دیکھکر
عمرو ثانی چونک پڑے اور آواز دی کہ ہائین تیلیون کا ڈربہ کھل گیا ارے مردار تو کہان سے
آئی تم سب کتنی ہو تیلی نے آواز دی کہ ہم سب چار بہنین تھے مگر اب تین ہی رہگئین ایک کو
تو نے مار ڈالا ہم سب اُسے یاد کر کے تجھے کوسا کرینگے موے تو نے بڑا غضب کیا عمرو نے
اُسکو دکھا کر تیلی کو تھوڑی سی کچل ڈالا بس یہ دیکھنا تھا کہ بلبلا کر اور بیتاب ہو کر تیلی چلی
جیسے ہی منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا سر نیچے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی عمرو نے جلدی سے اسکو
بھی پکڑ کے پر نوچ ڈالے آنکھین نکال لین سونا کچل ڈالا کانٹا بانٹ نکال کر تولنے لگے وہان جب
دوسری تیلی کو بھی آنے مین دیر ہوئی تو سرخیل کو نہایت غصہ آیا اور تیسرا خانہ کھولکر تیسری
تیلی کو بھی تاکید کر کے روانہ کیا یہ اُسوقت پہونچی کہ عمرو کانٹے مین تول کر سونے کو پرکھ رہے
تھے کسوٹی پر کس رہے تھے کہ کیسا ہی کھرا ہی یا کھوٹا دیکھا بہت ہی عمدہ کندن ہے
تیلی یہ حال دیکھکر چلائی کہ او موے تیرا ستیاناس جائے ارے تو نے میری دونون بہنون
کو مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون عمرو نے کہا تو بھی آ تیرا بھی یہی حال ہوگا یہ سننا تھا
کہ تیلی تڑپ کر جو چلتی ہے جیسے ہی منڈھی مین چلی اُلٹی ہو کر لٹک گئی عمرو نے اُسکو بھی قبضہ مین
کیا شکر خدا بجا لائے کہ صبح صبح ابھی کھانا بھی نہین کھا چکے تھے کہ تو نے اتنے کی مزدوری کرادی
لیکن وہان سرخیل نے غصہ مین آکر چوتھی تیلی کو بھی روانہ کیا اور کہدیا کہ رسن مین ایک طرف
تو اپنی تینون بہنون کو اور دوسری جانب اُس دزد مکار یعنے عمرو عیار کو باندھکر لے آ تیلی
اُسی وقت چمک کر اُڑی اور مانند تیر شہاب کے روانہ ہوئی اور سامنے منڈھی کے پہونچتے ہی
ایک چیخ ماری کہ دل عمرو کا ہل گیا زمین جا بجا سے شق ہو گئی عمرو یا تو سونے کو دیکھ دیکھ کر
خوش ہو رہے تھے یا اُچھل پڑے اور آواز دی کہ او مردار اتنے سے قد پر یہ آواز خدا تیرا
حلق ٹھکانے تیلی نے کہا کہ بتا موے کہ میری تینون بہنین کہان ہین عمرو نے وہ کچلی ہوئی
تیلی اُٹھا کر دکھا دی تیلی نے کہا ہاے تو نے انکا یہ حال کیا جب ہی یہ بیٹھ رہین اور مجھ تک
نہ آسکین دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہتے ہی اب جو تڑپتی ہے زن سے منڈھی کے اندر
لیکن دیکھا تو اُلٹی لٹکی ہوئی ہے عمرو نے ہتھوڑی سے اسکا بھی سر کچلا پر نوچے آنکھین
نکالین اب ان چارون کو تو داخل زنبیل کیا اور آپ کھانا کھانے مین مصروف ہوے
وہان سرخیل کو پھر خلجان ہوا اور اسنے کہا کہ مین خود جاتا ہون بغیر میرے جائے کام
نہ چلے گا یہ کہتے ہی زمین پر غلطک ماری اور پر پرواز پیدا کر کے چلا بینا ہاتھ پہ بیٹھی ہوئی اُسوقت
پہونچا کہ عمرو کھانا کھا چکے تھے ہاتھ منہ دھو کر رومال سے منہ پونچھ رہے تھے کہ سرخیل نے
شور کیا باش اے دزد مکار منم خداوند سرخیل جادو کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی
ارے غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو گرفتار کیا اب مین تجھے گرفتار کرونگا کہان جائے گا

بلکہ میرے ہاتھ سے یہ کہتے ہی غصہ کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر مینا پر دم کیا اور کہا اُٹھا لا بیچہ مین
اسکو یہ سنتے ہی مینا ہاتھ پر سے اُڑی اور عمرو کی طرف چلی ہنوز منڈھی کے اندر بھی نہ آنے
پائی تھی کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور مینا کو پکڑ لیا ہر چند وہ چیخا کی آپ نے کچھ سماعت نہ کی
اور جال مینا سمیت داخل زنبیل کر لیا سرخیل جادو کو نہایت غصہ آیا پانچ سحر اس کے خالی
جا چکے ہین اب اجھنجلا کر یہ آپ چلا ادھر عمرو نے ڈانٹا کہ آ تو سہی دیکھ تیری بھی یہی حالت کرونگا
عمرو نے اور تاؤ دلا کر اسکی عقل کو کھو دیا ورنہ شاید یہ خیال کرکے رک جاتا کہ جب تیرے
سحر خالی گئے تو تو کیا کر سکتا ہے بس جیسے ہی جھپٹ کر چلا عمرو نے آواز دی کہ لیجئے گا اسکو
ساتھ ہی آواز کے دیکھا تو سر نیچے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگیا عمرو نے اسکو بھی گرفتار کیا اور
کہا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین سرخیل جادو نے انکار کیا اسلام سے عمرو نے
ہر چند سمجھایا مگر قلب اسکا سیاہ تھا یہ ملعون کب مانتا تھا عمرو نے گنبد عیاری کا نکالا اور
منھ مین کمانی چڑھا کر گنبد حلق مین ٹھونس دیا کہ کوئی بات نہ کر سکے اور رنگ و روغن عیاری
لگا کر صورت اسکی اپنی بنائی اور آپ سرخیل کی شکل بنکر بیٹھے ایک پہاڑی مینا ہاتھ پر بٹھال
لی اور منڈھی کو حکم کیا کہ بالائے ہوا طرف شہر ارغوانیہ کے اُڑ کر چلے فوراً منڈھی اُڑ کر روانہ
ہوئی وہان کا حال سنیے کہ ساحر منتظر بیٹھے ہین کہ خداوندزادہ ہمارا عمرو کو گرفتار کرکے لاتا
ہوگا کہ یکایک بالائے ہوا سے ایک لکہ ابر کا معلوم ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ
ایک منڈھی اُڑتی چلی آتی ہے اور سرخیل جادو منڈھی مین بیٹھا ہے عمرو مقید آگے رکھا ہوا
ہے لوگ خوشی مین سنکھ پھونکنے لگے ناقوس بجانے لگے آوازین یا سامری یا جمشید کی
بلند ہوئین ارغوان شاہ کے چہرے پر سرخی آئی آثار مسرت نمودار ہوئے اچھل پڑا
کہ یہ کام آپ ہی کا تھا ورنہ یہ مکار کسی کے دام مین نہ آتا بعضون نے شک دلا دیا تھا کہ کہین
طاؤس کا ایسا معاملہ نہو کہ عمرو سرخیل بنکر سرخیل ہی کو قتل کروا ڈالے تو بڑا غضب ہو
لیکن ارغوان شاہ نے اُن لوگون پر تنبیہ کی اور کہا کہ توبہ کرو بھلا کسکی مجال ہے کہ خداوندزادے
کو گرفتار کرے اور بہ فرض محال اگر ایسا ہو بھی تو کہین خداوند کو بندے قتل کر سکتے ہین اور
اگر ایسی ہی خداوندی ہے کہ خداوند بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو ہم ایسے خداوند
باز آئے اور بدیہی بات تو یہ ہے کہ عمرو ساحر نہین پھر بالائے ہوا اُڑ کر کس طرح آ سکتا تھا
غرضکہ سب کو اطمینان ہوا کہ واقعی مین خیال ہمارا غلطی پر تھا یہ سرخیل اصلی ہے نقلی نہین ہے
الحاصل سرخیل نے منڈھی کو زمین پر اُتارا اور میدان خونی کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ اس
مینا نے جو کچھ کام کیا ہے وہ کیا ہے ورنہ یہ دزد کسی طرح گرفتار نہوتا چارون پتلیان تو خدا جانے
بہک کر کہاں نسے کہان چلی گئین ہر مرتبہ یہ صورتین بدل لیتا ہے وہ دھوکے مین اسے چھوڑ کر اور کسی طرف
چلی گئی تھین آخرکار مین نے غصہ مین چارون کو جلا دیا مین پھر تیار کر لونگا غرضکہ ارغوان شاہ
نہایت شاد و بشاش ہے پھر ڈھنڈھورا پیٹ دیا گیا ہے قتل عمرو کا سامان ہے لوگ جمع ہو رہے
ہین آپسمین چرچے ہوتے ہین کہ کبھی ایک دفعہ تو اتنا بڑا دھوکا ہو چکا ہے ابھی دیکھیے کیا

ہوتا ہی بعض کہتے ہین کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہی بھلا کہین ہر مرتبہ ایسا ہو سکتا
ہی دوسرے یہ بھی کوئی طاؤس جادو ہی یہ خداوندزادہ ہے بھلا کب دھوکے مین آنیوالا
ہی بعض بگڑے دلون نے کہا بلکہ اگر ایکی بھی ویسا ہی دھوکا ہوا تو ہم مذہب اسلام کو
برحق سمجھین گے وہ بھی کوئی خداوند ہی جو بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے یہان تو یہ چرچے
ہین اور قریب قریب تمام شہر یکدل ہو گیا ہی کہ اگر خداوندزادہ قتل ہوا
تو ہم مسلمان ہو جائین گے وہان سرخیل نقلی نے مینا بادشاہ کے ہاتھ ایک لاکھ روپیہ کو
بیچی اور کہا کہ یہ تمھارے کام آیگی مین تو اور بھی بنا سکتا ہون اور قیمت تمسے صرف اسوجہ سے
لی کہ مصلحت خداوندی مین نہ گذرا کہ یہ شے تمکو مفت دے دیجائے کیونکہ تم محتاج نہین
ہو ایسی مصلحت خداوند کی غریبون پر ہوا کرتی ہی ایسی کچھ باتین بنانا شروع کین ہین کہ
سب کو یقین ہی کہ یہ سرخیل جادو ہی الغرض جب دوسرا دن ہوا اور میدان خونی کی
تیاری ہوئی لوگ جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اگر اسکا سامان پورے طور سے بیان کیا
جائے تو داستان کو طول ہوتا ہی بس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ جیسا سامان ایک میدان خونی کا ہم
لکھ چکے ہین جب عمرو طاؤس آتش زن کی صورت بنکر آئے تھے اور طاؤس اصلی کو
اپنی شکل بناکر قتل کروایا تھا اس سے کچھ زیادہ تیاری اس میدان کی ہوئی ہی جب تمام
عالم جمع ہو چکا تخت ارغوان شاہ کا صدر مین قائم ہوا ارغوان شاہ دریا باری تو دوبہ
سامنے بیٹھا ہی اور سرخیل جادو کا حکم جاری ہی کیونکہ اول تو یہ لوگ اپنا خداوندزادہ خداو
سمجھتے ہین دوم یہ کہ سرخیل نے اتنا بڑا کام کیا ہی وہان عمرو نقلی زیر تیغ بٹھایا گیا ہے
جلاد حکم پوچھ رہا ہی جیسے ہی تیسرا حکم پہونچا جلاد نے ہاتھ مارا کہ سرخیل کا سر تن پر سے اڑ کر
دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ تڑپنے لگا اسکا قتل ہونا تھا کہ خون بجس سے اسکے شعلے نکل نکل کر
ہر چہار جانب فوج پر اسکی گرنے لگے ساحر جلنے لگے ہر چند سحر پڑھکر ردسحر کرتے تھے مگر کچھ نہوتا تھا سب
حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہی سرخیل نقلی کہہ رہے تھے کہ آج ہمین معلوم ہوا عمرو بڑا ساحر زبردست
تھا جیسے مرنے کے بعد بھی اتنون کو مارا اور کسی سے ردسحر نہین ہو سکتا اسوقت تک بیرون سے
شور نہین کیا تھا جبتک یہ ملعون تڑپتا رہا ایک قیامت کبری برپا رہی آخر ہاتھ پانون مارکر سرد
ہو گیا بس اسکا مرنا تھا کہ زمین کو زلزلہ ہوا آسمان سے آتشبازی ہوئی سیکڑون جل گئے کتنے ہی
سرد ہو گئے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخیل جادو بن جمشید جادو بود حیف مردیم
و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس آواز کے آتے ہی سرخیل نقلی نے نعرہ کیا منم جانشین مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار ای کافران بدکردار دیکھا تمنے کہ جسے تم خداوند سمجھتے تھے کیا حال کیا مین نے اسکا یہ کہتے ہی تاج
ارغوان شاہ کا لیا اور لوٹ مین لگا دیا تمام میلے کو آج پھر لوٹ لیا سرخیل کے لشکر کے ساحر جو لعد
نے اپنے سردار کے اسی کے خون سے جل جلکر خاک ہو چکے تھے انکا تو سوائے عمرو کے وارث ہی
کون تھا اور جو لوگ زندہ تھے انہین بھی بھگدڑ مچی تھی جانون کو غنیمت جان کر بچا سکے تھے مال و زر چھوڑ چھوڑ کر

بھاگے جاتے تھے عمرو نے آج بھی خوب لوٹ مچائی اور چلتے ہوئے بیان لبد عذر موقوف ہوئی کہ
ارغوان شاہ دریا باری کا اعتقاد برگشتہ ہوا اور طبیعت دین اسلام کی طرف مائل
ہوئی خیال گذرا کہ ایک عیار لشکر اسلام کا اور خداوندزادے کو مار ڈالے یہ کیسا خداوندزادہ
تھا کہ بندے کے ہاتھ سے قتل ہوگیا لعنت ہے ایسے خداوند مسخرے پر شب کو اسنے بستر خواب پر
آرام کیا جسوقت صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے دربار میں آیا اسی وقت
حکم کیا کہ اشتہار جاری کرو ہماری طرف سے کہ مین نے دین خدا پرستی کو اختیار کیا اور پولے دو سو
خداوندوں پر لعنت کی جسے اس دین برحق کو اختیار کرنا ہو وہ رہے ورنہ ہمارا ملک خالی کردے
اور دوسرا اشتہار اس مضمون کا جا بجا چسپان کیا جائے کہ ای رائج دین برحق ای شناسندۂ رب
مطلق ای مہر سپہر عیاری مین نے تو بہ کی اپنے افعال سے اور لعنت کی تمثال آئینہ رو پر لہذا اگر آپکو
یہ ثواب بیحساب لینا ہو تو ظاہر ہو کر بیخوف تشریف لایئے یہ سنتے ہی اشتہار تحریر ہونے لگے اور تمام
شہر مین جا بجا گذرگاہ عام پر چسپان کردیے گئے دوسرے ہی روز ارغوان شاہ دربار مین
بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص روبرو سامنے سے نمودار ہوا اور سلام وعلیک کی ارغوان شاہ نے
صورت پہچانی تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا جواب سلام دیا اور عرض کیا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہے لیکن جو آپکے دین مین آئے وہ کیا کہے عمرو نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا ارغوان شاہ اسی وقت
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور ارکین دولت و مشیران مملکت بھی مسلمان ہوے تمام شہر
مین مسجدون کی بنا پڑی مندر کھدوا ڈالے گئے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا دل ہر ایک کا فرکا
دردمند ہوا جنکے قلب سیاہ تھے وہ ملک کو چھوڑ کر نکل گئے باقی سب نے دین اسلام قبول
کیا تمام شہر ارغوانیہ اسلام آباد ہوا لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ارغوان شاہ کو بوقت
شب خواب ہوا اور سیر بہشت و دوزخ کی دکھائی گئی اور کسی بزرگ نے ترغیب دین اسلام کی
دلوائی یہ سبب اسکے اسلام لانے کا ہوا ہے کیفیت جب تمام شہر اسلام آباد ہوچکا عمرو کو بہت کچھ
نذرین گذرین دعوت و ضیافت ہوئی جشن ہوا اسی جشن مین انکو خیال ملکہ ماہ ناز پرور کا ہوا
رو رو کے بیچین ہوگئے ابھی تک عمرو کو یہ معلوم نہ تھا کہ ماہ ناز پرور کو اسکے شوہر کے گھر بھیج یا اس وقت
کے جلسہ مین ملکہ کا خیال عمرو کو بیچین کر رہا تھا اور دل پر آثار غم و الم طاری تھے چہرے کا رنگ
متغیر ہوتا جاتا تھا اور ارغوان شاہ کے چہرے پر بھی ایک کلفت تھی بحالی نہ تھی عمرو نے سبب
دریافت کیا ارغوان شاہ نے گردن جھکالی جب عمرو نے اصرار کیا تو ارغوان شاہ نے عرض کی
کہ مجھسے وہ حماقت ہوئی ہے کہ جسکی پشیمانی تمام عمر رہیگی عمرو نے کہا کہ آخر کچھ بیان تو کرو
اسنے کہا کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے خونخوار اژدر گیر جادو مالک طلسم فصل بہار اس
طرف نکل آیا اور اسنے درخواست کی ملکہ ماہ ناز پرور کی چونکہ وہ وقت کہ اسوقت تک مین
عالم کفر مین تھا میرے لیے نازک ہورہا تھا بنا بر اسکے مناسب وقت سمجھکر ملکہ کو اسکے ہمراہ
کردیا کیونکہ پیشتر سے وہ اسکی منگیتر بھی تھی اب پشیمانی ہے کہ یہ مین نے کیا کیا کہ اپنی دختر کو ایک
کافر مرتد کے حوالے کردیا بس یہ سننا تھا کہ عمرو کے دل پر ایک تیر لگا اور کہا اے ارغوان شاہ

بڑا غضب کیا تونے بس اب ایک پل یہان ٹھہرنا میرے لیے حرام ہے مین ضرور جاؤنگا طرف طلسم بہار کے اور مار کر خونخوار کو لاؤنگا ملکہ کو یا اپنی جان ہی دونگا اور اے ارغوان شاہ بس اتنا کام اور تجھ سے لینا چاہتا ہون کہ کسی راہ تبلانے والے کو میرے ہمراہ کرتا کہ مین سرحد طلسم تک جلد اور باسانی پہونچ جاؤن پھر مین سمجھ لونگا یہ سنکر ارغوان شاہ نے اُسی وقت ایک ساحر کو ہمراہ کیا چونکہ بعض ساحرون نے مطیع اسلام ہونا قبول کیا اور ابھی سحر سے تو بہ نہین کی تھی اسی سبب سے اِس ساحر نے لوٹ پوٹ کر صورت اپنی ایک مرکب بران کی بنائی اور عمرو کو پشت پر سوار کرکے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا اب دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے۔ لیکن

اب چند کلمے داستان عفت نشان ملکہ ماہ تاز پرور کے بیان ہوتے ہین

کہ کس مشکل سے بمجبوری یہ شہر ارغوانیہ سے آئی یہان تک پہونچتے پہونچتے اپنی وہ حالت کردی کہ جیسے کوئی چھ مہینے کا بیمار ہوتا ہے چہرہ زرد دل مین درد ہاتھ پاؤن لاغر بال پریشان آنکھین مثل نرگس حیران اگرچہ اسکے رہنے کو بہت بڑا محل ملا تھا لیکن بے محل تھا وہ مکان قبر کو اس محل سے زیادہ پسند کرتی تھی باغ کا ہر گل خار حسرت دیتا تھا آنکھون مین کھٹکتا تھا سبزے کو دیکھکر عوض فرحت کے اختلاج ہوتا تھا نرگس کو دیکھکر آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے تھے سنبل کے پیچ کھائے ہوے گیسوؤن پہ جو نظر پڑتی تھی اور دل الجھتا تھا طبیعت پریشان ہوتی تھی سرو و شمشاد سولی کی شکل نظر آتے تھے نغمۂ طائران چمن شور زاغ و زغن سے زیادہ کانون کو ناگوار گذرتا تھا ہر وقت بستر بیماری پر پڑی رہتی تھی دن بدن طاقت طاق ہوتی چلی جاتی تھی خونخوار اژدر گیر ایسی حالت مین رسوم عروسی کیونکر ادا کرتا عجب حالت دیکھتا تھا روتا ہوا پلٹ جاتا تھا چند ہی دن مین وہ صورت ہوگئی کہ پہچانی نہ جاتی تھی کبھی یہ غزل ورد زبان ہوتی تھی

غزل

سبزۂ تربت سر وقت غزالان ہی رہا
پیشتر قسمت کی ہر کام غیر مین وہ لعل لب
ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا
کب لباس نوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
حلقۂ گیسو مین دیکھی کسنے کی تاب
آخرش دل پہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا
اسکے زلفین و لبین لیتی کبھین اور اب آنکھین تری
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ موبان ہی رہا
کسکے حق مین تو سنگ زیر دندان ہی رہا
پاؤن کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
جامہ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
شب مہ بالا نشین سرو گریبان ہی رہا
اسکو دیکھا اُس نے اور اسکو نہ دیکھا مین نے
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس سے ...

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا
بند ہو سکتا ہے نہ مضمون اس طرح تنگ کا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا
مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
مجھ مین اس مین ربط ہے گویا پہ تنگ گل
اب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

ایسی ایسی عاشقانہ غزلین چپکے چپکے گاتی تھی اور اشک بہاتی تھی ایسیان چلیسین سمجھاتی تھین کہ ملکہ یہ آپ نے کیا حالت کی ہے خدا کے لیے ذرا اپنے کو سنبھالیے اگر آپکو خونخوار سے بچنا منظور ہے تو اس سے کہان تک بچ سکیے گا سوا اسکے کہ دشمنون کی جان جائیگی پھر اس جان دینے سے فایدہ جان ہے تو جہان ہے آپ نہین سمجھتی ہین کہ ذات ان مردون کی بیوفا ہوتی ہے یہ بھلا کسیکے ہوے ہین آپ ...

اپنی یہ حالت بنا رہی ہین وہ نہین معلوم کس رنگ مین ہوگا کونسی صحبت ہوگی ایسا ہر دل عزیز شخص
کبھی اُسکے خواہشمند رہتے ہین پھر اُسے بھی آپکی پروا کیون رہنے لگی ملکہ کہتی تھی ہمین اس سے
کیا کام وہ کہین ہون بموجب شعر تو جہان چاہے رہے خوش رہے آباد رہے + ہمکو بھی بھول نہ
جانا یہ ذرا یاد رہے + محبت تو ہمکو ہی اُسے ہو تو ہماری خوش نصیبی نہو تو ہمین شکایت نہین کیا
اُس نے یہ کہدیا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرو اول تو وہ ایسے مقام سخت پر گیا ہی کہ اُسکا زندہ آنا ممکن
نہین ہی اگر پروردگار عالم نے اُسے بچایا تو وہ ضرور مجھ تک پہونچے گا مگر ہائے بڑی خرابی کی
بات تو یہ ہی کہ جب وہ سنے گا کہ ملکہ بیاہ گئی تو یہ کہیگا اُسے خبر کہ بخوشی یا بجبر اور دوسرے ان
مسلمانون مین یہ بات بھی ہی کہ زن شوہر دار کیطرف آنکھ اُٹھا کر نگاہ بد سے نہین دیکھتے مجھے زیادہ
کھٹکا اسی بات کا ہی کہ ایسا نہو وہ شہر ارغوانیہ مین پلٹ کر آیا ہو اور میرا حال سنکر واپس
گیا ہو ہائے یہ اُلجھن مجھے دیوانہ کیے دیتی ہی خداوندا کیا ہونا ہی ایسی ایسی باتین روز رہتی تھین اور
روز ایک وقت خونخوار اژدر گیر جادو مزاج پرسی کیواسطے آیا کرتا تھا اتنا وقت ملکہ پر نہایت
تعب مین گذرتا تھا اسی طرح چند روز گذرنے کے بعد ایک روز ملکہ نے انیسون جلیسون سے کہا
کہ تم سب کو اس وقت مصیبت کا گواہ کرتی ہون کہ یہان کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہی افسوس
مسلمان کی میت بھی کفار کے ہاتھ پڑیگی مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ وہ اپنے طور پر گاڑ کر توپ
دینگے مگر مجکو اب سوا خودکشی کے دوسرا پہلو اپنی عصمت کے بچاؤ کا نظر نہین آتا تم سب گواہ
رہنا کہ مین مسلمان ہو چکی تھی تا کہ عاقبت میری مثل دنیا کے برباد نہو یہ کہتے ہی زار زار مثل ابر نوبہار
کے رونے لگی گالون کی رنگت جوش گریہ کے سبب سے سرخ ہو گئی تھی اُس پر آنسوؤن کے
قطرے شفق مین ستارون کا جوبن دکھا رہے تھے سہیلیون نے کہا ملکہ آپ اپنے کو سنبھالیں یہ کیسی
باتین فرما رہی ہین کیا خودکشی گناہ نہین ہی ملکہ نے کہا کہ اس گناہ مین آبرو تو بچتی ہی انھون نے
جواب دیا کہ آبرو خدا بچاتا ہی تو بچتی ہی ورنہ ممکن نہین آپ نے جس مذہب کو اختیار کیا ہی اُسکے موافق
خدا سے دعا کیجیے اگر خدا اُن لوگون کا برحق ہی اور طاقت و قدرت رکھتا ہی تو آپ کو اس بلا سے
نجات دیگا ورنہ ایسے مذہب کی پابندی بیکار ہی جب خدا ہماری وقت مصیبت مین نہ کام آیا اور
ایمان و آبرو مین فرق آیا تو بیکار ہی ملکہ کو یہ رائے پسند آئی کچھ سوچی اور کہا کہ اچھا بالا خانے پر جو وہ
حجرہ بنا ہوا ہی اُسے خوب صاف کر رکھو آج شب کو ہم اپنے خدا سے دعا کرینگے حسب الحکم حجرہ
صاف کر دیا گیا ملکہ شام کو حجرے مین داخل ہوئی اور وضو کر کے دو رکعت نماز جیسی کچھ آتی تھی پڑھی
کیونکہ صحبت مین عمرو کے مسلمان ہو چکی تھی اور تھوڑے بہت طریقے بھی آ گئے تھے الغرض بعد
فارغ ہونے نماز کے اُسنے درگاہ احدیت مین دعا کرنا شروع کی کہ اے رب پاک ذات اپنی اِس
ناچیز کنیز کو اس دام بلا سے نجات دے کیونکہ اسوقت مین اس قید سے با آبرو نجات پانا
عقل بشری سے دور ہی ہر شخص مجبور ہی اگر کوئی صورت میری رہائی کی نکل آئے تو یہ تیری قدرت
نمائی سمجھی جائیگی اور میرا عقیدہ اور پختہ ہو جائیگا یہ دعا کرتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی
خدا کو اسکی بیکسی و عاجزی پر رحم آ گیا ملکہ اسی سجادے پر سو گئی عالم رویا مین دیکھا اسنے کہ تمام حجرہ

نورانی ہوگیا ہی خوشبوے عود و عنبر چلی آتی ہی اور ایک بزرگ با چہرہ تابان و ریش سفید عصا ہاتھ
مین تاج مرصع بر سر چارقب شاہنشاہی در بر تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین ای کنیز خدا تو پریشان
نہو کہ آج کے چالیسوین روز تو چھوٹ جائیگی اور تجھے عمرو ثانی خود آکر رہا کر لیجائیگا اور شکر خدا کر کہ
تو مذہب باطل کو چھوڑ کر دین حق سے مشرف ہوئی اور تیرا تمام شہر اور تیرا باپ بھی مسلمان ہوجائیگا
نہ گھبرا اور نہ پریشان ہو کہ اتنا ہی زمانہ تجکو اور باستقلال بسر کرنا چاہیے یہ کہتے ہی حضرت نظرون سے
غائب ہوگئے ملکہ عالم سکوت مین رہگئی جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو تمام حجرہ خوشبو سے بسا ہوا تھا اسی
اسنے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد خواب اپنا انھین رازدارون سے
بیان کیا جنکا مشورہ پہلے سے شریک ہوچکا تھا سب نے کہا کہ بس اب آپ پریشان نہون بیشک
یہ مذہب برحق ہے اور پہلے تو ہم آپکی خاطر اور محبت سے مسلمان بن گئے تھے مگر اب ہمین بھی
تصدیق ہوگئی اور اسوقت اور زیادہ ہوجائیگی جبکہ ظہور خواب کا ہوگا اب آپ نہائین دھوئین
اپنے کو پریشان نہ کرین ملکہ ماہ نازپرور نے کہا کہ جیسا صورت میری بحال ہوگی اور
لباس و حیثیت درست ہوگی تو خوخوار سے جان بچنا دشوار ہوگی مین عجب مصیبت مین ہون
کہ خوشی کے وقت بھی ہنس نہین سکتی اُن سب نے جواب دیا کہ بی بی آپ کیا فرماتی ہین اگر عورت
راضی نہو تو مرد کیا کر سکتا ہی چاہے بادشاہ کیون نہو اور عورت بیچاری کیون نہو نہ کہ آپ تو خود
بھی بادشاہزادی ہین دوسرے ٹالنے کے ہزار بہانے ہین اگر ہم لوگ چاہین تو زندگی بھر امیدوار
بنا سکتے ہین اور تکلیف نہو ملکہ کچھ مسکرائی اور خاموش ہورہی القصہ اب ملکہ نہائی دھوئی کپڑے
بدلے زیور پہنا بن سنور کر بیٹھی یہ خبر خوخوار کو ہوئی کہ آج ملکہ نے غسل صحت کیا ہی بس یہ سنتا
تھا کہ خوشی خوشی اسیوقت چلا یہان محلدار نے پیشتر سے آکر اطلاع کی کہ قربان جاؤن جہان پناہ
تشریف لاتے ہین ملکہ نے کہا آنے دو اور سہیلیوں کی طرف دیکھا ایک نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ
آپ ہی حجرے مین چلی جائیے ملکہ اس فقرے کو سمجھکر مسکراتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی یہان خوخوار تو
اژدر کی چال داخل محل ہوا گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ ملکہ کہان
ہین انھون نے جواب دیا کہ ملکہ بالاخانے کے شمالی حجرے مین تنہا ہین خوخوار نے کہا تنہا ہونیکا
کیا سبب ہے سردار و تم کسواسطے ہو انھون نے کہا کہ ہم کیا کرین ہمین ممانعت ہی کہ خبردار اس حجرے
مین کوئی نہ آئے خواہ مین ہون یا نہون خوخوار نے کہا آخر وہان ہی کون سب نے کہا کہ ہم کوئی
کیا جانے جائیے آپ خود دیکھ آئیے یہ سنتے ہی خوخوار بالاخانے پر گیا ملکہ نے جیسے ہی پاؤن
کی چاپ پائی لیٹی ہوئی زمین پر بیٹھکر کچھ بڑبڑ کرنے لگی خوخوار جیسے ہی سامنے ہوچکا اور ملکہ
نے جھپک دیکھی ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کو منع کیا خوخوار واپس آیا اور اب منتظر
ہوکر بیٹھا بہت دیر کے بعد ملکہ نیچے اتری اور خوخوار پر بہت خفا ہوئی کہ تم کیا سمجھکر وہان گئے
تھے معلوم ہوتا ہی کہ شاید تم میری طرف سے بدگمان ہو بس اگر مین ایسی ہون تو ابھی میرے
سر کے حصے دیکھین ہرگز یہان نہ رہونگی مین اب تمہارے کام کی نہین ہون لو اور سنو ایسے ہی مرد و
حتی ناحق عورتون کو بدنام کرتے ہین تمسے خدا بچائے خوخوار نے کہا کہ نہین یہ بات نہین تھی بلکہ مین نے

سُنا کہ طبیعت تمھاری اچھی ہے اسوجہ سے مین بھی دیکھنے چلا آیا تھا کہ بسبب شوق کے تاب نہوئی اور انتظار نہو سکا ملکہ نے کہا اے تو کیون نہو تم ایسے ہی تو میرے چاہنے والے ہو خیر اب ان باتون کو تو رہنے دیجیے کیا کہون بس اب یہی خوب بات ہے کہ آپ اسوقت تشریف لیجائیے کیا فائدہ جو ملال بڑھے ادھر ایک آدھ کنیز نے خونخوار سے اشارہ کیا کہ ہان مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے اسوقت ملکہ کو غصہ ہے خیر پھر ہم سمجھا لین گے آج کا دن تو یون ٹلا خونخوار مُنھ کی کھا کر چلا گیا یہان پھر ہنسی قہقہے ہونے لگے ملکہ کی یہ کیفیت کہ کبھی خوش کبھی غمگین جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار جادو پھر آیا ملکہ کی وہی تیوریان بدلی ہوئی تھین آتے ہی کہا کہ آپ کیون یہان تشریف لاتے ہین سرفراز فرماتے ہین آپ اپنی مہربانی کو رہنے دیجیے جبھی کبھی آتے ہین تو آپکی یہ کیفیت ہے آگے بڑھکر کیا ہونا ہے زندگی پھر کس طرح نباہ ہوگا خونخوار ہاتھ جوڑنے لگا کہ ملکہ مجھ سے قصور ہوا معاف کرو آیندہ ایسی خطا نہوگی مین ہرگز کسی اور خیال سے نہین گیا تھا الحاصل بمصلحت ظاہری صفائی بھی ہوگئی اب خونخوار نے سوال وصل کیا ملکہ نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون مردار تونے اتنک بیان نہ کر دیا کہ ہم کس سبب سے بیمار پڑے کیونکہ اچھے ہو گئے اُس نے کہا کہ بیوی ہان قصور تو ہوا ملکہ نے کہا ہی کیا تھا جو وہ کہتی سب جھنگ زرگری تھی الحاصل خونخوار نے کہا کہ اچھا آپ خود بیان نہ کر دیجیے ملکہ نے کہا کہ جسوقت تم میرے ملک مین گئے ہو تو مین چلی آئی مین نے باپ سے چھپ کر ایک عمل شروع کیا تھا ہنوز وہ ناتمام تھا کہ وہانسے یہان آنا ہوا جگہ بدلی ناغہ ہوئی یہ اُسی کا سبب تھا کہ مین بیمار تھی اور دن پر دن حالت میری سقیم ہوتی جاتی تھی جب مجھے خیال آیا کہ کہین اس سبب سے نہو تو مین نے چلہ شروع کیا اب بفضل خدا اچھی ہون مگر چلے تک بیکار ہون بعد چلے کے دیکھا جائیگا خونخوار یہ سنکر چپ ہوا کچھ تو یہ خیال ہوا کہ یہ انتظار کا زمانہ کیونکر گذریگا کچھ یہ دھیان ہوا کہ خیر امید تو ہوئی الحاصل ملکہ نے مخالفت کر دی کہ اب اس چلہ کے زمانہ تک میرے یہان کم آیا کرو اب ادھر تو یہ دن گذار رہی ہے اور دل مین دعا کر رہی ہے کہ پروردگارا اب جلد وہ وقت آئے کہ وہ بلبل باغ محبوبی پھر اپنا نغمہ سنائے

لیکن اب چند کلمے داستان محبت نشان خواجہ عمرو ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ ہمراہ توسن جادو کے چلے ہین واضح رہے ناظرین کو کہ اثنائے طلسم مین حال ملکہ کا عمرو کو معلوم ہوا تھا کہ کوئی پہر رات رہے سے یہ چلے تھے صبح کو توسن نے ایک صحرائے پر بہار مین لاکر اُتارا کہ اس صحرا مین جنوب کی طرف ایک سیاہی سی معلوم ہوتی تھی اُسی طرف اشارہ کیا کہ وہ سرحد ہے طلسم فصل بہار کی یہ کہکر وہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو ثانی تلاش آب مین روانہ ہوئے جاتے ٹہلتے قریب ایک چشمے کے پہونچے وضو کیا نماز پڑھ چکے ہین اور اس فکر مین بیٹھے ہین کہ اے پروردگار کیونکر مین اس طلسم کے اندر پہونچون اور خونخوار کو مار کر ملکہ کو چھڑاؤن کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اے عمرو عورت کی ذات ہوتا اور ناقص العقل ہوتی ہے کیا اعتبار اُسکا مثلاً تم نے تو اتنی بڑی جانفشانی کی اور اگر مارے گئے تو کچھ بھی نہین اور بالفرض پہونچے اور دشمن پر فتحیاب بھی ہوے اور ملکہ کو اپنے سے برخلاف پایا دشمن کا مطیع دیکھا اول تو وہ دشمن ہوئی دوسرے پھر کھائے

کس کام کی ہمنے مانا کہ وہ بڑی پاک طینت سہی مگر لوگون کا سمجھانا بجھانا طبیعت پھیر دینے کو ایسے شخص کی
بہت ہوتا ہی جو مجبور بھی ہوا ور پھر ہماری امید بھی اُسکو نہین ہی وہ کس آسرے پر بیٹھی ہوگی کہ بموجب
مصرعہ این خیال است و محال است و جنون ؎ اور اے عمرو اگر اسکے خلاف نکلا اور اُس نے اپنی عصمت
کو بچایا ہو اور آخر مین عاجز آکر جان دیدی ہو تو کیا ہوگا ہر کیف چلنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی
اب جو ہوا گر وہ پاک نکلی تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر اسکے خلاف بھی ہوا تو کافر کشی کے ثواب کو
کیون ہاتھ سے کھوؤ یہ خیال کر کے کمر ہمت کو چست باندھا اور ارادہ طلسم فصل بہار کا دل مین مصمم
کر کے چلنے ہی کو تھے کہ پر طائر کی آواز گوش زد ہوئی اور ایک پرند عجیب الخلقت زمین پر اُترا اور
غلطک مار کر بصورت انسان ہو گیا عمرو نے کہا یار تم بڑی صفت کے آدمی ہو کہ ابھی تو جانور تھے
اور ابھی آدمی بنگئے وہ ہنسنے لگا اور اُس نے کہا شاید تم سے کسی ساحر سے ملاقات نہین ہی عمرو نے کہا
ہان بھائی نام تو سنتا ہون کہ دنیا مین ساحر بھی ہوتے ہین مگر آجتک دیکھا نہ تھا تو کیا تم ساحر ہو
اُس نے کہا کہ ہان مین ساحر ہون نام میرا عنقاے جادو ہی پیامبر ہون خداوند تمثال آئینہ رو
کا عمرو نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُس نے کہا کہ خونخوار اژدر گیر مالک طلسم فصل بہار کے پاس عمرو نے
پوچھا کیا کام ہی اُس نے کہا خداوند پر خدا پرستون نے چڑھائی کی تھی خداوند نے ایسی قدرت نمائی
کی کہ وہ سب اسیر پنجۂ تقدیر ہوے اب خالی حمزہ باقی ہی اُسے خداوند نے اِس سے گرفتار نہین
کیا ہی کہ سُنا ہی وہ بڑا مشہور شخص ہی اُس نے ہزارون خداوندیان برباد کر دی ہین تو خداوند کی یہ
مرضی ہوئی کہ جب مین اپنے تمام بندون کو جمع کرون تو اُنکے سامنے حمزہ کو گرفتار کرون کہ دیکھنے
والون کو قدرت میری معلوم ہو کہ مین ساحر نہین ہون دیکھون حمزہ کا اسم اعظم زبردست ہی یا میری
قدرت زبردست ہی عمرو نے کہا ہان ان مسلمانون پر تباہی آئی لشکر ہزار لشکر انھون نے بڑا
سر اُٹھایا تھا اور ہان ایک بات اور میری سمجھ مین نہین آئی کبھی آنکھ سے تو دیکھا نہین کانون سے
البتہ سُنا کیے ہین اِسی سے طبیعت مین شک پڑتا ہی وہ یہ کہ طلسم مین کوئی جا بھی نہین سکتا ہی
اور پہونچ بھی جاتا ہی تو پھر آ نہین سکتا وہ ہنسا اور کہا اے شخص تو نے دنیا ابھی نہین دیکھی یہ بیشک سچ ہی
کہ طلسم مین کوئی نہین جا سکتا مگر مین تو فرستادہ خداوند ہون بھلا مجھے کون روک سکتا ہی یہ بات
عام بندون کے واسطے ہی ہمارے لیے نہین ہی عمرو نے کہا آخر کوئی کرامات کوئی تبرک تمھارے
پاس ہی جسکی وجہ سے تمھین راہ ملجاتی ہی اُس نے کہا کہ یہ انگوٹھی جو مین پہنے ہوے ہون یہ عطاے
خداوندی ہی اِسی کی برکت سے مجھپر سحر کسی دوسرے کا اثر نہین کر سکتا بلکہ اگر کوئی سحر کرے
اور مین اُسکے سحر کو رد کر کے باطل کرنا چاہون تو ممکن ہی جب عکس اِسکے نگینے کا پڑیگا تو سحر باطل
ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی صفت ہی اچھا خیر جہان جاتے ہو خدا مبارک کرے لیکن چونکہ تم فرستادہ
خداوند ہو بڑے متبرک شخص ہو لہذا تمھاری دعوت کرنا بڑا ثواب ہی لیکن مین مرد فقیر بیابان گرد
ہون مجھے معاف کرنا جو کچھ مجھے میسر ہی اُسے قبول کرنا یہ کہکر بہت ہی عمدہ مرے کے ستو نکالے
اور کٹوری مین اسی چشمے سے پانی لیکر گھولے اور عنقاے جادو کے آگے رکھدیے اب تو
عنقاے جادو نے ستو بہت تعریف کر کے کھائے پانی پیا اب غلطک مار کر پھر وہی طائر

عجیب بنکر اُڑنے ہی کو تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا تیلے ٹانگین اوپر دھم سے گرا عمرو نے نکال خنجر ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ آتشباری پر قیاری ہوئی بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر کچھ نہین بجز بیر خاک اُڑا کر چلے گئے آخر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقائے جادو بود اب جو دیکھا تو مرتے ہی پھر اپنی اصلی ہیئت پر آگیا ہی عمرو نے انگشتری اُتار لی اور صورت اپنی عنقا کی بنائی لفافہ خط کا کمر مین رکھا اسے وہین کسی گڈھے مین ٹانگ کھینچ کر ڈالدیا اور آپ طرف اُسی سیاہی کے روانہ ہوئے جو شمال کیطرف نظر آرہی ہی جسوقت قریب پہونچے دیکھا کہ ایک ابر چھایا ہوا ہے ہولے سرد چل رہی ہی بوندیان ہلکی ہلکی پڑ رہی ہین عمرو بے پیش و پیش زیر ابر ہوکر چلے اب عمرو جون جون آگے بڑھتا جاتا ہی راستہ ملتا جاتا ہی تھوڑی ہی دیر مین ایک دروازے پر پہونچا دیکھا کہ پھاٹک بہت بڑا ہی عمرو نے غل مچایا کہ دروازہ کھولدو اندر سے آواز آئی کہ دروازہ کھل نہین سکتا ہمارے مالک کا حکم نہین ہی عمرو نے کہا کہ تمھارے مالک کی قضا مجھ مین آگئی ہین فرستادہ خداوند سے اسطرح کی گفتگو ایک آدمی نے جاکر اطلاع کی کہ کوئی شخص فرستادہ خداوند آیا ہی نامہ لایا ہی وہ کہتا ہی کہ پھاٹک کھولدو خونخوار جادو نے کہا کہ اُس سے نامہ لے آؤ یہین سے جواب بھیجا دو پھاٹک کھولنا مناسب نہین مجھے شک ہوتا ہی کیونکہ قاعدہ نجوم سے اب بہار اس طلسم کی خزان معلوم ہوتی ہی وہ لوگ واپس آئے ایک شخص نے آواز دی کہ آپ نامہ یہین عنایت کیجیے ہم پہونچا کر جواب لا دین کہا کہ بہتر نامہ لوگے کیونکر اُس نے دروازے کی جھنجھری کھولکر ہاتھ باہر نکالا سونے کا کڑا بہت وزنی اُسکے ہاتھ مین پڑا ہوا تھا آپ نے خنجر مار کر ہاتھ کاٹ لیا اور دھکا دے کر اندر پھاٹک کے گھس گئے دربانون نے چار طرف سے ہجوم کیا آپ نے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے دھوان ہوا کتنون کو مارا کتنون کو بیہوش چھوڑا آگے بڑھے اب جو دیکھا تو چار چمن لگے ہوئے ہین کہ چمن بہشت معلوم ہوتے ہین قدرت خدا نظر آرہی ہے ایک چمن لالہ زار کا ہے اور اُسمین کچھ طائران سرخ رنگ چہچہے زن ہین دوسرا چمن سبزہ زار کا ہی اُسمین طوطیان شیرین بیان محو نغمہ سرائی ہین تیسرا چمن سنبلستان ہے وہان طائران سیاہ مثل بلبلون کے چہک رہے ہین چوتھا چمن نرگستان کا ہی اس چمن مین جانوران ابلق رنگ عجیب الخلقت نظر آتے ہین کہ آوازین اُنکی نہایت دلفریب ہین بس عمرو کا قریب چمنستان کے پہونچنا تھا کہ وسط چمن مین ایک بنگلہ تھا اُسمین خونخوار جادو بیٹھا تھا اور بنگلہ پر بھی ایک طائر چہار رنگ بیٹھا تھا کہ وہ افسر تھا ان طائرون کا اور سامنے خونخوار کے ایک گلدستہ رکھا تھا کہ سبز شاخین سرخ برگ زرد پھول سیاہ پھل اُسمین لگے ہوئے تھے خونخوار جادو نے وہ گلدستہ عمرو پر کھینچ مارا اور اُسمین سے شعلے بھڑک بھڑک کر چلے عمرو نے انگشتری کا عکس ڈالا اور وہ شعلے پلٹے اور ایک ایک شعلہ چارون چمنون پر گرا کہ سب جلکر خاکستر ہوگئے خونخوار جادو بھاگا اور وہ جانور اُڑ کر چلا تھا عمرو نے انگشتری کا عکس ڈالا اور سب طائر شور مچانے لگے کہ عمرو آیا عمرو آیا بس عکس انگشتری کے پڑتے ہی اُس طائر کے پرون سے شرارے نکلے اور سب طائرون کو جلا کر خاک کیا وہ طائر چہار رنگ بھی جلکر خاک ہوگیا لیکن اب

خونخوار جادو فوج لیکر طرف عمرو کے چلا عمرو نے یہ بلا جو آتے دیکھی گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے وہ لوگ ہر چند ڈھونڈھا کیے مگر کہیں عمرو کا پتا نہ پایا لیکن کھٹکا لگا ہوا ہی یہان وہ داخل شہر ہوا واضح رائے ناظرین ہو کہ بعد مرحلۂ طلسمی کے شکستہ ہو جانے کے معلوم ہوا کہ یہ ایک مختصر سا شہر ہی اور بستی ہی عمرو مختلف شکلون مین کوچہ و بازار مین پھرا کرتا تھا کہ کسی طرح پتہ لگے حسب اتفاق فقیر کی صورت بنے ہوے ایک کنوئین کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بہشتی زربفت کی لنگی باندھے ہوے پانی بھر رہا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ہو نہو یہ بادشاہی بہشتی ہو اُس سے کہا کہ بابا بھلا ہو تھوڑا سا پانی پلا دے بہشتی نے پانی پلایا اور کہا کیا کہین شاہ صاحب آپکا کمال کسدن کی کام آئیگا شاہ صاحب نے کہا کیون بابا کیا ہی بہشتی نے بیان کیا کہ ہمارے مالک جب سے دولھن بیاہ کر لائے ہین پہلے تو وہ بیمار رہی اب اچھی ہی تو ہمارے بازبان کرتی ہی اور ٹالتی ہی کوئی ایسا تعویذ دیجیے کہ وہ رضامند ہو جائے فقیر نے کہا ہم تو بابا ایسے ویسے تعویذ لکھتے نہین مگر بہشتی تو نے ہمارا دل ٹھنڈا کیا ہی پانی پلایا ہی اسکا عوض کچھ کرنا ضرور چاہیے یہ کہکر قلم دوات نکالی لوبان نکالا آگ سلگائی بہشتی کو برابر بٹھا لیا اور آپ تعویذ لکھنے لگے اور کہا کہ تو لوبان سلگاتا جا اُسنے کہا کہ بہت خوب غرض لوبان سلگاتے سلگاتے دھوان جو لگتا ہی بہشتی نے طمانچہ مارا اور بہشتی چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے نعرہ کیا اور ادھر اُدھر دیکھکر بہشتی کو تو ٹانگ پکڑ کر کنوئین مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر وہی زربفتی لنگی لپیٹ کر طرف قصر ملکہ کے روانہ ہوے کیونکہ عمرو نے ایک آدھ روز پھر کر خوب ہر گلی کوچہ کو دیکھ بھال لیا تھا اور مکان کا پتہ لگا یا تھا الغرض مشک اُٹھائے ہوے دروازے پر پہونچے اور دروازے سے داخل محل ہوے پانی بھرنے لگے منھ پر اندھیری پڑی ہوئی تھی آواز نین کان مین آکر دیکھتے ہوے آدمیون کی شناخت کروا رہی تھین کوئی نازنین کہہ رہی تھی کہ افسوس یہی چالیسوان دن ہی اور اتنک وہ ظالم نہ آیا ہاے کیا خواب میرا غلط ہوگا افسوس اتنک تو مین نے جان و آبرو دونو کو بچایا اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی آبرو تو اپنے ہاتھ ہی جب جان پر کھیل جائینگے پردہ رہجائیگا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو خواب آپکا سچا ہوگا ابھی تو تمام دن پڑا ہوا ہی ملکہ نے کہا کہ ہان کچھ ظاہر تو مین سنتی ہون کہ طلسم فصل بہار بر خزان آئی چار دون چمن جل گئے خونخوار جادو بھاگ کر بچا عمرو کا داخلہ طلسم مین ہو گیا ہی مگر مجھے ڈر یہ ہی کہ ایسا نہو کہین وہ گرفتار ہو جائے ایک آدھ نے کہا ملکہ وہ ایسا شخص نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کر سکے ہان خدا سا عشق بد نہ لائے ملکہ نے کہا کہ اس بہشتی سے پوچھو کہ تو نے تو نہین سنا کہ عمرو گرفتار ہو گیا بہشتی نے جواب دیا کہ عمرو گرفتار ہو کر قتل بھی ہو گیا اور مین جا کر تم لوگون کی سب باتین بادشاہ سے بیان کرونگا اسی سبب سے تم راضی نہوتی تھین معلوم ہوا کہ عمرو پر عاشق ہو خیر سمجھا جائیگا اُسکا تو خاتمہ ہو ہی چکا مگر اب تمھاری سزا باقی ہی سچ کہا ہی کہ عورت کی ذات بڑی بیوفا ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ ارے مارلو اسکو جانے نہ پائے ورنہ راز فاش ہوگا رسوائی و بدنامی کے علاوہ اب عصمت بچانا بھی دشوار ہو جائیگی جلد پھاٹک بند کر کے مار و موے کو یہ سننا تھا کہ حبشین دوڑین پھاٹک بند کر لیا عورتون نے جلتی ہوئی لکڑیون

کے سونگھتے اُٹھا لیے اور بہشتی کیطرف چلین اب عمرو نے دیکھا کہ مفت مین پٹا چاہتے ہو وہین سے
اندھیری اُلٹ کر جو قلا کرتے ہین تو ہیئت اصلی نظر آئی اور آواز دی کہ منم عمرو کیا کرتے ہو تم
لوگ اب ملکہ نے دیکھتے ہی تمام عورتون کو منع کیا کہ خبردار اسے نہ مارو یہ تو وہی شخص ہے جسکی ہم
باتین کر رہے تھے اور ہمکو انتظار تھا عورتین ٹھٹھکین ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر بٹھایا کہا غضب کیا تمنے یہ کیا حرکت کی کہ ایک تو بہشتی بنکر آئے دوسرے زبان سے
بدشگنی کے کلمات نکالے عمرو نے کہا کہ ملکہ تجھے امید نہ تھی کہ اتنا تم میری آس پر اپنی عصمت بچائے
بیٹھی ہو گی مگر شکر ہے خدا کا کہ جیسا تمہین سمجھا تھا تم ویسی ہی نکلین ملکہ نے اسیوقت سامان ضیافت
مہیا کیا عاشق و معشوق نے ساتھ ملکر کھانا کھایا پہلے شکوے شکایت کے دفتر کھلتے رہے
بعد اسکے عمرو نے اپنی سرگذشت جانا طرف کوہ تاریک کے اور مارنا مرداربخوار جادو
وغیرہ کو پہونچنا خضر ان حجرہ نشین تک ملنا تبرکات کا پھر واپس آنا اور پری شکر مارنا طاؤس
کو بعد قتل کرنا سرخیل بن جمشید کا مسلمان ہونا ارغوان شاہ کا بیان کیا ملکہ بہت خوش
ہوئی الحمد للہ کہ باپ بھی اُس شخص کا مسلمان ہو گیا پھر ملکہ نے حال اپنا دوسرا بیاہ الحاصل ان سب
باتون کے بعد ملکہ نے کہا کہ اب یہانسے نکل چلنے کی کیا صورت ہے عمرو نے کہا یہ تو بہت سہل
ہے کہ مین تمھین زنبیل مین ڈال لون مگر یہ واہیات بات ہے چھوڑنا اسکی فکر کا اچھا نہین
دوسرے بدنامی ہے کہ عمرو فلان کی عورت کو بھگا لے گیا لہذا تم اسکو بلا بھیجو کہ آج چلہ میرا ختم
ہو گیا لہذا تم مع اپنے عزیزون کے دولھا بنکر آؤ اور آج یہین شب باش ہو ملکہ نے کہا کہ بہتر لیکن
اُسی وقت ایک رقعہ شوقیہ بنام مرداربخوار اندرگیر لکھکر روانہ کیا کہ چونکہ آج چلہ میرا ختم ہو گیا اور
زمانہ نازک ہے لہذا تمکو لکھتا ہے کہ آج دولھا بنکر مع اپنے عزیزون کے آؤ تمہین منظور ہے جسوقت
یہ رقعہ مرداربخوار جادو کو پہونچا بہت خوش ہوا اور کنیز کو خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے کہدینا
کہ ہم آج شام کو آ ڈھکتے ہین اگے الحاصل تیاری ہونے لگی شام کو چراغان کی روشنی سے زمین
رشک آسمان ہو رہی تھی ہر گلی کوچہ مین ٹھٹھ بندی تھی اور مکان عروس تو مثل عروس شب اول
کے سجا ہوا تھا جب شام ہوئی تو عمرو تخلدار کی صورت بنکر اندر باہر دوڑنے لگے اتنے مین
برات آکر اُتری براتی باہر بیٹھے تو بین سلامی کی چھوٹین دولھا اندر داخل محل ہوا تخلدار دولھا کو
سنبھالے ہوئے لیے چلی آتی ہے دولھا کو لاکر قریب دلھن کے مسند پر بٹھلا دیا اور دلھن بھی اصل
ملکہ کو نہین بنایا ہے بلکہ ایک کنیز کو ملکہ کی صورت بنا کر بٹھا دیا ہے ملکہ خود ایک گوشے سے کھڑی یہ
سب تماشہ دیکھ رہی ہے اور ہنس رہی ہے الحاصل اب کھانا نکل نکل کر براتیون کے واسطے جانے لگا کیونکہ
ملکہ نے قبل سے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج کھانا سب یہین کھائین غرضکہ جب سب کھانا کھا چکے تو یہان
رنگ رسم شروع ہوئی اور وہان براتی فرش پر لیٹ لیٹ کر بیہوش ہو رہے یہان تخلدار نے ترنج خوشبودار
سینے پر دولھا کے مارا یہ علامت غش ہو جانے کی تھی لیکن ترنج پھٹتے ہی جو لخلخہ بیہوشی اُڑا تا ہے
مرداربخوار کو چکر آیا تخلدار نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ باش اے قرمساق ہوشیار ہو کہ منم عمرو دیکھ کسکی
معشوق کو لے بھاگنے کا نتیجہ ہوتا ہے مرداربخوار چاہتا ہے کہ سنبھلے بھلا بیہوشی اسے کب سنبھلنے دیتی ہے جیسے ہی اٹھا

لڑکھڑا کر چھت سے گرا گرتے ہی عمرو نے خنجر مار کر سر کاٹ ڈالا لاشہ اسکا پھڑکنے لگا زمین کو زلزلہ ہوا
برفباری آتشباری ہونے لگی اور عمرو جھپٹ کر باہر آیا دیکھا کہ براتی سب خواب مرگ میں ہیں
باطمینان تمام سب کو خنجر سے ذبح کر ڈالا کیونکہ بیہوشی آمیز کھانا انکو بھی بھیجا تھا کیا تک گزارش
کیا جائے کہ تا دیر قیامت کبریٰ برپا رہی آتشباری و برفباری ہوا کی لاشیں ساحروں کی زمین پر
تڑپ رہے تھے اور بہر خاک اڑاتے پھرتے تھے آوازیں آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام من
فلان جادو بود سب کے آخر میں آواز آئی کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من خونخوار اژدر گیر جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب یا نبودند بہر کیف جب امن شنی ہوئی تو عمرو نے سر کٹے ہوئے ان
سب کے مع سر خونخوار اژدر گیر لیجا کر اہل فوج کے آگے ڈال دیئے اور کہا کہ اگر تمہیں سیدھی
طرح اطاعت میری کرنا منظور ہے تو ویسی کہو اور اگر نہ منظور ہو تو ویسی کہو میں ہر طرح موجود ہوں
بھلا اسکی مجال تھی جو مقابلے پر آمادہ ہوتا سب نے اطاعت قبول کی عمرو نے آکر تخت حکومت پر بیٹھا
تاج سر پر رکھا اسی وقت جو پہلا حکم جاری ہوا وہ مندروں کے انہدام اور مسجدوں کی بنا کا
تھا آن واحد میں تمام شہر سے مندر نیست نابود ہوگئے مسجدیں بنگئیں تعلیم دین اسلام
ہونے لگی سکہ بنام شاہ اسلام جاری ہوا دو چار ہی روز میں ہر طرف سے آواز اذان آنے لگی
اب عمرو نے خونخوار کے چھوٹے بھائی کو کہ سن اسکا کوئی سات برس کا تھا اور اصل سلطنت
اسی کے باپ کی تھی خونخوار جادو کو کا اسکا تھا مگر بزور سحر حاکم بن بیٹھا تھا اُسے قید کر لیا
تھا جس وقت خونخوار مارا گیا اور یہ راز فاش ہوا عمرو نے اُسے بھی قید سے رہا کر کے ترغیب
دین اسلام کی دی اُس نے قبول کیا عمرو نے نام پوچھا اُس نے نام اپنا ہمجیس جادو بتلایا
عمرو نے اُسے اس تخت کا مالک کیا اور تاج شاہی اپنے ہاتھ سے سر پر رکھ کے ہمجیس شاہ
نام مشہور کرا کے خراج معین کیا اور آپ مع ملکہ ماہ ناز پرور طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوئے
قبل اسکے عمرو ہمراہ توسن جادو کے آئے تھے اور اب تخت ملکہ کا ساتھ ہے اور عمرو پیدل
جاتے ہیں تیسرے روز قریب شہر ارغوانیہ کے پہونچے لیکن عمرو نے احتیاطاً صورت اپنی
تبدیل کر ڈالی تھی عمرو صحرا میں اترے ہوئے ہیں شام ہوچکی ہے قصد ہے کہ صبح کو داخل شہر ہونگے
اور اس بات کی حیرت ہے کہ ابتک کوئی پیشوائی کو بھی نہ آیا بڑے تعجب کی بات
ہے کہ ارغوان شاہ اسقدر غفلت شعاری کرے بلکہ عمرو نے ملکہ سے بھی اس بات کو بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ آجکل زمانہ نازک ہو رہا ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ بابا جان اسقدر غفلت میرے
ساتھ کرتے کیونکہ وہ مجھ سے بے انتہا اُنس رکھتے ہیں عمرو نے کہا کہ شاید یہ سمجھے ہوں کہ عمرو
وہاں جاکر مار ڈالا گیا ہوگا اسی سے باطمینان بیٹھے ہیں ہنوز یہی باتیں تھیں کہ دیکھا سامنے سے
کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہیں عمرو نے آگے بڑھکر اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے قریب جانے سے
معلوم ہوا کہ کوئی اسباب خانہ داری لیے ہوئے ہے کوئی گٹھری بغل میں دبائے کوئی بچی سر پر
رکھے ہے کسی کے بغل میں بچہ ہے اسباب سر پر ہے اس نشان سے چلے آتے ہیں عمرو نے پوچھا تو انھوں نے
بیان کیا کہ آج تین روز سے تمام شہر ارغوانیہ کو آکر ایک ابر سیاہ نے گھیر لیا ہے اور اس ابر

سے پانی کے بدلے خنجر نیزے تیر و تفنگ چھریان کٹاریان برستی ہین اور لوگ ہلاک ہو رہے
ہین خدا بھلا کرے عمرو عیار کا کہ اُسکی بدولت ہم اس بلا مین پھنسے ہین سب نے دین اسلام
اختیار کر کے سحر سے توبہ کر لی وہ دو چار آدمی جنھون نے سحر سے توبہ نہین کی تھی وہ سحر بھولے
ہوے ہین اور ہر چہار طرف سے وہ ابر گھیرے ہوے ہے کیا کرین کیا نہ کرین مجبور ہو کر شہر سے
کنارہ کشی اختیار کر کے بچون کو لیکر نکل بھاگے کہ جان ہی نوجوان ہے کسی جھونپڑے مین بسر
کر لین گے صحرا اس شہر سے بہتر ہے عمرو نے ان سب کہا کہ آو تم ہمارے ساتھ چلو اور سب کو
لیے ہوے قریب خیمہ ملکہ کے آئے اور سب کو وہین ٹھیرا کر آپ داخل خیمہ ہوے اور تمام
ماجرا ملکہ سے بیان کیا اور کہا کہ اب تم یہین صبر کرو یہ لوگ تمھاری حفاظت کرینگے مین جا کر
شہر کی خبر لیتا ہون کہ یہ کیا معاملہ ہے ملکہ ہر چند روکا کی مگر عمرو نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارے باپ
پر یہ وقت سخت پڑا ہے اور اب وہ میرے بھی بزرگ ہو چکے مجھپر مدد انکی واجب ہے علاوہ اسکے
ہزارہا مسلمانون کا خون ہو رہا ہے یہ کہکر عمرو رخصت ہوے ملکہ کو روتے ہوے چھوڑا اور ایک
جانب روانہ ہوے اور چلتے وقت کہتے گئے تھے کہ اور جو لوگ شہر سے بھاگے ہوے
آئین انھین یہین ٹھیرا لینا الغرض عمرو چلتے چلتے قریب شہر پہونچے اور گلیم اوڑھ کر داخل
شہر ہوے کہ مبادا کچھ معاملہ سحر کا ہو تو اس سے محفوظ رہون اور تمام شہر مین پھرنا شروع کیا
جسوقت گوشہ شہر کی طرف پہونچے تو دیکھا کہ بستی سے الگ ایک مکان بہت بلند بنا ہوا ہے اس مین سے
دھوان نکل رہا ہے اور وہی دھوان بلند ہو ہو کر ابر بنتا ہے اور پھیل پھیل کر تمام شہر کو گھیر لیتا ہے
عمرو نے ہر چہار طرف پھرنا شروع کیا مگر کہین بطرف سے راستہ نہ پایا اسوقت خواجہ کو نہایت تشویش
ہوئی اور زیر درخت بیٹھ رہے کہ جسوقت کوئی اس مکان سے نکلیگا تو دیکھا جائیگا کوئی
دوپہر دن گذرا ہوگا کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص سیاہ فام و دراز قد جوگیون کی سی وضع دستہ پیاد
ہاتھ مین گھر سے نکلا ادھر ادھر دیکھتا ہوا صحرا مین چلا اور لکڑیان توڑنے لگا عمرو سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے لکڑی ہو چکی ہے بس اسی وقت راہ مین کمند بچھائی اور خاک سے پوشیدہ کر دیا اور اوپر سے
کچھ بیہوشی چھڑک کر دو چار لکڑیان درخت سے توڑ کر وہین ڈالدین اور سرا کمند کا پکڑ کر پشتہ
درخت کے پیچھے کھڑے ہو رہے جسوقت وہ جوگی لکڑیان توڑ کر پلٹا اور یہانتک پہونچا
دیکھا اُسنے کہ کچھ لکڑیان اور پڑی ہین دل مین کہا کہ یہ بھی اٹھا لون جیسے ہی جھکتا ہے عمرو نے
کمند کو جھٹکا دیا اُدھر تو حلقے کمند کے دست و پا مین الجھے ادھر بیہوشی اُڑی وہ جوگی جھوم کر
رہ گیا عمرو نے پہلے ہی قتل کرنے کا قصد کیا پھر خیال ہوا کہ مبادا کوئی آفت اور اس
مکان کے اندر ہو یہ سوچکر اُسے تو گڈھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا کہ مریگا تو بہر لیکے شور
کرینگے اور آپ اُسکی صورت بنکر مکان مین داخل ہوے دیکھا کہ ایک جوگی بڈھا بیٹھا ہوا اگیاری
روشن کیے ہوے کچھ اسم سحر پڑھ پڑھکر لکڑیان سلگا رہا ہے عمرو نے قریب پہونچکر لکڑیان رکھ دین
اُسنے اشارے سے کہا کہ لکڑیان توڑ توڑ کر آگ مین ڈالے جاو عمرو نے لکڑیان آگ مین
ڈالنا شروع کین اور ساتھ ہی لکڑیون کے ایک آدھ سرکاری سوختہ بھی ڈال دیا

اور اپنی ناک پر فتیلہ دفع بیہوشی چڑھا لیا اب جو دھوان پیچیدہ ہوکر جلتا ہی جوگی کو چکر آیا اور چرخ
مار کر دھم سے گرا عمرو نے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام مکان دھوان ہوکر اڑ گیا
ایک قیامت برپا ہوئی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مرجان جادو بود اب جو دیکھا
عمرو نے تو آسمان پہ نہ کہین ابر معلوم ہوتا ہی نہ دھوئین کا پتہ ہی مطلع صاف ہی اور مکان کے
عوض دو چار سرکنڈے گڑے ہوے ہین انپر نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے اور لاش
ایک چمر گدھ کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر کاٹ کر ہاتھ مین لیا اور طرف قصر شاہی کے روانہ ہو
وہان ارغوان شاہ تین روز سے مصیبت مین مبتلا تھا تو سن جادو سے کہہ رہا تھا کہ اس وقت
مین اگر خواجہ عمرو ہوتے تو مجھپر سے یہ بلا فوراً دفع کر دیتے وہ خود نہین معلوم کس آفت مین
پھنسے ہوے ہین یقینی یہ سحر ہی مرجان جادو کا کہ وہ ایک مدت سے میرا دشمن تھا اور قابو
نہین پاتا تھا اب اسے موقع ملا اور اسنے دھوکے مین اسیر بلا کر لیا یہ سحر اسکا سات روز کا ہی
سات تو تین روز برابر شعلے بنکر گریگا اور تمام شہر جلکر خاک ہو جائیگا ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک ہوا
تند چلی اور وہ ابر دھوان بنکر منتشر ہوگیا مطلع صاف نکل آیا سبھون نے سجدہ شکر ادا کیے
ہر ایک شخص کہتا تھا کہ خدا نے اس بلا سے نجات دی تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک غل ہوا کہ خواجہ عمرو
آتے ہین بادشاہ بیساختہ کہہ اٹھا کہ یہ انھین کا کام ہی کہ جو یہ بلا ہمپر سے دفع ہوئی اتنے مین
عمرو داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ سر مرجان جادو کا ہاتھ مین ہی ارغوان شاہ نے کہا اس وقت
اگر آپ پہونچے ہین نہین تو یہان لشکر کا خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہم مین سے کوئی نہ بچتا عمرو نے کہا
کہ اس سے اور آپ سے کیا عداوت تھی ارغوان شاہ نے کہا کہ یہ مخلص البطن بھائی میرا تھا
جسوقت مین مہر ناز پرور مادر ماہ ناز پرور کو بیاہ کر لایا تو یہ اسکو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا
پہلے یون طالب وصل ہوا جب اسنے مجھ سے کہدیا تو مین نے اپنے شہر سے نکلوا دیا یہ سحرا
در صحرا پھرا کرتا تھا علم ساحری کے حاصل کرنے مین اسنے بڑی کوشش کی کئی حملے مجھپر کیے مگر خدا میرا
مجھے بچاتا رہا اسوقت مین سب قوتین میری لوٹ چکی ہین آپ بھی یہان نہ تھے یہ موقع پاکر آ اترا اور
غفلت مین اسنے حصار کھینچ دیا کہ ہم سب سحر بھول گئے مگر خیر پروردگار نے آپکو بروقت
پہونچایا نہین تو یہان خاتمہ ہی ہو چکا تھا ان طلسم فصل بہار کی کیا خبر ہی عمرو نے کہا کہ بقوت
پروردگار عالم مارا مین نے خونخوار جادو کو اور طلسم فصل بہار پر خزان آگئی بلکہ مین ملکہ کو اپنے
ہمراہ لیے ہوے آتا تھا قریب تا کے پہونچا تھا کہ لوگ شہر کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگے ہوے
چلے جاتے تھے مین پہلے تو یہ متحیر تھا کہ اتنک کوئی لینے نہ آیا پھر مجھے خیال گذرا کہ یہ کیا ہوا ملکہ
کو جسوقت ان لوگون سے دریافت کیا تو اسی مصیبت گذشتہ کی خبر ملی مین نے ان سبکو
تو ملکہ کے خیمے کے گرد برائے حفاظت چھوڑا اور آپ داخل شہر ہوا جسوقت اس مکان کے
قریب پہونچا جو شہر سے کسیقدر فاصلے پر تھا تو دھوان اسی سے بلند دیکھا الحاصل مرجان
کو مارا اب چلیے کہ ملکہ وہان منتظر ہونگی ارغوان شاہ بیٹی کے آنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا
اور امرا و وزرا کو برائے استقبال لیا وہان ملکہ منتظر بیٹھی تھی دعائین مانگ رہی تھی بالسم

کے کھولدیے تھے اور سب عورتین آئین آئین کر رہی تھین کر سامنے سے گرد اڑی اور امرا و وزرا تخت ارغوانیہ برائے استقبال پہونچے باادب تسلیمین کین اور ملکہ کو لیکر داخل شہر ارغوانیہ ہوے ملکہ بھی محل مین داخل ہوئی وہ لڑکیان جو ملکہ کے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھین دوڑین قدمون سے لپٹین مہرناز پرور نے ملکہ کی بلائین لین تمام عورتین محل کی صدقے قربان گئین ارغوان شاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور مہرناز پرور سے کہا کہ میرے نزدیک ملکہ کا عقد خواجہ عمرو کے ساتھ کر دینا چاہیے کہ ہمارے واسطے باعث افتخار ہی علاوہ اسکے انکے احسانات کا کوئی تو عوض ایسا ہو کہ جس سے وہ بھی خوش ہون مہرناز پرور نے پسند کیا اور کہا بہت مناسب ہی غرضکہ ارغوان شاہ باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ مین ایک شی آپکی نذر کرتا ہون سو اگر قبول افتد زہے عز و شرف + عمرو نے کہا واہ کیا نیکی اور پوچھ پوچھ ارغوان شاہ نے گردن نیچی کر کے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ ماہ نازپرور کو اپنی کنیزی مین قبول فرمائین عمرو نے کہا مجھے بخوشی منظور ہی مگر مین یہ چاہتا ہون کہ ابھی اس عقد کو ملتوی رکھو کیونکہ مین سخت انتشار مین ہون کہ لشکر اسلام بلا مین پھنسا ہوا ہی جسوقت امیر ثانی ملک تمثالیہ کو فتح کرینگے اسوقت انکے سامنے یہ عقد ہو تو بہتر ہی ارغوان شاہ نے کہا نہین جہان آپنے ایک عرض قبول کی وہان دوسری التجا بھی منظور کیجیے کہ زمانہ برا ہی جب یہ آپکی نامزد ہو جائیگی پھر کوئی خوف نہین ہی عمرو نے بھی کچھ سوچکر منظور کیا اسیوقت سامان ہونے لگا آدھے لوگ ادھر آدھے لوگ ادھر ہو گئے سامان شادی ہونے لگا آج مانجھا کل ساچق پرسون مہندی ترسون برات جلدی جلدی سب رسمین پوری کر دی گئین واجب ادا کر دیا آج عمرو کو اور ملکہ کو خلوت خاص میسر ہوئی ہی اور مہینون کی تمنا برسون مدتون کی آرزوئین جو زنداںخانہ دل مین قید تھین رہا ہوئی ہین اسی شب ملکہ حاملہ ہوئی ہی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ ذکر اسکا لعل نامہ مین آئیگا الغرض بعد تین چار روز کے عمرو نے سامان سفر درست کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب تم اپنے مان باپ پاس رہو ہم انشاءاللہ بعد فتح ملک تمثالیہ یا تمکو تمہارے باپ سمیت وہین بلا لینگے اور داخل ناموس کرینگے یا خود یہان آئینگے ملکہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہی کہ سچ کسی نے کہا ہی شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت + مثل ہی یہ جوگی ہوے کسکے میت + افسوس کیا فلک کی تفرقہ پردازی ہی الحاصل عمرو رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا انکو تو اس طرف جانے دیجیے کہ احوال انکا پھر تحریر کیا جائیگا اور چند کلمے داستان خواجہ لبیسہ طلماتی اور شہر فریبیہ کے سماعت فرمایے

داستان آنا خواجہ لبیسہ ظلماتی تاجر کا شہر فریبیہ سے اور بیان کرنا اسکا وہانکی حالت اور روانہ کرنا امیر ثانی کا اکبر برق رو کو اور قتل ہونا اسکا پھر جانا امیر ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ　کہ اب میکشون سے ہو خوش ...
کرون درج اک قصۂ ...　پلا دے اگر بادۂ لاجواب
محرران اخبار حیرت اثر تار و کا بان واقعہ ... ب ... کار ...

داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب امیر ثانی جنگاہ سے بہ فتح و حیرانی فرودگاہ سپاہ پر آکے داخل

بارگاہ سلیمانی ہوے دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین اپنے ڈنگل پر بیٹھے سرداران سپاہ موجود
سے فرمانے لگے کہ آج بھی صدمہ سخت دلپر اُٹھایا رستم ثانی وغیرہ کو میدان جنگ مین نہ پایا نہین
معلوم کون اُنکو لیگیا سرداروں نے عرض کیا واقعی جائے حیرت ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تاریکی
مین آندھی سیاہ کی غائب ہوگئے کچھ حال اُنکا اُتنک معلوم ہوا گو ایسے بہادرون کے گم ہو جانے کا
اور اُنکی مفارقت کا صدمہ جانکاہ ہے مگر چندان رنج وغم نہ کیجیے حق تعالی چاہے گا تو پھر وہ سب بہادر
آپسے ملین گے ابھی سرداران لشکر امیر ثانی سے یہ عرض کر رہے تھے امیر ثانی اشکبار تھے
بادشاہ لشکر اسلام بھی محزون تھے ناگاہ عادیل بن عادی نے روبرو آکے عرض کیا کہ اے
امیر با توقیر اسوقت خواجہ نسیم ظلماتی کہ تاجر ہے اور اکثر حضور کی خدمت مین حاضر ہوا ہے در بارگاہ
پر آیا ہے امیدوار باریابی ہے امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام ارشاد کیا اگر خواجہ نسیم
ظلماتی آیا ہے تو اسے ہمارے روبرو لاؤ وہ مرد معقول ہے عادیل نے یہ سنکے در بارگاہ پر جاکے خواجہ
مذکور سے کہا چلو امیر ثانی تمکو بلاتے ہین وہ ہمراہ عادیل بن عادی کے روبرو بادشاہ موصوف
و امیر ثانی کے گیا موافق قاعدہ آداب و تسلیم بجالایا امیر ثانی و بادشاہ ذیجاہ نے سلام
اُسکا لیکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا بعد ایک لمحہ کے غور کرکے
جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین بہت سے ڈنگل خالی ہین غاشیے اُنپر پڑے ہین صاحبان
ثروت و زور اُنپر بیٹھے ہوے نہین ہین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران باقی ماندہ جو دربار
مین بیٹھے ہین سب محزون و غمگین ہین ہر ایک سردار صدمے و آداب بادشاہ سے سر جھکائے بیٹھا
ہے یہ حال دیکھکر متردد ہو کر پوچھا اے امیر عالی جاہ فلک بارگاہ باعث آپکے محزون ہونیکا کیا
ہے اور اسقدر ڈنگل خالی کیون ہین صاحب ان ڈنگلون کے کہان ہین اگر مناسب ہو تو بیان
کیجیے امیر ثانی نے آہ سرد کرکے کہا اے خواجہ نسیم ظلماتی آگاہ ہو کہ فی زمانہ ہم یہان برائے مقابلہ
وجدال تمثال آئینہ رو کے آئے ہین لڑائیان ہو چکی ہین ہزار ہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین
مالک و صاحب اُن ڈنگلون کے یہین لڑائیون مین ہنگام جنگ غائب ہوگئے ہین حتی الحال
شاہزادہ رستم ثانی اور مالک ثانی اور لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑائی مین
غائب ہو گئے ہین نہین معلوم کون عدو اُنکو لیگیا ہے یہ بھی نہین معلوم کہان لیگیا ہے قید اُنکو کیا ہے یا قتل کیا
ہے یہی سبب ہم سب کے محزون و غمگین ہونے کا ہے آجکل کفار جو ہمسے لڑتے ہین شادمان ہین ہمکو صدمہ ہے
تمثال آئینہ رو نہین معلوم کس فکر مین ہے طبل جنگ نہین بجواتا ہے لاجورد شاہ وصندلسال بھی
خوش ہین یہ بھی آمادۂ جنگ نہین ہوتے ہین طبل جنگ نہین بجواتے ہین ہم نہایت متردد و پریشان
خاطر و غمگین ہین ایسے حال مین تم یہان آئے ہو مال و اسباب تمنے کیا خرید کیا ہے یہ کہکے کہا اے خواجہ
نسیم اسوقت طبیعت ہماری بہلاؤ جو کچھ تمنے اپنے سفر مین عجائب و غرائب دیکھے ہون اُنہین بیان
کرو اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی مین اب کی مرتبہ راہ دریا سے شہر فریبیہ مین مال و اسباب بہت سا
لیکر برائے تجارت گیا تھا جب اُس شہر مین پہونچا اہل شہر سے معلوم ہوا کہ نام یہان کے
بادشاہ کا فریب داتا ہے اور وزیر اسکا بادشاہ مذکور کا مسمی بہ تشخص ہے بھی یہ نذا کسار اہل شہر سے

نام شاہ و وزیر کے دریافت کر رہا تھا کہ فریب دانا نے میرے آنے سے باخبر ہو کے اپنے
وزیر اعظم شمس کو بھیجا وہ بخدم و حشم آ کے مجکو ہمراہ لیئے ایک مکان وسیع مین لیگیا اور بجا طرح مدارات
پیش آیا شب کو بہ تکلف تمام اُس مکان وسیع مین بصد راحت رہا صبح کو فریب دانا نے مجکو اپنے
دربار مین طلب کیا وزیر شمس مجکو روبرو بادشاہ مذکور کے لیگیا مین نے دربار مین جا کے پہلے اہل
دربار کو دیکھا آراستگی دربار پر نظر کی واقعی دربار کو خوب آراستہ پایا بادشاہ کو بالائے تخت دیکھکر
مین نے سلام کیا اُس نے سلام لیکر ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا مین حسب الحکم شاہ مذکور بیٹھ گیا
بعد تھوڑی دیر کے کئی سو کشتیان جو ہمراہ اپنے لیگیا تھا روبرو بادشاہ کے پیش کین اُس نے
تمام جواہرات و مال و اسباب جو ان کشتیون مین تھا دیکھکر پسند کر کے کہا یہ سب مال و اسباب
بیش قیمت ہے فرد موافق قیمت مال و اسباب کے بنا لیجیئے یہ سنکر مین خوش ہوا شاہ نے
وہ کشتیان کوٹھے مین داخل کرائین مین تھوڑی دیر تک دربار مین بیٹھکر شاہ سے رخصت ہو کر
اُسی مکان مین آیا جسمین فروکش تھا بعد کئی روز کے یوم پنجشنبہ دیکھا مین نے کہ خاص و عام گروہ
گروہ لباس نفیس و صاف پہنے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین سواری بادشاہ کی بھی بخدم
و حشم اُسی سمت جاتی ہے غرضکہ جملہ اعلی و ادنی اُس شہر کے گروہ گروہ اُسی طرف بصد شوق
شادان و خندان چلے جاتے ہین مین نے متحیر و متعجب ہو کے ایک شخص سے پوچھا کہ آج کیا
کوئی عید ہے یا کوئی میلہ ہے یا کوئی جلسہ ہے کہ جملہ خاص و عام اُس سمت چلے جاتے ہین اُس نے
مجھ سے کہا شاید تم اس شہر مین تازہ وارد ہو یہان کی حالت سے آگاہ نہین ہو یہان کے لوگ
مذاہب مختلف رکھتے ہین لوگ ہمیشہ ہر ایک مذہب کے آدمی گروہ گروہ واسطے پرستش اور زیارت
اور طلب حاجت کے واسطے سوے قبرستان مجمع الافراد جاتے ہین اور جو گروہ جس قبر کی
پرستش کرتا ہے وہ اُسی کی قبر پر جاتا ہے بعد پرستش حاجت اپنی طلب کرتا ہے صبح سے
تا شام قبرستان مذکور مین مجمع خاص و عام رہتا ہے وقت شب تمام مردم قبرستان سے اپنے
مکانات مین آتے ہین بہت سے آدمیون کی مرادین آتی ہین اکثر کی حاجتین بر نہین آتی ہین
اس شہر مین ساٹھ مذہب کے لوگ رہتے ہین اُس قبرستان مین بھی علیحدہ علیحدہ ساٹھ ہی قبرین
ہین اگر تمہارا دل چاہے تو اُسی قبرستان مین جا کے اپنی آنکھون سے جو چاہو دیکھ لو مگر کوئی
کلمہ خلاف طبع کسی گروہ کے اپنی زبان پر جاری نہ کرنا کیونکہ لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم مذہب اسلام
رکھتے ہو یہ کہکے وہ شخص خاموش ہوا مین نے اُس سے تمام حال سنکے کہا تمہارا اشتیاق ہے کہ اُس
قبرستان کی سیر کرون تمہارے ساتھ چلون اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے اے امیر باتدبیر فوراً ہی
اُسی شخص کے ساتھ جانب قبرستان مجمع الافراد روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب اُس گورستان
کے پہونچا دیکھا قبرستان مین بڑی تیاری ہے نہایت تکلف سے قبرستان کو آراستہ کیا ہے وہ قبرستان
کیا ہے گویا ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا طرح کے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین سبزی کے درخت
بہ نسبت اشجار میوہ دار کے زیادہ ہین چونکہ وہ قبرستان نہایت وسیع ہے بہت سے جا بجا انواع
و اقسام کے پھولون کے چمن گرداگرد ہوے ہین ہر ایک قبر پر علاوہ چادر گل کے انواع و اقسام کے

پارچہ نفیس وگران قیمت کی چادرین پڑی ہین اور بالاے قبور نگیرہ رنگا رنگ بصد تکلف
استادہ ہین کسی قبر پر اگر سوز رکھے ہین تو کسی مین اگر سوزان ہی دھوان اٹھ رہا ہی خوشبو اسکی تمام
قبرستان مین پھیلی ہی کہین لوبان سلگتا ہی اسی طرح ہر ایک قبر کی جداگانہ تیاری ہی اور جداگانہ مجھ(؟) مین
کسی خوشبو والی کا بخور ہو رہا ہی شامیانے اُن قبور کے جداگانہ ہین کوئی طلائی کوئی نقرئی کوئی مسی کوئی
آہنی کوئی چوبی وغیرہ ہی اور اب ہر ایک قبر پر سامان روشنی کا بھی ہی جھاڑ کنول وغیرہ زنگار رنگ
ہین بتیان موم کی وکافوری اُنہین مین زیر نگیرہ ہر ایک قبر پر ہر دم کا جلا(؟) ہی کوئی شخص کسی قبر کو سجدہ
کرکے کہتا ہی کہ میری حاجت یہ ہی کہ اسی سال مین فرزند نرینہ پیدا ہو نسل میری اس سے بڑھے
کوئی طالب رزق کے واسطے قریب کسی قبر کے کھڑا ہی کوئی نوجوان واسطے وصل اپنی محبوبہ کے
کسی قبر سے لپٹ کے دعا کرتا ہی کوئی عورت کسی قبر سے شکم اپنا مس کرکے کہتی ہی میری آرزو یہ
ہی کہ اسی سال مین میرے یہان لڑکا خوبصورت پیدا ہو کر زندہ رہے عمر اسکی دراز ہو کوئی
عورت کسی قبر کو بادب چوم کے رو کر کہتی ہی اے پیر بزرگ ہمارے آپ خوب آگاہ ہین کہ شوہر
میرا مجھے منہ نہین لگاتا ہی اپنے وصل سے ترساتا ہی زندگی بے لطفی رنج مین بسر
ہوتی ہی آپ اسکے دل کو میری طرف متوجہ کر دیجیے مجھے وہ پیار کرنے لگے عاشق میرا
ہو جاوے سوا میرے کسی عورت سے بات نہ کرے غرضکہ اسی طرح ہر ایک مرد اور عورت
اپنی اپنی حاجت اور مراد ہر ایک قبر یعنی جس صاحب قبر کو مانتے ہین طلب کرتے ہین ہزارہا
آدمی قبرستان مین پھر کر پھرتے اور نذر دیتے اور سجدہ کرتے اور مراد مانگتے قبرستان سے
نکل کے آتے ہین اور صدہا جاتے ہین باہر اس قبرستان کے میدان لق و دق مین کثرت مردم
بحد ہی ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین دوکانین لگائے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہی لاکھون
روپیہ کا مال و اسباب و اشیاے خوردنی و نوشیدنی بکا کرتے ہین ایک میلہ بہت بڑا ہی کوسون
آدمی ہی آدمی نظر آتے ہین بعد دیکھنے اس سیر کے مین بھی داخل قبرستان ہوا تادیر قبرستان مین
رہا ہر ایک قبر کے قریب گیا اُن قبرونکی ماننے والونکی حالت دیکھی اور گفتگو سنی از حد حیرت ہوئی
پھر مین اُس شخص کے ہمراہ وہان سے اپنی قیامگاہ پر آیا بعد کئی روز کے حسب الطلب دربار بادشاہ
مین گیا قیمت اسباب و مال و جواہرات کی شاہ مذکور نے عنایت کی بعد مجھ سے پوچھا کہ مثل ہمارے
ملک کے تو نے اور بھی کوئی ملک آباد دیکھا ہی اور جو عجائب وغرائب تو نے ہمارے ملک مین
دیکھے ہین ایسے اور کہین بھی دیکھے ہین مین نے عرض کیا فدوی نے تمام زندگی اپنی تجارت
... مین بسر کی ہی ہزارہا ملک و جزائر مین اتفاق جانے کا ہوا ہی برخلاف آبادی
... حضور کے ملک مین قبرستان مجمع الاولیا مین قبور کی پرستش کرتے ہوے مردم کو جسطرح دیکھا ہی
اسطرح کہین نہین دیکھا اور عقیدہ ... کے آدمی حضور کے ملک مین نظر آئے کہین نہین دیکھے
کیفیت فدوی نے کہین بھی دیکھی نہین ہی ... مردم حضور کے ملک مین ... قبور کی
پرستش کرتے ہین حضور کے باب مین کچھ عرض نہین کر سکتا ہون شاہ نے جواب دیا ہم شناسائی اسکے
[illegible] ہمکو قائل کرکے ... دین حق کی راہ راست نہین دکھائے اسوقت

مع اپنے ساکنان شہر فریبیہ کے پرستش قبور کی ترک کرین ہین یہ سنکے رخصت ہو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز یہان آیا اگر حضور وہان جائین اور وہانکے بادشاہ وغیرہ کو ہدایت کرین تو یقین ہے کہ سب راہ راست پر آئین امیر ثانی نے جواب دیا ہم واسطے ہدایت کے وہان ضرور جاینگے مگر یہان تمثال آئینہ رو سے مقابلہ و مجادلہ ہے مجبوری سے جا نہین سکتے ہین ابھی امیر ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ یکایک اکبر برق رو پسر اسد غازی نے اپنے دنگل سے اٹھکے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ فدوی شہر فریبیہ مین جاکے فریب دانا و وہان کے بادشاہ کو ہدایت کر کے مسلمان کرے امیر ثانی نے اس کو اس کار خیر کے کرنے پر آمادہ دیکھکر مانع ہونا مناسب نہ جان کر اجازت جانے کی دی وہ بہادر سب سے رخصت ہوکر ہمراہ چند آدمیون کے جانب شہر فریبیہ روانہ ہوا بعد جانے پسر اسد غازی کے خواجہ نسیم ظلماتی بھی امیر ثانی سے رخصت ہوکے ایکطرف چلا گیا اکبر برق رو بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب شہر فریبیہ پہونچا ہرکارون نے خدمت مین فریب دانا کے جاکے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ ایک نوجوان خوبصورت مسلمان ہمراہ چند اشخاص کے راہ دور و دراز سے ادھر آتا ہے گفتگو اردون کو معلوم ہوا ہے کہ وہ واسطے ہدایت کرنے کے یہان آتا ہے شاہ مذکور نے یہ خبر سنکے اپنے وزیر اعظم شمس کو اسوقت واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیا وزیر ہمراہ بہت سے امرا کے گیا اور دروازہ شہر سے اکبر برق رو کو بعد تعظیم و شوق دربار بادشاہ مین لایا بہادر موصوف نے آکے دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہے صدہا امرا حکام نامدار پہلوان و سرداران لشکر علی قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے یہ دیکھکر باواز بلند جملہ اہل دربار پر سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر بادشاہ نے تھم قد تخت سے اٹھکر تعظیم کی کے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اکبر برق رو کو بٹھایا اور اسکے ہمراہیون کو بھی دربار مین بیٹھنے کی اجازت دی وہ بھی علی قدر مراتب بیٹھے اسوقت شاہ مذکور نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر لایا شیشہ سے شراب جام بلورین مین بھر کے موافق اشارہ بادشاہ وہ پہلے اکبر برق رو کے آگے جام مے دینے لگا اکبر برق رو نے کہا مین کبھی شراب نہ پیونگا تاوقتیکہ یہان کے تمام آدمیون کو مسلمان نہ کر لونگا ساقی یہ سنکے بادشاہ کیطرف دیکھنے لگا شاہ نے کہا اگر یہ جوان شراب سے انکار کرتا ہے تو نہ پلاؤ ہمکو اسکی خوشی خاطر منظور ہے اب ہمکو اور ہمارے اہل دربار کو شراب پلا ساقی کاربند ہوا سب کو شراب پلا چکا کشتی اٹھا کے دربار سے چلا گیا بعد جانے ساقی مذکور کے وقت برخاست دربار اپنے وزیر اعظم شمس سے کہا اس جوان کو ہمراہ اپنے لیجا ہمارے مکانات سے ایک مکان مین اسکو لیجا کے دنگلو ستہ و ضیافت اس کی کر خاطر داری و مہمان نوازی سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر وزیر نے حسب ارشاد بادشاہ عمل کیا بعد کئی روز کے ایک روز اپنے دربار مین اپنے تمامی شہر کے علما و اکابرین کو طلب کیا بعد انکے آنیکے اکبر برق رو کو بلا کر قریب اپنے تخت کے بٹھا کر کہا ہمنے سنا ہے کہ تم واسطے ہماری ہدایت کے یہان آئے ہو ہم بھی چاہتے ہین کہ آج اس منبر پر جاکر وعظ و پند سے راہ دین حق و ایمان او ر ہمارے علما اور بحث کرے اپنی تقریر دلپذیر سے ہمین قائل کرو اگر ہم اور علما ہمارے قائل ہو جاینگے دین تمہارا اختیار کرینگے ورنہ اپنے ہی دین پر ثابت قدم رہین گے اکبر برق رو نے جواب دیا ہمین وعظ و پند دینے مین کوئی عذر نہین ہے ہم محض اسیواسطے یہان آئے ہین شاہ نے یہ سنکے کہا اچھا اس منبر پر جاؤ اور ہم

بدلائل و براہین راہ دین حق دکھاؤ اکبر برق رو فی الفور بالائے منبر گیا وعظ و پند و رہنمائی و بحث سے شاہ
مذکور و غیرہ کو قائل کرکے کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا پھر منبر پر سے اتر کے دنگل پر بیٹھا بادشاہ بہت خوش ہوکر
اکبر برق رو سے کہنے لگا قبل اسکے میں گمراہ تھا آج تمہاری رہنمائی سے راہ راست پر آیا تم نے بڑا
احسان کیا اب عقائد دین اور مسائل شرعیہ بھی تعلیم کرو اکبر برق رو نے موافق ضرورت مسائل دین تعلیم
کیے اور کہا کہ اب تک شریعت ابراہیمی پر ہم ثابت قدم ہیں اور آپ کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ بعد قائل ہونے
وحدانیت خدا کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا نبی جانیے لیکن اب شریعت ابراہیمی منسوخ و ختم ہونے
والی ہے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونے والے ہیں کتب سماوی و اکثر صحف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان افسر
انبیا کے اور جامع معجزات ہونگے معجزہ شق القمر بھی وہی جناب دکھائینگے نام انکا محمدؐ ہوگا رسالت و
نبوت اوپر انکے ختم ہوگی لہذا جب وہ جناب پیدا ہوکے ہدایت دین حق کریں تو ان کی نبوت و رسالت
پر شک ہرگز نہ کرنا اپنا نبی اور رسول خدا انکو جاننا اسی طرح اور بھی کچھ باتیں ہدایت آمیز کیں بادشاہ نے بصد
شوق مصافحہ کیا ہاتھ اکبر برق رو کے چومکر اپنی آنکھوں سے لگائے پھر سب نے بعد مصافحہ و دست بوسی اکبر
برق رو کے رتبہ اپنا بڑھایا اسی روز فریب دانا نے منادی کو حکم دیا کہ ہمارے شہر کے ہر کوچہ و بازار
میں جا کے خاص و عام کو اس ہمارے حکم سے اطلاع دے کہ اب سب قبور پرستی چھوڑ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں
جو کوئی مسلمان نہ ہوگا وہ قتل کیا جاوے گا منادی نے تعمیل حکم بادشاہ کی ہر ایک مرد و زن نے
کلمہ پڑھا سب خاص و عام مسلمان ہوئے حکم بادشاہ سے مساجد بنوانے لگے جب تمام مرد و زن
مسلمان ہو چکے اور چند روز گذر چکے اکبر برق رو نے فریب دانا سے کہا اب میں اپنے لشکر میں جاؤں گا
لہذا مجھکو رخصت کیجیے شاہ نے جواب دیا ابھی میں آپ کو رخصت نہ کروں گا ہاں بعد دو چار روز کے جو منظور
ہے کیا جائیگا یا تو آپ کو رخصت کردونگا یا رخصت نہ کرونگا اکبر برق رو یہ سنکر خاموش رہا شاہ
مذکور نے روز دیگر تخلیہ میں جملہ اکابرین شہر کو بلا کے ان سے کہا کہ اکبر برق رو جسنے ہمکو مسلمان کیا اور ہمکو راہ
دین حق دکھائی ہے جانیوالا ہے مجھ سے رخصت طلب کی ہے میں نے تمکو محض اسواسطے طلب کیا ہے کہ در باب
اکبر برق رو مشورہ کروں اور تمسے پوچھوں کہ آیا ایسے شخص کو جسنے ہم سب کو مسلمان کیا ہے اپنے پاس
سے جدا کریں یا نہ جدا کریں سب نے بعد فکر و غور کے عرض کیا ای بادشاہ ایسے شخص جنتی کو رخصت کرنا
اچھا نہیں ہے ہمارے نزدیک وہ برکت کا باعث ہے اور اہل بہشت سے ہے اور متبرک ہے
گوشت و پوست ایسے برگزیدہ باری کا لائق اسکے ہے کہ تبرک جان کے ہم سب کھا جائیں تاکہ وہ جزو تن
ہوجائے اور اسکے جزو تن ہونے سے ہم سب پر آتش دوزخ حرام ہو جاوے گی اور یقینی جنتی ہو جائیں اگر
اے بادشاہ ہماری رائے پر عمل کرنا منظور ہو تو اکبر برق رو کو بیہوش کر کے گرفتار کرکے قتل کرا
بعد ازاں گوشت اسکا ذرا ذرا سا تمامی شہر کے مرد و زن پر تقسیم کر تاکہ سب گوشت اسکا کھا کے یقینی
جنتی ہو جائیں بعد مرگ سیدھے بہشت میں جائیں بادشاہ مذکور نے انکی تقریر سنکے نادانی و جہالت
سے ان کی رائے کو بہت پسند کیا اور کہا تم لوگ سچ کہتے ہو یہ شخص اہل بہشت سے ہے جو گوشت
اسکا کھائے گا وہ بھی اہل جنت سے ضرور ہو جائیگا یہ کہکے سب کو رخصت کیا اور اکبر برق رو کو طلب کر کے
کہا آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ طعام ہمارے ساتھ تناول کرو دعوت قبول کرو اکبر برق رو نے قبول کیا

دعوت سے انکار نہ کیا نہ کچھ اندیشہ کیا چونکہ زمانۂ اجل قریب آگیا تھا کچھ بھی اس بارے مین فکر نہ کی
کہ یہ استنے دنون سے آج بادشاہ اپنے ساتھ مجھے کھانا کھلانیکو کیون کہتا ہے اسکا کیا سبب ہے
غرضکہ بہادر مذکور نے نزدیکی اجل کے سبب سے نادان ہو کے اقرار کیا کہ مین آپ ہی کے ساتھ آج
کھانا کھاؤنگا دعوت قبول کی بادشاہ نے بعد تھوڑی دیر کے وقت شام خاصہ طلب کیا جب طعام لذیذ
وخوش ذائقہ ظروف مین دسترخوان پر رکھا گیا اور اکبر برق رو بھی دسترخوان پر بیٹھا بادشاہ نے وہ طعام
جو بیہوشی آمیز تھا روبرو اُسکے رکھا وہ طعام بیہوشی آمیز کھایا اسکے بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوا اسوقت
حکم بادشاہ سے ملازمون نے طوق و زنجیر مین اُسے گرفتار کیا تاکہ یہ جوان قوی بازو حالت گرفتاری
مین مجبور ہو کے قتل ہو جائے بعد گرفتار ہونے اکبر برق رو کے وقت سحر شاہ نے جلاد کو طلب کرکے
کہا کہ اکبر برق رو کو لیجا کر قتل کرو وہ نابکار بہادر مذکور کو کشان کشان لیچلا اسوقت خبر قتل اکبر برق رو
سنکے تمامی مرد و زن شہر کے جمع ہوئے بادشاہ بھی بمقام قتل گیا وہ لوگ جو ساتھ اکبر برق رو کے آئے تھے
وہ بھی نالان و گریان ساتھ ساتھ اکبر برق کے چلے اور روکر اکبر برق رو سے کہنے لگے کہ ہم
آپھی بادشاہ اور اسکے لشکر گران سے کیا لڑ سکتے ہین آپکو رہا کیونکر کر سکتے ہین بیسبب اسکے کچھ ہمارا بس
نہین چلتا ہے اکبر برق رو نے انھین روکر جواب دیا یارو تم میری اعانت و حمایت نکرو واقعی تمہاری
اعانت سے کیا ہوگا تم مجکو رہا نکر سکوگے ضرور قتل ہو جاؤگے مین چاہتا ہون کہ تم سب بعد میرے قتل
ہونے کے خدمت امیر ثانی مین جا کے میرے حال سے انھین آگاہ کرنا اور میرے بزرگون اور
دوستون کو میری جانب سے تسلیم و سلام کہدینا اور یہ بھی ضرور کہنا کہ اکبر برق رو عجب بیکسی
سے قتل ہوا آپ سب صاحبون کی حسرت دیدار دل مین لیکر دنیا سے گیا آپ حضرات کچھ رنج و ملال نہ کیجیے
بعوض اسکے الحمد والم [illegible] ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شادمان کیجیے گا اور اگر کبھی اسطرف
آنیکا اتفاق ہو تو میری قبر پر ضرور آئیے گا بالین قبر بیٹھکر سورۂ فاتحہ پڑھکر ثواب اسکا بخشیے گا [illegible]
[illegible] طالب ثواب و [illegible] ہون افسوس کیا [illegible] نے بدی کی کہ فریب دہ دانا کے ساتھ مین نے
نیکی کی [illegible] اُسنے مسلمان کیا اُسنے بعوض نیکی بدی کی یہ [illegible] اور میرے [illegible]
[illegible] میری جانب سے کہنا کہ اسی خادم [illegible] زیادہ [illegible]
الحاصل اکبر برق رو ایسی ہی تقریر اپنے ہمراہیان مذکور سے کرتا ہوا جانب قتلگاہ جاتا تھا ہمراہیان مذکور
اُسکی تقریر کو سنکے بے اختیار روتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ جو کچھ آپنے کہا ہے ہم حرف بحرف امیر
ثانی اور آپکے والد وغیرہ سے جاکے کہدینگے اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہے کہ
فریب دہ دانا نے طعام بیہوشی اکبر برق رو اور اسکے ہمراہیون کو کھلا کے سبکو بیہوش کیا تھا اور اسنے
قتل کرنیکا [illegible] تھا لیکن کچھ خیال کرکے فقط اکبر برق رو کو قتل کروا [illegible] اور اسکے ہمراہیون کو
طوق و زنجیر مین گرفتار کیا تھا اور وقت قتل اکبر برق رو ہمراہی اسکے سامنے تھے غرض جلاد اکبر برق رو
کو مقام قتل [illegible] اور جب تیغ حکم بادشاہ کے واسطے قتل کے کھینچی اسوقت اُسنے [illegible] جلاد نے سر
قتل کیا بادشاہ شہر اور تمامی رعایا قتل بہادر مذکور سے خوش ہوئے کسیکو ملال نہ ہوا جب اکبر برق رو قتل ہو چکا
بادشاہ [illegible] نے گوشت اپنے محسن کا خود بھی کھایا اور تمامی مرد و زن کو قدر [illegible] بوٹیان ایک جگہ

دفن کرادین قبر پختہ بنوادی گنبد بھی بالاے قبر بنوادیا اور معمول اپنا بروز پنجشنبہ فاتحہ خوانی کا کیا بعدہ
ہمراہیان اکبر برق رو کو قید سے رہا کیا وہ نالان وگریان جانب لشکر امیر ثانی روانہ ہوے بعد
قطع راہ لشکر امیر ثانی مین آئے امیر ثانی اور اسد غازی اور تمامی سرداران لشکر سے جو کچھ اکبر برق رو نے
وقت قتل کہا تھا بیان کیا سب کو از حد صدمہ ہوا ہر ایک شخص گریان ہوا خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر ثانی و اسد غازی کو صدمہ بہت ہوا راوی ناقل ہے کہ جسوقت ہمراہیان اکبر برق رو نے بارگاہ
سلیمانی مین آکے رو رو کے تمام حال قتل ہونے اکبر برق رو کا بیان کیا جملہ اہل بارگاہ کو غم والم ہوا اور
اسی عالم الم مین ہر ایک سردار قبضہ تلوار کا پکڑ کے کثرت غیظ سے اپنے دنگل سے باین خیال اُٹھنے لگا
کہ اگر امیر ثانی ہمکو اجازت جانے کی دین تو ہم جا کے شاہ شہر فریبیہ کو اور اُسکے تمامی رعایا کو تہ تیغ کرین
خصوصًا اسد غازی کا عجب حال تھا کبھی تو غم فرزند نوجوان مین ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کرتا تھا
سرداران لشکر سمجھا کے منع کرتے تھے گاہ تلوار پکڑ کے اپنے دنگل سے ارادہ اُٹھنے کا کرتا تھا اور
امیر ثانی سے رو رو کر کہتا تھا اے امیر با تدبیر فرزند میرا فریب سے بادشاہ شہر فریبیہ کے مکر
سے قتل ہوا ہے مجھے زندہ رہنا بعد اُسکے ناگوار ہے امیدوار ہون کہ اجازت جانے کی دیجیے تاکہ وہان جا کے
شاہ مذکور وغیرہ کو قتل کرون انتقام خون ناحق اپنے فرزند کا لون بادشاہ مذکور سے لڑ کر مرجاؤن قبر
میری بھی میرے پسر کے برابر بنے امیر ثانی نے فرمایا اے اسد غازی صبر کرو جو ہونیوالا تھا وہ
ہوا جانا تمھارا وہان اچھا نہین ہے مین تمھین اجازت جانے کی نہ دونگا بلکہ کسی سردار لشکر کو اس طرف
جانے نہ دونگا خود ہی جاؤنگا یہ سنکے اسد غازی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ جو اسوقت بارگاہ سلیمانی
مین بیٹھے تھے تقریر امیر ثانی کو سنکے مجبور ہوکے اپنے عزم سے باز رہے امیر ثانی اسی وقت اجازت
بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر مرکب پر سوار ہوگئے صرف خضران بن عمر کو ہمراہ لیکے
جانب شہر فریبیہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب در شہر فریبیہ پہ پہونچے کثرت غیظ سے نعرہ کرکے
تلوار علم کی بادشاہ شہر کو خبر امیر ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت کے
واسطے استقبال کے آیا اور باادب تمام امیر ثانی کو سلام کرکے دست بستہ کہنے لگا اے امیر ثانی
آپ نے تلوار کیون علم کی ہے مجھ سے کیا خطا ہوئی اگر بے قصور قتل کرنے کا قصد ہے تو یہ سر حاضر ہے
بسم اللہ تلوار لگائیے مجھے قتل کیجیے امیر ثانی نے اس کی اس تقریر سے ہاتھ کو روک کر کہا کہ اے
فریبی تو اتنا تم نے یہ کیا مکر و فریب کیا کہ اکبر برق رو ایسے اپنے محسن کو بکر دام بیہوشی آمیز کھلا کے
بیہوش کر کے بیجا قتل کیا ہم بعوض اسکے خون ناحق کا لینے کو آئے ہین کہین جواب صاف ہمارے سوال
کا دو اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی مین نے اکبر برق رو کو از راہ دشمنی قتل نہین کیا ہے بلکہ واسطے اپنی
بخشش کے قتل کیا ہے اور گوشت اسکا کھایا ہے تاکہ گوشت ایسے شخص متبرک کا اہل جنت کا میرے جزو
تن ہوجائے اور مین بھی اہل جنت سے ہوجاؤن مجھے منظور ہوا اور اہل شہر کو بھی یہ ناگوار ہوا کہ جو شخص
ہدایت کرکے مسلمان کرے وہ ہمارے شہر سے چلا جائے ایک برکت شہر فریبیہ سے نکل جائے اس واسطے
جلدی سے قتل کر کے گوشت اس متبرک کا کھایا اور استخوان اسکے دفن کرکے قبر بنوادی ہے فاتحہ خوانی
کیا کرتا ہون ہمیشہ واسطے زیارت تربت اکبر برق رو کے ضرور جاتا ہون اب مین کافر نہین ہون

اسوقت امیر ثانی اور غضران بن عمرو ثانی نے فریب دانا سے کہا او رحسن کش کیا
عوض نیکی تیرے نزدیک بدی ہے جو تونے حکم ہمارے قتل کا دیا ہے ہم نے تیرے ساتھ
کیا دشمنی کی ہے کہ تو ہمسے عوض اس عداوت کا لیتا ہے او ظالم قہر وغضب خدا سے ڈر اس
اس ظلم و بدعت سے باز آ ہمیں قتل نکر اس نے جواب دیا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرانا ہی
میرے نزدیک مناسب ہے ہرچند تم نے کوئی خطا اور کسی طرح کی کوئی دشمنی نہیں کی ہے لیکن میں
تمسے خائف ہوں اگر برق رو کو قتل کرکے تمکو صدمہ پہنچا ہوں یہ صدمہ تمھارے دل سے
تا زندگی دور نہوگا جب تم مجھے دیکھوگے یا میرا خیال کروگے کہ اس نے ہمارے لشکر
کے ایک سردار اکبر برق رو کو ناحق قتل کرایا ہے گوشت اسکا کھایا ہے اس سے بھی بدی
پیش آنا چاہیے اور جب میں تمھیں دیکھونگا یا تمھارا خیال کرونگا یہ اندیشہ ضرور ہوگا کہ ایک
روز امیر ثانی مجھسے عوض خون اکبر برق رو کا لینی لینگے اور مجھے بھی ضرور قتل
کرینگے لہذا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و لازم ہے کہ اور دشمنی
کم سے کم کے امید نیکی کی رکھنا خلاف عقل ہے تمنے وہ حکایت شاید نہیں سنی جو عداوت
دوستی دشمنی پر دال ہے امیر ثانی نے پوچھا وہ حکایت کیا ہے بیان کر اس نے کہا اے امیر
ثانی کسی زمانے میں ایک سازندہ چہرہ بجانے والا استاد اور کامل اپنے فن میں مشہور تھا
اور ایک فرزند اسکا نوجوان تھا وہ بھی چہرہ خوب بجاتا تھا ایک روز حسب اتفاق وہ
سازندہ جو استاد اپنے فن میں مشہور تھا قریب اپنے مکان کے ایک باغ میں جہاں بیٹھا
ہوا تھا چہرہ بجا رہا تھا ناگاہ گوشہ باغ سے ایک مار سیاہ نکلا وہ صدا چہرے
کی سنکے نہایت بیتاب ہوکے اپنے مسکن سے نکل کے قریب اس سازندہ کے آیا اور
آواز چہرے کی سنکے بیتاب ہو بڑی خوشی سے سننے لگا سازندہ اس مار سیاہ کو دیکھکر شائق
صدا کے ساز چہرے کے خوش ہوکے سازنوازی میں زیادہ کوشش کرنے لگا
مار سیاہ صدا اس ساز کی سنکے اور نہایت خوش ہو ہوکے عالم وجد میں جھومنے لگا
اور گویا مانند صوفی کے حال لانے لگا سازندہ مذکور نے تادیر ساز بجایا کے ساز نوازی
موقوف کی اسوقت وہ مار سیاہ چلا اپنے مسکن میں گیا اور ایک اشرفی اپنے منہ میں دبا کر
مسکن سے اپنے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے اشرفی رو برو اس سازندہ
کے رکھکے اپنے مسکن کی طرف چلا گیا سازندے نے خوش ہوکے وہ اشرفی اٹھا کے
اپنی جیب میں رکھ لی اور کہا علم موسیقی میں بھی عجیب اثر ہے کہ انسان تو اشرف المخلوقات
اور صاحب فہم و ادراک ہے حیوان بھی سانپ تک اس علم موسیقی کو دوست رکھتے
ہیں دل سے گانا سننا پسند کرتے ہیں اور بے اختیار ہوکے عالم وجد میں جھومتے ہیں اور
انسان تو اس علم کی قدر کرتے ہی ہیں لیکن حیوان بھی قدر کرتے ہیں جس طرح کہ قدردانی
اس مار سیاہ نے اس علم کی کی ہے اور ایک اشرفی تھوڑی دیر گانا سنکے دی ہے یہ باتیں
کرکے باغ سے نکل کر اپنے گھر میں آیا اور اس اشرفی کو اپنے صرف میں لایا دوسرے

روز اسی وقت اسی باغ میں گیا اور پھر وہ اسی طور سے بجانے لگا وہ سانپ آواز سازندہ مذکور کی سنکے
بصد شوق اپنے مسکن سے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے بیٹھا گانا سننے لگا
اور خوش ہوکے وجد میں آکے زمین پر لوٹنے لگا جب وہ سازندہ ساز بجا چکا اور
ساز میں گتیں خوب بجا چکا پھر ساز کو ہاتھ سے رکھکر قصد جانے کا کرنے لگا وہ سانپ
حسب قاعدہ روز اول اپنے مسکن سے ایک اشرفی لایا اور اس اشرفی کو ساز نواز کے
آگے رکھکر چلا گیا سازندے نے خوش ہوکے اشرفی اٹھالی اور اپنے گھر آیا چونکہ
لالچ بہت ہی بڑی بلا ہوتا ہے سازندہ حسب دستور روز اس باغ میں جانے لگا کئی سال
تک اسی طرح سازندہ مذکور باغ مسطور میں جایا کیا اور مار سیاہ مذکور بعد گانا سننے کے
ایک اشرفی اسے دیا کیا قضا سے کار ایک روز اس سازندے کو اپنی برادری میں جانا
ضرور تھا کیونکہ اسکی برادری میں کسی شخص کی شادی تھی اسوجہ سے اس نے اپنے فرزند
سے کہا کہ اے نور نظر میں تو حسب المطلب شادی میں جاتا ہوں تو ضرور اس باغ میں جانا اور
فلانے درخت تمر ہندی کے نیچے بیٹھکر بجانا ایک مار سیاہ آویگا وہ سامنے تیرے بیٹھیگا اور گانا
سننے لگیگا تو اس سے خوف نہ کرنا جب تو ساز بجا چکیگا وہ سانپ اپنے مسکن سے ایک
اشرفی لاکر تجھے دیگا تو اس اشرفی کو لے بیجو اور اپنے صرف میں لائیو مجھکو وہ سانپ
کئی سال سے ہر روز ایک اشرفی دیتا ہے فرزند مذکور نے کہا اچھا میں جاؤنگا تم شادی
میں جاؤ سازندہ مسطور بموجب تقریر اپنے فرزند کی سنکے اپنی برادری میں یا کسی اہل زر کی شادی
میں گیا یہاں اس لڑکے نے اس باغ میں جاکے اسی درخت کے نیچے بیٹھکر پھر
بجایا وہ سانپ حسب دستور اپنے مسکن سے نکل کر زیر درخت تمر ہندی آیا دیکھا
کہ ایک نوجوان ساز بجا رہا ہے وہ بڈھا جو روز ساز بجاتا تھا نہیں ہے یہ دیکھکر مار سیاہ اپنے
دل میں کہنے لگا مجھے جوان ضعیف سے کیا غرض مطلب گانا سننے سے ہے اور ایک اشرفی دینے
سے یہ دل میں کہہ کے گانا سننے لگا اور عالم وجد میں زمین پر لوٹنے لگا جب وہ نوجوان ساز
بجا چکا سانپ اپنے مسکن میں گیا اور ایک اشرفی اپنے منہ میں دبا کے لایا اور سامنے اس
نوجوان سازندے کے رکھکر ارادہ اپنے مسکن میں جانے کا کیا اسوقت سازندہ مذکور
نے اپنے دل میں خیال کیا کہ باپ میرا جو کہ بڈھا ہو گیا ہے عقل بھی اسکی ضعیف ہو گئی ہے کئی سال
سے یہ سانپ ایک اشرفی روز دیا کرتا ہے دل میں خیال نہ کیا کہ یہ اشرفی کہاں سے لاتا ہے یقینی ہے کہ زمین میں
کوئی خزانہ ہوگا اسی خزانہ سے یہ اشرفی لاتا ہے شاید اسکا مالک محافظ ہے ہمیں ہر روز ایک اشرفی
لینے سے کیا فائدہ کوئی کام مانند شادی یا تعمیر مکان کے ایک اشرفی سے نہیں نکلتا ہے بلکہ ساری
کل خزانہ لینا چاہیے اور اس سانپ کو مارنا چاہیے میں مثل اسکے خارج از عقل و فہم نہیں
ہوں نوجوان ہوں عقل بھی میری نوجوان ہے میں آج ہی اس سانپ کو مارکر اسکے مسکن سے خزانہ
نکالکر مکان میں اپنے لیجاؤنگا سب لکھوا عیش و راحت کرونگا بس یہ خیال بیہودہ کرکے
ایک لکڑی موٹی سی لیکر اس سانپ پر ماری وہ اسکی دم پر پڑی مار سیاہ نے برہم ہوکے جھپٹکے

اُس نوجوان سازندے کی پنڈلی مین کاٹا بعد کاٹنے اپنے دشمن کے اپنے مسکن مین چلا گیا دُم کے
ٹوٹ جانے کا اور ضرب چوب کا صدمہ اُٹھایا ادھر یہ نوجوان سازندہ مار سیاہ مذکور کے کاٹنے اور
اثر زہر سے زمین پر گرا چونکہ وہ باغ ویران تھا مالک باغ فکر شادابی و درستی باغ نکرتا تھا اس وجہ
سے کوئی آدمی بھی اُس باغ مین برائے نگہبانی نہ تھا خبر جوان مذکور کی کون لیتا تھوڑی دیر مین
کثرت سم مار سیاہ سے وہ جوان حریف زر تڑپ کے مرگیا گوشت اسکا پانی ہوکے بہنے لگا کسی کو
اس کے حال سے خبر بھی نہ ہوئی جب وہ جوان گئی پہر گھر مین اپنے نہ آیا اسکے عزیزون کو تردد ہوا
واسطے تلاش کے گھر سے نکلے جا بجا اُسے ڈھونڈھنے لگے تلاش کنان اس باغ مین بھی گئے
دیکھا کہ وہ جوان زیر شجر پڑا ہی گوشت اُسکا فرط زہر مار سیاہ سے پانی ہوکر بہ رہا ہی کھوپڑی
شق ہوگئی ہی ہمہ تن نیلگون ہو گیا ہی یہ حال اس کا دیکھکر سب رونے لگے اور کہنے لگے مقرر اسکو
کسی مار سیاہ نے کاٹا ہی اب اس کا زندہ ہونا محال ہی بلکہ ناممکن ہی کیونکہ استخوان باقی رہ گئے
ہین گوشت بہت سا پانی ہوکے بہ گیا ہی یہ باتین کرتے کچھ لوگ تو وہین کھڑے رہ گئے کچھ عزیز اُس
نوجوان کے جلد اُسکے باپ کے پاس گئے اور تمام حال اُس کے فرزند کا اُس سے کہا وہ روتا
پیٹتا وہان سے باغ مین آیا دیکھا عجب حال فرزند کا ہی سر شق ہی تمام تن نیلگون ہی گوشت تن
کثرت زہر مار سیاہ سے مانند آب کے بہ رہا ہی مرا ہوا پڑا ہی یہ حال دیکھکر بے اختیار بہت
رویا پھر دل مین خیال کیا یقینًا میرے فرزند کو اُسی مار سیاہ نے کاٹا ہی جو مجھے ہر روز ایک اشرفی
دیا کرتا ہی سُنا ہی کہ جو سانپ جس کسی کو کاٹے اگر کوئی شخص منتر کے زور سے اُسی سانپ کو
کو بلالے اور وہ سانپ زہر چوس لے تو وہ شخص زندہ ہوجاتا ہی پس اُس وقت کسی منتر جاننے
والے کی کچھ ضرورت نہین ہی خود ہی ساز بجانا چاہیے وہ مار سیاہ میری آواز ساز کا
عاشق ہی صدائے ساز سنتے ہی ضرور آئیگا پہلے مین اُس سے شکایت کرونگا پھر کہونگا میرے
فرزند کو اگر کاٹا ہی تو اب زہر چوس لے تاکہ یہ زندہ ہوکر اٹھ بیٹھے یقین ہی کہ میرے اس کہنے
سے وہ مار سیاہ میرے کہنے پر عمل کریگا لڑکا میرا زندہ ہوجائیگا یہ خیال کرکے اُسی صدمہ و
غم مین ساز اپنے فرزند کا اٹھاکے بجانے لگا وہ مار سیاہ صدائے ساز سنتے ہی اپنے مسکن سے
نکل کر بشکل سانپ اُس سازندے کے آیا اُس نے اُسے دیکھتے ہی روکر کہا ای مار سیاہ یہ تو
معلوم ہو کہ میرے فرزند نے کیا خطا کی تھی کہ تو نے کاٹ کر ہلاک کیا اب بہتر و مناسب یہ
ہی کہ میرے فرزند کی صحت و سلامتی کی فکر کر یعنی جس جگہ تو نے کاٹا ہی اُسی جگہ منھ رکھ کے تمام
زہر چوس لے وہ سانپ تمام تقریر سازندہ مذکور کی سنکے اپنے مسکن مین گیا اور ایک
اشرفی حسب معمول لاکے اُس سازندے کے روبرو رکھ کے خدا سے یون دعا کرنے لگا کہ اے
خالق انسان و حیوان تو ہر اک شی پر قادر ہی چاہتا ہون کہ اپنی قدرت کاملہ سے مجھ
گویائی ایسی عطا کر کہ اس سازندے سے اسی کی زبان مین کلام کرون اس کے سوالات کا
جواب دون چونکہ وہ زمانہ اور وقت سچا تھا حق تعالی کو قدرت نمائی اپنی منظور ہوئی دعا
اس مار سیاہ کی فی الفور قبول ہوئی گویائی اُسے عطا ہوئی سانپ نے بزبان فصیح اُس سازندے

سے کہا اے شیخ آگاہ ہو کہ آج یہ فرزند تیرا یہاں آکے ساز بجانے لگا میں صدا ے ساز سُن کے
اپنے مسکن سے اسی شجر کے نیچے آیا دیکھا کہ یہ نوجوان ساز بجا رہا ہے پہلے میں نے چھپ کر دیکھ کر
مسکن میں اپنے جانے کا ارادہ کیا بعدہ آواز ساز کی جو مرغوب زیادہ ہوئی سُننے لگا جب
یہ تیرا ساز بجا چکا حسب معمول میں نے ایک اشرفی اُسکے آگے دی پھر اپنے مسکن میں
جانے کا ارادہ کیا تمہارے فرزند نے مجھے ایک لکڑی زور سے ایسی ماری کہ جسکے ضرب
سے دیکھو دُم میری ٹوٹ گئی میں نے برہم ہو کے اُس کے پاؤں میں کاٹا یہ میرے زہر سے مر گیا
اب یہ میرے زہر چوسنے سے ہرگز جانبر نہ ہوگا کیونکہ گوشت اسکا بوجہ میرے زہر کے بہ گیا ہے
فقط ہڈیاں رہ گئی ہیں ہاں اگر فی الفور تم یہاں آتے اور مجھ سے کہتے تو البتہ میں زہر
چوس لیتا یہ اچھا ہو جاتا رونا تمہارا اور شکایت تمہاری بیکار و عبث ہے اسنے مجھ سے دشمنی
کی میں نے اسکے ساتھ عداوت کی جاؤ اسکو یہاں سے اُٹھا کے دفن کرو اور اب تم یہاں کبھی
ساز بجانے نہ آنا میں ہرگز تمہارے ساز کی صدا نہ سنونگا نہ اشرفی دونگا اگر تم اب یہاں
آ ؤگے تو اچھا نہ ہوگا میرے اور تمہارے محبت نہ ہوگی بلکہ ایک نہ ایک روز دشمنی ہوگی کیونکہ جب
تم مجھکو دیکھوگے یہ فرزند تم کو یاد آئیگا خیال کروگے کہ اسی مارسیاہ نے میرے فرزند کو کاٹا
تھا اس کو بھی کسی طور سے مارنا چاہیے عوض اپنے فرزند کے ہلاک کرینگا اس سے لینا
چاہیے یہ خیال کر کے ضرور تم مجھکو کسی طور سے مار ڈالوگے اور میں تمکو جب دیکھونگا سے
خائف ہونگا یہ خیال ضرور کرونگا کہ اس کے فرزند کو میں نے کاٹا ہے یہ بھی دشمن جان میرے
ہیں ان سے بھاگنا چاہیے غرض باہم میرے اور تمہارے عداوت قلبی رہیگی کبھی صفائی
نہ ہوگی تمہارے دل سے عداوت نہ جائیگی مجھے تم سے اطمینان نہ ہوگا خوف دشمنی کا ہوگا یہ
کہکے مارسیاہ اپنے مسکن میں چلا گیا سازندے نے قائل ہو کے فرزند کو اپنے کلمات
سخت کہکے استخوان اسکے اُٹھائے قبرستان میں لیجا کے دفن کیے پس اے امیر ثانی اگر میں تم کو
اسوقت قابو پاکے قتل نہ کروں اور چھوڑ دوں اول تو تم اسی وقت مجھکو قتل کروگے
اگر بخیال تنہائی اسوقت قتل نہ کروگے تو جب قابو پاؤگے اور جب اکبر برق رو کو یاد کروگے
مجھے بقول اسی مارسیاہ کے مار ڈالوگے عوض خون اکبر برق رو کا مجھ سے لوگے اور میں مثل
اسی مارسیاہ کے تم سے مدام ڈرونگا لہذا تمہارا قتل کرانا ہی میرے حق میں بہتر ہے اور مصلحت
وقت یہی ہے کہ تمہیں قتل کراؤں کیونکہ تم اسوقت میرے قابو میں ہو تمہارے قتل
کرانے سے خوف و اندیشہ میرے دل سے دفع ہو جائیگا امیر ثانی تقریر اسکی سُنکے مجبور
ہو کے خاموش رہے سمجھے کہ یہ ظالم رحم نہ کریگا ضرور قتل کریگا ہر چند میں قبل ازیں انتقام
خون اکبر برق رو اس سے نہ لیتا مگر اس ناہنجار نے خوف جان سے مجھے بمکر و فریب گرفتار کر کے
ارادہ قتل کرانے کا کیا ہے خیر جو ہوا سو ہے تقدیر افسوس کہاں سے کہاں قضا لے آئی حسرتیں
دل ہی میں رہیں تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ وغیرہ کفار کو مسلمان یا تہ تیغ نہ کیا وقت
قتل اپنے عزیزوں اور دوستوں کو نہ دیکھا لشکر میں اپنے اجل نہ آئی ابھی امیر ثانی اپنے

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ فریب دانا نے جلاد سے کہا جلد لیجا کر امیر ثانی اور خضران کو
بہ تیغ کردو نابکار بحکم بادشاہ ستمگار امیر ثانی و خضران بن عمرو ثانی کو کشان کشان
اسی جگہ لے گیا کہ جہاں اُس کو قتل کرنا منظور تھا ادھر فریب دانا نے منادی کو حکم دیا
کہ تو جلد جا کر تمامی شہر و قریہ کے خاص و عام کو قتل ہونے امیر ثانی و خضران
سے آگاہ کردو حسب الحکم کیا تعمیل حکم کی تمامی خاص و عام کو قتل امیر ثانی و خضران
سے جو اطلاع ہوئی جوق جوق گروہ گروہ ہر ایک کوچہ و بازار سے بہ اشتیاق سیر
و دید قتل امیر ثانی آنے لگے اور جہان امیر ثانی کو جلاد لیا گیا تھا وہاں
جمع ہونے لگے باہم سرگوشی ہونے لگے اور کہنے لگے آج گوشت ان دونوں مسلمانوں کا
بھی کھاوینگے ہم لوگوں کو اہل اسلام سے عداوت بھی ہے لیکن یہ مسلمان جو ہیں
باطن اپنے مذہب دولتیہ قدیم پر ہیں بادشاہ ہمارا اور [illegible]
و معظم شہر [illegible] اکثر [illegible] قتل کرکے
گوشت اُسکا کیونکر کھاتے اور اب امیر ثانی و خضران کیونکہ گرفتار ہوئے قتل کئے جاتے
وہ لوگ باہم یہ باتیں کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے امیر ثانی و خضران تھے
ابھی درمیان شہر جمع ہو رہے تھے اور گفتگو سے باہم کر رہے تھے کہ جلاد نے ایک
کا چبوترہ بنایا اور اسپر بوریا لپیٹا کا بچھایا امیر ثانی و خضران کو اس بوریے پر بٹھا کے گردن
پہ کونکا خط دیا اور کہا اے امیر ثانی و اے خضران تھوڑی دیر میں تم دونوں کے سر و
گردن میں جدائی ہوجائے گی حسرتیں دل کی دل ہی میں رہ جاینگی اب اگر کچھ خواہش ہو طعام
پر رغبت ہو کھا لو اگر پیاسے ہو تو پانی پی لو جو کچھ کہنا ہو کہو یا کسیکو دیکھنا ہو ان کو دیکھ لو
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا رشتۂ حیات قطع ہو جاے گا امیر ثانی و خضران بن عمرو ثانی
نے اسکو جواب دیا او جلاد اسوقت آب و طعام کی خواہش نہیں ہے کہ ہم غم سے سیر ہیں خون جگر پی
رہے ہیں تجھ سے وصیت کرتے ہیں کہ خبر ہمارے قتل ہونے کی ہمارے لشکر میں جا کے بادشاہ
لشکر اسلام وغیرہ سے کہدینا مرکب ہمارا اور سلاح جنگ اور یہ پانسے عیاری کے ہمراہ اپنے لیجانا
بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیدینا اور تمام حال ہمارے قتل ہونے کا مفصل کہنا اسوقت
دل چاہتا ہے کہ اپنے اعزہ و احبا کو دیکھیں ان سے کچھ باتیں کریں جلاد نے ہنس کر
جواب دیا سوا آب و طعام اور کوئی حسرت تمھاری نہ نکلیگی جو تم نے مجھ سے کہا ہے ہرگز میں
تمھاری وصیت پر عمل نہ کرونگا ہنوز جلاد نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ حکم قتل فریب دانا نے دیا جلاد
نے قتل کرنے میں تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا حکم شاہ مذکور نے واسطے قتل
کرنے کے دیا پھر جلاد نے تامل کیا قتل نہ کیا تیغ علم کیے سر پہ کھڑا رہا ایسے وقت مشکل
میں امیر ثانی و خضران نے خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دفعتًا جانب صحرا
سے غبار بلند ہوا سب جانب غبار دیکھنے لگے جلاد بھی دیکھنے لگا اُسی وقت فریب دانا نے
تیسرا حکم واسطے قتل کرنے امیر ثانی و خضران کے دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنیکا کیا ناگاہ

پہنچے ہوا سے دامن غبار پارہ پارہ ہوا ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار دل کی جمعیت
سے پیدا ہوا دوری ہی سے اس نقابدار نے نعرہ کیا اور کہا اے جلاد خبردار خبردار امیر
ثانی اور خضر ان کو قتل نہ کرنا جلا د نعرہ نقابدار سے گھبرایا فریب دانا نے بجمعیت سپاہ
کثیر آکے جلاد سے کہا جلد ان دونوں کا کام تمام کر مددگار امیر ثانی کا آپہونچا جلاد نے
قصد قتل کیا ناگاہ نقابدار گوہر پوش نے ایک تیر ایسا مارا کہ جلاد کے سینۂ پر کینہ پر پڑا
اور پشت سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا امادہ قتل امیر
ثانی و خضر ان پر تھا خود ہی ہلاک ہوا فریب دانا نے یہ حال دیکھ کر مترد د ہو کے جلد
دوسرے جلاد کو طلب کیا جب تک جلاد دیگر آئے امیر ثانی نے جوش شجاعت میں آکے
نعرہ نقابدار گوہر پوش کا سنکے زور کر کے ہتکڑیاں اور بیڑیاں اور طوق آہنی کو اپنے تن سے
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر جدا کیا اور تیغہ جلاد مقتول کا اُٹھا کے خضر ان کی ہتکڑیوں
کو کاٹا سلاسل کو اُس کے تن سے جدا کیا اس اثنا میں نقابدار گوہر پوش بھی قریب
آگیا امیر ثانی نے تیغہ پکڑ کر نعرہ کر کے فریب دانا پر حملہ کیا خضر ان تن عمرو ثانی بھی
قید سے رہا ہو کے پیچھے ایک سوار سے چھین لیا اُسے تیر مار کے ہلاک کر کے ہمراہ امیر ثانی
کے کفار پر حملہ آور ہوا اس اثنا میں نقابدار گوہر پوش بھی آپہونچا فریب دانا
یہ رنگ دیکھکر مع اپنی سپاہ کے آگے بڑھا اور اپنے مردان سپاہ سے کہا امیر ثانی اور
خضر ان کو جلد قتل کرو اور اس نقابدار گوہر پوش کو بھی تہ تیغ کرو کفار بہ تیغ و سپر و نیزہ
وگرز لڑنے لگے نقابدار بھی شریک جنگ ہوا لڑائی ہونے لگی امیر ثانی اور نقابدار کفار کو تہ
تیغ کرنے لگے کفار قتل ہونے لگے لاش پہ لاش گرنے لگی تین ساعت خوب لڑائی ہوئی
بعد ازان کفار بیدل ہوکے بھاگنے لگے نقابدار گوہر پوش نے بڑھکر فریب دانا
کو تہ تیغ کیا سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کیا امیر ثانی نے وزیر اعظم مسمے بہ شمس کو بعد جنگ
قتل کیا کفار شاہ و وزیر کے قتل ہو جانے سے بے اختیار بھاگے امیر ثانی اور نقابدار
گوہر پوش نے برہم ہوکے اُن کا تعاقب کیا کسیکو بھاگنے نہ دیا سب کو گھیر کر قتل کیا
پھر اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا کہ وہ سب کافر تھے بظاہر مسلمان تھے جب وہ امان طلب
ہوئے اور بصدق دل مسلمان ہوئے امیر ثانی نے انکو امان دی اور فرزند فریب دانا کو
کہ نام اُسکا فہیم تھا مسلمان کر کے تخت نشین کیا پھر نقابدار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے
پوچھا اے نقابدار تمھارا کیا نام ہے تم نے ہماری اعانت کی ہے وقت بد میں مدد کی ہم چاہتے
ہیں ہم کہ تمھارے نام سے آگاہ ہوں تم سے بھی نیکی کریں اُسنے جواب دیا اے امیر ثانی بہادر دوں
کا نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ میں نام اپنا نہ بتاؤنگا اگر مجھ سے نیکی کرنا منظور ہے تو یا نے
صاحبقرانی کے ابھی میرے حوالے کر دیجیے اب میں صاحبقرانی کروں گا زمانہ بہت ہوا کہ آپ
آپ صاحبقرانی کرتے ہیں اگر آپ بخوشی پانے صاحبقرانی کے نہ دیجیے گا تو بزور شمشیر
ایک روز آپ سے لے لونگا اُسی روز نام بھی اپنا بتاؤں گا امیر ثانی نے فرمایا اگر تم کو اپنی

قوت بازو پر ناز ہی تو بزور شمشیر مجھ سے بانے صاحبقرانی کے لیے لینا تقا بدار یہ سنکے ہمراہ اپنی سپاہ
کے یہ کہہ کے جانب صحرا چلا گیا کہ ای امیر ثانی اسوقت تو مین جاتا ہون ایک نہ ایک روز
آکے آپ سے بانے صاحبقرانی کے بزور شمشیر ضرور لے لونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون
مجھے بانے صاحبقرانی کے چاہیے مین امیر ثانی اُس کی تقریر سُنکے مسکرائے وہ تو سوے صحرا گیا
امیر ثانی فہیم اسیر فریب و انا سے رخصت ہوکے خضران بن عمر ثانی کو ہمراہ لیکر مرکب اپنا اور
سلاح جنگ طلب کرکے سلاح جنگ سے تن پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوئے بعد تھوڑی راہ طی کرنیکے ایک صحرا مین پہونچے ہنوز اُس صحرا سے آگے بڑھنے تھے کہ دفعتاً
مانند برق کے ایک پنجہ جانب فلک سے گرا امیر ثانی کو پشت فرس سے اُٹھا کر لیگیا سوے فلک جاکر
غائب ہوا خضران بن عمر ثانی متحیر ہوکے محزون و مغموم ہوا لاعلاج مجبور و ناچار ہوکے کچھ نشان
امیر ثانی کا نہ پاکے اشک ریزان مرکب امیر ثانی کا لیکر وہان سے چلا بعد قطع راہ اپنے لشکر
مین آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو باقاعدہ سلام کیا پھر تمام حال فریب دانا کے مکر و فریب
کا اور حال لڑائی کا اور احوال نقابدار گوہر پوش کا اور تباہی شہر فریبیہ کا اور حال
پنجے کے گرنیکا اور امیر ثانی کو لیجانے کا مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حال
امیر ثانی سُن کے صدمہ ہوا فرمایا افسوس ایسے وقت مین امیر ثانی کو پنجہ اُٹھاکے لے گیا کہ
جس زمانے مین تمثال آئینہ رو سے مقابلہ و مجادلہ ہی سردار نامی لشکر مین نہین ہین یہ
فرماکے افسردہ خاطر ہوئے سرداران لشکر موجودہ بھی حالات امیر ثانی سُن کے غمگین و محزون
ہوئے تمام صغار و کبار کو صدمہ و الم ہوا وہ خوشی و شادمانی جو دلون مین تھی سب کے
دلون سے امیر ثانی کے حالات سنکے دور ہوئی لشکر مین مفقود امیر ثانی کے ہونے سے سناٹا سا
ہوگیا اکثر سواران لشکر باہم کہنے لگے امیر ثانی کے دم سے بڑی قوت تھی گو سرداران نامی
لشکر مین نہ تھے امیر ثانی تو تھے فقط انہین کی وجہ سے دل کو ہر طرح تقویت تھی اب دیکھیے کیا
ہوتا ہی تمثال آئینہ رو وغیرہ دشمن قوی ہیں فی زمانہ لڑتے ہین یا نہین غالباً شاید ایسے
زمانے مین طبل جنگ بجوائین گے قتل و بربادی و تباہی لشکر اہل اسلام چاہین گے بعض
بعض سوارون نے انکو جواب دیا ای برادران یہ کیا کلمات بیدلی و یاس و خوف دشمن اپنی
زبان پہ جاری کرتے ہو نظر اعانت خدا پر رکھو اگر امیر ثانی کو پنجہ اُٹھاکے لے گیا ہی اور وہ
واسطے ہم سب کی اعانت کے نہین ہین تو خدا تو ہی غرض اسی طرح لشکر اہل اسلام مین صغار
و کبار کو تردد و فکر ہی ہر ایک خیالات جداگانہ کرتا ہی سب کو صدمہ ہی سپاہ اہل اسلام کا تو
یہ حال ہی جو لکھا گیا مگر اب احوال تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب
سے شاہزادہ رستم ثانی و لندھور ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ و سہراب بن
لندھور و شاہزادہ فیروزہ تیغزن و حیدر شاہ و سمر شاہ کو جنگ مغلوبہ
مین ہاروت جادو نے بزور سحر اسیر کرکے قید کیا ہی اور لاجورد شاہ نے طبل
آسائش بجوایا ہی تا ہنوز طبل جنگ نہین بجوایا ہی تمثال آئینہ رو نے ایک نامہ

قرناسے قوق بن کرناسے کوک اژدر چشم کو کہ نہایت زبردست و نامی سردار ہی لکھا ہی
آسکے آنے کا منتظر ہی ابھی وہ سردار نابکار نہ آیا تھا کہ ہرکارون نے لشکر کفار کے حال امیر
ثانی سے آگاہ ہوکے تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ کے پاس جاکے عرض کیا کہ ای خداوند
فی زمانہ امیر ثانی جانب شہر قریبہ گئے تھے وہان جاکے قریب دا تھا وہان کے بادشاہ کو
بعد گرفتاری و رہائی قتل کرکے اس طرف کے عازم ہوے تھے کہ اثناے راہ مین ایک
سنجر انھین اٹھا کے لے گیا خضران بن عمر و ثانی مرکب امیر ثانی کا لایا ہی لشکر اسلام مین
ہر ایک محزون و غمگین ہی ادھر تمثال آئینہ رو نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے مسکرا کے کہا
تم ہم سے یہ خبر کیا بیان کرتے ہو ہمارے فعل کی ہمین کو خبر نہین ہو ہمین نے امیر ثانی پر
اپنا قہر و غضب نازل کیا ہی ایک فرشتہ عذاب کو حکم دیا ہی کہ اسے اٹھا کے ہمارے بنائے ہوے
جہنم مین ڈالدے اور ہمیشہ اسی جہنم مین رکھے کبھی نار شعلہ ور سے باہر نہ نکالے پس وہ
سنجر وہی ملک عذاب تھا جو امیر ثانی کو اٹھا لے گیا ہی یہ تقریر معقول ہمین نے کی ہے ہرکارے
تو یہ سنکے چلے آئے مگر وہ لوگ مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو تھے اور سامنے اسکے موجود تھے
انھون نے عرض کیا بیشک آپ خداوند ہین آپ ہی نے امیر ثانی کو بذریعہ فرشتہ عذاب داخل
نار دوزخ کیا ہی تمثال آئینہ رو تقریر اپنے مقربان درگاہ کی سن رہا ہی نقاب منھ پر ڈالے
تخت پر بالاے قیطول بیٹھا ہوا ہی ریش دراز پر خوش ہوکے ہاتھ پھیر رہا ہی گاہ اپنی مونچھون
کو درست کرتا ہی اور کلمات کبر و نخوت زبان پر جاری کرتا ہی ادھر لاجورد شاہ حال
امیر ثانی سے باخبر ہوکے اپنے دربار مین اپنے ہوا خواہون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
سنو خداوند لاجورد شاہ سنا تمنے کہ مین نے جیسے کیا تقریر برجستہ کی کہ امیر ثانی کو کیونکر
لشکر سے جدا کرکے مبتلاے بلا کیا بختگان وغیرہ کہنے لگے اگر ایسی ہی تقریرین متواتر کر دیجیے تو
خوب ہو کوئی لشکر امیر ثانی سے زندہ باقی نہ رہے لاجورد شاہ نے جواب دیا اب ایسا ہی کیا جائیگا

داستان آنا قرناسے قوق بن کرناسے کوک اژدر چشم کا اور لڑنا اسکا لشکر امیر ثانی سے و حال جنگ امیر ثانی و ذکر نقابدار گوہر پوش ساقی نامہ

آ ساقی مہربان کدھر ہی
مشتاق ہون دختر عنب کا
دے جام شراب ناب دو چار
خاطر کا کھلے کنول وہ دے پھول
نظرون مین ہون نور کے مضامین
طوطی کیبک دری نظر آئے
چہرہ پہ آنکھون کے شیشے پر آئے
یا ستا ہد فصل گل کی آمد
گلدستہ گل مہک رہے ہین

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہی
مستی ہی خمار کا اثر ہی
دور ساغر کا باندھ دے تار
گرمی ہو جام سنگ دے دے
سو جھین مجھے نور کے مضامین
صورت دکھلائے خوش بیانی
مثل تصویر عکس اثر آئے
آراستگی ہی کیون چمن مین
مرغان چمن چہک رہے ہین

آ جلد کہ منتظر ہون کب کا
اعضا شکنی ہی درد سر ہی
حاصل ہو خوشی کا کھیل وہ دے پھول
معشوقہ سبزہ رنگ دیدے
جوش ہو ہری ہری نظر آئے
دل پہ کھنچے نقش معانی
ہی کس تحمل کی آمد
پیراستگی ہی انجمن مین
کبھو نکہت رخ زمین کو ہو تازہ

سبزے کی روش ہی سبزہ آغاز
شبنم کرتی ہی آب پاشی
مشکیزۂ ابر دوش پہ ہی
بلبل کی زبان پہ ہی ترانہ
ہر غنچہ ہی مسکرا رہا ہی
سنبل بھی خوشی کے ذکر مین ہی
نہر آئینہ دکھا رہی ہی
شمشاد عصا لیے کھڑا ہی
دیکھا ہون کہ دل خلیجی ہی دھوم

مطلق نہین صحن مین خس و پر
گل ہی محو گلاب پاشی
ہر پھول سنگار کر رہا ہی
ہر ایک کا کھنچا ہی شامیانہ
بھیگی ہین نسیم کہ تر زمین ہی
سنگھی چوٹی کی فکر مین ہی
مہندی ہی کھڑی قطار باندھے
خم پشت ادب کیے کھڑا ہی

جاروب کش چمن ہی صرصر
سقائے سپہر جوش پہ ہی
ہر نخل نکھار کر رہا ہی
جو پھول ہی کھلکھلا رہا ہی
سبزہ خط عارض حسین ہی
مسی سوسن لگا رہی ہی
صدف ہی ایسا جوئبار باندھے
دل کو ہی اختلال سے یہ معلوم

کاتبان واقعات بے نظیر و محرران حالات دلپذیر اس داستان بے عدیل و نظیر کو یون لکھتے ہین کہ تمثال آئینہ رو کر بعد لکھنے نامے کے اور ارسال کرنے نامے کے منتظر اپنے پرستش کنندہ و تابع فرمان قرناسے فوق سردار زبردست کا تھا ایک روز بالائے قبچاول بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون سے خبر آئی قرناسے فوق سنکے بندۂ خاص و معزز اپنا جانکے اپنے مقربان درگاہ کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا وہ کافران نابکار حسب الحکم تمثال آئینہ رو ہمراہ استقبال قرناسے فوق روانہ ہوے بعد قطع راہ و برا استقبال اُسکا کر کے بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے جانب تمثال آئینہ رو لیچلے اثناے راہ مین اُن مقربان بارگاہ تمثال آئینہ رو سے قرناسے فوق نے پوچھا کہ خداوند میری نسبت کچھ فرماتے تھے اُنھون نے جواب دیا بیشتر خداوند آپکو یاد کر کے فرماتے تھے کہ ہمارا بندہ خاص و معزز قرناسے فوق ہی ہم نے اُس کے ہر رگ و پے مین قوت و طاقت بجد کو یا کوٹ کوٹ کر بھر دی ہی شجاعت و بہادری و دلاوری مین اسکو سرفراز کیا ہی شجاعان جہان سے اُسے ممتاز کیا ہی کیا مجال کسی کی جو اُسے قتل یا زیر کر سکے یا اُسپر فتحیاب ہو ہم نے اپنی قدرت سے اُسے روئین تن کیا ہی تاکہ کوئی حربہ کسی حریف کا اُس کے تن پر کارگر نہو وہ جس کسی سے لڑے اُسے قتل و زخمی کرے خود قتل و زخمی کسی کے ہاتھ سے نہو سوا اسکے اور بھی آپ کی خوش اعتقادی کی ثنا خداوند کرتے تھے آج ہمکو واسطے آپکے استقبال کے روانہ کیا ہی خوشا قسمت آپکی کہ یہ مرتبہ و عزت و قوت خداوند نے آپکو عطا کی ہی اور ہمین آپ کے استقبال کے لیے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص قرناسے فوق کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لاؤ ہم اُسکے منتظر آنے کے ہین قرناسے فوق یہ تقریر اُنکی سنکے بہت خوش ہوا دل ہی دل مین کہنے لگا خداوند تعریف میری بہت کرتے ہین اپنا بندۂ خاص جانتے ہین یہ سمجھ کے خوشی سے ایسا پھول گیا کہ اپنے جامے مین نہ سما سکا بعد خوشی بسیار کے باتین کرتا ہوا آہستہ آہستہ قریب لشکر گاہ لاجورد شاہ آیا لاجورد شاہ نے بھی چند سردارون کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا قرناسے فوق پہلے ہمراہ سرداران لشکر لاجورد شاہ کے بارگاہ لاجورد شاہ مین آیا بصد نخوت و غرور و تکبر اُسے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو اور

لاجوردشاہ کو سلام کیا پھر برابر صلصال کے ایک دنگل پر بیٹھا لاجوردشاہ نے ساقیان
گلرخ کو طلب کیا بختگان نے جو دیکھا کہ یہ سردار عجیب زبردست آیا ہے غور سے سراپا پر نظر کرنے
لگا دل میں کہنے لگا سر اس سردار کا ہے کہ سر کوہ یا خم شراب یا سر فیل مست یا سر دیو ہے مگر کبر و
غرور سے بھرا ہوا ہے لوح پیشانی ہے کہ سنگ سیاہ کی بہت بڑی اک چٹان ہے سیاہی بخت و تاریکی کفر
اُس سے عیاں ہے بال ایسے سر پر ہیں کہ جنکو دیکھکر دل کو پریشانی ہو دیو کو دیکھنے سے انکے زندگی اپنی
وبال ہو آنکھیں ایسی کہ مانند دو مشعلوں روشن کے ہیں قہر و غضب سے مثل خون کبوتر کے سرخ ہیں
پر قہر و مہیب و بد نما ایسی ہیں کہ اگر ان کو خبیثات تمامی عالم ایک نظر انکو دیکھیں خوف سے دفعتاً
ہلاک ہو جائیں یا کثرت خطر سے بھاگ جائیں یا گر پڑیں غش آ جائے بھنویں وہ دراز کہ اگر ابروس
کا اُٹھا اُسے کہیئے تو ہو سکتا ہے اور اگر خرطوم فیل سے تمثال دیجیے تو بجا ہے ابرو سے کشیدہ و دراز
اُسکے مانند ابر و پشت نہنگ کے ہیں عارض سیاہ و بد نما و خوفناک اُس کے ایسے ہیں کہ اگر آفتاب
ایک نظر اُن کو دیکھ لے اُنکی سیاہی سے روشنی اُسکی کم ہو جاتے ابر میں سیاہ مانگ کے نہان ہو
دہن وہ دراز کہ الحفیظ لب سیاہ و دبیز مانند گروہ فیل دندان دراز بشکل دندان پیل مست
دہن سے اکثر باہر نکلے ہوئے ریش دراز و بدنما تا بسینہ گوش باطل نیوش مانند گوش فیل
دراز گردن وہ گردن کہ قرابہ شراب یا خم شراب ہے سینہ ایسا چوڑا ہے کہ اگر اُسکو باب قلعہ خیبر یا در
حصہ کہیئے یا صندوق بعض اہل اسلام کہیں بجا ہے شانے دو قبہ کوہ یا دو برج بلند ساعد
وہ قوی کہ جسکے سبب سے پشت کفر قوی اور دین اسلام کو خوف ضعف مرفق ایسی پُر قوت کہ پنجہ
شیر کبھی اُسکے زور کے برابر نہ ہو پنجہ پنجہ دراز ایسا کہ مثل ید طولے پنجہ شیر سے قوت میں زیادہ
اگر شیر و غضنفر بیشہ اُس سے سہم پنجہ ہوں تو کم قوتی سے پنجہ اُنکا اُتر جائے قوت اُنکی اُنکے دیکھنے سے
آشکار سر دست بربادی و زوال دین اسلام پر تیار ناخن وہ دراز و تیز کہ ناخن شیر اُن سے
شرمائے غیرت سے کٹ جائے شکم کلان ایسا کہ خم پُر شراب بھی آگے اُسکے خورد تر کی میں غلہ اور
گوشت وغیرہ اگر اُس میں بھرا جائے تو بھی نہ معلوم ہو گرسنگی صاحب شکم بجا ہے اگر کہتی ہے غذا
کھا جائے کمر وہ کہ جسکے پشت و پناہ ہونے سے پشت کافران و پشت کفر قوی ہے پاؤں
وہ ستون محکم کہ مانند کوہ کے اپنی جگہ سے نہ سرکیں اور جن سے پامالی سبزہ باغ دین اسلام
کا خوف و خطر ایسی راہ کفر چلنے پر مشتاق کہ الحذر قد ایسا بلند کہ کوہ بلند سامنے اُسکی درازی
کے پست عوج بن عنق کے تن سے بھی کچھ بڑھا ہوا آواز اُس کی وہ مہیب و بلند کہ آہستہ آواز سے
دیگر کوہ پھٹ جائے پردہ گوشہائے فیل و شیر پھٹ جائیں رعد دہل جائے رنگ رخ وہ سیاہ
کہ تاریکی پردہ ظلمات میں بھی آگے اُسکے روشنی پائی جائے اور اگر کفر کی سیاہی مجسم ہو کے روبرو
اُسکے آئے تو بھی اُسکے چہرہ تاریک تر سے سیاہی میں گھٹ کے منفعل ہو اور اگر اُنکا دھیر اشب
فرقت کا اکٹھا ہو کے واسطے مقابلے کے آتے تو بھی اُسکے چہرۂ سیاہ سے خجل ہو اور اگر تاریکی قلوب
کافران و حامیان تمامی دنیا مجتمع ہو کے سامنے اُس سیاہ رو کے واسطے مقابلے کے آتے
تو ہنگام مقابلہ شرمندہ ہو جائے بعد نظر کرنے سراپا سے سرافرازیکہ بختگان نے اپنے دل میں

کہنے لگا ہان یہ سردار نہایت زبردست آیا ہے عجب نہین کہ فی الحال عدم موجودگی امیر ثانی
مین خاتمہ لشکر اہل اسلام کا اسی کے ہاتھ سے ہو جائے مردمان لشکر اہل اسلام کو قتل کرے
کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس کے قد و قامت چہرۂ غضبناک و قوت اعضا سے بظاہر ثابت ہوتا ہے
کہ یہ از حد شجاع و قوی ہے مین نے بہت سے سرداران نامی دیکھے ہین اور لڑائیان اُنکی مشاہدہ
کی ہین مانند اسکے کسی سردار کو قوی الجثہ نہین دیکھا ہے از حد جسیم ہے اسکے بوجھ سے عجب نہین
کہ گاؤ زمین نالان ہو یہ باتین اپنے دل مین کر کے خوش ہوا تھا ایک ساقیان خوبرو حسب الطلب
لاجورد شاہ کشتیان شراب ناب کی مع جامہائے بلورین لیکر روبرو آئے بعد بجا لانے
تسلیم کے اشارۂ لاجورد شاہ سے شراب ناب جام بلورین مین بھر کے ایک ساقی روبرو
قرناے فوق کے لے گیا اُسنے جام ساقی کے ہاتھ سے لیکے دہن سے لگائے شراب پی پھر اُسی
ساقی نے دوسرا جام شراب سے مملو کر کے اُسے دیا اُس نے وہ جام بھی لیکر شراب پی لی اسیطرح
بہت جام اُس بد انجام نے لیکر شراب پی کئی خم شراب کے بادہ کشی مین خالی کر دئیے اہل بزم
دیکھکر حیران ہوئے صلصال بھی اپنے دل مین کہنے لگا یہ انسان ہے یا کوئی بلائے عظیم ہے
لاجورد شاہ بھی بنظر حیرت اُسے دیکھنے لگا جب وہ شراب پی چکا اور جملہ اہل بزم ایک
ایک دو دو جام ساقی گلفام سے لیکر شراب پی چکے اور ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی
کی اُٹھا کے لے گئے اور تمام اہل بزم کو نشہ شراب کا ہوا خصوص قرناے فوق کو نشہ شراب
بہت ہوا اُسی نشے مین لاجورد شاہ نے اس سے پوچھا گو ہم خداوند ہونے کے سبب سے
سب کچھ جانتے ہین کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہے مگر واسطے آگاہ ہو جانے اہل
بزم کے تم سے پوچھتے ہین بتاؤ تمہارا نام کیا ہے کس ارادے سے آئے ہو اُسنے جواب دیا مین حسب الطلب
خداوند تمثال آئینہ رو آیا ہون نام میرا مشہور جہان ہے جملہ کبار و صغار جانتے ہین قرناے
فوق مجکو کہتے ہین بسا عجب ہے کہ سامنے ہمارے خداوند کے آپ بھی دعوائے خداوندی
کرتے ہین آپکو مناسب نہین ہے خیر مجھے زیادہ اس باب مین بحث کرنا مقصود نہین ہے اگر آپ
خداوند ہین یا نہین ہین مجھے کیا مین تو اپنے خداوند کی پرستش کرتا ہون نہین معلوم خداوند
نے مجھے کیون طلب کیا ہے کیا کار ضروری ہے آپ اپنے تمام نامی سے بھی آگاہ کیجئے اور یہ
بتائیے کہ یہ لشکر سامنے کس کا پڑا ہے کیا آج کل کسی دشمن سے مقابلہ و مجادلہ ہے لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہم خداوند اصلی ہین لاکھون بندے ہمارے پرستش کرتے ہین سب ہمکو لاجورد
شاہ کہتے ہین تم بھی ہمارے ایک بندۂ قوی بازو ہو خواہ ہمکو سجدہ کرو یا نہ کرو اور جو
تمنے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ لشکر کثیر امیر ثانی کا ہے جو ہماری خداوندی کا اور تمھارے
خداوندکی خداوندی کے قائل نہین ہین جہالت و شجاعت کے سبب سے منحرف ہین خدا سے
نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اپنے تئین اہل اسلام کہتے ہین بڑے سرکش و جاہل یہ لوگ ہین
کسی طرح راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے خداوند سے لڑتے ہین ذرا بھی نہین ڈرتے ہین
انکے حالات سے بخنگان خوب آگاہ ہے یہ کہکے بخنگان کی طرف اشارہ کر کے قرناے فوق

سے کہا کہ اسی شخص کا نام بختگان ہی کسی وقت اس سے پوچھنا یہ تمام حال ان اہل اسلام کا
ابتدا سے اب تک مفصل بیان کرے گا اور تمام لڑائیان اور انداز انکے اور سرکشی انکی اور
رحم دلی ہماری تم سے بیان کرے گا فی زمانہ یہ لوگ ہمارے تعاقب مین یہان تک آئے ہین
تمھارے خداوند سے بےخوف و خطر لڑتے ہین ہزارہا بندون کو قتل کرتے ہین شجاعت مین
بے مثال ہین فنون جنگ سے خوب آگاہ ہین ہنگام جنگ میدان مصاف سے بھاگنا ننگ
جانتے ہین حتی الامکان پسپا ہوتے ہی نہین ہان دھوکے سے یا امیر ثانی جو صاحب اسم
اعظم ہین انکے اسم اعظم نہ پڑھنے اور ہونے سے سحر مین ساحرون کے گرفتار ہو کے مجبور و لاچار
ہو جاتے ہین ایسی صورت مین اسیر و قتل کرنا انکا ممکن ہوتا ہی چند روز کا زمانہ گذرا ہی کہ
ہاروت جادو و بالک بیابان حشم نے بہت سے سرداران نامی و گرامی لشکر امیر
ثانی کے ہنگام جنگ بزور سحر اسیر کیے ہین بہت سے تو دربار طلسم بہار مین جو زخمی ہوئے
ہین انکو مبتلاے سحر کرکے بیابان حشم مین لیجا کے قید کیا ہی اور تھوڑے سے سردارون کو
یہین آکے وقت جنگ مغلوبہ سحر کے زور سے اسیر اس نے کیا ہی تمھارے خداوند نے اس
کارگذاری اور تدبیر سے خوش ہو کے اسکی تعریف کی ہی کئی روز سے طبل جنگ نہین
بجا ہی دونون لشکر پڑے ہین آج کل امیر ثانی اپنے لشکر مین نہین ہین ایک پنجہ انکو اٹھا
لے گیا ہی سننے واسطے انکے یہی تقدیر کی تھی کہ پنجہ انھین اٹھا لیجائے وہ لشکر مین اپنے
نہ آنے پائین اگر اس زمانے مین طبل جنگ بجوایا جائے اور کوئی بہادران اہل اسلام سے
لڑے تو عجب نہین کہ فتحیاب ہو کیونکہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین اور جو جو سرداران نامی
تھے وہ بھی نہین ہین صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور چھوٹے چھوٹے اور اوسط درجہ
کے سردار ہین ہر چند کہ یہ سردار بھی شجاعت و جوانمردی مین مشہور آفاق ہین مگر مانند ان
اسیر شدہ کے نہین ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سرداران اسیر شدہ اور امیر ثانی کا صدمہ
ہی علاوہ انکے تمامی مردمان سپاہ کو رنج ہی یقین کامل ہی کہ تم کو تمھارے خداوند
نے واسطے انھین اہل اسلام کے قتل و اسیری کے لیے طلب کیا ہی تم انسے مقابلہ کر سکو گے انھون
نے اپنے فہم و فراست و شجاعت سے نقابدار رونین تن و سحر بند کو ہلاک کیا ہی یہ ایسے بندہ
شجاع نہین کہ مثل و نظیر انکا شجاعت مین نہین ہی اسی وجہ سے ہم انکو غارت و تباہ نہین کرتے
ہین ایسے بہادر بندے پیدا کرنا اور ان کو نابود کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی انکے
حال پر رحم آجاتا ہی دن کو یہ لوگ سرکشی کرتے ہین رات کو ہماری پرستش کرتے ہین دل
کو ہماری طرف رجوع کرتے ہین توبہ کرتے ہین ہمین رحم آتا ہی قرناس فوق تمام تقریر سنکے
کہنے لگا اب تو مین آیا ہون دیکھا جاے گا اگر خداوند ہمارے حکم دینگے تو ان سب کو قتل
کیا جاے گا یا اس جگہ سے بھگا دیا جاے گا کوئی انمین سے باقی نہ رہے گا مجھ سے یہ لوگ کیا
لڑ سکینگے کیا انکی حقیقت ہی کہ یہ مجھ سے لڑ سکین مین وہ بہادر ہون کہ تنہا لشکر کو بھگا دیتا
ہون بڑے بڑے نامی پہلوانان جہان کی یہ مجال نہین کہ مجھ سے لڑ سکین ہنگام جنگ ایک

ضرب کو میری روک سکین گرز میرا استرہ سئے من کا ہی اگر سر کوہ پر ماروں تو وہ بھی ریزہ ریزہ
ہو جائے نیزہ میرا وہ نیزہ ہی کہ سینہ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو
کاٹتی ہی مجھ پر کسی انسان وجن وعفریت کا حربہ کارگر ہوتا ہی نہین کیونکہ خداوند نے
میرے مجکو روئین تن پیدا کیا ہی یہ لشکر میرے آگے کیا ہی اگر چاہون تو ایک روز مین اس
لشکر کا خاتمہ کردون خیام و بارگاہ کو چھین لون اگر ارادہ کرون سب کو گھیر کر قتل کرون
یا اسیر کرلون میری سپاہ بھی بہت ہی تعداد جمعیت فوج کی دس لاکھ ہی ہر ایک سردار میری
سپاہ کا مانند رستم سلیتن و زال و سام و سہراب و گیو ہی ہر اک سوار میرے لشکر کا فنون
جنگ سے آگاہ ہی کوئی میرے لشکر مین بزدل نہین ہی سب بہادر ہین لڑے بھڑے ہوئے آزمودہ
کار ہین باوجود ایسے مردان سپاہ کے مجھے ہنگام جنگ اپنے لشکر کے اعانت کی ضرورت نہین
ہی مین تنہا ہی لشکر حریف پر حملہ کرتا ہون اکیلا ہی حریف سے لڑتا ہون اسوقت خدمت خداوند
مین جاتا ہون اگر حکم خداوند ہوگا تو ان اہل اسلام کو نیست و نابود کردون گا تحتگان
تقریر قرناسے فوق سنکے کہنے لگا آپ بجا فرماتے ہین مجھے یقین ہی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہی ایسا
ہی کیجیئے گا اک زمانہ دراز سے کسی سردار زبردست نے ان سب کو نیست و نابود
ابتک نہین کیا تھا آپ البتہ ان کو راہ عدم دکھا دیجیے گا قرناسے فوق نے چین بجبین
ہوکے پوچھا کیا مین جھوٹ کہتا ہون تحتگان نے جواب دیا یہ تو مین نہین کہتا کہ آپ جھوٹ
کہتے ہین مین یہ کہتا ہون کہ یہ سب مسلمان بڑے بہادر ہین آج تک کسی کے ہاتھ سے تمام
وکمال قتل نہین ہوسے ہین آپ انکو ضرور قتل کر ڈالیے گا جو آپ نے کہا ہی وہی کیجیے گا
قرناسے فوق نے لاجورد شاہ سے کہا یہ پست قد تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی ایسی
تقریر کرتا ہی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ از راہ طعن و تشنیع مجھ سے ایسے کلمات کہتا ہی کاذب
مجکو جانتا ہی دل چاہتا ہی کہ اسکو کچھ سزا دون دو انگلیون سے اسے اٹھا کر دور پھینک دون مجھ
قوت اپنی اسے دکھا دون لاجورد شاہ نے کہا اسکی باتون کا کچھ خیال نکرو یہ مسخرہ ہی جو دل چاہتا ہی
وہ کہتا ہی تم تو ایک سردار ہو یہ ہم ایسے خداوند کو کلمات سخت بارہا کہتا ہی ایسے دیوانے
مسخرے کو سزا دینا اور اس کی بات کا برا ماننا خلاف عقل ہی قرناسے فوق یہ سن کے
غصے کو ضبط کرکے فی الفور اٹھا پھر ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بارگاہ لاجورد شاہ
سے نکل کے گنبد سے یہ سوار ہوکے ساتھ مقربان بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو کے
جانب قیطول روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب قیطول پہونچا مقربان درگاہ تمثال آئینہ رو نے جلد
حاضر بقاعدہ خداوند مذکور اطلاع حاضر ہونے قرناسے فوق مذکور الصدر کی کرائی
اور باستدعاے سردار مذکور یہ بھی عرض کرایا کہ قرناسے فوق امیدوار باریابی و دید
جمال خداوندی ہی تمثال آئینہ رو نے خبر آمد سردار مذکور سنکے بہت خوش ہوکے بالائے قیطول
طلب کیا جب وہ بصد شوق و ہزار ادب بالائے قیطول جاکے روبرو سے تمثال آئینہ رو
پہونچکے بلوازم تسلیم بجالانے کے سجدہ کنان ہوا خداوند نا بکار نے شادمان ہوکے کہا اسے بندہ

خاص من سر خود را از سجدہ بردار کہ من از تو خوشنود شدم و عمر تو دراز کردم قرناسے فوق نے یہ سنتے ہی خوش ہوکے سر سجدے سے اُٹھایا تمثال آئینہ رو نے نقاب اپنے چہرہ تجلی سے اُٹھاکے رخ پر ضو و سحر آگین اپنا اُسے دکھایا دیکھتے ہی لوح چاک اور کثرت ضیا سے سحر بند چہرہ بدنما کے عشق آیا تمثال آئینہ رو نے نقاب چہرے پر ڈال دیے کہا یہ بندۂ خاص میرا مشتاق میرے جمال دیکھنے کا تھا دیکھتے ہی میرا چہرۂ پر نور تاب ضبط و تحمل نہ لا سکا غش کر گیا اچھی طرح نظارہ میرے چہرے کا نہ کر سکا گرکے بیہوش ہوگیا اسکو ہوشیار کرنا لازم ہے مقربان بارگاہ نے حسب الحکم خداوند مذکور قریب آکے اُسے ہوشیار کیا وہ ہوش میں آکے بحکم اپنے خداوند کے روبرو سے خداوند مذکور بصد ادب بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے دست بستہ عرض کیا اے خداوند آپ نے اس بندۂ کمترین کو کیوں طلب کیا ہے جو حکم ہو یہ بندۂ خوش اعتقاد بجا لائے تمثال آئینہ رو نے جواب دیا اے بندۂ خاص من میں نے محض اس مصلحت سے تجھکو طلب کیا ہے کہ تیرے ہاتھ سے ہم اپنے بندگان جاہل و منحرف کو کہ یہ اہل اسلام ہیں قتل کرائیں سب کو نیست و نابود کرائیں قدرت اپنی دکھائیں تیری عزت و حرمت بڑھائیں نامور دنیا میں کریں سب بندوں کو تیری ناموری و عزت افزائی پر رشک ہو یہی تقدیر میں نے کی ہے کہ ان سب اہل اسلام کو تیرے ہی ہاتھ سے قتل و زخمی کراؤں خود اپنے دست زبردست سے انھیں ہلاک نہ کروں کیونکہ انکو خود ہلاک کرتے شرم آتی ہے رحم دلی نہیں چاہتی ہے کہ جنکو خود پیدا کروں انھیں خود ہی غضبناک ہوکے نابود کروں یہ بندگان جاہل و سرکش مجھ سے ایسے منحرف ہیں کہ مجھے اپنا خداوند ہی نہیں جانتے ہیں مجھے کلمات بیہودہ کہتے ہیں خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہیں میری ایذا رسانی پر کمر باندھے ہیں میرے قہر و غضب سے نہیں ڈرتے ہیں مجھسے لڑتے ہیں انھوں نے مجھے بھی کیا لاجور دشاہ کہ خداوند نقلی و صنعی ہے سمجھا ہے میں خداوند اصلی ہوں قدرت رکھتا ہوں مانند لاجور دشاہ کے بے قدرت نہیں ہوں کہ ڈر کے شہر بہ شہر بھاگوں سلاطین جہان سے طالب امان کا ہوں میں ایسا صاحب اختیار ہوں کہ اگر شرم و رحم نہ کروں تو ایک دم میں ان سب کو راہ عدم دکھا دوں سرکشی و منحرف ہونے کی خود ہی انکو سزا سخت دوں چونکہ شان خداوندی و رحم سے اپنے یہ امر بعید ہے اسوجہ سے میں نے یہ تقدیر کی ہے کہ تیرے ہاتھ سے ان سب کا خاتمہ کراؤں قرناسے فوق نے عرض کیا اے خداوند آپ سچے خداوند ہوتے ہیں اور قدرت رکھنے میں کچھ شک نہیں ہے آپ جو چاہیں کریں اگر آپ نے یہ تقدیر کی ہے کہ میرے ہاتھ سے یہ سب اہل اسلام نیست و نابود ہو جائیں تو مجھے کیا عذر ہے بندۂ فرمان بردار ہوں جو حکم ہو ابھی بسر و چشم بجا لاؤں ان مسلمانوں کو سزا سے سرکشی خوب دونگا امیدوار رہتا ہوں کہ بالاسے تفضل سے آپ اپنے اس بندۂ ناچیز کی لڑائی دیکھیں میری جنگ ملاحظہ فرمائیں میں روز جنگ ان سرکشوں کو خاک و خون میں ملا دونگا کسی کو میدان میں ثابت قدم نہ رکھوں گا یہ بندے آپ کے سخت جاہل و سرکش ہیں کہ آپ سے لڑتے ہیں آپ کی

ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین دیدہ و دانستہ آپ ایسے خداوند کو سجدہ نہین کرتے ہین حسب الحکم انکو
قتل و تباہ کرونگا تعمیل حکم خداوند سے عزت و حرمت زیادہ حاصل ہوگی باعث ناموری بھی
ہوگا یہ سنکے قرناسے قوق نے عرض کیا اے خداوند مین نے سنا ہے کہ ہاروت جادو آپکے بندۂ
مطیع نے سرداران نامی لشکر امیر ثانی کو بزور سحر گرفتار کرکے قید کیا ہے کیا یہ فعل اُس نے
اجازت حاصل کرکے کیا ہے یا آپ کی بے اجازت کیا ہے اگر حکم سے آپکے اُسنے ایسا کیا ہے تو خیر ورنہ
اُسنے بہت بُرا کیا سحر کے زور سے بہادرون کو اسیر کیا مرد وہ ہے کہ جو مردانہ بہ تیغ تیز و نیزہ و گرز
لڑے شجاع و دلیر کبھی ایسا نہین کرتے ہین جیسا کہ ہاروت جادو نے کیا تمثال آئینہ رو نے
جواب دیا اے بندۂ خاص مین میری اجازت سے اسنے فعل مذکور نہین کیا ہے خود ہی از راہ
خیر خواہی و بہبودی ہماری سپاہ کے کیا ہے کیونکہ سرداران اسیر شدہ میری فوج کو ہنگام جنگ
مغلوب و قتل کیے ڈالتے تھے قرناسے قوق نے یہ سنکے عرض کیا ہاروت جادو نے
بہادران لشکر اہل اسلام کو بزور سحر اسیر کرکے کچھ بھی عزت حاصل نہ کی بلکہ مجھ ایسے بہادرون
کے نزدیک اُسنے نامردی و بزدلی کی یہ فعل خوب نہ کیا واسطے اپنے ذلت چاہی خیر جو کچھ اُسنے
کیا وہ کیا آئندہ ہاروت جادو جوانان جنگ آزما کو جنگگاہ مین بزور سحر اسیر نہ کرے مین اگر
بغیر سحر اہل اسلام کو قتل و زخمی و برباد و تباہ نہ کرون تو وہ بزور سحر اہل اسلام کو اسیر
کرے تمثال آئینہ رو نے کہا اب ہاروت جادو سے کہ دیا جائیگا کہ لڑائی مین دخل نہ دیوے
اہل اسلام پر سحر نہ کیجیو قرناسے قوق نے یہ سن کے تمثال آئینہ رو سے پوچھا اے
خداوند کیا لاجورد شاہ بھی خداوند ہے سنا ہے کہ وہ دعوی خداوندی کرتا ہے تمثال آئینہ رو
نے مسکراکے جواب دیا اے بندۂ خوش اعتقاد مین وہ ایک نالائق ہے خداوند نہین ہے اُس مین
کسی طرح کی قدرت نہین ہے مجھ سے ہمسری کرتا ہے اپنے تئین خداوند کہلاتا ہے اصل مین یہ ایک
بندہ میرا اجہل و نیز مغرور ہے بوجہ حکومت و ثروت کے مجھ سے منحرف ہو سکے اس نے دعوی
خداوندی کا کیا تھا ہم نے تقدیر کرکے ایسا اُسے دست اہل اسلام سے برباد و تباہ کرایا
کہ وہ عاجز و مجبور ہوکے خوف اہل اسلام سے بھاگتا ہوا یہان تک آیا ہے مجھ سے طالب
پناہ ہوا ہے میری پرستش کرنیکا اقرار کرتا ہے مین تجھ سے کہے دیتا ہون یاد رکھنا کہ اگر
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و نجتگان نے مجھے بصدق دل سجدہ کیا تو خیر ورنہ
بعد فراغ جنگ ان اہل اسلام کے ان سب کو سزا سے سخت دونگا یا اپنے قلمرو سے
نکلوا دونگا بالفعل اشخاص مذکور سے کچھ تعرض نہین کرتا ہون خصوص لاجورد شاہ
سے کہ وہ دعوی میری ہمسری کا کرتا ہے یہ کہکے کہا اے بندۂ خاص مین اب ہمارے لشکر مین
مع اپنی سپاہ کے شامل ہوکے قیام پذیر ہو اور وقت مناسب طبل جنگ بجوا اہل اسلام
سے مجادلہ و مقابلہ کر ہم لڑائی تیری فیلطوک پر سے دیکھین گے لاجورد شاہ و صلصال سے
کچھ غرض و مطلب نہ رکھنا اگر وہ ہنگام مقابلہ و مقاتلہ اہل اسلام ہمراہ سپاہ تنگاو مین
آئین تو مزاحم نہ ہونا اُنکے کہنے پر عمل نہ کرنا جو تیرے دل مین آئے وہ کرنا یا ہم سے ہر ایک

کام کی اجازت حاصل کرکے کرنا لاجورد شاہ سے بظاہر میل رکھنا بات اس سے نہ کرنا بدل
اس سے نہ ملنا کہ وہ ہمسے منحرف ہی قرناسے قوق تقریباً تیغ خداوند کی سنکے قبیطول سے اتر
کر سوے جنگاہ روانہ ہوا اس جگہ بعض بعض داستان گویان شیرین بیان کا یہ بھی قول
ہی کہ قرناسے قوق جب دس لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیر قبیطول آیا تمثال آئینہ رو
نے خوش ہوکے اس کی استدعا سے نقاب چہرے سے اُٹھا کے دریچے مین بیٹھ کے چہرہ اپنا اسے
دکھایا وہ جمال تمثال آئینہ رو دیکھتے ہی تاب نہ لایا زمین پر گر کے بیہوش ہوا جب اس کو
ہوش آیا تمثال آئینہ رو نے اس کے حال پر از حد عنایت و مہربانی کرکے کہا ای بندۂ
خاص من تو میرا بندۂ خوش اعتقاد ہی ہم نے تیری عمر بڑھا دی اور تجھے جلا دو قاتل اہل اسلام
قرار دیا اپنی مصلحت سے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے خاتمہ ان سب اہل اسلام کا کرائین
تیری عزت بڑھائین جا شریک ہمارے لشکر کا ہوکے طبل جنگ بجوا ان سب اہل اسلام کو کہ
نہایت سرکش اور ہمسے منحرف ہین قتل کرکے خیام انکے اور بارگاہین انکی انکو بھگا کے چھین
لائیو قرناسے قوق نے عرض کیا ای خداوند یہ بندہ آپکا آپکے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کرکے
لشکرگاہ پر ہمراہ اپنی سپاہ کے آیا لاجورد شاہ کی بارگاہ سے کچھ دور اپنی بارگاہ برپا کرا کے
خیام سپاہ لشکر بافراستادہ کرا کے فروکش ہوا بعد ایک روز کے قریب شام اپنے لشکر مین
طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو براے
خبر رسانی متعین تھے ان مین سے چند ہرکارے تمام خبر دریافت کرکے جلد بہ اسوقت بارگاہ
سلیمانی مین متردد و متفکر و پریشان خاطر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت پر جلوہ گر تھے
سرداران لشکر موجود تھے وہ ازحد ادب اپنے ونگاون پر خاموش سر جھکائے ہوے بیٹھے
تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نعمان بن منذر شاہ دارا بن داراب ستمتین تیرہ فرخ
بخت سلطان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ کہتے تھے کہ ابتک کچھ حال امیر ثانی کا معلوم
نہین ہوا نہ یہ کہان اُٹھا کے انہین لے گیا نہین معلوم و نیز کوئی ساحر تھا کہ پنجہ بیرون زیر
بیت کے کر اتھا یا کوئی جن و عفریت سے تھا نہین معلوم وہ ازراہ عداوت لے گیا ہی یا کوئی
دوست ہی کہ بہ ضرورت ان کو لے گیا ہی بہرطور جاے فکر و اندیشہ ہی انکے نہ ہونے سے بارگاہ
سلیمانی مین سناٹا سا ہی حق تعالے اپنے لطف و کرم سے انکو ہر بلا و آفت سے اور شر
دشمنان سے بچا کے جلد ان کو یہان لائے کیونکہ لشکر بمقابلت لشکر تمثال آئینہ رو و سپاہ لاجورد
شاہ و صلصال بن فاک بن ولو بن تمام جادو پڑا ہی شکر ہی خدا کا کہ عدم موجودگی
امیر ثانی مین لشکر کفار مین طبل جنگ نہین بجایا گیا ہی فی الحال ہرکارون سے سنا گیا ہی
کہ ایک سردار نہایت زبردست و قوی ہیکل حسب الطلب تمثال آئینہ رو آیا ہی خداوند
عالم انکے شر و فساد سے بچاے سرداران نامور دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ واقعی امیر
ثانی کے یہان تشریف نہ رکھنے سے رونق لشکر نہین ہی ہر چند دل کو تردد ہی پنجہ انکا اُٹھا لے گیا ہی
مگر امید خدا سے ہی کہ وہ مع الخیر جلد تشریف لائینگے سردار زبردست جو حسب الطلب تمثال آئینہ رو

آیا ہی واقعی بہت نامی و زبردست سردار ہی اپنے زمانے کا گویا عوج بن عنق ہی قد و قامت
و قوت مین ہمسر اُسکا ہی ایسا عظیم الجثہ ہمنے کسی سردار کو نہ دیکھا ہی نہ سُنا ہی حق تعالی اُسکے
شر سے بچاے گا آیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہنوز سرداران موصوف بادشاہ سے عرض کر رہے
تھے کہ ناگاہ ہرکارون نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بقاعدہ مجرا و سلام کیا اور ثنا و
دعا کے بعد یون عرض کیا کہ اے بادشاہ دین پناہ قرناے فوق نابکار نے اس وقت
اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین جمعیت سپاہ
آکے معرکہ آرا ہو خدام حضور پرنور سے مقابلہ و مجادلہ کرے یہ کافر بظاہر از حد قوی ہی اگر
کسی سے کچھ سخن کرتا ہی تو آواز سے اسکی سامعین کو صدمہ پہونچتا ہی پردہ ہاے گوش پھٹے جاتے
ہین قد و قامت مین بہت دراز ہی دست و بازو قوی ہین صورت نہایت مہیب ہی انسان کاہے
کو ہی گویا اک دیو سیاہ ہی بلکہ دیو سیاہ سے بھی قوت و بہادری و قامت مین بڑھا ہوا ہی
دن کو صورت اُسکی دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اک بلاے عظیم ہی خداوند عالم اسکے شر
سے جملہ اہل اسلام کو خصوص حضور لامع النور کو بچاے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
خبر نواخت طبل رزمی سنکے انھین ہرکارون سے فرمایا کہ اگر قرناے فوق نابکار نے
طبل رزمی بجوایا ہی تو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجوا او نقارچیون سے جا کے کہو
کہ چوب نقارۂ جنگی پر لگائین جو منظور خدا ہوگا اُسکا ظہور ہوگا اگر یہ سردار نہایت زبردست
ہی تو کیا اندیشہ ہی بقول مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ✽ ہرکارون نے ہمراہ خضران
بن عمرو ثانی کے نقارخانہ سلیمانی مین جا کے نقارچیون کو حکم بادشاہ موصوف سے آگاہ
کیا انھون نے خضران کو چند اشرفیان نذر دیکے عرض کیا کہ ہم موافق قاعدۂ قائم یہ نذر
دیتے ہین آپ کو بجاے عمرو ثانی کے جانتے ہین کو وہ اس زمانے مین لشکر مین نہین ہین
مگر آپ تو اُنکے قائم مقام ہین پس یہ نذر قبول کیجیے خواہ خود یہ اشرفیان اپنے صرف مین لائیے
یا اپنے والد ماجد کو دیدیجیے گا آپ کو اختیار ہی خضران نے نذر مذکور قبول کر کے کہا عدم موجودگی
مین یہ اشرفیان نذر کی انھین نہ دیجائین گی نقارچیون نے یہ سنکے عرض کیا آپکو اختیار حاصل ہی
یہ کہکے چوب اُٹھا کے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارہ رزمی کی ایسی بلند ہوئی کہ تا قصر فلک
پہونچی فرشتون نے سنی چرخ پیر صداے نقارہ سے دہل گیا گاو زمین تھرا گئی وحوش و
طیور خوف سے اپنے مسکنون سے نکل کر بھاگے شیران صحرا پر خوف طاری ہوا کچھار سے
نکل کے سوے صحرا بے اختیار رخ کیا مردان لشکر اہل اسلام نے صداے نقارہ سلیمانی
و جنگی سنکے و آواز شہنا گوش زد کر کے باہم کہا آج نقارہ جنگی یہان پھر بجا ہی صبح کو میدان جنگ
مین جانا ہوگا دیکھیے کیا ہوتا ہی قرناے فوق سے مقابلہ ہی سنا ہی کہ وہ کافر از حد زبردست و
پر قوت و طاقت مین دیو سے سوا ہی دعوے اُسنے کیا ہی کہ مین جملہ مردان لشکر اہل اسلام کو
قتل و زخمی کرونگا لشکر پر حملہ کر کے مردان سپاہ کو تہ شمشیر کرونگا دیکھیے ہنگام صبح کیا ہوتا ہی
مہیاے مرگ و قضا ہو جانا چاہیے زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے عجب نہین کہ جو قرناے فوق

نابکار کہتا ہے وہی کرے کیونکہ بظاہر سردار نہایت قوی بازو ہے ہم مرنے اور قتل ہونے سے
نہیں ڈرتے ہیں اچھا اگر قضا ہماری اسی کے ہاتھ سے ہے تو کیا چارہ راضی برضاے الٰہی
ہیں خوف جان سے ہرگز نہ بھاگیں گے لڑ بھڑ کے جانیں اپنی دیدینگے حق نمک اپنے آقا و مالک
کا ادا کر کے دنیا سے جائینگے نمک حرامی و بیوفائی اپنے آقا سے کبھی نہ کرینگے قتل ہو جانا گوارہ کرینگے
بھاگنا اختیار نہ کرینگے ذلت و رسوائی اپنی اور اپنے جد و آبا کی قبول نہ کریں گے آخر ایک روز
مرنا ضرور ہے کل ہی صبح کو جنگگاہ میں قرناے قوق نابکار سے لڑ کے مرجائینگے دنیا سے باعزت
و آبرو سوے عدم جائیں گے یہ شب غنیمت ہے اس شب میں جو امور ضروری ہیں وہ کرلینا چاہیے
شاید کل زندہ رہیں یا نہ رہیں یہ باتیں باہم کر کے کوئی نوجوان کسی عزیز و دوست سے وداع
ہونے لگا کوئی کسی سے اپنے عفو خطا کا طالب ہوا کسی نے دعاے توبہ پڑھی پھر خدا سے عفو
عصیان کا امیدوار ہوا کسی نے اپنا قرضہ ادا کیا کسی نے احباب و اعزہ سے کہا کل روز
جنگ ہے نہیں معلوم ہم لڑائی میں قتل ہوں یا زندہ رہیں لہٰذا ہم یہ چند وصیتیں کرتے ہیں
اسپر عمل کرنا اول تو یہ وصیت ہے کہ جب ہم قتل ہو جائیں اور لڑائی موقوف ہو تو میت
ہماری اٹھا کے تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دیکے دفن کرنا دوسرے جب تک زندہ رہنا
ہمارے واسطے کار خیر کرنا صحیفۂ ابراہیمی پڑھنا ثواب اسکا ہمیں بخشنا ہمارے واسطے
آمرزش خدا سے طلب کرنا تیسرے دس ہزار روپیہ یہ موجود ہے اسے اپنے پاس رکھو بعد
ہمارے قتل کے اس روپیہ کو ہمارے اہل و عیال کو جا کے دیدینا اور ہمارے قتل
کی خبر انہیں دیکے امر بصبر کرنا ہمارے فرزندوں اور زوجہ سے کہنا کہ زیادہ گریہ و بکا
نہ کریں عوض آہ و زاری ہمارے واسطے یہ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمارے جملہ گناہان
کبیرہ و صغیرہ کو عفو کردے کیونکہ اس تھوڑی عمر میں ہمسے بہت سے گناہ ہوئے ہیں چوتھے
کہدینا کہ کبھی کبھی ہماری قبر پہ آنا ثواب سورہ فاتحہ سے محروم نہ رکھنا اور یہ وصیت
ہمارے بڑے فرزند سے کرنا کہ وہ سب لڑکوں میں ہمارے نیک و لائق ہے پانچویں یہ سلاح
جنگ اور یہ مرکب ہمارا اور یہ اسباب ہمارا خواہ تم لینا خواہ ہمارے اہل و عیال کے
سپرد کر دینا وہ اسکی تقریر سنکے روکے اس سے کہنے لگے یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتے
ہو حقتعالی تمکو زندہ و سلامت رکھے یقین اپنے قتل ہو جانے کا عبث کرتے ہو کیونکر معلوم
ہوا کہ ضرور ہی قتل ہو جاؤگے اور یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم سب زندہ رہیں گے کہ تمہاری
وصیتوں پر عمل کرینگے کیا معلوم کل کیا ہوگا ہم میں سے کون زندہ رہیگا کون کون قتل
ہوگا پس یہ وصیتیں جو تمنے کی ہیں بشرط اپنی حیات کے ہم البتہ انپر عمل کریں گے ورنہ مجبور
ہیں ہم بھی تو ہمراہ تمہارے میدان جنگ میں جائینگے کفار سے لڑینگے خصوص قرناے
قوق سے ارادہ لڑنے کا ہے اگر لڑائی میں قتل نہوئے تو فہو المراد ورنہ تم ہمارے
واسطے بشرط حیات کار خیر کرنا واسطے ہماری مغفرت کے دعا خدا سے کرنا کوئی جوان عاقل
و انجام بین صداے نقارہ جنگی سنکے اپنے قتل ہو جانیکے خیال سے بعد غسل کرینگے اور دعاے

توبہ پڑھنے کے احباب سے ملکے اپنی خطائیں عفو کرا کے کفن پہننے لگا کوئی سوار کسی سوار سے
کہنے لگا کل لڑائی سخت ہوگی قرناسے قوق جوان زبردست ہے دعوی بربادی و تباہی و قتل
ہم سب اہل اسلام کا کر چکا ہے مناسب ہے کہ آجکی شب خدا سے دعا سے فتح و ظفر بھی کریں
اور آلات حرب و ضرب کی بھی ایسی درستی کریں کہ کبھی نہ کی ہو کیونکہ ہنگام جنگ تلوار اور
نیزہ و تیر خطا نہ کریں سینہ و سر دشمن کی ضرور خرابی چاہیں تلوار سر اعدا پر جب ماریں تو خود وغیرہ
سے نہ رکے سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر کر پشت غرض یہ ٹھہرے نیزہ جب سینۂ حریف پر لگائیں
پشت دشمن سے گذر جائے پھر جب تاک کر کسی دشمن پر لگائیں تیر وہ جانبر ہو ایسا اسکے جگر پر پڑے کہ
زندگی سے ناامید ہو غرض اسی طرح لشکر میں ہر اک سوار و پیادہ اپنے دوستوں اور عزیزوں
سے تقریر کرنے لگا اور درستی سلاح جنگ میں مصروف ہوا کوئی تلوار اپنی نیام سے نکال کر
صیقل اسیر کرنے لگا کوئی تیر انداز کمان کو دیکھنے بھالنے لگا تیروں کو درست کر کے ترکش
میں بھرنے لگا ہر شخص لشکر میں درستی آلات جنگ میں مشغول ہوا لشکر میں تو مردان سپاہ تیاری
جنگ میں مصروف ہوئے مگر بعد بجنے نقارہ جنگی کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار
برخاست کیا بارگاہ سلیمانی سے اٹھکے اپنی بارگاہ میں تشریف لیگئے سرداران سپاہ بھی
بعد جانے بادشاہ موصوف کے اپنے خیام و بارگاہ میں جاکے مصروف درستی آلات
حرب و ضرب ہوئے تمام شب دعائے فتح و نصرت و درستی آلات حرب و ضرب میں ہر ایک
نے بسر کرنا چاہی بیان تو جملہ اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب میں اور دعا و استغفار
میں مصروف ہیں لیکن اب حال مردان لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب طبل جنگ بجا جو جو سوار
اور پیادے بہادر و جری تھے وہ تو بصد شوق خیال جنگ مغلوبہ سے درستی اپنے آلات
حرب و ضرب کی کرنے لگے اور جو نامرد تھے وہ ارادہ لشکر سے نکل کے بھاگنے کا کرنے لگے
بعد موقع پاکے اکثر بزدل لشکر سے نکل کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے جب
وہ شب بسر ہوئی اس طرف سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اہل اسلام جملہ سرداران موجودہ
و تمامی سوار و پیادے بعد ادا سے نماز صبح سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے سوار مرکبوں پر
بیٹھ کے صف آرا ہو کے سب جنگاہ کو روانہ ہوئے اسوقت جو اہل لشکر کا ہمراہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے جانب نبرد گاہ جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ کی جنگاہ پر پہنچی
ٹھہرے بادشاہ موصوف انتظار قرناسے قوق کے آنے کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے قرناسے قوق نابکار بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے گینڈے پر سوار ہو کے دس لاکھ
سرداران آزمودہ کار کہ انمیں سے تھوڑے نامرد رات ہی کو بھاگ گئے تھے اپنے ہمراہ
لیکے بصد نخوت و غرور میدان کارزار میں سامنے لشکر اہل اسلام کے آیا اور گینڈے کو
روکنے کھڑا ہوا لاجورد شاہ اور صلصال خلخال و بختگان بھی میدان نبرد میں
آئے لاجورد شاہ اور صلصال اپنی سپاہ میں ٹھہرے مگر قریب سپاہ قرناسے
قوق بایں خیال کہ سیر لڑائی کی دیکھیں اور وقت جنگ مغلوبہ شریک جنگ ہوں اہل اسلام

کو قتل کرین اور جب غلبہ اہل اسلام کا ہو تو پسپا ہوکے بھاگ جائین جائین اپنی دست اہل اسلام
سے بچائین ادھر تو سب کفار و اہل اسلام میدان جنگ مین آئے ادھر تمثال آئینہ رو
بالا سے فیطول دریچہ وا کرکے بیٹھا جانب جنگاہ دیکھنے لگا باین خیال کہ دیکھون فتح کے فوق
اہل اسلام سے ہے کیونکر لڑتا ہے لڑائی کیسی ہوتی ہے الحاصل جب تمثال آئینہ رو دریچہ
مذکور مین بیٹھ چکا اور دونون لشکر جنگاہ پر آچکے اسوقت دونون لشکرون سے باشارہ مالکان
و حاکمان لشکر بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے نکل کے درمیان مین دونون فوجون کے
آکے درستی میدان کارزار کی خوب کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور کیا پست و بلند زمین
کو ہموار کیا سقون نے نکل کے لشکرون سے میدان کارزار مین خوب چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو
دفع کیا جب اسطرح درستی میدان مصاف کی ہوچکی بیلدار اور سقے وغیرہ جنگاہ سے
ہٹ گئے ادھر اہل اسلام ادھر کفار صف آرائی مین مصروف ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب
ہر ایک لشکر کا جوانان صف شکن سے حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا تیغ جو سپاہ دونون جانب
کمین گاہ پر بھیجی گئی جب اس طرح درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر ہوچکی
لشکر کفار سے کرہ پیت اور سپاہ اہل اسلام سے نقیبان خوش آواز با نمایے مالکان ہر دو
لشکر نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے گئے پہلے نقیبان خوش تقریر نے اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکے آواز بلند کہا کہ اے دلاوران بیمثال و اے بہادران
خوشخصال آگاہ ہو کہ حیات کا کچھ اعتبار نہین ہے اجل کا آنا ضرور ہے ہر شے کے واسطے فنا ہے
فقط خدا کو بقا ہے نہ کوئی سدا رہا ہے نہ رہیگا خیال تو کرو کہ وہ شاہان اولو العزم اب کہان ہین
جنکے روبرو کوئی رعب و خوف سے بخوف ہوکے بجا سکتا تھا کلام بھی نہ کرسکتا تھا اور وہ بہادران
نامی و نامور اب کہان ہین کہ جن سے کوئی مقابلہ و مجادلہ کر نہ سکتا تھا اور اگر کوئی اجل رسیدہ
ان سے لڑتا تھا تو جانبر نہ ہوتا تھا سوا اسکے اپنے آبا و اجداد کو یاد کرو کہ وہ اب کہان ہین ہائے
وہ سب اجل سے مجبور ہوکے اس گلشن دنیا سے ملک و مال و اہل و عیال کو چھوڑ کے خالی
ہاتھ سوے عدم گئے بجز اعمال نیک و بد و کفن کچھ ساتھ اپنے نہ لیگئے فی الحال وہ سب زیر
زمین ہین قبور مین ایسے سو رہے ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ کوئی بگریہ و زاری
انکو پکارے وہ جواب ہی نہین دیتے ہین ہزار ہا من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہین زندگی
مین جو کبھی دشمن سے نہ دبتے تھے وہ خاک سے دب گئے ہین جاتے ہین گرد و غبار سے
بچا کرتے تھے قریب آنے نہ دیتے تھے حشرات الارض کی گزند سے بچے رہتے تھے خوشی و
راحت سے تھے اب وہی مقابر مین مٹی مین آلودہ عجیب لاچاری و مجبوری سے پڑے ہین آنکھون کو
قدرت نہین رکھتے ہین کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کفن پر سے گرد و غبار کو دفع کرین ایک کروٹ
سے دوسری کروٹ لین جو کیڑے گوشت انکا کھا رہے ہین انکو دفع کرین خود ہی خاک
مین خاک کو اپنے اوپر سے کہان ہٹائین پس جو حال انکا ہے وہی حال ایک روز جو زندہ
ہین انکا بھی ہوگا سنئے جو زندہ ہین وہ بھی مرینگے زیر زمین جا بسینگے ساکن قبور تا قیامت

تیر و گرز و خنجر قتل کرنا وقت جنگ مغلوبہ بڑھ بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کرکے ان منحرفان خداوند کو
قتل کرنا خوف جان سے پیچھے قدم نہ ہٹانا خلاف بہادری عمل نہ کرنا اپنے خداوند کو اپنے
سے ناراض نہ کرنا ساتھ اپنے آقا کے قدرشناس کے یعنی قرناے فوق بہادر بے مثل
کے بہ بیکی پیش آنا ہمراہ آقاے موصوف کے اہل اسلام سے لڑنا نمک حلالی کرنا نمکحرامی پر کمر
نہ باندھنا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤ گے پسپا ہوکے اگر بھاگو گے اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے جاؤ گے آقا تمہارا تم سے ناخوش ہوگا خداوند تمثال آئینہ رو بھی تم سے ناراض
ہونگے یہ کہکے کرکٹیت خاموش ہوئے پھر نقیب اور کرکٹیت درمیان سے دونوں لشکروں
کے چلے گئے ادھر اہل اسلام ادھر کفار نقیبوں اور کرکٹیتوں کی تقریر سنکے ایسے آمادۂ جنگ
ہوئے کہ تلواریں نیام سے کھینچ کر نیام توڑ ڈالے اور کہا کہ اگر بعد فتح کرنے اس جنگ کے زندہ
رہے تو یہ تلواریں نیام میں رکھینگے ورنہ دشمنوں سے لڑ بھڑ کر مرجا ئینگے اسوقت جوانان ہر دو
سپاہ کو عجب جوش شجاعت تھا صفوف لشکر میں حال انکا قابل دیدنی تھا ہر دم ہر ایک سوار و سردار
لشکر یہ چاہتا تھا کہ صف لشکر سے مرکب کو نکال کر اعدا پر حملہ کیجیے دلیرانہ لڑیئے دلاوری اپنی دکھائیے
علاوہ سواروں اور سرداران سپاہ کے غلام اران لشکر کو بھی کمال درجہ جوش شجاعت تھا
غلاموں کو جلوہ دیکے ارادہ کرتے تھے کہ آگے بڑھیں ہنوز دونوں لشکروں سے کوئی دلاور
برائے جنگ نکلا نہ تھا تمثال آئینہ رو قبطول سے اور لاجوردشاہ قریب سے دیکھ رہا تھا
کہ ناگاہ قرناے فوق نے بصد کبر و نخوت گینڈے کو اپنے صف لشکر سے نکالا لاجوردشاہ
نے بختگان و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا قرناے فوق واسطے جنگ کے لشکر سے نکلا ہی
اگر یہ غرور نہ کریگا تو ہم تقدیر کرکے اسکو اہل اسلام پر غالب کرینگے گو یہ ہم سے منحرف ہی مگر عقیدت
سے یہ نہیں کرتا ہو بختگان نے عرض کیا ای خداوند آپ کچھ بھی تقدیر نہ کیجیے گا صرف سیر دیکھیے گا
مجھے آپکی تقدیر کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہو جب آپ سیدھی تقدیر کرتے ہیں وہ الٹی ہو جاتی
ہو بختگان تو لاجوردشاہ سے یہ عرض کر رہا تھا قرناے فوق مانند دیو سیاہ یا بلاے ناگہانی
کے درمیان یا فیل دمان بصد غرور بیچ میں دونوں لشکروں کے آیا گینڈے کو روک کر جانب
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا اہل اسلام نے بھی اس نابکار کو غور سے دیکھکر باہم کہا کہ
یہ نابکار انسان ہی یا اک دیو سیاہ ہی خداوند عالم اس کے شر سے ہم سب کو بچائے بظاہر
ایسا زبردست سردار لشکر کفار میں کبھی نظر سے نہیں گذرا ہی ابھی اہل اسلام اپنے دل میں
یہی تقریر چپکے چپکی کر رہے تھے کہ قرناے فوق نے وہ ایک عمود گراں جسکا ستر من یا ستر سیر
میں کا رکھا تھا طلب کیا جب ملازم اس کے اسکو بزور بیس آدمیوں کے اور زور آوری پاس اسکے
لاکے لشکر میں چلے گئے اسوقت قرناے فوق نے اپنے گینڈے کو بطور مرکب کے کاوا دیکے
پھیر ڈالا اور فنون جنگ خصوص فن نیزہ بازی کی تا دیر سب کو دکھاکے خوب گرمایا
تھکے پسینے میں سر ڈوبا تر ہوکے گینڈے کو روک کے ذرا دم راست کرکے اہل اسلام
کی طرف بصد قہر و غضب دیکھکے باواز بلند یوں کہا کہ ای اہل اسلام تمنے تو جسم

جہالت کے خداوند سے منحرف ہوکے کمر سرکشی و آزار رسانی خداوند پر باندھی ہی نہایت نادانی
کی ہی دیکھو پچھتاؤ گے قہر خداوند تمثیر نازل ہوگا میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤ گے بہتر ومناسب
یہ ہی کہ جانین اپنی میرے ہاتھ سے بچاؤ خداوند تمثال آئینہ روکی پرستش کرو سرکشی چھوڑو اگر
یہ منظور نہین ہی تو جو تم سب مین جان سے بیزار ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے
آئے مجھ سے مقابلہ و مقاتلہ کرے یہ کہ کے خاموش ہوا اُس کی آواز مہیب و بلند سے پردہ ہاے
گوش کو صدمہ پہونچا شاید بوجہ ایسی آواز کے نام اسکا قرناے قوق رکھا گیا ہی کیونکہ قرنا کی
صدا سے بھی گو نہ پردہ گوش کو صدمہ پہونچتا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے تقریر سردار نابکار
مذکور کی سن کے تمثال آئینہ رو پر اور اسپر بھی لعنت کرکے برہم ہوکے اپنے دست راست
کی طرف دیکھا فے الفور رستم خو بن کرب نے مرکب کو چھیڑ کر صف لشکر سے نکل کے سامنے بادشاہ
لشکر اسلام کے جاکے مرکب سے اُتر کے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ کمترین اس
کافر سے لڑنے کو جائے شاہ موصوف نے اجازت جانے کی دی رستم خو اجازت جنگ لے کے
خوش ہوکے تسلیم بجالاکے مرکب پر سوار ہوکے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کرکے سامنے
قرناے قوق کے گیا قرناے قوق نے بنظر حقارت دیکھ کر کہا ای جوان نادان نام تیرا کیا
ہی تو سودائی و دیوانہ ہی کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا کچھ خوف
نہین ہی مین وہ ہون کہ دیوؤن کی حقیقت نہین جانتا ہنگام جنگ شیران نر کو روباہ
جانتا ہون فیلان مست کو پشہ خیال کرتا ہون میدان جنگ مین جس جگہ پاؤن گاڑتا ہون
کیا مجال کسی حریف کی کہ قدم میرا وہان سے سرکا دے مین گویا ایک کوہ گران ہون
ہنگام جنگ حریف اپنی جگہ سے نہین سرکتا اور اگر بضرورت سرکتا ہون تو آگے
بڑھتا ہون پیچھے نہین ہٹتا ہون جب تلوار کھینچ کر نعرہ کرکے بڑھتا ہون ہزارہا دشمنون کو
قتل کرکے لشکر کو بھگا دیتا ہون مجھ پر حربہ کسی قسم کا کارگر نہین ہوتا ہی کیونکہ روئین تن ہون
مین اعدا کو قتل کرتا ہون دشمن مجھے قتل کر نہین سکتے ہین مین نے ہزارون بلکہ لاکھون
بہادرون کو تہ تیغ کیا ہی شجاعت و قوت و بہادری مین بے عدیل ہون بھلا تو مجھ سے کیا
لڑ سکے گا ایک وار بھی میرا روک نہ سکے گا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی پس
میرے سامنے سے چلا جا اپنے بادشاہ لشکر سے جاکے کہہ کہ قرناے قوق کے مقابلے کو
کسی زبردست سردار کو بھیجو رستم خو نے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار تو نے اپنی بڑی
تعریف کی اپنے ہی منہ سے اپنی آپ ہی ثنا کی اور ثنا بھی ایسی کی کہ جو ذہن مین نہین آتی سراسر
خلاف معلوم ہوتی ہی پس تیری ہی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو جھوٹا ہی دعوے تیرے
سب لغو ہین مین تجھ سے نہین ڈرتا دیوانہ تو ہوگا مین دیوانہ نہین ہون ہان ہنگام
جنگ حریف سے ایسا لڑتا ہون کہ وہ خوف جان سے دیوانہ ہو جاتا ہی تو میرے حال پر
رحم نہ کر مجھ سے مقابلہ کر اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھ کو قتل کر دونگا اگرچہ تو روئین تن ہی تلوار
بھی میری خارا شگاف ہی او بیدین مجھے خود تیرے اوپر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے

ہاتھ سے مارا جائیگا اگر تو دین اسلام کو اختیار کرلے تو مین تجھے قتل نکرون قرناسے قوق تقریر
اس بہادر کی سنکے نہایت برہم ہوا عالم غصہ مین نیزہ اٹھا کر گینڈے سے کو کاوسے پر ڈال کے نیزہ
سینۂ رستم خو پر لگایا ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر
روکا دونون فولادی سنانون کے باہم لڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین جو لوگ کہ دیکھ
رہے تھے انھون نے بے اختیار تعریف کی ثنا رستم خو کی ہمت کی کہ اس جوان نے کیا خوب
نیزے کو روکا ہی فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی ابھی کفار تعریف کر رہے
تھے اہل اسلام بھی ثنا کر رہے تھے کہ رستم خو نے خود بھی اس پر نیزہ لگایا اُس نے بھی نیزہ
نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوا کی لیکن قرناسے قوق نے ہنگام ضرب
نیزۂ حریف نیزے کو اپنے پہلو مین رکھ کر سینہ اپنا آگے بڑھا دیا نیزہ سینے پر پڑا کارگر
نہ ہوا آخر کار بعد جنگ بسیار رستم خو نے نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دیا سنان نیزہ چوب
نیزہ سے نکل کے دور جا کے گری کفار کو حیرت ہوئی بدرجۂ کمال ملال ہوا اہل اسلام
نے خوش ہوکے شور بالفاظ احسنت و آفرین و مرحبا بلند کیا قرناسے قوق کو
سخت صدمہ ہوا شرما کے سر جھکا لیا غیرت سے پسینہ آگیا تمثال آئینہ رو نے یہ
حال قیطول پر سے دیکھا اُسے بھی حیرت ہوئی لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھ
ہم نے تقدیر کر کے سنان نیزہ قرناسے قوق کے ہاتھ سے نکلوا دی یہ نالائق ہم سے
منحرف تھا ہمین خداوند اپنا نجانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا ہمنے سر میدان جنگ
اسکو ذلیل کیا ابھی تو ذلیل ہی کیا ہی آیندہ دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اگر یہ ہماری
طرف متوجہ ہوا تو خیر ہم بھی اس کے ساتھ نیکی کرین گے بختگان نے جواب دیا ہی خداوند
یہ آپ ہی نے کیا تقدیر کی کوئی تقدیر معقول کی ہوتی ایسی تقدیر سے کیا ہوتا ہی لاجورد شاہ
نے کہا خیر دیکھا جاے گا ابھی لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا کہ یکا یک قرناسے قوق
نے بعد انفعال سر اٹھا کے تیغہ نہایت گران وزن کمر سے کھینچ کر نہایت غضبناک
ہوکے گینڈے سے کو بڑھا کے خبردار خبردار کہکے ضرب تیغہ تیز سر رستم خو پر لگائی ادھر اس
بہادر نے واسطے روکنے ضرب مذکور کے سپر اٹھائی تیغہ مذکور سپر کو کاٹتا ہوا خود سے گذر
کے چار انگل سر رستم خو مین در آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ رستم خو نے دستانہ مارا تیغہ
تو سر سے نکل گیا لیکن رستم خو خون زخم سر سے ہمہ تن نہا گیا کفار خوش ہوئے ادھر
تمثال آئینہ رو بھی شادمان ہوا ادھر لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھ قرناسے
قوق کے ہاتھ سے ہمنے رستم خو کو زخمی کرا دیا اسنے بدل ہماری پرستش کا خیال کیا ہمنے بھی
تقدیر معقول کر دی بختگان نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کیا بیہودہ کاذبہ کبھی کچھ کہتا
ہی کبھی کچھ کہتا ہی جیسا رنگ دیکھتا ہی ویسی بات کرتا ہی تقدیر نیک و بد کچھ بھی کر نہین سکتا ہی
خود ہی گردش تقدیر سے پریشان و سرگردان ہوکے یہان تک آیا ہی ابھی بختگان دل
مین اپنے یہ کہہ رہا تھا کفار خوش ہو رہے تھے کہ قرناسے قوق نے چاہا بڑھ کے سر حریف

تیغہ آبدار سے جدا کیجیے ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر جانب دست راست دیکھا
فی الفور ہاشم تیغزن صف لشکر سے نکل کے جلد تر اجازت لے کے مرکب کو جولان کر کے
قریب جا کر نعرہ کنان ہوا کہ او نابکار دست خود را نگہدار کیا زخمی کے سر کو کاٹنا چاہتا ہے کیسا
نامرد و بزدل ہے اسی بزدلی پر اپنے تئین بہادر جانتا ہے اگر بہادر ہے تو مجھ سے مقابلہ کر
قرناسے قوق نعرہ ہاشم تیغزن سن کے ایسا خائف ہوا کہ رستم خو کے سر کو کاٹ نہ سکا ہاشم
نے رستم خو کو جانب لشکر روانہ کر کے قرناسے قوق سے مقابلہ کیا کافر بد گوہر نے تیغہ آبدار
سے ہاشم تیغزن کو بھی مانند رستم خو کے زخمی کیا بادشاہ لشکر اسلام نے پھر مڑکر دیکھا آصف
انجم طلعت نے لشکر سے نکل کے بعد حصول اجازت جلد جا کے ہاشم تیغزن کو قرناسے
قوق کے شر سے بچا کے اپنے لشکر کی طرف روانہ کر کے خود اس بیدین سے مقابلہ کیا
اسنے برہم ہو کے کہا او جوان خوبرو تو نے بھی غضب کیا کہ میرے حریف کو میرے ہاتھ
سے بچا یا خیر حریفان مجروح کے عوض تجھے قتل کرونگا یہ کہہ کے خبردار خبردار بکر کے گھوڑے
کو بڑھا کے دار تیغہ کا سر پر کیا ادھر آصف انجم طلعت نے سپر اٹھا لی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر چار انگل سر مین در آیا آصف انجم طلعت
نے اسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہو گیا
اسی عالم زخمداری مین تلوار قرناسے قوق پر لگائی اسنے بچا لے سپر سر اپنا آگے بڑھا دیا
تلوار سپر پر پڑی مگر بے سود کارگر نہوئی بلکہ خط بھی سر پہ نپڑا تلوار اچٹ گئی قرناسے قوق
نے ہنسکر کہا اے جوان مجروح تلوار پھر لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آصف انجم طلعت
تلوار کیا لگاتا زخم سر سے حال اسکا عجب تھا کثرت سے خون جو بہا تھا ضعف بدرجہ کمال تھا
آنکھین بند تھین غش آتا تھا ایسی صورت مین پھر قرناسے قوق نے چاہا کہ اپنے گھوڑے
کو بڑھا کے تیغہ آبدار سے سر آصف انجم طلعت کا کاٹ لیجیے ہنوز گھوڑے کو بارادہ
مذکور بڑھایا ہی تھا اور کفار خوش ہو رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے پلٹ کر دیکھا
فوراً دارا ب بن داراب سیمین زرہ نے صف لشکر سے نکل کے اجازت حاصل کر کے
گھوڑے کو دوڑا کے قریب قرناسے قوق کے جا کے نعرہ کیا او بیدین کیا قصد ہے کیا
میرے سامنے سر آصف انجم طلعت کا جدا کریگا او نابکار کیا مجال تیری کہ میرے سامنے
تو اس بہادر کے سر کو کاٹ سکے قرناسے قوق نعرہ دلاور موصوف سے گھبرا کے اپنے
ارادے سے باز رہ کے برہم ہو کے کہنے لگا تم سب اہل اسلام کیسے نامنصف ہو اور کیسے
طریق جنگ سے ناواقف ہو کہ میرے حریف کا مجھے نہین کاٹنے دیتے ہو جب مین ارادہ سر
کاٹنے کا کرتا ہون ایک نہ ایک جوان آکے حریف مجروح کو بچا کے لیجاتا ہے اب کی مرتبہ تو آیا ہے دارا
بن داراب نے جواب دیا او بیوقوف ہم لوگ ایسے بہادر ہین کہ حریف کی آرزوے دل
پوری ہونے نہین دیتے ہین ایسے زبردست ہین کہ سر اپنے اہل لشکر کا کاٹنے نہین دیتے
ہین تو ایسا نامرد و بزدل ہے کہ ہم دلاورون سے ڈر جاتا ہے سر اپنے حریف مجروح کا کاٹ

نہین سکتا ہی اگر بہادری کا دعوی ہی تو سر اب اس جری کا تیغ سے جدا کر دیکھون تو کیونکر سر
کاٹ لیتا ہی یہ کہکے آصف انجم طلعت کو اپنے لشکر کی طرف روانہ کرکے اُس سے نبرد آزما
ہوا بعد جنگ بسیار قرناسے فوق نے وہی تیغہ خونچکان سردار لے بن داراب
سیمین زرہ پر لگایا ادھر اس بہادر نے سر اٹھایا ناگاہ پاؤن مرکب کا موش خانہ
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک داراے بن داراب مرکب سنبھالے اور اپنے
ہاتھ کو سیدھا کرے تیغہ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا خود کو کاٹ کے تا بہ جبین آگیا ہنوز نہ
پیشانی سے آگے نہ بڑھا تھا کہ داراے بن داراب نے دستانہ بہ قدرت خدا اور
بزور قوت بازوے داراے بن داراب تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری اور
خون جاری ہونے کے دلاور کو غش آنے لگا کفار خوش ہونے لگے لاجورد شاہ بار بار
کہنے لگا مین تقدیر معقول کرچکا ہون اب قرناسے فوق جملہ اہل اسلام کو زخمی کرے گا
بختگان اس سے عرض کرنے لگا ای خداوند اب تقدیر پلٹ نہ دیجیے گا لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہمین اختیار ہی جب یہ ہم سے منحرف ہوگا تقدیر پلٹ دینگے ہنوز لاجورد
شاہ اور بختگان مین تقریر ہورہی تھی کفار شادمان تھے اہل اسلام کو پے در پے صدمہ ہو
رہا تھا تمثال آئینہ رو فیطوس پر سے لڑائی قرناسے فوق کی دیکھ رہا تھا خوش ہو ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے کہ رہا تھا کہ اسی طرح ہم تمام اہل اسلام کو زخمی و ہلاک دست
قرناسے فوق سے کرا دینگے مقربان بارگاہ اس سے عرض کرتے تھے بہت مناسب ہی ناگاہ
قرناسے فوق داسطے قتل داراے بن داراب کے بڑھا ادھر اشارۂ بادشاہ لشکر
اہل اسلام سے فرخ بخت سلطان مغربی مرکب کو جولان کرکے جلد گیا داراے بن داراب
کو دست قرناسے فوق سے بچاکے جانب لشکر روانہ کرکے خود اس سے مقابلہ کیا بعد جنگ
بسیار قرناسے فوق نے اس شاہ ذیوقار کو بھی بطریق داراے بن داراب سیمین زرہ
زخمی کیا اسی طرح سلطان بخت مغربی و نعمان بن منظر شاہ یمنی و مقبول بن مقبل
و سلیمان ثانی دکھینی و ابراہیم بن مالک و معروف بن اسد و فرہاد و خان یکہ زلی
و ارشیون پریزاد و سکندر و فرخ لقا و شیر افگن و معظم خان بن بہرام وغیرہ سو
سواران لشکر اہل اسلام کو صبح سے تا شام زخمی کیا اگرچہ مؤلف تواریخ نامہ جلد دوم
جنگ جملہ بہادران مذکور کی مفصل تحریر کرتا تو بہت طول ہوتا لیس بوجہ طول کے اختصار
اختیار کیا الحاصل جب قرناسے فوق سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کرچکا وقت شام
جنگ سے دست بردار ہوکے باواز بلند بادشاہ لشکر اسلام سے کہنے لگا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آج تو مین نے تمھارے لشکر کے سو سرداروں کو زخمی کیا ہی
اور اب شام بھی ہوگئی ہی اس وجہ سے جنگاہ سے جاتا ہون تمھین لازم ہی کہ خداوند
تمثال آئینہ رو کی طرف توجہ کرو سرکشی سے باز آؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو حق مین تمھارے بہتر ہوگا یہ کہہ کے ہمراہ اپنی سپاہ کے جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر

آیا گینڈے سے اُتر کر خوش و خرم داخل بارگاہ ہوا لاجورد شاہ اور صلصال بھی اُسیوقت میدان کارزار سے آکے اپنی اپنی بارگاہ میں داخل ہوے سواران لشکر کفار بھی مرکبون سے اُتر کر داخل خیام ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام سرداران سپاہ کے زخمی ہونے سے اندوہگین و افسردہ خاطر ہمراہ جملہ مردان لشکر اسلام کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سرداران سپاہ موجودہ بھی ہمراہ بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین گئے بادشاہ موصوف بالاے تخت جلوہ گر ہوے سرداران سپاہ ڈنگلون پر بیٹھے شاہ موصوف نے حال سرداران مجروح کا دریافت کرکے حکم لکے علاج کا دیا جراح علاج اُنکا کرنے لگے اُدھر قرناے فوق اپنی بارگاہ مین جا کے سلاح جنگ تن سے جدا کرکے بارگاہ مین بیٹھا پھر اپنے ملازمون سے کہنے لگا لاجورد شاہ وصلصال و بختگان سے جا کر کہو کہ اگر خلاف طبع نہ ہو تو یہان تشریف لائیے تھوڑی دیر بیٹھے لطف بادہ کشی اُٹھائیے ملازمون نے جاکے لاجورد شاہ وصلصال سے جو کچھ قرناے فوق نے کہا تھا عرض کیا لاجورد شاہ وصلصال و بختگان و خلخال اُس کی بارگاہ مین گئے بمقام صدر لاجورد شاہ وصلصال بیٹھے خلخال و بختگان بھی ایک جگہ بیٹھے بعد ایک لمحہ کے صلصال نے تعریف شجاعت و بہادری قرناے فوق کی کی اُس نے کہا یہ کیا بہادری مین نے کی ہے جس کی تعریف آپ نے کی ہان اگر فلک مغلوبہ ہوتی یا کوئی سردار زبردست سے مانند امیر تانی کے مین لڑتا اور بعضین قتل و زخمی کرتا تو البتہ تعریف آپ میری کرتے آج تو مین نے کل سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا ہے ایکی مرتبہ طبل جنگ بجوا کے دیکھیے گا کہ کیا کرتا ہون بختگان نے اُس کے سخن کو سن کے کہا آپ نے سرداران لشکر اسلام کو زخمی تو کیا ہے صدمہ اہل اسلام کو دیا ہے مگر ہوشیار رہیے گا عیاران لشکر اسلام ضرور آئین گے عیاری کرکے آپ کو مار ڈالین گے قرناے فوق نے ہنس کر کہا عیارون کی کیا مجال جو میری بارگاہ مین قدم رکھہ سکین بختگان نے کہا آپ یہ نہ فرمایئے عیار بلاے بے درمان ہین اُنکو کوئی روک نہین سکتا ہے وہ اس طور سے آئین گے کہ آپ اُنکو پہچان نہ سکین گے اگر زندگی اپنی منظور ہے تو شب کو جاگیے ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص و نغمہ اُنکا دیکھیے اور سنیے قرناے فوق نے جواب دیا مین عیارون سے نہین ڈرتا ہون اُن کے خوف سے شب بھر بیدار نہ رہونگا ہان مجکو شوق رقص و نغمے کا ہے ارباب نشاط کو طلب کرکے ناچ گانا ان کا دیکھ کر اور سنکے خوش ہونگا یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر مین قرناے فوق کے تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو قرناے فوق کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے سازون کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ رقص بناز و ادا کرنے لگی قرناے فوق و لاجورد شاہ وغیرہ ناچ دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

کوئسی کی خطا بتا اے سوخ	کیون ہوا مجھ سے تو خفا اے سوخ

آرزوے وصال پوری کر
ہنس کے کبھی کبھی اب گلا ای شوخ
نہ سنا گر سوال وصلت کا
غیر کا تو ہوا آشنا ای شوخ
نیم بسمل نہ چھوڑ عاشق کو
مین پریشان بہت پھرا ای شوخ

میرے دل کی لگی بجھا ای شوخ
یاد کر دل مین وعدۂ وصلت
ایک بوسہ ہی کر عطا ای شوخ
باغ کو تو نے کر دیا پامال
مجھ پہ تلوار پھر لگا ای شوخ
شب فرقت بہت تڑپتا ہون

مجھکو جھلوا کے کر دیا طوفان
کیون فراموش کر دیا ای شوخ
تجھکو اپنا بنا مین کس طرح جانون
پس گئی تجھپہ خود حنا ای شوخ
تیری زلفون کا ہو کے سودائی
پاس اپنے اُسے بلا ای شوخ

اہل بزم سننے لگے خوش ہو کے تعریف رقاصہ کے رقص ونغمہ کی کرنے لگے ہنوز رقاصہ رقص کر رہی تھی کہ ساقیان سیمین بدن ونازنینان شراب گلنار کی مع جامہاے بلورین لیکر حاضر بزم ہوے قرناے فوق کو سلام کرکے اس سیمین بدن کے اشارے سے جامہاے بلورین مین اہل بزم کو شراب ناب پلانے لگے قرناے فوق دلاجور دشاہ وصلصال ونلحال وبختگان وغیرہ شراب تند پینے لگے جب سب حسب دلخواہ شراب پی چکے اور رقاصہ غزل مندرجہ بالا گاکر تمام کر چکی دونون بزم سے چلے گئے بعد جانے ساقیان سیمین بدن رقاصۂ مذکورہ کے اور ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حسب الطلب حاضر ہو کے ناچنے گانے لگی قرناے فوق وغیرہ عالم نشۂ شراب مین گانا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے لگے ہنوز قرناے فوق بیٹھا ہوا ناچ رقاصہ کا دیکھ رہا تھا کہ تمثال آئینہ رو نے اسے طلب کیا قرناے فوق حسب الطلب بزم سے اٹھ کر ہمراہ اُسی مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو کے جو اُسے بلانے کو آیا تھا جانب قبطول چلا بعد قطع راہ روبرو ے تمثال آئینہ رو گیا سجدہ کیا اُس نے خوش ہو کے کہا ای بندۂ مطیع وقوی میرے سر اپنا سجدے سے اٹھا قرناے فوق نے سر سجدے سے اٹھایا تمثال آئینہ رو نے کہا اے بندہ ہرگز یہ میری راے یہ ہے کہ ایک نامہ اس مضمون کا بادشاہ لشکر اسلام کو ہم روانہ کرین کہ اگر اب بھی تم ہماری طرف توجہ کرو ہماری پرستش اختیار کرو تو ہم اپنے بندۂ خاص قرناے فوق سے تم سب کو قتل وزخمی نہ کرائین اس باب مین تیری کیا راے ہے اس نے عرض کیا جو مصلحت خداوند کی میری راے کیا بہتر تو ہے کہ یہ سب اہل اسلام سرکشی سے اجتناب کرکے آپ کی پرستش کرین یہ جنگ وجدال وخونریزی مردم موقوف ہو حضور خداوند نامہ روانہ کرین تمثال آئینہ رو نے اس سے راے لیکر رخصت کر کے نامے مین یہ عبارت بعد القاب لکھوائی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام واے بندۂ سرکش سرکشی سے باز آ ہماری طرف متوجہ ہو ہمارے قہر وغضب سے ڈر مبتلاے بلا مانند امیر ثانی کے ہو دیکھتے ہی اس نامے کے مع اپنے تمامی مردمان سپاہ کے ہمارے روبرو آکے عفو تقصیر چاہ کے ہمین سجدہ کر ہم تجھ سے خوش ہونگے خطائین تیری عفو کر دینگے عنایت ومہربانی بیحد تجھ پر کرینگے اپنے بندگان خاص مین تجھے بھی محسوب کرینگے اور اگر خلاف ہمارے حکم کے کرے گا تو جسطرح ہمنے امیر ثانی پر غضب

اپنا نازل کیا ہی نتیجہ اُسے اُٹھالے گیا ہی اسیطور سے تجھ پر اور تیرے کل مردمان سپاہ پر قہر و عذاب
نازل کرینگے تین روز کی مہلت تجھے دیجاتی ہی اس تین روز کی مدت مین جو مناسب ہو سمجھ کر
عمل کر بہتر تو یہی ہوگا کہ ہماری طرف توجہ کر جنگ سے باز آ جب نامہ اس مضمون کا لکھوا چکا
ایک اپنے مقرب بارگاہ کے ہاتھ روانہ کیا اور بعضے راوی نے یون لکھا ہی کہ بدست
قرناسے فوق ارسال کیا غرض بہرطور کوئی نامہ لیکر دربارگاہ سلیمانی تک جب
پہونچا بادشاہ لشکر اسلام کو اُس کے آنے کی خبر ہوئی بارگاہ حشامی مین تشریف مع
اپنے سردارون کے لیجا کر اُسے طلب کیا ایک راوی نے یون بھی لکھا ہی کہ بارگاہ سلیمانی
مین طلب کیا غرض بہرطور نامہ بر نے روبرو سے شاہ موصوف جا کے سلام کیا بعد بیٹھنے
کے نامۂ مذکور و بادشاہ نے اس نامے کو پڑھوا کر سُنا بدرجۂ کمال غصہ آیا فرمایا کہ نشیت نامہ
پر یہ جواب لکھ دیا جاے کہ اے تمثال آئینہ رو عبث ہمکو قتل و گرفتاری سے ڈراتا ہی ہم ہرگز
تجھ شیطان سیرت کی طرف توجہ نہ کرینگے کبھی تجکو سجدہ نہ کرینگے قتل ہو جانا گوارہ کرین گے ہم
اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتے ہین وہی لائق سجدہ ہی تو گمراہ ہی اور گمراہ کنندہ ہی ہم تجھ کو
ہدایت کرتے ہین کہ گمراہی سے باز آ اگر اپنی بہتری و زندگی چاہتا ہی تو مسلمان ہو ورنہ پچھتائیگا
ساری خداوندی تیری مٹ جاے گی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا شاہ موصوف یہ فرما کے خاموش
ہوے ملازمون نے حکم بادشاہ موصوف کی تعمیل کی یعنی جو عبارت بادشاہ موصوف نے ارشاد
کی وہ جواب نامہ مین نشیت نامہ پر لکھ دی پھر نامہ حوالہ نامہ بر کیا قرناسے فوق یا قص
دیگر وہی نامہ لے کر جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا اب اس نامہ بر کو اثناے راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے احوال امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ نتیجہ جو امیر ثانی کو مرکب
پر سے اُٹھا کر سوے فلک بلند ہوا تھا بعد قطع راہ پرستان مین گیا اور روبروے آسمان
پری جا کے بصورت اصلی ہو کے یعنی دیو ہو کے عرض کیا اے ملکہ عالم اے حاکم پردہ قاف
آپکے حکم سے یہ فدوی امیر ثانی کو اُٹھا لایا ہی دیکھیے یہ موجود ہین مرج ہوا سے انھین
غش آگیا ہی ملکہ آسمان پری نے اس سے خوش ہو کے کہا جلد امیر ثانی کو ہوشیار کر اُس نے
اور دیگر پریزادون نے کچھ تدبیرین ایسی کین کہ امیر ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولین
دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ہزارہا پریزاد موجود ہین ملکہ آسمان پری بالاے تخت جلوہ گر
ہین یہ دیکھ کر فی الفور اُٹھ کے باادب ملکہ آسمان پری کو بزرگ اپنا جانکے سلام کیا اور کہا
آپ نے مجھے کیون یہان دیو کے ذریعہ سے طلب کیا یہ دیو مجھے کیون نتیجہ بنکر اُٹھا لایا مین سوے
لشکر جاتا تھا فی زمانہ لشکر میر المقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لڑائیان اُس سے ہو رہی
ہین ملکہ آسمان پری نے بعد سلام لینے اور قریب اپنے بٹھانے کے اور بہت عنایت و
مہربانی کرنے کے کہا اے برخوردار خوش کردار اول تو میرا دل چاہتا تھا کہ تم کو دیکھون دوسرے
فی زمانہ ایک دیو نہایت زبردست مسمی سمہر بن قہقہہ ہم سے آمادہ شر و فساد ہوا ہی کئی
لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے ہم سے لڑنے آیا ہی کئی لڑائیان لڑ چکا ہی بہت سے پریزادون

کو قتل کر چکا ہے قریشہ ثانی کو زخمی کر چکا ہے چونکہ پریزاد ملازم ہمارے اس دیو قوی سے قوت
مین کم ہین مقابلہ اس سے کر نہین سکتے ہین اس وجہ سے ہمنے تم کو طلب کیا اس دیو کو روانہ کرکے
تمھین یہان بلایا یہ میرے حکم سے تمکو اٹھا لایا ہے چاہتی ہون کہ تم سمریبن قہقہہ سے مقابلہ
کرکے اسے قتل کرو تاکہ ہمارے دل کو خوشی و راحت ہو دیو مذکور کے شر و فساد کا تردد دل
سے دفع ہو ماشاء اللہ تم مانند اپنے والد کے شجاع و بہادر ہوا و راب مثل اپنے پدر کے
صاحبقران ہو بجز تمہارے کوئی انسان و پریزاد اس دیو سے سربر نہوگا امیر ثانی نے تمام
تقریر ملکہ آسمان پری کی سنکے کہا جو آپ نے فرمایا ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا مین بقوت الٰہی اور
بمدد خدا سمریبن قہقہہ کو قتل و ہلاک کرونگا آپ کچھ تردد نہ کرین طبل و نقارہ جنگی بجوائین ملکہ
آسمان پری نے خوش ہوکے کہا ابھی تو تم یہان آئے ہو چندے یہان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ سیر سے لطف اٹھاؤ بزم عشرت مین رقص و نغمہ پریزادان دیکھو اور
سنو بعد ازان سمریبن قہقہہ سے لڑنا ابھی کیا ضرور ہے کہ اس سے لڑو یہ کہکے حکم آراستگی
بزم عشرت کا دیا پریزادون نے حکم کی تعمیل کی پھر پریزادان خوبرو و خوش گلو روبرو
امیر ثانی کے رقص و نغمہ کرنے لگین انکے ناچنے اور گانے کی کیا ثنا کی جائے زبان رس مولف
کی عاجز ہے تعریف انکے ناچنے گانے کی پہونچ نہین سکتی ہے امیر ثانی ناچ ان کا دیکھنے لگے گانا
ان کا سننے لگے ہر روز بعیش و عشرت بسر کرنے لگے ملکہ آسمان پری دعوت و ضیافت
کرنے لگی امیر ثانی اغذیہ لذیذہ خوشگوار اور میوہ خوش ذائقہ پرستان کھانے لگے لطف زندگی
اٹھانے لگے بادۂ گلگون پرستان کی پینے لگے آرام و راحت سے شب و روز بسر کرنے
لگے باغستان پرستان کی سیر کرنے لگے غنچۂ دل کو شگفتہ کرنے لگے پرستان کے باغون
کی بھلا کیا تعریف لکھی جائے یہان کے باغون کو ان باغون سے کیا مثال دیجائے وہان
کے پھول یہان کے کانٹے سے کہین بدتر یہان کا کانٹا وہان کے پھول سے از حد بہتر یہان کے
گلہاے رنگا رنگ کے سامنے وہان کے پھولون کی کیا حقیقت اگر وہان کے پھول یہان کے
گلون کو دیکھ لین غیرت سے مرجھا جائین اپنی شادابی و شگفتگی و رنگ و بو سے خوش پر نازان
نہون بلکہ فرط خجالت و انفعال سے سر نہ اٹھائین اپنے تئین یہان کے سخت کانٹے سے بھی بدتر
جانین اور وہان کے درختان میوہ دار یہان کے اشجار بے اثمار کو ایک نظر دیکھ لین غیرت
سے خشک ہو جائین اپنے غرور سرکشی کا پھل پائین اگر وہان کے طائران خوش الحان خصوص
بلبل ہزار داستان یہان کے کسی ادنے طائر پر نغمہ کی صدا سنے تو اپنی خوش الحانی پر غرور
نہ کرے بلکہ غیرت سے چہکنا چھوڑ دے اپنی خوش الحانی کے آگے انکی صدا کی کچھ بھی حقیقت
نجانے آواز اس کی سنکے غیرت سے دم بخود ہو جائے مہر خاموشی دہن پر ثبت ہو جائے تمام
نغمہ سرائی بھول جائے ہزار جان سے اسیر قربان ہو امیر ثانی ایسے باغہاے پرستان کی سیر کرتے
تھے نہرون کی روانی دیکھتے تھے ایک روز وقت سحر بزم عشرت مین بیٹھے پریزادان نوجوان
عدیم المثال کا نغمہ سنتے تھے ناچ انکا دیکھ رہے تھے لطف زندگی اٹھا رہے تھے ناگاہ قریشہ

ثانی آئی امیر ثانی اُسے دیکھ کر خوش ہوئے مگر زخمی اُسے دیکھ کر ملال بھی ہوا مہ ہنوز وہ بیٹھی تھی
امیر ثانی اس سے ہم سخن تھے پریزادگان رہے تھے رقص کر رہے تھے یکایک سر پرین قہقہہ کو خبر امیر
ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی وہ نابکار کئی لاکھ دیوؤں کی جمعیت سے آیا اور قریب امیر ثانی کے
آ کے پکارا او آدم زاد میں نے اپنے لشکر کے ایک دیو سے سنا ہے کہ تجکو آسمان پری نے واسطے
اپنی اعانت و مدد کے پردۂ دنیا سے بلایا ہے اور تو نے دعویٰ کیا ہے کہ میں سر پرین قہقہہ سے
لڑونگا پس اگر دعوائے شجاعت و جوانمردی ہے تو مجھ سے لڑ مجھے حیرت ہے کہ تو انسان ضعیف البنیان
ہے مجھ ایسے دیو قوی سے کیا لڑے گا ایک ضرب دارشمشاد کی بھی نہ روک سکیگا بہتر یہ ہے کہ اپنے
ارادے سے باز آ جان اپنی مجھ سے لڑ کے نہ دے آ میرے منہ میں چلا آ میں آہستہ سے تجھے کھا لوں
تیرا گوشت لذیذ ہوگا سنا ہے کہ گوشت آدم زاد کا لذیذ و نمکین ہوتا ہے بعد تیرے کھا لینے کے
آسمان پری کو ہلاک کرونگا آج کسی پریزاد کو زندہ نہ چھوڑونگا قلعۂ بلور کے لونگا امیر ثانی
نے تقریر اس دیو بدخصال کی سنکے غضبناک ہو کے بزم عشرت سے اٹھکر ایسا نعرہ کیا کہ وہ دیو
کانپ گیا بلکہ تمام دیو اس کے لشکر کے خوف سے تھرا گئے ملکہ آسمان پری نے گھبرا کے دیو کے
آنے سے پریشان خاطر ہو کے فی الفور اپنے لشکر کو طلب کیا لشکر پریزاد مسلح ہو کے آیا
امیر ثانی نے بعد نعرہ کوہ شگاف کرنے کے اس دیو سے کہا او نابکار کیا بیہودہ کلمات تو نے
زبان پر جاری کیے او مغرور دیکھ تو کس طرح سے تجھے ہلاک کرتا ہوں اور تیرے لشکر کو
کیونکر تباہ و قتل کرتا ہوں یہ کہکے اس کی طرف بڑھے دیو خوف سے تھرا کے سنبھلکے میدان جنگ میں
آیا جب امیر ثانی اسکے قریب پہونچے وہ غضبناک ہو کے دارشمشاد کو کہ وہ نہایت گران
اور دراز تھی اور ضربہ سخت تھا متحمل اس کے روکنے کا کوئی نہ تھا نہ اسکی ضرب سے کوئی
جانبر ہوتا تھا گردش دے کے اور نعرہ کر کے سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے ضرب اس کی
خالی دی اور کہا او نابکار میں عمداً بالفعل تیرے ہلاک کرنے سے دست بردار ہو کے
تجھے اجازت دیتا ہوں کہ پھر مجھ پر ضرب دارشمشاد لگا اس نے بصد قوت پھر ضرب
دارشمشاد سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے پھر ضرب اسکی خالی دی دارشمشاد بطریق ضرب
اول زمین پر پڑی اس کی گرانی سے زمین شق ہو گئی گاؤ زمین تھرا گئی دیو خود منہ کے بھل
زمین پر گرنے لگا امیر ثانی نے کہا او نابکار کیسا قوی ہے کہ وقت وار کرنے کے گرا پڑتا ہے
وار تیرا خالی جاتا ہے کیوں اس قدر گھبراتا ہے سنبھل کر وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
دیو نے موافق کہنے امیر ثانی کے کئی وار کیے امیر ثانی نے خالی دیے آخر سر پرین
قہقہہ برہم ہو کے پسینے میں تر ہو کے تھک کے کہنے لگا او آدم زاد یہ کس طرح مجھ سے
لڑتا ہے جب میں دارشمشاد تجھ پر لگاتا ہوں تو خالی دیتا ہے ایک جگہ ٹھہرا نہیں رہتا ہے کہ
دارشمشاد میری تیرے سر پر پڑے ادھر ادھر کیوں بھاگتا ہے چوٹ کیوں بچاتا ہے اگر مرد
ہے تو میری ضرب کو دلیرانہ روک وار کو خالی نہ دے امیر ثانی نے اس سے کہا او
نابکار اگر تجھ کو یہ منظور ہے کہ میں وار کو خالی نہ دوں ضرب تیری رد نہ کروں تو مجکو تیری

خوشی خاطر سے کیا غرض مجھے تو یہ منظور ہے کہ تجھے تھکا کے ہلاک کرون مین تو نہین بھاگتا دیکھ
تیرے سامنے موجود ہون ہان وقت ضرب جانب دست راست یا چپ ہٹ جاتا ہون
وار تیرا خالی جاتا ہے تجھ کو غصہ آتا ہے او نابکار تو نادان ہے اس طور سے کیون وار کرتا ہے کہ وار
تیرا خالی جاتا ہے سمریہ بن قہقہہ تقریر امیر ثانی کی سن کے دل مین اپنے قائل ہو کے پکارا
او آدم زاد اب کی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا کیونکہ اس مرتبہ ایسی ضرب لگاؤنگا کہ تو
جانبر نہ ہوگا پیوند خاک ہو جاے گا آسمان پری کے دل کو صدمہ ہوگا استخوان تیرے تو کجا
خاک تک تیری اُسے نہ ملے گی ہوا سے تتار سے اُڑ جاے گی یہ کہکے برہم ہو کے نہایت زور سے
دار شمشاد کو گردش دیکے ضرب کی امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے عمداً پھیر وار کو خالی دیا باوجود
اختیار روک لینے کے ضرب مذکور کو نہ روکا دار شمشاد بطرف مذکور رکھیر زمین پر پڑی سبب
سے جانا کہ ایک کوہ گران بالاے زمین گرا غبار از حد بلند ہوا زمین کانپ گئی بلکہ
شق ہو گئی بہت بڑا غار ہو گیا دیو مذکور وار کے خالی جانے سے منہ کے بل زمین پر
گرنے لگا ہر چند دیو نے غرض کیا دیکھے سنبھل جاے زمین پر نہ گرے پر کہ سکے
خاموش ہو سمریہ بن قہقہہ اُس کے کہنے سے سنبھل کر قہقہہ مار کر اٹھا خوش ہو کے
دار شمشاد کو خاک سے اٹھا کے آواز بلند و مہیب پکارا کہ ای ملکہ آسمان پری آؤ
اس آدم زاد کی خبر لو دیکھو کہ استخوان بھی اس کے تمہین ملتے نہین یا نہین مین نے ایکی ایسی ضرب
لگائی کہ پیوند خاک کر دیا اب اور کسی آدم زاد کو پردہ دنیا سے واسطے اپنی مدد کے بلاؤ کام
اس کا تو تمام ہو گیا خاک مین خاک اسکی ملگئی کچھ خاک ہوا مین اُڑ گئی اُس کے مرنے کے
سبب سے زیادہ ملال نہ کرے مجھ سے خود لڑو یا کسی پری زاد کو واسطے میرے مقابلے کے
روانہ کرو یا اپنے لشکر کے کسی دیو کو واسطے جنگ کے سامنے میرے بھیجو اگر کسی جن یا دیو
کو بھیجنے مین تامل کرو گی تو مین جمیعت اپنی سپاہ کے یکبارگی حملہ کرونگا قلعہ بلور لے لونگا
تمہین پکڑ کے گرفتار کرونگا تمہارے لشکر کو قتل کرونگا تم نے میرے کہنے پر عمل نہین
کیا میرے دل کو جلایا کلمات بیہودہ کہے ہین ابھی تمہین زندہ نہ چھوڑونگا ہنوز دیو
مذکور لاف و گزاف سے باز نہ آیا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا تھا ملکہ آسمان
پری اسکی تقریر سنکے متردد تھی دل کو صدمہ تھا چاہتی تھی کہ گریان و نالان آگے بڑھ کے
امیر ثانی کو دیکھے استخوان اُنکے تلاش کرے ناگاہ وہ غبار دفع ہوا امیر ثانی نے غبار
کے دفع ہونے سے خوش ہو کے سمریہ بن قہقہہ کی تقریر کا یہ جواب دیا او نابکار کس کو
تو نے ہلاک کیا کہ اس قدر خوش ہو رہا ہے کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا ہے مین فضل
خدا سے صحیح و سالم ہون یہ کہہ کے دار شمشاد پر اُسی دیو کے ہاتھ ڈالا دیو نے چاہا کہ مین
اپنا عصا اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑون دشمن کو نہ دون یہ سمجھ کے زور کرنے لگا ادھر
امیر ثانی زور کرنے لگے دیو اور جن زور آزمائی امیر ثانی و سمریہ بن قہقہہ کی
دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ آدم زاد عجب قوت رکھتا ہے کہ

کہ ایسے دیو زبردست وقوی سے زور کر رہا ہی ایسا زور کہاں سے لایا ہی کس نے اسکو دیا ہی
ابھی دیو اور جن یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے نظر حیرت سے دیکھ رہے تھے سریرین
قہقہہ بھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ آدم زاد عجب پر قوت ہی میری دار شمشاد کو مجھ سے
چھین لیتا ہی کسی طرح اپنے ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہی ناگاہ امیر ثانی نے بزور بازو اس
دیو سے دار شمشاد کو چھین کے دور تر اسے اٹھا کے پھینکدیا سریرین قہقہہ کو بدرجہ کمال
غصہ آیا ملکہ آسمان پری خوش ہوئی جملہ ملازم دیو اور جن اسکے بھی شادمان ہوئے سب
نے خوش ہو کے باواز بلند تعریف امیر ثانی کے زور و قوت کی کی سریرین قہقہہ کو اور
بھی غصہ آیا اسی عالم غصہ مین تاب ضبط نہ لا کے جھپٹ کے کمر سے امیر ثانی کی لپیٹ گیا اور
چاہا کہ زمین سے اٹھا کے زمین پر پٹک دیجیے یا کھا جائیے ادھر امیر ثانی نے لنگر اپنا زمین
پر قائم کیا قدم اپنے مانند کوہ گران کے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اپنا بھی دیو کی کمر مین ڈالا
دیو نے ہر چند بقوت تمام زور کیا مگر زمین سے امیر ثانی کو اٹھا نہ سکا نہ زمین پر گرا سکا
مجبور ہو کے کشتی لڑنے لگا امیر ثانی بھی دامن اپنی قبا کے گردان کے کشتی اس سے
لڑنے لگے دیکھنے والے دیکھنے لگے یہ کشتی اگر بتفصیل لکھی جائے تو بہت طول ہوگا ناظرین
اختصار پسند کو ایسا طول ناگوار ہوگا اس غرض سے مناسب ہوا کہ خلاصہ حال کشتی
درج کیا جائے الغرض دوسری صبح سے قریب شام امیر ثانی سے لڑا آخرکار رہ تھک گیا
امیر ثانی نے اسے زیر کر کے زمین سے اسے اٹھا کے چرخ دیکے پوچھا اے دار شمشاد قہقہہ
پروردگار سچی کوئی دیو ہے دین نے مذہب اسلام قبول نہ کیا امیر ثانی نے اسے خاک
پر پٹک کے سینہ پر اسکے سوار ہو کے ایک ہاتھ سے ایک شاخ اسکے سر کی پکڑ کے اور
اور دوسرے ہاتھ سے دوسری شاخ پر اس کی ہاتھ ڈال کے ایسا زور کیا کہ دیو
سریرین قہقہہ کثرت صدمہ سے چیخنے لگا امیر ثانی نے مطلق اسپر رحم نہ کیا شاخین اس کے
سر کی توڑ کر جان سے اسے ہلاک کیا یہ حال دیکھ کر تمام دیو اسکے لشکر کے غضبناک ہوئے امیر
ثانی پر حملہ آور ہوئے ادھر امیر ثانی بھی اپنے مرکب پر سوار ہوئے کیونکہ امیر ثانی کے
کہنے سے آسمان پری نے دیو کو روانہ کر کے گھوڑا امیر ثانی کا منگوا دیا تھا پھر سوار
ہوتے ہی تلوار نیام سے کھینچ کر دیوؤن پر حملہ کیا پھر نعرہ کر کے انھین قتل کرنا شروع
کیا ادھر ملکہ آسمان پری نے اپنے تمام لشکر کو اشارہ کیا کہ ان دیوون پر حملہ کرو امیر
ثانی کو انکے شر سے بچاؤ دشمنون کو قتل کرو دیو اور جن حسب الحکم بڑے دار شمشاد و میل
فولادی وغیرہ جو حربے دیو اور جن کے ہین اٹھا اٹھا کے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
لاش پہ لاش گرنے لگی خونریزی دیو و جن ہونے لگی وہ دیو اور جنون کا لڑنا وہ غل
اُن کا بپا ہونا بہ ذات خدا وہ دار شمشاد و میل فولادی وغیرہ حربہ ہاے گران سے باہم دگر
لڑنا الحفیظ والامان بہ سبب صحبت ان اس جنگ عظیم کو بخیال طول مختصر لکھتا ہی
خلاصہ اس جنگ کا یہ ہی کہ امیر ثانی نے بضرب شمشیر آبدار ہزارہا دیوؤن کو قتل

وزخمی کیا و بولشکر سمرپری بن قہقہہ کے تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لاکے پسپا ہوکے لاشہ سمرپری
بن قہقہہ کا اٹھا کے بے اختیار ایک جانب بھاگے امیر ثانی و ملکہ آسمان پری نے مع اپنی
فوج کے انکا تعاقب کیا بہت سے دیو قتل کیے جب باقی ماندہ دور بھاگ گئے امیر ثانی
اور ملکہ آسمان پری مع فوج ظفر موج کے خوش و خرم فتحیاب ہوکے دونوں پھرے
ملکہ موصوفہ امیر ثانی پر زر و جواہر نثار کرتی ہوئی اپنے قصر میں آئی چونکہ سمرپری بن قہقہہ کے
ہلاک ہونے اور فتحیاب ہونے کی خوشی از حد تھی اس وجہ سے اپنے غلام و ملازموں کو حکم دیا
کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کیجائے حسب الحکم خدام نے بزم عشرت ایک باغ میں
نہایت خوبی سے آراستہ کی اس بزم عیش کی ثنا کیا لکھی جائے جو ملکہ آسمان پری کے حکم سے نہایت
تکلف سے آراستہ کی گئی مثال اس بزم عشرت سے محفل عیش شاہان دنیا سے دستیا
ب نہیں ہر شاہان دنیا کو مال و اسباب و اشیائے نادر پرستان و پردہ قاف کہاں ممکن
وہ بارگاہ وسیع و بلند عدیم المثال کا برپا ہونا وہ فرش نفیس و نادر رنگارنگ کا بچھنا
وہ کرسی و تخت اور دنگل اور میز وغیرہ نقرئی و طلائی و جواہر نگار کا ساتھ طریقہ احسن
کے بچھنا گلدستہ ہائے رنگارنگ پرستان کا جا بجا ساتھ خوبی کے رکھنا جھاڑ کنول مردنگ
و فانوس بیش بہا میں شمعہا سے مومی و کافوری کا روشن کرنا پریزادوں کا انبوہ لباس فاخرہ
پہنکے آنا بزم مذکور میں علیٰ قدر مراتب بصد خوشی بیٹھنا خصوص ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی
کا بتجمل و حشم آنا اور بمقام صدر تخت و کرسی جواہر نگار پر بیٹھنا امیر ثانی کا بھی بصد خوشی دنگل
بے بدل و بے نظیر پر بیٹھنا نازنینان پریزاد کا گروہ گروہ آنا بزم مسطور میں خوش ہوکے بیٹھنا
نازنینان پریزاد کا یکے بعد دیگرے روبرو امیر ثانی و ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی وغیرہ
کے رقص و نغمہ دلفریب کرنا اہل بزم کا خوش ہوکے سننا کثرت خوشی سے مسکرانا وہ باغ
پرستان کے گلوں کی بہار وہ شب ماہ وہ روشنی جھاڑ اور کنول وغیرہ کی وہ پریزادوں کا
ٹھاٹھ وہ بناؤ سنگار انکا وہ مسکرانا انکا قیامت وہ نہیں دیتا انکا غضب وہ برق دندان
بتان ستم اگر عشاق انکے انکو بزم میں دیکھتے یا بنی آدم عاشق طبع اس بزم میں ہوتے تو تبسم
و خندۂ دندان نما کی برق سے خرمن حیات کو اپنی گنواتے چونکہ وہ بزم عشرت سب خورد و
کلان پاک دامن کی تھی کوئی کسی کو نظر بد سے نہ دیکھتا تھا وہ بزم عیش ایسی حسن
دلربائے حسینان و نازنینان پریزاد سے مملو تھی کہ نور آگین تھی ماہ شب چہاردہ
اپنے حسن رخ کی آگے ان پریزادان خوبرو کے چہرہ ہائے نورانی کے کچھ بھی حقیقت و اصل
نہ جانتا تھا انکے حسن دلفریب کو دیکھکر شرمندہ و خجل ہوکے بار بار پردۂ ابر میں چھپ
جاتا تھا پیر فلک گاہ چشمہ قمر سے کبھی حسینان کواکب کی روشنی کے ذریعہ سے بنظر حیرت
بزم مذکور کو دیکھتا تھا نوجوان نوجوان حسینوں کو دیکھکر رشک کرتا تھا سامان عیش و راحت
و خوشی مشاہدہ کرکے آتش بغض سے جلتا تھا سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی پر
حسد کرتا تھا جب ایک پریزاد نے اپنی زبان میں یہ غزل بصد خوش الحانی گائی یہ غزل

خاک جلکر نہ کبھی خاطر غبار رہوا
تربتر آنسوؤن سے دامن بسیار ہوا
اک درم بھی نہ دیا دادِ خدا مین تھا روان
رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
اہی بہتر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا

کچھ نہ ظاہر اثر آہ شرربار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
گو کہ اکسیر ہے تو خلق مین زردار ہوا
دشت مین کون ہا فیض ہے میرے محروم
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا

دشت گردی مین جی رو یا کبھی مین مثل سحاب
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
عشق مین کبھی نہو کی یاد آتی ہو قوت
سرخ خون کف پا سے سر ہر خار ہوا

سب سننے لگے خصوص امیر ثانی پھر ایک اشعار غزل سنکے خوش ہونے لگے ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی بھی شادمان ہوسنے لگین پریزاد مذکور کو انعام مین زر و جواہر دینے لگین راوی بیان کرتاہی کہ سات روز برابر صبح و شام بزم عشرت مذکور آراستہ رہی نازنینان پریزاد بصد ادا و ناز و کرشمہ رقص و نغمہ کیا کین اہل بزم اُنکے ناچ گانے سے خوش ہوا کیے لطف زندگی اُنکے رقص و نغمہ خوش سے شادمان ہوکے اُٹھایا کیے بعد سات روز کے وہ جشن ملکہ آسمان پری کے حکم سے موقوف ہوا امیر ثانی نے ملکہ موصوف سے بادب کہا اب مجھکو رخصت کیجیے دو وجہ سے زیادہ یہان مقام میرا خوب نہین ہی اول تو حال میرا میرے اہل لشکر زبانی غضران بن عمر و ثانی کے سُنکے متردد و محزون ہونگے ہر ایک کو یہ رنج ہوگا کہ افسوس پنجہ امیر ثانی کو اُٹھاکے گیا نہین معلوم کہان لیکر گیا امیر ثانی کو اُس پنجے نے مار ڈالا یا قید کیا تعجب ہی وہ سب یہی کہتے ہون کہ نہین معلوم وہ پنجہ جو امیر ثانی کو اُٹھاکے لے گیا ہی کوئی ساحر تھا یا کوئی دیو تھا یا جن تھا دوست تھا یا کہ دشمن تھا یہ باہم کہتے ہونگے اور غمگین ہونگے عجب نہین کہ حکم بادشاہ لشکر اسلام سے اکثر ہرکارے چہار طرف واسطے میری تلاش کے روانہ ہوے ہون کوہ کوہ صحرا صحرا میری جستجو کرتے ہون کسی کو کیا معلوم کہ آپ نے مجھکو ایک دیو کے ذریعہ سے کہ پنجہ بنکر گرا تھا مجھے یہان بلوا لیا دوسرے یہ کہ لشکر میرا جبتک قلعہ تمثال آئینہ رو پڑا ہی لاچور و شاہ و صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو و بختگان و غلغال نابکار بھی کہ یہ سب میرے اور میرے جملہ مردان سپاہ کے دشمن جان ہین وہین موجود ہین آمادہ شر و فساد کفار ہین بلکہ میری وہان موجودگی مین لڑائیان ہوئین بھی ہین بہت کشت و خون گبر و مسلمان کا ہوا تھا بہت سے سرداران نامی میرے لشکر کے عین جنگ مین پے در پے غائب بھی ہوے ہین نہین معلوم اُنہین کون لے گیا تھا اب تک وہ سرداران نامی و نامور نہین معلوم داخل لشکر ہوے یا نہین چھٹا معلوم اُنپر کیا گذری مجھکو ان سب کے گم ہوجانے کا سخت رنج و ملال ہی ہرچند یہان آکے بزم عشرت مین رقص و نغمہ نازنینان پریزاد کا سنا اور دیکھا اور انواع و اقسام کے عیش و راحت موجود و مہیا ہوے لیکن میرا غنچۂ دل افسردہ بخوبی شگفتہ نہ ہوا جب سے مین یہان آیا ہون ہر وقت مجھے اُن سرداران کا تصور رہتا ہی اور دشمنان مذکور کا خیال رہتا ہی اُن کے شر و فساد کے خیالات سے دل کو تردد رہتا ہی کفاران مذکور میرے اور میرے اُن سرداران لشکر کے وہان موجودگی مین چندان خائف و ترسان نہ تھے شر و فساد کرنے سے باز نہ آتے تھے جنگ و جدال کرتے تھے مگر محکم اپنی لڑائی پر باندھے تھے اب تو وہ بھی دلیر ہو

ہون گے بخوف وخطر لڑتے ہونگے کیونکہ جب انکو معلوم ہوا ہوگا کہ فی زمانہ امیر ثانی اپنے لشکر
مین نہین ہین پیچھے اُن کو اُٹھالے گیا ہے اور سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین تو ضروری
انھون نے بربادی وتباہی لشکر اسلام کا ارادہ کیا ہوگا لڑتے ہونگے میرے لشکریون کو
قتل وزخمی کیا ہوگا پس مجھ کو انھین وجوہ سے سخت تردد ہے چاہتا ہون کہ اب یہان سے
اپنے لشکر مین جاؤن حالات سے وہان کے آگاہ ہون لہذا مجھے اجازت جانے کی دیجیے بذریعہ
چند دیو مجھ کو میرے لشکر مین بمقام شہر تمتالیہ پہونچا دیجیے گو مین یہان بیٹھا ہون مگر دل
میرا وہین ہے ملکہ آسمان پری نے جواب دیا ابھی تو تمھین یہان آئے چند روز ہوئے ہین
اس قدر پریشان خاطر کیون ہو چلے جانا مین جلد تر دیوون کے ساتھ تم کو تمھارے لشکر
کی جانب روانہ کرون گی دیو بآرام وراحت جلد تم کو تمھارے لشکر مین پہونچا دینگے کچھ اندیشہ
کفار کے شر وفساد سے نہ کرو وہان الطاف وعنایت خدا سے خیریت ہوگی اگر تم وہان نہین
ہو اور کچھ سرداران نامی لشکر مین نہین ہین تو اور تو سب موجود ہین دشمنون سے
اپنے لڑ بھڑ لین گے انھین قتل کرین گے مین ابھی تمکو جانے نہ دونگی بعد ایک مدت کے مین نے تمھین
دیکھا ہے اور بضرورت تمھین بلایا ہے چندے یہان رہو پرستان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ کھلی اپنا بہلاؤ مین چند دیوون کو تمھارے لشکر مین روانہ کرکے وہانکی
خبر منگواتی ہون جو کچھ حال وہان کا ہوگا معلوم ہو جاے گا امیر ثانی نے بصد ادب
کہا کہ آپ بجا فرماتی ہین از راہ شفقت والفت مجھے جانے نہین دیتی ہین مین آپکی
ان عنایتون کا کیا شکریہ ادا کرون زبان میری ادائے شکر مین قاصر ہے لیکن میرا یہان
توقف کرنا اچھا نہین ہے باعث بربادی وتباہی میرے لشکر کا ہے اگر مجھ کو وجوہ مذکور
کا خیال نہوتا تو ہرگز بعجلت آپکی خدمت عالی سے نہ جاتا دو چار مہینے آپکی خدمت مین رہتا
مگر طالب رخصت نہوتا یہان چندے بعیش وعشرت بسر کرتا کیا عرض کرون وجوہ
مذکورہ سے مجبور ہو کے رخصت طلب ہون بخوشی میرا کب دل چاہتا ہے کہ آپ سے جدا ہون
لاچاری سے جاتا ہون فی الحال کوئی کام میرا یہان رہنے سے نہین نکلتا ہے اور نہ نکلے گا کیونکہ
سمر پری قہقہہ کو ہلاک کر چکا ہون لشکر اسکا قتل وتباہ ہو چکا ہے آپ کو اب کسی دشمن سے
کبھی اندیشہ نہین ہے بیخوف وخطر براحت وآرام شب وروز بسر کیجیے مین انشاء اللہ بعد قتل
یا مسلمان کرنے تمتال آئینہ رو ولاجورد شاہ وصلصال وتختگان وغیرہ کے
یہان آؤنگا دیوون کو روانہ کیجیے گا وہ مجھے لے آئین گے مین یہان آکے پھر باطمینان
خاطر جب تک آپ کہیے گا رہون گا شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون گا بالفعل وجوہ
مذکورہ سے زیادہ یہان رہ نہین سکتا ہون امیدوار ہون کہ آپ مجھے اجازت بخوشی
جانے کی دیدین ملکہ آسمان پری نے کہا ہرچند ہمارا دل نہین چاہتا ہے کہ تم کو اپنے پاس سے جدا
کرین لیکن تم نے وجوہ ایسے بیان کیے ہین اور اصرار اس قدر جانے پر کرتے ہو کہ مین تمھین
روک نہین سکتی لاچاری سے تمھین اجازت جانے کی دیتی ہون ہم سے اقرار کرو کہ

اب کب آؤ گے ہم کب دیوؤن کو واسطے تمھارے لیے آنے کے روانہ کرین امیر ثانی نے بصد
ادب کہا مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ بعد فراغ جنگ انشا اللہ حسب الطلب آؤن گا حاضر
ہونے مین کوئی عذر نہ کرون گا ملکہ آسمان پری نے یہ سنکے اجازت جانے کی دیکے چار دیوؤن کو
طلب کرکے تخت منگوایا جب وہ تخت لائے ملکہ آسمان پری نے اُن دیوؤن سے کہا تم
امیر ثانی کو شہر تمثالیہ مین جہان ان کا لشکر پڑا ہی بآرام وراحت انکو پہونچا دو رسیدان کے
پہونچنے کی ضرور لیتے آنا اثنا سے راہ مین ذرا بھی انھین تکلیف نہ دینا مثل میرے انکی خدمت
کرنا انکے حکم کو ہمارا حکم جاننا اگر خلاف اس کے کروگے تو ایسی سزا سخت تم کو دونگی کہ تم بھی
یاد کروگے دیوؤن نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری کہ ہم خلاف حکم حضور کرین بآرام
وراحت انھین ان کے لشکر مین پہونچا دینگے رسید انکے پہونچنے کی لاکے حضور کو دیدینگے
ملکہ آسمان پری نے کہا ہان ایسا ہی کرنا خبردار خلاف اس کے نہ کرنا دیو یہ سُن کے
تخت مذکور روبرو امیر ثانی کے لائے امیر ثانی ملکہ آسمان پری کو سلام کرکے قریشہ ثانی
وغیرہ سے ملکے وداع ہوکے تخت پر بیٹھے ملکہ آسمان پری نے کچھ تحفہ پرستان اور میوہ
تر وخشک دیا اور آبدیدہ ہوکے کہا جاؤ خدا حافظ وناصر امیر ثانی بھی شفقت والفت صدمہ
جدائی ملکہ آسمان پری پر نظر کرکے آبدیدہ ہوئے دیو تخت اٹھا کے اپنے کاندھون پر رکھ
کر سوے فلک اڑکر بلند ہوکر شہر تمثالیہ کی طرف چلے اب امیر ثانی تو اپنے لشکر کی
طرف جاتے ہین دیکھیے کب پہونچتے ہین بالفعل انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
اس نامہ بر کا لکھا جاتا ہی جو نامہ تمثال آئینہ رو لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبرو
بادشاہ لشکر اسلام آیا تھا اور جواب نامہ مذکور لیکر روانہ ہوا تھا وہ بعد قطع راہ روبرو
تمثال آئینہ رو گیا جو کچھ بارگاہ سلیمانی مین جاکے دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کرکے
جواب نامہ پیش کیا تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے ازحد برہم ہوکے
کہنے لگا یہ بندے ازحد سرکش ہین مین ہرچند چاہتا ہون کہ راہ راست پر آئین مگر کسی طرح
نہین آتے ہین خراب انکو سزا سخت دینا ضرور ہوا یہ کہکے حکم دیا اسی وقت ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بنام قرنا سے فوق میرے بندۂ خاص کے ملازمون اور
معتقدون نے تعمیل اسکے حکم کی کی جب صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر
اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل ونقارۂ جنگی لیکر بصد عجلت
بارگاہ سلیمانی مین اسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران موجودہ دربار
بادشاہ موصوف مین بیٹھے تھے وقت شب کا تھا ایک پاس شب بھی نہ گذری تھی بادشاہ
موصوف سرداران سپاہ موجودہ سے مخاطب ہوکے فرمارہے تھے کہ نامہ تمثال آئینہ رو
کا آیا تھا جواب سخت لکھا گیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تمثال آئینہ رو
نے طبل جنگ نہین بجوایا ہی سرداران سپاہ عرض کررہے تھے کہ اے بادشاہ
دین پناہ تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے رعب وخوف حضور سے ڈر گیا

ہوگا یا کوئی اور سبب ہوگا کہ اُسنے طبل جنگ نہین بجوایا ہی ابھی سرداران لشکر بادشاہ موصوف
سے بصد ادب دست بستہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارون نے حسب دستور مجراگاہ پر سے
بصد ادب فدویانہ مجرا کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام بخوبی تمام کرکے دست بستہ
یون عرض کیا کہ ای بادشاہ ذیوقار و نامدار اسوقت تمثال آئینہ رو نے بنام قرنا سے فوق
طبل جنگ نہایت پر سہم ہوکے بجوایا ہی ارادہ قرنا سے فوق نابکار کا یہ ہی کہ وقت سحر
میدان کارزار مین آئے خدام حضور سے بر سر جنگ ہوئے اس خبر وحشت اثر کو سنکے عرض
حضور کیا باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا جاوے ہمارے لشکر مین بھی نقارہ
جنگی بجواو جو کچھ ہونے والا ہی ہوگا حال تقدیر سے انسان بیخبر ہی ہرکارے حسب الحکم
بادشاہ موصوف ہمراہ خضران بن عمرو ثانی کے گئے نقارخانہ سلیمانی مین پہونچے نقارچیون
سے حکم بادشاہ بیان کیا انھون نے چند اشرفیان خضران کو بطور نذر دے کر چوب اٹھا قنبر
نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ جنگی و سلیمانی کی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارہ
رزمی سنکے آگاہ ہوے کہ یقینی صبحکو پھر میدان جنگ مین جانا ہوگا قرنا سے فوق سے لڑائی ہوگی
یہ سمجھ کے نہایت متردد ہوگئے ہرایک سوار و پیادہ جدا جدا تقریر کرنے لگا کوئی سوار کسی سے
کہنے لگا اسوقت یہ نقارہ جنگی کیا بجا ہی گو یا صداے کوس رحلت ہمنے سنی ہی ہم تو آمادہ مرگ
ہوگئے ہین راضی برضاے الٰہی ہین اس شب کو شب آخر حیات جانتے ہین کل صبح کو اپنا دنیا سے
سوے عدم کوچ ہوگا خداوند عالم ہمکو جنگاہ سے جانب عدم سرخرو طلب کرے یعنی ہم لڑ بھڑ
کر دنیا سے سوے عدم جائین جنگاہ سے پیچھے پاؤن نہ ہٹائین میدان جنگ سے نہ بھاگین
ہاتھ سے کفار کے وقت بھاگنے کے نہ قتل ہون ہم سپاہی ہین ایک مدت سے سوارون
مین ملازمت کی ہی تلوار باندھی ہی نمک اپنے آقا و مالک کا کھایا ہی بہت سی لڑائیان لڑے
ہین اتنک میدان جنگ سے نہین بھاگے ہین کل بھی خدا ثابت قدم رکھے میدان جنگ سے
پاؤن ہمارا پیچھے نہ ہٹے یہ سر ہمارا تن سے جدا ہو جائے کچھ غم نہین مگر پاؤن عرصہ میدان سے
پیچھے نہ ہٹے عزت و جوانمردی مین فرق نہ آئے بلا سے جان جاتے وہ اُس سوار سے
کہنے لگا ای برادر سچ ہین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ شب آخر حیات ہی وقت سحر ضرور ہی قتل ہونگے
سوار مذکور نے جواب دیا ای برادر کچھ خود بخود دل کو ہمارے قتل ہوجانیکی خبر ہی قرنا سے فوق
وہ سردار زبردست ہی کہ جسکے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی کوئی پیادہ کسی سوار سے کہنے
لگا آج آواز نقارہ جنگی کیا مہیب ہی کہ پناہ بخدا اللہ خیر کرے نوبت قتل اہل اسلام نہ آئے پروردگار
عالم ہاتھ سے کفار کے بچاے سوار مذکور اُس سے کہنے لگا مرنے اور قتل ہونے سے کیا اندیشہ
جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا پیدا ہر اک واسطے مرنے کے ہوا ہی کوئی ہمیشہ بجز خدا کے نہ رہیگا
سب کو ایک روز فنا ہی بس قرنا سے فوق کے ہاتھ اجل آئے یا اور کسی حیلے سے موت آئے
تو ہمنے کیا چارہ قضا سے گریز ممکن نہین جنگ حریف سے ڈرنا اور ایسے کلمات زبان پر
جاری کرنا کہ جنھین سنکے اشخاص دیگر بھی بیدل ہون ہم کو تو نہ چاہیے کیونکہ تمکو ہم خوب جانتے ہین

اکثر لڑائیاں لڑے ہو کوئی سوار کسی سوار سے گلے ملکے کہنے لگا کہ اے برادر ہم تم سے یہ وصیت
کرتے ہین ذرا غور سے بگوش دل سنو یاد رکھو صبح کو جب ہم دست کفار سے قتل ہو جائین تو ہمین
اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دے کے دفن کر دینا گھوڑا ہمارا اور سلاح جنگ لے لینا لاشہ ہمارا
تا دیر میدان جنگ مین پڑا نہ رہنے دینا پامال ہم ہیان ہونے دینا وہ اس سے کہنے لگا اے برادر یہ
کیا کہتے ہو خدا وہ ساعت بد نہ دکھائے کہ ہم تمکو اپنے ہاتھ سے دفن کرین اللہ ہمکو قبل تمھارے
دنیا سے اٹھائے لاشہ تمھارا ہمین نہ دکھائے تمنے یہ وصیت کرکے ہمین رلا دیا ہم اقرار
کرتے ہین کہ اس تمھاری وصیت پر عمل کرینگے کیونکہ ہمکو اپنے زندہ رہنے کا کب یقین ہے غرض کہ
اسی طرح جملہ لشکریان اہل اسلام یاس و حسرت کے کلام کرتے تھے قرتاسے قوق کے لڑنے سے
اور اس کے شر و فساد سے تردد کرنے لگے بہت دلاوروں نے غسل کرکے دعاے توبہ پڑھ
کے کفن پہن لیے اکثر دلاور اپنے احباب و اعزا سے گلے ملکر وصیتین کرنے لگے لشکر مین
تہلکہ پڑگیا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہوا کہ خدا خیر کرے کل قرتاسے قوق کے سامنے
جانا ہے مقابلہ کرنا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جان بچتی ہے یا نہین یہ کافر نہایت زبردست ہے کوئی حربہ
اسپر کارگر نہین ہوتا ہے روئین تن ہے سوا اسکے نہایت قوی ہے سو سرداران لشکر کو زخمی کر چکا ہے
راوی بیان کرتا ہے کہ جب نقارۂ جنگی بجایا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا
سرداران لشکر بارگاہ سلیمانی سے اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے درستی آلات حرب و ضرب مین
مصروف ہوئے سوار و پیادہ بھی باوجود بیدل ہونے کے یقین اپنے قتل ہو جانے کا
کرکے سامان جنگ کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے ادھر قرتاسے قوق اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا اپنے سرداران سپاہ سے یون ہمسخن ہوا کہ صبح کو مین ہون اور یہ اہل اسلام
ہین دیکھنا کیسا لڑتا ہون کیونکر مسلمانون کو قتل کرتا ہون تو سہی کہ انکو شکست نہ دون میدان
جنگ سے بھگا نہ دون میدان جنگ کو لاشون سے بھر نہ دون بفزادہ ہون مین صبح تو ہو میدان
جنگ مین جاؤن تو جس عنوان سے آج اس روز مین لڑا تھا اس طریقے سے کل لڑونگا اور اسی
طرز سے لڑونگا جو سوچا ہون وہی کرونگا یہ کہکے ساقیان شوخ چشم کو طلب کرکے انکے ہاتھ سے
جام پر از مے لے کر پی دری شراب پینے لگا اہل بزم بھی اسکے شراب پینے لگے بعد میکشی عالم
نشۂ شراب مین زیادہ تر کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرنے لگا لاجورد شاہ و صلصال و
بختگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا آپ صاحبون نے اکثر لڑائیان دیکھی ہون گی بہت
سے سردارون کو لڑتے دیکھا ہوگا کل وقت سحر میری لڑائی بھی دیکھیے گا ایسا اہل اسلام سے
لڑونگا کہ کوئی کبھی اُن سے یون نہ لڑا ہوگا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان تقریر اسکی سنکے
اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ عالم نشۂ شراب مین بکتا ہے جو کہتا ہے کیا کریگا گو کہ سردار زبردست
ہے مگر جو دعوے کرتا ہے کر نہ سکیگا کیونکہ اہل اسلام وہ بہادر و دلاور ہین کہ مشہور جہان
ہین بھلا ایسے دلاوران لشکر کو یہ کیا تہ تیغ کریگا ممکن نہین کہ جملہ لشکر اسلام کو قتل کرکے پامال
ہنگام جنگ کچھ اہل اسلام کو قتل و زخمی کرلیگا بہادر ہے دلاوری اپنی دکھائیگا اکثر کا یہ

ایک نہ ایک روز دست اہل اسلام سے مارا جائیگا اور بظاہر اُس سے یون کہنے لگے تم بیشک
جو کہتے ہو وہی کر دگے کیونکہ شجاع و بہادر ہو خاتمہ لشکر اسلام کا کر دوگے کسی کو ان اہل اسلام
سے زندہ نہ چھوڑو گے کل ہی سب کا خاتمہ کر دوگے قرناسے قوق یہ سنکے خوش ہوئے لگا
اور کہنے لگا آپ حضرات نے میری تعریف واقعی کی ہی خداوند تمثال آئینہ رو نے مجھے ایسی
ہی شجاعت و قوت دی ہی مثل و نظیر میرا دنیا مین کوئی نہین ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی مین
دیو اور جن سے لڑ سکتا ہون انھین قتل کر سکتا ہون بذریعہ اخبار آپ صاحبون نے کیفیت
میری جنگ و جدال کی معلوم کی ہوگی ہین وہ بہادر ہون کہ ہنگام جنگ شیر کو روباہ
جانتا ہون اور فیل مست کو پشہ تصور کرتا ہون کوہ کو کاہ خیال کرتا ہون صفوف لشکر دشمن
کو قطار چیونٹیون کی جانتا ہون تنہا لشکر گران سے بارہا لڑ چکا ہون لاکھون دشمنون کو
قتل و زخمی کر چکا ہون لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا چکا ہون بڑے بڑے نامی و نامور
بہادرون کو قتل و زخمی کر چکا ہون سرکشان دہر و پہلوانان نامی میرے خوف سے تھراتے
ہین میرا نام سنتے ہی ڈر جاتے ہین اکثر بہادر میرے خوف سے دشت و کوہ مین مسکن
گزین ہین شاہان اولوالعزم مجھ سے ڈرتے ہین بلکہ میرے مطیع ہین اگر چہ خراج نہین دیتے
مین کیا کہون اس زمانے مین رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن نہین ہین اگر وہ
ہوتے تو ان سے ضرور لڑتا ہنگام جنگ دونون نامردون کو ہلاک کرتا جسطرح وہ مجھ سے
لڑتے مین ان سے لڑتا رستم پیلتن اگر کشتی لڑتا تو مین بھی اُس سے کشتی لڑتا تھوڑی
دیر مین اُسے زیر کر کے سینے پر اُس کے سوار ہوتا خنجر اُس کے گلو پر رکھتا ارادہ اُس کے
ہلاک کرنیکا کرتا اگر وہ میری اطاعت اختیار کرتا تو اُسے قتل نہ کرتا چھوڑ دیتا اور اگر میری اطاعت
سے انکار کرتا تو سر اُسکا دھڑ سے علیحدہ کرتا اسی طرح اسفندیار روئین تن و سہراب و گیو و
بیژن و فرامرز وغیرہ جوانان جنگی کو قتل کرتا افسوس اس زمانے مین کوئی ایسا بہادر نہین
ہی کہ جس سے مین لڑون اور مجھے لطف جنگ اُس سے حاصل ہوتا نہ میرے بہادر و شجاع
ہمثل میری قوت کے وہ بھی طاقتدار ہوتا نہ میرے وہ بھی فنون جنگ سے ماہر ہو
دنیا ایسے شخص سے خالی ہی بجز میرے کوئی قاف سے قاف تک ہمثل و شجاع و بہادر
نہین ہی مین نے سنا تھا کہ امیر تاقی کو اپنی شجاعت و بہادری پر ناز ہی فی زمانہ وہ بھی
اپنے لشکر مین نہین ہین مبتلائے غضب خداوند ہوگئے ہین کوئی پنجہ انھین اٹھا لے گیا ہی اگر
وہ اپنے لشکر مین ہوتے تو ان سے ضرور لڑتا اور ایک لمحہ مین انھین زیر کر کے اسیر کرکے واسطے
پرستش خداوند تدا اور اپنی اطاعت کے اُن سے کہتا اگر وہ منظور کرتے تو فہو المراد ورنہ
اُسی طور سے انھین قتل کرتا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اُنکے حال خراب پر نظر کرکے
افسوس کرتے مگر ذرا بھی رحم نہ آتا لاجور شاہ و صلصال و بجنگال و جلجال تقریر اس
نابکار کی سن کے دل مین کہنے لگے ثابت یا وہ گو ہی بڑا دروغ گو ہی خلاف عقل گفتگو
کرتا ہی از حد کلمات کبر و نخوت و تعلی زبان پر جاری کرتا ہی ہنوز لاجور شاہ و بجنگال

وغیرہ حسب الطلب بارگاہ قرنائے فوق مین بیٹھے ہوئے تھے شراب پی رہے تھے خیالات مذکور
کر رہے تھے حملہ کا قران تابکار درستی آلات حرب وضرب مین مشغول تھے ادھر کفار ادھر اہل اسلام
درستی سامان جنگ کر رہے تھے کفار خوش تھے اہل اسلام کو بہت تردد تھا اکثر اہل اسلام دعائین
کر رہے تھے یہ گیر اور اہل اسلام انتظار صبح مین تھے ناگاہ سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا اور دے ماہ پر آدھی
ظاہر ہوئی روشنی کم ہوئی ستارے بھی دریائے فلک مین ڈوب کے نہان ہونے لگے جو عیان تھے وہ مانند
چراغ سحری کے جھلملانے لگے خوف آمد شاہ خاور سے چھپنے لگے شاہ انجم بھی گریزان ہوکے چھپنے کی
فکر کرنے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوش الحان بولنے لگے موذن اذان سے بہرہ ور ہونے لگے
کفار موافق اپنے مذہب کے گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے تاثیر نسیم سحر سے غنچے باغون مین کل ہونے لگے
گل خودرو بھی دشت وصحرا مین شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام نے آثار سحر فلک پر پاکے وضو کرکے
برجوع قلب نماز سحر پڑھی سجدہ اپنے معبود حقیقی کو کیا حمد خدا مین زبان کو متحرک کیا فریضۂ سحری
ادا کیا دعائے ترقی دین وایمان کی گناہون پر نظر کرکے ہاتھ سوئے فلک اٹھاکے درگاہ خدا مین
آبدیدہ ہوکے عرض کیا کہ اے غفار الذنوب ہم گنہگار ہین توبہ اپنے گناہون سے کرتے ہین تو اپنے کرم
رحمت سے ہمارے گناہون سے درگذر توبہ ہماری قبول کر مقاصد دینی ودنیوی بھی ہمارے برلا
بعد ادائے نماز جملہ اہل اسلام نے اپنے تن پر سلاح جنگ آراستہ کیے اس اثنا مین بادشاہ لشکر
اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے مانند آفتاب عالمتاب برآمد ہوئے سب نے خصوص سرداران
لشکر نے بصد ادب مجرا وتسلیم بجالا کے شرف دید جمال بادشاہ دین پناہ بخوبی حاصل کیا بادشاہ
موصوف نے سلام سب کا لیکر اشارہ جانب جنگاہ چلنے کا کیا سب فی الفور مرکبون پر سوار
ہوگئے یمین ویسار بادشاہ کے ہوئے سواری بادشاہ جانب نبردگاہ چلی جملہ خاص وعام اہل
لشکر ہمراہ رکاب ہوئے اس وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ صحرا کی فضا وہ سبزہ کی شادابی کی
لہک وہ سواری بادشاہ کا جانا وہ لاکھون سوارون اور پیادون کا مانند مور وملخ کی جمعیت
کے باادب تمام ہمراہ سواری بادشاہ موصوف جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ موصوف
کی میدان کارزار مین پہونچی سواری کے رکتے ہی سب ٹھہر گئے بادشاہ جہان پناہ انتظار آمد
لشکر کفار کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اس طرف سے آثار آمد لشکر کفار ظاہر ہوئے گرد وغبار
عظیم نمایان ہوا اور تھوڑی دیر کے قرنائے فوق ہمراہ لاجوردشاہ وصلصال وطغان
جنگان واپنے سرداران نامی کے جمعیت سپاہ کثیر میدان دار وگیر مین گھوڑون پر سوار
ہوکے بصد کبر وغرور آیا سامنے لشکر اسلام کو دیکھ کر لاجوردشاہ وغیرہ سے ہنس کر کہنے لگا
شاید یہ اہل اسلام متمنی اپنے قتل وہلاکت کے بہت ہین کہ قبل میرے آنے کے میدان
کارزار مین آگئے ہین کوئی ان سے کہدے کہ گھبراؤ نہین امید تمہاری بر آئیگی تم مین سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکے خاموش ہوا لاجوردشاہ نے کچھ جواب
نہ دیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے حسب قاعدہ ودستور پہلے درستی میدان
کارزار کی ہوئی پھر دونون لشکر عظیم کی حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی جب میمنہ ومیسرہ

قلب و جناح و کمین گاہ ہر اک سپاہ کا آراستہ ہوا القصہ ازان دونون لشکرون سے نقیب اور
اورسکر کیفیت سکل کر میدان کارزار مین درمیان دونون لشکر آئے پہلے نقیب نے جوانان لشکر اہل
اسلام سے مخاطب ہوکے یون باواز بلند کہا کہ اے دلاورو آگاہ ہو کہ یہ سراے خانی لائق الفت
و محبت نہین ہے خاصان خدانے بیشتر دنیا سے کراہت کی ہے عبادت الٰہی اختیار کی ہے دنیا چند
روزہ ہے اس کو بقا نہین ہے اہل دنیا بھی فانی ہین کسی کو ثبات نہین ہے اپنی حیات کا کسی
کو اعتبار نہین ہے خاصان خدانے موافق اپنے قدر و مراتب کے اطاعت خدا کی ہے اور
عبادت پروردگار شب و روز کی ہے تم موافق اپنی لیاقت کے اس دنیا مین کار خیر کرو
عاقبت کو اپنی درست کرو دنیا مین ایسے کام کر جاؤ کہ بعد تمھارے تم کو اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین جو جو دلاور بہادر ہون وہ تمھاری دلاوری و جوانمردی کی ثنا کرین شجاعت کا تمھاری
ہر اک جلسہ و محفل مین ذکر کرین اہل اخبار اپنے اخبار مین حال تمھاری بہادری کا لکھین ہم
جانتے ہین کہ تم سب بہادر و دلاور ہو تمھارے جد و آبا بھی نہایت شجاع تھے آج کے روز
کہ سامنا کفار نابکار سے ہے ضرور بہ دلیرانہ اعدا سے لڑو گے میدان جنگ سے نہ ہٹو گے شجاعت
اپنی بہادران ہر دو سپاہ کو دکھاؤ گے بڑھ بڑھ کر لڑو گے شیرانہ نعرے کرو گے پیچھے
قدم نہ ہٹاؤ گے بڑھ کے تلوارین سر و سینہ پر کھاؤ گے جرأت دکھاؤ گے حق
نمک آقا کا خیال رکھو گے بھاگنے سے مرجانے کو بہتر جانو گے یارو ثبات قدمی خوب ہے بھاگنا
سامنے سے حریفون کے بہت برا ہے باعث ذلت و بدنامی ہے دیکھو قدم پیچھے نہ ہٹانا اپنی عزت
و آبرو کو بڑھانا نہ گھٹانا قتل ہو جانا گوارا کرنا یہ کہکے نقیب خاموش ہو رہے کہ کیون
نقیب لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہا اے دلاوران ذی وقار و اے
بہادران نامدار آگاہ ہو کہ یہ سب اہل اسلام قابل قتل ہین کیونکہ ہمارے اور تمھارے
خداوند سے منحرف ہین خداوند کو برا کہتے ہین شان مین خداوند کی کلمات بیہودہ
نامناسب اپنی زبان پر جاری کرتے ہین نہایت یہ لوگ سرکش ہین خداوند کو ستاتے ہین ایذا رسانی
پر کمربستہ ہوئے ہین خداوندان سے نہایت آزردہ ہین کہتے ہین کہ ہم انکو غارت و برباد کر دینگے
کسی کو ہاتھ سے دست قضا کے فوق اپنے بندۂ خاص کے زندہ نہ رکھینگے سب کو قتل کرائینگے لہذا
تم بھی ان لوگون سے بیزاری اختیار کرکے ہنگام جنگ مغلوب مطلق رحم انپر نہ کرنا بڑھ بڑھکر تیغ
کرنا خون ریزی انکی باعث ثواب عظیم جاننا جہانتک ممکن ہو کسی مسلمان کو ان مین سے زندہ
نہ چھوڑنا اگر کوئی مسلمان زخمی ہوکے زمین پر گرے اُسے بھی نیم جان نہ چھوڑنا گھوڑے اُس پر
دوڑا دینا تاکہ مرجائے گوشت اُسکا ریزہ ریزہ ہو جائے اس فعل سے تمھین ثواب بہت
ملیگا خداوند تم سے خوش ہونگے عمر و دولت تمھاری جسقدر ہے اس سے کئی حصہ بڑھا دینگے
دیکھو جوانمردی کرنا جان کے خوف سے نہ بھاگنا خداوند کو ناخوش نہ کرنا ورنہ خداوند تم کو
اپنے قہر و غضب مین مبتلا کرینگے آگے تم کو اختیار ہے سامنے خداوند بالائے قد طول و ریچھ بینا
آج پھر تشریف رکھتے ہین دیکھو وہ سامنے بیٹھے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہین نقاب

منھ پر پڑی ہو اسی سبب سے ہم انکو دیکھ رہے ہین اگر نقاب منھ پر ہوتی تو کبھی نہ دیکھ سکتے فی الفور
غش آجاتا پس خداوند کے سامنے ایسے افعال نیک کرنا کہ خداوند دیکھکر خوش ہون افعال نیک
سے مراد بیان یہ ہو کہ دلیرانہ اہل اسلام سے لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا اہل اسلام پر رحم نکرنا اسی طرح
بہت سے ہین تم خود عاقل ہو جانتے ہو تمھین سمجھانا ایسا ہی جیسے لقمان کو حکمت کا سکھانا اسوقت
جو تم سے یہ کہا گیا اور ہدایت لڑنے کی کی گئی یہ احتیاطاً کی گئی ہو کہ ہم اسی کام پر متعین ہین یہ کہہ کے
کر ذکیت درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے نقیب بھی درمیان سے دونون سپاہ
کے ہٹ گئے دلاوران ہر دو سپاہ اول تو پہلے ہی سے آمادۂ جنگ و جدال تھے نقیب اور
کڑکیتون کے آمادۂ جنگ کرنے سے اور انکی تقریر سننے سے اور بھی زندگی سے بیزار ہو کے لڑنے
اور مرنے پر تیار ہو بیٹھے نیزون لے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے کمانداروں نے
دوش سے کمان لی ترکش سے تیر نکالے تیر اندازی پر لیس ہوئے علمداروں نے علمون کو جلوہ
دیا باجے جنگی لشکرون مین بجے ان باجون کی آواز سنکے دلاور مست ہوگئے کچھ ہوش سوا لڑنے کے
نرہا ہنوز یہ حال جوانان ہر دو لشکر کا تھا کوئی صف لشکر سے باہر نکلا تھا ناگاہ قرناسے قوق
گیتی شکن کے کہ بڑا دہا کے اپنے لشکر سے نکلا بہمہ کبر و غرور مانند فیل مست کے جھومتا ہوا
درمیان دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روک کے فنون جنگ سب کو دکھا کے نیزہ اٹھا
کے گینڈے کو روک کے باواز بلند کہنے لگا کہ اے گروہ اہل اسلام تمکو بہت ہدایت کی گئی تھی ہدایت
قبول نہ کی سرکشی سے باز نہ آئے خیر تمنے اپنے حق مین اچھا نہ کیا اپنی قضا کے خود طالب ہوئے
تم مین کون ایسا جوان ہے جو عاجز ہو کہ ایکدم زندہ رہنا اختیار نہ کرے اور مجھسے آکے لڑے مین
اسے راہ عدم بتا دون وہ جلد سوے عدم چلا جائے ذرا بھی دیر نہ لگائے یہ کہکے خاموش
ہوا ادہر بادشاہ لشکر اسلام نے دیکھا فی الفور غضنفر نامی ایک سردار نامی صف لشکر
سے نکل کر مرکب سے اترکر روبرو بادشاہ لشکر اسلام گیا اور دست بستہ طالب اجازت
جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے اجازت حرب دے کر فرمایا اے غضنفر گو کہ تم شیر بیشۂ جرأت
و شجاعت ہو لیکن حریف تمھارا قرنا سے قوق از حد زبردست ہو بہت ہوشیاری سے
مقابلہ و مجادلہ کرنا اوس نے عرض کیا خداوند عالم حافظ حقیقی ہو حریف سے مجھے بچائیگا
بعد خداوند عالم کے حضور کا اقبال میرا معین و مددگار رہیگا حتی الامکان حریف تک پہونچونگا
اور اسے قتل کرونگا سر تن سے جدا کر کے برائے نذر حضور لاؤنگا بادشاہ موصوف گفتگوے
غضنفر سے کہ نہایت شیرین زبان تھا بہت خوش ہوے بڑا اشارے سے کہا بسم اللہ
جاؤ حریف منتظر ہو غضنفر سلام کر کے جلد مرکب پر سوار ہو کے شیرانہ روبرو اسکے گیا اور طالب
ضرب ہوا اسنے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے تجھے کچھ اندیشہ اپنی جان کا نہوا مجھسے لڑنے کے
واسطے چلا آیا غضنفر نے جواب دیا او قرناسے قوق آگاہ ہو کہ میرا نام غضنفر ہے شیر بیشۂ
جرأت ہون شجاعت سے میری خاص و عام واقف ہین مین ہنگام جنگ شیرون کو روباہ
جانتا ہون ہمیشہ سے بہادر مین نے تہ تیغ کیے ہین تیری کیا حقیقت ہو تجھ ایسے بزدل سے

کیا ڈرتا اپنی جان کا کیا اندیشہ کرتا مین اسواسطے آیا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرکے سر بترا شمشیر آبدار
سے کاٹ کے نیزے پر بلند کرکے واسطے نذر اپنے بادشاہ لشکر کے لیجاؤن دلاوری میری ہے
وقت جنگ تجھ پر ظاہر ہوجاے گی اوکافر بس فریفتہ کر نیزہ تیرے ہاتھ مین اگر تجھے لگا فن
نیزہ بازی دکھا جنگ آغاز کر یہ میدان نبرد ہے یہان لڑنا چاہیے بزم نہین ہے کہ باہم تا دیر
گفتگو کرنا چاہیے قرناسے قوق تے یہ سنکے نہایت برہم ہوکے نبرد ار خبردار کہکے گینڈے
کو بڑھاکے فن نیزہ بازی دکھاکے وار نیزے کا سینے پر کیا ادھر اس بہادر نے اس کی
سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون سنانون کے لڑنے اور رگڑنے سے
شعلے پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی بعد روکنے ضرب نیزہ کے غضنفر نے خود بھی نیزے
کا وار کیا آہستے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی انجام کار اس
بہادر نے ایک سینہ نا دربا بندھ کر سنان نیزہ حریف کی نکالدی وہ مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی
دور جاکے گری اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا مخصوص قرناسے قوق
کو بہت صدمہ ہوا خجالت سے سر جھکالیا دل مین کہا یہ اہل اسلام فن نیزہ بازی سے
خوب ماہر ہین اب کبھی انسے نیزے سے نہ لڑون گا سر میدان ذلت گوارہ نہ کرون گا یہ
کہکے سر اٹھاکے نہایت برہم ہوکے قبضہ تیغہ گران پر ہاتھ ڈال کے تیغہ تیز و گران کو نیام سے کھینچا
اور غضنفر سے مخاطب ہوکے کہا اے جوان نیزہ میرا بوسیدہ تھا اس وجہ سے سنان نکل گئی
میری قوت مین کمی نہین ہے اگر تو نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی ہے تو مین بھی تیرے
تن سے تیری روح نکالے دیتا ہون ہوشیار ہوجاو اس تیغہ آبدار و گرانبار کا کرتا ہون
یہ کہکے ضرب تیغہ گران سر پر لگائی ادھر اس بہادر نے سپر اٹھائی اتفاق سے اسی وقت
پاؤن گھوڑے کا ایک موش خانے مین جا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک غضنفر مرکب
کو سنبھالے ہاتھ کو اپنے جس مین سپر تھی سیدھا کرے سپر بالاے سر لائے تیغہ سر پر پڑہی گیا
اور تاجبین خود وغیرہ کو کاٹ کر اتر آیا غضنفر نے اسی حالت مین دستانہ مار تیغہ تو سر
سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون اس قدر نکلا کہ سراپا نہا گیا ضعف سے غش آنے لگا باگ
مرکب کی ہاتھ سے چھوٹنے لگی اسوقت قرناسے قوق نے گینڈے کو بڑھاکے چاہا کہ سر
حریف تن سے جدا کیجیے ناگاہ اشارۂ بادشاہ لشکر اسلام سے کیخسرو واسطے مدد غضنفر
کے گیا اور قرناسے قوق کے شر سے اسے بچانے لگا قرناسے قوق نے اپنے سرداران
لشکر کی طرف دیکھ کر اشارے سے کہا تم سب سپاہ بڑھ کر یہ جوان جو اب آیا
ہے اسے گھیر کے قتل یا اسیر کرو مین غضنفر کو تہ تیغ کرون سرداران نابکار اسکے اشارے
سے بجمعیت سپاہ کثیر بڑھے کیخسرو کو چہار طرف سے گھیر کر نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے
وہ بھی شیرانہ و دلیرانہ ان سے لڑنے لگا بادشاہ لشکر اسلام نے جب دیکھا کہ ان کافرون
نے بجمعیت سپاہ کثیر کیخسرو کو گھیرا ہے ارادہ قتل کیخسرو و غضنفر کا کیا ہے تاب تحمل
نہ لاکر اپنے لشکر کے سردارون سے اشارہ بڑھنے کا کیا بمجرد اشارہ جملہ سرداران

سپاہ مع لشکر آگے بڑھے جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا
سیاہ سپرون کی اٹھی بہادران ہر دو لشکر مانند رعد کے آواز بلند نعرے کرنے لگے بارش تیر
ہونے لگی قصرہاے تن اس بارش باران تیر مین برابر گرنے لگے دریاے خون کا فرد اہل
اسلام میدان کارزار مین جاری ہوا لاشے پر لاشہ گرنے لگا جابجا ڈھیر سرون کے انبار
لاشون کے ہونے لگے دلاور بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی دلاوران
ہر دو سپاہ قتل و زخمی ہونے لگے گھوڑے سواران مقتول کے اپنے سوارون سے جدا ہو کے
عرصۂ جنگ مین دوڑنے لگے سوا اون مرکبون کے اہل لشکر کے مرکبون کی دوڑ دھوپ سے
ایسا غبار بلند ہوا کہ میدان کارزار نظر سے گویا نہان ہوگیا اس تاریکی غبار مین دوست اپنے
دوست کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگے عزیز اپنے عزیز کو اپنا دشمن خیال کرکے ہلاک کرنے لگے
فرزند کو پدر پدر کو فرزند قتل و زخمی کرنے لگا ایسے وقت مین لاجورد شاہ او صلصال کو
بھی شوق جنگ ہوا باہم کہا اگر اسوقت اہل اسلام پر اس پہلو کی طرف سے حملہ کیا جائے تو خوب
ہو ضرور پاؤن اہل اسلام کے اکھڑ جاینگے ہزار ہا مسلمان قتل بھی ہونگے یہ مشورہ کرکے
بختگان سے پوچھا کہ ہماری یہ راے ہے تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا راے آپ کی اچھی ہے
مین پسند کرتا ہون تامل نہ کیجیے بجمیعت سپاہ اس جانب سے حملہ کیجیے اہل اسلام غافل ہین اس
پہلو کی جانب سے شاید بخوف ہین مجھے یقین ہے کہ اگر اسی جانب سے اہل اسلام پر حملہ کیا
جاے گا تو ضرور فتح حاصل ہوگی لشکر اسلام کو شکست ہوگی ہزار ہا اہل اسلام کام آئینگے
درمیان سے دونون لشکرون کے نکل کر کہان جاینگے لاجورد شاہ و صلصال
بختگان سے راے لے کر بجمیعت فوج کثیر اسی پہلو کی طرف سے اہل اسلام پر عالم غفلت مین
حملہ آور ہوے اہل اسلام فوج قرناے قوق سے لڑ رہے تھے اُسکو قتل کر رہے تھے خود بھی
زخمی ہو رہے تھے کثرت غبار سے گھبرائے ہوے تھے اپنی پشت و پہلو کی جانب سے غافل تھے
یہ خیال نہ تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال پشت و پہلو کی جانب سے حملہ آور ہونگے بکروفریب
لڑینگے عوض کسی زمانے کی ایذارسانی کا لینگے دیرینہ عداوت کو ظاہر کرینگے یہی
غفلت حق مین انکے مضر ہوئی یعنی باعث قتل و شکست ہونے کا ہوئی کہ جب لاجورد شاہ
و صلصال نے پہلو و پشت کی جانب سے حملہ کیا اہل اسلام کو تردد ہوا یقین اپنے قتل کا ہوا
درمیان مین دونون لشکرون کے آگئے لاجورد شاہ و صلصال ہمراہ اپنی سپاہ کے انھین
قتل کرنے لگے کچھ اہل اسلام نے رخ انکی طرف کیا کچھ اہل اسلام قرناے قوق سے لڑا کیے
قرناے قوق نے اس لڑائی مین ہزار ہا اہل اسلام کو قتل و زخمی کیا راوی ناقل
ہے کہ جب اہل اسلام بہت مضطر ہوے یکبارگی لاجورد شاہ و صلصال پر حملہ آور ہوے
بعد جنگ عظیم لاجورد شاہ و صلصال کو ہٹا کے شکست دے کے ہزار ہا کافرون کو قتل
کرکے متوجہ جانب قرناے قوق ہوے تا دیر اُس نابکار سے اور اُس کی سپاہ سے
لڑا کیے شجاعت و جوانمردی دکھایا سپہ ثبات قدمی اختیار کیا کیے پسپا نہوے قتال [illegible]

نے قیطول پیر سے جنگ دیکھکر نہایت برہم ہو کے چند سرداروں کو جمیعت دس لاکھ سواروں کے
روانہ کیا وہ جلد آکے شریک قرناسے قوق ہوئے اور اہل اسلام کو تازہ دم آکے قتل کرنے لگے اب
اہل اسلام پسپا ہونے لگے یہان تک پسپا ہوئے کہ میدان جنگ کے قریب جو ایک پہاڑی
تھی اس پر برائے حفاظت جان چڑھ گئے قرناسے قوق نے پہلے تو اس پہاڑی پر جانے
کا ارادہ کیا جب اہل اسلام نے بارش تیر سے ہزاروں کافرون کو ہلاک کیا اور ہر وہان سپاہ
کفار کو پہاڑی پر نہ آنے دیا قرناسے قوق نے قریب شام اپنے دل مین کہا کہ آج بارگاہ
و خیام اہل اسلام کے لوٹ لینا چاہیے اور انکو اسی پہاڑی پر رہنے دینا چاہیے یہ اس پہاڑی
سے کہان جائینگے آج صبح سے اسوقت تک لڑتے لڑتے تھک گیا ہون کل اس پہاڑی پر حملہ کرکے
جملہ اہل اسلام باقی ماندہ کو قتل کردونگا یہ خیال کرکے اپنے افسران فوج سے کہا بارگاہ سلیمانی
و تمامی خیام و بارگاہ و جملہ مال و اسباب اہل اسلام پر قبضہ کرلو جبتک ہم مال و اسباب
کو غارت کرو مین اہل اسلام سے لڑتا ہون افسران سپاہ نے تو اسکے حکم کی تعمیل کی لیکن
یہ نابکار مصروف جنگ رہا ارادہ پہاڑی پر جانے کا کرتا رہا اس وقت اہل اسلام
نے دعا کی تیر دعاے اہل اسلام اسطرح ہدف مراد پر بیٹھا کہ قرناسے قوق نے اپنی
تمامی سپاہ کے اس پہاڑی کے گرد سے ہٹکے قسیم بن قہقہہ یک چشمی اپنے ایک سردار سپاہ
کو چالیس ہزار سوار دیکر بارگاہ سلیمانی وغیرہ اسباب و مال اہل اسلام کے لانے پر مقرر کرکے
جانب قیطول روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوئے سجدہ شکر خدا کیا ادھر قسیم بن قہقہہ
یک چشمی بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام و بارگاہ و مال و اسباب اٹھا اونٹون پر بار کرکے نہایت
شاد و خرم آہستہ آہستہ سوے قیطول چلا اس وقت اہل اسلام نے پہاڑی سے اترنے
کا ارادہ کیا تھا بادشاہ لشکر اسلام کے حکم سے قصد کیا تھا کہ قسیم بن قہقہہ یک چشمی
سے لڑ بھڑ کر بارگاہ سلیمانی وغیرہ مال و اسباب کو چھین لین ہنوز پہاڑی سے
نہ اترے تھے فقط ارادہ اترنے کا کیا تھا ناگاہ جانب صحرا سے غبار بلند ہوا اہل اسلام اور
قسیم بن قہقہہ یک چشمی وغیرہ تمامی کفار جانب غبار دیکھنے لگے اہل اسلام سمجھے کہ لشکر کفار
آتا ہے کفار نے خیال کیا کہ یا تو آندھی اس طرف سے آتی ہے یا کوئی بستین ددگاران
مسلمانون کا آتا ہے لہذا جلد راہ طے کرکے زیر قیطول پہنچ جانا چاہیے یہ تجویز کرکے سب
کفار ساتھ قسیم بن قہقہہ یک چشمی سردار اپنے کے جلد تر جانب قیطول چلے ہنوز تھوڑی
دور گئے تھے کہ غبار ہوا سے رفع ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک نقابدار گوہر پوش
چالیس ہزار سوارون کی جمیعت سے آتا ہے اس کے جلد آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت
برہم ہے بادشاہ لشکر اسلام بھی اس نقابدار کو دیکھنے لگے کفار بھی نقابدار کو دیکھکر
حیران ہوئے فکر و تردد کرنے لگے باہم کہنے لگے یہ نقابدار گوہر پوش نہین معلوم کون
ہے نہایت جلد آتا ہے کفار یہ کہہ رہے تھے کہ نقابدار نزدیک آنے و درسے یہ نعرہ کیا کہ اے
کافران بیحیا کہان جاتے ہو کہ مین آپہونچا مین نے تمھارے شر و فساد کی خبر سنی

تھی الحمد للہ کہ وقت پر آیا تم کو یہان پایا بارگاہ سلیمانی و اساسہ صاحبقرانی کو تم لیجانے نہ پاؤ گے بہتر
یہ ہی کہ تمام مال و اسباب میرے حوالے کردو ورنہ پچتاؤ گے قسیم بن قہقہہ یک چشمی کہ سردار زبردست
تھا نعرہ نقابدار کا سنکے برہم ہو کے پکارا او نقابدار کیا بیہودہ بکتا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس
خیال محال سے باز آ جس طرف سے آیا ہی پلٹ جا ارادہ مجھسے لڑنے کا نہ کر مین ہرگز یہ اسباب
و مال تجھے نہ دونگا خدمت خداوند مین لے جاؤنگا نقابدار موصوف یہ سنکے برہم ہوا جلد قریب
اُسکے آکے سدراہ ہوا قسیم بن قہقہہ یک چشمی نے بڑھکے نیزہ مارا نقابدار نے چالاکی سے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے چھین کے اُسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت فرس سے اُسے
اُٹھا لیا فوج اُسکی واسطے بچانے کے بڑھی ادھر سے سواران لشکر نقابدار بڑھے لڑائی ہونے لگی تلوار
چلنے لگی سواران لشکر نقابدار کفار کو قتل کرنے لگے نقابدار نے قسیم بن قہقہہ یک چشمی کو اپنے
سر سے بلند کرکے گردش دیکے پوچھا او کافر کیا کہتا ہی اطاعت میری اختیار کریگا سنتے انکار کیا
نقابدار نے اُسے اس طرح خاک پر پٹکا کہ وہ پیوند خاک ہوگیا بعدہ لشکر کفار پر حملہ کیا بیدینون
کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اُس پہاڑی پر سے دیکھا کہ یہ نقابدار اس طرح
لشکر کفار پر حملہ کرتا ہی کہ جیسے شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر حملہ کرتا ہی ابھی اہل اسلام دیکھ رہے تھے
اور تعریف شجاعت نقابدار کی کر رہے تھے کہ نقابدار نے بہت سے کفار تہ تیغ کیے تھوڑے سے
کافر تاب جنگ نہ لاکے بے اختیار بھاگے نقابدار نے اُنکا تعاقب نہ کرکے بارگاہ سلیمانی و دیگر
اساسہ صاحبقرانی کو لیکر قریب پہاڑی کے آکے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام اس مال اسباب
کو لیجیے یہ میری امانت ہی اپنے پاس رکھیے وقت پر مجھے دیدیجیے گا مین اسکا مالک و مختار ہون
اب یہ تمام مال و اسباب میرا ہی چونکہ فی زمانہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین مین اس اسباب کو
اپنے ہمراہ نہین لیے جاتا ہون اُنکی موجودگی مین کسی روز آکے لیجاؤنگا مگر رکھتا ہون کہ یہ
اسباب میرا ہی مین نے کفار سے بزور شمشیر و بقوت بازو چھینا ہی اس کو اپنے قبضے مین رکھیے گا
کسی کو نہ دیجیے گا بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا ای نقابدار گوہر پوش تم نے اس طرف
آکے کار نمایان کیا ہی اپنے نام سے آگاہ کرو نقابدار نے جواب دیا مین ابھی اپنے نام سے
آگاہ نہ کرونگا آپ اس اسباب کو منگوا لیجیے یا پہاڑی سے اُترکر اس اسباب پر قبضہ کیجیے بادشاہ
موصوف نے پہاڑی سے مع سپاہ اُترکر اُس اسباب پر قبضہ کیا نقابدار گوہر پوش اسباب مذکور
سپرد کرکے سوئے صحرا روانہ ہوا تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہوا اہل اسلام نے تمام اسباب
پاکے شکر خدا کا کیا اُدھر وہ کفار جو بھاگے تھے قریب قرناسیہ قوق کے پہونچے قرنا بن کوک
عقرب چشم با فتح و فیروزی خوش و خورم چلا آتا ہی کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے بھاگے ہوے
آتے اس طرح کہ سانسین پھولی ہوئین ہانپتے ہوے پسینے مین عرق خاک مین آلودہ سپرین
اپنی پشت پر لیے ہوے سب علامات لشکر ہزیمت یافتہ کے پائے جاتے ہین قرنا بن کوک عقرب
چشم نے غور سے جو دیکھا تو اسی کے لشکر کے لوگ تھے قرناسیہ قوق نے گھبرا کر پوچھا کہ خیر تو ہے
اس طرح بدحواس تم لوگ کیون بھاگے چلے آتے ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ بارگاہ لیے

ہوئے چلے آتے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار گوہر پوش پیدا ہوا ہمارے
سردار کوٹو کا مقابلہ ہوا افسر ہمارا مارا گیا نقابدار نے بارگاہیں چھین لیں اور کوہ پر چلا گیا لشکر
اسلام کے سپرد کر دیا یہ سنتا تھا کہ قرناسے فوق کو نہایت طیش آیا اور اسی وقت باگ گھوڑے
کی پھیری لیکن یہ حال جس وقت بختکان نے سنا صلواۃ پڑھی اور کہا کہ انکے مددگار
ایسے ایسے بہادر بہت سے پڑے ہیں انکا کوئی کیا کر سکتا ہے اور انکی شکست تو فتح کی نشانی ہے
ادھر کوئی آفت انپر پڑی اور بظاہر بے دست نظر آئے کوئی نہ کوئی آسمان سے پیدا ہو جاتا ہے
زمین سے نکل آتا ہے یہ بات تمثال آئینہ رو کے خلاف گذری اور اسی وقت حکم دیا صلصال
کو کل لشکر جائے اور کوہ کا محاصرہ کر کے کل سب کو قتل کر ڈالو اسکے بعد پریوں بیابان
حشر میں قیدیوں کا اضافہ بھی ہو جائے گا لاجور دشاہ کو سالار لشکر کر کے طرف کوہ کے
روانہ کیا اب قیطول پر سوا تمثال آئینہ رو کے اور زیر قیطول پھر رہا یا کے کوئی نظر نہیں آتا
کہی کمزور کی جمعیت جانب کوہ چلی ہے لیکن سب کے آگے آگے قرنا ہیں کوکب عقر سے چشم جاتا ہے
جس وقت قریب کوہ پہونچا حکم دیا کہ محاصرہ کر لو ایک لاکھ سوار کی جمعیت اس کے ساتھ
بھی ہے سب نے کوہ کا محاصرہ کر لیا ہے چہار جانب سے گھیر لیا اور آواز دی کہ باشو اے گروہ
خدا پرستان خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ میں وہی شخص ہوں جو ابھی سب کو زخمی
کر کے بارگاہیں چھین لے گیا تھا مگر نہیں معلوم کہ یہ نقابدار گوہر پوش اجل رسیدہ کہاں سے
آیا تھا جو میرے سردار کو قتل کر کے بارگاہیں چھین لے گیا بھیجو مجھکو کہ میرا مقابلہ کرے ورنہ میں خود
آتا ہوں لوگوں نے جواب دیا کہ نقابدار بہادر تو چلا گیا جس وقت وہ ہوگا اس وقت تو یہ
کلام کرنا دیکھ لینا کہ تیرے گلے پھاڑ کے رکھدیگا تو اس شیر بیشہ شجاعت کا نام اس بے ادبی سے
لیتا ہے قرناسے فوق نے یہ سنکر جواب دیا کہ خیر آج کی شب میں تمہیں اور مہلت دیتا ہوں
کہ اپنے نشیب و فراز کو خوب سمجھ لو یا تو کل صبح تک سجدہ کرو خداوند تمثال آئینہ رو کو ورنہ
خداوند تمہارے حق میں تقدیر موت کر چکا ہے کل سب کو قتل کر ڈالونگا کیونکہ ملک الموت
قدرت میں ہوں اور اتنی مہلت اس وجہ سے اور بھی دیجاتی ہے کہ شاید وہ نقابدار کل پھر
تمہاری مدد کے واسطے آئے تو اسے قتل کروں اپنے سردار لشکر کا بدلا لوں لوگوں نے کوہ پر
سے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے تیرا جی چاہے ابھی تم آجا ہے کل آنا جس وقت تو آئیگا ہم
تیرا سامنا کرنے کو موجود ہیں اور نشیب و فراز کو تو دیکھ کہ ہم اب بھی تجھ سے بلند مرتبہ ہیں کہ کوہ
پر ہیں اور تو ہم سے پست ہے اسی طرح انشاء اللہ تیرے حوصلوں کو بھی پست کر دینگے قرناسے
فوق تو میدان جنگ سے واپس ہو کر داخل بارگاہ ہوا اس کے بعد لشکر تمثال آئینہ رو آکر
اترنے لگا ہنوز رسد لگی ہوئی ہے تانتا بندھا ہوا ہے غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے
پرے قشون کے قشون دستے کے دستے شام تک آیا کیے شب کو یہ حالت تھی کہ صحرا ہمہ ہول خیز
عدوں کا جنگل معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب جھنڈے اور مشعلوں کی روشنی سے آگ لگی ہوئی
تھی لشکر برابر چلا آتا تھا اور خیمہ زن ہو رہا تھا یہاں تک کہ اعلیٰ و ادنیٰ شاہ بڑے سامان سے

ساتھ اس کے صلصال بن وال بن دیو بن شماس جادو بھی آکر اترا خیمہ برپا ہوا لاجورد شاہ
تخت پر آکر بیٹھا گرد سرداروں کا ہجوم ہوا قرنا بن کوک عقرب چشم سب سے بالادست بیٹھا
ہوا تھا تکبر و نخوت سے مست و بیخود ہو رہا تھا یکایک جام بادۂ ناب گردش میں آیا قرنا سے
قوق نے دو چار جام پیئے جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل اس کو صاف کر کے مقدمہ ان مسلمانوں کا پاک کر دوں اسی وقت حکم کے موافق نقارہ رزمی
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی وہاں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں زخم سر پر پٹی چڑھی
ہوئی ہے تاج کا بار شاق گذر رہا ہے چہرہ اودا اس طبیعت متفکر کبھی ان سرداروں کا خیال آتا ہے
جو قید ہیں کبھی امیر کشور گیر کے واسطے دل گھبراتا ہے کہ نہیں معلوم کس حالت میں ہیں
اور کہاں ہیں چند سردار جو باقی رہ گئے تھے اس میں سے اکثر زخمی ہیں جو دو ایک باقی
بچے ہیں وہ قرنا سے قوق کے ہم تبر نہیں ہیں ادھر لشکر کفار کا ہجوم ہے اگرچہ رات ہو گئی ہے
مگر لوگ چلے ہی آتے ہیں آج کل فوج کو قتال آئینہ رو نے حکم دیا ہے کہ اسی اثنا میں آواز
طبل بلند ہو کر فلک کو تک پہونچی اور بادشاہ اسلام کے گوش زد ہوئی فرمایا خیر
ہرچہ بادا باد شعر سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ❊ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ❊ جو مرضی
پروردگار تقدیر میں یہی تھا کہ اس طرح کی موت ہو کہ غسل و کفن و دفن والا بھی کوئی
نظر نہیں آتا کفار کے ہاتھ سے دیکھیے مرنے کے بعد بھی کیا کیا ایذائیں پہونچتی ہیں انھیں کیا
پڑی ہے کہ وہ کسی مسلمان غسل و کفن دلا کر دفن کریں گے مثل مشہور ہے کہ مردہ بدست
زندہ وہ مسلمان کے نام کے دشمن ہیں کسی کو باقی ہی کیوں رکھنے لگے خیر جو ہے سو دیکھیں گے
ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارخانۂ سلیمانی
نوازش میں آیا بادشاہ اہل اسلام امیر با توقیر کو یاد کر کے بہت روئے لیکن سرداروں
نے عرض کی کہ ظل اللہ پریشان نہ ہوں ہم جان نثار تو موجود ہیں جب تک دم میں دم باقی ہے
کیا تاب و طاقت ہے اس بد و قرنا سے قوق کی کہ یہاں تک پہونچ بھی سکے ہم گھاٹیوں کا انتظام
کرتے ہیں جب کفار یورش کرینگے پتھر ان پر رکھ لینگے انھیں راستہ ہی ملنا مشکل ہے بھلا یہاں تک
آنے کا کیا ذکر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں مجھے خیال ناموس
کا ہے کہ ان کے بعد ہمارے کیا گذرے گی خبر تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کرو تم پر سب کے
ناموس کی حفاظت کرنا سب نے عرض کی کہ ہم جانیں لڑا دینگے غرض اب دربار تو برخاست
ہوا بادشاہ اسلام یعنی حارث بن سعد داخل خوابگاہ ہوئے یہاں غازیان اسلام نے
گھاٹیوں کا بندوبست کیا ہر ہر گھاٹی پر ایک ایک سردار متعین ہوا سامان جنگ ہونے لگا ادھر تو یہ
طرف اور اس طرف برابر دونوں جانب طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باش و
ہوشیار باش بلند تھی لوگ اسلحہ و خود درست کر رہے تھے کوئی بیٹھا ہوا تیروں کو آگ دکھا
دکھا کر سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ خطا نہ کرے کوئی نیزے کی سنان کو آبدار کر کے [illegible]
تھا کسی نے تلوار پر صیقل کرنا شروع کی تھی کہ اسطرح چمکے کہ دشمن کی نگاہ نہ قائم رہ سکے [illegible]

جھک جائے تلوار اپنا کام کرے کوئی نشۂ شجاعت سے جھوم رہا تھا تلوار کے قبضے کو چوم رہا تھا
اشتیاق جنگ میں دل بیتاب تھا کہ کیونکر صبح ہو اور جنگ آغاز ہو کہ جرأت و بہادری کے جوہر
کھلیں کہ کسکی آنکھ جھپک گئی کس کے تیور بگڑ گئے کون زخم کھا کر جھجکا کسکے قدم پیچھے ہٹ گئے کس نے
زخمی ہونے کے بعد بڑے بڑے پہلوانوں کو مار کر بھگا دیا یہ سب کچھ تھا مگر ایک دوسرے سے گلے مل
رہے تھے کہ بھائیو جنگ دو سر دارد کیا معلوم کسکی فتح ہو کس کو شکست ہو کون زندہ بچے کون مارا
جائے لہذا اگر تم بچ جاؤ تو وطن جا کر ہمارے دوستوں کو سلام کہ دینا اہل و عیال سب خدا کے سپرد
ہیں جسنے پیدا کیا ہے وہی رزق کا دینے والا بھی ہے ہر طرح انسان کو ایک دن مرنا ہے جیسے آج
ویسے کل پھر اپنے مالک کے نمک سے ادا ہونے کی فکر نہ کریں زندگی بھر عیش کیا ہے راحت اٹھائی
ہے اب اک وقت آپڑا ہے تو کیا سر فروشی نہ کریں ہمنے نوکری ہی اس امر کی ہے سر تو پہلے ہی بک
چکا ہے باقی رہے تو مالک کا ہے قلم ہو جانے تو حق سے ادا ہو گئے لیکن جو بزدلے تھے انکی یہ کیفیت
تھی کہ رات بھر میں دس دس بارہ بارہ مرتبہ لوٹا لیے ہوے بیت الخلا جاتے تھے مگر پیٹ خالی ہوتا
تھا ہول و ہیبت کے سبب سیکڑوں دست آ گئے ہاتھ پاؤں میں سنسنی دل بیٹھا ہوا ہمت لرزت
یہ سوچ کہ دیکھیے صبح کو کیا ہونا ہے جانے موت کسکی ہو لڑنے کا ارادہ ہی نہیں مگر اپنے ہی قضا
کے سامان نظر آتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقط انھیں پھانسی دیجاے گی اگر موقع پاتے تو
یقین تھا بھاگ جاتے جو باہم ایک طبیعت کے دو تھے باہم کہہ گئے ہیں تو یہی جی چاہتا ہے کہ میاں آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہمیں نہیں تو کچھ بھی نہیں کیا کہیں موقع ہو تو اسی وقت
چپکے چلیں مگر طلایہ کے گشت والے روکینگے جانے کاہیکو دینگے خبر صبح کو سمجھا جاویگا جسوقت جنگ مغلوبہ
شروع ہو گھوڑوں کی باگیں صحرا کی طرف اٹھا دینا یہی جی چاہتا ہے باتیں شب بھر رہیں کفار زیر کوہ
مسلمان کوہ پر گویا تمام زمانے کا نشیب و فراز ایک جگہ جمع ہو گیا تھا اسی ہنگام میں وہ وقت
آیا کہ شہنشاہ خاور بصد کر و فر جانب مشرق آسمان سے فوج شعاع ہمراہ لیے ہوے علم نصرت
چمکاتے ہوے شمشیر خط شعاع برہنہ کیے ہوے نمودار ہوا اور مہتاب ماہتاب کے چہرے کی
رنگت فق ہوئی علم نور سرنگون ہوا یا فوج انجم شکست خوردہ گوشۂ مغرب میں جا کر پوشیدہ
ہو رہا مرغان باغ آشیانوں سے نکل نکل کر شاخہاے درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے باد صبا نے
سبزۂ خوابیدہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی نخل جھوم رہے تھے ذوالبیان وجد کے عالم میں جھک کر زمین
سے ملجاتی تھیں اور جب بلند ہوتی تھیں تو آسمان سے باتیں کرنے لگتی تھیں وقت نماز سحر کا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عابد مصروف نماز ہے قیام و رکوع و سجود کی حالتیں پیدا تھیں کوہ پر ہر طرف
کوٹیانے کی بہار سے تمام پہاڑ سنگ مرمر کا معلوم ہوتا تھا دشت میں سبزۂ نوخیز نے فرش
زمردی بچھا دیا تھا کچھ عجب وقت اور طرفہ سماں تھا لشکر اسلام میں غازیان دیندار مصروف
عبادت پروردگار تھے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند تھا کسی نے نماز ابھی شروع کی تھی کوئی
ختم کر کے سجدۂ شکر میں جا چکا تھا کوئی کوئی وظیفہ پڑھ رہا تھا جو سو گئے تھے دیر کر آنکھ
کھلی تھی وہ جلد جلد وضو کر رہے تھے اور بار بار آسمان کی جانب دیکھنے جاتے تھے کہ کہیں وقت

تو نہین نکل گیا ادھر لشکر کفار مین سنکھ پھونک رہا تھا پونے دوسو خداوندون کے نام پکارے جارہے
تھے کوئی سامری کوئی جمشید کوئی فرعون کوئی لقا کوئی زبرجد شاہ کوئی نمرود کوئی ہامان
کوئی شداد کوئی مشمش کوئی تمثال آئینہ رو وغیرہ کو کہ آج روز امداد ہی اہل اسلام
سے سامنا ہی اور مذہب کی لڑائی ہی تو ہماری مدد کرنا کچھ لوگ تمتماک ملتیک لوٹک لوٹا
جھوٹک جھوٹا دم خبیثہ کے نام لیے رہے تھے ہر ایک محو تھا یہان تک کہ آفتاب بلند ہو آیا
سب نے عبادت سے فرصت کر کے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کیے مردان جنگی سنور سنور
کر عروس اجل کی مشتاقی مین گویا دولھا بن بنکر عازم میدان مصاف ہوے تھوڑی ہی دیر مین
تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا صحرا ایسے مروم معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب کو ڈھالون کی گھٹا
چھائی ہوئی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی گھوڑون کے سمون پر آواز رعد کا دھوکا ہوتا تھا بیچ
مین تخت لاجورد شاہ وقلصال بجر بتہ سپہ سالاری وخلخال علمدار لشکر اور تمام سردار
اپنے اپنے لشکر کو قاعدے سے بڑھاتے ہوے جانب کوہ چلے اور قرنا بن کوک عقرب چشم
کرگدن سیاہ پر سوار تیغہ ہاتھ مین سپر دوش پر اس شان وشوکت کے ساتھ چلا
اس قدر کثرت فوج تھی کہ کوہ بیچ مین اُس کے اسطرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دریا مین
ناو یہان چند جوانان دل شکستہ کسی کا بھائی قید کسی کا بیٹا کسی کا بھتیجا کوئی خود مجروح
ہونے سے معذور کوئی بظاہر اچھا مگر دل مین زخم عجب طرح کی حالت تھی مگر دلون کو قوی
کیے ہوے بادشاہ اسلام کے تخت کو بیچ مین مانند قلب کے لیے ہوے اور صدمات تیر ونیزہ
وتفنگ سے بچاتے ہوے اپنے اپنے سینون کو سپر کیے ہوے گھاٹیون سے ہوشیار پروردگار
عالم پر تکیہ کہ اگر اُنھون سے سامنا ہی تو کیا ہی لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یہ کفار ہمارا کیا
کر سکتے ہین اور اگر قضا ہی تو انکی بھی کچھ حاجت نہین ایک ٹھوکر جان لینے کو کافی ہو سکتی ہی
یکایک قرنا بے قوق نے زیر کوہ سے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان خبردار ہوشیار
باشید کہ منم قرنا بن کوک عقرب چشم جسے تمنا ے مرگ وآرزوے قضا ہو وہ آوے
اور جسے اپنی جان پیاری ہو وہ وہین رہے کہ کوئی مر کر پھر زندہ نہین ہوتا بموجب شعر
غنیمت شمر صحبت دوستان ؎ کہ گل پنج روز است در بوستان ؎ مین پھر آگاہ کرتا ہون کہ ایسا
خداوند کہ خود تمھارے عزیز واقارب اُس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے سجدے کیے اپنا دین ناقص
سمجھ کر ترک کیا اسی کی اطاعت تم بھی اختیار کرو ورنہ مجھے ملک الموت اپنا سمجھے رہو مین وہ شخص ہون
کہ جسے خداوند تمثال آئینہ رو نے تمھاری قبض روح کے واسطے روانہ کیا ہی اور ہم لوگ
ہمیشہ خداوندون کی بارگاہون مین باریاب رہے ہین باپ اُس شخص کا زمانۂ خداوند باختری یعنی
زمرد شاہ باختری مین افسر فوج دست چپ تھا افسوس کہ جب قاسم اس کی دختر کو نکال
لے گیا تو اُس نے غیرت مین گلا کاٹ کر خود جان دیدی ورنہ اگر مقابلہ پڑتا تو لشکر حمزہ اول
اسی طرح تباہ وبرباد ہوتا جس طرح مین نے تمھاری حالت کی ہی اور کب کا تم سب کا خاتمہ
ہو گیا ہوتا یہ نوبت بھی نہ ہوتی کہ تم لوگون سے مجھے سامنا کرنا پڑتا جب ہی پیوند زمین ہو گئے

ہوتے مگر بموجب مثل۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند لے خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ اور سمجھ بوجھ لو اپنے
انجام کو اسی واسطے مین نے تمھین ایک شب کی مہلت دی تھی اور اب بھی کچھ دیر سوچ سمجھ لو یہ
سنکر جوانان دیندار و غازیان تہور شعار نے قبضون پر ہاتھ رکھ رکھ کر جواب دیا کہ تو کیا
جھک مارتا ہی اور کیا تو گو کھاتا ہی ارے اپنے باپ کی غیرت اپنے منھ سے بیان کرتا ہی کہ
یون جان دیدی جب اس نے دیکھا کہ میرا آقا یونہی گیا چل سکتا ہی مین ان لوگون کے
پیش نہ پاؤنگا تو خودکشی اختیار کی ورنہ لڑتا ضرور خود جان دینا عاجزی کی دلیل ہی خیر وہ
تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تو ایسا بے غیرت ہی کہ باپ کے واقعہ سے خود آگاہ کرنے آیا ہی اور اپنی
بیحیائی پر پشیمانی مطلق نہین کیا اس کی بیٹی تیری بہن نہ تھی بس یہ طعنہ سنتے ہی قرنا سے قوق
عرق عرق ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا تلوار نیام سے کھینچ لی گردہ سپر کا پشت سے لیا اور ایک
راہ تجویز کرکے چلا ساتھ اس کے ایک لاکھ جوان اسکی فوج کے چلے یہان بھی سردارون نے میدان
جنگ پر غور کرکے یہ بات تجویز کی کہ تیرون پر رکھ لو ہر چہار جانب کمانین کھینچ گئین تیرون کا
منھ برسنے لگا سٹر سٹر کے چلنے لگے لوگ نشانہ ہونے لگے اسکا بازو چھد گیا اس کا شانہ نشانہ ہوا
اس کی گردن چھدی اسکے سینے کو توڑا خوب بارش تیر ہو رہی ہی مگر کفار بھی چلے ہی آتے ہین اور قرنا سے
قوق کی تو یہ کیفیت ہی کہ گردہ سپر کا ہاتھ مین لیے ہوے گردن کو بچا رہا ہی اور تلوار سے تیرون کو
قلم کرتا چلا آتا ہی یہان سے بیتر یہ تیر چل رہا ہی کہ کبھی آدمی ایک ایک ہر دو کو نشانہ کیے ہوے
ہین مگر یہ تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا ہی آتا ہی اب کچھ لوگ اس کی فوج کے زیادہ جو مارے
گئے ہین تو ہر ایک آگے بڑھنے مین پس و پیش کرنے لگا ہی بعضے سہم سہم کر وہین رہ گئے ہین کتنے
گوشہ امان ڈھونڈتے پھرتے ہین لیکن جو لونڈے پیچھے ہین وہ اب بھی چلے ہی آتے ہین کوئی
یہان گر گیا کوئی وہان کچھ پروا نہین اگر باپ مارا گیا تو بیٹے نے پھر کر بھی نہ دیکھا بیٹا مارا گیا تو
باپ نے بھی نہ دیکھا کہ یہ کوئی اپنا تھا یا بیگانہ بھائی کو بھائی کا خیال نہین اسی ہنگامہ مین قرنا
سین کو کسے پشتیبان قریب پہلی گھاٹی کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ آپہونچا ملک چھوڑ دو
راہ اس گھاٹی پر طور سہمن رفیق و ندیم حمزہ صاحبقران اول [illegible] تھا جو اپنا [illegible]
گوہر بیمیدان جو کچھ کو بتاتا ہو پہلے کیون بیہودہ گوئی کرتا ہی مین بھی بارگاہ لقا مین تھا
اور تیرے باپ سے مجھ سے بہت دوستی تھی مگر جب مین نے اس دین کو برحق پایا تو دین زہرہ
پرستی کو ترک کیا قرنا سے قوق نے کہا تو بیتر اقبال سے پہلے مجھ واجب ہی اور جھپٹ کر
تیغہ مارا طور سہمن نے سپر کو اٹھا کر حربے کی پناہ کیا لیکن تیغہ تھا الگدار اب جو پڑا سپر کے
مانند قرص پنیر دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا چھڑکا جو بار اتا زرہ [illegible] اتر گیا طور سہمن نے دستانہ
اور تیغہ توڑتا کر سر سے نکلا مگر جا در خون کی جو سر سے باہر آئی ہی غش طاری ہونے لگا
لیکن اسی حالت مین اس ملعون نے ایک ہاتھ اور کمر کا مارا کہ طور سہمن کے دو ٹکڑے ہو کے
لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا اور لوگ ٹوٹ پڑے لاشہ اٹھایا ہر چند چاہا کہ قرنا سے قوق کو روکین
ممکن نہ ہوا یہ ملعون اور آگے بڑھا دوسری گھاٹی کی طرف بعجلت چلا جاتا ہی لوگ سد راہ ہین مگر

یہ کس کو مانتا ہے وہاں بادشاہ اسلام نے طور سرکن کا بڑا صدمہ کیا کہ یہ نشانی تھے رفقائے
امیر کی دوسرے یہ خسر تھے امیر اول کے نانا تھے تہمور دیو ربیورے کے وہاں قرنا بن
کوک عقرب چشم قریب دوسری گھاٹی کے پہونچ گیا ہے اس گھاٹی پر عین الزمان و
نور الزمان دونوں فرزند بدیع الزمان کے ہیں جیسے ہی قرنا سے قوق نے بڑھنے
کا قصد کیا عین الزمان نے آواز دی کہ کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا میں موجود ملعون
قرنا سے قوق نے جھپٹ کر وہی تیغہ خون آلود مارا عین الزمان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا بھلا یہ تیغہ سپر سے کب رک سکتا ہے سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پر بیٹھا جب تک
دستانہ ماریں ماریں اس ملعون نے جھٹکا جو مارا تیغہ تا جگر گاہ اتر گیا نور الزمان جھپٹ کر
سامنے آیا اسنے پلٹ کر وہی تیغہ مارا یہ بھی زخمی ہوے دوسری گھاٹی بھی فتح ہو گئی راہ ملی
قرنا سے قوق اور آگے بڑھا لوگ لاشہ عین الزمان کا اور نور الزمان کو زخمی لے کر
روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھ کر مرکب طلب کیا لباس شاہی بدلکر پوشاک
رزم زیب جسم کرنے لگے کہ بعد تیسری گھاٹی کے تمام کفار گروہ پر آجائیں گے اس ملعون یعنے
قرنا سے قوق کو اتنا بڑا طعنہ اس کی ہمت کا دیا گیا ناموس کی ہمراہی ہے نہیں معلوم کیا قیامت
برپا ہو اس سے مرجانا بہتر ہے کہ پھر ہمارے بعد ہماری عزت کا خدا نگہبان ہے لوگ کس مایوسی کے
ساتھ بادشاہ اسلام کا مرکب لیکر آئے ہیں مگر حکم سے مجبور ہیں چارہ کیا ہے عبرت کا مقام ہے کہ جسکی
بارگاہ میں پانچہزار پانچسو کہیں تلوار باندھتا ہو وہ اسوقت مجبور ہو کر خود آمادہ مرگ ہوا ہے
قضا ہو تاج سر سے اتار کر خود زیب سر کیا ہے چار قب شاہنشاہی دور کر کے چار آئینے اور جوشن
پہنے ہیں دستانے ہاتھوں پر چڑھاتے ہیں صرف تیغ و سپر ہاتھ میں لی ہے مرکب پر سوار ہوتے ہیں
بادشاہ اسلام اسوقت اک سپاہی کی حیثیت میں نظر آ رہا ہے ناموس میں اک کہرام ہے بیبیاں
بال سر کے کھولے ہوے خالق سے اپنی حفظ آبرو کی دعا کر رہی ہیں وہاں قرنا بن کوک
عقرب چشم صفوں کو توڑتا ہوا لوگوں کو قتل کرتا ہوا برابر چلا جاتا ہے کہیں رکتا نہیں
اب اسکے عقب میں رہ رہ کر فوج بھی آتی جاتی ہے وہاں فوجوں میں بھی تلوار شروع ہو گئی ہے
لاشے جا بجا پڑے ہوے ہیں کوئی پھڑک رہا ہے کوئی سرد ہو گیا ہے سر اڑتے [illegible] ہیں وہ
سپاہی جن کی گردن کبھی خم نہ ہوئی تھی ان کی یہ حالت ہے کہ زمین پر پڑے ہوے ہیں گھوڑے لاشیں
کچلتے ہوے چلے جاتے ہیں بمصداق اس شعر کے سر پاؤں ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے
کاسہ سر انکے دیکھو ٹھوکریں کھاتے ہوئے یہاں قرنا بن کوک عقرب چشم تیسری گھاٹی پر پہونچ گیا
اس مقام پر بھی دو شاہزادے یادگار شاہنشاہ خاور سیاہ یعنی ملک قاسم تہلکہ خفتان
خورشید خاوری تلواریں برہنہ کئے ہوے موجود تھے کہ لیس بن قاسم نے آواز دی ادھر دو
کدھر آتا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے پیرا گے بڑھنے کا قصد نہ کر بھلا یہ کب رک سکتا ہے بڑھتا چلا ہی آتا ہے
اشتاب راہ میں سامنا ہوا لیس بن قاسم نے تلوار قرنا سے قوق کی روک کے جو ہاتھ مارا تلوار
چار انگل سپر میں در آئی قرنا سے قوق نے پلٹ کے وہی تلوار لوٹ کے گی قرنا سے قوق

نے تیغہ مارا لیس بن قاسم نے سپر اٹھائی لیکن اس ملعون نے عجب طرح کی حرکت کی کہ سر تپاکر جو
کمر کا وار کیا دو ٹکڑے ہوئے الیس بن قاسم نے شہادت پائی قیس بن قاسم جھپٹ پڑے تھے
اسنے وہی تیغہ خون آلودہ جو مارا انکا بھی شانہ نشانہ ہوا لوگ انکو لیکر علحدہ ہوئے اور قرناسے قوق
نے پوچھا کہ خیمۂ ناموس کدھر ہے اسیوقت چلکر ہمن کو اپنی قتل کرونگا اور اسکے ساتھ اور بھی عورتون
کو قتل کرونگا جب یہ داغ مٹیگا یہ رنگ ملعون کا دیکھتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب اپنا بڑھایا
اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او بیحیا کدھر جاتا ہے قرناسے قوق نے کہا اور بہتر ہوا کہ تو خود
اپنے پاؤن سے وہان گور مین چلا آیا کہ بعد تیرے خانم ہر فوج کے پاؤن خود ہی اُٹھ جاینگے یہ سنتے
ہی بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ وار کر اپنا قرناسے قوق نے کہا کہ پہلے تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ نہو
کہ دل کی دل ہی مین رہ جائے بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ تو نہین جانتا کہ آئین ہمارے
یہان کا پیش دستی نہین ہے قرناسے قوق نے جھنجھلا کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا بادشاہ اسلام نے
وار قرناسے قوق کا پشت شمشیر سے رد کرکے اپنا وار کیا اسنے بھی رد کیا تین چار ضربون کی
نوبت آئی تھی کہ قضائے کار از اتفاقات روزگار تلوار بادشاہ اسلام کی ٹوٹ گئی اور قرناسے
قوق نے وار کیا پھر اس کا تیغہ سپر سے تھوڑی رکتا ہے ہر چند بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا
مگر ممکن نہ ہوا سپر تنے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور چار انگل کا زخم سر مین بھی
آیا دستانہ مارا تیغہ تو چھٹا کر سر سے نکلا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غش طاری ہوا
لوگ بادشاہ کو غول مین لیکر علحدہ ہوئے اسوقت ضرور لشکر کے پاؤن اُٹھ جاتے مگر ہر چہار
جانب سے تو گھیرے ہوئے ہین جائین کدھر سے اور اب قرناسے قوق نے خیمہ ناموس کا رخ
کیا لوگ جاتین لڑائے ہوئے ہین مگر یہ نہین رکتا برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے قریب خیمہ
ناموس صاحبقرانی کے پہونچ چکا ہے عورتون مین تلاطم گیا ملکہ زبیدہ شمشیر و گردیہ
بانو وغیرہ نے جو عورتین زبردست ہین اور فن سپہ گری سے خوب ماہر ہین آلات حرب و
ضرب تن پہ آراستہ کیے ہین دروازۂ بارگاہ پہ نقابین چہرون پہ ڈالے خاموش کھڑی
ہین کہ ادھر اسنے قدم آگے بڑھانے کا قصد کیا اور پاؤن قلم کر دیئے اور وہ عورتین جو نازک
اندام ہین بال سرون کے کھولے ہوئے اپنے اپنے وارثون کو یاد کرکرکے رو رہی ہین لب پہ یہی
دعا ہے کہ بارالٰہا تو عزت کا ہماری نگہبان ہے ہمین گناہ خودکشی سے بچانا جام زہر سب کے
آگے بھرے رکھے ہین انتظار اس امر کا ہے کہ مبادا یہ ملعون سب کو زخمی و قتل کرکے یہان تک آ گیا
تو اپنی اپنی عزتین جانون کو کھو کر بچائینگے بادشاہ کے زخمی ہوتے سے اور بھی ہراس طاری ہے کہ
یکایک از پیدۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے
گرد و زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہے بیچارگان تو پہلے ہی سے صلواۃ پڑھنے
لگا کہ یہ زور و شور کے ساتھ آمد انھین مغلون کی ہے گرد کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آندھی چلی
آتی ہے لاچور شاہ نے اس کے کان لیے اور کہا کہ ملعون مثل اپنے باپ کے مجھ کو بھی قارون سے
مین گو ہر لیے بہا نظر آتے ہین اگر انھین کی کمک آئی ہوگی تو کیا ہوگا وہان بادشاہ

لشکر تک کا خاتمہ ہو چکا ہی جو آئیگا دل شکستہ آئے گا نجتگان نے کہا اگر خیریت چاہتے ہو تو
بھاگنے کا سامان درست کر رکھو جس قدر لشکر اسلام تباہ ہوتا جاتا ہی اُسی قدر جلد ساعت
گریز آتی جاتی ہی لاجورد شاہ نے کہا کیون فال بد زبان سے نکالتا ہی چپکا بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا
کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا تماشا فتنہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار
سوار نقابدار پیدا ہوے کہ سب کے سب گھوڑون پر کوڑے توڑتے چلے آتے ہین اور آگے آگے ایک
نقابدار گوہر پوش اس تیزی سے گھوڑا پھینکتا ہوا چلا آتا ہی کہ ستر اسی قدم سب سے آگے ہی
لیکن میدان مین پہونچتے ہی نقابدار نے عجب رنگ دیکھا کہ وہ بیچ مین مثل حباب کے معلوم ہوتا ہی
ہر چہار جانب سے کفار کا ہجوم ہی بلکہ کافر کوہ پر چڑھ گئے ہین تلوار چل رہی ہی آواز تکبیر و بزن بلند
ہی اور قرتاین کوک عقرب چشم سرگردن سیاہ مست پر سوار نعرے کرتا ہوا طرف خیمہ ناموس کے
بے ادبانہ چلا جاتا ہی نقابدار نے اول تو وہین سے نعرہ کیا کہ باش قرساق کہان جاتا ہی خبردار
ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذاریکہ از دست من زندہ و سلامت روی اگر چہ
کو قرتاے قوق نے پھر کر دیکھا کہ یہ کون سی بلا آگئی ادھر نقابدار نے اس بحر آہن مین گھوڑا
ڈال دیا اور وہ بار آب تیغ کا کاٹنا شروع کیا ساتھ ہی نقابدار کے چالیس ہزار سوارون نے ملکر
ایک ہی جانب سے جو یورش کیا فوج کفار مثل کائی کے پھٹنے لگی یہ نقابدار آفت روزگار تلوارون
سے خون برساتے ہوے چلے جاتے ہین جو سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے جو بھاگ کر
چلا اُسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے یہان تو مطلب یہ ہی کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جائین پھر دیکھا
جائیگا دو رستہ برابر لاشون کے انبار کشتون کے پشتے بندھ گئے ہین اور نقابدار کی تو یہ حالت
ہی کہ مثل تیر شہاب کے جاتا ہی یہ ڈوبا اور وہ نکلا وہان قرتاے قوق نے بھی گھوڑا روک لیا
ہی تلوار تولے ہوے منتظر کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ نقابدار فوج کا ستھراؤ کرتا چلا آتا ہی یہان تک کہ
تھوڑی دیر ہی مین اتنے بڑے لشکر کو طے کرکے زیر کوہ پہونچ گیا تیغ سے خون ٹپکتا ہی لوگ اب خود
راستہ دیے دیتے ہین کہ کون اس سے سامنا کرے جان بچی لاکھون پائے جو پڑے مرتے چھدون پر ہین
وہ جانین اُنکا کام جانے ہمین کیا ضرورت ہی کہ ایسے سے لڑکر جان دین جس سے امید سیر ہونے کی
نہین ادھر نقابدار نے کوہ پر پہونچکر قرتاے قوق کا سامنا کیا اور ہمراہیان نقابدار نے خیمہ ناموس
کو گھیر لیا لڑنا شروع کیا ادھر اُن نقابدارون کے آجانے سے اہل اسلام کی تازہ دم ہو گئے ہین
سنبھل سنبھل کر لڑ رہے ہین وہان ناموس امیر سجدۂ شکر ادا کرنے لگے اور نقابدار کے حق مین
دعاے خیر کرنے لگے یہان نقابدار اور قرتاے قوق سے سامنا ہوا قرتاے قوق نے آواز دی
کہ او اجل رسیدہ تیرے ہاتھ سے مین بہت تنگ آیا ہون ایک مرتبہ تو میری محنت خاک مین ملا
چکا اب پھر آیا ہی کس مشقت سے مین نے بارگاہ مین چھیپنی تھین تو نے میرے سردار کو بھی مارا
اور پھر بارگاہ مین چھین کر لے گیا مجھے بھی تیری تلاش تھی خیر اب کہان جائیگا ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ
سے اور تجھے قتل کرنے کے بعد پھر دیکھون کہ مجھے کون روکتا ہی لا حضر ساحری کی نقابدار
نے نعرہ کیا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہی کہین اہل اسلام پیش دستی کرتے ہین قرتاے قوق نے جھنجھلا کر

ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار نے گروہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے کو داہنی جانب دباکر چاہتے
تھے کہ قبضے پر ہاتھ ڈالدین کہ قضاے کار اتفاقات روزگار پاؤن گھوڑے کا ایک سوار کے سر ٹھٹے
ہوے سر پر پڑا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ خود پر بیٹھا بس یہ ملعون جھٹکا جو مارتا ہے
تا دوابرو اُتر گیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی
مگر واہ رے جرأت نقابدار کی کہ اسی عالم زخمداری مین پلٹ کر خود ہاتھ تیغہ کا مارا اگر قرناے قوق
خالی نہ دے اور پیچھے سرک کر ٹھٹے پر کر گردن کٹے نہ جا رہے تو تیغہ نقابدار کا کمر پر بیٹھے مگر تو ملکے کی بلا اُنپر
کے سر آپڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی قرناے قوق نہایت چالاکی کے ساتھ کر گردن سے کودا
یہان نقابدار پر غش طاری ہونے لگا لوگون نے نقابدار سے کہا کہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہے لہذا
نکل چلیے نقابدار نے کہا کہ اس حالت مین ناموس کو چھوڑ کر کیونکر جاؤن لوگ مجھ کو کیا کہین گے
اچھے نکلے تو سب ہی اڑتے ہین یہی تو سخت وقت ہے کہنے کو تو نقابدار نے یہ کہ دیا مگر غش طاری ہوا
سنبھلنے کی طاقت نہ رہی باہین گھوڑے کی گردن مین ڈالدین لوگ نقابدار کے حلقے مین
اپنے سردار کو لیے ہوے ایک جانب سے لشکر کفار کو دباتے ہوے صاف نکلے چلے گئے یہان پھر
وہی قیامت برپا ہوئی کہ قرناے قوق دوسرے گینڈے پر سوار ہو کر خیمہ ناموس کی
طرف چلا وہان بادشاہ اسلام نے زخم سر باندھا بار دیگر مرکب پر سوار ہوے اور سمجھتا ہے
قرناے قوق چلے اُدھر یہ سنکر کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پھر مقابلے کو چلے ہین مخدرات
عصمت اپنے سر پیٹنے لگین پروردگار عالم کی جناب مین عرض کرنے لگین کہ اے کس بیکسان
واے والی غریبان اے دادرس اے فریادرس اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی جان و آبرو کا
بچانے والا نظر نہین آتا وہان بادشاہ اسلام قریب قرناے قوق کے پہونچ چکے ہین اُدھر
بختگان نے پھر لاجوردشاہ سے کہا کہ بھاگنے کا سامان مہیا رکھو مسلمانون کی مصیبت کی
انتہا ہو چکی بس اب انکی فتح اور ہماری شکست کا وقت قریب ہے نہایت ہوشیار رہو
لاجوردشاہ نے کہا تو کیا جھک مار رہا ہے اب کیا ہو رہا ہے آنکھ کھولکر دیکھ تو بختگان خاموش ہو رہا
کہ یہین کیا ہے کہ یکایک جانب بیابان سے گرد خفیف بلند ہوا اسطرح کہ جیسے یکہ سوار آتا ہے بس ایک
بگولا گرد کا تھا کہ زمین سے پیچیدہ چلا آتا تھا کہ یکایک قریب پہونچتے ہی وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد
سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ نعرۂ امیر ثانی سے منم امیر عرب زینت جہان بانی فروغ نیر اقبال حمزۂ ثانی
باش اے گروہ کفار بدکردار خبردار و ہوشیار باشید کہ مین آپہونچا بڑا ظلم کیا ہے تم لوگون نے لیکن
اب جو نظر پڑتی ہے تو بادشاہ اسلام زخمی سر سے پٹی باندھے ہوے قرناے قوق کے مقابلہ
کو چلے جاتے ہین وہین سے امیر ثانی نے دوسرا نعرہ کیا کہ باش اے قزاق کہان بے ادبی
کرنے جاتا ہے بادشاہ سے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا نعرۂ امیر ثانی کی آواز جس وقت کان
مین اُن پردہ نشینون کے پہونچی جن کو ابھی دعا مانگنے سے فرصت نہین ملی تھی جان سے زیادہ آبرو کا
خیال تھا جلدی سے سجدۂ شکر مین گرین اور دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے امیر ثانی کو سرا پردہ
بھیجا ہے تو بچانا بھی ایسا ہو کہ مثل نقابدار کے سہرا پوش اور بادشاہ اسلام کے یہ بھی زخمی ہو جائے

تو پھر کوئی چارہ نہ ہو سکیگا وہان امیر کشورگیر نے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوے کوہ کی طرف
متوجہ ہوے اس وقت مرکب امیر ثانی کا سب مرکبون سے بلند اور عجیب طرح کا مرکب معلوم ہوتا
ہے کہ تمام جسم پر مختلف رنگ کے گل بنے ہوے ہین اور آنکھین چار ہین جس وقت ہیچہ کرتا ہے
گھوڑے خوف کر کے بھاگنے لگتے ہین اور سب گھوڑا نیا دیکھکر خاموش ہو رہے کہ مرکب نئے
قسم کا ہے لیکن بختگان کی نگاہ اسی جانب لڑی ہوئی ہے غور سے دیکھ رہا ہے جس وقت
نعرہ امیر ثانی کا ہوا تھا تو لاجورد شاہ کو ایک ٹھوکا دیا تھا کہ اب تو بھاگو گے یا نہین دیکھو
وہ آپہونچے لیکن آپ ایسے کچھ محو ہو رہے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا اور امیر ثانی اسطرح فوج کو
دباتے ہوے چلے جاتے ہین جیسے دریا مین شیر جاتا ہے جلدی ہے کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جاؤن
لشکر ہوا سے شمشیر آبدار سے ابر کی طرح پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہوتا جاتا ہے شمشیر خونچگان مانند برق
کے ہر جانب کوندرہی ہے بختگان ایک بار گھبرا کر کہنے لگا کہ اللہ بھاگو نہین تو مجھے اجازت دو یہ
مرکب امیر ثانی کا خدا جانے کون بلا ہے لاجورد شاہ نے کہا کچھ کہو تو سہی کہا کہ امیر ثانی ہزارون
کو قتل کرتے چلے جاتے ہین مگر لاشہ ایک بھی زمین پر نظر نہین آتا اسے جانے دیجیے بلکہ وہ لاشے جو
جو پیشتر کے پڑے ہوے تھے وہ بھی غائب ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا زمین نگلے
جاتی ہے لاجورد شاہ وغیرہ نے اب جو خیال کیا تو واقع مین جہان لاشہ گر اگرتے تو معلوم ہوا زمین
تک پہونچتے ہی پھر پتا نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اصلیت اسکی یہ ہے کہ جس وقت امیر
ثانی کوہ قاف سے چلے تو ایک دیو کی گردن پر سوار تھے قریب ملک طنطالیہ کے پہونچتے ہی اب
جو دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے قیامت برپا ہے اتنی فرصت نہ پائی کہ گھوڑا منگاتے دیو سے
کہا کہ جلد بصورت مرکب بنجا دیو حسب الایماے صاحبقران ثانی مرکب بنا امیر ثانی اس پر سوار
ہوے اور اجازت دیدی کہ لاشون سے پیٹ اپنا بھر بے خبردار کسی زندہ کو نہ کھانا یہی وجہ ہے
کہ جو قتل ہوتا ہے لاش اسکی دیو کے پیٹ مین چلی جاتی ہے اور اسی سبب سے یہ مرکب بھی عجیب الخلقت
معلوم ہوتا ہے الحاصل امیر ثانی لڑتے بھڑتے قریب پہونچے بادشاہ کو علیحدہ کیا اور کہا کہ آپ تخت پر
جلوہ افروز ہون ورنہ لشکر بیدل ہو کر تباہ ہو جائیگا قدم اکھڑ جائینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی اور قرنایا
قرنابن گو کسب عقرب چشم سے کہ یہ کون سی مردانگی ہے کہ تو فوج لے سردار سے لڑ رہا ہے قرناے
قوق نے کہا کہ مین آئین سپہگری کا اپنی جنگ مین نہین مانتا ہون اور جب خداوند نے
مجھکو ملک الموت سب کا قرار دیا تو پھر ان باتون پر لحاظ کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے یہ کہتے ہی تیغ
مارا صاحبقران ثانی نے وار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ قرناے قوق گردن کے بل
پر آرہا کے چھلنے لگے امیر ثانی نے بایان ہاتھ دراز کر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ایسا مارا کہ قرناے
قوق ہاتھ پر بلند ہوا لیکن اسے لیے ہوے زمین پر کودے زور ہونے لگے اسوقت صاحبقران
ثانی کو غصہ ہے بال ریش کے کھڑے ہو گئے ہین زور ہو رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین سر سے بلند
کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا آواز دی کہ کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین
قرناے قوق پکارا کہ ہزار جان سے ہون تو خداوند طنطال آئینہ رو پر سے نثار ہین تو آج

مار ڈالیگا کل خداوند اس سے زیادہ قوت عطا کرکے مجھے پیدا کریگا اُسوقت مین تیرا کلّہ نہرا توڑونگا
دیکھا امیر ثانی نے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ راہ پر آتے نہین معلوم ہوتا بس ایک پاؤن اسکا زیر قدم
دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کے جو زور کیا چیر کر پھینک دیا گروہ اہل اسلام مین تکبیر کے
نعرے بلند ہوے بختگان تو چیخنے لگا کہ سبحان اللہ کیا پوچھتا ہے اس زور کا ماشاء اللہ چشم بد دور
اور لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کی فکر رکھو اُسنے کہا کیا جھک مارتا ہے ایک قرناے فوق کے
مرنے سے کیا ہوتا ہے فوجین ہین کہ سمندر کی موجین لاکھون قتل ہوتے ہین مگر کمی نظر نہین آتی چلے
ہی آتے ہین امیر ثانی لڑ رہے ہین قیامت کی تلوار چل رہی ہے سردار کے آجانے سے فوج کو بھی قوت حاصل
ہو گئی ہے تیغ صاعقہ بار چل رہی ہے کہ بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین نہرین خون کی
جاری ہو گئی ہین لاشین تیرتی نظر آتی ہین اب کوئی پہر بھر دن باقی رہ گیا ہے صلصال اور لاجورد شاہ
لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا مارو مسلمانون کو ایک امیر ثانی کیا کرینگے
پانچ ہزار یا پانچ چھ تلوریے جو زور صاحبقرانی تھے وہ تو قید مین جو دو ایک باقی ہین وہ زخمی ہین
کیا کر سکتے ہین امیر ثانی کہان تک لڑینگے آخر تھک کر بیٹھ رہینگے یا مارے جائینگے ادھر مسلمانون
مین شور ہے کہ ہان وقت جانبازی ہی ہے آج حق نمک ادا ہو جاؤ آج کا مرنا آبرو کی موت
ہے زندگی بھر نمک کھایا ہے اُس کے ادا کرنے کی فکر کرو جام شہادت پیو اگر مر گئے تو شہید زندہ بچے تو
غازی کہلاؤ گے ہان روز نام و ننگ ہی ہے امیر ثانی کی لڑتے لڑتے یہ کیفیت ہوئی ہے کہ تلوار کا قبضہ
گرد بیٹھا ہے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے تمام لباس گلفشان ہو رہا ہے ہاتھ گرمی جنگ مین چلا جاتا ہے
کہ یکایک ایک ابر سیاہ نمودار ہوا کہ بیرقون کی چمک آنکھون مین جھپکانے لگی اور سیاہی نے اُسکی دن کو رات
کر دیا اور آن واحد مین وہ ابر پھیل کر تمام کرہ پر چھا گیا ہوا سے تند چلی خیمون کی طنابین ٹوٹنے
لگین درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے اب جو خیال کیا تو ہر چہار جانب بیرقین گر رہی ہین امیر ثانی
مطمئن تھے کہ جو بلا ہے دونون کے واسطے تو ہے کوئی ہماری تخصیص تھوڑی ہے مگر یہ نہ معلوم تھا
کہ یہ بلا خاص ہے عام نہین ہے وہ بجلیان دراصل بجلیان نہ تھین بلکہ شیشے تھے کہ جو گرے وہ ایک ایک
سردار کو اُٹھا لیگئے اُسی گرمی جنگ مین صلصال بن وال بن دیو بن شماخ جادو سے سامنا
ہوا صلصال نے تلوار ماری امیر نے بند دست پکڑ کر مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
زین سے اُٹھا لیا یہ حال دیکھ کر خلخال بن صلصال قریب آیا اور اس نے ریختہ دار امیر ثانی نے
صلصال کو سامنے کر دیا اسنے ہاتھ روکا بس دوسرے ہاتھ سے اُسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر دوسرے
ہاتھ پیا سے بلند کر لیا یہ رنگ دیکھ کر کفار نے طبل امان بجوا دیا ادھر خضران بن عمرو ثانی
نے آواز دی کہ یا صاحبقران ثانی یہ ابر آثار سحر معلوم ہوتا ہے جلد اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی اُدھر متوجہ ہوے ادھر ان دونون کی کمر زنجیر کے بند ٹوٹ اور گر کر بھاگے وہان
صاحبقران ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اب جو دیکھا ابر پھٹنے لگا دم بھر مین مطلع صاف
ہو گیا نہ کرخ تھی نہ گرد تھی نہ ابر تھا مگر تو سے جو دیکھتے ہین تو جو چند سردار زخمی باقی تھے
اُن کا بھی پتا نہین بادشاہ اسلام کا تخت خالی نظر آتا ہے بالاے آسمان سے آواز آئی کہ ہم

ہاویل جادو فرستادہ خداوند ممثال آئینہ رو اہو حمزہ ثانی اب تو اسم اعظم پڑھ پڑھ کے اپنے
اوپر دم کیے جا مین اپنا کام کر چلا کہ بادشاہ کو بھی مین نے اسیر کیا کل سب قتل ہو جائینگے سب کا حشر
بیابان حشر مین ہو جائیگا اسپیر آمار نا ہی کیا تو بے موت مرجائیگا جب تیرے بھائی بھتیجے بیٹے پوتے
سب قتل ہو جائینگے تو مارے صدمے کے مر جائیگا نہین تو توبہ کرکے خداوند کو سجدہ کریگا یہ سنکر
امیر کشورگیر نے جواب دیا کہ او ہاویل جادو کیا جھک مارتا ہو حمزہ کی زندگی مین کون ان سب کو
قتل کرسکتا ہو انشاءاللہ کل بیابان حشر مین گھس کر قیامت برپا کردونگا دیکھنا کیا حال کرتا ہون
ہاویل جادو تو اس طرف روانہ ہوا فوج کفار بحکم ممثال آئینہ رو میدان سے واپس ہو کر
زیر قیطول پہونچ گئی صلصال و خلخال گرد جھاڑتے ہوئے لاجوردشاہ کے ساتھ ہوئے یہان
امیر ثانی نہایت محزون و غمگین پلٹ کر بارگاہ مین آئے شام تک لاشین بھی نہ اٹھ سکین تمام
کوہ خون سے لالہ گون ہو کر کوہ یاقوت معلوم ہوتا تھا غضب او داسی لشکر اسلام پر برس
رہی تھی وہ لٹا ہوا لشکر امیر ثانی کے سہارے پر رکا تھا ورنہ سب تباہ ہو جاتے یہ خبر
ناموس صاحبقران مین پہونچی کہ کل سردار مع بادشاہ قید ہو گئے اب فقط امیر ثانی باقی
ہین خدا انکو بچاے اور کل شب کے قتل کا سامان ہو عورتون نے رونا پیٹنا شروع کیا
صاحبقران ثانی کسے سمجھا ہین کیا کرین عورتون کی دلجوئی کرین یا سرداران کے چھڑانے
کی فکر کرین یا اتنے بڑے لشکر کا بندوبست کرین عہدہ دار سب قید ہو گئے اب خود ہی بادشاہ
لشکر ہین خود ہی داروغہ بارگاہ ہین ہر کام اپنے ہی ہاتھ ہو یا رسد تقسیم کرائین عجب سخت
وقت صاحبقران ثانی پر آپڑا ہو کہ کچھ بنائے نہین بنتی ہو یہان تو یہ حالت ہو اور وہان
ممثال آئینہ رو بالائے قیطول بیٹھا ہو خبرین دمبدم کی پہونچ رہی ہین جب کل لشکر زیر
قیطول آگیا اور ہاویل جادو نے آکر عرض کی کہ اب سوا حمزہ ثانی کے اور کوئی باقی نہین
ہو کیونکہ حمزہ ثانی باقل اسم ہو مین آج شب کو اسکی بھی فکر کرونگا لیکن ابھی کچھ کہہ نہین
سکتا ہون کیونکہ حفاظت قیدیون کی بھی واجب ہو ورنہ ان لوگون کے مددگار زمین و آسمان
سے پیدا ہو جاتے ہین ممثال آئینہ رو نے حکم دیا کہ جارجی جارج دے کہ کل اہل اسلام قتل
ہونگے جسے تماشا دیکھنا ہو یا حمایت کرکے چھڑانا ہو وہ بیابان محشر مین آئے اور تماشا ہماری
قدرت کا دیکھے یہ وہ لوگ ہین کہ جہان گئے خداوندیان بگاڑ دین جارجی نے حسب الحکم جارج
دیا اور اسی وقت دم بھی نہ لینے دیا کل لشکر کو طرف بیابان محشر کے روانہ کیا اور تیاری قتل
ہونے لگی آج ہی سے میدان خونی کا بندوبست شروع ہو گیا اور ہاویل جادو نے
قندیل جادو سے حکم دیا کہ تو جا اور اسم اعظم امیر ثانی کو بند کر لا قندیل جادو دختر ہاویل
جادو طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب وہ وقت ہو کہ شام ہو چکی ہو بلکہ کچھ تھوڑی سی رات بھی
آگئی ہو اور رات بھی اندھیری ہو کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین تشریف
فرما ہین کل دنگل اور تخت خالی نظر آرہے ہین عیارون مین عمرو ثانی کی جگہ فقط خضران مین
عمرو ثانی بیٹھا ہوا ہو امیر ثانی عمرو ثانی کو یاد کرکے رو رہے ہین اور خضران سے فرما رہے ہین

کہ اگر وہ دوست قدیم اسوقت ہوتا تو یہ نوبت نہ ہونے پاتی ساحرون کا علاج اُسی کے پاس ہے
خضران عرض کر رہا ہی کہ آج شب پھر حضور بارگاہ سے باہر نکلنے کا قصد نہ فرمائین جادوگر آپکی
فکر مین ضرور آتے ہونگے امیر ثانی مسکرانے لگے اور فرمایا ای خضران حافظ حقیقی نگہبان ہی
بارگاہ سے کبتک نہ نکلون یہ کہان ممکن ہی کہ مین چھپا بیٹھا رہون حوائج ضروری کو کیا کیا جائے
خضران نے عرض کی تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلیے تھا امیر ثانی نے اس رائے کو پسند کیا
وہان قندیل جادو نے آکر ایک گوشہ تجویز اور چوکو دیا ایک بچہ خوک کو جھٹکا کرکے رکھا خون خوک
سے نہالی اور ایک طائر ماش کے آٹے کا بنا رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی و سرسون کے
مارنا شروع کیے کہ یکایک اُس مرغ نے غلغلک ماری اور پر و بال پیدا کیے اور جھپکا سا قندیل
جادو نے ایک شیشہ اپنے ہاتھ مین لیا اور طائر کو کاندھے پر بٹھا لیا اور پر پیدا کرکے
اوڑی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آکر قندیل جادو بالائے ہوا قائم ہوئی کہ جس وقت امیر
ثانی بارگاہ کے باہر آئین گے تو مین اپنا کام کرلون گی وہان حسب اتفاق صاحبقران ثانی کو
پیشاب معلوم ہوا اور چلے خضران نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھتے ہوئے جائیے امیر ثانی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلے قندیل جادو نے دیکھا کہ امیر ثانی بہت ہوشیار رہین یون کام
نہ چلے گا زمین پر اتری اور غلغلک مار کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور سامنے ہنستی ہوئی آئی
امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی دوڑکر لپٹ گئے کہ بھائی کہان تھے ہم پر یہ مصیبت گذر گئی ان ان لاوین
مین پھنسے ہوئے ہین اور تم ابتک نہ آئے اس وقت مین آئے ہو عمرو ثانی نے کہا کہ بھلا مین تجھے
کب چھوڑ کر جا سکتا تھا ایسے وقت مصیبت مین مصلحت کل جانے کی تھی کہ مین ایک مرتبہ کیسی
بلائے عظیم مین پھنسکر تیرا دشمن ہوگیا تھا مبادا پھر کوئی افتاد پڑتی تو تیری مصیبت میری
ذات سے اور بڑھ جاتی مین کفار کو تدبیرین بتاتا امیر ثانی نے فرمایا آخر اب بھی کوئی تدبیر سوچ
ہو کہ ان سردارون کی نجات کیونکر ہو کل تو سب قتل ہوجانے والے ہین عمرو نقلی نے
کچھ دیر سکوت کیا اور کہا ہان ایک تدبیر ہی میرے ساتھ علیحدہ صحرا مین نکل چلو تو مین بتادون
امیر ثانی عمرو ثانی کے ہمراہ ہوئے خضران بھی ساتھ ہی مگر حیرت سے عمرو نقلی کی جانب دیکھ رہا ہی مگر ہی
یون کہ زیادہ پریشانی مین عقل ٹھکانے نہین رہتی ہی کچھ شبہہ سا ہوتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی یہانتک
کہ عمرو نقلی امیر ثانی کو لیکر کوہ کے نیچے اُتر کر ایک درخت کے نیچے لیگیا اور کہا کہ اسی درخت کے نیچے سے سرنگ
لگی ہوئی ہی زندان تک اُسمے گھُسکر داخل ہو تو زندانیان ہی مین نکلو گے اسیوقت چلکر سب کو
رہا کر لاؤ امیر ثانی نے کہا کہ تدبیر تو اچھی ہی اور درخت کی طرف بڑھتے ہی تھے کہ عمرو نقلی نے کہا کہ
وہ سب تو اسیر سحر ہین چھُڑا لوگے کیونکر اسم اعظم بھی یاد ہی امیر ثانی نے فرمایا ہان اور پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی امیر ثانی نے اسم اعظم ختم کیا درخت سے اک طائر اڑکر آیا اور سات چکر صاحبقران ثانی کے
لگا کر پھر درخت پر جا بیٹھا عمرو نقلی نے چمکارا وہ طائر ہاتھ پر آبیٹھا امیر ثانی نے فرمایا یہ جانور تو تمنے خوب
سدھایا ہی عمرو نقلی نے کہا یہ تو جانور ہی مین دم بھر مین آدمی کو سدھا لیتا ہون یہ کہکر جانور کو شیشہ مین لے لیا
امیر ثانی نے فرمایا یہ تو نے کیا کیا عمرو نقلی نے کہا سیدھے ہو تو نے تو دوست دشمن کو نہ پہچانا اور یہانتک

میرے ساتھ چلے آتے امیر ثانی نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب تو دشمن ہو کر آیا ہی اور اگر تو دشمن
بھی ہو گا تو میرا کیا کرے گا عمرو نقلی نے آواز دی کہ کر لینا یہ ہی کہ تمھیں کسی کام کا نہ رکھا جس وقت
جس کا جی چاہے پکڑ لیجائے امیر ثانی نے فرمایا کیا جھک مارتا ہی زیادہ گستاخی اچھی نہیں ہوتی اس وقت
دیکھا تو عمرو نقلی کے دفعتاً پر نکل آئے اور نعرہ کیا کہ او نادان اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی کا
ایران بدی بیما اسم اعظم بند کر لیجاتے ہیں سوچ تو سہی کچھ یاد بھی ہی منم بلکہ قندیل جادو دختر ہاویل
جادو اب جو خیال کرتے ہیں صاحبقران ثانی تو کچھ یاد نہیں امیر ثانی نہایت پریشان ہوئے تیر
چلہ کمان میں پیوستہ کر کے چاہا کہ ماریں قندیل جادو سحر کر کے وہیں نظروں سے غائب ہو گئی
اور کہتی گئی کہ حکم خداوند نہیں ہی کہ حمزہ ثانی کو گرفتار کرو فقط اسم اعظم بند کرنے کو فرمایا
تھا کہ تو بیکار ہو جائے ورنہ ابھی چاہتی قتل کر ڈالتی چاہتی قید کر لے جاتی منظور یہ ہی کہ
تو مارے رنج کے اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے یہ سنکر امیر ثانی کو انتہا کا ملال ہوا اخضران
بن عمرو ثانی نے بھی گردن نیچی کر لی امیر ثانی حیران و پریشان واپس ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے اس وقت کے اس تازہ صدمے نے اور دل امیر ثانی کا توڑ دیا ہی خنجر کھینچ کر کئی
بار چاہا کہ جان دیدیں خضران نے ہاتھ پکڑ لیا لیکن مہتر شاپور شیر دل بھی بعد گرفتاری
بدیع الملک صحرا نورد ہو گیا تھا ہر وقت اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح ہاویل جادو کو مار ڈالوں
اور سب کو چھڑاؤں کوئی قابو نہ چلتا تھا آج شب کو شب آخر سمجھ کر نہایت کوشش کر رہا ہی لیکن ہاویل
جادو نے وہ بند و بست کیا ہی کہ ایک گنبد بالائے ہوا قائم کر کے اس میں تو آپ بیٹھا ہی
اور زندانخانہ سحر میں سب سردار قید ہیں زمین اور دیوار ہیں اس نے بزور سحر آہنی کر دی
ہیں کسی طرح کا قابو نہیں ہی لیکن سامنے گنبد کے اک نخل ہی کہ اس پر بہت سے جگنو
آشیانہ کیے ہوئے ہیں تمام پیڑ نخل کے چراغاں کا سماں دکھا رہے ہیں وہ درخت سرو
چراغان معلوم ہوتا ہی قریب اسی کے اک جھاڑی ہی شاپور شیر بنا ہوا اس جھاڑی میں
بیٹھا ہی کہ کوئی قابو پاؤں اور اپنا کام کروں حسب اتفاق قندیل جادو اڑتی ہوئی آئی
داخل گنبد ہوئی شیشہ سامنے ہاویل جادو کے رکھ دیا ہاویل جادو نے دختر کو گلے سے لگا لیا
پیار کیا اور کہا کہ سامنے جو نخل معلوم ہوتا ہی ایسے اس کے نیچے دفن کر کے آ کہ میں بھی
تیری طبیعت کو خوش کر دوں جیسے تو نے میرے دل کو شاد کیا ہی قندیل جادو گنبد سے
نکل کر زیر نخل آئی اور تھوڑی سی زمین کھود کر شیشے کو دفن کیا اور دفن کر کے پتھر رکھ دیا
اور پھر واپس گئی شاپور جو شیر بنا ہوا جھاڑی میں بیٹھا تھا اس کا دل کھٹکا کہ اس میں
کچھ بھید ضرور ہی مگر قریب درخت کے جا بھی نہیں سکتا کہ سامنے گنبد کا دروازہ کھلا ہوا ہی
اور ہاویل جادو بیٹھا ہوا ہی شاپور شیر دل کو یہ انتظار ہی کہ ہاویل جادو کی نگاہ چوکے
تو میں دیکھوں کہ یہ کیا شے ہی کچھ تامل ہی اسباب ہی کیا ہی لیکن وہاں قندیل جادو شیشہ
دفن کر کے جو ہاویل جادو کے پاس پہونچی ہاویل جادو نے پہلو میں بٹھا لیا جام شراب
لبریز کر کے دیا اور کہا کہ آج سے زیادہ خوشی کی کونسی شب ہو گی کہ کل دشمن اپنے

قبضے مین ایسے بے بس ہین کہ قتل ہوجائینگے لہذا ہمکو کوئی نہ کوئی خوشی منانا چاہیے قندیل
جادو نے کہا کہ آپ کو برسون کے بعد کبھی کبھی خیال اس بات کا ہوتا ہے ہاویل جادو نے
کہا زیادتی کسی شے کی اچھی نہین ہوتی ہے یہ کہکر دوسرا جام بھر کر دیا کئی جام قندیل جادو کو
پلائے پھر قندیل جادو نے کئی ساغر بھر کر ہاویل جادو کو پلائے باتین مزے مزے کی ہوتی
جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاشق و معشوق مین تخلیہ ہوا چاہتا ہے ان کفار مین عجب عجب
طرح کی بدکرداریان رائج تھین کہ سب عورتین حلال کر لی تھین پہلے ہاویل جادو نے
اسکی شادی کر دی تھی جب یہ جوان ہوئی اور زوجہ ہاویل جادو کی مرگئی تو اس نے
اپنے داماد کو قتل کر کے بیٹی پر تصرف شروع کر دیا دیکھا شاپور شیر دل نے کہ باہم اختلاط
شروع ہوگیا ہے شاپور لاحول پڑھنے لگا یہان تک کہ دیکھا دونون کو خوب نشہ ہوا
اور وہ دونون جامے سے باہر ہوگئے اس طرف کی سدھ بدھ نہ رہی شاپور شیر دل اپنے
مقام سے اٹھا اور یہ خیال کر کے کہ ہیئت بدلنے مین عرصہ ہوگا وہی شیر کی صورت بنے پنجون
سے زمین کھودی اور شیشہ نکالا ابھی تک اس کی سمجھ مین نہین آیا کہ اس شیشے مین کیا ہے وہان
ہاویل جادو و قندیل جادو مصروف عیش ہین دونون پر شیطان سوار ہے شاپور
شیر دل کو خیال پیدا ہوا کہ اسمین کچھ مال ضرور ہوگا جب تو اس حفاظت سے رکھا ہے شیشہ
منھ مین دبایا اور جانب صحرا روانہ ہوا وہان خضران بن عمرو ثانی بھی فکر مین چل چکا تھا
کہ بن پڑے تو مارون قندیل جادو کو اور لاؤن شیشہ اسم اعظم کو ادھر سے یہ آتا ہے
اور اس طرف سے شاپور شیر بنا ہوا کھاگا چلا جاتا ہے دیکھا خضران بن عمرو ثانی نے کہ شیر
کے منھ مین کوئی شے دبی ہوئی ہے اور اسی طرف چلا آتا ہے خیال پیدا ہوا کہ مبادا حملہ کر بیٹھے
منجنیق مین پتھر رکھ کے گھمایا چاہتا تھا کہ سر پر شیر کے مارے شاپور شیر دل نے خضران
بن عمرو کو پہچان لیا کیونکہ یہ ہیئت اصلی پر ہے گھبرا کر پکارا کہ ارے خضران کیا کرتا ہے ارے
مین ہون یہ شیر صحرائی نہین ہے خضران بن عمرو ثانی نے ہاتھ روکا مگر اتنی بات کہنے مین
شیشہ منھ سے نکل پڑا وہین اک پتھر پڑا تھا گرتا جو ہی منھ سے گر کے ٹوٹ گیا شاپور تو آہ
کر کے رہ گیا لیکن خضران بن عمرو آواز شاپور شیر دل کی سنکر قریب آیا کہ یہ معاملہ کیا ہے دیکھا
کہ اک شیشہ ٹوٹا پڑا ہے شاپور شیر دل نے بھی کھال اتاری اور ہیئت اصلی پر آئے
خضران بن عمرو نے کہا کیون چچا یہ شیشہ کیسا تھا شاپور شیر دل نے کہا اے فرزند کچھ عجب
معاملہ گذرا اور ساری کیفیت قندیل جادو کی ساتھ ہاویل جادو کے بیان
کی خضران بن عمرو ثانی لاحول پڑھنے لگا اور کہا کہ ایک مبارکباد مین آپ کو دیتا ہون
کہ اس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند تھا یہ نیکنامی آپ کے مقدر کی تھی جو بفکر
کے حاصل ہوگئی اب آپ زیادہ پریشان بھی نہ ہون کیونکہ جب اسم اعظم امیر ثانی کا
کھل گیا تو امیر ثانی خود آکر سب سردارون کو رہا کر لیجائینگے اب چلیے اور امیر ثانی
کو خوشخبری دیجیے شاپور شیر دل کو بھی انتہا کی خوشی ہوئی اور ہمراہ خضران بن عمرو ثانی

کے خدمت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوے یہان امیر باتوقیر صاحب عیار شمشیر زینت بارگاہ
سلیمانی یعنی جناب حمزۂ ثانی تخت خسروانی پہ بیٹھے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کہ یکایک سامنے
سے خضران بن عمرو ثانی و شاپور شیر دل نمودار ہوے امیر ثانی کو شاپور شیر دل نے سلام
کیا صاحبقران ثانی نے فرمایا ای شاپور شیر دل اس وقت مین اور یہ غفلت تم کہان تھے
شاپور شیر دل نے عرض کی کہ حضور غلام اس فکر مین تھا کہ کسی طرح قیدیون کو رہا کرون مگر اس
وقت تک کوئی قابو نہ پایا کیونکہ در و دیوار و سقف و زمین زندانخانے کی سب آہنی ہین اور آہن
بھی آہن سحر ہی بعد اسکے تمام ماجرا گذشتہ بیان کیا خضران بن عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور یہ
بھی اتفاقی وقت تھا کہ عیار صاحب وہان دوسری فکر مین بیٹھے ہوے تھے شیشہ اسم اعظم رکھتے
ہوے دیکھکر کسی دوسرے شبہ سے شیشہ لیکر بھاگے وہ صحرا مین پتھر پہ گر کر ٹوٹ گیا آپ خیال تو
فرمائین اسم اعظم یاد ہی امیر ثانی نے جو غور فرمایا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا کہا ای شاپور
شیر دل بڑا کام کیا تمنے اگر انشاءاللہ کل کے معرکہ مین خدا نے فتح دی اور قیدی چھوٹ گئے تو
تجھے مالا مال کر دونگا اور اگر قضا آگئی ہی اور مدت عمر کی تمام ہو چکی ہی تو مجبوری ہی اب امیر
ثانی تو خوش و خرم بیٹھے ہوے ہین شاپور شیر دل اور خضران بن عمرو ثانی سامنے حاضر ہین
اسوقت یہی مصاحب ہین یہی عیار یہی سردار جو کچھ سمجھیے صاحبقران ثانی پر ایسی سخت رات
کبھی کوئی نہ گذری ہوگی خضران بن عمرو بار بار یاد دلاتا جاتا ہی کہ چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے
جایئے ایسا نہ ہو پھر کوئی افتاد پڑے اگرچہ وہ ملعونہ قندیل جادو خود بے خبر ہی کہ کیا ہو گیا
تاہم احتیاط مقدم ہی شاید گرفتاری کی غرض سے پھر آجائے سبب اس کا یہ ہی کہ بسبب
شدت گرمی کے امیر ثانی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ہین اور کوہ پر بیٹھے ہوے ہین
کوئی تین بج چکے ہین اب ماہتاب طلوع ہو چلا ہی بلند درختون کی چوٹیون پر سے چاندنی
اتر رہی ہی جانوران صحرائی صبح کے دھوکے مین چہکارنے لگے ہین ہوا سے سرد چل رہی ہی کوہ پر
تو بسبب بلند ہونے کے چاندنی ہی چاندنی نظر آتی ہی اور کوڑہ یا لالہ جو پھولا ہوا ہی تو یہ معلوم ہوتا
ہی کہ اک فرش سفید بچھا ہوا ہی لالہ کو یہی اس چاندنی مین داغ بدل گھٹا ہوا ہی وہ ساری بہار
چشم صاحبقران ثانی مین خزان سے بدتر معلوم ہوتی ہی جسکا خیال آجاتا ہی دل خون ہو جاتا ہی کبھی
فرماتے ہین کہ افسوس دارا بن دارا ایک نشانی مرے ہوے فرزند کی تھی وہ
بھی قید مین گرفتار ہی اور کل قتل ہو جائیگا رستم ثانی یا تو طلسم مین تھا یا موت اُسے بھی
بروقت یہان کھینچ لائی کاش چند سے اور نہ آتا کبھی بدیع الملک کا ذکر کرتے تھے کہ کاش
مین قتل ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا کہ رونق صاحبقرانی و زور صاحبقرانی تھا آنکھون سے
برابر آنسو جاری ہین عجب حال ہی کبھی ناموس کا خیال ہوتا ہی کہ انکے بعد ہمارے کیا گذریگی
خود آمادہ مرگ و دنیا سے قضا بیٹھے ہوے ہین اب صبح قریب ہوتی جاتی ہی شاپور شیر دل
سے فرما رہے ہین کہ ای شاپور شیر دل شاید مین مارا جاؤن اور کوئی خبر لینے والا
نہ ہو تو تم ان دست و پا شکستہ عورتون کو کسطرح بیت خانہ کعبہ تک پہونچا دینا اور جناب والد

ماجد بدظلہ کے سپرد کرکے عرض کردیا کہ سب فرزند آپ کے راہ خدا مین کام آئے لیجا آپکے تشریف لیجانے کے بڑی بڑی مصیبتون کا سامنا ہوا سب خدا نے آسان کین مگر سر زمین تمنا لیب پر موت نے مہارت نہ دی تشا پور شیر دل عرض کررہا ہی کہ حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہین خدا وہ وقت نہ لائے کہ آپ تو دنیا مین نہ ہون اور ہم زندہ رہین خاک ہی آپ ایسے جلنے پر اول تو خدا پر بھروسا رکھنا چاہیئے وہ مسبب الاسباب ہی ہم اس سے زیادہ تھوڑی جانتے ہین آپ کے والد ماجد پر کیسی کیسی مصیبتین پڑین مگر سب خدا نے آسان کردین بعد تکلیف کے راحت ضرور ہوتی ہی خدا کو یاد کیجیے وہ سب اسیر سحر ہین آپ صاحب اسم اعظم ہین کیا تاب و طاقت ہی کسی کی جو قتل کرسکے امیر ثانی فرماتے ہین کہ ہان اسی پر توکل کیے بیٹھے ہین اگر حیات باقی ہی پروردگار کو عزت رکھنا منظور رہی تو وہ کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دیگا ورنہ مثل اس مصرع کے مصرع۔ چہ پادا باد ماکشتی درآب انداختیم۔ امیر ثانی تو صبح کے منتظر یہان بیٹھے ہین لیکن اب حال سنیے قندیل جادو کا کہ سب یہ ہاویل جادو سے منھ کالا کرواچکی تو ہاویل جادو نے کہا کہ اب تو جاکر خداوند سے عرض کرکہ مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند کر آئی اب کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی کو بھی قید کر لاؤن یا قتل کراؤن یا رہنے دون جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن اور اب اُن کا مار لینا کوئی بڑی بات نہین ہی جیسے مجھ کو مار ڈالا جب اسم اعظم بند ہو گیا تو امیر ثانی بھی مثل دیگران ہین کیا کرسکتے ہین قندیل جادو یہ سنتے ہی فورگ پر پرواز پیدا کرکے اوڑی اور قریب گنبد جہان نما کے پہونچی اور آواز دی کہ یا خداوند لونڈی حاضر ہی تمثال آئینہ رو نے آج دہی کی شب سے جشن شروع کردیا ہی لیکن ابھی جشن خاص ہی عام نہین ہی اُسے یقین ہی کہ کل کل خداپرست قتل ہوجاینگے یہ عجب طرح کا عشق ہی کہ بالائے قبطول جنید نازنین آفت ہوش گیارہ گیارہ بارہ بارہ برس کے سن کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوئی ہین برابر سے پرا جمائے بیٹھی ہین ساز چھڑ رہا ہی شغل رقص وغنا ہی جب طبیعت اسکی زیادہ بیچین ہوتی ہی خلوت برابر ہی ہوتی ہی اسمین چلا جاتا ہی وہان اک زن خوش جمال لیکن کرائے کا حسن ہی کہ بزور سحر تمثال آئینہ رو نے اسکو حسین بنالیا ہی پلنگ پر لیٹی ہی یہ راز دار ہی تمثال آئینہ رو کی خداوندی کی اور دباؤ بھی ہی کہ یہ دوسری عورت کی طرف ملتفت نہین ہوسکتا کہ اسنے کہہ دیا ہی کہ مین راز تیرا فاش کردون گی پہلے تو تمثال آئینہ رو نے بمصلحت دباؤ کھایا تھا کہ موقع پاکر اسے قتل کرڈالونگا مگر اب تھوڑا سنے اس کو ایسا اپنے قبضے مین کرلیا ہی کہ وہ خود مانوس ہوگیا ہی اس وقت تمثال آئینہ رو مصروف بزم رقص وسرود تھا قندیل جادو کی آواز جو سنی اندر بلالیا کہا اسوقت تو کہان آئی ہی قندیل جادو نے عرض کیا کہ مین نے اسم اعظم حمزہ ثانی بند کرلیا اب کیا حکم ہوتا ہی مجھے آیا گرفتار کرلاؤن یا وہین قتل کرڈالون تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اب وہ خود اپنا گلا کاٹ کر جان دیدیگا بے موت مر جائیگا تم نے بہت بڑا کام کیا تھے حسب اتفاق معشوقہ تمثال آئینہ رو کی درد سر سے پریشان ہو کر اپنے رہنے کے خاص مکان مین چلی گئی خلوت بھی خالی تھی اور اس وقت قندیل جادو

پیاک عالم نظر آرہا ہے اسنے بھی کسی ضرورت سے اپنے کو بزور سحر آراستہ کیا اور چلا جانے اسے
کیا کیا خیال آرہے ہین جب کا حال انشاء اللہ بروقت معلوم ہوگا تمثال آئینہ رو کی طبیعت اس کی
جانب مائل ہوئی اور کہا تجھ سے اک ضروری بات کہنا ہے اس بہانے سے تخلیہ مین لے گیا اور اپنا
کام کرکے کہا کہ اب تو جا اور میدان خونی کا بندوبست کر کیونکہ صبح قریب ہے قندیل جادو
رخصت ہوکر چلی راہ مین اسے پس و پیش ہے کہ وقت کم ہے کام زیادہ کیا کرون کیا نہ کرون آخر
دل نے نہ مانا اور اول طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب بہ صورت ایک پری کی بنی ہوئی ہے پرواز
کرتی چلی جاتی ہے جب اوڑتی ہوئی بالائے کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر ثانی قایم کوہ پر تشریف فرما ہین
اور دو عیار سامنے حاضر ہین چند خدمتگار کھڑے ہین اور کوئی نہین ہے یہ نیچے اوتری اور سامنے
پہونچ کر ایک ادا کے ساتھ کھڑی ہوئی امیر ثانی اسے دیکھ کر حیران ہوے کہ اسوقت یہ پری
کہان سے آگئی خیال آیا کہ شاید ملکہ آسمان پری نے کسی کو بھیجا ہو ساتھ ہی اسکے امیر ثانی نے
اس خیال کو غلط ٹھہرایا کہ وہان سے ہمیشہ دیو آیا کیے ہین پری کبھی نہین آئی پھر یہ کہان سے
آئی ہے اور کیا معاملہ ہے یہ سوچ کر اسکی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ تو کون ہے اور کہان سے
آئی ہے اسنے جواب دیا کہ تمھاری عاشق ہون اور پرستان سے چلی آتی ہون جب سے تمھین
قاف مین دیکھا تھا روح بے چین تھی تم ایسے جلد وہان سے چلے آئے کہ مجھے خبر بھی نہوئی آخر کار
خاک پھانکتی دردی بیابان تک اکیلی سرگردان و پریشان تمھارے عشق مین پہونچی مان باپ
بھائی بہن سب کو چھوڑا دوسرے وہان ان لوگون کے خوف سے تم سے نہ مل سکی یہ سب شعر
یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر اک سے یارانہ چھوٹا ہے احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹ گیا
اسطرح کے عاشقانہ شعر پڑھنے لگی امیر ثانی حیرت سے صورت اسکی دیکھ رہے ہین کہ سن تو پندرہ
برس سے زیادہ نہین معلوم ہوتا اور یہ بیباکی اور بیحیائی کہ دو عیار بیٹھے ہین خدمتگار
کھڑے ہین اور یہ عورت ہوکر عشق اپنا بتارہی ہے فرمایا کہ اسوقت مین اپنی مصیبت مین مبتلا
ہون مجھے عشق و عاشقی کی فرصت کہان اچھا آئی ہو تو قیام کرو اگر خداوند کریم کل کی آفت
سے نجات دیگا تو دیکھا جائیگا اسنے کہا کہ اچھا میرے ساتھ ذرا علیحدہ چلیے یا ان لوگونکو یہان
سے ہٹا دیجیے تو ایک بات ضروری کہنا ہے وہ عرض کرون امیر ثانی نے سب سے کہا کہ ذرا ہٹ جاؤ
سنکر کہ یہ کیا کہتی ہے خدمتگار فوراً ہٹ گئے لیکن شاپور شیردل و خضران بن عمرو ثانی
کو کچھ شبہ پیدا ہوا پاس آکر چپکے سے کان مین امیر ثانی کے کہا کہ کوئی ساحرہ نہ ہو ہوشیار
رہیے گا امیر ثانی نے چپکے چپکے باطل السحر پڑھنا شروع کیا لیکن جسوقت تنہائی ہوئی تو یہ پری
اور قریب آئی حسن اسکا برابر فریب دے رہا تھا مگر امیر ثانی اسوقت اسکی تردد مین ہین کہ کچھ
ہوش نہین ہے فرمایا کہ کیا کہتی ہے اسنے پڑھتے ہی بانہین گلے مین ڈال دین اور کہا کہ مین
اتنی دور سے آئی ہون تھوڑی دیر کا تخلیہ چاہتی ہون تم پر جو مصیبت ہے اسکا حال مجھے معلوم
ہے اصل یہ ہے کہ مین قندیل جادو ہون جسنے اسم اعظم بند کرکے تمھین بیکار کردیا ہے بہتر یہ ہے
کہ وصل میرا قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اگر کہنا میرا کرو گے تو [illegible]

تمثال آئینہ روسے سعی کرکے تمھارے دو چار بھائی بندون کو بچا دونگی بس یہ سنا تھا کہ امیر
ثانی نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور فرمایا کہ کب چھوڑتا ہون تجکو تو یہی شکر فریب دینے آئی ہے اسوقت
اگر در اصل صورت بھی آئے تو چڑیل سے بدتر ہے مجھے دنیا اندھیر ہو رہی ہے نہ کہ تجھ ایسی قحبہ
کو کب چھوڑتا ہون قندیل جادو ہنسی اور کہا کہ بے قابو ہو چکے ہو مگر اپنی ٹن سے باز
نہین آتے وہی مثل ہے کہ رسی جل گئی اور بل نہ جلا یہ کہکر امیر ثانی کے بند کمر پہ ہاتھ ڈالا
اور قصد کیا کہ لے اوڑون مگر ہر چند سحر پڑھتی ہے کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا سبب یہ تھا کہ
امیر ثانی چپکے چپکے اسم باطل السحر پڑھے جاتے تھے آخر عاجز آکر قندیل جادو نے قصد کیا کہ
جان بچا کر بھاگ جاؤن امیر ثانی کب ہاتھ چھوڑتے ہین بس یون ہی داہنے ہاتھ سے
تو ہاتھ قندیل جادو کا پکڑے ہوے تھے بائین ہاتھ سے ایک جو تھپڑ مارا سر دھڑ سے اوڑ گیا
قندیل جادو کی شمع حیات لہرا کر گل ہو گئی بس مرنا تھا اس کا کہ آندھی چلی خاک اوڑی
بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود حیف قدیم و جان
دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو لاش ایک ساحر سیاہ فام کریہ منظر کی
پڑی ہوئی ہے دو دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے ہین سن کوئی بولتے تین سو برس
کا معلوم ہوتا ہے اتنے مین شاپور شیر دل و خضران بن عمرو بھی آگئے یہ حال دیکھکر بہت
خوش ہوے خضران نے عرض کی کہ اے شہریار خدا سے بڑی خیر کی نہین تو اس مکار نے
غضب کا فریب کیا تھا غرضکہ اب وقت نماز صبح کا آچکا تھا امیر ثانی نے وضو کے لیے پانی
طلب کیا اور فریضہ سحری ادا کرنے لگے جبوقت نماز و وظائف سے فراغ حاصل ہوا مرکب
طلب کیا اور خود داخل ناموس ہوے سب سے اس طرح رخصت ہوے جیسے کوئی مرنے کو جاتا
ہے اب امیر ثانی باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوے خضران بن عمرو ثانی ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہے جب اور لوگون نے ہمراہ چلنے کا قصد کیا صاحبقران ثانی نے قسم کھائی کہ واللہ
مین اُسے قتل کرونگا جو میرے ساتھ چلنے کا ارادہ کریگا مجھے تنہا جانے دو بس تمھاری
خیر خواہی اسی قدر بہت ہے کہ تا واپس آنے میرے یا میری لاش کے ناموس کی حفاظت کرو
اگر مین زندہ پھرا تو کچھ پروا نہین اور اگر مارا گیا تو ان سب کو خانہ کعبہ پاس والد ماجد کے
پہونچا دینا یہ فرماکر تنہا جانب بیابان محشر روانہ ہوے دل مین یہ ٹھیک کیا کہ اے امیر
ثانی ان لوگون کے قتل کروانے سے کیا فائدہ اپنی بلا اپنے ہی سر لینا چاہیے وہان کا
کارخانہ سحر و ساحری کا ہے یہ بیچارے جاکر کیا کر لین گے اور اگر تجھ سے یہ کام بن آیا
تو ہفت کشور مین دھوم ہو جائیگی کہ حمزۂ ثانی نے تنہا اتنی بڑی جنگ کو فتح کیا جس مین
پانچہزار یا پچیس تیس تلوریئے زیر دار بیٹھے ہوے تھے وہ عجب وقت اور عجب سمان تھا کہ
صاحبقران ثانی تنہا و اداس سے ہر چہار جانب دیکھتے جاتے تھے اس صبح کی بہار کو دنیا کی
بہار آخر تصور کر رہے تھے جان اپنے دوستون عزیزون مین لگی ہوئی تھی ہر غنچہ و گل
کی طرف دیکھکر فرماتے تھے کہ مجھے تیری شگفتگی سے کچھ بھی فرحت نہین ہے مجھے اپنے پژمردہ دل

کو اپنا باغ تمنا خزان ہوتا نظر آرہا ہی کبھی لالہ کی جانب دیکھکر ارشاد کرتے تھے کہ کیا تو میرے
پیارون کے غم مین ابھی سے داغ بردل ہی نرگس کے پھول مانند چشم گریان بہ سبب قطرات
شبنم سے پرآب معلوم ہوتے تھے سنبل پر کسی سوگوار کا دھوکا ہوتا تھا ہر نخل نخل ماتم
اور ہر گل داغ جگر معلوم ہوتا تھا نسیم سحری کے جھونکے نفس واپسین کی طرح آتے جاتے
تھے اب انھین تو راہ مین چھوڑیے دیکھیے کہ کسوقت پہونچتے ہین لیکن اب حال بیان کیا
جاتا ہی تمثال آئینہ رو کا کہ جسوقت صبح ہوئی ستارے ڈوبنے لگے سفیدہ پھیل گیا شفق کی
سرخی نے خونی اطلس فرش زنگاری سپہر پر بچھائی جس سے غم و شادی دونون سامان نظر
آرہے تھے بموجب شعر شادی و غم کی دورنگی ہی نمایان باغمین ؞ گل تو ہنستے ہین مگر بلبل ہین نالان
باغمین ؞ شاہ خاور تاج بر سر نیزہ ہاے خطوط شعاع لیے سوے میدان آسمان پر لجمدکر نمایان
ہوا تیرگی شب کو مانند سپر کے نیزۂ نورانی کی قوت سے چیر کر پھینک دیا فوج انجم شکست کھا کر نگاہون
سے روپوش ہوگئی بیان آن مرد و دورگاہ ازلی رزاندۂ بارگاہ ایزدی لوم خرابہ سحر و جادو
یعنی تمثال آئینہ رو نے فوج تو ایک روز پیشتر ہی روانہ کردی تھی اب خود بھی اک
بساط پر بیٹھا اور وہ بساط بزور سحر اوڑکر چلا آج اسنے وہ سامان کیا ہی کہ کبھی نہ کیا
تھا لباس سرخ پہنے ہوے نقاب زرین چہرے پر ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر چار گلدستے
چہار جانب جواہر کے رکھے ہوے شمشیر برہنہ ہاتھ مین ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ فگن
اسمین سے برقین چمکتی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک ٹکڑا شفق کا آسمان سے علیحدہ ہوکر
ہوا پر جا رہا ہی یہ سب رنگ خونی سامان قتل مسلمانان کا تھا اب حال بیابان محشر کا سنیے
کہ ہاویل جادو نے بموجب حکم تمثال آئینہ رو پانچ ہزار پانسو پھانسی دار بین استادہ
کی ہین اور ہر دار کے نیچے ایک ایک سردار کو بٹھایا ہی اور ایک ایک جلاد شمشیر برہنہ ہاتھ
مین لیے سر پر کھڑا ہی فقط انتظار ہی تمثال آئینہ رو کا اور گرداگرد تمام دارون کے اول
فوج ساحرون کی اسکے بعد کل لشکر ہی یہ سب انتظام اس لیے ہی کہ مبادا کوئی رہا کر لیجانے
والا نہ آجائے اسوقت سرداران لشکر اسلام ایک دوسرے کو بنظر حسرت و عبرت دیکھ رہے
تھے درحقیقت اگر غور سے دیکھیے تو ان مین کون کون ہی کہ جنمین سے ہر ایک صاحبقران ثانی ہی
ایک ایک نے تنہا صدہا ملک فتح کیے جنکی تلوار کی دہاک سے روح بہرام گور مین لرزتی ہی کوئی
بدیع الملک کوئی رستم ثانی کوئی نور الدہر کوئی ایرج کہین قہرمان دیو پرور کہین داراے
کشور کشا کہین تورج یزدان پرست کہین خورشید تاجدار کسی طرف لندھور ثانی کہین
مالک ثانی کہین شہریار عالی وقار کہین کرب نامدار کسی طرف فرامرز شاد منوچہری کسی طرف
جمہور جہانسوز تیرزن کسی سمت شہنشاہ گوہر کلاہ کسی جانب داراے بن داراب
کہین زرہ کہین غضنفر و نامداران سب کے علاوہ اسوقت بادشاہ اسلام بھی اسی
عالم مین ہین جوان سردارون کی کیفیت ہی مثل دیگران زیر دار تہ تیغ بیٹھے ہین بادشاہ
ورعایا مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا عبرت کا مقام ہی کہ ابھی دو دن پہلے روز افزون تھا

انکی تلوار سے خون ٹپکتا تھا آتے ہی لشکر تمثال آئینہ رو کو درہم و برہم کر دیا تھا کیسے کیسے
پہلوانان نامی و گردن کشان گرامی کو سر میدان چیر کر پھینکدیا آج کیسے مجبور زیر دار
بیٹھے ہیں ایک دوسرے کی جانب دیکھکر سر جھکا لیتا ہے مگر چہروں پر کوئی علامت خوف
و ہراس نہیں بلکہ جناب باری میں عرض کر رہے ہیں کہ پروردگارا شکر ہے تیرا کہ زندگی میں
ساتھ رہا مرنے پر بھی ساتھ رہیگا واقع میں کہ مرگ انبوہ جشن دارد مگر خیال انجام ہے تو اتنا
ہے کہ بعد مرگ کوئی غسل و کفن کا دینے والا بھی نظر نہیں آتا ایک صاحبقران ثانی باقی
ہیں خدا انھیں کو ساتھ عافیت کے زندہ و سالم رکھے اگر آسرا ہے تو انھیں کا ہے کہ شاید قابو
پاکر لاشے دفن کرا دیں فاتحہ پڑھ دیا کریں ورنہ اور تو کوئی امید نہیں معلوم ہوتی مگر جائے
حیرت ہے کہ صاحبقران ثانی اسوقت تک تشریف نہیں لائے کیا وقت آخر یہ تمنا بھی
دل کی دل ہی میں رہے گی اور دیدار سے بھی محروم رہینگے خیر ہمیں یہ بھی قبول
مگر حافظ حقیقی اس شہریار عالی وقار کو سلامت با کرامت رکھے ورنہ ناموس کی
کون سرپرستی کریگا یہی ذکر تھا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا
اور مانند شعلہ جوالہ زمین کی طرف متوجہ ہوا کفار میں اک خروش بلند ہوا سب کے سب
برائے سجدہ جھکے کہ خداوند آپہونچا لیکن وہ شعلہ زمین سے چالیس گز بلند بالائے ہوا قائم ہوا
تو دیکھا کہ اک گبر ناہنجار چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تاج مرصع بر سر تخت پر بیٹھا ہے چار گلدستے
چاروں طرف رکھے ہوئے ہیں سر پر اک چھوٹا سا شامیانہ کھنچا ہوا ہے مگر یہ اچھی طرح قائم
نہیں ہونے پایا تھا کہ ساتھ ہی دوسرا سناٹا ہوا اور سامنے سے اک غالیچہ اڑتا ہوا مثل
تخت کے دکھائی دیا اور دیکھا کہ طرف تخت تمثال آئینہ رو کے آتا ہے ساتھ ہی بیابان سے
گرد اوڑی سب اُدھر متوجہ ہوئے دیکھا کہ بگولے میں سے امیر ثانی تنہا مرکب پر سوار دوش پر
سپر ہاتھ میں تیغہ آبدار وہیں سے برہنہ کیے ہوئے نمودار ہوئے اور ایک جانب آکر
قائم ہوئے یہاں کفار مصروف سجدہ تھے صاحبقران ثانی کو گوارہ نہ ہوا کہ غفلت میں
تیغ تلوار کھینچیں لیکن وہاں وہ غالیچہ اوڑتا ہوا متصل تخت تمثال آئینہ رو کے پہونچا دیکھا
کہ اک شخص مہیب سیاہ رنگ کچھ عجیب طرح کا چہرہ بال سر کے بڑے بڑے شانوں پر دو سر اور نمودار ہیں
کہ آنکھیں وہیں نکلے ہوئے ہیں اور مانند اژدر دہن سے شعلے باہر نکل رہے ہیں تمثال آئینہ رو
نے نعرہ کیا کہ او بے ادب تو کون ہے کہ نہیں پہچانتا اور خداوند کے منھ پر چڑھا آتا ہے اُسنے جواب دیا
کہ ہم فرستادہ خداوندان قدیم یعنی ہمیل رعد آواز تمثال آئینہ رو نے جواب دیا کہ پھر کس لیے
آیا ہے ہمیل رعد آواز نے جواب دیا کہ تیری تنبیہ کو آیا ہوں کہ تو مسلمانوں کو نہ قتل کرسکو کہ تم
ہمارے پیارے بندے ہیں تو نہیں دیکھتا کہ ہمنے انکو کیسے کیسے عروج دیئے کیسی صورتیں کیسی
طاقتیں عنایت کی ہیں اگرچہ یہ گمراہ ہیں تو ہوں ہمیں انکی حرکتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں تو کون انکا
قتل کرنے والا تمثال آئینہ رو نے جواب دیا کہ اب اُن خداوندوں کا زمانہ باقی نہیں ہے کہ اُنکا حکم
چل سکے یہ زمانہ ہمارا ہے ہمارا جو جی چاہیگا وہ کرینگے میری خداوندی ساجھے کی نہیں ہم کو ہیں اپنے

فعل مین دوسرے کی رائے شریک کرون جاؤ کہدو اُن پونے دو سو خداوندون سے کہ اب
ایسی گستاخی کبھی نہ کرین ورنہ جتنے مظہر ہین سب کھدوا کے پھینک دونگا تم نہین جانتے ہو
کہ اب وقت میرا ہے تم بھی مثل اور مخلوق کے ہوگئے رہ گئے ہو یہ سنکر مہیل رعدآواز بھی للکارا
کہ قرمساق تو پونے دو سو خداوندون کو مگر ورغلا کر آپ شہزور بنا ہے اور کہتا ہے کہ اگلا زمانہ
گذر گیا مین ایک ادنے بندہ ہون مگر چاہون تو ساری خداوندی تیری خاک مین ملادون
بس یہ سننا تھا کہ تمثال آئینہ رو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین دیکھا تو نے میری قدرت
کو دیکھ یہ کہکے چہرۂ نحس کی نقاب دور کی بس نقاب اٹھنا تھی کہ امیر ثانی نے تو پہلے ہی سے
منھ ادھر سے پھیر لیا تھا کیونکہ سب کیفیت سن چکے تھے لیکن اور جتنے تھے مع صلصال و
خلخال و بختگان و لاجورد شاہ اور کل سرداران لشکر سجدے مین گئے اور کہا کہ بیشک تو خداوند
برحق ہے اور اب سب امیر ثانی سے پھر گئے صاحبقران ثانی کو دفعتاً برا بھلا کہنے لگے امیر ثانی
حیرت سے اُن لوگون کو دیکھتے ہین اور رہ جاتے ہین لیکن مہیل رعدآواز پر کوئی اثر
نہ ہوا اور پکار کر کہا کہ ایسی ایسی قدرتین مین گھڑی بھر مین خود سیکڑون بنا دیتا ہون یہ کہتے
ہی جیب سے اک شیشہ نکالکر دکھایا تمثال آئینہ رو اُس کو دیکھتے ہی آئینہ دار حیرت مین آکر بے
سجدۂ جھکا مہیل رعدآواز نے ہاتھ پکڑکے تخت پر سے کھینچ لیا اور اپنے تما نیچے بٹھالیا
اس کے سجدہ کرنے سے لوگون کو حیرت ہوگئی کہ یہ کیا آفت ہوئی کہ خداوند خود سجدہ
کرنے لگے وہان عمرو ثانی نے منع کیا کہ کیا کرتا ہے سجدہ جسکے واسطے ہے اسی کے واسطے ہے مین تو خود
اک بندۂ ذلیل ہون مگر مین نے تجھ کو دکھایا کہ ایک ادنے تحفہ ہمارے خداوند کے بندون کے
پاس بھی ایسا ہے کہ خداوندون کی خداوندی مٹا دیتا ہے بس بنے ہوے خداوند اور
اصلی خداوند مین اتنا ہی فرق ہے ادھر بادیل جادو سے پکار کر کہا کہ یہان آؤ بادیل جادو
بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے صورت دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے اور ابھی یہ بھی دیکھ چکا ہے کہ
تمثال آئینہ رو نے سجدہ کیا بادیل جادو قریب آیا مہیل رعدآواز نے اُسے بھی اپنے
پاس بٹھالیا اب یہ رنگ جو بختگان نے دیکھا لاجورد شاہ و صلصال سے کہا جو کچھ
مال لوٹنا ہو لوٹ لو ورنہ سب نذر خداپرستان تو ہو ہی چکا ہے اس مین شک نہین کہ یہی
مرشد ہین تھوڑی ہی دیر کے یہ خداوند صاحب یہان نظر آتے ہین ورنہ ان مین کچھ
بھی نہین لاجورد شاہ پہلے تو اسپر بہت خفا ہوا بعد اُسکے کہا کہ اچھا سواریان تیار رہین
جو کچھ مال و اسباب تمثال آئینہ رو کا تھا اُسمین سے بہت کچھ بختگان نے اونٹون پر بار کرالیا
لیکن یہان دیکھنے والے بھی حیرت مین ہین امیر ثانی بھی متعجب ہین کہ یہ کون بلائے آسمانی ای یہ
بہتر سر کا آدمی یہ ہیئت یون ہوا پر اڑتے ہوے نظر آنا سب کو تعجب تھا اور تمثال آئینہ رو
کا تو دم نکلا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سر میدان حشر اتنی بڑی ذلت ہوئی کہ خداوند
نے خود سجدہ کیا اور ایسے شخص کو جو اپنے کو بندۂ ناچیز بتلا رہا ہے مہیل رعدآواز نے کہا کہ مجھے
ہر سردار کے قریب لیچلو اور سب کا پتا و نشان بتاؤ تاکہ مین خطائین ان سب کی پونے دو سو

خداوندون کے سامنے عرض کرون اور سب خداوندون مین بحث ہوکر جو راے قرار پاے
اُس سے مین تجھین اطلاع دون تم اُسپر کاربند ہونا اگر قتل کا حکم ملے قتل کرڈالنا اگر قید کا حکم
ہو قید رکھنا اگر رہائی کا حکم ہو رہا کردینا خبردار تامل نہو تمثال آئینہ رو کہتا ہی کہ مین نے
آپکو پہچان لیا لیکن اب آپ مجھے ذلیل نکرین کہا نہین نہین تم گھبراؤ نہین ہین تمھارے واسطے
عہدۂ نیابت اپنے خداوندون سے لیتا آونگا اس اس طرح کی باتین ہونے کے بعد ابر غالیچہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا اور نہیل رعد آواز نے جسطرف کا اشارہ کیا اُسی جانب روانہ ہوا اوّل
سب سے غالیچہ قریب اُس دار کے آیا جہان بادشاہ اسلام ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین
بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر اس حالت سے سلسل بیٹھے ہوے تھے نہیل رعد آواز نے
یہ حال دیکھکر تمثال آئینہ رو پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ یہ تمنے انکو قید کیون کیا اور قید کیا
تو اسطرح کہ کوئی امتیاز نہ رکھا چھوڑ دو انکو یہ بیچارے اک مٹی کے بھوسے کی طرح تخت پر
بیٹھے رہتے ہین ان سے کیا خطا سرزد ہوئی تمثال آئینہ رو نے کہا کہ میرے ملک پر لشکر لیکر
چڑھ آئے تھے نہیل رعد آواز نے کہا نہین انکی کوئی خطا نہین یہ سب باتین حمزۂ ثانی
کی ہین اسکو چھوڑکر اُسکے عوض اُسے قید کرو اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر تم
کوئی شی ہماری نذر کرو تو خیر ہم تمھین چھوڑ دین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی
اگر پروردگار عالم کو ہماری حیات منظور رہی تو وہ ہمین بچا لیگا ورنہ مرجانا قبول ہی اور یہ
رہائی نہین منظور ہی اسکے بعد قریب ہر ایک سردار کے اسی طرح گئے اور اُس کی حالت دریافت
کرنے کے بعد کسی سے کچھ کہا کسی سے کچھ کہا بعد سب کے امیر ثانی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ کیون
اے حمزۂ ثانی تو نے ہمیشہ سب خداوندون کو بُرا کہا اور آزار پہونچایے آخر ان سب نے
پردۂ دنیا پر رہنا گوارہ نہ کیا اور نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے مگر انھین اب بھی تیرا اسقدر
خیال ہی کہ مجھے تیرے سعی بھیجا اور کہا کہ منع کرو تمثال آئینہ رو کو یہ ہمارے پیارے
بندے ہین خبردار انکو قتل نہ کرنا اور یہ نوبت تیری نہوتی اگر تو غرور نہ کرتا بس بہتر و لازم
یہ ہی کہ خیر آج تک جو کچھ تو نے کیا وہ بہتر کیا اب اپنے گناہون سے توبہ کر تو خداوندون کا
ارادہ ہی کہ تجھے نائب اپنا قرار دین اور تیرے سپرد تمام دنیا کا انتظام کردین ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا جنھون نے تجھے عزت عطا کی وہ آبرو لے بھی سکتے ہین امیر ثانی نے فرمایا
کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا ہی اور تیرے خداوند مسخرے کیا ہین افسوس کہ اسوقت میرا دوست
صادق یار موافق نہوا ورنہ یہ ساری قلعی تیری کھل جاتی اور حقیقت تیری دریافت ہوجاتی
کہ تو کون ہی وہ ایسا شخص تھا جسنے سیکڑون خداوندون کی قلعی کھولدی ہزارہا ساحرون
کو جنھین دعوی خداوندی تھا مار کر خاک مین ملا دیا مگر نہین معلوم اُسے کیا جنون ہوا کہ
وہ مجھے ایسی حالت مین چھوڑکر چلا گیا شاید اُسے ان حالتون کی خبر نہ تھی ورنہ وہ ایسا کبھی
نہ کرتا اور تو کیون تامل کرتا ہی حکم قتل کیون نہین دیتا دیکھو تو اُٹھی کیا ہوتا ہی شاید دو اک
قتل ہوجائین تو ہو جائین ورنہ یہ تمام میدان لاشون سے پاٹ کردی برہوت بنا دونگا

اور ابھی سب کو چھڑا لیجاؤنگا یا قضا آگئی ہے تو خود بھی مارا جاؤنگا نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر دوست
تمہارا عمرو ثانی اس مصیبت سے تمھیں رہا کرتا تو اُسے کیا دیتے میں نے سنا ہے کہ وہ طامع بہت ہے امیر
ثانی نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کا مالک تھا جو کچھ وہ چاہتا لے لیتا میں تو سب ملک اُسی کو
دیدیتا مگر وہ کمبخت تو ایسا ہے کہ جو کچھ ملا اسکو سوا زنبیل میں رکھ چھوڑنے کے صرف کرنا چاہتا ہی
نہیں اس سبب سے میں بھی اسکو کبھی اسقدر نہیں دیتا کہ خلق خدا پریشان ہو اور زنبیل بھری
رہے نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر وہ کہتا نصف ملک میں لونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ بیشک
میں دیدیتا پس یہ سنتے ہی نہیل رعد آواز نے آواز دی کہ باش اے گروہ کفار و اے مسلمانان تہور
شعار آگاہ اور ہوشیار رہو ہر کہ دانند و ہر کہ ندانند بشناسند کہ منم گوہر تاج عیاری و نکہت بستان
خنجر گذاری طرۂ دستار طراری مالک اقلیم ہشیاری خنجر گذار و با درفتار یعنی عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار پس یہ سنا تھا کہ کافروں کے ہوش اڑ گئے اہل اسلام متعجب ہوئے صاحبقران ثانی غور
سے دیکھنے لگے تمثال آئینہ رو نے اٹھ کر بھاگنے کا قصد کیا دیکھا تو چوتڑ غالیچے میں لپٹے ہوئے ہیں
ادھر ہاویل جادو نے سحر کرنے کا قصد کیا دیکھا تو سحر فراموش ہے کچھ یاد ہی نہیں پس عمرو ثانی
نے جلدی سے دونوں کی مشکیں کمند آصفائے باصفا سے کسیں اور امیر ثانی کو آواز دی کہ حمزۂ
ثانی کیا دیکھتا ہے مارے مارے ان کافروں کو اور رہا کر سرداروں کو صاحبقران ثانی نعرہ
کرکے چلے تلوار کھینچی اُدھر سرداروں نے قیدیں توڑنا شروع کیں جلادوں کو ابھی حکم ملنے
نہیں پایا تھا کہ وہ کسی کو قتل کر سکتے یہاں آن واحد میں عجب انقلاب پیش آگیا اب کسے قتل کریں
اپنی ہی جان بچتی نظر نہیں آتی اس حیرت و عبرت میں تلواریں چھوٹ پڑیں وہاں جس سردار
نے قید توڑی وار پکڑ لی اور فوج پر حملہ کیا ادھر صاحبقران ثانی نے قتل کرنا شروع کیا
ساحروں نے سحر شروع کیا خضران بن عمرو ثانی نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا سحر رد ہوا ساحر تہ تیغ ہوئے ترنج و نارنج کچھا پیکانوں کا
لچھا سوئیوں کا گولا فولادی سب حربے بیکار ہو گئے اہل اسلام نے قتل کرنا شروع کیا کل
چالیس ہزار ساحر تھے آن واحد میں شکار ہو گئے اب لشکر سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحروں کے
مرنے سے جو آندھی چلی خاک اوڑی تاریکی پھیلی ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جوانان اسلام اپنی
آزمودہ کاری سے جا بجا پکڑ پکڑ کر کھڑے ہو رہے لیکن کفار آپس میں لڑنے لگے باپ بیٹے کو قتل کئے
ڈالتا تھا بھائی بھائی کو نہ پہچانتا تھا اپنا بیگانہ کچھ نہ سوجھتا تھا اندھیر پڑا تھا ہر طرف آواز بگیر و بزن
بلند تھی کوندا برق شمشیر کا چمک رہا تھا بارش سروں کی ہو رہی تھی سیلاب خون جاری ہوا تھا
کشتی عمر طوفانی نظر آتی تھی وہاں ہرکاروں نے یہ خبر لشکر میں کردی کہ سردار قید سے چھوٹے
صاحبقران ثانی سے تلوار چل رہی ہے اور جوانان اسلام بے سر و سامانی سے لڑ رہے ہیں کہ نہ
مرکب ہیں نہ خود نہ زرہ نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ تلوار نہ سپر عمرو ثانی نے عیاری کرکے تمثال
آئینہ رو کو گرفتار کر لیا خیمہ میں ناموس کے ایک خوشی ہوئی سجدے شکر کے ادا ہونے لگے
فوج اسلام کوہ سے اُتر کر چلی عیاروں نے اپنے اپنے سرداروں کے آگے لئے گھوڑے سجے

اور مانند پیک صبا کے ایسی گرمی جنگ میں پہونچا دیئے اتنے میں لشکر اسلام بھی آپڑا قیامت کا رن پڑا
غضب کی تلوار چل رہی تھی کاسہ سر اس میدان میں مثل ڈھیلوں کے لڑھکتے پھرتے تھے دوسری
روایت یہ ہے کہ سرداروں نے کفار کے مرکب چھینے سوار کو قتل کیا گھوڑا اپنے قبضے میں ہوا شمشیر
و سپر بھی اسی طرح لی لیکن یہ رنگ نخچگان نے جو دیکھا آواز بلند اذان کہنے لگا اور کہا واہ خدا
کیا کہنا ہے اگر آپ دعوی خداوندی کا کریں تو بہت بجا و درست ہے او صلصال و لاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا کہ بھاگو اسی وقت کو ہمنے کہا تھا اور اسی لیے پیشتر سے بند و بست کر لیا تھا ورنہ
اسوقت بڑی بنتی یہاں کا تو خاتمہ ہوا اب کوئی اور بگھر دیکھنا چاہیے یہ سب تو ایک طرف سے راہی
ہوئے یہاں غازیان دیندار نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیئے مگر کفار کی یہ کیفیت ہے
کہ کسی طرح کم نہیں ہوتے ہر چند کہ فوج بے سردار کیا لڑ سکتی ہے مگر ایک تو یہ گروہ اس جنگ کو
مذہبی جنگ تصور کیے ہوے جانیں لڑا رہے ہیں کہ رہے ہیں کہ خداوند کو گرفتار کر لیا ہے چھڑا کر
جانیں لڑاؤ اگر اسوقت کمی کر گئے تو بخشش نہ ہوگی خداوند ناراض ہو جائیں گے دوسرے یہ
لوگ سمجھے اس طرح گھر گئے ہیں کہ نکلنے کی راہ نہیں ملتی کوئی چارہ نہیں ہے تلوار چل رہی ہے خون برس
رہا ہے زمین خون سے لالہ گون ہو گئی ہے کسی طرف تیر چل رہے ہیں کہیں نیزوں کی جنگ ہے
برچھیاں بلند ہیں اتنا صحرا نیستان معلوم ہوتا ہے پھر یہ علموں کے خون سے رنگین ہو گئے ہیں
قبضے تلواروں کے ہاتھوں میں گر گئے ہیں آہنی دلوں سے خون ٹپک رہا ہے غازیان اسلام کفار
کو گھیرے ہوے قتل کر رہے ہیں یہاں ہر طرف شور ہے کہ ہاں مار دو جانے نہ پائیں ان ملعونوں نے بڑے
بڑے ظلم کیے ہیں اب یہ کیفیت ہے کہ شام قریب ہے سیاہی مثل کاجل کے دیدہ عالم میں پھیلتی جاتی
ہے ماہتاب سیر گاں مہتاب روشن کر رہا ہے چراغان کو اک سطح ارض کو پرتو فگن ہو کر نورانی کر رہے
ہیں لیکن یہاں وہی کیفیت ہے کہ تلوار چل رہی ہے خون برس رہا ہے دونوں طرف رات مشعلیں روشن
ہو گئی ہیں اہل اسلام نے یہ انتظام کیا ہے کہ بادشاہ اسلام کو حلقے میں لیکر ایک طرف سے مارتے ہوے
نکل گئے اور تخت و تاج منگوا کر بادشاہ کو تخت پر سوار کیا اور ہم کر کر لڑنے لگے علیں گرمی جنگ میں جا اوت
ہیچ گردن سے اور لندھور ثانی سے سامنا ہوا تھا تو ہیچ گردن نے چوب دست ماری لندھور
نے چوب سر گرز پر روکی کر جیسے عمود گران سنگ کا وار کیا اسنے بھی چوب دست کو چپ کی پناہ کیا لیکن
یہ ستر من کی ضرب کب رکتی ہے دونوں ہاتھ تھرا کے چوب ہاتھ سے گر گئی سر گرز سینہ پر گرا سر گردن میں گردن
سینے میں سینہ شکم میں شکم کمر میں کمر گردن میں آ کر گردن زمین میں آ کے جون کا خاتمہ کر گیا
ادھر مالک ثانی سے اور فقیرہ باز سے سامنا ہوا دو چار طعنیں چلی ہونگی کہ مالک ثانی
نے ایسا نیزہ مارا کہ توڑ کر سینہ فقیرہ باز کو نکل گیا مالک ثانی نے نیزے سے سر بلند کر کے زمین پر
مارا کہ استخوان پارہ پارہ ہو گئے ادھر بدیع الملک سے اور قطوبل بلند بالا سے
مقابلہ ہوا قطوبل بلند بالا نے تیغہ مارا بدیع الملک نے وار روکے جو ہاتھ مارا مع مرکب
دو ٹکڑے ہوے رستم ثانی سے اور ملبوت تیغ زن سے سامنا ہوا ملبوت تیغ زن
نے وار کیا رستم ثانی نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اچھال دیا گرتے ہوے جو زنگ

ہوائی کاٹا کرب دلاور سے اور محراب زنگی سے مقابلہ ہوا محراب زنگی نے ارہ پشت
نہنگ مارا کرب نے ارہ قلم کرکے جو ہاتھ دوال کمر پہ مارا دو ٹکڑے ہوئے فولاد دشت
زن سے اور شہریار سے سامنا ہوا اس کا یہی حربہ ہے کہ ہاتھوں پیاس کے فولادی پنجے
چڑھے ہوئے ہیں جیسے اپنے گھونسا مار دیا چہرہ رنگ کر کے گیا اسنے شہریار پر بھی ہاتھ اٹھایا شہریار
نامدار نے کلائی پکڑ لی اور ایک گھونسا مارا کہ پھوٹک سر مر گیا بدیع الزمان سے اور غراب کوہ پیکر
سے مقابلہ ہوا غراب کوہ پیکر نے تلوار ماری بدیع الزمان نے وار اسکا رد کر کے جو
ہاتھ جنبیہ کا مارا اسکا بھی کام تمام ہوا ببر بربری سے اور کیخسرو نامدار سے مقابلہ ہوا
ببر بربری نے تلوار ماری کیخسرو نے وار اسکا سپر سے رد کرکے جو تلوار ماری مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوئے طہران آدم خوار سے اور نور الدہر سے مقابلہ ہوا طہران آدم
خوار نے ارہ پشت نہنگ مارا نور الدہر نے ارے کو قلم کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا طہران
آدم خوار کے دو ٹکڑے ہوئے مرلوط زنگی سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا
مرلوط زنگی نے ساطور مارا ایرج نے ساطور چھین کر پھینکدیا اور مرلوط زنگی کو چو رنگ ہوائی کیا
الحاق سیرگردان سے اور قامر زعاد مغربی سے مقابلہ ہوا قامر زعاد مغربی نے
تلوار الحاق سیرگردان کی چھین کر پھینک دی اور زمین سے اٹھا کر زمین پہ مارا
اور پامال کر دیا ملحوق سیرگردان سے اور جمہور سے مقابلہ ہوا ملحوق سیرگردان
نے تلوار ماری جمہور نے وار اسکا پشت سپر پر روک کر جو ہاتھ مارا کل غبات ملحوق
سیرگردان کو قلم کیا قہور دیو پیرو سے اور نہال روئین تن سے مقابلہ ہوا
کئی وار چلے قہور دیو پیرو زخمی ہوئے مگر نہال روئین تن کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا
اسوقت قہور دیو پیرو نے بغل میں آکر بند دست پکڑ لیا اور زمین سے اٹھا کر
زمین پر مارا ادھر طغے سر کو کھینچ کر پھینک دیا داراب کشور کشا سے اور سیلاب اژدر گیر
سے مقابلہ ہوا سیلاب اژدر گیر نے تلوار حوالے کی داراب نے وار اسکا تیغ شمشیر
رد کر کے جو تلوار ماری سیلاب اژدر گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مردود کوہی سے اور شہنشاہ
گوہر کلاہ سے تلوار چلی شہنشاہ گوہر کلاہ نے مردود کوہی کے وار کو رد کر کے ایک
ضرب شمشیر میں واصل دار البوار کر دیا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم سے
اور امیر ثانی سے مقابلہ ہوا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم نے
سارلق ماری امیر ثانی نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں گولے سارلق کے علیحدہ کیا پڑے محیط
فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم نے خالی زنجیر کھینچ ماری امیر ثانی نے زنجیر بھی رد
کر کے ایک ہاتھ شمشیر عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے آخر کار
ہاشم شمشیر زن نے علم لشکر سرنگون کر دیا اب وقت صبح کا قریب آگیا ہے لیکن کفار کی یہ حالت
ہے کہ قتل ہوتے ہیں مگر امان نہیں مانگتے بسبب کثرت کے اگر لوگ قتل بھی ہوتے ہیں تو پروا
نہیں کرتے انھیں بھی خیال ہے کہ مسلمان سب کو قتل کرتے کرتے بھاگ جائینگے مگر یہ غازیان

دینداراگر سربھی قلم ہو تو قدم پیچھے ہٹانے والے نہین ہین اتنے مین خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت مہمل رعد آواز بنکر آئے ہین اور تمثال آئینہ رو اور ہاویل جادو کو گرفتار کرکے زنبیل مین ڈال لیا ہے آکر امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر منظور ہے کہ یہ جنگ جلد سر ہو جائے تو اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ تمثال آئینہ رو کو دار پر کھینچکر بہتر باران کرو امیر ثانی نے حکم دیا کہ بہتر عمرو ثانی نے ایک بلند دار استادہ کی اور تمثال آئینہ رو کو بالائے دار کھینچ دیا اور ہاویل جادو کو زیر دار بٹھا کر قتل کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئین آندھی چلی خاک اوڑی آتشبازی و برف باری کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہاویل جادو بود حیف مردیم دجان م ادیم و مطلب خود نرسید بعد اسکے تمثال آئینہ رو پر تیر چلنے لگے کفار یہ حال دیکھ کر نہایت مضطر و بیتاب ہو کر چلے تھے کہ کسی طرح اپنے خداوند کو چھڑا لین مگر اہل اسلام نے سب کو تیرون پر رکھ لیا قدم آگے نہ بڑھنے دیئے جو آگے بڑھا اجل کا شکار ہوا یہان بالائے دار تمثال آئینہ رو مردود جہنم واصل ہوا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ عمرو ثانی نے جب اُن دونون کو غالیچے پر بلا یا تھا اسیوقت قتل کر ڈالا تھا اور پانی کا نسبہ چل کلید کا سبب سردارون پر چھڑک دیا تھا ورنہ یہ سب ہوش مین نہ آتے بہر کیف اب دل کفار کے شکستہ ہوئے اور چہار جانب جس سے جدھر بن پڑی وہ بھاگ نکلا جو گھرے ہوئے تھے انھون نے چادر ہلانا شروع کی امیر ثانی نے حکم دیا کہ اب خبردار کسی کو قتل نہ کرو دوسرا جھنڈا علامت صلح کا بلند ہوا جو جہان تھا وہین تھم گیا تلوار رک گئی ہر طرف امن ہوا امیر با توقیر مظفر و منصور مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی واپس ہوئے طبل شادمانی بجتا ہوا داخل شہر تمثالیہ ہوئے اور لہرب ولاور کو بارگاہ مین لینے کے واسطے اور داراب و فراسیاب و بدیع الملک و رستم ثانی کو ناموس کے لینے کے لیئے روانہ کیا اور آپ داخل شہر تمثالیہ ہوئے عمرو ثانی سب سے پہلے طرف قیطول کے چلا دیکھا تو وہان نہ قیطول ہے نہ کچھ ہے دو چار سرکنڈے گڑے ہوئے ہین اسپر نیلا زرد و زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے اب جس طرف گلستان ارم تھا وہان پہونچے یہان البتہ وہ نازنینین جو حوران جنت سے تعبیر کی جاتی تھین درحقیقت نہایت حسین و کمسن لڑکیان تھین عمرو ثانی نے ان کا زر و زیور خوب لوٹا اور جال مار مار کر پکڑنے لگا کہ انکو بیچ لینے مین بھی بہت کچھ ملجائیگا لیکن کسی نے یہ خبر امیر ثانی سے کر دی وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک نازنین پر برق ثانی عاشق ہوا تھا اُسے بھی آپ نے داخل زنبیل کر لیا ہر چند اُسنے منت سماجت کی آپ نے نہ مانا اور اُس سے روپیہ طلب کیا برق ثانی نے امیر ثانی سے اس امر کی اطلاع کی صاحبقران ثانی نے قران ثانی اور رشاپور شیر دل کو روانہ کیا اور کہا کہ کہدینا اُس دزد مکار سے کہ مال جس قدر چاہے لوٹ لینا مگر خبردار کسی آدمی پر قبضہ کرنے کا قصد نہ کرنا سب کو بحفاظت رکھو اور کچھ سردارون کو برائے حفاظت روانہ کیا یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین نذرین گذر رہی ہین امرا شہر حاضر ہو رہے ہین مال غنیمت غازیون کا حق کر دیا گیا ہے اُسیوقت سے سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہو گیا بتکدے منہدم کر دیئے گئے مسجدون کی بنا ڈالدی گئی شام تک یہ سب بند و بست ہوا قریب شام

کرب و بلا و بارگاہ سلیمانی و حشامی وغیرہ لیے ہوے آئے سب بارگاہین قرینے سے استادہ ہوئین لیکن وہان رستم ثانی و بدیع الملک و داراب بن داراب سمین زرہ جو کوہ پر پہونچے تو جو عورتین بزرگ تھین وہ بلا گردان ہوئین صدقے چلے اترنے لگے خیر و عافیت سب کی معلوم ہو گئی مگر ہر عورت اپنے اپنے وارث کے واسطے بیتاب تھی خاہجا نذرین نیازین ہو رہی ہین ہر چند کہ ان شاہزادون نے بہت تاکید کی کہ صاحبقران ثانی نے طلب فرمایا ہے مگر عورتون سے کس کا بس چلتا ہے کسی نے کھڑے پیر کا دونا مانا تھا کسی نے بی تُرت پھُرت کی پڑیا مانی تھی بھلا وہ منتین مرادین ادا کیے بغیر اپنی جگہ سے کب ہلتی ہین الحاصل صبح کو ناموس صاحبقرانی کو یہ تینون شاہزادے اپنے ہمراہ لیکر شہر تمثالیہ مین پہونچے ہر بی بی اپنے اپنے وارث سے ملی کسی نے اپنے فرزند کو گلے سے لگایا بلا گردان ہوئی کوئی اپنے بھائی سے لپٹی ہوئی تھی شادی مرگ کا عالم تھا اس دن کی امید کسے تھی کہ پھر زندگی مین دیدار نصیب ہوگا مارے خوشی کے کسی کو ہوش نہین ہے عوض شادیانون کے ہر طرف رونے کی دھوم ہے بمصداق اس شعر دلچسپ کے شعر خوشی کے جوش مین بھی رنج کے پہلو نکلتے ہین - زیادہ جب ہنسی آجاتی ہے آنسو نکلتے ہین ؀ تین روز تک عجب ہنگامہ برپا رہا وہ زنان باعصمت و حیا جنکو اپنے اپنے شوہرون کے آنیکی خوشی ہوئی ہے اپنے دلی ولولونکو دبائے ہوئے دور سے کنکھیون سے دیکھ رہی ہین حیا بات کرنے کو مانع ہے بموجب اس شعر کے شعر ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا - کنکھیون سے اسکو مگر دیکھ لینا کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے ؀ اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا ؀ مگر ہر ایک نے اپنے کو سنوارا ہے آراستہ کیا ہے تیسرے روز امیر ثانی نے اُن لڑکیون کو طلب کیا جنکو عمرو ثانی نے پکڑ پکڑ کے زنبیل مین ڈال لیا تھا عمرو ثانی نے سب کو زنبیل سے نکالا مگر اس قدر تھا کہ انکا عقد جس کے ساتھ کیا جائے وہ بعوض محافظت جتنے پہر باندھے اسی قدر روپیہ مجکو بھی دے سب نے مجبوری منظور کیا کیونکہ اگر منظور نہ کرتے تو کسی کو تعداد نہ معلوم تھی دو چار کو نکال کر کہدیتا کہ بس اتنی ہی تھین اور سب موقع اور محل سے باہر نکل جاتین ہان وہ عورتین جو باقی رہ گئی تھین اور سردارون نے جا کر اُنھین اپنی حفاظت مین لے لیا تھا وہ موجود تھین الحاصل امیر ثانی نے چالیس روز کا جشن قرار دیا اور پہلے جشن مین اُن لڑکیون کے عقد کے واسطے نوجوان سردار لشکر سے ڈھائی ہزار چھانٹے اور سب کو سب کا عقد کر دیا گیا یہ سب حاملہ ہوئین انسے لڑکے پیدا ہوتے ہین کہ جن کا ذکر لعل نامہ وغیرہ مین آتا ہے لیکن کچھ حال جشن کا لکھا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا جشن کیا ہے امیر ثانی نے تمام ظلمات شہر کو طلب کیا ہے آج کا جلسہ عام ہے اجازت ہے کہ جسکا جی چاہے آکر تماشا دیکھے شام کے ہوتے ہی اُدھر تو آسمان پر چراغان کواکب کی روشنی پھیلی مشعل ماہ روشنی بخش عالم ہوئی ناہید فلک چنگ ہاتھ مین لیے ہوے داخل بزم انجم ہوئی اور قاضی شرع کی قاضی فلک عقد پڑھنے کے لیے آموجود ہوا کشتی ثریا نقلون سے پر کر کے رکھدی گئی کہکشان کی بانگ تارون سے بھری گئی اور مانند عروس آراستہ کی گئی یہان بارگاہ حشامی و بارگاہ سلیمانی مین جھاڑ

کھلی صبح قریب آگئی اور بہت تھوڑا لگنے باقی رہ گئے ترتیب فتح کے سب نے لباس نوشاہی زیب
جسم کیا اور بیاہ محفل میں آکے بعد اُس کے جلوس کے ساتھ تمام دولہا آگے پیچھے ہاتھیوں
پر سوار ہوئے اور سب کے آگے ہاتھی شاہزادہ رستم ثانی کا اس سامان سے شہر کی گشت لگا کر
پھر واپس آئے کیونکہ دولہا دلہن کو شہر میں اب پھر سے محفل جمع ہوئی اور مجرے ہونے
لگے ایرج نوجوان کی یہ کیفیت ہے کہ شہزادوں کے شغل بیاہ لیے نہیں جو گا کر گھٹا آسے مالا مال
کردیا واقع میں عجب لطف تھا کہ جوان ایک صحبت میں قریب دو ہزار دولہا بیٹھے ہوں اور صدر میں
شاہزادہ رستم ثانی سب انہیں کا یہ کہتا کہ اور بسر ہوا اس کے پہلو میں اور اس کے مقابل شاہزادہ
بدیع الملک تھے کیونکہ انھوں نے کسی کے ساتھ عقد منظور نہیں کیا کیونکہ انکا دل ملکہ نوبہار گوہر
پوش میں لگا ہوا ہے جس کا ذکر طلسم صندل کے بیان میں آچکا ہے الغرض سب کا عقد
اُن کے مذہب کے موافق پڑھا ورثا اپنے قاضی کہاں سے آئے اور دو چار قاضی کہاں تک سب
عقد پڑھتے اور ہوتا تھا ایک ایک روز ہو تو نوبت تھا سب سے پہلے عقد شاہزادہ
رستم ثانی کا امیر ثانی نے ملکہ کے ساتھ پڑھا بعد اس کے اور سرداروں
کے عقد پڑھے گئے جب اس سے فراغت ہو چکی تو ہر ایک اپنی اپنی دلہن کو لیکر اپنے اپنے
خیمہ میں داخل ہوا یہ شب باسائش گذری اب دوسرے روز پھر سامان جشن درست
ہو رہا ہے کہ دفعتاً وقت صبح کچھ لوگ روتے پیٹتے ہوئے آئے اور انھوں نے بیان کیا کہ شب
کو بستر خواب سے شاہزادہ رستم ثانی غائب ہوگئے یہ سنتے ہی ایرج نوجوان نے
گریبان چاک کیا امیر ثانی کو نہایت تردد ہوا کہ یہ کوئی آفت آئی شاہزادوں پر تاکید
فرمائی کہ اگر کل صبح تک اس کا پتا نہ لگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا عیار ہر چہار جانب روانہ
ہوئے تلاش ہونے لگی دوسرے روز صبح کو ملازمان بدیع الملک روتے پیٹتے آئے
اور بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک بستر پر سے غائب ہوگئے شاپور شیر دل نے
عرض کی کہ یا امیر ثانی یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہے عیار کا نہیں ہے ورنہ بہتر ہو کہ خضر پیدا ہوتا
اب صاحبقران ثانی کو اور زیادہ تردد ہوا اور تور الدہر نے اپنا گریبان چاک کیا
تیسرے روز صبح کو خبر پہنچی کہ ایرج نوجوان کا بھی پتا نہیں چوتھی صبح کو تور الدہر کے غائب
ہو جانے کا حال معلوم ہوا یہاں تک کہ ہر روز ایک سردار غائب ہوتا تھا یہاں تک کہ دس روز
گذر جانے کے بعد دس سردار غائب ہوتے گئے یہاں تک کہ تیس پینتیس روز میں پچاس
پچاس سرداران نامی غائب ہوگئے امیر ثانی عیار روتے پیٹتے کیا کریں میں تمام روز جاتے
ہیں اور چہار جانب صحرا اور کوہ میں ہر جگہ تلاش کرتے ہیں مگر پتا نہیں چلتا آخر کار
چار عیاروں نے یہ مشورہ کیا کہ رہنا لشکر میں مناسب نہیں معلوم ہوتا ورنہ پتا لگنا
مشکل ہو جائے گا یہ سوچ کر قران ثانی و شیر تک بن عمرو و شاپور شیر دل اور برق
ثانی یہ چار عیار جانب صحرا روانہ ہوئے اور صحرا میں رہنا اختیار کیا ہر چہار جانب
تلاش کرتے ہیں شب کو ایک درخت پر مچان باندھ لیا ہے اسی پر بسر کرتے ہیں اسکو کئی روز

گذر گئے آپنے یہ راے قرار پائی کہ دن کو چوپایے بنکر گشت لگایا کریں اب یہ کیفیت ہوئی کہ
قران ثانی نے اپنے جسم پر کھال گردن سیاہ کی چڑھائی اور برق ثانی آہو بنا اور
شہرنگ بن عمرو نے ہیئت اپنی اک بندرے کی بنائی شاپور شیر دل نے ببر کی کھال
پہنی اور ہر ایک جھاڑی جھنڈ تی کو دیکھنا شروع کیا حسب اتفاق یہ سب علیحدہ علیحدہ
پھر رہے ہیں کہ اک جھاڑی میں سے اک آدمی نے سر نکالکر ادھر ادھر دیکھا اور آواز دی
کہ کوئی نہیں ہے یہ کہکر وہ تو غائب ہو گیا لیکن ایک اور ساحر سیاہ فام جوگیوں کی سی ہیئت
بنائے ہوئے دونوں شانوں پر دو پر نکلکر چشمے پر آ بیٹھا یا جب شام کا وقت ہوا غلطک مارکر
ہیئت اپنی اک عقاب کی بنائی اور اوڑکر چلا گیا یہ رنگ چاروں عیار مختلف مقامات سے
دیکھ رہے تھے اب یہ منتظر بیٹھے تھے کہ دیکھیے آج کس کو گرفتار کرکے لاتا ہے اور قیدیوں کو رکھتا
کہاں ہے کہ اب رات ہو گئی شب ماہ ہے تارے چھٹکے ہوئے ہیں جس وقت آدھی رات گذری
بالاے آسمان اک لکہ ابر حقیقت نمودار ہوا جسوقت زمین پر آیا دیکھا کہ وہی عقاب اک شخص
کو پنجے میں دبائے ہوئے آیا اور زمین پر اتر کر ہیئت اصلی پیدا کی اور جس کو گرفتار کرکے
لایا تھا اس سے کہا کہ کیوں تیرا ہی نام قہور دیو پروردہ ہے اس نے کہا ہاں میں ہی ہوں
کہا چل تجھے تیرے عزیزوں پاس پہونچا دوں اب جس روز حمزہ ثانی کو گرفتار کرکے لاؤنگا
اس روز تم سب کو قتل کرونگا یہ کہتے ہی قہور دیو پرور کو اپنے ساتھ لیے ہوئے جو اک تختہ سنبل
سامنے لگا ہوا تھا اسمیں داخل ہو کر غائب ہو گیا صبح کو عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ کیا
کرنا چاہیے برق ثانی کی یہ صلاح ٹھہری کہ میں ہرن بنکر بھاگونگا اور شاپور شیر دل
سے کہا کہ آپ شیر بنکر میرا تعاقب کیجیے گا میں اسی تختہ سنبل میں پوشیدہ ہو جاؤنگا آپ پلٹ جائیے گا
پھر وہاں پہونچکر دیکھا جائیگا سب نے اس راے کو پسند کیا اور صبح کے وقت برق ثانی آہو بنکر
بھاگا اور شاپور شیر دل نے شیر بنکر اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے جسوقت برق ثانی قریب تختہ
سنبل کے پہونچا کچھ کوے اوڑے اور انھوں نے آواز دی کہ عیاران اسلام جانور بنے
ہوئے آتے ہیں اس آواز کے ساتھ ہی دو پنجے گرے اور دونوں کو لے گئے یہ حال دیکھکر قران
ثانی اور شہرنگ بن عمرو نے کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ جسوقت یہ ساحر نہانے کو چشمے پر
جاے اسوقت کوئی عیاری کرنا چاہیے شہرنگ بن عمرو نے کہا کہ وہ جو نکلکر آواز دیتا ہے پہلے
اسکی خبر لینا مناسب ہے قران ثانی نے کہا کہ میں چشمے پر جاتا ہوں تم جھاڑی پاس رہو
اسکے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں ہے ورنہ ہم تم دونوں گرفتار ہو جائینگے شہرنگ بن عمرو نے
یہ راے پسند کی اور بصورت گرگ بنکر جھاڑی کے پاس بیٹھ رہا اور قران ثانی نے صورت
اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کچھ دیر پہلے سے جاکر کنارے چشمے کے بیٹھ رہے لیکن حال مہتر شاپور
شیر دل و برق ثانی کا سنیے کہ جسوقت انکی آنکھ کھلی تو اپنے کو اک باغ میں دیکھا کہ ہزارہا
کنول اور جھاڑ لگے ہوئے ہیں اور ہر ایک سردار ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے نہ ہاتھوں
میں ہتکڑیاں ہیں نہ پاؤں میں بیڑیاں ہیں ایک جانب اک بنگلہ بنا ہوا ہے اس میں چار ساحر

بیٹھے ہوئے ہین اور باہم باتین کر رہے ہین اپنے کو کبھی ایک ایک درخت کے نیچے دیکھا اٹھکر چلنے
کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوئے ہے مجبور ہو کر بیٹھ رہے جب دوسرا دن ہوا اور شام
کا وقت قریب پہونچا تو اُن ساحرون مین باتین ہونے لگین کہ اب کس کو لانا چاہیے ایک نے کہا کہ
بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لے آؤ کہ فرصت ہو جائے یہ سب بے موت مرجائینگے نہین تو
انتشاری برف باری کرکے کام انکا تمام کر دینگے ورنہ یہ سمجھو لو کہ سب گرفتار ہو گئے اور حمزہ ثانی
نہ گرفتار ہوا جب بھی کھٹکا لگا ہوا ہے کیونکہ حمزۂ ثانی مالک باطل السحر ہے اگر یہانتک کسی صورت
سے آگیا تو یہ طلسمی کارخانہ بگڑ جائیگا اور اسی وقت سب چھوٹ جائینگے ہر چند کہ ہم نے اس کے
اخفا کی کوشش بہت کچھ کی ہے مگر شاید نکلتے وقت کوئی عیار پوشیدہ ہو جیسے یہ دونون شیر و آہو
بنکر آئے تھے غرض کہ یہی رائے ٹھہری کہ آج بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لانا چاہیے یہ
صلاح کرکے دو ساحر اٹھے اور ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا روانہ ہوے یہان یہ
دونون عیار مضطرب ہین دل مین کہتے ہین کہ بڑے پھنسے عیاری ندین بڑی بھیا کھل گیا لیکن
وہان شبرنگ بن عمرو گرگ بنا ہوا بیٹھا ہی تھا جیسے ہی حسب عادت ان ساحرون نے جھاڑی مین
سے سر نکالکر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا گرگ کھڑے ہو کر خاک اوڑانے لگا اسنے آواز دی کہ کوئی
نہین ہے جا بیٹھ مگر اک جانور ہے آگے مین دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کچھ رائی سرسون کے دانے ہاتھ مین
لیکر پڑھنے لگا گرگ نے اک نفہ گرد کا منہ پر کھینچ مارا بس گرد دماغ تک سرایت کر گئی اور یہ چھینک
مار کر گرا شبرنگ بن عمرو نے جلدی سے خنجر مار دیا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام جھاڑی مین آگ
لگ گئی اور آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من صرصر جادو
بود بس اسکے مرتے ہی صفیر جادو کو خبر ہو گئی لیکن گرگ بھاگا جوگی نے نکلکر گرگ کو بھاگتے دیکھکر
گیر کی آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے بس آواز دی کہ اب تو بھی صحرا مین اسی طرح بیٹھا رہ
یا تو کوئی درندہ آکر تجھ سے سمجھ لیگا یا تو بھوکون کے مارے مرجائیگا بعد اسکے نہانے کی غرض سے
طرف چشمے کے روانہ ہوا حسب اتفاق ادھر عمرو ثانی کا گذر ہوا گرگ کو دیکھکر کچھ آپ جھجکے تھے
کہ گرگ نے آواز دی کہ یہان آئیے مین آدمی ہون عمرو ثانی آواز شبرنگ کی پہچان کر قریب
آئے اور کہا کہ یہی مسکن ان ساحرون کا ہے جو گرفتار کر لاتے ہین سردارون کو شبرنگ
نے کہا کہ ہان ایک کو مین نے مارا ہے اور ایک چشمے کی جانب گیا ہے وہان بھائی قران ثانی ہین
دیکھیے اگر عیاری بن پڑی تو اسے بھی مارا ورنہ جو کچھ ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اچھا تو مین جاتا ہون
میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا یہ کہکر ایک جانب روانہ ہوے اور اک گوشے مین
گھات سے کھڑے ہو رہے یہان جیسے ہی یہ جوگی چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اک اور بھی شخص نہا رہا ہے
اسنے بطور کفار سلام کرکے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے جواب دیا کہ میرا نام عفریت جادو ہے تمہارا نام
کیا ہے اسنے کہا کہ مجکو صفیر جادو کہتے ہین عفریت جادو نے کہا کہ تمھارے ہاتھ پاؤن
تو بہت تیار ہین کچھ کشتی وغیرہ کا بھی شوق ہے صفیر جادو ہنسا اور کہا کہ ہان ہم چار
بھائی تھے جسمین ایک آج مارا گیا خدا برا کرے عیاران اسلام کا کہ انھون نے اسکو مارا

اب دو اور ہین اور مین ہون سب کو کشتی کا شوق ہی لیکن مین سب سے زبردست ہون اور کبیا ان
سب کو زور دلاتا ہون اور تمام حالات اُسنے گرفتاری سرداران اسلام کے بیان کئے عفریت
جادو اُٹھکر گلے ملا اور کہا کہ کیا دل ٹھنڈا کیا ہی تمنے مین بھی انھین سب کا ستایا ہوا ہون
تمھارے تو باپ ہاویل جادو کو فقط مارا ہیا تو تمام کنبہ اُنھون نے تاراج کر دیا شمشمش
جادو کو جو خداوند ساحران اور میرے ماموں ہوتے تھے اُنکو مارا اب مین نے ایک جگہ کا
قیام ترک کر دیا اور صحرا الصحرا پھرا کرتا ہون لیکن اب جی یہ چاہتا ہی کہ ہم تم ایک جگہ رہ کر
ان خداپرستون کا کام تمام کرین جوگی نے کہا کہ بہتر ہی اور نہانے مین مشغول ہوا بس جیسے
ہی صفیر جادو نے غوطہ لگا کر اُبھرنے کا ارادہ کیا عفریت جادو نے نعرہ کیا کہ منم قران
ثانی اور اُبھرتے وقت لغدہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ پانی مین تلاطم ہوا
بیرون نے خاک اوڑا کر شور کیا کہ کشتی مرا نام من صفیر جادو بود قران ثانی کو معلوم تھا کہ
اس کے مرتے ہی دونون بھائی اسکے ضرور آ پہنچینگے بھاگا لیکن وہان اسکے مرتے ہی تہلستان
مین آگ لگ گئی اور صحرا کو جسقدر بند کر دیا تھا سب معلوم ہونے لگا شمشنگ بن عمرو کے
پاؤن زمین نے چھوڑے یہ دونون بھاگے لیکن حریر جادو و محریر جادو نے دیکھا کہ
دونون بھائی مارے گئے اور دونون عیار بھاگے ہوے چلے جاتے ہین یہ دونون اُٹھکر
دوڑے اور قریب پہونچتے ہی گیر کی آواز دیکر دونون کو پکڑ لیا اور سلا کر اسی طرح قید کیا اب
باہم یہ مشورہ ہوا کہ انتظار کرنا اچھا نہین جسکو پاؤ قتل کر ڈالو بہتر یہ ہی کہ ان سب کو مار کر طرف
لشکر اسلام کے چلو اور خلاصہ مقابلہ کرو یہ ارادہ کرکے ایک تلوار کھینچ کر شاپور شیردل کے
سر پر آیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے شاپور شیردل نے بانگ کر دعا کی بس ایک پتھر آکر کلائی پر پڑا
کہ ہاتھ سے خنجر گر پڑا اگرچہ ٹوٹ گیا اور یہ چھوٹ کر آگے شاپور شیردل کے گرا بس اسکا
گرنا تھا کہ شاپور شیردل نے جلدی سے وہی خنجر اسکی گردن مین مار دیا حریر جادو پھر کہنے لگا
محریر جادو جسکی قید مین سب تھے اسنے دیکھا کہ یہ تو آفت آسمانی معلوم ہوتی ہی اسنے پر پرواز
پیدا کر کے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایک پتھر اسکے سر پر پڑا یہ شور اکر زمین پر گرا گرتا تھا کہ پہلو سے
نکل کے عمرو ثانی نے نعرہ کیا اور آکر اسے بھی ذبح کر ڈالا یہ دونون کٹ کٹ کے لگے ارنڈون
مین آگ لگ گئی سب سردار قید سے چھوٹے چارون ساحر مارے گئے جب یہ دونون بھی
کٹ کٹ کے سرد ہو گئے آوازین پیدا ہوئین کہ حیف مردیم و جہان دادیم و بمطلب خود نہ
رسیدیم کشتی مرا نام من حریر جادو و محریر جادو بود عمرو ثانی سب عیارون اور سردارون
کو ہمراہ لیکر جانب لشکر روانہ ہوے یہان امیر ثانی منتظر تھے اور دو چار رہے تھے کہ جب سے
عیار گئے ہین آج کئی روز ہوے کسی کا پتا نہین خدا جانے انکو کیا گذری شب ہوئی کوئی
دس بجے ہونگے کہ عمرو ثانی مع سب سردارون اور عیارون کے سر جادوگرون کے لیے
ہوے پہونچے صاحبقران ثانی نے سب کو گلے سے لگایا عمرو ثانی کو اور ان چارون عیارون
کو بہت کچھ انعام و اکرام مرحمت فرما کر پھر جشن کا حکم دیا اور تیاری ہونے لگی تیسرے روز سے

پھر جشن شروع ہوا ایسا تک کہ چالیس روز تک برابر جشن رہا آخر روز بہت بڑا جشن ہوا اور اس جشن مین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے فرمایا کہ آج تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہی عمرو ثانی حسب ارشاد گانے کو بیٹھے جوڑی ہفت پیوندی نے کی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کی ایسی ایسی چیزمین بجائین کہ سب جھومنے لگے گویون نے کان پکڑے کہ ہمنے ایسے عطائی نہین دیکھے کہ ہم لوگون پر بھی فوق رکھتے ہین ہر در و دیوار سے سُر کی آواز آتی تھی بعد اسکے امیر ثانی کی فرمایش سے عمرو ثانی نے گانا شروع کیا اور نی ہاتھ سے رکھکر ملحن داؤدی بہ غزل بذوق و شوق شروع کی

غزل

کلیجہ دل مین پھنچا کیا کوئی بے درد ملتا ہی ۔ نکل کر دیکھ لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہی
اکیلے کا کہین دو پہر کشون سے زور چلتا ہی ۔ دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی
خفا ہوکر شرم سے پھر بیٹھنے پہ دم نکلتا ہے ۔ ہمارا اگردش تقدیر ہی سے کام چلتا ہی
طریق دلبری پردہ نشینون کا الگ پایا ۔ فقط اک ہاتھ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہی
ہوہ آسائش عشاق کا ہر رشک ہی اسکا ۔ کلیجہ ہو اگر ٹھنڈا تو دل کمبخت جلتا ہی
کسی حسرت بھرے دل کو مقرر آج مل گزالا ۔ کہ منھ سے کچھ نہین کہتا وہ چپکا ہاتھ ملتا ہی
ادا سے سامنے آنکلو دم آخر ہی آنا تھا ۔ قضا کا وقت جب آتا ہی کب ٹالے سے ٹلتا ہی
کہے وہ دلربا کمبخت ہم کہلائین خوش قسمت ۔ بدل جاتے ہین یون پہلو مقدر جب بدلتا ہی
مین بہلاتا ہون تو سے دل کو وہ پامال کرتے ہین ۔ کسی کا ہاتھ چلتا ہی کسی کا پاؤن چلتا ہی
وہ ہمکو ہاتھ لگا کر پہلو مین بھی کب چین دیتے ہین ۔ پھڑکتا ہی کلیجہ ہر ادا پہ دم نکلتا ہی
مبادا دارفتہ ہی کر بیٹھے تو او ظالم غضب ہوگا ۔ بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھ منھ سے نکلتا ہی
وہ دل بیتاب کردے جسکو شوخی اُن نگاہون کی ۔ کہین رونے سے رکتا ہی سنبھالے سے سنبھلتا ہی
جلال چھپا وہ دل مین چٹکیان لیتا ہی لینے دو ۔ ہمارا عمر غلط ہوتا ہی اُس کا جی بہلتا ہی

اسکے بعد یہ حالت تھی کہ ہر شخص کی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور کوئی اپنے ہوش مین نہ تھا الغرض صبح کو جشن تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا نماز صبح کی پڑھ پڑھ کر سو رہے دوسرے روز صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ سامان سفر درست کرو اور یہان کا بادشاہ ارغوان شاہ دریا باری کو کیا اور عیارون کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال بھاگ کر کس طرف گئے ہین اسی جگہ دفتر تورج نامہ تمام ہوتا ہی واضح رہے ناظرین پاتمکین ہو کہ قبل سے لکھے جانے اس جلد کے چونکہ ارادہ نہ ہوا تھا کہ دوسری جلد بھی تحریر کیجائیگی بنا بر اسکے جلد اول کا جوڑ طلعل نامہ سے ملا دیا گیا تھا مگر از بسکہ آپنے قدر دانی فرمائی اور دوسری جلد بھی طلب کی لہذا حسب الحکم ہم نے اس جلد کو بھی ختم کیا اب ناظرین اس جوڑ کو جو تورج نامہ جلد اول مین تحریر ہی اسی کا جوڑ سمجھین کہ بعد جشن امیر ثانی کو خبر معلوم ہوئی کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ بھاگ کر طرف سائل کے گئے ہین اور زمرد ثانی نے خروج کیا ہی سائل پر لشکرکشی کی ہی اور جدائل خان ہندی نوا سالندھور کا ساتھ ہی لہذا اسلیے یہان سے لندھور روانہ ہوے ہین اور بعد تشریف لیجانے لندھور بن سعدان گرد کے پیش فیمہ

امیر ثانی کا روانہ ہوتا ہی اور خود بھی مع سرداران لشکر اسلام طرف سبائل کے روانہ ہوتے ہین اور حال تقابدار گوہر پوش کا طلسم آبگینہ سلیمانی مین معلوم ہوگا جو بعد لعل نامے کے ہی اگر ناظرین باتمکین قدردانی فرمائین گے تو ہم اُس طلسم کو بھی جو مثل دفتر کے ہی اسی وجہ سے دوسرا نام اُس کا آفتاب شجاعت رکھ دیا ہی تحریر کرینگے لڑائیان اُسکی اور طلسم قابل دید ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان بن امیر حمزۂ عالیشان طلسم آبگینہ پہ پہونچے ہین اور ایک دربند اُسکا فتح کرکے ملکہ ناوک فگن مالک دربند سے کہ نام اُس دربند کا صنم کدۂ آذری تھا عقد کیا ملکہ برائے فاتحہ اپنے باپ کی قبر پر لائی وہان سے بدیع الملک کو ایک لوح اور اسم اعظم حاصل ہوا اور ایک وصیت نامہ ملا جس مین لکھا ہوا تھا کہ اے بدیع الملک آگاہ ہو کہ بعد فتح کرتے صنم کدۂ آذری کے آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کیونکہ فتاح اسکا وہ لڑکا ہوگا جو ملکہ کے بطن سے پیدا ہوگا وہی میرے خون کا بدلا لیگا نام اسکا رفیع البخت رکھنا چاہیے بدیع الملک ان اشیا کے ملنے سے بہت خوش ہوے اور ہمراہ ملکہ ناوک فگن کے واپس آئے اور آگے بڑھنے کا قصد نہ کیا انشاء اللہ یہ دفتر جس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائین گے لطف اُٹھائینگے اور اس دفتر مین شاہزادہ بدیع الملک کی صاحبقرانی ہی والسلام۔ دفتر تورج نامہ جلد دوم بھی بفضل خدا سے حسب قدردانی ناظرین باتمکین تمام ہوا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین کتاب تورج نامہ جلد دوم کہ داستانہائے رنگین اور مضامین دلچسپ و خاطر نشین سے آراستہ و پیراستہ ہی جسمین فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہی اور تناسب الفاظ و عبارتہائے دلپسند و فرحت بخش نے دلون پر اپنے حسن قبول کا رنگ جما دیا ہی از تالیفات قصہ خوان بذلہ سنج فصیح البیان و داستان گوئی شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب بتصحیح و ترتیب مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم بماہ جون سنہ ۱۹۲۷ء بار دوم بسرپرستی و حسب ایمائے عالیجناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہو کر روشنی بخش چشم نظار گیان و نقل محفل نازک خیالان و نور افزائے دیدۂ منتظران ہوئی فقط

نام کتاب	قیمت
جلد چہارم طلسم ہوشربا	للعہ
جلد پنجم " اسکے دو حصہ کیے گئے ہین	
جلد پنجم حصہ اول	سے ر
جلد پنجم حصہ دوم	سے ر
جلد ششم طلسم ہوشربا	للعہ
جلد ہفتم طلسم ہوشربا	للعہ
صنعادلی نامہ - اسمین شہر فرعونیہ کی تباہی کے نہایت دل گداز اور سچے دردناک حالات کا بیان ہے - خداوند لقا کی گرفتاری کا حال کفر کے حرکات پر مسلمانون کے غیظ و غضب اور ناراضگی کا اظہار چار سو بیٹون اور دو سو بیٹیون کے باپ کی کیفیت باغ ارم کی سیر شادیون کے جلوس حج کعبہ کی نیت وغیرہ غرضکہ اس کتاب مین جو داستان ہے وہ لاجواب ہے	سے ر
لعل نامہ - اسکی دو جلدین ہین جنمین نہایت ہی عجیب و غریب داستانین ہین جو جو معرکے ہوچکے ہین اور جنمین کافر مقتول اور مجروح ہوچکے ہین اُن کی اولادین نکلتی ہین اور اپنے باپ بھائیون وغیرہ اعزا کے بدلہ لینے کو تیار ہوکر برسرپیکار آتے ہین - درمیان مین عشقیہ داستانین آتی ہین اور ہجر و وصل کے خوشنما سین جادوگرون کے بہت سے خداؤن کا جمع ہونا اور امیر العین کا دربار رسول خدا مین حاضر ہونا اور جنگ اُحد مین شہید ہوجانا یہ سب حالات پہلی جلد مین ہین -	سپہر
لعل نامہ - دوسری جلد مین صاحبقران ثانی کی روانگی ہوتی ہے اور لشکر کی شوکت طلسم خونخوار کے پیچدار راستے اور فتوحات طلسم فردوزمین مدد طلب کرنا امیر العین اور صحرا کا حال باج اور آتشزدگی کا نہایت خوفناک نظارہ خواجہ عمرو عیار اور بہت سے سردارون کی وفات حسرت آیات	للعہ
بقیہ طلسم ہوشربا - یہ بھی دو جلدین ہین اور طلسم ہوشربا کی جلدون سے بالکل علحدہ ہین فراسیاب	

نام کتاب	قیمت
جب قتل ہوچکا ہے تو اسکے بعد جو واقعات اور جو جو داستانین پیش آئی ہین اور جو جو کفار نئے نکلے ہین اور انکلون نے غدر مچایا ہے ملکہ سرخ سحرچشم نے اپنی عجیب و غریب اور پُرزور جادو کے ذریعہ سے جو جو ظلم ڈھائے ہین عیارون نے جو جو اُن کے جوابات دیے ہین اُن سب کا نہایت رنگین عبارت مین بیان ہے - درمیان درمیان مین جو جو نظمین لکھی ہین وہ سب بھی نہایت دلکش اور عجیب ہین	عکہر
بقیہ طلسم ہوش ربا جلد دوم - جادوگر عیارون وغیرہ سے مغلوب ہوجاتے ہین مگر پھر عین وقت پر اُن کو دوسرے بڑے بڑے جادوگرون کی مدد پہنچ جاتی ہے - لشکر مور و ملخ سے زیادہ ہوتا ہے اور جادوگر اپنے جادو کے ذریعہ سے آگ برساتے ہین - کتنے ہی جادوگر جو لشکر اسلام مین گرفتار ہین وہ رہا ہوجاتے ہین ملکہ نادرہ گل پیرہن - وشورانگیز وسہیل کا کل دراز کی نہایت ہی عجیب داستانین ہین۔	سے ر
دفتر آفتاب شجاعت جلد اول - یہ سب داستانین بالکل ہی نئی ہین لعل نامہ کی دوسری جلد سے اسکا سلسلہ ملتا ہے - خانہ کعبہ کی طرف صاحبقران کی روانگی اور پہلوانون کے دنگل کی کیفیت خزانہ طلسمی کے ملنے کا حال اور شاہانہ جشن کی رنگینیاں دکھائی گئی ہین	سپہر
دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم - اس مین ایک زبردست جادوگر پیدا ہوتا ہے اور اپنے مکر کے ذریعہ جادوگری کو ترقی دیتا ہے مصورون کی سحرکاریان اور متفرق داستانون کا بیان	سے ر
دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم - وحدانیت خدا پر منصفانہ اور فلسفیانہ بحث عیارون کا جگت کفار کا ایمان لانا - دریائے خار کا ایک ہوشربا نظارہ - اُسکے مدوجزر کی کیفیات ڈوبنے والون کی مصیبتین	

نام کتاب	قیمت
اسم اعظم کے کرشمے نہایت عمدہ اور نہایت مرغوب اور رنگین داستان	سے/
دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم - ایک زبردست جادوگر کا شکست فاش کھا کر ایک طلسم کی طرف بھاگ جانا - صاحبقران بدیع الملک کے لشکر کا جاہ و جلال ایک نہایت ہی پرفضا جنگل کا خوشنما سین شاہوں اور دیوؤں کی جنگ از زبردست جادوگر کے سحر کے کرشمے مسلمانوں کے لشکر کے مصائب بے پایان کوہ قاف کے پریزادوں کی لڑائیاں اور طرح طرح کی عشقیہ داستانیں	للعہ
دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم - اس کے دو حصے کئے گئے ہیں پہلے حصے میں لقا بادان قاف اور ایرج نوجوان کی کیفیت ایک مضبوط اور زبردست دروازے کا حال - ابلق سوار اور طلسم باطن اور ظاہر وغیرہ کی کیفیت اس کی ہر ایک داستان لاجواب اور پر لطف نہایت ہی دلچسپ ہے۔	چہر
دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصہ دوم شاہزادہ بدیع الملک کے لڑکے کی بہادری کے حیرت انگیز نمونے اور کارنامے طلسموں کا ٹوٹ جانا - جادوگروں سے زبردست مقابلہ دریا - اور دریا بار جادوگر کا حال - محبوب کاکل کشا کی داستان اور شاہزادے کے عشق و محبت کے بیحد دلچسپ اور قابل قدر افسانے کئی زبردست پہلوانوں اور حسین پریزادوں کی شجاعت اور حسن کے نمونے۔	چہر
گلستان باختر - آفتاب شجاعت کے پانچویں دفتر سے انکا سلسلہ ملتا ہے اس کے تین حصے ہیں مگر تینوں لاجواب اور بے مثل ہیں بہت سی ما سبق داستانوں کا یہ نچوڑ ہے اور اسی سے نتیجہ نکلتا ہے۔	
حصہ اول	عہ
حصہ دوم	عہ
حصہ سوم	للعہ

نام کتاب
طلسم ہوشربا ہفت پیکر منقسم بسہ جلد جلد اول
" جلد دوم
" جلد سوم
طلسم نوخیز جمشیدی منقسم بسہ جلد جلد اول
ایضاً جلد دوم
" جلد سوم
طلسم خیال سکندری منقسم بسہ جلد
طلسم زعفران زار سلیمانی جلد اول
ایضاً جلد دوم
طلسم فصاحت
طلسم تاریخ
ترجمہ اردو وابن حسن کردسو
بوستان خیال جلد دوم دوحۃ الابصار ترجمہ معزالدین ملسمہ
" سوم ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ
" چہارم شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ
" پنجم مطلع الانوار
" ششم موسوم بہ خزینۃ الاسرار
" ہفتم مسمی بہ نور الانوار
" ہشتم موسوم بہ مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ
" نہم مسمی بہ تفریح الاحرار
الف لیلہ با تصویر کامل ہر چہار جلد کاغذ سفید
کاغذ خاکی
الف لیلہ نظم - کامل
فسانہ عجائب متوسط قلم
بلا تصویر خفی قلم
سوانح عمری عمرو عیار
جادو کا تسخیر
رموز الیمبرٹ کامل
المشتہر
منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ